منہج سلف صالحین کے مطابق تفسیر بالحدیث کا بہترین انداز

توضیح القرآن

ترجمۃ القرآن

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

فقیہ العصر العلامۃ مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ

تخریج

شیخ الحدیث مفتی محمد عبیداللہ خان عفیف حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

توضیح القرآن

ترجمۃ القرآن

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عبیداللہ خان عفیف رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قدوسیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

878



ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے
والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اشاعت ـــــ اپریل 2007

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ◉ غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124

مکتبہ قدوسیہ
رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد
Ph:041-2640194

قدوسیہ اسلامک پریس
Out Fal Road
Ph:042-8441583

www.quddusia.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

خالق کائنات نے انسان کی راہنمائی کے لیے کتنے ہی انبیاء کو مبعوث فرمایا اور کئی کتب وصحائف ان کی طرف بھیجے۔ یہ تمام انبیاء کرام کسی خاص بستی، قوم یا علاقے کی طرف مبعوث ہوئے اسی طرح ان پر نازل شدہ شریعت بھی اسی قوم کے لئے خاص ہوتی تھی حتیٰ کہ نبی آخر زمان ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کی نبوت کسی خاص قوم کے لئے نہ تھی بلکہ آپ ﷺ تمام انسانیت کے لئے رحمت بن کے آئے۔ چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا اس لئے آپ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک کے لئے وسیع ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمائی۔ ختم نبوت کے سبب قرآن کریم بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آسمان سے نازل ہونے والی آخری کتاب ہے۔ چنانچہ یہ کتاب جہاں خیر وبرکت کی انتہا ہے وہیں زندگی گزارنے کے تمام اصول وضوابط اور جملہ علوم کا مجموعہ بھی۔

دنیا بھر کی زندہ زبانوں میں اس کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں جبکہ مسلسل کام جاری ہے۔ اردو زبان میں بھی کتنے ہی خوش نصیب حضرات نے اس کے ترجمے اور تفسیر کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس کتاب کا اعجاز ہے کہ ہر صاحب قلم کا رنگ دوسرے سے جدا اور ممتاز ہے لیکن نکتے اور معانی ہیں کہ چلے آتے ہیں۔ اور شوق ہے کہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے کہ دیکھئے معانی و جواہر کے کیا راز ابھی اور کھلنے کو ہیں۔ ایسے ہی قرآن کریم کے یہ حواشی اپنی منفرد انداز بیان وطباعت کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ جو کہ ہمارے والد محترم مولانا عبدالخالق قدوسیؒ کے استاذ حضرت مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ تعالیٰ نے ترتیب دیئے جبکہ ان کے تلمیذ مفتی محمد عبیداللہ خان عفیف نے ان پر نظر ثانی کی اور بہت محنت سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ جس کی وجہ سے ان حواشی کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

جن احباب نے اپنے مشوروں سے نوازا اور ہماری ہمت بندھائی خاص طور پر جناب محمد حسین ظاہری اور ابوالحسن مبشر احمد ربانی کے ہم ممنون ہیں۔ توضیح القرآن کا متن پاکستان کے نامور خطاط جمیل حسن تلمیذ سید نفیس رقم کا لکھا ہوا ہے۔ مکتبہ قدوسیہ کے رفقائے کار رشید سبحانی، جاوید اسلام نے کمپوزنگ کا کام نہایت محنت سے کیا، دارالفرقان کے مدیر ہمارے دوست حافظ عبدالخبیر اویسی نے غیر معمولی محنت سے دو مرتبہ پروف ریڈنگ کا کام مکمل کیا۔ ان کی معاونت جمیل اختر لاہوری، حافظ وسیم شہزاد اور عبدالقدوس حامدی نے کی۔ میرے چھوٹے بھائی انجینئر ابوالحسن علی نے نہایت محنت اور جذبے سے طباعت کے مراحل طے کئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ان تمام ساتھیوں اور احباب کی محنتوں اور قرآن کریم سے اس محبت اور خدمت کا ان سب کو دنیا اور آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ہمارے لئے بھی اس کو صدقہ جاریہ فرمائے۔ آمین

ابوبکر قدوسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر حالات

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ

توضیح القرآن کے فاضل مصنف استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرشید ماموں کانجن کے قریب ایک گاؤں میں 1922ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبدالحق مسلکاً اہل حدیث تھے۔ ان کے آباؤ اجداد موضع پھرالہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مولانا عبدالرشید نے مختلف سکولوں میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر وہ دینی تعلیم کے لیے جھوک دادو ولی کامل میاں محمد باقر کے مدرسے میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے انہوں نے درس نظامی کی تکمیل کی۔ ان کی قابلیت سے متاثر ہو کر میاں باقر رحمہ اللہ نے اپنے مدرسے میں انہیں تدریس کی ذمہ داریاں سونپ دیں۔

مولانا عبدالرشید کے نمایاں اساتذہ میں حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی' حافظ محمد بھٹوی' مولانا داؤد بھوجیانی اور مولانا شرف الدین محدث دہلوی تھے۔ بخاری شریف کا درس انہوں نے مولانا شرف الدین محدث دہلوی سے لیا۔ ان کے ہم سبق افراد میں حافظ مولوی عبداللہ فیض پور والے' مولانا محمد صدیق لائلپوری اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی بھی تھے۔

مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری سے متاثر تھے۔ ان کی تحریروں کے زیر اثر ان کی طبیعت میں بھی مناظرانہ رنگ پیدا ہو چکا تھا۔ ان کا شمار ممتاز طلباء میں ہوتا تھا۔ بطور مدرس بھی وہ نہایت کامیاب ثابت ہوئے۔ جھوک دادو میں ان کے معروف تلامذہ میں شیخ الحدیث حافظ محمد بنیامین فردوسی' شیخ الحدیث مفتی عبیداللہ عفیف اور ہمارے والد گرامی قدر حضرت مولانا عبدالخالق قدوسی تھے۔ اس حاشیہ قرآن پر نظر ثانی اور مراجعت کی سعادت بھی جناب مفتی عبیداللہ عفیف کو حاصل ہوئی ہے۔

مولانا عبدالرشید 1968ء تک جھوک دادو رہے۔ پھر وہ جامعہ قدس اہل حدیث چوک دال گراں لاہور چلے آئے۔ یہاں انہوں نے چار پانچ سال تدریس کی۔ ایک اور مفسر قرآن اور نامور علمی شخصیت مولانا فضل الرحمٰن خطیب مسجد مبارک ریلوے روڈ نے مولانا عبدالرشید سے صحیح مسلم تک پڑھا۔ جامعہ قدس کے بعد مولانا عبدالرشید تقویۃ الاسلام المعروف مدرسہ غزنویہ میں چلے آئے۔ یہاں بھی انہوں نے تقریباً پانچ سال تک تدریس کی۔ پھر بیماری کی وجہ سے سلسلہ تدریس ترک کر دیا۔ مولانا عبدالرشید نے سنت نگر لاہور میں مسجد محمدی قائم کی۔ اس مسجد میں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا۔ تاحال یہ مدرسہ جاری ہے۔ اگرچہ اب مولانا عبدالرشید کے لیے ضعیف العمری کی وجہ سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھنا ممکن نہیں لیکن اس مسجد اور مدرسے کا انتظام انہی کے پاس ہے۔ یہاں طالبات کے لیے بھی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا' مولانا عبدالرشید شیخ الاسلام حضرت امرتسری سے متاثر تھے۔ تفسیر ثنائی ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا امرتسری کی تحریریں پڑھ کر انہیں بھی لکھنے کا شوق ہوا۔ انہوں نے کئی ایک رسالے اور مضامین لکھے۔ ان رسائل و مضامین کا بنیادی موضوع عقیدہ توحید کی اصلاح' مقام نبوت' سیرت النبی' سیرت اصحاب رسول وغیرہ تھا۔ اصلاحی نوعیت کے یہ رسائل فی سبیل اللہ تقسیم کیے جاتے تھے۔ مولانا عبدالرشید نے مسئلہ ختم نبوت پر بھی ایک رسالہ تحریر کیا جو کہ لاہوری مرزائیوں کے جواب میں تھا۔

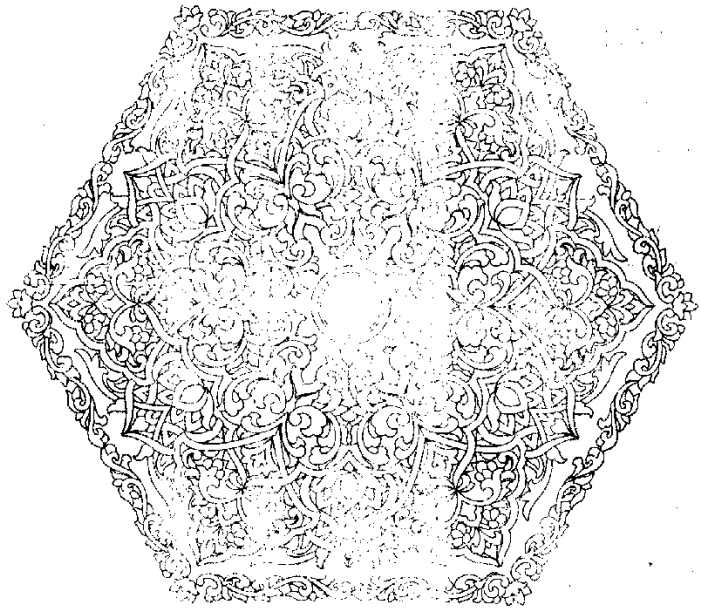
جون 1969ء میں مولانا عبدالرشید نے قرآن کریم کے معانی و مطالب پر مشتمل مختصر حواشی ترتیب دینے شروع کیے۔ چند پارے مکمل ہوئے تو انہوں نے اپنا کام مولانا ابوبکر غزنوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی خدمت میں پیش کیا۔ ان بزرگوں نے اس کوشش کو بے حد سراہا اور مولانا عبدالرشید کی خوب حوصلہ افزائی فرمائیں۔ چنانچہ مولانا عبدالرشید نے اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے یہ مشکل سنگ میل عبور کرلیا۔ مولانا کے مسودے کے 30ویں پارے کے آخر میں تاریخ تکمیل چار نومبر 1980ء مطابق 25 ذی الحجہ 1400ھ درج ہے۔ اس طرح ساڑھے گیارہ سال کے طویل عرصے میں مولانا نے یہ حواشی ترتیب دیئے ہیں۔ جو کہ ان کے تبحر علمی کا آئینہ ہیں۔ مولانا نے اس مختصر تفسیر میں سلف صالحین کے منہج کو اپنایا ہے اور اہل سنت کے عقائد کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے یہ تفسیری حواشی مرتب فرمائے ہیں۔ تفسیر قرطبی' تفسیر طبری' تفسیر ابن کثیر اور تفسیر ثنائی خاص طور سے ان کے سامنے رہی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی یہ اخلاص بھری مساعی قبول فرمائے اور اس قرآن کریم کو مولانا عبدالرشید' ان کے اساتذہ' حضرت مفتی عبیداللہ عفیف اور ناشر کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

(از قلم عمر فاروق قدوسی)

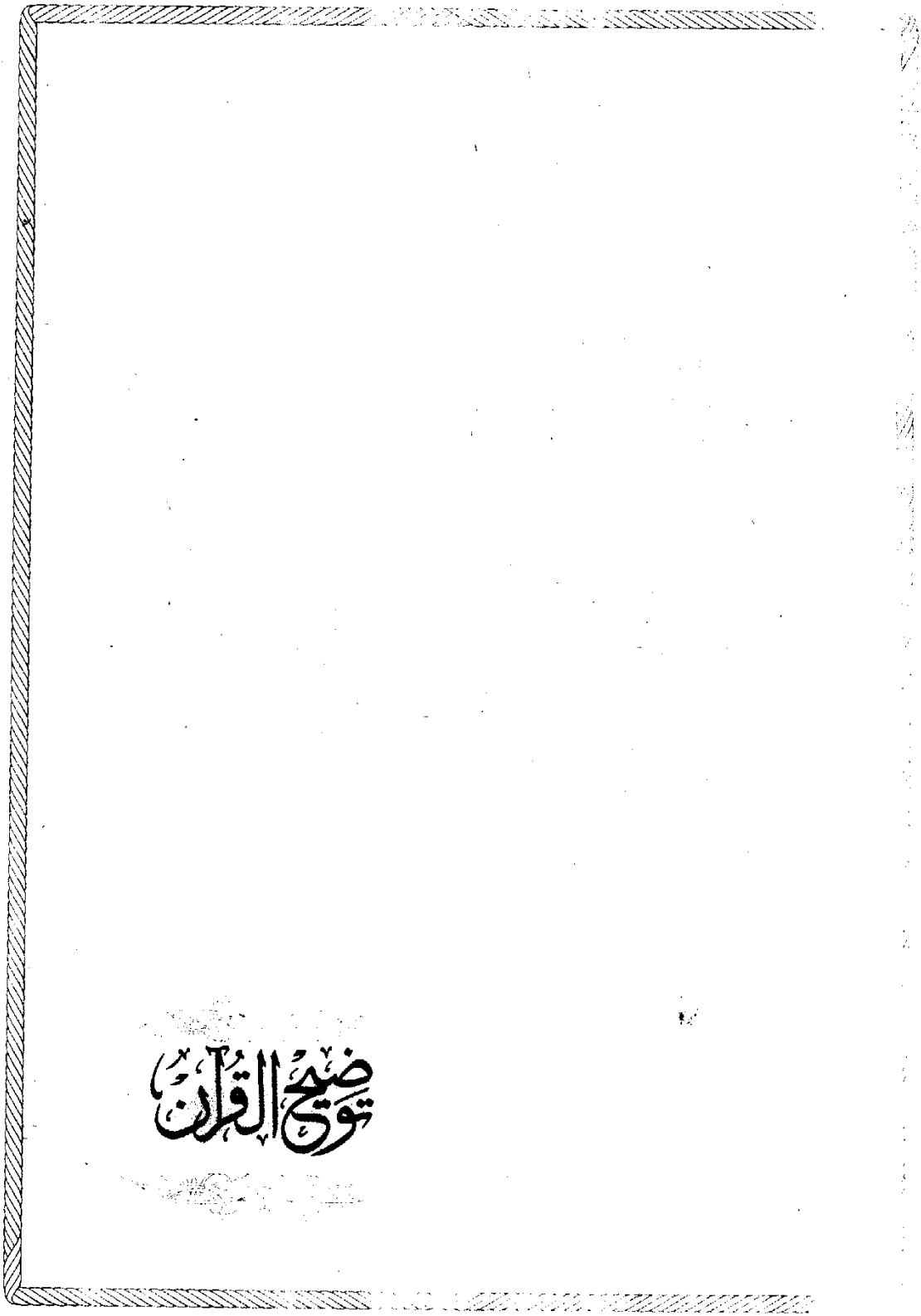
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح القرآن

ترجمہ سلف صالحین کے مطابق تفسیر العربیت کا بہترین انداز

ترجمۃ القرآن

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

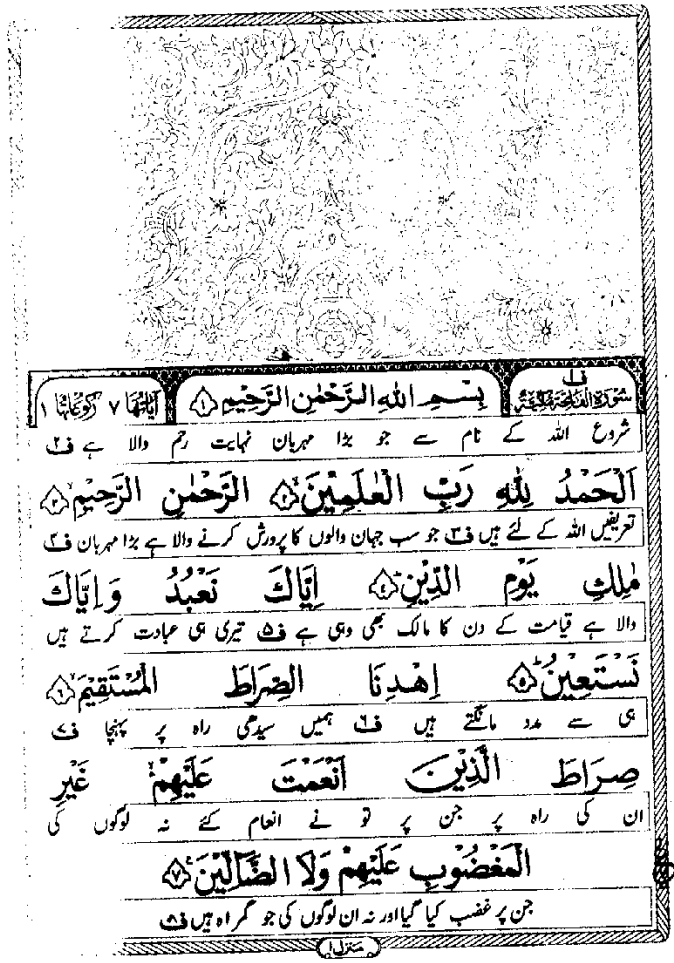
نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عبیداللہ خان عفیف رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شان نزول ☆ مکہ شریف میں جب نماز فرض ہوئی تھی تو یہ سورت (فاتحہ) نازل ہوئی۔

ف: اس سورت کے کئی نام ہیں اور ہر نام سے اس کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے' مثلاً اس کو فاتحہ الکتاب بھی کہتے ہیں کیونکہ کتاب اللہ کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے۔ (۲) ام القرآن۔ (۳) اساس' اس لئے کہ تمام قرآن کی اصل یہی ہے۔ (۴) کنز' اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اور اس میں بندوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ یوں دعا کریں۔ (۵) شفا۔ سنن دارمی میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر زہر کے لیے شفا ہے۔ (سنن الدارمی) (۶) الصلوٰۃ' اس لئے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی' نہ امام کی' نہ مقتدی کی اور نہ منفرد کی' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ الحمد شریف کے پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی (نماز چاہے فرض ہو یا نفل' نمازی امام ہو یا مقتدی یا اکیلا)۔ (متفق علیہ)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ)) (کتاب القراۃ للبیہقی) کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں الحمد شریف نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے'' آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کیا اس وقت بھی پڑھیں؟ تو ابوہریرہؓ نے فرمایا: ہاں پڑھ اس کو آہستہ۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنے نفس (دل) میں پڑھ۔

امام ابوحنیفہؒ کا پہلا قول یہ تھا کہ مقتدی کو نماز میں فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے مگر جب انہیں احادیث پہنچیں تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ نے احتیاطاً اپنے پہلے قول سے رجوع فرما لیا' ان کے نزدیک بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہے۔

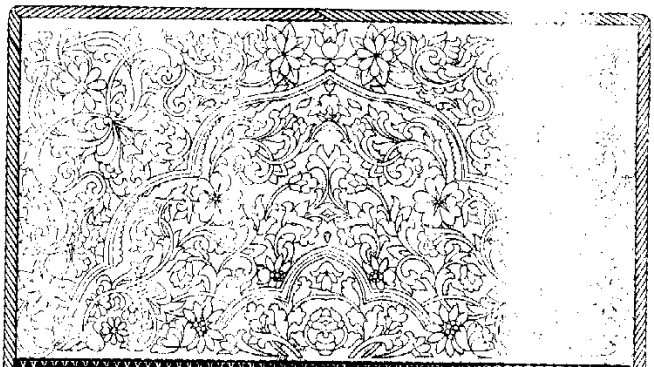
علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں بعض أصحابنا يستحسنون ذلك على سبيل الاحتياط فى جميع الصلوات و بعضهم فى السرية فقط و عليه فقهاء الحجاز و الشام. (عینی شرح بخاری بحوالہ غنیۃ الفہام: ص ۱۵۶)۔ ''ہمارے بعض فقہاء ہر نماز میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو مستحسن فرماتے ہیں اور بعض فقط سری میں' مکہ مدینہ اور ملک شام کے فقہاء کا یہی مذہب ہے۔'' و يستحسن على سبيل الاحتياط فيما يروى عن محمدؒ. (ہدایہ) فاتحہ کا پڑھنا مستحسن ہے جیسا کہ امام محمدؒ کا مذہب ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: فان قرأتها فريضة و هى ركن تبطل الصلوة بتركها (غنیۃ الطالبین) سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے' یہ سورت نماز کا رکن ہے اور اس کے نہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس قدر واضح دلائل کے ہوتے ہوئے پھر مباحثے و مناظرے کر کے مسلمانوں میں اختلاف ڈالنا' جھگڑا کھڑا کرنا اور اس کے خلاف فتویٰ دینا کس قدر جرأت و دلیری ہے۔ الی اللہ المشتکیٰ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

(۷) الرقیہ۔ یعنی یہ دم کی سورت بھی ہے کیونکہ صحابہ کرام اسے پڑھ کر بیماروں پر دم کیا کرتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سورت (فاتحہ) کے مثل کوئی سورت نہ توراۃ، نہ انجیل اور نہ زبور میں نازل ہوئی ہے اور نہ قرآن میں ایسی کوئی سورت ہے اور یہی سبع مثانی ہے اور یہی وہ القرآن العظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔'' (جامع ترمذی)

ترمذی نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس سورت جیسا بابرکت کلام نہ تورات میں ہے نہ انجیل میں اور نہ کسی دوسری آسمانی کتاب میں نازل ہوا۔ یہی قرآن عظیم ہے جو مجھ (آنحضرت) کو ملا۔ (۸) ام القران' سورت فاتحہ کا ایک نام ام القرآن بھی ہے۔ یہ اس لئے کہ ماں کا وجود اولاد کے وجود سے پہلے ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ساری اولاد کا مبدا یعنی جائے پیدائش ہوتی ہے اور اس کا شکم بالاجمال اس اولاد پر مشتمل ہوتا ہے جو اس سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ سورت سارے قرآن مجید کے تمام اہم مقاصد پر حاوی اور ان کی جامع ہے۔ بالفاظ دیگر یہ سورت پورے قرآن مجید میں مذکور عقائد' عبادات' احکام' اعمال' (بقیہ صفحہ 849 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

میں ہوں اللہ بڑے علم والا۔ ف۱ یہ کتاب بلاشک (صحیح) ہے۔ اللہ سے ڈرنے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

والوں کے لئے ہدایت ہے۔ ف۲ جو غیب کی باتیں مانتے ہیں ف۳

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③

اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

اور وہ جو تیری طرف اتری ہوئی کتاب اور تجھ سے پہلے اتری ہوئی

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ ④

بھی مانتے ہیں اور یہی لوگ قیامت کو مانتے ہیں

(منزل ۱)

شان نزول ☆ یہ پہلی سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی مگر ایک آیت وہ بالاتفاق حجۃ الوداع کے دن منیٰ میں اتری۔ اس سورت کی پہلی آیات نازل ہونے کا سبب مالک ابن صیف یہودی ہے جو مومنوں کے دل میں شک ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب وہ نہیں ہے جس کی خبر پہلی کتابوں میں دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس شک کو رفع کر کے مومنوں کی مدح اور کافروں کی مذمت میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

سورۂ بقرہ کے فضائل ☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو، بلاشک وشبہ قیامت کے دن قرآن کریم اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والوں کی سفارش کرے گا۔ پڑھو دو نور اور ہدایت والی یعنی سورہ بقرہ اور آل عمران کو یقیناً یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن بادلوں کی طرح یا پرندوں کی قطاروں کی طرح اپنے پڑھنے والوں کے سر پر سایہ کرتی ہوئی چلیں گی اور اس کی بخشش کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑیں گی۔ ان سورتوں کا پڑھنا اور یاد رکھنا باعث برکت ہے اور ان سے محروم رہنے والوں کو قیامت میں بڑی حسرت ہوگی۔ یہ سورتیں جادوگروں کو یاد نہیں ہوسکتیں، پس ان سورتوں کا یاد ہونا ایمان کی علامت ہوا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیطان یعنی آسیب کا دخل نہ ہوگا۔ اور جتنے احکام الٰہی اس سورت میں درج ہیں اتنے کسی اور سورت میں نہیں ہیں اس کو سورہ بقرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔

ف۱: یہ حروف مقطعات ہیں اور اسرار وحی میں سے ہیں۔ ان حروف کے معانی اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت سے بندوں پر ظاہر نہیں کئے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ وہی باتیں بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے کوئی حرج دین میں واقع ہوتا ہو اور ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہ تھا۔ ہاں رسول کریم نے اتنا فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں۔ مفسرین نے جو ان کے مختلف معانی بیان کئے ہیں، وہ صرف ان کی قیاس آرائیاں ہیں۔

بعض سلف سے مثل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے جو معانی منقول ہیں اس سے تسہیل مقصود ہے یہ نہیں کہ یہ مراد حق تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ترجمہ جسے آپ دیکھ رہے ہیں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ف۲: ہدایت کے معنی ہیں راہ دکھانا، توفیق دینا، مطلب کھولنا، الہام کرنا، راستہ بتانا اور نرمی سے جو مطلب تک پہنچا دے۔ اگرچہ یہ کتاب فی نفسہٖ ہدایت عام ہے لیکن چونکہ اس سے فائدہ متقیوں کو پہنچتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی وہ لوگ جو برائیوں سے بچتے ہوں اور راہ حق کی تلاش میں ہوں تو وہ جب اس کتاب کو پڑھیں گے اور اس کے مضامین میں غور سے کام لیں گے تو ان کو وہ راستہ مل جائے گا جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ یعنی زندگی کی پر پیچ راہوں کے درمیان یہ کتاب راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور عقائد و افکار، اخلاق و معاملات اور خصائل و اعمال کے بارے میں صحیح نقطۂ نظر پیش کرتی ہے اس کی روشنی میں انسان راہ حق پر چل کر منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ اگر تقویٰ سے لغوی معنی مراد لئے جائیں یعنی راہ بتانے والی ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو تو مشہور اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوگا تو وہ قرآن کا بتایا ہوا طریقہ نہیں دیکھے گا۔

ہدایت کے چار مرتبہ ہیں۔

① الہام فطرت یا معارف ضروریہ کا علم جیسے رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰہٰ: ۵۰) ② یا وحی نبوت جیسے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (السجدۃ: ۲۴) ③ توفیق و تیسیر جیسے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۶۹) ④ توفیق و تیسیر جیسے جنتی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ. (الاعراف: ۴۳) (عفیف)

ف۳: غیب وہ ہے جو ظاہر نہ ہو اور یہاں وہ مراد ہے جس کا دیکھنا سننا دنیا میں نہیں ہوتا جیسے جنت، دوزخ، عذاب، ثواب اور فرشتے وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہی لوگ اپنے رب کے فرمان پر ہیں اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

وہ لوگ جو انکاری ہیں جن کو تیرا سمجھانا اور نہ سمجھانا

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ

برابر ہے وہ لوگ (اس کتاب کو) نہیں مانیں گے۔ ف۱ (اس لیے کہ اللہ نے ان کے دلوں کو قبولیت حق سے)

سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اور کانوں کو (سننے سے) بند کر دیا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کو عذاب بھی

عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ

بڑا ہوگا ف۲ اور بعض لوگ ایسے ہیں (جو مسلمانوں سے رسوخ پیدا کرنے کیلئے) کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے اور

بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَ

قیامت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ دل سے ان کو ایمان نہیں۔ وہ اللہ کو اور

الَّذِينَ آمَنُوا ۖ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾

عام مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور (یاد رکھیں کہ وہ) اپنی جانوں ہی سے فریب کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ف۳

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ نے بھی ان کی بیماری زیادہ کردی اور ان کو ان کے

أَلِيمٌ ۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا

کذب کے سبب سے دردناک عذاب ہوگا ف۴ اور جب کبھی کوئی ان سے کہے کہ ملک میں

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾

فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو بس مصلح ہیں

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا

ہوشیار رہو بے شک یہی مفسد ہیں مگر سوچتے نہیں ف۵ اور جب کوئی ان سے

قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ

کہتا ہے کہ لوگوں کی طرح ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ کیا

كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن

ہم بیوقوفوں کی طرح مان جائیں؟ ہوشیار رہو وہی بیوقوف ہیں اور لیکن

ف۱: یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی جن کی کفر پر موت کے بارے میں اللہ تعالیٰ علم قدیم سے جانتا تھا جیسا کہ عتبہ وشیبہ وابو جہل وولید بن مغیرہ۔

ف۲: اس آیت میں دل' کان اور آنکھ کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ علم کے یہی تینوں ذرائع ہیں۔ دل سے سمجھا جاتا، کان سے سنا جاتا اور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے، مگر جب دل اور کان پر مہر لگ گئی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا تو آپ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی سن سکتے ہیں۔ مراد یہ کہ یہ لوگ حق بات کے سننے سے تکبر واعراض کرتے ہیں اور دل' آنکھ اور کان سے کام نہیں لیتے۔ ان کے اعمال بد کی شامت سے ان کے دل سیاہ ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کے کلام سے متاثر نہیں ہوتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر اس گناہ کی وجہ سے ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے بعد توبہ وندامت کا اظہار کرے اور گناہ سے رک جائے تو دل کی صفائی ہو جاتی ہے اگر وہ گناہ میں اور زیادہ ہو جائے تو اس نکتے کی سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور بڑھتے بڑھتے پورے دل پر چھا جاتی ہے اور یہ وہی زنگ جس کی خبر خدا تعالیٰ دیتا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففین: ١٤) (ترجمہ) خبردار رہو کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔

ف۳: اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ابن ابی منافق اور اس کے حواریوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور نفاق نہ کرو' اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ نفاق کی نسبت ہماری طرف کرتے ہو باوجود اس کے یہ کہ ہم ایماندار ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کلام کے رد کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

ف۴: ایک بیماری یہ تھی کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تھا اسے مجبوراً قبول کرنا پڑا اور دوسری بیماری یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زیادہ کر دیا یعنی ان کو ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دے دیا کہ جن کے یہ خیر خواہ تھے۔

ف۵: چونکہ منافقوں کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اس لیے مسلمانوں سے ان کی حقیقت پوشیدہ رہ جاتی ہے۔ وہ ایمان دار مسلمانوں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکہ دے دیتے ہیں اور ان کے بے حقیقت کلمات اور کفار کی پوشیدہ دوستیوں سے مسلمانوں کو خطرناک مصائب جھیلنے پڑتے ہیں،

پس فساد کی بنیاد رکھنے والے تو یہ منافقین ہوئے۔ اگر یہ منافقین اپنے کفر پر ہی قائم رہتے تو ان کی خوفناک سازشوں اور گہری چالوں سے مسلمانوں کو اتنا نقصان ہرگز نہ پہنچتا اور اگر پورے مسلمان ہو جاتے اور اپنا ظاہر باطن یکساں کر لیتے تب تو دنیا کے امن وامان کے ساتھ آخرت کی نجات وفلاح بھی پا لیتے' باوجود

اس خطرناک پالیسی کے جب انہیں یک سوئی کی نصیحت کی جاتی تو فوراً ہی کہہ اٹھتے کہ ہم تو صلح چاہنے والے ہیں اور ہم کسی سے بگاڑ نہیں چاہتے۔ ہم تو فریقین کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ (منافقین) کہتے تھے "ہم ان دونوں جماعتوں یعنی مومنوں اور اہل کتاب کے درمیان صلح کرانے والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان کی نری جہالت ہے جسے یہ صلح سمجھتے ہیں، وہ عین فساد ہے لیکن انہیں شعور ہی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ

(وہ) نہیں جانتے اور جب (یہ) مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں (کہ) ہم (تو) مدت سے مسلمان ہیں

اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ

اور جب اپنے بڑے کافروں سے علیحدگی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ف۱ (مسلمانوں سے تو)

مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

ہم صرف مسخری کرتے ہیں۔ اللہ ان کو مسخری کی سزا دے گا اور ان کی سرکشی کے سبب سے ان کو کھینچے گا

يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

حیران پھریں گے۔ یہی تو ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی لے لی ہے

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی اور نہ ان کو (سوداگری کا) ڈھب (طریقہ) ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ

ان کی مثال اس کی طرح ہے (کہ) جس نے (جنگل میں) آگ جلائی پھر جب اس آگ نے

مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ

اس کا اردگرد روشن کیا تو ان کا نور اللہ نے کھینچ لیا اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ رکھا ہے

لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

کچھ نہیں دیکھتے۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس یہ رجوع نہ کریں گے ف۲

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

یا (مثال ان کی) مینہ (بارش) والوں کی سی ہے جو اوپر سے اترا اس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہے

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ

کڑک کی آواز سے موت سے ڈرے ہوئے اپنی انگلیاں کانوں میں

الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ

دیتے ہیں اور اللہ نے سب کافروں کو گھیر رکھا ہے قریب ہے کہ بجلی

يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ

ان کی بینائی اچک لے، ف۳ جب کبھی ان پر روشنی ہوتی ہے تو اس میں چل دیتے ہیں اور جب

اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

ان پر اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان

ف۱: مطلب یہ ہے کہ یہ بدباطن مسلمانوں کے پاس آ کر اپنا ایمان، دوستی اور خیر خواہی ظاہر کر کے انہیں دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ مال و جان کا بچاؤ بھی ہو جائے اور بھلائی اور غنیمت کے مال و جان کا بچاؤ بھی ہو جائے اور بھلائی اور غنیمت کے مال میں حصہ بھی قائم ہو جائے۔ اور جب اپنے ہم مشربوں میں ہوتے ہیں تو ان ہی کی سے کہنے لگتے ہیں۔ خَلَوْا کے معنی یہاں ہیں اِنْصَرَفُوْا، ذَهَبُوْا، خَلَصُوْا اور مَضَوْا یعنی لوٹتے ہیں اور پہنچتے ہیں اور تنہائی میں ہوتے ہیں اور جاتے ہیں پس خَلَوْا جو کہ اِلٰی کے ساتھ متعدی ہے، اس کے معنی لوٹ جانے کے ہیں۔ فعل مضمر اور ملفوظ دونوں پر یہ دلالت کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں: اِلٰی معنی میں مع کے مترادف ہے۔ مگر اول ہی ٹھیک ہے اور ابن جریرؒ کے کلام کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ شیاطین سے مراد رؤساء بڑے اور سردار ہیں جیسے علمائے یہود اور سرداران کفار قریش و منافقین۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہؓ کا قول ہے کہ یہ شیاطین ان کے امراء اور سرداران کفر تھے اور ان کے ہم عقیدہ لوگ بھی۔ شیاطین یہود بھی انہیں پیغمبری کے جھٹلانے اور قرآن کی تکذیب کرنے کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

ف۲: یہ صورت حال قیامت کے دن واقع ہوگی چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منافق جو مسلمانوں کے ساتھ مسخرا اور ٹھٹھا کرتے ہیں اس کے بدلے میں ان کے ساتھ قیامت میں یہ ہنسی کی جائے گی کہ ان کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور ان کو اس طرف بھیجا جائے گا۔ جب دروازے کے قریب پہنچیں گے تو جنت کا دروازہ بند ہو جائے گا پھر وہاں سے دھکے دے کر دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے تاکہ خوب حسرت اور ذلت ہو۔

ف۳: حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور بعض دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد کچھ لوگ مسلمان ہوئے مگر اسلام ان کے دل میں راسخ نہ ہوا چنانچہ پھر منافق بن گئے تو ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اندھیرے میں ہو پھر آگ جلا کر روشنی حاصل کرے اور اردگرد کی بھلائی و برائی دیکھنے لگے اور معلوم کرے کہ کس راہ میں کیا ہے؟ ایسے میں اچانک آگ بجھ جائے اور روشنی جاتی رہے تو اب معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس راہ میں کیا ہے؟ اسی طرح منافق شرک و کفر کی ظلمت میں تھے پھر اسلام لا کر بھلائی برائی یعنی حلال حرام وغیرہ دیکھنے لگے مگر پھر کافر ہو گئے اور حلال و حرام خیر و شر میں ان کو کچھ تمیز نہ رہی۔

ف۴: دین اسلام میں انجام کار سب نعمت ہے اور کچھ محنت ہے جیسے بارش ہے کہ اس سے آبادی ہوتی ہے، اور پہلے کڑک اور بجلی ہے۔ جو لوگ منافق ہیں تو وہ پہلے کی سختی سے ہی ڈر جاتے ہیں اور ان کے سامنے مصیبت آتی ہے، جیسے بجلی میں کبھی اجالا ہے اور کبھی اندھیرا، تو اسی طرح منافق کے دل میں کبھی کبھی اقرار اور کبھی انکار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شروع سے یہاں تک تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا اول مومن، دوسرے کافر، تیسرے منافق۔ جو دیکھنے میں مسلمان ہیں اور دل ان کا ایک طرف نہیں۔ یہ کافروں اور منافقوں کے حال کی تمثیل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بجلی کی چمک سے ایک طرح کی روشنی پیدا ہو کر اندھیرے میں راستہ نظر آ جاتا ہے اور بادل کی کڑک سے دل دہل جاتا ہے اسی طرح کافر اور منافق جب جنت، فتح اور غنیمت کا حال سنتے ہیں تو اس دین کی طرف مائل جاتے ہیں اور جب عذاب، دوزخ اور جہاد کی سختی کا حال سنتے ہیں تو پھر بدک جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا

اور آنکھیں بھی چھین لیتا اللہ تو یقیناً ہر ایک کام کرسکتا ہے ف۱ اے لوگو

النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ

تم اپنے مولا کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید تم (عذاب سے) بچ جاؤ ف۲ جس نے تمہارے لئے زمین کو مثل

فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

فرش کے بنایا اور آسمان کو مثل چھت کے اور بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ

کے ساتھ تمہارے لئے ہر قسم کے میوہ جات سے رزق پیدا کرتا ہے پس تم دیدہ و دانستہ اللہ کے لئے

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى

شریک نہ بناؤ۔ اور اگر تمہیں اس میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

پر نازل کی ہے تو تم بھی اس جیسا ایک ٹکڑا بنالاؤ اور سوا اللہ کے اپنے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر (یہ) نہ کر سکو

وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ

اور (تم کبھی بھی یہ) نہ کر سکو گے تو (پھر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی

الْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور پتھر ہوں گے (جو) تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے ف۳ اور جو لوگ ایمان لاکر

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

نیک عمل کرتے ہیں ف۴ ان کو مژدہ (خوشخبری) سنا کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا

بہہ رہی ہیں ف۵ جب کبھی کوئی پھل ان کو کھانے کو ملے گا تو وہ کہیں گے

هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ

کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں اگلی ملا تھا اور ان کو ملتا جلتا ہی ملے گا ف۶ اور ان کے لئے

ف۱: اس میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو اپنے اعضا کو اللہ کے منع کردہ کاموں میں مصروف رکھتے ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو اندھا' بہرا' اور گونگا کر دے۔

ف۲: نبی کے لیے سب سے پہلی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اپنی کتاب کا کتاب الٰہی ہونا ثابت کرے۔ جب یہ مرحلہ طے ہو جائے تو پھر جو مقصود اصلی ہو اس کو بیان فرمائے جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا اور اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرض ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے الم ذلك الكتاب الخ میں قرآن کا کتاب الٰہی ہونا بیان کیا' پھر خاصیت بیان کی کہ اس سے نیک بختوں کو ہدایت ملتی ہے' ان کے مقابلہ میں کفار اور منافقین کا ذکر کیا تاکہ تقویٰ اور ہدایت کی بھلائی اور کفر و نفاق کی برائی محسوس ہو جائے' پھر مقصود اصلی عبادت کا ذکر کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جہاں کہیں ﴿اُعْبُدُوْا﴾ آیا ہے' اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو اور شرک سے بچو توحید اس کا نام نہیں کہ اللہ کو زبان سے ایک کہے اور اپنی حاجتوں اور مرادوں کے لئے انبیاء اور پیروں کی نذریں مانیں' اسی کا نام تو شرک ہے۔ توحید کے یہ معنی ہیں کہ بس اللہ ہی کو ہر چیز کا مالک اور مختار جانے اور یہ سمجھے کہ اس کے سوا پیر ہوں یا انبیاء' فرشتے ہوں یا شہید کسی کو اس کے کارخانے میں کچھ اختیار نہیں ہے' سب اس کے روبرو عاجز اور بے اختیار ہیں۔ شرک اس کا نام نہیں کہ اللہ کے سوا آسمان اور زمین کا مالک کسی اور کو جانے' یہ تو کوئی مشرک بھی نہیں کہتا۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے' بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ جو صفات خاص ہیں' ان میں کسی دوسرے کو بھی ملانا جیسے بارش کا برسانا' رزق کا دینا' بیمار کو اچھا کرنا' آفتوں سے بچانا' اولاد کا دینا اور غیب کی بات جاننا۔ یہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور ان میں کسی دوسرے کا بھی اختیار سمجھنا شرک ہے۔

ف۱: سب کا خالق، سب کا رازق، سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے' اسی لئے وہی ہر قسم کی عبادتوں کا اور شریک نہ کئے جانے کا مستحق ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔ صحیحین میں حدیث ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کہ خالق ہے کسی کو شریک ٹھہرانا۔ حضرت معاذؓ والی حدیث میں ہے "کیا جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کریں۔"

ف۲: توحید کا بیان ہو جانے کے بعد اب نبوت کا بیان شروع فرمایا کہ اے مشرکو! اگر تم کو اس کتاب یعنی قرآن مجید میں کچھ شک ہے تو تم اس کی مثل بنالاؤ' چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے ﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا

یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ (الاسراء: ۸۸) یعنی فرما دیجئے کہ اگر تمام بنی آدم اور جن اکٹھے ہو کر ایسا کلام بنائیں تو ہرگز نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی جگہ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں آئی ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں کئی دفعہ یہ چیلنج دیا جا چکا تھا کہ اگر تم اس قرآن مجید کو کسی انسان کی تصنیف ہونے کا عقیدہ رکھتے ہو تو تم بھی تو انسان اور ماہرین عربی زبان ہو' اس کی مانند فصیح و بلیغ کتاب تصنیف کر کے پیش کرو۔ اب مدینہ منورہ میں پہنچ کر اس چیلنج کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار منکروں سے تقاضا فرمایا کہ اگر یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اور محمد ﷺ نے خود بنا لیا ہے تو پھر تم بھی کیوں نہیں بنا کر دکھاتے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ تم سے (بقیہ صفحہ 851 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ

ان میں بیویاں پاک ہوں گی ف۱ اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ ہرگز اللہ

لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ

مثال بتلانے سے نہیں رکتے کا مچھر کی یا اس سے بڑی

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا

پس جو لوگ مومن ہیں وہ تو جان جاتے ہیں کہ بیشک یہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے اور جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ

لوگ کافر ہیں وہ کہنے لگتے ہیں کہ اللہ نے اس مثال سے کیا چاہا

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا

اس کے ذریعے بہتوں کو گمراہ کردیتا ہے اور بہت سے لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے اور سوا فاسقوں

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

کے کسی کو گمراہ نہیں کرتا ف۲۔ جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد بھی

مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ

اس کو توڑ ڈالتے ہیں اور جس کے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہے۔ اور

يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ

ملک میں فساد مچاتے (برپا) ہیں یہی لوگ ٹوٹا (نقصان) پانے والے ہیں ف۳ بھلا تم

تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ

اللہ سے انکاری کیسے ہوتے ہو حالانکہ پہلے تم بے جان تھے پھر اس نے تمہیں جان بخشی پھر تم کو مار بھی دیتا ہے پھر

يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا

تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف پھیرے جاؤ گے۔ وہ ذات پاک وہی ہے جس نے دنیا کی

فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ

سب چیزیں تمہارے لئے بنائیں پھر آسمان کا قصد کیا تو اس نے ان کو

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

سات عدد بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور جب تیرے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ

فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں ف۴ وہ بولے کیا آپ

منزل ۱

ف۱: اس سے مراد یہ ہے کہ جنت کی عورتیں ظاہری آلودگی حیض نفاس اور باطنی آلودگی کج خلقی وبدزبانی سے پاک وصاف ہوں گی۔

ف۲: کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بغرض تفہیم مشرکوں اور بت پرستوں کی تشبیہات ذکر فرمائیں۔ ہیں مشرکوں کو مکڑی سے تشبیہ دی تو کہیں معبودانِ باطلہ کی کمزوری بیان کرکے فرمایا کہ اگر مکھی بھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس سے بھی وہ چیز واپس نہیں لے سکتے۔ یہ مثالیں سن کر مخالفوں نے عناد اور طعن کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی مثالوں سے کیا مطلب؟ تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں کہ مچھر یا اس سے بھی کسی چھوٹی چیز کی مثال دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ اس لیے کہ جس چیز کی مثال دی جاتی ہے تو اس سے اس کی وضاحت اور تفصیل مطلوب ہوتی ہے۔ حقارت اور عظمت سے کیا بحث، یہ مطلوب تو اس وقت حاصل ہوگا جب مثال اور جس چیز کی مثال دی گئی ہے اس میں پوری مطابقت ہو اور اگر مثال دی گئی چیز ممثل لہ حقیر ہو تو اس کی مثال بھی حقیر ہونی چاہیے ورنہ تمثیل ہی بیہودہ سمجھی جائے گی۔ ان مثالوں سے یہ مقصد ہے کہ بہت سے لوگ ان میں غور وفکر کرکے عمدہ نتیجہ نکالتے ہیں اور بہت سے نکتہ چینیاں کرکے فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر فرمایا کہ فوائد سے فاسقین ہی یقینی طور پر محروم رہتے ہیں جو اطاعت کا مضبوط وعدہ کرکے اس کو توڑتے ہیں اور زمین پر چوری اور افشائے الحاد وکفر اور ظلم وزیادتی کر کے فساد برپا کرتے ہیں۔ چونکہ وہ گمراہی کے طالب ہوتے ہیں اس لئے بحکم نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (النساء: ۱۱۵) ان کو گمراہ کیا جاتا ہے ان پر زیادتی یا جبر نہیں کیا جاتا۔

ف۳: بعض کہتے ہیں عہد توڑنے والے اہل کتاب کے کار منافق ہیں اور عہد وہ ہے جو ان سے تورات میں لیا گیا تھا کہ وہ اس کی تمام باتوں پر عمل کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ جب بھی آپ تشریف لے آئیں، آپ کی نبوت کا اقرار کریں اور جو کچھ آپ اللہ کی جانب سے لے کر آئیں، اس کی تصدیق کریں، اور اس عہد کو توڑ دینا یہ ہے کہ انہوں نے آپ کی نبوت کا علم ہونے کے باوجود الٹا اطاعت سے انکار کر دیا اور باوجود عہد کا علم ہونے کے، اسے چھپایا۔ دنیاوی مصلحتوں کی بنا پر اس کا الٹ کیا۔ امام ابن جریرؒ اس قول کو پسند کرتے ہیں اور مقاتل بن حیانؒ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد کوئی خاص جماعت نہیں بلکہ شک وکفر ونفاق والے سب کے سب مراد ہیں۔ عہد سے مراد توحید اور نبی کی نبوت کا اقرار کرانا ہے، جن کی دلیل میں کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے معجزے موجود ہیں۔

ف۴: پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کی تمام چیزوں کو انسان کی ضرورتوں کے لئے پیدا کرنے کا ذکر بطور نعمت اور احسان فرمایا اور اس آیت میں ایک اور بڑی نعمت ذکر فرمائی جس کا بہت بڑا احسان ہر ایک انسان کو ماننا چاہیے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں میں ان کا ذکر کیا۔ فرمایا ﴿اِنِّيْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ یعنی تم کو زمین میں حکومت اور ریاست دی۔ خلیفہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچائے اور لوگوں کے جھگڑے مقدموں کا فیصلہ کرے اور برے کاموں سے انہیں منع کرے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلے زمین پر جنات آباد تھے جب ان کو نافرمانی اور فساد کی وجہ سے فرشتوں کے ذریعے دریاؤں پہاڑوں کی طرف نکال دیا تو پھر اس کے بعد آدم علیہ السلام کی خلافت اور آبادی اس میں ہوئی۔ اس لئے ان کو خلیفہ کہا گیا یعنی جانشین۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے اس زمین پر جنات آباد تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

ایسے شخص کو نائب بناتے ہیں جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تیری خوبیاں

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

بیان کرتے ہیں اور تجھے پاکی سے یاد کرتے ہیں اللہ نے کہا یقیناً میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ف۱

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اور آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے پھر وہ (چیزیں) فرشتوں کو دکھا کر

فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کہا کہ ان اشیاء کے نام تو مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

تو وہ بولے تو پاک ہے ہم کچھ نہیں جانتے مگر اسی قدر جو تو نے ہم کو سکھایا ہے بیشک تو ہی بڑے علم

الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ

اور حکمت والا ہے۔ ف۲ کہا اے آدم تو ان کو ان چیزوں کے نام بتلادے پس اس نے ان کو ان

بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

چیزوں کے نام بتلائے تو اللہ نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِذْ

سب چھپی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو وہ بھی جانتا ہوں ف۳ اور جب

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى

ہم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی تعظیم کرو پس سب نے تعظیم کی مگر شیطان اترایا

وَاسْتَكْبَرَ ۡ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ

اور بڑا بن بیٹھا اور منکروں سے ہو گیا۔ ف۴ اور ہم نے کہا اے آدم تو

اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا

اور تیری بیوی اس باغ میں رہو اور اس میں (کھلم) کھلا جہاں سے چاہو کھاتے پھرو مگر

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا

اس درخت کے قریب نہ جاؤ (نہیں تو) ظالم ٹھہرو گے۔ ف۵ پس شیطان نے

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا

ان کو اس سے لغزش دی اور ان نعمتوں سے جن میں وہ دونوں رہتے تھے نکلوا دیا ہم نے کہا تم پستی میں اتر جاؤ

منزل

فی: فرشتوں کا یہ کہنا کہ بنی آدم زمین میں فساد کریں گے اس بات کا ان کو اس لئے خیال آیا کہ آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اس میں گری و سردی کا اکٹھا ہونا ضدی پن کی علامت ہے تو اس وجہ سے وہ ایک حال پر نہیں رہ سکتے یا لفظ خلیفہ سے سمجھ گئے کیونکہ خلیفہ مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے ہوتا ہے اور مقدمات کے فیصلہ کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے جبکہ اختلاف و جھگڑا رونما ہو۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت یہ بھی آئی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ بات بتا دی تھی کہ بنی آدم جو زمین پر پیدا کئے جاتے ہیں وہ زمین میں فساد بھی پھیلائیں گے۔ فرشتوں کو شبہ ہوا کہ اس کا خمیر اور مادہ ایسی مختلف قسم کی چیزوں سے ہوگا جن میں قوت شہوانیہ اور غضبیہ لازم ہے جس سے خواہ مخواہ زنا وغیرہ جیسا فساد ظہور میں آتا ہے تو ان کو بڑا تعجب ہوا کہ جس میں دو قوتیں بری اور ایک قوت عقلیہ عمدہ ہو اس کا تو پیدا کرنا بھی مقتضی حکمت نہیں چہ جائیکہ اس کو خلیفہ بنایا جائے۔ پس انہوں نے یہ اعتراض حسد اور مباحثہ کے طور پر نہیں کیا بلکہ نہایت عجز و انکسار سے سوال کیا کہ الٰہی اس کو خلیفہ بنانا جس میں صرف قوت عقلیہ کی خوبی ہے اور جب کہ ملائکہ اللہ کی تسبیح اور تحمید و تقدیس کرتے ہیں ان کو خلیفہ نہ بنانا اس میں کیا حکمت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اس میں جو حکمت ہے وہ تم کو معلوم نہیں کہ قوت غضبیہ اور شہویہ کو جب مہذب اور تابع عقل کر لیا جاتا ہے تو ان سے انصاف، شجاعت، محبت، عفت اور مجاہدہ نفس وغیرہ جیسی صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی فرشتوں پر علم کی وجہ سے ظاہر فرمائی کہ مقابلہ کے وقت فرشتے چیزوں کے نام نہ بتا سکے اور آدم علیہ السلام نے بتا دیئے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ان کی اولاد کے اور سب جانوروں کے نام بتائے اور سب چیزوں کے یہاں تک کہ دیگچی، رکابی اور ہر چھوٹی بڑی چیز۔ اسما سے مراد صرف نام نہیں بلکہ اشیا کی حقیقت، خواص اور اوصاف مراد ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں ہر چیز کے جاننے کا مادہ اور قابلیت پیدا کر دی تھی کہ جب توجہ کرے جان سکے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے معاذ اللہ دھوکا کیا کہ ان کے مقابل آدم علیہ السلام کو سب نام بتا دیئے اور مقابلہ کرایا، اگر یہی نام فرشتوں کو بتلا دیتا تو وہ بھی بتلا سکتے تھے تو اس میں آدم علیہ السلام کی کونسی بزرگی ہے؟ ازالہ اس کا یوں ہے کہ فرشتوں نے اپنی پاکی اور بزرگی جتلانے کے علاوہ ہمہ دانی کا دعویٰ بھی کیا تھا یعنی نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ کے علاوہ نَعْلَمُ الْاَشْيَاءَ كُلَّهَا بھی کہا تھا۔ اس لئے کہ اختلاف کے لیے صرف زہد اور بزرگی ہی لازم نہیں جب تک کہ ثبوت علمی نہ ہو قرینہ اس حذف کا یہ ہے کہ فرشتوں کے دعویٰ تقدیس اور زہد پر تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ﴿اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ارشاد ہے اگر فرشتوں کی طرف سے علم کا دعویٰ نہ ہوتا تو ﴿اَنْۢبِـُٔوْنِيْ﴾ سے کیوں سوال کیا جاتا۔ وہ بجائے ﴿لَا عِلْمَ لَنَا﴾ کہنے کے یہ کہتے کہ صاحب اس سوال کا یہاں کیا مقام؟ دعویٰ ہمارا زہد ہے اور سوال ہم سے علم کا؟ پس ارشاد ﴿اَنْۢبِـُٔوْنِيْ﴾ اور ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ تب ہی درست اور مناسب ہو سکتا ہے کہ جب فرشتوں نے دعویٰ علمیت بھی کیا ہو جس کے جواب میں ان کی غلط فہمی رفع کرنے کیلئے یہ ضروری ہوا کہ حضرت آدم کو سب نام سکھائے جائیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ بہت سے امور ایسے بھی ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے، جبھی تو اس الزام کے بعد ملائکہ ﴿سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا﴾ پکار اٹھے اور اپنے نقصان علم کے معترف ہوئے۔ حاصل یہ کہ آدم کو ان کی فطرت اور (بقیہ صفحہ 851 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ
تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے زمین میں تمہارے لئے ٹھہرنے کو جگہ اور زندگی
إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ
تک گزارہ ہے۔ پھر آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھیں پس اللہ نے اس پر رحم کیا بیشک وہ
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ
بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ف۱ ہم نے کہا تم سب اس سے نیچے اتر جاؤ
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ
پس اگر میری طرف سے تم کو ہدایت پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کے تابع ہوں گے سو نہ ان کو کچھ خوف ہوگا
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
اور وہ ہو غم کریں گے۔ ف۲ اور جو لوگ منکر ہوں گے اور ہماری نشانیاں
بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾
جھٹلائیں گے وہ آگ کے قابل ہوں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ
اے بنی اسرائیل تم میری نعمتیں یاد کرو جو میں نے تمہیں دیں
وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾ وَ
اور میرے وعدہ ف۳ کو پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔ ف۴ اور
آمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ
میری اتاری ہوئی کتاب کو مانو جو تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور سب سے پہلے
كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ وَإِيَّايَ
منکر نہ بنو اور میرے حکموں کے بدلے حقیر مال نہ لیا کرو فقط مجھ ہی
فَاتَّقُونِ ﴿٤١﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا
سے ڈرو۔ ف۵ اور سچ کو جھوٹ سے نہ ملاؤ اور نہ
الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
جان بوجھ کر حق کو چھپاؤ۔ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ
الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ

دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر رکوع کیا کرو۔ کیا لوگوں کو

ف۱: یعنی آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بخشش مانگنے کا طریقہ بتایا اور چند کلمات سکھلائے کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی خطا کا اعتراف کرتے ہوئے بخشش طلب کرو۔ پھر جب انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا اور وہ کلمات (سورۂ اعراف:۲۳ میں) اس طرح ہیں کہ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم اپنی جانوں پر ظلم (زیادتی) کر بیٹھے ہیں اب اگر تو نے ہم پر رحم کرتے ہوئے ہمیں معاف نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ ''میرا عہد نبوت ظالموں کو نہیں ملے گا'' تو آدم کی عصمت نبوت کس طرح قائم رہی؟ جواب یہ ہے کہ ظلم کلی مشکک ہے اور اس کے مدارج مختلف ہیں، بعض شدید ہیں، بعض خفیف بدلیل آیت ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان:۱۳) نیز بخاری شریف میں باب ظلم دون ظلم ہے پس ظلم کبھی اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتا ہے، کبھی خلقت کی جانب اور کبھی نفس کی جانب سے تو ظلم کی یہ سب قسمیں برابر نہیں ہیں۔ آدم علیہ السلام کا ظلم پہلی دو قسم سے نہیں بلکہ اپنے نفس کی نسبت تھا اور ربنا ظلمنا انفسنا میں اس کی تصریح موجود ہے۔ وہ یہ کہ آرام اور آسائش کی زندگی سے اتر کر محنت و مشقت میں پڑ گئے جیسا کہ فتشقیٰ میں تصریح ہے۔ پس اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے کی صورت میں یہ ظلم منافی عصمت نہیں ﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي﴾ (القصص:۱۶) یہی حال موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظلم کا ہے، مصر سے بھاگ کر مشقت میں پڑ گئے۔ یہی حال ﴿إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (الانبیاء:۸۷) جس کا اعتراف یونس علیہ السلام نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے جلد بازی کی اور اپنے اجتہاد سے نافرمانوں کی صحبت چھوڑ دی جبکہ اللہ کی ابھی حجت پوری نہیں ہوئی تھی اور یونسؑ مصیبت میں پھنس گئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ﴾ (القلم:۴۸) کا حاصل بھی یہی ہے کہ یونسؑ کی طرح جلدی نہ کریں، اسی لئے آپ نے ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے تو ہم ہجرت کریں گے (بخاری شریف و کتب شیعہ) خلاصہ یہ کہ خطائے اجتہادی منافی عصمت نہیں ﴿عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ میں یہ لغزش نسیانا تھی نہ کہ عمداً اور ارادۃً۔ مختصراً عصمت کے متعلق یہ ہے کہ کسی بھی فاعل سے جو فعل سرزد ہوتا ہے وہ عمد اور ارادہ سے ہوتا ہے اور کبھی خطا اور نسیان سے بھی ہوتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً﴾ (النساء:۹۲) اور پھر فرمایا ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء:۹۳) ان ہر دو آیات میں قتل خطا اور قتل عمد کی نسبت من کی طرف ہے۔ اسی طرح طٰہٰ میں ﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾ (طٰہٰ:۱۱۵) پس بھول گیا وہ اور ہم نے اس کا عمد اور ارادہ نہیں پایا۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ آدمؑ سے ممنوع درخت کا پھل کھانے کا فعل نسیانا ہوا تھا نہ کہ عمداً و ارادۃً۔ نسیان اور خطائے اجتہادی منافی عصمت نہیں هذا هو المطلوب۔

ف۲: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کی پیروی کی جائے۔ اس کے سوا نجات اور سلامتی کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ سب سے یہی سوال کرے گا کہ دنیا میں تمہارے پاس رسول اور کتابیں پہنچی تھیں یا نہیں؟ چنانچہ (بقیہ صفحہ 852 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا

بھلی باتیں بتلاتے ہو اور اپنے آپ کو باوجود کتاب پڑھنے کے بھلاتے ہو؟ کیا تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا

ہوش نہیں کرتے؟ ف۱ صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگا کرو۔ ف۲ بیشک یہ

لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

بہت بھاری ہے مگر اللہ سے ڈرنے والوں پر نہیں۔ ف۳ جو اس بات کا

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ

پختہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مولا سے ضرور بدلہ پائیں گے اور اسی کی طرف جائیں گے ف۴ اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

اسرائیل ف۵ میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور یہ کہ میں نے سب جہان

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ

کے لوگوں پر تم کو بزرگی دی۔ اور اس دن سے ڈرو جس میں کوئی نفس

عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ

کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس کی سفارش بھی قبول نہ ہوگی اور اس سے

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ

عوض بھی نہ لیا جائے گا اور نہ اس کو کسی قسم کی مدد پہنچے گی۔ ف۱ اور جب ہم نے تم کو

اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

فرعونیوں سے چھڑایا جو تم کو برے برے عذاب پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ

جان سے مار ڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے اور اس میں

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

رب کی طرف سے تم پر بڑا احسان ہے ف۲ اور جب تمہارے لئے ہم نے دریا کو پھاڑا اور تم کو بچایا

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا

اور فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہی غرق کر دیا۔ ف۳ اور جب ہم نے

مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا

منزل ۱

ف۱: یہود کے بعض علما کا شیوہ تھا کہ جب ان سے کوئی قریبی رشتہ دار نبی ﷺ کے حالات کے متعلق سوال کرتا تو یہود اس پر اسلام اور نبی ﷺ کی صداقت ظاہر کرتے اور خود اسی کفر پر اڑے رہتے۔ اسی لئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ''جو لوگ دوسروں کو حق بات بتائیں اور خود عمل نہ کریں تو ان کے حق میں سخت وعید آئی ہے۔ اللھم احفظنا آمین۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَثَلُ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَ یَنْسٰی نَفْسَهٗ کَمَثَلِ السِّرَاجِ یَضِیْٓءُ لِلنَّاسِ وَ یَحْرِقُ نَفْسَهٗ (ترغیب:۴۳) یعنی جو شخص لوگوں کو اچھی باتوں کی نصیحت کرتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا تو وہ چراغ کی مثل ہے کہ وہ دوسروں کو روشنی دیتا ہے اور اپنا بدن جلاتا ہے۔ نیز فرمایا کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان اس کی بات کے موافق نہ ہوں یعنی جس کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور ہے تو وہ مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن و حدیث میں غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ف۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبر کی دو قسمیں ہیں' مصیبت کے وقت صبر اور گناہوں کے کرنے سے صبر اور یہ صبر پہلے صبر سے زیادہ اچھا ہے۔

ف۳: سفیان ثوریؒ کہتے ہیں: میں نے اعمش سے دریافت کیا کہ خشوع کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اے ثوری تو لوگوں کا امام بننا چاہتا ہے اور خشوع کو نہیں جانتا۔ خشوع یہ نہیں ہے کہ موٹا کھائے اور موٹا جھوٹا پہنے اور سر جھکائے رہے' بلکہ خشوع یہ ہے کہ شریف و کمینے کو حق میں یکساں سمجھے اور جو کام اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کیا ہے تو اس کے اندر عاجزی اور خاکساری سے کام لے۔

ف۴: اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز وصیت اور استعانت اس کے لئے آسان ہے جو قیامت کا اقرار کرنے والا اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یقین رکھتا ہے اور جس کو قیامت کا یقین ہوگیا تو اس کے لئے اللہ رب العزت کے فرامین کا بجالانا اور منکرات کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور جس کا ایمان ضعیف ہو تو اس پر اللہ رب العزت کے فرامین کا بجا لانا اور گناہوں کا ترک کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

ف۵: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسرائیل کے معنی عبداللہ کے ہیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ جب یہ آیت پڑھتے تو فرماتے کہ وہ قوم تو گزر چکی اب اس سے تم لوگ مراد ہو یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔

ف۱: بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جائیں گے۔ ہمارے باپ دادا اور ہمارے انبیا ہمیں چھڑا لیں گے۔

ف۲: فرعون لعین نے ایک خواب دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکی جو مصر کے ہر ہر قبطی کے گھر میں گھس گئی اور بنی اسرائیل کے مکانات میں نہیں گئی' جس کی تعبیر یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص ہوگا جس کے ہاتھوں اس کا غرور ٹوٹے گا اور اس کے خدائی دعوے کی اسے بدترین سزا ملے گی۔ اس لئے اس نے حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل میں اگر لڑکا پیدا ہو تو فوراً مار ڈالا جائے اور اگر لڑکی ہو تو زندہ رہنے دی جائے اور بنی اسرائیل سے سخت بیگار لی جائے۔

البحر: یہاں بحر سے مراد دریائے نیل نہیں جیسا کہ بعض مفسرین کو غلطی لگی ہے بلکہ بحر قلزم (یا بحر احمر) مراد ہے' دریائے نیل تو بنی اسرائیل کے مسکن اور محلہ سے مغرب کی طرف واقع تھا اور اسرائیلیوں کا راستہ شام کے لئے مشرق کی طرف تھا۔ نیل کے اس راستے سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا' مصر سے شام کے راستے کے قریب بحر قلزم تھا اور اسی کے تنگ شمالی سرے کی جانب یہاں اشارہ ہے۔ مصر کے مشرق میں (بقیہ صفحہ 852 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

تم بڑے ظالم ہو۔ ف۱ پھر ہم نے بعد اس کے تم کو معاف کیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

تاکہ تم شکر گزار ہو۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب

الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

اور معجزے دیئے تاکہ تم راہ پاؤ۔ ف۲ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

سے کہا کہ بھائیو تم نے بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے اپنے پر ظلم کیا

فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

پس تم اپنے خالق کی طرف جھک جاؤ اور ایک دوسرے کو قتل کرو یہ

لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

تمہارے خالق کے ہاں بہتر ہے پس اس نے تم پر رحم کیا وہ تو بڑا ہی رحم کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى

مہربان ہے۔ ف۳ اور جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم تجھے ہرگز نہیں مانیں گے جب تک

اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

کہ ہم اللہ کو سامنے نہ دیکھ لیں پس بجلی نے تمہارے دیکھتے ہی تم کو پکڑ لیا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ

پھر ہم نے بعد تمہاری موت کے تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ ف۴ اور

ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ تم پر اتارا

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

اور اجازت دی کہ ہماری نعمتیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں اور ہم پر انہوں نے کوئی ظلم نہ کیا لیکن

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔ ف۵ اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں چلے جاؤ

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

پھر اس میں جہاں چاہو کھلم کھلا کھاتے پھرو اور دروازہ میں جھکتے ہوئے داخل ہونا

ف۱: اس کا قصہ سورہ اعراف اور سورہ طٰہٰ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ فرعونیوں سے نجات پا کر دریا سے بچ جانے کے بعد پیش آیا تھا۔ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تم چالیس رات کوہ طور پر معتکف رہو تو تورات عطا فرماؤں گا' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام طور پر چلے گئے تو پیچھے سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا اور بنی اسرائیل بچھڑے کو پوجنے لگے جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی توبہ یہی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں۔

ف۲: کتاب سے مراد توراۃ ہے اور فرقان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حق و باطل اور ہدایت و ضلالت میں فرق کرے جبکہ یہاں فرقان سے مراد حجت و بیان الٰہی ہے جیسے عصا و ید بیضا وغیرہ' فرقان وہ حکم ہیں جن سے معاملات کے فیصلے ہوں اور جن سے جائز و ناجائز کا پتہ چلے۔ کتاب کا ملنا دریا سے نکلنے کے بعد ہوا ہے جس کا ذکر سورۃ قصص میں ہے۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ﴾ یعنی ہم نے اگلے لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو وہ کتاب دی جو سب لوگوں کے لئے بصیرت افزا اور ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔

ف۳: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ ان کی توبہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جس سے ملے وہ چاہے اس کا باپ ہو یا بیٹا اس کو تلوار سے قتل کر دے اور اس بات کی کچھ پروا نہ کرے کہ اس جگہ کسی کو جان سے مارا ہے۔ پس ان لوگوں نے جن کا حال موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر مخفی رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کو ان کے گناہوں کا علم تھا' انہوں نے توبہ کی' اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اللہ کا حکم بجالائے تو اللہ تعالیٰ نے قاتل و مقتول دونوں کو بخش دیا۔ جن لوگوں نے بچھڑا پوجا تھا' انہیں بٹھا دیا اور جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور قتل کرنا شروع کیا۔ قدرتی طور پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جب اندھیرا چھٹا اور انہیں روک دیا گیا تو شمار کرنے پر معلوم ہوا کہ ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے ہیں اور ساری قوم کی توبہ قبول ہوئی۔ رحمت الٰہی نے انہیں بخشا۔ جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے اپنی قوم کا قتل دیکھا تو دعا کی کہ اے الٰہی اب تو بنی اسرائیل مٹ جائیں گے' چنانچہ انہیں معاف فرما دیا گیا۔

ف۴: قتادہ نے کہا کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ بنی اسرائیل کے ستر سرداروں کو لے کر اللہ کے وعدے کے مطابق کوہ طور پر گئے اور ان لوگوں نے جب کلام الٰہی سنا تو حضرت موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہم تو اس وقت مانیں گے جب اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ لیں۔ اس گستاخانہ سوال پر دیکھتے ہی دیکھتے ان پر آسمان سے بجلی گری اور سخت ہولناک آواز بلند ہوئی' جس سے سب کے سب مر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر گریہ و زاری کرنے لگے اور رو رو کر جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ اے اللہ بنی اسرائیل کو میں کیا جواب دوں گا یہ جماعت تو بہترین اور سردار لوگوں کی تھی اگر یہی چاہت تھی تو انہیں اور مجھے اس سے پہلے ہی مار ڈالتا۔ اے میرے اللہ بیوقوفوں کی بے وقوفی پر ہمیں نہ پکڑ۔ چنانچہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ یہ بھی دراصل بچھڑا پوجنے والے تھے' اس لئے انہیں یہ سزا مل گئی۔ پھر ان سب کو ایک ایک کر کے زندہ کر دیا گیا۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے گئے مسلمانوں کو چاہئے کہ قرآن و حدیث کے ظاہر معنی پر ایمان رکھیں علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ نصوص کتاب اور سنت ظاہری معنی پر محمول ہیں ان کو ظاہری معانی سے ان معانی کی طرف پھیرنا جو (بقیہ صفحہ 853 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور کہتے جانا کہ ہماری معافی ہو ف۱ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکوکاروں پر مزید عنایت بھی ہم کریں گے ف۲

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا

پھر ظالموں نے بجائے اس کے کہ جو ان کو حکم ہوا تھا اور ہی بدل دیا ف۳ س

عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

ان ظالموں پر ہم نے ان کے فسق کے سبب سے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا

آسمان سے عذاب اتارا۔ ف۴ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا اور ہم نے

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

دیا کہ پتھر کو اپنی لکڑی مار تو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے

عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ

ہر ایک شخص (قوم) نے اپنا گھاٹ پہچان لیا ہم نے حکم دیا کھاؤ پیو اللہ

رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ

کے دیئے میں سے اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو ف۵ اور جب

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا

تم نے موسیٰ سے کہا کہ ہم تو ہرگز ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کریں گے پس

رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ

ہمارے لئے اپنے رب سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے لئے وہ چیزیں پیدا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں یعنی ساگ

قِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

ککڑی گیہوں مسور اور پیاز موسیٰ نے کہا اچھی چیز کے بدلے میں

الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ

ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو۔ کسی شہر میں جابسو پس جو

لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ

مانگتے ہو تم کو وہاں ملے گا اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈالی گئی ف۶

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور انہوں نے اللہ کا غضب اپنے پر لیا۔ یہ اس لئے کہ ہمیشہ اللہ کے احکام

ف۱: امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم کیا گیا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے اور حِطَّةٌ کہتے ہوئے دروازے سے جائیں لیکن انہوں نے اس کو بدل دیا اور رانوں پر گھسٹتے ہوئے اور حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَةٍ کہتے ہوئے جانے لگے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ ذات الحنظل نامی گھاٹی کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اس گھاٹی کی مثال بھی بنی اسرائیل کے اس دروازے جیسی ہے جہاں انہیں سجدہ کرتے ہوئے اور حِطَّةٌ کہتے ہوئے داخل ہونے کو کہا گیا تھا اور ان کے گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا تھا۔ حضرت براء فرماتے ہیں ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ﴾ میں سُفَهَاءُ یعنی جاہلوں سے مراد یہود ہیں جنہوں نے اللہ کی بات کو بدل دیا تھا۔ حضرت عطا، مجاہد، عکرمہ، ضحاک، حسن، قتادہ، ربیع، یحییٰ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

ف۲: وہ اپنے اعمال کی وجہ سے چالیس برس اس جنگل میں سرگرداں اور پریشان ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے۔ سورہ مائدہ میں اس کا بیان ہے۔ پھر جب وہ ایک کھانے سے اکتا گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک شہر میں پہنچایا اور حکم کیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ (گناہ جھڑ جائیں) کہتے ہوئے داخل ہونا۔

ف۳: اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا بدلنا جائز نہیں بلکہ جس طرح حکم کیا جائے اسی طرح اس پر عمل کرنا چاہئے۔

ف۴: یعنی ٹھٹھے سے۔ حِطَّةٌ کے بدلے کہنے لگے حِنْطَةٌ یعنی گیہوں اور سجدے کے بدلے۔ چوتڑوں پر گھسٹتے ہوئے چلنے لگے پھر شہر میں جا کر ان پر طاعون کی وبا پھوٹ پڑی جو کہ پھوڑوں کی شکل میں تھی اور اس بیماری سے تقریباً ستر ہزار آدمی مرے۔

ف۵: اس جنگل میں پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے۔ اس گروہ میں بارہ قوموں کے لوگ تھے۔ کسی قوم میں لوگوں کی تعداد زیادہ تھی اور کسی میں کم اور ہر قوم کے لیے افراد کے مطابق ایک چشمہ تھا اور ہر قوم نے اپنا حصہ پہچان لیا۔ پھر جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اٹھا لیتے اور جب کسی مقام پر ٹھہرتے تو اس پتھر کو رکھ دیتے۔ معلوم ہوا کہ فسق نزول عذاب کا سبب ہوا کرتا ہے۔ آج کے دور میں بھی یہی دیکھا کہ جب کسی شہر و قریہ میں فسق و فجور کی کثرت ہوتی ہے تو وہاں وبا آتی ہے۔ سینکڑوں ہزاروں انسانوں کو برباد کر جاتی ہے۔ کسی جگہ قحط پڑتا ہے، کسی جگہ زلزلہ آتا ہے، کسی جگہ سیلاب و طوفان تباہی لاتا ہے اور کسی جگہ طاعون ہوتا ہے۔

ف۶: بغیر کسی محنت کے انہیں من و سلویٰ جیسا عمدہ کھانا ملتا تھا مگر انہوں نے بے قدری اور ناشکری کی۔ مسور پیاز اور ساگ وغیرہ مانگنے لگے۔ ان کیلئے ایک ذلت تو یہ ہوئی کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز لی۔ دوسری ذلت یہ کہ اس کے واسطے کھیتی جیسی سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ تیسری ذلت یہ کہ کھیتی کی خاصیت اللہ تعالیٰ نے یہ رکھی ہے کہ عموماً کسان غریب اور محتاج ہوتے ہیں اور اس میں دنیاوی تکلیف کے علاوہ دین کا بھی بہت حرج ہے۔

مشکوٰۃ میں ابوامامہ سے روایت ہے، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا دَخَلَهُ الذُّلُّ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھیتی کے اوزار داخل ہوتے ہیں اس گھر میں مسکینی داخل ہوتی ہے۔ یعنی کھیتی والے اکثر مفلسی اور تنگی میں مبتلا رہتے ہیں گو کبھی خلاف واقعہ کے طور پر آسانی و فراخی بھی انہیں حاصل ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۙ ذٰلِكَ بِمَا

جھٹلاتے رہے اور اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس وجہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

سے تھا کہ وہ پہلے سے نافرمانی اور سرکشی کیا کرتے تھے۔ جو لوگ (ظاہری طور پر) مانتے ہیں

وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

یا جو لوگ یہودی ہیں یا عیسائی یا بے دین جو کوئی ان میں سے اللہ کو دل سے مانے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور قیامت کے دن کا یقین کرے اور عمل اچھے کرے پس ان کی مزدوری ان کے مالک

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ

کے پاس ہے اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ ف۱ اور جب

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ

ہم نے تم پر پہاڑ اونچا کر کے تم سے وعدہ لیا اور (تاکید بھی کی کہ) جو تم کو ہم نے

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

دیا ہے اسے مضبوط پکڑے رہنا اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو شاید تم عذاب سے چھوٹ جاؤ۔ ف۲

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اس سے بعد تم پھر گئے پھر اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت

وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

تم پر نہ ہوتی تو بیشک تم ٹوٹا پاتے۔ اور یقیناً ان لوگوں کو جان چکے ہو

الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے حکم میں زیادتی کی پس ہم نے ان کو حکم دیا کہ تم

قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔ پس ہم نے کیا اس کو ہیبت ناک نظارہ اس کے سامنے

وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

پیچھے والوں کے لئے اور اس سے پچھلوں کے لئے اور ڈرنے والوں کے حق میں نصیحت بنایا ف۳ اور جب موسیٰ

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا

نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو بولے

ف۱: حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے جن دین داروں سے ملا تھا ان کی نماز وعبادت اور روزے وغیرہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ جہنمی ہیں۔ حضرت سلمانؓ کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ وہیں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ کوئی شخص چاہے وہ کسی قوم اور فرقہ کا ہو اور کیسے ہی اچھے کام کیوں نہ کرتا ہو ایسے شخص کے لیے اس وقت تک اس کا کوئی عمل اور کام فائدہ مند نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل نہ کرے۔ یعنی اللہ اور رسول کے حکم کے موافق عمل کرے آپ کے مبعوث ہونے سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام لوگوں پر اب یہ چیز فرض ہے کہ وہ ہر لحہ آپ کی ہی پیروی کریں کیونکہ اسی میں ہی نجات ہے اور آپ سے پہلے جس نبی کا جو زمانہ تھا اور جو لوگ اس زمانہ میں تھے ان کے لئے ان کے زمانہ کے نبی کی فرمانبرداری اور اس کی شریعت کی مطابقت شرط تھی۔ یعنی یہ کسی فرقے پر موقوف نہیں اور یقین کرنا شرط ہے اور نیک عمل اپنے اپنے وقت پر جس نے کیا یہ ثواب پایا اسی لئے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی پر مغرور تھے کہ ہم انبیا کی اولاد ہیں ہم ہر طرح اللہ کے ہاں بہتر ہیں۔ حضرت موسیٰ کی امت کو یہودی حضرت عیسیٰ کی امت کو نصاریٰ کہتے ہیں اور صابئین بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت ابراہیم کو مانتے ہیں۔

ف۲: جب تورات اتری تو کہنے لگے ہم سے اتنے بھاری احکام پر عمل نہیں ہوتا تو دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ اوپر آیا کہ ان پر گر پڑے تو اس خوف سے فوراً انہوں نے قبول کر لیا۔ جیسے اور جگہ ہے وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ (الاعراف:۱۷۱) جب ہم نے ان کے سروں پر سائبان کی طرح پہاڑ لا کھڑا کیا تو اس وقت ہم نے کہا کہ ہماری دی ہوئی چیز کو مضبوطی سے تھام لو۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب انہوں نے طاعت سے انکار کیا تو اس وقت یہ پہاڑ (طور) ان کے سروں پر لا کھڑا کیا۔ والیہود من الھوادۃ یہود اولاد یہوذ بن یعقوب کو کہتے ہیں ذال بدل کر دال ہوگئی۔ یا یہ ماخوذ ہے هَوْدٌ سے بمعنی توبہ کرنا جیسے فرمایا اللہ نے ﴿اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ (الاعراف:۱۵۶) ''اے اللہ ہم تیری طرف توبہ کرتے ہیں'' ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ تو راہ پڑھتے وقت ہلتے تھے اس بنا پر انہیں یہود یعنی حرکت کرنے والا کہا گیا۔ نصاریٰ کو نصاریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی نصرت یعنی تائید اور مدد کی تھی، انہیں انصار بھی کہا گیا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا ﴿مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (آل عمران:۵۲) یعنی میرا مددگار کون ہے اللہ کی راہ میں؟ حواریوں نے کہا ہم ہیں یا یہ لوگ جہاں اترے تھے اس کا نام ناصرہ تھا اس لئے انہیں نصاریٰ کہا گیا۔ ابن عباس سے بھی یہ مروی ہے۔ صابی کے معنی ایک تو بے دین اور لا مذہب کئے گئے ہیں اور اہل کتاب کے ایک فرقہ کا نام بھی تھا جو زبور پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اور اسحاق کا مذہب ہے کہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ گروہ مانند مجوسیوں کے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فرشتوں کو پوجنے والے ہیں۔ ابوالزناد فرماتے ہیں کہ سب نبیوں کو مانتے ہیں ہر سال میں تیس روزے رکھتے ہیں۔ یمن کی طرف منہ کر کے پانچ وقتی نماز پڑھتے ہیں۔ عبدالرحمن بن زید کا قول ہے کہ یہ لوگ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے کسی نبی یا کسی کتاب کو نہیں مانتے تھے اور نہ کسی خاص شرع کے عامل تھے۔ مشرکین نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو لا الہ الا اللہ کہنے کی بنا پر صابی کہتے تھے۔

ف۳: ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو نوجوان تھے وہ جوان بندر بن گئے جو بوڑھے تھے وہ خنزیر ہو گئے۔ پھر تھوڑی مدت میں سب ہلاک ہو گئے (بقیہ صفحہ 853 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ

کیا تو ہم سے مسخری کرتا ہے؟ کہا پناہ اللہ کی اس سے کہ میں

الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ

جاہل بنوں۔ بولے اپنے اللہ سے دعا کیجئے کہ ہمیں صاف بتلاوے کہ وہ کیسی ہے موسیٰ نے کہا

إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ۚ عَوَانٌ

اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے نہ بہت چھوٹی بلکہ

بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

درمیانی عمر کی ہے پس جو کچھ تم کو حکم ہوتا ہے وہی کرو ف وہ کہنے لگے خدا سے دعا کر

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

ہمیں بتلاوے کہ اس کا رنگ کیسا ہے موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ وہ

بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا

گائے زرد رنگ کی ہے ایسا عمدہ ہے رنگ اس کا کہ دیکھنے والوں کو خوش لگتی ہے ف بولے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۖ

اپنے رب سے دعا کر کہ بتلاوے ہم کو وہ گائے کیسی ہے کیونکہ گائیں ہم پر مشتبہ ہو رہی ہیں

وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

اور ان شاء اللہ ہم ضرور راہ پا جائیں گے۔ موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے وہ گائے

بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ

کام کرنے والی نہیں جو زمین کو جھاڑتی ہو نہ کھیت کو پانی پلاتی ہے

مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ

(بلکہ) تندرست ہے کوئی داغ بھی اس میں نہیں ف بولے اب آپ نے ٹھیک بات بتلائی ہے

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا

پس انہوں نے اس کو ذبح کیا اور امید نہ تھی کہ وہ کریں گے۔ ف اور جب ایک نفس کو مار کر

فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾

تم نے اس میں تنازع کیا اور جس امر کو تم چھپاتے تھے اللہ نے اس کو ظاہر کرنا تھا۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ

پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے میں سے ایک ٹکڑا لگاؤ اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا

منزل ١

ف۱: بنی اسرائیل کی سرکشی، سرتابی اور حکم الٰہی، امر الٰہی وضاحت کے ساتھ یہاں بیان ہو رہا ہے کہ حکم پاتے ہی اس پر عمل نہ کر ڈالا بلکہ شقیں نکالنے اور بار بار سوال کرنے لگے۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حکم ملتے ہی وہ اگر کسی گائے کو بھی ذبح کر ڈالتے تو کافی تھا لیکن انہوں نے پے در پے سوالات شروع کئے اور کام میں سختی بڑھتی گئی یہاں تک کہ آخر میں وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو کبھی بھی سختی نہ ٹلتی اور مطلوبہ گائے نہ ملتا اور مشکل ہو جاتی۔ پہلے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ نہ تو وہ بڑھیا ہے نہ بالکل کم عمر ہے بلکہ درمیانی عمر کی ہے پھر دوسرے سوال کے جواب میں اس کا رنگ بیان کیا گیا کہ وہ زرد اور چمکدار رنگ کی ہے جو دیکھنے والوں کے دل کو بہت پسند آئے۔

ف۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جو زرد جوتا پہنے گا وہ ہر وقت خوش و خرم رہے گا۔ کو یہ استدلال انہوں نے تَسُرُّ النَّاظِرِينَ سے کیا ہے۔ چونکہ اس رنگ اور عمر کی گائیں بھی انہیں بنی اسرائیل کو بکثرت نظر آتیں تو انہوں نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی کوئی نشانی بھی پوچھئے تاکہ شبہ مٹ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے پے در پے سوالات کا جواب اللہ تعالیٰ سے لے کر انہیں بتایا تو پھر نہیں جا کر انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ اب ہمیں راستہ مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو انہیں قیامت تک پتہ نہ چلتا اور اگر یہ سوالات ہی نہ کرتے تو اتنی سختی ان پر نہ ہوتی بلکہ جس گائے کو ذبح کرتے وہی کافی ہو جاتی۔ یہ مضمون ایک مرفوع حدیث میں ہے مگر اس کی سند غریب ہے۔ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہؓ کا اپنا کلام ہے۔ واللہ اعلم

ف۳: ان اوصاف کی گائے اس زمانے میں پرستش کے لئے مختص کی جاتی تھی اس لئے تعین کے ساتھ ایسی ہی گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ بنی اسرائیل کو مصر میں رہتے ہوئے گاؤ پرستی کی جو چھوت لگ گئی تھی اس سے وہ پاک ہو جائیں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دکھائیں کہ اللہ کے سوا کسی کو وہ قابل پرستش نہیں سمجھتے۔ موجودہ تورات میں گائے کو ذبح کرنے کا اصل حکم موجود ہے گو تفصیلات مذکور نہیں: ''اور خداوند نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) سے کہا کہ شرع کے جس آئین کا حکم خداوند نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ تو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ وہ تیرے پاس ایک بے داغ اور بے عیب سرخ رنگ کی بچھیا لائیں جس پر کبھی جوا نہ رکھا گیا ہو۔ اور تم اسے لے کر الیعزر کاہن کو دے دینا کہ وہ اسے لشکر گاہ کے باہر لے جائے اور کوئی اس کو اسی کے سامنے ذبح کر دے۔'' (گنتی 19:1 تا 3)

ف۴: یعنی ان کے فضول اور لایعنی قسم کے سوالات سے پتہ چلتا تھا کہ وہ بیل یا گائے ذبح نہیں کرنا چاہیں گے، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ چونکہ انہیں اپنی رسوائی کا خیال تھا کہ نہ جانے ہم میں سے کون قاتل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس گائے کی قیمت سن کر گھبرا گئے تھے۔

لیکن بعض روایات میں ہے کہ کل تین دینار اس کی قیمت لگی تھی لیکن یہ تین دینار اور گائے کے وزن کے برابر سونے والی دونوں بنی اسرائیلی روایات ہیں جبکہ حقیقت یہی ہے کہ ان کا ارادہ حکم ماننے کا تھا ہی نہیں لیکن اب اس قدر وضاحت کے بعد اور قتل کا مقدمہ ہونے کی وجہ سے انہیں مجبوراً یہ حکم ماننا ہی پڑا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قَسَتْ

اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ ف۱ بعد اس کے

قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ

پھر تمہارے دل سخت ہوگئے۔ پس وہ مثل پتھروں کے ہیں بلکہ

قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

ان سے بھی زیادہ سخت۔ ف۱ اور بعض پتھر ایسے بھی ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہوتی ہیں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا

اور بعض ایسے ہیں کہ وہ پھٹ جاتے ہیں پھر ان میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض

لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے

تَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ

غافل نہیں۔ کیا تم امید رکھتے ہو کہ تمہاری باتیں مان لیں گے حالانکہ

كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

ایک گروہ ان میں سے ایسا ہے کہ کلام الٰہی کو سن کر پھیر لیتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا

بعد سمجھنے کے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ف۲ اور جب مسلمانوں سے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے مانا ہوا ہے اور جب دوسروں سے ملتے ہیں

قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ

تو کہتے ہیں کیا ان کو وہ راز بتلاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم ہی کو بتلائے ہیں تاکہ

بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ

وہ تم سے اللہ کے سامنے جھگڑا کریں کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔ ف۳ کیا یہ نہیں جانتے

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ

کہ اللہ ان کی باتیں جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب جانتا ہے۔ ف۴ اور بعض ان

اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

میں سے ایسے ناواقف ہیں جو کتاب میں سے کچھ بھی نہیں جانتے ہاں بے جا امنگیں اور یونہی

منزل ۱

ف۱: بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا، اس کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک بھتیجا تھا۔ اس نے چچا کو قتل کر دیا اور اس کی لاش لے جا کر ایک قلعہ کے پھاٹک کے سامنے ڈال دی۔ صبح کو قلعہ والوں پر تہمت لگائی اور خون کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ ایک عقل مند آدمی نے کہا کہ لڑتے کیوں ہو؟ اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں ان کے پاس مقدمہ لے جاؤ۔ پھر جب حضرت موسیٰ کے پاس مقدمہ آیا تو اللہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ ایک (گائے) بیل ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس لاش پر مارو۔ وہ ٹکڑا کون سا تھا؟ اس کا بیان نہ تو قرآن میں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں اور نہ ہمیں اس کے معلوم ہونے سے کوئی فائدہ ہے۔ گو بعض نے کہا ہے کہ وہ غضروف کی نرم ہڈی تھی۔ کسی نے کہا ہڈی نہیں، ران کا گوشت تھا اور کوئی کہتا ہے کہ زبان کا گوشت تھا۔ اب ہماری بہتری اسی میں ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھتا ہے اسے پوشیدہ ہی رہنے دیں۔ بلاوجہ کی کرید سے ایمان میں نقصان کا خطرہ ہے۔ تو گوشت کا ٹکڑا جب اس مردہ (مقتول) کو لگایا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اپنے قاتل کا نام بتانے کے بعد پھر وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ قصہ مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے جس کی تصدیق و تکذیب ہم نہیں کر سکتے۔ ہاں روایت جائز ہے مگر اسی قدر جو موافق حق ہو۔

ف۲: یعنی باوجود یہ کہ تم نے ایسی ایسی نشانیاں دیکھیں، یہاں تک کہ مردے کا جی اٹھنا بھی دیکھا، پھر بھی تمہارا دل نرم نہ ہوا اور تم اللہ کی مخالفت سے خوف نہیں کرتے ہو۔

ف۳: فرقہ سے مراد ان کے علما اور حاملین شریعت ہیں۔ کلام اللہ سے مراد تورات، زبور اور وہ دوسری کتابیں ہیں جو ان لوگوں کو ان کے انبیاء کے ذریعے سے پہنچیں۔ تحریف کا مطلب یہ کہ بات کو اصل معنی و مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا جو قائل کے منشا کے خلاف ہوں، نیز الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے کو بھی تحریف کہتے ہیں۔ علمائے بنی اسرائیل نے یہ کلام الٰہی میں دونوں طرح کی تحریفات کی ہیں۔ سدی نے کہا کہ یہود نے تورات میں تحریف کی حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا۔ جب کوئی حق دار شخص رشوت لے کر آتا تو اس کو کتاب اللہ سے مسئلہ نکال کر بتا دیتے، جب کوئی باطل مدعی رشوت لاتا تو اس کو ویسا مسئلہ نکال کر سمجھا دیتے اور جو نہ رشوت گزار اور نہ حقدار ہوتا تو اس کو ٹھیک مسئلہ بتا دیتے۔ آج کل مسلمانوں کے بعض علما کا یہی حال ہے کہ جس طرح کا مسئلہ کہو کتب فتاویٰ سے نکال کر بتا دیتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ وہ مسئلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف ہے۔

ف۴: اور جو ان میں سے منافق تھے وہ خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے نبی آخر الزماں کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے اور وہ جو مخالف تھے ان کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے ان کے ہاتھ سند کیوں دیتے ہو۔

ف۵: آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرتے اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ یعنی تم ایسی باتیں ان سے کیوں بیان کرتے ہو جس سے ان کو تمہارے اوپر حجت قائم کرنے کا موقع ملے، اس پر اللہ پاک نے یہ آیات اتاریں۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب یہودی مسلمانوں سے ملتے تو کہتے کہ تمہارے نبی سچے رسول ہیں، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں مگر وہ صرف تم لوگوں کے لئے نبی ہو کر آئے ہیں۔ جب اپنے لوگوں سے ملتے تو کہتے کہ عرب کے لوگ چرچا کرتے ہیں کہ تم یہودی اس نبی کا انتظار کر رہے تھے اور اللہ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اس نبی کو بھیج دے تاکہ ہم اس کے ساتھ ہو کر (بقیہ صفحہ 853 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَظْنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ

انکلیں چلاتے ہیں پس افسوس ہے ان کو جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض میں کسی قدر مال حاصل کریں

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

پس افسوس ہے ان کے حال پر ان کے لکھنے کی وجہ سے اور افسوس ہے ان پر

يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ

ان کی کمائی سے ف۱ اور کہتے ہیں کہ ہم کو چند روز سے زیادہ آگ کا عذاب نہ ہوگا۔

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ

تو کہہ دے کہ تم نے اللہ سے اقرار لیا ہوا ہے تو بیشک اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ

کیا اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہو جو خود بھی نہیں جانتے ف۲ ہاں جو شخص گناہ

سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

کرے اور اس کی بداعمالیاں اس کو گھیر لیں۔ ف۳ تو ایسے لوگ آگ میں جائیں گے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور اچھے کام کریں گے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ

ایسے لوگ جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ف۴ اور جب

اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَ

ہم نے بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرنا

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور ماں باپ قریبیوں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنا ف۵

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

اور سب لوگوں سے اچھی طرح بولنا اور نماز پڑھنا اور زکوۃ دیا کرنا

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

پھر تم سب پھر گئے مگر بہت تھوڑے تم میں سے اور تم منہ پھیرے جاتے ہو۔

ف۱: ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امی وہ ہے جو لکھنا نہ جانے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم ان پڑھ لوگ ہیں نہ لکھنا جانیں اور نہ حساب۔ امانی کے معنی آرزو یا خیال باندھنے کے ہیں۔ دراصل کوئی شے ہو یا نہ ہو جیسے وہ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں حالانکہ کتاب پر عمل نہیں کرتے صرف دل کی خواہشات اور اٹکل پر چلتے ہیں' جیسے آج کل لوگ اپنے آپ کو سنی کہلاتے ہیں حالانکہ تارک سنت بلکہ سنت کے انتہائی دشمن ہیں۔ بعض نے کہا امانی سے مراد محض تلاوت ہے یعنی اللہ کی کتاب کو صرف زبان سے پڑھ لیتے ہیں نہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہ عمل کی فکر ہے۔ افسوس کہ آج کل مسلمانوں کی اکثریت کا بھی یہی حال ہے' اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یہود کے علما نے توریت میں نبی ﷺ کی صفت لکھی دیکھی کہ سرگیں آنکھ' اوسط قد' مڑے ہوئے بال اور خوبصورت چہرہ ہوگا تو انہوں نے حسد سے اس کو بدل دیا کہ دراز قد زرد رنگت اور سیدھے بال ہوں گے۔ امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہیں اہل کتاب سے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی تازہ کتاب تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اہل کتاب نے تو کتاب اللہ میں تحریف کی اور اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف نسبت دے کر پھیلایا پھر تمہیں اپنی محفوظ کتاب چھوڑ کر ان کی تبدیل کردہ کتاب کی کیا ضرورت؟ افسوس کہ وہ تم سے نہ پوچھیں اور تم ان سے دریافت کرتے پھرو۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے۔ ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن ہمیں عذاب ہوگا تو صرف سات دن ہمیں جہنم میں رہنا پڑے گا۔ پھر عذاب موقوف ہو جائے گا۔ ایک قول ان کا یہ تھا کہ ہم نے چالیس دن بچھڑا پوجا' اس کے بدلے میں صرف چالیس دن دوزخ میں رہنا ہوگا۔ ایک قول یہ تھا کہ چالیس برس دوزخ میں رہیں گے اس سے زیادہ نہیں' تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے پوچھا کہ دوزخی کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم دوزخ میں تھوڑا سا رہیں گے پھر ہماری جگہ تم رہو گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا منہ کالا ہو' قسم اللہ کی ہم تمہاری جگہ نہ ہوں گے۔ (بخاری' احمد' نسائی' دارمی)

ف۳: گھیر لیا کماہ نے یعنی جو گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ (تو اس کا انجام یہی ہے)

ف۴: یہود نے کہا تھا کہ ہم آگ میں گنتی کے دن رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کا رد فرمایا کہ تمہارا گمان صحیح نہیں۔ جس کے اعمال سراسر بد ہیں جو نیکیوں سے خالی ہیں وہ جہنمی ہیں' خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل کتاب کے سوا۔ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور سنت کے مطابق عمل کرے تو وہ جنتی ہے۔

ف۵: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی ایسی تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے حکم کے ساتھ اس کا بھی حکم دیا ہے۔ ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ ماں باپ کا اولاد پر کتنا حق ہے؟ فرمایا دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں یعنی ان کو راضی رکھا تو جنت حاصل ہوئی اور ان کو ناراض کیا تو دوزخ میں جائے گا۔ ابوبکرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ایک گناہ کے لئے یہ بات مقرر ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کے لئے یہ مقرر ہوا ہے کہ معاف نہ ہوگا بلکہ اس کی سزا اس قدر جلد ہوتی ہے کہ دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ اللھم احفظنا۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

اور جب ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے بھائی بندوں کو

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

ان کے وطن سے نہ نکالنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم شاہد ہو

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا

پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو

مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ

ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو ان کو تکلیف پہنچانے میں ان کے دشمنوں کی گناہ

وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ

اور ظلم میں مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہوکر آئیں تو بدلہ دیکر انکو چھڑا لیتے ہو

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

حالانکہ ان کا نکالنا بھی تم پر حرام ہے کیا آدھی کتاب کو مانتے ہو اور

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

کچھ حصہ سے انکار کرتے ہو ف۱ پس جو کوئی تم میں سے یہ

مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وطیرہ اختیار کرے اس کو دنیا میں خواری اور ذلت کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہوگا اور قیامت کے روز

يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

سخت عذاب میں پہنچائے جائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

بے خبر نہیں ف۲ یہی تو ہیں جنہوں نے دنیا کو

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

آخرت کے بدلے میں لے لیا پس نہ تو ان سے عذاب تخفیف ہوگا

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اور نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ اور موسیٰ کو ہم نے کتاب دی

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۖ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

اور اس کے پیچھے کئی رسول بھیجے ف۳ اور ہم نے عیسیٰ بن

تو خر رج کے طرفدار اور ان کے بھائی بند بنے ہوئے تھے اور بنی قریظہ کا بھائی چارہ اوس قبیلہ کے ساتھ تھا۔ جب اوس وخزرج میں جنگ چھڑتی تو یہودیوں کے یہ تینوں گروہ بھی اپنے اپنے حلیف کا ساتھ دیتے اور ان سے مل کر ان کے دشمن سے لڑتے۔ دونوں طرف کے یہودی، یہودیوں کے ہاتھ سے مارے بھی جاتے اور موقع پا کر ایک دوسرے کے گھروں کو بھی اجاڑ ڈالتے اور دیس نکالا بھی دے دیا کرتے تھے اور مال دولت پر بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے۔ پھر جب لڑائی بند ہو جاتی تو فریق مغلوب کے قیدیوں کا فدیہ دے کر چھڑا لیتے اور کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم میں سے جب کوئی قید ہو جائے تو ہم فدیہ دے کر چھڑا لیں۔ اس پر جناب باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے اس حکم کو تو تم نے مان لیا لیکن میں نے کہا تھا کہ آپس میں کسی کو قتل نہ کرو اور نہ گھروں سے نکالو تو اسے تم کیوں نہیں مانتے؟ کسی حکم پر ایمان لانا اور کسی کے ساتھ کفر کرنا' یہ کہاں کی ایمانداری ہے؟ ان آیات میں صرف عمل نہ کرنے کو کتاب کا کفر فرمایا اور یہ کہ اس پر آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ آج کل اکثر مسلمان بھی یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ خیر ہمارے عمل برے سہی یا نماز، روزہ ہم سے نہیں ہوتا لیکن دل سے سب کو حق جانتے ہیں تو ایسا کہنے والوں کو چاہیے کہ ان آیات میں خوب غور کریں اور یہ بات اپنے قلب و ذہن میں اچھی طرح بٹھا لیں کہ محض ایسا کہہ لینے سے نہ تو اللہ راضی ہوتا ہے اور نہ ہی اس طرح کا اقرار عمل کی کمی کو پورا کر سکتا ہے۔ آیت میں فرمایا کہ اپنے خون نہ بہاؤ اور اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نہ نکالو۔ یہ اس لئے کہ ہم مذہب سارے کے سارے ایک جان کے مانند ہیں۔ حدیث میں بھی ہے کہ تمام ایماندار دوستی، اخوت، صلہ رحمی اور رحم وکرم میں ایک جسم کے مثل ہیں۔ کسی ایک عضو کے درد سے تمام جسم بے تاب ہو جاتا ہے، بخار چڑھ جاتا ہے، راتوں کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے سارے جہان کے مسلمانوں کو تڑپ اٹھنا چاہیے۔

ف۱: یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ پھنسے تو چھڑانے کو موجود ہوتے ہو اور خود ان کے ستانے میں کمی نہیں کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں پر عمل کرو۔

ف۳: پے در پے یکے بعد دیگرے انبیاء کرام بنی اسرائیل میں آتے رہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا انہیں انجیل ملی جس میں بعض احکام تورات کے بھی خلاف تھے انہیں نئے نئے معجزات بھی ملے جیسے مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دینا' مٹی سے پرند بنا کر اس میں پھونک مار کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑا دینا' بیماریوں کو اپنے ہاتھ سے اللہ کے حکم سے اچھا کر دینا اور بعض محض غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے پر لوگوں کو بتانا وغیرہ۔

ف۱: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک و احسان کرنا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ کسی نے کہا اے اللہ کے رسول میں کس کے ساتھ نیک سلوک اور بھلائی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ؟ پھر پوچھا کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ، پھر اس سے قریب والے کے ساتھ، پھر اس سے قریب والے کے ساتھ۔

ف۲: مدینہ کے یہودیوں کے تین قبیلے تھے' بنو قینقاع' بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ بنو قینقاع اور بنی نضیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا

مریم کو معجزے دیئے اور اس کو جبریل کے ذریعے سے قوت دی ف۱ جب کبھی تمہارے

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

پاس کوئی رسول ایسے حکم لایا جنہیں تمہارے دل نہیں چاہتے تھے تو کیا تم نے انکار اور تکبر کیا تھا

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک کو قتل بھی کیا۔ ف۲ اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا

محفوظ ہیں ف۳ بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی ہے پس بہت

مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کم مانیں گے۔ ف۴ اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک کتاب پہنچی

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى

جس کو پہچان چکے ہیں جو ان کے ساتھ والی کو مانتی ہے تو اس سے انکاری

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ

ہوگئے حالانکہ اس سے پہلے کفار پر فتح یابی چاہا کرتے تھے ف۵

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ

پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ بری ہے وہ چیز جس کے عوض

اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

میں اپنی جانوں کو دے چکے ہیں یہ کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب نہیں مانتے محض حسد سے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

اس بات کے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے اپنا فضل کسی پر اتارے پس

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَ

غضب پر غضب اللہ کا انہوں نے لیا۔ اور کافروں کو ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ ف۶ اور

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا

جب کوئی ان سے کہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب قرآن) کو مان لو تو کہتے ہیں کہ ہم تو

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ

اسی کو مانیں گے جو ہماری طرف اتری اور جو اس کے سوا ہے سب سے انکار ہی کریں گے حالانکہ وہ بالکل حق ہے

ف۱: بعض نے روح القدس سے مراد اسم اعظم لیا ہے۔ بعض نے کہا ہے فرشتوں کا ایک سردار فرشتہ ہے۔ بعض کہتے ہیں قدس سے مراد اللہ تعالیٰ اور روح سے مراد جبرئیل ہے، کسی نے کہا ہے قدس یعنی برکت، کسی نے کہا ہے پاک، کسی نے کہا ہے روح سے مراد انجیل ہے جیسے فرمایا ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ یعنی اس طرح ہم نے تیری طرف روح کی وحی اپنے حکم سے کی۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہی ہے کہ یہاں مراد روح القدوس حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جیسے اور جگہ ہے ﴿اذا ایدتک بروح القدس﴾ اس آیت میں روح القدس کی تائید کے ذکر کے ساتھ کتاب وحکمت، توراۃ وانجیل کے سکھانے کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز، علاوہ ازیں روائی عبارت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہما کا قول بھی یہی ہے کہ روح القدس سے مراد حضرت جبرائیل ہیں جیسے قرآن شریف میں اور جگہ ہے۔ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾ (الشعراء:۱۹۳)

ف۲: ایک گروہ کو جھٹلاتے جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ اور دوسرے گروہ کو قتل کرتے جیسے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔ یہ برتاؤ اس لئے تھا کہ انبیاء علیہم السلام ان کی رائے اور خواہشات کے خلاف حکم کرتے تھے اور یہ بات ان پر نہایت دشوار تھی۔ ﴿فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾

ف۳: یہود اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی سوائے اپنے دین کے اور کسی کی بات ہم پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس پر حق بات اثر نہ کرے تو یہ نشان ہے اس پر لعنت کا۔ ابن کثیر بیان فرماتے ہیں کہ یہود کا ایک قول یہ بھی تھا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں یعنی یہ علم سے بھرپور ہیں۔ اب ہمیں نئے علم کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی ان پر مہر لگ گئی ہے۔ ان کو ایمان نصیب ہی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ بعض دل غلاف والے ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اور ایسے دل کفار کے ہوتے ہیں۔

ف۴: تھوڑا ایمان لانے کا معنی یہ کہ ان میں بہت کم لوگ ایماندار ہیں، دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ان کا ایمان بہت کم ہے یعنی قیامت ثواب، عذاب وغیرہ کے قائل نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے والے تورات کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہیں مگر اس نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر اپنا ایمان پورا نہیں کرتے بلکہ آپ کے ساتھ کفر کر کے اس تھوڑے ایمان کو بھی غارت اور برباد کر دیتے ہیں۔

ف۵: جب کافروں کا غلبہ دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم جلدی پیدا ہو اور جب وہ پیدا ہوئے تو یہ اس نبی کے منکر ہوگئے۔ اور محض اس سبب سے کہ آپ بنی اسماعیل میں سے آئے تھے جبکہ یہود بنی اسحاق سے تھے۔

ف۶: اول غضب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت نہ ماننے کا اور دوسرا غضب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نہ ماننے کا، چونکہ یہ حسد وبغض کی وجہ سے انبیاء کی نبوت اور رسالت کے انکاری ہوئے تھے اور ان کے اس انکار کا اصل باعث تکبر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل عذابوں میں مبتلا کیا تاکہ گناہ کا پورا بدلہ ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ

ان کی ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے تو کہہ کہ اگر تم ایماندار ہو- ف۱

مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى

تو پھر پہلے زمانے میں تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے تھے؟- ف۲ اور تمہارے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

موسیٰ صاف دلیلیں لایا پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو معبود بنالیا ف۳ اور تم

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

ظالم ہو- اور جب ہم نے تم سے کوہ طور پر کھڑا کر کے

الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا

وعدہ لیا اور کہا کہ خوب قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے اور سنو بولے

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ

ہم نے سن لیا اور ہم کرنے کے نہیں ف۴ اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کی شامت سے بچھڑے کی محبت

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

رچ گئی تو کہہ دے تمہارا ایمان تم کو بری راہ بتلاتا ہے اگر تم ایماندار ہو- ف۵

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

تو کہہ دے کہ اگر سب لوگوں سے علیحدہ تمہارے ہی لئے اللہ کے ہاں نجات اخروی ہے

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾

تو پس تم موت مانگو اگر تم سچے ہو-

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور اپنے کئے ہوئے کی وجہ سے ہرگز موت کی خواہش نہ کریں گے اور اللہ

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي

ظالموں کو جانتا ہے- ف۶ تو سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا خواہش مند انہی کو

حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ

پائے گا حتی کہ مشرکوں سے بھی زیادہ ہر ایک ان میں کا یہی چاہتا ہے

اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ

کہ ہزار برس کی عمر ملے- ف۷ حالانکہ عمر کی زیادتی ان کو عذاب سے

غَابَ عَنْهَا وَ مَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کا کام ہوتا ہو تو جو شخص وہاں موجود ہے مگر حتی المقدور اس سے انکار و نفرت کر رہا ہے تو گویا کہ ایسا شخص وہاں موجود نہیں اور جو شخص وہاں سے غائب ہو اور اس پر راضی ہو تو گویا کہ ایسا شخص وہاں موجود ہی ہے۔

ف۳: یعنی موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو اللہ بنالیا۔ اب بتاؤ کہ خود تورات پر اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی تمہارا ایمان کہاں گیا؟ کیا یہ بدکاریاں تمہیں ظالم کہلوانے والی نہیں؟ من بعدہ سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد ہے۔

ف۴: وجیز والے نے کہا کہ ماننے کا اقرار تو کیا لیکن پورا نہ کیا یعنی ظاہر میں کہا کہ ہم نے مانا اور دل میں کہا کہ ہم نے نہ مانا۔

ف۵: یعنی درحقیقت تم مومن نہیں ہو کیوں کہ ایمان کبھی یہ حکم نہیں کرتا کہ بچھڑے کی پوجا کرو یا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو۔

ف۶: یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور بزرگوں کی اولاد ہیں، ہمیں اخروی عذاب ہرگز نہ ہوگا اور اگر ہم سے کسی کو بوجہ بداعمالی ہوا بھی تو وہ صرف چند روز ہوگا۔ اس کے بعد ہم نجات پا جائیں گے اور ہمارے سوا کوئی نجات نہ پائے گا تو ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی مگر پھر بھی انہوں نے موت کی خواہش نہیں کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر یہ لوگ موت چاہتے تو اسی وقت اپنا ہی تھوک نگلنے سے مر جاتے اور کوئی یہودی دنیا میں زندہ نہ رہتا۔ کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔

ف۷: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود اپنے قدیم بزرگوں کے ناجائز افعال پر فخر کرتے تھے کہ ہم نے یحییٰ، زکریا، عیسیٰ علیہم السلام کو قتل کیا نیز جبرائیل فرشتے کو عداوت سے یاد کرتے کہ وہ ہمارے خلاف نبیوں پر وحی لاتا ہے۔ اس لئے بموجب حدیث جو گناہ کا کام کرے اور دوسرا اس پر راضی ہو تو گناہ میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قدیم یہودیوں کے گناہ کا مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کو بھی قرار دیا۔

ف۸: ہزار برس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر ہزار سال سے زیادہ عمر ہو تو چھوٹ جائیں گے۔ ہزار کا لفظ حصر کے لئے نہیں بلکہ مبالغہ یعنی کثرت کے لئے ہے یعنی وہ کتنی ہی عمر کیوں نہ دے دیا جائے عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا۔

منزل

ف۱: یہود و نصاریٰ کا قول تھا کہ ہم کو تورات اور انجیل پر ایمان لانا کافی ہے، ہم قرآن کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خبردار کیا کہ اگر تورات اور انجیل پر ایمان رکھنے کا تمہارا دعویٰ سچا ہوتا تو پھر تم انبیا کو کیوں قتل کرتے؟

ف۲: یہود اپنے بزرگوں کے برے افعال سے ناراض نہ تھے بلکہ ان کی نسل میں ہونے پر فخر و غرور کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس لئے فرمایا کہ تم انبیا کو کیوں قتل کر ڈالتے ہو۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی گناہ پر راضی ہو اگرچہ خود نہ کرے تو اس کو بھی ایسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا کرنے والے کو۔

حدیث میں ہے کہ ﴿اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُعَمَّرَ ۖ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

دور نہیں کرسکے گی اور اللہ ان کے اعمال دیکھتا ہے۔ ف۱ تو کہہ دے جو کوئی

عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

جبریل سے دشمن ہوگا (وہ سخت نادانی کرتا ہے) اس لئے کہ یہ اسی نے تیرے دل پر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾

سچا بتلاتا ہے اپنے سامنے والی کتاب کو اور ہدایت اور خوشخبری ہے ماننے والوں

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

کو۔ جو کوئی اللہ سے ملائکہ یا اس کے رسولوں یا جبریل یا میکائیل سے

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ

عداوت رکھے گا (وہ اپنی بہتری نہ دیکھے گا) اس لئے کہ اللہ کافروں کا خود دشمن ہے۔ ف۲ ہم نے

أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا

تیری طرف کھلی کھلی آیتیں اتاری ہیں اور بدکار لوگ ہی ان سے

الْفَاسِقُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ

انکاری ہوتے ہیں۔ کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ایک فریق نے اسے

مِّنْهُم ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا بلکہ بہت سے ان میں سے مانتے ہی نہیں۔ اور جب ان کے پاس

رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ

اللہ کے ہاں سے ایک رسول آیا جو ان کے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے

فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ۖ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ

تو ایک جماعت نے ان کتاب پانے والوں میں سے کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے

ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا

پھینک دیا گویا کچھ بھی نہیں جانتے۔ ف۳ اور پیچھے ہولئے ہیں ان باتوں کے

الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

جو شیاطین سلیمان کے زمانہ میں پڑھتے تھے ف۴ اور سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا

وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَا

ہاں شیاطین یعنی ہاروت ماروت نے کفر کیا اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور نہ

ف۱: اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا بے دینوں کی علامت ہے۔ اگرچہ مسلمان کے لئے موت کی دعا کرنا شریعت میں منع ہے لیکن موت کو یاد رکھنا اور ہر وقت اس کے لئے تیار رہنے کی بڑی تاکید ہے۔ ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے ﴿اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ﴾ (ترغیب: ۴/۲۳۶) ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لذتوں کو توڑنے والی کو بہت یاد رکھا کرو'' یعنی موت کو۔ اور ان کی ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ مسلمانوں میں بہتر اور افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو اچھے اخلاق والا ہو اس نے پوچھا زیادہ سمجھ دار اور عقل مند کون ہے؟ فرمایا جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اور آخرت کی تیاری میں زیادہ مصروف رہتا ہے۔ (ترغیب: ۴/۱۵۸) اور فرمایا کہ سب سے زیادہ زاہد وہ ہے جو قبر اور مٹی ہو جانے کو کسی وقت بھی نہ بھولے اور دنیا کے بناؤ سنگھار کو ترک کر دے اور آخرت کی فکر میں لگا رہے اور یہ بھروسہ نہ رکھے کہ میں کل تک زندہ رہوں گا اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرکے رکھے یعنی موت کو ایسا قریب سمجھے کہ گویا ابھی آئی کہ آئی۔

ف۲: یہود نے کہا کہ یہ کلام لاتا ہے جبرائیل اور وہ ہمارا دشمن ہے کئی بار ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا، کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کرتے ہیں بغیر حکم کے نہیں کرتے اور جو فرشتوں کا دشمن ہے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں سے دشمنی رکھنے والوں کا دشمن ہے۔ یہودیوں کی ایک جماعت رسول مقبول ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ ہم آپ سے چند سوال کرتے ہیں جن کے صحیح جواب نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ان کے جوابات دیجئے۔ آپ نے فرمایا پوچھو مگر عہد کرو کہ اگر میں ٹھیک جواب دوں گا تو تم میری نبوت کا اقرار کرو گے اور میری فرمانبرداری میں لگ جاؤ گے۔ انہوں نے فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ انہوں نے کہا پہلے یہ بتائیے کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام نے اپنے نفس پر کس چیز کو حرام کیا تھا؟ آپ نے فرمایا یعقوب علیہ السلام عرق النساء کی بیماری میں سخت بیمار تھے۔ آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے شفا دے گا تو میں اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز چھوڑ دوں گا اور جب وہ تندرست ہوئے تو انہوں نے اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ سب نے قسم کھا کر کہا سچ ہے۔ دوسرا سوال یہ کیا کہ عورت اور مرد کے پانی کی کیا کیفیت ہے، کبھی لڑکا ہوتا ہے اور کبھی لڑکی تو ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا مرد کا پانی گاڑھا سفید اور عورت کا پتلا زردی مائل ہوتا ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو لڑکی ہوتی ہے۔ تیسرا سوال یہ کیا کہ نبی آخرالزماں ﷺ کی خاص علامت تورات میں کیا لکھی ہے اور اس کا رفیق کونسا فرشتہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی آخرالزماں ﷺ کی علامت تورات میں یہ ہے کہ اس کی آنکھیں سوتے وقت غنودگی میں ہوتی ہیں مگر دل ہوشیار رہتا ہے اور رفیق فرشتہ جبرائیل ہیں جو دوسرے انبیاء کے بھی رفیق تھے۔ یہود نے کہا کہ آپ کے جوابات تو درست ہیں مگر چونکہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے اس لئے ہم اس کی نہیں مانیں گے۔ ہاں اگر میکائیل وحی لے کر آتے تو ہم ایمان لے آتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: یعنی اے محمد ﷺ ہم نے ایسی نشانیاں جو آپ کی نبوت کی صریح دلیل بن سکیں، نازل فرما دی ہیں اور یہودیوں کی مخصوص معلومات کا ذخیرہ، ان کی کتاب کی بوشیدہ باتیں، احکامات میں ان کی تحریف اور تبدیلیاں وغیرہ سب ہم نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان فرما دی ہیں جنہیں سن کر ہر زندہ ضمیر آپ کی نبوت کی تصدیق پر مجبور ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَا رُوْتَ ؕ

اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

اور وہ کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو خود جتلا ہیں

فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ

پس تو کافر مت ہو پھر بھی لوگ سیکھتے ان سے وہ کلمات جن کی وجہ

الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا

سے خاوند بیوی میں جدائی ڈالتے اور وہ کسی کو سوائے اذن اللہ

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ

کے ضرر نہ دے سکتے تھے اور لوگ وہی چیز سیکھتے جو ان کو ضرر دے اور نفع نہ بخشے

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ

حالانکہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص اس کو لے گا قیامت میں اس کے

خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا

لئے حصہ نہیں برا ہے وہ کام جس کے بدلہ میں اپنی جانوں کو عذاب میں دے چکے ہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ

کاش یہ سمجھتے۔ ف اور اگر یہ ایماندار ہوتے اور پرہیزگاری کرتے تو

عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ کے ہاں کا بدلہ سب سے اچھا ہے کاش یہ سمجھیں۔ اے مسلمانو

اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ

تم راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہا کرو اور سنتے رہا کرو

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ

اور کافروں کو نہایت دردناک عذاب ہو گا۔ ف کتاب والے کافر اور مشرک

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی طرف

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

سے کوئی بھلائی تم کو ملے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ مخصوص کر لیتا ہے

منزل ۱

ف: اکثر سلف کا خیال ہے کہ ہاروت و ماروت یہ دو فرشتے تھے اور ان کو زمین کی طرف اتارا گیا تھا اور نظام تکوینی میں فرشتوں کے اوپر حقیقت سحر کا نزول ان کی نزاہت کے ذرہ بھی منافی نہیں خصوصاً جب کہ ان پر اس فن کے الہام کیے جانے سے تمام تر مقصود ہی اصلاح خلق تھا یعنی لوگوں کو سحر و کہانت سے بچانا نہ کہ اس پر آمادہ کرنا جس طرح کہ پولیس افسروں کو جرائم سے عملی واقفیت حاصل کرتے کسی نے نہیں دیکھا ظاہر ہے یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ خود کوئی جرم کریں بلکہ اس لئے ہوتا ہے کہ اپنی عملی واقفیت کو مجرموں کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے میں کام لائیں۔ بابل میں جب عملیات سفلیہ اور علوم سحریہ کا زور حد سے بڑھ گیا اور عوام کے ذہن میں ہادیان حق اور اولیائے صالحین کی حیثیت خلط ملط ہو کر کاہنوں ساحروں اور شعبدہ بازوں کی سی ہو کر رہ گئی تو مشیت الٰہی اور حکمت ربانی نے حق و باطل کے ان دو علمبردار گروہوں کے درمیان امتیاز کرنے اور لوگوں کی اصلاح خیال کے لیے دو فرشتوں کو انسانی صورت میں بھیجا۔ یہاں یہ شبہ نہ ہو کہ ملائکہ سحر کا درس دیا کرتے تھے۔ تعلیم کے معنی سکھانے اور سبق دینے کے علاوہ جتلانے، بتانے اور آگاہ کرنے کے بھی آتے ہیں والتعلیم بمعنی الاعلام یہ انسان نما ملائکہ کسی پر بھی حقیقت سحر نہ کھولتے، کسی کو بھی کلمات سحر پر مطلع نہ کرتے جب تک کہ اسے متنبہ نہ کر دیتے۔ ہوتا یہ کہ فسق پیشہ لوگ آ کر ہاروت و ماروت کو گھیرتے اور اصرار کر کے دریافت کرتے کہ آپ ہمیں سحر سے تو روک رہے ہیں لیکن یہ تو بتائیے سحر کہتے کسے ہیں؟ یہ فرشتے تنبیہ و یاد دہانی کے بعد کہ اس فن سے کام لینا کفر ہے، جب انہیں آگاہ و خبردار کرنے کے لئے ان کے اعمال و اقوال کی نقل و حکایت ان کے سامنے بیان کرتے تو وہ فسق پیشہ لوگ اس سے فائدہ یہ اٹھاتے کہ خود اس فن ہی کے سیکھ جانے کا کام لینے لگتے۔ بعض اہل تفسیر نے یہاں ایک قصہ ملک عراق کی مشہور رقاصہ اور بیوہ زہرہ کا نقل کیا ہے جو کہ یہود کا بیان کیا ہوا ہے۔ محدثین اور محققین تفسیر نے اس کی صحت سے بالکل انکار کر دیا ہے اور صاف لکھ دیا ہے کہ یہ قصہ بالکل من گھڑت لغو اور مردود ہے۔ ان من اعتقد فی ھاروت و ماروت انھما ملکان یعذبان علی خطیئتھما مع الزھرۃ فھو کافر باللہ تعالی۔ (روح المعانی)

بعض سلف نے کہا ہے کہ ما نافیہ ہے اور اس کا عطف ماکفر سلیمان پر ہے، یہودیوں کے اس دوسرے اعتقاد کی کہ جادو فرشتوں پر نازل ہوا ہے، اس آیت میں تردید ہے۔ ہاروت و ماروت لفظ شیاطین کا بدل ہے تثنیہ پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے یا اس لیے جمع کیا گیا کہ ان کے ماننے والوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور ان کا نام زیادہ سرکشی کی وجہ سے کھول دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس آیت کا یہی مطلب صحیح اور درست ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور مطلب یا کسی فتویٰ کی طرف توجہ نہیں دینی چاہئے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا کہ ان یہودیوں نے اس چیز کی تابعداری کی جو حضرت سلیمان کے زمانہ میں شیطان پڑھا کرتے تھے حضرت سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا نہ اللہ نے جادو کو ان دو فرشتوں پر اتارا جیسا کہ اے یہودیو تمہارا خیال جبرائیل و میکائیل کی طرف ہے۔ بلکہ یہ کفر شیطانوں کا ہے جو بابل میں لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور ان کے سردار دو آدمی تھے جن کا نام ہاروت اور ماروت تھا۔ حاصل یہ کہ عام طور پر جو مشہور ہے کہ ہاروت و ماروت فرشتے تھے اس کی سند کسی مرفوع حدیث میں نہیں۔ سب اسرائیلیات کی جنس سے ہے تفسیر معالم میں ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے یہ دو جادوگر آدمی تھے جو بابل میں رہتے تھے۔ خواجہ حسن بصریؒ بھی فرماتے ہیں کہ یہ دو آدمی ہی تھے کیونکہ فرشتے (ملائکہ) لوگوں کو جادو کی تعلیم نہیں دیتے۔ ان کو (بقیہ صفحہ 53 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ جب کبھی کوئی نشان

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ

ہم تبدیل کریں یا پیچھے چھوڑ رکھیں تو اس سے اچھا لے آتے ہیں یا اس جیسا کیا

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ف۱ اور کیا تم نہیں جانتے کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

آسمانوں اور زمینوں کی تمام حکومت اللہ ہی کو حاصل ہے اور اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ

تمہارا نہ کوئی والی ہے نہ مددگار۔ بلکہ یہ چاہتے ہو کہ اپنے

تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ

رسول سے ایسے سوال کرو جیسے کہ پہلے موسیٰ سے ہوئے تھے جو شخص

يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝

کفر کو ایمان سے بدلے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ ف۲

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ

اکثر اہل کتاب بعد ظاہر ہونے حق بات کے محض اپنے حسد سے

كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

یہی چاہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے کے بھی تم کو کافر بنا دیں

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

پس چھوڑ دو اور خیال نہ لاؤ یہاں تک کہ اللہ کا حکم پہنچے

بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اللہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ف۳ اور نماز ہمیشہ پڑھتے رہو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ

اور زکوٰۃ دیتے رہو اور (بھی) جو کچھ بہتری کے کام اپنے لئے آگے بھیجو گے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَقَالُوْا

ضرور ان کو اللہ کے ہاں پاؤ گے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے ف۴ اور کہتے ہیں

منازل

ف۱: یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں کوئی آیت منسوخ ہوتی ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا کہ موقوف کر دیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عیب نہ پہلی میں تھا نہ پچھلی میں لیکن بعض اوقات حاکم عامۃ الناس وقت کی مصلحت سے ایک حکم کو دوسرے حکم سے منسوخ کرتا ہے۔ حکم کسی عیب یا قباحت کی وجہ سے نہیں بدلا جاتا بلکہ لوگوں کی حالت اور مصلحت کے موافق بدلتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں نسخ کے معنی کسی مطلق و غیر مقید حکم کو صرف محدود و مقید کر دینے کے ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ تبدیلی احکام میں ہوتی ہے۔ اعتقادات و اخبار کی نسبت کوئی مسلمان بھی نسخ کا قائل نہیں۔ اور احکام کی بھی دو قسمیں ہیں ایک اصول شرائع جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بت پرستی کی ممانعت صلہ رحمی عدل و انصاف ظلم و تکبر اور برے خصائل کی حرمت وغیرہ۔ اس قسم کے احکام میں نسخ نہیں ہوتا۔ تمام شریعتوں اور کل انبیاء کے احکام ابدی ہیں۔ دوم فروعات شرعیہ جیسے چور کی سزا زانی پر تجدید طہارت کے بعض مسائل نماز میں قبلے کی تبدیلی وغیرہ تو اس قسم کے احکام میں نسخ واقع ہوا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مقصد شریعت سے بندوں کی بھلائی اور ان کے حال پر رحم کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وقت کا چلن اور اقوام و بلاد کا طور طریقہ ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا بلکہ وقتاً فوقتاً مصلحتوں کے تحت انقلاب آتا رہتا ہے۔ پس احکام کی مثال طبیب کے نسخے کی ہے۔ طبیب کی تشخیص اپنی جگہ بدستور رہتی ہے لیکن مریض کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ پھر موسم اور آب و ہوا میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ ان حالات میں کوئی حاذق سے حاذق طبیب بھی اپنے تجویز کردہ نسخے کے اجزا میں بدلے ہوئے حالات کے مطابق ترمیم کرنے میں تامل نہ کرے گا۔ اسی لئے جمہور علماء نسخ کے قائل ہیں اگرچہ بعض نے انکار بھی کیا ہے۔

ف۲: مشرکین مکہ ایک درخت کی پوجا کرتے تھے جس کا نام ذات انواط تھا۔ ان کو دیکھ کر بعض سادہ لوح مسلمانوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کر دیجئے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: جنگ احد میں جب مسلمانوں کو قدرے تکلیف پہنچی تو یہودیوں نے حذیفہ اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمہارا دین سچا ہوتا تو تمہیں تکلیف کیوں پہنچتی؟ پس آؤ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہ دونوں یہودی مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ حاسد تھے لوگوں کو اسلام سے روکتے اور عرب سے جلتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب مشرکین مکہ اور اہل کتاب سے درگزر کرتے تھے اور اس کے بدلے میں ان کی ایذا اور تکلیف برداشت کرتے اور اس آیت پر عمل پیرا تھے یہاں تک کہ دوسری آیات نازل ہوئیں اور یہ حکم بدل گیا اور اب ان سے بدلہ لینے اور اپنا بچاؤ کرنے کا حکم ملا۔ پہلی لڑائی جو بدر میں ہوئی تو اس میں کفار کو زبردست شکست ہوئی اور سرداران قریش کی لاشیں میدان میں بچھ گئیں۔

ف۴: مومنوں کو رغبت دلائی کہ تم نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی حفاظت کرو۔ اس طرح آخرت کے عذابوں سے بچاؤ کے علاوہ دنیا میں بھی غلبہ اور نصرت حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ تمہارے ہر نیک و بد عمل کا بدلہ دونوں جہانوں میں دے گا۔ اس سے تمہارا کوئی چھوٹا بڑا چھپا کھلا اور اچھا یا برا عمل پوشیدہ نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ لوگ اطاعت کی طرف توجہ کریں اور نافرمانی سے بچیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی ہو یا عیسائی

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

یہ ان کی خواہشیں ہیں تو کہہ دے اپنی دلیل لاؤ اگر

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

سچے ہو ہاں جو کوئی اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور

مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

وہ نیکوکار ہو تو ان کی مزدوری ان کے مولا کے پاس ہے ان کو

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى

خوف ہو گا اور نہ غم اٹھائیں گے۔ف اور یہود کہیں کہ عیسائیوں کا

شَیْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۙ

کچھ ٹھیک نہیں اور عیسائی کہیں یہودیوں کا کچھ ٹھیک نہیں

وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

حالانکہ یہ دونوں کتاب پڑھتے ہیں۔ف ایسا ہی بے علم بھی

مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

انہیں کی طرح بولتے ہیں پس اللہ ہی ان کے جھگڑوں میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ

قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ف اور کون بڑا ظالم ہے ان لوگوں سے

اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

جو اللہ کی مسجد میں اللہ کے نام کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی خرابی میں کوشش کرے

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي

ان لوگوں کو قدرت نہ ہوگی کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے دنیا میں

الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

انہیں کو ذلت ہوگی اور قیامت میں بھی انہیں کو بڑا عذاب ہوگا۔ف

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ

اور اللہ ہی کا مشرق اور مغرب ہے پس جدھر کو منہ پھیرو کے وہیں

منزل ۱

ف: یہاں یہود و نصاریٰ کا غرور بیان فرمایا کہ وہ اپنے سوا دوسروں کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور صاف کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کی تردید کی اور فرمایا کہ اپنے دعوے پر کوئی دلیل پیش کرو پھر فرمایا کہ ہاں جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جائے اور خلوص و توحید کے ساتھ نیک عمل کرے تو اسے پورا پورا اجر اور ثواب دیا جائے گا۔

الغرض قبولیت اعمال کے لئے دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ عمل پر اخلاص ہو اور دوسری یہ کہ عمل اصوب اور درست ہو یعنی خالص رضائے الٰہی کے لئے ہو اور سنت مطہرہ کے موافق ہو۔ محض خلوص بھی قبولیت اعمال کے لئے کافی نہیں جب تک کہ سنت کی فرمانبرداری نہ ہو۔ کوئی عمل گو بظاہر سنت کے مطابق ہو لیکن جب تک عمل میں اخلاص اور مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا مندی نہ ہو تو وہ عمل بھی مردود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ پس درویشوں اور صوفیوں کے اعمال گو خلوص پر مبنی ہوں لیکن جب تک سنت کی کسوٹی پر نہ ہوں تو وہ بھی مردود ہیں اور ایسے اعمال کی نسبت ارشاد باری ہے۔ وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان:۲۳) یعنی انہوں نے جو اعمال کئے تھے ہم نے رد کر دیئے۔

دوسری جگہ فرمایا کافروں کے اعمال ریت کے چٹیلے تو دوں کی طرح ہیں جنہیں پیاسا پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔ اور دوسری جگہ ہے کہ قیامت کے دن بہت سے چہروں پر ذلت برستی ہوگی۔ جو عمل کرنے والے تکلیفیں اٹھانے والے ہوں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے اور گرم کھولتا ہوا پانی انہیں پلایا جائے گا۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں مراد یہود و نصاریٰ کے علماء اور عابد لئے ہیں

ف۲: یہود و نصاریٰ کی آپس میں بغض و عداوت کا ذکر فرمایا: نجران کے نصرانیوں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہودیوں کے علماء بھی آئے اور ایک دوسرے کو گمراہ کہنے لگے حالانکہ دونوں اہل کتاب ہیں۔ توراۃ میں انجیل کی اور انجیل میں تورات کی تصدیق موجود ہے تو ان کا یہ قول کس قدر لغو اور باطل ہے۔ پہلے یہود و نصاریٰ دین حق پر قائم تھے لیکن پھر بدعتوں اور فتنہ پردازیوں کی وجہ سے دین ان سے چھن گیا۔ اب نہ یہود ہدایت پر تھے اور نہ نصرانی۔

ف۳: بعض نے کہا کہ ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عرب لوگ مراد ہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ جن کے پاس علم نہیں وہ عرب کے لوگ ہیں کہ پہلے یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کا دین رکھتے تھے پھر گمراہ ہو کر بت پوجنے لگے۔ ایسے شخص کو مشرک کہیے۔ وہ اپنی ہی راہ حق بتاتے تھے۔ لیکن امام ابن جریرؒ اس سے عام مراد لیتے ہیں جو سب کو شامل ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۴: نصاریٰ خود کو منصف جانتے تھے اور یہود کو ظالم کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کی اور ہم ان پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور یہود کی ضد میں پڑ کر ان کی مسجدیں اجاڑ دیں۔ یہ کیا انصاف ہے کہ لوگوں کی ضد میں پڑ کر اللہ کی مسجدیں ویران کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی لائق نہیں کہ اس ملک میں حاکم رہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَ قَالُوا اتَّخَذَ

اللہ کی توجہ پاؤ گے بیشک اللہ بڑی وسعت علم والا ہے ف اور کہتے ہیں

اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کہ اللہ نے اولاد بنائی ہے وہ پاک ہے بلکہ سب آسمان اور زمین والے اسی کے غلام ہیں

الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ

سب کے سب اسی کے آگے گردن جھکاتے ہیں آسمان اور زمین کو

الْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

بلامونہ اسی نے بنایا ہے اور جس وقت کوئی چیز چاہتا ہے تو صرف اتنا ہی کہتا ہے

فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ اور بے علم کہتے ہیں اللہ ہی کیوں نہیں ہم سے

اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

باتیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس آوے ف ان سے پہلے لوگوں نے بھی

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ

ایسا ہی کہا تھا ان کے دل ایک سے ہو رہے ہیں بیشک ہم

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا

بہت سی نشانیاں ماننے والوں کے لئے بیان کر چکے ہیں۔ ف ہم نے تجھ کو سچی (ہدایت) کے ساتھ

وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ

خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تجھ سے دوزخ والوں کے حال سے سوال نہ ہوگا۔ اور ہرگز

تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

تجھ سے خوش نہ ہوں گے نہ یہود نہ نصاریٰ یہاں تک کہ تو ہی ان کے مذہب کا

مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ

پیرو بنے تو کہہ دے کہ ہدایت تو اصل وہی ہے جو اللہ کے ہاں سے ہو اگر تو

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

بعد پہنچنے علم کے ان کی خواہش کے پیچھے چلا

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ

تو نہ تو تیرا کوئی اللہ کے ہاں سے حامی ہوگا اور نہ مددگار۔ جن کو ہم نے

منزل

ف: یہ بھی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلے کو بہتر بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ مخصوص ایک طرف نہیں، اس کے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ چند صحابہ نے جنگل میں اندھیرے کی وجہ سے کعبہ کی بجائے دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور اس کے علاوہ سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے جس سے منہ قبلہ کی طرف سے دوسری طرف ہو جاتا تو اس مسئلہ کے سمجھانے کیلئے کہ اگر تم غلطی سے کعبہ کی طرف نہ ہو سکو یا نوافل سواری پر پڑھ لو تو جائز ہیں۔ تفسیر رحمانی اور معالم میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری، مجاہد، قتادہ اور مقاتل نے ﴿فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ کے متعلق کہا فثم قبلة الله اور وجه اور وجهة کے معنی قبلہ کے ہیں۔

ف: رافع بن خزیمہ جو ایک مشرک تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا تا کہ ہم اس کا کلام سنیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مجاہدؒ کہتے ہیں یہ بات نصرانیوں نے کہی تھی۔ ابن جریرؒ فرماتے ہیں یہی درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آیت انہی کے بیان کے دوران ہے لیکن یہ قول قابل غور ہے۔ قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ کی نبوت کی اطلاع خود جناب باری ہمیں کیوں نہیں دیتا؟ اور یہی اس آیت کا مقصود ہے۔ واللہ اعلم

ف: یعنی پہلی امت جو یہود تھی وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتی تھی جواب یہ لوگ کہنے لگے۔

یہ آیت نصرانیوں کے رد میں ہے اور اسی طرح ان جیسے یہود و مشرکین کے رد میں جو اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد کہتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ زمین و آسمان وغیرہ تمام چیزوں کا تو اللہ مالک ہے۔ ان کا پیدا کرنے والا ہے انہیں روزیاں دینے والا ان کے اندازے مقرر کرنے والا انہیں قبضے میں رکھنے والا اور ان میں تصرف کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھلا مخلوق میں سے کوئی اس کی اولاد کیسے ہو سکتا ہے؟ نہ تو عزیرؑ و عیسیٰ اللہ کے بیٹے بن سکتے ہیں اور نہ فرشتے ہی اس کی بیٹیاں بن سکتے ہیں۔ اس لئے کہ دو برابر کی مناسبت رکھنے والے ہم جنس سے اولاد ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی عظمت و کبریائی میں اس کا شریک ہے اور نہ ہی کوئی اس کی جنس کا ہے وہ تو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کی اولاد کیسے ہوگی جب کہ اس کی کوئی بیوی بھی نہیں اور وہی ہر چیز کا خالق اور عالم ہے۔

بدیع بمعنی مبدع ہے۔ مبدع کا معنی انشا اور نو پیدا کرنے والے کے ہیں بغیر کسی مثال نمونے اور بغیر کسی پہلی پیدائش کے پیدا کرنے والے اس اللہ کی قدرت، سلطنت، سطوت و شوکت ایسی ہے کہ جس چیز کو جس طرح کی بنانا اور پیدا کرنا چاہے اسے کہہ دیتا ہے کہ اس طرح کی اور ایسی ہو جا تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

اذا ما اراد الله امرا فانما

یقول له کن قوله فیکون

مطلب یہ کہ ادھر اللہ کا ارادہ کسی چیز کا ہوا اور اس نے کہا ہو جا تو وہ اسی وقت اور وہیں ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنا چاہئے یہی لوگ اس کو

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

مانتے ہیں اور جو لوگ اس سے انکاری ہیں وہی

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ

نوٹا پاویں گے- ف۱ اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے احسان

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

جو میں نے تم پر کئے اور تمام جہان کے لوگوں پر تم کو عزت دی- ف۲

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا

اور اس دن سے بچ جاؤ (جس میں) کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا

يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ

اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا اور نہ اس کو کسی کی سفارش ہی کام دے گی

يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ

اور نہ ان کو مدد پہنچے گی- اور جب ابراہیم کو اس کے اللہ نے چند باتوں کا حکم

قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ

دیا پس اس نے ان سب کو پورا کیا (اللہ نے اسے) کہا میں تجھے سب لوگوں کا امام بناؤں گا

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا

وہ بولا میری اولاد میں سے (بھی کسی کے نصیب کر) (اللہ نے کہا) ظالموں کو میرا وعدہ نہیں پہنچے گا ف۳ اور جب

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ

ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرجع ف۴ اور بڑی امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) ابراہیم

مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ

کی جگہ نماز پڑھو- ف۵ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو حکم بھیجا

اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ

کہ میرا (عبادت) خانہ طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

صاف ستھرا رکھو- اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے مولا

منزل ۱

ف۱: یعنی یہود میں کچھ لوگ باانصاف بھی تھے کہ جو اپنی کتاب کو سمجھ کر پڑھتے تھے وہ اس قرآن پر ایمان لائے۔ ان کے ایک عالم تھے عبداللہ بن سلام۔ انکے ساتھ کئی اور بھی مسلمان ہوئے۔

ف۲: انعام الٰہی ان پر یہی تھا کہ ان کے لئے دریا کو پھاڑا اور فرعون سے نجات دی اور انبیا ان میں بھیجے وغیرہ اور ان کو کتاب دینے' بادشاہی عطا کرنے اور نبی بھیجنے کے ساتھ بزرگی دی۔

ف۳: فرمایا ہم نے ابراہیم کو آزمایا۔ یہ آزمانا اپنی واقفیت کے لئے نہیں کہ وہ تو خود علیم کل ہے بلکہ علی الاعلان کھلم کھلا آزمایا تاکہ دوسروں کو ان کے ایمان کامل کا مشاہدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آزمانے کا لفظ جب بھی استعمال ہو تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے۔ اور رہی یہ بات کہ یہ کلمات کیا تھے تو ان کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے۔ جو کچھ بھی ہو بہرحال تھے وہ احکام شرائع ہی۔ بنی اسرائیل اس بات پر بہت مغرور تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وعدہ دیا ہے کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور اس کے دین کو ہر کوئی مانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیمؑ کی اس اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اس کے دو بیٹے تھے اسحاق اور اسماعیل۔ پہلے اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں بزرگی رہی پھر اس کے بعد اسماعیلؑ کی اولاد میں بزرگی پہنچی اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا دونوں کے حق میں ہے اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے، سب نبی اور سب امتیں اسی پر عامل رہیں کہ اللہ تعالیٰ جس نبی کو جو بھی حکم دے اس کو قبول کرنا تو آج مسلمان اسی راہ پر ہیں اور تم (یہود) اس راہ سے منہ پھیرے ہوئے ہو۔

شیعہ اس آیت سے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی امامت وخلافت کا ابطال کرتے ہیں کہ یہ لوگ بھی معصوم نہ تھے۔ پس فاسق ہوئے اور فاسق کے لئے امامت نہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ عصمت نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فاسق یا ظالم ہو۔ صدہا مومن صالح ہیں جو فاسق وظالم نہیں حالانکہ ان کے معصوم ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں اسی طرح یہ بزرگوار خلفائے راشدین تھے۔

تنبیہ: ابتلیٰ کے معنی ہیں' آزمایا' تکلیف دی' ذمہ داری ڈالی اور کسی کو آزماتا وہ ہے جس سے کسی کی کوئی چیز چھپی ہو جبکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی چیز چھپی نہیں' اس لئے بعض مفسرین نے اس کے معنی تکلیف دینے کے کیے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے آزمانے کے معنی ہی کیے ہیں یعنی ملائکہ پر آپ کی اہلیت واضح کرنے کے لئے ان پر کچھ ذمہ داری ڈالی اور فرشتوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ اس میں بھی کامیاب ہے۔

ف۴: مَثَابَةً کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ ہم نے اس کو جائے ثواب کیا۔ یہاں سے لوگ ثواب حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ کہ ہم نے اس کو لوگوں کے اجتماع کی جگہ بنایا یعنی لوگ یہاں آئیں گے پھر جائیں گے پھر آئیں گے یعنی لوگ یہاں بار بار آئیں گے۔

ف۵: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی میری زبان سے نکلا۔ (۱) میں نے کہا اے اللہ کے نبی کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو قبلہ بنا لیتے تو حکم ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ نازل ہوا۔ (۲) میں نے کہا اے اللہ کے رسول کاش کہ آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیں اس پر پردے کی آیت اتری (۳) اور جب مجھے معلوم ہوا کہ آج نبی ﷺ اپنی بیویوں سے خفا ہیں تو میں نے جا کر ان سے کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے تم سے اچھی بیویاں اپنے نبی کو دے گا اس پر یہ فرمان باری نازل ہوا عسیٰ ربہ۔ (بخاری شریف) اس حدیث سے فاروق اعظم کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے مگر دیکھنے کو چشم بصیرت چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ

اس شہر کو بڑے آرام کی جگہ بنا اور اس کے رہنے والوں کو جو اللہ کو مانیں

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ

اور قیامت کے دن پر یقین لاویں میوے نصیب کر اللہ نے کہا (ایمانداروں کو دوں گا)

فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَ

اور کافروں کو بھی کسی قدر نفع مند کروں گا پھر ان کو آگ کے عذاب میں پھینکوں گا

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ

جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ اور جب ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی

مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ

بنیاد اٹھا رہے تھے کہتے تھے کہ اے ہمارے مولا تو ہم میں سے (اس کو) قبول کر تو ہی

اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

سنتا اور جانتا ہے۔ اے ہمارے مولا ہم کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا

اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا تابعدار اور تو ہم

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

کو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور تو ہم پر رحم فرما تو ہی ہے بڑا رحم کرنے والا مہربان

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

اے ہمارے مولا تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنا دے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ

اور کتاب (آسمانی) اور نیک اخلاق ان کو سکھاوے اور انکو پاک صاف کرے بیشک

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ

تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے ف۱ اور ابراہیم کی راہ سے سوائے

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ

احمقوں کے کون روگردان ہوگا؟ حالانکہ ہم نے اس کو دنیا میں پسند کیا ہے

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ

اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں ہوگا۔ ف۲ جب اللہ نے

ف۱: پھلوں سے مراد میوہ جات ہی نہیں بلکہ اس میں غلہ جات بھی شامل ہیں۔ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس لئے کی تھی کہ مکہ غیر زرعی علاقہ میں واقعہ تھا جہاں اس وقت گلہ بانی اور شکار کے علاوہ کوئی ذریعہ معیشت نہیں تھا۔

ف۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس بیابان میں بسنے والوں کو پھلوں کا رزق عطا فرمایا جس میں خاص طور سے کھجوریں شامل ہیں۔ دعائے ابراہیمی کی برکتوں کا مشاہدہ آج بھی بلاد حرم میں کیا جا سکتا ہے جبکہ مکہ میں ہر قسم کے پھلوں کی افراط ہے۔

مسلم یعنی اللہ کا کامل فرمانبردار۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل مسلم تھے، اس کے باوجود انہوں نے دعا کی کہ خدایا ہمیں اپنا مسلم بنا۔ اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ فرمانبرداری اور سپردگی کے بلند سے بلند درجہ کو پہنچنا چاہتے تھے۔ اس عظیم تاریخی موقع پر ان کی اس دعا سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ان کا دین، اسلام تھا نہ کہ یہودیت یا نصرانیت یا کوئی اور مذہب۔

ف۳: حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی ابتدائے نبوت کا تو کچھ ذکر کیجئے۔ آپ نے فرمایا میرے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ بن مریم کی بشارت اور میری ماں کا خواب ہے وہ دیکھتی ہیں کہ ان میں سے گویا ایک نور نکلا جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا اور وہ نظر آنے لگے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں یہ چیزیں شہرت کا ذریعہ ہوئیں۔ آپ کی والدہ کا خواب عرب میں پہلے ہی مشہور ہوگیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف نام بھی لے دیا فرمایا "لوگو میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتا ہوں جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔" (ع۔ انجیل برناباس)

نور سے شام کے محلات کا چمکنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہاں دین اسلام جم جائے گا بلکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں شام اسلام اور اہل اسلام کا مرکز بن جائے گا۔ شام کے مشہور شہر اور دارالحکومت دمشق ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرقی سفید منارہ پر نازل ہوں گے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم رہے گی ان کے مخالفین انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر اللہ (اللہ تعالیٰ کا حکم) آ جائے، صحیح بخاری شریف میں یہ وضاحت بھی ہے کہ وہ شام میں ہوں گے۔

ابوالعالیہؒ سے مروی ہے کہ اس دعا کے جواب میں کہا گیا کہ یہ بھی مقبول ہے اور یہ نبی آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے۔ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت و حدیث ہے۔ حکمت سے مراد دین کی سمجھ بوجھ بھی ہے۔

منزل ۱

ف۴: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو چچازاد بھائیوں سلمہ اور مہاجر سے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک نبی پیدا کروں گا جس کا نام احمد ہوگا پس جو شخص اس پر ایمان لائے گا تو وہ ہدایت پر ہوگا اور مراد کو پہنچے گا اور جو منکر ہوگا تو اس پر لعنت ہوگی۔ اس بات کو سن کر سلمہ ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا۔ اس پر آیت ﴿ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ ﴾ نازل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى

اسے کہا کہ میری تابعداری وہ بولا میں اللہ رب العالمین کا مدت سے تابعدار ہوں۔ اور

بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں سے وصیت کی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ

یہی دین پسند کیا ہے پس تم مرتے دم تک اسی پر رہیو۔ بلکہ

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ

اس امر کے تو تم بھی گواہ ہو۔ کہ یعقوب نے فوت ہوتے وقت اپنے بیٹوں

لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ

سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپکے اللہ

وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

کی عبادت کریں گے جو تیرا اور تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کا اللہ ہے اور

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا

ہم اسی کے فرمانبردار ہیں یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کی کمائی

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا

ان کو اور تمہاری کمائی تم کو ہے تمہیں ان کے کئے سے سوال نہ ہوگا ف۱

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ

اور کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ ہدایت یاب ہو جاؤ گے

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

تو کہہ دے بلکہ ابراہیم یک رخا کی راہ ہم نے پکڑ رکھی ہے اور وہ

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ

مشرک نہ تھا۔ ف۲ تم کہہ دو کہ ہم اللہ کو اور اس کتاب کو مانتے ہیں جو ہماری طرف

اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اتری اور اس کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَاۤ اُوْتِىَ

اور اس کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور سب

ف۱: یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس کے رد میں اللہ پاک نے ﴿وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ﴾ نازل فرمائی یعنی ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے تو یہ وصیت اور تاکید کی تھی مسلمان رہنا اور مسلمان ہی مرنا۔ یعنی حالت حیات میں پکے مسلمان سچے تابع فرمان بنے رہو۔ چونکہ موت کا وقت انسان کے علم میں نہیں اس لئے اس کے لئے ہر وقت تیار رہو ایمان کو ہر لحظہ دل میں جگہ دیے رہو۔ دین کے مطالبات میں بس ایمان کا مطالبہ ایسا ہے جو ہمہ وقتی اور ہمہ حالی ہے، اسلام کو ایسا مضبوط پکڑو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اسی کلمہ پر مارے۔

اسلام پر ثابت قدمی اور اس پر قائم رہنے کے لیے یہ وظیفہ حرز جان بنا لینا چاہیے۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قَلْبِيْ اِلٰى طَاعَتِكَ دوسرے یہ کہ یہودیت اور نصرانیت کا ان کے زمانہ میں کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا پھر انہوں نے اس کی وصیت کہاں سے کر دی۔ یہ نام تو توریت وانجیل کے نازل ہونے کے بعد کے ہیں جیسا کہ سورۂ آل عمران (آیت:۶۵) میں فرمایا: وَمَا اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ.

ف۲: عبداللہ بن صوریا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم ہدایت پر ہیں تم ہماری بات مانو تو تمہیں بھی ہدایت ملے گی نصرانیوں نے بھی یہی کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم تو ابراہیم حنیف علیہ السلام کی اتباع کرنے والے کے متبع ہیں جو استقامت واخلاص والے حج والے بیت اللہ کی طرف منہ کرنے والے تمام رسولوں پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے ماں بیٹی پھوپھی کو حرام جاننے والے اللہ ہی کی طرف توجہ کرنے والے اور غیر اللہ سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

امام بخاریؒ نے (الادب المفرد میں) ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ نے فرمایا حنیفیہ سمحہ یعنی ملت ابراہیم جس میں کسی طرح کے شرک و بدعت کا لگاؤ نہ ہو خالص توحید مجرد کی اتباع ہو۔ کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مستقل نبی اور صاحب شریعت مستقلہ ہیں پھر آپ کے ملت ابراہیمی پر ہونے کا کیا معنی؟ ملت ابراہیم کی تفسیر اطاعت حق ہے جو کہ ملت مشترکہ ہے۔ جمیع انبیاء میں اطاعت حق کی خصوصیات پر شریعت جدیدہ کے زمانہ میں بدلتی رہیں حتی کہ اب شریعت محمدیہ میں آ کر منحصر ہو گئیں۔ پس ملت ابراہیم بھی لقب ہے شریعت محمدیہ کا' اس لیے یہ کہنا کہ تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو اس کا مترادف اور ہم معنی ہے کہ یہ کہا جائے ہم شریعت محمدیہ پر رہیں گے اور تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرو چنانچہ قرآن کریم میں اسی توجیہ سے سب انبیاء کی اتباع کا حکم فرمایا: فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔

رہی یہ بات کہ جب ملت ابراہیم علیہ السلام یعنی اسلام ملت مشترکہ بین الانبیاء ہے تو اس کو ملت موسیٰ علیہ السلام اور ملت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملقب کر سکتے ہیں۔ پھر اس لقب کی تخصیص کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب مانتے تھے سو دوسری تعبیر میں بعض کو وحشت ہو سکتی تھی۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت سے فروعی اعمال میں متحد و متفق ہیں بخلاف دیگر شرائع کے کہ ان سے اصول و عقائد میں تو اتحاد ہے اور فروع میں اکثر تفاوت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ

نبیوں کو اللہ کی طرف سے ملا (تسلیم کرتے ہیں) اور ہم (اللہ کے) نبیوں میں تفریق نہیں کرتے

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ

اور ہم اسی کے تابعدار ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری مانی ہوئی (کتاب) کو مان لیں

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ

تو ہدایت پر آ گئے اور اگر اعراض کریں تو وہ سخت ضدی ہیں

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ

پس خدا تجھ کو ان سے بچائے گا وہ سنتا (اور) جانتا ہے۔ ف۱ تم کہدو

اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ

کہ اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور بھلا تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے اور ہم

عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَ

اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ف۲ تو کہہ دے کیا تم ہم سے اللہ کے فضل کے بارے میں جھگڑتے ہو

رَبُّكُمْ ۖ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ

حالانکہ وہ ہمارا تمہارا مالک ہے اور ہمارے اعمال ہم کو اور تمہارے اعمال تم کو اور ہم اسی

مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

کے اخلاص مند ہیں۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ

اور یعقوب اور اس کی اولاد یہودی اور عیسائی تھے

نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

تو کہہ دے بھلا تم خوب جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے

كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

جو اپنے پاس سے اللہ کی شہادت کو چھپائے اور اللہ تمہارے کاموں

تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ

سے بے خبر نہیں۔ یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کی کمائی ان کو ہے

وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

اور تمہاری کمائی تم کو ہے اور تم ان کے کئے سے نہ پوچھے جاؤ گے۔ ف۳

ف۱: یعنی اے صحابہ کی جماعت اگر یہ کفار بھی تم جیسا ایمان لائیں یعنی تمام کتابوں اور رسولوں کو مان لیں تو رشد و ہدایت اور نجات پا جائیں گے اور اگر باوجود قیام حجت کے پھر بھی ایمان لانے سے باز رہیں تو یقیناً گمراہی پر ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان پر غالب کر کے تجھے کفایت کرے گا کیونکہ وہ سننے جاننے والا ہے۔

نافع بن نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ کے پاس حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کا قرآن بھیجا گیا۔ زیاد نے یہ سن کر کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے شہید کیا۔ اسی وقت یہ کلام اللہ ان کی گود میں تھا اور آپ کا خون ٹھیک ان الفاظ پر پڑا تھا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کیا یہ صحیح ہے؟ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا، بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے خود اس آیت پر ذوالنورین کا خون دیکھا تھا۔

ف۲: نصاریٰ کا دستور تھا کہ جس کو اپنے دین میں داخل کرتے تو اس کے لیے زرد رنگ بناتے۔ اس سے اس کے کپڑے رنگ دیتے اور باقی رنگ اس پر ڈال دیتے۔

عیسائیوں میں پرانا دستور ہے کہ جب کسی کو عیسائیت میں داخل کرتے یا بچہ پیدا ہوتا تو اس کو حوض میں غوطہ دیتے۔ بعض عیسائی پانی میں کچھ زردی وغیرہ رنگ کی آمیزش بھی کرتے اور بجائے غوطہ کے صرف رنگین کرنے پر ہی اکتفا کرتے۔ اس کو اصطباغ یعنی بپتسمہ کہتے ہیں۔ اس ظاہری رنگ پر بڑا اعتماد کرتے اور اس کے حق میں نجات کی کنجی سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظاہری رنگ سے کیا ہوتا ہے ہزار غوطے لگائے سر سے پاؤں تک رنگا جائے کیا فائدہ۔ اصل رنگ تو اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے اور رنگ سے مراد دین ہے یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو انسان کی روح اور دل کو رنگین کر دیتا ہے۔ انسان اس رنگ میں رنگین ہو کر ہمیشہ اسی کی عبادت میں مستغرق رہتا ہے۔ پس نجات اور حقیقی ہدایت اسلام میں ہے۔ اس کے مقابلہ میں اصطباغ وغیرہ رسوم ظاہر یہ کچھ فائدہ مند نہیں ہیں۔

ف۳: یہاں جھگڑا لوگوں سے کہا گیا کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہم تم سے بیزار اور تم ہم سے الگ' ہم عبادت میں اخلاص و یکسوئی کرنے والے ہیں۔ پھر ان کے دعویٰ کی تردید فرمائی ﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ "ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی اور نہ مشرک بلکہ خالص مسلمان تھے۔"

ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی شہادت کو چھپانا بڑا ظلم تھا کہ اللہ کی کتاب جو ان کے پاس آئی' اس میں انہوں نے پڑھا تھا کہ حقیقی دین اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن پھر بھی اس کو نہ مانا بلکہ اس بات کو بھی چھپا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں میرا علم سب اشیا کو محیط ہے۔ میں ہر بھلائی اور برائی کا پورا پورا بدلہ دوں گا نیز فرمایا کہ پاکباز جماعت تو اللہ کے پاس پہنچ گئی جب تک تم ان کے نقش قدم پر نہ چلو اور ان کی اتباع نہ کرو صرف ان کی اولاد ہونا تمہیں کوئی عزت اور فائدہ نہیں دے گا' ان کی نیک اعمالیوں میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور تمہاری بداعمالیوں کا ان پر کوئی بوجھ نہیں اور تم نے جب ایک نبی کو جھٹلایا تو گویا تم نے تمام انبیاء کی تکذیب کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ

بے وقوف لوگ جھٹ سے کہیں گے ف کہ کس چیز نے ان کو ان کے قبلے سے پھیر دیا

قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ

جس پر یہ پہلے تھے تو کہہ دیجئے مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے

الْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ

اسی طرح ہم نے تم کو میانہ روش بنایا تاکہ تم لوگوں پر

عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا

حکمران ہو اور رسول تم پر حاکم بنے۔ ف اور ہم نے

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ

اس قبلہ کو جس کی طرف تو ہے اس لئے تجویز کیا تھا کہ

يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ

رسول کے تابعین کی نافرمانوں سے ممتاز کریں ف اس میں

كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ

شک نہیں کہ یہ (انقلاب کعبہ) بہت دشوار ہے مگر ایسے لوگوں پر دشوار نہیں جن کو اللہ نے راہنمائی کی ہو

اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا (اس لئے کہ) اللہ لوگوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ف

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں ف پس تجھ کو ہم اسی

قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ

کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے پس تو اپنا چہرہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ

اور جہاں کہیں تم ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو اور جو

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

لوگ کتاب والے ہیں خوب جانتے ہیں کہ (حکم) واقعی ان کے (اور تمہارے سب کے)

منزل ۱

ف: جب نبی ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو آپ تقریباً سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے رہے جو کہ بعض سابقہ انبیاء کا قبلہ تھا' لیکن نبی ﷺ کی دلی خواہش تھی کہ میں اپنے باپ جناب ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو قبول کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کو دائمی قبلہ بنانے کا حکم دے دیا اور اس کے ساتھ ہی جو اعتراض اہل کتاب یہود و نصاریٰ' مشرکین عرب اور پوشیدہ دشمنی رکھنے والے اور ان کے منافق بھائی کرنے والے تھے۔ اسکے جواب کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیشگی اطلاع دے دی کہ یہ لوگ یہ یہ اعتراض کریں گے یہ ان کی بیوقوفی ہوگی اور آپ نے ان کو یہ یہ جواب دینا ہے۔

سَيَقُوْلُ کے سین استقبال سے واضح ہے کہ یہ آیات تحویل قبلہ پر اعتراض کرنے سے پیشتر نازل ہوئیں اَلسُّفَهَاءُ سے مراد تمام معترضین ہیں چاہے وہ اس وقت تھے یا بعد میں قیامت تک آنے والے ہوں۔ اسی طرح ماولّٰھم کی ماضویت بھی اسی کی مشعر ہے اور التی کانوا کی حکایت بھی بتا رہی ہے کہ ان آیات کے نزول سے پہلے مسلمان کسی دوسرے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جس کے بارے میں قرآن کریم میں صراحۃً مذکور نہیں' ہاں البتہ جو صحابہ اس وقت موجود تھے ان کی روایات کو ملا کر اشارۃً معلوم ہوتا ہے۔ یہی حال اگلی آیت ﴿وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا﴾ (البقرہ: ۱۴۳) کا ہے کہ آیات سابقہ میں بیت المقدس کا ذکر نہیں ہے ان سب امور کو جمع کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ زمانہ نزول قرآن کے واقعات سمجھنے کے لئے صحابہ کی روایات سے راہنمائی لینا از حد ضروری ہے ورنہ صحیح فہم قرآن ممکن ہی نہیں۔ نیز تحویل قبلہ کے ساتھ ان آیات کے نزول کی بنا اس بات پر ہے کہ نبی ﷺ کو تحویل قبلہ کا حکم ان آیات کے نزول سے پہلے ہو چکا تھا اور ماولّٰھم کی ماضویت سے یہ بھی واضح ہے کہ مسلمان اس حکم پر عمل بھی کر رہے تھے ورنہ معترضین اعتراض نہ کرتے اور اس بارے میں صحابہ کی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ حکم بھی ان آیات میں مذکور نہیں یعنی نزول آیات سے پیشتر تحویل قبلہ کا حکم تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ تحویل قبلہ کا حکم ایسی وحی سے ہوا جو قرآن شریف سے علاوہ ہوتی تھی اور اسی وحی کو محدثین کی اصطلاح میں وحی خفی یا غیر متلو کہا جاتا ہے کہ جس کا علم نبی ﷺ کے قول یا فعل سے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حدیث یا سنت نبوی رکھا گیا۔ پس حدیث کو مضبوطی سے تھام لیجیے اس پر کاربند ہو جایئے اور اس میں غور و فکر کیجیے کیونکہ یہ حدیث گوہر نایاب ہے۔

ف: اُمَّةً وَّسَطًا یعنی ایسی امت جو ہر اعتبار اور معیار سے انتہائی اعتدال پر ہو ہر کجی اور افراط و تفریط سے پاک ہو۔ وسطا عربی زبان میں مدح کے موقعہ پر آتا ہے۔ حدیث نبویؐ میں وسط کی تفسیر عدل سے آئی ہے عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا۔ اس آیت کے معنی جمہور مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ شہادت دنیا کے متعلق ہے یا آخرت کے متعلق تو اس میں اختلاف ہے' اکثر کہتے ہیں کہ یہ شہادت قیامت میں ہوگی' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام میرے بندوں کو پہنچا دیا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں خدایا پہنچا دیا تھا ان کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پرسش ہوگی کہ کیا نوح علیہ السلام نے میری باتیں پہنچائی تھیں وہ انکار کریں گے اور کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے (بقیہ صفحہ 853 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَيْنَهُمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ

مالک کی طرف سے ہے اور اللہ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ف۱ اور اگر

اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا

تو ان کے پاس ہر طرح کے نشان بھی لاویگا تو جب بھی تیرے

قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھیں گے اور نہ تو ان کے قبلہ کو مانے گا اور وہ آپس میں

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ

بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اگر تو باوجود جان لینے کے ان کی

بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

خواہش پر چلا تو بیشک تو بھی اس وقت بے انصاف ثابت ہوگا ف۲

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو ایسا پہچانیں جیسا اپنے بیٹوں کو

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

ہاں ایک فرقہ ان میں سے دیدہ دانستہ حق کی بات کو چھپاتے ہیں۔ ف۳

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

حق جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو کسی طرح کا شک نہ کر۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ

ہر ایک کے لئے ایک جانب ہے وہ اس کی طرف (اپنا رخ) پھیرے گا پس تم نیکیوں کے کرنے میں جلدی کرو

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ

جہاں کہیں تم ہوگے اللہ تم سب کو (ایک جگہ) لے آوے گا بیشک اللہ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

سب کام کر سکتا ہے ف۴ اور جہاں سے نکلے تو اسی عزت والی مسجد

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا

کی طرف اپنا منہ پھیر کہ وہی سچا حکم تیرے رب کی طرف سے ہے اور

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ ف۵ اور جہاں سے تو نکلے

ف۱: یہ یہود جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور برحق ہے' کیونکہ یہ بات ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر وعناد اور تکبر وحسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی ان کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی استقامت بیان فرماتا ہے کہ جس طرح مشرکین ناحق پر اڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے ہٹنا نہیں چاہتے تو وہ بھی سمجھ لیں کہ ہمارے نبیؐ ایسے نہیں ہیں کہ ان کی باتوں میں آ جائیں اور ان کی راہ اختیار کر لیں' وہ ہمارے تابع فرمان ہیں اور ہماری مرضی کے عامل ہیں' وہ ان کی باطل خواہش کی تابعداری ہرگز نہیں کریں گے اور نہ ہی ہمارے نبیؐ سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا حکم آ جانے کے بعد ان کے قبلے کی طرف توجہ کریں۔ پھر اپنے نبی کو خطاب کر کے دراصل علماء کو دھمکایا گیا ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد کسی اور کے پیچھے چلنا اور اپنی یا دوسروں کی خواہش پرستی کرنا یہ واضح طور پر ظلم ہے۔

ف۳: یہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی جملہ خیانتوں کے متعلق ہے جو وہ نبی ﷺ کی بشارت اور آثار ابراہیمی کے چھپانے کے متعلق کرتے تھے۔ یہودیوں نے اس اخفا کی بنیاد ڈالی اور نصرانیوں نے ان کی کاسہ لیسی کر کے اس سے فائدہ اٹھایا کیونکہ اولاد اسماعیل (علیہ السلام) سے حسد وبغض ان (یہود ونصاریٰ) کی مشترک غرض ہے۔ علماء اہل کتاب رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کی حقانیت کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح باپ اپنے بیٹوں کو پہچانے' یہ ایک مثال تھی جو عرب لوگ مکمل یقین کے وقت بولا کرتے تھے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلامؓ سے جو کہ یہودیوں کے زبردست عالم تھے پوچھا کہ کیا تم حضرت محمد ﷺ کو ایسا ہی جانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہ اس لئے کہ آسمانوں کا امین فرشتہ جبریل علیہ السلام زمین پر اس شخص پر نازل ہوا اور اس نے آپ ﷺ کی صحیح تعریف بتلا دی۔

جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے پروردگار عالم نے آپ ﷺ کی صفتیں بیان کیں جو سب کی سب آپ ﷺ میں موجود ہیں' پھر آپ ﷺ کے نبی برحق ہونے میں کیا شک رہا؟ تو پھر ہم آپ ﷺ کو پہلی نظر میں ہی کیوں نہ پہچان لیں؟ بلکہ ہمیں اپنی اولاد کے بارے میں شک ہے اور آپ کی نبوت میں کچھ بھی شک نہیں جس طرح کہ لوگوں کے ایک بڑے مجمع میں ایک شخص اپنے لڑکے کو پہچان لیتا ہے اسی طرح نبی ﷺ کے اوصاف جو اہل کتاب کی آسمانی کتابوں میں ہیں وہ آپ میں اس طرح نمایاں ہیں کہ پہلی نظر میں ہی ہر شخص آپ کو پہچان جاتا ہے' تو باوجود اس علم حق کے پھر بھی یہ لوگ اسے چھپاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم دیا کہ خبردار تم ہرگز حق کے حق ہونے میں شک نہ کرنا۔

ف۴: یعنی یہ ضد کرنا کہ ہمارا قبلہ بہتر ہے یا تمہارا کمتر اور فضول ہے' یاد رکھو کہ بہتری اس کے لیے ہے جو نیکیوں میں زیادہ ہو اور ہر امت کو ایک ایک قبلہ کا حکم ہوا تھا آخر سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہے۔

ف۵: مسجد حرام کہتے ہیں مکہ کی مسجد کو' حرام کے معنی جس جگہ بند رہا جائے' کیونکہ اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں' مثلاً آدمی کو مارنا' جانور کو ستانا' درخت' گھاس اکھاڑنا' کانٹا اور لوگوں کا مال اٹھانا (چوری کرنا)۔ عرب ہر مربع شکل کے گھر کو اس کے سطح زمین سے بلند ہونے کی وجہ سے کعبہ کہتے ہیں اور کعبہ کے اصل معنی بلند کے ہیں' اسی لئے ٹخنہ کو کعب کہتے ہیں اور نوجوان لڑکیوں کو کواعب کیونکہ ان کا سینہ بلند ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا
پس اسی مسجد عزت والی کی طرف اپنا منہ پھیر لو اور تم
كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ
جہاں کہیں ہوؤ اسی طرف اپنا منہ پھیر لو تاکہ لوگوں کا جھگڑا
عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا
تم سے نہ رہے۔ ف۱ ہاں جو ان میں سے کج رو ہیں سو ان سے
تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور
تَهْتَدُوْنَ ۝ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا
تاکہ تم راہ پر پہنچو۔ ف۲ جیسا کہ ہم نے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کا بھیجا ہے جو
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ
ہماری آیتیں تم پر پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور
الْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝
تہذیب سکھاتا ہے اور وہ باتیں تم کو سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔ ف۳
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝
پس تم میری یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور ناشکری مت کرنا۔ ف۴
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۗ اِنَّ
اے مسلمانو تم صبر اور نماز سے مدد چاہا کرو بے شک
اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ
اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔ ف۵ اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں
اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۗ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
مردے مت کہا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ ف۶ اور آئندہ تمہیں کسی قدر
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ
خوف اور بھوک اور مال و جان اور پھلوں کے نقصانات سے تجربہ کار
الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ
بنا دیں گے اور تو ایسے صبر والوں کو خوشخبری سنا۔ جو مصیبت کے

صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہا کرو کیونکہ میری نافرمانی تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ قبلہ بدلنے میں جہاں یہ مصلحت تھی کہ لوگوں کی زبانیں بند ہو جائیں وہاں یہ بھی بات تھی کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور قبلہ کی طرف تمہاری تمام شریعت کامل کر دوں اور تمہارے دین کو مکمل کر دوں۔

ف۳: یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی نعمت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے ہم میں سے ہی ہماری جنس کا ایک نبی مبعوث فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی روشن اور نورانی کتاب کی تلاوت فرماتا ہے اور رذیل عادتوں اور نفس کی شرارتوں اور جاہلیت کے کاموں سے ہمیں روکتا اور ظلمت کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف رہنمائی کرتا ہے' کتاب وحکمت یعنی قرآن وحدیث ہمیں سکھاتا ہے اور وہ وہ راز ہم پر کھولتا ہے جو آج تک ہم پر نہیں کھلے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر یہی ہے کہ ان دونوں (قرآن وحدیث) کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔

ف۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے ساتھ ہوں یعنی میری مدد واعانت بندے کے ساتھ رہتی ہے جب تک کہ بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ لب ہلاتا ہے۔ (صحیحین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا یاد کرنا تمہاری یاد سے بہت بڑی چیز ہے۔ حضرت انسؓ سے صحیح روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے! اگر تو مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں تجھ کو اپنے دل میں یاد کروں گا' اگر تو مجھ کو لوگوں کی جماعت میں یاد کرے گا تو میں تجھ کو تیری جنس کی جماعت سے بہتر فرشتوں کی جماعت میں تیرا ذکر کروں گا اور جو شخص میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں اگر تو میری طرف چلتا ہوا آئے گا تو میں تیری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ کیا زانی' شرابی' چور اور قاتل نفس کو بھی اللہ تعالیٰ یاد کرتا ہوگا؟ فرمایا ہاں برائی سے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت سے عرض کرتے ہیں کہ اے میرے اللہ تیرا شکر کس طرح کروں؟ ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد رکھ اور بھول نہیں کیونکہ یاد شکر ہے اور بھولنا کفر ہے۔

ف۵: حدیث میں ہے جب کوئی کام نبی ﷺ کو غم میں ڈال دیتا تو آپ نماز شروع کر دیتے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) حرام اور گناہ کے کاموں کو ترک کرنا (۲) اطاعت اور نیکی کے کاموں پر چلتے رہنا' یہ صبر پہلے صبر سے بڑا ہے (۳) تیسری قسم صبر کی مصیبت اور درد دکھ پر ضبط کرنا ہے اور یہ بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ گناہوں سے استغفار کرنا واجب ہے۔

ف۶: جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے اور ان کے ورثاء کو انسانی فطرت کی وجہ سے بڑی تکلیف ہوئی اور وہ ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ فلاں (بقیہ صفحہ 854 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: فرمایا کہ اہل کتاب کو کوئی حجت تم پر باقی نہ رہے اور وہ جانتے تھے کہ اس امت کی صفت کعبہ کی طرف نماز پڑھنا ہے' جب وہ یہ صفت نہ پائیں گے تو انہیں شک کی گنجائش ہو سکتی ہے' لیکن جب انہوں نے تمہیں اس قبلہ کی طرف پھرتے ہوئے دیکھ لیا تو اب انہیں کسی طرح کا شک نہ رہنا چاہئے اور یہ بات بھی ہے کہ جب وہ تمہیں اپنے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کے ہاتھ ایک بہانہ لگ جائے گا' لیکن جب تم ابراہیمی قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ گے تو وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔

ف۲: ان ظالموں کے شبہ ڈالنے سے تم شک میں نہ پڑو' ان باغیوں کی سرکشی سے تم خوف نہ کرو اور نہ ہی ان کے بے جان اعتراضات کی مطلق پرواہ کرو' ہاں میری ذات سے خوف کیا کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ

وقت کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملک ہیں اور بلاشبہ ہم

رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اسی کے حضور میں جانے کو ہیں ف۱ انہیں لوگوں پر ان کے رب کی شاباش ہے اور

رَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الصَّفَا وَ

رحمت اور یہی لوگ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں۔ صفا اور مروہ بیشک

الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ

اللہ کی نشانیاں ہیں پس جو کوئی حج یا عمرہ کو آوے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ

وہ ان دونوں (پہاڑوں) کے گرد بھی پھرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی ثواب

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ

کمائے گا تو اللہ بڑا قدردان جاننے والا ہے ف۲ جو لوگ ہمارے اتارے ہوئے کھلے کھلے

اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ

احکام اور ہدایت چھپاتے ہیں بعد اس کے جو ہم نے اس کو کتاب میں

لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ

لوگوں کے لئے بیان کردیا تو ایسے لوگوں کو اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے

اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا

لعنت کرتے ہیں ف۳ ہاں جنہوں نے توبہ کی اور عمل اچھے کئے اور (پہلی غلطیاں)

فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

بیان کردیں تو ان لوگوں پر میں رحم کرتا ہوں اور میں بڑا ہی رحم والا مہربان ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

ہاں جو لوگ منکر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مرے تو ان پر اللہ اور

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ

فرشتوں اور سب بندوں کی طرف سے لعنت ہے اسی میں ہمیشہ رہیں

فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

گے۔ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت ہی ملے گی۔

منزل ۱

ف۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی مسلمان کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اس پر اگرچہ کافی عرصہ گزر جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ انا للہ پڑھے تو مصیبت کے صبر کے وقت جو اجر ملا تھا اب بھی اسکو وہی اجر ملے گا۔ حضرت ابوسنانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک بچے کو دفن کیا ابھی میں اس کی قبر سے نکلا نہ تھا کہ ابوطلحہ خولانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے نکالا اور کہا سنو میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے کہ جب تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجے کا ٹکڑا چھین لیا تو بتا کہ اس وقت اس نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں اے اللہ اس نے تیری تعریف کی اور انا للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ابن ماجہ) نبی ﷺ نے فرمایا اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى یعنی جس صبر پر اجر و ثواب ہے وہ پہلے صدمے کے وقت ہے تاہم آنسوؤں سے رونا منع نہیں ہے اور نہ ہی وہ بے صبری میں داخل ہے بلکہ وہ تو رحمت ہے نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر فرمایا: اَلْقَلْبُ يَحْزُنُ وَالْعَيْنُ تَدْمَعُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى بِهِ رَبُّنَا اِنَّابِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ دل غمگین ہے اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ہم وہی کہیں گے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اے ابراہیم بے شک ہم بسبب تیری موت کے غمگین ہیں۔ اپنی بیٹی زینب کی وفات پر عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "کہ جو دل اور آنکھ سے ہو وہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔" (مسند احمد) نیز فرمایا: "جو اپنے رخسار پیٹے دامن تار تار کرے بین اور واویلا کرے تو وہ ہم میں سے نہیں"۔

نبی ﷺ نے اپنی وفات کے وقت فاطمۃ الزہراءؓ کو وصیت فرمائی ((رسول خدا در ہنگام وفات بحضرت فاطمہؓ گفت اے فاطمہ چوں بمیرم روئے خود را برائے من مخراش و گیسو پریشان مکن واویلا مگو و برمن نوحہ مکن و نوحہ گراں را مطلب)) فرمایا کہ اے فاطمہ جب میں مر جاؤں تو اپنے منہ کو نہ پیٹنا بال نہ بکھیرنا مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نہ نوحہ گروں کو بلانا۔

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا اذا ذهب الصبر ذهب الايمان جب صبر جاتا رہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔

ف۲: اس کا شان نزول یہ ہے کہ جبل مشلل کے پاس مناۃ بت تھا اسلام سے پہلے انصار اسے پوجتے تھے اور جو اس کے نام پر لبیک پکار لیتا وہ صفا مروہ کے طواف میں حرج جانتا تھا اب بعد از اسلام ان لوگوں نے نبی ﷺ سے صفا مروہ کے طواف کے حرج کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس میں کوئی حرج نہیں پھر نبی علیہ السلام نے صفا و مروہ کا طواف کیا اس لئے مسنون ہوا اور کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ اسے ترک کر دے۔ (بخاری و مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں اور کافروں کی مشابہت اپنے ان کاموں میں منع ہے جو شرعی ضروریات میں نہیں ہیں اور جن چیزوں کا شریعت نے حکم دیا ہے ان کو اگر کافر اور مشرک لوگ کرنے لگیں یا پہلے سے کرتے ہوں تو وہ منع نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو کفار سے مشابہت کہنا صحیح ہے۔

ف۳: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہود کے بعض علماء سے پوچھا کہ محمد ﷺ کی کچھ صفت یا خبر توراۃ میں ہے یا نہیں؟ تو ان علماء نے انکار کر دیا اور اس پر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ نازل ہوئی اور جو لوگ حق کو جاننے پہچاننے کے باوجود گونگے اور بہرے بن جاتے ہیں تو ان پر ہر چیز لعنت بھیجتی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

اور تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں وہ بڑا رحم والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

نہایت مہربان ہے۔ ف۱ آسمان اور زمین کی پیدائش اور

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ

رات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو سمندر میں

فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

لوگوں کے نفع کو چلتے ہیں اور اللہ کے آسمان سے

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اتارے ہوئے پانی میں جس سے زمین کو بعد خشکی کے تازہ کرتا ہے

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ

اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے پھیرنے میں

السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے ہوئے ہیں بے شک

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ

عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں ف۲ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ

اور معبود بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے چاہئے اور جو مومن ہیں

اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ

وہ دل لگاؤ سب سے زائد اللہ کے ساتھ رکھتے ہیں اور اگر ظالم اپنے عذاب کی گھڑی کو

الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

دیکھیں (تو جان جائیں کہ) توانائی سب اللہ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ کا

الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا

عذاب بہت سخت ہے۔ جس وقت پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہو جائیں گے

وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ

اور عذاب دیکھیں گے اور آپس کے سب علاقے ٹوٹ جائیں گے۔ اور پیروکار

(منزل ۱)

ف۱: حدیث اسماء بنت یزید میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے ایک آیت یعنی اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آل عمران: ۱، ۲) اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے۔

ف۲: جب آیت اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا بھلا ایک معبود تمام جہان کے کے لئے کیسے کفایت کر سکتا ہے اگر یہی بات ہے اور تم سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو کہ ایک ہی معبود ہے تو اس کے جواب میں یہ آیت اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے يَعْقِلُوْنَ تک نازل ہوئی۔ اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملک میں وحدہ لاشریک ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو کسی سے نہیں بن سکتیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دے تا کہ ہم اس سے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ خریدیں اور آپ کا ساتھ دیں اور آپ پر ایمان بھی لائیں تو آپ نے فرمایا کیا تم پختہ وعدہ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آپ کی دعا قبول ہے لیکن اگر یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لائے تو ان پر اللہ کا وہ عذاب آئے گا جو آج سے پہلے کسی پر نہ آیا ہو آپ کانپ اٹھے اور عرض کرنے لگے نہیں اے میرے اللہ تو انہیں یونہی رہنے دے میں انہیں تیری طرف بلاتا رہوں گا اور ہو سکتا ہے کہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ان میں سے کوئی نہ کوئی تیری طرف جھک جائے اس پر یہ آیت اتری کہ اگر انہیں قدرت کی نشانیاں دیکھنی ہیں تو کیا یہ نشانیاں (جن کا بیان گذر چکا) کچھ کم ہیں؟

ف۳: اس آیت میں مشرکین کا حال بیان ہو رہا ہے کہ یہ اللہ کا شریک مقرر کرتے ہیں اور اس جیسا دوسروں کو بناتے ہیں اور پھر ان کی محبت اپنے دل میں ایسی جماتے ہیں جیسی اللہ کی ہونی چاہئے حالانکہ وہ معبود برحق صرف ایک ہی ہے وہ شریک اور ساجھی سے پاک ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا حالانکہ اسی اکیلے نے پیدا کیا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں کسی نے کہا اے اللہ کے رسول وہ دو چیزیں کیا ہیں آپ نے فرمایا: جو شخص شرک پر مرا اس پر دوزخ واجب ہوئی اور جو شخص توحید پر مرا اس پر جنت واجب ہوئی پھر فرمایا ایمان دار اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں ان کے دل عظمت الٰہی اور توحید ربانی سے معمور ہوتے ہیں وہ نہ اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ایسی محبت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی اور کی طرف التجا کرتے ہیں نہ دوسروں (بقیہ صفحہ 854 پر دیکھیں)

جس شخص سے کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جائے (اور باوجود معلوم ہونے کے) وہ اسے چھپائے تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص بار بار نشہ کی حالت میں لایا گیا اور اس پر بار بار حد لگائی گئی تو ایک شخص نے کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو (کہ یہ شخص تو) بار بار شراب پیتا ہے یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ بھیجو یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ اور رسول سے دوستی نہ رکھے اس پر لعنت بھیجنی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا

بول اٹھیں گے کہ اگر ہم ایک مرتبہ پھر جائیں تو ضرور ہی ہم بھی ان سے ایسے ہی

تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ

بیزار ہوں جیسے کہ یہ ہم سے ہوئے ایسا ہی اللہ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا کہ افسوس

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

کریں اور آگ سے کبھی نہ نکل سکیں گے۔ ف۱ اے لوگو

كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا

کھاؤ دنیا کی حلال پاکیزہ چیزیں ف۲ اور شیطان کے پیچھے

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا

مت جاؤ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ف۳ وہ بجز

يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

بداخلاقی اور بے حیائی کے کوئی بھی راہ تم کو نہیں بتلاتا اور یہ (سکھاتا ہے) کہ تم

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا

اللہ کی نسبت ایسی بات کہو جسے تم نہیں جانتے۔ ف۴ اور جب کوئی ان سے کہتے لگے

مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ

کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) کی پیروی کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے

اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (کیا ان ہی کے پیچھے چلیں گے) گو باپ دادا ان کے ایسے ہوں

يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ

کہ نہ سمجھیں اور نہ راہ پر ہوں۔ ف۵ اور کافروں (کو ہدایت کی طرف بلانیوالے) کی مثال اس شخص کی طرح ہے

الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ

جو ایسے جانور کو بلاتا ہے جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ بھی نہیں سنتا بہرے

بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

گونگے اندھے ہیں پس یہ نہیں سمجھتے ف۶ اے ایمان

اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا

والو ہماری دی ہوئی حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو

ف۱: اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دے دیں گے تو ہر طرف سے ان کی امید ٹوٹ جائے گی اور افسوس کریں گے تو اس وقت افسوس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ یہاں سے بت پرستوں کے احوال کا بیان ہے۔

ف۲: طیب یعنی پاک اور اچھی۔ اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہے وہ لازماً پاکیزہ اور اچھی ہیں یعنی وہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاستوں سے پاک ہیں اور ان کے کھانے کا کوئی برا اثر انسان کے اخلاق پر نہیں پڑتا۔

ف۳: یعنی اپنی خواہشات یا مشرکانہ توہمات کی بنا پر کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ جن لوگوں نے شرعی سند کے بغیر کتنی ہی چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے انہیں یہ راہ شیطان نے دکھائی ہے۔ مثال کے طور پر پاک جانوروں کا ذبیحہ اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے لیکن اہنسا کے فلسفہ کے تحت گوشت خوری کو مطلقاً حرام قرار دینا خدا کے حق تحریم و تحلیل میں مداخلت کرنا ہے اور یہ شیطان کے نقش قدم کی صریح پیروی اور کھلا شرک ہے۔

عرب کے لوگوں نے دین ابراہیم کو کئی طرح سے بگاڑ رکھا تھا مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کو پوجنے لگے اور ان کی نیاز کے جانور ذبح کرتے جو کہ مردار اور کفر ہے اور انہوں نے جانوروں میں سے کئی چیزیں حرام ٹھہرالیں' سورہ مائدہ اور انعام میں ان کا بیان ہے دوسرا گوشت اور خوراک حلال سمجھا' ان باتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو الزام دیتا ہے۔

ف۴: یعنی مسئلے اپنی طرف سے بنا لو جیسا کہ آج کل بھی مسلمانوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو مسائل اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ کتاب وسنت کی روشنی میں ہے۔

ف۵: جب ان کافروں اور مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو اور اپنی ضلالت و جہالت کو چھوڑ دو' تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے بڑوں کی راہ پر لگے ہوئے ہیں جن چیزوں کی وہ پوجا پاٹ کرتے تھے ہم بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے' ان کے جواب میں قرآن کہتا ہے کہ وہ تو فہم و ہدایت سے غافل تھے' یعنی جب معلوم ہوا کہ باپ داداؤں کی رسمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہیں تو پھر تم ان پر کیوں چلتے ہو؟

جبکہ حلت وحرمت کے معاملہ میں قرآن پاک پر اعتماد ہونا چاہیے نہ کہ باپ دادا کی تقلید اور بے سند روایات پر یہ کوئی معقول بات نہیں کہ آدمی پچھلوں کی اندھی تقلید کرے یا قدیم کلچر کے نام پر لکیر کا فقیر بنا رہے بلکہ سوجھ بوجھ سے کام لیں اور اللہ کی رہنمائی کو قبول کرے۔

ف۶: یعنی ان کافروں کو سمجھانا ویسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلائے' سو وہ سوائے آواز کے کچھ نہیں سمجھتے' تو یہی حال ہے اس شخص کا جو خود تو کسی بات کا علم نہیں رکھتا اور ضد اور ہٹ دھرمی ایسی کہ علم والے کی بات کو قبول بھی نہیں کرتا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جن جن کو یہ اللہ کے علاوہ پوجتے ہیں اور ان سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں' وہ نہ تو سنتے ہیں' نہ جانتے ہیں' نہ دیکھتے ہیں' نہ ان میں زندگی ہے اور نہ ہی انہیں ان باتوں کا کچھ احساس ہے۔ کافروں کی یہ جماعت حق کی باتوں کے سننے سے بہری' حق کہنے سے بے زبان' حق کی راہ چلنے سے اندھی اور عقل وفہم سے بھی دور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

اگر تم اسی کے بندے ہو- ف۱ ہاں مینہ اور خون اور خنزیر کا گوشت ف۲

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ

اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو بیشک تم پر حرام ہے-ف۳

اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ

ہاں جو کوئی مجبور ہو نہ خلاف کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو اس

عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

پر کوئی گناہ نہیں- ف۴ اللہ بڑی بخشش والا مہربان ہے- بیشک جو لوگ

يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ

اللہ کی اتاری ہوئی کتاب مخفی کرتے ہیں اور اس کے عوض میں کسی قدر

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا

مال لیتے ہیں وہ آگ ہی اپنے پیٹ میں ڈال رہے ہیں

النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ

اور نہ قیامت کے دن اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ان کو معافی دے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور ان کو سخت عذاب پہنچے گا- یہی تو ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى

کے بدلہ لیا اور عذاب کو بخشش کے عوض میں پس کیسے صابر ہیں

النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ

آگ پر- وجہ یہ ہے کہ اللہ نے سچی کتاب اتاری ہے اور جو لوگ

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾

اس میں مخالف ہی ہیں بڑی بھاری بدبختی میں ہیں- ف۵

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ

یہ کوئی نیکی نہیں جو تم اپنا منہ مشرق مغرب کی طرف پھیرتے جاؤ

الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

ہاں نیکی والے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو اور قیامت کے دن کو

ف۱: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم پاک صاف اور حلال و پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور میری شکر گزاری کرو' لقمہ حلال دعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے اور لقمہ حرام عدم قبولیت کا' نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''لوگو اللہ پاک ہے اور وہ پاک چیزوں کو قبول فرماتا ہے' اس نے اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ پاک چیزیں کھائیں' نیک اعمال کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو نیک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں' اسی طرح فرمایا اے ایمان والو کھاؤ طیبات جو ہم نے تم کو دیئے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے وہ پراگندہ بالوں والا غبار آلود ہوتا ہے' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتا ہے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے' لیکن اس کا کھانا' پینا' لباس اور غذا سب حرام ہیں تو اس لئے اس کی ایسے وقت کی ایسی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

ف۲: اس آیت میں حرام چیزوں کا بیان فرمایا کہ تم پر مردار جانور جو اپنی موت آپ ہی مرگیا ہو جسے شرعی طور پر ذبح نہ کیا گیا ہو وہ حرام ہے' خواہ کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو یا وہ لکڑی اور لٹھ لگنے سے مرگیا ہو یا کہیں سے گر کر مرگیا ہو یا دوسرے جانور نے اپنے سینگ سے اسے ہلاک کیا ہو یا درندوں نے اسے مار ڈالا ہو یہ سب میتہ میں داخل اور حرام ہیں۔ قرآن شریف میں مردار اور خون کو مطلق طور پر حرام فرمایا ہے' مگر حدیث شریف ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ہم پر حلال ہیں' دو مردے' مچھلی اور ٹڈی۔ اور دو خون' کلیجی اور تلی۔

ف۳: اہلال کے اصلی معنی آواز بلند کرنے' پکار کر دینے اور شہرت دے دینے کے ہیں۔ مراد یہ کہ جس جانور کو بہ طریق تعظیم و عبادت یا کسی غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو اور نیت کسی مخلوق کی نذر و نیاز کی کر لی جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے' خواہ اس کے ذبح کے وقت بسم اللہ بھی کیوں نہ پڑھ لی جائے۔ بعض مفسرین نے جو قید لگائی ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کی جگہ اگر غیر اللہ کا نام لیا جائے تو تب وہ حرام ہوگا' تو یاد رہے کہ یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ اس وقت کے مشرک ذبح کے وقت اس کا نام لیتے تھے' جس کی وہ نذر کرتے تھے ورنہ قرآن مجید میں ذبح کے وقت کی کوئی قید نہیں ہے۔ تو جب کسی جانور پر کسی کا نام مقرر کر دیا کہ یہ فلاں کی نیاز ہے تو وہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے' اب ذبح کے وقت خواہ اسی کے نام سے ذبح کریں خواہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کریں یہ حرام ہے' کیونکہ تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا ایک سنت ہے' یہ نہیں کہ تکبیر کہنے سے حرام بھی حلال ہو جائے گا اگر ایسا ہوتا تو پھر جس حرام کو چاہیں بسم اللہ کہہ کر حلال کر لیا کریں مگر کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے گڑیا کے نکاح پر ایک جانور ذبح کیا تو حسن بصریؒ نے فتویٰ دیا کہ اسے نہ کھانا چاہئے اس لئے کہ وہ ایک تصویر کے لئے ذبح کیا گیا۔ فتح البیان میں ہے کہ جو قبروں وغیرہ پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں تو اس ذبح اور بتوں کے واسطے ذبح کرنے میں کچھ فرق نہیں حدیث میں ہے مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے وہ ملعون ہے۔ بعض فقہا نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی حاکم یا سردار کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے گا تو بھی وہ حرام ہو جائے گا اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ بلکہ فقہا نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی مسلمان اگر جانور کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کرے گا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ سمجھا جائے گا۔

ف۴: غیر باغ یعنی اس کی نیت اور ارادہ نافرمانی اور قانون شکنی کا نہ ہو اور وہ محض طالب لذت نہ ہو (بقیہ صفحہ 855 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى

اور فرشتوں کو اور سب کتابوں اور نبیوں کو مانیں اور اپنا مال باوجود

حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ

اس کی خواہش کے قریبوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں

السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

اور مانگنے والوں کو دیویں اور غلاموں کی رہائی میں (خرچ کریں) اور نماز کی

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

پابندی رکھتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور جب کبھی وعدہ کرتے ہیں

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ

تو پورا کرتے ہیں اور سختیوں اور بیماریوں میں اور جہاد کے وقت میں صابر رہتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔ ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي

اے ایمان والو مقتولوں کا بدلہ لینا تمہیں جائز ہے۔

الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى

آزاد بدلہ آزاد کے اور غلام بدلہ غلام کے اور عورت عوض عورت

بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ

کے پس جو کوئی اس کے بھائی سے کچھ معافی لے تو دستور

بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ

کے موافق لینا واجب ہے اور بخوشی اس کو پہنچاؤ یہ تمہارے

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

رب کی طرف سے آسانی ہے اور مہربانی پس بعد اس کے جو کوئی زیادتی

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ

کرے گا تو اس کو سخت عذاب ہوگا۔ ف۲ اور خونی کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے ف۳

يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا

اے عقل والو تاکہ تم بچے رہو۔ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ اگر

منزل ۱

فا: مومنوں کو پہلے تو حکم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں پھر انہیں کعبہ کی طرف گھما دیا گیا جو اہل کتاب اور بعض ایمان والوں پر بھی شاق گزرا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت ہے وہ جدھر منہ کرنے کو کہے کر لو اصل تقویٰ اصل بھلائی اور کامل ایمان یہی ہے کہ مالک کے زیر فرمان رہے اگر کوئی مشرق کی طرف منہ کرے یا مغرب کی طرف منہ پھیر لے اور اللہ کا حکم نہ ہو تو وہ اس منہ پھیرنے کی وجہ سے ایماندار نہیں ہو جائے گا بلکہ درحقیقت ایمان دار وہ ہے جس میں یہ اوصاف ہوں جو کہ آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نمازیں پڑھو اور دوسرے اعمال نہ کرو تو یہ کوئی بھلائی نہیں' یہ حکم اس وقت تھا جب مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے تھے لیکن پھر اس کے بعد فرائض اور احکام نازل ہوئے جن پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا مشرق و مغرب کو اس لئے خاص کیا گیا کہ یہود مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے پس غرض یہ ہے کہ یہ تو صرف ایمان کا کلام ہے اور حقیقت ایمان کی عمل ہے۔ مال دینے کا مطلب یہ ہے کہ مال کو باوجود مال کی محبت کے اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''افضل صدقہ یہ ہے کہ تو اپنی صحت اور مال کی محبت کی حالت میں اللہ کے نام پر دے' تجھے مال کی کمی کا اندیشہ ہو اور زیادتی کی رغبت ہو۔'' ذوی القربیٰ سے مراد رشتہ دار ہیں صدقہ دینے کے وقت یہ دوسروں سے زیادہ مقدم ہیں' حدیث شریف میں ہے کہ ''مسکین کو دینا اکہرا ثواب ہے اور قرابت والے مسکین کو دینا دوہرا ثواب ہے ایک ثواب صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا تمہاری بخشش اور خیراتوں کے زیادہ مستحق یہ ہیں۔'' یتیم وہ چھوٹے بچے ہیں جن کے والد مر گئے ہوں اور ان کا کوئی کمانے والا نہ ہو اور خود انہیں روزی حاصل کرنے کی قوت و طاقت نہ ہو' حدیث شریف میں ہے کہ ''بلوغت کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔'' (رواہ عبدالرزاق) مسکین وہ ہیں جن کے پاس اتنا نہ ہو جو ان کی ضروریات کو کفایت کر سکے لہٰذا ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ جس سے ان کی حاجت پوری ہو تا کہ وہ فقر و فاقہ اور قلت و ذلت کی حالت سے بچ سکیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مسکین صرف وہ لوگ نہیں جو مانگتے پھرتے ہوں ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے روٹی کے لے جاتے ہوں' بلکہ مسکین وہ لوگ ہیں جن کے پاس اتنا نہ ہو کہ ان کی ضروریات پوری ہوں' نہ وہ اپنی حالت ایسی بنائیں جس سے لوگوں کو علم ہو جائے اور انہیں کوئی کچھ دے دے۔'' ابن السبیل مسافر کو کہتے ہیں یہاں وہ مسافر مراد ہیں جن کے پاس سفر خرچ ختم ہو چکا ہو انہیں اتنا دیا جائے جس سے یہ آسانی سے اپنے وطن پہنچ جائیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر سلف نے مہمان کو بھی ابن السبیل میں داخل کیا ہے۔ سائلین وہ لوگ ہیں جو اپنی حاجت ظاہر کر کے لوگوں سے کچھ مانگیں انہیں بھی صدقہ زکوٰۃ دینا چاہیے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار آئے۔ پھر فرمایا نماز کو وقت پر پورے رکوع' سجود' اطمینان و آرام' خشوع اور خضوع ارکان و سنن کو صحیح طریقہ کے ساتھ ادا کرے۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں وعدے نہیں توڑتے وعدہ توڑنا نفاق کی خصلت ہے۔ حدیث میں منافق کی چار نشانیاں بیان کی گئی ہیں' بات کرتے ہوئے جھوٹ بولنا' وعدہ خلافی کرنا' امانت میں خیانت کرنا اور جھگڑے کے وقت گالیاں بکنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ ان اوصاف والے لوگ ہی سچے ایمان والے ہیں' جن کا ظاہر و باطن اور قول و فعل یکساں ہے اور متقی بھی یہی لوگ ہیں کیونکہ یہ اطاعت گزار اور نافرمانیوں سے دور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ

کوئی تم میں سے مال چھوڑتا ہو تو مرتے وقت اپنے

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى

ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لیے دستور کے موافق وصیت کر جائے پرہیزگاروں

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ

پر ضروری ہے۔ ف۱ ہاں جو لوگ اس کو بعد سننے کے بدلیں گے تو

اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہوگا بیشک اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ ف۲

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ

ہاں جو کوئی وصیت کنندہ سے بےجا روی یا گناہ معلوم کرکے اصلاح کردے

بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

تو اس پر گناہ نہیں ف۳ بے شک اللہ بڑی بخشش والا نہایت مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا

اے مسلمانو! تم پر روزہ فرض ہوا جیسا کہ

كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

تم سے پہلے لوگوں پر ہوا تھا تاکہ تم بچ جاؤ۔ ف۴

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ

چند ہی ایام ہیں پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا

عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ

مسافر تو اور دنوں سے شمار پورا کرے اور جو لوگ

يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

اس (روزہ) کی طاقت رکھتے ہیں ان پر ایک مسکین کو کھانا دینا واجب ہے پھر جو کوئی شوق سے نیکی کرے

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

پس وہ اس کے لئے بہتر ہے اور سب سے بہتر تو یہی ہے کہ روزہ ہی رکھو اگر

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ

جانتے ہو۔ ف۵ ماہ رمضان ہی تو وہ مہینہ ہے جس کی فرضیت میں قرآن نازل ہوا ہے

منزل ۱

ف۱: زمانہ جاہلیت میں عرب کے دو قبیلے آپس میں لڑتے تھے ایک قبیلہ جو مال اور عزت میں بڑا سمجھا جاتا تھا اس کے غلام اور عورتیں بھی قتل کر دی گئیں ابھی انہوں نے بدلہ بھی نہیں لیا تھا کہ اسلام ظاہر ہوا تو بڑے قبیلے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم اپنے غلام کے بدلے ان کے

(بقیہ صفحہ 855 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: شروع اسلام میں وارثوں کے لئے وصیت کرنی واجب تھی جب اللہ نے میراث کے حصے قرآن مجید میں بیان فرما دیے پھر وارث کے لئے وصیت نہ رہی۔ عمرو بن خارجہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا ہے اب کسی وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں' صرف ایک تہائی مال میں وصیت کا اختیار باقی رہا۔ اب علاوہ میراث کے ضرورت ہو تو اس کی وصیت ضرور لکھ کر رکھ لینی چاہئے۔" حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان مرد کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ وصیت کرنی چاہتا ہو کہ دو راتیں بھی بغیر وصیت لکھے گزار دے۔ (یعنی وصیت لکھنے میں جلدی کرے)

ف۲: اگر مرنے والے نے وصیت کی کہ مثلاً فلاں کا اتنا قرض مجھ پر ہے اور اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے ادا نہ کیا تو اس میں وارث ہی گناہگار ہوں گے مرنے والا نہیں۔

ف۳: اگر مرنے والے نے وصیت میں بے انصافی کی ہے تو وارث یا پھر جس کو اس نے وصیت کی تھی وہ اس کے پابند نہیں بلکہ اس کو بدل دیں یعنی شرع کے موافق عمل درآمد کرائیں اور اس میں وصیت کے بدلنے کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

ف۴: روزے کے معنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کی خالص نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رک جانے کے ہیں۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ نفس انسان پاک صاف اور طیب طاہر ہو جاتا ہے روی اخلاط اور واہی اخلاق سے انسان کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔ اس حکم کے ساتھ ہی فرماتا ہے کہ یہ صرف تم پر ہی نہیں بلکہ تم سے پہلے لوگوں کو بھی روزے کا حکم تھا اس بیان سے یہ بھی مقصد ہے کہ یہ امت اس فریضہ کی بجا آوری میں پہلی امتوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے جوانو! تم میں سے جسے نکاح کی طاقت ہو تو وہ نکاح کرے اور جسے طاقت نہ ہو تو وہ روزے رکھے اس کے لئے یہ خصی ہونا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ "جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کی حدوں کو پہچانا اور جس کام سے بچنا چاہئے تھا اس سے بچا تو اس کے پچھلے گناہ سب بخشے گئے۔"

ف۵: اسلام کے شروع دور میں یہی حکم تھا کہ مریض' مسافر اور وہ لوگ جو باوجود طاقت کے روزہ نہ رکھیں یعنی جن پر کوئی شرعی عذر بھی نہیں تو وہ بعد میں قضا کر لیں اور اگر ہر روزہ کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلا دیں تو اور بھی بہتر ہے پھر اس کے بعد جو آیت اتری تو اس میں فقط مریض مسافر کو قضا کی رخصت ملی کسی اور کو نہیں۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ نازل ہوئی تھی تو جس شخص کا جی چاہتا روزہ نہ رکھتا اور فدیہ دے دیتا تھا اور جب آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ نازل ہوئی تو پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا یعنی سوا مسافر اور بیمار کے کسی کو افطار (قضا) کرنا جائز نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ یطیقونہ کے معنی عاجز ہونے کے ہیں یعنی جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ افطار کریں (چھوڑ دیں یعنی ان پر قضا نہیں) اور فدیہ دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ

جو سب لوگوں کیلئے ہدایت اور ہدایت کی بین نشانیاں اور

الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ

فیصل ہے پس جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پاوے وہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی

كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ

بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں سے شمار پورا کردے۔ ف

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا

خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا تاکہ تم

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

گنتی پوری کرسکو اور بتلائے ہوئے طریق پر خدا کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ

شکریہ کرو۔ ف۱ جب میرے بندے تجھ سے میرا حال دریافت کریں تو تو کہہ دے

قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

کہ میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار جب کبھی مجھے پکاریں قبول کرتا ہوں پس میری بات

لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ

مانیں اور میری نسبت ایمان درست کریں تاکہ راہ پاویں۔ ف۲ تمہارے لئے رمضان کی راتوں

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ هُنَّ لِبَاسٌ

میں عورتوں سے جماع کرنا حلال کیا گیا وہ تمہارا لباس

لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ

ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے نفسوں کی

كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ

خیانت کرتے ہو پس تم پر رحم کیا اور تم سے معاف کر دیا

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا

پس اب ان سے ملا کرو اور جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھی ہے اس کی طلب کرو

وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ

اور کھاتے پیتے رہو جب تک کہ صبح کی سفید دھاری

منزل ۱

ف: چونکہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح علی الذین یطیقونہ کا حکم منسوخ ہوا تھا اسی طرح بیمار اور مسافر وغیرہ کی اجازت بھی منسوخ ہوگئی ہو گی تو اس لئے فمن کان منکم مریضا دوبارہ نازل ہوئی۔ اس روئے زمین پر اگر کوئی ملک ایسا آباد ہو کہ وہاں مسلمان بستے ہوں اور وہاں کئی کئی مہینے سورج طلوع نہیں ہوتا یا جب طلوع ہوتا ہے تو کئی کئی مہینے غروب نہیں ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہاں چاند کے انتیسویں یا تیسویں دن کے واقع ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں اور جب چاند نہیں تو وہاں شھود الشھر یعنی طلوع ماہ رمضان کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تو ایسے علاقہ میں رہنے والے مسلمانوں کو چاہئے کہ جس طرح وہاں کھانے پینے سونے جاگنے اور کام کاج وغیرہ کے لیے اوقات کا تعین ہے اسی حساب سے روزہ اور نماز وغیرہ کے لیے اوقات کار تشکیل دیں اور اسی کے مطابق عمل کریں۔

تنبیہ: ھدی یا تو مفعول لہ ہے انزل سے یا حال ہے معطوف علیہ اور بینت معطوف ہے آگے الھدی معطوف علیہ ہے اور الفرقان معطوف ہے۔

ف۱ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر حق ہے کہ جب عیدالفطر کا چاند دیکھیں تو اسی وقت سے تکبیرات کہنا شروع کریں یہاں تک کہ عید کی نماز سے فارغ ہوں جائیں۔

حضرت ابن عمرؓ جب عیدالفطر کی نماز کو جاتے تو راستے میں بلند آواز کے ساتھ تکبیرات کہتے جاتے تھے اور عیدگاہ میں بھی کہتے رہتے جب نماز شروع ہوتی تو تکبیر موقوف کردیتے۔

عید کی نماز چاشت کے وقت ہوا کرتی تھی اور کلمات تکبیر یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ عید کی نماز کے لئے اذان اور تکبیر نہیں ہے عید کا خطبہ عید کی نماز کے بعد ہے اور عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنا منع ہے عید میں جمعہ کی طرح دو خطبے نہیں بلکہ ایک ہی خطبہ ہے۔ تکبیرات کے لیے حدیث شریف میں ہے۔ "اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَ فِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔" "نبی ﷺ نے دونوں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں قرأت سے پہلے اور دوسری میں پانچ تکبیریں قرأت سے پہلے کہیں" ان تکبیروں میں رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیا کریں۔ جس کی نماز عید فوت ہو جائے تو وہ علیحدہ پڑھ لے۔ عیدگاہ میں جس راستہ سے جائیں واپسی پر راستہ بدل کر آئیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز کی بارہ تکبیریں ہیں (فقیہ) بعض روایت میں چھ تکبیریں بھی آتی ہیں مگر یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں خوب کرنی چاہیے (یعنی کثرت سے تلاوت کی جائے کہ اس کا بہت بڑا اجر ہے) اسی سبب سے رسول اللہ ﷺ نے تراویح کا انتظام کیا اور آپ نے چند روز جماعت کرا کر پھر اس کو ترک کر دیا کہ کہیں امت پر یہ فرض نہ ہو جائے۔ (صریح فرض نہ ہو جائے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَ لَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً" یعنی رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ رات کی نماز علی العموم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں "صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ"۔ "رسول اللہ ﷺ نے ہم کو آٹھ رکعت (تراویح) پڑھائیں پھر وتر پڑھے۔" (بقیہ صفحہ 855 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى

کالی دھاری سے علیحدہ ہو جائے پھر شام تک روزہ پورا کرو

الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى

اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہو تو عورتوں کو مت

الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ

چھوؤ یہ حدود الٰہی ہیں ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا

اللہ لوگوں کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ بچ جائیں۔ف اور آپس میں

تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى

ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھانا اور اس کو حکام تک

الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ

نہ پہنچانا کہ ناحق لوگوں کے مال کا کچھ حصہ

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ

جان بوجھ کر کھا جاؤ۔ف تجھ سے چاند کا حال دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے

مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا

کہ یہ لوگوں کے اوقات اور حج کے لئے ہے یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ تم اپنے

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا

گھروں میں چھت کی طرف سے آؤ! ہاں نیکی کے کام تو ان کے ہیں جو متقی ہیں

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

سو گھروں کے دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد۔ف پاؤ

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا

جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم ان سے اللہ کی راہ میں لڑو اور

تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ

زیادتی نہ کرو زیادتی کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے۔ف اور جہاں ان کو

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ

پاؤ قتل کرو اور جہاں سے وہ تمہیں نکال چکے ہیں تم ان کو نکال دو

ف: ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ افطار کے بعد کھانا پینا اور جماع کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا اور اگر کوئی اس سے بھی پہلے سو گیا تو اس پر نیند آتے ہی حرام ہو گیا اس میں صحابہ کو قدرے مشقت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر ان کی مشقت کو دور کر دیا اور احکام میں آسانی فرما دی۔ تفصیل اس طرح ہے کہ جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان میں عورتوں کے پاس نہ جاتے اور پہلی امتوں کی طرح رات کو سو کر پھر نہ کھاتے اس دوران میں بعض صحابہ سے نہ رہا گیا اور وہ اپنی عورتوں سے مباشرت کر بیٹھے تو پھر نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تب یہ آیت اتری یعنی تم اپنی چوری کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا اور کھانا صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے اور جب تک روشنی ستون کی شکل میں اونچی رہے تو وہ صبح کاذب ہے۔ اور اعتکاف کے دوران عورت سے کسی قسم کی مباشرت وغیرہ جائز نہیں۔

ف: دو آدمیوں کا آپس میں کچھ تنازع تھا مدعی نے نبی اکرم ﷺ کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا آپ نے دعویٰ کرنے والے سے گواہ طلب کئے وہ بولا میرے پاس گواہ نہیں تو نبی ﷺ نے حسب دستور مدعا علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا تھا) اس کو قسم کا حکم دیا تو وہ قسم کھانے پر تیار ہو گیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو جھوٹی قسم کھا کر اس کا مال کھائے گا تو قیامت کے روز اللہ کا غضب اپنے اوپر لے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو حاکموں کو یا اپنا مال حاکموں کو بطور رشوت دے کر ناجائز طور پر فیصلہ اپنے حق میں کروا کر کسی کا مال کھا جاؤ۔

ف: لوگوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہیں رہتا اللہ تعالیٰ نے جواب پر فرمایا یہ اس لئے ہے کہ اس کو اوقات کے تعین کے لیے مقرر کیا گیا ہے یعنی دن، مہینہ اور سال کے تعین کے لیے اور پھر یہ بھی ہے کہ اس سے مخلوق کے معاملات اور اللہ کی عبادت کا وقت مقرر ہو۔

اسلام نے اپنی عبادات کے لئے اوقات کا وہ معیار مقرر کیا ہے جس سے دنیا میں ہر وقت اور ہر مرتبہ اور تمدن کے لوگ ہر جگہ اوقات کا تعین کر سکیں وہ گھڑیوں کے لحاظ سے وقت مقرر کرنے کے بجائے ان آثار کے لحاظ سے وقت مقرر کرتا ہے جو آفاق میں نمایاں نظر آتے ہیں مگر نادان لوگ اوقات کے تعین کے اس طریق پر عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قطبین کے قریب جہاں رات اور دن کئی کئی مہینے کے ہوتے ہیں تو وہاں اوقات کی یہ تعیین کیسے چلے گی؟ یہ اعتراض دراصل علم جغرافیہ کی سرسری واقفیت کا نتیجہ ہے حقیقت میں نہ وہاں چھ مہینوں کی رات اس معنی میں ہوتی ہے اور نہ چھ مہینوں کا دن جس معنی میں ہم خط استوا کے آس پاس رہنے والے لوگ۔ دن اور رات کے الفاظ بولتے ہیں خواہ رات کا وقت ہو یا دن کا بہرحال صبح شام کے آثار وہاں پوری باقاعدگی کے ساتھ افق پر نمایاں ہوتے ہیں اور انہی کے لحاظ سے وہاں کے لوگ ہماری طرح اپنے سونے جاگنے اور کام اور تفریح وغیرہ کرنے کے اوقات مقرر کرتے ہیں اور جب کہ گھڑیوں کا رواج عام نہ تھا تب بھی فن لینڈ، ناروے اور گرین لینڈ وغیرہ ملکوں کے لوگ اپنے اوقات معلوم کرتے ہی تھے اور اس کا ذریعہ یہی افق کے آثار تھے لہٰذا جس طرح دوسرے تمام معاملات میں یہ آثار ان کے لئے تعین اوقات کا کام دیتے ہیں اسی طرح نماز اور سحر و افطار کے معاملے میں بھی دے سکتے ہیں۔

اور عبادت جو سال بعد مقرر وہ رمضان المبارک کے روزے ہیں جن کا ذکر گذر چکا ہے دوسرا حج ہے اس کا حکم آگے شروع ہوتا ہے کفار کی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جب گھر سے نکل کر حج کے لیے احرام باندھ لیا اور پھر اگر کسی ضروری کام سے گھر میں جانے کی ضرورت پڑی تو دروازہ (بقیہ صفحہ 855 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ

اور فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے اور عزت والی مسجد کے پاس ف

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

ان سے نہ لڑو جب وہ خود تم سے اس میں نہ لڑیں پھر وہ اگر

فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا

تم سے اس میں لڑیں تو تم ان سے لڑو اسی طرح سزا ہے ظالموں کی ف پھر اگر وہ باز آویں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ

تو اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ ف اور ان سے لڑو یہاں تک کہ

فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا

فتنہ معدوم ہو جائے اور دین (قانون) اللہ کا ہو جائے ف پھر بھی اگر باز آویں

عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

تو دست اندازی نہیں مگر ان لوگوں پر جو ظالم ہیں۔ ف۵ عزت والا مہینہ عزت والے مہینے

الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

کے مقابل ہے ف۶ اور توہین حرمت کا بدلہ ہے پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠

اس سے اس کی زیادتی جتنا بدلہ لو ف

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اور اللہ سے ڈرو اور جانو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ف۷ اور اپنی جانوں کو ہلاک نہ

التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

کرو۔ ف۸ اور احسان کیا کرو احسان کرنے والے اللہ کو بھاتے (پسند) ہیں۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا

اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر گھر جاؤ تو جو

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى

قربانی میسر ہو ذبح کیا کرو اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ

فَ: مسجد حرام کے پاس کا علاقہ "حرم" کہلاتا ہے جس کے احترام کے سلسلہ میں خصوصی احکام ہیں۔ اس کے حرم ہونے کی یہ حیثیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی اس علاقہ کو قابل احترام سمجھا جاتا رہا اور اس میں جنگ کرنا ممنوع تھا اس لئے یہ سوال پیدا ہو گیا کہ اگر مشرکین مکہ حدود حرم میں جنگ چھیڑ دیں تو کیا کیا جائے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اگر مسلمان حدود حرم میں ازخود جنگ نہ چھیڑیں البتہ اگر کفار جنگ چھیڑ دیں تو پھر تم بھی انہیں منہ توڑ جواب دو کہ ایسی صورت میں وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔

فَ: یعنی مکہ جائے امن ہے لیکن جب انہوں نے ابتداء کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر ستانے لگے تو یہ تو قتل کرنے سے بھی بڑا جرم ہے اور اب ان کو امان نہ رہی لہٰذا تم انہیں جہاں بھی پاؤ اور وہ تمہیں جہاں بھی ملیں تم ان کو مارو۔ آخر جب مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ نے یہی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن دیا۔'

فَ: یعنی اس سب پر اب بھی ایمان لے آئیں۔ تو توبہ قبول ہے۔

فَ: یعنی یہ جنگ اس وقت تک جاری رہنی چاہئے جب تک کہ سرزمین حرم سے فتنہ کی حالت ختم نہیں ہو جاتی اور دین حق کا غلبہ نہیں ہوتا۔ چونکہ بیت اللہ کی حیثیت مرکز توحید کی ہے اس لئے اس سرزمین میں کسی اور دین کے لئے گنجائش نہیں ہے۔

فَ: یعنی کافروں کے ساتھ لڑائی اسی لئے ہے کہ ظلم کو ختم کیا جائے اور وہ لوگوں کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور حکم اللہ کا جاری رہے اگر فرمانبردار بن کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زبردستی اسلام قبول کرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے ایک بات یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ جو لڑائی میں پہل کرے اور مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اس کی ہر مقام پکی کرنی چاہئے تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو پھر ہتھیار بند ہو کر اس کا مقابلہ کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ فتنہ باز فتنہ ختم ہو جائے۔

فَ: یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی اس سے نہ لڑو اور مکہ کے لوگ اسی مہینے میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر پھر مسلمان ان سے کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا عمرے کو حضرت گئے اور کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اس واسطے اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں؟

فَ: جس چیز کے حقوق حرمت سے وہ تمہیں محروم کریں تم بھی اس کے بدلہ انہیں کے حقوق حرمت سے محروم کر سکتے ہو۔

البتہ تقویٰ کا لحاظ کرو۔ نہ اپنی طرف سے پیش قدمی کرو اور نہ تمہارا کوئی اقدام حد ضرورت سے بڑھا ہوا ہو۔

فَ۸ یہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مراد غلبۂ دین اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے خرچ کرنا ہے۔

فَ: یعنی جہاد چھوڑ کر نہ بیٹھو اسی میں تمہاری ہلاک ہے۔ پس جہاد کو چھوڑ کر بال بچوں اور بیوپار تجارت میں مشغول ہو جانا یہ اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاک کرنا ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا

قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ لے ہاں جو شخص تم میں سے بیمار ہو

اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ

یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ میں روزے

صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۠ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

یا صدقہ یا قربانی اس پر واجب ہے پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو جو شخص عمرہ کرکے

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ

حج تک بہرہ یاب ہو تو وہ ایک قربانی کرے جیسی اسے میسر ہو اور جس کو نہ ملے

يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

وہ تین روزے حج میں رکھے اور سات جب لوٹے

رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

یہ دھاکا پورا ہے یہ حکم ان لوگوں کو ہے جن کے

اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

گھر والے مسجد حرام میں نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ

اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ف۱ حج کے لئے چند مہینے

مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ

مقرر ہیں ف۲ جو کوئی ان میں حج کو اپنے ذمہ لے وہ جماع نہ کرے

وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

فسق نہ کرے اور نہ حج میں جھگڑا کرے اور جو کچھ بھلائی

خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ

کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے اور سفر خرچ ساتھ لیا کرو کیونکہ سفر خرچ کا بڑا فائدہ

التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

بچنا ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو۔ ف۳ اس میں تمہیں کوئی

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

گناہ نہیں کہ تم اپنے رب سے فضل چاہو ف۴ پس جب تم عرفات

منزل

فرمائے ہیں ایک یہ کہ احرام باندھنے کے بعد شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیج دے جب مکہ میں قربانی ذبح ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نہ کرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام میں حجامت کرے تو اس کا بدلہ ہے قربانی پہنچانی یا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھلاوے تیسرا یہ کہ حج اور عمرہ جدا جدا نہ کرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے پھر قربانی میسر نہ ہو تو دس روزے تین حج کے دنوں میں اور سات پیچھے گھر آ کر اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو اور حج اور عمرہ ملنے سے جو قربانی دینی پڑتی ہے سو مکہ کے ساکنوں پر نہیں۔

ف۱: حج کے مہینے شوال ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں یعنی قمری سال کا دسواں گیارہواں اور بارہواں مہینہ ۹ ذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں جمع ہونا ضروری ہے۔ جسے ''وقوف عرفات'' کہتے ہیں اور یہ حج کا اہم ترین رکن ہے۔ حج کا احرام حج کے مہینوں ہی میں باندھا جا سکتا ہے۔

ف۲: حج کے واسطے احرام باندھنے کا وقت مقرر ہے غرہ شوال سے تا شب عید قربان یعنی نو ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک اس سے پہلے بہتر نہیں اور حج اور عمرہ لازم کر لینا احرام سے ہے احرام یہ کہ نیت کرے شروع کرنے کی اور زبان سے کہے (لبیک) تمام تک پھر جب احرام میں داخل ہو تو پرہیز رکھے مرد عورت کی صحبت سے اور ہر گناہ سے اور آپس کے جھگڑے سے اور بدن کے بال اتارنے سے اور ناخن تراشنے اور خوشبو ملنے سے اور شکار مارنے سے اور مرد بدن پر سلے کپڑے نہ پہنے اور سر نہ ڈھانکے اور عورت کپڑے پہنے سر ڈھانکے لیکن منہ پر کپڑا نہ ڈالے۔ اور کفار اور بالخصوص اہل یمن کی غلطی ایک یہ تھی کہ بغیر خرچ کے حج کو جانا ثواب گنتے تھے اور خرچ پر مقدور ہوتے ہوئے خرچ نہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو خرچ لے کر جاؤ بڑا فائدہ یہ کہ سوال نہ کرو۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ عقل مندو مجھ سے ڈرتے رہا کرو یعنی میرے عذابوں سے میری پکڑ دھکڑ سے میری گرفت سے میری سزاؤں سے ڈر دب کر میرے احکام کی تعمیل کرو میرے ارشاد کا خلاف نہ کرو تا کہ نجات پا سکو یہی عقلی امتیاز ہے۔

ف۳: بندہ جب خدا کے حدود کے اندر رہتے ہوئے معاشی جدوجہد کرتا ہے تو دراصل وہ اپنے رب کا فضل تلاش کرتا ہے اس لئے سفر حج کے دوران تجارتی فائدہ اٹھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر آدمی تقویٰ کا اہتمام کرتا ہے جس کی ہدایت اوپر گذر چکی اور جو حج کا اصل مقصد ہے تو ضمناً معاشی فائدہ اٹھا لینے سے اس عبادت میں کوئی خرابی واقع نہ ہوگی۔

ف۱: یہاں سے احکام حج شروع ہوتے ہیں حج کا طریق یہ کہ احرام باندھے پھر عرفہ کے دن عرفات میں حاضر ہو پھر وہاں سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام میں پھر دس ذوالحجہ کی صبح کو میدان منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے صبح عید منیٰ میں پہنچ کر کنکر پھینکے اور حجامت کروا کر یا بنا کر احرام اتارے پھر مکہ میں جا کر طواف کعبہ کرے پھر صفا اور مروہ کے بیچ دوڑے پھر منیٰ میں واپس چلا آئے تین دن رہے ہر روز کنکر پھینکے پھر مکہ جا کر طواف رخصت کرے اور واپس گھر یا وطن چلا جائے۔ اور عمرے کا طریق یہ کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے اور طواف کعبہ کرے اور صفا مروہ کے بیچ دوڑے پھر حجامت بنا کر یا کروا کر احرام اتارے اور حج اور عمرہ میں قربانی ضروری نہیں مگر کسی سبب سے یہاں حق تعالیٰ نے تین سبب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠

سے واپس آؤ ف تو مشعرالحرام ف۵ کے پاس اللہ کو خوب یاد کرو

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

اس کو اسی طرح یاد کرو جیسا اس نے تم کو بتلایا تم اس سے پہلے

الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ

گمراہ تھے۔ ف۶ پھر لوٹو تم جہاں سے لوگ

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

لوٹتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگا کرو اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۷

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ

پس جب تم حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ اپنے باپ

اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زائد پھر بعض لوگ ایسے ہیں کہ کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

اے ہمارے مولا ہم کو اسی دنیا میں دے اور آخرت میں ان کے لئے کچھ بھی

خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي

حصہ نہ ہوگا۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے مولا

الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ

تو دنیا میں ہم کو نعمت اور قیامت میں بھی نعمت نصیب کر اور تو ہم کو آگ

النَّارِ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ

کے عذاب سے رہائی دے جو۔ ان کی کمائی کا حصہ ان کو ہے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ

اور اللہ بہت جلد محاسبہ کرنے والا ہے۔ اور اللہ کو یاد کرو

مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ

چند دن گنے ہوئے۔ ف۸ پھر جو کوئی دو دن میں جلدی کرے تو اس پر کوئی

عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ

گناہ نہیں اور جو دیر لگائے ف۹ تو اس پر بھی جو پرہیزگاری کرے کوئی گناہ نہیں

منزل ۱

ف۱: عرفات ایک میدان کا نام ہے جو مکہ سے مشرق کی جانب تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور طائف کے راستہ پر پڑتا ہے۔ اس میدان میں ۹ ذی الحجہ کو وقوف کرنا حج کا اہم ترین رکن ہے۔ اس میں ایک پہاڑی ہے جسے جبل الرحمۃ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دامن میں دعا مانگی تھی۔

ف۲: مزدلفہ میں جو عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ عرفات سے جب لوٹتے ہیں تو رات مزدلفہ میں قیام کیا جاتا ہے۔

ف۳: صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز نامی جاہلیت کے دور میں بازار تھے اور حج کے موقعہ پر ان میں خوب کاروبار ہوتا تھا اسلام کے آ جانے کے بعد صحابہ کرامؓ ان دنوں میں کاروبار کرنے سے ڈرے کہ کہیں گناہ نہ ہو۔ جس پر انہیں اجازت دی گئی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا آپ حضرات حج کے دنوں میں تجارت بھی کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا اور تجارت کا موسم ہی کونسا تھا؟ گناہ نہیں کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے دنوں میں مال تجارت بھی لے جاؤ کیونکہ روزی کمانے سے تو منع نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے اس میں خدشہ ظاہر کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو تو اس کے جواب میں۔ حضرت عمر فاورقؓ نے یہ فرمایا۔

ف۴: صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جایا کرتے تھے اور اپنا نام حُمس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے واپس لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہیں سے لوٹا کرو حضرت ابن عباسؓ حضرت مجاہدؒ حضرت عطا حضرت قتادہؒ، حضرت سدیؒ وغیرہ یہی فرماتے ہیں امام ابن جریرؒ بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اس پر اجماع بتاتے ہیں۔

ف۵: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایام معدودات ایام تشریق ہیں اور یہ چار دن ہیں دسویں ذی الحجہ اور تین دن اس کے بعد کے یعنی دس سے تیرہ تک ابن عمرؓ تک صحیح سند سے ثابت ہے کہ جبکہ ابن زبیرؓ اور امام مالکؒ وغیرہ بھی یہی فرماتے ہیں ابن جریرؒ کی ایک حدیث میں ہے کہ ایام تشریق کھانے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ نبی علیہ السلام نے عبداللہ بن حذافہؓ کو بھیجا کہ وہ منیٰ میں گھوم کر منادی کریں کہ ان دنوں کوئی بھی شخص روزہ نہ رکھے کیونکہ یہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کرنے کے دن ہیں۔ قربانی کے چار دن ہونے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے کہ جو کہ غلط ہے اور لغوی اعتبار سے بھی ایام تشریق سے مراد ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن ہیں اور ۱۳ تاریخ کو قربانی کرنے کا آخری وقت نماز عصر کے وقت تک ہے۔ کیونکہ حدیث ہے کہ کل ایام التشریق ذبح۔ یعنی ایام تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں اور اس بات پر تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے کہ ایام تشریق سے مراد ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کے دن ہیں۔ اس کے علاوہ مسلم کی شرح نووی میں ہے کہ جناب علی، جبیر بن مطعم اور عبداللہ ابن عباس رضوان اللہ علیہم اور امام عطاء حسن بصری اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ کہ یوم النحر کے بعد ایام تشریق بھی قربانی کے دن ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۶: اس بات کی اجازت ہے کہ بارہ ذی الحجہ کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ سے واپس ہو جاؤ یا تیرہ ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام کرو۔ قیام کی صورت میں تیرہ تاریخ کو بھی کنکریاں مارنی ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم نے اسی کے پاس جمع ہوکر جانا ہے۔ ف۱

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کی باتیں تجھ کو دنیا میں بھلی معلوم ہوتی ہیں

الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ

اور اپنے مافی الضمیر پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ تمہارا

الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ

سخت دشمن ہے۔ ف۲ اور جب پھر جاتا ہے تو زمین میں تگ و دو کرتا ہے کہ اس میں

فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

فساد پھیلائے اور کھیتوں کو برباد کرے اور چارپایوں کی نسل کو مار دے ف۳ اللہ فساد کو

الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ

پسند نہیں کرتا۔ اور جب کوئی اسے کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اکڑ خانی کی

بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ

وجہ سے گناہ پر اڑ جاتا ہے پس جہنم اس کو کافی ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ ف۴ بعض

النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ

لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان اللہ کو خوش کرنے میں دے دیتے ہیں

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ ف۵ اے مسلمانو! سب احکام

فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

کی فرمانبرداری کیا کرو اور شیطان کے پیچھے مت چلو

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ پس بعد پہنچنے روشن احکام کے

جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

اگر تم بھولو گے تو جان لو کہ اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۶

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ

یہ مشرک لوگ اب اس امر کی انتظاری کرتے ہیں کہ خود اللہ ہی بادلوں کے سایہ میں

ف۱: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کفار مکہ کا دستور تھا کہ حج سے فارغ ہوکر تین دن عید کے بعد خوشی کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادوں کی قصے واقعات بیان کرتے اب اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تین دن ٹھہرنا مقرر کیا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو ان دنوں میں دو پہر کو کنکر پھینکتے ہیں اور ہر نماز کے بعد تکبیریں کہتے ہیں اور سوائے نماز کے ہر وقت اور کوئی چاہے تو وہ ہی دن رہ کر رخصت ہو اور اگر تین دن رہے تو بہتر ہے اور یہ فرمایا کہ جو صرف دنیا کی ہی رغبت رکھتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ وہ آخرت سے محروم ہیں۔ یہاں حج کا ذکر ختم ہوا۔

ف۲: اشارہ ہے مفاد پرستوں کی طرف جو گفتار کے غازی بنتے ہیں اور اپنی عملی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے چرب زبانی سے کام لیتے ہیں دنیوی زندگی کے مسائل پر جب وہ اظہار خیال کرتے ہیں تو ان کی باتیں مسحور کن ہوتی ہیں اور وہ خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ باتیں وہ ذاتی اغراض کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی بھلائی کے لئے کہہ رہے ہیں اور وہ اسلام کے دشمن ہرگز نہیں ہیں درانحالیکہ ان کے دل میں اسلام کے خلاف شدید بغض وحسد بھرا ہوتا ہے اور وہ کٹر دشمن حق ہوتے ہیں۔

ف۳: تمہارے سامنے تو بڑی دلفریب باتیں کرتے ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان کی ساری تگ ودو فساد فی الارض کی راہ میں ہوتی ہے چنانچہ وہ دعوت الی اللہ کی مخالفت کرنے لگتے ہیں حالانکہ زمین کی اصلاح اور اس پر امن وعدل کا قیام اللہ کی بندگی واطاعت ہی پر موقوف ہے۔

ف۴: یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میرے دل میں تمہاری بڑی محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نہ کرے اور قابو پالے تو لوٹ مار مچائے اور منع کرنے سے مزید ضدی ہو جائے اور زیادہ گناہ کرے۔ ایک شخص اخنس بن شریق تھا اس نے نبی ﷺ سے یہی سلوک کیا تھا۔

ف۵: یہ آیت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ ہجرت کے ارادے سے نکلے اور کفار مکہ کو علم ہوا تو سب نے آن کر گھیر لیا۔ آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکال لیے اور فرمایا اے مکہ والو! تم خوب جانتے ہو کہ میں کیسا تیر انداز ہوں میرا ایک نشانہ بھی خطا نہیں جاتا جب تک یہ تیر ختم نہ ہوں گے تو میں تم کو چھیدتا رہوں گا اس کے بعد تلوار سے میں تم سے لڑوں گا اور اس میں بھی تم میں سے کسی سے کم نہیں ہوں اور جب تلوار کے بھی ٹکڑے ہو جائیں گے تو پھر تم میرے پاس آ سکتے ہو پھر جو تم سے ہو سکے کر لینا اگر تمہیں یہ منظور ہے تو بسم اللہ ورنہ سنو! میں تمہیں اپنا تمام مال بتا دیتا ہوں وہ سب لے لو اور مجھے جانے دو چنانچہ کفار مکہ وہ مال لینے پر رضامند ہو گئے اور آپ نے ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی وہاں یہ آیت نازل ہو چکی تھی آپ کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارکباد دی یہ حال ہے اس صاحب ایمان کا کہ جو اللہ کی رضا پر اپنی جان دے دے۔

ف۶: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بعض اہل کتاب باوجود ایمان لانے کے توراۃ کے بعض احکام پر جمے ہوئے تھے ان سے کہا جاتا ہے کہ محمدی دین میں پوری طرح آ جاؤ اس کا کوئی عمل نہ چھوڑو توراۃ پر صرف ایمان رکھنا کافی ہے اگر تم دلائل معلوم کرنے کے بعد بھی حق سے ہٹ جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ بھی بدلہ لینے میں غالب ہے نہ اس سے کوئی بھاگ کر بچ سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی غالب آ سکتا ہے اور وہ اپنے احکام کے جاری کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

ان کے پاس آوے اور اس کے فرشتے اور کام کا فیصلہ ہو جائے سب کام تو

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ

اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔ف۱ پوچھ بنی اسرائیل سے کہ کتنے ہم نے ان

مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ

کو نشان دیے ف۲ جو شخص اللہ کی نعمت ف۳ کو بعد حاصل ہو جانے کے

بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

بدلہ ہے تو اللہ کا عذاب سخت ہے

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ

کافروں کو دنیا کی زندگی اچھی لگتی ہے ف۴ اور مسلمانوں سے

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ

مسخری کرتے ہیں حالانکہ اللہ سے ڈرنے والے قیامت کے روز

الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ان سے بلند ہوں گے اللہ جس کو چاہتا ہے رزق بے حساب دیتا ہے ف۵

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۠ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

سب لوگ ایک ہی دین پر تھے تو اللہ نے نبی بھیجے

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ ایک ایک سچی کتاب

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ

نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ کرے

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ

اور زیادہ اختلاف اس میں انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب ملی تھی بعد پہنچنے

مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ

نشانات بینہ کے اپنے حسد کی وجہ سے پس اللہ نے ماننے والوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ

اپنے فضل سے حق کی وہ راہ دکھائی جس میں یہ لوگ مختلف ہیں

منزل ۱

ف۱: اللہ تعالیٰ نے کفار کو دھمکایا ہے کیا انہیں قیامت ہی کا انتظار ہے کہ جس دن حق کے ساتھ فیصلے ہو جائیں گے یعنی نبی اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اب منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود آئے اور ہر کسی کو اس کے عمل کے موافق جزا دے اکثر مفسرین نے اس آیت کو متشابہات میں شمار کرتے ہوئے صاف لکھ دیا ہے کہ اس پر مجمل ایمان کافی ہے اور تفصیل عقل بشری سے ماوریٰ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جہاں آنا جانا لکھا ہے اس کی حقیقت جاننے کے پیچھے پڑ جانا اور فضول تاویلات کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جس طرح اس کی ذات کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں اسی طرح اس کی صفات و افعال کی کیفیت بھی کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی اس پر بغیر کسی تعیین اور کیفیت کے ایمان لے آنا چاہیے۔ کیونکہ شروع اسلام سے یہی ہوتا چلا آ رہا ہے پس تاویلات وغیرہ سے بچنا ہی بہتر ہے اور آیت کی معنوی تفصیل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور بعض نے یاتیھم اللہ کے درمیان کوئی لفظ مثل امر باس یا آیات وغیرہ محذوف مانا ہے۔ مثلاً یہ معنی کہ یعنی وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اس کا ثواب اور حساب اور اس کا عذاب ان کے پاس آئے۔ یا یہ کہ اس کا حکم اور مصیبت اور یا پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ای امرہ و باسہ۔ ای ایات اللہ یعنی اللہ کا حکم یا عذاب آ پہنچے۔

اگر روئے سخن صرف یہود تک محدود کرتے ہوئے لفظ ''حسب اعتقاد یہود'' بڑھا دیا جائے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہود کا مذہب مشابہت اور جسمانیت کا تھا یہ لوگ اللہ کی جسمانیت کے قائل تھے اور جلوۂ حق کو بادلوں سے خاص طور پر متعلق سمجھتے تھے بلکہ بادلوں کو گویا حق تعالیٰ کی سواری سمجھتے تھے۔ قرآن مجید نے آیت میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی صرف یہود کے خیال کی ترجمانی اس کی صحت و غلطی سے بحث کئے بغیر ہی کر دی ہے۔ امام رازیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے اب اس کے بعد نہ مجاز وغیرہ کسی تاویل کی حاجت رہتی ہے اور نہ کوئی اشکال رہ جاتا ہے۔

ف۱: بنی اسرائیل کو جو نشانیاں دکھائی گئیں ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے مثلاً سمندر کو پھاڑ کر ان کے لئے راستہ بنایا گیا' ان کے لئے صحرا میں بارہ چشمے جاری کئے گئے۔ صحرا میں ان کے رزق کا سامان من وسلویٰ کے ذریعہ کیا گیا وغیرہ۔ ان کھلی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے اللہ کی نعمت کی ناقدری کی۔

بنی اسرائیل کی تاریخ کا حوالہ یہاں اس مناسبت سے ہے کہ جن دنیا پرستوں کے رویہ پر یہاں تبصرہ کیا جا رہا ہے۔ وہ بنی اسرائیل کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔

ف۲: یہاں نعمت سے اشارہ اللہ کی ہدایت اور شریعت کی طرف ہے اور اس کو بدلنے سے مراد اس کی ناقدری کرنا اور اس کے بجائے گمراہی مول لینا ہے۔

ف۳: جب یہ لوگ ان حقائق کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے جن کو قرآن بے نقاب کر رہا ہے اور انہوں نے مادی دنیا پر ہی اپنی نگاہوں کو مرکوز کر لیا تو اس کی دلفریبیوں میں وہ آگے اور اب یہ دنیوی زندگی ان کی نظروں میں ایسی کھپ گئی ہے کہ وہ آخرت کا تصور تک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ جو لوگ آخرت کو اپنا نصب العین بناتے ہیں ان کو یہ لوگ تنگ نظر خیال کر کے ان کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔

ف۵: بے حساب یعنی توقعات اور اندازوں سے اتنا زیادہ کہ آدمی اس کا تصور بھی نہ کر سکے۔ مراد آخرت کی بے حد اور بے پایاں نعمتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اللہ جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ف۱

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ

کیا تم خیال کئے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ

تکالیف نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں ہر طرح کی سختیاں

الضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ

اور تکالیف بھی ان کو پہنچیں اور کانپتے رہے یہاں تک کہ رسول اور اس کے

اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ

تابعدار سومن بول اٹھے تھے کہ اللہ کی مدد کب ہوگی خبردار رہو اللہ کی مدد

قَرِيْبٌ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ

قریب ہے۔ ف۲ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دے جو کچھ

مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

خرچ کرنا چاہو وہ ماں باپ کو اور قریبوں اور یتیموں اور مسکینوں

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اور مسافروں کو دو اور جو تم نیکی کرتے ہو اللہ اس کو

بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

جانتا ہے۔ ف۳ جنگ کرنا تم پر فرض ہوا ہے اور وہ تم کو ناپسند ہے

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ

تم تو ایک چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتی ہے اور

عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

ایک چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہیں مضر ہوتی ہے اور اللہ جانتا

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ

ہے اور تم نہیں جانتے۔ ف۴ تجھ سے حرام مہینے میں لڑنے کا حکم

الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ

پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی

منزل ۱

ف۱: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان دس زمانے تھے اور ان زمانوں کے لوگ حق اور شریعت کے پابند تھے پھر اختلاف پڑ گیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ پس ان انبیاء نے ایمان والوں کو خوشیاں سنائیں اور ایمان نہ لانے والوں کو ڈرایا ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی تھی تاکہ لوگوں کے ہر اختلاف کا فیصلہ قانون الٰہی سے ہو سکے لیکن ان دلائل کے بعد وہ آپس کے بغض حسد تعصب وضد اور نفسانیت کے بنا پر پھر اتفاق نہ کر سکے لیکن ایماندار سنبھل گئے اور اختلاف کے چکر سے نکل کر سیدھی راہ لگ گئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے تو سب سے پیچھے ہیں لیکن قیامت کے دن جنت میں جانے کے اعتبار سے سب سے آگے (پہلے) ہوں گے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ نے کتابیں اور متعدد نبی بھیجے اس لئے نہیں کہ ہر فرقہ کو اس کے آباؤ اجداد کی راہ بتائی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوق انسانی کو ایک ہی راستہ پر چلنے کا حکم ہے اور جس بھی مخلوق انسانی اس راستہ سے بھٹکی تو اللہ تعالیٰ نے نبی بھیج کر سیدھا راستہ بتا دیا اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جائیں پھر کتاب والے کتاب میں بھٹکے (یا ہیرا پھیری کی) تو تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی سب نبی اور سب کتابیں اسی ایک راہ کے قائم کرنے کو آئیں یا نازل ہوئیں اس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بے شمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اس کے موافق فرمایا جب دوسرا مرض پیدا ہوا دوسری دوا اور پرہیز اس کے موافق فرمایا اب آخری کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ جو ہر مرض سے بچاؤ ہے اور یہ سب کے بدلے میں کفایت کرتی ہے۔

ف۲: مکہ میں تو صرف مشرکین ہی کی تکلیف تھی اور مدینہ میں جب آپ نے ہجرت کی تو وہاں ایک طرف یہودی اور دوسری طرف چھپے دشمن دنیادار منافق تیسرے مشرک یہ سب اکٹھے ہو کر جنگ احزاب میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے جن میں یہود و نصاریٰ اہل کتاب باوجود عہد مصالحت کے سب سے آگے تھے ایسے واقعات سے صحابہ کرام کو بڑی تکلیف پہنچی تو ان کی ہمت بڑھانے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خباب بن ارتؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہماری امداد کی دعا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا بس ابھی سے گھبرا اٹھے سنو! تم سے پہلے گذرنے والے موحدوں کو پکڑ کر ان کے سروں پر آرے رکھ دیئے جاتے تھے اور جسم کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے لیکن وہ توحید و سنت سے نہیں ہٹتے تھے لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت پوست نوچے جاتے تھے تاہم وہ اللہ کے دین کو نہیں چھوڑتے تھے اللہ کی قسم اپنے دین کو میرا رب اس قدر پورا کرے گا کہ بلا خوف وخطر صنعاء سے حضر موت تک کا سفر ایک سوار کرنے لگے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا البتہ دل میں یہ خیال ہونا اور بات ہے کہ کہیں میری بکریوں پر بھیڑیا نہ آ پڑے۔

ف۳: ایک صحابی عمر بن جموح نے جو بہت مالدار تھا نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں کیا خرچ کروں تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حدیث میں ہے اپنی ماں سے سلوک کر اور اپنے باپ سے اپنی بہن اور بھائی سے پھر اور قریبی لوگوں سے یہ حدیث بیان فرما کر حضرت میمون بن مہران نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا یہ ہیں وہ کہ جن کے ساتھ مالی سلوک کیا جائے اور ان پر مال خرچ کیا جائے نہ کہ طبلوں باجوں تصویروں اور دیواروں پر کپڑا آویزاں کرنے میں یہ صدقات زکوٰۃ کے علاوہ ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا مال ماں باپ کو دینا جائز نہیں اور (بقیہ صفحہ 856 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
راہ سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کا انکار کرنا
وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ
اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکال دینا بڑا گناہ ہے اور فتنہ
اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى
قتل سے بھی بڑا ہے ف۱ اور (کافر) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ
يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ
تم کو تمہارے دین سے بھی پھیر دیں اگر طاقت رکھیں ف۲ اور جو لوگ
يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ
تم میں سے اپنا دین چھوڑ کر کفر کی حالت میں مریں گے
فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تو ان کے کام دنیا اور آخرت میں سب ضائع ہو جاویں گے
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾
اور یہ لوگ آگ ہی کے لائق ہوں گے جس میں ہمیشہ تک رہیں گے۔ ف۳
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر آئے ف۴ اور اللہ کی
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ
راہ میں لڑے انہی کو اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اللہ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ
بڑا بخشنے والا مہربان ہے تجھ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں تو کہہ دے
فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ
کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے نفعے بھی ہیں اور گناہ ان کا
مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلِ
نفع سے بڑا ہے۔ ف۵ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہدے
الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
زیادہ خرچ کرو اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم

ف۱: یہاں فتنہ سے مراد جبر وظلم کے ذریعہ لوگوں کو دین حق سے پھیرنے کی کوشش کرنا اور راہ حق میں مزاحم بننا ہے۔ یہ قتال کے جواز کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر چہ قتال ایک سنگین بات ہے اور پھر حدود حرم میں اور محترم مہینوں میں تو اس کی سنگینی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ سنگین بات یہ ہے کہ اللہ کے بندوں پر اس وجہ سے ظلم ڈھایا جائے کہ انہوں نے شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر دین توحید کو قبول کیا ہے اور شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر دین توحید کو قبول کیا ہے اور وہ اللہ کی ہدایت کی طرف دعوت دے کر سوسائٹی کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ جب کوئی انسانی گروہ فسطائیت پر اتر آئے اور لوگوں کو قبول حق سے روکنے لگے اور دعوت الی اللہ کی راہ میں مزاحم بن جائے تو ایسے گروہ کے خلاف طاقت کا استعمال بالکل جائز ہے۔

ف۲: اس سے فتنہ کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے جس میں اس وقت اہل ایمان مبتلا ہو گئے تھے یعنی ان کا دین و ایمان سخت خطرہ میں پڑ گیا تھا اس بنا پر انہیں قتال کی اجازت دے دی گئی تھی۔

ف۳: نبی ﷺ نے ایک جہاد کے لیے ایک لشکر روانہ کیا تو انہوں نے کافروں کو مارا اور لوٹ لائے اور مسلمانوں کو یاد تھا کہ وہ دن جمادی الثانی کا ہے اور وہ دن غرہ رجب تھا' کافروں نے اس بات پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ پڑا تو اس پر یہ آیت اتری یعنی ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے لیکن اگر کافر مسلمانوں سے ان مہینوں میں زیادتی کریں تو ان سے لڑنا منع نہیں۔

مشرکین کے اعتراض کا جواب اس آیت میں دیا جا رہا ہے کہ یہ سچ ہے کہ ان مہینوں میں جنگ حرام ہے لیکن اے مشرکو! تمہاری بداعمالیاں تو برائی میں اس سے بھی آگے ہیں' تم اللہ کا انکار کرتے ہو تم میرے نبی اور ان کے ساتھیوں کو میری مسجد سے روکتے ہو تم نے انہیں وہاں سے نکال دیا پس اپنی ان سیاہ کاریوں پر نظر ڈالو کہ یہ کس قدر بدترین کام ہیں۔

ف۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد آپ کی نصرت اور اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے مکہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تھا۔ اس آیت کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔

ف۵: حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور بعض انصار نے شراب اور جوے کی بابت سوال کئے کہ حضرت ان کی بابت ہمیں حکم دیجئے یہ تو بہت ہی مذموم فعل ہیں تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی' چونکہ عرب میں مثل یورپ کے شراب کی از حد کثرت تھی اس لئے بتدریج ہٹانے کی غرض سے اس آیت میں سہل طریق برتا گیا پھر جب وہ لوگ متنفر ہوئے تو اس کو شیطانی فعل کہہ کر سختی سے روکا گیا۔

شراب اور جوئے کے بارے میں کئی آیات نازل ہوئیں اور ہر آیت میں ان کی برائی ہے' آخر کار جب سورہ مائدہ کی آیت اتری تو اس سے یہ تمام چیزیں حرام ہو گئیں اور جو چیز بھی نشہ لائے وہ سب حرام ہے اور جو شرط باندھ کر اس پر مال لیا جائے تو وہ سب بھی حرام ہے۔

قرآن نے شراب اور جوئے کو ایک حکم میں رکھ کر اس حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے کہ دونوں چیزیں فرد خاندان وطن اور اخلاق سب کے لیے یکساں طور سے مضر ہیں قمار بازی کا معاملہ شرابی سے بہت مشابہ ہوتا ہے۔ بلکہ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کا وجود دوسرے کے بغیر پایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

دنیا اور آخرت میں غور کرو ف۱ (اور فانی کو ترک کر کے باقی کو اختیار کرو) اور (یہ لوگ نہایت اخلاص سے)

عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ

یتیموں کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہدے کہ ان کی اصلاح کرنا اچھا ہے اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

ان کو ساتھ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اللہ کو مفسد

الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

اور مصلح سب معلوم ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا بیشک اللہ بڑا زبردست حکمتوں والا ہے ف۲

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہوں اور لونڈی ایماندار

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا

مشرکہ عورت سے بہتر ہے گو وہ تم کو بھلی معلوم ہو اور اپنی (لڑکیوں کو)

الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ

مشرکوں سے نہ بیاہو جب تک وہ مسلمان نہ ہوں اور غلام مومن مشرک سے

مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ

اچھا ہے اگرچہ وہ تم کو بھلا معلوم ہو یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ

اور اللہ اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے

وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾

اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پاویں۔ ف۳

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا

اور تجھ سے حیض کا مسئلہ دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے وہ ناپاکی ہے سو

النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى

حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان سے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ

يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ

پاک نہ ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان سے ملاپ کرو جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے

ف۱: نبی ﷺ نے جب صدقہ کی ترغیب دی تو بعض صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم کتنا مال خرچ کریں یعنی کس قدر دیں اور کس قدر اپنے پاس رکھیں؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی' کہا گیا کہ جو اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے کے بعد بچ جائے' بہت سے صحابہ اور تابعین سے اس کی یہی تفسیر مروی ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اپنے نفس سے شروع کر پہلے اسی پر صدقہ کر' پھر بچ رہے تو اپنے بال بچوں پر' پھر بچ رہے تو اپنے رشتے داروں پر' پھر بھی بچے تو دوسرے حاجت مندوں پر ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے افضل خیرات وہ ہے جو انسان اپنے خرچ کے مطابق باقی رکھ کر بچی ہوئی چیز کو اللہ کے راستہ پر خرچ کرے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے۔ اور پہلے انہیں دے جن کا خرچ تیرے ذمہ ہے۔

ف۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یتیموں کے مال کھانے کی ممانعت نازل ہوئی تو جن لوگوں کے پاس یتیم بچے رہا کرتے تھے اور وہ ان کو اپنے کھانے پینے میں ان کے مال میں سے تھوڑا بہت مال لے کر خرچے میں شامل کر لیتے تھے اور انہوں نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان کا کچھ مال غلطی سے کھا لیں تو اس لئے انہوں نے ان یتیموں کے کھانے کا بندوبست علیحدہ کر دیا اس علیحدگی میں یتیموں کا خرچ زائد ہونے لگا تو انہوں نے نبی ﷺ سے کہا تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک نیتی اور دیانت داری کے ساتھ ان کے مال کو اپنے مال میں ملا لینے کی رخصت دے گئی۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کی خاطر داری ہوتی ہو اور برا گھر مسلمانوں میں وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کو تکلیف دی جاتی ہو۔ ابن عباسؓ سے مرفوعاً یہ لفظ آیا ہے مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اَوْلٰی طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ یعنی جس نے اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے جنت کو واجب کر دیا۔ ابوامامہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس کوئی یتیم لڑکی یا لڑکا ہے اور وہ اس کو اچھی طرح رکھتا ہے تو میں اور وہ شخص ہم دونوں جنت میں ساتھ ساتھ رہیں گے۔

ف۳: بت پرست مشرکہ عورتوں سے نکاح کی حرمت بیان ہو رہی ہے مگر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان مشرکہ عورتوں سے اہل کتاب عورتیں مخصوص ہیں امام ابن جریرؒ نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے حلال ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہود یہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح پر اظہار ناراضگی فرمانا صرف سیاسی مصلحت کی بنا پر تھا تاکہ مسلمان عورتوں سے لوگ بے رغبتی نہ کریں یا اور کوئی حکمت عملی اس فرمان میں تھی۔ ابن جریرؒ میں ایک مرفوع حدیث ہے کہ ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر لیں لیکن اہل کتاب کے مرد مسلمان عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔

اگر کہا جائے کہ جب کتابیہ عورت سے نکاح جائز ہے تو مشرکہ عورت سے بھی جائز ہو جانا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ محل نکاح میں شر ہے اور شر میں دو مرتبے ہیں' کتابی کے شر کو شرع نے خفیف سمجھا ہے غیر کتابی کے خبث و شر سے' اس لیے غیر کتابیہ کو شرف نکاح مسلم کا محل ہی قرار نہیں دیا' یہ تو وجہ ہے غیر کتابیہ سے نکاح درست نہ ہونے کی اور ضعف جیسا داخلی ہوتا ہے جس کو عقلی کہا گیا ہے اسی طرح خارجی بھی ہوتا ہے اور زوجہ (بیوی) طبعاً و فطرتاً مرد کے زیر حکومت ہے پس یہ ضعف بھی علت تاثر کی ہو سکتا اس لیے مسلم عورت کا نکاح کافر (بقیہ صفحہ 856 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

اللہ جھکنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ف۱

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫

عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو اپنی کھیتیوں کو جس طرح چاہو آباد کرو

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

اور اپنی جانوں کے لئے آئندہ کی فکر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً

تم کو اس سے ملنا ہے اور تو ماننے والوں کو خوشخبری سنا۔ ف۲ اور اللہ کو اپنی قسموں کا

لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ

بہانہ نہ بنایا کرو کہ نیکی اور پرہیزگاری نہ کرو اور لوگوں

النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

میں صلح نہ کراؤ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ ف۳ بالقصد قسمیں کھانے پر

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ تم کو نہیں پکڑے گا ہاں جو دل سے تم نے قسمیں کھائی ہیں ان پر

قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ

مؤاخذہ کرے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا حلم والا ہے۔ ف۴ جو لوگ اپنی بیویوں سے

مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ

ایلاء کرتے ہیں وہ بیویاں چار مہینے تک انتظار میں ٹھہریں پس اگر وہ باز آویں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر چھوڑنے کی ہی ٹھان لیں تو

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ

بیشک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف۵ اور طلاق عورتیں تین حیض تک اپنے

بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ

کو ٹھہرائے رکھیں اور جو کچھ اللہ نے ان کے پیٹوں میں

يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

پیدا کر رکھا ہے اس کو نہ چھپاویں اگر وہ اللہ

ف۱: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہودی حائضہ عورتوں کو نہ اپنے ساتھ کھلاتے تھے نہ اپنے ساتھ رکھتے تھے صحابہؓ نے اس بارے میں نبی ﷺ سے سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت اتری نبی ﷺ نے فرمایا سوائے جماع کے اور سب کچھ حلال ہے۔

حیض عورتوں کی وہ عادت ہے جو ہر ماہ ہوتی ہے اس کو ماہواری بھی کہتے ہیں۔ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو ایسے وقت میں اسلام حکم دیتا ہے کہ ان سے دور رہو یعنی ایسے وقت میں عورتوں سے جماع (ہمبستری) نہیں کرنا بلکہ جب وہ پاک ہو جائیں تو پھر ان سے ہمبستری جائز ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یعنی آگے سے اور حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ جیسے کام بالاتفاق جائز ہیں۔ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایسی حالت میں ازواج مطہرات سے ملتے جلتے لیکن وہ تہبند باندھے ہوئے ہوتی تھیں۔ (ابوداؤد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سوائے شرمگاہ کے اور سب جائز ہے۔

ف۲: یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر پیچھے کھڑے ہو کر عورت کے مقام مخصوص میں جماع کریں تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے ان کے اس خیال کی تردید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے عورت کے پیچھے میں دخول جائز سمجھنا بڑی غلط فہمی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے اور کھیتی جب ہی ہوگی کہ ایسے موضع میں دخول کیا جائے جہاں سے پیداوار کی امید ہو اور پیچھے میں تو سب کچھ ضائع ہوتا ہے۔ عورت کو لذت کی بجائے سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ یہ مقام اس غرض کے لیے نہیں بنا اس لیے ایسا کرنا آدمیت کے خلاف ہے حدیث شریف میں آیا ہے جو عورت کی دبر میں جماع کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں یعنی جس راہ (یعنی کیفیت) سے چاہو جاؤ لیکن کھیتی ہی میں اور کھیتی وہی ہے کہ جہاں تخم ڈالو تو اُگے اور آگے کی تدبیر کرو یعنی اس صحبت میں اولاد کی نیت ہونی چاہیے تاکہ ثواب ہو۔

ف۳: دو صحابہ کو آپس میں کچھ رنج ہوا اس پر ایک نے قسم کھائی کہ نہ تو میں تیرے مکان پر آؤں گا اور نہ کبھی تیرے معاملہ میں دخل دوں گا چونکہ آپس کا رشتہ تھا جب کوئی اس کی بابت اس کو کہے تو وہ کہہ دے کہ میں اس کے معاملہ میں دخیل نہ ہوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللہ کی قسم اچھا کام چھوڑنے پر نہ کھائے۔ مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا یا اس فقیر کو نہ دوں گا اور اگر قسم کھا بیٹھے تو قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

ف۴: ناکاری قسم وہ ہے جو منہ سے نکلے اور دل کو خبر نہ ہو۔

ف۵: ایلاء کہتے ہیں قسم کو یعنی اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ وہ اپنی زوجہ سے کلام نہ کرے گا یا صحبت نہ کرے گا تو اس کو ایلاء کہتے ہیں' اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ مدت چار مہینے سے کم ہوگی یا زیادہ اگر کم ہو تو وہ مدت پوری کرے اور اس درمیان میں عورت بھی صبر

کرے پھر میاں بیوی آپس میں ملیں جلیں زیادہ سے زیادہ اس کو چار مہینے تک جدا رہنے کا اختیار ہے چار مہینے گزرنے پر بعض علماء کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے کسی نے کہا رجعی کسی نے کہا بائن' جیسا کہ جامع البیان وغیرہ میں ہے لیکن اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ طلاق نہیں پڑتی اگر طلاق پڑتی تو یوں نہ ہوتا کہ پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا ہے۔ صحیح بخاری کے باب الطلاق میں ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ بعد گزرنے مدت کے رکھے یا طلاق دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مالک نے نافع سے اس نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اس کو مجبور کرنا چاہیے کہ اس کو بسائے یا طلاق دے اور جب تک وہ طلاق نہ دے تو تب تک طلاق نہیں ہوتی۔ اسی طرح حضرت علیؓ و عثمانؓ و عائشہؓ و ابودرداء وغیرہ ہم بارہ صحابہ سے روایت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور خاوند ان کے اس مدت کے اندر

بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ

انکو پھیرنے کا حق رکھتے ہیں اگر ان کی غرض اصلاح کی ہو جیسے عورتوں

مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے بھی ان پر دستور کے موافق حقوق ہیں

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠

مردوں کو عورتوں پر برتری ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا-ف۱ (رجعی) طلاقیں دو ہیں

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ

پھر یا تو دستور کے موافق روک ہے یا بھلائی سے رخصت-ف۲ اور اپنے دیئے ہوئے

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ

میں سے کچھ نہ لو ہاں جب دونوں یہ جانیں

يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا

کہ ہم سے اللہ کے احکام ادا نہ ہوں گے پھر تم بھی اگر یہ جانو کہ وہ احکام

يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

الٰہی ادا نہیں کریں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت

افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

کچھ دے کر رخصت لے یہ حدود الٰہی ہیں پس ان سے نہ گزرو

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں-ف۳

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

پھر اگر طلاق اس کو دے تو وہ اس کو حلال نہ ہوگی جب تک کہ

زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

اس کے سوا اور خاوند سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ اس کو طلاق دے تو ان دونوں کو

اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ

آپس میں ملاپ کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر جانیں کہ احکام الٰہی ادا کرسکیں گے یہ

ف۱: جب مرد عورت کو طلاق دیدے تو اس عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں جب تک تین بار حیض نہ آئے یا حمل ہو تو معلوم ہو جائے تا کہ اس خاوند کا بیٹا دوسرے خاوند کے ذمہ نہ پڑ جائے تو اسی لئے عورت پر فرض کیا گیا ہے کہ حمل ہو تو اس کو ظاہر کر دے اور اس مدت کا نام ہے عدت اور عدت کے دوران مرد چاہے تو پھر عورت کو رکھ لے اگرچہ عورت کی خوشی نہ ہو اسی لئے فرمایا کہ عورتوں کے حق بھی مرد پر بہت ہیں لیکن اس جگہ مرد ہی کو درجہ دیا۔

ف۲: عرب میں نہایت قبیح دستور تھا کہ عورت کی طلاق کی کوئی حد نہ تھی جب دل چاہتا طلاق دے دیتے اور جب دل چاہتا رجوع کر لیتے وہ لوگ عورت کو طلاق دیدیتے اور جب عدت گذرنے کے قریب آتی تو پھر رجوع کر لیتے جہاں تک چاہتے عورت کو تنگ کرتے رہتے ان کے منع کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی کہ روکنے والی دو ہی طلاقیں ہیں اور تیسری طلاق کے بعد لوٹانے کا کوئی حق نہیں رہے گا۔ سنن ابی داؤد میں باب ہے کہ تین طلاقوں کے بعد رجوع کرنا منسوخ ہے پھر یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ بھی یہی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے تو ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی اور دو طلاقیں لغو ہوں گی۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ سَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔ (رواہ مسلم ج۱ ص۴۷۷)

یعنی عہد نبوی، خلافت صدیقی اور دو سال خلافت فاروقی میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک رجعی شمار ہوتی تھیں پھر حضرت عمرؓ نے لوگوں کی جلد بازی دیکھ کر تین جاری کر دیں یہ ان کی سیاسی مصلحت تھی بعد میں اپنے فیصلہ پر نادم ہوئے۔

جو لوگ ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین شمار کرتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں اور یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جس عورت کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دی جائیں اور اس کا خاوند اس کو پھر سے بسانا چاہے تو اس عورت کا حلالہ کرایا جائے اور حلالہ یہ ہے کہ اس عورت کا کسی دوسرے مرد سے ایک رات کے لیے نکاح کر دیا جائے تو وہ شخص اس عورت کے ساتھ ایک رات گذار کر صبح اس کو طلاق دے دے تو یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی یہ ایسا لعنت والا کام ہے کہ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہے جو حلالہ کرتا ہے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے حلالہ کرنے والے کو سرکاری سانڈھ کہا ہے۔ اس مردود فعل پر غور کریں کہ کس طرح گناہ پر گناہ ہوتا ہے اس پر فتویٰ دینے والوں نے غالباً اس طرف توجہ ہی نہیں دی مثلاً طلاق کے بعد حلالہ کے لیے جب عورت کو پیش کرتے ہیں تو پھر اس کی عدت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر دیتے ہیں جبکہ اصولی طور پر یہ عورت اپنے خاوند کی ملکیت ہے تو گویا ایک گناہ تو نکاح پر دوسرے نکاح کا اور پھر حلالہ کرنے والے سے طلاق لے کر واپس پہلے خاوند کے ساتھ از سر نو نکاح کرنا یہ اس سے بھی بدترین گناہ۔ حلالہ اور متعہ میں کیا فرق رہا۔ لہٰذا یہ حرام اور ناجائز ہے۔

ف۳: اس آیت میں خلع کا بیان ہے یعنی جب خاوند اور بیوی میں جھگڑا ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت کو جو کچھ مہر وغیرہ میں تم نے مال دیا ہے وہ نہ لو مگر جب ناموافقت ایسی ہو جائے کہ صلح کے ساتھ گزر نہیں ہو سکتی تو اس وقت عورت اگر ہے کہ مہر واپس کر دے یا کچھ اور خاوند کو تھوڑا بہت مال دے کر طلاق لے تو خاوند کو چاہیے کہ مال لے کر طلاق دے (بقیہ صفحہ 856 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ

اللہ کی حدود ہیں جاننے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ ف۱ اور جب تم عورتوں

النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

کو طلاق دے چکو اور وہ عدت ختم کرنے کو ہوں تو ان کو بھلے طریق سے رکھ لو

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

یا شریفانہ طرز سے چھوڑ دو اور دکھ دینے کے لئے ان کو مت روکنا

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

کہ ظلم کرنے لگو۔ ف۲ اور جو کوئی یہ کرے گا تو اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ

اور اللہ کی آیتوں کو مسخری نہ سمجھو اور اپنے حق میں اللہ کی نعمتیں

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

یاد کرو اور جو تمہاری طرف کتاب اور تہذیب الحکمت اتاری ہے

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

اللہ تم کو اس کے ذریعے سے سمجھاتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ ف۳ اور جب تم عورتوں کو طلاق دلا چکو

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور وہ اپنی مدت پوری کر چکیں تو ان کو ان کے خاوندوں سے جب

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ

وہ آپس میں دستور کے موافق راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکا کرو اس

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

امر کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ کو مانتے ہیں اور قیامت کے دن

الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

پر یقین رکھتے ہیں یہ کہ تمہارے لئے بڑا ہی ستھرا اور بڑا ہی پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

اور تم نہیں جانتے۔ ف۴ جو مائیں اپنے بچے کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں وہ

منزل ۱

ف۱: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دینے کے بعد تیسری طلاق بھی دے دے تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے سے باقاعدہ نکاح ہو کر ہم بستری ہو پھر وہ مر جائے یا اپنی مرضی سے طلاق دے دے پس اگر بغیر نکاح کے مثلاً لونڈی بنا کر گود لی بھی کر لے تو بھی پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی اسی طرح گو نکاح باقاعدہ ہو لیکن اس دوسرے خاوند نے مجامعت نہ کی ہو تو بھی پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں۔ یعنی جماع ہمبستری لازم ہے اور بغیر دخول کے وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں۔

ف۲: ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دیتا پھر عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا پھر طلاق دے دیتا عورت کو ستانے کی غرض سے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سدی نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور اس شخص کا نام ثابت بن یسار انصاریؓ بیان کیا ہے۔

ف۳: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دیتا ہے پھر کہتا کہ میں تو ہنستا تھا کبھی غلام آزاد کر دیتا پھر کہتا میں تو ہنستا تھا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ پکے ارادے سے ہوں یا دل لگی سے تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی نکاح۔ طلاق اور رجوع۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے دی ہیں۔ پس آپ غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کھیلا جانے لگا۔ مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حکم فرما دیا طلقوھن لعدتھن یعنی عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے موافق دو یعنی علیحدہ علیحدہ مہینے میں ایک ایک طلاق پھر اس کے خلاف ایک ہی دفعہ تین طلاق دینا اللہ پاک کی کتاب کو کھیل سمجھنا ہے۔

انسان کے دل میں اللہ کا جتنا ڈر ہوگا اور اس کے علیم ہونے کا جتنا زیادہ یقین ہوگا اتنا ہی وہ اللہ رب العزت کی نافرمانی سے خود کو بچا سکے گا۔

ف۴: اس آیت میں عورتوں کے ولی وارثوں کو ممانعت ہو رہی ہے کہ جب کسی عورت کو ایک طلاق ہو جائے اور عدت بھی گزر جائے پھر میاں بیوی رضامندی سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ انہیں نہ روکیں یہ آیت دلیل ہے اس امر کی کہ عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور نکاح بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا' امام ترمذیؒ اور امام ابن جریرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث وارد کی ہے کہ عورت عورت کا نکاح نہیں کر سکتی اور وہ عورتیں زنا کار ہیں جو اپنا نکاح آپ کر لیں' یہ آیت حضرت معقل بن یسارؓ اور ان کی ہمشیرہ صاحبہؓ کے بارے میں نازل ہوئی حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں میری بہن کا منگیتر میرے پاس آتا تھا میں نے نکاح کر دیا اس نے کچھ دنوں بعد طلاق دے دی پھر عدت گزرنے کے بعد اس نے دوبارہ نکاح کی درخواست کی میں نے انکار کیا تو اس پر یہ آیت اتری جسے سن کر حضرت معقلؓ باوجود اس کے کہ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ میں اپنی بہن تیرے نکاح میں نہ دوں گا نکاح پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا اور میں نے مان لیا اور اپنے بہنوئی کو بلا کر دوبارہ اپنی بہن کا ان سے نکاح کرا دیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا ان کی بہن کا نام جمیل بنت یسار تھا اور ان کے خاوند کا نام ابوالبداح تھا بعض نے ان کا نام فاطمہ بنت یسار بتایا ہے۔ (بخاری' ابوداؤد' ترمذی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

پورے دو برس پلائیں۔ ف۱ اور ان کا

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

کھانا کپڑا موافق دستور کے باپ کے ذمہ ہے ف۲

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ

ہر ایک نفس کو اس کی ہمت کے موافق حکم ہوا کرتا ہے نہ تو ماں اپنے

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ

بچے کی وجہ سے ضرر پہنچائی جاوے اور نہ باپ اپنے بچے کے سبب سے تکلیف دیا جائے اور اسی قدر

مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا

وارثوں کے ذمہ ہے ف۳ پھر اگر وہ دونوں اپنی مرضی اور مشورہ

وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور اگر اپنی اولاد کو

تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ

دودھ پلوانا چاہو تو تمہیں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو تم نے دینا کیا ہے

مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

دستور کے موافق دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ

کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۴ جو لوگ مرتے ہوئے اپنے پیچھے

مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ چار مہینے

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

دس روز بیٹھا کریں پھر جب اپنی مدت پوری کر چکیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

تو جو کچھ وہ اپنے حق میں موافق دستور

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وَلَا

کریں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے پوری خبر رکھتا ہے۔ ف۵

منزل ۱

ف۱: اکلیل فی استنباط التنزیل میں ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ دودھ کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں رضاعت کامل کے لیے دو برس کی مدت پر بھی طبیبوں کا اتفاق ہے ابوہریرہ وعثمان وعلی وابن عباس وابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح روایات آئی ہیں کہ دو برس کے بعد دودھ پینے سے رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

دو برس کے بعد دودھ کے پلانے کا کوئی اعتبار نہیں اور اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نہ حرمت ہوتی ہے اکثر ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ رضاعت جو حرمت ثابت کرتی ہے وہ وہی ہے جو دو سال سے پہلے کی ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی رضاعت حرام کرتی ہے جو آنتوں کو پر کر دے اور دودھ چھوٹنے سے پہلے ہوا اکثر اہل علم صحابہ وغیرہ کا اسی پر عمل ہے۔ (ترمذی)

ہاں صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ اس کے بعد کی بلکہ بڑے بڑے آدمی کی رضاعت کو حرمت میں موثر جانتی ہیں لیکن دوسری ازواج اس کا انکار کرتی تھیں اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بڑے بڑے صحابہ کرام کا۔

ف۲: یعنی مدت رضاعت میں بچہ کے باپ پر مطلقہ کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری ہے۔ یہ نفقہ معروف کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔ یعنی بچہ کے باپ کی حیثیت اور حالات کے پیش نظر جسے معقول اور منصفانہ کہا جا سکے۔

ف۳: یعنی اگر بچہ کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے تو نفقہ کی یہ ذمہ داری اس کے وارث پر ہوگی۔

ف۴: ضحاک فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کے دودھ پینے کے وقت تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈالے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لئے کہ یہی اس کی گزران کا سبب ہے پھر جب بچہ دودھ سے بے نیاز ہو جائے تو بے شک بچہ اس کے باپ کو دے دے لیکن پھر بھی نقصان رسانی کا ارادہ نہ ہو اسی طرح خاوند اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے وہ غریب دکھ میں پڑے وارث کو بھی یہی چاہیے کہ بچے کی والدہ کو خرچ سے تنگ نہ کرے اس کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اسے ضرر نہ پہنچائے۔

ف۵: قرآن حکیم نے طلاق کی عدت تین حیض اور موت کی عدت چار مہینے دس دن مقرر کئے ہیں یہ دونوں اس وقت تک ہیں جب تک کہ حمل معلوم نہ ہو اور اگر حمل معلوم ہو تو وضع حمل تک۔

چار مہینے دس دن کی عدت میں مدخولہ اور غیر مدخولہ برابر ہے اور اس بات پر اجماع ہے دلیل اس کی آیت کا عموم ہے۔ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر سوائے خاوند کے جب اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے۔ جب ان کی عدت گزر جائے تو ان پر گناہ نہیں کہ وہ عورتیں اپنا بناؤ سنگار کریں یا نکاح کریں یہ سب ان کے لئے حلال اور طیب ہے حسن زہری اور سدی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

بعض سماجوں میں بیوہ کے نکاح کو معیوب خیال کیا جاتا رہا ہے اور کسی معاشرے میں تو شوہر کی لاش کے ساتھ ستی میں جلنا پسندیدہ رہا ہے لیکن اسلام نے ان رسومات کے علی الرغم بیوہ کو عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرنے کی آزادی دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ

اس میں تم پر گناہ نہیں کہ اشاروں سے پیغام نکاح پہنچاؤ یا

اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

اپنے جی میں چھپائے رکھو اللہ کو معلوم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

لیکن چپکے چپکے ان سے وعدے نہ لیا کرو ہاں اتنی اجازت ہے کہ بھلی

مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

بات کہو اور نکاح کا وعدہ ہرگز پختہ نہ کرو جب تک کہ

يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ

عدت پوری نہ ہولے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی باتیں

اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۲۳۵

جانتا ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جانو اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔ف

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ

اگر عورتوں کو چھونے اور مہر باندھنے سے پہلے ہی طلاق دو

اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَي

تو تمہیں کوئی گناہ نہیں اور کچھ خرچ ان کو دیا کرو

الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَي الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

وسعت والا اپنے مناسب اور تنگی والا اپنے مناسب

حَقًّا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۲۳۶ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

گزارہ دستور کے موافق دینے بھلے لوگوں پر واجب ہے۔ف اور اگر مہر باندھ کر

قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً

زفاف سے پہلے طلاق دے دو تو مقررہ مہر سے نصف دینا

فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا

واجب ہے ف مگر جب وہ سب ہی معاف کریں یا جو نکاح

الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا

کا مالک ہے ف اپنا دیا ہوا سارا چھوڑ دے اگر پہلے دے چکا ہو

ف: صراحت کے بغیر نکاح کی چاہت کا اظہار کسی اچھے طریق پر عدت کے اندر کرنے میں گناہ نہیں مثلاً یوں کہنا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں میں ایسی عورت کو پسند کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرا جوڑا بھی ملا دے انشاء اللہ میں تیرے سوا دوسری عورت سے نکاح کا ارادہ نہیں کروں گا میں کسی نیک دین دار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مطلقہ بائنہ کو عدت کے اندر ایسے مبہم الفاظ کہنا جائز ہیں ہاں رجعی طلاق کی عدت کے زمانہ میں اس کے خاوند کے علاوہ کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اشارۃً یا کنایۃً بھی اپنی رغبت ظاہر کرے عدت کے اندر عورتوں سے پوشیدہ وعدے نہ کرو یعنی زنا کاری سے بچو ان سے یوں نہ کہو کہ میں تم پر عاشق ہوں تم بھی وعدہ کرو کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح نہ کرو گی ایسے الفاظ کا کہنا حلال نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ پوشیدہ طور پر عدت میں نکاح کر لے اور عدت گزر جانے کے بعد اس نکاح کا اظہار کرے علماء کا اجماع ہے کہ عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں اگر کسی نے کر لیا اور دخول بھی ہو گیا تو بھی ان میں جدائی کرا دی جائے گی رہی یہ بات کہ یہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی یا پھر عدت گزر جانے کے بعد نکاح کر سکتا ہے

جمہور علما کا یہ کہنا ہے کہ نکاح کر سکتا ہے لیکن امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس مرد پر حرام ہو گئی۔

ف: یعنی کسی شخص نے نکاح کر لیا لیکن مباشرت کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دے دی اور ابھی اس کا مہر بھی مقرر نہیں کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کو چاہیے اپنی قدرت کے مطابق معروف طریقہ پر کچھ دے کر اسے رخصت کرے۔ کیونکہ رشتہ ٹوٹنے سے عورت کو کچھ نہ کچھ نقصان پہنچ ہی جاتا ہے جس کی تلافی مشکل ہے اور خاص طور پر ہمارے معاشرے میں تو ایسی عورت کے لیے بے حد مسائل پیدا ہو جاتے ہیں تاہم کچھ ہدیہ پیش کرنے کی صورت میں اخلاقی اور نفسیاتی طور پر اچھے اثرات ہی مرتب ہوں گے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کا اعلیٰ حصہ خادم ہے اور اس سے کم چاندی ہے اور اس سے کم کپڑا ہے یعنی اگر مالدار ہے تو غلام وغیرہ دے اور اگر مفلس ہے تو کم سے کم تین کپڑے ہی دے۔

ف: اگر کسی نے عورت کو مباشرت، ہم بستری کرنے سے پہلے طلاق دے دی لیکن مہر مقرر کیا جا چکا ہو تو ایسی صورت میں اسے مقررہ مہر کا نصف ادا کرنا ہو گا الا یہ کہ عورت نرمی سے کام لے کر اپنے مہر میں تخفیف کر دے یا شوہر نرمی سے کام لے کر پورا پورا مہر ادا کر دے اور قرآن نے مرد کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے مرتبہ کا خیال کر کے اس معاملہ میں فیاضی کا ثبوت دے۔

ف: متن کے الفاظ اَلَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (مرد جس کے ہاتھ میں عقدۂ نکاح ہے) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نکاح کی گرہ کھولنا (طلاق) مرد کے ہاتھ میں ہے۔ شریعت نے یہ اختیار مرد کو دیا ہے اس لئے مرد کے ہاتھ سے یہ اختیار چھین کر عدالت کو دینے کا موجودہ رجحان غلط اور شریعت کے خلاف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ

تو سارا ہی معاف کرنا پرہیزگاری کے زیادہ مناسب ہے اور باہمی احسان کرنا نہ بھولو

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى

اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ ف۱ چنانچہ نمازوں خاص کر

الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

درمیانی نماز کی نگہبانی کیا کرو اور اللہ کے آگے عاجزی سے کھڑے ہوا کرو۔ ف۲

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ

پھر تم اگر ڈرو تو پاپیادہ پڑھو یا سوار پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

تو اللہ کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے تھے ف۳

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ

جو لوگ مرتے ہوئے اپنی بیویاں پیچھے چھوڑ جائیں

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ

اور بغیر نکالنے کے سال بھر تک ان بیویوں کو خرچ دینے کی وصیت بھی

اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا

کر گئے ہوں پھر اگر وہ نکل جائیں

فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

تو جو کچھ وہ دستور کے موافق اپنے حق میں کریں گی اس میں تم پر گناہ نہیں اور اللہ غالب ہے

حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا

حکمت والا۔ ف۴ اور طلاق والیوں کا موافق دستور گزارہ ہے پرہیزگاروں پر

عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

ضروری ہے۔ ف۵ اسی طرح تمہارے لئے اللہ اپنے احکام بیان کرتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

تاکہ تم سمجھو۔ کیا تمہیں ان لوگوں کا قصہ معلوم نہیں ف۶ جو اپنے گھروں سے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

ہزاروں جمع ہوکر موت سے ڈرتے ہوئے نکلے تھے

منزل ۱

ف۱: یعنی اگر مہر مقرر ہو چکا تھا مگر عورت سے مباشرت کئے بغیر اس کو طلاق دے دی تو مہر کا آدھا حصہ لازماً دینا پڑے گا ہاں یہ اور بات کہ عورت نہ لے تو پھر درست ہے لیکن اس پر عورت کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ مہر چھوڑ دے یا پھر مرد درگزر کرے جو مختار تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر عورت کو دے دے پھر فرمایا کہ مرد درگزر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اس کو مختار کیا نکاح رکھنے کا اور توڑنے کا تو اپنی بڑائی برقرار رکھے۔

فائدہ: چار صورتیں ہو سکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا مرد کو چاہئے کہ مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے۔ مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی اور دو صورتیں باقی رہیں مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورۂ نساء میں مذکور ہے دوسرا مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے اس میں مہر مثل پورا دینا چاہیے یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہے اور جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتھ لگایا۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے اس کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کے باپ بھائی اور وہ لوگ ہیں جن کی اجازت کے بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی۔ ابن عباسؓ، علقمہؒ، حسنؒ، عطاؒ، طاؤسؒ، زہری اور محمد بن سیرین وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین سے بھی یہی مروی ہے۔

ف۲: درمیان والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے درمیان میں ہے اس کی زیادہ تاکید فرمائی ہے اور طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرما دیا کہ دنیا کے معاملات میں غرق ہو کر اللہ کی بندگی نہ بھول جاؤ اسی واسطے عصر کی تاکید زیادہ ہے کہ اس وقت دنیا کا کاروبار زیادہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ ادب سے اور وہ حرکت جس سے معلوم ہو کہ آدمی نماز میں نہیں تو اس سے نماز ٹوٹتی ہے جیسے کھانا پینا کسی سے بات کرنی وغیرہ اور اس کے نماز وسطیٰ ہونے میں مختلف اقوال ہیں مگر راجح یہی ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے موقع پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے دلوں کو اور گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر سے روک دیا۔ (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ یہ عصر کی نماز ہے پھر اس نماز کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدیں اور سختی کے ساتھ مخالفت بھی ثابت ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا گھر انہ تباہ ہو گیا اور مال اسباب برباد ہو گیا۔

ف۳: یعنی لڑائی کا وقت ہو تو مجبوراً سواری پر اور پیدل چلتے ہوئے بھی اشارہ سے نماز ادا کرنا جائز ہے گو کہ قبلہ کی طرف بھی نہ ہو۔

ف۴: یہ حکم اس وقت ہوا کہ جب وارثوں کو دلانا مرنے والے کے اختیار پر رکھا تھا اب اللہ تعالیٰ نے سب کے حصے مقرر فرما دئے تو اب مرنے والے کا دلوانا موقوف ہوا۔

ف۵: پہلے خرچ فرمایا تھا یعنی کپڑوں کا جوڑا اس عورت کے لیے جس کو ہمبستری سے پہلے طلاق دی گئی۔ یہاں حکم فرمایا کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا بہتر ہے اور اس پہلی کو تو ضروری ہے اور اس کے ساتھ ہی نکاح اور طلاق کے احکامات مکمل ہوئے۔

ف۶: یہاں سے پھر سلسلۂ بیان جہاد و انفاق کی طرف مڑ رہا ہے جس کا آغاز خانہ کعبہ کو مشرکین کے تسلط سے آزاد کرانے کے متعلق سے ہوا تھا۔ درمیان میں وہ مسائل بیان کر دیئے جو اس وقت کے حالات کے تقاضے کے طور پر ابھر رہے تھے۔ جہاد کے سلسلہ میں یہاں بنی اسرائیل کے ایک واقعہ سے عبرت دلائی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
پھر اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مرجاؤ پھر اس نے ان کو زندہ کیا بیشک اللہ
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور بہت سے لوگ
لَا يَشْكُرُوْنَ ٢٤٣ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا
شکر نہیں کرتے۔ ف۱ اور (مسلمانو) اللہ کی راہ میں لڑا کرو اور جان رکھو
اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٢٤٤ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ
کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ کوئی ہے جو اللہ کو قرض
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ
حسنہ دے پھر وہ کئی گنا زیادہ اس کو دے گا
وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٢٤٥ اَلَمْ
اور اللہ ہی تنگی اور فراخی کرتا ہے اور تم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ف۲ کیا
تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى
تمہیں بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ موسیٰ کے بعد معلوم نہیں؟ ف۳
اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ
جب انہوں نے اپنے نبی ف۴ سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کردے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ
ہم اللہ کی راہ میں لڑیں ف۵ اس نے کہا کہ اگر تم کو لڑنے کا حکم ہوا تو تم سے لڑنے
عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا
کی امید نہیں وہ بولے کہ اللہ کی راہ میں
نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا
ہم کیوں نہ لڑیں گے حالانکہ ہم اپنے ملک اور بال بچوں سے
وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا
نکالے گئے ہیں پس جب ان کو لڑنے کا حکم ہوا تو سوائے چند اشخاص
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ٢٤٦
کے سب نے پیٹھ دیدی اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ ف۶

ف۱: یہ سابقہ ایک امت کا واقعہ ہے کہ کئی ہزار لوگ اپنے گھر میں سے ساز و سامان لے کر اپنے وطن کو چھوڑ کر نکل پڑے ان کو اس بات کا خدشہ لگا کر کہیں ان پر غنیم مسلط نہ ہو جائے اور لڑائی سے بچنے کی خاطر یا پھر ان کو وباء کا ڈر پیدا ہوا اور تقدیر پر ان کا یقین نہ ہوا پھر ایک منزل میں پہنچ کر وہ سارے مر گئے پھر سات دن کے بعد حزقیل کی دعا سے دوبارہ زندہ کئے گئے اور ان کو کہا گیا کہ آئندہ کے لیے توبہ کریں یہاں اسی لئے فرمایا کہ جہاد سے دل چرانا فضول ہے موت نہیں چھوڑتی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ لوگ چار ہزار تھے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ کو قرض دے یعنی جہاد میں خرچ کرے اس طرح فرمایا مہربانی سے اور تنگی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ تعالیٰ فراخی دینے والا ہے۔ جہاد میں خرچ کرنے سے درجے بہت بڑھتے ہیں بلکہ قیامت تک ثواب لکھا جاتا ہے۔ حدیث نزول میں بھی ہے کون ہے جو ایسے اللہ کو قرض دے جو نہ مفلس ہے نہ ظالم اس آیت کو سن کر حضرت ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا کہ اپنا ہاتھ دیجیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ دیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنا باغ جس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں اور وہاں سے سیدھے اپنے باغ آئے اور باہر ہی کھڑے رہ کر اپنی بیوی کو آواز دی کہ بچوں کو لے کر باہر آ جاؤ میں نے یہ باغ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دے دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ابوعثمان نہدی پوچھتے ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک ایک نیکی کا بدلہ ایک ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ملتا ہے آپ نے فرمایا اس میں تعجب کیا کرتے ہو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ایک نیکی کا بدلہ دو لاکھ کے برابر ملتا ہے۔ (مسند احمد) حدیث میں ہے جو شخص بازار میں جائے اور وہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پڑھے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور ایک لاکھ گناہ معاف فرماتا ہے۔ (ترمذی)

ف۳: یہاں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک دوسرا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ جس سے مقصود مسلمانوں کو ان کی سیاسی و اجتماعی زندگی کے بارے میں نہایت اہم سبق دینا ہے۔

ف۴: مراد سموئیل نبی' میں جو فلسطین کے کوہستانی علاقہ افرائیم میں رہتے تھے۔ ان کا زمانہ (1100 B.C.) کا ہے

ف۵: اس وقت بنی اسرائیل کے بہت سے شہر ان کے دشمنوں کے قبضہ میں تھے اس لئے بنی اسرائیل چاہتے تھے کہ جنگ کے ذریعہ اپنے شہروں کو واپس حاصل کر لیں اس وقت حضرت سموئیل علیہ السلام کافی بوڑھے ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے ان سے یہ درخواست کی کہ وہ ایک بادشاہ (حکمران) مقرر کریں جس کی سربراہی میں جنگ کی جا سکے۔

ف۶: بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک مدت تک بنی اسرائیل کا بنا رہا پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی ان پر غنیم مسلط ہوا اور جالوت کافر بادشاہ نے ان کے اطراف کے شہر چھین لئے اور خوب لوٹ مار کی اور بندے پکڑ کر لے گیا وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور حضرت شمویل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاہا کہ کوئی با اقبال بادشاہ مقرر کر دو کہ بغیر با اقبال سردار کے ہم لڑ نہیں سکتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ

مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ

بنایا ہے ف۱ بولے کہ وہ ہم پر کیسے حاکم ہوسکتا ہے حالانکہ ہم

اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

اس سے حکومت کا زیادہ حق رکھتے ہیں اسے تو مال کی بھی چنداں فراخی نہیں ہے

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً

اس نے کہا اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہوئی ہے اور علم بھی

فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ

اس کو وسیع دیا ہوا ہے اور بدن میں بھی اس کو فربہی بخشی ہوئی ہے اور اللہ اپنا ملک جس

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی ہی وسعت والا علم والا ہے۔ ف۲ اور ان کے نبی نے ان سے کہا

اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ

کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں

سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى

خدا کی طرف سے تمہیں تسکین ہوگی اور موسیٰ اور ہارون کی قوم کی چھوڑی ہوئی

وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

چیزیں ہوں گی اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے لاویں گے بیشک اس میں تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ

بڑی نشانی ہوگی اگر تم ماننے والے ہوئے۔ ف۳ پس جب طالوت اپنی فوج

طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ

کے ساتھ باہر کو چلا ف۴ تو بولا کہ اللہ تم کو ایک نہر کے پانی سے

بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ

آزمائے گا پس جو شخص اس سے پیئے گا وہ میری جماعت سے نہ ہوگا

لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً

اور جو نہ پیئے گا تو وہ میرا ہمراہی ہوگا مگر جو شخص ایک چلو ہاتھ سے بھر لے گا

ف۱: طالوت کی قوم میں پہلے سلطنت نہ تھی اور وہ کسب کرتا تھا ان کی نظر میں حقیر لگا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سلطنت کسی کا حق نہیں اور بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن کی کشائش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی علیہ السلام کو ایک عصا کے متعلق بتایا کہ جس کا قد اس کے برابر ہوگا تو سلطنت اس کو ملے گی چنانچہ اس کے برابر قد اسی کا آیا۔

طالوت بڑے عالم قوی اور طاقتور شکیل وجمیل شجاع و بہادر اور لڑائی کے فنون سے پورے واقف کار تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ ذی علم شکیل قوی طاقتور بڑے دل و دماغ والا ہونا چاہیے۔

ف۲: بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا جس میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تبرکات تھے بنی اسرائیل لڑائی کے وقت اس صندوق کو سردار کے آگے لے کر چلتے اور جب دشمن پر حملہ کرتے تو اس کو آگے رکھ لیتے پھر اللہ فتح دیتا اور پھر جب یہ بدنیت ہو گئے تو وہ صندوق ان سے چھن گیا اور غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا تو وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آ موجود ہوا۔ سبب یہ کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا ان پر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے تب ناچار ہوئے انہوں نے دو بیلوں پر لاد کر ان کو ہانک دیا پھر فرشتے بیلوں کو ہانک کر یہاں لے آئے۔

بغیر گاڑی بان کے بیلوں کا بنی اسرائیل کے علاقے میں ٹھیک ٹھیک پہنچ جانا فرشتوں کی رہنمائی کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا اس لیے اس کو تحمله الملائکه (فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہوں گے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عیسائی مورخ ان آیات پر دو اعتراض کیا کرتے ہیں۔ (۱) کہ یہ تابوت سکینہ طالوت کے بادشاہ مقرر ہونے سے پہلے آ گیا تھا جیسا کہ کتاب سموئیل سے ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب سموئیل میں خود تعارض ہے اس وجہ سے عیسائی مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ قصہ الٹ پلٹ ہو گیا بلکہ بعض اس باب کو الحاقی کہتے ہیں اس کے علاوہ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے پھر جب اس کے لکھنے والے مختلف لوگ ہوں تو الٹ پلٹ ہونا تعجب کی بات نہیں جس سے یقین ہوتا ہے کہ قرآن کا بیان صحیح ہے۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ کتاب سموئیل میں لشکر کا پانی سے آزمایا جانا نہیں پایا جاتا اور نہ بوقت مقابلہ دعا کرنا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب سموئیل میں نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ باتیں واقع نہیں ہوئیں کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ تمام باتیں کتاب سموئیل میں درج ہیں۔

ف۳: مقابلہ فلسطینی مشرکین سے تھا جنہوں نے بنی اسرائیل کے علاقوں پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔

ف۱: متن میں "ملک" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی صاحب اقتدار کے ہیں یہاں اس سے مراد مطلق العنان بادشاہ Absolute Monarch نہیں بلکہ ایسے با اقتدار شخص کے ہیں جو اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو مان کر شرعی حدود کے اندر اپنے اختیارات استعمال کرے۔

طالوت کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مقرر کیا تھا۔ جس کا اعلان اللہ کے پیغمبر حضرت سموئیل علیہ السلام نے کیا تھا اور ان کو بادشاہ مقرر کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل ان کی قیادت میں جہاد کریں اور اپنے وہ علاقے واپس لیں جن پر عمالقہ نے قبضہ کر رکھا تھا اس سے ظاہر ہے کہ طالوت کا تقرر محض حکمرانی کے لئے نہیں بلکہ دینی فرائض کی انجام دہی کے لیے ہوا تھا۔ اس لئے اس کو ملوکیت کے ہم معنی سمجھنا صحیح نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ

پس سوائے چند اشخاص کے سب نے پی لیا پھر جب وہ اور اس کے ماننے والے

هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ

اس کے ساتھ اس سے آگے بڑھے تو بول اٹھے کہ آج تو ہم میں جالوت اور

بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

اس کی فوج کی طاقت نہیں جن لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ کی

مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً

مدد پاویں گے وہ بولے کہ بہت دفعہ تھوڑے لوگ بہتوں پر اللہ کے حکم سے

كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

غالب آجایا کرتے ہیں اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ ف

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ

اور جب وہ جالوت کی فوج کے مقابل آئے تو متدعی ہوئے

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

کہ اے ہمارے مولا ہمیں صبر عطا کر اور ہمارے قدم مضبوط رکھ اور ہمیں کافروں

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ

کی قوم پر فتح نصیب کر۔ پس انہوں نے ان کو اللہ کے حکم سے بھگا دیا

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ

اور جالوت کو داؤد نے قتل کیا ف۲ اور اللہ نے داؤد کو ملک دیا اور تہذیب

الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

سکھائی اور اس نے جو چاہا اللہ نے اس کو سکھایا ف۳ اگر اللہ بعض لوگوں کو

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ

بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو زمین خراب ہو جائے

لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ

لیکن اللہ دنیا کے رہنے والوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔ ف یہ ہماری

اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

خبریں ہیں ان کو ہم تجھ سے واقعی طور پر بیان کرتے ہیں اور بیشک تو رسولوں سے ہے۔ ف

ف۱: جب ان لوگوں نے طالوت کی بادشاہت تسلیم کر لی اور وہ انہیں لے کر جہاد کو چلے (حضرت سدیؒ کے قول کے مطابق) ان کی تعداد اسی ہزار تھی راستے میں طالوت نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر کے ساتھ آزمانے والا ہے (حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان تھی اس کا نام نہر الشریعہ تھا) حضرت طالوت نے انہیں ہوشیار کر دیا کہ اس نہر کا پانی کوئی نہ پیئے اگر پیئے گا تو میرے ساتھ نہ چلے ہاں مگر ایک چلو تک پی لے تو کچھ حرج نہیں لیکن جب وہ وہاں پہنچے اور پیاس کی شدت تھی تو نہر پر جھک پڑے اور خوب پیٹ بھر کر پانی پی لیا مگر ان میں کچھ لوگ ایسے پختہ ایمان والے بھی تھے کہ جنہوں نے صرف ایک چلو پانی پیا تو ان کی تو پیاس بجھ گئی اور وہ جہاد میں بھی شامل رہے لیکن پیاس کے مطابق پینے والوں کی نہ تو پیاس بجھی اور نہ ہی وہ جہاد کے قابل رہے۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ اصحاب محمد ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بدر کی لڑائی والے دن ہماری تعداد اتنی ہی تھی جتنی تعداد حضرت طالوت بادشاہ کے اس فرماں بردار لشکر کی تھی جو آپ کے ساتھ نہر سے پار ہوا تھا یعنی تین سو تیرہ پار ہوئے تھے فرمایا قلت و کثرت پر فتح موقوف نہیں صبر پر اور نیک نیتی پر ضرور اللہ تعالیٰ کی امداد ہوتی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ مٹھی بھر لوگوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو نیچا دکھایا ہے تم صبر کرو طبیعت میں استقلال اور عزم رکھو اللہ کے وعدوں پر نظر رکھو اس صبر کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے گا۔

ف۲: داؤد جن کو اللہ تعالیٰ نے بعض میں نبوت اور حکومت سے نوازا اس وقت نوجوان تھے انہوں نے جالوت کے چیلنج کو قبول کیا اور ایسا زوردار حملہ کیا کہ وہ ڈھیر ہو گیا۔ اس کے قتل کے بعد فلسطی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور بری طرح شکست کھا گئے۔

ف۳: مراد وہ انعامات ہیں جو حضرت داؤد علیہ السلام پر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت بھی عطا کی اور حکمت بھی۔ حکومت کے ساتھ اگر حکمت نہ ہو تو وہ چنگیزی بن جاتی ہے اور اگر حکمت ہو تو عادلانہ بن جاتی ہے اور اللہ کے احکام و قوانین کو جاری کر کے خلافت کا مقام حاصل کر لیتی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت اسلامی خلافت تھی۔

ف۴: تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کا باپ اور یہ اور ان کے چھ بھائی تھے ان کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ ہم کو اٹھا لو جالوت کو ہم ماریں گے جب مقابلہ ہوا تو جالوت خود باہر نکلا اور کہا کہ تم سب کو میں ہی کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ نبی نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھ کو دکھا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے اور حضرت داؤد کو نہ دکھایا کیونکہ وہ قد آور نہ تھے اور بکریاں چراتے تھے نبی نے ان داؤد کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا انہوں نے کہا ہاں ماروں گا پھر داؤد اس کے سامنے گئے وہ تین پتھر فلاخن میں رکھ کر اس کو مارے اس کا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا ماتھے پر لگے اور پیچھے نکل گئے۔ اس کے بعد طالوت نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا اور طالوت کے بعد یہ بادشاہ ہوئے نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنا نبیوں کا کام نہیں اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اور اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کر ڈالیں۔

ف: یہ واقعات اور تمام حق کی باتیں اے نبی ہماری سچی وحی سے تمہیں معلوم ہوئی ہیں تم میرے سچے رسول ہو میری ان باتوں کی اور آپ کی نبوت کی سچائی کا علم ان لوگوں کو بھی ہے جن کے ہاتھوں میں کتاب ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے زور دار الفاظ میں قسم کھا کر اپنے نبی کی نبوت کی تصدیق کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جن سے اللہ نے باتیں کیں اور بعض کے درجے بلند کئے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کو کھلی نشانیاں ہم نے دیں اور روح پاک سے اس کو

الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ

قوت دی۔ ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو نبیوں سے پچھلے لوگ بعد آنے

بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ

دلائل واضح کے نہ لڑتے لیکن انہوں نے

اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ

اختلاف کیا یعنی بعض مان گئے اور بعض انکاری ہوگئے اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۠ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

اللہ چاہتا تو نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے جو ارادہ کرے۔ ف۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ

اے مسلمانو! ہمارے دیے ہوئے میں سے خرچ کیا کرو

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ

پہلے اس سے کہ وہ دن آپہنچے جس میں نہ تجارت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ سفارش۔ ف۳

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

اور منکر ہی ظالم ہیں۔ ف۴ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں

هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ

وہ ہمیشہ زندہ انتظام کرنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا

جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے کون ہے

الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

جو بلا اجازت اس کے پاس سفارش کرے وہ لوگوں کے آگے پیچھے

ف۱: فضیلت و افضلیت جو کچھ ہے محض عنداللہ ہے عام خلقت کے لئے سب رسول برابر ہیں اطاعت و تعظیم سب کی یکساں واجب ہے المراد ببعضهم هنا النبي صلعم

بعض سے مراد اس جگہ جامع کمالات خاتم نبوت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں والظاهر انه اراد محمدا ﷺ - حضرت عیسیٰ ہی کا نام ابن فلاں کہہ کر ذکر کیا ہے نام تو اور انبیاء کے بھی لئے گئے ہیں مگر ابن فلاں کہہ کر کسی کا تعارف نہیں کرایا گیا اس لئے کہ ابن ابن اللہ کی تردید مقصود تھی یعنی حضرت عیسیٰ بایں شرف و سروری بہرحال ایک عورت مریم ہی کی اولاد تھے نہ وہ اللہ تھے اور نہ ہی وہ اللہ کے بیٹے الوہیت کا کوئی سا بھی جز ان میں نہ تھا انہیں اللہ کا بیٹا ٹھہرانا جہالت ہے حضرت عیسیٰ باوجود کمالات و فضائل کے بہرحال انسان ہی تھے اور وہ انسانوں کی طرح دفع ضرر اور حصول نفع دونوں کے محتاج تھے قدرت نے ان کی محافظت و تقویت اور رفاقت کے لئے دوسری لطیف مخلوق غیر مرئی مقرر فرمائی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجھے نبیوں پر فضیلت نہ دو۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کے درمیان فضیلت نہ دو' یہ حدیث بظاہر اس آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں کوئی تعارض نہیں اس کی کئی ایک وجوہات ہوسکتی ہیں مثلاً ممکن ہے کہ آپ کا یہ فرمان آپ کو فضیلت کا علم ہونے سے پہلے ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے محض تواضع کے طور پر فرمایا ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جھگڑے اور اختلاف کے وقت ایک کو ایک پر فضیلت دینا دوسرے کی شان گھٹانا ہے اس لئے آپ نے منع فرمایا' یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ صرف اپنے خیال اور اپنے ذہنی تعصب سے اپنے نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت نہ دو یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فضیلت و تکریم کا فیصلہ تمہارے بس کا نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ جسے فضیلت دے تم مان لو تمہارا کام ایمان لانا ہے۔

ف۲: اللہ وہی کرتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے بہ مقتضائے حکمت بالغہ یعنی نہ اس کی قدرت و قوت فاعلہ پر کوئی قیدیں اور حد بندیاں عائد ہیں اور نہ اس کی تجاویز اور ارادوں میں کسی غلطی یا سہو و خطا کا امکان ہے۔ و فی الاية دليل على ان الحوادث تابعة لمشية الله تعالىٰ خيرا كانت او شرا ايمانا او كفرا۔ آیت میں اس بات کی تعلیم ہے کہ چھوٹی' بڑی' اچھی اور بری کوئی سی بھی چیز ہو بہرحال وہ مشیت الٰہی سے باہر نہیں (گو کہ ہر مشیت کے ساتھ رضا کا ہونا ضروری نہیں) فافہم مَنْ اٰمَنَ اور مَنْ كَفَرَ دونوں صیغوں سے ظاہر ہوا ہے کہ ایمان اور کفر بندہ کی اپنی اختیاری چیزیں ہیں خالق کی طرف سے جبر کسی صورت میں بھی نہیں ہے)

ف۳: یعنی اللہ کی راہ میں کوشش اور خرچ کرنے میں دیر اور سستی نہ کرو کیا خبر کس وقت موت آجائے اور پچھتاتے رہ جاؤ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو صحت و تندرستی کی حالت میں خرچ ہو جس وقت یہ امید ہے کہ ابھی میں زندہ ہوں اور یہ مال میرے کام آئے گا یہ نہیں کہ آج کل آج کل کرتا رہا جب مرنے لگا اور معلوم ہوگیا کہ اب میں بچ نہیں سکتا تو اس وقت کہنے لگے کہ فلاں شخص کو یہ دینا اور فلاں کو وہ دینا (یاد رکھو) ایسا صدقہ کچھ صدقہ نہیں کیونکہ اب تو وہ اوروں کو مل ہی جائے گا۔

ف۴: یعنی جو لوگ عقیدہ اور عمل کی درستی نہیں کرتے صرف اسی بھروسہ پر ہیں کہ ہمارے بزرگ بہرحال ہم کو چھڑا لیں گے ان کا کوئی شفیع نہیں۔ یعنی عمل کا وقت یہی ہے آخرت میں نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے۔ پورے اور پکے ظالم وہ ہیں جو کفر کی حالت میں ہی اللہ سے ملیں۔ عطا بن دینارؒ کہتے ہیں شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ظالم فرمایا' ظالموں کو کافر نہیں فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ

کی سب چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کے معلومات سے کچھ بھی نہیں

عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَ

جان سکتے مگر جس قدر کہ خود ہی چاہے اس کی حکومت نے تمام آسمان

الْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ بلند

الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ

اور بڑی عظمت والا ہے۔ ف دین میں جبر نہیں ہدایت کی راہ گمراہی

مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ

سے جدا ہو چکی ہے پس جو کوئی جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اللہ پر ایمان رکھے

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ

تو اس نے ایسا مضبوط سہارا لیا جو ہرگز نہ ٹوٹے گا

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا

اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ ف مومنوں کا اللہ متولی ہے

يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اندھیروں سے ان کو نکالتا ہے اور نور کی طرف لے جاتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں

أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ

ان کے دوست شیاطین ہیں ان کو نور سے اندھیروں کی

إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

طرف لے جاتے ہیں یہی لوگ آگ کے لائق ہیں اس میں

خَالِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي

ہمیشہ رہیں گے۔ ف کیا تجھے اس شخص کا حال معلوم نہیں جس نے ابراہیم علیہ السلام سے

رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ

اس کے پروردگار کی بابت جھگڑا کیا تھا اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کو بادشاہ بنایا تھا جب ابراہیم علیہ السلام نے

الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۙ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۖ

کہا میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ رکھتا اور مارتا ہے

اس وجہ سے کہ یہ بچے ماں باپ کی غلطی سے یہودی بنائے گئے تھے چاہا کہ ان کو جبراً روک لیں اور یہودیوں کے ساتھ نہ جانے دیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: ولی کے ترجمہ میں رفیق' دوست' پشت پناہ اور سرپرست ان سب کے مفہوم اس میں شامل ہیں اہل ایمان کے بگڑے کام بنانے والا آڑے وقت ان کے کام آنے والا اللہ ہی ہے نہ کہ ابن اللہ یا کوئی دیوی دیوتا مسیحیوں اور مشرکوں کا حنفی رد یہاں بھی کیا' الظلمات سے مراد کفر' انواع کفر متعلقات اور ملحقات کفر ہیں مثلاً شک وارتیاب شہوت ممنوع میں غلو وغیرہ' النور سے مراد ایمان وانوار ایمان ہیں عقل سلیم وذوق شوق وغیرہ چونکہ کفر وظلمات کی قسمیں بے شمار ہیں اس لئے ظلمات کو صیغہ جمع میں لائے انواع کفر واسباب کفر بہت زائد ہیں دونقطوں کے درمیان مخفی

ف: یہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال اور اس کی کبریائی بیان ہو رہی ہے کہ بغیر اس کی اجازت اور رضا مندی کے کسی کی جرأت نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش میں زبان کھولے۔ حدیث شفاعت میں ہے کہ میں اللہ کے عرش کے نیچے جاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں ہی چھوڑ دے گا جب تک چاہے گا پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ سَلْ تُعْطَ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد ﷺ سوال کر تیرا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول کی جائے گی' آپ فرماتے ہیں میرے لئے حد (لوگوں کی تعداد) مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں لے جاؤں گا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کو بھی اجازت مانگنی پڑے گی نبی کریم ﷺ اول میدان شفاعت میں قدم رکھیں گے اور اجازت مانگیں گے آپ کو اجازت ملے گی جس سے سب اولین و آخرین کو معلوم ہو جائے گا کہ آج اس شان اور مرتبہ کا کوئی بندہ نہیں ہے پس سب آپ کی تعریف کریں گے۔ اس کے بعد سب کو شفاعت کی جرأت ہوگی تمام انبیاء علیہم السلام' شہداء' علماء' صالحین اور عام مسلمان دوسرے مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اللہ مالک خالق حکیم وعلیم ہے اپنی حکمت سے جو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کسی کا زور نہیں اور اس کا سب پر زور ہے فرشتے نبی' ولی وغیرہ جو بڑے بڑے رتبے والے ہیں ان کی بڑائی اور بزرگی اسی لئے ہے کہ وہ بہت زیادہ ڈرنے والے اور عاجزی کرنے والے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کسی بات میں زبردستی کر سکیں۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر پھیلائے جائیں اور سب کو ملا کر بسیط یعنی پھیلا دیا جائے تاہم کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہوں گے جیسے ایک حلقہ کسی چٹیل میدان میں۔ ابن جریر کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان کرسی میں ایسے ہی ہیں جیسے سات درہم ڈھال میں اور حدیث میں ہے کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک لوہے کا حلقہ چٹیل میدان میں پڑا ہو۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے جو ترجمہ اختیار کیا وہ شاہ ولی اللہؒ کا ہے فرماتے ہیں اس جگہ یہی زیادہ مناسب ہے کرسی کے معنی علم بھی آئے ہیں اور یہ معنی بھی موقع کے مناسب ہیں۔

ف: عرب میں دستور تھا کہ جب کسی عورت کی اولاد زندہ نہ رہتی تو وہ نذر مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہے گا تو میں اس کو یہودی بناؤں گی جیسے ہمارے ملک کی مشرکانہ عقائد رکھنے والے کہا کرتے ہیں کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو فلاں قبر والے کا مرید بنائیں گے اور اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے نام کی چوٹی اس کے سر پر رکھی جاتی ہے چنانچہ بہت سے لوگوں کی اولاد اتفاقاً زندہ رہ کر اسی طرح یہودی بنی ہوئی تھی جب آپ نے بنی نضیر کے یہودیوں کو ان کی بدعہدی کی وجہ سے عرب سے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو اس قسم کے بچے بھی ان یہودیوں میں تھے۔ ان کے مسلمان ورثاء نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ

ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے

فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۗ وَ

تو اس کو مغرب سے چڑھا پس وہ کافر حیران رہ گیا

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ

اللہ ظالموں کو راہنمائی نہیں کیا کرتا۔ ف۱ اور کیا تو اس

عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى

شخص کو نہیں جانتا جو ایک گری ہوئی بستی پر سے گزرا بولا کہ

يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ

اس بستی کو بعد مرنے کے اللہ کیونکر زندہ کرے گا؟ پس اللہ نے سو برس تک

عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا

اس کو مار رکھا پھر اس کو زندہ کرکے پوچھا کہ کتنی مدت تو ٹھہرا ہے؟

اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

بولا کہ ایک دن یا کچھ حصہ دن کا ٹھہرا ہوں (اللہ نے) کہا بلکہ تو سو برس تک ٹھہرا ہے

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

پس تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ نہیں بگڑا اور اپنی سواری

اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ۚ وَانْظُرْ اِلَى

کی طرف دیکھ اور ہم تجھ کو لوگوں کے لئے نشانی بنادیں گے اور ہڈیوں

الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ

کو دیکھ کہ کس طرح ان کو ابھار کر گوشت چڑھائیں گے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

پس جب اسے معلوم ہوگیا تو بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ

قَدِيْرٌ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ

سب کام کر سکتا ہے۔ ف۲ اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے مولا مجھ کو دکھا کہ تو

الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ

مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا کہا کہ تجھے یقین نہیں؟ ابراہیم نے کہا کہ ہاں لیکن

ڈالا اور جس کو پھانسی اور کہا یہ دیکھو میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں ہوناتھی اس کو چھوڑ دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آفتاب کی دلیل سے اس کو لاجواب کردیا۔

الم تر عربی ادب میں یہ اسلوب بیان حیرت واستعجاب کے موقع کے لئے ہے اور وہ بھی پہلوئے ذم لئے ہوئے جب کبھی کسی کے حیرت انگیز شخص یا عیب کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے تو اسے شروع اس طریقہ پر کرتے ہیں جیسے اردو میں کہتے ہیں کہ تم نے استعمال کرتے ہیں یا لاتے ہیں۔ فلاں شخص کی حرکت دیکھی ہے؟

كذالك تفعل العرب اذا ارادة التعجب من رجل في بعض ما انكرت من فعله قالوا ما ترى الى هذا۔ یعنی عرب لوگ بھی جب کسی کا غلط کام دیکھتے تو ازراہ تعجب یہی الفاظ کہتے اہل بدعت نے الم تر اے نبی کیا تو نے نہیں دیکھا سے نبی ﷺ کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کیا ہے حالانکہ جس طرح روایت کا معنی آنکھوں سے دیکھنا آتا ہے اسی طرح کسی چیز کے جاننے اور معلوم ہوجانے پر بھی بولا جاتا ہے و كل ما فى القرآن من الم تر فمعناه الم تعبر الم تعلم ليس من رؤية العين۔ جہاں کہیں بھی قرآن میں جناب رسول کریم ﷺ کو خطاب کرکے الم تر فرمایا گیا تو اس سے آنکھوں کے ساتھ دیکھنا مراد نہیں بلکہ دل کی رؤیت اور علم مراد ہے الم تعلم یا محمد یا علامی ایاك۔ اے محمد ﷺ کیا میرے بتلانے سے آپ کو معلوم نہیں ہوا۔ اگر الم تر سے مراد حاضر ناظر ہو تو لازم آئے گا کہ تمام انسان حاضر ناظر ہو جائیں جیسے فرمایا ﴿اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ (نوح:۱۵) ”اے انسانو! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے بنائے۔ حالانکہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کئے تھے اس وقت تو انسان کا وجود بھی نہ تھا نیز آسمان دنیا کے سوا دوسرے آسمانوں کو ہر انسان نے کب دیکھا ہے؟ لیکن خطاب الم تروا سے ہو رہا ہے۔ ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾ (الانعام:۶) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے قبل کتنے زمانے (کے لوگ) ہلاک کردیئے ہیں۔ اگر رؤیت سے آنکھوں سے دیکھنا مراد ہو تو ماننا پڑے گا کہ کافر ومشرک بھی پہلے زمانے میں حاضر ناظر تھے جن کو اللہ نے اس مقام پر خطاب کیا۔

ف۱: یہ سائل کون تھا بعض نے کہا کوئی کافر تھا بعض نے کہا مومن، بعض نے کہا کہ وہ اللہ کے نبی حضرت عزیر تھے، حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیر علیہ السلام تھے۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام پیغمبر تھے۔ بخت نصر ایک بادشاہ تھا بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ بیت المقدس شہر کو ویران کیا اور تمام لوگ بندی میں پکڑے گئے پھر حضرت عزیز علیہ السلام کا اس شہر پر گذر ہوا تو آپ نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہر (بقیہ صفحہ 856 پر ملاحظہ فرمائیں)

یا ٹیڑھے خط بے شمار ہو سکتے ہیں سیدھا خط ایک ہی ہوسکتا ہے اور راہ راست ایک ہی ہے اس لئے قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی النور آیا ہے صیغہ واحد ہی میں آیا ہے۔

.....

ف۲: ایک بادشاہ تھا وہ سلطنت کے غرور کی وجہ سے لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سجدہ نہ کیا اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں، اس نے کہا رب تو میں ہوں آپ یا حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ میں رب حاکم کو نہیں کہتا بلکہ رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے دو قیدی منگوائے جن میں سے ایک کو پھانسی کا حکم ہو چکا تھا اور دوسرے کو قید کے بعد رہائی، چنانچہ جس کو رہائی ملنی تھی اس کو اس نے مار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

اطمینان قلبی کے لئے پوچھتا ہوں (اللہ نے) کہا چار جانور

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ

اپنے پاس رکھ لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ

رکھ دے پھر ان کو بلا تو تیرے پاس بھاگتے ہوئے

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

آویں گے اور جان رکھ کہ اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ ف۱ جو لوگ اللہ کی راہ میں

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایک دانہ کی طرح ہے جس سے

سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

سات بالیں نکلتی ہیں ہر بال میں ایک سو دانہ ہے اور جس کے لئے اللہ

لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

چاہے گا زیادہ کرے گا اور اللہ بڑا فراخی والا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور بعد خرچنے کے نہ احسان جتلاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچاتے ہیں ان ہی لوگوں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ

نہ ان کو خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اچھی طرح بولنا

وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ

اور معاف کردینا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد تکلیف پہنچے اللہ

غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

بے پرواہ ہے بڑا بردبار ف۲ اے مسلمانو! اپنی خیرات احسان جتلانے اور تکلیف

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ

پہنچانے سے ضائع مت کیا کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کے دکھلانے

منزل ۱

ف۱: صرھن کی تفسیر عموماً اِلَیْھِنَّ اور وَجِّھْھُنَّ سے کی گئی ہے ای اضممھن الیك ووجھھن نحوك فاملھن واضممھن الیك۔ یعنی فصرھن کے آگے اتنی عبارت محذوف مانی گئی ہے کہ ان کو اپنے ساتھ مائل کرلینے کے بعد ان پرندوں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے پہاڑوں پر رکھ دیجیے۔ اس قسم کے محذوفات و مقدرات کی مثالیں نایاب نہیں بعض آئمہ لغت وتفسیر کہتے ہیں کہ فعل صار یصور اور صار یصیر دونوں کے معنی لغت عرب میں قطع کے مشہور ومعروف ہیں اس لئے کسی لفظ کے حذف وتقدیر کے ماننے کی ضرورت ہی نہیں صرھن کی دوسری قرأت متواتر صرھن بکسر صاد کی ہے اس قرأت پر تو واضح معنی قطع وتشقیق ہی کے ہوتے ہیں۔ چار جانور لائے ایک مور' ایک مرغ' ایک کوا اور ایک کبوتر ان کو اپنے ساتھ مائل کرلیا کہ پہچان رہے' پھر ان کو ذبح کیا اور پہاڑوں پر ان کو اس طرح سے رکھا کہ ایک پہاڑ پر چاروں پرندوں کے سر ایک پر چاروں پرندوں کے پر' ایک پر چاروں کے دھڑ اور ایک پہاڑ پر چاروں پرندوں کے پاؤں رکھ دیئے پھر ان کے درمیانمیں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر اس کا دھڑ اپنی جگہ سے اٹھا اور سر کے ساتھ مل گیا پھر پاؤں اپنی جگہ سے اٹھے اور آ کر دھڑ کے ساتھ جڑ گئے اور وہ دوڑتا چلا آیا اور اسی طرح چاروں پرندے آئے یہ تین قصے فرمائے اس پر کہ اللہ خود ہدایت کرنے والا ہے جس کو چاہے۔ اب آگے پھر جہاد کا ذکر ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا۔

قصہ عزیرؑ اور قصہ ابراہیمی کی نسبت کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ واقعات ان دونوں سائلوں کی بیداری میں واقع ہوئے سرسید احمد خاں نے ان کو خواب سے متعلق بتلایا جو صحیح نہیں ہے انہوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ مردہ زندہ ہونا تو ہم دیکھ سکتے ہیں مگر اس کی کیفیت نہیں دیکھ سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ کا سوال بھی اسی رؤیت سے متعلق تھا جس کو سرسید مانتے ہیں دراصل یہ کلام عرف پر مبنی ہے جیسا کوئی کسی مسمریزم والے کو کہے کہ میرے سامنے عمل کرتا کہ میں اس کی کیفیت دیکھوں تو اس کا مطلب یہی لیا جاتا ہے کہ اس سوال سے تاثیر فعل دیکھنا منظور ہے نہ کہ کیفیت فعل کا۔

ف۲: ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ جو شخص جہاد میں کچھ مالی مدد دے گو کہ وہ خود جہاد میں شریک نہ ہو تو پھر بھی اس کو ایک درہم کے بدلے سات سو کے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اگر خود بھی شریک ہو تو ایک درہم کے بدلے سات لاکھ درہم کے خرچ کا ثواب ملتا ہے' پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ. یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے اس کے لئے اجر کو بڑھا دیتا ہے جو کہ دینے والے کی نیت پر موقوف ہے۔ آگے فرمایا ماننے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگزر کرنا اس بات سے اچھا ہے کہ دیکر اس کو بار بار جتلایا جائے جس سے وہ خود کو حقیر جاننے لگے یا پھر شرمندگی کے باعث ہر وقت اپنے آپ پر بوجھ محسوس کرے جبکہ دینے والے کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کو دیا ہے جو کہ بے پرواہ ہے اور جو کچھ میں نے اس کے راستے میں دیا ہے یہ تو میں نے اپنی بھلائی کی خاطر ہی دیا ہے۔

اللہ غنی ہونے کے ساتھ ساتھ بردبار بھی ہے۔ چنانچہ بندوں کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود وہ انہیں اپنے فضل سے نوازتا رہتا ہے۔ ان صفات کا اثر بندہ کو یہ قبول کرنا چاہیے کو اگر اللہ تعالیٰ نے اسے غنی بنایا ہے وہ اپنے اندر بردباری کی صفت پیدا کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
کو خرچ کرتا ہے اور وہ اللہ اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ
پس اس کے خرچ کی مثال ایک پتھر کی سی ہے جس پر کچھ مٹی ہو پھر اس پر
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ
بڑے زور کی بارش برس کر اس کو بالکل صاف کر چھوڑے اپنی کمائی میں سے
مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ ف۱
وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے اور اپنے نفسوں
اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ
کو مضبوط کرنے کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی تشبیہ ایک باغ کی سی
اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ
ہے جو نرم زمین میں ہو جہاں زور کی بارش پہنچے سے وہ باغ دگنا پھل لاوے
يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝
پھر اگر اس باغ پر بارش نہ بھی ہو تو شبنم کافی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ ف۲
اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ
کیا کوئی تم میں سے یہ چاہتا ہے کہ اس کا باغ کھجوروں اور
اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا
انگوروں کا ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں اس کے
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ
لئے ہر قسم کے میوہ جات بھی ہوں ف۳ اور وہ خود عمر رسیدہ ہو اور اس کے بچے
ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ
چھوٹے چھوٹے ہوں پس اس باغ کو ایک لو کا جھونکا چل جائے جس میں آگ ہو
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝
اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ ف۴

منزل ۱

اوپر خیرات کی مثال بیان فرمائی جیسے زمین میں ایک دانہ بویا اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ملیں، یہاں فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے پتھر میں دانا بویا جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی پھر جب بارش پڑی تو وہ مٹی صاف ہوگئی اور دانہ واضح ہوگیا تو جب اس پر مٹی ہی نہ رہی تو پھر وہ کیسے اگے گا۔

ف۱: یہ مثال مومنوں کے صدقات کی دی جن کی نیتیں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہوتی ہیں اور جزائے خیر ملنے کا بھی پورا یقین ہوتا ہے۔ فرمایا باغ ایسی جگہ واقع ہے کہ بالفرض بارش نہ بھی ہوتا ہم صرف شبنم سے ہی پھلتا پھولتا ہے یہ ناممکن ہے کہ موسم خالی جائے اسی طرح ایمانداروں کے اعمال کبھی بے اجر نہیں رہتے وہ ضرور بدلہ دلواتے ہیں ہاں اس کی جزا میں فرق ہوتا ہے جو ہر ایماندار کے خلوص اخلاص اور نیک کام کی اہمیت کے اعتبار سے بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اپنے بندوں میں سے کسی بندے کا کوئی عمل مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

ف۲: عربوں کے ہاں کھجور کے درختوں (Date Palmtrees) کو خاص اہمیت تھی۔ اس کا پھل ان کے لئے غذا کا کام دیتا تھا اور اس کا شمار دولت کے اہم وسائل میں ہوتا تھا۔ عرب اپنے باغات کو کھجور کے درختوں سے گھیر لیتے تھے تاکہ گرمی اور تند ہوا سے باغ محفوظ رہ سکے۔ بیچ میں انگور وغیرہ کے درخت لگاتے اور بعض قطعات میں فصلوں کی کاشت کرتے تھے۔

ف۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المومنین میرے دل میں ایک بات ہے آپ نے فرمایا بھتیجے کہو اور اپنے نفس کو اتنا حقیر نہ کرو، فرمایا ایک عمل کی مثال دی گئی ہے، پوچھا کونسا عمل؟ کہا ایک مالدار شخص جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کام کرتا ہے پھر شیطان اسے بہکاتا ہے اور وہ گناہوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنے نیک اعمال کھو دیتا ہے جس طرح ایک شخص نے باغ لگایا اور اس کا پھل اتارتا رہا پھر جب بڑھاپے کو پہنچا بچے بھی ہیں جو کہ ابھی کم سن ہیں اور خود بھی کسی کام کاج کے قابل بھی نہیں اب مدار زندگی صرف باغ تھا اتفاقاً آندھی چلی اس میں آگ بھی تھی (آگ کے بگولہ سے یہاں مراد بادسموم اور لو کا بگولا ہے جس سے باغ جھلس کے رہ جائے) وہ ہرا بھرا باغ دم بھر میں خاکستر ہوگیا۔

اسی طرح یہ شخص ہے پہلے تو نیکیاں کر لیں لیکن پھر برائیوں پر اتر آیا اور خاتمہ اچھا نہ ہوا تو جب ان نیکیوں کے بدلے کا وقت آیا تو خالی ہاتھ رہ گیا اور کافر شخص بھی جب اللہ کے پاس جاتا ہے تو وہاں کچھ کرنے کی طاقت نہیں اور جو کیا ہے وہ کفر کی آگ والی آندھی نے برباد کر دیا اب اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جس طرح کہ اس بوڑھے کی کم سن اولاد اسے کوئی کام نہیں دے سکتی۔

ف۱: حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات چیت نہ کرے گا نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہیں۔ ایک تو وہ کہ احسان جتانے والا، دوسرا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ اور تہبند لٹکانے والا، تیسرا اپنے سودے (مال) کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ ماں باپ کا نافرمان، صدقہ خیرات کر کے احسان جتانے والا اور شرابی اور تقدیر کو جھٹلانے والا، جنت میں داخل نہ ہونگے۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ اپنے صدقات و خیرات کو منت و احسان رکھ کر اور تکلیف پہنچا کر برباد نہ کرو احسان کر کے جتلانے اور تکلیف کے پہنچانے کا گناہ صدقہ اور خیرات کے ثواب کو باقی نہیں رکھتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

مسلمانو! اپنی کمائی میں سے عمدہ عمدہ چیزیں خرچ کیا کرو

وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ وَلَا تَيَمَّمُوا

اور اس میں سے بھی دو جو ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں اور اس میں

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ

سے گندی چیز دینے کا قصد نہ کیا کرو کیا ایسی چیز دیتے ہو حالانکہ خود اسے نہیں لیتے ہو

تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

ہاں جب اس سے چشم پوشی کر جاؤ اور یقین جانو کہ اللہ بے نیاز تعریف والا ہے۔ ف۱

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ

شیطان تم کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی بتلاتا ہے

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ

اور اللہ اپنی بخشش اور فراخی کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ

بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔ ف۲ جس کو چاہے سمجھ دیتا ہے ف۳ اور جسے

يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا

سمجھ ملے اسے تو بہت سی بھلائی مل گئی مگر سوائے کامل

يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

یا کوئی نذر مانتے ہو تو اللہ اس کو

يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا

جانتا ہے ف۴ اور ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں ہو گا۔ ف۵ اگر ظاہر

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا

کرکے خیرات دو گے تو بہتر ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو بانٹو گے

الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ

تو وہ بہت ہی بہتر ہے اور اللہ تمہارے گناہ دور کردے گا

ع ستقل

ف۱: ترمذی اور ابن ماجہ میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں اتری ہے کیونکہ ہم میں اکثر لوگوں کے کھجور وغیرہ کے باغ تھے اور کچھ لوگ جو کچے عقیدے والے تھے وہ ناقص کھجوروں کے خوشے لا کر مسکینوں کے لئے مسجد میں لٹکاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ردی اور ناقص مال مت دو بلکہ اچھا مال خرچ کرو۔ یعنی خیرات کے قبول ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال سے کمایا ہوا ہو اور حرام کی کمائی کا نہ ہو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دے یہ نہیں کہ بری چیز خیرات میں دے کہ اگر کبھی تنگی کا وقت آ پڑے تو خود ویسی چیز قبول نہ کرے مگر ناچار ہو کر۔ کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے محتاج نہیں اور وہ خوبیوں والا ہے جو خوب سے خوب تر کو پسند کرتا ہے۔

ف۲: یعنی جب دل میں خیال آئے کہ اگر میں اپنا مال خیرات میں دے ڈالوں تو میں مفلس و قلاش ہو جاؤں گا مال میں کمی ہو جائیگی اور ہمت آئے بے حیائی پر کہ اللہ کی تاکید سن کر پھر بھی خرچ نہ کرے تو جان لے کہ یہ خیال شیطان کی طرف سے آیا اور جب یہ خیال آئے کہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور اللہ کے یہاں کمی نہیں چاہے گا تو اور دے گا تو جان لے کہ یہ خیال اللہ کی طرف سے ہے۔

شیطان نہیں چاہتا کہ تم نیک کاموں میں خرچ کرو لہٰذا وہ مفلسی کا خطرہ دل میں ڈالتا ہے اور بدکاری اور عیاشی کے کاموں میں روپیہ اڑانے پر آمادہ کرتا ہے آج بے حیائی کی نت نئی شکلیں مثلاً عریاں تصاویر والے رسالے، فحش ناولیں، حیا سوز گانے، ناچ رنگ کی محفلیں، بے حیائی کو فروغ دینے والے کلب اور اخلاق کو تباہ کرنے والی فلمیں انسان سے بے دریغ خرچ کا مطالبہ کرتی ہیں اور حقوق کی ادائیگی اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے باز رکھتی ہیں۔

ف۳: متن میں لفظ حکمت استعمال ہوا ہے جس سے مراد فہم، دانائی اور بصیرت ہے دنیا کی اصل دولت مال نہیں بلکہ وہ دانائی ہے جو انسان میں دور اندیشی پیدا کرے اور ان کاموں کی طرف اس کی رہنمائی کرے جن میں اس کا حقیقی مفاد مضمر ہے۔ یہ دانائی اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ اس نعمت سے اسے نوازتا ہے جسے وہ چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ چاہنا بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا وہ ان لوگوں کے دامن حکمت کے موتیوں سے بھر دیتا ہے جو دنیا پرستی اور عیش کوشی کی راہ اختیار کرنے کے بجائے رضائے الٰہی کو مقصود بنا کر اس کے لیے قربانیاں دیتے اور اس کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

ف۴: یعنی جب کسی کام کے لیے کوئی نذر مانی جائے تو جب وہ کام ہو جائے تو پھر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے اور نذر اللہ پاک کے سوائے کسی کے نام کی درست نہیں

یہاں متن میں لفظ نذر استعمال ہوا ہے جس کے معنیٰ منت ماننے کے ہیں۔ یعنی آدمی یہ عہد کرے کہ اگر میری فلاں اور فلاں مراد پوری ہو گئی تو میں یہ اور یہ عبادت کروں گا یا اور اتنا اور اتنا صدقہ کروں گا اسلام میں غیر اللہ کے نام کی نذر شرک اور حرام ہے۔ کیونکہ نذر بھی عبادت کی ایک شکل ہے جو اعتراف نعمت اور شکر کے طور پر آدمی انجام دیتا ہے۔ نعمت کا عطا کرنے والا اللہ ہی ہے تو پھر غیر اللہ کا شکر ادا کرنے کے کیا معنیٰ ؟

ف۵:۔ یہاں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جو دولت دنیا کو سب کچھ سمجھ بیٹھیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے جی چرائیں یا خرچ کریں تو نام و نمود وغیرہ کے لئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ ف۱ یہ تیرے

عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

ذمہ نہیں کہ ان کو راہ راست پر لاوے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لے آتا ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

اور جو مال تم خرچ کرتے ہو سو تمہارے لیے ہے اور مناسب نہیں

اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

کہ اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے سوا خرچ کرو اور جو مال خرچ کروگے

يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ

اس کا بدلہ تم کو پورا ملے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ف۲ ان محتاجوں

الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کو دو جو اللہ کی راہ میں بند ہو رہے ہیں زمین میں سفر

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ

نہیں کرسکتے ناواقف لوگ ان کو نہ مانگنے سے مالدار

التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ

جانتے ہیں مگر تو ان کے چہرہ سے ان کو پہچان لیتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ ف۳

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

اور جو مال خرچ کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ

جو لوگ شب و روز پوشیدہ اور ظاہر اپنے مال خرچ کرتے

عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں موجود ہے نہ ان کو

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ

خوف ہے اور نہ غمناک ہوں گے۔ ف۴ جو لوگ سود کھاتے

الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

ہیں ف۵ اٹھتے ہوئے مخبوط الحواسوں کی طرح جنہیں کسی بھوت

منزل ۱

ف۱: ظاہر کر کے صدقہ دینا بھی اچھا ہے اور چھپا کر فقراء و مساکین کو دینا بہت ہی بہتر ہے اس لئے کہ یہ ریاکاری سے کوسوں دور ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ ظاہر کرنے میں کوئی دینی مصلحت یا فائدہ ہو مثلاً یہ کہ اور لوگ بھی دیں گے وغیرہ' حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نفلی صدقہ پوشیدہ دینے میں ستر گنا فضیلت ہے لیکن فرضی زکوٰۃ کو علانیہ ادا کرنا پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات انسانوں کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے اس کے سایہ کے۔ (۱) عادل بادشاہ۔ (۲) وہ نوجوان جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت اور شریعت کی فرمانبرداری میں گزارے۔ (۳) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھیں اور اسی پر جدا ہوں۔ (۴) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے نکلنے کے وقت سے جانے کے وقت تک۔ (۵) وہ شخص جو خلوت میں اللہ کا ذکر کر کے رودے۔ (۶) وہ شخص جسے کوئی منصب و جمال والی عورت بدکاری کے لئے بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (۷) وہ شخص جو اپنا صدقہ اس قدر چھپا کر دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر بھی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

ف۲: نبی ﷺ یہ حکم فرماتے تھے کہ خیرات صرف مسلمان مسکینوں کو دی جائے اس کی بابت آیت لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ نازل ہوئی یعنی ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے پس خیرات میں مسلمان مسکینوں کی خصوصیت مت رکھو جو کوئی مسکین اور سائل ہو اس کو دو چاہے وہ کسی ملت کا ہو۔

اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اہل حاجت کی مدد کرنا چاہئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ کسی کو ہدایت دینے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے لہٰذا کسی غیر مسلم حاجت مند کی مدد کرنے میں اس سے تامل نہ کرو کہ اس نے ہدایت قبول نہیں کی ہے بلکہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جس حاجت مند انسان کی بھی تم مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا پورا اجر دے گا۔

ف۳: یعنی جب خیرات کا اجر و ثواب تم کو ملنا ہے پھر اس پر احسان کیوں رکھتے ہو جس کو دیتے ہو' کیونکہ یہ تو تم نے اپنے ہی فائدے کے لئے دیا ہے۔

ف۴: یعنی وہ دین کی خدمت انجام دینے میں ایسے مصروف ہو گئے ہیں کسب معاش کے لیے جدوجہد نہیں کر سکتے اور خودداری کی وجہ سے وہ اپنی حاجت کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کو ان کے چہرے بشیر سے پہچان لیا جا سکتا ہے۔ وہ واقعی حاجت مند ہیں ایسے لوگ امداد و اعانت کے اصل مستحق ہیں اس کے مصداق اس زمانے میں اصحاب صفہ تھے جو دین کا علم حاصل کرتے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں ہمہ تن مصروف تھے اور اپنی ضروریات کو پورا نہ کر سکتے

ف۵ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان ثواب کی نیت سے اپنے بال بچوں پر بھی جو خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ اس آیت کا شان نزول مسلمان مجاہدین کا وہ خرچ ہے جو اپنے گھوڑوں پر کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے بھی یہی مروی ہے۔

ف۶: انفاق پر زور دینے کے بعد اب سود کی حرمت بیان کی جا رہی ہے جو صدقات و خیرات کی عین ضد ہے۔ صدقہ و خیرات سے انسان کے اندر ہمدردی' فیاضی' ایثار' رحم دلی اور محبت خداوندی کے جذبات پرورش پاتے ہیں لیکن سود انسان کے اندر خودغرضی' بخل' سنگدلی اور زر پرستی جیسے رذائل پیدا کرتا ہے اس لئے قرآن نے جہاں انفاق کی ہدایت کی ہے وہاں سود خوری سے بچنے کی بھی تاکید کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا

نے چھوا ہو انھیں گے یہ اس لیے کہ وہ کہا

الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ

کرتے تھے کہ تجارت اور سود ایک سے ہیں حالانکہ اللہ نے تجارت کو جائز کیا اور سود کو حرام ف۱

فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا

پس جس کے پاس اللہ کی ہدایت پہنچ گئی وہ اس سے باز رہا تو جو کچھ اسے

سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ

پہلے وصول ہوا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد اور جو لوگ پھر کریں گے تو یہی

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا

آگ کے لائق ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ تک رہیں گے۔ ف۲ اللہ سود کو گھٹاتا ہے

وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

اور صدقات کو بڑھاتا ہے ف۳ اور اللہ کو ناشکرے بدکار کسی طرح نہیں بھاتے۔ ف۴

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

جو لوگ مومن ہیں اور عمل نیک کرتے ہیں

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں ان کا بدلہ ان

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

کے رب کے ہاں محفوظ ہے اور نہ ان کو ضائع ہونے کا خوف ہے نہ وہ غمناک ہوں گے۔ مسلمانو!

اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ

تم اللہ سے ڈرتے رہو اور بقایا سود کو چھوڑ دو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ

تم مومن ہو۔ پھر اگر نہ کرو گے تو اللہ اور رسول کی

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ

لڑائی کے لئے خبردار ہو جاؤ اور اگر باز آؤ تو اصل مال تم کو مل جائیں گے

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ

نہ ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہوگا۔ ف۵ اور اگر (مقروض)

منزل ۱

ف۱: انفاق پر زور دینے کے بعد اب سود کی حرمت بیان ہو رہی ہے جو صدقات و خیرات کی عین ضد ہے صدقہ و خیرات سے انسان کے اندر ہمدردی فیاضی ایثار رحم دلی اور محبت خداوندی کے جذبات پرورش پاتے ہیں لیکن سود انسان کے اندر خودغرضی بخل سنگدلی اور زر پرستی جیسے رذائل پیدا کرتا ہے اس لیے قرآن نے جہاں انفاق کی ہدایت کی ہے وہاں سود خوری سے بچنے کی بھی تاکید کی ہے

حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود خور آدمی قیامت کے دن ایسا اٹھے گا جیسا باولہ دیوانہ ہوتا ہے اور اس کا نیچے والا ہونٹ زمین پر گھسٹتا ہوگا' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی گناہ کا کام کیا اور اس کو عقل کی روشنی میں تجارت کی مثال ٹھہرایا اس عقلمندی کا بدلہ یہ ہوگا کہ خبطی ہو کر اٹھے گا۔ اللھم احفظنا۔ آمین

شیطان کی چھوت سے مراد شیطان کے وہ اثرات ہیں جو سود خور کے قلب و ذہن پر پڑتے ہیں اور جس کے نتیجے میں اس پر زر پرستی کا بھوت ایسا سوار ہو جاتا ہے کہ اس کی حالت مخبوط الحواس کی سی ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ مال بٹورنے کی فکر میں دیوانہ ہو جاتا ہے اور اس بات کا اسے احساس نہیں ہوتا کہ وہ سود کے ذریعے غریبوں کا خون چوس رہا ہے اور اخلاق اور ہمدردانہ جذبات کو کچل رہا ہے نیز سماج کی معاشی و اقتصادی حالت پر تباہ کن اثر ڈال رہا ہے۔ جو لوگ مال کے اس مالیخولیے میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ قیامت کے دن جب اٹھیں گے تو جو خون وہ چوستے رہے ہیں وہ ان کے دماغوں کو ماؤف کیے ہوئے ہوگا اور یہ دیکھ کر کہ سود در سود کا جو چکر وہ دنیا میں چلاتے رہے ہیں وہ اس دنیا میں خسران در خسران کا باعث بن گیا ہے' ان کا حال دیوانوں اور پاگلوں کا سا ہوگا۔

ف۲: یعنی جب تک منع کا حکم نہ تھا اس سے پہلے جو ہوا سو ہوا اور اب واضح حکم کے بعد جو کوئی لے گا تو وہ مجرم ہے۔ ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سود کا گناہ ستر درجہ ہے جن میں سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے (نکاح) بدکاری کرے۔ نیز فرمایا ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے صحابہ نے پوچھا کیا سب کے سب آپ نے فرمایا جو نہ کھائے گا اسے بھی غبار تو پہنچے گا ہی۔ رسول اللہ ﷺ نے سود کے لینے والے پر اور دینے والے پر اس کی دستاویز لکھنے والے پر اور گواہ ہونے والے پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ یہ سب اس (گناہ) میں برابر (کے شریک) ہیں۔

ف۳: سود خور ناشکرا ہے کہ اللہ کی دی ہوئی دولت کو اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے اور حق تلفی کرنے والا ہے کہ بندوں کے حقوق کے معاملہ میں ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے۔

ف۴: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کرے تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر اسے پال کر بڑا کرتا ہے جس طرح تم لوگ اپنے بچھیروں کو پالتے ہو اور اس کا ثواب پہاڑ کے برابر بنا دیتا ہے (یاد رکھو) پاک چیز کے سوا ناپاک چیز کو وہ قبول نہیں فرماتا۔

ف۵: مکہ معظمہ کے دو قبیلوں بنی عمرو اور بنی مغیرہ میں سود کا لین دین تھا جب مکہ معظمہ فتح ہوا نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس وقت کسی کا کسی کے ذمہ جو سود ہے وہ سب معاف ہے تو بنی مغیرہ نے کہا کہ جب سود سب کا معاف ہوا تو ہمارے ذمہ پر جو بنی عمرو کا سود ہے وہ بھی معاف ہوا بنی عمرو نے کہا کہ اوروں کا معاف ہوا ہے ہمارا بدستور ہم کو ملے گا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ

تنگدست ہے تو فراخی تک اسکو ڈھیل دینا چاہئے اور معاف کرنا تمہارے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ

حق میں بہتر ہے اگر جانتے ہو- ف۱ اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی

فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۡ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

طرف پھرو گے پھر ہر ایک جان کو اس کی مزدوری پوری ملے گی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

اور ان کا کسی طرح سے نقصان نہ ہوگا- ف۲ مسلمانو! جب تم

تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ

ایک مدت مقررہ تک قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو ف۳

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ

کوئی لکھنے والا تم میں انصاف سے لکھے اور لکھنے والا جیسا

كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ

اللہ نے اس کو سکھایا لکھنے سے انکار نہ کرے پس ضرور لکھے ف۴ اور جس پر

الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ

قرض ہے وہ بیان کرتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے

مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا

اور اس میں سے کوئی چیز کم نہ کرے ہاں اگر مقروض نابجھ ہے یا ناتواں

اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

ہے یا بتلا نہیں سکتا تو اس کا متولی انصاف

وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ

سے بتلاتا جائے- ف۵ اور دو مردوں کو گواہ بنایا کرو

رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ

اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا

جو تمہارے پسندیدہ گواہوں سے ہوں- ف۶ تاکہ ایک کے بھولنے وقت

ف۱: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے غریب مقروض تنگدست کو مہلت دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنا سایہ دے گا' ابوقتادہؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو حشر کی سختی سے محفوظ رکھے گا' عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ جتنے دن تک قرض لینے والا مقروض کو مہلت دے گا تو ہر روز اس کو اتنی خیرات کرنے کا ثواب ملے گا جتنا کہ اس نے قرض لینا ہے دیکھئے یہ اجر صرف مہلت دینے میں ہے اور جو اس کو اپنا قرض بالکل ہی معاف کر دے تو وہ تو اس سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔

قدیم زمانہ اگر مقروض قرضہ ادا کرنے قابل نہ ہوتا تو اسے اپنی آزادی تک سے محروم وہو جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ عدم ادائیگی کی بنا پر اس کو یا اس کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنالیا جاتا تھا لیکن قرآن نے ایسی سخت سزاؤں کا یہ کہہ کر دیا کہ ''اگر مقروض تنگ دست ہو تو کشادگی تک مہلت دو'' اس حکم کے پیش نظر جو لوگ قرض کی ادائیگی مجبور ہوں انہیں مہلت دینا ضروری ہے نہ ان کو غلام بنایا جا سکتا ہے نہ ان کی ضروریات زندگی کا سامان ضبط کیا جا سکتا ہے۔

ف۲: یہ آیت سب سے آخر نازل ہوئی اس کے بعد نو یا تیں دن رسول اللہ ﷺ دنیا میں رہے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کو سود کی اور بیع کی آیات کے درمیان میں لکھو۔

ف۳: اس آیت میں صفائی معاملات کے تعلق سے ہدایات دی گئی ہیں کیونکہ معاملات کا انسان کے کردار پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر کردار کی پاکیزگی مطلوب ہے تو کاروباری معاملات اور لین دین میں ذمہ دارانہ اور محتاط رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان پر اگر ٹھیک طور سے عمل کیا جائے تو کاروباری نزاعات اور جھگڑے کھڑے نہ ہوں۔

ف۴: لکھنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے اور اس بخشش کا تقاضہ ہے کہ آدمی ضرورت پڑنے پر بندگان خدا کے کام آئے۔ اس ہدایت کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھنے کے لیے اس وقت کے ماحول کو سامنے رکھنا چاہئے جس میں پڑھے لکھے لوگوں کی بڑی کمی تھی یہاں تک کہ جس قوم میں قرآن نازل ہوا وہ امی کے نام سے معروف ہے۔

ف۵: ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت یعنی لکھنے کا حکم بیع سلم کے بارے میں ہے یعنی کسی چیز کی قیمت پیشگی دے کر وہ چیز اگر کچھ مدت کے بعد لی جائے تو اس کو بیع سلم کہتے ہیں اور تحریر کا یہ حکم استحبابی ہے وجوب کے لئے نہیں جبکہ اکثر صحابہ و تابعین کہتے ہیں کہ یہ حکم وجوب کے لیے تھا لیکن دوسری آیت جو آگے ہے یعنی (فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا) نازل ہوئی تو وجوب منسوخ ہوا اور استحباب رہا۔

ف۶: حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی گواہی جائز نہیں ہے' خیانت کرنے والے مرد کی نہ خیانت کرنے والی عورت کی اور نہ اس مرد کی جس کو حد لگی ہو نہ ایسی عورت کی جس کو حد لگی ہو اور نہ عداوت والے کی اور نہ اس کی جو جھوٹ میں مشہور ہو گیا اور نہ ایسے شخص کی جو کسی کے یہاں پرورش پاتا ہے نہ اور ایسے شخص کی کہ جس کے نسب میں تہمت ہے۔ جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے یہاں تک حدیث میں آیا ہے کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہوگی آپ نے اس کی تائید میں یہ آیت پڑھی۔ ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: ٣٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَتُذَكِّرَ إِحْدٰىهُمَا الْأُخْرٰى ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ

دوسری اسے یاد دلادے ف اور گواہ بلائے وقت انکار نہ کریں ف

إِذَا مَا دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْئَمُوْٓا أَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا أَوْ كَبِيْرًا

اور مدت مقررہ تک لکھنے میں سستی نہ کیا کرو چھوٹا ہو خواہ

إِلٰٓى أَجَلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ

بڑا یہ اللہ کے ہاں انصاف اور بڑا مضبوط ف ذریعہ شہادت

لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنٰٓى أَلَّا تَرْتَابُوْٓا إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَ

یاد رکھنے کا ہے کہ تم شک میں نہ پڑوگے۔ ہاں جب کہ

تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ

معاملہ دست بدست ہو جس کو اسی وقت ہاتھ بہ ہاتھ لیتے دیتے ہو

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۗ وَأَشْهِدُوْٓا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠

تو اس کے نہ لکھنے میں تمہیں گناہ نہیں اور خرید و فروخت کرتے ہوئے گواہ کیا کرو

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوْا

نہ محرر کو نقصان پہنچایا جائے نہ گواہ کو ف اور اگر کرو گے

فَإِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ

تو یہ تمہارے حق میں گناہ کی بات ہوگی۔ ف اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تم

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ

کو سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو

وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۗ فَإِنْ أَمِنَ

اور محرر کو نہ پاؤ تو ہاتھ میں گرو دے دیا کرو ف ہاں اگر کوئی شخص

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهٗ

کسی کو معتبر جانے تو وہ معتبر اپنے قرضہ کو ضرور ادا کردے

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۗ وَمَنْ

اور اللہ سے ڈرے جو اس کا مالک ہے اور گواہی نہ چھپاؤ جو کوئی

يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ ءَاثِمٌ قَلْبُهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾

اسکو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہوا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے

ف۱: ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی گواہی کو ضروری قرار دینے میں عورتوں کی تحقیر کا کوئی پہلو نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ قرآن کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ گواہی کے معاملہ میں عورتوں سے غلطی کے سرزد ہونے کا زیادہ امکان ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عورتیں تجارتی اور کاروباری دنیا سے کم اور گھریلو مسائل سے زیادہ تعلق رکھتی ہیں اس لئے کاروباری معاملات میں دقیقہ رسی کی ان میں کمی ہوتی ہے اور اس بنا پر ان کے مغالطہ میں پڑنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں عورتوں میں جذبات کا دفوران کی معاملہ فہمی پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔

عورتوں کی ان نفسیات کے پیش نظر اسلام نے ا قانون شہادت میں یہ محتاط طریقہ اختیار کیا ہے کہ اگر مردوں میں سے دو گواہ نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لیا جائے تا کہ اگر ایک عورت معاملہ کی نوعیت کو ٹھیک سے سمجھ نہ سکی ہو یا صورت واقعہ ٹھیک طور سے بیان نہ کر پا رہی ہو تو دوسری عورت اسے متنبہ کر دے۔

ف۲: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ گواہ ہونا اور ضرورت کے وقت گواہی کا ادا کرنا دونوں باتیں ضروری ہیں اور بعض نے کہا کہ گواہ ہونا مستحب ہے اور گواہی کا ادا کرنا واجب ہے۔

ف۳: یعنی لکھنے میں یہ فائدے ہوں گے ذلکم کا اشارہ کتابت (لکھنے) کی طرف۔

ف۴: کاتب کو ایذا دینا یہ کہ مثلاً اس کے کاروبار کا حرج کیا جائے یا اس سے معاوضہ طے کر کے اس کو نہ دیا جائے اور گواہوں کی ایذا یہ کہ مثلاً ان کو گواہی کے واسطے ایسے وقت بلایا جائے کہ جب ان کا حرج ہو یا پھر عرصہ تک بلا وجہ ان کو روک رکھنا وغیرہ۔

ف۵: یعنی وہ کام جس سے تم کو منع کیا گیا ہے۔

ف۶: رہن اس چیز کو کہتے ہیں جو قرض کی ضمانت کے طور پر قرض دینے والے کے قبضہ میں دی جاتی ہے۔

یہ گروی رکھی ہوئی چیز قرض دینے والے کے پاس بطور امانت ہوتی ہے جس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اس کے لیے جائز نہیں مثلاً اگر مکان گروی رکھا گیا ہو تو اس کا کرایہ کھانے کا حق اس کو نہیں پہنچتا۔ رہن کا معاملہ سفر کے ساتھ مشروط نہیں ہے سفر کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ بالعموم حالت سفر میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے نیز اخلاقاً یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ کسی معقول وجہ کے بغیر کسی کی ضرورت کی چیزیں روک کر اسے قرض دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص رہن قبضہ میں لے کر ہی قرض دیتا ہے تو ایسا کرنا سفر اور حضر دونوں میں جائز ہے بشرطیکہ نہ اس پر سود لے اور نہ اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھائے کیونکہ قرض دے کر جو فائدہ بھی حاصل کیا جائے گا وہ سود ہی ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا

اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے ف۱ اور اگر تم اپنے

مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ

جی کی بات ظاہر ہوکر کروگے یا پوشیدہ اس کو کرو تو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

پھر جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا عذاب کرے گا اللہ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ

پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ رسول اور اس کے ساتھ والے مسلمان ف۲ اپنے

اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

اللہ کی اتاری ہوئی باتوں کو مان گئے سب کے سب اللہ اور اس

وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر یقین لائے اور بولے کہ ہم

مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ

اللہ کے کسی رسول کے ماننے میں فرق نہیں کریں گے ف۳ اور بولے ہم نے دل لگا کر سنا اور اطاعت کی

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

اے ہمارے اللہ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی کو اس کی طاقت سے

وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ

بڑھ کر حکم نہیں دیتا جو کچھ کوئی نیکی کرے وہ اسی کو ملے گا اور جو برائی کرے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

اسکا وبال بھی اسی پر ہوگا ف۴ اے ہمارے مولا! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم سے بھول چوک ہوجائے ف۵ اے ہمارے

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ

مولا! نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تھا تو نے ہم سے پہلوں پر

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

اے ہمارے مولا! ہم کو ایسے حکم نہ دیجو کہ جن کی ہم میں طاقت نہیں

وَاعْفُ عَنَّا ۡ وَاغْفِرْ لَنَا ۡ وَارْحَمْنَا ۡ اَنْتَ مَوْلٰىنَا

اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا والی ہے

منزل ۱

ف۱: ''جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔'' اس ہمہ گیر اور وسیع کائنات (Universe) کی تعبیر کے لئے قرآن کا اسلوب بیان ہے اور اللہ کے لئے سب کچھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک دنیا ہو یا ہزار دنیائیں جہاں کہیں جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ سب چیزیں اسی کے اختیار میں ہیں' سب پر اسی کی فرمانروائی ہے اور سب کا مرجع بھی وہی ہے۔ یہ ہے اس کائنات کی اصل حقیقت اور یہ ہے خالص توحید جو اسلام کے عقیدہ و ایمان کی اساس ہے اور اسی کا صحیح شعور ہی انسان کو شریعت الٰہی کی گرانبار ذمہ داری اٹھانے کا اہل بناتا ہے۔

ف۲: سورہ کا آغاز اس بات سے ہوا تھا کہ اللہ کی ہدایت کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے والے کون لوگ ہوں گے۔ یہاں خاتمہ کلام کے طور پر واضح کیا جا رہا ہے کہ رسول کو ایسے ساتھی مل گئے ہیں جو دولت ایمان سے بہرہ مند ہیں۔ وہ چونکہ کسی قسم کے تعصب میں مبتلا نہیں تھے اس لئے انہوں نے ایمان کی نعمت پائی۔ اس طرح رسول کی رہنمائی میں وہ امت برپا ہوگئی ہے جسے خدا کی صحیح معرفت حاصل ہے اور جسے شریعت الٰہی کا حامل اور اسلامی نظام کا علمبردار بنایا گیا ہے۔

ف۳: یہ اہل ایمان کا قول ہے گویا امت بیک زبان اعلان کر رہی ہے کہ ہم دوسری امتوں کی طرح ہدایت الٰہی کے معاملہ قومی' گروہی یا نسلی تعصب میں مبتلا نہیں ہیں کہ کسی پیغمبر کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں بلکہ ہم بلاتفریق تمام انبیاء علیہم السلام کو مانتے ہیں خواہ وہ کسی قوم کسی ملک اور کسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ف۴: پہلی آیت جس میں ان تبدو اہے اس کے ظاہری معنی تھے کہ اگر تم اپنے دل کی بات کو چھپاؤ گے تو بھی عذاب ہوگا جس سے صحابہ کو رنج اور بے قراری ہوئی تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اگر ہمارے دلوں کے خیالات فاسدہ پر بھی ہمیں سزا ملی تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا؟ دل میں تو خیالات ہر طرح کے بلا اختیار آ جاتے ہیں تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح گھبراؤ نہیں بلکہ جو حکم آئے اس کو تسلیم کرو اللہ علیم و حکیم ہے کوئی مناسب حکم اتارے گا چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو غلط خیالات تمہارے دل میں بلا اختیار پیدا ہوتے ہیں یا آئندہ ہوں گے تو ان پر تم کو پکڑ نہ ہوگی۔ بعض لوگ پہلی آیت کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض صحابہ کی روایات میں آیا بھی ہے' مگر صحابہ کرام میں نسخ کے کئی ایک معنی ہوتے تھے کبھی وہ تفسیر اور توضیح پر بھی نسخ بول دیا کرتے تھے۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اس آیت نے پہلی آیت کی تفسیر اور توضیح کر دی کہ مراد اس سے وہ کام ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں چنانچہ ہم نے یہی تفسیر کی ہے۔ احادیث میں اس آیت کے فضائل بہت ہیں ایک حدیث میں (جو مسلم نے روایت کی) ہے کہ ایک فرشتے نے آسمان سے آ کر نبی اکرم ﷺ کو مبارک باد دی کہ آپ کو دو چیزیں ایسی ملی ہیں کہ جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں وہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں جو شخص ان دونوں آیات کو رات کو پڑھ لے اسے یہ دونوں کافی ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب اس آیت کو ختم کرتے تو آمین کہتے۔

ف۵: اہل ایمان کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی چنانچہ حدیث میں آتا ہے ''میری امت کی غلطی، بھول نیز جس کام کے لیے اس کے افراد کو مجبور کیا جائے وہ معاف ہے'' (ابن ماجہ) مراد وہ قصور اور بھول ہے جس میں بے پرواہی کا کوئی دخل نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾

پس تو کافروں کی قوم پر ہم کو فتح یاب کر ف

اٰيَاتُهَا ٢٠٠ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ٢٠

سورۃ آل عمران مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ

میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو دائم زندہ تھامنے والا ہے۔

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اس نے تیرے پاس سچی کتاب بھیجی جو اپنے سے پہلے کو سچا بتلانے والی اور

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٣﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى

توریت ف۱ و انجیل ف۲ کو پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

اتارا اور فیصلہ کرنے والا (قرآن) نازل کیا جو لوگ اللہ کے حکموں سے

اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤﴾

پھیریں ان کے لئے سخت عذاب ہے ف۳ اور اللہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

اللہ سے تو کوئی چیز چھپی نہیں نہ آسمان کی نہ

السَّمَاۗءِ ﴿٥﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ

زمین کی وہی تمہاری صورتیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے

يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦﴾ هُوَ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

اسی نے تیری طرف کتاب اتاری ہے جس میں سے بعض احکام واضح ہیں

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

یہی اصلی غرض کتاب کی ہیں اور دوسرے ملے جلے ہیں پس جن کے

منزل ۱

جو دوسرے عام بچے پاتے ہیں' یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو گئے تو اس پر یہ سورت نازل ہونی شروع ہوئی۔ یہ سورت الوہیت مسیح کے ابطال میں نازل ہوئی اور یہ واقعہ اخلاق محمدیہ کا کامل ثبوت ہے کہ عیسائی لوگ مسجد نبوی میں نماز اپنے طریق پر پڑھیں اور نبی ﷺ خاموش رہیں اور باوجود قدرت کے کچھ نہ کہیں لیکن افسوس ہم مسلمانوں پر کہ ہم ایسے نبیؐ کی امت ہونے کے باوجود دوسرے فرقہ کے لوگوں کو صرف اس وجہ سے اپنی مساجد سے نکال دیتے ہیں کہ وہ ہمارے طریق کے خلاف نمازیں پڑھتا ہے گو کہ وہ مسلمان ہے سچ ہے:

شنیدم کہ مردان راہ خدا — دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام — کہ باد وستانت خلاف است و جنگ

ف۱: یہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں نصرت اور غلبہ کی دعا ہے۔ شرعی احکام کو تفصیلاً بیان کرنے اور ان پر کاربند ہونے کی ہدایت کے بعد امت کی زبان سے دشمنان اسلام کے مقابلہ میں نصرت و غلبہ کی یہ دعا اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس امت کو شرعی طریقہ پر زندگی گذارنے کی آزادی ہونی چاہئے اور اجتماعی زندگی میں شرعی نظام کو قائم کرنے کے لئے اسے طاقت بھی فراہم ہونی چاہئے۔ نیز اس راہ میں مخالفین اسلام کی طرف سے جو رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہوں ان کو اکھاڑ پھینکنے اور شرعی قانون کے اجراء اور نفاذ کی راہ کو ہموار کرنے کے لیے غلبہ واقتدار ضروری ہے۔

ف۲: تورات کے عبرانی میں معنی قانون کے ہیں یہ اس کتاب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ قرآن اسی کی تصدیق کرتا ہے لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ تورات موجودہ بائبل (Old Testament) کا نام ہے اور اس کے تمام مضامین کی قرآن تصدیق کر رہا ہے کیونکہ موجودہ بائبل مذہبی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں اصل تورات کے اجزاء ضرور موجود ہیں لیکن وہ تاریخی واقعات' سیرت' علماء کی تشریح وتعبیر اور فقہاء کی آراء کا ایسا مجموعہ ہے کہ نہ اس پورے مجموعے پر کتاب الٰہی کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ اصل تورات کے اجزاء کو کوئی شخص اس مخلوطہ سے الگ کر سکتا ہے تاوقتیکہ وہ بصیرت سے کام نہ لے۔ موجودہ بائبل خود یہ دعویٰ بھی نہیں کرتی کہ وہ من وعن اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے نیز اس کے مضامین اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ مجموعہ انسانوں ہی کا مرتب کردہ ہے بلکہ اصل کلام الٰہی میں لوگوں نے جو تحریف کی اس کا اعتراف بھی بائبل کرتی ہے چنانچہ بائبل کی کتاب ''یرمیاہ'' میں ہے۔ ''کیونکہ تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بگاڑ ڈالا ہے'' (یرمیاہ ۲۳'۳۶)

ف۳: انجیل اس کتاب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔ قرآن اسی کی تصدیق کرتا ہے۔

ف۴: نجران شہر سے ساٹھ کے قریب عیسائی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور گفتگو کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے طریق پر مسجد نبوی میں نماز ادا کی' بعد نماز کے مجلس مناظرہ قائم ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ' وہ بولے ہم تو پہلے ہی سے مسلمان ہیں' آپ نے فرمایا تم مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹے کے ہونے کا عقیدہ اور صلیب کی عبادت اور خنزیر کا کھانا نہ چھوڑو۔ جب وہ لوگ مسیح کی الوہیت میں گفتگو کر چکے تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اولاد باپ کے مشابہ ہوتی ہے؟ بولے ہاں! تو آپ نے فرمایا اللہ ہمارا مالک تو ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ ہی زندہ رہے گا اور مسیح تو فنا ہو جائے گا اللہ تو تمام زمین و آسمان کی چیزیں جانتا ہے اور مسیح تو سوا ان اشیاء کے جو خدا نے ان کو بتلائی ہیں نہیں جانتا' کیا تمہیں یہ بھی خبر نہیں کہ مسیح کو اس کی ماں نے مثل اور عورتوں کے پیٹ میں اٹھایا اور وہ پیٹ میں بھی وہی غذا پاتا رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

دلوں میں کجی ہے اس میں سے ملتے جلتے کے پیچھے پڑیں گے تاکہ

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا

گمراہ کریں اور ان کی اصلی مراد پادیں حالانکہ ان کا اصل مطلب

اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ

اللہ تعالیٰ اور راسخ علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا کہتے ہیں کہ ہم اس کو مان چکے

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

ہیں یہ سب ہمارے اللہ کے پاس سے ہے اور بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔ ف

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو بعد ہدایت کرنے کے ٹیڑھا مت کر اور اپنے

لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ہاں سے ہم کو رحمت مرحمت کر بیشک تو ہی بڑا فیاض ہے

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

اے ہمارے رب! بیشک تو بنی آدم کو ایک دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کبھی اپنے وعدے خلاف نہیں کیا کرتا۔ جو لوگ منکر ہوئے ہیں

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ

ان کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے

اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ

اور یہ لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن ہوں گے۔ ان کی حالت اور عادت

فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

بعینہ فرعونیوں کی اور ان سے پہلوں کی سی ہے جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھٹلایا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑا اور اللہ بڑے سخت عذاب والا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى

تو کافروں سے کہہ دے کہ تم مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم میں جمع

زبیر اور عمر بن عبدالعزیز اور آئمہ لغت ونحو میں کسائی، اخفش، فرا اور ابوعبید کا مذہب یہی بتایا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا جو جھوٹی قسم نہیں کھاتے جھوٹ نہیں بولتے اور جن کا جی بھٹکا ہوا نہیں ہے، جو ناجائز مال نہیں کھاتے اور بدکاری نہیں کرتے وہ لوگ راسخین فی العلم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا عالم وہ ہے کہ جب لوگ اس سے دین حاصل کرنا چاہیں تو ان کو فائدہ پہنچائے یعنی غرور، بدخلقی یا طرفداری نہ کرے اور اگر لوگ اس کا خیال نہ کریں تو بے پرواہ رہے یعنی اس خیال میں نہ ہو کہ کوئی میری تعظیم یا خاطرداری کرے بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پرواہ رکھنے والا ہو۔

قرآن مجید کی بعض آیات بے شک متشابہ ہیں اور بعض محکم، کیونکہ متشابہات کے معنی ہیں ملی جلی جس کو کم فہم مخاطب سرسری نظر سے نہ پہچان سکے لیکن جو لوگ سمجھ دار اور راسخ فی العلم (علم میں مضبوط) ہیں ان کو تو ان باتوں کی خوب پہچان ہے اس کی مثال محسوس میں دیکھنی ہو تو سونے اور ملمع کا زیور ایک جگہ رکھ کر دیکھیں کہ کس طرح ناسمجھ آدمی دھوکہ کھا کر سونے کو چھوڑ کر ملمع کے پیچھے پڑتے ہیں اور صراف (جیولرز) ایک نظر میں تاڑ جاتے ہیں کہ اصل کیا ہے اور نقل کیا ہے تو ثابت ہوا کہ متشابہات وہی احکام اور آیات قرآنی ہیں جن کو اہل زیغ (دل میں ٹیڑھ پن والے) بغرض فتنہ پردازی اشاعت کریں قطع نظر اس بات کے کہ وہ حروف مقطعات ہوں، انعماء جنت ہوں یا عذاب دوزخ۔ سمع بصر صفات الٰہی ہوں یا معجزات نبوی، احکام متبدلہ ہوں یا ثابت، اگر قرآن شریف پر غور کیا جائے تو یہ معنی ٹھیک معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اللہجانی نے پورے قرآن مجید کو محکم بھی فرمایا ﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ﴾ (هود:١) اور سب کو متشابہ بھی بتلایا ہے ﴿كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ (الزمر:٢٣) پس یہ دونوں وصف باوجود متضاد ہونے کے صرف مخاطبین کے اعتبار سے جمع ہیں ہاں اس آیت میں بعض کو محکم اور بعض کو متشابہ فرمایا تو اس زمانے کے اعتبار سے ہے جو صرف توحید خالص اور ثبوت قیامت پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور تعلیم توحید کو سن کر ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص:٥) کا شور مچاتے تھے پس جو آیات اہل زیغ کے لئے مزلۃ الاقدام ہوں اور بے سمجھی سے ان کے ذریعہ فتنہ پردازی کریں وہی متشابہات ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل کے اہل زیغ نے کل قرآن کو حتی کہ بسم اللہ کو بھی اعتراض سے خالی نہیں چھوڑا پس اس لحاظ سے کل قرآن متشابہ ہوا جو در اصل سب کا سب محکم ہے۔

ف مال اور اولاد کا ذکر اس مناسبت سے ہوا کہ بسا اوقات ان کی محبت قبول حق کی راہ میں رکاوٹ بن جایا کرتی ہے۔

ف: محکم قرآن مجید کی وہ واضح اور صریح آیات ہیں جن کی دلالتیں متعین ہیں اور ان کے معانی میں کوئی خفیہ اور پوشیدہ بات نہیں المحکمات فی آی القرآن ما عرف تاویله و فهم معناه و تفسیره۔ ''متشابہ ایسے کلام کو کہتے ہیں جو دوسرے کلام سے ایسا ملتا جلتا ہو کہ جن کا آپس میں فرق اور تمیز کرنا مشکل ہو اور اس کی تعبیر و تفسیر میں مختلف پہلو نکلتے ہوں۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ یعنی علم دین میں پختہ اور صاحبان عقل سلیم، اکثر محققین کا مذہب یہ ہے کہ وقف تام ''وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ'' پر ہے ''اَلرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' سے دوسرا جملہ شروع ہوتا ہے، جس کی خبر یقولون ہے صاحب تفسیر قرطبی نے صحابہ و تابعین میں حضرت عائشہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، عروہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ
کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے تمہارے لئے ان دو فوجوں میں
فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
جو بھڑی تھیں نشانی ہے ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی تھی
وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ
اور دوسری جماعت کافر تھی ان کو اپنے سے دگنا آنکھوں سے دیکھتے تھے
وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے بیشک اس میں سمجھداروں کے لئے
لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
بڑی نصیحت ہے۔ ف لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں عورتیں
الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
بیٹے اور چاندی سونے کے ڈھیر اور
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ
پلے ہوئے گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی باڑی بھلی
الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
معلوم ہوتی ہیں یہ دنیا کا گزارہ ہے
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ
اور اللہ کے ہاں بڑی عزت کا مرتبہ ہے ف تو ان سے کہہ دے کہ میں تم
بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ
کو اس سے اچھی چیز بتاؤں جو لوگ پرہیز کرتے ہیں ف ان کے لئے اللہ کے ہاں
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے
وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ
اور پاک بیویاں ہوں گی اور اللہ (کی) خوشنودی (ہوگی)
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا
اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ف جو کہتے ہیں اے ہمارے رب بیشک ہم ایمان لائے

فائدہ

ف۱: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کی فتح حاصل ہوئی اور آپ مدینہ منورہ کو واپس تشریف لائے تو یہودیوں کو بنی قینقاع کے بازار میں جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ "اے گروہ یہود تم مسلمان ہو جاؤ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی مغلوب کر دے جیسے قریش کی حالت ہوئی" پس یہودیوں نے کہا کہ تم قریش کے قتل کرنے پر گھمنڈ مت کرو وہ لوگ نادان تھے لڑائی کے فن کو نہیں جانتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر آپ ہم لوگوں سے لڑیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم لوگ کیسے ہیں اور کبھی آپ کو ہم جیسے لوگوں سے سابقہ نہیں پڑا ہوگا اس پر اللہ پاک نے یہ آیات (یعنی قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے اُولِي الْاَبْصَارِ تک) اتاریں۔ اور بدر میں مسلمان تین سو سے کچھ اوپر تھے اور کافر ایک ہزار کے قریب تھے مگر کافروں کی نظر میں مسلمان چھ سو معلوم ہوتے تھے اور مسلمانوں کی نظر میں کافر چھ سو معلوم ہوتے تھے جب لڑائی ہونے لگی تب اور بھی کم معلوم ہونے لگے۔

ف۲: جن چیزوں کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے۔ وہ انسان کو طبعاً مرغوب ہیں اس لحاظ سے ان کی رغبت قابل اعتراض نہیں ہے لیکن ان چیزوں کا اس طرح آنکھوں میں کھب جانا کہ انسان کی ان کے ساتھ وابستگی حد اعتدال سے تجاوز کر جائے اور ان چیزوں کو وہ ذریعۂ امتحان سمجھنے کی بجائے مقصد حیات سمجھنے لگے تو یہ چیزیں انسان کو برے انجام کی طرف لے جاتی ہیں۔ آیت کا منشاء اسی بے اعتدالی سے انسان کو بچانا ہے۔ جس سیاق میں یہ بات ارشاد ہوئی ہے اس سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ دعوت قرآن کو قبول کرنے میں لوگوں کے لئے جو چیز مانع ہو رہی ہے وہ ان کا مادی اسباب پر ریجھ جانا ہے کیونکہ قرآن کی دعوت اس بات کو یکسر غلط ٹھہراتی ہے کہ آدمی مادی اسباب پر فریفتہ ہو اور غیر ذمہ دارانہ اور عیش کو شانہ زندگی گذارے۔ اس کے نزدیک دنیوی مال و اسباب چند روزہ زندگی کا سامان ہے جو آزمائش کے لیے انسان کو عطا ہوا ہے اسی لئے اس میں کشش رکھی گئی ہے۔ رہا مستقبل اور ابدی انعام تو وہ آخرت میں ملے گا بشرطیکہ انسان نے اپنے کو اس کا مستحق بنایا ہو۔

ف۳: تقویٰ ایک جامع اصطلاح ہے اور یہاں اس کا پہلو بالکل نمایاں ہو رہا ہے کہ مرغوبات نفس کے سلسلہ میں صحیح اور مبنی بر اعتدال رویہ اختیار کرنا اور آخرت کی نعمتوں کو نصب العین بنانا عین تقویٰ ہے۔

ف۴: اللہ اپنے بندوں کے حال پر نظر رکھے ہوئے ہے لہذا جو صحیح طرز عمل اختیار کرے گا اس کے لیے فکر کوئی بات نہیں وہ اللہ کی خوشنودی سے ضرور نوازا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ متقیوں یعنی پرہیزگاروں کے لئے کیا ہے اور آگے ان کی پہچان بتلائی یعنی متقی وہ ہیں جو ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اور دین کی راہ میں تکلیف اٹھاتے ہیں اور معاملے کے سچے ہوتے ہیں اور عبادت میں لگے رہتے ہیں اور خیرات کرتے ہیں، پچھلی رات میں عبادت کرتے یعنی تہجد ادا کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک ایسی چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کچھ قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ اس میں شاید کچھ قباحت ہو یعنی شبہ کی چیز کو بھی چھوڑ دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ الصّٰبِرِيْنَ وَ

پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچائیو۔ ف۱ صبر کرنے والے

الصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

اور سچ بولنے والے اور تابعداری کرنیوالے اور خرچ کرنیوالے اور صبح کے وقت

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ

بخشش مانگنے والے۔ ف۲ خود اللہ اور سب فرشتے اور سب سچے علم

الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

والے ظاہر کرتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اسکے کوئی معبود نہیں

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ

بڑا غالب حکمت والا ہے۔ ف۳ اللہ کے نزدیک تو اصل مذہب اسلام اطاعت کا نام ہے

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

اور اہل کتاب تو بعد پہنچنے علم کے محض ضد سے مخالف

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ

ہو رہے ہیں جو کوئی اللہ کے حکموں سے انکاری

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ

ہوگا تو اللہ بہت جلد ان سے حساب لینے والا ہے۔ ف۴ پس اگر

حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ

تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجو کہ میں اور میرے متبعین اللہ کے تابعدار ہوگئے ہیں

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ

اور تو کتاب والوں سے اور ان پڑھوں ف۵ سے کہدے کہ کیا تم تابعدار ہوتے ہو پس اگر وہ تابعدار ہوگئے

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تیرے ذمہ

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ

تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۶ بیشک

الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

جو لوگ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور نبیوں کو ناحق

منزل ۱

ف۱: ہم اللہ اور اس کے رسول اور اس کی شریعت پر ایمان لے آئے ایمان کے ساتھ ہی طلب مغفرت کو مرتب کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ مغفرت میں اصل حائل عدم ایمان ہی تو ہوتا ہے جب یہ مانع امر رفع ہوگیا تو اب کیا ہے اب ہماری باقی خطاؤں لغزشوں کو تو معاف کر ہی دیجیے۔ یقیناً ایمان بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی انتہائی اہمیت اس آیت سے ظاہر ہو رہی ہے۔

ف۲: یعنی صبر کرنے والے اور راستی برتنے والے اپنے سارے معاملات میں فروتنی کرنے والے اللہ کے حضور میں خرچ کرنے والے اللہ کی راہ میں عارفوں نے کہا ہے کہ یہ تمام صفات اولیاء اللہ کے ہوتے ہیں۔ آخر شب کی خصوصیت اس لئے ہے کہ وہ وقت خاص طور پر دل جمعی اور روحانی قویٰ کی بیداری و بالیدگی کا ہوتا ہے اور نفس پر اس وقت کا اٹھنا بہت شاق ہوتا ہے۔

ف۳: محققین نے آیت سے علماء کا خاص شرف و فضل نکالا ہے فی هذه الاية دليل على فضل العلم و شرف العلماء فانه لو كان احد اشرف من العلما لقرنهم الله باسمه و اسم ملئكته كما مرفي اسم العلماء۔

العزیز وہ جس کی قوت سب پر غالب ہے اور اس پر کوئی غالب نہیں۔ الحکیم وہ جس کی حکمت سب سے بڑھی ہوئی ہے دونوں صفات کے اثبات سے مقصود یہ ہے کہ اسے بلحاظ قوت اور علم و حکمت کسی شریک کی ضرورت نہیں ہے۔

ف۴: اللہ کے نزدیک انسان کے لئے صرف ایک ہی نظام زندگی اور ایک ہی طریقہ حیات صحیح و درست ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کو اپنا مالک و معبود تسلیم کرے اور اس کی بندگی و غلامی میں اپنے آپ کو بالکل اس کے سپرد کر دے اور اس کی بندگی بجا لانے کا طریقہ خود نہ ایجاد کرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے جو ہدایت بھیجی ہے ہر کمی بیشی کے بغیر صرف اسی کی پیروی کرے اسی طرز کے فکر و عمل کا نام اسلام ہے۔

اور یہ بات بالکل بجا ہے کہ کائنات کا خالق و مالک اپنی مخلوق اور رعیت کے لئے اس اسلام کے سوا کسی دوسرے طرز عمل کو جائز تسلیم نہ کرے آدمی اپنی حماقت سے اپنے آپ کو دہریت سے لے کر شرک و بت پرستی تک ہر نظریے اور ہر مسلک کی پیروی کا جائز حق دار سمجھ سکتا ہے مگر فرمانروائے کائنات کی نگاہ میں تو یہ سراسر بغاوت ہے۔ الدین اور الاسلام دونوں کا معرفہ ہونا حصر کے لئے ہے یعنی دین مقبول صرف یہی ہے۔ و تعريف الجزئين للحصر اى لا دين مرضى عندالله تعالى سوى الاسلام۔

ف۵: امی کے لغوی معنی ایسے شخص کے ہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوں لیکن اصطلاحاً یہ لفظ بنی اسماعیل کے لئے بطور لقب استعمال ہوا ہے کیونکہ ان کے پاس نہ کتاب الٰہی تھی اور نہ ان میں رسمی تعلیم کا رواج تھا بخلاف اس کے بنی اسرائیل حامل کتاب تھے اور ان میں رسمی تعلیم کا بھی رواج تھا۔

ف۶: کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ منکرین کے مقابلہ میں اتنا کہہ دینا کب کافی ہوسکتا ہے کہ تم نہ مانو تو میں تو مان گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ میں جن کا انکار کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض عناد و عداوت سے تھا جب ان کو کوئی شبہ نہیں تو ان کے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اس وقت یہی آخری جواب ہے کہ خیر بھائی مت مانو ہم تو مان چکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ

قتل کرتے تھے ف۱ اور جو لوگ انصاف کی بات بتلاتے ہیں ان کو بھی قتل کر ڈالتے ہیں

مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ

تو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ انہی کے

الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوں گے اور کوئی ان کا

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

مددگار نہ ہو گا۔ ف۲ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے

مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

حصہ ملا تھا اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ ان میں فیصلہ کرے

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

تو ایک جماعت منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا

یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہمیں تو چند روز ہی

مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

عذاب ہوگا ان کو مذہب کے بارے میں ان کے جھوٹے دھکوسلوں نے

يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ

فریب دے رکھا ہے۔ ف۳ تو ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن

فِيْهِ ۖ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

میں جمع کریں گے جو بلاشبہ ہونے والا ہے اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر

يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ

ظلم نہ ہو گا۔ کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جس کو چاہے ملک

مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ

دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے

مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ

عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو

منزل ۱

ف۱: قتل ناحق اور پھر وہ کسی نبی کا جرم کی سنگینی کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ قتل انبیاء کا ذکر بائبل میں بھی ہے۔

''تو بھی وہ نافرمان ہو کر تجھ سے باغی ہوئے اور انہوں نے تیری شریعت کو پیٹھ پیچھے پھینکا اور تیرے نبیوں کو جو ان کے خلاف گواہی دیتے تھے تاکہ ان کو تیری طرف پھرا لائیں قتل کیا اور انہوں نے غصہ دلانے کے بڑے بڑے کام کئے۔'' (نحمیاہ ۹:۲۶)

''اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ ان کو سنگسار کرتا۔'' (متی ۲۳:۳۷)

ف۲: حدیث میں ہے کہ کبر و غرور یہی ہے کہ حق کو نہ ماننا اور حق والوں کو ذلیل جاننا حضرت ابوعبیدہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب کسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا اسے جو کسی نبی کو مار ڈالے یا کسی ایسے شخص کو جو بھلائی کا بتانے والا اور برائی سے بچانے والا ہو پھر نبی ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: اے ابوعبیدہؓ بنو اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت میں قتل کیا پھر ایک سو ستر بنی اسرائیل کے ایمانداروں کو جو بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے دن کے آخری حصہ میں مار ڈالا اسی لئے فرمایا کہ انہیں دردناک ذلت والے عذابوں کی خبر پہنچا دو ان کے اعمال دنیا میں بھی غارت اور آخرت میں بھی برباد اور ان کا کوئی مددگار اور سفارشی بھی نہ ہوگا۔

دنیا میں برباد ہونا یہ ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت میں یہ کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی یہ علیحدہ بات ہے کہ محض چند ناصحین کا قتل کفر نہیں ہے کہ جس سے اعمال حبط ہوں البتہ یہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ میں دوسرے اجزا کفر ہیں اس لئے حبط کا ترتب ہونا صحیح ہوا چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ رکھتے تھے اس لئے ان پر بھی الزام صحیح ہوا۔

ف۳: نبی ﷺ ایک دفعہ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان کو مسلمان ہونے کی دعوت دی دو آدمی ان میں سے بول اٹھے کہ آپ کس دین پر ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق پر ہوں وہ بولے ابراہیم تو یہودی تھا آپ نے فرمایا لاؤ تورات اسی پر فیصلہ رہا یہ سن کر وہ تورات لانے سے انکار کر گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ یہودیوں کی من گھڑت باتوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کتاب الٰہی کو حاکمانہ حیثیت دینے کے لئے اس وجہ سے تیار نہیں ہیں کہ وہ آخرت کی سزا کی طرف سے بے فکر ہو گئے ہیں اور مکافات عمل کا صحیح تصور ان کے ذہن میں نہیں ہے۔ اگرچہ کہ پچھلی کتابوں میں بھی مکافات عمل کا وہی تصور پیش کیا گیا تھا جو قرآن پیش کرتا ہے یعنی انسان کی جیسی کمائی ہوگی ویسا اسے بدلہ ملے گا لیکن دین میں

حاشیہ آرائی کر کے انہوں نے اپنے کو اس بات پر مطمئن کر لیا کہ چونکہ وہ ایک خاص مذہبی قومیت Religious Community سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے آخرت میں ان کا بیڑا پار ہے۔

اس آئینہ میں موجودہ دور کے مسلمان بھی اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی بھی ایک بڑی تعداد اس دھوکہ میں مبتلا ہے کہ نجات اخروی کے لیے پیدائشی مسلمان ہونا کافی ہے۔ نجات کے اس غلط تصور نے انہیں حقیقی ایمان اور عمل صالح سے بے نیاز کر دیا ہے اور بدعات و بداعمالیوں میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ ان امور میں قرآن کو فیصلہ کن حیثیت دینے کے لیے عملاً تیار نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور

تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

دن کو رات میں ف۱ اور زندے کو مردہ سے نکالتا ہے

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۚ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ

اور مردہ کو زندہ سے باہر لاتا ہے ف۲ اور جس کو چاہے بے حساب

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

رزق دے دیتا ہے۔ ف۳ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

مت دوستی لگائیں جو کوئی یہ کرے گا وہ

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ

اللہ سے بے علاقہ ہے ہاں اگر کسی قسم کا بچاؤ کرلو تو

تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

جائز ہے اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اللہ کی طرف پھرنا ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

تو کہدے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا اس کو ظاہر کرو تو

اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اللہ اس کو جانتا ہے وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں جانتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ

وہ ہر ایک کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ جس روز ہر ایک شخص

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ

اپنا بھلا برا کیا ہوا اپنے سامنے پاوے گا

مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ

تو آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس کام میں دوری دراز ہو جائے

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔ ف۴

منزل ۱

ف۱: یعنی رات اور دن کا تسلسل اور ان کے اوقات میں کمی بیشی اللہ تعالیٰ ہی کی کارفرمائی ہے اور اس میں کسی کا ذرہ برابر دخل نہیں۔ اس سے رات اور دن کے الگ الگ خدا ہونے Night Deity or Day Deity کے مشرکانہ عقیدہ کی نفی ہوتی ہے۔

ف۲: مثلاً انسان کو بے جان مادہ (مٹی) سے پیدا کیا اور پھر یہی انسان مرکر مٹی (بے جان مادہ) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ بے جان مادوں سے جاندار مخلوق پیدا کرتا ہے اور جاندار اجسام سے بے جان مادوں کو خارج کرتا ہے۔

ف۳: یہود جانتے تھے کہ جو پہلے ہم میں بزرگی تھی وہی ہمیشہ رہے گی' یہ اللہ کی قدرت سے غافل ہیں' وہ جس کو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے اور کاملوں میں سے جاہل اور جس کو دینا چاہے رزق بے حساب دے یعنی اس کو ہر طرح کی قدرت ہے تو کمزوروں کو قوت و سلطنت دے دینا کیا مشکل ہے۔ اس دعا میں ایک قسم کا استدلال ہے اس کے امکان پر اور وقوع ہے استبعاد کفار کا اور خیر کی تخصیص اس لئے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا آپ کے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر موقوف کر دینا بھی اختیار میں ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم اس آیت قل اللھم میں ہے کہ جب اس نام کے ساتھ اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرمالیتا ہے۔

ف۴: بعض سادہ مزاج مسلمان اہل کتاب سے دوستی محبت رکھتے تھے دور اندیش مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کی واضح عداوتیں دیکھ کر ان کو اس دوستی سے منع کیا مگر وہ اس سے باز نہ آئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

صرف نقصان' تکلیف سے بچاؤ کے لئے بہ قدر ضرورت ظاہری تعلقات دوستانہ کی اجازت ہے اور کافروں کے ساتھ حسن سلوک کی تین ہی ممکن صورتیں ہیں۔ (۱) موالات یا دوستی۔ (۲) مدارات یا ظاہری خوش خلقی و خاطر داری۔ (۳) مواسات یا احسان و نفع رسانی۔ شق اول تو کسی حال میں بھی جائز نہیں' شق سوم اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے غیر اہل حرب کے ساتھ جائز ہے اور شق دوم میں تفصیل ہے مدارات تین حالتوں میں درست ہے۔ (۱) اپنے رفع ضرر کے لئے (۲) دوسرے خود اس کافر کی مصلحت دینی ہو یعنی توقع ہدایت کے موقع پر (۳) اکرام ضیف (مہمان) کے طور پر بس ان تینوں صورتوں کے سوا اپنے نفع یا حصول مال و جاہ کے لئے مدارات درست نہیں بلکہ جب اس سے ضرر دین کا اندیشہ ہو تو یہ اختلاط بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔

اس آیت میں تقیہ متعارفہ شیعہ کے جواز کا شبہ ہو جاتا ہے اس کا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلا مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفا کا ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفا ہوتا ہے اگر یہ شبہ ہو کہ دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے تو جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں' اول اکراہ صرف ضرر کے واقع ہونے کے خوف سے ہے اور جبکہ تقیہ مذکورہ جلب منفعت کے لئے بھی ہے دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے پس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ میل نہ ہوا اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاہ سے اخذ کر کے اجازت موالاۃ کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اس کو مفید نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو اللہ تم سے محبت کرے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱

اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے ف

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

تو کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو

لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ

کافر اللہ کو نہیں بھاتے۔ اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم

نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳

اور عمران کے خاندان کو برگزیدہ کیا تھا۔

ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴

ان میں سے ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے ف

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ

جب عمران کی عورت نے کہا تھا کہ اے میرے اللہ میں نے اپنے پیٹ کا بچہ

مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

تیرے لیے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر بیشک تو

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۵ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ

سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ف پس جب اس نے لڑکی جنی تو بولی کہ اے میرے رب

اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَ

میں نے تو لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم تھا جو جنی تھی اور

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ

لڑکی مثل لڑکے کے نہیں اور اس کا نام میں نے مریم رکھا ہے اور میں اس کو

اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۳۶

اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ ف

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا

پس اللہ نے اس کو اچھی طرح سے قبول کیا اور عمدہ طرح سے پالا

ف: اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال' افعال' عقائد مطابق فرمان نبوی نہ ہوں اور طریقہ محمد یہ پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے' صحیح حدیث میں ہے جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے' اسی لئے یہاں فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعویٰ میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت اللہ تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا' غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔ جامع البیان میں ہے کہ بت پرست دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے ان کی تعظیم کرتے ہیں ان کے پوجنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ یہودی کہتے تھے کہ ہم انبیاء کی اولاد اور ہم اللہ کے پیارے ہیں' نصاریٰ کہتے تھے عیسیٰ علیہ السلام کلمہ اور روح اللہ ہیں ان کے پوجنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ان سب کے دعووں کو رد کرنے کے لیے فرمایا کہ میری رضا چاہنے میں جو سچا ہے وہ محمد ﷺ کی فرمانبرداری کرے ورنہ جھوٹا ہے اسی میں تعزیہ' گیارہویں' مولود' میلاد وغیرہ سب بدعات مردودہ آگئیں یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کر کے تم جو بھی کوئی کام کرو وہ اس وقت تک مقبول نہیں جب تک کہ اس کام کا حکم محمد ﷺ نے نہ فرمایا ہو۔

حاصل کلام یہ کہ اگر آج انبیاء اور رسول بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی آپ کو مانے بغیر اور آپ کی شریعت پر کاربند ہوئے بغیر چارہ نہ ہوتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ بھی شریعت محمد یہ پر عمل کریں گے۔

ف: یہود کا ہمیشہ سے یہ بے ہودہ دعویٰ رہا ہے کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں اور اللہ کے پیارے ہیں وغیرہ' تو ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ اے نبی محمد ﷺ ان کو بتلا دے کہ انبیاء کی اولاد کو اللہ نے محض ان کے اخلاص قلبی کی وجہ سے برگزیدہ کیا تھا اگر ان جیسا ہونا چاہتے ہو تو اخلاص قلبی حاصل کرو ورنہ زبانی دعاوی کون سنتا ہے نیز اس میں بالخصوص فرقہ عیسائیوں کی تردید کی تمہید ہے۔

ف: اس امت میں دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نیاز کرتے پھر تمام عمران کو دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ مسجد میں وہ عبادت کیا کرتے عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے بھی پہلے سے یہی نذر کر رکھی تھی۔

ف: ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کوئی بچہ نہیں ہے جس کو پیدا ہوتے وقت شیطان ہاتھ نہ لگاتا ہو پس پیدائش کے وقت بچہ کا رونا شیطان کے چوکے سے ہوتا ہے لیکن مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان ہاتھ نہیں لگا سکا یعنی ان کی والدہ کی دعا کی برکت سے۔ ابن عباسؓ کی روایت سے آیا ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا تو اس کی

اولاد کو شیطان کا آسیب نہ پہنچے گا۔ (ترمذی کتاب النکاح) اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو' رہی تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی تو وہ اس لئے ہے کہ ان کی دعا صراحۃً منقول ہے لہٰذا اجابت دعا کو تصریحاً ظاہر فرما دیا اگر کسی کو شبہ ہو کہ شیطان کو ایسی قدرت ہو تو وہ سب کو ہلاک کر دے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو جتنی قدرت ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نگہبان مقرر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کے آگے پیچھے دو فرشتے مقرر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی فرشتوں کا حفاظت کرنا ثابت ہے۔ نیز ملائکہ نگہبان بھی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

زکریا اس کا کفیل ہوا جب کبھی زکریا اس کے پاس

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى

چوبارہ میں جاتا کچھ نہ کچھ کھانا اس کے پاس پاتا پوچھا کہ مریم یہ

لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ

کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے؟ مریم نے کہا یہ اللہ کے ہاں سے ہے اللہ جس کو

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا

چاہے بے اندازہ رزق دے دیتا ہے۔ اسی وقت ف۱ زکریا نے اپنے رب سے

رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

دعا کی کہ میرے اللہ مجھ کو اپنے ہاں سے اولاد نیک

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

بخش بیشک تو دعا سنتا ہے۔ ف۲ پس فرشتے نے اسے جب

وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

وہ اپنی نماز گاہ میں کھڑا تھا پکارا کہ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ

دیتا ہے وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے والا اور سردار

حَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى

اور عورتوں سے بے رغبت اور نیک بندوں میں سے نبی ہوگا۔ ف۳ بولا کہ اے میرے رب!

يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ

میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں اور عورت میری بانجھ ہے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ

کہا کہ (واقع) ایسا ہی ہے (لیکن) اللہ جو چاہے کر دیتا ہے۔ کہا کہ یا اللہ میرے

اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

لئے کوئی نشانی بنا کہا کہ تیری نشانی یہ ہوگی کہ تو تین روز لوگوں

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ

سے بات چیت نہ کر سکے گا لیکن اشاروں کے ساتھ ف۴ اور اپنے پروردگار کا ذکر بہت بہت کیا کر

سبحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور صبح و شام تسبیح پڑھا کر اور جب فرشتوں نے کہا

منزل ۱

ف۱: مریم علیہا السلام یتیم تھیں اور انہیں معبد میں معتکف بھی ہونا تھا اس لیے ان کی کفالت کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ اللہ نے حضرت زکریا کو (جو ان کے خالو تھے اور پیغمبر بھی) مریم علیہا السلام کا کفیل بنایا۔ اس لئے وہ ان کی دیکھ بھال کے لیے ان کے پاس جایا کرتے تھے وہ مریم علیہا السلام کی کم سنی میں عبادت گذاری سے بہت متاثر تھے اور اللہ تعالیٰ انھیں غیر معمولی طریقہ سے جو رزق عطا کر رہا تھا اسے دیکھ کر ان کے دل میں صالح اولاد کی تمنا پیدا ہو گئی۔

ف۲: جب حضرت مریم علیہا السلام سن رشد کو پہنچ گئیں اور بیت المقدس کی عبادت گاہ (ہیکل) میں داخل کر دی گئیں اور ذکر الٰہی میں شب و روز مشغول رہنے لگیں تو حضرت زکریا جن کی تربیت میں وہ دی گئی تھیں غالباً رشتے میں ان کے خالو تھے اور ہیکل کے مجاوروں میں سے تھے یہ وہ زکریا نبی نہیں ہیں جن کے قتل کا ذکر بائیبل کے پرانے عہد نامے میں آیا ہے۔ حضرت زکریا اس وقت تک بے اولاد تھے اس نوجوان صالحہ لڑکی کو دیکھ کر فطرۃً ان کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش اللہ انہیں بھی ایسی ہی نیک اولاد عطا کرے اور یہ دیکھ کر کہ اللہ کس طرح اپنی قدرت سے اس گوشہ نشین لڑکی کو رزق پہنچا رہا ہے انہیں یہ امید ہوئی کہ اللہ چاہے تو اس بڑھاپے میں بھی ان کو اولاد دے سکتا ہے۔

اس آیت کے معنی میں عام طور پر خرق عادت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنی مریم کو سردی کے میوے گرمی میں اور گرمی کے سردی میں پہنچتے تھے مجھے کسی خرق عادت یا کرامت سے انکار نہیں لیکن بغیر ثبوت خرق عادت ماننے سے بھی طبیعت رکتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز پڑوسن نے حضرت فاطمہؓ کو کھانا بطور تحفہ بھیجا نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آیا تو فاطمہؓ نے کہا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے لوگ معمولی واقعہ کو بھی اللہ ہی کی طرف نسبت کیا کرتے ہیں۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ مریم کی بزرگی اور ان کی کرامت بیان فرماتا ہے کہ حضرت زکریا جب کبھی ان کے پاس حجرے میں جاتے تو بے موسمی میوے ان کے پاس پاتے سردیوں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں سردی کے مجاہدؒ عکرمہؒ سعید بن جبیرؒ ابوالشعثاءؒ ابراہیم نخعیؒ قتادہؒ ربیع بن انسؒ عطیہ عوفیؒ اور سدی اس آیت کی تفسیر یہی فرماتے ہیں یہی زیادہ صحیح ہے اور اس آیت میں اولیاء اللہ کی کرامات کی دلیل ہے۔

ف۳: گواہی دے گا اللہ تعالیٰ کے حکم کی یعنی مسیح کی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام لوگوں کو آگے سے خبر دیتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے خطاب دیا ہے اپنا حکم یعنی محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے۔ حصور کے معنی عورت سے بچنے والا یا گناہ سے بچنے والا یا لذتوں سے بچنے والا۔

ف۴: پھر جب حضرت یحییٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ میں پڑے (نطفہ ٹھہرا) تو حضرت زکریاؑ نے تین روز تک کسی آدمی سے کلام نہیں کی مگر اشارے سے کہ سن لیتے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نشانی طلب کی تھی بچہ پیدا ہونے کی تو جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک کلام (بول) نہیں کر سکے گا اس وقت ان کی عمر ننانوے برس کی تھی اور ان کی بیوی کی عمر اٹھانوے (۹۸) برس یعنی ان کی عمر ایک کم سو برس کی تھی اور ان کی عورت کی عمر دو کم سو اور ان ہی دنوں میں حضرت مریمؑ کے پیٹ سے حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور پاکی سے صبح و شام اس کی یاد کیا کر ف۱ جب فرشتے نے کہا

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ

اے مریم اللہ نے تجھے چنا ہے اور پاک کیا اور جہان کی

عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ

عورتوں پر تجھے بزرگی دی ہے۔ ف۲ اے مریم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ

وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ

اور نماز نمازیوں کے ساتھ پڑھا کر ف۳ یہ

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ

غیب کی خبریں ہم تیری طرف بھیجتے ہیں ورنہ تو ان

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

کے پاس تو نہ تھا جب وہ اپنے قلم ڈالتے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ

اور نہ ہی تو اس وقت ان کے پاس تھا

الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ

جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ ف۴ جب فرشتے نے کہا اے مریم اللہ تجھے اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي

اس کا نام مسیح بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ

بڑی عزت والا اور مقرب بندوں سے ہو گا۔ اور گہوارہ

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے باتیں کرے گا اور نیکوکاروں میں سے ہو گا۔ ف۵

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ

بولی میرے رب مجھے لڑکا کیسے ہوگا مجھ کو تو کسی مرد

بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى

نے ہاتھ سے نہیں چھوا کہا کہ بات یونہی ہے جو چاہتا ہے کر دیتا ہے جب کوئی

منزل ۱

ف۱: تین شبانہ روز بات نہیں کر سکو گے۔ البتہ اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح کر سکو گے۔ زبان کا لوگوں سے بات کرنے کے لیے نہ کھلنا اور اللہ کے ذکر و تسبیح کے لیے کھل جانا توحید کی واضح نشانی اور کسی غیر معمولی واقعہ کے ظہور میں آنے کی علامت تھی۔

ف۲: تفسیر فتح البیان میں نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد اس زمانے کی عورتیں ہیں۔ علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں سے بہتر عورت حضرت مریم بنت عمران اور حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں رضی اللہ عنہما۔

ف۳: اشارہ ہے نماز باجماعت کی طرف۔ حضرت مریم علیہا السلام چونکہ ہیکل میں معتکف تھیں اس لئے انھیں جماعت کی نمازوں کی سعادت حاصل کرنے کی بھی ہدایت دی گئی۔

ف۴: مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا (ان کی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے تو کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نذر کو شرف قبولیت سے نوازا اور ان کو حکم دیا کہ اس کو مسجد میں لے جاؤ چنانچہ وہ اس بچی کو مسجد میں لے گئیں بزرگوں نے پہلے تو کہا کہ لڑکی کا مسجد میں رکھنا دستور کے خلاف ہے لیکن جب ان کا خواب سنا) تو پھر خاموش ہو گئے اور ان کو مسجد میں رہنے کی اجازت دیدی۔ تو اب ان تمام بزرگوں میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوئی کہ مریم کی کفالت میں کروں تو فیصلہ یہ ہوا کہ ہر شخص اپنا وہ قلم کہ جس سے تورات لکھی جاتی ہے چلتے ہوئے پانی میں ڈالیں اور جس کا قلم پانی کے خلاف چلے تو وہی مریم کا کفیل ہوگا پھر جب تمام نے اپنے اپنے قلم چلتے پانی میں ڈالے تو سوائے زکریا علیہ السلام کے سب قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگے مگر حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی کی مخالف سمت چلا تو اس طرح مریم کی کفالت حضرت زکریا علیہ السلام کے حصے میں آئی۔

ف۵: مسیح اصل عبرانی میں ماشیح یا مشیحا تھا جس کے معنی مبارک کے ہیں معرب ہو کر مسیح بن گیا مسیح کا دوسرا نام یا لقب عیسیٰ ہے یہ اصل عبرانی میں الیشوع تھا معرب ہو کر عیسیٰ بنا جس کے معنی سید کے ہیں۔ عیسیٰ انجیل کے تلفظ اور تحریر میں یسوع یا مسیح نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ زمین میں وہ بکثرت سیاحت کریں گے۔

حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ (اللہ کا کلمہ) کہنا اس حیثیت سے ہے کہ ان کی پیدائش باپ کے توسط کے بغیر عام سلسلہ اسباب کے خلاف محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی اور جو فعل عام اسباب عادت کے سلسلہ سے خارج ہو عموماً اس کی نسبت براہ راست حق تعالیٰ کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے فرمایا ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (الانفال:۱۷) جس طرح گود میں انتہائی کم سنی کی حالت میں کلام کرنا عادت کے خلاف ہے اسی طرح تکلم فی الکھولۃ بظاہر کوئی امر عجیب نہیں ہے کیونکہ زمانہ کہولت میں سب بولنے والے کلام کیا کرتے ہیں لہٰذا اس معجزہ عیسویہ کی صورت یہ ہوگی کہ اتنے زمانہ دراز تک جسم کا بغیر طعام و شراب زندہ رہنا اور اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہونا امر خارق عادت ہے ورنہ تخصیص مسیحؑ کی کوئی وجہ نہیں تکلم فی المھد کا ذکر سورہ مریم میں فرمایا ﴿قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ (مریم:۲۹) لیکن تکلم فی الکھولۃ کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے جو کہ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آسمان سے نزول کے بعد ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ

چیز کرنی چاہتا ہے تو اس کے لئے یہی کہتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا

کتاب اور تہذیب اور تورات اور انجیل سکھاوے گا۔ ف۱ اور

اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ

اسرائیل کی طرف رسول ہوگا ف۲ کہ میں تمہارے رب کی طرف سے رسالت

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ

کی یہ نشانی لایا ہوں کہ مٹی سے جانور کی سی شکل تمہارے سامنے بنا کر اس میں پھونکتا ہوں

الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ

تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور

اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

میں مادرزاد اندھے اور کوڑھیوں کو بھی اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو اللہ کے حکم سے

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ

زندہ کرتا ہوں اور تم کو بتلا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں

بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

ذخیرہ کرتے ہو بیشک اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

ماننے والے ہو۔ ف۳ میں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے

التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

تصدیق کرتا ہوں ف۴ اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں تم کو حلال بتلاؤں ف۵

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اور تمہارے رب کی طرف سے نشان لایا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو

اَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ

اور میری تابعداری کرو۔ بیشک اللہ میرا اور تمہارا پالنہار ہے پس اسی کی عبادت کرو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ

یہی راہ سیدھی ہے۔ پس جب مسیح نے ان سے انکار ہی

انسان اور انسان کے درمیان تفریق نہیں کرتی۔ البتہ اس وقت کے مخصوص حالات کے لحاظ سے ان کا میدانِ کار محدود تھا اور خاص طور سے بنی اسرائیل کے بڑھتے ہوئے بگاڑ کے پیش نظر ان پر حجت تمام کرنا مقصود تھا۔ اس لئے ان کی دعوت کے اصل مخاطب بنی اسرائیل قرار پائے۔

ف۲: ہر زمانے کے نبی کو اس زمانے والوں کی مناسبت سے خاص خاص معجزات عطا ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا بڑا چرچا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ معجزہ دیا کہ تمام جادوگروں کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبیبوں کا دور دورہ تھا پس آپ کو وہ معجزے عطا ہوئے جس سے کہ وہ سب عاجز تھے مادر زاد اندھوں کو بینا کر دینا' کوڑھیوں کو تندرست کر دینا' جمادات جو محض بے جان چیز ہے اس میں روح ڈال دینا اور قبروں میں سے مردوں کو زندہ کرنا یہ کسی کے بس کی بات نہیں' یہ باتیں صرف باذن اللہ بطور معجزہ آپ سے ظاہر ہوئیں جو آپ کی نبوت کا نشان تھا۔

اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت' بلاغت' نکتہ رسی اور بلند خیالی بول چال میں نزاکت و لطافت کا چرچا تھا پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی کتاب اللہ عطا فرمائی گئی جس کا بلحاظ فصاحت و بلاغت اور اخبار عن الغیب آج تک مقابلہ نہ ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ ﴿لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۸)

ف۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیا دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اسلام ہی کو لے کر آئے تھے۔ انہوں نے تورات کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس کی تصدیق کی اور اس کو قائم کیا۔ انجیل میں آپ کا بیان ہے کہ:

''یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔'' (متی ۵:۱۷)

ف۵: مراد ان چیزوں کو حلال قرار دینا ہے جن کو فقہائے یہود نے دین میں غلو اور شدت اختیار کر کے حرام قرار دیا تھا۔ اور جو بنی اسرائیل کے گلے کا طوق بن گئے تھے۔ تورات کی اصل شریعت پر یہود کے فقیہوں اور فریسیوں نے یہ جو حاشیہ آرائی کی تھی حضرت مسیح علیہ السلام نے اس پر بے دریغ قینچی چلائی اور اس سلسلے میں جب ان پر علمائے یہود نے بے دینی کا الزام لگایا تو انہوں نے اس کی مطلق پرواہ نہیں کی بلکہ ان کی جھوٹی دینداری کو بے نقاب کیا۔

منزل ۱

ف۱: کتاب اور حکمت سے مراد کتاب وسنت ہے قرآن مجید میں جہاں کتاب وحکمت اکٹھا مضارع کے صیغہ کے ساتھ آیا ہے وہاں سوائے کتاب وسنت کے اور کچھ بھی مراد نہیں ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن وسنت' تورات اور انجیل کا وعدہ فرمایا تو راۃ اور انجیل کی تعلیم تو ان کے پہلے دور میں ہو چکی اور قرآن وسنت کی تعلیم بعد نزول من السماء ہوگی کیونکہ حضرت مسیح نزول کے بعد قرآن وسنت کے موافق عمل کریں گے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم دیا جائے۔

ف۲: بنی اسرائیل کے لئے رسول بنا کر بھیجنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کی دعوت غیر اسرائیلیوں کے لئے نہیں تھی کیونکہ پیغمبروں کی دعوت نسل وقوم اور وطن وغیرہ کی بنیاد پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

پایا تو کہا کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں حواری بولے

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲

ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم اللہ کو مانتے ہیں پس تو گواہ رہ کہ ہم تابعدار ہیں۔

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا

اے ہمارے رب ہم تیری اتاری ہوئی (کتاب) کو مانتے ہیں اور رسول کے تابع ہیں پس تو ہم کو

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ

گواہی دینے والوں میں لکھ رکھ۔ف۱ اور یہودیوں نے فریب کیے اور اللہ نے ان سے فریب کیا اللہ

الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ

سب داؤ کرنے والوں سے اچھا ہے۔ف۲ جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور ان کافروں سے پاک کرنے والا

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

اور تیرے تابعداروں کو منکروں پر قیامت تک غالب

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ

رکھنے والا ہوں پھر میری ہی طرف تم کو آنا ہے پس جس جس

بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵ فَاَمَّا

چیز میں تم جھگڑتے ہو میں تم میں فیصلہ کروں گا۔ف۳ پس

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي

کافروں کو دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۵۶ وَاَمَّا

عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اللہ ان کو نیکیوں کا پورا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۷ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ

بدلہ دے گا اور اللہ کو ظالم لوگ نہیں بھاتے۔ یہ قصہ جو تجھ کو سناتے ہیں

منزل ۱

ف۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز پر چند بنی اسرائیلیوں نے لبیک کہی آپ پر ایمان لائے آپ کی تائید وتصدیق کی اور پوری مدد پہنچائی اور اس نور کی اطاعت میں لگ گئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اتارا تھا یعنی انجیل' یہ لوگ دھوبی تھے اور انہیں حواری ان کے کپڑوں کی سفیدی کی وجہ سے کہا گیا بعض کہتے ہیں یہ شکاری تھے اور صحیح یہ ہے کہ حواری مددگار کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنگ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو سینہ سپر ہو جائے؟ یہ آواز سنتے ہی حضرت زبیرؓ تیار ہو گئے آپ نے دوبارہ یہی فرمایا پھر بھی حضرت زبیرؓ نے ہی قدم اٹھایا پس نبی ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ (بخاری ومسلم)

شاہدوں میں لکھنے سے مراد حضرت ابن عباس کے نزدیک امت محمدیہ (علیہا الصلوٰۃ والسلام) میں لکھ لینا ہے۔

ف۲: مکر کے معنی لطیف اور خفیہ تدبیر کے ہیں مکر محمود بھی ہو سکتا ہے اور مذموم بھی اگر مکر اچھے مقصد کے لئے ہو تو اچھا اور اگر مکر برائی کے لئے ہو تو برا ہے اسی لئے ﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ﴾ (فاطر:۴۳) میں مکر کے ساتھ سیئ کی قید لگائی' یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں بادشاہ کے کان بھرے کہ یہ شخص ملحد ہے' تورات کو بدلنا چاہتا ہے' ملک میں بغاوت کر رہا ہے اور رعایا کو بگاڑ رہا ہے تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے کر اپنی فوج کو بھیجا کہ اسے گرفتار کر کے سخت سزا کے ساتھ پھانسی دو ادھر اللہ تعالیٰ کی گہری اور خفیہ تدبیر اپنا کام کر رہی تھی چنانچہ اس کی حکمت وتدبیر کارگر رہی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان مکاروں کے ہاتھ سے صاف بچا لیا اور محصور مکان سے آپ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا اور آپ کی مشابہت کا ایک اور شخص جو کہ اسی گھر میں تھا لوگوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور سخت توہین کر کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر اسے صلیب پر چڑھا دیا انہوں نے سمجھا کہ ہم نے اللہ کے نبی کو پھانسی پر لٹکا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو نجات دے دی۔

ف۳: توفی کا مادہ وفا ہے اس کے معنی کسی چیز کو پورا لینے کے ہیں التوفی اخذ الشیء وافیا۔ ایسے ہی محاورہ عرب میں ہے توفیت منہ دراھمی میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے' موت اس کا مجازی معنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر میں ہے کہ یعنی میں تجھے مارنے والا ہوں۔ شیخ الاسلام فاتح آریہ ومرزائیت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے بھی فوت کرنے والا کا معنی لکھا ہے۔ اس معنی سے اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھ کو اپنی طرف اوپر اٹھاؤں گا اور کفار سے تجھے صاف بچا لوں گا پھر آسمان سے اتارنے کے بعد ماروں گا۔ عن ضحاك عن ابن عباس فی قوله انی متوفیك و رافعك الی یعنی رافعك ثم متوفیك بعد نزول من السماء الی الارض یعنی موت دے کر اٹھانے کا واقعہ آسمان سے زمین پر اتارنے کے بعد ہوگا اگرچہ آیت میں مقدم ہے اور رفع الی السماء کا واقعہ موت سے پہلے ہوا جبکہ ذکر میں مؤخر ہے یہ اس لئے ہے کہ ذکر کرنے اور واقعہ کی ترتیب میں مطابقت ضروری نہیں ہوتی اس کی مثالیں قرآن مجید' حدیث شریف اور کتب ادب میں بکثرت ہیں اور نحو کی کتب اس بات سے پر ہیں کہ واؤ حرف عطف ترتیب کے لئے نہیں ہوتا بلکہ مطلق جمع کے لئے آتا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کو بتقاضائے بشریت دشمنوں سے خوف رہتا تھا اس لئے تسلی کے لئے اس لفظ کو پہلے ذکر کر دیا کہ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا' یہ نہ ہوگا کہ تیرے دشمن تجھ کو کچھ تکلیف پہنچا سکیں قرآن کریم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى

نشانیاں اور حکیمانہ نصیحت ہے- ف۱ مسیح کی مثال

عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ

اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو حکم

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

دیا کہ موجود ہو جا پس وہ ہو گیا- ف۲ سچی بات تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو ہرگز

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

شک کرنے والوں میں سے مت ہو- پھر جو کوئی بعد آنے علم کے

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ

تجھ سے بحثی کرے تو کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور

اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟

تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنے بھائی بند اور تمہارے بھائی بند بلائیں

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

پھر عاجزی سے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں- ف۳

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا

بیشک یہی بیان صحیح ہے اور اللہ کے سوا کوئی بھی معبود

اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ

نہیں اور بیشک اللہ ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ

منہ پھیریں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے- تو کہدے

الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اے کتاب والو! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ

یہ کہ ف۴ ہم تم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں

بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اور نہ کوئی ہم میں سے سوائے اللہ کے کسی دوسرے کو مربی سمجھے- ف۵ پس اگر منہ پھیریں

فصحائے عرب کی عموماً یہ روش ہے کہ کلام تسلی بخش کو پہلے لایا کرتے ہیں جیسے ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ (التوبۃ:۴۳) نیز پہلا وعدہ متوفیک بعد میں پورا ہوگا اگرچہ ذکر پہلے کیا گیا کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم رافعک کے لئے اور دلیل رتبۃ مقدم ہوتی

ف۱: یہ کوئی قصہ گوئی نہیں ہے اور نہ نصاریٰ کی طرح رنگ آمیزی کی گئی ہے بلکہ یہ حقیقت واقعہ ہے جسے آیات کی شکل میں نازل کیا گیا ہے۔ یہ باتیں سرتا سر نصیحت اور حکمت سے لبریز ہیں۔

ف۲: نصاریٰ اس بات پر نبی ﷺ سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں بلکہ اللہ کا بیٹا ہے پھر جب اپنی باتوں میں لاجواب ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو پھر آپ ہی بتائیں کہ وہ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ جب آدم (علیہ السلام) کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر سکتا ہوں تو عیسیٰ (علیہ السلام) اگر صرف باپ کے بغیر پیدا کئے گئے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ یعنی اگر محض اعجازی پیدائش ہی کسی کو اللہ یا اللہ کا بیٹا بنانے کے لئے کافی دلیل ہو تب تو پھر تمہیں آدم علیہ السلام کے متعلق بدرجہ اولیٰ ایسا عقیدہ تجویز کرنا چاہئے تھا کیونکہ مسیح تو صرف بغیر باپ ہی کے پیدا ہوئے تھے مگر آدم ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نصاریٰ اس قدر سمجھانے پر بھی اگر نہ قائل ہوں تو ان کو دعوت دو اور یہ بھی فیصلہ کی ایک صورت ہے کہ دونوں طرف لوگ خود اپنی اولاد کے ساتھ حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے۔ پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور حضرت علیؓ کو لے کر آ گئے ان نصاریٰ میں جو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینے پر رضامند رہے۔

سر ولیم میور عیسائی لکھتا ہے کہ سارے واقعہ میں محمد ﷺ کے ایمان کی پختگی بالکل نمایاں ہے نیز ان کے اس عقیدہ کی شہادت بھی کہ ان کا تعلق عالم غیب سے جڑا ہوا ہے اور اسی لئے حق تمام تر الٰہی کے ساتھ ہے جبکہ مسیحیوں کے پاس بجز ظن وتخمین کے اور کچھ نہ تھا۔ (میور کی لائف آف محمد ص ۲۶۰)

ف۴: توحید اہل کتاب اور مسلمانوں کے درمیان اصلاً مشترک ہے۔ لیکن اہل کتاب نے احکام الٰہی کی غلط تاویل کر کے شرک اور بدعات کو اپنے دین میں شامل کر لیا' جس کے نتیجہ میں ایک خدا کے ساتھ تین خداؤں کے تصور کے لیے بھی گنجائش پیدا ہو گئی لیکن ان کی تحریفات کے باوجود موجودہ تورات وانجیل میں بنیادی طور سے توحید کی تعلیم موجود ہے۔ مثلاً تورات میں ہے

''میرے آگے تو اور معبودوں کو نہ ماننا تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں''

(استثناء ۵۔۷ تا ۹)

اور انجیل میں ہے

''تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر''

(لوقا ۴۔۸)

ف۵: یہود ونصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم ہمارے مذہب پر تھے چونکہ یہ خیال غلط تھا اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید میں تو سب کے استاد تھے لیکن جو دین یہود ونصاریٰ کا تراشا ہوا تھا ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بالکل پاک وصاف تھے اس لئے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تابعدار ہیں۔ اے کتاب والو!

لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ

کیوں ابراہیم کے معاملہ میں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور

وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

تو اس کے بعد اتری ہیں کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حٰجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ

دیکھو تو جس چیز کے متعلق تمہیں کسی قدر علم تھا اس میں تو تم نے جھگڑا کیا

تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

لیکن ایسے معاملات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ علم نہیں اللہ بخوبی

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھا اور

وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا

نہ عیسائی تھا بلکہ سیدھا فرمانبردار بندہ اور

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ

مشرک بھی نہ تھا۔ سب لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام سے قرب رکھنے والے

لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

وہی لوگ تھے جو (توحید میں) اس کے تابع ہوئے تھے اور یہ نبی اور جو ایمان لائے

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ

خدا سب ایمانداروں کا متولی ہے۔ف ایک جماعت کتاب والوں میں سے

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ

تم کو (دین سے) پھسلانا چاہتی ہے اور اپنی ہی جانوں کو

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

گمراہ کر رہے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ اے کتاب والو! کیوں

تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ

اللہ کے حکموں سے جان بوجھ کر منکر ہوتے ہو۔ف اے کتاب

ف حضرت ابراہیم بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں کے اجد امجد ہیں۔ یہود، نصریٰ اور مشرکین مکہ سب ان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے تھے اور مذہب کو ان ہی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ اصل دین ابراہیمی ہمارا دین ہے۔ اور قرآن جس دین کی دعوت دیتا ہے وہ ایک نیا دین ہے۔

ان کے اس دعوے اور الزام کی تردید کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ یہودیت و نصرانیت تو حضرت ابراہیم کے صدیوں بعد کی چیز ہے پھر حضرت ابراہیم یہودی یا نصرانی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اہل مکہ کا مشرکانہ مذہب بھی حضرت ابراہیم کے بعد کے دور کا اختراعی مذہب ہے۔ حضرت ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے بلکہ وہ خالص توحید کے علمبردار اور مسلم تھے۔

ف۲: اللہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی اگر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ توریت اور انجیل پر عمل کرتا تھا۔

تو یہ صریحاً ان کی کم عقلی کی دلیل ہے کیونکہ توریت اور انجیل تو اس کے بعد نازل ہوئی ہیں اور اگر ان کی اس سے یہ غرض ہے کہ اس وقت اہل ہدایت کا نام یہود اور نصاریٰ تھا تو یہ بھی غلط ہے بلکہ ابراہیم نے اپنے آپ کو خود حنیف کہا ہے یا مسلم۔

حنیف کے معنی جو کوئی ایک راہ پکڑے اور تمام باطل راستے چھوڑے اور مسلم کے معنی حکم بردار کے ہیں اور اگر یہ غرض ہے کہ دینوں میں یہود یا نصاریٰ کے دین کو ابراہیم علیہ السلام کے دین سے زیادہ مناسبت ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ زیادہ مناسبت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے تو یہ امت نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اپنی راہ کے حق ہونے پر کسی کی موافقت سے دلیل اس وقت پکڑے جب کہ اپنے اوپر وحی نہ آتی ہو تو یاد رکھو کہ اللہ والی ہے مسلمانوں کا کہ جو اس کے حکم پر چلتے ہیں۔

فرنگی مؤرخین بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم اسرائیلی مذہب کا جانشین اب اگر کوئی ہے تو وہ مسیحیت نہیں جس کے اندر یونان اور روما کے جاہلی مشرکانہ عقائد جمع ہو گئے ہیں بلکہ اسلام ہے۔ (مؤرخین کی تاریخ عالم)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر نبی کے ولی دوست نبیوں میں سے ہوتے ہیں میرے ولی دوست انبیاء میں سے میرے باپ اور اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

ف۳: یعنی تم تورات وغیرہ کے قائل ہو پھر اسی کے خلاف کہتے ہو۔

اللہ کی ان آیتوں سے جو خود تمہاری کتابوں کے اندر موجود ہیں اور جن میں نبوت محمدی کی پوری پوری علامتیں اور بشارتیں درج ہیں تو یہ انکار کچھ ناواقفیت اور لاعلمی کی بنا پر نہیں بلکہ تم لوگ جان بوجھ کر آیات میں تحریف کر رہے ہو کہ لفظی بھی ہے اور معنوی بھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

والو کیوں سچ کو جھوٹ سے ملاتے ہو؟ اور کیوں حق کو

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ

دانستہ چھپاتے ہو؟ ف۱ اہل کتاب سے ایک جماعت

الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ

نے کہا ہے کہ تم صبح کے وقت قرآن کو

النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا

مان لو اور شام کے وقت منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر آویں اور دل سے

اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ

سوائے اپنے ہم مشربوں کے کسی کی بات نہ مانو تو کہدے کہ ہدایت تو اللہ کی

اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ

طرف سے ہوتی ہے (کہتے ہیں کہ یہ مت سمجھو) کہ کسی کو بھی تمہارے جیسی بزرگی ملے گی یا خدا کے ہاں تم سے

عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ

مقابلہ کرے ف۲ تو کہہ دے فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جس کو چاہے

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ

دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے وہ اپنی رحمت سے جس کو

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

چاہے خاص کرے اللہ بڑے فضل کا مالک ہے ف۳ بعض ان کتاب والوں

مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

میں سے ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک خزانہ بھی امانت رکھے تجھے واپس دے دیں اور بعض ان

اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ

میں سے ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھے تو تجھے واپس نہ دیں گے مگر جب تک

عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي

تو ان کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لئے کہ یہ لوگ ٹھان چکے ہیں کہ ان پڑھوں کے مال

الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

میں کوئی گناہ نہیں ف۴ اور اللہ کے ذمہ دانستہ جھوٹ

ف۱: یہود نے توریت کے بعضے حکم تو اپنی غرض کے لیے موقوف ہی کر ڈالے تھے اور بعض آیات کے معانی میں تحریف کر ڈالی تھی اور بعض خبریں چھپا رکھی تھیں اور ہر ایک کو اس کے بارے میں نہیں بتاتے تھے جیسے نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان تھا۔

ف۲: یہ یہود کا قول ہے۔ وہ آپس میں کہتے تھے کہ اس نبی کی بات نہ مانو ورنہ اس کی نبوت کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور اس صورت میں بنی اسرائیل کی یہ امتیازی حیثیت کہ انبیاء اسی کے اندر آتے رہے ہیں ختم ہو جائے گی اور اگر نبوت کو تسلیم کیے بغیر نبی کی ان باتوں کی تائید کی جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں تو قیامت کے دن مسلمانوں کو تمہارے خلاف حجت پیش کرنے کا موقع مل جائے گا۔

یہود آپس میں کہتے تھے کہ جو پیش گوئیاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں تورات میں موجود ہیں ان کو مسلمانوں کے سامنے بیان نہ کرو ورنہ مسلمان خدا کے حضور پیشی کے دن ان کو تمہارے خلاف حجت کے طور پر پیش کریں گے۔

ف۳: یہود نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ صبح جا کر ایمان لے آؤ اور مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھو اور شام کو پھر مرتد بن جاؤ تا کہ جاہل لوگوں کے دل میں یہ خیال آئے کہ آخر یہ لوگ جو واپس پھر گئے ہیں تو انہوں نے اس دین میں ضرور کوئی برائی ہی دیکھی ہوگی کوئی بعید نہیں کہ ہمارے اس طرح کرنے سے لوگ شک میں پڑ جائیں گے اور دین اسلام سے انحراف کر کے ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور آپس میں طے پایا کہ ان شامل ہونے والوں کا اپنے لوگوں کے علاوہ ہرگز یقین نہ کرنا تا کہ ہمارے لوگوں میں سے کسی کے دل میں سچا اسلام داخل نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب کھول دیا اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ تو کہہ ہدایت وہی ہے جو اللہ دے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہوگا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی بنی اسرائیل میں تھی اب دوسری قوم میں کیوں ہوئی؟ یا دین کی مدد گاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہوا تو یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے یہ کسی کا ذاتی حق نہیں کہ اس پر فضل کیا جائے تمہیں اصل خلش تو بس اس کی ہے کہ انبیاء تو ہمیشہ ہماری نسل وقوم سے پیدا ہوتے رہے ہیں ایک عرب اور اسماعیلی کو یہ دولت کیسے ملی جا رہی ہے يُحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ یعنی قیامت کے دن مسلمان یہود پر یہ کہہ کر غلبہ نہ حاصل کر لیں کہ ان لوگوں نے بھی تو دنیا میں ہماری تصدیق کی تھی' مفسر واحدی نے کہا ہے کہ یہ آیت تفسیر کے مشکل ترین مقامات میں سے ہے۔

ف۴: یہود کا یہ قول ان کی ذہنیت کی غمازی کرتا ہے انھوں نے خیانت اور سود خوری وغیرہ کی ممانعت کو اپنی قوم کے ساتھ خاص کر رکھا تھا رہیں دوسری قومیں تو ان کے نزدیک ان سے بدمعاملگی بالکل جائز تھی ان کے مفتیوں نے یہ من گھڑت فتوے تورات میں شامل کر لیے تھے جس کے نتیجے میں ان کے اندر ایسی قومی عصبیت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اخلاق اور معاملات کے دائرے میں بھی اپنے اور غیر کے درمیان تفریق کرنے لگے تھے اور من گھڑت فتوؤں کی بناء پر غیر اقوام کا مال ہڑپ کر جانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ

لگاتے ہیں۔ ہاں جو شخص اپنے وعدہ کو پورا کرے اور اللہ سے ڈرتا رہے تو پرہیزگار

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

اللہ کو بھاتے ہیں۔ ف۱ جو لوگ اللہ کے وعدے اور قسمیں تھوڑے

وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي

سے مال کے عوض توڑ دیتے ہیں بیشک ان کے لئے آخرت

الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ

میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے نہ تو (بخوشی خاطر) کلام کرے گا اور نہ (بہ نظر رحمت) آخرت میں

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ

ان کو دیکھے گا اور نہ (بہ نظر رحمت) ان کو پاک کرے گا اور ان کو دردناک عذاب ہو گا ف۲

مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

ایک جماعت ان میں سے زبان مروڑ کر کتاب پڑھتی ہے تاکہ تم اس

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ

کو کتاب سے ہی سمجھو اور حالانکہ وہ کتاب سے نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ

عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

کے ہاں سے ہے مگر وہ اللہ کے ہاں سے نہیں اور اللہ کے ذمہ

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ

دانستہ جھوٹ لگاتے ہیں ف۳ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ اس کو

اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ

کتاب اور علم اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ

کہ اللہ سے ورے مجھے ہی اللہ سمجھو ہاں

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝

تم کتاب اللہ کو پڑھ پڑھا کر اللہ لوگ بنو اور

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ

یہ حکم بھی ہرگز نہ کرے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا مربی بنالو

ف۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے مسئلہ پوچھا کہ ذمی کفار کی مرغی بکری وغیرہ کبھی غزوے کی حالت میں ہمیں مل جاتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں؟ تو آپ نے فرمایا اہل کتاب بھی کہتے تھے کہ امیوں کے مال کے بالکل اسی طرح ہی لینے میں ہم پر کوئی حرج نہیں؟ سنو جب وہ جزیہ ادا کر رہے ہوں تو ان کا کوئی مال تم پر حلال نہیں ہاں وہ اپنی خوشی سے دے دیں تو یہ اور بات ہے۔

یہ محض یہودی عوام ہی کا جاہلانہ خیال نہ تھا بلکہ ان کی مذہبی تعلیم بھی یہی کچھ تھی اور ان کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کے فقہی احکام ایسے ہی تھے بائیبل قرض اور سود کے احکام میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کے درمیان صاف تفریق کرتی ہے۔

تالمود میں کہا گیا ہے کہ اگر ایک اسرائیلی کا بیل کسی غیر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر کوئی تاوان نہیں مگر غیر اسرائیلی کا بیل اگر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر تاوان ہے اگر کسی شخص کو کسی جگہ کوئی گری پڑی چیز ملے تو اسے دیکھنا چاہیے کہ گرد و پیش آبادی کن لوگوں کی ہے اگر اسرائیلیوں کی ہو تو اس کا اعلان کرنا چاہیے اور اگر غیر اسرائیلیوں کی ہو تو اسے بلا اعلان وہ چیز رکھ لینی چاہیے۔ ربی شموایل کہتا ہے کہ غیر اسرائیلی کی ہر غلطی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ (تالمودک مسلینی پال آئزک ہرشوں لندن ۱۸۸۰ء صفحہ ۳۷۔۲۱۰۔۲۲۱)

ف۲: مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس سے کسی مسلمان کا مال چھین لے تو یہ شخص جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوگا۔ حضرت اشعثؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے کیونکہ ایک یہودی کی اور میری شراکت ایک زمین میں تھی اس نے میری زمین کا انکار کر دیا میں اسے خدمت نبوی میں لایا تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تیرے پاس کچھ ثبوت ہے میں نے کہا نہیں تو آپ نے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا لے میں نے کہا تو حضور ﷺ! یہ تو قسم کھالے گا اور میرا مال لے جائے گا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔

فقہا مفسرین نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ کوئی فریق جو جانتا ہے کہ میں باطل پر ہوں تو وہ اس بنا پر خود کو حق پر قرار نہیں دے سکتا کہ عدالت ظاہرہ سے فیصلہ اس کے موافق ہو گیا ہے۔ اور اس کے لیے فیصلہ شدہ چیز حلال نہیں ہے۔ ودلت هذه الاية والا حاديث ان حكم الحاكم لا يحل المال فى الباطن بقضاء الظاهر اذا علم المحكوم له بطلانه.

ف۳: اس کا مطلب اگرچہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب الٰہی کے معانی میں تحریف کرتے ہیں یا الفاظ کا الٹ پھیر کر کے کچھ سے کچھ مطلب نکالتے ہیں لیکن اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ وہ کتاب

سوال

کو پڑھتے ہوئے کسی خاص لفظ یا فقرے کو جو ان کے مفاد یا ان کے خود ساختہ عقائد و نظریات کے خلاف پڑتا ہو تو وہ زبان کی گردش سے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ افسوس کہ اس طرح کی مثالیں قرآن کے ماننے والوں میں بھی مفقود نہیں ہیں مثلاً بعض لوگ جو نبی کی بشریت کے منکر ہیں آیت ﴿اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکہف: ۱۱۰) میں انما کو ان ما پڑھتے ہیں اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اے نبی کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا۔

اس سے ان تمام مشرکانہ عقائد کی تردید ہوتی ہے اور جن کو اہل مذاہب نے اپنی مذہبی کتابوں میں داخل کر کے پیغمبروں کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ کسی نبی کی یہ تعلیم ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ وَإِذْ

کیا مسلمان ہونے کے بعد تم کو کفر بتلائے گا؟- ف۱ یاد تو

أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ

کریں جب اللہ نے ہر ایک نبی سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب

وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

اور دانائی کی باتیں میں نے تم کو دی ہیں

لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ

پھر تمہارے پاس کوئی رسول آوے جو تمہاری ساتھ والی بات

عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا

کی تصدیق کرے تو اس کی ضرور ماننا اور اس کی مدد کیجیو کہا کیا تم اقراری ہو اور اس پر

وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ

میرا عہد قبول کرتے ہو؟ وہ بولے ہم اقراری ہیں کہا تم گواہ رہو

ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٨٢﴾ أَفَغَيْرَ دِينِ

اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں- ف۲ پس جو کوئی بعد اس کے پھر

اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

جاوے گا وہی بدکار ہوگا- ف۳ تو کیا دین الٰہی کے سوا اور دین

طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ

چاہتے ہیں ف۴ حالانکہ تمام آسمان و زمین کے لوگ چار و ناچار اسی

وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

کے زیر فرمان ہیں اور اسی کی طرف پھریں گے- ف۵ تو کہہ دے ہم اللہ کو

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ

اور جو کچھ ہماری طرف اور ابراہیم اور اسماعیل اور

وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

اسحاق اور یعقوب اور انکی ساری اولاد کی طرف اتارا گیا اور جو

أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَن يَبْتَغِ

موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو اللہ کی طرف سے ملا ہے سب کو مانتے ہیں ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے

منزل ۱

ف۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہودیوں اور نصرانیوں کے علماء جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو ابورافع قرظی کہنے لگا کیا آپ چاہتے ہیں کہ جس طرح نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کی ہم بھی آپ کی عبادت کریں تو نجران کے ایک نصرانی نے بھی جسے ایلیس کہا جاتا تھا یہی کہا کہ کیا آپ کی یہی چاہت ہے؟ اور یہی دعوت ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ نہ ہم خود اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی پوجا کریں نہ کسی اور کو اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت کی تعلیم دیں نہ میری نبوت و رسالت کا یہ مقصد ہے اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ کسی انسان کو کتاب وحکمت اور نبوت ورسالت پالینے کے بعد یہ لائق ہی نہیں کہ اپنی پرستش کی طرف لوگوں کو بلائے جب انبیاء کرام جو اتنی بڑی بزرگی فضیلت اور مرتبے والے ہیں کا یہ منصب نہیں تو کسی اور کو کب لائق ہے کہ اپنی پوجا پاٹ کرائے اور اپنی بندگی کی تلقین لوگوں کو کرے۔

ف۲: عالم ارواح میں ارواح انبیاء سے عہد لیا عالم ارواح میں ناسوتی دنیا کے وجود سے قبل تمام انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا کہ جب کبھی ان میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت دے اور وہ بڑے مرتبے تک پہنچ جائے پھر اسی کے زمانے میں دوسرا رسول آ جائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت وامداد کرنا اس کا فرض ہوگا

اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا اقرار کرتے ہو؟ سب نے کہا ہاں ہمارا اقرار ہے پھر فرمایا گواہ رہو اور میں خود بھی گواہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی وہ یہی تلقین کر دے کہ وہ بھی ان پر ایمان لائے اور آپ کی فرمانبرداری میں لگ جائے۔

رسول اگرچہ نکرہ ہے لیکن اشارہ ایک فرد معین کی جانب کر رہا ہے اور یہ اسلوب قرآن میں عام ہے الرسول هنا محمد صلی الله علیه وسلم فی قول علی و ابن عباس رضی الله عنهما واللفظ و ان کان نکرة فالاشارة الی معین (قرطبی)

ف۳: اس پختہ عہد کے بعد بھی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق لیا گیا تھا جو لوگ اس سے انحراف کر جائیں ان کی یہ جسارت ان کے نافرمان ہونے کا کھلا ثبوت ہے اگرچہ انھوں نے طاعت وزہد کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو اور اگرچہ دنیا کی نظر میں وہ ''مذہبی لوگ'' شمار کیے جاتے ہیں۔

ف۴: اس آیت میں اسلام کو اللہ کے دین سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں جو بہ کثرت مذاہب پائے جاتے ہیں نیز جو اس سے پہلے پائے جاتے تھے اگرچہ وہ سب خدا ہی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں لیکن حقیقۃً اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اللہ کا دین کہلانے کا بجا طور پر مستحق ہے۔

ف۵: جب سب کو لوٹنا اللہ ہی کے حضور ہے تو جو لوگ ایسے مذہب کو اختیار کرتے ہیں جو اس کا منظور شدہ دین نہیں ہے یا خدا سے بے تعلقی ہی کو اپنا طریقہ زندگی بنا لیتے ہیں وہ اپنے اس سرکشانہ اور باغیانہ رویہ کی کیا توجیہہ خدا کے حضور پیش کر سکیں گے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي

اور ہم اس کے مخلص بندے ہیں۔ جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور

الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا

وہ آخرت میں زیاکاروں میں سے ہوگا۔ ف۱ اور بھلا ایسے لوگوں کو کیونکر اللہ

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ

راہ دکھائے جو بعد ایمان لانے کے منکر ہو گئے حالانکہ شہادت بھی دے

جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

چکے تھے کہ رسول بھی برحق ہے اور دلائل بھی ان کو پہنچ چکے اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ

سزا ان کی یہ ہے کہ اللہ کی اور فرشتوں کی اور جہان کے سب لوگوں کی

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

ان پر لعنت ہو۔ بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان کے عذاب میں

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ

تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ لیکن جو لوگ بعد اس

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ

کے باز آئے اور اعمال کو سنوارا تو اللہ بڑا بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے ف۲

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

جو لوگ بعد ایمان لانے کے کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے ہی گئے ان

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ

کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی ف۳ یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں۔ جو لوگ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ

کافر ہوں اور کفر کی حالت میں مر جائیں ان میں کسی سے

اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ

زمین بھر کر بھی سونا ہرگز قبول نہ ہوگا گو وہ اپنا جرمانہ اتنے سے ادا بھی کرنا چاہے

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہوگا۔ ف۴

منزل ۱

ف۱: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا صریح اعلان ہے کہ خدا کے ہاں صرف سرکاری سکہ چلے گا اور وہ ہے اسلام اس کے علاوہ جو سکے بھی ہوں گے وہ سب رد اور باطل ٹھہریں گے خواہ وہ کسی مذہب کے نام کا سکہ ہو یا سرے سے اس پر کوئی مذہبی چھاپ لگی ہوئی ہی نہ ہو بالفاظ دیگر خدا سے تعلق کا غیر منظور شدہ طریقہ اختیار کیا گیا ہو یا خدا سے بے تعلق ہو کر زندگی گذارنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہو ان میں سے کوئی طریقہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہ ہوگا بلکہ آخرت کی عدالت میں ایسے لوگوں پر جعلی سکہ چلانے کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے گا اور انہیں اپنی جعلسازی کی سخت سزا بھگتنا پڑے گی۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک انصاری مرتد ہو کر مشرکین میں جا ملا پھر پچھتانے لگا اور اپنی قوم سے کہلوایا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کیا میری توبہ پھر بھی قبول ہو سکتی ہے؟ ان کے دریافت کرنے پر یہ آیات نازل ہوئیں اس کی قوم نے اسے کہلا بھیجا وہ پھر توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہو کر حاضر ہو گیا۔ (ابن جریر) اکلیل میں کہا ہے کہ اس آیت میں مرتد کی توبہ قبول ہونے کی دلیل ہے۔

پس جو لوگ ایمان لائے رسول کی حقانیت مان چکے دلیلیں دیکھ چکے پھر شرک کے اندھیروں میں جا چھپے تو یہ لوگ مستحق ہدایت نہیں کیوں کہ آنکھوں کے ہوتے ہوئے انہوں نے اندھے پن کو پسند کیا اللہ تعالیٰ ایسے ناانصاف لوگوں کی رہبری نہیں کرتا ان پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے اور اس کی مخلوق بھی جو دائمی لعنت ہے نہ تو ان کے عذابوں میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی عذاب ختم ہوں گے۔

ف۳: جو زندگی بھر کفر کرتے رہے اور جب موت کی گھڑی آ نمودار ہوئی تو توبہ کرنے لگے ایسے لوگوں کی توبہ میں کوئی خلوص نہیں اس لئے وہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔ توبہ وہی قبول کی جاتی ہے جو مخلصانہ ہو اور جس کے پیچھے اصلاح کا جذبہ ہو۔

ف۴: حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے پھر اسلام لائے پھر مرتد ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے آدمی بھیج کر پچھوایا کہ کیا اب ہماری توبہ ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر یہ آیت اتری اس کی اسناد بہت عمدہ ہے۔ فرمایا کفر پر مرنے والوں کی کوئی نیکی قبول نہیں گو اس نے زمین بھر کر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہ کیا ہو۔

مقصود کافروں کی بے بسی کو واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جب کافروں کے ابدی عذاب کا فیصلہ ہو جائے گا تو پھر ان کے لیے نجات کی کوئی صورت بھی ممکن نہیں ہوگی اگر بالفرض کسی کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو تو وہ نجات حاصل کرنے کے لیے اسے فدیہ میں دینے کے لیے بخوشی آمادہ ہو جائے گا لیکن نہ تو اس روز کسی کے پاس دینے کے لیے ہوگا اور نہ کسی سے کوئی فدیہ قبول ہی کیا جائے گا؟

دنیا میں جو لوگ نجات اخروی سے بے پرواہ ہو کر صرف دنیا حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہیں اپنی اس حماقت کا صحیح اندازہ قیامت ہی کے دن ہو سکے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ

تم نیکی ہرگز نہ پاؤ گے جب تک اخلاص کے ساتھ اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ

جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا عوض ضرور پاؤ گے اس لیے کہ اللہ اس خوب جانتا ہے۔ ف۱

الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

ماکول الطعم کا سارا گوشت بنی اسرائیل کو حلال تھا لیکن جتنا حصہ

اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ

یعقوب نے کسی مصلحت سے توریت کے اترنے سے پہلے چھوڑ رکھا تھا

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾

تو کہہ دے توریت لا کر پڑھو اگر سچے ہو۔ ف۲

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

جو لوگ بعد اس کے اللہ پر جھوٹ باندھیں گے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫

اللہ کے نزدیک وہی ظالم ہیں۔ تو کہہ دے اللہ نے سچ بتلایا ہے

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

پس تم یک طرفہ ابراہیم کے دین کی پیروی کرو اور وہ

الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ

مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کعبہ جو مکہ میں ہے سب سے

بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ

پہلا مکان ہے جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنا ہے بڑی برکت والا اور سب لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس میں کئی

بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

نشانیاں ہیں من جملہ ان کے مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو بے خوف ہو جاتا ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ

جو لوگ کعبہ تک پہنچ سکیں اللہ کے حکم سے عمر بھر میں ایک دفعہ حج کرنا ان پر

سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾

فرض ہے اور جو سرتابی کرے گا وہ کچھ اپنا ہی کھوئے گا اللہ تو سب جہان سے بے پرواہ ہے۔ ف۳

منزل

ف۱: ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال وہ ہے جو خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے میں اس کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں فرمائیے کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل زمین کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں وقف کر دو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تلاوت کے دوران اس آیت پر پہنچا تو میں اپنے تمام مال و جائیداد کو تصور میں لے کے آیا لیکن مجھے اپنی رومی کنیز سے زیادہ کوئی چیز محبوب تر نظر نہ آئی میں نے اسی کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا میرے دل میں اس کی اتنی محبت ہے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں دی ہوئی چیز کو واپس لے سکتا تو اس کنیز سے تو ضرور ہی نکاح کر لیتا۔ (مسند بزار)

مِمَّا میں من تبعیض کے لئے ہے من فی مما تحبون للتبعیض.

ف۲: اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جس کا معنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ ہے یہود کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام اوپر سے ملت ابراہیمی کے تابع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اندر سے مخالف ہے کیونکہ یہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے حالانکہ دین ابراہیمی میں اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب دیا کہ یہود کا یہ کہنا سراسر غلط اور باطل ہے اور وہ جن چیزوں میں جھگڑتے اور انہیں ملت ابراہیمی میں حرام بتاتے ہیں وہ سب مذہب ابراہیم میں حلال تھیں ان کے بعد بنی اسرائیل کے لئے بھی بدستور حلال ہی رہیں البتہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) عرق النساء کی مرض میں بیمار تھے جس کی وجہ سے اطباء نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ وہ اونٹ کا گوشت نہ کھایا کریں چنانچہ اسی بنا پر وہ اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور یہ پرہیز محض بیماری کی وجہ سے تھا نہ کہ حرمت شرعیہ کی وجہ سے اشارت علیہ الاطباء باجتنابہ ففعل ذالك باذن من اللہ۔ یہ سب کچھ نزول تورات سے پہلے ہوا اگر ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا تو اس کا ذکر تورات میں ضرور ہوتا اسی طرح بعض چیزیں یہودیوں پر بطور سزا حرام کر دی گئی تھیں ابراہیمی شریعت سے ان کو بھی کوئی واسطہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿عَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا﴾ (الانعام: ۱۴۶)

آج بائبل میں توراۃ کے جو اجزا ہم کو ملتے ہیں ان میں اونٹ، خرگوش اور سافان کی حرمت کا ذکر ہے۔ لیکن قرآن مجید میں یہودیوں کو جو چیلنج دیا گیا تھا کہ توراۃ لاؤ اور اس میں دکھاؤ کہ یہ چیزیں کہاں حرام لکھی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ توراۃ میں ان احکام کا اضافہ اس کے بعد کیا گیا کیونکہ اگر اس وقت توراۃ میں یہ احکام موجود ہوتے تو بنی اسرائیل فوراً لا کر پیش کر دیتے۔

ف۳: حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ دین اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور دین تلاش کرے اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا تو یہودی کہنے لگے ہم بھی مسلمان ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مسلمانوں پر تو حج فرض ہے تم بھی حج کرو تو وہ صاف انکار کر بیٹھے جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کا انکاری کافر ہے اور اللہ تمام جہان والوں سے بے پرواہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (زادِ راہ) یعنی کھانے پینے اور آنے جانے کے اخراجات جتنا مال رکھتا ہو اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس کی موت یہودیت یا نصرانیت پر ہوگی۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں طاقت رکھ کر حج نہ کرنے والا یہودی ہو کر مرے گا یا نصرانی ہو کر اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
تو تو کہہ دیجیو اے کتاب والو! کیوں اللہ کے حکموں سے انکاری ہوتے ہو
وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ
حالانکہ اللہ تمہارے سب کاموں پر نگران ہے۔ تو کہہ دے اے
الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
کتاب والو! کیوں ایمان لانے والوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہو
تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ
کیا تم اس میں عیب جوئی کرتے ہو حالانکہ تم گواہ ہو ف۱ اور اللہ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ ف۲ مسلمانو! اگر تم کتاب
اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ
والوں میں سے کسی ایک گروہ کے بھی تابع ہوئے تو یاد رکھو کہ وہ
بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ
ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر کر ڈالیں گے۔ تم کیسے کافر ہونے لگے
اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ
حالانکہ اللہ کے احکام تم پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کا رسول تم میں موجود ہے۔ ف۳
وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ
اور جو شخص اللہ ہی سے مضبوط تعلق کرتا ہے بیشک وہ سیدھی
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ
راہ پر ہے۔ ف۴ مسلمانو! اللہ ہی سے ڈرتے رہو جتنا کہ اس سے ڈرنے
تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا
کا حق ہے اور مرتے دم تک اسی کے تابع رہو۔ ف۵ اور سب مل
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ
کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی

منزل ۱

ف۱: اشارہ ہے ان شبہات کی طرف جو اہل کتاب ملت ابراہیم، بیت اللہ اور آخری پیغمبر کے تعلق سے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔
اللہ کی راہ میں کجی پیدا کرنے کا مطلب اس کے اصل دین میں تحریف کرنا اور اس میں بدعتیں وغیرہ پیدا کرنا ہے۔

ف۲: سبیل اللہ سے مراد دین اسلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سارے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے دین اسلام سے روکنا یہ تھا کہ وہ کہتے تھے ہماری کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صفت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بشارت اس بات کی آئی ہے۔
یہود و نصاریٰ کے علما مختلف حیلوں اور بہانوں سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر انہیں اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر ملامت فرمائی وکان صدهم عن سبيل الله بالقاء الشبه والشكوك فى قلوب الضعفة من المسلمين۔

ف۳: ابن عباسؓ نے کہا کہ قبیلہ اوس اور خزرج میں اسلام سے پہلے بہت جھگڑے اور کشت وخون ہوئے تھے ایک دن ایک مجلس میں پہلے جھگڑوں کے تذکرہ پر وہ آپس میں مار پیٹ پر تیار ہو گئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سب کو سمجھا کر صلح کرائی، اللہ پاک نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر تم کافروں کے فریب میں آ ؤ گے تو یہ تم کو کافر بنا کر چھوڑیں گے۔
یہودیوں کے عالم اور پیر فقیر مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے انہیں توحید اور دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششوں میں ہر وقت لگے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات اور شبہات کا جواب دے کر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ وہ ان کی چالوں سے ہوشیار رہیں اور ان کے کہنے میں نہ آئیں بلکہ اللہ کی کتاب پر عمل کریں اور اس کے رسول کا اتباع کریں اور اس قسم کے مولویوں (پیروں، فقیروں) اور گدی نشینوں سے دور رہیں۔

ف۴: یہاں اہل کتاب کی طرف سے ڈالے جانے والے شبہات کے اثر بد سے محفوظ رہنے کا اکسیری نسخہ بیان فرما دیا اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کے دین پر مضبوطی سے قائم ہو جائے تو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی شبہات سے اس کا ایمان متزلزل ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اعتصام (مضبوطی سے پکڑنا) سے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنا مراد ہو۔
المراد منه الثقة بالله تعالى والتوكل عليه والالتجاء الله تو مطلب یہ ہوگا جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے اور اسی کو اپنا ملجاء و ماوی سمجھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے تمام شبہات سے محفوظ و مامون رکھے گا ومن يجعل ربه ملجاء و مفزعاعند الشبه يحفظه عن الشبه۔

ف۵: یہ ہے معیار مطلوب کہ آدمی اللہ سے اس طرح ڈرے جس طرح کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے رہی تقویٰ کی فقہی اور قانونی حد تو اس کے بارے میں دوسری جگہ فرمایا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (اللہ سے ڈرو جس حد تک کہ تمہارے بس میں ہے) (التغابن:۱۶)
اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:۱۶) کی آیت سے منسوخ ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں منسوخ نہیں بلکہ ڈرنا اپنی طاقت کے مطابق یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں پوری پوری کوشش کرے اور امر معروف اور نہی منکر میں کسی کی رعایت اور خوف نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ
پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے
مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
پھر اس نے تم کو اس سے بچایا اسی طرح تمہارے لیے اپنے احکام بیان
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
کرتا رہے گا تاکہ تم راہ پاؤ۔ ف۱ تم میں سے ایک جماعت
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کام کا حکم دے اور
عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
برائی سے روکے اور یہی لوگ بامراد و اکرام مراد پائیں گے۔ ف۲ اور ان لوگوں
كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ
کی طرح جو آپس میں پھوٹ پڑے اور احکام پہنچنے کے بعد مختلف
الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ
ہو گئے مت ہوجیو اور ان کو بڑا عذاب ہو گا۔ جس دن بہت سے چہرے
تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
چمکتے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے پس
اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
سیاہ منہ والوں سے فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تم ایمان کے بعد منکر
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا
ہوئے تھے پس اپنے انکار کی وجہ سے عذاب چکھو۔
الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ
سفید چہرے والے اللہ کی رحمت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ نعمت الٰہی
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا
میں عیش و عشرت سے گزاریں گے۔ ف۳ یہ اللہ کے احکام ہیں جو تجھ کو (اے نبی)
عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
راستی سے سناتا ہے اللہ کا ارادہ جہان کے لوگوں پر ظلم کا ہرگز نہیں۔ ف۴

ف۱: اللہ کی رسی سے مراد یہاں قرآن مجید ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کِتَابُ اللّٰہِ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ (ابن جریر) اعتصام کے معنی تمسک اور مضبوطی سے پکڑنے کے ہیں مطلب یہ کہ قرآن مجید میں اللہ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان پر مضبوطی سے قائم رہو جس کتاب اور دین حق پر تمہیں قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے علیحدگی مت اختیار کرو ولا تفرقوا عن الحق الذی امرتم بالاعتصام بہ۔ یا یہ مطلب کہ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہو اور اختلاف و عداوت سے پرہیز کرو کیونکہ جب تک آپس میں اتفاق اور ہم آہنگی نہیں ہوگی اس وقت تک جہاد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین باتوں سے خوش ہوتا ہے اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے خوش ہونے والی باتیں یہ ہیں۔

(۱) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (۲) دوسرے اللہ کی رسی کو اتفاق سے پکڑو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ (۳) مسلمان بادشاہوں کی خیر خواہی کرو اور ناخوش کرنے والی باتیں یہ ہیں (۱) فضول بکواس۔ (۲) زیادتی سوال اور (۳) بربادی مال' یہ تینوں چیزیں ناراضگی کا سبب ہیں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بہت سی احادیث میں نا اتفاقی سے ڈرایا گیا ہے مگر باوجود اس کے امت میں اختلاف رونما ہوا، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرہ چار فرقوں میں تقسیم ہوگئی جن میں سے ایک نجات پا کر جنتی ہوگا اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہوں جس پر کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے۔

ف۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا اپنی طاقت کے موافق ہر شخص پر واجب ہے حضرت ابوسعیدؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی خلاف شرع کام دیکھے پس اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور جس کو اتنی ہمت نہ ہو وہ اپنی زبان سے روکے یعنی اس کا رد بیان کرے اور جس کو اتنی بھی طاقت نہ ہو وہ اس کو دل سے برا جانے اور نفرت رکھے اور یہ ایمان کا سب سے کم ترین درجہ ہے۔ (ترمذی)

جیسا کہ قرآن کی تصریحات سے واضح ہے لیکن دعوت دین کا کام تیاری بھی چاہتا ہے اور صلاحیت بھی نیز اس کے لئے وقت نکالنے اور جدوجہد کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اس خدمت کے لیے ایک گروہ کا مختص ہونا ضروری ہے تاکہ یہ فریضہ بہ حسن و خوبی انجام پا سکے۔

ف۳: فرمایا کہ تم پہلے لوگوں کی طرح افتراق و اختلاف نہ کرنا تم نیک باتوں کا حکم کرنے اور خلاف شرع باتوں سے روکنے کو نہ چھوڑنا' نیز فرمایا کہ اس دن سفید اور سیاہ چہرے بھی ہوں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید نورانی ہوں گے اور اہل بدعت و فرقت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ سیاہ چہرے ان کے ہیں جو مسلمانی میں کفر کرتے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں اور سب گمراہ فرقے یہی حکم رکھتے ہیں۔

ف۴: یعنی جہاد اور امر معروف نہی منکر کا جو حکم فرمایا یہ ظلم نہیں بلکہ اس میں مخلوق انسانی کی تربیت اور اس کی جان' آبرو اور مال کی حفاظت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

اور سب کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور سب کام

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ

اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔ ف۱ تم نیک جماعت ہو جو لوگوں

لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

کے لئے پیدا کئے گئے ہو نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ

اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتاب والے بھی مان لیتے تو ان کے

خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

لئے اچھا ہوتا بعض ان میں سے مومن ہیں بہت سے ان میں بدکار ہیں۔ ف۲

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

ہرگز تم کو بجز زبانی ایذا کے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑنے کو

الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

آئیں گے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے اور کبھی ان کو مدد نہ پہنچے گی۔ ف۳ ذلت ان پر غالب

الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ

کی گئی ہے جہاں پائے جائیں گے مگر اللہ کی پناہ میں

مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ

یا لوگوں کی آڑ میں اللہ کے غضب میں آئے ہوئے ہیں؟

عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور ان پر خواری برس رہی ہے کیونکہ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے اور نبیوں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ

کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ

اور حد سے بڑھتے تھے۔ ف۴ یہ سب یکساں نہیں کتاب والوں میں

اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ

سے بعض لوگ سیدھی راہ پر بھی ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے اللہ کی آیتیں

ف۱: زمین اور آسمان کی تمام چیزیں اسی کی ملکیت اور اسی کی غلامی میں ہیں اور ہر کام کا آخری حکم اسی کی طرف ہے متصرف اور بااختیار حاکم دنیا اور آخرت کا وہی ہے۔ یعنی جہاد میں انسانوں کے جان و مال کا نقصان ہو تو مالک کے حکم سے ہے اور ہر چیز اللہ کا مال ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امت محمد یہ تمام امتوں سے بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں تم دوسروں کے حق میں سب سے بہتر ہو تم لوگوں کی گردنیں پکڑ کر اسلام کی طرف جھکاتے ہو اور مفسرین بھی یہی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والے ہو۔

اس امت کے افضل ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس امت کا نبی سب سے افضل ہے آپ تمام مخلوق انسانی کے سردار اور تمام رسولوں سے زیادہ عزت و اکرام والے ہیں آپ کی شریعت کامل ہے کہ ایسی شریعت کسی نبی کو نہیں ملی پس ان فضائل کو سمیٹنے والی امت بھی سب امتوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔

ف۳: یہودیوں نے حسد اور دشمنی کے سبب عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مسلمانوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مارنے کا ارادہ کیا تھا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں یعنی اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ لوگ صرف زبانی ایذا و تکلیف اور طعن و تشنیع وغیرہ تم کو پہنچا سکتے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو غلبہ نہ دے گا۔

ف۴: بعض مفسرین نے بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے اللہ کا ذمہ اور مسلمانوں کا عہد مراد لیا ہے یعنی بجز اس کے کہ مسلمانوں سے عہد کر کے اللہ کے ذمہ میں آ جائیں بعض کہتے ہیں کہ بحبل من اللہ سے اسلام مراد ہے یعنی اسلام لا کر اس ذلت سے نکل سکتے ہیں یا معاہد بن کر کیونکہ معاہدہ بھی جان و مال کی طرف سے مامون کر دیتا ہے۔

حاصل یہ کہ یہودیوں پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی ہے اور ہر جگہ ان کا مال و جان بے وقعت ہے سوائے دو صورتوں کے نہ ان کا مال و جان محفوظ ہے اور نہ ہی ان کو عزت و وقار کی زندگی نصیب ہے اول یہ کہ وہ کسی مسلم حکومت کے ذمی بن کر رہیں ان کو جزیہ ادا کریں اور اس طرح وہ ذمیوں والے حقوق حاصل کر لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی دوسری قوم سے دوستی اور نصرت و مدد کا کوئی معاہدہ کر لیں اور اس طرح ان کو زندگی میں کچھ چین نصیب ہو جائے ان دونوں صورتوں کے سوا دنیا میں نہ ان کی کوئی خود مختار حکومت قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان کا مال و جان محفوظ ہو سکتا ہے آج اگر دنیا کے ایک مختصر سے حصے میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے تو حقیقت میں ان کا اپنا کوئی وجود نہیں وہی حبل من الناس کے تحت امریکہ کے سہارے جی رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی حکومت کا وجود مغرب کے ان سیاسی جوئے بازوں کے اپنے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ دنیا میں اگر کہیں ان کو تھوڑا بہت امن و چین نصیب ہوا ہے تو وہ ان کے اپنے بل بوتے پر قائم کیا ہوا امن و چین نہیں ہے بلکہ دوسروں کی حمایت اور مہربانی کا نتیجہ ہے کہیں کسی مسلم حکومت نے ان کو اللہ کے نام پر امان دے دی اور کہیں کسی غیر مسلم حکومت نے اپنے طور پر انہیں حمایت میں لے لیا اسی طرح بسا اوقات انہیں دنیا میں کہیں زور پکڑنے کا موقع بھی مل گیا ہے لیکن وہ بھی اپنے زور بازو سے نہیں بلکہ محض وہاں کے ہمسایہ ملکوں کی وجہ سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

دن رات پڑھتے ہیں۔ اللہ اور آخرت کے دن پر کامل یقین رکھتے ہیں

الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اور نیک کام بتلاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ

اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں وہ نیک ہیں ف۱

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ

اور جو نیکی کا کام کریں گے وہ بے قدری نہ کیے جائیں گے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ

کیونکہ اللہ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔ ف۲

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور جو لوگ منکر ہیں ان کے مال و اولاد اللہ کے ہاں ان کو کچھ کام نہ آویں گے

شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

یہی لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ف۳

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

دنیا میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں

رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا

وہ سردی والی ہوا کی طرح ہے جو ظالموں کے کھیت پر پہنچ

اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

کر اس کو ضائع کرتی ہے اللہ تو ان پر کسی طرح ظلم نہیں کرتا

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

لیکن وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ ف۴ مسلمانو اپنی قوم

بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا

کے سوا غیروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان میں کمی نہیں کرتے

مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ

تمہارے رنج سے خوش ہوتے ہیں تمہاری عداوت ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے

نے کہا کہ ہمارے رذیل اور خراب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اگر یہ اچھے لوگ ہوتے تو اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑتے' ان کے رد میں لَيْسُوْا سَوَآءً سے مُتَّقِيْن تک دو آیات نازل ہوئیں یعنی اللہ پاک نے فرمایا کہ نیک اور بد کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے اور اللہ پاک نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

ف۳: انجام کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کا آگ میں ہمیشہ رہنا ان کے کفر و شرک پر قائم رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس آیت سے معتزلہ کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ فَسَاَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ مُخَلَّدٌ فِي النَّار ''گناہگار مومن ہمیشہ جہنم میں رہیں گے'' تو انکا یہ خیال غلط ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ صرف کفار ہی ایسے جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ و لما افادت هذه الكلمة معنى الحصر ثبت ان الخلود فى النار ليس الا للكافر۔

ف۴: یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر کفار دنیا میں اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کر ڈالیں تو شاید آخرت میں اس کا انہیں ثواب مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ فرما دیا کہ کافروں کا دنیا میں صدقہ خیرات کرنا اور نیک کاموں میں اپنی دولت کو لگانا اجر آخرت کے اعتبار سے بالکل بے سود ہے اور آخرت میں انہیں اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اعمال صالحہ کے عند اللہ مقبول اور باعث اجر و ثواب ہونے کے لئے ایمان اور خالص توحید شرط ہے اور کفار اس سے محروم ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں۔

گویا کفار کی خیرات کا یہ حال ہے کہ جس طرح کھیتی والوں کو اس کے نفع کی بڑی امید تھی مگر طوفان باد و باراں نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اسی طرح کافر دنیا میں رفاہ عامہ کے کاموں میں اور دیگر کار ہائے خیر میں اپنی دولت خرچ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اگر واقعی قیامت آنے والی ہے تو انہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا لیکن کفر و شرک کی وجہ سے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی کھیتی کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ کافروں کی خیرات کی ایسی چیز سے تشبیہ مقصود تھی جو بالکلیہ تباہ و برباد ہو چکی ہو اور یہ بات صرف کافروں کی کھیتی ہی میں پائی جا سکتی ہے کیونکہ دنیا میں تو وہ اس کے منافع سے محروم ہو ہی گئے آخرت میں بھی اس کا کوئی صلہ نہیں ملے گا لیکن مسلمان کے دنیا میں مالی نقصان کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے دنیا میں مالی نقصان کی وجہ سے اگرچہ وہ اس کے فوائد اور منافع سے محروم ہو جاتا ہے لیکن اس نقصان کے عوض آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا۔

ف۱: خیر امت اس بنا پر کہ یہی امت دین حق پر قائم ہے اہل کتاب نے انحراف کی راہیں اختیار کر کے اصل دین کو گم کر دیا اب انسانیت کی اصلاح اور رہنمائی و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو برپا کیا ہے۔ اس امت کا وصف یہ ہے کہ وہ ایمان سے متصف ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ اسی بنا پر اس امت کو خیر امت کا لقب عطا کیا گیا ہے نہ کہ نسل و نسب کی بنا پر جیسا کہ اہل کتاب اپنے بارے میں خیال کرتے رہے ہیں۔

ف۲: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہودیوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام و ثعلبہ بن شعبہ و اسید بن شعبہ و اسد بن عبد اور مزید کئی لوگ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسلمان ہوئے تو یہودیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

اور جو ان کے دلوں میں مخفی ہے بہت بڑا ہے ہم نے تمہارے لئے

الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

نشانات بتلائے ہیں اگر تم سمجھو۔ ف۱ دیکھو تو تم انہیں چاہتے ہو

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا

اور وہ جب کبھی تم سے ملیں تو کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں اور جب علیحدہ ہوں

عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ

تو تمہارے حسد میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں کہہ دے کہ اپنے غصے میں مر رہو

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ ف۲ اگر تم کو بھلائی پہنچے

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا

تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اگر تم کو تکلیف ہو تو اس سے خوش ہوتے ہیں

بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ

اگر تم صبر کرتے اور بچتے رہو گے تو ان کی فریب بازیاں تم کو کچھ بھی ضرر نہ دیں گی۔

شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ غَدَوْتَ

یقیناً اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ف۳ اور یاد کر جب

مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ

تو (۱) اپنے گھر والوں سے نکل کر مومنوں کو لڑائی کی جگہ پر بٹھاتا تھا

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ

اور اللہ سنتا جانتا تھا۔ اور جب کہ تم میں سے دو قبیلوں

اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

نے پھسلنا چاہا اللہ ان کا والی تھا اور مومنوں کو چاہئے کہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ

خدا ہی پر بھروسہ کیا کریں۔ ف۴ اللہ نے جنگ بدر کے موقع

(سلسلہ)

ف۱: ابن عباسؓ نے کہا کہ بعض مسلمان ان یہودیوں اور منافقوں سے میل جول رکھتے تھے جو ان کے ہمسایہ تھے یا جاہلیت کے زمانے سے ان کے ساتھ موافقت کا قول وقرار ٹھہرا ہوا تھا اللہ پاک نے ان کو خبردار کیا کہ ان سے میل جول مت رکھو کیونکہ وہ تمہارے سخت بدخواہ اور مخالف ہیں ان سے خیر خواہی کی توقع نہ کرو۔

ف۲: فرمایا کتنی کمزوری کی بات ہے کہ تم ان سے محبت رکھو اور وہ تمہیں نہ چاہیں تمہارا ایمان کل کتاب پر ہو اور یہ شک وشبہ میں ہی پڑے ہوئے ہیں ان کی کتاب کو تم تو مانو لیکن یہ تمہاری کتاب کا انکار کریں چاہئے تو یہ تھا کہ تم خود ان کو کڑی نظروں سے دیکھتے لیکن برخلاف اس کے یہ تمہاری عداوت کی آگ میں جل رہے ہیں جب تمہارا سامنا ہو جائے تو اپنی ایمانداری کی داستان بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں لیکن جب الگ ہوتے ہیں تو غیظ وغضب سے جلتے اور حسد سے اپنی انگلیاں چباتے ہیں پس مسلمانوں کو بھی ان کی ظاہرداری سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے یہ چاہے جلتے سڑتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو ترقی ہی دیتا رہے گا اور مسلمان دن رات ہر حیثیت سے بڑھتے رہیں گے گو کہ یہ لوگ مارے غصے کے مر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے بھیدوں سے بخوبی واقف ہے وہ ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گا اور یہ لوگ اپنی شرارتوں میں کامیاب نہ ہو سکیں گے بلکہ یہ لوگ اپنی چاہت کے خلاف مسلمانوں کو دن دوگنی ترقی کرتے دیکھیں گے اور آخرت میں بھی انہیں نعمتوں والی جنت حاصل کرتے دیکھیں گے جبکہ اس کے برعکس یہ لوگ خود کو یہاں رسوا پائیں گے اور آخرت میں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

ف۳: اکثر منافق بھی یہود میں سے تھے اسی لیے یہود کے ذکر کے ساتھ ان منافقوں کا ذکر بھی فرمایا آگے جنگ احد کا بیان ہے کہ اس میں بھی مسلمانوں نے بعض کافروں کا کہا مان لیا تھا اور لڑائی سے منہ موڑ چلے تھے اور منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں۔

ف۴: ان آیات میں جنگ احد کا تذکرہ ہے جو کہ سے ہجرت کرنے کے بعد سن تین (۳ھ) میں پیش آیا۔ نبی ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو تقریباً ڈیڑھ سال بعد جنگ بدر کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اس میں فتح ہوئی کافروں کے ستر آدمی اس میں مارے گئے اور تقریباً اتنے ہی قیدی بنا لئے گئے اس میں کافروں کا بہت نقصان ہوا چنانچہ انہوں نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کا پروگرام بنایا اور اطراف واکناف سے لوگوں کو جمع کر کے تین ہزار کا لشکر تیار کر لیا اور پوری طرح مسلح ہو کر مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ نبی ﷺ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ ان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے تو اکثر نے مشورہ دیا کہ شہر میں رہ کر لڑائی کی جائے لیکن جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے ان کا مشورہ تھا کہ مدینہ سے باہر میدان میں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ اس مشورہ پر عمل کیا گیا۔ جب نبی ﷺ ہتھیار بند ہو کر باہر تشریف لائے تو جن صحابہ کے مشورہ پر عمل ہو رہا تھا ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہم نے نبی ﷺ کے خلاف منشا تو میدان کی لڑائی پر زور نہیں دیا چنانچہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول اگر آپ کا شہر کے اندر رہ کر مقابلہ کا ارادہ ہو تو ایسے ہی کیجئے ہم اپنی بات پر اصرار نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی کو لائق نہیں کہ وہ ہتھیار پہن کر اتار دے لہذا اب اسی پر عمل ہوگا جو طے ہو چکا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے چل پڑے راستہ میں عبداللہ بن ابی منافق نے غداری کی اور اپنی تین سو کی جماعت کو لے کر واپس چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾

پر جبکہ تم کمزور تھے تمہاری مدد کی پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ

اور جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا تمہیں کافی نہیں؟ کہ تمہارا رب اترے ہوئے

رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿١٢٤﴾

تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے جس کا جواب تو ان کی طرف سے خود ہی دیتا

بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ

تھا کیوں نہیں اگر تم صبر کرتے اور ڈرتے رہو گے اور وہ تم پر ایسے

هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

ہی جوش سے چڑھیں گے تو پانچ ہزار فرشتوں کی لیس فوج سے اللہ تمہاری

مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ

مدد کرے گا۔ ف۱ یہ تو اللہ نے تمہارے خوش کرنے کو ہی کیا تھا

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ

تاکہ تمہارے دل اس سے مضبوط رہیں ورنہ فتح تو اللہ ہی کے

عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

ہاں سے ہے جو سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ تاکہ کافروں کی ایک

الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿١٢٧﴾

جماعت کو ہلاک یا بعض کو مغلوب ذلیل کرے پس وہ نامراد ہوکر واپس جائیں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ

تجھے کوئی اختیار نہیں کہ ان پر رحم کرے یا ان کو عذاب دے

يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

یقیناً وہ ظالم ہیں۔ ف۳ آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ

اللہ ہی کی ہیں جس کو چاہے بخش سکتا ہے جس کو

مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

چاہے عذاب کر سکتا ہے اور اللہ بخشنہار بڑا مہربان ہے۔ ف۴ مسلمانو

(منزل ۱)

ف: حضرت ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہلے تو ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر تین ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار اس آیت میں تین ہزار اور پانچ ہزار سے مدد کرنے کا وعدہ ہے اور بدر کے واقعہ کے بیان کے وقت ایک ہزار فرشتوں کی امداد کا وعدہ ہے فرمایا ﴿إِنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ (الانفال: ۹) اور دونوں آیات میں تطبیق یہی ہے کہ مردفین کا لفظ موجود ہے اور مردفین کا مطلب ہے کہ لگاتار متواتر' قطار در قطار آنے والے پس پہلے ایک ہزار اترے پھر ان کے بعد تین ہزار پورے ہوئے آخر پانچ ہزار ہو گئے ابن عباسؓ فرماتے ہیں بدر کے علاوہ فرشتے کبھی جنگ میں شامل نہیں ہوئے اور ان کی نشانی یہ تھی کہ ان کے سروں پر سفید پگڑیاں تھیں' یہ صرف مدد کے لئے اور تعداد بڑھانے کے لئے تھے نہ کہ لڑنے کے لیے۔ امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی ضرب کی پہچان یہ تھی کہ گردن پر چوٹ اور پوروں پر آگ کا داغ۔ مسند اسحاق میں ہے جبیر بن مطعم سے کہ بدر کے دن میں نے کافروں کی شکست سے پہلے آسمان سے کالی کالی چیونٹیاں اترتی دیکھیں یہ فرشتے تھے۔ جن کے اترنے کے بعد فوراً کافروں کو شکست ہوئی صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابی بدر کے دن ایک کافر کو قتل کرنے کے لیے دوڑ رہا تھا اس اثنا میں آسمان سے کوڑا پڑنے اور شہسوار کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ پھر وہ کافر گر پڑا۔ (فتح الباری باب شہود الملائکہ بدرا۔ ج ۷ ص ۳۱۲ و ۳۱۳) (عفیف)

ف۲: فرمایا کہ فرشتوں کا نازل کرنا اور تمہیں اس کی خبر دینا صرف تمہاری خوشی دلجوئی اور اطمینان کے لئے ہے ورنہ اللہ کو قدرت ہے کہ بغیر ان کو اتارے بلکہ بغیر تمہارے لڑے بھی تمہیں غالب کر دے مدد اسی کی طرف سے ہے فرمایا ﴿وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ﴾ (محمد: ۴) اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ ہر ایک کو آزما رہا ہے۔

ف۳: حضرت انسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں نبی ﷺ کے چہرہ مبارک پر پتھر لگا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اس وقت آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ اس قوم کا کیونکر بھلا ہوگا جس نے اپنے نبی کا یہ حال کیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے اس پر آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ نازل ہوئی اللہ پاک نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ایمان نصیب کر دے پھر وہ بھلائی کو کیوں نہ پہنچیں گے چنانچہ ان لوگوں میں سے ابوسفیان اور حارث بن ہشام وغیرہ رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔ (ترمذی)

حق تعالیٰ نے نبی ﷺ کو آگاہ فرمایا کہ بندے کو اختیار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مختار کل ہے جو چاہے سو کرے۔ اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن چاہے ان کو ہدایت دے اور چاہے تو ان کو عذاب کرے تم اپنی طرف سے ان کے لیے بددعا نہ کرو۔

ف۴: زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور سب اس کے غلام ہیں جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے متصرف وہی ہے جو چاہے حکم کرے کوئی اس سے پرسش نہیں کر سکتا ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور صرف سات سو صحابہ کو لے کر میدان کارزار میں اتر پڑے اور صحابہ کو حکم دیا کہ جب تک میں نہ کہوں اس وقت تک لڑائی شروع نہ کرنا اور پچاس تیر انداز صحابہ کو الگ کیا اور عبداللہ بن جبیر کو ان کا امیر بنایا اور فرمایا کہ پہاڑی پر چڑھ جاؤ اور اس بات کا خیال رکھنا کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو اور اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ اگر ہم غالب ہو جائیں یا مغلوب ہو جائیں تو پھر بھی ہرگز تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ یہ انتظاماتِ جنگ کر کے آپ اللہ علیہ وسلم خود بھی تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرما رہا ہے کہ انہیں چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کریں اور اس کے حکم کی اطاعت کریں نافرمانی نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا

دوگنا چوگنا سود نہ کھایا کرو اور اللہ سے

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ

ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ ف۱ اور اس آگ سے ڈرو جو ناشکرے

لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

بندوں کے لئے تیار ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے

تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ ف۲ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ

اور اس باغ کی طرف جلدی کرو جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمینوں جتنا

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ

ہے وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے۔ ف۳ جو فراخی اور تنگی میں خرچ

الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

کرتے ہیں اور غصہ دبا لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف

عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

کر دیتے ہیں احسان کرنے والے اللہ کو بھاتے ہیں۔ ف۴ اور جو لوگ کبھی

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا

فحش یا اپنے حق میں برائی کر گزریں تو فوراً اللہ کو یاد

اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۡ وَمَنْ يَّغْفِرُ

کرتے اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اللہ کے سوا کون

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۡ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا

گناہ بخشتا ہے تو دانستہ اپنی غلطی پر اڑتے نہیں۔ ف۵ اور وہ جانتے ہیں (کیونکہ غلطی ہو جانا

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ

تو انسانی فطرت میں داخل ہے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا اس کا علاج ہے) انہی لوگوں کا بدلہ اللہ کے

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہاں سے بخشش ہے اور کئی ایک باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

ف۱: عطاءؒ نے کہا کہ بنی ثقیف اور بنی نضیر جاہلیت کے زمانے میں آپس میں قرض کا لین دین رکھتے تھے جب ادا کرنے کا وقت آتا تب قرضدار اپنے قرض خواہ سے کہتا کہ اس رقم پر کچھ زیادہ کر لو اور مجھ کو اس قدر مہلت مزید دے دو چنانچہ وہ ایسا کرتا اس پر اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائیں یعنی مسلمانوں کو منع فرمایا کہ اصل رقم پر بڑھا چڑھا کر کھانا سود ہے اس سے بچو۔

ف۲: نہ صرف سود کے احکام میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی اطاعت کا طریقہ وہی اختیار کرو جو اس کے رسول نے اپنے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل سے قائم کیا لہٰذا اللہ کی اطاعت کے لئے رسول کی اطاعت نہایت ضروری اور لازمی ہے اور رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔

استحقاق رحمت کی امید کو اطاعت رسول ﷺ کے ساتھ مشروط فرما کر بتا دیا کہ رحمت کی امید صرف فرمانبرداروں کو رکھنی چاہئے نہ کہ نافرمانوں کو اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ بجا لانا اور گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے اور معاصی کا ارتکاب کرنے والے مومنوں کو عذاب ہوگا۔ مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد کوئی گناہ مضر نہیں اور کسی مومن کو آگ کا عذاب نہیں ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سود خوری سے منع فرمایا اور باز نہ رہنے والوں کو عذاب نار کی دھمکی دی پھر اپنی رحمت کے حقدار بننے کے لئے اپنی اور رسول کی اطاعت کو اس پر لازم قرار دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور معصیت غضب الٰہی کا موجب ہے۔ اور یہ ثابت ہوا کہ مرجیۂ کا یہ عقیدہ باطل ہے اور کتاب وسنت کی نصوص صریحہ کے سراسر مخالف اور متضاد ہے۔

ف۳: بعض رند مشرب شاعر اور نادان صوفی یوں کہہ دیتے ہیں کہ جنت کے لالچ سے اللہ پاک کی عبادت نہیں کرنی چاہئے یہ کلام ان کا قرآن و حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ پاک نے حکم فرمایا کہ جنت کی طلب میں بہت محنت اور کوشش کرو سورہ حدید ع ۳ اور سورۃ بقرہ ع ۲۷، سورۂ یونس ع ۳ اور سورۃ مطففین میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے واسطے کوشش کرنے کا حکم کیا اور یوں فرمایا کہ اللہ پاک تم کو جنت کی طرف بلاتا ہے۔

جنت کا آسمانوں اور زمین کے برابر چوڑا ہونا اپنے ظاہر پر محمول ہے اور یہ بات تو واضح ہے کہ عرض ہمیشہ طول سے کم ہوتا ہے جب اس جنت کا عرض اس قدر ہے تو اس کا طول اس سے کہیں زیادہ ہوگا جس کا اندازہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قال ابن عباس تقرن السموات والارض بعضها الى بعض كما تبسط الثياب و يوصل بعضها ببعض فذالك عرض الجنة و لا يعلم طولها الا الله و هذا قول الجمهور۔ بعض نے کہا کہ اس کی لمبائی اور چوڑائی دونوں برابر ہیں کیونکہ وہ مثل قبے کے عرش کے نیچے ہے جو چیز قبہ نما یا مستدیر (گول) ہو تو اس کا عرض وطول یکساں

مثل

ہوتا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس کا سوال کرو کہ وہ سب سے اونچی اور سب سے اچھی جنت ہے اسی جنت سے سب نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اور اسی کی چھت اللہ رحمٰن رحیم کا عرش ہے۔ (ابن کثیر) جنت اعلیٰ علیین میں ہے دوزخ اسفل السافلین ہے۔

ف۴: اہل جنت کا وصف بیان فرمایا کہ وہ سختی اور آسانی، خوشی، غمی اور بیماری، غرض ہر حال میں اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں یہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کی برائیوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (احمد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ
ہمیشہ ان میں رہیں گے اور نیک کام کرنے والوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے۔
خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں پس تم زمین میں پھرو
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا
پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ ف۱ یہ لوگوں
بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾
کے لئے سمجھوتے اور ہدایت اور بالخصوص پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔
وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ
تم نہ تو سست ہوؤ اور نہ غمگین اگر تم ایمانداری پر مضبوط
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ
ہوگے تو تم ہی غالب ہو گے۔ ف۲ اگر تم کو تکلیف پہنچے تو کفار کی قوم
قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ
کو بھی اتنی ہی تکلیف پہنچ چکی ہے اس زمانہ کی گردش ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں ف۳
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ
اس لئے کہ اللہ ایمانداروں کی تمیز کردے اور بعض کو تم میں سے شہید بنائے ف۴
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اللہ کو ظالم نہیں بھاتے۔ اور تاکہ اللہ مومنوں کو نکھارے اور
اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
کفار کو جڑ سے کاٹے۔ کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ یونہی جنت
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ
میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے جہاد کرنے والوں کو تم میں سے الگ نہیں کیا
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ
اور صابروں کی تمیز بھی نہیں کی۔ ف۵ تم تو اس سے پہلے مرنے کی خواہش
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ
رکھتے تھے پس اب تم اسے آنکھ سے

ف۱: سنن سے مراد اللہ کے وہ قاعدے ہیں جن کے تحت وہ قوموں کو سزا دیتا رہتا ہے۔ اس سنت کے مظاہرہ تباہ شدہ قوموں کے آثار کی شکل میں سرزمین عرب میں موجود تھے مثلاً قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ کے آثار ان علاقوں کا سفر کر کے آدمی ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ جو سفر تلاش حقیقت اور تاریخی واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی غرض سے کیا جائے وہ یقیناً مفید ہوگا اور یہاں ترغیب ایسے ہی سفر کو دی گئی ہے۔ رہا وہ سفر جو تاریخی آثار کی محض سیر کرنے اور کھنڈرات کو دیکھ کر اپنی جغرافیائی اور فنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے ہو اس سے عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

ف۲: شہید وہ ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اسے شہید کا لقب اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی حقانیت کی گواہی اپنی جان دے کر پیش کرتا ہے۔ شہادت نہایت بلند درجہ ہے اور غزوۂ احد میں جو مسلمان مارے گئے اس کی حکمت یہاں یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ مقام پر فائز کرنا چاہتا تھا۔

ف۳: اس آیت میں بدر کی طرف اشارہ ہے جس میں کافروں کو چوٹ کھانا پڑی تھی۔ جنگ احد میں جو مسلمانوں کو فتح ہونے کے بعد اپنی غلطی کی وجہ سے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو اس کی تسلی کے لئے آیت لَا تَهِنُوْا نازل ہوئی۔ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملنا تھا اور مومن اور منافق کا پرکھنا منظور تھا اور مسلمانوں کو سدھانا اس واسطے اتنی شکست ہوئی ورنہ اللہ تعالیٰ کافروں سے راضی نہیں۔

ف۴: ایام سے مراد وہ تاریخی دن ہیں جن میں قوموں کی فتح و شکست کے واقعات پیش آئے۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ کے قانون ابتلا کے تحت پیش آئے ہیں۔

ف۵: فرمایا سختیوں اور آزمائشوں کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا ارشاد باری ہے۔ ﴿الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۱،۲) کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم صرف ان کے اس قول پر کہ ہم ایمان لائے انہیں چھوڑ دیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی؟ یہاں بھی یہی فرمان ہے کہ جب تک صبر کرنے والے معلوم نہ ہو جائیں یعنی دنیا پر ظہور میں نہ آ جائیں تب تک جنت نہیں مل سکتی۔

یعلم کی نصب نے علماء نحو کو مجبور کیا ہے کہ اس سے پہلے کوئی ناصبہ تلاش کریں چنانچہ انہوں نے اس کی ترکیب یوں بنائی قبل ان یعلم الصابرین مگر میں نے اس ترکیب کو اختیار نہیں کیا کیونکہ یعلم کا حق جزم کا ہے مگر ایسی حالت میں بوجہ خفت فتح بھی آتی ہے اور کتب نحو میں اس کی مثال بھی ملتی ہے۔

ف۵: اصرار نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ معصیت پر بغیر توبہ کئے اڑ نہیں جاتے اگر کئی مرتبہ گناہ ہو جائے تو کئی مرتبہ استغفار بھی کرتے ہیں اور اگر وقتی جذبات سے مغلوب ہو کر پھر کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد انہیں توبہ و استغفار پر آمادہ کرتی ہے۔ اور وہ گناہ پر جمے نہیں رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اصرار کرنے والا اور اکڑنے والا نہیں ہوتا جو استغفار کرتا رہتا ہے اگرچہ بالفرض اس سے ایک دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ ہو جائے۔ (مسند ابو یعلیٰ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ

دیکھ چکے ہو۔ ف۱ محمد اللہ کا صرف رسول ہے اس سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

کئی رسول ہو گزرے ہیں کیا اگر وہ (محمد) مرگیا یا مارا جائے

عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ

تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے جو کوئی دین سے پھرے گا وہ اللہ

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

کا کچھ نہ بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ نے شکر گزاروں کو بدلہ دینا ہے۔ ف۲

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا

بغیر حکم الٰہی کے کوئی مر نہیں سکتا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت

مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ

ہے جو کوئی دنیا ہی کی نیک نامی چاہے ہم بھی اس میں سے اسے کچھ دیدیتے ہیں

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي

اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہے ہم اس کو اس سے دیں گے اور ہم شکر

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

گزاروں کو بدلہ دیں گے۔ ف۳ بہت سے اللہ والے لوگ کئی نبیوں کے

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ

ساتھ ہوکر لڑتے رہے ف۴ پھر نہ تو اللہ کی راہ میں تکلیف

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ

پہنچنے سے ہارے اور نہ سست ہوئے اور نہ دبے اللہ

يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ

صابروں سے محبت کرتا ہے۔ ان کی آواز یہی ہوتی تھی کہ

قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ

اے ہمارے مولا ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری سستی جو دین کے بارے میں ہوئی

اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ

معاف فرما ف۵ اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافروں کی قوم پر

منزل ۱

ف۱: اشارہ ہے ان نوجوانوں کی طرف جنہیں جنگ بدر میں شرکت کا موقع نہیں ملا تھا وہ "شہادت" کی تمنا کا اظہار کر رہے تھے اور اسی شوق شہادت میں انھوں نے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا تھا۔

یعنی تم مسلمان اس سے پہلے تو ایسے موقعہ کی آرزو میں تھے کہ تم اپنا صبر اور اپنی سختی اور مضبوطی اور استقامت اللہ کو دکھاؤ اور اللہ کی راہ میں شہادت پاؤ تو لو اب ہم نے تمہیں یہ موقع دیا تم بھی اپنی ثابت قدمی اور اولوالعزمی دکھاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ دشمن کی ملاقات کی آرزو نہ کرو اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب میدان پڑ جائے پھر صبر کرو مقابلے سے نہ ہٹو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۲: جنگ احد میں عین تکلیف اور گریز کے وقت یہ آواز آئی کہ نبی ﷺ قتل ہو گئے جس سے صحابہ کرام کی کمریں ضعیف ہو گئیں جیسا کہ دنیا کا دستور ہے کہ سردار لشکر کے نہ ہونے سے لشکریوں کا دل ٹوٹ سا جاتا ہے۔ اس جنگ میں بعضے مسلمان کامل بھی دل برداشتہ ہو گئے تھے وہ اس لئے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ میں محمد کو مار آیا ہوں اور نبی ﷺ کے زخم سے خون بہت بہہ گیا تھا اسی کمزوری کی وجہ سے آپ ایک گڑھے میں گر گئے تھے اور مسلمانوں نے نبی ﷺ کو میدان میں نہ دیکھا تو ان کو گویا اس بات کا یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ واقعی قتل کر دیئے گئے ہیں پھر جب نبی ﷺ ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی ہوئی تب کافر پھر کر چلے گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول زندہ رہے یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو۔ اور یہاں اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی وفات پر بعضے لوگ پھر جائیں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کی وفات پر اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو قتل کر دیا گیا۔

یہاں جو بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں اللہ کے بہت سے رسول گذر چکے ہیں اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے ایک رسول ہیں اس لئے جس طرح دوسرے رسولوں کو موت سے دو چار ہونا پڑا اسی طرح حضرت محمد (ﷺ) کو بھی ایک دن وفات پانا ہے ان کے رسول ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ وفات نہیں پائیں گے یا قتل نہیں ہو سکتے۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور اس میں رسولوں کے ساتھ بھی آزمائشیں لگی ہوئی ہیں۔

ف۳: یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی لیکن یہ اس کے لیے ہے جو اس نعمت کی قدر جانے۔

ف۴: اشارہ ہے ان جنگوں کی طرف جو حضرت سموئیل، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قیادت میں لڑی گئیں۔ اس سے مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کو جن شدائد کا سامنا کرنا پڑا اس سے وہ بددل نہ ہوں۔ راہ خدا میں جنگ اور مصائب کا پیش آ جانا کوئی نئی بات نہیں ہے گذشتہ انبیاء اور ان کے رفقاء کو بھی یہ مراحل پیش آتے رہے ہیں اور ان سے گذر کر ہی وہ بلند مقام کو پہنچ سکے ہیں۔

ف۵: یعنی ان مصیبتوں کے پیش آنے پر انھوں نے خدا اور اس کے رسول کے خلاف باتیں نہیں کیں بلکہ اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے رہے اور اللہ سے اپنے قصوروں کے لئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو دنیا میں بھی سرفرازی نصیب ہوئی اور آخرت میں بھی وہ بہترین انعامات سے نوازے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاٰثٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ

فتح نصیب کر۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت

حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ ف۱

کا بدلہ بھی بہت خوب بخشا اس لئے کہ اللہ کو نیکوکار بھاتے ہیں۔ ف۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

مسلمانو! اگر تم کافروں کے تابع ہوئے

يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ بَلِ

تو وہ تم کو دین سے پھیر دیں گے پھر تم ٹوٹے میں پڑ جاؤ گے۔ بلکہ

اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ

اللہ تمہارا ولی ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے۔ ف۲ ہم (اللہ)

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ

کافروں کے دلوں میں تمہارا خوف ڈالیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ

ایسی چیز کو شریک ٹھہرایا ہے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ان کا ٹھکانہ

بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ

آگ (دوزخ) ہے اور ظالموں کے لئے بری جگہ ہے۔ ف۳ اللہ نے تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر دیا

وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ

تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے ف۴ یہاں تک کہ تم خود ہی اکھڑنے

تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ

اور جھگڑنے لگے اور بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری پسندیدہ چیز تم کو دکھا

اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ

دی تم نے نافرمانی کی بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ

آخرت مانگتے ہیں پھر تم کو ان سے ہٹالیا تاکہ تم کو

لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

آزمائے کرے اور اب تم سے معاف کردیا اللہ مومنوں کے حال پر

خواہش تو یہی ہے کہ تمہیں دین اسلام سے ہٹا دیں' فرمایا مجھ ہی کو مولا اور مددگار جانو مجھ ہی پر بھروسہ کرو مجھ ہی سے مدد چاہو۔

یعنی اس جنگ میں جو مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے وقت پایا بعضے الزام دینے لگے اور بعضے خیر خواہی کے پردے میں سمجھانے لگے تاکہ آگے لڑائی پر دلیری نہ کریں مگر حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ۔

ف۳: جنگ احد سے فراغت پا کر مشرکین جب مکہ شریف کو واپس گئے تو راہ میں انہوں نے پھر حملہ کرنے کا قصد کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ یعنی وہ اللہ کے چور ہیں اور چور کے دل میں ڈر ہوتا ہے اس واسطے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ ہیبت ڈالے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ لڑائی سے لوٹ گیا۔ ایمان عزم اور حوصلہ کی بنیاد ہے اس لئے مومنوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور یہ بلند حوصلگی مشرکین اور کفار کے دلوں میں رعب پیدا کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ (میری ایسے رعب کے ذریعہ مدد کی گئی ہے کہ اگر دشمن ایک ماہ کی مسافت کے بقدر دوری پر ہو تو اس پر بھی رعب طاری ہوگا۔)

اور واقعات نے اس کی تصدیق کی چنانچہ مسلمانوں کی دھاک قیصر و کسریٰ ہی پر نہیں بیٹھی بلکہ اس کے اثرات ہندوستان اور اسپین تک وسیع ہوئے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت غزوۂ احد کے موقع پر بھی پورا ہوا چنانچہ مسلمان تعداد میں کم ہونے اور بے سروسامانی کی حالت میں ہونے کے باوجود مشرکین پر بھاری رہے جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ مشرکین میں سے جو لوگ یکے بعد دیگرے پرچم سنبھال رہے تھے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بالآخر پرچم زمین پر گر گیا جو اس زمانہ میں شکست کی علامت تھی۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں سے کچھ کمزوریوں کا صدور ہوا جس کے نتیجہ میں انہیں بڑی زک پہنچی۔

ف۱: متن میں لفظ "محسنین" استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں وہ لوگ جو احسان یعنی حسن عمل کا رویہ اختیار کریں مراد نیک کردار اور خوب کار لوگ ہیں جو اپنے فرائض Duties کو نہ صرف ادا کرتے ہیں بلکہ بحسن وخوبی ادا کرتے ہیں اور جن لوگوں کی صفت راہ خدا میں جاں فروشی بیان کی گئی ہے ان کو محسنین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ احسان کے مفہوم میں دین کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کرنا اور اللہ کی خاطر قربانیاں دینا بدرجۂ اولیٰ شامل ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو کافروں اور منافقوں کی باتوں کے ماننے سے روک رہا ہے کہ اگر ان کی بات مانی تو دنیا اور آخرت کی ذلت تم پر آئے گی اور ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ

بڑے فضل والا ہے۔ ف۱ جب تم چڑھے جا رہے تھے اور پھر کر کسی کو

عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پیچھے سے بلا رہا تھا

فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ

پس تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ تم ہاتھ سے گئی ہوئی چیز پر غم نہ کرو

وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ

اور نہ پہنچی ہوئی مصیبت پر رنج کرو اور اللہ تمہارے کاموں سے آگاہ ہے۔ ف۲

اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا

پھر اللہ نے بعد غم کے تم پر بغرض آرام (جسمانی) نیند ڈالی جو

يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

تم میں سے ایک جماعت پر غالب آرہی تھی اور ایک جماعت کو

اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ

جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اللہ کی نسبت جاہلانہ غلط گمان کر رہے تھے

يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ

اور کہہ رہے تھے کہ ہماری بھی کچھ عزت ہے تو کہہ دے کہ

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا

اختیار سارا اللہ کو ہے دل میں وہ باتیں رکھتے ہیں جو تیرے سامنے

يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ

بیان نہیں کر سکتے کہتے ہیں کہ اگر ہماری عزت ہوتی تو ہم

شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

یہاں نہ مارے جاتے تو کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ

تو جن کی تقدیر میں قتل لکھا تھا اپنے قتل گاہ میں ضرور ہی آجاتے

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا

اللہ نے تمہارے جی کی باتیں ظاہر کرنی تھیں اور تمہارے دلوں کے خیالات

منزل ۱

ف۱: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں ایک پہاڑ کے درّے پر چند آدمی مقرر کئے تھے اور ان سے فرمایا تھا کہ ہماری فتح ہو یا شکست تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان غالب آ گئے اور لوٹ میں مصروف ہیں اور کفار بھاگ گئے اب تو یہاں ہمارا ٹھہرنا فضول ہے ہر چند ان کے امیر (عبداللہ بن جبیر) نے سمجھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی یاد کرایا مگر ظاہرداری سے وہ غلطی کھا گئے صرف دس بارہ آدمی امیر کے ساتھ اس درّے پر ٹھہرے رہے اتنے میں مشرکین کفار نے میدان خالی پا کر ان پر حملہ کیا تو مسلمانوں کو لینے کے دینے پڑ گئے فتح شکست سے بدل گئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہے۔

یہ تھیں وہ کمزوریاں اور غلطیاں جو غزوۂ احد کے موقع پر عین حالت جنگ میں مسلمانوں سے سرزد ہوئیں اول تو مسلمان ابتدائی فتح مندی کو دیکھنے کے بعد ڈھیلے پڑ گئے کو گویا فتح تو ہمارے لئے مقدر ہی رہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ کے رسول نے ایک دستہ پشت کی طرف درے پر حفاظت کے لئے متعین کیا تھا اور انہیں تاکید کی تھی کہ وہ اسے کسی حال میں نہ چھوڑیں لیکن فتح کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کے درمیان یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ ایسی صورت میں اسے چھوڑ کر مال غنیمت حاصل کرنے میں کیا حرج ہے اگرچہ کہ دستہ کے سردار عبداللہ بن جبیر نے انھیں روکنے کی کوشش کی لیکن سوائے چند افراد کے سب نے نافرمانی کی۔

تیسرے یہ کہ وہ حکم رسول کی خلاف ورزی کر کے قبل از وقت مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے اور صرف تھوڑے آدمی اپنی جگہ قائم رہے اس چیز سے دشمن نے فائدہ اٹھایا اور پشت سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے۔

چوتھے یہ کہ مسلمانوں میں بعض لوگوں نے مال غنیمت سمیٹنے میں جلدی کر کے آخرت کے بجائے دنیا پر اپنی نگاہیں جما دیں۔

ف۱: یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی تاکہ آئندہ کے لیے یاد رکھو کہ رسول کے حکم پر چلنا ہے چاہے کچھ ہاتھ سے جائے یا کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے کوئی مصیبت ہی کیوں نہ سامنے آئے۔

فرمایا تمہیں غم پر غم پہنچا بغم کا باب معنی میں علیٰ کے ہے جیسے ﴿فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ (طٰہٰ:۷۱) میں فی بمعنی علیٰ کے ہے' ایک غم تو شکست کا جبکہ یہ مشہور ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے دوسرا غم مشرکوں کا پہاڑ کے اوپر غالب آ کر چڑھ جانے کا' جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے انہیں یہ بلندی لائق نہ تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غم شکست کا دوسرا غم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا اور یہ غم پہلے غم سے بھی زیادہ تھا اسی طرح یہ بھی ہے کہ ایک غم تو غنیمت کا ہاتھ میں آ کر نکل جانے کا دوسرا ہزیمت ہونے کا اسی طرح ایک غم اپنے بھائیوں کے قتل کا دوسرا غم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسی منحوس خبر کا فرمایا جو غنیمت اور فتح مندی تم سے فوت ہوئی اور جو زخم و شہادت ملی اس پر غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

ف۲: جنگ میں ایک موقع ایسا آیا کہ خوف کی شدت کو زائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونگھ کی حالت طاری کر دی یہ حالت اس وقت طاری ہوئی جب کہ لڑائی کچھ دیر کے لئے رک گئی تھی اور مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو کر اپنی قوت مجتمع کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

کو نکھارنا تھا ۔ اور اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ

جو لوگ دو فوجوں کے ملنے کے دن منہ پھیر گئے تھے

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

ان کو شیطان ہی نے بعض اعمال کی شامت سے پھسلایا تھا ف۲

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اللہ نے ان کو معاف کر دیا اللہ بڑا ہی بخشنے والا حوصلے والا ہے۔ ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اے مسلمانو ان لوگوں جیسے مت بنو جو منکر

وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ

ہوئے ف۴ اور اپنے بھائیوں کے حق میں جب وہ سفر کر جائیں یا

كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا

جنگ کرنے کو روانہ ہوں تو کہتے ہیں اگر وہ ہمارے پاس ٹھہرے ہوتے تو نہ مرتے

قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَ

اور نہ قتل ہوتے اللہ اس خیال کو ان کے دلوں میں باعث حسرت کرے گا

اللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۵

وَلَىِٕنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ

اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کے ہاں سے

مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ مُّتُّمْ

بخشش اور مہربانی سب لوگوں کے مال اسباب جمع کئے ہوئے سے اچھی ہے۔ اگر تم موت طبعی

اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

سے مرے یا اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے آخر اللہ کے پاس ہی جمع کئے جاؤ گے۔ ف۶ کیونکہ تو اللہ کی رحمت سے

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ

ان پر نرم دل ہے اور اگر تو بد زبان اور سخت دل ہوتا

تا کہ صادق اور منافق میں امتیاز ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی سے دلوں کے بھید جانتا ہے اس لئے اسے تو ابتلا و امتحان کی ضرورت نہیں البتہ بعض مصلحتوں کی بنا پر وہ اپنے بندوں کو امتحان میں مبتلا کرتا ہے مثلاً مخلص مومنین کی تمرین و تثبیت اور منافقین کے نفاق کا کشف و اظہار وغیرہ۔

ف۲: منافقین کی شرارت سے کچھ کمزور قسم کے مسلمان بھی متاثر ہوئے تھے لیکن بعد میں انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا۔ یہاں اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے بعض پچھلے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے انہیں ٹھوکر کھلائی کیونکہ شیطان کا حربہ ان لوگوں پر کارگر ثابت ہوتا ہے جو گناہ کے لئے اپنے نفس کو ڈھیل دے دیتے ہیں۔

ف۳: اس سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا۔

اس سے چند آیات پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کے لئے معافی کا اعلان فرمایا اب مزید تسکین و تشفی کے لئے دوبارہ معافی کا اعلان فرما دیا اللہ کا فضل و کرم اور اس کی شفقت و رحمت سے بھرپور الفاظ کے ساتھ تیر اندازوں یا میدان سے ہٹنے والوں سے جو لغزش ہوئی اس پر صرف تنبیہ فرمائی اس کی پاداش میں کوئی تباہ کن شکست بھی نہیں دی پھر ان کا قصور بھی ایسا معاف فرمایا کہ آخرت میں اس پر ان کو کسی قسم کی پکڑ نہیں ہوگی اس لئے اب اس قصور کی بنا پر دنیا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و ملامت کرنے کا بھی کسی کو حق نہیں۔

ف۴: اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے منافقین مراد ہیں اور وہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔

ف۵: جو لوگ اپنی تدبیروں ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں وہ قضائے الٰہی کے تحت پیش آ جانے والے واقعات کی غلط توجیہ کرتے ہیں اور یہ توجیہ ان کے لئے واضح حسرت بن کر رہ جاتی ہے اور وہ کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں کہ اگر ایسا کیا ہوتا تو ایسا ہوتا۔ دراصل موت و حیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی مرتا ہے تو اس کی چاہت سے اور اگر کسی کو زندگی ملتی ہے تو وہ بھی اس کے ارادے سے' تمام امور کا جاری کرنا اس کے قبضہ میں ہے اس کی قضا و قدر ٹلتی نہیں اس کے علم سے اور اس کی نگاہ سے کوئی چیز باہر نہیں اور وہ بھی تمام مخلوق کے ہر ہر دم کو بخوبی جانتا ہے۔

ف۶: فرمایا کہ خواہ کسی طرح دنیا چھوڑ دو مر کر یا قتل ہو کر لوٹنا تو اللہ ہی کی طرف ہے پھر اپنے اعمال کا بدلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

فـ۱: اس جنگ میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو ہٹنا تھا ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان پر اونگھ آئی اس کے بعد دہشت اور رعب دفع ہو گیا اور اتنی دیر ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غشی رہی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سے غشی کا دورہ ختم ہوا تو صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پھر دوبارہ لڑائی ہوئی اور سست ایمان والے کہنے لگے کہ اس شکست کے بعد کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا یا یہ معنے کہ اللہ نے جو چاہا سو کیا ہمارا اس میں کیا اختیار' اور نیت میں یہ تھا کہ ہمارے مشورے پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اگر ہمارے مشورے پر عمل کرتے تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کا جواب فرما دیا اور بتایا کہ اللہ کو اس میں حکمت منظور تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

تو تیرے پاس سے بھاگ جاتے پس ان کو معاف کر اور ان کے لئے

لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ

بخشش مانگ اور ان سے اپنے کام میں مشورہ لیا کر پھر جب کسی کام کا تو قصد کرے تو

عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ

اللہ پر بھروسہ کر اللہ کو بھروسہ کرنے والے بھلے لگتے ہیں۔ ف۱ اگر

يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ

وہ تمہاری مدد کرے تو کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے گا اور اگر وہ ذلیل کرنے کو ہو

ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو کون ہے جو اس کے بعد تم کو مدد دے مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ

بھروسہ کریں۔ کسی نبی کی شایان شان نہیں کہ خیانت کرے جو کوئی

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

خیانت کرے گا قیامت کے روز اپنی خیانت کو لائے گا پھر ہر ایک شخص کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ

اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا اور کسی طرح سے ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ف۲ کیا جو

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ

شخص اللہ کی مرضی کا تابع رہا ہو اس کی طرح ہو جائے گا جس نے اللہ کا غصہ اپنے پر لیا ہو

وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا جو بہت بری جگہ ہے۔ اللہ کے نزدیک ان کے

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ

کئی درجے ہیں اور اللہ ان کے کاموں کو دیکھتا ہے۔ ف۳ اس نے مسلمانوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

احسان کیا جب کہ انہیں میں سے ایک رسول ان کے سکھانے کو بھیجا جو اس کی

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

آیتیں پڑھ کر انکو سناتا ہے اور ان کو بری خصلتوں سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب الٰہی

منزل

ف۱: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو صحابہ کرام سے مزید رحمت و شفقت سے پیش آنے کی تلقین فرمائی کہ ان سے جو غلطی ہوئی اس سے آپ بھی درگزر فرمائیں۔ اور اللہ سے بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کریں اور ان میں سے جو اصحاب رائے ہیں ان سے تو آپ جنگی معاملات اور دیگر امور جن کے بارے وحی سے کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو مشورہ بھی فرمایا کریں اس سے ان کے دلوں میں مزید خوشی اور راحت پیدا ہوگی نیز ان کی قدردانی ہوگی۔

شاورهم ای فی امر الحرب و نحوه ممالم ینزل علیك فیه وحی تطییبا لنفوسهم و ترویحا لقلوبهم و رفعا لا قدارهم۔

یہاں معاملات میں اہل ایمان سے مشورہ کرتے رہنے کی ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی گئی ہے اور سیاق کلام سے واضح ہے کہ معاملات سے مراد جہاد جیسے مہمات امور ہیں جن کے سلسلہ میں خدا کی طرف سے کوئی واضح حکم نازل نہ ہوا یا حکم تو نازل ہوا ہو لیکن مسئلہ اس کی تطبیق اور اس کو بروئے کار لانے کے سلسلہ میں تدبیر کا ہو ورنہ حکم خداوندی کی موجودگی میں مشورہ کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ کرنے کا حکم ہے۔

ف۲: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بدر کے دن ایک سرخ رنگ کی چادر نہیں ملتی تھی تو لوگوں نے کہا شاید رسول اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو اس پر یہ آیت اتری۔ (ترمذی)

اس آیت کی تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ نبی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کسی چیز کو چھپائے اور امت تک اسے نہ پہنچائے۔

یَغُلَّ کو یُغَلَّ بھی پڑھا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی کی ذات ایسی نہیں کہ ان کے پاس والے ان کی خیانت کریں۔ حضرت قتادہؓ اور حضرت ربیعؒ سے مروی ہے کہ بدر کے دن آپ کے اصحاب نے مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کچھ لے لیا تھا اس پر یہ آیت اتری۔

خیانت کے سلسلہ میں حدیث میں نہایت سخت وعید سنائی گئی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو سرکاری خزانہ کے سلسلے میں اس قدر محتاط رہنے کی ہدایت فرمائی تھی کہ ایک سوئی کا چھپانا بھی ان کے لئے روا نہ تھا۔ فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ لَنَا مِنْكُمْ عَمَلًا فَكَتَمَنَا مِنْهُ مُخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"لوگو! تم میں سے جو کوئی ہمارے کسی کام پر مامور ہو اور پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے کمتر کوئی چیز چھپائے تو وہ خیانت ہے جسے وہ قیامت کے دن لا حاضر کرے گا۔"

ف۳: یعنی نبی اور سب خلق برابر نہیں طمع کے کام نبیوں سے بالا ولی سرزد نہیں یا طمع کے ادنیٰ کام نبیوں سے سرزد نہیں ہوتے۔

اگر طمع یا لالچ انبیاء کرام میں ہوتا تو پھر نبوت کا حق کس طرح ادا ہوسکتا تھا؟

اور پھر نبی اور امتی میں فرق کیا رہ جاتا؟

نبیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے معصوم عن الخطاء قرار دیا ہے۔ اس لیے ایسی بات دل میں رکھنا تو کجا ذہن سے سوچنا بھی اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف لے جانے کے مترادف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

اور تہذیب روحانی سکھاتا ہے ورنہ پہلے تو سخت غلطی میں تھے۔ ف۱

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

کیا جب تمہیں کچھ تکلیف پہنچی جس سے دوگنی تم ان کو پہنچا چکے تھے

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ

تم بول اٹھے کہ یہ کہاں سے آگئی تو ان سے کہہ دے تمہاری ہی طرف سے ہے

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ

اللہ سب کام کر سکتا ہے۔ ف۲ اور جو تکلیف تم کو دو لشکروں

الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

کے مقابلے کے روز پہنچی تھی وہ بھی اللہ کے حکم سے تھی کہ اللہ پختہ مومنوں کو تمیز کردے۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اور نیز ان لوگوں کو جدا کرے جو دل میں نفاق رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے کہا آؤ اللہ کی راہ

قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ

میں (کفار سے) لڑو یا دور ہی کر دو بولے اگر ہم لڑنا جانتے

قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ

تو تمہارا ساتھ دیتے وہ اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر کی طرف

مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ

بہت جھکے ہوئے تھے اپنے منہ سے وہ باتیں کہہ رہے تھے جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ

ان کے دل میں نہ تھیں جو چھپا رہے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے۔ ف۳ جنہوں نے

قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ

گھر بیٹھ کر اپنی برادری کے لوگوں کی نسبت کہا کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

تو ان سے کہہ دے کہ اپنی جان سے تو موت کو ٹال دیجو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

سچ بولتے ہو تو اللہ کی راہ میں مارے ف۴ گیوں

ف۱: مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی کی جنس سے ان میں اپنا رسول بھیجا تاکہ یہ اس سے بات چیت کرسکیں ساتھ بیٹھ اٹھ سکیں پوچھ گچھ سکیں اس میں مومنین کے لئے بڑی بشارت ہے کہ رسول بھی تمہارے ہی جیسے ایک بشر ہیں۔ اراد به المومنين كلهم و معنى من انفسهم انه واحد منهم و بشر مثلهم۔ (قرطبی)

اس حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفتیں بیان فرمائی ہیں اول لوگوں پر اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں دوم ماننے والوں کی عملی تربیت کرتے ہیں اخلاق رذیلہ، عقائد باطلہ اعمال سیئہ مثلاً شرک وکفر اور آبائی رسم ورواج سے ان کو پاک کرتے ہیں۔ سوم کتاب اللہ کے مطالب ومعانی اور اس کے رموز واسرار سکھاتے ہیں۔

ف۲: یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافروں کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے تمہاری اس لڑائی میں ستر آدمی شہید ہوئے تو بددل کیوں ہوتے ہو سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بے حکمی سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے اسیروں کو مار نہ ڈالا مال لے کر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر ان کو چھوڑتے ہو تم میں ستر آدمی شہید ہوں گے لوگوں نے قبول کر کے مال لیا اور ان کو چھوڑا۔ مسلمانوں نے حیرت وتعجب سے کہا کہ یہ شکست کہاں سے آ گئی ہم اللہ کے مسلمان بندے اس کی توحید کی خاطر مشرکین اور کفار سے جہاد کرنے والے ہیں، ہم میں اللہ کا نبی موجود ہے پھر اللہ کا وعدہ فتح ونصرت کا بھی ہے ان سب باتوں کے باوجود پھر بھی ہم کو شکست؟

ای من این اصابنا هذا الانهزام والقتل و نحن نقاتل فی سبیل الله و نحن مسلمون و فینا النبی والوحی و هم مشرکون۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شکست تمہاری اپنی عملی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔ تم نے مرکز چھوڑ دیا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے۔

ف۳: یہ بھی منافقوں کا کلام تھا کہ ہم کو لڑائی معلوم ہو یعنی ظاہر میں کہا کہ جس وقت لڑائی دیکھیں گے تو شامل ہوں گے یا یہ کہا کہ ہم لڑائی کے قاعدے سے واقف نہیں اور دل میں طعن دیا کہ ہمارے مشورے نہیں مانتے ان کو تو لڑائی آتی ہی نہیں اسی لفظ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دور۔ (موضح) متممات میں ہے کہ لڑائی کی طرف بلانے والے جابرؓ کے باپ حضرت عبداللہؓ تھے اور حیلہ حوالہ کا جواب دینے والا عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی لوگ تھے۔

واضح رہے کہ ان غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود محاذ پر جنگ لڑ رہے ہوں تو ان کو چھوڑ کر کسی مسلمان کا گھر میں بیٹھ رہنا غیرت ایمانی کے سراسر خلاف تھا اس لئے ایسے مسلمانوں پر جو درحقیقت منافق تھے قرآن میں سخت گرفت کی گئی ہے۔

ف۴: اللہ کی راہ میں شہادت ابدی زندگی کی ضمانت ہے بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے مر گئے لیکن درحقیقت موت کا عمل محض جسم کے ساتھ ہوتا ہے روح کے ساتھ نہیں۔ شہید ہونے والے کی روح کو عالم بالا میں ایک خاص طرح کی زندگی نصیب ہوتی ہے اور یہ زندگی اس قدر پرمسرت اور پرکیف ہوتی ہے کہ اس کا تصور بھی اس دنیا میں نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

کو مردہ نہ سمجھ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

اللہ کے دیے ہوئے فضل سے خوشی مناتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ

سے جو ہنوز ان کو نہیں ملے یہی خوشخبری چاہتے ہیں کہ ان کو نہ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ

تو کوئی خوف ہو اور نہ غم میں مبتلا ہوں۔ ف۱ اور وہ اللہ رحمت اور

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

مہربانی کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں اور اللہ ایمانداروں کا

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اجر ضائع نہیں کرتا۔ ف۲ جن لوگوں نے بعد تکلیف پہنچنے کے

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی ان نیکوکاروں اور

مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ

پرہیزگاروں کے لئے بھی بڑا اجر ہے۔ ف۳ وہ لوگ ہیں جن کو

النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

بعض لوگوں نے کہا کہ سب لوگ تمہارے مارنے کو جمع ہو رہے ہیں تو تم ان سے

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

ڈرتے رہو تو ان کو ایمان میں ترقی ہوئی اور بولے اللہ ہم کو کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ ف۴

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ

وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے ان کو کچھ بھی ضرر نہ

سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

پہنچا اور اللہ کی مرضی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

اس میں شک نہیں کہ ڈرانے والا ایک شیطان تھا جو اپنے دوستوں (کفار) سے ڈرا رہا تھا

منزل ۱

ف۱: شہدا کی روحیں عالم برزخ میں اعزاز واکرام سے نوازے جانے پر بہت خوش ہو جاتی ہیں اور مزید خوشی انہیں اس بات کی ہوتی ہے کہ جن صالح متعلقین کو انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ گو ابھی ان سے ملے نہیں ہیں لیکن عنقریب ان سے ملیں گے اور ان کے لیے نہ کسی قسم کا اندیشہ ہے اور نہ رنج وملال

ف۲: جنگ احد میں تقریباً ستر مسلمان شہید ہوئے تو ان کے رشتہ دار فطرت انسانی کی وجہ سے غم زدہ ہو گئے اور آپس میں ماتم پرسی کے طور پر افسوس سے کہنے لگے کہ فلاں مر گیا چونکہ ان الفاظ سے اہل میت غم زدہ ہو جاتے تھے تو ان کی دل جوئی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی بڑی پر کیف اور سدا بہار زندگی ملتی ہے کیونکہ دوسرے عام موت مرنے والوں کو نہیں ملتی ان کو کھانا پینا اور عیش اور خوشی پوری میسر ہوتی ہے جبکہ دوسرے مردوں کو قیامت کے بعد نصیب ہوگی۔

جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے اس کو شہید کہتے ہیں اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مر گیا صحیح اور جائز ہے لیکن شہید کی موت کو عام مردوں کی سی موت سمجھنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ مرنے کے بعد گو ہر شخص کو برزخی حیات حاصل ہے اور اسی سے جزا سزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں دوسرے مردوں سے امتیاز اور خصوصیت حاصل ہے چونکہ برزخ حواس کی گرفت سے باہر ہے اس لئے دوسرے مقام پر لا تشعرون فرمایا گیا رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ان کی روحیں عرش کی قندیلوں میں رہتی ہیں اور جنت کی نہروں سے پانی پیتی ہیں اور اس کے پھل کھاتی ہیں۔

رواہ احمد و ابوداؤد و الحاکم عن ابی عباس مرفوعاً کذا فی لباب النقول۔

یہ حصہ انہار واشجار کا کسی ایسے مقام سے مل جاتا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جنت میں جا کر پھر حشر کے وقت کیسے باہر نکالے جائیں گے۔

ف۳: جنگ احد سے واپسی پر مشرکین مکہ نے راہ میں مشورہ کر کے ایک آدمی کو مدینہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہاں جا کر مشہور کرے کہ تمہارے مقابلہ کو کئی ہزار آدمی جمع ہو رہے ہیں ابھی تم پر حملہ ہوگا جب یہ خبر مدینہ میں پہنچی تو آپ نے چند صحابہ کو اس خبر کی تحقیق کے لئے بھیجا جن میں خلفائے راشدین ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بھی تھے جب یہ بزرگ وہاں پہنچے تو وہ خبر غلط نکلی، وہاں پر ایک منڈی لگا کرتی تھی وہاں سے انہوں نے مال خریدا اور مدینہ میں لا کر فروخت کیا جس پر بہت سا نفع پایا اس قصہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت سے امیر المومنین ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور سیدنا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اعلیٰ درجہ کی بزرگی، شجاعت اور اخلاص ثابت ہوتا ہے۔

ف۴: سید محمود آلوسی اور کئی دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ احد سے دوسرے دن جب ابوسفیان دوبارہ بغرض جنگ واپس مسلمانوں کی طرف جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا تو اس وقت کسی نے اسے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل پڑے ہیں تو وہ مرعوب ہو گیا ادھر قبیلہ عبدالقیس کے چند سوار جو مدینہ جا رہے تھے ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دے بھیجا کہ ہم نے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہم ان کو بالکل مٹانے کا عزم کر چکے ہیں جس کے جواب میں مسلمانوں نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کا نعرہ بلند کیا اس صورت میں "ناس" اول سے عبدالقیس کے وہ سوار مراد ہوں گے جو ابوسفیان کا پیغام مسلمانوں کے پاس لائے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

سو اس کے دوستوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ تو

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا

کفر میں کوشش کرنے والوں کی فکر نہ کر ہرگز اللہ کے دین

اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي

کا کچھ نہ بگاڑیں گے اللہ کو منظور ہے کہ ان کے لئے آخرت میں کچھ

الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

حصہ نہ کرے اور ان کو بڑا عذاب ہوگا ف۱- جو لوگ ایمان کے عوض

الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ

کفر اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتے ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا

دکھ کی مار ہوگی۔ کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ان کو ہمارا یہ ڈھیل دینا

نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۚ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ

ان کے لئے بہتر ہے ہم ان کو ڈھیل دے رہے ہیں کہ اور

لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ

بھی گناہ کریں اور ان کو ذلت کا عذاب ف۲ ہوگا۔ اللہ کو منظور

اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى

نہیں کہ مومنوں کو تمہاری موجودہ حالت پر چھوڑ رکھے جب تک

يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

کہ ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کرے اور اللہ کو منظور

عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ

نہیں کہ تمہیں غیب کی خبر بتلاوے ہاں خدا اپنے رسولوں کو اطلاع کے لئے چن لیا کرتا ہے

يَّشَآءُ ۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ

پس تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اگر تم اللہ اور

تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اس کے رسول کی بات مانو گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو بڑا ہی اجر ملے گا۔ ف۳ اللہ کے دیے ہوئے سے بخل

ف۱: نبی کریم ﷺ لوگوں پر بے حد مشفق و مہربان تھے اس لئے کفار کی بے راہ روی آپ پر گراں گزرتی تھی ان کے کفر کی جانب بڑھتے رہنے سے نبی ﷺ غمگین اور کبیدہ خاطر ہو جاتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری حکمت اس کی مقتضی ہے ان کا کفر آپ کو یا اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہ لوگ اپنا اخروی حصہ برباد کر رہے ہیں اور اپنے لئے بڑے عذابوں کو تیار کر رہے ہیں ان کی مخالفت سے اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا آپ ان پر غم نہ کریں۔

ف۲: اس آیت میں کافروں کا اللہ کی مہلت پر اترانا بیان فرمایا دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ﴾ (المومنون:۵۵) یعنی کیا کفار کا یہ گمان ہے کہ ان کے مال و اولاد کا زیادہ ہونا ہماری طرف سے ان کی بہتری کا نشان ہے؟ نہیں بلکہ وہ بے شعور ہیں اور ارشاد ہے ﴿وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ﴾ (التوبۃ:۸۵) یعنی ان کے مال اور اولاد سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے باعث دنیا میں بھی عذاب کرنا چاہتا ہے اور کفر پر ہی ان کی جان جائے گی۔

ف۳: سدیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر بتلائیں کہ ہم میں سے سچا مومن کون ہے اور کون نہیں؟ اس پر آیت مَا كَانَ اللّٰهُ الخ نازل ہوئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے غیب کو تم نہیں جان سکتے ہاں وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ مومن اور منافق میں صاف تمیز ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو اطلاع علی الغیب کے لئے منتخب کرتا ہے اور بذریعہ وحی ان کو اطلاع دیتا ہے یہ سوال مقدر کا جواب ہے مومنوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ انہیں کوئی علامت دی جائے جس سے وہ مومن اور منافق میں پہچان کر سکیں ان المومنین سألوا ان یعطوا علامة یفرقون بها بین المومن والمنافق فنزلت۔ اہل بدعت اس آیت سے نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الغیب میں الف لام استغراق کے لئے ہے اس آیت میں غیر انبیاء سے کلی غیب کی نفی کی گئی ہے اور لکن سے برگزیدہ رسولوں کے لئے الغیب یعنی کلی غیب ثابت کیا گیا ہے بلاشبہ الف لام استغراق کے لئے بھی آتا ہے لیکن یہ اس کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ التعریف لا یلزم ان یکون للاستغراق بل العهد هو الاصل (التلویح) ثابت ہوا کہ استغراق الف لام کا مجازی استعمال ہے تو بلا قرینہ صارفہ حقیقت یعنی عہد خارجی کو چھوڑ کر استغراق مراد لینا ہرگز جائز نہیں۔ لان المجاز فرع الحقیقة جب حقیقت متعذر ہو تو مجازی معنی لئے جاتے ہیں لیکن اس جگہ تو حقیقت متعذر نہیں بلکہ ممکن اور عین مراد ہے کیونکہ مقام تو عہد خارجی کا مقتضی ہے اس لئے کہ سوال تو غیب کے ایک خاص معاملہ کے بارے میں تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صاف صاف بتائے کہ کون کون منافق ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس غیب کی بات پر مطلع فرمائے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے برگزیدہ رسول کو اس غیب کی اطلاع دے دے اس لئے الغیب میں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے مخصوص غیب منافقوں کی نشان دہی بذریعہ وحی الٰہی مراد ہے۔ علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں و لکن الله یجتبی من رسله من یشاء فیوحی الیه و یخبره بعض المغیبات (بیضاوی) اللہ رسول کو چن لیتا ہے تو اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اسے بعض غیب باتوں کی خبر دیتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں فیطلعه علی البعض من علوم الغیب احیانا اللہ تعالیٰ رسول کو بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور وہ بھی احیانا یعنی کبھی کبھی اگر یہاں الف لام استغراق (بقیہ صفحہ 856 پر دیکھیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ

کرنے والے اس بخل کو اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ

بلکہ وہ ان کو انجام کار مضر ہوگا ان کو اسی مال کا جس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں

الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ

قیامت کے دن طوق پہنایا جاوے گا آسمان اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ملک ہیں

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ ف۱ بیشک اللہ نے ان لوگوں کی بات سنی

قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ

جو کہتے ہیں اللہ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

ہم بھی ان کی یہ بیہودہ بات اور انبیاء کو ناحق قتل کرنا دونوں لکھ رکھیں گے

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور ان کو کہیں گے کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو۔ ف۲ یہ ان کاموں کی وجہ سے ہے

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

جو تم نے پہلے بھیجے تھے اور اس وجہ سے کہ اللہ بندوں کے حق میں ظالم نہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

یہ وہی تو ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ نے ہم سے کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ

رسول کو نہ مانیں جب تک وہ ہمارے پاس قربانی نہ لاوے کہ جس کو آگ جلاوے

قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ

تم کہہ دو کہ بیشک مجھ سے پہلے کئی رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے اور نیز وہ چیز بھی لائے تھے

قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

جو تم نے بتلائی ہے پھر تم نے کیوں ان کو قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو۔ ف۳

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں تو بہت سے رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے جا چکے ہیں حالانکہ

منزل ۱

کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ اس میں کئی گنا اضافہ کر کے لوٹائے گا تو یہود کہنے لگے کہ اے نبی تمہارا رب فقیر ہو گیا ہے جو وہ اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے اس پر یہ آیت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ الخ نازل ہوئی۔

ف۳: بعض رسولوں سے یہ معجزہ ہوا تھا کہ کچھ چیز اللہ تعالیٰ کی نیاز رکھی پھر آسمان سے آگ آئی اس کو کھا گئی پس وہ قبول ہوئی اب یہود بہانہ پکڑتے تھے کہ ہم کو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لائیں اور یہ جھوٹے بہانے تھے ہر نبی کو جدا جدا معجزے ملے ہیں سب کو ایک ہی معجزہ ملنا کوئی لازم نہیں ہے۔

ف۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مالدار کیا اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ مال قیامت کے دن اژدھا بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا پھر وہ اس کے دونوں جبڑوں کو کاٹے گا اور کہتا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر یہ آیت پڑھی۔ روایت کیا اس کو بخاری نے عمرو بن شعیب کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کا مال زیادہ ہو تو اس کا متولی اس میں تجارت کرتا رہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کو صدقہ ختم کر دے یعنی زکوٰۃ ادا کرتے کرتے یتیم کا مال ختم ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت کے مال میں بھی زکوٰۃ ہے چاندی ساڑھے باون تولے ہو اور سونا ساڑھے سات تولے ہو تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی اس وزن سے کم پر زکوٰۃ نہیں

بعض علماء نے کہا ہے کہ زیور پر زکوٰۃ نہیں لیکن صحیح حدیث میں صراحتاً زیور کی زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے اس لئے علماء کا قول معتبر نہیں اگرچہ وہ مجتہد ہوں یا غیر مجتہد۔ غلہ میں پانچ وسق (۲۰ من پختہ) سے کم، گائے بیل ۳۰ سے کم، بکریاں ۴۰ سے کم اور اونٹ ۵ سے کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ لونڈی، غلام، بیل اور گھوڑے جو خدمت اور سواری وغیرہ کے لئے ہیں ان پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ مال پر ایک سال گزرنے پر واجب ہوتی ہے۔

اگر سال کے اندر اور روپیہ جمع ہو جائے اور ابھی سال پورا اس پر نہ گزرا ہو تو اس بڑھے ہوئے روپیہ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس زائد رقم پر بھی تاریخ جمع سے پورا سال نہ گزرے اور نصاب کی حد کو نہ پہنچے۔ جبکہ بعض مفتی حضرات کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور سال سے ایک دن کم ہو اور مزید پچاس ہزار روپیہ آ جائے تو اب وہ شخص ایک لاکھ کی زکوٰۃ نہیں بلکہ ڈیڑھ لاکھ کی زکوٰۃ ادا کرے گا جو کہ شرعاً غلط ہے لہٰذا ایسے بدعتی مفتیوں و دیگر حضرات سے ہوشیار رہنا چاہئے جو کہ اپنے بزرگوں اور ائمہ کے نظریات کو دین کا مصدر بنانے میں دن رات صرف کرتے ہیں کہ ان کے لیے واضح ضلالت و بربادی ہے۔

کام کاج کے گدھے خچروں، مکانوں، کرایہ کے جانوروں اور سبزتر کاریوں اور جواہرات و موتی پر زکوٰۃ نہیں ہے کتابوں، برتنوں، گھر کے فرش و فروش پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے ہاں اگر یہ چیزیں سوداگری کی ہوں تو ان پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ

وہ دلیلیں روشن اور کتب سماوی یعنی کتاب روشن بھی لائے۔ ہر ایک شخص نے

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز ہی اپنے اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیئے جاؤ گے

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ

پس جو کوئی اس آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد پا گیا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ

یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے۔ ف۱ تو تم اپنے مالوں اور جانوں میں

فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۡ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

آزمائے جاؤ گے اور ان لوگوں سے جن کو تم

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

سے پہلے کتاب ملی تھی اور نیز عرب کے مشرکوں سے بہت ہی

اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

رنج کی باتیں سنو گے اور اگر ان پر صبر کرو گے اور ڈرتے رہو گے تو یہ

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

بڑی ہمت کا کام ہے۔ ف۲ جب اللہ نے ان کتاب والوں: سے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا

وعدہ لیا تھا کہ ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان کرنا اور ہرگز

تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ

اس کو نہ چھپانا پھر انہوں نے اسے پس پشت پھینک دیا اور اس کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ

عوض میں کسی قدر دام وصول کیے پس بہت ہی برے دام لے رہے ہیں۔ ف۳ تو ان کو

الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا

جو اپنے کردار (پر) پر خوش ہوتے ہیں اور بن کئے نیک کاموں کے اپنی تعریف

بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

چاہتے ہیں عذاب سے خلاص نہ سمجھ ان کو سخت دردناک

منزل ۱

ف۱: حقیقت یہ ہے کہ پورا کامیاب وہ انسان ہے جو جہنم سے نجات پالے اور جنت میں چلا جائے نبی ﷺ فرماتے ہیں جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ مل جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اگر تم چاہو تو پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ آخری الفاظ کی زیادتی کے بغیر یہ حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے اور زیادتی سمیت ابن ابی حاتم میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کی خواہش آگ سے بچ جانے اور جنت میں داخل ہو جانے کی ہو اسے چاہئے کہ مرتے دم تک اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جسے وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ (مسند احمد)

حدیث پاک میں ہے اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں صرف ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو لے اور اس انگلی کو جو پانی لگ جائے تو اس کی سمندر کے پانی کے مقابلہ میں جو نسبت ہے وہی دنیا کو آخرت کے مقابلے میں ہے دنیا نہایت ذلیل فانی اور زوال پذیر چیز ہے درحقیقت بہتری اور بقا والی چیز آخرت ہے۔ یہ جو فرمایا کہ جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداءً بچالیا جائے یا سزا کے بعد اس میں سب مسلمان آ گئے۔ پوری کامیابی کا مطلب یہ ہوگا کہ جنت میں ہمیشہ کے لئے ہر طرح کی نعمتیں پائیں گے اس کے مقابل جو جنت سے جدا رہا اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کے لئے جدا رہا پس یہ کفار کے ساتھ خاص ہوگا اور ان کے ناکام ہونے سے مراد ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب نہ ہوگی۔ دھوکے کی پونجی سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے اس تشبیہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ دنیا اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی کریم النفس قصداً یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت نہ کرے بلکہ غنیمت سمجھ کر بیچ ڈالے چنانچہ اہل حق اس حیات اور اس کے فوائد کے عوض اللہ تعالیٰ سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبۃ:۱۱۱) یعنی اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور ان کے مال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔

ف۲: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی وغیرہ نبی ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی برا بھلا کہتے رہتے تھے اس پر یہ آیت و لتسمعن نازل ہوئی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر حق والے پر جو نیکی اور بھلائی کا حکم کرتا رہے جو برائی اور خلاف شرع کام سے روکتا ہے ضرور مصیبتیں اور آفتیں آتی ہیں ایمان والوں کو بوقت ابتلا و امتحان جرأت و شجاعت سے کام لینے اور اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر و ثبات اور استقامت کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے موجودہ دور کے مبلغین توحید کو اگر آج کل کے مشرک مولوی۔ پیر اور گدی نشین گالیاں دیں ان پر طعن و تشنیع کریں اور ان کو بے ادب و گستاخ کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کریں تو ان کی پرواہ کئے بغیر صبر و تحمل اور ثبات و استقلال سے اپنا کام جاری رکھنا چاہئے ان کے مقابلے میں بے صبر ہو کر ایسی باتوں اور کاموں کو نہیں اپنانا چاہئے جو صداقت و انصاف وقار و تہذیب اور اخلاق فاضلہ کے خلاف ہوں۔

ف۳ یعنی دنیوی مفادات اور مصلحتوں کی خاطر اللہ کے احکام کو قربان نہ کرو۔ دنیا کا مفاد خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے مقابلے نہایت حقیر ہے اس لئے جو شخص دنیوی مفاد کو اللہ کے احکام پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ ایک اعلیٰ چیز کے مقابلے میں نہایت حقیر چیز قبول کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

عذاب ہو گا۔ ف۱ تمام آسمان اور زمین کا ملک تو

الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ فِيْ

اللہ ہے اور اللہ ہر کام پر قدرت

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

رکھتا ہے۔ ف۲ تو آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ

عقلمندوں کے لئے کئی ایک نشان ہیں۔ وہ جو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر

اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ

لیٹے ہوئے اللہ ہی کو یاد کرتے رہتے ہیں ف۳ اور زمین و آسمان کی پیدائش

فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے مولا! تو نے اس کو عبث نہیں بنایا تو

هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

پاک ہے سو تو ہم کو آگ کے عذاب سے رہائی دے۔ ف۴

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا

اے ہمارے مولا! جس کو تو جہنم میں داخل کرے گا تو تو اس کو ذلیل کرے گا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

اور ان ظالموں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ف۵ اے ہمارے مولا! ہم نے ایک پکارنے والے (محمد ﷺ)

يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا

کو ایمان کے لئے پکارتے ہوئے سنا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا

لے آئے اے ہمارے مولا! تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہم کو

مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ

نیک بختوں کے ساتھ موت دے۔ اے ہمارے مولا! جو تو نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

ہم کو عنایت کیجیو اور قیامت کے روز ہم کو ذلیل نہ کیجیو بیشک تو اپنے وعدے خلاف نہیں کرتا۔ ف۶

(بقیہ)

اللہ اور نصیحت ہو اور اس کا چپ رہنا غور و فکر ہو اور اس کا دیکھنا عبرت اور تنبیہ ہو۔

ف۵: اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسوائی انہی کو ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو مومن گناہوں کی وجہ سے کچھ عرصہ دوزخ میں رہ کر نکالے جائیں گے ان کو اسی عرصہ تک تکلیف ہے پھر جنت میں پوری عیش اور عزت مل جائے گی۔

ف۶: اللہ کے نیک بندوں کی دعا سے معلوم ہوا کہ وہ تو خود اللہ کے محتاج ہیں ہر گھڑی اسی کو یاد کرتے ہیں اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور ہر حال میں اسے پکارتے ہیں لہٰذا ان کی اتباع کرتے ہوئے ہمیں بھی اللہ ہی کو پکارنا چاہئے۔ غیر اللہ کو پکارنا سوہ اہل اللہ کے خلاف اور شرک ہے۔

ف۱: ایک مرتبہ نبی ﷺ نے یہود سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے اس کا کچھ اور ہی غلط جواب دیا اور باہر نکل کر گمان کرنے لگے کہ ہم نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا اور ساتھ ہی ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ آپ کے پاس ہماری تعریف ہوگی اور اصلی سوال کے جواب کے چھپا لینے اور یہ فقرہ چل جانے پر بھی وہ خوش تھے اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔ (بخاری) اہل کتاب کے علماء نے عہد کیا تھا کہ وہ حق بیان کریں گے مگر وہ ایک طرف تو عہد شکنی کر کے حق چھپا رہے ہیں اور پھر اس فعل پر خوش بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی مدح سرائی ہو اور ان کی دیانت و امانت اور ان کے علم و فضل کی تعریف کی جائے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُمُ الْيَهُوْدُ حَرَّفُوا التَّوْرَاةَ وَ فَرِحُوْا بِذَالِكَ وَ اَحَبُّوْا اَنْ يُّوْصَفُوْا بِالدِّيَانَةِ وَالْفَضْلِ۔

ف۲: ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر اللہ تعالیٰ ہے اسے کوئی کام عاجز نہیں کر سکتا وہی متصرف و مختار ہے عبادت و پکار کے لائق بھی وہی ہے وہی حاجت روا اور مشکل کشا اور فریاد رس ہے۔

ف۳: یہاں سے آخری سورۃ تک کی آیات خاتمہ کلام کے طور پر ہیں حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نصب شب گزر جانے پر بیدار ہوتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ آیات تلاوت فرماتے گویا ذکر و فکر کے لیے رات کا آخری حصہ بہترین وقت ہے کیونکہ اس وقت انسان کو یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

ف۴: ابن عباسؓ نے کہا قریش کے لوگوں نے یہودیوں سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا کیا معجزے لائے تھے تو انہوں نے کہا کہ عصا' ید بیضاء وغیرہ' پھر نصاریٰ سے پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا کیا معجزے لائے تھے تو انہوں نے کہا کہ جذام والے اور مادر زاد اندھے کو اچھا کرتے تھے اور مردے کو زندہ کرتے تھے۔ جب قریش نے نبی ﷺ سے کہا کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

یعنی نبی ﷺ سے معجزہ مانگنا کیا ضروری ہے جو توحید کی بات وہ کرتا ہے اس کی نشانیاں تو پورے عالم پر نمودار ہیں اس کو ہم نے فضول نہیں بنایا اور اس کی انتہاء دوسرے عالم میں ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک لحظہ غور و فکر کرنا رات بھر کے قیام کرنے سے افضل ہے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں غور و فکر ایک نور ہے جو تیرے دل پر اپنا پرتو ڈالے گا۔

اذا المرأ كانت له فكرة في كل شيء له عبرة

یعنی جس انسان کو باریک بینی کی اور سوچ سمجھ کی عادت پڑ گئی تو اسے ہر چیز میں ایک عبرت اور آیت نظر آئے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا بولنا ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ

پس اللہ نے ان سے قبول کیا ف۱ کہ میں ہرگز تم میں سے کسی کا کام

عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ

ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک

بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

ہی ہو۔ ف۲ پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ

اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے تو ضرور ان

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

کی برائیاں ان سے دور کروں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اللہ کی طرف سے یہ ان کو بدلہ ملے گا علاوہ

حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ

اس کے اللہ کے ہاں اور بھی نیک بدلہ ہے۔ تو کافروں کے شہروں میں

كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۡ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ

پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو یہ تو تھوڑا سا اسباب ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ ف۳

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

ہاں جو لوگ اپنے رب سے ڈریں ان کے لئے ایسے عمدہ باغ ہیں

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

اللہ کے ہاں کی مہمانی کھائیں گے علاوہ اس کے جو نیک لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں موجود ہے وہ سب دنیا سے

لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ ۙ

بہتر ہے۔ ف۴ بعض اہل کتاب بھی اللہ کو مانتے ہیں

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ

اور جو کچھ تمہاری طرف اور ان کی طرف اللہ کے ہاں سے اتارا گیا ہے اللہ سے ڈرتے ہوئے مانتے ہیں

ف۱: یہ دعا جذبہ ایمانی کے ساتھ تھی اس لئے قبولیت اختیار کر گئی۔

ف۲: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا بات ہے عورتوں کی ہجرت کا کہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ ذکر ہی نہیں کرتا؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جس وقت یہ سورہ نازل ہوئی ہے مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں سخت مصائب برداشت کرنا پڑ رہے تھے۔

اس میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل تھیں اس لئے ان کا خاص طور سے ذکر کر کے ان کی ڈھارس بندھائی گئی۔ یعنی مرد اور عورت دونوں ایک ہی جنس سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت اور مرد کے لئے فیصلے کے معیار الگ الگ نہیں ہیں لہٰذا کسی کا عورت ہونا اس کے اجر میں ہر گز کمی کا موجب نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی عامل کے عمل کو رائیگاں نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ عطا فرماتا ہوں خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہر ایک میرے پاس ثواب میں اور اعمال کے بدلے میں یکساں ہے۔

ف۳: بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور تکلیفوں میں ہیں اور کافر لوگ کفر کرتے ہیں اور عیش میں ہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اے نبی آپ ان کافروں کی بدمستی ان کے نازونعم ان کی راحت و آرام ان کی خوش حالی اور فارغ البالی کی طرف نظریں نہ ڈالئے یہ سب عنقریب زائل ہو جائے گا اور صرف ان کی بداعمالیاں عذاب کی صورت میں ان پر باقی رہ جائیں گی اور ان کی یہ تمام نعمتیں آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔

یعنی کافروں کی مادی ترقی، دنیوی خوشحالی اور ان کی بین الاقوامی سرگرمیوں کو دیکھ کر تم اس مغالطہ میں نہ پڑو کہ یہ صحیح اور کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ نہیں بلکہ یہ چند روزہ زندگی کی بہار ہے اس کے بعد یہ سیدھے جہنم میں پہنچنے والے ہیں۔

ف۴: موقع کی مناسب سے اس آیت میں کمزور اور مظلوم مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ اگر وہ تقویٰ کی روش پر قائم رہے تو آخرت میں نہایت شاندار طریقہ پر ان کی ضیافت کا سامان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار بندوں کے لئے بہترین چیزیں تیار کر رکھی ہیں۔

چونکہ کافروں کا دنیوی اور اخروی حال بیان ہوا اس لئے ساتھ ہی مومنوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ متقی گروہ قیامت کے دن نہروں والی بہشتوں میں ہوگا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ابرار اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ماں باپ کے ساتھ اور اولاد کے ساتھ نیک سلوک والے تھے جس طرح تیرے ماں باپ کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیری اولاد کا بھی تجھ پر حق ہے۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں ابرار وہ ہیں جو کسی کو ایذا نہ دیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہر شخص کے لیے خواہ نیک ہو خواہ بدموت اچھی چیز ہے، اگر نیک ہے تو جو کچھ اس کے لیے اللہ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے اور اگر بد ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے گناہ جو اس کی زندگی میں بڑھ رہے تھے اب ان کا بڑھنا ختم ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور اللہ کے حکموں کے عوض تھوڑے دام نہیں لیتے انہیں لوگوں کے لئے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

اللہ کے ہاں بدلہ ہے بیشک اللہ اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟

اے مسلمانو صبر کیا کرو اور صبر سکھایا کرو اور تیار رہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد پاؤ۔ ف۲

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ النساء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

لوگو اپنے پالنہار سے ڈرتے رہو جس نے تم کو

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا یعنی بیوی پیدا کی اور پھر ان دونوں

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام سے

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

تم ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قطع رحم سے بچتے رہو بیشک اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ ف۳

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اور یتیموں کا مال واپس دے دو اور اچھے کے عوض میں خراب نہ دو

بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ

اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

یہ بڑا گناہ ہے۔ ف۴ اور اگر یتیموں کے حق میں انصاف

ف۱: یہ وہ اہل کتاب ہیں جو واقعی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے چنانچہ وہ سابقہ کتب پر ایمان رکھنے کے ساتھ قرآن پر بھی ایمان لے آئے۔ بالفاظ دیگر یہ اہل کتاب حقیقت میں مسلمان تھے اس لئے نزول قرآن کے بعد ان کو قرآن اور ان کے لانے والے پیغمبر پر ایمان لانے میں تامل نہیں ہوا۔

جب نجاشی فوت ہوا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو تو بعض لوگوں نے کہا دیکھئے نبی ﷺ ہمیں اس نصرانی کے لئے استغفار کا حکم دیتے ہیں جو حبشہ میں مرا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا اس کے مسلمان ہونے کی شہادت قرآن کریم نے دی نبی ﷺ باہر نکلے چار تکبیروں سے اصحمہ (نجاشی) کی نماز جنازہ پڑھائی اس پر منافقوں نے اعتراض کیا اور یہ آیت اتری۔

ف۲: اصبروا یعنی توحید کی خاطر جس قدر مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرو اور انہیں برداشت کرو صابروا اور ثابت قدم رہو یعنی دین اور مقابلہ میں۔ و رابطوا دروں میں گھوڑے باندھو یعنی جہاد کے لئے تیار رہو۔ اس میں ترغیب علی القتال کا ذکر ہے اور انفاق فی القتال چونکہ قتال کا مبدا اور اس کے لیے موقوف علیہ ہے اس لئے وہ ضمناً اس میں آ گیا۔ اسلامی ملک کی حدود کی نگہبانی کرنا اور دشمنوں کو اسلامی شہروں میں نہ گھسنے دینا اس پر بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔ فرمایا ایک دن کی یہ تیاری ساری دنیا اور جو اس میں ہے سب سے افضل ہے۔ (بخاری)

ایک دن رات کی جہاد کی تیاری ایک ماہ کے کامل روزوں اور ایک ماہ کی تمام شب کی بیداری سے افضل ہے اور اسی تیاری کی حالت میں موت آ جائے تو جتنے اعمال صالحہ کرتا تھا سب کا ثواب پہنچتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے روزی پہنچائی جاتی ہے اور فتنوں سے امن پاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور ہر حال میں ہر وقت ہر معاملہ میں اللہ کا خوف دل میں رکھو آخر میں فرمایا کہ ان چار کاموں کے کر لینے سے تم کامیاب اور بامراد ہو جاؤ گے اور دنیا و آخرت میں فلاح و نجات پا جاؤ گے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت و عبادت بجا لائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اسی اللہ کے پاک نام اور واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے مانگتے ہو اسی کے نام کی قسمیں کھاتے ہو اور اللہ کے علاوہ کسی کے نام کی قسم اٹھانا شرک ہے اور عہد و پیمان مضبوط کرتے رہو اللہ سے ڈر کر رشتوں ناتوں کی حفاظت کرو انہیں توڑو نہیں بلکہ جوڑو اور صلہ رحمی نیکی سلوک کرتے رہو۔

صلہ رحمی دروازہ ہے ہر خیر کا اس سے عمر بڑھتی ہے رزق میں برکت ہوتی ہے اور قطع رحمی سبب ہے ہر شر کا اسی لئے تقویٰ رحم کو تقویٰ اللہ سے ملایا ہے۔

ف۴: پہلا حکم رعیت: یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے جنت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ نہ عذاب کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص پر جس نے رحم کیا یتیم پر اور نرمی سے کلام کیا اس کے ساتھ اور ترس کھایا اس کی یتیمی اور لاچاری پر۔

جس کسی بچے کا باپ مر جائے تو اس کے بڑوں کے لیے لازم ہے کہ اس کے مال میں ہاتھ نہ ڈالیں اور اپنے ردی مال سے بدل نہ لیں اور اس کے مال کو احتیاط سے رکھیں جب بچہ بالغ ہو تو پھر اس کے حوالے کر دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى

نہ کرنے سے ڈرو تو اور عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے حلال ہیں

وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

خواہ ایک سے خواہ دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے پھر اگر تم بے انصافی سے ڈرو تو پس ایک ہی سے کرو

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

یا لونڈی پر قناعت کرو یہ بے انصافی سے بچنے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ

اور عورتوں کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ بخوشی خاطر اس میں سے کچھ تم کو

شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا

چھوڑ دیں تو اس کو مزے سے بے کھٹکا کھالو۔ ف۱ اور بیوقوفوں کو

السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا

اپنا سارا مال جس کو اللہ نے تمہارا گزارہ بنا رکھا ہے حوالہ نہ کر دیا کرو

وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا

ہاں اس میں سے کچھ ان کو کھلاتے پہناتے رہو اور بھلی بات

مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ

کہتے رہو۔ ف۲ اور جوانی کو پہنچنے تک یتیموں کا امتحان کیا کرو پھر اگر

اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا

ان میں کچھ ہوشیاری اور لیاقت پاؤ تو ان کے مال دے دو اور

تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ

فضول خرچی سے اور ان کے بڑا ہونے کے ڈر سے پہلے ہی جلدی سے نہ کھا جاؤ

غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ

جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ دستور کے موافق لے لیا

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

کرے پھر جب ان کو دینے لگو تو ان کے سامنے

فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ

گواہ کر لیا کرو اللہ اکیلا ہی حساب لینے والا ہے۔ ف۳

منزل ۱

ف۱: عروہ بن زبیرؓ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا شان نزول دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اے بھانجے! یہ ذکر اس یتیم لڑکی کا ہے جو اپنے ولی کے قبضے میں ہے اور اس کے مال میں شریک ہے اور اسے اس کا مال و جمال اچھا لگتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے لیکن جو مہر وغیرہ دوسری جگہ سے اسے ملتا ہے اتنا یہ نہیں دیتا تو اسے منع کیا جائے کہ پھر یہ اس کی نیت چھوڑ دے اور دوسری عورت سے جس سے چاہے اپنا نکاح کر لے۔ (بخاری)

پھر اسکے بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کی بابت دریافت کیا اور آیت ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ﴾ (النساء:۱۲۷) نازل ہوئی وہاں فرمایا گیا ہے کہ جب یتیم لڑکی کم مال والی اور کم جمال والی ہوتی ہے اس وقت تو اس کے والی اس سے بے رغبتی کرتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ مال و جمال پر مائل ہو کر اس کے پورے حقوق ادا نہ کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیں ہاں عدل و انصاف سے پورا مہر وغیرہ مقرر کریں تو کوئی حرج نہیں ورنہ پھر عورتوں کی کمی نہیں اور جس کسی عورت سے چاہیں اپنا نکاح کر لیں دو تین یا چار تک۔

بعض شیعہ نے تو یا زیادہ جمع کرنے کو جائز رکھا ہے بعض شیعہ کا یہ مسلک نہ صرف کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے بلکہ ان کے چوتھے امام حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے بھی خلاف ہے جیسا کہ صحیح البخاری میں مروی ہے قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ۔ صحیح البخاری باب لایتزوج اکثر من اربع لقولہ تعالی (فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع)۔

حضرت علی زین العابدین فرماتے ہیں یعنی دو یا تین یا چار بیویاں بیک وقت جائز ہیں چار سے زائد حرام ہیں۔ کیونکہ اس مقام پر واؤ او کے معنی میں ہے جمع کے معنی میں ہرگز نہیں۔

حافظ ابن حجر امام بخاری کے استدلال اور فقاہت کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں وھذا من احسن الادلة فی الرد علی الرافضة لکونه من تفسیر زین العابدین وھو من المتهم الذین یرجعون الی قولهم ویقتصدون عصمتهم۔ (فتح الباری ج۹ ص۱۳۹) (عفیف)

اسی طرح ان کا یہ مذکورہ بالا قول رسول اللہ ﷺ کا چار سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرنا یہ آپ کی خصوصیت تھی امتی کو ایک وقت میں چار سے زیادہ رکھنے کی اجازت نہیں۔

دوسرا حکم رعیت۔ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور دوسرے حقوق ادا کرو۔

تیسرا حکم رعیت۔ یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بھی مہر ادا کرو۔

ف۲: چوتھا حکم رعیت سن رشد سے پہلے یتیموں کو ان کا مال نہ دو اور جب دو تو اس پر گواہ بنا لو۔

یعنی لڑکا بے عقل ہے اس کا مال اس کے ہاتھ مت دو اس کا خرچ اس میں سے چلاؤ اور جب بالغ ہو اور عقل مند ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو لیکن بات معقول کہو یعنی اس کو تسلی کراؤ کہ یہ مال تیرا ہے ہمارا نہیں ہم تیری خیر خواہی کرتے ہیں۔

ف۳: یعنی یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ اگر اس کا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق لیوے اور جس وقت باپ مرے تو پنچائت کے روبرو یتیم کا مال امانت دار کو سونپ دیں اور جب یتیم بالغ ہو تو اس کا مال اس کے حوالے کرے اور جو خرچ ہو چکا ہو وہ سمجھا دے اور اس وقت بھی گواہوں کو دکھا دے۔ یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے ان کا بالغ ہونا کافی نہیں بلکہ ان میں سوجھ بوجھ کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَ

جو کچھ ماں باپ اور قریبی چھوڑ جاتے ہیں اس میں لڑکوں کا حصہ ہوتا ہے

لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

اور ماں باپ اور قریبوں کے چھوڑے ہوئے مال میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا

خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ حصہ مقرر لیں گے۔ ف۱ اور جب

حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ

بانٹتے کے وقت قریبی رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین آجاویں

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

تو ان کو بھی اس مال میں سے کچھ دیا کرو اور ان کو اچھی بات کہو۔ ف۲

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا

خاص کر جو لوگ کمزور اولاد کے پیچھے رہنے میں خوف کرتے ہیں

خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

وہ خوف کریں اور اللہ سے ڈریں اور معقول بات کہیں۔ ف۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا

جو لوگ یتیموں کا مال بیجا طور سے کھاتے ہیں وہ اپنے

يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۪ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

اللہ تم کو اولاد کے حصوں کی بابت وصیت فرماتا ہے کہ مرد کا حصہ

الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

دو عورتوں کے برابر ہے۔ ف۴ پھر اگر عورتیں (دو) یا دو سے زیادہ ہوں

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

تو ان سب کے لئے دو تہائی چھوڑے ہوئے مال میں سے ہے اور اگر ایک ہے تو اس کو نصف

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ

ترکہ ملے گا۔ ف۵ اور اس میت کے ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ترکہ میں سے دیا جاوے

ف۱: پانچواں حکم رعیت۔ ترکہ میں تمام ورثا کے حصے مقرر ہیں کسی کا حصہ کم نہ کرو کفر کے دور میں عورت کو وارثوں میں شمار نہیں کرتے تھے اسلام نے آ کر عورت کو بھی وراثت میں حصہ دار بنا دیا۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں لڑکیاں اور نابالغ لڑکا وارث نہیں ہوتا تھا جب اسلام آیا اور انصار میں سے ایک شخص اوس بن ثابت دو لڑکیاں اور ایک لڑکا نابالغ چھوڑ کر فوت ہوئے تو اوسؓ کے چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ تمام جائیداد لے گئے اوسؓ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا اور اپنے بچوں کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا حکم دوں اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ الخ نازل فرمائی اور لڑکا لڑکی سب کا حصہ مقرر فرما دیا۔

ف۲: یعنی جس وقت میراث تقسیم ہو اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچتا اور قرابتی ہیں یا یتیم یا محتاج ہیں تو ان کو کچھ کھلا کر رخصت کرو اور بات معقول کہو یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کریں تو عذر کرو۔

ف۳: یعنی پیٹھ کے پیچھے اس کی اولاد کے حق میں کمی نہ کریں اپنے اوپر قیاس کریں کہ اگر ہماری اولاد پیچھے رہ جائے تو ہم کو کیا فکر ہو۔

ف۴: چھٹا حکم رعیت۔ ورثا کے مقررہ حصے یہ ہیں ان کے مطابق تقسیم کرو۔ جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ میں بیمار تھا رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ میری تیمارداری کرنے آئے میں بے ہوش تھا آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی میرے اوپر چھڑکا مجھ کو ہوش ہوا تو میں نے پوچھا کہ میں اپنے مال کو کیا کروں اس پر میراث کے احکام نازل ہوئے ترمذی میں ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی نے سوال کیا تھا کہ سعد آپ کے ہمراہ احد میں تھے اور شہید ہوئے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں اگر ان کی وراثت نہ ملی تو ان کی پرورش اور نکاح وغیرہ کس طرح ہو سکے گا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیات ان دونوں واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہوں۔

اس رکوع میں ترکہ کی کل ۱۲ صورتیں بیان کی گئی ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں ہوں تو ہر لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔ دوسری صورت اگر میت کی اولاد میں لڑکا کوئی نہ ہو صرف لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ترکہ کے دو ثلث (۳/۲ حصہ) ان کے ہوں گے باقی دوسرے ورثا میں تقسیم ہوگا فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ مفسرین نے لکھا ہے کہ لفظ فوق اس آیت میں زائد ہے کیونکہ دو کا بھی یہی حکم ہے۔

ف۵: اس میں تیسری صورت بیان کی گئی ہے یعنی اگر میت کی اولاد صرف ایک لڑکی ہو تو وہ ترکہ نصف ۱/۲ کی حق دار ہے اور باقی نصف دوسرے وارثوں میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ چوتھی صورت مذکورہ تینوں صورتوں میں میت کی اولاد کے ساتھ اگر اس کے والدین بھی موجود ہوں تو دونوں میں سے ہر ایک کو کل ترکہ کا سدس یعنی ۱/۶ حصہ ملے گا اور باقی دوسرے ورثا کا ہوگا۔ جو

کہ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ میں مذکور ہے۔ پانچویں صورت اگر میت کے کوئی اولاد نہ ہو اور نہ کوئی بھائی بہن ہو اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ ثلث یعنی ۱/۳ کی حقدار ہوگی باقی ماندہ سارا ترکہ باپ کو ملے گا یہ صورت فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ میں بیان کی گئی ہے چھٹی صورت اگر میت کے کوئی لڑکا لڑکی نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنیں یا مخلوط اور ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ کو ۱/۶ حصہ ملے گا اور باقی سب والد کو اس کے بھائی بہنیں محروم رہیں گے۔ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ یہاں لفظ اِخْوَةٌ اگرچہ جمع ہے لیکن دو کا بھی یہی حکم ہے لفظ جمع کا اطلاق لغت عرب میں دو پر عام ہے۔ یوصیکم اللہ والی آیت عام (بقیہ صفحہ 856 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ

بشرطیکہ میت کی اولاد (بچہ بچی) بھی ہو اور اگر اس کے اولاد نہیں ہے

اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کا ثلث ہے اور اگر میت کے چند بھائی ہوں تو

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۗ

ماں کا چھٹا حصہ ہے بعد ادائے وصیت کے جو میت کر مرے اور بعد ادائے قرض کے

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ

تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تم کو زیادہ

نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

نفع پہنچا سکتا ہے کہ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں بیشک اللہ بڑے علم والا

حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ

بڑی حکمت والا ہے۔ ف۱ تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ

يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

ہو تمہارے لئے نصف مال ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع ملے گا

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

بعد وصیت کے جو مرتے ہوئے وہ کر جائیں یا قرض کے

اَوْ دَيْنٍ ۗ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ

بعد اور تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں سے ان کا حصہ ربع ہے بشرطیکہ تمہاری

وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہے تو ان کا آٹھواں حصہ ہو گا

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۗ وَ

تمہاری وصیت اور قرض کے بعد۔ ف۲ اور اگر مرد یا عورت جس کی

اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ

میراث بانٹنی ہے ماں باپ اور بیٹا بیٹی نہیں رکھتے اور اس کا ایک بھائی

اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا

یا بہن ہے تو ہر ایک کے لیے ان دونوں میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے

(منزل ۱)

ف۱: وراثت کے معاملہ میں انسان اپنے محدود علم کی بنا پر صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا۔ نہ وہ وارثوں کا صحیح طور سے تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے حصوں کا چنانچہ انسان نے آسمانی ہدایت سے بے نیاز ہو کر جب کبھی میراث کی تقسیم کا ضابطہ بنانا چاہا ہے جذباتیت کا شکار ہو کر غلط اور غیر منصفانہ فیصلے ہی کرتا رہا ہے۔ اگر قدیم جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا تو جدید جاہلیت میں ان کو مردوں کے برابر لا کھڑا کر دیا گیا جب کہ دونوں کی ذمہ داریاں یکساں نہیں مثلاً نپولین نے جو سول کوڈ بنایا اس میں زوجین کو ایک دوسرے کی وراثت سے محروم کر دیا ہندو کوڈ اولاد کی موجودگی میں باپ کا حصہ نہیں مانتا لیکن اسلام کا قانون علم الٰہی پر مبنی ہے اس لیے اس میں کمال درجے کا توازن پایا جاتا ہے۔ (دعوۃ القرآن)

یہاں دو حقوق ایسے بیان کئے گئے ہیں جن کا ادا کرنا ورثاء میں ترکہ تقسیم کرنے پر مقدم ہے۔ خطاب ورثاء سے ہے۔ انھیں ترغیب دی گئی ہے کہ رشتہ داروں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جن کا از روئے شرع میراث میں حصہ نہ ہو لیکن وہ غریب اور ضرورت مند ہوں اسی طرح جو یتیم اور مسکین آ موجود ہوں انہیں میراث میں سے کچھ نہ کچھ دو اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو ان کے ساتھ اظہار ہمدردی ضرور کرو۔

اس ہدایت سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر یتیم پوتا وارث نہ قرار پاتا ہو اور دادا نے اس کے لئے وصیت بھی نہ کی ہو تو وارثوں کو چاہئے کہ قرابت دار اور یتیم ہونے کی بناء پر اسے اس کے دادا کی وراثت میں سے کچھ نہ کچھ دیں اور اس کی دلجوئی کریں۔

مرنے والے کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے ترکہ سے ثلث تک ان رشتہ داروں کے حق میں وصیت کر جائے جو شرعاً وارث نہیں ہیں وصیت کا نفاذ تقسیم ترکہ پر مقدم ہے سب سے پہلے ترکہ سے میت کی تجہیز و تکفین کی جائے اس میں میت کی مالی حالت کو پیش نظر رکھا جائے اس کے بعد حقوق العباد ادا کئے جائیں مثلاً قرض وغیرہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے بعد ۱/۳ حصہ سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں اس کے بعد جو بچ جائے وہ وارثوں میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کیا جائے دستور جاہلیت میں صرف بیٹے ہی میت کے ترکہ کے وارث ہوتے تھے بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے تھے اسلام کے ابتدائی دور میں والدین کے لئے وصیت کا حکم تھا اس کے بعد آیت میراث سے تمام وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے گئے اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

ف۲: ساتویں صورت اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو ۱/۲ حصہ ملے گا باقی دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہو گا۔

آٹھویں صورت۔ اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے اولاد ہو خواہ موجودہ خاوند سے یا پہلے خاوند سے تو اس صورت میں بیوی کے ترکہ سے چوتھا حصہ خاوند کا ہو گا اور باقی دیگر ورثاء کا۔

نویں صورت اور اگر خاوند فوت ہو جائے اور کوئی اولاد نہ چھوڑے تو بیوی کو ترکہ کا ۱/۴ حصہ ملے گا اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو وہی چوتھا حصہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

دسویں صورت اگر خاوند کی اولاد ہو خواہ موجودہ بیوی یا سابقہ سے تو بیوی خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں تو ترکہ کا ۱/۸ آٹھواں حصہ پائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ

زائد ہوں تو وہ تہائی میں سب شریک ہوں بعد وصیت کی

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً

ہوئی کے اور بعد ادائے قرض کے جس سے کسی کا نقصان نہ کیا ہو

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ

اللہ کا یہی حکم ہے اور اللہ سب کچھ جانتا حکیم ہے۔ ف۱ یہ اللہ کی حدود ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلیں گے اللہ ان کو ایسے باغوں میں داخل

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾

کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ہمیشہ کے لئے ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۡ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾

آگے بڑھ جائے گا اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا جہاں اس کو ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا اور اسے

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

ذلت کا عذاب ہوگا۔ جو تمہاری عورتوں میں سے زنا کریں ان پر اپنے لوگوں (مسلمانوں) میں سے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ

چار گواہ مقرر کرلو پس اگر وہ گواہی دیں تو بالفعل ان کو اپنے

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ

گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ وہ مر جاویں یا اللہ ان کے لئے کوئی

لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

حکم بتلاوے۔ ف۲ جو دو مرد تم میں سے وہی کام کریں تو ان کو تکلیف پہنچاؤ

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنے اعمال کو درست کریں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو اس لئے

كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ ف۳ صرف انہیں لوگوں کی توبہ اللہ

ف۱: گیارہویں اور بارہویں صورت کلالہ کی ہے لغت میں کلالہ اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جس کے اصول اور فروع میں کوئی مرد موجود نہ ہو اور اصطلاح شرع میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ اس کے لڑکی بھی نہ ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق، عمر، ابن عباس وغیرہم سے منقول ہے۔ الکلالة من لم یترك ولدا و لا والدا۔

اجمعوا ان الکلالة الذی لیس له ولد و لا والد۔ اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔ اس صورت میں کلالہ کی پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں تین سورت کے آخر میں اور دو اس رکوع میں پہلی صورت یہ ہے کہ کلالہ مرد ہو یا عورت اگر وہ مر جائے اور اس کا ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن زندہ ہو تو اس کو ترکہ کا سدس ۱/۶ حصہ دیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مادری بھائی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو وہ ترکہ کا ۱/۳ حصہ پائیں گی اور یہ تیسرا حصہ سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا نر و مادہ کے حصہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا' بھائی بہنوں سے یہاں اخیافی یعنی اولاد الام مراد ہیں' عینی یا علاتی کا بیان سورت کے آخر میں آئے گا مرنے والا وصیت یا اقرار بالدین (قرض) سے وارثوں کو نقصان نہ پہنچائے مثلاً تیسرے حصے سے زیادہ وصیت نہ کرے اور جس کا اس کے ذمے کوئی حق نہیں اس کے لئے قرض کا اقرار نہ کرے۔ یہاں تک پانچ میراثیں بیان ہوئیں۔ بیٹا، بیٹی، ماں، باپ، خاوند اور بیوی اخیافی بھائی بہن ان کو ذوالفروض اور حصہ دار کہتے ہیں ان کے سوا ایک دوسری قسم کے وارث ہیں جنہیں عصبہ کہتے ہیں ان کے لئے کوئی حصہ مثل نصف ثلث وغیرہ مقرر نہیں ہے بلکہ ذوالفروض سے جو بچے وہ ان کو ملے گا اور اگر کسی کے ذوالفروض نہ ہوں اور عصبہ ہی ہوں تو اس کا تمام مال عصبہ کو مل جائے گا۔ عصبہ اصل میں تو وہ ہے جو مرد و عورت نہ ہو اور اس میں اور میت میں عورت کا واسطہ بھی نہ ہو اس کے چار درجے ہیں۔ اول درجہ بیٹا اور پوتا' دوسرا باپ اور دادا' تیسرا درجہ بھائی اور بھتیجا' چوتھا چچا اور چچا کا بیٹا یا اس کا پوتا اگر کئی شخص ہوں تو جو میت کے قریب ہو وہ مقدم ہوگا جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم ہے سوتیلے سے سگا مقدم ہے۔ ان چاروں کے سوا اولاد میں اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہوتی ہے بیٹے کے ساتھ بیٹی بھائی کے ساتھ بہن بھی عصبہ ہوئی اور یہ عصبہ اصلی نہیں بلکہ غیر اصلی ہیں اولاد اور بھائیوں کے سوا عورت عصبہ نہ ہوگی مثلاً چچا کا بیٹا عصبہ ہے مگر اس کے ساتھ چچا زاد بہن عصبہ نہیں ہو سکتی وارث کی تیسری قسم ذوالارحام ہیں یعنی وہ قرابت والے کہ ان میں اور میت میں عورت کا واسطہ ہو۔ ذوالفروض اور عصبہ میں سے نہ ہو جیسے نواسہ اور نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور ان کی اولاد جب میت کے ذوالفروض اور عصبہ کوئی بھی نہ ہو تو میراث ذوالارحام کو ملے گی۔

ف۲: ابتداء اسلام میں یہ سزا تھی پھر جب ہر قسم کی حدیں نازل ہوئیں تو پھر یہ حکم منسوخ گیا۔

ساتواں حکم رعیت: عورتوں کو وراثت سے حصہ ضرور دو اور اگر ان سے زنا سرزد ہو جائے تو ان پر شرعی حکم نافذ کرو۔

ف۳: یعنی دو شخص خواہ ایک مرد اور ایک عورت ہو (ان کو وارثت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔) دونوں مرد ہوں اگر وہ بدفعلی کریں تو ان کی سزا مجملاً ایذا دینا فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک زنا اور لواطت کا یہی حکم تھا اس کے بعد جب حد زنا نازل ہوئی تو لواطت کے لئے کوئی جدا حد بیان نہیں فرمائی' اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ لواطت کی بھی وہی حد ہے جو زنا کے لئے بیان ہوئی یا لواطت کی وہی سزا باقی رہی جو پہلے تھی یا اس کی سزا تلوار سے قتل کرنا یا کسی دوسرے طریقے سے مار ڈالنا ہے۔ اس آیت کو بہت سے علماء نے زنا پر محمول کیا ہے اور بعض علماء نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

کے ہاں مقبول ہے جو غلطی سے برے کام کریں اور پھر جلدی سے توبہ کریں

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

ان لوگوں کو اللہ معاف کردیتا ہے اور اللہ کو سب کچھ معلوم ہے

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

اور وہ بڑی حکمت والا جاننے والا ہے اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

جو برے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو ان میں سے موت آتی ہے

اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ

تو کہنے لگتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی

اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا

حالت میں مرتے ہیں ان کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ف۱ مسلمانو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ

تم کو جائز نہیں کہ زبردستی سے عورتوں کے مالک بن جاؤ اور نہ ان کو بیجا تنگ

كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ

کرکے روک رکھو کہ کسی طرح دیئے ہوئے سے کچھ واپس لے

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

لو ہاں جب وہ کھلی بے حیائی (زنا وغیرہ) کریں تو اس صورت میں وہ مہر کی مستحق نہیں

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ

اور عورتوں سے موافق دستور کے نبھا کرو پھر اگر تم ان کو کسی وجہ سے

فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا

ناپسند کرو تو شاید کہ اللہ تمہاری ناپسند چیزوں میں سے تمہارے لئے بہت سی بہتری

كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

کردے۔ ف۲ اور اگر ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح کرنا چاہو

زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ

اور اس کو بہت سا مال دے چکے ہو تو پھر بھی اس میں سے کچھ

ف۱: اوپر جو توبہ کا ذکر ہوا اس کی مناسبت سے توبہ کی حقیقت یہاں واضح کردی گئی۔ توبہ کے معنی گناہ سے باز آنے اور اللہ کی اطاعت کی طرف پلٹنے کے ہیں۔ جو شخص نادانی میں یا جذبات و خواہشات سے مغلوب ہوکر گناہ کر بیٹھتا ہے مگر اس پر اصرار نہیں کرتا بلکہ اس پر نادم ہوکر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے ایسے شخص کی توبہ سچی توبہ ہے اور اسے قبول کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو ناواقفیت اور لاعلمی کے سبب سے کوئی گناہ کا کام کر بیٹھیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں جو بھی قصداً یا غلطی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے وہ جاہل ہے جب تک اس سے باز نہ آجائے۔ حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ جو گناہ کرے وہ جہالت ہے۔ عطاؒ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ قید جہالت احترازی اور شرطی نہیں بلکہ قید واقعی ہے اس لئے کہ گناہ ہمیشہ جہل اور حماقت سے ہوتا ہے جس کو اپنے نفع وضرر کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہوگی۔

ف۳: یعنی جو لوگ عمر بھر گناہ پر گناہ کئے چلے جاتے ہیں اور اس سے باز نہیں آتے مگر جب موت کا فرشتہ سامنے آ کھڑا ہوتا ہے تو اللہ سے معافی مانگنے لگتا ہے ایسے لوگوں کی توبہ سچی توبہ نہیں ہے کیونکہ جب امتحان کی گھڑی ختم ہوگئی اور نتائج کے ظہور کا وقت آ گیا اس وقت توبہ کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو مرتے دم تک کافر رہتے ہیں' لیکن جب موت آ جاتی ہے اور آدمی حقائق کو بے نقاب ہوتا دیکھنے لگتا ہے اس وقت اللہ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے کیونکہ وہ وقت آزمائش کا نہیں بلکہ نتائج کے رونما ہونے کا ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر معاملہ گناہ کا ہو تو آدمی کو چاہئے کہ جلد اس سے باز آ جائے اور اگر اب تک اس کی روش کفر وانکار کی رہی ہے تو بلا تاخیر اپنا رویہ بدل دے اور ایمان لے آئے۔ معلوم نہیں کس کی موت کا وقت کب آ ئے اور توبہ کی مہلت ختم ہو جائے۔

ف۴: بخاریؒ ابوداؤد وغیرہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص مرتا تو اس کے وارث اس کی بیوی کا اختیار رکھتے تھے چاہیں تو اپنے نکاح میں لائیں اور چاہیں تو کسی اور سے اس کا نکاح کردیں۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی سوتیلی ماں کا وارث بن جاتا تھا اور ان سے زن و شوئی کے تعلقات قائم کرلیتا تھا قرآن نے اس کو حرام قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ عورت متروکہ جائیداد نہیں ہے بلکہ وہ عدت گزارنے کے بعد آزاد ہے اور شرعی حدود میں رہ کر جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ یہ بھی اسلام کی لائی ہوئی ایک انقلابی تبدیلی تھی جس نے عرب جاہلی معاشرے کی ایک انتہائی قبیح رسم کا خاتمہ کردیا

آٹھواں حکم رعیت ورثہ میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں ہاں اگر وہ چاہتی ہوں تو ان سے نکاح کرلو بعض دفعہ ورثا بیوہ کو اس شرط پر دوسری جگہ نکاح کی اجازت دیتے کہ خاوند سے جو کچھ اسے میراث میں ملا ہے وہ ان کو واپس کردے یا اپنا مہر تو واپس دے دے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کچھ لوگ اپنی بیویوں کو نہ طلاق دیتے تھے اور نہ ہی حسن سلوک سے پیش آتے تھے بلکہ انہیں تنگ کرتے تھے تاکہ وہ اپنے وصول کردہ مہر واپس دے کر خلع کرلیں اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے ممانعت کا حکم فرمایا اور حسن معاشرت کا حکم دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ

نہ لو کیا دیے ہوئے کو ناحق اور صریح ظلم سے لینا چاہتے ہو۔ بھلا کیونکر

تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ

اسکو لیتے ہو حالانکہ ایک دوسرے سے علیحدہ مل چکے ہیں اور وہ

اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا

عورتیں تم سے عہد مضبوط لے چکی ہیں۔ ف۱ اپنے باپ کی بیاہی ہوئی

مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

عورتوں سے نکاح مت کرو مگر جو گزر چکا سو معاف ہے

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع

یہ بڑا بے حیائی کا کام ہے اور غضب کی بات ہے اور برا طریق ہے۔ ف۲

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَ

تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں

عَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَ

اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور دودھ مائیں

اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ کی بہنیں

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ

اور تمہاری ساسیں تمہاری بیویوں کی مائیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا

پچھلی لڑکیاں جو تمہاری ہی پرورش میں ہوں یہ سب حرام ہیں ہاں اگر تم نے ان سے

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمْ

جماع نہیں کیا تو تم پر گناہ نہیں اور تمہارے

الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ

صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرنا بھی حرام ہے

اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

مگر جو گزرا (سو معاف ہے) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

منزل ۱

ف۱: یعنی تم عورتوں کو مال کی خاطر تنگ نہ کرو اور اگر بیوی کو طلاق دے کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہو تو پہلی بیوی کو دیئے ہوئے مہر سے کچھ بھی واپس مت لو۔

ف۲: جب ابوقیس بن الاسلت انصاری کا انتقال ہوا تو انکے فرزند قیسؓ نے جو دوسری بیوی سے تھے موافق دستور زمانہ جاہلیت کے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہمیشہ کیلئے یہ حکم آ گیا کہ کوئی شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرے براء بن عازب نے کہا کہ میرے ماموں کو رسول اللہ ﷺ نے نشان دے کر ایک شخص کا سر کاٹ ڈالنے کے لئے بھیجا تھا جس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کر رکھا تھا۔ حدیث ابن عباسؓ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ کہ جو کوئی جماع کرے کسی محرم عورت سے اس کو قتل کر دو۔ نواں حکم رعیت۔ جو عورتیں نکاح سے ملتی ہیں، لیکن حسب ذیل عورتیں اگر راضی بھی ہوں تب بھی نکاح میں نہیں آ سکتیں۔

یہاں پندرہ محرمات مذکور ہیں:

۱۔ باپ کی منکوحہ یعنی وہ عورت جو باپ کی زوجیت میں آ چکی ہو پھر وہ بیوہ یا مطلقہ ہو جائے۔

۲۔ ماں، دادی اور نانی بھی امہات میں داخل ہیں۔

۳۔ بیٹیاں اس میں پوتیاں اور نواسیاں بھی داخل ہیں۔

۴۔ بہنیں، خواہ عینی ہوں یا علاتی اور اخیافی۔

۵۔ پھوپھیاں۔

۶۔ خالائیں۔

۷۔ بھتیجیاں اور ان کی بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۔ بھانجیاں اور ان کی بیٹیاں بھی اسی حکم میں ہیں۔

۹۔ وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو۔

۱۰۔ تمہاری دودھ شریک بہنیں۔

۱۱۔ تمہاری اپنی بیویوں کی مائیں خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی۔

۱۲۔ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو ان کے پہلے خاوندوں سے ہوں بشرطیکہ تم ان سے جماع کر چکے ہو لیکن اگر کسی نے ابھی اپنی بیوی سے جماع نہ کیا ہو تو اس کو طلاق دے کر اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

۱۳۔ تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں۔ مِنْ اَصْلَابِكُمْ کی قید احترازی ہے اور اس سے متبنیٰ (جو کسی کا بچہ لے کر پالا جائے اس کو متبنیٰ لے پالک کہتے ہیں) کی بیوی سے احتراز ہے کیونکہ بیوی یا طلاق کے بعد اس سے نکاح جائز ہے۔

۱۴۔ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا وہ بہنیں خواہ نسبی ہوں یا رضاعی اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن کے درمیان رشتہ محرمیت ہو مثلاً خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی، ان کو بھی ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔

۱۵۔ جو عورتیں صحیح نکاح کے ساتھ دوسروں کی منکوحہ ہوں، لونڈیوں سے مراد وہ لونڈیاں نہیں ہیں جو پہلے سے مسلمانوں کی ملک ہوں بلکہ وہ لونڈیاں مراد ہیں جو بذریعہ قید کافروں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور دارالکفر میں ان کے خاوند موجود ہوں کیونکہ قید سے ان کا سابقہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ان سے نکاح جائز ہے۔

☆ بعض فقہ کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ محرمات ابدیہ یعنی جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں (جن کا اس آیت میں تذکرہ ہے) ان سے اگر نکاح کر لیا جائے تو وہ حلال ہیں گو کہ یہ بھی معلوم ہو کہ ان سے نکاح حرام ہے پھر بھی کوئی بات نہیں کیونکہ نکاح کی وجہ سے وہ حلال ہیں۔ استغفر اللہ العظیم۔ حاملین فقہ کا یہ نکاح والا حیلہ حرام ہے کون بدبخت ایسا ہوگا کہ جو اپنی ماں، بہن اور بیٹی وغیرہ سے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور صحیح تفقہ عطا فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور خاوندوں والیاں عورتیں بھی حرام ہیں مگر جن کے تم مالک ہوئے ہو۔ ف۱

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ

یہ اللہ کے حکم ہیں تم پر اور ان کے سوا عورتیں زر مہر دیکر چاہو تو جائز

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ

ہیں بشرطیکہ گھر باری بنو نہ مستی نکالنے کو

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

پھر جتنے مال کے عوض تم نے ان سے تعلق کیا ہو ان کا حق مقرر شدہ

فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ

حوالے کرو اور بعد مقرر کرلینے مہر کے بھی کسی مقدار پر

مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۲۴

تم آپس میں راضی ہو جاؤ تو گناہ کی بات نہیں بے شک اللہ جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

اور جو کوئی تم میں سے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

مقدور نہ رکھتا ہو تو تمہاری مملوکہ مسلمان لونڈیوں سے ہی

الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْ

(نکاح کرلے) اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم ایک دوسرے

بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ

کی اولاد ہو پس ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو معروف کے مطابق کرو

اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ

بشرطیکہ گھر باری بننا چاہیں نہ کہ مستی نکالنا اور

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

نہ چھپے چھپے دوست رکھنے والیاں اور ان کے مہر حسب دستور انکو دو پھر اگر نکاح میں

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَي الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

بے حیائی (زنا) کریں تو آزاد عورتوں کی نسبت نصف سزا

نویں حکم میں فرمایا کہ یہ پندرہ عورتیں تم پر حرام ہیں وہ اگر راضی ہوں تو بھی ان سے نکاح جائز نہیں اب یہاں علی سبیل الترقی فرمایا کہ ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن حلت کی شرط یہ ہے کہ تم ان کو ہمیشہ کے لیے اپنی زوجیت میں رکھنے کی غرض سے ان سے شرعی عقد کرو وقتی یا چند روزہ شہوت رانی مقصود نہ ہو اس سے متعہ کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ متعہ کی غرض وغائت وقتی یا چند روزہ تمتع اور قضاء شہوت کے سوا کچھ نہیں۔ نیز اس سے نکاح حلالہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ حلالہ جیسی لعنت میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے جو کہ نکاح متعہ میں ہوتا ہے۔ یعنی یہ بھی مشروط اور وقتی ہوتا ہے اور نبی ﷺ نے حلالہ کرنے کرانے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بیان فرمائی ہے۔ حلالہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیدے اور اس شخص کو احساس ہو جائے کہ اس نے غلط کیا ہے اب پھر وہ اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بعض فقہاء نے یہ حیلہ کیا ہے کہ مطلقہ عورت کا کسی آدمی سے مشروط نکاح کر دیا جائے کہ وہ ایک رات کے لیے عورت سے نکاح کرلے ہمبستری کرے اور صبح کو طلاق دیدے تا کہ یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے کتاب وسنت کے مطابق یہ حرام ہے۔ شیعہ حضرات کے ہاں متعہ ہے اور حنفی حضرات کے ہاں حلالہ حیلہ اور شیعہ کا تقیہ دراصل ایک ہی ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے چاروں مذہب میں متعہ حرام ہے اور ہدایہ کے مصنف نے جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کیا ہے اس کو غلطی ہوئی ہے امام مالکؒ نے متعہ کو صاف حرام لکھا ہے متعہ دو بار حلال ہوا اور دو بار حرام ہوا پہلے چند روز مباح رہا پھر جب خیبر فتح ہوا تو حرام ہو گیا چنانچہ حضرت علیؓ سے موطا، بخاری، مسلم اور ترمذی میں اس کی حرمت کی روایت ہے۔ دوسری بار جنگ اوطاس میں تین دن مباح ہوا پھر فتح مکہ میں قیامت تک کے لیے نبی ﷺ نے حرام قرار دیدیا صحابہ کرام کا متعہ کی حرمت پر اجماع اور اتفاق ہے صرف عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباسؓ اس کو درست کہتے تھے عبداللہ بن عباسؓ کو جب احادیث پہنچیں تو وہ بھی حرمت کے قائل ہو گئے۔

حدیث وسنت سے جن دوسری عورتوں سے حرمت نکاح ثابت ہے مثلاً رضاعی بہنوں کے ساتھ پھوپھی کا بھتیجی کے ساتھ یا خالہ کا بھانجی کے ساتھ جمع کرنا یہ سب کنایۃ قرآن مجید کی آیات بالا میں آ گئیں حدیث نے انہیں صرف کھول کر بیان کر دیا ہے۔

ف۱: یعنی جو عورتیں جنگ میں گرفتار ہو کر آ گئی ہوں اور ان کے کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہوں وہ حرام نہیں ہیں کیونکہ اس صورت میں ان کا سابقہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوطاس میں قیدی عورتیں آئیں جو خاوند والیاں تھیں تو ہم نے نبی ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کیا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان سے ملنا حلال کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مسلم)

ف۲: دسواں حکم رعیت: جن عورتوں سے نکاح جائز ہے خواہ حرہ ہوں یا لونڈیاں ان کو مہر دینا ہوگا۔ یہ آٹھویں اور نویں حکم سے متعلق ہے آٹھویں حکم میں فرمایا کہ میراث میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں ہاں جو عورتیں خوشی سے نکاح کرنا چاہیں ان سے نکاح کر سکتے ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ

ان کو ہوگی یہ اس کے لئے ہے جو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ کرے اور

تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ

صبر کرنا تمہارے لئے اچھا ہے اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ اللہ کو

اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

منظور ہے کہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرے اور تم کو پہلے لوگوں کی

قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ

راہ دکھادے ف۲ اور تم پر مہربانی کرے اللہ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ

يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۡ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ

تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے اور جو لوگ اپنی خواہش کے غلام

الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

ہیں یہی چاہتے ہیں کہ تم کسی سخت غلطی میں پڑو اللہ تمہاری تکلیف

يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

میں تخفیف چاہتا ہے اور انسان کی خلقت ضعیف ہے۔ ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

مسلمانو ایک دوسرے کا مال آپس میں برے طریق

بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ

سے نہ کھاؤ ہاں اپنی مرضی سے سوداگری کرو

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝

اور اپنے بھائیوں کو قتل مت کرو اللہ تم پر مہربان ہے۔ ف۴

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

جو کوئی یہ کام سرکشی اور ظلم سے کرتا رہے گا تو ہم اس کو آگ

نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

میں ڈالیں گے۔ یہ اللہ پر آسان ہے۔ ہاں اگر تم بڑے بڑے

كَبٰۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

گناہوں سے جن سے تم کو روکا جاتا ہے باز رہو گے تو تمہاری غلطیوں کو ہم معاف کریں گے اور

ف۱: یہاں شادی شدہ لونڈیوں کی سزا بیان کی گئی ہے جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے نکاح والی آزاد عورت کے لیے زنا کی حد سنگسار ہے' شریف اور کنواری عورت کی حد زنا سو درے ہے اور لونڈی کے لیے اس کا نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں۔

غلاموں کی حرامکاری کی سزا قرآن مجید میں مذکور نہیں علماء نے اسی آیت سے استنباط کر کے ان کی سزا بھی یہی پچاس درے رکھی ہے۔

عنت کے لفظی معنی ضرر و زیان کے ہیں یہاں مراد زنا میں پڑ جانا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کون سا ضرر مسلمان کے لیے ہو سکتا ہے۔ العنت الزنا

مردوں کو آزاد عورتوں کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ تم گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ لیکن اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکو اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرو اور نکاح کی استطاعت کا انتظار کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس سے تمہاری اولاد اپنی ماں کے تابع ہو گی اور غلام ہو گی اس لونڈی کا مالک تمہاری اولاد کو فروخت کرنے کا مجاز ہو گا۔

ف۲: مراد انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے طریقے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن عائلی زندگی کے لئے اس طریقہ کی رہنمائی کرتا ہے جو ہمیشہ سے خدا کے نبیوں اور نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے اس سے یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ خدا سے سرکشی کرنے والے لوگ باپ دادا کی پیروی کے نام پر فاسد کلچر یا جدید تہذیب کے نام پر گمراہ کن نظریہ یا جدید سول کوڈ Modern civil code کے نام پر باطل قوانین کی طرف تمہیں بھٹکا کر لے جانا چاہتے ہیں۔

ف۳: انسان فطرۃً غیر ضروری اور غیر فطری پابندیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا' لہٰذا خود ساختہ شریعتوں اور من گھڑت رسموں کے بوجھ اتار پھینکنا ضروری ہے۔

اسلامی شریعت تکلفات سے پاک اور ایک سادہ شریعت ہے جس میں انسان پر اتنا ہی بوجھ ڈالا گیا ہے جس کا انسان فطری طور پر متحمل ہو سکتا ہے۔

ف۴: گیارہواں حکم رعیت میں پہلے مال حرام کھانے کے تین طریقوں سے منع فرمایا یتیم کا مال ناحق کھانا' بیوی کا مہر بلا معافی دبا جانا اور میراث میں سے وارثوں کا حق مار لینا اب یہاں مال حرام کھانے سے عام ممانعت فرمائی کہ کسی بھی ناجائز طریقے سے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ مال حرام کھانے' شرک کرنے اور اسی طرح کے دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ ایسے گناہوں کا ارتکاب اپنے آپ کو قتل کرنے اور ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے' یا یہ اپنے ظاہر پر ہے اور اس میں ایک انفسکم کے معنی عموماً اخوانکم یا من جنسکم کیے گئے ہیں اور مراد یہ لی گئی ہے کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

قتل بعضکم بعضا (ابن جریر عن عطا) من کان من جنسکم من المومنین. (مدارک) یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ خودکشی نہ کرو۔

اہل عرب میں جو اشراب خوری ایک بڑا فخر سمجھا جاتا تھا جیسا کہ ان کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے لوٹ مار تو ان کا رات دن کا شیوہ ہی تھا ایسے افعال شنیعہ سے روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ

تم کو بڑی عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔ ف۱ اور جن امور کے ساتھ اللہ نے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

بعض کو بعض پر بڑائی دے رکھی ہے ان کا خیال تک بھی نہ کرو مردوں کو مردوں کے

اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا

کیے سے اور عورتوں کو کیے سے حصہ ہے اور اللہ سے

اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

اس کا فضل و کرم مانگو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ ف۲

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور ہر ایک مال میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں ہم نے حصہ دار مقرر کیے ہیں

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ

اور جن لوگوں سے تم نے دوستی کے عہد و پیمان کئے ہیں ان کا حصہ بھی دیا کرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ

سب چیزیں اللہ کے سامنے ہیں۔ ف۳ مرد عورتوں پر حاکم اس لئے

قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

ہیں کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے

بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ

اور وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ ف۴ پس جو عورتیں نیک ہیں

قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ

خاوند کی تابعدار ہیں بمقابلہ اسکے جو اللہ نے ان کے حقوق محفوظ رکھے ہیں غائبانہ محفوظ رکھتی ہیں

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

اور جن عورتوں کی تم شرارت معلوم کرو

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا

ان کو سمجھاؤ پھر اپنے بستروں سے ان کو علیحدہ کردو اور مارو پھر اگر وہ

عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

تمہاری فرمانبرداری کریں تو بیجا الزام لگانے کی فکر نہ کرو اللہ سب سے بلند اور بڑا ہے۔ ف۵

ف۱: کبائر کبیرہ کی جمع ہے گناہ کبیرہ کی تعریف میں بہت سے اقوال ہیں' جامع ترین قول ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید یا حد ہو یا اس پر لعنت آئی ہو یا اس گناہ کی خرابی کسی ایسے ہی گناہ کے فساد و انتشار کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تھاون فی الدین صادر ہو تو وہ کبیرہ ہے اور اس کا مقابل صغیرہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کبائر سے یہاں انواع کفر و شرک مراد ہیں یعنی اگر تم کفر و شرک کی تمام انواع سے اجتناب کرو گے تو باقی گناہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا معاف کر دے گا مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرے باوجودیکہ تجھے صرف اسی نے پیدا کیا ہے میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ ہے فرمایا یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا میں نے پوچھا پھر اس کے بعد کون سا گناہ ہے فرمایا یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے بدکاری کرے۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو تم سات ایسے گناہوں سے جو ہلاک کرنے والے ہیں۔ (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، (۲) جادو (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا (۴) سود یعنی بیاج کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدان جہاد سے بھاگنا (۷) نیک بخت بھولی عورتوں کو زنا کی تہمت لگانی۔

ف۲: مرد کے لیے عورت کی نسبت دگنا حصہ سن کہ عورتوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہمیں مردوں سے کمی کیوں دی گئی حالانکہ ہم زیادہ محتاج معاش ہیں ان کی اس خواہش کو روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

بارہواں حکم رعیت جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو۔

ف۳: اکثر لوگ انفرادی طور پر مسلمان ہوئے تھے اور ان کے اقربا کافر رہے تو نبی ﷺ نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا، وہی ایک دوسرے کا وارث ہوتا جب ان کے اقرباء مسلمان ہوئے تب یہ آیت اتری کہ میراث قریبی رشتہ داروں کا حق ہے اور منہ بولے بھائیوں سے زندگی میں نیک سلوک ہے یا مرتے وقت کچھ وصیت کر دو۔

ف۴: ایک صحابی سعد بن ربیع نامی نے اپنی بیوی کو جنگل میں ایک طمانچہ مارا اس کے باپ نے نبی ﷺ کی خدمت میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ عورت اس سے بدلہ لے لے مگر چونکہ ایسا قاعدہ عام طور پر عورتوں کو ادب سے مانع تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی خاوند حاکم ہے تھوڑا سا مارنے کا اس کو حق ہے اس کا قصاص نہیں چاہیے۔ تیرہواں حکم رعیت۔ وراثت میں بے شک عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن دو باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر منتظم مقرر کیا ہے اور ان کو بالا دستی اور تسلط کی شان عطا فرمائی' پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو علم و عقل فہم و تدبر اور قوت و قدرت میں عورتوں پر جو برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے اس بنا پر وہی اس شرف کے مستحق ہیں کہ نظام کار انہی کے ہاتھ میں ہو اور عورتوں پر انہیں تسلط حاصل ہو خاوند کی برتری کی دوسری وجہ یہ ہے کہ خاوند عورت کو مہر دیتا ہے اور اس کی خوراک، رہائش، پوشاک اور دیگر ضروریات زندگی پر اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرتا ہے اس لیے لازمی طور پر مرد کو عورت پر فضیلت ہونی چاہئے اور وہی عورت پر حاکم ہونے کا مستحق ہے۔

ف۵: للغیب میں لام بمعنی فی ہے اَیْ یَحْفَظْنَ اَنْفُسَهُنَّ وَفُرُوْجَهُنَّ فِیْ حَالِ غَیْبَةِ اَزْوَاجِهِنَّ (روح) یعنی عورتیں (بیویاں) اپنے خاوندوں کی غیر موجودگی میں اپنی جانوں اور اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کریں (بقیہ صفحہ 857 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

اور اگر خاوند بیوی میں مخالفت پاؤ تو ایک منصف مرد کے کنبہ

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا

سے تجویز کرو اور ایک عورت کے کنبہ سے اگر وہ دونوں مل کر صلح کرانی چاہیں گے تو اللہ

يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

بھی ان کو صلح کی توفیق دے گا بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا اور خبر رکھتا ہے ف۱

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

اللہ کی عبادت میں مصروف رہو اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے

اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

ساتھ احسان کرو قرابتی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

اور نزدیک اور دور کے پڑوسیوں سے اور ساتھ والوں سے

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ

اور مسافروں اور غلاموں سے بھی احسان کرو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝

خدا متکبروں اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا ف۲

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنا بتاتے ہیں

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاَعْتَدْنَا

اور اللہ کے دیئے ہوئے فضل کو چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لئے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ف۳ اور جو لوگوں کے دکھانے کو

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور قیامت کے

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

دن کو نہیں مانتے جس کا شیطان دوست بنے اس کے لئے

(یتیم)

فـ۱: ان خفتم خوف یہاں علم کے معنی میں ہے و المراد فان علمتم کما قال ابن عباسؓ. و الخوف بمعنی الیقین و قیل ھو بمعنی ظن یعنی ان ظننتم شقاقا بینھما. چودھواں حکم رعیت اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرو یہاں تک رعیت کے لیے چودہ امور انتظامیہ یا بالفاظ دیگر احکام رعیت مذکور ہوئے۔ عورت والوں میں سے ایک منصف اس کی طرف سے اور مرد والوں میں سے ایک بہتر شخص اس کی جانب سے منصف مقرر کر دے یہ دونوں مل کر تحقیقات کریں اور جس امر میں مصلحت سمجھیں اس کا فیصلہ کر دیں خواہ الگ کرا دیں خواہ میل ملاپ کرا دیں لیکن نبی ﷺ نے تو اسی طرف شوق دلایا ہے کہ جہاں تک ہو سکے کوشش کریں کہ نباہ کی کوئی شکل نکل آئے حضرت ابن عباسؓ تو فرماتے ہیں اگر منصفین (پنچائتی) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ان میاں بیوی کو رضامندی کے ساتھ ایک دوسرے سے اپنے تعلقات نباہنے چاہئیں اور اس فیصلے کو ایک نے منظور کر لیا اور دوسرا نہیں کرتا اور جو رضامند تھا اس کا اسی دوران انتقال ہو گیا تو وہ دوسرا (جو کہ ناراض تھا) اس کی وراثت میں سے حصہ نہ لے گا اور اگر دوسرے کا انتقال ہو گیا جو کہ ناراض تھا تو دوسرا جو کہ رضامند تھا وہ اس کی وراثت میں حصہ لے گا۔

فـ۱: اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے اور اپنی توحید کے ماننے کو فرماتا ہے اور اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے روکتا ہے کہ میری عبادت اور پکار میں میری مخلوق میں سے کسی کو میرا شریک نہ بناؤ نہ نبیوں اور ولیوں کو اور نہ فرشتوں اور جنوں کو اس لیے کہ خالق، رزاق نعمتیں دینے والا تمام مخلوق پر ہر وقت اور ہر حال میں انعام کی بارش برسانے والا صرف میں ہی ہوں تو لائق عبادت بھی صرف میں ہی ہوا۔ حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ سے جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول بہت زیادہ جاننے والے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا جانتے ہو جب بندے یہ کریں تو ان کا حق اللہ تعالیٰ کے ذمے کیا ہے؟ تو حضرت معاذؓ نے پھر یہی جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ انہیں وہ عذاب نہ کرے۔ اس کے بعد چار چیزیں بیان ہوئیں والدین دوسرے رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں پڑوسیوں، مسافروں، غلاموں دیگر مستحقین پر احسان کرو۔ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کی مالی امداد کرو "وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى" وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو اَلْجَارِ الْجُنُبِ جس کا گھر تم سے ذرا فاصلے پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو، اَلصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد رفیق سفر۔ جو طلب علم یا تجارت وغیرہ میں ہمسفر ہے یا بیوی مراد ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کے عموم میں دونوں داخل ہوں۔ وقد تناول الایۃ الجمیع بالعموم.

فـ۲: کعب بن اشرف و اسامہ بن حبیب و نافع بن ابی نافع وغیرہ یہودی بعض انصار صحابہ کے پاس آتے اور ان کو سمجھایا کرتے کہ تم اپنے مال و اسباب بلا وجہ دوسروں پر خرچ کئے جاتے ہو، اللہ جانے آئندہ کیا صورت پیش آئے تو اس وقت تم کو مشکل پڑے گی اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ وہ بھی بخیلی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی بخیلی سکھاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تو بہت ہی برا دوست ہے۔ ف۱ بھلا ان کا کیا حرج تھا اگر وہ اللہ اور

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ

قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرتے

اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ

اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ

ذرہ جتنی بھی نیکی ہو تو اسے بھی دگنا کردے گا اور اپنے پاس سے

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ

بڑا بدلہ دے گا۔ ف۲ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک گواہ لادیں گے

وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ

اور تجھ کو بھی ان پر گواہ بنا دیں گے۔ اس دن کافروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ

اور رسول کے نافرمانوں کی آرزو ہوگی کاش زمین میں دبا دیے جائیں

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے۔ ف۳ مسلمانو!

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جایا کرو جب تک کہ

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى

اپنی بات کا مطلب نہ سمجھو اور نہ بے غسلی کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو لیکن

تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ

مسافری میں اگر تم بیمار ہو یا سفر میں جا رہے ہو یا کوئی

اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ

تم میں سے پائخانہ پھر کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر

تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا

تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو

منزل ۱

کروائیں گے جب منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تو منکر آرزو کریں گے کہ کاش ہم انسان نہ ہوتے بلکہ مٹی میں مل کر خاک ہو جاتے۔ ھولاء۔ کا اشارہ کس جانب ہے؟ بہ ظاہر تو وہ لوگ معلوم ہوتے ہیں جو قرآن کے براہ راست یا بالواسطہ مخاطب تھے اور جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سابقہ تھا ای علی امتك. یعنی قومه المخاطبين بالقرآن. جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر پہنچتے تو اپنی ذمہ داری کے احساس اور فرط خشیت سے چشم مبارک سے آنسو جاری ہو جاتے كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَتَىٰ عَلَيْهَا فَاضَتْ عَيْنَاهُ. جن بے دردوں نے قرآن کو کلام محمدی ٹھہرادیا وہ غور کریں کہ کیا اپنے گھڑے ہوئے کلام سے بھی انسان کے آنسو جاری ہو سکتے ہیں؟

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ شہید استعمال ہوا ہے جس سے اہل بدعت اور مشرک لوگ آپ کا ہر امتی کے ساتھ حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ شہید کے معنی یہاں رقیب اور نگہبان کے ہیں اور پھر یہ نگہبانی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے مخصوص تھی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ یا اللہ یہ تو میرے امتی ہیں اس پر مجھے جواب دیا جائے گا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں تو پھر میں اس کے جواب میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اس لیے اس آیت سے آپ کا ہر زمانہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں۔ اگر بفرض محال مان لیا جائے کہ اس آیت میں شہید بمعنی گواہ ہی ہے تو اس لحاظ سے بھی یہ دعویٰ غلط ہے کہ گواہ صرف وہی شخص بن سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے کیونکہ فقہائے حنفیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہی کے لیے واقعہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ضروری نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَاۤ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ﴾ (یوسف:۲۶) یہاں اس کو شاہد فرمایا جس نے عزیز مصر کی بیوی کی دست اندازی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا تھا بلکہ محض علامات کی بنا پر گواہی دی تو معلوم ہوا کہ گواہی کے لیے مشاہدہ ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر ایک شخص موقعہ پر موجود نہ ہو لیکن واقعہ کی خبر اس تک کسی ایسے معتبر اور باوثوق ذرائع سے پہنچ جائے جس سے اس واقعہ کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کے لیے گواہی دینا جائز ہے چنانچہ ہدایہ جلد ۳ ص ۱۵۷ پر ہے انما يجوز للشاهد ان يشهد بالاشتهار و ذالك بالتواتر او اخبار من يثق به.

ف۱: یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک برا ہے ویسا ہی لوگوں کو دکھلا دے کیلئے دینا برا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول وہ ہے جو حق داروں کو دیا جائے جن کا اول ذکر کیا گیا ہے اور قبولیت کے یقین اور آخرت میں ثواب کی توقع سے دے۔

ف۲: یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی طرح کا بھی نقصان نہیں بلکہ آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی اس کا اجر ملتا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے۔ ماذا علیهم محاورہ عربی میں ایسے موقع پر آتا ہے جیسے اردو میں کہتے ہیں کیا غضب ہو جاتا، کون سی بڑی بات تھی۔

ف۳: یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے نبی اور معتبر نیک لوگوں سے بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۳

منہ اور ہاتھوں کو مٹی ملو بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ ف۱

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

کیا تو ان کتاب والوں (یہود و نصاریٰ) کو نہیں دیکھ چکا کہ بے دینی کو

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝۴۴

دام دے کر خریدتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم بھی سیدھی راہ سے بہک جاؤ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى

اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اللہ ہی تمہاری کارسازی اور

بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝۴۵ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ

حمایت کو کافی ہے۔ بعض یہودی اللہ کے کلام کو بھی موقع مناسب

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا

سے بدل ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا

ہماری سن تیری کوئی نہ سنے اور زبان مروڑ کر دین میں طعن کرنے کو

فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

راعنا کہہ جاتے ہیں اگر کہتے ہم نے سنا اور تابع ہوئے

وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَ

ہماری بات سنئے اور ہماری طرف نظر کیجئے تو یہ (کلام) ان کے لئے اچھا اور درست ہوتا

لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶

لیکن اللہ نے ان کی بے ایمانی کی وجہ سے ان کو رحمت سے دور کر دیا سو اب سوائے کسی قدر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

ایمانداری کے دل سے نہ مانیں گے۔ ف۲ اے کتاب والو! ہمارے اتارے ہوئے کلام کو مانو

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے پہلے اس سے کہ ہم کتنے ہی مونہوں کو

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

بگاڑ کر ان کی پیٹھ کی شکل پر الٹ دیں یا ان پر لعنت کریں جیسی کہ

مسئلہ

لیکن اصل مطلب یہ ہوتا تھا کہ ہم نے تمہاری بات تو سن لی لیکن اسے قبول نہیں کیا۔ اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ ظاہراً مطلب یہ تھا کہ کوئی مخالف اور تکلیف دہ بات آپ کے کان میں نہ جائے لیکن اصل مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمہیں کوئی اچھی بات سنائی ہی نہ دے۔ رَاعِنَا کا ظاہراً مطلب یہ تھا کہ ہماری رعائت سے دوبارہ فرمایئے لیکن تلفظ میں ع کو ذرا کھینچ کر رَاعِیْنَا پڑھنے سے بالکل گستاخانہ مفہوم پیدا ہو جاتا تھا یہ ظاہر لہجہ سے تعظیم و توقیر نظر آتی تھی لیکن زبانیں تقیہ سے کام لیتی ہوتی تھیں اور دل کے بغض و عناد کو چھپائے ہوئے رہتی تھیں عرب کے یہود کی یہ ساری حرکتیں بے خیالی میں نہ تھیں اور نہ ہی تفریح طبع کے طور پر تھیں بلکہ یہ ان کا اللہ کے دین پر طعن اور اسے مجروح کرنا مقصود بھی تھا۔ سمعنا و اطعنا۔ اسمع۔ انظرنا ان الفاظ کی تعلیم پہلوئے ذم سے خالی ہے۔

ف۱: شراب کی حرمت سے پہلے بعض صحابہ نے مستی میں نماز پڑھنی شروع کی تو سورہ کافرون میں لا اعبد کی جگہ اعبد پڑھ دیا جس سے معنی الٹ ہو گئے اس پر اس بچانے کے لیے یہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ نازل ہوئی۔

پھر فرمایا کہ جنابت کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کر لو مگر راہ چلتے یعنی سفر میں پھر فرمایا کہ اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضروری ہو تو زمین سے تیمم کرو۔ پانی اور طہارت کے ضروری ہونے کی دو صورتیں۔ ایک صورت پانی کے عذر کی یہ ہے کہ وہ آدمی یا عورت مریض ہے اور پانی کے استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ دوسری صورت عذر کی یہ ہے کہ وہ سفر میں ہے اور پانی بھی موجود ہے لیکن وہ قلیل مقدار میں ہے جو کہ پینے کے لیے رکھا ہے اور آگے دور تک پانی نہ ملنے کا اندیشہ ہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ پانی موجود نہیں ہے اس تیسری صورت کے ساتھ دو صورتیں طہارت کی ضرورت کی فرمائیں۔ ایک یہ کہ انسان قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ عورت سے مباشرت کی اور غسل لازمی ہو گیا تو اب تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مار کر چہرہ پر مل لیا' پھر دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر ان کو اپنی کہنیوں تک ہاتھوں سمیت مل لیا۔ تیمم کے اس طریقہ میں دو ضربوں کا ذکر ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر ان میں پھونک مارے اور ان کو چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر مل لے اور یہ طریقہ پہلے طریقہ کی نسبت زیادہ صحیح اور مضبوط ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیمم اس طرح بتلایا کہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک ماری پھر ان کو چہرہ مبارک پر اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں پر ملا۔ پس دو ضربہ تیمم میں کہنیوں تک کی شرط ہے اور ایک ضربہ میں صرف کلائیوں کی حد تک شرط ہے۔

علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ تیمم اسی وقت کرے جبکہ وقت نماز کا آ جائے اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ سے مراد یہ ہے کہ جنابت والے کو اگر کوئی ایسا موقع آ جائے کہ مسجد ہی میں ہو کر چلنا پڑا تو چلا جائے۔

ف۲: یہود کی شرارت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ مارے رنج اور حسد کے نبی ﷺ کی خدمت میں آتے تو جہلا کی طرح زبان مروڑ مروڑ کر گالیاں دیتے گو ان گالیوں کو مسلمان نہ سمجھتے لیکن وہ اپنے جی میں خوشی مناتے ان کی اس مخفی خباثت پر اطلاع دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نازل فرمائی۔ عرب کے یہودیوں کی پوشیدہ شرارتوں اور خباثتوں میں سے ایک یہ خباثت بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت ایسے الفاظ قصداً بولتے جن میں برائی کا پہلو بھی نکلتا رہتا اور تحقیر یا بددعا پیدا ہوتی رہتی۔ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا کا ظاہری مطلب یہ تھا کہ ہم نے آپ کا ارشاد سن لیا اور آپ کے گمراہ کن مخالف و معاند کا قول نہیں مانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَنَّا اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

ہفتے والوں پر کی تھی اور اللہ کا حکم ہوکر ہی رہتا ہے ف

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

اللہ شرک ہرگز نہ بخشے گا اس کے سوا جس کو چاہے گا

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى

بخش دے گا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ تو بڑا ہی

اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

طوفان باندھتا ہے۔ف۲ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک سمجھتے ہیں

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

اللہ جس کو چاہے پاک کردیتا ہے اور ان پر ایک تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ ف۳

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى

غور تو کر اللہ پر کیا بہتان باندھتے ہیں یہی

بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

گناہ صریح کافی ہے۔ کیا تو نے ان میں سے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو

نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

کچھ حصہ کتاب الٰہی سے ملا تھا وہ بے دینی کی باتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ

اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں یہ مسلمانوں سے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ

سیدھی راہ پر ہیں۔ انہی پر اللہ نے لعنت کی ہے

اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾

اور جس کو اللہ لعنت کرے اس کے لئے تو کسی کو حمایتی نہ پائے گا۔ف۴

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ

تو کیا ان کا اللہ کے ملک میں کچھ حصہ ہے پھر تو لوگوں کو ایک

النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى

رائی برابر بھی نہ دیتے۔ کیا یہ لوگوں سے اللہ کے دیے ہوئے

ف۱: یعنی ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے یا صورتیں مسخ کر دی جائیں یا جانور بن جاؤ ہفتہ والوں کی طرح جن کا بیان سورہ اعراف میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے سرداروں عبداللہ بن صوریا و کعب بن اسید وغیرہ سے فرمایا کہ اللہ پاک سے ڈرو اور مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ میں سچا دین لے کر آیا ہوں انہوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے اس پر یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ نازل ہوئی۔

ف۲: مشرک عذاب دائمی میں مبتلا رہے گا اور مشرک کی نجات کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ اس نے جنت کی نعمتوں کے قبول کرنے کی استعداد و صلاحیت ہی اپنے اندر باقی نہیں رہنے دی شرک آسمانی حکومت سے صریح بغاوت کے مترادف ہے اور اسے چھوڑ کر باقی ہر معصیت مغفرت کی گنجائش رکھتی ہے اور جس کسی کے حق میں اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے معافی مل جائے گی خواہ اس نے توبہ نہ بھی کی ہو۔ و قد ابانت هذه الاية ان كل صاحب كبيرة ففي مشية الله ان شاء عفا عنه و ان شاء عاقبه عليه مالم تكن كبيرته شركا بالله۔ (ابن جریر) ای یغفر ما دون الشرك و ان كان كبيرة مع عدم التوبة (مدارک) اس آیت میں خوارج وغیرہ اور ان گمراہ فرقوں کا رد ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہر گناہ شرک ہے اور ہر گناہ کی سزا عذاب ابدی ہے اور چاہت کا اطلاق بلا کسی قید و شرط کے ہے یہاں سے معتزلہ کا رد بھی ہو گیا جو کہتے ہیں کہ مغفرت ان کی ہوگی جو توبہ کر لیں نہ ان کی جو توبہ نہ کریں توبہ کے بعد تو ظاہر ہے کہ اہل کفر و شرک کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات خصوصی مثلاً علم الٰہی قدرت یا تصرف الٰہی میں کسی کو شریک سمجھے ایسا مشرک کافر بھی ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ شرک کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ اس میں کفر تو لازم نہیں آتا مگر گناہ کبیرہ میں شامل ہیں جتنی سزا علم الٰہی میں اس پر مقرر ہوگی وہ اسے ملے گی اور پھر اسے جہنم سے خلاصی مل جائے گی مثلاً سون شگون بدفالی ٹونا غیر اللہ کی قسم اور عمل ریا کے طور پر کرنا وغیرہ ان افعال سے کفر تو سرزد نہیں ہوتا مگر توبہ کے بغیر بخشش نہیں ہوگی اگر یہ شبہ ہو کہ ان کا کفر اور شرک تو ایک محدود زندگی تک تھا پھر سزا غیر محدود کیوں تجویز ہوئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کفر اور شرک در حقیقت بغاوت ہے اور دنیا کے بادشاہوں حکمرانوں کا قانون بھی یہ ہے کہ باغی کو عمر بھر کے لئے جلا وطن کر دیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بغاوت کی سزا غیر محدود ہے اور یہ امر بمقتضائے عقل ہے نیز اللہ تعالیٰ کی تمام صفات غیر متناہیہ ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات غیر متناہیہ کا انکار کر کے حق ضائع کرتا ہے پس سزا بھی غیر متناہی ہونی چاہئے اور کافر کا ارادہ ہمیشہ اپنی طرف سے کفر ہی پر قائم رہنے کا ہوتا ہے اگر ہمیشہ زندہ رہے تو ہمیشہ باغی رہنے کا عزم رکھتا ہے اس کے برعکس مومن ہمیشہ اطاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔

ف۳: ایک دفعہ بعض یہودی اپنے بچوں کو اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لائے اور پوچھا کہ بتائیے ان پر بھی کوئی گناہ ہے آپ نے فرمایا نہیں تو وہ کہنے لگے کہ اسی طرح ہم بھی گناہوں سے صاف ہیں ہمارے دن کے گناہ رات کو محو ہو جاتے ہیں اور رات کے دن کو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ راقم کہتا ہے کہ زمانہ حال کے بعض پیر اسی طرح اپنی شخصیتیں بکھارتے اور خدا سے مردود ہوتے ہیں اور ان آفتوں کی جڑ دنیا سے محبت کرنا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ف۴: ایک دفعہ یہودیوں نے مشرکین مکہ کے پاس جا کر ان کو مشورہ دیا کہ ہم اور آپ سب مل کر مسلمانوں سے لڑیں تو اہل مکہ نے کہا کہ تم اور مسلمان دونوں اہل کتاب ہو اس لئے ہمیں تمہاری باتوں پر اعتبار نہیں ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں فریب دے رہے ہو اس لئے جب تک تم ہمارے بتوں کو (بقیہ صفحہ 858 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ

فضل پر حسد کرتے ہیں ف۱ ہم نے ابراہیم کی اولاد کو

اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝۵۴

کتاب اور تہذیب دی تھی اور ان کو بڑا ملک بخشا تھا ف۲

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ

پس بعض تو ان میں سے نبی کو مان گئے اور بعض ابھی تک اس سے انکاری ہیں

وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

ان کے جلانے کو جہنم کافی ہے۔ ف۳ جو لوگ ہمارے احکام سے منہ پھیرتے ہیں

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

ہم ان کو ضرور ہی آگ میں ڈالیں گے جب کبھی ان کے چمڑے جل جایا کریں گے

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ

تو ان کے عوض ہم اور چمڑے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں کیونکہ بے شک

اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۵۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اللہ بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ ف۴ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل

الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بھی کرتے رہتے ہیں ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ

بہتی ہوں گی انہیں میں ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں ان کے لئے بیویاں پاک ہوں

مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ

گی اور ہم ان کو دائمی عیش میں داخل کریں گے۔ ف۵ اللہ تم کو

يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا

حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں مالکوں کے پاس پہنچا دیا کرو ف۶ اور نیز جب

حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ

لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے کرو جو نصیحت

اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا

اللہ تم کو کرتا ہے وہی خوب ہے کہ بے شک اللہ سنتا

بَصِيْرًا ۝۵۸

ف۱: انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیروؤں سے اس بنا پر حسد ہے کہ نبوت جو ان کے خاندان (یعنی بنی اسرائیل) میں چلی آ رہی تھی وہ دوسرے خاندان (یعنی بنی اسماعیل) میں کس طرح چلی گئی۔

ف۲: یہاں یہ بات بنی اسرائیل کے ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ ابراہیم کی اولاد تم بھی ہو اور بنی اسماعیل بھی ہیں آج اگر ہم نے بنی اسماعیل کو کتاب وحکمت سے نوازہ ہے۔ اور انہیں اقتدار بخش رہے ہیں تو اس میں حسد کرنے کی کیا بات ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہے بخشے، ویسے تمہیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ اس سے پہلے تمہیں بھی کتاب وحکمت سے نواز چکا ہے اور زبردست سلطنت بھی عطاء کر چکا ہے (مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کی سلطنت) لیکن تم نے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری کی اور اپنی نااھلی کا ثبوت دیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فضل کے لئے خاندان ابراہیم کی دوسری شاخ (بنی اسمٰعیل) کا انتخاب فرمایا ہے۔

ف۳: یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے ابراہیم کے گھر میں بزرگی دی اور اب بھی بزرگی اسی کے گھر میں ہے پھر اگر کوئی قبول نہیں کرتا تو وہ بے انصاف ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اہل کتاب کہتے تھے کہ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ میں تواضع اور زہد والا ہوں حالانکہ اس کی نو بیویاں ہیں اور یہ ہمیشہ عورتوں کے ساتھ مشغول رہتے ہیں یہ فقیری اور نبوت نہیں بلکہ بادشاہت ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور حقیقت واضح کی کہ ان کو حسد ہے ورنہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں داؤد علیہ السلام بادشاہ تھے اور ان کی ایک سو بیویاں تھیں اور سلیمان علیہ السلام بہت بڑے بادشاہ تھے ان کی بھی تین سو بیویاں تھیں پھر بھی ان کے نبی ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف نو بیویاں ہونے کو نبوت کے شان کے خلاف بتلانے لگے یہ سوائے حسد کے اور کچھ نہیں۔

ف۴: ان صفات کا حوالہ دینے سے مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ اتنی سخت سزا دینے پر اللہ قادر ہے اور اس کی حکمت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ سرکشوں کو ایسی سخت سزا دی جائے ورنہ نظام کائنات حق وانصاف پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

ف۵: یہاں نیک لوگوں کا انجام بیان ہو رہا ہے کہ وہ جنت عدن میں ہوں گے جس کے چپے چپے پر نہریں جاری ہوں گی جہاں چاہیں انہیں لے جائیں یہ نعمتیں ابدی اور ہمیشگی والی ہوں گی پھر ان کے لئے وہاں حیض ونفاس کی گندگی اور پلیدی، میل کچیل اور بدبو وغیرہ جیسی رذیل صفتوں اور واہی اخلاق سے پاک بیویاں ہوں گی اور گھنے لمبے چوڑے سائے ہوں گے جو بہت فرحت والے بڑے سرور والے راحت افزا اور دل کو خوش کرنے والے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سو سال تک بھی میں چلا جائے تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اور اس کا نام شجرۃ الخلد ہے۔

ف۶: امانتوں میں عام امانتیں بھی شامل ہیں مثلاً ڈپازٹ، واجب الادا قرضے وغیرہ اور ذمہ داری کے منصب بھی خواہ ان کا تعلق قیادت سے ہو یا حکومت سے اس دوسرے مفہوم کی تائید سیاق کلام سے ہوتی ہے۔ نیز ذمہ داری کے منصب کے لئے امانت کا لفظ حدیث میں بھی استعمال ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَصِيرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

اور دیکھتا ہے۔ ف۱ مسلمانو! اللہ اور رسول اور

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ

اپنے میں سے فرمانرواؤں کی تابعداری کرو پھر اگر کسی معاملے میں

تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ

اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور انجام کار

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اچھا ہے۔ ف۲ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا

يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کچھ تجھ اور تجھ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

اترا ہے ہم سب کو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شریروں سے فیصلہ کرائیں

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

حالانکہ ان کو اس سے انکار کرنے کا حکم ہو چکا ہے اور شیطان چاہتا ہے

اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

کہ کسی طرح ان کو بہکا کر دور ڈال دے۔ اور جب ان کو کوئی کہے

تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ

کہ اللہ کے اتارے ہوئے حکم اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں

الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ

کو دیکھتا ہے تیرے سامنے آنے سے رکتے ہیں۔ پھر کیا ہوگا جب

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ

ان کی اپنی بداعمالیوں کے سبب سے ان پر کوئی مصیبت پہنچے گی تو تیرے

جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۚ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا

پاس قسمیں کھاتے ہوئے آویں گے کہ واللہ باللہ ہم نے تو صرف بھلائی اور

ف۱: حکمرانی کے لیے پہلا حکم۔ حقداروں کو ان کے حقوق دلواؤ اور فیصلے انصاف سے کیا کرو یہاں خطاب حکام اور امرآء مسلمین کو ہے جیسا کہ حضرت علیؓ اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے۔ حکام اور صاحب اقتدار طبقہ کو حکم دیا گیا کہ حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلواؤ اور باہمی نزاعات اور جھگڑے عدل و انصاف سے طے کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے جھگڑے ایسے حکام کے پاس لے جاؤ جو عدل و انصاف سے فیصلہ کریں۔۔۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو تیرے ساتھ امانتداری کا برتاؤ کرے تو تو اس کی امانت ادا کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو تو اس کی خیانت نہ کر۔ اس آیت کے الفاظ عام ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کی ادائیگی بھی شامل ہے جیسے روزہ، نماز، زکوٰۃ، کفارہ، نذر وغیرہ اور یہ آیت بندوں کے آپس کے تمام حقوق کو بھی شامل ہے جیسے امانت دی ہوئی چیزیں وغیرہ اور جو شخص کسی کا حق جوادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کی پکڑ ہوگی۔ فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے کعبہ شریف میں داخل ہونا چاہا تو دربان کعبہ عثمان نے چابی دینے سے انکار کیا حضرت علیؓ نے اس سے جبراً چھین لی جب آپ کعبہ سے باہر آئے تو حضرت عباس نے چاہا کہ کعبہ کی کنجی مجھے ملے اس پر آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ نازل ہوئی جس کے مطابق نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے کنجی لے کر اس دربان کے پاس واپس بھیج دی تو اس نے کہا پہلے تو مجھ سے جبراً چھین لی اب کیوں دیتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے یہی حکم بھیجا ہے منصفانہ ارشاد سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔

ف۲: اس آیت میں حکام اور رعایا سے خطاب ہے یعنی اگر حکام اور رعایا میں کسی معاملہ میں تنازع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور کتاب و سنت سے جو ہدایات ملیں ان پر عمل کیا جائے نہ یہ کہ چند انسانوں کی مشاورتی کونسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔ اور ظاہر ہے کہ کتاب و سنت کے حاملین علماء حق ہیں لہٰذا علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ نزاع وغیرہ کا فیصلہ کتاب و سنت سے کریں نہ یہ کہ چند انسانوں کی ایک مشاورتی کونسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔ جیسا کہ آج کل کے حکمرانوں کا حال ہے کہ یہ لوگ دین کی تعلیم سے تقریباً کوسوں دور ہیں اور غیر اسلامی تعلیم کی ڈگریاں ان کے پاس وافر ہیں اور ان میں اکثریت حکمرانی کی خواہش مند ہے۔ پھر اگر انہیں اقتدار مل جاتا ہے تو یہ لوگ دینی طبقہ کے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کے لیے ایسی کونسلیں تشکیل دیتے ہیں جیسا کہ آج کل ہمارے ملک میں اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ ہیں۔ اور ان کونسلوں میں بھی اکثریت مغرب زدہ لوگوں کی ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی فیصلہ ایسی کونسلوں کا سامنے آئے تو اس پر عمل کرنے سے پہلے اس کا کتاب و سنت سے موازنہ کر لینا چاہیے ورنہ علماء حق کی طرف رجوع کیا جائے جو کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والے ہوں۔ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس کی سرداری ایک انصاری حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو دی ایک مرتبہ وہ لوگوں پر سخت غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا سب نے کہا ہاں بے شک دیا ہے تو وہ فرمانے لگے اچھا لکڑیاں جمع کرو پھر آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں پھر حکم دیا کہ تم اس آگ میں کود پڑو ایک نوجوان نے کہا لوگو سنو آگ سے بچنے کے لئے ہی تم نے دامن رسول میں پناہ لی ہے تم جلدی نہ کرو جب تک کہ نبی ﷺ سے ملاقات نہ ہو جائے پھر اگر آپ بھی یہی (بقیہ صفحہ 858 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
باہمی ملاپ چاہا تھا- ان کے دلوں کی بات اللہ کو معلوم ہے
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا
پس تو ان سے منہ پھیر اور نصیحت کیا کر اور نہایت نرم بات اثر کرنے والی
بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ
ان کو کہہ- ف۱ اور ہم نے جو جو رسول بھیجے ہیں وہ اسی لیے بھیجے کہ ان کی
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
اطاعت کی جائے ہمارے حکم سے اور جب انہوں نے اپنا برا کیا تھا تیرے پاس آ کر
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو اللہ کو
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
معافی دینے والا مہربان پاتے- پس تیرے رب کی قسم ہرگز یہ لوگ ایماندار
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ
نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو ہی منصف نہ بنادیں گے پھر اپنے دلوں میں
اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ
تیرے فیصلہ سے ناراض نہ ہوں بلکہ اس کو قبول کر لیں- ف۲ اگر ہم ان پر
اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا
فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرو یا اپنے گھروں
مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ
سے نکل جاؤ تو بہت ہی کم لوگ ان میں سے کرتے اور جو کچھ
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ
ان کو نصیحت کی جاتی ہے اگر اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے ہر طرح سے بہتر اور
تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾
ثابت قدمی کا موجب ہوتا- اور اس وقت ہم ان کو اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتے-
وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
اور ان کو راہ راست پر پہنچا دیتے اور جو لوگ اللہ

مسائل

جھگڑے لے جاتے ہیں جیسا کہ مشرکین مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت سے تقسیم کا فیصلہ لیتے تھے اور آج کل بعض جہلا مجرم سے کہتے ہیں کہ تم فلاں بزرگ کی قبر پر ہاتھ رکھ دو یا اس کے روضے کی کنڈی کھول دو' میں یہ چیز اس کی قبر پر رکھتا ہوں تم اٹھا لو وغیرہ وغیرہ۔

ف۲: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی شخص سے نالیوں سے باغ میں پانی لینے کے بارے میں جھگڑا ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا زبیر تم پانی پلا لو پھر پانی کو انصاری کے باغ میں جانے دو' اس پر انصاری نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں' یہ سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا زبیر تم پانی پلا لو پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو' پہلے تو نبی ﷺ (بقیہ صفحہ 858 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دعویٰ کو جھٹلایا ہے جو زبانی طور پر تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ سابقہ تمام کتابوں اور اس قرآن پر بھی ہمارا ایمان ہے' لیکن جب کسی مسئلہ کی تحقیق کرنی ہو' جب کسی اختلاف کو مٹانا ہو جب کبھی کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہو تو قرآن و حدیث کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ کسی اور طرف جاتے ہیں یہ آیت ان دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں کچھ اختلاف تھا ایک یہودی تھا اور دوسرا انصاری یہودی تو کہتا تھا کہ چل محمد مصطفیٰ ﷺ سے فیصلہ کرا لیں اور منافق کہتا تھا کعب بن اشرف کے پاس چلو' آخر مقدمہ عدالت نبوی میں پہنچا تو آپ نے فریقین کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا جس کا منافق کو بہت رنج ہوا' منافق نے کہا حضرت عمرؓ کے پاس چلو جبکہ حضرت عمرؓ نبی ﷺ کے حکم سے مدینہ میں فیصلے کیا کرتے تھے' منافق نے سوچا کہ حضرت عمر میرے (ظاہری) مسلمان ہونے کی وجہ سے فیصلہ میرے حق میں کر دیں گے۔ وہاں پہنچ کر یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اس مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں تو حضرت عمرؓ نے یہ سنتے ہی اندر سے تلوار لا کر منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا فیصلہ یہی ہے۔ افسوس کہ آج مسلمانوں کے اندر بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو جھگڑوں کے فیصلہ کے لیے قرآن و سنت کو چھوڑ کر اس کے خلاف مرتب شدہ کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جب ان کو گھر برباد ہوتا نظر آتا ہے تو پھر علماء حق کی طرف بھاگتے ہیں کہ ہمارا گھر برباد ہونے سے بچانے کے لیے کتاب و سنت میں سے کوئی راستہ نکالئے۔ دراصل اس میں قصور ان کے علماء کا ہے جن کے دل اطاعت رسول کی بجائے کسی اور کی اطاعت کو اپنے لئے لازم کر چکے ہیں جس وجہ سے یہ لوگ حق کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کی غلط راہنمائی کرتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ باوجود علم ہونے کے کتاب و سنت سے حل نہ بتائے اس کو لوگوں کی آراء اور قیاس وغیرہ سے فیصلہ کرنے کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں وہ اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لیں۔ طاغوت سے یہاں کعب بن اشرف مراد ہے۔ اس آیت میں ہر اس شخص کی مذمت اور برائی ہے جو کتاب و سنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہاں بھی طاغوت سے یہی مراد ہے یعنی قرآن و حدیث کے سوا کوئی چیز یا شخص عموم کے اعتبار سے طاغوت کا لفظ اللہ کے علاوہ ہر معبود پر بولا جاتا ہے آیت کے الفاظ کے عموم کے پیش نظر اس آیت میں بھی ہر معبود غیر اللہ پر محمول کرنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح آیت میں مشرکوں کے حال کا تذکرہ ہوگا جو بزرگان دین کے بتوں اور ان کی قبروں میں مافوق الفطرت کرشمے مان کر خالقا ہوں پر اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ
مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
نے انعام کیے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور نیکوکار اور یہ لوگ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ
بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ ف یہ مہربانی اللہ کی طرف سے ہوگی
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا
اور اللہ ہی جاننے والا کافی ہے۔ مسلمانو اپنے
حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ
بچاؤ لے لیا کرو پھر چاہے متفرق ہو کر نکلو یا جمع ہو کر۔ ف
مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ
کہ کوئی تم سے سستی کرتا ہے پھر اگر تم کو
قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝
کسی طرح کی تکلیف پہنچے تو کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر بڑا ہی احسان کیا جو میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا
وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ
اور اگر تم پر اللہ کی طرف سے مہربانی ہو تو کہتا ہے ہائے افسوس میں بھی ان کے ساتھ ہوتا
تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ
تو بڑی مراد پاتا گویا تم میں اور اس میں
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
کبھی دوستی نہ تھی۔ ف پس جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلہ میں
الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ
بیچ دیتے ہیں اللہ کی راہ میں جنگ کریں
يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آجائے ہم اس
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ
کو بہت بڑا بدلہ دیں گے۔ ف تمہیں کیا ہوا کہ اللہ کی راہ میں اور ان

(بقیہ)

ف: ایک انصاری صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے دیکھا وہ سخت مغموم ہے آپ نے وجہ پوچھی تو صحابی نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہاں تو صبح شام ہم لوگ آپ کی خدمت میں آ بیٹھتے ہیں' دیدار بھی ہو جاتا ہے اور دو گھڑی صحبت بھی میسر ہو جاتی ہے لیکن کل قیامت کے دن آپ تو نبیوں کی اعلیٰ مجالس میں ہوں گے ہم تو آپ تک پہنچ بھی نہ سکیں گے یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی جواب نہ دیا پھر جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس انصاری کو یہ آیت (خوشخبری) سنا دو۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر کے درجہ والے نیچے والوں کے پاس اتر آئیں گے اور گلزار پر بہار میں سب جمع ہوں گے۔ اللہ کے احسانات کا ذکر اور اس کی تعریفیں کریں گے اور جو چاہیں گے پائیں گے۔ یا یہ مطلب کہ اپنے درجہ سافلہ سے ان کے درجہ عالیہ میں پہنچ کر مشرف بزیارت و برکات اس درجہ کے ہوا کریں گے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں ای ھم معھم فی دارواحد و نعیم واحد یستمتعون برؤیتھم والحضور معھم لا انھم یسادون بالولو ھم فی الدرجۃ۔ آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے آدمی نبی بھی بن سکتا ہے کیونکہ نبوت و رسالت تو وھبی چیز ہے جو محض عطاء الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور یہ کسب ریاضت اور کثرت عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ ارشاد ہے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام:۱۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا یہی مفہوم منقول ہے۔ پھر آخر میں وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا سے اس بات کی صراحت فرما دی کہ یہ حضرات بہت ہی اچھے رفیق اور ساتھی ہیں اس آیت میں اخروی معیت اور رفاقت کا ذکر ہے چونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انسان صدیق اور ولی تو بن سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا البتہ آخرت میں نبیوں کا رفیق بن سکتا ہے اسی لئے یہاں فرمایا کہ آخرت میں فرمانبردار لوگ نبیوں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے رفیق ہوں گے۔

دوسری جگہ فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ (حدید۔۱۹) یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے صدیق اور شہید ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ نبی ہیں کیونکہ نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے اور فرشتہ ظاہر میں پیغام دے جائے اور صدیق وہ ہوتا ہے کہ جو وحی کی از خود تصدیق کرے کہ جو وحی میں آئے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے۔ اور شہید وہ ہوتے ہیں جن کو نبی کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اس پر جان دیتے ہیں اور صالح وہ ہیں کہ جن کی طبیعت نیکی پر پیدا ہوئی ہے۔

ف: حکمرانی کے لیے دوسرا حکم: اٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر مشرکین سے جہاد کرو) ثبات جمع ثبۃ اور ثبۃ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں دس سے زیادہ آدمی ہوں۔

ف: یعنی ایسا شخص منافق ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کے نفع کو سامنے رکھتا ہے اگر لوگوں کو اس کام میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر خوش ہوتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچے تو پھر پچھتاتا اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے۔

ف: یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ دنیا کی زندگی پر نظر نہ رکھیں بلکہ آخرت کو مد نظر رکھیں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہر طرح نفع ہی نفع ہے۔ اللہ کی راہ کے مجاہد کا ضامن خود اللہ تعالیٰ ہے یا تو اسے فوت کر کے جنت میں پہنچائے گا یا جس جگہ سے وہ چلا ہے وہیں اجر و غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس لائے گا۔ (بخاری و مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے بچانے نہیں لڑتے

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ

(ہو جو کہتے ہیں اے ہمارے مولا!) ہم کو اس ظالموں کے شہر

هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

سے نکال اور ہمارے لئے اپنے ہاں سے

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

کوئی حمایتی مقرر کر اور کوئی مددگار بنا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جو مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ

وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں سو تم شیطان کے

الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ

دوستوں کو مارو شیطان کی تدبیر نہایت سست ہے۔ ف کیا تو نے

اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا

ان کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو بند رکھو اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو ف پس جب ان پر لڑنے کا

الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ

حکم ہوا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے (یعنی بزدلی کے) ایسا ڈرتی ہے جیسے

اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ

کہ اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہتے ہیں اے ہمارے مولا

عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ

کیوں تم نے ہم پر ابھی سے جہاد فرض کردیا کیوں تھوڑی سی مدت تک ہم کو تاخیر نہ دی

مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۗ

تو کہہ دے دنیا کے سامان تو بہت ہی قلیل ہیں آخرت (کا گھر) پرہیزگاروں کے لئے بہت بہتر ہے

منزل ۱

ف: یعنی دو وجہ سے تم پر جنگ ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ کا دین بلند ہو اور دوسرا مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کو کافروں کی قید سے چھڑانے کے لیے مکہ میں ایسے لوگ بہت تھے جو حضرتؐ کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقرباء ان پر ظلم کرنے لگے تاکہ مسلمان پھر سے کافر ہو جائیں۔ اور اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو شخص کسی نیک عمل کے کرنے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی خوشی یا اپنی تعریف وغیرہ کی نیت رکھے وہ شخص شیطان کی راہ میں کوشش کرنے والا ہے۔

اس وقت مکہ اور اس کے اطراف میں مسلمان محض اس لئے کافروں کے ظلم وستم کا نشانہ بن گئے تھے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ بالفاظ دیگر وہ مسلمانوں کو ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ ان کے ظلم سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ تھے۔ قرآن نے بتلایا کہ ایسے مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلانے کے لئے جنگ کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

حکم الٰہی کے لئے تیسرا حکم: کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو مکہ میں تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ظالم مشرکوں کے پنجۂ استبداد سے چھڑاؤ پہلے سے زیادہ واضح اور مدلل طریقہ سے مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ اٹھو ہتھیار پہنو اور ان کمزور مسلمانوں کو مشرکین کے چنگل سے چھڑاؤ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ان ظالم مشرکوں سے ہمیں نجات دے۔ لہٰذا تم اٹھو اور ان کی رہائی کے لئے جہاد کرو۔

یہاں طاغوت سے مراد شیطان ہے جیسا کہ بعد کے فقرہ سے واضح ہے۔ اور طاغوت کی راہ میں لڑنے سے مراد ان باطل مقاصد کے لئے لڑنا ہے جن کے لئے شیطان انسان کو ابھارتا ہے یعنی اللہ کے دین کی مخالفت کرنے اس کے ماننے والوں کا زور توڑنے، حکم خداوندی کی جگہ انسان کا حکم چلانے، زمین پر اصلاح کے بجائے فساد برپا کرنے اور اسلام کے بجائے کفر کو غالب کرنے کی غرض سے لڑنا۔

جو لوگ شیطان کے ورغلانے میں آ کر اسلام اور اس کے علمبرداروں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں ان کی یہ کارروائیاں کسی ٹھوس بنیاد پر نہیں ہوتیں اس لئے اگر اہل حق ان کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں تو ان کے سارے منصوبے خاک میں مل کر رہ جائیں گے۔

ف: اس آیت سے امام رازی نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ جہاد پر مقدم ہیں۔

بلاشبہ دین میں ان دو چیزوں کو اولیت حاصل ہے اور یہ عبادتیں مقصود بالذات ہیں۔ رہا جہاد تو اس کی اہمیت اور فضیلت اپنی جگہ، وہ واجب اسی وقت ہوتا ہے جب کہ حالات اس کے متقاضی ہوں ورنہ ایک مسلمان کے لئے اس کی نیت رکھنا کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جہاد کا مقام نہایت بلند ہونے کے باوجود اس کا شمار ارکان خمسہ میں نہیں ہے البتہ یہ حقیقت ہے کہ جہاد جب فرض عین قرار پائے تو اس سے جی چرانا ایمان کو مشتبہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ ایمان کا کھلا تقاضا ہے کہ آدمی دین کے لئے غلبہ چاہے اس کے لئے جدوجہد اور محنت کرے اور اللہ کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں تیار ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ
اور تم پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ جہاں تم ہوگے
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
موت تم کو آدبائے گی گو تم بڑے مضبوط قلعوں میں ہی ہو۔ ف۱ اگر ان کو
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف
سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ ہر ایک اللہ کی طرف سے
اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
ہے پھر ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات بھی
حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ
نہیں سمجھتے۔ جو تجھ کو بھلائی پہنچتی ہے وہ تو اللہ کی مہربانی سے ہے
اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ
اور جو تجھ کو تکلیف پہنچتی ہے وہ تیرے نفس سے ہے اور ہم نے تو تجھ کو
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ
لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ ف۲ جو شخص اللہ کے
الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
رسول کی تابعداری کرتا ہے وہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے اور جو منہ پھیرتا ہے ہم نے تجھ کو
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ
ان پر نگہبان کرکے نہیں بھیجا۔ کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں پھر جب تیرے پاس سے
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ
علیحدہ ہوتے ہیں تو ایک جماعت ان میں سے تیرے کہنے کے خلاف مشورے کرتی ہے
وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ
ان کے مشورے اللہ کے ہاں محفوظ ہیں پس تو ان سے منہ پھیر اور اللہ ہی پر
عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
بھروسہ کر اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ کیا قرآن میں غور

منزل

ف۱: مشرکین مکہ کے شدید ظلم و زیادتی اور تکلیف کی وجہ سے بعض صحابہ نے آرزو ظاہر کی تھی کہ ہمیں لڑنے کی اجازت دی جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت ابھی اس بات کی متقاضی نہ تھی اور نبی ﷺ نے بھی اجازت نہ دی پھر جب مدینہ میں جہاد کا حکم نازل ہوا تو بعض سادہ لوح اس سے گھبرائے کہ ان کے متعلق آیت ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ نازل ہوئی۔

یہ منافقین کے لیے زجر ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچتیں تو وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کرتے اور آپ سے جہاد کی اجازت چاہتے اور آپ فرماتے ابھی مجھے جہاد کا حکم نہیں ملا۔ بلکہ جو احکام تم پر فرض ہو چکے ہیں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ ابھی ان پر ہی عمل کرو۔ پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جہاد کا حکم نازل ہوا تو منافقین اس حکم سے گھبرا اٹھے اور کہنے لگے کہ اے اللہ تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کیا یہ لوگ قتال سے سخت خوفزدہ ہوئے ظاہر ہے کہ ان کا خوف محض موت اور قتل کی وجہ سے تھا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت سے مت ڈرو اور اس سے مت بھاگو موت کوئی صرف میدان جنگ میں لڑنے والوں ہی کو نہیں آتی بلکہ موت تو ہر صورت آئے گی اگرچہ اونچے اور مضبوط قلعے بنا لو اور ان میں اپنے آپ کو محفوظ کر لو موت تو وہاں بھی آئے گی اور جب موت سے چھٹکارا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے مارے جاؤ تاکہ درجہ شہادت پاؤ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عنایات مخصوصہ اور اس کے انعامات خاصہ حاصل کر سکو۔

ف۲: اس آیت سے قدریہ اپنا مطلب نکالتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ خیر کا خالق ہے اور شر کا خالق انسان ہے مگر اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں مراد اصابك من سیئة اور اصابك من حسنة سے افعال نیک و بد نہیں ہیں اس لئے کہ ان کا غیر کی طرف نسبت کیا ہے یعنی لفظ اصابك کا ترجمہ ہے کہ پہنچایا تجھ کو جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہنچانے والا کوئی اور ہے اگر بندے کے اعمال مراد ہوتے تو اصبتم کا لفظ ہوتا پس یہاں یہ مراد ہے کہ راحت و تکلیف کا پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو راحت پہنچتی ہے وہ اس کا احسان ہے اور جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہارے گناہوں کی نحوست کا نتیجہ ہے اس صورت میں آیت کل من عنداللہ اور ما اصابك من سیئة فمن نفسك دونوں میں مطابقت بھی ہو گئی یعنی تمہارے گناہوں کی نحوست کے سبب تمہاری طرف نسبت کی گئی ہے اور چونکہ ہر چیز میں حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس لئے نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی۔ کل من عنداللہ۔ یعنی دکھ ہو یا سکھ رنج ہو یا راحت سب کام سبب الاسباب حقیقی اللہ ہی ہے۔ سکھ اور راحت اگر ہے تو یہ براہ راست بلا توسط اعمال اس کے فضل و کرم کا ظہور ہے اور دکھ یا رنج اگر پیش آ رہا ہے تو یہ بتوسط اعمال اس کے عدل کا ثمرہ ہے من اللہ و من عنداللہ یہ دو محاورے الگ الگ ہیں زبان و ادب کے ماہرین نے دونوں میں فرق یہ بتایا ہے کہ دوسرا محاورہ برے بھلے تمام افعال تکوینی کے لئے عام ہے جبکہ پہلے محاورے کا استعمال صرف محل رضا پر ہوتا ہے من عنداللہ اعم یقال فی ما کان یرضاہ و یسخطہ و لا یقال ھو من اللہ الا فی ما کان یرضاہ و یامرہ (بحر) صالحین و ابرار کو جو حوادث و مصائب پیش آتے رہتے ہیں وہ صرف ظاہری طور پر ہی مصائب ہوتے ہیں جبکہ حقیقت میں ان کے لیے بلندی مراتب اور ذریعہ رحمت ہوتے ہیں اور اس لئے ان کے حق میں بداعمالی کا ثمرہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

نہیں کرتے اگر یہ سوا اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَاۗءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ

کئی طرح کا اختلاف پاتے۔ ف۱ اور جب ان کے پاس کسی طرف کے امن یا

اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ

خوف کی بات پہنچتی ہے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس خبر کو رسول تک اور

اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ

مسلمانوں کے بااختیار لوگوں کے پاس پہنچاتے تو ان میں سے تحقیق کرنے والے اس خبر کو محقق

مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ

کرتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو بجز چند لوگوں کے سب کے سب

الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا

شیطان کے پیچھے ہو لیتے۔ ف۲ پس تو اللہ کی راہ میں جہاد کر تو اپنی

تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ

جان کا ہی ذمہ دار ہے مسلمانوں کو بھی رغبت دے عنقریب اللہ

اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ

کافروں کی جنگ کو روک دے گا اور اللہ کی جنگ زبردست اور اس کا

اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ

عذاب بہت ہی سخت ہے۔ جو شخص بھلی بات کی سفارش کرتا ہے اس کو

نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ

اس میں سے حصہ ملتا ہے اور جو کسی کو برے کام کی راہنمائی کرتا ہے

لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

اس کو بھی اس برائی کا حصہ پہنچتا ہے اللہ ہر ایک چیز پر محافظ ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ

جس وقت تم کو کوئی سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب اچھا سلام دو یا اسی جیسا (سلام) پھیر دو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ ف۳ اللہ کے سوا

منزل ۱

ف۱: قرآن مجید نے اس آیت سے دنیا کے سامنے اپنی یکتائی کا ایک مستقل چیلنج پیش کر دیا کہ ہر طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لو ہر طرح جانچ پڑتال کر لو مضامین کی پستی و بلندی عبارت کی ناہمواری کسی قسم کی کوئی کمی اور کوئی کوتاہی اس کے اندر تم نہ پاؤ گے اور یہی دلیل ہے اس کی کہ یہ کسی بشر اور مخلوق کا کلام نہیں افسوس کہ آج مسلمانوں کے اندر بھی ایسا ایک گروہ موجود ہے جن کا کہنا ہے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا لفظی کلام نہیں بلکہ معنوی کلام ہے اور اس وجہ سے قرآن حکیم کو (نعوذ باللہ) مخلوق کہتے ہیں۔ (دیکھئے اصول بزدوی)

قرآن کے جملہ منکرین کے خلاف خواہ وہ کسی وجہ اور کسی پہلو سے ہوں یہ قیامت تک کے لئے تحدی ہے۔ قرآن میں تدبر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا لفظی و معنوی اعجاز بالکل واضح ہو جائے گا اور اس وضاحت سے آپ کی رسالت کے متعلق شبہات کافور ہو جائیں گے اور ان فرقوں کا بھی رد ہو گیا جو سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن صرف رسول اور امام معصوم کا حق ہے۔

ف۲: اس وقت مدینہ میں جنگ کے حالات تھے۔ ایسے حالات میں افواہیں بڑی خطرناک ثابت ہوتی ہیں لیکن منافقین مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے افواہیں پھیلانے میں سرگرم ہو گئے تھے اس لئے ان کی اس حرکت پر گرفت کی گئی اور اس قسم کی خبروں کو رسول اور ذمہ دار لوگوں کی طرف لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے۔

جلد باز لوگوں کو روکا جا رہا ہے جو کسی امن یا خوف کی خبر پاتے ہی بلا تحقیق اسے ادھر سے ادھر تک پہنچا دیتے ہیں حالانکہ ممکن ہے وہ بالکل ہی غلط ہو۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو بھی بات سنے اس کو اسی طرح بیان کرتا چلا جائے (مسلم)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے خفا ہو گئے تھے تو یہ مشہور ہوا کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی اور جب میں نے اس کو تحقیق کی تو وہ خبر غلط نکلی اور اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اس سے اصولی طور پر یہ ہدایت ملتی ہے کہ ملت کی سیاسی زندگی پر اثر انداز ہونے والی خبروں کو عوام میں پھیلانے سے پہلے ذمہ دار افراد کے علم میں لانا چاہئے تاکہ وہ ان کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ ضمناً اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اصحاب امر کے منصب کے لئے موزوں وہ لوگ ہو سکتے ہیں جن کے اندر سوجھ بوجھ معاملہ فہمی اور تدبر کے اوصاف پائے جاتے ہوں۔

ف۳: جو شخص کسی امر خیر میں کوشش کرے تو اسے بھی اس بھلائی کا ثواب ملے گا اور جو اس کے خلاف کوشش کرے اور بدنتیجہ برآمد کرے تو اس کی کوشش اور نیت کا بوجھ اس پر ہوگا' نبی ﷺ نے فرمایا سفارش کرو اجر پاؤ گے' اللہ اپنے نبی کی زبان پر وہ جاری کرے گا جو چاہے گا یہ آیت ایک دوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ محض سفارش پر ہی اجر مل جائے گا خواہ اس سے کام بنے یا نہ بنے۔

سلام کے جواب میں سلام تو بہرحال واجب ہے اس کے بعد دو اختیار دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ سلام جواب سلام سے بہتر ہو دوسرا یہ کہ ایسا ہی ہو' بہترین قول صحابہ اور تابعین کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنے والا اگر مسلمان ہے تو اس کا جواب زیادتی کے ساتھ دیا جائے اور اگر غیر مسلم ہے تو اس کے الفاظ دہرائے جائیں ردوھا بافضل منھا فی الزیادۃ علی اھل دینکم و ملتکم و ردوھا مثل ما سلم علیکم علی غیر اھل دینکم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
کوئی دوسرا اللہ نہیں بلاشبہ قیامت کے روز تم کو جمع کرے گا
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ فَمَا لَكُمْ فِى
اللہ سے زیادہ راست گو کون ہے۔ پھر کیوں تم
الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ
منافقوں کے بارے میں دو گروہ (ہو کر متفرق) ہوگئے ہو اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا پھر کیا تم
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللہ کے گمراہ کیے کو راہ پر لانا چاہتے ہو اللہ جس کو
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ
راہ نہ دے تو اس کے لئے کوئی صورت نہ پاوے گا۔ ف۱ وہ چاہیں کہ تم بھی
كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ
ان کی طرح کافر ہوکر ایک سے ہوجاؤ پس تو ان میں سے کسی ایک
اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا
کو بھی دوست نہ بناؤ جب تک وہ گھر چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نہ نکلیں اور اگر
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا
منہ پھیریں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے نہ تو
تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ
کسی کو دوست بناؤ اور نہ حمایتی۔ ف۲ ہاں ان کو نہ مارو جو
يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ
تمہارے معاہدہ والوں سے معاہدہ رکھیں یا تمہارے لڑنے اور اپنی
حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قوم (کفار) سے لڑنے سے باز آکر تمہارے پاس آجاویں
قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ
اگر اللہ چاہتا تو انہیں کو تم پر غالب کردیتا پھر وہی تم کو مارتے ف۳
فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ
پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف

ستقل ۱

تھے۔
ان کے قتل کے بارے میں مسلمان دو فریقوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق نے کہا کہ وہ منافق ہیں انہیں قتل کرنا چاہئے جبکہ دوسرے فریق نے ان کے قتل میں توقف کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زجر و توبیخ کے طور پر فرمایا کہ تم ان منافقین کے بارے میں دو فریق کیوں ہو گئے حالانکہ ان کے کرتوت اس بات کے متقاضی تھے کہ تم ان کے قتل میں ذرہ برابر بھی لیت و لعل نہ کرتے۔

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جو لوگ آپ کے ہمراہ آ کر پھر لوٹ گئے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو ہم قتل کریں گے بعض نے کہا قتل نہیں کرنا چاہئے اور بعض روایات میں اس کے علاوہ بھی کچھ ذکر آیا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے مصلحت پرستی اختیار کی اور کفر کی طرف قدم بڑھایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو الٹے پاؤں کفر ہی کی طرف دھکیل دیا۔

ف۱: معلوم ہوا کہ یہاں ان لوگوں کا حکم بیان کیا گیا ہے جنھوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا لیکن تھے وہ درحقیقت کافر اور اس بات کے خواہشمند تھے کہ مسلمان بھی کافر بن جائیں ان کا یہ کفر ہی تھا جو انھیں ہجرت سے روک رہا تھا کیونکہ ہجرت کے لئے زبردست قربانی کی ضرورت تھی۔

اگر وہ ہجرت کرتے ہیں تو توقع کی جاتی ہے کہ وہ مخلص مسلمان بنیں گے اور کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو دیکھتے ہوئے انھیں مخلص مومن بننے کی توفیق عطا کرے واضح رہے کہ یہاں ہجرت کے ساتھ فی سبیل اللہ کی بھی قید ہے یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ہجرت ایمان کے تحفظ اور اس کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہو۔ اسی صورت میں انھیں دوست بنایا جا سکتا ہے۔

ایسی صورت میں تم انھیں دشمنوں کا ساتھی سمجھو اور جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کرو۔ یہ حکم ان منافقین کا ہے جو کافر قوم کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں۔

ف۳: نبی ﷺ نے جب بدر میں غلبہ پایا اور اردگرد کے لوگ مسلمان ہو گئے اور سراقہ بن مالک مدلجی کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ خالد بن ولید کو میری قوم پر بھیجنے والے ہیں تو سراقہ نے آ کر نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ میری قوم کو ابھی مہلت دیجئے جب تک قریش کا فیصلہ نہ ہو جائے اگر قریش مسلمان ہو جائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ آپ نے خالد بن ولید کو سراقہ کے ہمراہ کر دیا اور خالد بن ولید نے اس امر پر صلح کی کہ کسی غیر مسلم قوم کے حمایتی بن کر رسول اللہ ﷺ سے نہ لڑو گے اور اگر قریش مسلمان ہو جائیں تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے اس بارے میں آیت اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ نازل ہوئی۔

ف: حکمرانی کے لیے چوتھا حکم۔ مدینہ منورہ سے باہر راستہ میں جو منافق تمہیں ملے اسے بھی قتل کر ڈالو البتہ جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہو اور وہ غیر جانبدار ہوں تو ان کو قتل نہ کرو۔ یہاں منافقوں کے دو گروہوں کا حکم بیان کیا گیا ہے ایک وہ منافقین جو مدینہ سے دوسرے شہروں میں نکل گئے تھے۔ اور دوسرے وہ جو ایسے کافروں کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گئے تھے کہ جن کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا۔ اس آیت میں المنافقین سے مراد دارالحرب کے منافقین ہیں جو بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے لیکن اصلاً انھیں دلچسپی کفر سے تھی چنانچہ وہ کافروں کے ساتھ مل کر ان کارروائیوں میں حصہ لیتے تھے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جاتیں اور انھیں اپنا گھر بار اتنا عزیز تھا کہ وہ ہجرت کر کے نبیؐ اور اس کے ساتھیوں سے ملنے کے لیے تیار نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّلٰمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

صلح کے پیغام بھیجیں تو ان سے لڑائی کی اللہ نے تم کو اجازت نہیں دی۔ ف۱

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ

اور لوگ ایسے بھی تم کو ملیں گے کہ جو چاہیں گے کہ تم سے امن میں رہیں اور

يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا

اپنی قوم سے بھی جب کوئی ان کو فساد کی طرف بلائے گا تو (بھاگ کر) اس کی طرف

فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ

جائیں گے۔ ف۲ پس اگر وہ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور تمہاری طرف صلح کے پیغام نہ بھیجیں

وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو

ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا

قتل کر ڈالو انہیں لوگوں پر اللہ نے تم کو غلبہ عظیم

مُّبِيْنًا ۝۹۱ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا

دیا ہے۔ ف۳ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر

خَطَــــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَــــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

غلطی سے جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے مار دے تو وہ ایک غلام

مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

مسلمان آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا دیوے

يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ

مگر جب وارث اس کو معاف کردیں اور اگر وہ تمہارے دشمنوں

مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ

میں سے ہے مگر خود مسلمان ہے تو صرف مسلمان غلام کا آزاد کرنا (واجب ہے) ف۴ اور اگر وہ

مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

تمہارے معاہدہ دار قوم میں سے ہے تو اس کے وارثوں کو

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ

خون بہا دینا اور ایک غلام مسلمان کا آزاد کرنا ضروری ہے

ف: یہاں ان لوگوں کا حکم بیان کیا گیا ہے جو قتل کے حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی جو منافق کسی ایسی قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔ تو معاہدہ کے احترام کی بنا پر ان منافقین سے بھی تعرض نہیں کیا جائے گا اسی طرح ان منافقین سے بھی تعرض نہیں کیا جائے گا جو غیر جانبدار رہیں یعنی نہ اپنی قوم کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کریں اور نہ مسلمانوں کی حمایت میں اپنی قوم سے لڑیں۔ اگر اللہ ان کو حوصلہ دیتا تو وہ تم سے جنگ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کے موجودہ رویہ کو غنیمت سمجھو اور جب تک وہ تم سے نہ لڑیں اور تمہارے ساتھ صلح و آشتی کا رویہ اختیار کئے رہیں تم بھی ان کے خلاف اقدام نہ کرو۔

ف۲: یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو تم سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں گے اور نہ اپنی قوم سے لیکن وہ اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے اور جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں تو ان کے رفیق ہو جاتے ہیں لہٰذا تم بھی ان سے نرمی نہ کرو تمہارے پاس سند موجود ہے کہ وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔

بنی اسد و بنی غطفان و بنی عبدالدار نے اسلام ظاہر کیا اور امن مانگ لیا مگر اپنی قوم کے ساتھ بھی کفر میں شریک رہے ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

ف۳: سو اگر وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے گریز نہ کریں اور سلامت روی اختیار نہ کریں اور نہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر تمہارے لئے بھی ان کا خون مباح ہے تمہیں جہاں کہیں مل جائیں انہیں پکڑو اور بلا دریغ ان کو قتل کر دو۔

وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ دونوں يَعْتَزِلُوْكُمْ پر معطوف ہیں۔

ف۴: یہ قتل خطا کا کفارہ ہے۔ چونکہ مقتول مومن تھا اس لئے اس کا کفارہ یہ مقرر کیا گیا کہ ایک مومن غلام کو آزاد کیا جائے گا۔ موجودہ زمانہ میں غلامی کا رواج باقی نہیں رہا اس لئے کفارہ کی ادائیگی کی دوسری صورت اختیار کرنا ہوگی۔ یعنی دو ماہ کے مسلسل روزے جیسا کہ اسی آیت میں آگے بیان ہوا ہے دیت (خون بہا) کی مقدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹ مقرر فرمائی تھی۔ (احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۲۸۳)

لہٰذا اگر نقدی کی صورت میں ادا کرنا ہو تو اس کے مساوی قیمت ادا کرنا ہوگی۔

اس آیات کے شان نزول کے بارے میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابو درداء کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے ایک شخص کافر پر حملہ کیا۔ تلوار تولی ہی تھی تو اس نے کلمہ پڑھ لیا لیکن ان کی تلوار چل گئی اور اسے قتل کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقع بیان ہوا تو حضرت ابو درداء نے اپنا یہ عذر بیان کیا کہ اس نے صرف جان بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھا تو آپ ناراض ہو کر فرمانے لگے۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کا دیکھا تھا؟ یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے۔ لیکن وہاں نام دوسرے صحابی کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً
پھر جو شخص غلام نہ پاوے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے یہ
مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ
اللہ کے ہاں سے معافی ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ ف۱ جو شخص
يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا
مومن کو دانستہ قتل کر ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ
فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا
رہے گا اور اللہ کا غضب اور لعنت اس پر ہوگی اور اس کے لئے بڑا
عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ
عذاب تیار ہے۔ ف۲ مسلمانو! جب کبھی تم اللہ کی راہ میں
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى
سفر کو جاؤ تو بخوبی دریافت کرلیا کرو اور جو کوئی تم کو اسلام علیکم
اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ
کہے تو اس کو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں کیا دنیا کا اسباب
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ
لینا چاہتے ہو اللہ کے ہاں غنائم بہت ہیں تم بھی پہلے
كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ
اسی طرح تھے لیکن اللہ نے تم پر احسان کیا پس تم بخوبی دریافت کرلیا کرو
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي
اللہ تمہارے کاموں سے آگاہ ہے۔ ف۳ بے عذر مسلمان
الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ
بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے
الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ
مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
اپنے مال اور جان سے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر

ف۱: حکمرانی کے لیے پانچواں حکم (راستہ میں خیال رکھنا کہیں غلطی سے تمہارے ہاتھوں کوئی مسلمان قتل نہ ہو جائے اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو اس کے لئے حکم) فرمایا یہ تو مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو عمداً اور جان بوجھ کر قتل کر ڈالے البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ہاتھوں غلطی اور خطا سے کوئی مومن قتل ہو جائے قتل خطا کی بڑی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ قصد وارادہ میں غلطی اس کی مثال یہ ہے کہ دور سے کسی آدمی کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ حربی کافر ہے اور اس پر فائر کر دیا لیکن دراصل وہ مومن تھا۔ اور عمل کی غلطی کی وجہ سے قتل کی مثال یہ ہے کہ کافر کو نشانہ بنا کر تیر پھینکا یا شکار پر فائر کیا مگر وہ کسی مسلمان کے جا لگا اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کے ایک ہونے کی اور میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو اس کو کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں مگر تین حالتوں میں ایک تو یہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو دوسرا یہ کہ وہ شادی شدہ ہو کر زنا کرے تیسرا دین اسلام کو چھوڑنے والا جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا (اور یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ) رعایا میں سے کسی کو اس کے قتل کا اختیار نہیں امام (حاکم) یا نائب امام (قاضی) کا یہ منصب ہے۔ (بخاری مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خون بہا میں پہلے سال تیس اونٹنیاں جو تین برس کی ہو کر چوتھے برس میں شروع قدم رکھ چکی ہوں اور دوسرے سال تیس اونٹنیاں جو چار برس کی ہو کر پانچویں برس میں قدم رکھ چکی ہوں اور تیسرے سال میں چالیس اونٹنیاں گیا بھن دینی (حاملہ) چاہئیں۔ (گویا تین سال میں مقتول کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے گی) اور ایک روایت میں آیا ہے بیس حقہ بیس جذعہ اور بیس بنت مخاض یعنی وہ اونٹنیاں جو دوسرے برس میں قدم رکھ چکی ہوں اور بیس بنت لبون یعنی اونٹنیوں کے ایسے مادہ بچے جو تیسرے برس میں قدم رکھ چکے ہوں اور بیس اتنی ہی عمر کے نر بچے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ذمی کافر کی دیت یعنی خون بہا مسلمان کے خون بہا سے آدھی ہے اور شبہ عمد یعنی قصداً مارا لیکن ایسی چیز سے مارا کہ اس سے مر نہیں جایا کرتے جیسے لاٹھی یا کوڑا اور وہ مر گیا تو اس کو شبہ عمد کہتے ہیں اور اس کی بھی وہی دیت ہے جو قتل خطا کی ہے اور عورت کی بھی وہی دیت ہے جو مرد کی ہے جب تک کہ تہائی کو پہنچے یعنی تہائی تک برابر ہے پھر اس سے آگے نصف ہے۔ یہودی نصرانی کی دیت چار ہزار درہم مجوسی کے آٹھ سو درہم اور سو اونٹ کے عوض بارہ ہزار درہم یا ایک ہزار دینار بھی دینے آئے ہیں۔ اور ناک کاٹنے میں کامل دیت ہے زبان دونوں ہونٹ عضو تناسل دونوں خصیے کمر اور دونوں آنکھیں ان میں سے جو ضائع کیا جائے پوری دیت ہوگی۔ ایک ٹانگ میں نصف اور سر توڑنے میں تہائی دیت ہے۔ کسی جگہ کی کوئی ہڈی نکل جائے تو پندرہ اونٹ اور ہاتھ یا پاؤں کی ہر انگلی کے عوض دس اونٹ اور ایک دانت میں پانچ اونٹ دیت ہیں۔

ف۲: ایک مذہب تو یہ ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں جبکہ دوسرا مذہب یہ کہ توبہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ اگر اس نے توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا خشوع وخضوع میں لگا رہا اور نیک اعمال کرنے لگ گیا تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا اور مقتول کو اپنے پاس سے عوض دے کر اسے راضی کر لے گا اللہ فرماتا ہے الا من تاب یہ خبر ہے اور خبر میں نسخ کا احتمال ہی نہیں اس آیت کو مشرکوں کے بارے میں اور اس آیت کو مومنوں کے بارے میں خاص کرنا یہ ظاہر کے خلاف ہے اور کسی صاف دلیل کی محتاج ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی اصلی سزا تو جہنم میں اس طرح رہنا کہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہتا (بقیہ صفحہ 858 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
اللہ نے مرتبہ میں بڑائی دے رکھی ہے دونوں کو عام طور سے
الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اچھا وعدہ دیا ہے اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ثواب عظیم
اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ
کی فضیلت عطا کی ہے۔ کئی درجے اپنی طرف سے اور بخشش اور مہربانی
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ
اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ ان لوگوں کو جو اپنی
الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ
جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں فوت کرتے وقت فرشتے پوچھتے ہیں آپ کہاں تھے
قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ
وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مجبوری سے زمین میں رہتے تھے فرشتے کہیں گے کہ
تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ
اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ اس میں تم ہجرت کر جاتے
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾
سو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بری جگہ ہے۔
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَ
ہاں وہ ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ نکلنے کی
الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
طاقت رکھتے ہیں نہ راہ پہچانتے ہیں
سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ
سو امید ہے کہ ایسوں کو اللہ معاف کرے گا
وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ
اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ ف۲ جو کوئی اللہ کی
سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
راہ میں ہجرت کرے گا زمین میں بہت آسائش اور

منزل

ف۱: جب اس آیت کے ابتدائی الفاظ نازل ہوئے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے مومن برابر نہیں اور آپ ﷺ حضرت زید کو بلا کر اسے لکھوا رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ نابینا آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول میں تو نابینا ہوں اس پر الفاظ غیر اولی الضرر نازل ہوئے یعنی وہ بیٹھ رہنے والے جو بے عذر ہوں۔ (بخاری)

پھر فرمایا کہ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ جنت اور بہت بڑے اجر کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض لوگ جہاد کریں تو سب کی طرف سے کفایت کرے گا اور اگر سب چھوڑ دیں تو تمام گنہگار ہوں گے۔

فائدہ: عام حالات میں جب مسلم مسلح افواج دشمن کے مقابلہ میں طاقتور ہو تو اس صورت میں واقعی جہاد فرض کفایہ ہے مگر جب دشمن کی فوج طاقتور اور زیادہ ہو اور مسلم مسلح افواج مقابلہ کی سکت نہ رکھتی ہو اور امیر المومنین عام بھرتی کی اپیل کر دے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری (عفیف)

واضح رہے کہ جن غزوات میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے تھے ان میں بلا عذر بیٹھ رہنے والوں پر قرآن میں سخت گرفت کی گئی ہے کیونکہ یہ بات ایمان کے منافی ہے کہ اللہ کا رسول اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ایک مہم پر روانہ ہو جائے اور اس کے پیرو اپنی جان بچانے کے لئے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں جب کہ ایمان کا صریح تقاضا یہ ہے کہ نبی کی جان اپنی جان سے بھی عزیز تر ہو اور واقعہ یہ ہے کہ اس موقع پر جہاد سے وہی لوگ کتراتے تھے جو منافق تھے ورنہ ہر مسلمان جانثار رسول تھا۔

ف۲: حکمرانی کے لیے ساتواں حکم (مکہ میں محصور مسلمانو تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کو بھیج تو رہا ہوں لیکن تم خود بھی مکہ سے ہجرت کر جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے) یہاں ان لوگوں کا حال بیان فرمایا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہیں کرتے تھے بعض لوگ باوجود مسلمان ہونے کے نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد بھی مکہ شریف میں رہے حتیٰ کہ طوعاً و کرہاً جنگ میں مشرکین مکہ کے ہمراہ ہو کر اہل اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے بھی آ گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مکہ اور اس کے اطراف کے علاقہ میں جہاں مشرکین کو اقتدار حاصل تھا عقیدہ وضمیر کی آزادی حاصل نہیں تھی اس لئے جو لوگ مشرکانہ مذہب کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے تھے اور انہیں اس بات کے لئے مجبور کیا جا رہا تھا کہ وہ دین اسلام چھوڑ کر مشرکانہ مذہب میں واپس آ جائیں۔ ان حالات میں ایمان پر قائم رہنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ نتیجہ یہ کہ جن لوگوں کا ایمان ابھی پختہ نہیں ہوا تھا وہ یا تو اپنے ایمان کو چھپاتے یا مشرکانہ مذہب کے ساتھ سازگاری پیدا کرتے۔ اس طرح اسلام اور شرک اور ایمان اور کفر دونوں کو جمع کیا جاتا ظاہر ہے کہ جس زمین میں ایمان پر قائم رہنے کی آزادی نصیب نہ ہو اس زمین کو خیر آباد کہنا ایمان کا صریح تقاضا ہے خواہ وہ مکہ کی مقدس زمین ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ایمان اور خدا سے وفاداری خاک وخون کی وفاداریوں پر مقدم ہے۔

اللہ کے رسول کے ہجرت کر جانے کے بعد مسلمان کے ہجرت سے گریز کرنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول ﷺ کی محبت پر اپنے گھر بار کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب رسول ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کو رسول نے چھوڑا اسے اہل ایمان بھی چھوڑ دیں اور رسول ﷺ کی معیت تا اس کی خدمت میں حاضری اور اس کی مدد کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھیں اور اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى
فراخ دستی پاتا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی خاطر
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ
گھر سے نکلے پھر اس کو موت آجاوے تو اللہ کے ذمہ
اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اس کا ثواب ہوگیا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۱
وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
جب تم زمین میں سفر کرنے کو جاؤ تو تمہیں نماز
اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۡ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
کا قصر کرنا جائز ہے اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تم کو
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا
ستائیں گے واقعی کافر لوگ تمہارے صریح
مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
دشمن ہیں۔ف۲ اور جب تو (اے نبی ﷺ) ان میں ہو اور نماز پڑھنے لگے
فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۡ
تو چاہئے کہ ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے ہتھیار بھی ساتھ لئے رہیں
فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ
پھر جب سجدہ کرچکیں تو تم سے پیچھے چلے جائیں اور دوسری جماعت
طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ
جنہوں نے نماز نہیں پڑھی آجائیں ف۳ اور تیرے ساتھ نماز پڑھیں
وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۭ وَدَّ الَّذِيْنَ
اور اپنا بچاؤ اور ہتھیار ساتھ ہی رکھیں کافروں کی تو یہ دلی آرزو
كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ
ہے کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور بچاؤ سے غافل ہوؤ
فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ
تو تم پر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑیں اگر تم کو بارش

ف۱: یعنی روزی کا خطرہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بہت سی جگہوں پر روزی وافر مقدار میں ملتی ہے اور یہ خطرہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ شاید راہ ہی میں مارے جائیں کیونکہ اس میں ثواب پورا ہے اور موت اپنے وقت سے پہلے نہیں آتی۔

حضرت ضمرہ بن جندبؓ ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے لیکن آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقال کر گئے ان کے بارے میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اس آیت کے بارے میں اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک اقوال ہیں۔

ف۲: حکمرانی کے لیے آٹھواں حکم (جہاد کے لئے جارہے ہو تو نماز میں قصر کرو اور عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملے کا ڈر ہو تو نماز اس طرح ادا کرو) ان خفتم کی قید احترازی نہیں اتفاقی ہے۔ حضرت یعلی بن امیہ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ نماز کی تخفیف کا حکم تو خوف کی حالت میں ہے اور اب تو امن ہے تو کیا اب بھی تخفیف ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہی خیال مجھے ہوا تھا اور میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے (لہٰذا) تم اس کے صدقہ کو قبول کرو (مسند احمد۔ صحیح مسلم) بعض علماء نے کہا کہ سفر میں قصر واجب ہے اور بعض نے کہا کہ واجب نہیں بلکہ اولیٰ قصر کرنا ہے اور پوری پڑھنی بھی جائز ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں روزہ بھی رکھتے اور افطار بھی کرتے اور نماز قصر بھی کرتے اور پوری بھی پڑھتے یعنی کبھی قصر اور کبھی پوری۔

ف۳: اس سے نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ عین میدان جنگ میں بھی اس کی ادائیگی ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جہاد کی اصل روح نماز ہی ہے نیز اس سے نماز باجماعت کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ حالت جنگ میں اگر جماعت سے نماز ادا نہ کی جا سکتی ہو تو پھر فرداً فرداً ادا کرنا چاہئے۔ اگر قبلہ کی طرف رخ نہ کیا جا سکتا ہو تو جس طرف بھی رخ کیا جا سکے اور اگر رکوع اور سجدہ نہ کیا جا سکتا ہو تو اشارہ سے نماز پڑھنا چاہئے۔

اور اگر ایسی حالت ہو کہ کسی طرح بھی نماز ادا نہ کی جا سکتی ہو تو پھر قضا کرنی چاہئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر جب کہ معرکۂ قتال گرم تھا نماز مؤخر کی اور بعد میں قضاء پڑھی تھی۔ صحیح بخاری کے باب (الصلوۃ عند منا هضة الحصون) الخ' میں ہے کہ اوزاعی فرماتے ہیں' اگر فتح کی تیاری ہو اور نماز باجماعت کا امکان نہ ہو تو ہر ہر شخص الگ الگ اپنی اپنی نماز اشارے سے ادا کرے۔ یہ بھی نہ ہو سکتا ہو تو نماز میں تاخیر کر لیں یہاں تک کہ جنگ ختم ہو یا امن ہو جائے اس وقت دو رکعتیں پڑھ لیں۔ اور اگر امن نہ ملے تو ایک رکعت ادا کر لیں صرف تکبیر کا کہنا کافی نہیں۔ ایسا ہو تو نماز کو دیر کر کے پڑھیں جبکہ اطمینان نصیب ہو جائے۔ حضرت مکحول کا فرمان بھی یہی ہے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ستر کے قلعہ کے محاصرے میں موجود تھا۔ صبح صادق کے وقت دست بدست جنگ شروع ہوئی اور سخت گھمسان کا رن پڑا۔ ہم لوگ نماز نہ پڑھ سکے اور برابر جہاد میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قلعہ پر قابض کر دیا' اس وقت ہم نے دن چڑھے نماز پڑھی' اس جنگ میں ہمارے امام حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تھے حضرت انس فرماتے ہیں' اس نماز کے متبادل ساری دنیا اور اس کی تمام چیزیں بھی مجھے خوش نہیں کر سکتیں۔

فائدہ: حضرت عثمانؓ بن عفان بھی سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ

کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو ہتھیار

مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ

اتار رکھنے میں تم پر گناہ نہیں اور اپنا بچاؤ ساتھ رکھو

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا

اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ف۱ پس

قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ

جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ کو

عَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

یاد کرو ف۲ پس جب تم کو جنگ سے آرام ملے تو نماز پڑھو۔ ف۳

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

نماز مسلمانوں پر بڑا تاکیدی فرض ہے۔ ف۴

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ

کفار کی تلاش میں سست نہ ہو اگر تم تکلیف پاتے ہو

فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

تو وہ بھی تو تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں تم اللہ سے اس کی امید رکھتے ہو

مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ

جس کی ان کو نہیں اللہ جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہم نے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

اپنی کتاب تیری طرف اتاری ہے کہ تو لوگوں میں

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝

اللہ کے بتلائے ہوئے سے حکم کرے اور دغابازوں کے حمایتی نہ ہو ف۵

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ سے بخشش چاہ اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ

اور ان کی طرف سے جھگڑا نہ کیا کر جو اپنے بھائیوں کی خیانت کرتے ہیں

(یتقفا)

ف۱: اگر بارش کی وجہ سے ہتھیار اتارنا پڑے تو حفاظتی نوعیت کی چیزیں ضرور لئے رہو۔ اس زمانہ میں حفاظتی نوعیت کی چیزیں زرہ، خود، ڈھال وغیرہ تھیں اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن نے دفاع کا اہتمام کرنے پر کس قدر زور دیا ہے۔

ابوہریرہؓ نے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے ہوئے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان دو گاؤں ہیں، مشرکوں نے کہا کہ ان کو یعنی مسلمانوں کو ایک نماز بہت پیاری ہے یعنی عصر کی پس جب یہ اس نماز میں مصروف ہوں تو اس وقت تمام لوگ مل کر اچانک ان پر حملہ کرو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت نماز خوف کی ترکیب نازل فرمائی پس آپ نے اس کے موافق نماز پڑھی احادیث کی کتب میں نماز خوف کے پانچ طریقے ملتے ہیں۔

(۱) جماعت کے لیے تمام لوگ مسلح ہو کر امام کے پیچھے دو صفیں بنا لیں اور قیام، رکوع اور قومہ میں تمام لوگ ایک ساتھ شریک رہیں۔ پھر جب امام سجدہ میں جائے تو ان دو صفوں میں سے پہلی صف والے لوگ امام کے ساتھ سجدہ کریں اور دوسری صف کے لوگ کھڑے رہتے ہوئے ان کی حفاظت کریں، جب پہلی صف کے لوگ سجدوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں تو اب دوسری صف والے دو سجدے مکمل کریں جب یہ سجدوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں تو پہلی صف والے دوسری صف والے لوگوں کی جگہ چلے جائیں اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر آ جائیں۔ پھر دوسری رکعت کے لیے قیام، رکوع اور قومہ ایک ساتھ امام کے ساتھ ادا کریں لیکن جب امام سجدہ میں جائے تو اس کے ساتھ پہلی صف والے سجدے کریں جبکہ دوسری صف والے کھڑے رہتے ہوئے ان کی حفاظت کریں پھر جب پہلی صف والے امام کے ساتھ سجدوں سے فارغ ہو کر تشہد کے لیے بیٹھ جائیں تو اب دوسرے صف والے سجدے کریں اور تشہد میں سب ایک ساتھ مل جائیں اور ایک ساتھ ہی سلام پھیریں۔ نماز خوف کی اور ایک صورت یہ ہے کہ امام دو رکعت آدھے لوگوں کو پڑھاوے پھر باقی ماندہ آدھے لوگوں کو دو رکعت پڑھاوے اس صورت میں امام کی چار رکعت اور مقتدیوں کی دو دو رکعت ہوئیں تین چار تراکیب اور بھی ہیں۔

ف۲: یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کوتاہی ہو تو نماز کے بعد اور طرح (ذکر اذکار اور نوافل کے ذریعہ) اللہ کو یاد کرو البتہ نماز میں ایک یہ قید بھی ہے کہ نماز وقت پر ہی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہر حال میں درست ہے۔

ف۳: جب خوف کی حالت دور ہو اور اطمینان کی صورت پیدا ہو جائے تو معمول کے مطابق پوری نماز ادا کرو۔

ف۴: اس سے واضح ہوا کہ نماز کے اوقات مقرر ہیں جن کی پابندی اہل ایمان پر فرض ہے رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ان نمازوں کے اوقات کی تفصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

ف۵: اس آیت میں خیانت سے مراد اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بے وفائی ہے، جو لوگ اپنے ایمان میں مخلص نہیں تھے وہ ایک نہ ایک حرکت ایسی کرتے جس سے دین کو نقصان پہنچتا اور خدا اور رسول کے تعلق سے ان کی غلط ذہنیت کا اظہار ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ لوگ مسلمان کہلانے کی بنا پر مسلم معاشرے کا جزء بن گئے تھے اور مسلمانوں کی ان سے رشتہ داریاں بھی تھیں، اس لئے جب ان کی غلط حرکتوں پر گرفت کی جاتی تو بعض مسلمان ان کی حمایت کرنے لگتے یہاں اسی بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بدعہدی کرنے والوں کی حمایت کرنا صحیح نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ

اللہ کو دغا باز بدکار ہرگز پسند نہیں۔

مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ

لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں اللہ سے نہیں چھپ سکتے

اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ

جب رات کو ناپسند باتوں کے مشورے کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے

اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ

تمام ان کے اعمال کا اللہ نے احاطہ کر رکھا ہے۔ تم نے دنیا میں

عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

تو ان کی طرف سے جھگڑا کر لیا بھلا قیامت کے روز ان کی طرف سے

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

کون جھگڑے گا یا کون ان کی کارسازی کرے گا ف

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

جو شخص برا کام کرے یا کسی بھائی پر ظلم کرے پھر اللہ

اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ

سے بخشش مانگے اللہ کی بخشش اور مہربانی کا حصہ ضرور پائیگا۔

اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

جو کوئی گناہ کرتا ہے اپنا ہی برا کرتا ہے اللہ سب کچھ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ

جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ جو شخص چھوٹا موٹا گناہ کرکے

يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

کسی بے گناہ کے ذمہ لگاتا ہے (حق تو یہ ہے کہ) اس نے بڑا بہتان اور صریح گناہ اپنے سر اٹھایا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ

اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تیرے شامل حال نہ ہوتی۔ف تو ان میں سے

طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ

ایک جماعت تیرے بہکانے کا قصد کر چکی تھی اور اپنے ہی آپ کو

منزل

ف: حکمرانی کے لیے نواں حکم (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام شرعیہ کی تعلیم فرما دی ہے جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے گمان اور اندازے سے نہ کریں بلکہ قواعد شرعیہ کے مطابق کریں تاکہ آپ دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکا دیا گیا) طعمہ بن ابیرق نامی ایک منافق نے (ترمذی وغیرہ میں ابیرق کے بیٹوں کے نام بشر، بشیر اور مبشر آئے ہیں طعمہ نہیں آیا واللہ تعالیٰ اعلم لباب ۹۳) ایک صحابی حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان میں نقب لگا کر چوری کی اور چوری کردہ مال میں کچھ ہتھیار اور آٹے کا ایک تھیلا تھا اتفاق سے تھیلے میں سوراخ تھا جس سے آٹا چور کے گھر تک راستہ میں گرتا گیا جب چور کو اس بات کا احساس ہوا تو بدنامی سے بچنے کے لئے اس نے مال مسروقہ زید بن یامین نامی ایک یہودی کے پاس بطور امانت رکھ دیا صبح جب مالک مکان کو اس واردات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ بن نعمان سے اس کا ذکر کیا انہوں نے تفتیش سے معلوم کر لیا کہ یہ حرکت بنو ابیرق کی ہے چنانچہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا ادھر جب بنو ابیرق کو اس کا علم ہوا تو وہ باقاعدہ سازش کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زید بن یامین پر چوری کا الزام لگایا اور قسمیں کھا کھا کر اور اپنے ایمان و اخلاص کا واسطہ دے کر آنحضرت ﷺ کو یقین دلا دیا اور طعمہ بن ابیرق (بشیر) جو اصل چور تھا اس کو چوری کے الزام سے بالکل بری اور بے گناہ ثابت کر دیا چنانچہ آپ ﷺ نے منافقوں کی قسموں اور شہادتوں کو صحیح سمجھ کر یہودی کو چور اور طعمہ (بشیر) کو بے گناہ تصور کر لیا اور یہودی کو چوری کی سزا دینے کا بھی ارادہ فرما لیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں آنحضرت ﷺ کو اس اجتہادی لغزش پر تنبیہ فرمائی گئی۔

ف: لو کا جواب محذوف ہے یعنی لا ضلوك اور لهمت سے استیناف ہے جو ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اور ان کافروں کے برے مقاصد اور ارادے کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو وہ آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال سے مطلع کر کے آپ کو ان کے دھوکے سے بچا لیا وہ تو اپنی طرف سے آپ کو غلط راہ پر ڈالنے کا تہیہ کر چکے تھے۔

وجوز ابوالبقا ان يكون الجواب محذوفا والتقدير و لو لا فضل الله عليك و رحمته لا ضلوك ثم استانف بقوله سبحانه (لهمت) اى لقد همت بذالك۔ (جواہر القرآن بحوالہ روح المعانی)

ملحوظہ: ابن ابیرق طعمہ یا بشیر وغیرہ کے اس واقعہ سے چھ باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ بھی بحیثیت ایک انسان کے چابک دست تیز طرار اور ہشیار لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں سے غلط فہمی میں پڑ گئے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ عالم الغیب نہ تھے ورنہ فوراً آپ پر اصل حقیقت واضح ہو جاتی۔ تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی حفاظت کرتا ہے اگر کبھی حق کے اوجھل ہو جانے اور اس سے ادھر ادھر ہو جانے کی نوبت آ جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ اسے اصل صورت حال سے آگاہ فرما دیتا اور اس کی اصلاح فرما دیتا جیسا کہ عصمت انبیاء کا تقاضا ہے۔ یہ وہ مقام عصمت جو انبیاء کے علاوہ غیر نبی یعنی کسی امتی ولی اور صالح کو حاصل نہیں اور چوتھی یہ بات ثابت ہوئی کہ فریقین میں جب تک کسی کی بات کا پورا یقین نہ ہو کہ وہ حق بجانب ہے اس کی وکالت اور حمایت کرنا جائز نہیں۔ پانچویں بات یہ ثابت ہوئی کہ اگر کوئی شاطر اور چرب زبان انسان دھوکے فریب یا اپنی چرب زبانی سے کسی عدالت یا (بقیہ صفحہ 858 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ اللَّهُ

بہکاتے ہیں اور تجھے کچھ بھی ضرر نہ دے سکیں گے تجھ پر

عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن

اللہ نے کتاب اور دانائی اور فہم کی باتیں اتاری ہیں اور تجھے وہ باتیں

تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٣﴾ لَّا خَيْرَ

سکھائی ہیں جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ ان کی

فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ

اکثر سرگوشیوں میں بھلا نہیں ہاں جو شخص دوسرے کو صدقہ

مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ

یا نیک کام یا لوگوں میں اصلاح کرنے کا حکم کرے اور جو کوئی

ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا

یہ کام اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو کرتا ہے ہم اس کو بہت بڑا

عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا

اجر دیں گے۔ ف۱ اور جو شخص (۱) بعد معلوم ہونے ہدایت کے رسول

تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ

کی نافرمانی کرے گا اور مومنوں کے خلاف راہ چلے گا

نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾

تو جس طرف اس نے رخ کیا ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

جو بہت بری جگہ ہے۔ ف۲ اللہ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوا اس

ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ

کے جو چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے

ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا ۖ

وہ تو بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑتا ہے۔ اللہ کے سوا عورتوں کو پکارتے ہیں

وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ اللَّهُ

اور شیطان مردود کو پکارتے ہیں۔ جس پر اللہ نے لعنت کی ہے

منزل

فا: کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے' نزول وحی سے پہلے آپ جو نہ جانتے تھے ان کا علم پروردگار نے آپ کو بذریعہ وحی کر دیا جیسے دوسری آیت میں ہے ﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا﴾ (الشوریٰ:۵۲) اور ﴿وَمَا كُنتَ تَرْجُوا أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ﴾ (القصص:۸۶) اور اس آیت علمك مالم تكن تعلم سے اہل بدعت نبی ﷺ کے علم غیب کلی پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں آیت میں لفظ ما استعمال ہوا ہے جو عموم کے لئے ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام وہ چیزیں جو آپ کو معلوم نہ تھیں وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیں تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا فرما دیا تھا مگر اس آیت سے علم غیب کلی پر استدلال سراسر باطل ہے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں۔

اولاً: ماہر جگہ عموم اور استغراق کے لئے نہیں آتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے امام ابوالبرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں و من و ما یحتملان العموم والخصوص و اصلهما العموم۔ اس کی شرح میں ملا جیون فرماتے ہیں یعنی انهما فی اصل الوضع للعموم و یستعملان فی الخصوص بعارض القرائن ایسی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جن میں کلمہ ما عموم کے لئے نہیں' ارشاد ہے ﴿وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرۃ:۱۵۱) اس آیت میں خطاب براہ راست صحابہ کرام سے ہے اور ان کی وساطت سے ساری امت تا قیامت اس آیت کی مخاطب ہے اگر یہاں ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد تا قیامت غیب دان ہو اور اسے ما کان و ما یکون کا علم غیب کلی حاصل ہو حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ﴾ (الانعام:۹۱) سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب یہود سے ہے جیسا اکثر مفسرین نے لکھا ہے اور اگر خطاب مسلمانوں سے ہو تو بھی تمام یہودیوں یا سب مسلمانوں کو غیب دان ماننا پڑے گا جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان آیات سے معلوم ہوا کہ کلمہ ما ہر جگہ عموم کے لئے نہیں ہوتا۔

ثانیاً: مفسرین نے اس آیت میں ما کو خصوص پر محمول کیا ہے اور انہوں نے مخصوص امور مراد لیے ہیں استغراق حقیقی پر کسی نے بھی محمول نہیں کیا حضرت ابن عباسؓ اور مقاتل کہتے ہیں ما سے مراد شریعت ہے۔

مفسر قرطبی، امام بغوی، امام نسفی اور علامہ خازن فرماتے ہیں ما سے امور دین اور احکام شریعت مراد ہیں۔ واضح ہو گیا کہ ما یہاں عموم کے لیے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امور دین اور احکام شریعت ہیں جن مفسرین نے علم غیب یا اخبار اولین و آخرین لکھا ہے انہوں نے صحیح اور مختار قول امور دین اور احکام شریعت ہی کو قرار دیا ہے اور علم غیب کو کلمہ تمریض قیل سے ذکر کر کے اس کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ کر دیا نیز اس ضعیف قول میں بھی کلی علم غیب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس سے بھی بعض غیب ہی مراد ہے۔

ثالثاً: ما کو یہاں عموم و استغراق پر محمول کرنا آیت کے سیاق وسباق کے بالکل منافی ہے ﴿وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا﴾ (النساء:۱۰۵) سے آپ کو جو تنبیہ کی گئی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کلی علم غیب نہیں تھا ورنہ آپ ان جھوٹے منافقین کی کیوں طرفداری کرتے۔

رابعاً: اس کے بعد تقریباً چوبیس سورتیں اور نازل ہوئیں اگر اس آیت سے آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو چکا تھا تو پھر ان چوبیس سورتوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سورہ نور، منافقون، تحریم اور توبہ وغیرہ ہیں (بقیہ صفحہ 859 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

اور اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ضرور ایک حصہ اپنا تابعدار بناؤں گا ف

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

اور ان کو گمراہ کروں گا ان کے جی میں امیدیں ڈالوں گا ان کو حکم دوں گا تو چارپاؤں

اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

کے کان پھاڑیں گے اور ان کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی پیدائش کو بدل دیں گے

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

اور جس نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنایا پھر، اس نے

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا

صریح ٹوٹا پایا- ف (شیطان) ان کو وعدہ دیتا ہے اور آرزو دلاتا ہے

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ

اور جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے- انہیں کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ

جہنم ہے اور اس سے نکلنے کی راہ نہ پاویں گے- اور جو (لوگ)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ

حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ

سچا ہے اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے- نہ تو

بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ

تمہاری خواہشوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی مرضی پر ہے جو کوئی

سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا

برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا حمایتی

وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ

اور مددگار نہ پاوے گا- ف اور جو شخص مرد ہو یا عورت مسلمان ہوکر

ف: شیطان پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس لئے وہ خیر سے یکسر محروم اور سرتاپا شر ہے لہذا جو خیالات بھی وہ انسان کے ذہن میں ڈالے گا وہ گمراہ کن ہی ہونگے اس حقیقت کے پیش نظر انسان کو چاہئے کہ وہ شیطان سے چوکنا رہے اور ذہن میں پیدا ہونے والے فاسد خیالات کا کوئی اثر قبول نہ کرے۔ شیطان اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہے کہ تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ضرور رکھیں گے جیسا کہ ہوتا چلا آ رہا ہے کہ بتوں، خانقاہوں، درباروں اور پیروں وغیرہ کے نام کی لوگ نیاز دیتے ہیں

ف: جانوروں کے کانوں کو چیر دینا یہ کافروں کا دستور تھا گائے یا بکری کا وہ بچہ جو بت کے نام کا کر دیتے تو اس کے کان میں نشان ڈال دیتے۔ اور صورت بدلنا یہ کہ لڑکے کے سر میں بت کے نام کی چوٹی رکھتے مسلمان کو ان کاموں سے بچنا ضروری ہے اپنے بزرگوں سے یہ معاملہ نہ کریں کیونکہ کافر بھی جن کے نام پر ایسی بدعات سے کرتے تھے ان کو بزرگ جان کر ہی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کو تبدیل کرنا۔ اس کی تقسیم دو طرح سے ہوسکتی ہے (۱) تخلیق تکوینی میں تبدیلی۔ (۲) شرعی تخلیق میں تبدیلی۔ قدیم مفسرین نے تغییر خلق تکوینی کی مثال میں داڑھی منڈانے اور جسم گدانے کو پیش کیا ہے لیکن جدید جاہلیت کی ترقیوں نے ان سے کہیں بڑھ بڑھ کر مثالیں نہ صرف ایجاد کر لیں ہیں بلکہ انہیں پھیلا کر فیشن میں داخل کر دیا ہے مثلاً مردوں کا چہرے کے بال بالکل صاف کر کے اور طرح طرح کی نزاکتیں اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ حد تک عورت بن جانا اور عورتوں کا سر کے بال کٹا کر مردانہ وضع ولباس اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ حد تک مرد بن جانا اور ایسے آپریشن کرانا جن سے جنس تبدیل ہو جائے یعنی عورت مرد بن جائے اور مرد عورت ہو جائے خلق تشریعی میں تغییر کے معنی دین اور احکام دین میں تحریف کر دینا ہے خلق اللہ کے معنی اللہ کے دین کے ابن عباس صحابی اور مجاہد تابعی اور عکرمہ تابعی سے منقول ہیں۔

اور دوسرے مفسرین نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں ای دینہ بالکفر و احلال ما حرم و تحریم ما احل (جلالین) یہ بھی کیا گیا ہے کہ آفتاب پرستی۔ آتش پرستی۔ شجر پرستی۔ حیوان پرستی وغیرہ سب اس تغییر خلق اللہ کی صورتیں ہیں کہ مشرک ان سے وہ کام لے رہا ہے جس کے لئے ان کی خلقت ہوئی ہی نہ تھی۔

ف: مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ جو اپنی اپنی غلط فہمیوں کی وجہ سے بے دینی کو دین سمجھ کر راہ نجات جانتے تھے ان کو سمجھانے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں جن گناہوں پر لوگ پکڑے جائیں گے ہم پر وہ پکڑ نہیں آئے گی اور ہمارے نبی ہماری حمایت کریں گے اور جبکہ بعض نادان مسلمان اپنے حق میں یہی خیال رکھتے ہیں یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ برا جو کرے گا سزا پائے گا چاہے وہ کوئی بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کو کسی کی حمایت کی ہمت نہیں ہو الا باذنہ تعالیٰ۔ اور اللہ ہی پکڑنے اور چھوڑنے والا ہے اس کے علاوہ کسی میں یہ طاقت نہیں۔ آج کل بعض نادان لوگوں کا نعرہ ہے کہ اللہ کا پکڑا چھڑا لے محمد اور محمد ﷺ کے پکڑے ہوئے کو کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) یہ سراسر نبی ﷺ کے ساتھ زیادتی اور آپ پر بہتان ہے نہ آپ نے کس ایسا فرمایا اور نہ ہی اس کی مسلمانوں کو تعلیم دی تو جو شخص ایسا نظریہ اور عقیدہ رکھتا ہے تو جان لیجئے کہ وہ پکا مشرک ہے اس کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں اور جو ایسے نظریات کے حامل لوگوں کے مشرک ہونے میں شک کرے تو اس کو اپنا ایمان ٹٹولنا چاہئے کہ کدھر ہے۔ حماقت کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑا وہی چھوڑے تو چھوٹے دنیا کی مصیبت میں آدمی قیاس کر لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
نیک کام کرے سو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ
ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔ کیا کوئی شخص اس سے بھی اچھا
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ
دیندار ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ کا تابعدار بنایا اور نیک کام بھی کرتا رہا
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝
اور ابراہیم یک طرفہ کے پیچھے چلا اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا مقرب بندہ بنایا تھا۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے اللہ سب کو
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي
گھیرے ہوئے ہے۔ ف۱ اور عورتوں کی بابت تجھ سے
النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اللہ تم کو عورتوں کی بابت حکم دیتا ہے وہی جو
فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ
تم کو کتاب (قرآن) میں ان یتیم لڑکیوں کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا
مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ
حق مقرر نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ضعیف
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى
بچوں کے لئے سنایا جاتا ہے اور یہ کہ یتیموں سے انصاف کی
بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
کار گزاری کرو جو کچھ تم بھلائی کرو گے اللہ کو سب
بِهٖ عَلِيْمًا ۝ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا
معلوم ہے۔ ف۲ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی
نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا
بدمزاجی سے یا بے پرواہی معلوم کرے تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں گناہ نہیں

مسائل

تھے اور ساری حاجتیں اسی کے سپرد کر دی تھیں۔ فتح الباری باب واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ کتاب احادیث الانبیاء ج ۶ ص ۳۸۹۔

مفسر خازن بغدادی لکھتے ہیں وخلة الله للعبد هی تمکینه من طاعته وعصمته وتفیقه وسد خلله ونصره والثناء علیه۔ لباب التاویل ج ۱ ص ۵۰۲ طبع مصر۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ کو خلیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنی طاعت پر قابو عطا فرمانا' عصمت سے سرفراز فرمانا' توفیق عنایت کرنا' اس کے خلل کو چھپانا' اس کی مدد کرنا اور اس پر ثناء کہنا ہے۔ (عفیف)

ف۱: فرمایا اس سے اچھے دین والا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے اعمال خالص اسی کے لئے کرے ایمانداری اور نیک نیتی کے ساتھ اس کے فرمان کے مطابق احکام بجا لائے اور ہو بھی وہ محسن یعنی شریعت کا پابند دین حق اور ہدایت پر چلنے والے رسول کی حدیث پر عمل کرنے والا' ہر نیک عمل کی قبولیت کے لئے یہ دونوں باتیں شرط ہیں یعنی خلوص اور وحی کے مطابق ہونا' خلوص کا مطلب یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہو پس ظاہر تو قرآن وحدیث کے موافق ہونے سے ٹھیک ہو جاتا ہے اور باطن نیک نیتی سے سنور جاتا ہے اگر ان دو باتوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ عمل فاسد ہو جاتا ہے۔ خلۃ کہتے ہیں خالص محبت اور خلیل دوست خالص کو اور خلت الٰہی سے مراد تقرب وقبولیت کا اعلیٰ مقام ہے۔

ف۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی پرورش میں کوئی یتیم بچی ہو جس کا ولی وارث وہی ہو مال میں شریک ہو گیا ہو اور اب وہ یہ چاہتا ہو کہ اس یتیمہ سے خود نکاح کر لوں اور اسی وجہ سے وہ لڑکی کی شادی دوسری جگہ نہ ہونے دیتا ہو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد جب پھر لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت یستفتونک الخ نازل فرمائی ام المومنین فرماتی ہیں کہ اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا ہے ﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ﴾ سے مراد پہلی آیت ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى﴾ الخ (النساء:۳) ہے۔ اس آیت سے شبہ ہو سکتا تھا کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں یہاں اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا یعنی یہاں اس حکم کا منشا یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان سے انصاف کا برتاؤ کرو اور ان کے حقوق ادا کرو اور اگر عدل نہ کر سکو تو پھر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لو۔

خلیب بروزن فصیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور بمعنی فاعل ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حلة بالضم سے ماخوذ ہے جس کے معنی اس دوستی اور محبت کے ہیں جو دل میں گھس کر اس کے وسط میں جا پہنچی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو اثر تھا اس کے اعتبار سے یہ بالکل صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے جو اس کا استعمال کیا گیا ہے تو بطور مقابلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ خلت کے معنی اصل میں اصطفاء یعنی برگزیدگی کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کے لقب سے اس لئے ملقب ہوئے کہ آپ کی دوستی اور دشمنی اللہ کے لیے تھی اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ''خلت'' کا مطلب ان کی مدد کرنا اور ان کو پیشوا اور امام بنانا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ ''خلتہ'' بفتح الخا سے مشتق ہے یعنی خا کی زبر کے ساتھ جس کے معنی حاجت کے ہیں اور ان کا نام خلیل اس لئے ہوا کہ وہ اپنے رب کے ہی ہو لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ

خواہ نان نفقہ کی کمی سے بھی ہو کیونکہ صلح بہتر ہے ہر نفس کو اپنے

الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

فائدہ کا لالچ ہے اور اگر تم احسان کرو گے اور بچو گے تو اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ

سب کاموں سے خبردار ہے۔ ف۱ بیویوں میں تم برابری ہرگز نہ

النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

کر سکو گے گو تم خواہش بھی کرو پس بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ

كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

دوسری کو لٹکتی ہوئی کو چھوڑ دو اور اگر آپس میں صلح سے رہو گے اور بچو گے

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا

تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ اگر دونوں علیحدہ ہو جاویں گے تو اللہ ہی

مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا

اپنی فراخدستی سے ان کو بے پرواہ کردے گا اللہ بڑی فراخی والا بڑی حکمت والا ہے۔ کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ

آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کی ملک ہے ہم نے تم سے پہلی (۱) کتاب والوں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

(یہود و نصاریٰ) کو اور تم کو بھی یہی نصیحت کر رکھی ہے کہ اللہ سے ڈرا کرو اور

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اگر تم ناشکری کرو گے تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے

وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے۔ آسمان و زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ہیں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ

اللہ (اکیلا) ہی کارساز کافی ہے۔ ف۳ اے لوگو وہ چاہے

يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ

تو تم سب کو لے جائے اور اوروں کو لے آوے اور اللہ

مسائل

ف۱: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سودہؓ کو کسی قرینہ سے یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ شاید مجھے طلاق دے دیں تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے نکاح میں رہنے دیں اور میں اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ہبہ کرتی ہوں تو نبی ﷺ نے منظور فرما لیا۔ ابوداؤد میں ہے کہ اسی پر یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میاں بیوی جس بات پر رضامند ہو جائیں وہ جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن خدیجؓ کے نکاح میں تھی اور رافع نے بیوی کی ضعیفی کی وجہ سے طلاق دینے کا قصد کیا تو بیوی نے کہا مجھے طلاق نہ دو میں نے اپنا حق معاف کر دیا نفقہ اور باری میں جیسا چاہو ویسا عمل کرو میں تم پر کوئی دعویٰ نہیں کرتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ممکن ہے سب معاملوں میں نازل ہوئی ہو۔ فقہا نے لکھا ہے کہ شوہر پر بیوی کے حق دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ثابت و مستقل مثلاً مہر کی رقم اور دوسرے وہ جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے ہیں مثلاً نفقہ یا ہم بستری صلح کے لئے عورت دستبرداری دونوں قسم کے حقوق سے کر سکتی ہے البتہ فرق یہ ہے کہ قسم اول کے حقوق میں نقض صلح کا اختیار نہ رہے گا لیکن دوسری قسم کے حقوق میں بیوی کو یہ اختیار باقی رہے گا کہ وہ جب چاہے کسی چھوڑے ہوئے حق کا مطالبہ از سر نو کر دے۔

ف۲: ارشاد فرمایا کہ گو تم چاہو کہ اپنی کئی ایک بیویوں کے درمیان ہر طرح بالکل پورا عدل و انصاف اور برابری کرو تو بھی تم نہیں کر سکتے اگرچہ تم ایک ایک رات کی باری باندھ لو لیکن محبت چاہت شہوت جماع وغیرہ میں برابری کیسے کر سکتے ہو ابن ملیکہ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے نبی ﷺ انہیں بہت چاہتے تھے اسی لئے ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ عورتوں کے درمیان صحیح طور پر مساوات رکھتے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے تھے الٰہی یہ تقسیم ہے جو میرے بس میں تھی اب جو چیز میرے قبضہ سے باہر ہے یعنی دلی تعلق اس میں تو مجھے ملامت نہ کرنا۔ (ابوداؤد)

نبی ﷺ فرماتے ہیں جس کی دو بیویاں ہوں پھر وہ بالکل ایک ہی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا جسم ساقط ہوگا۔ (احمد وغیرہ)

ف۳: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کا مالک اور حاکم وہی ہے جو احکام تمہیں دیئے جاتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اس کی وحدانیت کو مانو اس کی عبادت کرو اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو تم سے پہلے اہل کتاب کو بھی یہی احکام دیئے گئے تھے اگر کفر کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑو گے وہ تو زمین و آسمان کا تنہا مالک ہے۔

بعض لوگ لفظ ایھا سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ لفظ حاضر پر بولا جاتا ہے اسی طرح جب ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھتے ہیں تو یہ رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔ مبتدعین کی یہ دلیل نہایت لغو اور باطل ہے دیکھئے اسی آیت کو کیا ایھا الناس پڑھنے سے تمام لوگوں کو حاضر ناظر مانا جاتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ جب یا سے ندا مقصود ہو اور مخاطب بھی موجود ہو تو وہاں یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ مخاطب سن رہا ہے یا دیکھ رہا ہے اگر واقعہ گذشتہ کی حکایت بیان ہو رہی ہو تو یہ مطلب نہیں ہوگا۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں نبی کے لیے حاضر کی ضمیریں اور خطاب کے صیغے ہیں جب ہم تلاوت کرتے ہیں تو قطع نظر صیغوں کے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی محض تعمیل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو بطور تلاوت حکایۃ ادا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا کلام رسول پر نازل ہوا تھا اس کو اپنی زبانوں سے تلفظ کرتے ہیں ہماری طرف (بقیہ صفحہ 859 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ

اس پر قادر ہے۔ جو شخص فقط دنیا ہی کا انعام

الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ

چاہتا ہے کیسی سخت غلطی میں ہے اسے چاہئے تھا کہ دونوں جہانوں کا انعام مانگتے کیونکہ اللہ کے ہاں دنیا اور آخرت

اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

دونوں کا انعام موجود ہے اور اللہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ ف۱ مسلمانو اللہ کے لیے

قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

منصفانہ گواہی دیا کرو گو تمہارے لئے یا تمہارے ماں باپ کے لئے

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا

یا تمہارے قریبوں کیلئے نقصان ہو اگر کوئی شخص غنی ہو یا فقیر

فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

اللہ ان کا متولی ہے پس تم انصاف کرنے میں اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور اگر زبان دبا کر کہو گے یا منہ پھیرو گے تو اللہ تمہارے کاموں

خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

سے آگاہ ہے۔ ف۲ اے مسلمانو! اللہ اور رسول کے ماننے میں مضبوط رہو

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ

اور جو کتاب اللہ نے اپنے رسول (محمد ﷺ) پر اور اس سے

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ

پہلے اتاری ہیں ان کو ماننے میں بھی ثابت قدم رہو جو کوئی اللہ کا

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا

یا اس کے فرشتوں کا یا اس کی کتابوں کا یا اس کے رسولوں کا یا قیامت کا انکار کرے گا ف۳ سو بڑی دور کی گمراہی میں

بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ

پڑے گا۔ ف۴ جو لوگ ایمان لاکر پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر منکر

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

ہوگئے پھر دن بدن کفر میں بڑھتے گئے اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا

ف۱: یعنی سب مل کر شرع پر قائم ہو جاؤ تو اللہ دنیا بھی دے گا اور آخرت بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا ہی کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو لگا دیا اس کو اللہ تعالیٰ فکر اور پریشانی میں ڈال دیتا ہے اور محتاجی اور مفلسی اس کو گھیر لیتی ہے اور دنیا نصیب سے زیادہ نہیں ملتی اور جو شخص اپنی ہمت کو دین کے حاصل کرنے میں لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خاطر جمعی دیتا ہے اور اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آ جاتی ہے۔

ف۲: شہادت سچی دو چاہے ماں باپ کے خلاف ہوتی ہو اور چاہے اس شہادت سے رشتہ داروں کا نقصان ہوتا ہو لیکن تم سچ کو ہاتھ سے نہ جانے دو گواہی درست اور سچی دے دو اس لئے کہ حق ہر ایک پر حاکم ہے گواہی کے وقت نہ مال دار کا لحاظ کرو اور نہ غریب پر رحم کرو۔ ان کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ تم سے بہت بہتر جانتا ہے۔

اگر سچ تو کہا مگر اس انداز سے کہ سننے والا شبہ میں رہا یا تمام واقعہ بیان نہ کیا کچھ بات رکھ لی تو یہ بھی گناہ میں داخل ہے۔

حقوق العباد میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے لیکن قرآن کے نزدیک حق پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ بے لاگ انصاف کیا جائے اور گواہی کے معاملہ میں ان کی بھی رعایت نہ کی جائے اور جب والدین تک کی رعایت کرنا درست نہیں تو ان کے بعد جن کا درجہ ہے ان کی رعایت کے لئے کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ بالفاظ دیگر یہ اصولی ہدایت ہر قسم کی بے جا عصبیت اور جانبداری کی جڑ کاٹ دیتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ آدمی کا مقام خواہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو انصاف کے معاملہ میں سب یکساں ہیں۔

ف۳: کفر کی ایک شکل یہ ہے کہ آدمی صاف صاف انکار کر دے اور دوسری شکل یہ ہے کہ زبان سے تو اقرار کرے لیکن دل سے نہ مانے۔

ف۴: ان کو ایمان والے فرمایا ہے اور جو ظاہر میں مسلمان ہیں تو ان کے لئے اس بات کی قید اور پابندی ہے کہ جب تک دل سے یقین نہ لائیں گے ان سب چیزوں کا تو اللہ کے ہاں مسلمان نہیں۔ یا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں انہیں کہا گیا کہ جیسے تم پہلے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہو اس نبی علیہ السلام اور قرآن پر بھی ایمان لاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ بعض یہودیوں نے کہا تھا کہ ہم تورات' موسیٰ' عزیر علیہما السلام اور تم پر اور قرآن پر ایمان لائے اور اس کے سوا ہم کسی کو نہیں مانتے' اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حکم ہوا کہ جب تک تمام کتابوں، تمام انبیاء اور فرشتوں علیہم السلام پر اور قیامت وغیرہ اور سب ضروریات دین پر ایمان نہ لاؤ گے تب تک ایمان لانا مفید نہیں ہے۔

یا یہ حکم ایمان والوں کو ہو رہا ہے جو کلمہ اسلام پڑھ کر اجمالاً تو مسلمان ہو چکے انہی کو تاکید ہو رہی ہے کہ بالتفصیل ایمانیات کی ایک ایک خبر پر اپنا عقیدہ مضبوط کر لو اور ایمان میں پورے پورے داخل ہو جاؤ تمام احکام شریعت اور ایمان کی تمام جزئیات کو مان لو ایمان لائے ہو تو اب اسی پر قائم رہو اللہ کو مانا ہے تو جیسے جس طرح وہ منوائے مانتے چلے جاؤ یہی مطلب ہے ہر مسلمان کی اس دعا کا کہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کر یعنی ہماری ہدایت ثابت رکھ اور اس میں ہمیں مضبوط کر اور دن بدن بڑھاتا رہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

اور نہ ان کو راہ دکھائے گا- ف۱ منافقوں کو سنادے کہ ان کو

عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

سخت درد کا عذاب پہنچے گا- یہ تو وہ ہیں جو مومنوں کے سوا کافروں کو

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ

مخلص دوست بناتے ہیں کیا یہ ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي

عزت تو ساری اللہ کے ہاتھ میں ہے- ف۲ حالانکہ اس نے کتاب میں یہ

الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ

تم پر حکم نازل کردیا ہوا ہے کہ جب تم اللہ کے حکموں سے انکار

يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

یا مسخری ہوتی سنو تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ

وہ کسی دوسری بات میں نہ لگیں ورنہ اسی وقت تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے اللہ قیامت

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۝ الَّذِيْنَ

کے روز منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جا جمع کرے گا- ف۳ جو تمہاری گھات

يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا

میں ہیں پھر اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح پہنچے کہتے ہیں

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۠ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا

ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کبھی کافروں کی چڑھت ہو تو کہتے ہیں

اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ

کیا ہم نے تم پر قابو نہ پایا تھا پھر تم کو مسلمانوں سے نہیں بچایا

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

پس اللہ ہی قیامت کے روز تم میں فیصلہ کرے گا اللہ ہرگز کافروں کو

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ

مومنوں پر غلبہ نہیں دے گا- ف۴ جو منافق اللہ سے داؤ بازی

منزل ۱

ف۱: ارشاد فرمایا کہ جو ایمان لا کر پھر مرتد ہو جائے پھر مومن ہو کر کافر بن جائے اور اپنے کفر پر جم جائے اور اسی حالت میں مر جائے تو نہ اس کی توبہ قبول نہ اس کی بخشش کا امکان نہ اسے چھٹکارہ نہ فلاح نہ اللہ اسے بخشے اور نہ ہی اسے راہ راست پر لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تلاوت فرما کر کہتے تھے مرتد سے تین بار کہا جائے کہ توبہ کرلے۔ (اگر توبہ کرلے تو فبھا وگرنہ گردن ماردی جائے۔ (عفیف)

اور ایک روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص بار بار مسلمان ہو اور پھر کافر ہو جائے تو اس کی توبہ کا اعتبار نہ کرنا چاہئے اور اس کو قتل ہی کر دینا چاہئے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے یہود مراد ہیں کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر ان کی زندگی میں بچھڑے کی پوجا کر کے کافر ہو گئے پھر ان کی ذریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کر کے پھر کافر ہوئی اور آخر میں رسول اللہ ﷺ کا انکار کر کے کفر میں بڑھ گئے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد منافقین متردین اور مذبذبین ہیں مقصود ان کے تردد کا اظہار ہے نہ کہ ان کے ارتداد کا تعدد اور سیاق قرآنی بھی اسی کا مقتضی ہے کانا نحسبهم المنافقين و يدخل فى ذالك من كان مثلهم۔

ف۲: معلوم ہوا کہ مؤمنوں کے مفاد کے خلاف کافروں سے دوستی گانٹھنا تاکہ کرسی اور عہدے ملیں اور لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں منافقانہ حرکت ہے۔ کسی سچے مسلمان کا یہ کام ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنی ملت کے ساتھ غداری کرے۔

قرآن کی اس واضح ہدایت کے باوجود آج مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ملت اسلامیہ سے غداری کر کے کافروں کی طرف پینگیں بڑھاتے ہیں اور انہیں ہر قیمت پر خوش کرنے کا سامان کرتے ہیں تاکہ انہیں عزت کا مقام حاصل ہو۔ کاش انہیں خبر ہوتی کہ یہ جھوٹی عزت ہے جس پر وہ ریجھ گئے ہیں۔ سچی عزت تو اللہ ہی کے پاس ہے اور اس کی رضامندی کے کام کر کے ہی اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ف۳: جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب سنے پھر انہی میں بیٹھے اگرچہ خود نہ کہے تو وہ منافق ہے جس مجلس میں اللہ کی آیات سے انکار کیا جا رہا ہو اور مذاق اڑایا جا رہا ہو اس میں نہ بیٹھنا چاہئے جو شخص ایسی مجالس میں شریک ہوگا تو اللہ کے ہاں وہ بھی ان کا شریک کار سمجھا جائے گا اور گناہ میں انہی جیسا ہو جائے گا حدیث شریف میں ہے کہ جس دسترخوان پر شراب نوشی ہو رہی ہو اس پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنا چاہئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔

جن مجلسوں میں اللہ کے دین اور اس کے احکام و ہدایات کے خلاف کافرانہ خیالات کا اظہار کیا جاتا ہو یا ان کا مذاق اڑایا جاتا ہو ان میں شرکت غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔

ف۴: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق پر ہو تو اس کو گمراہ لوگوں سے تعلقات نہیں رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ بھی نفاق ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیامت کے دن کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ نہ ہوگا ظاہری معنی مراد لینے میں بھی کوئی مانع نہیں یعنی یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اب سے لے کر قیامت تک کوئی ایسا وقت لائے کہ کافر اس قدر غلبہ حاصل کرلیں کہ مسلمانوں کا نام مٹا دیں اور ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیں۔ یہ اور بات ہے کہ کسی جگہ اور کسی وقت دنیوی طور پر انہیں غلبہ مل جائے لیکن انجام کار دنیا اور آخرت مسلمانوں کے حق میں ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا

کرتے ہیں وہ ان کو سزا دے گا ف۱ اور جب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوتے ہیں

كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا

تو سست سست کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کے دکھانے کو اللہ کی یاد تو

قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۫ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ

بہت ہی کم کرتے ہیں۔ اسی حال میں متردد ہیں نہ ان کی طرف

وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

نہ ان کی طرف جس کو اللہ بھٹکا دے تو اس کی نجات کی

سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا

راہ نہ پاؤ گے۔ ف۲ مسلمانو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ

دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ

اللہ کا صریح الزام اپنے ذمہ آپ ہی لگاؤ۔ بے شک منافق

الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ

لوگ آگ کے نچلے درجے میں ہوں گے ف۳ تو (اے مخاطب)

تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

کوئی انکا حمایتی نہ پاوے گا۔ ہاں جنہوں نے توبہ کرلی اور عمل درست کرلئے

وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑ لیا ف۴ اور اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتے رہے سو یہ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے اللہ مومنوں کو بڑا

اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ

ہی بدلہ دے گا۔ ف۵ اگر تم شکر گزاری کرو اور اللہ کو مانو

شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

تو اللہ کو تمہارے عذاب سے کیا مطلب ہے اللہ تو بڑا ہی قدر دان علم والا ہے۔

منزل

ف۱: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو پائیں گے اور اس کی رونق و تازگی دیکھیں گے آواز دی جائے گی کہ ان کو یہاں سے ہٹا دو اور لوٹا دو جنت میں ان کا کچھ حصہ نہیں تو پھر وہ اس وقت ایسی حسرت سے واپس ہوں گے کہ ان سے پہلے کوئی ایسی حسرت سے نہ پھرا ہوگا اور وہ کہیں گے اے رب! اگر تو ہم کو جنت کے دکھانے سے پہلے دوزخ میں داخل کر دیتا تو ہم کو اس قدر مصیبت نہ ہوتی جیسی کہ اب ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ تم کو زیادہ عذاب ہو کیونکہ تم تنہائی میں بڑے ناقص کام کرتے تھے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تھے تو دین داروں کی وضع بنا لیتے تھے تمہارے دل میں کچھ اور تھا اور ظاہر میں کچھ اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں، تمہارے دل میں لوگوں کی عظمت تھی میری عظمت نہیں اور تم گناہ لوگوں کی خاطر چھوڑتے تھے میری رضا کے لئے نہیں آج میں تم کو سخت عذاب چکھاؤں گا اور نعمتوں سے بھی محروم کروں گا۔

ف۲: منافقوں کی بدذوقی کا بیان فرمایا کہ نماز جیسی بہترین عبادت بھی مشغولیت اور دلچسپی سے ادا کرنا انہیں نصیب نہیں ہوتی کیونکہ نیک نیتی، حسن عمل، حقیقی ایمان اور سچا یقین ان میں ہے ہی نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تھکے ہارے بدن سے نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے۔ نمازی کو چاہئے کہ ذوق و شوق، راضی، خوشی، پوری رغبت اور انتہائی توجہ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور یقین رکھے کہ اس کی آواز اللہ تعالیٰ سن رہا ہے اور اس کی طلب پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ بالکل تیار ہے۔ منافق لوگ ان نمازوں میں غیر حاضر رہتے تھے جن میں لوگ ایک دوسرے کو کم دیکھ سکیں مثلاً عشاء اور فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ بوجھل نماز منافقوں پر عشا اور فجر کی نماز ہے۔

نماز میں کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے اگر باوجود اعتقاد صحیح کے بوجہ عذر مرض، تھکاوٹ، غلبہ نیند اور سستی ہو تو وہ قابل ملامت نہیں اگر بغیر عذر کے ہو تو وہ لائق ملامت ہے۔ منافق ذکر اللہ بھی بہت ہی کم کرتے ہیں نماز میں ان کا دل نہیں لگتا یہ دینی کہی ہوئی بات سمجھتے بھی نہیں ایمان اور کفر کے درمیان ان کے دل معلق ہیں۔ نہ تو یہ صاف طور پر مسلمانوں کے ساتھی ہیں اور نہ ہی بالکل کفار کے ساتھ ہیں۔

ف۳: تنبیہ ہے منافقین کو کہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ وہ چونکہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے وہ کافروں کے مقابلہ میں بہتر ہیں اور خدا کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں ہوگی بلکہ وہ کافروں سے بدتر ہیں اور ان سے زیادہ سخت سزا کے مستحق ہیں اس لئے کہ دل سے یہ بھی کافر ہیں مزید برآں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے خدا اور خلق کے ساتھ دھوکہ بازی کرتے ہیں۔

ف۴: منافقین عذاب سے اسی صورت میں بچ سکتے ہیں جب کہ وہ اپنی یہ ذہنی، فکری اور عملی اصلاح کرلیں۔

ف۵: یوں نہیں فرمایا کہ مومنوں میں ہوں گے بلکہ فرمایا کہ مومنوں کے ساتھ ہو جائیں گے اس لئے کہ ایمان کی شان بہت بڑی ہے ہاں ایمان والوں کے ساتھ ان پر بھی انعام ہو جائے گا۔

ف۶: لہٰذا اگر تم شکر گذار بندے بنو تو وہ تمہارے اعمال اور خدمات کی قدر کرے گا اور اس کا بھرپور صلہ دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ

بری بات کا (بلندی سے) اظہار کرنا اللہ کو پسند نہیں ہاں جس پر

ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا

ظلم ہوا ہو اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف۱ اگر ظاہر طور پر

اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

یا چھپ کر نیکی کرو یا برائی معاف ہی کرو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا بڑی

قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

قدرت والا ہے۔ ف۲ جو لوگ اللہ (کی توحید) سے اور اس کے رسولوں سے منکر ہوتے ہیں اور

رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو ماننے میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ

ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض سے انکاری ہیں اور چاہتے ہیں کہ

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

اس کے بیچ میں راہ نکالیں۔ یہی لوگ پکے کافر

حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ

ہیں اور انہیں کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

اللہ اور اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں اور ان میں سے کسی رسول میں تفرقہ نہیں کرتے

اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

عنقریب اللہ ان کے کاموں کے اجر ان کو دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ يَسْـَٔـلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ

مہربان ہے۔ ف۳ اہل کتاب (یہود) تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ آسمان سے

عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ

ساری کتاب اتار دے موسیٰ سے انہوں نے اس سے بڑھ کر سوال کیا تھا

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ

کہنے لگے اے موسیٰ! اللہ ہم کو کھلم کھلا سامنے دکھا پس ان کے ظلم کی وجہ سے

(منزل ۱)

ف۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو دوسرے کے لئے بددعا کرنا جائز نہیں ہاں جس پر ظلم کیا گیا ہو اسے اپنے ظلم پر بددعا کرنی جائز ہے وہ بھی اگر صبر کرے تو یہ افضل ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گو مظلوم کو اجازت ہے کہ ظالم کو ملامت کرے اور برا کہے مگر اس بات کا خیال رہے کہ حد سے نہ بڑھ جائے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کے ہاں مہمان بنے اور میزبان اس کا حق مہمانی ادا نہ کرے تو اس کو جائز ہے کہ لوگوں سے اپنے میزبان کی شکایت کرے جب تک کہ وہ حق ضیافت ادا نہ کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ ضیافت واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں دو گالیاں دینے والے جو کہیں اس کا وبال اس پر ہے جس نے شروع کیا ہاں اگر مظلوم حد سے بڑھ جائے تو اور بات ہے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول میرا پڑوسی مجھے تنگ کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم ایک کام کرو اپنے گھر کا تمام سامان نکال کر باہر رکھ دو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور تمام سامان راستے میں رکھ کر بیٹھ گیا اب جو بھی گذرتا تو وہ پوچھتا کہ کیا بات ہے یہ لوگوں کو بتاتا کہ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے میں اس سے تنگ آ گیا ہوں تو سننے والا اس کے پڑوسی کو برا بھلا کہتا' کوئی کہتا کہ اللہ اس کو غارت کرے' کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ یہاں تک کہ جب اس کے پڑوسی کو اپنی اس طرح کی رسوائی اور ذلت کا احساس ہوا تو اپنے پڑوسی کے پاس آیا جس کو یہ تنگ کرتا تھا' اس کی منت وسماجت کر کے اس کو منا لیا کہ وہ اپنے گھر چلے اور اس نے وعدہ کیا کہ اللہ کی قسم آج کے بعد مرتے دم تک میں کسی طرح بھی تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔ (ابوداؤد)

ف۲: اس آیت کو عفوا قدیرا کے ساتھ ختم فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ مظلوم کو اگرچہ شکایت کرنا جائز ہے لیکن معافی اور درگزر بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو نعمت ملی تو اس نے شکر کیا اور تکلیف پہنچی تو صبر کیا اور گناہ ہوا تو اس نے استغفار کیا اور کسی نے ستایا تو صبر کیا' پھر آپ خاموش ہو گئے' صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس کا کیا درجہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کو امن اور چین نصیب ہوگا اور یہی راہ پائے ہوئے ہیں۔

ف۳: مطلب یہ کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کی یعنی کسی نبی کو مانا اور کسی سے انکار کر دیا جیسے یہودی کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء کو مانا یا عیسائی کہ انہوں نے خاتم الانبیاء کے سوا اور سب انبیاء کو مانا انکار بھی کسی معقول دلیل کی بنا پر نہیں بلکہ محض اپنی نفسانی خواہش جوش تعصب اور تقلید آبائی کی وجہ سے کیا' پس معلوم ہوا کہ ایک نبی کو بھی نہ ماننے والا اللہ کے نزدیک تمام نبیوں کا منکر ہے اس لئے کہ اگر اور انبیاء کو بوجہ ان کے نبی ہونے کے مانتا ہے تو اس نبی کا ماننا بھی اسی وجہ سے ضروری تھا جب وہ ایک کو نہیں مانتا تو معلوم ہوا کہ جنہیں وہ مانتا ہے انہیں بھی کسی دنیوی غرض اور خواہش و ہوس کی وجہ سے مانتا ہے پس ان کی شریعت ماننے اور نہ ماننے کے درمیان کی ہے یہ یقینی اور حتمی کافر ہیں کسی نبی پر ان کا شرعی ایمان نہیں بلکہ تقلیدی اور تعصبی ایمان ہے جو قابل قبول نہیں۔

بعض یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اپنی کتاب کو ایک ہی دفعہ اتار لائیں ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ

ان پر بجلی گر پھر کھلی کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انہوں نے

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا

بچھڑے کو معبود بنالیا پھر ہم نے یہ بھی معاف کردیا اور موسیٰ

مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ

کو غلبہ ظاہر دیا- ف۱ ہم نے ان پر وعدہ لینے کے لئے کوہ طور کو

بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا

کھڑا کر دیا اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوؤ

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

اور یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ میں زیادتی نہ کرو اس پر ہم نے ان سے بڑا

غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ

مضبوط وعدہ لیا تھا- ف۲ پھر ان کی بدعہدیوں کی وجہ سے اور آیات الٰہی سے

اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا

انکار اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور انکی (بیہودہ گوئی) اس کہنے کی وجہ سے

غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

کہ ہمارے دل محفوظ ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کردی ہے

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ

پس بہت کم مانتے ہیں- اور ان کے کفر اور مریم صدیقہ پر بہتان عظیم باندھنے کی وجہ سے-

بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ

اور غلط گوئی کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ مسیح ابن مریم اللہ کے

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا

رسول کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ تو انہوں نے اس کو مارا اور نہ

صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

سولی دی ہاں ان کو ایک قسم کا اشتباہ پیش ہوا ف۳ اور جو لوگ اس میں

فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا

مخالف ہیں سخت غلطی میں ہیں ان کو علم نہیں ہاں

ف۱: بعض یہودیوں نے نبی ﷺ کہا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو تم پر کتاب ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتری جس طرح توریت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی دفعہ مل گئی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ باتیں تو صرف ان کے حیلے بہانے ہیں اگر یہ اس بات میں سچے ہیں تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کیوں کیا تھا کہ ہم تو اس وقت یقین لائیں گے جب اللہ تعالیٰ کو ظاہر طور پر دیکھ لیں گے جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو تو کتاب ایک ہی دفعہ میں ملی تھی۔

اگرچہ یہ یہود عناد اور سرکشی میں حد سے گزر گئے لیکن ہم نے موسیٰ کی مدد کی اور اس کی قوم کو معاف کیا تو اس میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت ہوئی۔

ف۲: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام تورات کی تختیاں لے کر ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس کو نہ مانا اس پر جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ان پر طور پہاڑ اٹھا کر لاؤ جبرائیل علیہ السلام نے ان پر پہاڑ اٹھایا اور کہا تورات کو مانو ورنہ یہ پہاڑ تمہارے اوپر پھینکتا ہوں' انہوں نے قبول کرنے کا اقرار کیا تو پہاڑ ہٹا لیا گیا۔

ف۳: و لکن شُبِّہَ لھم کے دو معنی ہیں' ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ایک دوسرے شخص پر ڈال دی گئی اور اسے ان کا ہم شکل اور شبیہ بنا دیا گیا اور یہودیوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر تختہ دار پر لٹکا دیا اس واقعہ کو پنجابی مفسر اور شاعر حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس وقت جبرائیلؑ کو بھیجا جو عیسیٰؑ کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے جب طیطیانوس انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے عیسیٰؑ کی شکل بنا دیا جسے سولی چڑھایا گیا۔ دوسرا مطلب یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اشتباہ ہو گیا یعنی یہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا اور یہ شبہ ڈالنے والے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے علماء سو تھے عیسیٰؑ تو ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تو انہوں نے جبر کر کے کسی اور شخص کو پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا اور کسی کو دیکھنے نہ دیا پھر اسے دفن کر دیا گیا۔ اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دے دی ہے چونکہ اس معاملے میں کوئی عینی چشم دید گواہ نہیں تھا اس لئے لوگوں کو شبہ پڑ گیا کہ شائد ایسا ہی ہو چنانچہ یہ بات شبہ سے بڑھ کر یقین کا درجہ حاصل نہ کر سکی۔ (المنار و النحل) بعض کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔

امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانا چاہا تو آپ گھر میں آئے اور گھر میں بارہ حواری موجود تھے اس وقت آپ کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے بعض ایسے ہیں جو مجھ پر ایمان لا چکے ہیں مگر کچھ ایسے ہیں جو کفر کریں گے پھر آپ نے فرمایا تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شبیہ ڈالی جائے اور میری جگہ وہ قتل کر دیا جائے اور وہ جنت میں میرا رفیق بنے- اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت روح اللہ کی پیشگوئی کے مطابق بعض نے آپ سے بارہ بارہ مرتبہ کفر کیا پھر ان کے تین گروہ ہو گئے یعقوبیہ، نسطوریہ اور مسلمان، یعقوبیہ تو کہنے لگے کہ خود اللہ ہم میں تھا جب تک چاہا ہم میں رہا پھر آسمان پر چڑھ گیا- نسطوریہ کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ اللہ کا لڑکا ہم میں تھا جسے ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے ہم میں رکھ کر پھر اپنے پاس چڑھا لیا- اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تھا جب تک اللہ نے چاہا وہ ہم میں رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا- اس کے بعد ان دو گمراہ (یعقوبیہ، نسطوریہ) فرقوں کا زور ہو گیا اور ان دونوں نے مل کر تیسرے (مسلمان) ⟸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۞ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ

اپنے خیال کی پیروی میں ہیں انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو

اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۞ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ

اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ ف۱ اس کے مرنے سے

الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پہلے پہلے سب اہل کتاب اس کو مان جائیں گے اور وہ قیامت کے دن

يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۞ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

ان کی شہادت دے گا۔ ف۲ پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اور بہت سے

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ

لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور سود لینے کی وجہ سے حالانکہ اس سے ان کو

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۞ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا

منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے ہم نے ان پر

عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَاَعْتَدْنَا

بہت سی پاک چیزیں جو ان کو پہلے سے حلال تھیں حرام کردیں اور انہی سے

لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۞ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ف۳ البتہ انہی سے

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

علم (الٰہی) کے پختہ اور (عام) ایماندار تیری طرف اتاری ہوئی کتاب اور تیرے سے

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

پہلے اتاری ہوئی کو مانتے ہیں اور نماز پڑھنے والے

وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر صحیح ایمان رکھنے والے

الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ

ہم ان کو بڑا اجر دیں گے۔ ہم نے تیری طرف

اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

الہام کیا جیسا کہ نوحؑ کی طرف اور اس سے پیچھے اور نبیوں کی طرف

منزل

میں رد کیا اور فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یقیناً نہ انہوں نے مسیح کو قتل کیا نہ سولی پر مارا لیکن ان کو شبہ ہوا انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا اہل کتاب کی تردید کرتے ہوئے قرآن مجید نے اپنا عقیدہ بتایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔ جب رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول جو ہر ہو عرض نہ ہو اور صلہ الی مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف لوٹتی ہو تو وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتے۔ چونکہ بظاہر یہ کام بڑا خارق عادت معلوم ہوتا ہے اس لئے آخر آیت میں فرمایا تعجب نہ کرو یہ زبردست حکمت والے خدا کا فعل ہے جس کے نزدیک کوئی بات مشکل نہیں۔

ف۱: اس آیت کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں ایک تو یہ کہ جناب عیسیٰ روح اللہ کی موت سے پہلے جملہ اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اس وقت تمام مذاہب اٹھ جائیں گے صرف ملت اسلامیہ ہی رہ جائے گی دوسرا قول یہ ہے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے موت کے وقت حق و باطل سب پر کھل جاتا ہے تو ہر کتابی مرنے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی حقانیت کو پہچان لیتا ہے باور کر لیتا ہے۔ جبکہ تیسرا قول یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔

ان سب اقوال میں زیادہ صحیح اور راجح پہلا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب جب آسمان سے اتریں گے تو اس وقت کوئی اہل کتاب آپ پر ایمان لائے بغیر نہ رہے گا۔ (ابن جریرؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریمؑ نازل ہوں گے عادل حاکم بن کر صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ ہٹا دیں گے اور مال اس قدر بڑھ جائے گا کہ اسے کوئی لینا منظور نہیں کرے گا اور اس وقت ایک سجدہ کر لینا دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے محبوب تر ہوگا یہ حدیث بیان فرما کر راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور شہادت قرآنی اسی آیت وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کی آخر تک تلاوت کی۔ (بخاری کتاب ذکر الانبیاء و مسلم)

ف۲: یہ تحریم یا تو قدری تھی یعنی مقدرات اللہ میں یہ تھا کہ یہ لوگ اپنی کتاب کو بدل دیں اس میں تحریف کر لیں جو چیزیں اس میں حلال تھیں وہ اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیں صرف اپنے تشدد اور سخت گیری کی وجہ سے یا تحریم شرعی تھی کہ نزول تورات سے پہلے جو چیزیں ان پر حلال تھیں وہ تورات اترنے کے وقت ان کی بعض غلط کاریوں کی وجہ سے حرام کر دیں گئیں۔

گروہ کو کچلنا اور دبانا شروع کر دیا چنانچہ یہ مسلمان جو کہ سچے اور بہترین لوگ تھے کمزور ہوتے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اسلام کو غالب کیا۔ (ابن ابی حاتم) اور نسائی میں حضرت ابو معاویہ سے بھی یہی منقول ہے۔

ف۱: قرآن کریم کے نزول کے وقت یہودی اور عیسائی دونوں متفق تھے کہ مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا اور ایک سپاہی نے ان کو بھالا مارا جس سے ان کا خون بہہ نکلا اور انہوں نے چلا کر جان دی (انجیل متی باب ۲۷ و یوحنا باب ۱۹) اہل کتاب کے متفقہ عقیدے کو قرآن مجید نے صاف لفظوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ

اور اس کی اولاد ف۱ اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ

اور سلیمان علیہم السلام کی طرف الہام کیا تھا ف۲ اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ ف۳ بہت سے رسولوں کی

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

ہم نے تجھے اطلاع کردی ہے اور بہت سے تجھ کو نہیں بتلائے

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا

موسیٰ سے اللہ نے باتیں کیں۔ ف۴ ہم رسول بھیجتے رہے جو

مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ

خوشخبری سناتے اور عذاب سے ڈراتے ہیں تاکہ بعد آنے رسولوں کے

حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

لوگوں کا اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ف۵

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ

اللہ تو تیری طرف اتاری ہوئی کتاب کی شہادت دے رہا ہے کہ اسی اللہ

وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

نے اس کو اپنے علم کیساتھ نازل کیا اور فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے ف۶

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ

جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں وہ

ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا

تو بڑی سخت گمراہی میں ہیں۔ بیشک جو لوگ کافر ہیں اور ظلم کر رہے ہیں

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝

اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور نہ نجات راہ بھائے گا۔ ہاں جہنم کی راہ

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ

ضرور ان کو دکھائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ف۱: متن میں لفظ اسباط استعمال ہوا ہے جو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے مخصوص اصطلاح ہے یہاں اس سے مراد وہ انبیاء ہیں جو ان بارہ قبیلوں میں مبعوث ہوئے تھے۔

ف۲: ''وحی'' کے معنی اشارہ کرنے اور دل میں کوئی بات ڈالنے کے ہیں۔ اللہ اپنا پیغام جس خفیہ طریقے سے اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اس کے لئے قرآن نے وحی کی اصطلاح استعمال کی ہے (مرہٹی میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔ انگریزی کا لفظ Reveal بھی اس کے پورے مفہوم پر حاوی نہیں۔)

یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص نہیں ہیں جنھوں نے اللہ کی طرف سے وحی کے آنے کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اسی طرح وحی فرماتا رہا ہے جس طرح حضرت محمد ﷺ پر نازل فرما رہا ہے۔ سب انبیاء علیہم السلام ایک ہی منبع ہدایت سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔

ف۳: حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے جو ''زبور'' عطا کی تھی وہ اپنی اصل شکل میں آج موجود نہیں ہے۔ البتہ اس کے اجزاء اس صحیفہ میں دیکھے جاسکتے ہیں جو زبور کے نام سے بائبل میں موجود ہے۔ اس میں خدا کی حمد وثنا اور اس کی توحید کے ساتھ موعظت کی باتیں بڑے موثر انداز میں بیان ہوئی ہیں۔

ف۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم نہیں جانتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ نے کسی انسان پر کچھ اتارا ہو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

جن انبیاء کا قرآن مجید میں ذکر ہے وہ ہمارے رسول اللہ ﷺ سمیت پچیس ہیں اور جن کا نام ونشان ذکر نہیں کیا ان کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تعداد انبیاء ومرسلین میں اختلاف ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء والی حدیث مشہور ہے ابوحاتم اور ابن حبان نے اس کی تصحیح بیان کی ہے مگر امام ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرما کر اور رسول بھیج کر اپنی پسند اور ناپسند معلوم کروادی تاکہ کسی کے لئے کوئی حجت یا کسی قسم کا کوئی عذر باقی نہ رہے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجے کہ ہم ان کی باتیں مان کر اس ذلت اور رسوائی سے بچ جاتے انبیاء کے آجانے کے بعد اب کسی کو یہ عذر کرنے کا موقع باقی نہیں رہا کہ ہماری عقلیں مسائل وحقائق سمجھنے سے قاصر تھیں۔

ف۶: رسول اللہ ﷺ نے یہود کے بعض علماء سے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں انہوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم گواہی نہیں دیتے تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ اور فرشتے تو گواہی دیتے ہیں۔

گواہی اس بات کی کہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے جس میں شیاطین کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ خالص اور بے آمیز کلام الٰہی ہے اللہ کی اس گواہی کو ہر وہ شخص سن سکتا ہے جو قرآن کو بغور پڑھے کیونکہ اس کی ایک ایک آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے مگر یہ آواز وہی لوگ سن سکتے ہیں جو گوش حقیقت نیوش رکھتے ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

اور اللہ یہ پر آسان ہے۔ لوگو یہ رسول

جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا

تمہارے رب کی طرف سے سچے احکام لایا ہے اس کو مانو تو تمہارا

لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

بھلا ہوگا اور اگر تم نہ مانو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے

الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَهْلَ

اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اے

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

کتاب والو اپنے مذہب میں حد سے نہ نکلو سوائے سچی بات کے اللہ

اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کے ذمہ مت لگایا کرو ف۱ عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کا رسول

وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

اور اسکے حکم سے جس کو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا (پیدا شدہ) اور اس کی طرف سے ایک روح ہے پس اللہ

وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا

کو اور اس کے رسولوں کو مانو اور تین نہ کہو باز آؤ اپنا بھلا چاہو اللہ تو صرف

اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا

ایک ہی ہے اولاد ہونے سے پاک ہے جو جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۲﴾

آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ ف۲

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا

نہ تو مسیح کو اللہ کا بندہ بننے سے عار ہے اور نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ

مقرب فرشتوں کو ف۳ جو کوئی اللہ کی بندگی سے عار سمجھے

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۳﴾

یا تکبر کرے سو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا۔ ف۴

ف۱: ''غلو'' کسی کی عقیدت میں یا کسی بات کی تائید وحمایت میں حد سے گذر جانے کو کہتے ہیں۔ دین میں ''غلو'' کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی جو قدر دین میں متعین ہے اس کو بڑھا دیا جائے اور اسے جو مقام دیا گیا ہے اس سے زیادہ بلند مقام اس کے لئے تجویز کیا جائے۔

اہل کتاب کو زیادتی اور حد سے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے بڑھا کر اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا اب یہاں امت محمد یہ کو بھی یہی حکم ہو رہا ہے کہ وہ حد سے نہ بڑھیں حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا میں تو اللہ کا بندہ ہوں تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو اس فرمان نبوی کے باوجود نادان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو کیا اور جس بات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا انہوں نے اس کے خلاف کیا کسی نے کہا احمد ہے خود احمد مسلم صلی اللہ علیہ وسلم (رمز وحدت) بعض نے کہا وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر۔ اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر (الفقیہ) گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل میں اللہ تھے یہ رسالت کا صریحا انکار ہے جو کہ کفر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے اور قرآن وحدیث کے خلاف عقائد سے محفوظ رکھے۔

ف۲: فرمایا یہ یقین کر لو کہ اللہ واحد ہے اور وہ بیوی بچوں سے پاک ہے اور یقین مانو کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے غلام اللہ کی مخلوق اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں تم تین نہ کہو یعنی عیسیٰ بن مریم کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اللہ کی الوہیت شرکت سے مبرا ہے فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ یعنی جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے تو وہ کافر ہیں۔ اللہ تو ایک ہی ہے وہ ذات اس بات سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں اور اس کی ملکیت میں ہیں سب اس کے غلام اور اسی کے قبضے میں ہیں وہی ہر چیز پر وکیل ہے پھر مخلوق میں سے کوئی اس کی بیوی اور کوئی اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔

ف۳: یعنی مسیح (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے ہرگز انکار نہ کریں گے کیونکہ عبودیت کا مقام انتہائی عزت کا مقام ہے۔ امام ابن القیمؒ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے عبودیت کے مقام سے زیادہ عزت کا مقام کوئی نہیں اکرم الخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تین مقام میں جو بڑی عزت کے مقام ہیں اسی مقام عبودیت کے ساتھ ذکر کیا ہے ایک تو مقام دعوت الی اللہ میں وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ الایۃ دوسرا مقام تحدی بالنبوۃ میں وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا الایۃ اور تیسرا مقام معراج میں سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ۔ الایہ۔ (انوار القلوب) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے عبادت کہتے ہیں کمال محبت کو کمال عاجزی کے ساتھ یہی حقیقت اسلام اور یہی ملت ابراہیم ہے۔

ف۴: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے آپ کو کھینچتا رہتا ہے یعنی تکبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جبارین میں لکھ دیتا ہے پس اس کو وہی ذلت اور عذاب پہنچے گا جو جبارین کو پہنچا ہے تکبر اور بڑائی اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے باقی سب چھوٹے بڑوں کو عاجزی اور لاچاری کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں۔ (ترغیب) ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑائی اور فخر میری چادر ہے اور بزرگی میری ازار ہے پس جو کوئی ان دونوں میں میرا شریک ہونا چاہے میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ (مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

پھر جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کیے ان کو پورا

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

بدلہ دے کر اور زائد بھی اپنے فضل سے عطا کرے گا اور جنہوں نے اس کی

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ

بندگی سے عار اور تکبر کیا ہوگا ان کو دردناک عذاب سے معذب کرے گا اور اللہ کے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا

سوا اپنے لئے نہ کوئی دوست اور نہ مدد گار کسی کو پاویں گے۔ ف لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ

تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک راہنما (محمد) تمہارے پاس آچکا اور

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا

ہم نے کھلا نور تمہاری طرف اتارا ہے۔ ف پس جو لوگ اللہ کو مانیں گے اور اسی سے

بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ

مضبوط تعلق کریں گے تو (اللہ) ان کو اپنی رحمت اور مہربانی میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف

اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ

سیدھے راستے پر پہنچا دے گا۔ ف مسلمان تجھ سے فتوی پوچھتے ہیں تو کہہ کہ اللہ

يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ

تو خود تم کو کلالہ کا حکم سناتا ہے ف اگر کوئی ایسا شخص مرے جس کی اولاد نہ ہو

وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ

اور اس کی بہن ہو تو بہن اس کی جائیداد متروکہ میں سے نصف کی مالک ہوگی اور وہ

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

سب مال کا وارث ہوگا اگر اس کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہیں تو ان کو دو ثلث

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً

ترکہ سے ملے گا اور اگر بہن بھائی مرد و عورت وارث ہوں تو مرد

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

کو عورت سے دگنا حصہ ملے گا اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے

ف: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے کہ فَيُوَفِّيْهِمْ سے مراد دخول جنت ہے اور یزیدھم سے مراد شفاعت ہے کہ جو لوگ قابل دوزخ ہوں انہیں بھی ان کی شفاعت ہوگی جن سے انہوں نے بھلائی اور اچھائی کی تھی (ابن مردویہ) پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی عبادت و اطاعت سے رک جائیں اور اس سے تکبر کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ درد ناک قسم کا عذاب کرے گا اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا ولی اور مددگار نہ پائیں گے۔

ف: ابن جریج وغیرہ فرماتے ہیں کہ برہان سے مراد قرآن کریم ہے۔ جس کا انداز دعوت عقلی اور استدلالی ہے اور اس لحاظ سے وہ انسانوں پر اللہ کی حجت ہے۔

اور قرآن کی دوسری خصوصیت ہے کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کرتا اور زندگی بسر کرنے کی صحیح راہ دکھاتا ہے۔

ف: جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور توکل و بھروسہ اسی پر کریں، مقام عبودیت اور مقام توکل میں قائم ہو جائیں، تمام امور اسی کو سونپ دیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے گا اور اپنا فضل ان پر نازل فرمائے گا اور نعمتوں والی جنت میں انہیں لے جائے گا اور انہیں اپنی طرف کی سیدھی اور صاف راہ دکھائے گا جس میں کسی طرح کا ٹیڑھا پن اور رکاوٹ نہیں ہوگی پس مومن دنیا میں صراط مستقیم پر ہوتا ہے جو راہ اسلام ہے اور آخرت میں راہ جنت پر ہوتا ہے۔ یعنی آخرت میں انہیں قرب الٰہی حاصل ہوگا۔ جو ہدایت کی آخری منزل ہے۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائیں گے اور اللہ کا دامن پکڑ لیں گے وہ اپنی آخرت غایت یعنی اللہ کو پالینے میں کامیاب ہوں گے اور یہ سب بڑی نعمت ہے جو انہیں حاصل ہوگی۔

ف: سورہ کے آغاز میں وراثت کے جو احکام بیان ہوئے ہیں ان کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں یہ آیت بطور توضیح کے نازل ہوئی جسے سورہ کے آخر میں بطور ضمیمہ کے شامل کر دیا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بیمار تھا اور رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں وارثوں کے لحاظ سے کلالہ ہوں یعنی نہ میرے والدین ہیں نہ کوئی اولاد جبکہ بہنیں ہیں۔ میری میراث کیسے تقسیم ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶﴾

تاکہ تم راہ نہ بھولو اور اللہ کو سب کچھ معلوم ہے ف

آیاتہا ۱۲۰ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۱۶

سورۃ المائدہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ

مسلمانو احکام الٰہی کی تعمیل کرو ف چارپائے مویشی

بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی

باستثنائے ان کے جو تم کو بتلائے جاتے ہیں تم کو حلال ف۲ ہیں

الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ﴿۱﴾

بشرطیکہ تم احرام کی حالت میں نہ ہو خدا جو چاہے حکم دیتا ہے۔ ف۳

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا

مسلمانو! اللہ کے دستورات مقررہ کو نہ توڑو اور نہ

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآىِٕدَ وَلَاۤ

ہی ماہ حرام کی بے حرمتی کرو اور نہ قربانیاں لوٹا کرو اور نہ گلی پہنے ہوئے جانور پکڑا کرو

آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور نہ ہی بیت المعظم آنے والے لوگوں کو بے حرمت کرو وہ اللہ کا فضل اور اس کی مرضی

وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ

چاہنے کو آتے ہیں۔ ف۵ اور جب احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار کی اجازت ہے کسی قوم

شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ

کی عداوت سے کہ انہوں نے تم کو کعبہ میں آنے سے روکا تھا بے اعتدالی پر

تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا

کمربستہ نہ ہوؤ اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں آپس میں مدد کیا کرو اور

عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

گناہ اور ظلم پر حمایت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ

منزل ۲

ف۱: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن حکیم کی سورتوں میں آخری سورۃ توبہ اور آیات میں سب سے آخری آیت یَسْتَفْتُوْنَکَ نازل ہوئی۔

یہاں اخت سے مراد حقیقی یا علاتی ہے اور رہی اخیافی تو اس کا ذکر شروع سورت میں ہو چکا ہے۔ اس آیت میں کلالہ کی چار صورتیں مذکور ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ کلالہ کے ورثاء میں صرف بہن ہی ہے تو ترکہ کا نصف اسے بطور ورثہ ملے گا اور باقی عصبات میں تقسیم ہوگا چچا اور چچازاد بھائی وغیرہ عصبات میں داخل ہیں اگر عصبات نہ ہوں تو باقی نصف بھی بہن کو ہی ملے گا۔ دوسری صورت یہ کہ بھائی وارث ہو اور اس کی بہن فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کے سارے ترکے کا وارث ہوگا۔ تیسری صورت کلالہ کی یہ ہے کہ دو بہنیں ہوں یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ کلالہ کے وارث بھائی اور بہن ملے جلے ہوں تو ترکہ کی تقسیم لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ کے طریق پر ہوگی یعنی بھائی کو دوہرا (ڈبل) اور بہن کو اکہرا (سنگل) حصہ ملے گا۔

ف۲: یعنی جب آدمی مسلمان ہوا تو اس نے اللہ کے سب حکم قبول کرنے کا عہد کیا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عقود سے مراد عہد ہے قسمیہ عہد و پیمان ہوں یا دوسرے وعدے ان سب کو پورا کرنا فرض ہے۔ ابن عباس کی ایک اور روایت میں ہے کہ عہد کو پورا کرنے میں اللہ کی حلال کردہ چیز کو حلال سمجھنا اور اس کی حرام کردہ چیز کو حرام سمجھنا' اس کے فرائض کی پابندی کرنا اور اس کی حدود کی حفاظت کرنا بھی ہے۔ یعنی کسی بات کے خلاف نہ کرو۔ حد کو نہ توڑو کسی حرام کام کو نہ کرو کیونکہ اس پر بہت ہی سخت سزا ہے۔

اس کے بعد اگر مسلمان شرعی احکام کو پس پشت ڈالتے ہیں یا شرعی حدود و قیود کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا شرعی قوانین پر وضعی (خودساختہ) قوانین کو ترجیح دیتے ہیں تو یہ اس آسمانی ہدایت کی بھی خلاف ورزی ہے جو انہیں آخری طور سے دی گئی ہے اور اس عہد کی بھی جو انہوں نے قرآن اور پیغمبر پر ایمان لا کر اپنے رب سے باندھا ہے۔

ف۳: یعنی جن کا بیان آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ میں ہوا ہے۔

ف۴: انعام سے مراد عام جانور یعنی چار پائے ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو انسانوں میں رہتے اور پلتے ہیں جیسے اونٹ۔ گائے بکری وغیرہ اور بعض وہ جو جنگلی ہیں جیسے ہرن۔ نیل گائے اور جنگلی گدھے پس پالتو جانوروں میں سے تو ان کو مخصوص کر لیا جو بیان ہوئے اور جنگلی جانوروں میں سے احرام کی حالت میں کسی کو بھی شکار کرنا ممنوع قرار دیا۔

ف۵: ایک شخص شریح بن ضبیعہ نامی مدینہ طیبہ میں آ کر دھوکہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر چلا گیا حاج کے دنوں میں یمامہ کے ایک قبیلہ کے ہمراہ بصورت حاجی تجارت کیلئے بہت سا مال لے کر مکہ معظمہ کی طرف آ رہا تھا صحابہؓ نے اپنا نقصان پورا کرنے کیلئے اس کو پکڑنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے منع فرمایا صحابہؓ کی دوبارہ درخواست کرنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسلام پر بیجا لوٹ کھسوٹ کا الزام لگانے والو کہاں ہو۔

امام ابن جریرؒ نے کہا اس پر اجماع ہے کہ جب مشرک کے لئے امان نہ ہو تو اس کا قتل کرنا جائز ہے اگرچہ قاصد بیت اللہ یا بیت المقدس میں ہو کیونکہ یہ حکم منسوخ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

بڑے سخت عذاب والا ہے۔ ف خود مردہ جانور اور خون اور خنزیر

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ

کا گوشت اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے ف اور گلا گھٹ کر

وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ

یا لکڑی پتھر کی چوٹ سے یا گر کر یا سینگ لگنے سے مرا ہو اور جس کو

السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ

درندہ کھا جائے سب حرام ہیں مگر جس کو تم ذبح کرلو اور جو بتوں پر ذبح کیا جاوے حرام ہے

أَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ

اور یہ کہ تم تیروں سے قسمت آزمائی کرتے ہو یہ بھی حرام ہے سخت گناہ کی بات ہے آج کفار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

تمہارے دین سے مایوس ہوگئے ہیں پس تم ان کا خوف نہ کرو اور مجھ (اللہ) سے ڈرو

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت

نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ

پوری کی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا مذہب پسند کیا ہے پس جو شخص

فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

بغیر رغبت گناہ کے بھوک سے سخت تنگ ہو اللہ بڑا بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿۳﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ

مہربان ہے۔ ف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کن چیزوں کے کھانے کی انکو اجازت ہے تو کہہ تمہارے لئے

الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ

پاکیزہ چیزیں سب حلال ہیں اور جو شکاری درندے جن کو تم کا ذھب شکار

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا

جس طرح اللہ نے تم کو سکھایا سکھا کر شکار کرتے ہو جو کچھ وہ تمہارے پاس لاویں اسے بھی تم

اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾

کھالیا کرو اور اللہ کا نام اس پر ذکر کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ ف

مسائل

ف۱: فرمایا آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا یہ آیت آخر میں اتری جبکہ اللہ کے سب احکام نازل ہو چکے تھے نبی کریم ﷺ اس کے بعد تین ماہ زندہ رہے اکمال دین اور اتمام نعمت کے بعد ظاہر ہے کہ اب دین میں کسی ترمیم اضافہ یا تصرف کی کوئی گنجائش نہیں نہ اور ہی کسی نبی کی بعثت کی ضرورت باقی رہی پس ثابت ہوا کہ نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا نہ غیر تشریعی نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بر و شد اختتام

ف۲: سدھایا ہوا شکاری کتا تکبیر پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے تو اس کا مارا ہوا جانور حلال ہے اسی طرح اگر بسم اللہ کہہ کر تیز نیزہ یا برچھی کو پھینکا ہو تو وہ پرندہ بھی حلال ہے

ف: جب کفار مکہ نے جب نبی ﷺ کو حدیبیہ میں روک دیا تھا تو اس وقت ایک قافلہ مشرکین کا مشرق کی جانب سے عمرہ کرنے کے واسطے آیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا ارادہ ہوا کہ کافروں نے ہم کو بیت اللہ سے روکا ہے ہم کافروں کو روک دیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور فرمایا کہ ان کی ضد پر تم اللہ پاک کے گھر کی طرف آنے والوں کو نہ روکو۔

ف: شرک بت پرستی اور پیر پرستی وغیرہ کی جڑ کاٹنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں اور لغیر اللہ بحذف مضاف ہے ای لتعظیم غیر اللہ یا لتقرب غیر اللہ اور ب بمعنی علیٰ کے ہے یعنی کسی پیغمبر ولی یا فرشتہ جن وغیرہ کو متصرف کارساز مافوق الاسباب حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر اس کی تعظیم یا تقرب کے پیش نظر کسی جانور کو نذر و منت کے طور پر متعین اور نامزد کر دیا جائے ایسی نذر حرام ہے اور وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے ایسے جانور کو اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو پھر بھی وہ حرام ہی رہتا ہے۔ اگر ما کو عام رکھا جائے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے تو غلہ اور مٹھائی وغیرہ جیسی دیگر اشیا بھی جو غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے دی جائیں سب اس میں شامل ہوں گی۔ جو جانور غیر اللہ کے نام کا ہو اس کو اسی نیت سے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا بھی حرام ہے اور جانور حرام ہی رہتا ہے ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکرا کہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم اور قربت کیلئے کہنا حرام ہے اگر نیت ہو کہ اس کا ثواب بوجہ لوجہ اللہ کسی کو پہنچے تو اس میں کچھ حرج نہیں تعظیم غیر اللہ پر ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ کہ کسی بشر مالک ہونے سے کیونکہ ان دونوں میں فرق ہے۔

بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جائے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہو تو یہ شرک ہے چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے و ما اھل لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا جائے اور اللہ کے واسطے دے کر اس کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخش دے تو یہ جائز ہے۔

اگر ذبح کیا جائے امیر کے آنے کے وقت یا کسی رئیس کی آمد پر تو وہ ذبیحہ بھی حرام ہے اگرچہ اس پر اللہ کا نام بھی لیا جائے کیونکہ وہ ما اھل لغیر اللہ میں داخل ہے (اشباہ والنظائر) اور اگر کوئی شخص مہمان کی تعظیم کے لئے ذبح کرے وہ ذبح حرام ہے اور وہ ذبح کرنے والا مشرک ہوگا اس لئے کہ اس نے غیر اللہ کی تعظیم کی تو وہ بھی ما اھل لغیر اللہ میں داخل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اب کل مباح چیزیں تم کو حلال ہیں اور کتاب والوں کا کھانا

الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ

بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے بھلی باکس عورتیں

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

مسلمانوں میں سے اور تم سے پہلی کتاب والوں کی بھلی باکس عورتیں

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

تم کو حلال ہیں بشرطیکہ تم گھر باری بننے کی نیت سے ان کے مہر ادا کرو نہ کہ صرف

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ

شہوت رانی کی غرض سے اور نہ کھلی آشنائی کرنے کو رکھو اور جو کوئی ایمان سے منکر ہوگا

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۠ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

اس کے تمام عمل برباد ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں

الْخٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى

سے ہوگا۔ ف مسلمانو! جب نماز کو آمادہ ہو

الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ

تو منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لو ف

وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ

اور سروں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اور اگر

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي

تم جنبی ہو تو نہا لیا کرو اور اگر بیمار ہو

سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا سفر میں ہو یا پائخانہ سے پھر کر آؤ یا تم نے عورتوں کو چھوا

النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

تیمم کرو کہ مٹی اپنے منہوں اور ہاتھوں پر مل لیا کرو اللہ تم پر

ف: طعام سے مراد اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا جانور مراد ہے جس کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے اور علمائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کیونکہ وہ بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ بدلیل مفہوم مخالف اہل کتاب کے سوا دوسرے دین والوں کا ذبیحہ ہمارے لئے حرام ہوگا۔ محصنات سے مراد عفیفہ اور پاکدامن عورتیں ہیں جن سے مسلمانوں کو نکاح کرنا حلال کر دیا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرنے کا حکم نازل ہوا تو صحابہ ان سے رک گئے یہاں تک کہ اس کے بعد کی آیت میں اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنے کی رخصت نازل ہوئی اور صحابہ نے اسی آیت کو دلیل بنا کر اہل کتاب عورتوں سے نکاح کیے۔ اس اجازت کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ خبردار اپنے ایمان پر قائم رہنا ایسا نہ ہو کہ بیوی کے عقائد و خیالات سے متاثر ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو اگر ایسا ہوا تو تمہارے تمام اعمال ضائع اور رائیگاں جائیں گے اور آخرت میں نقصان حاصل ہوگا۔ اسی لئے فقہا نے مفاسد کو مدنظر رکھتے ہوئے اور شرعی مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ بلا ضرورت ایسے نکاح سے بچنا چاہیے۔ یجوز تزوج الکتابیات والاولی ان لا یفعل (فتح القدیر) کتابیہ عورت سے نکاح کرنا تو جائز ہے لیکن نہ کرنا اولیٰ ہے۔

ملحوظ فائدہ: پاکستانی مسیحوں کی اکثریت کو علی الاطلاق اہل کتاب کے حکم میں داخل سمجھنا اور ان کے ذبیحہ کو حلال اور ان کی عورتوں سے نکاح کو جائز جاننا میری ناقص رائے میں ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ تورات و انجیل کی مکمل منسوخی کے بعد مسیحی مشنریوں کی تبلیغ اور ترغیب و ترہیب سے منسوخ شدہ مسیحیت میں داخل ہوئے تھے۔ انکو اہل کتاب کے حکم میں شامل سمجھنے سے تورات و انجیل کو محکم اور فاخذ ماندا پڑے گا جب کہ ان دونوں کتابوں کے مکمل نسخ پر سلف اور خلف کا اجماع چلا آ رہا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی بدنصیب مسلمان کسی ترغیب پر عیسائی بنے گا۔ تو شریعت اسلامیہ کی نظر میں وہ اہل کتاب نہیں مرتد اور واجب القتل ہوگا۔ لہٰذا یہاں اہل کتاب سے وہ دو گروہ مراد ہیں جن کے آباء و اجداد نزول قرآن کے وقت یہود و نصاریٰ تھے۔ پس اگر آج نسلاً بعد نسل اور جیلا بعد جیل یہودی یا عیسائی گروہ پاکستان میں آباد ہے تو بلاشبہ اس کا ذبیحہ حلال اور انکی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ فافھم ولا تکن من القاصرین (عفیف)

ف: نماز کے متعلق طہارت کا طریقہ بتانے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ (ثنائی بحوالہ معالم) اکثر اہل علم کے نزدیک نماز کے لئے اٹھنے سے مراد یہ ہے کہ تم بے وضو ہو اور بعض نے کہا کہ نیند سے اٹھو دونوں معنی قریب ہیں جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں کہ وضو کرنا بے وضو پر واجب ہے نبی کریم ﷺ نے خندق کے دن چار نمازیں ایک وضو سے پڑھیں۔ ایران کے سابق بادشاہ رضا شاہ پہلوی نے اپنی نگرانی میں قرآن (بقیہ صفحہ 859 پر ملاحظہ فرمائیں)

ہاں اگر تیر وغیرہ کھا کر پانی میں گر جائے اور مر جائے تو نہ کھائے ہو سکتا ہے کہ وہ پانی میں ڈوب کر مرا اگر سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ غیر سدھایا ہوا کتا بھی ہو اور شکار مر گیا تو اسے نہ کھانا چاہیے نہ معلوم سدھائے ہوئے نے مارا ہے یا دوسرے نے امام شوکانیؒ نے کہا ہے کہ بندوق کا مارا ہوا بھی درست ہے اس لئے کہ حدیث میں خرق کی شرط ہے اور خرق اس میں موجود ہے۔ (حدیث التفاسیر بحوالہ حاشیہ جامع البیان) ایک شخص عدی بن حاتم نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ ہم کتوں کے ساتھ شکار کیا کرتے ہیں اس میں ہمیں کیا ارشاد ہے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

تنگی کرنی نہیں چاہتا بلکہ اسے تو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک کرے اور

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا

اپنی مہربانی تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ ف اللہ کی مہربانی

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ

اور مضبوط وعدے جو اس نے تم سے لئے ہوئے ہیں یاد کرو

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور تابع ہوئے اور اللہ سے ڈرو

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ ف مسلمانو!

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اللہ لگتی گواہی انصاف سے دیا کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت

شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ

سے بے انصافی نہ کرنے لگو ف عدل کیا کرو عدل پرہیزگاری کے

لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

بہت ہی قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ ف

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ

جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں اللہ نے ان سے بخشش اور

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور جو منکر ہوکر ہمارے احکام کو

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جھٹلاتے ہیں وہی جہنمی ہیں۔ مسلمانو!

اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ

ذرا اس وقت کی اللہ کی مہربانی کو یاد کرو جب ایک قوم نے

اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

تم پر حملہ کرنا چاہا تھا تو اللہ ہی نے ان کو تم سے ہٹایا

ع ۱۵

ف۱: اگر نمازی کو بیماری کا عذر ہو یا پانی نہ ملتا ہو خواہ کئی برس تک نہ ملے تو اس کو تیمم کرنا چاہیئے ہاں جس وقت پانی مل جائے یا عذر ختم ہو جائے تو اسی وقت وضو فرض ہو جائے گا۔ اور جسے پانی یا مٹی دونوں نہ ملیں تو اسے بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھنی جائز ہے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دل میں نیت کریں پھر بسم اللہ کہہ کر دونوں ہاتھ ایک دفعہ پاک مٹی پر یا ڈھیلے یا کچی دیوار پر ماریں پھر پھونک سے مٹی اڑا دیں اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیر کر دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک ملیں یہ طریقہ زیادہ صحیح اور قوی ہے۔ (بخاری) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان ہی سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے (ابوداؤد) غسل اور وضو کے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے (ابوداؤد، نسائی)

ف۲: اللہ تعالیٰ نے جو احسان عظیم دین اسلام اور رسول کریمؐ کو بھیج کر اس امت پر کیا ہے اسے یاد دلا رہا ہے اور اس عہد پر مضبوط رہنے کی ہدایت کر رہا ہے جو مسلمانوں نے اللہ کے نبی کی فرماں برداری اور اس کی امداد کرنے' دین پر قائم رہنے' اسے قبول کر لینے اور دوسروں تک پہنچانے کا عہد کیا ہے۔ اسلام لانے کے وقت ہر مومن انہی چیزوں اقرار کرتا تھا چنانچہ صحابہ کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہم سنتے رہیں گے اور مانتے چلے جائیں گے۔

ف۳: کسی قوم کی دشمنی انسان کو تعصب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اس قوم کے ساتھ غلط رویہ اختیار کر بیٹھتا ہے پھر اس میں انصاف اور ناانصافی کی تمیز باقی نہیں رہتی لیکن امت مسلمہ کا تو مقصد وجود ہی قیام عدل ہے اس لئے اسے کسی قوم کی دشمنی سے ایسا متاثر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ عدل کا دامن چھوڑ دے بلکہ اس کا امتیازی وصف یہ ہونا چاہئے کہ اپنے تمام معاملات میں حتی کہ اپنی سیاسی پالیسی میں بھی وہ عدل وانصاف پر کاربند رہے۔

نبی ﷺ کے تربیت یافتہ گروہ میں یہ وصف موجود تھا وہ نہ تو اپنے دشمن کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے اور نہ ان کے ساتھ غیر اخلاقی رویہ اختیار کرتے حتی کہ جنگ میں بھی وہ زیادتی کے مرتکب نہ ہوتے وہ لاشوں کی بے حرمتی نہ کرتے۔ بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرتے اور نہ عورتوں کی عزت لوٹتے اس لئے وہ اس بات کے اہل قرار پائے کہ عدل کے ساتھ حکومت کریں اور زمین کو عدل سے بھر دیں۔

ف۴: عدل وانصاف اور حقیقی تہذیب سکھانے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے لیے عدل سے سچی گواہی دو' نہ لوگوں کے دکھانے سنانے اور پاس خاطر کے لیے ظلم سے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دینے رکھا تھا میری ماں نے کہا میں تو اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گی جب تک تم اس عطا پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بناؤ چنانچہ میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو میرے عطیے پر گواہ بنیں میرے والد نے نبی ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام ہبہ کیا ہے لہٰذا آپ اس پر گواہ بن جائیں تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے دوسرے بیٹوں کو بھی غلام دیئے ہیں اس نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اپنی اولاد میں عدل کیا کرو' جاؤ میں کسی ظلم پر گواہ نہیں بنتا چنانچہ میرے باپ نے وہ صدقہ لوٹا لیا (بخاری ومسلم) نیز فرمایا دیکھو کسی کی عداوت اور ضد میں آکر عدل سے نہ ہٹنا دوست ہو یا دشمن تمہیں عدل وانصاف کا ساتھ دینا چاہیے یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور اللہ سے ڈرتے رہو مسلمانو کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ف۱

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا

اللہ نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا اور ان

مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۚ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ

میں سے بارہ آدمی ان پر سردار مقرر کیے تھے اور اللہ نے کہا تھا

لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ

کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں

بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

کو مانو گے اور ان کی عزت کرو گے اور اللہ کو قرض دیتے رہو گے تو میں تمہارے ساتھ

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

رہوں گا اور تمہارے گناہ دور کردوں گا اور تم کو باغوں میں جن کے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کروں گا جو تم میں سے اس سے بعد

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

منکر ہوگا وہی سیدھی راہ سے بھٹکے گا۔ ف۲ پس ان کی عہد شکنی کی وجہ

مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ

سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

کہ کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں ف۳ اور جن باتوں کی انکو نصیحت ہوئی تھیں

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

ان میں سے ایک حصہ عظیم بھلا بیٹھے ہیں تو ہر وقت ان سے بجز بعض لوگوں کے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

خیانت پائے گا پھر بھی تو ان کو معافی دے اور درگزر کر اللہ محسنوں

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى

سے محبت کرتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں

(بقیہ ع ۲)

ف۱: ابن عباس سے روایت ہے کہ یہودیوں نے نبی ﷺ اور آپکے صحابہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے کھانے میں زہر ملا کر آپ کی اور صحابہ کی دعوت کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے آگاہ کردیا کہ اس کھانے میں زہر ہے اور یہ دعوت آپ کو مع آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کیلئے کی گئی ہے لہٰذا آپ اس سے بچ جائیں یہ کھانا آپ نے نہیں کھانا۔ ایک اور روایت ہے کہ کعب بن اشرف اور اس کے یہودی ساتھیوں نے اپنے گھر میں بلا کر آپ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ ابن اسحاق وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد بنونضیر کے وہ یہود ہیں جنہوں چکی کا ایک پاٹ قلعہ کے اوپر سے آپ ﷺ پر گرانا چاہا جبکہ آپ عامری لوگوں سے دیت کو وصولی کیلئے ان کے پاس تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے عمرو بن جحاش بن کعب کو اس بات پر راضی کیا تھا کہ ہم نبی (ﷺ) کو نیچے کھڑا کر کے باتوں میں مشغول کرلیں گے اور تم اوپر سے چکی کا پاٹ محمد (ﷺ) پر گرا کر آپ کا کام تمام کردینا لیکن راستہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہودیوں کی سازش شرارت وخباثت سے مطلع کردیا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ وہیں سے واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنونضیر کے ساتھ لڑائی کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے ان کا محاصرہ کیا' لڑائی ہوئی اور بنونضیر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد انہیں جلاوطن کردیا گیا۔

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است یعنی دشمن اگر طاقت ور ہے تو حفاظت کرنے والا اس سے بھی زیادہ طاقت ور۔

ف۲: ابن عباسؓ نے کہا کہ جب موسیٰ علیہ السلام جبابرہ سے لڑنے کیلئے گئے تو ہر سبط پر ایک چوہدری مقرر کر گئے کسی نے کہا جب نقباء واسطے تجسس احوال جبارین کے گئے تو ان کو عوج بن عنق ملا وہ ایسا اور ویسا تھا اس قصے کو بہت مفسرین نے ذکر کیا ہے محققین اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہ قصہ بے اصل محض ہے نہ کوئی عوج ہے اور نہ کوئی عنق ہے۔

ف۳: یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں کبھی اس کے الفاظ میں کبھی اس کے معنی میں اور کبھی تلاوت میں' تحریف کی یہ سب اقسام قرآن کریم اور کتب حدیث میں بیان کی گئی ہیں جس کا قدرے اعتراف آج کل بعض یورپین عیسائیوں کو بھی کرنا پڑا ہے۔

انتہائی دکھ کی بات ہے مسلمانوں کے اندر بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ اپنے مطلب کیلئے قرآن کریم میں لفظی ومعنوی تحریف کردیتے ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ اپنے امام یا مجتہد کی بات کو کسی نہ کسی طرح سچ کر دکھائیں اور اس کیلئے بعض نادانوں نے قرآن کریم کی آیات' نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے اقوال کو ماننے کیلئے' اصول وضع کر رکھے ہیں مثلاً ایک اصول یہ ہے کہ قرآن حکیم کی اگر کوئی آیت ہمارے امام کے قول کے خلاف ہے تو اس آیت کے الفاظ کو آگے پیچھے کر کے قول کے مطابق بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اگر یہ آیت پھر بھی امام کے قول سے ٹکرائے گی تو اس آیت کو چھوڑ کر اپنے امام کے قول پر عمل کریں اس طرح احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ کے ساتھ اسی اصول کے تحت عمل کیا جائے گا۔

غالباً اسی سے متاثر ہو کر ایک مقلد شیخ الہند نے قرآن کریم کی آیت "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" میں تحریف کر ڈالی صرف اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کیلئے کہ مخالف کے سامنے ہزیمت نہ اٹھانی پڑے (اعاذنا اللہ منہم)

اصل میں یہ یہود کا شیوہ تھا کہ وہ کلام اللہ میں تحریف کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیتے تھے۔ افسوس کے بعض نادان مسلمان بھی اس میں ملوث ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا

ان سے بھی ہم نے وعدہ لیا تھا پھر انہوں نے بہت سی نصیحت کی باتیں جو ان کو سمجھائی گئی تھی

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ

بھلا دیں پھر ہم نے قیامت تک ان میں عداوت اور کینے کی آگ سلگا دی اور قیامت کے

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

دن اللہ ان کی کارستانیاں بتلاوے گا۔ اے کتاب والو!

قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ

ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے جو بہت سی باتیں جن کو تم کتاب میں

تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۭ قَدْ جَاۗءَكُمْ

چھپاتے تھے تم پر ظاہر کرتا ہے اور بہت سی چشم پوشی بھی کرتا ف۱ ہے تمہارے پاس

مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

اللہ کا نور اور روشن کتاب آئی۔ جو لوگ اللہ کی رضامندی

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

کے طالب ہیں اس کتاب کے ذریعے اللہ ان کو سلامتی کی راہوں کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے فضل سے

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى

ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور ان کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ

راہ راست دکھاتا ہے۔ ف۲ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح

اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ

ابن مریم ہے کچھ شک نہیں یہ لوگ اللہ سے منکر ہیں تو ان سے کہہ

مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ

کہ اگر اللہ مسیح اور اس کی ماں اور تمام جہان والوں کو

مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ

ہلاک کرنا چاہے تو کوئی اللہ کو روک سکتا ہے؟ اور آسمانوں

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

اور زمینوں کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کل حکومت اللہ ہی کی ہے جو

ف۱: عکرمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زنا کا ایک مقدمہ لائے کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں زیادہ عالم کون شخص ہے؟ انہوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے اس کو عہد و پیمان دے کر پوچھا کہ سچ بتاؤ تورات میں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ اس نے کہا کہ رجم ہے مگر جب ہم لوگوں میں زنا کی کثرت ہوئی تو ہم نے ترمیم کر لی اور زنا کرنے والے کو درے مارتے ہیں اور منہ کالا کر کے رسوا کر دیتے ہیں؛ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ یا اللہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ لوگ اس کو مٹا چکے تھے۔ (حدیث التفاسیر بحوالہ لباب ۱۰۳)

ف۲: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں؛ اول یہ کہ نور اور کتاب مبین ہر دو قرآن شریف کی صفات ہیں؛ اور دوسرا یہ کہ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے۔

علامہ ابوالسعودؒ نے دوسرے قول کو قیل سے ذکر کیا ہے جو اس کے ضعیف و مرجوح ہونے کی دلیل ہے ان کے نزدیک پہلا قول یعنی نور اور کتاب مبین ہر دو سے قرآن شریف مراد ہونا راجح اور عطف تفسیری ہے اور عطف اس لئے کہ مغائرت وصفی و عنوانی کو بمنزلہ مغائرت ذاتی کے سمجھا گیا اگر نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ وصفی اور حکمی طور پر نور ہیں نہ کہ حسی اور جسمانی طور پر چنانچہ صاحب مدارک نے نور اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد لے کر اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ شرک اور شک کے اندھیرے دور کرتا ہے اور اس لیے بھی کہ اس نے حق کی باتیں واضح کہیں جو لوگوں پر مخفی تھیں یا اس وجہ سے وہ نور ہے کہ اس کا معجزہ ہونا ظاہر و بین ہے اور نور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینے کی صورت میں فرمایا کہ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ کیونکہ آپ سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ آپ کا نام سراج (چراغ) بھی رکھا اور اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید دونوں حقائق کے واضح کرنے اور ضلالت کے اندھیروں کو دور کرنے میں نور ہیں یعنی جس طرح سورج ظاہر اور جسمانیات پر پرتو افگن ہو کر ظاہری اندھیروں کو دور کرتا ہے اور حقائق اشیاء کو ظاہر کرتا ہے اور ان میں تمیز کراتا ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کا پرتو بواطن اور روحانیات پر پڑتا ہے تو قلبی اندھیرے دور ہو جاتے ہیں اور آدمی گمراہ ہو جانے سے بچ جاتا ہے اور نیکی و بدی میں دوری کرونی اور ناکردنی امروں (کردہ اور ناکردہ کاموں) کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے؛ پس معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لیے فرمایا کہ آپ وصفی طور پر نور ہیں یعنی آپ کی صفت کے۔ جن مفسرین نے نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے ان میں سے کسی نے بھی اس سے آپ کی بشریت کی نفی پر استدلال نہیں کیا تو حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں مگر آپ کی پیدائش خاک سے ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ کی ناف میں اسی مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک مٹی سے بنے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے"۔ (فتاوی افریقیہ ص ۱۸۵ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی)

ظلمات سے مراد کفر (کا اندھیرا) ہے اور نور سے مراد اسلام (کی روشنی) ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ
چاہے پیدا کر دے اور اللہ ہر کام پر قادر ہے۔ ف۔ یہودی
الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ
اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور پیارے ہیں
فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ
تو کہہ کہ پس اللہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے تم کو عذاب کیوں کیا کرتا ہے بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے
خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ
آدمی ہو جس کو بخشنا چاہے بخش دیتا ہے اور جس کو عذاب کرنا چاہے عذاب کرتا ہے
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ وَاِلَیْهِ
کل آسمانوں اور زمینوں کی اور ان کے درمیان سب چیزوں کی حکومت اللہ ہی کو ہے
الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
اسی کی طرف پھر کر جانا ہے۔ ف۔ اے کتاب والو! ہمارا رسول رسولوں کے خاتمہ پر آکر صاف صاف باتیں
یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا
بیان کرتا ہے یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری
جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ
سنانے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا پس خوشخبری دینے والا اور
وَّنَذِیْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ
ڈرانے والا تمہارے پاس آگیا ہے اور اللہ ہر ایک کام پر قادر ہے۔ ف۔ اور یاد کرو جب
مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا میرے بھائیو! اللہ کا احسان یاد کرو
اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۫ وَّاٰتٰىكُمْ
کہ اس نے تم میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے اور تم کو ایسی چیزیں
مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۰﴾ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا
عنایت کیں جو دنیا کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ بھائیو! تم
الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
پاک زمین میں جو اللہ نے تمہاری قسمت کر رکھی ہے داخل ہو چلو

ف: اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے کفر کو بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے' اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے تمام چیزیں اس کی مخلوق اور محکوم ہیں' ہر چیز پر اس کی حکومت اور ملکیت ہے' کوئی ایسا نہیں جو اس کو کسی ارادے سے باز رکھ سکے' وہ اگر مسیح اور ان کی والدہ اور روئے زمین کی تمام مخلوق کو نیست و نابود کرنا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ وہ اسے روک سکے؟ تمام موجودات اور مخلوقات کا خالق و موجد وہی ہے' سب کا مالک و حکمران بھی وہی ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

سروری زیبا اسی ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعمان بن آحا محمد بن عمر شاس بن عدی جو یہودیوں کے بہت بڑے علماء تھے نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں سمجھایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا' وہ کہنے لگے حضرت آپ ہمیں کیا ڈرا رہے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن ابی حاتم' ابن جریرؒ) (ابن کثیر ۱۰۳)

یہود و نصاریٰ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور حبیب ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم ایسے ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں پر تم کو دنیا میں قتل اور مسخ سے اور آخرت میں آگ سے عذاب کیوں کرتا اور تم خود اقرار کرتے ہو کہ ہم کو چند روز آگ چھوئے گی جبکہ بیٹا تو اپنے باپ کی جنس سے ہوتا ہے جو بات باپ پر محال ہے وہ بیٹے سے کس طرح صادر ہو سکتی ہے' حالانکہ تم سے گناہ صادر ہوتے ہیں اور دوست اپنے دوست کو دکھ نہیں دیتا حالانکہ تم کو عذاب کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ تم اس دعویٰ میں جھوٹے ہو۔

انہوں نے اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے تورات اور انجیل میں بھی تحریف کی چنانچہ جہاں بنی اسرائیل کو خدا کے بندے کہا گیا تھا وہاں انہوں نے خدا کے بیٹے لکھ دیا۔

''تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو۔'' (استثناء ۱:۱۴)

''دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔'' (یوحنا کا پہلا عام خط ۱:۳)

تمہارے اس دعوے کی تردید تمہاری اپنی تاریخ سے ہوتی ہے کہ سرکشی کی وجہ سے تمہیں کیسی سخت سزائیں دنیا میں ملتی رہی ہیں۔ دشمنوں کا ان پر مسلط ہونا' پوری قوم کو غلام بنا دینا' قتل عام' بیت المقدس کی تباہی جیسے عبرتناک واقعات کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہیں کہ خدا کے نزدیک نہ تو کوئی قوم چہیتی ہے اور نہ کسی گروہ کو اس نے پروانہ نجات لکھ کر دیا ہے بلکہ وہ عمل کی بنیاد پر جزا و سزا کا فیصلہ کرتا ہے پھر آخرت میں فیصلہ عمل کی بنیاد پر کیوں نہیں ہوگا؟

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جو علی الاطلاق خاتم النبیین ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی نبی نہیں ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہ نسبت اور سب لوگوں کے زیادہ اولیٰ ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (بخاری)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان قریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان سترہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا

اور پیٹھ نہ دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ بولے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

اے موسیٰ اس ملک میں بڑے زبردست لوگ ہیں جب تک وہ وہاں سے

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا

نہ نکلیں ہم تو وہاں جانے کے نہیں ہاں اگر وہ لوگ نکل جائیں گے تو ہم

دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ

چلے جائیں گے۔ ف۱ دو آدمی ڈرنے والے جن پر اللہ نے مہربانی کی تھی

اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ

کہنے لگے تم دروازہ سے ان کے پاس چلو تو داخل ہوتے ہی

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

تم غالب ہو گے۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا

ایماندار ہو۔ وہ بولے اے موسیٰ! جب تک وہ اس زمین میں ہیں ہم

مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا

کبھی نہ جائیں گے پس تو اور تیرا اللہ جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو

هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا

یہاں ہی بیٹھے ہیں۔ ف۲ موسیٰ نے کہا اے میرے اللہ میں اپنی ذات خاص

نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر قابو نہیں رکھتا پس تو ہم میں اور ان بدکارلوگوں میں

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

کی کیجیو۔ اللہ نے کہا پس یہ لوگ چالیس سال تک اس سے محروم رہیں گے

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ

جنگل میں بھٹکتے پھریں گے پس تو ان بے فرمانوں کے حال پر

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ

افسوس نہ کیجیو۔ ف۳ تو ان کو آدم کے دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا

ف۱: بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ارض مقدسہ پر ایک طاقتور قوم عمالقہ کا قبضہ ہے اور ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں اگر وہ اس سرزمین کو خالی کر دیں یا نکل کر کہیں چلے جائیں تو ہم وہاں جانے کے لیے تیار ہیں۔ مفسرین نے قوم عمالقہ کے قد کے متعلق بہت سی اسرائیلی روایات بیان کی ہیں کہ یہ لوگ اس قدر قوی تھے ایسے موٹے تھے اور اتنے لمبے تھے انہی میں عوج بن عنق بن حضرت آدمؑ تھا جس کا قد لمبائی میں تین ہزار تین سو تینتیس گز اور چوڑائی میں تین گز تھا لیکن یہ سب باتیں واہی (فضول) ہیں جن کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے اس کے علاوہ حدیث بھی اس کے بھی مخالف ہے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ساٹھ ہاتھ کا پیدا کیا پھر آج تک مخلوق کے قد گھٹتے ہی رہے۔ (بخاری و مسلم)

بائبل میں ان کا بیان ایسے درج ہوا ہے۔ ”وہاں جتنے آدمی ہم نے دیکھے وہ بڑے قد آور آدمی ہیں اور ہم نے وہاں بنی عناق کو بھی دیکھا جو جبار ہیں اور جباروں کی نسلوں سے ہیں اور ہم تو اپنی ہی نگاہ میں ایسے تھے جیسے ٹڈے ہوتے ہیں اور ایسے ہی ان کی نگاہ میں تھے“۔ (گنتی ۱۳: ۳۲، ۳۳)

ف۱: بنی اسرائیل کا تو یہ جواب تھا کہ عمالقہ کے لوگ علاقہ خالی کر دیں تو ہم وہاں چلے جائیں گے اور ادھر صحابہ کرام کا جواب بدر کے دن یہ تھا کہ مقداد بن اسود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں پر دعا کر رہے تھے تو مقداد نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم وہ بات نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ جا تو اور تیرا رب لڑو ہم یہاں بیٹھتے ہیں اور بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں، سامنے اور آپ کے پیچھے سے لڑیں گے عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ بشاش بشاش ہو گیا۔

بنی اسرائیل کے قول (فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ) کی تاویل نہ کی جائے تو صریحاً کفر ہے اور اگر یہ مطلب ہو کہ تم جا کر ان سے لڑو اللہ تمہارا ساتھی اور تمہارا ناصر و مددگار ہو تو یہ کفر نہیں اور رب سے مجازاً سردار یعنی حضرت ہارون علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے یعنی ہم تو جہاد کرنے سے رہے اور اگر تمہیں ضرور ہی جہاد کرنا ہے تو اپنے بھائی کے ساتھ ان سے جا کر لڑو۔ (مدارک)

ف۲: اہل کتاب کو یہ قصہ سنایا کہ اگر تم نبی کی رفاقت نہ کرو گے تو یہ نعمت اوروں کے نصیب ہو گی پھر اس پر ہابیل و قابیل کا قصہ سنایا کہ حسد نہ کرو حسد والا مردود ہے۔

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی وفات اسی جنگل میں ہوئی پھر حضرت یوشعؑ بھی فوت ہوئے چالیس سال بعد حضرت کالب باقی ماندہ لوگوں کو لے کر چلے اور شام کا ملک فتح کیا اور لمبائی، چوڑائی میں وہ جنگل تیس کوس تھا ساری رات چلتے فجر کو پھر وہیں ہوتے تھے جہاں سے چلتے تھے۔ اس جنگل کا نام تیہہ تھا۔

اگر یہ شبہ ہو کہ دن میں سورج اور رات کو ستارے اور خود زمین پر درخت اور پہاڑ وغیرہ علامات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ بنی اسرائیل اس جنگل سے نکلنے کی راہ نہ پا سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی علامت کا علامت ہونا قوائے مدرکہ کی صحت و سلامتی پر موقوف ہوتا ہے جن میں امراض سے گاہے بگاہے فتور بھی آ جاتا ہے اور اگر قہر الٰہی سے ان کے قوائے مدرکہ ماؤف ہو گئے ہوں تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ
جب دونوں نے قربانیاں کیں ایک سے تو قبول ہوئی اور
مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ
دوسرے سے قبول نہ ہوئی بولا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا اس نے کہا اللہ صرف
اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ
پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔ ف۱ اگر تو میرے مارنے کو ہاتھ پھیلائے
لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ
چاہتا ہے تو میں تیرے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا
اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ
میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ
اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ
تو ہی میرا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹے اور جہنمی ہو
النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ
اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ ف۲ پس اس کے جی میں
نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
بھائی کا مار دینا ہی بھلا معلوم ہوا چنانچہ اس نے اس کو مار ہی دیا پس وہ ٹوٹے میں پڑا۔
فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ
پھر اللہ نے ایک کوا بھیج دیا وہ زمین کو کریدنے لگا تاکہ اسے
كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ
بھائی کی لاش کا چھپانا سکھادے بولا کہ ہائے میری کم بختی میں
اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ
اس کوے جیسا بھی نہ ہوا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپادوں
اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ ۚ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ
پس وہ سخت نادم ہوا۔ ف۳ اسی لئے بنی اسرائیل پر
كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا
ہم نے لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی جان کو بغیر بدلے

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے قابیل کی بہن خوبصورت تھی جبکہ ہابیل کی بہن خوبصورت نہ تھی۔ قابیل نے اپنی بہن سے نکاح کرنا چاہا تو آدم علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ تم دونوں اللہ کے نام پر کچھ نکالو (یعنی خیرات' نذرانہ) تو جس کی خیرات قبول ہوئی اس کا نکاح اس خوبصورت لڑکی سے کر دیا جائے گا۔

چنانچہ جب انہوں نے خیرات کی تو ہابیل کی خیرات قبول ہوگئی' اس بات سے قابیل بہت مایوس ہوگیا کہ اب اس کے نکاح میں اس کی بہن نہیں آ سکتی اسی مایوسی کے عالم میں اس نے ہابیل (اپنے بھائی) کو دھمکی دی کہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس بات کے جواب میں ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''اللہ تقویٰ والوں کی قربانی قبول کرتا ہے'' اب اگر میری قربانی قبول ہوگئی ہے تو اس میں بھلا میرا کیا قصور ہے۔ قابیل نے حسد میں ہابیل کو مار ڈالا۔

ف۲: یعنی میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے گناہ اور میرے قتل کا گناہ سب اپنے اوپر لے جائے تیرے اور گناہوں کے ساتھ ایک گناہ یہ بھی بڑھ جائے' یہ مطلب نہیں کہ میرے گناہ بھی تجھ پر آ جائیں اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر عامل کو اس کے عمل کی جزا سزا ملتی ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقتول کے عمر بھر کے گناہ قاتل پر ڈال دیئے جائیں اور اس کے گناہوں پر اس کی پکڑ ہو۔

مطلب یہ کہ اگر تم اتنے ہی دلیر ہو گئے ہو اور مجھے قتل کرنے میں تم پہل کرتے ہو تو کرو میں تمہیں قتل کرنے میں پہل نہیں کرونگا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدافعت میں تلوار اٹھانا جائز نہیں بلکہ شریعت اسلامی میں ہے کہ جب قرائن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ قاتل حملہ کرنا چاہتا ہے تو جواب دو مدافعت میں تلوار اٹھانا جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہو جاتا ہے۔

ف۳ قابیل (بڑے بھائی) نے (اپنے چھوٹے بھائی) ہابیل کو قتل کر دیا اور یہ قتل روئے زمین پر پہلا تھا اور ہابیل کی میت سب سے پہلی میت تھی۔ اس لیے قابیل کو معلوم نہ تھا کہ کیا کرے اور کس طرح اسے چھپائے تو اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے وہ اس کے سامنے لڑنے لگے یہاں تک کہ ایک کوے نے دوسرے کو مار ڈالا' پھر قاتل کوے نے ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کی لاش رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی اور اس کو دیکھ کر قابیل سمجھ گیا کہ اسے کیا کرنا ہے چنانچہ اس نے بھی ایسا ہی کیا۔

قابیل کی ندامت نفس قتل پر نہ تھی جو توبہ کے قائم مقام ہو سکتی بلکہ قتل کے بعد جو مشکلات نظر آئیں صرف ان پر تھی جسے ندامت طبعی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جو توبہ کا کام نہیں دے سکتی اگر یہ ندامت قتل پر ہی مانی جائے تب بھی ہر ندامت توبہ نہیں ہو سکتی جب تک معذرت و انکسار اور فکر تدارک بھی اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔

ف۱: یہ نسل انسانی کے ابتدائی زمانہ کا ایک اہم واقعہ ہے یہ واقعہ تورات میں بھی مذکور ہے لیکن اس کے سبق آموز اجزاء غائب ہو گئے ہیں۔ یہاں قرآن نے اس قصہ کو نہ صرف بے کم و کاست بیان کر دیا بلکہ ساتھ ہی اس کی مقصدیت بھی پوری طرح واضح کر دی۔

حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے ہاں ایک حمل سے لڑکا لڑکی (جوڑے) پیدا ہوتے تھے پھر دوسرے حمل میں بھی اسی طرح۔ تو ایک حمل کا لڑکا اور دوسرے حمل کی لڑکی کا نکاح کرا دیا جاتا تھا حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں حسب ضرورت وقت یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب کے قرار دیا گیا۔ افتراق ایسا تھا جیسا آج کل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں کچھ بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا کیونکہ نانی میں یہ دونوں ایک ہی ہو جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ
کسی جان کے یا بغیر ملک میں فساد کرنے کے مارتا ہے وہ گویا تمام
النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا
لوگوں کو قتل کرتا ہے اور جس نے کسی شخص کو زندہ کیا تو گویا اس نے
النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ
سب لوگوں کو زندہ کیا ہمارے رسول ان کے پاس کھلے کھلے احکام لائے
ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ
اس کے بعد بھی بہت سے ان میں سے ملک میں زیادتی کرتے
لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ
پھرتے ہیں۔ ف۱ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں
وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا
اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے
اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ
کہ قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ہاتھ اور پاؤں ان کے الٹے سیدھے
خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ
کاٹ دیے جائیں یا جلاوطن کر دیے جائیں یہ ذلت ان کے
خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں بڑا عذاب
عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا
ہے۔ ف۲ مگر جو تمہارے قابو پانے سے پہلے ہی توبہ کر جائیں
عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا
تو جانو کہ اللہ بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ مسلمانو!
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ
اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور
وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ
اللہ کی راہ میں کوشش کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ ف۳ جن

ف۱: توریت میں بنی اسرائیل کو صاف فرما دیا گیا تھا کہ جو شخص کسی ایک کو بلاوجہ مار ڈالے جبکہ نہ تو مقتول کسی کو قتل کیا ہو اور نہ اس نے زمین میں فساد برپا کیا ہو تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اس لئے کہ اللہ کے نزدیک ساری مخلوق برابر ہے اور جو کسی بے قصور شخص کے قتل سے باز رہے اسے حرام جانے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو (زندہ رکھا) جلا لیا اس لئے کہ سب لوگ اس طرح سلامتی سے رہیں گے۔ مطلب یہ کہ قتل کا اجرا دنیا کی بربادی کا باعث ہے اور اس کی روک لوگوں کی زندگی کا سبب ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اور مسلم بادشاہ کو قتل کرنے والے پر ساری دنیا کے انسانوں کے قتل کا گناہ ہے اور نبی اور امام عادل کے بازو کو مضبوط کرنا دنیا کو زندہ رکھنا ہے مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو خون ناحق سے روک کر انسانوں کی خیر خواہی اور امن و امان پر آمادہ کیا جائے۔

ف۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ مدینہ میں آئے اور مسلمان ہوئے مگر وہاں کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی اور وہ استسقاء میں مبتلا ہو گئے نبی ﷺ نے ان کو صدقے کے اونٹوں میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان کا پیشاب پئیں یہ لوگ وہاں اونٹوں کے باڑے میں چلے گئے اور وہاں رہ کر یہ لوگ اونٹوں کا پیشاب پیتے رہے پھر جب یہ تندرست ہو گئے تو اسلام سے مرتد ہو کر راعی (اونٹوں کے چرواہے) کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا وہ ان کو پکڑ لائے پھر ان کے ہاتھ پاؤں مقابل کے کاٹ کر آنکھوں میں سلائی پھیر کر پتھریلی زمین پر ڈال دیا میں نے ایک کو ان میں سے دیکھا کہ مارے پیاس کے زمین کو چاٹتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) وغیرہ نے اس کے بعد کسی آنکھ میں سلائی نہیں پھیری گئی تو گویا اس میں تعلیم ہوئی رسول اللہ ﷺ کو کیونکہ صحیح مسلم میں موجود ہے کہ ان لوگوں نے چرواہوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تھا تو یہ اس کا بدلہ اور ان کا قصاص تھا جو کچھ انہوں نے ان چرواہوں کے ساتھ کیا تھا اسی لئے وہی ان کے ساتھ کیا گیا۔

ف۳: وَسِيْلَةٌ فَعِيْلَةٌ کے وزن پر ہے اور اس سے مراد قربت ہے حضرت ابن عباسؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت ابووائل، حضرت حسنؒ، حضرت ابن زید اور بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے حضرت قتادہ نے کہا قرب حاصل کرو اللہ کا اس کی اطاعت کر کے اور عمل پسندیدہ بجا لا کر اسی معنی میں ایک شاعر نے کہا ہے اذا غفل الواشون عدنا لوصلنا ۔ و عاد التصافی بیننا والوسائل، اس میں یہی معانی قرب و اتصال کے مراد ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے وسیلہ عطا فرمائے جو شخص دنیا میں میرے لیے یہ دعا کرے گا تو میں اس پر قیامت کے دن گواہ یا سفارشی بن جاؤں گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ وسیلے سے بڑا درجہ جنت میں کوئی نہیں پس تم میرے لئے وسیلے کے ملنے کی دعا کرو اور اس مقام کا نام بھی وسیلہ اس لیے رکھا گیا کہ جنت کی تمام منزلوں سے وہ عرش رحمٰن کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقامات قرب میں سب سے بلند واقع ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے جسے صرف ایک ہی بندہ پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ الخ پڑھے تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جاتی ہے (بخاری) بعض جاہل لوگوں نے لفظ وسیلہ کو اس جگہ پیری مریدی پر محمول کر لیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

لوگوں نے کفر کیا ساری دنیا کے مال سے دگنا بھی انکو ملے

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کہ جرمانہ دیکر قیامت کے عذاب سے جرمانہ دیکر چھوٹ جائیں تو بھی

مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ

یہ ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کو نہایت دکھ کی مار ہوگی

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ

اس سے نکلنا چاہیں گے پر نکل نہ سکیں گے ان کے

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ

لئے دائمی عذاب ہے۔ ف۱ چور مرد ہو یا عورت ان کے

فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

داہنے ہاتھ ان کی کرتوت کے بدلے میں کاٹ دیا کرو یہ سزا

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ

اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ بڑا زبردست ہے حکمت والا ہے۔ ف۲ ہاں جو بعد ظلم

ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کرنے کے توبہ کرلے اور بھلا مانس بن جائے اللہ اس پر رحم کرے گا بیشک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۳ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی حکومت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ

تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے جس کو عذاب کرنا چاہے کرسکتا ہے اور

لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

جس کو بخشنا چاہے بخش سکتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ف۴ جو لوگ

الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ

کفر میں کوشاں ہیں اور زبان سے

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ

ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور دل سے ایماندار

قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

نہیں ہیں اور کچھ یہودی ہیں جو جھوٹ کے

سٰمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ

بڑے سننے والے ہیں دوسرے لوگوں کے جو تیرے پاس نہیں آئے

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

بدلتے ہیں کلام کو اس کے ٹھکانے سے بعد اس کے کہ ٹھیک تھا کہتے ہیں اگر تم کو

ہٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ

یہ حکم ملے تو قبول کرو اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہو اور جس کو

اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اللہ گمراہ کرنا چاہے تو اس کو اللہ سے کچھ نہ بنا سکے گا یہ لوگ

الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي

وہ ہیں کہ اللہ نے نہیں چاہا کہ پاک کرے ان کے دل ان کے لئے

الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ

بڑے سننے والے ہیں جھوٹ کے بڑے کھانے والے ہیں حرام کے پھر اگر آئیں

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ

تیرے پاس تو فیصلہ کر ان میں یا ٹال جا ان سے اور اگر ٹال جائے ان سے

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

تو تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر ان میں

بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

انصاف والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور کیونکر تجھ کو منصف بناتے ہیں

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ

حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس سے پھر جاتے ہیں

بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا

اور یہ لوگ ایمان والے نہیں ہیں ہم نے اتاری

التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ

توریت جس میں ہدایت اور روشنی ہے حکم کرتے تھے اس پر نبی جو

اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا

فرمانبردار تھے یہودیوں کو اور اللہ والے اور عالم بسبب

اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا

اس کے کہ نگہبان کئے گئے تھے اللہ کی کتاب کے اور وہ اس پر گواہ تھے سو

تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور نہ بیچو میرے حکم کو

قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

تھوڑے دام پر اور جو کوئی حکم نہ کرے اس پر جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

کافر ہیں اور ہم نے لکھ دیا ان پر اس کتاب میں کہ جان کے بدلے جان

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ

اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ

اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ہے پھر جو کوئی بخش دے

فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اس کو تو وہ کفارہ ہوگا اس کے گناہوں کا اور جو کوئی حکم نہ کرے اس پر جو اللہ نے اتارا

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ

سو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے قدموں پر

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠

عیسیٰ بن مریم کو سچا کرتا ہوا اگلی کتاب توریت کو

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا

اور دیا ہم نے اس کو انجیل جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور سچا کرتا ہوا

بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

اگلی کتاب توریت کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کو

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ

اور چاہیے کہ حکم کریں انجیل والے اس پر جو اللہ نے اتارا اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے

يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اس پر جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ نافرمان ہیں

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اور ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کرتا ہوا اگلی کتاب کو

مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

اور نگہبان اس پر سو تو حکم کر ان میں اس پر جو اللہ نے اتارا

اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ

اور مت چل ان کی خواہش پر چھوڑ کر اس حق کو جو تیرے پاس آچکا

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

ہر ایک کے لئے ہم نے ٹھہرائی ہے ایک شریعت اور ایک راہ اور اگر اللہ چاہتا

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ

تو تم سب کو ایک امت کردیتا لیکن اس نے چاہا کہ تم کو آزمائے اس چیز میں جو تم کو دی

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

سو تم نیکیوں میں سبقت کرو اللہ کی طرف پھرنا ہے تم سب کا پھر وہ جتا دے گا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

جس بات میں تم جھگڑتے تھے اور یہ کہ حکم کر ان میں اس پر جو اللہ نے اتارا

اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ

اور مت چل ان کی خواہش پر اور بچتا رہ ان سے کہ کہیں بہکا نہ دیں تجھ کو

بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا

بعض حکموں سے جو اللہ نے اتارے تیری طرف پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا

کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ ان کو کچھ سزا دے ان کے بعض گناہوں کی اور بیشک

مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ

بہت سے لوگ نافرمان ہیں کیا پھر جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

اور کون اچھا ہے اللہ سے حکم میں یقین کرنے والوں کے لئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى

اے ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ

اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

دوست آپس میں ایک کے دوست ہیں ایک کے اور جو کوئی تم میں سے دوست بنائے ان کو

فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تو وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

سو تو دیکھے گا جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے کہ دوڑتے ہیں ان میں

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ

کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے سو امید ہے کہ

يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ

اللہ لائے فتح یا اور کوئی بات اپنی طرف سے پھر وہ لگے پچھتانے

اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اس بات پر جو چھپا رکھی تھی اپنے جی میں شرمندہ ہو کر اور کہیں گے

اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

ایمان والے کیا یہ وہی ہیں جو قسمیں کھاتے تھے اللہ کی بڑی قسمیں اپنی کہ

لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

ہم تمہارے ساتھ ہیں اکارت گئے کام ان کے پھر ہو گئے نقصان میں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ

اے ایمان والو جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے تو عنقریب

يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي

اللہ لائے گا ایسے لوگ جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ دوست رکھتے ہوں گے اس کو نرم ہوں گے

الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر لڑیں گے اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ

جس کو چاہے اللہ سمائی والا ہے جاننے والا تمہارا دوست تو اللہ ہے

وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

اور اس کا رسول اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور وہ رکوع کرنے والے ہیں اور جو کوئی دوست بنائے اللہ کو اور اس کے رسول کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

اور ایمان والوں کو تو اللہ کی جماعت ہی غالب ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ

اے ایمان والو مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

ہنسی اور کھیل ان لوگوں میں سے جن کو کتاب ملی تم سے پہلے اور کافروں کو

اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا

دوست اور ڈرتے رہو اللہ سے اگر تم ایمان والے ہو اور جب

نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تم پکارتے ہو نماز کو تو بناتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل یہ اس لئے کہ وہ

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ

لوگ بے عقل ہیں تو کہہ اے اہل کتاب کیا بدلہ لیتے ہو ہم سے

اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ

مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا پہلے

وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ

اور یہ کہ بہت تم میں نافرمان ہیں تو کہہ میں جتا دوں تم کو بدتر اس سے

مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ

بدلہ میں اللہ کے جس پر اللہ نے لعنت کی اور غصہ ہوا اس پر اور کر دیا

مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ

ان میں سے بندر اور سور اور جس نے پوجا شیطان کو یہ لوگ بدتر ہیں

مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا

جگہ میں اور بہکے ہوئے سیدھی راہ سے اور جب آئیں تمہارے پاس تو کہیں

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

ہم ایمان لائے حالانکہ داخل ہوئے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے اسی کے ساتھ اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے تھے اور تو دیکھے گا بہت سے ان میں سے کہ دوڑتے ہیں

فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

گناہ اور ظلم اور حرام کھانے میں بیشک برا ہے جو کچھ وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ

کرتے تھے کیوں نہیں منع کرتے ان کو اللہ والے اور عالم ان کے

الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بیشک برا ہے جو کچھ وہ

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا

اور کہا یہود نے ہاتھ اللہ کا بندھا ہوا ہے بندھ گئے ہاتھ ان کے اور لعنت ہوئی

بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ

ان پر بسبب اس کے جو کہا بلکہ ہاتھ اللہ کے کھلے ہیں خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

اور البتہ بڑھے گی بہتوں کو ان میں سے جو اترا تیری طرف تیرے رب سے سرکشی

وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ

اور کفر اور ڈال دی ہم نے ان میں آپس کی دشمنی اور بغض قیامت

الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

تک جب کبھی بھڑکاتے ہیں لڑائی کی آگ اللہ اس کو بجھا دیتا ہے

وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ

اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے ان سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا

ان کے گناہ اور داخل کرتے ان کو نعمت کے باغوں میں اور اگر وہ قائم رکھتے

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا

توریت اور انجیل اور جو اترا ان کی طرف ان کے رب سے کھاتے

مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ

اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کچھ ان میں جماعت ہے بیچ کی

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ

اور بہت ان میں برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اے رسول پہنچا دے

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

جو اترا تیری طرف تیرے رب سے اور اگر تو نہ کرے گا تو نہیں پہنچایا

رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

تو نے اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے اللہ نہیں راہ دیتا

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ

کافر لوگوں کو تو کہہ اے اہل کتاب تم کچھ راہ پر نہیں

حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

جب تک قائم رکھو توریت اور انجیل اور جو اترا تمہاری طرف تمہارے

رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

رب سے اور البتہ بڑھے گی بہتوں کو ان میں سے جو اترا تیری طرف تیرے رب سے

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سرکشی اور کفر سو تو غم نہ کھا کافر لوگوں پر

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

جو کوئی ایمان لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور کام کئے اچھے سو نہ ان پر خوف ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ہم نے لیا عہد بنی اسرائیل کا

وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

اور بھیجے ان کی طرف رسول جب کبھی آیا ان کے پاس رسول کوئی ایسا حکم

اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

جو نہ بھایا ان کے جی کو کچھ کو جھٹلایا اور کچھ کو مار ڈالا اور سمجھے

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا

کہ نہ ہوگی کوئی آزمائش پھر اندھے ہو گئے اور بہرے پھر اللہ نے توجہ کی ان پر پھر بہت سے

وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اندھے ہو گئے اور بہرے اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ

البتہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں اللہ وہی ہے مسیح بن مریم

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ

اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ

بیشک جو کوئی شریک کرے اللہ کا تو اللہ نے حرام کر دی اس پر بہشت اور اس کا ٹھکانا

النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

دوزخ ہے اور بے انصاف کا کوئی مددگار نہیں البتہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ

اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور نہیں کوئی معبود مگر ایک معبود

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اگر باز نہ آئے جو کہتے ہیں اس سے البتہ پہنچے گا ان کافروں کو

مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ

ان میں سے دکھ کی مار سو کیا نہیں توبہ کرتے اللہ کی طرف اور بخشش مانگتے اس سے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے مسیح بن مریم نہیں مگر رسول

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ

اس سے پہلے رسول ہو چکے اور اس کی ماں سچی تھی دونوں کھاتے تھے

الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى

کھانا دیکھ کیسا ہم ان کے لئے بیان کرتے ہیں حکم پھر دیکھ کدھر

يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ

الٹے جاتے ہیں تو کہہ کیا پوجتے ہو اللہ کے سوا جو نہیں اختیار رکھتا تمہارے

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ

برا کرنے کا اور نہ بھلا کرنے کا اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا تو کہہ اے

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا

اہل کتاب مت بڑھو اپنے دین میں ناحق اور مت چلو

اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا

خواہش پر لوگوں کی جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کیا بہتوں کو اور بہک گئے

عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

سیدھی راہ سے لعنت ہوئی ان لوگوں پر جو کافر ہوئے بنی اسرائیل میں سے

عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ اس لئے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور وہ

يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ

حد سے بڑھتے تھے آپس میں ایک برائی سے جو کرتے تھے بیشک برا ہے

مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ

جو کچھ وہ کر

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ

نہیں اور جو یہودیوں میں سے جھوٹ کی غرض سے اور غیر قوم کے لئے

لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ

جو تیرے پاس نہیں آئے کلموں کو لیتے پھرتے ہیں ف۱ اے رسول تو ان سے آزردہ خاطر

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ

نہ ہو اللہ کے کلام کو اصل جگہوں سے بے جگہ کردیتے ہیں ف۲ کہتے ہیں

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ

کہ اگر تم کو یہی معنی بتلائے جائیں تو قبول کرلینا اور اگر یہ نہ ہوں تو

فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

ان سے بچنا جس کو اللہ گمراہی میں ہی رکھنا چاہے تو تجھے اللہ کی

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ

طرف سے (اس کے) بچانے کا کوئی اختیار نہیں ف۳ اللہ نے ان کے دلوں کو

اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ

پاک کرنا نہیں چاہا ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۴۱ سَمّٰعُوْنَ

آخرت میں بھی بڑا عذاب ہوگا۔ ف۴ جھوٹی باتیں سننے کے عادی

لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ

حرام خوری ف۵ کے خوگیر ہیں پس اگر تیرے پاس آئیں تو ان میں فیصلہ کر

بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ

یا اعراض کر اور اگر تو ان سے اعراض کرے گا تو تجھے

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

کسی طرح ضرر نہیں دے سکتے ہاں اگر فیصلہ کرنا چاہے تو ان کا فیصلہ

بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۴۲ وَكَيْفَ

انصاف سے کیجیو بیشک اللہ منصف حاکموں سے محبت کرتا ہے۔ ف۶ وہ

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ

تجھے منصف کیوں ٹھہراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت موجود ہے اس میں اللہ کا حکم موجود ہے

ف۱: یہ گروہ یہود کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو آپ سے آ کر نہیں ملتے۔ جو لوگ آپ سے آ کر ملتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ سچائی کی تلاش میں نہیں آتے بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ جو کچھ سنیں اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے ان لوگوں تک پہنچائیں جو آپؐ سے آ کر نہیں ملے ہیں تاکہ انہیں آپ سے متنفر کیا جا سکے۔ گویا جو یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے وہ ایک سازشی ذہن لے کر آتے تھے۔

ف۲: جب وہ کلام الٰہی میں بھی تحریف کرنے سے باز نہیں رہتے تو ان کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر ان کو غلط معنی پہنائیں۔

ف۳: جو لوگ جان بوجھ کر اپنے کو غلط راہ پر ڈال دیتے ہیں اور اپنے ضمیر کو آواز کو مردہ بنا لیتے ہیں ان پر کوئی نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو اللہ جب آزمائش میں ڈالتا ہے تو وہ اس سے سبق حاصل کرنے کے بجائے اور زیادہ بگاڑ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ان کے شر و فساد میں اضافہ ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو راہِ راست پر لانا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وہ قانونِ ضلالت ہے جس کو ''اللہ ہی فتنہ میں ڈالنا چاہے'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ف۴: مدینہ کے یہودیوں میں ایک دو واقعے ایسے پیش آئے کہ ان میں انہوں نے نبی ﷺ کو منصف بنایا' ایک تو زنا کا واقعہ ان میں ہوا تھا اور دوسرا بنی قریظہ اور بنی نضیر میں' اور ان کا یہ جھگڑا مدت سے چلا آ رہا تھا اور بنو نضیر بنی قریظہ پر قصاص وغیرہ میں اپنے آپ کو برتر سمجھتے تھے یعنی جس قدر بنی قریظہ کے آدمی کے خون کا بدلہ ہوتا بنو نضیر ان سے دوگنا لینا چاہتے ان دونوں جھگڑوں کے متعلق نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا اور توریت کا بھی حوالہ دیا کہ اس میں اسی طرح لکھا ہے ہر چند کہ یہودیوں نے توریت کے اس مقام کو چھپانا چاہا مگر آخر کار اس کے ظاہر ہونے پر نادم ہوئے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۵: متن میں لفظ ''سحت'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی حرام کی کمائی کے ہیں۔ عربی میں اس کا استعمال زیادہ تر رشوت کے لئے ہوتا ہے۔ یہاں اشارہ خاص طور سے یہود کے قاضیوں کی طرف ہے جو رشوت لے کر اور جھوٹی شہادتوں کو قبول کر کے حق و انصاف کے خلاف فیصلے کیا کرتے تھے۔

ف۶: اس وقت مدینہ کے اطراف میں یہود کی جو بستیاں تھیں وہ اپنا الگ دائرۂ اقتدار رکھتی تھیں۔ اس لئے ان لوگوں کے باہمی معاملات کا فیصلہ کرنے کی کوئی ذمہ داری مدینہ کی اسلامی حکومت پر عائد نہیں ہوتی تھی لیکن یہود جن مقدمات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون۔ تورات کے مطابق کرنا نہ چاہتے تھے ان کا فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امید پر کرانا چاہتے تھے کہ شائد آپ کی شریعت میں کوئی آسان حکم ہو۔

اگر یہ تیرے پاس آئیں تو تجھے اختیار ہے کہ ان کا فیصلہ کر یا نہ کر' اگر تو ان سے منہ پھیر لے تو پھر بھی یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ ان کا ارادہ اتباعِ حق کا نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کی پیروی کا ہے

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ یہ آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ سے منسوخ ہے

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا مطلب جہاں یہ ہے کہ مقدمہ کے کسی فریق کے ساتھ جانبداری نہ برتی جائے یا زیادتی نہ کی جائے وہاں اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ شریعت عادلہ کے قوانین کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۳

اس کے ہوتے بھی پھرے چلے جاتے ہیں ان کو تو سرے سے ایمان ہی نہیں ف۱

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ

بیشک ہم نے توریت اتاری تھی اس میں ہدایت اور نور تھا اسی کے ساتھ

بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا

اللہ کے فرمانبردار انبیاء اور مشائخ اور علماء یہودیوں

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

کے حق میں فیصلے کرتے رہے کیونکہ کتاب اللہ کی حفاظت ان پر

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ

ڈالی گئی تھی اور وہ اس کتاب کے نگہبان تھے پس لوگوں سے نہ ڈرو

وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

اور مجھ ہی سے ڈرو اور میرے احکام کو بگاڑ کر دنیا کے ناچیز دام نہ لو

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں گے وہی

الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ

کافر ہیں۔ف۲ ہم نے اس میں حکم کیا تھا کہ جان کے بدلے

بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ

جان اور آنکھ کے عوض آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ

کان کے عوض کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم بھی

قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ

قابل عوض ہیں جو شخص اس کو چھوڑ دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جو کوئی اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں وہی

الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۵ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ

ظالم ہیں۔ف۳ اور انہیں کے قدم بہ قدم ہم نے مسیح ابن مریم

ف۱: اس آیت میں یہود کی اس حرکت پر اظہار تعجب کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مقدمات لے کر آتے ہیں جن کے سلسلہ میں تورات میں واضح حکم موجود ہے تاکہ آپ تورات کے حکم کے بجائے کوئی اور فیصلہ صادر فرمائیں۔ وہ تورات پر ایمان کے بھی مدعی ہیں اور ساتھ ہی اس کا حکم بھی انہیں منظور نہیں۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پیغمبر بھی تسلیم نہیں کرتے اور ساتھ ہی تورات کو چھوڑ کر آپ سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ بھی کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ان کا کسی چیز پر بھی ایمان نہیں۔

یہاں یہ بات جو فرمائی گئی ہے کہ تورات میں اللہ کا حکم موجود ہے تو اس سے مراد حدود و تعزیرات ہیں۔ اس سے ان مقدمات کی نوعیت بھی واضح ہوتی ہے جن کو لے کر یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے یعنی یہ مقدمات حدود و تعزیرات کی نوعیت کے تھے جن کے سلسلہ میں تورات میں واضح احکام موجود ہیں مگر وہ اس سے فرار کی راہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔

ف۲: یعنی بنی اسرائیل میں جو انبیاء بھی خدا کی طرف سے بھیجے گئے ان سب کا دین اسلام تھا اور وہ سب مسلم تھے۔ اپنے کو یہودی کہلانے والے تو یہ بنی اسرائیل ہیں نہ کہ ان کے اندر مبعوث ہونے والے انبیاء۔

ف۳: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے ما انزل اللہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہے' اور جس نے اقرار تو کیا مگر اس کے موافق حکم نہ کیا وہ ظالم فاسق ہے' (ابن جریر) یہ آیات گو بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لیکن ان کے ساتھ خاص نہیں ہیں کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا' تو یہ آیت شامل ہے ہر اس شخص کو جو ما انزل اللہ پر فیصلہ نہ کرے اور ما انزل اللہ سے مراد کتاب و سنت ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق مجھ کو ملا ہے قرآن شریف اور اس کے ساتھ اس کی مانند' اس آیت میں تہدید ہے ان مسلمانوں کے لئے جو کسی بھی لالچ میں پڑ کر قانون شریعت کے مخالف حکم دیتے ہیں اور اسی طرح وہ مفتی بھی ہے جو نصوص قرآنیہ یا احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر کسی کے قول پر فتویٰ دے۔ مجتہدین و ائمہ دین نے اس سے منع فرمایا ہے' چنانچہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے قول کی دلیل نہ جانے تو اس کو اس پر فتویٰ دینا درست نہیں کذا فی الیواقیت والجواہر الشعرانی۔

ف۴: اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ قاتل مرد کو عورت کے خون کے بدلے میں قتل کیا جائے گا دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جان کے بدلے جان قتل کی جائے گی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑی جائے گی ناک کاٹنے والے کی ناک کاٹ دی جائے گی' دانت توڑنے والے کا دانت توڑ دیا جائے گا اور زخم کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔

یعنی جس میں قصاص ممکن ہو جس زخم کا اندازہ معلوم ہو سکے تو اسی قدر قصاص میں زخم کیا جائے اور جس کا اندازہ معلوم نہ ہو سکے جیسے گوشت میں زخم ہو جانا تو اس میں قصاص نہیں۔

زخموں کا قصاص ان کے درست ہو جانے اور بھر جانے سے پہلے لینا جائز نہیں اگر پہلے لے لیا گیا پھر زخم بڑھ گیا تو کوئی بدلہ نہ دلوایا جائے گا اگر کسی نے دوسرے کو زخمی کیا اور اس سے بدلہ لیا گیا اور وہ اس میں مر گیا تو بدلہ لینے والے پر کچھ الزام نہیں جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
کو اس سے پہلے مضامین یعنی توریت کی تصدیق کرنیوالا بھیجا
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا
اور اس کو انجیل دی اس میں ہدایت اور نور تھا اور توریت
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً
کی جو اس سے پہلے اتری ہوئی تھی تصدیق کرتی تھی ف۱ اور وہ ہدایت اور پرہیزگاروں کے
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ
لئے نصیحت تھی۔ انجیل والوں کو لائق ہے کہ اللہ نے جو اس میں اپنے احکام اتارے
اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ
تھے ان سے فیصلہ کریں ف۲ جو کوئی اللہ کے اتارے ہوئے احکام سے فیصلے نہ کریں گے
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
وہی بد راہ ہیں۔ اور ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے جو اپنے سے
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ
پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس پر نگہبان ہے ف۳ پس تو ان میں
مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
اللہ کے اتارے ہوئے حکموں سے فیصلہ کیجیو اور جو تیرے پاس سچی تعلیم آئی ہے
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ
اسے چھوڑ کر انکی خواہشات کے پیچھے نہ ہو جائیو ہم نے تم میں سے
جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ
ہر ایک کو شریعت اور مذہب بتلایا ہے۔ ف۴ اور اگر اللہ چاہتا تو تم
لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ
سب کو ایک جماعت کردیتا لیکن تم کو تمہارے
اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
اختیارات دادہ میں آزمائے پس تم نیک کاموں کو لپکو اور اللہ ہی کی طرف تم سب نے پھر کر
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاَنِ احْكُمْ
جانا ہے وہ تم کو تمہارے اختلافی امور سے خبر دے گا۔ ف۵ اور تو ان میں

ف۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات کی تصدیق کی تھی۔ انجیل میں ہے:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔'' (متی ۵:۱۷،۱۸)

ف۲: اللہ تعالیٰ نے انجیل کو اس لئے نازل فرمایا تھا کہ لوگ اپنے معاملاتِ زندگی میں اسے فیصلے کی بنیاد بنائیں اور اہل انجیل اگر انجیل کے مطابق فیصلہ کرتے تو وہ ضرور قرآن کو پاتے کیونکہ آنے والے پیغمبر کی جو خبر انجیل میں دی گئی ہے قرآن سے اس کی تصدیق ہوتی ہے نیز اگر خدا کی آواز کو انجیل میں پہچانا جا سکتا ہے تو قرآن میں بدرجۂ اتم پہچانا جا سکتا ہے کیونکہ دونوں ایک ہی ساز سے نکلے ہوئے دو سر ہیں۔

ف۳: قرآن کے تورات کے محافظ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات کی اصل تعلیمات کو قرآن نے اپنے اندر سمیٹ لیا ہے اور تحریف شدہ تورات کے لئے کسوٹی ہے جس پر پرکھ کر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کونسی باتیں اصل تورات کی ہیں اور کون سی باتیں یہود کی من گھڑت۔

ف۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مہیمنا سے مراد یہ ہے کہ قرآن شریف امین ہے ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل ہوئی مراد امانت سے اس جگہ شمول ہے یعنی یہ قرآن شریف شامل ہے پہلی کتابوں کو جو کچھ انواع علوم و ہدایت و ارشاد سے ان کتب میں تھا وہ سب اس میں بامانت و دیانت موجود ہے۔ ابن جریجؒ نے کہا قرآن پاک امین ہے ان کتب پر جو اس سے پہلے آئی تھیں تو جو کچھ ان میں سے اس قرآن کے موافق ہے وہ حق ہے اور جو قرآن کے خلاف ہے تو وہ باطل ہے۔

شِرْعَةً سے مراد راستہ ہے اور منہاج سے مراد سنت ہے۔

ف۵: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزوں سے پہلے کچھ نیکیاں حاصل کر لو کیا خبر ہے کہ کل کو ایسی مفلسی کہ آ جائے کہ اس میں تم اور کاموں کو بھول جاؤ یا خوشحالی ایسی ہو جائے جو غافل کر دے یا بیماری ایسی ہو جائے کہ جو عقل اور قوی کو خراب کر دے یا ضعیفی ایسی آ جائے کہ جس میں طاقت زائل ہو جائے یا موت آ جائے کہ جس میں سب کچھ رخصت ہو جائے گا یا دجال آ جائے جو آنے والی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے یا قیامت آ جائے اور قیامت تو بہت ہی بھاری اور کڑوی چیز ہے۔

پس تمہیں دوڑ کر خیرات اور نیکیوں کی طرف جلدی کرنی چاہیے اللہ کی اطاعت اس کی شریعت کی فرمانبرداری کی طرف آگے بڑھنا چاہیے اور اس آخری شریعت' آخری کتاب اور آخری نبی (محمد ﷺ) کی دل و جان سے فرمانبرداری کرنی چاہیے' تم سب کا مرجع و ماویٰ اور لوٹنا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے' وہاں وہ تمہیں تمہارے اختلاف کی اصلیت بتائے گا' سچوں کو ان کی سچائی کی اچھی جزا دے گا اور بروں کو ان کی تکذیب سرکشی اور خواہش نفس کی پیروی کی سزا دے گا جو حق کو مانا تو ایک طرف الٹا حق سے چڑتے اور مقابلہ کرتے ہیں۔

اگر شبہ پیدا ہو کہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر امت کا طریقہ دین جدا جدا ہے جبکہ دوسری آیات سے ایک ہی طریقہ معلوم ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جدا جدا ہونا باعتبار فروع و اعمال کے ہے اور ایک ہی طریقہ ہونا باعتبار اصول و عقائد کے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ
اللہ کے اتارے ہوئے سے حکم کیجیو اور ان کی خواہشات پر نہ چلیو
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
اور ان سے بچتے رہیو کہیں کسی حکم سے جو اللہ نے تیری طرف
اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
اتارا ہے تجھے بھٹکا نہ دیں ف۱ اگر وہ سرتابی کریں تو یقیناً جان کہ اللہ کو یہی منظور ہے
اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
کہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو آفت پہنچاوے اور ان میں
النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ
بہت سے بدکار ہیں۔ کیا پھر جاہلیت کی حکومت چاہتے ہیں
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝
اور ایمان داروں کے لئے اللہ کے حکم سے کس کا حکم اچھا ہے؟۔ ف۲
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى
مسلمانو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ
اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو ان سے دوستی لگاوے گا
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
وہ انہیں میں سے ہوگا بیشک ظالموں کو اللہ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
راہ نہ دے گا۔ ف۳ پھر بھی بیمار دل والوں کو دیکھتا ہو گا
يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا
کہ ان کے معاملہ میں تگ و دو کر رہے ہیں کہ پس ہمیں خوف ہے کہ ہم
دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ
کو کوئی مصیبت پہنچ جائے پس وہ دن دور نہیں کہ اللہ اسلام کو فتح دے گا یا
مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
اپنے پاس سے کوئی اور صورت پیدا کردے گا پھر یہ اپنے جی کی پوشیدہ باتوں پر

منزل ٢

ف۱: یہ مزید انتباہ ہے کہ مخالف قوتیں تمہیں کتاب الٰہی سے منحرف کرنے کے لئے جو زور لگا رہی ہیں اور تمہارے خلاف جو سازشیں کر رہی ہیں ان سے چوکنا رہو۔

افسوس ہے کہ اس انتباہ کے باوجود مسلمانوں نے مغربی فلسفۂ قانون اور لادینی طرز حکومت سے متاثر ہو کر شرعی قانون اور اسلامی طرز حکومت کو ترک کر دیا ہے اور جہاں انہیں بلاشرکت غیرے اقتدار حاصل نہیں ہے وہاں وہ غیر اسلامی احکام و قوانین سے اظہار بیزاری کرنے کے بجائے ان کی تائید و حمایت کرنے لگتے ہیں۔ یہ صورت حال جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے نہ صرف شہادت حق کے منافی ہے بلکہ اصل ایمان ہی کے لئے خطرناک ہے۔

ف۲: حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فیصلے کے بغیر جو فتویٰ دے تو اس کا فتویٰ جاہلیت کا فیصلہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک مبغوض ترین لوگوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرے اور بلاوجہ کسی کی گردن مارنے (قتل کرنے) کے درپے ہو جائے۔

یہ آیات انہیں یہودیوں کے معاملات کے متعلق ہیں جن کا پہلے ذکر ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تھا کہ جب غیر مذہب والوں کا مقدمہ آپ کے پاس آئے اگر آپ چاہیں تو ان کا فیصلہ کر دیں اور اگر چاہیں تو ان کے علماء کی طرف واپس کر دیں آپ کو اختیار ہے۔ مگر اب یہ حکم ہوا کہ واپس مت کرو بلکہ فیصلہ کرو اور یہ بھی حکم ہوا کہ وہ کسی مذہب والے ہوں تو سب کا مقدمہ اپنی شریعت کے موافق طے کرو۔

''جاہلیت'' کی اصطلاح اسلام کے مقابل استعمال ہوتی ہے اور یہاں جاہلیت کے فیصلہ سے مراد وہ احکام، قوانین اور رسوم ہیں جو شریعت الٰہی کے مقابلہ میں لوگوں نے رائج کر رکھے ہیں۔ ان کو جاہلیت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بظاہر ان میں سوسائٹی کا مفاد نظر آتا ہو مگر وہ علم حق پر مبنی نہیں بلکہ جہالت اور جذباتیت پر مبنی ہیں۔

یہ جاہلیت اس زمانہ کے ساتھ خاص نہیں جو اسلام سے پہلے تھا بلکہ اس کے بعد کے ادوار میں بھی رہی ہے اور آج کے علوم و فنون کے دور میں بھی اس کی تاریکی پوری طرح چھائی ہوئی ہے۔

ف۳: اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع فرمایا کیونکہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میرے پاس ایک کاتب نصرانی ہے فرمایا تجھ سے اور اس سے کیا کام اللہ تعالیٰ تجھ کو مارے تو نے مسلمان کاتب کیوں نہ رکھا ''سبحان اللہ'' صحابہ کرام کس قدر تابع فرمان الٰہی تھے اب مسلمانوں نے ان آیات کو پس پشت ڈال کر یہود و نصاریٰ سے اس قدر محبت و مودت اختیار کر رکھی ہے جو شاید اپنے بال بچوں سے بھی اس قدر نہ کرتے ہوں گے۔

مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ایمان میں مخلص نہ تھے اس لئے وہ اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر یہود سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ درآنحالیکہ اس کی ممانعت اس سے پہلے کی جا چکی تھی (سورۃ آل عمران آیت ۲۸) یہاں پھر اس کی تاکید کرتے ہوئے متنبہ کر دیا گیا ہے کہ ایمان اور دشمنان اسلام سے دوستی دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں لہٰذا جو لوگ ان کی طرف پینگیں بڑھائیں گے ان کا شمار ان ہی لوگوں میں ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ

شرمندہ ہو جائیں گے۔ ف۱ اور مسلمان کہیں گے یہ وہی ہیں

الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

جو بڑے زور کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے

لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

ساتھ ہیں ان کی کوششیں ضائع ہوئیں پس یہ صریح نقصان اٹھاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

مسلمانو! جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا اللہ اپنے

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ

دین کی حفاظت کے لئے ایسے لوگ تیار کرے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے

اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ

محبت کریں گے مسلمانوں سے نرم کافروں کے مقابلہ میں مضبوط

يُّجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور ملامت گر

لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

کی ملامت کا خوف نہ کریں گے یہ فضل الٰہی ہے جسے وہ چاہے

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ

دے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔ ف۲ تمہارے دوست اللہ

وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے اور

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے عاجز ہیں۔ جو لوگ اللہ اور

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ

اس کے رسول اور ایمانداروں سے دوستی گانٹھتے ہیں پس اللہ کی

اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جماعت ہی غالب ہوا کرتی ہے۔ ف۳ مسلمانو!

منزل ۲

ف۱: عسی کا تعلق جب اللہ تعالیٰ کے کسی فعل سے ہوتا ہے تو معنی میں شک و احتمال نہیں رہتا بلکہ یقینی وعدے کے لیے ہوتا ہے یعنی ایسا ضرور ہوگا۔ منافق کافروں سے دوستی لگائے رکھتے ہیں کہ ہم پر گردش نہ آ جائے یعنی مسلمانوں کے مغلوب ہونے کی صورت میں ان کی دوستی ہمارے کام آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ہلاک ہوں یعنی مسلمانوں کو ان پر فتح ہو یا کچھ اور حکم آئے یعنی کافر ملک سے ویران ہوں' آخر یہود کو جلا وطن کرنے کا حکم فرمایا۔

ف۲: اذلۃ اور اعزۃ دونوں قوم کی صفتیں ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ اپنے مومن بھائیوں کے سامنے عاجز اور ان پر مہربان ہوں گے لیکن کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے اور ان کے سامنے کبھی نہیں جھکیں گے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب اقوام مرتد ہو گئیں تو ان مرتدوں کے مقابلہ میں صحابہ انصار و مہاجرین اور اہل یمن آئے انہوں نے جہاد کر کے سب مرتد قوموں کو شکست دے کر مسلمان بنایا ان کے سردار اور خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (نبی ﷺ) نے سات باتوں کا حکم دیا (۱) مسکینوں سے محبت رکھنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے کا (۲) دنیاوی امور میں اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھنے اور اپنے سے بڑھے ہوؤں کو نہ دیکھنے کا (۳) صلہ رحمی کرتے رہنے کا گو دوسرے نہ کرتے ہوں (۴) کسی سے کچھ بھی نہ مانگنے کا (۵) اور حق بات بیان کرنے کا گو وہ سب کو کڑوی لگے (۶) اور دین کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا (۷) بہ کثرت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنے کا کیونکہ یہ کلمہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے۔ (مسند احمد)

ف۳: بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ ھم راکعون یؤتون الزکوٰۃ سے حال واقع ہوا ہے یعنی رکوع کی حالت میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' یہ وہم بالکل غلط ہے اگر اسے درست مان لیا جائے تو رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دینا افضل ثابت ہوگا حالانکہ کوئی عالم اس کا قائل نہیں۔ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو اپنی انگوٹھی اتار کر دے دی ایک مرفوع حدیث میں بھی انگوٹھی کا قصہ ہے کئی مفسرین نے بھی یہ تفسیر کی ہے لیکن سند کسی ایک کی بھی صحیح نہیں اور رجال بھی کسی ایک کے ثقہ نہیں ہیں اور یہ واقعہ بالکل غیر ثابت ہے اور صحیح نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ جمع کا ہے یعنی الذین اور ھم راکعون جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بہت لوگ ہیں اور بیان اس کے مطابق روایت میں علیؓ اکیلے ہیں کسی اور کا تذکرہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کی روانی یہ ہے کہ ان تینوں اللہ۔ رسول اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والوں کی ولایت شرعیہ نزول آیت کے وقت آن واحد میں موجود ہے اور جو لوگ وہ روایت کرتے ہیں وہ خود کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کی ولایت یعنی حکومت شروع ہوئی تھی اس لیے باریک بین نگاہ میں یہ معنی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔

اس کے علاوہ مسئلہ زکوٰۃ سب کو معلوم ہے کہ مقدار مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور حضرت علیؓ کے پاس اتنا مال ہی جمع نہیں ہوا تھا کہ زکوٰۃ ان پر واجب ہوتی۔ حالانکہ قرآن مجید میں حالت رکوع میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ اور پھر ولایت کے معنی بھی قابل غور ہیں' ولی کے معنی خیر خواہ دوست کے ہیں مگر شیعہ حضرات کا اتنے سے مدعا ثابت نہیں ہوتا اس لیے وہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں ''سوائے اس کے نہیں حاکم تمہارا اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں'' (ترجمہ مولوی مقبول احمد شیعہ) حالانکہ ولی کی جمع اولیاء ہے اور اولیاء کا لفظ خود قرآن کریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ

جن لوگوں نے اپنے دین کو ہنسی ٹھول بنا رکھا ہے

لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی ان کو

وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا

ایماندار ہو۔ جب تم نماز کے لئے آذان دیتے ہو اسے بھی یہ

هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

ہنسی ٹھول کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ

تو کہہ کیا بجز اس کے ہم میں کوئی عیب پاتے ہو کہ ہم

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

اللہ پر اور جو کتاب ہماری طرف اور جو ہم سے پہلے اتری ہے

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ

ان سب پر یقین رکھتے ہیں اور تم میں بہت سے بے فرمان ہیں۔ ف۱ تو ان سے کہہ

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

میں تم کو اس سے بھی بڑے عیب والے بتلاؤں وہ لوگ ہیں

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب اتارا اور ان میں سے

الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

بندر اور بعض کو سؤر بنایا اور جنہوں نے ماسوائے اللہ کے عبادت کی یہی لوگ

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ وَ

بڑے درجے والے ہیں اور یہی لوگ راہ راست سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔ ف۲

اِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہوئے ہیں حالانکہ کفر لے کر آئے تھے

منزل ۲

ہے کہ وہ صدقات دیتے ہوئے دل میں ڈرتے ہیں پس ان دونوں آیات کا مضمون ایک ہی ہے کہ ایمانداروں کی پہچان یہ ہے کہ وہ خیرات دیتے ہوئے اللہ سے ڈرتے اور عاجزی ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے دینے میں کسی قسم کی ناجائز آمیزش ہو کر مانع قبولیت نہ ہو جائے۔

ف۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی آئے انہوں نے پوچھا کہ آپ کس نبی پر ایمان رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو کچھ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے ان سب پر ایمان رکھتا ہوں اور کسی کا انکار نہیں کرتا تو یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام سن کر کہا کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے اور جو ان پر ایمان لائے اس کو بھی نہیں مانتے اس پر قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا الخ نازل ہوئیں۔

یعنی تم کو ہماری یہی بات بری لگتی ہے کہ ہم اللہ اور اس کی سب کتب پر ایمان لائے ہیں اس میں تو انکار والی کوئی بات نہیں تم خود ہی دیکھو کہ اکثر تم میں فاسق اور بے ایمان ہیں تو کیا عیب کی بات یہ ہے جو تم میں ہے یا وہ جو کہ ہم میں ہے۔

تم محض اس بنا پر ہم پر غصہ اتار رہے ہو کہ ہم ہر اس صداقت پر ایمان لائے ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے خواہ وہ پچھلی کتابیں ہوں یا قرآن۔ اس کے سوا اگر ہمارا کوئی قصور ہے تو بتلاؤ اور اگر یہی بات تم کو کھٹکتی ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم اللہ کی نافرمانی پر تل گئے ہو ورنہ کوئی صاحب ایمان سچائی کی راہ اختیار کرنے والوں کے ساتھ یہ رویہ اختیار نہیں کر سکتا۔

ف۲: فرمایا تم ہمارے متعلق جو گمان رکھتے ہو تو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے پاس بدلہ پانے میں کون بدتر ہے؟ اور وہ تم ہو کیوں کہ یہ خصلتیں تم میں پائی جاتی ہیں یعنی جسے اللہ نے لعنت کی ہو اور اپنی رحمت سے دور کر دیا ہو اور اس پر ایسا غضب ناک ہوا ہو کہ جس کے بعد وہ رضا مند ہونے والا نہیں اور بعضوں کی صورتیں بگاڑ دیں بندر اور سؤر بنا دیا۔ کہ (یاد رکھو کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ (آجکل جو) بندر و سؤر (ہیں یہ) وہی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جس قوم پر اللہ کا ایسا عذاب نازل ہوتا ہے تو ان کی نسل ہی نہیں ہوتی ان سے پہلے بھی سؤر اور بندر تھے۔ (مسلم و ابوداؤد) یعنی بندر اور سور سے مراد مسخ شدہ اور غضبناک قومیں نہیں بلکہ یہ تو پہلے سے موجود ہیں۔

میں تمام مومنوں کیلئے آیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (سورۃ توبہ) یعنی مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے غمگسار اور خیر خواہ ہیں کیا ولایت اگر بمعنی حکومت لی جائے تو شیعہ اصحاب تسلیم کریں گے کہ مومن عورتیں بھی شیعہ گروہ کی خلیفہ ہو سکتی ہیں؟ اور حکومت بھی بزمانہ رسالت ہوگی جیسا کہ جملہ اسمیہ کا مفہوم ہے۔

پس آیت موصوفہ کے معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے کئے ہیں ہم نے راکعون کا ترجمہ عاجز کیا ہے اس کا ثبوت قرآن مجید ہی سے ملتا ہے ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (سورۃ مومنون ۶۰) اس آیت میں ایماندار بندوں کے صدقات دینے کا حال یوں بیان کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا

ویسے اسے لے کر نکل گئے ہیں اور جو چھپا کر لائے

يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ

تھے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ ف۱ تو ان میں سے بہتیروں کو دیکھے گا کہ گناہ اور

وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

ظلم زیادتی اور حرام خوری میں بڑے سائی ہوں گے بہت ہی برے کام

يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ

کرتے ہیں۔ ان کے مشائخ اور پادری ان کو جھوٹ بولنے

عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا

اور حرام خوری سے کیوں منع نہیں کرتے بہت ہی

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ

برا کرتے ہیں۔ ف۲ یہودی کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ تنگ ہے

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ

انہیں کے ہاتھ تنگ ہوں اور ان کی بکواس کہنے سے ان پر پھٹکار پڑے بلکہ دونوں

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ

ہاتھ اس کے کھلے ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ ف۳ جو کلام تیرے پروردگار کی طرف سے

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا

تجھ کو ملا ہے ان میں بہتیروں کو سرکشی اور کفر بڑھاتا ہے ہم نے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ

عداوت اور بغض ان میں قیامت تک ڈال دیا ہے

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ

جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکائیں گے اللہ اس کو بجھائے گا اور فساد

فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾

زمین میں کیے پھرتے ہیں اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ

اگر اہل کتاب ایماندار ہوتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان سے

ف۱: یہودی منافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو ایمان ظاہر کرتے اور دل میں کفر موجود ہوتا تھا پھر جب واپس جاتے تو اسی طرح دل سے کافر جاتے اچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دھوکا دیا اللہ تعالیٰ کو تو ان کے دل میں چھپی بات معلوم ہے۔

ف۲: ان کے مشائخ اور پادری یعنی عابد و زاہد اور ان کے علماء انہیں ان باتوں سے کیوں نہیں روکتے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے علماء اور پیروں کے اعمال بھی بدترین ہو گئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء اور فقراء کی ڈانٹ کے لئے اس سے زیادہ سخت کوئی آیت قرآن میں نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ برائیاں کرتے تھے اور ان کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے پھر جب ان کی یہ عادت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں طرح طرح کی سزائیں دیں لہٰذا تمہیں چاہیے کہ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے تھے یقین رکھو کہ اچھائی کے حکم اور برائی کی ممانعت سے نہ تمہاری روزی کم ہو گی اور نہ تمہاری موت قریب ہو گی۔ رواہ ابن ابی حاتم

یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ برائی سے منع نہ کرنے والا بھی برائی کرنے والے کی طرح ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ ایک بگڑی ہوئی سوسائٹی میں اصلاح کی بہت بڑی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہیں گناہ کی باتوں اور خاص طور سے حرام مال کھانے سے لوگوں کو روکنا ان کے فرائض منصبی میں داخل ہے لیکن جب علماء کے طبقہ پر زوال آ جاتا ہے تو وہ ان برائیوں سے دوسروں کو کیا روکیں گے خود بھی ان میں شریک ہو جاتے ہیں اور ''حرام کی مرغی قاضی کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔'' ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ علماء کو اس سے زیادہ سختی کے ساتھ جھنجھوڑنے والی کوئی آیت نہیں۔ اس کی تائید میں انہوں نے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے۔

یہ ایک آئینہ ہے جو قرآن نے مسلمانوں کے سامنے رکھ دیا ہے تا کہ ان کے علماء اس میں اپنا عکس دیکھ لیں۔

ف۳: فنحاص بن قیس اور فخاص وغیرہ سرداران یہود نے کہا کہ تمہارا رب بخیل ہے خرچ نہیں کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہاتھ تو نعمتوں سے بھرا ہوا ہے رات دن بخشش کرنے سے اس میں کمی نہیں آتی جب سے آسمان بنائے کتنی مخلوقات بنائیں پھر ان کی معاش رہنے (کیلئے مکان وغیرہ) اور زینت اور ضرورت کے کس قدر سامان اور کارخانے مہیا کئے سارے جہان کے حساب دان جمع ہو جائیں تو بھی مخلوق کی گنتی معلوم نہیں کر سکتے پھر ان کے سامان اور ہر دم و ہر لحظہ ان کی مرادیں پوری کرنا اور تمام کارسازیاں کرنا اس کا تو کیا ہی ٹھکانا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ مخلوقات بھی اس کی اور ان پر حکم بھی اس کا۔

ید سے مراد جارحہ نہیں ہے جیسا کہ یہود اور مجسمہ کہتے ہیں اور نہ ہی اس سے نعمت اور قدرت مراد ہے جس طرح معتزلہ کہتے ہیں بلکہ یہ ایک صفت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی اور صفات سمع بصر اور وجہ (کان آنکھ اور چہرہ) ہیں تو مسلمان پر واجب ہے کہ سب صفات باری تعالیٰ پر ایمان لائے تسلیم کرے ثابت کرے جس طرح کتاب و سنت میں آیا ہے اسی طرح کہے نہ کیف ہو نہ تشبیہ نہ تعطیل نہ تاویل بلکہ تسلیم مع تفویض ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

ان کے گناہ دور کردیتے اور ان کو نعمتوں کے باغوں میں داخل کرتے۔ اور اگر وہ

اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

توریت اور انجیل پر اور جو کلام اللہ کے پاس سے ان کی طرف اترا ہے اس پر عمل کرتے

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ

تو البتہ اوپر سے اور نیچے سے کھاتے بعض

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا

ان میں سے متوسط چال ہیں اکثر ان میں سے برے کام کرتے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

ہیں۔ ف۱ تو اے رسول جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں

مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ

سے اترا ہے پہنچا دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

اللہ ہی تجھے لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا کافروں کو بھی

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي

بھی راہ نہ دے گا۔ ف۲ تو بھی کہہ دے اے کتاب والو! جب تک تم

شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

توریت اور انجیل پر اور جو تمہاری طرف اللہ کے ہاں سے اترا ہے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

اس پر پورا پورا عمل نہ کرو گے تمہاری کوئی بات ٹھیک نہیں جو کچھ

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ

تیرے رب کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں سے بہتوں کو شرارت اور کفر بڑھاتا ہے پس تو

عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کافروں کی قوم پر افسوس نہ کر۔ ف۳ مسلمان ہوں یا یہودی

الَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ

صابی ہوں خواہ عیسائی جو ان میں سے اللہ اور

ف۱: قرآن مجید اور نبی آخر الزماں کی تصدیق کتب سابقہ میں موجود ہے تو اگر یہ اپنی کتابوں کو بغیر تحریف و تبدیل اور تاویل و تفسیر کے مانیں تو وہ انہیں اسی اسلام کی ہدایت کریں گی جس کی نبی ﷺ دعوت دیتے ہیں اس صورت میں اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے فائدے بھی دے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا زمین سے پیداوار اگائے گا یعنی زمین و آسمان کی برکات انہیں حاصل ہو جائیں گی جیسے اور آیت میں ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ (اعراف ع ۱۳)۔ یعنی اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتیں نازل فرماتے۔

ف۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیجئے کیونکہ آپ کے ذمہ پہنچا دینا ہے اور پہلے پارہ کے شروع میں ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنی متقی وہ لوگ ہیں جو اس کلام پر ایمان لاتے ہیں جو (اے نبی) تمہاری طرف اتارا گیا ہے مطلب یہ کہ احکام الٰہیہ کی تبلیغ کرنے کا حکم ہوتا ہے جو یا انزل کی صورت میں نبی علیہ السلام پر نازل ہوئے ہیں خواہ ان کا تعلق عبادت سے ہو یا اخلاق سے یا عقائد سے احکام خواہ جو بھی ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تجھ سے کہے کہ نبی ﷺ نے کسی نازل کردہ حکم کو چھپا لیا تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ (بخاری)

شیعہ مفسرین نے اس آیت کو خاص تبلیغ خلافت علیؓ سے وابستہ کیا ہے کہ علیؓ مرتضیٰ کو بجائے اپنے کل آدمیوں کا حاکم مقرر کریں اور لوگوں کو بھی اس امر سے مطلع کر دیں پس نبی ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ میرے اصحاب میں سے ایک گروہ کو ناگوار گزرے گا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بروز غدیر خم نبی ﷺ نے علیؓ مرتضیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لوگوں کو دکھایا اور فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اور یہی آیت پڑھ کر سنائی۔

شیعہ اصحاب تھوڑا سا غور فرمائیں تو انہیں اپنے اس خیال کی غلطی واضح ہو جائے وہ یہ کہ اس آیت سے تبلیغ خلافت علیؓ بلا فصل اگر مقصود ہے تو کیا وجہ ہے کہ خلافت علیؓ کو صریح لفظوں میں ذکر نہ فرمایا مثلاً کیوں نہ کہہ دیا کہ بلغ ما انزل الیك من خلافة علی اتنا اہتمام جس امر کا ہو کہ اس کو قرآن مجید کی نص صریح میں ذکر کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ اسے صاف لفظوں میں ذکر نہ کیا جائے تاکہ اس کے سمجھنے میں بلا وجہ اختلاف پیدا نہ ہو اللہ اکبر۔ کتنی دلیری ہے کہ بات بنانے کے لئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام اس کی تبلیغ کرنے سے ڈرتے تھے اس لئے مکرر سہ کرر (بار بار) حکم پہنچا کہ ڈرو نہیں' اب اہل ایمان اس سے خود ہی اندازہ کر لیں کہ یہ روایت اور تفسیر کہاں تک قابل التفات ہے۔

حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا مقصد حضرت علیؓ کی محبت کا وجوب اور اس کی فرضیت بیان کرنا ہے امامت اور خلافت سے تو اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے محبت اور خلافت میں تلازم نہیں کہ جس سے محبت ہو وہ خلیفہ بلا فصل بھی ہو' صحابہ کرام اور اہل بیت جو وہاں موجود تھے کسی نے بھی اس حدیث سے یہ نہیں سمجھا کہ نبی ﷺ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل ہوں گے پھر دو ماہ کے بعد نبی ﷺ فوت ہو گئے تو سقیفہ بنی سعد میں مسئلہ خلافت زیر بحث آیا مگر خطبہ غدیر خم میں شریک صحابہ میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو امامت علی کے لئے استدلال میں پیش نہیں فرمایا اور نہ ہی حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور بنی ہاشم میں سے کسی شخص نے کسی وقت بھی اس حدیث کو خلافت علیؓ بلا فصل کے لئے پیش کیا۔ حاصل یہ کہ اس حدیث میں حضرت علیؓ کی محبت کا حکم دیا اور ان کی دشمنی سے منع فرمایا ہے نیز یہ (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

پچھلے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کو نہ تو خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا

نہ غمگین ہوں گے۔ ف۱ ہم نے بنی اسرائیل سے بھی

مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا

وعدہ لیا تھا اور ان کی طرف کئی ایک رسول بھیجے

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ

جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس ان کی خواہشات کے خلاف تعلیم لاتا

فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

تو کتنوں کی تکذیب کرتے اور کتنوں کو جان سے مار ڈالتے۔ ف۲ اور یہ سمجھے گئے

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ

کوئی عذاب نہ ہوگا پس اندھے بہرے ہو گئے پھر اللہ نے اپنی

عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

مہربانی کی پھر بھی بہت سے ان میں اندھے بہرے ہو گئے اللہ

بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۳ جو لوگ کہتے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ

اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ کافر ہیں مسیح نے کہا تھا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ

کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیشک جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بناوے گا اللہ اس پر بہشت حرام کردے گا

الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾

اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور ظالموں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ف۴

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تین معبودوں میں کا ایک ہے کافر ہیں

ف۱: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد مسلمان ہیں اور صابی نصرانیوں اور مجوسیوں کی بے دین جماعت کو کہتے ہیں' بعض کہتے ہیں کہ وہ فرقہ یہود و نصاریٰ میں سے ہے' مطلب یہ کہ کوئی بھی فرقہ کیوں نہ ہو جب وہ اللہ تعالیٰ پر اور دن آخرت پر ایمان لایا اور نیک اعمال کیے تو اس پر نہ آئندہ خوف ہوگا اور یہاں چھوڑ کر جانے والی چیزوں کی انہیں کوئی تمنا اور حسرت نہیں ہوگی۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عامل اور وحی کے پابند رہیں گے لیکن انہوں نے وہ وعدہ توڑ دیا اور اپنی رائے اور خواہش کے پیچھے لگ گئے کتاب اللہ کی جو بات ان کی اپنی مرضی اور رائے کے مطابق ہوتی اس کو تسلیم کرتے جس میں خلاف نظر آیا اسے چھوڑ دیا اتنا ہی نہیں بلکہ رسولوں کے مخالف ہو کر بہتوں (اکثر انبیاء) کو جھٹلایا اور بہت سے انبیاء کو قتل بھی کر دیا کیونکہ ان کے لائے ہوئے احکام ان کے رائے اور قیاس کے خلاف تھے۔ رائے اور قیاس وغیرہ کو اہمیت دینے والوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

ف۳: یعنی انہوں نے یوں سمجھا کہ کفر کی وجہ سے ان پر کوئی بھی مصیبت نہ آئے گی پس حق کی طرف سے اندھے اور بہرے ہو گئے۔ پھٹکڑے کی پوجا کی پھر توبہ کی تو ان کی توبہ قبول ہوئی مگر پھر وہ کفر و شرک میں لگ گئے۔

مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اپنی اصلاح کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا لیکن اس کے بعد پھر وہ اندھے اور بہرے بن گئے۔ یہ اشارہ ہے بنی اسرائیل کی تاریخ کی طرف کہ اس میں ان کے دینی و اخلاقی عروج و زوال کے واقعات متعدد بار پیش آئے ہیں۔ بائبل کی کتاب نحمیاہ میں ہے:

''پھر وہ کھا کر سیر ہوئے اور موٹے تازہ ہو گئے اور تیرے بڑے احسان سے نہایت حظ اٹھایا۔ تو بھی وہ نافرمان ہو کر تجھ سے باغی ہوئے اور انہوں نے تیری شریعت کو پیٹھ پیچھے پھینکا اور تیرے نبیوں کو جو ان کے خلاف گواہی دیتے تھے تاکہ ان کو تیری طرف پھرا لائیں قتل کیا اور انہوں نے غصہ دلانے کے بڑے بڑے کام کیے۔ اس لئے تو نے ان کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں کر دیا..... تو بھی جب وہ رجوع لائے اور تجھ سے فریاد کی تو تو نے آسمان پر سے سن لیا اور اپنی رحمتوں کے مطابق ان کو بار بار چھڑایا..... پر انہوں نے گھمنڈ کیا اور تیرے فرمان نہ مانے۔'' (نحمیاہ ۹: ۲۵ تا ۲۹)

ف۴: اس آیت میں عیسائیوں کا رد فرمایا جو مسیح علیہ السلام کو اللہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول سے پاک منزہ اور مبرا ہے عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے غلام تھے دنیا میں ان کا پہلا کلمہ یہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا' بلکہ اپنی غلامی کا اقرار کیا تھا اور ساتھ ہی یہ فرمایا تھا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ ہی ہے اسی کی عبادت کرتے رہو سیدھی اور صحیح راہ یہی ہے عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہنے کی وجہ سے کافر کہا گیا تو جو لوگ نبی ﷺ کے متعلق یہ کہیں کہ:

پردۂ انسان میں آ کر خود دکھانا تھا جمال
رکھ لیا نام محمد تاکہ رسوائی نہ ہو

یعنی محمد ﷺ اللہ تھے کیا وہ کافر نہ ہو جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ ایسے غلط عقیدہ سے مسلمانوں کو بچائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔ نیز اس آیت میں صاف رد ہے ان جاہل صوفیوں کا جو حلول و اتحاد کے قائل ہوئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ

اور حقیقی معبود اکیلا ہے اگر یہ اس

لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بے ہودہ کوئی سے باز نہ آئے تو جو ان میں سے کافر رہیں گے

مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى

ان کو سخت دکھ کی مار ہوگی۔ ف تو کیا یہ اللہ کی طرف نہیں

اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جھکتے ؟ اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟ اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ

مسیح ابن مریم تو صرف اللہ کا رسول تھا؟ اس سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا

بھی کئی ایک رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں نیک بندی تھی وہ دونوں

يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ

کھانا کھایا کرتے تھے دیکھ ہم کس طرح کے دلائل بیان کرتے ہیں

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ

اور ان کو دیکھ کر یہ کہاں کو پھیرے جاتے ہیں۔ ف تو کہہ تم اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ

ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع و نقصان کا کچھ بھی اختیار نہ رکھیں

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ

اللہ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ تو کہہ اے کتاب والو

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا

دین میں ناحق زیادتی نہ کرو اور اپنے سے پہلے

تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ

لوگوں کی جو خود بھی گمراہ ہوئے اور بہتوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر گئے

اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝

ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور اس بات پر مطلقا ناز نہ کرو کہ ہم اسرائیل کی

(بقیہ ۲)

ف: موجودہ مسیحیوں کے کافر بلکہ مشرک ہونے پر نص صریح ہے ان کا عقیدہ ہے کہ باپ بیٹا روح القدس یہ تین اقنوم (اصل) منفرداً بھی اللہ ہیں اور مجتمعاً بھی یعنی تینوں الگ الگ بھی اللہ ہیں اور تینوں مل کر بھی اگر یہ تثلیث کے اس شرکانہ قول وعقیدہ سے باز نہ آئے تو یقیناً یہ المناک عذابوں کا شکار ہوں گے منہم میں من تبعیضیہ ہے کیوں کہ علم الٰہی میں یہ بات مقدر تھی کہ ان میں سے بہت سے لوگ اپنے اس مشرکانہ عقیدہ سے باز آ جائیں گے اور ایمان لے آئیں گے پس وہ لوگ اس وعید سے خارج ہیں خص الذین کفروا بعلمہ ان بعضہ یومنون (معالم)۔ عیسائیوں کا عقیدہ جامعہ یہ ہے کہ ہم تثلیث میں واحد اللہ کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں اقنیم کو ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں کیونکہ باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اور روح القدس ایک اقنوم ہے

مگر باپ' بیٹے روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے جلال برابر عظمت ازلی یکساں' جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا' اور ویسا ہی روح القدس ہے' باپ غیر مخلوق' بیٹا غیر مخلوق اور روح القدس غیر مخلوق' باپ ازلی' بیٹا ازلی' اور روح القدس ازلی- اسی طرح تین غیر محدود نہیں اور نہ تین غیر مخلوق' بلکہ ایک غیر مخلوق اور ایک غیر محدود' یونہی باپ قادر مطلق' بیٹا قادر مطلق اور روح القدس قادر مطلق' تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک قادر مطلق ہے ویسا ہی باپ خدا' بیٹا خدا' اور روح القدس خدا اس پر بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا جس طرح مسیحی عقیدہ سے ہم پر فرض ہے کہ ہر ایک اقنوم کو جداگانہ خدا اور خداوند مانیں اسی طرح دین جامع سے ہمیں یہ کہنا منع ہے کہ تین خدا یا تین خداوند ہیں۔ باپ کسی سے مصنوع نہیں نہ مخلوق نہ مولود بیٹا اکیلے باپ سے ہے مصنوع نہیں' نہ مخلوق' پر مولود' ہے روح قدس باپ اور بیٹے سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود پر نکلتا ہے پس ایک باپ ہے نہ تین باپ ایک بیٹا ہے نہ تین بیٹے ایک روح القدس ہے نہ تین روح قدس اور اس تثلیث میں ایک دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں' ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا نہیں' بلکہ باقانیم باہم ازل سے برابر یکساں ہیں' پس جو کوئی نجات چاہتا ہے اسے ضروری ہے کہ تثلیث کی بابت ایسا ہی سمجھے ایمان صحیح یہ ہے کہ ہم اعتقاد اور اقرار کریں کہ خدا کے پیشتر مولود اور انسان ہے اپنی ماں کی ماہیت سے عالم میں پیدا ہوا کامل خدا اور کامل انسان نفس ناطقہ اور انسان کے جسم کے ساتھ الوہیت کی راہ سے باپ کے برابر اور انسانیت کی راہ سے باپ سے کم تر وہ اگرچہ خدا اور آدمی بھی ہے پر دو نہیں بلکہ ایک مسیح ہے اور ایک بھی اس طور پر نہیں کہ الوہیت کو جسم سے بدل ڈالا بلکہ انسانیت کو خدا میں لیا سب طرح سے ایک ہی ماہیت کے ملانے سے نہیں بلکہ اقنوم کی یکتائی سے کیونکہ جس طرح نفس ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے اسی طرح خدا اور انسان ایک مسیح ہے۔ (دعائے تعلیم) یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تین خدا (باپ، بیٹا، روح القدس) اپنی اپنی ذات میں مستقل ہیں یا تینوں مل کر ایک بنتے ہیں؟ اگر تینوں مستقل خدا ہیں تو پھر تینوں کے ازلی ہونے میں کیا شبہ؟ اور ساتھ ہی اس کے شرک میں کیا کلام؟ پھر مستقل تینوں کا ایک ہونا کیوں کہتے ہو؟ اگر تینوں مل کر ایک بنتا ہے تو کیا ان تینوں کی باہمی نسبت ایسی ہوگی جیسے دوسرے لفظوں میں نسبت اجزاء کہیں یعنی کپڑے کے دو جزو تانا بانا سے مل کر کپڑا بنتا ہے اور صرف تانا یا بانا کپڑا نہیں ہوتا ویسا ہی تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے تو ایسا خدا تو ضرور حادث ہوگا اس لئے کہ ہر مرکب حادث ہوتا ہے کیونکہ اس کی ترکیب ہی چاہتی ہے کہ میں ہمیشہ سے نہیں۔ مرکب اپنی ترکیب اجزاء کی حالت میں علیحدگی اجزاء سے خبر دیتا ہے۔ اگر مسیح مجموعہ انسانیت اور الوہیت کا نام ہے تو مرکب ہوا یا نہیں؟ پھر مرکب کے سارے عوارض اس میں ہوں گے یا نہیں؟ (بقیہ صفحہ 860 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ

اولاد ہیں- کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان پر

دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

داؤد اور مسیح ابن مریم کی زبانی لعنت پڑی تھی کیونکہ وہ نافرمانی

يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

کرتے اور حدود سے تجاوز کرتے تھے- جس برائی کے خود مرتکب ہوتے اس سے

فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا

لوگوں کو بھی نہیں روکتے تھے (غور کرتے تھے) بہت ہی برا کرتے تھے- ف۱ تو ان میں سے بہتوں کو دیکھ رہا ہے

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

کہ کافروں سے دوستی لگاتے ہیں ف۲ یہ وتیرہ انہوں نے اپنے حق میں بہت ہی برا اختیار کیا ہے

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ

کہ اللہ ان پر سخت ناراض ہے اور آخرت میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ

عذاب میں رہیں گے- اور اگر یہ اللہ پر اور اس نبی پر اور

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ

جو اس کی طرف اترا ہے اس پر ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ

بہت سے ان میں بدکار ہیں- تو مسلمانوں کے حق میں سب لوگوں سے زیادہ

عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

ضد کرنے میں یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا اور جو لوگ

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں تو ان کو مسلمانوں سے

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ

محبت کرنے میں سب سے زیادہ پائے گا کیونکہ ان میں

قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

علماء اور مشائخ ہیں اور یہ تکبر نہیں کرتے- ف۳

ہوئے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قِسِّيْسِيْنَ جمع ہے قِسِّيْسٌ اور قِسٌّ کی جس کے معنی عالم کے ہیں اور یہ لفظ نصاریٰ کے سب سے بڑے عالم پر بولا جاتا ہے ھو رئیس النصاری فی العلم (قاموس) رھبان جمع ہے راھب کی۔ راہب کہتے ہیں عابد کو یعنی تارک الدنیا اور عبادت گزار درویش کو یہ لفظ مشتق ہے رہب سے اور رہب کے معنی خوف اور ڈر کے ہیں۔

اس آیت میں نصاریٰ سے مراد حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور دوسرے وہ عیسائی مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اس سے تمام عیسائی مراد نہیں ہیں کیونکہ باقی عیسائی بھی مسلمانوں کے اسی طرح دشمن تھے جیسے یہود اور مشرکین بل الایۃ فیمن اسلم منھم مثل النجاشی و اصحابہ

ف: اس آیت میں بڑی تہدید ہے ان (لوگوں) علماء اور حکمرانوں) کے لئے جو باوجود طاقت (ذرائع وسائل) ہونے کے لوگوں کو بری باتوں سے منع نہیں کرتے۔

بنی اسرائیل میں سے جو لوگ سرکش ہو گئے تھے اور احکام الٰہی کی کھلی نافرمانی کرنے لگے تھے ان کو حضرت داؤد علیہ السلام نے سخت جھنجھوڑا۔

زبور میں اس کی مثالیں ملتی ہیں مثلاً:

''اے خداوند شریر کی مراد پوری نہ کر۔ اس کے برے منصوبہ کو انجام نہ دے تاکہ وہ ڈینگ نہ مارے۔ مجھے گھیرنے والوں کے منہ کی شرارت ان ہی کے سر پر پڑے۔ ان پر انگارے گریں۔ وہ آگ میں ڈالے جائیں اور ایسے گڑھوں میں کہ پھر نہ اٹھیں''۔

اور عیسیٰ علیہ السلام نے ان علماء کو جو عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور جو دین کی اصل حقیقت کو نظر انداز کر کے محض ظاہرداری کو لے بیٹھے تھے سخت لعنت ملامت کی۔

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں (زنا اور ہفتہ کے شکار وغیرہ میں) گرفتار ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں روکا تو وہ لوگ باز نہ آئے پھر اس کے بعد ان کے علماء بھی ان کی مجالس میں ان کی ہم نشینی کرنے لگے اور ان کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہو گئے اس وجہ سے سب میں ہی سنگ دلی آ گئی اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت نازل فرمائی کیونکہ وہ ظالم اور نافرمان تھے۔ افسوس کہ آج ہم مسلمانوں میں بھی ایسے علماء سو موجود ہیں کہ جو معمولی سے لالچ کی خاطر غیر دینی لوگوں کے شانہ بشانہ چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے کہ یہ عوام کو تباہی کے دہانے پر لے جانے والے عمال کا آلہ کار بن رہے ہیں۔

ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص خلاف شرع کام دیکھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ بہت ہی کمزور ایمان والا ہے۔ (مسلم)

ف۱: ان کو سچے اہل ایمان سے تو بیر ہے لیکن کافروں سے محبت' چنانچہ وہ مسلمانوں کے تو دشمن بنے ہوئے ہیں لیکن مشرکین مکہ سے انہوں نے دوستی گانٹھ لی ہے۔

آج یہی حال منافق صفت مسلمانوں کا بھی ہے کہ وہ مؤمنین مخلصین سے بیزار ہوئے ہیں اور کافروں اور مشرکوں کی طرف دوستی کے لئے پینگیں بڑھاتے ہیں۔

ف۲: حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ستر آدمی سفیر بھیجے تھے جو قرآن شریف سن کر نہایت متاثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

اور جب اس رسول کی طرف اترا ہوا کلام سنتے ہیں تو تو دیکھتا ہے

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ حقانی تعلیم پہچاننے سے تیرے سامنے ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا

مولا ہم ایمان لائے پس تو ہم کو شہادت دینے والوں میں لکھ رکھ۔ اور ہمارا

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ

اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم اللہ پر اور جو ہمارے پاس سچی تعلیم آئی ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور اس بات

يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ

کی امید کریں کہ اللہ ہم کو نیکوں کی جماعت میں شامل کرے گا۔ پس اللہ نے

اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان کے اس کہنے کے صلہ میں ان کو ایسے باغ عطا کئے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ

ہمیشہ ہمیشہ انہیں میں رہیں گے نیکوں کا یہی بدلہ ہے۔ اور جو

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

کافر ہیں اور ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں وہی جہنم کے قابل ہیں ف۱۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ

مسلمانو اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو

اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

حرام مت سمجھو ف۲ اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠

دوست نہیں رکھتا۔ جو کچھ اللہ نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے وہ کھاؤ

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ

اور اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرو۔ ف۳ اللہ تمہاری

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

لغو قسموں میں مواخذہ نہیں کرتا لیکن جن باتوں پر تم نے

عقدتم الایمان

ف۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن کریم سن کر ایمان لائے اور بے تحاشہ رونے لگے تھے۔ اہل علم کا تاثر اسی قسم کا ہوتا ہے کہ وہ ہائے وائے نہیں کرتے البتہ ان کے آنسو چلنے لگتے ہیں و ھذہ احوال العلماء یکون ولا یصعقون و یسالون ولا یصیحون کلام حق سے متاثر ہو کر رونا یعنی آب دیدہ ہونا اور گریہ طاری ہو جانا گویا سنت صالحین ہے۔

نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کہیں اپنے وطن واپس جا کر اس سے پھر تو نہیں جاؤ گے انہوں نے کہا یہ ممکن ہی نہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ شاہدوں سے مراد نبی ﷺ اور آپ کی امت ہے اس لئے کہ یہ امت اپنے نبی کیلئے گواہ ہوگی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت کر دی اور دوسرے رسولوں کے واسطے بھی گواہ ہوگی کہ انہوں نے اپنی امتوں کو دین حق پہنچا دیا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کی آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں حفاظت اور نگہبانی کے واسطے بیدار رہی ہوگی۔ اور روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ کے ڈر سے رویا ہوگا تو وہ دوزخ میں نہ جائے گا جب تک کہ دودھ لوٹ کر پستان میں واپس داخل نہ ہو جائے۔ مطلب یہ کہ جس طرح دودھ واپس پستانوں میں نہیں جا سکتا اسی طرح یہ بھی ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی طالب حق ہوگا اور قرآن کا مطالعہ کرے گا وہ حق کو قرآن میں جلوہ گر پائے گا اور جوش مسرت سے اس کی آنکھیں اشکبار ہوں گی کہ تلاش جس خزانہ کی تھی وہ ہاتھ لگ گیا۔ کلام الٰہی کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس سے دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے۔

ف۲: اوپر راہبوں کا ذکر ہوا تھا اس مناسبت سے یہاں ایک ممکنہ غلط فہمی کا ازالہ کیا جا رہا ہے عیسائی راہبوں نے پاک چیزوں اور دنیا کی جائز لذتوں سے اپنے کو محروم کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ صحیح نہیں۔ قرآن کے پیروؤں کو چاہئے کہ وہ رہبانیت کے اس طریقہ کو اختیار کر کے حلال چیزوں کو حرام نہ کر لیں۔

افسوس ہے کہ قرآن کی اس واضح ہدایت کے باوجود مسلمانوں میں رہبانیت کے طریقے تصوف کے نام سے داخل ہو گئے اور نفس کو مارنے اور جائز لذتوں سے اپنے کو محروم کرنے کو زہد سمجھا جانے لگا اور عزلت نشینی کی زندگی تورع کی زندگی قرار پائی۔

ف۳: چند صحابہ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر عہد کر چکے کہ آئندہ لذیذ غذائیں نہیں کھائیں گے اور نہ ہی عمدہ لباس پہنیں گے چونکہ انکا یہ ارادہ شریعت الٰہی کے خلاف تھا اور شریعت کو تو منظور ہے کہ انسان اپنے دل کا لگاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھے کھانے پینے کو جو چاہے حلال طیب کھائے اس لئے ان کو اس ارادہ سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

جو چیز شریعت میں صاف حلال ہے اس سے پرہیز کرنا برا ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو بسبب زہد کے اپنے اوپر تنگی ڈالے یہ رہبانیت ہے جو کہ ہمارے دین میں پسند نہیں بلکہ تقویٰ چاہیے کہ ممنوعات کے نزدیک نہ جائے دوسری یہ کہ ایک کام کے نہ کرنے پر قسم اٹھالے یہ بھی بہتر نہیں جو کام شریعت کے مطابق ہوں ان پر قسم نہ اٹھائے اور اگر قسم اٹھا بھی لی ہے تو قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے یا میں اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ قسم ہو جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

دل سے مضبوطی کرکے خلاف کیا ہو ان پر مواخذہ کرتا ہے پس اس کے کفارہ میں

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ

دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا جو عموماً تم اپنے عیال کو کھلاتے ہو کھلا دو یا انکو

اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ

لباس پہناؤ یا غلام آزاد کرو اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا

یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاکر خلاف کرو اور اپنی قسموں

اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

کی خوب حفاظت کرو اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ

تم احسان مانو۔ ف مسلمانو! شراب خوری اور جوا بازی

وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

اور بت پرستی اور تیر شیطانی کام ہیں

الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ

پس تم ان سے بچتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ شیطان

الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي

یہی چاہتا ہے کہ شراب خوری اور قمار بازی کی وجہ سے تم میں باہمی عداوت

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ

اور بغض ڈالے اور یاد الٰہی اور نماز سے تم کو

الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

غافل کردے تو کیا تم باز نہ آؤ گے۔؟ ف اور اللہ اور

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

رسول کی فرمانبرداری کرو اور نافرمانی سے بچتے رہو (پھر اگر تم منہ پھیرو گے

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ لَيْسَ

تو) جان رکھو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف تبلیغ احکام ہے

ف۱: جو قسم کسی ارادہ کے بغیر اٹھائی جائے اسے لغو (یعنی فضول) کہتے ہیں۔ لغو قسموں سے مراد بغیر قصد کی قسمیں ہیں اور اس کی دلیل وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ہے یعنی جو قسمیں پختہ عزم وارادہ سے اٹھائی جائیں تو ان پر پکڑ ہوگی اور ان کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت ایسا کھانا کھلائے جیسا کہ وہ عام طور پر اپنے گھر میں کھاتے ہیں یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے دے دے (کپڑے کے بارے میں) امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ ہر ایک کو خواہ کچھ ہی کپڑا دے دے جس پر کپڑے کا اطلاق ہوتا ہو تو وہ کافی ہوگا' مثلاً کرتہ یا پاجامہ یا تہبند' ابن سیرین اور حسن دو دو کپڑے کہتے ہیں یا ایک غلام آزاد کردے اگر ان میں سے کسی ایک کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر متواتر تین روزے رکھے۔ پس ان تینوں کاموں میں سے جو بھی کرے وہ قسم کا کفارہ ہو جائے گا' قرآن کریم نے سب سے زیادہ آسان چیز سے شروع کیا ہے اور بتدریج اوپر کو پہنچایا سب سے آسان کھانا کھلانا پھر اس سے قدرے بھاری کپڑا پہنانا اور اس سے بھی زیادہ بھاری آزادی گردن ہے۔

ف۲: عرب میں شراب اور جوئے کا رواج کس قدر تھا اس کا اندازہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے حضرت عمرؓ ہمیشہ سے اس کے مخالف تھے اور اس کیلئے ہمیشہ فکر میں رہتے تھے آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے حکم نازل فرمادیا۔

مشرکین عرب میں جہاں اور بداخلاقیاں تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے چند تیر اس قسم کے رکھے ہوئے تھے کہ جس کے ذریعے فال ڈالتے تھے' کسی پر افعل (کر) لکھا ہوتا اور کسی پر لا تفعل (نہ کر) لکھا ہوتا' اگر افعل والا ہاتھ میں آتا تو اس کام کو کر لیتے اگر لا تفعل والا آتا تو اس کو نہ کرتے اور اگر سکوت والا ہوتا تو دوبارہ پھر فال ڈالتے' اللہ تعالیٰ نے ان کو روکنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ازلام وہ تیر جس سے فال لیا کرتے تھے اور انصاب ان پتھروں کو کہتے ہیں جن کے پاس مشرکین اپنے جانور چڑھایا کرتے تھے ان سب چیزوں کی نسبت فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اور شیطانی کام ہیں' یہ گناہ کے اور برائی کے کام ہیں تم ان شیطانی کاموں سے بچو انہیں چھوڑ دو تاکہ تم نجات پاؤ۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ یعنی ہرگز شراب مت پینا کیونکہ یہ تمام برے کاموں کی جڑ ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ یعنی جتنی بھی پینے کی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ نشہ لائیں تو پس وہ حرام ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (رواہ مسلم) یعنی ہر ایک چیز نشہ والی حرام ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس شخصوں پر لعنت کی ہے بنانے والا' بنوانے والا' پینے والا' پلانے والا' بیچنے والا' لانے والا جس کے لئے لائی گئی' اس کی آمدنی کھانے والا' خریدنے والا اور جس کے لئے خریدی گئی۔

یہاں شراب اور جوئے کے تین اہم مفاسد بیان کئے گئے ہیں: ایک یہ کہ یہ چیزیں آپس میں بغض وعداوت کی آگ بھڑکاتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ شراب اور جوا دونوں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ آدمی کو خدا کی یاد سے غافل کر دیتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ چیزیں نماز سے روکتی ہیں اور یہ عام مشاہدہ میں آنے والی بات ہے کہ شراب اور جوئے کے رسیا نماز سے بے پروا ہوتے ہیں۔ درحقیقت نماز وہی شخص پڑھتا ہے جس کا نفس جاگ رہا ہو لیکن شراب اور جوا تو آدمی کے نفس کو سلانے والی چیزیں ہیں پھر ایسا شخص نماز کے لئے کس طرح اٹھ کھڑا ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جو کچھ کھا پی چکے

طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ان پر گناہ نہیں جبکہ انہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ

پھر پرہیزگاری پر جمے رہے اور ایماندار بنے رہے پھر تقوی شعار رہے اور احسان

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ

کرتے رہے اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ ف۱ مسلمانو! اللہ تم کو

اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

ایک تھوڑی سی بات یعنی شکار سے جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ

پہنچتے ہوں گے آزمادے گا تاکہ جو لوگ اس سے نادیدہ خوف کھاتے ہیں ان کو الگ کردے پس جو اس سے

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا

پیچھے زیادتی کرے گا اسی کو دکھ کی مار ہوگی ف۲۔ مسلمانو! احرام کی حالت

الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

میں شکار نہ کیا کرو اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اس کو مارے تو جو جانور

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ

اس نے مارا ہے اسی جیسا کوئی چارپایہ جس کی بابت دو انصاف والے

مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ

تم میں سے فیصلہ کریں کعبے تک پہنچنے والی قربانی دیوے یا چند مسکینوں کا کھانا کفارے میں دے

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا

یا اسی قدر روزے رکھے یہ اس لئے کہ اپنے کیے کا مزہ چکھے جو اس سے پہلے

اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ

گزرا سو اللہ نے معاف کیا اور جو اس سے بعد ایسا کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا

اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

اور اللہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ ف۳ دریائی جانوروں کا شکار کرنا

(ع ۱۲)

کیا جا رہا ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری سخت آزمائش ہوگی یعنی اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پیدا کرے گا کہ شکار تمہارے نیزوں کی بالکل زد میں ہوگا۔ اگر تم چاہو تو بہ آسانی شکار کر سکتے ہو لیکن تمہیں چاہئے کہ خدا سے ڈرو اور شریعت کی پابندی کا جو عہد تم نے کیا ہے اس پر قائم رہو۔

نزول قرآن کے زمانہ میں اہل عرب کے لئے دوران سفر شکار ایک ضرورت کی چیز تھی اس لئے یہ پابندی ان کے لئے آسان نہ تھی اور اس میں ان کا کھلا امتحان تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے شکار اور کمزور شکار اور بچے جنہیں انسان اپنے ہاتھ سے پکڑے اور اپنے نیزے کی نوک پر رکھ لے ان سے اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا یعنی انہیں منع فرمایا کہ تم باوجود اس کے بھی حالت احرام میں شکار نہ کرو خواہ آسانی سے شکار ہو سکتا ہو خواہ سختی سے۔

چنانچہ عمرہ حدیبیہ کے موقع پر یہی ہوا کہ مختلف قسم کے پرندے اتنے زیادہ آ گئے کہ صحابہ کے خیموں میں گھسنے لگے ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممانعت ہو گئی تاکہ پوری آزمائش ہو جائے یہ اس لئے تھا کہ فرمانبردار اور نافرمان کا امتحان ہو جائے پوشیدگی میں بھی اللہ کا ڈر رکھنے والے غیروں سے ممتاز ہو جائیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور فاسق ہیں وہ حرم میں قتل کر دیئے جائیں اور غیر حرم میں بھی' کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کالا کتا ان جانوروں کے قتل کرنے میں احرام والے پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

ف۳: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب احرام والا ممنوعہ شکار کر لے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جو شکار کیا ہے اسی جیسا جانور، پرندہ کفارہ میں دینا ہوگا، مثلاً شتر مرغ کے شکار کے بدلہ میں اونٹ جنگلی گائے کے بدلے پالتو گائے اور ہرن کے بدلے بکری مقرر فرمائی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ جمہور کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں خواہ شکار کے مثل کوئی جانور ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں قیمت دینی پڑے گی' ہاں محرم شکاری کو اختیار ہے کہ خواہ اس قیمت کو صدقہ کر دے خواہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خرید لے لیکن امام صاحبؒ کے اس قول سے صحابہؓ کا فیصلہ ہمارے لئے زیادہ قابل عمل ہے مثلاً جہاں شکار جیسا اور کوئی پالتو چوپایہ نہ ہو تو اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ ہے کہ اس کی قیمت ادا کرے جو کہ مکہ شریف میں پہنچائی جائے پھر اس کی قیمت یا بدلے میں جانور کے فیصلہ کیلئے دو عادل مسلمان مل کر اس کا تعین کریں۔ کفارہ لازم آنے میں خطا اور عمد دونوں برابر ہیں۔

ف۱: جب شراب حرام ہو گئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ جو مسلمان کے حرام ہونے سے پہلے پی چکے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ ان کے اوپر کچھ گناہ نہیں جو حکم سے پہلے کھا پی چکے۔

بشرطیکہ انہوں نے ہر آزمائش کے موقع پر خدا خوفی' استقامت اور نیک روی کا ثبوت دیا ہو۔ آیت میں تقویٰ' ایمان اور عمل صالح کا جو بار بار ذکر ہوا ہے وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل کے سلسلہ میں آزمائش کے مرحلے بار بار پیش آئے اور اللہ کے ان مخلص بندوں نے ہر ایسے موقع پر کامل وفاداری کا ثبوت دیا۔

ف۲: حالت احرام میں شکار کی ممانعت کا حکم آیت نمبر ۱ میں گزر چکا۔ یہاں اسی سلسلہ میں آگاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ

اور کھانا تم کو حلال ہے تاکہ تمہارا اور قافلے والوں کا گزارہ ہو اور جنگلی شکار

صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ

جب تک تم محرم رہو تم کو حرام ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

پاس تم نے جمع ہونا ہے۔ ف۱ اللہ نے کعبہ کو جو معزز عبادت خانہ

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

ہے لوگوں کا قیام (موجب انتظام) بنایا ہے ف۲ اور حرمت والے مہینوں کو

وَالْقَلَآئِدَ ۗ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي

اور قربانیوں اور سیلیوں کو مقرر کیا ہے ف۳ یہ اس لئے کہ تم جانو کہ اللہ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اور زمینوں کی سب چیزیں جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے

عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ وَاَنَّ

واقف ہے ف۴ اور خوب جانو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے اور اللہ بڑا ہی

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَ

بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور تمہارے

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

ظاہر باطن کے کام سب اللہ کو معلوم ہیں۔ تو کہہ دے کہ خبیث

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا

اور نیک کردار مساوی نہیں گو تم کو خباثت کی کثرت حیرانی میں ڈالے

اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

پس تم عقلمندو اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ ف۵

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ

مسلمانو! ایسی چیزوں کا سوال نہ کیا کرو جو ظاہر ہونے پر تم کو

تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

تکلیف دہ ثابت ہوں اور اگر قرآن کے اترتے وقت تم ان

تُبْدَ لَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ظاہر ہوں گے تو تکلیف دہ ثابت ہوں گے اللہ نے ان سے درگزر کیا ہے اور اللہ

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

بخشنے والا بردبار ہے۔ تم سے پہلے ایک قوم نے ایسی باتیں پوچھی تھیں پھر وہ ان کے منکر ہو گئے

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ

اللہ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کا حکم نہیں دیا

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ

لیکن کافر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کے اکثر

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

عقل نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے

وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ

اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگر

كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور نہ راہ پر ہوں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا

مسلمانو! تم اپنی فکر کرو جو گمراہ ہوا وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب

اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم راہ پر ہو اللہ کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے پھر وہ تم کو جتا دے گا جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا

تم کرتے تھے۔ مسلمانو! تم میں گواہی دینا جب

حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

تم میں کسی کو موت آنے لگے وصیت کے وقت دو شخص معتبر تم میں سے

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ

یا دو اور شخص غیر قوم سے ہوں اگر تم سفر میں ہو پھر تم کو

مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

موت کی مصیبت پیش آئے تو ان دونوں کو نماز کے بعد روکو پھر وہ

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ

اللہ کی قسم کھائیں اگر تم کو شبہ ہو کہ ہم اس کے عوض کچھ مال نہیں لیتے گو کوئی قرابت والا ہو

وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ

اور نہ ہم اللہ کی گواہی چھپائیں ہم ایسا کریں تو گنہگار ہیں پھر اگر

عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

معلوم ہو کہ وہ دونوں گنہگار ہوئے تو اور دو شخص کھڑے ہوں

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا

ان میں سے جن پر میت کے قریبی حق جتاتے تھے پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۚ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ہم ایسا کریں تو ظالم ہیں

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا

یہ قریب ہے کہ لوگ ٹھیک گواہی دیں یا ڈریں

اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ

کہ ان کی قسموں کے بعد قسمیں الٹی پڑیں گی اور اللہ سے ڈرو اور سنو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ

اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔ جس دن اللہ جمع کرے گا رسولوں

فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو کچھ خبر نہیں تو ہی

الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میرا احسان

عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ تُكَلِّمُ

یاد کر اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے تجھ کو قوت دی روح القدس سے تو

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

لوگوں سے کلام کرتا تھا گہوارے میں اور بڑی عمر میں اور جب میں نے تجھ کو لکھنا سکھایا اور حکمت

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔةِ الطَّيْرِ

اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا مٹی سے پرندے کی صورت

بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ

میرے حکم سے پھر تو پھونک مارتا تھا اس میں تو وہ ہو جاتا تھا پرندہ میرے حکم سے اور تو اچھا کرتا تھا

وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ

مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب تو نکالتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب میں نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لایا تھا پھر کہا ان کافروں نے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ

ان میں سے کہ یہ تو نہیں مگر جادو کھلا۔ اور جب میں نے حواریوں کو

اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

حکم بھیجا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر وہ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

ہم پر آسمان سے خوان اتار سکتا ہے کہا اللہ سے ڈرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا

تم ایمان رکھتے ہو۔ بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اس میں سے اور تسلی ہو ہمارے دلوں کو

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور جانیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور ہم گواہ رہیں اس پر

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ

عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا اے اللہ ہمارے رب اتار ہم پر خوان

السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا

آسمان سے کہ ہو جائے ہمارے لئے عید اگلوں کی اور پچھلوں کی اور نشانی تیری طرف سے اور ہم کو

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ

روزی دے اور تو بہتر ہے روزی دینے والوں سے۔ اللہ نے کہا میں اتارتا ہوں وہ خوان تم پر

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا

پھر جو کوئی تم میں منکر ہو گا پیچھے سو میں عذاب کروں گا اس کو ایسا عذاب

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ

کہ نہ کروں گا کسی کو ایسا عذاب سارے جہان میں۔ اور جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے

قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود ٹھہرانا اللہ کے سوا

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ

وہ کہے گا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں جو بات نہیں میرے لائق

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ

اگر میں نے کہی ہو تو تجھ کو معلوم ہو گی تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو

نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ

کچھ تیرے جی میں ہے بیشک تو ہی غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا

اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ

مگر جو تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر

شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ

نگہبان تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا

عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

اور تو ہر چیز پر حاضر ہے۔ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ

عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ

اللہ نے کہا یہ وہ دن ہے کہ کام آئے گا سچوں کو ان کا سچ ان کے لئے باغ ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی ہوا

وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اللہ کی ہے سلطنت آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ف۱: پانی میں سے جو زندہ پکڑا جاوے وہ صید یعنی شکار ہے اور جو مردہ ہو کر باہر نکل آئے وہ طعام یعنی کھانا ہے امام ابن جریرؒ کے نزدیک بھی مختار قول یہی ہے کہ مراد طَعَامُهٗ سے وہ آبی جانور ہیں جو پانی ہی میں مر جائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے (امام شافعیؒ امام احمدؒ اور سنن اربعہ والوں نے اسے روایت کیا اور امام بخاریؒ امام ترمذیؒ امام ابن خزیمہؒ امام ابن حبان وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے)

الغرض جمہور علماء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ پانی کا جانور خواہ مردہ ہی ہو حلال ہے۔ اس کی دلیل علاوہ آیت کے حدیث مندرجہ بھی ہے۔ یہ تمہارے لئے اور راہ چلنے والے مسافروں کے لئے منفعت ہے۔

ف۲: یہ لوگوں کے لئے نقطۂ اجتماع ہے اور ان کی تمام سرگرمیوں کے لئے محور ہے حج وعمرہ کی عبادتیں اسی سے متعلق ہیں نماز کے لئے یہ قبلہ ہے دینی مصالح اسی سے وابستہ ہیں یہاں ہدایت کا چشمہ ابلتا ہے یہ امن کا گھر انسانیت کی پناہ گاہ اور ملت کی شیرازہ بندی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

ف۳: یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ خانہ کعبہ کی حرمت کے ساتھ ان چیزوں کی حرمت بھی اپنے اندر اہم ترین دینی مصالح کو لئے ہوئے ہے اس لئے ان کے احترام کے سلسلہ میں جو ہدایتیں دی گئی ہیں ان کا پورا پورا خیال رکھو۔

ف۴: ان شعائر کے ساتھ جو عظیم مصالح وابستہ ہیں ان کو دیکھ کر یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ جس ہستی نے حرمتوں کا یہ نظام بنایا اور حکمتوں سے لبریز شریعت نازل فرمائی اس پر آسمان وزمین کی ساری حقیقتیں عیاں ہیں اور وہ اپنے علم میں بالکل کامل ہے۔

ف۵: حلال اگرچہ تھوڑا ہو وہ بہتر ہے اس حرام سے جو اگرچہ بہت زیادہ ہو اور جو تھوڑا ہو اور کفایت بھی کرے تو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ ثعلبہ ابن حاطب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے آپ نے فرمایا کم مال جس کا شکر یہ تو ادا کرے یہ بہتر ہے اس زیادہ سے جس کی تو طاقت نہ رکھے۔ (یاد رہے کہ ثعلبہ بن حاطب صحابی نہیں ہے بلکہ یہ ایک منافق شخص تھا جس کا تذکرہ ان شاء اللہ سورۃ توبہ کی آیت ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (التوبۃ:۷۵) کے ضمن میں کیا جائے گا) (استاذ محترم حفظہ اللہ کی یہ رائے میری تحقیق کے مطابق درست نہیں صحیح یہ ہے کہ یہ بدری صحابی ہیں اور ان کی طرف نخیل کی منسوب کہانی والی روایت سخت ضعیف بلکہ کذب کا ملغوبہ ہے۔ ان شاء اللہ سورۃ توبہ کی آیت ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ﴾ (التوبۃ:۷۵) کے ضمن میں اس مکذوبہ روایت کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ (عفیف)

عقل مند لوگو اللہ سے ڈرو حرام سے بچو حلال پر اکتفا کرو اور اس پر قناعت کیا کرو تاکہ دین ودنیا میں تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہ اس غلط ذہنیت پر ضرب کاری ہے جو اچھائی اور برائی کے بارے میں عام طور سے لوگوں کو بڑی کشش محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ اس کی طرف لپکتے ہیں پھر نہ وہ پاک وناپاک میں تمیز کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور نہ انہیں اس بات سے دلچسپی ہوتی ہے کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا۔ مگر برائی کی کثرت کو دیکھ کر اس سے متاثر ہو جانا نادانوں کا کام ہے عقلمندوں کا نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

کا سوال کرو گے تو تم پر ظاہر کی جائیں گی اللہ نے تم سے درگزر کیا اور اللہ بڑا ہی بخشنہار بردبار ہے۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

تم سے پہلے بھی ایک قوم نے ایسے سوال کیے تھے پھر ان سے

كٰفِرِيْنَ ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ

انکاری ہو گئے ف۱ اللہ نے نہ تو کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ

وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وصیلہ اور نہ حام مقرر کیے ہیں مگر کافر اللہ پر

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

جھوٹ باندھتے ہیں اور بہت ان میں بے عقل ہیں۔ ف۲

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

جب کوئی ان سے کہے کہ اللہ کے اتارے ہوئے کلام اور

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے وہی ہم کو کافی ہے

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اگرچہ ان کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی راہ راست پائے ہوں۔ ف۳

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ

مسلمانو (تم کو تسلی رہے کہ) جب تم خود ہدایت یاب ہوئے

مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

تو گمراہ لوگ تم کو ضرر نہ دے سکیں گے تم سب نے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر وہ تم کو تمہارے کاموں سے مطلع کرے گا۔ ف۴ مسلمانو

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کرنے کے وقت

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

دو عادل گواہ تم سے ہونے چاہئیں اگر تم سفر میں ہو

ف۱: اس آیت کے شان نزول میں چند روایات منقول ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک لڑکے کی پیدائش کے بارے میں لوگ بدگمانی کرتے تھے کہ یہ ناجائز بچہ ہے اس نے نبی ﷺ سے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ تو نبی ﷺ نے وہی بتایا جس کا نکاح اس کی ماں سے ہوا تھا تو گویا کہ فیصلہ ہو گیا راوی کہتا ہے اس واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی، مگر دقیق نظر میں یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آیت کے سارے لفظوں سے دو جملے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ جو سوال تم کرو گے اس کا جواب تم کو تکلیف دہ ہوگا۔ ۲۔ نزول قرآن کے وقت اگر سوال کرو گے تو جواب ضرور ملے گا ان دو جملوں سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سوال کا جواب قرآن مجید میں دیا جائے گا نیز یہ کہ وہ جواب تم کو تکلیف دہ ہوگا حالانکہ جو جواب اس سائل کو ملا وہ قرآن میں نہیں نہ تکلیف دہ ہے بلکہ تسلی بخش اور فیصلہ کن ہے پھر یہ روایت اس آیت کا محل نزول نہ ہوگی بلکہ محل نزول یہ ہے کہ صحابہ کفار سے تنگ آ کر جہاد کی اجازت چاہتے تھے اور مصلحت الٰہی میں ابھی وقت نہ آیا تھا ان کو سمجھانے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی میرے نزدیک اس آیت کے یہی معنی ہیں، رہی روایات مذکورہ سو وہ سنداً صحیح ہیں یعنی واقعہ ایسا ضرور ہوا کہ بعض لوگوں نے سوال کئے لیکن سوالوں کو اس آیت سے متعلق کرنا یہ راوی کا فہم ہے ایسا ہوا کرتا ہے کہ ایک راوی محض اپنے فہم سے کسی واقعہ کو آیت کا محل نزول سمجھ کر بیان کر دیتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے رسالہ الفوز الکبیر میں ایسا ہی لکھا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ سوالات نہ کیا کرو جس چیز سے منع کروں اس سے بچو اور جس کام کا حکم کروں اس کو حتی المقدور بجا لاؤ کیونکہ پہلی امتیں اپنے نبیوں سے زیادہ اور بے جا سوالات اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ف۲: عرب میں جہاں اور جہالتیں تھیں اس میں ایک یہ بھی تھی کہ جس اونٹنی کے پیٹ سے پانچ بچے پیدا ہو جاتے تو اس کے کان چیر پھاڑ کر چھوڑ دیتے، نہ اس پر سوار ہوتے، نہ اس کی اون کاٹتے، نہ اس کو دانے پانی سے خواہ کسی کی زمین میں جاتی روکتے اور اس کا نام بحیرہ یعنی کان کٹی رکھتے ایسے ہی اگر کوئی بیمار ہو کر نذر مانتا کہ اگر میں اچھا ہوا یا میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ایک اونٹنی اللہ کی نذر کروں گا پھر اس اونٹنی کو روک ٹوک نہ ہوتی بلکہ وہ نہایت ادب سے دیکھی جاتی اور جہاں چاہتی چلی جاتی اور جہاں سے چاہتی کھا پی لیتی اس کا نام سائبہ یعنی چھوڑی ہوئی رکھتے، اگر کسی اونٹنی کے یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے پیدا ہوتے تو بعد میں پیدا ہونے والی مادہ کو متبرک جان کر اس کا نام وصیلہ یعنی پہلی سے ملی ہوئی رکھتے جس اونٹ کا بوتا (نر بچہ) قابل سواری ہوتا اس پر سواری وغیرہ چھوڑ دیتے اور اس کا نام حامی رکھتے یعنی اپنی حفاظت کرنے والا، غرض ان سب کو اس طرح سے حق پنشن دیتے اور اس عطیہ کو حکم الٰہی بتلاتے ان کے اس جھوٹ کو واضح کرنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حام اس نر اونٹ کا نام تھا جس کی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوتے تھے پھر اسے اپنے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس سے کسی قسم کا کام نہ لیتے تھے۔ حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ بحیرہ اس جانور کو کہتے تھے جس کے تھن کا دودھ وہ لوگ اپنے بتوں کے نام کر دیتے تھے اسے کوئی دوہتا نہ تھا (بخاری) حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے اسی نے سب سے پہلے یہ رسم ایجاد کی تھی اسی نے حضرت ابراہیمؑ کے دین کو سب سے پہلے بدلا اور اسی نے دین ابراہیمی میں بت پرستی ایجاد کی۔

ف۳: یہ نام اور چیزیں اللہ تعالیٰ کی (بقیہ صفحہ 860 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ

اور اسی میں تم کو موت آجائے تو غیر قوم میں سے

الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

دو گواہ ہونے چاہئیں اگر تم کو شبہ ہو تو بعد نماز ان کو کھڑا کرو پھر وہ

اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا

دونوں اللہ کے نام کی قسم کھاتے ہوئے کہیں کہ ہم اس (قسم) کا عوض نہیں لیتے خواہ کوئی ہمارا

نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ

قرابتی بھی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی شہادت چھپاتے نہیں ورنہ ہم خود گناہگار ہوں گے۔ پھر اگر معلوم ہو

عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

کہ یہ گواہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو اور دو آدمی میت کے قریبوں میں سے

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

جن کی حق تلفی ہوئی ہے اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہیں کہ

لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۚ اِنَّآ

ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ

ہم ظالم ہوں گے۔ قرین قیاس ہے کہ اس طرح گواہی درست

عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ

بتلا دیں گے اور ڈریں گے کہ ہماری قسموں کے بعد اور قسموں کی نوبت نہ آئے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اللہ سے ڈرو اور سنو اللہ بدکاروں کو راہ راست

الْفٰسِقِيْنَ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

نہیں دکھایا کرتا۔ ف۱ جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرکے پوچھے گا تم کو کیا

اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو تو کچھ بھی معلوم نہیں غیب کی باتیں تو ہی جانتا ہے۔ ف۲

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میری نعمتوں کو جو تجھ پر

ف۱: ایک شخص مدینہ منورہ سے بغرض تجارت سفر کیلئے روانہ ہوا تو دو عیسائی بھی اس کے ہمراہ ہو لئے اتفاقاً راہ میں مسلمان مرض الموت کے پھندے میں پھنسا اور اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد میرا مال واسباب میرے وارثوں کو پہنچا دینا اور ایک فہرست بنا کر مال کے اندر چھپا کر رکھدی تاکہ گھر والوں کو پورے مال کا علم ہو جائے چنانچہ اس کے ساتھیوں نے اس کے اسباب میں سے ایک چاندی کا مرصع پیالہ نکال کر باقی مال اس کے وارثوں کے پاس پہنچا دیا اور جب وہ فہرست وارثوں کے ہاتھ آئی تو مقابلہ سے انہوں نے پیالہ نہ پایا ان سے دریافت کیا گیا تو وہ انکار کر گئے آخر یہ معاملہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں وصیت کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو ہم بھی ایسا کریں' مسلمان گواہ تو مقدم ہیں اگر مسلمان گواہ نہ ملیں تو پھر غیر مسلم بھلے مانس گواہ کر لئے جائیں صحابہ اور تابعین اور فقہاء میں سے اکثر کا مذہب یہی ہے اور قسم عصر کی نماز کے بعد دیں گو جائز ہر نماز کا وقت سمجھا گیا ہے۔ یرید صلوٰۃ العصر قالہ الاکثر من العلماء و قیل ای صلوٰۃ کانت (قرطبی) معلوم ہوا کہ قرآن محض اخلاق ہی کی کتاب نہیں بلکہ قانون کی کتاب بھی ہے زندگی میں قانون اخلاق خطابت وغیرہ کی اپنی اپنی جگہ ضرورت ہوتی ہے' قرآن کریم مکمل ہدایت نامہ اور مکمل دستور العمل ہے اور اپنے اپنے مقام پر ہر بات کا حکم دے دیا ہے۔

یہاں قانون وصیت و وراثت کا بیان مختلف پہلوؤں سے ہوا ہے۔

ف۱: انبیاء علیہم السلام سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تمہاری امتوں نے تمہیں مانا یا نہیں؟ تم کو اپنی ان امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے اور اس کو بیان بھی کر دیں گے لیکن ان کے دل میں جو کچھ تھا اس کی ہم کو کچھ خبر نہیں اس کو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ آپ پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سوال کی غرض یہ ہے کہ تمہاری امتوں نے تمہارے بعد کیا کیا عمل کئے اور کیا کیا نئی باتیں نکالیں؟ تو وہ ان سے اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمارے پیچھے انہوں نے کیا کیا یا ان کے واقعی عقائد کیا تھے ہم تو اپنے سامنے کے ظاہری اقوال و اعمال کو جانتے تھے اور باطن کا علم تو اے اللہ صرف آپ کو ہی ہو سکتا ہے۔ اور جزا سزا صرف انہی اصل عقائد پر ملے گی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی ایسا علم نہیں جو اے باری تعالیٰ تیرے علم میں نہ ہو' اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں بندے محض بے علم ہیں تقاضائے ادب اور طریق گفتگو یہی مناسب مقام ہے اللہ تعالیٰ ہی باطن کا جاننے والا ہے اس لئے انبیاء کا جواب بالکل درست ہے کہ ہمیں حقیقی علم مطلقاً نہیں تیرے علم کے مقابلہ میں ہمارا علم محض لاعلمی ہے' جو کچھ ہمیں علم ہے اس کا بھی تو ہم سے زیادہ عالم ہے' بعض صحابہ اور تابعین سے یہی معنی منقول ہیں لاعلم لنا لانک تعلم ما اظھروا و ما اضمروا و نحن لا نعلم الا ما اظھروا فعلمک فیھم انفذ من علمنا (ابن عباس) امام ابن جریر طبریؒ اور امام رازیؒ دونوں نے اسی کو ترجیح دی ہے و الاولی الاقوال بالصواب قول من قال معناہ لا علم لنا الا علم انت اعلم بہ منا (ابن جریر) حاصل یہ کہ یہ سوال انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات سے بعد کے حالات سے متعلق ہوگا کہ تمہاری وفات کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا طور طریقے نکال لئے' کیا یہ تمہیں پکارتے رہے، حاجت روا، مشکل کشا، عالم الغیب، حاضر و ناظر اور مختار کل سمجھتے رہے ہیں کیا تمہیں اس کا علم ہے؟ انبیاء علیہم السلام جواب ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ

اور تیری ماں پر تجھیں یاد کر جب میں نے تجھ کو روح القدس کے

الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ

ساتھ قوت دی تو گہوارہ میں اور بڈھاپے میں لوگوں سے

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ

باتیں کیا کرتا تھا اور جب میں نے تجھ کو کتاب یعنی تہذیب کی بات اور توریت اور انجیل سکھائی تھی

تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

اور جبکہ تو میرے حکم سے مٹی پرندہ کی سی صورت بناتا تھا پھر اس میں پھونک دیتا

فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

تو وہ میرے حکم سے پرند ہو جاتا اور تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ

میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو نکالتا تھا اور جب میں نے

اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ

بنی اسرائیل سے تجھ کو محفوظ رکھا جب تو ان کے پاس معجزات لایا تو ان میں سے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ

کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ ف۱ اور جب

اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا

میں نے حواریوں کو القا کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ وہ بولے

اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ جب حواریوں نے کہا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

اے عیسیٰ بن مریم تیرا اللہ کر سکتا ہے کہ اوپر سے

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

ایک خوان ہم پر اتارے مسیح نے کہا تم اللہ سے ڈرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

ایماندار ہو وہ بولے ہم تو یہ چاہیں کہ اس میں سے کھائیں اور

(منزل ۱)

تو سب کچھ ہوگا مگر اس دن کے ہول و دہشت کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکیں گے اور علم کی نفی کر دیں گے؟ (سبحان اللہ یہ تو انبیا علیہم السلام پر اور بھی بڑا جھوٹ اور بہتان ہے) ان کا یہ استدلال غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام بموجب ارشاد باری تعالیٰ ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ﴾ (الانبیاء: ۱۰۳) قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ ہوں گے اور ان پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی نیز اگر ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت میں لا علم لنا صراحۃ خلاف واقع اور جھوٹ ہوگا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر غیب کا جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء کرام کو تمام غیب کی چیزوں کا علم نہیں ہوتا۔ (واللہ الھادی)

.....

ف۱: اللہ تعالیٰ نے جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے یعنی پرندے کا پتلا بنا کر اس میں جان ڈالنا' کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو تندرست کر دینا اور مردوں کو زندہ کرنا ان کو بطور انعام ذکر فرمایا اور باذنی کی قید سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھیں بلکہ یہ تمام امور میرے اختیار اور قدرت میں تھے اور یہ خطاب آپ سے بروز قیامت ہوگا اور ماضی کے صیغے سے اس کا بیان یقینی ہونے کی وجہ سے ہے۔

فرمایا باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے بچ ادھیڑ عمر کے کھل اس کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہونے لگیں حضرت مسیح علیہ السلام کو چونکہ اس عمر سے قبل ہی اٹھا لیا گیا تھا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو سن کہولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے الکتاب سے قرآن مجید اور الحکمۃ سے سنت نبوی مراد ہے' یہ آیت بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو قرآن و سنت کا علم عطا فرمائے گا اور وہ ان دونوں کے مطابق ہی فیصلے کریں گے توریت اور انجیل کا علم ان کو رفع الی السماء سے پہلے ہی حاصل تھا حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے وہ عادل حاکم ہوں گے' صلیب کو توڑیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے اور اس وقت مال اتنا زیادہ ہوگا کہ صدقہ کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہوگا' پھر ابو ہریرہؓ نے اس کی تائید میں کہ عیسیٰ آسمان سے اتر کر دنیا میں آئیں گے آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ (النساء: ۱۵۹) پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

تمام اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے اتر کر دنیا میں آئیں گے اور اجماع کا انکار کفر ہے۔

دیں گے کہ اے اللہ وفات کے بعد کے حالات کا تو ہمیں کوئی علم نہیں ہے، اگلی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہی کہیں گے ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ اس طرح جن انبیاء و اولیاء کو لوگ دنیا میں پکارتے رہے ہیں اور پکار رہے ہیں یا آئندہ قیامت تک پکارتے رہیں گے تو قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء صاف انکار کریں گے کہ ہمیں ان کی پکار کا کوئی علم نہیں ﴿اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ﴾ (یونس: ۲۹) بہت سے مفسرین نے اس سوال کو بعد از وفات کے حالات سے متعلق قرار دیا ہے چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں لاعلم لنا الا ان علمنا جوابهم لنا وقت حياتنا ولا نعلم ما كان منهم بعد وفاتنا (کبیر) اہل بدعت یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام کو معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا

ہمارے دل اس کے ساتھ تسکین پاویں اور جانیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور ہم

مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ

اس پر گواہ بنیں۔ مسیح ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے مولا

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا

تو ہم پر آسمان سے ایک خوانچہ اتار جو ہمارے پہلوں اور

عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے نشان بنے اور ہم کو رزق دے تو بڑا

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ

اچھا رزق دینے والا ہے۔ ف۱ اللہ نے کہا میں تم پر یہ خوان اتاروں گا

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ

پھر جو کوئی اس سے پیچھے تم میں منکر ہوگا تو میں اس کو ایسا عذاب کروں گا

اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ

کہ دنیا کے لوگوں سے کسی کو ایسا عذاب نہ کروں گا۔ ف۲ جب اللہ کہے گا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ سے ورے ورے مجھے اور میری

وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ

ماں کو بھی معبود سمجھو ف۳ وہ کہے گا تو پاک ہے مجھ سے نہیں ہوسکتا

لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ

کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی

عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ

تو تو خوب جانتا ہے تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیری پوشیدہ بات نہیں جان سکتا

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ

غیب کی باتیں تو ہی خوب جانتا ہے میں نے تو ان سے یہی بات کہی تھی

اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

کہ جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے عبادت کرو اور میں

ف۱: ان دعائیہ کلمات میں عیسیٰ علیہ السلام نے نشانی (معجزہ) کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور رزق کو بھی یعنی معجزہ دکھانا بھی اللہ ہی کا کام ہے اور رزق دینا بھی۔ اس کی ان صفات میں میں نہ عیسیٰ شریک ہیں اور نہ کوئی اور۔

ف۲: آثار منقولہ سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی طلب پر آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ دسترخوان نازل فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے الفاظ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا سے وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ تک تھے یہ دعائیہ الفاظ عقیدہ الوہیت مسیح پر ضرب کاری ہیں جبکہ بعض کا قول ہے کہ مائدہ یعنی دسترخوان اترا ہی نہ تھا' چنانچہ حضرت مجاہدؒ سے منقول ہے کہ وہ لوگ عذاب کی دھمکی سن کر اپنے مطالبہ سے دستبردار ہوگئے تھے۔ حضرت حسن کا قول بھی یہی ہے اور نصرانیوں کی کتابوں میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے' اتنے بڑے اہم واقعہ کا ان کی کتابوں میں نہ پایا جانا حضرت حسنؒ اور مجاہدؒ کے قول کو قوی بناتا ہے لیکن جمہور کا مذہب ہے کہ مائدہ نازل ہوا تھا امام ابن جریرؒ کے نزدیک بھی یہی راجح ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمان الٰہی انی منزلها علیکم میں وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے وعید سچے ہی ہوتے ہیں حقیقی اور صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جیسے کہ سلف کے آثار و اقوال سے ظاہر ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مائدہ جو اترتا تھا وہ روٹی اور گوشت ہوتا تھا اور حکم یہ تھا کہ اس میں سے چوری نہ کریں اور اگلے دن کے لئے ذخیرہ نہ کریں لیکن انہوں نے چوری بھی کی اور دوسرے دن کے لئے بھی بچا رکھا' اس نافرمانی کے سبب وہ بندر اور سؤر بنا دیئے گئے۔ (ترمذی) (اللهم احفظنا)۔

حواریوں کے لئے آسمان سے رزق اترنے کا یہ واقعہ اس امت کے تمام لوگوں کے لئے خوشی کی یادگار قرار پائے۔ اگلوں سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ ہیں جو ان کے زمانہ میں موجود تھے اور پچھلوں سے مراد بعد کے لوگ ہیں۔

عید سے مراد تہوار نہیں بلکہ خوشی و مسرت کا وہ واقعہ ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے یادگار قرار پائے۔

ف۳: عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی نہیں بلکہ ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی بھی پرستش کرتے ہیں اور یہ لازمی نتیجہ ہے ان کے اس عقیدہ کا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ جب نعوذ باللہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے قرار پائے تو ان کی والدہ جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے خدا کیسے قرار نہ پائیں گی۔ واضح رہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں عیسائیوں کا پروٹسٹنٹ فرقہ موجود نہ تھا۔ یہ صدیوں بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں کیتھولک (ملہ کاثی) اور دوسرے فرقے موجود تھے مثلاً یعقوبی (جاکوبائیٹ) نسطوری (نسٹورین) مارونی یا مریمی وغیرہ۔ ان فرقوں کے درمیان عقائد کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا تھا مثلاً کسی کا دعویٰ تھا کہ خدا ہی مسیح بن کر آیا تھا اس لئے مسیح کی ذات خدا کی ذات ہے۔ کوئی تثلیث کا قائل تھا یعنی باپ بیٹا اور روح القدس سے خدا کے مرکب ہونے کا اور کسی نے روح القدس کی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کی حیثیت دی تھی اور کوئی اقانیم ثلاثہ کے ساتھ حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کی ماں کی حیثیت سے لائق پرستش جانتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ

جب تک ان میں رہا ان کی خبر گیری کرتا رہا پھر جب تو نے مجھے فوت کرلیا

اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر ایک چیز سے مطلع ہے۔ ف۱

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ

تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو بیشک

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

تو ہی سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ اللہ کہے گا آج راست گوؤں کو

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ان کی راست گوئی نفع دے گی ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے

عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

راضی یہی عظیم کامیابی ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے

الْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر (و توانا) ہے۔ ف۳

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۱۶۵ — رُكُوْعَاتُهَا ۲۰

سورۃ المائدہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب قسم کی تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾

اندھیرے اور روشنی بنائے پھر بھی اللہ کے منکر اللہ کے ساتھ برابری کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَ

اسی نے تم کو مٹی سے بنایا پھر وقت مقرر کیا اور

ف۱: عیسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان درد مندانہ بھی ہوگا اور ذمہ دارانہ بھی۔ وہ نصاریٰ کے لئے شفاعت نہیں کریں گے کیونکہ شرک کرنے والوں کے لئے شفاعت جائز نہیں ہوگی بلکہ وہ اس معاملہ کو اللہ کے حوالہ کریں گے کہ اسے اختیار ہے جو چاہے فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ لازماً برحق ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان اس قدر حقیقت افروز اور اتنا مؤثر ہے کہ کوئی انتہائی سنگ دل ہی ہوگا جس کا دل پسیج نہ جائے۔ کاش کہ مسیح کے پرستار اس پر غور کرتے!

ف۲: تَوَفّٰی کے حقیقی معنی پورا پورا لے لینے کے ہیں کیونکہ تَوَفَّيْتَنِيْ یہاں كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا کے مقابلہ میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تَوَفّٰی سے موت مراد نہیں کیونکہ قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفی کے مقابلہ میں لفظ حیات نہیں آیا تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ گفتگو اور سوال جواب قیامت کے دن ہوں گے تاکہ سب کے سامنے نصرانیوں کی ذلت ہو اور ان پر ڈانٹ ڈپٹ ہو چنانچہ ایک مرفوع عزیز حدیث میں بھی یہ مروی ہے جسے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں ان کی حالت پر مطلع رہا جب تک میں ان میں موجود رہا سو اس وقت تک کے حالات کا تو میں نے مشاہدہ کیا ہے اس کے متعلق بیان کرسکتا ہوں پھر آپ نے جب مجھے اٹھا لیا (پہلی بار تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار وفات کے طور پر) تو اس وقت صرف آپ ان کے احوال پر مطلع رہے۔

فاتح آریہ و مرزائیت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ تَوَفّٰی سے یہاں موت مراد نہیں بلکہ دنیا سے اٹھانا مراد ہے مگر ہم نے سرسید احمد جو مسئلہ وفات مسیح کا موجد ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی جو اس مسئلہ میں سرسید کا پیرو ہے اس آیت میں انہی کا ترجمہ منظور کیا ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ وہ خود کہیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا میں جانتا تھا اور جب تو نے مجھے فوت کرلیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا؟ میں کہتا ہوں کہ ہاں بے شک جس وقت یعنی بروز قیامت حضرت مسیح یہ کلام کہیں گے اس وقت سے پہلے فوت ہو چکے ہوں گے ہم بھی تو اس امر کے قائل ہیں کہ قرب قیامت دنیا میں تشریف لا کر بنی آدم کی طرح فوت ہوں گے اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ اس وقت بھی فوت شدہ ہیں؟ حضرت ابوذرؓ راوی ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ تہجد کی نماز میں ایک آیت پر پہنچے تو برابر اسی کو پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی وہ آیت یہی تھی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الایۃ آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمالیا پس میری یہ شفاعت ہر موحد شخص کے لئے ہوگی۔

ف۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ بولنے کی کوشش اور خیال رکھو اگرچہ بظاہر اس میں تکلیف اور نقصان بھی معلوم ہو کیونکہ سچ میں نجات ہے۔ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو چار چیزیں حاصل ہوگئیں اور پھر اس کو تمام دنیا سے کچھ بھی نہ ملے تو کچھ غم نہیں۔ (۱) امانت داری (۲) سچ بولنا (۳) خوش خلقی (۴) اکل حلال۔ ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جائے گی۔ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بدبو سے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ

ایک وقت مقرر اس کے پاس ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ ف۱ حالانکہ آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ

اور زمینوں میں وہی معبود ہے تمہارے تخفی بھید اور ظاہر

وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ

جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ بھی اسے معلوم ہیں۔ ف۲ جب بھی احکام الٰہی میں سے کوئی حکم

اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ

ان کے پاس پہنچتا ہے تو اس سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ پھر جب سچی تعلیم ان کے پاس

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ

آ گئی تو اس کو بھی انہوں نے جھٹلایا پس جس چیز کی ہنسی اڑاتے ہیں

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

اس کی اطلاع ان کو ہوگی۔ ف۳ ہوں نے اس میں فکر نہیں کی کہ ان سے پہلے

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

ہم نے کئی قوموں کو تباہ کردیا ان کو ہم نے زمین میں ایسا قابو دیا تھا

مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠

کہ تم کو ویسا نہیں دیا اور ہم نے ان پر موسلا دھار مینہ برسائے

وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

اور ہم نے ان کے باغوں اور مکانوں کے تلے نہریں جاری کی تھیں پھر ہم نے

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

ان کے گناہوں کی وجہ سے انکو تباہ کردیا اور ان سے بعد اور کئی لوگ پیدا کردیے۔ ف۴

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

اور اگر ہم کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب اتار دیتے پھر یہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھو بھی لیتے

بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

تو بھی یہ منکر یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ

اور کہتے ہیں اس پر فرشتہ کیوں نہیں اترتا اور اگر ہم نے فرشتہ اتارا ہوتا

ف۱: مہلت عمل جس کا خاتمہ موت کر دیتی ہے۔
وہ مدت جو تمام انسانوں کے دوبارہ اٹھائے جانے کے لئے مقرر ہے۔ مراد قیامت کی گھڑی۔
دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں انسان بلاوجہ شک میں پڑا ہوا ہے۔ جس ہستی نے مٹی سے انسان کی تخلیق کی ہو وہ اسے دوبارہ مٹی سے اٹھا کھڑا کیوں نہیں کر سکتا؟ اور جس نے موت کی گھڑی مقرر کی کہ کوئی شخص اس کو ٹال نہیں سکتا وہ قیامت کی گھڑی کیوں نہیں مقرر کر سکتا؟ اور جب انسان اپنی موت کی گھڑی کو ٹال نہیں سکتا تو وہ قیامت کی گھڑی کو کس طرح ٹال سکے گا؟ جس طرح وہ وقت مقررہ پر مرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے اسی طرح وہ وقت مقررہ پر دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے کے لئے بھی مجبور ہوگا۔

ف۲: جہمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ہر جگہ موجود ہے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی برتر و بالا ذات اس سے بالکل پاک ہے آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آسمانوں میں بھی اسی ذات کی عبادت کی جاتی ہے اور زمینوں میں بھی اسی کی الوہیت وہاں بھی ہے اور یہاں بھی اوپر والے اور نیچے والے سب اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں سب کی امیدیں اسی سے وابستہ ہیں، اور سب کے دل اسی سے لرز رہے ہیں جن و انس سب اسی کی بادشاہی مانتے ہیں جیسے فرمایا ﴿وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ﴾ (الزخرف:۸۴) آسمانوں اور زمین والوں کا معبود وہی ہے پس جملہ وَ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ خبر ہو جائے گا یا حال سمجھا جائے گا یا تقدیر آیت یوں سمجھئے وَ هُوَاللّٰهُ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ اور ایک قول یہ بھی ہے وَ هُوَاللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ پر وقف تام ہے و فی الارض یعلم سرکم و جھرکم جملہ مستانفہ ہو کر خبر ہے امام ابن جریرؒ نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔
اس کے اس علم کا تقاضا یہ ہے کہ یوم جزا برپا کرے اور ہر ایک کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔ وہ ہستی جس کے علم میں سب کا کچا چٹھا ہو وہ ان کا حساب کیونکر نہیں چکائے گی؟

ف۳: قرآن کی ہر آیت اللہ کی نشانی ہے اس لئے کہ اس سے اللہ کی راہ واضح ہو جاتی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ بولتا ہوا معجزہ ہے لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ان نشانیوں کے معاملہ میں بے رخی کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔
پہلے تو انہوں نے آیات الٰہی کے سلسلہ میں بے رخی اختیار کی لیکن جب ان کے ذریعہ حق بالکل کھل کر سامنے آ گیا تو اس کو جھٹلانے پر تل گئے۔

ف۴: قرن کہتے ہیں ایک زمانے کے لوگوں کو مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا انعام کیا تھا اور زمین میں اچھی طرح ان کو

بسایا اور آباد کیا تھا کہ وہ شکر کریں گے اور شرک نہ کریں گے فرمانبرداری کریں گے نافرمانی نہ کریں گے لیکن جب انہوں نے نعمتوں کی ناشکری کی تو ہم نے ان کو بسبب ان کے گناہوں کے مٹا دیا ان کے عوض دوسرے لوگ آباد کئے پھر تم تو باوجود کمتر ہونے کے کس شمار میں ہو؟ یہ بیان ہے اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت وقوت وسلطنت کا کہ جس کو چاہے اٹھائے مٹائے اور جسے چاہے بٹھائے جمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
تو فیصلہ ہی ہوچکا ہوتا پھر ان کو ڈھیل نہ ملتی- اور اگر ہم رسول
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾
کا عہدہ فرشتہ کو دیتے تو اس کو بھی آدمی کی شکل میں بھیجتے پھر اس وقت بھی ان کو وہی شبہات ہوتے جو
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
اب ہو رہے ہیں- ف۱ تجھ سے پہلے بھی کئی رسولوں سے ٹھٹھول ہوئے پھر جن لوگوں نے
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ
ان سے ٹھٹھول کیے تھے انہی کو عذاب نے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے آگھیرا- تو کہہ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
زمین میں پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا-
الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اور کس طرح تباہ اور ذلیل ہوئے- ف۲ تو کہہ آسمان و زمین کی چیزیں کس کی ہیں؟
قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى
تو کہہ کہ اللہ ہی کی ہیں اس نے اپنی ذات (پاک) پر لازم کر رکھا ہے کہ مخلوق پر مہربانی کرے گا
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
وہ قیامت کے دن جو بلا ریب آنے والا ہے تم کو جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے آپ کو ٹوٹے میں
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ
ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے- ف۳ سب چیزیں جو رات اور دن میں بستی ہیں اسی کی ہیں
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا
وہ سنتا اور جانتا ہے- ف۴ تو کہہ کیا میں اللہ کے سوا جو تمام آسمانوں اور زمینوں
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ
کا خالق ہے کسی غیر کو اپنا متولی سمجھوں؟ حالانکہ وہی روزی دیتا ہے اور وہ کسی سے
قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا
روزی نہیں پاتا تم کہو مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بنوں
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ
اور خبردار مشرکوں سے نہ ہو جانا- ف۵ تم کہو بے فرمانی کی صورت میں میں بھی

منزل ۲

ف۱: کفار کی ضد اور سرکشی بیان ہو رہی ہے بعض کافروں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا جب تک ہمارے سامنے ایسی کتاب نہ اترے کہ اس کے ساتھ چار فرشتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بالفرض رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ ہم اتارتے یا خود فرشتے ہی کو ایک رسول بنا کر انسانوں میں بھیجتے تو لامحالہ اسے بھی بصورت انسان ہی بھیجتے تاکہ لوگ اس کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکیں، بات چیت کر سکیں، اس سے احکام سیکھ سکیں تاکہ یک جہتی کی وجہ سے طبیعت مانوس ہو جائے تو پھر بھی یہ شک کرتے کہ نہ معلوم یہ واقعی فرشتہ ہے بھی یا نہیں؟

ان کے اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرشتہ کو اس طرح نازل کرنے کی صورت میں وہ مہلت عمل باقی نہیں رہے گی جو تمہیں دی گئی ہے بلکہ وہ فیصلہ کی گھڑی ہوگی کیونکہ مہلت عمل اس وقت تک ہے جب تک کہ امتحان کا موقع باقی ہے لیکن جب فرشتوں کا علانیہ نزول ہونے لگے اور پھر غیب غیب نہ رہے تو ایمان لانے کا کیا سوال باقی رہ جاتا ہے؟ اس لئے فرشتہ کا اس طرح نزول اللہ تعالیٰ کے اس منصوبہ کے خلاف ہے جو اس نے انسان کا امتحان لینے کی غرض سے بنایا ہے۔

ف۲: جن قوموں کی طرف رسول بھیجے گئے اور انہوں نے ان کو جھٹلایا وہ عذاب الٰہی کی زد میں آ گئے۔ ان کی اس تباہی کے آثار زمین میں کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں مثلاً وادیٔ قریٰ میں ثمود کی تباہی کے آثار اور وہ آثار بھی جو تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں مثلاً مصر میں فرعون کا انجام (اس کی لاش آج بھی عبرت کے لئے موجود ہے) وغیرہ۔

قرآن اس قسم کے تاریخی مقامات کے مشاہدہ کے لئے سفر کرنے کی دعوت دیتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ ان کے لئے تفریح طبع کا سامان ہو یا ان کی معلومات میں اضافہ ہو بلکہ اس لئے کہ یہ مشاہدہ ان کے لئے عبرت پذیری کا باعث بنے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتا ہے کہ آپ دل تنگ نہ کریں آپ سے پہلے بھی جتنے انبیاء آئے ان کا بھی مذاق اڑایا گیا بالآخر مذاق اڑانے والے تباہ و برباد ہو گئے اسی طرح آپ کے ساتھ بھی جو لوگ بے ادبی سے پیش آتے ہیں ایک روز پیس دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت خلقت کو بنایا تو اس وقت اپنے عرش کے نزدیک ایک کتاب لکھی اس میں یہ لکھ دیا کہ بے شک میری رحمت غضب پر غالب ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۴: جس چیز پر سورج نکلتا اور غروب ہوتا ہے وہ تمام تر ساکن لیل و نہار ہیں، تو یہاں ما سکن سے مراد تمام دواب اور پرندے ہیں چاہے وہ خشکی میں ہوں یا دریا میں مطلب یہ کہ ساری موجودات اللہ کی ملک ہیں نہ کہ کسی غیر کی۔

ف۵: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جسے توحید خالص اور کامل شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا حکم دیتا ہے کہ آپ اعلان کر دیں کہ آسمان و زمین پیدا کرنے والے اللہ کے سوا میں کسی اور کو اپنا دوست و مددگار نہیں جانتا، وہ ساری مخلوق کا رازق ہے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی اعلان کر دو کہ مجھے حکم ملا ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا غلام بن جاؤں اور خبردار ہرگز ہرگز مشرکوں میں نہ ملنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ

تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس دن جس سے وہ

عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

(عذاب) ٹل گیا اللہ نے اس پر بڑا ہی رحم کیا اور یہی صریح کامیابی ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ

اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو کوئی اس کا دور کرنے والا سوا اس کے نہیں

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

اور اگر وہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانی چاہے تو وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

وہ تو اپنے (سب) بندوں پر غالب ہے اور وہی بڑی حکمت والا باخبر ہے۔ ف۱

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ

تو کہہ کہ بڑی معتبر گواہی کس کی ہے تو بتاؤ اللہ ہی میرے اور

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ

تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف اس سے الہام ہوا ہے تاکہ میں تم کو

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ

اور جسے یہ پہنچے اسکے ذریعے عذاب سے ڈراؤں تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

اور معبود بھی ہیں؟ تو کہہ میں تو گواہی نہیں دیتا تو کہہ معبود

وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

صرف ایک اللہ ہے اور یقیناً میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں۔ جن لوگوں کو ہم

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۭ اَلَّذِيْنَ

نے کتاب دی ہے وہ بھی اس کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں جن لوگوں

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

نے اپنا نقصان آپ کرنا ہے وہ نہیں مانیں گے۔ ف۲ جو اللہ پر افترا لگائے یا اس کے

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ

حکموں کی تکذیب کرے اس سے بڑھ کر بھی کون ظالم ہے

منزل ۲

ف۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (پیچھے چل رہا) تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو بتلاتا ہوں اگر تو اس کو یاد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو محفوظ رکھے گا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان پس تو اس کو اپنے پاس ہی پائے گا اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ ہی سے طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر تمام جہان مل کر تجھ کو فائدہ پہنچانا چاہے تو اس سے زیادہ کچھ نہیں پہنچا سکتا جو تیری قسمت میں لکھا گیا ہے اور اگر سارا جہان جمع ہو کر تجھ کو نقصان پہنچانا چاہے تو اس کے سوا کچھ نہیں پہنچا سکتا جو تیری قسمت میں لکھا گیا ہے قلم اٹھایا گیا اور کاغذ خشک ہو گیا یعنی برا بھلا جو کچھ ہونا تھا اللہ تعالیٰ لکھ چکا اب کسی کے چاہنے یا نہ چاہنے سے اس میں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری دی ہوئی تکلیف کوئی دور نہیں کر سکتا اور اس زمانے کے نادان لوگ مشکل کے وقت اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے مانگتے ہیں کوئی حاضری حضرت عباسؓ کی مانتا ہے کوئی تو شاہ عبدالحق کا کرتا ہے کوئی شاہ مدار کا مالیدہ چڑھاتا ہے یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں ان کے پاس کون سی طاقت ہے کہ جو یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تکلیف کو ہٹا سکیں بعض نادان یوں تقریر کرتے ہیں کہ ہم انبیاء و اولیاء سے جو مدد چاہتے ہیں تو وہ اس لئے کہ بغیر سیڑھی کے مکان کی چھت پر نہیں چڑھا جا سکتا اور امیر اور وزیر کے وسیلہ کے بغیر کوئی بادشاہ تک نہیں پہنچ سکتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی بغیر سیڑھی کے مکان کی چھت پر چڑھنا ممکن نہیں اسی طرح جب تک رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ مانا جائے اللہ کا ملنا بھی ممکن نہیں اور پہلا حکم رسول اللہ ﷺ کا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ چاہو اور مرادیں نہ مانگو اب آپ خود فیصلہ کریں کہ سیڑھی کو کس نے چھوڑا جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں انہوں نے یا جو آپؐ کے فرمان کو چھوڑ کر لوگوں کے طور طریقوں کو اپناتے ہیں انہوں نے۔؟

اور یاد رکھیے کہ اللہ کو دنیا کے بادشاہوں کی مانند سمجھنا غلط ہے اس لئے کہ دنیا کے بادشاہ ہر ایک کی بات نہیں سن سکتے زیر بادشاہت علاقوں کے کام کو اکیلے نہیں کر سکتے اس لئے وہ وزیروں مشیروں کے محتاج ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک زمین و آسمان کے تمام کام کو اکیلا کرتا ہے وہ کسی کی وزارت یا مشاورت کا محتاج نہیں وہ جو ارادہ کرتا ہے تو اس کے کہنے سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ کسی کے اندر ایسی طاقت تو دکھاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے احکام دو قسم پر ہیں ایک قہری دوم اختیاری قہری وہ حکم ہیں جن کی تعمیل کرنے میں بندوں کے اختیار کو دخل نہیں جیسے مرض موت وغیرہ جس طرح ان حکموں کی تعمیل حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم رسول نے کی تھی اسی طرح فرعون جیسے سرکش نے بھی چوں نہ کی۔ دوسری قسم کے احکام میں بندوں کو اختیار دیا گیا ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ ان احکام کی تعمیل بعض کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے تو اسی لئے نتیجہ بھی مختلف ہے۔

ف۲: علمائے یہود و نصاریٰ نبی ﷺ کو خوب جانتے پہچانتے تھے کہ بے شک یہ نبی برحق ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے صرف اتنی بات ہے کہ جنہوں نے اپنی جانوں کو ہلاک کیا نقصان میں ڈالا وہ نبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ اس ٹوٹے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے ایک جگہ جنت میں اور ایک جگہ دوزخ میں مقرر کی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ مومنین کو منازل اہل النار جو جنت میں ہیں عطا فرمائے گا اور اہل نار کو منازل اہل جنت جو دوزخ میں ہیں دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

ظالموں کو کامیابی نہیں ہوگی۔ ف۱ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

پھر مشرکوں سے پوچھیں گے تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو تم

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ

سمجھا کرتے تھے۔ پھر ان کی طرف سے کچھ جواب نہ ہوگا مگر یہی کہ کہیں گے

رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى

خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم تو مشرک نہ تھے۔ ف۲ تو دیکھو کس طرح اپنے کیے سے

اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ

انکاری ہوں گے اور جو کچھ افترا کر رہے ہیں سب ان کو بھول جائے گا۔ ف۳ بعض ان میں سے

مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

تیری طرف کان جھکاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر غفلت ڈال رکھی ہے

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

اور ان کے کانوں میں بوجھ تاکہ نہ سمجھیں ف۴ اور اگر ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو

يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ

نہ مانیں گے جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ سے جھگڑتے ہوئے کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ

کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلوں کے قصے ہیں۔ ف۵ اور لوگوں کو

يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ

اس قرآن سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے ہیں اور

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى

اپنی تباہی کراتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ف۶ اگر تو ان کو دیکھے جب آگ کے

النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

سامنے کیے جائیں گے اور کہیں گے کاش ہم پھیرے جائیں اور اپنے پروردگار کے حکموں کی

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

تکذیب نہ کریں اور ایماندار بنیں۔ بلکہ جو چھپاتے تھے

ف۱: بڑا ظالم شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے مثلاً کہے کہ فلاں اس کا شریک ہے فلاں بزرگ کو اختیارات مل گئے ہیں یا پھر ان کی پوجا پاٹ کرے یا جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ کہے اور وہ بھی بڑا ظالم ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاوے۔ نضر بن عبداللہ نے کہا تھا جب قیامت ہوگی تو لات وعزیٰ ہماری شفاعت کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ ظالموں کے لئے فلاح نہیں وہاں جب مار پڑے گی تو لات کو یاد نہ کریں گے جب عزت اتر جائے گی تو عزیٰ کو بھول جائیں گے۔

ف۲: آج تو یہ مشرکین اپنے ''خداؤں'' کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں لیکن کل جب کہ وہ عدالت خداوندی میں اپنے کو حاضر پائیں گے تو ان سے اپنی ان مشرکانہ حرکتوں کا کوئی جواب بن نہ پڑے گا اور دردناک سزا کا ڈر انہیں ایسا بدحواس کرے گا کہ وہ شرک سے بیزاری کے لئے جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چوکیں گے۔ مگر ان کا یہ جھوٹ ان ہی کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

ف۳: جن جن کو انہوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا تھا وہ سب غائب ہو جائیں گے اور ان کا کوئی ''خدا'' بھی ان کی مدد کے لئے نہیں آئے گا۔

ف۴: کچھ لوگ پیغمبر کی باتوں کو سنتے ہیں لیکن قبول حق کی غرض سے نہیں بلکہ کٹ حجتی کے لئے اور اللہ کا یہ قانون ہے کہ جو شخص کھلے ذہن کے ساتھ حق بات سننے اور سمجھنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اس کو قبول حق کی توفیق نہیں بخشی جاتی اور خواہشات کے حجابات اس کے دل پر ایسے پڑ جاتے ہیں کہ داعی کتنی ہی وزنی دلیل پیش کرے بات اس کے دل میں اترتی ہی نہیں۔ چونکہ یہ نتیجہ اللہ کے مقررہ قانون یعنی قانون فطرت کے تحت رونما ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح تعبیر فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں یا ہم نے ان کے کانوں میں گرانی ڈال رکھی ہے۔

ف۵: قرآن میں گزشتہ اقوام کی جو تاریخ پیش کی گئی ہے اور پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کی تباہی کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ پوری طرح صداقت پر مبنی ہیں اور اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور قوموں کے عروج و زوال کے اصل اسباب سے آگاہ ہوں لیکن منکرین قرآن اس پر یہ پھبتی کستے تھے کہ یہ داستان پارینہ ہے جو ہمیں سنائی جا رہی ہے اور آج کے منکرین بھی یہ پھبتی چست کرتے ہیں کہ یہ دقیانوسی باتیں ہیں۔

ف۶: اس کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ لوگوں کو اتباع حق، تصدیق رسول اور قرآن پر عمل کرنے سے روکتے ہیں کسی کو چھوڑتے نہیں کہ وہ نفع حاصل کرلے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو نبی ﷺ پر ایمان لانے سے پھیرتے ہیں۔ محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ کفار قریش نبی ﷺ کے پاس نہ خود آتے اور نہ دوسروں کو بھی آنے دیتے امام ابن کثیرؒ اور امام ابن جریرؒ نے بھی اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ یہ آیت نبی ﷺ کے چچا ابوطالب کے حق میں اتری ہے کہ وہ نبی ﷺ کی ایذا دہی سے لوگوں کو روکتے تھے لیکن خود ایمان نہیں لاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ

ان کو سامنے دکھائی دے گا اور اگر واپس بھیج دیے جائیں تو پھر بھی وہی کام کریں گے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا

جن سے انکو روکا گیا ہے اور بے شک وہ جھوٹ بولتے ہیں ف۱ اور کہتے ہیں حیاتی بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور نہ

نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ

ہم نے اٹھنا ہے۔ ف۲ اگر تو ان کو دیکھے جب اپنے رب کے دربار کھڑے کئے جائیں گے

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰي وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا

(اللہ تعالیٰ) کہے گا کیا یہ واقعی نہیں؟ بولیں گے ہاں واقعی ہے حکم ہوگا پس اپنے کفر

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کی شامت میں عذاب چکھو۔ جو لوگ اللہ کی حاضری نہیں مانتے وہ

بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا

سخت نقصان میں ہیں حتیٰ کہ جب ناگاہ ان پر قیامت کی گھڑی آئے گی ف۳ تو کہیں گے

يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ

افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی اور اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی کمر پر

عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ

اٹھائے ہوں گے سنو جی برا ہی بوجھ اٹھائیں گے۔ ف۴ دنیا کی زندگی سوائے

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

کھیل اور کود کے کچھ بھی نہیں اور پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت کا گھر ہی بہتر ہے

لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ

کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔ ہم جانتے ہیں کہ ان کی بے ہودہ گوئی سے

لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ

تجھے رنج ہوتا ہے یہ تیری تکذیب نہیں کرتے بلکہ

الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ

ظالم اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں۔ ف۵ تجھ سے پہلے بھی کئی ایک

مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى

رسولوں کی تکذیب ہوئی پھر انہوں نے باوجود تکذیب اور ایذا کے صبر کیا یہاں تک کہ

ف۱: یعنی کفار جب دوزخ کے کنارے پر پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ٹھہراؤ تو اس فرمان سے کافروں کو امید سی ہو جائے گی کہ شائد پھر ہم کو دنیا میں بھیجا جائے اگر واپس دنیا میں بھیجا گیا تو اس مرتبہ ہم کفر نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کو اس لئے نہیں ٹھہرایا بلکہ جو کچھ انہوں نے سوچا اس تدبیر سے ان کے منہ سے اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے بھی منکر ہوئے تھے کہ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے تھے اور دوبارہ ان کو واپس بھیجنا فضول ہے یعنی اگر ان کو دنیا میں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر بھی وہی کچھ کریں گے جو پہلے کر کے آئے ہیں۔

مشرکین کے اس حسرتناک انجام کی تصویر الفاظ کے روپ میں آج ہی دکھا دی گئی ہے تاکہ جو لوگ شرک میں مبتلا ہیں یا کسی مشرکانہ مذہب سے وابستہ ہیں وہ ہوش میں آ جائیں اور اپنا طرز عمل درست کر لیں اور انہیں قیامت کے دن پچھتانا نہ پڑے۔

ف۲: مشرکین مکہ دوسری زندگی کے قائل نہیں تھے۔ وہ خدا کو انسان کا خالق مانتے تھے لیکن ان کا کہنا تھا کہ یہ زندگی جو انسان کو عطا ہوئی ہے وہ پہلی اور آخری زندگی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی ملنے والی نہیں۔ مشرکین ہند بھی مشرکین مکہ ہی کے نقش قدم پر ہیں فرق صرف یہ ہے کہ وہ پونر جنم کا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی انسان کے جانور درخت وغیرہ میں تبدیل ہو جانے کا تصور اور پُنر جنم اس دنیا ہی میں واقع ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان کے انسان کی حیثیت سے دوبارہ اٹھائے جانے کی نفی کرتا ہے۔ اس میں نہ قیامت کا تصور ہے اور نہ خدا کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینے اور اس کی طرف سے اعمال کا بدلہ پانے کا تصور۔

رہے آج کے دور کے مذہب بیزار لوگ تو وہ مادہ پرستی میں اتنے غرق ہیں کہ انہیں دوسری زندگی کے بارے میں سوچنے کی فرصت ہی نہیں۔ زندگی کی خرمستیوں نے انہیں آخرت کے بارے میں بالکل غیر سنجیدہ بنا دیا ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:

مے نوش کل کے وعدہ پہ کیا حظ اٹھائے گا
پی لے ابھی کہ کل کو یہ دن نہ آئے گا
اے چاند چاندنی کی قسم پی بھی لے کہ چاند
آئے گا لوٹ لوٹ کے ہم کو نہ پائے گا

ف۳: قیامت کے دن ان کی یہ حسرت اور دنیا میں دوبارہ جانے کی خواہش اس لئے نہیں ہوگی کہ حق ان پر واضح نہیں ہوا تھا اور اب ان پر پہلی مرتبہ واضح ہوا ہے بلکہ اس لئے ہوگی کہ انہوں نے جن بری اغراض اور جن غلط محرکات کے تحت حق کو قبول نہیں کیا تھا اور ان کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے وہ سب کھل کر سامنے آ گئی ہوں گی اور عذر کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

ف۴: قیامت کو جھٹلانے والوں کا نقصان ان کا افسوس ان کی ندامت و خجالت کا بیان ہو رہا ہے جو اچانک آ جانے کے بعد انہیں ہوگا' نیک اعمال کے ترک کا افسوس الگ ہے اور بداعمالیوں پر پچھتاوا الگ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ مرفوعاً کہتے ہیں حسرت یہ ہوگی کہ اہل نار اپنے منازل جنت کے دیکھیں گے۔

ف۵: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم تجھے نہیں جھٹلاتے لیکن تو جو لے کر آیا ہے اسے نہیں مانتے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (رواہ الحاکم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

ہماری مدد ان کو پہنچی اللہ کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا ف۱ اور تیرے پاس

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ

پیغمبروں کے حال پہنچ چکے ہیں۔ ف۲ اور اگر ان کا اعراض تجھ

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ

پر گراں ہو رہا ہے تو تجھ میں اگر طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

یا آسمان پر کوئی سیڑھی لگا کر کوئی نشانی ان کو لادے تو لے آ ف۳ اور اللہ چاہتا تو

لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس تو نادانوں سے ہرگز نہ ہو۔ ف۴

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

جو لوگ سنتے ہیں وہی قبول کرتے ہیں اور جو مردے ہیں اللہ ان کو زندہ کرے گا

اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ

پھر اس کی طرف پھیرے جائیں گے۔ کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے اس پر

مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً

کوئی نشان کیوں نہیں اترتا؟ تو کہہ اللہ نشان اتارنے پر قادر ہے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ

لیکن بہت سے ان میں نادان ہیں۔ زمین میں جتنے جانور اور دو بازوؤں

وَلَا طٰۗىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا

سے اڑنے والے پرندے ہیں سب تمہاری طرح مخلوق ہیں ہماری نوشت

فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

سے کوئی باہر نہیں پھر سب نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ف۵ اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ

ہمارے احکام کو جھٹلایا ہے وہ بہرے اور گونگے ہو کر اندھیروں میں پڑے ہیں اللہ جس

يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے راہ راست پر لگا دے۔

ف۱: مراد اللہ کی وہ سنت (دستور) ہے جس کے مطابق نصرتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور اہل ایمان سے نصرت کا جو وعدہ کیا ہے وہ لازماً پورا ہو کر رہتا ہے خواہ مخالفتوں کا طوفان کتنی ہی شدت اختیار کر لے لیکن اس نصرت کا ظہور وقت سے پہلے نہیں ہوتا' چنانچہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دعوتِ حق پیش ہوئی ہو اور اہل حق کو آزمائشوں سے گذرے بغیر اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل ہوا ہو۔

اللہ کے کلمات میں تبدیلی ممکن نہیں یعنی اس کے فیصلے' اس کے وعدے اور اس کی تمام باتیں بالکل اٹل ہیں اور کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان کو تبدیل کر سکے۔ اس کی ہر بات پتھر کی لکیر اور اس کا ہر فیصلہ ناقابل تغیر ہے۔

ف۲: انبیاء کی جو سرگزشتیں قرآن میں بیان کی گئی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت واضح ہوتی ہے کہ نصرت الٰہی اہل حق کے آزمائشوں کی بھٹی سے گزرنے اور حق کے پوری طرح واضح ہو جانے کے بعد ظہور میں آتی ہے۔ اس لئے مخالفین کی اذیتوں سے متاثر ہو کر اہل حق کو کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔

ف۳: کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے جن کے بعد غیب غیب نہ رہے مثلاً فرشتوں کا اپنی اصل ہیئت میں نزول وغیرہ۔ اسی کے جواب میں یہ بات ارشاد ہوتی ہے جس سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا بھی ہے نیز یہ واضح کرنا بھی کہ معجزہ دکھانا نبی کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ یہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اسی کی مشیت پر موقوف ہے اور جہاں تک کفار کے مطلوبہ معجزات کا تعلق ہے اگر وہ دکھائے جائیں تو عقل و شعور کے امتحان کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا اس لئے ان کو دکھانا حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔

اس آیت سے ضمناً یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جب ایک نبی اللہ کی مشیت کے بغیر معجزہ دکھانے پر قادر نہیں ہوتا تو کسی ولی اور کسی بزرگ کے بس میں کہاں ہو سکتا ہے کہ وہ کرامتیں دکھائے۔ طبعی قوانین پر حکومت صرف اللہ کی ہے اور ان کی گرفت سے آزاد ہو کر کوئی غیر معمولی چیز دکھانا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں خواہ وہ نبی ہو یا ولی البتہ جب اللہ چاہتا ہے نبی کے ہاتھ سے معجزہ صادر ہو جاتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے کسی نیک اور بزرگ شخص کی تائید غیر معمولی طریقہ پر کرتا ہے۔

ف۴: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ اپنی قوم کی تکذیب ایذا رسانی وغیرہ پر صبر کیجئے جیسے آپ سے پہلے اولوالعزم انبیاء نے صبر کیا اور یقین مانیے کہ جس طرح انجام کار گذشتہ نبیوں کا غلبہ رہا اور ان کے مخالفین نیست و نابود ہو گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو بھی غالب کرے گا اور آپ کے مخالفین مغلوب ہوں گے اور دونوں جہان میں حقیقی اونچائی آپ ہی کی ہوگی' پھر فرمایا اگر ان کی یہ بے رخی تجھ پر گراں گذرتی ہے تو اگر تجھ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ کھود لے اور جو معجزہ یہ تجھ سے مانگتے ہیں لا دے یا تیرے بس میں ہو تو کوئی زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جا ان کی چاہت کی کوئی نشانی لے آ تجھے اتنی نشانیاں دی گئی ہیں ایک اندھا بھی شک نہ کر سکے اب ان کا معجزات طلب کرنا سوائے مذاق کے اور کچھ نہیں۔

ف۵: یعنی زمین میں جو چرند پرند چلتے اور اڑتے ہیں ان کے گروہ بھی مثل تمہارے گروہوں کے ہیں یعنی ان کی بھی مختلف جماعتیں ہیں جس طرح تم کو بنایا اسی طرح ان کو بھی بنایا یا تمہاری مثل ہیں وہ ذکر اللہ میں اور دلیل کمال توحید پر یا محشور ہونے میں تمہاری طرح ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ
تو پوچھ کہ بتلاؤ تو اگر عذاب الٰہی تم پر آجائے یا قیامت تم پر قائم ہو جائے
اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ
تو کیا تم غیراللہ کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو۔ بلکہ خاص اسی کو
تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ
پکارو گے اور جن کو تم شریک سمجھتے ہو بھول جاؤ گے پھر اگر وہ چاہے گا
تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ
تو اپنی مہربانی سے تمہاری تکلیف جس کے لئے تم اسے پکارتے تھے تم سے دور کردے گا ف۱ اور تجھ سے پہلے
مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
ہم نے کئی قوموں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ
يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا
وہ ہمارے سامنے عاجزی کریں۔ پھر جب ان پر ہمارا عذاب پہنچا تو کیوں نہ گڑگڑائے
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا
لیکن ان کے دل سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے ان کے کام ان کی نظروں
يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
میں مزین کر دیے تھے۔ پھر جب وہ تمام نصیحت کی باتیں بھول گئے تو ہم نے
اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ
ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اللہ کی
بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ
دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے ناگہاں انکو پکڑ لیا پھر وہ بے امید ہوگئے۔ ف۲ پس
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ
ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور سب تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہی ہے۔ ف۳ تو پوچھ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ
کہ بتلاؤ اگر اللہ تمہاری قوت سامعہ اور بصارت چھین لے اور تمہارے
عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ
دلوں پر مہر کردے اللہ کے سوا کون معبود ہے؟ جو تم کو یہ لاوے؟ غور تو کرو

منزل ۲

ف۱: یہ توحید کی وہ نشانی ہے جو انسان کے اپنے نفس میں موجود ہے۔ جب انسان کسی غیر معمولی مصیبت میں پھنس جاتا ہے یا زبردست خطرہ سے دوچار ہوتا ہے تو اس وقت اسے خدا یاد آجاتا ہے اور تمام بناوٹی معبودوں کو وہ بھول جاتا ہے یہاں تک کہ جو لوگ خدا کے قائل نہیں ہیں انہیں بھی ایسے نازک وقت میں خدا یاد آجاتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے نفس میں خدائے واحد کی شہادت موجود ہے۔

انسان کے نفس کی اسی شہادت کو پیش کرتے ہوئے اسے دعوت فکر دی جارہی ہے کہ کم از کم اسے اس امکانی بات پر تو غور کرنا چاہئے کہ اگر اللہ کا عذاب آجاتا ہے یا قیامت کا دھماکہ ہو جاتا ہے تو اس وقت انسان اپنے بچاؤ کے لئے کس کو پکارے گا؟ اگر انسان اس کا تصور ہی کرے تو خدا کی طرف لپکے۔

یعنی سچ کہو اگر تم پر عذاب یا قیامت آئے تو تم غیر اللہ کو پکارو گے یا اللہ کو؟ اور یہ یقینی بات ہے کہ تم اس وقت محض اللہ ہی کو پکارو گے غیر کو بالکل فراموش کر جاؤ گے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ سوائے اس کے کسی کو قدرت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب ہٹا سکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے کے مشرکوں سے ہمارے زمانے کے کلمہ گو مشرک بڑھ گئے ہیں اس لئے کہ وہ سختی کی حالت میں خالص اللہ کو پکارتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہٹا سکتا ہمارے زمانہ کے کلمہ گو مشرک سخت موقعہ پر بھی اوروں کو پکارتے ہیں کشتی کے ڈوبنے کے وقت بہاول حق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو پکارتے ہیں۔

ف۲: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جب تم دیکھو کہ کسی گنہگار شخص کو اس کی گنہگاری کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دنیا میں مل رہی ہیں تو اسے استدراج سمجھنا یعنی وہ ایک مہلت ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (مسند احمد احمدؒ، ابن جریرؒ) فتحنا علیہم ابواب کل شی یعنی ہر طرح کے اسباب نعمت انہیں حاصل ہو گئے ای من النعم والخیرات ای کثرنا لھم ذلک۔ (قرطبی)

ف۳: ظالموں کی بیخ کنی کاٹ دی جاتی ہے تعریفوں کے لائق معبود برحق ہے جو سب کا پالنہار ہے ظالموں کا ہلاک ہونا اللہ پاک کی رحمت ہے کیونکہ ان کی نافرمانی کے سبب جو بلائیں دنیا میں اترتی ہیں ان سے سب مخلوق کو ایذا پہنچتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ ظالم کسی کا کیا بگاڑتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بگاڑتا کیوں نہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی چڑیا بھی اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کے سبب سوکھ کر مر جاتی ہے یعنی اس کی نافرمانی کے سبب جو قحط اور وباء وغیرہ دنیا میں ظاہر ہوتی ہے تو اس سے سب مخلوق کو حتیٰ کہ پرندوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ پس

کارسازی کی تمام صفات اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں، مشرکین جن معبودان باطلہ کو متصرف اور مشکل کشا مانتے تھے کوئی بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا تو معلوم ہوا کہ اللہ ہی کارساز اور مافوق الاسباب متصرف ہے اور کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً﴾ (الاحقاف:۲۸) ﴿فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ (ھود:۱۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ

ہم کس طرح کے دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ منہ پھیرے چلے جاتے ہیں۔ ف۱ تو پوچھ

اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً

بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب بے خبری یا باخبری میں تم پر آجائے

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ

تو کیا بے فرمانوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟۔ ہم تو پیغمبروں کو

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ

ہمیشہ سے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہی بھیجا کرتے ہیں؟ ف۲ پھر جو لوگ

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

ایمان لاتے اور صلاحیت اختیار کرتے ہیں ان پر نہ تو کچھ خوف ہوتا اور نہ وہ غمگین ہوتے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جو ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ان کی بدکاری کی شامت میں انہیں کو

يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

عذاب پہنچے گا۔ تو کہہ کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ

اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ ہی میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

اللہ کے الہام کے سوا جو میری طرف آتا ہے میں کسی کا تابع نہیں ہوں تو کہہ کیا

وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ

اندھا اور سوانکھا ایک سے ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے۔ ف۳ اور جنہیں اللہ کے پاس

يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ

جمع ہونے کا خوف دامن گیر ہو جس میں نہ تو کوئی ان کا

دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا

دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اس کے ذریعہ ڈرا دے تاکہ وہ متقی بن جاویں۔

تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور جو اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کو صبح و شام اس کی یاد میں

(انعام ۶)

ف۱: فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے تو بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ان چیزوں کے واپس دلانے پر قدرت رکھتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں۔ دیکھئے توحید کے کس قدر زبردست اور پرزور دلائل ہیں جو بیان ہو رہے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے سوا سب بے بس ہیں لیکن مشرک لوگ باوجود اس قدر کھلی روشن اور صاف دلیلوں کے حق کو نہیں مانتے بلکہ اوروں کو بھی حق سے روکتے ہیں۔

قرآن میں توحید کے دلائل مختلف پہلوؤں سے اور مختلف اسلوب میں پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ جو لوگ بات سمجھنا چاہیں وہ بہ آسانی سمجھ سکیں۔

ف۲: رسول کو بھیجنے کا اصل مقصد معجزے دکھانا نہیں ہے بلکہ دعوت ایمان پیش کرنا ہے۔ جو اسے قبول کریں ان کو ابدی کامیابی کی خوشخبری سنانا اور جو اس سے انکار کریں انہیں ابدی ہلاکت سے آگاہ کرنا ہے۔ معجزے اگر دکھائے جاتے ہیں تو محض اتمام حجت کے لئے جب کہ اللہ کی حکمت اس کی متقاضی ہوتی ہے اس لئے رسول کے ساتھ معجزوں کو لازم و ملزوم سمجھنا صحیح نہیں۔

ف۳: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک نہیں نہ مجھے ان میں کسی طرح کا اختیار ہے نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا جاننے والا ہوں اور نہ میرا علم کامل و محیط ہے کہ وہ خاصہ حق تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں خاص اپنے علم میں رکھی ہیں مجھے ان میں سے کچھ بھی معلوم نہیں ہاں جن چیزوں پر اللہ تعالیٰ مجھے مطلع کر دیں ان پر مجھے اطلاع ہو جاتی ہے اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں کوئی فرشتہ ہوں بلکہ میں تو انسان ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تشرف عطا فرمایا ہے یعنی میری طرف جو وحی نازل فرمائی ہے میں اسی کی پیروی کرنے والا ہوں۔

پس اگر اس کے باوجود بھی کوئی شخص یہ اعتقاد کر رکھے کہ فلاں پیر نے فلاں مرید کو ایک خزانہ بخش دیا یا مالدار کر دیا یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو علم غیب ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے کیونکہ جب سید الرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ باتیں حاصل نہ ہوئیں تو پھر کسی اور رسول اور ولی کا کیا ذکر ہے۔ موجودہ زمانے کے اہل بدعت اس آیت میں یہود یا نہ تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے موجود تو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ لوگوں سے کہیں کہ میں اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اگرچہ فی الواقعہ میرے پاس خزانے ہیں اور میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو غیب جانتا ہوں (معاذ اللہ)

یہ واضح قرآن مجید کی تحریف ہے پھر اگلے حصہ کے متعلق یہ کہنا پڑے گا کہ میں تم سے یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور یہ بھی صریحا غلط ہے۔ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ کا عطف لا اقول پر ہے اسی طرح و لا اعلم الغیب کا عطف بھی لامحالہ لا اقول پر ہی ہے۔ عطف علی محل عندی خزائن اللہ لا لہ من جملۃ المقول کانہ قال لا اقول لکم ھذا القول و لا ھذا القول (مدارک) و قیل عطف علی لا اقول (جامع البیان)

اس آیت میں قیاس اقترانی کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ صورت قیاس یوں ہے لا اعلم الغیب دعویٰ ہے لانی بشر (صغریٰ) و کل بشر لا یعلم الغیب (کبریٰ) نتیجہ وہی جو بصورت دعویٰ مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ

لگے رہتے ہیں ف۱ ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالیو ان کی جوابدہی تیرے پر نہیں

شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

اور تیری جوابدہی ان پر نہیں پس تو ان کو نکالے گا

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ

تو تو خود ظالموں سے شمار ہو گا- اسی طرح پہلے بھی ہم نے بعض کو

بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ

بعض سے آزمایا تھا کہ (مغرور) کہیں کیا یہی ہیں جن پر ہم میں سے الگ

بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ

اللہ نے مہربانی کی ہے کیا اللہ کو شکر گزار بندے بخوبی معلوم نہیں- ف۲ اور جب

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

ہمارے حکموں پر ایمان رکھنے والے تیرے پاس آویں تو تو ان کو السلام علیکم کہہ

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

کہ تمہارے پروردگار نے رحم کرنا اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے جو کوئی تم میں سے

سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ

برا کام غلطی سے کر گزرے پھر اس کے پیچھے توبہ کرے اور صالح بن جائے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

تو اللہ ہی بخشنہار مہربان ہے- ف۳ اسی طرح ہم مفصل احکام بتلایا کرتے ہیں تاکہ لوگ

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

سمجھیں اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے- تو کہدے کہ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ

ہو ان کی عبادت سے مجھے منع ہے تو کہدے کہ میں

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ

تمہاری خواہشوں پر نہ چلوں گا ورنہ خود گمراہ ٹھہروں گا اور ہدایت والوں سے نہ رہونگا- ف۴ تو کہدے

اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ

میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور تم اس سے منکر ہو چکے ہو تم جس کی

ف۱: مکہ میں دعوتِ قرآنی پر لبیک کہنے والوں میں ایسے لوگوں کی تعداد خاصی تھی جن کی نہ کوئی مالی حیثیت تھی اور نہ جو دنیوی جاہ و حشمت رکھتے تھے اور بعض تو غلامی کی زندگی گذار رہے تھے مگر وہ اپنے رب کے لئے اپنے سینہ میں دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے جس نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع کیا تھا اور وہ آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ لیکن قریش کے سردار ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کا گھمنڈ اس بات کو گوارا نہیں کرتا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مجلس میں آئیں جس میں امیر و غریب سب کا درجہ برابر تھا اس لئے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان لوگوں کو آپ اپنے پاس سے ہٹا دیجئے تو ہم آپ کے پاس آئیں۔ ان کے اسی مطالبہ کو یہاں سختی کے ساتھ رد کر دیا گیا ہے اور مخلص اہل ایمان کی قدر افزائی کی گئی ہے اگرچہ کہ وہ غریب اور بے نوا ہوں۔

ف۲: دنیا دار متکبروں کی تو ہمیشہ سے ہی یہ عادت ہے کہ وہ غربا کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے ان ہی فرعونی دماغ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ہم آپ کے پاس آئیں تو ہماری موجودگی میں ان غریب کنگلوں کو نہ بیٹھنے دیا کریں آپ کو بھی بایں نیت کہ یہ فرعونی دماغ اگر صحبت میں حاضر ہوا کریں گے تو آخر ان کی حالت بھی درست ہو جائے گی اس لئے چند روز کے لئے یہ حکم نافذ کرنے کا خیال آیا' مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی قدر خود جانتا ہے اور امیری غریبی کو وہاں کوئی دخل نہیں۔ ﴿اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ (الشعراء: ۸۹) ہی معزز ہیں اس لئے غیرت الٰہی کو جوش آیا اور یہ آیت نازل فرمائی اس مضمون کی آیات قرآن شریف میں بکثرت ہیں۔ راقم کہتا ہے یہ فرعونی دماغ کے لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں خصوصاً اس تہذیب (تخریب) کے دور میں تو ان فرعونوں کی ایسی کثرت ہے کہ الامان۔ والحفیظ

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری دیئے جائیں غریب مہاجرین ایسی چیز کی جس سے ان کے چہرے چمکنے لگیں اور وہ یہ ہے کہ غریب مہاجرین امیروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے بعض روایات میں پانچ سو برس کا لفظ آیا ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں کہ ایمان والے جب تیرے پاس آ کر سلام کریں تو ان کے سلام کا جواب دو ان کا اکرام کرو اور انہیں اللہ کی وسیع رحمت کی خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نفس پر رحم و کرم کو واجب کر لیا ہے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ گناہ ہر شخص جہالت سے ہی کرتا ہے۔

اگر یہ شبہ ہو کہ جو گناہ جہالت سے نہ ہو اس سے توبہ اور اس کی مغفرت نہیں ہوگی؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں جہالت سے مراد جہالت علمی نہیں بلکہ عملی ہے جو ہر گناہ کے لئے لازم ہے جیسا کہ حسن سے منقول ہے کل من عمل معصیة فهو جاهل۔

ف۴: مشرکین تو ہر طرح سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے کبھی تکلیف سے تو کبھی تخفیف سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو باشتی سمجھاتے کہ اگر آپ ہمارے معبودوں کی عبادت نہیں کرتے تو بہتر ہے کہ ایک دفعہ ان کو ہاتھ لگا دیجیے پھر ہم آپ کے الٰہ کی عبادت کیا کریں گے چونکہ یہ ایک بے ہودہ طریق تھا اس لیے اس بارہ میں کئی مواقع پر آیات نازل ہوئیں اور یہ آیت بھی انہی میں سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ

جلدی چاہتے ہو وہ میرے پاس نہیں اللہ کے سوا کسی کا اختیار نہیں وہی حق بیان کرتا

وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا

ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو کہہ تمہارا جلدی چاہا ہوا عذاب اگر میرے بس میں ہوتا

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ

تو میرا تمہارا مدت کا فیصلہ ہو گیا ہوتا اللہ ہی

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا

ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں

يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

ان کو وہی جانتا ہے جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے وہ سب کو جانتا ہے

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ

اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے اس کو بھی جانتا ہے کوئی دانہ خشک ہو یا تر زمین کے

ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ

اندھیروں میں بھی ہو وہ بھی اس کے

كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ

روشن علم میں ہے۔ فف وہی ہے جو تم کو رات میں سلاتا ہے اور

يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ

تمہارے دن کے کاموں سے مطلع ہے پھر تم کو اٹھاتا ہے

لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

تاکہ تمہاری اجل مقررہ پوری ہو پھر تم نے اسی کی طرف جانا ہے پھر

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ

وہ تم کو تمہارے کاموں سے خبر دے گا۔ وہ اپنے بندوں پر ضابط ہے

عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ

وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کی موت کا

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝

وقت آتا ہے تو ہمارے فرستادہ فرشتے اس کو فوت کرتے ہیں اور وہ کمی نہیں کرتے۔ فف

اس صفت سے موصوف نہیں۔ اب جو شخص کسی نبی یا ولی کو علم غیب سے موصوف سمجھے تو قرآن وحدیث کی تصریحات سے وہ شخص منکر قرآن وحدیث ہے اور حسب فتویٰ فقہائے حنفیہ کافر ہے۔ علمائے حنفیہ نے صاف لکھا ہے کہ جو کوئی نبی ﷺ کے حق میں علم غیب کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہے اگر کسے بدوں شہود نکاح کردو گفت کہ خدا و رسول..... گواہ کردم یا فرشتہ..... گواہ کردم کافر شود۔ یعنی اگر کوئی شخص بغیر گواہوں کے کسی عورت سے نکاح کرے اور یہ کہے کہ میں اس نکاح پر اللہ اور رسول کو گواہ کرتا ہوں یا یہ کہے کہ میں فرشتہ کو گواہ کرتا ہوں تو وہ شخص کافر ہے (مالابد۔ مسائرہ فتاویٰ قاضی خاں وشرح فقہ اکبر)

حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے آیت ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الخ (لقمان:۳۴) پڑھی یعنی قیامت کا علم۔ بارش کا علم پیٹ کے بچے کا علم کل کے کام کا علم۔ اور موت کی جگہ کا علم ان اشیاء کا تفصیلی اور کلی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے خاصة الشیء یوجد فیه و لا یوجد فی غیره۔

فف: لفظ فوق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہی متصف ہے سلف امت اور آئمہ ملت کا بھی یہی مذہب ہے اور تمام اس پر متفق ہیں اور اس صفت پر بغیر تکییف وتاویل اور تعطیل کے ایمان لانا واجب ہے۔ (فتح البیان) رُسُلُنَا سے مراد وہ فرشتے ہیں جن کا کام ہی روح قبض کرنا ہے و هم ملك الموت و اعوانه (کشاف) روح قبض کرنے کا عمل اصل میں تو صرف قدرت حق تعالیٰ سے ہوتا ہے اور ظاہری عمل ملک الموت کرتے ہیں جبکہ باقی دوسرے فرشتے اس کے ماتحت ہوتے ہیں انہی کے لئے یہاں صیغہ جمع آیا ہے التوفی فی الحقیقة یحصل بقدرة الله و هو فی العالم الظاهر مفوض الی ملك الموت و هو الرئیس المطلق فی هذا الباب و له اعوان و خدام وانصار (کبیر) اس آیت سے ان مشرک قوموں کی تردید ہوتی ہے جو فرشتہ موت کو فاعل مختار و متصرف بالذات جانتے ہوئے ان کی پوجا کرتے ہیں نیز یہ آیت عصمت ملائکہ پر ناطق ہے دلت هذه الاية علی ثبوت عصمة الملائكة علی الاطلاق (ابن جریر) اہل بدعت کا اعتراض بھی باطل ہو گیا جو کہتے ہیں اگر ایک فرشتہ عزرائیل ایک وقت میں ہزاروں جگہ حاضر ناظر ہو کر انسانوں کی جانیں قبض کر لیتا ہے تو کیا نبی ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہو سکتے۔ رُسُلُنَا جمع کے صیغہ سے معلوم ہوا کہ صرف ایک ہی فرشتہ نہیں بلکہ اس کے ماتحت اور بھی فرشتے ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ (السجدة:۱۱) میں ملک الموت واحد کا صیغہ ہے جس سے مراد ایک فرشتہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اسم جنس ہے جو قلیل وکثیر دونوں پر آتا ہے۔

فف: مفاتح کا مفرد اگر مَفْتَح بفتح میم ہو تو اس کا ترجمہ غیب کے خزانے ہوگا اور مفتح بکسر میم کی جمع کہا جائے تو ترجمہ غیب کی کنجیاں ہوگا جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے بھی غیب کی کنجیاں ترجمہ کیا ہے۔ مطلب یہ کہ غیب کے خزانے اور اس کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ ان میں سے جس خزانے کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے کسی میں یہ طاقت اور قدرت نہیں کہ اپنے حواس وعقل وغیرہ آلات ادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اس پر ظاہر کر دیئے گئے ہیں ان میں از خود اضافہ کر لے کیونکہ غیب کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں اگرچہ بہت سی جزئیات وواقعات غیبیہ پر کسی کو مطلع کر دیا گیا ہوتا ہم غیب کے اصول وکلیات کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کوئی نبی کوئی ولی اور کوئی فرشتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ

پھر اپنے حقیقی مولیٰ کی طرف پھیرے جاتے ہیں سن رکھو اسی کا حکم ہے

وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ

وہی سب محاسبوں سے جلد حساب لینے والا ہے۔ ف۱ دریافت کر کہ بتلاؤ تو

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ

جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے ف۲ کون تم کو خلاصی دیتا ہے کس کو گڑگڑا کر پوشیدہ

لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

پوشیدہ پکارتے ہو اگر وہ ہم کو اس سے نجات دے تو ہم ضرور ہی اس کے شکر گزار بنے رہیں۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

تو کہہ اللہ ہی تم کو اس مصیبت سے اور ہر ایک گھبراہٹ سے نجات دیتا ہے پھر بھی

تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

اس کا ساجھی بناتے ہو۔ ف۳ تو کہدے وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

پر کوئی عذاب اوپر سے یا نیچے سے بھیج دے یا تم کو مختلف فریق بناکر

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ

ایک کو دوسرے سے مزہ چکھادے تو دیکھ ہم کس طرح کے دلائل

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ

ان کو بتلاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ اور تیری قوم نے اس کو جھٹلایا ہے

قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝

حالانکہ یہ بالکل حق ہے ف۴ تو کہہ میں تم پر محافظ نہیں ہوں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ

ہر ایک بات کا ایک وقت مقرر ہے اور تم خود ہی جان لوگے۔ ف۵ اور جب تو ہمارے

الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

حکموں سے مسخری کرنے والوں کو دیکھے تو جب تک وہ کوئی دوسری

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

بات شروع نہ کریں ان سے ہٹ رہ اور اگر شیطان تجھ سے

ف۱: مرنے کے بعد انسان کا خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کے حضور پہنچ جاتا ہے۔
ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری قسمتیں اسی کے ہاتھ میں ہوں گی اور اس خیال خام میں مبتلا نہ رہو کہ کسی کا دامن پکڑ کر نجات حاصل کر سکو گے۔
اربوں انسانوں کا حساب لینے میں اللہ کو کچھ دیر نہیں لگے گی۔

ف۲: تاریکیوں سے مراد وہ تاریکیاں ہیں جو آفات کی شکل اختیار کر لیں مثلاً جب گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے اور طوفانی ہوائیں چلنے لگیں یا صحرا میں آندھی آ جائے یا سمندر کی موجیں آدمی کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔

ف۳: اللہ تعالیٰ اپنا احسان ذکر فرماتے ہیں کہ جب تم خشک بیابانوں اور لق و دق سنسان جنگلوں میں راہ بھٹکتے ہوئے قدم قدم پر خوف و خطرہ میں مبتلا ہو جاتے ہو اور جب تم کشتیوں میں بیٹھے ہوئے طوفانوں کے وقت سمندر کے تلاطم کے زمانے میں مایوس و عاجز ہو جاتے ہو تو اس وقت تو تم اپنے دیوتاؤں اور بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے گا تو ہم ہمیشہ تیرے شکر گزار رہیں گے باوجود اس عہد و پیمان کے آزاد ہوتے ہی ہمارے ساتھ شرک کرنے لگے اور اپنے جھوٹے معبودوں کو پھر پکارنے لگے۔
ہمارے زمانے کے مشرک جب دریا یا کسی طوفان وغیرہ میں پھنس جائیں تو بہاول الحق کو پکارتے ہیں اور بجلی کی کڑک پر بابا فرید شکر گنج نہ رہے دھوکہ نہ رہے رنج۔ مشرکین مکہ تو بوقت مصیبت اللہ کو پکارتے اور پھر شرک کرنے لگے مگر مشرکین پاک و ہند سرے سے غیر اللہ کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور ماننے کی توفیق دے۔

ف۴: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت پر قحط کا ایسا عذاب نہ آئے جس میں سب ہلاک ہو جائیں اور طوفانوں کا ایسا عذاب نہ آئے جس میں سب غرق ہو جائیں دونوں باتیں اللہ رب العزت نے منظور کر لیں اور میں نے یہ دعا کی کہ میری امت میں آپس کا تفرقہ اور پھوٹ نہ ہو لیکن اس دعا کو اللہ پاک نے قبول نہ فرمایا (مسلم حدیث التفاسیر)
اللہ کی نافرمانی کرنے والے جب یہ دیکھتے ہیں کہ گناہ اور برائی کے کام کرتے رہنے کے باوجود خدا کا عذاب نہیں آتا تو وہ چین کی بانسری بجانے لگتے ہیں کہ کوئی عذاب آنے والا نہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو یہاں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ خطرہ کی گھنٹی ہر آن بج رہی ہے لیکن جن لوگوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں انہیں اس کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اللہ کے عذاب کو آتے کیا دیر لگتی ہے۔ ہوا کا ایک طوفان اچانک نمودار ہو کر تمہارے پرخچے اڑا سکتا ہے سیلاب کا ایک ریلا تمہاری فصلوں سمیت تم کو بہالے جانے کے لئے کافی ہے زلزلہ کا ایک جھٹکا تمہاری آبادیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر سکتا ہے اور یہ بھی بعید نہیں کہ تمہارے درمیان پھوٹ پڑ جائے اور تم باہم متصادم گتھا ہو جاؤ یا قوموں کے عناد کے نتیجہ میں تمہیں ایک دوسرے کی قوت کا مزہ چکھنا پڑے۔

ف۵: ابن عباسؓ وغیرہ نے کہا کہ ہر خبر کے لئے ایک حقیقت ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے اس کا وقت مقرر ہے اور تمہیں عنقریب حقیقت حال معلوم ہو جائے گی جب واقعہ کا انکشاف ہو جائے گا تو جان لوگے اس میں بڑی تہدید اور سخت وعید ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

یہ حکم فراموش کرادے تو بعد یاد آنے کے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ ف۱

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

جو پرہیزگار ہیں ان پر ان کی جوابدہی نہیں ہے

وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ

ہاں ان کو نصیحت کردیں شاید وہ بچ جائیں۔ ف۲ اور جن

اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

لوگوں نے اپنا مذہب ہنسی اور تحول سمجھ رکھا ہے ف۳ اور دنیا کی زندگی سے فریب

الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

کھائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دے اور اس کے ساتھ تو نصیحت کر مبادا کوئی نفس

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ

بداعمالی کی سزا میں ہلاک ہو اور اس کا اللہ سے ورے نہ تو کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور تمام

تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

قسم کے معاوضات اگر دینا چاہے گا تو بھی اس سے نہ لیے جائیں گے یہ لوگ جو اپنی

اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

بدکرتوت کی وجہ سے تباہ گئے انہی کو گرم پانی ملے گا اور ان کے کفر کی شامت

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

سے دکھ کی مار ہو۔ ف۴ تو کہہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پکاریں

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا

جو نہ ہم کو نفع دے سکیں اور نہ نقصان اور جب اللہ نے ہم کو ہدایت کی تو اب ہم

بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ

الٹے پاؤں گمراہی کی طرف لوٹیں؟ جیسے کسی کو جنگل میں بھوت حیران کر دیں

فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۡ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى

اور اس کے دوست اس کو بلائیں کہ سیدھی راہ پر

الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ

آ تو کہہ کہ ہدایت الٰہی ہی اصل ہدایت ہے

ایک طرف یہ تاکیدی ہدایت ہے اور دوسری طرف موجود دور کے لادینیت پسند مسلمان ہیں جو غیر مسلموں کو اپنی مجلسوں میں بلا کر ان سے ایسی تقریریں کراتے ہیں جن میں شریعت کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور جہاں موقع ملتا ہے خود بھی دین پر تیشہ چلاتے ہیں تاکہ ان کے لادینی ہونے کی لاج رہ جائے۔

ف۱: جب ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت ہوئی جو دین کی اہانت کریں تو بعض صحابہؓ نے کہا کہ اس صورت میں ہم لوگوں کو حرم میں ٹھہرنا مشکل ہوگا کیونکہ جب کافر ہم کو دیکھیں گے تب ہی دین کی اہانت کرنے لگیں گے تاکہ ہم وہاں بیٹھ ہی نہ سکیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اگر حق کا اظہار کرسکو تو کافروں اور مشرکوں میں بیٹھنا روا ہے وہاں بیٹھو اور نصیحت کرتے رہو۔ اور یہ نہ ہوسکے تو پھر ان کی مجالس سے دور رہو۔

ف۳: دین سے مراد اسلام ہے اور اسے ان لوگوں کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ اللہ نے دین اسلام کو پوری انسانیت کی رہنمائی کے لیے نازل کیا تھا اس لئے یہ دین ہر شخص کا اپنا دین ہے لیکن ان ناقدروں نے اپنے اس دین کو اپنا رہنما بنانے کے بجائے کھیل تماشا بنالیا کہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اس ذہنیت کے لوگ ہر زمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں اور آج کا ''ماڈرن'' انسان بھی اسلام کو دقیانوسی قرار دے کر اس کی تعلیمات کا مذاق اڑاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ''روشن خیالی'' ہے۔

ف۴: قرآن سنا کر لوگوں کو ہوشیار کردو حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ یعنی افضل تم میں وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور لوگوں کو سکھایا۔ وفی روایۃ خیرکم۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِنِّی قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ (ترغیب) یعنی میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم ان دونوں پر پکے ہو کر عمل کرتے رہو گے تب تک ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی (یعنی میری) سنت ہے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حکم فرمارہا ہے کہ اللہ کی ناراضگی اور اس کے عذابوں سے انہیں ڈرا دو تاکہ کوئی شخص اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہلاک نہ ہو اور پکڑا نہ جائے رسوا نہ کیا جائے اور فرمایا کہ کافر پورے ظالم ہیں اگر یہ لوگ قیامت کے دن تمام دنیا کی چیزیں فدیے میں اور بدلہ میں دینا چاہیں تو بھی ان سے نہ فدیہ لیا جائے گا نہ بدلہ کسی چیز کے بدلے میں اور وہ عذابوں سے نجات نہیں پا سکتے۔

ف: اس آیت میں خطاب تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہے مگر مراد امت کا ہر فرد ہے یہ آیت پاک ایک عظیم نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو بدعتی اور قرآن حکیم کی آیات میں تحریف کرنے والوں کی مجالس میں جا کر بیٹھتے ہیں جہاں کتاب وسنت کے ساتھ ٹھٹھا مذاق کیا جاتا ہے اور آیات واحادیث کے معانی اپنی آراء وخواہشات باطلہ اور بدعات فاسدہ کے مطابق گھڑتے ہیں' قرآن پاک اور حدیث مطہر کی تحریف کی جاتی ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی مجالس کو سم قاتل جان کر پرہیز واحتراز کریں اس لئے کہ ایسے لوگوں کی مجلس سے دل میں ایسی بات جم جاتی ہے کہ پھر اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات آدمی ایمان سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا

اور ہم کو یہ حکم پہنچا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین ہی کے تابع ہوں۔ ف۱ اور یہ کہ نماز

الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾

پڑھتے رہو اور اسی سے ڈرتے رہو اور وہ اللہ وہی ہے جس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے قانون سے پیدا کیا ہے

وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ

اور جس دن کسی چیز کو ہو کہتا ہے وہ فورا ہو جاتی ہے۔ ف۲ اس کا حکم بالکل ٹھیک ہے اور

الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ

جس دن قیامت بپا ہوگی اسی کا اختیار ہوگا وہی غائب اور حاضر کو برابر جانتا ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ

اور وہی بڑا باحکمت باخبر ہے۔ ف۳ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر

اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ

سے کہا کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری قوم کو

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ ف۴ اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ

اور زمینوں کی حکومت دکھاتے تھے کہ وہ

الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ

یقین رکھنے والا ہو جائے ف۵ پھر جب رات کا اندھیرا اس پر ہوا تو ایک ستارہ کو

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

دیکھ کر بولا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غروب ہوا تو کہنے لگا

الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

میں ان ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جگمگاتا

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

ہوا چاند دیکھ کر کہنے لگا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگا

ف۱: یعنی اگر میں اسلام اور توحید پر رہنے کے بعد دوبارہ پھر گمراہی میں جا پڑوں تو میری مثال اس شخص جیسی ہوگی کہ جس کو شیاطین اٹھا کر لے جائیں اور کسی گمراہی کی زمین پر ڈال دیں پھر اس کے بعد وہ وہ شخص جو کہ اسلام اور توحید پر تھا حیران و پریشان ہو جائے اور اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ میں کدھر جاؤں اور اس کو اس کے وہ ساتھی جو کہ توحید و اسلام پر ہیں وہ اس کو کہیں کہ ہمارے پاس لوٹ آ یہ ان کو نہ تو کوئی جواب دے اور نہ ہی ان کے پاس واپس جائے اور حیرانی و پریشانی میں ہی رہ جائے۔ تو معلوم ہوا کہ اصل ہدایت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی باقی اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ باطل اور گمراہی ہے۔

ف۲: یعنی خالص اسی کی بندگی کریں اور نماز قائم رکھیں اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔

اپنے کو اللہ کے حوالے کرنے کا اولین مظہر نماز ہے۔ جب تک آدمی نماز قائم نہیں کرتا اس حوالگی کے کوئی معنی نہیں۔ اور ''اس سے ڈرتے رہو'' (تقویٰ) کا عملی ثبوت آدمی شرعی احکام کی پابندی کر کے ہی دے سکتا ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے پاس جمع ہونا ہے اسی نے آسمان و زمین کو عدل سے بنایا ہے قیامت کو کہے گا کہ ہو جا اور وہ ہو جائے گی یا یہ مطلب کہ اس دن سے ڈرو کہ ایک کُنْ کے کہنے سے موجود ہو جائے گا یا یہ مراد کہ پیدا کیا اس نے وہ دن جس دن کہ کُنْ کہے گا۔

ف۳: اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صور ایک نرسنگا ہے جس میں پھونکا جائے گا اس میں تین نفخے پھونکے جائیں گے پہلا گھبراہٹ کا' دوسرا بے ہوشی کا اور تیسرا رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کا۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ کو کس طرح چین اور راحت حاصل ہو کہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو لبوں پر رکھے ہوئے ہے اور کان لگائے اور سر کو جھکائے ہوئے اس انتظار میں کھڑا ہے کہ جب حکم ملے فوراً صور کو پھونک دے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین گھبرا گئے اور عرض کیا ہم کیا کریں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور یوں کہو کہ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

ف۴: حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا آزر سے مراد بت ہے آپ کی والدہ کا نام مشلہ تھا اور آپ کی بیوی کا نام سارہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہاجرہ تھا جب کہ درست بات یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں نام ہوں یا ایک تو نام ہو اور دوسرا لقب ہو' یہ بات نہایت قوی ہے۔

ف۵: اگرچہ ابراہیم نے ایک بت پرست خاندان اور ایک بت پرست قوم میں جنم لیا تھا لیکن اللہ کی بخشی ہوئی عقل سے کام لینے کے نتیجہ میں جس طرح ان پر بت پرستی کی گمراہی واضح ہو گئی تھی اسی طرح آسمان و زمین کے نظام پر غور کرنے سے انہیں اللہ کی وحدانیت پر بھی پورا یقین ہو گیا تھا کیونکہ یہ نظام کائنات شہادت دیتا ہے کہ یہاں صرف ایک ہستی ہی کی فرمانروائی ہے جس نے تمام چیزوں کو اپنے قانون میں جکڑ رکھا ہے۔ ابراہیم نے خدا اور مذہب کے معاملہ میں اپنے آباء و اجداد کی اندھی تقلید نہیں کی بلکہ سوجھ بوجھ سے کام لیا اور نظام کائنات کے مشاہدہ سے صحیح نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً

اگر میرا پروردگار مجھے ہدایت نہ کرے گا تو میں گمراہ قوم سے میں ہو جاؤں گا- پھر جب سورج کو

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ

چمکتا ہوا اس نے دیکھا تو کہنے لگا یہ میرا اللہ ہے یہ تو بہت بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوا تو بولا

يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ

اے میرے بھائیو میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں-میں نے یکطرفہ ہوکر اپنا رخ اس ذات کی

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا

طرف پھیرا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ

اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں- ف۱ اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا

اَتُحَاۗجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا

اس نے کہا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے

تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ

ہدایت کی ہے اور میں تمہارے ساجھیوں سے نہیں ڈرتا لیکن جو میرا پروردگار چاہے

كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ

میرے پروردگار کو ہر چیز کا علم ہے کیا تم نصیحت نہیں پاتے- بھلا میں تمہارے

اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ

ساجھیوں سے کیونکر ڈروں تم تو بے دلیل اللہ کا ساجھی بنانے سے نہیں ڈرتے

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ

پس تم خود ہی غور کرو کہ میں جو صرف اللہ ہی کی طرف ہو رہا ہوں اور تم جو اس کے ساجھی بھی بناتے ہو ہم

الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

دو فریقوں میں سے کون زیادہ امن کا مستحق ہے اگر تم کو علم ہے- ف۲

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو بے راہی سے بچاتے رہے انہی کو

لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ

امن ہوگا اور وہی راہ راست پر ہیں- ف۳ یہ دلیل ہم (اللہ) نے ابراہیم کو

ف۱: رات کے اندھیرے میں جناب خلیل اللہ ستارے کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ میرا رب ہے جب وہ غروب ہو جاتا ہے تو آپ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ پروردگار نہیں کیونکہ رب دوام والا ہوتا ہے وہ تغیر اور انقلاب سے پاک ہوتا ہے' پھر چاند کو دیکھتے ہیں تو یہی فرماتے ہیں جب وہ بھی غروب ہو جاتا تو اس سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔

پھر سورج کے طلوع ہونے پر اسے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ روشن دیکھ کر یہی کہتے ہیں پھر جب وہ بھی غروب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودوں سے بیزار ہو جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ میں اپنی عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کو مخصوص کرتا ہوں جس نے بغیر کسی نمونے کے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ مفسرین ان آیات کے بارے میں دو خیال ظاہر کرتے ہیں' ایک تو یہ کہ یہ بطور نظر اور غور و فکر کے تھا دوسرے یہ کہ یہ سب بطور مناظرہ کے تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری بات ہی مروی ہے اور ابن جریر بھی اسی کو پسند کرتے ہیں۔

قال الزجاج عندی انه قال هذا ربی علی قولکم و نظیر هذا قوله تعالیٰ این شرکائی والمعنی این شرکائی علی قولکم (قرطبی) معناه هذا ربی فی زعمکم و اعتقاد کم و نظیره قال تعالیٰ وانظر الیٰ الٰهك الذی ظلت علیه عاکفا (کبیر)

مخالف پر حجت الزامی قائم کرنا تبلیغ و علمی مناظرہ کے معمولات میں سے ہے بلکہ عام گفتگو میں بھی یہ دستور ہے کہ دوسرے کے خیال کو اپنی زبان سے بجنسہ دہرا دیتے ہیں اور سیاق و لہجہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مخاطب کا قول و خیال نقل ہو رہا ہے بغیر اس کے کہ متکلم اس کی تصریح کرے۔

بعض نے هذا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف مانا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی وہ دن کو ستاروں کے تغیر احوال کا مشاہدہ کرا کے اس سے اللہ کی توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچارگی پر استدلال کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ تینوں واقعات ایک رات کے نہیں ہو سکتے یا تو دو راتوں کے ہیں یا پھر تین راتوں کے۔

ف۲: ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ان کو ڈرانے کی کوشش کی کہ ہمارے معبودوں سے خفا ہو کر تم کو تکلیف دیں گے' ابراہیمؑ نے کہا یہ تو ایک مخلوق ہیں نہ یہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان ان سے کیا ڈرنا' ڈر تو اس کا ہوتا ہے جس کو نفع و ضرر پر قدرت ہو ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ مجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو اس کا اختیار اللہ کو ہے نہ کہ تمہارے ان معبودان باطلہ کو جو نہ کسی کا برا کر سکیں نہ بھلا' اس امت کے کلمہ گو پیر پرست بھی اہل توحید سے کہتے ہیں جو شخص بڑے پیر کی گیارھویں ترک کرے گا اس کا بیٹا یا بھینس مر جائے گی یا کوئی اور نقصان ہو جائے گا تو ایسے لوگوں کیلئے بھی یہی جواب ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

ف۳: اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ جو لوگ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور خلوص کے ساتھ دینداری کریں' رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں تو امن و امان والے راہ راست والے یہی لوگ ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام ظلم کا لفظ سن کر چونک اٹھے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ہم سب میں سے ایسا کون ہے جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو اس پر آیت ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان:۱۳) نازل ہوئی یعنی یہاں مراد ظلم سے شرک ہے۔ (بخاری) معلوم ہوا کہ ظلم سے مراد شرک ہے خواہ یہ شرک توحید رب العالمین میں ہو یا رسالت سید المرسلین میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ

اس کی قوم کے مقابل سمجھائی تھی ف۱ ہم جس کو چاہیں بلند درجہ عنایت کریں ف۲

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ

تیرا پروردگار بڑی حکمت والا بڑا ہی علم والا ہے۔ ف۳ اور ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب بخشا

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ

ان سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت کی تھی اور ابراہیم کی اولاد

وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ

سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو ہدایت کی تھی اسی طرح

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ

ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ف۴ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (علیہم السلام) کو ہدایت کی

كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَ

یہ سب ہمارے نیک بندے تھے۔ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط (علیہم السلام) کو راہ دکھائی

لُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَ

اور ان سب کو ہم نے کل جہان کے لوگوں پر برتری دی۔ اور ان کے بزرگوں اور فرزندوں

ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى

اور برادری کے لوگوں میں سے بھی بعض کو ہدایت کی اور برگزیدہ کیا اور راہ

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ

راست کی ہدایت کی۔ یہ اللہ کی راہنمائی تھی اللہ اپنے بندوں سے

يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جسے چاہے اس روش کی ہدایت کرتا ہے اور اگر یہ بھی اللہ کا ساجھی بناتے تو ان کا بھی

يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَ

کیا کرایا سب اکارت جاتا۔ ف۵ انہی کو ہم نے کتاب اور بادشاہی اور نبوت

النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

عطا کی تھی پس اگر یہ لوگ تیری نبوت سے منکر ہوں تو ہم نے اس کے لئے ایک قوم کو

لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

تعینات کیا ہے جو اس سے منکر نہ ہوں گے۔ ف۶ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت کی پس تو

ف۱: یہ ہماری وہ دلیل تھی جس کا فہم ہم نے ابراہیم کو بخشا تھا تاکہ وہ شرک کے باطل اور توحید کے حق ہونے پر استدلال کریں اور استدلال کے ذریعہ اپنی قوم پر حجت قائم کریں۔

اس سے واضح ہوا کہ اوپر جو واقعہ بیان ہوا وہ ابراہیم کا اپنی قوم کے ساتھ بحث و جدال کا واقعہ تھا نہ کہ اپنی ذات کے لئے تلاش حق کا۔ اس لئے ستارہ کو دیکھ کر اس کو اپنا رب کہنا اس مفہوم میں تھا کہ کیا یہ وہ تمہارا خدا ہے جس کو میں اپنا رب مان لوں؟ اس کے بعد جب وہ غروب ہو گیا تو انہوں نے مخاطب کی دلیل انہی پر الٹ دی۔ اس وضاحت کے بعد ان بے سروپا روایتوں کا سہارا لینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی جن میں اس واقعہ کو ابراہیم علیہ السلام کے بچپن کے واقعہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور یہ فرضی کہانی گھڑی گئی ہے کہ ابراہیم کا بچپن ایک بند غار میں گزرا تھا اس لئے جب وہ پہلی مرتبہ غار سے باہر آئے تو ستارہ دیکھ کر انہوں نے اسے خدا سمجھ لیا۔ افسوس کہ اس قسم کی اسرائیلیات نے تفسیروں میں جگہ حاصل کر لی ہے۔

ف۲: ابراہیم کو یہ حجت' یہ فہم' یہ بصیرت اور ایک مشرک قوم کو توحید کی دعوت دینے کا یہ حوصلہ عطا کر کے ہم نے ان کے درجات بہت بلند کر دیئے تھے اور ہم اسی طرح جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔

ف۳: اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ درجات کی یہ بلندی جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے اس کے علم و حکمت کا فیضان ہے۔

ف۴: ذریتہ کی ضمیر کا مرجع نوح کو کیا جائے تو ٹھیک ہے اس لئے کہ ضمیر سے پہلے سب سے قریب نام یہی ہے امام ابن جریرؒ اسی کو پسند فرماتے ہیں۔ اور ہے بھی یہ بالکل ظاہر جس میں کوئی اشکال نہیں' لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ضمیر ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے اس لئے کہ کلام انہیں کے حق میں ہے۔ مگر لوط علیہ السلام کا ہونا بعد میں ذکر ہونے والے ناموں میں اشکال کا باعث بنتا ہے کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں ہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں اور ان کے والد کا نام ماران بن آزر ہے اور اگر اشکال کا باعث نہ بنے تو پھر اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ باعتبار غلبے کے انہیں بھی اولاد میں شامل کر لیا گیا ہو۔

ف۵: یعنی اگر یہ لوگ (انبیاء کی جماعت) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرتے تو ان کی ساری ساری نیکیاں تباہ و برباد ہو جاتیں اس لئے کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوتا چاہے وہ کیسا ہی اچھا کام کیوں نہ ہو تو یہ تشدید ہے اور امر شرک کے لئے تغلیظ ہے' شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتے ہیں ﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ الاية (الزمر:٦٥) یعنی

اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے پہلے آنے والوں کو کہ اگر تو نے شریک مانا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

ف۶: مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے ان انبیاء کو جن کا ذکر اوپر ہوا کتاب' حکم اور نبوت سے سرفراز فرمایا تھا آج محمد ﷺ کو اس سے سرفراز فرمایا ہے اور یہ اہل مکہ کے لئے آپ کے واسطہ سے بہت بڑی نعمت ہے لیکن اگر یہ لوگ اس سے انکار کرتے ہیں تو کریں وہ اپنے ہی کو اس کے فیضان سے محروم رکھیں گے۔ ہم نے تو اس نعمت دین کو ایسے لوگوں کے سپرد کیا ہے اور انہیں اس کا ذمہ دار بنایا ہے جو اس کی ناقدری کرنے والے نہیں ہیں یہ اشارہ آپ کے ان ساتھیوں کی طرف ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کے لائے ہوئے دین کے قدر شناس بنے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقْتَدِهْ ۚ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى

انہی کی ہدایت پر چل۔ ف۱ تو کہہ میں تم سے اس کے بدلے میں کوئی مزدوری تو نہیں مانگتا یہ قرآن

لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۰ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ

سب جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔ اور اللہ کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے کیونکہ یہ کہتے ہیں

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

اللہ نے کسی آدمی پر کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی تو پوچھ کہ جس کتاب کو موسیٰ لائے

الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

تھے وہ کس نے اتاری تھی جو نور اور لوگوں کے لئے ہدایت تھی جس کو تم

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ

متفرق اوراق میں لکھ رکھتے ہو کچھ تو ظاہر کرتے ہو اور بہت سا حصہ چھپا لیتے ہو حالانکہ وہ

تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ

باتیں تم کو بتلائی گئی تھیں جو خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو بھی معلوم نہ ہوئی تھیں تو کہہ کہ اللہ ہی نے اتاری تھی پھر

يَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ

ان کو انکی بکواس میں چھوڑ دے ہنسی مخول میں کھیلتے ہیں ف۲ اور اس بابرکت کتاب کو جو اپنے سے پہلی کتاب

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰي وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ

تصدیق کرتی ہے ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ تو مکہ اور اس کے اطراف والوں کو ڈراوے اور جو لوگ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ

آخرت پر ایمان رکھتے ہوں گے وہ تو ضرور ہی اس کو مانیں گے اور نماز پر محافظت

يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا

کرتے رہیں گے۔ ف۳ اور اللہ پر جھوٹ کا افترا کرنے والے سے یا جو کہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے

اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

حالانکہ اسے الہام کچھ بھی نہ ہوتا ہو۔ ف۴ یا جو کہے کہ میں بھی اللہ کے اتارے ہوئے کلام

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ

جیسا کلام اتار سکتا ہوں ان سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا اگر تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھے جب یہ

الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

موت کی سختی میں ہوتے ہیں اور فرشتے لیے ہاتھ کرکے کہتے ہیں ان قالبوں کو خالی کرو

ف۱: راہ سے توحید مراد ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام متفق تھے اور وہ صرف ایک اللہ ہی کو متصرف و کارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے اس لئے آپ بھی مسئلہ توحید میں ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اس سے مراد صرف ایمان و توحید اور اصول دین ہیں احکام و شرائع مراد نہیں کیوں کہ شریعتیں تمام انبیاء کی مختلف رہی ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں وصف اور سیرت انبیاء سے مطلع ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ محاسن اخلاق اور مکارم اوصاف اور صفات سنیہ اور خصائل مرضیہ جس قدر الگ الگ تمام انبیاء کرام میں تھیں وہ سب نبی ﷺ میں جمع ہوں اس لئے کہ آپ جمیع انبیاء سے اکمل و افضل ہیں۔

ف۲: یعنی تو کہہ دے کہ اللہ نے اس کو اتارا ہے (فتح البیان) ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہدؒ اور ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ یہ آیت قریش کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اسی کو ابن جریرؒ نے پسند کیا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے ایک گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ قول اول صحیح ہے اس لئے کہ یہ آیت مکی ہے اور اس لئے بھی کہ یہودی آسمان سے کتاب نازل ہونے کے منکر تھے۔ اللہ کا قدر نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا اللہ کو پہچاننا چاہیے تھا ویسا اس کو نہ پہچانا اگر پہچانتے تو رسولوں کے آنے سے کیوں انکار کرتے بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کی پھر انکار کا اعتراض بیان کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو جواب دو کہ تم جو اس بات کا انکار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کچھ بھی نازل نہیں فرمایا تو پھر یہ تو بتاؤ کہ جو کتاب موسیٰ علیہ السلام لائے تھے وہ کس نے نازل کی۔ کفار قریش تورات کے معترف تھے جو سراسر نور و ہدایت تھی پس موجبہ جزئیہ جب ثابت ہے تو تمہارا سالبہ کلیہ ٹوٹ گیا۔

ف۳: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اھل یہاں محذوف ہے اور ام القری سے مراد یہاں کے رہنے والے ہیں اس سے اشارہ شہر مکہ کی جانب ہے ام القری کے لفظی معنی بستیوں کا مرکز ہیں یہ نام اس لئے ہوا کہ تمام اقلیموں کی روحانی پرورش کا سامان یہیں سے ہوتا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ قدیم جغرافیہ کے لحاظ سے یہ زمین کے عین وسط میں واقع تھا و من حولھا سے مراد ساری دنیا ہے جب مکہ معظمہ ناف زمین یا مرکز بلاد قرار پایا تو اس کے ہر طرف کی آبادی جہاں تک بھی پھیلی ہوگی سب من حولھا ہی کے تحت میں آئے گی دوسری آیت میں فرمایا ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف:۱۵۸) یعنی اے دنیا جہان کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں نیز فرمایا ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:۱۹) تاکہ میں تمہیں بھی اور جسے یہ پہنچے اسے ڈرا دوں اور قرآن سنا کر اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے خبردار کردوں۔

ف۴: یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں ہے جو یمامہ کا رہنے والا تھا نبی ﷺ کے زمانے میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ افتریٰ علی اللہ اللہ پر جھوٹ یہ کہ اللہ کی اولاد ہے یا اس کے شریک ہیں یا یوں کہے کہ وہ خدا کا رسول ہے حالانکہ وہ رسول نہیں خواہ مخواہ کہہ دے کہ میری طرف وحی نازل ہوتی ہے حالانکہ کوئی وحی نہ اتری ہو جیسے ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس آیت کے تحت تمام جھوٹے مدعیان نبوت آ گئے اور اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم نہیں جو اللہ کی سچی وحی کے معارضے کا مدعی ہو اور کہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسا کلام کہہ سکتا ہوں کاش کہ تو ان ظالموں کو سکرات موت کی حالت میں دیکھتا جبکہ فرشتوں کے ہاتھ ان کی طرف بڑھ رہے ہوں گے اور مار پیٹ کر رہے ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى

اللہ کی نسبت جو تم جھوٹی باتیں کہا کرتے تھے اور اس کے حکموں سے تکبر

اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ

کرتے تھے اس کی وجہ سے آج تم کو ذلت کی مار ہو گی۔ ف۱ جیسا ہم نے

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ

تم کو پہلے بے زر و مال پیدا کیا تھا ویسے ہی تم ہمارے پاس آئے ہو اور

مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ

جو ہم نے تم کو دنیا کی نعمتیں عطا کی تھیں اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور نہ ہی تمہارے سفارشی نظر آتے ہیں

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ

جن کو تم اپنے حق میں ہمارا شریک سمجھے ہوئے تھے تمہارے تعلقات سب ٹوٹ گئے اور

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ

جو تم گمان کیا کرتے تھے تم کو سب بھول گئے۔ ف۲ اللہ دانے اور گٹھلی کو

وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ

پھاڑتا ہے وہی جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے

الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ

یہی اللہ ہے پھر تم کدھر کو بہکے چلے جاتے ہو۔ ف۳ صبح کو روشن کرتا ہے اسی نے

جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ

رات کو آرام کے لیے اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے پیدا کیا ہے یہ اندازہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ

بڑے غالب بڑے ہی علم والے کا ہے۔ اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں کہ

لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

تم ان کے ساتھ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں راہ پاؤ علم والوں کے لئے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

ہم نے نشان بتلا دیے ہیں۔ ف۴ اور اسی نے تم سب کو ایک جان سے پیدا

وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

کیا ہے پھر تمہارے لئے قرار گاہ اور ٹھہراؤ ہے جو لوگ سمجھتے ہیں ان کے لئے

ف۱: اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ وغیرہ کرنے والوں کو عذاب موت کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور آخرت کے اس عذاب میں جسمانی تکلیفوں اور سختیوں کے ساتھ توہین و رسوائی کا جز بھی پوری طرح شامل ہوگا۔

یہ جواب ہے منکرین قرآن کے مہمل اعتراضات اور لغو دعووں کا کہ جب یہ ظالم دلیل سے کوئی بات سمجھنا نہیں چاہتے تو نہ سمجھیں۔ ان کو ہوش اس وقت آئے گا جب کہ موت کی گھڑی آ نمودار ہوگی اور فرشتے ان کے منہ پر طمانچے رسید کریں گے۔

آیت سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ موت کے وقت آدمی پر وہ حقیقتیں کھل جاتی ہیں جن پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے نیز یہ بھی کہ موت محض روح کے جسم سے نکل جانے کا نام ہے اور منکرین حق کی روحیں عالم برزخ میں مبتلائے عذاب رہتی ہیں۔

ف۲: تم نے دنیا میں یہ خیال کر رکھا تھا کہ تمہارے کام صرف خدا کے بنانے سے نہیں بنتے بلکہ اس میں ان کا بھی دخل ہے جن سے تم کو عقیدت تھی۔ تم سمجھتے تھے کہ ان کا خدا کے ہاں زور ہے اور ان کو خوش کرنے سے تمہارا بیڑا پار ہوگا مگر آج یہ تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک کہاں غائب ہو گئے کہ تمہاری مدد کے لئے کوئی بھی موجود نہیں۔

آج تمہارے سفارشی جن کو تم شریک، دستگیر، مشکل کشا، فریادرس، غوث، قطب اور حاجت روا سمجھتے تھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ کدھر گئے؟ یہ فرمانا بطور توبیخ و زجر کے ہے اس پر کہ انہوں نے دنیا میں اولیاء و مشائخ و انبیاء کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا اس گمان پر کہ یہ ہم کو دنیا و آخرت میں نفع دیں گے اگر کبھی آخرت ہوئی مگر جب قیامت آئی تو وہ سارے اسباب منقطع ہو گئے گمراہی چل دی افترا پردازی خاک میں مل گئی۔

ف۳: اس سے اللہ کے کرشمۂ قدرت کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ وہ کون ہے جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر اگھوے نکلواتا ہے اور پھر سرسبز پودے اور ہرے بھرے درخت کھڑے کر دیتا ہے؟ کیا اس کی اس خدائی میں کسی کا کوئی دخل ہے؟ اگر نہیں تو پھر تمہاری قسمت کے بنانے اور بگاڑنے میں اور تمہیں نفع اور نقصان پہنچانے میں کسی کا کیا دخل ہو سکتا ہے؟

یہ بھی اللہ ہی کا کرشمۂ قدرت ہے کہ وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ انسان اس کا مشاہدہ رات دن کرتا ہے۔ نباتات میں اس کی مثال گٹھلی سے ہرا بھرا درخت اور درخت سے گٹھلی، حیوانات میں انڈے سے پرندہ اور پرندہ سے انڈا اسی طرح مادہ سے انسان اور انسان سے مادہ۔ اس سلسلہ کی ایک واضح مثال زندہ دعوت کے شکم سے مردہ بچہ کی ولادت بھی ہے۔

ف۴: فرمایا ستارے تمہیں خشکی اور تری میں راہ دکھانے کے لئے ہیں۔ بعض سلف کا قول ہے کہ ستاروں میں تین فوائد کے بغیر جو کچھ اور مانے تو اس نے غلطی کی اور اللہ پر جھوٹ باندھا ایک تو یہ

کہ یہ آسمان کی زینت ہیں دوسرے یہ کہ شیاطین پر آگ بن کر برستے ہیں جبکہ وہ آسمانوں کی خبریں لینے کو چڑھیں اور تیسری بات یہ کہ مسافروں اور مقیم لوگوں کو راہ دکھاتے ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ ہم نے عقل مندوں۔ عالموں اور واقف کار لوگوں کے لئے آیات بالتفصیل بیان کر دی ہیں۔

سورج اور چاند وقت اور تاریخ معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ دن اور رات کا تعین سورج کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے اور چاند کی مختلف شکلوں سے تاریخوں کا تعین ہوتا ہے پھر اسی سے مہینے اور سال بنتے ہیں۔ اوقات اور تاریخ کی تعیین کا یہ معیار جو آسمان میں قائم کر دیا گیا ہے اور جو انسان کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتا ہے قدرت الٰہی کا کتنا بڑا کرشمہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

ہم نے کھلے کھلے نشان بتلا دیے ہیں۔ ف۱ ہم ہی تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ

ہر قسم کی انگوریاں نکالتے ہیں پھر ان میں سے سبزہ باہر لاتے ہیں اور اس میں سے

حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ

گتے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجوروں کے گابھے میں سے جھکے ہوئے گچھے نکلتے ہیں

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا

اور انگوروں اور زیتون اور اناروں کے باغ پیدا کرتے ہیں جن کے پھل متشابہ ہوں اور

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ

غیر متشابہ ان کے پھلوں کی طرف دیکھو جب نکلتے ہیں اور پکتے ہیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

بیشک ماننے والوں کے لئے اس میں بڑے ہی نشان ہیں۔ ف۲ اور جنوں کو انہوں نے

شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ

اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے حالانکہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور محض جہالت سے اس کے بیٹے بیٹیاں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

گھڑ رہے ہیں وہ ان کی اس بیہودہ گوئی سے پاک اور بلند ہے۔ ف۳ وہ آسمانوں اور زمینوں

وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ

کا موجد ہے اس کی اولاد کہاں سے ہو جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

اس نے سب کو پیدا کیا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ ف۴ یہی اللہ تمہارا

رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ

پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہی ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اسی کی عبادت

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ

کرو اور وہ ہر ایک چیز کا متولی ہے۔ اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں وہ سب آنکھوں

الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَاۗءَكُمْ بَصَاۗىِٕرُ مِنْ

کو دیکھتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ ف۵ تمہارے پروردگار کی روشنی تمہارے پاس

منزل ۲

ف۱: فرمایا کہ تم سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نفس یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا جیسے دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا پھر ان دونوں سے مرد عورت خوب پھیلائے اس آیت نے مسئلہ صاف کر دیا کہ تمام نوع انسانی کا مورث اعلیٰ ایک ہی ہے کئی نہیں جیسا کہ بعض ناقص فلسفیوں اور بعض باطل مذہب والوں نے خیال کیا ہے مستقر و مستودع دونوں میں فرق کیا گیا ہے کہ مستودع بہت سریع الزوال کو کہتے ہیں اور مستقر اتنا زود فنا نہیں الفرق بین المستقر والمستودع اذا المستقر اقرب الثبات من المستودع۔

مستقر کی کئی تفسیریں منقول ہیں لیکن اکثر نے اس سے مراد ماں کا پیٹ لیا ہے اکثر تابعین بلکہ بعض صحابہ بھی اسی طرف گئے ہیں و اکثر اهل التفسیر یقولون المستقر ما کان فی الرحم (قرطبی) و قالوا او اکثرهم ای فی الاصلاب۔

ف۲: یعنی درخت اور میوہ صورت میں ایک دوسرے کی مانند ہے اور مزہ میں مختلف بعض میٹھا اور بعض ترش اور بعض کڑوا۔

ف۳: یہاں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کا رد فرمایا جو اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے کفر و شرک سے اپنی بیزاری کا اعلان فرمایا اگر شبہ یہ ہو کہ جنوں کی عبادت کیسے ہوئی وہ تو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بت پرستی کے سکھانے والے جنات ہی تھے۔

ف۴: بدیع وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی مثال اور نمونے کے عدم سے وجود میں لائے وہ اللہ ہی ہے اس کا صاحب اولاد ہونا کیسے ممکن ہے جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں اولاد کے لئے جہاں باپ کا ہونا ضروری ہے وہاں ماں کا وجود بھی لازمی ہے اللہ تعالیٰ کے مشابہ جبکہ کوئی نہیں اور جوڑا ساتھ اور جنس کا ہوتا ہے پھر اس کی بیوی کیسے؟ اور بیوی نہیں تو اولاد کہاں؟ اور جبکہ ہر چیز کا خالق تو وہی ہے۔

ف۵: سلف کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی ہاں قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جو یہ کہے کہ نبی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے جھوٹ کہا۔ اور معتزلہ کہتے ہیں دنیا اور آخرت میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا تو ان کا یہ قول کتاب اللہ کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامۃ: ۲۲، ۲۳) یعنی اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے نیز فرمایا ﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ (المطففین: ۱۵) یعنی کفار قیامت والے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مومنوں سے اللہ تعالیٰ حجاب میں نہ ہوگا اور متواتر احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ دیدار کو ثابت مانتے ہوئے ادراک کے انکار کا خلاف نہیں اس لیے کہ ادراک رویت سے خاص ہے اور خاص کی نفی عام کی نفی کو لازم نہیں مراد ادراک منفی سے معرفت حقیقت ہے پس حقیقت کا عالم اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں گو مومن اللہ کو دیکھیں گے لیکن حقیقت اور چیز ہے لوگ چاند کو دیکھتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اس کی ذات اس کی کنہ تک کس کی رسائی ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ تو بے مثل ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکرین کی تعداد پہلے بہت کم تھی مگر آج کل بہت زیادہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں قانون قدرت کام کر رہا ہے مگر قانون ساز (قدر) کوئی نہیں یہیں سے ان ہی کے خیال کا غلط ہونا ثابت (بقیہ صفحہ 860 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۗ
آ چکی ہے پس جو روشنی لے گا اسی کا بھلا ہے اور جو اندھا بنے گا اسی پر وبال ہے
وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ
اور میں تم پر محافظ نہیں۔ اسی طرح ہم احکام بتلاتے رہیں گے جس پر
لِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِتَّبِعْ مَآ
یہ کہیں گے کہ تو پڑھ آیا ہے اور علم والوں کے لئے ہم واضح کر کے بتلا دیں گے۔ ف۱ جو تیرے
اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ
پروردگار کے ہاں سے تجھے ملا ہے تو اسی کی پیروی کر اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے
الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ
سامجھی بتلانیوالوں سے کنارہ کر۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ کبھی بھی شرک نہ کرتے ہم نے
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَلَا تَسُبُّوا
تجھے ان پر محافظ نہیں بنایا اور نہ تو ان پر تعینات ہے۔ اور جنہیں یہ لوگ اللہ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ
کے سوا پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دینے لگ جائیں تو بے سمجھی سے ضد میں آ کر اللہ کو گالیاں
عِلْمٍ ۚ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ
دینے لگیں گے ہر ایک فرقہ کو اپنے ہی عمل بھلے معلوم ہوں پھر اپنے پروردگار کی
مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ
طرف ان کو لوٹنا ہوگا پس وہ ان کے کاموں سے ان کو اطلاع دے گا۔ ف۲ مضبوط حلف
جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۗ قُلْ
اٹھا چکے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی نشان آئے تو ضرور مان لیں گے
اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ
تو کہدے کہ نشانات سب اللہ کے پاس ہیں تم کو معلوم نہیں کہ معجزے کے آنے پر
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ
بھی ایمان نہ لاویں گے۔ ف۳ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر دیں گے کیونکہ
يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝
پہلی دفعہ اس پر ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو انہی کی سرکشی میں چھوڑے رکھیں گے۔ ف۴

ف۱: یعنی جس طرح ہم نے یہ بیان کیا ہے اسی طرح ہر جگہ ہم نشانیاں بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ عبرت پکڑیں اور تا کہ کفار تھک ہار کر یہ کہیں کہ اے محمد (ﷺ) تم نے اس کو اہل کتاب سے یاد کر لیا ہے یا پرانی کتابوں کو لکھا پڑھا ہے ان میں سے اس قرآن کو لائے ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم اس کو بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو حق کو جان کر اتباع کرتے ہیں۔

ف۲: بعض دل جلے مسلمان جوش میں آ کر مشرکوں کے معبودوں کو برا بھلا کہہ دیا کرتے تھے ان کے روکنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ ایک نہایت پاکیزہ اصول ہے کہ مناظرہ میں فریق ثانی کے بزرگوں کو انہیں لفظوں سے یاد کرنا چاہئے جن لفظوں سے ہم اپنے بزرگوں کا نام سننا چاہتے ہیں' افسوس کہ زمانہ حال میں اس طریق کی گفتگو بہت ہی کم ہوتی ہے جس کا نتیجہ بھی ظاہر ہے افسوس مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے باینہم دعویٰ مسیحیت' مہدویت' مجددیت اور کیا نہیں کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو بے نقط سنائیں اور عذر یہ کیا کہ میں یسوع کو جو عیسائیوں کا معنوی معبود ہے گالیاں دیتا ہوں مسیح کو نہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ" شاید مرزا صاحب نے اس آیت کے جدید معنے سوچے ہوں کیوں نہ ہو مجدد بھی تو ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ ملعون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول بھلا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی کیسے دے گا' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ اس طرح کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دے اور دوسرا اس کے باپ کو یہ کسی کی ماں کو گالی دے وہ اس کی ماں کو۔ (ابن کثیر) یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین بھی اللہ کو مانتے تھے پھر ان کا اللہ کو گالیاں دینا کیسے ہو سکتا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیض وغضب کی وجہ سے انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی سرزد ہو جاتی ہے' یا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دینا مراد ہے' یا مراد تمام مومنین ہیں کیونکہ مشرکین ان کو محض توحید کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں تو ان کو گالیاں دینا گویا اللہ کو گالیاں دینا ہے بتوں کو برا کہنا ایک جائز بات ہے لیکن جب وہ ایک امر حرام یعنی گستاخی باری تعالیٰ کا ذریعہ بن جائے تو وہ بھی ناجائز اور غلط ہو جائے گا۔

ف۳: مشرکین تو کوئی نہ کوئی پہلو ہمیشہ اس بات کا سوچا کرتے تھے کہ جس طرح ہو سکے ہمارا غلبہ رہے بعض دفعہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کرتے کہ اگر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح عصا وغیرہ کا معجزہ دکھائیں تو ہم آپ کو مان لیں گے لیکن کاش کہ دلی اخلاص سے کہتے بلکہ اس میں یہ سوچتے تھے کہ سردست ایک عذر تو ملے بعد ظہور معجزہ کوئی اور عذر تراشیں گے اس طرح کے عذر تراشنے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۴: یعنی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے تو وہ حق سنتے ہی انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی ہے اگر وہ نشانی بھی دیکھ لے تو پھر بھی کئی حیلے بہانے نکال لے گا' فرعون بھی ان نشانیوں پر ایمان نہ لایا تھا' مطلب یہ کہ حق کی طلب وتلاش چونکہ ان میں سرے سے ہے ہی نہیں اس لئے ہزار معجزات دیکھ لیں انہیں ہدایت نصیب نہ ہوگی اور یہ یوں ہی بدستور بھٹکتے رہیں گے ضد اور عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لئے ان کی باطنی اور قلبی بصیرت دونوں ماؤف ہو چکی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم فرشتوں کو ان کے سامنے اتارتے اور مردے بھی ان سے بات کرتے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اور سب چیزوں کو ان کے سامنے کھڑا کر دیتے تو بھی ایمان نہ لاتے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ہاں اگر اللہ چاہتا (تو سیدھا کر دیتا) لیکن بہت سے لوگ ان میں سے جہالت کرتے ہیں۔ ف۱

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ

اسی طرح ہم نے شریر انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے

وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ

ایک دوسرے کو دھوکہ بازی سے بیہودہ باتیں پہونچتے رہتے ہیں

غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ایسا نہ کرتے پس تو ان کی اور ان کی افترا پردازیوں کی پروانہ کر۔ ف۲

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور کسی طرح قیامت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل اس کی طرف جھکیں

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ

اور وہ اس کو پسند کریں اور یہ جو کمانا چاہیں کمائیں۔ (تو کہہ دیجیو) کیا میں

اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ

اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں؟ اسی نے تمہاری طرف

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

مفصل کتاب اتاری ہے اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ یقینی جانتے ہیں

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ

کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے اترا ہے حق ہے پس تو ہرگز

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ

شک مت کیجیو۔ ف۳ اور تیرے رب کے فیصلے صدق اور عدل سے

عَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ

بھرپور ہیں ف۴ کوئی اس کے حکموں کے بدلنے والا نہیں وہی سب کی سنتا

مسائل ۶

ف۱: اکثرھم کی ضمیر کفار کی طرف ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے عناد اور ضد کو بھول جاتے ہیں تب کہہ دیتے ہیں کہ کوئی معجزہ آئے تو ہم یقین لائیں گے اور اگر مسلمانوں کی طرف ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ مسلمان لوگ ان کی قسموں اور پکے وعدوں سے دھوکا کھا کر ان کے عناد سے غافل ہو جاتے ہیں تب یہ تمنا کرتے ہیں کہ ان کے چاہنے کے مطابق اگر معجزہ آ جائے تو شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں۔

امام المفسرین فخر الدین رازیؒ نے لکھا ہے کہ کوئی ایک معجزہ تو نبی کے لئے ضروری ہے کہ جس سے عوام صادق و کاذب کے درمیان فرق کر سکے لیکن ایک سے زیادہ کا مطالبہ کرتے رہنا محض ہٹ دھرمی ہے ورنہ پھر دوسرے کے بعد تیسرے اور تیسرے کے بعد چوتھے کی طلب برابر بڑھتی رہے گی اور یہ سلسلہ کبھی ختم ہی نہ ہوگا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ تنگدل اور مغموم نہ ہوں جس طرح آپ کے زمانے کے یہ کفار آپ سے دشمنی کرتے ہیں اسی طرح ہر نبی کے زمانے کے کفار اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ دشمنی کرتے رہے۔ ورقہ بن نوفل نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ جیسی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے عداوت کی گئی نبیوں کے دشمن شریر انسان بھی ہوتے ہیں اور جنات بھی اور لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں' اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن شیاطین' انسان اور جن یہ کام سرانجام دیتے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں کہ یہ شخص بے ادب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے بچو' جیسا کہ آجکل اہل بدعت اہل توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

ف۳: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے کہ مشرک اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کر رہے ہیں آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے میں کسی اور کو تلاش کروں؟ اس نے تو صاف کھلے فیصلے کرنے والی کتاب نازل فرما دی ہے اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ جن کے پاس پہلے نبیوں کی بشارتیں ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوا ہے' تجھے شکی لوگوں میں نہ ملنا چاہیے۔

ف۴: خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن روئے سخن ہر قاری قرآن کی طرف ہے اور سمجھانا یہ مقصود ہے کہ قرآن کا نزول کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کتابیں نازل کر چکا ہے جس کے گواہ اہل کتاب ہیں اور ان میں جو لوگ حق پرست ہیں وہ قرآن کی آواز سن کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ آسمانی آواز ہے اس لئے قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کے بارے میں ادنیٰ شبہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے متعلق جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے کیا تھا اور جس کا ذکر تورات و انجیل میں موجود ہے وہ پورا ہو کر رہا۔ اس طرح خدا کے فرمان کی سچائی بھی ثابت ہو گئی اور عدل کا تقاضا بھی پورا ہو گیا یعنی قرآن کے نزول سے اللہ کی حجت لوگوں پر قائم ہو گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

اور جانتا ہے۔ اور اگر تو زمین کے باشندوں میں سے اکثر کے پیچھے ہوا تو ضرور تجھ کو

يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو صرف اپنے خیالات پر چلتے ہیں اور نری

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اٹکلیں ہی دوڑاتے ہیں۔ ف۱ جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹکتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے

مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور وہ سیدھی راہ پر چلنے والوں سے بھی خوب واقف ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ

پس تم اگر اللہ کے حکموں کو مانتے ہو تو جن چیزوں پر اللہ کا نام ذکر

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

ہو انہی کو کھاؤ۔ ف۲ اور اللہ کا نام جن چیزوں پر ذکر کیا جائے ان کے نہ کھانے میں

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا

تمہارا کیا عذر ہے جبکہ اللہ نے حرام چیزیں تم کو مفصل بتلا دی ہیں مگر

مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ

مجبوری کی حالت میں معاف بھی ہے اور بہت سے لوگ بلاتحقیق اپنی خواہشوں کے مطابق

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

گمراہ کرتے ہیں یقیناً تیرا پروردگار حدود اطاعت سے گزر جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ

اور ظاہری باطنی گناہ چھوڑ دو۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ اپنی

الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا

کرتوتوں کے بدلے پائیں گے اور جن چیزوں پر اللہ کا نام

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ

ذکر نہ ہو ان کو مت کھایا کرو یہ کھانا یقیناً بدکاری ہے۔ ف۳ اور

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ

شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کو شبہات ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر

منزل ۲

ف۱: حق و باطل کے معاملہ میں معیار دلیل و حجت ہے نہ کہ لوگوں کی کثرت و قلت۔ خدا اور مذہب جیسے بنیادی اہمیت رکھنے والے امور میں دنیا کی اکثریت ہمیشہ جہالت میں مبتلا رہی ہے اور اٹکل کے تیر چلاتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت کی تاریخ اخلاقی و عملی انحطاط کی تاریخ بن کر رہ گئی اور آج کے دور میں تو کوئی برائی ایسی نہیں جس نے وبائے عام کی شکل اختیار نہ کر لی ہو۔ ایسی صورت میں انسانوں کی عددی اکثریت لوگوں کی رہنمائی تو کرنے سے رہی البتہ ان کی گمراہیوں میں اضافہ ضرور کر سکتی ہے اس لئے قرآن کا کہنا ہے کہ حق و باطل کے معاملہ میں جمہور یا ''رائے عامہ'' حجت نہیں ہو سکتی بلکہ حجت یا تو وہ نشانیاں ہو سکتی ہیں جو آفاق و انفس (یعنی نظام کائنات اور انسانیت کی اپنی فطرت) میں پھیلی ہوئی ہیں یا پھر کتاب الٰہی جو خدائی سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

ف۲: جاہل لوگ بھی بری بلا ہوتے ہیں مردار اور ذبیحہ کی نسبت گفتگو کرتے ہوئے مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ صاحب عجیب بات ہے کہ تم لوگ اللہ کا مارا ہوا جانور نہیں کھاتے اور اپنا مارا ہوا کھا لیتے ہو پھر اس دعویٰ کو اپنی کثرت سے مدلل بھی کیا کرتے کہ ہم چونکہ تعداد میں تم سے زیادہ ہیں اس لئے تم کو چاہئے کہ ہمارے مذہب کو اختیار کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (معالم) اس آیت نے قطعی فیصلہ دیا ہے کہ کسی جماعت کی محض کثرت بغیر قوت دلیل کے ہرگز اس جماعت کی حقیقت کو مستلزم نہیں بلکہ صداقت اور حقانیت کے لئے قوت دلیل ضروری ہے۔

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہے وہ حلال ہے بشرطیکہ اس کا اصل میں کھانا جائز ہو اور جس پر غیر کا نام لیا گیا یا اللہ اور غیر دونوں کا نام لیا گیا یا وہ خود بخود مر گیا تو وہ حرام ہے یا کسی کے نام کا ہے اور اس کے نام سے مشہور ہو گیا تو اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام عادۃً یا رسماً لیا گیا ہو تو بھی یہ ذبیحہ حرام ہے جیسا کہ بکرا شیخ سدو کا یا گائے سید احمد کبیر کی یا مرغا زین خاں کا۔ اور اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو جو مسئلے سے واقف نہ ہو اور اس کو شبہ ہو جائے کہ اس نے ذبح کے وقت تکبیر کہی تھی یا نہیں تو کھانے والا کھاتے وقت بسم اللہ کہہ لے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

ف۳: جس کا مذہب یہ کہ ذبیحہ حلال نہیں جبکہ اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو گو ذبح کرنے والا مسلمان ہو تو اس کی دلیل یہی آیت ہے آگے آئمہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا بسم اللہ خواہ عمداً چھوڑے یا سہواً وہ ذبیحہ حلال نہیں یہی قول ہے ابن عمرؓ و نافع و داؤد ظاہریؒ کا اور بعض نے کہا ہے کہ بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے اگر عمداً یا نسیاناً ترک ہو گیا تو کچھ مضر نہیں یہی مذہب ہے شافعیؒ وغیرہ کا۔ اور بعض نے کہا کہ ترک ہو جانا تسمیہ کا ذبیحہ پر نسیان سے مضر نہیں اور اگر عمداً ترک کیا تو ذبیحہ حلال نہیں مذہب مشہور مالکؒ اور احمدؒ اور ابوحنیفہؒ کا یہی ہے۔

دلائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے لیکن اگر کسی مسلمان کی زبان سے جلدی میں یا بھولے سے یا کسی اور وجہ سے بسم اللہ نہ نکلی اور جانور ذبح ہو گیا تو وہ حرام نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

تم ان کے پیچھے چلے تو تم بھی مشرک بن جاؤ گے۔ ف۱ کیا ہم جو کسی بے علم کو

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

علم دیں اور اس کو نور عطا کریں تو وہ لوگوں میں روشنی پھیلاتا ہے

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ

اس جیسا ہے جو کئی اندھیروں میں ہے کہ ان سے نکل ہی نہیں سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ

اسی طرح کافروں کو اپنی بدکاریاں بھلی معلوم ہوا کرتی ہیں۔ ف۲

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ

اور اسی طرح ہم نے ہر ایک بستی میں بدکاروں کو بڑا بنا رکھا ہے کہ وہ اس میں داؤ چلائیں جنکی

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا

کچھ داؤ بازیاں کرتے ہیں اپنے ہی حق میں کرتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ ف۳

جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ

جب کبھی ان کے پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں بھی اللہ کے رسولوں کی طرح نہ ملے

اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

ہم نہیں مانیں گے اللہ جس جگہ اپنی رسالت سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ

بدکاروں کو ان کی داؤ بازی کی وجہ سے اللہ کے ہاں سے ذلت اور دکھ کی مار

شَدِيْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ

پہنچے گی۔ ف۴ پس جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہے اس کا سینہ

يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ

اسلام کے قبول کرنے کو کھول دیتا ہے ف۵ اور جس کو

يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ

گمراہ ہی کرنا چاہے اس کے سینہ کو نہایت تنگ کر دیتا ہے ف۶

فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

گویا آسمان پر اس کو چڑھنا پڑتا ہے اسی طرح اللہ بے ایمانوں پر پھٹکار

ف۱: جب آیت وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نازل ہوئی تو کفار فارس نے قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بحث کرو کہ یہ کیا ہے کہ جس جانور کو تم چھری سے ذبح کرلو وہ تو حلال ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مارے وہ حرام ہو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ شیطان اپنے دوستوں کو بہکاتے ہیں تو کہ وہ تم سے جھگڑیں (لباب ۱۲۰) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نے ان کی تابعداری کی تو تم مشرک ہو جاؤ گے کہ تم نے اللہ کی شریعت اور فرمان قرآن کے خلاف دوسرے کی بات مان لی اور یہی شرک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی بات کو مان لیا جائے۔

ف۲: مومن اور کافر کی مثال بیان ہو رہی ہے ایک وہ جو پہلے مردہ تھا یعنی کفر و گمراہی کی حالت میں حیران و سرگشتہ تھا اللہ نے اسے زندہ کیا' ایمان و ہدایت بخشی' اتباع رسول کا چسکا دیا' قرآن جیسا نور عطا فرمایا جس کے منور احکام کی روشنی میں وہ اپنی زندگی گزارتا ہے اور اسلام کی نورانیت اس کے دل میں رچ گئی۔ نور سے مراد نور ایمان اور نور ہدایت ہے النور عبارة عن الهدى و الايمان (قرطبی)۔

دوسرا وہ جو جہالت و ضلالت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے جو ان میں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا ظلمات سے کفر اور ضلالت مراد ہے۔ و بالظلمات الكفر و الضلالة (روح) کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں نور و ظلمت کا فرق اور ایمان و کفر کا فرق ظاہر ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسے آپ کی اس بستی میں کافروں کے سردار موجود ہیں جو دوسروں کو بھی سچے دین سے روکتے ہیں اسی طرح ہر نبی کے زمانے میں اس کی بستی میں کفر کے ستون اور مرکز رہے ہیں لیکن آخر کار وہ غارت اور تباہ ہوئے اور نتیجہ ہمیشہ نبیوں ہی کا اچھا رہا' پھر فرمایا کہ ان کے مکر کا وبال انہی پر پڑے گا لیکن انہیں اس کا شعور نہیں جن لوگوں کو انہوں نے بہکایا ان کا وبال بھی انہی کے دوش پر ہوگا جیسے ارشاد ہے۔ ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ (العنکبوت:۱۳) یعنی اپنے بوجھ کے ساتھ ان کے بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کو بے علمی کے ساتھ انہوں نے بہکایا تھا۔

ف۴: جب کوئی نشان اور دلیل دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ کچھ بھی ہو جب تک اللہ کا پیغام فرشتے کی معرفت خود ہمیں نہ آئے ہم تو باور کرنے والے نہیں کہتے تھے کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے؟ اللہ ہمیں اپنا دیدار کیوں نہیں کراتا؟ حالانکہ رسالت کے مستحق اور اس کی اصلی جگہ کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ کافروں کا کہنا یہ تھا کہ اگر اللہ کی طرف سے رسولوں پر وحی نازل ہوتی ہے تو ہم پر بھی نازل ہونی چاہئے حتیٰ کہ ہم پر براہ راست وحی نازل نہ ہو ہم اللہ کی آیتوں پر ایمان لانے والے نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسالت ایسی چیز نہیں ہے کہ یہ منصب ہر کس و ناکس کو عطا کیا جائے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس منصب جلیل کا سب سے زیادہ اہل کون ہے اور ایسے ہی شخص کو وہ اس سے سرفراز فرماتا ہے۔

ف۵: سینہ کھول دینے کا مطلب اسلام کے دین حق ہونے پر مطمئن کر دینا ہے کہ کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور آدمی اسے بلا پس و پیش قبول کر لے۔

ف۶: ایسے لوگوں کو اسلام کا راستہ ایک کٹھن چڑھائی معلوم ہوتا ہے جس کے تصور سے ان کا سینہ تنگ ہونے اور ان کا دم گھٹنے لگتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ

ڈالا کرتا ہے۔ ف۱ اور یہی تیرے پروردگار کی سیدھی راہ ہے

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ لَهُمْ دَارُ

جو لوگ نصیحت پانے کو ہوں ان کے لئے ہم نے کھلے کھلے نشان بیان کر دیئے ہیں۔ ف۲ ان ہی کے لئے

السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اللہ کے ہاں دارالسلام (سلامتی کا گھر) ہے اور ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ ہی ان کا متولی ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ

اور جس روز ان سب کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جنوں کی جماعت! تم نے بہت سے آدمی

مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا

گمراہ کئے آدمیوں میں سے ان کے دوست کہیں گے یارب ہم

اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ

ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور جو وقت تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا

اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا

وہ ہمیں آن پہنچا ہے اللہ کہے گا تم سب کا ٹھکانہ آگ ہے اسی میں ہمیشہ رہو گے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ

آگے اللہ کا اختیار تیرا پروردگار بڑا باحکمت بڑے علم والا ہے۔ ف۳ اور اسی طرح

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

ہم بعض ظالموں کو ان کی کرتوتوں کی وجہ سے بعض کے ساتھ ملا دیں گے۔ ف۴

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول نہ آئے تھے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

جو تم کو میرے حکم سناتے اور اس دن کے ملنے سے تم کو ڈراتے

هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ

تھے۔ ف۵ کہیں گے ہم خود اپنے مخالف گواہ ہیں اور ہم کو دنیا کی زندگی نے فریب

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

دیا تھا اور اپنے مخالف شہادت دیں گے کہ ہم

ف۱: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شرح صدر کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل ایمان وتوحید کی طرف کشادہ ہو جاتا ہے حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ سے سوال ہوا کہ سب سے زیادہ عقل مند کون سا مومن ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکھنے والا اور سب سے زیادہ اخروی زندگی کے لئے تیاری کرنے والا ہو تو اس کے دل میں ایک نور ڈال دیا جاتا ہے جس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے' لوگوں نے اس کی نشانی دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی طرف جھکنا اور اس کی جانب رغبت کامل رکھنا اور دنیا سے جو کہ دھوکہ کی جگہ ہے بھاگنا اور الگ ہونا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرنا اس کی نشانیاں ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے ہدایت دینا چاہے اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرنا چاہے اس سے قبول حق کی توفیق چھین لیتا ہے اور یہ ارادہ الٰہی قانون تکوینی اور تقدیری کے معنی میں ہے یا محض بطور مسبب الاسباب کے ہے۔ رضاء الٰہی سے اس کا کوئی تعلق نہیں وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے اور معاندین کی بوجہ ان کی ضد وعناد کے گمراہ کرتا ہے۔

ف۲: دین حق کی نسبت فرمایا کہ یہ سیدھی اور صاف راہ ہے جو بغیر کسی رکاوٹ کے اللہ کی طرف پہنچا دیتی ہے پس شرع محمدی کلام باری ہی راہ راست ہے چنانچہ حدیث میں بھی قرآن کی صفت میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی سیدھی راہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور حکمت والا یہی ذکر (قرآن) ہے۔

ف۳: دنیا میں انسان جن بتوں کو پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت جن ہیں اور لوگ ان پر نذر نیازیں اور چڑھاوے اس خیال سے چڑھاتے ہیں کہ وہ ہماری ضروریات کو پورا کریں گے اور جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جائیں گے تو یہ لوگ اس طرح عذر کریں گے کہ ہم نے ان کی پوجا نہیں کی لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے مگر جس کیلئے اللہ چاہے تو یہ اس لئے ہے کہ اگر ان کیلئے دوزخ کا عذاب دائمی ہے تو وہ اسی کے چاہنے سے ہے اگر وہ چاہے تو اسے ہٹا دے یعنی ان پر سے عذاب ختم کر دے لیکن ایک چیز جس کی وہ چاہت کر چکا یہ اسی کی مرضی پر منحصر ہے۔

اور ارادہ الٰہی ہی سب سے برتر اور آخری قانون ہے وہی سب پر حاکم وغالب ہے اور مشیت الٰہی کسی دوسرے قانون کی پابند ومحکوم نہیں ہے۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ میں ما کو بمعنی من بھی لیا گیا ہے اور الا سے استثنا اہل ایمان کا کیا گیا ہے۔

ف۴: تمام کے تمام رسول انسان ہی تھے کوئی جن رسول نہیں ہوا آئمہ سلف وخلف کا مذہب یہی ہے' جنات میں نیک لوگ تھے جو جنوں کو نیکی کی تعلیم کرتے اور بدی سے روکتے تھے لیکن رسول صرف انسانوں میں سے ہی آتے رہے علماء کی بڑی جماعت اسی طرف گئی ہے کہ منکم سے مراد مجموعہ جن وانس ہے نہ کہ دونوں فریق فرداً فرداً والرسل من احدالفریقین کما قال مرج البحرین یلتقیان ثم قال یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان و انما معنی ذالك یخرج من بعضهما او من احدهما (ابن جریر)

پس منکم سے مراد من مجموعکم ہے جس کا صدق صرف انسانوں کے رسول ہونے سے بھی ہو جائے گا فمعنی منکم ای من احدکم (قرطبی) جمہور کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ مستقل انبیاء صرف انسانوں میں پیدا ہوئے ہیں جنات میں صرف ان کے نائب یا نذیر ہوتے رہے۔

ف۵: نولی کے معنی ہم مسلط کر دیں گے کے بھی کئے گئے ہیں اور محققین نے کہا ہے کہ ظلم کے تحت ہر قسم کا ظلم داخل ہے خواہ چوری کے ذریعہ سے ہو یا تاجرانہ دغابازی ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

کافر تھے۔ ف۱ یہ اس لئے ہے کہ تیرا پروردگار لوگوں کو ظلم سے اور

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

بے خبری میں ہلاک نہیں کیا کرتا۔ ف۲ اور ہر ایک کی کمائی کے مناسب ان کو

عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ

درجے ملیں گے تیرا پروردگار ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔ اور تیرا پروردگار

الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ

بے نیاز اور بڑی رحمت والا ہے اگر چاہے تو تم سب کو دنیا سے اٹھالے جائے اور تم

مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ

سے پیچھے جس کو چاہے خلیفہ بنادے جیسا کہ تم کو دوسری قوم

قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ

کی نسل سے پیدا کیا۔ ف۳ جو تم کو وعدہ ملتا ہے ضرور آنے والا ہے اور تم (اللہ کو)

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ

عاجز نہیں کر سکتے تو کہدے بھائیو اپنے طریق پر عمل کرو میں بھی

عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

عمل کئے جاتا ہوں جس کا انجام بخیر ہو گا تم خود ہی معلوم کرلو گے

الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا

ظالم لوگ مراد نہیں پایا کرتے۔ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور

ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا

چوپایوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے ہیں پھر اپنے خیال میں سمجھ رکھتے ہیں کہ یہ تو

لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

اللہ کا ہے اور یہ ہمارے ساجھیوں کا پھر جو ان کے ساجھیوں کا ہو وہ تو

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى

اللہ کی طرف نہ جانے پاوے اور جو اللہ کے حصہ کا ہو وہ ان کے

شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ

ساجھیوں کی طرف پہنچ سکتا ہے برے فیصلے کرتے ہیں۔ ف۴ اسی طرح بہت سے مشرکوں

(حدیث قدسی وہ ہے کہ جس کا مفہوم اللہ تعالیٰ سے ہو اور کلام بلحاظ زبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہو)

.....

ف۱: اس دن انسانوں اور جنوں میں سے کافر دو گواہیاں دیں گے ایک تو یہ ہوگی کہ رسولوں نے رسالت پہنچادی اور دوسری یہ کہ ہم نے ان کو نہ مانا اور ان کا یہ کہنا کہ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام:۲۳)

یعنی اللہ کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے کہ نہ تھے ہم شریک لانے والے تو یہ اس بات پر محمول ہے کہ بعض ان میں سے میدان محشر میں اقرار کریں گے اور بعض ان میں سے منکر ہو جائیں گے کیونکہ محشر کا دن بہت طویل ہوگا اس دن اضطراب قلوب اور طیشان عقول غایت درجہ کو پہنچ جائے گا۔

ف۲: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا جب تک کہ کسی نبی کو بھیج کر حجت الٰہی پر تنبیہ نہ کردے اور عذاب آخرت سے ڈرانہ دے ایسا نہیں ہے کہ ان کو غفلت میں پکڑ لے۔

ف۳: یہ نہ سمجھو کہ اللہ تمہارا محتاج ہے اگر تم نہ رہو تو اس کی سلطنت میں کوئی کمی واقع ہو جائے گی بلکہ وہ ہر چیز سے بے نیاز اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ تمہارے غلط طرز عمل کے باوجود تمہیں مہلت عمل دے رہا ہے تاکہ تم اپنی اصلاح کرو ورنہ وہ تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر تمہاری جگہ دوسری قوموں کو لا سکتا ہے۔ اور اس کی مثال خود تمہارا اپنا قومی وجود ہے کہ یہ سلسلۂ نسل انسانی ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک گروہ جاتا ہے اور دوسرا گروہ اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اس لئے کسی کو اپنے قومی وجود پر فخر نہیں کرنا چاہئے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جس ہستی نے ان کو وجود بخشا ہے اس کا ایک اشارہ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کافی ہے۔

ف۴: سب چیزیں تو اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں پھر یہ اس میں سے کچھ حصہ تو میرے نام کا ٹھہراتے ہیں اور کچھ حصہ اپنے گھڑے ہوئے معبودوں کا جنہیں وہ میرا شریک بنائے ہوئے ہیں اور بددیانتی یہ کرتے تھے کہ اللہ کے نام کا جو حصہ انہوں نے اپنے گمان میں بنایا ہوتا تو اس میں سے اگر کچھ حصہ بتوں والے حصہ میں مل گیا تو کوئی پرواہ نہیں وہ بتوں کا ہو گیا لیکن اگر بتوں والے حصہ میں سے کچھ حصہ اگر اللہ تعالیٰ کے حصہ میں آ گیا تو فوراً اس کو نکال لیتے ہیں اور جب کوئی ذبیحہ اگر اللہ کے نام کا کریں تو بھی اس پر اپنے معبودان باطل کا نام لیتے ہیں اور اگر کوئی ذبیحہ اپنے معبود باطلہ کے نام کا کریں تو بھول کر بھی اس پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ کیسی بری تقسیم کرتے ہیں۔

منزل ۲

ہے یا کسی اور طریقہ سے یدخل فی الایۃ جمیع من یظلم او یظلم الرعیۃ اوالتاجر یظلم الناس فی تجارتہ او السارق وغیرھم (قرطبی) مزید یہ بھی استنباط کیا گیا ہے کہ جب رعایا ظالم ہوتی ہے تو ان پر حاکم بھی ظالم ہی مسلط کر دیا جاتا ہے حدیث قدسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے دنیا کے لوگو) جب تمہارے بادشاہ ظالم ہوں تم بادشاہوں کے برا کہنے میں مصروف نہ ہو جاؤ بلکہ مجھ سے دعا اور التجا کرو تو میں تمہارے بادشاہوں کو تم پر مہربان کر دوں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نیک ہو گے تو تمہارے بادشاہ بھی نیک ہوں گے اور اگر تم برے ہو گے تو تمہارے بادشاہ بھی برے ہو جائیں گے۔ (حدیث التفاسیر بحوالہ مشکوٰۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ

کو اولاد کا مار ڈالنا ان کے بنائے ہوئے معبودوں نے مزین کر دکھایا ہے تاکہ

وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

ان پر تباہی لادیں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر ڈالیں ف۱ اور اگر اللہ چاہتا

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ

تو کبھی بھی یہ کام نہ کرتے پس تو ان کو اسی افترا پردازی میں چھوڑ دے۔ اور کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی

وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۡ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ

متروک الاستعمال ہیں ان کو کوئی نہیں کھاسکتا مگر وہی جس کو ہم اپنے خیال میں چاہیں ف۲

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ

اور کئی ایک چوپائے ایسے بھی ہیں جن پر سوار ہونا حرام سمجھا گیا ہے اور کئی چوپایوں پر اللہ

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا

کا نام بھی ذکر نہیں کرتے اللہ پر افترا کرتے ہیں اللہ ان کی افترا پردازی کی

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ

سزا ان کو دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ جو ان چوپایوں کے پیٹ کے اندر بچہ ہے

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ

وہ صرف مرد کھائیں اور عورتوں کو ان کا کھانا منع ہے

وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ

اگر وہ مرا ہوا ہو تو پھر مرد عورت سب اس میں حصہ دار ہیں اللہ ان کو

وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

اس بیان کا بدلہ دے گا بیشک وہ بڑا حکیم اور علیم ہے۔ ف۳ جو لوگ اپنی

قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا

اولاد کو بے وقوفی اور جہالت سے قتل کر ڈالتے ہیں اور اللہ پر افترا باندھ کر

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا

اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو حرام سمجھتے ہیں یہ بڑے ہی ٹوٹے میں ہیں اور بہکے ہوئے

مُهْتَدِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ

اور راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ف۴ اللہ وہی ہے جو باغ بیلدار اور

ف۱ مشرکین مکہ جس دین کے وارث تھے وہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا دین یعنی اسلام تھا لیکن شیاطین کی باتوں میں آ کر انہوں نے اپنے اس دین میں طرح طرح کی بدعتیں نکالیں۔ نتیجہ یہ کہ اللہ کا دین اپنی اصل شکل میں باقی نہ رہا بلکہ باطل کے ساتھ خلط ملط ہو کر رہ گیا۔

ف۲: مشرکین عرب نے کچھ رسمیں تو غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لئے رائج کر رکھی تھیں اور کچھ رسمیں ایسی تھیں جن کا تعلق وہم پرستی سے تھا۔ پیداوار کا جو حصہ وہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لئے مخصوص کرتے اس کے بارے میں انہوں نے ایک ضابطہ بنا رکھا تھا کہ اس کو کون لوگ کھا سکتے ہیں اور کون نہیں۔ اسی طرح کا ایک ضابطہ جانوروں کا گوشت کھانے سے متعلق بھی تھا جس کی تفصیل آگے کی آیات میں بیان ہوئی ہے۔ یہ محض ڈھکوسلے تھے جن کا کوئی تعلق اللہ کے دین سے نہ تھا۔ اس سے جس اصولی بات پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمام رسمیں مردود ہیں جن کو مذہبی یا شرعی حیثیت دے کر رائج کیا گیا ہو جب کہ شریعت خداوندی کی سند ان کو حاصل نہ ہو۔

یہ باتیں ہیں تو ان کی خود ساختہ لیکن ان کو مذہبی رنگ دے کر اس طرح ان کی پابندی کرائی جا رہی ہے کہ لوگ باور کریں کہ یہ اللہ کی شریعت ہے۔

ف۳: ان لوگوں نے ایک مسئلہ یہ بھی کھڑا ہوا تھا کہ جانور ذبح کیا اگر اس کے پیٹ میں سے بچہ زندہ نکلا تو وہ مرد کھائیں اور عورتیں نہ کھائیں اور اگر بچہ مردہ نکلا تو مرد و عورت سب کھائیں اس پر ان کو خبردار کیا کہ بغیر کسی سند کے بات کرنا اور وہ بھی دین کے معاملہ میں تو یہ سخت گناہ ہے دین اسلام کے اندر مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے اور بغیر ذبح کے مردار ہے اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال نہیں۔

جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک حلال ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ اُمِّهٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ذبیحہ کے پیٹ میں سے جو بچہ نکلا ہے اس کی ماں کے ذبح کرنے میں اس کا بھی ذبح کرنا ہو گیا۔ امام ابن قیمؒ نے فرمایا کہ سنت سے ثابت شدہ طریقہ یہی ہے کہ بچہ کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث سے معلوم ہو چکا کہ اس کی ماں کو ذبح کرنا اس کیلئے کافی ہے (تو معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کا اس کو حلال نہ کہنا غلط ہے یعنی ان کا یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم)

ف۴: اولادوں کے قاتل اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام کرنے والے دونوں جہان کی بربادی اپنے اوپر لینے والے ہیں دنیا کا گھاٹا تو ظاہر ہے کہ ان کے یہ دونوں کام خود انہیں نقصان پہنچانے والے ہیں کہ یہ بے اولاد (ابتر) ہو جائیں گے اور مال کا ایک حصہ ان کا تباہ ہو جائے گا' رہا آخرت کا نقصان تو چونکہ یہ مفتری اور کذاب ہیں اس لئے وہاں بدترین جگہ انہیں ملے گی عقابوں کے سزاوار یہ ہوں گے۔ آج منع حمل کے نام سے جو ملعون تحریک دجل و تزویر کی انتہائی خوشنمائیوں اور رنگ آمیزیوں کے ساتھ پھیل رہی ہے وہ پوری طرح اس میں آ جاتی ہے۔ الغرض یہ لوگ خوب جی بھر کر گمراہ ہوئے ہیں اور انہیں صحیح فلسفہ کی ہوا ہی نہیں لگی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ

غیر بلدار پیدا کرتا ہے اور کھجوریں اور کھیتی جو کھانے میں مختلف ہوتی ہے

وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور مختلف اور جب

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ

پھلیں تو ان کا پھل کھاؤ اور کاٹنے کے روز اللہ کا حق بھی دیا کرو

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ

اور فضول نہ اڑایا کرو فضول خرچ کرنے والے اللہ کو ہرگز نہیں بھاتے۔ ف۱ اور

الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

اللہ نے چوپاؤں میں سے بعض بوجھ بردار پیدا کئے ہیں اور بعض زمین سے لگے ہوئے اللہ کے دیئے ہوئے سے کھاؤ

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۴۲﴾

اور شیطان کی چال نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔ ف۲

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ

اللہ نے چارپائے آٹھ قسم کے پیدا کئے ہیں ف۳ بھیڑوں میں سے

اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

دو اور بکریوں میں سے دو تو دریافت کر اللہ نے نر جانور حرام کئے ہیں یا مادہ

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ

یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے مجھے تحقیقی بات

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

بتلاؤ اگر تم سچے ہو ف۴ اور اونٹوں میں سے دو اور گائے کی قسم کے بھی

الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

دو پیدا کئے تو ان سے دریافت کر اللہ نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ

یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے کیا جس وقت اللہ نے اس بات کا تم کو حکم دیا تھا تم

شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

خود اس وقت وہاں موجود تھے؟ پس جو لوگ اللہ پر

جائے اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقداروں کو کچھ نہ کچھ دیتے رہا کرو' پہلے تو یہ بطور وجوب تھا لیکن زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد بطور نفل رہ گیا' زکوٰۃ پھلوں اور گندم وغیرہ میں عشر یا نصف عشر مقرر کر دی گئی پہلے اس میں مقدار مقرر نہ تھی پہلے کچھ نہ کچھ دینا مقرر تھا پھر مقدار مقرر کر دی گئی زکوٰۃ کی مقدار ۲ سنہ ھ ہجری میں مقرر ہوئی۔ ہر چیز میں اسراف منع ہے اور اللہ کے حکم سے تجاوز کر جانے کا نام اسراف ہے خواہ وہ کسی بارے میں ہو اپنا سارا مال لٹا کر فقیر ہو کر دوسروں پر اپنا بار ڈال دینا بھی اسراف اور منع ہے۔

ف۱: اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاؤ' پھل' اناج اور گوشت وغیرہ اور شیطانی طور طریقے نہ اپناؤ اس کی تابعداری نہ کرو جیسے کہ مشرکوں نے اللہ کی چیزوں میں از خود حلال حرام کی تقسیم کر دی تھی تم یہ کر کے شیطان کے ساتھی نہ بنو وہ تمہارا دشمن ہے اسے دوست نہ سمجھو وہ تو اپنے ساتھ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں پھنسانا چاہتا ہے دیکھو کہیں اس کے بہکاوے میں نہ آ جانا۔

ف۳: جن چوپایوں کو گوشت اور دودھ کے لئے پالا جاتا ہے اور جن کو اہل عرب انعام (مویشی) کہتے تھے چار قسم کے ہیں۔ بھیڑ' بکری' اونٹ اور گائے..... بھینس کا شمار بھی گائے ہی میں ہے مگر یہ عرب میں پائی نہیں جاتی تھی۔

ان چار پالتو جانوروں کے نر و مادہ کل آٹھ ہوئے جن کو اہل عرب حلال تو مانتے تھے لیکن مشرکانہ توہمات کی بنا پر بعض صورتوں میں ان پر بھی حرمت کا حکم لگا دیتے تھے مثلاً بعض چوپایوں کے پیٹ سے اگر بچہ زندہ پیدا ہوتا تو وہ مردوں کے لئے حلال ہوتا لیکن عورتوں کے لئے اس کا گوشت کھانا حرام ہوتا اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوتا تو عورت مرد دونوں کھا سکتے تھے۔ اسی طرح ان کے نزدیک بعض چوپایوں کا دودھ اور بعض کا سواری کے لئے استعمال ممنوع تھا۔ یہاں ان کی اسی توہم پرستی کی حقیقت واضح کی جا رہی ہے۔

ف۴ محض وہم و گمان کی بنا پر کسی چیز کو حرام سمجھنا صحیح نہیں کیونکہ کسی چیز کو حرام سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اسے حرام ٹھہرایا ہے اور اللہ کی طرف کوئی بات وہم و گمان کی بنا پر منسوب کرنا سراسر جھوٹ ہے۔ اس کی طرف وہی بات منسوب کی جا سکتی ہے جس کی علمی شہادت موجود نہ ہو۔

ظاہر ہے یہ علمی شہادت وحی الٰہی ہی ہو سکتی ہے اس لیے اگر ابراہیم علیہ والسلام کی تعلیمات میں اس کی کہیں نشاندہی کی جا سکتی ہو یا پچھلی آسمانی کتابوں میں اس کا کوئی حکم، بشرط صحت، موجود ہو تو پیش کرو۔

ف۱: اس کا حق اس کے کٹنے اور ناپ تول ہونے کے دن ہی ادا کر دو یعنی فرض زکوٰۃ جو اس میں مقرر ہو وہ ادا کر دو۔ پہلے لوگ کچھ نہیں دیتے تھے شریعت نے دسواں حصہ مقرر کیا' اور ویسے مسکینوں اور بھوکوں کا خیال رکھنا یہ بھی مراد ہے کہ زکوٰۃ کے سوا اور کچھ سلوک (نفلی صدقات) بھی اپنی کھیتی باڑیوں اور باغات کے پھلوں سے اللہ کے بندوں کے ساتھ کرتے رہو مثلاً پھل توڑنے اور کھیت کاٹنے کے وقت عموماً مفلس لوگ پہنچ جایا کرتے ہیں انہیں بھی تھوڑا بہت دے دیا کرو بالیں (اجناس خوردنی وغیرہ) پک گئی ہوں' پھل کھانے کے قابل ہو گئے ہوں اور کوئی محتاج شخص نکل آئے تو خاطر تواضع کرو' جس روز فصل کاٹو کچھ چھوڑ دو تا کہ مسکینوں کے کام آئے' ان کے جانوروں کا چارہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ

جھوٹ لگاتے ہیں کہ لوگوں کو بے سمجھی میں گمراہ کریں ان سے بڑھ کر کوئی بھی ظالم نہیں

اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ

اللہ ظالموں کو ہرگز راہ نہیں دکھایا کرتا۔ ف۱ تو کہہ مجھے تو الہام کے ذریعہ

مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ

کسی کھانے والے کے حق میں جو کھانا چاہے بجز خود مردہ

يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

جانور اور خون ذبح کے وقت بہنے والے اور خنزیر کے گوشت کے کچھ حرام معلوم نہیں ہوتا

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

پس یہ سب حرام ہیں اور وہ گناہ کی چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جائے

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

پھر بھی جو شخص نہ بے فرمانی کرنیوالا اور نہ حد ضرورت سے تجاوز کرنیوالا مجبور ہو تو اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے ف۲

هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والے جانور اور گائے اور بھیڑ بکریوں

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

کی چربی حرام کی تھی مگر اس قدر جو ان کی پشت یا

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۠

آنتوں میں یا ہڈیوں سے چپٹی رہے (وہ حلال تھی) یہ ان کی سرکشی کی سزا تھی

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ

اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ ف۳ پھر بھی تیری تکذیب کریں تو تو کہہ کہ تمہارا پروردگار

رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ

بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ

کی قوم سے پھرا نہیں کرتا۔ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ

تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی شے کو اپنے پر حرام کھہراتے

منازل ۲

ف۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ تم ان لوگوں سے پوچھو کہ جو کبھی نر کو اور کبھی مادہ کو حرام ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں ان آٹھ اقسام کے چوپایوں میں سے ان کے نر حرام ہیں یا مادہ؟ مطلب یہ کہ اگر نر حرام ہے تو پھر چاہئے کہ ہر نر حرام ہو اور اگر مادہ حرام ہے تو ہر مادہ کو حرام ہونا چاہئے اور اگر پیٹ کے اندر کا حرام ہے تو ہر پیدا ہونے والے بچے (مولود) کا حرام ہونا مناسب ہے خواہ وہ نر ہو یا مادہ؟ کیونکہ یہ سب بھی تو پیدا ہوئے ہیں اور اس لحاظ سے تو تمام مویشی (چوپائے) حرام ٹھہریں گے؟ لہٰذا آپ علم کی روشنی میں ان کو حرام ہونے والے جانوروں کی کیفیت سے آگاہ کردیں کہ یہ کس طرح حرام ہوتے ہیں اور اگر تم لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ حرام ہیں تو پھر اللہ کے کسی نبی کا فرمان جو کہ حرمت کے بارے میں ہو پیش کرو؟ تو جب تم لوگ اس بارے میں کوئی فرمان الٰہی بطور سند پیش نہیں کر سکتے تو پھر یہ بتاؤ کہ کیا اللہ نے براہ راست تم کو مخاطب کر کے ان چیزوں کو حرام کیا ہے؟

یہاں نبی ﷺ کو مخالفین سے مناظرہ کا حکم مل رہا ہے اور آیت سے قیاس و استنباط کا بھی اثبات ہو رہا ہے۔ قال العلماء الایۃ دلت علی اثبات المناظرۃ فی العلم لان اللہ تعالیٰ امر نبیہ علیہ السلام بان یناظرھم و یبین لھم فساد قولھم و فیھا اثبات القول بالنظر و القیاس۔ (قرطبی)

ف۲: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ تم ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کے رزق کو بطور افترا حرام کیا ہے یہ بات کہہ دو کہ جس کو تم حرام کہتے ہو میں اس کو حرام نہیں کہتا سو ان چیزوں کا مردار حرام ہے اور خون جو ذبح کرنے کے وقت بہتا ہوا نکلتا ہے وہ حرام ہے جب کہ ان کا جگر اور کلیجی حلال ہے اور بہتے ہوئے خون میں سے جو گوشت میں لگا ہوا یا رگوں میں رکا ہوا رہ گیا ہو وہ نجس نہیں ہے۔ ابومجلز و ابراہیم نخعی و عکرمہ رحمہم اللہ سے ایسا ہی مروی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جس نے اللہ پاک کے سوا کسی اور کے نام یا بزرگی پر (اس کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے) کوئی جانور ذبح کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر بھی لعنت کی ہے جس نے دین میں بدعت نکالنے والے کو تقویت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر بھی لعنت کی ہے جس نے اپنے ماں باپ کو لعنت کی۔ (رواہ احمد و مسلم)

تو یاد رکھیئے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا' جیسے بکرا شیخ سدو کا' گاؤ سید احمد کبیر کی۔ مرغا زین خاں کا تو شہ شاہ عبدالحق کا صندل بی بی فاطمہ کی (یا گیارھویں پیر صاحب کی یا کونڈے امام جعفر کے) یا نذر نیاز فلاں پیر فقیر کی تو یہ سب حرام ہیں کیونکہ نذر نیاز بھی مالی عبادت ہے اس لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کے نام پر درست نہیں۔

ف۳: یہ دخل مقدر کا جواب ہے کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو پھر ہر ذی ظفر (کھر والا) اور گائے بکری کے بعض حصے یہود پر کیوں حرام کئے گئے؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ تو سب کے لئے تھی اور نہ ابدی تھی بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہود پر بطور سزا حرام کی گئیں تھیں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام کر دیا تو انہوں نے اس کو گرم کر کے بیچا اور اس کی قیمت کھائی یعنی چربی کی حیثیت کو بدل کر بیچا اس حیلہ سے فائدہ اٹھایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ جو جواز اور غیر جواز کے لئے حیلے نکال لیتے ہیں یہ بات منع اور گناہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا
اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے انکار کیا تھا یہاں تک کہ ہمارے عذاب
بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ
کا مزہ چکھا تو کہہ تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے جو ہمیں بتلا سکو
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾
تم تو صرف وہموں پر چلتے ہو اور محض اٹکلیں ہی مارتے ہو۔ ف۱
قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ
تو کہہ کہ اللہ ہی کی دلیل غالب ہے پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ
ہدایت کر دیتا۔ ف۲ کہہ اپنے گواہ لاؤ جو گواہی دیں کہ
اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ
اللہ نے یہ حرام کیا ہے پھر اگر وہ گواہی دیں بھی تو تو ان کے موافق ہرگز گواہی نہ دیجو۔ ف۳
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا
تو ان سے الگ رہیو اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ
آخرت کی زندگی پر یقین نہیں کرتے اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ غیروں کو برابر کرتے ہیں تو انکی مرضی پر
تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ
نہ چلیو۔ تو کہہ آؤ میں تم کو بتلاؤں جن چیزوں کا تمہارے پروردگار نے تم کو حکم دیا ہے یہ کہ اس کے
شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
ساتھ کسی چیز کو ساجھی نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو بھوک
مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
کے خوف سے قتل نہ کرو ف۴ ہم ہی تو تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور ظاہر باطن
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا
بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ ف۵ اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ
کیا ہے اس کو ناحق نہ مارو یہی باتوں کا اللہ نے تم کو

ف۱: مشرکوں اور کافروں کا شبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب ہر چیز پر قادر ہے اور باوجود قدرت کے وہ ہمیں شرک اور حرام وحلال سے طبعاً اور تکویناً نہیں روکتا تو معلوم ہوا کہ شرک اور حرام و حلال اسے ناپسند نہیں بلکہ یہ اس کی عین مرضی سے ہو رہے ہیں دراصل یہ مغالطہ اس لئے ہوا کہ مشیت تکوینی اور پسند و رضا کو مترادف سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رضائے تشریعی کا قانون دوسرا ہے اور مشیت الٰہی تکوینی کا دوسرا۔ دونوں اپنی اپنی جگہ کارفرما ہیں دونوں کے درمیان کوئی تصادم و تزاحم نہیں قانون مشیت نے انسان کو ہر طرح کی آزادی دے رکھی ہے انسان اپنے طریق عمل کے انتخاب میں آزاد ہے وہ اپنے ارادہ کا مالک ومختار ہے اچھی بری جو راہ چاہے اپنی پسند اور ارادہ سے اختیار کرے۔

لیکن رضا الٰہی کا حکم یہ ہے کہ وہ بدی کی راہ سے بچے اور نیکی کی راہ پر چلے بحیثیت خالق وقادر مطلق اس نے پیدا زہر کو بھی کر رکھا ہے اور بیماری کو بھی لیکن بحیثیت حاکم وآمر اس کا حکم یہی ہے کہ بیماری کا علاج کیا جائے اور زہر کا تو تریاق سے کیا جائے۔ جو کم عقل لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی مجبوری کو اپنی بے دینی اور بدکرداری کے لئے حیلہ اور آڑ بناتے ہیں تو پھر وہ بیماری میں اپنا علاج کیوں کرتے ہیں؟ اور روحانیات کی طرح جسمانیات کی ہر تکلیف میں اپنے کو معذور ومجبور کیوں نہیں سمجھتے؟

ایسی ہی باتیں بنا کر ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا بالآخر انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھ لیا اور وہ تباہ ہوئے اور حق کے خلاف چلنے کا برا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا۔

ف۲: یہ تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ تمہارے پاس اپنی ضد پر اڑنے کی کوئی بھی دلیل نہیں ہے اب اگر دلیل نہ ہونے کے باوجود تم پھر بھی نہیں مانتے تو پھر تم سمجھ لو کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں ہے۔

ف۳: شہادت علم کی بنیاد پر دی جانی چاہئے۔ اگر یہ لوگ اس ذمہ داری کو نہیں سمجھتے اور جھوٹی شہادت دینے کے لئے تیار ہو جائیں تو تم ان کی شہادت کی تصدیق نہ کرو کہ اللہ کی حجت کے مقابلہ میں ان کی شہادت بے وزن اور باطل ہے۔ دراصل ان سے شہادت کا مطالبہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے نفس کو ٹٹولیں اور انہیں اندازہ ہو کہ وہ کتنی جسارت کے ساتھ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ خدا نے فلاں اور فلاں چیز کو حرام ٹھہرایا ہے درآنحالیکہ اس کا کوئی ثبوت ان کے پاس موجود نہیں ہے۔

ف۴: قتل اولاد کی ایک صورت عربوں میں یہ تھی کہ غربت کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو قتل کر دیتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اپنے بچوں کے رزق کے ذمہ دار ہیں حالانکہ ایک باپ کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں وہ کفیل ہوتا ہے نہ کہ رزاق رزاق تو اللہ ہی کی ذات ہے۔ رہی خوشحالی یا بدحالی تو وہ بھی اسی کے اختیار میں ہے اور دونوں حالتوں میں انسان کی آزمائش ہوتی ہے۔ اللہ کی رزاقیت پر جن کو یقین نہیں ہوتا وہ بچوں کی پیدائش سے گھبرا جاتے ہیں اور پھر ان کی تعداد کو محدود کرنے کے لئے غلط طریقے اختیار کرنے لگتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ بچہ صرف پیٹ لے کر دنیا میں نہیں آتا بلکہ دو ہاتھ اور دو پاؤں بھی لے کر آتا ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی آبادی میں اضافہ کے ساتھ وسائل رزق میں بھی برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ کیا یہ اللہ کی رزاقیت کا بین ثبوت نہیں ہے؟

ف۵: ظاہر وہ ہے جو کھلم کھلا بے حیائی ہو اور لوگوں کو بھی اس بات کا علم ہو اور جبکہ باطن (پوشیدہ بات) کا معاملہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے علم میں نہیں آسکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا

حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھ بنو۔ ف۱ اور یتیم کے بلوغت کو پہنچنے تک

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا

اس کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر کسی اچھی طرز سے۔ ف۲ اور ماپ اور

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

تول انصاف سے پورا کیا کرو ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر

وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ

تکلیف نہیں دیا کرتے اور جب کوئی بات کہنے لگو تو انصاف سے کہو خواہ کوئی قرابتی بھی کیوں

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

نہ ہو اور اللہ کے وعدے پورے کرو انہی باتوں کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

تم نصیحت پاؤ۔ ف۳ اور جانو کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس تم

فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

اسی کی تابعداری کرو اور دیگر راستوں کی تابعداری نہ کرو ورنہ تم کو اللہ کی

سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

راہ سے متفرق کردیں گے اسی بات کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ ف۴

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ نیکوں پر نعمت پوری کریں اور

تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ

ہر ایک امر کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ اپنے پروردگار

رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

پر ایمان لاویں۔ ف۵ اور یہ بابرکت کتاب ہم نے نازل کی پس تم

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا

اس کی اتباع کرو تاکہ تم پر رحم ہو۔ اس لئے کہ تم کہنے لگو کہ کتاب تو ہم سے

اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا

پہلے صرف دو گروہوں کو ملی تھی اور ہم کو مطلق

(سیپارہ ۸)

ف۱: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہے تو اس دن دو دروازے جنت کے اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں اگر دونوں نہیں ہیں صرف ایک موجود ہے خواہ باپ یا ماں اور وہ راضی ہے تو ایک دروازہ جنت کا کھلا ہوا ہے اور اسی طرح جس دن کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے تو اس دن دو دروازے دوزخ کے اس کے واسطے کھلے ہوئے ہیں اگر ایک ہے تو ایک دروازہ دوزخ کا کھلا ہوا ہے اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر ماں باپ ظلم کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں! اگر ماں باپ راضی ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا چاہے یہ کیسا ہی عابد، زاہد، سخی، مولوی، حافظ اور حاجی وغیرہ جو کچھ بھی ہو۔ چنانچہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحتاً یہ لفظ مرفوعاً موجود ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل بھی انسان کو فائدہ نہ دے گا۔ ایک شرک، دوسرا ماں باپ کی نافرمانی اور تیسرا کافروں کے مقابلے (میدان جنگ) سے مسلمانوں کو چھوڑ کر بھاگنا۔

الا مرکب ہے ان اور لا سے ان مفسرہ بمعنی ای مفسرۃ و لا للنہی (کشاف) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لا یہاں نافیہ یا ناہیہ نہ ہو بلکہ زائدہ ہو جو حکم میں نفی یا نہی نہیں بلکہ مزید تکرار و تاکید پیدا کرتا ہے۔ لا الزائدۃ الداخلۃ فی الکلام المجرد تقویتہ و توکیدہ (مغنی) ایک ترکیب یہ بھی ہوسکتی ہے کہ الا تشرکو اسے قبل اوصاکم محذوف مانا جائے جیسا کہ آیت کے آخر میں ذالکم وصّٰکم بہ موجود ہے۔ (تاج العروس) و کان فی الکلام محذوفا دل علیہ السباق و تقدیرہ اوصاکم الا تشرکوا و تقول العرب امرتك ان لا تقوم (ابن کثیر)

ف۲: شعبیؒ و مالک وغیرہ سلف نے کہا ہے کہ اَشُدَّہٗ سے مراد احتلام ہے۔

ف۳: حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک وعظ میں یہ ضرور فرمایا کرتے تھے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ یعنی جو شخص امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں اور جو شخص وعدے کا سچا نہیں اس کا دین نہیں۔

ف۴: ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جماعت بندی کا حکم دیتا ہے اور اختلاف اور گروہ بندی سے روکتا ہے اس لئے کہ پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں پھوٹ ڈالنے سے ہی تباہ ہوئے حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ یہی ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچ کر فرمایا ان تمام راستوں پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا پڑھی (مسند)۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے سامنے ایک سیدھی لمبی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں دو دو لکیریں کھینچی اور فرمایا یہ شیطانی راہیں ہیں اور درمیان والی سیدھی لکیر پر انگلی رکھ کر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

ف۵: تورات کی تعریف بیان فرمائی کہ اس میں ہر حکم تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس میں وہ تمام ضروری احکام و مسائل مذکور ہیں جن کی دین میں ضرورت ہے اور وہ ہدایت و رحمت ہے تاکہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب سے ملنے کا یقین کرلیں حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ یعنی میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اس حدیث سے بدعتی لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کیا ہے ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ
ان کی تعلیم سے آگاہی نہ تھی۔ ف۱ یا کہنے لگو کہ اگر
اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ
ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے بڑھ کر ہدایت یاب ہوتے
فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ
لو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی دلیل اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ
پس جو کوئی اللہ کے حکموں کو جھٹلائے گا اور اس سے روگردانی کرے گا
عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا
اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو لوگ ہمارے حکموں سے روگردانی
سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
کرتے ہیں ہم ان کی روگردانی کی وجہ سے برے عذاب کی سزا ان کو دیں گے۔ پس ان کو یہی انتظار ہے
اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ
کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا خود اللہ آوے یا تیرے رب کے نشانوں
بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ
میں سے کوئی نشان آئے گا جس دن اللہ کے نشانوں میں سے کوئی نشان آجائیگا تو کسی شخص کو
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
جو پہلے اس سے ایمان نہ لایا ہوگا یا اپنے ایمان میں کوئی کارخیر
اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا
نہ کیا ہوگا اسکا ایمان لانا ہرگز نفع نہ دے گا تو کہدے تم منتظر رہو ہم بھی
مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا
منتظر ہیں۔ ف۱ جن لوگوں نے دین میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور الگ الگ جماعتیں
شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ
بنے ہوئے ہیں تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا اختیار اللہ کو ہے
ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ
پھر وہی ان کو ان کے کاموں سے خبر دے گا۔ ف۲ جس شخص نے کوئی نیک کام کیا ہوگا

ف۱: پہلی دو جماعتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں تو اگر یہ عربی زبان کا قرآن نہ اترتا تو وہ یہ عذر کر دیتے کہ ہم پر تو ہماری زبان میں کوئی کتاب نہیں اتری اور ہم اللہ کے فرمان سے بالکل غافل رہے پھر ہمیں سزا کیوں ہو؟ نہ یہ عذر باقی رہا اور نہ یہ کہ اگر ہم پر آسمانی کتاب آتی تو ہم تو پہلے لوگوں سے آگے نکل جاتے اور خوب نیکیاں کرتے۔

ف۲: مراد اللہ کے آنے سے اللہ کا آنا بغیر کسی تاویل و تکییف و تعطیل کے ہے کیفیت آنے کی متشابہ ہے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور ہم کو اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ یہ بھی دوسری صفات کی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس پر کسی تاویل اور کیفیت وغیرہ کے چکر میں پڑے بغیر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جمہور مفسرین کے نزدیک بعض نشانیوں سے مراد مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا ہے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے اور جب یہ نشان ظاہر ہو جائے گا تو زمین پر جتنے لوگ ہوں گے وہ سب کے سب ایمان لائیں گے لیکن اس وقت ایمان لانا محض بے سود ہے روایت کیا اس کو بخاریؒ نے

ف۳: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم میں سے جو بھی زندہ رہے گا تو وہ لوگوں میں (دین کے معاملات میں) بہت اختلاف دیکھے گا، پس اس وقت تم کو لازم ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے کو مضبوط ہو کر پکڑنا یعنی کسی تکلیف یا نقصان یا کسی دباؤ کی وجہ سے اس کو مت چھوڑنا ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں جھگڑا اور اختلاف ہو جائے گا تو اس وقت جو شخص بھی میری سنت کے مطابق عمل کرے گا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا کیونکہ سنت پر عمل کرنے میں بہت ایذا پہنچے گی (یعنی اس کو بہت تکلیف ہوگی یا لوگوں کی باتیں سننا پڑیں گی وغیرہ وغیرہ) اور دین پر قائم رہنا نہایت مشکل ہوگا۔ جیسا کہ آجکل بھی حدیث پر عمل کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے اور لوگ سنت طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے دلخواہ طریقے پر چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور دین پر عمل کرنے والے کو انتہا پسند دقیانوس اور نہ معلوم کیا کچھ سننے کو ملتا ہے۔

ان کے استدلال کی بنیاد لفظ کل پر ہے وہ کہتے ہیں کہ کل یہاں استغراق حقیقی کے لئے ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے' دوسرا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ یہاں کل استغراق حقیقی کے لئے ہے بلکہ یہاں استغراق اضافی مراد ہے اگر اس کو استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ اور تمام شرائع اور احکام کا علم آپ پر ظاہر ہو گیا تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ قرآن مجید کا نازل کرنا فضول اور بے فائدہ ہے۔ اس آیت میں بھی لفظ کل استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ احکام ہیں جن کی دین میں ضرورت تھی جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای بیانا مفصلا لکل ما یحتاج الیہ فی الدین۔ علامہ نسفی لکھتے ہیں (بقیہ صفحہ 861 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا
اس کو تو دس گنا ثواب ملے گا اور جس نے برائی کی ہوگی اس کو اسی قدر
يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ
سزا ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۱ تو کہہ مجھے تو میرے
هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا
پروردگار نے سیدھی راہ دکھائی ہے جو مضبوط دین ابراہیم
مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾
یک رخے کا طریق ہے اور وہ مشرکوں میں نہ تھا۔
قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ
تو کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کا ہے جو
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ
سب جہانوں کا پالنہار ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں یہی مجھ کو حکم ملا ہے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا
اور میں تو سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں ف۲ تو کہہ کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو پروردگار
وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ
سمجھوں؟ حالانکہ وہ سب کا پالنہار ہے جو شخص برا کام کرتا ہے وہی اس کی
اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى
سزا اٹھائے گا اور کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی پھر تم نے
رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾
اپنے حقیقی پالنہار کی طرف پھر کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے اختلافی امور کی خبر دے گا ف۳
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور ایک کو دوسرے پر
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ
درجوں میں برتری دے رکھی ہے تاکہ جو تم کو دیا ہے اس میں تم کو آزماوے
رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾
اور اللہ جلد سزا دے سکتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۴

ف۱ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی نیکی اور بدی کا بدلہ ملے گا اور اس بدلہ کے لئے اصول یہ ہوگا کہ نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا لیکن بدی کا بدلہ بدی ہی کے بقدر اور مقصود اس سے یہ واضح کرنا ہے کہ جزا وسزا کے معاملہ میں ناانصافی تو کسی کے ساتھ نہ ہوگی البتہ نیکی کا نذرانہ لے کر آنے والوں کی اللہ تعالیٰ اس طرح قدر افزائی فرمائے گا کہ انہیں ہر نیکی کا کم از کم دس گنا اجر ملے گا۔

ف۲: اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ مشرک لوگ قربانی اور اللہ کی عبادت میں بتوں کو شریک کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ مشرکوں کو یہ آیت پڑھ کر سنا دو حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کی جگہ اور ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے پہلے اس آیت کو پڑھا کرتے تھے۔

اس آیت میں اقرار ہو رہا ہے کہ الوہیت میں بھی وہی رب برحق منفرد ہے اور ربوبیت میں بھی وہی اور یہ آیت توحید کامل کی تعلیم پر دلالت کرتی ہے۔

ف۱: ان سے کہہ دے کہ کیا میں بھی تمہاری طرح اپنے اور سب کے سچے معبود کو چھوڑ کر جھوٹے معبود بنا لوں؟ میری پرورش کرنے والا، حفاظت کرنے والا، مجھے بچانے والا، میرے کام بنانے والا، اور میرے بگڑے کاموں کو سنوارنے والا تو اللہ ہی ہے تو پھر میں دوسروں کا سہارا کیوں لوں؟ مالک خالق کو چھوڑ کر بے بس اور محتاج کے پاس کیوں جاؤں؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی خبر دیتا ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ عدل وانصاف سے ملے گا نیکوں کو نیک اور بدوں کو بد ایک کے گناہ دوسرے پر نہیں ڈالے جائیں گے' کوئی قرابت دار دوسرے کے بدلے میں پکڑا نہ جائے گا اس دن ظلم بالکل ہی نہ ہوگا' نہ کسی کے گناہ بڑھائے جائیں گے نہ کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی' ہر کوئی اپنے اعمال کے مطابق جزا اور سزا پائے گا۔ چنانچہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسیحیوں کا عقیدہ کفارہ تمام تر مہمل اور باطل ہے' اسی طرح ان کا یہ عقیدہ بھی کہ آدم کی معصیت کی سزا نسلاً بعد نسل ساری اولاد آدم کو ملتی رہے گی یا مشرکوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کی بداعمالیوں کی سزا اس شخص کی بجائے جس (کسی اور) کو چاہے سزا دے دے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان مختلف درجے رکھے ہیں' کوئی امیر ہے کوئی غریب' کوئی اچھے اخلاق والا ہے تو کوئی بداخلاق اور کوئی خوبصورت ہے تو کوئی بدصورت' تو اس میں بھی اس کی حکمت ہے' اسی نے روزیاں تقسیم کی ہیں ایک کو ایک کے ماتحت کر دیا ہے کوئی تندرست ہے' کوئی بیمار' کوئی قوی ہے کوئی کمزور' کوئی حاکم ہے' کوئی محکوم' کوئی مرد ہے تو کوئی عورت' کوئی بہت ہی مال دار ہے تو کوئی خلوق، رزق، طاقت فضل وعلم اور بزرگی میں انتہائی کمزور ہے۔ زردار کوئی نادار فی الخلق والرزق والقوة والبسطة والفضل والعلم (قرطبی)

اور ان تمام چیزوں سے مقصد یہ ہے کہ آزمائش وامتحان ہو جائے اور امیر آدمیوں کا شکر اور فقیروں کا صبر معلوم ہو جائے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میٹھی اور سبز رنگ ہے اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو پس تمہیں دنیا سے ہوشیار رہنا چاہیے اور عورتوں کے بارے میں بہت احتیاط سے رہنا چاہیے اور بنو اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں ہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے سورت کے آخر میں اپنے دونوں وصف بیان فرمائے ہیں' عذاب کا بھی اور ثواب کا بھی' پکڑ کا بھی اور بخشش کا بھی' اپنے نافرمانوں پر ناراضگی کا اور اپنے فرمانبرداروں پر رضامندی کا بھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الاعراف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

الٓمٓصٓ ف۱ میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا صادق القول یہ کتاب تیری طرف اس لئے اتاری گئی ہے کہ تو ڈرا دے اور

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

ایمانداروں کے لئے نصیحت ہو پس تو اس سے دل تنگ نہ ہو۔ ف۲ جو کچھ تمہارے

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

پروردگار کی طرف سے تم پر اترا ہے اس پر چلو ف۳ اور اس کے سوا اور دوستوں کی چال

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ

نہ چلو تم بہت ہی کم سوچتے ہو۔ ف۴ ہم نے کئی ایک بستیاں

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ﴿۴﴾

تباہ کر دیں راتوں رات یا دن کو سوتے ہوئے ان پر ہمارا عذاب آیا۔ ف۵

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

پھر جب ہمارا عذاب ان پر آپہنچا تو بجز اس کے کچھ نہ کہہ سکے کہ بیشک

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

ہم ہی ظالم ہیں۔ ف۶ پس جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے تھے ان سے اور

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا

رسولوں سے بھی ہم پوچھیں گے۔ ف۷ پھر ہم ان کو اپنے علم سے واقعات سنائیں گے اور

كُنَّا غَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ ۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ

ہم کسی واقعہ سے غائب نہیں۔ اور اعمال کا اندازہ اس روز برحق ہے پس جن لوگوں

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ

کے نیک اعمال زائد ہوں گے وہی پاس ہوں گے۔ اور جن کے اعمال

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا

کم ہوں گے ہماری حکم عدولی کی وجہ سے انہوں نے ہی اپنے آپ

ف۱: حضرت ابن عباسؓ سے اس کے معنی میں مروی ہے کہ اس سے مراد انا اللہ افصل ہے یعنی میں اللہ ہوں میں تفصیل کے ساتھ بیان فرما رہا ہوں سعید بن جبیرؒ سے بھی یہی مروی ہے۔

ف۲: یعنی اگر لوگ تجھ کو جھٹلائیں یا ستائیں تو تو پھر بھی اس کتاب کو ان کے کان میں ڈال دے ان کے جھٹلانے سے دل میں تنگی محسوس نہ کر اللہ تیرا حافظ ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو دل برا کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کے ذمہ تو ان تک پیغام کو پہنچا دینا ہے اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ختم ہے۔ نہ اور کچھ۔

ف۳: حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے ابن آدم تجھ پر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے اور یہ بھی یاد رکھ کہ قرآن حکیم کی جو بھی آیت نازل ہوئی ہے اس کے بارے میں تجھے ہر ایک کے حکم کے متعلق علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

تمام معاملات زندگی میں پیروی کتاب الٰہی (قرآن) کی کی جانی چاہئے۔ اس کو نظر انداز کر کے کسی بھی مذہبی پیشوا یا سیاسی لیڈر یا مفکر وغیرہ کے عقائد افکار نظریات یا خیالات کو قبول کرنا اور اس کے پیچھے چلنا خدا کو چھوڑ کر اس کو اپنا سرپرست بنا لینا ہے اور یہ درحقیقت شیطان ہی کی پیروی ہے۔

ف۴: امام رازیؒ نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ تخصیص عموم قرآن کی ساتھ قیاس کے جائز نہیں اس لئے کہ عموم منزل من عنداللہ ہے اور اللہ نے ما انزل کی اتباع تجھ پر واجب کی ہے تو قرآن کریم کے عموم پر عمل کرنا لازمی ٹھہرا اور جب یہ لازم ہوا تو پھر قیاس پر چلنا منع ہوگا ورنہ تناقض آئے گا۔ تم اس پر بہت کم توجہ دیتے ہو اور خوب غور و فکر نہیں کرتے ورنہ حق بات سمجھ جاؤ اور باطل سے بچے رہو۔

ف۵: عذاب کی سختی اچانک نمودار ہوئی اور ایسے وقت نمودار ہوئی جو ان کے آرام کا وقت تھا اور آرام کے وقت جو تکلیف پہنچتی ہے وہ شدت کے ساتھ محسوس ہوتی ہے۔

ف۶: عذاب کے آثار دیکھتے ہی انہوں نے اپنے غلط کار اور مجرم ہونے کا اعتراف کر لیا لیکن مہلت عمل کے ختم ہو جانے کے بعد اعتراف کا کیا فائدہ؟

ف۷: جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ان سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ کیا ہمارے پیغمبر تمہارے پاس نہیں آئے تھے اور کیا انہوں نے اس دن سے تمہیں خبردار نہیں کیا تھا؟ پھر تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اور پیغمبروں سے پوچھا جائے گا کہ آیا انہوں نے اللہ کا پیغام بے کم و کاست اپنی امتوں تک پہنچا دیا تھا اور ان کی طرف سے اس کا کیا جواب ملا؟

ف۸: قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے اور ان کے تولنے کے لئے میزان (ترازو) قائم کی جائے گی۔ اس میزان میں وہی اعمال وزنی قرار پائیں گے جو حق کی بنیاد پر انجام دیئے گئے ہوں گے کیونکہ قیامت کے دن وزن صرف حق کو حاصل ہوگا جیسا کہ سورۂ اعراف میں فرمایا ہے:
والوزن یومئذ الحق "وزن اس روز حق ہوگا" (الاعراف:۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

کو خسارہ میں ڈالا ہوگا- ف۲ اور ہم نے ہی تم کو زمین میں جگہ دی اور تمہاری

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

معاش کے ذرائع اس میں بنائے تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو-

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ

اور ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۠ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ

کہ آدم کو سجدہ (تعظیم) کرو پس سب نے کیا مگر ابلیس تعظیم کرنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ

میں نہ ہوا- اللہ نے کہا کہ جب میں نے تجھے حکم دیا تو پھر تجھے تعظیم کرنے سے کس نے روکا؟

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ

بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو

طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ

مٹی سے بنایا- ف۳ اللہ نے کہا پس تو اس سے نکل جا ان میں رہ کر تجھے

تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ

ایسی شیخی مناسب نہ تھی پس تو نکل جا کیونکہ تو ذلیل ہے- بولا ان کے

اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

جی اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو- اللہ نے کہا تجھے

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے - بولا چونکہ تو نے مجھے درکایا ہے میں ان کو روکنے کے لئے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

تیری سیدھی راہ میں بیٹھوں گا- پھر ان کے آگے اور پیچھے

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

اور دائیں اور بائیں سے آؤں گا

شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا- ف۴ اللہ نے کہا

ف: نیک اعمال اگر وزن میں بڑھ گئے تو فلاح پا لی ورنہ خسارے کے ساتھ جہنم داخل ہوئے۔

حضرت الاستاذ حفظہ اللہ کی تطبیق بڑی وقیع اور عمدہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ خود اعمال ہی کا وزن ہوگا وَالصَّحِيْحُ اَنَّ الْاَعْمَالُ هِيَ تُوْزَنُ وَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَايُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَثْقَلُ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ وزنی نیکی جو قیامت کے دن ترازو تولی جائے گی اچھی عادت ہے۔ عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ تُوْضَعُ الْمَوَازِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتُوْزَنُ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ رَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ عَلٰى سَيِّئَاتِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ رَجَحَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلٰى حَسَنَاتِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ دَخَلَ النَّارَ قِيْلَ فَمَنْ اِسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُ وَ سَيِّئَاتُهُ قَالَ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ۔ اخرجه خيثمة في فوائده وعن ابن مسعود نحوه موقوفا۔ (فتح الباری ج۱۳ص۶۵۹) کہ قیامت کے دن نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا جس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر ایک دانے کے برابر بھاری ہوں گی وہ جنتی ہوگا اور جن کی برائیاں اس کی نیکیوں پر ایک دانہ کے برابر بھاری ہوں گی وہ دوزخی ہوگا اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اعراف میں رہے گا۔ (عفیف غفرلہ ولوالدیہ)

وزن اعمال میں اختلاف کیا گیا ہے' ایک قول تو یہ ہے کہ خود اعمال تولے جائیں گے اور ایک قول یہ ہے' نامہ اعمال تولے جائیں گے اور جبکہ ایک قول یہ بھی ہے خود عمل کرنے والے تولے جائیں گے۔ ان تینوں اقوال کو اس طرح جمع کرنا بھی ممکن ہے کہ ہم کہیں کہ یہ سب صحیح ہیں یعنی کبھی اعمال تولے جائیں گے' کبھی نامہ اعمال اور کبھی خود اعمال کرنے والے' ان تینوں باتوں کے دلائل بھی موجود ہیں۔ اعمال گو ایک بے جسم چیز ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں جسم عطا فرمائے گا جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے' ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر (رجسٹر) پھیلائے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کاغذ بڑا ہوگا پھر ایک پرچہ نیکی کا لایا جائے گا جس میں لا الہ الا اللہ ہوگا تو وہ شخص کہے گا کہ یہ اتنا معمولی سا پرچہ ان دفتروں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس سے بے خطرہ کہ تجھ پر ظلم کیا جائے گا اب وہ پرچہ ان دفتروں کے مقابلے میں نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ سب دفتر اونچے ہو جائیں گے اور یہ سب سے زیادہ وزن دار اور بھاری ہو جائے گا (ترمذی) حدیث میں ہے کہ ایک بہت موٹا گنہگار انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا لیکن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ہوگا۔ صدر اول میں اجماع ہوا ہے کہ بلا ضرورت ظاہر کو چھوڑ کر مجاز ماننا درست نہیں و قد اجمعت الامة فی صدرالاول علی الاخذ بهذه الظواهر من غير تاويل و اذا اجمعوا علی منع التاويل وجب الاخذ بالظاهر و ثبت هذه الظواهر نصوصاً. (قرطبی)

ف۲: الا تسجد میں بعض نحویوں کے نزدیک لا زائد ہے اور بعض کے نزدیک انکار کی تاکید کے لئے ہے۔ (جمل) جیسے کہ شاعر کا قول ما ان رأيت و لا سمعت بمثله فی الناس كلهم بمثل بمحمد۔ امام ابن جریرؒ نے دونوں اقوال کو بیان کر کے رد کیا ہے اور فرماتے ہیں منعك ایک دوسرے فعل مقدر کا متضمن ہے تقدیر عبارت یوں ہے ما احوجك والزمك واضطرّك الا تسجد اذ امرتك۔ یعنی تجھے کس چیز نے بے بس محتاج اور ملزم کر دیا کہ تو سجدہ نہ کرے یہ قول بہت قوی اور عمدہ ہے ابلیس علیہ اللعنۃ نے جو وجہ بتائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ
ذلیل اور خوار ہوکر اس جماعت سے نکل جا جو ان
مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰۤاٰدَمُ
میں سے تیرے پیچھے ہوگا میں تم سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔
اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا
اے آدم تو اور تیری بیوی باغ میں بسو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾
درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم نافرمانوں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا
ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ان سے مخفی تھیں
مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ
ان کے سامنے برہنہ کر دکھائے اور کہا کہ اللہ نے اس درخت کے کھانے سے
هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
تم کو محض اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ اسی باغ
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ
میں نہ رہ جاؤ۔ ف۱ اور ان سے قسم کھا کر کہتا رہا
النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ
کہ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ ف۲ پھر دھوکہ سے ان کو پھسلا ہی لیا پس اس درخت
بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
کو انہوں نے کھایا ہی تھا کہ ان کی شرم گاہیں ان کو دکھائی دینے لگیں اور وہ باغ کے پتے اپنے اوپر لپیٹنے لگے
وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ
اور اللہ نے ان سے کہا کیا میں نے تم کو اس درخت کے کھانے سے منع نہ کیا تھا
تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ
اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ ف۳ وہ دونوں
مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۖ وَاِنْ لَّمْ
بولے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا اگر تو ہم کو

(یتزعون ۲)

وہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے سے باز رہا کہ فاضل کو مفضول کے لئے سجدہ کا حکم نہ ہونا چاہئے' اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس فاسد سے کام لیا اور قیاس میں وہ بہک گیا اور دعویٰ کیا کہ آگ خاک سے اشرف ہے اور یہ نہ سمجھا کہ مٹی کے

(بقیہ صفحہ 860 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ کی تصریح نے صاف طور پر واضح کر دیا کہ گناہ کا خیال آدم کے اندر سے اور طبعی طور پر پیدا نہیں ہوا بلکہ سب کا سب باہر سے ڈالا گیا اور ڈالنے والا وہی موذی شیطان تھا وسوسہ چونکہ ایک تصرف نفسانی وخیالی کا نام ہے اس لیے اتصال مادی یا قرب مکانی اس کی شرط نہیں' یہ ضروری نہیں کہ شیطان اصالۃً بھی آدم وحوا سے ملا ہو بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے زمین ہی پر رہ کر ان کے دلوں میں آسمان پر وسوسہ ڈال دیا ہو اور آدم علیہ السلام کو اس کا وسوسہ ہونا نہ معلوم ہوا ہو۔

قال الحسن کان یوسوس من الارض الی السماء (کبیر)

بائبل میں اغواء آدم کے سلسلہ میں شیطان کا ذکر نہیں بلکہ سانپ کا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ انہی یہودی وعیسائی روایات سے متاثر ہوکر اور جو روایت عام طور پر مشہور ہے کہ شیطان سانپ کے جسم میں طول کرکے یا اس کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا تھا کہ نقل کرنے کی ریت چل پڑی ہو اور محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل لغو ہے۔ فتلك القصه الركيكة مشهورة۔ (کبیر)

ف۲: قَاسَمَ گو باب مفاعلہ سے ہے جس میں مشارکت ہوتی ہے لیکن یہاں یہ خاصیت نہیں ہے بلکہ فعل ثلاثی مزید بمعنی فعل ثلاثی مجرد ہے' ایسے اشعار بھی ہیں جہاں قاسم صرف ایک طرف کے لئے آیا ہے۔ یا یہ کہ قسم تو صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم وحوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہوگئی اس لئے باب مفاعلہ استعمال کیا گیا۔

ف۳: علیہما میں ضمیر تثنیہ کے متعلق اہل نحو نے لکھا ہے کہ آدم و حوا علیہما السلام کی طرف نہیں اور ضمیر کو ان کی طرف لوٹانا جائز نہیں بلکہ ضمیر کا اشارہ بدن یا عورۃ کی جانب ہے اور تقدیر کلام یوں ہے علی عورتیہما و تقدیرہ یخصفان علی بدنیہما و لا یجوزان یعود الضمیر علی آدم و حوا (بحر)

اپنا پوشیدہ بدن چھپانے کے لئے جنت کے درختوں کے پتے جوڑنے لگے' اس سے معلوم ہوا کہ شرم وحجاب انسان کے لئے بالکل فطری وطبعی امر ہے آج بے ستری وبے حجابی کی جتنی کوششیں مختلف خوشنما ناموں سے کی جارہی ہیں سب آدمی کو آدمیت کی بلندی سے ابلیسیت کی پستی ہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔ و فی الایۃ دلیل علی قبح کشف العورۃ و ان اللہ و جب علیہما الستر (قرطبی)

یعنی اس میں اس بات کی دلیل ہے ننگا رہنا بہت قبیح حرکت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنی اپنی شرم گاہ کو چھپانا لازم کر دیا تھا۔ افسوس کہ آج کے دور میں ننگ دھڑنگ ملنگوں کو بعض لوگوں نے ولی اور بزرگ مان کر ان کو اپنے لئے مشکل کشا بنا رکھا ہے۔ اور ان ملنگوں میں بعض بالکل الف ننگے ہوتے ہیں اور بدعتی قوتوں کی عورتیں انتہائی بے شرمی کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھی اپنے لئے مرادیں مانگتی ہیں اور انہیں اس بات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان عورت کو پردہ ہر جگہ اور ہر سطح پر لازمی ہے حتی کہ اگر مرد نابینا ہو تو اس کے سامنے بھی شریعت نے عورت کو پردہ کا حکم دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ

نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو یقیناً ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے۔ ف۱ کہا

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

تم اترے رہو تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے زمین میں

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ

ایک وقت تک ٹھکانا اور سامان ہے۔ کہا کہ اسی میں تم زندگی گزارو گے اور

فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

اسی میں مرو گے اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔ ف۲ اے بنی آدم ہم نے

قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ

تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہیں ڈھانپتا ہے اور

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

پرہیزگاری سب لباسوں سے بہتر ہے یہ احکام الٰہی سے ہے تاکہ

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ

یہ لوگ نصیحت یاب ہوں۔ ف۳ اے بنی آدم شیطان تم کو سیدھی راہ سے نہ بھٹکا دے

كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

جیسا تمہارے ماں باپ کو اس نے جنت سے نکالا تھا ان سے ان کا لباس اتارتا تھا

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ

کہ ان کی شرمگاہیں ان کو دکھا دے وہ اور اس کی ذریت تم کو ایسی جگہ سے

حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

دیکھ رہی ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے جو لوگ نہیں مانتے ہم

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

شیطانوں کو ان کے دوست بنا دیتے ہیں۔ ف۴ کہ جب کوئی کام بے حیائی کا کرتے ہیں

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ

تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ

تو کہہ کچھ شک نہیں کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا جن باتوں کو تم نہیں

ف۱: ابوالبشرؑ اور ام البشر کی اس مناجات میں ادب اور استغفار کی تعلیم سارے آدم زادوں کے لئے قیامت تک ہے، مگر بائبل آدم وحوا کی اس موثر مناجات سے یکسر خالی ہے اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعا سنی اور دونوں کی طلب کردہ چیزیں عنایت فرمائیں۔

ف۲: یعنی جنت سے اترو یہ خطاب آدم علیہ السلام اور اماں حوا اور ان کی اولاد کو ہے یا ان تمام کو اور ابلیس کو اسی لئے خطاب میں صیغہ تثنیہ کا نہیں بلکہ جمع کا ہے۔ مفسرین نے ان مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں ہر ایک ان میں سے اترا ہے لیکن قرآن اس باب میں خاموش ہے اور تفسیروں میں جو منقول ہے ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بلکہ سب کا ماخذ بنی اسرائیلی روایات ہیں اس لئے مسلمان کے لئے خاموشی بہتر ہے جب قرآن و حدیث دونوں اس تعین سے خاموش ہیں تو اس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک اس کا علم دین و دنیا کی ضروریات میں داخل نہیں اگر ان مقامات کی تعیین میں کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ ہوتا تو اللہ پاک اپنی کتاب مستطاب میں اور رسول اللہ ﷺ سنت مطہرہ میں ضرور اس کا ذکر فرماتے۔

اب زمین تمہارا مسکن ہوگی وہیں تم آباد ہو گے اور وہیں تمہیں اسباب معیشت موجود ملیں گے۔ بائبل نے جنت کو آسمان پر نہیں اسی روئے زمین پر مانا ہے اور جو مفسرین زمینی جنت کے قائل ہو گئے ہیں تو ان کے اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بائبل سے ہی متاثر ہو کر یہ بات کہی ہے ورنہ قرآنی الفاظ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ صریح ہیں کہ آدم مع اپنی آئندہ ذریت کے پہلی بار زمین پر بھیجے جا رہے ہیں۔ اور زمین ہی مسکن اصلی اور معتاد ان کا ہوگا اور اگر کسی عارض کی وجہ سے خرق عادت ہو جائے تو اس کی نفی نہیں پس اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور رہنے کی نفی پر استدلال کرنا بالکل باطل ہے۔

ف۳: لباس کے پیدا کرنے کو اتارنا فرمایا اس لئے کہ آسمان سے پانی اتر کر زمین سے روئی پیدا ہو کر کپڑا بنتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس کو اتارا لباس تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا بہتر ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا وہ خلاف شرع لباس کبھی نہ پہنے گا ابن زید نے کہا کہ جو شخص اللہ سے ڈر کر اپنے ستر کو چھپائے یہی لباس تقویٰ ہے۔ جو فقیر ننگے دھڑنگے پڑے پھرتے ہیں اور جاہل لوگ ان کو ولی اللہ سمجھتے ہیں وہ درحقیقت ولی الشیطان ہیں نہ کہ ولی اللہ اللہ تعالیٰ کے ولی متقی ہوتے ہیں جو ستر نہ چھپائے وہ متقی نہیں وہ تو لباس تقویٰ سے برہنہ ہے اور جب متقی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ولی بھی ہرگز نہ ہوگا کیونکہ آیت ﴿اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال: ۳۴) شناخت اولیاء اللہ میں نص قطعی ہے اس آیت سے یہ حقیقت ظاہر ہے کہ لباس وحجاب مقاصد شرعی میں سے ہیں اور برہنگی و نیم برہنگی کا فلسفہ خواہ اس کی تبلیغ یورپ اور امریکہ سے ہو رہی ہو یا اس کی ترویج وحشی و غیر مہذب قوموں میں ہو بہر حال

منزل ۱

یہ ایک شیطانی فلسفہ ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ تقویٰ حیا کو کہتے ہیں کیونکہ حیا سے تقویٰ اور پرہیزگاری کی توفیق ہوتی ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں جب ان میں سے ایک جاتا رہے گا تو دوسرا بھی نہیں رہے گا ایک روایت میں ہے حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا اور غم و مصیبت بدخوئی سے ہے اور بدخوئی دوزخ میں لے جائے گی۔ اللھم احفظنا آمین

ف۴: عموماً وعادۃً وہ مخلوق تمہارے لئے غیر مرئی ہے اس لئے اس کی پوشیدہ تدبیروں سے بچنے کے لئے بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ تقویٰ اور ایمان کامل اختیار کر لو۔ انسان کا جنات کو دیکھنا عادت عامہ کے خلاف (بقیہ صفحہ 861 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِیْمُوْا

جانتے وہ تم اللہ کے ذمے لگاتے ہو ف۱ تو کہہ میرے پروردگار نے تہذیب کا حکم دیا ہے اور یہ کہ

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ

ہر نماز کے وقت تم مستعد ہو جایا کرو اور دلی اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے

لَهُ الدِّیْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰی

پکارا کرو جس طرح اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھرو گے۔ ف۲ ایک فریق کو اللہ

وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا

نے ہدایت کی ہے اور ایک جماعت کو گمراہی چمٹ رہی ہے انہوں نے شیاطین کو

الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ

اللہ کے سوا اپنا دوست بنا رکھا ہے اور اپنے آپ کو

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ

ہدایت یاب بھی جانتے ہیں۔ ف۳ اے آدم کے بیٹو نماز کے وقت اپنی سجاوٹ

كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ

کا لباس پہنا کرو۔ ف۴ اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ ف۵ خدا کو

لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ

مسرف نہیں بھاتے۔ ف۶ تو کہہ جس زینت کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے

اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ

پیدا کیا اس کو اور پاکیزہ رزق کو کس نے حرام کیا ہے؟ یہ نعمتیں دنیا کی زندگی

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ

میں تو ایمانداروں کے لئے مشترک ہیں قیامت کے روز

الْقِیٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

خاص ایمانداروں کیلئے ہوں گی اسی طرح ہم علمداروں کے لئے اپنے احکام مفصل بیان کرتے ہیں۔ ف۷

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

تو کہہ میرے پروردگار نے تو صرف ظاہر باطن کی بے حیائی کو

وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا

حرام کیا ہے اور گناہ اور ناحق کی ایک دوسرے پر زیادتی کرنی اور اللہ کا ساجھی

اہل باطل اور فسق پیشہ گروہ کے پاس عموماً یہی جواب اپنی ہر بے ہودگی کی حمایت میں ہوتا ہے اپنی اعتقادی اور عملی ہر قسم کی بیہودگی پر پہلے تو خاندانی رواج اور برادری کے دستور اور ملکی رسم کی سندیں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں اللہ نے ہم کو اسی حال میں اور اسی طریق پر رکھا ہے اگر اس کی مرضی نہ ہوتی تو ہم یہ کس طرح کر سکتے تھے؟

ف۲: یعنی ہر مسجد میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر خاص اسی کی عبادت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی عمل کو ان دو ارکان کے سوا قبول نہیں کرتا' ایک تو یہ ہے کہ وہ عمل موافق شریعت حقہ و سنت مطہرہ کے مطابق ہو اور دوسرا یہ کہ وہ عمل شرک سے پاک ہو۔

ف۳: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے خلقت کی ظلمت میں یعنی خواہشوں اور لذتوں کے اندھیروں میں پیدا کیا پھر اپنا نور ان کی طرف ڈالا تو جس شخص پر اس نور کی چمک پڑ گئی اس نے ہدایت پائی اور جس کو وہ چمک نہیں پہنچی وہ گمراہ ہوا۔

ف۴: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے حکم زینت کا فرمایا یعنی پوشاک کا جو اعضائے مخصوصہ کو چھپا لے یہ آیت وجوب ستر پر دلیل ہے حالت نماز میں یہی مذہب ہے جمہور کا بلکہ ہر حال میں اہل علم کے نزدیک ستر کا چھپانا فرض ہے۔

ف۵: ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو چاہے کھا اور جو چاہے پی لیکن دو باتوں سے بچ ایک اسراف اور تکبر سے۔ مرفوع حدیث میں ہے کھاؤ' پیو' پہنو اور خیرات کرو لیکن صدقہ بھی کرتے رہو تکبر اور بے جا خرچ کرنے سے بچتے رہو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے کے جسم پر دیکھے۔

ف۶: اسراف نام ہے صرف کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز کرنے کا اور یہ بھی اسراف ہے کہ اللہ کے حلال کردہ کھانے کو حرام کر دیا جائے' اللہ کی دی ہوئی حلال روزی بے شک انسان کھائے پیئے لیکن حرام چیز کا کھانا بھی اسراف ہے' حلال و حرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے گزر نہ جاؤ' نہ حرام کو حلال کرو' نہ حلال کو حرام کہو اور اس ہر ایک حکم کو اسی کی جگہ پر رکھو جس کیلئے اس نے فرمایا ہے ورنہ تم مسرف اور اللہ کے دشمن بن جاؤ گے۔

ف۷: اس آیت میں کھانے پینے اور اوڑھنے کی ان بعض چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بغیر اپنی طرف سے حرام کر لینے والوں کی تردید ہو رہی ہے اور انہیں ان کے اس فعل سے روکا جا رہا ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ پر ایمان رکھنے والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کے لئے ہی تیار ہوئی ہیں گو دنیا میں اس کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہیں لیکن قیامت کے دن یہ سب الگ الگ کر دیئے جائیں گے اور صرف مومن ہی اللہ کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے۔

ف۱: مشرکین ننگے ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے ہم پیدا ہوئے ہیں اسی حالت میں طواف کریں گے عورتیں بھی اپنی شرم گاہ پر کوئی چمڑے کا ٹکڑا یا اور کوئی چیز رکھ لیتی تھیں اور کہتی تھیں۔

الیوم یبدو بعضه او کله و ما بدا منه فلا احله

آج کے دن اس کا تھوڑا سا حصہ یا تمام حصہ ظاہر ہو جائے گا اور جتنا بھی ظاہر ہو میں اسے اس کے لئے جائز نہیں رکھتی۔ اس پر آیت واذا فعلوا فاحشة نازل ہوئی' یہ بدعت انہوں نے از خود گھڑ لی تھی اور اس کی دلیل کیلئے ان کے پاس سوائے اپنے آباؤ اجداد کے اس کام کے کرنے کے اور کوئی چیز نہ تھی لیکن یہ اپنی خوش فہمی سے کہہ دیتے تھے کہ اللہ کا بھی یہی حکم ہے آج بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

ان چیزوں کو بنانا جن کے ساجھی بنانے کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ

اللہ کی نسبت وہ باتیں کہنے لگو جو تم کو بھی معلوم نہیں ف۱ اور ہر ایک قوم کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس جب

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾

ان کا وقت آ لگتا ہے نہ وہ اس سے آگے گھڑی ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے رسول آویں جو تم کو میرے

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

احکام سناویں تو جو ایمان لاویں گے اور صالح بنیں گے ان پر نہ تو خوف ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ اور جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں گے اور

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

تکبر کریں گے وہی جہنمی ہوکر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ف۲ پس جو اللہ پر

خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

جھوٹا افترا کرے یا اس کے حکموں کو جھٹلاوے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ

تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم ہے انہی کو الٰہی کتاب میں سے

مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ

عذاب کا حصہ پہنچے گا۔ ف۳ حتی کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ فرشتے انکو فوت کرنے کے لئے

قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا

آویں گے تو کہیں گے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے وہ آج کدھر چلے گئے وہ

ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

کہیں گے وہ ہم سے غائب ہوگئے اور اپنے پر خود گواہی دیں گے کہ بیشک ہم

كٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

کافر تھے۔ ف۴ اللہ حکم دے گا جو تم سے پہلے جن اور انسان گزر چکے ہیں

ف۱: اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کو حرام کر دیا ہے اور بلاوجہ ظلم وزیادتی، سرکشی اور غرور وغیرہ کو بھی اس نے حرام کیا ہے پس اثم سے مراد ہر وہ گناہ ہے جو انسان اپنی طرف سے کرے اور بغی سے مراد وہ گناہ ہے جس میں دوسروں کا نقصان یا کسی کی حق تلفی کرے اسی طرح رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا بھی حرام اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان باندھنا مثلاً اس کی اولاد بتلانا وغیرہ جو واقعہ کے خلاف محض جہالت کی باتیں ہیں یہ سب بھی حرام ہیں۔

ف۲: مطلب یہ کہ قصہ آدم کے بعد ہم نے اسی وقت اولاد آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک کہ خاتم النبیین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور قیامت تک کسی کو عہدہ نبوت و رسالت عطا نہیں کیا جائے گا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. اس لئے اس خطاب کو موجودہ بنی آدم پر چسپاں کر کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد سلسلہ رسالت کے متلاشیان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف ہے۔ آخر میں صاف لفظوں میں دو گروہ الگ الگ بتائے ایک اصلاح وتقویٰ کا اور دوسرا منکرین ومتکبرین کا آیت میں موقعہ حصر پر آیا ہے اور اسی سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ گنہگار مومن آخر عذاب سے نجات پا جائے گا عذاب دائمی میں رہنے والے صرف مکذبین و منکرین ہوں گے۔

ف۳: سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے اور وہ بھی (سب سے بڑا ظالم ہے) جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی آیات کو جھوٹا سمجھے انہیں ان پر لکھا ہوا حصہ ملے گا یعنی خدا کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جس کے بارے میں نہیں معلوم کہ وہ واقعی خدا نے کہی ہے یا اس کا حکم دیا ہے۔ دین میں بدعتیں رائج کرنا مذہب ایجاد کرنا اور من مانے طریقہ پر شریعت سازی کرنا سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ انہیں سزا ہوگی ان کے منہ کالے ہوں گے ان کے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا اللہ تعالیٰ کے وعدے وعید پورے ہوکر ہی رہیں گے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان کی عمر عمل اور رزق ہو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے وہ دنیا میں تو لازماً ملے گا اور یہ قول قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے بعد کا جملہ اس کی تائید کرتا ہے۔

ف۴: بھیجے ہوئے سے مراد یہاں ملک الموت اور اس کی جماعت کے فرشتے ہیں جو نہایت سختی کے ساتھ ان سے یہ سوال کریں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا جو معبود تم نے بنائے تھے وہ اب کدھر ہیں کہاں ہیں وہ آ کر تم کو چھڑائیں اور بچائیں؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نہیں جانتے کہ کدھر غائب ہوگئے اب وقت پر وہ ہمارے کچھ بھی کام نہ آئے ہمیں ان سے اب کسی نفع کی امید نہیں رہی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے کفر کے آپ ہی اقراری ہوکر مرتے ہیں۔

یہ سوال وجواب موت کے فرشتوں اور روح کے درمیان ہوتا ہے اور مشرک کی روح اعتراف کر لیتی ہے کہ جن کو وہ خدا سمجھ کر پکارتا رہا ہے وہ سب جھوٹے خدا تھے۔ اور سچے خدا کا انکار کر کے اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ

انہیں میں آگ کے اندر تم بھی داخل ہو جاؤ جب کبھی کوئی قوم اس میں جائے گی تو

اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ

اپنے ساتھ والوں کو لعنت کرے گی حتی کہ جب سارے ہی اس میں جمع ہو جائیں گے

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا

تو پچھلے پہلوں کے حق میں کہیں گے اے ہمارے رب! انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تھا

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ

پس تو ان کو آگ میں ہم سے دگنا عذاب دے اللہ کہے گا تم سب کو

ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

دگنا دگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے- ف۱ اور پہلے لوگ پچھلوں سے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

کہیں گے کہ تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں پس اپنی بدکاری

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ

کے عوض عذاب کا مزہ چکھو- ف۲

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں اور ان سے تکبر کریں ان کے لئے نہ تو

لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى

آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور نہ وہ جنت میں داخل ہو پاتے ہیں یہاں تک

يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے ہم اسی طرح مجرموں کو

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ

سزا دیا کرتے ہیں- ف۳ ان کے لئے آگ ہی کا

غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بچھونا ہوگا اور آگ ہی کا اوپر سے اوڑھنا ہم اسی طرح ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں- اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ۙ

اور عمل صالح کرتے رہے ہم کسی نفس کو اس کی ہمت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتے

منزل ۲

ف۱: حکم ہوگا کہ تم داخل ہو جاؤ اور ان کے ساتھ جا کر رہو جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے اس جہنم میں ہیں' فی امھم میں فی بمعنی مع کے ہے یا یہ قول مالک خازن نار کا ہے امت کو اُخت یعنی بہن اس اعتبار سے کہا کہ دین یا ضلالت یا آگ میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے اخریٰ سے اتباع اور سفلہ مراد ہیں' اولیٰ سے رؤسا اور کبار سرداروں مقتدا اور بڑے درجہ والے۔

اخراھم سے مراد مشرک مریدوں کی جماعت اور اولھم سے مشرک پیروں اور رہنماؤں کی جماعت ہے۔ جب سب کو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تو اس وقت مریدین اور تابعین اپنے مشرک پیروں اور پیشواؤں کے متعلق عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس لئے ان کو دگنا عذاب دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب کو دوگنا عذاب ہوگا تابعین کو بھی اور متبوعین کی بھی۔

تابعین مریدوں کو اس لئے کہ انہوں نے ہمارے بھیجے ہوئے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقام کو نہ سمجھا اور اگر کسی نے سمجھانے کی کوشش کی تو انہوں الٹا اس کو مورد الزام ٹھہرایا یعنی ایک تو میرے نبی کی بات کو ٹھکرانے اور دوسرا ان گمراہ لوگوں کی بات ماننے پر اور متبوعین (پیروں) کو اس لئے کہ وہ خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے تھے۔

ف۲: مجاہدؒ نے کہا مراد فضل سے یہاں تخفیف عذاب ہے۔

ف۳: دروازہ کے کھل جانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی عمل صالح یا دعا ان کے طرف سے آسمان پر نہیں جاتی یہ قول ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا۔ ان کے ارواح کے لئے دروازے آسمان کے کھولے نہیں جاتے یہ قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سے علماء کا اور اسی کی تائید حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے جب فاجر آدمی کی روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو کسی گروہ ملائکہ پر گزر نہیں ہوتا مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا روح خبیث ہے' یہ کہتے ہیں کہ فلاں ہے اس کا بہت برا نام لے کر جس کے ساتھ دنیا میں سے پکارا جاتا تھا جب آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں تو کھولا نہیں جاتا پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ (ابن جریر)

حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ یہ ایک محاورہ ہے جو کسی کام کے ناممکن اور محال ہونے کو ظاہر کرنے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے یعنی نہ اونٹ سوئی کے (سوراخ) سے نکل سکے گا اور نہ فلاں کام ہوگا۔ ایک قرأت میں جُمَّل ہے جس کے معنی بڑے پہاڑ کے ہیں مطلب یہ کہ نہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے گذر سکے نہ پہاڑ' جیسے یہ نہیں ہوسکتا تو اسی طرح کافر بھی جنت میں نہیں جا سکتا ان کا اوڑھنا بچھونا آگ ہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

الظلمین المشرکین الذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعھا. یعنی ظالم اور مشرک وہ لوگ ہیں جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَ

یہی جنتی ہیں وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم کدورتوں سے

نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن

ان کے سینے صاف کردیں گے ان کے مکانوں کے نیچے نہریں

تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا

بہتی ہوں گی اور کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کام

لِهَٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۚ

کی رہنمائی کی تھی اور اگر ہم کو اللہ ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی بھی راہ نہ پاسکتے

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَن

ہمارے پروردگار کے رسول سچی تعلیم لے کر آئے تھے اور ان کو ایک پکار آئے گی

تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾

کہ یہ جنت تمہارے عملوں کے عوض میں تم کو ملی ہے۔ ف۱ اور

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ

جنت والے جہنم والوں کو پکاریں گے کہ ہم سے جو اللہ نے

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا

وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اسے درست پایا کیا تم نے بھی اللہ کے

وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

وعدوں کو ٹھیک پایا؟ کہیں گے ہاں اتنے میں ایک پکارنے والا

بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ الَّذِينَ

پکار دے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ف۲ جو اللہ کی راہ

يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا

سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس میں کجی سوچا کرتے تھے

وَهُم بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ﴿٤٥﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ

اور آخرت سے منکر تھے۔ ف۳ اور ان دونوں کے درمیان ایک روک ہوگی

وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ

اور اعراف پر چند لوگ ہوں گے وہ ہر ایک کو نشانوں سے پہچانیں گے

ف۱: اہل ایمان کے درمیان آپس میں جو رنجش رہی ہوگی وہ دور کر دی جائے گی اور تلخیوں کے جو داغ ہوں گے وہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل پاک صاف کر کے ان کو جنت میں داخل کرے گا اس لئے وہ اپنے کو وہاں مخلص دوستوں کے درمیان پائیں گے۔ اور وہاں انہیں ہر قسم کا دلی سکون ہوگا۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ مومن آگ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت و دوزخ کے درمیان ایک ہی پل پر روک دیئے جائیں گے وہاں ان کے آپس کے مظالم کا بدلہ ہو جائے گا اور پاک ہو کر جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے' واللہ وہ لوگ اپنے اپنے درجوں کو اور مکانوں کو اس طرح پہچان لیں گے جیسے دنیا میں جان لیتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے دل اللہ تعالیٰ صاف کر دے گا اور فرماتے ہیں کہ ہم اہل بدر کے بارے میں یہ آیت اتری تلکم جو اشارہ بعید کے لئے آتا ہے وہ یہاں ھذہ کے معنی میں اشارہ قریب کے لئے ہے تلکم بمعنی ھذہ۔

بما کنتم تعلمون سے بظاہر دخول جنت کا سبب اعمال معلوم ہوتے ہیں لیکن حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ کوئی شخص محض اپنے اعمال کے سبب سے جنت میں نہیں جا سکتا بلکہ رحمت الٰہی سے جائے گا۔

اہل ایمان جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے عمل پر نازاں نہیں ہوں گے کہ ہم نے کارنامہ ہی ایسا دکھایا تھا کہ جنت کے ہم حقدار ہوئے بلکہ وہ اسے اللہ کا فضل اور احسان سمجھیں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے کہ اس کی رہنمائی اور توفیق سے وہ اس قابل ہوئے کہ کامیابی کی منزل کو پہنچ سکیں۔

دراصل قرآن مجید میں سبب ظاہری اور قرہی کا بیان ہے جبکہ حدیث میں سبب حقیقی کا بیان کیا گیا ہے دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

ف۲: جنت والوں کی دوزخ والوں سے گفتگو جب کہ دونوں کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوگا یہ ظاہر کرتی ہے کہ عالم آخرت میں سماعت و بصارت کی قوتیں دنیا کے مقابلہ میں بدرجہا بڑھ کر ہوں گی اور ذرائع ابلاغ بھی محدود نہیں ہوں گے۔ یہ بات موجودہ سائنسی دور کے انسان کو تو ذرا بھی حیرت میں ڈالنے والی نہیں ہے کیونکہ وہ ٹیلیفون اور ٹیلیویژن کے ذریعہ ہزاروں میل کی دوری تک اپنی آواز اور اپنی تصویر منتقل کر سکتا ہے اور خلا میں پرواز کرنے والے انسان سے گفتگو کر سکتا ہے۔

ف۳: ظالم کی تفسیر فرمائی کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور راہ حق پر لوگوں کو چلنے نہیں دیتے بلکہ نفرت دلاتے ہیں استقامت صراط مستقیم میں قدح جرح کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ کی اتباع میں شکوک وشبہات ڈالتے اور آخرت کے منکر ہیں ان کو آخرت کے انکار کی وجہ سے تو تو حساب کا کوئی خوف اور خطرہ نہ تھا اور نہ ہی سزاؤں کا کوئی اندیشہ اور نہ ہی انہیں عذاب کے بارے میں کوئی فکر تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ
اور جنت والوں کو سلام علیکم کہہ کر پکاریں گے خود ابھی تک
يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ
داخل جنت تو نہ ہوئے ہونگے مگر امیدوار ضرور ہونگے۔ اور جب ان کی نظر
تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ
دوزخیوں پر جا پڑے گی تو کہیں گے اے ہمارے مولا! تو ہم کو ظالموں کی
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ ۚ
قوم سے نہ کیجیو۔ ف۱ اور اعراف والے دوزخیوں کو بھی جن کو
رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ
نشانوں سے پہچانتے ہوں گے ف۲ بلا کر کہیں گے نہ تو تمہارے جتھے کچھ
جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰٓؤُلَآءِ
کام آئے اور نہ تمہارا وہ مال جس کی وجہ سے تم شیخیاں بگھارا کرتے تھے۔ ذرا دیکھو
الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا
تو یہی لوگ ہیں جن کے حق میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ انکو رحمت سے بہرہ ور نہ کریگا
الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝
(ان کو اجازت ہوچکی ہے کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر خوف ہے اور نہ غمگین ہو گے۔ ف۳
وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا
اور جہنمی جنتیوں سے کہیں گے اللہ کیلئے ہم پر قدرے پانی تو
عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ
ڈالو یا جو اللہ نے تم کو رزق دیا ہوا ہے اس میں کچھ ہم کو عنایت کرو جنتی کہیں گے
اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
اللہ نے کافروں سے یہ دو نعمتیں روک رکھی ہیں۔ ف۴ اور جنہوں نے اپنے دین کو
دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ
لہو اور کھیل بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی سے فریب کھائے ہوئے ہیں پس ہم ان کو
فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا
اس روز ایسا بھلائیں گے جیسے یہ اس دن کو بھولے ہوئے ہیں اور ہمارے حکموں

لوگ ہوں گے ان میں بہت سے اقوال ہیں اور ان سب کا حاصل یہ ہے کہ وہ یہ لوگ ہوں گے جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہوں گی۔ حضرت حذیفہ، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ نے یہی فرمایا ہے یہی قول ہے بعد والے مفسرین کا یہ لوگ جنت والوں سے سلام کریں گے جہنمیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہیں گے اور طمع رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں بھی بہشت بریں میں پہنچا دے یہ طمع ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ڈالا ہے کہ اس کا ارادہ انہیں جنت میں لے جانے کا ہو چکا ہے۔

ف۲: دوزخیوں میں سے وہ ان لوگوں کو پہچان لیں گے جنھیں وہ دنیا میں جانتے پہچانتے تھے جنھیں دولت اور اقتدار وغیرہ پر گھمنڈ تھا اور ان کا یہ گھمنڈ دعوت حق قبول کرنے میں مانع ہوا۔ ایسے لوگوں کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لینے کے بعد وہ انہیں یاد دلائیں گے کہ یہ چیزیں جن پر تمہیں ناز تھا آج تمہارے کیا کام آئیں؟

معلوم ہوا کہ فرعون، ہامان، ابولہب، ابوجہل اور اس قماش کے دوسرے لیڈر اپنی مخصوص علامتوں کی وجہ سے جہنم میں پہچانے جائیں گے اور اصحاب اعراف جب ان کو یاد دلائیں گے ان کا سرمایہ افتخار ان کے کچھ کام نہ آیا تو اس سے ان کی ذلت و رسوائی میں اضافہ ہی ہوگا۔

ف۳: دنیا میں تم اہل ایمان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ کی نظر میں بھی ان کی کوئی وقعت نہیں اور نہ اس کی رحمت میں یہ جگہ پانے والے ہیں لیکن آج آنکھیں کھول کر دیکھ لو کہ ان ہی لوگوں کو اللہ نے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اس اعزاز سے نوازا ہے کہ "جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تمہارے لئے رنج کا موقع ہے اور نہ غم کا۔"

ف۴: دوزخیوں کی ذلت و خواری کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ جنت والوں سے پانی یا کھانا مانگیں گے اور اپنے نزدیک کے رشتے کنبے والوں سے کہیں گے کہ ہم جل بھن رہے ہیں بھوکے پیاسے ہیں ہمیں ایک گھونٹ پانی یا ایک لقمہ کھانا دے دو تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ کفار پر حرام ہے۔ ابن عباسؓ سے سوال ہوتا ہے کہ کس چیز کا صدقہ افضل ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل خیرات پانی ہے دیکھو جہنمی اہل جنت سے اسی کا سوال کریں گے حرمھما میں ضمیر تثنیہ سے مراد جنت کا کھانا پانی ہے یعنی طعام الجنة و شرابها۔

ف: جنتیوں اور دوزخیوں کی بات بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک اور حجاب حد فاصل اور دیوار ہے کہ وہ دوزخیوں کو جنت سے فاصلے پر رکھے۔ اسی دیوار کا ذکر آیت فضرب بینهم بسور الخ میں ہے یعنی ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر رحمت ہے اور باہر عذاب ہے اسی کا نام اعراف ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ ایک اونچی جگہ ہے جنت دوزخ کے درمیان جہاں کچھ لوگ روک دیئے جائیں گے۔ سدیؒ فرماتے ہیں اس کا نام اعراف اس لئے رکھا گیا کہ یہاں کے لوگ دوسرے لوگوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ یہاں کون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ

سے انکار کرتے ہیں۔ ف۱ اور ہم نے ان کے پاس کتاب بھی پہنچا دی

فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

جس کو ہم نے بڑی سمجھ بوجھ سے مفصل بیان کر دیا اور وہ ماننے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

یہ تو صرف اس کے انجام کے منتظر ہیں جس دن اس کا انجام آپہنچا تو جو لوگ

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ

اس کو پہلے سے بھولے بیٹھے ہوں گے کہیں گے ہمارے رب کے رسول سچی تعلیم لے کر

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا

آئے تھے پس کوئی ہمارا سفارشی ہو کہ ہماری سفارش کرے

لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ

یا ہم کو لوٹا دیا جائے کہ ہم پہلے کیے کے خلاف عمل کریں بیشک

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

انہوں نے اپنا آپ نقصان کیا اور جو کچھ اللہ پر افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان کو بھول

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

گئیں۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا پالنہار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر بیٹھا دن کو رات سے

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

وہی ڈھانپتا ہے ایک دوسرے کے پیچھے چپکے چپکے تلاش میں لگے ہوئے ہیں اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ

اور ستاروں کو اسی نے اپنے حکم سے کام میں لگا رکھا ہے اسی نے سب کچھ بنایا ہے

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ

اور اسی کا سب اختیار ہے اللہ کی ذات ہی بابرکات ہے جو سب جہان والوں کا پالنہار ہے۔ ف۲ اپنے

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾

رب سے ہی گڑگڑا کر چپکے چپکے مانگا کرو اللہ حد سے گزر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ف۳

ف۱: یہاں کافروں کی بدکرداری بیان ہو رہی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو ایک ہنسی کھیل سمجھے ہوئے تھے دنیا کی زینت اور اس کے بناؤ چناؤ میں ہی عمر بھر مشغول رہے یہ چونکہ اس دن کو بالکل ہی بھول گئے تھے اس کے بدلے ہم بھی ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو کسی بھول جانے والے کا معاملہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے اس کے علم سے کوئی چیز نکل نہیں سکتی۔ ﴿لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى﴾ (طٰہٰ:۵۲)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے بیوی بچے نہیں دیئے تھے؟ کیا عزت و آبرو نہیں دی تھی؟ کیا گھوڑے اونٹ تیرے مطیع نہیں کیے تھے؟ اور کیا تجھے قسم قسم کی راحتوں میں آزاد نہیں رکھا تھا؟ بندہ جواب دے گا کہ ہاں پروردگار بے شک تو نے ایسا ہی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر کیا تو میری ملاقات پر ایمان رکھتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ نہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پس میں بھی آج تجھے ایسا ہی بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھول گیا تھا۔

ف۲: پھر فرماتا ہے کہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے اس پر لوگوں نے بہت کچھ چہ میگوئیاں کی ہیں مناسب یہی ہے کہ اس مقام میں سلف صالحین کی روش اختیار کی جائے جیسے امام مالک امام اوزاعی امام لیث بن سعد امام شافعی امام احمد اسحاق بن راھویہ امام ابوحنیفہ شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ آئمہ سلف وخلف رحمہم اللہ ان سب بزرگان دین کا یہی مذہب تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے اوپر عرش کے اوپر ہے اور یہ آیت جیسی ہے اسی طرح اسے رکھا جائے بغیر کیفیت اور بغیر تشبیہ کے اللہ کے مشابہ اس کی مخلوق میں سے کوئی نہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (الشوریٰ:۱۱) یعنی اس کے مثل کوئی نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے۔

مفسر امرتسری شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہؒ فرماتے ہیں کہ صفات الٰہیہ کے متعلق دو مسلک ہیں ایک تفویض دوسرا تاویل۔ تفویض کے معنی ہیں صفات الٰہیہ کے متعلق قرآن وحدیث میں جو لفظ جیسا آیا ہے اس کو ویسا ہی بلا تاویل مانا جائے امروھا بلا کیف (ترمذی) تاویل اس کے خلاف ہے میرا عقیدہ اور مسلک یہ ہے کہ میں تفویض کا قائل ہوں اور صفات الٰہیہ میں سے ہر صفت کو اس کے ترجمہ کے ماتحت بلا کیف مانتا ہوں میں استوی علی العرش مانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی صفت قرب و معیت کو اور اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمین میں ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں' اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کسی صفت کی تاویل یا تحریف کی ضرورت نہیں وہ ویسا ہی ہے جو اس نے اور اس کے رسول نے خود بتلایا ہے مگر میدان مناظرہ میں جہاں پر مخالفوں کے سامنے تفویض کافی نہیں ہوتی اور دوسرا مسلک تاویل بھی اہل علم بلکہ بعض محدثین سے منقول ہے اس لئے وہاں تاویل کیا کرتا ہوں اس فرق کو جو لوگ نہیں جانتے وہ مجھ پر ناراضگی کا اظہار بلکہ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں جن سب کے جواب میں اسی قدر کافی ہے قاضی ارباما نشنید برفشاند دست را۔ محتسب گرمے خورد معذور دارد مست را۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس قسم کی آیات کے معانی معلوم ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ لغوی معانی ہم کو معلوم ہیں اور جو کہتے ہیں کہ ان کے معانی اللہ ہی جانتا ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ ان کی لغوی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کون نہیں جانتا کہ اللہ کی حکمرانی کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں بالکل سچ ہے۔

دور بینان بارگاہ الست جز زریں پے نبردہ اند کہ ہست اللہ اعلم بذاتہ وصفاتہ

ف۳: تضرعاً کے معنی ذلت مسکینی اور اطاعت گزاری کے ہیں خفیۃً کے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا
اور دنیا کی اصلاح ہوئے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور خوف اور طمع سے اسی
وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶
کو پکارا کرو اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت ہی قریب ہوتی ہے۔ ف۱
وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ
وہی ذات پاک ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری دیتی ہوئیں
رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ
بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بوجھل بوجھل بادلوں کو لے اڑتی ہیں تو ہم
لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
اس بادل کو خشک بستی کی طرف چلا دیتے ہیں پھر اس میں سے بارش اتارتے ہیں
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ
پھر اسکے ساتھ ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ
تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ
تم نصیحت پاؤ۔ عمدہ زمین کی انگوری اللہ کے حکم سے
بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ
ہری بھری نکلتی ہے ناقص اور ردی زمین کی پیداوار ردی ہی نکلا کرتی ہے
كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝۵۸
اسی طرح شکر گزار قوم کے لئے ہم اپنے احکام بار بار بتلاتے ہیں۔ ف۲
لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ
ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا پھر اس نے کہا کہ بھائیو
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ
اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے حال پر
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵۹ قَالَ
مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اس کی قوم کے
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۰
سرکردہ بولے ہمارے خیال میں تو تو صریح گمراہی میں ہے۔

منزل ۱

معنی دلوں کے خشوع وخضوع اور یقین کی صحت سے اس کی وحدانیت اور ربوبیت کا اس کے اور اپنے درمیان یقین رکھتے ہوئے پکارو نہ کہ ریا کاری کے ساتھ بہت بلند آواز سے۔ اس آیت سے حنفیہ نے آمین آہستہ کہنے پر استدلال کیا ہے کہ آمین دعا ہے پس یہ مخفی ہونی چاہئے (ہدایہ) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آمین اصل دعا نہیں بلکہ استجابت دعا ہے جو حکماً دعا ہے یعنی جو دعا امام نے کی ہے اس کی قبولیت کی درخواست ہے پس جب اصل دعا یعنی سورہ فاتحہ جو امام کر (پڑھ) رہا ہے حنفیہ اسے آہستہ پڑھنے کا حکم (بھی) نہیں دیتے اور جو اسی دعا کی قبولیت کی درخواست اگر کرے تو اس استجابت کو اس آیت سے منع کرتے ہیں لعمری ان هذا اعجب العجاب پس امام اونچی آواز سے دعا کرے گا تو مقتدی بھی بلند آواز سے استجابت کرے گا اور جس وقت آہستہ دعا کرے گا مقتدی بھی آہستہ استجابت کرے گا تو گویا سارا دارومدار امام پر ہے تو پھر پہلے امام کو روکنا چاہئے مقتدی خود رک جائے گا۔ فافہم۔ علامہ ابن ہمامؒ جو

(بقیہ صفحہ 861 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: زمین پر امن وامان کے بعد فساد کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وقت کا فساد خصوصیت سے زیادہ برائیاں پیدا کرتا ہے پس اللہ اسے حرام قرار دیتا ہے اور اپنی عبادت کرنے' دعا کرنے' مسکینی اور عاجزی کرنے کا حکم دیتا ہے چونکہ رحمت ثواب کو متضمن ہے اس لیے قریب کہا قریبة نہ فرمایا یا اس لیے کہ وہ لفظ اللہ کی طرف مضاف ہے یہاں مضاف الیہ کا لحاظ رکھا گیا۔ یا رحمة بمعنی مصدر ہے رحم سے اور جبکہ مصدر مذکر ومؤنث میں برابر ہوتا ہے الرحمة مصدر ومن حق المصادر التذکیر کقوله فمن جاءه موعظة. (کبیر) یا قریب صفت ہے امر محذوف کی اور امر بمعنی شی استعمال ہوا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قریب بروزن فعیل اور فعیل بھی مذکر ومؤنث دونوں کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ﴾ (ھود:۸۹) اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ کی رحمت محسنین کو حاصل ہوگی اگر یہ شبہ ہو کہ عصاة اور اصحاب الکبائر جو محسنین میں شامل نہیں تو ان کو سزا سے معافی نہیں ہوگی کیونکہ عذاب سے معافی رحمت ہے تو جواب یہ ہے کہ جو شخص ایمان لائے اور توحید ونبوت کا اقرار کرے تو وہ محسن ہے اور محسن کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ وجوہ احسان کو پورا کرنے والا ہو هذا خلاصة مابسطه امام الرازی.

ف۲: ہوا میں چلانا' بارش برسانا' قسم قسم کے پھول پھل پیدا کرنا اور ہر زمین کی استعداد کے موافق کھیتی اور سبزہ اگانا یہ سب اسی کی قدرت اور حکمت بالغہ کے نشان ہیں۔ اسی طرح مردوں کا موت کے بعد جی اٹھنا اور قبروں سے نکلنا بھی سمجھا دیا کہ جو مردہ زمین کو جلا دیتا ہے وہی مردہ انسانوں کو زندہ کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے بارش اور زمین کی مثال میں اشارہ کیا گیا کہ مختلف زمینیں اپنی اپنی استعداد کے موافق بارش کا اثر قبول کرتی ہیں اچھی زمین سے پیداوار بھی عمدہ نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہے جیسے سنگلاخ اور شور وغیرہ والی زمین' تو اس کی پیداوار بھی ویسی ہی ہوتی ہے اور اسی طرح تم سمجھ لو کہ انبیاء علیہم السلام جو خیر وبرکت لے کر آئے اس سے فائدہ اٹھانا بھی حسن استعداد پر موقوف ہے جو لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے یا فائدہ تو اٹھاتے ہیں مگر پورا نہیں کرتے یا پورا انتفاع نہیں کرتے انہیں اپنی سوء استعداد پر ماتم چاہیے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ
نوح نے کہا بھائیو! میں گمراہ نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کی
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ
طرف سے رسول ہوں۔ کہ اس کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں
اَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾
اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے ان باتوں کی اطلاع ہے جن کی تم کو نہیں۔ ف۱
اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تمہیں میں سے ایک آدمی کے ذریعہ اللہ کے
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ
ہاں سے تم کو نصیحت پہنچے تاکہ وہ تمہیں ڈراوے اور تم پرہیزگار بنو
تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ
اور تم پر رحم کیا جاوے۔ پھر بھی لوگوں نے اسکو
مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
جھٹلایا پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بیڑی میں نجات دی اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی
بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اِلٰى
تھی ان کو غرق کردیا اور وہ اندھے ہو رہے تھے۔ ف۲ اور قوم عاد
عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا کہ اے بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ
اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ ف۳ اس کی قوم کے
الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہمارے خیال میں تو بیوقوف
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ
ہے اور ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ہود نے کہا اے بھائیو!
يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ
میں بیوقوف نہیں بلکہ اللہ رب العالمین

ف۱: ابن عباسؓ اور دیگر علمائے تفسیر نے کہا ہے کہ سب سے پہلے بت پرستی کا رواج اس طرح شروع ہوا کہ جب ان میں کوئی اللہ کا ولی نیک بندہ فوت ہوجاتا تو اس کی قوم کے لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں اس بزرگ کی تصویریں بنا لیتے تاکہ اس کا حال اور اس کی عبادت کا نقشہ سامنے رہے اور خود کو اس جیسا بنانے کی کوشش کریں لیکن کچھ عرصہ بعد اس کی تصویر کا مجسمہ بنا لیتے اور پھر کچھ عرصہ بعد اس بت کی پوجا شروع کردیتے اور اس بت کا نام کچھ عرصہ بعد انہی بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کے نام انہی اولیاء اللہ کے ناموں پر رکھ دیتے' مثلاً ود، سواع، یعوق، یغوث، نسر وغیرہ پھر جب بت پرستی کا رواج عام ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول نوح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ انہیں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی تلقین کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو مٹی' لوہے یا تانبے سے بت بناتے تو اس مٹی وغیرہ پر ان کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ یہ ہم کو نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں یا ہماری حاجت روائی کر سکتے ہیں بلکہ ان کا اعتقاد بزرگوں اور اولیاء پر ہوتا تھا جن کی وہ تصاویر بناتے تھے وہ ان کو اللہ کے برابر نہ سمجھتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے اور یوں کہتے تھے کہ یہ قدرت اور تصرف اس نے ان کو عطا کی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے قبر پرست اور بدعتی لوگوں کا عقیدہ ہے سو اسی غلط اور بے ثبوت اعتقاد کو انبیاء نے شرک کہا اسی کو مٹانے کے لیے انبیاء تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس بت پرستی وغیرہ کو ختم کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اعلم من اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علوم و معارف میں جانتا ہوں تم کو ان کا علم نہیں' میں جانتا ہوں کہ غلط عقائد اور کفر و شرک کے خیالات اچھا نتیجہ نہیں دیا کرتے۔

ف۲: فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اس نجات کا تعلق عذاب طوفان سے ہے پس ہم نے ان نیک لوگوں کو اپنے نبی کے ساتھ کشتی میں بٹھا کر ہمہ گیر غرقابی سے صاف بچا لیا وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ان لوگوں کو غرق کردیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا یہ الفاظ صراحۃً دلالت کرتے ہیں کہ یہ طوفان صرف منکرین اور مکذبین پر آیا تھا اس کے علاوہ دوسرے علاقہ کے لوگوں سے اس کا کچھ تعلق نہ تھا۔ عراق کی سرزمین خصوصاً کوہ ارارات کی وادیوں میں اب تک اس مہیب طوفان کے نشانات اہل فن کو ملتے رہتے ہیں۔

ف۳: یعنی توحید الوہیت قبول کرو۔ انبیاء علیہم السلام اسی توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے اور اسی توحید کے انکار پر لوگوں سے لڑائیاں (جنگیں وغیرہ) ہوتیں اور ان کے مال و جان کو حلال جانتے تھے اور ان کی عورتوں کو غنیمت میں لا کر لونڈیاں بناتے تھے۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ انسان اس کے ساتھ نہایت درجہ کی محبت رکھے۔ اور اس کے آگے انتہا درجے کی عاجزی کرے' اسی سے امید رکھے، اسی کا ڈر اور خوف دل میں رکھے۔ اور اسی پر بھروسہ کرے۔ حاجت روا' مشکل کشا' اور نفع و نقصان کا مالک اسی کو سمجھے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے متعلق اگر کوئی شخص یہی عقیدہ رکھے گا تو وہ مشرک ہو جائے گا اور ایک توحید ربوبیت بھی ہے اور اس کو مشرکین بھی مانتے تھے' وہ یہ ہے کہ اللہ کے برابر کسی کو نہ سمجھے اور تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا اسی کو سمجھے یاد رکھیے کہ صرف توحید ربوبیت کے قبول کرنے سے نجات نہیں ملتی جب تک کہ توحید الوہیت کا اقرار نہ کرے۔

وضاحت: توحید کی تین قسمیں ہیں۔ توحید ربوبیت' توحید الوہیت اور توحید فی الاسماء والصفات۔ پہلی اور دوسری کا مطلب تو حضرت الشیخ حفظہ اللہ نے بیان فرما دیا ہے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا
کا رسول ہوں۔ کہ تم کو اس کے پیغام پہنچاؤں اور میں
لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ
تمہارا حقیقی خیر خواہ ہوں۔ ف۱ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تمہارے
ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ
پروردگار کی طرف سے تمہیں میں سے ایک آدمی کے وسیلہ سے تم کو نصیحت پہنچے تاکہ وہ تم
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ
کو ڈراوے اور اللہ کی مہربانی کو یاد کرو کہ اس نے تم کو نوح کی قوم سے پیچھے ان کا
نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا
جانشین بنایا اور جسمانی طاقت تم کو زیادہ دی پس تم اس کا احسان مانو
اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا
کہ تمہارا بھلا ہو۔ ف۲ بولے کہ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے
لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا عبادت
اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں پس اگر تو سچا ہے تو جس عذاب کا ہم کو
الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
ڈراوا دیتا ہے ہم پر لے آ۔ ف۳ ہود نے کہا پروردگار کا عذاب
رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ
اور غضب تم پر آ ہی چکا کیا مجھ سے ان ناموں کی بابت جھگڑتے
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ
ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر رکھے ہیں اللہ نے تو
بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
ان کی کوئی سند نہیں بتلائی پس تم منتظر رہو میں بھی
الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ
تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ ف۴ آخر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو

(ع ۸ پ ۸)

ف۱: تیسری کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات کو جوں کا توں مانا جائے ان میں کسی قسم کی تحریف، تشبیہ، تعطیل اور تاویل نہ کی جائے جیسے بعض یہ اللہ سے اللہ کا سچ مچ ہاتھ نہیں مانتے بلکہ قوۃ بطش مراد لیتے جو کہ ہرگز صحیح نہیں علی ھذا القیاس دوسری صفات وجہ، عین، ساق، مشی اور استواء وغیرہ فافہم ولاتکن من المؤلین والمشبہین والمعطلین۔ (عفیف)

ف۱: ہود علیہ السلام کی قوم جس طرح جسمانی طور سے سخت اور زور دار تھی اسی طرح دلوں کے اعتبار سے بھی بہت سخت تھی جب اپنے نبی کی زبانی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تقویٰ و اطاعت کی نصیحت سنی تو اس قوم کے سردار بول اٹھے کو ہم تجھے پاگل، احمق اور دروغ گو جانتے ہیں۔

داعیان حق کو ہر قوم کے روش خیالوں کی طرف سے جواب یکساں ہی ملا ہے عقلائے دین کو سفیہ کہنے کا یہ طریقہ سفہائے قدیم سے آج تک چلا آ رہا ہے، کہنے لگے کہ تو جو ہمیں کہتا ہے کہ ہم بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پوجیں یہ تو تیری حماقت اور گمراہی ہے۔ ھود علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں بے وقوف نہیں ہوں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کی رسالت کو پہنچاتا ہوں تمہارا خیر خواہ ہوں اور امانتداری سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کا حق ادا کر رہا ہوں۔

ف۲: مفسرین حضرات نے ان کے طول قامت میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں قرآن پاک سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ بڑے قد آور اور عظیم الجثہ تھے بہ نسبت دوسری امتوں کے اگر کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ ان کے قد اور جثہ کے بیان میں ہوتا تو فرقان حمید یا رسول کریم ﷺ سکوت نہ کرتے۔ بلاوجہ ان بحثوں میں پڑنا وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا لہٰذا ایسی بحثوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے احکام الٰہی کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے جو کہ دنیا و آخرت دونوں جگہ کا راشد اور فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو جو قوت و اقتدار عطا کیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ وہ اللہ کے شکر گذار بندے بن کر رہتے مگر وہ اپنی قوت پر ناز کرنے لگے اور دعویٰ کرنے لگے کہ ہے کوئی ہم سے زیادہ طاقتور؟

﴿وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ (حم السجدہ)

ف۳: ھود علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ کی تشریف آوری کی غرض کیا یہی ہے کہ ہم اللہ واحد کے پرستار بن جائیں اور باپ دادوں کے پرانے معبودوں سے روگردانی کر لیں؟ سنو اگر تمہارا یہی مقصود ہے تو اس کا پورا ہونا محال ہے اگر تم سچے ہو تو اپنے اللہ سے ہمارے لیے عذاب طلب کرو۔

ف۴: ھود علیہ السلام کی قوم نے اپنے بتوں کے کچھ نام رکھ لیے تھے جیسے کہ ہمارے زمانہ کے کلمہ گو مشرک کسی بزرگ کا نام غوث الاعظم اور کسی کا مشکل کشا کسی کا گنج بخش وغیرہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ مشکل کشا یا فریاد پر پہنچے والے نہ ہوتے تو ان کا نام غوث الاعظم یا مشکل کشا کیوں رکھا جاتا؟ ان کا جواب یہی ہے کہ یہ نام تو تم نے رکھے ہیں نہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ نام ان کے رکھے اور نہ ہی حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو اس نام سے موسوم کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اپنی رحمت سے بچالیا اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کی جڑ

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

کاٹ دی وہ ایمان نہ لاتے تھے۔ ف۱ اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

صالح کو بھیجا اس نے کہا بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ

تمہارا کوئی معبود نہیں اللہ کی طرف سے ایک دلیل واضح بھی تمہارے پاس آئی ہے یہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ

اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے معجزہ ہے پس اسے چھوڑ دو اللہ کی زمین میں

اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

کھاتی پھرے اور اسے بغرض ایذا رسانی ہاتھ نہ لگانا ورنہ دکھ کی مار تم کو پہنچے گی۔ ف۲

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ

اور یاد کرو کہ اللہ نے قوم عاد کے بعد تم کو نائب بنایا

بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

اور زمین میں تم کو جگہ دی کہ تم صاف زمین میں بڑے بڑے محل بنا لیتے ہو

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ

اور پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے ہو پس تم اللہ کے احسان

اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ

مانو اور زمین میں ناحق فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ ف۳ اس کی قوم کے

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ

متکبر سرگروہوں نے ضعیف لوگوں کو جو ایمان لائے ہوئے تھے کہا

اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ

کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے

صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ

کہ صالح اللہ کا رسول ہے وہ بولے جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے

ف۱: جب قوم عاد نے بہت ضد کی اور دعوت حق کو نہ مانا تو عذاب الٰہی ایک سیاہ بادل کی صورت میں آیا اس میں رِیحٌ عَاصِفٌ یعنی آندھی تھی اس آندھی نے سات رات آٹھ دن میں سب کی بیخ کنی کر دی جبکہ ھود علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے صحیح سلامت رہے۔ عذاب الٰہی کی بڑی پہچان یہ ہے کہ اس سے صرف نافرمان ہی ہلاک ہوتے ہیں اور اہل ایمان محفوظ رہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہر نبی کے قصہ سے ظاہر ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ موجودہ زمانہ کے ہولناک واقعات طبعی و تکوینی قحط زلزلہ جنگ سیلاب و با وغیرہ جس سے فاسق و زاہد کافر و مومن بلا امتیاز یکساں ہلاک ہو جاتے ہیں یہ عذاب الٰہی نہیں زیادہ سے زیادہ ان کو عذاب الٰہی کے نمونے کہے جا سکتے ہیں۔

آپ کہہ دیں کہ اس پر بھی وہی (اللہ تعالیٰ) قادر ہے کہ تم پر عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو آپس میں بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے۔ آپ دیکھیں تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں۔ شاید وہ سمجھ جائیں۔ (سورۃ الانعام آیت: ۶۵) عفیف

ف۲: مشرک و جاہل قوم نے فرمائش کی تھی کہ کوئی خارق عادت ہمیں دکھاؤ تو ہم تمہیں سچا سمجھیں ایک خاص قسم کی اونٹنی کا ظہور اسی فرمائش کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ نے قوم کی درخواست معجزہ قبول کر کے ایک اونٹنی کسی عجیب طریقہ سے پیدا کر دی تھی۔ جس کے لیے حضرت صالح علیہ السلام نے دعا کی تھی مفسر امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اونٹنی کیسے پیدا ہوئی تھی اس کی بابت کسی آیت یا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں البتہ اتنا تو قرآن کی نصوص سے ثابت ہے کہ اس کی پیدائش میں کچھ عجوبہ امر تھا جو اس کو نبوت کی نشانی کہا گیا۔

اونٹنی کا ظہور ایک نشانی کے طور پر ہوا تھا اس لئے وہ ضرور ایک غیر معمولی قسم کی اونٹنی رہی ہوگی اور ہر دوسرا دن جو اس کے پانی پینے کی باری کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص قسم کی اونٹنی تھی جو بڑی مقدار میں پانی پی لیتی تھی۔ اونٹنی کا یہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کے مطالبہ پر پیش کیا تھا اس لئے وہ ان کے لئے زبردست آزمائش بن گیا تھا اس لئے وہ ان کے لئے زبردست آزمائش بن گیا تھا اونٹنی کے معجزہ کے بارے میں اس سے زیادہ تفصیل نہ قرآن نے بیان کی ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں بیان ہوئی ہے اس لئے کمزور روایتوں کا سہارا لئے بغیر ہمیں قرآن کے بیان پر اکتفا کرنا چاہئے۔

ف۳: اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ کے عطا کردہ اقتدار کا غلط استعمال اور اس کی بخشی ہوئی تعمیری صلاحیتوں کا بیجا اور نمائشی مصرف انسانی سوسائٹی میں بگاڑ کا موجب ہے اور اس سے ایک فاسد تمدن پیدا ہوتا ہے۔ تہذیب و تمدن کی پیدا کی ہوئی عیش پرستیوں میں پڑ کر خوف آخرت سے بے نیاز ہو جانا قانون شریعت کے حدود کو توڑ کر خود کو فسق و فجور میں ڈال دینا اور اللہ کی عظمت اور اپنی عبدیت کو بھول جانا یہ سب فساد فی الارض میں داخل ہے فقہا کے ایک گروہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ بڑے بڑے محلوں کی تعمیرات بالکل جائز ہیں استدل بهذه الاية من اجاز جواز البناء الرفيع كما لقصور و نحوها.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ

لے کر آیا ہے ہمارا اس پر ایمان ہے- ان متکبروں نے کہا جسے تم نے

اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا

مانا ہے ہم اس سے منکر ہیں- ف۱ پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور

عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح اگر تو رسول ہے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

تو جس بات کا ہم کو ڈراوا دیتا ہے ہم پر لے آ- پس ان پر زلزلہ آیا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ

تو وہ صبح کو اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے- ف۲ پس صالح ان سے ہٹ گیا

قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ

اور بولا میری قوم کے لوگو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے اور

لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا

تمہاری خیر خواہی بھی کی مگر تم خیر خواہوں کو اپنا دوست نہیں جانتے- اور لوط کو

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

ہم نے بھیجا جب اس نے اپنی قوم کو کہا تھا کیا تم ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

ہو جو تم سے پہلے دنیا کے کسی باشندے نے نہیں کی- تم عورتوں کو

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

چھوڑ کر لڑکوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھے ہوئے

مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

لوگ ہو- ف۱ اور بجز اس کے کچھ نہ بولے کہ میاں اپنی بستی سے

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ان کو نکال دو یہ نیک پاک آدمی ہیں- ف۲ پس ہم نے

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾

لوط کو اور اس کے تابعداروں کو بچالیا مگر اس کی عورت تباہ ہونے والوں میں رہی-

ف۱: یہ لوگ بولے کہ صالح کو سچا نبی سمجھنا کیا معنی ہم تو ان کے لائے ہوئے پیاموں کو بھی سچا اور برحق سمجھ رہے ہیں ان کی نبوت کا مسئلہ تو قابل بحث ہی نہیں' سوال یہ ہے کہ ان کی تصدیق کون کون کرتا ہے؟ تو ہم کو تو ان کی تصدیق کی توفیق ہوگئی۔ کہ قرآن مجید نے یہ صاف و بے تکلف کہہ دیا رؤساء منکرین تو متکبر و نخوت پرست تھے مومنین صادقین بجائے خود ضعیف و حقیر تھے یا نہیں اس بارے میں قرآن مجید کچھ نہیں بتاتا وہ صرف یہ کہتا ہے کہ وہ لوگ ضعیف قرار دیئے گئے تھے حقیر سمجھ لیے گئے تھے ضمناً یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تکبر اہل کفر و فسق کا شعار ہے اور مومنین کو حقیر و ضعیف سمجھنا بھی انہی کا شیوہ ہے اور یہیں سے یہ بات بھی سمجھ آجاتی ہے کہ غنی سے فقر بہتر ہے بین اللہ تعالیٰ ان کثرۃ المال والجاہ حملھم علی التمرد والاباء والانکار والکفر وقلۃ المال والجاہ حملھم علی الایمان والتصدیق والانقیاد وذلک دلیل علی ان الفقر خیر من الغنی۔

ف۱: کہنے لگے کہ اے صالح اگر تم رسول ہو تو اپنا وعدہ سچ کر دکھاؤ یعنی انہوں نے عذاب کے لیے جلدی کی کہ بلا جھٹ پٹ اترے یہ ان کا صالح علیہ السلام کے ساتھ مذاق اور ٹھٹھا تھا کیونکہ وہ ان کو جھوٹا جانتے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس استہزا پر عذاب نازل کیا اوپر کی طرف سے سخت آوازہ والی ہوا اور نیچے سے زلزلہ آیا جس سے ان کے دل پھٹ گئے۔

ف۳: لوط علیہ السلام ہاران بن آزر کے بیٹے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے انہوں نے آپ ہی کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا اور آپ ہی کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر سدوم بستی کی طرف بھیجا آپ نے انہیں اور ارد گرد کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی اطاعت کی دعوت دی نیکیوں کے کرنے اور برائیوں کے چھوڑنے کا حکم دیا ان میں ایک برائی اغلام بازی (لواطت' مرد کا مرد کے ساتھ جماع کرنا) تھی جو ان سے پہلے دنیا میں نہ تھی اس بدکاری کے موجد یہی ملعون لوگ تھے حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ملعون ہے وہ جس نے قوم لوط والا کام کیا۔ صاحب ماجدی نے لکھا ہے کہ یہ بھی عجیب بات ہے کہ گو بعد میں مثلاً یونانی تہذیب کی ترقی کے زمانہ میں اس شیطانی حرکت کو بھی بڑی ترقی ہوئی اور آج تو یہ یورپی اور امریکی تہذیب کا جزو لاینفک ہے اور ذرائع ابلاغ وغیرہ سے پورا زور لگایا جا رہا ہے کہ اسے بجائے غیر طبعی کے ایک طبعی تحریک قرار دیا جائے۔ یعنی لواطت کو قانونی حیثیت دے کر اس کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کو فضلہ خارج کرنے کیلئے بنایا مگر بدتہذیبی کے دالدادہ اس کو اپنی خواہش نفسانی کیلئے استعمال کرنے لگے۔

ف۲: بطور طعنہ کہنے لگے کہ یہ تو بڑے پاکباز لوگ ہیں یہ بڑی پاکبازی بگھارتے ہیں اور یہ بڑے اپنی پاکبازی کے مدعی ہیں۔ اور یہ بھی مطلب تھا کہ یہ اس کام سے جو ہم کرتے ہیں دور ہیں پھر ان کا ہم میں کیا کام؟ مجاہد اور ابن عباس کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں لوطی فعل کرنے والے کو اونچی دیوار سے گرا دیا جائے پھر اوپر سے پتھراؤ کر کے اسے مار ڈالنا چاہیے جبکہ بعض فقہ کتابوں میں ہے کہ اس فعل پر کوئی حد نہیں اور علماء کہتے ہیں اسے رجم کر دیا جائے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے' ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے تم لوطی فعل کرتے پاؤ اسے اور اس کے نیچے والے دونوں کو قتل کر دو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ شادی شدہ ہوں تو رجم ورنہ سو کوڑے مارو' عورتوں سے اس قسم کی حرکت کرنا بھی چھوٹی لواطت ہے اور علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ عمل حرام ہے اور بہت سی احادیث میں اس کی حرمت موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اور ہم نے ان پر بارش برسائی پس تو غور کر کہ بدکاروں کا انجام
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ
کیسا ہوا۔ ف۱ اور مدین والوں کی طرف ہم نے انہیں میں سے شعیب کو رسول کر کے بھیجا
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ قَدْ
اس نے کہا بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے
جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ
پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آچکی ہے پس تم ناپ
الْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا
تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور انتظام درست ہونے
فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
کے بعد ملک میں فساد نہ پھیلاؤ اگر تم کو اللہ پر ایمان ہے
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ
تو یہ کام تمہارے لئے اچھا ہے۔ ف۲ اور سڑکوں پر ڈرانے دھمکانے کو اور ایمانداروں
تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
کو اللہ کی راہ سے روکنے اور اس میں کجی
بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ
نکالنے کو نہ بیٹھا کرو۔ ف۳ اور اس وقت کو یاد کرو جب
قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۚ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
تم تھوڑے سے تھے پھر اللہ نے تم کو بڑھایا ف۴ اور اس پر غور کرو کہ مفسدوں
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ
کا انجام کیسا ہوا۔ اور اگر ایک جماعت تم میں سے میری تعلیم کو جو
اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى
میں لے کر آیا ہوں مان چکی ہے اور ایک جماعت نے نہیں مانا تو صبر کرو
يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾
جب تک اللہ ہم میں فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

ف۱: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کا گھرانہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان عذابوں سے بچ گیا جو لوطیوں پر نازل ہوئے لیکن لوط علیہ السلام کی بیوی ہلاک ہوئی کیونکہ یہ بدنصیب کافرہ ہی تھی بلکہ قوم کے کافروں کی طرفدار تھی اگر کوئی مہمان آتا تو اشاروں سے قوم کو خبر پہنچا دیتی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو حکم کہہ دیا تھا کہ اسے اپنے ساتھ نہ لے جانا بلکہ اسے خبر بھی نہ کرنا ایک قول یہ بھی ہے کہ ساتھ تو چلی تھی لیکن جب قوم پر عذاب آیا تو اس کے دل میں ان کی محبت آ گئی اور رحم کی نگاہ سے انہیں دیکھنے لگی تو اسی وقت وہی عذاب اس بدنصیب پر بھی آ گیا لیکن صحیح قول پہلا ہے یعنی نہ اسے حضرت لوط نے عذابوں کی خبر کی نہ اسے اپنے ساتھ لے گئے یہ یہیں رہ گئی تھی اور پھر قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی۔

ف۲: یہ لوگ مدین بن ابراہیم کی نسل سے ہیں حضرت شعیب میکیل بن یشجر کے لڑکے تھے ان کا نام سریانی زبان میں بثرون تھا ان کے قبیلے کا نام بھی مدین تھا اور اس بستی کا نام بھی یہی تھا آپ نے بھی تمام رسولوں کی طرح ان کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے بچنے کی تلقین کی' خالق کا حق بتا کر پھر مخلوق کے حق کی ادائیگی کی طرف رہبری کی اور فرمایا کہ ناپ تول کم دینے کی عادت چھوڑ دو لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو یہ خیانت ہے کہ کچھ اور دو کچھ۔ اصلاحی نظام یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت کو جزوی یا کلی طور پر قبول کرنے سے انکار کرنا اور بندوں کے ادائے حقوق میں کمی کرتے رہنا یہ سب باتیں زمین میں فساد کا سبب بنتی ہیں لہٰذا اس شیطانی کام سے بچو۔

مدین قبیلہ کا بھی نام ہے اور علاقہ کا بھی۔ یہ قبیلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے تھا۔ جو آپ کی تیسری بیوی قطورہ سے پیدا ہوا تھا۔ بائبل میں ہے ''اور ابراہیم نے پھر ایک اور بیوی کی جس کا نام قطورہ تھا اور اس سے..... مدیان اور..... پیدا ہوئے۔'' (پیدائش ۲۵۔۱) علاقہ کا نام اس قبیلہ کے نام سے مشہور ہوا۔

مدین کا مسکن بحر احمر کے کنارے عرب کے شمال مغرب میں تھا۔ اس کا زمانہ تقریباً ۱۶۰۰ ق م یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل کا ہے۔

ف۳: معلوم ہوتا ہے مدین کے لوگ جرائم پیشہ تھے۔ وہ راستوں پر مسافروں کی تاک میں بیٹھتے اور جب کوئی راہ گیر یا قافلہ گزرتا تو اسے ڈرا دھمکا کر لوٹ لیتے۔ وہ لوگ شعیب علیہ السلام کے گھر کے راستوں اور گلی کوچوں پر بیٹھ کر جس شخص کو اس طرف جاتا ہوا دیکھتے تو اس کو ڈراتے دھمکاتے تھے اور کہتے تھے کہ تم کس کے پاس جا رہے ہو وہ تو بڑا جھوٹا ہے۔

یہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کا ہے۔ جبکہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ راستے سے مراد دین کا راستہ ہے یعنی جو کوئی سلوک دین کا ارادہ کرتا اس کو روکتے حقیقتاً کسی راہ پر بیٹھنا مراد نہیں۔

ف۴: یعنی مدین کا خاندان ابتداء میں ایک مختصر خاندان تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی افرادی قوت اس طرح بڑھا دی کہ اس نے ایک بڑے قبیلہ اور ایک قوم کی حیثیت اختیار کر لی لیکن بجائے اس کے کہ وہ لوگ اس نعمت خداوندی پر شکر گزار ہوتے۔ انہوں نے ناشکری کو اپنا شیوہ بنا لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ
اس کی قوم میں سے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب
يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ
ہم تجھ کو اور تیرے ماننے والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا
لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝
تم خود ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آؤ گے شعیب نے کہا کیا یوں اگرچہ ہم کو ناپسند بھی ہو۔
قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ
کچھ شک نہیں کہ اگر ہم تمہارے دین میں بعد اس سے کہ اللہ نے ہم کو
بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ
اس سے بچایا ہے ف۱ لوٹ آئے تو ہم نے اللہ پر بہتان باندھا اور یہ ہم سے تو ہو نہیں سکتا کہ تمہارے دین میں آ جائیں
فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ
ہاں اللہ ہی جو ہمارا پروردگار ہے کسی وقت چاہے ہمارے پروردگار نے
شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَي اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ
سب کچھ جانا ہوا ہے اللہ پر ہمارا بھروسہ ہے مولا! ہم میں اور ہماری قوم میں
بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَقَالَ
سچا فیصلہ فرما تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ف۱ اس کی قوم میں
الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ
سے سرگروہوں نے جو کافر ہوئے تھے کہا کہ اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو تم
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
زیاں کار ہو گے۔ ف۲ پس ان پر زلزلہ آیا جس سے وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے
فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا
بیٹھے ہی رہ گئے۔ ف۳ یاد رکھو جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا
گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی
هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ
زیاں کار ہوئے۔ پھر شعیب ان سے پھرا اور کہنے لگا بھائیو!

ف۱ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام پہلے مشرکانہ مذہب پر تھے اور بعد میں اس سے نجات پا کر اسلام میں آئے بلکہ یہ بات انہوں نے اپنے ان ساتھیوں کے پیش نظر فرمائی جو مشرکانہ مذہب کو ترک کر کے حلقہ بہ گوش اسلام ہوئے تھے کیونکہ جہاں تک ایک نبی کا تعلق ہے وہ قبل نبوت بھی دین فطرت پر ہوتا ہے اور شرک سے اس کا دامن کبھی آلودہ نہیں ہوتا۔

ف۲ اللہ پاک نے فرمایا کہ کفار نے اپنے نبی شعیب علیہ السلام سے اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو کہا کہ ہم تم کو اس گاؤں سے نکال دیں گے یا زبردستی تم کو اپنی ملت میں داخل کریں گے تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا تم باوجود ہماری بیزاری کے ایسا کام کرو گے ہم اگر تمہارے دین میں داخل ہوئے تو سمجھو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا بہتان سے مراد شرک ہے اور یہ کام ہم کو لائق بھی نہیں ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اور بات ہے ورنہ اور کسی کی چاہت سے کچھ نہیں ہوتا چاہے وہ تم ہو یا ہم ہوں۔

اہل سنت کا یہی قول ہے انبیاء علیہم السلام اور بزرگان اکابر ہمیشہ انقلاب امر اور بری عاقبت سے ڈرتے رہتے تھے۔ امام ابن قیمؒ نے کہا ہے یہ وہ امر ہے جس کے خوف سے سلف صالحین کی کمر ٹوٹ گئی' خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ (اے میرے رب) مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام بحیثیت نبی ہونے کے ہمیشہ ہی سے مومن تھے پھر ان سے ملت کفر کی طرف واپس آنے کی فرمائش کے کیا معنی؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام کے حق میں باوجود اس کے کہ انبیاء سے کبھی کفر صادر نہیں ہوتا انہوں نے اس لئے ان سے واپسی کی فرمائش کی تھی کہ نبوت ملنے سے پہلے شعیب علیہ السلام کی خاموشی سے وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان کا اعتقاد بھی ہم ہی جیسا ہوگا البتہ مومنین سے واپسی کی فرمائش درست تھی کیونکہ وہ لوگ ایمان سے پہلے اسی طریق کفر پر تھے۔

ف۳ اس قوم کی سرکشی اور بدباطنی دیکھیے کہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے انہیں یقین دلا رہے ہیں کہ شعیب علیہ السلام کی اتباع تمہیں تباہ و برباد کر دے گی ان مومنوں کے دلوں کو ڈرانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسمانی عذاب بصورت زلزلہ زمین سے آیا اور انہیں حقیقت میں لرزا کر رکھ دیا اور وہ لوگ غارت و برباد ہو کر خود ہی نقصان میں پھنس گئے۔

انہوں نے کہا تھا کہ شعیب علیہ السلام کی اتباع کرنے والے تباہ ہو جائیں گے لیکن تباہ وہ خود ہوئے۔

یہ عذاب جو قوم شعیب پر آیا اس کی لپیٹ میں صرف وہ لوگ آئے جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا اور اللہ کے پیغام کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

ف۴ اس سورت میں زلزلے کا ذکر ہے اور سورۃ ہود میں ہے کہ کڑک سے ہلاک ہوئے' سورۃ شعراء میں بیان ہے کہ ابر سے ان پر عذاب برسا تطبیق ان میں سے اس طرح ہے کہ تینوں عذاب ان پر ایک ساتھ آئے' ادھر ابر اٹھا جس سے شعلہ باری ہونے اور آگ برسنے لگی' ادھر بھیانک اور سخت کڑاکے کی آواز آئی اور ادھر زمین پر زلزلہ آیا نیچے اوپر کے عذابوں سے دیکھتے ہی دیکھتے تہ و بالا کر دیئے گئے اور وہ لوگ اپنی اپنی جگہ ڈھیر ہو کر رہ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى
میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے اور تمہاری خیر خواہی کی پھر میں کافروں کی
عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ
قوم پر کیونکر رنجیدہ ہوں۔ جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نبی بھیجا تو اس میں
نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
رہنے والوں کو بتلائے سختی و مصیبت کیا تاکہ وہ
يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى
گڑ گڑائیں۔ ف پھر ہم نے تکلیف کے بدلے ان کو آسانی دی حتی کہ خوب
عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ
پھولے اور کہنے لگے کہ رنج و راحت ہمارے باپ دادوں کو بھی پہنچے رہے
فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ
تو ہم نے ناگہاں ان کو جب انہیں کچھ بھی خبر نہ تھی پکڑ لیا۔ اور اگر یہ بستیوں والے
اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ
ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتیں
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا
ان پر کھول دیتے مگر انہوں نے تکذیب کی پس ہم نے ان کے افعال کے بدلے
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
ان کو پکڑا۔ ف کیا ان بستیوں والے اس بات سے بے فکر ہیں کہ ہمارا عذاب
بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى
راتوں رات ان کے سوتے ان پر آجائے۔ کیا اس بات سے ان بستیوں والے
اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا
بے خوف ہیں کہ ہمارا عذاب دن دہاڑے ان کے کھیلتے ہوئے ان پر آجائے۔ کیا یہ
مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾
اللہ کے خفیہ داؤ سے بے فکر ہیں اللہ کے داؤ سے زیاں کار ہی بے خوف ہوا کرتے ہیں۔ ف
اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ
کیا ان کو جو یکے بعد دیگرے زمین کے مالک ہوتے ہیں یہ امر رہنمائی نہیں کرتا

منزل ۲

ف اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں طرح آزمایا یعنی صحت و بیماری اور فقر و غنا سے لیکن وہ کسی طرح بھی اپنی ہٹ دھرمیوں سے باز نہ آئے بلکہ اپنے حال کی یوں تاویل کرنے لگے کہ یہ زمانے کے اتفاقات و انقلابات ہیں کبھی اس طرح ہوتا ہے اور کبھی اس طرح' زمانہ ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا چنانچہ انہوں نے اس کو اتفاق پر محمول کر کے اور معمولی سی بات سمجھ کر دونوں موقعے ٹال دیئے اور جبکہ ایمان والے دونوں حالتوں میں عبرت پکڑتے ہیں' مصیبت پر صبر اور راحت پر شکر ادا کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مومن پر تعجب ہے اس کی دونوں حالتیں انجام کے لحاظ سے اس کے لئے بہتر ہوتی ہیں' دکھ پر صبر کرتا ہے انجام بہتر ہوتا ہے اور سکھ پر شکر کرتا ہے تو نیکیاں پاتا ہے پس مومن رنج و راحت دونوں میں اپنی آزمائش کو سمجھ لیتا ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ جس نعمت کے بعد شکر اور مصیبت کے بعد صبر و رجوع حاصل ہو وہ حالت قابل تعریف ہے اور جس نعمت کے بعد غفلت و غرور اور مصیبت کے بعد شکایت یا انکار ظاہر ہو تو وہ حالت سراسر قابل مذمت ہے۔

ف اگر انبیاء کے آنے پر ان کے امتی صدق دل سے ان کی فرمانبرداری کرتے برائیوں سے رک جاتے اور نیکیاں کرنے لگتے تو ہم ان پر کشادہ طور پر بارشیں برساتے اور زمین سے پیداوار اگاتے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرے بندے فرماں بردار ہوتے تو میں رات کے وقت بارش برساتا اور دن کو دھوپ نکال دیتا اور بادلوں کی آواز ان کو نہ سناتا یعنی ان کو ذرہ بھی تکلیف نہ پہنچتی بعض کتابوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تو میری بندگی کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی دور کر دوں گا اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تیرے سینے کو فکر اور تردد سے بھر دوں گا اور تیری محتاجگی کو بند نہ کروں گا۔

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ اللہ والے اکثر غریب اور مفلس رہتے ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوتا ہے اور وہ لوگ اس حالت میں راضی ہوتے ہیں پر شیطان اور حیران نہیں ہوتے تکلیفوں میں ان کو لذت آتی ہے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ تم چاہو تو ہم قریب قریب کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیں اور ان کو تمہارے ساتھ پھرتے رہنے کا حکم کر دیں تو نبی ﷺ نے عرض کی کہ اے میرے اللہ اس طرح نہیں بلکہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن روٹی ملے تا کہ دعا اور مناجات کی لذت حاصل ہوتی رہے۔

ف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا کافروں کو اس بات کا خوف نہیں کہ راتوں رات ان کی بے خبری میں ان کے سوتے ہوئے عذاب الٰہی آجائے اور یہ سوئے کے سوئے رہ جائیں؟ اور کیا انہیں ڈر نہیں لگتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دن دہاڑے ان کے کھیل کود اور غفلت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے اللہ تعالیٰ کے عذابوں' اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کی بے پایاں قدرت سے وہی غافل ہوتے ہیں جو اپنے آپ بربادی کی طرف بڑھے چلے جاتے ہوں۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن نیکیاں کرتا ہے اور پھر ڈرتا رہتا ہے اور فاسق فاجر شخص برائیاں کرتا ہے اور بے خوف رہتا ہے نتیجے میں مومن امن پاتا ہے اور فاجر پیس دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت جو مکر کا لفظ آتا ہے اس پر بعض لوگوں کو کچھ تردد سا ہوتا ہے لیکن بغور دیکھیں تو کوئی تردد نہیں کیونکہ مکر کے معنی ہیں کسی کو بے خبری میں تکلیف پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب نافرمانی کی سزا ہو یا نہ ہو کسی کو خبر کر کے تو نہیں آیا کرتا پس مکر کے معنوں میں کیا شبہ ہے کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ
کہ اگر ہم چاہیں تو ان کی بدکاریوں کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کریں اور ان
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى
کے دلوں پر مہر کردیں پس وہ سنیں ہی نہیں۔ ف۱ ہم ان بستیوں کے کسی قدر
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ
احوال تجھ کو سناتے ہیں اور ان کے پاس رسول بھی واضح احکام لے کر آئے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ
پھر بھی وہ جس بات سے پہلے منکر ہوچکے تھے ان پر
قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا
ایمان نہ لائے اسی طرح اللہ کفر کرنے والوں کے دلوں پر مہر کردیا کرتا ہے۔ ف۲
وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ
اور ہم نے ان میں سے بہتوں کو بدعہد پایا اور ان میں سے اکثر کو ہم نے
لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى
بدکار پایا۔ پھر ان سے پیچھے موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
طرف اپنے حکم دے کر بھیجا تو انہوں نے ان سے انکار کیا پھر جس طرح
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ
مفسدوں کا انجام ہوا اس کو تو سوچ لے۔ ف۳
رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ
موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا رسول ہوں۔ میرا فرض ہے کہ
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
بجز راست بیانی کے اللہ کی طرف نہ لگاؤں میں تمہارے پاس پروردگار کے
فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ
ہاں سے ایک کھلی دلیل بھی لایا ہوں پس تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دے۔ ف۴ فرعون بولا
بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى
اگر تو کوئی نشان لایا ہے تو اسے لاکر دکھا اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنی

متعلقہ

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو سامنے آ کر مارا ہو بلکہ اندر ہی اندر اس کے احکام کام کر جاتے ہیں ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (الفجر: ۱۴) اللہ تعالیٰ گھات میں ہے کے معنی بھی یہی ہیں۔

ف۱ کیا یہ بات ان پر ظاہر و روشن نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے جو قوم آباد تھی ان میں بھی خلیفے ہوئے تھے پھر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کردیا اس کے بعد ان کو خلیفہ بنایا اور اب انہوں نے بھی وہی کچھ کرنا شروع کردیا جو ہلاک کی جانے والی قوم نے کیا تھا یہ بھی ان کی طرح اپنے رب سے سرکشی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم چاہیں تو ان کا بھی وہی حشر کریں جو ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر ان کے دلوں پر نصیحت وغیرہ کسی چیز کا اثر نہیں ہوگا۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوام کی ہلاکت کا بڑا سبب دو امر ہوتے ہیں ایک تو اللہ اور اس کے رسولوں کی تکذیب اور دوسرا گناہوں کی کثرت اور ان اقوام کے حالات سے غفلت جو پہلے ہلاک ہوگئیں۔

ف۲: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی اور کفار کو ڈرانے کے لئے ان بستی والوں کا ذکر فرمایا یعنی ان کے پاس رسول آئے تھے جو توحید لائے تھے مگر وہ لوگ ان پر ایمان نہ لائے اس لئے کہ رسولوں کی آمد سے قبل توحید کی تکذیب کر چکے تھے اب ان کی آمد پر بھی بدستور کفر پر رہے اور رسولوں کا آنا کچھ موثر نہ ہوا' پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اب بعد ہلاک ہونے کے بھی ایمان نہ لائیں گے اگر ہم ان کو زندہ بھی کردیں اس لئے کہ وہ پہلے تکذیب کر چکے تھے۔ القریٰ سے تمام مذکورہ بستیوں کی طرف اشارہ ہے جن کے انبیاء علیہم السلام اور جن کی قوموں کے واقعات پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسم اشارہ کا احساس صرف دیکھنے ہی کے لئے استعمال ہونا ضروری نہیں بلکہ معہود فی الذہن یعنی جو بات ذہن میں ہو کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے جیسے ما تقول فی هذا الرجل یعنی منکر نکیر قبر میں جب سوال وجواب کیلئے مردے کے پاس آتے ہیں اور ان سوالات میں سے ایک سوال تو اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس سے بدعتی ملاؤں نے نبی ﷺ کا قبر میں حاضر ہونے کا استدلال کیا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی نبینا کو اپنی دلیلیں عطا فرما کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا لیکن انہوں نے جھٹلایا ظلم و زیادتی کی اور صاف انکار کردیا حالانکہ ان کے دلوں میں یقین گھر کر چکا تھا تو اے نبی ﷺ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرنے والوں اور اس کے رسولوں کا انکار کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ وہ فرعون اپنی قوم کے ساتھ ڈبو دیا گیا' ان کو مفسد اس لئے کہا گیا کہ کفر اور تکذیب بہت ہی زیادہ قبیح قسم کا فساد ہے۔

ف۴: بنی اسرائیل اصلاً ایک موحد قوم تھی اور اپنے وقت کے مشرک بادشاہ کے ظلم وستم کی تختہ مشق بنی ہوئی تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے پہلا مطالبہ یہی کیا کہ میں ان موحدوں کو اس مشرکانہ و جاہلی فضا سے دور اور الگ لے جا کر ایک الگ خطہ زمین میں آباد کروں گا۔ اسی نظریہ کے مطابق ہندوستان میں ایک مستقل اور جداگانہ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے تحریک پاکستان چلائی گئی جس کے نتیجہ میں ۱۹۴۷ء میں مملکت اسلامیہ پاکستان وجود میں آئی۔ لیکن یہاں ہوا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا

اٹھی پھینک دی وہ صریح ایک اژدھا تھا- ف۵ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ باہر کیا وہ سب

هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ

دیکھنے والوں کے سامنے سفید (براق) تھا- ف۶ فرعون کی قوم کے سردار کہنے

فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ

لگے کہ یقیناً یہ بڑا علمدار جادوگر ہے- اس کا ارادہ ہے کہ تمہارے ملک سے تم کو

اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَ

نکال دے ف۷ پس تم کیا تجویز سوچتے ہو- سب نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو

اَرْسِلْ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ

تھوڑی سی مہلت دیجئے اور ملک میں جمع کرنے والے ہرکارے بھیج دیجئے- کہ ہر ایک جادوگر کو

عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا

بڑے علم والا ہو حضور کے پاس لائیں- اور جادوگروں نے فرعون کے پاس آکر کہا کہ اگر ہم

لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ

اس پر غالب رہے تو ہم کو کچھ ملے گا- ف۸ فرعون نے کہا ہاں اور تم میرے مقربوں سے

الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ

ہو جاؤ گے- بولے کہ اے موسیٰ! تو پہلے ڈالتا ہے یا ہم

نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا

پہلے ڈالیں؟ موسیٰ نے کہا ڈالو پس جب ڈالا

سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ

تو لوگوں کی آنکھوں کو جادو کردیا اور لوگوں کو دہشت میں ڈالا اور ایک

عَظِیْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا

بڑا ہی جادو لائے- ف۹ اور ہم نے موسیٰ کو الہام کیا کہ تو اپنی لکڑی پھینک دے پس اسی وقت

هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا

وہ جھوٹ موٹ کے سانپ جو وہ بنا رہے تھے انکو نگلتی چلی جاتی تھی- پس حق غالب آیا اور

كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا

جو کچھ وہ بنا رہے تھے سب برباد ہو گیا پس فرعونی وہاں مغلوب ہوئے اور ذلیل و خوار

ف: قدیم دور کے مصر میں سانپ ایک مقدس جانور سمجھا جاتا تھا جیسے ہندوستان میں گائے بلکہ ہندوستان میں تو خود سانپ کو بھی مقدس جانتے ہیں اور ہندوؤں میں ناگ پنچمی سانپ پوجا کا دن بڑے دھوم سے منایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا بڑا سانپ بن گیا اور کسی طرح کا شبہ اس کے اژدہا ہونے میں باقی نہ رہا' دوسری آیت میں اس کو جان فرمایا جان چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں تطبیق دونوں آیات میں اس طرح ہے کہ جسم کے بڑے ہونے میں تو اژدہا تھا سرعت رفتار میں مثل چھوٹے سانپ کی تھا۔

ف۶: یہ دوسرا معجزہ تھا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ ان معجزوں کو دیکھ کر اس بات کا یقین پیدا ہوتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس کائنات کے فرمانروا نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

ف۷: یہ ان کی آپس کی گفتگو ہے۔ جب وہ حقیقت کا اعتراف نہ کر سکے تو ایک سیاسی الزام موسیٰ علیہ السلام پر رکھ دیا اور یہ نہ سوچا کہ وہ متضاد باتیں کر رہے ہیں کیونکہ جس شخص کو وہ جادوگر کہہ رہے تھے اس سے یہ خطرہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ ملک سے اس کے باشندوں کو بے دخل کر دے گا؟ کیا جادو کے بل پر اقتدار حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا کسی جادوگر نے کرتب دکھا کر کسی ملک کو فتح کیا ہے؟

ف۸: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جادوگر چیزوں کی حقیقت کو بدلنے پر قادر نہ تھے ورنہ وہ مزدوری کیوں مانگتے اس لئے کہ اگر ان کو چیزوں کی اصلیت کو بدلنے پر قدرت ہوتی تو وہ مٹی کو سونا بنا لیتے مملکت فرعون کے خود مالک بن بیٹھتے ان آیات سے انسانوں کو آگاہ کرنا مقصود ہے کہ اہل باطل کے کلمات پر دھوکا نہ کھائیں۔ اس سے جادوگروں کے اخلاق کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ وہ انعام کے لالچ میں کرتب دکھانے آئے تھے۔ حق و باطل سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

ف۹: انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ابتدا تم کرتے ہو یا ہم کریں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی ابتدا کرو اور موسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر کوئی فکر اور ڈر محسوس نہ ہوا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ جادوگر کبھی رب پر غالب نہ ہوں گے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقابلہ کر سکتے ہیں غرضیکہ جب انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈالیں تو اس جادو کی وجہ سے لوگوں کو کچھ کا کچھ نظر آنے لگا نظر بندی نے خیال کو پھیر دیا شعبدہ باز اسی طرح ہی کیا کرتے ہیں یہی فرق ہے درمیان سحر کے جو کام بشر کا ہے اور درمیان معجزہ انبیاء کے جو کام اللہ پاک کا ہے' سحر میں چیز کی اصلیت جاننے پر کہنے سے آنکھیں پھیری جاتی ہیں اور جبکہ معجزہ میں چیزوں کی حقیقت بدل جاتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصاء سچ مچ سانپ بن کر دوڑنے لگا۔

جادوگروں کے بارے میں مختلف اقوال ہیں' پندرہ ہزار یا تیس ہزار سے اوپر تھے یا پھر ستر ہزار کی تعداد میں تھے بہر حال سب کے پاس ایک ایک رسی اور ایک ایک لاٹھی تھی تو جب انہوں نے ان کو میدان میں ڈال دیا تو تمام میدان بڑے بڑے سانپوں سے بھر گیا تھا۔

ف: یعنی موسیٰ کے سانپ نے جادوگروں کے طلسم کو آن کی آن میں ختم کر دیا یہ قصہ تورات میں بھی مختصراً بیان ہوا ہے۔

''اور موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے اور انہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق کیا اور ہارون نے اپنی لاٹھی فرعون اور اس کے خادموں کے سامنے ڈال دی اور وہ سانپ بن گئی۔ تب فرعون نے بھی داناؤں اور جادوگروں کو بلوایا اور مصر کے جادوگروں نے بھی ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا

لوٹ گئے۔ ف۱ اور جادو گر سجدے میں گر پڑے۔ بولے کہ ہم

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اپنے پروردگار پر۔ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ایمان لائے ہیں۔ ف۲

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّ

فرعون بولا کہ تم میرے اذن دینے سے پہلے اس پر ایمان لے آئے یقینی بات ہے

هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا

کہ یہ تمہارا سب کا فریب ہے جو تم نے اس شہر میں چلایا ہے کہ شہر کے

مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ

اصل باشندوں کو اس سے نکال دو پس تم جان لو گے۔ کہ میں تمہارے ہاتھ

وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

پاؤں الٹے سیدھے کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ

اوروہ بولے ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ف۳ اور تو ہم میں

اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاۗءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

صرف اتنی ہی بات عیب دار پاتا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے نشانوں پر جب ہم کو ملے ہم ایمان لے آئے

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ

ہمارے مولا ہم کو صبر عنایت کیجیو اور ہم کو اپنی تابعداری میں ہی ماریو۔ ف۴ اس کی قوم کے

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي

سرگروہوں نے کہا کیا حضور! موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیں گے کہ ملک میں فساد

الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَاۗءَهُمْ

پھیلائیں اور حضور کو اور حضور کے معبودوں کو ترک کردیں فرعون نے کہا ہم ان کے

وَنَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ

لڑکوں کو مروا ڈالیں گے اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم ان پر غالب ہیں۔ ف۵

مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ

موسیٰ نے کہا بھائیو! اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو

(منزل ۲)

اپنے جادو سے ایسا ہی کیا۔ کیونکہ انہوں نے بھی اپنی اپنی لاٹھی سامنے ڈالی اور وہ سانپ بن گئیں لیکن ہارون کی لاٹھی ان کی لاٹھیوں کو نگل گئی۔ اور فرعون کا دل سخت ہو گیا اور جیسا خداوند نے کہہ دیا تھا اس نے ان کی نہ سنی۔"

.....

ف۱: فرعون نے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ موسیٰ کا معجزہ معجزہ نہیں بلکہ جادو ہے اور چیلنج کیا تھا کہ وہ جادوگروں کے مقابلہ میں بازی جیت کر دکھائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے چیلنج کو قبول کیا تھا۔ فرعون کو یقین تھا کہ وہ جادوگروں کے ذریعہ لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھانے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر موسیٰ کے معجزہ کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہے گی اس لئے اس نے پروگرام یہ بنایا کہ عوام کے زبردست ہجوم میں اس کا مظاہرہ کیا جائے لیکن جب موسیٰ نے بازی جیت لی اور جادوگروں کو شکست ہو گئی تو فرعون کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ اور اسے بھرے مجمع میں بری طرح ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

ف۲: جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ واضح طور پر کہا کہ ہم موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے ہیں تا کہ قوم فرعون میں سے کسی شخص کو یہ وہم نہ ہو کہ یہ سجدہ انہوں نے فرعون کو کیا ہے جس کی ربوبیت کے وہ پہلے سے قائل تھے۔

جس کو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اپنا رب کہتے ہیں اسی کو ہم نے اپنا رب مان لیا ہے۔ اس صراحت سے مقصود فرعون کے سامنے حق کا بے لاگ اظہار کرنا تھا۔

ف۳: فرعون نے پہلے تو انہیں صرف ڈرایا کہ دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں پھر تفصیل بیان کی کہ سیدھا ہاتھ بائیں پاؤں سمیت یا سیدھا پاؤں بائیں ہاتھ سمیت کاٹوں گا اور تم کو سولی بھی چڑھاؤں گا' یہ اس لئے کہا کہ عذاب کی سختی خوب ثابت ہو جائے تو انہوں نے جواباً کہا کہ اگر تو یہ کام کرے گا تو یوم جزا میں اللہ تعالیٰ تیرے فعل کی تجھے سزا دے گا اور ہماری مصیبت کا اجر ہم کو بخشے گا جس طرح فرعون نے ان کو عذاب دنیا سے ڈرایا اسی طرح انہوں نے اس کو عذاب آخرت یاد دلایا یا یہ مطلب تھا کہ موت تو ضرور آئے گی اور ہمیں ایک دن مرنا ہی ہے تیرے ہاتھ سے ہی سہی۔

ف۴: کہنے لگے تجھ کو اللہ کی نشانیوں پر ہمارا ایمان لانا برا لگا حالانکہ یہ کام تو بہت بڑا شرف ہر طرح کی بھلائیوں کا حامل اور فخر کی بات ہے نہ تو اس میں عیب کی کوئی بات ہے اور نہ ہی اس کا انکار بھلائی کا ضامن ہے' یہ جواب دینے کے بعد وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس بات پر ثابت قدمی کی درخواست اور اسلام پر مرنے کی دعا کی کیونکہ خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا مومنین کا خاص شیوہ ہے۔ سبحان اللہ یہ لوگ دن کے ابتدائی حصہ میں کافر اور جادوگر تھے اور اسی دن کے آخری حصہ میں مومن بلکہ نیک شہید تھے۔

ف۵: فرعون نے اپنی شکل کے بت لوگوں میں تقسیم کئے ہوئے تھے ان کو چھوٹے معبود کہتا اور خود رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہلاتا فرعون کی بارے میں اگر یہ یقین کر لیا جائے کہ جو کچھ وہ لوگوں سے منوانا چاہتا تھا اور واقعی اس کا خیال بھی ایسا ہی تھا تو پھر ہندوؤں کے جین مت والوں کے قریب قریب اس کا خیال ہوگا جو کہتے ہیں کہ الٰہ ایک عہدہ ہے جس پر روحیں حسب اعمال پہنچ کر انتظام دنیا کر لیتی ہیں اس مذہب کے ایک پنڈت سے گفتگو ہوئی پنڈت جی تھے تو بڑے وددان مگر دروغ را فروغ نباشد' آخر وہ مغلوب ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَ

زمین تو اللہ کی ملک ہے اپنے بندوں سے جسے چاہے عنایت کرتا ہے ف۱ اور

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ

انجام بخیر ہمیشہ پرہیزگاروں کا ہوتا ہے۔ ف۲ بنی اسرائیل نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی

اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ

ہم کو ایذائیں پہنچتی رہیں اور تیرے آنے سے بعد بھی موسیٰ نے کہا اللہ سے امید ہے

اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ

کہ تمہارے دشمن کو ضرور ہلاک کرے گا اور تم کو زمین میں بادشاہ بنا دے گا پھر تمہارے

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

کاموں کو بھی دیکھے گا ف۳ اور فرعون کی قوم کو خشک سالی

بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

اور پھلوں کی کمی کے عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ نصیحت پائیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ

پھر جب ان کی کوئی آسائش پہنچتی تو کہتے یہ ہمارا حق ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ

کوئی تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست سمجھتے

اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

سن رکھو کہ ان کی شامت اعمال اللہ کے ہاں سے تھی لیکن بہت سے ان میں سے

يَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا

نہیں جانتے تھے۔ ف۴ اور کہتے تھے کہ کوئی بھی نشان تو ہم کو دکھا کہ جس کے ذریعے تو ہم پر

بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ

جادو کرے ہم تجھے نہ مانیں گے۔ ف۵ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا ف۶

الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَ

اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجے جو

الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

کھلے کھلے نشان تھے پھر بھی وہ لوگ متکبر اور

مجرم

انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم کوئی سی بھی نشانی لاؤ ہم ہرگز نہ مانیں گے ہم جانتے ہیں کہ یہ سب آپ کے جادو کے کرشمے ہیں۔

ف۶: مینڈکوں کا عذاب جس شکل میں آیا اس کی تفصیل بائبل میں اس طرح بیان ہوئی ہے ''پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کریں اور اگر تو ان کو جانے نہ دے گا تو دیکھ میں تیرے ملک کو مینڈکوں سے ماروں گا اور دریا بے شمار مینڈکوں سے بھر جائے گا اور وہ آ کر تیرے گھر میں اور تیری آرام گاہ میں اور تیرے پلنگ پر اور تیرے ملازموں کے گھروں میں اور تیری رعیت پر اور تیرے تنوروں اور آٹا گوندھنے کے لگنوں میں گھستے پھریں گے ←

ف۱: حکومت و اقتدار بخشنا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے۔ اگر اس نے ایک ظالم حکمراں کو اقتدار بخشا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس سے خوش ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے ساتھ جو آزمائشی مصلحتیں وابستہ ہیں ان کے پیش نظر ابتلا کے مواقع فراہم کر دیئے جائیں اور پھر اللہ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ان مظلوموں کو جنہوں نے آزمائش کی بھٹی سے گزر کر اپنے کو اللہ کا وفادار اور نیک بندہ ثابت کر دکھایا ابدی نعمتوں سے نوازا جائے۔

ف۲: حضرت موسیٰؑ نے اس تکبر کے مقابلہ میں تحمل اور ظلم کے مقابلہ میں صبر سے کام لیا اپنی قوم کو سمجھایا اور بتلایا کہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ انجام کے لحاظ سے تم ہی اچھے رہو گے تم اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو اور دنیا کی عارضی حاکمیت ہرگز کوئی معیار مقبولیت و حقانیت نہیں۔ یہاں یہ اہم حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ حکومت کا کوئی لازمی تعلق مقبولیت سے نہیں بلکہ وہ مصالح تکوینی کے تابع ہے نہ یہ ضروری ہے کہ جو حاکم ہے وہ مقبول ہی ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ جو مقبول ہے وہی حاکم ہو' محکومیت مقبولیت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے لیکن دونوں کے درمیان منافات نہیں ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی اور پرہیزگار کی عزت و تکریم ہے خواہ حاکم ہو یا محکوم۔

ف۳: موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جلدی نہ کرو صبر کرو گھبراؤ نہیں یقین مانو کہ تمہارا بد خواہ ہلاک ہو گا تمہارے دشمن تباہ و برباد ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی بستیوں پر تمہیں قابض بنا دے گا پھر پتہ چل جائے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو اللہ کے انعامات و عطیات پر شکر بجا لاتے ہو' اس کے احکام پر عمل کرتے ہو یا اس کی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہو۔ اہل ایمان کو جو اقتدار بخشا جاتا ہے اس میں بھی ان کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ اس اقتدار کو پا کر اللہ کے شکر گزار بندے بنتے ہیں یا ناشکرے اور اس اقتدار کو اللہ کے احکام و قوانین کے جاری کرنے اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے استعمال کرتے ہیں یا سرکشی اور ظلم کے لیے۔

ف۴: آل فرعون پر سختی کے مواقع آئے کہ ان کی آنکھیں کھلیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف جھکیں اور یہ سختی بطور آزمائش تھی لیکن عقل کے اندھوں کو سچائی سے دشمنی ہو گئی اگر کوئی سال اچھا آتا اور پیداوار ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق تھے جب کوئی سال قحط کا آتا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم برا کہتے کہ ان کی شومی کی وجہ سے یہ قحط سالی ہوئی۔ ان کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ مصیبتیں اور راحتیں اللہ کی جانب سے ہیں لیکن یہ بے علمی کی باتیں بناتے رہے ان کی بدشگونی ہی ان کے برے اعمال تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر مصیبتیں لاتے تھے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کی سرکشی اور ہٹ دھرمی کو بیان فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى

مجرم ہی رہے۔ ف۱ اور جب بھی کوئی عذاب ان پر نازل ہوتا تو کہتے اے موسیٰ

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ

چونکہ تجھ سے اللہ نے قبولیت کا وعدہ کیا ہوا ہے ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا مانگ ف۲

عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ

اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کرا دے گا تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے

اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ

ساتھ بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم عذاب کو ایک مدت تک ان سے ہٹا دیتے تو وہ لوگ

بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

اس مدت کو پہنچتے ہی فوراً بدعہدی کرتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے

فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا

پانی میں ان کو غرق کیا کیونکہ وہ ہمارے نشانوں کی تکذیب کرتے تھے اور ان سے

غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ

غافل تھے۔ اور جس قوم کو ضعیف کیا جاتا تھا ہم نے اسے بدی

مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

بابرکت زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا ف۳

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

اور چونکہ بنی اسرائیل نے تکلیفوں پر صبر کیا تھا اللہ کے نیک حکم ان کے حق میں

بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ

پورے ہوئے اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم کیا کرتے تھے

قَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ

عمارتیں بناتے تھے ہم نے برباد کر دیا۔ ف۴ اور بنی اسرائیل کو ہم نے دریا

اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى

سے عبور کرایا تو ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں پر بیٹھا کرتے تھے ف۵

اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا

بولے اے موسیٰ جیسے ان کے معبود ہیں ہمیں بھی ایک معبود بنا دے ف۶

منزل ۲

اور تجھ پر اور تیری رعیت اور تیرے نوکروں پر چڑھ جائیں گے اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ہارون سے کہہ اپنی لاٹھی لے کر اپنا ہاتھ دریاؤں اور نہروں اور جھیلوں پر چڑھا اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا لا چنانچہ جتنا پانی مصر میں تھا اس پر ہارون نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے اور ملک مصر کو ڈھانک لیا۔"

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے چالیس برس تک یہ مطالبہ رہا کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے جب فرعون نے انکار کیا تو موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے یہ بلائیں آئیں' دریائے نیل چڑھ گیا' کھیت اور باغ اور بہت سے گھر تلف ہو گئے' ٹڈیوں نے مصریوں کی زراعت کو برباد کر دیا' مصریوں کے کپڑوں اور جسموں میں گندے کیڑے لپٹ گئے' مینڈکوں کی افراط نے مصریوں پر کھانا پینا حرام کر دیا' دریائے نیل مصریوں کے حق میں خونی ہو گیا مگر اتنے کھلے عجائب قدرت دیکھ کر پھر بھی یہ ایمان نہ لائے۔

ف۲: فرعون اور اس کی قوم موسیٰ کے رب یعنی خالق کائنات سے بالکل ناآشنا نہیں تھی ورنہ وہ موسیٰ سے یہ درخواست نہ کرتی کہ ہمارے لئے اس سے دعا کرو۔

ف۳: مراد فلسطین کی سرزمین ہے جو دینی برکتوں سے مالا مال ہے چنانچہ یہاں کتنے ہی جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا ظہور ہوا حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق کو یہیں بسایا تھا جن کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی اور اسے دنیا کی ممتاز ترین قوم کی حیثیت سے اٹھایا یہیں حضرت سلیمان کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر ہوئی جس نے یہاں کی فضا کو روحانی بنا دیا۔

ف۴: جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور خود پسندی میں اتنے بڑھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی بار بار کی نشانیاں دیکھتے ہوئے بھی ایمان لانے سے برابر انکار کرتے رہے تو قدرت نے ان سے زبردست انتقام لیا اور سب کو دریا برد کر دیا۔ ان کا یہ انجام اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جھوٹ سمجھنے اور ان سے غافل رہنے کی وجہ سے ہوا۔ پھر پروردگار نے بنی اسرائیل جیسے کمزور اور ناتواں لوگوں کو اس زمین کا وارث کر دیا مشرق و مغرب ان کے قبضے میں آ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہوئی یعنی دشمنوں پر نصرت کا جو وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوا اور فرعون اور اس کی طرف سے بنی اسرائیل پر جو مظالم ڈھائے گئے تھے اور اس پر ان لوگوں نے صبر کیا تو یہ مدد ان پر ڈھائے گئے مظالم کا اجر تھا۔

ف۵: جب وہ قلزم کو پار کر کے صحرائے سینا میں آئے تو انہوں نے کوہ طور (حورب) کا رخ کیا اس سفر کے دوران ان کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش میں مگن تھے۔

ف۶: اوپر گذر چکا ہے کہ بنی اسرائیل نے صبر سے کام لیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون سے نجات بخشی اور سرفراز کیا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ انہوں نے فرعون سے نجات پانے کے بعد اللہ کی کیسی ناشکری کی کہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک معبود کا مطالبہ کر بیٹھے۔ یہ دونوں باتیں اس لحاظ سے صحیح ہیں کہ بنی اسرائیل میں مختلف کردار کے لوگ موجود تھے بلند کردار بھی اور پست کردار بھی اور چونکہ بحیثیت مجموعی وہ فرعون کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا قائد تسلیم کر لیا تھا اس لئے وہ عزت و سرفرازی کے مستحق ہوئے۔ لیکن ان میں جو لوگ مصر کے مشرکانہ ماحول میں رہ کر عقیدہ و عمل کی کمزوری میں مبتلا ہو گئے تھے وہ ایسی حرکتیں کرتے رہے جو سراسر جاہلانہ اور بنی اسرائیل کے قومی وجود پر بدنما داغ تھیں۔ ایسی ہی ایک جاہلانہ حرکت کا ذکر یہاں ہوا ہے اور ان کی دوسری جاہلانہ حرکتوں کا ذکر قرآن میں دوسرے مقامات میں ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ

موسیٰ نے کہا تم بے سمجھ لوگ ہو ف۱- جس دین پر یہ ہیں یقیناً

مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

وہ برباد ہونے والا ہے اور جو یہ کرتے ہیں سب باطل ہے- ف۲

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ

کہا کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اس نے

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

تم کو تمام جہان کے لوگوں پر بزرگی دی ہے- اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کی قوم

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ

سے نجات دی جو تم کو بڑی تکلیف پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تم پر اللہ کی بڑی

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ

مہربانی ہے- اور ہم نے موسیٰ سے تیس یوم کا وعدہ کیا

لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ

اور دس روز اور بڑھائے تو وعدہ الٰہی چالیس روز کا پورا

لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ

ہوا اور موسیٰ اپنے بھائی ہارون سے کہہ گیا تھا کہ میری قوم میں

قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

میری نیابت کیجیو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کی راہ پر نہ چلنا ف۳

وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ

اور موسیٰ اللہ کے وعدہ کے مطابق جب آیا اور اللہ نے اس سے کلام کیا تو موسیٰ

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ

نے کہا میرے مولا تو مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں اللہ نے کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا

انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ

لیکن تو پہاڑ کی طرف نظر رکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو بھی مجھے

ف۱: ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے حنین کو روانہ ہوئے تو راستے میں انہیں بیری کا وہ درخت ملا جہاں مشرکین مجاور بن کر بیٹھا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار وہاں لٹکایا کرتے تھے اس کا نام ذات انواط تھا تو صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ایک ذات انواط ہمارے لئے بھی مقرر کر دیں' آپ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری ذات ہے کہ تم نے قوم موسیٰ جیسی بات کہہ دی کہ ہمارے لئے بھی معبود مقرر کر دے جیسا ان کا معبود ہے جس کے جواب میں حضرت کلیم اللہ نے فرمایا کہ تم جاہل لوگ ہو یہ لوگ جس شغل میں ہیں وہ ہلاکت ہے اور جس کام میں پڑے ہوئے ہیں وہ باطل ہے۔

حدیث شریف میں ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ تم لوگ پہلی امت کے طریقوں پر چلو گے (ترمذی)

معلوم ہوا کہ بغیر سوچے سمجھے اور لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے انسان گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

ف۲: ان کا یہ شغل بت پرستی بجائے خود بھی باطل ہے اور انجام کار اس کے حق میں اللہ قادر وقہار کی طرف سے تباہی و بربادی بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ مشابہت مذموم ہے اور بدعات کو عبادت سمجھ کر کرنا اس سے بھی برا ہے کیونکہ بدعات پر عمل کرنے سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنا وہ احسان یاد دلاتا ہے جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور تورات جو ان سب کے لئے باعث ہدایت و نور تھی جس میں ان کی شریعت کی تفصیل تھی اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اس میں موجود تھے' تیس راتوں کا وعدہ ہوا آپ نے یہ دن روزوں سے گزارے پھر جب یہ وقت پورا ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ایک درخت کی چھال کو چبا کر مسواک کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ دس اور پورے کر کے چالیس کرو' اس واقعہ کا تورات میں بھی ہے "اور موسیٰ گھٹا کے بیچ میں ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ پہاڑ پر چالیس دن اور چالیس رات رہا" (خروج ۱۸/۲۴)

روایات میں آتا ہے کہ ایک مہینہ تو ذوالقعدہ کا تھا اور دس دن ذوالحجہ کے تو عید والے دن وہ وعدہ پورا ہوا' اور اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور دین محمدی بھی اسی دن مکمل ہوا تھا جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ:۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور انہیں بطور وعظ اصلاح کی اور فساد سے بچنے کی ہدایت کی حضرت ہارون علیہ السلام کی یہ جانشینی بہ حیثیت نبی نہیں بہ حیثیت اعلیٰ سردار قوم کے تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں نبوت کی جانشینی سونپ کر نہیں جا رہے تھے بلکہ بہ حیثیت نائب و سردار اپنا جانشین بنایا تھا اور اسی کے متعلق ہدایات بھی دیں یہ نیابت و خلافت اسی طرح کی تھی جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب مدینہ سے باہر کسی غزوہ وغیرہ میں جاتے تو انتظامی امور کی باگ کبھی حضرت علیؓ کبھی حضرت ابن ام مکتومؓ اور کبھی کسی اور صحابی کے ہاتھ میں دے جاتے' تو خلافت یا نبوت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ
دیکھ سکے گا پس جب اللہ نے پہاڑ پر ذرا سا جلوہ کیا تو اس کو ریزہ ریزہ کردیا
مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ
اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑا پھر جب ہوش آیا تو بولا تو پاک ہے میں تائب ہوں
اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي
اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں- ف۱ اللہ نے کہا اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنی
اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ
رسالت اور ہم کلامی سے سب لوگوں سے برگزیدہ کیا پس
فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ
جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے وہ مضبوط پکڑ اور شکر گزاروں میں ہو- اور ہم نے اس کے لئے
فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا
ان تختیوں میں ف۲ ہر قسم کی نصیحت اور ہر ایک بات کی تفصیل
لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا
لکھ دی تھی پس تو اس کو قوت سے پکڑیو اور اپنی قوم کو حکم کیجیو
بِاَحْسَنِهَا ۚ سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ سَاَصْرِفُ
کہ اچھی طرح اس کو پکڑیں میں عنقریب تم کو بدکاروں کا ملک منقوحہ دکھاؤں گا- ف۳
عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
اور جو لوگ زمین پر ناحق بڑائی کرتے ہیں ان کو اپنے حکموں سے پھیر دوں گا
وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ
اگرچہ ہر قسم کے نشان اور معجزے بھی دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے اور اگر
الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ
ہدایت کی راہ دیکھیں گے تو اس پر نہ چلیں گے اگر گمراہی کی راہ دیکھ پائیں گے تو
يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
اس کو اپنی راہ بنالیں گے کیونکہ وہ ہمارے حکموں سے انکاری اور
عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ
بے پرواہ ہوں گے- ف۴ اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کریں گے اور آخرت سے منکر ہوں گے

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی آرزو کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ مجھے جو زندہ شخص دیکھ لے وہ مر جائے' میرے دیدار کی تاب کوئی زندہ نہیں لاسکتا' خشک چیزیں بھی میری تجلی سے تھرا اٹھتی ہیں جیسا کہ پہاڑ کا حال تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تم خود بھی بے ہوش ہو گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی ان پر تجلی فرمانے سے نہ تھی کیونکہ ظاہراً تجلی کے خلاف ہے بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر وہ غیر محل تجلی کے ساتھ ایک گونہ تلبس و تعلق ہونے سے یہ بے ہوش ہوئی (بیان)

معتزلہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ چونکہ لن نفی ابدی کے لئے آتا ہے اس لئے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہوگا؟ ان کا یہ قول بالکل بودا اور لغو ہے اس لئے کہ یہ نفی ابدی دنیاوی زندگی کے لئے ہے نہ کہ آخرت کے لئے بھی کیونکہ آخرت میں تو دیدار باری تعالیٰ مومنوں کو تو لازماً ہوگا جیسا کہ قرآن حکیم کی آیات اور نبی ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔

حضرت موسیٰ ہوش میں آتے ہی اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور تعظیم و جلال بیان فرمانے لگے کہ واقعی تو ایسا ہی ہے کہ کوئی زندہ تیرے جمال کی تاب نہیں لاسکتا' پھر اپنے سوال سے توبہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سب بنی اسرائیل سے پہلے میں ایمان لانے والا بنتا ہوں کہ واقعی مخلوق میں سے قیامت تک کوئی بھی تجھے نہیں دیکھ سکتا پہلے ایمان لانے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے پہلے کوئی مومن ہی نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہوسکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے اور جبکہ آخرت کے وجود کو یہ بات برداشت ہوگئی لہٰذا وہاں دیکھنا سچ ہے۔

مذہب اہل سنت میں اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا عقلاً بالکل جائز ہے صرف شرعاً ممتنع ہے۔

ف۲: بائبل میں ہے کہ یہ تختیاں دو تھیں اور پتھر کی تھیں اور ان کے دونوں طرف عبارت کندہ تھی۔ مگر قرآن نے ''الواح'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو عربی قاعدہ کی رو سے جمع یعنی دو سے زائد کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے تختیاں کم از کم تین رہی ہوں گی۔

ف۳: من کل شیء سے مراد ہر وہ چیز ہے جن کی شریعت میں ان کو ضرورت تھی یعنی حلال و حرام کے احکام' اس سے ساری دنیا کی چیزیں مراد نہیں من کل شیء یحتاجون الیہ من الحلال و الحرام والمحاسن والقبائح (روح جلد ۹ ص ۵۶)۔ای مما یحتاج الیہ فی دینہ من الاحکام (قرطبی) ولا شبھۃ فیہ انہ لیس علی العموم بل المراد من کل ما یحتاج الیہ موسیٰ و قومہ فی دینھم (کبیر) من یہاں مزید ہے نہ کہ تبعیضیہ من مزیدۃ لا تبعیضیۃ۔

ف۴: تکبر کا نتیجہ ہمیشہ جہالت ہوتا ہے ایسے لوگوں کو حق سمجھنے اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی ان کی بے ایمانی کی وجہ سے ان کے دل الٹ جاتے ہیں' آنکھ کان بے کار ہو جاتے ہیں' ان کی کجی ان کے دلوں کو بھی کج کر دیتی ہے' پھر ایسا نہیں ہوتا کہ ایسے لوگوں کو تکوینی طور پر قبول حق پر مجبور کر دیا جائے۔ علماء کا قول ہے کہ متکبر اور پوچھنے سے جی چرانے والا کبھی عالم نہیں ہوسکتا جو شخص تھوڑی دیر کے لئے علم حاصل کرنے میں خود کو دوسرے کے سامنے نہ جھکائے وہ عمر بھر ذلت اور رسوائی میں رہتا ہے متکبر لوگوں کو قرآن کی سمجھ کہاں؟ وہ تو رب العالمین کی آیات سے بھاگتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

ان کے عمل باطل ہو جائیں گے اور جو کچھ کرتے ہوں گے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ

اسی کا بدلہ ان کو ملے گا۔ موسیٰ کی قوم نے اس سے پیچھے اپنے

مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ

زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا وہ محض ایک آوازدار جسم تھا کیا ان جاہلوں نے یہ بھی

لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا

نہ سمجھا کہ وہ ان سے بولتا تو تھا نہیں اور نہ انکی کسی قسم کی راہنمائی کرتا تھا اس بچھڑے

ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ

کو بناتے ہی ظالم ٹھہر گئے۔ ف۱ اور جب اپنے کئے پر نادم ہوئے اور سمجھے کہ ہم تو

قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا

بہک گئے تھے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے اور نہ بخشے گا

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى

تو کچھ شک نہیں کہ ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے۔ ف۲ جب موسیٰ

قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ

غصہ کا بھرا ہوا رنجیدہ اپنی قوم کی طرف آیا تو کہنے لگا میرے پیچھے

مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

تم نے بہت ہی بڑا کام اختیار کیا اللہ کی شریعت سے پہلے ہی تم جلد بازی کر گئے اور

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ

تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر کھینچنے لگا اس نے کہا بھائی

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا

قوم نے مجھے ضعیف سمجھا اور میرا مار دینا بھی ان سے کچھ دور نہ تھا پس

تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ

دشمنوں کو مجھ پر نہ ہنسا اور مجھے بھی ظالموں کے سنگ میں مت

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا

کر۔ ف۳ موسیٰ نے دعا کی کہ اے مولا! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو

ف۱: اس کا بدن خون اور گوشت والا بن گیا سیاق قرآن بھی اسی کی تائید کرتا ہے سامری نے کہا کہ الٰہ تو یہی ہے موسیٰ علیہ السلام بھول گئے انہیں اتنی بھی تمیز نہ آئی کہ وہ الٰہ تو کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور کسی نفع ونقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا اللہ کو چھوڑ کر جو سب کا مالک اور خالق ہے اس بچھڑے کو پوجنا۔ اس کی وجہ سوائے بے عقلی اور اندھے پن کے اور کیا ہو سکتی ہے؟ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

اس عبارت میں ایک اشکال سا ہے وہ یہ کہ "سامری نے کہا کہ اللہ تو یہی ہے موسیٰ علیہ السلام بھول گئے (انہیں اتنی بھی تمیز نہ آئی کہ وہ الٰہ تو کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا) تو سین والی عبارت میں یہ جملہ کہ "انہیں اتنی بھی تمیز نہ آئی یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے سامری کا نہیں بلکہ یہ جملہ اللہ تعالیٰ کا سامری اور بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی مشرک چاہے وہ کسی بھی قوم میں گذرا ہو اس کے بارے میں یہ نہیں ملتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کلی طور پر نفع ونقصان کا مالک نہ سمجھتا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

موجودہ توریت کی دوسری کتاب کے بتیسویں باب میں جو لکھا ہے کہ حضرت ہارونؑ نے خود ہی ان کو بچھڑا بنا دیا تھا یہ صریح غلط ہے شان نبوت اور شرک اجتماع ضدین ہے عیسائیو! قرآن کے مہیمن علی التوریت ہونے میں اب بھی شک کرو گے؟

ف۲: جب موسیٰ علیہ السلام میقات سے واپس آئے اور ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ لوگ بچھڑے کو پوج کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہو گئے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام پشیمان ہو کر تضرع اور عاجزی سے اقرار کرنے لگے۔ سورہ طٰہٰ میں اس کا مکمل ذکر آئے گا کہ ان کا یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی کے بعد تھا اور یہاں اس کو رجوع پر مقدم کیا ہے اس قصد سے کہ جو قول، فعل کے بعد صادر ہوا ہے اس کی حکایت ایک ہی جگہ میں آ جائے۔

ف۳: ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واپسی سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر دی تھی کہ ان کی قوم بہک گئی ہے اور سامری نے قوم کو گمراہ کر ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام بڑے غصے اور رنج میں بھرے ہوئے وہاں سے آئے اور قوم سے کہا کہ تم نے میرے پیچھے یہ کام کیا، پھر خفا ہو کر کہا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار بھی نہ کیا انتظار یعنی میعاد میں کیوں جلدی کر کے یہ کام کیا کچھ دن تک صبر کیوں نہ کیا، یا تم نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں جلدی کی یا عبادت گوسالہ میں، پھر نہایت غصے میں آ کر تورات کی تختیوں کو زمین پر ڈال دیا اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ دیکھنے والا کوا گر غور نہ کرے تو شبہ ہو کہ جیسے کسی نے پٹک (پھینک) دی ہوں، یہ بات موسیٰ علیہ السلام سے دین کی حمیت کی وجہ سے سرزد ہوئی۔

حضرت موسیٰ کا یہ جوش غضب جس کا اظہار تختیوں کو ایک طرف ڈال دینے اور حضرت ہارون کو اپنی طرف گھسیٹنے کی شکل میں ہوا غیرت ایمانی اور حمیت حق کا تقاضا تھا اور یہ خیال صحیح نہیں کہ حضرت موسیٰ نے تختیاں پھینک دی تھیں اور وہ ٹوٹ گئی تھیں جیسا کہ بائبل کا بیان ہے بلکہ انہوں نے شدت غضب میں ڈال دی تھیں اور جیسا کہ آگے چل کر آیت نمبر ۱۵۴ میں بیان ہوا ہے ان تختیوں کو انہوں نے بعد میں اٹھا لیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جن لوگوں

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ

نے بچھڑا بنایا تھا ان کو اللہ کے ہاں سے غضب اور ذلت کی مار

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

دنیا میں پہنچے گی افترا کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ ف۱

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا

اور جو لوگ برے کام کرکے توبہ کر جاتے ہیں اور اللہ پر پختہ ایمان لاتے ہیں

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ

تو تیرا رب توبہ کے بعد بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ اور جب موسیٰ

عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۠ وَفِيْ نُسْخَتِهَا

کا غصہ فرو ہوا تو اس نے تختیوں کو پکڑا ان کے مضمون

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

میں ہدایت تھی اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے رحمت۔ ف۳

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ

اور موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہماری حاضری کے لئے منتخب کیا

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

پس جب بھونچال سا ان پر آیا تو موسیٰ نے دعا کی الٰہی اگر تو چاہتا تو

اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اس سے پہلے ہی انکو اور مجھ کو بھی مار سکتا تھا کیا ہم میں سے بیوقوفوں کی نا معقول

السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا

بات کرنے سے ہم کو ہلاک کیے دیتا ہے یہ سراسر تیری حکمت ہے

مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ

جس کو تو چاہے گا اس کو سمجھ سے محروم کر دے گا اور جس کو چاہے گا سمجھ لے گا تو ہمارا والی ہے

لَنَا وَارْحَمْنَا ۡ وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا

پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بڑا بخشنے والا ہے۔ ف۴ اور ہمیں دنیا

ف۱: گوسالہ پرستی ہو یا بت پرستی سب شرک ہے اور شرک سراسر جھوٹ ہے جو اللہ پر باندھا جاتا ہے کیونکہ شرک کرنے والا درحقیقت اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ خدا کی خدائی میں اور ہستیاں بھی شریک ہیں یا یہ کہ بتوں کی پرستش خدا کی پرستش کے ہم معنی ہے یا یہ کہ ان کی پرستش خدا نے حرام نہیں ٹھہرائی ہے۔ ان میں سے جو صورت بھی ہو خدا پر جھوٹ باندھنے کے سوا کچھ نہیں۔ اور شرک کرنے والوں کے لئے اللہ کا غضب اور دنیوی زندگی میں ذلت مقدر ہے۔
بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا ان کو بہت رسوا کن سزا دی گئی۔

ف۲: یعنی جس نے کوئی گناہ کیا ہے خواہ کفر ہو یا کفر سے کمتر پھر توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ اس توبہ کے بعد غفور رحیم ہے۔ یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ سارے گناہ کیا صغیرہ اور کیا کبیرہ توبہ میں مشترک ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے سارے گناہ بخش دیتا ہے یہ اس کی رحمت ہے یہ آیت بڑی بشارت والی ہے واسطے مذنبین تائبین یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والوں کیلئے وللہ الحمد۔

ف۳: یعنی جب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا اور غضب تھم گیا تو الواح تورات جو براہ غیرت الٰہی شدت غضب سے زمین پر ڈال دی تھیں وہ اٹھالیں اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ وہ زمین پر ڈالنے کے وقت ٹوٹ گئی تھیں پھر ان کو سمیٹ کر جمع کیا اس میں ہدایت اور رحمت پائی تفصیل جاتی رہی مگر اس پر دلیل کہاں ہے کہ وہ الواح ریزہ ریزہ ہوگئیں؟ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ لفظ اخذ الواح دلیل ہے اس بات پر کہ نہ کوئی لوح ٹوٹی نہ تورات میں سے کوئی شے مرفوع ہوئی۔

ف۴: سدیؒ کا قول ہے کہ ستر منتخب شخصوں کو لے کر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کی معذرت کرنے کے لئے گئے تھے یہاں جب وہ پہنچے تو وہ لوگ کہنے لگے ہم جب تک خود اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں گے ہم اس کا کلام تو سن رہے ہیں لیکن اسے دیکھنا چاہتے ہیں اس پر کڑاکے کی آواز ہوئی اور یہ سب مرکھپ گئے حضرت موسیٰ نے رونا شروع کیا کہ اے میرے اللہ! میں بنی اسرائیل کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ یہ تو ان کے بہترین لوگ تھے اگر تیری یہی منشا تھی تو اس سے پہلے ہی ہمیں ہلاک کر دیا ہوتا۔ جمہور کا قول تو یہی ہے کہ واقعی مر گئے تھے پھر دوبارہ زندہ کئے گئے لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ صرف بے ہوش ہوگئے تھے پھر ہوش میں لائے گئے۔
امام محمد بن اسحاقؒ کا قول ہے کہ انہیں اس بت پرستی سے توبہ کرنے کے لیے بطور وفد کے آپ لے چلے تھے ان سے فرما دیا تھا کہ پاک صاف ہو جاؤ پاک کپڑے پہن لو اور روزے سے چلو یہ اللہ کے بتائے ہوئے وقت پر طور سینا پہنچے مناجات میں مشغول ہوئے تو انہوں نے خواہش کی کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم بھی اللہ کا کلام سنیں آپ نے دعا کی جب حسب عادت بادل آیا اور موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ گئے اور بادل میں چھپ گئے قوم سے فرمایا تم بھی قریب جاؤ یہ بھی اندر چلے گئے اور حسب معمول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشانی پر ایک نور چمکنے لگا جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے وقت برابر چمکتا رہتا تھا آپ نے حجاب کر لیا لوگ سب سجدے میں گر پڑے اور اللہ کا کلام شروع ہوا جو یہ لوگ بھی سن رہے تھے جب باتیں ہو چکیں اور ابر اٹھ گیا تو ان لوگوں نے کہا ہم تو جب تک اللہ کو خود نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر کڑاکا نازل ہوا اور سب کے سب ایک ساتھ مر گئے موسیٰ علیہ السلام بہت گھبرائے اور کہنے لگے کہ اگر ہلاک ہی کرنا تھا تو اس سے پہلے ہلاک کیا ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا

میں عافیت نصیب کر اور آخرت میں بھی یقیناً ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں ف۱

اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ

اللہ نے کہا اپنا عذاب میں جس کو چاہوں گا پہنچاؤں گا اور میری رحمت

رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

سب چیزوں میں شامل ہے ف۲ پس یہ رحمت میں ان کے نام کروں گا جو

يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا

پرہیز گاری کرتے ہوں گے اور زکوٰۃ دیتے ہوں گے اور جو میرے حکموں کو

يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ

مانتے ہوں گے۔ ف۳ یعنی ان لوگوں کے نام کی کروں گا جو رسول نبی امی

الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي

کی تابعداری کریں گے جس کو وہ توریت اور انجیل میں

التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ

اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے جو ان کو نیک باتوں کا حکم دے گا اور ناجائز

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

کاموں سے منع کرے گا اور حلال طیب ان کو حلال بتلائے گا اور حرام کو

الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ

حرام ٹھہرائے گا اور ان سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو

عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

ان پر پڑے ہوں گے دور کر دے گا پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی عزت اور توقیر

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کی اور اس کی مدد کی اور جو نور اس کے ساتھ اترا ہوگا اس کی تابعداری کئے ہوں گے وہی

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

لوگ کامیاب ہوں گے۔ ف۴ تو کہدے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا

اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

رسول ہوں جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمینوں پر ہے

منزل ۲

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا جس کا ایک ایک لفظ سوز و گداز اور انابت و خشوع سے پر تھا دلوں کو چیرتی ہوئی آسمان پر پہنچ گئی

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ف۲: عذاب خاص ہے اور رحمت عام جہاں تک عذاب کا تعلق ہے اس کی گرفت میں وہی لوگ آتے ہیں جن کو گرفت میں لینے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اور یہ فیصلہ اس کی صفت عدل اور صفت حکمت کے عین مطابق ہوتا ہے لیکن اس کی رحمت سے کوئی بھی محروم نہیں۔ بشر ہو یا شجر ہر چیز اس کے سایۂ رحمت ہی میں پل رہی ہے۔ کائنات پر نظر ڈالئے تو ہر طرف اس کی رحمت کے چشمے ابلتے دکھائی دیں گے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو جس وقت پیدا کیا تو اس وقت ایک کتاب لکھی اور وہ کتاب عرش پر اپنے پاس رکھی ہے اور اس میں لکھ دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے۔ یعنی عذاب خاص ہے اور رحمت عام جہاں تک عذاب کا تعلق ہے اس کی گرفت میں وہی لوگ آتے ہیں جن کو گرفت میں لینے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اور یہ فیصلہ اس کی صفت عدل اور صفت حکمت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ لیکن اس کی رحمت سے کوئی بھی محروم نہیں بشر ہو یا شجر ہر چیز اس کے سایۂ رحمت ہی میں پل رہی ہے۔ کائنات پر نظر ڈالیے تو ہر طرف اس کی رحمت کے چشمے اُبلتے دکھائی دیں گے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک کا عذاب ایسا ہے کہ اگر اس کا اندازہ معلوم ہو جائے تو کیسا ہی نیک اور مسلمان ہو وہ جنت اور بخشش کی امید نہیں کر سکتا اور اس کی رحمت اس قدر ہے کہ اگر اس کا اندازہ معلوم ہو جائے تو کیسا ہی بدترین خلقت حتی کہ کافر و مشرک بھی ہو تو بھی یہ توقع رکھے گا کہ میں بخشا جاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

جہاں تک اللہ کی اس رحمت کا تعلق ہے جو جزائے عمل کے طور پر دی جانے والی ہے تو وہ ان ہی لوگوں کا حصہ ہوگی جن کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔

تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا ہے۔ اس میں شرک سے بچنا لازماً شامل ہے۔

ف۳: نیک باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا رسول اللہ ﷺ کی صفت ہے جو پہلی کتابوں میں بھی مذکور تھی اور جو لوگ آپ کے فرماں بردار ہیں ان پر بھی لازم ہے کہ وہ اس صفت کو حاصل کریں' اس صفت کی فضیلت بہت سی آیات و احادیث میں آئی ہے اُمّی سے مراد ان پڑھ بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ تھے یا جیسے آدمی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے کہ کسی کا شاگرد نہیں ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمر بھر کسی کی شاگردی لکھنے پڑھنے میں نہیں کی باوجود اس کے آپ تمام علم الاولین والاخرین کے سرچشمہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علوم عطا کئے تھے جو کسی کو بھی نہیں دیئے گئے حقیقت میں یہ ایک بڑا ظاہر معجزہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت خاص ہے یا ام القریٰ مکہ کی طرف نسبت ہے یعنی مکی یا امت عرب کی طرف منسوب ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے نحن امة امية لا نكتب و لا نحسب امی بفتح همزه بمعنی قصد بھی آیا ہے کیونکہ آپ مقصود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے پس
رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ
تم اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو اللہ اور اس کے حکموں پر دل سے
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى
ایمان رکھتا ہے ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔ف۱ اور موسیٰ کی ف۲ قوم میں
اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ
سے ایک جماعت تھی جو حق کی رہنمائی کرتی اور اسی سے عدل کرتی تھی۔ ف۳ اور ہم
اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى
نے ان کو بارہ گروہ بنایا ف۴ اور جب موسیٰ کی قوم نے ان سے پانی طلب کیا
اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
تو ہم نے موسیٰ کو پیغام دیا کہ اپنی لکڑی پتھر پر مار پس
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ
بارہ چشمے اس میں سے بہہ نکلے جو ان کے بارہ گروہوں کو کفایت کرتے تھے اسی لئے
كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ
ہر ایک آدمی نے ان میں سے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا
اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
یعنی بارشیں کرتے رہے اور ان پر من اور سلویٰ اتارا کہ ہماری دی ہوئی
مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
پاکیزہ نعمتیں کھاؤ اور نافرمانی نہ کرو لیکن انہوں نے اسکی پرواہ نہ کی بلکہ مخالفت پر کمربستہ ہوئے آخرکار
يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
ہمارا تو کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن اپنا نقصان کرتے رہے۔ اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں چلے جاؤ
وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ
اور جہاں سے چاہو کھلے کھاتے پھرو اور حطہ کہو اور شہر کے دروازہ میں سجدہ شکر کرتے
سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْۗـــَٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
ہوئے داخل ہونا ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے نیکوکاروں کو زیادہ دیں گے۔

ربوبیت والوہیت ہمہ گیر ہے۔ تو اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی دعوت بھی عالمگیر ہے۔ (مسلم)

ف۱: کلام کا رخ پھر بنی اسرائیل کی طرف مڑ رہا ہے۔

ف۲: واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ بنی اسرائیل کے جن جرائم اور جن حماقتوں کا اوپر ذکر ہوا وہ یقیناً ان کے قومی جرائم ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے اندر حق پرستوں کا کوئی گروہ موجود نہیں تھا۔ بلکہ ان کے اندر حق پرستوں کا ایک گروہ جو اگرچہ کہ تعداد کے لحاظ سے قلیل تھا ضرور موجود رہا ہے۔ یہ گروہ حق و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی اور ان کے درمیان قضائے شرعی کے فرائض انجام دیتا رہا ہے۔

ف۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کی تنظیم کی تھی اور ان کے بارہ قبیلوں اور جیسا کہ سورۂ مائدہ آیت نمبر بارہ میں بیان ہوا ہے کہ بارہ سردار مقرر کیے تھے۔ یوں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے بنے اس لیے ہر قبیلہ میں سے ایک شخص کو نگران مقرر کیا گیا تھا تاکہ شرعی احکام پر عملدرآمد کے سلسلہ میں وہ لوگوں کی نگرانی کریں اور ان میں بگاڑ پیدا نہ ہونے دیں۔ بارہ سرداروں کا ذکر بائبل میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو گنتی باب ۱۳ استثناء ۲۳:۱۔

ف۵: مَنّ جنگل کی خودرو سبزی تھی اور سلویٰ شکار کے جانور جیسے بٹیر تیتر وغیرہ۔

ف۱: اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ تمام عالم کے لئے نبی ہیں اور قرآن کی دعوت عالمگیر ہے اس کی مخاطب ساری دنیا ہے نہ کہ صرف عرب قوم دنیا میں آپ کے ظہور کے بعد بموجب اس وعدے کے جو کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا کسی کی کوئی اطاعت قابل پذیرائی نہ ہوگی جب تک کہ وہ نبی ﷺ پر ایمان نہ لائے گا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی یہودی یا نصرانی میری خبر پا کر مجھ پر ایمان نہ لائے گا تو وہ جہنم میں جائے گا یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو نبی ﷺ کی خبر نہ پہنچی تو وہ معذور ہیں بشرطیکہ توحید پر قائم ہوں۔ اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ایک لطیف اشارہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ
پھر جو لوگ ان میں کج رو تھے انہوں نے کہی ہوئی بات کے مخالف اور بات
لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
کہی پس ہم نے ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے ان پر عذاب
يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
نازل کیا۔ ف۱ تو ان سے اس بستی کا حال پوچھ جو دریا کے کنارے
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ
بستے تھے جب وہ سبت کے دن زیادتی کرتے تھے کیونکہ
تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا
سبت کے دن مچھلیاں زور سے آتیں اور جس دن وہ سبت
يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا
میں مشغول نہ ہوتے نہ آتیں ان کی بے عملی کرنے کی وجہ سے ہم
كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ
ان کو اسی طرح آزماتے تھے۔ ف۲ اور جب ان میں سے ایک جماعت
تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
بولی کہ کیوں تم ایسے لوگوں کو سمجھاتے ہو کہ جن کو اللہ تباہ کرے گا
عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ
یا سخت عذاب میں مبتلا کرے گا انہوں نے کہا اس لئے کہ ہم اللہ کے پاس
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
اپنا عذر بنا سکیں اور شاید وہ بھی بچ جائیں ف۳ پس جب وہ لوگ پند و نصائح سب بھول بیٹھے
يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
تو ہم نے انہی لوگوں کو جو برائی سے منع کیا کرتے تھے بچایا اور ظالموں کو
بِعَذَابٍۢ بَـِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا
بدکاریوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ ف۴ پھر جب وہ
عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً
ممانعت سے بڑھتے ہی گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار

ف۱: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ تم دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے حطۃ کہتے ہوئے داخل ہونا تو بجائے سجدہ کرنے کے بیٹھنے کے سے انداز میں اپنی اپنی مقعد پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حبۃ فی شعرۃ کہا ایک روایت میں حنطۃ بجائے حبۃ آیا ہے۔ (بخاری) غرض کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ قول اور فعل دونوں میں خاکساری ظاہر کریں سو انہوں نے وہ نہ کیا اور اللہ کے حکم سے مسخرہ پن اور استہزا کیا جو نہایت درجے کی بے ادبی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث کے الفاظ بدلنا عذاب کا موجب ہوتا ہے اور یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اقوال منصوص علیہا کا بدلنا جائز نہیں بلکہ خاص اتباع ان کا متعین ہوتا ہے امام رازیؒ نے کہا اذکار و اقوال توقیفی کا بدلنا ناجائز ہے۔

ف۲: جب کسی گروہ کا میلان کسی گناہ کی طرف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے گناہ میں مبتلا ہونے کے مواقع پیدا کر دیتا ہے تاکہ اس کے دل کا کھوٹ ظاہر ہو جائے۔ اور اس کی مجرمانہ ذہنیت کھل کر سامنے آ جائے۔ یہ اس حکمت کا تقاضا ہے جس کے تحت انسان کو امتحان سے گزارا جا رہا ہے۔

یہودیوں کو حکم ملا کہ ہفتہ کے دن کی حرمت کریں اس دن شکار نہ کھیلیں اور مچھلی نہ پکڑیں' لیکن جب ہفتہ ہوتا تو مچھلیاں تیرتی پھرتی سب طرف سے سمٹ کر آ جاتیں اور باقی دنوں ایک مچھلی بھی نظر نہ آتی یہ ان کی آزمائش تھی کہ مچھلیاں ہیں تو شکار منع اور شکار جائز ہے تو مچھلیاں ندارد چونکہ یہ لوگ فاسق اور نافرمان تھے اس لئے ہم نے بھی انہیں اسی طرح آزمایا آخر ان لوگوں نے حیلہ جوئی شروع کی اور ایسے اسباب جمع کرنے شروع کئے جو باطن میں اس حرام کام کا ذریعہ بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کی طرح حیلہ کر کے ذرا سی دیر میں اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال نہ کر لینا۔

ف۳: یعنی اگرچہ کے شہر کی آبادی سرکشی پر اتر آئی تھی لیکن ان میں ایک گروہ ایسا ضرور رہا جس کے اندر خدا کا خوف تھا اور جو سبت سے متعلق شرعی احکام کی خلاف ورزی سے باز رہا۔ صالحین کے اس گروہ میں ایسے لوگ بھی تھے جو سبت کے خلاف ورزی کرنے والوں کو نصیحت کرنا بے سود سمجھتے تھے اس لیے کہ ان کی ڈھٹائی کی وجہ سے وہ ان کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ لیکن ان صالحین میں ایک تعداد ایسی بھی تھی جس کو اپنے فرض کی ادائیگی کا کماحقہ احساس تھا۔ یہ لوگ اخیر وقت تک برائی سے باز رہنے کی تلقین کرتے رہے۔

ف۴: ان کے تین گروہ ہو گئے تھے ایک تو حرام شکار کھیلنے والا یعنی حیلہ کر کے مچھلیاں پکڑنے والا۔ دوسرا گروہ انہیں روکنے والا اور ان سے بیزاری ظاہر کرنے والا۔ تیسرا گروہ نصیحت کرتے کرتے اثر و نفع سے مایوس ہونے والا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ناصحین کو بچا کر ظالمین کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیا الذین ینھون عن السوء کا عموم الفاظ دلالت کرتا ہے کہ جو نصیحت سے تھک کر لم تعظون قوما کہنے لگے اور جنہوں نے اخیر تک سلسلہ وعظ و نصیحت کا جاری رکھا ان دونوں کو نجات ملی صرف ظالم پکڑے گئے حضرت عکرمہ سے ایسا ہی منقول ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے اس قول کو پسند کر کے ان کو انعام بھی دیا۔

مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جب نصیحت کے مؤثر ہونے کی بالکل امید نہ ہو تو نصیحت کرنا واجب نہیں رہتا گو یہ عالی ہمتی ہے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ

بندر بن جاؤ۔ ف۱ اور جب اللہ نے اعلان کردیا کہ میں ان پر قیامت

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ

تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہوں گا جو ان کو سخت عذاب پہنچاتے رہیں گے

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

بیشک تیرا رب بڑی جلدی عذاب پہنچا سکتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ

اور ہم نے ان کو زمین میں مختلف جماعتیں بنا کر رکھا ہے ف۳ بعض ان میں سے نیک

مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ

ہیں اور بعض اس کے سوا اور ہم نے ان کو احسانوں اور تکلیفوں سے آزمایا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

تاکہ وہ پھریں۔ پھر ان سے پیچھے ناخلف پیدا ہوئے جو کتاب کے

وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ

وارث ہوئے دنیا کا مال حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ

ہمیں معاف کیا جائے گا اور اگر دوسری طرف سے بھی اس کے

يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ

مثل مال ملے تو وہ بھی لے لیتے ہیں کیا کتاب میں ان سے عہد نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ کے

اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ

نام پر حق بات ہی کہنا ف۴ اور جو کچھ اس میں ہے یہ لوگ پڑھ بھی چکے ہیں

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا

حالانکہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں کیا پھر بھی تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا

عقل نہیں کرتے۔ ف۵ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑتے ہیں اور نماز

الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ

گزار ہیں ایسے نیکوں کے اجر ہم ضائع نہیں کرتے۔ جب ہم

سکتا ہے وہ انسان کو بندر کیوں نہیں بنا سکتا؟

ف۱: اللہ تعالیٰ نے یہود کو اطلاع کردی کہ ان کی اس سخت نافرمانی اور بار بار کی سرتابی اور موقعہ بموقعہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے سرکشی اور حرام کردہ چیز کو کام میں لانے کے لئے حیلہ جوئی کر کے اسے حلال کی جامہ پوشی کا بدلہ یہ ہے کہ قیامت تک ذلت میں رہیں گے اور لوگ انہیں پست کرتے چلے جائیں گے یہ وعید انہی قدیم سبت شکن یہود کو سنائی جارہی ہے اور علیہم کی ضمیر سے جمہور کے نزدیک عہد نبوی کے معاصر یہود مراد ہیں انہی کو یہ خبر پہنچا دینا مقصود ہے کہ اگر اب بھی تم ایمان نہ لائے تو پھر حشر تک اس دنیا میں ذلت و خواری کے ساتھ نسلاً بعد نسل تمہیں رہنا ہوگا قال الاکثرون ھذہ الآیۃ فی الیھود الذین ادرکھم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و دعاھم الی شریعتہ ھذا اقرب (کبیر)

ف۲: بنی اسرائیل کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ انھیں جو استحکام حضرت سلیمان کے زمانہ تک فلسطین میں حاصل تھا وہ باقی نہیں رہا اور یروشلم کے زوال نے ان کو ایسا پراگندہ کر دیا کہ ان کی کوئی مرکزیت باقی نہیں رہی اور وہ زمین کے مختلف حصوں میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہوگئے خیبر، مدینہ اور یمن وغیرہ میں ان کی آبادیاں ان کے قومی انتشار ہی کا نتیجہ تھیں۔

ف۳: یعنی یہ ان کی خوش اعتقادی اور من گھڑت باتیں ہیں۔ کتاب الٰہی سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور دین میں کوئی اعتقاد یا کوئی بات اپنی طرف سے شامل کرنا اللہ پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ اس عہد کی خلاف ورزی ہے جو تورات میں ان سے لیا گیا تھا۔ ”جس بات کا میں حکم کرتا ہوں تم احتیاط کر کے اس پر عمل کرنا اور تو اس میں نہ کچھ بڑھانا اور نہ اس میں سے کچھ گھٹانا“۔ (استثنا ۱۲:۳۲)

: حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا حساب کرے اور آخرت کے واسطے نیک عملوں کا توشہ جمع کرتا رہے اور احمق وہ شخص ہے کہ جو نفس کو خواہشوں کے پیچھے لگائے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھے۔ آج کل لوگوں کا یہی دستور ہے کہ دین سے بے خبر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کا کچھ فکر نہیں حرام و حلال اور سنت و بدعت کی تمیز اور پہچان نہیں جو جی میں آتا ہے کر گزرتے ہیں اور نصیحت کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ تم اپنے روزے اور نماز پر مغرور ہو ہم اس کے کرم اور رحمت پر بھروسہ رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احمق فرمایا ہے اور جو ڈرنے والے اور نیک عملوں میں کوشش کرنے والے موت اور آخرت کا دھیان رکھنے والے حساب و کتاب کے ڈر سے رونے والے ہیں ان کی تعریف میں سینکڑوں آیات اور احادیث آئی ہیں۔

ف۴: منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ان کے اور اپنے درمیان دیوار کرلی ایک دن یہ منع کرنے والے صبح کو اٹھے تو دیوار کے درے رہنے والوں کی آواز نہ سنی جب دیوار سے جھانک کر دیکھا تو ہر گھر میں بندر ہی بندر تھا اور وہ آدمی کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھ کر رونے لگے آخر اسی بری حالت سے تین دن میں مر گئے اور آگے ان کی نسل نہیں چلی۔

پہلا عذاب ممکن ہے وبا کی قسم کا رہا ہو اور جب اس سے انہوں نے عبرت حاصل نہ کی تو ان کے چہرے مسخ ہوگئے ہوں اور ان کو بندر بنا دیا گیا ہو۔

رہا یہ سوال کہ انسان بندر کس طرح بن سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو خدا مٹی سے انسان بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ

نے پہاڑ کو ان کے اوپر ہلایا گویا وہ سایہ تھا اور وہ سمجھے

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا

کہ وہ ہم پر گر پڑے گا ف۱ جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اسے

مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ

پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ- ف۲ اور جب تیرے پروردگار نے

بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى

بنی آدم کی ذریت ان کی صلب سے نکالی اور انہیں کو ان پر گواہ بنایا

اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ

کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ بولے ہاں ہم اس امر

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾

کے گواہ ہیں کہیں قیامت کے روز نہ کہنے لگو کہ ہم اس سے غافل تھے-

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

یا یہ کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے پہلے کیا اور ہم تو ان کے

ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

بعد پیدا ہوئے پھر کیا تو ہم کو دوسرے غلط کاروں کی غلط کاری سے

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ

تباہ کرتا ہے- ف۳ اسی طرح ہم احکام کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ

یہ رجوع ہوں- اور ان کو اس کا قصہ سنا جس کو ہم نے اپنے احکام

اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

دیئے پھر وہ ان حکموں سے صاف ہی نکل گیا پس شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ

پس وہ راہ بھولوں میں جا ملا- اور اگر ہم چاہتے تو ان کے ساتھ اس کو بلند رتبہ کرتے لیکن

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

اس نے خود ہی پستی میں گرنا چاہا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگا پس اس کی مثال کتے کی ف۴

ف۱: بائبل میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے:
''اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور پہاڑ سے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھویں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا جو تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر اٹھ رہا تھا اور پہاڑ زور سے ہل رہا تھا۔'' (خروج ۱۹:۱۸)
مگر قرآن کا واضح بیان یہ ہے کہ پہاڑ کو ان کے اوپر اٹھا دیا گیا تھا اگر زلزلہ کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی ان کے سروں پر معلق کر دی گئی ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ عالم اسباب پر اللہ ہی کی حکمرانی ہے اور جب اس کی حکمت متقاضی ہوتی ہے وہ غیر معمولی واقعات ظہور میں لاتا ہے جس سے اس بات کا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کائنات کا نظام خود بخود نہیں چل رہا ہے بلکہ اس پر ایک زبردست طاقت حکمران ہے اور وہ جب چاہے اس کے نظام میں تغیر و تبدل پیدا کر سکتا ہے۔

ف۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ارض مقدس کی طرف لے کر چلے اور غصہ فرو ہونے کے بعد تختیاں اٹھالیں اور ان میں جو احکام تھے وہ انہیں سنائے تو وہ احکام قوم کو سخت معلوم ہوئے اور تسلیم و تعمیل سے صاف انکار کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر لا کھڑا کیا اور ان کو کہا گیا قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تمہارے اوپر پھینک دیا جائے گا چنانچہ پھر مجبوراً انہوں نے سجدہ کیا اور ان احکام کو قبول کیا۔ (نسائی۔ جامع)

ف۳: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور ان سے ان کی اولاد نکالی۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میدان عرفات میں سب کو جمع کیا، صورتیں دیں۔ اور بولنے کی طاقت دی' پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور اپنے رب ہونے پر خود انہیں گواہ بنایا اور ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں اور حضرت آدمؑ کو اس پر گواہ کیا تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں علم نہ تھا' جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں نہ میرے سوا کوئی اور مربی ہے' میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' میں اپنے رسولوں کو بھیجوں گا جو تمہیں یہ وعدہ یاد دلائیں گے اور میں اپنی کتابیں اتاروں گا تاکہ تمہیں یہ عہد و میثاق یاد دلاتی رہیں تو اس وقت سب نے جواب میں کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے' تو ہی ہمارا معبود ہے۔ اور تیرے سوا ہمارا کوئی مربی نہیں پس سب سے اطاعت کا وعدہ لیا۔ اب جو حضرت آدم علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو امیر، غریب، خوبصورت اور اس کے سوا مختلف قسم کے لوگ نظر پڑے تو آدم علیہ السلام کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر سب برابر ایک ہی حالت کے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ یہ اس لئے ہے کہ ہر شخص میری شکر گزاری کرے۔

ف۴: کتا سب سے زیادہ حریص جانور ہے۔ وہ زمین پر سونگھتے ہوئے چلتا ہے کہ کوئی ہڈی کا ٹکڑا مل جائے تو لذت دہن کا کام دے۔ وہ ہمیشہ ہانپتا اور زبان لٹکائے رہتا ہے خواہ کوئی اس کو جھڑکے یا اسے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ اسی طرح دنیا کے مفادات کی خاطر اللہ کی آیات کی پابندی سے نکل بھاگنے والے لوگ دنیا کے کتے ہیں۔
ان کی حرص دنیا کبھی ختم نہیں ہوتی وہ ہمیشہ ہانپتے اور زبان لٹکائے ہی رہتے ہیں ان کی دنیا پرستی پر تم ان کو تنبیہ اور ملامت کرو یا نہ کرو وہ کسی نصیحت کا کوئی اثر قبول کرنے والے نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ

ہی ہے جس پر تو بوجھ لادے تو ہانپتا ہے اور اگر چھوڑ دے تو

يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

بھی ہانپتا ہے یہ تمثیل اس قوم کی ہے جو ہمارے حکموں سے منکر ہوں

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ

پس تو قصہ بتلایا کر تاکہ یہ فکر کریں۔ ف۱ جو لوگ ہمارے حکموں

مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

سے منکر ہیں اور اپنے بھائی بندوں پر ظلم کرتے ہیں ان کی مثال

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ

بہت ہی بری ہے۔ جس کو اللہ اپنی راہ پر لگائے وہی ہدایت یاب ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

اور جن کو وہ اپنی جناب سے ذلیل دے وہی زیاں کار ہیں۔ بہت سے

ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

جن اور انسان ہم نے جہنم کے لیے بنائے ہیں

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ

ان کے دل ہیں پر ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں پر وہ

لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا

ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر وہ ان سے سنتے نہیں

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ

وہ گویا چار پائے ہیں بلکہ چار پایوں سے بھی گئے گذرے ہیں اور

الْغٰفِلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ

یہی لوگ غافل ہیں۔ ف۲ سب نیک نام اللہ سے مخصوص ہیں پس تم ان ناموں سے

بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ

اسکو پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ

وہ اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ ف۳ اور ہماری مخلوق میں سے ایسے لوگ

ف۱: اس آیت کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ کہ اس سے مراد کون شخص ہے ان سب میں سے عجیب تر قول یہ ہے کہ ایک شخص بلعم بن باعورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے کہنے سننے سے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے حق میں اس نے بددعا دی جس سے ان کی فتح شکست سے بدل گئی جس کی وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلعم بن باعورا جو ایک مستجاب الدعوات شخص ہے اس نے تمہارے حق میں بددعا کی ہے اس لئے تمہاری فتح شکست میں تبدیل ہوگئی یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی جس کا اثر یہ ہوا کہ کہیں تو ایسا مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعا سے اللہ کے نبی کو شکست ہوگئی اور کہیں ایسا مبغوض بن گیا کہ اللہ کے نبی کی بددعا سے بے ایمان ہو کر مرا یہ قول عجیب تر اس لئے ہے کہ موجودہ تورات سے جس سے زیادہ تر معتبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بتلانے والی قرآن شریف کے بعد کوئی تاریخ نہیں اس قصہ کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ تورات کی چوتھی کتاب گنتی کے باب ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھنے سے اس قصہ کی تکذیب ہوتی ہے وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ موابیوں کے بادشاہ بلق نے ہر چند بلعم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف دعا کرانی چاہی بہت کچھ طمع اور لالچ بھی دیا مگر اس اللہ کے بندے نے ہرگز بنی اسرائیل کے خلاف دعا نہ کی بلکہ اسی کے سامنے برکت کی نیک دعا کی چنانچہ بادشاہ اس سے سخت ناراض ہوا مگر وہ یہی کہتا رہا کہ میں تو وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ میرے منہ میں ڈالے گا یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس قصہ کو فرعون کی طرف لگایا ہے کیونکہ بنی اسرائیل کو فرعون کا قصہ سنانا ایک طرح کی مناسبت بھی رکھتا ہے اس آیت میں اتینا ایتنا فانسلخ منها آیا ہے تو دوسری جگہ فرعون کے حق میں ﴿اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى﴾ (طٰہٰ:۵۶) فرمایا دونوں کا مطلب ایک ہی ہے اگر اہل دل کے ذوق کے مطابق اس آیت کی تفسیر کی جائے تو یہ ایک تمثیل ہے دنیا دار عالموں کی جو زمین یعنی زمینی مال کی طرف جھکتے ہیں اور علم سے صاف بے لوث نکل جاتے ہیں یعنی اس پر عمل نہیں کرتے۔ اَلَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا انہی معنی کی طرف اشارہ ہے شیخ سعدی مرحوم نے کیا سچ فرمایا ہے علم چندانکہ بیشتر خوانی۔ چوں عمل در تو نیست نادانی نہ محقق بود نہ دانش مند۔ چار پایہ بروکتابے چند۔ کہ علم چاہے تو جتنا مرضی زیادہ سے زیادہ حاصل کرلے لیکن جب تجھ میں عمل نہیں تو پھر تو تو جاہل ہے نہ تو محقق ہوگا اور نہ تو اس قابل ہے کہ تجھے عقل مند کہا جائے بلکہ اس وقت تجھ پر یہ مثال صادق آتی ہے کہ جس طرح کسی جانور پر چند کتابیں لدی ہوں۔

ف۲: بہت سے جن اور انسان جہنمی ہونے والے ہیں ان سے ویسے ہی اعمال سرزد ہوتے ہیں مخلوق میں سے کون کیسے عمل کرے گا یہ تمام علام الغیوب کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی معلوم تھا پس اپنے علم کے مطابق اپنی کتاب میں آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے ہی لکھ لیا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی چاہت یا ہدایت کا ارادہ نہیں کریں گے تو انہیں ہدایت نصیب نہ ہوگی اس لئے لامحالہ ان کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔ حق تعالیٰ کی طرف اس فعل کا انتساب محض تکوینی حیثیت سے ہے یعنی بطور علت العلل کے ہے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی یہ ہے۔ لجہنم میں لام عاقبت کا ہے یعنی ان کی غرض آفرینش یہ نہیں بلکہ وہ اعمال ایسے اختیار کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہو کر رہے گا واللام للعاقبة عندالکثیر۔

ف۳: اللہ کے بہت صفاتی نام ہیں (بقیہ صفحہ 861 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ

بھی ہیں جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور خود بھی اسی کے مطابق عدل کرتے ہیں۔ ف۱ اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ

جو لوگ ہمارے حکموں سے منکر ہیں ہم ان کو بتدریج ایسے راستہ سے لے جائیں گے وہ نہیں

حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ

جانتے ف۲۔ میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں میرا داؤ بڑا ہی

مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ

مضبوط ہے۔ ف۳ کیا یہ فکر نہیں کرتے کہ ان کا ہم صحبتی مجنون تو

جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ

ہے نہیں وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہے۔ کیا یہ آسمانوں اور زمینوں کے

مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ

انتظام میں اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے غور و فکر

شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ

نہیں کرتے اور یہ کہ شاید ان کی اجل قریب ہی آ لگی ہو

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ

پھر اس کو چھوڑ کر کس بات کو باور کریں گے؟ جس کو اللہ دھتکار

اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

دے اس کے لیے کوئی رہنما نہیں ہو سکتا اور اللہ ان کو انکی سرکشی میں حیران

يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

چھوڑ دیتا ہے۔ ف۴ تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ

مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا

کب ہوگی تو کہہ کہ اس کی خبر صرف میرے پروردگار ہی کو ہے وہی

لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا

مناسب وقت میں اس کو ظاہر کرے گا تمام آسمان والوں پر اور زمین والوں پر

تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ

دہشت ناک ہے اچانک ہی تم پر ظاہر ہو جائے گی تجھ سے تو اس طرح پوچھتے ہیں گویا تو اس کی ٹوہ میں ہے

(الاعراف:۱۴۶) یعنی اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو پھر بھی اس کو نہ اپنائیں۔ تو اس وقت قوت ہدایت سلب کر لی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فاسق اور نافرمانوں کو گمراہ کرتا ہے جیسے فرمایا ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾ (البقرہ:۲۶) یعنی اس سے فاسق لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔

ف۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ حق وعدل پر قائم ہیں حق بات ہی زبان سے نکالتے ہیں حق کام ہی کرتے ہیں حق کی طرف ہی دوسروں کو بلاتے ہیں اور حق کے ساتھ ہی انصاف کرتے ہیں۔ خدا کی مخلوق میں سب ہی لوگ گمراہی پھیلانے والے نہیں بلکہ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو لوگوں کی صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

بعض آثار میں ہے کہ اس سے مراد امت محمد یہ ہے ایک حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں نیز فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ظاہر رہے گا انہیں ان کی دشمنی کرنے والے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔ (بخاری ومسلم)

اس گروہ سے اہلحدیث گروہ مراد ہے امام علی بن مدینی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ فرماتے کہ اگر اس گروہ سے مراد اہل حدیث نہیں تو پھر ہم نہیں جانتے کہ وہ کونسا گروہ ہے

قال احمد ان لم یکونوا اهل الحدیث فلا ادری من هم اخرجه الحاکم فی کتابه علوم الحدیث بسند صحیح عن احمد باب قول النبی صلی الله علیه وسلم لاتزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق۔ حدیث رقم ۷۳۱۲ فتح الباری ج ۱۴ ص ۳۶۳ قال الترمذی سمعت محمد بن اسمٰعیل وهو البخاری (عن هذا الحدیث) یقول سمعت علی بن المدینی یقول هم اصحاب الحدیث جامع الترمذی ج۲ ص۔

امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس طائفہ منصورہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے استاذ علی بن مدینی نے فرمایا کہ اس طائفہ سے مراد اہل حدیث ہیں۔ مگر اس طائفہ سے مراد وہ اہلحدیث افراد مراد ہیں جو دل و جان سے حتی الوسع قرآن وحدیث پر عمل میں کوشاں رہتے ہیں نام کے اہل حدیث مراد نہیں۔

فافهم ولا تکن من القاصرین اللهم احشرنا فی زمرتهم آمین (عفیف)

ف۲: مکذبین آیات کو روزی میں کشادگی دی جاتی ہے آسانیاں ملتی ہیں وہ دھوکے میں پڑ کر حقانیت کو بھول جاتے ہیں جب ہماری نصیحت کو گئی گزری کر دیں گے تو ہم انہیں ہر طرح کے آرام دیں گے یہاں تک کہ وہ مست ہو جائیں پھر ہم انہیں ناگہانی پکڑ میں پکڑ لیں گے اور اس وقت وہ مایوسی کے ساتھ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ جائیں گے۔

ف۳: اللہ کی طرف سے یہ اضلال (بہکنا، گمراہ ہونا) بندہ کے عدم طلب ہدایت کے نتیجہ کے طور پر ہوتا ہے جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ ﴿اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

تو کہہ دے کہ اس کی خبر تو صرف اللہ کو ہے لیکن بہت سے لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا

نہیں جانتے۔ ف۱ تو کہہ دے میں تو اپنے نفس کے لیے بھی نفع اور ضرر کا اختیار

مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ

نہیں رکھتا ہاں جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا

مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ

بھلا کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی میں تو صرف ڈرانے والا

وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اور ایمانداروں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔ ف۲ وہ معبود برحق ہے جس نے

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اسکی بیوی بنائی تاکہ

اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ

وہ اس کے ساتھ تسلی پائے پھر جب مرد عورت سے حاجت روائی کرتا ہے تو اسکو

بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا

ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے وہ اتنے ہی حمل سے چلتی پھرتی ہے پھر جب بوجھل ہوتی ہے تو دونوں اپنے رب سے دعا کریں

صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا

مانگتے ہیں کہ اگر تو ہم کو صحیح سالم بچہ عنایت کرے تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اللہ ان کو صحیح سالم

صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَاۗءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى

بچہ عنایت کرتا ہے تو اس کے دیے میں ساجھی بناتے ہیں اللہ ان کے شرک

اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ

سے بلند ہے۔ ف۳ ایسے لوگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی

شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا

پیدا نہیں کرتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔ اور نہ ان کی وہ مدد کرسکتے ہیں

وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى

اور نہ اپنے آپ کی۔ اگر تم ان کو بخرض

منزل ۲

ف۱: قریشیوں نے مذاق اور ٹھٹھا کرنے کے انداز میں نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا اور ہمارا تعلق رشتہ کا ہے قیامت کے آنے کی ہمیں تاریخ تو بتلا دے تاکہ ہم اس کے آنے سے پہلے ہی خبردار ہو جائیں ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قیامت کے واقع ہونے کا صحیح علم ساری مخلوق پر بھاری ہے زمین و آسمان والے سب اس سے عاجز اور بے خبر ہیں وہ اچانک سب کی بے خبری میں ہی آئے گی کوئی بزرگ سے بزرگ فرشتہ اور بڑے سے بڑا نبی بھی اس کے آنے کے وقت کا عالم نہیں وہ تو سب کی بے خبری میں اور اچانک ہی آجائے گی ﴿قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا﴾ (الجن: ۲۵) یعنی (اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

وہ قریب ہے یا میرا پروردگار اس کیلئے دور کی مدت مقرر کردے۔

ف۱: اس آیت نے واضح کردیا ہے کہ انبیاء کو علم غیب مطلقاً نہیں ہوتا بلکہ جتنا جس قدر اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے وہ اسی قدر جانتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ نے اس بات کی تصریح کردی ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو گواہ کرے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نبی ﷺ کو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھا۔

تزوجها بشهادة الله تعالى جل جلاله ورسوله عليه السلام لاينعقد ويخاف عليه الكفر لانه يوهم أنه عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب وعنده مفاتيح الغيب الاية۔ الباب السادس في الشهود (فتاویٰ بزازیہ حاشیہ عالمگیری ج ٤ ص ١١٩) اگر کوئی شخص نکاح پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنائے تو نہ صرف نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ ڈر ہے کہ یہ کافر قرار پائے گا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو غیب دان جانا جب کہ غیب کی چابیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض مسلمان اس ایمانی اور اعتقادی مسئلہ سے بھی ناواقف ہیں وہ انبیاء تو انبیاء اولیاء اللہ کو بھی غیب دان سمجھ بیٹھے ہیں۔ شیعوں کی معتبر کتاب کلینی کی کتاب العلم میں مصنف نے باب تجویز کیا ہے کہ آئمہ اہل بیت کو علم غیب ماکان اور ما یکون گذشتہ اور آئندہ سب کا تھا نعوذباللہ من ھفوات الغالین الکاسدین انہی کی پیروی میں نام کے سنی حضرات نے غیب دانی کا عقیدہ اپنے مشائخ کیلئے لکھا ہے جبکہ قرآن شریف ان سب باتوں کا رد کرتا ہے یہ صریح نص جیسی اس باطل خیال کے رد میں ہے کسی دوسرے مسئلہ میں شاید ہی ملے شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے۔

کسے پر سید زاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پیراہن شمیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہاں است
دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے برطارم اعلیٰ نشیمم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

خیر سے دنیاوی منافع اور السوء سے دنیاوی تکلیفیں مراد ہیں' رہی آخرت کی خیر تو وہ آپ کو تمام و کمال حاصل تھی اور آخرت کے نقصان سے بھی وہ محفوظ تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ میں مال جمع کرلیتا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس چیز کے خریدنے میں نفع ہے تو میں اسے خرید لیتا اور اگر جانتا کہ اس کی خریداری میں نقصان ہے تو نہ خریدتا' خشک سالی کے لئے ترسالی کے موسم میں ذخیرہ جمع کرلیتا' ارزانی کے وقت گرانی کے علم سے سودا جمع کرلیتا اور کبھی کوئی برائی مجھے (بقیہ صفحہ 862 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ
ہدایت بلاؤ تو تمہارے حسب منشا نہیں کر سکتے برابر ہے کہ تم ان کو پکارو یا
اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
خاموش رہو۔ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہیں
دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
پس اگر تم اپنے دعویٰ میں کہ ان کو بھی کچھ ایصال نفع میں اختیار ہے سچے ہو
لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ
تو ان کو بلاؤ پھر دیکھیں کہ وہ تمہاری مان بھی لیں۔ ف کیا ان کے پاؤں ہیں جن کے
بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ
ساتھ وہ چلتے تھے یا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑا کرتے تھے یا ان
يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ
کے آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ وہ دیکھا کرتے تھے یا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنا کرتے تھے
ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝
تو کہہ دے کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر مجھ پر داؤ چلاؤ اور مجھے ڈھیل مت دو۔
اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۚ وَهُوَ يَتَوَلَّى
میرا متولی اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے اور وہی نیکوکاروں
الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا
کا متولی ہوا کرتا ہے۔ ف اور تم جن کو اس کے سوا پکارتے ہو
يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝
وہ نہ تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے نفسوں کی۔
وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ
اور اگر تم ان کو رہنمائی کے لیے بلاؤ تو سنیں گے بھی نہیں اور تو سمجھتا ہے
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ خُذِ الْعَفْوَ
کہ وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔ ف تو درگزر کی خوگر
وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا
اور نیک کام بتلا اور جاہلوں سے علیحدہ رہ اور اگر فرضاً شیطان

ف۱: یہ بت کیا تمہاری رہنمائی کر سکتے ہیں؟ اگر تم انہیں رہنمائی کے لئے پکارو تو تمہیں کوئی جواب نہیں ملے گا۔ انہیں اس مقصد کے لئے پکارنا یا نہ پکارنا یکساں ہے۔ پھر جب وہ تمہاری رہنمائی نہیں کر سکتے اور تمہیں یہ نہیں بتا سکتے کہ کامیابی کی راہ کون سی ہے اور ناکامی کی کون سی تو وہ خدا کیونکر ہوئے۔ کیا خدا ایسا بھی ہوتا ہے جس میں رہنمائی کی سرے سے صلاحیت ہی نہ ہو اور جو مٹی کا مادھو ہو؟

ف۲: بت پرست اپنے بتوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اصلاً ان کے مزعومہ خداؤں مثلاً جن، فرشتوں، گزری ہوئی انسانی شخصیتوں وغیرہ کی علامتیں اور تصویریں ہیں۔ اس لئے بتوں کی پرستش دراصل ان خداؤں کی پرستش ہے۔ قرآن نے ان دونوں باتوں پر گرفت کی ہے۔

اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ وہ تمہارے ہی طرح بندے ہیں تو اس سے اشارہ ان کے اصل معبود یعنی جنوں اور اشخاص وغیرہ کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن ہوں یا فرشتے، اشخاص ہوں یا ارواح سب خدا کے بندے ہیں۔ خدائی کی صفت کسی میں بھی نہیں۔ رہے ان کی نمائندگی کرنے والے بت تو ان پر گرفت بعد والی آیت میں ہوئی ہے۔

عباد امثالکم یہ مماثلت و مشابہت انسان اور ان دیوتاؤں کے مخلوق ہونے اور بے بس و بے اختیار ہونے میں ہے ای مماثلة لکم من حیث انها مملوکة لله تعالیٰ مسخرة لا مره عاجزة عن النفع والضر (روح) اشارہ ہے جاہلی قوموں کے دیوتاؤں سورج، چاند، زہرہ، مشتری آکاش ور دیوتا وغیرہ کی جانب۔

تدعون میں دعا سے مراد ان بتوں کو معبود قرار دینا اور فادعوهم میں دعا سے مراد ان سے طلب نفع کرنا اور نقصان سے حفاظت چاہنا ہے عنی بالاول تسمیتهم الا صنام الهة والدعا الثانی طلب المنافع و کشف المضار من جهتهم (جصاص)۔ اور اس آیت کی رو سے مدد کیلئے کسی بھی غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ثابت ہو رہا ہے۔

ف۳: پھر فرمایا اچھا تم ان سے میرا کچھ بگاڑنے کی درخواست کرو میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر ان سے ہو سکے تو بغیر کسی خوف وخطرہ اور ہچکچاہٹ کے اپنی پوری طاقت سے جو میرا بگاڑ سکتے ہوں بگاڑ ڈالیں، میں تو اللہ کو اپنا حمائتی اور مددگار سمجھتا ہوں، وہی میرا بچانے والا ہے اور وہ مجھے کافی وافی ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے، اسی سے میرا لگاؤ ہے اور میں ہی نہیں بلکہ ہر نیک بندہ یہی کرتا ہے اور وہ اللہ اپنے تمام سچے غلاموں کی نگہبانی اور حفاظت کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا میرے بعد بھی ان سب کا نگران اور محافظ وہی ہے۔

ف۴: جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری امداد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنا ہی نفع کر سکتے ہیں، یہ تو سن ہی نہیں سکتے گو کہ یہ تجھے آنکھوں والے دکھائی دیں لیکن دراصل ان کی اصلی آنکھیں ہی نہیں کہ کسی کو دیکھ سکیں جیسے فرمان ہے کہ اگر تم انہیں پکارو تو وہ سنتے نہیں چونکہ وہ تصاویر اور بت ہیں اور ان کی مصنوعی آنکھیں ہیں کہ وہ گویا دیکھ رہے ہیں لیکن دراصل دیکھ نہیں رہے ہوتے چونکہ وہ پتھر بصورت انسان ہیں اس لئے ضمیر بھی ذوالعقول کی لائے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ﴾ (البقرة:۱۸، ۱۷۱)۔

ف۵: خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ہدایت آپ کے واسطے سے تمام اہل ایمان کو۔ درگزر سے کام لو یعنی ناخدا شناس لوگوں کی اذیت دہ باتوں کو خاطر میں نہ لاؤ اور وسعت اخلاق کا اظہار کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ درگزر سے کام لو۔ بھلی باتوں کی تلقین ضرور کرتے رہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ
کی طرف سے تجھے کوئی حرکت پہنچے تو اللہ کی پناہ لیجیو بیشک اللہ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ
سنتا اور جانتا ہے۔ ف۱ پرہیزگاروں کو جب کوئی حرکت
طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝
شیطانی سوجھتی ہے تو اسی وقت ان کو سوجھ آجاتی ہے تو وہ بینا ہو جاتے ہیں۔
وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝
ان کے صحبتی ان کو گمراہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں اور کمی نہیں کرتے۔
وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ
اور جب تو ان کو حکم نہیں لا دیتا تو کہتے ہیں کہ تو نے یہ حکم کیوں نہ بنا لیا
قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا
تو کہہ دے کہ میں اسی بات کے پیچھے چلتا ہوں جس کی مجھے پروردگار کے ہاں سے اطلاع ملتی ہے
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ
یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور ہدایت ہے اور ایمانداروں
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ
کے لیے رحمت ہے۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور
اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ
چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم ہو۔ ف۲ اور تو اپنے پروردگار کو جی ہی جی میں
نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
عاجزی اور خوف سے نہ زور کی آواز سے
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝
صبح و شام پکارا کر اور غافلوں سے نہ ہو جائیو۔ ف۳
اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ
بیشک جو تیرے پروردگار کے مقرب ہیں اس کی عبادت
عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝
کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

منزل ۲

ف۱: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس روایت سے کیا مراد ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ جو کوئی آپ پر ظلم کرے اس کو آپ معاف کریں اور جو کوئی آپ کے ساتھ سلوک نہ کرے آپ اس کے ساتھ سلوک کریں اور جو آپ سے قطع رحمی کرے آپ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔

ف۲: اس حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار و منکرین ہیں (ماجدی) کیونکہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر مذکور ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ یعنی مشرک اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ قرآن نہ سنا کرو بلکہ اس کے پڑھے جانے میں شور و غل کیا کرو تاکہ تم اس کی آواز پر غالب آجاؤ۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا کہ جب قرآن بطور وعظ و نصیحت کے پڑھا جائے تو تم خاموش ہو کر سنا کرو اس معنی کا ثبوت خود احناف حضرات کی کتابوں سے ملتا ہے ہدایہ میں صاف لکھا ہے کہ صبح کی جماعت ہوتے ہوئے مقتدی صبح کی سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھ لیا کرے حالانکہ امام کے پڑھنے کی آواز اس کے کانوں تک آئے گی۔ اس کے علاوہ درسگاہوں میں ایک کے پڑھتے ہوئے دوسرا بھی پڑھتا ہے اور خاموش نہیں ہوتا اور نہ اس سے کوئی عالم منع کرتا ہے۔ اذا قرئ القرآن صادق آتا ہے نیز امام کے پڑھتے ہوئے مقتدی مسبوق آ کر ملتا ہے تو تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتا ہے حالانکہ قرآن کے پڑھے جانے کے وقت بالکل خاموشی چاہئے جو اللہ اکبر کہنے سے کسی قدر فوت ہوگئی پس ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ اس آیت کے معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے بتلائے ہیں یعنی جس وقت قرآن بطور وعظ و نصیحت کے پڑھا جاوے تو دل لگا کر سنا کرو تاکہ اس کا معجز ہونا اور اس کی تعلیمات کی خوبیاں تمہاری سمجھ میں آجائیں اور تم ایمان لا کر مستحق رحمت ہو جاؤ۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ قرآن کا نماز میں پڑھنا بطور ذکر ہے نہ بطور وعظ و تذکیر اور یہی وجہ ہے کہ جماعت میں خواہ تمام مقتدی جاہل ہوں جو قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہ سمجھتے ہوں تو بھی ان کی نماز درست ہے اور کسی کے نزدیک بھی امام کو اپنی قرأت کا ترجمہ کر کے سمجھانا ضروری نہیں پس امام امامت کے وقت قرآن شریف بطور ذکر پڑھتا ہے نہ بطور وعظ و نصیحت اور احناف اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے نماز خواہ سری ہو یا جہری مگر ان کا یہ قول کسی معتبر تفسیر یا کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں صراحۃً نہیں آیا کہ یہ آیت مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنے سے منع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مفسرین صحابہ نے اس کا شان نزول یوں بیان کیا ہے مثلاً ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پیچھے نماز میں بلند آواز سے بعض لوگ پڑھنے لگتے تھے اس جہر سے منع کیا گیا اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت آئی ابن مسعودؓ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ (لباب ۱۲۲) کسی نے کہا خطبہ کے وقت کلام کرتے تھے اس کی ممانعت میں یہ نازل ہوئی مگر کسی نے یہ نہیں کہا کہ مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے تو اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور نماز کی جماعت مدینہ میں شروع ہوئی تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہے جبکہ مکہ میں نماز باجماعت پڑھی ہی نہیں جاتی تھی۔ اور آیت موصوفہ عام نہیں کیونکہ اذا کا لفظ سور کلیہ کا نہیں بلکہ اذا سور قضیہ مہملہ کا ہے اور مہملہ جزیہ کے حکم میں ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموم لفظ میں سے بعض مخصوص ہے یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ لے باقی میں انصات پر عامل رہے جیسا (بقیہ صفحہ 862 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الانفال ۷۵ آیاتہا ۱۰ رکوعاتہا

سورۃ الانفال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

مال غنیمت کا حکم تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ مال غنیمت تو اللہ اور رسول کے قبضہ میں ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح سے رہو اور اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

رسول کی تابعداری کرتے رہو اگر تم ایماندار ہو۔ ف ایماندار بس وہی

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ

لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں اور جب اللہ کے حکم

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ

ان کو سنائے جاتے ہیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے اور اپنے پروردگار ہی

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں

يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ

سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی مومن ہیں انہی کے لیے اللہ کے ہاں

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ كَمَآ

درجے ہیں اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ ف جس طرح تیرے

اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا

پروردگار نے تجھے سچے وعدے کے ساتھ گھر سے نکالا اور مسلمانوں

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي

کی ایک جماعت ناپسند کرتی تھی ف ضرورت ظاہر ہونے کی بعد بھی

الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ

تجھ سے ضروری کام میں جھگڑے تھے گویا وہ موت کی طرف دھکیلے جاتے تھے

ف۱: انفال سے مراد غنیمت کے مال ہیں جو صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے ہی تھیں ان میں سے کوئی چیز کسی اور کے لئے نہ تھی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورہ انفال غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (بخاری) چونکہ جنگ بدر پہلی جنگ تھی اس سے پہلے کوئی لڑائی ایسی کامیابی سے نہ ہوئی تھی کہ مال غنیمت ہاتھ آیا ہوتا اس لئے اس کی تقسیم کے متعلق صحابہ میں تکرار ہوئی اور نبی ﷺ سے سوال ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم سوال یہ پیش آیا تھا کہ مال غنیمت کے مستحق کون لوگ ہیں آیا وہ جنہوں نے بالفعل اس پر قبضہ کیا یا اس میں فوج کے دوسرے سپاہی بھی شامل ہیں نیز یہ کہ اس کی تقسیم کا ضابطہ کیا ہے۔ یہاں اس سوال کا اصولی جواب دیتے ہوئے ان کمزوریوں کو دور کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو اس موقع پر ظاہر ہوئی تھیں کیونکہ جہاد کے ذریعہ جن اعلیٰ مقاصد کا حصول اسلام کے پیش نظر ہے وہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ اس کے سپاہی مخلص، باکردار، آپس میں جڑے ہوئے اور مضبوط ڈسپلن رکھنے والے ہوں۔

''مال غنیمت اللہ اور رسول کے لئے ہے'' یہ اصولی بات ہے جو سوال کے جواب میں ارشاد ہوئی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مال غنیمت میں تصرف کا اختیار اللہ اور اس کے رسول کو ہے۔ لہٰذا اللہ اور رسول کے احکام کو قبول کرو۔ اللہ نے غنیمت کی تقسیم کا ضابطہ آیت نمبر ۴۱ میں بیان فرمایا اور اس کی تفصیلات رسول پر چھوڑ دیں۔

ف۲: امام بخاریؒ وغیرہ ائمہ کرام نے اس سے استدلال کیا کہ دلوں میں ایمان کم و بیش ہوتا ہے۔ جمہور امت کا بھی یہی مذہب ہے بلکہ کئی محدثین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے جیسے شافعیؒ احمد بن حنبلؒ ابوعبیدہ وغیرہ یعنی ان کا بھروسہ صرف رب پر ہوتا ہے نہ اس کے سوا کسی سے وہ امید رکھیں نہ اس کے سوا ان کا مقصود نہ اس کے سوا کسی سے وہ پناہ چاہیں نہ اس کے سوا کسی سے وہ مرادیں مانگیں نہ کسی اور کی طرف جھکیں وہ جانتے ہیں کہ قدرتوں والا وہی ہے جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا تمام ملک میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ مالک صرف وہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کے سوا کسی حکم کو کوئی ٹال سکتا ہے وہ جلد ہی حساب لینے والا ہے۔

ف۳: یہ واقعہ مدینہ سے نکلنے سے پہلے کا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اطلاع دی کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے مکہ کے لیے روانہ ہو چکا ہے اور مکہ سے کافروں کا لشکر بدر کی سمت کوچ کر چکا ہے اور ان دو گروہوں میں سے کسی ایک گروہ سے تمہاری مڈبھیڑ ہوگی تو مسلمانوں کے ایک گروہ کا رجحان یہ ہوا کہ قافلہ پر حملہ کر دیا جائے۔ بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر بتا دیا کہ کافروں کے لشکر سے مقابلہ کرنا ہے تاکہ حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے تو مسلمانوں میں جو لوگ کمزوری کا شکار تھے وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ اس بے سروسامانی کی حالت میں اس قلیل تعداد کا کفار کے لشکر جرار سے مقابلہ کرنا گویا اپنے کو

موت کے منہ میں دینا ہے اس لیے وہ نبی ﷺ سے اس معاملہ میں حجت کرتے رہے ان کا اصرار تھا کہ لشکر کے بجائے قافلہ کا رخ کیا جائے۔ ان کے اس رویہ پر یہاں گرفت کی گئی ہے۔ یہ آیت صراحت کرتی ہے کہ نبی ﷺ مدینہ سے اللہ کے حکم سے نکلے تھے اور آپ کا نکلنا مقصد حق کے لئے تھا یعنی کسی دنیوی غرض سے لوٹ مار کرنا یا خونریزی کرنا مقصود نہ تھا بلکہ دعوت توحید کو برحق اور رسالت کو سچا ثابت کر دکھانا تھا اور یہ مقصد قافلہ پر حملہ کرنے سے نہیں بلکہ کفار کے لشکر سے ٹکر لینے سے ہی ہو سکتا تھا اس لئے آپ مدینہ سے بدر ہی کے ارادہ سے نکلے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے ایک گروہ کو لشکر کے مقابلہ کے لئے نکلنا پسند نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ شام سے جو تجارتی قافلہ آ رہا ہے اس پر حملہ کیا جائے کیونکہ لشکر کی بہ نسبت قافلہ کو مغلوب کرنا آسان تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى

اور وہ موت کو آنکھوں خود دیکھ رہے تھے۔ ف۱ اور جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ

الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

دو جماعتوں میں سے ایک پر تم کو ضرور ہی غلبہ ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

کمزور جماعت پر تم کو غلبہ ہو اور اللہ کو منظور تھا کہ اپنے حکم سے

يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾

دین حق کو مضبوط کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾

تاکہ حق کی تقویت کرے اور باطل کی بنیاد اکھاڑے گو کافروں کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سنی

مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَمَا

کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے جو پے در پے پہنچیں گے مدد دوں گا۔ ف۲

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ

اور یہ صرف تمہاری خوشی اور تسکین خاطر کے لیے کیا تھا اور

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ ف۳

حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ

جب آرام کے لیے اللہ نے اپنے فضل سے تم پر اونگھ ڈالی تھی

يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

اور اوپر سے پانی تم پر اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور

وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى

شیطانی نجاست تم سے دور کرے اور تمہارے دلوں کو

قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ

تسکین دے اور تمہارے قدم مضبوط کرے۔ ف۴ جب تیرا پروردگار

اس کو لوٹنا تمہارا اصل منشا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے تدبیر سے تم کو لوٹ کا مال بھی دلوا دیا اور جس ارادہ سے اللہ نے اپنے نبی کو اس کے گھر یعنی مدینہ سے بدر کی طرف نکالا تھا وہ ارادہ بھی پورا کر دیا یعنی کافروں کو مغلوب اور تم کو غالب کر دیا اس آیت میں گھر سے نکالنے سے مراد مدینہ سے بدر کی طرف کا سفر ہے۔

ف۱: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا وہ کچھ اوپر تین صد تھے مشرکوں کی طرف نظر کی وہ ایک ہزار یا اس سے زیادہ تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اور ازار میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے اللہ پورا کر وعدہ اپنا مجھ سے آپ نے دو مرتبہ اسی طرح کہا' پھر فرمایا الٰہی اگر تو ہلاک کرے گا اہل اسلام کی اس جماعت کو تو نہ عبادت کی جائے گی تیری زمین میں کبھی' یہاں تک اللہ پاک سے فریاد اور دعا کی کہ چادر کندھوں سے گر پڑی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر اٹھائی پھر پیچھے سے تھام کر کہا اے اللہ کے نبی کافی ہے اتنا سوال آپ کا اپنے رب سے وہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا اس پر آیت اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ نازل ہوئی پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے اتارے پھر ایک ہزار مزید پھر ایک ہزار اور مزید (یہاں تک کہ ان کی تعداد) پانچ ہزار تک ہوگئی۔

ف۲: اس آیت میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے تمام کاموں میں اللہ ہی پر توکل کرے اس کے سوا کسی اور پر وثوق نہ کرے مدد اور نصرت اسی کے ہاتھ میں ہے چنانچہ وہ براہ راست اور بغیر کسی واسطہ کے امداد پر قادر ہے اور رعایت اسباب بھی رکھتا ہے اس لئے مدد واسطوں اور ذریعوں سے پہنچاتا ہے۔

ف۳: بدر میں مشرکین پہلے جا پہنچے تھے اور انہوں نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا مسلمان بعد میں اس میدان میں پہنچے ایک خشک ریگ ستان میں اترے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی بھی شدت تھی اور نماز کے وقت وضو اور غسل سے بھی عاجز رہے اور اس وقت تیمم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا ادھر ریگستان میں چلنا پھرنا مصیبت کہ اس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے شیطان نے اصحاب بدر کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ اگر تم اللہ کے نزدیک مقبول و منصور ہوتے تو اس پریشانی میں کیوں پھنستے ایسے وقت میں آسمان سے مینہ برسنا شروع ہوا اور پانی کی ریل پیل ہوگئی مسلمانوں نے پانی پیا بھی پلایا بھی نہا دھو کر پاکی بھی حاصل کر لی اور پانی بھر بھی لیا اور شیطانی وسوسہ بھی زائل ہو گیا اس سے ریت جم گئی اور اس میں دھنسنے والی بات ختم ہوگئی اس کے برعکس کفار نرم زمین میں تھے وہاں کیچڑ ہو گیا جس سے ان کیلئے چلنے پھرنے میں تکلیف ہونے لگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ

فرشتوں کو الہام کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مومنوں کو

اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دلوں پر مومنوں کی دہشت

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا

ڈالوں گا پس تو کافروں کی گردنیں اور پور اڑا دینا۔ ف

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

کیونکہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت اختیار کر رکھی

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ

اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ تو اسے چکھو اور یقین رکھو کہ

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کافروں کے لیے آگ کا عذاب تیار ہے۔ مسلمانو!

اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

جب تم جنگ کے وقت کافروں سے بھیڑ میں ملو یعنی مٹھ بھیڑ ان سے ہو جاؤ

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ

ان سے پیٹھ مت پھیرنا۔ ف اور جو کوئی بغیر تدبیر جنگ کے یا بلانیت

دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

اپنی جماعت میں ملنے کے پیٹھ پھیر دے گا اس پر اللہ کا

فَقَدْ بَاۗءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ

غضب ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ

اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ ف پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن

اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اللہ نے ان کو قتل کیا اور جب تو نے مٹھی چلائی تھی وہ تو نے نہیں چلائی تھی

مسائل

ف۱: یہ ایک پوشیدہ نعمت تھی جس کو اللہ نے ظاہر کیا تا کہ اس کا شکر بجالائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم جاؤ مسلمانوں کی مدد ونصرت کرو ان کے ساتھ مل کر ہمارے دشمنوں کو نیچا دکھاؤ ان کی گنتی کو کم کرو اور ہمارے دوستوں کی تعداد کو بڑھاؤ دشمنوں کے سروں پر وار کر کے ان کے بھیجے توڑ دو گردنوں پر تلوار مار کر سر اور دھڑ میں جدائی کر دو ہاتھ پاؤں اور جوڑ جوڑ پور پور کو تاک کر چرکے لگاؤ پس گردنوں کے اوپر سے بعض کے نزدیک تو سر ہیں اور بعض کے نزدیک خود گردن مراد ہے۔ ربیع بن انس نے کہا لوگ بدر کے دن ملائکہ کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو پہچانتے تھے کسی کا سر گردن سے اڑا دیا تھا اور کسی کو پوروں پر ضرب پہنچائی تھی جیسے کہ آگ سے جلا دیتے ہیں اور داغ پڑ جاتا ہے۔ جنگ ظاہر ہے کہ دست بدست تھی نیزوں اور تلواروں سے ایسی جنگ کیلئے اس سے بڑھ کر حکیمانہ ہدایت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمن کے سپاہیوں کی انگلیوں پر وار کر کے انکی جان لئے بغیر لڑائی کے قابل نہ رہنے دو اور گردن کے اوپر کے حصہ پر وار کرو تا کہ حریف فوراً مر جائے خواہ مخواہ بلا ضرور مدت تک تڑپتا اور موت و زندگی کے درمیان جھولتا نہ رہے یہ دونوں ہدایات فن حرب کے لحاظ سے بہترین اور اعلیٰ طریق حرب وضرب کی جامع ہیں۔

ف۲: حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ ایک لڑائی میں ہم لوگ بھیجے گئے اتفاق ایسا ہوا کہ کچھ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے میں بھی ان ہی میں تھا جب ہم علیحدہ ہوئے تو ہم نے آپس میں کہا کہ ہم دشمن کے مقابلہ سے بھاگے اور غضب کے مستحق ہو گئے اب مدینہ میں رات کو جائیں تا کہ ہمیں کوئی نہ دیکھے اور اپنے گھروں پر پہنچ کر اپنا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں اگر ہمارے لئے توبہ ہو تو ٹھہرے رہیں ورنہ پھر کسی لڑائی پر جائیں جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیں تب تک واپس نہ آئیں پس ہم فجر کی نماز سے پیشتر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے جب آپ تشریف لائے تو ہم نے یہ واقعہ عرض کیا اور آپ نے فرمایا تم بھاگنے والے نہیں بلکہ عکارون یعنی لڑائی کی طرف پلٹنے والے ہو اس لئے کہ بھاگ کر کسی اور طرف نہیں گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ سے بھاگنے پر آگ کی وعید سنائی مگر اس صورت میں کہ وہ بھاگنا کسی گھات کے لئے یا کسی دوسرے گروہ کی مدد کے لئے ہو مثلاً بھاگنے سے دشمن کے دل میں یہ خیال آئے کہ وہ مجھ سے ڈر کر بھاگا ہے پھر جب وہ موقعہ پر پہنچے تو یہ گھات لگا کر اس کو قتل کر دے اس طرح کا بھاگنا منع نہیں۔ محققین نے فرمایا ہے کہ اس سے جہنم میں داخل ہونے سے مراد ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنا لازم نہیں آتا وھذا لایدل علی الخلود (قرطبی)

اسلام اپنے حوصلہ مند اور جانباز سپاہی تیار کرنا چاہتا ہے جو اللہ کو مقصود بنا کر اس کی راہ میں صرف آگے بڑھنا جانتے ہوں اس لیے اس کی لغت میں پسپائی اور فرار جیسے الفاظ میں ہی نہیں۔ قرآن ان لوگوں کو سخت وعید سناتا ہے جو کافروں سے عین مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیریں اور حدیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شمار سات مہلک گناہوں میں کیا ہے "اور مقابلہ کے دن پیٹھ پھیرنا سات ہلاک کر دینے والے گناہوں میں سے ہے۔" (مسلم کتاب الایمان) البتہ جیسا کہ آیت میں بیان ہوا دو صورتیں ایسی ہیں جو فرار کی تعریف میں نہیں آتیں۔ ایک یہ کہ جنگی چال کے طور پر آدمی پیچھے ہٹ جائے اور پھر بھرپور حملہ کرے اور دوسری یہ کہ محاذ کے قریب کوئی دوسرا فوجی گروہ موجود ہو جس میں شامل ہو کر مقابلہ کرنا جنگی مصلحت کا تقاضا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ
بلکہ اللہ نے چلائی تھی اور تاکہ مسلمانوں پر اللہ اپنی طرف سے مہربانی عنایت کرے
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ
اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف۱ بات تو یہ ہے اور اللہ کافروں کی تدبیریں
كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ
چلنے نہ دے گا۔ ف۲ اگر تم مشرک فتح چاہتے تھے تو لو فتح بھی
الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا
تم نے دیکھ لی۔ ف۳ اور اگر باز آؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور اگر تم نے
نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَوْ
پھر وہی کیا تو ہم بھی وہی کریں گے اور تمہاری جمعیت کتنی ہی زیادہ
كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا
کیوں نہ ہو ہرگز تمہارے کام نہ آئے گی اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ ف۴ مسلمانو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا
اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور
تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا
اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم سنتے ہو ف۵ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے
كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ
سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے ان جیسے نہ ہو جانا۔ جو لوگ
شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا
بہرے اور گونگے ہوکر بے سمجھ ہو رہتے ہیں اللہ کے نزدیک سب جانداروں سے
يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ
بدتر ہیں۔ اور اگر اللہ ان میں کچھ قابلیت پاتا تو ضرور انکو سنا دیتا اور اگر اب
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا
ان کو سناتا ہے تو فوراً منہ پھیر جاتے ہیں اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔ ف۶ مسلمانو!
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ
اللہ اور رسول کی اطاعت کرو جب وہ تم کو

ف۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت جنگ میں ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی اٹھا کر مشرکوں کے لشکر کی طرف پھینکیں تو اس کے ذرّے ان کی آنکھوں میں جا کر گھس گئے اور انہیں شکست ہوئی۔ مسلم باب المعجزات میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے کنکریاں پھینکنے کا ذکر غزوہ حنین میں آیا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کنکریاں پھینکنا بدر میں بھی واقع ہوا تھا جیسا کہ حنین میں ہوا۔

سیاق قرآن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حاکم کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابی بن خلف کو تھوڑا سا زخم لگا دیا تھا اور وہ اسی سے تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت اس مضمون کو صاف کر رہی ہے کہ فاعل حقیقی و موثر اصلی صرف حق تعالیٰ ہی ہے اگرچہ عالم اسباب میں وہ کام آلات و وسائط ہی سے لیتا رہتا ہے یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی مخلوق کے بھی بس میں نہ تھا کہ خاک کے وہ ذرے ہر ہر کافر کی آنکھ تک پہنچا دیں رمیٰ کا یہ معجزانہ عمل درحقیقت تمام تر قدرت الٰہی کا کرشمہ تھا۔

ف۲: جنگ بدر میں تو کافروں کو شکست ہو ہی گئی۔ اس کے بعد بھی اگر انہوں نے چال چلی تو اللہ ان کی ہر چال کو کمزور بنا دے گا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اس کے بعد کافروں نے زبردست چالیں چلیں اور طرح طرح کی سازشیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام چالوں اور سازشوں کو ناکام بنا دیا اور اسلام کے ابھرتے انقلاب کو وہ ہرگز روک نہ سکے۔

ف۳: مشرکوں نے بدر کی طرف چلتے وقت خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر یوں دعا کی تھی کہ یا اللہ ان دونوں لشکروں میں جو زیادہ مرتبے والا اور صلہ رحمی کرنے والا اور ہدایت والا ہو اس کو فتح دے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور فرما دیا کہ جس شرط کے ساتھ تم نے فتح مانگی تھی ویسے ہی فتح ہم نے دے دی۔

ف۴: یاد رکھو کہ اگر تم سب کے سب مل کر چڑھائی کرو اور تمہاری تعداد کتنی ہی بڑھ جائے تم اپنے تمام لشکر جمع کر لو لیکن پھر بھی تمہاری تمام تدبیریں رکھی کی رکھی رہ جائیں گی؛ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو اسے کوئی مغلوب نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے کیونکہ وہ اس کے رسول کے ساتھ ہیں (ساتھ ہونے سے مراد تائید و نصرت و اعانت ہے) پس فتح و غلبہ دراصل حق انہی کا ہے یہ اور بات کہ کسی عارض کی وجہ سے کسی وقت اس کا ظہور نہ ہو۔

ف۵: جب اللہ اور اس کے رسول کی آواز تمہارے کانوں میں پہنچ رہی ہے تو سب کچھ سنتے ہوئے نافرمانی کرنا کس قدر غلط اور کتنے بڑے گناہ کی بات ہے؟

ف۶: اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول کی فرمانبرداری کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ رسول کی ہدایت ان کے دل پر بالکل اثر انداز نہیں ہوتی وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ جانوروں کو اپنے نیک و بد کی تمیز اور سمجھ ہے جبکہ ان کو تو اتنی بھی سمجھ نہیں؛ تمام جانور بھی اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان ہیں جو جس کام کے لئے بنایا گیا ہے وہ اس میں مشغول ہے مگر یہ ہیں کہ پیدا تو عبادت کے لئے کئے گئے ہیں لیکن کرتے کفر ہیں لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا اللہ کا علم تو ہمیشہ واقعہ کے مطابق ہی ہوتا ہے اس لئے اللہ کے علم میں کسی شے کے نہ آنے کے معنی ہی اس شے کی نفی کرنے کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ
تمہاری زندگی کے لیے پکارے اور جان رکھو کہ اللہ انسان کے دل پر
وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا
پردہ ہو جاتا ہے اور جانو کہ اسی کے پاس تم نے جمع ہونا ہے۔ ف۱ اور اس
فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ
عذاب سے جو بالخصوص تم میں سے ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا ڈرتے رہو
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا
اور جانو کہ اللہ کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔ ف۲ اس وقت کو یاد کرو جب
اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ
تم ملک میں بہت ہی قلیل اور کمزور تھے تمہیں ہر وقت خوف
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ
رہتا تھا کہ لوگ تم کو پیس نہ ڈالیں پھر اللہ نے تم کو جگہ دی اور
بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾
اپنی مدد سے تم کو قوت عنایت کی اور حلال رزق تم کو دیا کہ تم شکر کرو۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ
مسلمانو اللہ اور رسول کی بے فرمانی اور آپس میں
تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ
ایک دوسرے کی دانستہ خیانت کبھی نہ کرنا۔
اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ
جان رکھو کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے روگ ہیں اور اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ ف۳
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا
اے مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے
اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
تو اللہ تمہارے لیے تمیز کر دے گا اور تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ
اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔ ف۴ اور تو اس وقت کو

ف۱: بخاری شریف میں ہے کہ استجیبوا احیوا کے معنی میں ہے لما یحییکم بما یصلحکم کے معنی میں ہے یعنی تم اللہ کے حکم مانو اور رسول کی اطاعت کرو اور جب وہ تم کو تمہاری روحانی زندگی کے لئے پکارے یعنی مذہبی امور اور شرعی احکام میں تو اس وقت تم پر رسول کی اطاعت واجب ہے دنیاوی امور میں اگر وہ تم کو بطور مشورہ کچھ کہے تو تمہارا اختیار ہے اور اس بات کو خوب جان لو کہ نافرمانی کرنے پر ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل پر پردہ ہو جاتا ہے اور اس کو مفید امور کی سمجھ نہیں دیتا یہی وہ پردہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (البقرۃ: ۷) کہتے ہیں۔

ف۲: خاص (اہم' ذی مرتبت اور عظیم) لوگوں کے برے کام کرنے کی وجہ سے عام لوگوں پر بلا آ جانے کا خوف ہے جس خوف سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس آیت میں ڈرایا ہے۔ اس آیت کی تفسیر ایک مرفوع حدیث میں اسی طرح آئی ہے چنانچہ ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند میں چند صحابہ سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کچھ لوگ کسی بستی میں برے کام کرنے لگیں اور اس بستی کے باقی لوگ ان برے کاموں سے روکنے کے لئے آدمیوں کو نصیحت نہ کریں تو ساری بستی پر بلا آئے گی' لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس بستی میں نیک عمل کرنے والے جو لوگ ہوں گے تو ان کے نیک اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد ان کے اعمال کا بدلہ ان کو ملے گا مگر برائی کی وجہ سے دنیا میں تمام بستی پر بلا آئے گی۔ اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ جس بستی میں خلاف شریعت کام ہوتے ہوں وہاں جن لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور طاقت ہو تو ہرگز وعظ و نصیحت کرنے سے نہ رکیں تاکہ بلا ٹل جائے اور اگر وہ یہ کام نہیں کریں گے تو تمام بستی پر بلا آ جانے کا خوف ہے۔

ف۳: حضرت حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ والے سال قریش کو خط بھیجا جس میں نبی ﷺ کے ارادے سے انہیں مطلع کر دیا اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو خبر کر دی آپ نے آدمی ان کے پیچھے دوڑائے خط پکڑا گیا اور حضرت حاطبؓ نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا جبکہ حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے حاطب رضی اللہ عنہ کی گردن مارنے کی اجازت مانگی کہ اس نے اللہ، رسول اور مومنوں کی خیانت کی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ بدری صحابی ہے جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے جو چاہو تم عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ بعض نے اسے حضرت ابولبابہؓ کے متعلق کہا کہ یہودیوں نے جب ان سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر انہیں جتلا دیا کہ نبی ﷺ کا فیصلہ تمہارے حق میں یہ ہوگا۔ اور ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی گو یہ آیت کسی خاص واقعہ کے بارے میں اتری ہو لیکن الفاظ کی عمومیت اپنے عموم پر رہے گی' یہی جمہور کا قول ہے' خیانت عام ہے چھوٹے بڑے لازم متعدی وغیرہ خیانت کے گناہ میں سب داخل ہیں اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو فرض کو ناقص نہ کرو نبی ﷺ کی سنت کو نہ چھوڑو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔

ف۴ فرقان سے مراد نجات ہے دنیوی بھی اور اخروی بھی اور فتح و نصرت غلبہ و امتیاز بھی مراد ہے جس سے حق و باطل میں تمیز ہو جائے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے نافرمانی سے بچے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ حق و باطل میں تمیز کر لیتا ہے اور دنیا آخرت کی سعادت مندی حاصل کر لیتا ہے' اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب کا وہ کامل مستحق بن جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ

یاد کر جب کافر تیرے حق میں خفیہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ تجھے قید کریں

يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ

یا تجھے قتل کریں یا تجھے جلا وطن کر دیں اور خفیہ تدابیر کر رہے تھے اور اللہ بھی پوشیدہ کام کر رہا تھا اور اللہ

الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

سب سے اچھا تدبیر کرنے والا ہے۔ ف۱ اور جب بھی ہماری آیات ان کو سنائی جاتی ہیں تو

سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

منکر کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام بنا لیتے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ

یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ جب ان کافروں نے کہا تھا کہ اے اللہ

كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا

اگر یہ قرآن حق ہے تیرے پاس سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی دکھ کی مار ڈال دے۔ ف۲ اور جس حال

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ

میں تو ان میں ہے اللہ ان کو عذاب نہیں کرنے کا نیز جس حال میں

اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا

بخشش مانگتے ہوں گے اللہ ان کو عذاب نہ کرے گا۔ ف۳ بھلا ان کا

يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

کیا عذر ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے حالانکہ وہ محترم مسجد سے روکتے ہیں

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا

اور خود اس کے قابل نہیں اس مسجد کے اہل تو

الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ

متقی لوگ ہیں لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ ف۴ اور ان کی

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاۗءً وَّتَصْدِيَةً ۭ

عبادت بھی صرف سیٹیاں اور تالیاں ہی ہوتی ہے

ف۱: مکہ مکرمہ کے مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رات کو مشورہ کیا کہ ان سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جائے یہ ہر وقت ہمارے معبودوں کے خلاف تبلیغ کر کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے چلے جا رہے ہیں۔ کسی نے کہا صبح کو اسے قید کر دو کسی نے کہا مار ڈالو کسی نے کہا دیس نکالا دے دو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کو ان کے عزائم کے بارے میں مطلع فرما دیا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ غار میں چلے جائیں۔

چنانچہ اس رات حضرت علیؓ آپ کے بستر پر سوئے آپ مکے سے نکل کر غار میں جا چھپے اور مشرکین تمام رات پہرہ دیتے رہے صبح کو تمام لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرت علی بستر پر پڑے ہیں تو ان کی ساری کارروائی پر پانی پھر گیا' انہیں نے حضرت علی سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں اس پر حضرت علی نے لاعلمی کا اظہار کیا' چنانچہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے پہاڑ تک پہنچ گئے اور اوپر چڑھ گئے' اس غار کے پاس سے گزرے لیکن وہاں مکڑی کا جالا تنا ہوا تھا کہنے لگے اگر اس میں جاتے تو جالا کیسے ثابت رہ جاتا چنانچہ یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹ گئے لیکن تلاش جاری رکھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتیں اسی غار میں گزاریں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے مکر کیا مگر میں بھی ان سے ایسی مضبوط چال چلا کہ آخر تجھے ان سے بچا کر لے ہی آیا۔

ف۲: مشرکین عرب جب گزشتہ لوگوں کے حالات سنتے کہ انبیاء کی تکذیب پر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا اور ان کی کیا گت ہوئی تو یہ ظالم بجائے ڈرنے کے الٹے اکڑتے اور یہ دعا کرتے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

صحیحین کی روایت میں آتا ہے کہ اس قول کا قائل ابوجہل بن ہشام تھا۔ اور طبرانی وغیرہ کی روایات میں نضر بن حارث کا نام آتا ہے لیکن بہرحال ایک کا نام دوسرے کے منافی نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر محدث نے فیصلہ کیا ہے ممکن ہے دونوں نے ہی کہا ہو لیکن ترجیح ابوجہل والی روایت کو ہے۔

ف۳: ابن ابزیٰؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تھے اللہ تعالیٰ نے آیت کا یہ حصہ نازل فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے نکل کر مدینے میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کا دوسرا حصہ نازل فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اس سے مراد وہ مسلمان لوگ ہیں جو مکہ میں رہ گئے تھے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے جب وہ بھی وہاں سے نکل آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ۔

ف۴: یعنی مشرک لوگ بیت اللہ کے والی ہونے کے مستحق نہیں' بیت اللہ کے والی ہونے کے مستحق وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شرک سے پاک کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تھے انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا دوست کون ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پرہیزگار پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ.

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشیوں کو جمع کیا' پھر پوچھا کہ تم میں اس وقت کوئی اور تو نہیں؟ انہوں نے کہا بہنوں کی اولاد اور حلیف اور مولیٰ ہیں' فرمایا کہ یہ تینوں تو تم میں سے ہی ہیں' سنو تم میں سے میرے دوست وہی ہیں جو تقویٰ اور پرہیزگاری والے ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اِنَّ

پس کفر کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو۔ ف

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا

کافر لوگ مال خرچتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ

وہ مال ان پر حسرت ہوگا

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پھر مغلوب ہو جائیں گے ف اور کافر جہنم میں

اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ

جمع کیے جائیں گے۔ ف تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے

الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰي بَعْضٍ

الگ کرے اور ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

ساتھ ملا کر ایک جگہ ڈھیر لگادے پھر اس ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے ف

الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ

یہی لوگ سخت خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ ف۵ تو کافروں سے کہہ دے اگر باز آجائیں

مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ

تو ان کے پہلے گناہ سب معاف کیے جائیں گے اور اگر انہوں نے پھر سر اٹھایا

سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

تو پہلے کافروں کے واقعات گزر چکے ہیں۔ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد نہ رہے

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

سب قانون اللہ کا رائج ہو پھر اگر باز آجائیں تو اللہ

بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا

ان کے کاموں کو دیکھتا ہے۔ اور اگر وہ سرتابی کریں گے

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تو اللہ تمہارا مددگار ہے وہ بہت ہی اچھا مولیٰ اور بہت ہی اچھا حمایتی ہے۔ ف

ع ۶

ف: ابن عباسؓ نے کہا کہ قریش جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے تو ننگے بدن ہوتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے' مکاء سیٹی بجانا اور تصدیہ تالیاں بجانا یہی قول ایک تابعین وغیرہ کا ہے۔

یعنی وہ مستحق عذاب کے کیوں نہ ہوں اور یہ لوگ حرم کے متولی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ وہ تو سیٹی اور تالی بجانے کے ساتھ قرب الٰہی ڈھونڈ تے ہیں۔ فقہا و مفسرین نے لکھا ہے کہ اس میں ان جاہل صوفیا کے لئے وعید ہے جو وجد و حال اور دھمالیں ڈالتے' اچھلتے کودتے' تالیاں بجاتے اور ناچتے ہیں اور لوگ اسے کمال روحانی سمجھتے ہیں یہ تو واضح طور پر مشرکین کے اعمال جیسے کام ہیں۔

ف۲: کفر و اسلام کی جنگ میں کافروں کے لئے شکست مقدر ہے۔ وہ اسلام کی راہ روکنے کے لئے آج ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اپنا مال بے دریغ خرچ کر رہے ہیں لیکن اس کا نتیجہ ان کے حق میں سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہ نکلے گا۔

ف۳: جو لوگ اخیر وقت تک کفر پر قائم رہیں گے ان کو جہنم کی طرف ڈھکیل دیا جائے گا۔

ف۴: ناپاک یعنی وہ جو شرک کفر یا الحاد کی نجاست میں مبتلا رہے اور پاک وہ جن کو ایمان کی پاکیزگی نصیب ہوئی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں سے الگ کر دے گا اور پھر ہر طرح کے کافروں کو اکٹھا کر کے نجاست کے اس پورے ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے گا۔

ف۵: جب جنگ بدر میں قریش کے بڑے بڑے لوگ مارے گئے تو عبداللہ بن ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ قریش کا کس قدر نقصان ہو گیا پس اگر تم تجارت کا مال ہم کو دے دو تو ہم سامان جنگ تیار کر کے مسلمانوں سے اپنا بدلہ لیں گے چنانچہ ابوسفیان نے وہ مال ان کو دے دیا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ دین کے مٹانے میں اپنا مال و جان خوب خرچ کر لیں لیکن انجام کار غلبہ مسلمانوں ہی کو ہوگا اور کافروں کو حسرت و شکست ہوگی کہ ہم نے جان و مال سب لگا دیا پھر بھی ہمارا کام نہ بنا۔

ف۶: کفار اپنے کفر اور ضد سے باز آجائیں اسلام اور اطاعت قبول کر لیں تو ان سے جو ہو چکا سب معاف کر دیا جائے گا کفر بھی، خطا بھی اور گناہ بھی۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام لا کر نیکیاں کرلے تو وہ اپنے دور جاہلیت کے اعمال پر نہ پکڑا جائے گا اور اگر اسلام میں داخل ہونے کے بعد پھر برائیاں کرنے لگے تو اگلی پچھلی تمام خطاؤں پر اس کی پکڑ ہوگی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہیں توبہ بھی اپنے سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ نہ مانیں اور اپنے کفر پر قائم رہیں تو وہ پہلے گذرنے والے لوگوں کی حالت دیکھ لیں کہ ہم نے ان کے کفر کی وجہ سے انہیں کیسا غارت کیا۔ اللہ تعالیٰ کا دستور قدیم یہ ہے کہ وہ آخر کار ہمیشہ اپنے انبیاء اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں کو مقہور و مخذول کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ

رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور

ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

مسافروں کے لئے ہے اگر تم کو اللہ پر اور اس امداد پر جو فیصلہ کے دن

عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ

جس روز دونوں جماعتوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تھی اس نے اپنے بندے پر نازل فرمائی تھی کامل ایمان ہے

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

تو ایسا ہی کرد اور اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ف جب تم ورے کنارہ پر تھے

الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

اور وہ پرلے سرے پر اور قافلہ تم سے

مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ

نیچے کی جانب تھا اور اگر تم آپس میں معاہدہ کرتے تو ضرور وعدہ خلافی کردیتے

وَلٰكِنْ ۙ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ

لیکن اللہ نے تم کو جمع کردیا تاکہ جو کام ہوچکا تھا اس کا فیصلہ کردے تاکہ

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ

جو کوئی دلیل دیکھنے کے بعد گمراہی پر اڑا رہا وہی تباہ ہو اور جو دلیل سے زندہ ہو وہ

بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ

زندگی پائے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف جب اللہ نے خواب میں تجھے ان کی

فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ

فوج تھوڑی دکھائی ف اور اگر وہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم پھسل جاتے اور

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ

کام کے متعلق جھگڑتے مگر اللہ نے تم کو ثابت قدم رکھا وہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ

دلوں کے حال پر مطلع ہے۔ اور جب تم دونوں گروہ آپس میں ملے تھے

ف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی لشکر بھیجتے اور غنیمت کا مال ملتا تو آپ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کرڈالتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی پس یہ فرمان کہ اِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے پانچویں حصے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کہ اللہ اور رسول کا ایک ہی حصہ ہے بعد وفات نبوی یہ حصہ بھی ساقط ہوگیا اور آپ کے اہل قرابت کا حصہ بوجہ آپ کی نصرت قدیمہ کے تھا بعد وفات نبوی کے نصرت باقی نہیں لہٰذا یہ حصہ بھی ساقط ہوگیا۔ اب سرکاری خمس تین حصوں میں تقسیم ہوگا ایک یتامیٰ کو ایک مساکین کو ایک ابن السبیل کو ملے گا ان مساکین میں مقدم مساکین ذوی القربیٰ کے ہوں گے البتہ خوشحال قرابتداروں کو کچھ نہیں ملے گا یہ لوگ خمس کے مصارف ہیں مستحق نہیں ہیں پس اگر ایک ہی صنف میں صرف کردیا جائے تب بھی مثل زکوٰۃ کے جائز ہے۔ باقی چار حصے مقاتلین کا حق ہے صاحبین امام شافعیؒ امام مالکؒ اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ سوار کو تین حصے ملیں گے۔ اور ہر پیادے کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

ف۲ عام دستور و معمول تو یہ ہے کہ مقاتلہ کے لئے فریقین اپنے قصد و مرضی سے کوئی میدان اور تاریخ مقرر کرتے ہیں یہاں بھی اگر یہی صورت رہنے دی جاتی تو کوئی نہ کوئی فریق کوئی عذر پیدا کر لیتا اور مقابلہ و مقاتلہ کی نوبت ہی نہ آتی اور جو فائدے اب مشاہدہ میں آ رہے ہیں یہ ظہور ہی میں نہ آئے ہوتے اسی لئے حالات تکوینی کا اجتماع ایسا کر دیا گیا کہ مسلمانوں کو قصد و ارادہ کے بغیر بھی لڑنا پڑ گیا اور اس سے بہت سے مصالح پورے ہو گئے حکمت الٰہی کو یہ جنگ اس لئے منظور ہوئی کہ اس سے ایک خاص طریق پر اسلام کا حق ہونا ظاہر ہو جائے اور دنیا دیکھ لے کہ اسی قلت تعداد اور کم سامانی کے باوجود مسلمان غالب آئے جو ایک حد تک خارق عادت اور دل میں یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام حق ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی اس کے بعد جو گمراہ ہوگا تو وہ حق واضح ہونے کے بعد ہوگا جس سے عذاب کا پورا استحقاق ہو جاتا ہے اور عذر کی گنجائش باقی نہیں رہتی اسی طرح جس کو ہدایت پانا ہوگی تو وہ حق کو اتنے وضوح بعد قبول کر لے گا۔

ف۳ : یہ محاذ جنگ پر پہنچنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کے لشکر کو تعداد میں کم دکھایا اور اس خواب کو جب آپ نے مسلمانوں کے سامنے بیان کیا تو ان کی ہمت بندھ گئی۔ یہ تعداد میں کم دکھانا معنوی اعتبار سے تھا یعنی کفار کی بڑی تعداد اخلاق اور حوصلہ کے اعتبار سے کوئی وزن نہیں رکھتی تھی اس لیے ان کی بڑی تعداد تھوڑی تعداد کے برابر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب حقیقت کے اعتبار سے بالکل سچا تھا لیکن چونکہ خواب مجاز کے پیرایہ میں ہوتا ہے اس لیے مسلمانوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ کافروں کا لشکر تعداد میں کم ہے اور ان کا یہ سمجھنا مفید ہی ثابت ہوا کیونکہ اس کے پیش نظر ان کے لیے کافروں کا مقابلہ کرنا آسان ہو گیا۔

جب دونوں فوجیں صف آراء ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر کی کہ مسلمانوں کی نظروں میں کافروں کی تعداد کم دکھائی دی اس لیے ان کے حوصلے قائم رہے اور دوسری طرف کافروں کو مسلمان بہت کم تعداد میں دکھائی دینے لگے اس لیے انہوں نے یہ سوچ کر کہ ان مٹھی بھر انسانوں کو ختم کرنا آسان ہے جنگ کے لیے پہل کی اس طرح وہ معرکہ کارزار گرم ہوا جو حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لیے ضروری تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التقيتم في اعينكم قليلا ويقللكم في اعينهم
تو اللہ نے تمہاری نگاہ میں ان کو کم کر دکھایا اور تم کو ان کی نگاہ میں تھوڑے
ليقضي الله امرا كان مفعولا ۗ والى الله
تاکہ جو کام ہو چکا ہے اس کا فیصلہ کردے اور سب کام اللہ
ترجع الامور ﴿٤٤﴾ يايها الذين امنوا اذا لقيتم فئة
ہی کی طرف پھرتے ہیں۔ ف۱ مسلمانو جب تمہاری کسی جماعت سے مٹھ بھیڑ ہو جائے
فاثبتوا واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون ﴿٤٥﴾
تو جم کر لڑا کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔ ف۲
واطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا و
اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں تنازع نہ کیا کرو ورنہ تم
تذهب ريحكم واصبروا ۚ ان الله مع الصبرين ﴿٤٦﴾
پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کیا کرو یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ ف۳
ولا تكونوا كالذين خرجوا من ديارهم
اور جو لوگ اپنے گھروں سے شیخی بگھارتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے تھے
بطرا ورئاء الناس ويصدون عن سبيل
اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے تم ان کی طرح نہ ہونا
الله ۗ والله بما يعملون محيط ﴿٤٧﴾ واذ زين
اور جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ کے گھیرے میں ہے۔ ف۴ اور جب شیطان نے
لهم الشيطن اعمالهم وقال لا غالب لكم
ان کے اعمال ان کی نظروں میں عمدہ کر دکھائے اور کہا
اليوم من الناس وانى جار لكم ۖ فلما تراءت
کہ آج کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے گا اور کہا میں تمہارا حامی ہوں پھر جب
الفئتن نكص على عقبيه وقال انى برىء
دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو الٹے پاؤں پھرتا ہوا کہتا گیا کہ میں تم
منكم انى ارى ما لا ترون انى اخاف الله ۚ
لوگوں سے بیزار ہوں کیونکہ میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں

ف۱: لڑائی شروع ہوتے وقت کافروں کو مسلمان تعداد میں بہت زیادہ نظر آئے تھے جیسا کہ سورہ آل عمران میں مذکور ہے پھر جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو اللہ پاک نے ہر ایک گروہ کو دوسرے کی آنکھ میں تھوڑا کر دکھایا تا کہ ایک دوسرے میں طمع کریں جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ ابوجہل نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو اتنے آدمی ہیں کہ ایک اونٹ کے گوشت سے سب کا پیٹ بھر جائے۔

ابن مسعودؓ نے کہا میری نظر میں مشرکوں کے لشکر میں ستر آدمی معلوم ہوتے تھے اور میرے ہمراہ ایک شخص تھا اس نے سو آدمی کا اندازہ کیا' پھر ہم نے مشرکوں کا ایک آدمی گرفتار کیا تو اس سے دریافت کرنے پر پتا چلا کہ وہ ایک ہزار تھے۔ (جامع البیان) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت کافر تھوڑے نظر آئے تا کہ یہ جرأت سے لڑیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے کم ہی تھے اکثر وہ تھے جو اس جنگ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔

ف۲: یہ آیت پاک دلیل ہے ہر حال میں مشروعیت ذکر پر' یہاں تک کہ جہاں دل کانپتے ہیں آنکھیں جھپکتی ہیں حدیث شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں دعا رد نہیں ہوتی' ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت جبکہ بعض بعض میں مل جائیں (یعنی جب دونوں لشکر آپس میں زور شور سے قتال کر رہے ہوں)

ایک اور روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا پورا بندہ وہ شخص ہے جو مجھے یاد کرتا ہے حالانکہ ملاقی ہے اپنے ہمسر کا یعنی یہ حال بھی شاغل اس کا میرے ذکر اور دعا و استغاثہ سے نہیں ہے دل کے اندر قوت اور ثابت قدمی اسی ذکر الٰہی اور کثرت ذکر الٰہی سے پیدا ہوگی اور فلاح کا ذریعہ یہی دل کی مضبوطی اور ثابت قدمی کا اجتماع ہے اور فلاح کے ضمن میں انفرادی اور اجتماعی' دنیوی اور اخروی ہر قسم کی فلاح آ گئی۔

ف۳: ایسے وقت میں بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ جانے دو وہ جو فرمائیں بجالاؤ جن سے روکیں رک جاؤ' آپس میں جھگڑے اور اختلاف نہ پھیلاؤ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے تمہارے اندر بزدلی پیدا ہو جائے گی ہوا تمہاری اکھڑ جائے گی قوت اور تیزی تم سے جاتی رہے گی' اقبال و ترقی رک جائے گی' صبر کا دامن نہ چھوڑو اور یقین رکھو کہ صابروں کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان احکام میں ایسے پورے اترے کہ ان کی مثال پہلے لوگوں میں بھی نہیں ملتی بعد میں آنے والوں کا تو ذکر ہی کیا۔

یہی شجاعت' یہی اطاعت رسول اور یہی صبر و استقلال تھا کہ جس کے باعث اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی اور بہت ہی کم مدت میں انہوں نے باوجود تعداد اور اسباب کی کمی کے مشرق و مغرب کو

فتح کر لیا اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کیا' دین حق کو پھیلایا اور اسلامی حکومت کو دنیا کے کونے کونے میں جما دیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم۔

ف۴: مشرکین مکہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے بڑے فخر کے ساتھ نکلے تھے' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یعنی تم تکبر اور اترایا نہ کرو جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جو مکے سے اتراتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کیلئے نکلے تھے، کہیں تمہارا حال بھی ان جیسا نہ ہو جائے شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ دلہا (اور حاجی وغیرہ) کا شہر میں پھرانا ہمراہ سواری وغیرہ کے جائز نہیں۔ نواب صدیق حسن خاںؒ صاحب نے کہا ہے کہ یہ استقلال بہت خوب ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

اور اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ جب منافق یعنی جن کے دلوں میں

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۭ

بیماری ہے کہتے تھے یہ لوگ مذہب سے فریب خوردہ ہیں

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۳﴾

اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۱

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

اور اگر تو اس وقت کافروں کو دیکھے تو عجیب کیفیت دیکھے اور جس وقت فرشتے

يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا

کافروں کی روحیں آگے پیچھے (لاتیں) مارتے ہوئے قبض کرتے ہیں اور کہتے ہیں جہنم کا عذاب چکھو۔

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ

یہ تمہارے ہی کاموں کا عوض ہے اور دل سے جان لو کہ

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ

اللہ اپنے بندوں پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں چاہتا۔ ان کی حالت بھی

فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے انہوں نے اللہ کے احکام سے انکار کیا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ

پس اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا بیشک اللہ بڑا زبردست سخت

الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً

عذاب والا ہے۔ ف۲ یہ اس لئے کہ جو نعمت وہ کسی قوم پر

اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ

انعام کرتا ہے کبھی نہیں بدلا کرتا جب تک وہ اپنے اعمال نہ بدلیں

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف۳ ان کی مثال بالکل فرعون کی اور

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے انہوں نے اپنے پروردگار کے حکموں کی تکذیب کی

ہوتے تو باوجود اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے پیش قدمی کر کے اس جگہ کیوں آتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق طعنہ زنی کرنے لگے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے۔

ف۱: یعنی اے محمد (ﷺ) اگر کبھی تم کفار کی موت کی حالت کو دیکھو تو تم کو ایک امر عظیم خوفناک نظر آئے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مشرک جب اپنے چہرے مسلمانوں کی طرف کرتے تو اپنے چہروں پر تلواروں کے وار کھاتے اور جب پشت پھیرتے تو فرشتے پیچھے سے مارتے اس سیاق کا سبب اگرچہ واقعہ بدر ہے لیکن یہ آیت ہر کافر کے حق میں عام ہے۔

ف۲: یہ قوموں کے عروج و زوال کا قانون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ جب کسی قوم کو اللہ نعمت عطا کرتا ہے تو اسی صورت میں اس کو چھین لیتا ہے جب کہ وہ اس کی ناقدری کرتی ہے اور اپنے کو اس کا نااہل ثابت کر دکھاتی ہے۔ امن و امان' خوش حالی' عزت و اقتدار سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اس کی سرکشی کی بنا پر ان نعمتوں کو چھین لینا چاہتا ہے تو اس پر خوف و ہراس طاری کرتا ہے۔ کبھی تو وہ آپس ہی میں لڑنے مرنے لگتی ہے اور کبھی اس پر جنگ کے بادل منڈلانے لگتے ہیں اس طرح خوشحالی معاشی تنگی میں بدل جاتی ہے یا حادثات اور وباؤں کا سلسلہ چلتا ہے۔ رہا عزت و اقتدار کا معاملہ تو وہ بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے اور ذلت' شکست' غلامی اور دوسری قوموں کے دست نگر ہونے جیسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

قریش کو مکہ میں جو امن و امان حاصل تھا وہ ان کی سرکشی کی وجہ سے جنگ میں تبدیل ہو گیا اور بدر نے ان کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ یہاں تک کہ ان کی بااقتدار شخصیتیں یا تو قتل ہو گئیں یا انہیں اسیر ہو کر دربار نبویؐ میں حاضر ہونا پڑا۔ آیت کا اشارہ ان کی اسی حالت کی طرف ہے۔

کیونکہ ان کا نکلنا بھی بطر اور ریا کے لئے ہوتا ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے محض نکلنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اللہ کی راہ سے اوروں کو روکتے ہیں سو اللہ پاک ان کے اعمال کا محیط ہے۔ شیطان نے ان لوگوں کے برے اعمال ان کو اچھے کر کے دکھائے اور ان سے کہہ دیا کہ تم بے فکر رہو تم ہی غالب رہو گے لیکن جب مقابلہ ہوا تو الٹے پاؤں پھرا اور ساتھ نہ دیا اور صاف کہہ دیا کہ میں تم سے بیزار ہوں۔

.....

ف: یعنی منافق اور جن کے دل میں بیماری تھی' جن کا ایمان قوی نہ تھا اور نو مسلم تھے جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد بہت کم نظر آئی تو کہنے لگے کہ اگر یہ دھوکے میں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ
تو ہم (اللہ) نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو تباہ کر ڈالا اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا
كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ
اور وہ سارے کے سارے ظالم تھے۔ ف۱ جو لوگ کفر پر جمع ہوئے ہیں
اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ
اور ایمان نہیں لاتے وہ اللہ کے نزدیک حیوانات سے بدتر ہیں۔ جن سے
عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ
تو نے عہد کیے ہیں اور وہ بار بار عہد شکنی کرتے ہیں
كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي
اور پرہیز نہیں کرتے۔ تو ان کو لڑائی میں پائے تو ان کے ساتھ
الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝
پیچھے والوں کو بھی متفرق کر دیجیو تاکہ نصیحت پائیں۔ ف۲
وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ
اور اگر تجھ کو کسی قوم سے خیانت معلوم ہو تو ان کی برابر صورت میں
عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا
اطلاع دیا کر۔ خائن و دغاباز اللہ کو نہیں بھاتے۔ ف۳ اور کافر یہ نہ سمجھیں
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝
کہ وہ ہم سے آگے بڑھ چکے ہیں ہرگز وہ عاجز نہ کرسکیں گے۔
وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ
اور ان کے مقابلہ کے لئے جس قدر طاقت رکھتے ہو سامان تیار رکھو
الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ
تیر اندازی ہو یا گھوڑا سواری ف۴ اس سے اللہ کے دشمنوں کو
اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ
اور ان کے سوا اپنے دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ
يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ف۱: یعنی جب تک کوئی قوم خود اپنی حالت اس سے مختلف نہ کرے جو نزول نعمت کے وقت اس کی تھی اور اپنے اندر بجائے ایمان و طاعت کے کفر و خباثت پیدا کرے تو نعمت اور خبث کا اجتماع خلاف حکمت الٰہی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ گناہ موجب زوال نعمت ہوتا ہے فرعونیوں نے جب گناہ کیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت ان سے چھین لی نہ وہ باغات رہے نہ وہ نہریں اور کھیتیاں نہ وہ خزانے نہ وہ محل حالانکہ پہلے ان نعمتوں میں خوش و خرم رہتے تھے مزے اڑاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی کم بخت نابکار ظالم اور ستمگار تھے۔

ف۲: بنی قریظہ کے یہود نے پہلے نبی ﷺ سے عہد کر لیا تھا کہ ہم تمہارے دشمن کی مدد نہ کریں گے پھر مکہ کے مشرکوں کو ہتھیار دیئے اور لڑائی پر ان کی مدد کی جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور دوبارہ عہد کیا پھر غزوہ خندق میں دوبارہ بدعہدی کی تو ان کی اس بدعہدی پر یہ آیات اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ الخ نازل ہوئی ہیں۔

جس قوم سے تمہارا معاہدہ ہو وہ اگر معاہدہ کا احترام نہیں کرتی اور اس کے طرز عمل سے یہ ظاہر ہو کہ وہ موقع پاتے ہی تمہارے خلاف کارروائی کرے گی تو تم اس کے معاہدہ کو سیدھے سیدھے اس کے منہ پر دے مارو کہ بدعہدی کرنے والے اسی کے مستحق ہیں۔ اس طرح جب تمہاری طرف سے معاہدہ کے ختم ہونے کا اعلان ہو جائے تو تم اس کے خلاف کارروائی کر سکتے ہو لیکن معاہدہ کو برقرار رکھتے ہوئے چھپے طریقہ پر اس قوم کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔

یہ حکم اس صورت کے لیے ہے جب کہ معاہد قوم سے عہد کی خلاف ورزی کا اندیشہ ہو لیکن اگر معاہد قوم کھلے بندوں عہد کی خلاف ورزی کر بیٹھتی ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ کر بیٹھے تھے تو معاہدہ خود بخود ٹوٹ جائے گا اور کسی رسمی اعلان کی ضرورت نہ ہوگی۔

واضح رہے کہ یہاں معاہدہ سے مراد نا جنگ اور صلح کا معاہدہ ہے۔ رہے موجودہ زمانہ کے تجارتی اور ثقافتی معاہدے تو جب تک ان کو ختم نہیں کیا جاتا ان کا احترام اپنے دائرہ میں ضروری ہے لیکن وہ کسی قوم کے خلاف جنگی کارروائی کرنے میں مانع نہیں ہیں۔

جنگ کی صورت میں ایسے معاہدے خود بخود کالعدم ہو جاتے ہیں۔

ف۳: یعنی اگر تم کو کسی قوم سے عہد شکنی کا ڈر ہو تو تم اس عہد کو چھوڑ دو اور ان کو بتا دو کہ ہم نے تمہارا عہد توڑ ڈالا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اب تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ہے نہ کہ صلح تمہارے اس بتا دینے سے تم اور وہ برابر ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ دغابازی کو پسند نہیں کرتا اگرچہ وہ کفار کے حق میں ہی ہو۔

ف۴: جنگ میں گھوڑوں کی اہمیت مسلم ہے۔ اس زمانہ میں اس سے زیادہ تیز رفتار اور جنگی کارروائی کے لیے اس سے زیادہ موزوں کوئی سواری نہیں تھی اس لیے خصوصیت کے ساتھ جنگی گھوڑوں کو تیار رکھنے کا حکم دیا گیا۔ موجودہ زمانہ میں ٹینک' آبدوز' ہوائی جہاز' میزائل' راکٹ وغیرہ زبردست جنگی اہمیت رکھنے والی چیزیں ہیں اس لیے آیت کا منشاء پورا کرنے کے لیے ان چیزوں کو مہیا رکھنا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا
تم کو پورا دیا جائے گا اور کسی طرح تم کو نقصان نہ ہوگا۔ ف۱ اور اگر وہ صلح
لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ
کو جھکیں تو تو بھی اس کی طرف مائل ہو جایا کر اور اللہ پر بھروسہ رکھ وہ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ
سنتا اور جانتا ہے۔ اور اگر یہ تجھ کو دھوکہ دینا چاہیں گے
فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ
تو اللہ تجھ کو کافی ہے اسی نے اپنی مدد اور مسلمانوں
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا
کے ساتھ تجھے قوت دی ہے۔ اسی نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی ہے
فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
اگر تو زمین کا کل مال بھی خرچ کردیتا تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتا
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾
لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈالی ہے بیشک وہ غالب اور بڑا باحکمت ہے۔
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
اے نبی تجھے اور تیرے تابعدار مومنوں کو اللہ ہی کافی
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ
ہے۔ ف۲ اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی
عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
رغبت دیا کر اگر بیس آدمی تم میں صبر کرنے والے ہوں گے تو
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
دو سو پر غالب آئیں گے اور ایک سو ہوں گے تو
يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ یہ کافر
لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ
سمجھتے نہیں۔ ف۳ اب اللہ نے تم کو ہلکا سا حکم دیا ہے اور تمہارا

ف۱: مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سامان جہاد اکٹھا کریں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں گھوڑے کی سواری۔ شمشیر زنی اور تیر اندازی کی مشق کرنا سامان جہاد تھا آج بندوق، توپ، بمبار ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں آہن پوش کروزر، مشین گن، ٹینک اور ایٹم بم وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور جنگ کے طریقوں کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا یہ سب سامان جہاد ہے اسی طرح آئندہ بھی جو اسلحہ و آلات حرب وضرب ہوں گے تو وہ بھی اسی آیت کے منشا میں داخل ہونگے کیونکہ قوت کا لفظ عام ہے عددی قوت سامان جنگ کی قوت اور آلات حرب کی قوت یہ سب اس میں شامل ہے۔ ای من کل ما یتقوی به فی الحرب کائنا ما کان۔

احادیث میں ہے کہ جو شخص جہاد کی نیت سے گھوڑا پالتا ہے تو اس گھوڑے اس کے کھانے پینے بلکہ اس کے ہر قدم اٹھانے میں پالنے والے کو اجر ملتا ہے اس کی خوراک وغیرہ تک کا بھی قیامت کے دن ترازو میں وزن کیا جائے گا۔ (بخاری باب الجہاد)

ف۲ اکثر سلف کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اے نبی (ﷺ) آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کافی ہے یعنی قلت عدد اور بے سروسامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے اگر تم تعداد میں کم ہو گے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر فتح اور غلبہ عطا کرے گا۔ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ حَسْبُكَ میں کاف ضمیر پر معطوف ہے یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای من اتبعك من المومنین کذالك ای حسبهم الله تعالیٰ تو حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور ایمان والوں کو تمام مہمات میں اللہ کافی ہے اور لفظ اللہ پر اس کو معطوف ماننا غلط ہے کیونکہ کفایت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں زاد المعاد میں علامہ ابن القیمؒ نے اس کا عطف لفظ اللہ پر کرنا بالکل غلط ثابت کیا ہے۔

تاہم بعض علما نے یہ معنی بھی لئے ہیں کہ اے نبی تجھ کو حقیقت میں اکیلا اللہ ہی کافی ہے اور ظاہر اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو وہ پھر بھی کافی ہے گویا ایدك بنصره بالمومنین کا خلاصہ ہے۔ راجح وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

ف۳: مسلمان کی لڑائی محض اللہ کے لئے ہے وہ یہ سمجھ کر میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مرنا ہی اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جو تکلیف اٹھاؤں گا وہ حقیقت میں مجھے ہمیشہ والی خوشی اور اور مسرت سے ہم کنار کرنے والی ہے مسلمان جب یہ سمجھ کرتا ہے تو تائید الٰہی مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت نہیں رہتی اسی لئے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔ کافر اس حقیقت کو نہیں سمجھتا اس لئے محض حقیر اور دنیاوی اغراض کے لئے مویشیوں کی طرح لڑتا ہے اور قوت قلبی اور امداد غیبی سے محروم رہتا ہے۔ تو اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے خبر اور بشارت کے رنگ میں حکم دیا کہ مومنین کو اپنے سے دس گناہ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہیے۔ قرار واجب ہے اور فرار حرام ہے عربی زبان اور بلاغت قرآنی کا یہ ایک عام اسلوب بیان ہے کہ زور اور تاکید کے موقعہ پر حکم وجوبی کو خبر کی صورت میں بیان کر دیا جاتا ہے لیس المراد منه الخبر بل المراد الامر (کبیر)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

ضعف اسے معلوم ہے پس اگر تم میں سو آدمی ڈٹ کر لڑنے والے ہوں گے

يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا

تو دو سو پر غلبہ پائیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر

اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ مَا كَانَ

اللہ کے حکم سے غلبہ پائیں گے اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ ف۱ کسی نبی

لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي

کو جائز نہیں کہ زمین پر اچھی طرح خون بہانے سے پہلے قیدی بنائے

الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۡ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

تم دنیاوی سامان چاہتے ہو اللہ آخرت چاہتا ہے

الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ

اور اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ اگر اللہ کی طرف سے قانون جاری نہ ہوا

سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا

ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے سبب سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ پس

مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۡ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

حلال طیب کو جو تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۳ اے نبی تو ان قیدیوں کو جو تمہارے قبضے میں ہیں کہہ دے

مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا

کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں بھلائی معلوم ہوئی تو جس قدر

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ

تم سے لیا گیا ہے اس سے اچھا تم کو دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

اللہ بڑے بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۴ اور اگر یہ تیری مخالفت کرنے کا خیال کریں گے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ

تو پہلے بھی اللہ سے مخالفت کر چکے ہیں پھر اللہ نے تم کو ان پر قابو دیا

منزل ۲

ف: اصل قاعدہ اور وعدہ تو وہی رہا جو پہلے بیان ہو چکا صرف مشقت تم پر سے گھٹا دی گئی یعنی اب اگر تم برداشت نہ کر سکو اور ذرا لڑکھڑا جاؤ تو ویسی گرفت نہ ہوگی کیونکہ جب تعداد قلیل سے کثیر ہو جاتی ہے تو جوش طبعی طور پر سرد پڑ جاتا ہے۔ پھر یہ غلبہ و کامیابی خود بخود دشمن کی طرح نہ حاصل ہو جائے گا بلکہ تمام تر اذن الٰہی کے طفیل ہی میں ہوگا اور اگر کسی موقع پر حکمت الٰہی اس اذن کی مقتضی نہ ہوئی تو نصرت و غلبہ بھی نہ ہوگا اور باذن اللہ کی قید سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اسباب ظاہری سے کہیں زیادہ مسبب حقیقی پر نظر رکھنی چاہئے۔

جب مسئلہ دشمن کے خلاف اقدام ہو تو اگر دشمن کی طاقت تم سے دس گنا بھی ہو تو تمہیں اس کے خلاف اقدام کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ اہل ایمان کے لیے مقابلہ کا اصل معیار یہی ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں بیان ہوا لیکن فی الحال جب کہ تمہارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو پختہ کار نہیں ہیں اور صبر و ثبات کے لحاظ سے معیار مطلوب پر نہیں ہیں چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر ان سے مختلف کمزوریوں کا اظہار ہوا جس پر اس سورہ میں گرفت بھی ہوئی ہے اس لیے تمہاری ذمہ داری کو ہلکا کیا جاتا ہے۔ اب اگر دشمن کی طاقت دوگنی ہو تو تمہیں اس کے خلاف اقدام کرنے میں ہرگز تامل نہیں ہونا چاہیے۔

یہ رعایت اس موقع کے لیے ہے جب کہ دشمن کے خلاف اقدام کر کے جنگ لڑنا ہو جیسا کہ نبی اطراف مدینہ کے مختلف دشمن قبائل کی سرکوبی کے لیے چھوٹے بڑے دستے روانہ کیا کرتے تھے۔ رہی مدافعانہ جنگ تو وہ تو بہرحال لڑنا ہے اور اس میں تناسب کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

ف۱: بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول مقبول ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ لیا تو حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور حضرت ابوبکرؓ نے میری کی کہ تیری رائے میں آپ ان کی خطا سے درگزر فرمالیجیے اور انہیں فدیہ لے کر آزاد کر دیجیے۔ آپ نے عفو عام کر دیا اور فدیہ لے کر سب کو چھوڑ دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اپنے صحابہؓ کو اختیار دیجیے کہ اگر چاہیں تو فدیہ لے لیں اور اگر چاہیں تو ان قیدیوں کو قتل کر دیں' لیکن یہ یاد رہے کہ فدیہ لینے کی صورت میں اگلے سال ان میں سے اتنے ہی شہید ہوں گے صحابہ نے کہا ہمیں یہ منظور ہے اور ہم فدیہ لے کر چھوڑیں گے پس ان ستر شہیدوں میں سب سے آخر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ف۲ اگر پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے لئے مال غنیمت حلال نہ لکھا ہوتا تو جو مال تم نے لیا اس پر تمہیں بڑا بھاری عذاب ہوتا اور جب تک ہم بیان نہ فرما دیں تب تک عذاب نہیں کیا کرتے اور یہ ہمارا دستور بھی نہیں ہے۔ یا یہ مطلب کہ قانون الٰہی یہی ہے کہ خطائے اجتہادی پر سزا نہیں ہے اگر یہ قانون پہلے سے موجود نہ ہوتا تو مسلمانوں کی یہ غلطی سخت مواخذہ اور سزا کے قابل تھی و کان هذا اجتهادا منهم (مدارك) و هو ان لا يعاقب المخطئ فى اجتهاده (بيضاوى)

ف۳: حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی میں نے اپنے اسلام کی خبر نبی ﷺ کو دی اور کہا کہ میرے بیس اوقیہ کا بدلہ مجھے دلوایئے جو مجھ سے لئے گئے ہیں آپ نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے مجھے بیس غلام عطا فرمائے جو سب تاجر ہیں میرا مال ان کے ہاتھ میں ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی بخشش کی بھی امید ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ف۱ جو لوگ ایمان لاکر

هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

اللہ کی راہ میں اپنے وطن چھوڑ آئے ہیں ف۲ اور اللہ کی راہ میں جان و مال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

سے لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ

یہی لوگ آپس میں رفیق ہیں اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ

ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہاری ان سے ذرا

مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ

رفاقت نہ ہونی چاہئے جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر دینی امور میں

فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

تم سے مدد چاہیں تو تمہیں ان کی مدد کرنی چاہئے مگر ایسی قوم کے مقابلہ

وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٣﴾

پر نہیں کہ جن کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا

اور کافر ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم ان کی

تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٤﴾

مدد نہ کرو گے تو ملک میں ایک فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔ ف۳

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر آئے اور اللہ کی راہ میں جہاد

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

کیے اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور اور مدد کی یہی

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٥﴾

سچے مومن ہیں انہی کے واسطے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ ف۴

ف۱: یعنی اگر دل سے مسلمان نہیں ہیں بلکہ محض اسلام اظہار سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو پھر بھی آپ فکر نہ کریں اللہ ان کی چالاکی اور عیاری چلنے نہیں دے گا اور انہیں آپ کے ہاتھ میں گرفتار کرا دے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت انہیں تیرے قابو میں کر دیا ہے ایسے ہی وہ ہمیشہ قادر ہے اللہ کا کوئی کام علم و حکمت سے خالی نہیں وہ اپنے ازلی اور ابدی پورے علم اور کامل حکمت کے ساتھ تمام مخلوق کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔

ف۲: ہجرت کے معنی بھاگنے کے نہیں بلکہ ترک وطن کرنے کے ہیں۔ اہل ایمان وطن پرست نہیں ہوتے بلکہ خدا پرست ہوتے ہیں اس لیے جب خدا کا دین اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس زمین کو ترک کر دیں جو حق کے لیے تنگ ہو رہی ہے تو وہ یہ قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں جب کہ سورۂ انفال نازل ہوئی اسلام کی قوت مدینہ میں مجتمع کی جا رہی تھی تاکہ نبی کی زیر قیادت کفر کا مقابلہ کیا جا سکے اس لیے اس مقصد کی خاطر جو لوگ مکہ چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے وہ قدر و منزلت کے مستحق ہوئے۔

رہا جہاد تو اس کے معنی محض جدوجہد کے نہیں ہیں بلکہ ایسی جدوجہد کے ہیں جس میں اہل ایمان مخالف حق طاقت سے نبرد آزمائی کریں۔ حق و باطل میں جب جنگ برپا ہو تو وہ حق کی مدافعت میں اپنے مال بھی صرف کریں اور جان کی بازی بھی لگا دیں۔

ف۳: رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا اس وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے یہ ارث مقدم تھی قرابت پر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو آیت مواریث سے منسوخ فرمایا اور اگر یہ اعراب (غیر مہاجر) جہاد پر تم سے مدد مانگیں تو تم ان کی مدد کرو کہ یہ مدد کرنا تم پر واجب ہے کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ہاں اگر یہ لوگ تم سے کسی ایسی قوم کفار پر مدد چاہیں جن سے تمہاری ایک مدت تک کے لئے صلح ہے تو تم ان کی صلح نہ توڑو اور اپنی قسم سے نہ پھرو یہ معنی ابن عباسؓ سے مروی ہے

ف۴: یعنی اگر تم مشرکوں سے الگ نہ رہو گے اور مومنوں کے دوستدار نہ بنو گے تو زمین میں فتنہ اور دین میں ایک بڑا فساد کھڑا ہوگا کفار کو قوت حاصل ہوگی اور مسلمان ضعیف ہو جائیں گے حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو مختلف مذہب والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے نہ مسلمان کافر کا وارث اور نہ کافر مسلمان کا پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

ف۵: مہاجرین کا طبقہ جنہوں نے ایمان ہجرت اور جہاد کا حق ادا کر دیا اور انصار کا گروہ جنہوں نے نصرت مہاجرین کا حق ادا کر دیا یہ لوگ ایمان میں کامل سارے مراتب ایمان کے طے کر جانے والے ہیں مغفرۃ کا صیغہ نکرہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ مغفرت اپنے پورے کمال پر ہوگی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت بیان فرمائی مہاجرین کی ہجرت اور ان کے جنگ و قتال کو فی سبیل اللہ محض رضائے الٰہی کے لئے ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اور دونوں فریقوں کے بارے میں اولئك هم المومنون حقا نازل کر کے اعلان فرمایا کہ مہاجرین و انصار نہایت سچے اور مخلص مومن تھے اور لهم مغفرة و رزق كريم سے ان کے مغفور الذنب اور جنتی ہونے کی تصدیق فرما دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ

اور جو پیچھے ایمان لائے اور ہجرت بھی کر آئے اور تمہارے ہمراہ ہوکر لڑے

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى

وہ بھی تم میں سے ہیں اور رشتہ دار ایک دوسرے کے بہت قریب

بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ہیں اللہ کی شریعت میں۔ بیشک اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیاتہا ۱۲۹ — رکوعاتہا ۱۶

سورۃ التوبہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

جن مشرکوں سے تم نے امن کے وعدے کیے تھے اللہ اور رسول

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

ان سے بیزار ہیں۔ پس چار مہینوں تک مکہ کی زمین پر

اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ

پھر لو۔ ف اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور اللہ کو کافروں کا رسوا کرنا

اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ

منظور ہے۔ ف۲ اور حج اکبر کے روز اللہ اور رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو اعلان ہے

رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ

کہ اللہ اور رسول مشرکوں سے بیزار ہیں

بَرِيْۗءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ

اور اگر توبہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

اور اگر روگردانی کرتے رہو گے تو جان رکھو

مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ

کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور تو کافروں کو دردناک

اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

عذاب کی خبر سنادے۔ ف۳ لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا

ف: یعنی مہاجرین میں جتنے لوگ بعد میں شامل ہوتے جائیں وہ وہ تمام لوگ احکام کے اعتبار سے پہلے مہاجرین کی برادری میں ہی شامل ہیں ہجرت کا پہلے یا بعد میں ہونے کی وجہ سے صلح اور جنگ یا وراثت وغیرہ کے احکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہاں اگر پرانے (پہلے) مہاجرین کا کوئی رشتہ دار بعد میں مسلمان ہوا یا بعد میں ہجرت کر کے آیا تو وہ اس قدیم مہاجر کی میراث کا زیادہ حق دار ہے اگرچہ اس کی قدیم رفاقت دوسروں سے ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی تو لکھنے والے سے فرمادیا کرتے تھے کہ اس کو فلاں موقع یا فلاں سورۃ میں رکھو سورہ انفال ہجرت کے اوائل زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سورت برأت (توبہ) آخر زمانہ میں نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ان دونوں سورتوں کے بارے میں کچھ بیان نہیں فرمایا اس لئے میں نے ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی اور چونکہ ان دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہیں اس لئے میں نے ان دونوں کو ایک جگہ رکھا ہے۔ (ترمذی کتاب التفسیر)

اس روایت سے سورۃ توبہ پر بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی اور وہ بات غلط ہوگئی جو عام مشہور ہے کہ سورۃ توبہ میں چونکہ جہاد اور کافروں کے عذاب وغیرہ کا ذکر ہے اس لئے اس پر بسم اللہ نہیں پڑھتے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن شریف کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی رائے سے نہیں ہے۔

اس پر اعتراض کرنے والوں کے پاس اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

ف۱ صحیح بات یہ ہے کہ شروع ان چار مہینوں کا عیدالاضحیٰ کے دن سے تھا اور آخر ان کا دسواں ربیع الآخر تھا۔

ف۲: اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کا وقت مقرر تھا اور وہ اپنے عہد پر قائم رہا تھا تو ان کے ساتھ عہد پورا کریں جس مدت تک مقرر ہو چکا اور جس کے عہد کا وقت متعین ہوا یا چار مہینے سے کم یا زیادہ تھا لیکن اس نے عہد شکنی کی ہو تو اس کا عہد چار مہینے تک پورا کیا جائے علیؓ سے بروایت صحیحہ یہ معنی مروی ہے اور یہی قول ہے کلبی اور محمد قرظی اور بہت سے سلف کا اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔

ف۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قربانی والے دن ان لوگوں میں (جو اعلان کے لئے بھیجے گئے تھے) بھیجا ہم نے منادی کر دی کہ اس کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور بیت اللہ شریف کا طواف کوئی شخص ننگا ہو کر نہ کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ سورۃ برأت کا اعلان کر دیں پس آپ نے بھی منیٰ میں ہمارے ساتھ عید کے دن انہی احکام کی منادی کی (بخاری)

رکوع ۱

حج اکبر حج ہی کو کہتے ہیں کوئی مخصوص قسم کا حج مراد نہیں اکبر کا لفظ صرف حج اصغر یعنی عمرہ سے تقابل وامتیاز کے لئے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حج اکبر کا دن کونسا ہے فرمایا کہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ عرفہ کو جمعہ کا روزہ ہو تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو یوم الحج الاکبر کہتے ہیں خواہ وہ کوئی سا بھی دن ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ

اور انہوں نے اس میں کسی طرح سے کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف

اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ

کسی کی مدد کی تو ان کے وعدوں کو مدت مقررہ تک پورا کرو بیشک

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ

اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔ ف۱ اور جب حرمت کے مہینے

الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

گزر جائیں تو (مفسد) مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور

وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو اور ان کے پکڑنے کو ہر گھات میں بیٹھو

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دیں تو

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ

ان کا رستہ چھوڑ دو اللہ بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ ف۲ اور اگر

اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى

کوئی مشرک تم سے امن مانگے تو اس کو پناہ دیا کرو کہ

يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

وہ قرآن سنے پھر جب وہ جانا چاہے تو اس کو امن کی جگہ

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ

میں پہنچا دیا کرو یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ بے علم ہیں۔ ف۳ اللہ اور رسول کے نزدیک

عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ

ان مشرکوں کے وعدوں کا کیونکر اعتبار ہو مگر جن لوگوں سے تم نے

عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

مسجد الحرام کے پاس ف۴ وعدہ کیا تھا جب تک وہ تم سے نباہیں تم

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بھی ان سے نبھاؤ اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔

ف۱: جن سے مطلقاً عہد و پیمان تھے انہیں تو چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ اس میں وہ اپنا جو چاہیں کر لیں اور جن سے کسی مدت تک عہد و پیمان ہو چکے ہیں وہ سب عہد ثابت ہیں بشرطیکہ وہ لوگ معاہدے کی شرائط پر قائم رہیں نہ مسلمانوں کو خود کوئی ایذا پہنچائیں نہ ان کے دشمنوں کو کمک اور امداد کریں اللہ تعالیٰ وعدہ پورا کرنے والے لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ جس کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے وہ جب مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی اعانت کرنے لگے تو وہ ناقض عہد ہو گیا۔

ف۲ حدیث میں ہے اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْهُ ذَالِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں جب تک کہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار نہ کریں اور نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کریں پس جب وہ ان کاموں کو کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو بچا لیا مگر اسلام کے حق سے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ یعنی شریعت کے احکام ظاہری ہیں جب کسی شخص نے کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے لگا تو اس کو مسلمان کہیں گے اور اس کی جان و مال کی حفاظت واجب ہے اگرچہ اس کے دل میں جو بھی عقیدہ ہو ہاں اگر وہ کوئی گناہ ایسا کرے جس سے اس کی جان یا مال کو شرعاً نقصان پہنچانا لازم آ جائے جیسے کسی کو قتل کرنا یا چوری وغیرہ کرنا تو اس وقت اس کی جان و مال کو بحق اسلام نقصان پہنچایا جائے گا۔

ف۳: فقہاء مفسرین نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرنے اور امن کے خواہش مند کو چھیڑا ستایا نہ جائے بلکہ اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی جائے ذمیوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی آیت سے نکالی گئی ہے اور یہیں سے یہ بھی نکالا ہے کہ کافر حربی کا دارالاسلام میں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا مناسب نہیں بلکہ ضرورت کے مطابق قیام کرے اور چلا جائے اور یہ حکم بھی یہیں سے ملتا ہے کہ جو کوئی دین کے مسائل علماء سے دریافت کرنا چاہے تو علماء پر اس کا بتانا واجب ہے۔ فیہ الدلالۃ ایضا علی ان علینا تعلیم کل من التمس منا تعریفہ شیئا من امور الدین (جصاص)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جو تیرے پاس دینی باتیں سننے کے لئے آئے خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو وہ امن میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے پھر جہاں سے آیا ہے وہاں با امن پہنچ جائے کیونکہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو دین سمجھنے کے لئے آتا یا جو پیغام لے کر آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے امن دے دیا کرتے تھے۔

ف۴: مسجد حرم کے پاس سے مراد حدیبیہ ہے جو حدود حرم میں داخل ہے۔ ذیقعدہ ۶ھ میں مدینہ کے مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ ہوا تھا۔ اس معاہدہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ عرب قبائل میں سے جو قبیلہ جس فریق کا حلیف بننا چاہے بن سکتا ہے۔ اس موقع پر قبیلہ خزاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف بن گیا۔ اگرچہ ۸ھ کے اوائل میں قریش نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تھا اور اس کے بعد رمضان ۸ھ میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا لیکن خزاعہ کے ساتھ جو معاہدہ کیا گیا تھا وہ برقرار رہا اور انہوں نے چونکہ اس کی خلاف ورزی نہیں کی تھی اس لیے یہاں ہدایت کی گئی کہ جب تک وہ اس پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ

کیونکر ان کا اعتبار ہو اگر تم پر غلبہ پاتے ہیں نہ تو تمہارے رشتہ

اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى

کا لحاظ کریں اور نہ عہد و پیمان کا یہ تو صرف منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں

قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ

اور دل میں انکاری ہیں اور بہت سے ان میں سے بدکار۔ ف۱ اللہ کے حکموں کو

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

دنیا کے چند پیسوں کی لالچ سے کھوکر اللہ کی راہ سے

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ

روکتے ہیں کچھ شک نہیں کہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں

مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝

مسلمان کے حق میں نہ تو ان کو رشتہ کا لحاظ ہے نہ عہد کی پابندی یہی زیادتی کرنے والے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

پس اگر یہ توبہ کر جائیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

تمہارے دینی بھائی ہیں اور سمجھ داروں کے لئے ہم اپنے احکام تفصیل

يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

سے بیان کرتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنے وعدوں

عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ

کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے اماموں سے لڑو

الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝

کا کوئی عہد نہیں تاکہ اپنی شرارت سے باز آئیں۔ ف۲

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا

کیا تم ان لوگوں سے بھی نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑا

بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

رسول کو نکالنے کا قصد کیا اور تم سے ابتدا بھی انہوں نے کی تم

ف۱: اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر وفریب اور ان کی دلی عداوت سے مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہے تاکہ وہ ان کی دوستی اپنے دل میں نہ رکھیں نہ ان کے قول وقرار پر مطمئن رہیں ان کا کفر وشرک انہیں وعدوں کی پابندی پر رہنے نہیں دیتا یہ تو وقت کے منتظر ہیں ان کا بس چلے تو یہ تمہیں کچے چبا ڈالیں نہ قرابت داری کو دیکھیں اور نہ وعدوں کی پاسداری کریں بلکہ ان سے جو ہو سکے وہ تکلیف تم پر توڑیں اور خوش ہوں اِلّ کے معنی قرابتداری کے ابن عباسؓ سے بھی مروی ہیں اور حضرت حسانؓ کے شعر میں بھی ہیں۔

ف۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ سلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا نبی صلی اللہ علیہ سلم نے اس کا قصاص معاف کر دیا۔ (منتقی کتاب الحدود) اور ابن عباسؓ کی روایت میں آیا ہے کہ ایک مسلمان نابینا کی لونڈی تھی اور اس سے اس نابینا کے دو لڑکے بھی تھے چونکہ وہ لونڈی نبی صلی اللہ علیہ سلم کو برا کہا کرتی تھی اور منع کرنے سے باز نہ آئی تو اس نابینا مسلمان نے لونڈی کو قتل کر ڈالا جب نبی صلی اللہ علیہ سلم نے قتل کی وجہ پوچھی تو نابینا نے عرض کیا کہ یہ آپ کو برا کہا کرتی تھی اور باوجود روکنے کے اپنی عادت سے باز نہ آئی اس لئے میں نے اسے مار ڈالا آپ نے فرمایا کہ اس کا خون معاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ ذمی کو دین پر طعن کرنے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ عہد شکنی نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دو شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے ایک عہد شکنی اور دوسرا طعن فی الدین۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ وغیرہما کا یہ مذہب ہے کہ طعن فی الدین پر قتل کیا جائے گا اس لئے کہ اس سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اگر ذمی سے صرف عہد شکنی ہو جائے سوائے طعن فی الدین کے تو پھر بھی وہ مارا جائے گا۔ (فتح) یہ ابوحنیفہ کا قول توجہ طلب ہے۔ یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے کتاب اللہ سنت رسول صلی اللہ علیہ سلم۔ نہج صحابہؓ یعنی سلف۔ خلف محدثینؒ عظام اور ائمہ کرام کے خلاف ہے جیسا کہ قرآن مجید میں یہ اعلان واجب الذعان و ایقان ہے وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ۔ (سورہ توبہ:۱۲) اور اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنے عہد کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے اماموں سے جنگ کرو۔ ان کا کوئی عہد نہیں تاکہ وہ اپنی شرارت سے باز آ جائیں۔

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ذمی لوگ اپنے معاہدہ کی پختگی کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور دین اسلام پر طعن و تشنیع اور عیب چینی کریں تو ان کا معاہدہ ٹوٹ ہو جاتا ہے اور ان سے ہمیں جنگ کرنے اور قتل کر دینے کا حکم ہے۔ اور اس پر تمام اہل السلام کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تصریح فرماتے ہیں۔ ان الذی اذا سب الرسول او سب اللہ اوعاب الاسلام علانیۃ فقد نکث یمینہ وطعن فی دیننا لاخلاف بین المسلمین انہ یعاقب علی ذالک ویحارب علیہ۔ الصارم المسلول ص۱۶۔ کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم یا اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا علانیہ اسلام میں عیب نکالے تو اس نے طعن فی الدین کا ارتکاب کر کے اپنی قسم کو توڑ دیا اس لئے بلا کسی خلاف کے اسے سزا دی جائے گی اور اس کی تادیب کی جائے گی۔ لہٰذا امام ابوحنیفہؒ کی یہ رائے جمہور علماء اسلام اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ (محمد عبیداللہ خان عفیف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ

کیا ان سے ڈرتے اللہ سے ڈرو تو زیادہ مناسب ہے اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ

ایماندار ہوا- ف۱ ان سے خوب لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے گا

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ

اور انکو ذلیل کریگا اور تم کو ان پر فتح دے گا اور مسلمانوں کے

قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ

سینوں کو ٹھنڈا کرے گا- اور ان کے دلوں کا جوش دور کرے گا

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور جس پر چاہے گا رحم کرے گا اللہ جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ

بڑا باحکمت ہے- ف۲ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم اسی طرح اور انہی اعمال پر چھوڑے جاؤ گے ابھی تو اللہ نے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ

تم میں سے مجاہدوں کو اور جنہوں نے اللہ اور رسول کے سوا کسی کو

دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ

اپنا مخلص دوست نہیں بنایا ممتاز نہیں کیا

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ

اللہ کو تمہارے سب کام معلوم ہیں- ف۳ مشرکوں سے ممکن ہی نہیں

اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

کہ جس حالت میں اپنے حق میں کفر کے مقر ہوں اللہ کی مسجدوں

بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ

کی تعمیر کریں ف۴ ان کے تمام اعمال ضائع ہیں اور جہنم میں

هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

ہمیشہ رہیں گے- اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خود نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں

منزل ۲

سے عذاب اور رسوائی میں پڑیں اور تم فتح یاب ہو کر اپنا جی ٹھنڈا کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ بعض کفار اپنے کفر سے توبہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فتح مکہ کے دن بعض اہل مکہ اسلام لائے اور اچھے مسلمان بن گئے۔

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ سے معلوم ہوا کہ اعداء دین کی مغلوبیت سے خوش ہونا طبعی امر بلکہ امر محمود ہے۔

ف۲: یعنی اے ایمان والو کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ بیکار چھوڑ دیئے جاؤ گے تمہارا امتحان ان کاموں میں نہ ہوگا کہ جن میں سچے اور جھوٹے کی پہچان ہو جائے۔ حاصل یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا تو جو حکمت اس کی تشریع میں تھی وہ بیان فرمائی وہ حکمت یہ ہے کہ وہ بندوں کا امتحان لے کہ کون ان میں سے فرمانبرداری کرنے والا ہے اور کون نافرمانی کرنے والا لما یعلم اللہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی تحقیقی اور ازلی ہے لیکن معلومات جب تک حدوث میں نہ آئیں علم الٰہی کا تعلق فعلی ان سے پیدا نہیں ہوتا اس حقیقت کو یہاں لما یعلم اللہ سے تعبیر کیا۔

ف۳: مسجدیں اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں پھر جو لوگ شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہیں اور خدائے واحد کی عبادت سے جنہیں انکار ہے وہ ان کو آباد کرنے کے کہاں اہل ہیں اور ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مسجدوں کے خادم اور متولی بنیں۔ کیا وہ خدا اور بت دونوں کو خوش رکھنا چاہتے ہیں؟ کیسی متضاد باتیں ہیں جن کو لوگ اپنے اندر جمع کرتے ہیں۔

اگرچہ کہ بات عمومیت کے ساتھ کہی گئی ہے تاکہ مساجد کے بارے میں ایک اصولی بات سامنے آئے لیکن یہاں خاص طور سے اشارہ مسجد حرام کی طرف ہے جس پر قریش قابض تھے اور شرک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس کی خدمت اور تولیت پر فخر کرتے تھے۔

کسی مسجد کی خدمت اللہ کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتی اگر خدمت کرنے والوں کا ذہن شرک سے پاک نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی نیکیاں اکارت جانے والی ہیں۔ اور ان کی ان خدمات کا انہیں کوئی صلہ نہیں ملے گا۔

ف۱: پہلی مرتبہ سے مراد بدر کا دن ہے اس دن یہ لوگ لشکر لے کر کارواں کی مدد کیلئے نکلے تھے اور قافلہ بچ کر نکل گیا۔ تو جب ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ قافلہ بچ کر نکل گیا ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ واپس چلے جاتے، لیکن فخر وغرور کی وجہ سے اللہ کے لشکر کو شکست دینے کے ارادے سے مسلمانوں سے جنگ کیلئے اڑ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ان سے کیا ڈرتے ہو مجھ سے ڈرو کیونکہ ڈرنے کے لائق میں ہوں تم کو میری عقوبت کا ڈر ہونا چاہیے اگر اللہ تعالیٰ پر تمہارا ایمان ہے کیونکہ ایمان اس امر کو واجب کرتا ہے۔

ف۲: اللہ پاک نے جہاد کی حکمت بتائی کہ باوجود اس کے میں دشمنوں کی ہلاکت پر قدرت رکھتا ہوں چاہوں تو ایک دم میں سب کو خاک سیاہ کر دوں لیکن مصلحت یہی ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا

اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس یہی لوگ ہدایت یابوں

مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ

سے مل جائیں گے۔ کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

مسجد الحرام کی مرمت کرنے کو ان لوگوں کے کاموں کے برابر سمجھ لیا ہے ف۱

الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ

جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ

یہ دونوں اللہ کے پاس برابر نہیں ہوسکتے اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جن لوگوں نے

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ایمان لاکر ہجرت کی ہے اور اپنے جان و مال سے اللہ کی راہ میں

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

لڑے اللہ کے ہاں ان کے لئے بڑے درجے ہیں اور

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ کو ان اپنی رحمت اور خوشنودی

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

اور باغوں کی خوشخبری دیتا ہے ان کے لئے دائمی

مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ

نعمتیں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کے ہاں بہت بڑا

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا

اجر ہے۔ ف۲ مسلمانو اگر تمہارے باپ بھائی

اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان سے بھی خلوص و مودت نہ رکھو

عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ

جو لوگ تم میں سے ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾

ف۱: عمارۃ عربی محاورہ میں ضد ہے ویرانگی کی اس کے تحت میں مسجدوں کا آباد کرنا' ان میں داخل ہونا' ان کی تعمیر کرنا اور ان کی حفاظت اور خدمت کرنا سب کچھ آ گیا۔ بعض مفسرین نے عمارت سے مراد عام تعمیر یعنی مسجد کی بنا اور اس کی مرمت وغیرہ مراد لی ہے اور کافر کو اس سے روکا ہے چنانچہ وہ اگر اس کی وصیت کر جائے تو اس کی بھی تعمیل نہ ہوگی اور بعض مفسرین نے مسجد میں داخلہ اور نشست و برخاست مراد لی ہے (معالم) ابوالسعودؒ نے کہا ہے کہ لفظ عمارت سے مراد عموم ہے اس میں مسجد کی مرمت اور اس کی آرائش وزیبائش اور اس میں علم کا درس کرنا وغیرہ داخل ہے۔

مساجد اللہ کے عموم میں مسجد الحرام بھی آ گئی اور یہیں سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کوئی کافر کسی مسجد کا متولی یا بانی و خادم ہونے کے لائق نہیں البتہ جہاں تک مسجد بنانے کا تعلق ہے اگر کافر کے ہاں خود اس کے مذہب کی رو سے تعمیر مسجد میں اجر ہے اور اسے تعمیر مسجد کی اجازت دینا کسی مصلحت اسلامی کے خلاف بھی نہیں تو اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو تم مسجد کی خدمت اور آبادی کرتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو جماعت میں حاضر ہونا اور حسب مقدور خرچ اخراجات کی خبر گیری کرنی علامت اخلاص ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ یعنی اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے الخ۔ (احمد' دارمی' ترمذی اور ابن ماجہ)

لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ محققین نے یہاں یہ قید لگا دی ہے کہ دین کے معاملہ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے یہ مراد نہیں کہ جن چیزوں سے ڈرنا ایک امر طبعی ہے ان میں بھی کسی سے نہیں ڈرتے جیسا کہ عوام اور ناقص قسم کے مشائخ نے سمجھ رکھا ہے۔ (بیضاوی)

عسیٰ جب یہ وعدہ الٰہی کے سیاق میں آتا ہے تو اس میں یقین کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور احتمال کا درجہ باقی نہیں رہتا جیسے عسیٰ من اللہ واجب (معالم) عسیٰ من اللہ واجبۃ عن ابن عباس وغیرھما۔ (قرطبی)

ف۲: ایک روایت میں ہے کہ عثمان بن طلحہ' عباس بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب بیٹھے اپنی اپنی بزرگیاں بیان کرنے لگے عثمان نے کہا کہ میں بیت اللہ کا کنجی بردار ہوں، میں اگر چاہوں تو اس میں رات گذار سکتا ہوں عباس نے کہا کہ میں زمزم کا پانی پلانے والا اور اس کا نگہبان ہوں میں اگر چاہوں تو ساری رات بیت اللہ میں رہ سکتا ہوں۔ علی نے کہا میں نہیں جانتا کہ تم دونوں کیا کہہ رہے ہو، میں نے لوگوں سے چھ ماہ پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے اور میں مجاہد ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب کے درمیان یہ گفتگو ہوئی تھی تو اس موقعہ پر آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں ہاں اگر کوئی مسلمانوں کی خدمت کرے تو قبول ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباسؓ قرابت میں زیادہ قریب تھے اور حضرت علیؓ عمل میں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے۔ فرمایا کہ جس شخص نے حلال مال سے کوئی مسجد بنائی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں یاقوت اور موتیوں کا مکان تیار کرے گا اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ مسجد میں جھاڑو دینا اور اس کا کوڑا نکالنا حور کا مہر ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا مسجدوں کو مجنون آدمیوں اور نادان بچوں سے بچاؤ جن کو پاکی اور ناپاکی کی سمجھ نہیں اور ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ

ظالم ٹھہریں گے۔ ف۱ تو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور

وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ

بھائی بند اور بیویاں اور کنبے کے لوگ اور تمہارے مال و اسباب

اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے خسارہ سے تم ڈرتے ہو

مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اس کے رسول سے

رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ

اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں تو صبر کرو

اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾

جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ بدکاروں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا۔ ف۲

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ

اللہ نے تم کو کئی ایک مواقع میں مدد دی خاص کر حنین کے روز

حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

مدد پہنچائی جب تم اپنی کثرت سے مغرور ہوگئے تھے تو تمہاری وہ کثرت

شَيْـــًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ

کسی کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو رہی تھی

وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي

پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ نکلے۔ بعد ازاں اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ

تسلی نازل کی اور ایک فوج اتاری جن کو تم نے نہیں دیکھا

تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ

اور جو لوگ کافر تھے ان کو عذاب دیا اور کافروں کی سزا

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي

یہی ہے۔ اس سے بعد بھی جس کو چاہے گا توبہ نصیب کرے گا

منزل ٢

سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ داروں کو دوست رکھنا اور ان کے پاس رہنا' ہجرت اور جہاد چھوڑ کر بڑا سخت گناہ ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ ہجرت کر کے مدینہ میں آ جائیں تو بعض لوگوں کے اہل خانہ اور اولاد نے کہا کہ ہم تم کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تم ہم کو برباد نہ کرو تو وہ لوگ رقت قلبی سے رہ گئے اور ہجرت نہ کی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱: حضرت علیؓ مکہ معظمہ میں آئے اور حضرت عباسؓ وغیرہ جو کہ اسلام کی طرف مائل تھے ان سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس کیوں نہیں چلتے' انہوں نے کہا کہ یہاں ہم اپنے کنبے قبیلے میں ہیں اس پر آیت اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ الخ۔ نازل ہوئی۔

یہ آیت پاک دلیل ہے اس بات پر کہ جب کسی مصلحت کے تحت دین اور دنیا کے کاموں میں تعارض پیدا ہو جائے تو اس وقت دین کو دنیا پر ترجیح دینا واجب ہے تا کہ دین سلامت رہے۔

ایک مسلمان کہتا تو یہی ہے کہ وہ اللہ' اس کے رسول اور اس کے دین کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہے لیکن جب آزمائشیں سامنے آتی ہیں تو اس کا کھرا یا کھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ کفر و اسلام کی کشمکش میں جن جن چیزوں کو انسان محبوب رکھتا ہے ان کے بارے میں کڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف ان چیزوں کی محبت اسے اپنی طرف کھینچتی ہے اور دوسری طرف دین کا تقاضا ہوتا ہے کہ بے لاگ طور پر حمایت حق کا اعلان کر دو اگرچہ اس کی زد اپنے کاروبار پر پڑتی ہو یا مثلاً یہ تقاضا ابھرتا ہے کہ کلمہ حق بلند کرنے کے لیے جان جوکھوں میں ڈال دو۔

اسی طرح کفر و اسلام کی جنگ میں اسلام اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے آگے بڑھے اور بال بچوں' گھر بار وغیرہ کی محبت کو رکاوٹ نہ بننے دے۔ ایسے موقع پر جو شخص عمل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے وہ یہ ثابت کر دکھاتا ہے کہ اللہ' اس کے رسول' اور اس کے دین سے زیادہ کوئی چیز بھی اس کو پیاری نہ تھی۔

لیکن جو لوگ اپنے اعزاء و اقرباء' اہل و عیال اور اپنے کاروبار وغیرہ کی محبت میں ایسے گرفتار ہو جاتے ہیں کہ انتہائی نازک موقع پر بھی حمایت حق کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں تا کہ ان کی ''دنیا'' آباد رہے تو ایسے لوگوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ پھر انہیں خدا کے فیصلہ کا ہی انتظار کرنا چاہیے یعنی اپنے برے انجام کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

مسجدوں کی خرید و فروخت اور جھگڑا قضیہ شور و غل اور کسی مجرم کو حد نہ لگاؤ اور ننگی تلوار لے کر بھی مسجد میں نہ جاؤ مگر یہ کہ اس پر غلاف پڑا ہو اور مسجدوں کے دروازوں میں غسل خانے وغیرہ بناؤ اور جمعہ کے دن خوشبو چھڑکی جائے مگر بیل بوٹے بنانے یا سونا چاندی لگا کر مسجد کو تماشہ گاہ بنانا درست نہیں (حدیث التفاسیر بحوالہ ترغیب ٦٥۔٦٦۔٦٧) غور و فکر کریں کہ آج ہماری مساجد میں ان باتوں پر کہاں تک عمل ہو رہا ہے۔

ف۱: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کفار سے جدا رہو اگرچہ وہ تمہارا باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں اور ان کی دوستی سے باز رہو جبکہ وہ کفر کو ایمان پر اختیار کریں پھر ان لوگوں پر ظلم کا حکم لگایا' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف مسلمانو

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ

مشرک نرے گندے ہیں پس وہ اس سال سے پیچھے

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

مسجد الحرام کے پاس بھی نہ آئیں اور اگر تم تنگی سے ڈرو

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ

اور اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تم کو غنی کردے گا بیشک

اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ف جو لوگ اللہ پر

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی اللہ اور رسول کی

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

محرمات کو حرام جانتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ

یعنی اہل کتاب ان سے لڑو جب تک وہ ذلیل ہوکر جزیہ

صٰغِرُوْنَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُۨ ابْنُ اللّٰهِ

دینا منظور نہ کریں۔ ف اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ تو صرف ان کے

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

منہ کی باتیں ہیں پہلے کافروں کی سی باتیں کہہ رہے ہیں

قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا

انہیں اللہ کی مار کہاں کو الٹے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے

اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

پادریوں اور درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا ہے

ف۱: جنگ حنین میں فتح مکہ کے دو ہزار کی مسلمان بھی نبی ﷺ کے ساتھ لشکر میں شامل ہو گئے تو مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی' مکہ اور طائف کے درمیان کی وادی میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے اس جگہ کا نام حنین تھا، مسلمانوں کو اپنی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر اور اس غضب کی تیر اندازی کی کہ مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے پہلے دو ہزار کی نو مسلموں کے پیر اکھڑے پھر عام مسلمانوں کے' صرف رسول اللہ ﷺ مع چند مخصوص صحابہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عباسؓ۔ علیؓ۔ ابن سعدؓ وغیرہ کے میدان جنگ میں رہ گئے عباس بن عبدالمطلب آپ کے خچر کی رکاب تھامے ہوئے تھے اور آپ اپنی صداقت پر مطمئن دشمن کی طرف بڑھتے ہی جاتے تھے اور فرماتے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا نبی ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں' آخر مسلمانوں کو دوبارہ غیرت آئی پھر سے مقابلہ شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی مدد نازل فرمائی' آخر مشرکین بھاگ نکلے کچھ قید ہوئے کچھ قتل ہوئے قیدیوں میں مسلمانوں کو ۶ ہزار عورتیں مال غنیمت میں ۲۴ ہزار اونٹ اور ۴۰ ہزار بھیڑ بکریوں کے علاوہ ۴ ہزار اوقیہ چاندی بھی ہاتھ لگی۔ ربیع بن انسؒ سے روایت ہے کہ لشکریوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ اب ہم مغلوب نہ ہوں گے یہ کلمہ نبی ﷺ کو ناگوار گزرا اور شکست کی صورت پیش آئی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت و یوم حنین الخ نازل فرمائی۔

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ سے صاف ظاہر ہے کہ شکست کا اصل راز مسلمانوں کی خود بینی اور اپنی کثرت تعداد پر ناز وغرہ تھا۔

ف۲: یہ آیت ۹ ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے' اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔ یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل ہے صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔ اور نجس سے مراد عقائد کی خرابی ہے۔ رہی یہ بات کہ مشرکوں کا بدن اور ذات بھی نجس ہے یا نہیں پس جمہور کا قول تو یہی ہے کہ نجس نہیں اس لئے کہ اللہ نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے البتہ بعض اہل ظاہر نے کہا ہے کہ مشرکوں کے بدن بھی ناپاک ہیں حسنؒ فرماتے ہیں جو ان سے مصافحہ کرے وہ ہاتھ دھو ڈالے۔ عطاؒ کے نزدیک حرم سارا اس حکم ممانعت دخول میں مثل مسجد حرام کے ہے اور دوسری مساجد میں معاف ہے۔ ابن عباس و سعید بن جبیر وغیرہ نے بیان کیا کہ جب آیت انما المشرکون الخ نازل ہوئی تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ اس صورت میں تجارت بند ہو جائے گی اور غلہ وغیرہ کیونکر آئے گا اس پر آیت اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الخ نازل ہوئی۔

ف۳: حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب کسی موقعہ پر جہاد پر جاتے تو کافروں کو پہلے یہ پیغام دیتے کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جو اور مسلمانوں کے حقوق اور فرائض ہیں وہی تمہارے ہوں گے۔ اگر یہ بات منظور نہیں تو جزیہ دینا قبول کرو اگر یہ بھی منظور نہیں تو لڑو آپ ﷺ تین روز تک یہ پیغام دیتے رہتے پھر اگر وہ اسلام یا جزیہ دونوں باتیں منظور نہ کرتے تب اس پر جہاد کرتے اسلامی حکومت میں ہر مسلم مرد پر فوجی خدمت لازم ہے بہ وقت ضرورت ساری مسلم رعایا سپاہ بن سکتی ہے غیر مسلموں کے لئے یہ رعایت رکھی گئی کہ وہ فوجی ٹریننگ حاصل کرنے سے اگر مستثنیٰ ہونا چاہیں تو استثناء ایک قلیل رقم کے معاوضہ میں حاصل کر سکتے ہیں غرض یہ کہ جزیہ یا معاوضہ' کفر یا کسی اعتقادی گمراہی کا نہیں بلکہ یہ معاوضہ فوجی خدمات کا ہے' قانون اسلام کی بالادستی تسلیم کر کے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا
حالانکہ حکم صرف یہی تھا کہ اکیلے معبود کی جس کے
إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾
سوا کوئی معبود نہیں عبادت کریں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ ف
يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى
یہ لوگ اللہ کے نور کو صرف منہوں کی پھونکوں سے مٹانا چاہتے ہیں اور
اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ
اللہ کو اس کے سوا کوئی بات منظور نہیں کہ اپنے نور کو پورا کرے اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔
الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾
تمام دینوں پر اسے غالب کرے گو مشرک ناخوش ہوں۔ ف
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَ
مسلمانو بہت سے پادری اور درویش ناحق لوگوں
الرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ
يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
چاندی جمع کرتے ہیں اور اسی کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا
تو ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا۔ جس روز
فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ
سونے چاندی کو جہنم میں گرم کرکے ان کے ماتھے اور پہلو اور
وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا
کمریں داغی جائیں گی یہی تو ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا

شریعت اسلام نے انہیں جو آرام و آسائش دی اس نعمت کا احساس کرکے جزیہ پیش کریں اس حال میں کہ اپنی پستی کا احساس رکھتے ہوں ای تو خذ منهم على الصغار والذل۔

.....

ف: عدی بن حاتم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ الخ پڑھی اور فرمایا اِمَّا اَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا حَلَّلُوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَ اِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ (ترمذی کتاب التفسیر)۔ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے درویشوں اور عالموں کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ یہ بات تھی کہ جس چیز کو عالم اور درویش حلال کہہ دیتے تھے اس کو حلال جانتے اور جس چیز کو وہ حرام کہہ دیتے اس کو حرام جانتے خواہ اس کی دلیل معلوم ہو یا نہ ہو اتنی بات پر اللہ پاک نے یوں فرمایا کہ انہوں نے عالموں اور درویشوں کو معبود ٹھہرایا اس آیت اور اس حدیث میں وہ لوگ خوب غور کریں جو اپنے پیر یا امام کے قول پر ایسے اڑتے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش ہو تو کہتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہ ہوگا یا یہ روایت صحیح نہیں ہوگی یا اس میں کوئی رمز پوشیدہ ہوگی ورنہ ہمارے پیشوا ایسے بزرگ ہو کر اس کا خلاف کبھی نہ کرتے۔ ان لوگوں کو اس آیت اور حدیث کے مضمون میں انصاف کی نظر سے غور کر لینا چاہئے بزرگ بری الذمہ ہیں کیونکہ جتنے اولیاء اللہ اور امام و مجتہد گزرے ہیں سب یہ نصیحت اور وصیت کر گئے ہیں کہ اللہ اور رسول کی تابعداری کرنا اور ان کے حکم کے خلاف اگر کسی کا قول و فعل ہو تو اس کو فوراً چھوڑ دینا (اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمت ہو) اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ علماء یا فقراء کے قول کا اعتبار ہی نہ کرے یا ان سے مسئلہ ہی نہ پوچھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصل کی تلاش سے غافل نہ ہو ہر مسئلہ کو دیکھے کہ وہ قرآن و حدیث کے موافق ہے یا نہیں اور جس وقت کوئی فتویٰ آیت یا حدیث کے خلاف ہو اسی وقت فتویٰ کو چھوڑ دے اور آیت و حدیث پر عمل کرتے اور یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہؒ کا انہوں نے فرمایا کہ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ یعنی نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلہ پر آنے والے میرے قول کو چھوڑ دو۔

امام ابوحنیفہ کے اس راہنما اصول کے برعکس تقلید و جمود اور تعصب مذہبی کی حمایت میں نامور حنفی فقیہ عبیداللہ الکرخی نے ہر اس آیت کریمہ اور حدیث صحیح کو منسوخ قرار دیا ہے جو ان کے پنچایتی مذہب کے خلاف ہیں۔ فرماتے ہیں: ان كل آية تخالف قول اصحابنا فانها تحمل على النسخ وان كل خبر يجيئ بخلاف قول اصحابنا فانه يحمل على النسخ الخ کہ قرآن مجید کی ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہے اس کو منسوخ کہیں گے اسی طرح ہر وہ حدیث صحیح جو ہمارے حنفی علماء کے قول کے خلاف ہے وہ منسوخ ہوگی۔ (عفیف)

ف۲: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن معجزات اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو یا نبی ﷺ کو تمام ادیان پر غالب کرے یعنی اور باقی تمام ادیان کو منسوخ کر دے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے دین کو سارے دینوں پر غالب کر دیا اس طرح پر کہ ہر سننے والے پر ظاہر کر دیا کہ حق یہی دین ہے اور جو دین اس دین کے خلاف ہے تو وہ باطل ہے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ دنیا میں کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جہاں اسلام نہ پہنچا ہو۔ محققین نے کہا ہے کہ اسلام کا غلبہ سارے ادیان پر عقل و استدلال کی رو سے تو مطلق ہے اور کسی وقت و زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں البتہ مادی غلبہ اہل اسلام کی صلاحیت و اہلیت کے ساتھ مخصوص و مشروط ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَنَزْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ

اپنے خزانہ کا مزہ چکھو۔ ف۱ اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد

اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ

بارہ ہے اللہ کی کتاب میں اسی دن سے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ

جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے چار حرام کئے ہیں

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

یہی طریق مستحکم ہے پس تم ان میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کیا کرو

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اور مشرک جیسے تم سب سے لڑتے ہیں تم بھی ان سب

كَآفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا

سے لڑو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔ ف۲

النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

مہینوں کا ہیر پھیر کر دینا کفر میں ترقی ہے جس کے سبب سے کافر لوگ زیادہ گمراہ کرتے ہیں

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا

ایک سال ایک مہینے کو حلال سمجھتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینے کو حرام سمجھ لیتے ہیں

حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ

تاکہ جتنے مہینوں کو اللہ نے حرام کیا ہے ان کی تعداد پوری کر کے اللہ کی محرمات کو حلال بنائیں

اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

برے کام ان کو بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ

اے مسلمانو تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ

انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ

جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو کیا

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ

تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو؟ دنیا

ع ۱۶

ف: یہودیوں کے علماء کو احبار اور نصاریٰ کے عابدوں کو رہبان اور ان کے علماء کو قسیس کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور جس کی زکوٰۃ دے دی جاتی ہو وہ اگر ساتویں زمین تلے بھی ہو تو وہ کنز نہیں اور جس کی زکوٰۃ نہ دی جاتی ہو وہ گو زمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو تو وہ کنز ہے۔

حضرت ابن عباس، حضرت جابر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے بھی موقوفاً اور مرفوعاً یہی مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

اس آیت کا مقصد لوگوں کو برے علماء، گمراہ صوفیوں اور عابدوں سے ہوشیار کرنا اور ڈرانا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے وہی بگڑتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ یہودیت کا شائبہ ہوتا ہے اور صوفیوں پیروں اور عابدوں سے وہی بگڑتے ہیں جن میں نصرانیت کا شائبہ ہوتا ہے صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یقیناً اپنے سے پہلوں کی روش پر چل پڑو گے۔

ف۱ دین ابراہیم (علیہ السلام) میں چار مہینے حرمت والے تھے رجب۔ ذیقعدہ۔ ذوالحجہ اور محرم اور ان میں جنگ وقتال حرام تھا ملک عرب میں امن رہتا تھا تاکہ لوگ دور ونزدیک سے آ کر حج و عمرہ کر سکیں۔ حرمت والے ان چار مہینوں میں جنگ کی ابتدا کرنی بھی منسوخ ہے یا محکم اس میں علماء کے دو قول ہیں پہلا یہ کہ منسوخ ہے یہی قول زیادہ مشہور ہے دوسرا یہ کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ابتداء کرنی حرام ہے اور ان مہینوں کی حرمت کا حکم منسوخ نہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ کے شعائر اور حرمت والے مہینوں کو حلال نہ کر لیا کرو اور فرمایا حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں قصاص ہیں پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی ان سے ویسی ہی زیادتی کا بدلہ لے لو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فیھن سے مراد سال بھر کے تمام مہینے ہیں پس ان تمام مہینوں میں گناہوں سے بچو خصوصاً ان چار مہینوں میں کہ یہ حرمت والے ہیں ان کی بڑی عزت ہے ان میں گناہ سزا کے اعتبار سے اور نیکیاں اجر وثواب کے اعتبار سے بڑھ جاتی ہیں جب متبرک اوقات میں معصیت کی برائی شدید تر ہوتی ہے تو اس پر متبرک مقامات کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو کھلے شہر قرار دینے کے درپے چلے آ رہے ہیں تاکہ حرمین شریفین بھی اسی طرح کھلے عام بدعات وخرافات کے دھندے کو فروغ دے سکیں۔ جس طرح پیروں فقیروں کی قبروں پر شرک اور فسق وفجور کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ف۲ مشرکوں کے کفر کی زیادتی بیان فرمائی کہ وہ کس طرح اپنی فاسد رائے اور اپنی ناپاک خواہش کو اللہ تعالیٰ کی شریعت میں داخل کر کے دین کے احکام الٹ پلٹ کر دیتے تھے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا لیتے تھے تین مہینے کی حرمت کو تو ٹھیک رکھا پھر چوتھے مہینے کی حرمت کو اس طرح بدل دیا کہ محرم کو صفر کے مہینے میں کر دیا اور محرم کی حرمت نہ کی تاکہ بظاہر ہر سال کے چار مہینے کی حرمت بھی پوری ہو جائے اور اصلی مہینے محرم میں لوٹ مار قتل و غارت بھی ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا

کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ اگر تم نہ نکلے تو

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اللہ تم کو دکھ کی مار دے گا اور تمہارے بدلے دوسری کوئی قوم پیدا کردے گا

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

اور تم اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کاموں پر قدرت رکھتا ہے۔ ف۱

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ

اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے اللہ نے اسکی مدد کی تھی جب کافروں نے

كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ

اس کو صرف ایک آدمی کے ساتھ نکال دیا تھا کہ جب دونوں وہ غار میں تھے جس وقت

لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کچھ فکر مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اس پر

سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ

اپنی تسلی نازل کی اور ایک ایسی فوج جس کو تم نے نہ دیکھا بھیج کر رسول کی مدد کی

جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ

اور کافروں کا بول پست کردیا اور اللہ کا بول تو ہمیشہ

اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا

بلند وبالا ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ ہلکے

خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

پھلکے اور بوجھل بھاری نکلو اور اللہ کی راہ میں جان ومال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا

کو علم ہے۔ ف۳ اگر فائدہ سرد ست ہوتا اور سفر متوسط ہوتا تو

لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ

فورا تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن مسافت ان پر شاق ہو رہی ہے

منزل ۲

ف۱: اسلام نے جس قسم کی حکومت قائم کی تھی اس کے مطابق یہ ضروری تھا کہ ہر ایک مسلمان ہر وقت شمشیر بکف رہے کیونکہ کوئی باقاعدہ فوج کی تعداد اتنی نہ ہوتی تھی کہ دشمن کے مقابلہ کو کافی ہو سکے بلکہ جس وقت ضرورت ہوتی امیر المومنین کی طرف سے ایک ایک آدمی چل پھر کر مسلمانوں کے علاقوں میں اعلان کرتا کہ جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ چونکہ اس قسم کی حکومت کا نباہ اور استحکام و تحفظ اجتماع کے بغیر ممکن نہ تھا اس لئے اس امر کی تائید کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

اس میں اشارہ غزوہ تبوک (رجب ۹ھ ۶۳۰ء) کی جانب ہے جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو اطلاع ملی کہ عیسائی فوجیں تبوک پر جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے والی ہیں چنانچہ نبی ﷺ نے ۳۰ ہزار کا لشکر تیار کر کے خود ہی آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا۔ موسم شدید گرمی کا تھا۔ فصل کے پکنے اور کٹنے کا زمانہ بھی قریب تھا اور سفر دور دراز با ضابطہ تربیت یافتہ فوج سے مقابلہ تو ان وجوہات کی بنا پر بہت سے لوگوں کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین خوب رنگ لائے۔ نصاریٰ کو جب لشکر اسلام کی تیاری کی خبر ملی تو ان کے حوصلے خود ہی پست ہو گئے اور وہ مقابلہ پر نہ آئے مسلمانوں میں سے جو لوگ رہ گئے تھے انہیں تنبیہ کی گئی کہ کیا دنیا کی ان فانی چیزوں پر ریجھ کر آخرت کی باقی نعمتوں کو بھلا بیٹھے ہو جبکہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں' نبی علیہ السلام نے اپنے کلے کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس انگلی کو کوئی سمندر میں ڈبو کر نکالے اور اس انگلی پر جتنا پانی سمندر کے مقابلے میں ہے اتنا ہی مقابلہ دنیا کا آخرت سے ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کرتے ہو تو نہ کرو اللہ خود اپنے رسول کا حافظ و ناصر ہے' دیکھو جب کافروں نے سال ہجرت میں رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے باہر کیا اور قید کرنا یا مار ڈالنا چاہا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکل کھڑے ہوئے اور تین دن تک غار ثور میں رہے تاکہ جو لوگ ان کی تلاش میں ان کے قدموں کے نشانات پر نکلے ہیں وہ واپس چلے جائیں تو پھر نبی ﷺ مدینے کی طرف چلیں' ابوبکرؓ کو یہ غم تھا کہ کہیں کوئی شخص اطلاع پا کر نبی ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا دے رسول اللہ ﷺ ابوبکر کو تسکین دیتے اور فرماتے کہ تیرا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت و بزرگی پر روشنی پڑتی ہے پس جو شخص ابوبکرؓ کی صحابیت سے انکار کرتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے اور اس سے اس کا کفر لازم آجاتا ہے و قالوا من انکر صحبة ابی بکر فقد کفر لانکاره کلام الله و لیس ذالك لسائر الصحابة. (مدارک)

من انکر ان یکون ابوبکر رضی الله عنه صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فهو کافر لانه انکر نص القرآن (قرطبی۔ کشاف)

بعض علماء نے اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل یعنی خلیفہ اول ہونے کا بھی اشارہ سمجھا ہے قال بعض العلماء ما یدل علی ان الخلیفة بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابوبکر الصدیق لان الخلیفة لا یکون ابدا الا ثانیا (قرطبی)

ثانی ضمیر منصوب سے حال ہے اذهما اذاخرجه سے بدل البعض ہے اذ یقول یہ اذاخرجه سے بدل ثانی ہے۔

حال ای حال من ضمیره علیه الصلواة والسلام کما فی ابی السعود و تقدیره اذ اخرجه الذین کفروا حال کونه منفرد آمن جمیع الناس الا ابابکر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ

اور اللہ کے نام کی قسمیں کھا جائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے

يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور اپنے حق میں تباہی لائیں گے اللہ تو جانتا ہی ہے وہ کذاب فریبی ہیں۔ ف۱

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

اللہ تجھے معاف کرے کیوں تو نے ان کو اذن دیا جب تک کہ راست گو

لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا

تجھے معلوم ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی تو جان لیتا ہے جو لوگ

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے ہٹ رہنے میں تجھ سے کبھی اذن نہ مانگیں گے اور

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ متقیوں کو جانتا ہے ف۲ جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ

رکھتے اور ان کے دل متردد ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی

فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

اپنے شبہات میں حیران ہیں ایسے لوگ تجھ سے اذن چاہتے ہیں۔ اگر ان کا لڑائی کے لئے

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ

نکلنے کا خیال ہوتا تو اسکی تیاری بھی کرتے لیکن اللہ کو ان کا ہلنا بھی پسند نہیں

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ

پس ان کو سست کردیا اور ان کو کہا گیا کہ بیٹھنے والوں میں مل کر بیٹھے رہو۔ ف۳ اگر یہ

خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡ اَوْضَعُوْا

مل کر تم میں چلتے تو بھی تم کو نقصان ہی پہنچاتے اور تم میں

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ

فساد پھیلانے کی کوشش کرتے اور ان کے جاسوس تم میں موجود ہیں

منزل ۲

ف۱: جو لوگ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے اور اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس جھوٹے اور بناوٹی عذر پیش کرنے لگے انہیں اس آیت میں ڈانٹا جا رہا ہے کہ دراصل انہیں کوئی معذوری نہ تھی اگر کوئی آسان غنیمت کا مال اور قریب کا سفر ہوتا تو یہ لالچی ساتھ ہو لیتے لیکن لمبے سفر نے ان کے گھٹنے توڑ دیئے۔ اور اب یہ جھوٹی قسمیں کھا کر اللہ کے رسول کو دھوکا دے رہے ہیں کہ اگر کوئی عذر نہ ہوتا تو بھلا ہم شرف اور آپ کی ہم رکابی چھوڑنے والے تھے ہم تو جان و دل سے آپ کے قدموں میں حاضر ہو جاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے جھوٹ کا مجھے علم ہے آپ کو نہیں' انہوں نے تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔

اس سے نفاق کی حقیقت واضح ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرے لیکن اسلام پر مطمئن نہ ہو بلکہ شک میں مبتلا ہو۔ دل کی یہ کیفیت ایمان کے منافی ہے اور جس دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے وہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے معاملہ ڈانواں ڈول رہتا ہے کیونکہ جب آدمی کو دین کی حقانیت پر یقین نہیں ہوتا تو وہ اس کے لیے تن من دھن کی بازی نہیں لگاتا۔ مدینہ کے منافقین کا یہی حال تھا وہ نہ صرف اپنے کو مسلمان کہلاتے تھے بلکہ نماز بھی پڑھتے تھے اور زکوٰۃ بھی دیتے تھے لیکن یہ سب کچھ وہ باول ناخواستہ کرتے تھے۔ حقیقتاً نہ ان کو اللہ سے محبت تھی اور نہ اس کے رسول سے اس لیے جب اللہ کی راہ میں قربانی کا مطالبہ ہوتا تو ان پر پہاڑ ٹوٹ پڑتا اور وہ فرار کی راہ اختیار کرتے۔

آج بھی ایسے نام نہاد مسلمانوں کی کمی نہیں ہے جو اسلام کے بارے میں بری طرح شک میں مبتلا ہیں چنانچہ اس کا اظہار ہر ایسے موقع پر ہوتا رہتا ہے جب کہ اسلام کے لیے اپنے کو خطرہ میں ڈالنے اور اپنے مفاد کو قربان کرنے کا مطالبہ ابھرتا ہے۔ مگر مسلم سوسائٹی میں حل مل جانے کی وجہ سے انہیں اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا ہے۔

ف۲: یعنی جو ایمان دار ہیں وہ اجازت کے طلبگار نہیں ہوئے کیونکہ ان کو بیٹھ رہنا جہاد سے منظور نہیں ہے وہ تو جان و مال سے اللہ کی راہ میں لڑنا چاہتے ہیں اور جہاد کو اللہ تعالیٰ کی قربت سمجھتے ہیں جن کو کچھ عذر نہیں ہے وہی لوگ بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں اس لئے کہ ان کو امید و ثواب آخرت کی نہیں ہے ان کے دل تو آج تک تیری شریعت سے شک و شبہ میں اور حیران و پریشان ہیں' نہ ادھر ہیں نہ ادھر تو اللہ فرماتا ہے کہ اگر انہیں اجازت نہ ملتی تو اتنا فائدہ ضرور ہوتا کہ سچے عذر والے اور جھوٹے بہانے بنانے والے کھل جاتے اور نیک و بد میں تمیز ہو جاتی یہ اجازت دے دینا کوئی معصیت نہ تھی البتہ حالات وقت کے لحاظ سے اجازت نہ دینا بہتر تھا لفظ عفو سے گناہ کا سرزد ہو چکنا لازم نہیں آتا جس طرح گناہ اور جرم معاف کئے جاتے ہیں اسی طرح معافی خلاف احتیاط اور خلاف اولیٰ کاروائیوں پر بھی ملتی ہے۔

ف۳: یعنی اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو جہاد کی تیاری کرتے جس طرح کہ دوسرے مومنوں نے کی' لیکن یہ تو بالکل نکلنا نہیں چاہتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کا نکلنا پسند نہیں کرتا اسی وجہ سے ان کو بیٹھا رہنے دیا اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلنا ایک مفسدہ عظیم تھا۔ ان سے کہا گیا کہ تم بیٹھ رہو اور کہنے والا اس کا شیطان تھا اس نے ان کے جی میں یہ وسوسہ ڈالا' یا بعض نے بعض سے کہا (یا اس سے مراد حکم تکوینی ہے) بیٹھنے والوں سے مراد اندھے' بیمار اور عورتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا

اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ پہلے بھی

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ

فتنہ اٹھا چکے ہیں اور تیرے سامنے کئی باتیں الٹ پلٹ کرتے رہے یہاں تک

الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُمْ

کہ سچا وعدہ آ پہنچا اور ان کی ناخوشی ہی میں اللہ کا حکم ظاہر ہوگیا۔ بعض ان لوگوں

مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھ کو مصیبت میں نہ ڈالئے سنو وہ خود

سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ اِنْ

مصیبتیں ہیں اور جہنم کل کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ف اگر

تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ

تجھ کو بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تجھے کوئی تکلیف

يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا

پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو پہلے ہی الگ ہو بیٹھے تھے اور

وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ

خوشی خوشی لوٹ جاتے ہیں۔ تو کہہ کہ جو کچھ اللہ نے ہمارے حق میں مقرر کیا ہے

اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

وہی پہنچے گا وہ ہمارا مالک ہے اور ایماندار اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى

رکھیں۔ تو کہہ کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کا

الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ

انتظار کرتے ہو ف اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ اپنے ہاں

بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۚ فَتَرَبَّصُوْٓا

سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہاتھوں سے تمہاری گت بنوا دے پس تم انتظاری

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿٥٢﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ

میں لگے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ف تو کہہ تم خوشی سے خرچ کرو یا

کرتے ہیں اور جد بن قیس نے اسی وجہ سے کہا کہ مجھ کو فتنہ میں نہ ڈالو یعنی عورتوں کا لالچ دے کر فریب نہ دو' اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱: منافقین اس بات کے منتظر تھے کہ مسلمانوں کا لشکر رومیوں کے مقابلہ میں فتح مند ہوتا ہے یا لاشوں کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ اس کا جواب یہاں دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں سے جو صورت بھی پیش آ جائے مسلمانوں کے لیے بھلائی ہی کی صورت ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے تو وہ ایک محسوس کامیابی ہے اور اگر مسلمان مارے جاتے ہیں تو انہیں اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی سعادت حاصل ہوگی۔

اس آیت کے نزول کو مشکل سے دو سال گزرے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا مسلمانوں کے ہاتھوں ان منافقین پر برسا۔ یہ نام نہاد مسلمان ہی تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور بعض قبائل کے تو موقع پا کر اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جنگ کی اور بڑی خوبی سے ان فتوں کا سدِ باب کیا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی عداوت بتلائی کہ جب تم کو فتح ہو تو ان کو یہ بات بری معلوم ہوتی ہے اور اگر کوئی مشکل تم پر آتی ہے تو وہ اپنی رائے کی تعریف کرتے ہیں کہ دیکھو ہمارا احتیاط کرنا ہمارے کام آیا ہم نے جو یہ ہوشیاری کی کہ ہم لڑنے کو نہ نکلے تو جو مصیبت کہ مومنوں کو ہوئی ہم اس سے بچ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا جواب سکھایا کہ تم یوں کہو کہ ہم تو زیر مشیت و قدرت الٰہی ہیں وہی ہمارا مولا ہے اور ہمارے ساتھ جو بھی ہو وہ اس کی تقدیر ہے۔ اور ایمان والوں کا کام یہی ہے کہ وہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ (ابن کثیر و فتح) یا یہ آیت ابن سلول (ابن سلول سے مراد منافقین کے سرغنہ عبداللہ بن ابی ہے۔ سلول اس کی والدہ کا نام ہے۔ عفیف) کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہوا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی کہنے لگا کہ ہم اچھے رہے۔

ف۱: رومی مسیحی عورتیں بالکل آج کل کی فرنگی عورتوں کی طرح اپنے گورے رنگ اور بناؤ سنگار اور اپنی بے حجابی اور عشوہ طرازی کے لئے مشہور تھیں بعض منافقین نے اس خوبصورتی کو ایک عذر بنا لیا چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا تو جد بن قیس منافق نے بہانہ کیا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں اور مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا میں فتنہ میں پڑ جاؤں گا مجھ کو اجازت دیجئے تاکہ میں وہاں نہ جاؤں اور مال سے مدد کروں اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری روایت جو کہ ابن عباس سے ہے اس میں ہے کہ بعض منافقوں نے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ چرچا کر رکھا تھا کہ دیکھو روم کی عورتوں کا لالچ دے کر لوگوں کو جہاد پر آمادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا

ناخوشی سے ہرگز تم سے قبول نہ ہوگا کیونکہ تم

فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

بدکاروں کی منڈلی ہو۔ ف۱ اور ان کی خیرات قبول نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ

کہ یہ لوگ اللہ اور رسول سے منکر ہیں اور نماز جب پڑھتے

الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ

ہیں تو سست ہوکر پڑھتے ہیں اور جو خرچتے ہیں بد دلی

كٰرِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ

سے خرچتے ہیں۔ ف۲ پس تو ان کے مال اور اولاد سے حیران نہ ہو

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ کو یہی منظور ہے کہ ان کو اس مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں عذاب کردے

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

اور ان کی روحیں کفر کی حالت میں نکلیں۔ اور اللہ کی قسمیں

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ

بھی کھاتے ہیں کہ دل سے تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ وہ تم سے نہیں بلکہ

قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ

وہ ڈرتے ہیں۔ ف۳ اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا کوئی غار

اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ

یا چھپنے کی جگہ پاتے تو اس کی طرف بھاگ جاتے۔ اور بعض لوگ

مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا

ان میں سے ایسے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کرنے میں تجھ پر طعن کرتے ہیں اگر ان کو کچھ مل جاتا

رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو فورا بگڑ بیٹھتے ہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ

اور اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیے ہوئے پر راضی رہتے

ف۱: جد بن قیس منافق نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ مجھ کو غزوۂ تبوک میں جانے سے تو معاف کیجئے اور مال لے لیجئے اس پر یہ آیت قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا الخ نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا مال قبول نہیں ہے کیونکہ خالص ایمان والے کا مال قبول ہوتا ہے بداعتقاد کا قبول نہیں ہوتا۔

اس آیت میں ہماری قوم کے امراء و رؤساء کے لئے بڑی عبرت اور سبق پوشیدہ ہے کہ جو ایمان کی مضبوطی اور حسن عمل سے غافل رہتے ہوئے محض اپنے بھاری بھاری قومی چندوں پر نازاں اور انہی پر تکیہ کئے رہتے ہیں بلاشبہ مالی اعانت بھی دین کی بہت بڑی خدمت ہے لیکن نفس ایمان اور ایمان صحیح کا وجود ان پر بھی مقدم ہے۔

ف۲: خطیبؒ نے کہا یہ آیت اگرچہ خاص کر منافقین کے حق میں آئی ہے لیکن حکم اس کا عام ہے ہر اس شخص کے حق میں ہے جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کاموں اور ریاکاری وغیرہ کیلئے خرچ کرتا ہے تو ایسا مال اس سے قبول نہیں کیا جاتا منافق لوگ مال ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال بے موقع جاتا ہے۔

وجہ اس کی یہی ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے پر ایمان نہیں رکھتے ان کا نماز پڑھنا سستی و گرانباری کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ نہ امید ثواب کی رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں سزا کا ڈر ہے اور ان کی نماز لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نماز کیلئے سست اور کاہل بن کر کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ کھلکھلاتے چہرے انتہائی رغبت اور بے انتہا خوشی کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہے وہ اس کو بخشتا ہے اور اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری حمد کی ہے پھر جب بندہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب احد نا کہتا ہے تو اللہ کہتا ہے کہ جو کچھ میرے بندہ نے طلب کیا میں اس کو دوں گا غرض ہر ہر لفظ پر اللہ رب العالمین جواب دیتا ہے صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ کے کلمات طیبات کو ایسی توجہ سے پڑھنا چاہئے کہ کہنے والا گویا ہر ایک لفظ پر رب العالمین کے جواب کو سنتا ہے اور یہ دل کی صفائی کے لئے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے۔ اللھم ارزقنی۔

ف۳: عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ترقی اور آسودگی دے رہا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی تباہی منظور ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس میں اللہ جل جلالہ نے بیان فرمایا ہے کہ پہلے ہم تھوڑی سی تنبیہ کرتے ہیں اس پر اگر بندہ ہوشیار ہوگیا تو معافی اور امن مل جاتا ہے اور اگر وہ گناہ پر اڑا رہا اور باز نہ آیا تو پھر ہم اس پر نعمت و عیش کے دروازے کھول دیتے ہیں پھر جب وہ خوب غافل اور مدہوش ہو جاتا ہے تو ہم اس کو اچانک عذاب میں پکڑ لیتے ہیں (حدیث التفاسیر بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الرقاق) اس میں مومنوں کو تنبیہ ہے کہ اہل دنیا کے مال و زینت کو اچھا نہ سمجھیں کیونکہ دنیاوی نعمتوں کے لئے مقبولیت کی شرط ذرہ برابر بھی لازمی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور کہتے کہ اللہ کو کافی ہے بہت جلد اللہ اپنے فضل سے

وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا ع ۱۲

اور اس کا رسول ہم کو دیں گے بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔ ف۱

الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

صدقات کا مال صرف فقیروں اور محتاجوں کے لئے ہے اور ان کے لئے جو اس پر مقرر ہیں

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَ

اور نیز ان کے لئے جن کے دلوں کو مانوس رکھنا ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے ہے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ

اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے یہ حقوق اللہ کے ٹھہرائے ہوئے

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ

ہیں اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں

يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ

کہ اللہ کے نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہے تو کہہ وہ تمہارے حق میں

خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

خیر کا کان ہے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں پر یقین رکھتا ہے

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ

اور تم میں جو ایماندار ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ

يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول

اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ ع ۱۳

راضی کیے جانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر ایماندار ہیں۔ ف۳ کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو کوئی

يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ

اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لئے

منزل ۲

ف۱: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تقسیم کرتے تھے چونکہ اس میں رموز مملکت خویش خسرواں دانند کی حکمت ملحوظ تھی بعض کم فہم منافقوں کی سمجھ میں نہ آئی تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول انصاف کیجئے آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اگر میں نے انصاف نہ کیا تو کون انصاف کرے گا۔ عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں آپ نے فرمایا چھوڑ دو اس کے اور بھی رفیق ہیں جو تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر جانو گے ان کی نماز اور روزے کے مقابلے میں' یہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے راوی نے کہا ان کے حق میں یہ آیت اتری۔ (بخاری' نسائی) ما انھم اللّٰہ و رسولہ یعنی جو کچھ اللہ جل جلالہ انہیں اپنے رسول کے ذریعہ سے دلوائے اور رسول کے دینے سے مال غنیمت میں سے دینا مراد ہے۔

اس سے رسول اللہ ﷺ کا غائبانہ حاجات میں دینا مراد نہیں جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے اور حدیث میں جو انما انا قاسم آتا ہے تو اس سے قاسم للعلم او الغنائم علم اور غنائم کا تقسیم کرنے والا مراد ہے۔

ف۲: ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذات خود اس کے مصارف متعین کر دیئے ہیں جو آٹھ ہیں (ابوداؤد) امام شافعیؒ وغیرہ تو فرماتے ہیں کہ مال زکوٰۃ ان آٹھوں قسم کے تمام لوگوں پر تقسیم کرنی واجب ہے اور امام مالکؒ وغیرہ کا قول ہے کہ واجب نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک کو ہی دے دینا کافی ہے اگرچہ اس کے علاوہ اور قسم کے لوگ بھی ہوں اور عام اہل علم کا قول بھی یہی ہے۔ اس آیت میں بیان مصرف ہے نہ کہ ان سب کو دینے کے وجوب کا ذکر' فقیر وہ نادار ہے جو سوال نہ کرے۔

(۲) مسکین وہ نادار ہے جو سوال کرے ابن عباسؓ صحابی اور حسن بصری۔ جابر بن زید اور مجاہد اور زہری تابعین سے بھی یہی منقول ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اس کے برعکس مسکین وہ ہے جو باوجود ضرورت کے سوال نہ کرے اور فقیر وہ ہے جو سوال کرے۔

(۳) عاملین۔ صدقہ وصول کرنے والے تحصیل دار انہیں اجرت اسی مال سے ملے گی نبی ﷺ کے قرابت دار جن پر صدقہ حرام ہے اس عہدے پر نہیں آسکتے۔

(۴) مولفۃ القلوب سے مراد ایسے غیر مسلم ہیں جن کے مسلمان ہو جانے کی امید ہو یا ان کے شر و فتنہ سے بچنا مقصود ہو یا پھر ایسے مسلمان جو اگرچہ اور حیثیتوں سے غیر مستحق ہوں لیکن ان کی مالی امداد سے توقع یہ ہو کہ انہیں اسلام سے مزید محبت پیدا ہو جائے گی۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے لئے مخصوص تھا صحابہؓ کے وقت میں ان کے عدم استحقاق پر اجماع ہو گیا جو سابق حکم کے منسوخ ہو جانے کی علامت ہے' بعض علماء نے کہا ہے کہ تعامل صحابہ سے یہ حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ محض وقتی رفع حکم تھا بسبب عدم ضرورت و استغناء کے۔

(۵) رقاب یعنی غلاموں کا بدل کتابت (وہ رقم جو آزادی کیلئے لکھی گئی) ادا کر کے آزادی دلائی جائے یا خرید کر آزاد کئے جائیں یا اسیروں کا فدیہ دے کر رہا کرائے جائیں۔

(۶) غارمین۔ جن پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہو گئے خواہ وہ قرضدار خود غنی اور متمول ہی ہو یا کسی کی ضمانت وغیرہ کے بوجھ میں دب گئے۔

(۷) فی سبیل اللہ۔ مجاہدین کی امداد میں بعض مفسرین نے حاجیوں (جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولاس صحابی کو حج کرنے کے (بقیہ صفحہ 862 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ

دوزخ کی آگ تیار ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ

الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ

بڑی ذلت ہے۔ منافق ڈرتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسی سورت

سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ

نازل نہ ہو کہ ان کے دلوں کے خیالات ان پر ظاہر کرے تو کہہ مخول کیے جاؤ

اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

جس امر سے تم خوف کرتے ہو اللہ اسے ضرور ظاہر کرے گا۔ ف۱ اور اگر تو ان سے پوچھے

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ

تو فوراً کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی ہی باتیں اور مذاق کر رہے تھے تو کہہ کیا

وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا

اللہ اور اس کے رسول سے ہی مسخری کرتے ہو۔ عذر نہ کرو تم

تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ

ایمان لانے کے پیچھے کافر ہو چکے اگر ہم (اللہ) تم میں سے کسی کو معاف کریں بھی

عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ

تو دوسری جماعت کو ضرور ہی عذاب کریں گے کیونکہ

كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ

وہی مجرم ہیں۔ ف۲ منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے

مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

ہم جنس ہیں برے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بھلے کاموں

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ

سے منع کرتے ہیں ہاتھوں کو روکتے ہیں اللہ کو بھلائے بیٹھے ہیں

فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ

پس اللہ نے (بھی) انکو بھلا دیا منافق ہی بدکار ہیں۔ ف۳ اللہ نے

اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ

منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لئے

ف۱: اس آیت کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ منافق اپنے بارے سورۃ کے اترنے سے ڈرتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کو حکم ہے کہ وہ اس سے ڈریں کہ کہیں ایسی سورۃ اترے جس سے مومنوں کو ان کے دلوں پر اطلاع ہو جائے یعنی اگر وہ لوگ اللہ کے حکم سے خوف نہیں کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ مومنوں کو بغیر اطلاع دیئے نہ رہے گا جس بات کا ان کو ڈر ہے وہ ظاہر ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَسِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً۔ یعنی منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان متردد پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ کی طرف چلتی ہے کبھی دوسرے گلہ کی طرف مائل ہوتی ہے اور دونوں گلوں کے درمیان حیران پھر رہی ہے نہ کسی وقت اس کو اطمینان ہے نہ کسی طرف میں وہ شامل ہے تو ایسے ہی منافق لوگ ہمیشہ تذبذب میں رہتے ہیں کبھی اسلام کی طرف جھکتے ہیں کبھی کفر کی طرف ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ منافق کی تین علامتیں ہیں اگرچہ بظاہر نماز بھی پڑھتا ہو روزہ بھی رکھتا ہو اور اسلام کا دعویٰ بھی کرتا ہو۔ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا۔ (حدیث التفاسیر بحوالہ بخاری۔ مسلم) (بخاری میں چوتھی علامت یہ بھی ہے اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ جب جھگڑا کرے تو گالیاں دینے لگ جائے۔)

ف۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک جماعت کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دیں گے تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے اپنے جرم سے توبہ نہیں کی۔ عبداللہ بن ابی اور مخشی بن حمیر نے مسلمانوں پر اور قرآن مجید پر طنز کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم نے ہنسی سے کہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اچھا تم) اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی کرتے ہو؟ چنانچہ اس معاملہ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور مخشی بن حمیر (مخشی بن حمیر نہیں بلکہ اس کا نام یمیٰ بن حمیر اشجعی تھا۔ عفیف) کی خطا معاف ہوئی اور وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (لباب ۱۳۹)۔

اللہ اور اس کے احکام اور اس کے رسول یہ چیزیں بھی محل استہزاء کسی صورت میں بھی ہو سکتی ہیں؟

اللہ و رسول کا مذاق اڑانا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھپانا تو وہ چیز ہے کہ اگر محض زبان سے دل لگی کے طور پر کیا جائے تو وہ بھی کفر عظیم ہے دین کی بات میں ظاہر اور باطن باادب رہنا ضروری ہے دَلَّ علی ان الاستهزاء بايات الله و بشیء من شرائع دينه كفر فاعله. (بصاص)

ف۳: ایمان کی خصوصیت یہ ہے کہ آدمی بھلائی کے کام کرنے کے لیے کہتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے لیکن اس کے برعکس نفاق کی خصوصیت یہ ہے کہ آدمی برائی پر لوگوں کو آمادہ کرتا ہے اور بھلائی کے کام کرنے سے منع کرتا ہے۔ منافقوں کا یہ کردار محض ماضی کی بات نہیں بلکہ حال کا بھی واقعہ ہے اور قرآن میں منافقوں کا یہ کردار اس لیے بیان کیا گیا تاکہ اس آئینہ میں ہر دور کے منافقوں کا عکس دیکھا جا سکے۔ فسق کہتے ہیں طاعت سے نکل کر معصیت کی طرف آنا اور ہر خیر سے باہر ہو جانا لوگ اس صفت کے آدمی کا نام آزاد رکھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ

جہنم کی آگ کا قرار کیا ہوا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے ف۱ وہی انکو بس ہے اور ان پر لعنت

اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ

کی ہے اور ان پر دائمی عذاب ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں کے لیے ہے

قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ

جو تم سے کہیں بڑھ کر زور آور اور مال اور اولاد میں بھی

اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

تم سے زیادہ تھے پھر انہوں نے اپنی قسمت کا فائدہ اٹھایا سو تم نے بھی

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

اپنی قسمت کا فائدہ پایا جیسا تم سے پہلے لوگوں نے اپنی قسمت سے فائدہ اٹھایا تھا

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

اور تم بھی اسی طرح بیہودہ گوئی میں لگے جیسے وہ لگے تھے انہی لوگوں کے نیک عمل

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

دنیا اور آخرت میں ضائع ہو چکے ہیں یہی لوگ نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

میں ہیں - کیا ان کو پہلے لوگوں کی ہلاکت اور تباہی کی خبریں نہیں آئیں

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ

یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور

وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

مدین والوں اور الٹی ہوئی بستیوں کی ان کے پاس کھلے نشان لے کر ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

رسول آئے تھے پس اللہ تو ان پر ظلم کا ارادہ نہ رکھتا تھا لیکن وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے- ف۲ مومن مرد اور عورتیں ایک

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

دوسرے کے رفیق ہیں بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں

ف۱: دنیا میں مسلم سماج کی تشکیل ظاہری اسلام کی بنیاد پر ہوتی ہے کوئی شخص بھی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور مسلم سوسائٹی میں شمولیت اختیار کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اسلام اس شخص کا ہے جو دل سے ایمان لایا ہو از راہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے وفاداری کے جذبات رکھتا ہو۔ بالفاظ دیگر وہ دین کو قبول کرنے میں مخلص ہو اور آخرت کی کامیابی ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے۔

رہے وہ لوگ جو اسلام کے دین حق ہونے کے بارے میں شک اور تذبذب میں مبتلا ہوں اور جن کی وفاداریاں خدا اور شیطان کے درمیان بٹی ہوئی ہوں یا جن کے دل کفر سے بھرے ہوئے ہوں اور محض مسلم سوسائٹی میں اپنی شمولیت برقرار رکھنے کے لیے اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں تو ایسے لوگ خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں نہ حقیقتاً مسلمان ہیں اور نہ آخرت میں ان کا شمار مومنین میں ہوگا۔ ان کو جہنم کی سزا اسی طرح بھگتنا ہوگی جس طرح دوسرے کافروں کو بھگتنا ہوگی۔

ف۲: یعنی تم ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے تھے حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ تم پیروی کرو گے پہلے لوگوں کی جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت اور ایک گز دوسرے گز کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر پہلے لوگوں میں سے کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں گھسا (داخل ہوا) ہوگا تو تم میں سے بھی کوئی ضرور یہ کام کرے گا ایک صحابی نے کہا اے اللہ کے رسول کیا اس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا اور کون؟ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوئے تھے میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی سب دوزخ والے ہیں سوائے ایک فرقہ کے پوچھا گیا وہ کونسا فرقہ ہے تو آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں یعنی ان فرقوں میں سے جو فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی سنت پر عمل کرنے والا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلے گا وہ جنتی ہے۔

خوض کے معنی گھسنے یا در آنے کے ہیں اور اس کا استعمال موقع ذم پر ہوتا ہے الخوض الدخول فی الباطل و اللهو (مدارک) جس طرح وہ باطل شبہات اور لھو ولعب میں ان میں مشغول ہو گئے اسی طرح تم بھی ہوئے۔

ف۱: نوح علیہ السلام کی قوم طوفان سے ہلاک ہوئی اور عاد پر ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا بادشاہ نمرود مچھروں سے ہلاک کر دیا گیا اور مدین والوں پر یوم الظلہ کا عذاب آیا یعنی ابر آیا اور بجائے پانی کے آگ وغیرہ برسی اور مؤتفکت قوم لوط کی بستیاں تھیں ان کو الٹ دیا اور پتھر برسائے گئے نعوذ باللہ من عذاب اللہ (جامع) فرمایا کیا تم کو پہلی امتوں کی خبر نہیں ملی کہ ان کا انجام بسبب اس تکذیب کے کیا ہوا اگلوں کی اخبار عرب نے سنی تھی اور ان کے نشان باقی تھے عرب کا گزر ان کے مکانوں پر ہوتا تھا بینات سے مراد معجزات و دلائل ہیں رسولوں کی سچائی کی جو دلیل تھی اس کو انہوں نے جھٹلا دیا اور ان کے حکم کے خلاف عمل کیا لہٰذا تم کو بھی اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں تمہارے ساتھ بھی وہی کچھ نہ ہو جائے۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے ان چھ قوموں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بلاد شام و عراق و یمن جو سرزمین عرب کے بالکل قریب پڑتی ہیں ان میں ان ہلاک شدہ قوموں کے نشان باقی تھے اور عرب کے لوگ ان مقامات پر اکثر گذرتے رہتے تھے۔ (عفیف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

انہی پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

ایماندار مرد اور عورتوں سے اللہ نے بہشت دینے کا وعدہ کیا ہے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور دائمی

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ

بہشتوں میں عمدہ عمدہ مکانوں کا وعدہ ہے اور اللہ کی طرف سے ایک

مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

بہت بڑی خوشنودی یہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ ف

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے نبی کافروں اور منافقوں سے مقابلہ کیا کر اور ان کے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

مقابلہ میں مضبوط رہا کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور

الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۗ وَلَقَدْ

بری جگہ ہے۔ ف۲ اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ

حالانکہ کلمہ کفر کہہ چکے ہیں اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو چکے ہیں اور ایسے کام

هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ

کا قصد بھی کر چکے ہیں جس پر کامیاب نہیں ہوئے اور صرف اسی پر رنجیدہ ہیں

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ

کہ اللہ نے محض اپنی مہربانی سے اور رسول نے ان کو غنی کیا۔ ف۳ پھر بھی اگر توبہ

منزل ۲

ف: اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منافقین کی صفات ذمیمہ بیان کیں تو اب اوصاف حمیدہ کے کا ذکر فرمایا ایک یہ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں یعنی مومن محبت اور اتفاق میں ایک ہی چیز کی مانند ہیں دین اور ایمان نے ان سب کو یک جان کی طرح کر دیا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن لوگ آپس میں مثل دیوار کی ہوتے ہیں کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ پر تکیہ ہوتی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیا یعنی ان کے دل آپس میں ایسے ملے ہوتے ہیں' دوسری صفت یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اس صفت کی تاکید آیات اور احادیث میں بہت آئی ہے۔

تیسری صفت یہ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں' چوتھی صفت یہ کہ ہر امر و نہی میں اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہیں تو جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہوں گے اس پر اللہ تعالیٰ ضرور ہی رحم فرمائے گا سیرحمھم میں سین تاکید کے لئے ہے جس پر اللہ کا رحم ہو اس کو کیا غم۔

ابو درداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے اَلْعَدْنُ دَارُ الَّتِیْ لَمْ تَرَهَا عَيْنٌ وَ لَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدن ایسا مکان تیار کیا گیا ہے کہ اس کی مثل نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا (جامع) اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنت والو وہ کہیں گے کہ اے رب ہمارے ہم حاضر ہیں اور تو تمام بھلائیوں کا مالک ہے پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم راضی بھی ہو گئے یا نہیں؟ وہ عرض کریں گے بھلا ہم کیوں راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہم پر ایسی بخشش کی ہے کہ کسی مخلوق پر نہیں کی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تم پر اس سے بھی زیادہ انعام کروں؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس سے زیادہ کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اپنی رضامندی کو تمہارے لئے مباح کرتا ہوں اب کبھی تم پر خفا نہ ہوں گا پس تمام نعمتوں سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانوں کو نصیب کرے آمین۔ آمین۔ آمین۔

ف۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تلواروں کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ایک مشرکوں کے لئے ہے وہ اس آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ میں مذکور ہے' دوسری واسطے کفار اہل کتاب کے انکار کرنے والوں کیلئے وہ اس آیت قَاتِلُوا الَّذِيْنَ الایہ میں مذکور ہے تیسری منافقوں کے لئے ہے وہ اس آیت جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ میں ذکر ہے اور چوتھی باغیوں کے لئے ہے جو آیت فقاتلوا التی تبغی الایہ میں مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب منافق نفاق کا اظہار کریں تو ان کے ساتھ تلوار سے جہاد کیا جائے اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔ ابن عباسؓ اور ضحاکؒ اور مقاتلؒ اور ربیع نے کہا ہے کہ منافقوں کے ساتھ جہاد زبانی ہے۔

ف۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین کو غنی کر دینے سے یہی مراد ہے کہ ان کو مال غنیمت سے غنی کر دیا اور اس سے مانوق الاسباب غائبانہ طور پر غنی کرنا مراد نہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ الایۃ (پ ۱۰ ع ۱۳)۔ اور کہتے کہ اللہ ہم کو کافی ہے بہت جلد اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول اس کے حکم سے ہم کو دیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کر جانے سے پہلے مدینہ کے عام لوگ غریب تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد جب مدینہ اسلام کا دار السلطنت قرار پایا تو تجارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ
کر جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہو اور اگر منہ پھیریں رہیں گے تو اللہ
عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ
ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ کی مار دے گا نہ کوئی
فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْهُمْ
ان کا والی اور نہ کوئی مددگار ہو گا۔ ف۲ اور بعض ان میں سے
مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ
ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو اللہ اپنے فضل سے دے گا
لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ
تو ہم ضرور ہی خیرات دیں گے اور نیکوکاروں سے ہوں گے۔ پھر جب
اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا تو وہ بخل کر بیٹھے اور منہ
مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ
موڑ کر ہٹ گئے۔ پس اللہ نے ان کی موت کے دن
اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا
تک ان کے دلوں میں نفاق کی بنیاد لگادی کیونکہ اللہ سے انہوں نے
وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
وعدہ خلافی کی ہے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
کہ اللہ ان کے پوشیدہ اسرار اور سرگوشیاں جانتا ہے؟ اور یہ کہ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ
اللہ غیب سے آگاہ ہے۔ ف۱ یہ وہی تو ہیں جو خیرات دینے والے
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ
مسلمانوں پر خیرات دینے میں عیب لگاتے ہیں اور جو اپنی محنت سے
اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ
زیادہ مقدور نہیں رکھتے ان سے بھی مسخری کرتے ہیں اللہ ان کی

کو بھی فروغ ہوا اور پھر فتوحات کا جو سلسلہ چلا تو وافر دولت مدینہ والوں کے ہاتھ آ گئی۔ اس طرح اللہ نے ان کے رزق میں کشادگی پیدا کی اور اس کے رسول نے اپنے احسانات سے انہیں نوازا لیکن انہوں نے اس کے جواب میں اللہ کے ساتھ کفر اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی کا رویہ اختیار کیا۔

.....

ف۱: منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ برا بھلا کہہ کر اپنا اعمالنامہ سیاہ کرتے اور اگر کوئی ان سے پوچھتا کہ تم نے یہ لفظ کیوں کہے؟ تو صاف طور پر قسم اٹھا لیتے کہ ہم نے تو نہیں کہے ان کے حق میں یہ آیت يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا نازل ہوئی۔

یہ لوگ جلاس بن سوید اور عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین تھے۔
ایک شخص جس کا نام اسود تھا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا لیکن وہ آپ پر قابو نہ پا سکا اس کے بارے میں آیت وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا نازل ہوئی۔ بنی عدی بن کعب کے ایک آزاد شدہ غلام نے ایک انصاری کو قتل کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت میں بارہ ہزار درہم ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا اس بارے میں آیت وَمَا نَقَمُوْٓا الخ نازل ہوئی۔

ف۲: ایک شخص ثعلبہ بن حاطب نامی نے (جو منافق تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت مال کی دعا کیلئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑا مال جس پر شکر گزاری ہو سکے بہت سے مال سے جس پر شکر گزاری پوری نہ ہو سکے اچھا ہے' لیکن وہ مصر ہی رہا آخر کار آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا مال دیا کہ اس کی بھیڑ بکریوں کے لئے مدینہ میں جگہ ناکافی ہوگئی تو وہ جنگل میں چلا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ کی خدمت میں جمعہ کے روز بھی حاضر نہ ہو سکتا تھا زکوٰۃ کیلئے آپ نے اپنا تحصیل دار بغرض وصول زکوٰۃ بھیجا تو بجائے زکوٰۃ ادا کرنے کے الٹا بے ادبی سے پیش آیا گو بعد میں تائب ہو کر مع زکوٰۃ حاضر خدمت ہوا شاید دل سے مخلص نہ تھا آپ نے اس کی زکوٰۃ کو قبول نہ کیا آپ کے انتقال کے بعد صدیق اکبرؓ کے پاس زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے بھی قبول نہ کی بعد ازاں حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور انہوں نے بھی اسی وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ نے تیری زکوٰۃ کو قبول نہ فرمایا تھا میں بھی قبول نہیں کر سکتا پھر وہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آیا انہوں نے بھی قبول نہ کی حتیٰ کہ خلافت عثمانیہ میں اسی مال کی محبت میں مر گیا ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سچ ہے ؎

اگر دنیا نبا شد درد مندیم
وگر باشد بمہرش پائے : بیم

نوٹ: ثعلبہ بن حاطب (زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے) کے نام سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے کہ بدری صحابی ہیں حقیقت بات یہ ہے کہ ثعلبہ بن حاطب جو بدری صحابی تھے تو وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور یہ ثعلبہ بن حاطب جو زکوٰۃ کا انکار کرنے والا تھا خلافت عثمان (رضی اللہ عنہ) میں مرا اور یہ منافق تھا۔ بعض سوانح نگار اور مورخین نے اسی منافق کو اصحاب بدر میں گردانا ہے۔
اور نام کی وجہ سے اکثر مغالطہ میں پڑ گئے۔ دیکھئے جو بدری صحابی ہیں ان کا نام ثعلبہ بن حاطب بن بلتعہ ہے اور یہ جنتی ہیں بلکہ دونوں باپ بیٹا جنتی ہیں کیونکہ دونوں اہل بدر میں سے ہیں۔ اور دوسرا ثعلبہ بن حاطب بنو عمرو سے متعلق اوسی انصاری منافق اور مسجد ضرار کی تعمیر کمیٹی کا ممبر اور زکوٰۃ کا انکاری تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۸۵﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ

تحقیر کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی۔ ف۱ تو ان کے حق میں بخشش

اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ

مانگو یا نہ مانگو (برابر ہے) اگر تو ستر دفعہ بھی ان کے لئے بخشش

مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

مانگے گا تو بھی اللہ ہرگز ہرگز ان کو نہ بخشے گا یہ اس لئے ہے کہ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اللہ اور رسول سے یہ انکاری ہوئے ہیں اور اللہ ایسے بدکاروں کی جماعت

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۶﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ

کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ ف۲ رسول اللہ کے پیچھے بیٹھ رہنے والے اپنے بیٹھ

رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

رہنے پر خوش ہیں اور اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنا

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي

ان کو ناپسند ہوا اور کہتے رہے

الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

گرمی میں مت جاؤ تو کہہ جہنم کی آگ سخت گرم ہے کاش ان کو سمجھ ہوتی۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا

پس ہنسیں کم اور اپنی بداعمالیوں کی سزا پر

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ

روئیں بہت۔ ف۳ پھر اگر اللہ تجھے ان میں سے کسی گروہ کی طرف

مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ

واپس پہنچائے اور تجھ سے تیرے ساتھ جانے کی درخواست کریں تو کہہ دیجیو کہ تم

تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا

ہرگز ہرگز میرے ساتھ نہ نکلو گے اور نہ میرے ہمراہ دشمن سے لڑو گے

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ

تم پہلی مرتبہ پیچھے بیٹھ رہنے پر راضی ہو چکے ہو پس تم پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ

منزل ۲

ف: نبی ﷺ نے ایک دفعہ صدقہ دینے کی ترغیب دی تو عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم اور بعض غربا بھی حسب مقدور لے کر حاضر ہوئے تو اس پر وہ منافق جنہوں نے دینے دلانے میں باب لا ینصرف کے سوا کچھ پڑھا ہی نہ تھا مذاق اڑانے لگے کہ میاں یہ جو اتنے اتنے مال لے کر مجلسوں میں چندہ لے کر حاضر ہوتے ہیں ان کی نیت میں فتور ہے اخلاص سے نہیں آتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی یہ منافق اس قابل نہیں کہ تو ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کرے ایک بار نہیں بلکہ اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے اللہ سے بخشش چاہے تو بھی اللہ انہیں بخشے گا ۔ستر سے مراد یہاں عدد کامل یا کثرت استغفار ہے اور ستر تحدید کے لئے نہیں صرف تکثیر کے لئے آیا ہے جیسا کہ محاورہ عرب میں اکثر آتا ہے والسبعون جار مجری المثل فی کلامهم للتکثیر (کشاف) لان العرب فی اسالیب کلامهم تذکر السبعین فی مبالغة کلامها و لا ترید التحدید بها (ابن کثیر)۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کا بیٹا جو مخلص مومن تھا وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کے لئے استغفار کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا پھر جب ابن ابی مر گیا تو نبی علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن تھام کر عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا ہے آپ نے فرمایا مجھے تو اختیار دیا گیا ہے چاہوں استغفار کروں چاہوں نہ کروں ستر بار تک مغفرت نہ ہوگی میں اس سے زیادہ استغفار کروں گا چنانچہ آپ نے نماز پڑھا دی۔ آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اس کے بعد اتری یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے منافق کے کفر کے علم کے باوجود اس کے لئے استغفار کیسے کر دیا؟ جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کے کفر کا علم قطعی تو آپ کو اس آیت کے نزول کے بعد ہی ہوا نہ کہ اس سے قبل تھا محققین نے آیت اور اس کے شان نزول دونوں سے یہ قاعدہ اور اصول کیا ہے کہ مجتہد کو چاہیے کہ آیات عذاب میں تاویل اور وعدہ ہائے انعام میں توسیع کرتا رہے حضرت عمرؓ نے تو یہ سمجھا کہ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لهم سے اس فعل کا عبث ہونا معلوم ہوتا ہے اور عبث کا صدور ایسے حکم کی شان کے اعتبار سے ممنوع ہے اور نبی ﷺ کی نظر میں چونکہ کچھ حکمتیں تھیں ورنہ شور میں آپ کا ارشاد مروی ہے وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ قَمِيْصِيْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ رْجُوْاَنْ يَّسْلِمَ بِهٖ اَكْثَرُ مِنْ اَلْفٍ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ یعنی میرے کرتہ سے اس کو نجات نہیں ہو سکتی لیکن مجھ کو امید ہے کہ اس بات کو دیکھ کر کہ اپنے بدخواہوں کے ساتھ ایسی شفقت اور لطف فرمایا جاتا ہے بنو خزرج کے ایک ہزار زیادہ افراد مسلمان ہو جائیں گے اس حکمت کے اعتبار سے آپ نے اس کو عبث سے خارج سمجھ کر اختیاری فعل کے مقتضا پر عمل فرمایا پس نہ حضرت عمرؓ پر اشکال رہا نہ اور آپ ﷺ پر فاسقین سے وہ نافرمان لوگ مراد ہیں جو ایمان وحق کی طلب ہی نہیں کرتے محض گنہگار ہونا مراد نہیں ای الخارجین من الایمان (مدارک)

اگر شبہ ہو کہ آیت مذکورہ مفید نہی ہے تو نبی ﷺ نے کیوں خلاف کیا؟ اگر مفید نہی کی نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود اہل زبان ہونے کے اور واضح مطلب سمجھ جانے کے کیوں معارضہ کیا؟ تو جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں اختیار دیا گیا ہے اور کسی جانب کو ترجیح نہیں اس کی ترجیح دلیل خارجی سے سمجھی جائے گی نبی ﷺ نے ایک مصلحت دینی کو ل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ

بیٹھے رہو۔ ف۱ اور ان میں سے کوئی مرے تو اس پر نماز جنازہ بھی

اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ

نہ پڑھیو اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہو یہ لوگ اللہ اور

رَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

رسول سے منکر ہوئے ہیں اور بدکاری ہی میں مرے ہیں۔ ف۲ تو ان کے مال اور

اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ

اولاد پر تعجب نہ کر اللہ کو یہی منظور ہے کہ اس مال اور اولاد کی وجہ سے

بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۹﴾

ان کو دنیا میں عذاب دے اور ان کی جان بھی نکلے تو کفر کی حالت میں نکلے۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ

اور جب کوئی سورت ان معنی کی اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا

کے ہمراہ ہوکر جہاد کرو تو ان میں سے آسودہ آدمی تجھ سے اذن چاہتے لگتے ہیں

ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے ہم پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہیں۔ یہ راضی ہیں کہ پیچھے رہنے

الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی ہے۔ پس اب نہیں سمجھیں گے

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا

لیکن اللہ کا رسول اور اس کے ساتھ کے ایماندار مال و جان سے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ

اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں انہی کے لئے بھلائیاں ہیں اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ

وہی کامیاب ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے باغ تیار کیے ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے

منزل ۲

عدم نبی پر دلیل قرار دیا اور مصلحت تھی بھی بہت لوگوں کا ابی بن سلول پر نماز جنازہ پڑھنے کے مشفقانہ فعل کو دیکھ کر مسلمان ہوجانا اور حضرت عمرؓ نے فلن یغفر اللہ لھم کو نہی کے لئے قرینہ بنا کر معارضہ کیا جانب استغفار کو حضورؐ نے ایک دینی مصلحت کی وجہ سے ترجیح فرمائی اور جانب عدم استغفار کو فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ کے قرینہ کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ترجیح دی اور رئیس المنافقین کے جنازہ پر معارضہ کیا۔ بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے فعل مبارک سے اس امر کو واضح فرمانا تھا کہ ایمان کے بغیر تبرکات کوئی فائدہ نہیں دیتے اس حکم کی وضاحت کے لئے نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور استغفار کیا۔

ف۳: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِهٖ بِتِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آگ تمہارے پاس دنیا میں موجود ہے یہ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول تحقیق یہ دنیا کی آگ ہی کافی تھی تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس سے انہتر حصے زیادہ ہے کہ ہر ایک حصہ کی تیزی اور گرمی اس آگ کی سی ہے ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خوف الٰہی سے رویا ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا جب تک کہ دودھ تھنوں میں داخل نہ ہو جائے یعنی ہرگز وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں کبھی جمع نہ ہوگا جس شخص نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی محنت اٹھائی اس کو دوزخ نہ لگے گا یعنی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی کتاب الزہد)

.....

ف۱: یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ جب کسی آدمی سے کوئی مکر اور فریب اور بدعت ظاہر ہو تو اس سے علیحدہ ہوجانا واجب ہے۔

ف۲: عبداللہ بن أبي عليه ما يستحقه کے مرنے پر اس کے بیٹے نے جو مخلص مومن تھا نبی ﷺ کی خدمت میں اس کا جنازہ پڑھنے کی درخواست کی آپ نے اپنی رحیمانہ عادت سے اس کی درخواست کو قبول فرمایا مگر چونکہ عبداللہ کی شرارتیں اور فساد کچھ ایسے نہ تھے کہ کسی سے مخفی رہے ہوتے منافقوں کا تو وہ سرکردہ ہی تھا ایسے موقع پر غیرت مندوں کو سخت جوش آیا کہ یہ بدبخت تو زندگی میں ہم کو ایذائیں اور تکلیفیں دیتا رہا آخر مر کر نبی ﷺ کی دعا سے بہرہ ور بھی ہوا جاتا ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر گزارش کی کہ ایسے شخص کا آپ جنازہ پڑھتے ہیں جس نے فلاں روز یہ شرارت کی فلاں دن یہ فساد اٹھایا مگر آپ کی طبعی رحم دلی نے فاروق رضی اللہ عنہ کے سب سوالوں کو نہایت ہی سہل سمجھا لیکن چونکہ اللہ کے نزدیک فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ رائے وزن رکھتی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت کے اترنے کے بعد نہ تو کسی منافق کے جنازے کی نماز آپ نے پڑھی اور نہ ہی کسی منافق کے لئے استغفار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ آپ کے بعد یہ رہا کہ جس کے جنازے کی نماز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پڑھتے اس کے جنازے کی نماز آپ بھی پڑھتے جس کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہ پڑھتے تو اس کی حضرت عمر بھی نہ پڑھتے یہ اس لئے کہ حضرت حزیفہ کو نبی ﷺ نے منافقوں کے نام گنوا دیئے تھے اور صرف انہی کو یہ نام معلوم تھے اسی بنا پر انہیں راز دار رسول کہا جاتا تھا۔ قیام علی القبر سے مراد وہ ہے جو بطور اکرام کے ہو خواہ بغرض زیارت ہو یا بغرض دفن اگر عبرت اور موت کو یاد کرنے کے لئے ہو یا ضرورت کے لئے ہو تو اس طرح قیام علی القبر درست ہے لیکن اگر زیارت یہ غرض عبرت میں کوئی مفسدہ دینیہ ہو تو جائز نہیں (بقیہ صفحہ 863 پر دیکھیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جنگلی لوگ بھی عذر کرتے

الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا

ہوئے آئے ہیں کہ ان کو رخصت ملے اور اللہ اور رسول سے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

جھوٹ بولنے والے بیٹھ رہے ہیں ان میں سے کافروں کو دکھ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى

کی مار پہنچے گی۔ ف۱ کمزوروں پر گناہ نہیں اور نہ بیماروں اور نہ

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا

ان لوگوں پر گناہ ہے جن کو خرچہ جنگ میسر نہیں بشرطیکہ

نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ

اللہ اور اسکے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں نیکوکاروں پر کوئی

سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ

الزام نہیں ہوتا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ اور نہ ان لوگوں پر

اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ

گناہ ہے جو تیرے پاس آتے ہیں کہ تو انکو سواری دے تو تو کہتا ہے کہ میرے پاس

اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

کوئی سواری نہیں جس پر تم کو سوار کروں اور خرچ میسر نہ ہونے کے

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا

غم سے روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں ف۳ گناہ تو

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ

انہی لوگوں پر ہے جو غنی ہوکر تجھ سے رخصت

اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۚ

مانگا کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں میں مل رہیں

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے پس وہ نہیں سمجھیں گے۔ ف۴

ف۱: جنگ تبوک میں جو سخت گرمیوں میں ہوئی تھی بہت سے مخلصوں اور منافقوں کا امتحان ہوگیا تھا شروع ہی سے کمزور لوگوں نے لانے والی گرمی کا عذر کرنا شروع کردیا بعض لوگ تو واقعی معذور تھے مگر بعض نے صرف ظاہری بہانہ جوئی سے پیچھے رہنا چاہا ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ثنائی بحوالہ معالم) اعراب کہتے ہیں صحرانشینوں کو یہ عرب سے اخص تر ہیں کیونکہ عربی وہ ہے جو زبان عربی بولے خواہ صحرا میں رہے یا شہر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان کا عذر فی الواقع صحیح تھا اسی کو ابن کثیر نے ظاہر کیا ہے حسنؒ اور قتادہؒ نے کہا کہ انہوں نے عذر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر نہ سنا۔

ف۲: اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے وہ عذر بیان کیے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے بیٹھ رہنے میں کچھ حرج نہیں ہے جیسے اندھے۔ لنگڑے۔ بوڑھے۔ لڑکے اور عورتیں اور ان کی مانند وہ جن کی اصل خلقت میں ضعف ہو اور جیسے بیمار جو جہاد میں نہ جا سکے یا فقیر جو بسبب فقر کے تیاری سامان جہاد کی نہیں کرسکتا لیکن اس شرط سے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی یہی ہے کہ اس پر ایمان لائیں اس کی شریعت پر عمل کریں جو عمل خلاف شرع ہو اس کو چھوڑ دیں اس میں محبت مجاہدین بطریق اولی داخل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی نبوت کی تصدیق کریں آپ کے ہر فرمان کو بجا لائیں ان کے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنے رہیں احیائے سنت میں کوشش کریں ایسے لوگوں پر کوئی الزام کا نہیں ہے۔

ف۳: یعنی سچے اہل ایمان کے جذبات اس طرح ہوتے ہیں کہ جو لوگ سواری کا انتظام خود نہیں کرسکتے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے لیے سواری کا انتظام کردیا جائے لیکن جب آپ ان کے لیے قلت وسائل کی بنا پر انتظام نہ کرسکے تو اس احساس کے تحت کہ وہ جہاد کی سعادت سے محروم رہیں گے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ”میں تمہارے لیے سواری کا انتظام نہیں کرسکتا“ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے بسی کو ظاہر کرتا ہے مگر اس قسم کے واضح دلائل کے باوجود مسلمانوں کا جاہل طبقہ رسول کو خدا کا درجہ دینے لگتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خزانے ہیں اور اگرچہ آپ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن آپ کو مدد کے لیے پکارنا بالکل جائز ہے یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے اور رسول کا یہ قول جو آیت میں بیان ہوا ہے اس عقیدہ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

ف۴: یعنی الزام اور باز پرس ان پر ہے جو کہ باوجود تونگری کے بیٹھنے کی اجازت مانگتے ہیں اور ان کو عورتوں اور نکمیوں میں رہنا پسند آتا ہے سو اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگائی ہے ان کو اپنا نفع اور نقصان کچھ نہیں سوجھتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا

جب تم واپس ان کے پاس جاؤ گے تو تمہارے پاس عذر کر دیں گے تو کہہ دینا تو

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ

کہ کوئی عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حال سے خبر بتلا دی ہے

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى

اور اللہ اور رسول تمہارے کاموں کو دیکھیں گے پھر تم اللہ عالم الغیب والشہادۃ کے

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پاس پھیرے جاؤ گے پس وہی تمہارے

تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ

کاموں کی خبر دے گا۔ جب تم ان کے پاس لوٹو گے تو تمہارے سامنے اللہ کی

اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ

قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو پس تم نے بھی ان سے منہ پھیر لینا

رِجْسٌ ۠ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

وہ ناپاک ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی جزا میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ

تمہارے پاس قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اَلْاَعْرَابُ

واللہ بدکاروں کی قوم سے راضی نہیں ہوا کرتا۔ ف۱ دیہاتی لوگ

اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ

کفر اور نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو علم

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنَ

اپنے رسول پر احکام اتارے ہیں ان کے سمجھنے سے نابلد ہیں اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ

بعض دیہاتی تو ایسے ہیں جو کچھ خرچتے ہیں اور اس کو اپنے ذمے چٹی سمجھتے ہیں اور تم پر

بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

مصیبتوں کے منتظر ہیں انہیں پر مصیبتیں پڑیں گی اور اللہ سنتا

نہیں' جس سے اللہ پاک راضی نہ ہو تو مومنوں کو بھی اس سے راضی نہ ہونا چاہیے بلکہ ان پر واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری میں فاسقوں سے ناراض رہا کریں۔

بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس طرح آپ ہر امتی کے تمام احوال سے باخبر رہتے ہیں اس کی تائید میں وہ مسند بزار کی ایک روایت تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا پیش کرتے ہیں لیکن ان کا یہ استدلال باطل اور غلط ہے۔ کیونکہ تمام مفسرین نے نبی علیہ السلام کے زمانے میں منافقین کے اعمال مراد لئے ہیں اور کسی نے بھی اس سے اعمال کا پیش ہونا ثابت نہیں کیا۔ روح المعانی میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ تمہارے شر اور فساد وغیرہ کی اللہ تعالیٰ نے وحی کر کے مجھے خبر کر دی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں خطاب صرف زمانہ نبوی کے منافقین سے ہے ساری امت مراد نہیں نیز منافقین کے صرف وہی اعمال مراد ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی موجودگی میں وہ کرتے تھے ان کے تمام اعمال مراد نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے وہ روایت بالمعنی ہے' اصل حدیث حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَ سَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَ وَجَدْتُ فِيْ مَسَاوِئِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ وَ لَا تُدْفَنُ. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۷) یعنی میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے اور اس سے بالاتفاق عرض اجمالی مراد ہے یعنی آپ کے سامنے نیک اور برے اعمال کی فہرستیں پیش کی گئیں کہ نیکی کے اعمال کون سے ہیں اور گناہ کے کام کون سے بعض لوگ حضرت انسؓ کی روایت عرض علی اجور امتی الخ سے استدلال کرتے ہیں جو ابوداؤد و ترمذی میں موجود ہے لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں' ایک تو اس لئے کہ اس سے بھی عرض اجمالی مراد ہے اور دوسرا یہ کہ یہ روایت منقطع ہے مُطَّلِب راوی حضرت انسؓ سے روایت کرتا ہے ان سے اس کا سماع ثابت نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلب بن عبداللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک بھی صحابی سے سننا ثابت نہیں ہے۔ اور اعمال پیش کیے جانے کا عقیدہ شیعوں کا خانہ ساز ہے' چنانچہ اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان باب عرض الاعمال علی النبی والائمۃ علیہم السلام ہے اس باب کے تحت مؤلف کتاب علامہ یعقوب کلینی نے حضرت جعفر صادق حضرت رضا اور دیگر آئمہ سے کئی روایات نقل کی ہیں کہ امت کے تمام نیک اور بدکار لوگوں کے اعمال ہر روز صبح و شام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اماموں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

ف۱: نزول آیت کا زمانہ سفر تبوک کا ہے یہ بات بطور پیشگوئی فرمائی جا رہی ہے کہ جب لشکر اسلام مدینہ واپس پہنچے گا تو منافقین اپنے اپنے عذر پیش کریں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی تم ان کے جواب میں کہنا کہ ہم تمہاری بات نہیں سنتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے ہم کو خبر دے دی ہے اور آئندہ کا تمہارا حال اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ توبہ کرو گے یا نفاق پر رہو گے پھر آخرت میں تمہیں اپنا خیر و شر معلوم ہو جائیگا اور اعمال کی سزا ملے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! وہ اپنی صفائی کے لئے قسمیں کھائیں گے تو تم ان کی قسموں کو سچا نہ جاننا بلکہ ان کو ناپاک سمجھ کر ان سے منہ پھیر لینا کیونکہ ان کی جگہ جہنم ہے یہ تمہیں خوش کرنے کے لئے قسمیں کھائیں گے اگر تم ان کے داؤ میں آ کر ان سے راضی ہو گئے تو ہوتے رہو مگر اللہ ان سے راضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور جانتا ہے۔ اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر

الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچتے ہیں اس کو اللہ کے حضور قرب کا موجب

الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ

اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ جانتے ہیں سن رکھو وہ ان کی خیرات واقعی قرب الٰہی کا سبب ہے

فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ سب سے اول سبقت کرنے والے

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

تابع ہوئے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے

عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ

راضی اور اللہ نے ان کے لیے بہشت تیار کیا ہے جن کے تلے نہریں جاری ہوں گے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ ف۲ اور تم سے

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ

اردگرد رہنے والوں میں بھی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی بعض

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کو نہیں جانتا

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾

ہم ان کو جانتے ہیں ہم ان کو کئی دفعہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب میں پھیرے جائیں گے۔ ف۳

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا

اور کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا ہے انہوں نے کئی ایک نیک

وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

عمل کئے ہیں اور بعض برے بھی اللہ جلد ان پر رحم کرے گا بے شک اللہ

منزل ۲

قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ رواه الترمذی۔ مشکوٰۃ ج۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنت فصل ثانی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے سوا سب آگ میں جائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر گامزن اور عمل پیرا ہوں گے۔ (عفیف)

ف۳: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور دو عذابوں سے مراد یہ کہ ایک رسوائی دنیا میں ہے اور دوسرا عذاب قبر اور عذاب بڑا ہمیشہ رہنا جہنم میں ہے۔

ف: یعنی ان دیہاتیوں اور صحرانشین بدوؤں میں سے ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کو چٹی سمجھتے ہیں اور وہ یہ آس لگائے ہوئے ہیں کہ چونکہ زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا کبھی خیر کبھی شر تو کوئی بعید نہیں کہ رسول اللہ ﷺ مر جائیں اور مشرک غالب ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بری گردش تم پر ہوگی نہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں پر اللہ تعالیٰ تمہاری بات سنتا ہے تمہارے ضمائر کو جانتا ہے ایک قسم اعراب کی اہل ایمان بتائی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس کا قرب حاصل ہونے کی امید پر خرچ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا یہ خرچہ کرنا موجب قربت ہے اللہ تعالیٰ ان پر ضرور ہی رحم فرمائے گا۔

ف۱: بعض کے نزدیک سابقین وہ لوگ ہیں جنہوں نے سال حدیبیہ میں بیعت الرضوان پائی اور بعض کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی بعض نے کہا کہ وہ اہل بدر ہیں لیکن آیت کے حمل کرنے سے ان سب معافی پر کوئی مانع نہیں۔ تابعین سے مراد متاخرین صحابہ اور جو ان کے بعد ہیں۔ اللہ پاک نے خبر دی ہے کہ وہ سابقین اور تابعین بالاحسان سے راضی ہے السابقون اور الاولون میں الف لام استغراق وجنس کا ہے اور من تبعیض کا نہیں بلکہ بیان کے لئے ہے مہاجرین ہوں یا انصار صحابہ کرام کی کوئی سی بھی قسم ہو بہر حال یہ حضرات معصوم نہ تھے عصمت صرف خاصۂ نبوت ہے اس لئے حکم ان حضرات کے اتباع مطلق کا نہیں بلکہ یہ قید لگی ہوئی ہے کہ نیک کرداری میں ان کا اتباع کیا جائے باحسان ای ما یتبعون فیه من افعالهم و اقوالهم لا ما فی صدر عنهم من الهفوات والزلات اذلم یکونوا معصومین (قرطبی) اور اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ روایت بھی ضعیف ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں سے تم جس (کسی ایک) کی بھی پیروی کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ فبایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جو مہاجرین و انصار سے بغض رکھیں اور ان کو برا کہیں گالی دیں تمام صحابہ یا ان میں سے کسی ایک کو خصوصاً سید الافضل صحابہ صدیق اکبر خلیفہ بلافصل ابوبکرؓ کو اور جو ان کو برا کہیں یا گالیاں بکیں تو ایسے لوگوں کے دل منکر ہیں عقلیں معکوس ہیں ان کا ایمان قرآن پر کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ ان کو برا کہتے ہیں جن سے اللہ راضی ہو چکا مسلمانوں کو بھی جن سے اللہ پاک راضی ہوا راضی رہنا چاہیے۔ اس آیت میں بڑی بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو صحابہؓ کی پیروی کرتے ہیں جو لوگ ان کی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ اس بشارت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عقیدہ اور مذہب صحابہ کا تھا وہی حق ہے اور جو ان کے برخلاف ہے وہ گمراہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تُفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ف۱ تو ان کے والوں سے صدقات قبول کیا کر

وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

اور ان کے ذریعہ ان کو پاک و صاف کیا کر اور ان کے لیے دعا کیا کر تیری دعا ان کے لیے موجب

لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

تسکین ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ

هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات لیتا ہے اور

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۵﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى

یہ کہ اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم والا ہے۔ ف۲ اور کہہ کہ تم عمل کئے جاؤ

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ

پھر اللہ اور اسکا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور تم عالم الغیب

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

والشہادۃ کی طرف پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے اعمال سے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا

آگاہ کرے گا۔ اور چند آدمی اور بھی ہیں جن کا معاملہ حکم الٰہی کی انتظاری میں ملتوی کیا گیا ہے

يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

خواہ وہ ان کو عذاب کرے یا ان پر رحم کرے اور اللہ بڑے علم والا اور

حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا

بڑی حکمت والا ہے۔ ف۳ اور جنہوں نے دکھ دینے کو اور اللہ سے کفر کرنے کو اور

وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ

مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی غرض سے اور اس شخص کو پناہ دینے کی نیت سے جو اللہ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ

یعنی اس کے رسول سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے مسجد بنائی ہے حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں

اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۴ تو اس مسجد

منزل ۲

ف۱: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو سستی کی وجہ سے جہاد سے رہ گئے لیکن تھے وہ مومن انہوں نے اپنے اعمال بد کا اقرار کیا اور ان کے اعمال صالحہ بھی تھے وہ اللہ کے عفو اور غفران کے نیچے ہیں۔ یہ آیت اگرچہ معینہ اشخاص کے حق میں آئی ہے لیکن سارے مذنبین مخلصین کے حق میں ہے۔ وللہ الحمد ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ یہ آیت ابولبابہؓ اور اس کے ساتھیوں کے حق میں اتری ہے وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس آئے تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھا اور قسم کھائی کہ وہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف نہ فرما دیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف فرما کر چھوڑ دیا۔

ف۲: صلوٰۃ سے مراد اس جگہ دعا و استغفار ہے چنانچہ عبداللہ بن ابی اوفی کے والد آپ کے پاس اپنا صدقہ لے کر آئے تو حسب عادت آپ نے دعا کی کہ اے اللہ آل ابی اوفی پر اپنی رحمتیں نازل فرما اسی طرح جب آپ کے پاس کسی قوم کا صدقہ آتا تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے۔ صدقہ سے مراد یہاں فرض زکوٰۃ اور گناہوں کے کفارہ کا صدقہ ہے۔ اس بارے میں دونوں اقوال مروی ہیں جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ گناہوں کے کفارے کا صدقہ مراد ہے۔ لیکن ترجیح دوسرے قول کو ہے۔

تطھر و تزکی کو صدقہ کی صفت بھی کہا گیا ہے اور حال بھی قرار دیا گیا ہے لیکن بہترین ترکیب یہ ہے کہ ضمیریں مخاطب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیری جائیں جیسا کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے۔

ف۳: و قل اعملوا الخ سے مراد وہی اعمال ہیں جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کرتے تھے یعنی تم کام کئے جاؤ اللہ کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال و اقوال کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے یا جھوٹی اور آخرون مرجون سے مراد تین بزرگ صحابہ ہیں جن کی توبہ ڈھیل میں پڑ گئی تھی۔ ان کے نام کعب بن مالک۔ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام صحابہ نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے تھے کیونکہ یہ لوگ جنگ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے اور پچاس روز کے بعد ان کی توبہ نازل ہوئی تھی تو وہ لوگ اتنے دنوں تک باوجود تکلیف شدید کے ثابت قدم رہے۔ پھر توبہ کی قبولیت کے بعد صحابہ نے ان سے اپنے تعلقات قائم کر لئے تھے۔

السید طنطاوی نے معجم اعراب الفاظ القرآن الکریم میں بھی یہی ترکیب کی ہے۔ ص ۲۶۰۔ (عفیف)

ف۴: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے ان فاسد اغراض کو بے نقاب کیا ہے جس کیلئے انہوں نے مسجد تعمیر کی تھی۔ ان کی پہلی غرض یہ تھی کہ اس سے دین کو نقصان پہنچایا جائے مسجدیں تو اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ دین پھلے پھولے اور اسلام کا یہ شعار اس کے استحکام کا ذریعہ بنے۔

لیکن انہوں نے اسلام کی بیخ کنی کرنے کی غرض سے مسجد تعمیر کی تھی۔ ایک ایسی مسجد کو جس کی بنیاد ہی باطل اغراض پر رکھی گئی ہو تقدس کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ ان کی دوسری غرض یہ تھی کہ یہ حقیقۃ عبادت گاہ نہیں بلکہ کفر کا مرکز بنے۔ تیسری غرض یہ تھی کہ مسلمان کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے اور وہ اس طرح کہ ان کو ان کے اصل مرکز اجتماع سے الگ کرنے کی کوشش کی جائے اور چوتھی غرض یہ کہ دشمنان اسلام کیلئے یہ آماجگاہ بن جائے تا کہ وہ اسلام کے خلاف یہاں سے ریشہ دوانیاں کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ

میں کبھی بھی کھڑا نہ ہو جو مسجد جس کی بنیاد پہلے روز سے خالص

يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ

نیت پر اٹھائی گئی ہے اس میں تیرا کھڑا ہونا انسب ہے اس میں ایسے لوگ ہیں

يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ

جو پاکیزگی چاہتے ہیں اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ف کیا جس نے

بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

اپنی عمارت کی بنیاد خوف اللہ پر رکھی ہے وہ اچھا ہے یا جس نے گرنے

اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ

والے کنارے پر اپنی بنیاد رکھی ہے پس اس کو بھی جہنم میں

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لے گرے وہ اچھا ہے؟ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ

جو بنیاد انہوں نے اٹھائی ہے اس کا رنج ان کے دلوں میں ہمیشہ تک رہے گا

ع ۱۴ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

مگر جب ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ

نے مسلمانوں کی جان اور مال جنت کے عوض خریدے ہوئے

لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

ہیں اور اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے ہیں

يُقْتَلُوْنَ ؕ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

اور مارے بھی جاتے ہیں اس نے توریت اور انجیل اور قرآن

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

میں وعدہ کیا ہوا ہے اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہے پس تم اپنے

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

سودے سے جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے خوشی مناؤ یہی بڑی

ف۱: ایک منصوبے کے تحت منافقوں نے مسلمانوں میں تفرقہ بازی پیدا کرنے کیلئے ایک گاؤں میں ایک مسجد بنائی تا کہ وہ یہ ظاہر کریں کہ یہاں کے لوگوں کو مدینہ میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور اس تجویز کی تکمیل کرنے کو کیلئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ایک دفعہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس مسجد کو متبرک فرما دیں گویا افتتاحی جلسہ آپ کے نام سے ہو۔ دراصل اس تجویز کا بانی مبانی ایک شخص ابو عامر نصرانی تھا جو مذہبی تعصب کی آگ میں جلتا رہتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روز افزوں ترقی دیکھ کر وہ امداد کی خاطر شام کے ملک میں عیسائی سلطنت کے زیر حمائت چلا گیا تھا' اسی خبطی نے مدینہ کے منافقوں کو یہ تجویز بتائی تھی کہ ایک مسجد بناؤ مسجد کیا گویا فساد کی ایک بنیاد تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ دراصل یہ مقابلہ کسی آدمی سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے جو دلوں کے اسرار پر بھی مطلع ہے انہی خبطیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے نماز پڑھنے کے اس مسجد کو گرا کر وہاں پاخانہ ڈالنے کا حکم دیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ شخص انتہائی ذلیل اور بدکار ہے جو دین کو اپنی اغراض فاسدہ کا آلہ کار بنائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو کچھ دنوں تک آپ کا قیام قباء کے علاقہ میں رہا وہاں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو مسجد قباء کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مدینہ کی پہلی مسجد تھی۔ دوسری مسجد آپ نے اندرون شہر تعمیر فرمائی جس کو مسجد نبوی کہتے ہیں۔ ان دونوں مسجدوں کی بنیاد تقویٰ (خدا خوفی اور پرہیزگاری) پر رکھی گئی تھی اس لئے آیت کا مصداق دونوں ہی مسجدیں ہو سکتی ہیں۔

ایک جماعت سلف نے تصریح کی ہے کہ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى سے مراد مسجد قباء ہے' ابن عباس اسی کے قائل ہیں اور ایک جماعت سلف و خلف نے کہا ہے کہ مراد اس سے مسجد نبوی ہے عمرؓ اور ابن عمرؓ اسی طرف گئے ہیں اور ابن جریرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے پس ان دونوں باتوں میں کوئی اختلاف نہیں' جبکہ مسجد قباء شروع دن سے تقویٰ کی بنیادوں پر ہے تو مسجد نبوی اس وصف کی اس سے بھی زیادہ مستحق ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جا کر دریافت فرماتے ہیں کہ وہ مسجد کہاں ہے جس کی بنیاد شروع ہی سے پرہیزگاری پر ہے آپ نے کچھ کنکر اٹھا کر انہیں زمین پر پھینک کر فرمایا وہ تمہاری یہی مسجد ہے' یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔ الغرض اس سے مراد یہ دونوں مسجدیں ہیں۔ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ ان مسجدوں میں نماز پڑھنا جن کی بنیاد اول دن سے اللہ کی عبادت کیلئے رکھی گئی ہے مستحب ہے اور اس پر کہ نماز ادا کرنا ہمراہ جماعت صالحین کے جو اکمال وضو پر محافظت رکھتے ہیں اور پلیدی سے صاف ستھرے رہتے ہیں' افضل ہے۔

يتطهروا سے مراد ظاہری پاکیزگی بھی ہے اور باطنی پاکیزگی بھی۔ شریعت نے دونوں کے احکام دیئے ہیں اور ان مخلص مؤمنین کا وصف یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے قلب و ذہن کو گناہوں سے پاک رکھتے ہیں اور ساتھ ہی جسمانی پاکیزگی کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے مسجد ضرار کی بنیاد رکھنے والوں کا باطن کفر و نفاق کی نجاست سے آلودہ تھا۔ انہیں نہ قلب کی پاکیزگی کا احساس تھا اور نہ جسمانی پاکیزگی کا خیال۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ
کامیابی ہے۔ ف۱ وہ توبہ کرنے والے عبادت میں لگے ہوئے حمد و ثناء کرنے والے
السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ
سفر کرنے والے رکوع سجود کرنے والے نیکیوں کے کام
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ
بتلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کے حکموں
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ
حفاظت کرنے والے ہیں اور مومنوں کو خوشخبری سنا۔ ف۲ نبی اور مومنوں
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا
کی شان سے بعید ہے شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں گو وہ
اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ
قرابتی ہوں جب کہ ان کو معلوم ہو چکے کہ وہ
الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا
جہنمی ہیں۔ ف۳ اور ابراہیم کی دعا باپ کے لیے
عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ
وعدہ کی وجہ سے جو اس سے کر چکا تھا پھر جب اسے معلوم ہوا
عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾
کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گیا ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا۔ ف۴
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًاۢ بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى
اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت آنے کے بعد گمراہ قرار دے
يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ
جب تک ان کو ان امور سے اطلاع نہ دے جس نے ان کو پہنچا ہے شک اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے۔ ف۵
اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا
آسمانوں اور زمینوں کی کل حکومت اللہ کے قبضے میں ہے وہی زندگی بخشتا اور مارتا ہے
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ
اور اس کے سوا تمہارا کوئی بھی والی وارث اور حامی مددگار نہیں۔

ف۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ایمانداروں کو ان کے مال اور جان کے عوض بہشت دیں گے یہ اس کا بڑا فضل و کرم اور احسان ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ اللہ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں اسی لئے مستحق جنت کے ٹھہرے ہیں گو ان پر قتل واقع نہ ہو لیکن جب ان کا امتحان جہاد میں ہو گیا اور انہوں نے جان دینے پر پیش قدمی کی تو انہیں بہشت کا ملنا ضروری ہے خواہ مریں یا نہ مریں' پھر اس وعدے کی تاکید تورات اور انجیل اور قرآن سے فرمائی کہ یہ وعدہ اللہ پاک نے اپنے اوپر لکھ رکھا ہے اور اپنی بڑی بڑی کتابوں میں اتارا ہے اللہ پاک صادق الوعد ہے وہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا سو اس لین دین پر خوش ہو جانا چاہیے کہ یہ بڑے نفع کی تجارت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا مراد ملے گی۔

ف۲: بعض مفسرین نے سائحون سے روزہ دار مراد لئے ہیں کیونکہ روزہ دار کھانے پینے وغیرہ مرغوب لذتوں سے بے تعلق ہو کر روحانی مدارج اور ملکوتی مقامات کی سیر کرتا ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک اس کا مصداق مہاجرین ہیں جو گھر بار چھوڑ کر دارالاسلام میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض مفسرین نے اس سے مجاہدین مراد لئے ہیں کہ مجاہد اپنی جان سے بے تعلق ہو کر اللہ کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے نکلتا ہے۔ اور جبکہ بعض کی رائے میں یہ لفظ طلبہ علوم کے لئے ہے جو وطن' کنبہ راحت و آسائش وغیرہ سب کو خیر باد کہہ کر طلب علم کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں مگر حدیث نبوی میں اس کی شرح الصائمون (روزہ داروں) سے آئی ہے اور صحابہ و تابعین سے بھی روزہ دار ہی منقول ہے۔ رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهٗ قَالَ سِيَاحَةُ اُمَّتِيْ الصِّيَامُ

ف۳: جس شخص کے بارے میں پتہ چل جائے کہ وہ یقیناً دوزخی ہے خواہ یہ وحی الٰہی کے ذریعے سے ہو یا اس کے اعلانیہ کفر و شرک پر اس کی موت آ چکی ہو تو اس کے حق میں استغفار کرنا اور بخشش مانگنا ممنوع ہے بعض روایات میں ہے کہ یہ آیت نبی ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور بعض احادیث میں مذکور ہے کہ آپ کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی' بہرحال شان نزول کچھ بھی ہو حکم یہ ہے کہ کفار و مشرکین کے حق میں جن کا خاتمہ کفر و شرک پر معلوم ہو جائے ان کیلئے استغفار جائز نہیں و لو کانوا اولی قربی یہ قرابت کا تعلق خواہ مومنین کے ساتھ ہو یا خود نبی کے ساتھ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بزرگ کے ساتھ کوئی نسبت قائم ہو جانا یہاں تک کہ نسبت نسبی بھی نجات کے لئے بالکل کافی ہے وہ سوچیں کہ جب نبی ﷺ سے بغیر ایمان کے صرف نسبت اس آیت کی رو سے کافی نہیں تو پھر کسی اور بزرگ کا تو ذکر ہی کیا ہاں زندہ مشرک کے لئے ہدایت کی دعا ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مشرک قوم کے لئے مغفرت کی ان الفاظ میں دعا فرمائی تھی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اے اللہ میری قوم بے علم ہے اس کو بخش دے۔ آپ ﷺ کی یہ دعا بظاہر اس آیت کے خلاف ہے تو جواب یہ ہے کہ آپ نے ان کے لیے ہدایت کی دعاء کی ہے کہ اے اللہ میری اس جاہل اور میرے مقام اور مرتبے سے ناواقف قوم کو ہدایت سے نواز دے تاکہ وہ مغفرت کی مستحق ہو جائے۔

ف۴: یہ سوال مقدر کا جواب ہے کہ جب نبی اور مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے حق میں استغفار کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کے لئے کیوں استغفار کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اس وعدے کی بنا پر تھا جو انہوں (بقیہ صفحہ 863 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

اللہ نے اپنے نبی پر اور مہاجروں اور انصار پر مہربانی سے توجہ کی جو

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ

مشکل سے مشکل وقت میں جب کہ بعض مسلمانوں کے دل

قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ

نبی کا ساتھ دینے سے ڈگمگا چکے تھے نبی کے ساتھ رہے پھر ان پر متوجہ رہا وہ ان پر

رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى

بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور ان تینوں پر بھی رحم کیا اور جن کا معاملہ اللہ کے حکم

اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ

کی انتظار میں اس وقت تک ملتوی کیا گیا تھا جس وقت کہ زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجودیکہ

عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ

فراخ تھی اور وہ اپنی جان سے بیزار ہو گئے اور وہ سمجھے کہ اللہ سے بھاگ کر صرف اسی کے پاس

اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

پناہ ہے پھر ان پر توجہ کی کہ وہ بھی جھکے رہیں اللہ بڑا ہی مہربان نہایت

الرَّحِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا

رحم والا ہے۔ ف۱ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور

مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ

سچوں کا ساتھ دیا کرو۔ ف۲ اہل مدینہ اور ان کے گرد والے دیہاتیوں کو

حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

مناسب نہیں کہ رسول اللہ سے پیچھے ہٹ رہیں اور نہ

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا

اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جان کی فکر کریں ف۳ یہ اس لئے ہے

يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ

کہ جو کچھ بھوک پیاس اور تکان اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ وَلَا يَطَـــُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ

ان کو پہنچے گا اور جہاں ان کے قدم جائیں گے جس سے کافروں کو رنج ہو یعنی دارالکفر کو فتح کریں گے

ف۱: متن میں تاب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کا فاعل جب اللہ ہو اور علی کے صلہ کے ساتھ آئے تو اس کے معنی معاف کرنے۔ توبہ قبول کرنے' رحمت کے ساتھ متوجہ ہونے اور مہربان ہونے کے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ لفظ اپنے وسیع مفہوم ہی میں استعمال ہوا ہے لیکن ترجمہ کے لئے کوئی ایسا لفظ ہمیں نہیں مل سکا جو اس کے پورے مفہوم پر حاوی ہو اس لئے اس کا ترجمہ ''اللہ نے معاف کیا'' کر دیا گیا ہے۔

ف۲: جنگ تبوک چونکہ سخت گرمی کے موسم میں ہوئی تھی منافقوں اور خود غرضوں نے تو ایسی شدید تکلیف میں پیچھے رہنا ہی تھا بعض مخلص مسلمان صحابہ بھی بلاوجہ پیچھے رہ گئے جن میں سے بعض کے معروضات سن کر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی دے دی مگر کعب بن مالک۔ مرارہ بن ربیع' ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم نے خود حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ ہمارا کوئی عذر نہیں تھا بلکہ ہم بغیر کسی عذر کے محض غفلت سے کہ آج نکلتے ہیں شرف ہم رکابی سے بے نصیب رہے اور آپ کی جگہ اگر کوئی اور مخلص ہوتا تو اسے راضی کر لینا ہم پر مشکل نہ تھا مگر آپ کے روبرو ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں لہٰذا آپ سے معاملہ گویا اللہ سے معاملہ ہے' اس پر آپ نے بھی ان کو معافی نہ دی بلکہ ان کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے جو حکم ملے گا تو اسی کے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کیا جائے گا اور تمام لوگوں کو ان سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی ان سے نہ بولتی تھیں چنانچہ اس حکم پر پورے پچاس روز تک تعمیل ہوئی مگر ان صاحبوں نے بھی اس تکلیف کو نہایت جوانمردی اور استقلال سے برداشت کیا اور اس مدت میں کئی ایک واقعات ایسے بھی پیش آئے جن میں معمولی قوت اور ایماندار کا ثابت قدم رہنا مشکل تھا مگر ان کامل ایمانداروں نے سب کو ثابت قدمی سے عبور کیا تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سچوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صادقین کے ساتھ رہو یعنی تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے ساتھ رہو جو قول اور اعتقاد ان کا تھا تم بھی وہی رکھو۔

اوپر جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوا کہ منافقوں نے جھوٹ کا سہارا لیا تھا جس کے نتیجہ میں نفاق کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی بخلاف اس کے جن اہل ایمان سے قصور سرزد ہوا تھا انہوں نے سچائی کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا اس لئے ان کے اندر ایمانی جذبات ابھرے اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

سچائی اور راست بازی کی ان برکتوں کے پیش نظر عام مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ سچے اور راست باز لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی مخلص اور متقی مؤمنوں کے ساتھ ربط ضبط رکھو ان کی رفاقت اختیار کرو ان کی صحبت میں رہو اور دین کی اجتماعی جدوجہد میں ان ہی کی تائید و حمایت کرو اور منافقانہ رویہ اختیار کرنے والوں سے بچ کر رہو۔

ف۱: غزوۂ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ جانے والوں پر گزشتہ آیات میں جو سخت گرفت کی گئی تھی اس کی اصل وجہ وہ ہے جو اس آیت میں بیان کر دی گئی ہے یعنی جہاد جیسے اہم اور نازک موقع پر ان کا اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دینا اور گھر بیٹھے رہنا۔ رسول تو اپنی جان جوکھوں میں ڈال دے اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے گوشۂ عافیت ڈھونڈیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ
اور جو کچھ کافروں سے لیں گے ان کے حق میں نیک عمل لکھے جائیں گے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ ف۱ اور جو کچھ تھوڑا بہت خرچیں
نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا
گے اور جو میدان طے کریں گے یہ سب کچھ ان کے اعمالنامہ میں
اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾
ان کے لیے لکھا جائے گا تاکہ اللہ ان کو ان کے کاموں سے بہتر بدلہ عنایت کرے۔
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ
اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی نکل پڑیں پس ایسا کیوں
كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ
نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی آئیں تا کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور
وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تاکہ وہ بھی
يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ
بچتے رہیں۔ ف۲ مسلمانو! جو تمہارے قریب
يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا
قریب کافر ہیں ان سے لڑو اور ان کو تمہاری مضبوطی معلوم ہو اور جان رکھو
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ
کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ ف۳ اور جب کہ کوئی سورت اترتی ہے
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا
ان میں سے بعض کہتے ہیں اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا ہے جو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَ
ایماندار ہیں انہی کا ایمان سورت بڑھاتی ہے اور وہ خوشی کرتے ہیں۔ ف۴
وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى
اور جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کو خباثت پر خباثت بڑھاتی ہے اور

ف۱: یعنی انہیں یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ اپنی جان کا بخل کریں اور رسول اللہ ﷺ کی جان کا خیال نہ رکھیں بلکہ ان کو تو یہ چاہیے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ محنت اور تکلیف اٹھاتے اور آپ کے سامنے جان دیتے محنتی اور تکلیف میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود اس عزت و کرامت کے سخت تکلیف اور سختی اپنے اوپر گوارہ کرتے ہیں تو سب کو چاہئے تھا کہ مثل پروانہ کے شمع پر اپنی جان فدا کرتے اور اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کرتے' پھر فرمایا کہ یہ وجوب ان پر اس لئے ہے کہ ان کو جو کچھ تکالیف اس کام میں پیش آتی ہیں ان سب میں ان کو اجر جزیل ملتا ہے تو یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ جو شخص بھی اللہ کی اطاعت کا قصد کرتا ہے تو اس کا کھڑا ہونا' بیٹھنا' چلنا اور پھرنا سب اللہ کے نزدیک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ف۲: مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم میں سے ایک جماعت نکلے باقی لوگ دوسری ضروریات میں مشغول ہوں اب اگر نبی کریم ﷺ بنفس نفیس جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں تو ہر قوم میں سے جو جماعت آپ کے ہمراہ نکلے گی وہ آپ کی صحبت میں رہ کر سینکڑوں حوادث اور واقعات میں سے گزر کر دین اور احکام دینیہ کی سمجھ حاصل کرے گی اور واپس آ کر باقی ماندہ قوم کو مزید علم و تجربہ کی بنا پر بھلے برے سے آگاہ کرے گی اور اگر نبی ﷺ خود مدینہ میں رونق افروز رہیں تو باقی ماندہ لوگ جو جہاد میں نہیں گئے وہ نبی ﷺ کی خدمت سے مستفید ہو کر دین کی باتیں سیکھیں گے اور جو وحی و معرفت کی باتیں سنیں گے تو مجاہدین کی واپسی پر ان کو یہ دین کی باتوں سے آگاہ کر دیں گے آیت کے الفاظ میں عربی ترکیب کے اعتبار سے دونوں احتمال ہیں' فقہا صوفیہ نے لکھا ہے کہ طالب علم کی غرض و غایت تفقہ فی الدین اور امر بالمعروف ہونی چاہیے نہ کہ حصول جاہ و جمع مال یا بحث و جدال' فقہا مفسرین نے یہیں سے دین کا علم حاصل کرنے کو لازمی قرار دیا ہے اور دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے پس ہر شہر اور ہر گروہ میں سے کچھ لوگوں کو دین کا علم حاصل کرنے میں لگے رہنا واجب ہے ورنہ اس علاقے کے تمام لوگ گناہگار ہوں گے' البتہ جن احکام کا بجالانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم سیکھنا بھی ہر فرد پر فرض عین ہے۔

ف۳: اسلامی مرکز سے متصل جو کفار ہیں پہلے ان سے نمٹنا چاہیے پھر ان سے جو دور ہیں اور اسی حکم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے پہلے جزیرہ عرب کو صاف کیا پھر مکہ، مدینہ، طائف، یمن، یمامہ، خیبر اور حضر موت وغیرہ فتح کر کے یہاں کے لوگوں کو اسلامی جھنڈے تلے کھڑا کیا پھر اس کے بعد غزوہ روم کی تیاری کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ہمراہ ڈرنے والوں کے ہے یعنی تم کفار کے ساتھ جہاد میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور جان لو کہ اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے اور اس کے حکم کے فرمانبردار بنے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تمہارے ساتھ رہے گی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا مجاہدہ اپنے نفس سے کرنا چاہئے کہ یہی سب سے قریب تر ہے نفس اگر (لغوی معنی میں) کافر ہے تو ان مجاہدات سے وہ مطیع، مومن اور مطمئنہ ہو جائے گا۔

ف۴: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب قرآن حکیم کی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو منافق لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ہنسی سے کہتے ہیں کہ کس کا ایمان بڑھا سو ایماندار تو سورت اترنے سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ اس میں ان کیلئے دنیا اور آخرت کا نفع ہے اور جن کے دل میں روگ ہے ان کو شک پر شک بڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی کفر کی حالت پر مر جاتے ہیں۔ عیاذا باللہ منہ یہ سب ان کی بدبختی کا نتیجہ ہے کہ جس چیز سے دل راہ یاب ہوں وہی سبب ان کی گمراہی کا ہو جس طرح کہ فاسد المزاج کو اچھی غذا موجب ضرر ہو جاتی ہے یہ (بقیہ صفحہ 863 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

کفر ہی میں مرتے ہیں کیا یہ نہیں جانتے

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا

کہ ہر سال ایک دو دفعہ ان کو تکلیف پہنچی رہتی ہے پھر نہ

يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

تو توبہ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت اترتی ہے

نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

تو ایک دوسرے کی طرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ کوئی تم کو نہیں دیکھتا

انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

پھر فوراً چل دیتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ

يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ

دانستہ نہیں سمجھتے۔ لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

اس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور

رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے۔ پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں تو تو کہہ دیجو کہ اللہ

ع هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾

مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ ف۱

آیاتہا ۱۰۹ سورۃ یونس مکیۃ رکوعاتہا ۱۱

سورۃ یونس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ

میں ہوں اللہ دیکھتا۔ یہ سورت پختہ کتاب کے حکم ہیں ف۲ کیا ان لوگوں کو اس امر سے

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

تعجب ہوا ہے کہ ہم (اللہ) نے ان میں سے ایک آدمی پر یہ الہام کیا ہے ف۳ کہ لوگوں کو ڈرا

منزل ۳

ف۱: اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنا احسان عظیم یاد دلا رہا ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے پاس تمہاری جنس کا رسول بھیجا جو چیز امت کو محنت میں ڈالے اور ان پر شاق ہو وہ اس پر گراں گزرتی ہے یعنی تمہارے دکھ سے یہ خود دکھ محسوس کرتے ہیں اور تمہارے ہر نفع کے بڑے آرزو مند رہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت تھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کم ضمیر دونوں جگہ کس کی جانب ہے؟ تو اس کے جواب میں بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مخاطب عرب ہیں کہ آپ اہل عرب کے درمیان بھیجے گئے تھے لیکن قول محقق یہ ہے کہ یہ خطاب ساری نوع انسان سے ہے کیونکہ آپ کی بعثت سارے عالم کی جانب تھی قال الزجاج هی مخاطبة لجميع العالم والمعنى لقد جاء كم رسول من البشر (قرطبی) يريد انه بشر مثلكم (کبیر) قيل الخطاب للبشر على الاطلاق (روح) مشرک قوموں اور مشرک مزاج گروہوں کی سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ منصب رسالت پر کوئی بشر کیسے مامور ہو سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر بار بار زور دینا اسی عام گمراہی کے رد میں ہے۔ حدیث ابوالدرداء میں آیا ہے کہ جو کوئی صبح اور شام حسبی الله سے عظیم تک سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو آسان کر دے گا اور اسے تمام پریشانیوں سے نجات دے گا۔ رواہ ابوداؤد۔

وضاحت: امام محمد نصر مروزی۔ حافظ عبدالرزاق اور ابوالقاسم لالکائی' امام سفیان ثوری' امام مالک' امام احمد بن حنبل' اوزاعی' ابن جریج' اسحاق بن راھویہ اور ابو عبید جیسے ائمہ فقہاء اسلام کا یہی عقیدہ تھا ان الايمان يزيد بالطاعة وينقص بالمعاصى کہ ایمان نیکی سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا جاتا ہے۔ بقول امام بخاری ایک ہزار سے زائد فقہاء محدثین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ امام ابن ابی حاتم اور ابوالقاسم لالکائی نے یہ تصریح فرمائی ہے صحابہ و تابعین کا اس عقیدہ پر اجماع ہے۔ الحنسب ابن ابی حاتم و ابوالقاسم الالكائى نقل ذالك بالاسانيد عن جمع كثير من الصحابة والتابعين و كل من يدور عليه الاجماع من الصحابة والتابعين۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۷' غرضیکہ سلف صالحین کا یہ اجماعی عقیدہ کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ امام بخاری نے اپنی الجامع الصحیح میں اس عقیدہ کے اثبات میں متعدد آیات واحادیث صحیحہ اور صحابہ کے آثار جمع فرمائے ہیں۔ (عفیف)

ف۲: قرآن کے حکمت بھری کتاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دعوت' اس کے پیش کردہ عقائد اور تاریخی واقعات کی توجیہات نیز اس کی تعلیمات سب کی جڑیں انسانی فطرت کے اندر نہایت گہری ہیں اور عقل سلیم ان کی تائید کرتی ہے۔

قرآن کی یہ حقیقت خدا بیزار لوگوں کے اس دعوے کی تردید کرتی ہے کہ عقائد کی بنیاد عقلی جمود اور توہمات پر ہے۔ یہ بات دوسری مذہبی کتابوں کے بارے میں صحیح ہو سکتی ہے لیکن قرآن کے بارے میں ہرگز صحیح نہیں۔ مگر عقل کے یہ اندھے کھڑے اور کھوٹے میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔

ف۳: اس زمانے میں لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ اللہ کی طرف سے وحی کا نزول ایک انسان پر کیسے ہو سکتا ہے اور موجودہ زمانے کے لوگوں کے لیے وحی کا تصور ہی ناقابل قبول بن گیا ہے..... حالانکہ وحی الٰہی کا معاملہ ایسا ہے کہ وہ ابدی صداقتوں پر مبنی ہے اور اس کو پیش کرنے والے (انبیاء علیہم السلام) ہمیشہ ایک ہی حقیقت کو پیش کرتے رہے ہیں اور قرآن کو پیش کرنے والا اسی سلسلے کی آخری کڑی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

اور جو لوگ ایمان لاویں ان کو خوشخبری سنا کہ اللہ کے ہاں ان کی

رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲

بڑی عزت ہے کافر کہنے لگے کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے ف۱

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا

چھ دنوں میں بنائے ہیں پھر تخت پر بیٹھا وہی احکام جاری کرتا ہے

مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

اس کی جناب میں بغیر اذن کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا یہ اللہ تمہارا رب ہے

فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ

پس تم اس کی عبادت کرو کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں ہو۔ ف۲ اسی کی طرف تم نے پھرنا ہے

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ

اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ

لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کیے ان کو انصاف سے بدلہ دیوے اور جو

كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

کافر ہیں ان کو کھولتا ہوا پانی اور ان کے کفر کی پاداش میں دردناک

يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ

عذاب ہو گا۔ وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو

نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ

روشن اور چاند کی منزلیں ٹھہرائیں تاکہ تم اس کے ذریعہ سالوں کا شمار

الْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

اور حساب جان لیا کرو اللہ نے اس کو ضروری فوائد کے لیے بنایا جو لوگ

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ

کچھ علم رکھتے ہیں۔ ف۳ ان کے لیے احکام مفصل بتلاتا ہے بے شک رات اور دن کے آنے جانے میں

ف۱: منکرین جب دیکھتے کہ قرآن کی بلاغت کے سامنے عربی کے ممتاز ادیبوں کا کلام بھی مات کھا رہا ہے اور وہ دلوں کو مسخر کرتا چلا جا رہا ہے تو اس کی کوئی توجیہ ان سے نہ بن پڑتی اس لئے وہ یہ شوشہ چھوڑتے کہ یہ الفاظ کی جادوگری ہے اور یہ شخص کلام کے شعبدے دکھا رہا ہے۔

ف۲: امام بخاریؒ نے مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ استوی بمعنی علا ہے یعنی اوپر ہوا عرش پر، اور معالم والے نے نقل کیا ہے ابن عباسؓ اور بہت سے مفسرین سے کہ وہ کہتے تھے کہ استوی کے معنی ارتفع یعنی اوپر ہوا عرش پر اور امام ذہبیؒ نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا انہوں نے کہا کہ میں نے بہت سے مفسرین سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ استوی بمعنی ارتفع ہے یعنی اوپر ہوا عرش پر اور امام ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ استوی کا معنی علی اور ارتفع کے ہیں، اور شیخ سلام اللہ بن شیخ عبدالحق دہلویؒ نے نقل کیا ہے امام جعفر صادق اور حسن اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ اجمعین سے کہ یہ سب کہتے تھے کہ استوی اللہ پاک کا معلوم ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ امام بیہقیؒ نے روایت کیا امام ابوحنیفہؒ سے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے زمین میں نہیں ہے اور جس نے انکار کیا ہونے کا اللہ تعالیٰ کا آسمانوں کے اوپر تو وہ کافر ہے، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے فرمایا کہ آسمان کے اوپر عرش پر ہے۔ اور امام اسحاقؒ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور علم اس کا ہر جگہ ہے اور یہی قول ہے عزنی امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، ابویعلیٰؒ، بیہقیؒ اور آئمہ حدیث کا، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا استوا تمام آسمانی کتب میں مذکور ہے زمین اور آسمان کو چھ دن کی مقدار میں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ سارے عالم کو کن دفعۃً یعنی آن واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ کن تدریجی یعنی بالتدریج پیدا کیا تاکہ ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کاملہ اور صنعت بے مثال کا ظہور ہو، نیز اس سے اس بات کا زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کوئی کام مجبوری یا اضطرار کی حالت میں نہیں کرتا بلکہ ہر چیز کا وجود بالکل طور پر اس کی مشیت و اختیار سے وابستہ ہے جب چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کرے۔

ف۳: ابداء میں یہ بات بھی آ گئی کہ مخلوقات کی پیدائش عدم محض سے ہوئی ہے کسی مادہ وغیرہ سے نہیں جیسا کہ بعض مشرک قومیں اب تک سمجھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بندوں کی خاطر چاند اور سورج کو بنایا، آفتاب میں ضیاء اور چاند میں نور رکھنا یہ سب اسی قادر مطلق حکیم علی الاطلاق کا کام ہے اور ان میں بے شمار فوائد رکھے ہیں منجملہ ان کے دنوں، سال اور مہینوں کی گنتی کے کہ جس پر امور دینی اور دنیوی موقوف ہیں سورج سے دنوں کا حساب پہچانا جاتا ہے اور چاند کے مختلف انداز میں چلنے سے ماہ و سال کی شناخت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو فضول میں نہیں بنایا بلکہ میں مالک ہوں اور میں ہی حق ہوں میں نے ہی ان کو بنایا ہے اور ان میں بڑی حکمت اور نشانی ہے۔ ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جو اپنی ذاتی مستقل حیثیت رکھتی ہو اور نور وہ روشنی ہے جو ضیاء سے مستعار ہو، عرب کے ایک امی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن نے دو لفظ الگ الگ لا کر جدید سائنس دانوں کے اس بیان کی تصدیق کر دی کہ چاند بذات خود بے نور ہے اور اس میں چمک دمک جو کچھ ہے وہ سورج کے عکس سے ہے۔ بعض محققین نے دونوں میں یہ فرق بتلایا ہے کہ نور مطلق روشنی کو کہتے ہیں ضیاء اور ضوء اس کے انتشار (پھیلاؤ) کا نام ہے اور سورج کی روشنی کا پھیلاؤ چونکہ زیادہ ہے اس لئے اسے ضیاء سے تعبیر فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں میں پیدا کیا ہے اس سب میں

لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا

پرہیزگاروں کے لیے کئی ایک نشان ہیں۔ ف۱ جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا

اور دنیا کی زندگی ہی پر خوش ہو بیٹھے ہیں اور اسی پر مطمئن ہیں اور جو

غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

ہمارے نشانوں سے غافل ہیں۔ ف۲ ان کے اعمال کے بدلے ان کا ٹھکانا جہنم ہے سب

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے ایمان کی وجہ سے اللہ ان کو

بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

راہنمائی کرے گا نعمتوں کے باغوں میں ان کے تلے نہریں

النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

جاری ہوں گی۔ ان باغوں میں ان کی آواز سبحانک اللھم ہو گی اور ان کا تحفہ

فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

ان میں سلام ہو گا اور ان کی آخری بات ہو گی الحمدللہ

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

رب العالمین۔ ف۳ اور اگر اللہ لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسے وہ

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا

بھلائی جلدی چاہتے ہیں تو ان کی اجل کا ابھی فیصلہ ہو جاتا مگر جو لوگ

يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ

ہمارے ملنے سے بے ڈر ہیں ہم ان کو سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں ایسے کہ حیران و پریشان پھرتے ہیں۔ ف۵ جب

الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ

آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ پر لیٹا ہوا اور بیٹھا اور کھڑا ہم کو پکارتا ہے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى

پھر جب ہم اس سے تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو ایسا اکڑ کر چلتا ہے گویا ہم کو اس نے

ف۱: رات دن کے ردو بدل میں ان کے برابر جانے آنے میں رات پر دن کا آنا دن پر رات کا چھا جانا ایک دوسرے کے برابر پیچھے لگا تار آنا جانا اور زمین و آسمان کا پیدا ہونا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا منہ بولتی ہوئی نشانیاں ہیں تو معلوم ہوا کہ متقی وہی ہے جو آسمان و زمین کی پیدائش میں غور وفکر کر کے نصیحت پکڑے۔ قفالؒ نے کہا ہے جو کوئی شخص ان کے احوال میں غور وفکر کرے گا تو وہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا لوگوں کے لئے بنائی ہے تو وہ دنیا اور اہل دنیا کو بیکار نہیں چھوڑا بلکہ دنیا کو اہل دنیا کے لئے دار العمل ٹھہرایا ہے۔ یہ آیت اگر ماقبل سے ملا کر پڑھی جائے تو اس سے ہیئت' حساب اور دیگر علوم طبیعات کے سیکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

ف۲: اللہ پاک نے اس جگہ ان لوگوں کا ذکر کیا جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کو اس دن اللہ پاک سے ملنے کی امید نہیں ہے وہ لوگ اسی دنیا کی باقی نہ رہنے والی زندگی پر راضی و مطمئن ہو کر بیٹھ رہے ہیں اور آیات کونیہ الٰہی سے غافل اور آیات شرعیہ سے ذاہل رہے نہ اول میں فکر کی نہ ثانی بجا لائے ان کا ٹھکانا آخرت میں جہنم ہے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس میں یہ تین نشانیاں ہوں وہ جہنمی ہے آخرت سے نڈر ہونا اور دنیا فانی سے دل لگانا اور اللہ جل جلالہ کی نشانیوں سے غافل ہو جانا (اعاذنا اللہ منھم)

ف۳: دنیا میں آدمی جو کام بھی کرتا ہے اس کا اثر ضرور مرتب ہوتا ہے آدمی خیر کا کام کرے یا شر کا۔ ان کے اثرات کو وہ اپنے دامن میں لازماً سمیٹتا رہتا ہے گویا یہ اس کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور یہ کمائی قیامت نتائج کی شکل میں اس کے سامنے نمودار ہو گی۔

ف۴: اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان نیک بختوں کے حال کی خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے' رسولوں کی تصدیق کی یعنی ان کو مانا' ان کی فرمانبرداری کی اور نیکیوں پر چلتے رہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان کے سبب سے راہ یاب ہوں گے اور صراط مستقیم پر چلتے چلتے جنت میں جا پہنچیں گے۔ حدیث ابی بن کعب میں رفعاً آیا ہے کہ جب وہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے اور جنت کی جو چیز بھی چاہیں گے تو وہ اللہ کے حکم سے ان کے پاس آ جائے گی اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

ف۵: اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ بندے کبھی کبھی تنگ آ کر یا گھبرا کر اپنے لئے یا اپنے بال بچوں کے لئے یا اپنے مال کے لئے بددعا کر بیٹھتے ہیں لیکن میں انہیں قبول کرنے میں جلدی نہیں کرتا اگر میں ان کی ان بددعاؤں کو فوراً قبول کر لوں تو وہ کہیں کے بھی نہ رہیں گے۔ جیسے کہ میں ان لوگوں کی انہی چیزوں کی برکت کیلئے کی گئی دعائیں قبول کر لیا کرتا ہوں' پس بندوں کو ایسی بددعاؤں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانو اپنی جان و مال پر بددعا نہ کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قبولیت کی ساعت موافقت کر جائے اور وہ بددعا قبول ہو جائے (مسند بزار) غرض انسان کا کسی وقت بھی اپنی اولاد' مال اور جان وغیرہ کے لئے بددعا کرنا اور ان کے حق میں بری آرزو کرنا کہ اللہ اسے غارت کرے وغیرہ تو اگر نیک دعاؤں کی طرح یہ بھی قبول ہو جائیں تو یہ لوگ برباد ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

کسی تکلیف کے لیے جو اسے لگی تھی پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح حد سے تجاوز کرنیوالوں کو انکے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں ف

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ

اور تم سے پہلے کئی ایک جماعتوں کو ہم نے ہلاک کیا جب وہ ظلم پر مصر ہوئے ف اور ان کے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ

پاس انکے رسول کھلے نشان لے کر آئے اور وہ اپنی شرارت پر ایسے اڑے کہ ایمان لانے پر انھوں نے رخ بھی نہ کیا

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ

اسی طرح مجرموں کی قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں پھر ان سے پیچھے ہم نے تم

خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

کو زمین پر جانشین بنایا تا کہ تمہارے کام بھی دیکھیں ف

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ

اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ

ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں رکھتے کہتے ہیں اس کے سوا اور قرآن لا

اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ

یا اس کو بدل دے تو کہہ میری طاقت نہیں کہ میں اپنے پاس سے اسے

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ

بدل ڈالوں میں تو صرف اس امر کی تابعداری کرتا ہوں جو مجھے پیغام پہنچتا ہے اللہ کی

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ

بے فرمانی کرنے پر بڑے دن کے عذاب کا مجھے بھی خوف ہے۔ ف تو کہہ اگر اللہ

اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ

چاہتا تو میں یہ تمہیں نہ سناتا اور نہ ہی وہ تم کو اس سے آگاہ کرتا اس سے

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

پہلے میں تم میں مدت دراز ٹھہرا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں۔ ف پھر جو

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

اللہ پر افترا باندھتے ہیں یا اس کے حکموں کو جھٹلاتے ہیں

منزل ۳

ف: جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی بڑی لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے ہر وقت اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ تعالیٰ سے اپنی تکلیف دور ہونے کی التجائیں کرتا ہے لیکن جیسے ہی اس کی تکلیف دور ہوئی تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے اسے کبھی تکلیف پہنچی ہی نہ تھی اور نہ اس نے کبھی دعا کی تھی۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات ومشکلات کے لئے تو اپنے معبودان باطلہ کو پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے کیونکہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا' اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں میں سفر کرتے اور تند اور تیز ہواؤں سے خوفناک موجیں کشتیوں کو ڈانوا ڈول کر دیتیں تو ان کو فوراً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آ جاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے اللہ کا رسول ڈراتا تھا وہ اب پہنچا اس لئے خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے جیسا کہ سورۃ یونس' سورۃ انعام اور سورۃ روم وغیرہ میں اس کا ذکر ہے۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام' تدبیر' امور عظام اور حوادث شدیدہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں حدیث پاک میں ہے کہ مومن کی حالت پر تعجب ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اچھا ہی اچھا ہوتا ہے یعنی اگر اسے تکلیف پہنچی اور اس نے صبر کیا تو اس کو نیکیاں ملیں اور اگر اسے راحت پہنچی اور اس نے شکر کیا تو اس پر بھی اس کو نیکیاں ملیں اور یہ نیکیاں مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتیں۔

ف: ظلم سے مراد وہ غلط طرز عمل ہے جو اللہ کی نشانیوں' اس کے رسول اور اس کی ہدایت کو جھٹلا کر انسان اختیار کرتا ہے۔

ف: دنیا سے جب ایک قوم رخصت ہوتی ہے تو دوسری قوم اس کی جگہ لے لیتی ہے اس طرح تسلسل کے ساتھ قوموں کو میدان عمل میں لانے کا مقصد یہ نہیں بلکہ مقصود امتحان ہے کہ کون خدا کا بندہ بن کر رہتا ہے اور کون اس کا سرکش بن کر۔

ف: اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کے حال سے خبردار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ان پر عذاب آئے اور یہ تہس نہس ہو گئے اب تم ان کے قائم مقام ہو اور تمہارے پاس بھی افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے ہیں تا کہ ہم ظاہری طور پر بھی تمہاری جانچ پڑتال کر لیں کہ تم ہماری کیسی اطاعت کرتے ہو اور رسول کا اتباع کس طرح بجالاتے ہو۔ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ دنیا شیریں وسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ کرنے والا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو لہٰذا تم دنیا کی عیش پرستی اور عورتوں کے فتنوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ہی آیا تھا۔

ف: یعنی جب ان کافروں پر ہماری پڑھی جاتی ہیں آیات جو توحید کے اثبات اور رد شرک پر دلیل ہیں تو جن لوگوں کو قیامت کا ڈر نہیں ہے وہ یہ بات کہتے ہیں کہ تم اس قرآن کو بدل ڈالو کوئی اور نئی طرز کا کلام لاؤ' ان کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ قرآن مجید میں بتوں کی مذمت تھی ان کا یہ سوال یا تو بطور استہزا تھا یا بطریق امتحان کہ اگر وہ اس کو بدل دیں گے تو ہم سمجھ جائیں گے کہ وہ جھوٹا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ان سے کہہ دو کہ یہ کلام میرا خود ساختہ نہیں ہے کہ میں اس کو کسی اور طرز پر بدل دوں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے مجھ کو جیسے وحی آتی ہے ویسا ہی کرتا ہوں نزول قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ (یعنی چالیس برس) رہ چکا ہوں اور میری امانت و دیانت کو تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو پھر یہ قرآن میرا خود ساختہ کلام کیسے ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو خود اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں اسی کے حکم سے تم پر پیش کرتا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

کچھ شک نہیں بدکار ایسے کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ف۱ ان کی بدکاری اور ظلم یہ ہے کہ اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ

سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ نقصان کہتے ہیں

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا

کہ یہ لوگ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں تو کہہ کیا تم اللہ کو

لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا وہ ان کے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً

شرک سے پاک اور بہت بلند ہے۔ ف۲ اور سب لوگ ایک ہی گروہ تھے

فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

پیچھے مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ

جن امور میں ان کو اختلاف ہے ان میں مدت سے ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور کہتے ہیں

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

کیوں اس کے اللہ کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اتارا گیا تو کہہ غیب کی کل خبریں

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ

اللہ کے پاس ہیں پس تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ ف۳ اور جب ہم

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا

ان لوگوں کو بعد تکلیف پہنچے کے آسائش دیتے ہیں تو بس فوراً

لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ

ہی ہمارے حکموں میں چال بازیاں کرتے ہیں تو کہہ اللہ کا داؤ بڑا تیز ہے

اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ

جو کچھ بھی تم فریب کرتے ہو ہمارے فرستادہ لکھ رہے ہیں۔ وہی اللہ ہے

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي

جو جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اور جب تم

ف۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ لے اور اس کی طرف نسبت کر کے وہ کہے جو اس نے نہ فرمایا ہو، رسالت کا دعویٰ کر دے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے نہ بھیجا ہو اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے دل کی گھڑی ہوئی چیزوں کو وحی الٰہی قرار دے دینا اور آئی ہوئی وحی الٰہی کی تکذیب کرنا دونوں یکساں برابر اور شدید ترین جرائم ہیں تو جو شخص بھی یہ کام کرے گا تو وہی ظالم اور مجرم ہوگا اور ایسے مجرموں کے نصیب میں کامیابی نہیں۔

ف۲: یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی تو طاقت و قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی، نہ نقصان کرنے کی۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو یہ بات اللہ تعالیٰ نے تو تم کو کہیں بھی نہیں فرمائی، پھر کیا تم اللہ تعالیٰ سے زیادہ خبردار ہو کہ اس کو وہ کچھ بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔ اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ وہ اس کو مانے اور اس کا پکارے تو اس کو فائدہ ہو یا وہ اس کو نقصان سے بچا سکیں بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے تو وہ بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کی اجازت سے ہوگی ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے کافر جن سے آپ لڑتے تھے اور ان کے جان و مال کو حلال جانتے تھے اور ان کے مرد و عورتوں کو لونڈیاں اور غلام بناتے تو وہ لوگ بھی اپنے معبودوں کو اللہ کے برابر نہیں کہتے تھے بلکہ وہ آج کے مشرک سے اچھے تھے کیونکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے کارندے اور مختار جان کر ان کی نذر و نیاز کرتے تھے، اللہ پاک نے اس کو شرک فرمایا سبحان اللہ جس شرک کے مٹانے کے لئے قرآن مجید نازل ہوا اور نبی ﷺ آئے وہی شرک اب جاہل مسلمان بھی کرنے لگے جن کو اہل بدعت کہا جاتا ہے ان کا بھی کچھ ایسا ہی عقیدہ ہے" کہ اگر قبور اکابر کی تعظیم مفرط کی جائے گی تو یہ اکابر صالحین اپنے پرستاروں کے حق میں شافع و شفیع بن جائیں گے اور ہر طرح عذاب الٰہی سے ان کے آڑے آ جائیں گے" اور یہ معیت تقریباً امام رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کے زمانہ سے مسلط ہے جیسا کہ ان کی مذکورہ عبارت سے واضح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز اللہ کے علم میں نہیں اس کا وجود ہی باطل ہے کہیں اس کا وجود ہی نہیں اگر ہوتا تو اس کے علم میں ضرور ہوتا۔ رہا یہ سوال کہ اللہ کے حدود علم سے خارج کون سی چیز ہے آیا ان معبودوں کا شفیع ہونا یا شفیع کے لئے مرتبہ معبودیت کا لزوم؟ یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اور شفیع مستحق عبادت ہوتا ہے مشرکین کا یہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں ہی مہمل اور باطل ہیں اتنبئون اللہ میں دونوں کی طرف اشارہ ہے یعنی اولاً تو وہ شفیع نہیں پھر شفیع کے لئے معبود ہونا لازم نہیں۔ غرض معبودیت غیر اللہ کا اعتقاد خواہ بالذات ہو یا بالعرض یہ سب شرک ہے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یقولون ھولاء شفعاؤنا عنداللہ میں قول تو ان کا تسلیم ہے وہ علم الٰہی میں درج ہے لیکن مقولہ کی صحت علم الٰہی میں نہیں ہے۔ مثلاً قَالَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (توبہ) نصاریٰ یوں کہتے ہیں یقیناً علم الٰہی میں ہے اور یہ صحیح ہے اسی لئے اس کی حکایت کلام الٰہی میں آئی مگر مقولہ کی صحت علم الٰہی میں نہیں ہے یعنی المسیح ابن اللہ کا جملہ علم الٰہی کے مطابق نہیں ہے اگر مطابق ہو تو صحیح ہو جائے قول کی صحت اور چیز ہے اور مقولہ کی صحت اور چیز مثلاً زید نے کہا تین کا عدد جفت ہے تو اس کلام کے دو جز ہیں ایک زید کا کہنا یہ صحیح ہے علم الٰہی میں بھی ہے دوسرا اس کا مقولہ کہ تین جفت ہے یہ نہ صحیح ہے اور نہ علم الٰہی میں ہے بلکہ دنیا میں جتنے کلام غلط ہیں بحیثیت اپنے معانی کے سب علم الٰہی سے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

جہازوں میں ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کے موافق ہوا کے ساتھ لے کر چلتے ہیں اور وہ اس سے خوب

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ

شاداں ہوتے ہیں تو ان پر تیز ہوا کا جھونکا آ لگتا ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہریں ان پر

مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

چڑھ آتی ہیں اور وہ جان جاتے ہیں کہ ہم بلا میں گھرے تو اللہ سے خالص

لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس بلا سے نجات دے گا تو ہم

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ

شکر گزار بنیں گے۔ پھر جب وہ ان کو اس بلا سے نجات دیتا ہے تو زمین پر

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ

ناحق فساد کرنے لگ جاتے ہیں لوگو! تمہارے فساد تم ہی پر وبال ہوں گے

مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ

دنیا کی زندگی میں عیش کر لو پھر ہماری طرف ہی تم کو واپس آنا ہے جو کچھ تم

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کر رہے ہو ہم تم کو بتلا دیں گے۔ ف۱ دنیا کی زندگی تو بس پانی کی سی ہے

كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ گھن ہو جاتا ہے

الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۗ حَتّٰٓى اِذَآ

جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب

اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ

زمین اپنی خوبصورتی اور زینت میں کمال کو پہنچتی ہے اور اس کے مالک سمجھتے ہیں

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

کہ اب یہ کھیتی ہمارے بس میں ہے تو ناگاہ ہمارا حکم رات کو یا دن کو اس پر پہنچ جاتا ہے

فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۗ كَذٰلِكَ

پس ہم اس کو ایسا ستھراؤ کر دیتے ہیں کہ گویا کل اس کا نام و نشان نہ تھا اسی طرح

منزل ۳

ہیں ہوا کے موافق چلنے سے ان کی کشتی اپنا سفر جلد طے کرتی ہے اور اس سے وہ خوش دل ہوتے ہیں اور اگر اتنے میں کوئی تند ہوا آ جاتی ہے اور دریا ہر طرف سے موج مارتا ہے تو یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم پھنس گئے تب یہ لوگ خالصتاً اور صرف اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیر بزرگ نبی ولی کو نہیں پکارتے بلکہ خاص اللہ ہی سے دعا اور عاجزی کرتے ہیں اور قرار کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے صرف تجھ کو پکارا ہے اسی طرح ہم تنہا تیری ہی عبادت کریں گے کسی کو تیرا شریک نہ ٹھہرائیں گے لیکن جب اس ورطہ ہلاکت سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے تو پھر یہ لوگ زمین میں وہی کفر اور شرک کرنے لگتے ہیں گویا ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی اور نہ انہوں نے توحید کا اقرار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شرک کا وبال تم ہی پر ہے نہ کسی اور پر یہ تمہاری دنیاوی زندگی جس پر تم فریفتہ اور شادمان ہو یہ تھوڑی مدت ہے پھر آخر جب تم ہمارے پاس آؤ گے تو ہم اس وقت تم کو تمہارے اعمال پر آگاہ کر دیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین تک بھی ایسے موقعہ پر اللہ واحد وقدوس کو پکارنے لگتے ہیں لیکن ہم لوگوں میں کوئی فلاں بزرگ کو پکارتا ہے کوئی فلاں شیخ کے نام کی دہائی دینے لگتا ہے کوئی دم بہاول حق بیڑا دھک کہنے لگتا ہے سو خدا کے لئے فیصلہ کیجئے کہ ہم اس لحاظ سے مشرکوں سے بھی ابتر ہو چکے ہیں یا نہیں؟

فبالله تعالیٰ علیك قل لی ای الفریقین من هذه الحیثیة اهدی سبیلا و ای الداعیین اقوم قیلا. (روح) ہمارے ملک کے یا غوث یا خواجہ کی صدائیں لگانے والے اور یا علی مشکل کشا کا نعرہ لگانے والے ذرا اپنے انجام پر غور کر لیں (فوائد سلفیہ مع غیرہ) (جبکہ آج کل کے مشرک لوگ ان سے بہت ہی آگے ہیں۔ سابقہ مشرکین انتہائی مشکل کے وقت تو خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور یہ علیحدہ بات کہ جب ان کی مشکل رفع ہو جاتی تو وہ لوگ پھر سے شرک کرنا شروع کر دیتے لیکن آج کے مشرک انتہائی مشکل میں بھی اللہ کو نہیں پکارتے الاقلیل بلکہ وہ ایسے وقت میں بھی اپنے معبودان باطلہ پیروں فقیروں وغیرہ کو ہی پکارتے ہیں اور بلکہ ان لوگوں کے ہاں تو (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا کوئی مقام نہیں جیسا کہ ان لوگوں کے عقائد ہیں مثلاً ان کا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے کیا لینا جو کچھ لینا جو کچھ بھی ہمیں چاہئے ہم در محمد ﷺ سے لے لیں گے یا اس جیسی ان کی دوسری لغویات وغیرہ اللہ تعالیٰ ان مشرکانہ عقائد سے مسلمانوں کو اپنی امان میں رکھے۔)

امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ جس طرح صیغہ غائب سے حاضر کی طرف انتقال اظہار تقرب واکرام کے لئے ہوتا ہے یہ حاضر سے غائب کی طرف انتقال اس کے برعکس دوری اور بیزاری کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔

ف۱ خارج ہیں دو اور دو پانچ ہو یا چار اور چار دس ہو مسیح ابن اللہ ہو یا محمد مختار (ﷺ) اللہ ان سب پر یہ ارشاد حاوی ہے۔ (ثنائی از اخبار اہلحدیث ۳ ستمبر ۱۹۴۳ء)

ف: یہ بھی ممکن تھا کہ مشرکین کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین میں منع کیا ہوگا ہمارے دین میں منع نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کا دین ہمیشہ سے ایک ہے اعتقادات حقہ میں کوئی فرق نہیں ہے اور درمیان میں جب لوگ بہک کر جدا جدا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے انکے سمجھانے اور ان کو دین حق پر لانے کیلئے انبیاء بھیجے کسی زمانہ اور کسی (بقیہ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں)

.....

ف۱: یہاں آدمیوں کے چلنے پھرنے کا ذکر کیا کہ دریا اور خشکی میں ہم ہی ان کی نگہبانی کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى
سوچ کرنے والوں کے لیے ہم دلائل تفصیل سے بناتے ہیں۔ ف۱ اور اللہ دار سلامت
دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾
کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیتا ہے۔ ف۲
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ
جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لیے نیک پاور زیادت بھی ہے اور ان کے چہروں
قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
پر سیاہی اور ذلت کا اثر نہ ہو گا یہی جنتی ہوں گے جو اس میں
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍ
ہمیشہ رہیں گے۔ ف۳ اور جو لوگ بدکاریاں کرتے ہیں ان کی برائی کے
بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ
برابر ان کی سزا ہو گی اور ان کو ذلت ڈھانپے ہوئے ہو گی اللہ سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہو گا
كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ
گویا سیاہ رات کا ایک حصہ ان کے چہروں پر مل دیا ہو گا
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ
یہی جہنمی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ف۴ جس روز ہم ان
نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے تم
مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ
اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہیں پھر ہم ان میں جدائی کریں گے اور
شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ
ان کے شریک کہیں گے تم ہماری عبادت نہ کرتے تھے۔ پس اللہ ہی
شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
ہمارے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے ہم تو تمہاری عبادت سے
لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ ۚ وَ
بے خبر تھے۔ ف۵ وہاں پر نفس اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا

ف۱: اللہ تعالیٰ یہاں دنیا کی بے ثباتی کو مثال کی صورت میں اس طرح پیش فرما رہا ہے کہ جیسے آسمان سے خوب زور شور کی بارش ہو ہر قسم کے نباتات کی خوب پیداوار ہوئی آدمی کے کھانے کے قابل پھل پھلاری میوہ غلہ جات وغیرہ اور جانوروں کے کھانے کے قابل گھاس' پتیاں بھوسہ وغیرہ کی خوب پیداوار ہو' پھر جب ہر طرف خوب سرسبزی و شادابی پھیل جائے لہلہاتے کھیت' سرسبز درخت' شاداب باغ اور ہر طرف پودے خوب زیب و زینت کے ساتھ نظر آنے لگیں اور انسان سمجھنے لگے کہ بس ہم ان تمام لذتوں اور نعمتوں سے لطف اٹھانے کے پوری طرح مالک و مختار ہیں کہ آنا فانا اور اچانک حکم الٰہی سے کوئی ایسا آسمانی یا زمینی حادثہ پیش آ جائے کہ سارا گل و گلزار تہس نہس ہو کر رہ جائے اور حالت یہ ہو جائے کہ گویا کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں' تو یہ مرقع ہے انسانی زندگی کا (یعنی انسان کی زندگی کی حقیقی یہی ہے) کہ بڑے سے بڑے نامور و باا قبال انسان کا بھی خاتمہ دفعتہً موت پر ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ حال ہے دنیا کا جس میں غافل انسان ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ قتادہؒ نے فرمایا کہ گویا کبھی وہ نعمت نہ پائی تھی اور دنیا کے تمام کاموں کا یہی حال ان کے زوال کے بعد ہوتا ہے کہ گویا وہ بعد رونق کے کبھی موجود نہ تھے۔

ف۲: ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہر دن سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے ہیں اور ساری مخلوق ان کی آواز کو سنتی ہے سوائے جن اور آدمیوں کے' ان کی پکار یہ ہوتی ہے کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف توجہ کرو جو چیز تھوڑی ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈالے اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ الایۃ دارالسلام سلامتی کا گھر یعنی اس فانی و ناپائیدار دنیا کے برعکس ہمیشہ قائم اور سلامت رہنے والا گھر مراد جنت ہے اور جنت کا نام دارالسلام اس وجہ سے ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہو گا تو وہ تمام تکالیف اور مصیبتوں سے بچ جائے گا۔ من دخلها سلم من الافات۔

ف۳: زیادۃ سے مراد دیدار الٰہی ہے' ابوبکر صدیق اور بہت سے سلف نے اس کی یہی تفسیر کی ہے اور اس باب میں بہت سی احادیث صحیح مسلم وغیرہ میں آئی ہیں۔ (جامع و ابن کثیر) دیدار الٰہی کو لفظ زیادۃ سے تعبیر کرنے میں بھی شاید یہی اشارہ ہے کہ وہ ایسی نعمت ہے جو ہر ممکن نعمت کے علاوہ اور اس کے مافوق ہے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ نے اس آیت نیک بختوں کا' جن کی نیکیاں زیاد بڑھی ہوئی ہوں گی ذکر کرنے کے بعد ان نیک بخت اور سعادت مند لوگوں کا کہ ان بدبخت اور بدنصیب لوگوں کا حال بیان کیا ہے کہ انکے ہر گناہ کی سزا مثل اس گناہ کے ملے گی زیادہ اس پر نہ ہو گی یہ اللہ تعالیٰ کا عدل و انصاف ہے ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہو گا ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے ان کو شب تاریک کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا ہے یعنی سخت سیاہ۔

ف۵: معبود اپنے عابدوں سے کہیں گے کہ واللہ ہم کو کچھ خبر نہیں کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے ہم نے ہرگز تم کو اپنی عبادت کی طرف نہیں بلایا اور نہ ہم اس امر پر تم سے راضی تھے اس میں ان مشرکوں کے لئے بڑی شرمندگی ہو گی جو اللہ کے سوا اوروں کو پوجتے ہیں' شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سب مشرک اپنے خیال یا شیطان کی پوجا کرتے ہیں اور نام لیتے ہیں نیکوں کا لیکن وہ اس کام سے بیزار ہیں جس کا علم آخرت میں ہو گا۔ شرکاء سے مراد یہاں فرشتے انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں جن کے مجسمے بنا کر مشرکین ان کی عبادت کرتے ہیں ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اپنے حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جائیں گے اور جو کچھ افترا کر رہے ہیں

يَفْتَرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ

بھول جائیں گے۔ ف۱ تو پوچھ کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر قبضہ قائم رکھتا ہے اور کون

يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ

زندوں کو مردوں سے نکالتا ہے اور مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے اور کون احکام جاری کرتا ہے تو فوراً کہہ دیں گے اللہ پس کہو

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ

پھر تم ڈرتے نہیں۔ پس یہی اللہ تمہارا حقیقی مربی ہے پس حق کے

الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ حَقَّتْ

بعد گمراہی ہے پھر تم کدھر کو پھیرے جا رہے ہو۔ ف۲ اسی طرح تیرے رب کا حکم

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بدکاروں پر لگ چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

تو پوچھ کہ تمہارے ساجھیوں میں سے کوئی مخلوق کو پیدا کر کے

يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى

فنا ہے تو کہہ کہ اللہ ہی اول مرتبہ پیدا کرتا ہے اور پھر اسے فنا بھی کر دیتا ہے تو

تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

کہاں کو الٹے جا رہے ہو۔ ف۳ تو پوچھ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی حق

الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

کی راہ نمائی کرتا ہے تو کہہ کہ اللہ تو حق کی راہ دکھاتا ہے پھر جو کوئی

الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

سچی راہ دکھاوے اس کا اتباع بہت مناسب ہے یا جو راہ نمائی نہ کر سکے بلکہ خود بھی راہ نمائی

آئے گی یہ عابد اس کے پیچھے چلیں گے تو وہ صورت ان کو آگ تک پہنچائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هنالك تبلو الاية۔

ف۱: یعنی اگر آپ ان مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی اتارنا اور زمین کا پھاڑنا جس سے میوے اور ہر قسم کے دانے نکلتے ہیں اور کانوں کے سننے کی طاقت اور قوت آنکھوں کی دیکھنے کی طاقت کس کی قدرت میں ہیں اور زندوں کو مردے سے جیسے پرندے کو انڈے سے اور مردے کو زندے سے جیسے انڈے کو پرندے سے کون پیدا کر سکتا ہے اور کاموں کی تدبیر سب کون کرتا ہے؟ تو وہ یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور جو معبود اس کے سوا ہیں تو وہ سب ان کاموں کے کرنے سے عاجز ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اس کی جناب میں اپنا وکیل اور وسیلہ سمجھ کر مانتے تھے اس سے کافر ہو گئے مگر آج کل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے مشرکین مکہ نے تو اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودھویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو برملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر
(حدائق بخشش حصہ اول)

اور اسی طرح علی الاعلان اور برملا بدعتی لوگ یہ بھی پکارتے ہیں کہ امداد کن امداد کن از بندے غم آزاد کن۔ یا شیخ عبدالقادر یعنی اے شیخ عبدالقادر بندے کی امداد کر کے اس کو غم سے آزاد کر دیجئے (استغفر اللہ)

تو آج بھی اگر کوئی شخص مخلوق میں سے کسی کے لئے عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے تو اس پر بھی شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ وہ اس کو اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کو اس کے مقابلہ کی طاقت ثابت نہ کرے۔

ف۲: یعنی کیا ان بتوں اور مردوں میں جو تمہارے گمان میں معبود ہیں کوئی ایسا بھی ہے کہ مخلوق کو بغیر مثال سابق کے عدم سے پیدا کرے پھر اس مخلوق کو مرنے کے بعد قیامت کے دن اپنے اعمال کا بدلہ لینے کیلئے پھر اسی پہلی سی تخلیق میں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے یہ حجت اللہ تعالیٰ نے کافروں پر قائم کی کہ وہ اگرچہ امر معاد کا اقرار نہیں کرتے ہیں لیکن جب اس سورۃ میں اس پر ایسے دلائل قائم کئے گئے ہیں کہ جن کا جواب ناممکن ہے تو گویا ان کے نزدیک یہ امر معاد بمنزلہ امر مسلم کے ہے۔

یا جن مردان حق کی قبروں پر جا کر ان کو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا تم نے انہیں اس بات کی تعلیم دی تھی یا ان مشرکانہ افعال کا حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کر دیں گے کہ ہم نے ان کو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکانہ افعال کا علم بھی نہیں یہ مضمون قرآن مجید میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سورۃ فرقان اور سورۃ سبا میں موجود ہے۔

.....

ف: یعنی حساب گاہ میں ہر نفس کا امتحان ہوگا وہ نفس جان لے گا کہ اس نے کیا بدی کی تھی اور کیا برائی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ ہر معبود باطل کی ایک صورت بن کر سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا

کے ہدایت یاب نہ ہو سکے تمہیں کیا ہو گیا رائے لگاتے ہو۔ اور ان میں کے اکثر لوگ صرف

ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اٹکل پچو باتوں پر چلتے ہیں حالانکہ یقینی امور کے موقع پر محض اٹکل اور وہمی باتیں کچھ بھی سودمند نہیں ہوا کرتیں

عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ

اللہ ان کے کاموں سے خوب واقف ہے۔ ف۱ اور یہ قرآن ایسی کتاب نہیں کہ

يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ

اللہ کے سوا کسی مخلوق سے بنائی جائے بلکہ اپنے سے پہلے واقعات

يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

کی تصدیق ہے اور کتاب کی تفصیل ہے اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ

رب للعالمین کی طرف سے ہے۔ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن بنا لیا ہے تو کہہ اس جیسی ایک سورت

مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو اپنی حمایت کے لیے بلا لو اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ

ہو سچے۔ بلکہ انہوں نے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہنچا

وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

اور اس کی انتہا تو ہنوز آئی ہی نہیں اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی

قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ

تکذیب کی تھی پھر تو غور کر کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور

مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ

ان میں سے بعض ایسے ہیں اس قرآن کو مانتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نہیں مانتے

رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ

تیرا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ ف۲ اور اگر تیری نہ مانیں تو تو کہہ دے

عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ؕ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ

میرے کام مجھ کو ہیں اور تمہارے تم کو ہیں تم میرے کام سے بے تعلق ہو

منزل ۳

ف۱: یعنی اکثر مشرک اپنے گمان کے پیرو ہیں اور ان کا شرک کرنا صرف ظن وگمان اور اٹکل پر ہے اور بت پرست اپنے بتوں سے کیسی اور کیا توقعات رکھتے ہیں اس بات کا اندازہ ان کے افعال واعمال سے کیا جاسکتا ہے ان لوگوں کو اتنی بھی عقل نہیں کہ یہ بت تو پتھر ہیں ہم جو ان کے آگے گاتے بجاتے ہیں حاجتیں مانگتے ہیں یہ کس طرح ہماری فریاد کو سنیں گے یہ خود تو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے ہماری مدد کیا کریں گے۔ انہیں مشرکین کی طرح جاہل مسلمانوں کو خبط ہو گیا ہے اور یہ بھی بزرگوں کی قبریں پوجنے لگے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے کارخانہ قدرت کے مختار ہیں جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ وہ بندے خود ہر چیز میں اللہ پاک کے محتاج تھے وہ کہاں سے مختار ہو گئے۔

اور اسی طرح بعض لوگوں (مرد وعورت) نے جن اور پری اپنے خیال سے تراشے ہیں نام رکھا ہے دریا پری شاہ پری اور آسمان کی پری وغیرہ کوئی ان احمقوں کے پوچھے کہ تم نے کیا ان کو آنکھ سے دیکھا ہے یا اللہ پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بتلایا ہے تمہیں یہ چیز کہاں سے ملی جو تم ان کو پوجنے لگے؟ یہاں سے کوئی جنوں کے وجود کا انکار نہ سمجھے کیونکہ جنوں کا وجود تو قرآن مجید حدیث شریف اور اجماع امت سے ثابت ہے لیکن شاہ پری آسمان پری اپنی طرف سے جو نام ٹھہرا لئے ہیں اور ان کی منت مانتے ہیں اس میں کلام ہے۔ اور اسی طرح ہندو اور جاہل مسلمانوں کی عورتیں اور بعض جاہل مسلمان بیوی کے غلام چیچک کی مرض میں خود بھی بت پوجتے اور مالن کو بھی بلاتے ہیں۔ غرض کہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو لوگ شرک کرتے ہیں بڑے احمق ہوتے ہیں صرف اپنے وہم اور خیال پر چلتے ہیں مشرکین ومنکرین کے پاس نہ کوئی دلیل عقلی محکم ہے اور نہ کوئی استدلال نقلی مستحکم یہ لوگ تو اندھیرے میں پڑے محض اٹکل کے تیر چلا رہے ہیں اگر حقیقت میں یہ لوگ احمق نہ ہوتے تو اللہ سا مالک چھوڑ کر کیوں ادھر ادھر بھٹکتے اہل شرک سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ الٹی سیدھی کوئی دلیل تو تعدد الٰہ کے ثبوت میں لائیں۔

ف۲: قرآن کریم کے اعجاز اور کلام اللہ ہونے کا بیان ہو رہا ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس جیسا قرآن بلکہ اس جیسی دس سورتیں بلکہ ایک سورت بھی کسی کے بس کی نہیں یہ بے مثل قرآن بے مثل اللہ کی طرف سے ہے اس کی فصاحت و بلاغت اس کے معنی کی بلندی اور اس کے مضامین کی عمدگی بالکل بے نظیر چیز ہے۔ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ان پر نگہبانی کرتا ہے ان کا اظہار کرتا ہے ان میں جو تحریف تبدیلی یا تاویل وغیرہ ہوئی اسے کھول دیتا ہے حلال وحرام جائز اور ناجائز غرض تمام شرعی احکام کا مکمل اور شافی وکافی بیان اس میں موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں اگلی (گذشتہ لوگوں کی) خبریں ہیں اس میں آنے والی پیشگوئیاں اور آنے والی خبریں بھی ہیں۔ پس اس کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اگر تم اسے گھڑا ہوا سمجھتے ہو تو جاؤ اور تمام انسانوں اور جنوں سے مدد بھی لے لو تم سب مل کر اس جیسی فصیح وبلیغ ایک ہی سورت بنا لاؤ۔

☆ فائدہ: ایک سورۃ جیسی سورۃ پیش کر سکنا تو درکنار قرآن کی ایک بات جیسی ایک بات لانا بھی معاندین قرآن کے بس کا روگ نہیں جیسا کہ سورۃ طور میں ان کو چوتھا اور آخری چیلنج کیا گیا ہے فرمایا: فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ. (الطور:۳۴) پس چاہئے کہ لے آویں ایک بات مانند اس کی اگر ہیں سچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ
میں تمہارے کام سے الگ ہوں۔ ف۱ بعض لوگ تیری طرف کان
اِلَیْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾
جھکاتے ہیں کیا تو بہروں کو سمجھا سکے گا گو وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں۔
وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ
اور بعض ان میں سے تیری طرف دیکھتے ہیں تو کیا تو اندھوں کو راہنمائی کرنا چاہتا ہے
وَلَوْ كَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ
گو وہ نہ دیکھیں۔ ف۲ اللہ لوگوں پر رتی بھر بھی ظلم نہیں کرتا
شَیْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَیَوْمَ
لیکن لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ف۳ اور جس روز
یَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ
اللہ اپنے حضور جمع کرے گا سمجھیں گے کہ دنیا میں گویا ایک گھڑی دن سے زائد نہیں ٹھہرے
یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ
ایک دوسرے کو پہچانیں گے جنہوں نے اللہ کی ملاقات سے انکار کیا وہی
اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ
لوگ نقصان والے ہیں اور کسی طرح ہدایت پر نہ آئے۔ ف۴ اور اگر ہم اپنے موعودہ
الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
عذاب میں سے کچھ پہنچادیں یا فوت کرلیں تو بھی ہماری ہی طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے اور
اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
اللہ ان کے کاموں پر مطلع ہے۔ ہر ایک امت کے لیے رسول
رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ
ہوگزرے ہیں پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آتے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا
وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ
اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔ ف۵ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہے اگر
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا
تم سچے ہو۔ تو کہہ میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی

بصائر (مدارک جلد۲ ص ۱۲۶)

ف۱: ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل وخرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر عمداً قصداً محض ضد وعناد کی وجہ سے دلائل و براہین کا انکار کیا اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں قبول ہدایت کی توفیق سے محروم کردیا گیا۔ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام ٹھہرایا پس تم آپس میں ظلم نہ کرو اس حدیث کے آخر میں ہے اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں نے تمہارے واسطے گن رکھا ہے پھر میں تم کو ان کا پورا بدلہ دوں گا پس جو کوئی خیر پائے تو وہ اللہ کی حمد کرے اور جو کوئی نیکی کے سوا اور کچھ پائے تو وہ مجھے ملامت نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرے (کیونکہ یہ اس کا اپنا کیا دھرا ہے) مسلم

ف۲: یعنی باوجود دنیا میں بڑی بڑی طویل عمریں پانے کے جب وہ حشر میں اٹھائے جائیں گے اور خواب برزخ وخواب ناسوت دونوں سے بیدار ہوں گے تو اب انہیں اپنے اندازہ میں جو زمان حشر کے مطابق یا تحت ہوگا ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے وہ دنیا میں کچھ رہے ہی نہیں بلکہ اگر بہت زیادہ رہے ہیں تو بس ایک گھڑی بھر۔ راوان طول اعمارهم فی مقابلة الخلود كساعة. (قرطبی عن ابن عباس) تو جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دنیا میں ان کا قیام ایک گھڑی سے زیادہ نہ تھا وہ دنیا کو بہت ہی تھوڑا جانیں گے یہ اسلئے کہ انہوں نے اپنی عمر دنیا میں ضائع کر دی تھی اور وجود کو عدم کی طرح سمجھ رکھا تھا یا بسبب دہشت وحیرت کے ہوگا۔ پہچاننے سے مراد یہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور بعض رشتہ دار بعض کو پہنچانیں گے جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے لیکن ہر شخص اپنے حال میں گرفتار ہوگا۔

ف۳: جتنی امتیں بھی پہلے گزر چکی ہیں ان میں اللہ پاک نے ایک ایک رسول مصلحت کے تحت بھیجا اور جب وہ رسول ان میں آیا اور امت نے اس کی تکذیب کی تو اللہ پاک نے درمیان اس امت اور رسول کے انصاف کا فیصلہ فرمایا کہ رسول زندہ رہا اور امت ہلاک ہو گئی سو یہ عدل تھا نہ کہ ظلم امت سے مراد امت مکلف ہے ہر وہ امت جسے ارادہ الٰہی نے مکلف بنانا چاہا اسے پہلے تبلیغ ضرور کی گئی۔ پس جو لوگ دور فترۃ یعنی نبی کے وجود سے پیشتر گزرے ہیں اور ان پر تبلیغ ہی نہیں ہوئی تو وہ لوگ مکلف ہی نہیں ٹھہرے ان سے سوال صرف انکی استعداد وفہم وبصیرت کے مطابق ہوگا۔ رسول یہاں لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ کی طرف سے پیغام حق پہنچا دینے والا اس عموم کے تحت رسول اصطلاحی اور انکے نائب شاگرد وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ تو جن قوموں اور ملکوں میں رسول اصطلاحی کے آنے کی کوئی تحقیق نہیں ہوئی احتیاط اسی میں ہے کہ وہاں کے مشہور ہادیوں اور رہبروں کے باب میں سکوت اختیار کیا جائے احتمال ہے کہ وہ لوگ رسول ہی ہوں یا ممکن ہے کہ نائب رسول ہوں۔

ف۱: اگر براہین اور دلائل سننے کے بعد بھی یہ مشرکین تجھے جھوٹا ہی بتلاتے رہیں تو کہہ دیجیے کہ میں تو اپنا فرض ادا کر چکا تم سمجھانے پر بھی نہیں مانتے تو اب میرا اور تمہارا راستہ الگ الگ ہے تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو میں اپنے عمل کا اور ہر ایک کو اس کے عمل کا ثمرہ مل کر رہے گا یعنی تم اپنے عمل تکذیب وشراک کی سزا پاؤ گے میں اپنے عمل تبلیغ وانذار اور اطاعت وعبادت کی جزا پاؤں گا۔

ف۲: اس سے انہیں اسی لحاظ سے کہا گیا ہے کہ ان کے دل قصداً ایمان اور حق طلبی سے خالی ہیں اور وہ دلائل حقہ کا مطالعہ ہی نہیں کرنا چاہتے اس لئے ان کے راہ راست پر آنے کی اب کوئی امید نہیں یعنی انهم فی الیاس من ان یقبلوا و یصدقوا كالصم والعمی الذین لا عقول لهم ولا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ
اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے ہر ایک جماعت کے لیے وقت مقرر ہے
اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾
جب ان کا وقت مقرر آ پہنچتا ہے ایک گھڑی بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے۔ ف
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّا
تو کہہ بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آ جائے تو مجرم
ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ
کس چیز کے ذریعہ سے جلدی کر جاویں گے۔ کیا جب نازل ہو گا تو اس وقت
اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾
ایمان لاؤ گے (کہا جائے گا) کہ اب ایمان لاتے ہو اور تم اس کو جلدی مانگ رہے تھے۔ ف
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ
پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو
تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
اپنے ہی کیے کا بدلہ ملے گا تجھ سے پوچھتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے
اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ
تو کہہ ہاں واللہ بے شک سچ ہے اور تم
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي
عاجز نہیں کر سکتے۔ ف اور جس کسی نے بدکاری کی ہو گی اس کے پاس اگر
الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
تمام زمین کا مال ہو گا تو وہ سارے کا سارا فدیہ میں دینے کو تیار ہو جاوے گا
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا
جب عذاب دیکھیں گے تو پوشیدہ پوشیدہ ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور ان میں
يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا ف سنو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ اللہ ہی کی ملک ہے
اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں

منزل ۳

میں فرما دیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا واقع ہونا ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے اپنی موقع اثبات میں تاکید و تحقیق کے مفہوم میں نعم کے معنی ہی میں آتا ہے جیسے اردو میں زور دینے کے موقع پر ہاں ہاں مکرر آتا ہے۔ کلمة تحقيق و ايجاب و تاكيد بمعنى نعم. (قرطبی)

ف: یعنی قیامت کے دن کافروں کی یہ خواہش ہوگی کہ کاش زمین بھر کے برابر مال دے کر اس عذاب سے چھوٹ جائیں اور اس وقت ان کو ایمان نہ لانے (چھوڑنے) پر ندامت کا احساس ہوگا اور یہ لوگ اسکا اظہار نہ کریں گے اسکو مخفی رکھیں گے کیونکہ حالت سخت ہوگی ان کو کلام کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور ان کی تمام بہادری خاک میں مل جائے گی۔

ف: مشرک لوگ اللہ کے نبی کو طنز اور ٹھٹھا کرنے کے انداز میں کہتے تھے کہ جس عذاب سے تم ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا کہ تم ان کو کہہ دو کہ میں تو اپنی ہی جان کے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں پھر دوسرے کا کیا ذکر ہے اس آیت پاک میں بڑی نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کو پکارتا ہے اور آپ سے تکلیف کے وقت فریاد رسی چاہتا ہے اللہ نے سید ولد آدم محمد ﷺ کو یہ حکم دیا کہ تم میرے بندوں سے صاف کہہ دو کہ مجھ کو اپنے نفس کے نفع و نقصان کا کچھ اختیار نہیں پھر میں غیر کے نفع و نقصان کا کیونکر مالک ہو سکتا ہوں اور جب نبی ﷺ غیر کے فائدے اور نقصان کے مالک نہ ہوئے تو پھر اور اولیاء کرام وغیرہ کا کیا ذکر کہ جو رسول اللہ ﷺ کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے جو قبروں پر مجاور ہیں حالانکہ قبر والے زمین میں مدفون ہیں یہ لوگ ان سے اپنی ضروریات طلب کرتے ہیں آج کے پیر پرست اور قبر پرست پہلے مشرکوں سے شرک میں بڑھ گئے ہیں' کیونکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ خالق رازق ضار اور نافع اللہ ہی ہے اپنے معبودوں کو فقط شفیع سمجھتے تھے اور یہ لوگ بزرگوں کو نفع و ضرر پر قادر سمجھتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون نبی ﷺ کی یہ بے اختیاری عین شان عبدیت کے مطابق ہے جب افضل البشر بلکہ افضل الرسل کی یہ حالت ہے تو پھر مشائخ عظام و اولیاء کرام وغیرہ کو اپنے اعتقاد میں معبود کے مرتبہ پر پہنچا دینے والے حضرات اپنے انجام پر غور کر لیں الا ماشاء اللہ میں استثنا منقطع ہے یعنی میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی مختار نہیں البتہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔

ف: یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں عبارت یوں ہے ءَ اِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اور ثُمَّ استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی طلب کرتے ہو کہ گویا جب عذاب آئے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات انتہائی تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے اور اس وقت کی تصدیق اضطراری تمہیں کچھ نفع نہ دے سکے گی بلکہ اس وقت تو تم خود کو تصدیق پر مجبور پاؤ گے ثُمَّ کی ایک قرأۃ بالفتح ثَمَّ بھی آئی ہے بمعنی هنالك۔ و حی بثم دلالة على زيادة الاستبعاد (روح وغیرہ) فرمایا اب کیوں گھبراتے اور بدحواس ہو رہے ہو تم خود اس عذاب کو بطور استہزا و تمسخر جلدی مانگتے تھے شریعت کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ جب ملائکہ عذاب نظر آنے لگیں اور عالم برزخ کا انکشاف شروع ہو جائے تو اس وقت توبہ اور ایمان مقبول نہیں پس تو بیخ و تہدید کے طور پر کہا جائے گا الئن تومنون ترجون الانتفاع بالايمان مع انكم كنتم قبل ذالك به تستعجلون على سبيل السخرية والاستهزاء.

ف: منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا آنا حق ہے سوال اور اظہار حیرت و استعجاب سے مقصود دریافت حال نہیں بلکہ تکذیب و تعریض تھی اے میرے نبی ان کے جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

جانتے۔ ف۱ وہی تو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تو تم سب پھیرے جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے وعظ

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

اور سینوں کی بیماریوں کی شفا اور ہدایت اور ایمانداروں کے لیے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

رحمت پہنچ چکی ہے۔ ف۲ کہہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے

فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

پس اسی سے خوشی منائیں وہ ان کے مال سے جو جمع کرتے ہیں کہیں بہتر کر اچھا ہے۔ ف۳ تو کہہ

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ

اللہ جو تمہارے لئے حلال رزق پیدا کرتا ہے پھر تم اس میں سے

حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى

بعض کو حرام اور بعض کو حلال تجویز کر لیتے ہو تو کہہ کیا اللہ نے تم کو اس بات کا اذن

اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کرتے ہو۔ جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

قیامت کے دن کے نسبت ان کا کیا خیال ہے اللہ لوگوں کے

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

حال پر بڑے فضل کی نگاہ رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر گزاری نہیں کرتے۔ ف۴

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ

اور تو کسی کام میں ہو یا قرآن کا کوئی حصہ

قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

پڑھتا ہو یا تم کوئی سا کام کرو ہم (اللہ) تمہارے پاس

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ

حاضر ہوتے ہیں جب تم اسے ابھی شروع ہی کرتے ہو ذرا جتنی چیز بھی

ف۱: چنانچہ وہ اپنی مخلوق کے ساتھ جو تصرف اور جو سلوک چاہے کرے اس کا ہر عمل عادلانہ ہی ہوگا خواہ انسانی معیار سے غیر عادلانہ ہی نظر آئے الا حرف تنبیہ ہے جو فقرہ کے شروع میں لایا جاتا ہے اور اس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ آگے کوئی بہت اہم حقیقت بیان کی جا رہی ہے جسے خاص توجہ سے سننا چاہئے۔ کلمة تنبیه للسامع تزاد فی اول الکلام ای انتبهوا لما اقول لکم۔ (قرطبی)

ف۲: یا ایها الناس میں خطاب عموم ہے یا ایها العرب نہیں فرمایا کیونکہ مخاطب ساری دنیا ہے کوئی مخصوص قوم یا ملک مراد نہیں ہے موعظت سے مراد قرآن کریم ہے جو کوئی قرآن کو سنتا ہے یا پڑھتا ہے اور اس کے معنی پہچانتا ہو وہ اس سے نصیحت پکڑتا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی ترغیب کے لئے ایک مکمل نصیحت نامہ ہے لوگوں کیلئے چاہے وہ اجتماعی طور پر ہوں یا انفرادی طور پر، بڑا ہو یا چھوٹا کیا امام اور کیا مقتدری کیا غریب کیا امیر یہ سب کیلئے نصیحت ہے اگر اس کی ہدایتوں پر عمل ہو تو ہر قسم کے امراض قلب اور عوارض باطن کو خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی شفا ہو جائے مومنین کی قید سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مومنین ہی صحیح معنوں میں اس سے استفادہ کریں گے۔

ف۳: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل قرآن ہے۔ حسن وضحاکؒ ومجاہد وقتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ایمان ہے اور اس کی رحمت قرآن ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ فضل و رحمت کو عموم پر محمول کیا جائے' مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے نہ کہ مال ومنال کے جمع کرنے پر کیونکہ دنیا کا سامان کوئی لائق مسرت وفرحت چیز نہیں ہے کہاں وہ نعمت اخروی اور کہاں یہ نعمت دنیوی۔

ف۴: مشرک اور جاہل قوموں کے لوگوں نے کھانے والی حرام وحلال چیزوں میں بڑی گڑبڑ اور ہیرا پھیری کی ہے اسی لئے قرآن مجید نے اس پر بار بار گرفت کی ہے اور بار بار صراحت کی ہے کہ حرام تو بس وہی چیزیں ہیں جنہیں شریعت الٰہی حرام قرار دے نہ کہ وہ جنہیں تم خود اپنی مرضی سے حرام ٹھہرا رہے ہو اتنی دور رس اور دقیقہ رس نگاہ جو غذاؤں کے قرب وبعد جلی وخفی سارے فوائد اور نقصان پر محیط ہو تو وہ سوائے شریعت الٰہی کے اور کہیں بھی ممکن نہیں اسی لئے فرمایا کہ تم بتاؤ اللہ نے جو رزق اتارا ہے اور تم کو دیا ہے جیسے کھیتی اور دودھ وغیرہ اور تم نے اس میں بعض کو حرام ٹھہرا دیا ہے جیسے بحیرہ اور سائبہ اور بعض کو حلال قرار دیا جیسے مردار وغیرہ تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے؟ یا تم نے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا ہے؟

معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا چاہیے، لال کپڑا نہ پہننا چاہئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں اور جب ان کی نیاز کیجیے تو اس میں بالضرور فلاں ترکاریاں ہوں اور مسّی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھائے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ بھی نہ کھائے جو نیچ قوم میں ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھائے اور شاہ عبدالحق کا تو شہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اس کو احتیاط سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیا جائے اور موت کے بعد نہ خود اپنی شادی کیجیے اور نہ کسی اور کی شادی میں بیٹھئے' تو یاد رکھیے سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار ہیں اور ایسی لغویات شریعت کے اندر نہیں ہیں اور جو عام طور پر جاہل لوگوں کا وطیرہ ہے کہ اس میں نیا کپڑا نہیں پہننا چاہیے یا شادی نہیں کرنی چاہیے یا اور کسی بھی قسم کی خوشی نہیں رچانی چاہیے تو یہ سب بھی غلط اور فضول ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
تیرے رب سے گم نہیں ہوسکتی نہ زمین میں اور نہ
السَّمَآءِ وَلَآ أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرَ إِلَّا
آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی سب کی سب
فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا
کتاب مبین میں مندرج ہیں۔ سنو اللہ کے دوستوں پر
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔ جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے
وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور پرہیز کرتے ہیں۔ ف۱ انہیں کے لئے دنیا اور آخرت میں
وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ
خوشخبری ہے اللہ کے حکموں کی تبدیلی ممکن نہیں یہی
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ
بڑی کامیابی ہے۔ اور تو کافروں کی باتوں سے غمزدہ نہ ہو
إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾
بے سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے وہ سنتا اور جانتا ہے۔ ف۲
أَلَآ إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
سنو جو لوگ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اللہ کے غلام ہیں
وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور جو لوگ اس کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں
شُرَكَآءَ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا
وہ محض اپنی من گھڑت باتوں پر چلتے ہیں اور وہ نری
يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا
اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ ف۳ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ
فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا ف۴ بیشک اس میں سننے والی قوم کے لئے

منزل

ف۱: اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان و یقین ہو جن کا ظاہر تقویٰ اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو جس کے اندر جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی اس میں ولایت ہوگی قیامت کے دن کی وحشت ان سے دور ہے انہیں کوئی بھی رنج و غم نہیں ہوگا اور دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انہیں حسرت و افسوس نہیں ہوتا حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سے سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ یاد آ جائے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو نہ آنے والے مہلکات و حوادث کا کوئی اندیشہ ہوتا ہے اور نہ چھوٹ جانے والی چیزوں کا کوئی غم۔

الذین امنوا سے اعتقاد صحیح کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے تمام عقائد کتاب وسنت کے مطابق ہوں اور ان میں شریعت سے ذرہ برابر بھی انحراف نہ ہو و کانوا یتقون اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال و اخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے اعتقادات صحیح دلائل پر مبنی ہوں اور شریعت کے مطابق وہ اعمال صالحہ بجالانے والا ہو عارفین نے کہا ہے کہ حزن (غم) ناکامی کے بعد پیدا ہوتا ہے اور عاشقان سوختہ جان کوئی آرزو ہی نہیں رکھتے جو انہیں نامرادی کا اندیشہ ہو سکے اور اسی طرح خوف پیدا ہوتا ہے امر مکروہ کے پیش آ جانے سے پاکیزہ محبت کرنے والے تو سوائے محبوب کے اور کسی کا وہم بھی نہیں رکھتے تو محبوب اور اس کے عشووں اور اداؤں سے خوف کے کیا معنی؟

ف۲: ان مشرکوں کی باتوں کا کوئی رنج و غم نہ کر اللہ تعالیٰ سے ان پر مدد طلب کر اسی پر بھروسہ رکھ ساری عزتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنے رسول اور مومنوں کو عزت دے گا وہ اپنے بندوں کی باتوں کو خوب سنتا ہے اور ان کی حالتوں سے پوری طرح خبردار ہے۔

ف۳: آسمان و زمین کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کے ملک میں ہے اور اسی مخلوق میں یہ مشرک بھی ہیں۔ تو جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ملک میں ٹھہرے تو اب وہ جس طرح چاہے ان میں تصرف کرے یہ لوگ شرکاء کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اپنے گمان کے پیرو ہیں اور ان کے یہ شرکاء صرف نام کے شریک ہیں حقیقت میں کوئی بھی اللہ کا شریک نہیں ہے۔

یہ لوگ جتنا چاہے اپنے معبودوں کو شریک کہتے رہیں لیکن نفس الامر میں یہ شرکت محال ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:۲۲) کیونکہ اگر زمین و آسمان میں دو معبود ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا۔ یعنی ایک کہتا کہ یہ کرنا ہے تو دوسرا کہتا کہ نہیں کرنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دوئی سے پاک ہے۔ اور ان کا یہ گمان کہ وہ اللہ کے پاس ان کی شفاعت کریں گے محض بے اصل خیال ہے حرص تخمین کو کہتے ہیں اس لفظ کا استعمال کذب پر ہوتا ہے گویا ان کا اندازہ کرنا شرکاء کو ایک اندازہ جھوٹ اور باطل ہے۔

ف۴: یعنی خدا کی معرفت (پہچان) حاصل کرنے کے لئے فلسفوں کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن جس آثار کائنات کو توحید کی تائید میں پیش کر رہا ہے وہ ایک سادہ حقیقت ہے اور سننے سمجھنے والے کے لئے یہ کافی دلیل ہے۔ رات کے پرسکون ہونے اور دن کے روشن ہونے ہی کی وجہ سے انسان کے لئے یہ ممکن ہوا کہ وہ زمین پر زندگی گزار سکے یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی کھلی نشانی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ
اس واقعہ میں بہت سے نشان ہیں۔ کہتے ہیں اللہ نے اولاد بنائی ہے
هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
سبحان اللہ وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے سب چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اسی کی ہیں
اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى
تمہارے پاس کوئی دلیل اس پر نہیں کیا اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہو
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ
جو تم خود بھی نہیں جانتے۔ ف۱ تو کہدے جو لوگ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا
کبھی خیر نہ پائیں گے۔ دنیا میں چند روزہ گزارہ ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ
پھر ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے پس ہم ان کے کفر کی شامت میں
بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ
سخت عذاب چکھائیں گے۔ ف۲ اور ان کو نوح علیہ السلام کی خبر سنا جب اس نے
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ
اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو اگر تم پر میرا رہنا اور
وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا
اللہ کے حکموں کا وعظ سنانا گراں ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم
اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ
اپنی ساری تدبیر سوچ لو اور ساتھیوں کو بھی شریک کرلو اور کسی طرح اپنے کام
غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ
کو نہ بھولو پھر جو مجھ پر کرنا چاہو کرلو اور مجھے ذرہ بھی ڈھیل نہ دو۔ ف۳ سو اگر
تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
تم منہ پھیرتے ہو تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ
اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ
ہی کے پاس ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں فرمانبرداروں سے بنوں۔ ف۴ پھر لوگوں نے اس کی بات نہ مانی

ف۱: ساری موجودات چھوٹی ہو یا بڑی، بشری ہو یا غیر بشری، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت صرف مخلوقیت اور مملوکیت کی رکھتی ہے نہ کہ معاذ اللہ کسی طرح کی قرابت اور عزیزداری کی اور یہ مذاہب جاہلی کا بہت قدیم اور مشترک عقیدہ ہے، قرآن بار بار مختلف طریقوں سے اس عقیدہ پر ضرب لگاتا ہے۔ ولداً سے حقیقی بیٹا مراد نہیں بلکہ اس سے مراد نائب و متصرف ہے، یہود و نصاریٰ حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے اور مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اس معنی میں نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلبی اولاد ہیں بلکہ انکا مطلب یہ تھا کہ ذات باری کو اسطرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں جس طرح باپ اپنے پیارے اور چہیتے بیٹوں کی ہر بات مانتا ہے اسی طرح اللہ بھی اپنے محبوب و برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں کرتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیار عطا فرما دیئے ہیں۔ قرآن مجید نے جہاں اثبات توحید پر بہت سے دلائل قائم کئے ہیں وہاں اہل شرک سے بار بار مطالبہ کیا ہے کہ تم اپنی باطل پرستی پر آخر کون سی دلیل رکھتے ہو؟ تم تو سراسر ایک بے دلیل دعویٰ کی پیروی میں مبتلا ہو، قال کا صلہ جب علی کے ساتھ آتا ہے تو اسکے معنی گھڑ لینے اور جھوٹ جوڑ لینے کے ہو جاتے ہیں۔

ف۲: کذب کا ذکر افترا کے ساتھ تاکید کیلئے ہے ایسا قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں کبھی کسی مطلب کے ساتھ فائز نہ ہوں گے دنیا فانی میں جو تھوڑا سا فائدہ اٹھاتے ہیں وہ ان کیلئے استدراج ہے اسکے بعد موت آئے گی اور اللہ کی طرف پھیر لیے جائیں گے اور عذاب ابدی میں گرفتار ہوں گے عربی میں حقیقی فلاح کم از کم جس معنی میں مستعمل ہے تو وہی ہے جو مستقل دیرپا اور دائمی ہو اور یہ کسی منکر، مکذب اور مشرک کے نصیب میں نہیں عارضی چند روزہ دنیوی عیش و نعیم جس کا خاتمہ یقینی طور پر ذلت و مصیبت پر ہے اسے فلاح ہرگز نہیں کہہ سکتے متاع فی الدنیا کہہ کر منکر و مکذب قوموں کی صحیح تصویر کھینچ دی ہے تفصیل کے لئے روس، امریکہ، برطانیہ، چین، جاپان اور بڑی بڑی مہذب ترقی یافتہ اقبال مند قوموں کا حال انکے رشک و حسد، حرام کاریوں، شراب نوشیوں، سود خواریوں، جرائم اور امراض خبیثہ وغیرہ کا حال معلوم کرنے کیلئے ذرائع بلاغ یا ان کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔

ف۳: اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ تم کفار مکہ کو نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے جھٹلانے والے تمام لوگوں (قوم) کو سیلاب کی آغوش میں دے کر ان کو تباہ و برباد کر دیا، سو تم بچو کہ کہیں ویسی بلا اور ہلاکت تم کو نہ پہنچے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اگر میرا ٹھہرنا تمہیں اپنے درمیان گراں ہے تو پھر ایک دم کی بھی مجھے مہلت نہ دو یعنی جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہو ان سب کو بھی اپنی سازشوں اور منصوبوں میں شریک کرلو، ان کی منتیں مان لو، ان سے فریاد کر کے دیکھ لو اور فال اور شگون بھی انکے استھانوں سے حاصل کرلو۔ واؤ یہاں مع کے مترادف ہے اس قصہ میں تسلی ہے رسول اللہ ﷺ کے لئے کہ انبیاء و سابقین کو بھی ہجوم مخالفت سے کس کس طرح دوچار ہونا پڑا اور اس دوران بھی وہ کیسے صابر اور ثابت قدم رہے۔

ف۴: فرمایا کہ تم مجھے تبلیغ سے روکنے کا حق ہی کیا رکھتے ہو؟ کیا میں تم سے اس کی کچھ مزدوری یا اجرت مانگتا رہتا ہوں جس کے بند ہو جانے کا مجھے اب اندیشہ ہو، خوف خلق کی نفی اوپر کی آیت میں ہو چکی تھی طمع خلق کی نفی اس آیت میں ہو گئی اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء خلق کے خوف اور طمع دونوں سے (بقیہ صفحہ 863 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ

پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بیڑی کے ذریعہ بچالیا اور انہیں کافروں کا جانشین بنایا

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی ہم نے انہیں غرق آب کردیا ف۱ پس تو غور کر کہ ان

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا

ڈرائے ہوؤں کا کیسا بدانجام ہوا۔ پھر ہم نے اس سے پیچھے کئی ایک رسول بھیجے

اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

پس وہ ان کے پاس دلائل بینہ لائے مگر پھر بھی وہ جس چیز کو پہلے

كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ

ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے ف۲ اسی طرح حدود سے بڑھنے والوں

الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ

کے دلوں پر ہم مہر کردیا کرتے ہیں۔ ف۳ پھر ہم نے اس سے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پس وہ متکبر ہو بیٹھے اور

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

بدکاروں کی قوم تھے۔ پھر جب ہمارے پاس سے ان کو حق پہنچا

قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ

کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔ ف۴ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب حق بات

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

تمہارے پاس آئی تو اسے جادو کہتے ہو کیا یہ جادو ہے اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے ف۵

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ

بولے کیا تو ہمارے پاس اسی لئے آیا ہے کہ جس دین پر ہم نے اپنے

اٰبَاۗءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاۗءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا

باپ دادوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے اس دین سے ہم کو پھسلا دے اور زمین میں تم دونوں بھائیوں کی بڑائی ہو

نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِي

اور ہم تمہاری بات نہ مانیں گے۔ ف۶ فرعون بولا میرے پاس

منزل ۲

تم کو یہ ماننا چاہیے تھا کیونکہ یہ تو سحر سے بہت دور ہے' تیسرا یہ کہ ساحر فلاح مند نہیں ہوتا ایک نہ ایک دن اس کی قلعی کھل جاتی ہے آخری اور مستقل کامیابی ساحروں شعبدہ بازوں کے نصیب میں کہاں؟ ذرا دیر کے لئے وہ گرمی محفل جیسی بھی پیدا کردیں لیکن کمالات اخلاق سے وہ عاری اور تصرفات روحانی سے ان کا دامن خالی اور دنیوی اعتبار سے بھی تو کوئی اعلیٰ مستقل کمال ان میں نہیں ہوتا۔ قوم نے جواب میں کہا کہ تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ جس راہ پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا اس راہ سے تو ہمیں بے راہ کردے اس سے معلوم ہوا کہ وہ دلیل سے عاجز ہوگئے اور وہ کوئی جواب باصواب موسیٰ علیہ السلام کو نہ دے سکے۔

ف۱: نوح علیہ السلام کی قوم زمین میں بااقتدار تھی لیکن جب کفر کی پاداش میں اسے غرق کردیا گیا تو اہل ایمان کے گروہ نے جسے اللہ تعالیٰ نے بچالیا تھا زمین کا اقتدار سنبھالا۔ زمین پر حق و باطل کی یہ پہلی کشمکش تھی جس میں حق غالب ہوا اور اہل ایمان کو کافروں کے مقابلہ میں فتح مندی اور کامیابی نصیب ہوئی۔

ف۲: یہ انسان کی نفسیاتی کمزوری ہے کہ ایک مرتبہ جس چیز کو وہ رد کر دیتا ہے اس پر نظر ثانی کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ غلط قدم اٹھانے کے بعد واپسی اس کے لئے مشکل ہوتی ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ وعلیٰ نبینا السلام کے بعد بہت سے رسول بھیجے اور وہ اپنے صدق پر معجزات اور دلائل لے کر آئے لیکن ان کو ان کی قوموں نے نہ مانا اسی ہٹ اور ضد پر اڑے رہے' چنانچہ اس وقت سے اہل ضلال کی یہ ذہنیت آج تک چلی آ رہی ہے جہاں ایک بار بھی شروع میں بے سوچے سمجھے زبان سے "نہیں" نکل گئی بس آخر تک وہی قائم رہے گی چاہے ہزار شواہد و دلائل نظر سے گزر جائیں تو جس طرح اللہ نے اگلے مکذبین کے دلوں پر مہر لگا دی تھی اسی طرح ان پچھلوں کے دلوں پر بھی مہر لگا دیتا ہے چونکہ وہ اپنے ارادہ کو حق کیلئے نہیں بلکہ اس کی مخالفت میں استعمال کرتے رہتے ہیں اس لئے ان سے قبول حق کی توفیق بھی سلب ہو جاتی ہے لہٰذا یہ بھی جب تک عذاب کو نہ دیکھیں گے ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

ف۴: اس واقعہ کو بیان کرنے سے مقصود خاص طور سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت حق کو فرعونیوں نے جادو قرار دیا تھا اسی طرح حضرت محمد (ﷺ) کی دعوت حق کو کفار مکہ جادو قرار دے رہے ہیں۔

ف۵: جب پیغمبر کے معجزہ اور جادوگروں کے ساحرانہ کرتب کے درمیان مقابلہ آرائی ہوتی ہے تو جادوگروں کو اپنے منہ کی کھانی پڑتی ہے اور انہیں کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی یہ تو ہے دنیا میں ان کی ناکامی۔ رہی آخرت کی کامیابی اور سرخروئی تو جادوگر اس سے یقیناً محروم رہیں گے کیونکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے فریب نظر کا سامان کرتے رہے۔

ف۶: امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بہت جگہ اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے اس لئے کہ یہ اعجب القصص ہے استکبار کہتے ہیں ادعا کبر کو بغیر استحقاق کے یہ قوم بڑی گنہگار تھی اسی سبب سے اس نے حق کو رد کرنے کی جرأت کی کیونکہ گناہ گنہگار اور ادراک حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اور دل کی آنکھوں کو حق کے سننے سے اندھا کر دیتے ہیں' چنانچہ انہوں نے معجزات دیکھ کر یہ کہا کہ یہ تو ایک جادو ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس بہتان کے جواب میں تین جملے ارشاد فرمائے۔ ایک یہ کہ جب تمہارے پاس حق آیا تو تم کہتے ہو کہ یہ جادو ہے سو یہ بات نہ کہو دوسرا یہ کہ تم اس کو سحر مبین کہتے ہو حالانکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ

ہر جادوگر کو لاؤ۔ پھر جب جادوگر آئے تو

لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ جو کچھ تم ڈالنا چاہتے ہو ڈال لو۔ پھر جب وہ ڈال چکے

قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ

تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو ہے بیشک اللہ

سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

اس کو برباد کرے گا ف۱ اللہ مفسدوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا۔ ف۲

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور اللہ اپنے حکم سے سچی بات کو۔ ظاہر کرے گا ف۳ گو کافروں کو یہ برا ہی کیوں نہ لگے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ

پھر بھی فرعون کی قوم سے صرف چند آدمی موسیٰ پر ایمان لائے فرعون

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ

اور اس کی جماعت سے ڈرتے ہوئے ف۴ کہ کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ کردے اور فرعون

لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ

زمین میں متکبر اور حد سے بڑھا ہوا تھا۔ ف۵ اور موسیٰ

مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا

نے کہا بھائیو! اگر اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر توکل کرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

اگر تم فرماں بردار ہو۔ پس وہ بولے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا

اے ہمارے مولا ہمیں ظالموں کے لئے امتحانات مت بنا۔ اور اپنی مہربانی

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

ساتھ کافروں کے عذاب سے ہمیں نجات بخش۔ ف۶ اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ

موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ

ف۱: امام رازیؒ فراء نحوی ولغوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ پہلے فرعون اور فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیام کو سن کر کہا تھا هٰذا سحر اب موسیٰ علیہ السلام اس کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ سحر وہ تو نہیں تھا یہ ہے اسی لئے سحر نکرہ کو یہاں الف لام کے ساتھ لاکر السحر معرفہ کردیا گیا۔

ف۲: کسی غلط کام کو کرکے اچھے نتیجہ کی توقع رکھنا ایسا ہی ہے جیسے آگ جلا کر اس سے ٹھنڈک حاصل کرنے کی امید رکھنا۔ اللہ کا قانون ہے کہ تخریبی کاموں سے کبھی تعمیر کا کام انجام نہیں پا سکتا پھر جادو سے جو سراسر فریب ہے مفید نتائج کیونکر برآمد ہو سکتے ہیں؟ ایک پیغمبر انسان کی جو رہنمائی کرتا ہے اسکے مقابلہ میں جادوگر کیا رہنمائی کر سکتے ہیں؟

ف۳: چنانچہ اس کے حکم سے موسیٰ کی لاٹھی حقیقۃً سانپ بن گئی اور جادوگروں کے بناوٹی سانپوں کو یہ سانپ نگل گیا۔ اس طرح جادوگروں کے مقابلہ میں موسیٰ کو کامیابی ہوئی اور ان کا پیغمبر ہونا ثابت ہوگیا۔

ف۴: موسیٰ علیہ السلام نے جو حق پیش کیا تھا اس کو قبول کرنے والے چند باہمت نوجوان ہی نکلے۔ یہ نوجوان مصر کی قبطی قوم سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ جہاں تک بنی اسرائیل کا تعلق ہے وہ پہلے سے مسلمان تھے اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لاکر انہیں اپنا قائد تسلیم کرلیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کس طرح کرتے اس لئے جن مفسرین نے یہاں بنی اسرائیل کے نوجوان مراد لئے ہیں ان کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔

ف۵: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر نازل کی گئی کتابیں ہیں اور اس کے مفہوم میں کلام اور دلائل وشواہد سب داخل ہیں نازل شدہ کتب میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا کہ تم ہی غالب رہو گے یا پھر اس سے مراد قضاوقدر ہے کہ باوجود ان بینات کے جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے وہ لوگ ان پر ایمان نہ لائے مگر نوجوان لوگ فرعون کی قوم سے تو وہ بھی فرعون اور اس کے ارکان دولت سے ڈرتے تھے جامع البیان والے نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے کہ من قومہ کی ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے۔ وجیز والے اور ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ وہ قریب مذکور ہیں اور یہی قول زیادہ ترجیح کے قابل ہے گو کہ سلف نے دونوں اقوال ذکر کئے ہیں۔

ف۶: موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اللہ تعالیٰ توکل کرنے والے کیلئے کافی ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (الزمر:۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کفایت کرنے والا نہیں ہے۔ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۳) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کیلئے کفایت کرنے والا ہے۔ اور بھی بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے کا حکم دیا ہے۔ توکل اعتماد اور بھروسے کو کہتے ہیں عربی زبان میں یہ قاعدہ ہے کہ جہاں معمول مقدم ہو تو حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس قاعدہ کے مطابق اس آیت کا یہ معنی ہوگا کہ خاص اسی پر بھروسہ رکھو اگر تم مسلمان ہو۔ امام ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ اس آیت میں صحت اسلام کی دلیل توکل کو ٹھہرایا ہے اور جس آدمی کا ایمان قوی ہوتا ہے تو اس کا اعتماد اللہ تعالیٰ پر بہت ہی بڑا ہوتا ہے اور جب آدمی کا ایمان ضعیف ہوتا ہے تو اس کا اعتماد بھی اللہ تعالیٰ پر کمزور ہوتا ہے اور اعتماد کی کمزوری ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ

اور اپنے گھروں کو عبادت گاہیں بنالو اور نماز پڑھو

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ

اور ایمان داروں کو خوشخبری سناؤ۔ ف۱ اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! تو

اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِى

نے فرعون اور اس کی جماعت کو دنیا میں زینت اور مال کثیر دیا ہے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ

وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے ہیں پس اے

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى

ہمارے رب ان کے مالوں پر وبال ڈال اور ان کے دلوں کو

قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

کر پس وہ جب تک دکھ کی مار نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔ ف۲

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا

اللہ نے کہا تمہاری دعا قبول ہوئی پس تم دونوں بھائی مضبوط رہنا اور

تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا

جاہلوں کی راہ پر نہ چلنا۔ ف۳ اور ہم بنی اسرائیل کو

بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ

دریا سے عبور کرانے کو تھے کہ فرعون اور

جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ

اس کے لشکر نے ضد اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب (فرعون) غرق ہونے کو ہوا

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ

تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر

بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ

بنی اسرائیل کو ایمان ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب

وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

ایمان لاتا ہے؟ اس سے پہلے تو بے فرمانی کر چکا ہے اور تو بڑا مفسد تھا۔ ف۴

(ع ۱۰)

ف۱: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کو حکم ہوا کہ مسجدیں تیار کریں ابراہیمؑ نے کہا کہ وہ لوگ خائف تھے ان کو حکم ہوا کہ گھروں میں نماز پڑھیں۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ بیوت سے مراد ان کے اپنے گھر ہیں قبلہ سے مراد مسجدیں ہیں لوگ پہلے اپنے عبادت خانوں میں نماز پڑھتے تھے اور فرعون بے عون سے ڈرتے رہے تو حکم ہوا کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ اور ان میں چپکے چپکے نماز پڑھتے رہو۔ آیت میں قبلہ کا لفظ قرآن کا ایک دشوار ترین لفظ ہے بہرحال قبلہ کے ایک مشہور معنی اس مکان کے ہیں جس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے یہ معنی لے کر مراد یہ ہوگی کہ گو امت میں یک جہتی پیدا کرنے کے لئے کسی ایک متعین مکان کی طرف عبادت کا رخ ضروری ہے لیکن تمہارے لئے حالات موجودہ میں یہی کافی ہے کہ اپنے گھروں میں انہی کی طرف رخ کر لیا کرو اور یہاں معنی علی العموم نماز کی جگہ یا مصلی کے لئے ہیں اور مراد حکم سے یہ ہے کہ نمازیں اپنے اپنے گھروں ہی میں پڑھ لیا کرو ای صلوا فی بیوتکم۔

ف۲: جب فرعون اور فرعونیوں کا تکبر، جبر اور تعصب بڑھتا ہی گیا اور ظلم و ستم بے رحمی اور جفا کاری انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ کے صابر نبیوں نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ تو نے انہیں زینت دنیا اور مال دنیا خوب خوب دیا تیری ان بخششوں اور انعامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے لگے جن کا گمراہ ہونا تیرے علم میں ہے تو اس سے ان کے دل میں خیال آئے گا کہ یہی لوگ اللہ کے محبوب ہیں ورنہ اتنی دولت مندی اس قدر عیش و عشرت انہیں کیوں نصیب ہوتا؟ اس لئے اب ہماری دعا ہے کہ اللہ جن اموال کی وجہ سے وہ مغرور ہیں ان کو تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان کی طرف راغب نہ ہو سکیں کیونکہ تیری سنت جاریہ کے مطابق وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر حباریت لگا دی جائے اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی جائے یہ بددعا صرف دینی حمیت اور دینی دل سوزی کی وجہ سے تھی یہ غصہ اللہ اور اس کے دین کی خاطر تھا جب دیکھ لیا اور مایوسی کی حد ہو گئی جیسا کہ نوح علیہ السلام نے بددعا کی تھی کہ اے اللہ زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ ورنہ وہ دوسروں کو بھی بہکائیں گے اور جو نسل ان کی ہوگی وہ بھی انہی جیسی بے ایمان اور بدکار ہوگی۔ تو ایسے بدبختوں کی ہلاکت و بربادی کی تمنا کرنا ایسا ہی ہے جیسے موذی جانوروں سانپ اور بچھو وغیرہ کیلئے ہلاکت کی تمنا کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کا انجام تو واضح ہی ہو چکا تھا ان کے لئے دعائے ہلاکت میں اور بھی کوئی مضائقہ نہیں رہ گیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی دعوت و تبلیغ اور کوشش و اصلاح آخر حد تک جاری رکھی۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے لیکن ابھی چند دن صبر و استقامت سے کام لینا ہوگا اللہ پر بھروسہ رکھو وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے امور و احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے بے خبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے وعدوں کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور صبر و استقامت کے بجائے جلد بازی اور بے صبری کا اظہار کرتے ہیں۔ اے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) ایسے بے خبر لوگوں کی سی حرکت تم سے ہرگز سرزد نہ ہونے پائے۔

ف۴: جب فرعون نے ایمان کا اقرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تو ایمان لاتا ہے حالانکہ تو پہلے نافرمان تھا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ قائل اس قول کے جبرائیل علیہ السلام تھے بہرحال مقصود اس کہنے سے ڈانٹ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بقیہ صفحہ 863 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ
پس آج کے روز ہم تیرے جسم کو نجات دیں گے (باہر پھینکیں گے) تاکہ تو اپنے پچھلے لوگوں
اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا
کے لیے نشان ہو اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں
لَغٰفِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ
سے غافل ہیں۔ ف۱ اور بنی اسرائیل کو ہم نے سچے دعوہ گاہ
صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا
پر پہنچایا اور ان کو پاکیزہ طعام کھانے کو دیے پھر وہ مختلف نہ ہوئے
حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
مگر جب کہ ان کو علم حاصل ہو گیا بیشک جن جن باتوں میں
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاِنْ
یہ اختلاف کر رہے ہیں تیرا رب قیامت کے روز ان میں فیصلہ کرے گا۔ ف۲ اور اگر
كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔـلِ الَّذِيْنَ
تجھے ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک گزرے تو جو لوگ
يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ
تجھ سے پہلی کتاب پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے بیشک
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝
خدا کی طرف سے تجھے سچی بات پہنچی ہے پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے مت ہو جیو۔
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اور نہ ہی ان لوگوں سے ہونا جو اللہ کے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں
فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ
ورنہ تو بھی خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا۔ ف۳ جن لوگوں پر
عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ
تیرے رب کا حکم لگ چکا وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس
كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَلَوْلَا
ہر قسم کے نشان آویں جب تک وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے۔ ف۴ تو کیوں نہ

منزل ۲

ف۱: فرعون کا ایمان جس طرح عالم یاس میں تمام تر ظاہری وصوری اور معنی اور حقیقت سے خالی تھا تو اسی مناسبت سے اس کے جسم مردہ کی نجات بھی اس کے حق میں تمام تر بے سود رہی نجوۃ (اونچی جگہ) سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اونچی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقی ماندہ لوگوں کے لئے عبرت ونصیحت کا نشان بن جائے یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو قیامت تک محفوظ رکھوں گا جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آتی ہے لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں ایک غرق شدہ فرعون مصر کی نعش ماہرین اثریات کو مدت ہوئی قدیم مصری شہر مقبس میں مل گئی تھی اور آج قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے مورخین اور ماہرین کا خیال ہے کہ یہ فرعون رعمیس ثانی تھا۔ رعمیس ثانی یا تو وہی فرعون ہے جس کا تذکرہ قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آیا ہے یا پھر کوئی اور فرعون جو بعد میں غرق ہوا ہو۔ تو ماہرین فن کو اس نعش کی شناخت میں دھوکہ ہوا ہے' یہ نعش اسی کی ہے نہ کہ رعمیس ثانی کی اور فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ عاشور کے دن ہوا۔

ف۲: مبوأ صدق کے لفظی معنی اچھی منزل' بہترین مکان اور دل پسند کے ہیں محاورہ عرب میں صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے ہر اچھی چیز کو اسی صفت سے ظاہر کرتے ہیں مراد شام وارض فلسطین ہے ھو الاردن والشام (بحر عن ابن عباسؓ) المراد به الشام و بیت المقدس (بحر عن قتادہ ابن زید و الضحاك) ملک شام اور اسکے ملحقہ علاقے اپنی سرسبزی وشادابی اور بہترین پیداواری کیلئے شروع سے آج تک مشہور چلے آرہے ہیں' توریت موجودہ میں ہے "میں نازل ہوا ہوں کہ انہیں مصریوں سے چھڑاؤں اور اس زمین سے نکال کے اچھی وسیع زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیوں.... کی جگہ میں لاؤں۔ (خروج ۳:۸) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مادی انعام واکرام کے ساتھ دینی و روحانی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا تورات شریف کا علم دیا جس میں دین کے اصول وفروع بیان ہوئے تھے اور اگلے پچھلوں کے متعلق خبریں تھیں' تو ان واضح حقائق سے خبردار ہونے کے بعد انہیں یہ لائق نہ تھا کہ ایسی صاف چیزوں میں اختلاف کر کے آپس میں پھوٹ ڈالیں اور فرقہ بندی کی نحوست میں گرفتار ہوں' بلکہ انہیں ہمیشہ سپاس گزار رہ کر توحید ورسالت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے تھا۔ مسیح علیہ السلام سے تین سو برس بعد قسطنطین اعظم جو ایک فلسفی مزاج بادشاہ تھا از راہ نفاق مسیحی دین میں داخل ہوا تو پادریوں نے اسکی خاطر جدید قوانین وضع کئے اور نئی شریعت بنائی اس نے ان کیلئے بڑے بڑے گرجا اور معابد و مشاہد تعمیر کرائے اور اس نئے مسیحی دین کی جو اصلی مسیحیت کو بگاڑ کر تیار کیا گیا تھا خوب اشاعت ہوئی سوائے چند تارک الدنیا راہبوں کے کوئی شخص بھی اصلی دین مسیحی پر قائم نہ رہا تھا صلیب کی پرستش' مشرق کی طرف نماز پڑھنا' کلیساؤں میں مسیح ومریم وغیرہ کی تصاویر پوجنا' خنزیر کو حلال کرنا اور اسی طرح کی تحریفات نے حقیقی مسیحیت کو بالکل مسخ کر ڈالا اور یہی مسخ شدہ مسیحیت ساری دنیا میں پھیل گئی۔

ف۳: جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا نہ مجھے کچھ شک ہے اور نہ مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت' قرآن نے یہ بات محض بطور فرض واحتمال کے کہی ہے اور قرآن نے اس سے بڑھ کر احتمالات یعنی محال چیزوں کے امکانات اسی ترکیب کلام کے ساتھ پیش کئے ہیں مثلاً اللہ قدوس کا صاحب اولاد ہونا ﴿اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ﴾ (الزخرف:۸۱) ان کنت فی شك نیز یہ لازمی نہیں کہ یہ خطاب رسول ہی کے (بقیہ صفحہ 863 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ
کوئی بستی ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے نفع بھی ہوتا مگر یونس
يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
کی قوم جب وہ ایمان لاچکے تو ہم نے بھی ذلت کا عذاب ان سے
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ
دنیا میں دور کردیا اور ایک وقت تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا۔ ف۱ اور اگر
شَاۗءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ
تیرا رب چاہتا تو سب زمین کے باشندے ایماندار ہو جاتے
اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝
کیا تو لوگوں پر جبر کرسکتا ہے کہ وہ ایماندار بن جائیں۔
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ
اور نہ کوئی شخص اللہ کے اذن کے سوا ایمان لا سکتا ہے
يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝
ناپاکی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ ف۲
قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا
تو کہہ غور تو کرو کہ آسمانوں اور زمینوں میں کیا کیا چیزیں ہیں اور
تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝
(ایسے) بے ایمانوں کو نہ تو نشان اور نہ ڈرانے والے کچھ کام دے سکتے ہیں۔ ف۳
فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا
پس یہ لوگ صرف اپنے سے پہلے لوگوں کے سے
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ
واقعات کے منتظر ہیں تو کہہ انتظار کرلو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ
منتظر ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کو بچالیا کرتے ہیں اسی طرح
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ
ایمانداروں کو بچانا ہمارے ذمہ ہے۔ ف۴ تو کہہ کہ لوگو اگر

ف۱: حدیث ابن مسعودؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا اور قوم نے انکار کیا تو انہوں نے ان کے ساتھ عذاب کا وعدہ کیا اور کہہ دیا کہ فلاں فلاں دن تم پر عذاب آئیگا اور خود ان میں سے باہر چلے گئے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جب اپنی قوم کو عذاب کا وعدہ دیتے تھے تو خود باہر نکل جاتے تھے۔ جب ان پر عذاب سایہ فگن ہوا تو قوم نے نکل کر عورت اور اسکے بچے کے درمیان اور گوسفند اور اسکے بچے کے درمیان جدائی کر دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف چیخنے اور چلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی معلوم کر کے توبہ قبول کی اور عذاب پھیر دیا اور یونس علیہ السلام راہ میں بھٹک کر خبر پوچھتے تھے ایک شخص گزرا تو اس سے فرمایا قوم یونسؑ کا کیا حال ہے اس نے انکے فعل کا حال بیان کیا انہوں نے کہا میں پھر کر اس قوم کے پاس نہ جاؤں گا اور غصہ میں آ کر چل دیئے۔ اس میں علمائے سلف کے دو اقوال ہیں اکثر علماء کہتے ہیں ابھی اصلی عذاب کا معائنہ انکو نہ ہوا تھا صرف علامات و آثار ہی نظر آئے تھے اور ایسے وقت کا ایمان شرعاً معتبر اور نافع ہے اور بعض علماء کے نزدیک قوم یونسؑ کا ایمان بھی ایمان فرعون کی طرح ایمان باس تھا جو عام ضابطہ کے موافق نافع نہ ہونا چاہیے تھا لیکن حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خلاف قاعدہ بطور استثناء اس قوم کا ایمان معتبر رکھا۔ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی غلط پیشگوئیوں کے جواب میں یونس علیہ السلام کے قصہ کو سند بنایا ہے اور کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام نے قوم کو عذاب کا وعدہ دیا تھا جو ان کے ڈر جانے سے ٹل گیا اسی طرح جسکی موت کی پیشگوئی میں نے کی وہ اسکے ڈر جانے سے ٹل گئی تو کیا تعجب ہے؟ ایسا کہنا سیاق قرآنی کے صریح خلاف ہے آیت میں صاف مذکور ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم جب ایمان لائی تو ان پر سے کفر کی سزا ہٹ گئی یہ تو بدیہی ہے کہ ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ اس نبی کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا سمجھیں اور اسکی مخالفت چھوڑ کر اس کی اتباع کریں ہم مانتے ہیں کہ ایسا ایمان موجب نجات ہوتا ہے لیکن کیا مرزا صاحب کے مخالف جن کے حق میں ان کی پیشگوئیاں تھیں ایسا ایمان لائے تھے؟ کیا عبداللہ آتھم (عیسائی) ایمان لایا تھا کیا منکوحہ آسمانی کا نکاح کرنے والا اپنے فعل سے تائب ہوا تھا؟ وغیرہ ہرگز نہیں پھر یونسؑ کے قصے کو کیا تعلق جو کچھ اس میں ہے ہمیں مسلم ہے اور جو ہے وہ مرزا کو مفید نہیں بلکہ اس کیلئے نقصان کا باعث ہے۔ (فتح البیان، ابن کثیر، ثنائی وغیرہ)

ف۲: اللہ تعالیٰ کی مشیت و توفیق اور حکم تکوینی کے بغیر کوئی بھی ایمان نہیں لاسکتا۔ اس قسم کی آیات نے اس حقیقت کو صاف کر دیا ہے کہ کسی ایمان و ہدایت کی راہ میں اصلاً رکاوٹ حق تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں ہوتی بلکہ انسان کی اپنی کج نظری اور بدنفسی کی طرف سے ہوتی ہے۔

ف۳: چشم بصیرت سے دیکھو سوچو اور غور کرو غور کرنے والوں کے لئے آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور وحدانیت وانفرادیت کے نشان موجود ہیں بلکہ ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ اس کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جو کسی بات کو ماننا اور تسلیم کرنا نہیں چاہتے ان کے لئے تمام نشانات اور دلائل بے کار ہیں اور ڈرانے والے انبیاء کا ان کو ڈرانا اور جبر دار کرنا بھی غیر مؤثر ہے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلی قوموں کے ساتھ ہمارا قانون یہی رہا ہے کہ مذنبین کو ہلاک کر کے انبیاء اور مومنین کو بچایا اسی طرح موجودہ اور آئندہ مومنین کی نسبت بھی ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب الیم اور دنیا میں کفار کے مظالم اور سختیوں سے ان کو نجات دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ مومنین ایسے صفات و خصال رکھتے ہوں جو قرآن و حدیث میں مومنین کی بیان ہوئی ہیں۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ عذاب الٰہی جب آتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ

تم میرے دین کی نسبت شک میں ہو تو اللہ کے سوا جن

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

لوگوں کو تم پکارتے ہو میں تو ان کی عبادت نہ کروں گا ہاں میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو

يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۱۰۴﴾

تمہیں سہارا دیتا ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں ایمان رکھنے والوں سے ہوں۔ ف۱

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ

اور یہ کہ تو سچے دین پر یک طرفہ ہو کر اپنے کو قائم رکھ اور

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مشرکوں میں نہ مل جائیو۔ اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ

مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا

تجھے نفع دے سکے اور نہ ضرر اگر پھر تو نے کیا تو فوراً تو بھی

مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

ظالموں میں شمار ہوگا ف۲۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

سوا کوئی بھی اسے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے تو اس کے فضل

لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ

کو کوئی تجھ سے پھیر نہیں سکتا اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے حصہ پہنچا دیتا ہے

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ

اور وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے۔ ف۳ تو کہہ دے اے لوگو! تمہارے پروردگار سے

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

سچی تعلیم آچکی ہے پس جو کوئی ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی نفس کے لئے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ

ہدایت پائے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنے ہی پر وبال لے گا اور میں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۞ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ ف۴ اور تو اس تعلیم کی جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے پیروی کر

(منزل ۳)

تو وہ کافروں اور منکروں پر آتا ہے اور مومنین اس سے بچا لئے جاتے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ تکوینی حادثے جن میں مومن و کافر سب بلا امتیاز و تفریق یکساں مبتلا ہو جاتے ہیں مثلاً قحط سیلاب اور وبا یہ وغیرہ ہرگز صحیح معنی میں عذاب الٰہی نہیں زیادہ سے زیادہ انہیں عذاب الٰہی کا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔

.....

ف۱: نبی ﷺ مشرکوں سے اپنے خطاب میں فرماتے ہیں کہ سچا دین جو میں اپنے اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہوں اس میں اگر تمہیں کوئی شک و شبہ ہے تو ہوتا رہے لیکن یہ تو ناممکن ہے کہ تمہاری طرح میں بھی مشرک ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی پرستش کرنے لگوں میں تو صرف اسی اللہ کا بندہ ہوں اور اسی کی بندگی میں لگا رہوں گا جو تمہاری موت پر بھی ویسا ہی قادر ہے جیسا تمہاری پیدائش پر قادر ہے تم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہو اور اسی کے سامنے جمع ہونے والے ہو۔ فلا اعبد الذین سے معبودان باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جز اول لا الہ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ولکن اعبد اللہ میں الا اللہ کا مضمون ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔

ف۲: عبادت کا جز و اعظم چونکہ دعا اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے ممانعت فرمائی اپنی حاجات و مشکلات میں بافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو یعنی تیرا نفع و نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکارو پکار کے لائق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے یعنی اگر تو نے اللہ کے سوا اور کسی سے نفع یا نقصان چاہا تو پھر تو ظالموں میں سے ہوگا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی ہو یا ولی کسی سے نفع و نقصان کی امید نہ کی جائے۔ یہ خطاب ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر نبی ﷺ ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات سے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں والمعنی و لا تدع ایہا الانسان من دون اللہ ما لا ینفعک و لا یضرک اگر بفرض محال نبی سے بھی ایسی حرکت صادر ہو تو بلا لحاظ ان کی عظیم شخصیت کے یہ ان کا ظلم اعظم ہوگا۔

ف۳: یہ ماقبل کے لئے بمنزل دلیل کے ہے یعنی نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام و راحت عطا فرمائے۔ اور جب نفع و ضرر اس کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو پکارنا کہاں کی عقلمندی اور کیسا انصاف ہے۔

ف۴: اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سے ہے بلاشک و شبہ وہ عین حق ہے جو اس کی اتباع کرے گا وہ اپنے نفع کو جمع کرے گا اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ تو اس انکار و جحود کا نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا میں تم پر وکیل نہیں کہ تمہیں ایمان لانے پر مجبور کر دوں میرا کام تو صرف تبلیغ حق ہے میں کوئی مختار بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ تمہارے افعال کا ذمہ دار اور جوابدہ بنوں نبی کا کام تو صرف آگاہ کرنا اور راستہ بتلانا ہے اس پر چلنا اور نہ چلنا یہ تو چلنے والے کے اختیار میں ہے اور اللہ ہی ہدایت کرنے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور صبر کر جب تک اللہ تم میں فیصلہ کردے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ف ۱ ہے

اٰيَاتُهَا ۱۲۳ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورۃ ھود مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

میں ہوں اللہ دیکھنے والا اس کتاب کے احکام محکم ہیں اور حکیم و خبیر کے ہاں سے

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ

مفصل بیان کی جا چکی ہیں یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو کچھ شک نہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

کہ میں تم کو اسکی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ف ۲ اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگا کرو پھر

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

اسی کی طرف جھکے رہو تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک عمدہ

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ

گذارن دے گا اور ہر ایک اہل فضل کو اس کی فضیلت دے گا اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾

تم منہ پھیرو گے تو مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب آنے کا خوف ہے۔ ف ۳

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

اللہ کی طرف تم سب نے پھرنا ہے اور وہ (اللہ) سب چیزوں پر قادر ہے

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا

سنو یہ لوگ اپنے سینے پھیرتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپ جائیں آگاہ رہو

حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

جب یہ کپڑے اوڑھتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

وہ جانتا ہے وہ سینوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے۔ ف ۴

منزل ۳

ف ۱: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو صبر و برداشت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے نبی تو بھی میرے احکام اور میری وحی کا فرمانبردار رہ اور اسی پر مضبوطی سے قائم رہ مخالفین کی پرواہ نہ کر ان کی ایذا رسانیوں کو برداشت کرتا رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور ان کے درمیان بہترین فیصلہ کر دے یعنی حسب وعدہ آپ کو منصور و غالب کر دے یا جہاد کا حکم بھیج دے اور اس کا کوئی بھی فیصلہ عدل و حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

ف ۲: ابوبکر صدیقؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو بڑھاپا جلد آ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کو ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (رواہ الطبرانی و ترمذی) اللہ تعالیٰ اپنے اقوال اور احکام میں حکمت والا ہے عواقب امور کی اس کو خبر ہے اس کے الفاظ محکم اور معانی مفصل ہیں پس صورت اور معنی دونوں میں کامل ٹھہرا اپنی کتاب کو محکم اور مفصل اس لئے بنایا کہ محض اللہ پاک کی عبادت کی جائے کسی کو اس کا شریک نہ بنایا جائے اور تمام رسول اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بھیجے فرمایا: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء: ۲۵) عبادت اس کی یہی ہے کہ اس کی امید ہو اسی کا ڈر ہو اسی پر بھروسہ ہو اور جس شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے یہ کام کئے تو وہ مشرک ہو گیا اور اس کے مشرک ہونے میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہنا چاہیے۔

ف ۳: اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں منافع پسندیدہ اور وسعت رزق اور عیش فراخ عطا فرمائے گا۔ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد حیات طیبہ ہے کہ انسان ہر حال میں خوش رہے نعمت ہے یا مصیبت پہنچے اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے اسکا دل باغ باغ ہوتا رہے فرمانبردار مومن خواہ کسی بھی حال میں ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور مستقبل کی عظیم الشان خوشحالی کے تصور میں مست رہتا ہے اور یہاں کی بڑی بڑی سختیوں کو خاطر میں نہیں لاتا اور پھر جب وہ خیال کرتا ہے کہ فرائض کی صحیح طور پر انجام دہی کا صلہ مجھے ملنے والا ہے تو اپنی کامیابی اور حق تعالیٰ کے وعدوں پر اعتماد کر کے اسکا دل جوش مسرت سے اچھلنے لگتا ہے وہ دنیا کی تھوڑی سی پونجی میں ایسا سکون قلبی پاتا ہے جو بادشاہوں کو بے شمار سامانوں اور اموال و خزائن سے حاصل نہیں ہوتا اور یہاں کی چند روزہ تکلیفوں اور سختیوں میں وہ لذت پاتا ہے جو اغنیاء و ملوک اپنے عیش و تنعم میں محسوس نہیں کرتے حالانکہ انہیں ہر قسم کا سامان عیش و طرب حاصل ہوتا ہے۔

ف ۴: سزا دینے کے لئے ضروری ہے کہ مجرم حاضر ہو حاکم سزا دینے کی پوری طرح قدرت اور کامل اختیار رکھتا ہو اور مجرمین کی تمام کاروائیاں اس کے علم میں ہوں الیہ مرجعکم میں بتلا دیا کہ مجرم اور غیر مجرم سب کو اللہ تعالیٰ کے یہاں حاضر ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیا کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجاء اور جماع وغیرہ ضروریات بشری کے وقت بدن کے کسی حصہ کو برہنہ کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے برہنہ ہونا پڑتا تو غلبہ حیا سے جھکے جاتے اور شرمگاہ کو چھپانے کے لئے سینہ کو دہرا کر لیتے تھے اس طرح کے آثار کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی ادب اور حیا کے غلبہ سے انسان پر طاری ہو سکتے ہیں ایسے لوگ اصطلاح صوفیا میں مغلوب الحال کہلاتے ہیں۔ چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی مسئلہ میں ایسا غلو اور تعمق آئندہ امت کو ضیق (تنگی) میں مبتلا (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور جو جاندار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ ف۱ اور ان

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

کا مستقل ٹھکانہ اور عارضی مقام دونوں وہ جانتا ہے۔ ف۲ یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ ف۳

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں

أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ

پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم میں سے

أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ

اچھے کام کرنے والے کو ظاہر کرے اور اگر تو کہتا ہے کہ تم

بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ هٰذَآ

اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ (فوراً) بول اٹھتے ہیں کہ یہ تو

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلٰٓى

صریح دیوانہ پن ہے۔ ف۴ اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک

أُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۗ أَلَا يَوْمَ

عذاب کو ان سے ہٹائے رکھتے ہیں تو کہتے ہیں کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے سن رکھو

يَأْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

جس روز وہ عذاب ان پر آنازل ہوا تو وہ ان سے پھرنے کا نہیں اور جس امر کی ہنسی

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

اڑا رہے ہیں وہ ان پر گھیرا ڈال لے گا۔ ف۵ اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے مہربانی کا حصہ دے کر

ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ إِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ

پھر وہ نعمت چھین لیتے ہیں تو سخت ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف

أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ

کے جو اس کو چھٹ رہی ہے کسی قدر راحت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ تکلیفات

السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۗ إِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ إِلَّا الَّذِيْنَ

مجھ سے چلی گئیں بیشک وہ اترانے والا شیخی بگھارنے والا ہے۔ مگر جو لوگ

ف۱: زمین میں رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی اللہ کے ذمہ ہے وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی کا ذمہ لیا ہے ورنہ درحقیقت اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے پس جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہو وہ ہر حال میں اسے ملے گی اور بندہ جو وسائل و اسباب اختیار کرتا ہے تو وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں اگر انسان کی نظر اسباب و تدابیر اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب پر ہو تو یہ توکل کے منافی نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ان اسباب عادیہ میں محصور و مقید نہ سمجھنا چاہیے وہ کبھی کبھی سلسلہ اسباب کو چھوڑ کر بھی روزی عطا فرماتا ہے یا کوئی کام کر دیتا ہے تو حاصل یہ ہے کہ وثوق اور ربط قلب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

ف۲: مستقر اور مستودع کے بارے میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں ابن مسعودؓ نے کہا کہ مستقر ارحام ہیں اور مستودع وہ جگہ جہاں مرا۔ فتح البیان والے نے کہا مستقر سے مراد زمین میں رہنے کی جگہ ہے یا باپ کی پیٹھ میں ہے اور مستودع سے مراد موضع ودیعت ہے یعنی ارحام (جمع ہے رحم) یعنی ماں کے رحم میں یا جو چیز اس کے قائم مقام ہو جیسے انڈا وغیرہ۔ ابن عباسؓ کے نزدیک اس زندگی میں جہاں رہے وہ مستقر اور موت کے بعد جہاں دفن کیا جائے وہ مستودع ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ زمین میں جہاں تک چلے پھرے اس کے منتہائے سیر کو مستقر اور پھر پھرا کر جس ٹھکانے پر آئے اسے مستودع کہتے ہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ مستقر سے مراد جہاں ٹھہرنا ہے بہشت یا دوزخ میں اور مستودع (جہاں سونپا جاتا ہے) اس کی قبر ہے مطلب کہ یہ کوئی چلنے والا نہیں لیکن اللہ اس کو رزق دیتا ہے جہاں کہیں ہو حتیٰ کہ رحم میں بھی اور تقریباً ان تمام اقوال کا مطلب ایک ہی ہے۔

ف۳: کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ یا علم الٰہی ہے۔

ف۴: ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر لکھی اس کا عرش پانی پر تھا (مسلم) لقیط بن عامرؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارا رب مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا عماء یعنی باریک بادل پر اوپر اس کے ہوا اور نیچے اس کے ہوا پھر اس نے اس کے بعد عرش پیدا کیا (احمد و ترمذی) احسن العمل وہ ہوتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور سنت مطہرہ کے موافق ہو جب ایک شرط بھی ان دونوں میں سے مفقود ہوگی تو وہ عمل ضائع ہوگا شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آزمانے کے معنی یہ ہیں کہ اس امر کو لوگوں پر ظاہر کر دیوے کیونکہ آزمائش جو بغرض تحصیل علم ہوتی ہے وہ اللہ کی نسبت نہیں اس لئے کہ قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کی نسبت صاف بتلایا ہے۔ ﴿سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ﴾ (الرعد:۱۰) یعنی تم میں سے کسی شخص کا اپنی بات آہستہ پوشیدگی سے کہنا یا بلند آواز سے کہنا اور جو کچھ رات میں چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر ایک برابر ہیں۔

ف۵: جس عذاب کے یہ لوگ ہر طرح مستحق ہیں ہم اسے عارضی طور پر اپنی کسی حکمت اور مصلحت سے روکتے ہیں تو وہ لوگ طنزاً مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ آخر اس عذاب موعود میں دیر کیوں ہے؟ ہم پر آ کیوں نہیں پڑتا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس دن وہ عذاب آ جائے گا تو کوئی شخص اس کو پھیر نہ سکے گا وہ لامحالہ واقع ہوگا اور یہ ٹھٹھے بازی ان کو گھیر لے گی۔

اس جگہ حالی صیغہ ماضی ہے حالانکہ ذکر عذاب مستقبل کا ہو رہا ہے ایسے موقع پر صیغہ ماضی لانا کمال تاکید اور زور کے لئے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى

بخشش اور بڑا اجر ہے۔ ف۱ شاید تو بعض احکام الٰہیہ جو تیری طرف

اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ

نازل ہوئے ہیں چھوڑنے کو ہے اور اس وجہ سے تو دل میں تنگ ہوتا ہے کہتے ہیں

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ

کیوں نہیں اس کو خزانہ ملا یا اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہیں آیا تو تو صرف ڈرانے والا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ

اور اللہ کو ہر چیز کا اختیار ہے۔ ف۲ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے قرآن بنالیا ہے

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

تو کہہ دس سورتیں اس قسم کی بنائی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

جس کو بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ

پھر اگر وہ تمہارا کہا نہ کریں تو تم جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے

اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں پس کیا فرماں بردار نہ ہو گے۔ ف۳

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اسی کی زینت چاہتے ہیں ان کے کاموں

اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾

کا بدلہ ہم ان کو اسی دنیا ہی میں دے دیا کرتے ہیں اور اس میں ان کو کسی طرح سے نقصان نہیں ہوتا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۡ

البتہ آخرت میں ان کو بجز آگ کے کچھ نصیب نہ ہوگا اور جو کچھ

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

دنیا میں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں سب اکارت اور ضائع

(رکوع ۱)

ف۱: یعنی انسان کا یہ حال ہے کہ راحت کے بعد کی سختی پر مایوس اور محض ناامید ہو جاتا ہے اور گزشتہ حال کی ناشکری کرتا ہے گویا اس نے خیر کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا اور نہ اس کے بعد کسی راحت کی توقع ہے اگر سختی کے بعد آسانی ہوگئی تو کہنے لگتا ہے کہ بس اب برا وقت ٹل گیا اپنی حالت پر اور اپنے پاس کی چیزوں پر مست و بے فکر ہو جاتا ہے اور غیر پر فخر کرتا ہے لیکن ایماندار اس بری خصلت سے محفوظ ہوتے ہیں وہ دکھ درد میں برابر صبر کرتے ہیں راحت اور آرام میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں' صبر پر مغفرت اور نیکی پر ثواب پاتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مومن کو کوئی سختی کوئی مصیبت اور کوئی غم ایسا نہیں پہنچتا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں معاف نہ فرماتا ہو یہاں تک کہ کانٹا لگنے پر بھی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ سراسر بہتر ہی بہتر ہوتا ہے یہ راحت پا کر شکر کرتا ہے اور بھلائی سمیٹتا ہے اور تکلیف اٹھا کر صبر کرتا ہے اور نیکی پاتا ہے اور یہ حال مومن کے سوا اور کسی کا نہیں ہوتا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ اپنے سچے نبی محمد ﷺ کو دلاسہ اور تسلی دیتا ہے کہ آپ اپنے کام میں سستی نہ کریں دل تنگ نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کوئی بات چھوڑ دیں یا دل تنگ ہو کر دعوت الی اللہ چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ ہر وقت اور شب و روز میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہیں ان کا تو یہ شیوہ ہے' کبھی وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول ہے تو کھانے پینے کا محتاج کیوں ہے؟ بازاروں میں کیوں آتا جاتا ہے؟ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آتا جو اس کے رسول ہونے کی تصدیق کرتا؟ اسے کوئی خزانہ کیوں نہیں دیا گیا وغیرہ؟ مشرکین عرب مسلمانوں کو طعنہ دیتے کہ تم تو اس کے پیچھے ہو لئے جس پر جادو کیا گیا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ایک ڈرانے والا ہے اس کے مطلوب کا حاصل ہونا تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حافظ ہے' جو جو کچھ بکتے ہیں وہ سب اس کو معلوم ہے انما انت نذیر میں ان نے خوب واضح کر دیا کہ رسول کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہوتا وہ تو ایک مبلغ اور اعلان کرنے والا ہوتا ہے جو مشائخ اور صوفیا نعتیہ اشعار میں مبالغہ آرائیوں سے کام لیتے ہیں کاش وہ لوگ قرآن مجید کی ان تصریحات کو فضول اور بے معنی نہ سمجھیں۔

ف۳: نبی ﷺ ان لوگوں سے فرماتے ہیں کہ تمہیں یہ زعم ہے کہ قرآن اپنی طرف سے بنا سکتے ہو اور میرے متعلق بھی یہ گمان رکھتے ہو کہ میں خود قرآن بنا لیتا ہوں تم عرب کے فصیح و بلیغ لوگ ہو تو چاہیے کہ تم بھی ایسا کلام بنا لینے پر قادر ہو بلکہ تمہیں اس بات پر مجھ سے زیادہ قدرت ہے اس لئے کہ قصص اور اخبار سے تمہیں واقفیت ہے اشعار کہنے کی تمہیں قدرت ہے اگر سچا دعویٰ کرتے ہو تو سب مل کر ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اس کام میں مدد دینے کے لیے تمام مخلوق کو بلکہ اپنے ان معبودوں کو بھی بلا لاؤ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہو اگر نہ کر سکو اور کبھی نہ کر سکو گے تو سمجھ لو کہ ایسا کلام خالق کا ہی ہو سکتا ہے جس کا مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز رہ جائے۔ سورۂ ہود کی ہے اس وقت دس سورتوں کی حد رکھی گئی لیکن جب وہ قرآن کی مثل دس سورتیں لانے سے عاجز رہے تو سورہ بقرہ میں جو مدنی ہے اور اس سے بہت بعد میں ہے تو اس میں یہ مقدار گھٹا کر صرف ایک سورت تک لائی گئی کہ ایک ہی سورۃ مثل قرآن کی بنا لاؤ تو آخر اس سے بھی عاجز آ گئے تو گویا آخری چیلنج ایک ہی سورت کا ہے۔

وضاحت: آخری چیلنج قرآن کی ایک بات جیسی ایک ہی بات کا ہے جیسا کہ سورۃ الطور میں ہے فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین (آیت ۳۴) (عفیف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ

ہونے کو ہے۔ ف۱ کیا جو کوئی اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہو اور

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

اس کے نفس سے ایک شاہد بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب جو امام اور رحمت تھی تائید کرتی ہو

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ

حقیقۃً قرآن پر انہی کو ایمان ہے اور جو کوئی ان گروہوں میں سے اس سے انکاری ہوگا

فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۫ اِنَّهُ الْحَقُّ

آگ اسی کا ٹھکانہ ہے پس تو اس امر سے شک میں نہ ہو چیے بیشک

مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

یہ قرآن حقانی تعلیم تیرے رب کے ہاں سے اتری ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے۔ ف۲

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ

اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے ف۳ یہ لوگ

يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ

اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہی

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا سنو ظالموں پر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ کی لعنت ہے جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

اس میں کجی سوچتے رہتے تھے اور وہ آخرت سے منکر تھے۔ ف۴

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا

یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے تھے اور اللہ

كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ؕ يُضٰعَفُ

کے سوا ان کا کوئی متولی نہ تھا ان کو

لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

دوہرا عذاب ہوگا ف۵ نہ سن سکتے تھے اور نہ

منزل ۳

ف۱: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ریاکاروں کی نیکیوں کا بدلہ سب کچھ اسی دنیا میں مل جاتا ہے ان میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوتی پس جو شخص دکھاوے کے لئے نماز پڑھے یا روزے رکھے یا تہجد ادا کرے تو اس کا اجر اسے اسی دنیا میں ہی مل جاتا ہے اور آخرت میں وہ خالی ہاتھ اور محض بے عمل اٹھتا ہے۔ الغرض جس کا جو ارادہ ہو اسی کے مطابق اس سے معاملہ کیا جاتا ہے دنیا طلبی کے لئے جو اعمال ہوں وہ آخرت میں کارآمد نہیں ہوتے مومن کی نیت اور مقصد چونکہ آخرت طلبی ہی ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے اعمال کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔ اور دنیا میں بھی اس کی نیکیاں اس کے کام آتی ہیں۔

فائدہ: حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں۔ ان العمل اذا کان خالصا ولم یکن صوابا لم یقبل واذا کان صوابا ولم یکن خالصا لم یقبل حتی یکون خالصا و صوابا والخالص اذا کان للّٰہ عزوجل والصواب اذا کان موافق السنۃ (جامع العلوم والحکم وشرح الاربعین لابن رجب) جو عمل خالص تو ہو مگر صواب نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور صواب تو ہو مگر خالص نہ ہو تو وہ بھی قبول نہ ہوگا۔ خالص عمل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کیا جائے یعنی بے امیز ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی یا سیرابی اللہ کے جذبہ پر مبنی ہو اور صواب وہ عمل ہے جو سنت کے مطابق ہو۔

ف۲: بینہ سے مراد فطرت اور دلیل عقلی ہے یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا اسی پر کیا ہے اور ان کی عقل میں بھی یہی بات رکھی ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔ ابن عباسؓ اور بہت سے علماء نے کہا ہے کہ شاہد سے مراد جبرائیل ہیں۔ علیؓ، حسنؒ اور قتادہؒ کا یہ قول ہے کہ شاہد محمد ﷺ ہیں مطلب یہ کہ یہ شخص جو بینہ پر ہے کیا یہ دنیا داروں کی طرح ہے؟

شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ شاہد سے مراد اس شخص کا ضمیر صافی یا قلب سلیم ہے معنی یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ہوں اور ان کا اپنا قلب سلیم بھی ان کی رہنمائی کرنے میں ہدایت الٰہیہ کا مؤید ہو اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی جو اپنے وقت میں امام اور رحمت تھی اس ہمنیہ کی تائید کرتی ہو اور یہی لوگ اپنے رب پر ایمان رکھتے ہیں۔

ف۳: کسی مذہب کو گھڑنا یا کوئی بات گھڑ کر اس کو مذہبی حیثیت دینا اس کو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ہے اور ایسی حرکت کرنے والا سب سے بڑا مجرم ہے۔ اس کے جرم کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھوٹے سکے ڈھال کر ان کو چلانے کی کوشش کرے اور چونکہ یہ جسارت وہ خدا کے خلاف کرتا ہے اس لئے وہ نہایت سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

ف۴: اللہ پر جھوٹ باندھنا یہی ہے کہ اس کی توحید سے یا رسول کی رسالت سے یا قرآن کے کلام الٰہی ہونے سے انکار کر دیا جائے یا کسی کو اس کا شریک و ہمسر ٹھہرا دیا جائے رہی یہ بات کہ گواہی دینے والے کون ہوں گے یہ گواہ کاتب اعمال فرشتے ہوں گے لیکن قرآن کا عموم مقتضی ہے کہ انبیاء، مومنین اور خود کفار کے اعضا بھی شامل کئے جائیں۔

ف۵: دنیا میں وہ اس خیال خام میں مبتلا رہے کہ ان کے ٹھہرائے ہوئے کارساز اور مددگار انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں اس لئے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تنبیہات کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔

دوہرا عذاب یعنی ایک عذاب خود گمراہ ہونے کا اور دوسرا عذاب دوسروں کو گمراہ کرنے کا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

حق کو دیکھ سکتے تھے۔ انہی لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا ہے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے ہیں سب ان کو بھول جائیں گی۔ کچھ شک نہیں یہی

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

لوگ آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

عمل بھی نیک کرتے رہے اور اپنے پروردگار کے ہو رہے یہی لوگ

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ

جنت والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں فریقوں کی مثال

كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

اندھے بہرے اور سوانکھے اور سننے والے کی سی ہے کیا یہ دونوں برابر

مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى

ہیں؟ پھر کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔ ف۱ اور نوحؑ کو اس کی قوم

قَوْمِهٖٓ ۠ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

کی طرف ہم نے بھیجا کہ میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا

اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ

کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ پس

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا

اس کی قوم میں سے کافروں کی جماعت نے کہا کہ ہم تجھے اپنے

بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ

جیسا ایک آدمی جانتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے تیرے تابع ہوئے ہیں

اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

ہمارے رزیلے ہیں سرسری سمجھ سے تیرے ساتھ ہو لئے اور ہم تیرے میں کوئی

فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

مزیت اپنے پر نہیں پاتے بلکہ ہم تجھے جھوٹا جانتے ہیں۔ ف۲ نوحؑ نے کہا بھائیو!

ف۱: اللہ تعالیٰ نے پہلے مومنین کے بارے میں فرمایا کہ جن کے دل ایمان والے اور اعضاء فرمانبرداری کرنے والے قول و فعل سے فرمان باری بجا لانے والے اور رب کی نافرمانی سے بچنے والے تھے یہ لوگ جنت کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو کبھی موت آئے نہ بڑھاپا نہ کبھی بیمار ہوں نہ نیند آئے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مومنوں کی اکٹھی مثال بیان فرمائی کہ کفار ایسے ہیں جیسے کوئی اندھا اور بہرا ہو اور مومن ایسے ہیں جیسے کوئی دیکھتا اور سنتا ہو کافر دنیا میں حق کو دیکھنے سے اندھے تھے اور آخرت کے دن بھی خیر کی طرف راہ نہیں پائیں گے نہ اسے دیکھیں گے کیونکہ وہ حقانیت کے دلائل سننے سے بہرے تھے اور نفع دینے والی باتوں کو سنتے ہی نہ تھے اگر ان میں بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور سناتا۔ ان کے برخلاف مومن سمجھ دار زکی عالم دیکھا بھالا سوچتا سمجھتا حق و باطل میں تمیز کرتا بھلائی لے لیتا برائی چھوڑ دیتا دلیل اور شبہ میں فرق کر لیتا پس جب یہ باطل سے بچتا اور حق کو مانتا ہے تو پھر بھلا یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

ف۲: انبیاء علیہم السلام سب سے پہلے اپنی قوم کے عقائد ہی کی اصلاح کرتے ہیں عقائد میں اصل یہی عقیدہ توحید ہے۔ اور نوح علیہ السلام اپنی قوم کے عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں تعلیم دیتے ہیں کہ عقیدہ توحید پر قائم ہو جاؤ اور عقیدہ توحید یہ ہے کہ اسی اللہ کی عبادت کرو اسی پر بھروسہ رکھو اسی کا ڈر رکھو اور اسی کی امید رکھو مجھے ڈر ہے کہ اگر تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرو گے تو عذاب الیم میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ تو قوم نے جواب میں کہا کہ ہم تجھ کو اپنے جیسا ایک بشر دیکھتے ہیں اور کوئی چیز تم میں نافوق البشریت نہیں پاتے۔

پھر یہ ایک طرح کا طعن ہے ان کی نبوت میں ہم اور تو بشریت میں مشترک ہیں تجھ کو ہم پر کوئی مزیت حاصل نہیں ہے کہ جس کے سبب سے تو مستحق نبوت ہو اور ہم نہ ہوں پھر ہم کیسے تم کو رسول مان لیں۔ مشرکوں اور مشرک صفتوں کی سمجھ میں کسی بشر کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ماننا نہ پہلے کبھی آیا اور نہ اب آ رہا ہے وہ تو صرف اسی کی بزرگی کے قائل ہوتے ہیں جو نہ کھاتا پیتا ہو نہ عورت کی خواہش رکھتا ہو بلکہ پانی پر چلتا ہو آگ پر بے تکلف قدم رکھ دیتا ہو یا ہوا پر اڑتا ہو غرض طرح طرح کے کرشمے دکھا کر اپنے مافوق البشر ہونے کا اعلان کرتا رہتا ہو نیز کہنے لگے کہ جو لوگ آپ کو نبی مان رہے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے لوگ ہیں۔ ہم شرفاء و معززین کو تو ان کی صف میں بیٹھنے سے بھی عار محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے بلا سوچے سمجھے اور بلا تدبر و تفکر محض اوپرے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بے حقیقت اور ناپائیدار ہے بڑے اور چھوٹے اونچ نیچ کا یہ نسبی و نسلی معیار جاہلی قوموں میں ہمیشہ مشترک رہا ہے۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تو اہل جاہلیت میں سے تھے ہی دنیا کے صرف ظاہری و مادی پہلوؤں کو دیکھنے والے۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے بھی آج اسی مرض دنیا سے محبت میں مبتلا ہیں اور عزت و تحقیر کا معیار اسی دولت دنیوی کی کمی بیشی کو بنائے ہوئے ہیں جبکہ حق بات یہ ہے کہ حق کی پیروی کرنے والے ہی شریف لوگ ہیں گو وہ مسکین و مفلس ہی کیوں نہ ہوں۔ اور حق سے روگردانی کرنے والے ہی ذلیل و رزیل ہیں گو وہ غنی مالدار اور امیر الامراء ہی کیوں نہ ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً

بھلا بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے

مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ

مجھے رحمت دی ہوئی ہو اور وہ رحمت تمہیں معلوم نہ ہو تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے مڑھ سکتے ہیں

لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ

حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ف۱ اے بھائیو میں تم سے اس پر مال نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

میری مزدوری تو اللہ کے ہاں ہے اور نہ میں ایمان داروں کو جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو

اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

دھتکار سکتا ہوں کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں ہاں میں دیکھتا ہوں کہ

تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

تم جہالت کرتے ہو۔ بھائیو! اگر میں ان کو دھتکار دونگا تو میری

طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

مدد کو اللہ کی طرف سے کون اٹھے گا کیا تم سمجھتے نہیں؟ف۲ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ

اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ میرا دعوی ہے

مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ

کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں

يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚ

اللہ ان کو خیر نہ دے گا اللہ ان کے دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے ورنہ میں

اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

فوراً ظالموں میں ہو جاؤں گا۔ف۳ بولے کہ اے نوح! تو ہم سے جھگڑا شروع

فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ

کرکے بہت ہی جھگڑ چکا پس جس عذاب کی دھمکی تو ہم کو سناتا ہے اگر تو

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ

سچا ہے تو ہم پر لے آ۔ نوح علیہ السلام نے کہا اللہ ہی اسے تم پر لائے گا اگر

ع ۱

اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہوتے ہیں اگر نوح علیہ السلام متصرف و مختار ہوتے تو اپنی قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔

ف۱: انبیاء علیہم السلام اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے اور ان کو راہ راست کی طرف بلانے کی جو خدمت انجام دیتے ہیں اس پر وہ ان سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے اور نہ ان کے پیش نظر کوئی ذاتی مفاد ہوتا ہے بلکہ یہ خدمت وہ بے لوث ہو کر انجام دیتے ہیں۔ ان کا یہ خلوص انہیں کاہنوں' شاعروں اور مفاد پرستوں سے بالکل ممتاز کر دیتا ہے۔

نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی موعظت و دعوت یا خیر خواہی کی کوئی مزدوری تم سے طلب نہیں کرتا میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ ان غریب مسکین ایمان والوں کو میں دھکے دے دوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا اور اسی چیز کی چاہت نبی ﷺ سے بھی کی گئی تھی جس پر یہ آیت نازل ﴿وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾ (الانعام:۵۲) یعنی صبح و شام اپنے رب کو پکارنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ نکال۔ نیز فرمایا کہ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے دھتکار بھی دوں تو میں تو خود ہی اللہ کی گرفت میں آ جاؤں گا تو اس وقت اس کی ناراضگی سے مجھے کون بچائے گا۔ معلوم ہوا کہ مسکینوں اور کم حیثیت والوں کو مجلس میں حاضر ہونے سے نہ روکنا اور التفات خاص سے محروم نہ رکھنا سنت انبیاء ہے۔ یہ انکے دوسرے اعتراض کا جواب ہے۔ نوح علیہ السلام نے دو ٹوک انداز میں فرمایا کہ میں تمہاری خاطر اپنے ساتھیوں کو جو ایمان لائے ہیں چھوڑنے والا نہیں اگر وہ تمہاری نظر میں بے وقعت ہیں تو یہ تمہاری جہالت کا نتیجہ ہے ورنہ علم حق کی روشنی تو آدمی کو ان لوگوں کا قدر شناس بنا دیتی ہے جو حق کو قبول کر لیتے ہیں اور اس بات کا آخری فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہونا ہے کہ کون کس قدر مستحق ہے۔

ف۲: نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نہ اللہ کے خزانوں کا خزانچی ہوں کہ دنیوی نعمتوں میں سے جو جس کو چاہوں اسے دلا دوں میں تو صرف اللہ کا رسول ہوں اللہ کی عبادت اور توحید کی طرف اس کے فرمان کے مطابق تم سب کو بلاتا ہوں' میں تمام غیب نہیں جانتا ہاں جو بات اللہ مجھے معلوم کرا دے معلوم ہو جاتی ہے میں فرشتہ ہونے کا دعوے دار بھی نہیں ہوں بلکہ ایک انسان ہوں جس کی تائید اللہ کی طرف سے معجزوں سے ہو رہی ہے' میں اس بات کا قائل نہیں کہ جنہیں تم رذیل اور ذلیل سمجھ رہے ہو انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکیوں کا بدلہ نہیں ملے گا' ان کے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں اللہ ہی کو اس کا علم ہے ہاں اگر ظاہر کی طرح باطن میں بھی ایماندار ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور نیکیاں ملیں گی اور جو ان کے انجام کی برائی بیان کرے تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور جہالت کی بات کہی۔

ف: ضمیر ھا کلمہ توحید البینہ یا رحمہ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شھادۃ ان لا الہ الا اللہ قبل الھا ترجع الی الرحمۃ و قیل الی البینۃ ای نلزمکم قبولھا (قرطبی) یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے دل کلمہ توحید اور دلائل توحید کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے تسلیم کروالیں یہ بات ہماری طاقت سے باہر ہے یہاں استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے نوح علیہ السلام نے ان کی تردید کی اور فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین اور نبوت صادقہ پر ہوں اور یہ امر تم پر مخفی رہا اور تم اس راہ پر نہ چلے اور تم نے کچھ قدر اس کی نہ کی بلکہ جھٹ پٹ تکذیب کے لئے آمادہ ہوئے تو کیا میں باوجود تمہاری کراہت کے کسی کے گلے میں اس کو باندھ سکتا ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ ہدایت تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ

چاہے گا اور تم اس کو ہرا نہیں سکتے ہو۔ اگر میں تمہاری خیر خواہی کروں بھی

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ

تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ کام نہیں آسکتی جبکہ اللہ ہی تم کو

اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۡ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ

گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسکی طرف ہی تم پھیرے جاؤ گے۔ ف۱ کیا (یہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ

لوگ) کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے قرآن کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو کہا اگر میں نے بنالیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے

وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ

اور میں تمہارے جرموں سے جو تم کرتے ہو بری الذمہ ہوں ف۲ اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا

کہ جتنے لوگ تیری قوم سے ایمان لاچکے ہیں بس ان کے سوا (اب) کوئی ایمان نہ لائے گا

تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

پس تو ان کی بدکاریوں پر غمگین مت ہو جیو۔ اور ایک بیڑی ہمارے

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

سامنے اور ہمارے الہام سے بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۡ وَكُلَّمَا

دعا نہ کیجیو بے شک وہ غرق ہوں گے ف۳ اور نوح علیہ السلام بیڑی بناتے تھے اور اس کی قوم

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ

سے جب کوئی جماعت اس پر گزرتی تو اس سے مسخری کرتے نوح کہتے

اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا

اگر تم ہم سے مسخری کرتے ہو

تَسْخَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

تو جیسی تم ہم سے کرتے ہو ہم بھی تم سے کریں گے۔ پس تم جان لو گے کہ کس پر عذاب نازل ہوگا

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا

جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی بلا نازل ہوگی۔ یہاں تک کہ جب

ف۱: نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ ہم کسی طرح تیری متابعت نہیں کریں گے جس عذاب کے لانے کا وعدہ تو ہم سے کرتا ہے دعا کر اور اس وعدہ کو لے آ اگر تو سچا ہے نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب کرنے والا اللہ پاک ہے اس کو کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی اگر تمہارے عناد و استکبار کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ تم گمراہ رہو تو میری نصیحت تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہیں مخلوق کے تمام کام اسی کے ہاتھ میں ہیں اور دنیا اور آخرت کا وہی مالک ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام حق کی تائید میں ایک طویل مدت تک دلائل و شواہد پیش کرتے رہے۔

ف۲: ایک قول کے مطابق حکایت تو نوح علیہ السلام کی بیان ہو رہی تھی اور آگے بھی وہی بیان ہوگی درمیان میں مناسبت مقام سے یہ آیت رسول کریم ﷺ اور آپ کے معاندمعاصرین کے متعلق آ گئی ہے کہ یہ کفار تجھ پر اس قرآن کے گھڑ لینے کا الزام لگا رہے ہیں اے نبی ﷺ آپ انہیں خبردار کر دیں کہ اگر واقعی ایسا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو کہ میں نے اللہ پر افترا کیا ہے تو پھر اس کی سزا مجھے ملے گی لیکن میں نے تو افترا نہیں کیا اس لئے میری طرف افترا علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم سزا ضرور پاؤ گے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نوح علیہ السلام سے متعلق ہے یعنی یہ کہ افترائے وحی کا الزام مجھ پر لگا رہے ہو تو میرے گناہ کا وبال میرے اوپر ہی رہے گا۔ اور اگر میں سچا ہوں اور تم مجھے جھٹلا رہے ہو تو پھر تمہارے جھٹلانے کی وجہ سے تم پر ہی اس کا وبال پڑے گا۔

ف۳: نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے ان کے سوا اب اور کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے ان کے استہزاء و تمسخر اور تکذیب و ایذا پر غمگین نہ ہو اور نہ ظالموں کے حق میں مجھ سے کچھ گفتگو کرنا اس سے مراد زن و فرزند نوح علیہ السلام ہیں کہ کہیں تم ان کے لئے مہلت مانگو یا ان کے بچنے کے لئے کچھ کہو کیونکہ اب انتقام لینے کا وقت آیا ہے اور حکم نافذ ہو چکا ہے کہ یہ غرق ہوں گے اب یہ عذاب ان سے دفع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی موخر ہوگا یا یہ معنی کہ تو عذاب کی تعجیل میں کچھ عرض معروض مجھ سے نہ کرنا کہ ان کا ڈوبنا وقت مقررہ پر ہوگا۔

بدعتی لوگ یہاں سے نوح علیہ السلام کے لیے علم غیب ثابت کیا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے ہوئے کہا تھا ﴿اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (نوح: ۲۷) کہ مولا تو اب اس قوم کو ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ تو اس سے علم غیب کا استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے خبری کا نتیجہ ہے نوح علیہ السلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو آگاہ کر دیا تھا جیسا کہ اس آیت اِنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ۔ میں مذکور ہے۔ باعیننا عربی محاورہ میں اس سے کنایہ ہوتا ہے حفاظت و نگرانی سے مگر سلف صالحین کہتے ہیں کہ عین اللہ کی ایک صفت ہے جس کی کیفیت معلوم نہیں اس پر ایمان لانا اور ظاہر طور پر ماننا بغیر کسی تاویل اور تشبیہ وغیرہ کے واجب ہے۔ سلف کا یہ اعتقاد ہے کہ شرع میں جو بات اللہ تعالیٰ کے لئے وارد ہے اس کو بغیر تاویل کے بولنا چاہیے اور جو وارد نہیں اس کو نہ کہنا چاہیے۔ امام العارفین شیخ عبدالقادرؒ جیلانی فرماتے ہیں۔ هو صفة لازمة ولائقة به كاليد والوجه والعين یعنی اور یہ استواء صفت لازمہ ہے اس کی اور لائق ہے اس کے ساتھ مثل ہاتھ، چہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ

ہمارا حکم آپہنچا اور صبح روشن ہوئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک

كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ

قسم میں سے جوڑا جوڑا چڑھالے اور جس پر ہمارا حکم صادر ہو چکا ہے اسے چھوڑ کر

الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

اپنے گھر والوں کو بھی اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب کو اس بیڑی پر سوار کرلے اور نوح پر چند آدمی ہی ایمان لائے تھے ف۱

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ

اور کہا کہ سوار ہو لو اللہ کے نام سے چلے گی اور اسی کے نام سے ٹھہرے گی

اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ

بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ پانی کی لہروں میں جو

كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ

پہاڑوں کی طرح تھیں ان کو لے جاتی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو الگ ایک کنارہ پر کھڑا تھا بلایا

يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ

وہ بولا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھ کو پانی سے بچا لے گا نوح نے کہا بیٹا

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ

آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں جس پر وہ رحم کریگا وہی بچے گا اور ان میں

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ

پانی کی ایک لہر حائل ہوگئی پس وہ غرق ہوگیا۔ ف۲ اور زمین کو حکم دیا گیا کہ اے زمین

ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ

تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان تو تھم جا اور پانی بھی اتر گیا اور کام

الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

بھی تمام ہوچکا اور بیڑی جودی پہاڑ پر آٹھہری اور پکارا گیا کہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ

ظالموں کی قوم دھتکاری گئی۔ اور نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا میرا بیٹا

الارض (سطح زمین) منقول ہیں' مطلب یہ کہ روئے زمین سے چشمے پھوٹ پڑیں یہاں تک کہ آگ کی جگہ تنور میں سے بھی پانی ابل پڑے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہی قول جمہور سلف وخلف کا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ساڑھے نو سو سال کے قیام کی طویل مدت میں کل اسی مرد اور عورتیں ایمان لائے۔

ف۱: حضرت نوح علیہ السلام وعلی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے تمام اہل بیت' بیوی اور ایک بیٹے کے سوا کشتی میں سوار ہو گئے طوفان بڑا زبردست تھا اور نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جیسی بلند اور مہیب موجوں سے گزر رہی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے یام (کنعان) پر پڑی یہ آپ کا چوتھا لڑکا تھا یہ بیٹا کافر و مشرک تھا اور کشتی پر سوار نہیں ہوا تھا نوح علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہونے کے وقت ایمان کی اور اپنے ساتھ بیٹھ جانے کی ہدایت کی تاکہ وہ ڈوبنے اور کافروں کے ساتھ عذاب میں پڑنے سے بچ جائے مگر اس بدنصیب اور بدبخت نے جواب دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں' میں پہاڑ پر چڑھ کر طوفان باراں سے بچ جاؤں گا نوح علیہ السلام نے فرمایا آج عذاب الٰہی سے کہیں پناہ نہیں وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہوگا۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لیے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے مومن سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے کشتی میں سوار ہونے کو کہا طوفان سے جو بچے اور حیوانات ہلاک ہوئے ان کی ہلاکت عذاب کی وجہ سے نہ تھی بلکہ جیسے اللہ تعالیٰ دوسرے اسباب طبیعہ کے ذریعہ سے ان پر موت وارد کرتا ہے اور وہ ظلم نہیں ہوتا اس طرح یہاں ان کی موت اس ذریعہ سے واقع ہوئی کیونکہ آج کے دور میں بھی جو سیلاب و طوفان آتے ہیں تو ان میں کتنے جانور اور بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ مقام بڑا عبرت کا ہے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا اور بیوی غرق ہونے سے نہ بچ سکے باوجود یہ کہ وہ نبی علیہ السلام کے قرب (یعنی اہل میں) سے تھے۔ اب اگر کوئی شخص کسی پیر' فقیر اور مشائخ وغیرہ کے حق میں یہ عقیدہ رکھے کہ ان کا مرید چاہے وہ کتنا گناہگار اور بدکار ہی کیوں نہ ہو تو وہ ان کے قرب کی وجہ سے نجات پا جائے گا تو یاد رکھیے کہ یہی شرک ہے کیونکہ جب نوح علیہ السلام کی بیوی اور بیٹے کیلئے یہ قرب کسی کام نہ آیا تو کسی امتی کا قرب وہاں کیا کام آئے گا جب کہ اس کے اعمال اپنے نبی کی سنت کے مطابق نہ ہوں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لیے ڈوبنے سے بچاؤ ان کے اس قول میں ہے کہ سوار ہوتے ہوئے کہہ لیں وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ.....

(سورۃ زمر۔ ٦٧) پوری آیت (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

اور آنکھ کے آگے فرماتے ہیں فکل الکیفیة فی الصفات الی علم الله تعالیٰ پس تمام صفات کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

ف۱: تنور کے معنی میں اختلاف ہے' بعض مطلق روٹی پکانے کا تنور مراد لیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک تنور حضرت حوا سے منتقل ہوتے ہوتے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچا تھا وہ ان کے گھر میں طوفان کا نشان ٹھہرایا گیا تھا کہ جب اس سے پانی ابلے کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ تنور صبح کا نکلنا اور فجر کا روشن ہونا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی اختیار کیا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔ ابن عباسؓ سے تنور کے معنی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ
بھی میرے عیال سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل سچا ہے تو سب حاکموں کا
الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ
حاکم ہے۔ اللہ نے کہا اے نوح! وہ تیرے عیال سے نہیں ہے کیونکہ
عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ
وہ نیک عمل نہیں پس جس چیز کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا سوال نہ کیا کر
اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ قَالَ رَبِّ
میں تجھے سمجھاتا ہوں کہ نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح بولے اے میرے مولا!
اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ
جس چیز کا مجھے علم نہ ہو اس کے سوال کرنے سے میں تیری پناہ لیتا ہوں
وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۸﴾
اور اگر تو میرے گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ ف۱
قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ
نوح کو کہا گیا اے نوح تو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ
عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ
پر اور تیرے ساتھ والے لوگوں پر ہیں کنارہ پر اتر آ اور بھی قومیں ہیں ہم ان کو آسودگی دیں گے
يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۹﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ
پھر ہماری طرف سے ان کو دکھ کی مار ہوگی۔ ف۲ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم
الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ
تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتے ہیں اس سے پہلے نہ تو اور نہ تیری
وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ
قوم ان کو جانتی تھی پس تو صبر کر انجام کار
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ
پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ ف۳ اور عادیوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
اے بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم میرے اللہ پر

ف۱: نوح علیہ السلام نے یہ کس وقت عرض کیا کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد دونوں احتمال ہیں نیز نوح علیہ السلام کنعان کی منافقانہ روش دیکھ کر غلط فہمی سے اسے مومن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں گزارش کی؟ دونوں باتوں کا امکان ہے اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی اضطرابی کیفیت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ سے کہہ کر اس کے بچاؤ کا انتظام کرنا تھا اگر غرقابی کے بعد یہ گفتگو ہوئی تو محض اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے اپنا خلجان اور اشکال پیش کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کنعان مومن ہونے کی وجہ سے الا من سبق علیہ القول کے استثناء میں بظاہر داخل نہیں تو پھر اس کی غرقابی کا راز کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ یہ ان گھر والوں میں سے نہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا بلکہ الا من سبق علیہ القول میں شامل ہے کیونکہ اس کے عمل خراب ہیں تم کو اس کے کفر و شرک کی خبر نہیں۔ اور اگر نوح علیہ السلام کافر سمجھتے تھے تو شاید اس سوال کا مشابہ ہو کہ انجاء کے ذکر میں اہل کو چونکہ عام مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا اس سے نوح علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ میرے اہل کو دنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایمان شرط نہیں۔ اور الا من سبق علیہ القول مجمل تھا اس لئے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے اور شفقت پدری کے جوش میں عرض کیا کہ میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں داخل ہے جس کے بچانے کا وعدہ ہے تو پھر یہ کیوں غرق کیا جا رہا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ تمہارا پہلا مقدمہ "ان ابنی من اھلی" ہی غلط ہے جس اہل کے بچانے کا وعدہ تھا یہ اس میں داخل نہیں کیونکہ اس کے کرتوت بہت خراب ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام میں علماء کا اختلاف ہے کہ کل دنیا پر تھا یا صرف قوم نوح پر؟ میرے خیال میں پچھلا مذہب (قوم نوح والی بات) صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف کے متعدد مواقع سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کوئی قوم نبی کا مقابلہ نہیں کرتی اور سچی تعلیم کی تکذیب پر مصر اور بضد نہیں ہوتی تو اس وقت تک اس کی ہلاکت نہیں ہوتی اور یہ کہنا کہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ سب کو پہنچ گئی اس زمانہ کے رسل و رسائل سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

ف۲: محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت کے دونوں ٹکڑوں میں ایک طرف مومنین قیامت تک کیلئے اور دوسری طرف کفار قیامت تک کے لئے شامل ہو گئے ایک کیلئے سلامتی کا وعدہ اور دوسرے کے لئے عذاب کی وعید ہے۔

ف۳: قصہ نوح علیہ السلام منجملہ اخبار غیب کے ہے ہم نے اس قصہ کی وحی تجھ کو کی اس سے پہلے نہ تو اس کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم اس سے واقف تھی سو اب اگر کوئی تجھ کو جھٹلائے اور یہ بات کہے کہ تو نے یہ قصہ کسی سے سیکھ لیا ہے تو وہ خود جھوٹا ہے کیونکہ اس قصہ کی خبر تجھ کو اللہ نے دی ہے جس طرح کہ کتب سابقہ انبیاء علیہم السلام اس کی شاہد ہیں تو ان کی تکذیب اور ایذا رسانی پر صبر کر ہم جلد تیری مدد کریں گے عاقبت محمودہ دنیا و آخرت میں اہل تقویٰ کے لئے ہے اس میں تسلی دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اس کے سوا یہ علم کوئی نہیں جانتا' ظاہر ہے کہ یہ غیب علم بشری کے اعتبار سے ہوگا ورنہ علم الٰہی میں ظاہر ہے کہ غیب کے کوئی معنی ہی نہیں' یہ جملہ معترضہ ہے۔ نبی ﷺ نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر باوجود اس کے آپ صحیح صحیح حالات بیان فرما رہے ہیں۔ یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی آپ کو گزشتہ واقعات و حالات بتائے جاتے ہیں اس سے نبی ﷺ کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ

محض افترا کر رہے ہو- ف۱ بھائیو! میں اس پر تم سے عوض نہیں چاہتا میری اجرت

اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ

تو اللہ ہی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا' کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اے بھائیو!

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

اللہ سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو وہ تم پر برستے بادل

مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

بھیجے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور مجرمانہ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

انحراف نہ کرو- ف۲ بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی روشن دلیل تو لایا نہیں اور

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

صرف تیرے کہنے سے تو ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی ہم تیری مانیں گے- ف۳

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ

ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے کچھ تکلیف پہنچائی ہے

قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا

ہود نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن چیزوں

تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا

تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں- پس تم سب میرے خلاف داؤ چلاؤ

تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَي اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ

اور مجھے ذھیل بھی نہ دو- میں نے اللہ ہی پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسہ کیا ہے

مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ

جتنے جاندار ہیں سب پر اسی کا دست تصرف ہے میرا پروردگار تو

عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

سیدھی راہ پر ہے- ف۴ اور اگر تم روگردان ہی رہے تو جن باتوں سے میں

مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

مامور ہوا تھا وہ تو میں تمہیں پہنچا چکا اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو

ف۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا انہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی اور اس کے سوا دوسروں کی پوجا پاٹ سے روکا یعنی اسی کو پوجو اور اسی کے ساتھ محبت رکھو اور اسی سے امید رکھو اور اسی کا ڈر رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور غیر اللہ کے ساتھ نہ محبت رکھو نہ اس پر بھروسہ رکھو نہ اس کی امید اور نہ اس کا ڈر رکھو یہی معنی ہے لا الہ الا اللہ کا اور فرمایا کہ جن کو تم پوجتے ہو انکی پوجا خود تم نے گھڑ لی ہے بلکہ انکے نام اور وجود تمہارے خیالی ڈھکوسلے ہیں۔ عرب قدیم کی قوم عاد خلیج فارس کے کنارے کنارے عراق کی سرحد تک آباد تھی اس کا اصل مسکن یمن و حضرموت کا علاقہ تھا۔

ف۲: ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنی تبلیغ کا کوئی بدلہ اور معاوضہ تم سے نہیں چاہتا میرا ثواب میرا رب مجھے دے گا جس نے مجھے پیدا کیا' کیا تم موٹی سی بات بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا و آخرت کی بھلائی کی تمہیں راہ دکھانے والا تم سے کوئی اجر مطلب نہیں کرتا' تم استغفار میں لگ جاؤ گزشتہ گناہوں کی معافی اللہ سے طلب کرو' توبہ کرو اور آئندہ کیلئے گناہوں سے رک جاؤ یہ دونوں باتیں جس میں ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی روزی اور اس کا کام اس پر آسان کر دیتا ہے' پھر تم پر بارشیں برابر عمدہ اور زیادہ برسیں گی اور تمہاری قوت و طاقت میں دن دونی اور رات چوگنی برکتیں ہوں گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر مشکل سے نجات دیتا ہے' ہر تنگی سے کشادگی عطا فرماتا ہے اور روزی ایسی جگہ سے پہنچاتا ہے جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو آیت سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کو راحت دنیوی میں بھی دخل ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری و حسن عمل کا ثمرہ کبھی کبھی برکتوں کی صورتوں میں ظاہر ہوتا رہتا ہے گو کہ اصل دار الجزا عالم آخرت ہی ہے۔

ف۳: عاد نے ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے دعویٰ پر کوئی حجت اور برہان لیکر ہمارے پاس نہیں آئے' ان کا یہ کہنا عناد کی وجہ سے تھا ورنہ ہود علیہ السلام دلائل اور براہین الٰہیہ لائے تھے لیکن ان لوگوں نے نہ مانے انما قالوہ لفرط عنادھم او لشدۃ عما ھم عن الحق و عدم نظرھم فی الایات (روح المعانی)

ف۴: مشرکین چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے ان میں سے کسی کی مار تھ پر پڑی ہے' یہ سن کر اللہ کے نبی نے فرمایا اگر یہی ہے تو سنو اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف مختار اور کارساز ماننے سے بری ہوں اور بیزار ہوں' میں ان کو عاجز و بے بس سمجھتا ہوں اس لئے میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنا لو مجھے اس کی پرواہ نہیں' کیونکہ میرا بھروسہ و اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے جو میرا اور تمہارا سب کا کارساز اور مالک ہے ساری مخلوق اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اس کی منشا کے بغیر کوئی میرا کچھ بھی بگاڑ سکے۔

علیٰ کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل اور صراط مستقیم سے مراد توحید ہے' یعنی اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کرتا ہے یا صراط مستقیم سے مطلقاً حق مراد ہے یا عدل والنصاف اور علیٰ کا متعلق کائن محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس سے کبھی عدول نہیں فرماتا یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی مجرموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دیتا (بقیہ 864 میں ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

تمہاری جگہ لے آئے گا تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

اپنی رحمت سے بچا لیا اور سخت عذاب سے ان کو نجات دی۔

وَتِلْكَ عَادٌ ۘ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ

اور یہی قوم عاد ہے جو اپنے رب کے حکموں سے انکاری ہوئے اور اس کے رسولوں سے بے فرمان

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ

رہے اور گردن کشوں ضدیوں کے تابع رہے۔ ف۱ اور دنیا اور آخرت

الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا

میں ان پر لعنت ہوئی سنو قوم عاد اپنے رب کی

رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ

منکر ہوئی سنو عاد جو ہود کی قوم تھے دھتکارے گئے۔ ف۲ اور ہم نے

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اس

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ

کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین سے پیدا کرکے اس

اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ

میں آباد کیا ف۳ پس تم اس سے بخشش مانگو پھر اسی کے ہو رہو

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

میرا پروردگار قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے صالح

فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ

اس سے پہلے تو ہمیں تیرے سے بہت کچھ امید تھی ف۴ کیا جن معبودوں کو ہمارے باپ

مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ

دادا پوجتے چلے آئے ہیں ف۵ ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے اور جس امر کی طرف تو ہم کو

ف۱: ہودعلیہ السلام کی قوم پر سات رات اور آٹھ دن مسلسل آندھی کا طوفان آیا اور ساری قوم ہلاک ہوگئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو ان پر ایمان لا چکے تھے بالکل محفوظ رہے ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا' قوم عاد کا واقعہ مشرکین مکہ کے ذہنوں میں آ گیا تھا اس لئے تلك سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس مبصر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود فی الذھن کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ یہاں ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کے باوجود تلك سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا اور اسی طرح قبر میں جب میت سے سوال ہوگا ما تقول فی ھذا الرجل؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت نبی علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذھن کی طرف ہے ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی سب رسولوں کی تکذیب کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ کیونکہ تمام رسول توحید وغیرہ اصول دین میں متفق اور ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مجاز ہوتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے لیکن جو لوگ اللہ کے وفادار بن کر رہنا نہیں چاہتے وہ اس کے رسول کی اطاعت کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ رسول کے مقابلہ میں ایسے پیشواؤں' لیڈروں اور اصحاب اقتدار کے احکام کی پیروی کرنے اور ان کی باتوں پر عمل کرنے لگتے ہیں جو خدا کے باغی اور حق کے دشمن ہوتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ خدا کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

ف۲: عنید سرکش کو کہتے ہیں جو حق بات قبول نہ کرے اور نہ اس کی فرمانبرداری کرے اور ظلم میں حد سے آگے بڑھ جائے لعنت سے مراد رحمت سے دور ہونا ہے اور خیر سے مطرود ہونا یعنی یہ لعنت ان کے لازم حال ہوگئی ہے کیا مجال کہ جب تک دنیا میں ہوں اس سے جدا ہو سکیں' پھر بعد اس لعنت کے قیامت کو بھی وہ ان کے پیچھے لگی ہوگی اور یہ لوگ وہاں بھی لعنت کئے جائیں گے جس طرح کہ دنیا میں ملعون ہوئے۔

ف۳: کرۂ ارضی پر نوع انسانی کا آغاز اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اولین انسان یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اس لئے یہ حقیقت ہے کہ انسان کو زمین سے پیدا کیا گیا ہے اور یہ بھی واقعہ ہے کہ انسان کی زندگی کا دار و مدار جن غذاؤں پر ہے وہ زمین ہی سے حاصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ جن جانوروں کا گوشت وہ کھاتا ہے وہ بھی زمین ہی سے غذا حاصل کرتے ہیں۔

ف۴: اس سے واضح ہوتا ہے کہ صالح علیہ السلام کی زندگی نبوت سے پہلے نہایت صاف ستھری رہی ہے اور ان کی غیر معمولی قابلیت اور پروقار شخصیت کو دیکھ کر لوگوں نے ان سے یہ توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ وہ قوم کا نام روشن کریں گے لیکن جب انھوں نے شرک کے خلاف آواز اٹھائی اور توحید کی دعوت پیش کی تو ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

ف۵: قوم ثمود کے پاس بت پرستی کے جائز اور معقول ہونے کی کوئی دلیل نہیں تھی بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس طریقہ کی پیروی اس لئے کی جانی چاہئے کہ یہ اس کلچر کا جزء ہے جو باپ دادا سے چلا آ رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ

بلاتا ہے ہمیں اس میں سخت تردد ہے- ف۱ صالح نے کہا اے بھائیو! بتلاؤ اگر میں

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَءَاتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ

اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت مرحمت کی ہو اگر میں

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ إِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ

اللہ کی نافرمانی کروں تو اس کے عذاب سے کون میری مدد کریگا تم تو نقصان کے سوا

غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ہو- بھائیو! یہ اللہ کی اونٹنی جو تمہارے لئے

اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دینا کہ اللہ کی زمین پر کھاتی پھرے اور اس کو

بِسُوْٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا

تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلد ہی تم کو عذاب دبا ڈالے گا- ف۲ پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ ذٰلِكَ

تو صالح علیہ السلام نے کہا تین روز تک اپنے گھروں میں گزار لو یہ

وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا

وعدہ خلاف نہیں- پس جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ ءَامَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ

صالح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی

خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

اور اس دن کی ذلت سے بچایا بیشک تیرا پروردگار بڑا ہی زبردست اور غالب ہے-

وَأَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوْا فِيْ

اور ظالموں کو کڑک نے آ دبایا پس وہ اپنے گھروں کے اندر

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا أَلَآ إِنَّ

اوندھے پڑے رہ گئے- گویا اس سرزمین پر وہ بسے ہی نہ تھے سنو ثمودیوں

ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

نے اپنے پروردگار سے انکار کیا آگاہ رہو ثمودی دھتکارے گئے ف۳

سے تو تم رہے البتہ تمہاری وجہ سے میں گناہ پر گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہوں اور یہ بات میری تباہی میں اضافہ ہی کا موجب بن سکتی ہے۔

قوم حیرت کے ساتھ کہہ رہی ہے۔ کہ کیا تم ایسا غضب کر رہے ہو کہ ہمیں اپنے اور ہمارے آبائی دین سے روک رہے ہو شرک میں ڈوبے ہوئے بڑے بڑے عقلا کو آج بھی صدائے توحید ایسی ہی عجیب اور نامانوس نظر آتی ہے۔

ف۱: صاحب ماجدی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کی طرف سے معجزہ کی درخواست قبول کر کے ایک اونٹنی کسی عجیب طریقہ سے پیدا کر دی تھی اور نبی کے ذریعہ سے حکم یہ دے دیا تھا کہ کوئی اسے چھیڑے نہیں یہ آزادانہ گھومتی پھرے گی اور جس وقت کوئی اسے نقصان پہنچائے گا بس وہی گھڑی عذاب الٰہی کی ہوگی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوئی تھی اس اونٹنی کی نسبت کسی آیت یا حدیث میں مذکور نہیں کہ کس طرح پیدا ہوئی تھی البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس اونٹنی کو حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت سے کچھ تعلق ہے پس ضروری ہے کہ کسی ایسی طرح سے (ہی یہ اونٹنی پیدا) ہوئی ہو کہ جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہو اور ہم نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے (کہ وہ دعا سے پیدا ہوئی)۔

ف۲: سورہ اعراف میں فرمایا کہ زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور یہاں فرمایا ہے کہ بلند آواز سے لیکن زلزلہ اور بلند آوازہ کے درمیان منافات ذرہ بھی نہیں جس کے لئے ضرورت تطبیق کی پڑے بلکہ تیز زلزلہ اور سخت گھڑ گھڑاہٹ کا ساتھ تو مشاہدہ میں عموماً آ چکا ہے۔

تطبیق ان دونوں میں یوں بھی ہو سکتی ہے کہ آسمان کی طرف سے آوازہ ہوا یعنی ہولناک آواز آئی ہو اور نیچے کی طرف سے زلزلہ اور اس سے ان کے دل ان کے سینوں میں پھٹ گئے۔

یہ ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے جس میں حق کا بول بالا ہوا چنانچہ صالح اور ان کے اہل ایمان ساتھی تو بچا لئے گئے اور تمام مشرک اور کافر عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔ اور یہ سب کچھ اسی طرح ہوا جس طرح کہ صالح علیہ السلام نے انہیں پہلے سے خبردار کر دیا تھا اس لئے اس کی توجیہ یہ نہیں کی جا سکتی کہ یہ عام طور پر پیش آنے والے حادثات میں سے کوئی حادثہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو نہ صالح علیہ السلام کو اس کی پیشگی خبر ہو سکتی تھی اور نہ اس کی زد سے اہل ایمان بچ سکتے تھے۔

ف۱: جس طرح قوم عاد عرب کے جنوب مشرقی علاقہ یعنی اطراف یمن و عراق عرب میں آباد تھی، اسی طرح قوم ثمود کا تسلط عرب کے شمال و مغربی علاقہ وادی ام القریٰ میں تھا اور ہود علیہ السلام کی طرح صالح علیہ السلام کا مزار بھی آج تک وادی سیر میں موجود ہے۔

ثمود نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ ہم کو امید تھی کہ تو عقل مند ہوگا لیکن تو رسم و راہ آباؤ اجداد سے مانع نکلا اور ہم کو تیری دعوت میں بڑا شک ہے صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس پر مجھ کو یقین ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل پر ہوں اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو کوئی میری مدد نہ کر سکے گا یعنی اگر میں تمہاری باتوں میں آ کر اللہ کی نافرمانی کروں جب کہ مجھ پر بصیرت کی راہ کھل چکی ہے تو اللہ کی گرفت سے بچانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے

سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝

سلام کہا' ابراہیم نے سلام کہا تھوڑی دیر میں وہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آیا۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ

پس جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کو نہیں بڑھتے تو ان کو اوپرا سمجھا اور

مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى

جی میں ان سے خوف زدہ ہوا۔ فرشتوں نے کہا کہ ابراہیم خوف نہ کر ہم لوط کی

قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

قوم کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ ف۱ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی ہنس پڑی

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ

اور ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی۔ وہ

يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ

ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں جنوں گی؟ حالانکہ میں بانجھ ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا

اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ

یہ بیشک عجیب امر ہے۔ فرشتوں نے کہا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہے

اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ

(اے ابراہیم علیہ السلام) کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ

بیشک وہ بڑی تعریفوں والا بزرگی والا ہے۔ ف۲ پس جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے

الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ

خوف دور ہوا اور خوشخبری اسے آ چکی تو ہمارے ساتھ لوطیوں

لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝

کے حق میں جھگڑنے لگا ابراہیم بڑا بردبار نرم دل اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ

اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دے تیرے رب کا قطعی حکم

ف۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ فرشتے بطور مہمان انسانوں کی شکل میں آئے جو قوم لوط کی ہلاکت اور حضرت ابراہیم کے ہاں فرزند ہونے کی بشارت لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور آ کر سلام کرتے ہیں آپ ان کے جواب میں سلام کہتے ہیں یہ جواب ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں کی تحیت سے بہتر تھا اس لئے کہ رفع دلیل ہے ثبوت و دوام پر۔ اللہ کے فرشتے بشری قالب میں تھے آپ انہیں معمولی مسافر سمجھ کر فوراً ان کی خاطر داری میں لگ گئے نو واردوں کی خاطر و مدارات اور مہمان نوازی اس وقت کا عام دستور اور دلیل شرافت تھا' پھر حضرت ابراہیم تو شیخ قبیلہ اور ذاتی حیثیت سے شریف تھے انسان آپ کی مہمان نوازیاں تاریخ کا ایک مسلم واقعہ ہیں۔ بہرحال انہیں آدمی سمجھ کر مہمان نوازی کے لئے اٹھے نہایت فربہ بچھڑا بھون تل کر ان کے سامنے حاضر کیا مگر انہوں نے کھانا شروع نہ کیا جس پر حضرت ابراہیم علیہ خوف زدہ ہوئے کیونکہ اس وقت کے دستور کے موافق جو مہمان کھانے سے انکار کرتا تو سمجھا جاتا تھا کہ یہ کسی اچھے خیال سے نہیں آیا بلکہ برے ارادے سے آیا ہے تو فرشتوں نے یہ دہشت دور کرنے کے لئے اصلی واقعہ کھول دیا کہ ہم کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں۔

اس حکایت قرآنی سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا اور صفات بشریت ان میں موجود رہتی ہیں کیونکہ اگر علم غیب ہوتا تو وہ پہلی نظر میں ہی معلوم کر لیتے کہ یہ ملائکہ ہیں نہ کہ اضیاف (مہمان جو کہ بصورت انسان ہیں) اور اگر ابراہیم علیہ السلام بشریت سے خالی ہوتے تو ان سے دل میں ڈر نہ آتا۔

ف۲: حضرت سارہ جو مہمانوں کی خدمت گزاری یا اور کسی کام کے لئے وہاں کھڑی تھیں اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں کہ گھر کے اندر جن آنے والوں کو انسان اور وہ بھی دشمن سمجھا جا رہا تھا وہ دوست اور دوست بھی کیسے کہ اللہ کے فرشتے نکلے اللہ تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں کہ تجھ کو اس عمر میں بیٹا ملے گا۔ (اسحٰق علیہ السلام) اور اس کی نسل سے ایک پوتا یعقوب عطا ہوگا جس سے ایک بڑی بھاری قوم بنی اسرائیل اٹھنے والی ہے۔ اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تو بشارت دی گئی تھی اور ساتھ ہی ان کے ہاں بھی اولاد ہونے کی بشارت دی گئی' یہ سن کر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی عام عادت کے مطابق اس پر تعجب ظاہر کیا کہ میاں بیوی دونوں کے اس بڑھے ہوئے بڑھاپے میں اولاد کیسی؟ یہ خوشخبری سن کر اسباب ظاہری و مادی کے لحاظ سے اس پر تعجب کرنا بالکل قدرتی تھا۔

یہیں سے محققین نے کہا ہے کہ کسی واقعہ پر اسباب ظاہر کے لحاظ سے تعجب کرنا مسبب الاسباب پر یقین کامل کے منافی نہیں ہے یا

ویلتی عربی میں یہ اظہار حیرت و تعجب کے موقع پر بولتے ہیں اہل بیت کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ نبی کی زوج پر اہل بیت کا اطلاق بہرحال ہوتا ہے بلکہ اہل بیت نبوی کا مفہوم اول ازواج النبی ہی ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اور کہتے ہیں اصل میں فبشرنها فضحكت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑیں ان هذا على التقديم والتاخير والتقدير و امرأته قائمة فبشرنها باسحق فضحكت سرور بسبب تلك البشارة فقدم الضحك و معناه التاخير (کبیر) یہ واقعہ سورہ ذاریات میں اصلی ترتیب سے مذکور ہے اور یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَتِبَتْ ۚ وَاَنْهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝

آ چکا ہے یعنی ان پر عذاب اٹل آنے والا ہے ف۱

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ

اور جب ہمارے فرستادہ لوط کے پاس آئے تو ان کا آنا اسے برا معلوم ہوا

بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ

اور جی میں گھبرایا اور کہا کہ یہ بڑی مصیبت کا دن ہے۔ اور اس کی قوم

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

کے لوگ اس کی طرف بھاگتے ہوئے آئے اور وہ اس سے پہلے بدکاریاں

السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ

کیا کرتے تھے لوط نے کہا اے بھائیو! میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لئے

لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ

پاک ہیں پس تم اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں غم زدہ نہ کرو کیا

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا

تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں۔ بولے تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری

فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝

بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں اور جو ہمارا ارادہ ہے وہ تجھے معلوم ہے ف۲

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

لوط علیہ السلام نے کہا اے کاش کہ آج مجھ کو قوت ہوتی یا کسی زبردست حمایتی

شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ

کی پناہ میں ہوتا۔ ف۳ فرشتوں نے کہا اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے بھیجی ہیں یہ

يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ

ہرگز تیرے پاس نہ پہنچ سکیں گے پس تو اپنے کنبے (کے لوگوں) کو لے کر رات کو کسی وقت نکل جا

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا

اور کوئی تم میں سے پھر کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی اس پر

مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ

بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آنے کو ہے ان کے (عذاب کے) لئے صبح کا وقت مقرر ہے کیا صبح

کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور خود کو بے بس اور کمزور محسوس کیا' آپ کی بیوی جو قوم سے ملی ہوئی تھی اس نے قوم کو آگاہ کر دیا اور وہ لوگ ایسے خوبصورت لڑکوں کی خبر پاتے ہی لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھ دوڑے اور پوری قوت اور شدت سے مطالبہ کیا کہ مہمان ان کے حوالے کر دیئے جائیں' حضرت لوط علیہ السلام نے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی آخری بات اس شہوت پرست قوم سے یہ کہی کہ ظالمو" میری بیٹیاں تمہارے لئے حاضر ہیں ان سے بطریق حلال تمتع کر سکتے ہو جو نہایت پاکیزہ اور شائستہ طریقہ ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ پاک اور مشروع طریقے کو چھوڑ کر ایسے خلاف فطرت گندے کاموں میں مبتلا ہوتے ہو عورتیں ہی اس بات کے لئے موزوں ہیں ان سے نکاح کر کے اپنی خواہش پوری کرنا ہی پاک کام ہے کم از کم میری رعایت کرو تا کہ مجھے مہمانوں کے سامنے شرمندگی اور رسوائی نہ ہو' کیونکہ مہمان کی بے عزتی میزبان کی بے عزتی ہے کیا تم میں ایک شخص بھی نہیں جو سیدھی سیدھی باتوں کو سمجھ کر نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کرے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ امرتسری فرماتے ہیں ناواقف کہا کرتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی لڑکیوں کو اس طرح کیوں پیش کیا اگر لواطت منع تھی تو زنا بھی تو حرام ہے ہم نے (لفظ بطریق شرع) میں اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ان کو لے جا کر یونہی بدکاری کرنے لگ جاؤ نہ ہر ایک سے خطاب تھا بلکہ ان کے خاص ایک دو سرگروہوں (گروہ کے سرغنہ دو آدمیوں) سے کہا تھا کہ میری لڑکیاں بیاہ لو مگر ایسی حرکت نہ کرو شرع اصطلاح میں اطہر کے یہی معنی ہیں۔ اس وقت کافر کا نکاح مسلمان عورت سے جائز تھا۔ مجاہدؒ اور سعید بن جبیرؒ اور ابن جریجؒ اور قتادہ نے کہا ہے کہ بیٹیوں سے مراد ان کی صلبی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ اس سے مراد قوم کی لڑکیاں ہیں جن کو جواز کے طور پر بیٹیاں کہا گیا اور لوط علیہ السلام نے ان کی اضافت اپنی طرف اس لئے کی کہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے ویسے بھی محاورات میں قوم کے بڑے بوڑھے سب کی لڑکیوں کو اپنی بیٹیاں کہہ کر پکارتے ہیں۔

اطہر اس آیت میں طاہر کے معنی میں ہے جیسے اللہ اکبر میں اکبر کبیر کے معنی میں ہے یہ مراد نہیں کہ عمل نکاح نسبۃً طاہر تر ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ عمل نکاح فی نفسہ طاہر و پاکیزہ ہے۔

اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے بھی غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ مہمان فرشتے ہیں تو غمگین ہونے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔

ف۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی فطری شفقت نرم خوئی اور رحم دلی سے اس قوم پر ترس کھا کر حق تعالیٰ کی جناب میں کچھ سفارش کرنا چاہتے تھے ارشاد ہوا کہ اپنی درخواست پر اصرار نہ کرو ان ظالموں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے یہ لوگ ایمان لانے والے اور سدھرنے والے نہیں ہیں اب اللہ تعالیٰ کا حکم واپس نہیں ہو سکتا اور عذاب آ کر ہی رہے گا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ مقبول سے مقبول بندوں کی بھی ہر دعا یا سفارش کا قبول ہونا لازمی نہیں اور بندہ کی نگاہ بہرحال محدود ہی ہوتی ہے وہ حکمت کاملہ کا احاطہ کہاں کر سکتی ہے۔

ف۲: فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے فرشتے نہایت حسین و جمیل اور بغیر داڑھی کے نوجوانوں کی شکل میں تھے' لوط علیہ السلام اپنی قوم

ف۳: لوط علیہ السلام کا یہ کہنا کہ کاش مجھ کو قوت ہوتی یہ بطریق تمنا تھا یعنی اگر میں کوئی ناصر اور معین (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

قریب نہیں۔ ف۱ پس جب ہمارا حکم آپہنچا تو اس بستی کی اوپر کی جانب کو ہم نے پست کر دیا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۴﴾

اور اس پر کنکروں کی پتھریاں جو اللہ کے ہاں سے

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

مقرر تھیں برسائیں ف۲ اور وہ پتھریاں ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ ف۳

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا

بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ

ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تم کو اچھی آسودگی میں دیکھتا ہوں اور

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا

تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے۔ اور اے میرے بھائیو!

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

ناپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم

اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ

اللہ کا دیا ہوا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مانو

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ

اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ ف۴ وہ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز

تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کی عبادت کرنا ترک کر دیں یا اپنے

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

مالوں میں جس طرح سے چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں بیشک تو ہی بڑا نرم اور نیک بخت ہے۔ ف۵

منزل ۳

ف۱: یعنی خوش ہو جایئے۔ اب ان ظالموں کے ہلاک ہونے میں کوئی بھی دیر نہیں ہے بس صبح ہوتے ہی سب کا صفایا ہو جائے گا لوط علیہ السلام ان کے عذاب کے لئے جلدی کرتے تھے تو اس لئے فرمایا کہ کیا صبح قریب نہیں یعنی صبح قریب ہے وہ جلد عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ گویا یہ سوال مقدر ایبقون الی الصبح ؟ کا جواب ہے۔

ف۲: ان آبادیوں کی آسمانی ہلاکت کا زمانہ وقوع جدید تحقیق کے مطابق ۶۰۶۱ ق۔م ہے جب عذاب موعود کا وقت آپہنچا تو ان بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کو ان کی بستیوں کے نیچے داخل کیا اور ان کو لے کر آسمان کی طرف چڑھے پھر آسمان کے قریب جا کر ان کو الٹا کر نیچے زمین پر پھینک دیا اس طرح سب بستیاں تہ و بالا ہو گئیں پھر ان کی ذلت و رسوائی کی پوری تکمیل کے لئے اوپر سے جھانوے اور پتھر برسائے گئے شہر کی آبادی سے الگ جو افراد اس قوم کے جس جگہ تھے وہ وہیں ان پتھروں سے ہلاک کئے گئے ان پر یہ پتھر مسلسل یکے بعد دیگرے برس رہے تھے اور ان پر کوئی خاص علامت تھی جو عام پتھروں سے ممتاز کر کے ظاہر کرتی تھی کہ یہ عذاب الٰہی کے پتھر ہیں بعض نے کہا ہے کہ ہر پتھر پر اس کا نام درج تھا جس کی ہلاکت کا وہ سبب بنا۔

ف۳: یعنی باعتبار زمانہ کے بھی قریب ہے کیونکہ عاد و ثمود اور قوم نوح علیہ السلام وغیرہ کے بعد یہ واقعہ ہوا اور باعتبار مکان کے بھی کیونکہ ان کی بستیاں مدینہ اور شام کے درمیان تھیں گزرنے والے قافلے وہاں کھنڈرات کا مشاہدہ کرتے تھے یا یہ مطلب کہ جو کوئی بھی قوم لوط (علیہ السلام) کے مشابہ ہو ان سے بھی یہ عذاب کچھ دور نہیں ہے اس میں وعید ہے ہر ظالم کے لئے منجملہ ان کے قریش ہیں۔ مجاہدؒ نے کہا اللہ تعالیٰ نے قریش کو ڈرایا ہے کہ کہیں ان پر بھی وہی مصیبت نہ آئے جو قوم لوط پر آئی تھی۔ حدیث سنن میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب تم ایسے شخص کو پاؤ جو قوم لوط کا سا عمل کرے پس قتل کرو فاعل اور مفعول دونوں کو۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے وہ جس نے قوم لوط والا کام کیا' ملعون ہے وہ جس نے قوم لوط والا کام کیا' ملعون ہے وہ جس نے قوم لوط والا کام کیا۔

ف۴: مدین عرب کا ایک قبیلہ جو حجاز و شام کے درمیان معان کے قریب رہتا تھا ان کے شہروں کا نام بھی مدین تھا ان کی جانب اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے آپ ان میں شریف النسب اور اعلیٰ خاندان کے انسان تھے اور انہی میں سے تھے اسی لئے اخاھم یعنی ان کے بھائی کے لفظ سے بیان فرمایا۔ آپ نے بھی انبیاء کی عادت اور سنت اور اللہ تعالیٰ کے پہلے اور تاکیدی حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دیا کیونکہ ہر نبی کی پہلی اور بنیادی دعوت دعوت توحید ہی ہوتی ہے۔ اہل مدین ایک مشہور تجارت پیشہ قوم تھی ان کے کاروباری اخلاق بھی سخت گندے اور پست تھے لہٰذا ساتھ ہی ناپ تول کی کمی سے روکا قرآن مجید اعتقادی گمراہیوں کے ازالہ کے ساتھ ساتھ اخلاقی معاشرتی معاملات کی بھی برابر اصلاح کرتا جاتا ہے ایک ایماندار کے لئے اللہ کا دیا ہوا جو ٹھیک ٹھیک حقوق ادا کر کے بچ رہے اگر وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو بہرحال اس زیادہ سے بہتر ہے جو حرام طریقہ اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیا جائے۔

ف۵: حضرت شعیب علیہ السلام نماز کثرت سے پڑھتے تھے اس لئے یہ لوگ ان کو از راہ ہنسی و مذاق کہنے لگے کہ کیا تیری نماز تجھ کو یہ حکم کرتی ہے کہ تو ہم کو اس بات کی ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو! بتلاؤ تو اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں

وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

اور اس نے اپنے فضل سے مجھے حلال رزق دیا ہو اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن

اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں انہیں خود کروں میرا ارادہ تو حسب طاقت اصلاح

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

کرنے کا ہے اور مجھے توفیق اللہ ہی نے دی ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے

وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔ف۱ اے بھائیو! میری عداوت سے ایسے کام نہ کرنے لگو

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

جن کی وجہ سے تم پر نوح اور ہود اور صالح علیہ السلام کی قوم جیسا

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا

عذاب نازل ہو اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔ف۲ اور اپنے پروردگار سے

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ قَالُوْا

بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو میرا پروردگار بڑا مہربان محبت کرنے والا ہے۔ وہ بولے

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اے شعیب تیری باتوں میں سے تو جو کہتا ہے اس میں بہت سی ہم نہیں سمجھ سکتے ہم تجھے اپنی قوم

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ

میں بہت ہی کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو ہم نے مدت کا تجھے پتھروں سے مار دیا ہوتا

عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

اور تو ہمارے نزدیک ذی رعب نہیں ہے۔ شعیبؑ نے کہا بھائیو! میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے

اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

بڑھ کر معزز ہے؟ اور اللہ کو تم اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال چکے ہو میرا پروردگار

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ

تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ف۳ بھائیو! تم اپنے طریق پر عمل کرتے رہو

تکلیف دے کہ ہم ان بتوں کی پرستش جن کو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے چھوڑ دیں یا یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں وہ نہ کریں مطلب یہ کہ تیرے کہنے پر بتوں کی پرستش اور اپنے مالوں میں تصرف کرنا نہیں چھوڑ سکتے تیری یہ بات لغو ہے کوئی بھلائی کی طرف بلانے والا انہیں کہہ سکتا۔ اور آپ کو ہمارے مذہبی و دنیاوی معاملات اور ماپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ بعض مفسرین نے اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ کو استہزاء پر نہیں بلکہ واقعیت پر رکھا ہے یعنی تو ایک سمجھدار اور باوقار اور نیک چلن آدمی ہے پھر ایسی بے موقع باتیں کیوں کرنے لگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حلیم رشید بطور استہزاء کے کہا ہے۔

ف۱: میری روش تم یہ نہ پاؤ گے کہ تمہیں تو بھلی بات کا حکم کروں اور خود تم سے چھپ کر اس کے برعکس کروں یعنی ایسا نہیں کہ تمہیں کوئی راہ بتاؤں اور خود کسی اور راہ پر چلوں میں تمہیں وہی باتیں بتلاتا ہوں جو اپنے نفس کے لئے بھی پسند کرتا ہوں میری مراد تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کرنی ہے ہاں میرے ارادے کی کامیابی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی پر میرا بھروسہ اور توکل ہے اور اسی کی جانب رجوع توجہ اور جھکنا ہے اور اپنے رجوع پر مجھ کو کچھ بھروسہ نہیں بلکہ میرا بھروسہ مالک پر ہے یہ ہے نبی کا کمال عبدیت اصلاح کی نسبت اپنی جانب زبان سے ذرا نکل گئی تھی کہ معاً اسے بھی حق تعالیٰ ہی کی جانب منسوب کر دیا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایک نبی اور دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں کی حدود جدا ہو جاتی ہیں کیونکہ لیڈر کی نگاہ محض مجمع' جمعیت' مادی طاقت اور مالی وسائل پر رہتی ہے جبکہ اللہ کے نبی کی نظر اول بھی اور آخر بھی اللہ تعالیٰ ہی پر رہا کرتی ہے۔

ف۲: نبی اپنی امت کے حق میں رحمت و شفقت کا مجسمہ ہوتا ہے اسی جذبہ سے متاثر ہو کر فرمایا کہ میری عداوت اور بغض میں پڑ کر تم اپنے کفر اور گنہگاریوں پر نہ جم جاؤ ورنہ تمہیں وہ عذاب پہنچے گا جو تم سے پہلے ایسے کاموں کے کرنے والوں کو پہنچا ہے' خصوصاً قوم لوط جو تم سے قریب زمانے میں ہی گزری ہے ان کی جگہ بھی قریب ہی ہے۔ مفسرین کے ایک بڑے گروہ نے قرب زمانی پر محمول کیا ہے یہ قول بھی اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام' حضرت ہود علیہ السلام' حضرت صالح علیہ السلام ان سب سے قریب تر زمانہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کا ہوا تھا۔ لیکن ترجیح اسی کو ہے کہ بعید کو بعد مکانی ہی کے معنی میں لے کر مسکن امت لوط اور مسکن امت شعیبؑ کے درمیان قرب مکانی کی طرف مشیر سمجھا جائے بہرحال قرب زمانی ہو یا قرب مکانی مقصود دونوں صورتوں میں قوم لوط کے انجام سے خصوصی عبرت دلانا ہے۔

ف۳: ان کی باتوں کو حقیر سمجھا اور ان کو کمزور جانا بدن میں وہ نابینا تھے ایک روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قسمتیں اتنے روئے کہ نابینا ہو گئے۔ پھر قوم نے کہا تمہاری عزت ہمارے ہاں نہیں ہے ہم نے محض تمہاری قوم کی وجہ سے تم کو چھوڑ رکھا ہے ہم تو صرف تمہارے کنبہ و قبیلہ کا لحاظ کر رہے ہیں جو ہمارے ہم مذہب ہیں ورنہ ہم اب تک تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے' پرانی جاہلی قوموں میں کنبہ اور خاندان کا پاس و لحاظ تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا گروہ (کنبہ وقبیلہ) تم کو عزیز ہوا اور اللہ پاک عزیز نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کو تم نے پس پشت ڈالا ہے۔ شعیب علیہ السلام نے یہ بات از راہ تعجب کہی تھی یعنی نبی کی توہین کرتے ہو جبکہ اس کی اہانت عین اللہ کی اہانت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ

میں بھی کر رہا ہوں جسے عذاب آکر ذلیل کرے گا اور جو اللہ کے نزدیک کاذب

يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ

ہو گا تم خود اسے جان لو گے اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ

منتظر ہوں- اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ

آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے ان کو نجات دی اور ظالموں کو سخت

الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَنْ لَمْ

آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے- گویا کہ

يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾

اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے سن رکھو کہ مدین والوں کی ہلاکت ہوئی جیسی ثمودیوں کی ہلاکت ہوئی تھی ف۱

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٩٦﴾

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نشانوں کے اور ظاہر غلبہ کے ساتھ-

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا

فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پھر وہ فرعون ہی کی چال پر چلے حالانکہ

أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فرعون کی چال درست نہ تھی- ف۲ قیامت کے روز اپنی قوم کے آگے آگے ہوکر

فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا

ان کو جہنم میں داخل کرے گا بہت ہی برا گھاٹ ہے وہ جس پر اتریں گے-ف۳ اور اس

فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ بِئْسَ الرِّفْدُ

دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگائی گئی اور قیامت کے روز بھی بہت ہی برا عطیہ

الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ

ہے جو ان کو دیا جائے گا- یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو سناتے ہیں

مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ

ان میں سے بعض استادہ ہیں اور بعض ویران- ف۴ اور ہم (اللہ) نے ان پر ظلم نہ کیا تھا

ع ١٠

ف۱: آخر وعدے کے مطابق وقت پر عذاب آیا حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک ہو گئے ظالموں کو تہس نہس کر دیا گیا کہ گویا کبھی اپنے گھروں میں آباد ہی نہ تھے یہاں اس قوم کا فرشتے کی چیخ سے ہلاک ہونا مذکور ہے اور سورہ اعراف آیت ۷۸ میں رجفۃ کا لفظ آیا ہے یعنی زلزلے سے ہلاک ہوئے اور سورہ شعراء آیت ۱۸۹ میں عذاب یوم الظلہ آیا ہے کہ عذاب کے بادل سائبان کی طرح ان پر محیط ہو گئے یہ تینوں قسم کے عذاب اس قوم کے حق میں جمع کر دیئے گئے تھے پھر ہر سورت میں وہاں کے سیاق کے مناسب عذاب کا ذکر کیا گیا سورۃ اعراف میں تھا کہ ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام سے کہا کہ ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے تو ان کے جواب میں وہاں فرمایا کہ جس زمین سے نکالنا چاہتے تھے اسی کے زلزلے سے ہلاک ہوئے یہاں ان کے سخت گستاخانہ مقالات کا ذکر تھا اس لئے بالمقابل آسمانی صیحہ (کڑک) کا ذکر فرمایا گویا عذاب الٰہی کی ایک کڑک میں ان کی سب آوازیں گم ہو گئیں۔ اور سورہ شعراء میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے ﴿فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (الشعراء:۱۸۷) یعنی اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے اس کے مقابلہ میں عذاب یوم الظلۃ فرمایا۔

ف۲: فرعون کی باتیں سوجھ بوجھ کی باتیں نہیں تھیں اور نہ اس کی قیادت حق وانصاف اور عدل وراستی سے آشنا تھی مگر لوگ تھے کہ اسی کے پیچھے چلتے رہے اور اللہ کے رسول کی اتباع کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات اور ظاہر وواضح دلائل کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا لیکن قبطی قوم نے فرعون کی اطاعت نہ چھوڑی اور اس کی گمراہ روش پر اس کے پیچھے لگی رہی۔ جس طرح وہ دنیا میں فرعون لعین کے تابع رہے اسی طرح قیامت کے دن اس کے پیچھے ہوں گے اور وہ اپنی پیشوائی میں ان سب کو اپنے ساتھ ہی جہنم میں لے جائے گا اور خود دوگنا عذاب برداشت کرے گا۔ محققین نے کہا ہے کہ جو کوئی مفسدوں کا پیشوا ہوگا وہ اپنے متبعین کو لے کر جہنم میں داخل ہوگا (اعاذنا اللہ منہ) دنیا میں فرعون کو اس کی قوم نے قائد بنایا تھا لہٰذا قیامت کے دن بھی وہ اپنے قوم کی قیادت کرے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی قیادت میں نکلنے والا یہ جلوس سیدھا جہنم کی طرف روانہ ہوگا اور ہلاکت کے ایسے گڑھے میں گرے گا کہ پھر اس سے نکلنا ممکن نہ ہوگا۔ اس آیت سے فرعون کا صراحۃً جہنمی اور ناری ہونا ثابت ہے جس نے اس کو مومن ناجی کہا ہے اس کا استدلال بالکل غلط اور ناقابل قبول ہے قرآن کے مقابلہ میں کسی عالم وصوفی کی تاویل و تفسیر نہیں مانی جا سکتی' سورج کی موجودگی میں چراغ کی کیا ضرورت۔ آیات سے مراد تورات اور سلطان سے مراد معجزات ہیں اور الورد المورود سے مراد ان کا دوزخ میں داخل ہونا ہے۔

ف۴: گویا جب اہل قریٰ کا بیان کیا تو یہ سوال پیدا ہوا کہ ان بستیوں کا کیا حال ہے آثار ان کے باقی ہیں یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض آباد ہیں اور بعض تباہ ہو گئے' ایک وہ جو سرے سے ملیا میٹ ہو گئے مثلاً امت لوط علیہ السلام کا مسکن اور دوسرے جن کی صرف آبادی ہلاک کر دی گئی باقی وہ زمین اور علاقے بدستور قائم ہیں مثلاً سرزمین مصر کہ فرعونی ڈبو دیئے گئے لیکن اصل ملک بدستور موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ
لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے پس جب تیرے رب کا حکم آپہنچا
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ
تو ان کے معبودوں نے جن کو سوائے اللہ کے وہ پکارا کرتے تھے کچھ بھی
رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ
کام نہ دیا سوائے تباہی کے ان کو کچھ بھی کام نہ دے سکے۔ ف۱ اسی طرح تیرے
رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ
رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے تو بیشک
اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ
اس کا عذاب نہایت ہی دردناک بڑی شدت کا ہوتا ہے۔ ف۲ بیشک اس میں دلیل ان لوگوں کے لئے ہے
عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ
جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں ف۳ سب لوگ اس دن جمع کیے جائیں گے اور
ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ
اس دن حاضر کیے جائیں گے۔ اور ہم اس کو ایک مقررہ وقت تک
مَّعْدُوْدٍ ۝ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ
ملتوی رکھتے ہیں۔ جس وقت وہ آگیا کوئی نفس بھی بغیر اذن الٰہی کے نہیں بول سکے گا ف۴
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي
پھر بعض ان میں بدبخت ہونگے اور بعض نیک بخت۔ پس جو بدبخت ہوں گے وہ
النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا
آگ میں پڑیں گے اور گدھے کی سی آوازیں نکالیں گے۔ جب تک آسمان
دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ
و زمین رہیں گے ہمیشہ اسی میں ان کو رہنا ہوگا آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے
رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا
تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فوراً کر گزرتا ہے ف۵ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ
فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
بہشتوں میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں گے

(منزل ۴)

ف۱: یہ قومیں اپنے دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا اس لئے کرتی تھیں کہ وہ ان کو فائدہ پہنچائیں گے مگر جب اللہ کا عذاب آیا تو یہ اپنے پجاریوں کی کوئی مدد نہ کر سکے بلکہ ان کی پرستش ان کے پرستاروں کے لئے عذاب میں اضافہ ہی کا موجب بنی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے دیوتا اور بت پرست محض ڈھکوسلا تھے۔

ف۲: ظلم سے مراد شرک اور باقی سب گناہ ہیں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ آیت ان ظالموں کے ساتھ خاص ہے جو پہلی امتوں میں گزر گئے ہیں بلکہ اس آیت کا حکم ہر ظالم کے لئے عام ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ظلم سے ہلاک نہیں کیا بلکہ وہ اپنے کفر اور تکذیب کی وجہ سے ہلاک ہوئے انہیں جن معبودان باطلہ کے سہارے تھے اور جن سے بڑی بڑی توقعات قائم کر رکھی تھیں وہ ایسی سخت مصیبت کے وقت کچھ بھی کام نہ آ سکے کام کیا آتے الٹا ہلاکت کا سبب بنے جنہیں نفع و نقصان کا مالک سمجھا ان سے امیدیں قائم کیں ان کے لئے چڑھاوے چڑھائے اور تعظیم و ڈنڈوت کی تو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ اور تکذیب انبیاء اور شرک و بت پرستی کا عذاب اس پر مزید رہا۔ صحیحین میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ پاک ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر اس کو نہیں چھوڑتا' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ﴾ الخ

ف۳: ان اہم ترین تاریخی واقعات میں جزائے آخرت کی دلیل موجود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ قوموں کو ان کی سرکشی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی پر سزا دیتا رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے بندوں سے بے تعلق نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کرتا ہے لہٰذا دنیا کی تمام قوموں اور تمام انسانوں کو ان کے عمل کے مطابق جزا یا سزا دینے کے لئے قیامت کے دن اس کا عدالت برپا کرنا نہایت معقول بات ہے نیز ان واقعات میں عبرت کا یہ پہلو ہے کہ جب وہ سرکش قوموں کو دنیا میں ایسی سخت سزا دیتا رہا ہے تو آخرت کی سزا جہاں کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہوگی اس سے کہیں زیادہ سخت اور المناک ہوگی۔

ف۴: اللہ پاک نے فرمایا کہ کافروں کی ہلاکت اور مومنوں کی نجات صاف دلیل ہے ان وعدوں کی سچائی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کئے ہیں' اس دن اول و آخر تمام لوگ جمع ہوں گے اس دن ملائکہ حاضر ہوں گے اور اللہ کے رسول بھی وہاں جمع ہوں گے اس لئے اس کو مشہود سے تعبیر کیا' قیامت کے قائم ہونے میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بات پہلے ہی مقرر کر چکا ہے کہ اتنی مدت تک دنیا بنی آدم سے آباد رہے گی' اتنی مدت خاموشی پر گزرے گی پھر فلاں وقت قیامت قائم ہوگی اور جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص بھی لب نہ کھول سکے گا۔ ﴿لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا﴾ (النبا:۳۸) صحیحین کی حدیث شفاعت میں ہے۔ و لا یتکلمون یومئذ الا الرسل اس دن صرف رسول ہی کلام کریں گے اور انبیاء علیہم السلام کا کلام اس دن صرف یہی ہوگا کہ اللھم سلم سلم کہ اے پروردگار سلامت رکھ اے اللہ العالمین سلامتی دے۔

ف۵: یہ ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن میں یہ ارشاد کی ''وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔'' (النحل ۹۳) ظاہر ہے اس سے اسکے اختیار کو واضح کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اللہ کی مشیت میں کوئی مداخلت کرنے والا نہیں ہے وہ مختار ہے اگر وہ ان دوزخیوں کے بارے میں کوئی اور فیصلہ کرنا چاہے تو اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے یہ عطا بے انقطاع ہے۔ف۱

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ

پس جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ان میں شک نہ کیجیو یہ تو ایسے

اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

عبادت کر رہے ہیں جیسی ان کے باپ دادا ان سے پہلے کرتے تھے ہم ان سب

نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

کو پورا پورا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اس میں بھی اختلاف ہوا اور اگر تیرے رب کا حکم نہ گذر چکا ہوتا

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

اس سے سخت انکاری ہیں۔ اور تیرا پروردگار سب کے عملوں کا

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ

پورا بدلہ دے گا وہ تمہارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے۔ پس جیسا تجھے

كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ

حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار مضبوط رہنا اور کجی نہ کرنا وہ تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ

کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۱ اور ظالموں کی طرف میل

ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہ کرنا ورنہ آگ میں جلا ہوگے اور اللہ کے ساتھ تمہارا

مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ تمہیں مدد پہنچے گی۔ اور دن کی دونوں طرفوں

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ

پر اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیاں بدیوں کو

ف۱: ان آیات کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جس قدر مدت آسمان و زمین دنیا میں باقی رہے اتنی مدت تک اشقیا (یعنی کافر) دوزخ میں اور سعدا (یعنی مومن) جنت میں رہیں گے مگر جو زیادہ چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے کیونکہ بڑی سے بڑی مدت اپنے ماحول کے اعتبار سے یہ ہی خیال میں آتی ہے اسی لئے مادامت السموات والارض وغیرہ جیسے الفاظ محاورات عرب میں دوام کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں باقی دوام وابدیت کا اصلی مدلول جسے لامحدود زمانہ کہنا چاہیے وہ حق تعالیٰ کے علم غیر متناہی کے ساتھ مختص ہے جس کو ماشاء ربك سے ادا کیا دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مادامت السموات والارض کو کنایہ دوام سے مانا جائے یا آسمان وزمین سے آخرت کا زمین وآسمان مراد لیا جائے جیسے فرمایا يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (ابراہیم:۴۸) کہ کافر دوزخ اور شہداء نیک بخت جنت میں اس وقت تک رہیں گے جب تک آخرت کے زمین وآسمان باقی رہیں یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تیرا تو موقوف کر دے کہ وہاں ہمیشہ نہ رہنے دے کیونکہ جنتیوں اور دوزخیوں کا خلود بھی اسی کی مشیت و اختیار سے ہے لیکن وہ جان چکا ہے کہ کفار ومشرکین کا عذاب اور اہل جنت کا ثواب کبھی موقوف نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (البقرہ:۱۶۷) ایک مقام پر ہے يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا (المائدہ:۳۷) ایک دوسرے مقام پر فرمایا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (بقرہ:۱۶۲) پھر ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (نساء:۴۸) اور اسی پر تمام اہل اسلام کا اجماع رہا ہے۔ العرب يعبرون عن الادوام و الابد بقولهم ما دامت السموت والارض (کبیر) بعض علماء کا یہ قول ہے اس استثناء سے مراد عصاۃ موحدین ہیں یعنی دونوں جگہ کلمہ گو گنہگاروں کو دوزخ اور جنت میں ہمیشہ رہنے کی حالت سے مستثنیٰ فرمایا دوزخ میں تو ہمیشہ یوں نہ رہے کہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے اور جنت میں ہمیشہ یوں نہ رہے کہ ان لوگوں کی کچھ مدت دوزخ میں گزری۔ امام ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے عاصی مسلم بہرحال خلود نار کا مستوجب نہیں اگر بالکل معافی نہ ہوئی تب بھی کچھ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں لے جایا جائے گا جیسا کہ احادیث میں صراحۃً موجود ہے۔ معتزلہ کو جب ان احادیث کی گرفت سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہ ملا تو وہ ان احادیث سے ہی منکر ہو گئے اور یہی دستور ہمارے زمانے کے گمراہ فرقوں کا بھی ہے۔ الا ماشاء ربك سے خبردار فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ رہنے اور مخلوق کے ہمیشہ رہنے میں فرق ہے کسی مخلوق کا ہمیشہ رہنا تمام وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے وہ جب چاہے فنا کر سکتا ہے نیز یہ بھی جتلا دیا کہ جزا وسزا دینا اس کے اختیار ومشیت کے تابع ہے۔ آریہ سماج وغیرہ کے عقیدہ کے موافق وہ اس پر مجبور نہیں ہے۔

ف۲: تو مستقیم رہ جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے اس میں ہر امر ونہی داخل ہے اور اس ارشاد کی بجا آوری میں امت مقتدی ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ سفیان نے کہا یعنی مستقیم رہ قرآن پر سفیان ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کی ایک ایسی بات کہہ دیجیے جو آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں آپ نے فرمایا کہہ کہ میں ایمان لایا ساتھ اللہ تعالیٰ کے پھر اس پر استقامت کر۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت پاک عقائد۔ اعمال اور اخلاق کو شامل ہے عقائد میں تشبیہ تاویل۔ تعطیل اور نصوص کے ظاہر سے پھیر دینے سے اجتناب کرنا چاہیے اور اعمال میں زیادت نقصان سے احداث بدعت اور تغیر کتاب وسنت سے احتراز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ

دور کر دیتی ہیں اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ نصیحت ہے- اور صبر کیا کر

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا

کیونکہ اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا- ف۱ پھر تم سے

كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ

پہلے لوگوں میں ایسے دانا کیوں نہ ہوئے کہ

يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ

ملک میں فساد کرنے سے روکتے مگر تھوڑے سے تھے جن کو

اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

ہم نے ان میں سے نجات دی اور ظالم لذتوں کے پیچھے پڑے رہے

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ

جو ان کو ملی تھیں اور وہ مجرم تھے- اور تیرا پروردگار ظلم سے کسی بستی کو

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ

جب وہ صلاحیت پر ہوں ہلاک نہیں کیا کرتا- ف۲ اور اگر تیرا پروردگار

رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ

چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور ہمیشہ اسی طرح مختلف

مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ

رہیں گے- لیکن جن پر تیرے پروردگار نے رحم کیا اور اسی لئے انکو پیدا کیا ہے

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

اور تیرے رب کا فرمان صادر ہو چکا ہے کہ میں جنوں اور انسانوں سے

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

جہنم کو بھروں گا- ف۳ اور رسولوں کے قصوں سے وہ واقعات

اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ

ہم تجھ کو سناتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم تیرے دل کو مضبوط رکھیں اور تیرے

هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ

پاس ان میں سچی ہدایت اور ایمانداروں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات پہنچ چکی ہے- اور جو لوگ

ہے۔ رات کی گھڑیوں سے مراد بقول مجاہد وغیرہ مغرب وعشاء کی جبکہ بعض سلف کے نزدیک فجر' ظہر اور عصر تینوں نمازیں اس میں داخل ہیں' گویا دن کے دو حصے کر کے پہلے حصہ میں فجر اور دوسرے حصہ میں جو نصف النہار سے شروع ہو کر غروب پر ختم ہوتا ہے ظہر اور عصر کو شمار کر لیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ طرفی النہار سے فجر وعصر اور زلفا من اللیل سے تہجد مراد ہو کیونکہ ابتدائے اسلام میں یہ ہی تین نمازیں فرض ہوئی تھیں بعدہ تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور باقی دو کے ساتھ تین کا اضافہ کیا گیا' نیکیوں کا کرنا گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے صحیحین میں ہے ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے وضو کیا پھر فرمایا اسی طرح میں نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا ہے آپ نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو اس کے تمام اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اوقات نماز کا ذکر ہے مجمل ہی ہے تفصیلات صرف سنت رسول کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوں گی۔ ہمارے زمانے کے جن علماء مجددین نے محض قرآن سے پوری تفصیلات نکالنا چاہی ہیں انہوں نے عجب عجب مضحکہ خیز غلطیاں کی ہیں۔

ف۲: گزشتہ امتوں کے ہلاک ہونے کے دو سبب تھے کہ ان میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ فساد سے منع کرتا اور نیکی کا حکم دیتا اور دوسرا یہ کہ وہ خواہشات کی تکمیل میں رہے اور آخرت سے روگردانی کی مطلب یہ کہ انہوں نے جو دین کا رکن عظیم ہے اس کو چھوڑ دیا اور وہ رکن عظیم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور شہوات نفسانی اور لذات دنیوی کی طلب میں رہے۔

ف۳: پروردگار اگر چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور سب کو مسلمان کر دیتا مگر وہ احکام اختیاریہ میں کسی پر جبر نہیں کرتا اسی لئے یہ ایسا کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ اسی طرح مختلف رہیں گے اور حق سے ضد کرتے ہوئے ان کی زندگی گزرے گی۔ لیکن جن پر تیرے پروردگار نے محض اپنے فضل سے رحم کیا اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہوگا یعنی توفیق خیر عطا کی اور اپنے علم ازلی میں ان سے ایسے کار خیر کا صدور جانا ہوگا تو وہ ایسے امور کے مرتکب نہ ہوں گے۔ اللہ کی حکمت تکوینی اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو ایک ہی راستہ پر ڈال دیتی اسی لئے حق کے قبول کرنے نہ کرنے میں ہمیشہ اختلاف رہتا ہے اور رہے گا مگر فی الحقیقت اختلاف اور پھوٹ ڈالنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے فطرت کے خلاف حق کو جھٹلایا اگر فطرت کے موافق چلتے تو کوئی اختلاف نہ ہوتا' اسی لئے الا من رحم ربك سے متنبہ فرما دیا کہ جن پر اللہ نے ان کی حق پرستی کی بدولت رحم کیا وہ اختلاف کرنے والوں سے مستثنیٰ ہیں' دنیا کیا آفرینش سے غرض یہی ہے کہ اللہ کی ہر قسم کی صفات جمالیہ و قہریہ کا ظہور ہو اس لئے مظاہر کا مختلف ہونا ضروری ہے تا کہ ایک جماعت اپنے مالک کی وفاداری (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

کرنا لازم ہے اور اخلاق میں افراط وتفریط سے دور رہنا ضروری ہے۔ وباللہ التوفیق۔ و من تاب معك اس عطف سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ نبی کی استقامت اور مومنین کی استقامت ایک درجہ یا ایک مرتبہ کی چیز ہے اشتراک صرف نفس عمل میں ظاہر ہوتا ہے نہ کہ مراتب عمل میں' محققین نے لکھا ہے کہ اعلیٰ استقامت یہی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پوری طرح ادا ہوتے رہیں۔

.....

ف: ابن عباسؓ وغیرہ کہتے ہیں دن کے دونوں سرے سے مراد صبح اور مغرب کی نماز ہے۔ قتادہ و ضحاک وغیرہ کا قول ہے کہ پہلے سرے سے صبح کی نماز اور دوسرے سے مراد ظہر اور عصر کی نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا
ایمان نہیں رکھتے ان سے کہہ کہ تم اپنے طریق پر عمل کیے جاؤ ہم بھی
عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ
عمل کیے جائیں گے۔ اور منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔ف اور آسمانوں اور زمینوں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ
کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور سب امور کا مرجع بھی اللہ ہی کی طرف ہے پس تو اسی کی
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
عبادت کیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔ف

اٰيَاتُهَا ۱۱۱ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورۃ یوسف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ
میں اللہ سب کو دیکھ رہا ہوں۔ف یہ احکام کتاب مبین کے ہیں ف ہم نے
قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ
اس کو عربی میں اتارا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ہم اپنی اس وحی
عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا
کے ساتھ جس کے ذریعے ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے
الْقُرْاٰنَ ۚ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾
ایک عمدہ قصہ سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے تو بے خبر تھا۔ف

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ
جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ
كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾
ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ
(یعقوب علیہ السلام) نے کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

ف: یہ ارشاد الٰہی بطور تہدید کے ہے کہ تم اپنے راہ پر رہو ہم اپنے راہ پر ہیں اور بہت جلد تم یہ بات جان لو گے کہ عاقبت کس کے لئے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی دنیا نے کافروں کا انجام دیکھ لیا اور ان مسلمانوں کا بھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دنیا پر چھا گئے۔ فللّٰہ الحمد

ف۱: اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ میں عالم الغیب ہوں یا مجھ کو ہر غیب جو آسمان میں ہو یا زمین میں سب معلوم ہے لام اس جگہ تخصیص کے لئے ہے تو معلوم ہوا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب دان نہیں نبی مرسل ہو یا ملک مقرب تو وہاں کسی پیر فقیر کی کیا ہستی ہے کہ وہ دعویٰ غیب دانی کا کرے جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا علم ہے کہ جب میں چاہوں اس سے غیب کی بات معلوم کرلوں اور آئندہ باتوں کو معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے تو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور کوئی کسی ولی' جن' فرشتے' امام' امام زادے' پیر' شہید' نجومی' رمال' جفار یا فال دیکھنے والے یا برہمن اسٹی یا بھوت پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے' وہ مشرک اور اس کی رو سے منکر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر بڑھاپے کے آثار بہت جلد آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا شیبتنی ھود و اخواتھا سورہ ہود اور اس کی بہنوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ ہود کی جس آیت نے آپ کو بوڑھا کر دیا وہ یہ تھی ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (ہود:۱۱۲)

ف۲: حضرت ابن عباس صحابی رضی اللہ عنہ سے اس کے معنی انا اللہ و اری منقول ہیں یعنی میں اللہ دیکھ رہا ہوں شیخ الاسلام امرتسریؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

ف۳: قرآن ''کتاب مبین'' (روشن کتاب) ہے کیونکہ اس کی تعلیم نہایت واضح ہے۔ اس کی دعوت' اس کے پیش کردہ عقائد واحکام' اس کی رہنمائی اور اس کا مقصد و مدعا غرض تمام باتیں صاف صاف بیان ہوئی ہیں۔ ایک طرف قرآن کی یہ خصوصیت ہے جس کی بنا پر اس کی باتیں دل و دماغ میں اترتی چلی جاتی ہیں اور دوسری طرف مختلف مذاہب کی وہ ''مقدس'' کتابیں ہیں جو الجھی ہوئی باتوں سے پر ہیں اور جن کا مطالعہ کارے دارد ہے۔

ف۵: یہودیوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مصر میں کیوں کر آئے تھے ان کے جواب میں نیز عقلمندوں کو ایک عبرتناک قصہ بتانے کو یہ سورۃ نازل ہوئی' شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے قرآن شریف معجز نما کا بیان سننا یا قرآن کے مبلغ فداہ روحی کی پاک تعلیم کا نمونہ معلوم کرنا ہو وہ بائبل میں بھی حضرت یوسفؑ کا قصہ پڑھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ بائبل کے متکلم کو محض قصہ سے مطلب ہے اور قرآن کے متکلم کو نصیحت اور عبرت دلانے سے دونوں کی طرز تحریر میں بہت فرق پائے گا باقی نفس قصہ میں کسی قدر جزوی اختلاف اگر ہوگا تو بائبل کے مصنفوں سے ہوگا جس کی تصحیح کرنے کو قرآن مہیمنا ہو کر نازل ہوا ہے۔ قرآن پاک کو عربی زبان میں اتارا کیونکہ لغت عربی سب لغتوں میں زیادہ تر فصیح اور روشن اور وسیع ہے لہٰذا اشرف کتب کو اشرف لغات میں نازل فرمایا۔ چونکہ عربی کے معنی وضاحت سے بیان کرنے والے اور خود کلام فصیح و واضح کے ہیں اس معنی سے خطاب سارے انسانوں کو ہوگا نہ کہ صرف اہل عرب کو عرب کا نام عرب اسی لئے پڑا کہ وہ زبان فصیح کے مالک تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ

ورنہ وہ تیرے حق میں فریب بازی کریں گے کیونکہ شیطان انسان

مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ

کا صریح دشمن ہے۔ ف۱ اور اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چن لے گا اور

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

باتوں کے انجام کا تجھے علم دے گا اور وہ تجھ پر اپنی نعمت اسی طرح

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ

پوری کرے گا جیسی کہ اس نے پہلے سے تیرے دادا پردادا

قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

ابراہیم اور اسحاق پر کی تھی بے شک تیرا پروردگار واقف بڑی حکمت والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝

کچھ شک نہیں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصے میں دریافت کرنے والوں کیلئے بہت سے نشان ہیں۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَ

جب (یوسف کے بھائیوں نے) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں

نَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اقْتُلُوْا

حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے۔ ف۱ یوسف کو

يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

مار ڈالو یا جنگل میں پھینک دو تو والد کی توجہ تمہاری ہی طرف رہے گی

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ

اور اس سے پیچھے تم توبہ کرکے نیک بن جانا۔ ف۲ ایک نے

مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

ان میں سے کہا تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

کہ کوئی راہ چلتا مسافر اس کو نکال لے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا

بولے ابا کیا وجہ کہ تو یوسف کے حق میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا حالانکہ ہم

جو تصور یا تخیل میں آ سکتی ہے تو وہاں وہ جسم کی مثال کے ساتھ واقعہ بن کر بھی سامنے آ جاتی ہے اس لئے اس پر وہ سوالات پیدا ہی نہیں ہوتے جو بیداری کی حالت پر عائد ہو سکتے ہیں' مثلاً یہ کہ سورج کے ساتھ چاند اور ستاروں کا اجتماع ممکن کیونکر ہوا؟ حضرت یعقوب علیہ اسلام نے یوسف علیہ السلام کو منع کر دیا کہ کہیں اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کر دینا' وہ بھائی بھی بہرحال خاندان نبوت سے تعلق رکھتے تھے اور تعبیر خواب سے بھی مناسبت رکھتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ اس خواب کو سن کر اور اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر وہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر تمہاری دشمنی میں لگ جائیں یا حسد کی وجہ سے کوئی نامعقول فریب کاری کرنے لگیں۔ بھائیوں کا خواب کی تعبیر سمجھنے سے ان کا نبی یا ولی ہونا لازم نہیں آتا نہ رسول کریم ﷺ نے اس کی خبر دی نہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی اس کا قائل تھا' بھلا حقوق والدین' قطع رحم' مسلمان بھائی کے قتل پر اقدام کرنا اور اس کو غلام بنا کر بیچ ڈالنا' بلاد کفر کی طرف بھیجنا صریح جھوٹ اور حیلے بنانا اور ایسی بری حرکات شنیعہ کیا کسی نبی کی طرف خواہ قبل از بعثت ہی سہی ہوں منسوب کی جا سکتی ہیں' جن لوگوں نے ان کو نبی کہا ہے ان کے پاس سوائے لفظ اسباط کے اور کوئی دلیل نہیں حالانکہ اسباط خاص صلبی اولاد کو نہیں بلکہ اقوام و امم کو بھی کہتے ہیں اور بنی اسرائیل کی اسباط پر تقسیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوئی ہے۔ یہاں لفظ اذ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے بعض مفسرین انکا عامل اذکر مقدر مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اسلئے القصہ مفعول مقدر ہوگا ای اذکر القصہ اذ قال لیکن اس پر اشکال ہے کہ جب یہ قصہ نبی ﷺ کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو اس قصہ کے بارے میں بتا دیا گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے نیز اذکر کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصہ میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو بعض نے ظرف کو الغفلین اور بعض نے نقص کے متعلق قرار دیا ہے۔

یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا الخ بعض نے اذ بمعنی قد بھی ذکر کیا ہے اس صورت میں متعلق کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ف۲: یوسف علیہ السلام کا حسن صورت و سیرت اور کمال ظاہری و باطنی والا بزرگوار کی خصوصی محبت کو اپنے طرف جذب کرتا تھا دوسرے بھائیوں کو یہ چیز ناگوار تھی کہ وقت پر کام آنے والے تو ہم ہیں طاقتور ہیں باپ کی ضعیفی میں کام آ سکتے ہیں ان چھوٹے لڑکوں سے کیا امید ہو سکتی ہے' انہی خیالات کے پیش نظر والد بزرگوار کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں سخت غلطی اور ضرورت اور نفع و نقصان کا صحیح موازنہ (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں سورج سے مراد والد اور قمر سے مراد خالہ ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ اس خواب کی تعبیر خواب دیکھنے کے چالیس سال اور بعض قول کے مطابق اسی سال کے بعد ظاہر ہوئی جبکہ آپ نے اپنے ماں (خالہ) باپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور گیارہ بھائی آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے' سجدہ سے مراد یہاں اصطلاحی اور شرعی نہیں' ہے جس کے معنی ایک معین و معروف ہیت کے ساتھ زمین پر ماتھا ٹیکنے کے ہیں' بلکہ سجدہ یہاں اپنے اصلی و لغوی مفہوم یعنی عاجزی' انکساری اور فرمانبرداری کے انداز میں آیا ہے یہ یہاں اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یہاں یہ منظر بیداری کا نہیں بلکہ خواب کا تھا جہاں پر وہ چیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَ

اس کے خیر خواہ ہیں- کل اس کو ہمارے ساتھ ذرا بھیج کہ کھائے پیے اور کھیلے کودے

اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا

ہم اس کے محافظ ہیں- ف۱ یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق ہے

بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ

اور میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ

نہ کھا جائے- وہ بولے جس حال میں ہم ایک جماعت ہیں اگر بھیڑیا اسے کھا جائے تو پھر

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ

ہم سخت زیاں کار ٹھہرے- ف۲ پس جب وہ اسے لے گئے اور اس امر پر متفق

فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ

ہوگئے کہ اس کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیں اور ہم (اللہ) نے اسے سمجھا دیا کہ تو ان کو

هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً

ان کے اس فعل سے اطلاع دیگا اور وہ بے خبر ہوں گے- ف۳ اور روتے ہوئے رات کو

يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا

باپ کے پاس آئے- کہنے لگے بابا ہم (کبڈی) کھیلنے میں مشغول ہوئے اور یوسف

يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

کو اپنے اسباب کے پاس بٹھا گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری بات

لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ

ماننے کے نہیں گو ہم سچے بھی کیوں نہ ہوں- اور اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ

كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ

کا خون بھی لگا لائے یعقوب علیہ السلام نے کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے یہ کام تمہاری نظروں میں

جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَاۗءَتْ

مزین کر دکھایا ہے خیر صبر شکر اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس کے خلاف جو تم بیان کر رہے ہو- ف۴ اور ایک قافلہ

سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى

آ نکلا تو انہوں نے اپنا سقہ بھیجا اس نے ڈول لٹکایا تو بولا آہا واہ جی!

ف۱: کھیل سے مراد وہ کھیل ہے جس سے طریق جنگ سیکھا جاتا ہے اس وقت لعب دوڑنا اور تیر چلانا تھا دشمنوں سے لڑائی کے لئے جیسا کہ انہوں نے کہا نستبق (ہم کھیل کڈی میں مشغول ہوگئے) ممنوع کھیل مراد نہیں جو شریعت کے خلاف ہو اسی لئے یعقوب علیہ السلام نے ان پر انکار نہ فرمایا مطلق کھیل اور تفریح جس کے اندر معصیت کا کوئی پہلو نہ ہو تو وہ بالکل جائز ہے اور ملاعبت کا جواز تو صراحۃً حدیث نبوی میں موجود ہے۔ ویسے بھی مناسب حد تک بچوں کے لئے کھیلنا جیسا کہ ابوحیان نے کہا ہے نشاط و شیفتگی کا موجب ہے غرض یعقوب علیہ السلام سے یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کی پر زور درخواست کی اور موثر طریقے سے اطمینان دلایا کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے مفسرین نے لکھا ہے بلکہ خود یوسف کو بھی جداگانہ طور پر ساتھ چلنے اور باپ سے اجازت لینے کی ترغیب دی۔

ف۲: یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت سے کوئی بھیڑیا آئے اور یوسف کو کھا جائے بھیڑیئے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیئے بکثرت پائے جاتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ ان کو آگے چل کر بھیڑیئے کا بہانہ بنانا تھا وہی ان کے دل میں خوف آیا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ فرمانا حضرت یعقوب جیسے نبی کے درجہ توکل وتفویض سے ذرا نازل بات تھی اس کا جواب یہ ملا کہ لڑکوں نے گویا ان کے منہ سے بات پکڑ لی جو اندیشہ ظاہر کیا تھا وہی واقعہ بنا کر لے آئے۔ لئن سے پہلے قسم محذوف ہے۔ یعنی واللہ لئن اکلہ الذئب۔

ف۳: چنانچہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہوگئے اجمعوا کا عطف ذھبوا پر ہے اور لما کی جزا محذوف ہے یعنی انہوں نے بھائی کے ساتھ وہ کیا کہ جس سے اس کو تکلیف ہو ای فعلوا به ما فعلوا من الاذی. (مدارک)

اوحینا سے حسن، مجاہد، ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے یوسف علیہ السلام کو صغرسن ہی میں نبوت مل گئی تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ خواب میں ہوا یا بیداری میں اور کیا بطریق الہام ہوا یا فرشتہ کے ذریعہ اس کی تفصیل قرآن میں نہیں۔ البتہ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کا آنا چالیس برس پر موقوف نہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت بہت کم عمر تھے۔ دیگر مفسرین نے وحی سے مراد الہام لیا ہے یعنی ہم نے یوسف علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈال دی جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا ﴿اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (النحل:۶۸) یعنی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی اور یہاں وحی سے مراد باقاعدہ وحی نہیں بلکہ اس سے الہام مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کے ذہن میں بات ڈال دی۔ مجاہد کا بھی ایک قول یہ ہے کہ اس وحی سے وحی اصطلاحی مراد نہیں جو صرف انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے یہ وحی الہام کے معنی میں ہے جو غیر نبی کو یا نبی کو نبوت سے پہلے ہوتا رہتا ہے۔

ف۴: بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون سے یوسف علیہ السلام کی قمیصلت پت کر کے تو لے آئے، مگر ان سے یہ غلطی ہوئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ رات کے وقت باپ کے پاس سرخرو ہونے اور ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے غم زدہ ہو کر روتے ہوئے پہنچے کیونکہ رات کی سیاہ چادر بے حیائی، سنگدلی اور جھوٹی آہ و بکا کی کسی حد تک پردہ داری کر سکتی تھی۔ اعمش نے خوب فرمایا ہے کہ برادران یوسفؑ کا گریہ و بکا سننے کے بعد ہم کسی شخص کو محض چشم انکسار سے سچا نہیں سمجھ سکتے، بھلا جس کو شام میں بیٹھے ہوئے مصر سے کرتہ کی خوشبو آئی تھی وہ بکری کے خون پر یوسف کے خون کا گمان کب کر سکتا تھا انہوں نے سنتے ہی جھٹلا دیا کہ واقعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا غُلَامٌ ۚ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہ تو لڑکا ہے اور بڑی قیمتی چیز بنا کر اسے چھپا رکھا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ کو خوب معلوم تھا۔ ف۱

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ

اور انہوں نے اسے بہت کم داموں یعنی چند درہموں پر بیچ دیا اور وہ

مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

اس سے بے رغبت تھے۔ ف۲ مصر میں جس نے اسے خریدا تھا اس

لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ

نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو اچھی طرح رکھنا امید ہے کہ ہمیں نفع دے گا یا ہم

نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ

اس کو بیٹا بنالیں گے اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر میں جگہ دی

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى

کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں اور اللہ اپنے

اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ

کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ف۳ اور یوسف

اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

جب جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم یعنی علم عطا کیا اور اسی طرح ہم نیکوں کو عوض دیا کرتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ

اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اس نے اسے بہکانا شروع کیا اور

الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

دروازے بند کر کے کہنے لگی میری طرف آ' یوسف نے کہا اللہ کی پناہ میرے

رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ

پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا' ظالموں کو کامیابی نہیں ہوا کرتی۔ وہ

هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ

عورت اس سے ارادہ کر چکی تھی یوسف کو بھی اگر الٰہی برہان نہ سوجھتا تو وہ بھی اس سے ارادہ بد کر لیتا'

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ

ہم اسی طرح بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیرے رکھیں یقیناً وہ ہمارے

ای فامری صبر جمیل اور فصبر جمیل اجمل بڑی سے بڑی مصیبت کے وقت یہ یاد رہے کہ یہ آزمائش حق کی طرف سے ہے جو ہر طرح حکیم اور رحیم و شفیق بھی ہے' تو ظاہر ہے انتہائی رنج طبعی کے ساتھ یہ تسکین عقلی ضرور شامل رہے گی کہ بہر حال ہماری ہی طرح کی مصلحتیں اس سے وابستہ ہیں اسی کا نام صبر جمیل ہے۔

ف۱: جس کنوئیں میں یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اس کے پاس سے ایک قافلہ یمن یا مصر کو جا رہا تھا توریت میں یہ تصریح ہے کہ یہ قافلہ بنی اسرائیل کا تھا انہوں نے اپنے سقہ (پانی پلانے والے) کو پانی لینے کے لئے بھیجا' اس نے اسی کنوئیں میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا اور بجائے پانی کے آپ باہر نکلے' وہ آپ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا رہ نہ سکا اور بآواز بلند کہہ اٹھا کہ لو سبحان اللہ یہ تو نوجوان بچہ آ گیا بشری اصل میں یا للبشری تھا لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔

ف۲: بھائی بے وطن کرنا چاہتے تھے اور قافلے والے ان کو بیچ کر دام وصول کرنے کا ارادہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو خزائن مصر کا مالک بنانا چاہتا تھا' وہ اگر چاہتا تو ان کاروائیوں کو ایک سیکنڈ میں روک دیتا لیکن اس کی مصلحت تاخیر میں تھی اسی لئے سب چیزوں کو جانتے اور دیکھتے ہوئے ڈھیل دی گئی۔ جب بھائیوں کو خبر ہوئی کہ قافلہ والے یوسف کو نکال کر لے گئے ہیں تو یہ وہاں پہنچے اور ظاہر کیا کہ ہمارا غلام بھاگ آیا ہے اسے بھاگنے کی عادت ہے اس لئے ہم رکھنا نہیں چاہتے کہتے ہیں اٹھارہ درہم یا کم و بیش میں بیچ ڈالا تو بھائیوں نے دو دو درہم بانٹ لئے ایک بھائی یہودا نے حصہ نہیں لیا وہ اتنے بیزار تھے کہ مفت ہی دے ڈالتے تو مستعد نہ تھا جو ملا اسے غنیمت سمجھا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آیت میں اس بیع کا ذکر ہے جو قافلہ والوں نے مصر پہنچ کر کی اگر ایسا ہے تو کہا جائے گا کہ پڑی ہوئی چیز کی قدر نہ کی۔ شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جن مفسروں کی رائے ہے کہ یہ بیچنے والے حضرت یوسفؑ کے بھائی تھے صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف بیچنے والوں کا ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی خریدنے والوں کا قول نقل کیا ہے اور یہ تو یقینی امر ہے کہ خریدنے والا مصری تھا پس ضرور ہے کہ بیع مصر میں ہوئی ہوگی نیز سیاق کلام میں یوسفؑ کے بھائیوں کا ذکر بھی نہیں۔ فافہم (ثنائی وغیرہ)

ف۳: جس نے آپ کو مصر میں خریدا اللہ نے اس کے دل میں آپ کی عزت و وقعت ڈال دی' اس نے آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہی سمجھا کہ اس میں خیر و صلاح ہے یہ مصر کا وزیر تھا۔ اس کا نام قطفیر تھا مصر کی سلطنت اس وقت ریان بن ولید کے ہاتھ میں تھی' اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور تدبیر لطیف سے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کی حاسدانہ سختیوں اور (بقیہ صفحہ 864 پر ملاحظہ فرمائیں)

بھیڑیا بڑا حلیم و متین ہوگا جو یوسفؑ کو لے گیا اور خون آلود کرتہ کو نہایت احتیاط سے صحیح و سالم اتار کر رکھ گیا یعقوب علیہ السلام نے صاف طور پر فرما دیا کہ یہ تمہاری سازش اور دل سے تراشی ہوئی باتیں ہیں' میں بہر حال صبر جمیل اختیار کرتا ہوں جس میں نہ کسی غیر کے سامنے شکوہ ہوگا نہ تم سے انتقام کی کوشش معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ جس امتحان میں وہ مبتلا کئے گئے ہیں وہ پورا ہو کر رہے گا اور ایک مدت معین کے بعد اس مصیبت سے نجات ملے گی فی الحال ڈھونڈھنے یا انتقامی تدابیر اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں البتہ دوسرے بیٹے ساری دنیا میں رسوا ہو جائیں گے ممکن ہے طیش میں آ کر خود یعقوب علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کی کوشش کریں۔ صبر جمیل مبتدا بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی' تقدیر کلام دونوں طرح جائز ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ

خالص بندوں میں سے تھا- ف۱ اور دونوں بھاگتے ہوئے دروازہ پر پہنچے اور زلیخا نے

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ

پیچھے سے اس کا کرتا پھاڑ دیا اور دروازہ پر زلیخا کا خاوند ان کو ملا زلیخا بولی

مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ

جو کوئی آپ کے حرم پر برائی کا خیال کرے اس کی سزا یہی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دکھ

اَلِيْمٌ ﴿٣٣﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

کی مار دیا جائے- یوسف نے کہا اسی نے مجھ سے بدخواہش کی ہے اور اس عورت کے کنبے میں

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

سے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے

وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

اور وہ جھوٹا ہو گا- اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ

تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے- پس جب اس کا کرتا ملاحظہ کیا تو وہ

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ

پیچھے سے پھٹا ہوا تھا عزیز بولا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری

عَظِيْمٌ ﴿٢٩﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ

چترائی بڑے ہیں- اے یوسف تو اس (بات) کو جانے دے اور اے عورت تو اپنے گناہ

لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ

پر بخشش مانگ بے شک تو ہی قصوروار ہے- ف۲ اور شہر میں عورتوں نے یہ

فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ

کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اور

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾

اس کی محبت میں بالکل فریفتہ ہوگئی ہے ہمارے نزدیک تو یہ عورت صریح جہالت میں ہے ف۳

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

زلیخا نے جب ان کی بدگوئی سنی تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لئے

ف۱: بعض نے ھمّ کو رغبت و میلان کے معنی میں لیا ہے یعنی یوسف علیہ السلام کے دل میں کچھ رغبت و میلان بے اختیار پیدا ہوا جیسے روزہ دار کو گرمی میں ٹھنڈے مشروب کی طرف طبعاً رغبت ہوتی ہے لیکن نہ پینے کا وہ ارادہ کرتا ہے اور نہ یہ رغبت کیے اختیاری ہی کچھ مضر ہے ایسے خیال سے آدمی گناہگار نہیں ہوتا بلکہ باوجود رغبت طبعی کے اس سے قطعاً بچنا مزید اجر و ثواب کا موجب ہے اسی طرح سمجھ لو کہ ایسے اسباب و دواعی قویہ کی موجودگی سے طبع بشری کے موافق بلا اختیار و ارادہ یوسف علیہ السلام کے دل میں کسی قسم کی رغبت و میلان کا پایا جانا نہ ان کے مرتبے کو کم کرتا ہے نہ عصمت کے منافی ہے' بلاشبہ نبی اخلاقی خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انکے احساسات بھی مردہ ہو جاتے ہیں' نبی کے سامنے کوئی حرام غذا اگر لذیذ و خوشبودار بنا کر رکھ دی جائے تو اس کی ناک خوشبو تو بہرحال محسوس کرے گی گو اس حرام غذا کے کھانے کے لیے التفات دل میں قطعاً پیدا نہ ہوگا- بلکہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اگر بندہ کا میلان کسی برائی کی طرف ہوا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو اس کی نیکیوں میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے باوجود رغبت کے میرے خوف سے اس برائی کو ہاتھ نہ لگایا- نیز حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تو یہ بھی مسلم نہیں کہ وہ اس وقت نبی بھی تھے' یا یہ معنی کہ عورت نے پھانسنے کی فکر کی اور یوسف نے فکر کی کہ عورت کا داؤ چلنے نہ پائے اگر اپنے رب کی حجت و قدرت کا معائنہ نہ کرتا تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا- بہرحال باوجود اشتراک لفظی کے ھم زلیخا اور ھم یوسفؑ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی لئے قرآن نے دونوں کے ھم کو ایک ہی لفظ میں جمع نہیں کیا اور نہ ھم زلیخا کی طرح اس پر لام اور قد داخل کیا گیا بلکہ سیاق و لحاق میں بہت سے دلائل یوسف علیہ السلام کی طہارت و نزاہت پر قائم ہیں-

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے جو دراصل ترکیب نحوی پر متفرع ہے' بہت سے مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے بھی قصد کر لیا تھا مگر بدکاری کا وقوع نہیں ہوا برھان ربی نے روک لیا ورنہ وہ تو تیار ہو گئے تھے یہاں تک کہ اس پر بیٹھ بھی گئے مگر کئی ایک مفسرین کی رائے ہے کہ یہ معنی نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ یوسفؑ اگر اللہ تعالیٰ کا برہان نہ دیکھتا تو قصد بد کر لیتا یعنی اس نے ارادہ بدکی نہیں کیا- پہلے گروہ نے کہا کہ عربی زبان میں لولا کی جزا مقدم نہیں آیا کرتی' امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں قرآن شریف ہی سے مثال بتائی ہے کہ لولا کی جزا مقدم آتی ہے- ﴿اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا﴾ (القصص: ۱۰) قصص امام ابوعبیدہؒ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے لولا ان را برھان ربہ شرط موخر ہے اور ھم بھا جزا مقدم ہے کانہ ارادہ ولقد ھمت بہ ولولا ان را برھان ربہ لھم بھا (قرطبی ج۹ ص۱۶۶) برہان سے مراد نور ایمان کا جلوہ دیکھنا ہے یا زنا کی حرمت و شناعت کا وہ عین الیقین جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا یا وہی دلیل جو خود انہوں نے زلیخا کے مقابلہ میں اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کہہ کر پیش کی- بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس وقت یعقوبؑ نظر آئے کہ انگلی دانتوں میں دبائے سامنے کھڑے ہیں- اللہ اعلم-

السوء سے مراد گناہ صغیرہ ہے اور الفحشاء سے مراد گناہ کبیرہ- یا السوء سے مراد خیانت اور الفحشاء سے زنا ہے-

ف۲: بہرحال جب زلیخا کے شوہر کو ثابت ہو گیا کہ یوسف سچا (بقیہ صفحہ 865 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا

محفل آراستہ کی اور ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دی اور

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

کہا کہ ان کے سامنے نکل آ' پس جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اسے بہت بڑا عالی مرتبہ پایا

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ

انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو انسان نہیں یہ تو

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ

کوئی معزز فرشتہ ہے۔ ف۱ زلیخا بولی کہ بس یہی ہے جس کے حق میں تم نے مجھے ملامت کی تھی

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ

میں نے اسے پھسلایا تھا مگر یہ بچا رہا اور اگر اس

يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

نے میرا کہا نہ مانا تو ضرور قید کیا جائے گا اور بے عزت ہوگا

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ

یوسف نے کہا اے میرے مولا! جس چیز کی یہ مجھ سے خواہش کرتی ہیں قید اس سے

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

کوئی درجہ بڑھ کر مجھے پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف جھک جاؤنگا اور

الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ

جاہل بن جاؤں گا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی یعنی ان کا فریب اس سے پھیر دیا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

کیونکہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ ف۲ پھر نشان دیکھنے کے بعد ان کو یہ مناسب معلوم ہوا

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

کہ تھوڑے دنوں تک اسے قید میں رکھیں۔ اور دو جوان آدمی

فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ

اسکے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے ایک نے کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں

قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ

اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان میں

آیت کے الفاظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کے ہی ہاتھ کٹے ہوں چند کا زخمی ہو جانا بھی صیغہ جمع لانے کے لئے کافی ہے۔ اور قطع سے مراد یہ نہیں کہ ہاتھ کاٹ ہی ڈالے محض زخمی کر لینا خراش آ جانا بھی کافی ہے۔ گویا قدرت نے ایک مستقل دلیل یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی اور صداقت پر قائم فرما دی کہ جس کے جمال بے مثال کی ذرا سی جھلک نے دیکھنے والی عورتوں کے حواس گم کر دیئے۔

جبکہ یوسف علیہ السلام نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کے حسن و خوبی کی طرف نہ دیکھا تو یقیناً واقعہ ایسا ہوا ہوگا کہ زلیخا اس کے جمال ہوشربا کو دیکھ کر ہوش و عقل کھو بیٹھی اور وہ معصوم فرشتہ کی طرح اپنا دامن عصمت بچاتا ہوا صاف نکل گیا۔ جاہلی متمدن قوم کی عورتیں تقویٰ و عفاف کے اس معیار سے بھلا کیا واقف ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بول اٹھیں یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں' یہ تو کوئی بڑا معزز و مکرم فرشتہ ہے۔

ف۱: زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئیں یہی میرا قصور ہے جس پر مجھے ملامت کرتی ہو' میں نے یوسف کے بے مثال حسن پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی لیکن وہ صاف بچ گیا اور گناہ سے معصوم و محفوظ رہا۔ اب تک تو میرے کہنے میں نہیں آیا اگر وہ میری بات نہ مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور میں اس کو بڑا ذلیل کروں گی۔ دوسری حسین و جمیل خاتونیں امیر زادیاں اور وزیر زادیاں بھی عجب نہیں کہ یوسف کو سمجھانے بجھانے لگیں ہوں کہ یہ کیسی حماقت ہے جو ایسی حسین و نازنین مالکہ کو ناخوش کر رہے ہو' اس وقت یوسف علیہ السلام نے ان کے اس ڈھونگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی اور دعا کی کہ اے پروردگار مجھے جیل خانے جانا پسند ہے مگر ان لوگوں کے نفسانی مشوروں پر عمل گوارا نہیں اور مجھے ان کے بدارادوں سے محفوظ رکھ ایسا نہ ہو کہ میں کسی برائی میں پھنس جاؤں اے میرے اللہ اگر تو مجھے بچائے تو میں بچ سکتا ہوں ورنہ مجھ میں اتنی قوت نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ان کو اس گناہ کی دلدل سے بال بال بچا لیا۔

انبیاء کرام کی عصمت بھی حق تعالیٰ کی دستگیری سے ہوتی ہے' وہ اپنی عصمت پر مغرور نہیں ہوتے نہ ان کو اپنی عصمت پر اعتماد و ناز ہوتا ہے بلکہ عصمت کا جو منشا (حفاظت و صیانت الٰہی) ہے اسی پر نظر رکھتے ہیں۔ بعض عارفوں نے کہا ہے کہ معصیت پر مصیبت کو اختیار کرنا صدیقین کا شیوہ ہے اور اپنے تقویٰ و عمل پر بھروسہ نہ رکھنا بلکہ نافرمانی کی دعوتوں اور اسباب سے بھاگتے رہنا یہ سعادت مندوں کا شعار ہے۔

ف: ابن عباسؓ سعید بن جبیرؒ، مجاہدؒ، اور حسنؒ وغیرہم نے کہا مُتَّكَاً سے مراد وہ مجلس ہے جس میں فرشی تکیہ اور کھانے کی چیز جو چھری سے کاٹ کر کھائی جائے مہیا ہوں۔ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو ان کو دعوت پر بلایا تا کہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے مجلس میں دعوت اور ضیافت کا اہتمام شاہی پیمانہ پر ہے۔ میزبان وزیر سلطنت کی بانوئے محترمہ ہیں۔ عشوہ و ناز سے لبریز وزیر زادیاں اور امیر زادیاں جمع ہیں' چالیس منتخب عورتیں مدعو ہیں' یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا۔

یوسف علیہ السلام کا نکلنا تھا کہ بجلی سی کوند گئی تمام عورتیں یوسفؑ کے حسن و جمال کا دفعۃً مشاہدہ کرنے سے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور چھریاں بجائے پھلوں کے ہاتھوں کی جلد پر چل گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطَّيْرُ مِنْهُ ۚ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر سے خبر دے ہم تجھے نیک لوگوں سے سمجھتے ہیں۔ ف

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ

یوسف نے کہا کہ جو کھانا تمہیں ملنے والا ہے اس کے ملنے سے پہلے ہی میں

قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۚ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۚ اِنِّيْ

تم کو اس خواب کی تعبیر بتلاؤں گا یہ ان باتوں میں ہے جو اللہ نے مجھے سکھائی ہیں

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

میں نے ایسے لوگوں کے دین کو پسند نہیں کیا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کی زندگی

كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

سے منکر ہیں۔ اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے

وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

دین کا۔ تابع ہوں ہم کو مناسب نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

یہ بات ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے لیکن بہت سے

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ

لوگ شکر نہیں کرتے۔ ف یوسف نے کہا اے میرے قید خانے کے ساتھیو بتلاؤ تو

مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ

جدا جدا کئی ایک معبود اچھے ہیں یا اللہ اکیلا جو سب پر زبردست ہے۔ تم لوگ

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ

اللہ کے سوا نرے مصنوعی ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا

مقرر کر رکھا ہے اللہ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ف اس نے تو

تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کیا کرو یہی مضبوط مذہب ہے اور لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا

سے لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے جیل خانہ کے دوستو! تم دونوں میں سے ایک

منزل ۳

ف۱: اتفاقاً جس روز حضرت یوسفؑ کو جیل جانا پڑا اسی دن بادشاہ کا ساقی جس کا نام بندار تھا اور باورچی جس کا نام بخلث تھا جیل خانے میں بھیجے گئے ان دونوں پر شاہ مصر ریان بن ولید کو زہر دینے کا الزام تھا ابھی تحقیقات ہو رہی تھی اور یہ دونوں جیل کی حوالات میں بند کر دیئے گئے یوسف علیہ السلام سچائی' امانت داری' سخاوت' خوش خلقی' کثرت عبادت' اللہ کا خوف رکھنے والے علم و عمل اور خواب کی تعبیر وغیرہ میں مشہور ہو گئے تھے۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہے اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں انہوں نے اپنا خواب یوسف علیہ السلام کے سامنے بیان کیا اور آرزو کی کہ آپ ہمیں اس کی تعبیر بتلائیے۔ آپ بہت نیک دل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں۔

ف۲: چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے میں تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا' پہلے تمہیں تعبیر خواب سے زیادہ ضروری اور مفید چیز سناتا ہوں وہ یہ کہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے کہ میں نے کافروں اور باطل پرستوں کے دین کو ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو اللہ واحد پر ایمان نہیں لاتے۔ اور میں اپنے مقدس آباؤ و اجداد حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، جیسے انبیاء و مرسلین کے دین توحید پر چلا اور ان کا اسوہ اختیار کیا ہے اور ہمارا سب سے بڑا اور مقدم مطمح نظر یہی رہا ہے کہ کسی چیز کو کسی بھی درجہ میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیں نہ ذات میں نہ صفات مخصوصہ میں نہ افعال میں اور نہ ربوبیت و معبودیت میں' ہم صرف اسی کے آگے جھکیں اسی سے محبت کریں اسی پر بھروسہ رکھیں اور اپنا جینا مرنا سب اسی ایک پروردگار کے حوالہ کر دیں' یوسف علیہ السلام نے تعبیر سے پہلے قیدیوں کو ایمان و توحید کی طرف آنے کی ترغیب دی۔

انبیاء کرام کا کام یہی ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ حق کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ذالک کا اشارہ بعید اس علم کے شرف و منزلت کے اظہار کے لئے ہے۔

شکر کا مفہوم یہاں بالکل واضح ہے یعنی توحید اور انبیاء علیہم السلام کے دین کو اللہ کا فضل سمجھ کر قبول کرنا۔

لوگوں نے اس کائنات کو مختلف خداؤں میں جو بانٹ رکھا ہے اور ہر قوت کے لئے ایک الگ خدا فرض کر کے ان کی پرستش کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف حقیقت واقعہ کے خلاف ہے بلکہ انسان کے لئے پریشان کن بھی کہ وہ کس کس خدا کا وفادار بن کر رہے اور کس کس کو خوش کرتا رہے۔ برخلاف اس کے لئے اللہ کو واحد خدا ماننے کی صورت میں تمام ذہنی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور قلب کو سکون نصیب ہوتا ہے کیونکہ ایک خدا کو مان لینا حقیقت واقعہ کو تسلیم کر لینا ہے..... ایسا خدا جس کے سامنے کائنات کی ہر چیز بے بس ہے جو سب پر غالب ہے اور تنہا سب پر کنٹرول کر رہا ہے۔

ف۳: یعنی حکم خواہ تکوینی (طبعی) ہو یا تشریعی (شرعی قانون) نیز تمام معاملات میں فیصلہ کرنے کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ جہاں تک طبعی دنیا کا تعلق ہے اس میں اللہ ہی کا حکم اور اسی کے فیصلے نافذ ہوتے ہیں۔ اس میں کسی کا بھی ذرہ برابر عمل دخل نہیں ہے۔ رہا دین و شریعت کا معاملہ تو اس معاملہ میں بھی اللہ ہی کو حکم دینے' قانون بنانے اور فیصلہ کرنے کا اختیار ہے کہ وہی حقیقی معنی میں شارع ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو زندگی کے جملہ معاملات میں حاکم تسلیم کر لیا جائے۔ وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله (جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔) (سورہ شوریٰ: ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ

اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی دیا جائے گا تو جانور اس

الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۴۱

کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جس امر کا تم سوال کرتے ہو وہ ہو ہی چکا ہے۔ ف۱

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ

یوسف علیہ السلام کو جس کے چھوٹنے کا گمان ہوا تھا اس سے کہا تو اپنے آقا کے پاس میرا بھی ذکر کیجیو

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

سو شیطان نے اسے آقا کو یاد دلانا بھلا دیا پس وہ قید خانہ میں کئی سال تک

سِنِيْنَ ۴۲ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

پڑا رہا۔ ف۲ اور بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی موٹی گائیں

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

دیکھی ہیں جن کو سات دبلی سی (گائیں) کھائے جاتی ہیں اور سات بالیں سبز دیکھی ہیں

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

اور کئی ایک خشک اے درباریو اگر تمہیں علم تعبیر ہے تو اس

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۴۳ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا

خواب کی تعبیر کرو۔ سب نے کہا کہ یہ تو بیہودہ پریشان خواب و خیال ہیں

نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۴۴ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا

اور ہم ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اور جو ان دو قیدیوں میں سے

مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

بری ہوا تھا اسے بعد مدت یاد آیا ف۳ اس نے کہا کہ میں اس کی تعبیر تمہیں بتا سکتا ہوں

فَاَرْسِلُوْنِ ۴۵ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ

پس مجھے بھیجو۔ اے یوسف صدیق! ف۴ تو ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلا کہ سات

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

موٹی موٹی گائیں ہیں جن کو دوسری دبلی پتلی سات گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ

بالیں سبز اور کئی ایک خشک ہیں تا کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ

شاید کہ وہ (تعبیر) جانیں۔ یوسف نے کہا کہ تم سات برس تک

ف۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ساقی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور باورچی مجرم ثابت ہوگا اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوچ کر کھائیں گے اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ اب ہو کر ہی رہے گا اس لئے کہ جب تک خواب کی تعبیر بیان نہ کی جائے وہ معلق (رکا) رہتا ہے اور جب تعبیر ہو جائے تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ خواب گویا پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ دے دی جائے اور جب تعبیر دے دی جائے پھر وہ واقع ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابن کثیر)

ف۲: اکثر مفسرین کے نزدیک فانسٰہ کی ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف راجع ہے اس صورت میں ذکر ربہ سے مراد اللہ پاک کا ذکر ہے یعنی یہ کہ یوسف علیہ السلام نے اس ساقی سے یہ کہا کہ تو میرا ذکر اپنے آقا سے کرنا ایسے موقع پر مخلوق سے استعانت اگرچہ جائز ہے لیکن چونکہ مقام یوسف علیہ السلام اعلیٰ و ارفع تھا اس لیے اس قدر غفلت پر بھی مواخذہ ہوا۔ مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ شیطان نے اس ساقی کو بادشاہ سے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھلا دیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ مالک و آقا کی تعبیر لفظ رب سے کرنا زبان عرب میں جائز ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ اسباب عادیہ سے کام لینا بالکل جائز اور درست ہے۔ اس لئے اسی باب میں حضرت یوسف علیہ السلام پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شر میں حق تعالیٰ کوئی خیر کا پہلو رکھ دیتا ہے یہاں بھی اس نسیان کا نتیجہ طویل قید کی صورت میں ظاہر ہوا مقصود یہ ہے کہ جو شخص درمیانی واسطہ تھا چونکہ وہ بھول گیا اس لئے کوئی سامان آپ کے نکلنے کا نہ ہو سکا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جیل خانے میں پڑے رہنے کا ذکر بطور عتاب نہیں ہے اس قید کے عرصہ کے بارے میں اختلاف ہے اور سات برس سے چودہ برس تک بیان کی گئی ہے لیکن بضع کا اطلاق تین سے نو تک کے لئے آتا ہے۔

ف۳: بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتانے کے لئے جس بصیرت کی ضرورت تھی وہ اہل دربار میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی اس لئے جب یہ خواب ان کی سمجھ میں نہیں آیا تو انہوں نے کہا یہ خواب پریشان ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔ اصل میں یہ ان کی جہالت تھی جس کا وہ اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ تو انہوں نے بادشاہ کے خواب کو کہہ دیا کہ اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔

ف۴: ساقی جو یوسف کے بارے میں بادشاہ سے ذکر کرنا بھول گیا تھا اس موقع پر جب کہ بادشاہ کے خواب پر بحث ہو رہی تھی یوسف کی یاد اس کے ذہن میں تازہ ہو گئی۔

بائبل میں بھی بادشاہ کا خواب بیان ہوا ہے اور یہ صراحت ہے کہ بادشاہ نے مصر کے تمام جادوگروں اور دانشوروں کو بلا کر ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھی مگر وہ تعبیر بتا نہ سکے۔ اس وقت سردار نے بادشاہ سے کہا ''میری خطائیں آج مجھے یاد آئیں..... وہاں (یعنی قید خانہ میں) ایک عبری جوان جلوداروں کے سردار کا نوکر ہمارے ساتھ تھا۔ ہم نے اسے اپنے خواب بتائے اور اس نے ان کی تعبیر کی..... اور جو تعبیر اس نے بتائی تھی ویسا ہی ہوا۔'' (پیدائش ۴۱: ۹ تا ۱۳)

ف۵: ساقی بادشاہ کی اجازت سے قید خانہ گیا اور یوسف کو صدیق (پیکر صدق) کہہ کر خطاب کیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جیل میں یوسف کے ساتھ رہ کر ان کی سیرت سے کس درجہ متاثر ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ

تاکہ انہیں بھی معلوم ہو ف۱- یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات سال تو بدستور پے در پے

فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

کاشتکاری کرتے رہنا پھر جس قدر کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا مگر

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

تھوڑا سا کھانے کے قدر (صاف کر لینا)- ف۲ پھر اس سے پیچھے سات سال سخت آئیں گے

يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

کہ جو کچھ تم نے ان کے لئے بچا رکھا ہوگا سب کا سب چاٹ جائیں گے مگر تھوڑا سا حصہ جو تم بچا رکھو گے ف۳

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ

پھر اس سے بعد ایک سال آئے گا کہ اس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی اور وہ اس میں

فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا

خوب انگور نچوڑیں گے- ف۴ اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ پس جب

جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ

یوسف کے پاس ایلچی آیا تو یوسف نے اسے کہا تو اپنے آقا کے پاس لوٹ جا اور اس سے دریافت کر

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ

کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے میرا پروردگار ان کی چالبازیوں سے

عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ

آگاہ ہے- ف۵ بادشاہ نے کہا کہ جس وقت تم یوسف کو مائل کرتی تھیں تمہیں اس کی بابت کیا کچھ معلوم ہے

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ

بولیں سبحان اللہ ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی عزیز مصر کی عورت

الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

نے کہا اب تو سچی بات کا اظہار ہوگیا بیشک میں نے ہی اسے پھسلایا

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ

اور وہ راست گو ہے- یہ (تحقیق) اس لئے تھی کہ میرا آقا معلوم کرلے کہ میں نے

بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ﴿۵۲﴾

اس کی غیبت میں خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خائنوں کی تدبیریں بارور نہیں کیا کرتا

ف۱: جب یوسف علیہ السلام کی رہائی کا وقت قریب آیا تو بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور اپنے ساحروں اور کاہنوں سے تعبیر پوچھی تو سب نے اپنی لاعلمی بیان کی اور یہ نہ کہا کہ اس خواب کی تعبیر ہی نہیں بلکہ اپنے علم کی نفی کی تاکہ یہ خیال بادشاہ کے دل سے نکل جائے اس وقت ساقی کو یوسف علیہ السلام کی بات یاد آئی اس نے کہا میں اس خواب کی تعبیر لاؤں گا مجھے قید خانہ میں یوسفؑ کے پاس بھیج دو پھر قید خانہ میں آ کر یوسفؑ سے تعبیر دریافت کی ان کو صدیق اس لئے کہا کہ کبھی ان سے کسی بات میں جھوٹ نہ دیکھا تھا یوسف علیہ السلام نے تعبیر خواب بیان کر دی اور تعبیر بتلانے میں دیر نہ کی نہ کوئی شرط لگائی نہ اسے شرمندہ کیا کہ اتنی مدت کے بعد اب تجھے میرا خیال آیا۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و مروت کا اندازہ ہوتا ہے پھر اس نے تو صرف خواب کی تعبیر دریافت کی تھی آپ نے تین چیزیں عطا فرمائیں تعبیر، تدبیر، تبشیر۔

ف۲: یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر اس طرح بتائی کہ اس کے ساتھ تدبیر کا پہلو بھی واضح ہو یعنی یہ بات کی کہ اس موقع پر کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔

اناج کو بالیوں میں رہنے دینے کی ہدایت اس لئے کی تاکہ وہ کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ رہے۔ خواب کی تعبیر یہ تھی کہ سات موٹی گایوں سے مراد خوشحالی کے سات سال ہیں اور سات سبز بالیوں سے مراد سات سال کی اچھی فصلیں ہیں۔

ف۳: سات دبلی گایوں کی تعبیر یہ تھی کہ سات سال بدحالی کے آئیں گے اور سات خشک بالیوں کا مطلب خشک سالی تھی جو سات سال تک رہے گی اور سات دبلی گایوں کے سات فربہ گایوں کو کھا لینے کا مطلب یہ تھا کہ خوشحالی کے دوران جو غلہ محفوظ کر کے رکھا جائے گا وہ خشک سالی کے دوران کھانے کے کام آئے گا اور صرف اتنا ہی اناج بچ جائے گا جس کو بیج بونے کی غرض سے محفوظ رکھا جائے گا۔

ف۴: یہ خواب کی تعبیر پر ایک خبر کا اضافہ تھا جس کی پیشین گوئی یوسف علیہ السلام نے کی۔ ظاہر ہے یہ بات وحی کے ذریعہ انہیں معلوم ہوئی ہوگی۔

ف۵: یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ کے نبی کی نسبت لوگوں کی ادنیٰ بدگمانی بھی ہدایت و ارشاد کے کام میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے اگر آج موافق شاہی فرمان چپ چاپ میں قید خانہ سے نکل گیا اور جس جھوٹی تہمت کے سلسلہ میں سالہا سال قید و بند کی مصیبتیں برداشت کیں اس کا قطعی استیصال نہ ہوا تو بہت ممکن ہے کہ بہت سے ناواقف لوگ میری عصمت کے متعلق تردد اور شبہ میں پڑے رہ جائیں اور حاسدین کچھ زمانہ کے بعد ان ہی بے اصل اثرات سے فائدہ اٹھا کر کوئی اور منصوبہ میرے خلاف کھڑا کر دیں۔

حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت ٹھہرتا جتنی مدت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تو میں قاصد کے ساتھ چل دیتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر اور حلم ایسا بڑھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپ کو تاکید فرماتا ہے کہ تو کفار کے مقابلہ میں سختی کر لیکن آپ نے یوسف علیہ السلام کے کمال صبر کی تعریف فرمائی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور میں تو اپنے نفس کو پاک نہیں کہہ سکتا کیونکہ نفس تو ہر آن برائیوں پر ابھارتا ہے

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَالَ

مگر جتنا وقت اللہ کا رحم ہو بیشک میرا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ف اور بادشاہ

الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنا مخلص مقرب بناؤں پس جب بادشاہ سے اس نے گفتگو کی

قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ

تو بادشاہ نے کہا کہ اب تو ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہے۔ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝

مجھے زمین کی پیداوار پر مقرر کردیجئے میں اس کی حفاظت کرسکتا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔ف

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا

اور اسی طرح یوسف کو ہم نے تمام زمین پر اختیار دیا جہاں چاہتا

حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ

ڈیرا لگا سکتا ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہیں حصہ دیتے ہیں اور بھلے آدمیوں

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

کا بدلہ ضائع نہیں کیا کرتے۔ اور آخرت کا عوض مومنوں

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ

اور متقیوں کے لئے بہت ہی عمدہ ہے۔ف اور یوسف کے بھائی آئے

فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا

اس نے تو انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ف اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ

یوسف نے ان کا سامان بندھوانے کا حکم دیا تو کہا اپنے بھائی کو بھی

اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّىْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ

باپ سے لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ میں ہر ایک آدمی کو پورا ماپ کردیتا ہوں اور میں

الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

عمدہ طرح سے مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم اس کو نہ لائے تو پھر تم کو غلہ نہ ملے گا

ف: اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امراۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہؒ، حسنؒ اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ قول یعنی ذالك ليعلم سے لے کر غفور رحیم تک حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ عزیز مصر جان لے کہ اس کی پیٹھ پیچھے اس کی بیوی کے بارے میں میں نے اس کی کوئی خیانت نہیں کی۔ امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے تو سوائے اس قول کے اور کوئی قول بیان ہی نہیں کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں خیانت نہیں کی ان کے نزدیک لیعلم کا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مر چکا تھا قال ابن عباس فارسل الملك الى النسوة و الى امراة العزيز و كان قدمات العزيز (قرطبی جلد ۹ ص ۲۰۷) لیکن پہلا قول یعنی اس کا امراۃ العزیز کا کلام ہونا زیادہ قوی اور ظاہر ہے کیونکہ پچھلے کلام کا آخری حصہ عزیز کی بیوی زلیخا کا ہی ہے جو وہ سب کے سامنے بادشاہ سے بیان کر رہی تھی اور حضرت یوسفؑ اس جگہ موجود نہ تھے مطلب یہ کہ زلیخا نے انا راودته کا اقرار کر کے کہا کہ اس اقرار و اعتراف سے عزیز کو یہ معلوم کرانا ہے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے کوئی بڑی خیانت نہیں کی۔ ابوحیان نے بھی اس کو زلیخا کا مقولہ قرار دیا ہے لیکن ليعلم اور لم اخنه کی ضمیریں بجائے عزیز کے یوسف کی طرف راجع کی ہیں یعنی اپنی خطا کا اقرار اس لئے کرتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں کوئی غلط بات نہیں کہی نہ اپنے جرم کو ان کی طرف منسوب کیا۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس بارے میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں اس قول کی پوری حمایت اور تائید کی ہے۔ امام ابن کثیرؒ بھی اسی طرف گئے ہیں واللہ اعلم بحقیقة الحال۔

ف: جب یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہوگئی تو حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا مشیر خاص بنا کر اپنی مملکت کے اہم امور ان کے سپرد کروں گا یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا کوئی محکمہ ان کے سپرد کر دے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے لئے ایک ایسا محکمہ تجویز کرلیا کہ جس کا براہ راست تعلق پبلک سے تھا۔ یہ عہدہ گویا آج کل کی اصطلاح میں ریونیو منسٹر (وزیر محاصل و مالگذاری) اور فنانس منسٹر (وزیر مال وخزانہ) کا جامع معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا دولت کی حفاظت بھی پوری کروں گا اور اس کی آمد وخرچ کے ذرائع بھی اور میں حساب وکتاب سے خوب واقف ہوں۔ یوسفؑ نے خود درخواست کر کے مالیات کا کام اپنے سر لیا تاکہ اس ذریعہ سے عام لوگوں کو پورا نفع پہنچا سکیں خصوصاً آنے والے خوفناک قحط میں نہایت خوش انتظامی سے مخلوق کی خبر گیری اور حکومت کی مالی حالت کو مضبوط رکھ سکیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا کی عقل بھی کامل رکھتے ہیں اور ہمدردی خلائق کے لئے مالیات کے جھگڑوں میں پڑنا شان نبوت یا بزرگی کے خلاف نہیں سمجھتے نیز ایک آدمی اگر نیک نیتی سے یہ سمجھے کہ میں فلاں منصب کا اہل ہوں تو مسلمانوں کی خیر طلبی اور نفع رسانی کی غرض سے اس کی خواہش یا درخواست کرسکتا ہے اور حسب ضرورت اپنے بعض خصال حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرنا پڑے تو یہ ناجائز مدح سرائی میں داخل نہیں اور ﴿فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (النجم:۳۲) کے تحت نہیں آتا۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص از خود امارت طلب کرے تو اس کا بار اس کے کندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے غیبی اعانت مددگار نہیں ہوتی یہ اس صورت میں ہے جب طلب کرنا محض نفس پروری جاہ پسندی وغیرہ اغراض کی بنا پر ہو (بقیہ صفحہ 865 پر دیکھیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ
پھر تم میرے نزدیک بھی نہ آنا بولے کہ ہم والد کو اس کے متعلق
اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا
نرم کریں گے اور ہم ایسے کام کرسکتے ہیں۔ اور یوسف نے اپنے ماتحتوں سے کہا
بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا
کہ ان کی پونجیوں میں ان کی قیمت بھی چھپا دینا تاکہ وہ گھر پہنچ کر
اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا
اس کو پہچانیں تو شاید واپس پھر آئیں۔ ف۱ پس جب اپنے باپ
اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ
کے پاس پہنچے تو بولے بابا ہمیں سرکار سے غلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے پس تو
مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ
ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے محافظ ہوں گے۔ یعقوب نے کہا
اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ
جیسا اس سے پہلے میں نے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی اس کے حق میں کرتا ہوں
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا
تو اللہ ہی اچھا محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔ ف۲ اور جب
فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ
اسباب کو انہوں نے کھولا تو ان کی پونجی ان کو واپس ملی
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ
تو کہنے لگا بابا ہمیں اور کیا چاہئے یہ قیمت ہماری بھی ہمیں لوٹا دی گئی ہے
وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ
اور ہم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ
ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى
جتنا غلہ زیادہ لائیں گے ف۳ یہ غلہ بہت ہی تھوڑا ہے یعقوب نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ
تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے اللہ کے نام سے مضبوط عہد نہ دو گے ضرور اسے میرے پاس لیتے آنا

ف۱: معر میں ونکہ راشننگ سسٹم تھا اس لئے یوسف نے ان سے پوچھا کہ تمہارے گھر میں کتنے افراد ہیں اور جب انہوں نے اپنے سوتیلے بھائی بن یمین کا ذکر کیا ہوگا تو یوسف نے کہا ہوگا کہ آئندہ آؤ تو اس کو اپنے ساتھ لاؤ تاکہ تمہارے بیان کی تصدیق ہو جائے۔ یہ قاعدہ کی بات تھی اور دراصل یوسف اپنے بھائی سے ملنا چاہتے تھے مگر ابھی راز فاش کرنا مناسب نہ تھا اس لئے انہوں نے قاعدہ کی بات بیان کی۔ ساتھ ہی اپنی مہمان نوازی وغیرہ کا بھی ذکر کیا تاکہ انسیت بڑھے اور وہ رغبت کے ساتھ دوبارہ آئیں۔

انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم انہیں کہہ سن کر لالچ دکھا کر ہر طرح پوری کوشش کریں گے کہ اپنے اس بھائی کو بھی لائیں تاکہ بادشاہ کے سامنے جھوٹے نہ پڑیں جب بھائی کوچ کی تیاریاں کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چالاک نوکروں سے اشارہ کیا کہ جو رقم وغیرہ یہ لائے تھے اور جس کے عوض انہوں نے ہم سے غلہ لیا ہے وہ انہیں واپس کر دو لیکن ایسی طرز سے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہو ممکن ہے۔

چنانچہ انہوں نے غلہ کی جو قیمت ادا کی تھی وہ یوسف کے حکم سے ان کے اسباب میں رکھ دی گئی۔ یوسف چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ ان کے پاس آئیں اور مالی مشکلات ان کے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔ اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ کو خیال آیا ہو کہ اب گھر میں کیا ہوگا جسے لے کر یہ غلہ لینے آئیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنے باپ اور بھائیوں سے اناج کا کچھ معاوضہ لینا مناسب نہ سمجھا ہو اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ آپ نے یہ خیال فرمایا ہو کہ جب یہ اسباب کھولیں گے اور یہ چیزیں اس میں پائیں گے تو ضروری ہے کہ ہماری یہ چیزیں ہمیں واپس دینے کو آئیں اور اس بہانے بھائی سے ملاقات ہو جائے گی۔

ف۲: برادران یوسف نے باپ کے پاس پہنچ کر کہا کہ اب ہمیں غلہ نہیں مل سکتا تاوقتیکہ آپ ہمارے ساتھ بھائی کو نہ بھیجیں آپ بے فکر رہیے ہم اس کی نگہبانی کریں گے' حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ بس وہی تم اس کے ساتھ کرو گے جو اس سے پہلے یوسف کے ساتھ کر چکے ہو۔ کہ یہاں سے لے گئے اور واپس آ کر کوئی عذر اور بہانہ بنا دیا' پس اللہ تعالیٰ ہی بہترین حافظ اور نگہبان ہے اور ہے بھی وہ ارحم الراحمین میرے بڑھاپے اور کمزوری پر وہ رحم فرمائے گا اور جو رنج و غم مجھے اپنے بچے کا ہے وہ دور کر دے گا اور مجھے اس کی پاک ذات سے امید ہے کہ وہ میرے یوسف کو مجھ سے پھر ملا دے گا اس پر کوئی کام مشکل نہیں۔

یعقوب علیہ السلام کو اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تلخ تجربہ ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ کیا میں اسی طرح تم پر اعتماد کر کے تمہارے ساتھ بن یمین کو بھیجوں۔

بن یمین اگرچہ بڑا ہو گیا تھا مگر ان کا سوتیلا بھائی تھا جس کو وہ پسند نہ کرتے تھے اور اس وقت کے حالات میں ان کے ساتھ بیرون ملک بھیجنا بڑے اندیشہ کی بات تھی کہ معلوم نہیں یہ دس کا جتھا اس کے ساتھ کیا کر بیٹھے۔

ف۳: یوسف نے جو راشننگ سسٹم جاری کیا تھا اس کے مطابق بیرون ملک کے لوگوں کو فی کس ایک اونٹ کے بار کے بقدر غلہ دیا جاتا تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ بن یمین کو ساتھ لے جانے کی صورت میں ہم ایک اونٹ کا مزید غلہ حاصل کر سکیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى

مگر جس صورت میں تم گھر جاؤ پس جب وہ باپ کو عہد دے چکے تو اس نے کہا جو ہم

مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا

کہہ رہے ہیں اللہ اس پر شاہد ہے۔ف۱ اور یعقوب نے کہا میرے بیٹو ایک ہی دروازہ

مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ

سے داخل نہ ہونا مختلف دروازوں سے جانا

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

اور میں اللہ کا حکم تم سے ذرا بھی نہیں ٹال سکتا حکم تو اللہ ہی کا

لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

ہے میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے سب بھروسہ کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔ف۲

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ

اور جب وہ باپ کے فرمودہ کے مطابق جہاں سے اس نے داخل ہونے کو کہا تھا داخل ہوئے

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ

یہ داخلہ اللہ کے حکم سے کچھ بھی کام نہ دے سکتا تھا البتہ یعقوب کے جی کا

نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

خیال تھا جو اس نے پورا کرلیا کیونکہ وہ ہماری تعلیم کی وجہ سے بڑا صاحب علم تھا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوْا

لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ف۳ اور یوسف کے بھائی جب

عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا

یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہہ دیا

اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

کہ میں تیرا بھائی ہوں پس تو ان کے کاموں سے رنجیدہ مت ہو۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ

پھر جب ان کی بوریاں بندھوانے کا حکم دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں

رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ

کٹورا رکھوا دیا۔ف۴ پھر ایک پکارنے والے نے پکار دی کہ اے قافلہ والو تم

جس کا تدارک بھی قسم وغیرہ سے ہو گیا تھا پس بھیجنا جائز بلکہ ضروری تھا۔

ف۱: زمانہ قدیم میں ہر بڑے شہر کے اردگرد داخلہ کے لئے متعدد دروازے ہوتے تھے فرمایا تم سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و قامت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ اور ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ مصر کے لوگ تمہیں پہچانتے ہیں اور عزیز مصر کی نظر تم پر معلوم و معروف ہو چکی ہے اب اگر تم سب ایک ہی دروازے سے داخل ہو گے تو تمہارے پردیسی اور مسافر ہونے کی وجہ سے تمہاری وجاہت و جمعیت خواہ مخواہ اہل مصر کی نظر میں کھٹکے گی اور ان کے جذبات حسد کو حرکت میں لائے گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم متفرق پھاٹکوں سے داخل ہو، ممکن ہے کہ لوگوں کی نظر نہ پڑے اور تم ہدف حسد ہونے سے بچ جاؤ لیکن میں اور میری تدبیر تم پر سے تقدیر الٰہی کو نہیں ٹال سکتی۔ یہ شان عبدیت ہر پیغمبر میں ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس تدبیر ہرگز منافی توکل نہیں البتہ اس تدبیر پر پورا اعتماد کر بیٹھنا اور اسی کو موثر حقیقی سمجھنے لگنا توکل کے منافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام اختیارات تکوینی و تقدیری اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں کسی مخلوق کو مشیت الٰہی میں ذرا بھی دخل نہیں۔

ف۲: چنانچہ بیٹوں نے باپ کی حکم برداری کی اور الگ الگ بٹ گئے اسی طرح وہ کئی دروازوں میں سے ہو کر شہر میں پہنچے اگرچہ نظر تو نہ لگی لیکن تقدیر الٰہی اور طرف سے آئی۔ (یعنی بنیامین کو الزام سرقہ کے سلسلہ میں روک لیا گیا) تقدیر نہیں رکتی۔ یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کا نبی (علیہ السلام) کسی کے مقدر کو نہیں پھیر سکتا اور اس کو علم غیب بھی نہیں ہوتا یہ کام اللہ کے لئے خاص ہیں۔ بعض لوگ اپنی ناواقفی اور جہالت سے یہ گمراہی پر مبنی عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں پیر فقیر کا مرید دوزخ میں نہ جائے گا حالانکہ یہاں اللہ تعالیٰ کا نبی اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے نہیں بچا سکتے لما کا جواب محذوف ہے ای وقع ما قضی الله الا حاجة مستثنیٰ منقطع ہے الا بمعنی لکن ہے اور حاجة سے پہلے فعل اظہر مقدر ہے قضها جس کی تفسیر ہے قضها ای اظهرها فوصی بها۔

ف۳: یہ شاہی جام تھا اس لئے ضرور قیمتی رہا ہوگا اور غالباً یوسف علیہ السلام نے وحی الٰہی سے اشارہ پا کر یہ تدبیر اختیار کی ہوگی کہ اس کو اپنے بھائی بن یمین کے سامان میں خاموشی سے رکھ دیا ہوگا۔ غالباً انہوں نے یہ بات بن یمین کے علم میں لائی ہوئی ہوگی۔

ف: برداران یوسف اپنے والد سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بھائی کو ضرور ہمارے ساتھ بھیج دے تاکہ ہم اپنے خاندان کے لئے غلہ بھی لائیں اور بھائی کی وجہ سے ایک اونٹ کا بوجھ ہمیں مزید بھی مل جائے گا ہم اس کی دیکھ بھال اور نگہداشت پوری طرح کریں گے یہ ناپ بہت ہی آسان ہے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک تم حلفیہ اقرار نہ کرو کہ اپنے بھائی کو اپنے ہمراہ مجھ تک واپس پہنچاؤ گے میں اسے تمہارے ساتھ بھیجنے کا نہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ نہ کرے کہ اگر تم سب ہی گھر جاؤ اور چھوٹ نہ سکو۔ چنانچہ بیٹوں نے اللہ کی قسم اٹھا کر مضبوط عہد و پیمان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ فرما کر کہ ہماری اس گفتگو کا اللہ وکیل ہے اپنے پیارے بچے کو ان کے ساتھ کر دیا کیونکہ نہ بھیجنے میں ضرر متیقن تھا اور بھیجنے میں ضرر متوہم تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

چور ہو۔ ف یوسف کے بھائیوں نے پھر کر پوچھا تمہارا کیا کھویا گیا ہے ؟

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ

سپاہیوں نے کہا سرکاری کٹورا ہمیں نہیں ملتا اور جو کوئی اسے لائے اسکو اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملے گا

وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا

اور میں اس کا ضامن ہوں۔ یوسف کے بھائی بولے کہ واللہ تم جانتے ہو کہ ہم

لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا

اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں۔ ف سپاہیوں نے کہا

فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ

اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا ہے۔ بولے جس کے اسباب سے

مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے ہم ظالموں کو ایسی

نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ

ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ تو یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے

اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ

ان کے تھیلوں کو کھلوایا پھر اپنے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا اسی طرح

كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ

ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا تھا ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ

الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ

اپنے بھائی کو نہ رکھ سکتا تھا مگر جو اللہ چاہتا ہم جس کو چاہتے ہیں

نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ

بلند رتبہ کر دیتے ہیں اور ہر ایک علم دار سے بڑھ کر دوسرا علم دار ہے۔ ف بولے کہ اگر اس نے چوری کی ہے

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ

تو پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی یوسف نے اس کلمہ کو بھی چھپا رکھا اور

فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِ هَا لَهُمْ ؕ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ

ان کے سامنے اس کو نہ دہرایا کہا کہ تم بڑے

(یتعلق ۱۱)

متکلم لا کر یہ واضح کر دیا کہ اس سلسلہ کی جو کچھ بھی مخفی کاروائیاں تھیں وہ سب ہمارے ایما سے ہوئیں یوسف علیہ السلام کسی منزل پر بھی قابل الزام نہیں۔ فقہاء نے یہاں سے یہ استدلال کیا ہے کہ مقصد مباح کے حصول کے لئے حیلہ کرنا جائز ہے۔ دلالة علی اجازة الحیلة فی التوصل الی المباح (جصاص) کید اور مکر کی قسم کے الفاظ جب حق تعالیٰ کی جانب منسوب ہوتے ہیں تو ان سے مراد محض مخفی تدبیر ہوتی ہے نہ کہ اردو محاورہ کے مطابق دغا فریب وغیرہ۔ الکید من الخلق الحیلة و من اللہ التدبیر بالحق.

ف: یوسف علیہ السلام جب آپ اپنے بھائیوں کو حسب عادت ایک ایک اونٹ غلے کا دینے لگے اور ان کا مال واسباب اونٹوں پر لادا جانے لگا تو آپ نے اپنے چالاک ملازموں سے چپکے سے ارشاد فرمادیا کہ چاندی کا شاہی کٹورا اور بقول بعض سونے کا کٹورا بنیامین کے اسباب میں چپکے سے رکھ دیں' پس آپ کے ملازمین نے ہوشیاری سے وہ پیالہ حضرت بنیامین کی خورجی میں رکھ دیا جب یہ چلنے لگے تو سنا کہ پیچھے سے منادی ندا کرتا آ رہا ہے کہ اے قافلے والو تم چور ہو۔ ندا کرنے والا یقیناً مہمان خانہ کا کوئی افسر ہوگا اس نے یہ بطور خود کیا یا حضرت یوسف علیہ السلام کے حکم سے؟ قرینہ تو یہی کہتا ہے کہ از خود کیا ہوگا وزیر تک اس صاف اور سیدھی کاروائی کو لے جانے کی ضرورت کیا تھی اور نہ ہی قرآن مجید میں اس کی طرف کوئی اشارہ ہے۔

صرف بعض مفسرین کی رائے ہے اگر اسے مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ توریہ لازم آتا ہے یعنی سرقہ سے حقیقتاً مراد وہ سرقہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے غائب کر دیا تھا لیکن سامعین معنی قریب یعنی پیمانہ کا سرقہ سمجھے' لیکن اگر یوسف علیہ السلام کا اذن وحکم فرض نہ کیا جائے تو اس توجیہ و تاویل کی بھی ضرورت نہیں رہتی اور بات بالکل صاف رہتی ہے کہ مہمان خانہ کے اہل کاروں اور عملہ والوں نے از خود ہی قیاس کر کے یہ صدا لگائی اکابر اہل تفسیر یہی کہتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ چوری کی نسبت ان کی طرف سچ مچ تھی اس لئے کہ منادی کو یوسف علیہ السلام کی تدبیر کا کوئی علم نہ تھا اور اگر ظن غالب کی بنا پر کسی کو چور کہہ دیا جائے تو اس پر کذب کا اطلاق نہیں ہوگا۔

ف: برادران یوسف ادھر متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ آپ کی کیا چیز کھوئی گئی ہے؟ جواب ملا کہ شاہی پیمانہ جس سے اناج ماپا جاتا تھا۔ اور جو شخص بادشاہ کا پیمانہ واپس کر دے گا میں ضمانت لیتا ہوں کہ اسے ایک اونٹ کا بوجھ غلہ بطور انعام دلاؤں گا۔ سقایہ اور صواع ایک ہی چیز کے دو نام ہیں علیہم کے صیغہ جمع سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاش میں تعاقب کرنے والا کوئی فرد واحد نہ تھا بلکہ متعدد سلطانی اہلکار تھے۔

انابہ زعیم سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی مراد لئے جائیں سرکاری اہلکار متعلقہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور اکثر اکابر بھی یہی کہتے ہیں۔

ف: یہ تھی وہ ترکیب جو جناب باری تعالیٰ نے اپنی حکمت اور حضرت یوسفؑ اور بنیامین وغیرہ کی مصلحت کے لئے حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کو سکھلائی تھی کیونکہ شاہ مصر کے قانون کے مطابق بنیامین کے چور ہونے کی وجہ سے حضرت یوسفؑ اس کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے لیکن چونکہ بھائی خود ہی فیصلہ کر چکے تھے اس لئے یہی فیصلہ حضرت یوسفؑ نے جاری کر دیا' کدنا صیغہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

نالائق ہو تمہارا بیان اللہ کو خوب معلوم ہے۔ ف۱ کہنے لگے

الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

اے عزیز ف۲ اس کا باپ نہایت بوڑھا ہے پس تو ہم میں سے کسی کو

مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ

اس کے عوض رکھ لے ہم تجھے محسن جانتے ہیں۔ یوسف نے کہا اللہ

اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ

پناہ دے کہ ہم اس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس ہمیں اپنی چیز ملی ہے کسی دوسرے کو لیں

اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا

تو فوراً ہم ظالم ٹھہریں گے۔ ف۳ پھر جب اس سے ناامید ہوئے تو الگ

نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

ہو بیٹھے ان میں بڑے بھائی نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ

اللہ کے نام کا مضبوط عہد لیا ہوا ہے اور اس سے پہلے جو

مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ

یوسف کے بارے میں تم نے قصور کیا ہوا ہے پس میں تو اس زمین کو نہ چھوڑوں گا

حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ

جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا اللہ میرا فیصلہ نہ کرے وہی سب سے اچھا

الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ

فیصلہ کرنے والا ہے۔ ف۴ تم باپ کے پاس جاؤ اسے کہو کہ بابا

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا

تیرے بیٹے نے چوری کی ہے ف۵ اور ہم تو اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جو ہمیں معلوم ہے

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ

اور ہم غیب نہیں جانتے۔ اور تو اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لے جس

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا

میں ہم تھے اور اس قافلہ سے دریافت کرلے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور ہم

ف۱: برادرانِ یوسف کی سیرت جو شروع سے نمودار ہو رہی ہے اب اس میں ایک اور عنوان کا اضافہ ہوا ایک الزام یوسف علیہ السلام پر اور دھر دیا کہ انہوں نے اپنے بچپنے میں اپنے نانا کے ہاں ایک سونے کی مورتی اٹھا کر غائب کر دی تھی اس خیال سے کہ اب بت پرستی سے باز رہیں گے۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس چوری کے بتانے میں مصنوعی حکایتیں لکھی ہیں محض تکلف ہیں ایسے غلط گوؤں کی بابت جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے ایسے تکلفات کا مرتکب ہونا بلا ضرورت ہے۔ یوسف علیہ السلام کو برادران نامہربان کا یہ قول سن کر غصہ تو قدرۃً آیا لیکن آپ نے اسے ظاہر نہ فرمایا ہاں کی ضمیر دونوں جگہ اس فقرہ کی طرف ہے جو آگے آ رہا ہے۔ بعض مفسرین نے قال انتم شر مکانا کا مطلب یہ لیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ تم بڑے ہی بدترین لوگ ہو ابھی تو کہہ رہے تھے و ما کنا سارقین ہم چوروں میں سے نہیں پھر جب ایک بھائی کے اسباب میں سے مال برآمد ہوا تو اس کے ساتھ غیر حاضر بھائی کو بھی ملوث کرنے لگے گویا چوری کرنا تمہارا خاندانی پیشہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

ف۲: انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز کہہ کر خطاب کیا۔ عزیز کے معنی صاحب اقتدار کے ہیں۔ یہ خطاب حاکم مصر کے لئے مخصوص تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس وقت برادران یوسف کا یہ واقعہ پیش آیا ہے یوسف علیہ السلام مصر پر حکومت کر رہے تھے البتہ ابھی انہیں ملک (بادشاہ) کی پوزیشن حاصل نہیں ہوئی تھی۔

ف۳: یوسف نے بہت محتاط الفاظ استعمال کئے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ''جس نے چوری کی ہے'' بلکہ یہ کہا ''جس کے پاس ہماری چیز نکل آئی۔'' یعنی واضح طور سے انہوں نے چوری کا الزام نہیں لگایا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ فی الواقع بن یمین نے چوری نہیں کی ہے۔

ف۴: برادران یوسف کہنے لگے کہ جناب والا اس لڑکے کے دلدادہ باپ ضعیف اور بوڑھے ہیں ان کے قلب کو بہت صدمہ ہوگا اس لئے اس لڑکے کی بجائے ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے اور اسے جانے دیجئے اور آپ جیسے رحیم مزاج حاکم ہماری درخواست ضرور ہی منظور کر لیں گے امید ہے کہ اپنے کرم سے مایوس نہ فرمائیں گے یوسف علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے کہ ہم کسی کو بلاوجہ دوسرے کے بدلے میں پکڑنے لگیں ہم تو صرف اسی شخص کو روکیں گے جس کے پاس سے چیز ملی ہے (گناہ نہ کرنے والے کو سزا دینا اور گنہگار کو چھوڑ دینا یہ تو صریح ناانصافی ہے) یہاں الا من وجدنا متاعنا عندہ کی جگہ الا من سرق نہیں فرمایا جو مختصر تھا کیونکہ ایسا کہنا واقع کے خلاف ہوتا۔

ف۵: برادران یوسف میں سب سے بزار و بین تھا (پیدائش) اس کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب بھائی اللہ پر ایمان رکھتے تھے البتہ ان میں اخلاقی اور عملی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ بس اب میں تو یہیں رک جاتا ہوں یہاں تک کہ یا تو والد صاحب ان حالات کو سن کر خود ہی مجھے یہاں سے ہٹنے اور وطن آنے کی اجازت دے دیں یا اللہ تعالیٰ مجھے کوئی فیصلہ سمجھا دے کہ میں یا تو لڑ بھڑ کر اپنے بھائی کو لے جاؤں یا اللہ تعالیٰ کوئی اور صورت بنا دے۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام روبیل یا یہودا تھا یہی تھے جنہوں نے بھائیوں کو روکا تھا اور جبکہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تھا۔

انہوں نے اپنے والد کے لئے یہ پیغام نہ بھیجا کہ ہمارے بھائی نے چوری کی بلکہ کہا آپ کے بیٹے نے چوری کی ان کا یہ انداز طنزیہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ

سچے ہیں- ف۱ باپ نے کہا بلکہ یہ بات تمہیں بھلی معلوم ہوئی

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ

میرا کام تو صبر و شکر ہے امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لائے گا

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

بیشک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے- اور ان سے روگردانی کرکے کہنے لگا

يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ

ہائے یوسف کے حال پر اور اس کی آنکھیں مارے غم کے سفید ہوگئی تھیں اور وہ

فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ

غصہ دبایا کرتا تھا- ف۲ بولے اللہ کی قسم تو ہمیشہ یوسف کو ہی یاد کرتا رہے گا

حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

حتی کہ قریب الموت ہو جائے بلکہ مر ہی جائے-

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ

یعقوب نے کہا میں اپنی تکلیف اور غم کا اظہار اللہ ہی کے سامنے کرتا ہوں اور مجھے

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ

اللہ کی طرف سے کئی ایک ایسی باتیں بھی معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں- ف۳ اے میرے بیٹو! جاؤ اور

يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا

اللہ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی بے امید نہیں ہوتا- ف۴ پس جب

دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا

یوسف کے پاس حاضر ہوئے تو بولے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو

الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

سخت مصیبت پہنچی ہے اور ہم کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں پس آپ ہم کو ہمارا غلہ دلوا دیجئے

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور ہمیں خیرات دیجئے اللہ خیرات دینے والوں کو نیک بدلہ دیا کرتا ہے-

منزل ۲

لائیں گے میں جو کچھ بھی عرض و معروض شکوہ و شکایت کر رہا ہوں اپنے اللہ سے کر رہا ہوں کیونکہ وہی غمزدہ اور اندوہگیں لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے' تمہیں اس سے کیا سروکار اور شکایت الی الخالق جو عین دعا و التجا سے مطلوب ہے وہ صبر جمیل کے منافی نہیں ہے جو مخلوق کے آگے خالق کے بھیجے ہوئے درد کی شکایت کرے وہ بے صبر ہے۔

ف۲: کیا ٹھکانہ ہے اعتماد علی اللہ کا یہ ہے شان نبوت کہ اظہار درد و غم اپنے مالک و مولیٰ کے حضور کر کے اب ظاہری تدبیروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یوسف اور بنیامین کی تلاش پر انہی کے بھائیوں کو پھر لگاتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ بہت بڑا گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے ڈر ہونا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔

ف۱: تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑ لیا گیا ہے اور ہمیں کیا خبر تھی کہ وہ چوری کر لیں گے اور چوری کا مال ان کے پاس موجود ہے ہم نے جو کچھ دیکھا وہی بیان کر رہے ہیں اصل حقیقت کا ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب جانتے ہیں' آپ کو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو اہل مصر سے دریافت فرما لیجئے یا جس قافلے کے ساتھ ہم آئے ہیں اس سے پوچھ لیجئے کہ ہم نے صداقت' امانت' اور حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور جو کچھ ہم بیان کر رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔

ف۲: جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور تمام حالات حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کئے تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسفؑ کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے اچھا میرا کام تو صبر کرنا ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ غیب داں نہ تھے کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو قصور وار ٹھہرایا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا فرمانے لگے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا بہم صیغہ جمع کا ہے تثنیہ کا نہیں مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے تینوں بچھڑے ہوئے بیٹوں سے تھی یوسف اور بنیامین کی محبوبیت تو ظاہر ہی ہے لیکن تعلق خاطر اس تیسری اولاد سے بھی پوری طرح تھا آپ کے اس سے نئے غم نے پرانا غم بھی تازہ کر دیا۔ جسے فطرت بشری سے ذرا بھی آگاہی ہے تو وہ جانتا ہے کہ نئی چوٹ سے پرانی چوٹ تازہ ہو جاتی ہے یہ امر ہر انسان کے لئے طبعی ہے۔ چنانچہ اسی اقتضا سے حضرت یوسفؑ کی یاد دل میں چٹکیاں لینے لگی اور از سر نو شدت کے ساتھ یاد کرنے لگے نبی اپنے جذبات و احساسات کے لحاظ سے بالکل بشر ہوتا ہے مافوق البشر نہیں ہوتا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ انا للہ الخ پڑھنے کی ہدایت صرف اسی امت (محمدیہ) کو کی گئی ہے اس نعمت سے پہلی امتیں مع اپنے نبیوں کے محروم تھیں۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی ایسے موقع پر یا اسفی علی یوسف کہتے ہیں غم نے آپ کو نابینا کر دیا اور زبان خاموش تھی غمگین اور اندوہگیں رہا کرتے تھے مگر کسی سے شکایت (شکوہ) نہیں کرتے تھے۔

ف۳: برادران یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ آپ اب بھی یوسف علیہ السلام کو نہیں بھلاتے اللہ جانے وہ کب کا مٹ چکا ہے لڑکوں نے یہ سمجھا کر اور جز بز ہو کر کہا' بوڑھوں کی ضد پر یہ نوجوانوں کی سمجھ اور بوجھ فطرت بشری کی کتنی صحیح تصویر ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے الطاف بیکراں کا علم جو مجھے ہے وہ تمہیں نہیں اور نہ تمہیں وہ اسرار و علوم مرحمت ہوئے ہیں جو مجھے ہوئے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً ہم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

یوسف نے کہا جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جہالت میں

جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا

کیا تھا تمہیں کچھ معلوم ہے ؟ بولے کیا تو ہی یوسف ہے؟ اس نے کہا

يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ

میں یوسف ہوں ف۱ اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا جو کوئی

يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

اس سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے بھلے آدمیوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

بولے واللہ اللہ نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور ہم قصوروار ہیں۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ

یوسف نے کہا آج تم پر کسی طرح کا الزام نہیں اللہ تمہیں بخشے

وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا

وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ ف۲ یہ میرا کرتا لے جاؤ

فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ

اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو وہ سوانکھا ہو جائے گا اور اپنے تمام اہل و عیال کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ

میرے پاس یہاں لے آؤ۔ ف۳ اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہا

اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو مجھے یوسف کی مہک آرہی ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ

گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم تو اسی اپنی قدیمی غلطی میں ہے۔ ف۴ پھر جب

جَاۗءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰي وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ

خوشخبری دینے والا یعقوب کے پاس آیا آتے ہی کرتا کو اس کے چہرہ پر ڈالا تو وہ سوانکھا ہوگیا

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا

اس نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ سے وہ باتیں بھی جانتا ہوں جو

منزل ۳

ف۱: یوسف نے جب اپنے بھائیوں کی اس پریشانی کو دیکھا کہ وہ قحط سالی کی تکلیف اور افلاس کی وجہ سے صدقہ مانگنے پر مجبور ہو گئے ہیں تو ان سے رہا نہ گیا اور موقع کو مناسب پا کر اپنا اصل نام انہیں بتا دیا جواب تک صیغۂ راز میں تھا نام کے صیغۂ راز میں ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یوسف کو حاکم مصر ہونے کی وجہ سے عزیز کا لقب دیا گیا تھا۔

ف۲: یہ استفہام یوسف علیہ السلام کا کہ تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا بطور توبیخ اور ڈانٹ کے تھا کیونکہ وہ تو اپنے قصور کو جانتے تھے لیکن یوسف علیہ السلام کی مراد اس ذکر سے تعظیم واقعہ تھی پھر یوسف علیہ السلام نے ان کو جاہل ٹھہرایا اس لئے کہ انہوں نے مقتضائے علم پر عمل نہ کیا اکابر سلف نے کہا ہے جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے کیونکہ ہر معصیت جہالت ہی سے سرزد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ﴾ (النحل:۱۱۹) کہ بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کیلئے جو برے اعمال کرتے ہیں جہالت کی وجہ سے الخ۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا لاتثریب علیکم الیوم کہ میری طرف سے تم پر کوئی مواخذہ نہیں میں نے تمہیں معاف کر دیا یہی وہ آیت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت اپنے جانی اور شدید دشمنوں کے مقابلہ میں پڑھ کر یوسف علیہ السلام سے بھی بڑھ کر اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیا تھا۔

ف۳: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے رنج وغم میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے یا نگاہ میں فرق آ گیا تھا یوسف علیہ السلام کو والد بزرگوار کی نسبت وحی سے یا بھائیوں کی زبانی پتہ چلا اس لئے انہوں نے اپنا قمیص دے کر فرمایا کہ یہ ان کی آنکھوں کو لگا دینا ان شاء اللہ ان کی نگاہ روشن ہو جائے گی قمیص میں شفا کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے صحیح ہوئیں یہ کرامت تھی حضرت یوسف علیہ السلام کی اور اگر کرامت نہ بھی کہیں تو پھر بھی آج کل واقعات و مشاہدات کی بنا پر یہ بات مان لی گئی ہے کہ کسی سخت صدمہ یا غیر معمولی خوشی کے اثر سے بعض نابینا دفعۃً بینا ہو گئے۔

ف۴: فرزندان یعقوب کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو شام میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا کہ آج مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ پیراہن یوسف کی خوشبو آٹھ دن کے فاصلے سے پہنچائی گئی حضرات انبیاء کی لطافت احساس اور قوت ادراک کا کیا کہنا کہ مصر سے کنعان صدہا میل کے فاصلے پر ادھر قافلہ کو حرکت ہوئی اور ادھر اتنی دور آپ کو پیراہن یوسفی کی خوشبو محسوس ہو گئی یہ حیرت انگیز ذکاوت حس بھی ان حضرات کی اپنی اختیاری چیز نہیں ہوتی اور اسی لئے ہر وقت قائم نہیں رہتی یہ تو محض فیضان الٰہی کے تابع ہوتی ہے اور اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام کو بطور معجزہ پہنچائی تھی۔ لیکن ہوا وہی جس کا آپ کو خیال تھا پوتوں وغیرہ نے کہا کہ دادا ابا جان کہ آپ تو یوسف علیہ السلام کی محبت میں غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور پرانی بھول میں ہیں نہ وہ آپ کے دل سے دور ہو نہ آپ کو تسلی ہو ان کا یہ کلمہ بڑا سخت تھا کسی لائق اولاد کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے باپ سے یہ کہے اور نہ ہی کسی امتی کو لائق ہے کہ وہ اپنے نبی سے ایسا کہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا

تم نہیں جانتے- ف۱ وہ بولے اے ہابا ہمارے لیے بخشش مانگ بیشک ہم

خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

بڑے گناہ گار ہیں- یعقوب نے کہا میں تمہارے لئے اللہ سے بخشش مانگوں گا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى

وہی بڑا بخشنے والا مہرباں ہے- ف۲ پس جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے

اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ امن و امان سے شہر میں داخل ہو چلو ان شاء اللہ- ف۳

اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ

اور ماں باپ کو اس نے تخت پر بٹھایا اور بھائی اس کے سامنے

سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

آداب بجری بجا لائے اور یوسف نے کہا ہابا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے

قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ

جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کیا اور مجھ پر احسان کیا

اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ

کہ قید خانہ سے مجھے نکالا اور بعد اس سے کہ شیطان نے مجھ میں

بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ

اور میرے بھائیوں میں کدورت ڈال دی تھی وطن سے تم سب کو میرے پاس لایا کچھ شک نہیں

رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

کہ میرا پروردگار جو چاہے آسانی سے کرسکتا ہے بیشک وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- ف۴

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ

اے میرے پروردگار! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھے

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

باتوں کی سمجھ عنایت کی اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا

دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے مجھے فرمانبرداری کی حالت میں ماریو

(پ ۱۳ رکوع ۲)

ف۱: پیراہن یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بڑے صاحبزادے یہودا لائے تھے اُس نے کہا تھا کہ یوسفؑ کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا۔ لہٰذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تا کہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے برائی کے بدلے بھلائی اور بری خبر کے بدلے خوشخبری ہو جائے چنانچہ گھر پہنچتے ہی انہوں نے کرتہ باپ کے منہ پر ڈالا تو اسی وقت حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں کھل گئیں خوشبو اور خوشی کے اثر سے ضعف بصر کے دور ہو جانے اور نور نظر کے عود کر آنے میں کوئی بات خلاف عقل اور خلاف طرت نہیں۔ البتہ یہ واقعہ ہی چونکہ معمول عام کے خلاف ہے یہاں اعجازی حیثیت سے ہی بیان ہوا ہے بچوں سے کہنے لگے کہ دیکھو میں تو ہمیشہ تم سے کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض وہ باتیں میں جانتا ہوں جن سے تم محض بے خبر ہو۔ میں تم سے کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے یوسف کو ضرور مجھ سے ملائے گا۔

ف۲: اب بیٹوں نے حضرت یعقوبؑ سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بڑا گناہ سرزد ہوا پہلے آپ معاف کریں پھر صاف دل ہو کر بارگاہ رب العزت سے معافی دلائیں اس لئے کہ جو خود نہ بخشے وہ اللہ سے کیسے بخشوائے گا۔ تو آپ نے فرمایا عنقریب میں تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت دعا کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔

ف۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے اس مبارک قافلے کا استقبال پایہ تخت سے نکل کر مصر کی سرحد پر کیا' ماں باپ کو اپنے قریب جگہ دی یعنی اپنے پاس تعظیم و اکرام کے ساتھ بٹھایا۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے بعض کا تو قول ہے کہ حضرت یوسفؑ کی والدہ اس سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور یہاں خالہ کا ذکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ والدہ حیات تھیں امام ابن جریرؒ اور امام محمد بن اسحاقؒ نے تو اسی کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ سب کو فرمایا شہر میں چلو قحط وغیرہ کا فکر نہ کرو ان شاء اللہ بالکل دلجمعی اور راحت و اطمینان سے رہو گے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ الفاظ شہر میں پہنچ کر کہے تھے تو اس صورت میں ادخلوا مصر کے معنی یہ ہوں گے کہ مصر میں بے دھڑک قیام کرو۔

ف۴: یوسفؑ نے اپنی طرف سے والدین کی تعظیم کی تخت پر بٹھایا لیکن اللہ نے یوسفؑ کی جو تعظیم کرائی تھی اسے یوسفؑ کب روک سکتے تھے اس وقت کے دستور کے موافق ماں باپ اور سب بھائی یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے یہ سجدہ تعظیمی تھا جو آدم کے زمانہ سے لے کر مسیح علیہ السلام تک جائز رہا' البتہ شریعت محمدیہ نے اسے ممنوع و حرام قرار دیدیا جیسا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں۔ مگر سجدہ عبادت کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا ان دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت کا ہے اگر مسجود لہ کو نافع، ضار، مختار اور مالوق الاسباب متصرف و کارساز سمجھ کر سجدہ کرے تو یہ سجدہ عبادت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے بھی کبھی جائز نہیں ہوا۔ اگر مذکورہ نیت سے نہ ہو تو وہ سجدہ تعظیمی ہے جو کہ پہلی امتوں کی شریعت میں جائز تھا مگر اب نہیں یعنی امت محمدیہ میں سے کسی کیلئے بھی لائق اور جائز نہیں کہ وہ کسی آدمی کے آگے اس انداز میں جھکے جیسا کہ احادیث میں اس کی ممانعت موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر یعنی کسی بشر کے لئے لائق نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اور ابوداؤد نے حضرت قیس بن سعد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے فتاویٰ عزیزیہ میں سجدہ تعظیم کی (بقیہ صفحہ 865 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

اور نیک بندوں سے ملائیے۔ ف۱ یہ قصہ غیبی باتوں سے ہے جو ہم

نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

تیری طرف الہام کرتے ہیں ورنہ تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

فریب کرتے ہوئے متفق ہوئے تھے۔ اور اکثر لوگ نہ مانیں گے گو تو

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ

ان کے ایمان کی حرص بھی کرے۔ اور تو ان سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا وہ قرآن

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي

تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔ ف۲ اور بہت سی نشانیاں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں اور ان کی

مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

پروا تک نہیں کرتے۔ اور ان میں اکثر اللہ کو مان کر بھی

مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

شرک کرتے رہتے ہیں۔ تو کیا یہ اس سے بے خوف ہیں کہ اللہ کے

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ

عذاب سے کوئی آفت ان پر آپڑے یا ان کی بے خبری ہی میں موت

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ

کی گھڑی ان پر آجائے۔ ف۳ تو کہہ کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور

عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ

میرے تابعدار دلیل سے اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ پاک ہے اور

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ ف۴ ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے

رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

بھیجے ہیں سب بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے مرد ہی تھے کیا انہوں نے ملک

ف۱: نبوت مل چکی بادشاہت عطا ہوگئی دکھ کٹ گئے ماں باپ اور بھائی سب سے ملاقات ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جیسے یہ دنیوی نعمتیں تو نے مجھ پر پوری کی ہیں ان نعمتوں کو آخرت میں بھی پوری فرما اور جب بھی موت آئے تو اسلام (یعنی کامل تسلیم ورضا) پر اور تیری فرمانبرداری پر آئے اور نیک لوگوں میں ملا دیا جاؤں۔ ممکن ہے کہ حضرت یوسفؑ کی یہ دعا بوقت وفات ہو جیسے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ثابت ہے کہ انتقال کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی اٹھائی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ رفیق اعلیٰ میں ملا دے۔ یہ مطلب نہیں کہ (۱) وقت یوسفؑ نے یہ دعا اپنی موت کے لئے کی ہو اور اگر یہی مراد ہو کہ واقعی آپ نے اسی وقت موت مانگی تو ممکن ہے کہ یہ بات اس شریعت میں جائز ہو حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی مصیبت اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت یا کسی اور نیک غرض کی وجہ سے موت کی تمنا کر سکتا ہے جیسے ساحرین فرعون نے دعا کی تھی۔ ﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ﴾ (الاعراف:۱۲۶) کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں مسلمان کر کے مارنا یا حضرت مریم نے کہا تھا ﴿يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا﴾ (مریم:۲۳) کاش کہ میں اس سے قبل ہی مرگئی ہوتی اور لوگوں کے ذہنوں سے بھی بھولی بسری ہو جاتی مسند احمد میں حدیث ہے يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتَنِ یعنی وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مومن کیلئے فتنوں سے موت بہتر۔ حضرت علیؓ نے ہجوم فتن کے وقت دعا کی اَللّٰهُمَّ خُذْنِيْ اِلَيْكَ فَقَدْ سِئِمْتُهُمْ وَ سَئِمُوْنِيْ۔ امام بخاریؒ کو جب امیر خراسان کے ساتھ جھگڑا پیش آیا تو دعا کرنا پڑی۔ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ اے میرے اللہ مجھے اپنی طرف فوت کر لے خروج دجال کے وقت ایک شخص کسی قبر پر گزرے گا اور فتن وزلزلوں کو دیکھ کر کہے گا يَالَيْتَنِيْ مَكَانَكَ کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ پر شبہ یہ کیا گیا ہے کہ صالحین تو عام مومنین میں ہوتے رہتے ہیں اور حضرت یوسفؑ خود ایک جلیل القدر تھے پھر آپ نے محض درجہ صالحین کی تمنا کیسے کی؟ جواب یہ ہے کہ صالحین کا مفہوم اضافی ہے اس کا معیار ہر ایک کے درجہ ومرتبہ کے مطابق الگ الگ ہوتا ہے حضرت یوسف جس مرتبہ صالحین کی تمنا کر رہے تھے آپ کے پیش نظر حضرت یعقوبؑ حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیمؑ کے مرتبے وعظمت کے صالحین تھے۔

ف۲: برادران یوسفؑ جب ان کو باپ سے جدا کرنے اور کنوئیں میں ڈالنے کے مشورے اور تدبیریں کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے کہ انکی باتیں سنتے اور حالات کا معائنہ کرتے پھر ایسے صحیح واقعات سوائے وحی الٰہی کے آپکو کس نے بتائے؟ آپ رسمی طور پر پڑھے لکھے نہیں کسی ظاہری معلم سے استفادہ کی نوبت نہیں آئی پھر یہ حقائق جن کی اس قدر تفصیل بائبل میں بھی نہیں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کس نے معلوم کرائیں؟ تو ثابت ہوا کہ آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔

ف۳: فرمایا اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں۔ انبیاء وملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بھی عالم الغیب، حاضر وناظر، کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر ونیاز مانتے ہیں۔ اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں۔ اور تعزیہ پرستی، قبر پرستی اور پیر پرستی کے خس و خاشاک سے توحید کے چشمہ صافی (بقیہ صفحہ 865 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے جو ان سے پہلے تھے ان کا

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ

انجام کیسا ہوا اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَ

کیا تم عقل نہیں کرتے۔ ف۱ یہاں تک کہ رسولوں کو جب ناامیدی ہوئی اور

ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ

ان کو جھوٹ کا گمان گزرا تو ہماری مدد آپہنچی پھر جس کو ہم

مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

نے چاہا وہ بچالیا گیا اور ہمارا عذاب بدکاروں سے ٹلا نہیں کرتا ف۲

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ

ان لوگوں کے قصوں میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

یہ قرآن بناوٹی بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلی کتابوں کی

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ

تصدیق ہے اور ہر امر کی تفصیل اور

رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ایماندار قوم کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ف۳

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الرعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

میں ہوں اللہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ف۱ یہ سورت کتاب کے احکام ہیں اور جو کچھ تیری طرف

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے سچ ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ف۱: یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کا نبی ہو اور پھر بشر ہو؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا دستور ہی یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور بشریت کا نبوت کے منافی ہونا کیا معنی یہ تو اس کا لازمی حصہ ہے اتنی موٹی حقیقت بھی مشرکوں کے ذہن میں نہیں آتی اور ہمارے بشر انبیاء کو جن قوموں نے نہیں مانا ہم نے دنیا میں درد ناک عذابوں سے ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا ان برباد شدہ قوموں کے آثار قدیمہ دیکھ لو اس سے تمہیں ان کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ اس آیت سے بہ اشارۃ النص دو اور مسئلے بھی روشنی میں آ جاتے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر ہمیشہ آبادی والی بستیوں میں سے ہوئے ہیں کیونکہ شہر والے تام العقل کامل الحلم احسن العمل ہوا کرتے ہیں۔ نہ کہ بے تعلق خانہ بدوش جرگوں قبیلوں میں سے اہل بوادی، (جنگلی گنواروں) میں سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

دوسرے یہ کہ نبوت ہمیشہ مردوں ہی میں رہی ہے کوئی عورت کبھی اس مرتبہ پر فائز نہیں ہوئی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی قرآن نے صدیقہ کا مرتبہ دیا ہے۔

ف۲: یعنی تاخیر عذاب سے دھوکا مت کھاؤ پہلی قوموں کو بھی لمبی مہلتیں دی گئیں اور عذاب آنے میں اتنی دیر ہوئی کہ منکرین بالکل بے فکر ہو کر اور پہلے سے بھی بڑھ کر شرارتیں کرنے لگے یہ حالات دیکھ کر انبیاء کرام کو ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رہی۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل اس قدر دی گئی کہ مدت دراز تک عذاب کے کچھ آثار نظر نہ آتے تھے غرض دونوں طرف کے حالات و آثار انبیاء و کرام کیلئے یاس انگیز تھے یہ منظر دیکھ کر کفار نے یقینی طور پر خیال کر لیا کہ انبیاء سے جو وعدے ان کی نصرت اور ہماری ہلاکت کے کئے گئے تھے سب جھوٹی باتیں ہیں عذاب وغیرہ کا ڈھکوسلہ صرف ڈرانے کے لئے تھا کچھ بعید نہیں کہ ایسی مایوس کن اور اضطراب انگیز حالت میں انبیاء کے قلوب میں بھی یہ خیالات آنے لگے ہوں کہ وعدہ عذاب کو جس رنگ میں ہم نے سمجھا وہ صحیح نہ تھا یا وساوس و خطرات کے درجہ میں بے اختیار یہ وہم گزرنے لگے ہوں کہ ہماری نصرت اور منکرین کی ہلاکت کے جو وعدے کئے گئے تھے کیا وہ پورے نہ کئے جائیں گے؟ جیسے دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:۱۱) جب مجرمین کی بے خوفی اور انبیاء کی تشویش اس حد تک پہنچ گئی اس وقت ناگہاں آسمانی مدد آئی۔

اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمت و مہربانی سے مایوس ہونا کفر ہے لیکن ظاہری حالات و اسباب کے اعتبار سے ناامیدی کفر نہیں یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز کی طرف سے جہاں تک اسباب ظاہری کا تعلق ہے مایوسی ہے لیکن حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے مایوسی نہیں۔ آیت میں یہ ہی مایوسی مراد ہے جو ظاہری حالات و آثار کے اعتبار سے ہو ورنہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کب مایوس ہو سکتے ہیں' کفر کا وسوسہ کفر نہیں نہ کسی درجہ میں ایمان یا عصمت کے منافی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم اپنے دلوں میں ایسی چیزیں بے اختیار پاتے ہیں جن کے زبان پر لانے سے ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں تو آپ نے فرمایا کیا واقعی ایسا پاتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں تو آپ نے فرمایا ذاک صریح الایمان یہ تو کھلا ہوا ایمان ہے۔ کذبوا میں دو قرأتیں ہیں ایک تکذیب سے ماضی مجہول اور دوسری کذب مجرد سے ماضی مجہول پہلی قرأت کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے انبیاء کرام نے اپنی قوموں کو پیغام توحید دیا یہاں تک کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور ان پر بہت مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اور وہ بہت دیر تک رہیں اور (بقیہ صفحہ 866 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ
اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو
اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
پھر تخت پر جیٹھا اور سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے
كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ
ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور نشان
الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ
مفصل بتلاتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو ف۱ اور وہی اللہ
مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ
جس نے زمین کو پھیلایا ہے اور اس پر پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور زمین میں
كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی
ہر قسم کے پھل دو قسم کے بنائے وہی رات
الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
کو دن پر پردہ کر دیتا ہے۔ بیشک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سے دلائل ہیں ف۲
وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ
زمین میں مختلف ٹکڑے قریب قریب ہیں اور انگوروں کے باغ اور
زَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ
کھیتی اور کھجوروں کے درخت بعض ایک تنا کے بعض الگ الگ ایک ہی
وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ
پانی سے ان کو سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر مزہ میں برتری دیتے ہیں
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ
بیشک اس میں سمجھدار قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ف۳ اور اگر تو ان کی باتوں سے متعجب ہے
فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ
تو ان کی باتیں ہی عجیب ہیں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہم ایک
جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
نئی پیدائش میں ہوں گے۔ ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار سے منکر ہیں انہی کی

(منزل ۴)

ف۱: ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں کہ آسمان زمین پر مثل قبے کے یعنی بغیر ستون کے ہے قرآن کے طرز عبارت کے لائق بھی یہی بات ہے اور آیت ﴿وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ﴾ (الحج: ٦٥) سے بھی یہی ظاہر ہے پس ترونها اس نفی کی تاکید ہوگئی یعنی آسمان بلا ستون اس قدر بلند ہے اور تم آپ دیکھ رہے ہو یہ کمال قدرت ہے ترونها کی ضمیر مؤنث السموت کی طرف لی گئی ہے لیکن جائز ہے کہ عمد کی طرف بھی لی جائے اس صورت میں نفی عما کی نہیں بلکہ رویت عمد کی رہے گی یعنی آسمانوں کے لئے ستون ہیں جو تمہارے لئے غیر مرئی ہیں۔

مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ آسمان کے ستون ہیں لیکن تو یہ ستون نہیں دیکھ سکتا۔ اس صورت میں قانون کشش وغیرہ جس نام سے بھی سائنس تو جیہات پیش کرے وہ سب اس آیت کے ماتحت غیر مرئی کے عموم میں داخل ہو جائیں گے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آسمان کو قائم رکھنے والے اصلی ستون حق تعالیٰ کی قوت حفظ و تدبیر ہیں اور یہ تمہارے لئے غیر مرئی ہیں۔

ف۲: اوپر کی آیت میں عالم علوی کا بیان تھا یہاں عالم سفلی کا ذکر ہو رہا ہے زمین کو طول و عرض میں پھیلا کر اللہ تعالیٰ ہی نے بچھائی ہے اس میں مضبوط پہاڑ بھی اسی کے گاڑے ہوئے ہیں اس میں دریاؤں اور چشموں کو بھی اسی نے جاری کیا تاکہ مختلف شکل و صورت' مختلف رنگ' مختلف ذائقوں کے پھول اور پھلوں کے درخت اس سے سیراب ہوں' جوڑے جوڑے میوے اس نے پیدا کئے یعنی چھوٹا بڑا کھٹا میٹھا سیاہ سفید اور گرم سرد۔ اور جدید تحقیق کے موافق ہر ایک میں نر و مادہ بھی پائے جاتے ہیں۔ سائنسی تحقیقات سے آج یا آگے چل کر جس جس قسم کا بھی تعلق زوجیت پھلوں کے درمیان منکشف ہو سب آیت کے تحت میں آ جائے گا مدامتدار سے زمین کی کرویت کا انکار ہرگز لازم نہیں آتا' اصلی شکل جو کچھ بھی ہو قرآن مجید کو اس سے مطلق بحث نہیں بشری آنکھ کو بہرحال پھیلی ہوئی اور مسطح ہی نظر آتی ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں چونکہ یہ کرہ ہے نہایت ہی عظیم جسامت رکھنے والا اس لئے بشری آنکھ کے سامنے اس کا جتنا ٹکڑا آتا ہے مسطح ہی نظر آتا ہے اور اس کی کرویت غیر مشاہد رہتی ہے۔ یہ قدرت کی نیرنگیاں ایک ہوشیار شخص کے لئے غور و فکر اور عبرت کا سامان ہیں اور فاعل مختار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بڑا زبردست پتہ دیتی ہیں۔

ف۳: زمین کے ٹکڑے ملے جلے ہوئے ہیں پھر قدرت کو دیکھئے کہ ایک ٹکڑے سے تو پیداوار ہو اور دوسرے سے کچھ نہ ہو ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ ایک ہی سورج کی شعاعیں سب کو پہنچتی ہیں اور ایک ہی ہوا سب پر چلتی ہے اس کے باوجود اس قدر مختلف پھل پھول لاتے ہیں اور باہم پیداوار کی کمی زیادتی کا اتنا فرق ہوتا ہے کہ جو دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ حاصل یہ کہ موثرات مادی ایک ہی ہوتے ہیں اور پھر بھی اثرات مختلف ہوتے ہیں طبیعت ایک اور حکم مختلف' یہ سب اس لئے کہ فاعل حقیقی کوئی اور ہی ہے۔

اس میں رد آ گیا ان نیچری مذاہب کا جو کائنات کو محض قوانین طبعی کا بغیر کسی قانون ساز کے مقید و محکوم سمجھتے ہیں۔ غور و فکر کرنے والے ان نشانوں کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ ایک ہی ابر رحمت کی آبیاری یا ایک ہی آفتاب ہدایت کی موجودگی میں انسانوں کے مادی و روحانی احوال کا اختلاف بھی کچھ مستبعد اور مستنکر نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنم میں جائیں گے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ
اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ف۱ اور بھلائی سے پہلے تجھ سے
قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ
برائی کی درخواست کرتے ہیں ان سے پہلے کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ
تیرا پروردگار باوجود لوگوں کے ظلم کے لوگوں پر بڑا ہی بخشنے والا ہے
اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اور تیرے پروردگار کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ ف۲ اور کافر کہتے
كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ اِنَّمَآ
ہیں کہ کیوں اس رسول پر اللہ کی طرف سے کوئی نشان نہیں اترا تو تو
اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
صرف ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی گذرے ہیں۔ ف۳ اللہ ہر ایک
تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۗ
مادہ کے حمل کو جانتا ہے اور جس قدر رحم سکڑتے ہیں اور جس قدر بڑھتے ہیں سب کو جانتا ہے
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ
ہر ایک چیز اس کے نزدیک اندازہ سے ہے۔ وہ غائب اور
الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ
حاضر کو جاننے والا بڑا ہی عالیشان ہے۔ ف۴ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے
الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَ
یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ کر رہے یا
سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ
دن دہاڑے راہ چلے سب برابر ہیں۔ ہر انسان کے لئے اللہ کی طرف سے آگے
مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
پیچھے آنے والے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ

ف۱: اے نبی آپ مشرکین کی اس حرکت پر تعجب کرتے ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے انکار کرنا بھی کم قابل تعجب نہیں۔ یعنی اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہوگی کہ جس نے پہلے ایک چیز کو بنایا تو وہ دوبارہ اس کے بنانے پر قادر نہ ہو۔ گویا یہ لوگ بعث بعد الموت کا انکار کر کے اللہ رب العزت کی شہنشاہی سے منکر ہیں تو ایسے باغیوں کا انجام یہ ہی ہونا ہے اور ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر ابدی جیل خانہ میں ڈال دیئے جائیں گے جو درحقیقت ایسے ہی مجرموں کے لئے بنایا گیا ہے۔

ف۲: بوجہ اپنے کفر و انکار کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آنا محال سمجھ کر اس قدر نڈر اور بے خوف ہو گئے تھے کہ عذابوں کے اترنے کی آرزو اور طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے پہلے کے ایسے لوگوں کی مثالیں ان کے سامنے ہیں تاریخ کی شہادت انہیں خود مل سکتی ہے کہ مکذب و آخرت فراموش قوموں کی کیسی کیسی حیرتناک بربادیاں اس دنیا میں واقع ہو چکی ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے کہ گناہ دیکھتا ہے اور فوراً نہیں پکڑتا ورنہ روئے زمین پر کسی کو چلتا پھرتا نہ چھوڑے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ عذاب پر قدرت نہیں رکھتا حتیٰ کہ جب مظالم اور شرارتوں کا سلسلہ حد سے گزر جاتا ہے تو اس وقت تباہ کن عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

ف۳: قرآن مجید نے پورا پورا جواب عجوبہ پرستوں کو دے دیا کہ یہ نادان لوگ رسول کی صداقت کا معیار فرمائشی خوارق و معجزات کو سمجھ رہے ہیں حالانکہ رسول کا کام سرکشوں کو ڈرانا اور انہیں راہ بتانا ہے نہ کہ ہر فرمائشی معجزہ کی تعمیل کرتے رہنا۔ پہلے خاص خاص قوم کے ہادی تھے لیکن آپ دنیا کی ہر قوم کے لئے ہیں ہادی عام اور وسیع ہیں نبی کا مترادف نہیں ہے اس کے تحت میں نبی اور نائبان نبی سب ہی آ جاتے ہیں جن لوگوں نے اس آیت سے ہندوستان میں کسی نبی کا آنا لازمی قرار دیا ہے ان کا استدلال قوی نہیں البتہ احتمال کے درجہ میں اس کا مان لینا ضروری ہے۔

ف۴: غائب اور ازداد دونوں لازم اور متعدی بن سکتے ہیں لازم ہونے کی صورت میں لامحالہ ما مصدریہ ہوگا اور اگر متعدی ہوں تو ما مصدریہ موصولہ یا موصوفہ ہوگا۔

رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں کمی بیشی یا پیٹ کیا گھٹاتے ہیں اس سے مراد حمل کا ساقط ہو جانا ہے دیکھ لو کوئی عورت دس مہینے لیتی ہے کوئی نو ماہ اور نو ماہ سے گھٹتا یا نو ماہ سے بڑھ جانا اللہ کے علم میں ہے۔

پیٹ کے گھٹنے بڑھنے کے تمام اسرار و اسباب اور اوقات و افعال کو پوری طرح جانتا ہے اور اپنے علم محیط کے موافق ہر چیز کو ہر حالت میں اس کے اندازہ اور استعداد کے موافق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی اچھا ہے یا برا۔ نیک ہے یا بد عمر والا ہے یا بے عمر کا؟ ادھورا ہے یا پورا وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ھو اعلم بکم وہ بخوبی جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل بھی ہے اور محیط بھی اور ہر ہر جزئیہ اور سارے مخفیات و مغیبات پر شامل ہے۔ اس میں رد ہے ان جاہلی مذہبوں کا جن میں اللہ کا علم ناقص یا صرف کلیات کا مانا گیا ہے۔ غرض علم الٰہی کی لامحدود وسعت و احاطہ کا بیان ہوا یعنی دنیا کی کوئی کھلی چھپی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور تمام عالم اس کے زیر تصرف ہے۔

ف۵: جو بات تم دل میں چھپاؤ یا آہستہ کہو اور جو اعلانیہ پکار کر کہو نیز جو کام رات کے اندھیرے میں چھپ کر کرو اور جو دن دہاڑے برسر بازار کرو دونوں کی حیثیت علم الٰہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ
کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں
اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ
اور جب خدا کسی قوم کے حق میں برائی چاہتا ہے تو وہ کسی طرح نہیں ٹلتی اور نہ ہی اللہ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
کے سوا ان کا کوئی والی ہے۔ ف۱ اللہ وہی ہے جو ڈر سے اور طمع سے
وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ
تم کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور گرج اس کی
بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ
پاکی سے تعریف کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح پڑھتے ہیں وہی
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ
بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے وہ اللہ کے بارے میں
فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ
جھگڑتے ہیں حالانکہ اس کے داؤ بڑے مضبوط ہیں۔ ف۲ اسی کی پکار سچی ہے
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ
اور جو لوگ اس کے سوا اوروں سے دعائیں کرتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کو ذرہ بھر بھی
بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا
قبول نہیں کرسکتے بالکل اس کی طرح جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں
هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝
کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے وہ نہ پہنچے گا اور کافروں کی دعائیں سراسر گمراہی میں ہیں۔
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ
اور اللہ کی فرمانبرداری تمام آسمان والے اور زمین والے خوشی
كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ
اور ناخوشی سے کر رہے ہیں اور ان کے سایہ بھی صبح و شام اطاعت کرتے ہیں۔ ف۳ تو پوچھ کہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ
آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار کون ہے تو کہہ اللہ ہی ہے تو کہہ کیا پھر بھی تم نے

سَنَقْرَأُ

کے اعتبار سے یکساں ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کو تین قسم کے آدمیوں پر مشتمل بتایا ہے من اسر القول (جو بات کو چھپائے) من جھربہ جو ظاہر کرے من ھو مستخف باللیل و سارب بالنھار جو اپنا کام رات کو چھپائے مثلاً شب کو چوری کرے اور دن کو ظاہر کرے مثلاً دن میں نمازیں پڑھے یہ تمام اللہ تعالیٰ کو یکساں طور پر معلوم ہے۔

.....

ف۱: اللہ تعالیٰ کے فرشتے بطور نگہبان اور چوکیدار کے بندوں کے اردگرد مقرر ہیں جو انہیں آفتوں اور تکلیفوں سے (بحکم الٰہی) بچاتے رہتے ہیں جیسے کہ اعمال پر نگہبان فرشتوں کی اور جماعت ہے جو باری باری لگاتار متواتر (ناغہ نہیں کرتے) آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور دو فرشتے انسان کے دائیں بائیں اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ دائیں جانب والا نیکیاں اور بائیں جانب والا بدیاں لکھتا ہے اسی طرح دو فرشتے اس کے آگے پیچھے ہیں جو اس کی حفاظت و حراست کرتے رہتے ہیں پس ہر انسان ہر وقت چار فرشتوں میں رہتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں رات اور دن کے فرشتے پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں اور ان کا میل (ملاقات) صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے ساتھ ہیں جو سوائے پاخانے اور جماع کے وقت کے تم سے علیحدہ نہیں ہوتے پس جب اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان بندے کو پہنچانا منظور ہوتا ہے (بقول ابن عباسؓ) محافظ فرشتے اس کام کو ہو جانے دیتے ہیں۔

جس طرح اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی عام عادت ہے کہ جو چیز پیدا کرنا چاہے اس کے ظاہری اسباب مہیا کر دیتا ہے ایسے ہی اس نے کچھ باطنی اسباب و ذرائع پیدا کئے ہیں جن کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھتیں ہیں لیکن مشیت الٰہی کا نفاذ ان کے واسطہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے اور جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی اور نہ ہی کسی کی مدد اس وقت کام دیتی ہے۔ اس تغیر کی نسبت فاعلی قوم کی طرف کر کے اس کا اظہار کر دیا کہ یہ تبدیلیاں قوم کے اپنے قصد وعمد اور اختیار سے ہوتی ہیں اور اگر کوئی تبدیلی کسی قوم میں کسی مجبوری یا اضطرار یا لاعلمی کے نتیجہ کے طور پر ہو جائے تو اس پر یہ گرفت نہیں۔

ف۲: عرب کے مشرکوں بے دینوں کی بدذاتی کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ ایک شخص کے سمجھانے کیلئے نبی ﷺ نے چند ایک صحابہ کو بھیجا جب انہوں نے اسے وعظ کیا تو وہ شخص نہایت سرکشی اور تکبر سے بولا کہ جس اللہ کی طرف تم مجھے بلاتے ہو وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے چاندی سے یا سونے سے؟ صحابہ کو اس کا یہ لفظ نہایت ہی ناگوار گزرا۔ چنانچہ وہ وہاں سے واپس آئے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسی طرح اسے سمجھاؤ وہ بدذات پھر اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ سرکشی سے پیش آیا۔ تیسری دفعہ پھر آپ نے صحابہ کو بھیجا تو اس نالائق نے پھر وہی کلمات بکے اتنے میں ابھی صحابہ کرامؓ اس کے مکان پر ہی بیٹھے تھے کہ بادل آیا گرجا اور بجلی اس پر گری جس سے وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور صحابہؓ جو اس کے مکان پر گئے تھے بڑی خوشی سے ظالم کی ہلاکت کی خوشخبری لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آگے سے ان کو دوسرے چند صحابہ ملے اور انہوں نے بتلایا کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو گیا انہوں نے جو اس کے مکان سے آ رہے تھے پوچھا کہ تم کو کس نے بتلایا انہوں نے کہا کہ حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے ہمیں بتلایا سچ ہے، (بقیہ صفحہ 866 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ
اللہ کے سوا ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي
تو پوچھ اندھا اور سوانکھا برابر ہیں یا اندھیرے اور روشنی
الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
برابر ہوتے ہیں جن لوگوں کو انہوں نے اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے کیا انہوں نے
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ
بھی اللہ جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ مخلوقات ان پر مشتبہ ہوگئی ہیں تو کہہ کہ اللہ ہی سب چیزوں کا
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے۔ فل وہی اوپر سے پانی اتارتا ہے
مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ
جس سے ندی نالے اپنی اپنی قدر موافق بہتے ہیں پھر بہتا ہوا پانی جھاگ
زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ
کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور کھٹالیوں میں لوگ زیور یا سامان بنانے
ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ
کے لئے آگ جلایا کرتے ہیں اس میں سے بھی اسی طرح جھاگ آ جایا کرتا ہے اسی طرح اللہ
اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ
سچ اور جھوٹ بتلاتا ہے پھر جھاگ تو بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو
وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ
نفع دیتا ہے وہ زمین پر ٹھہرا رہتا ہے اسی طرح اللہ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ
لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بتلاتا ہے۔ فل جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں
الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا
انہیں کے لئے بہتری ہے اور جو لوگ اس کا کہا نہیں مانتے اگر دنیا کا تمام
فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ
مال اور اسی جتنا اور ان کو میسر ہوسکے تو بدلے میں دے دینا منظور کریں گے

ف: یہاں جس شرک کی تردید کی گئی ہے وہ ہے اللہ کے سوا کسی کو ''ولی'' بمعنی کارساز (کام بنانے والا) ٹھہرانا۔ یعنی کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ گو وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے مگر نفع یا نقصان پہنچانا اس کے اختیار میں ہے اور غیبی طریقہ پر وہ ہماری مدد کرسکتا ہے۔ یہ تصور سراسر باطل اور یہ عقیدہ سراسر مشرکانہ ہے کیونکہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو درحقیقت نفع یا نقصان پہنچانے والا ہو۔ یہ عقیدہ جس کے بارے میں بھی رکھا جائے شرک ہی ہے خواہ وہ بت ہو یا درخت' روح ہو یا فرشتہ اور نبی ہو یا ولی اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کو خدا یا رب کہہ کر پکارا جائے بلکہ اس کو اس معنی میں ولی (کارساز) قرار دینا ہی اس کو خدا بنا لینا ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو صرف خدا کے ساتھ کیا جانا چاہئے وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔

قرآن ایسے لوگوں سے پوچھتا ہے کہ جب کائنات کا رب اللہ ہی ہے تو یہ کارساز (ولی) کس طرح بنے؟

زمین اور آسمان کا رب اور مدبر اللہ ہی ہے اس کے باوجود بھی لوگ اولیاء کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ وہ سب عاجز بندے ہیں' ان کیلئے تو کیا وہ خود اپنے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ پس یہ لوگ اور اللہ کے عابد بندے یکساں نہیں ہو سکتے یہ تو اندھیروں میں ہیں۔ اور اللہ کے بندے نور میں ہیں جتنا فرق اندھے اور دیکھتے میں ہے جتنا فرق اندھیروں اور روشنی میں ہے اتنا ہی فرق ان دونوں میں ہے' یعنی موحد ومشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں اور توحید وشرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور کا ظلمت سے تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیروں میں پڑا ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحد پہنچتا ہے جو فہم وبصیرت اور ایمان وعرفان کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے؟ ہرگز دونوں ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

اور اس آیت میں رد آ گیا آج کے ان روشن خیالوں کا جو دنیا کے ہر مذہب کو یکساں سمجھتے ہیں اور ان آزاد خیالوں کا جو فلاح دنیوی کے لئے ایمان کی شرط غیر ضروری جانتے ہیں۔

ف: حق وباطل کے فرق، حق کی پائیداری اور باطل کی بے ثباتی کی یہ دو مثالیں بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ بادلوں سے بارش برساتا ہے اور چشموں دریاؤں نالیوں وغیرہ کے ذریعے برسات کا پانی بہنے لگتا ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ' کوئی چھوٹی کوئی بڑی یہ مثال ہے دلوں کی اور ان کے تفاوت کی کوئی آسمانی علم بہت زیادہ لیتا ہے کوئی کم' پانی جب زمین پر رواں ہوا تو مٹی اور کوڑا کرکٹ ملنے سے گدلا ہوگیا۔ پھر پانی کی اس رو پر میل کچیل اور جھاگ پھول کر اوپر آ جاتا ہے۔

دوسری مثال سونے چاندی لوہے تانبے کی ہے کہ اسے آگ میں جلایا' گرم کیا جاتا ہے سونا چاندی زیور کے لئے لوہا تانبا برتن وغیرہ کے لئے ان میں بھی جھاگ ہوتے ہیں تو جیسے ان دونوں چیزوں کے جھاگ مٹ جاتے ہیں اسی طرح باطل جو کبھی حق پر چھا جاتا ہے آخر چھٹ جاتا ہے اور حق نتھر آتا ہے جیسے پانی نتھر کر صاف ہو کر رہ جاتا ہے اور جیسے چاندی سونا وغیرہ تپا کر کھوٹ سے الگ کر لئے جاتے ہیں اب سونے چاندی وغیرہ سے تو دنیا نفع اٹھاتی رہتی ہے اور اس پر جو کھوٹ اور جھاگ آ گیا تھا اس کا نام ونشان بھی نہیں رہتا گو کہ چند لمحوں کیلئے باطل اونچا اور پھولا ہوا نظر آئے لیکن آخر کار باطل کو منتشر کر کے حق ہی ظاہر وغالب ہو کر رہے گا' کسی مومن کو باطل کی عارضی نمائش سے دھوکا نہ کھانا چاہیے اور اسی طرح کسی انسان کے دل میں جب حق اتر جائے کچھ دیر کے لئے اوہام ووساوس زور شور دکھلائیں تو گھبرانے کی بات نہیں تھوڑی دیر میں یہ ابال بیٹھ جائے گا اور خالص حق ثابت ومستقر رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَ
انہیں کے لئے برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور
بِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
بہت بری جگہ ہے- ف۱ کیا پھر جو لوگ تیری طرف نازل شدہ کلام کو
مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
حق جانتے ہیں وہ اندھوں کی طرح ہیں؟ اور عقلمند لوگ ہی
اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا
نصیحت پاتے ہیں- ف۲ جو اللہ کے وعدوں کو پورا کرتے ہیں اور
يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
عہد شکنی نہیں کرتے- اور اللہ نے جن تعلقات کو
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ
جوڑنے کا حکم دیا ہوا ہے ان کو ملاتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور وہ حساب کی
الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ
خرابی سے خائف رہتے ہیں- اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچتے رہتے ہیں
وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى
اور برائی کے بجائے نیکی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے انجام
الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
بخیر ہے- ف۳ ہمیشہ کے باغ میں وہ داخل ہوں گے جن میں وہ اور جو ان کے
اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ
بزرگوں اور بیوی بچوں میں سے صالح ہوں گے اور
عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۭ فَنِعْمَ
فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے- ہمیشہ تم پر سلامتی ہے کیونکہ دنیا میں تم نے صبر کیا
عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ
پس انجام بخیر ہوا- ف۴ اور جو لوگ اللہ کے ساتھ مضبوط عہد کے پیچھے بھی

ف۱: نیک اور برے لوگوں کا انجام بیان فرمایا کہ جو اللہ اور رسول کو ماننے والے احکام کے پابند خبروں پر یقین رکھنے والے تو نیک بدلے پائیں گے اور جو لوگ اللہ کی باتیں نہیں مانتے یہ قیامت کے دن ایسے عذابوں کو دیکھیں گے کہ اگر ان کے پاس ساری زمین بھر سونا ہو تو وہ اپنے فدیے میں دینے کو تیار ہو جائیں گے بلکہ اس جتنا اور بھی مگر بروز قیامت نہ فدیہ ہوگا نہ بدلہ نہ عوض اور نہ معاوضہ بلکہ ان سے سخت باز پرس ہوگی اور یہ حساب میں پورے نہ اتریں گے اور عذاب ہوگا ٹھکانا ان کا جہنم ہوگا جو کہ بدترین جگہ ہوگی۔

ف۲: مومن اور کافر کا انجام الگ الگ ذکر فرمانے کے بعد خبردار کیا گیا کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک بالکل اندھا جسے کچھ بھی نظر نہ آئے اور وہ یونہی اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہا ہو اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جس کی دل کی آنکھیں کھلی ہوں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہو۔ یہاں استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے جیسے فرمان ہے کہ دوزخی اور جنتی برابر نہیں جنتی خوش نصیب ہیں بات یہ ہے کہ بھلی سمجھ سمجھداروں کی ہی ہوتی ہے اولو الباب یا صاحبان فہم خالص وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی عقل پر تعصبات یا جذبات عناد وغیرہ کو غالب نہیں آنے دیتے یہی فرق ہے لب اور مطلق عقل کے درمیان قیل ھو ما ذکی من العقل فکل لب عقل و لیس کل عقل لبا (راغب) علماء نے یہیں سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ عقل معتبر عقل معاد ہی ہے وہی جو تصحیح کرتی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل (عقل مند) کہنے کے قابل ہے اگرچہ وہ امور دنیوی میں ناواقف ہی ہو۔

ف۳: عہد سے مراد وہ اوامر و نواہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارے ہیں اور میثاق سے وہ وعدہ مراد ہے جو میثاق کے دن لیا گیا۔ قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاء عہد اور میثاق کا ذکر بیس سے زائد آیات میں فرمایا ہے اور وصل ما امر بہ سے ہر وہ چیز مراد ہے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور جس کے قطع کرنے سے منع فرمایا ہے جیسے حقوق اللہ اور حقوق العباد اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمام نازل کی گئی کتابوں اور بھیجے گئے رسولوں پر بلا تفریق ایمان لانا ہے اور اس میں رشتوں کا ملانا بطریق اولیٰ داخل ہے۔ حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیکی اور رشتوں کا ملانا قیامت کے حساب کو ہلکا کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی والذین یصلون سے سوء الحساب تک۔ اور خشیت سے مراد وہ خوف ہے جو امر واجب کرائے اور حرام سے بچائے صبر سے مراد بجا آوری امور پر صبر کرنا اور نہی سے اجتناب کرنا ہے۔ یعنی دین حق پر ہر طرح کی جسمانی صعوبتوں اور دماغی پریشانیوں کے باوجود قائم رہتے ہیں اس صبر کے عموم میں ہر قسم کے احکام تشریعی اور مصائب تکوینی پر صبر شامل ہے اور ان کے صبر و ثابت قدمی سے مقصود دنیوی ناموری یا اور کچھ نہیں ہوتا بلکہ محض اجر و رضائے الٰہی ہی مقصود رہتا ہے اور یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی خطاؤں اور لغزشوں کو نیکیاں کر کے مٹاتے رہتے ہیں۔

ف۴: آباء کے لفظ سے یہاں صرف باپ ہی مراد نہیں بلکہ اس میں امہات (مائیں) بھی شامل ہیں جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سنائی کہ ایسے کاملین جن کے خصال اوپر بیان ہوئے جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ بھی حاصل ہوگی کہ وہ اور ان کے ماں باپ اولاد بیویاں جو بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے سب اکٹھے رہیں گے حتیٰ کہ ان (بقیہ صفحہ 867 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ

وعدہ خلافی کرتے ہیں اور جن تعلقات کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے' ان کو توڑتے ہیں

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور انہی

سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

کو انجام بد ہے۔ ف۱ اللہ جس کے حق میں چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جسکے حق

يَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

میں چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور دنیا کی زندگی سے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ پر محض بے حقیقت شے ہے۔ ف۲ اور کافر کہتے ہیں

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ

کہ کیوں اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اترتا تو کہہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ

يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کر دیتا ہے اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے ف۳ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے تسلی پاتے ہیں سن رکھو کہ دل اللہ کے ذکر سے

تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تسلی پایا ہی کرتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ

ان کے لئے خوشحالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے ف۴ اس لئے ہم نے تجھے اس قوم میں رسول کر کے

اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ

بھیجا ہے جس سے پہلے کئی پشتیں ان کی گذر گئی ہیں تاکہ جو تیری طرف

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ

ہم نے وحی کیا ہے تو ان کو پڑھ کر سنائے اور وہ رحمٰن سے انکاری ہیں تو کہہ

هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

وہ میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میرا بھروسہ اسی پر ہے اور اسی کی

(بقیہ حاشیہ ۳)

چیزوں سے اس طرح فائدہ اٹھاؤ کہ جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے' جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا۔

ف۳: یعنی اس نبی پر ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھتے تھے مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ پکڑی ہوئی تھی کہ جو ہم کہتے ہیں وہ نشان دکھاؤ' مثلاً مکہ کے پہاڑوں کو ذرا اپنی جگہ سے ہٹا دو' کھیتی باڑی کے لیے زمین وسیع کر دو یا زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو یا ہمارے پرانے بزرگوں کو دوبارہ زندہ کر کے ہم سے بات چیت کرا دو۔ غرض کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم کو ایمان لانے پر مجبور کر دے' ان کا مزید معجزات کا مطالبہ محض عناد و مکابرہ کی بنا پر تھا اس (بقیہ صفحہ 867 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اب یہاں اولو الالباب کے مقابلہ میں نافہم' کج فہم بد بختوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ نیک بختوں کے مقابلہ میں بدبختوں کی عادات و خصائل اور آخری انجام بتایا کہ ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بد عہدی کریں یہ لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم ہے انہیں توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کا خیال نہیں رکھتے یہ لعنتی گروہ برے انجام والا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں چھ خصلتیں ہیں جو منافقین سے اپنے غلبہ کے وقت ظاہر ہوتی ہیں باتوں میں جھوٹ' وعدہ خلافی' امانت میں خیانت' اللہ کے عہد کو توڑ دینا' جن چیزوں کے ملانے کا حکم ہے ان کو توڑنا' ملک میں فساد پھیلانا دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رکنا۔ الغرض حقوق اللہ اور حقوق العباد سب میں شریعت الٰہی کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں ان کے عقائد شرکیہ اور اعمال شرک و فسق سے ملک میں ہر طرح کی ابتری ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے۔

ف۲: بعض گم کردہ راہ قوموں اور فرقوں نے حق و باطل کا معیار معیشت کی خوشحالی و فارغ البالی اور تنگ دستی اور بدحالی کو سمجھا ہے یہاں اس کی پوری تردید ہو رہی ہے۔ روزی میں کشادگی اور تنگی یہ سب کچھ حکمت و عدل سے ہو رہا ہے دنیا کی عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ جس کو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے رزق اور پیسہ زیادہ دے رکھا ہے وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہو' بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں تنگی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور مردود اور مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے وہ مزے اڑاتے ہیں تو یہ دلیل ہے اس کی کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا پورا صلہ ملے گا۔ بہر حال دنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں ہے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے' یہ نہایت ناپائیدار اور حقیر چیز ہے اور آخرت بہت بڑی اور بہتر چیز لیکن عموماً لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اسے کوئی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی آتا ہے؟ جتنا یہ پانی سمندر کے مقابلے پر ہے اتنی ہی دنیا آخرت کے مقابلہ میں ہے۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک چھوٹے چھوٹے کانوں والی بکری کے مرے ہوئے بچے کو دیکھ کر فرمایا جیسا یہ ان لوگوں کے نزدیک ہے جن کا یہ تھا اس سے بھی زیادہ بیکار اور ناچیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ساری دنیا ہے (مسلم) متاع کی تنوین اس دنیا کے تھوڑے اور حقیر ہونے کے لیے ہے۔ اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ دنیا کی طرف جھکنا اور اسی کا ہو جانا اور اس پر خوش ہونا حرام ہے عقلمند کو چاہیے کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے۔ درحقیقت دنیا آخرت کی کھیتی ہے دنیا بذات خود کوئی مقصود نہیں ہے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَتَابِ ۞ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

طرف میرا رجوع ہے۔ ف۱ اور اگر قرآن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلائے جائیں

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

یا زمین چیری جائے یا مردے بلائے جائیں بلکہ

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ

اختیار سب کاموں کا اللہ ہی کو ہے تو کیا ابھی مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اگر

يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ

اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کردیتا۔ ف۲ اور جو لوگ منکر ہیں ان کی کرتوتوں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ

کے عوض ان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہے گی یا ان کی بستیوں سے قریب

قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قریب نازل ہوتی رہے گی جب تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے گا اللہ وعدہ خلافی

لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ ۞

کبھی نہیں کرے گا۔ ف۳ تجھ سے پہلے کئی ایک رسولوں سے ہنسی اڑائی گئی

قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ

پھر میں (اللہ) نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میرا

كَانَ عِقَابِ ۞ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا

عذاب کیسا ہوا؟ کیا جو اللہ ہر نفس کے اعمال پر قادر ہے

كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ

اور انہوں نے اللہ کے ساجھی ٹھہرا رکھے ہیں تو کہہ ان کا نام تو متعین کرو کیا

تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ

اللہ کو ایسے امور سے اطلاع دینا چاہتے ہو جن کو وہ زمین میں نہیں جانتا یا نری

الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا

بے اصل باتیں بنا رہے ہو بلکہ کافروں کو اپنی چالاکیاں بھلی معلوم ہوں اور وہ

عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۞

راہ سے رکے ہوئے ہوں اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کے لئے کوئی بھی ہادی نہیں ہوسکتا۔ ف۴

منزل ۳

ف: یعنی جس طرح ہم اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کامیابی کی راہ دکھاتے ہیں اسی طرح اس امت کی رہنمائی کے لیے ہم نے تجھے مبعوث کیا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا پیغام سنادیں اور وہ پیغام لا الہ الا ھو اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ جس طرح پہلی امتوں نے اپنے اپنے نبی کی تکذیب کی اسی طرح آپ کو بھی جھٹلایا گیا تو آپ کو تنگ دل نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں ان جھٹلانے والوں کو ان لوگوں کا انجام دیکھنا چاہیے جو ان سے پہلے تھے کہ عذاب الٰہی نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ھم یکفرون الرحمن میں کفر سے مراد کفران نعمت ہے یعنی اللہ رحمٰن نے ان کے پاس نبی بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کیلئے دینی و دنیاوی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا نہ کیا اور انہیں نہ مانا یا کفر سے مراد انکار ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کا انکار کرتے ہیں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ (الفرقان:۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مشرکین سے فرمایا رحمٰن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمٰن کون ہے؟ جسے ہم سجدہ کریں۔

ف۲: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے نبی ﷺ سے کہا اگر آپ پہاڑ یہاں سے ہٹوا دیں اور یہاں کی زمین زراعت کے قابل ہو جائے اور جس طرح سلیمان علیہ السلام زمین کا سفر ہوا سے طے کراتے تھے آپ بھی کرا دیجیے یا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ بھی کر دیجیے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لو کلمہ شرط ہے اور اس کی جزا محذوف ہے یعنی لایومنون اسلوب بلاغت ہے خصوصاً قرآن مجید میں اسی قسم کے محذوفات عام ہیں۔ قرآن سے مراد عام کتاب ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں زبور پر لفظ قرآن کا اطلاق ہوا ہے یعنی اگر کوئی کتاب ایسی اتاری جاتی جس سے تمہارے فرمائشی نشان پورے ہو جاتے تو وہ سوائے اس قرآن کے اور کون سی ہو سکتی تھی؟ قرآن ایسی کتاب ہے جس نے روحانی طور پر پہاڑوں کی طرح جمے ہوئے لوگوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا' قلوب بنی آدم کی زمینوں کو پھاڑ کر معرفت الٰہی کے چشمے جاری کر دیئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے راستے برسوں کی بجائے منٹوں میں طے کرا دیئے' مردہ قوموں اور دلوں میں ابدی زندگی کی روح پھونک دی جب ایسے قرآن سے تم کو شفاء و ہدایت نصیب ہوئی تو بالفرض اگر تمہاری طلب اور خواہش کے مطابق یہ قرآن مادی و حسی طور پر بھی وہ سب چیزیں دکھلا دیتا جن کی فرمائش تم کرتے ہو تو پھر بھی تم سے کیا امید کہ تم ایمان لے آتے اور نئی حجتیں اور کج بحثیاں شروع نہ کرتے' تم ایسے ضدی اور سرکش واقع ہوئے ہو کہ کسی نشان کو دیکھ کر ایمان لانے والے نہیں' ضد اور عناد کی وجہ سے تمہارے دلوں پر جباریت کی مہر لگ چکی ہے اور تمہاری توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے' دیکھنے اور سننے کے لیے دل' آنکھیں اور کان دیئے ہیں اور حق سمجھانے کو انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں۔ ان تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے نہ دیکھے نہ سنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کے حق کو سننے اور سمجھنے کی توفیق ماؤف ہو جاتی ہے اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور اسی حالت کا نام مہر جباریت ہے' یہ جبر نہیں ہے کیونکہ جبر تو تب ہوتا کہ حق کو سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی اور حق پہچاننے کے وسائل مہیا نہ کیے جاتے۔ ایں نہ جبر و معنی جباریت معنی جباریت راز اریت (رومی) بعض مسلمانوں کو شاید خیال (بقیہ صفحہ 868 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ
ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے
وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ
اور نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ان کا نگہبان ہوگا- اس جنت کا نقشہ جس کا
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا
پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں ان کے پھل
دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۠ وَّعُقْبَى
اور بہار دائمی ہے یہ انجام تو پرہیزگاروں کا ہوگا اور کافروں کا انجام
الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ
جہنم کی آگ ہے- ف۱ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تیری طرف اتاری
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ
ہوئی کتاب سے خوش ہوتے ہیں اور بعض ان گروہوں میں اس کے بعض حصہ سے انکاری بھی ہیں
قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ
تو کہہ مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں
اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ
اسی کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے- ف۲ اور اسی لے
حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا
ہم نے اس کو عربی حکم اتارا ہے اور اگر فرضا بعد حصول علم تو ان کی
جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
خواہشوں پر چلا تو اللہ کے سوا نہ تیرا کوئی دوست ہوگا نہ
وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا
بچانے والا- ف۳ اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے ہیں اور
لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ
ان کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی- ف۴ اور کسی رسول کی شان نہیں کہ
يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝
اللہ کے حکم کے سوا کوئی نشان دکھلا سکے ہر کام کے لئے وقت لکھا ہوا ہے- ف۵

منزل ۴

ف۱: اہل حق اور اہل باطل کا انجام ایک دوسرے کے بالمقابل بیان فرمایا وبضدها تبين الاشياء یعنی کفر و ضلالت اور ایمان و ہدایت کا انجام بتا دیا ایک کا نتیجہ دائمی سکھ ہے اور دوسرے کا مستقل دکھ اور کسی کو اس بارے میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ جنت کی نہ تو کوئی نعمت فنا ہو گی اور نہ ہی کوئی راحت زائل ہوگی۔ نبی ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھی تو صحابہؓ نے پوچھا کہ کہ اے اللہ کے رسول ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کسی چیز کو گویا لینے کا ارادہ کیا پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پچھلے پاؤں پیچھے کو ہٹنے لگے یہ کیا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے جنت کو دیکھا اور چاہا تھا کہ ایک خوشہ توڑ لوں اگر لے لیتا تو رہتی دنیا تک وہ رہتا اور تم کھاتے رہتے نیز فرمایا جنتی خوب کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوک آئے گی نہ ناک کی رینٹھ نہ پیشاب اور نہ پاخانہ مشک جیسی خوشبو والا پسینہ آئے گا اور اسی سے کھانا ہضم ہو جائے گا جیسے سانس بے تکلف چلتا ہے اسی طرح تسبیح وتقدیس الہام کی جائے گی۔

ف۲: اگر غور سے دیکھا جائے تو اتنے سے فقرہ میں دین کی معتبر باتوں کے تمام مطالب آ گئے ہیں مثلاً توحید رسالت اور معاد تینوں بنیادی عقیدے امرت یعنی میرے پاس وحی سے حکم بھیجا ہے والیہ ادعوا اثبات رسالت اعبداللہ و لا اشرك به اثبات توحید الیہ مناب اثبات معاد ہے۔

ف۳: اے نبی (ﷺ)! تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا علم یعنی آسمانی وحی آ چکی اب بھی اگر بفرض محال تو نے ان کی خواہش کی ماتحتی کی ان کی تحریفات کے پیچھے چلا تو یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے تجھے کوئی بھی نہ بچا سکے گا اور نہ ہی کوئی تیری حمایت پر کھڑا ہو گا اللہ اکبر دائرہ عبدیت سے ذرہ بھر قدم باہر نکالنے کی گنجائش سید البشر سرور انبیاء ﷺ تک کو نہیں دی گئی۔ یا خطاب صرف نبی ﷺ کو ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے سنت نبویہ اور طریقہ محمدیہ کے علم کے بعد جو گمراہی والوں کے راستوں کو اختیار کریں ان علماء کے لیے اس آیت میں زبردست وعید ہے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی ﷺ جیسے آپ باوجود انسان ہونے کے اللہ کے رسول ہیں ایسے ہی آپ سے پہلے کے تمام رسول بھی انسان ہی تھے کھانا کھاتے تھے بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور بیوی بچوں والے تھے اور یہ عیالداری کمالات نبوت کے ذرا بھی منافی نہیں تو پھر بعض احمقوں کو آپ کے صاحب ازواج واولاد ہونے پر کیوں اعتراض ہو رہا ہے جب کہ سلسلہ رسالت بہت قدیم ہے آپ کا دعویٰ رسالت دنیا کی تاریخ میں کوئی انوکھا واقعہ نہیں نوحؑ، ابراہیم خلیلؑ، اسحاقؑ، اسماعیل، یعقوبؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، اور سلمانؑ یہ سب نبی تھے اور عیالدار تھے پھر آخر آپ کی عیالداری پر اعتراض کیوں؟ اس آیت میں بودھ مت مروجہ مسیحیت اور دوسرے مذاہب باطلہ کی تردید ہے جہاں خانہ داری اور عیالداری کی زندگی کو تقرب الٰہی اور اللہ تک پہنچنے کے منافی سمجھا گیا ہے۔ نیز اس آیت میں بڑی عبرت وبصیرت کا سبق ہمارے زمانے کے مجرد اور تارک الدنیا مشائخ اور اہل خانقاہ کے لیے ہے جنہوں نے شادی بیاہ بیوی اور اولاد کو کمالات ولایت وروحانیت کے منافی قرار دے لیا ہے۔

ف۵: آیت کے دو مختلف معنی ہیں ایک تو آیت قرآنی یا حکم الٰہی دوسرے نشانی یا معجزہ اور یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں یعنی کوئی رسول نہ اپنی طرف سے کوئی تنزیل الٰہی لا سکتا ہے اور نہ کوئی معجزہ اکابر مفسرین سے منقول بھی دونوں معنی ہیں لیکن جو آگے مضمون آ رہا ہے اس سے مناسب تر معنی آیت کتوبی وتنزیلی ہی کے ٹھہرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ معجزے ظاہر کرنا کسی نبی کے بس کی بات نہیں یہ اللہ عزوجل کے قبضے کی چیز ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ
اللہ ہی جس امر کو چاہتا ہے فنا کردیتا ہے اور جس امر کو چاہتا ہے موجود رکھتا ہے اور اصل
الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ
کتاب اسی کے پاس ہے۔ف۱ اور اگر ہم بعض امور جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا
تجھے بھی دکھادیں یا تجھے فوت کرلیں تو تیرے ذمہ صرف
الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
تبلیغ ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔ف۲ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے
مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ
دبائے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کی اپیل سننے والا کوئی نہیں
وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ
اور وہ جلد بدلہ دے سکتا ہے۔ف۳ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی
قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ
داؤ بازیاں کی تھیں کیونکہ تمام تدبیریں اللہ کے قبضے میں ہیں وہ ہر ایک
نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ
جاندار کے کاموں کو جانتا ہے اور کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ انجام بخیر کس کا ہے۔ف۴ اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا
کافر کہتے ہیں کہ اے محمدؐ تو رسول نہیں ہے تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان
بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾
اللہ گواہ کافی ہے اور جن لوگوں کے پاس کتاب کا علم ہے۔ف۵

آیاتہا ۵۲ سورۃ ابراھیم مکیۃ رکوعاتہا ۷

سورۃ ابراہیم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
میں ہوں اللہ دیکھتا۔ اس کتاب کو ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ تو اللہ کے حکم سے لوگوں کو اندھیروں سے

منزل ۴

کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے ہر ایک کا مقررہ وقت اور معلوم مدت کتاب میں لکھی ہوئی ہے یا یہ کہ آخری کتاب ایسی آ گئی ہے کہ جس کے احکام و مسائل کسی زمانہ اور کسی ماحول کے بھی غیر مطابق نہ ہوں گے لکل اجل کے معنی ہر دور کے لیے۔ ہر مدت معین کے لیے کتاب کے معنی حکم کے بھی آتے ہیں حدیث میں بکتاب اللہ بحکم اللہ کے معنی میں آیا ہے بکتاب اللہ ای بحکم الذی انزل فی کتابہ و کتبہ علی عبادہ (تاج) ای حکم معین یکتب علی العباد حسب ماتقتضیہ الحکمۃ (روح)

ف۱: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے موافق جس حکم کو چاہے منسوخ کرے جسے چاہے باقی رکھے جس قوم کو چاہے مٹا دے اور جسے چاہے اس کی جگہ جمادے جن اسباب کی چاہے تاثیر بدل دے اور جن کی چاہے نہ بدلے جس وعدہ کو چاہے شرائط کی موجودگی میں ظاہر کر دے اور جس کو نہ چاہے شرائط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے موقوف کر دے غرض ہر قسم کا تغیر و تبدل محو و اثبات نسخ و احکام سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹائے جو چاہے باقی رکھے اس نے سال بھر کے امور مقرر کر دیے لیکن اس کے اختیار سے باہر کوئی چیز نہیں جو چاہا باقی رکھا اور جو چاہا بدل دیا سوائے شقاوت سعادت حیات اور ممات کے کیونکہ ان سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے۔ ان تمام اقوال کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر کی الٹ پلٹ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے انسان اپنی روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے صحیح حدیث میں ہے کہ صلہ رحمی عمر بڑھاتی ہے۔ نیز عمر کی زیادتی کرنے والی سوائے نیکی کے کوئی چیز نہیں اور تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔ حاصل یہ کہ تمام تفصیلات و دفاتر کی جڑ جسے ام الکتب کہنا چاہیے اسی کے پاس ہے یعنی علم ازلی محیط جو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے قطعاً منزہ و مبرا اور لوح محفوظ کا ماخذ ہے وہ سب کی جامع اور گویا میزان کل ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ہر چیز کا ایک اندازہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے جو ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو تقدیر کہتے ہیں اور تقدیر کی دو قسمیں ہوئیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق اور جو نہیں بدلتی اس کو مبرم کہتے ہیں۔

ف۲: جو وعدے ان سے کیے گئے ہیں ہم کو اختیار ہے کہ ان میں سے بعض آپ کے سامنے پورے کر دیں یا آپ کی وفات کے بعد ظاہر کریں نہ آپ کو ان کے ظہور کی فکر میں پڑنا چاہیے اور نہ تاخیر و امہال دیکھ کر ان لوگوں کو بے فکر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے جس کے پہنچنے پر وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گی آپ تبلیغ کرتے جائیں تکذیب کرنے والوں کا حساب ہم خود بیباق کریں گے۔ اس آیت سے دو مسئلے بھی سامنے آ گئے ایک یہ کہ آپ کی وفات واقع ہوگی آپ غیر فانی بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ دوسرا یہ کہ جن وعدوں اور دھمکیوں کا اظہار آپ کی زبان سے کرایا گیا ان میں سے بعض کا وقوع آپ کے بعد ہی ہوگا الغرض عذاب جلد آئے یا بدیر بہرصورت آپ زیادہ فکر و تشویش میں نہ پڑیں عذاب اپنے وقت معین پر ضرور آئے گا۔ اس آیت نے اس حقیقت کو واضح تر کر دیا کہ رسالت اور الوہیت کی حدود بالکل جداگانہ ہیں خلط کی کوئی گنجائش ہی نہیں رسول مقرب ترین ہے اور رسول کا کام صرف تبلیغ احکام اور تبلیغ دین ہے باقی اس پر سزا و جزا اور سوال و باز پرس کا تعلق صرف فاطر کائنات سے ہے۔

ف۳: سرزمین مکہ کے آس پاس اسلام کا اثر پھیلتا جاتا اور کفر کی عملداری گھٹتی جا رہی ہے بڑے (بقیہ صفحہ 868 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ
نکال کر نور کی طرف لے چلے اللہ غالب تعریف کے مستحق
الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
کی راہ کی طرف۔ جس کی حکومت آسمان و زمین کی
الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِۨ ﴿۲﴾
تمام چیزوں پر ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب سے افسوس ہے۔
الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور لوگوں
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی سوچتے رہتے ہیں یہی لوگ
فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
دور کی گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے جو رسول بھیجا اس کی قوم کے
بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ
محاورہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ ان کو واضح بیان سنائے پھر جس کو
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ
خدا چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور وہ غالب بڑی حکمت والا ہے۔ف۱ اور
اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
ہم نے موسیٰ کو نشان دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے
اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
نور کی طرف لے چل اور ان کو اللہ کے واقعات یاد دلائیو ان واقعات
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ
میں ہر ایک صبار اور شکرگزار کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ف۲ (یاد کرو) جب موسیٰ نے
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ
اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی مہربانی کو یاد رکھو جب اس نے تم کو فرعون کی قوم کے عذاب
فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ
سے نجات دی جو تم کو بری طرح عذاب دیتے تھے اور تمہاری نرینہ اولاد کو

ف۱: الٓرٰ۔ یہاں مخفف سمجھا گیا ہے انا اللہ اری کا میں اللہ ہوں سب کو دیکھنے والا۔ یہ کتاب عظیم الشان ہے اس کی عظمت شان کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہیے کہ ہم اس کے اتارنے والے ہیں اور آپ جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی حامل ہے اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ وارفع جس سے بلند تر کوئی مقصد نہیں ہوسکتا وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سے تمام دنیا کے لوگوں کو خواہ عربی ہوں یا عجمی گورے ہوں یا کالے مزدور ہوں یا سرمایہ دار بادشاہ ہوں یا رعایا سب کو جہالت واوہام کی گھٹاٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت وبصیرت اور ایمان وایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس نکال لانے کا حکم مرتبہ تبلیغ میں ہے یہ مراد نہیں کہ آپ سب کو نکال ہی لائیں گے مراد یہ کہ آپ تبلیغ اسی کی اور اسی غرض سے کرتے ہیں الناس میں الف لام استغراق کے لیے ہے جو کلیت کو چاہتا ہے یعنی جمیع نسل انسانی' یہ دلیل ہے اس کی کہ آپ کی بعثت کسی مخصوص قوم کی جانب نہیں بلکہ عام اور کافہ انام کی جانب تھی ظلمات کا صیغہ جمع اور نور کا صیغہ واحد لانا اس بات کی دلیل ہے کہ گمراہیاں اور اقسام کفر کثرت سے ہیں بہ خلاف اس کے راہ ہدایت ایک ہی ہے۔ وہی فرق جو ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خطوط منحنی اور خط مستقیم میں ہوتا ہے۔ ساتھ ہی کافروں کا حال بیان فرمایا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا یہ ہی دنیا ہے آخرت کے مقابلہ میں وہ اسی کو پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہیں شب و روز اسی کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی دنیا کی محبت میں پھنسا کر اللہ کی خوشنودی کے راستہ سے روک دیں اسی لیے یہ فکر رہتی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی عیب نکالیں اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔ فی الحقیقت یہ لوگ راستہ سے بھٹک کر بہت ہی دور جا پڑے ہیں جن کے واپس آنے کی توقع نہیں' یہ لوگ دین اسلام اور مسئلہ توحید میں طرح طرح کے شبہات نکال کر لوگوں کو اس سے بدراہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والے مولوی اور پیر ومشائخ بھی اس وعید شدید میں داخل ہیں جو اپنی خواہشات فاسدہ اور اغراض خبیثہ کی خاطر احکام شریعت کی من مانی تعبیریں کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیَ الْاَئِمَّةُ الْمُضِلِّیْنَ یعنی مجھے اپنی امت کے لیے سب سے بڑا خطرہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا ہے (قرطبی) اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑے رکھتا ہے وہ احکام شریعت کو قبول نہیں کرتا اور یہ اضلال وہدایت کی جتنی کارروائیاں ہوتی ہیں سب مشیت ومصلحت تکوینی کے ماتحت ہی ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ کے نبی بیان کرتے ہیں مگر ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو' ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی بیان وہدایت کے سامان مکمل کر دیے ہیں جس نے ان سامانوں سے فائدہ حاصل کرنا چاہا اس کی دست گیری فرما کر اس کو راہ راست پر لگا دیا اور جس نے روگردانی کی تو اسے گمراہی میں چھوڑے رکھا اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہے چاہے تو سب کو زبردستی راہ ہدایت پر لگا دے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ انسانوں کو کسب و اختیار کی ایک حد تک آزادی دے کر رحمت اور غضب دونوں کے مظاہر کو دنیا میں باقی رہنے دے۔

ف۲: اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ جس طرح ہم نے آپ کو بھیجا کہ آپ ان کو تاریکی سے روشنی میں لائیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف نو نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ وہ ان کو اندھیرے میں سے اجالے میں نکال لائیں اور جہالت وضلالت سے ہٹا کر علم وہدایت کی طرف لے آئیں' نشانیوں سے مراد یا تو (بقیہ صفحہ 869 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ

ذبح کر ڈالتے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں اللہ کی تم پر

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ

بہت بڑی مہربانی ہے- ف۱ اور جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر شکر کرو گے

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَ

تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے- اور

قَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر تم اور تمام دنیا کے لوگ ناشکری کریں

جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا

تو اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے- ف۲ کیا تمہیں ان لوگوں کے واقعات

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ

نہیں پہنچے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود کی قوم

وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ

اور جو ان سے پیچھے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا- ف۳

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ

ان کے رسول انکے پاس معجزات لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ

اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا

منہ میں ڈال لیے اور بولے کہ جن حکموں کے ساتھ تم بھیجے گئے ہم ان سب سے انکاری ہیں

لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ

اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس میں سخت تردد ہے- ف۴ رسولوں

رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

نے کہا کیا اللہ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے

يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى

تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کرے اور اجل مقررہ تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ

تم کو مہلت دے- ف۵ وہ بولے تم صرف ہماری طرح کے آدمی ہو

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلا رہے ہیں' مثلاً فرعونیوں سے انہیں نجات دلانا غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی کی دولت سے مالا مال کرنا فرعونی ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے تھے یہاں تک کہ تمام نرینہ اولاد کو قتل کر ڈالتے تھے صرف لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ تم اس کی شکرگزاری کی طاقت نہیں رکھتے یا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ فرعونی تکلیف دراصل تمہاری ایک بہت بڑی آزمائش تھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں معنی ہی مراد ہوں' اس لیے کہ بلا کے اصلی معنی آزمائش کے ہیں تکلیف اور راحت دونوں حالتوں میں بندے کے صبر و شکر کی آزمائش ہے وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (الانبیاء: ۳۴) یعنی ہم بطور امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی' بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔

وَهَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَ السَّيِّاٰتِ (اعراف ۲۱) یعنی ہم نے ان کو دکھ اور سکھ دونوں سے آزمالیا۔ چونکہ فرعونیوں سے نجات بڑی نعمت تھی اس لیے یہاں آزمائش انعام سے ہوئی۔

ف۱: لئن شکر تم پہلے قسم محذوف ہے یعنی و اللہ لئن شکرتم شکر کی تعریف امام رازیؒ نے یہ کی ہے کہ منعم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس کی تعظیم کی جائے اور طبیعت کو اس طریقہ کا عادی کیا جائے بعض صوفیا نے کہا ہے کہ جو کام طبیعت پر ناگوار ہوں ان پر عمل کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا اور شکایت نہ کرنے کا نام صبر ہے اور امور موافق طبع کی قدر کرنا اور اس پر مدح و ثنا کرنا یہ شکر ہے اور یہ دونوں حالات رفیع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی و روحانی اور دنیوی اور اخروی ہر قسم کی' ورنہ ناشکری سے موجودہ نعمتیں بھی سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی سزا الگ رہی۔ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک سائل آیا آپ نے اسے ایک کھجور عنایت فرمائی اس نے نہ لی اور پھینک دی پھر دوسرا سائل آیا اس کو بھی ایک کھجور دی وہ بولا سُبْحَانَ اللّٰهِ تَمْرَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اس نے اسے بخوشی لے لیا اور کہنے لگا کہ اللہ کے رسول کا عطیہ ہے یعنی رسول اللہ کا تبرک ہے آپ نے جاریہ کو حکم دیا کہ ام سلمہؓ کے پاس جو چالیس درہم ہیں وہ اس شکرگزار سائل کو دلوا دے۔ حاصل یہ کہ کوئی شکر کرے یا نہ کرے بہرحال اللہ تعالیٰ کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔ حدیث قدسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب کے سب ایک اعلیٰ درجے کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بڑھ نہیں جاتا اور اگر سب اگلے پچھلے جن و انس مل کر بفرض محال ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔

ف۳: بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں جن کا کوئی تفصیلی علم نہ تاریخ کو ہے نہ ان کے آثار ہی کسی تفصیل کے ساتھ آثار قدیمہ کی کھدائی کرنے والوں کو ہاتھ لگ سکے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لا یعلمھم الا اللہ کو پڑھ کر فرمایا کذب انسابون یعنی نسب کی پوری معرفت کا دعویٰ رکھنے والے جھوٹے ہیں۔ عمرو بن میمون بھی اس آیت کو پڑھ کر ایسا ہی کہتے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کو نہیں پایا جو معد بن عدنان سے اوپر تحقیقی طور پر نسب کا حال بتاتا ہو و اللہ اعلم۔

ف۴: کفار فرط غیظ سے اپنے ہاتھ کاٹنے لگے جیسے دوسری جگہ فرمایا ﴿عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ﴾ (آل عمران: ۱۱۹) یا انبیاء کی باتیں سن کر فرط تعجب سے ہاتھ منہ پر رکھ لیے یا ہاتھ منہ کی طرف لے جا کر اشارہ کیا کہ بس (بقیہ صفحہ 869 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

تم ہم کو ان معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہو جن کی عبادت تمہارے بزرگان قوم کرتے آئے ہیں

فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ

پس تم کوئی واضح دلیل لاؤ۔ رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی طرح

نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

اور رسالت کے معزز عہدے پر ممتاز فرماتا ہے اور نہ ہمدوں حکم الٰہی ہم کوئی

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

معجزہ لاسکتے ہیں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ ف

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ

اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو اپنی راہوں کی ہدایت کی

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰي مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہے اور ہم تیری ایذا رسانی پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ

بھروسہ کریں۔ ف اور کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى

اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم خود ہی ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے تو

اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

اللہ نے ان کو کیا الہام کیا کہ ہم ظالموں کو تباہ کریں گے۔ اور ان سے

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ

پیچھے اس ملک میں ہم تم کو آباد کریں گے یہ انعام انہی لوگوں کو ہوگا

خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

جن کو میرے حضور حاضر ہونے کا اور میرے عذاب کا ڈر ہوگا۔ ف اور انہوں نے فتح طلب کی اور ہر ایک

عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ

ہٹکوی ضدی ذلیل ہوا۔ ف اس سے آگے جہنم ہے اور پیپ جیسا پانی ان کو

منزل ۳

ف: مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کون سی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تلاش کر لیا ہے۔ انبیاء نے اپنی قوموں کے مذکورہ طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت نبوت و رسالت کے منافی نہیں ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ جس بشر کو چاہے نبوت و رسالت کے شرف سے سرفراز فرمائے رسالت و نبوت تو محض ایک وہبی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ منکروں کے استدلال کا ایک مقدمہ (صغریٰ) تو تمام تر صحیح تھا یعنی نبی بھی محض بشر ہی ہوتے ہیں لیکن جب اس مقدمہ اوّل پر کبریٰ لگا کر کہ جو بشر ہے وہ رسول نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ نکالنا چاہتے تھے کہ اسلئے تم رسول ہو ہی نہیں سکتے تو ان کا استدلال تمام تر فاسد ہو جاتا تھا اس لیے کہ ان کا مفروضہ کبریٰ کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا باطل تھا یہ مماثلت جو حضرات انبیاء کرام اور کافروں منکروں کے درمیان ثابت ہے وہ صورت و شکل بلکہ تمام صفات بشریہ میں جیسے کھانا پینا صحت مرض وغیرہ یا اصل انسانیت اور عجز عبودیت کے لحاظ سے ہے نہ کہ مراتب فضل اور اعمال کے اعتبار سے رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں وہ تو سب اللہ ہی کے حکم اور مشیت کے مطابق ہوتا ہے تو کوئی امر دکھلا دیا جاتا ہے اللہ کے حکم اور اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لا سکتے۔

ف: دنیا بھر میں بھروسہ اور اعتماد اور توکل کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لیے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہیے۔ توکل شریعت اسلامی میں ہرگز ترک تدبیر کے مترادف نہیں ہے ترک تدبیر کو توکل نہیں تعطل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے حضرات انبیاء اور ان کے اصحاب و رفقا تدبیر امور سے کبھی بھی غافل نہ ہوئے بلکہ اس بات میں نہایت مستعد رہے البتہ مؤثر ان تدبیروں ہی کو کبھی نہ سمجھے بلکہ انجام و تاثیر میں ہمیشہ اللہ ہی کے فضل و کرم کے امیدوار رہے۔ حاصل یہ کہ حق تعالیٰ ہم کو جام توحید و عرفان پلا کر حقیقی کامیابی کے راستے بتا چکا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اس پر توکل نہ کریں تم خواہ کتنی ہی ایذاء پہنچاؤ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے توکل میں فرق نہیں آئے گا اور نہ متوکلین کا یہ کام ہے کہ سختیاں دیکھ کر توکل کی راہ سے ہٹ جائیں۔

ف: کافر جب لاجواب ہو گئے اور کوئی حجت باقی نہ رہی تو انبیاء کرام کو دھمکانے لگے اور دیس نکالے کی دھمکیاں دینے لگے اور کہنے لگے کہ بس اب دو باتوں میں سے ایک ہو کر رہے گی یا تو تم بعثت سے پہلے کی طرح چپ چاپ ہمارے ساتھ مل جل کر رہو گے اور جن کو تم نے بہکایا ہے وہ سب ہمارے پرانے دین میں واپس آئیں گے ورنہ تم سب کو ملک بدر اور جلاوطن کیا جائے گا قوم شعیب اور لوطیوں نے بھی اپنے اپنے نبی سے ایسا ہی کیا تھا۔

چنانچہ مشرکین قریش نے بھی یہی منصوبہ باندھا تھا لنعودن سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ انبیاء بھی کبھی کفر و شرک میں مبتلا رہ چکے ہوتے ہیں بلکہ مراد صرف یہ ہے کہ بعثت سے پہلے تمام انبیاء کرام جو حکومت اور مذہب رائج سے بے تعلقی رکھتے تھے اس کی تاویل بھی اہل کفر یہی کیا کرتے تھے کہ یہ بہرحال نہیں ہمارے ہی مذہب پر اور اگر عود کا معنی بجائے پلٹ آنے یا واپس آنے کے محض آ جانے کے کئے جائیں جیسا کہ لغت عرب میں ہیں تو کوئی سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا اور متعدد آئمہ تفسیر و لغت کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

ف: رسولوں نے اپنے رب سے مدد و فتح و فیصلہ طلب کیا یا ان کی قوم نے اسے طلب کیا اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ فیصلہ کا مطالبہ کرنے والے کافر تھے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پلایا جائے گا- جس کو گھونٹ بھر بھر کر پئیں گے اور پی نہ سکیں گے اور ان کی موت

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۚ وَمِنْ

ہر طرف سے آئے گی اور وہ مریں گے نہیں اور اس سے علاوہ

وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سخت عذاب اور بھی ہوگا- ف۱ جو لوگ اپنے رب سے انکاری ہیں

بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن میں تیز

يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ

ہوا لے اڑی ہو یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ پائیں گے

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ

یہی تو دور کی گمراہی ہے- ف۲ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ

نے آسمانوں اور زمین کو سچے قانون سے پیدا کیا ہے اگر چاہے تو تم کو ہلاک کردے

يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ

اور نئی ایک مخلوق لا بسائے اور یہ کام اللہ کے نزدیک کچھ

بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ

مشکل نہیں- ف۳ اور اللہ کے روبرو سب آکھڑے ہوں گے تو ضعیف لوگ

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے کیا اللہ کا

عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

عذاب دفع کرنے میں یہاں تم ہمارے کچھ کام آسکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ

اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا

ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے ہم گھبراہٹ کریں یا صبر کریں تو دونوں ہم پر

لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ

برابر ہیں ہم کو چھٹکارا نہیں ہوگا- ف۴ اور فیصلہ ہوچکے گا تو شیطان کہے گا

جیسا کہ صاحب معالم بغوی نے ابن عباسؓ سے اور صاحب روح البیان اسماعیل حقی نے ابن زید سے بیان کیا ہے مگر ضمیر بجائے کفار کے حضرات انبیاء کی طرف بھی جا سکتی ہے و الضمیر للانبیاء علیهم السلام (بیضاوی) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ادھر سے کفار کا مطالبہ ہوا ادھر سے رسولوں نے بھی اللہ سے دعا کی جیسے بدر والے دن ہوا تھا کہ ایک طرف رسول اللہ ﷺ دعا مانگ رہے تھے تو دوسری طرف سرداران کفر بھی کہہ رہے تھے کہ الٰہی آج سچے کو غالب کر چنانچہ یہی ہوا بھی۔

.....

ف۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں ہلاکت اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا۔ مسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ متعفن پانی اس کے پاس لایا جائے گا تو اسے سخت تکلیف ہوگی اور منہ کے پاس پہنچتے ہی سارے چہرے کی کھال جھلس کر اس میں گر پڑے گی اور ایک گھونٹ لیتے ہی پیٹ کی آنتیں پاخانے کے راستے باہر نکل پڑیں گی اور وہ اس پانی کو جبراً گھونٹ گھونٹ کر کے اتارے گا جبکہ اسے فرشتے لوہے کے گرز مار مار کر پلائیں گے اس کا پینا کیا ہوگا کہ ہر طرف سے موت کا سامنا کرتا ہوگا سر سے پاؤں تک بدن کے ہر عضو پر سکرات موت طاری ہوگی اس زندگی پر موت کو ترجیح دے گا لیکن موت نہیں آئے گی جو سب تکلیفوں کا خاتمہ کر دے بلکہ ہمیشہ زندہ رہے گا تاکہ عذاب الیم کا مزہ چکھتا رہے اور ایک عذاب کے پیچھے دوسرا تازہ عذاب آتا رہے گا۔ موت سے اسباب موت یعنی کونا گوں عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف عذاب ہی عذاب ہوگا وراء لغات اضداد میں سے ہے اور اس کے معنی جس طرح "وراء" پیچھے کے ہیں آگے کے بھی آتے ہیں آئمہ لغت سے یوں ہی منقول ہے۔

ف۲: بعض کفار کو یہ خیال ہوسکتا تھا کہ آخر ہم نے دنیا میں بہت سے اچھے کام صدقہ خیرات کی مد میں کیے لوگوں میں ہماری خوش اخلاقی مشہور ہوئی کئی آدمیوں کی مصیبت میں ہم کام آئے اور کسی نہ کسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی پوجا بھی کی کیا یہ سب کیا کرایا اور دیا لیا اس وقت کام نہ آئے گا؟ اس کا جواب اس تمثیل میں دیا کہ جو لوگ اپنے رب کے منکر ہوئے ان کے اعمال صالحہ جیسے صدقہ اور صلہ رحم وغیرہ راکھ کی طرح محض بے روح اور بے وزن ہیں ان کے صدقات اور نیکیاں وغیرہ محشر میں اسی طرح اڑ جائیں گے جس طرح آندھی کے وقت زور کی ہوا چلے تو راکھ کے ذرات اڑ جاتے ہیں اور اس وقت کفار نیک عمل سے بالکل خالی ہاتھ ہوں گے حالانکہ وہی موقعہ ہوگا جہاں نیک عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی اور اس سے زیادہ محرومی اور بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے کہ اپنے جن اعمال پر انسان کو بھروسہ اور ناز ہو عین وقت پر وہ ہی ناکارہ نکلیں بے اثر ثابت ہوں اور نفع وانر کے لحاظ سے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔

ف۳: یعنی شاید کفار کو یہ خیال گزرے کہ جب مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے تو پھر دوبارہ زندگی کہاں؟ قیامت اور عذاب وثواب وغیرہ یہ تو سب کہانیاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ جب میں نے آسمان وزمین کو اپنی حکمت اور کامل قدرت سے پیدا کیا تو تمہارا از سر نو پیدا کرنا مجھ پر کیا مشکل ہے۔ اگر آسمان وزمین کے نظام محکم کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کو بنانے والا اور قائم رکھنے والا کوئی صانع حکیم ہے تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اشرف المخلوقات (انسان) کو محض بے فائدہ پیدا کیا ہوگا اور اس کی تخلیق ایجاد سے کوئی عظیم الشان مقصد نہ ہوگا' یقیناً اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہونی چاہیے (بقیہ صفحہ 869 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے

فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ

پورا نہ کیا اور میرا تم پر کوئی زور نہ تھا البتہ اتنا

اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری بات کو قبول کرلیا پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ

اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ

اپنے آپ کو ملزم ٹھہراؤ میں تمہارا فریاد رس نہیں تم میرے نہیں میں تو

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

اس امر سے بھی منکر ہوں کہ تم دنیا میں میرے سبب سے شرک کرتے تھے ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کے لئے دکھ کی مار ہے۔ ف۱ اور جو لوگ اللہ پر کامل ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تھے اور نیک عمل بھی انہوں نے کیے تھے وہ بہشتوں میں داخل کیے گئے ان کے درختوں

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ

کے تلے نہریں جاری ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہیں گے ان میں ان کا تحفہ سلام ہوگا ف۲ کیا تو

كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

نہیں جانتا کہ اللہ نے کلمہ صالحہ کی مثال اس پاکیزہ درخت ف۳ سے دی ہے

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ۝

جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلندی پر ہے۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل لاتا ہے اللہ لوگوں کے لئے

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ

تمثیلات بتاتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔ اور ناپاک کلمات کی تمثیل

كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ

گندے درخت ف۴ کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے

ف۱: اللہ تعالیٰ جب بندوں کے فیصلوں سے فارغ ہوگا یعنی حساب کتاب کے بعد جب جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کا فیصلہ ہو چکے گا اس وقت کفار دوزخ میں جا کر یا داخل ہونے سے پہلے ابلیس کو الزام دیں گے اس وقت ابلیس ملعون جہنم میں کھڑا ہو کر ان سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے اور برحق تھے رسولوں کی فرمانبرداری میں ہی نجات اور سلامتی تھی۔ اور میرے وعدے تو صرف دھوکہ تھے میں تو تمہیں غلط راہ پر ڈالنے کے لیے سبز باغ دکھایا کرتا تھا میری باتیں بے دلیل تھیں میرا کلام بے حجت تھا میرا کوئی زور اور غلبہ تم پر نہ تھا کہ میں تمہیں مجبور کر دیتا (یہ عقیدہ اسلام میں بالکل صاف ہے کہ شیطان کو کسی کو گمراہی پر مجبور کرنے کی قوت بالکل نہیں دی گئی) تم نے نہ دلیل سنی نہ دعویٰ کو پرکھا آنکھیں بند کر کے میرے پیچھے ہو لیے اس لیے اب مجھ پر لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو یہ تمہاری اپنی کرتوتوں کا بدلہ ہے اپنے نفس کو ہی الزام دو گناہ تمہارا اپنا ہے تم نے دلیلیں چھوڑ کر میری بات مانی آج میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا نہ تمہیں بچا سکوں نہ نفع پہنچا سکوں گا میں تو تمہارے شرک کے باعث تمہارا منکر ہوں میں صاف کہتا ہوں کہ میں اللہ کا شریک نہیں۔ بلکہ تم نے اپنی حماقت سے دنیا میں مجھ کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ (یعنی بعض تو براہ راست شیطان کی عبادت کرنے لگے اور بہتوں نے اس کی باتوں کو اس طرح مانا اور اس کے احکام کے سامنے اس طرح سر تسلیم وانقیاد خم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے کرنا چاہیے تھا بہرحال) اپنے جہل وعبادت سے جو شرک تم نے کیا اس وقت میں اس سے منکر اور بیزار ہوں۔ یہاں سے یہ حقیقت صاف ہوگئی کہ ہر کفر ومعصیت کی اصلی ذمہ داری خود انسان پر ہے شیطان کی حیثیت محض شریک جرم یا معین جرم کی ہے۔

ف۲: اب نیک لوگوں کا انجام بیان ہو رہا ہے کہ اہل توحید ایماندار اور نیک اعمال والے لوگ جنتوں میں جائیں گے اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات وبلیات سے محفوظ رہیں گے نہ دل بھرے نہ طبیعت بھرے نہ مارے جائیں نہ نکالیں جائیں نہ نعمتیں کم ہوں اور وہاں ان کا تحفہ سلام ہی سلام ہوگا۔ اہل جنت جب آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے یا فرشتے انہیں سلام کریں گے تو سلامتی ہی کی دعا سے ایک دوسرے کو مخاطب کریں گے۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں دنیا میں سلام و دعا ہے سلامتی مانگنے کی اور وہاں سلام کہنا مبارکباد ہے سلامتی ملنے پر۔

ف۳: کلمۂ طیبہ کے معنی اچھی اور پاکیزہ بات کے ہیں۔ اس سے مراد کلمہ توحید ہے جو اسلامی عقیدہ کی بنیاد اور ایمان کی اساس ہے۔ اس کی مثال ایک اچھے درخت سے دی گئی ہے جس کی جڑ زمین میں جمی ہوئی اور شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہی خصوصیت کلمہ توحید کی ہے کہ اس کی جڑ انسانی فطرت کے اندر جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں یعنی کلمہ توحید کی بنیاد پر عمل کا ایک تناور درخت وجود میں آتا ہے اور اعمال صالح ہونے کی بنا پر بلندی کی طرف چڑھتے ہیں اور خوب نشوونما پاتے ہیں۔ پھر یہ مثالی درخت جس طرح ہر وقت پھل دیتا ہے اسی طرح کلمہ توحید کا فیضان ہر وقت جاری رہتا ہے اور آخرت میں اس کے ثمرات وبرکات کا ظہور ہمیشگی کی نعمتوں کی شکل میں ہوگا۔

ف۴: کلمۂ خبیثہ کے معنی بری اور ناپاک بات کے ہیں۔ مراد باطل کلمہ ہے خواہ وہ شرک ہو الحاد ہو یا کفر۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ککما درخت یعنی جھاڑ جھنکار جس کی جڑیں زمین میں جمی ہوئی نہیں ہوتیں۔ اسی طرح کلمۂ باطل کی جڑ انسانی فطرت کے اندر جمی ہوئی نہیں ہوتی اس لئے اس کو آسانی سے اکھاڑ پھینکا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ

اکھڑا ہوا ہے جس کو کچھ بھی قیام نہیں۔ ف۱ اللہ ایمانداروں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي

دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور

الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا

ظالموں کو بہلا دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے

يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا

کرتا ہے۔ ف۲ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی

وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ

اور اپنی قوم کو تباہی کی جگہ جہنم میں لے جا اتارا۔ وہ سب اس میں داخل ہوں گے

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ

اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اور انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے تاکہ لوگوں کو

سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ

اس کی راہ سے گمراہ کریں تو کہہ مزے اڑا لو پھر آخر تمہارا کوچ دوزخ ہی کو ہے۔ ف۳ تو

لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدے کہ نماز پڑھتے رہیں اور جو کچھ

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر اس دن کے آنے سے پہلے

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

خرچ کرلیں جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی۔ ف۴ اللہ ہی وہ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اور وہی بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس کے

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

ساتھ تمہاری رزق رسانی کو پھل پیدا کرتا ہے۔ ف۵ اور اسی نے بیڑے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں اور دریا بھی تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں۔

منزل ۴

ف۱: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کلمہ طیبہ سے مراد لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے مثال کلمہ طیبہ کی ایسی ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت (یہ مثال مومن کی ہوئی اس کی جڑ مضبوط ہے یعنی مومن کے دل میں لا الہ الا اللہ ثابت ہے اور اس کی شاخ یعنی اس کا عمل آسمان میں ہے کیونکہ مومن کے عمل آسمان پر چڑھتے رہتے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا مجھے بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے جس کے پتے گرمیوں اور سردیوں میں نہیں جھڑتے اور اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے ابن عمرؓ کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں خاموش ہیں تو میں بھی خاموش رہا تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ درخت کھجور کا ہے اور کلمہ خبیثہ (یعنی کلمہ کفر و شرک) کی مثال درخت خبیث کی سی ہے یہ درخت حنظل (بعض مفسرین نے لکھا ہے یہ درخت تھوہر ہے) کا ہے نہ پتے ہیں نہ جڑ اس درخت کی جڑ زمین کی تہ میں نہیں ہوتی جھٹکا مارو تو اکھڑ آیا اس کو قرار نہیں ہے کیونکہ جڑ ہوتی یا رگیں ہوتی تو کچھ تھمتا۔ اسی طرح کافر کا حال ہے کہ اس کے لیے نہ کوئی حجت ہے اور نہ ثبات اور نہ اس سے کوئی خیر حاصل ہو اور نہ ہی کوئی قول طیب اور عمل صالح اس کا اوپر چڑھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کلمہ خبیثہ شرک ہے اور شجرہ خبیثہ کافر یعنی شرک کی کوئی جڑ نہیں ہے جس سے وہ مضبوط رہے اور کافر کے پاس کوئی برہان نہیں ہے اللہ تعالیٰ شرک کے ہوتے کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا۔ ایمان و توحید کے راستہ سوا جتنی بھی راہیں ہیں خواہ انہیں مذہب کا لقب دیا جائے یا فلسفہ کہہ کر پکارا جائے یا اور کوئی شاندار نام رکھ دیا جائے بہرحال وہ سب بالکل سطحی ہوں گی اور حق ان میں نام کو بھی نہ ہوگا۔

ف۲: یہ بشارت دنیوی و اخروی ہے الاخرۃ سے مراد عالم برزخ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مومنین کو دنیا اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے۔ یہی ایمان ہی کی صراط مستقیم ایسی ہے کہ جو اسے ہر امتحان میں ثابت قدم رکھتی اور ہر تاریکی میں روشنی دکھلاتی رہتی ہے اور پھر برزخ اور محشر میں ایک سے بڑھ کر ایک ہولناک منظر کے وقت بھی آڑے آنے والی چیز یہی کلمہ توحید و ایمان ہے نجات کی راہ دنیا اور آخرت دونوں میں سوائے دین توحید کے اور کوئی نہیں حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان سے جب اس کی قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں یہی مراد اس آیت کی ہے (بخاری) اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا ہے اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (ابن کثیر وغیرہ) اور اللہ تعالیٰ انابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی میں دھکیل دیتا ہے۔

ف۳: یہ ذکر سرداران کفر اور پیشوایان ضلالت کا ہو رہا ہے چھوٹے چھوٹے مذہبوں اور فلسفوں کے بابوں کا اور اہل باطل کے رئیسان نامدار کا کہ جنہوں نے طرح طرح کی نعمتوں سے مستفید ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ شکر کرتے الٹے ناشکری اور ابطال حق میں مصروف ہو گئے۔ الذین بدلوا سے اقوام گزشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہوں تو اس صورت میں الم تر سے رؤیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے منقول (بقیہ صفحہ 870 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

اور سورج چاند کو بھی تمہارے تابع کر رکھا ہے دونوں گھومتے ہیں اور

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ

رات اور دن بھی تمہارے کام میں لگائے ہوئے ہیں۔ ف۱ اور جس جس چیز کے تم محتاج ہو اس نے تم کو دی ہے

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو بھی شمار نہ لاسکو گے کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا

كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

ہی ظالم ناشکر گزار ہے۔ ف۲ اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے مولا اس شہر کو

اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ

امن والا بنائیے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائیے۔ بہت سے لوگوں

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

کو انہوں نے گمراہ کیا پس جو میرے پیچھے چلے گا وہی

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

میری جماعت سے ہوگا اور جو میری بے فرمانی کرے گا تو بڑا ہی بخشنہار مہرباں ہے۔ ف۳

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ

ہمارے مولا! میں نے اپنی اولاد کو تیرے بیت المحرم کے پاس بے سبزہ جنگل

زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

لا بسایا ہے ہمارے مولا غرض یہ ہے کہ نماز پڑھتے رہیں

فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو اور پھلوں کی پیداوار

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا

سے ان کو روزی دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں۔ ف۴ ہمارے مولا جو ہم چھپاتے ہیں

نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب کو جانتا ہے اللہ سے کوئی بات بھی

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اللہ کا شکر ہے

(رکوع ۲)

ف۱: یہ سب چیزیں اسی حقیقت کی واضح طور پر تاکید کر رہی ہیں کہ اس کارخانہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے سب انسان ہی کی خدمت کے لیے ہے اور یہی معنی انسان کے خلیفۃ اللہ ہونے کے ہیں۔ سمندر کی خوفناک لہروں میں ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچتے ہو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت اور حکم سے ہے کہ سمندر کے تھپڑوں میں چھوٹی سی کشتی کو ہم جدھر چاہیں لیے پھرتے ہیں۔ ندیوں میں پانی کا آنا اور کہیں سے کہیں پہنچنا کشتی کی طرح وہ تمہارے کہنے میں نہیں تاہم تمہارے کام میں وہ بھی لگی ہوئی ہیں اسی طرح چاند سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق برابر چل رہے ہیں کبھی تھکتے نہیں اور نہ ہی ان کی رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ یا رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے ٹھہری ہوئی عادت کے موافق ہمیشہ چلے آتے ہیں یہ سب چیزیں گو اس معنی سے تمہارے قبضہ میں نہیں کہ تم جب چاہو اور جدھر چاہو ان کی قدرتی حرکت و تاثیر کو پھیر دو لیکن اس کے باوجود تم بہت سے تصرفات و تدابیر کر کے انکے اثرات سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو اور انسانی تصرف و تدبیر سے قطع نظر کر کے بھی وہ قدرتی طور پر ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ دریاؤں کو تمہارے نفع کے لیے اپنی قدرت کا مسخر کر دیا تاکہ تم دریاؤں کے پانی کو اپنی ہر انفرادی و اجتماعی تمدنی ضروریات کے کام میں لاؤ کشتیاں چلاؤ، آبپاشی کرو، ان سے نہریں کاٹو، چکیاں چلاؤ اور چاہو تو بجلی پیدا کرو۔ اسلام مسلمانوں کو راہب یا دیہ نشین نہیں بنا دینا چاہتا بلکہ بحری تاجر بنانے کی ترغیب دیتا ہے لیکن طمع و بے دین اور اللہ تعالیٰ کو بھولنے والے نہیں بلکہ مومن و مسلم بحری تاجر غرض آفتاب ماہتاب اور رات اور دن سب خلیفۃ اللہ بشر کی خدمت کے لیے ہیں اور دن رات ان کے نفع کے لیے اسکے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ ہمارے زمانہ کے اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے۔ اول اس لیے کہ لکم میں ضمیر خطاب عام ہے جو تمام بنی نوع آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے دوم اس لیے کہ تسخیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔

ف۲: یعنی تمہاری ہر طلب کی ہوئی چیزوں میں سے تمہیں جو کچھ دیا اس کا دینا تمہارے حق میں قرین مصلحت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ہر وہ چیز مہیا کی ہے جس کے تم ہر حالت میں محتاج ہو اور جس کا تم اپنے حال و قال سے سوال کرتے ہو۔ بعض سلف نے کہا ہے کہ تم کو ہر وہ چیز دی جو تم مانگتے ہو اور جو تم نہیں مانگتے ہو وہ بھی دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بھلا رب کی تمام نعمتوں کا شکریہ تو کیا ادا کرو گے تم سے تو ان کی پوری گنتی بھی محال ہے۔ ایک اثر میں آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ جل وعلا سے دریافت کیا کہ میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ میرا میرے لئے شکر کرنا بھی تو تیری ایک نعمت ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ داؤد اب تو نے میرا شکر کیا جب کہ تو نے جان لیا اور اقرار کر لیا کہ تو میری نعمتوں کی شکر کی ادائیگی سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات بے شمار ہیں اگر انسان کے ہر ہر رونگٹے پر زبان ہو تو بھی اس کی ایک نعمت کا شکر پورا ادا نہیں ہو سکتا۔ بے شک انسان بڑا ہی ناانصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے کہ نعمتوں کی قدر اور شکر نہیں کرتا بلکہ الٹا کفر و معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ امام رازیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں انسان کے یہ دو وصف بیان کیے ہیں (بقیہ صفحہ 870 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ
جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عنایت کیے بیشک میرا پروردگار
لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ
دعائیں قبول کرتا ہے۔ میرے مولا مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم
ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ
رکھیو ہمارے مولا میری دعا قبول فرمائیو۔ اے ہمارے مولا! مجھے اور میرے ماں باپ
وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا
کو اور تمام ایمانداروں کو حساب ہونے کے دن بخش دیجیو۔ ف۱ اور تو
تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا
ظالموں کے اعمال سے اللہ کو ہرگز غافل مت جان وہ ان کو اس دن
يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ
تک مہلت دیتا ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ
بھاگے چلے جائیں گے ان کی نظر ان کی طرف نہ پھرے گی اور ان کے دل
اَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ
خالی خول ہوں گے۔ ف۲ پس تو لوگوں کو اس دن سے ڈرا جس دن عذاب الٰہی
الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ
ان پر آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے مولا! ہم کو تھوڑی سی مہلت
قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا
دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ ف۳ کیا پہلے تم
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ
قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ تم نے دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں۔ ف۴ اور جن لوگوں
مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
نے اپنی جانوں پر ظلم کیے تھے تم ان کے مکانوں میں رہ چکے تھے اور جو کچھ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا
ہم نے ان سے کیا تھا وہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا تھا اور ہم نے تمہارے سمجھانے کو کئی ایک تمثیلات بھی بتلائی تھیں ف۵ اور وہ

ف۱: اس آیت سے ان تمام مشرک قوموں اور جاہلی فلسفیوں کی تردید ہوگئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو ناقص۔ محدود یا صرف کلیات پر مشتمل قرار دیا ہے اور بڑے بڑے حکماء اور عقلاء اس جہل میں شریک رہے۔ اولاد خصوصاً بڑھاپے میں ملنے والی اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت اور مسرت و شکر کے قابل ہے نہ کہ کوئی عیب جسے چھپایا جائے یا اس سے شرمایا جائے۔ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الٰہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں غلطیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں والدیّ کی قرأت بعض نے ولوالدی بھی کی ہے۔ یہ یاد رہے کہ یہ دعا اپنے والد کے حالت کفر پر مرنے کی خبر موصول ہونے سے پہلے کی ہے اگر اسی طرح ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسے اسلام کی ہدایت کر کے قیامت کے دن مغفرت کا مستحق بنا دے اور اگر مرنے کی خبر ملنے کے بعد دعا کی ہے تو شاید اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ نہیں کیا ہوگا کہ کافر کی مغفرت نہیں ہوگی۔ عقلاً کافر کی مغفرت محال نہیں سمعاً ممتنع ہے سو اس کا علم سمع پر موقوف ہوگا اور قبل از سمع امکان عقلی معتبر رہے گا' یا یہ دعا ان کی ایمان کے ساتھ علم الٰہی میں مشروط ہوگی یعنی اے پروردگار اگر تیرے علم میں ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے تو ان کی مغفرت کر دے' یا یہ دعا اس سے پہلے کی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو جائے کہ آپ کا والد خدا کی دشمنی پر ہی مرا ہے اور پھر جب یہ ظاہر ہو گیا تو آپ اپنے والد سے بیزار ہو گئے۔ مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جو کافر کہا گیا ہے وہ ان کے حقیقی باپ نہ تھے بلکہ چچا وغیرہ کوئی دوسرے خاندان کے بڑے تھے بعض شیعہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے واللہ اعلم۔ یہ تاویل عقیدت محض پر مبنی ہے اور ایسی تاویل جو صرف عقیدت پر مبنی ہو شرعاً قابل قبول نہیں۔ (عفیف)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہوں (مدارک) تنبیۃ غفر کا معنی ہیں ''رحمت الٰہی کا ڈھانپ لینا'' اور اس کی حاجت جس طرح عاصی کو رہتی ہے اسی طرح معصوم کو بھی رہتی ہے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے حق میں طلب مغفرت کرنے سے ان کا غیر معصوم ہونا قطعاً لازم نہیں آتا۔

ف۲: و لا تحسبن اللہ غافلا کا خطاب ہر اس شخص کے لیے جسے ایسا خیال گزر سکتا ہو اور اگر نبی ﷺ کو خطاب ہے تو آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہوگا کہ جب آپ کو فرمایا کہ ایسا خیال مت کرو حالانکہ ایسا خیال آپ کے قریب بھی نہ آ سکتا تھا تو دوسروں کے حق میں اس طرح کا خیال کس قدر واجب الاحتراز ہونا چاہیے۔ پس فرمایا کہ اگر ظالموں یعنی ان معاندکافروں کو جو فوراً سزا نہیں مل رہی ہے تو یہ اس لیے ہرگز نہیں کہ حق تعالیٰ ان کے طرف سے غافل ہے اس کا تو احتمال بھی نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مصالح تکوینی سے جزا و سزا کو ایک وقت مقرر کے لیے اٹھا رکھا ہے' یاد رکھو ان کا کوئی چھوٹا بڑا کام اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں البتہ اس کی عادت نہیں ہے کہ مجرم اور گنہگار کو فوراً پکڑ کر تباہ و برباد کر دے' وہ بڑے سے بڑے ظالم کو مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنے جرائم سے باز آ جائے یا ارتکاب جرائم میں اس حد تک بڑھ جائے کہ قانونی طور پر اس کے مستحق سزا ہونے میں کسی طرح کا عذر باقی نہ رہے' یہاں تک کہ قیامت کا ہولناک اور دہشت انگیز دن آ جائے جس دن کی ہولناکیاں آنکھیں پتھرا دیں گی اور کافروں کی نگاہیں فرط حیرت و ہیبت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی وہ سر اٹھائے پکارنے والے کی آواز کی طرف یعنی موقف حساب کی طرف دوڑ رہے ہوں گے اور فرط حیرت سے کسی (بقیہ صفحہ 871 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكْرُهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ

سب قسم کی چالیں چل چکے تھے اور ان کی سب چالیں اللہ کی نظر میں تھیں اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں

لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ

کہ ان سے پہاڑ ٹل جاتے۔ ف۱ پس تو اللہ کو رسولوں سے وعدہ خلاف کرنے والا

وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ

مت سمجھ اللہ تو بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ ف۲ جس روز زمین

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا

و آسمان بدل کر دوسری طرح کے کیے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

اور طاقور کے سامنے آموجود ہوں گے۔ ف۳ اور تو مجرموں کو اس دن

مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا۔ ف۴ کرتے ان کے گندھک سے ہوں گے

وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

اور انکے چہروں پر آگ پہنچی ہو گی تاکہ اللہ ہر نفس کو اسکی

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

کمائی کا عوض دے بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

یہ لوگوں کے لئے تبلیغ ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ ڈرائے جائیں اور جان لیں کہ

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اور عقل والے نصیحت پائیں۔

اٰیاتہا ۹۹ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۶

سورۃ الحجر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا ف۵ یہ آسمانی کتاب اور قرآن مبین کی آیات ہیں۔ ف۶

منزل

ف۱: یعنی سب اگلے پچھلے ظالم اپنے اپنے داؤ پیچ کھیل چکے اور انہوں نے انبیاء کرام کے مقابلے میں حق کو دبانے اور مٹانے کی کوئی تدبیر اور سازش انہوں نے اٹھا نہیں رکھی وہ کبھی کبھی زبردست چالیں بھی چلتے رہے اللہ سے یہ چالیں کچھ مخفی تو رہ نہیں سکتی تھیں ان کی سب تدبیریں اور داؤ پیچ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اور ایک ایک کر کے اس کے پاس محفوظ ہیں ان لوگوں نے بہت زیادہ داؤ پیچ کر کے دیکھ لیے مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے آگے سب ناکام رہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ان کی مکاریاں پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہلا دیں یعنی انبیاء علیہم السلام اور شرائع حقہ جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط و مستقیم ہوتے ہیں ان کی مکاریوں سے ڈگمگا جائیں؟ حاشا و کلا اس تفسیر کے مطابق ان نافیہ ہوگا اور آیت کا مضمون ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۷) کے مشابہ ہوگا اور اس صورت میں ان کے مکر کا ضعف بیان کرنا مقصود ہوگا یعنی ان کی تدبیر کوئی بھی پختہ نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ہل جائیں۔ اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے ای انہ کان الخ یعنی بے شک مشرکین کے اپنے اندازے کے مطابق ان کی سکیمیں اور تدبیریں ایسی محکم اور مکمل تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں پہاڑوں کے ٹل جانے کا استعارہ عربی اسلوب بیان میں کسی چیز کی انتہائی قوت کے اظہار کیلئے آتا ہے لیکن بجائے استعارہ کے اگر اسے لفظی معنی میں ہی لیا جائے تو پھر بھی اب تو اس میں کوئی امر محال نہیں رہا پہاڑوں کے توڑنے اور اڑا دینے کی تدبیریں جدید و مہذب انسان نے نکال ہی لی ہیں۔ بعض مفسرین نے ان شرطیہ اور واؤ وصلیہ مان کر آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے داؤ چلے جو حفاظت الٰہی کے سامنے ہیچ ثابت ہوئے اگرچہ ان کے داؤ فی حد ذاتہ ایسے زبردست تھے جو ایک مرتبہ پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا ڈالیں۔ تنبیہ ان مخففہ من المثقلہ کی صورت میں لِتَزُوْلَ کی بجائے لَتَزُوْلَ ہوگا جیسا کہ حضرت مجاہد کی قرأت میں ہے۔

ف۲: یعنی وہ وعدہ جو ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا﴾ (المؤمن: ۵۱) اور ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ (المجادلة: ۲۱) وغیرہ آیات میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو مقرر اور موکد کر رہا ہے کہ دنیا و آخرت میں جو اس نے اپنے رسولوں کی مدد کا وعدہ کیا ہے وہ کبھی ان کا خلاف کرنے والا نہیں اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ماقبل کے لیے علت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنان اسلام سے انتقام لینے والا ہے اور مجرم اس سے چھوٹ کر بھاگ نہیں سکتا۔

ف۳: قیامت کے دن آسمان و زمین سب بدلے ہوئے ہوں گے اور جس آسمان و زمین سے ہم واقف ہیں ان کے بجائے دوسرے ہی موجود ہوں گے زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایسی سفید صاف زمین پر حشر کیے جائیں گے جیسے میدے کی سفید ٹکیا ہو جس پر کوئی نشان اور اونچ نہ ہوگی (بالکل صاف اور ہموار) (بخاری و مسلم) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے میں نے ہی اس آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ جب آسمان اور زمین بدل دیئے جائیں گے تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پل صراط پر (مسلم۔ ترمذی) (بقیہ صفحہ 871 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

بعض دفعہ کافر چاہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔ ف۱

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

ان کو چھوڑ دے کھائیں اور مزے اڑائیں اور دنیا کی امیدوں میں بھولے رہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا

پھر جان لیں گے۔ ف۲ اور جس کسی بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس کے لئے پہلے

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

سے وقت مقرر ہوتا تھا۔ کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے ہوسکتی تھی

يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

اور نہ پیچھے۔ اور کہتے ہیں اے آدمی جس پر قرآن

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ

نازل ہوا ہے کچھ شک نہیں کہ تو دیوانہ ہے۔ اگر تو سچا ہے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

تو فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔ ہم فرشتوں کو فیصلہ کے

اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ

لئے ہی اتارا کرتے ہیں جن کے نازل ہونے پر کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی۔ ف۳ ہم ہی نے

نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ ف۴ اور ہم نے تھے

مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

سے پہلے لوگوں میں بھی رسول بھیجے تھے۔ اور جب کبھی ان کے

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ

پاس رسول آتا اس سے ٹھٹول کرتے۔ اسی طرح ہم منکروں کے

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ

دلوں میں انکار داخل کرتے رہتے ہیں اس پر ایمان نہ لائیں گے اور پہلے

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

لوگوں کی رسوم گزر چکی ہیں۔ ف۵ ہم اگر ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں

(بقیہ صفحہ 871 پر دیکھیں)

ف۱: مطلب یہ کہ ایسا وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اپنی محرومی پر ماتم کریں گے اور دست حسرت مل کر کہیں گے کاش کہ ہم مسلمان ہوتے وہ وقت کب آئے گا؟ اس میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ ابن الانباری نے اس کو عام رکھا ہے یعنی دنیا اور آخرت میں جو مواقع کافروں کی نامرادی اور مسلمانوں کی کامیابی پیش آتے رہیں گے ہر موقع پر کفار کو رہ رہ کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمت اسلام سے محروم رہ جانے کی حسرت ہوگی۔ جنگ بدر میں کفار نے مسلمانوں کی تائید غیبی اور واضح غلبہ دیکھ کر اپنے دلوں میں محسوس کیا کہ جس اسلام نے فقرائے مہاجرین اور اوس وخزرج کو قریشی سرداروں پر غالب کیا افسوس ہم اس دولت سے محروم ہیں اسی طرح اسلامی فتوحات اور ترقیات پر کفار کو اپنی تہی دستی وحرمان نصیبی پر پچھتانے اور دل سے اشک حسرت بہانے کا موقع ملتا رہا۔ انتہائی حسرت وافسوس کا مقام وہ ہوگا کہ جب فرشتہ جان نکالنے کے لئے سامنے کھڑا ہوگا اور عالم غیب کے حقائق پیش نظر ہوں گے تو اس وقت کفار یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم نے اسلام قبول کر لیا ہوتا اور آج عذاب بعد الموت سے محفوظ رہ سکتے' اس سے بھی بڑھ کر حسرت انگیز منظر وہ ہوگا جو طبرانی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں میں سے بعض لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے تو مشرکین ان سے کہیں گے کہ تمہارے لا الہ الا اللہ کے کہنے نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟ تم بھی آج ہمارے ساتھ ہی جہنم میں جل رہے ہو' اس پر رحمت الٰہی کو جوش آئے گا اور اللہ تعالیٰ کسی موحد کو جہنم میں نہ چھوڑے گا اور ان تمام کو جنت میں داخل کر دے گا تو وہاں انہیں جہنمی کہا جائے گا پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یا اللہ یہ لقب بھی ہم سے دور کر دے تو انہیں جنت کی ایک نہر میں غسل کا حکم ہوگا اور وہ نام ان سے دور کر دیا جائے گا۔ گویا یہ آخری موقع ہوگا جب کافر تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی دنیا میں مسلمان ہوتے۔ مفسرین کی اکثریت نے یہی پہلو اختیار کیا ہے۔

ف۲: یعنی آپ ان کے کفر پر زیادہ غم وحزن نہ کیجیے یہ مطلب نہیں ہے کہ ان پر تبلیغ ترک کر دیجیے چند روز انہیں جانوروں کی طرح کھانے پینے دیجیے' یہ خوب دل کھول کر دنیا کے مزے اڑا لیں اور مستقبل کے متعلق لمبی چوڑی امیدیں باندھتے رہیں یہ سب خصوصیات آخرت سے غافل اور اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنی والی اقوام کی ہیں جس طرح یہ خصوصیات گزشتہ مشرک اور جاہلی قوموں کے حق میں صادق تھیں آج بھی مہذب اور روشن خیال قوموں پر کیسی صادق آ رہی ہیں۔ تو عنقریب وقت آیا چاہتا ہے جب حقیقت حال کھل جائے گی۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں مجاہدین کے ہاتھوں حقیقت کھل گئی اور پوری تکمیل آخرت میں ہو جائے گی۔

ف۳: کافروں کا کفران کی سرکشی تکبر اور ضد وعناد کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ بطور ہنسی مذاق کے رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ تو مدعی ہے کہ تجھ پر قرآن اللہ کا کلام اتر رہا ہے' ہم تو سمجھتے ہیں کہ تو سراسر پاگل ہے اپنی فرمانبرداری کی طرف ہم کو بلا رہا ہے اور ہم سے کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے باپ داداؤں کے دین کو چھوڑ دیں اگر بارگاہ احدیت میں آپ کو ایسا ہی قرب حاصل ہے اور ساری قوم میں سے اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی فوج آپ کے ساتھ کیوں نہ آئی جو واضح طور پر آپ کی تصدیق کرتی اور ہم سے آپ کی بات منواتی اور اگر ہم نہ مانتے تو وہ ہمیں سزا دیتی اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ یعنی رسالت یا عذاب کے ساتھ ہی اتارتے ہیں اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی قوم کی سرکشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور سارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ

پھر یہ اس میں سے چڑھ جائیں- تو بھی کہیں گے کہ

اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ

صرف ہماری آنکھوں میں نشہ آگیا بلکہ ہمیں جادو کیا گیا ہے- ف۱ ہم نے

جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ

آسمانوں میں (سیاروں کے لئے) منزلیں بنائیں ہیں اور ہم نے دیکھنے کے لئے آسمان کو مزین کیا- اور

حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا- ہاں جو چوری چوری

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

بات سنے تو چمکتا شعلہ اسے جا دباتا ہے- ف۲ اور ہم نے زمین کو بچھایا ہے

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور اس پر پہاڑ گاڑ دیے ہیں اس میں ہر قسم کی موزوں

مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ

چیزیں پیدا کی ہیں- اور ہم نے اسی میں تمہارے اور جن کے تم رازق نہیں ہو

لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا

گزارے کے اسباب پیدا کیے ہیں- ف۳ اور جو جو چیزیں موجود ہیں ہمارے پاس

خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا

ان کے کئی کئی خزانے ہیں اور ہم اندازہ سے پیدا کرتے ہیں- ف۴ اور ہم ہی

الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ

پانی سے بھرے ہوئے بادل بھیجتے ہیں پھر بادلوں سے پانی اتار کر تم کو پلاتے ہیں

وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ

اور تم تو اس کو جمع نہیں رکھ سکتے- ہم ہی

نُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

تم کو زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی تم کو مارتے ہیں اور ہم ہی مالک ہیں- اور ہم تم سے پہلے گزرے ہوؤں کو

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور پیچھے رہے ہوؤں سب کو جانتے ہیں- ف۵

ف۱: ان کی سرکشی، ضد، ہٹ دھرمی، خود بینی اور باطل پرستی کی یہ کیفیت ہے کہ بالفرض ان پر آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں وہاں چڑھا دیا جائے تب بھی یہ ضدی اور معاند لوگ حق کو تسلیم نہیں کر سکتے بلکہ یہ اس وقت بھی کہہ دیں گے کہ ہم پر نظر بندی یا جادو کیا گیا ہے، شاید ابتداء میں نظر بندی اور آخر میں بڑا جادو قرار دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سکرت کے معنی ''اچکی گئیں ہیں'' کیے ہیں بلکہ اس میں جادو کہا گیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سکرت ابصارنا سے آنکھوں پر جادو کرنا مراد ہو یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں تو ایسی صورت میں ان کو کوئی وعظ و نصیحت نافع نہ ہوگی انما سکرت حصر کیلئے نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے اسلئے کہ اگر حصر کے لئے مانیں تو مطلب ہوگا ماسکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ ابصارنا کے مقابلہ میں کوئی دوسرا صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جائے گا۔

ف۲: مجاہد اور قتادہ سے بروج کی تفسیر کواکب کے ساتھ اور کواکب عظام کے ساتھ ہے۔ ابوصالح سے درمنثور میں منقول ہے مجازاً و تشبیہاً ان کو بروج کہہ دیا گیا ہے اور یہ اہل واسلم تفاسیر ہے یعنی آسمانوں پر شیاطین کا کچھ عمل دخل نہیں چلتا بلکہ بعثت محمدی ﷺ سے تو ان کا گزر بھی وہاں نہیں ہو سکتا اب انتہائی کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ ایک شیطانی سلسلہ قائم کر کے آسمانوں کے قریب پہنچیں اور عالم ملکوت سے اخبار غیبیہ کی اطلاعات حاصل کریں اس پر بھی فرشتوں کے پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں کہ جب بھی شیاطین ایسی کوشش کریں تو اوپر سے آتش باری کی جائے۔ نصوص قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوینی امور کے متعلق آسمانوں پر جب کسی فیصلہ کا اعلان ہوتا ہے اور رب قدوس اس سلسلہ میں فرشتوں کی طرف وحی بھیجتا ہے تو وہ اعلان ایک خاص کیفیت کے ساتھ اوپر سے نیچے یعنی آسمان دنیا پر درجہ بدرجہ پہنچتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کی بابت فیصلہ فرما کرتا ہے تو فرشتے عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں جیسے زنجیر پتھر پر، پھر جب ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے رب کا کیا ارشاد ہوا؟ تو وہ جواباً کہتے ہیں کہ جو بھی فرمایا حق ہے اور ان فرشتوں کی باتوں کو چوری چھپے سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور چوری چھپے فیصلہ سننے والے شیطان (جن) آسمان سے آنے والا شعلہ بھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں اس فیصلہ کی خبر کر دے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ اسے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل وہ بات زمین تک آ جائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں۔ اور پھر یہ کاہن لوگ اسی ادھوری سی بات میں سینکڑوں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر عوام کو غیبی خبریں بتلاتے ہیں۔ قرآن و حدیث نے یہ واقعات بیان کر کے آگاہ کر دیا کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اور چھوٹی سے چھوٹی سچائی کا سرچشمہ بھی وہی عالم ملکوت ہے۔ جن اور انسانی شیاطین کے خزانہ میں سوائے کذب و افتراء کے کوئی چیز نہیں۔ نیز یہ کہ آسمانی انتظامات اس قدر مکمل ہیں کہ کسی شیطان کی مجال نہیں وہاں قدم رکھ سکے، باقی ملائکہ بادل میں آ کر آسمانی خبروں کا تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین کچھ سن لیتے ہیں۔ اور رہی یہ بات کہ پھر آسمان سے روک دینے سے کیا فائدہ جبکہ سننے کا دوسرا ذریعہ موجود رہا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آسمانوں میں امور عظام کا تذکرہ ہوتا ہو اس کو تو بالکل ہی مسدود کر دیا ہوتا کہ علوم غیبیہ کے انکشاف کا وحی کے

(باقی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ

اور تیرا پروردگار ان سب کو جمع کرے گا بیشک وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے- اور ہم ہی نے

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

انسان کو سڑی کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا- اور

وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ

اس سے پہلے جنوں کو تیز آگ سے بنایا تھا- ف۱ اور جب

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ

تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ

سڑی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں- پھر جب میں اس کو درست بنا چکوں اور اس میں

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

اپنی روح پھونک دوں تو تم نے تعظیما سلام کرنا- پس سب فرشتوں

كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ

نے اسے جھک کر سلام کیا- لیکن ابلیس نے تعظیم کرنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ

کے ساتھ ہونے سے انکار کیا- اللہ نے کہا تجھے کیا مانع پیش آیا کہ تو تعظیم

السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا- شیطان بولا کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم کبھی نہ کروں

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا- ف۲ اللہ نے کہا تو اس جماعت سے نکل جا

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ

کیونکہ تو مردود ہے- اور قیامت تک تجھ پر

الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

لعنت رہے گی- اس نے عرض کیا کہ میرے پروردگار بندوں کے اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو-

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

اللہ نے کہا اچھا تجھے وقت معین

سوا اور کوئی طریقہ نہ رہے' اور سحاب میں واقعات جزئیہ کا تذکرہ ہوتا ہو کہ وہ علوم مقصودہ نہیں اور آیت انهم عن السمع لمعزولون باعتبار سموات کے ہو اور استرق السمع اعتبار سحاب کے ہو پس الامن استرق السمع میں استثناء منقطع ہوگا اور غالباً سحاب میں سے بھی ناتمام ناقص علم حاصل ہوتا ہے۔ (بقیہ صفحہ 872 پر دیکھیں)

ف۱: صحیح بخاری میں آیا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جن شعلہ والی آگ سے اور آدم (علیہ السلام) اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کی گئی ہے یعنی مٹی سے۔ اس آیت سے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت و شرافت اور ان کے عنصر کی پاکیزگی اور طہارت کا بیان ہے جنوں کی مخلوقیت اور عجز کو دکھانے ہی کے لئے ان کا ذکر تخلیق انسانی کے ساتھ ساتھ کیا ہے' دلائل مختلفہ سے جنات کے متعلق یہ امور معلوم ہوتے ہیں (۱) آگ سے پیدا ہونا۔ (۲) توالد و تناسل ہونا (۳) عادۃً ان کا نظر نہ آنا (۴) مختلف اشکال میں ان کا متشکل ہو سکنا۔ مگر جن اشکال میں متشکل ہونے سے کوئی التباس مضرد ین ہوتا ہو اس پر بہ حکمت الٰہی سے قادر نہ ہونا اور جس میں التباس مضر دنیا ہوتا ہو اس پر کم قادر ہونا۔

ف۲: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش یعنی بنانے کے بعد ان کی بزرگی ظاہر کرنے کیلئے انکے سامنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اس حکم کو سب نے مان لیا مگر ابلیس لعین نے انکار کر دیا اور کفر و حسد' انکار و تکبر' فخر و غرور کیا اور صاف کہدیا کہ میں آگ کا بنا ہوا یہ خاک کا بنایا ہوا میں اس سے بہتر ہوں اس کے سامنے کیوں جھکوں؟ اگر تو نے اسے مجھ پر بزرگی دی تو میں انہیں گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا روح انسانی کی اضافت اپنی جانب کرنا اس کے اظہار قدر و منزلت کے لئے ہے اور شائد اسی نفخ روح کا نتیجہ ہے کہ روح انسانی میں خلافت الٰہی کی استعداد پیدا ہوگئی۔ عام متکلمین کا قول ہے روح انسانی جسم لطیف ہے تو اس صورت میں نفخ کے حقیقی معنی مراد ہوں گے یعنی جسم کے جن حصوں میں خلا ہوا ان میں ہوا بھرنا اگر اسے غیر مادی جوہر مجرد تسلیم کیا جائے تو نفخ سے استعارہ مطلق تعلق کا ہوگا اور روح کو ہمارے اکثر محققین نے جسم لطیف ہی تسلیم کیا ہے لیکن بعض کی تحقیق میں جن میں امام غزالی بھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ روح ایک جوہر مجرد ہے جو نہ جسم میں داخل ہے نہ اس سے خارج نہ اس کے متصل نہ اس سے منفصل ابلیس جو بعد میں شیطان کے لقب سے مشہور ہوا فرشتہ نوری نہیں بلکہ ناری جن تھا جیسا کہ سورہ کہف میں نص موجود ہے ﴿وَكَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ (الکہف: ۵۰) اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا جبکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا؟ اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تغلیبا اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اسی طرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا در اصل ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ ارشاد ہے ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ﴾ (الاعراف: ۱۲) لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا۔

تنبیہ: اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تا قیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ

تک مہلت ہے- ف۱ شیطان نے کہا میرے پروردگار بوجہ اس کے کہ تو نے مجھے گمراہی

فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

کا ملزم ٹھہرایا ہے میں برے کام ان کی نظروں میں مزین کروں گا اور ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا- مگر

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے- اللہ نے کہا یہ بات مجھے بھی ملحوظ ہے-

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ

کہ میرے نیک بندوں پر تیرا زور اور قابو نہ ہوگا مگر انہی

اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

پر ہوگا جو تیرے تابع ہوں گے- اور ان سب کا ٹھکانہ

اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ

جہنم ہوگا- اس کے سات دروازے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرقے کے

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾

لئے ایک دروازہ مقرر ہوگا- ف۲ بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے- کہا جائے گا

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

کہ سلامتی سے با امن ان باغوں میں داخل ہو چلو- اور ہم نے ان کے سینوں

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ

سے رنجش نکال دی ہوگی بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھا کریں گے- اس (جنت) میں

فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ

ان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ ہی وہ ان سے نکالے جائیں گے- تو میرے بندوں کو

اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ

اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں- اور میرا عذاب بھی

الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا

بڑا دردناک ہے- ف۳ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا- کہ جب وہ

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا

اس کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف لگتا ہے- انہوں نے کہا

(بقیہ ف۱)

فـ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اس بہترین اور اعلیٰ جماعت سے دور ہو جا تو پھٹکارا ہوا ہے اور قیامت تک تجھ پر ابدی اور دوامی لعنت برسا کرے گی۔ اس محاورہ سے مراد دوام ہے یہ مراد نہیں کہ قیام قیامت کے بعد ابلیس کی ملعونیت جاتی رہے گی۔ محاورہ زبان سے قطع نظر بھی ظاہر ہے کہ جو محل رحمت قیامت تک نہ ہو اس کے لئے بعد قیامت محل رحمت ہونے کی گنجائش کیا ہے؟ کیونکہ دار الجزا میں تو دار العمل کا صرف تکملہ ہی ہوتا ہے نہ کہ اس سے قطع نظر کر کے کسی جدید شے کی پیدائش۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت اس کی صورت بدل گئی اور اس نے نوحہ خوانی شروع کر دی دنیا کے تمام نوحے اسی ابتدا سے ہیں۔ مردود و مطرود ہو کر آتش حسد سے جلتا ہوا آرزو کرتا ہے کہ قیامت تک اسے ڈھیل دی جائے یہ درخواست اس کی منظور ہوئی اور مہلت مل گئی۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ نفخہ اولیٰ ہے اس میں ابلیس مر جائے گا اور دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا اور یہی ابلیس کی موت کی مدت ہے۔

فـ۲: شیطان کی سرکشی بیان ہو رہی ہے کہ اس نے کہا کہ چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں بھی اولاد آدم کے لئے زمین میں تیری نافرمانیوں کو خوب مزین کر کے ان کو دکھاؤں گا اور انہیں رغبت دلا کر تیری نافرمانیوں میں مبتلا کروں گا اور جہاں تک ہو سکے گا کوشش کروں گا کہ سب کو ہی بہکا دوں لیکن ہاں تیرے مخلص بندے میرے ہاتھ نہیں آ سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن بندوں کو میں نے ہدایت پر لگا دیا ان پر تیرا کوئی زور نہیں ہاں تیرا زور تیرے فرمانبرداروں پر ہوگا۔ بما اغویتنی میں ب سببیہ ہے اور اغوا اور اضلال کا انتساب ذات حق کی جانب صرف تکوینی حیثیت سے یا علت العلل کے معنی میں ہے کوئی شخص گناہ پر مجبور و مضطر ہرگز نہیں توفیق الٰہی اس کا ساتھ اس وقت چھوڑتی ہے جب انسان خود شیطان کی جانب میل قوی رکھنے لگتا ہے بے شک بندگی اور اخلاص کی راہ سیدھی میرے تک پہنچتی ہے اور یہ ہی میرا سیدھا راستہ ہے جو بندے عبودیت اور اخلاص کی راہ اختیار کریں گے وہی شیطان لعین کے تسلط سے محفوظ رہیں گے اور جو ملعون کی پیروی کریں گے تو وہ اس کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے۔ بعض مفسرین نے ھذا صراط علي مستقیم کو تہدید پر محمول فرمایا ہے یعنی او ملعون تو لوگوں کو صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جائے گا کہاں وہ کون سا راستہ ہے جو ہماری جانب نہ جاتا ہو اور جب تمام راستے ہماری جانب آتے ہیں تو پھر تو ہماری سزا سے بچ کر کدھر جا سکتا ہے؟ اس وقت یہ کلام ایسا ہوگا جیسے کہا جاتا ہے افعل ما شئت فطریقتك علی قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (الفجر:۱۴) ابلیس کے قول اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ اور حق تعالیٰ کے قول اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ سے مفسرین نے خوب نکتہ نکالا ہے کہ جس کو جس چیز کا اہتمام ہوتا ہے وہ اسی کو مقدم رکھتا ہے۔ چنانچہ ابلیس نے اغوا کو مقدم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مخلصین کی حفاظت کو بعض سلف نے سبعۃ ابواب سے دوزخ کے سات طبقے اوپر نیچے مراد لئے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے ان کے نام یہ بتلائے ہیں، جہنم، سعیر، لظی، حطمہ، سقر، جحیم، ہاویہ اور لفظ جہنم ایک خاص طبقہ اور مجموعہ طبقات دونوں پر بولا جاتا ہے جب کہ بعض مفسرین کے نزدیک سات دروازے مراد ہیں جن سے دوزخی الگ الگ داخل ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ محض خلود مراد ہو اور اس سے مقصود دوزخ میں داخل ہونے والوں کی کثرت تعداد کا اظہار ہو۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے ہی دوزخ کے سات دروازے ہیں (بقیہ صفحہ 873 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ

ابراہیم خوف مت کر ہم اللہ کی طرف سے تجھے ایک بڑے ذی علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا

ابراہیم بولا کیا تم مجھے بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری سناتے ہو پس تم مجھے کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو۔ وہ بولے

بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ

ہم نے تجھے سچی خوشخبری سنائی ہے پس تو بے امید مت ہو۔ ابراہیم بولا پروردگار کی

يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا

رحمت سے بجز گمراہ لوگوں کے کوئی بھی بے امید نہیں ہوتا۔ ف ابراہیم نے کہا

خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ

اے اللہ کے رسولو تمہارا دنیا پر کیا کام ہے۔ وہ بولے ہم بدکار

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ مگر لوط کے اتباع سب کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۭ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

ہم بچالیں گے۔ البتہ اس کی عورت ہے جسے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں ہم نے تاک رکھا ہے ف

فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

پھر جب اللہ کے بھیجے ہوئے لوط کے خاندان کے پاس پہنچے۔ تو لوط نے کہا

مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ

تم تو اجنبی قوم ہو۔ انہوں نے کہا ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں

يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

جس میں تیری قوم کو شک ہے یعنی ہم تیرے پاس سچا حکم لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ ف

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا

پس تو رات ہی سے اپنے اہل کو لے کر نکل جائیو اور تو خود ان سے پیچھے چلیو اور

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

تم میں سے کوئی بھی پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کا تم کو حکم ہوتا ہے چلے جانا۔ اور

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ

ہم (اللہ) نے لوط کو اس امر سے اطلاع دی کہ صبح ہوتے ہی

ف: لفظ حنیف واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے جیسے زور اور سفر۔ یہ فرشتے تھے جو بصورت انسان سلام کر کے خلیل اللہ کے پاس آئے تھے آپ نے بچھڑا کاٹ کر اس کا گوشت بھون کر ان مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا اور جب دیکھا کہ وہ کھانے کیلئے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو خلیل اللہ علیہ السلام ڈر گئے۔ کیونکہ عرب عراق وشام کی قدیم تہذیب ومعاشرت میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ ڈاکو چور یا غارتگر جب کسی کی مہمانی قبول کر لیتے تھے تو پھر اس کے بعد اسے نقصان نہیں پہنچاتے تھے اور اجنبیوں اور مسافروں کے لباس میں اکثر یہی غارت گر چھپے ہوتے تھے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان نو واردوں کی مہمانی کرنی چاہی اور انہوں نے قبول کرنے میں تامل کیا تو قدرۃً آپ کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ کہیں یہ جرائم پیشہ تو نہیں۔ خیر فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ڈرو نہیں ہم سے پریشان نہ ہوں کیونکہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں' پھر انہوں نے خلیل اللہ علیہ السلام کو حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت سنائی۔ دوسری آیات میں اسحٰق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کی بشارت بھی مذکور ہے انہی آیات کی وجہ سے بیان میں اکتفا فرمایا چونکہ غیر متوقع اور غیر معمولی طور پر خوشخبری سنی تو اپنی پیرانہ سالی اور اپنی بیوی صاحبہ کے بڑھاپے کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ عجیب سی معلوم ہوئی کہ یہ آثار وعلامات ظاہری اور اسباب عادیہ کے لحاظ سے تو دور ہے یہ مطلب نہیں کہ اللہ کی قدرت سے بعید ہے۔ فرشتوں نے کہا اسباب ظاہری اور عادی پر نظر نہ کیجیے ہم تو خالق کائنات کی طرف سے آپ کو خوشخبری سنا رہے ہیں چونکہ سطح کلام سے ناامیدی کا تو ہم ہو سکتا تھا جو اکابر خصوصاً انبیاء علیہم السلام کی شان کے بالکل خلاف ہے اس لیے ملائکہ نے فلاتکن من القانطین کہہ کر تنبیہ کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا کہ میں مایوس نہیں ایمان رکھتا ہوں کہ میرا رب اس سے بھی بڑی باتوں پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ کاملین بھی کسی درجہ میں ظاہری اسباب پر خیال رکھتے ہیں۔

ف: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب ان آنے والوں کے فرشتے ہونے کا علم ہو گیا تو آپ نے فراست نبوت سے یہ بھی سمجھا کہ ان کی تعیناتی محض اتنی بشارت کے لیے نہیں بلکہ اور کسی اہم مقصد کے لیے ہوئی ہے تو دریافت کرنے پر انہوں نے بتلایا کہ لوطیوں کی بستیاں الٹنے کے لیے ہم آئے ہیں ال لوط تو نجات پالے گی ہاں اس ال میں سے انکی بیوی نہیں بچ سکے گی وہ قوم کے ساتھ ہلاک ہو گی کیونکہ وہ کافرہ یا منافقہ تھیں اور یہ ضرور نہیں کہ آپ کو اس کا علم بھی ہو۔ قدرنا انها لمن الغابرین مقولہ ملائکہ کا ہے جو عذاب لے کر آئے تھے اور انہوں نے مجازاً اپنی طرف نسبت کی' حالانکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا تھا اور وجہ اس کی قرب و اختصاص ملائکہ کا ہے۔ اس وقت وہ قضا وقدر کا فیصلہ نافذ کرنے کے لیے سرکاری ڈیوٹی پر آئے تھے اس لیے تقدیر کی نسبت نیابۃً اپنی طرف کر دی اور ممکن ہے کہ قدرنا حق تعالیٰ کا کلام ہو تب تو کوئی اشکال سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا۔

ف: یہ فرشتے تو جوان حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا تم بالکل ناشناس اور انجان لوگ ہو' تم اس شہر میں اجنبی ہو' تم کو یہاں کے لوگوں کی بری عادت معلوم نہیں' دیکھئے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یا جب لوگوں نے فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھائی کی تو حضرت لوط علیہ السلام انہیں مہمان سمجھتے ہوئے امکانی مدافعت کرتے رہے حتیٰ کہ آخر میں نہایت حسرت سے فرمایا لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ (بقیہ صفحہ 873 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَقْطُوعٍ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی- اور شہر والے خوشی کرتے

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۷۵﴾

ہوئے آموجود ہوئے- لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں پس تم مجھے ذلیل نہ کرو-

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو- بولے کہ ہم نے تمام

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ

دنیا سے تجھے منع نہیں کیا ہوا- کہا یہ میری لڑکیاں موجود ہیں اگر تم نے

فٰعِلِيْنَ ﴿۷۸﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۹﴾

کچھ کرنا ہی ہے- ف تیری جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں جھوم رہے تھے- ف

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا

پس صبح ہوتے ہی ایک زور دار چیخ نے ان کو ہلاک کر دیا- پھر ہم نے اس بستی

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۸۱﴾

کی اوپر کی طرف نیچے کردی اور ان پر کنکروں کی تہ کے پتھر برسائے-

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّهَا

بیشک اس قصے میں سمجھداروں کے بہت سی نشانیاں ہیں- ف اور تحقیق لوطیوں کی بستی

لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۸۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۴﴾

ان عربیوں کی سیدھی راہ میں نظر آتی ہے- بیشک اس میں ایمانداروں کے لئے ایک نشانیاں ہیں-

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ فَانْتَقَمْنَا

اور بن والے بیشک ظالم تھے- پس ہم نے ان سے

مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

انتقام لیا اور یہ دونوں قومیں شارع عام پر پڑی ہیں- ف

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا

اور حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا- اور ہم نے ان کو کئی ایک احکام

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

دیے پھر بھی وہ ان سے روگردان ہی رہے- اور پہاڑوں کو تراش

ف: لوط علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں سے کہتے ہیں کہ میری توہین کے درپے نہ ہو جاؤ لیکن وہ جواب دیتے ہیں کہ جب آپ کو یہ خیال تھا تو انہیں آپ نے اپنا مہمان کیوں بنایا ہم تو آپ کو اس سے منع کر چکے ہیں تب آپ نے انہیں مزید سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں جو میری لڑکیاں ہیں وہ خواہش پوری کرنے کی چیزیں ہیں نہ کہ یہ۔

ف: عَمر اور عُمر عربی میں ہم معنی ہے لیکن قسم کھانے کے موقع پر عمر ہی مستعمل ہے العَمر و العُمر واحد لکن خص القسم بالعَمر دون العُمر (راغب) ل قسمیہ ہے عربی اسلوب بلاغت میں قسم ایک ادبی صنعت و فنکاری ہے اور بہترین ادیب و شاعر اس سے حسب موقع آزادی سے کام لیتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی قسمیں مذاق عرب پر بالکل گراں نہیں گزریں۔ اہل زبان جو مخالفت میں غرق اور اعتراض و نکتہ چینی کے لیے تلے بیٹھے تھے ان میں سے کسی نے بھی یہ نہ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی کلام میں یہ مخلوقات کی قسمیں کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے جو جا بجا مخلوقات کی قسم کھائی ہے اس سے ان چیزوں کا زیادہ نفع بخش ہونا یا اس کی قدرت پر دلالت کرنے کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور مکلفین کو اس سے ممانعت فرمانا اس لیے ہے کہ کہیں قسم کھانے والا اس چیز کو ایسا معظم نہ سمجھ بیٹھے جیسا حق تعالیٰ کو معظم سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ میں یہ احتمال ہی نہیں کہ وہ کسی مخلوق کو معظم سمجھیں کیونکہ سب سے اعظم وہ خود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی عمر کی قسم اٹھا کر یہ حالت بیان فرما رہا ہے اس میں نبی ﷺ کی انتہائی تکریم و تعظیم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی جان محمد ﷺ کی جان سے زیادہ اکرم و اشرف پیدا نہیں کی اور نہ ہی آپ کی حیات کے سوا کسی کی حیات کی قسم کھائی ہے۔ اور جس چیز کی قسم اٹھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں (۱) جس چیز کی قسم اٹھائی جائے اس کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھے اور عقیدہ یہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے تو اس نیت سے غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے۔ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ (حدیث) (۲) جس میں قسم اٹھائی جانے والی چیز کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً ﴿وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ (العصر: ۱) (۳) یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے جیسے حضرت حسانؓ نے مشرکین کے مقابلہ میں فرمایا ثکلت بنیتی ان لم تروھا۔ تیترا لنقع من طرفی کداء۔ ترجمہ: میری بیٹی مرے اگر تم ان (چارے گھوڑوں) کو کداء پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے نہ دیکھو اور فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے مسلمانوں کے لشکر سے فرمایا کہ کداء پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہونا کہ حسان کی قسم پوری ہو جائے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے ثکلت بنیتی کو قسم قرار دیا (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لیے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا محبوب چھین لے اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگانی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی اللہ کرے کہ تو زندہ رہے اور تیری زندگانی مجھے بہت محبوب ہے نعمرك اسی نوع کی قسم ہے۔ یہاں رسول اسلام کی زندگی کی صداقت اور پاکیزگی کو جو کافروں کو بھی مسلم تھی بطور گواہ پیش کیا جا رہا ہے اور یہی مقصد قسم کا ہوتا ہے۔ اصل قصہ کے درمیان یہ اتنا حصہ براہ راست رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے۔

ف: ترمذی میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مومن کی (بقیہ صفحہ 873 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

کر بے خوف ہوکر گھر بنا لیتے تھے۔ پس صبح ہوتے ہی ان کو

مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

ایک آواز نے تباہ کردیا پھر ان کی کمائی نے ان کا کچھ کام نہ دیا۔ ف۱

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو جو کچھ

بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ۭ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

پیدا کیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے پس تو وضع داری

الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ

سے طرح دے دیا کر۔ تیرا پروردگار بڑا ہی پیدا کرنے والا بہت بڑے علم والا ہے۔ ف۲ ہم نے

اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾

تجھے سات آیتیں مثانی کی یعنی قرآن عظیم دیا ہے۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

جس قدر ہم نے لوگوں میں سے مختلف قسموں کو بہرہ مندہ کیا ہوا ہے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

تو ان کی طرف مطلقاً نظر نہ ڈالیو اور ان کے حال پر تاسف نہ کیا کر اور مسلمانوں کے ساتھ خاطر سے ملا کر۔ ف۳

وَقُلْ اِنِّىْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا

اور تو کہہ دے کہ میں تو واضح کرکے ڈرانے والا ہوں۔ جیسے ان پر جنہوں نے اللہ

عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾

کی کتاب بانٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ ہم نے کتابیں اتاری ہیں۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا

پس تیرے پروردگار کی قسم ضرور ان کے اعمال سے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ

ان کو سوال کریں گے۔ ف۴ پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اسکی دھن میں لگا رہ

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

اور مشرکوں سے منہ پھیر۔ ٹھٹھے بازوں کو جو اللہ کے ساتھ

منزل ۴

ف۱: الحجر شمالی عرب اور شام کے درمیان کا علاقہ کہلاتا ہے یہ حضرت صالح علیہ السلام کی امت قوم ثمود کا مسکن تھا شام سے مدینہ کو آئیں تو سب سے پہلے ارض لوط کا علاقہ آئے گا پھر سر زمین شعیب (مدین) آئے گی اور سب سے آخر میں علاقہ حجر یا مسکن قوم ثمود یہ تینوں عبرت انگیز خطے باہم متصل ہیں اور شاید اسی مناسبت سے تینوں کا ذکر بھی یہاں ایک ساتھ ہے المرسلین کے صیغہ جمع سے متعلق امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے یہ قوم ہندی برہمنوں کی طرح کلی طور پر سلسلہ رسالت ہی کی منکر ہو لعل القوم کانوا براھمة منکرین لکل الرسل (کبیر) دراصل ثمودی قوم نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک نبی کا جھٹلانے والا گویا تمام انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے والا ہے اس لیے فرمایا گیا کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا پھر ان کا مال و دولت، مستحکم عمارات، جسمانی قوت اور دوسرے اسباب و وسائل میں سے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دفع نہ کرسکی ان کے دنیوی علوم و فنون ان کی ہنرمندی اور صناعیاں ان کی ہندسہ دانی اور انجینری وغیرہ جیسی کوئی چیز بھی انہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے پناہ نہ دے سکی۔

حدیث میں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ تبوک جاتے ہوئے ان مکانوں سے گزرے تو آپ نے سر پر کپڑا ڈال لیا اور سواری کو تیز چلایا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا ہے ان کی بستیوں سے روتے ہوئے گزرو یا رونی صورت بنا کر چلو تاکہ ایسا نہ ہو کہ انہی عذابوں کا شکار تم بھی بن جاؤ۔

تنبیہ: آپ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا کہ آدمی اس قسم کے مقامات میں پہنچ کر عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں ہو اور ایسے مقامات کو محض سیر و تماشہ نہ سمجھے۔

ف۲: یہ عقلوں کو دنگ کر دینے والا اور دماغوں کو چکرا دینے والا عظیم الشان نظام کائنات، آسمان و زمین سورج اور چاندیوں ہی بے مقصد اور خود بخود کام نہیں کر رہے بلکہ یہ سب کچھ ایک حکیمانہ نظام کے ماتحت ایک متعین مقصود کی طرف لے جانے والا ہے اور وہ منزل آخرت کی ہے جب سب کا حساب و کتاب کا امتحان یقینی ہے اور ان سب کے آخری فیصلے کا دن آ رہا ہے تو آپ ان کے عناد و مخالفت سے زیادہ غم میں نہ پڑیئے اور شکوہ و شکایت بھی نہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے نہ آپ کا صبر و تحمل باہر رہ سکتا ہے نہ ان معاندین کی شقاوتیں اور شرارتیں وہ کچھ حصہ پورا، صغیر و کبیر اور جو ہر و عرض سب ہی کا خالق ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی وجود ہو اور وہ اپنی تخلیق میں اس سے بے نیاز ہو اس قسم کے تمام صفات کے اثبات سے ایک مقصود اہل شرک کے شرك فی الصفات کی تردید ہوتی ہے۔

تنبیہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مشرکوں سے چشم پوشی کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان کی ایذا پہنچانا، جھٹلانا اور ان کا برا کہنا برداشت کر لیجیے۔ یہ حکم جہاد سے پہلے تھا اور یہ آیت بھی مکی ہے جبکہ جہاد بعد از ہجرت مقرر اور شروع ہوا۔

ف۳: سبع مثانی کے مصداق میں اختلاف ہے صحیح اور راجح یہ ہی ہے کہ اس سے مراد سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں جو بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں، سورت فاتحہ حقیقتاً اپنی عظمت و اہمیت خصوصی کے لحاظ سے مستحق اسی کی تھی کہ اس کا ذکر مستقلاً بھی کیا جائے سبع مثانی کی تفسیر سے سورہ فاتحہ کا مراد ہونا حدیث صحیح میں خود رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، صحابہ میں سے حضرت ابوہریرہ، ابوسعید خدری، حضرت عمر، علی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین میں حسن بصری، مجاہد، قتادہ، ربیع اور کلبی رحمہم اللہ سے بھی یہی نقل ہوا ہے، آئمہ تفسیر بھی کثرت سے اسی (بقیہ صفحہ 873 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور معبود بناتے ہیں ہم تیری طرف سے کافی ہیں پس وہ جان لیں گے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے جو کہتے ہیں تو دل تنگ ہوتا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ

پس تو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیا کر اور سجدہ کیا کر۔ اور مرنے

رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

تک اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہ۔ ف

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۱۲۸ سورۃ النحل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

اللہ کا حکم آیا چاہتا ہے پس تم اس کی جلدی نہ چاہو اللہ ان کے شرک

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ

سے پاک ہے اور بلند ہے۔ ف اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے

اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اطلاع کردو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔ ف اسی نے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ

و زمین سچے نتیجے سے پیدا کیے وہ ان کے شرک کرنے سے پاک ہے۔ اس نے

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾

انسان کو منی کے قطرے سے پیدا کیا تو وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن بیٹھا ہے۔ ف

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ

اسی نے تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لیے جاڑے کے کپڑے اور کئی ایک فوائد ہیں

منزل ۳

ف۱: اس آیت کے اترنے سے پہلے تک نبی ﷺ پوشیدہ طور پر تبلیغ فرماتے تھے لیکن اس کے بعد آپ اور آپ کے اصحاب نے علی اعلان دین کی اشاعت شروع کر دی۔ مشرکین مکہ میں پانچ یا کم و بیش آدمی ایسے تھے جو ہر وقت قرآن اور نبی علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے تھے جن کے نام ولید بن مغیرہ' عاص بن وائل' اسود بن المطلب' ابوزمعہ اسود بن عبد یغوث ہیں۔ یہ لوگ ہر وقت نبی ﷺ کی ایذا رسانی کی در پے رہتے تھے' پھر جب یہ لوگ اپنے مظالم میں حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فاصدع سے یعلمون تک آیات نازل فرمائیں۔ اور آخر میں فرمایا کہ اے نبی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں' دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اس کی حمد و ثنا میں لگے رہیں' اسی کے سامنے جھکیں ہر قسم کی عبادت زبانی' بدنی اور مالی اسی کے لیے بجالائیں حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے لیے کریں نذریں منتیں بھی اس کی نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لیے دیں۔ اس کی تاثیر سے قلب مطمئن و منشرح رہتا ہے۔ فکر و غم دور ہوتے ہیں۔ یقین یہاں بمعنی موت ہے' جمہور مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے' حضرت عبداللہ بن عمر صحابیؓ اور تابعین میں مجاہد' سالم' حسن بصری' ابن زید' قتادہ وغیرہ بھی سب اسی طرف گئے ہیں۔ حاصل یہ کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہے اندریں راہ میتراش و میتراش' تا دمے آخر دمے فارغ مباش۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ مشاغل ذکر و عبادت میں لگ جانے سے عالم قدس کے انوار کا فیضان شروع ہو جاتا ہے اور اس سے دنیا بالکل حقیر و ہیچ نظر آنے لگتی ہے۔ اسی لیے غم و الم کی طرف سے بھی طبیعت ہلکی اور بے فکر ہو جاتی ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ یہ ان مدعیان باطل کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سلوک میں کوئی مرتبہ ایسا بھی آتا ہے جس میں تکلیفات شرعی ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔

ف۲: منکرین بار بار شرارت و طعن کی راہ سے کہا کرتے کہ عذاب الٰہی اگر فی الواقع کوئی چیز ہے تو آ کیوں نہیں جاتی آخر اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے؟ اس کا جواب ارشاد ہو رہا ہے۔ امر اللہ سے مراد عذاب دنیوی اور عذاب قیامت دونوں ہو سکتے ہیں قریب تو دونوں ہی عذاب آ چکے تحقق وقوع کے لحاظ سے بلفظ ماضی بیان فرمایا ہے' ہ کی ضمیر کا مرجع یا تو لفظ اللہ ہے یا عذاب ہے۔

ف۳: بالفاظ دیگر نبوت دھی چیز ہے کسبی نہیں۔ جبکہ ولایت کسبی چیز ہے۔ من یشاء نے ظاہر کر دیا کہ نبوت عطیہ الٰہی ہے امر استحقاقی نہیں اور روح سے مراد یہاں وحی الٰہی ہے اور من امرہ میں اسکی تاکید ہے کہ یہ نزول ملائکہ و نزول وحی اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے اور کوئی اس میں دخیل نہیں الملئکۃ صیغہ جمع میں بمعنی جنس ملائکہ ہے خواہ مراد اس سے صرف جبرائیل ہی ہوں لیکن امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نزول تنہا جبرائیل علیہ السلام کا تھا ہی کب کبھی غزوات میں فرشتوں کی فوجیں اتاری جاتیں' کبھی ملک البحار کبھی کوئی اور جمہور کے نزدیک ملائکہ سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور واحد کو تعظیماً جمع کے صیغے سے ذکر کیا گیا ہے' من کو بعض نے بیانیہ و تفسیر یہ لیا ہے اور من امرہ سے وحی ہی مراد رکھی ہے۔

ف۴: عالم علوی اور سفلی کا خالق اللہ کریم ہی ہے بلند آسمان اور پھیلی ہوئی زمین تمام مخلوق سمیت اسی کی پیدا کی ہوئی ہے' اور یہ سب بطور حق ہے نہ کہ بطور عبث اور نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا ہو گی' وہ تمام معبودوں اور مشرکوں سے بری ہے' وہ وحدہ لاشریک ہے' وہ اکیلا ہی خالق کل ہے اسی لیے وہ اکیلا ہی سزاوار عبادت ہے مگر انسان جھگڑالو اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ
اور انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ ف۱ اور ان کو جب تم دن ڈھلے گھروں کو واپس لاتے ہو
وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ
اور جب تم ان کو باہر لیجاتے ہو وہ تمہارے لئے سجاوٹ ہوتے ہیں۔ ف۲ اور وہ ایسے مقاموں
لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ
تک تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں پر بغیر سخت مشقت کے تم نہ پہنچا سکو
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
بیشک تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا ہی مہربان ہے۔ اسی نے گھوڑے خچریں اور گدھے پیدا کیے
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى
کہ تم ان پر سواری کرو اور نیز وہ تمہاری زینت ہیں اور ایسی چیزیں بھی پیدا کرے گا جنہیں کو تم
اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ
نہیں جانتے۔ ف۳ سب مذاہب کا رخ اللہ ہی کی طرف ہے بعض ان میں ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ
لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ
چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا۔ ف۴ وہی ہے جو بادلوں سے تمہارے
مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝
لیے پانی اتارتا ہے اس میں تمہارے پینے کے قابل ہے اور اسی سے درخت ہیں جنہیں تم چراتے ہو۔
يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَ
اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور
الْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے بیشک اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ
بہت بڑی نشانی ہے۔ اسی نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ
چاند کو کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ
بیشک عقلمند قوم کے لئے اس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ اور دنیا میں جن جن

(باقی ۲)

یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک حقیر نطفہ سے پیدا کر کے کس قدر شرف عطا فرمایا یہ الٹا اللہ تعالیٰ کی توحید اور حشر و نشر کے بارے میں جھگڑتا ہے۔

ف۱: مطلب یہ کہ چوپایوں میں کوئی شان ربوبیت و الوہیت اصلاً نہیں بلکہ وہ سب کے سب اللہ کی مخلوق و مربوب ہیں انسان ہی کے نفع و خدمت کے لیے ہیں نہ کہ الٹے انسان کے مخدوم اور دیوتا بننے کے قابل۔ اس میں تردید ہے ان مشرک اور جاہل قوموں کی جنہوں نے گائے بیل اور بھینس وغیرہ کی پرستش کی دف کا لفظی معنی سرمائی پوشش کے ہیں۔ اس عموم میں دوشالے شال، پوستین، دھسے، خیمے اور ڈیرے وغیرہ سب آ گئے۔ منافع یہ کہ کوئی چوپایہ ہل چلانے کے کام آتا ہے، کوئی سواری کے کوئی بار برداری کے اور کسی کی جلد سے جوتے اور بکس اور دوسرے قسم کا چمڑی سامان بنتا ہے۔ فقہا نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ چوپایوں کی کھال اون وغیرہ سے نفع حاصل کرنا زندہ اور مردوں دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ مگر خنزیر کی کھال اور اون سے استفادہ بہرحال حرام ہے۔ (عفیف)

ف۲: محققین نے لکھا ہے کہ منافع ضرور یہ کے بعد جمال کا ذکر لانا اس بات کی دلیل ہے کہ زینت جمال وغیرہ مصالح زائد کا قصد بھی مضر نہیں جب کہ مانع شرعی مثلاً فخر تکبر سے خالی ہو اور کوئی امر مباح مقصود ہو مثلاً دفع مذلت یا حصول مسرت۔ شام کو جب وہ چر چگ کر واپس آتے ہیں بھری ہوئی کوکھوں والے بھرے ہوئے تھنوں والے اونچی کوہانوں والے کتنے بھلے ہوتے ہیں اور جب چراگاہ کی طرف جاتے ہیں کیسے پیارے معلوم ہوتے ہیں۔

ف۳: یعنی طرح طرح کے نفیس سامان آرائش و زینت انہی جانوروں سے حاصل ہوتے رہتے ہیں اور خود یہ جانور بھی تجمل و تزئین انسانی کا ذریعہ ہیں۔ عرب میں گدھے کی سواری معیوب نہیں وہاں کے گدھے نہایت قیمتی خوبصورت تیز رفتار اور قدم باز ہوتے ہیں اور ان کے ہاں بعض گدھوں کے سامنے گھوڑے کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔

بعض علماء نے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کی دلیل اس آیت سے لی ہے جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مگر صحیحین کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو منع فرما دیا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔ دوسری حدیث میں ہے خیبر والے دن گھوڑے خچر اور گدھے ذبح کیے تو نبی ﷺ نے خچر اور گدھے کے گوشت سے تو منع کر دیا لیکن گھوڑے کے گوشت سے نہیں روکا۔ صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ہم نے مدینے میں نبی ﷺ کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا یہی مذہب جمہور علماء کا ہے کہ گھوڑا حلال ہے مالکؒ، شافعیؒ، احمد اور ان کے سب ساتھی اور اکثر سلف و خلف یہی کہتے ہیں (فائدہ مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی نے جامع الرموز وغیرہ کتب حنفیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے گھوڑے کی حرمت کے قول سے اپنی وفات سے چند روز پہلے رجوع کر لیا تھا۔ مجموعہ فتاوی عبدالحی (عفیف) یخلق مالا تعلمون کے عموم میں جانوروں کے علاوہ تمام انسانوں کی ایجاد کی ہوئی سواریاں بھی قیامت تک کے لیے آ گئیں انسانی صنعت و صناعت کی مدد سے جو طریقے حمل و نقل کے ایجاد ہوئے ہیں وہ سب اللہ ہی کے خلق میں داخل ہیں۔

ف۴: فرمایا کہ تم حیوانات کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو مع سامان و اسباب کے سخت اور کٹھن منزلیں طے کرا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں، یہ بدنی اور حسی سیر و سفر (بقیہ صفحہ 874 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

مختلف رنگ چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے ان میں نصیحت پانے والے لوگوں

لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ

کے لئے بڑی نشانی ہے۔ ف۱ اور وہی معبود ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام

لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ

میں لگا رکھا ہے کہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ

جنہیں تم پہنتے ہو اور تو جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے اس میں

وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ

چلے جا رہے ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل پاؤ اور شکر مناؤ۔ ف۲

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا

اور اس نے زمین پر پہاڑ قائم کر دیئے ہیں کہ تمہیں لے نہ گرے اور دریا اور راستے بنائے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ

تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور کئی ایک نشان پیدا کئے ہیں اور یہ لوگ ستاروں کی چال

يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا

سے راہ پاتے ہیں ف۳ تو کیا پھر خالق غیر خالق جیسا ہے کیا تم

تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ

سمجھتے نہیں ہو؟۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گننی چاہو تو کبھی پوری نہ کر سکو گے

إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ

بیشک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۴ اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے۔ اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ

وہ کچھ پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ محل موت ہیں

غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾

نہ دائم الحیات اور ان کو خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ ف۵

منزل ۳

سہارا بھی قطب غالبی رہتا ہے یہ آلہ قطب ستارہ کی سمت متعین کرتا رہتا ہے قطب نما سے رہنمائی بھی بالواسطہ ستارہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ف۴: غفور و رحیم خدا تمہاری برائیوں کو معاف فرما دیتا ہے حتیٰ کہ مشرکین وملحدین کی بھی توبہ قبول کر کے انہیں بخش دیتا ہے اور صفت رحم کے تقاضہ سے وہ مشرکوں اور کافروں کو ان کی زندگی میں دنیوی نعمتوں سے یک محروم نہیں کرتا ہزاروں طرح کی نعمتیں دنیا میں فائض کرتا رہتا ہے۔ توبہ رجوع اطاعت اور طلب رضامندی کے ساتھ جو گناہ ہو جائیں ان سے چشم پوشی کر لیتا ہے اور توبہ کے بعد عذاب نہیں کرتا۔

ف۵: اللہ پاک مشرکوں کی حماقت اور نادانی بیان فرماتے ہیں یعنی مدد مانگنے ←

ف۱: اللہ تعالیٰ اپنی مزید نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ دن رات برابر تمہارے فائدے کے لیے آتے جاتے ہیں' سورج اور چاند گردش میں ہیں' ستارے چمک چمک کر تمہیں روشنی پہنچا رہے ہیں اور ہر ایک کا ایک ایسا صحیح اندازہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے جس سے وہ نہ ادھر ادھر ہوں نہ تمہیں کوئی نقصان ہو' ہر ایک رب کی قدرت میں اور اس کے غلبے تلے ہے ان میں سے کسی کی بھی مجال نہیں کہ ذرا سستی یا سرتابی کر سکیں لیکن چونکہ رات دن اور چاند سورج سے بالکل صریح طور پر ہمارے کام متعلق ہیں اور دوسرے ستاروں سے ہمارے فوائد ومصالح کی وابستگی اس قدر واضح نہیں شاید اس لیے ان کو جدا کر کے دوسرے عنوان سے بیان فرمایا۔ الغرض تمام مخلوقات اپنے فرائض تکوینی انجام دیتی رہتی ہیں اور سارے احرام فلکی بہ ایں عظمت و بے نہایتی اللہ کے قوانین طبعی ہی کے پابند ہیں۔

ف۲: یعنی جہازوں اور کشتیوں پر تجارتی مال لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں پہنچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی فراخ روزی حاصل کرو' پھر اللہ تعالیٰ کا احسان مان کر اس کی نعمتوں کے شکر گزار رہو یہ تلاش فضل اور شکر گزاری اس بات کی صاف دلیل ہیں کہ بڑی سے بڑی بحری تجارتیں کرنا اور ان سے نفع اٹھانا ذرا بھی تقویٰ کے منافی نہیں اور سمندر کے بعض حصوں میں سے موتی اور مونگے نکالتے ہو جن سے قیمتی زیور تیار کیے جاتے ہیں جن کو تم پہنتے ہو۔ محققین صوفیا نے کہا ہے کہ ہر زینت لباس جب کہ حاجب عن الحق نہ ہو خلاف طریق نہیں۔

ف۳: روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ابتدائے آفرینش میں مضطربانہ طور پر ہلتی اور کانپتی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس میں پہاڑ پیدا کیے جن سے اس کی کپکپی بند ہو گئی۔ آج کل جدید سائنس نے بھی اقرار کیا ہے کہ پہاڑوں کا وجود بڑی حد تک زلزلوں کی کثرت سے مانع ہے۔ بہرحال زمین کی حرکت وسکون کا مسئلہ جو حکماء میں مختلف فیہ ہے اس سے آیت کا نفی یا اثبات کے لحاظ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے پہاڑوں کے ذریعے جس حرکت کو بند کیا ہے وہ یہ دائمی حرکت نہیں جس میں اختلاف ہو رہا ہے بلکہ وہ زمین کی دولابی یا اضطرابی حرکت ہے جیسے ہلکا جسم ہوا سے پتا نے لگتا ہے۔ حاصل یہ کہ پہاڑ چشمے درشت ریت کے ٹیلے غرض مختلف قسم کی علامتیں قائم کر دیں جن سے مسافروں کے قافلے ٹھیک راستے کا سراغ لگا سکیں۔ بعض اعراب مٹی سونگھ کر راستے کا پتہ لگا لیتے ہیں' رات کے وقت دریا اور خشکی کے سفر میں بعض ستاروں کے ذریعے سے راستہ کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ستاروں کی قدر و قیمت اس حیثیت سے کوئی سمندر کے ملاحوں' جہاز رانوں' کشتی بانوں اور صحرا اور ریگستان کے مسافروں سے پوچھے۔ اس ترقی یافتہ دور میں بھی بڑے بڑے دخانی جہازوں کے کپتانوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
تمہارا معبود ایک ہے جن لوگوں کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ
ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں۔ یعنی بات ہے
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا
کہ لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب اللہ کو معلوم ہے کچھ
يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ
شک نہیں کہ اللہ متکبروں سے محبت نہیں کرتا۔ ف۱ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ
اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
اللہ نے کیا کچھ بھیجا ہے تو کہتے ہیں وہ تو محض پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں۔
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ
قیامت کے روز اپنے گناہ اور جن لوگوں کو جہالت سے گمراہ
الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾
کرتے ہیں ان کے گناہ پورے اٹھائیں گے دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھائیں گے۔
قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ
ان سے پہلے لوگوں نے بھی منصوبے کیے تھے سو اللہ نے ان کی جڑ
مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ
اکھاڑ دی کہ ان کی چھتیں ان پر آپڑیں اور جہاں
اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ
سے ان کو گمان بھی نہ تھا ان پر عذاب آیا۔ ف۲ پھر قیامت کے
الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ
دن ان کو اللہ رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کی بابت
كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
تم ہٹھ کرتے تھے آج کہاں ہیں علمدار لوگ کہیں گے
اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾
آج کے روز ذلت اور رسوائی کافروں پر ہے۔

اور پکارنے کے لائق وہ ذات ہے کہ جس نے کچھ پیدا کیا ہو اور زندہ بھی ہو اور مشرک ایسے احمق ہیں ان کو پکارتے ہیں جو مردے ہیں جن میں حیات نہیں اور کسی کو پیدا کیا کریں گے خود آپ پیدا کیے گئے ہیں اسی طرح ہمارے زمانے کے جاہل مسلمان مردوں اور بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود اپنے جینے مرنے میں کسی اور کے محتاج ہیں وہ دوسرے کی کیا مدد کریں گے بعضے جاہل یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عرب کے کافر بت پوجتے تھے اور ان سے مدد چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بتوں سے مدد مانگنے کو منع فرمایا ہے انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنے سے منع نہیں کیا جواب اس کا یہ ہے کہ وہ لوگ جو بت لوہے اور مٹی سے بناتے تھے انکا اعتقاد صرف لوہے اور مٹی پر نہیں تھا کہ یہی ہم کو نفع ونقصان پہنچاتے ہیں بلکہ وہ اس مٹی اور لوہے سے انبیاء واولیاء کی تصویریں بنا کر ان کو پوجتے تھے اور اصل اعتقاد انبیاء اور اولیاء پر ہی رکھتے تھے جیسا کہ کے والوں نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی تصویر بنائی تھی تو ان کے نزدیک شاید وہ کے کے کافر جو انبیاء اور اولیا کو پوجتے تھے کافر نہ ہوں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف ان کا کفر مٹانے کے لیے اتارا ہے۔ صاحب تفسیر عثمانی (بقیہ صفحہ 874 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: مسلمؒ ابوداؤدؒ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ایک ذرہ برابر غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا' ایک شخص کہنے لگا اے اللہ کے رسول آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اس کی جوتی عمدہ ہو' آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے جمال کو چاہتا ہے۔ تکبر حق نہ ماننے اور لوگوں کو حقیر جاننے کو کہتے ہیں غرور کی مذمت اور تواضع کی مدح میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں' دین حق کو قبول کر لینے کے بعد بہر حال نفس کو قانون الٰہی کی اطاعت میں دینا پڑتا ہے اور یہ اکثر لوگوں کو بھی سخت گراں گزرتا ہے ان کے انکار والحاد کی بنیاد عموماً خودسری' خود بینی اور خودرائی ہی پر ہوتی ہے۔

ف۲: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس دھوکے باز سے مراد نمرود بن کنعان ہے اس نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنائی جس کا طول بلندی کی طرف پانچ ہزار ہاتھ تھا' اس نے آسمان کی طرف چڑھنے کا قصد کیا تاکہ اہل آسمان سے لڑائی کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہوا چلا دی وہ عمارت اس پر اور اس کی قوم پر گر گئی وہ اور اس کی قوم ہلاک ہو گئے جبکہ بات یہ ہے کہ یہ ہر مکار دھوکے باز کے حق میں ہے۔

جو اہل حق کو ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے اور اس میں ان کفار کے لیے وعید ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے اس طرح کہ ان کا مکر جلد انہیں پر عود کرے گا جیسے پہلے لوگوں کا مکر انہیں پر لوٹا' لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جا رہی ہیں ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں' انہوں نے کمر و تلبیس کے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیئے پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا تو اس نے پکڑ کر ان کی بنیادیں ہلا دیں آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکے میں ان کے تیار کیے ہوئے محل ان ہی پر آ پڑے جن کی چھتوں کے نیچے یہ سب دب کر رہ گئے۔ مطلب یہ کہ ان کی تدبیریں خود ان پر الٹ دی گئیں اور جو سامان انہوں نے اپنے غلبہ وحفاظت کا کیا تھا وہ انہیں کیلئے فنا و ہلاکت کا سبب بن گیا بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

وہ لوگ جو مرنے تک اپنے نفسوں پر ظلم کرتے رہے

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى

پھر اطاعت کی التماس کرنے لگیں گے کہ ہم تو برے کام نہ کرتے تھے ہاں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا

اللہ کرتوتوں سے جو تم کرتے تھے مطلع ہے۔ پس اب

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

جہنم کے دروازوں میں گھسو جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا متکبروں کا بہت

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ف اور پرہیزگاروں سے جب سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے

رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

کیا کچھ نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہت اچھا کلام نازل کیا ہے جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی

حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ

کی ہے انہی کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے عمدہ ہے اور پرہیزگاروں

الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ

کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے۔ ہمیشہ کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ

بہتی ہوں گی جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لئے مہیا ہوگا اللہ اسی طرح پرہیزگاروں

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کو بدلہ دے گا۔ جو مرنے کے وقت پاک ہوتے ہیں

طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

فرشتے ان سے السلام علیکم کہتے ہیں اپنے نیک عملوں کے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

عوض جنت میں داخل ہو جائیں۔ ف یہ صرف اس بات کے انتظار میں ہیں کہ ان کے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ

پاس فرشتے یا تیرے پروردگار کا حکم آئے اسی طرح ان سے

(بقیہ ۱۲)

آ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے اے جان پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل وہ جان باہر نکلتی ہے جیسے پانی کی بوند مشک سے ٹپکتی ہے تب ملک الموت اس کو لے لیتا ہے جب وہ لے لیتا ہے تو فوراً دوسرے فرشتے اسکو ملک الموت کے ہاتھ میں سے لے کر پلک جھپکنے کے برابر بھی ہاتھوں میں نہیں رکھتے بلکہ فوراً جنتی کفن میں رکھ دیتے ہیں اور اس حنوط میں سے بہت عمدہ مشک کی سی خوشبو نکلتی ہے جو روئے زمین پر پائی جاتی ہے آخر حدیث تک۔

تنبیہ: محققین کا بیان ہے کہ منامی رویائی یا روحانی حیثیت سے تو مومن وفات پاتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس عالم کا نام برزخ ہے وہ آخرت ہی کی ایک ہلکی منامی رویائی شکل ہے البتہ پوری طرح مادی اور جسمانی طور پر قیامت کے بعد جنت (بقیہ صفحہ 874 پر دیکھیں)

ف: ملائکہ سے مراد اس آیت میں عزرائیل علیہ السلام اور ان کے اعوان و انصار فرشتے ہیں۔ اور ظلم سے مراد کفر اور شرک ہے یعنی جب فرشتے ان کے پاس ان کے ارواح لینے کے لیے آتے ہیں تو وہ اس وقت طاعت و انقیاد کو ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو برائی نہ کرتے تھے یعنی اپنے خیال وعقیدہ میں تو ہم کوئی بری بات نہیں کر رہے تھے گویا اس وقت ساری فوں فاں نکل جائے گی اور جو شرارت و بغاوت وہ دنیا میں کرتے تھے ان سب کا انکار کر کے اطاعت و وفاداری کا اظہار کریں گے کہ ہم نے کبھی کوئی بری حرکت نہیں کی ہمیشہ نیک چلن رہے ﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (مجادلہ: ۱۸) فرمایا اب تمہارے اقرار و انکار سے کیا ہوتا ہے تمہارا حال تو عالم الغیب پر خود ہی سب روشن ہے اپنی اپنی منزل و طبقہ کے مطابق جہنم کے مختلف دروازوں سے اس کے مختلف درجوں میں داخل ہو جاؤ درجات عذاب گو نسبتاً کم و زائد ہوں لیکن خلود و دوام بہرحال سب کے لیے ہے وہاں سے خلاصی کی صورت کسی کے لیے نہیں۔

تنبیہ: تتوفھم الملئکۃ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ عزرائیل علیہ السلام ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے مامور ہیں جو عزرائیل علیہ السلام کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں حاضر ہو کر کئی لوگوں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو پھر نبی علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔

ف: مستکبرون اور مکذبین کا ذکر ہو چکا ہے کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا چیز اتری ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اساطیر الاولین۔ اب ان کے مقابل متقین و مومنین کا ذکر فرمایا کہ جب ان سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اتاری تو نہایت عقیدت و ادب سے کہتے ہیں کہ نیک بات جو سراپا خیر و برکت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے احتضار کے وقت سے خبر دی کہ وہ موت کے قریب کفر اور شرک کی پلیدی سے طیب اور ستھرے ہوتے ہیں اور فرشتے ان پر سلام کہتے ہیں اور انکو جنت کی بشارت دیتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (فصلت: ۳۰) اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن بندہ جب انقطاع میں دنیا سے اور اقبال میں آخرت سے ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے اترتے ہیں سفید چہروں کے گویا چہرے انکے آفتاب ہیں انکے ہمراہ ایک کفن اکفان جنت سے اور حنوط جنت کے حنوط میں سے ہوتا ہے وہ مد بصر پر اس بندے سے بیٹھتے ہیں پھر ملک الموت اس کے سر کے نزدیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

پہلے لوگوں نے کیا تھا اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پس ان کے اعمال کی برائیاں

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَ

ان کو پہنچیں اور جس کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر آ نازل ہوا۔ ف۱

قَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے بزرگ اس کے سوا کسی

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اس کے حکم کے سوا سمجھتے

مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ

اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا رسولوں کے ذمہ

عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

صرف یہی فرض ہے کہ واضح لفظوں میں پہنچا دیں۔ ف۲ ہم نے

فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا

ہر ایک امت میں رسول بھیجے تھے کہ اللہ کی عبادت کرو اور ماسوا

الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اللہ کی عبادت سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت کی

حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور بعض کو گمراہی چمٹ گئی پس تم زمین میں پھر کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْ

دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ اگر تو

تَحْرِصْ عَلٰي هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

ان کی ہدایت کی خواہش بھی کرے تو اللہ جس کو

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

گمراہ کر چکے اس کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ ف۳ اور سخت قسمیں

ف۱: اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکین منکرین معاندین کا ذکر کر رہے ہیں جو حق کے واضح ہو جانے بعد بھی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ کیا انہیں فرشتوں کا انتظار ہے کہ موت یا عذاب کے فرشتے آ جائیں جس کے بعد ایمان مقبول نہیں ہوتا یا قیامت برپا ہو جائے یا عذاب دنیوی ان پر نازل ہو جائے۔ ان سے پہلے مشرکین کا بھی یہی وطیرہ رہا انہوں نے بھی کفر وعناد پر اصرار کیا تھا اور انہیں بھی سزا ملی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت پوری کر کے ان کے عذر ختم کر کے کتابیں اتار کر رسول بھیج کر اور ان کے انکار واصرار پر عذاب اتارا۔ عذاب الٰہی وغیرہ کی جن خبروں سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے ان کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ان کا استہزاء وتمسخر انہی پر الٹ پڑا اور ان کے لئے بھاگ کر جان بچانے کی اب کوئی سبیل نہ رہی اور ان کو اپنی شرارتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا انہوں نے جو بویا تھا وہی کاٹ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا نہ اس کے یہاں ظلم وتعدی کا امکان ہے ان لوگوں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری کسی کا کیا بگڑا انہی کا نقصان ہوا۔

ف۲: مشرکوں کی اوندھی کھوپڑی دیکھئے گناہ کریں' شرک پر بضد رہیں حلال کو حرام کریں جیسے جانوروں کو اپنے معبودان باطلہ کے نام کا کرنا اور تقدیر کو حجت بنائیں اور کہیں کہ اگر اللہ کو ہمارے اور ہمارے بڑوں کے یہ کام برے لگتے تو وہ ہمیں روک ہی کیوں نہیں دیتا اس نے ہمیں ان چیزوں پر قدرت ہی کیوں دی؟ انہیں جواب دیا جا رہا ہے کہ تمہارے یہ کام سخت ناپسند ہیں اور ان کی ناپسندیدگی کا اظہار اپنے سچے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ کر چکے اور تاکیدی طور پر تمہیں ان سے روک چکے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنا فرض ادا کیا اور یہی ضابطہ زمانہ ماضی کے گمراہوں کو بھی پیش آ چکا ہے۔ حالانکہ اگر ذرا بھی سوچیں تو یہی سوال الٹ کر ان پر بھی عائد ہوتا ہے آخر ان کے عقائد کی رو سے بھی تو اللہ تعالیٰ کو کچھ چیزیں پسند ہیں اور کچھ ناپسند' تو وہ اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو واقع ہی کیوں ہونے دیتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ احمق لوگ حق تعالیٰ کی مشیت تکوینی یا بندوں کی قوت اختیاریہ وآزادی عمل اور اس کی رضا وحکم کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ انسان کو فی الجملہ کسب واختیار کی قوت دے کر آزاد رکھے' اینٹ پتھر کی طرح مجبور یا حیوانات کی طرح اسکا دائرہ عمل محدود نہ کرے بلکہ ہر طرف بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقعہ دے تو پھر یہ بھی لازم ہے کہ اس آزادی کے استعمال کے وقت ان کی راہیں مختلف ہو جائیں' کوئی نیکی اختیار کرے کوئی بدی' کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت کا مظہر بن جائے کوئی غضب کا' اس طرح وہ آخری مقصد جو خالق کائنات نے آفرینش عالم سے ارادہ کیا ہے یعنی اپنی صفات جمال وجلال کا اظہار علی الوجہ الاتم پورا ہو۔

ف۳: فی کل امۃ رسولا یعنی اپنے اپنے وقت پر پھر آخر میں پیغمبر عربی ﷺ کو رسول الثقلین بنا کر بھیجا۔ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر ملک وقوم میں کوئی رسول ہی اصطلاحی معنی میں آیا ہو البتہ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم تک نبی کی تعلیم پہنچ گئی ہو خواہ اس کے کسی نائب ہی کے ذریعہ سے جنہیں ہادی ومنذر یہ کہا جا سکتا ہے دوسری اقوام میں بھیجے جائیں ان کا بھیجنا گویا بالواسطہ اسی نبی کا بھیجنا ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس کسی کی اللہ کے سوا پوجا کی جائے وہ طاغوت ہے۔ ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ طاغوت شیطان ہے اور جس چیز کی پوجا شیطان اللہ تعالیٰ کے سوا کرائے وہ بھی طاغوت ہے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ طاغوت وہ ہے جس پر وہ اللہ اور رسول کے علاوہ فیصلہ کریں اور جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کریں اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی دلیل کے فرمانبرداری کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا

اللہ کے نام کی کھا چکے ہیں کہ اللہ مرے ہوؤں کو کبھی نہ اٹھائے گا کیوں نہیں

عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

اس بات کا اس نے سچا وعدہ کیا ہوا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

تاکہ جن باتوں میں لوگ مختلف ہیں ان کو بیان کرکے جتلادے اور تاکہ

كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ

کافروں کو یقین ہو جائے کہ بیشک وہ جھوٹے تھے۔ ہم جب کسی کام کو

اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ

کرنا چاہیں تو بس ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ ف۱ جو لوگ

هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

مظلوم ہونے کے بعد اپنے وطن چھوڑ دیتے ہیں ہم ان کو دنیا

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

میں اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

ان کو کچھ بھی خبر ہوتی۔ جو لوگ تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ف۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے تجھ سے پہلے مردوں ہی کو رسول کرکے بھیجا ہے جن کو ہم وحی کیا کرتے تھے

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

تمہیں اگر علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

کھلے کھلے نشان اور واضح مسائل لے کر آتے رہے اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

اس لئے اتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں سے اترا ہے تو اس کو واضح کرکے بیان کردے

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ

کہ وہ اس میں فکر کریں۔ ف۳ کیا بدکار لوگ اس امر سے بے خوف ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے

منزل ۳

ف۱: اللہ تعالیٰ جسموں کے دوبارہ جی اٹھنے کی بعض حکمتیں ظاہر فرماتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ دنیوی اختلافات میں حق کیا تھا وہ ظاہر ہو جائے اس دار ابتلاء میں جن جن مسائل کے باب میں وہ اہل حق سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور ان میں وہ کس قدر حق پر تھے یہ ان پر وہیں واضح طور پر روشن اور عیاں ہو جائے گا کہ وہ خود سرتاپا باطل پر اور انبیاء و مومنین حق پر تھے اور بروں کو سزا اور نیکوں کو جزا ملے اور کافروں کا اپنے عقیدے' قول اور قسم میں جھوٹا ہونا ظاہر ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انداز قدرت کا بیان فرمایا کہ وہ جو چاہے کرے اس پر قادر ہے' کوئی بات اسے عاجز نہیں کرسکتی کوئی چیز اس کے اختیار سے خارج نہیں وہ جو کرنا چاہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو اسی وقت وہ کام ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ایک سیکنڈ کے لیے بھی کوئی کام لیٹ نہیں ہوسکتا اور ارادہ کے بعد مراد کا نہایت سہولت و سرعت سے فوراً واقع ہونا اور کسی مانع و عائق کا مزاحمت نہ کرسکنا یہی اس جملہ کا خلاصہ ہے قیامت کا قائم کرنا اور حشر و نشر کا برپا کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

ف۲: عین ممکن ہے کہ اس کا سبب نزول مہاجرین حبش ہوں جو مکے میں مشرکین کی سخت ایذائیں برداشت کرنے کے بعد ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے کہ آزادی سے دین اللہ تعالیٰ کے پر عامل رہیں' انکے بہترین لوگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ وغیرہ مرد اور عورتیں سب قریباً اسی آدمی تھے اور یہ تمام کے تمام صدیق اور صدیقہ تھے ان ہجرت کرنے والوں کو آخر کار اللہ تعالیٰ نے اچھا ٹھکانہ مدینہ میں دیا ابھی آخرت کا اجر و ثواب باقی ہے۔ وہ مہاجر ایسے تھے جو ہر طرح کی سختیوں' تکلیفوں اور ناخوشگوار واقعات پر صبر سے کام لیتے رہے انہوں نے اپنے محبوب وطن اور خویش و اقارب کے چھوٹنے کی پرواہ نہ کی اور رضائے الٰہی کے راستے سے ذرا قدم نہیں ڈگمگایا ہر طرف سے کٹ کر ایک اللہ کے ہو رہے' خالص اسی کی امداد اور اٹل وعدوں پر بھروسہ کیا۔ خیال رہے کہ یہ سفر ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں خشکی اور تری دونوں طرح سے مکہ سے سینکڑوں میل دور حبشہ کا تھا بیسویں صدی عیسوی کی پرتکلف ریل گاڑیوں اور پرتعیش جہازوں میں نہ تھا۔

ف۳: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو عرب نے صاف انکار کر دیا نفس رسالت یا کسی بشر محض کا نبوت سے سرفراز ہو جانا ان کی سمجھ سے باہر تھا اور ذات مصطفوی پر اپنے نزدیک بڑا اصولی اور گہرا اعتراض یہی کرتے تھے کہ یہ کھاتے پیتے چلتے پھرتے بشر ہو کر نبی کیسے ہوگئے؟ انہی منکرین کو سنا کر نبی ﷺ سے ارشاد ہو رہا ہے کہ انسانوں کے لیے سلسلہ نبوت تو ازل سے برابر بشر ہی کے ذریعہ سے قائم ہے جنہیں تم اہل علم سمجھتے ہو یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ' ذرا انہی سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھ گچھ کرکے اپنا اطمینان کرلو مسئلہ رسالت میں اور بشر ہی کے رسول ہونے میں تو وہ بھی مسلمانوں ہی کے ہم زبان ہیں۔ رجالاً کے لفظ سے بالکل صحیح استدلال کیا گیا ہے کہ مرتبہ نبوت مردوں ہی کے لیے محدود و محصور ہے اور کسی عورت کے لیے اس منصب کی گنجائش ہی نہیں امام رازیؒ نے فرمایا کہ بالبینت والزبر دو مختصر لفظوں کے اندر رسالت کا تمام خلاصہ آ گیا' اور البینت کے اندر تمام معجزات و شواہد صدق پیمبر ہیں اور زبر کے اندر اصل احکام و ہدایات آ گئے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جیسے الفاظ قرآن کی تعلیم پر مامور تھے۔ ویسے ہی قرآن کے معنی کی تعلیم پر بھی مامور تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ (بقیہ صفحہ 874 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آئے کہ ان کو

يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

خبر بھی نہ ہو۔ یا ان کو چلتے پھرتے پکڑلے یا ان کو ڈرا ڈرا کر پکڑے

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ

یہ لوگ اس کو کسی امر میں عاجز نہیں کرسکتے تمہارا پروردگار

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ف۱ کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ

کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے جھکتے ہیں

وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور وہ خود ذلیل ہوتی ہیں۔ اور جو چیزیں آسمان اور زمین

فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

میں ہیں اور فرشتے سب اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

اپنے رب سے جو ان پر حاکم ہے ڈرتے ہیں اور جس بات کا ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ ف۲

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ متعدد معبود نہ بناؤ حقیقی معبود بس ایک

وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

ہی ہے پس مجھ (اللہ) ہی سے ڈرو۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں

الْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا

میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی بندگی دائمی ہے تو کیا پھر تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو۔ ف۳

بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

جتنی کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب اللہ کے ہاں سے ہیں اور جب تم کو کوئی سخت تکلیف پہنچتی ہے

فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا

تو پھر بھی اسی کی طرف بلبلاتے ہوئے آتے ہو۔ پھر جب وہ اس تکلیف کو تم سے دور کردیتا ہے تو

پ ۱۴ ع ۲

ف۱: اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور مالک ارض وسماوات اپنے حلم کا باوجود علم کے اور اپنی مہربانی کا باوجود غصے کے بیان فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے گنہگار بدکردار بندوں کو زمین میں دھنسا سکتا ہے اور ان کی بے خبری میں ان پر عذاب لاسکتا ہے لیکن وہ اپنی انتہائی مہربانی سے درگزر کیے ہوئے ہے وہ فوراً کسی کو عذاب کی گرفت میں نہیں لے لیتا بلکہ رجوع وتوبہ کے لیے بار بار مہلت دیتا ہے اور اس کی رافت ورحمت اس بات کی مقتضی ہے کہ مجرمین کو مہلت اور اصلاح کا موقعہ دیا جائے و المعنی انه یمهل فی اکثر الامر لانه رؤف رحیم فلا یعاجل بالعذاب (کبیر) مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرح انسان کی ہلاکت و بربادی پر قادر ہے چاہے اس کا ظاہری ذریعہ کوئی طبعی سبب مثل زلزلہ وغیرہ کے ہو یا چاہے وہ کسی قوی اور زبردست دشمن کو مسلط کردے یا پھر یونہی چلتے پھرتے ہلاک کردے اور اگر چاہے تو پہلے سے جتا کر بتلا کر اور متنبہ کرکے کوئی ہلاکت کا سامان پیدا کردے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی عظمت وجلالت، کبریائی اور بے ہمتائی کا خیال کیجیے کہ تمام مخلوق عرش سے فرش تک اس کے سامنے مطیع اور غلام اور جمادات وحیوانات انسان اور جنات اور کل کائنات اس کی فرمانبردار اور ہر چیز صبح وشام اس کے سامنے ہر قسم سے اپنی عاجزی اور بے کسی کا ثبوت پیش کرنے والی اور جھک جھک کر اس کے سامنے سجدہ کرنے والی ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں پہاڑ وغیرہ کا سجدہ ان کا سایہ ہے، سمندر کی موجیں اس کی نماز ہے، تکوینی طور پر اس کائنات کی ایک ایک چیز یہاں تک کہ سایہ دار چیزوں کے سائے بھی حکم الٰہی کے مطیع ومنقاد ہیں سجود یہاں اپنے اصلی مفہوم انقیاد واستلام کے معنی میں ہے۔ حاصل یہ کہ مخلوق چھوٹی یا بڑی کوئی سی بھی ہو اور عالم ارواح یا عالم اجسام میں کہیں بھی ہو سب کی سب عظمت الٰہی کی مسخر ومنقاد ہے۔ یستکبرون کے باب استفعال سے بعض نے یہ نکتہ بتایا ہے کہ ملائکہ کے دل میں اپنی بڑائی کی طلب تک پیدا نہیں ہوتی چہ جائے کہ خود بڑائی کرنے لگیں کہ ملائکہ خود بڑائی کرنے لگیں۔ دابۃ کے معنی یہاں جاندار بھی کیے گئے ہیں اور متحرک بھی اور سجدہ انقیاد کے ایک سرے پر دابۃ اور دوسرے سرے پر ملائکہ کو لاکر گویا ظاہر کردیا کہ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک ہر ذی حیات زنجیر انقیاد میں یکساں جکڑا ہوا ہے، یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ملائکہ سے جب معصیت کا امکان ہی نہیں تو وہ پروردگار سے ڈرتے کیوں ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ خوف وہ نہیں جو اپنی معصیت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ وہ خوف ہے جو محض عظمت الٰہی کے احساس اور حق تعالیٰ کی ہیبت واجلال سے پیدا ہوتا ہے اس قسم کا خوف جو عوام سے کہیں زیادہ خواص و اہل معرفت کے دلوں میں اور سب سے بڑھ کر حضرات انبیاء علیہم السلام کے سینوں میں موجزن رہا کرتا ہے۔ موجودہ تورات میں بعض فرشتوں کو عاصی و نافرمان بنا کر پیش کیا گیا ہے مگر قرآن مجید بار بار تمام فرشتوں کو معصوم ہستی کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، جب عصمت ملائکہ کی یہ ایک اصل سمجھ میں آگئی تو اس سے خود بخود بہت سے بے سند اور غلط خیالات جو لوگوں کے اندر پائے جاتے ہیں ان کی بیخ کنی ہوجاتی ہے جن میں فرشتوں کو کہائر کے مرتکب کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے مثلاً ہاروت و ماروت کی بدنامی زہرہ سے یا ابلیس کا زمرہ ملائکہ میں سے سمجھا جانا۔

ف۳: واصب کے معنی اطاعت کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں کہ جس کی فرمانبرداری کی جائے مگر یہ کہ اس غیر کی فرمانبرداری زوال یا ہلاکت سے منقطع ہوجاتی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت ہمیشہ ہے وہ منقطع ہونے والی نہیں ہے کسی بھی حال واصب کے معنی واجب (بقیہ صفحہ 875 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

کچھ لوگ تو تم میں سے اسی دم اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ تاکہ

اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں پس زندگی گزار لو آخر جان لو گے۔ ف۱ اور جن چیزوں کو

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ

نہیں جانتے ان کے لئے ہمارے دیے میں سے حصے مقرر کرتے ہیں اللہ کی قسم

عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ

اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا۔ اور اللہ کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں

سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ

وہ پاک ہیں اور ان کے لئے جو چاہیں گے۔ جب ان میں سے کسی کو

بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾

بیٹی کے تولد ہونے کی خبر ملتی ہے تو رنج سے منہ تو اس کا کالا ہو جاتا ہے۔ اور غصہ سے زہر کے گھونٹ پیتا ہے۔

يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ

بیٹی کے رنج کے مارے برادری سے چھپا چھپا پھرتا ہے کہ آیا باوجود اس ذلت کے

عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا

زندہ رکھ لوں یا زندہ درگور کردوں دیکھو تو ان لوگوں کی

يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کیا ہی بری سمجھ ہے۔ آخرت کے منکروں کی بہت ہی

مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

بری تمثیل ہے اور اللہ کی تمثیل تو سب سے بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ غالب

الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا

بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑتا تو

تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

دنیا پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر وقت

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا

تک ان کو مہلت دیتا ہے پس جب ان کی اجل آپہنچے گی

ف۱: نفع و نقصان اسی احکم الحاکمین کے اختیار میں ہے جو کچھ نعمتیں بندوں کے ہاتھ میں ہیں سب اسی کی طرف سے ہیں' رزق' نعمت عافیت' نصرت اسی کی طرف سے ہے' اسی کے فضل و احسان بندوں پر ہیں اور اب نعمتوں کے پالینے کے باوجود بھی تم اس کے ویسے ہی محتاج ہو جیسے کہ تم پہلے محتاج تھے مصیبتیں اب بھی سر پر منڈلا رہی ہیں سختی کے وقت وہی یاد آتا ہے اور گڑگڑا کہ پوری عاجزی سے اسی کی طرف جھکتے ہو یہی حال مشرکین مکہ کا تھا لیکن کشتی کے کنارے پر لگتے ہی ان کو اپنے پرانے سب معبود ان باطلہ یاد آ جاتے ہیں اور معبود حقیقی کے ساتھ ساتھ پھر ان معبودان باطلہ کی پوجا پاٹ ہونے لگتی ہے۔ یہ حال رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے کافروں کا ہے اور ہمارے زمانے کے جاہل مسلمان ان سے دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں کہ ہر حالت میں سختی ہو یا آسانی یہ ہر حالت میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں' اناللہ لیکفروا میں لام عاقبت کا ہے اللام لام العاقبة۔

ف۲: مشرکین کی کم عقلی کا بیان ہو رہا ہے کہ دینے والا اللہ ہے اور سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے' پھر ان نعمتوں میں جو انہیں دی گئی ہیں یہ اپنے ان معبودوں کا بھی حصہ نکالتے ہیں جن کی بابت انکے پاس نہ کوئی علم ہے نہ ثبوت ہے اور نہ تحقیق ہے اور بلا دلیل و حجت اندھا دھند ان کو معبود تصور کرتے ہیں یاد رکھیئے کہ ایسے لوگوں سے ضرور باز پرس ہوگی ان افترا پردازیوں پر حشر میں مواخذہ ہوگا۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان ان لوگوں کیلئے رہے جو اپنے کھیت' مواشی اور تجارت وغیرہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی نیاز ٹھہراتے ہیں' ان کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال وغیرہ میں دوسروں کو شریک و سہیم بنائیں۔ باقی کسی کو ثواب پہنچانے کا مسئلہ جداگانہ ہے وہ اس آیت کے تحت میں داخل نہیں ہے۔ پھر ان کی دوسری بے انصافی اور حماقت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب غلام فرشتے ان کے نزدیک اللہ کی بیٹیاں ہیں یہ گناہ کرنے کے بعد پھر ان کی عبادت کرتے ہیں جو گناہ پر گناہ ہے' یہاں تین جرم ان سے سرزد ہوئے' ایک تو اللہ کیلئے اولاد ٹھہرانا' پھر اولاد میں سے بھی وہ جس کو خود اپنے لیے بھی یہ پسند نہیں کرتے یعنی لڑکیاں اور پھر انکی عبادت کرنا یہ ان کا سراسر بہتان اور جھوٹ ہے۔ مطلب یہ کہ ایک تو حق تعالیٰ کی طرف اولاد کا انتساب جو کہ بذات خود بہت بڑی بے وقوفی اور جہالت ہے' اور اولاد میں سے بھی وہ صنف جسے اپنے نزدیک حقیر و ذلیل جانتے ہیں یعنی لڑکوں کی بجائے لڑکیاں اور لڑکوں کو اپنے لیے مخصوص رکھتے ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ یہ بلا قریش کے قبائل بنی کنانہ اور بنی خزاعہ میں زیادہ تھی وہی ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے حالانکہ ان میں سے کسی کو اگر خبر دی جائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت و غم سے تیوڑی چڑھ جائے اور دن بھر چہرہ ناخوشی سے بے رونق اور دل گھٹتا رہے اور شب و روز تجویزیں بناتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے یعنی ہلاک کر ڈالے جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے یا زندہ زمین میں دفنا دیتے تھے۔ اسلام نے آ کر اس رسم قبیح کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ ظہور اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی دختر کشی کے اسباب و محرکات دو طرح کے تھے' کبھی تو لڑکی کا وجود باعث عار سمجھتے تھے اور شرم و حیا کے مارے اسے مار ڈالتے تھے اور کبھی اس کے اخراجات وغیرہ کے بوجھ کے خیال سے اور یہ آخری محرک یورپ کی جدید تحریک برتھ کنٹرول کا نقش اوّل تھا۔ الغرض بری مثال اور نقص و عیب کی نسبت ان ہی کی طرف ہونی چاہیے حق تعالیٰ کی طرف ان صفات کی نسبت کرنا جو مخلوق کا خاصہ ہیں اور حقیر اور پست مثالیں دینا اس کی شان عظیم و رفیع کے ﴿

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ ف۱ اور

لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ

اللہ کے حق میں ایسی چیزیں نسبت کرتے ہیں جن کو اپنے لیے مکروہ جانتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹ کہتے ہیں

لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

کہ ہمارے لیے بھلائی ہے کچھ شک نہیں آخرت میں ان کے لئے آگ اور ان کو

مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ

زیادہ عذاب کیا جائے گا۔ ف۲ واللہ ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک قوموں کی طرف

مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ

رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے پس وہی اس دن

وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ

ان کا قرین ہوگا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی۔ ہم نے تجھ پر یہ

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى

کتاب اسی لیے اتاری ہے کہ تو لوگوں کے اختلافی امور کا بیان

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

واضح طور سے کردے اور ایمانداروں کے لئے رحمت اور ہدایت ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اللہ بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

بعد خشک ہو جانے کے تازہ کر دیتا ہے جو لوگ سنتے ہیں ان کے لئے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

اس میں دلیل ہے۔ ف۳ اور چارپاؤں میں تمہارے لیے نصیحت ہے کہ ہم

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ

ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص

لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ

دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے نہایت آسانی سے پی جاتے ہیں۔ ف۴ اور کھجوروں

منافی ہے۔ اس کے لیے تو وہی صفات اور مثالیں دی جا سکتی ہیں جو اعلیٰ سے اعلیٰ اور بلند سے بلند تر ہوں۔ چنانچہ اللہ اپنے صفاتی نام عزیز کے تقاضا سے تو ہر وقت سزا دینے پر قادر ہے لیکن اس نے اسم حکیم کے تقاضا سے سزائے شرک کو موت کے وقت تک ملتوی کر دیا ہے۔

.....

ف۱: اللہ تعالیٰ کے حلم و کرم اور لطف و رحم کا بیان ہو رہا ہے کہ بندوں کے گناہ دیکھتا ہے اور پھر بھی انہیں مہلت دیتا ہے اگر فوراً ہی پکڑے تو آج زمین پر کوئی چلتا پھرتا نظر نہ آئے' انسانوں کی خطاؤں میں جانور بھی ہلاک ہو جائیں' گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے' بروں کے ساتھ بھلے بھی پکڑ میں آ جائیں یعنی بدکار تو بہر حال اپنی بدی کی پاداش میں ہلاک کر ہی دیئے جاتے اور جب وہ باقی ہی نہ رہ جاتے تو نیکوکاروں کا وجود بھی بے معنی رہ جاتا اگر دنیا میں ظلم اور ظالم کا وجود باقی نہ رہے تو پھر کوئی انصاف کس کے مقابلے میں کرے گا؟ دنیا میں کوئی مفلس باقی نہ رہے تو صفت فیاضی کے ظہور کی کیا صورت باقی رہے گی؟ مصیبت زدوں کے وجود سے دنیا خالی ہو جائے تو کوئی ہمدردی اور شفقت کے لیے کس کو تلاش کرے گا؟ الغرض جب نیک و بد انسان دونوں زمین پر نہ رہے تو پھر حیوانات کا رکھنا بے فائدہ ہوگا کیونکہ وہ تمامتر انسان ہی کی خدمت کے لیے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے سنا کہ کوئی صاحب فرما رہے ہیں کہ ظالم اپنا ہی نقصان کرتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ پرندے اپنے گھونسلوں میں اس کے ظلم کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی ﷺ کے سامنے کچھ ذکر کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو ڈھیل نہیں دیتا' عمر کی زیادتی نیک اولاد سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عنایت فرماتا ہے' پھر ان بچوں کی دعائیں ان کی قبر میں انہیں پہنچتی رہتی ہیں اور یہی ان کی عمر کی زیادتی ہے۔ بعض مفسرین نے ما ترك عليها من دابة سے خاص دابہ ظالمہ مراد لیا ہے اگر یہ صحیح ہو تو مطلب واضح ہے کوئی اشکال نہیں واللہ اعلم۔

ف۲: یہ ظالم اپنے لیے لڑکیاں ناپسند رکھیں ان کی شرکت نہ چاہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے یہ سب روا رکھیں' یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی الوہیت میں معبودان باطلہ کو شریک کرتے ہیں جبکہ اپنے دائرہ اقتدار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہیں یعنی اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے' یاد رکھو ان کافروں کو عنقریب سخت عذاب چکھنے پڑیں گے اور انہیں سب سے پہلے دوزخ میں داخل کیا جائے گا یہ لوگ دوسرے اہل جہنم کے لیے بطور مقدمۃ الجیش کے ہوں گے فرط اسے کہتے ہیں جو اپنے ساتھیوں سے آگے دوڑ کر انہیں پانی تک پہنچا دے۔ پھر وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۳: کفار مکہ کی گستاخیوں اور لغو و بیہودہ دعووں کا ذکر کر کے نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ان کی حرکتوں سے دلگیر اور رنجیدہ نہ ہوں' آپ سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف رسول بھیجے گئے مگر ہمیشہ یہی ہوا کہ شیطان لعین مکذبین کو ان کے عمل اچھے کر کے دکھاتا رہا اور وہ برابر شرارت میں بڑھتے رہے۔ آج وہ سب اللہ کے عذاب کے نیچے ہیں اس لیے کہ وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے غیر متاثر رہ کر اپنے کفریات ہی کو پسند کرتے رہے۔ قرآن حق و باطل میں سچ اور جھوٹ میں تمیز کرانے والی کتاب ہے ہر جھگڑے اور اختلاف کا فیصلہ اس میں موجود ہے یہ دلوں کے لیے ہدایت ہے اور ایماندار جو اس پر عامل ہیں ان کیلئے رحمت ہے قرآن سے مردہ دلوں کے (بقیہ صفحہ 875 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ

اور انگوروں سے تم شراب بناتے ہو اور

رِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

عمدہ غذا جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں ہدایت کی دلیل ہے۔ف۱

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ

اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہوا ہے کہ

الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝

پہاڑوں اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر رہنے کو گھر بنا لیا کر۔

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ

پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھالیا کر اور اپنے پروردگار کے راستوں پر

رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ

جو آسان کیے گئے ہیں چلا کر، اس کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے جس کے رنگ

اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے کچھ شک نہیں کہ فکر کرنے والے لوگوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۭ

اس میں دلیل ہے۔ف۲ اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر وہی تم کو فوت کرتا ہے

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

بعض تم میں سے نکمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

کے بعد کچھ نہیں جانتے اللہ ہی دانا علم والا بڑا صاحب قدرت ہے۔ف۳

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ

اور اللہ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ

پھر جن کو برتری ملی ہے وہ اپنے غلاموں کو اپنا مال دے کر

اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

اختیار میں ان سے برابر نہیں ہو جاتے تو کیا پھر اللہ کی نعمت

منزل ۲

ف۱: ایک ہی مادہ سے کہاں ایک طرف سکرات جیسی گندی چیزیں تیار کر دیں اور کہاں دوسری طرف لطیف و پاکیزہ مشروبات و ماکولات عرق شربت مربے وغیرہ سکراً و رزقا حسانا گویا ایک ہی مادہ میں سم و تریاق دونوں کی خاصیتیں رکھ دیں' انگور اور کھجور دونوں کی شرابیں مشہور ہیں جو کہ عرب میں بھی مشہور تھیں اور آج یورپ میں بھی مشہور ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے سکر وہ ہے جو حرام ہے ان دونوں کے میووں سے جیسا نبیذ اور رزق حسن وہ ہے جو حلال ہے یعنی کھجور کشمش (سوگی) اور سرکہ۔ ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ سکر سے بعینہ شراب مراد ہے۔ اس آیت کا نزول شراب کی تحریم سے پہلے تھا۔ (جامع البیان فتح البیان) اور امام سیوطیؒ نے اسی کے ساتھ تصریح کی ہے یہ آیت مکی ہے شراب مکہ میں حرام نہ ہوئی تھی پینے والے اس وقت تک بے تکلف پیتے تھے یہ ہجرت کے بعد حرام ہوئی پھر کسی مسلمان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ یعقلون کا لفظ جو عقل سے مشتق ہے سکرا کے تذکرہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے چونکہ نشہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اس لیے فرما دیا کہ آیات کا سمجھنا عقل والوں کا کام ہے نشہ پینے والوں کا کام نہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا ذکر فرمایا پھر پانی کا پھر دودھ کا پھر رزق حسن کا اور پھر ان کے بعد شہد کا۔ شاید یہ سب قرآن مجید کی مثالیں ہوں کہ اس قرآن کی بدولت جاہلوں کی اولاد میں عالم پیدا کرے گا اور نبی ﷺ کے وقت میں یہ ہی ہوا کہ کافروں کی اولاد میں سے عارف وکامل لوگ بھی ہوگذرے ہیں۔

ف۲: وحی یہاں اصطلاحی معنی میں نہیں ہے جو وحی نبوت کے ساتھ خاص ہے بلکہ یہاں عام اور وسیع معنی یعنی دل میں بات ڈال دینے کے مترادف ہے' شہد کی مکھی اپنی فراست دانائی اور عقلی توانائی کی لحاظ سے ساری حیوانی دنیا میں مشہور و ممتاز ہے۔ فرنگی ماہرین فن نے کتابوں پر کتابیں ان مکھیوں کی فراست و دانائی اور حسن انتظام و تدبر پر لکھ ڈالی ہیں شہد کی مکھی کو حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ جو باوجود ادنیٰ حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑیوں' درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہیں من ہر جگہ تبعیضیہ ہے یعنی یہ مراد نہیں کہ مکھی اپنا چھتہ ہر پہاڑ' ہر درخت ہر اونچی عمارت پر بناتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان چیزوں میں سے جو بھی اسے مناسب معلوم ہوتی ہے ان پر بناتی ہے اور جب کسی جگہ مکان بناتی ہے تو سب خانے مسدس متساوی الاضلاع کی شکل پر ہوتے ہیں بغیر کسی مسطر اور پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت وانضباط کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک ہی شکل پر تمام خانوں کا رکھنا آدمی کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ مسدس کے علاوہ کوئی دوسری شکل اگر اختیار کی جاتی تو لامحالہ درمیان میں کچھ جگہ فضول خالی رہتی' فطرت نے ایسی شکل کی طرف رہنمائی کی جس میں ذرہ سا فرجہ بھی بیکار نہ رہے۔ پھر شہد مختلف رنگ کا نکلتا ہے سفید' سرخ اور زرد اور پھر یہ رنگوں کا اختلاف موسم' غذا اور مکھی کی عمر وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے جو اللہ کے حکم سے مریضوں کیلئے شفا کا ذریعہ بنتا ہے۔ شہد کے منافع وفضائل کو ہر طرح کے معالج تسلیم کرتے ہیں مثلاً طب یونانی (عربی) طب ہندی (ویدک) اور طب فرنگی (ڈاکٹری) وغیرہ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو موشن آ رہے تھے اس کا بھائی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے شہد پلانے کی رائے دی تو شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہوگئی۔ اس نے پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول موشن زیادہ آنے لگے ہیں آپ نے فرمایا اللہ سچا ہے تیرے بھائی (بقیہ صفحہ 875 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

کی بے قدری کرتے ہو۔ ف۱ اور اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ

پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور

حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

پوتے پیدا کیے اور تم کو پاکیزہ رزق دیا تو کیا بے ثبوت بات

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں۔ ف۲ اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا

اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے لئے

مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

اوپر سے اور زمین سے دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں اور نہ ہی قدرت پاسکتے ہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ

پس تم اللہ کے حق میں تمثیلات نہ گھڑا کرو اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا

تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔ ف۳ اللہ خود ایک غلام مملوک کی

مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا

مثال بتلاتا ہے جس کو کسی امر پر قدرت نہیں اور جس کو ہم (اللہ) نے

رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ

محض اپنے فضل سے عمدہ روزی دے رکھی ہے پس وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

کیا یہ دونوں قسم برابر ہیں؟ سب تعریفیں اللہ ہی سے مخصوص ہیں لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں۔ ف۴

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا

اور اللہ آدمیوں کی تمثیل بتلاتا ہے ایک تو ان میں سے گونگا ہے کسی

يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا

بات کی اسے قدرت نہیں اور وہ اپنے مالک کے حق میں بار خاطر ہو رہا ہے جہاں کہیں بھی

منزل ۴

ف۱: یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے اللہ تعالیٰ نے رزق اور دنیوی دولت میں بعض کو بعض پر تکوینی مصلحتوں سے فضیلت دی ہے اس کی روزی اور بخشش سب کے لیے برابر نہیں بلحاظ تفاوت استعداد و احوال اس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی کسی کو مالدار و بااقتدار بنایا جس کے ماتحت بہت سے غلام اور نوکر چاکر ہیں جن کو اسی کے ذریعہ سے روزی پہنچتی ہے ایک وہ غلام ہیں جو بذات خود ایک پیسہ یا ادنیٰ اختیار کے بھی مالک نہیں اور ہر وقت وہ اپنے آقا کے اشاروں کے منتظر رہتے ہیں تو کیا دنیا میں کوئی آقا یہ گوارا کرے گا کہ غلام یا نوکر چاکر جو کہ بہرحال اسی جیسے انسان ہیں وہ بدستور غلامی کی حالت میں رہتے ہوئے اس کی دولت، عزت، اور بیوی وغیرہ میں برابر کے شریک ہو جائیں؟ غلام کا حکم تو شرعاً یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں اس کو کسی چیز کا مالک بنایا جائے تو پھر بھی وہ اس چیز کا مالک نہیں بنتا بلکہ اس کا آقا ہی اس کا مالک رہتا ہے اور اگر آقا اس کو غلامی سے آزاد کر کے اپنی دولت وغیرہ میں برابر کا حصہ دار بنالے تو مساوات ہو جائے گی لیکن اس وقت وہ غلام نہیں رہے گا بہرکیف غلامی اور مساوات جمع نہیں ہو سکتیں جب دو ہم جنس اور متحد النوع انسانوں کے اندر مالک و مملوک میں شرکت و مساوات نہیں ہو سکتی تو پھر یہ غضب نہیں کہ خالق و مخلوق کو معبودیت وغیرہ میں برابر کر دیا جائے اور ان چیزوں کو جنہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کی مملوک سمجھتے تھے ان کو مالک حقیقی کا شریک و سہیم ٹھہرا دیا جائے نیز جس طرح روزی وغیرہ میں حق تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی سب کو ایک درجہ میں نہیں رکھا اگر علم و عرفان اور کمالات نبوت میں کسی ہستی کو دوسروں سے فائق کر دیا تو اس نعمت سے انکار کی وجہ سوائے ہٹ دھرمی کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ الحاصل اس حقیقت پر پوری طرح روشنی پڑ گئی کہ مال و دولت میں عدم مساوات فطری و طبعی ہے اور تقسیم دولت میں مساوات کا دعویٰ بجائے خود بے بنیاد اور خلاف فطرت ہے۔ اور یہ آیت اہل باطل کے اس نظام معاشی کی تردید کر رہی ہے جن کا پرانا نام مزدکیت تھا اور جدید نام سوشلزم ہے یا انتہائی صورتوں میں کمیونزم ہے۔ فقہا مفسرین نے اس آیت سے مالک اور غلام کے درمیان مساوات کی نفی صراحت کے ساتھ مراد لی ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنا ایک اور احسان جتاتا ہے کہ انہی کی جنس سے انکی ہم شکل وہم وضع عورتیں ان کے لیے پیدا کیں اگر جنس مختلف ہوتی تو دلی محبت و مودت اور میل جول قائم نہ رہتا پھر اس جوڑے سے نسل بڑھائی' اولاد پھیلائی' لڑکے ہوئے اور لڑکوں کے لڑکے ہوئے۔ حفدۃ کے عام معنی تو پوتے کے ہیں۔ لیکن ایک معنی خادم مددگار وغیرہ کے بھی لیے گئے ہیں۔ امام رازیؒ نے متعدد معانی و مفہومات بیان کر کے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ لفظ کے عموم میں سارے مفہوموں کی وسعت کو شامل رکھا جائے من الطیبت میں من تبعیضیہ ہے۔

شاہ عبدالقادرؒ دہلوی فرماتے ہیں بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے تندرست کیا یا بیٹا دیا' یا روزی دی یہ سب جھوٹ اور جو سچ مچ دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں اور شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ فانی وزائل زندگانی کی بقا نوعی و شخصی کے اسباب کو تو مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی سب نے بڑی نعمت نبی علیہ السلام کی ہدایات کو جو بقائے ابدی اور حیات جاودانی کا واحد ذریعہ ہیں تسلیم نہیں کرتے۔

ف۳: نعمتیں دینے والا اور روزی پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اور یہ مشرکین اس کے ساتھ اوروں کو پوجتے ہیں جو نہ صرف بالفعل اختیار نہیں رکھتے بلکہ سرے سے اس کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اگرچہ اب تب بھی یہ اختیار حاصل نہیں کر سکتے۔ مشرک کہتے تھے کہ مالک اللہ ہی (بقیہ صفحہ 875 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ

اسے بھیجتا ہے خیر سے واپس نہیں آتا کیا یہ اور جو شخص

يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ

عدل کی راہ بتلاتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے راہ پر ہے یہ دونوں برابر ہیں۔ ف۱ اور

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور قیامت کی حقیقت

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

ایک آنکھ کی جھپک جیسی ہے بلکہ اس سے بھی خفیف اللہ ہر ایک

قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا

کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ف۲ اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے

تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تم میں کان اور آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى

اور دل بنائے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔ ف۳ کیا یہ پرندوں کو

الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے نہیں دیکھتے بغیر اللہ کے انہیں کوئی نہیں

اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ

روک سکتا کچھ شک نہیں کہ ایمانداروں کے لئے اس میں کئی ایک نشان ہیں۔ اور

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ بنایا اور چارپاؤں

مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ

کے چمڑوں سے تمہارے لیے گھر بنائے جو کوچ

ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَ

اور اقامت کے وقت تم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور چارپاؤں کی

اَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اون اور روؤں اور بالوں سے تمہارے لئے سامان اور ایک وقت تک تمہارے گزارے کی صورت بنادی ہے۔ ف۴

منزل ۲

ف۱: ہوسکتا ہے کہ یہ مثال بھی اس فرق کے دکھانے کو ہو جو اللہ تعالیٰ اور مشرکین کے بتوں میں ہے۔ مثلاً دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں گونگا' بہرہ' مملوک اور اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو اور وہ الٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جدھر بھی اسے بھیجے تو وہ کوئی کام بھی نہ بجالا سکے اور ایک وہ شخص ہے کہ جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل وانصاف کی تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ چل رہا ہے قوت علمی وعملی کا جامع ہے اس کا قول وعمل دونوں ہی سراپا برکت ہیں' یہ دونوں شخص برابر نہیں ہوسکتے ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح تمہارے معبودان باطلہ اور معبود برحق میں ایسا ہی فرق ہے' معبود برحق مالک ومختار اور خیر وبرکت کا سرچشمہ ہے اور تمہارے معبود ان باطلہ محض عاجز ولبے بس اور ان کی عبادت اور پکار سے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی دو مخلوق ایک بت نہ ہل سکے اور نہ چل سکے جیسے گونگا غلام اور دوسرا رسول جو ہزار ہا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ بتائے اور خود بھی بندگی پر قائم ہے اس کے تابع ہونا بہتر ہے۔ یا پھر اس مثال سے مراد مشرک کی تمام تر بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔

ف۲: اللہ کی ترکیب ہی سے اشارہ ہوگیا کہ یہ علم غیب صرف حق تعالیٰ کا خاصہ ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں لله تعالیٰ خاصة لا لاحد غيره استقلالا ولا اشتراكا (روح) يفيد الحصر معناه ان العلم بهذه الغيوب ليس الا لله (کبیر) جیسے دوسرے مقام پر ارشاد ہے ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:۶۵) یعنی اے محمد ﷺ کہہ نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں ہے غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تو ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں کوئی کشف کا کوئی تقویم اور پتر اکالتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لیے پھرتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ فلاں پیر اور بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے غیب دانی اختیار میں دے دی ہے کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں تو یہ سب غلط اور جھوٹ ہے آیت کے شروع میں بیان حق تعالیٰ کے کمال علم کا ہے اور جبکہ آخر میں کمال قدرت کا بیان ہے اور ان دونوں (شروع وآخر) کے درمیان قیامت کا ذکر ہے اور وقوع سے پہلے دیکھا جائے تو کمال علم کی ایک مثال ہے اور اگر وقوعہ کے بعد دیکھا جائے تو کمال قدرت کی ایک مثال ہے۔ اوھو اقرب میں اوبل کا مرادف ہے اظہار شک وتردد کے لیے نہیں اوقال الفراء بمعنى بل (روح) قيل بمعنى بل (بیضاوی) لا شبهة فى انه ليس المراد طريقة الشك بل المراد بل هو اقرب (کبیر)

ف۳: ساعت اس لیے دی کہ حق تعالیٰ کے احکام سنو آنکھیں اس لیے دیں کہ حق تعالیٰ کی قدرت وحکمت کے نمونے مشاہدہ کرو اور دل اس لیے دیا کہ حق تعالیٰ کی عظمت کا احساس اور اس پر غور وتدبر کرو جبکہ عقل کی جگہ دل اور دماغ بھی کہا گیا ہے اور عقل ہی سے نفع ونقصان معلوم ہوتا ہے۔ سماعت وبصارت کی تخصیص شائد اس لیے کہ آلات علم وذرائع معرفت میں اہم ترین یہی دو ہیں اور دل کی تخصیص شائد اس لیے کہ حواس ظاہری وباطنی سب اسی کے تابع ہیں یہ بذات خود بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں کے فوائد حاصل ہونے کے وسائل ہیں اگر آنکھ کان عقل وغیرہ نہ ہو تو تمام ترقیات کا دروازہ بند ہو جائے۔ یعنی ان کو چاہیے تھا کہ شکر گزاری سے کام لیتے نہ یہ کہ بجائے احسان ماننے کے الٹے بغاوت پر کمر بستہ ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور اللہ ہی نے تمہارے لیے اپنی مخلوق سے سایہ دار چیزیں بنائی ہیں اور اسی نے

مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ

تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ہے اور اسی نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا

الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

ہے جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے اور ایک دوسری قسم کا لباس جو تم کو لڑائی سے محفوظ رکھتا ہے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اسی طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے گا تاکہ تم فرمانبردار بنے رہو۔ ف۱ پھر اگر وہ منہ پھیریں

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ

تو تیرے ذمہ صرف واضح کرکے پہنچا دینا ہے۔ ف۲ اللہ کی نعمت

اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَيَوْمَ

پہچانتے ہیں پھر انکار کر جاتے ہیں اور اکثر تو ان میں سرتاسر کافر ہیں۔ ف۳ اور جس دن

نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ

ہم ایک جماعت سے ایک ایک کو گواہ قائم کریں گے پھر کافروں کو اجازت نہ ہوگی

كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

اور نہ ان کی تکلیف رفع کی جائے گی۔ اور ظالم جب

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

دیکھیں گے تو ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ ف۴

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا

اور مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے مولا!

هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ

یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَاَلْقَوْا

تو وہ لوگ ان کو جواب دیں گے کہ کچھ شک نہیں کہ تم جھوٹے تھے۔ مشرک

اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

خدا کے آگے اس دن اظہار اخلاص کریں گے اور جو کچھ دنیا میں بہتان باندھتے تھے

لو۔ سوتی' اونی اور بالوں کے کپڑے اس نے تمہیں دے رکھے ہیں کہ پہن کر سردی گرمی کے بچاؤ کے ساتھ اپنا ستر چھپاؤ اور زیب و زینت حاصل کرو اور اس نے تمہیں زرہیں' خود اور بکتر عطا فرمائے ہیں جو دشمنوں کے حملے اور لڑائی کے وقت تمہیں کام دیں اسی طرح تمہیں تمہاری ضرورت کی پوری پوری نعمتیں دیے چلا جاتا ہے تاکہ تم راحت و آرام پاؤ اور اطمینان سے اپنے منعم حقیقی کی عبادت میں لگے رہو۔ مخاطبین اول چونکہ عرب تھے اور عرب کے صحراؤں میں لباس کی اصلی ضرورت ظاہر ہے کہ بادسموم کی تند لپٹ اور آفتاب کی کڑی گرم کرنوں ہی سے بچنے کے لیے ہے چونکہ یہ لڑنے بھڑنے والے جنگجو لوگ تھے اس لئے لڑائی کے بچاؤ کی چیز بطور نعمت ان کے سامنے رکھی۔

ف۱: یعنی یہ لوگ اگر اسلام سے اعراض کریں تو آپ ان کے لیے غم و تردد میں ہرگز نہ پڑیں آپ پر تو صرف تبلیغ کرنا فرض ہے اور بس تو اللہ تعالیٰ کا اس خطاب میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے۔

ف۲: فرمایا کہ یہ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نعمتوں کا دینے والا ہے پھر اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں مگر فلاں پیر یا بزرگ کی سفارش سے ہم کو یہ چیز عطا ہوئی ہیں' فلاں مددگار ہے، فلاں رزق دینے والا ہے یا پھر یہ کہتے ہیں کہ آباء واجداد سے ہمارے پاس بطور میراث رہ گئی ہیں۔ بے شک بعض بندے شکر گزار بھی ہیں وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا: ۱۳) لیکن زیادہ تر کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو دیکھتے اور اس کے احسانات کو سمجھتے ہیں مگر جب شکر گزاری اور اظہار اطاعت کا وقت آتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں' گویا دل سے سمجھتے ہیں اور عمل سے انکار کرتے ہیں۔

ف۳: یعنی اس دن کی سختی بیان کر جس دن ہر امت سے گواہ کھڑا کیا جائے گا اور یہ گواہ اسی امت کا رسول ہوگا اہل ایمان کے لیے ایمان اور تصدیق کی گواہی دے گا اور کفار پر کفر و تکذیب کی شہادت دے گا اور کفار کو اس دن عذر کرنے کی اجازت بھی نہ ملے گی اس لیے کہ ان کے لیے کوئی حجت اور عذر باقی نہیں رہا اور نہ ان سے رجوع طلب کیا جائے گا یعنی اس بات کی تکلیف نہ دی جائے گی کہ تم اپنے رب کو راضی کرو اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ آخرت صرف دار الجزا ہے دار العمل نہیں۔ کافر اور مشرک جب عذاب دیکھ لیں گے تو پھر ذرا بھی کمی نہ کی جائے گی چاہے وہ کتنا ہی روئیں پیٹیں اور چلائیں اور نہ ہی مہلت دی جائے گی کہ توبہ کریں اس لیے کہ وہاں توبہ نہ ہوگی تنبیہ امت سے مراد ظاہر ہے کہ امت دعوت ہے یعنی وہ قوم جو نبی کے پیام کی مخاطب رہی' یہ مراد نہیں کہ جنہوں نے اس پیام کو قبول بھی کیا۔

ف۱: پہلے حالت حضر (مقیم) کا ذکر ہے اور اس کے فوراً بعد ہی خیموں کی سفری زندگی کا بیان ہے گویا انسانی معاشرت کی دونوں حالتوں کی مکمل تصویر آ گئی یہ اینٹ اور پتھر مٹی اور چونے لکڑی کے گھر بیشتر انسانی آبادی کے مسکن انسان کے لیے راحت قلب و سکون خاطر کا کتنا بڑا ذریعہ اور سبب ہیں یہ سفری مکان یا خیمے ڈیرے عموماً چرمی (بقیہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں)

.....

ف۱: درختوں کے سائے اس نے تمہارے فائدے اور راحت کے لیے بنائے ہیں پہاڑوں پر غاریں جو کہ سردی' گرمی' بارش' دشمن اور جنگلی جانور وغیرہ سب ہی سے پناہ کا کام دیتی ہیں اور قلعے وغیرہ اس نے تمہیں دے رکھے ہیں کہ ان میں پناہ حاصل کرو چھپنے اور رہنے سہنے کی جگہ بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وہ ان کو سب بھول جائیں گے۔ ف۱ جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور اللہ کی راہ سے

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

روکا ہوگا ان کے فساد کی وجہ سے ہم ان کو عذاب

يُفْسِدُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا

پر عذاب بڑھاتے جائیں گے۔ ف۲ اور جس روز ہم ہر ایک جماعت میں سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى

ایک ایک گواہ کھڑا کر دیں گے اور تجھ کو بھی ان مشرکوں

هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اور ہم (اللہ) نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا

شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

بیان کرتی ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔ ف۳

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗئِ ذِي

اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان کرنے کا

الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ

اور قرابت داروں کو دینے کا اور بے حیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا

تم کو وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ ف۴ اور اللہ کے نام سے جب تم عہد و پیمان کرو تو پورے کیا کرو

عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ

اور قسموں کو بعد تاکید مزید کرنے کے نہ توڑا کرو حالانکہ

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

اللہ کو تم نے اپنا ضامن ٹھہرایا ہوتا ہے اللہ تمہارے کاموں کو

تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا

خوب جانتا ہے۔ اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو کاتے پیچھے

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا

اپنا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے تم اپنی قسموں کو فریب بازی کا

منزل ۲

کریم ﷺ اس امت کے حالات بتائیں گے ھؤلاء سے عام طور پر امت محمد یہ مراد لی گئی ہے۔ امتک (بیضاوی) ای الذین بعثت الیھم (معالم) یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز نبی ﷺ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔ بعض مفسرین کے قول کے مطابق آپ ان تمام شہداء کے لئے شہادت دیں گے کہ بے شک انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ نیز فرمایا کہ ہماری اتاری ہوئی کتاب میں ہم نے سب کچھ بیان فرما دیا ہے ہر حلال و حرام ہر ایک نافع علم، ہر بھلائی، گزشتہ کی خبریں، آئندہ کے واقعات، دین و دنیا اور معاش مواد سب کے ضروری احکام و احوال اس میں موجود ہیں۔ (بقیہ صفحہ 876 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: ان کے معبودان باطلہ جن کی یہ عمر بھر عبادتیں اور نذر نیازیں کرتے رہے ان سے بالکل بیزار ہو جائیں گے اور ان کی مدد وضرورت کے وقت ان کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور قیامت کے دن پیروی کرنے والے (مرید) ان معبودان باطلہ کو دیکھ کر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ ہیں جنہیں ہم دنیا میں پوجتے رہے تو وہ کہیں گے تم جھوٹے ہو ہم نے تمہیں کب کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر ہماری پرستش کرو درحقیقت تم تو محض اپنے اوہام و خیالات کو پوجتے تھے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جن وشیاطین کی پرستش کرتے تھے مگر شیطان بھی یہ کہہ کر الگ ہو جائے گا مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (ابراھیم: ۲۲) غرض جن چیزوں کو مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا وہ ان سے بیزاری اور علیحدگی کا اظہار کریں گے کوئی سچ کوئی جھوٹ پتھر کے بتوں کو تو سرے سے کچھ خبر ہی نہ تھی ملائکہ اور بعض انبیاء وصالحین ہمیشہ شرک سے سخت نفرت و بیزاری اور اپنی خالص بندگی کا اظہار کرتے رہے باقی رہ گئے شیاطین تو ان کا اظہار نفرت گو جھوٹ ہوگا لیکن اس سے مشرکین کو کلی طور پر مایوسی ہو جائے گی۔ اور انہوں نے جتنے سہارے اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر قائم کر رکھے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آئے گا جب اپنے کو ہر طرح مجبور ومضطر پائیں گے تو پھر اس وقت اطاعت وخوشامد کی راہ اختیار کریں گے آخرت میں ان کا یہ اطاعت وفرمانبرداری کا طریقہ بالکل دنیاوی تکبر واغراض کے مقابل ہوگا اس وقت ان کی تمام شوخیاں اور افتراء پردازیاں غائب ہو جائیں گی کہ ہمارے معبود ہمیں بچالیں گے ہمارے کام آئیں گے تو جب یہ چیزیں ان سے بالکل گم ہو جائیں گی ان خیالات واوہام کی واقفیت کا کہیں شائبہ بھی نہ ملے گا تو اس وقت یہ کف افسوس ملیں گے اور زبان حال سے کہیں گے کہ کاش ہم دنیا میں عقل شعور سے کام لیتے تو آج ہمیں یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا اور اس وقت ان کی یہ سوچ وبچار اور آہ وزاری کسی کام نہ آئے گی اور اپنے کئے کی انہیں سزا مل کر رہے گی۔

ف۲: پہلی سزا تو بتلائے کفر رہنے پر ہوگی اور دوسری سزا دوسروں کے بتلائے کفر کرنے پر ملے گی یعنی ایک عذاب تو انکار حق پر دوسرا اس پر کہ دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا' یا ایک عذاب صدور جرم پر دوسرا اس کی عادت ڈالنے پر اور یہ زائد عذاب سزائے اضلال و اغواء ہوگی۔ بکونھم مفسدین بصدھم (بیضاوی) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت میں اہل جنت کے منازل و مدارج متفاوت ہوں گے دوزخیوں کا عذاب بھی کمّاً وکیفاً ونوعاً متفاوت ہوگا۔

ف۳: یعنی وہ ہولناک دن یاد رکھنے کے قابل ہے جب ہر ایک نبی اپنی امت کے معاملات کے متعلق بارگاہ الٰہی میں بیان دے گا نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ
ذریعہ بناتے ہیں اس لئے کہ کوئی قوم دوسروں سے مال و دولت میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے
اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ
اللہ تم کو اس امر کا حکم دیتا ہے اور جن باتوں میں
الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن تم کو بتلا دے گا- ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو
لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ
تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو تم کو اس سے سوال ہوگا- ف۲
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ
اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا بہانہ نہ بنایا کرو ورنہ مضبوط ہونے
بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ
کے بعد قدم اکھڑ جائیں گے اور بوجہ اس کے کہ تم نے اللہ کی راہ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا
سے روکا تم کو تکلیف پہنچے گی اور آخرت میں بھی تم کو بڑا عذاب ہوگا- اور دنیا
بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ
کے تھوڑے سے مال کے بدلے اللہ کے نام سے وعدہ کیا ہوا نہ بدلا کرو جو کچھ اللہ کے
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ؕ
پاس ہے وہ سب سے اچھا ہے اگر تم کو کچھ علم ہے- جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو ضائع ہونے کو ہے
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا
اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو ان
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ
کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے- ف۳ جو کوئی ایماندار ہوکر نیک
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
عمل کرے مرد ہو یا عورت تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی

(منزل ۴)

ف۱: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ عہد و پیمان کی حفاظت کریں قسموں کو نبھائیں توڑیں نہیں یہاں قسموں کو نہ توڑنے کی تاکید فرمائی عہد اللہ کے عموم میں ہر وہ عہد آ گیا جو شریعت کے موافق ہو خواہ حقوق اللہ سے متعلق ہو خواہ حقوق العباد سے اور اس کے اطلاق سے صرف وہ عہد باہر رہ جاتے ہیں جو خلاف شریعت ہیں۔ نیز اللہ کا واسطہ درمیان میں لا کر معاہدہ اور بھی موکد و مستحکم ہو جاتا ہے وعدہ کرنے اور دعدہ توڑنے سے بچنے کی پوری تاکید فرمائی کہ یہ چیز علاوہ فی نفسہ متہم بالشان ہونے اس وقت مخاطبین کے زیادہ مناسب حال تھی جس کا مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا اس لیے حکم دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور قسمیں اٹھا کر معاہدہ کرو تو اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی حرمت قائم رکھو بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو' عہد باندھ کر توڑنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے پھر کتا کتایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر دے۔ روایات میں آتا ہے کہ مکہ میں ایک دیوانی عورت تھی وہ ایسا ہی کیا کرتی تھی اولین مخاطبین قرآن اس مثال سے خوب واقف تھے اسی لئے یہ مثال دے کر فرمایا کہ کہیں تم اپنا حال اس جیسا نہ کر لینا پس معاہدوں اور قسموں کو فریب و دغا بازی' مکاری وعیاری اور حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ۔ جس طرح اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ ایک جماعت کو اپنے سے طاقتور دیکھ کر معاہدہ کر لیا پھر جس وقت کوئی جماعت اس سے بڑھ کر معزز اور طاقتور سامنے آئی تو پہلی جماعت والوں سے معاہدہ توڑ کر نئی جماعت سے عہد و پیمان گانٹھ لیے۔ مثلاً کافروں کے دو گروہوں میں باہم مخالفت ہوئی اور تمہاری ایک فریق سے صلح ہے لیکن تم نے اکثریت کا جھکاؤ دوسری طرف دیکھا تو تمہیں بھی خیال آیا کہ اس پہلے گروہ سے ٹوٹ کر اسی دوسرے کے ساتھ ہو لیا جائے یہ صورت شریعت کی نظر میں ممنوع اور سخت ناپسندیدہ ہے کہ اس عہد شکنی اور حلف کی خلاف ورزی سے دوستوں میں بے اعتباری بڑھ گی اور دشمنوں میں ناگواری۔ فرنگی قوموں نے قرآن مجید کی صرف اسی ہدایت پر عمل کر لیا ہوتا تو آج دنیا کا نقشہ کتنا مختلف اور کتنا زیادہ پر امن ہوتا اور اس کے نتیجہ میں یہ روز روز کی جنگ اور بدامنی دنیا پر مسلط نہ ہوتی۔

تنبیہ: مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی عہد یا عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینے کے بعد پھر اسے پورا نہ کرنا سوت کات چکنے کے بعد اسے نوچ ڈالنا ہی ہے اور فقہاء نے یہیں سے یہ مسئلہ بھی مستنبط کیا ہے کہ نفلی عبادت بھی شروع کر چکنے کے بعد اسے اتمام تک پہنچانا واجب ہو جاتا ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ کا چاہنا ظالمانہ نہیں بلکہ اس کا چاہنا اس کے قانون کا نام ہے پس جو لوگ اس کے انتظام اور قانون فطرت کے مطابق نیک راہ کی کوشش کرتے ہیں ان کو ہدایت میسر ہو جاتی ہے اور جو بدراہ ہو جاتے ہیں ان کو گمراہی نصیب ہوتی ہے۔ یعنی اگر اس کی مشیت تکوینی یہی ہوتی کہ کوئی گمراہ ہونے ہی نہ پائے تو سب کو ایک ہی طریقہ پر لازمی طور پر چلا دیتا اور مذہب و ملت کا کوئی اختلاف پیدا ہی نہ ہونے دیتا لیکن اس کی حکمت بالغہ کو تو یہ منظور ہی نہیں' اس نے ہدایت اور ضلالت کا قانون ہی دوسرا رکھا ہے' سوخبردار کہیں تم جبریت کے دھوکے میں نہ آ جانا اور اپنے کو مجبور محض نہ سمجھ لینا تم تو فاعل مختار اور اپنے افعال کے ذمہ دار بنا کر بھیجے گئے ہو' تمہیں عقل شعور ارادہ و اختیار سے سرفراز کیا گیا ہے' تم سے ایک ایک عمل کے متعلق دریافت کیا جائے گا پوچھ گچھ کے بعد چھوٹے بڑے نیک و بد تمام اعمال کا بدلہ دے گا۔

ف۳: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ تم جو مسلمان ہو کر کوئی برا کام بددیانتی یا شرارت کا کر (بقیہ صفحہ 877 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

دیں گے اور ہم ان کو ان کے کاموں

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ

سے بھی اچھا بدلہ دیں گے۔ ف۱ پس تو جب قرآن پڑھنا چاہے

بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ

تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لیا کر۔ یہ جو لوگ اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہیں

سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کسی طرح سے زور نہیں چل سکتا۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اس کا زور تو پس انہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو

بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ

اس کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔ ف۲ اور جب ہم کوئی حکم کسی حکم کے قائم مقام

وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ

نازل کرتے ہیں اور اللہ جو کچھ نازل کرتا ہے اسے تو خوب معلوم ہے یہ کہنے لگتے ہیں بس تو تو مفتری ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

بلکہ بہت سے ان میں سے جانتے نہیں۔ تو کہہ کہ اس کو تو جبریل

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نے اللہ کے حکم سے سچی تعلیم کے ساتھ بھرپور اتارا ہے تاکہ ایمانداروں کو ثابت قدم

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

کرے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ ہم (اللہ) جانتے ہیں

اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ

جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو ایک آدمی سکھاتا ہے جس شخص کی

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ

نسبت ان کو بدگمانی ہے اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ تو صاف

مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

عربی زبان ہے۔ ف۳ جو لوگ اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے

ف۱: من ذکر اوانثی کی تصریح نے اس حقیقت کو روشن کر دیا کہ اعمال کے اجر کے لحاظ سے عورت اسلام کی نظر میں مرد سے کم نہیں بلکہ اس کے برابر ہے۔ مشرک وکافر اقوام نے عورت کو حق تعالیٰ کی نظر میں جو ایک پست وحقیر مخلوق ٹھہرایا ہے اس کی پوری تردید ہوگئی لیکن کیا عجب کہ جاہلیت جدید کسی دنیا کو اس عقیدہ کی جانب بھی لے جائے کہ نظام فطرت میں عورت نہیں بلکہ مرد پست وحقیر ہے تو یہ آیت اس وہم کی تردید کے لیے بھی کافی ہوگی۔ پہلی اور بنیادی شرط عمل صالح کی ایمان ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل صالح حقیقتاً صالح ہی نہیں صرف صورۃ صالح کہا جا سکتا ہے یعنی جس نے عمل قرآن اور سنت کے موافق کیا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں حیات طیبہ سے زندہ رکھے گا اور دار آخرت میں بھی ان کو نیک اعمال کا بہتر بدلہ دے گا۔ ابن عباسؓ اور ایک جماعت نے حیاتً طیبۃ کی تفسیر رزق حلال طیب کے ساتھ کی ہے۔ اور حضرت علیؓ نے قناعت کے ساتھ کی ہے۔ ضحاک نے کہا مراد رزق حلال وعبادت ہے دنیا میں یا عمل کرنا ہے طاعت پر اور صحیح یہ ہے کہ حیات طیبہ ان سب امور کو شامل ہے۔ بعض مفسرین نے حیات طیبہ سے مراد اخروی زندگی مراد لی ہے جس کا پاکیزہ اور پر لطف ہونا کسی تشریح وتوضیح کا محتاج نہیں و المراد بالحیاۃ الطیبۃ الحیاۃ التی تکون فی الجنۃ اذ هناك حياة بلاموت وغنى بلا فقر و صحة بلا سقم و ملك بلاهلك و سعادة بلا شقاوة . (روح ج ۱۴ ص ۲۲۶) حیات طیبہ کی بشارت سے یہ مراد نہیں کہ مومن صالح کو کبھی فقر یا مرض طاری نہیں ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہوگا جس سے وہ ہر حال میں صابر وشاکر اور تسلیم ورضا سے رہے گا اور یہی رضا سکون وجمعیت خاطر کی اصل ہے۔

ف۱: شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرأت قرآن جیسے کام کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے وہ کب گوارا کر سکتا ہے ضرور اسکی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرأت قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں' ان مغویانہ تدبیروں سے بچنے کا یہ ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرأت قرآن کا ارادہ کرے تو پہلے صدق دل سے اللہ پر بھروسہ کرے اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر رب قدوس کی پناہ میں آ جائے۔ مطلب یہ کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ ہو تو پہلے استعاذہ کرے یہ مراد نہیں کہ جب قرآن پڑھ چکے تو اس کے بعد استعاذہ کرے ای اذا اردت قراۃ القرآن فعبتر عن ارادہ الفعل بلفظ الفعل لانها سبب له (مدارک)

محاورہ قرآنی میں یہ اسلوب بیان عام ہے مثلاً ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب:۵۳) اور ﴿اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾ (المجادلۃ: ۱۲) وغیرھا ان تمام مواقع پر ارادہ فعل کو نفس فعل کے قائم مقام کی حیثیت دی گئی ہے بعض کسی ایک کا قول یہ بھی ہے کہ ختم قرات کے بعد پڑھے لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے اور احادیث کی دلالت بھی اسی پر ہے واللہ اعلم۔

تنبیہ: یہ مشرکون میں ضمیر واحد مذکر غائب حق تعالیٰ کی جانب ہے اور بعض نے ابلیس کی جانب بھی مراد لی ہے اور بہ کو من اجلہ کا مترادف قرار دیا ہے یعنی اس کے سبب سے۔

ف۲: سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ ایک نصرانی غلام جسے جبر کہا جاتا تھا جو بنو حضرمی قبیلے کے کسی شخص کا غلام تھا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروہ کے پاس بیٹھ جاتے تھے اس پر مشرکین نے یہ بات اڑائی کہ یہ قرآن اسی کا سکھایا ہوا ہے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہتے ہیں اس کا نام یعیش تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَهْدِيهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اللہ ان کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

جھوٹ کا افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ مَنْ

ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔ ف۱ جو لوگ ایمان سے پیچھے

كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ

کفر کریں گے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا ہاں جو مجبور کیا جائے

قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ

مگر دل اس کا ایمان پر مضبوط ہو تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا لیکن جو جی کھول کر

بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

کفر کرتے ہیں انہی پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کو

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ

دکھ کی مار ہوگی۔ یہ اس لئے کہ وہ دنیا کو آخرت سے زیادہ

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

پسند کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ کافروں کی قوم کو

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ہدایت نہیں کیا کرتا۔ ف۲ انہی لوگوں کے دلوں پر اور کانوں پر اور

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

آنکھوں پر اللہ نے مہر کردی ہوئی ہے اور یہی لوگ

الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ

غافل ہیں کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

اٹھانے والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کافروں سے دکھ اٹھانے کے

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

بعد اپنے وطن چھوڑے اور جہاد کیے اور صبر کرتے رہے کچھ شک نہیں

منزل ۴

کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک وہ شخص جس نے دنیوی معاملات میں لوگوں کے بارے میں کبھی بھی جھوٹ کی گندگی سے اپنی زبان کو ملوث نہ کیا ہو وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگے جن کو اللہ تعالیٰ مالک الملک پر ایمان ہے ان سے یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ پر افترا کریں کیونکہ ان کا ایمان ان کو اس جرأت کی اجازت نہیں دیتا لیکن جو بے ایمان ہیں اللہ پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ شخص اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں وہی اللہ پر افترا کرتے ہیں۔ اس آیت نے واضح طور پر فیصلہ کردیا ہے کہ جس شخص کی اخبار غیبیہ جھوٹی ہوں یعنی ان کی پیش گوئیاں غلط نکلیں تو سمجھا جائے گا اسے اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ اس آیت کے حکم کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں اس کی پیش گوئیوں کی پڑتال کیا کریں دیگر جزئیات سے فیصلہ نہیں ہوسکتا یہ اصول آیت قرآنی کے ثبوت کے علاوہ خود اسے بھی تسلیم ہے۔

تنبیہ: مرزا صاحب غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کی پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ الہامات مرزا قابل دید ہے۔

۲: بعض محققین نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ کذب ایک بدترین کبیرہ گناہ ہے کلمہ حصر کے ساتھ کذب کا ذکر کرنا گویا یہ معنی رکھتا ہے کہ کذب کا ارتکاب بس انہی لوگوں کے لیے ممکن ہے جو سرے سے آیات الٰہی پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

ف: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عمار بن یاسر کے بارے میں اتری جب کہ مشرکین نے ان کو تکالیف دینا شروع کیں کہ جب تک تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کرو گے تو ہم اسی طرح تمہارے ساتھ سلوک کریں گے تو بادل نخواستہ مجبوراً اور کرہاً انہوں نے ان کی موافقت کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عذر بیان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ جس شخص کو ڈرا دھمکا کر یا جتلائے عذاب کر کے اسے زبان سے انکار پر مجبور کر دیا گیا ہو تو ایسے سخت دباؤ اور زبردستی سے مجبور ہو کر شدید ترین خوف کے وقت گلوخلاصی کے لیے محض زبان سے منکر ہو جانے سے مرتد نہیں ہو جائے گا بلکہ وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا بشرطیکہ اس وقت بھی قلب میں کوئی تردد نہ ہو بلکہ زبانی لفظ سے سخت کراہت و نفرت ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کی نہ مانے جیسے حضرت بلال، حضرت یاسر، حضرت سمیہ، حضرت حبیب بن زید انصاری اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہم کے واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں ہاں جب ڈرانے والا قتل پر قادر نہ ہو یا صرف مار پیٹ کا خوف دلایا جائے تو عذر کافی نہ ہوگا کہ ایسی صورت میں کلمہ کفر زبان سے کہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کافروں کو راہ نہیں دکھاتا یعنی جو اللہ کے علم میں کافر لکھے گئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں بتاتا۔

ف۱: مکہ شریف میں ایک لوہار تھا جس کا نام بلعام تھا اور یہ شخص عجمی تھا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دیتے تھے آپ کا اس کے پاس آنا جانا دیکھ کر قریش مشہور کرنے لگے کہ یہی شخص آپ کو کچھ سکھاتا ہے اور آپ اسے کلام اللہ کے نام سے اپنے حلقے میں سکھاتے ہیں۔ عجب کج فہم لوگ تھے قرآن کے حیرت انگیز اثر اسکے اعلیٰ مطالب (بقیہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں)

.....

ف۱: ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے شاہ روم ہرقل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت سے سوالات کیے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ نبوت کے دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے اسے کبھی جھوٹ کی طرف نسبت کی ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کبھی نہیں۔ اس پر شاہ نے کہا تو پھر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ

کہ تیرا پروردگار ایسے واقعات کے بعد بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ جس روز ہر ذی نفس

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

اپنے لیے ہی جھگڑے گا اور جو کچھ کسی نے کمایا ہوگا اس کو

مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

پورا بدلہ ملے گا اور کسی طرح سے ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ف اللہ ایک

مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا

شہر کا حال بطور مثال بیان کرتا ہے وہ شہر امن چین میں تھا ہر ایک مقامات

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ

سے اس کو رزق پہنچتا تھا پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کی

اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

تو اللہ نے ان کے اعمال پر ان کو بھوک

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ

اور خوف کا مزہ چکھایا۔ اور اللہ کی طرف سے انہیں میں سے ایک رسول

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلایا پھر عذاب الٰہی نے ایسے حال میں آ پکڑا کہ وہ ظالم تھے۔ ف

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا

پس جو کچھ اللہ نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا

نعمت کا شکر کرتے رہو اگر تم اسی کے پرستار ہو۔ اس نے تم پر صرف

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ

مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور جو چیز

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا

اللہ کے سوا کسی کے نام پر نامزد کی جائے پھر جو شخص مجبور ہو ایسے حال میں

عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

کہ سرکش اور حد سے متجاوز نہ ہو تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف اور اپنی زبانوں کے

منزل ۳

کے نام نذر کی جائے تو وہ حرام ہے کیونکہ یہی شرک کی بنیاد ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور مقصود تقرب لغیر اللہ ہو تو وہ مسلمان اس ذبح کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مردود ہوگا۔ درمختار میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے ذبح کیا امیر یا کسی رئیس کے آنے کے وقت تو وہ ذبیحہ حرام ہے اس لیے کہ اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ اسی طرح ہی جامع الرموز اور قرۃ الانظار اور ہدایۃ المبتدی اور اشباہ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے۔ اور وہ نذر حرام ہے جو عوام مانتے ہیں کسی بزرگ کی قبر پاس آ کر اس کا غلاف اٹھا کر کہتا ہے اے فلانے سردار اگر تو نے میری فلاں حاجت روا کی تو تیرے لیے میری طرف سے اتنا سونا نذر ہے تو یہ نذر علماء میں بالاتفاق باطل ہے اسی طرح ←

ف: قیامت کے دن ہر شخص اپنی رہائی کی فکر میں لگا ہوگا کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خلاصی حاصل کرے کوئی نہ ہوگا جو کسی کی طرف سے بول سکے ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی، اولاد، احباب واقارب کوئی بھی کام نہ دے گا اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا وہ وقت کا انصاف کامل ہوگا دنیا کی طرح وہاں خیر وشر کو مخلوط اور حق وباطل کو باہم ملتبس نہیں کیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا نہ ثواب گھٹے نہ گناہ بڑھے یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی گو زیادتی ہو جائے اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی گو کمی ہو جائے۔

ف: بعض مفسرین کہتے ہیں ان آیات میں کسی معین بستی کا ذکر نہیں محض بطور تمثیل کسی تباہ شدہ بستی کا بلاتعین حوالہ دے کر یا ایک ایسی بستی کا وجود فرض کر کے کفار مکہ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تم نے ایسا کیا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہو سکتا ہے کفران نعمت اور تکذیب وعداوت رسول کی سزا سے بے فکر نہ ہوں۔ بعض علماء کے نزدیک اس مثال میں بستی سے مراد مکہ معظمہ ہے جہاں ہر قسم کا امن چین تھا جہاں روزیاں قسم قسم کے پھلوں کی شکل میں ان کے پاس ہر طرف سے بھاگی چلی آتی تھیں لیکن پھر اہل مکہ نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی شرک وعصیان بے حیائی اور اوہام پرستی میں منہمک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ نعمت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں بھیجی اس کے انکار وتکذیب میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ان کی اس سرکشی کی سزا میں دونوں نعمتیں دو نعمتوں سے بدل دی گئیں امن خوف سے اطمینان بھوک اور گھبراہٹ سے مکہ میں قحط شدید پڑا جانور مرنے لگے آدمی جان سے گزرنے لگے کہ بالآخر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو قریش کے بڑے بڑے سرداروں کا سرنگوں ہوا۔ اس مثال سے مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ کفر وانکار کے نتائج اس دنیا میں بھی سخت اور ہولناک ہو سکتے ہیں اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ دنیا میں امن وفراغت سے رہنا سہنا اور کافی سامان معیشت بہم پہنچتے رہنا حق تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے یہ تحقیر کے لیے نہیں شکریہ کے لائق ہے کیونکہ دنیوی نعمتوں کی ناشکری بھی عذاب کا مستحق بنا دیتی ہے۔

ف: یہاں انہی چیزوں کا ذکر ہے جن کی حلت وحرمت مشرکین مکہ میں زیر بحث تھی حدیث نبوی سے جو دوسری چیزیں حرام ثابت ہوئی ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس آیت میں غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لیے ان کو کھاؤ اللہ تعالیٰ نے تو مردار دم مسلوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) خنزیر اور نذر لغیر اللہ یہ حرام ٹھہرائے ہیں ان کو مت کھاؤ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں بکری روٹی جاندار بے جان ہو تو پھر بھی غرض کسی مخلوق کو قبول کر کے نفع دینے اور نقصان سے بچانے والا جان کر کوئی چیز اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ

جھوٹے بیان سے نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ

هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

حرام کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندھنے لگو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

جو اللہ پر جھوٹے افترا کرتے ہیں ہرگز

لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

بامراد نہ ہوں گے۔ ان کے لئے تھوڑا سا گذارہ ہے اور ان کے لئے

اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

دکھ والا عذاب ہے۔ ف۱ اور یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں، جو

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

پہلے ہم بیان کر آئے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن

كَّانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر بھی جو لوگ

لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ

غلطی سے برے کام کرکے اس سے پیچھے توبہ کریں اور

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

صالح بن جائیں تو تیرا پروردگار اس کے بعد ان کے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا

حق میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم پیشوا اور اللہ کا

لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا

یکسو فرمانبردار بندہ تھا ف۳ اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اللہ کی نعمتوں کا

لِّاَنْعُمِهِ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾

شکرگزار تھا اللہ ہی نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ دکھائی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

اور ہم (اللہ) نے دنیا میں بھی اسے عزت دی تھی اور آخرت میں بھی

یتلونہ ۱۴

اللہ کے ذمہ الزام رکھ کر آپ حلال حرام نہ ٹھہرا لو اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اپنی طرف سے کسی بدعت کو نکالے جس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کرے یا مباح کو حرام قرار دے اور اپنی رائے اور تشبیہ سے احکام ایجاد کرے تو ایسا کرنے والے لوگ گمراہ شرک میں گرفتار ہیں اللہ کی حکومت میں مداخلت کرتے ہیں اور اپنی نئی شرع قائم کرتے ہیں ایسے مجرموں کو حقیقی کامیابی کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ یہ عیش جو انہیں بظاہر نصیب ہو رہا ہے تمام تر عارضی وفانی ہے پلک جھپکتے آنکھ کھل جائے گی تو اس وقت حقیقت معلوم ہوگی۔

تنبیہ: مشرکین عرب کے پاس شریعت تو تھی نہیں مگر تاہم وہ کئی ایک چیزوں کو حلال اور کئی ایک کو قومی طریق سے حرام سمجھتے تھے اور مسلمانوں سے ان مسائل میں جھگڑا کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

ف۱: سورہ انعام کی آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ میں ان حرام چیزوں کا ذکر ہو چکا ہے یعنی یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن والے جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور گائے اور بکریوں کی چربی کو سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا انتڑیوں پر یا ہڈیوں سے ملی ہوئی ہو یہ بدلہ ان کی سرکشی کا تھا ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے وہ پاکیزہ چیزیں جو ان پر حلال تھیں حرام کر دیں اور دوسری وجہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دوسروں کو روکنا بھی تھا پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس رحم وکرم کی خبر دیتا ہے جو وہ گنہگار مومنوں کے ساتھ کرتا ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ اللہ کی نافرمانی جو کرتا ہے وہ جاہل ہی ہوتا ہے۔ توبہ کہتے ہیں گناہ سے ہٹ جانے کو اور اصلاح کہتے ہیں اطاعت پر کمر کس لینے کو۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے گناہ اور اس کی لغزش کے بعد بھی اللہ اسے بخش دیتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے من بعدھا میں ضمیر توبہ و اصلاح کی جانب ہے۔

ف۲: متن میں لفظ ''امۃ'' استعمال ہوا ہے جس کے متعدد معنی ہیں۔ ایک معنی اس شخصیت کے ہیں جو بے مثال ہو اور دوسرے معنی امام اور معلم خیر کے ہیں۔ (لسان العرب ج ۱۲ ص ۲۷)

ابن تیمیہؒ نے اس کو ''القدوۃ'' مثالی شخصیت کے معنی میں لیا ہے (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۷/۴۸۳) اور ہم نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی اس خصوصیت کو بیان کرنے سے مقصود مشرکین پر جو آپ کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے تھے اور آپ کی پیروی کا دعویٰ کرتے تھے یہ واضح کرنا ہے کہ ابراہیمؑ جس ماحول میں پیدا ہوئے وہ تو پوری طرح مشرکانہ تھا لیکن ان کی شخصیت ایک منفرد اور ممتاز شخصیت تھی جو موحد بن کر ابھری اور جس نے دنیا کو توحید کا سبق دیا اس لئے وہ موحدین کے امام ہیں نہ کہ مشرکین کے اور اگر تمہیں واقعی ان کی پیروی کرنا ہے تو توحید کی راہ اختیار کرو۔

ہے، بحر الرائق اور نہر الرائق وغیرہ کتب فقہ میں۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی بخشش دو طرح سے ہے کبھی تو گناہ کے ظہور پذیر ہونے پر معافی سے کبھی کسی فعل پر سرے سے گناہ کا وصف سلب کر دینے سے اس صورت میں یہ آخری شق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو جو دوسرے اوقات میں گناہ تھا مجبوری کے وقت میں گناہ قرار نہیں دیا۔

.....

ف۱: کافروں کے رویہ سے مسلمانوں کو روکا جا رہا ہے کہ جس طرح انہوں نے از خود اپنی سمجھ سے حلت حرمت قائم کر لی ہے تم ایسا نہ کرنا انہوں آپس میں طے کر لیا کہ فلاں نام کا جانور حرمت وعزت والا بحیرہ سائبہ و صیلہ حام وغیرہ تو فرمایا کہ اپنی زبانوں سے جھوٹ موٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ

وہ نیکوکاروں میں سے ہوگا- اور تیری طرف بھی ہم (اللہ) نے یہی حکم بھیجا ہے

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

کہ تو ابراہیم کے طریق پر چل جو یکسو فرمانبردار تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا-ف۱

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

سبت صرف انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس میں مختلف ہو رہے ہیں

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

اور تیرا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

بین فیصلہ کرے گا-ف۲ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دانائی اور عمدہ نصائح سے

بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

لوگوں کو بلاتا رہ اور نہایت ہی عمدہ طریق سے ان کے

هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

ساتھ مباحثہ کیا کر تیرا پروردگار ان لوگوں کو بھی

سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ

خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت والوں سے بھی خوب واقف ہے-ف۳

فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

اور اگر زیادتی کا بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر لیا کرو جس قدر تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر صبر کرو

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

تو صبر کرنا صابروں کے حق میں بہتر ہے-ف۴ اور صبر کیا کر اور تیرا صبر

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ

اللہ ہی کی مدد سے ہے اور ان کے حال پر غم نہ کر اور نہ ان کی فریب بازیوں سے

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

دل تنگ ہو- ہے شک اللہ پرہیزگاروں اور

وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

نیکوکاروں کے ساتھ ہے- ف۵

منزل ۴

ف۱: مشرکین عرب کی شرکیات کا رد کر کے امام الموحدین ابوالانبیاء خلیل اللہ رسول جل و علا حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد دلاتے ہیں کیونکہ عرب کے لوگ ان کی نسل سے تھے اور دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے حالانکہ ملت ابراہیمی سے انہیں دور کا تعلق بھی نہ رہا تھا امۃ کے معنی امام کے ہیں جس کی اقتداء کی جائے جو امور خیر میں بہ طور نمونہ کے کام دے۔ اور مشہور صحابی عبداللہ بن مسعودؓ سے معلم خیر کے معنی منقول ہیں۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت و فرمانبرداری اور اطاعات وحسنات میں پوری ایک جماعت کے قائم مقام اور برابر تھے تمام دنیا کے مشرکین کے مقابلہ میں تن تنہا ایک امت عظیمہ کے برابر تھے جس کی ذات واحد میں حق تعالیٰ نے وہ سب خوبیاں اور کمالات جمع کر دیئے تھے جو کسی بڑے مجمع میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں ۔

لیس علی اللہ بمستنکر ان تجمع العالم فی واحد

قانت کہتے ہیں اطاعت گزار فرماں بردار کو اور حنیف کے معنی ہیں شرک سے ہٹ کر توحید کی طرف آ جانے والا اسی لئے فرمایا کہ وہ مشرکوں سے بیزار تھا مشرکین کی جماعت اور بستی میں رہنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔

شاکر الانعمہ پر یہ سوال ہوا ہے کہ یہ تو جمع قلت ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تو بڑی کثرت سے نعمتیں نازل ہوئی تھیں پھر ان کے لئے جمع قلت کیوں استعمال ہوئی۔ امام رازیؒ نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ اس جمع قلت کا تعلق تو (شاکرا) آپ کی شکر گزاری سے ہے تو جب آپ قلیل نعمتوں تک کے شکر گزار تھے تو پھر بڑی اور کثیر نعمتوں کی شکر گزاری کا پوچھنا ہی کیا؟

ف۲: یہودی جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں کیسا احمقانہ سوال کرتے ہیں کہ تم ہفتے کے روز کی تعظیم کیوں نہیں کرتے حالانکہ سبت کی تعظیم اور اس میں بالکل عبادت ہی میں لگے رہنا صرف انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس وقت اس میں مختلف ہو رہے ہیں یعنی یہودی اور عیسائی جبکہ عیسائیوں نے بجائے ہفتہ کے اتوار بنا لیا تورات سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ سبت تمام قوموں کے لئے ہے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے نہ مانا سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے اور اکثر نے کہا کہ ہم ہفتہ کے دن کو چاہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ مخلوق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہفتہ کے دن کی اجازت دی اور اس دن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی رکھی اور ان کو اس دن کے شکار سے آزمایا تو انہوں نے حکم نہ مانا سوائے اس تھوڑی سی جماعت کے جنھوں نے جمعہ کو پسند کیا تھا۔ اس قول کی مؤید روایت بخاری اور مسلم میں بھی موجود ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے کی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے اس دن سے محروم کر دیا یہود نے ہفتے کا دن رکھا نصاریٰ نے اتوار کا اور جمعہ ہمارا ہوا پس جس طرح دنوں کے اعتبار سے وہ ہمارے پیچھے ہیں اسی طرح قیامت کے دن بھی ہمارے پیچھے ہی رہیں گے۔ ہم باعتبار دنیا تو پیچھے ہیں مگر قیامت کے اعتبار سے پہلے ہیں یعنی تمام مخلوق میں سب سے پہلے فیصلے ہمارے ہوں گے۔

ف۳: حکمت سے مراد بقول امام ابن جریرؒ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ہے اور موعظت حسنہ سے مراد پچھلی امتوں کے واقعات ہیں یعنی ان کا ذکر ان لوگوں سے کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی سے مناظرہ وجدال کی ضرورت ہو تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو اور بحسن خطاب مناظرہ ہونا چاہیے۔ شیخ الاسلام امام الناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (بقیہ صفحہ 877 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَكِّیَّةٌ — اٰیَاتُهَا ۱۱۱ — رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورۃ بنی اسرائیل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ

کعبہ شریف سے بیت المقدس تک جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں سیر کرائی تاکہ ہم

اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ

اس کو بعض نشان دکھلا دیں بے شک وہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے ف۱ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب

وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ہدایت نامہ بنایا یہ کہ اے نوح کے ساتھیوں کی اولاد

دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا میرے سوا کسی کو اپنا متولی نہ بنائیو بیشک وہ

عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی

بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا اور ہم نے بنی اسرائیل کو اطلاع کر دی تھی کہ تم

الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ

دو دفعہ ملک میں فساد کرو گے اور بہت ہی

عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ

سر اٹھاؤ گے پھر جب پہلی دفعہ آئے گی تو ہم اپنے بندوں

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ

کو جو سخت لڑاکے ہوں گے تم پر بھیجیں گے پس وہ تمہارے ملک میں پھیل جائیں گے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ

یہ وعدہ کیا جا چکا ہے ف۲ ایک دفعہ ہم پھر تم کو ان پر فتح دیں گے اور

وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝۶

تم کو مال اور اولاد سے مدد کریں گے اور بہت بڑے جتھے والے بنائیں گے

سوال ۲

ف۱: جس حیرت انگیز شبانہ سفر نبوی کا یہاں ذکر ہے اس کا اصطلاحی نام معراج ہے جو ہجرت سے قبل قیام مکہ کے دوران ہوا یہ ہجرت سے کتنا عرصہ پہلے ہوا اس میں قدرے اختلاف ہے اور سال سوا سال پہلے پر اتفاق ہے جبکہ ایک قول یہ بھی نقل ہوا ہے کہ معراج ایک نہیں متعدد مرتبہ ہوا ہے لیکن عند المحققین یہ احتمال بعید ہے اور علمائے سلف میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ معراج کے متعلق یہ بھی بحث پیدا ہوئی ہے کہ معراج جسمانی تھا یا روحانی اور یہ خواب کی حالت میں ہوا یا بیداری کی حالت میں؟ تو بعض صحابہؓ اور بعض تابعینؒ سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کا معراج بجسد عنصری حالت بیداری میں تھا صاحب جامع البیان نے کہا کہ بلکہ زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ واقعہ معراج نبوت ملنے کے بعد بیداری کی حالت میں ایک ہی مرتبہ ہوا۔ مفسر قرآن شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معراج کی تفصیل و کیفیت میں اختلاف ہے مگر ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ اسراء اور معراج دو الگ الگ ہیں اور دونوں بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر ہوئے ہیں اور بعض متاخرین علماء بلکہ بقول ابن وحیہ امام بخاریؒ کا بھی یہی خیال ہے۔ اور جبکہ بعض احادیث سے بھی اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے ایک حدیث میں صرف بیت المقدس تک جانے کا ذکر ہے جس رات کا یہ واقعہ ہے اس رات صرف بیت المقدس تک سیر ہوئی تھی قرآن مجید میں بھی اسی لئے مسجد اقصیٰ تک ذکر آیا ہے اس سے زیادہ نہیں حالانکہ موقع بیان کا یہی تھا ہاں حدیث صحیحہ میں نبی ﷺ کا آسمانوں پر جانا بھی آیا ہے اس لئے باتباع علمائے متاخرین ہم نے ان واقعات کو متعدد مانا ہے اسراء سے وہ سیر مراد ہے جو مکہ شریف سے بیت المقدس تک ہوئی اور معراج سے وہ سیر مراد ہے جو مکہ شریف سے فلک الافلاک تک ہوئی اور یہ معراج جسمانی ہوا کیونکہ عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں کے مرکب پر بولا جاتا ہے اور سبحان کا لفظ موقعہ تعجب پر بولا جاتا ہے اگر اسراء روحانی ہوتا تو کونسی تعجب کی بات تھی کیونکہ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ. وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ۔ اسی طرح ان سے مراد ان کو بیداری میں لے جانا تھا اور مشرکین مکہ نے منکرانہ سوالات کئے اگر اسراء جسمانی نہ ہوتا بلکہ خواب ہوتا تو مشرکین کو یہ انکار کیوں ہوتا تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو حالت بیداری میں اور جسمانی طور پر معراج ہوا تھا جس میں آپ نے مکہ شریف سے فلک الافلاک تک سیر کی اور وہ تمام واقعات آپ کے سامنے آئے جن کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ملتا ہے بعض احادیث میں صاف لفظ ہیں ثم اصبحت بمکۃ یا ثم اتیت بمکۃ پھر صبح کے وقت میں مکہ پہنچ گیا اگر معراج کی کوئی روحانی کیفیت تھی تو پھر آپ کا مکہ میں صبح کے وقت واپس آنے کا کیا مطلب؟

تنبیہ: لفظ عبد سے اشارہ ہو گیا کہ بایں شرف و کرامت و بایں کمالات معجزانہ محمد مصطفیٰ ﷺ عبد محض ہی رہے یہ نہیں ہوا کہ اس سے کچھ شرکت الوہیت یا ربوبیت میں ہو گئی مقام عبدیت میں پستی تو صرف عوام و جہلاء کو نظر آتی ہے جبکہ محققین و عارفین کے نزدیک یہ تو عین اشرفیت اور کمال افضلیت کا مظہر ہے۔

ف۲: بعض حضرات کا قول ہے کہ انبیاء کی امامت آپ نے آسمانوں میں کی لیکن صحیح روایت سے بہ ظاہر یہ واقعہ بیت المقدس کا معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ آپ نے جاتے ہوئے یہ نماز پڑھائی لیکن ظاہر یہ ہے کہ آپ نے واپسی پر انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ف۳: اگر شبہ ہو کہ ایک رات میں (بقیہ صفحہ 878 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ
اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو اس کا بھی تم ہی پر وبال ہوگا۔
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
پھر جب دوسری دفعہ کا وقت آئے گا تو ہم پھر تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دیں گے
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
تاکہ وہ مار مار کر تمہارے منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں گھس آئیں گے جیسے وہ پہلی مرتبہ اس میں گھس آئے تھے اور جس چیز پر
تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ
قابو پائیں گے توڑ پھوڑ دیں گے امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر تم نے پھر
عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا
وہی کام کئے تو ہم بھی وہی سزا دیں گے اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم گھیرنے والی بنائی ہے ف۱ کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن
الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے مضبوط ہے اور ایمانداروں کو
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝
جو نیک عمل کرتے ہیں خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے
وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اور یہ کہ جو لوگ دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ کی مار
اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَ
تیار کی ہے اور انسان اپنے حق میں برائی کی دعا
كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ
ایسی کرتا ہے جیسی بھلائی کی کیا کرتا ہے اور انسان جلد باز ہے ف۲ اور ہم نے دن اور رات کو دو نشان بنائے ہیں
فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً
پھر ہم رات کا نشان مٹا کر دن کے نشان کو ظاہر کرتے ہیں تاکہ تم
لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ
اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب بھی
الْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝ وَكُلَّ
معلوم کرسکو اور ہم نے ہر ایک چیز کو مفصل جانا ہے ف۳ اور ہم نے

ف۱: قرآن مجید میں اجمالی طور پر جو دو واقعات مذکور ہیں ہر چند ان کی تعیین یقینی تو مشکل ہے لیکن زیادہ گمان یہ ہے کہ ان میں جو بڑے واقعات ہیں جن میں شرارت بھی زیادہ کی اور سزا بھی سخت ملی ان واقعات کو ان پر محمول کیا جائے اور دو مرتبہ کی قیامت خیز ہلاکتوں نے تاریخ کے صفحات پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں' ایک مرتبہ ۷۰ ق۔م میں بخت نصر تاجدار بابل و نینوا کے ہاتھوں اور دوسری مرتبہ ۷۰ء میں روی شہنشاہ طیطاؤس کے زمانہ میں ہوئی ہیں۔ بعض علماء نے خوب کہا ہے کہ قرآن کا جو اصل مقصود ہے کہ جب معاصی کی کثرت ہوئی تو سزا دی گئی اور اس کے لئے تعیین واقعات کی کی کوئی ضرورت نہیں آخر میں فرمایا اگر تم نے اپنی وہی پچھلی حرکتیں وہی مخالفت حق وہی انانیت واستکبار جاری رکھا تو پھر وہی سزائیں' قتل' اسیری' جلاوطنی اور خانماں بربادی وغیرہ اب بھی تمہارے لئے موجود ہیں یہ شریعت محمدیہ کی مخالفت پر وعید ہے اور جب بدنصیب یہود عرب نے اس آخری تنبیہ کو بھی نہ سنا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تمام طاقت ور قبیلے مثلاً قریظہ' بنی نضیر' بنی قینقاع وغیرہ ایک ایک کر کے ایک قلیل ہی مدت کے اندر مٹ گئے۔

ف۲: فلاح و بہبود دارین دنیوی واخروی اور کامیابی و کامرانی کی راہیں اسی کتاب حقیقت ترجمان سے وابستہ ہیں مگر اس پر عمل کرنا شرط ہے سابقہ کتب سماویہ کی بتائی ہوئی راہیں بھی اپنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن قرآن والی شاہراہ سب سے بڑھ کر اور سب کی جامع ہے لہٰذا اگر کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو خاتم الانبیاء ﷺ کی پیروی میں اس سیدھی سڑک پر چلو جو لوگ قلب و جوارح یعنی ایمان و عمل صالح سے اس صاف و کشادہ راستہ پر چلیں گے تو قرآن ان کو دنیا میں حیات طیبہ کی اور آخرت میں جنت کی عظیم الشان بشارت سناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جلد بازی کرنے کی خبر دی ہے کہ بعض اوقات وہ اپنی جان اور اولاد اور مال پر بددعا کرتا ہے اور موت یا ہلاکت ولعنت مانگتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا قبول کرے تو وہ ہلاک ہو جائیں۔ جابر کی حدیث میں ہے کہ اپنی جان اور مال اور اولاد پر بددعا نہ کرو کہیں وہ بددعا ایسی ساعت میں واقع نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے (ابوداؤد) اس کی وجہ صرف انسان کی بے چینی اور جلد بازی ہے اور انسان ہے ہی جلد باز۔ سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہاں ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کے جسم میں روح ابھی پیروں کے تلووں تک بھی نہیں پہنچی تھی کہ انہوں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا' روح سر کی طرف سے آ رہی تھی اور جب ناک تک پہنچی تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور انہوں نے الحمدللہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمك ربك یا آدم پھر روح جب آنکھوں تک پہنچی تو وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگے اور جب روح نیچے کے اعضا میں پہنچی تو وہ خوشی سے خود کو دیکھنے لگے اور روح ابھی پیروں تک نہیں پہنچی تھی کہ آپ نے چلنے کا ارادہ کیا لیکن جب چل نہ سکے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ اے اللہ رات سے پہلے روح (پوری طرح جسم میں) آ جائے۔ (طبری) اس لئے فرمایا کہ انسان جلد بازی کرنے والا اور اپنے انجام پر غور نہ کرنے والا ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے دو کا یہاں بیان فرمایا کہ دن رات اس نے الگ الگ وضع کے بنائے رات آرام کیلئے اور دن تلاش معاش کے لیے کہ اس میں کام کاج کرو صنعت وحرفت کرو' سیر وسفر کرو اور رات دن کے اختلاف سے دنوں' ہفتوں' مہینوں اور برسوں کی گنتی معلوم کرسکو تاکہ لین دین' قرض کی مدت اور عبادت کے کاموں میں سہولت اور پہچان ہو جائے اگر ایک ہی وقت رہتا تو بڑی مشکل ہو جاتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ
ہر ایک انسان کے اعمال اس کے گلے کے ہار بنا دیئے ہیں اور قیامت کے روز
الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى
ہم اس کی کتاب نکالیں گے وہ اس کو کھلا پائے گا اپنی کتاب پڑھ لے تو آج
بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
اپنا حساب کرنے کو آپ خود ہی کافی ہے ف۱ جو کوئی ہدایت پاتا ہے صرف
یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ
اپنے ہی لئے پاتا ہے اور جو گمراہ ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ
کوئی نفس کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً
(اللہ) عذاب نہیں کیا کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں ف۲ اور جب کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں
اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ
تو اس کے امیروں کو اور زیادہ بڑھاتے ہیں پھر وہ اس میں بدکاریاں کرتے ہیں
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
پس ان پر حکم لگ جاتا ہے پھر ہم ایک ہی دفعہ سب کو تباہ کر دیتے ہیں ف۳ نوح سے پیچھے کتنی ہی
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا
بستیاں ہم نے تباہ کی ہیں اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا خبردار
بَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ
اور دیکھنے والا ہے جو کوئی جلدی کا طالب ہوتا ہے تو اس کو دنیا ہی میں جلدی دے دیتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں
فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ
دنیا میں دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جس میں
یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ
وہ ذلیل و خوار ہو کر داخل ہو گا اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کی
سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ
مناسب کوشش کرے اور ایمان دار بھی ہو پس ان لوگوں کی سعی خدا کے

مشکوٰۃ ۴

ف۱: ہر شخص کا عمل نیک ہو یا بد ہر حال میں ہم نے اس کے ساتھ بطور خبر اور اس سے جدا نہ ہونے کو لازم کر دیا ہے۔ طائرہ سے ہر مکلف انسان کے اختیاری افعال مراد ہیں یہ نامہ اعمال جو اس وقت تک عالم غیب میں ملائکہ کے ہاتھوں میں محفوظ ہے حشر میں کھول کر ہر بندے کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور قتادہ سے منقول ہے کہ ان پڑھ آدمی بھی نامہ اعمال پڑھ لے گا اس کے اعمال کے مجموعہ کی کتاب قیامت کے دن یا تو اس کے دائیں ہاتھ میں دی جائے گی یا بائیں ہاتھ میں اور وہ کھلی ہوئی ہو گی تا کہ وہ بھی پڑھ لے اور دوسرے بھی دیکھ لیں اور اس کی تمام عمر کے اعمال اس میں لکھے ہوئے ہوں گے۔

ف۲: تبلیغ دین رسول یا اس کے کسی نائب کے ذریعہ سے ہو جانا ضروری ہے بغیر اس کے کسی قوم پر عذاب نہیں آتا اور رسول اسی لئے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ بے خبر اور غافل نہ رہنے پائیں اور وہ نیک و بد سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں لیکن اگر پھر بھی وہ تکذیب کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں صرف عقل ہی کافی نہیں اور وحی کے بغیر صرف اکیلی عقل سے ہی حجت الٰہی قائم نہیں ہوتی۔ محققین نے اس سے استنباط کر کے لکھا ہے کہ جن قوموں تک رسول کی اصلاً خبر نہیں پہنچی وہ کفر و معاصی پر عذاب نہیں دیئے جائیں گے اور بعض اس کے قائل ہیں کہ جن عقائد اور اعمال کا قبیح ہونا عقل سے سمجھا جا سکتا ہے اور کسی سبب سے ادراک نہ ہوا یا ادراک تو ہوا اور پھر بھی ایسے اعمال و عقائد کے مرتکب ہوئے تو وہ عذاب دیئے جائیں گے تو یہ قول بھی اس آیت کے اس طرح موافق ہو جائے گا کہ یہ صورت بھی مثل بعثت رسل کے ہے کیونکہ بعثت رسل کا مقصد یہی امر ہے پس مطلب آیت کا یہ ہو گا کہ ہم اس وقت تک کسی قوم کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ ان کو نقلی اور عقلی دلائل سے خبردار نہ کر دیں۔ واللہ اعلم۔ پس جن باتوں کو آدمی محض عقل و فطرت کی رہنمائی سے سمجھ سکتا ہے مثلاً وجود باری تعالیٰ یا توحید تو ان کی مزید تشریح و توثیق انہیں کی زبانی کر دی جائے اور جن چیزوں کے ادراک میں محض عقل کفایت نہ کرے تو انہیں وحی و الہام کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ اس لئے ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے وحی و رسالت کا سلسلہ جاری کیا اب کوئی بھی عذاب کی سزاوار قوم دنیا یا آخرت میں جہالت و بے خبری کا عذر پیش کر کے عذاب الٰہی سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتی۔

ف۳: مشہور قرأت تو اَمَرْنَا ہے اس سے مراد امر قدری و تکوینی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخر کیا برے کاموں کیلئے اسی لئے وہ مستحق عذاب ٹھہرے یاد رہے کہ اللہ برائیوں کا حکم نہیں کرتا مطلب یہ کہ وہ فحش کاریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی لیے وہ مستحق عذاب ہو جاتے ہیں اور نافرمانیوں میں مشغول ہو گئے اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ ہم نے اپنے انبیاء کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو اپنی اطاعت کے احکام دیئے گمراہ لوگوں نے انبیاء کی تبلیغ پر توجہ نہ دی اور فسق و فجور اور ظلم اور نافرمانیوں میں مشغول ہو گئے پھر ہمارا سزا کا قول ان پر درست آ جاتا ہے اور بعض قرأت میں اَمَّرْنَا ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ وہاں کے سردار ہم بدکار لوگوں کو بنا دیتے ہیں وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں اس بستی سمیت تہس نہس کر دیتا ہے جیسے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا﴾ ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم رکھے ہیں اطاعت الٰہی کا یہ حکم بذریعہ رسول تو امت کے خواص و عوام سب ہی کو ملتا ہے لیکن خواص کی حیثیت لیڈر پیشوا یا مقتدا کی ہوتی ہے اس لئے ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا اور عوام تو (بقیہ صفحہ 878 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَشْكُوْرًا ﴿۲۰﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ

ہاں مقبول ف ہو گی ہم ہر ایک کو اپنی مہربانی سے مدد دیتے ہیں یہ ہوں یا وہ ہوں

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۱﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا

تیرے پروردگار کی عطا کسی سے بند نہیں دیکھو تو ہم نے ایک کو دوسرے پر

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت اپنے درجوں اور فضیلتوں میں کہیں

تَفْضِيْلًا ﴿۲۲﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا

بڑھ چڑھ کر ہے تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنائیو ورنہ تو ذلیل اور خوار

مَّخْذُوْلًا ﴿۲۳﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ

ہو کر بیٹھے گا ف۔ اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت مت کریو اور اپنے

اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا

ماں باپ سے اچھا سلوک کیا کریو اگر ان میں ایک یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے تک پہنچیں

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

تو تم ان کو ف تک بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکیو اور ان کو عزت سے مخاطب

كَرِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

کیا کرو۔ اور محبت سے ان کے آگے جھک جایا کرو اور کہا کرنا کہ اے پروردگار

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۵﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ

ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے لڑکپن میں پرورش کیا ف۔ تمہارا پروردگار

بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ

تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہو گے تو وہ بھی نیک بختوں کے لئے

لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۶﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

بخشنہار ہے اور ناتے والوں اور مسکینوں اور مسافروں کے

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۷﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ

حقوق ادا کیا کرو اور فضول خرچی مت کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۸﴾

فضول خرچ شیطان کے ساتھی ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بالکل ناشکرا ہے ف

ف: آج دنیا میں کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو خود کو مختلف منصوبوں میں کامیاب پا کر اپنے کو برسرِ حق اور مقبول سمجھنے لگتے ہیں' اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ فوری کامیابی مطلق صورت میں ہرگز خوش ہونے والی چیز نہیں دیکھنا تو یہ چاہیے کہ انتہائی عمل کیا ہے اور کوشش سے مقصود کیا ہے؟ اگر اس کا مقصد محض دنیا ہے تو انجام تمام تر خراب ہے۔ مانشاء لمن نرید۔ دونوں قیدیں اہم ہیں یہ وعدہ مطلق صورت میں نہیں کہ ہر طالب دنیا کو اس کی خاطر خواہ دنیا مل ہی جائے گی بلکہ صرف اس کو اتنی ہی مقدار میں ملے گی جس کے لئے جس حد تک مشیت الٰہی مصالح تکوینی کے مطابق ہوگی اور اگلی آیت میں وعدہ مطلق اور قطعی صورت میں ہے کہ طالب عقبیٰ جو کہ حقیقتاً طالب مولیٰ ہی ہوتا ہے اسے ایمان اور سعی حسن عمل کے بعد جزائے کامل یقیناً ملے گی کہ جو اپنا مطمح نظر اس مکمل و پائیدار زندگی کو بنائے رکھے اور اپنے عمل سے مقصود اسی کو رکھے گویا قبولیت عمل کی پہلی شرط عقیدے کی درستگی یا نیت کو صحیح رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ عملاً بھی قدم بڑھائے محض آرزو اور تمنا قطعاً کافی ہے عمل بھی ظن وتخمین سے یا اپنی ہوائے نفس کے ماتحت نہیں بلکہ قانون شریعت کے مطابق ہو' گویا دوسری شرط تصحیح عمل حسب ضابطہ شریعت اعمال مطاعات کا شریعت کے سانچہ میں ڈھلا ہونا ضروری ہے دل سے گھڑی ہوئی ریاضتیں اور مجاہدات خواہ کیسے ہی ہوں وہ ہرگز نافع نہ ہو سکیں گے تیسری اور سب سے زبردست شرط عقیدہ کی صحیح ہے اور قانون الٰہی کے منکر کا کوئی سا بھی عمل مقبول نہیں۔ پس جو آخرت کا طلبگار ہو تو وہ آخرت میں کام آنے والی نیکیاں سنت کے مطابق کرتا رہے اور اس کے دل میں بھی ایمان تصدیق اور یقین ہو عذاب ثواب کے وعدے صحیح جانتا اور اللہ تعالیٰ اس کے اور رسول کو مانتا ہو تو اس کی کوشش قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور نیک بدلہ بھی ملے گا۔

ف: یہ خطاب ہر ایک مکلف سے ہے آپ کی تمام امت کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہٹ جائے گی اور جس کو تم شریک مان کر عبادت کرو گے تو اسی کے سپرد کر دیئے جاؤ گے اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع ونقصان کا مالک نہیں وہ واحد لاشریک ہے۔

ف: حقیقۃً بچہ کو وجود تو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور والدین تو اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں اس لئے کئی آیات میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے۔ ماں باپ کی خدمت کرتے رہنا اسلامی شریعت کے اہم ترین واجبات میں سے ہے تہذیب فرنگ کی طرح شریعت اسلامی کا یہ فتویٰ نہیں کہ لڑکا جب عاقل و بالغ اور صاحب اختیار ہو جائے تو بیوی کے ساتھ اپنا الگ گھر بار کر لے اور بوڑھے ماں باپ سے تعلق اگر رکھے بھی تو محض دور اور ضابطہ کا جیسا کہ آجکل ہمارے معاشرہ

میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے' حالانکہ ان کے بڑھاپے کے زمانے میں ان کا پورا ادب کرنا چاہئے' ان کے لیے کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے یہاں تک کہ ان کے سامنے اف یعنی اس قسم کے الفاظ بھی نہ کہے اور اپنا ہاتھ ان کی طرف بے ادبی سے نہ بڑھائے بلکہ انتہائی ادب اور عزت و احترام کے ساتھ ان سے بات چیت کرے۔ ابن میتب نے فرمایا اس طرح بات کرو جیسے ایک غلطی کرنے والا بندہ اپنے سخت مزاج آقا سے کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی تو وہ شخص خاک میں مل گیا' نیز فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان ومال سے خدمت اور دل سے تعظیم ومحبت کرے' مرنے (بقیہ صفحہ 878 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا
اور اگر تم اپنے پروردگار کی مہربانی کے انتظار میں ان سے منہ پھیرو جس کی تم امید رکھتے ہو
فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
تو ان کو نرم بات کہا کرو ف۱ اور نہ اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھا
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا
کرو اور نہ ہی بالکل کھلا چھوڑ دیا کرو نہیں تو تم شرمندہ اور عاجز
مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ
ہو کر بیٹھ رہو گے تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے۔
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب خبردار اور دیکھتا ہے ف۲ اور اپنی اولاد کو افلاس کے
خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ
خوف سے قتل مت کیا کرو ہم (خدا) ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں ان کا قتل
كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ
بہت ہی بڑا گناہ ہے ف۳ اور زنا کے نزدیک بھی نہ جایا کرو کیونکہ یہ بے حیائی
وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
ہے اور بہت برا طریق ہے ف۴ اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے وجہ
اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ
مت مارا کرو۔ جو کوئی مظلوم مارا جائے ہم اس کے وارثوں کے حق میں
سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
غلبہ کا حکم دیں گے۔ پس وہ قتل میں جلدی نہ کرے اس میں شک نہیں کہ وہ مدد کا حقدار ہے ف۵
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى
اور یتیم کے مال کے پاس نہ جائیو۔ لیکن جو طریق بہتر ہو۔ جب تک کہ وہ اپنی
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
جوانی کو پہنچ جائے اور وعدے پورے کیا کرو کچھ شک نہیں کہ وعدے کے بارہ میں
مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
سوال ہوگا۔ اور جب تم ماپ کر لینے دینے لگو تو پورا دیا کرو اور سیدھی ترازو سے

ف۱: فرمایا کہ ان قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں میں سے کوئی تم سے طالب اعانت ہوں اور عارضی طور پر تم خود اس وقت تہی دست ہو اور اس وجہ سے تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے تو بھی جواب نرم دے کہ بھائی جب ہمیں اللہ دے گا تو ان شاء اللہ ہم آپ کے حق کو نہ بھولیں گے کوئی کڑا اور دل شکن جواب انہیں ہرگز نہیں دینا چاہیے۔

ف۲: خرچ کے معاملہ میں اسلام کی تعلیم اعتدال، اقتصادی اور میانہ روی کی ہے کہ اپنی زندگی میں میانہ روش رکھو نہ اپنی حالت اور قدرت سے بڑھ کر خرچ کرو اور نہ بالکل ہی کنجوسی دکھلاؤ نہ صرف بے محل خلاف موقع، اور نہ ہی موقع و محل پر خرچ کرنے سے گریز کرو۔ صحیحین میں نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر صبح دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ایک دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی سخی کو بدلہ دے اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ بخیل کا مال تلف کر مسلم شریف میں ہے کہ صدقہ خیرات سے کسی کا مال نہیں گھٹتا اور ہر سخاوت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے۔ مسند کی حدیث میں ہے درمیانہ خرچ رکھنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا اور رزق دینے والا کشادگی کرنے والا، تنگی میں ڈالنے والا اپنی مخلوق میں اپنی حسب حکمت کمی کاست کرنے والا جسے چاہے غنی اور جسے چاہے فقیر کرے وہ اللہ تعالیٰ ہے، ہر بات میں اس کی حکمت ہے وہی اپنی حکمتوں کا علیم ہے وہ خوب جانتا اور دیکھتا ہے کہ مستحق امارت کون ہے اور مستحق فقیری کون، اس لیے تقسیم دولت جملہ مقتضیات حکمت کے ساتھ کی ہے کسی احمق تنگ نظر و سطح بین کو اس پر زبان طعن دراز کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مشیت تکوینی جس کسی کے مناسب حال وسعت رزق سمجھتی ہے اس کے رزق کے ذرائع وسیع کر دیتی ہے اور جس کے لئے اس کے برعکس سمجھتی ہے رزق کے ذرائع تنگ و محدود کر دیتی ہے، یہ سب آئین حکمت اور نقشہ مصلحت کے ماتحت و مطابق ہی ہو رہا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میرے بعض بندے وہ ہیں کہ فقیری ہی کے قابل ہیں اگر انہیں میں امیر بنا دوں تو ان کا دین تباہ ہو جائے گا اور میرے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو امیری کے لائق ہیں اگر میں انہیں فقیر بنا دوں تو ان کا دین بگڑ جائے۔ ہاں البتہ یہ یاد رکھنا لازمی ہے کہ بعض لوگوں کے حق میں امیری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل کے طور پر ہوتی ہے اور جب کہ بعض لوگوں کے لئے فقیری بطور عذاب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں سے بچائے۔

ف۳: یعنی تنگ دستی اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے تمہیں رزق کون دے رہا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی میں ہی دوں گا اس لئے رزق کی تنگی کا اندیشہ نہ کرو۔ زمانہ جاہلیت میں عرب نہ تو لڑکیوں کو ورثہ دیتے تھے اور نہ ہی ان کا زندہ رکھنا پسند کرتے تھے بلکہ لڑکیوں کو قتل کرنا ان کی قوم کا ایک عام رواج تھا یہ بے رحمی کی حرکت نسل انسانی کے ختم کرنے کا موجب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں ہے۔ عرب لڑکیوں کو زندہ درگور اس لیے کرتے تھے کہ ان کے خیال میں چونکہ عورت روزی نہیں کما سکتی والدین پر اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی سے اسے ٹھکانے لگا دیتے۔ کمائی اور روزی فراہم کرنے کے اسباب چونکہ عورتوں میں نہیں صرف مردوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں اس لئے عورت کو قومی دولت میں شرکت کا اور اس لئے زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں، قتل اولاد کی حمایت میں بڑی دلیل جاہل قوموں کے پاس والدین کی مفلسی رہی ہے اور اسی دلیل سے کام لے کر آج بیسویں صدی میں منع حمل کی تحریک کو اٹھایا گیا ہے اور جبکہ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے حکم میں ہے، اس لیے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے (بقیہ صفحہ 879 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ

وزن کیا کرو یہ بہت خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ اور ایسی باتوں

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا یقین علم نہ ہو کان آنکھ اور دل

كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي

ہر ایک سے سوال ف۱ ہوگا اور زمین پر اکڑ اکڑ

الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

کر متکبرانہ وضع سے نہ چلا کرو تم زمین کو نہ پھاڑ سکو گے

الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ

اور طول میں پہاڑ کے برابر نہ ہو جاؤ گے ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کو

مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ

ناپسند ہے ف۲۔ یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا پروردگار تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ ورنہ شرمندہ اور ذلیل ہو کر

مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ

جہنم میں ڈالا جائے گا۔ کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے منتخب کیا ہے

الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ وَلَقَدْ

اور خود اپنے لئے فرشتوں میں سے بیٹیاں بنالی ہیں اس میں شک نہیں کہ تم بہت ہی بری بات کہتے ہو۔

صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا

اور قرآن میں ہر ایک ہدایت کی بات کو کھول کھول کر ہم نے بتلایا تاکہ یہ سمجھیں۔ مگر ان کو نفرت

نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا

ہی زیادہ ہوئی ہے۔ تو کہہ اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے یہ کہتے ہیں

لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

تو فوراً خدائے مالک الملک کی طرف چڑھنے کی راہ نکالتے وہ پاک ہے

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ

اور ان کی بے ہودگی سے بہت بلند ہے ف۳ ساتوں آسمان اور زمین اور جو

ف۱: یتیم کے مال میں بدنیتی سے ہیر پھیر نہ کرو ان کے مال ان کی بلوغت سے پہلے صاف کر ڈالنے کے ناپاک ارادوں سے بچو۔ اگر کسی مالدار کی پرورش میں یتیم بچے ہوں تو اسے یتیموں کے مال سے بالکل کچھ بھی نہیں لینا چاہیے اور اگر وہ فقیر ومحتاج ہے تو بقدر ضرورت جائز حد تک کھالے

صحیح مسلم شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا میں تجھے بہت کمزور دیکھ رہا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے چاہتا ہوں' خبردار کبھی دو شخصوں کا والی نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا متولی بننا' جو وعدے وعیدیں دین ہو جائے اس کی پاسبانی کرو اس کی بابت قیامت کے دن جواب دہی ہوگی' ناپ پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیز گھٹا کر کم نہ دو' صحیح وزن بتلانے والی سیدھی ترازو سے بغیر ڈنڈی مارے تولا کرو (کیونکہ) دنیا میں یہ تمہارے بیوپار کی رونق ہے اور آخرت میں تمہارے چھٹکارے کی دلیل۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے تاجرو! تمہیں ان دو چیزوں کو سونپا گیا ہے جن کی وجہ سے تم سے پہلے کے لوگ برباد ہو گئے یعنی ناپ تول۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی حرام پر قدرت رکھتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائے گا اور جس بات کا علم نہ ہو اس میں زبان نہ ہلاؤ' بغیر علم کے کسی کی عیب جوئی اور بہتان بازی نہ کرو' جھوٹی شہادتیں نہ دیتے پھرو' بغیر دیکھے اور بغیر سنے یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا یا سنا ہے اور نہ ہی علم نہ ہونے کی صورت میں اپنا (بلاوجہ خیال) جاننا بیان کرو۔ غرض وہم خیال اور گمان کے طور پر کچھ کہنا منع ہو رہا ہے۔ احکام شرعی محض اٹکل سے بتا دینا یا کسی پر بغیر تحقیق کوئی الزام لگا دینا یہ دونوں باتیں اس آیت سے ناجائز ہونے کو واضح کر رہی ہیں۔

ف۲: اکڑ کر اترا کر اور تکبر کے ساتھ چلنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو منع فرماتا ہے یہ عادت سرکش اور مغرور لوگوں کی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے نیچا دکھانے کے لئے فرماتا ہے کہ گو کتنے ہی اکڑ اور اترا کر چلو لیکن تم پہاڑوں کی بلندی سے پست ہی رہو گے اور گو کیسے ہی کھٹ پٹ کرتے ہوئے پاؤں مار مار کر چلو لیکن زمین پھاڑنے سے تو رہے تو جب منکرین کی وضع وہیئت اس قدر ممنوع و مذموم ہے تو نفس تکبر کس درجہ ممنوع و مذموم ہوگا' مقصود یہاں ہر طرح کے فخر وتکبر کی روک تھام ہے یہاں تک جو حکم احکام اور جو ممانعت بیان ہوئی اس میں جن برے کاموں کا ذکر ہے وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ کام ہیں امام ابن جریرؒ نے یہی توجیہہ بیان کی ہے۔

ف۳: اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جس طرح تم کہتے ہو تو وہ ضرور کوئی راستہ عرش والے کی طرف نکالتے اور نوبت مقاتلہ ومقابلہ کی آ گئی ہوتی تاکہ اللہ تعالیٰ کا ملک ضائع کر دیں

جس طرح بادشاہ لوگ آپس میں مقابلہ ومقاتلہ کرتے ہیں اور نظام عالم کب کا درہم برہم ہو چکا ہوتا' کیونکہ جدال وقتال کے بعد یہ نظام کائنات کس طرح برقرار رہ سکتا تھا۔ اس کی ذات ظالموں کے بیان کردہ وصف سے بالکل پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ان آلودگیوں سے ہمارا مولا پاک ہے وہ احد اور صمد ہے وہ ماں باپ اور اولاد سے بھی پاک ہے اور اس کی جنس کا کوئی بھی نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
ان میں رہتے ہیں اس کو پاکی سے یاد کرتے ہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی
بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
تعریف کے گیت گاتی ہیں مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھ سکتے۔ وہ بڑا ہی
حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ
بردبار اور بخشنے والا ہے ف۱ - اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے
وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ
درمیان اور آخرت کے منکروں کے درمیان ایک مخفی پردہ کر دیتے ہیں اور ہم
جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ
ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں ایک قسم کا بوجھ ڈال دیتے ہیں
وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی
تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں اور جب تو قرآن میں اپنے واحد پروردگار کو یاد کرتا ہے
اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ
تو وہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں ف۲- ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ کلام سنتے ہیں
یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ
جس وقت یہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جس وقت یہ مشورے کرتے ہیں
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا
یعنی جس وقت ظالم کہتے ہیں کہ تم تو محبوط الحواس آدمی کے پیچھے چلتے ہو- دیکھ تو
لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾ وَ
کس طرح کی تیرے حق میں مثالیں دیتے ہیں- پس یہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ حق نہیں پاسکیں گے ف۳ اور
قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ
کہتے ہیں کیا جب مرکر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو ہم پھر کسی نئی پیدائش
خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ
میں اٹھائے جائیں گے تو کہہ تم چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا-
خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ
یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہو پس کہیں گے بھلا کون دوبارہ ہم کو زندہ کریگا-

ف۱: ساتویں آسمان اور زمین اور ان میں بسنے والی تمام مخلوقات اس کی قدوسیت' تسبیح' تنزیہ' تعظیم' جلالت' بزرگی' بڑائی' پاکیزگی اور تعریف بیان کرتی ہے اور مشرکین جو جھوٹے اور باطل اوصاف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مانتے ہیں ان سے یہ تمام مخلوق برأت کا اظہار کرتی ہیں اور اس کی الوہیت اور ربوبیت میں اسے وحدہ لاشریک مانتی ہیں اور ہر ہستی اللہ تعالیٰ کی توحید کی زندہ شہادت ہے۔ محققین عارفین نے تصریح کی ہے کہ آیت میں لفظ تسبیح اپنے عموم کے ساتھ تسبیح قالی اور حقیقی اور تسبیح حالی اور حکمی دونوں کو شامل ہے اور اطاعت کرنے والوں کی کی تسبیح حقیقی و قالی ہوتی ہے اور اطاعت سے روگردانی کرنے والوں کی صرف حالی' لیکن مشرکوں نے اپنی عقل کو اندھا کرلیا ہے اور ان کی سمجھ میں یہ دلالت حالی بھی نہیں آ رہی جو ہر مخلوق ہر وقت اپنے خالق کائنات کی قدوسیت و توحید کے ثبوت میں پیش کر رہی ہے۔ اس کی صفت حلم کا اثر ہے کہ مشرکانہ عقائد و اعمال پر فوراً گرفت نہیں ہوتی بلکہ برابر مہلت ملتی رہتی ہے اگر اب بھی وہ توبہ کرلیں تو اس کی صفت غفاری اب بھی تمام قصور معاف کردے گی۔

ف۲: فرمایا قرآن کی تلاوت کے وقت ان کے دلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں کوئی اثر ان کے دلوں تک نہیں پہنچتا وہ حجاب انہیں چھپا لیتا ہے یعنی جب بہ نیت التفات و استفادہ سننا نہیں چاہتے تو گویا سنتے ہی نہیں' اللہ تعالیٰ نے جو حجاب اور پردے وغیرہ ڈالے ہیں یہ وہی ہیں جن کا وجود انہوں نے خود اپنے لئے بڑی خوشی اور فخر سے ثابت کیا تھا ﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ (فصلت:۵) آخرت پر ایمان نہ رکھنا' اور انجام سے بے فکر رہنا اور اللہ واحد کے ذکر سے چڑنا اور انبیاء کے ساتھ مسخر کرنا یہ وہ چیزیں ہیں جو حجاب و کنان اور وقر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں چونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے ان کے خلق کی نسبت بھی اس کی طرف کی جاتی ہے۔ آگے فرمایا اللہ واحد کے ذکر سے چڑتے بدکتے اور پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں' ہاں اللہ ان کے معبودوں کا ذکر آ جائے تو یہ بہت ہی خوش ہوتے ہیں جیسا کہ آیت و اذا ذکر اللہ وحدہ میں ہے۔ مشرک قومیں زبان سے تو اللہ تعالیٰ کا بھی اقرار کرتی ہیں لیکن حقیقتاً و عملاً ان کے قلب کا سارا تعلق جھوٹے معبودوں سے رہتا ہے افسوس ہے کہ یہی حال مشرک صفت مبتلائے بدعات کلمہ گو لوگوں کا بھی ہو گیا ہے جس بزرگ کا کوئی معتقد ہو گیا تو اس کی تمام تر توجہ اور عقیدت کا مرکز وہی بزرگ کی ذات رہتی ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ اس شخص کا تعلق برائے نام ہی رہ جاتا ہے۔

ف۳: آپ کی باتیں سن کر ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ محمد (ﷺ) کی نسبت کیا کہنا چاہیے' آخر کہنے لگے کہ یہ شخص جادو کا مارا معلوم ہوتا ہے یعنی جادو کے اثر سے مجنون ہو گیا ہے اور دماغ ٹھکانے نہیں رہا۔ العیاذ باللہ العظیم۔ بعض نے مسحور کو یہاں ساحر کے معنی میں لیا ہے گویا کہ اس کی باتوں میں جادو کا اثر ہے اور لفظ مسحور سے جو مطلب وہ لیتے تھے اس کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی پر کسی قسم کے سحر کا کسی درجہ میں عارضی طور پر بھی اثر نہ ہو سکے یہ آیت مکی ہے۔ مدینہ میں آپ پر یہود کے جادو کرانے کا واقعہ صحاح میں مذکور ہے جس کا اثر چند روز تک صرف اتنا رہا کہ بعض دنیوی کاموں میں کبھی کبھی ذہول ہو جاتا تھا بعض لوگ بخاری کی حدیث کا انکار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ یعنی کفار کہتے ہیں تم نہیں اتباع کرتے مگر ایک جادو کئے گئے کی۔ حقیقت بات یہ ہے کہ اس آیت اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ کفار کی مراد مسحور سے دیوانہ ہے جس کی عقل ٹھکانے نہ ہو اور حدیث بخاری (بقیہ صفحہ 879 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ

تو کہو وہی اللہ جس نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا پھر تیری طرف سر

رُءُوْسَهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ

ہلا کر کہیں گے وہ دن کب ہوگا تو کہو کہ کیا عجب کہ قریب

قَرِیْبًا ۝ یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ

ہی ہو۔ جس دن وہ (خدا) تمہیں بلا دیگا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور تم سمجھو گے

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ

کہ بہت تھوڑی مدت کے ٹھہرے تھے ف۱ اور میرے نیک بندوں کو کہہ کہ بہت ہی

هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

نیک بات کہا کریں کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلوا دے گا اس لئے کہ شیطان

كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ

انسان کا صریح دشمن ہے تمہارا پروردگار تم کو خوب جانتا ہے وہ

اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

اگر چاہے تو تم پر رحم فرمادے اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے اور ہم

عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

نے تم کو ان پر ذمہ دار کر کے نہیں بھیجا ف۲ اور تمہارا پروردگار تمام آسمان والوں اور

الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّ

زمین والوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر بزرگی دی ہے

اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

اور داؤد کو زبور عطا ف۳ کی تو کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم اختیار والے

دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝

سمجھتے ہو ان کو پکارو پھر وہ تم سے تکلیف دور نہ کرسکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ

جن لوگوں کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کا

الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ

قرب چاہتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہے اور اسی کی رحمت کی امید رکھتے تھے اور اس کے

ف۱: یعنی یہ لوگ استہزاء سے سر ہلا کر کہتے ہیں کہ دوبارہ جی اٹھنا کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو اس کا مقررہ وقت بتاؤ تو فرمایا کہیے ایمانوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ جلدی مچاتے رہتے ہیں تو ان سے کہہ دے کہ وہ جلد ہوگا جس دن وہ تم کو پکارے گا اور تم اس کے حکم کی تعمیل کرو گے کفار قبور سے نکلنے کے وقت کہیں گے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ حدیث میں آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والوں پر ان کی قبر میں کوئی وحشت نہیں ہوگی اور گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ قبروں سے اٹھ رہے ہیں اور اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں دوسری روایت میں یوں ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ شدت ہول اور خوف سے ہوگا۔ دنیا کی زندگی تھوڑی معلوم ہوگی یا نفخہ اول اور نفخہ ثانی کے درمیان چونکہ عذاب نہ رہے گا اس درمیانی مدت کو قلیل خیال کر کے کہیں گے من بعثنا من مرقدنا کہ ہمیں کس نے ہماری خواب گاہوں سے اٹھا دیا۔

ف۲: مشرکین کی جہالت اور طعن و تمسخر کو سن کر ممکن تھا کہ کوئی مسلمان نصیحت و فہمائش کرتے وقت سختی پر اتر آئے اس لیے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ غیروں سے مناظرہ اور بحث مباحثہ میں حتی الامکان سب و شتم اور خشونت سے احتراز کرو۔ مذاکرہ میں کوئی سخت دل آزار اور اشتعال انگیز پہلو اختیار نہ کرو کیونکہ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے شیطان دوسرے کو ابھار کر لڑائی کرا دیتا ہے پھر مخاطب کے دل میں ضد اور عداوت قائم ہو جاتی ہے اگر وہ سمجھنا چاہتا ہو تو بھی نہیں سمجھتا۔ کاش کہ ہمارے مولوی صاحبان اور لیڈر حضرات کی اکثریت اس تعلیم پر غور کرتی۔ فرمایا تمہارا رب ہی خوب واقف ہے کہ کون کس قابل ہے ان یشا یرحمکم اگر اس کی مشیت تکوینی یہی ہوگی تو تمہیں توفیق ہدایت دے گا اور یہی تمہارے حق میں اس کا بڑا فضل ہے ان یشا یعذبکم اور اگر اس کی مشیت تکوینی یہی ہوگی تو تم سے توفیق ہدایت سلب ہو جائے گی اور یہی تمہارے حق میں اس کا بڑا عذاب ہے۔ اس آیت میں اہل حق کے لیے تسکین کا بڑا سامان موجود ہے جو اہل باطل سے مناظرہ و مذاکرہ میں مشغول رہتے ہیں اور طبعاً اس پر جھنجھلا اٹھتے ہیں کہ اہل باطل کیسا حق صریح کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ تو جب کسی کے راہ ہدایت پر آنے یا نہ آنے کی ذمہ داری رسول پر نہیں ہے تو پھر آپ ﷺ کے کسی بڑے یا چھوٹے نائب پر کسی طرح ہوگی۔

ف۳: زمین و آسمان کے تمام انسان، جنات اور فرشتوں کا اسے علم ہے، ہر ایک کے مراتب کا اسے علم ہے، ایک کو ایک پر فضیلت ہے اور انبیاء میں بھی درجے ہیں، کوئی کلیم اللہ اور کوئی بلند درجہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء میں سے بعض کی بعض پر فضیلت قائم نہ کیا کرو، اس کا مطلب صرف تعصب اور نفس پرستی سے اپنے طور پر فضیلت قائم کرنا ہے نہ یہ کہ قرآن حدیث سے ثابت شدہ فضیلت سے بھی انکار جو فضیلت جس نبی کی از روئے دلیل ثابت ہو جائے گی اس کا ماننا واجب ہے۔ تمام انبیاء سے رسول افضل ہیں رسولوں میں سے پانچ اولوالعزم رسول ان سب سے افضل ہیں (محمدؐ، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ صلواۃ اللہ علیہم اجمعین) پھر ان میں بھی سب سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر فرمایا کہ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی یہ بھی ان کی فضیلت اور شرف کی دلیل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے حسب استعداد اور اپنی حسب مصلحت سب کو علیحدہ علیحدہ مقام اور درجے پر رکھا ہے پھر اگر ایک نبی تمام انبیاء کے کمالات کا جامع پیدا ہو گیا تو اس میں حیرانگی کی کون سی بات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ

عذاب سے ڈرتے تھے۔ تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ف۱ ہے۔ اور جو

قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

بستی ہے اس کو ہم ضرور قیامت سے پہلے پہلے تباہ یا سخت عذاب

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

میں مبتلا کرنے والے ہیں یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور ہمیں معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں بجز اس کے کہ پہلے لوگوں نے

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ

ان کو نہ مانا تھا اور ہم نے ثمود کی قوم کو اونٹنی کا کھلا نشان دیا پھر بھی انہوں نے اس سے انکار ہی کیا

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ

اور ہم نشان صرف ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں ف۱۔ اور جب ہم نے تجھ سے کہا تھا

رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ

کہ ہم نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور تیرے چشم دید واقعہ کو

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ

ان لوگوں کے حق میں ہم نے موجب ضلالت بنایا اور ناپسندیدہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے ان کے حق میں موجب لغزش ہی ثابت ہوا

وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْنَا ع ۵

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں مگر وہ ان کو گمراہی اور سرکشی ہی میں زیادہ کرتا ف۱ ہے۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو پس ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس

ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

نے انکار کیا بولا کیا میں ایسے کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے ؟ کہا دیکھئے

كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ

یہی (آدم) جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے واللہ اگر مجھے قیامت تک زندگی دو تو میں باستثناء چند

ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

اس کی تمام اولاد کو برباد کردوں۔ خدا نے فرمایا بھلا جا تو پس جو ان میں سے تیرا تابع ہوگا

ف۱: اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیروں کی عبادت کرنے والوں سے کہیے کہ تم انہیں خوب پکار کر دیکھ لو کہ آیا وہ تمہارے کچھ کام بھی آسکتے ہیں؟ یہ تو نہ ان کے بس کی بات ہے کہ مشکل کشائی کر دیں اور نہ ہی ان میں یہ بات کہ اسے کسی اور پر ٹال دیں وہ تو محض بے بس ہیں جبکہ قادر اور طاقت والا صرف اللہ واحد ہی ہے مخلوق کا خالق اور سب کا حکمران وہی ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جن ملائکہ مسیح وغیرہ کے پوجنے والے تمام اس میں شامل ہیں' مطلب یہ کہ جن ہستیوں کو تم معبود اور مددگار سمجھ کر پکارتے ہو یہ بندگان صالح تو اپنے کمال عبدیت وعبودیت کی بنا پر خود ہی ہر طرح تلاش قرب اور قرب مزید میں لگے رہتے ہیں' تو جب وہ خود عابد ہیں تو معبود کیونکر ہوں گے اور جب وہ خود ہی منفعت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو وہ اوروں کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں اسی طرح جب وہ خود عذاب سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو دوسروں کو کس طرح عذاب سے بچا سکیں گے۔ وسیلہ کے معنی قرب کے ہیں اور یہی یہاں بھی اصحاب تابعین اور اکابر مفسرین سے مروی ہے' مراد اس سے اطاعت الٰہی اور اعمال صالحہ ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ توسل اور تعبد میں فرق ظاہر ہے پھر توسل بھی اسی حد تک مشروع ہے جہاں تک شریعت نے اجازت دی ہے اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے جو کہ جائز ہے' لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور رہتا ہو تو اس سے غائبانہ دعا کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح بحق فلاں' چاہے وہ کوئی نبی ہی کیوں نہ ہو' کے وسیلہ سے دعا مانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔

ف۱: کفار نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ سے پہلے انبیاء میں بعض کے ہوا تابع تھی اور بعض مردوں کو جلاتے تھے وغیرہ' تو اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو اس صفا پہاڑ کو سونے کا کر دیجئے ہم آپ کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے' اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اگر آپ کی بھی یہی خواہش ہو تو میں اس پہاڑ کو ابھی سونے کا بنا دیتا ہوں لیکن ان کو خبردار کر دیجئے کہ اگر یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو پھر ان کو کوئی مہلت نہ ملے گی اور ان پر فی الفور عذاب آ جائے گا اور یہ تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے اور اگر انہیں سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا کر دیتا ہوں' تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں انہیں باقی رکھنے میں خوش ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ثمودیوں کو دیکھئے انہوں نے ایک خاص پتھر میں سے اونٹنی کے نکالنے کا مطالبہ کیا چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا پر وہ نکلی لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے بلکہ اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں رسول کو جھٹلاتے رہے جس پر انہیں تین دن کی مہلت ملی اور آخر وہ غارت کر دیئے گئے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو واضح نشان تو کہا گیا ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی پیدائش کس طریق سے ہوئی جن لوگوں نے کہا ہے کہ پتھر سے نکلی تھی یہ محض ان کا اپنا خیال ہے کوئی آیت یا حدیث اس دعویٰ کی سند نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ اس اونٹنی کی پیدائش کسی ایسے طریق سے تھی جو نبوت کے لیے واضح دلیل ہو سکے۔

ف۲: رؤیا النبی سے واقعہ معراج مراد ہے اور عرب کے محاورہ میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق کر دیا جائے۔ والعرب تقول رأیت بعینی رؤیة ورؤیا (بحازن) عن (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی اور ان میں سے جس پر

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ

تیرا زور چلے اپنی آواز سے بہکالے اور سوار اور پیادے ان پر دوڑالے

رَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا

اور ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہولے اور ان کو وعدے سنائیو اور

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ

شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے سراسر دھوکہ ہے- میرے نیک بندوں پر تیرا زور

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ

ہرگز نہ ہوسکے گا تمہارا پروردگار کارساز کافی ف۱ ہے- تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے

لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

سمندر میں بیڑے چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے

بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ

حال پر بڑا مہربان ہے- اور جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس اللہ

تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ

کے سوا جن معبودوں کو پکارتے ہو سب کو بھول جاتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ پھیر کر

كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ

رو گردان ہو جاتے ہیں اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے- کیا تم بے خوف ہو جاتے ہو کہ تم کو خشکی کے

الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

کنارہ پر دھسائے یا تیز ہوا تم پر چلائے- پھر تم اپنے لئے کوئی مددگار

وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى

نہ پاؤ گے- یا کیا تم اس بات سے بھی خاطر جمع ہو جاتے ہو کہ ایک دفعہ تم کو پھر اسی میں لے جائے

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ

تو تم پر ایک تیز ہوا جھکڑ بھیج کر تمہاری- ناشکری کے بدلے میں تم کو غرق کر دے

لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا

پھر تم اپنے لئے ہمارے پر کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ گے ف۲- اور ہم (خدا) نے آدم زاد کو

ف۱: صوت سے مراد گانا ہے مجاہدؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد مزامیر، تماشہ اور گانا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان سے فرماتے ہیں کہ تو اپنی آواز گانوں اور تماشوں وغیرہ سے جسے بہکا سکتا ہے بہکالے اسی طرح تو اپنے پیادے اور سواروں کے ساتھ جس پر تجھ سے حملہ ہو سکے حملہ کرلے مطلب یہ کہ جس قدر تجھ سے ہو سکے ان پر اپنا تسلط اور اقتدار جمالے یہ امر قدری ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی میں جو سواری پر اور پیدل ہو وہ شیطانی لشکر میں ہے اور یہ بات ذہن میں رہے جو بھی طریقہ اور جو بھی بات اور ساز و آواز اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف مائل کرنے والی ہو تو وہ شیطانی راستہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے شرکت مال سے یہ مراد ہے کہ اموال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کریں گے شرکت اولاد سے مراد یہ ہے کہ اپنی اولاد کا نام عبدالحارث عبدالشمس اور عبدفلاں رکھتے ہیں یا زناکاری جس سے اولاد ہو۔ ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ ہر نشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی یا اس کے ساتھ ذریعہ عاصی ہوا یا شیطان کی اطاعت کی تو وہ مشارکت ہے وعدھم یعنی ان کو جھوٹے وعدوں کے خوب سبز باغ دکھا اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں کے چکر میں انہیں ڈال دے مثلاً یہ کہ بزرگان دین جن کو تم پوجتے ہو جن کی نذر نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تمہیں چھڑالیں گے وغیرہ وغیرہ اور جبکہ پروپیگنڈے کے فن کا تو شیطان استاد اعظم ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرما دیا کہ وہ سراسر فریب اور بے حقیقت ہیں کہیں ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا۔

ف۱: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ بندے مصیبت کے وقت تو خلوص کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف جھکتے ہیں اور اس سے دلی دعائیں کرنے لگتے ہیں اور جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت ٹال دی تو یہ فوراً اس مالک کائنات سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ مصیبت کے وقت دریا میں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی یاد نہیں رہتا اور یہ سب کو بھول جاتے ہیں جس طرح عکرمہ بن ابی جہل کو اتفاق ہوا تھا وہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈر کر بھاگا اور دریا میں کشتی پر سوار ہوا کہ ملک حبشہ میں چلا جائے ایک تیز ہوا آئی تو کشتی میں سوار بعض لوگوں نے کہا کہ اب سوائے اس کے کچھ علاج نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارو تو عکرمہ نے دل میں کہا کہ اگر دریا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع نہیں دیتا تو خشکی میں بھی سوائے اس کے کوئی نافع نہیں ہے یا اللہ مجھ پر تیرا عہد ہے اگر تو مجھ کو اس سے نکال لایا تو میں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا اور میں آپ کو رؤف الرحیم پاؤں گا چنانچہ وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے اور عکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا لیکن جب اللہ تعالیٰ اہل کشتی کو دریا سے نجات دے کر خشکی میں لاتا ہے تو وہ اس توحید کو جس کا دریا میں اقرار کرتے تھے بھول کر اللہ وحدہ کو پکارنا چھوڑ دیتے ہیں انسان کی خصلت اسی طرح ہے کہ وہ نعمتوں کو فراموش کر کے انکا منکر ہو جاتا ہے چنانچہ حال ان کافروں کا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے مگر ہمارے زمانے کے شرک پسند مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ہر حال میں سختی ہو یا نرمی تو وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور کوئی شاہ عبدالحق وغیرہ کو انا للہ و انا الیہ راجعون للہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں کو خالص توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

بڑی عزت دی ہے اور ہم ان کو بر و بحر میں اٹھائے جاتے ہیں اور ان کو پاکیزہ نعمتوں

الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

سے رزق دیتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم نے ان کو

تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ

فضیلت بخشی ف۱- جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے نام کے ساتھ بلائیں گے

اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا

پھر جن لوگوں کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا وہ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر

یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی

ذرہ بھی ظلم نہ ہوگا- اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا ہوگا پس وہ

الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ

آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بہت دور راہ بھٹکا ہوا-ف۲ اور تجھے اس حکم سے جو ہم نے

عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ

بذریعہ وحی تیری طرف بھیجا ہے بچلانے لگے تھے تاکہ تو ہم پر کسی اور حکم کا افترا کرے

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

پھر یہ فوراً تجھ کو اپنا دوست بنالیتے اور اگر ہم (خدا) تجھ کو مضبوط نہ رکھتے

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ

تو تو کسی قدر تھوڑا بہت ان کی طرف جھک جاتا- ہم اسی وقت تجھ کو

الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾

زندگی اور موت کا دُگنا عذاب کریں پھر تو ہمارے سامنے کسی کو مددگار نہ پاتا- ف۳

وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ

یہ لوگ اس تگ و دو میں ہیں کہ کسی طرح تجھے اس زمین سے اچاٹ

مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ

کرکے اس سے نکال دیں یہ لوگ بھی تیرے بعد بہت ہی تھوڑی مدت ٹھہریں گے-

مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

جن رسولوں کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے ان کا طریق یاد کر اور تو

ف۱: اس آیت نے یہ بات واضح کر دی کہ فطری اور پیدائشی طور پر ہر انسان معزز و مکرم ہی بنا کر دنیا میں بھیجا جاتا ہے اور اب یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ کفر اور نافرمانی کا راستہ اختیار کر کے اپنے کو انتہائی پستیوں میں ڈال دے یا فرمانبرداری و اطاعت کے راستہ پر چل کر خود کو اعلیٰ مقام کے قابل بنا لے۔ انسان ایک معزز مخلوق ہے بعض ادیان باطلہ خصوصاً یہودیت اور نصرانیت کی طرح اسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ انسان ایک ذلیل ترین مخلوق ہے جسے پیدا کر کے اس کا خالق خود پچھتایا ہو (ملاحظہ ہو پیدائش ۶:۶)

پس انسان کا معزز و مکرم ہونا اور بیشتر مخلوقات سے افضل ہونا یہ تو نص قرآنی سے ثابت ہو گیا لیکن بعض نے کثیر کو کل کے معنی میں لے کر انسان کو اللہ تعالیٰ کے افضل ترین مخلوق ہونے پر بھی استدلال کیا ہے اور احناف کے نزدیک ''رسل بشر'' ''رسل ملائکہ'' سے افضل ہیں اور ''رسل ملائکہ'' باستثنائے رسل بشر کے باقی تمام فرشتوں اور آدمیوں سے افضل ہیں اور عام فرشتوں کو عام آدمیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔ انسان کو جانوروں اور کشتیوں دونوں پر سوار کرایا جاندار و بے جان دونوں طرح کی سواریاں اسے عنایت کیں الفاظ قرآنی کا عموم جاندار اور بے جان ہر قسم کی سواری اور ہر قسم کے مشینی آلہ جات' نقل و حرکت' کار' بس' ریل گاڑی' کشتی اور جہاز وغیرہ سب کو شامل ہے۔

ف۲: امام کے معنی میں مفسرین کے اختلاف ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے کہا کہ مراد کتاب ہے ابن جریرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے مجاہد اور قتادہ نے کہا ہے کہ ہر امت کا نبی مراد ہے ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ مراد کتاب اعمال ہے ابو العالیہ اور حسن اور ضحاکؒ بھی اس کے قائل ہیں ابن کثیر نے اسی کو ترجیح دی ہے (فائدہ: قال بعض السلف هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لان امامهم النبي صلى الله عليه وسلم۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲۔ امام ابن کثیر ارقام فرماتے ہیں کہ بعض سلف صالحین کا قول ہے کہ اس آیت شریفہ میں اہل حدیث کی بہت بڑی بزرگی ہے اس لئے کہ ان کے امام نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں۔ والحمدلله على ذالك

اهل الحديث اهل النبي
ان لم لصحبوه الفاسة صحبوا

(عفیف)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ بعض مسلمان اس آیت سے تقلید شخصی کا ثبوت نکالا کرتے ہیں ان کی کوشش ناکام ہے کیونکہ اس آیت میں تو ہر ایک انسان کو بلائے جانے کا ذکر ہے پھر اگر وہ امام برحق ہے یعنی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو واجب الاتباع بنایا ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں تو ان کے اصحاب کو نجات اور کامیابی حاصل ہوگی اور اگر وہ امام خود ساختہ ہے تو الٹا یہ سوال ہوگا کہ کیوں اس کو واجب الاتباع بنایا تھا؟ پس ظاہر ہے کہ آیت موصوفہ کا تقلید شخصی سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ اس میں تقلید شخصی کا رد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس دار العمل میں اپنی آنکھیں راہ نجات کی طرف سے اندھی رکھے گا تو ایسا شخص دار الجزا میں جمال حق کی دید اور جنت کے نظاروں سے محروم رہے گا اور بعض نے اضل سبیلا سے یہ مطلب لیا ہے کہ دنیا میں تو مکافات کی تلافی کا امکان تھا جبکہ آخرت میں اس سے بھی دور جا پڑا کیونکہ اب تدارک و تلافی کا امکان ہی نہیں رہا۔

ف۳: آپ چونکہ معصوم ہیں اور ثابت قدم رہے اس لیے آپ کو ذرہ برابر بھی ان کی طرف میلان نہیں ہوا اور ان وعیدوں سے بھی آپ بچ گئے مکار اور فجار کی (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحْوِيْلًا ﴿۷۸﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ

ہمارے برتاؤ کا رد و بدل کبھی نہ پائے گا۔ ف۱ تو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک چند

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَ

نمازیں پڑھا کر اور صبح کو قرآن پڑھا کر کیونکہ صبح کے قرآن پڑھنے پر دیکھی ہوتی ہے اور

مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

رات کے ایک حصے میں قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کر یہ حکم تیرے حق میں زیادہ ہے امید ہے تیرا رب

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ

تجھ کو پسندیدہ مقام پر کھڑا کریگا ف۲ اور دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار مجھے اچھی

صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ

جگہ پہنچا اور اچھی طرح خاطت کے ساتھ نکال کر لے چل اور مجھے فتح یابی

لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۱﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

کا غلبہ دیجو اور تو کہہ کہ حق آچکا ہے اور جھوٹ نیست ونابود

الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۲﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

ہوچکا ہے کیونکہ باطل اور فریب نابود ہی ہونے والا ہے ف۳ اور ہم (خدا) قرآن کو

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

ایمانداروں کی شفا اور رحمت نازل کرتے ہیں اور ظالم اس سے

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۳﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَي الْاِنْسَانِ

سراسر نقصان اٹھاتے ہیں ف۴ ہم جب کبھی انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾

تو وہ منہ پھیر جاتا ہے اور پہلو اکڑاتا ہوا چلتا ہے اور جب اسکو تکلیف آتی ہے تو بالکل ناامید ہو جاتا ہے

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ

تو کہہ کہ ہر ایک اپنے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے پس تیرا پروردگار سیدھی

ع هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ

راہ والوں کو خوب جانتا ہے اور روح کی بابت تجھ کو سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ

الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں تو بہت ہی تھوڑا علم ہے

ف۱: چنانچہ یہی ہوا بھی کہ جب انہوں نے آپ کو نکالا تو پھر یہ بھی وہاں زیادہ مدت نہ گزار سکے اور اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کو غالب کر دیا ابھی صرف ڈیڑھ سال ہی گزرا تھا کہ بدر کی لڑائی اچانک ہوگئی اور کافروں اور کفر کو بڑی شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ان کے بڑے بڑے سردار تہ تیغ ہوئے ان کی شان وشوکت خاک میں مل گئی اور ان کے سردار قید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہی طریقہ پہلے سے جاری ہے اور سابقہ رسولوں کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ کفار نے جب انہیں تنگ کیا اور ملک بدر کر دیا تو پھر وہ بھی نہ بچ سکے اور عذاب الٰہی نے انہیں غارت اور بے نشان کر دیا۔ چونکہ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین تھے اس لیے کوئی آسمانی عذاب ان کافروں پر نہ آیا جیسا کہ اللہ رب العزۃ کا فرمان ہے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (الانفال:۳۳) یعنی تیری موجودگی میں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ کرے گا۔

ف۲: الصلوۃ سے ظاہر ہے کہ فرض نماز مراد ہے اور اسی فرض نماز کے اوقات کا بیان ہو رہا ہے۔ دلوک کے مطلق معنی جھکاؤ یا میلان کے ہیں امام ابن جریرؒ اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ غسق سے مراد رات کی تاریکی ہے۔ و قرآن الفجر سے نماز فجر مراد ہے۔ پس پانچوں نمازوں کا وقت اس آیت میں بیان ہو گیا۔ اور احادیث میں بھی تواتر کے ساتھ نبی ﷺ سے پانچوں نمازوں کے اوقات ثابت ہیں مسلمان بحمد اللہ اب تک اس پر قائم ہیں اور تمام بعد میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں سے برابر لیتے چلے آتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو ان قران الفجر کان مشھودا مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقام محمود وہ مقام ہے جس میں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ احادیث میں آتا ہے کہ یہ مقام شفاعت کبریٰ کا ہے۔ عسیٰ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے تو اس کے معنی میں شک نہیں بلکہ یقین پیدا ہو جاتا ہے۔

ف۳: مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور یہ آیت اتری۔ مدخل صدق سے مراد مدینہ منورہ لیا گیا ہے اور مخرج صدق سے مکہ معظمہ اور مفہوم میں توسیع پیدا کر کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ ہمیں قبر میں ایمان وصدق کے ساتھ داخل فرمانا۔ پھر حکم ہوا کہ غلبے اور مدد کی دعا ہم سے کرو اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے فارس اور روم کا ملک اور عزت دینے کا وعدہ فرمالیا۔ جس غلبہ کے ساتھ نصرت الٰہی شامل ہو وہی غلبہ حقیقی اور پائیدار ہوتا ہے ورنہ عارضی اور ظاہری غلبہ تو کسی مصلحت تکوینی سے کافروں کو بھی ہو جاتا ہے۔ آیت کے آخری جملہ نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ پائیداری اور قیام باطل کے نصیب میں نہیں حق سے مراد دین توحید اور باطل اس کی ضد ہے اور یہ ہر قسم کے کفر اور غیر پرستی کو شامل ہے صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے بعد جب یہاں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے آس پاس تین سو ساٹھ بت تھے آپ ہاتھ میں لکڑی لے کر انہیں کچوکے دے رہے تھے اور یہی آیت پڑھتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ حق آچکا اور باطل نہ دوبارہ آسکتا ہے نہ لوٹ سکتا ہے۔

ف۴: ایمان داروں کے دلوں کی تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے شک نفاق شرک کج روی اور باطل کی لگاوٹ سب اس سے دور ہو جاتی ہیں اور ایمان حکمت بھلائی رحمت اور نیکیوں کی اس سے توفیق اور رغبت حاصل ہوتی ہے بہر حال جو لوگ ایمان لائیں یعنی اس نسخہ شفا کو استعمال کریں تو وہ تمام قلبی وروحانی امراض سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی خصوصی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا
اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے تیرے دل سے اٹھالیں
تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ
پھر تو ہمارے مقابلہ پر اپنے لئے کسی کو حمایتی نہ پائے۔ ف۱ مگر تیرے پروردگار
رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ
کی رحمت کچھ شک نہیں کہ تجھ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے۔ ف۲ تو کہہ تمام جن
اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا
اور انسان بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لائیں
الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
تو اس کی مثل کبھی نہ لا سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار
ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
بھی ہو جائیں اور ہم نے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾
مثالیں بیان کی ہیں۔ تو بھی اکثر لوگ انکار ہی پر مصر ہیں ف۳
وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ
اور کہتے ہیں کہ تیری بات تو ہم کبھی نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے
يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ
چشمے نہ جاری کردے یا کھجوروں اور انگوروں کے تیرے باغ ہوں پھر
فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ
تو ان کے درمیان نہریں چیر چیر کر جاری کردے یا جیسا تو کہتا ہے
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
آسمان ہم پر گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر
قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى
کھڑا کردے یا تیرا گھر سونے کا بن جائے یا تو آسمان پر
فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا
چڑھ جائے ہم تیرے اوپر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک تو اوپر

رحمت اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے' ہاں البتہ جو مریض اپنی جان کا دشمن طبیب اور علاج سے دشمنی ہی کی ٹھان لے تو ظاہر ہے کہ جس قدر وہ علاج و دوا سے نفرت کرتے ہوئے دور بھاگے گا تو وہ اسی قدر نقصان اٹھائے گا کیونکہ اگر مرض کا علاج نہ کیا جائے تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مہلک ہوتا جاتا ہے اور آخر کار ایسے مریض کو جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں' تو یہ آفت قرآن کی طرف سے نہیں بلکہ خود ظالم مریض کی طرف سے آئی جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ (توبہ:۱۲۵)

ف: شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں اس آیت میں روح سے مراد ہم نے قرآن لیا ہے یہ قول کوئی نیا نہیں تفسیر معالم وغیرہ میں سلف سے یہی مروی ہے اور غالباً صحیح بھی ہے کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی قرآن شریف کا ذکر ہے وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ اور اس آیت میں بھی یہی مذکور ہے وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ تو ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں الروح سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ نظم قرآنی کا سیاق اسی مضمون میں ہے' اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ روح کے معنی قرآن کے بھی ہیں۔

قرآن مجید میں کئی ایک جگہ آیا ہے ﴿كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ (الشوریٰ: ۵۲) ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) نازل کیا ہے ﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ (النحل:۲) اللہ تعالیٰ اپنے حکم جس پر چاہتا ہے روح (الہام) نازل کرتا ہے۔ اس قسم کی کئی ایک آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام الٰہی اور قرآن مجید بھی روح ہے کیونکہ روح بدنی باعث حیات جسمانی ہے تو یہ روح بھی باعث حیات روحانی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ روح کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ہماری تفسیر اس روایت کے خلاف نہیں کیونکہ یہودیوں کا مطلب بھی یہی تھا کہ وحی کی کیفیت کیا ہے اس لیے یہی ایک سوال ہے جو مذہبی رنگ میں ہوسکتا ہے اور جبکہ جسمانی روح کا سوال مذہبی رنگ نہیں رکھتا۔

ف: قرآن پاک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان ملکر اور باہمی صلاح و مشورہ کے بعد بھی اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں اور ایسا کلام پیش کرنا کسی کے بس میں نہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ بے مثل بے نظیر اور لاشریک ہے تو اسی طرح قرآن مجید بھی اپنی وضاحت و بلاغت' حسن و جمال' نظم و تالیف' غیب کی خبروں اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اس کی نظیر محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب پاک میں ہر قسم کے دلائل بیان فرما کر حق کو واضح کر دیا ہے اور ہر بات کو وضاحت سے بیان فرما دیا ہے' اس میں مضامین کی جامعیت مطالب کی کاملیت حسن ادا اور حسن انشاء کے تمام پہلو موجود ہیں' پھر بھی اکثر لوگ حق کی مخالفت کر رہے ہیں اور حق کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور خود اس کی ناشکری میں لگے ہوئے ہیں۔ لئن سے پہلے قسم محذوف ہے یعنی واللہ لئن اجتمعت جیسا کہ لئن شئنا میں محذوف ہے یعنی واللہ لئن شئنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا

سے ایک کتاب ہمارے پاس نہ لائے جس کو ہم پڑھیں۔ ف۱ تو کہہ کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف

رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ

بندہ اور رسول ہوں اور لوگوں کو ہدایت پہنچے کے بعد ایمان سے روک ہوتی ہے

الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ

تو یہی کہتے ہیں کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا؟ تو کہہ

لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ

کہ اگر زمین پر فرشتے آرام سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے

لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفٰی

فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے ف۲۔ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان

بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حالات سے

خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

خبردار ہے اور دیکھتا ہے جس کو وہ ہدایت کرے وہی ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ

یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

کرے تو ہرگز اس کے سوا کوئی حمایتی نہ پاوے۔ اور ہم ان کو

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ

قیامت کے روز اندھے گونگے اور بہرے کرکے منہ کے بل اٹھائیں گے ان کا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿٩٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

ٹھکانہ جہنم ہوگا جب کبھی سرد ہونے کو ہوگی ہم ان پر اور تیز کر دیں گے۔ ف۳ یہ سخت سزا

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے ہمارے حکموں سے انکار کیا تھا اور کہتے تھے کہ کیا جب

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ہو جائیں گے تو کیا ہم ازسر نو پیدا ہوں گے؟ کیا انہوں نے

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ

سوچا کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے

ف۱: اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت اور مملکت کا تنہا مالک ہے جو چاہے کرے جو نہ چاہے نہ کرے یہ اس کے اختیار کی بات ہے میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا رسول ہوں میں نے اپنا فرض ادا کر دیا احکام الٰہی تمہیں پہنچا دیئے اب جو تم نے مانگا وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کی بات ہے نہ کہ میرے بس کی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی رسول کو بشر بشرط عدم رسالت کہنا کفر ہے اور یہی کفار کا مقصود تھا جو انبیاء کرام کو کہتے تھے ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ (ابراھیم: ١٠) لیکن حضرات انبیاء کرام نے ان کے جواب میں جو فرمایا وہی اصل ایمان ہے یعنی انہوں نے فرمایا ﴿اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (ابراھیم: ١١) یعنی کفار کا انبیاء کرام کو بشر کہنا بشرط لا تھا مگر ان حضرات کی تعلیم متعلقہ بشریت خود بشرط شی تھی چنانچہ قرآن مجید نے اپنے الفاظ میں ہمیں یوں ہدایت فرمائی ہے کہ مقولہ کفار بشرط لا بتایا جیسا کہ ارشاد ہے ﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ﴾ (یٰس: ١٥) اس آیت کا دوسرا حصہ و ما انزل الرحمن من شی۔ اور منطق کی اصطلاح میں بشرط لا کا مضمون بتا رہا ہے ایک دوسری آیت ﴿هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ٩٣) منطقی اصطلاح میں بشرط شیء کی طرف رہنمائی کرتی ہے پس دونوں آیات پر ہمارا ایمان اس طرح ہے کہ کسی رسول سے رسالت کو منفی سمجھ کر بشر کہنا کفر ہے مگر بوصف رسالت بشر کہنا ایمان ہے اس مضمون کو سورہ کہف کی آخری آیت میں یکجا یوں بیان کیا گیا ﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ (الکہف: ١١٠) اسی وجہ سے علم عقائد کی کتابوں میں رسول کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔ کہ وہ بشر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہے اور بشریت کا اظہار بطور تواضع کے قابل تسلیم نہیں کیونکہ یہ اقرار بطور اظہار حقیقت ہے اور اس کی تائید قرآن مجید کی ایک دوسری آیت بھی کرتی ہے۔ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (ال عمران: ١٦٤) پس کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ ہمارے جیسے بشر تھے قرآنی تعلیم کے ماتحت صحیح ایمان ہے اور کسی کافر کا یہ کہنا کہ آپ ہماری طرح کے بشر تھے کفر ہے اس کی مثال امت الربیع المجلل کے ہے جو دو مختلف قائلوں (ایک اللہ تعالیٰ کو ماننے والا اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا منکر) کے لحاظ سے مختلف معانی رکھتا ہے۔

ف۲: اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اس لئے اس کی ہدایت کے لئے لامحالہ انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ انسانی رسول چونکہ تمہارے ہی ہم جنس ہوتے ہیں تم ان سے میل جول رکھ سکتے ہو اور ان کی عادات و اطوار دیکھ سکتے ہو اور مل جل کر ان سے اپنی زبان میں تعلیم حاصل کر سکتے ہو ان کا عمل دیکھ کر خود دیکھ سکتے ہو اور مشرکین اپنی بدعقلی اور کج فہمی سے بشر کے رسول ہونے کو عیب سمجھ رہے تھے اور بے یقینی کے لہجہ میں دریافت کر رہے تھے کہ کیا اتنا بڑا منصب ایک بشر محض کے سپرد کر دیا گیا ہے؟ یعنی نور ہدایت پہنچنے کے بعد آنکھیں نہ کھلیں یہی کہتے رہے کہ آدمی ہو کر رسول کیسے ہو سکتا ہے۔

ف۳: تمام مخلوق میں تصرف صرف اسی کا ہے اس کا کوئی حکم ٹل نہیں سکتا' اس نے جس کو ہدایت سے نوازا اسکو کوئی بہکا نہیں سکتا اور جس کو اس نے بہکا دیا اس کی کوئی دستگیری نہیں کر سکتا' اس کا ولی اور مرشد کوئی نہیں بن سکتا اور تکوینی حیثیت سے ہدایت (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ

دوبارہ پیدا کر دے- اور اسی نے ان کے لئے میعاد مقرر کی ہے خیر کوئی شک نہیں پھر بھی

اِلَّا كُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ

ظالم انکار ہی پر مصر ہیں تو کہہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے

اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝

تو خرچ ہونے کے خوف سے تم انکو روک رکھتے- انسان عموما بخیل ہے ف۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔـلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

اور ہم نے موسیٰ کو کھلے کھلے نو نشان دیئے پس تم بنی اسرائیل سے پوچھ لو

اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى

جب موسےٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے کہا اے موسیٰ میں تجھ کو

مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ

دیوانہ سمجھتا ہوں- موسیٰ نے کہا آپ جان چکے ہیں کہ یہ معجزات آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ

اور زمین کے پروردگار ہی نے دلائل بنا کر اتارے ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ

مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ

آپ بہت جلد ہلاک ہونگے ف۲ پھر فرعون نے چاہا کہ ان کو ملک میں کمزور کرے-

مَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو دریا میں غرق کیا اور اس سے بعد بنی اسرائیل سے ہم نے

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝

کہا کہ تو ملک میں رہو پس جب آخرت کا دن آئے گا تو ہم سب کو ایک جگہ لا کر جمع کر دیں گے- ف۳

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

اور ہم نے اس کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچ ہی کے ساتھ اترا ہے اور تجھ کو بھی

وَّنَذِيْرًا ۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي

ہم نے بس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے اس لئے متفرق کر کے نازل کیا ہے

مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ

کہ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اس کو اتارا ہے- ف۴ تو کہہ دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ

ف۱: انسانی طبیعت کا خاصہ بیان ہو رہا ہے کہ اگر یہ رحمت الٰہی جیسی نہ کم ہونے والی چیز پر بھی قابض ہو جائے تو وہاں بھی اپنی بخیلی اور تنگ دلی نہ چھوڑے۔ بہر حال اگر رحمت الٰہیہ کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم کسے دینے والے تھے اور کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ مکہ وطائف کے بڑے متکبر دولت مندوں کو چھوڑ کر وحی نبوت کی یہ بیش بہا دولت بنی ہاشم کے ایک یتیم کو مل جائے یہ تو حق تعالیٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی استعداد قابلیت دیکھی اسی کے مناسب کمالات و انعامات کے خزانے انڈیل دیئے تمہارے تفقت وتعصب سے اللہ تعالیٰ کا فضل رکنے والا نہیں۔ خزائن رحمۃ ربی لفظ عام ہے ہر قسم کے کمالات اور نعمت کی جملہ اقسام پر شامل لیکن خصوصیت کے ساتھ اشارہ نعمت نبوت کی جانب ہے' آیت میں فطرت بشری کا بیان ہے کہ انسان تو حرص و بخل کا پتلا ہے یہاں تک کہ یہ نعمتیں غیر محدود ہیں انکی تقسیم میں بھی ڈرتا رہتا ہے کہ یہ کہیں ختم نہ ہو جائیں۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ دن رات کا خرچ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں لاتا ابتداء سے اب تک کے خرچ نے بھی اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں کی۔

ف۲: ابن عباسؓ، مجاہدؒ، عکرمہؒ اور اکثر مفسرین نے کہا کہ وہ نو نشانیاں (۱) ید بیضاء (۲) عصا (۳) قحط سالی (۴) پھل پھول کا نقصان (۵) طوفان کا آنا (۶) ٹڈی کا آنا (۷) جوؤں کا کثرت سے ہونا (۸) مینڈک کا ہونا (۹) اور خون کا ہونا۔ ابن کثیر اور جامع البیان والے نے اسی کو ترجیح دی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا قول فرعون اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا کے عین مقابل ہے۔ ترکی بہ ترکی جواب جبکہ رواداری و رعایت میں کوئی مصلحت نہ ہو تو وہ کرم اور کمال اخلاق کے منافی نہیں' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ گو تو زبان سے انکار کرتا ہے مگر تیرا دل خوب جانتا ہے کہ یہ عظیم الشان نشان تیری آنکھیں کھولنے کے لیے اسی اللہ قادر وتوانا نے دکھلائے ہیں جو آسمان وزمین کا سچا مالک ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ ایمان معلوم کر لینے کا نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (النمل:۱۴) پس صرف حق کا پہچان لینا کام نہیں دیتا جب تک احکام شرعیہ کی پابندی نہ کی جائے۔ مسحور کی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

ف۳: جب فرعون نے دیکھا موسیٰ علیہ السلام کا اثر ورسوخ بڑھتا جاتا ہے اور یہ سوچ کر کہ بنی اسرائیل کہیں زور نہ پکڑ جائیں اس لیے اس نے ان کو زیادہ تنگ کرنا اور ستانا شروع کر دیا تاکہ یہ مصر میں امن چین سے نہ رہنے پائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو نہ رہنے دیا اور اس کو اپنے لاؤلشکر کے ساتھ بحر قلزم میں غرق کر دیا اور بنی اسرائیل سے کہا تم ملک شام میں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہوتے ہی مصر کے بادشاہ نہیں بن گئے تھے بلکہ بہت مدت بعد' کیونکہ میدان تیہ وغیرہ میں چالیس سال تک رہنا پھر اس سے کنعان وغیرہ میں جانا تو قرآن اور تاریخ سے ثابت ہے اور اس سے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اتنی مدت درمیان میں تھی۔

ف۴: قرآن کو ہم نے لوح محفوظ سے بیت العزۃ پر نازل فرمایا جو آسمان اوّل میں ہے وہاں سے تھوڑا تھوڑا متفرق کر کے واقعات کے مطابق تیئس برس میں دنیا پر نازل فرمایا۔ اسکی دوسری قرأت فَرَّقْنَاهُ سے یعنی ایک ایک آیت کر کے تفسیر تفصیل اور تبیین کے ساتھ اتارا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کو بسہولت پہنچا دیں ﴿لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ﴾ (الاسراء: ۱۰۶) تاکہ آپکے اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے لوگ آسانی سے اسکے مطالب واستخراج مسائل کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ
جن لوگوں کو اس سے پہلے کا علم ہے جب یہ (قرآن) ان پر پڑھا جاتا ہے تو
یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ
ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے
اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
کچھ شک نہیں کہ ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر ہی رہے گا اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل پر
یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ
گرتے ہیں اور قرآن سے ان کو خوف الٰہی زیادہ ہوتا ہے ف۱ تو کہہ تم اللہ کو پکارو یا
ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ
رحمٰن کو (خواہ) کسی نام کو پکارو تمام نیک نام اسی کے لئے ہیں ف۲ اور
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ
دعا نہ تو چلا کر کیا کر اور نہ بہت ہی آہستہ بلکہ درمیان درمیان روش
ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ
اختیار کیا کر ف۳ اور کہہ کہ سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے لئے
وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ
نہ تو اولاد بنائی اور نہ ملک میں کوئی اسکا شریک ہے اور نہ تکلیف کی
لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲
وجہ سے اس کا کوئی دوست ہے اور اسی کے نام کی بڑائی کیا کر ف۴

آیاتہا ۱۱۰ سورۃ الکہف مکیۃ ۱۲ رکوعاتہا ۱۲

سورۃ الکہف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ
سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی
یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ
اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی تاکہ سخت عذاب سے جو اس کی طرف سے

منزل ۴

ف۱: اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرأت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے' ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے اور کسی بندے پر اللہ کی راہ میں غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہ ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار صبح کی نماز میں سورۃ یوسف پڑھ رہے تھے جب آیہ کریمہ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ پر پہنچے تو شدت گریاں سے سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ آخری صف میں آواز پہنچی نمازی صحابہ تھے کسی نے انکار نہ کیا جس سے یہ مسئلہ فضیلت گریہ اجماعی ہے مراد یہ کہ ان کا حالت سجدہ میں گریہ و بکا ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ کا طاری ہونا عین طاعت و اخلاص کی دلیل ہے اور احادیث نبوی تو فضائل گریہ خشیت الٰہی سے لبریز ہیں۔

ف۲: ایک مشرک نے نبی ﷺ سے سجدہ کی حالت میں یا رحمٰن یا رحیم سن کر کہا کہ لیجئے یہ موحد ہیں دو معبودوں کو پکارتے ہیں اس پر یہ آیت اتری۔ عرب میں اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ کا لفظ بطور اِسم ذات کے شروع سے چلا آ رہا تھا اور یہود کے ہاں اسم الرحمٰن کا استعمال جاری تھا اسلام نے دونوں الفاظ استعمال کرنے شروع کیے تو بعض ''دانشمند'' مشرکین نے کہنا شروع کیا کہ توحید کامل کے ساتھ یہ دو دو معبود کیسے؟ تو جواب ملا کہ دو معبود کیسے یہ تو صرف دو نام ہیں' ہستی اور ذات تو ایک ہی ہے اور نام اس کے پاک اور پاکیزہ ہیں' صرف دو کے کیا معنی بلکہ اس کے تو اور بھی بہت سے صفاتی نام ہیں۔

ف۳: مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں پست آواز سے قرأت پڑھتے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بآواز بلند قرأت پڑھا کرتے تھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے رب سے سرگوشی ہے اور وہ میری حاجات کا علم رکھتا ہے تو کہا گیا کہ یہ بہت اچھا ہے۔ سیدنا عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ بلند آواز سے کیوں پڑھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں شیطان کو بھگاتا ہوں سوئے ہوں کو جگاتا ہوں تو آپ سے کہا گیا کہ بہت اچھا ہے' لیکن جب یہ آیت اتری تو ابوبکرؓ سے قدرے آواز بلند کرنے کو اور عمر فاروقؓ سے قدرے پست آواز کرنے کو فرمایا گیا۔ سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عائشہؓ بھی فرماتی ہیں کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی اور یہی قول حضرت مجاہدؒ حضرت سعید بن جبیر حضرت ابو عیاض حضرت عروہ بن زبیر رحمہم اللہ کا بھی ہے علاوہ ازیں آیت کے مضمون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے۔

ف۴: صابی اور مجوسی کہتے تھے کہ اگر اولیاء اللہ نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمام انتظام خود نہیں کر سکتا اس پر یہ آیت اتری اور ان سب باطل پرستوں کی تردید کر دی گئی اللہ تعالیٰ کی حمد کرو جس میں تمام تر کمالات اور پاکیزگی کی صفات ہیں' جو تمام تر نقصانات سے پاک ہے' اس کی اولاد نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ بہت سے مشرکوں اور مسیحیوں نے سمجھ رکھا ہے' وہ واحد ہے' احد ہے اور صمد ہے' نہ اس کے ماں باپ' نہ کوئی اس کی جنس کا' نہ وہ ایسا حقیر کہ کسی کی حمایت کا محتاج ہو یا وزیر مشیر کی اسے حاجت ہو' بلکہ تمام چیزوں کا خالق و مالک صرف وہی ہے' سب کا مدبر مقدر وہی ہے اور اسی کی مشیت تمام مخلوق میں چلتی ہے اس لئے ہر وقت اس کی عظمت جلالت کبریائی بڑائی بزرگی بیان کرتے رہئے۔ نبی ﷺ اپنے گھر کے تمام چھوڑے بڑے لوگوں کو یہی آیت سکھایا کرتے تھے آپ نے اس کا نام (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
آنے والا ہے ڈرائے اور ایمانداروں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری دے
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّ
کہ ان کے لئے نیک بدلہ ہے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ اور
يُّنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ
ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد بنائی ہے۔ ان کو اور ان کے باپ دادا کو
مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اس بات کا علم نہیں۔ بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے
اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ
نکلتا ہے یہ محض جھوٹ کہتے ف ہیں۔ اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں گے
نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ
تو شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو
اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
ہلاک کر ڈالے گا۔ جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کی سجاوٹ بنایا ہے
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا
تاکہ ان کو جانچیں کہ کون ان میں اچھے عمل کرتا ہے اور ہم نے زمین کی
عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
تمام چیزیں فنا کرکے زمین کو چٹیل میدان کرنا ف ہے کیا تو نے سمجھا ہے
الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى
کہ غار اور کتبے والے ہماری قدرت کے کاموں میں سے عجیب تر تھے جب چند
الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نوجوانوں نے غار میں پناہ لی اور دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا
اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہم کو ہمارے ارادے میں کامیابی کی راہ بتلا۔ پس ہم نے
عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ
ان کو کئی سال غار میں سلائے رکھا۔ پھر ہم نے

(سبل)

ف: مشرکین مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی علماء کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے حالات سے ان کو آگاہ کریں اور ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے بعض احوال واقوال سے ان کو آگاہ کیا تو علماء یہود نے ان سے کہا کہ تم ان سے تین باتیں دریافت کرو اگر اس نے صحیح جواب دیا تو وہ سچا نبی ہے اگر صحیح جواب نہ دے سکا تو جھوٹا ہے۔ پہلی بات اس سے یہ پوچھو کہ جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کا واقعہ بیان کرو۔ دوسری بات اس شخص کا حال دریافت کرو جس نے زمین کے مشارق و مغارب کا گشت لگایا تھا اور تیسری بات یہ کہ اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں واپس مکہ مکرمہ آئے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہودی علماء کے بتائے ہوئے سوالات کیے! تو آپ نے فرمایا تم کل آؤ میں تمہیں جواب دوں گا کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا اور آپکو یقین تھا کہ کل تک ضرور بذریعہ وحی اطلاع مل جائے گی مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی آپ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی آخر پندرہ دن بعد سورہ کہف نازل ہوئی اور نبی ﷺ کو وعدہ کے ساتھ۔ انشاء اللہ نہ کہنے پر تنبیہ ہوئی۔ مستدرک حاکم میں مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھی اس کے لیے دو جمعہ کے درمیان تک نور کی روشنی رہتی ہے بیہقی میں ہے جس نے سورہ کہف اسی طرح پڑھی جس طرح نازل ہوئی ہے تو اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا' اور جس نے دس آیات اس کے آخر کی پڑھیں تو دجال اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اسے مروی ہے کہ جس نے سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھ لی تو اس کے پاس سے لے کر بیت اللہ شریف تک نورانیت ہو جاتی ہے' نیز فرمایا کہ یہ ایسی کتاب ہے جو ہر پہلو اور ہر جہت سے کامل و جامع پاکیزہ واجمل ہے کہ نہ کہیں مبالغہ شاعرانہ اور نہ کہیں عبارت میں تناقض اور نہ عقائد میں کوئی رمزیت اور پراسرار ہونے کا پہلو ہے۔ قیّمًا کو بعض نے بمعنی مستقیم لے کر مضمون سابق کی تاکید قرار دیا ہے' مگر فراء نے تمام کتب سماویہ کی صحت وتصدیق پر مہر کرنے والی اور ان کی اصولی تعلیم کو دنیا میں قائم رکھنے والی اور ابومسلم نے بندوں کی تمام مصالح کی کفیل اور ان کی معاش ومعاد کو درست کرنے والی کے معنی بیان کیے ہیں۔

ف: نبی ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا سخت ملال اور غم رہتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی' اس میں نبی ﷺ کو ممانعت ہو رہی ہے کہ افراط شفقت سے اتنا غم ان نالائقوں کی خاطر نہ اٹھائیے کہ خود ہلاکت کے قریب پہنچ جاؤ۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ تو عالم ابتلا ہے اس میں تو تکوینا لازمی ہے کہ کوئی مبتلائے کفر ہو اور کوئی ایمان سے مشرف ہو اس لئے آپ کا ان کے بارے میں غم کرنا بے کار ہے اور اس روئے زمین پر آرائش کی جتنی بھی چیزیں ہیں بجائے خود ان میں سے کوئی بھی حرام نہیں صرف ان کا غلط طریق استعمال انہیں ناجائز بنا دیتا ہے' صحیح طریقہ استعمال وہی ہے جو شریعت کے مطابق ہو ہم اپنی صنعت ایجاد کے بعد حکمت اعدام کا نمونہ بھی دکھائیں گے آباد' سرسبز' شاداب وگلزار اور باروفق و پر بہار زمین ایک روز چٹیل میدان ہو جائے گی اور اس کائنات کی تمام رعنائیوں اور دلفریبیوں پر فنا طاری ہو کر قیامت آ جائے گی اور حشر کے بعد سب کی جزا وسزا ہر ایک کے مناسب حال واقع ہوگی اس لئے آپ ان سے جو کچھ بھی سنیں اور انہیں کسی بھی حال میں دیکھیں تو ان کے لیے بالکل افسوس اور رنج نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا
ان کو جگایا کہ ہم دیکھ لیں کہ دو گروہوں میں کس گروہ کو غار میں ان کے ٹھہرنے کی مدت
اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ
خوب یاد ف ہے ہم تجھے ان کا ٹھیک حال سناتے ہیں۔ وہ
فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا
چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہم نے بھی ان کو ہدایت زیادہ دی تھی
عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا جب وہ اٹھ گئے اور بولے ہمارے پروردگار تو وہی ہے جو تمام آسمانوں
وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ
اور زمین کا پروردگار ہے ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے ورنہ ہم بھی اس بے ہودہ گوئی
اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ
کے مرتکب ہوں گے ان ہمارے قومی بھائیوں نے جو اس کے سوا اور معبود بنا رکھے
اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ
ہیں کیوں ان پر کوئی کھلی دلیل پیش نہیں کرتے پھر جو اللہ پر جھوٹا
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ
افترا کرے اس سے زیادہ گمراہ کون ہے؟ اور جب تم ان سے
اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ
اور ان کے مصنوعی معبودوں سے علیحدہ ہو چکے ہو تو بس غار میں بیٹھ رہو
یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ
تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارا کام
اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ
آسان کر دے گا ف سورج کو چڑھتے ہوئے تو دیکھے کہ ان کی غار سے
عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
دائیں طرف کو ہوتا ہے اور جب غروب ہونے کو ہوتا ہے تو بائیں
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
جانب کو کترا جاتا ہے اور اس غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت

منزل ۴

ف: رقیم پہاڑ کی کھوہ کو کہتے ہیں اور بمعنی مرقوم بھی آتا ہے یعنی لکھی ہوئی چیز' ابن عباس سے دوسرے معنی مرقوم ہیں یعنی اصحاب کہف اور اس کے اور بھی کئی معانی ہیں تفصیل کے لیے لغت کی کتب دیکھیں۔ رقیم ایک ہی جماعت کے دو لقب ہیں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اصحاب رقیم کا قصہ قرآن میں مذکور نہیں محض عجیب ہونے کے لحاظ سے ذکر کر دیا فی الحقیقت اصحاب الرقیم (کھوہ والے) وہ تین شخص ہیں جو بارش سے بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے تھے' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف گئے ہیں۔ حضرت امام المناظرین شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف کی تفصیل کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی کہیں سے صحیح طور پر اس کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں کیونکہ جو بات قرآن وحدیث میں نہ ہو تو وہ کون بتلائے اور کون سمجھائے' اس لیے جس قدر قرآن شریف میں آیا ہے اس سے زیادہ کی نہ تو ہم کو ضرورت ہے اور نہ ہی ہمیں معلوم ہو سکتا ہے۔

مختصر واقعہ اس طرح ہے کہ گزشتہ زمانہ میں چند نوجوان تھے وہ اپنے جوش مذہبی کو تھام نہ سکے اور اپنے ملک اور برادری کو چھوڑ کر کہیں پہاڑوں میں جا چھپے جہاں وہ بہت مدت تک پڑے سوئے رہے پھر کافی عرصہ کے بعد انھوں نے اپنے میں سے ایک نوجوان کو شہر کی طرف بھیجا تو وہاں جا کر وہ حیران ہوا کیونکہ پہلے جیسے حالات اور نہ ہی وہ رہن سہن' یعنی ہر چیز ہی تبدیل تھی آخر کار یہ نوجوان کسی قرینہ سے پہچانا گیا مگر پھر بھی وہ ان سے کس طرح حیلہ وحوالہ سے بچ کر اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور اس کو تلاش کرنے والے وہاں نہ پہنچ سکے بس یہ ہے اختصار اس قصے کا مطلب اس سے اس امر کی اطلاع دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کسی سے ڈرتے ہیں تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے' رہا سوال کہ کیا اصحاب کہف اب کہاں ہیں؟ زندہ ہیں یا مردہ؟ اس کا جواب دینے سے پہلے قرآن مجید پر غور کرنا ضروری ہے کہ کیا قرآن میں ان کی دائمی زندگی کا کہیں ثبوت ہے؟ مجھے تو ان کی دائمی زندگی کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں ملتا اور وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ غایت سے غایت نبی ﷺ کے زمانہ تک ان کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے مگر حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ اس وقت زندہ ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی نہ رہے گا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف اس وقت زندہ بھی تھے تو دوسری صدی ہجری میں ضرور فوت ہو گئے ہوں گے اور دوسری آیت لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ہے مگر اس کا ترجمہ حسب قاعدہ علم کو یہ ہے کہ اگر تو دیکھتا تو مارے خوف کے بھاگ جاتا اور تجھ میں خوف بھر جاتا کیونکہ لو صرف ماضی کے لیے ہوتا ہے حال اور استقبال اس کے مفہوم میں نہیں ہوتا اور اگر کسی مقام پر ہو بھی تو وہ قرینہ خارجہ سے ہوتا ہے پس اگر کچھ ثابت ہوا تو صرف یہی کہ قرآن شریف سے پہلے بزمانہ ماضی ان کی زندگی تھی نہ زمانہ نزول قرآن میں اور نہ اب جو چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ کسی پہاڑ کی غار میں چھپے جہاں ایک مدت تک بحکم الٰہی زندہ رہے لیکن آخر کار اپنے وقت پر وہ مر کر جاودانی زندگی میں جا پہنچے رضی اللہ عنہم۔ اصحاب کہف کس زمانہ میں ہوئے اور کس نبی کے پیرو تھے؟ اس کا قطعی فیصلہ کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ گزشتہ زمانہ کا واقعہ ہے جس کا ثبوت نہ چشم دید ہے اور نہ صاحب وحی سے کوئی روایت آئی ہے البتہ مورخین کی محض آراء اور قیاس ہیں اور صحیح قول کے مطابق اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں تھے اور اصل تعلیم عیسوی کے مطابق توحید خالص ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ
کے نشان ہیں جس کو خدا ہدایت کرے وہی راہ یاب ہوتا ہے اور جس کو گمراہ کردے
فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا
پس تو ہرگز اس کے لئے کوئی کارساز اور راہ نمائی نہ پائے گا ف۱ اور تو ان کو گمان کرتا کہ یہ جاگتے ہیں
وَّھُمْ رُقُوْدٌ ۟ وَّنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ
حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کے پہلو دائیں اور بائیں کو
الشِّمَالِ ۟ وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ ۟ لَوِ اطَّلَعْتَ
پھیرتے تھے اور ان کا کتا اسی غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر تو ان کو دیکھ
عَلَیْھِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْھُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْھُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَ
لیتا تو بھاگتا ہوا واپس پھر آتا اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی ف۲ اور
کَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَھُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ
اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں ان میں سے ایک
مِّنْھُمْ کَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ
نے کہا کتنی دیر تم غار میں رہے وہ بولے کہ ایک آدھ روز رہے ہیں۔
قَالُوْا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۟ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَکُمْ
آخر سب نے کہا تمہارا پروردگار تمہارے ٹھہرے کی مدت کو خوب جانتا ہے۔ پس تم اپنے میں
بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖٓ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَآ اَزْکٰی
سے ایک کو یہ چاندی کا ٹکڑا دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ غور کرے کہ ان میں
طَعَامًا فَلْیَاْتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ وَلْیَتَلَطَّفْ وَلَا
سے کس کا کھانا ستھرا ہے پس اس سے کچھ کھانے کی چیز تمہارے پاس لے آئے اور بڑی نرمی کرے
یُشْعِرَنَّ بِکُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّھُمْ اِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ
اور تمہارے حال پر کسی کو اطلاع نہ دے ف۳ اگر وہ تمہارے حال پر مطلع ہوگئے تو تم پر
یَرْجُمُوْکُمْ اَوْ یُعِیْدُوْکُمْ فِیْ مِلَّتِھِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا
پتھراؤ کر ڈالیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں واپس لے جائیں گے اور تم کبھی بھی
اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَکَذٰلِکَ اَعْثَرْنَا عَلَیْھِمْ لِیَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ

رہا نہ ہوگے۔ اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان پر مطلع کر دیا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ

گے غار کی دائیں اور بائیں جانب یا تو اس میں داخل ہونے کے اعتبار سے ہے یا اس سے نکلنے کے اعتبار سے تو تقدیر اوّل پر وہ غار شمال رویہ ہوگا اور تقدیر ثانی پر جنوب رویہ ورنہ شرق رویہ یا غرب رویہ ہونے کی صورت میں یا تو ان پر طلوع کے وقت دھوپ پڑتی یا غروب کے وقت اور مقصود اس سے اس جگہ کا محفوظ ہونا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے کہ رب کائنات نے انہیں اس غار میں پہنچایا جہاں انہیں زندہ رکھا دھوپ بھی پہنچے ہوا بھی جائے اور چاندنی بھی رہے تاکہ نہ نیند میں خلل آئے اور نہ نقصان پہنچے۔

ف۲: کتا وہ جانور ہے جو فقہی حیثیت سے نجس ہونے کے باوجود اپنی وفاداری' حفاظت کرنے اور پہرہ دینے کے لیے مشہور ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ بلعم بن باعور کا گدھا اور اصحاب کہف کا کتا جنت میں ہوں گے قطع نظر صحت روایت کے صوفیہ نے کہا ہے کہ صحبت عجیب اثر رکھتی ہے اور اللہ کے شیروں کی برکتیں دنیا کے کتوں کو بھی بشرط صحبت و رفاقت شامل ہو جاتی ہیں بعض سالکین نے کہا ہے کہ صالحین کی مجالست و قرب بھی بہت غنیمت ہے گو مجانست نہ بھی ہو اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

پسر نوح یا بداں بہ نشست - خاندان بنوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند - پے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاب کہف کے اس کتے کا نام بعض حمران اور بعض نے قطمیر تحریر کیا ہے واللہ اعلم۔ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور سعید بن جبیرؒ اور قتادہؒ نے کہا کہ وصید بھی فنا ہے اور فنا سے مراد دروازہ ہے۔

ف۳: ترجمان القرآن حبر الامۃ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات شخص تھے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قال قائل منھم تو یہ ایک شخص ہوا اور اس کے جواب میں انہوں نے کہا ربنا یہ صیغہ جمع کا ہے اور جمع کے لیے کم سے کم تین ہوتے ہیں' پھر کہا قالوا ربکم اعلم یہ بھی جمع ہے تو معلوم ہوا کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے اور اس طرح کل سات ہوئے واللہ اعلم۔

اہل توحید کو ہمیشہ غذاؤں میں حلال و حرام کا خیال رہا ہے اور وہ بتوں کے چڑھاوے وغیرہ سے متحرز رہے ہیں اصحاب کہف نے بجائے سوال کرنے کے کھانا قیمۃً خریدنا پسند فرمایا طالبوں اور سائلوں کو بھی چاہئے کہ ہمت بلند رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سوال ترک کر دیں بعض نے از کی طعاماً کی تفسیر نفیس کھانے سے بھی کی ہے اور یہیں سے بعض صوفیہ نے بعض دینی مصلحتوں سے لذیذ و نفیس کھانوں ہی کو پسند کیا ہے و لیتلطف۔ میں لیت پر حروف کی تعداد کے لحاظ سے قرآن کریم کا نصف ہوتا ہے۔

ان کا دین تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تخمیناً دو سو پچاس برس بعد دقیانوس یا دقی کس بادشاہ کے عہد میں ہوئے جو بت پرست تھا اور وہ ان کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا جس سے تنگ آ کر یہ نوجوان ہجرت کر گئے۔ واللہ اعلم عند اللہ۔ (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: دھوپ ان پر نہ چڑھتے وقت پڑتی تھی اور نہ ڈھلتے وقت اور غار کی بناوٹ ہی ایسی تھی کہ غار نشیں دھوپ کی اذیت سے امن میں رہتے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اس غار کا منہ شمال رخ ہے اور جو غار شمال رویہ ہوگا اس کے اندر سورج کی شعاعیں قدرۃً داخل نہ ہو سکیں گی اور اس کے اندر رہنے والے اگر شمال ہی کی طرف رخ رکھیں گے تو دھوپ کی تیزی سے برابر امن میں رہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں۔ جب وہ اپنے کام میں آپس

بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۗ رَبُّهُمْ

میں جھگڑتے تھے کہتے تھے کہ ان پر ایک دیوار بنادو۔ ان کا پروردگار

اَعْلَمُ بِهِمْ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کے حال سے خوب واقف تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے

عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ

انہوں نے کہا ہم تو ان پر ایک مسجد بنادیں گے ف۱ بعض کہیں گے کہ تین کس تھے چوتھا

كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

ان میں سے ان کا کتا تھا بعض کہتے ہیں وہ پانچ کس تھے چھٹا ان کا کتا تھا

رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۗ

اٹکل پچو ہے بعض کہتے ہیں کہ سات کس تھے آٹھواں ان کا کتا تھا

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۗ

تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کے شمار کو خوب جانتا ہے ان کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں

فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ

پس تو ان کی شان میں تکرار نہ کرنا مگر سرسری طور پر۔ اور ان کی بابت کسی سے

مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ع

دریافت بھی نہ کرنا ف۲ اور نہ کہا کر کہ میں یہ بات کل ضرور

ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

کروں گا لیکن جو خدا چاہے اور جب تو

اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ

بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کیا کر اور کہا کر امید ہے کہ میرا پروردگار

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ

مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتلائے گا۔ ف۳ اور وہ اپنی غار میں تین سو

سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

نو سال تک رہے تو کہہ اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت

ف۱: یعنی جس طرح ہم نے ان کو سلایا پھر جگایا اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال پر اطلاع دی تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قبروں سے اٹھائے جانے کا وعدہ حق ہے۔ اصحاب کہف کی غار نشینی کے تین سو سال بعد دنیائے مسیحیت میں یہ سوال کھڑا ہو گیا تھا کہ عقیدہ نشر و جزائے جسمانی صحیح بھی ہے؟ وقت کا ایک مشہور پادری تھیوڈر جو جسموں کے اٹھائے جانے کا منکر تھا بحث و مباحثہ کے زمانہ میں اصحاب کہف اپنی طویل نیند سے بیدار ہوئے اور ان کے عجیب و غریب حالات کا علم ہر خاص و عام کو ہوا' ان کی طویل نیند اور بیداری سے اہل مادیت کو دوبارہ اٹھائے جانے کی ایک سند و نظیر ہاتھ آ جاتی ہے اور ذہن سے استبعاد دور ہو جاتا ہے۔ ان نوجوانوں میں سے جو صاحب روپیہ لے کر کھانا خریدنے گئے تھے وہ جب بازار پہنچے تو چونکہ کئی دور گزر چکے تھے اس لیے وہاں ہر چیز کی ہیئت بالکل بدل چکی تھی اور بادشاہت بجائے دشمنانِ مسیحیت کے خود مسیحوں کی قائم تھی' جب اس نے سینکڑوں برس کا پرانا سکہ نکالا تو لوگوں کی حیرت اور بدگمانی مزید بڑھ گئی اور مجبوراً اسے اپنا پتہ بتانا پڑا اور سرگزشت دہرانی پڑی آخر کچھ لوگ اس کے ساتھ غار کے دہانہ تک آئے جب لوگ ان کی زیارت کو جوق در جوق آنے لگے اور غار کے دروازہ پر میلہ سا لگنے لگا تو ان حضرات کو وفات دے دی گئی اور اب یہ گفتگو ہونے لگی کہ ان مقدس جسموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ جو بااثر ذی اقتدار لوگ تھے ان کی رائے قرار پائی ع ۵ کہ غار کے اوپر عبادت گاہ تعمیر کر دی جائے' یاد رہے کہ مسجد یہاں کا معبد یا پرستگاہ کے عام معنی میں ہے اسلامی مسجد کے اصلاحی معنی میں نہیں اور اس مسجد سے ان کا وہ ارادہ نہ تھا جو جاہلوں کا قبور کے پاس مسجد بنانے سے ہوتا ہے اس لیے قبر پرستوں کو اس سے کوئی دلیل نہیں مل سکتی۔

ف۲: محض اٹکل اور ظن و گمان سے بغیر کسی سند عقلی یا شرعی کے کام لینا اور چیز ہے اور دلیل شرعی سے قاعدہ اور قانون کے مطابق کوئی نتیجہ لینا بالکل اور چیز ہے' تو اس لئے گمان وغیرہ سے کام لینا فضول اور منع ہے اور شرعی قواعد کے مطابق کام لینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بعض اوقات ضروری اور واجب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اصحاب کہف کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کی صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی ان کم لوگوں میں سے ہوں جو ان کی صحیح تعداد جانتے ہیں' وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا' تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد رجما بالغیب فرمایا اور یہ تیسرا قول یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر ہے' نیز پہلے دونوں جملوں میں واؤ عطف نہ تھا تیسرے میں وثامنهم كلبهم عطف کے ساتھ لانے سے گویا اس پر زور دینا ہے کہ اس قول کا قائل پوری بصیرت و ثوق کے ساتھ واقعہ کی تفصیل سے واقف ہے۔

ف۳: مخالفین نے جب اصحاب کہف کا قصہ دریافت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا میں کل بتلاؤں گا مگر ان شاء اللہ کہنا بھول گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس لحاظ سے اس آیت کا تعلق شروع قصہ سے ہے مگر حکم عام ہے اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہو اور جو کچھ ہوتا ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف جب غار میں داخل ہوئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا اس طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید لائے مگر (بقیہ صفحہ 880 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَ
کو خوب جانتا ہے۔ تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا علم اس کے پاس ہے وہ بہت بڑا دیکھنے والا
اَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ
اور سننے والا ہے ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں
فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ
کسی کو شریک نہیں کرتا ف۱ - اور جو کچھ تیرے پروردگار کی کتاب کے احکام تیری طرف
كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ
بھیجے جاتے ہیں وہ پڑھ دیا کر۔ اس کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا
دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
تو کہیں پناہ کی جگہ نہ پائے گا اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
محض اس کی رضا جوئی چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ وابستگی رکھا کر اور ان کو چھوڑ کر
وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ
دنیا کی زینت کا ارادہ کرتا ہوا دوسری طرف التفات نہ کرنا
الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا
اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ اپنی
وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی کارروائی حد سے متجاوز ہے ایسے آدمی کی بات کبھی نہ مانیو ف۲ اور تو کہہ سچی تعلیم
رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ
تمہارے پروردگار سے آپہنچی ہے پس جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کافر بنے
اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ
ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے ان پر گھیرا ڈال رکھا ہوگا۔
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ
اگر فریاد کریں گے تو تانبے کے رنگ جیسے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو منہ کو جلا دے گا
بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
برا پانی ہوگا اور وہ بری جگہ ہوگی ف۳ - اس میں شک نہیں کہ جو لوگ

ف۱: مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین سو نو سال اکٹھے ذکر نہیں کئے بلکہ دو ٹکڑوں میں ذکر کئے تین سو الگ اور نو الگ اس کی وجہ یہ ہے کہ سال کے دنوں کی گنتی دو طرح پر ہے سورج کے حساب سے اور چاند کے حساب سے اور چاند کا سال سورج کے سال سے قریباً دس دن چھوٹا ہوتا ہے۔ اس حساب سے تین سال میں ایک ماہ کا فرق اور ایک سو سال میں تین سال کا فرق پڑتا ہے تو اس لئے تین سو سال میں ۹ سال کا فرق ہوا یعنی شمسی حساب سے تین سو سال ہوئے اور قمری حساب سے نو اس پر زیادہ کر لو تین سو نو سال ہوئے سبحان اللہ۔ لیکن شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرب میں قمری حساب ہی تھا قرآن شریف میں دوسری جگہ یہی ارشاد ہے ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ (البقرہ: ۱۸۹) یعنی اے رسول تو ان لوگوں سے کہہ کہ چاند لوگوں کے حساب کے لیے کم و بیش ہوتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ شمسی حساب سے تین سو اور قمری حساب سے نو زائد یہ قول غلط ہے قرآن شریف تو خود بتلاتا ہے اور عرب میں رواج بھی یہی تھا کہ سالوں کا حساب قمری مہینوں سے تھا پھر قرآن میں اس کے برخلاف حساب کیوں آتا تھا علاوہ اس کے اس تفصیل کے لیے کہ تین سو شمسی اور تین سو نو قمری کوئی اشارہ بھی نہیں۔ یہاں مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ علیہ کے قول سے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول زیادہ وزنی اور جاندار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تنبیہ:۔ بعض لوگ اصحاب کہف کے ناموں کو حل مشکلات کے لیے ورد اور وظیفہ ٹھہراتے ہیں اس کا ثبوت نہ تو قرآن پاک سے ہے نہ حدیث شریف سے اور نہ ہی کسی صحابی اور امام کے قول سے ملتا ہے بلکہ قرآن شریف میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ میرا نام لیا کرو اور مجھ سے ہی مدد مانگا کرو اور میرے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ مجھ کو پکار ﴿لِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰) اور فرمایا ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى﴾ (الاسراء: ۱۷۰) اگر غیر اللہ کے نام کو ورد وظیفہ بنانا جائز ہو تو ایاك نعبد اور ایاك نستعین کے کیا معنی ہوں گے۔

ف۲: عرب کے مشرک نبی ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان غریب غربا مسلمانوں کو مجلس سے ہٹا دیا کریں تو پھر ہم آپ کی بات سنیں گے تو نبی ﷺ کا خیال بھی اس طرف اس نیت سے مائل ہونے کو تھا کہ چند روز بعد یہ لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے لہٰذا سردست ان کے اس بے جا غرور کو مان لیں، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان فرعونی دماغوں کی خاک جتنی بھی قدر نہ تھی اس لیے یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو جوش و انہماک تبلیغ میں قدرۃً اس کی فکر زیادہ رہا کرتی تھی کہ قریش کے سرداروں میں سے کوئی ایمان لے آئے تو امت کے جمال و کمال میں نمایاں اضافہ ہو جائے اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ امت کا جمال و کمال اس ظاہری ساز و سامان دنیوی اور مال و جاہ مادی سے نہیں بلکہ وہ اخلاص و اطاعت کاملہ سے ہے، خواہ ان کے وجود کا تحقق فقراء و غربا و عوام الناس ہی میں ہو اور عناد ارادی کا وبال یہ پڑتا ہے کہ حق کے لیے قلب میں کوئی طلب باقی نہیں رہ جاتی اور اسی سزا کو تکوینی طور پر اپنی جانب بحیثیت مسبب الاسباب کے منسوب کر دیا گیا۔

ف۳: جو کچھ میں اپنے رب کے پاس سے لایا ہوں وہی حق، سچائی اور شک و شبہ سے بالکل خالی ہے اب جس کا جی چاہے مانے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ مانے اور یاد رکھو کہ نہ ماننے والوں کے لیے آگ جہنم تیار ہے جس کی چار دیواری کے جیل خانے میں یہ بے بس ہوں گے۔ الحق من ربك (بقیہ صفحہ 881 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ
ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں ہم نیک اعمال کرنے والوں کے عمل ضائع
عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ
نہیں کیا کرتے۔ انہی لوگوں کے لئے ہمیشہ کے باغ ہیں ان کے
تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے
وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ
اور سبز لباس اور باریک دبیز وہ ان میں
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ
تختوں پر بیٹھے ہوں گے یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہے اور بہت ہی
مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا
عمدہ ہوگا ف۱ تو ان کو دو آدمیوں کی مثال سنا ف۲ ان میں سے ایک کو ہم نے
لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ
انگوروں کے دو باغ دیے تھے اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درختوں سے روک کر دی تھی
جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ
اور اور ان کے درمیان کھیتی کی باڑی پیدا کی تھی ف۳ وہ دونوں باغ خوب
اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـــًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا
پھل دیتے تھے اور معمولی پھل سے انہوں نے کبھی کچھ کم نہ کیا اور ہم نے ان کے درمیان
نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ
ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی اور اس کے پاس پھل مہیا تھے۔ پس اس نے اپنے
اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ
ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور بڑے زبردست جتھے والا ہوں اور اپنے باغ میں
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ
داخل ہوا ایسے حال میں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا بولا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ باغ بھی
اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ
کبھی ویران ہوگا ف۴ اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں اپنے

ف۱: اہل دوزخ کی سختیوں اور ہولناکیوں کے مقابلہ میں یہ اہل جنت کی عیش سامانیوں کا بیان ہو رہا ہے جنت میں جو دار العمل نہیں بلکہ کلی طور پر دار الجزاء ہے نہی شرعی اٹھ جانے کے بعد بہت سے دوسرے ممنوعات کی طرح زیور پوشی بھی جنت میں مردوں کے لیے جائز ہو جائے گی اور ان کا شمار اسباب زینت میں سے ہونے لگے گا اور یہ زیور دیکھنے میں بہت بھلے معلوم ہوں گے جیسا کہ آج بھی ان کا شمار اسباب زینت میں ہے جہاں جہاں یہ رائج ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ سوال پیدا کر کے کہ ایک ہی آیت کے اندر یحلون صیغہ مجہول اور یلبسون صیغہ معروف کیوں ہے؟ کا جواب یہ دیا ہے کہ یلبسون میں اشارہ اہل جنت کے اجر واجب کی طرف ہے اور یحلون اس اجر واجب سے زائد یعنی یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل کی خبر دے رہا ہے۔

ف۲: یہ کوئی فرضی مثال نہیں بلکہ سچا واقعہ ہے جو عبرت کے لیے بیان کر دیا گیا ہے۔ آگے آیت نمبر ۳۴ اور ۳۷ میں صراحت ہے کہ دو اشخاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی جو اس مثال کے واقعاتی مثال ہونے کا واضح ثبوت ہیں۔

ف۳: اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی نوازش اس طرح ہوئی تھی کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک چھوڑ دو باغ عطا کیے تھے اور یہ باغ اعلیٰ قسم کے تھے۔ عربوں کے ہاں اعلیٰ قسم کا باغ انگوروں کا ہوتا تھا جس کے گرد کھجور کے درخت ہوتے تا کہ تیز و تند ہوا سے انگور کی بیلیں محفوظ رہ سکیں اور درمیانی حصہ میں کھیتی ہوتی جس سے غلہ حاصل ہوتا۔

ف۴: اوپر مسکین مسلمانوں اور مالدار کافروں کا ذکر تھا یہاں ان کی ایک مثال بیان فرمائی کہ دو شخص تھے جن میں سے ایک مالدار کے انگوروں کے باغ اردگرد کھجوروں کے درخت' درمیان میں کھیتی' درخت پھلے ہوئے' کھیتی سرسبز پھل اور پھولوں سے بھرپور اور عرب کے نقطہ نظر سے آسودگی و خوش حالی کا کامل و مکمل مرقع تھے۔ اس نے ایک دن اپنے ایک دوست سے فخر و غرور کرتے ہوئے کہا کہ میں مالداری میں عزت و اولاد میں جاہ و چشم میں تجھ سے زیادہ حیثیت والا ہوں اور ایک فاجر شخص کی تمنا بھی یہی ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ چیزیں اس کے لیے بکثرت ہوں چنانچہ وہ شخص اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا یعنی تکبر' انکار قیامت اور کفر کرتے ہوئے اس قدر مست تھا کہ اس کی زبان سے نکلا کہ نا ممکن ہے میری یہ لہلہاتی کھیتیاں یہ پھل دار درخت یہ جاری نہریں اور یہ سرسبز بیلیں کبھی فناء ہو جائیں۔

درحقیقت یہ اس کی کم عقلی' بے ایمانی' دنیا کی خرمستی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر خدا پرست اور مادہ پرستوں کی نظریں قریب کے اسباب طبعی و مادی تک ہی محدود رہتی ہیں تو وہ شخص بقاو نشوونما اور ترقی کے انہیں مادی و قریبی اسباب پر نظر کر کے بولا کہ اس جائیداد کے اجڑنے اور ویران ہونے کے تو قطعاً کوئی آثار نہیں۔ اس کا اپنے ساتھی سے یوں کہنے کا یہ مطلب تھا کہ میرا طریقہ اگر خلاف حق اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہوتا تو میں آج اس قدر خوشحالی میں کیوں ہوتا اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ میرا مسلک صحیح اور تیرا مذہب غلط ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ

پروردگار کی طرف گیا تو اس سے بھی عمدہ جگہ پاؤں گا ف۱ اس کے ساتھی

لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ

نے باتیں کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے

خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ

منکر ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے پھر تجھ کو

رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْٓ

پورا آدمی بنایا۔ لیکن میں تو اس خیال پر ہوں کہ اللہ ہی پر میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار

اَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا

کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ بھلا تیرا اس میں کیا حرج تھا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو یہ کہتا

شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

کہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا ہے بے مدد خدا کے نہ طاقت ہے نہ قوت اگر تو مجھ کو باعتبار مال اور اولاد کے

مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ

کم درجہ جانتا ہے تو عنقریب میرا پروردگار تیرے باغ سے اچھا باغ

خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ

مجھے عنایت کرے گا اور اس پر آسمان سے کوئی ایسی بلا

السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا

نازل کرے گا جس سے وہ ایک میدان ہو جائے گا یا اس کا پانی

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ

خشک ہو جائے گا تو تو اس کو طلب بھی نہ کر سکے گا ف۲ اور اس کے تمام پھلوں پر گھیرا ڈالا

فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰی مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَهِیَ

گیا پھر تو وہ اپنے مال پر جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا دونوں ہاتھ ملنے لگا اور وہ

خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ

اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اور کہتا تھا کہ کاش میں کسی کو اپنے پروردگار کے ساتھ

بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ

کسی کو شریک نہ بناتا ف۳ اور کوئی جماعت بھی اس کی حمایتی نہ ہوئی

(بقیہ ۱۷)

تھا پھر موجود ہوا اور یہ وجود اس کا خود اس کی طرف سے نہیں ہے کہ خود بخود ہی تیار ہو گیا ہو اور نہ کسی اور مخلوق کی طرف سے اس کا وجود متصور ہو سکتا ہے اس لیے کہ وہ مخلوق بھی اسی کے مشابہ ہے تو ثابت ہوا کہ یہ کام فقط خالق کا ہے اس لیے مومن نے کہا کہ میں تو کہوں گا کہ اللہ واحد وہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں کروں گا اور تیرا ہم قول نہیں بنوں گا بلکہ اپنا معبود اسی وحدہ لا شریک لہ کو جانوں گا۔ پھر اس مالدار شخص کو دوسرے امر پر ملامت کی کہ تو نے باغ میں داخل ہوتے کے وقت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قوت کا ذکر کیوں نہ کیا اس طرح اس کافر کو برا بیختہ کیا اس بات پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قوت کا اقرار کرے کہ بقا و فنا ہر چیز کی اس کے ارادہ پر موقوف ہے اور عاجزی کا اقرار کرے۔ اور وہ نیک شخص اس مالدار ساتھی کو نیک رغبت دلانے کے لیے کہتا ہے کہ تو اپنی لہلہاتی اور ہر سر سبز و شاداب لہلہاتی ہوئی کھیتی اور طرح طرح کے میوں سے لدے ہوئے باغ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہیں ادا کرتا؟ تو کیوں ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ نہیں کہتا؟ چنانچہ اب اس مالدار نے اس شخص کی کسی بات کا اثر نہ لیا تو اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس باغ کو جسے تو نیشکی والا سمجھے بیٹھا ہے اسے تباہ کر دے آسمان سے اس پر عذاب بھیج دے۔ تند و تیز آندھی کے ساتھ بارش آئے تیرے یہ تمام کھیت اور باغ غرق ہو جائیں صرف خالی زمین ہی باقی رہ جائے گویا کہ جیسے یہاں کبھی کوئی چیز اگی ہی نہیں تھی۔ اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھائے کہ بوقت غم ان کو کہا کروں: وَاللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا۔ بعض سلف نے کہا ہے جس کو اپنی جان یا اپنے مال یا اپنی اولاد میں سے کوئی چیز اچھی لگے تو وہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ بتا دوں وہ خزانہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے نے مان لیا اور اپنا معاملہ میرے سپرد کر دیا۔ ابوہریرہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ صرف لاحول نہیں بلکہ وہ جو سورۃ کہف میں ہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ پھر فرمایا کہ اس نیک شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ مجھے آخرت کے دن اس سے بہتر نعمتیں عطا فرمائے۔

ف۱: یعنی پہلی بات تو یہ ہے کہ میں قیامت کا قائل ہی نہیں یہ سب ڈھکوسلے ہیں اور اگر بالفرض تیرے عقیدہ کے مطابق حشر و نشر برحق نکلا تو میں جس عیش و عشرت کی زندگی یہاں بسر کر رہا ہوں اس سے زیادہ چین و آرام سے میں وہاں رہوں گا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوں ورنہ وہ مجھے اس قدر مال و متاع کیسے دے دیتا۔

ف۲: اس کافر مالدار کو جو جواب اس مومن مخلص و دیندار موحد رفیق نے دیا اس کا بیان ہو رہا ہے فرمایا کہ تو اس خدا کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے ابتدائی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل ملے جلے پانی سے جاری رکھی ہر انسان کا مادہ بعید مٹی ہی ہے بواسطہ آدم علیہ السلام کے ثم من نطفۃ ہر انسان کا مادہ قریب نطفہ پدری ہے بواسطہ رحم مادر اور ہر شخص جانتا ہے کہ میں پہلے معدوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ
جو اللہ کے سوا اس کی حمایت کرتی نہ وہ خود بدلہ لے سکا۔ ایسے ہی موقع
الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾
پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ برحق ہی کی حکومت ہے اسی کا بدلہ اچھا ہے اور اسی کا انجام بہتر ہے ف۱
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ
اور ان کو دنیا کی زندگی کی مثال بتلا کہ وہ پانی کی طرح ہے جو ہم اوپر سے
مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ
اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خوب پھل پھول جاتی ہیں پھر وہ
هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
چورا چورا ہو جاتی ہیں کہ ہوائیں اس کو اڑاتی ہیں۔ اور ہر ایک چیز
مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے دنیا کی جج سجاوٹ ہیں اور
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
نیک اعمال جو باقی رہنے والے ہیں ان کا بدلہ اور امید تیرے پروردگار کے
اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ
نزدیک سب سے بہتر ہے۔ ف۲ اور جس روز ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو چٹیل میدان دیکھے گا
وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا
اور ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور تیرے
عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ
پروردگار کے سامنے صفیں باندھ کر پیش کئے جائیں گے آج تو ہمارے پاس ایسے
اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾
آئے ہو جیسے ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ ہم تمہارے لئے وقت نہ ٹھہرائیں گے
وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ
اور کتاب رکھی جائے گی پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اس کتاب کے اندر والی باتوں سے ڈرتے ہوں گے اور
مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ
کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ

(بقیہ ۲)

اولاد مقصود و مطلوب بن جاتے ہیں اور ان کا شمار بھی باقیات صالحات میں ہونے لگتا ہے۔ ہر عمل خیر و شر سے جو اثر انسان پر مرتب ہوتا ہے اس کا نام ثواب و عذاب ہے اور وہ ایک دائمی اور ثابت و قائم رہ جانے والی حقیقت ہے۔ چونکہ ثواب و عذاب کا رشتہ اعمال کے ساتھ غیر منفک ہے اس لیے مجازاً اعمال صالحہ ہی کو باقیات ارشاد فرمایا گیا۔ حق تعالیٰ چونکہ خود باقی قائم اور لا یزال ہے اور اس کی رضا اور طاعت کے لیے جو کام بھی کیا جاتا ہے وہ خود بھی حیات ابدی حاصل کر لیتا ہے اور مخلوق چونکہ خود فانی ہے اس لیے رضائے مخلوق والے تمام کام خود ہی فنا پذیر ہو جاتے ہیں۔

ف۱: اس مالدار کا یہ قول ندامت نقصان کی بنا پر تھا اس سے عقیدہ کفر پر ندامت لازم نہیں آتی اس حسرت اور ندامت سے بھی ع ۱۲ مقصود تمام تر دنیا ہی تھی اس لیے یہ قول نجات کے لیے کافی نہ ہوا جن پر فخر کرتا تھا جس مجمع اور جتھے پر اسے ناز تھا ان میں سے کوئی بھی اس وقت اس کے کام نہ آیا فرزند قبیلہ سب رہ گیا فخر و غرور تمام تباہ ہو گیا اور جب اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو نہ تو کوئی اور اس کے ساتھ حصہ دار بنا اور نہ ہی خود اس کے اپنے اندر کوئی ہمت پیدا ہوئی اور ہوتی بھی کیسے کیونکہ نصرت اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں تھی اس کے سوا کسی اور کو اختیار نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد دنیا و عقبیٰ دونوں جگہ کام آتی ہے اور اگر اس کے مقبول بندوں کا کوئی ظاہری نقصان ہوتا بھی ہے تو اس کا ثمرہ نیک مل کر رہتا ہے۔ ولایۃ بالفتح کے معنی کارسازی و انصرام امور کے ہیں اور ولایۃ بالکسر کے معنی مدد و نصرت کے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولایۃ اور ولایۃ دونوں کارسازی کے معنی میں مترادف ہیں۔

امام ابن جریرؒ نے لکھا ہے کہ بصرہ اور کوفہ و مدینہ کے بعض قاریوں کی زبان پر ولایۃ ہے جس کے معنی دوستی یا مدد کے ہیں اور کوفہ کے عام قاریوں کی قراۃ ولایۃ بالفتح ہے جس کے معنی غلبہ اور حکومت کے ہیں۔

ف۲: دنیا اپنے زوال' فنا' خاتمے اور بربادی کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں سے ملتی ہے اور ہزارہا پودے لہلہانے لگتے ہیں تر و تازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز پر ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ کر چورا چورا ہو جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ باقیات صالحات ہر لحاظ سے عمدہ چیز ہے' مثلاً پانچوں وقت کی نمازیں اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ باقیات صالحات ہیں۔

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ باقیات صالحات ہیں حضرت عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ تمام اعمال صالحہ اسی میں داخل ہیں۔

محققین نے کہا ہے کہ ہر وہ عمل یا قول جو معرفت الٰہی یا محبت الٰہی یا اطاعت الٰہی کی طرف لے جانے والا ہو تو وہ اسی باقیات صالحات کی فہرست میں داخل ہے۔ مال اور اولاد کو تحقیراً محض زینت حیات دنیوی کہنا خود ان کے مال و اولاد ہونے کے اعتبار سے ہے لیکن اگر اپنی اللہ پرستی اور دین طلبی کا ذریعہ بنا لیا جائے اور ان سے اطاعت الٰہی اور خدمت دین کا کام لیا جائے تو یہی مال و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَ

نہ چھوٹا گناہ چھوڑتی ہے اور نہ بڑا یہ سب پر حاوی ہے۔ اور

وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ

جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا سب اس میں پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر

اَحَدًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

ظلم نہیں کیا کرتا۔ ف۱ جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

ان سب نے کیا مگر ابلیس نے انکار کیا وہ جنوں سے تھا پس وہ اپنے پروردگار

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ

کے حکم سے بے فرمان ہوا تو کیا پھر تو اس کو اور اس کی ذریت کو دوست

مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کا بہت ہی برا

بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بدلہ ہوگا ف۲ نہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش پر ان کو حاضر کیا تھا

وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ

نہ خود ان کی پیدائش پر اور نہ میں گمراہ کنندوں کو قوت بازو

عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ

بنانے والا ہوں ف۳ اور جس روز خدا کہے گا کہ جن کو تم نے میرا

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ پس وہ ان کو بلائیں گے وہ ان کو بات کا جواب نہ دیں گے

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

اور ہم ان میں ایک بڑی مضبوط آڑ حائل کردیں گے اور مجرم آگ دیکھیں گے تو

فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا

سمجھیں گے کہ ہم اس میں گرے اور اس سے بھاگنے کی راہ ان کو نہ

مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ

ملے گی اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح

ف۱: اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں اور جو عجیب خیز بڑے بڑے کام اس دن ہوں گے یعنی پہاڑ جیسی سخت مخلوق بھی اپنی جگہ سے چلائی جائے گی بلکہ اس کی بھاری چٹانیں دھنی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتی پھریں گی' دریا' ٹیلے' عمارتیں اور درخت وغیرہ سب ناپید ہو جائیں گے۔ غرض زمین کے تمام نشیب و فراز ختم ہو کر سطح ہموار اور کھلی ہوئی رہ جائے گی اور تمام کے تمام انسان بلا استثناء قبروں سے اٹھا اٹھا کر میدان محشر میں جمع کر دیئے جائیں گے کوئی شخص بھی عدالت الٰہی سے غیر حاضر نہ ہو سکے گا' وہاں منکرین قیامت کو سب کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ ہوگی کہ دیکھو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوسری مرتبہ پیدا کر کے اپنے سامنے لا کھڑا کیا اور پہلی بار میں یہ بھی داخل ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان وغیرہ نہ رہے گا۔

حدیث میں ہے کہ محشر میں کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (۸۰) امت محمدیہ کی ہوں گی اور تمام لوگوں کے نامہ اعمال سامنے کر دیئے جائیں گے جس میں ہر چھوٹا بڑا چھپ چھپا کر یا علی الاعلان کیا ہوا ہر عمل لکھا ہوگا اور اپنی بداعمالیوں کو دیکھ دیکھ کر گنہگار حیرت زدہ ہو جائیں گے اور افسوس اور رنج سے کہیں گے کہ ہائے ہم نے اپنی عمر کیسی غفلت میں بسر کی اور بدکاریوں میں لگے رہے۔ فرمایا تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر ظلم کرے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ظلم کا بایں معنی تو امکان ہی نہیں کہ وہ غیر کی ملک میں تصرف کرے لیکن ظاہر میں جو ظلم نظر آئے اور بے موقع کام سمجھا جائے وہ تو وہ بھی نہیں کرتا' نہ کسی کو بے قصور پکڑتا ہے اور نہ ہی کسی کی ادنیٰ نیکی کو ضائع ہونے دیتا ہے بلکہ وہ اپنی حکمت بالغہ سے نیکی اور بدی کے ہر ایک درخت پر وہی پھل لگاتا ہے جو اس کی طبیعت نوعیہ کا تقاضا ہو کفر و ایمان اور اطاعت و معصیت میں خالق کل نے علیحدہ علیحدہ خواص و تاثیرات رکھ دی ہیں اور آخرت میں خیر و شر کے یہ تمام خواص و آثار علی الاعلان ظاہر ہو جائیں گے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے تمام فرشتوں کو بطور ان کی تشریف و تعظیم اور تکریم کے ان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تمام ملائکہ نے تعمیل کی لیکن چونکہ ابلیس بد اصل تھا آگ سے پیدا شدہ تھا اس نے انکار کر دیا اور فاسق بن گیا فرشتوں کی پیدائش نورانی تھی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور ابلیس شعلہ مارنے والی آگ سے اور آدم علیہ السلام مٹی سے تو ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنی اصلیت پر جاتی ہے اور وقت پر برتن میں جو کچھ ہو وہی ٹپکتا ہے گو کہ ابلیس بھی فرشتوں جیسے اعمال کر رہا تھا انہی کی مشابہت کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں دن رات مشغول تھا تو اسی لیے ان کے خطاب میں یہ بھی آ گیا۔ افسوس کہ کان من الجن کی تصریح کے باوجود بھی ہزاروں پڑھے لکھے مسلمان اب تک ابلیس کو فرشتہ ہی سمجھ رہے ہیں اور یہ بھی کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخر میں ابلیس کو معاف فرما دے گا۔ ففسق میں فاء سببیہ ہے یعنی جن ہونے کی بنا پر تو اس نے سرکشی کی اگر وہ فرشتہ ہوتا تو اس سے نافرمانی کس طرح ہو سکتی تھی۔ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ یہ جنات فرشتوں کی ایک قسم تھی جو تیز آگ سے پیدا کئے گئے تھے۔

ف۳: یعنی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا اولیاء بنائے ہوئے ہو وہ سب تم جیسے ہی میرے غلام ہیں وہ کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں' زمین و آسمان کی پیدائش میں میں نے انہیں شامل نہیں رکھا تھا یعنی آفرینش کائنات کے وقت ان کا وجود ہی سرے سے کہاں تھا یہ تو بہت بعد کی مخلوق ہیں' پھر اس کارخانہ ایجاد و تکوین کے کسی شعبہ میں بھی ان کی شرکت مشورہ کے حد تک بھی کیونکر ممکن تھی؟ تمام چیزوں کو صرف میں نے ہی پیدا کیا (بقیہ صفحہ 881 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ
کی مثالیں بیان کی ہیں اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے
جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ
والا ہے ف۱- ان لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے اور اپنے
الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمْ
پروردگار سے بخشش مانگنے سے کسی امر کی روک اس کے سوا نہیں
سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾
کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آئے یا سامنے سے ہمارا عذاب ان پر آئے ف۲-
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ
اور ہم رسولوں کو صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں
وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا
اور کافر لوگ جھوٹ کے ساتھ جھگڑے کیا کرتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ
بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾
سچ کو دبا دیں اور میرے احکام کو اور برے کاموں پر ڈرائے جانے کو ہنسی ٹھول سمجھتے ف۳ ہیں
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ
اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار کے حکموں سے نصیحت کیا
عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى
جائے پھر ان سے روگردان ہو اور اپنے اعمال کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ
پر سمجھنے سے پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے کانوں میں بند پیدا کر دی ہے
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ یَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾
اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے تو کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے ف۴
وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا
اور تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنہار اور مہربان ہے اور اگر وہ ان کے اعمال پر
كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ

منزل ۴

مواخذہ کرتا تو فورا ان پر عذاب نازل کردیتا بلکہ ان کے لئے ایک معیاد مقرر ہے ف۵

ف۱: انسانوں کے لیے ہم نے اپنی اس کتاب میں ہر بات کا خوب کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ راہِ حق سے نہ پھسلیں اور ہدایت کی راہ سے نہ بھٹکیں لیکن باوجود اس بیان اور فرقان کے پھر بھی بجز راہ یافتہ لوگوں کے دوسرے تمام کے تمام راہ نجات سے ہٹے ہوئے ہیں اور انسان ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کے بغیر نہیں رہتا اور اس سے جب دلائل کا جواب نہیں بن پڑتا تو یہ مہمل اور دور از کار فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔

ف۲: سابقہ زمانے کے اور اس وقت کے کافروں کی سرکشی بیان ہو رہی ہے جب صاف صاف ہدایت آ چکی اور تبلیغ کے تمام مراتب پورے ہو چکے تو اب بھی یہ کافر جو ایمان نہیں لاتے تو کیا یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ یہ بھی سابقہ لوگوں کی طرح ہلاک کئے جائیں یا زندہ تو رہیں لیکن عذاب در عذاب کے چکر میں ڈال دیئے جائیں۔

ف۳: رسولوں کا کام تو صرف مومنوں کو بشارتیں دینا اور کافروں کو ڈرا دینا ہے کافر لوگ بلاوجہ کی حجتیں کر کے حق کو اپنی جگہ سے پھسلا دینا چاہتے ہیں لیکن ان کی یہ چاہت کبھی پوری نہ ہوگی' حق ان کی باطل باتوں سے دبنے کا نہیں یہ میری آیات اور ڈراوے کی باتوں کو خالی مذاق ہی سمجھ رہے ہیں اور اپنی بے ایمانی میں اور بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس آیت سے دو مسئلوں پر روشنی پڑتی ہے ایک یہ کہ ہر نبی کی حیثیت صرف خوشخبری دینے اور ڈرانے والے کی ہوتی ہے' اس کا کام صرف تبشیر وانذار ہے اور نتائج کی ذمہ داری اس پر ذرہ سی بھی نہیں ہوتی اور دوسرا یہ کہ نبی سے خواہ مخواہ معجزات وخوارق کی فرمائشیں کرتے رہنا ایک فضول کام ہے۔

تنبیہ:۔ یجادل باب مفاعلہ سے آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام بھی ان سے بحث و مباحثہ کرتے رہتے تھے۔

ف۴: اس سے بڑھ کر اور بڑا ظالم کون ہے کہ جس کے سامنے کلام الٰہی پڑھا جائے اور وہ اس کی طرف التفات تک نہ کرے بلکہ منہ پھیر کر انکار کر جائے اور جو بدعملیاں اور سیاہ کاریاں اس سے پہلے کی ہیں انہیں بھی فراموش کر جائے اور جو اس طرح کرے تو اس ڈھٹائی کی سزا یہ ہوتی ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے اور ان کے کانوں کو حق سننے سے محروم کر دیتے ہیں' اب ان میں حق کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی' وہ سنیں کس طرح اور سمجھیں کیسے اور وہ حق کی طرف متوجہ ہوں تو کیسے؟ اور انجام کا خیال کریں تو کیسے؟ کیونکہ وہ تو بالکل مسخ ہو چکے ہیں تو اس لئے ایسے بدبختوں کے راہ راست پر آنے کی کوئی توقع نہیں اور ایسا تمام تر ان کے جدال بالباطل اور استہزاء بالحق کی وجہ سے ہوا۔ حاصل یہ کہ جب اپنے قصد واختیار سے کام لے کر حق کی مخالفت عرصہ تک کرتا رہتا ہے تو نتیجہ کے طور پر اس سے حق کے سمجھنے اور سننے کی توفیق ہی سلب ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اس کام کی ابتداء نہیں ہوتی۔

ف۵: ان منکرین کے کرتوت تو ایسے ہیں کہ اللہ کا عذاب ان پر فوراً نازل ہو جائے مگر اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے اس لیے وہ انھیں سنبھلنے کا موقع دے رہا ہے تاکہ وہ توبہ کر کے اس کی رحمت کے مستحق بن جائیں۔ مگر یہ مہلت ایک مقررہ وقت تک ہی کے لیے ہے۔ جب عذاب آ جائے گا تو پھر انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکے گی۔

اشارہ ہے ان بستیوں کی طرف جن کی ہلاکتوں کا ذکر قرآن میں بار بار ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى
اس سے پہلے ان کو کہیں پناہ کی جگہ ہرگز نہ ملے گی ان بستیوں والوں نے
اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ
جب ظلم کیے تو ہم نے ان سب کو تباہ کردیا اور ہم نے ان کے لئے
مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى
ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی ف۱ اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ جب تک
اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا
مجمع البحرین پر نہ پہنچوں گا نہ ٹھہروں گا یا سالہا سال چلتا رہوں گا پس وہ دونوں
مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ
جب مجمع البحرین پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے سرنگ کی طرح
فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا
دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ پس جب وہ دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا
غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾
کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں تو اس سفر میں سخت تکلیف پہنچی ہے
قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ
وہ بولا آپ نے دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی
الْحُوْتَ ۚ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ
بھول گیا اور مجھے شیطان نے اس واقعہ کا یاد دلانا
وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ
بھلا دیا اور اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ عجب طریق سے بنائی۔ موسیٰ نے کہا
مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾
وہی مقام تو ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں سو وہ اپنے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے الٹے پاؤں چلے
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ
پس انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت عنایت
عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ
کی تھی اور اس کو اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا ف۲ موسیٰ نے کہا

ف۱: اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور اعلیٰ رحمت والا ہے اگر وہ گناہگاروں کو فوراً ہی سزائیں دینا شروع کر دیتا تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہتا وہ لوگوں کے ظلم سے درگزر کر رہا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ پکڑے گا ہی نہیں یاد رکھو وہ تو سخت عذابوں والا ہے یہ تو اس کا حلم، رحم، پردہ پوشی اور معافی ہے تاکہ گمراہ ہونے والے راہ راست پر آجائیں اور ان کی توبہ قبول ہوسکتی ہے اور مغفرت حاصل ہوسکتی ہے اور صفت رحمت کی وجہ سے ہی اس نے انہیں اتنی مہلت دے رکھی ہے کہ عذاب الٰہی فوراً نہیں آتا بلکہ بڑے بڑے مجرموں کو بھی مہلت ضرور ملتی ہے یاد رکھو کہ تم سے پہلے کی امتیں بھی تمہاری طرح کفر و انکار میں پڑ گئیں اور آخر مٹا دی گئیں ان کی ہلاکت کا وقت مقررہ آ پہنچا اور وہ تباہ و برباد ہو گئیں پس اے مشرکو! تم بھی ڈرتے رہو تم اشرف الرسل والاعظم نبی ﷺ کو ستا رہے ہو اور انہیں جھٹلا رہے ہو حالانکہ پہلے کافروں سے تم قوت و طاقت اور سامان اسباب میں بہت کم ہو۔

ف۲: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ سے ایک مجلس میں سوال ہوا کہ بڑا عالم کون ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں کیونکہ ان کے خیال میں یہ بات تھی کہ چونکہ میں سب لوگوں کی ہدایت کے لیے نبی ہوں اس لیے میں سب سے زیادہ علم والا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کچھ اور تھا اس لیے ان کو حکم ہوا کہ تم فلاں ساحل میں جاؤ اور ہمارے فلاں بندے کی صحبت میں رہ کر مزید علم حاصل کرو فتی کے لفظی معنی نوجوان کے ہیں اور مجازی معنی غلام یا خادم کے ہیں اور اس سے مراد حضرت یشوع بن نون ہیں کیونکہ بخاری کی حدیث میں یہ تصریح موجود ہے اور تمام مفسرین بھی تقریباً اس پر متفق ہیں۔ حضرت یشوع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عزیز خاص و خادم خاص تھے بعد میں وہ خود بھی نبوت سے مشرف ہوئے اور مجمع البحرین کا تعین یقین کے ساتھ کرنا مشکل ہے یہ سفر اگر موسیٰ علیہ السلام کے قیام مصر کے دوران پیش آیا تھا تو دریائے نیل کی دونوں شاخوں کے ملنے کی جگہ مراد ہوسکتی ہے اور اگر جیسا کہ اغلب ہے کہ یہ سفر جزیرہ نما سینا کے درمیان قیام میں پیش آیا تھا تو عجیب نہیں کہ جو بحر قلزم کے شمالی دو شاخہ کے آپس میں ملنے کی جگہ مراد ہو یعنی خلیج عقبہ یا خلیج سویز۔ مشائخ صوفیہ نے آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مریدوں یا شاگردوں سے کام لینا اور انہیں سفر میں رفیق رکھنا سنت انبیاء میں سے ہے اور اس سے طلب علم میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کی فضیلت نکلتی ہے۔ اس بندہ خاص کے ملنے کی جگہ طویل سکھم تھا جس مقام پر وہ ساتھ والی مچھلی پھر سے پانی میں چلی جائے کی روایات میں ہے کہ وہ مچھلی نمک چڑھی تلی ہوئی تھی اور بطور خرق عادت زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ زاد راہ کا جو کہ اسباب سفر میں سے ہے اس کو ساتھ رکھنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سفر میں زیادہ چلنے سے تھک گئے۔ مفسرین نے یہاں سے یہ نکالا ہے کہ اپنی تکلیفوں کا ذکر بالکل جائز ہے اور کمال کے منافی نہیں ہے البتہ بے صبری و شکوہ و شکایت ممنوع ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی کو بھوک بھی لگتی ہے اور وہ دوران سفر زاد راہ بھی ساتھ رکھتے ہیں اور وہ تھکن بھی محسوس کرتے ہیں یہ اور باتیں کمال ولایت اور کمال نبوت کے منافی نہیں ہیں اس آیت میں سبق ہے ان خوش عقیدہ مریدوں اور معتقدوں کے لئے جو بزرگوں کیلئے بھوک پیاس یا دوسری بشری ضرورتوں کو انکی طرف منسوب کرنے کو بے ادبی سمجھتے ہیں۔

تنبیہ: مذہب کی زبان میں ہر بری بات کا انتساب شیطان ہی کی طرف کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی ذات تمام برائیوں کا مرکز ہے اور شیطان کے اثر سے وسوسہ و نسیان کا پیش آجانا ولایت بلکہ نبوت کے بھی منافی نہیں ہے۔ ۲۔ اس عبد (بقیہ صفحہ 881 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا
کیا میں آپ کیساتھ رہ سکتا ہوں ف۱ اس شرط پر کہ جو کچھ خدا نے آپ کو علم دیا ہے
عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ
اس میں سے مجھے کچھ سکھایئے ف۲ اس نے کہا تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں
مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ
کرسکے گا اور تو جس چیز کو نہیں جانتا اس پر کیوں کر
بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا
صبر کر سکے گا؟ موسیٰ نے کہا آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے
وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ
اور میں آپ کی بے فرمانی نہ کروں گا - خضر نے کہا پس اگر تو میرا اتباع کرتا ہے
فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ
تو کسی بات کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تجھ کو اس کا
ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ
راز بتلاؤں ف۳ پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی پر سوار ہوئے
خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ
تو خضر نے کشتی کو توڑ دیا ف۴ موسیٰ نے کہا کیا آپ نے اس کو اس لئے توڑا کہ اس کے سواروں کو غرق
جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ
کر دیں یہ تو آپ نے مکروہ کام کیا ہے ف۵ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز
تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا
میرے ساتھ صبر نہ کرسکے گا موسیٰ نے عرض کیا میری بھول پر مجھے
نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾
مواخذہ نہ فرمایئے اور میرے ساتھ اس کام میں سخت گیری نہ کیجئے- پھر دونوں
فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ
چلے، چلتے چلتے ایک لڑکے سے ملے تو خضر نے اسے قتل کردیا- موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک بے گناہ
نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾
جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کردیا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ کام تو آپ نے بہت ہی بے جا کیا ہے ف۶

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام باایں جلالت مرتبہ و درجہ نبوت ان بزرگ سے درخواست کر رہے ہیں کہ اجازت ہو تو آپ کے ساتھ رہوں اور آپ کے علم خصوصی سے کچھ میں بھی حاصل کروں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر کی فضیلت جزوی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کلی کے منافی نہیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو الگ الگ امتیازات بخشے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا تھا تو عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم بخشا تھا تو سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان سمجھنے کی صلاحیت بخشی تھی۔ اسی طرح خضر علیہ السلام کو ظاہری حالات وواقعات کے پیچھے جو اسرار پوشیدہ ہوئے ہیں ان کا علم بخشا گیا تھا جس نے ان کے اندر معاملہ فہمی کی غیر معمولی صلاحیت پیدا کر دی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی اور رسول تھے جو خضر علیہ السلام کے اسی امتیازی علم سے استفادہ کرنا چاہتے تھے اور اسی غرض سے انہوں نے یہ سفر کیا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ جن تکوینی امور کے اسرار کھول دیتا تھا ان کے سلسلہ میں وہ مناسب عملی تدابیر اختیار کرتے تھے مگر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دائرۂ علم میں یہ باتیں نہیں تھیں اس لئے وہ ان تدابیر کو غلط باور کرنے میں حق بہ جانب تھے اور انسان ظاہری حالات کو دیکھ کر ہی حکم لگاتا ہے اس لئے حضرت خضر علیہ السلام کا اندازہ صحیح تھا کہ جو غیر معمولی کام وہ انجام دیں گے ان کو وہ برداشت نہ کرسکیں گے۔

ف۳: یہ علم کی راہ میں موسیٰ علیہ السلام کے صبر کا امتحان تھا۔ سوال نہ کرنے کی کڑی شرط حضرت خضر علیہ السلام نے اس لئے عائد کی تھی تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اچھی طرح اندازہ ہو جائے کہ ان کے علم اور ان کے کام کی نوعیت کیا ہے۔

ف۴: جب کشتی پر سوار ہونے لگے تو کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہچان کر مفت سوار کرلیا کیونکہ ان کے چہروں کے نور صلاحیت سے معلوم کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں ان سے اجرت نہیں لینی چاہیے بلکہ ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھنا چاہیے۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زیادہ تعجب ہوا لیکن کشتی پوری طرح کنارے کے قریب پہنچ کر توڑ دی اور لوگ ڈوبنے سے بچ گئے اس کا توڑنا یہ تھا کہ ایک تختہ نکال ڈالا گویا عیب دار کر دی اور وہاں میخ لگا کر اسے جوڑ دیا فتح الباری میں ابوالعالیہ کی روایت سے نقل ہے کہ کشتی کے توڑنے کو سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی اور نے نہ دیکھا اگر وہ دیکھ لیتے تو ان کو روک دیتے۔

ف۵: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ اعتراض ظاہر کے لحاظ سے تھا اور بجا تھا جبکہ حضرت خضر علیہ السلام نے یہ کام ایک مصلحت سے کیا تھا جو اپنی جگہ صحیح تھی مگر مخفی تھی جیسا کہ اگلی آیات میں بیان ہوا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی میں جس سفر کا آغاز ہوا اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم کے ساتھ چلنے کا ذکر نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے ان کو چٹان کے پاس ہی چھوڑ دیا گیا تھا کہ واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ لے لیں گے۔ (واللہ اعلم)

ف۶: موسیٰ علیہ السلام نے عذر کیا کہ یہ بات مجھ سے نسیانا ہوگئی ہے اور نسیان پر شریعت میں گرفت نہیں اور اگر بھول چوک پر بھی گرفت کرو گے تو میرا تمہارے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا' یہ پہلا سوال حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا دوسرا اقرار کرنے اور تیسرا رخصت ہونے کے لیے تھا' پھر وہ دونوں چل پڑے تو آگے گاؤں کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے (بقیہ صفحہ 881 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

خضر نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی طرح صبر

صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا

کرنے کی طاقت نہ رکھے گا موسیٰ نے عرض کیا اگر آئندہ کسی چیز کا آپ سے سوال کروں

تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۫

تو پھر مجھے اپنی صحبت نہ رکھیے گا بیشک میری طرف سے آپ ایک معقول عذر تک پہنچ چکے ہیں ف۱ پھر چلے

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا

یہاں تک کہ ایسی بستی پر گزرے۔ اس بستی کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں نے

اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ

مہمانی دینے سے انکار کیا۔ اس میں انہوں نے ایک دیوار پائی جو

يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ

گرنے کو تھی خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام پر

اَجْرًا ﴿۷۴﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ

ان سے کچھ اجرت لے لیتے کہا بس اب تو تیری میری جدائی ہے اب میں تجھے ان

بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ

باتوں کو جن پر تو صبر نہیں کرسکا حقیقت بتلاؤں گا ف۲ وہ کشتی

فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ

غریبوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے۔ پس میں نے چاہا

اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ

کہ اس کو عیب دار کروں کیوں کہ ان سے آگے ایک بادشاہ تھا جو زبردستی سے ہر ایک

غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ

کشتی کو پکڑ لیتا تھا۔ ف۳ اور اس لڑکے کے ماں باپ مومن ہیں

فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ

پس ہمیں خوف ہوا کہ یہ ان دونوں پر اپنی سرکشی اور کفر سے غالب نہ آجائے پس ہم نے چاہا

اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

انکا پروردگار انکو اس بچے کے عوض میں ایک ایسا بچہ عنایت کرے جو سب سے زیادہ پاک طینت اور پاس قرابت رکھنے والا ہو ف۴

نے فرمایا خدا ہم پر اور موسیٰ پر بھی رحم کرے اگر وہ جلدی نہ کرتے تو عجب عجب باتیں دیکھتے لیکن آپ کو اپنے صاحب (خضرؑ) سے شرم آ گئی۔ تو کہہ اٹھے اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ الآیہ (فتح الباری) موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کر کے پھر اعتراض فرمایا تو وجہ یہ کہ وہ وعدہ معنی عدم مخالفت شریعت کے ساتھ مقید تھا گو صورۃً مطلق تھا پس اس کو خلف لازم نہیں آتا بعض کو اس قصہ سے دھوکا لگا ہے کہ پیر اگر خلاف شرع کام کرے اس پر انکار نہ کرے لیکن خضرؑ کا کمال نص سے معلوم تھا اس لئے سکوت جائز تھا دوسروں کا ان پر قیاس مع الفارق ہے۔

ف۱: بستی کے نام کے متعلق مفسرین نے کئی اقوال ذکر کئے ہیں کوئی انطاکیہ بتاتا ہے کوئی کچھ اور جس امر کو خدا تعالیٰ نے مبہم رکھا اگر اس کی تعیین حدیث مرفوع میں آ گئی ہو تو بسر و چشم ورنہ اسے مبہم ہی رکھنا چاہئے کیونکہ مسئلہ نام کی تعیین میں نہیں ہوتا بلکہ مضمون میں ہوتا ہے۔ استطعما اهلها میں بھی لفظ اهل کہا حالانکہ دوسری دفعہ ضمیر هم لانی چاہئے تھی کیونکہ اسم ضمیر اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ اسم ظاہر کے تکرار کی ضرورت نہ رہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ یہ تکرار تاکید کے لئے ہے نیز دوبارہ لفظ اهل کی تصریح ان کی مزید تقبیح کے لئے ہے یعنی جن سے مہمانی چاہی تھے وہ اہل قریہ تھے کوئی پردیسی مسافر نہ تھے کہ عذر کر سکیں کہ ہمارا گھر یہاں نہیں مہمانداری کیسے کریں قدیم زمانہ میں ہوٹلوں اور مہمان سراؤں اور کھانے پینے کی دوکانوں کا رواج نہ تھا مسافر اور نوارد اپنا حق سمجھتے تھے کہ بستی والوں سے کھانا پانی طلب کریں۔ بستی والے بھی مہمانداری اپنا فرض سمجھتے تھے اور عموماً اسے بڑی خوشدلی سے بجا لاتے تھے قرآن مجید سے اشارۃً یہ بات معلوم ہوئی کہ میزبانی اور مہمانی کا یہی جذبہ صحیح تھا۔ اس جگہ ارادہ کو دیوار کی طرف نسبت کیا حالانکہ ارادہ دیوار کا کام نہیں۔ بطور استعارہ ہے جس طرح ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں دیوار گرا چاہتی تھی مراد اس سے یہ ہے کہ وہ دیوار گرنے کے قریب تھی صاحب کشاف علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ عربی میں متعدد افعال ارادی کا انتساب مجازاً جمادات لامتقل کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً ہم، عزم، نطق، صدق و کذب، سکوت، تمرد وغیرہا اور کلام عرب سے ان کی سندیں بھی پیش کی ہیں۔ فَاَقَامَهٗ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن جبیر تابعی سے منقول ہے کہ آپ نے اپنا ہاتھ اونچا کر کے فرمایا فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ یعنی خضر نے اس دیوار کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چھوا تو وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔ لَتَّخَذْتَ رسم الخط میں یہاں بغیر الف کے لکھا جاتا ہے کیونکہ ایک قرأت اس کی لَتَّخَذْتَ بھی ہے پس اس صورت میں یعنی الف کو کتابت میں ترک کرنے سے دونوں قرأتیں جمع ہو سکتی ہیں اور الف لکھنے سے صرف ایک ہی پڑھی جا سکتی ہے دوسری نہیں۔

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سے (بقیہ صفحہ 881 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلا سوال تو غالباً بے خیالی سے ہوا تھا جیسا کہ ان کے عذر لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ سے متبادر ہے لیکن دوسرا سوال عمداً تھا چنانچہ اب وہ اپنے سہو و نسیان کا عذر بالکل پیش نہیں کرتے احکام شریعت کی خلاف ورزی پر تحمل جب عام صالحین سے نہیں ہو سکتا تو موسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر برحق تھے وہ کیسے کر سکتے تھے پیغمبر کا تو کام ہی ہر قسم کی بدی کو روکنا اور نیکی کو پھیلانا ہوتا ہے پہلی دفعہ تو حضرت خضرؑ نے بغیر لك کے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا اور اب لَكَ سے خطاب کر کے کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا؟ اس میں قدرے سختی ہے اس کی وجہ اولاً تو یہ ہے کہ اس دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی نکرا کر کہا جو امراً سے سخت ہے دیگر یہ کہ یہ دوسری بار ہے پہلی بار نرمی سے کہا اور دوسری بار سختی سے کہا آنحضرت ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

اور دیوار اس شہر میں دو یتیموں کی تھی اس کے

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ

نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ بھی بڑا صالح تھا پس تیرے پروردگار نے ارادہ کیا

اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ

کہ یہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ محض تیرے

رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۚ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ

پروردگار کی رحمت ہے میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کئے یہ ہے اصل حقیقت

تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ

ان کاموں کی جن پر تو صبر نہیں کر سکا ف یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں۔

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي

تو کہہ تم کو اس کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں ہم نے اس کو ملک میں

الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ

قدرت دی تھی اور ہر چیز کے سامان ہم نے اس کو دیے تھے ف پس وہ ایک راہ

سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ

پر چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا۔ تو اس نے اپنے خیال

فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا

میں سورج کو پانی کی دلدل میں ڈوبتا پایا اور اس نے اس کے پاس ایک قوم بھی پائی ہم نے کہا

الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ

اے ذوالقرنین ان کو سزا دو یا ان کے حق میں حسن سلوک

حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

اختیار کرو اس نے کہا جو کوئی ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے

اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ

پروردگار کے پاس جائے گا تو وہ ابھی اس کو سخت سزا دیگا ف اور جو امن دے گا اور نیک

عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ

عمل کرے گا تو اس کو اچھا بدلہ ملے گا۔ اور ہم بھی اس کو

(پارہ ۱۶)

ف: یتیم اسے کہتے ہیں جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو بدلیل ان یبلغا اشدھما۔ کنز کے متعلق قرآن و حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ وہ کس جنس سے تھا آیا مال کی جنس سے تھا یا نصیحت و ہدایت کے مکتوبات کی جنس سے اس لئے ہم معین نہیں کر سکتے اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ آدمی کی صلاحیت کے سبب سے اللہ تعالیٰ صالحین کے مال واولاد ہر دو کی حفاظت حکم تکوینی سے کرتا ہے اور ان کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی عبادت کی برکت اس کی اولاد کو دنیا اور آخرت میں شامل ہوتی ہے کہتے ہیں یہ دادا ان کا ساتویں پشت یا دسویں پشت کا دادا تھا اور جولا ہے کا پیشہ کرتا تھا ابن عباسؓ نے فرمایا ان کے باپ کی صالحیت کی وجہ سے اس مال کو نگاہ رکھا اور ان لڑکوں کی صلاحیت کا ذکر نہیں کیا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل ایک نیک مرد کی صالحیت کے سبب اس کی اولاد کی اولاد کو سنوار دیتا ہے محققین نے کہا ہے کہ والدین کی صالحیت اولاد کو فائدہ پہنچاتی ہے بشرطیکہ اولاد خود بھی صالح ہو اور پسر نوح کی سی نہ ہو نیک مرد کے گھر والوں اور اس کے گرد کے گھر والوں کو تو وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں رہتے ہیں جب تک وہ آدمی ان میں رہتا ہے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ۔ ضمیر واحد ہے ظاہر یہ ہے کہ اسی ایک آخری واقعہ کے لئے ہو اور ہو سکتا ہے کہ ان تینوں واقعات کے لئے ہو بمعنی کل واحد من ھؤلاء جو لوگ حضرت خضر کی نبوت کے قائل ہیں وہ منجملہ اور دلائل کے ایک یہ دلیل بھی ان کی نبوت پر پیش کرتے ہیں۔ عجب نہیں کہ ان اسرار کا بتانا اسی درخواست کا پورا کرنا بھی ہو جو موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی گو نمونہ کے طور پر ہی سہی سارے قصے سے ظاہر ہے کہ پیغمبر کے لئے شرط علوم متعلقہ نبوت سے اطلاع ہے نہ کہ تمام علوم سے دیوار کی بابت یہ عرض ہے کہ اس کے نیچے ان یتیموں کا خزانہ مدفون ہے ان کا باپ مرحوم نیک اور میرا دوست تھا اور میں نے سب کچھ اس کی وصیت کے مطابق محفوظ رکھا ہوا ہے کہ میں ان کا جائز متولی ہوں اور ان کے جملہ اخراجات کا حساب و کتاب میرے پاس موجود ہے۔

ف: حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام سہیلیؒ نے کہا کہ علم تاریخ کی رو سے ظاہر یہ ہے کہ ذوالقرنین دو ہوئے ہیں ایک حضرت ابراہیمؑ کے عہد میں تھا اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے قریب (پہلے) تھا پھر کہا ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ نے سہیلی کے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ امام رازیؒ کا اپنا رجحان اس طرف ہے کہ اس سے مراد سکندر بن فیلقوس یونانی ہے لیکن مولانا ابوعبداللہ غلام حسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام رازیؒ کا یہ قول درست نہیں کیونکہ سکندر یونانی کافر و بت پرست تھا اس کا استاد اور وزیر ارسطو تھا اور وہ بھی کافر و بت پرست تھا لیکن ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن کرتا ہے نبی تھا یا کم از کم مرد صالح صاحب الہام تھا ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ کے متعلق متعدد قول اور روایتیں منقول ہیں ایک مشہور مرفوع روایت یہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک سیر کی تھی اس لئے ذوالقرنین مشہور ہوئے۔ قرن کے معنی سینگ یا شاخ کے ہیں اس لئے ذوالقرنین کے لفظی معنی دو سینگوں والا ہوئے اس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں اور ایک معنی قوت کے بھی لئے گئے ہیں۔ (تفسیر سورہ کہف سیالکوٹی۔ ابن کثیر) مولانا سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں اس عاجز کے نزدیک اس کا نام ہی یہی تھا بدلیل قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ۔

تنبیہ:۔ ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے ایک گروہ ان کی نبوت کا قائل ہے دوسرا محض ولایت کا قرآن و حدیث کی تصریح نہ ہونے کی وجہ سے اختلاف ہونا بعید نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
اپنے کاموں میں آسانی کریں گے۔ پھر وہ ایک راہ چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج کے چڑھنے
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ
پر پہنچا تو سورج کو ایک ایسی قوم پر چڑھتے ہوئے اس نے پایا کہ ان کے لئے سورج
دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۛ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾
سے ورے ہم نے کوئی روک نہ بنائی تھی اور اس کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس کی پوری خبر تھی ف۱
ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ
پھر وہ ایک راستہ چلا یہاں تک کہ جو وہ دو گھاٹیوں کے بیچ میں پہنچا اس نے ان سے ورے
دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا
ایک قوم پائی جو کوئی بات نہ سمجھ سکتے تھے - ف۲ انہوں نے
الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ
کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم ہمارے ملک میں فساد کرتے ہیں۔
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
کیا ہم حضور کے لئے کچھ ٹیکس ادا کردیں کہ حضور ہمارے اور ان کے درمیان
سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ
کوئی روک کر دیں ذوالقرنین نے کہا جو کچھ خدا نے مجھے قوت بخشی ہے وہی اچھی ہے۔ پس تم
بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ
اپنی قوت سے میری مدد کرو میں تم میں اور ان میں ایک روک کردوں گا۔ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ
حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ
حتی کہ جب درے کے اوپر کے کناروں تک پہنچ گئی تو اس نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگا دو
حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾
یہاں تک کہ جب اس کو بالکل آگ کر دیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں
فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾
پس وہ اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکے
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ
ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے پس جب میرے پروردگار کا حکم آئے گا اس کو

ف۱: یہ ذوالقرنین کی دوسری مہم ہے جو مشرق کی طرف ہوئی اور وہ بھی مغربی مہم کی طرح اقصائے مشرق تک ہوئی یہ سمجھ رکھیں کہ طلوع آفتاب کا نظارہ غروب کی نسبت زیادہ دلکش ہوتا ہے دنیا جہان کے لوگ آج تک کوہ دار جنگ پر طلوع آفتاب کا نظارہ دیکھنے کو آتے ہیں جہاں سے یوں دکھائی دیتا ہے کہ سورج اچھل اچھل کر اوپر کو آ رہا ہے اور مقام اقصائے مشرق میں ہے صاحب تفسیر وحیدی لکھتے ہیں ذوالقرنین پہلے مغرب کو گیا یعنی یورپ کے آخری حصہ دنیا تک پھر مشرق کو گیا یعنی چین کے آخری حصہ تک جو ایشیاء میں ہے۔ سترا کے معنی پردہ ہیں امام خطیب شربینیؒ نے تفسیر سراج منیر میں کہا کہ اس قوم کے لئے نہ تو مسقف یعنی چھتوں والے مکان تھے اور نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا کہ ان کے لئے سورج کی دھوپ سے سایہ ہو سکے بلکہ وہ صاف چٹیل میدان میں آباد تھے اور ان کی زندگی جنگلی وحشیوں کی طرح تھی کذالک مفسرین نے اس کی کئی وجہیں لکھی ہیں ایک یہ ہے کہ ذوالقرنین نے اس مشرقی قوم میں بھی اسی دستور سے عدل وانصاف سے حکمرانی کی جس طرح مغربی قوم میں کی تھی۔

ف۲: مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سفر شمال کی طرف تھا لفظ سدّ کے معنی روک خواہ صنعتی ہو خواہ قدرتی یعنی ذوالقرنین کا یہ سفر اسی مقام تک ہوا جہاں قدرتی طور پر دائیں بائیں دو پہاڑی دیواریں کھڑی تھیں کہ سوائے اس درہ کے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر آنے جانے کے لیے کوئی رستہ نہ تھا اسی قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر شمال کی طرف تھا کیونکہ ایسا سلسلہ شمال کی طرف ہے اسی لیے پنجابی میں شمال کی طرف کا نام ہی پہاڑ ہے۔

علامہ ماجدی فرماتے ہیں کہ قدیم مفسرین نے اپنے وقف کی جغرافیائی معلومات پر اعتماد کر کے لکھ دیا ہے کہ سمت شمال مراد ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں کی ان کے قیاس کی بنیاد تمام تر یہ ہے کہ قدیم جغرافیہ میں انسانی آبادی عموماً شمال ہی کے سمت میں دکھائی گئی ہے اغلب یہ ہے کہ اسی تیسرے جنگی سفر کی سمت بھی مشرق ہی تھی چونکہ پہلے سمت مشرقی کا ذکر ہو چکا ہے اس لیے مزید تصریح وتعیین کی ضرورت نہ تھی۔ واللہ اعلم۔

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا سے مراد یہ ہے کہ بات مشکل سے سمجھتے تھے یا یوں کہئے کہ بات سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے تھے کیونکہ ان کی رہائش پہاڑی علاقہ میں دنیا کی میدانی آباد سے بہت دور تھی باوجود اس کے کہ اب دنیا اتنی ترقی کر گئی ہے لیکن پہاڑی لوگوں کی حالت وطبیعت عموماً ویسی کی ویسی ہے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ان کے کلام کے غیر معروف ہونے اور لوگوں سے دور رہنے کی وجہ سے ان کا فہم ناقص تھا آگے جو گفتگو مذکور ہے مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے ذوالقرنین سے ترجمان کے ذریعے کی تھی بعض نے کہا ہے کہ خود حضرت ذوالقرنین کئی زبانیں جانتے تھے۔

قائلین کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی وحی قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ قرآن میں مذکور ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نبی بھی، بہرحال صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس کے صاحب الہام اور صالح وعادل اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا خیر خواہ ہونے میں شک نہیں ہے۔

مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا سے مراد یہ ہے کہ جن اسباب کی ذوالقرنین کو اپنے ضروری مقاصد کے لئے ضرورت تھی ان میں سے ہم نے اس کو کچھ کچھ عنایت کر دیا تھا، یہ اس لئے فرمایا کہ ہر چیز کا کلی احاطہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے انسان ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، بادشاہ ہو، نبی ہو، ولی ہو یا قلاسفر ہو، غرض وہ کسی بھی کمال کا صاحب ہو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا یہ کمال ذاتی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دیا ہوا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ قابلیت اس کو ایک دو (بقیہ صفحہ 883 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

چکنا چور کردیگا اور میرے پروردگار کا حکم پکا ہوکر رہے گا اس دن ایک

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ

پر ایک گڈ مڈ ہوں گے۔ اور صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک

جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾

جگہ جمع کریں گے اور جہنم کافروں کے سامنے لاکھڑی کریں گے۔

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا

جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں ہیں اور

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

نہ سن سکتے ہیں ف۱- تو کیا ان کافروں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ میرے

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

سوا میرے بندوں کو کارساز بنانا کوئی نیک کام ہے؟ ہم نے کافروں

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے تو کہہ میں تم کو بتلاؤں کہ بڑے ٹوٹے والے

اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

کون ہیں- وہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا ہی میں پھنس گئی-

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

اور سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا

کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں- پس ان کے نیک اعمال اکارت جائیں گے پھر

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ

قیامت کے روز ان کے لئے ہم کوئی وزن قائم نہ کریں گے ان کی سزا بس یہی

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

جہنم ہوگی کیوں کہ انہوں نے میرے حکموں سے انکار کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو کھل کھیل سمجھتے تھے ف۲

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ

کچھ شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان کے لئے جنت الفردوس

منزل ۴

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول من السماء کے بعد دجال کو ہلاک کریں گے۔ اس وقت یہ قوم یا جوج ماجوج دنیا پر خروج کرے گی اور آخرکار حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے غیر معمولی موت مرے گی اس وقت یہ قوم کہاں ہے اور ذوالقرنین کی دیوار آہنی کس جگہ واقع ہے؟ سو جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھے گا جن کا ثبوت اس قوم اور دیوار آہنی کے متعلق قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ملتا ہے اس کو کہنا پڑے گا کہ جن قوموں' ملکوں اور دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے یہ مجموعہ اوصاف ایک میں بھی نہیں پایا جاتا' لہٰذا وہ خیالات صحیح معلوم نہیں ہوتے اور احادیث صحیحہ کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ شبہ کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا اسی شبہ کے جواب کے لیے ہمارے مولفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے اس کا صحیح جواب وہی ہے جو علامہ الوسی بغدادی نے دیا ہے کہ ہم کو اس کا موقعہ معلوم نہیں ممکن ہے ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشکی اور تری پر محیط ہو چکے ہیں واجب التسلیم نہیں عقلاً جائز ہے کہ جس طرح اب سے پانسو برس پہلے تک ہم کو چوتھے براعظم امریکہ کے وجود کا پتہ نہ تھا اب بھی کوئی پانچواں بر اعظم ایسا موجود ہو جہاں تک ہم رسائی حاصل نہ کر سکے ہوں اور تھوڑے دنوں بعد ہم وہاں تک یا وہ لوگ ہم تک پہنچ سکیں اور عدم وجدان سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ سمندر کی دیوار اعظم جو آسٹریلیا کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے' آج کل برطانوی سائنسدان ڈاکٹر سی۔ ایم۔ نیگ کے زیر ہدایت اس کی تحقیقات جاری ہے یہ دیوار ہزار میل سے زیادہ لمبی اور بعض مقامات پر بارہ میل تک چوڑی ہے اور ہزار فٹ اونچی ہے جس پر بے شمار مخلوق بستی ہے تحقیق ختم کی ہے جس سے سمندر کے عجیب وغریب اسرار منکشف ہوتے ہوئے ہیں اور انسان کو حیرت واستعجاب کی ایک نئی دنیا معلوم ہو رہی ہے پھر کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہم کو خشکی و تری کی تمام مخلوق کے مکمل انکشافات حاصل ہو چکے ہیں۔ بہرحال مخبر صادق نے جس کا صدق دلائل عظیم سے ثابت ہے جب اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ان واقعات کے منتظر رہیں جو شک کلین و منکرین کے علی الرغم پیش آ کر رہیں گے

ستبدی لك الایام ما كنت جاهلا
ویاتیك بالاخبار من لم تزود

اکثر قدیم مفسرین کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج ترک ہیں امام بغویؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ ترک ہیں ان کا نام ترک اس لیے پڑا کہ وہ اس دیوار سے جو ذوالقرنین نے بنائی تھی باہر رہ گئے تھے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں بعض علماء کا قول ہے کہ وہ ترک ہیں زمانہ حال کے اردو نویس مفسرین کہتے ہیں کہ وہ روس اور انگریز ہیں مولانا آزادؒ کہتے ہیں کہ وہ روس اور منگولین ہیں۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔ مولانا آزادؒ علم صرف ونحو اور سیاق وسباق قرآن اور احادیث نبویہ ﷺ کی ... قیود سے آزاد ہو کر فرماتے ہیں چنانچہ قرآن نے سورہ انبیاء میں ان کے جس خروج کی خبر دی ہے وہ منگولیا کے تاتاریوں کا آخری خروج تھا لفظ تھا سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یہ واقعہ ہو چکا ہے حالانکہ ابھی نہیں ہوا جبکہ فنائے عالم کے قریب ہوگا شیخ الاسلام مفسرین قرآن حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ سد سکندری نے بھی لوگوں کو حیران کر رکھا ہے حالانکہ یہ ایک معمولی واقعہ ہے ذوالقرنین بادشاہ ملک کا دورہ کرتا ہوا جب ایک پہاڑی قوم کے پاس پہنچا تو اس نے درخواست کی کہ ہمارے ملک پر مفسدوں کا گروہ (بقیہ صفحہ 883 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفِرْدَوْسَ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

کی مہمانی ہوگی- جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اس سے الگ ہونا

حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ

نہیں چاہیں گے- ف۱ تو کہہ کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی معلومات اور مقدورات کے لئے

الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ

سیاہی بن جائیں تو یہ سمندر ختم ہو جائے پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات ختم ہوں گے اگرچہ ہم

مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَا

اس جیسی اور مدد بھی لائیں ف۲ تو کہہ میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں میری طرف وحی پہنچتی ہے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے پس جو کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہے

عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنادے ف۳

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۹۸ رکوعاتہا ۶

سورۂ مریم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾

میں اللہ ہی سب کو کاٹی سب کا ہادی سب کو امن دینے والا سب پر غالب صادق القول ہوں ف۱ یہ سورت اس رحمت کا تذکرہ ہے جو

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

تیرے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر جب اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ پکارا اور کہا کہ اے پروردگار

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ

میری ہڈیاں سست ہو گئیں اور میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا- میں تیرے حضور میں دعا کر کے

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ

کبھی نامراد نہیں رہا اور میں اپنے برادری کے لوگوں سے ڈرتا

وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ

ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے- پس تو ہی اپنے پاس سے مجھے

ف۱: اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے رسولوں کو سچا ماننے والے ان کی باتوں پر عمل کرنے والے بہترین جنتوں میں ہوں گے نزلا کے لفظ نے ادھر اشارہ کر دیا کہ مومنین کا یہ اعزاز و اکرام بہ طور ان کے استحقاق کے ہوگا ٹھیک اسی طرح جیسے اہل کفر کا حق جہنم پر ہوگا فردوس جنت کے وسط میں واقع ہے اور اس کی بہترین و بلند ترین منزل کا نام ہے صحیحین میں ہے کہ جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس کا سوال کرو یہ سب سے اعلیٰ اور عمدہ جنت ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں یہی ان کی مہمان خانہ ہوگی یہ یہاں ہمیشہ کے لیے رہیں گے جنت کے ان لازوال اور نت نئی نعمتوں میں رہنے والوں کو نہ کوئی بے دخل کر سکے گا نہ وہ از خود کبھی وہاں سے نکلنے کی خواہش کریں گے جنت اپنی ان گنت نعمتوں' راحتوں' لذتوں کے ساتھ ان کے لیے ہر لمحہ اور ہر آن ایک نئی کشش رکھے گی اس لیے اہل جنت اپنی تبدیلی چاہیں گے بھی تو آخر کیوں؟

ہر لحظہ جمال خود نوع دگر آرائی شور دگر انگیزی شوق دگر افزائی

اعلیٰ عیش مہیا ہیں ایک پر ایک نعمت مل رہی ہے روز بروز رغبت و محبت انس و الفت بڑھتی جا رہی ہے اس لیے نہ طبیعت اکتاتی ہے نہ دل بھرتا ہے بلکہ روز شوق بڑھتا ہے۔

ف۲: مطلب یہ کہ ساری مخلوق مل کر بھی کلمات الٰہی کا احاطہ کرنا چاہے تو بھی ممکن نہیں سارا سامان تحریر و تسوید ختم ہو جائے گا اور ناقتاہی کسی طرح متناہیوں کی گرفت میں نہ آ سکے گا سمندر لاکھ وسیع ہو بہر حال محدود ہی ہے صفات نامتناہی و غیر محدود کو محدود و متناہی ہستی اپنی گرفت میں لا ہی کیونکر سکتی ہے؟

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی صحیح اور پوری قدر و عزت جان سکے؟ کون ہے جو اس کی پوری صفت و ثنا بجا لا سکے ہمارا رب ویسا ہی ہے جیسا وہ خود فرما رہا ہے ہم جو تعریفیں اس کی کریں وہ ان سب سے سوا اور بڑھ چڑھ کر ہے قبل سے یہ مراد نہیں کہ کوئی امکان مزید امداد پہنچ جانے کے بعد کلمات رب کے پورے لکھ لئے جانے کا ہے قبل کا ایک مفہوم غیر یا دون کا بھی ہے اور وہی یہاں مراد ہے۔

ف۳: آپ لوگوں سے فرمائیں کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں امتیازی چیز میرے پاس صرف یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو دوسروں کے پاس نہیں آتی میں صرف وصف رسالت میں دوسروں سے ممتاز ہوں منکلم میں اس کی مزید تصریح ہے کہ میں بشر ہی نہیں ہوں بلکہ تم جیسا ہی بشر ہوں صفات بشری میں تم سے ذرا الگ نہیں میرا پیام تو پیام توحیدی ہے کہ تم موحد بن جاؤ شرک چھوڑ دو میری دعوت یہی ہے جو بھی تم میں سے اللہ سے مل کر اجر و ثواب لینا چاہتا ہو اسے مطابق شریعت عمل کرنے چاہئیں اور شرک سے بالکل بچنا چاہئے۔ بغیر ان دونوں رکن کے کوئی عمل اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں خلوص ہو اور مطابق سنت مطہرہ ہو اس میں کسی طرح کا لگاؤ' اللہ کا ظاہراً و باطناً قولاً و عملاً حالاً و خیالاً نہ ہو ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ بہت سے نیک کاموں میں باوجود مرضی خدا کی تلاش کے میرا ارادہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ میری نیکی دیکھیں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ خاموش رہے اور یہ آیت اتری عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایک شخص نماز' روزہ' صدقہ' خیرات' حج' زکوٰۃ کرتا ہے خدا کی رضا بھی تلاش کرتا ہے اور لوگوں میں نیک نامی اور بڑائی بھی آپ نے فرمایا اس کی کل عبادت ضائع ہے' اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے جو اس کی عبادت میں اور نیت بھی کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب اسی دوسرے کو دے دو مجھے اس کی کسی چیز کی ضرورت نہیں شرک کے اندر شرک جلی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے اور شرک خفی یعنی ریا کاری دونوں آ گئے بعض علماء نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا (بقیہ صفحہ 885 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ

ایک فرزند عطا کر جو میرا اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو اور میرے پروردگار تو

رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ

اس کو پسندیدہ کیجئو۔ ف ہم نے پکارا اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا

نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ

اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی نہیں پیدا کیا ف زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا

لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ

کیسے پیدا ہوگا میری عورت بانجھ اور میں بھی انتہائی بڑھاپے

الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

کو پہنچ چکا ہوں فرشتہ نے کہا بات اسی طرح ہے تیرے پروردگار نے فرمایا کہ وہ مجھ

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝۹ قَالَ

پر آسان ہے میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا ۔ ف اس نے کہا

رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشان مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین روز تک

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ

تو باوجود صحیح سالم ہونے کے لوگوں سے کلام نہ کرے گا پھر اپنے حجرے سے قوم کی طرف آیا

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱ يٰيَحْيٰى خُذِ

تو ان کو اشارہ سے سمجھایا کہ صبح شام اللہ کی تسبیحیں پڑھا کرو ف ہم نے کہا اے یحییٰ تو

الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

کتاب کو قوت سے پکڑیو اور ہم نے اسے لڑکپن ہی میں حکوم کی لیاقت اور نرم دلی

وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا

اور پاک طینتی اپنے فضل سے عطا کی اور وہ بڑا ہی پرہیزگار تھا اور ماں باپ سے بڑا سلوک کرنے والا تھا اور سرکش

عَصِيًّا ۝۱۴ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

اور نافرمان نہ تھا ف اور اس کی پیدائش کے روز اور موت کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے گا

يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ

اس پر سلامتی نازل ہوئی۔ اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر

پ ۱۶

ف: حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں لفظ زکریا مد سے بھی اور قصر سے بھی پڑھا جاتا ہے اور دونوں قراٰتیں مشہور ہیں آپ کی رسالت کا ذکر صرف قرآن مجید کرتا ہے یہود اور نصرائی دونوں ان کی رسالت کے منکر ہیں بخاری شریف میں ہے کہ آپ نجاری (بڑھئی) کا پیشہ کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے کہتے ہیں رات کی تاریکی اور خلوت میں پست آواز سے دعا کی ایسی دعا ریا سے دور اور کمال خلاص سے معمور ہوتی ہے شائد یہ بھی خیال ہو کہ بڑھاپے کی عمر میں اولاد مانگتے تھے اگر نہ ملے تو سننے ہنسیں گے ویسے بھی عموماً بڑھاپے میں آواز پست ہو جاتی ہے بعض مفسرین نے وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا کے معنی یوں کئے ہیں کہ اے پروردگار! آپ کی دعوت پر میں کبھی شقی ثابت نہیں ہوا جب آپ نے پکارا برابر امتثال امر اور اطاعت و فرمانبرداری کی سعادت حاصل کی۔ ان کے بھائی بند قرابت دار نااہل ہوں گے ڈر یہ ہوا کہ وہ لوگ ان کے بعد اپنی بداعمالیوں اور غلط کاریوں سے راہ نیک نہ بگاڑ دیں اور جو دینی اور روحانی دولت یعقوبؑ کے گھرانے میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت زکریا تک پہنچی تھی اپنی شرارت اور بدتمیزی سے ضائع نہ کر دیں تو مجھے بیٹا عنائت فرما جو اپنے باپ دادوں کے علم و حکمت کے خزانوں کا مالک اور کمالات نبوت کا وارث بنے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کو اپنے مال املاک کے ادھر ادھر ہو جانے کا خوف تھا انبیاء اس سے پاک ہیں ان کا مرتبہ بلند ہے کہ وہ اس لیے اولاد مانگیں انبیاء علیہم السلام ساری دنیا سے زیادہ بے رغبت اور زاہد ہوتے ہیں صحیحین میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہمارا ورثہ نہیں بٹتا جو کچھ ہم چھوڑیں سب صدقہ ہے انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی ان کی وراثت دولت علم میں چلتی ہے حضرت زکریا علیہ السلام کا یہ کہنا کہ مجھے بیٹا دے جو میرا وارث ہو اس سے مطلب ورثہ نبوت ہے نہ کہ مالی ورثہ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ وہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو کیونکہ ظاہر ہے تمام آل یعقوب کے اموال و املاک کا وارث تنہا حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹا کیسے ہو سکتا تھا؟ جیسے فرمایا ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ﴾ (النمل:۱۶) سلیمان داؤد علیہما السلام کے وارث ہوئے یعنی نبوت کے وارث ہوئے نہ کہ مال کے ورنہ مال میں اور اولاد بھی شریک ہوتی ہے تخصیص نہیں ہوتی پھر اولاد کا وارث ہونا تو عام ہے اور تمام دنیا کے نزدیک مسلم ہے کہ بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوتا ہے پھر دعا میں اس کا ذکر کرنا محض بیکار تھا اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ ورثہ کوئی خاص ورثہ تھا اور وہ نبوت کا وارث بننا تھا۔ شیعوں کی مستند کتاب ''کافی کلینی'' سے بھی اس پر شہادت مل سکتی ہے۔

بلکہ یہ شہادت موجود ہے چنانچہ مشہور شیعی محدث محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ھ اپنی کتاب اصول کافی جوان امام غائب کی مصدقہ ہے اور ان کے ہاں یہ کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا درجہ کی حامل ہے لیجئے یہ حدیث پڑھیے: عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ تُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا اَخَذَ بِحَظٍّ (اصول کافی باب صفۃ العلم وفضلہ ج ۱ ص ۳۲) حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا ہر گاہ علماء انبیاء وارث ہیں۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام درھم و دینار ورثہ میں نہیں چھوڑتے یعنی ان کی وراثت درہم و دینار کی صورت میں نہیں ہوتی وہ اپنی حدیثیں وراثت میں چھوڑتے ہیں جو انہیں لے لیتا ہے اس نے پورا حصہ پا لیا۔ یعنی جو ان کو حاصل کرے وہی وراثت نبوی کا وارث ہوتا ہے۔ اس مضمون کی حدیث احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۰۴ اور شیعی محدث فرات بن ابراہیم الکوفی کی تفسیر الفرات ص ۸۲ وتحفۃ الشیعہ (بقیہ صفحہ 885 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

والوں سے مشرقی جانب میں الگ ہو بیٹھی۔ اور لوگوں سے پردہ کی

حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

اوٹ کر لی تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبریل بھیجا تو وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر

سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ

اس کے سامنے آگیا۔ مریم نے کہا اللہ تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس ہے

تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

(تو الگ ہوجا) فرشتہ نے کہا میں تو تیرے پروردگار کا ایلچی ہوں کہ میں تجھے

زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ

پاک طینت لڑکا دوں۔ مریم بولی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے مجھے

وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

کسی مرد نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا

تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات

مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

فیصلہ شدہ ہے ف پس مریم کو حمل ہوا اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی گئی پھر وہ

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ

درد زہ کی وجہ سے ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچی۔ بولی ہائے میری کم بختی میں

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

اس سے پہلے ہی مری ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔ ف پس فرشتہ نے درخت سے نیچے کی

تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ

جانب سے پکارا کہ مریم غم نہ کر خدا نے تیرے لئے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا ہے۔ اور

اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا۔

جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

پس تو اسے کھائیو اور پانی پی اور آنکھیں ٹھنڈی کیجیو پس اگر کسی آدمی کو

(پ ۱۶)

ف: حضرت مریم کی عمر ۱۳ برس یا ۱۵ برس کی تھی کہ جب انہیں پہلا حیض آیا اور وہ شرم کے مارے مجمع سے الگ ہو کر ایک مکان میں چلی گئیں جو بیت المقدس سے مشرق کی طرف تھا اس لیے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ بنا لیا کہ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ خاص یعنی جبرائیل کو خلوت میں ان کے پاس بشکل انسان بھیجا تمثل سے حقیقت ملکیہ کا معدوم ہو جانا لازم نہیں آتا یہ مشابہت حقیقت کے اعتبار سے ایسے ہے۔ جیسے ہمارے اعتبار سے مختلف لباس ہوتے ہیں۔ حضرت مریم نے پہلی نظر میں سمجھا کہ کوئی آدمی ہے تنہائی میں دفعۃً ایک مرد کے سامنے آ جانے سے قدرتی طور پر خوف زدہ ہوئیں اور اپنی حفاظت کی فکر کرنے لگیں اور کہنے لگیں کہ اگر تو پرہیزگار ہے تو اللہ تعالیٰ کا خوف کر میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں فرشتہ کے چہرے پر تقویٰ و طہارت کے انوار چمکتے دیکھ کر یہ سمجھ گئیں کہ یہ کوئی نیک مخلص ہے اور جانتی تھیں کہ نیک شخص کو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف کافی ہے فرشتے نے آپ کا خوف و ہراس ڈر اور گھبراہٹ دور کرنے کے لیے صاف کہہ دیا ڈریئے اور گھبرایئے نہیں میں تو انسان نہیں بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جبرائیل کانپ اٹھے اور اپنی اصلی صورت پر آ گئے فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تجھے ایک پاک نفس فرزند عطا کرنا چاہتا ہے اور میں تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم! میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لیے بھیجا ہے تاکہ تجھے فرزند عطا کروں لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حکایت ہے ای ربك الذی قال ارسلت هذه الملك لاهب لك . (روح) اور ایک قراۃ میں بجائے لاھب کے لیھب بھی آیا ہے ابن عباسؓ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور تقدیر کلام یہ رکھی ہے لکی یھب الله لك اس سے بات صاف اور واضح ہو گئی یا پھر فرزند ھبہ کرنے کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے ای لاکون سبباً فی ھبته بالنفخ فی الدرع. (روح) اس معنی میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجاز دو قسم پر ہے:

(۱) مجاز فی الطرف (۲) مجاز فی النسب۔ مجاز فی الطرف میں فاعل یا مفعول میں مجاز ہوتی ہے اور نسبت حقیقی ہوتی ہے جیسے رأیت اسدا یرمی اس میں رویت حقیقی معنی میں ہے ہاں اسد سے مراد مجازاً بہادر آدمی ہے اور مجاز فی النسب میں فاعل یا مفعول سے حقیقتاً وہی مراد ہوتے ہیں جو لفظوں سے مفہوم ہو ہاں فعل کو ان کی طرف نسبت کرنے میں مجاز ہوتی ہے مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا. اگانے کا فعل زمین کی طرف نسبت کیا گیا ہے جو مجاز ہے کیونکہ حقیقتاً یہ فعل الٰہی مجازاً زمین کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا کہ زمین اس کے لیے ظرف مکان ہے جس طرح مجاز فی الطرف میں وہ طرف مراد نہیں ہوتی جو لفظ سے مفہوم ہوتی ہے جیسے رأیت اسدا یرمی میں اسد اگر حقیقی ہرگز مراد نہیں اسی طرح مجاز فی النسبت سے وہ فعل حقیقی مراد نہیں ہوتا جو لفظ سے مفہوم ہے جیسے تنبت الارض میں اثبات حقیقت کے سوا ایک اور معنی ہیں پس اس اصول سے دونوں مثالوں میں مجازی معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں نے ایک بہادر کو دیکھا اور اللہ کے حکم سے زمین نے سبزی اگائی اسی طرح حضرت جبرائیلؑ کا کہنا لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا اس سے مراد ہے کہ میں تجھ مریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لڑکا ہبہ کرنے کی خبر دوں کیونکہ جب مریم نے بیٹا ہونے پر تعجب کا اظہار کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا قال ربك هو علیّ هین تیرا پروردگار کہتا ہے کہ لڑکا دینا مجھ پر آسان ہے اس لیے یہ ہبہ جو جبرائیلی کلام میں ہے وہ ہبہ (بقیہ صفحہ 886 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ

دیکھے تو کہہ دیجیو کہ میں نے تو اللہ کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں

اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا

ہرگز آج کسی سے نہ بولوں گی ف۱ پھر وہ اس بچے کو اپنی قوم کے پاس اٹھا لائی وہ بولے

يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ

اے مریم! تو نے یہ بہت ہی نالائق حرکت کی ہے- اے ہارون کی بہن تیرا باپ کوئی

اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَاَشَارَتْ

برا آدمی نہ تھا تیری ماں بدکار نہ تھی ف۲ پس مریم نے اس بچے کی

اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ

طرف اشارہ کیا- وہ بولے ہم ایسے بچے سے کیسے بولیں جو ابھی گہوارے میں کھیل رہا ہے- اس بچے نے کہا

اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ

میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا ہے- اور میں جہاں ہوں

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

مجھے برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اور نماز اور زکوۃ

مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

کا حکم دیا ہے- اور مجھے میری ماں کا فرمانبردار بنایا ہے اور مجھ کو سرکش

شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَ

نافرمان نہیں کیا اور جس روز میں پیدا ہوا اس دن اور جس دن مروں گا اس دن اور جس روز

يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ

زندہ اٹھایا جاؤں گا اس دن مجھ پر سلامتی ہے- ف۳ یہ ہے عیسیٰ بن مریم یہی سچی بات ہے جس میں

الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ

یہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں- اللہ کو شایاں نہیں کہ اولاد بنائے

وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

وہ پاک ہے جب کسی کام کو چاہتا ہے تو صرف "ہوجا" کہتا ہے پس

فَيَكُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا

وہ ہو جاتا ہے ف۴ اور اللہ ہی میرا پروردگار ہے پس اسی کی تم عبادت کرو یہی

ف۱: وہ مقام جہاں حضرت مریم علیہا السلام کھجور کے نیچے تشریف فرما تھیں قدرے بلند تھا اس کے نیچے سے پھر اسی فرشتہ کی آواز سنائی دی کہ غمگین و پریشان مت ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہر قسم کا ظاہری و باطنی اطمینان حاصل کر، نیچے کی طرف دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کیسا چشمہ یا نہر جاری کر دی یہ تو پینے کے لیے ہوا اور کھانے کے لیے اسی کھجور کو ہلاؤ پکی اور تازہ کھجوریں گریں گی بظاہر یہ ہے کہ وہ چشمہ بطور خرق عادت نکالا گیا اور کھجوریں بھی خشک درخت میں بے موسم لگ گئیں ان خوارق کا دیکھنا مریم علیہا السلام کی تسکین و اطمینان اور تفریح کا سبب تھا۔ اور اگر تر و تازہ کھجوروں کا گرنا بہ طریق اعجاز و خرق عادت نہ تھا تو ظاہر ہے کہ مریم علیہا السلام کا وضع حمل ایسے ہی موسم میں ہوا ہوگا جو ملک شام میں کھجوروں کے تیار ہونے کا موسم ہوتا ہے اور ولادت مسیح کا زمانہ تقریبی و تخمینی طور پر اس سے بآسانی متعین ہو سکتا ہے۔ یونانی اطبا نے تازہ کھجوروں کو زچہ کے لیے بہترین غذا تسلیم کیا ہے اگر تر نہ ہوں تو خشک کھجوریں بھی بہتر ہیں۔ بعض سلف نے سری کے معنی عظیم الشان سردار کے لیے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تجھ سے ایک بڑا سردار پیدا کرنے والا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کسی سے بات نہ کرنا اور اشارے سے سمجھا دینا کہ میں آج روزے سے ہوں تو مراد یہ ہے کہ یا تو ان کے روزے میں کلام ممنوع تھا یا یہ کہ میں نے بولنے سے ہی روزہ رکھا ہے یا یہ کہ تم سوال و جواب میں نہ پڑنا بلکہ یہ کہہ کر کہ میں تو آج صوم سکوت کی نذر مانے ہوئے ہوں خاموش ہو جانا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بات بھی اشارہ سے کہنا ورنہ صوم سکوت سے تناقض لازم آتا ہے لیکن اتنا تکلف غیر ضروری ہے بآسانی ممکن ہے کہ یہ اطلاعی فقرہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی ہوں فقولی بالاشارۃ لا بالکلام و الا فکان تناقض منافی قولها انتهی و لا تناقض لان المعنی فلن اکلم الیوم انسیا بعد قولی هذا. (بحر) خاموشی کا روزہ پہلی شریعتوں میں ہوتا تھا شریعت اسلامی میں چپ خاموشی کا روزہ جائز نہیں انسیا کی قید شاید اس لیے لگائی ہو کہ فرشتہ سے بات کرنا منع نہ تھا۔

تنبیہ: اس آیت میں اشارہ ہے کہ رزق حاصل کرنے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنا مطلوب ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے۔

ف۲: حضرت مریم علیہا السلام کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی، یہود سوائے سخت نافرمانی اور بدگمانی کرنے کے اور کوئی دوسرا قیاس قائم نہ کر سکے کہ حمل کا ٹھہرنا اور پھر بچے کا پیدا ہونا بغیر کسی مرد سے ملاپ کے عادت کے خلاف ہے اور خوارق میں کتنا ہی استبعاد ہو کوئی مضائقہ نہیں لیکن یہ اس وجہ سے زیادہ بعید از امکان بھی نہیں کیونکہ طبی کتب کی صراحت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کی منی میں قوت منعقدہ کے ساتھ قوت عاقدہ بھی ہے اسی لیے مرض رجا میں کچھ نا تمام صورت بھی بن جاتی ہے۔ کما صرح فی القانون۔ بس اگر یہی قوت عاقدہ اور زیادہ بڑھ جائے تو یہ زیادہ بعید از امکان نہیں۔ اخ کا مفہوم نہایت وسیع ہے اور دینی، صناعتی ہر قسم کے اشتراک و تشابہ پر حاوی ہے اسی طرح اخت کا اطلاق بھی نسب پر محدود نہیں بلکہ ہر قسم کے اشتراک کے لیے عام ہے۔ یہاں بھی مفہوم اسی مشابہت کا ہے گویا وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اے ہارون جیسی خاتون تقویٰ و پاکیزگی میں ہارون کی ہم سطح خاتون! یا اخت ہارون اس لیے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھی گویا اخت ہارونؑ سے مراد اخت قوم ہارونؑ ہوئی جیسے ﴿وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ﴾ (الاحقاف: ۲۱) میں ہود علیہ السلام کو عاد کا بھائی کہا حالانکہ عاد ان کے مورث اعلیٰ کا نام تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اخت ہارونؑ کے ظاہری معنی لیے جائیں جیسا کہ بعض احادیث صحیحہ (بقیہ صفحہ 887 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۳: یہ کلام سراسر تسلی و تشفی کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جو انہوں نے ولادت کے وقت کہا تھا۔ اس کلام کا ان کے وقت ولادت کہنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔

ف۴: یہ کلام سراسر تسلی و تشفی کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جو انہوں نے ولادت کے وقت کہا تھا۔ اس کلام کا ان کے وقت ولادت کہنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔ اس کلام کا مضمون ان کے وقت ولادت ہی سے متعلق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

سیدھی راہ ہے پھر بھی فرقے باہمی مختلف ہوگئے پس

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ

اس بڑے دن کی حاضری سے کافروں کے لئے افسوس ہے ف۱ جس روز

بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ

ہمارے پاس آئیں گے کیسے سنتے اور دیکھتے ہوں گے لیکن اس دنیا میں ظالم

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ

صریح گمراہی میں ہیں اور افسوس کے دن سے ان کو ڈرا جس وقت تمام

الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ

کاموں کا فیصلہ کیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے - ف۲ ہم ہی

نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ

تمام زمین اور زمین کے باشندوں کے مالک ہیں اور ہماری طرف یہ سب پھر کر آئیں گے ف۳ اور

فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ

ابراہیم کا قصہ ان کو سنا تحقیق وہ بڑا ہی راست باز اور نبی تھا- جب

قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ

اس نے اپنے باپ سے کہا اے بابا تو کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں

وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

اور نہ تجھ سے کچھ بلا دفع کرسکتی ہیں- اے بابا! مجھے اللہ کی طرف سے علم

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا پس تو میری تابعداری کر میں تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا-

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

اے میرے بابا! تو شیطان کی عبادت نہ کر بیشک شیطان رحمٰن کا

عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ

بے فرمان ہے- اے میرے بابا! مجھے خوف ہے کہ تجھے اللہ رحمٰن سے کوئی عذاب نہ پہنچ جائے

الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ

پھر تو بھی شیطان کا قرینی ہو جائے گا- ف۴ اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو

ف۱: نبی ﷺ کو حکم مل رہا ہے کہ آپ اپنی طرف سے کہہ دیجیے التقدیر فقل یا محمد ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا سے مراد ہے حق تعالیٰ کی توحید اور شرک سے کامل برأت اور یہاں اختلاف سے مراد وہ اختلاف نہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے باب میں اہل حق اور اہل باطل کے درمیان ہے بلکہ وہ اختلاف مراد ہے جو خود اہل باطل یا غالی مسیحیوں ہی کے مختلف فرقوں کے درمیان ہے جن کے جھگڑوں سے تاریخ کلیسا بھری پڑی ہے' گروہ یعقوبیہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اللہ تھا جب تک اس نے چاہا زمین پر رہا' جسے چاہا جلایا اور جسے چاہا مارا' پھر وہ آسمان پر چلا گیا۔ گروہ نسطوریہ نے کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ گروہ اسرائیلیہ نے کہا کہ وہ تین میں سے ایک ہے۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول تھے' اللہ ہی کا کلمہ تھے اور اس کے پاس کی بھیجی ہوئی روح اور اسی گروہ کے لوگ سچے تھے۔ یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہے جو باعتبار دن کے طویل ہونے اور باعتبار سختی کے بہت بڑا ہوگا۔

ف۲: اسمع بھم و ابصر یہ محاورہ کمال تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے یعنی آج تو یوں اندھے بہرے ہیں اور کل قیامت میں سب کمال حیرت سے دیکھیں گے کہ آنکھیں خوب روشن اور کان خوب تیز ہوگئے ہیں چونکہ حقائق ایمانی پر پوری توجہ کبھی صرف نہیں کرتے اس لیے ان کی یہ غفلت یا بے پرواہی بھی اختیاری ہی ہے اور یہ اس میں ذرا بھی معذور نہیں ہیں' حسرتیں تو کافروں کے نصیب ہی میں ہیں یوم حشر میں ان حسرتوں کا شمار وعدد اور کیفیت وکمیت کے ہر اعتبار سے شدید ترین وقوی ترین ہونا ظاہر ہی ہے جب کہ جنت و دوزخ دونوں ہی کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اہل جنت و اہل جہنم دونوں کو ہمیشہ رہنے کا حکم سنا کر موت کو ان کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا۔

ف۳: ذات حق' جو کہ سب کا مبدء اور سب کا مرجع بھی ہے یہ نہیں کہ مخلوق میں سے کسی ایک کی بھی واپسی کسی اور کی جانب ہو ارشاد فرمایا کہ خالق مالک صرف اللہ ہی ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور سب کو فنا ہے باقی صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی ہے کوئی ملکیت اور تصرف کا سچا دعویدار اس کے علاوہ نہیں تمام خلق کا وارث حاکم وہی ہے جب زمین کی ساری جاندار مخلوق فنا ہو جائے گی تو بس صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کے وارث یا مالک رہ جائیں گے۔

ف۴: صدیق' صدوق کا صیغہ مبالغہ ہے لفظی معنی بہت زیادہ سچ کہنے والا جو اپنی بات کو عمل سے سچا کر دکھائے' یا وہ راستباز پاک طینت جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی نہایت اعلیٰ واکمل استعداد موجود ہو اور جو بات اللہ کی طرف سے پہنچے تو وہ بلا توقف اس کے دل میں اتر جائے اور شک وتردد کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے اور اصطلاح میں ولی کامل کے مترادف ہے اور نبی کے بعد سب سے اونچا مرتبہ صدیق ہی کا ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام ہر ایک معنی سے صدیق تھے چونکہ صدیقیت کے لیے نبوت لازم نہیں اس لیے صدیقا کے ساتھ نبیا فرما کر نبوت کی تصریح کر دی' اس سے معلوم ہو گیا کہ ذبات ثلثہ کی حدیث اور نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ وغیرہ روایات میں کذب وشک کے وہ معنی مراد نہیں جو سطح کلام سے مفہوم ہوتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ ان تین باتوں کو کذب پر محمول کرنا سامع اور مخاطب کے اعتبار سے ہے اور جو مطلب متکلم کے نزدیک مسلم ہے اس کے اعتبار سے کذب نہیں' پھر یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب کسی الٰہی رسول کی بابت شرعاً اور عقلاً جھوٹ کا امکان ہی نہیں تو پھر یہ خیال کہ کسی رسول نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین مرتبہ جھوٹ بولا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ پھر صاحب فتح الباری نے جواب دیا ہے کہ یہ تعریض ہے جو کہ سامع اور مخاطب کے خیال کے مطابق (بقیہ صفحہ 887 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
میرے معبودوں سے روگردان ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کروں گا
وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ
اور مجھ سے دور ہو جا- ابراہیم نے کہا تجھے سلام میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا رہوں گا
اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ
میرا پروردگار میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے- اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ
اللہ کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا ہوں اور میں تو اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتا ہوں مجھے قوی امید ہے کہ میں اپنے
شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
پروردگار سے دعا مانگ کر نامراد نہ رہوں گا- پھر جب ابراہیم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت
اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾
کرتے تھے الگ ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا اور سب کو نبی بنایا-
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ
اور اپنی رحمت سے ان کو حصہ دیا اور ان کی سچی تعریف
صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ
بلند کی ف۱ اور کتاب میں حضرت موسیٰ کا ذکر خیر کر تحقیق وہ بڑا ہی
مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ
خالص بندہ اور رسول نبی تھا- ہم نے اس کو کوہ طور کی دائیں
الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ
جانب بلایا اور اس کو مناجات کی حالت میں اپنا مقرب بنایا ف۲ اور محض اپنی رحمت سے
رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۭ
ہم نے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اس کے ساتھ کر دیا- اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کر
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ
بے شک وہ وعدے کا سچا رسول اور نبی تھا- اور اپنے اہل کو
يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
نماز اور زکوٰۃ کا حکم کیا کرتا تھا اور اپنے پروردگار

ف۱: جب تو ان کی عبادت سے خوش نہیں ہے تو پھر ان کی دشنام دہی سے باز آ جا اور اگر ان کو عیب لگانے سے تو باز نہ آیا تو پھر میں تجھ سے ان کا قصاص لوں گا اور ان کے عوض میں تجھے گالی گلوچ دوں گا ابن عباسؓ، سدیؒ اور ابن جریجؒ اور ضحاکؒ وغیرہ نے لارجمنك کے معنی گالی دینے کے کیے ہیں اور ملیا کے معنی مجاہدؒ اور عکرمہؒ اور سعید بن جبیرؒ اور محمد بن اسحاقؒ نے دھراً کے ساتھ کیے ہیں یعنی زمانہ دراز اور ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ تو مجھ سے بچ کر چلا جا اس سے پہلے کہ میں تجھے مار پیٹ کروں تو ملیا کے معنی سالماً ہوئے اور یہی معنی ضحاک اور قتادہ نے بھی کیے ہیں اور ابن جریر نے اسی کو پسند کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ تبلیغ و نصیحت کا اثر الٹا ہو رہا ہے تو فرمایا بہتر ہے کہ میرا آخری سلام قبول ہو میں اب رخصت ہوتا ہوں' یہ سلام وداع اور رخصتی کا ہے کہ میرا راستہ الگ ہے اور آپ کا راستہ الگ۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ سلام رفق و آشتی و مسالمت کا ہے اور اس میں اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ سفیہ کو حلیم کی زبان سے ایسا ہی جواب ملنا چاہیے اور اس میں حق ابوت کا احترام بھی ہے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ میں اپنی دعاء میں محروم نہ رہوں گا بشرطیکہ وہ کسی حکمت تکوینی کے معارض نہ ہوئی یہاں پر لفظ عسیٰ یقین کے معنوں میں ہے اس لیے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سید الانبیاء ہیں۔

ف۲: اسحٰق علیہ السلام بطور بیٹے کے اور یعقوب علیہ السلام بطور پوتے کے دونوں کی نبوت آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے تھی اس لیے اس احسان کا ذکر بیان فرمایا' یہ ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی بنائے گئے تھے اور ان کا ذکر یہاں اس لیے نہیں کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کے وقت خلیل الرحمان علیہ السلام زندہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال ہوا کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے انہیں بہت ساری رحمتیں دیں دنیوی نعمتوں اور روحانی کمالات سے سرفراز کیا ایک طرف انبیاء مرسلین اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے تھے اور دوسری طرف ہر طرح کی دنیوی نعمتوں مثلاً قبیلہ کی سرداری۔ کثرت اولاد وغیرہ سے بھی بہرہ ور تھے۔ ان کا ذکر خیر اور ثنا جمیل دنیا میں ان کے بعد بلندی کے ساتھ باقی رکھا یہاں تک کہ ہر مذہب والے ان کا گن گاتے ہیں' چنانچہ آج تک ان تینوں کا نام دینا کی تین بڑی قومیں مسلمان' عیسائی' یہودی تعظیم تکریم و عقیدت کے ساتھ لیتے ہیں مسلمان کی تو کوئی نماز مکمل نہیں ہو پاتی جب تک کہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کا نام لے کر ان پر درود سلام نہ بھیج لیا جائے۔

ف: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر آ رہے تھے تو یہ آواز ان کی داہنی طرف سے ہوئی کیونکہ وہ طور جو بیت المقدس کے پاس ہے مدین سے مصر آنے والے کے داہنی طرف واقع ہے اور وہی طور مراد ہے سو لیس کا طور مراد نہیں ہے کیونکہ وہ بائیں طرف پڑتا ہے یہ راز یا سرگوشی کی گفتگو اس معنی میں تھی کہ اس بات چیت کے وقت اس کے سننے میں کوئی اور شریک نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ

کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ ف۱ اور کتاب میں ادریس کا ذکر تحقیق وہ

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

بڑا راست باز اور نبی تھا ہم نے اس کو ایک بڑے عالی مرتبہ پر بلند کیا تھا ف۲ یہی لوگ ہیں

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَ

جن کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے یہ آدم کی اولاد میں سے نبی ہیں اور

مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور

اِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى

اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت کی تھی اور برگزیدہ بنایا تھا ف۳ جب ان کو

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ

اللہ کی آیتیں سنائی جائیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ایسے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

نالائق جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

کے پیچھے پڑگئے پس اس کی پاداش اٹھائیں گے۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

اور نیک عمل کئے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر

شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ

ظلم نہ ہوگا ہمیشہ کے رہنے کے باغ ہیں جن کا اللہ رحمٰن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا

بیشک اس کے وعدے پورے ہوں گے۔ ان جنتوں میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے

سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ

مگر سلام اور ان میں ان کو صبح و شام رزق ملے گا۔ ہم اس جنت

الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾

کے وارث اپنے بندوں میں سے انہی کو کریں گے جو پرہیزگار ہوں گے۔ ف۴

ف۱: مجاہد نے کہا کہ رسول وہ ہے جو کسی قوم کی طرف بھیجا جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترے اور نبی وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترے گو وہ کسی کی طرف نہ بھیجا جائے رسول اور نبی کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں' تتبع آیات مختلفہ سے جو بات محقق ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے' رسول شریعت جدیدہ خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے بھی جدید ہو جیسے توریت وغیرہ یا صرف امت پر نازل کیے جانے کے اعتبار سے وہ جدید ہو جیسے اسمٰعیل علیہ السلام کی شریعت وہی شریعت ابراہیمیہ تھی لیکن قوم جرہم کو اس کا علم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نہ ہو جیسے ملائکہ پر رسل کا اطلاق کیا گیا ہے اور حالانکہ وہ انبیاء نہیں ہیں' یا جیسے انبیاء کے فرستادے یعنی مبلغ اور نمائندوں کو بھی رسول کہا گیا ہے جیسے سورۃ یٰسین میں ہے ﴿اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ (یٰس: ۱۳) اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ وہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے بنی اسرائیل کے اکثر انبیاء شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے یعنی من وجہ وہ عام ہے اور من وجہ یہ عام ہے' پس جن آیات میں دونوں وجوہات جمع ہیں تو ان میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ خاص و عام کا ایک جگہ جمع ہونا صحیح ہے اور جس موقع پر دونوں میں تقابل ہوا ہے جیسے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ﴾ (الحج: ۵۲) چونکہ عام و خاص مقابل نہیں ہوتے اس لیے اس نبی کو عام نہ لیں گے بلکہ خاص کر لیں گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنی یہ ہوں گے ما ارسلنا من قبلك من رسول صاحب شرع جدید و لا صاحب غیر شرع جدید لیکن چونکہ اب متبادر لفظ رسول سے صاحب نبوت ہوتا ہے اس لیے غیر نبی پر اس کا اطلاق بوجہ ابہام کے درست نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ نبی اور رسول کے مفہوم میں فرق ہے لیکن ان کے مصداق میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں میں برابری کی نسبت ہے یعنی ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری ہے اور مفہوم کے لحاظ سے ان میں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کی وجہ سے نبی کو رسول کہتے ہیں اور رسول پر اہم غیبی خبروں کے بکثرت ظاہر ہونے کی وجہ سے اسے نبی کہتے ہیں پس مصداق کے لحاظ سے گویا یہ دونوں مترادف المعنی ہیں۔

ف۲: حضرت ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور سچے نبی تھے غالب گماں یہ ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا نام توریت میں حنوک آیا ہے یہ قابیل کے فرزند اکبر یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے پوتے تھے' کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نجوم وحساب کا علم' قلم سے لکھنا' کپڑا سینا' ناپ تول کے آلات' اور اسلحہ کا بنانا ان ہی سے شروع ہوا۔ یہودی اور مسیحی عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ادریس علیہ السلام یا حنوک آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں لیکن قرآن مجید اس باب میں کوئی تصریح نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث آپ کے رفع جسمانی میں وارد ہوئی ہے' بعض مفسرین نے اسرائیلیات سے قصہ رفع جسمانی کو نقل کیا ہے اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر تنقید کی ہے لیکن محققین کا قول یہی ہے کہ یہ رفعت اور مکان اور علو سب معنوی ہیں حسی نہیں' اور ان سے مراد محض شرف نبوت اور تقرب عند اللہ ہے جو ہر نبی کو حاصل ہے اور جو روایت اس باب میں منقول ہے وہ صحیح نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو ایک بڑے عالی مرتبہ پر بلند کیا جو نبوت کا درجہ ہے جس سے اوپر بنی آدم کے لیے کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا۔

ف۳: یعنی باوجود اس قدر بلند مقام اور معراج کمال پر پہنچنے کے شان عبودیت و بندگی میں کامل ہیں یہ سب کے سب آدمی ہی تھے کوئی ان میں سے فوق البشر یا اولاد (بقیہ صفحہ 888 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا

تمہارے پروردگار کے حکم کے بغیر ہم آسمان سے اترتے نہیں جو کچھ ہمارے آگے پیچھے

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ

اور اس کے درمیان میں ہے سب کا وہی مالک ہے اور تیرا پروردگار کسی چیز کو بھولتا نہیں۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

وہ تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان والی مخلوق کا پروردگار ہے پس تو اس کی عبادت کر

لِعِبَادَتِهٖ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

اور اسی کی عبادت پر جم جا تم اس جیسا کسی کو جانتے ہو ف۱ اور انسان کہتا ہے

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

کیا میں مرکر زندہ اٹھوں گا کیا اسے یاد نہیں کہ ہم نے اسے

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ

پہلے جب وہ کچھ بھی نہ تھا پیدا کیا واللہ ہم ان کو اور شیاطین

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ

کو بھی جمع کریں گے پھر ان کو جہنم کے اردگرد دو زانوں بیٹھے ہوئے

جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى

حاضر کریں گے۔ پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ان شریروں کو جو اللہ رحمن کے سامنے

الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا

بڑی گردن کشی کرتے تھے الگ کریں گے۔ پھر جن لوگوں کو ہم جہنم کے زیادہ لائق جانتے ہوں گے

صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا

ان کو داخل جہنم کریں گے ف۲ اور یہ یقینی امر ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس کو عبور کرے گا یہ تیرے پروردگار

مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

کا قطعی وعدہ ہے پھر جو لوگ متقی ہوں گے ان کو تو ہم نجات دیں گے اور ظالموں کو

فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

اس میں اوندھا گرائیں گے ف۳ اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ

تو جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں کو کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے

ف۱: صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا آپ جتنا آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے ہیں اس کے جواب میں یہ آیت اتری رسول اللہ ﷺ پر محبوب حقیقی کے پیامات کا جو اشتیاق غالب رہتا تھا اس کے تقاضا سے ایک روز آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے کہا کہ اور زیادہ کیوں نہیں آتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو سکھلایا کہ جواب میں یوں کہو و ما نتنزل الا بامر ربك کہ ہم کوئی خودمختار تو ہیں نہیں جو اپنے ارادے سے آتے جاتے رہیں ہم تو تمام تر امر الٰہی کے تابع و محکوم ہیں اور حکم الٰہی کے بغیر ہم ایک پر بھی نہیں ہلا سکتے ہمارا آسمانوں پر چڑھنا اور اترنا یہ سب اس کے حکم واذن کے تابع ہے وہ جس وقت اپنی حکمت کاملہ سے مناسب جانے ہم کو نیچے اترنے کا حکم دے کیونکہ ہر زمانہ (ماضی مستقبل حال) اور ہر مکان آسمان زمین اور ان کے درمیان کا علم اسی کو ہے وہی ہر چیز کا مالک و قابض ہے وہی جانتا ہے کہ فرشتہ کو نبی کے پاس کس وقت بھیجنا چاہیے مقرب ترین فرشتہ اور معظم ترین نبی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے یا کسی کو اپنے پاس بلالے اللہ تعالیٰ کا ہر کام برمحل اور بروقت ہے بھول چوک یا نسیان وغفلت کی اس کی بارگاہ میں رسائی نہیں۔ ہمارے آگے پیچھے سے مراد یہ ہے کہ اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے اور اگر آگے اور پیچھے سے تقدم و تاخیر زمانی مراد ہو تو زمانہ مستقبل آگے آنے والا اور زمانہ ماضی پیچھے گزر چکا اور زمانہ حال دونوں کے درمیان میں واقع ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت اور اس کے درمیان کی یعنی دونوں نشوں کے درمیان کی چیزیں بھی اسی کی ملکیت میں ہیں یا آنے والے امور آخرت اور گزرے ہوئے امور دنیا اور دنیا اور آخرت کے درمیان کے امور سب اسی کے قبضے میں ہیں۔

ف۲: یعنی انسان ہو کر اتنی آسان بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا اللہ تعالیٰ نے نابود سے بود کیا۔ کیا وہ ذات جو لاشیء کو شیء اور معدوم محض کو موجود کر دے اس بات پر قادر نہیں کہ ایک چیز کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کر سکے آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی کیفیت یاد نہیں رہی جو دوسری ہستی کا مذاق اڑاتا ہے۔ پس ابتدائے آفرینش دلیل ہے دوبارہ کی پیدائش پر جس نے ابتداء کی ہے وہی اعادہ کرے گا اور اعادہ بہ نسبت ابتداء کے ہمیشہ آسان ہوا کرتا ہے لم یکن شیئ میں فلاسفہ جاہلین اور معقولین نامعقولین کی تردید ہے جو خلقت انسانی سے قبل ہیولہ وغیرہ کا وجود فرض کیے ہوئے ہیں اور آیت میں انسان سے مراد منکر آخرت انسان یا آج کل کے روشن خیال دہریہ عقائد رکھنے والے انسان ہیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے ابن آدم جھٹلا رہا ہے اور اسے یہ لائق نہ تھا مجھے ابن آدم ایذا دے رہا ہے اور اسے یہ بھی لائق نہ تھا ابن آدم کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے دوبارہ اس طرح پیدا نہ کر سکے گا حالانکہ ظاہر ہے کہ ابتداء بہ نسبت اعادہ کے مشکل ہوتی ہے اور اس کا ایذا دینا یہ ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں احد ہوں صمد ہوں نہ میرے ماں باپ ہیں نہ میری اولاد ہے اور نہ ہی کوئی میری جنس کا ہے پھر فرمایا کہ جب تمام اول و آخر جمع ہو جائیں گے تو ہر فرقہ ہر گروہ سے (یعنی جس جس گمراہ گروہ کی طرف وہ اپنے کو منسوب کرتے رہے) اس کے شریر اور سرکش ترین افراد چن کر الگ کر لیے جائیں گے جن میں ان کے رئیس و امیر اور برائیوں اور بدیوں کے پھیلانے والے ان کے پیشوا انہیں شرک و کفر کی تعلیم دینے والے انہیں گناہوں کی طرف مائل کرنے والے بھی شامل ہوں گے سو پہلے وہی سرغنہ اور سردار ہی جہنم میں جھونکے جائیں گے اور عذاب کی شدت اور اشدیت (بقیہ صفحہ 889 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۴﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ
کس کا مرتبہ اچھا ہے اور کس کی مجلس زینت دار ہے- ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں تباہ کردیں
هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۵﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ
جو اچھے ساز و سامان اور خوبصورتی والے تھے ف۱ تو کہہ دے یہ جو کوئی گمراہی میں ہوتا ہے اللہ بھی اسے
فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب لوگ اپنے موعودہ عذاب کو یا
اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ
آخری گھڑی کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس کا مرتبہ
شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
بڑا تھا اور جتھا کمزور - ف۲ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ ان کی ہدایت اور
اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ
زیادہ کرتا ہے اور نیک اعمال تمہارے پروردگار کے نزدیک
رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ
اچھے بدلے اور عمدہ انجام والے ہیں کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا جو ہمارے حکموں
بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ
سے منکر ہیں اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ملیں گے کیا یہ اللہ کے غیب پر اطلاع پاچکا ہے
اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا
یا اس نے اللہ رحمٰن سے کوئی عہد لیا ہے- ہرگز نہیں ہم اس کی باتوں کو
يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا
لکھ لیں گے اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جائیں گے- اور جو کچھ یہ کہتا ہے ہم ہی اس کے مالک ہوں گے
يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
اور ہمارے حضور تنہا ہوکر آئے گا - ف۳ اور اللہ کے سوا اور لوگوں کو معبود بنا رکھا ہے
لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ
تاکہ ان کے مددگار ہوں- ہرگز نہ ہوں گے ان کی عبادت سے انکار کریں گے
وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا
اور ان کے دشمن ہو جائیں گے- کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں

ف۱: کفار جن کا انجام برا بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور ٹھٹھا اور فخر کے غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں تمہارے زعم میں آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا دونوں فریقوں کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا کیا آج ہمارے مکانات محلات فرنیچر اور سامان بود و باش تم سے بہتر نہیں اور ہماری سوسائٹی تمہاری سوسائٹی سے اعلیٰ اور معزز نہیں یقیناً تمہارے نزدیک جو اہل باطل ہیں وہ تم اہل حق سے زیادہ خوشحال اور جتھے والے ہیں جو آج ہم سے خوف کھا کر چھپتے پھرتے ہیں کھانے پینے کو نہیں پاتے تو ان کے بارے میں کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ تو جنت میں جا پہنچیں گے اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے۔ یہی جاہلی استدلال آج بھی پیش کیا جا رہا ہے صرف اہل باطل ہی ان سے مرعوب نہیں بلکہ بہت سے مسلمان بھی مسیحی اور لامذہب قوموں کی مثال پیش کر کے مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں کہ ان کی ترقیاں دیکھو ان کی دولت' حکومت' عظمت جاہ و ثروت دیکھئے ان کی اقبال مندی پر نظر کرو اگر ترقی اور رفاہ چاہتے ہو تو انہی کے طریقے اختیار کرو ترقی اور فلاح نام ہی ان دنیا پرست قوموں کی تقلید کا ہے ان کے اس مغالطے کا جواب دیا گیا کہ ان سے پہلے ان سے بھی ظاہر داری دنیا کے ساز و سامان اور شان و نمود میں ان سے بھی زیادہ آگے نکلے ہوئے لوگ تھے لیکن جب انہوں نے انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی اور تکبر اور فخر وغیرہ کو اپنا شعار بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور دنیا کے نقشہ پر انکا نشان بھی باقی نہ رہنے دیا۔ اگر یہ ظاہری ساز و سامان یہ دولت و حکومت' یہ زرق برق لباس' یہ تہذیب و تمدن ہی دلیل حقانیت و ثبوت صداقت ہوتا تو آخر بڑی بڑی پرشوکت' پرقوت' پرثروت اور نافرمان قومیں کیوں غارت ہو گئیں اور شاہان عجم کا کرّ و فر کیا ہوا؟ قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت کیوں تاراج ہو کر رہے؟ ہٹلر مع اپنے ساز و سامان چنگیز یزی کیوں فنا کے گھاٹ اتر گیا؟ پس آدمی کو چاہیے کہ دنیا کی فانی ٹیپ ٹاپ عارضی بہار' امارت' شرافت ظاہری پر دھوکا نہ کھائے کیونکہ مال اولاد یا دنیوی خوشحالی مقبولیت اور حسن انجام کی دلیل نہیں ہے۔ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں ل مخاطبت اور تبلیغ کا ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ لام اجل کا ہے یعنی مومنین کے حق میں کہتے ہیں۔

ف۲: جو خود گمراہی میں جا پڑا اسے گمراہی میں جانے دیجیے کیونکہ دنیا جانچنے اور پرکھنے کا مقام ہے یہاں ہر ایک کو عمل کی مکمل طور پر آزادی دی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور عادت کا تقاضا یہی ہے کہ جو اپنے کسب و ارادہ سے کوئی راستہ اختیار کر لے اس کو نیک و بد سے خبردار کرنے کے بعد اسی راستہ پر چلنے کے لیے ایک حد تک آزاد چھوڑ دے' اسی لیے جو بدی کی راہ چل نکلا اس کے حق میں دنیا کی خوشحالی اور درازی عمر وغیرہ تباہی کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے' نیک و بد دنیا میں تو ملے جلے ہیں جبکہ آخرت میں پوری طرح جدا ہو جائیں گے۔ دراصل یہ قانون تکوینی کا بیان ہے کہ کوئی قوم حکومت الٰہی کے متعلق کیسے ہی غلط اور فضول نظریے قائم کرے دنیا میں اسے مہلت ملتی ہے' گمراہوں کی رسی دراز ہوتی ہے اور ان پر فوراً گرفت نہیں ہوتی۔ آج جنہیں اپنی مجلسی قوت پر فخر اور اپنے تمدن پر ناز ہے اور اسی کو اپنی صداقت و حقانیت کی دلیل سمجھتے ہیں کل کشف حقائق کے وقت انہیں نظر آ جائے گا یعنی جس وقت گلا دبایا جائے گا خواہ دنیوی عذاب کی صورت میں یا قیامت کے بعد' تو اس وقت پتہ ان کو چلے گا کہ کس کا مکان برا ہے اور کس کی جمعیت کمزور ہے اضعف جندا سے یہ مراد نہیں کہ قیامت میں ان کے حمایتیوں کا گروہ یا جتھا ہوگا تو سہی لیکن کمزور ہوگا۔ اور جند وہاں ایمان والوں کو نہیں بلکہ دنیا کے اہل مجلس کو کہا گیا جن کی حمایت و نصرت پر اہل دنیا کو ناز رہا کرتا ہے۔

ف۳: حضرت خباب بن ارتؓ (بقیہ صفحہ 889 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ

کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے کہ وہ ان کو اکساتے ہیں۔ پس تو

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى

جلدی نہ کر ہم تو ان کے لئے دن گن رہے ہیں ف۱ جس روز ہم رب رحمٰن اپنے حضور

الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

متقیوں کو مہمانوں کی طرح جمع کریں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا ہاں وہ کرے گا جس نے اللہ کے ہاں سے

عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ

اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو ف۲ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنائی ہے۔ تم نے بڑی بے ڈھب

شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ

بات کہی ہے آسمان اس سے پھٹ جائیں اور زمین

الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾

شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ کیونکہ رب رحمٰن کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي

حالانکہ اللہ کے لائق نہیں کہ اولاد بنائے۔ ف۳ تمام آسمانوں اور زمینوں والے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ

رحمٰن کے سامنے غلامانہ حاضر ہوں گے اس نے ان کو گھیر رکھا ہے

وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ

اور گنا ہوا ہے۔ اور قیامت کے روز ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا حاضر ہوگا ف۴

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ

اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل نیک کرتے ہیں رحمٰن ان کی محبت

وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

پیدا کرے گا ف۵ پس ہم نے قرآن کو تیری زبان پر آسان کیا ہے تاکہ تو اسکے ساتھ نیک بختوں کو خوشخبری دے

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ

اور سخت دشمنوں کو ڈرائے اور ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتوں کو ہلاک کیا

(بقیہ ۱۹)

کی ولدیت الٰہی کا عقیدہ ایک مسلم حقیقت بن چکا تھا اور یہودیوں جیسی موحد قوم بھی یونان اور روما کے مشرک فلسفیوں کے اثر کے تحت اس عقیدہ سے بالکل بیگانہ و نامانوس نہیں رہے تھے۔ بعض یہود نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا' یہاں اشارہ غالباً مسیحیوں کی طرف ہے وہی اللہ کی صفت رحمانیت کے بڑے مدعی رہتے تھے اور یہ حقیقت خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے الٰہیت الٰہی اور چیز ہے اور ولدیت الٰہی اور چیز ہے اور یہ دونوں عقیدے سراسر باطل اور نامعقول ہیں لیکن یہ دوسرا عقیدہ اپنی بے ہودگی میں پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ پہلے کو تو پھر بھی مجازی معنی میں لیا جا سکتا ہے اور تاویل کی جا سکتی ہے کہ ابن سے مراد محض محبوبیت اور تعلق خصوصی ہے لیکن دوسرا عقیدہ تو واضح طور پر گستاخانہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی (بقیہ صفحہ 889 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی یہ مشرک فرشتوں انبیاء اور اولیاء کو اس امید پر پوجتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری شفاعت کریں گے مگر یہ لوگ اپنے شرک کی وجہ سے ان بزرگوں کی شفاعت سے محروم کر دیئے جائیں گے بہت سے گمراہ لوگ یہی گمان کرتے ہیں کہ ہم کو ان بزرگوں کی شفاعت اسی وقت نصیب ہوگی کہ جب ہم ان کی پوجا کریں اور ان کے ناموں پر منتیں مانیں اور ان کی قبروں پر طواف اور سجدے کریں اور ان کے نام کا ہر وقت ورد کرتے رہیں' اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ بزرگ لوگ ان مشرکوں کے کامل طور پر دشمن بنیں گے۔ اگر عزا کا مفہوم صرف دنیوی مدد و نصرت تک محدود رکھا جائے تو آیت کا مضمون دنیا کے تمام مشرکوں پر صادق آئے گا پوجا پاٹ سے مشرک قوموں کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ ہم بیماری سے اچھے ہو جائیں' مقدمہ میں کامیاب ہو جائیں' جنگ جیت جائیں اور روپیہ دولت خوب ملنے لگے' لیکن بزرگ ان کی عبادت سے انکار کریں گے قالاً بھی اور حالاً بھی' قالاً اس طرح کہ کھل کر ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور حالاً اس طرح کہ بجائے ان مشرکوں کی عزت و نصرت کے ان کی ذلت و مقہوریت کا سبب بن جائیں گے۔

ارسلنا الشیاطین یہاں بھیجنے کے معنی میں نہیں بلکہ مسلط کر دینے کے معنی میں ہے اور یہ ارسال تمام تر تکوینی حیثیت سے ہوتا ہے۔ ازاً کے معنی حیلہ یا تدبیر و تزویر سے اکسانے بھڑکانے و ابھارنے کے ہیں' گویا ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شیطان کو صرف ترغیب' تدبیر و تزویر سے آمادہ کر دینے کی قوت حاصل ہے مجبور کر دینے کی نہیں کیونکہ یہ ان کافروں کا بالکل اختیاری فعل ہے کہ اپنی قوت تمیز اور عقل سلیم سے کام نہ لے کر اپنے بدخواہ ازلی کے کہے میں آ جاتے ہیں۔

ف۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وفداً کی تفسیر رکباناً کے ساتھ کی ہے یعنی سوار۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ وہ نورانی اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں وفد کا یہ دستور ہی نہیں کہ وہ پیدل آئے متقی حضرات ایسی نورانی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے کہ مخلوق کی نگاہ میں اس سے بہتر کوئی سواری کبھی نہیں آئی ان کے پالان سونے کے ہوں گے یا جنت کے دروازوں تک ان ہی سواریوں پر جائیں گے۔ متقین سے مراد ظاہر ہے کہ مومنین ہی ہوں گے اور مجرمین سے مطلق کفار مراد ہیں کہ ان کے لیے کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا جو ان کی سفارش کرے اور سفارش کی اجازت ملائکہ' انبیاء اور صلحا مومنین کو ملے گی وہ بعض کی بعض سفارش کریں گے۔ عہد سے مراد یہاں تو حید و نبوت یا کلمہ شہادت و ایمان ہی ہو سکتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے نیز عہد سے مراد یہاں اذن بھی لیا گیا ہے۔

ف۳: مشرکوں کے عقیدہ میں تو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کرنا ایک معمولی بات تھی مسیحیوں کے ہاں بھی ظہور اسلام کے قبل ہی مسیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

کیا تم ان میں سے کسی کو معلوم کرتے ہو یا کسی کے پاؤں کی آہٹ سنتے ہو ف۱

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ

سورۂ طٰہٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ف۲

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً

اے بندہ خدا ہم نے تیرے پر قرآن اس لئے تو نہیں اتارا کہ تو مصیبت میں پڑ جائے لیکن ڈرنے والوں کے لئے

لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ

نصیحت ف۳ ہے خدائے تعالیٰ کی طرف سے جس نے زمین اور بلند آسمان

الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

پیدا کئے ہیں قرآن کا نزول ہے جو رحمٰن ہے دنیا کی حکومت پر تخت نشین ہے آسمانوں اور زمینوں

وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ

میں اور ان کے درمیان اور کرۂ خاک سے نیچے جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے ف۴ اور اگر

تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

تم بلند آواز سے بات کرو تو وہ آہستہ اور پوشیدہ کو جانتا ہے اللہ حقیقی معبود ہے

اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾

اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں تمام نیک نام اسی کیلئے ہیں کیا تمہیں موسیٰ کی خبر پہنچی ہے

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّٓى اٰنَسْتُ نَارًا

جب اس نے آگ سی دیکھی تو اپنے اہل و عیال سے کہا اس جگہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے

لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾

شاید میں اس میں سے ایک جلتی جوالی لاؤں یا اس کے پاس کوئی راستہ پاؤں۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰٓى ﴿۱۱﴾ اِنِّٓى اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ

پس جب وہ اس کے پاس آیا تو اسے آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں پس تو اپنی

نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

دونوں جوتیاں اتار دے تو اس وقت ایک پاک جنگل طوی میں ہے ف۵ اور میں نے تجھ کو برگزیدہ بنایا ہے

ف۱: ہم نے قرآن کو آپ کی زبان یعنی عربی میں بالکل آسان کر کے نازل فرمایا ہے جو فصاحت و بلاغت والی بہترین زبان ہے تاکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں دلوں میں ایمان اور ظاہر میں نیک اعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بشارتیں سنا دے اور جو حق سے ہٹے ہوئے باطل پر مرمٹنے والے استقامت سے دور خود بینی میں مخمور جھگڑالو اندھے بہرے فاسق فاجر ظالم گنہگار اور بدکردار ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذابوں سے متنبہ کر دے۔ قوماً لُدًّا بڑی جھگڑالو قوم سے مراد ظاہر ہے کہ وہ تمام منکر اسلام قومیں جو رسول اللہ ﷺ کی مخاطب اوّل تھیں۔ لیکن اس سورت میں عقیدہ ولدیت الٰہی کا رد کیا گیا ہے اس سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ مسیحی اقوام مراد ہیں اور تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس چودہ سو برس کے عرصہ میں مسلمانوں کو مقابلہ بھی سب سے زیادہ مسیحیوں ہی کا کرنا پڑا مسیحیوں کو سب سے بڑا دھوکا اللہ کی صفت رحمت ہی سے لگا ہے اور اسی ایک صفت کے نہ سمجھنے سے وہ مسیح پرستی کے شرک میں جا پڑے ہیں اور مسیحیت کا سارا فلسفہ و لفظوں میں یہ ہے کہ بندوں کی گنہگاری دیکھ کر اللہ تعالیٰ ان سے روٹھ گیا اور اس کی صفت عدل کا تقاضا یہ ہوا کہ سب کو جہنم میں جھونک دے لیکن اس کا رحم و کرم اس پر آمادہ نہیں ہوتا تھا اس کی تدبیر اس نے یہ کی کہ وہ خود ایک انسان کے قالب میں ظاہر ہو کر دنیا میں آئے یا اپنے ایک اقنوم کو بیٹا بنا کر بھیجے اور وہ ساری مخلوق کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لے کر سب کی طرف سے کفارہ بننے کیلئے تیار ہو جائے یعنی خود صلیب پر موت پا کر ایک مختصر مدت تین دن کے لیے دوزخ میں چلا جائے اور سب کی طرف سے معاوضہ بن کر سب کو نجات دلا دے گویا اللہ تعالیٰ بلا معاوضہ بلا کفارہ اور بلا بدل رحم و مغفرت سے کام لے ہی نہیں سکتا۔ مسیحیت کے اس سارے بنیادی فلسفہ کی تردید کے لیے قرآن کا ایک لفظ رحمٰن کافی ہے یعنی اسلام کا اللہ ایسا اللہ ہے مطلقاً رحم پر قادر ہے اور وہ اپنی صفت رحمت کے ظہور کے لیے بے کسی اور مجبوری کے ساتھ کفارہ و معاوضہ کا انتظار نہیں کرتا۔

ڈرانے والے مضمون کے بیان میں تاریخ سے استشہاد ہو رہا ہے کہ نافرمان قومیں کیسی کیسی پرقوت و پرشوکت اپنی نافرمانیوں کی پاداش میں روئے زمین سے کس طرح مٹائی جا چکی ہیں رکز صوت خفی کو کہتے ہیں جب نفی آواز خفی کی ہو گئی تو بلند آواز کی تو بدرجہ اولی ہو گئی یعنی نہ تو وہ خود باقی رہے اور نہ ہی کوئی ان کا نام لینے والا۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ اور متعدد تابعین وغیرہ سے طٰہٰ کے معنی یارجل (اے شخص) کے مختلف زبانوں کے لحاظ سے مروی ہیں سعید بن جبیر سے یہ قول بھی مروی ہے کہ یہ اسم الطیب الطاہر الھادی کا مخفف ہے اور ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ اسم الٰہی میں سے ایک اسم ہے لیکن امام ابن جریرؒ نے ترجیح یارجل کے معنی کو دی ہے اس لیے کہ یہی معنی صحابہ و تابعین میں معروف تھا اسی لیے شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اے بندۂ اللہ کے معنی کیے ہیں۔

ف۳: نبی ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا بہت افسوس اور غم رہتا تھا کیونکہ نبی کو طبعاً امت کی محبت مثل ماں باپ کے ہوتی ہے اسی لیے یہ آیت نازل ہوئی ایک روایت یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ فداہ ابی و امی تہجد کی نماز بہت لمبی پڑھا کرتے تھے دیر تک نماز میں کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ گیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کفار آپ کی محنت و ریاضت دیکھ کر کہتے کہ قرآن کیا اترا بیچارے محمد (ﷺ) سخت تکلیف اور محنت میں پڑ گئے اس کا جواب دیا گیا کہ فی (بقیہ صفحہ 890 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

پس جو کچھ تجھے الہام کیا جائے اسے سنتے جائیو- میں ہی سب کا معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی بھی

فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

معبود نہیں پس تم میری عبادت کیا کرنا اور میرا ذکر کرنے کو نماز قائم کرنا- ف۱ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے

اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا

جسے عنقریب میں ظاہر کروں گا تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے- پس جو

يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

اسکو نہیں مانتے اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تجھے بھی اس سے نہ روکیں ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا ف۲

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا

اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا یہ میرا عصا ہے جس پر میں ٹیکہ

عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ

کرتا تھا اور اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑ لیا کرتا تھا میرے لئے اس میں اور بھی

اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ

ایک فوائد ہیں- ف۳ اللہ نے کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے- پس موسیٰ نے اس کو پھینک دیا تو ناگاہ وہ

تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۗ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا

بھاگتا ہوا سانپ تھا- اللہ نے فرمایا اسے پکڑ لے اور خوف مت کر ہم اس کی پہلی کیفیت

الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

واپس لے آئیں گے- اور اپنا ہاتھ اپنی بغل کے اندر رکھ وہ بغیر بیماری کے

غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾

سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے- تاکہ تجھے اپنی قدرت کے بڑے بڑے نشان دکھائیں ف۴

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ

تو فرعون کی طرف جا بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے- موسیٰ نے عرض کیا الٰہی میرا سینہ

صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾

کھول دے- اور میرا کام آسان کردے- اور میری زبان کی گرہ کھول دے- تاکہ

يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾

وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں- اور میرے کنبہ میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا

ف: کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اے موسیٰ کیا تم جانتے بھی ہو کہ میں نے تجھے دوسرے تمام لوگوں میں سے مختار اور پسندیدہ کر کے شرف ہم کلامی کیوں بخشا؟ آپ نے فرمایا مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا اس لیے کہ تیری طرح اور کوئی میری طرف نہیں جھکا' اہل طائف کہتے ہیں کہ تمہیدی مکالمہ کے بعد جب قلب موسوی براہ راست تجلیات الٰہی کے قابل و متحمل ہو گیا تو اب اس پر رسالت کے بار عظیم کی تفویض ہوئی۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یاد کے لیے نمازیں قائم کرنا اور میری یاد کا یہ بہترین اور افضل طریقہ ہے' نماز کی غایت بیان کر دی کہ اس سے اصل مقصود یاد الٰہی کو دل میں تازہ رکھنا ہے۔ آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میری یاد آنے پر نماز پڑھ لیا کرو جیسے حدیث میں ہے کہ تم میں سے اگر کسی کو نیند آ جائے یا غفلت ہو جائے تو جب یاد آ جائے نماز پڑھ لے۔ صحیحین میں ہے جو شخص سوتے میں یا بھول میں نماز کا وقت گزار دے اس کا کفارہ یہی ہے کہ یاد آتے ہی نماز پڑھ لے اس کے سوا اور کفارہ نہیں ہے ذکر اللہ کے متعلق دوسری جگہ فرمایا ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ﴾ (الکہف: ۲۴) یعنی کبھی بھول چوک ہو جائے تو جب یاد آ جائے اپنے رب کو یاد کر۔

ف: توحید و رسالت کی تعلیم پچھلی آیت میں بیان ہو گئی اب عقیدہ معاد کا ذکر ہو رہا ہے اور یہی تینوں اصلی اور مرکزی عقائد ہیں آیت میں بیان قیامت کی غایت کا آ گیا وہ اسی ناسوتی زندگی کی تکمیل کے لیے ہے کیونکہ نتائج کا ظہور پوری طرح اس محدود و مختصر دینوی زندگی میں ہو نہیں پاتا ظہور کامل کے لیے ایک یوم موعود کا پیش آنا بالکل مطابق عقل اور عین تقاضائے عدل ہے حیرت ہے کہ جو لوگ عقیدہ حشر کے منکر ہیں ان کے سطحی دماغ اس موجودہ زندگی کی محدودیت پر کیسے قانع ہو جاتے ہیں اکاد اخفیھا کا فقرہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے آ گیا ہے ایک قرأت میں اخفیھا کے بعد من نفسی کے لفظ بھی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس لیے مطلب یہ کہ اس کا علم بجز اپنے کسی کو نہیں دوں گا حتیٰ کہ اگر خود اپنے سے چھپانا ممکن ہو تو اپنے سے مخفی رکھتا لیکن یہ ممکن ہی نہیں۔ فیہ من المبالغۃ کما فی الحدیث لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ کما قال الشاعر

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم
گوش رانیز حدیث تو شنیدن نہ دہم

اگر بہت سی مصالح باعث اظہار نہ ہوتیں تو اجمالی ذکر بھی نہ کیا جاتا۔ پس روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں ہوا جسے قیامت کے قائم ہونے کا مقررہ وقت معلوم ہو۔

اخفا کے معنی چھپانے اور ظاہر کرنے کے آتے ہیں یہاں پر ظاہر کرنے کے معنی مناسب ہیں۔

ف: طور پہاڑ پر موسیٰ علیہ السلام سے دریافت ہو رہا ہے کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ یہ سوال اس لیے تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گھبراہٹ دور ہو جائے یا یہ سوال بطور تقریر تھا یعنی تیرے ہاتھ میں لکڑی ہی ہے یہ جیسی ہے تجھے معلوم ہے اب یہ جو ہو جائے گی وہ دیکھ لینا مقصد یہ کہ عصا کا عصا ہونا اور اس کے مخصوص فوائد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں از سر نو تازہ ہو جائیں تاکہ پھر اس میں جو انقلاب امر الٰہی سے دیکھیں اس کا خارق ہونا مزید نمایاں ہو جائے فن تعلیم کے ماہر جو استاد ہوتے ہیں وہ بھی طلبہ سے اکثر سوال اسی غرض سے کرتے ہیں نیز یہاں ایک نکتہ بھی ہے کہ کاملین بھی اسباب کے ساتھ تمسک کرتے رہتے ہیں۔

ف: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لکڑی ہونا جتلا کر اور بخوبی بیدار (بقیہ صفحہ 890 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰرُوْنَ اَخِیْ ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ

وزیر بنادے- اس کے ساتھ میری ڈھارس بندھا- اور میرے کام میں اسے

اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ

شریک کردے تاکہ ہم تیرے نام کی بہت بہت تسبیحیں پڑھیں- اور تیرا ذکر بہت کریں- تو ہمارے

كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾

حال کو خوب دیکھ رہا ہے ف۱ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ تیرا مطلوب تجھے دیا گیا-

وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ

اور ایک دفعہ اور بھی ہم نے تجھ پر احسان کیا تھا- جب ہم نے تیری ماں کو جو کی تھی-

مَا یُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی

کہ اس کو صندوق میں بند کرکے دریا میں

الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ

ڈال دے دریا اس کو کنارے پر ڈال دے گا میرا اور اس کا دشمن

عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى

اس کو پکڑے گا اور میں نے اپنی طرف سے تیری محبت ڈال دی تاکہ تو میرے سامنے

عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ

پالا جائے ف۲ جب تیری بہن چلتی ہوئی پہنچی پس اس نے کہا میں تم کو ایسی دایہ بتلاؤں

یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا

جو اس کی نگہبانی کرے؟ پس ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں

تَحْزَنَ ؕ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ

اور غمگین نہ ہو ف۳ اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی اور تجھ کو

فُتُوْنًا ۬ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ

کئی طرح کے تجربات کرائے پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا پھر اے موسیٰ تو

عَلٰى قَدَرٍ یّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ

ایک حد پر پہنچا- اور میں نے تجھے اپنے لئے ممتاز کیا ہے- تو اور تیرا بھائی

اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَاۤ

میرے نشانوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا - فرعون کی

ف۱: فرعون یعنی بادشاہ مصر اس پر توریت اور تمام کتب تاریخ کا اتفاق ہے کہ جو فرعون موسیٰ علیہ السلام کا معاصر تھا وہ متکبر جابر و فاسق تھا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب! میرا سینہ کشادہ کر یعنی حلیم و بردبار اور حوصلہ مند بنادے کہ تبلیغ میں انقباض اور مخالفت و تکذیب سے دل تنگی نہ ہو اور میں سفارت الٰہی اور رسالت کے بار عظیم کا تحمل پوری طرح کرسکوں یعنی ادائے رسالت میں جو سختیاں پیش آئیں ان سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کر لوں۔ صدر کے لفظی معنی تو سینہ کے ہیں لیکن امام راغب نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ قلب یا صدر آیا ہے وہاں مراد عضو جسمانی نہیں بلکہ علم و عقل اور انسان کے سارے قوائے باطنی ہیں اور اس آیت کی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اپنے قوائے باطن کی اصلاح کی دعا ہے۔ ابن زید تابعی سے معنی جرأت و ہمت کے منقول ہیں سب نے یہاں صدر کے مجازی معنی ہی مراد لیے ہیں ظاہر ہے کہ دعا اور توکل کامل میں کوئی منافات نہیں بلکہ کاملین تو اور زیادہ دعا کی طرف رجوع کرتے ہیں' بچپن کے زمانہ میں آپ کے سامنے کھجور اور انگارے رکھے گئے تھے آپ نے انگارا اٹھا کر منہ میں رکھ لیا تھا (جو ایک طرف سے جلا ہوا تھا) اس لیے زبان میں لکنت ہوگئی تھی' بہرحال طبعی سبب کچھ بھی ہو زبان میں لکنت تھی آپ نے دعا کی کہ زبان صاف ہو جائے تاکہ لوگ بات سمجھ سکیں' دعا کی کہ ہارون کو جو ان کے بڑے بھائی تھے نبی بنا دیا جائے یہ بھی پوری ہوئی حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت اور طلاقت لسانی مشہور اور مسلم ہے وہ افصح البیان تھے واجعل لی وزیرا اس سے بھی کاملین کا تمسک بالاسباب ثابت ہوتا ہے اور اسباب سے بھی اکابر کا قصد دین اور استعانت فی الدین ہی ہوتا ہے معاون مانگنے میں اہل کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ ان کو طبعی الفت زیادہ ہوگی اس لیے ان سے معاونت زیادہ ہوسکتی ہے۔ (ابن کثیر' ابن جریر وغیرہ) صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں ہے اور قرآن مجید میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (القصص: ۱۴) آپ نے ایک دن نہایت بلیغ پر اثر' عالمانہ اور حکیمانہ وعظ فرمایا جس پر کسی نے متاثر ہو کر دریافت کیا کہ آپ سے بھی کوئی زیادہ عالم ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں کوئی لکنت اور نقص نہیں تھا اور جس صدری تنگی اور عقدہ لسانی کا آپ نے ذکر فرمایا ہے ﴿وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ﴾ (شعراء: ۱۳) مضارع کے صیغے بیان فرما کر ظاہر کر دیا کہ یہ صورت مجھے فرعون کے پاس جا کر پیش آئے گی کہ میں ان کا پروردہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تبلیغ اشاعت کے موقعہ پر اس کا احسان آنکھوں میں شرم و لحاظ کا موجب ہو کر دل میں تنگی اور زبان میں رکاوٹ پیدا کر دے اس لیے میرے بھائی ہارون کو بھی رسول بنا کر میرے ہمراہ کر دیا جائے کہ وہ بے دھڑک ہو کر بیان کرے گا کیونکہ میری طرح ان کا پروردہ نہیں ہے۔

ف۲: یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اس زمانہ کے کسی نامعلوم الاسم نبی کی زبانی تیری ماں کو وہ حکم بھیجا جس کا بھیجا جانا مناسب تھا لفظ اوحینا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی وہ ہوتا ہے جس کی طرف احکام کی وحی آئے اور وہ ان کی تبلیغ کا مامور ہو جبکہ یہاں یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ یہ وحی وحی نبوت نہ تھی بلکہ وحی الہام تھی اور الہام غیر انبیاء کے لیے بھی جائز اور ثابت ہے فلیلقه الیم میں دریا کو ذوی العقول کے قائم مقام کر (بقیہ صفحہ 890 پر دیکھیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ

طرف جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس اس سے نرم بات کرنا شاید وہ

يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ

سمجھ جائے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا اے ہمارے مولا ہمیں خوف ہے کہ فرعون ہم پر

عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

ظلم زیادتی کرے گا یا حد سے گزر جائیگا۔ خدا نے کہا تم مت ڈرنا میں تمہارے ساتھ

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

سنتا اور دیکھتا ہوں ف۱ پس تم دونوں اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو

مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو ناحق عذاب نہ دے ہم تیرے پروردگار کے ہاں سے

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ

تیرے پاس نشانی لائے ہیں اور سلامتی ہمیشہ اسی پر ہوگی جو ہدایت کا تابع ہوگا ہماری طرف

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ

وحی الٰہی پہنچ چکی ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو تکذیب کرے گا اور روگردان ف۲ ہوگا فرعون نے کہا

فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ

اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے۔ موسیٰ نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز

خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾

کو پیدا کیا پھر اس کو نیک و بد سمجھایا۔ وہ بولا تو پہلی سنگتوں کا کیا حال ہے۔

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾

موسیٰ نے کہا ان کا علم خدا کے پاس کتاب میں ہے میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ف۳ ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا

جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے

سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا

اور بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ ہم تمہارے لئے مختلف قسم

مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

کی سبزیاں نکالتے ہیں خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ اس میں عقل مندوں

منزل ۲

ف: فرمایا فرعون سے نرمی اور آرام سے گفتگو کرنا تا کہ اس کے دل میں تمہاری باتیں بیٹھ جائیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: ۱۲۵) یعنی تو اپنے رب کی راہ کی دعوت انہیں حکمت اور اچھے وعظ سے دے اور انہیں بہترین طریقے سے سمجھا بجھا دے تا کہ وہ سمجھ لے اور اپنی ضلالت و ہلاکت سے ہٹ جائے۔ یہ موثر ترین طریقہ تبلیغ ہے اور شروع میں خشونت و درشتی کو باوجود اشتعال طبع اپنے قریب نہ آنے دنیا قوت و نصرت کے یقین کے باوجود بھی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصرت غیبی کا پورا یقین تھا۔ مبلغ کے لیے پوری طرح جائز ہے کہ انداز تبلیغ نرم رکھے اور اس آیت کے اندر حسن اخلاق کا بہت بڑا سبق موجود ہے کہ باوجود فرعون کے طغیان و تمرد کے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے مقبول و برگزیدہ بندہ کو حکم ملتا ہے کہ لطف و ملائمت ہی سے پیش آئیں مقصود تو بہرحال ایمان لانا اور سچی تعلیم کو سچ تسلیم کر لینا ہے خواہ یہ صورت بطوع و رغبت ذوق وشوق سے حاصل ہو اور خواہ اللہ کے خوف یا خوف عاقبت سے۔ آیت پر یہ اعتراض بالکل مہمل ہے کہ جب علم الٰہی میں فرعون کا ایمان نہ لانا ہی تھا تو یہاں یہ کیوں کہا گیا یہاں تو مقصود صرف ان بندوں کو یہ ہدایت دینا ہے کہ تم اپنی تبلیغی کوششیں اسی امید پر جاری رکھو علم الٰہی و قضائے الٰہی کی صورت بالکل الگ ہے اس کو بندوں کی کوشش سے کیا واسطہ معناه اذهبا على رجاء منكما وطمع و قضاء الله وراء امركما (معالم) معكما معیت سے مراد کمال حفظ و نصرت الٰہی ہے معكما بالحفظ و النصر۔

تنبیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا جس کا انہوں نے اظہار کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف وہراس شرک نہیں (جواہر القرآن)

ف۱: الغرض اللہ کے نبی کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہی کہا کہ سلامتی ان پر ہے جو ہدایت کی پیروی کرنیوالے ہوں یعنی جو کوئی دین حنیف کو اختیار کرے اور سیدھی راہ چلنے لگے اسے تھوڑے ہی قہر وعذاب کا ڈر رہ سکتا ہے اسے کھٹکا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ یہاں اسلام کی ایک عام خصوصیت بیان کر دی گئی کہ اس کا قانون اس کا آئین اور اس کا نظام دنیا اور آخرت دونوں کے لیے فرد کے لیے بھی اور جماعت کے لیے بھی بہترین دستور حیات ہے۔

ف۲: اس سوال سے واضح ہوتا ہے کہ فرعون دہری عقیدہ کا تھا یا محض دق کرنے کے لیے اس نے ایسا سوال کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کا تعارف کرایا کہ وہ تو وہ ذات ہے جس نے ساری مخلوقات کو شرف وجود سے مشرف کیا پھر جیسی جس کی فطرت و ساخت رکھی اور جو کام اس سے لینا چاہا اس کے مطابق اس کے آلات وقویٰ وہیت وترکیب بھی رکھی گویا تخلیق اور ترتیب دونوں کا مبدا وہی تو ہے گویا مخلوقات میں سے ہر چیز کے وجود و بقا کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کیں اور ہر چیز کو اپنی مادی ساخت اور روحانی قوتوں اور خارجی سامانوں سے کام لینے کی راہ سجھائی یعنی جس مقصد وغرض کے لیے اس ہستی کو مخلوق کیا اسی طرف اسے لگا بھی دیا۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل اور اور دیش انداختند

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس جواب میں یہ نکتہ ہے کہ معرفت بالکنہ تو ممتنع ہے ہاں معرفت بالصفات والافعال جائز ہے۔

تنبیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا ضروری نہیں ہر قوم کے حالات کا تفصیلی علم حق تعالیٰ کو ہے جو بعض مخفی مصالح کی بنا پر ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ

کے لئے کئی ایک نشان ہیں۔ اسی میں سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور

فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

اسی میں ہم تم کو لوٹا دیتے ہیں اور اسی سے تم کو ایک دفعہ پھر نکالیں گے ف۱

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ

اور ہم نے اس کو اپنے کل نشان دکھلائے اس نے پھر بھی ان کو جھٹلایا اور منکر ہی رہا۔ بولا

اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

کہ اے موسیٰ تو اس لئے آیا ہے کہ اپنے جادو کے ساتھ ہمارے ملک سے ہمیں نکال دے۔

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

ہم تیرے جادو کے برابر کا جادو لادیں گے پس تو ہم میں اور اپنے پروردگار میں ایک وعدہ گاہ

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾

برابر کا مکان مقرر کر جسے نہ ہم ٹلائیں نہ تو ٹلائیو۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ

موسیٰ نے کہا تمہارے ہمارا وعدہ گاہ زینت کا دن ہوگا اور لوگ

ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾

چاشت کے وقت جمع کئے جائیں۔ ف۲ پس فرعون نے ہٹ کر اپنے ہتھکنڈوں کو جمع کیا پھر آیا۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

موسیٰ نے کہا تمہارا حال پر افسوس ہے اللہ پر جھوٹا بہتان مت لگاؤ

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

ورنہ اللہ تم کو عذاب سے تباہ کردے گا اور جو افترا کا ارتکاب کرتا ہے وہ خوار ہوتا ہے۔

فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾

پس انہوں نے اس امر میں باہمی نزع کیا اور پوشیدہ مشورے کئے ف۳

قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

بولے کہ یہ دونوں جادو گر ہیں ان کا ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارا افضل دین

(منزل ۴)

کتاب لوح محفوظ میں ثابت بھی کر دیا گیا ہے اللہ کے علم سے نہ کوئی چیز ابتداء غائب ہوسکتی ہے اور نہ علم میں آئی ہوئی چیز بھول سکتا ہے وہ علم کی کمی اور بھول کے نقصان سے پاک ومبرا ہے جو اعمال کسی قوم نے کسی وقت کئے ان سب کا ذرہ ذرہ حساب لکھا ہوا موجود ہے جو وقت پر پیش کر دیا جائے گا۔ اخرجنا میں اس جانب اشارہ ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہ سے اثبات توسط اسباب کا بھی ہو رہا ہے۔

.....

ف۱: انسان کی پیدائش اجزا زمینی سے ہوئی ہے اس لیے کہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اسی سے ہوئی ہے۔ اور موت کے بعد بھی بہر صورت اجزائے ارضی ہی میں ملایا جانا ہے اور قیامت کے دن اس کی آفرینش ثانی بھی انہی اجزائے ارضیہ ہی سے ہوگی اس آیت سے حشر اجساد کا مسئلہ ثابت ہوا اس کے سوا اور بھی بہت سی آیات اس پر ناطق ہیں اس پر ایمان لانا فرض ہے اور شک کرنا کفر ہے سنن کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کے دفن کے بعد اس کی قبر پر مٹی ڈالتے ہوئے پہلی بار فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری لپ ڈالتے ہوئے فرمایا وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار فرمایا وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى.

ف۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر فرعون نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور تو جادو کے زور سے ہمارا ملک چھیننا چاہتا ہے فرعون نے یہ بات اپنی قوم قبط کو اشتعال دلانے کے لیے کہی انسان اپنے پر ہی دوسرے کا بھی قیاس کرتا ہے یہ بیچارہ خود سحر وکہانت میں مبتلا اور اعمال سفلیہ کا ماہر تھا اس بدبخت کی سمجھ ہی میں نہ آیا کہ کوئی درجہ علوم عالیہ اور مراتب روحانیہ کا ان سفلیات سے بلند تر بھی ہے۔ اور یہ تشخیص کس قدر مشابہ ہے اس رائے کے جو آج بڑے بڑے فرنگی حکما اور فرنگیت زدہ محققین سیرت نبوی پڑھ کر کمالات وکرامات اور معجزات محمدی سے بقدر ظرف خود واقف ہو کر گردن کی جنبش کے ساتھ لکھتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش تدبیر۔ بڑے خوش فکر۔ بڑے خوش انتظام مصلح اور مدبر گزرے ہیں۔ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرعون نے مقابلہ کے لیے مہلت چاہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکار کیا تو اس پر وحی اتری کہ مدت مقرر کر لو چنانچہ فرعون نے چالیس دن کی مہلت مانگی جو منظور کی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان کی زینت اور عید کا دن عاشورے کا دن تھا دراصل مصر میں قومی تہوار یا جشن سال میں دو مرتبہ ماہ اگست اور مارچ میں منایا جاتا تھا تیسرا جشن ان سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا انہیں میں سے کوئی جشن یہاں مراد ہے۔

ف۳: اب جب کہ سب حسب قرار داد میدان مقابلہ میں اکٹھے ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آخری بار بطور اتمام حجت کے موثر تبلیغ فرمائی کہ دیکھو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اللہ تعالیٰ کے نشانوں اور انبیاء کے معجزات کو سحر بتلانا اور بے حقیقت چیزوں کو ثابت شدہ حقائق کے مقابلہ میں پیش کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا موسیٰ علیہ السلام کی تقریر نے جادوگروں کی جماعت میں کھلبلی ڈال دی وہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس شخص کو کیا سمجھا جائے الغرض وہ آپس میں باہم بحث ومناظرہ کرتے رہے اور سب سے الگ ہو کر انہوں نے مشورہ کیا آخر اختلاف ونزاع کے بعد انہوں نے فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر وہ کہا جو آگے مذکور ہے۔

تنبیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس انداز میں جادوگروں سے خطاب کیا اس لب ولہجہ میں فرعون سے کلام نہ فرمایا گیا کیونکہ اس میں تعلیم ہے حفظ مراتب کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُثْلٰى ﴿۶۴﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ

برباد کرنا چاہتے ہیں- پس تم اپنے داؤ گھات جمع کرلو پھر صفیں باندھ کر آؤ

اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۵﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ

اور آج جو غالب رہے گا وہی ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوگا- ف۱ جادوگر بولے کہ اے موسیٰ! تو پہلے

تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۶﴾ قَالَ

وار کرنا چاہتا ہے یا ہم پہلے وار کریں- موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی

بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ

وار کرو پس فوراً ان کی رسیوں اور لکڑیوں پر ان کے جادو کے اثر سے

مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۷﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

موسیٰ کو خیال ہونے لگا کہ وہ حرکت کرتی ہیں- پھر تو موسیٰ کو بھی جی میں ان سے

خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۸﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ

کسی قدر خوف ہونے لگا- ہم نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی

الْاَعْلٰى ﴿۶۹﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ

غالب ہے- اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ڈالدے وہ ان کی تمام کارستانیوں کو نگل جائے گا

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۷۰﴾

کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یہ صرف جادو کا کرشمہ ہے اور جادوگر کہیں بھی آئے

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ

کامیاب نہیں ہوسکتا- پس جادوگر سجدے میں گر پڑے بولے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار

وَمُوْسٰى ﴿۷۱﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ

پر ایمان لائے ہیں ف۲ فرعون بولا کہ میرے اذن سے پہلے ہی تم ایمان لے آئے؟ یہ تمہارا

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ

بڑا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے

وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ

کٹوا دوں گا اور تم کو کھجوروں کے تنوں پر سولی دوں گا

النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا

اور تم جان گے کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور زیادہ دیرپا ہے ف۳ وہ بولے

منزل ۴

ف۱: بآواز بلند کہنے لگے کہ دونوں بھائی عقلمند اور پہنچے ہوئے جادوگر ہیں اور کہیں باہر سے یہ فن سیکھ کر آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم پر غالب آ کر ہمارے اس وطنی فن بلکہ ہماری ساری قومی تہذیب وتمدن ہی کو مٹا بھی ڈالیں اور خود ایک نئے نظام کی بنیاد رکھ کر اس کو کامیاب کریں۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سرکاری تشخیص' فرعون اور اس کی گورنمنٹ کی جانب سے پہلے ہی ہو چکی تھی ساحروں نے بھی اس سے اتفاق کیا کہ موقع کی اہمیت کو سمجھو وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دو پوری ہمت اور قوت سے سب مل کر ان کو گرانے کی تدابیر کرو اور ان کے مقابلے میں صف بندی کر کے اپنا کوئی فن باقی نہ رکھو ہوشیاری اور دانائی سے اپنے جادو کے زور سے اسے دبا لو اور ایک ہی دفعہ ہر استاد اپنی کاریگری دکھادے تاکہ میدان جادو سے پر ہو جائے ایسا متفقہ حملہ کرو کہ پہلے ہی وار میں ان کے قدم اکھڑ جائیں آج کا معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے اگر وہ جیت گیا تو یہ ریاست اسی کی ہو جائے گی جو آج غالب آ گیا وہی ہمیشہ کے لیے منصور وفلح سمجھا جائے گا ان هذان کی دوسری قرأت ان هذین بھی ہے اور مطلب ومعنی دونوں قرأتوں کا ایک ہی ہے۔

ف۲: جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب بتلاؤ تم اپنا وار پہلے کرتے ہو یا ہم پہل کریں موسیٰ علیہ السلام نے بے نیازی سے جواب دیا کہ تم ہی پہلا وار کر دیکھو اپنے حوصلے پہلے ہی نکال لو تاکہ دنیا دیکھ لے کہ تم نے کیا کیا؟ یہاں سے یہ سبق بھی حاصل ہوا کہ احقاق حق کی غرض سے اگر کچھ دیر کے لیے باطل کے ظہور وشیوع کو انگیز بھی کرنا پڑے تو جائز ہی نہیں بلکہ ایک خدمت دین بھی ہے اور اہل باطل سے مناظرہ میں یہ کرنا ہی پڑتا ہے حاصل یہ کہ انہوں نے اسی وقت اپنی لکڑیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں ساحروں کی نظر بندی کے اثر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا اور دیکھنے والوں کو بھی وہ رسیاں اور لاٹھیاں ایسی معلوم ہونے لگیں کہ گویا وہ سانپ بن کر میدان میں بھاگ دوڑ رہی ہیں حالانکہ وہ حقیقتاً سانپ نہیں بن گئی تھیں۔ اس منظر کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے کرتب کے قائل ہو جائیں اور اس باطل میں پھنس جائیں اور سحر اور معجزہ میں فرق نہ کر سکیں چنانچہ اسی وقت جناب باری نے وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ ڈر کو دل سے نکال دو اور اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈال دو تو اسطرح یہ لکڑی ایک زبردست اژدہا بن گئی اس نے جادوگروں کے جتنے کرتب تھے اور جوان کا بنایا ہوا کھیل تھا سب کو ہڑپ کر لیا اور میدان صاف کر دیا۔ دھوکے کی ٹٹی اور گھڑے ہوئے سوانگ کی بساط ہی کیا ہے کہ حق کی ٹھوس چٹان کے مقابلہ میں ٹھہر سکے جادوگروں کے ڈھکوسلے چاہے کہیں ہوں اور کسی حد تک کیوں نہ پہنچ جائیں حق اور معجزہ کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی جادوگر فلاح پا سکتا ہے۔ ماہرین فن سحر نے جب یہ دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ کرامت واعجاز مافوق السحر ہے اور وہ جادوگر اسی میدان میں سب کے سامنے فرعون کی موجودگی میں بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو گئے اور پروردگار پر ایمان لے آئے سبحان اللہ صبح کے وقت کافر جادوگر تھے شام کو پاکباز مومن اور اللہ کی راہ کے شہید تھے۔ اس میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ حق تعالیٰ کے الطاف جس بندہ کو چاہیں انتہائی کفر وعناد سے نہایت ایمان تک پہنچا دیں۔ کید ساحر کے ساتھ ساحر نکرہ آیا ہے مراد وہ خاص سحر ہے جس سے ان فرعونی ساحروں نے کام لیا تھا اور لایفلح الساحر میں الساحر معرفہ ہے مراد یہ ہے کہ جنس سحر یا جمیع اقسام سحر بے حاصل ہیں۔

ف۳: ابن کثیر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ فرعون بے عون ملعون نے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہوئی اس لیے بقول سلف انہوں نے صبح سحر کی حالت میں کی ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ

ہمارے پروردگار کی طرف سے جو نشانات بینہ ہمارے پاس آئے ہیں ان پر اور جس اللہ نے

فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ

ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو کسی طرح ترجیح نہیں دے سکتے پس جو کچھ آپ کر سکتے ہیں کر لیجئے آپ تو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا

صرف اسی دنیا میں حکم کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے

وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّ

اور جادو کا گناہ بھی معاف کرے جس پر آپ نے ہمیں مجبور کیا اور اللہ سب سے اچھا ہے اور ہمیشہ

اَبْقٰى ۝ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ

بقا والا ہے ف۱ جو کوئی اپنے پروردگار کے پاس مجرمانہ وضع میں آئے گا اس کے لئے ضرور جہنم

جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ وَمَنْ يَّاْتِهٖ

مقرر ہے جس میں وہ نہ مرے گا نہ جئے گا۔ اور جو کوئی اس کے پاس ایماندار

مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ

ہو کر آئیں گے اور عمل نیک بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بلند

الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

درجے ہوں گے۔ یعنی باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝

ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ اس شخص کا ہے جو پاک ہوا ہے ف۲

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو میرے بندوں کو رات کے وقت لے نکل

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ

اور سمندر میں ان کے لئے خشک راستہ بنائیو پکڑے جانے کا خوف نہ کرنا

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ

اور نہ ڈرنا۔ پس فرعون اپنی فوج سمیت ان کے پیچھے ہو لیا۔ پس

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ

پانی نے ان کو کیسا گھیرا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا

گئے کہ ایمان کی حلاوت ان کے رگ و پے میں نفوذ و سرایت کر گئی اور وہ لوگ فرعون سے کہنے لگے کہ ہمارے لیے تیری نسبت اللہ تعالیٰ بہت بہتر ہے اور وہی دائمی ثواب دینے والا ہے۔ نہ ہمیں تیری سزاؤں کا ڈر ہے اور نہ تیرے انعام کا لالچ' اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت و طاعت کی جائے اگر اس کی نافرمانی کی جائے تو اسی کے عذاب دائمی اور سخت خطرناک ہیں دیکھئے استعداد کا کامل ہونا مبتدی کو منتہی کے مقام پر پہنچا دیتا ہے چنانچہ یہ جواب ساحروں کے منتہی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ف۱: مجرم یہاں مومن کے مقابلہ میں آیا ہے یعنی جرم بغاوت کا مجرم یا کافر۔ صاحب مدارک اور جلالین نے اس سے مراد کافر لیا ہے اور صاحب معالم نے مشرک۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں اس آیت کی تلاوت کے بعد یہ فرمایا تھا کہ جو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایمان اور عمل صالح کے ساتھ جا ملا اسے اونچے بالا خانوں والی جنت ملے گی اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت کے سو درجے ہیں ہر درجے میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان میں سب سے اوپر جنت الفردوس ہے اس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے تم اللہ سے جب جنت مانگو تو جنت الفردوس کی دعا کیا کرو۔ امام رازیؒ نے یہاں خوب نکتہ پیدا کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ درجات عالیہ (الدرجات العلی) تو انہی لوگوں کے لیے ہے جو مومن کامل اور اعمال صالحہ میں راسخ ہیں باقی ان درجات عالیہ سے اتر کر جو مرتبہ محض نجات و عفو کا ہے وہ ان کلمہ گو لوگوں کو حاصل ہوگا جو اتنے اونچے معیار پر پورے نہیں اترتے بلکہ صاحب کبائر ہیں یہ جنتیں ہمیشگی کی اقامت گاہ ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ آباد رہیں گے جو لوگ اپنے نفس کو گناہوں سے پاک رکھیں گے خباثت و گندگی سے اور شرک و کفر سے دور رہیں گے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے رہیں گے رسولوں کی اطاعت میں زندگی گزارتے رہیں گے تو انہی لوگوں کے لیے یہ قابل رشک مقامات اور قابل صد مبارکباد و انعام ہیں رزقنا اللہ ایاھا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کے اس صریح بیان کو جس کو قرآن نے بار بار دہرایا ہے نظر انداز کر کے ان حدیثوں کا سہارا لیا ہے جس میں اجمالی طور پر ایمان لانے والوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے مثلاً حدیث میں ارشاد ہوا ہے من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ "جس نے کہا اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ جنت میں داخل ہوا" ظاہر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور اس کے بعد جو چاہے کرے جنت میں اس کے لئے جگہ ریزرو ہو ہی گئی۔ اگر حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی تو یہ غلط مطلب کبھی نہ لیا جاتا مگر حدیث کو قرآن سے الگ کر کے اس کے لفظی معنی کا سہارا لیا گیا تاکہ دنیا کے فائدے بھی خوب بٹوریں اور جنت بھی ہاتھ سے نہ جائے۔

ع اور شام کو شہید ہو گئے۔ صاحب وجیز نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کے عذاب سے نجات دی اور ابو المسعود نے لکھا ہے کہ مفسرین نے کہا ہے کہ قرآن میں کوئی ایسا مقام نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ فرعون نے ساحروں کے ساتھ وہ کام کیا جس سے ان کو ڈرایا اور نہ کوئی حدیث اس بارے میں ثابت ہوئی ہے۔ اللہ اعلم بالصواب۔ سولی کی سزا دینا دنیا کی قدیم ترین سزاؤں میں سے ہے اور یہ ہاتھ پیر الٹے طرف سے کاٹنے کی سزا گو آج وحشیانہ معلوم ہوتی ہے لیکن قدیم قوموں کا معمول عام رہی ہے۔

.....

ف۱: ساحر اتنی ہی دیر میں ایمان کی برکتوں سے پوری طرح مشرف اور عزم و ارادہ کے پختہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ

اور ہدایت نہ کی ف اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے دشمن سے

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

تم کو نجات دی تھی اور کوہ طور کے دائیں جانب کتاب دینے کا تم سے وعدہ کیا تھا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۷﴾ كُلُوْا مِنْ

اور تم پر من و سلویٰ بھیجے تھے- ہمارا دیا ہوا پاکیزہ

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ

رزق کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرنا ورنہ میرا غضب

عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ

تم پر ٹوٹ پڑے گا- اور جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ

هَوٰى ﴿۸۸﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

ہلاک ہوا- اور میں توبہ کرنے والوں اور ایمانداروں اور نیکوکاروں

صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۹﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ

اور ہدایت پر چلنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنہار ہوں ف اور اے موسیٰ تو اپنی قوم سے پہلے

يٰمُوْسٰى ﴿۹۰﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ

جلدی کیوں آ گیا ہے- موسیٰ نے کہا وہ بھی تو میرے پیچھے آرہے ہیں اور میرے مولا

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

میں تیرے پاس اس لئے جلدی آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے- اللہ نے کہا ہم نے تیرے پیچھے

مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۹۲﴾ فَرَجَعَ

تیری قوم کو بچایا ہے یعنی ان کو سامری نے گمراہ کردیا -ف پس موسیٰ

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

غصے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف واپس آیا- کہا میرے بھائیو

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ

کیا تمہارے پروردگار نے تم سے نیک وعدہ نہ کیا تھا کیا زمانہ تم پر

عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ

دراز ہوگیا یا تم نے چاہا کہ تمہارے پروردگار کا غضب تم

سے نہ گزر جاؤ حرام چیز یا حرام ذریعہ سے اسے طلب نہ کرو ناشکری یا فضول خرچی نہ کرو ایسا نہ ہو کہ فانی نعمتوں پر اترانے لگو یا اس میں فرض کردہ حقوق ادا نہ کرو یا اللہ کی دی ہوئی دولت کو گناہ کے کاموں میں سرف کرنے لگو یا جہاں اور جس وقت جمع رکھنے کی ممانعت ہے وہاں جوڑنے کے پیچھے پڑ جاؤ غرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو طغیان وعصیان کا آلہ نہ بناؤ ورنہ میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب اترا تو یقین جانو کہ وہ بدبخت ہوگیا اسے ذلت وعذاب کے تاریک غاروں میں پھینک دیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ نے آخر میں مغضوبین کے مقابلہ میں مغفورین کا بیان فرمایا یعنی کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان وعمل صالح کا راستہ اختیار کر لے اور اسی پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے یہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں۔

ف: فرعون جب حق کو قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تمام بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت مصر سے ہجرت کر جاؤ تاکہ اس طرح بنی اسرائیل کی مظلومیت اور غلامی کا خاتمہ ہو جائے چنانچہ جب سمندر پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی وحی آئی کہ سمندر پر اپنی لاٹھی مارو وہ تمہیں راستہ دے گا موسیٰ علیہ السلام نے اسی ہدایت کے موافق سمندر میں لاٹھی ماری جس سے پانی پھٹ کر راستہ نکل آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کر دے چنانچہ آناً فاناً سمندر کے درمیان میں خشک راستہ تیار ہوگیا جس کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے بنی اسرائیل تو اس پر سے بے تکلف گزر گئے پیچھے سے فرعون عظیم الشان لشکر لیے تعاقب میں آرہا تھا خشک راستہ دیکھ کر وہ بھی ادھر ہی گھس پڑا جس وقت بنی اسرائیل عبور کر گئے فرعونی لشکر راستہ کے درمیان میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ ہر طرف سے ان سب کو اپنی آغوش میں لے لے اور چشم زدن میں تمام فرعونی ڈبو دیئے گئے سمندر کی موجوں نے انہیں چھپا لیا' پھر کچھ نہ پوچھو کہ سمندر کی موجوں نے کس طرح ان سب کو ہمیشہ کے لیے ڈھانپ لیا فرعون زبان سے دعوے تو بہت کیا کرتا تھا۔ ﴿وَمَا اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾ (غافر: ۲۹) کہ میں بھلائی کے راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں لیکن اس نے اپنی قوم کو کیسا اچھا راستہ بتلایا اور اس نے یہ مثال سچی کر دکھائی' ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے دنیا میں سب کو لے کر سمندر میں ڈوبا اور آخرت میں سب کو ساتھ لے کر جہنم میں گرے گا ﴿يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ﴾ (هود: ۹۸) غرض فرعون کی رہنمائی دینی حیثیت سے جس قدر غلط تھی وہ تو تھی ہی اور دنیوی حیثیت سے بھی اس کا انجام سب نے دیکھ لیا کہ آخر ہلاکت ہی پر ہوا۔

ف۲: اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو بڑے بڑے احسان کیے تھے انہیں وہ یاد دلا رہا ہے ایک یہ کہ ان کو دشمنوں سے نجات دی اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے دریا میں ڈبو دیا ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی ہم نے تمہارے دیکھتے ہوئے آل فرعون کو پانی میں غرق کر دیا حدیث میں ہے کہ مدینے کے یہودیوں کو عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کامیاب کیا تھا آپ نے فرمایا پھر تو ہمیں تمہاری نسبت ان سے زیادہ قرب ہے' چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس دن روزے رکھنے کا حکم دیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہماری دی ہوئی روزی کھاؤ۔ امر یہاں بطور حکم نہیں بطور اجازت ہے یعنی امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے فرمایا کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ ہاں اس میں حد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَضْبٰنُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ

پر ٹوٹ پڑے اسی لئے تم نے میرے حکم کے خلاف کام کئے- انہوں نے کہا ہم نے

اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا

آپ کی حکم عدولی اپنے اختیارات سے نہیں کی بلکہ قوم بنی اسرائیل کے زیورات

مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى

ہم پر لادے گئے وہ ہم نے آگ میں ڈال دیے پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال کر ف۱

السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ

ایک بچھڑا ان کو نکال دیا جو صرف ایک ڈھیر ہی ڈھیر تھا جس میں سے ایک آواز سی نکلتی تھی

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

پس انہوں نے کہا یہ تمہارا اللہ اور موسیٰ کا اللہ ہے موسیٰ تو بھول گیا-

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ

کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ تو ان کو کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا تھا اور نہ ان کے لئے

لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ

کسی قسم کے ضرر یا نفع کا اختیار رکھتا تھا ف۲ موسیٰ کے آنے سے پہلے ہارون نے

قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ

ان کو کہا تھا کہ بھائیو تم اس کی وجہ سے گمراہ ہو گئے ہو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار سب سے بڑا

فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

رحم کرنے والا ہے پس تم میری تابعداری کرو اور میرا کہا مانو- وہ بولے ہم تو ہمیشہ اسی پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا

جمع رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آوے ف۳ اس نے کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا

مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ

کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں- تو میری تابعداری کرنے سے تو کیوں رکا تھا کس چیز نے تجھے روکا تھا کیا تو نے بھی

اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ

میری حکم عدولی کی- ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی میری داڑھی اور سر کو چھوڑ دے-

اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

میں اس بات سے ڈرا تھا کہ تو کہے گا بنی اسرائیل میں تو نے پھوٹ ڈال دی

کی غیر موجودگی میں بچھڑا پوجنا شروع کر دیا تھا۔ مفسر قرآن شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رح (بقیہ صفحہ 891 پر ملاحظہ فرمائیں)

.....

ف۱: اس قوم سے بہت سے علماء نے فرعون کی قوم مراد لیا ہے مگر اس تفسیر کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے القوم کا الف لام خارجی سمجھا ہے مگر خارجی کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے مدخول کا علم سامع کو پہلے سے حاصل ہو جس کی صورت یہ ہے کہ ان کا مدخول اس کلام میں پہلے آ چکا ہو جیسے اس آیت میں كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ اس میں الرسول پر الف لام خارجی ہے کیونکہ اس سے پہلے رسول کا ذکر آ چکا ہے یا کسی اور صورت سے اس کا علم مخاطب کو ہو غرض یہ ہے کہ علم ضرور ہو۔ لیکن اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے مخاطب کو قوم کا علم حاصل ہوا ہو جبکہ یہاں اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں قوم سے مراد بنی اسرائیل ہے کیونکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کا ہی ذکر ہے پس اس سے بنی اسرائیل ہی مراد ہیں۔

ف۲: گوسالہ پرستوں کی حماقت اور بے وقوفی دیکھئے کہ یہ اتنا نہیں دیکھتے کہ بچھڑا تو محض بے جان چیز ہے ان کی کسی بات کا نہ تو وہ جواب دے سکے اور نہ دنیا آخرت کی کسی بات کا اسے اختیار ہے اور نہ ہی کوئی نفع نقصان اس کے ہاتھ میں ہے اس میں سے جو آواز نکلتی تھی اس کی وجہ بھی صرف یہ تھی کہ پیچھے کے سوراخ میں سے ہوا گزر کر منہ کے راستے نکلتی تھی تو اسی ہوا کی آواز آتی تھی' اس بچھڑے کا نام انہوں نے بہوت رکھ چھوڑا تھا اور معبود تو صرف وہی ذات ہو سکتی ہے جو عالم الغیب۔ متصرف ومختار اور کار ساز ہو' لہٰذا بے بس اور عاجز کو معبود بنا لینا سراسر حماقت اور تقاضائے عقل کے صریح خلاف ہے۔

ف۳: حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں ہر چند سمجھایا بجھایا کہ دیکھو فتنے میں نہ پڑو اللہ رحمان کے سوا کسی اور کے سامنے نہ جھکو وہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے سب کا اندازہ مقرر کرنے والا بھی وہی ہے اور وہی عرش مجید کا مالک ہے لہٰذا تم میری حکم برداری کرتے رہو جو میں کہوں وہ بجالاؤ اور جس سے منع کروں اس سے رک جاؤ' لیکن ان کی انتہائی سرکشی ملاحظہ کیجیے کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا نبی اس سے منع کر رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو اس وقت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے ان کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے آنے پر وہ سچ مچ گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف اور اس کے گرد ناچ کرنا اور ساز بجانا چھوڑ دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں محض ان کا بہانہ تھا کہ یہ کسی طرح ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ نکتہ تحریر فرمایا ہے کہ جس طرح بندہ کے لیے اس کی کثرت ذنوب کی بنا پر تین درجے ہو سکتے ہیں ایک ظالم' دوسرے ظلوم' تیسرے ظلام۔ حق تعالیٰ نے بھی اس کے مقابل اپنے تین نام رکھے ہیں ایک غافر' دوسرے غفور' تیسرے غفار۔

ف۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اجتہاد سے یہ خیال کیا کہ وعدہ گاہ پر حاضری میں پیش قدمی کرنا اور بھی زیادہ خوشنودی کا سبب ہوگا اللہ اللہ' اللہ والے رضائے الٰہی کی دولت سمیٹنے اور جمع کرنے میں کتنے حریص ہوتے ہیں۔ فقہا نے اس آیت سے جواز اجتہاد کا استنباط کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے تیری قوم کو ایک سخت آزمائش میں مبتلا کر دیا جس کا سبب عالم اسباب میں سامری بنا ہے کیونکہ اسی کے اغوا و اضلال سے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾

اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا - ف۱ موسیٰ بولے او سامری تیرا کیا حال ہے؟

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

اس نے کہا میں نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہ دیکھی پس میں نے رسول کے اثر قدم سے

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ

مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اس کو ڈال دیا اور میری نفسانی خواہش نے مجھے یہ بات

نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ

بھلی معلوم ہوئی موسیٰ نے کہا پس جا اسی زندگی میں تیری سزا یہ ہوگی کہ تو

تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ

کہے گا کہ مجھے مت چھونا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے کسی طرح نہ ٹلے گا

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ

اور اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جما رہا ہے

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ

ہم اسے جلائیں گے اور راکھ کرکے اس کو پانی میں بہا دیں گے تمہارا سب کا

اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

حقیقی معبود صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے ف۲

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ

اسی طرح ہم واقعات گزشتہ تجھ کو سناتے رہیں گے اور ہم نے

اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَّنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ

تجھ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا کی ہے جو لوگ اس سے روگردان ہوں گے

يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ

وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے ہمیشہ اسی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ

قیامت کے دن وہ بوجھ ان کا بہت ہی برا ہوگا ف۳ جس دن صور پھونکا جائے گا

الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ

اور ہم مجرموں کو اس روز نیلی آنکھوں والے بنا کر اٹھائیں گے - ف۴ آپس میں چپکے چپکے

ف۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت غصے اور پورے غم میں لوٹے تھے توریت کی تختیاں زمین پر رکھ دیں اور اپنے بھائی ہارونؑ کی طرف غصے سے بڑھے اور ان کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لیے اور اپنی طرف گھسیٹنے لگے جیسا کہ شدید اشتعال وغضبناکی کی حالت میں انسان اضطراری طور پر کر گزرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ غصہ تمام تر غیرت دین سے تھا اس لیے یہ مباح ہی نہیں بلکہ داخل عبادت تھا حضرت ہارونؑ کا یا ابن ام کہہ کر مخاطب کرنا جلب شفقت ورأفت کے لیے تھا اور اسرائیلیوں میں دستور بھی اسی طرز تخاطب کا تھا' حضرت ہارونؑ عذر پیش کرتے ہیں کہ جی میں تو میرے بھی آئی تھی کہ آپ کے پاس آ کر آپ کو آگاہ کروں لیکن پھر خیال آیا کہ انہیں تنہا چھوڑنا مناسب نہیں کہیں آپ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ انہیں تنہا کیوں چھوڑ دیا اور اولاد یعقوبؑ میں جدائی کیوں ڈال دی؟ بات یہ ہے کہ حضرت ہارونؑ میں جہاں اطاعت کا پورا مادہ تھا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزت بھی بہت کرتے تھے حاصل یہ کہ یہاں دو اجتہاد تھے' ایک یہ کہ ان کو چھوڑنا زیادہ فائدہ مند تھا دوسرا یہ کہ ان کو چھوڑنا زیادہ نقصان دہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذہن اجتہاد اوّل کی طرف گیا اور حضرت ہارونؑ کا دوسرے اجتہاد کی طرف معلوم ہوا کہ خطاء اجتہادی قابل گرفت نہیں چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے اجتہاد کو اپنی برأت کی دلیل بنا رہے ہیں دوسرے یہ کہ مامور و نائب کو اختیار حاصل ہے کہ حسب مصلحت اپنے فرائض منصبی کے انجام آخر میں امیر کے حکم کا انتظار کرے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تفریق امت بدترین معاصی میں سے ہے حضرت ہارون علیہ السلام صریح کفر و شرک اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں لیکن تفریق امت کے ڈر سے عارضی طور پر اسے برداشت کیے ہوئے ہیں۔

ف۲: مفسر قرآن شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ بہت سے مفسرین نے یہاں الرسول کی تفسیر جبرائیل سے کی ہے لیکن اس سے جبرائیل مراد لینا اس وقت درست ہے جب الرسول پر الف لام خارجی ہو اور خارجی الف لام کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے مدخول کا علم قبل ازیں حاصل ہو جبکہ یہاں پر جبرائیلؑ کی رسالت کا کوئی ذکر نہیں' البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا علم سب کو تھا اس لیے ہم نے یہ تفسیر کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو جلا دیا اور اس کی خاک دریا میں بہادی تا کہ اس کا کہیں نام ونشان تک باقی نہ رہ جائے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ آثار کفر و شرک کو مٹانا اور ان کی توہین مستحب ہے اور کسی نسبت باطل یا فاسد دعوؤں کی رعایت ہرگز ضروری نہیں جس طرح گوسالہ میں اثر رسول اور مسجد ضرار میں اسم مسجد کی کچھ رعایت نہ کی گئی۔ کاش عرس' میلے' تعزیہ اور ضریح والے ان حقائق پر بھی غور کریں۔ اہل اشارات نے یہ نکتہ بتایا ہے کہ جو خطائیں بدوں خبث وعدم بغاوت صادر ہوتی ہیں ان سے توبہ کی توفیق بھی اکثر نصیب ہو جاتی ہے جیسے عام اسرائیلیوں کی خطا توبہ کے بعد معاف ہوگئی سامری کو پوری سزا ملی۔ فقہا نے یہاں سے دو مسئلے بھی اخذ کیے ہیں ایک یہ کہ مجرم کے لیے سزائے حبس دوام جائز ہے جیسا کہ لامساس کے مضمون میں آ چکا ہے دوسرے یہ کہ مجرم سے اختلاط وملاقات کا منع کر دینا جائز ہے۔

ف۳: سب سے اعلیٰ کتاب کلام اللہ شریف ہے جس میں گذشتہ کی خبریں آئندہ کے امور اور ہر کام کے طریقے مذکور ہیں اس میں اخلاقی ہدایات' قانونی دفعات اور معاشرتی آداب ہیں۔ اس سے اعراض کرنے والا اور اس کے سوا کسی اور میں ہدایت تلاش کرنے والا گمراہ اور جہنم کی طرف جانے والا ہے وہ قیامت کو اپنا بوجھ اٹھائے گا اور اس (بقیہ صفحہ 891 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ

کہتے ہوں گے کہ دنیا میں تو ہم کوئی ہفتہ عشرہ ٹھہرے ہونگے- جو کچھ وہ کہیں گے ہم خوب جانتے ہیں

اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

جب ان میں سے بڑا راست رو یوں کہے گا کہ تم تو ایک ہی دن دنیا میں رہے ہو-ف۱ اور تجھ سے پہاڑوں

عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا

کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کو ایک دم اڑا کر- زمین

قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾

چٹیل میدان کردے گا- تم اس میں نہ تو کسی قسم کی کجی دیکھو گے اور نہ بلندی-

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ

اس روز سب لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس سے ذرا بھر ادھر ادھر نہ ہوں گے اور تمام

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

آوازیں رب رحمٰن کے خوف سے دب گئی ہونگی پس تو بغیر آہٹ پاؤں کے کوئی آواز نہ سنے گا-ف۲

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

اس روز کسی کی سفارش کچھ نفع نہ دے گی ہاں جس کے حق میں رب رحمٰن اجازت دے گا

وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

اور اس کی بات اسے پسند بھی آئی ہوگی- وہ ان کے آگے پیچھے کی سب

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ

باتیں جانتا ہے اور لوگ اس کو کسی طرح نہیں جان سکتے- اور ساری مخلوق زندہ اللہ

لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ

اور منتظم کے آگے منہ کے بل گری ہوگی اور جنہوں نے ظلم اٹھائے ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے- اور

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ

جو کوئی اللہ پر ایمان لاکر نیک کام کرے گا وہ کسی طرح کے

ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

ظلم اور نقصان سے نہ ڈرے گا -ف۳ اسی طرح ہم نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا

وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

اور اس میں ہر طرح کے ڈراؤ بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ پرہیزگار بنیں

ف۱: ایک مطلب تو یہ ہے کہ کافر اس روز فرط ہیبت و دہشت سے آہستہ آہستہ آپس میں یہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہمارا اندازہ تو یہ تھا کہ مرنے کے بعد زندہ ہی نہ ہوں گے خیر یہ خیال تو باطل تھا زندہ بھی ہوئے تو اس طرح کہ قبر میں بھی دیر تک نہ رہنے پائے بس کوئی دس دن رہے ہوں گے یعنی آخرت کا طول اور احوال کی شدت کو دیکھ کر قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئے گا کہ گویا ہفتہ عشرہ سے زیادہ نہیں رہے اور دوسرا مطلب اس کے معنی مدت قیام دنیا کے بھی کیے گئے ہیں یعنی یہ کہ دنیا بڑی جلدی ختم ہوگئی یہاں کے مزے اور لمبی چوڑی امیدیں سب بھول جائیں گے اور بے ہودہ عمر ضائع کرنے پر ندامت ہوگی یا شائد معذرت کے طور پر ایسا کہیں گے یعنی دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنا ہوا موقع نہ ملا کہ آخرت کے لیے کچھ سامان کرتے جیسے فرمایا ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

بُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ﴾ (روم: ۵۵) یعنی جس وقت قیامت برپا ہو جائے گی تو گناہگار مجرم لوگ قسمیں اٹھا کر کہیں گے کہ ایک گھڑی کے سوا زیادہ نہیں ٹھہرے۔

ان کا زیادہ عقل مند صائب الرائے اور ہوشیار کہے گا یہاں دس دن کہاں صرف ایک دن ہی سمجھو اس کو زیادہ عقل مند اور اچھی راہ روش والا اس لیے فرمایا کہ دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کی بقا و دوام اور شدت ہول کو اس نے دوسرے سے زیادہ سمجھا اس شخص کو حقیقت شدت کا زیادہ ادراک ہوا اس لیے اس کی رائے پہلے شخص کے اعتبار سے اچھی ہے یہ مقصود نہیں کہ یہ شخص مدت کی مقدار کی تحدید کرنے میں اچھا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دونوں مقداریں تحدیدی طور پر صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ان قائلین کا یہ مقصود تھا۔

ف۲: قیامت کے ذکر پر منکرین حشر ٹھٹھا اور مذاق کے طور پر کہتے تھے کہ ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی لا محدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی حقیقت کیا ہے یہ ہٹ جائیں گے اور مٹ جائیں گے زمین صاف چٹیل ہموار میدان کی صورت میں ہو جائے گی نہ اس میں کوئی وادی رہے گی نہ ٹیلہ نہ اونچائی رہے گی اور نہ ہی کوئی پستی بلکہ زمین بالکل ہموار ہو جائے گی ان دہشتناک امور کے ساتھ ہی ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس کی آواز پر ساری مخلوق لگ جائے گی اور دوڑتی ہوئی حسب فرمان ایک طرف چلی جا رہی ہوگی نہ ادھر ادھر ہوگی نہ ٹیڑھی بانکی چلے گی کاش کہ یہ لوگ یہی روش دنیا میں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں مشغول رہتے صاحب فتح البیان نے کہا ہے کہ راجح یہ ہے کہ داعی جبرائیلؑ ہوں گے اور پھونکنے والے صور میں اسرافیلؑ ہیں۔ اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ ہمسا وہ آواز ہے جو لوگوں کے قدموں سے نکلے گی جب وہ محشر میں چلیں گے۔ اور صاحب وجیز نے لکھا ہے کہ یہ معنی منقول ہے حضرت ابن عباسؓ اور جمہور سلف سے۔ اور مجاہدؒ کا قول ہے کہ ہمسا سے مراد صوت خفی ہے اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے ایک بھی آواز نہ اٹھے گی بالکل سکون و سکوت ہوگا پیروں کی چاپ تو لامحالہ ہونی ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کبھی کبھی کسی حال میں بولیں گے بھی لیکن چلنا بھی باادب ہوگا اور بولنا بھی باادب۔

ف۳: مشرک قوموں نے اپنے آباواجداد کو شافع بنا رکھا تھا مسیحیت کا سارا دار و مدار ہی عقیدہ شفاعت و کفارہ پر ہے جبکہ قرآن نے ہر جگہ اسی مشرکانہ عقیدہ شفاعت مطلقہ پر ضرب لگائی ہے اور کسی مستقل مطلق شافع کے وجود سے بار بار انکار کیا ہے۔ اسلام جس شفاعت کا قائل ہے اسکی پہلی اور بڑی شرط اللہ تعالیٰ کی اجازت ہے شفاعت کوئی اپنے ارادہ و اختیار سے کر ہی نہیں کر سکتا صرف وہی کر سکے گا جس کو خود حق تعالیٰ اشارہ فرمائیں گے یا یہ معنی کہ شفاعت اس (بقیہ صفحہ 891 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ

یا اس سے ان کو کچھ نصیحت آئے- پس اللہ سچا بادشاہ بہت بلند ہے

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ

اور قرآن کی وحی تیری طرف ختم ہونے سے پہلے اس کے لینے میں

وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى

جلدی نہ کیا کر اور کہا کر میرے پروردگار مجھے علم زیادہ دے-ف۱ اور ہم نے تم

اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ

سے پہلے آدم کی طرف ایک حکم بھیجا تھا وہ پھر بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا-

اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر

اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

ابلیس نے انکار کیا- پھر ہم نے کہا اے آدم کچھ شک نہیں کہ یہ تیرا اور تیری

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

بیوی کا صریح دشمن ہے پس ایسا نہ ہو کہ تم کو جنت سے نکلوا دے پھر تو بدنصیب ہوجائے گا-

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ

نہ تو تو اس میں بھوکا ہوگا اور نہ ننگا ہوگا- نہ تجھے اس میں

لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

پیاس کی تکلیف ہوگی اور نہ دھوپ کی سختی- پھر شیطان نے

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

اس کو پھسلایا کہا اے آدم کیا میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں- پس ان دونوں نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا پس

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

ان کی شرمگاہیں ننگی ہوئیں اور اس باغ کے درختوں کے پتے اپنے بدن

وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ

پر لپیٹنے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی- پس وہ بھٹک گیا-ف۲ پھر

ف۱: حضرت جبرائیل علیہ السلام جس وقت آیت قرآنی لاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تو آپ جلدی جلدی ساتھ پڑھتے کہ مبادا بعد میں بھول جاؤں تو اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور سمجھایا گیا کہ ایسی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں' یہ کام ہمارے سپرد کرو اس کا آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ کی زبان سے تلاوت کرانا ہمارے ذمہ ہے' پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے جس میں آپ کو دقت ہوتی تھی۔ جب یہ آیت اتری تو آپ اس مشقت سے چھوٹ گئے پھر ارشاد فرمایا کہ بجائے فی الفور سعی حفظ تدبیر کے اس تدبیر دعا کو اختیار کیجیے اور اس میں علم قرآن کی تحصیل حفظ' فہم سب ہی کچھ آ گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَ زِدْنِيْ عِلْمًا. وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ یا اللہ مجھے فائدہ دے اس چیز سے جو تو نے مجھے سکھلائی اور مجھ کو تعلیم فرما اس چیز کی جو مجھے فائدہ دے اور مجھے علم زیادہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر حال میں شکر ہے رواہ ابن ماجہ۔

اور بزار نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ یعنی میں اللہ کی پناہ ڈھونڈتا ہوں دوزخیوں کے حال سے ابن مسعودؓ جب اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَ اِيْمَانًا وَ يَقِيْنًا اے اللہ مجھے زیادہ علم دے اور ایمان اور یقین رواہ خطیب.

ف۱: ہم نے تم سے پہلے تمہارے باپ آدمؑ کی طرف ایک حکم بھیجا تھا پھر وہ بھول گئے اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا یہ پختگی کا نہ ہونا اور عدم ثبات وعزم دانستہ نافرمانی اور ارادی سرکشی سے بالکل مختلف ہے بعض اہل لطائف نے یہ معنی بھی کیے ہے کہ ہم نے ان میں ارادہ ہی نہ پایا یعنی گناہ کا قصد انہوں نے کیا ہی نہیں محض ایک بدخیالی اور بداحتیاطی ان سے سرزد ہو کر رہی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ شیطان نے ان کو اس طرح پھسلایا کہ اے آدم میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں کہ اس کے کھانے سے تو ہمیشہ اسی جگہ پر رہنے لگ جائے اور سچ پوچھو تو اللہ تعالیٰ نے تم کو منع بھی اسی لیے کیا تھا کہ تم اس کے کھانے سے کہیں دائمی اسی جہان کے مقیم یا فرشتے نہ بن جاؤ یہی اس کے منع کرنے کا بھید ہے ورنہ دراصل اس کا کھانا کوئی ایسا قبیح امر نہیں۔ پس آدمؑ وحوّا نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا کیوں کھایا؟ صرف ایک تاویل سے کھایا اور وہ اس ممانعت کی علت وہی سمجھے جو شیطان نے ان کو سمجھائی مگر ان کو یہ خیال نہ رہا کہ ؎

دشمنانِ کہن دوستانِ نو کردن بدست دیو بود عقل را گیرو کردن

بس کھانے کی دیر تھی کہ فوراً عتاب الٰہی ان پر نمودار ہوا اور ان کی شرم گاہیں ننگی ہوگئیں۔ معلوم ہوا کہ کاملین سے بھی خطائے اجتہادی کا صدور ہوتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی ہوتا ہے برخلاف عوام کے کہ انہیں اس پر احیاناً اجر مل جاتا ہے۔ یہاں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ ثمرات غیر مقصودہ کی طلب سالک کے لیے مضر ہوتی ہے کیونکہ یہ خلد جس کی تحصیل کا حکم نہیں کیا گیا تھا نیز ملکیت بھی ایسی ہی غیر مطلوب تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا باغ کے درختوں کے پتے لے کر اپنے بدن پر لپیٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ ستر پوشی امر طبعی اور داخل فطرت بشری ہے اور جو تو میں برہنہ یا نیم برہنہ رہنے کی عادی ہو گئی ہیں اور اس کو معیوب نہیں سمجھتیں ان کی فطرت مسخ ہو چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا

اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس پر رحم فرمایا اور اس کو ہدیت کی۔ ف۱ اللہ نے کہا

مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

تم دونوں اس سے اترے رہو تم یعنی تمہاری اولاد ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے پر اگر تم کو

مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

میری طرف سے ہدایت پہنچے پس جو کوئی میری ہدایت کا پیرو ہوگا وہ نہ گمراہ ہوگا نہ بدنصیب ف۲

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

اور جو کوئی میری نصیحت سے منہ پھیرے گا پس اس کی تمام زندگی بدنصیبی

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ

کی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے پروردگار

حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ

مجھے تو نے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں سوانکھا تھا۔ اللہ کہے گا اسی طرح تیرے پاس

اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

ہمارے احکام پہنچے تھے پھر بھی تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائے گی۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ

جو کوئی تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان نہ لائے اس کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ

اور آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دائمی ہے۔ ف۳ کیا یہ بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا کہ اب یہ ان کی جگہوں میں

مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾

چلتے پھرتے ہیں اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ

اور اگر تیرے پروردگار کا حکم اور اجل مقرر نہ ہوتی تو ان کو

اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

عذاب الٰہی چمٹ جاتا۔ پس یہ لوگ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس پر صبر کر اور سورج

(بقیہ صفحہ 892)

ف۱: یعنی جب حکم الٰہی کے امتثال میں غفلت و کوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم و استقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے اور اسی کو بھٹکنے اور نافرمانی سے تعلیظاً تعبیر فرمایا' بقاعدہ حسنات الابرار سیئات المقربین بہرحال شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیا بلکہ فوراً ان کو توبہ کی توفیق بخشی اور خلعت قبولیت سے نوازا اور بہت زیادہ مہربانی سے ان کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں اپنی خوشنودی کے راستہ پر قائم کر دیا۔

ف۲: حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش تو معاف ہو چکی تھی تاہم طبعی اثرات اس ممنوع غذا کے استعمال سے مرتب ہو رہے تھے جو جنتی ماحول کے بالکل منافی تھے اس لیے فرمایا کہ اس سے اتر جاؤ' اگر یہ خطاب صرف آدم وحوا علیہما السلام کو ہے تو یہ مراد ہوگی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی جیسا رفاقت کر کے غلطی کے مرتکب ہوئے تھے اس پر رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی اور عالم عنصری کا تقاضائے طبعی بھی یہی تھا کہ آپس میں کشمکش اور پھر دشمنی ہو اس زہر کا تریاق جہاں سے ممکن ہے اسی کا نام وحی الٰہی ہے اور اگر یہ خطاب آدمؑ و ابلیس کو ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ دونوں کی ذریت میں دشمنی برابر قائم رہے گی شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے پاس میرے رسول اور میری کتابیں آئیں گی میری راہ کی پیروی کرنے والے نہ تو دنیا میں رسوا ہوں گے نہ آخرت میں ذلیل ہوں گے ھدٰی کے معنی کسی نے رسول کے لیے ہیں کسی نے آیات کے کسی نے دلائل کے اور کسی نے قرآن کے' امام رازیؒ نے فیصلہ لکھا ہے کہ ھدٰی یہاں مترادف ہے دلالۃ کے اور اس کے مفہوم میں سب چیزیں شامل ہیں۔

ف۳: یعنی جو کوئی میری نصیحت سے اعراض کرے گا اور منہ پھیر لے گا اس کی خیر نہیں اس کی تمام زندگی بدنصیبی کی ہوگی جتنا عرصہ زندہ رہے گا اتنا ہی جان پر وبال لے گا جس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر کار دنیا سے کوچ کرتے وقت سیاہ دل ہو کر چلے گا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا بے نور کر کے اٹھائیں گے وہ کچھ مدت کے بعد دیکھنے لگ جائے گا جیسے فرمایا وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ وغیرہ' الغرض جو شخص آخرت کی طرف سے بے خبر اور بے فکر' قناعت و توکل کے مفہوم سے ناآشنا' اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے کہ انسان ساری عمر مال کی طلب' جاہ کی حرص' ترقی کی فکر و ہوس' نقصان اور کمی کے غم و اندیشہ میں گھل گھل کر گزارے گو کہ دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں مگر اس کا دل قناعت اور توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے اور موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ بے چین کیے رکھتے ہیں اس لیے آیت میں تنگی کا تعلق قلب سے ہے دنیا کے اکثر متمکنین لوگوں کو دیکھ لیجیے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا بڑے۔ بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں' بڑے بڑے دولت مندوں' خوشحالوں کی خودکشی کر لینے کی خبریں اخباروں میں چھپتی رہتی ہیں یہ سب قلب کی تنگی کے شواہد ہیں' نصوص اور تجربات اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ بعض مفسرین نے مَعِيْشَةً ضَنْكًا سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا جب کہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃ ضنکا کی (بقیہ صفحہ 891 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ
کے نکلنے اور غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیا کر
وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
اور رات کے وقتوں میں اور دن کی طرفوں میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کر تاکہ
تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ
تو مالا مال ہو جائے فٹ اور جو کچھ ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو
اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ
متاع دنیا سے بہرہ ور کیا ہے اس کی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کیجیو تاکہ ہم ان کو
فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ
اس مال کی وجہ سے مبتلائے فتنہ کریں تیرے پروردگار کا رزق سب سے اچھا اور باقی رہنے والا۔
بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ
اور اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم کیا کر اور خود بھی اس پر مضبوط رہیو ہم تجھ سے رزق تو نہیں مانگتے
نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا
بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں اور انجام کار تقوی کا غلبہ ہے فٹ اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں
يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي
یہ نبی اپنے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی لاتا کیا ان کے پاس پہلی کتابوں
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ
کے مضمون نہیں پہنچے اور اگر ہم اس سے پہلے ان کو ہلاک کر دیتے
قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا
تو یہ لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کیوں نہ رسول بھیجا کہ
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝
ذلیل اور خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں کی تعمیل کرتے۔
قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
تو کہہ کہ ہم سب انتظار میں ہیں پس انتظار کرو عنقریب جان لوگے
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝
کہ کون سیدھی راہ پر ہیں اور کون ہدایت والے ہیں۔ فٹ

(رکوع ۸)

فٹ: دنیا کے آلام و افکار سے بچنے کا راستہ یہی عبادت میں مشغولیت کا ہے۔ حمد اور تسبیح سے مراد یہاں نماز لی گئی ہے قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ میں فجر کی نماز آ گئی اور قَبْلَ غُرُوْبِ میں ظہر اور عصر کی نمازیں اور اٰنَآئَ الَّیْلِ میں مغرب وعشا کی نمازیں بلکہ بعض تفاسیر کے مطابق نماز تہجد بھی اس میں داخل ہے۔ اَطْرَافَ النَّهَارِ سے نماز فجر ومغرب کی تکرر تاکید ہوئی بعض نے اس سے نماز ظہر اور عصر مراد لی ہے اور بعض نے محض ظہر مراد لی ہے کیونکہ اس وقت دن کے نصف اوّل اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں بلکہ صحاح اور قاموس وغیرہ میں صراحۃ ذکر ہے کہ طرف طائفۃ الشی یعنی کسی چیز کے حصے کو کہتے ہیں خاص حد اور کنارہ کے معنی نہیں تو اس صورت میں نہار کو جنس مان کر ہر دن کا ایک خاص حصہ مراد ہو سکتا ہے جہاں دن کا نصف ہوتا ہے امر بصلوٰۃ الظھر فانه نهاية النصف الاول من النهار و بداية النصف الاخر و جمعه باعتبار النصفين. (بیضاوی)

فٹ: کفار مثلاً یہود' نصاریٰ' مجوس اور مشرکین وغیرہ کو دنیاوی زینت اور عیش ونعم کے جو سامان دیے ہیں ان کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جیسا کہ اب تک نہیں دیکھا یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم ان کی آزمائش کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے' کون ان نعمتوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور کون ان کی ناقدری کرتا ہے اور اے نبی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جو عظیم الشان دولت مقدر کی ہے مثلاً قرآن کریم' منصب رسالت' فتوحات عظیمہ' رفع ذکر اور آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب کے سامنے ان فانی اور حقیر سامانوں کی کیا حقیقت ہے۔ آیت کے اس مختصر سے ٹکڑے میں اسی مادی دنیا اس کی آرائشوں' زینتوں' تکلفات کی کل کائنات بیان کر دی اور پورے تسلسل حیات سے جو یہاں سے لے کر آخرت تک ہے قطع نظر کر کے صرف اس مادی زندگی پر قناعت کر لینا کس درجہ بیوقوفی اور خام خیالی ہے۔ اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیے دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کماتے ہیں' وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کی روزی آپ دیتا ہے۔ غرض نماز سے اس کا کچھ فائدہ نہیں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اس لیے اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض آئے تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو نماز بہر حال ادا کرنی ہے روزی پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں جو لوگ ظہر کے لیے دفتروں' کچہریوں وغیرہ کی مشغولیت کو اور عصر' مغرب' عشا کے لیے دوسری مشغولیتوں اور مصروفیتوں کو بہانہ بناتے ہیں اس آیت میں ان سب کی تردید ہو گئی۔ الحاصل کسب معاش کے ان ذرائع کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں پرہیزگاری اختیار کرنی چاہیے پھر وہ انجام کار دیکھ لے گا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اس کی مدد کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ امیری اور بے پرواہی سے پر کر دوں گا تیری فقیری اور حاجت کو دور کر دوں گا اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تیرا دل مشغولیتوں سے بھر دوں گا اور تیری فقیری بند ہی نہ کروں گا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے اپنے تمام غور وفکر اور قصد وخیال کو اکٹھا کر کے آخرت کو ملحوظ رکھا اور اسی میں مشغول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی تمام پریشانیوں سے محفوظ کر لے گا اور جس نے دنیا کی فکریں پال لیں یہاں کے غم مول لے لیے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی مطلقاً پرواہ نہیں ہو گی خواہ وہ کسی حیرانی میں ہلاک ہو جائے۔

فٹ: ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی ﷺ ان کافروں سے فرما دیجیے (بقیہ صفحہ 891 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الانبیاء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱

لوگوں کا حساب قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ

جو نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے اسے ہنسی کھیل

وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ

میں سنتے ہیں دل ان کے لہو و لعب میں ہیں اور ظالم چپکے چپکے آپس

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ

میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے کیا تم

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ

دیدہ دانستہ ایک ساحر کے پاس جاتے ہو؟ فل رسول نے کہا میرا پروردگار

فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ

آسمانوں اور زمینوں کے ہر بات کی باتیں سب جانتا ہے اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔ بلکہ

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ

کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ افترا ہے بلکہ یہ شاعر ہے فآ

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ

پس ہمارے پاس کوئی نشان لائے جیسے پہلے لوگ بھیجے گئے تھے۔ ان سے پہلے

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

جس بستی کو ہم نے تباہ کیا وہ ایمان نہ لائے تو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے فآ

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب کے سب آدم زاد مرد ہی بھیجے ہیں ان کی طرف

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷

ہم وحی کرتے رہے ہیں پس اگر تم کو معلوم نہیں تو ان کتاب والوں سے پوچھ لو۔

پارہ ۱۷

جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے لیے تیاریاں تو کیا کرتے اس خبر ہی کا یقین نہیں کر رہے ہیں۔ دنیا میں ایسے مشغول اور منہمک ہو رہے ہیں کہ قیامت سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔ ابونواس شاعر نے کیا اچھا کہا ہے

الناس فی غفلاتهم و رحی المنیة تطحن

موت کی چکی زور زور سے چل رہی ہے اور لوگ غفلتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ آج یورپ اور یورپ زدہ شرق کی ساری آبادی کا بھی نقشہ غفلت و اعراض کے لحاظ سے یہی ہے موعظہ و نصیحت کو اس کان سنتا اور اس کان اڑا دینا یہ آخرت فراموشی سے ہی پیدا ہوتا ہے آج کل کے علوم وفنون میں سائنس میں آرٹ میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی شی بھی آخرت کی یاد دلانے والی نہ آنے پائے یہ آخرت فراموشی نظام ساری مہذب اور نیم مہذب دنیا پر مسلط و مستولی ہو چکا ہے اس نے لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کو بھی آہستہ آہستہ دین فراموش اور آخرت فراموش بنا دیا ہے مُحْدَث سے اس قرآن مجید کا نیا نیا اتارنا مراد ہے۔ یعنی پہلے سے ان کا سنا ہوا نہیں ہوتا۔

تنبیہ: الذین ظلموا بظاہر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے مگر قاعدہ کے مطابق فاعل جمع ظاہر کے لیے فعل مفرد آنا چاہیے تھا۔ درحقیقت موصول اسروا کا فاعل نہیں بلکہ اسروا کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے بدل اور مبدل منہ مل کر فاعل ہوا اور النجوی مفعول۔

فل: منکرین پیغمبر اور قرآن کے بارے میں مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں کبھی کہتے یہ جادوگری ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ الجھے ہوئے خوابوں کا مجموعہ ہے۔ کبھی کہتے یہ من گھڑت باتیں ہیں اور کبھی کہتے یہ محض شاعر اور قرآن اس کے شاعرانہ تخیل کی پرواز ہے۔ اس سے خود منکرین کے الجھی ہوئی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ ایک بات کہتے اور جب وہ چسپاں نہ ہوتی تو دوسری بات کہتے اور جب وہ موزوں قرار نہ پاتی تو تیسری بات کہتے اور جب وہ بھی فٹ نہ ہوتی تو چوتھی بات کہتے۔ اس طرح ایک نہ ایک الزام لگا کر حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے۔

فآ: یہ شرط محذوف کا جواب ہے یعنی اگر معاملہ ایسا نہیں جیسا ہم کہتے ہیں اور یہ اللہ کی طرف سے سچا رسول ہے تو یہ ہمارے پاس کوئی نشانی پہلے انبیاء کی طرح لے آئے جیسے موسیٰ کا عصا یا صالح کی اونٹنی؟ ان کا یہ سوال ضد وعناد کی بنا پر تھا کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کو وہ آیات عطا فرمائیں جو ایمان لانے کے لیے کافی تھیں اگر اللہ عزوجل کو اپنے علم ازلی میں ان کا ایمان لانا معلوم ہوتا تو وہ آیات بھی عطا کرتا جن کا انہوں نے سوال کیا تھا۔

فل: حساب کی گھڑی کے قریب آ لگنے کا مطلب یہ ہے کہ اب نوع انسانی اپنے دور کے آخری مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (مسلم کتاب الفتن) ''میں اور قیامت کی گھڑی ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔'' نیز حساب کی گھڑی اس اعتبار سے بھی قریب ہے کہ آدمی کے اور موت کے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ ہے اور جب موت آ جاتی ہے تو وہ حساب ہی کے مرحلہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اسی وقت سے جزا و سزا کا آغاز ہو جاتا ہے۔

یہاں حساب کے وقت سے مراد قیامت کا دن ہے اور الناس کو حسابهم پر ان کو ڈرانے اور گھبرانے کے لیے مقدم کیا ہے مطلب یہ کہ وقت قیامت ہر روز ان سے قریب تر ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا

ہم نے ان کو ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ

كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ

ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان سے اپنے وعدے سچے کئے کہ ان کو اور

وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ

جن کو ہم نے چاہا بچالیا اور حد سے تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کردیا۔ ہم نے تیری طرف

اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَكَمْ

ایک کتاب بھیجی جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے۔ ف۱ اور ہم نے

قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا

کئی ایک ظالم بستیوں کو تباہ کیا ان کے بعد دوسری کئی

بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا

ایک اور قومیں پیدا کیں۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو لگے

هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ

اس سے بھاگنے۔ ان سے کہا گیا مت بھاگو اور انہی نعمتوں کی طرف جن میں

اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا

تم تھے اور اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال ہو۔ انہوں نے کہا

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ

ہائے ہماری کم بختی ہم تو بڑے ہی ظالم تھے۔ پس یہی پکار ان کی آخر

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ وَمَا

تک رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بالکل برباد کردیا۔ ف۲ اور ہم نے

خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ

آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیں۔ اگر

اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ

ہم کو کھیل بنانے کا خیال ہوتا تو ہم اپنے پاس سے کوئی کھیل بنالیتے

اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى

ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں ف۳ بلکہ ہم تو حق کو جھوٹ پر

ف۱: یہ منکرین کے قول هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا جواب ہے یعنی پہلے بھی جو انبیاء آئے جن کی مانند نشانیاں دکھانے کا تم رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے ہو تو وہ بھی نبی ﷺ کی طرح بشر تھے فرشتے نہ تھے اگر اتنی مشہور بات کی بھی اپنی جہالت کی وجہ سے تم کو خبر نہیں تو خبر رکھنے والوں سے دریافت کرلو آخر یہود و نصاریٰ اہل کتاب سے تمہارے تعلقات ہیں اتنی موٹی بات ان سے پوچھ لینا کہ پہلے زمانوں میں جو انبیاء و رسل تشریف لائے وہ بھی بشر تھے یا آسمان کے فرشتے۔ یعنی سلسلہ نبوت تو ہمیشہ انسانوں ہی کی معرفت جاری رکھا گیا ہے نبی ہر دور میں ہر ملک میں آدمی ہی بنا کر بھیجا گیا کوئی جن' کوئی فرشتہ' کوئی فوق البشر انسانی آبادی کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

رجال کا لفظ استعمال کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نبوت ہمیشہ مردوں ہی کو ملی نہ کہ عورتوں کو اسی اصل کی بنا پر اہل طریق بھی خلافت مردوں ہی کو دیتے ہیں۔ حاصل یہ کہ رسول نہ بشری ضروریات غذا وغیرہ سے برتر ہوتا ہے نہ وہ غیر فانی ہو کر دنیا میں آتا ہے اس کی ترکیب جسمانی اور طبعی ضروریات سب وہی ہوتی ہیں جو ہر بشر کی ہوتی ہیں' اس کا اصل مشن اللہ تعالیٰ کا تعلیم کو دنیا میں پھیلانا ہوتا ہے اور کھانا نہ کھانا کمالات اور علامات مقبولیت سے نہیں جیسا کہ بعض عوام اور خواص کا خیال ہے۔ ہاں فرشتوں کا وجود ایسا ہے کہ وہ کھانا نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا ہو کر رہا یعنی ان کے مخالفین بوجہ اپنے ظلم کے تباہ ہو گئے اور وہ نجات پا گئے اور ان کے فرمانبردار بھی کامیاب ہوئے اور حد سے گزرنے والوں یعنی انبیا کے جھٹلانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کردیا۔

تنبیہ: نجات پانے والوں میں مومنین تو یقیناً داخل ہیں باقی بعض منکرین بھی ممکن ہے کسی مصلحت تکوینی سے بچا دیئے گئے ہوں۔

ف۲: جب عذاب الٰہی سامنے آ گیا تو انہوں نے چاہا کہ نکل بھاگیں اور بھاگ کر جان بچالیں اس وقت تکوینی طور پر کہا گیا کہ بھاگتے کہاں ہو اب بھاگو دوڑو نہیں بلکہ اپنے محلات میں اور اپنے عیش و عشرت کے سامانوں میں پھر آ جاؤ جہاں عیش کرتے تھے جہاں بہت سے سامان متعم جمع کر رکھے تھے شاید وہاں کوئی تم سے پوچھے کہ زور و قوت کا نشہ کیا ہوا؟ سامان کدھر گیا؟ اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی تھیں انکا شکر کہاں تک ادا کیا تھا؟ یا یہ کہ آپ بڑے آدمی تھے جن کی ہر موقع پر پوچھ ہوتی تھی اب بھی وہیں چلے تاکہ لوگ اپنے مہمات میں آپ سے مشورہ کرسکیں۔ یہ فرمان بطور ڈانٹ ڈپٹ کے اور انہیں ذلیل و حقیر کرنے کے ہوگا اس وقت وہ لوگ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے کہ بے شک ہم ظالم تھے۔ عین نزول عذاب کے وقت بدکار و فاسق پیشہ قومیں پچھتاتی ہیں اپنے جرائم کا اعتراف کرتی ہیں اور ہر طرح واویلا مچاتی ہیں مگر انکی آہ و فریاد کچھ انکے کام نہیں آتی اور وہ نیست و نابود کردی جاتی ہیں۔

ف۳: یعنی بالفرض ہمیں تفریح و تماشہ ہی مقصود ہوتا تو ہم بلا واسطہ مخلوقات اپنے آپ سے یا براہ راست تعلق رکھنے والی کسی چیز کو اختیار کرلیتے' مثلاً اپنی صفات کمال کے مشاہدہ کے لئے ذی شعور مخلوق کو اس چکر میں کیوں ڈالتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات خود مخلوق ہی کے نفع و مصلحت کے لیے ہے جیسا کہ عارف رومیؒ نے فرمایا ہے

من نہ کردم امر تا سودے کنم بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

یہ دنیا محض کھیل تماشہ نہیں بلکہ میدان کارزار ہے جہاں حق و باطل کی جنگ ہوتی ہے حق حملہ آور ہو کر باطل کا سر کچل ڈالتا ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ ہم کرنے والے نہیں یعنی ان نافیہ ہے'' بلکہ مجاہد کا قول ہے کہ قرآن پاک میں ہر جگہ ان نفی کے لیے ہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ

ڈالتے ہیں پھر وہ اس کو کچل ڈالتا ہے پس وہ اسی دم ملیا میٹ ہو جاتا ہے اور

مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تمہارے لئے تمہارے ہی بیان سے افسوس ہے۔ اور جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب اسی اللہ کی ملک ہے

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اور جو لوگ اس کے حضور میں ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

اور نہ تھکتے ہیں۔ شب و روز اس کی تسبیحیں پڑھتے ہیں

لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ

سستی نہیں کرتے - ف کیا ان لوگوں نے زمین کی چیزوں میں معبود بنا رکھے ہیں

هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ

وہ ان کو پھیلاتے ہیں۔ اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

تو یہ دونوں برباد ہو چکے ہوتے پس اللہ تخت کا مالک ان کی بیہودہ گوئی

يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

سے پاک ہے۔ اپنے افعال میں وہ پوچھا نہیں جا سکتا اور مخلوق سب کو باز پرس ہوگی۔ ف

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تو کہہ کہ اپنی دلیل لاؤ

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

یہی نصیحت میرے ساتھ والوں کی ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کو بھی یہی نصیحت ہے مگر

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو نہیں جانتے تو منہ پھیر جاتے ہیں۔ اور جتنے رسول

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ

ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ

اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

بس میرے سوائے معبود برحق نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔ اور کہتے ہیں رحمٰن نے

ف۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم حق کو واضح کرتے یعنی اسے کھول کر بیان کرتے ہیں جس سے باطل دب جاتا ہے ٹوٹ کر چور چور ہو جاتا ہے اور فوراً مٹ جاتا ہے اور وہ ہے بھی اسی لائق' وہ ٹھہر نہیں سکتا' نہ جم سکتا ہے اور نہ ہی قائم رہ سکتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ٹھہرا رہے ہیں انکے اس واہی قول کے لیے ویل ہے جن فرشتوں کو ہم اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں کہتے ہو ان کا حال سنو اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی عظمت دیکھو کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اس کی ملکیت میں ہے۔ فرشتے اس کی عبادت میں مشغول ہیں یہ بزرگ فرشتے اس کی عبادت سے نہ اکتاتے ہیں اور نہ ہی گھبراتے ہیں اور سستی و کاہلی ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتی بلکہ تسبیح و ذکر ان کی غذا ہے جس طرح انسان ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں تو یہی کیفیت ان کی تسبیح و ذکر کی ہے وہ کسی کام پر مامور ہوں کسی خدمت کو بجا لا رہے ہوں وہ ایک منٹ کے لئے بھی ادھر سے غافل نہیں ہوتے جب مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو انسان جو خطا کار ہے تو اسے کہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

تنبیہ: من عندہ میں یہ نزدیکی شرف و منزلت کے لحاظ سے ہے نہ کہ باعتبار مقام و مکان۔

ف۲: اللہ تعالیٰ کے تصور و تعریف میں یہ بات لازمی ہے کہ وہ کلی طور پر ہر ارادہ اور ہر ایک اختیار کا مالک ہو اگر اس کے اختیارات یا اس کی ملک محدود و مقید ہوئی تو وہ اللہ کس طرح کہلا سکے گا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو' نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو' نہ بیکار' نہ عاجز' نہ مغلوب' نہ کسی دوسرے سے دبنے والا اور نہ ہی کوئی اس کے کسی کام میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک کرنے والا ہو' اب اگر بالفرض آسمان و زمین میں دو الٰہ ہوں تو وہ دونوں اسی شان کے ہوں گے اب دیکھنا یہ ہے کہ عالم کی تخلیق اور علویات و سفلیات کی تدبیر دونوں کے کلی اتفاق سے ہوئی ہے یا گاہ بگاہ باہم اختلاف بھی ہو جاتا ہے۔ اتفاق کی صورت میں دو احتمال ہیں یا تو اکیلے ایک سے کام نہیں چل سکتا تھا اس لیے دونوں نے مل کر انتظام کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں میں سے ایک بھی کامل قدرت والا نہیں اگر تنہا ایک سارے عالم کو کامل طور پر سرانجام کر سکتا تھا تو دوسرا بیکار ٹھہرا۔ حالانکہ اللہ کا وجود اسی لیے ماننا پڑا ہے کہ اس کو مانے بغیر چارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اختلاف کی صورت فرض کریں تو لامحالہ مقابلہ میں یا ایک مغلوب ہو کر اپنے ارادہ اور تجویز کو چھوڑ بیٹھے گا تو وہ اللہ نہ رہا۔ یا دونوں بالکل مساوی و متوازی طاقت سے ایک دوسرے کے خلاف اپنے ارادہ اور تجویز کو عمل میں لانا چاہیں گے' اول تو معاذ اللہ دو الٰہوں کی اس رسہ کشی میں سرے سے کوئی چیز موجود ہی نہ ہو سکے گی اور ہر موجود چیز پر زور آزمائی ہونے لگی تو اس کشمکش میں وہ چیز ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جائے گی نتیجہ یہ کہ اگر دو اللہ ہوتے تو آسمان و زمین کا یہ نظام کبھی کا درہم برہم ہو جاتا ورنہ ایک اللہ کا بے کار یا ناقص و عاجز ہونا لازم آتا ہے۔ جو خلاف مفروض ہے غرض یہ کہ وہ تخت شاہی کا اکیلا مالک ہے اس کے ملک میں شرکت کی گنجائش ہی نہیں دو خود مختار بادشاہ جب ایک ملک میں نہیں سما سکتے جن کی خود مختاری بھی محض مجازی ہے تو دو مختار کل اور قادر مطلق اللہ ایک قلمرو میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں۔ وہ علی الاطلاق شہنشاہ حقیقی ہے اس پر کوئی حاکم نہیں' سب اس کے غلبے اور قہر کے تلے ہیں' اس کی کبریائی اور عظمت جلال اور حکومت علم اور حکمت لطف اور رحمت بے پایاں ہے کسی کو اس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں' سب پست اور عاجز ہیں لاچار اور بے بس ہیں' کوئی نہیں جو چوں کرے یا اس کے سامنے بول سکے یا اس سے پوچھ سکے کہ یہ کام کیوں کیا؟ ایسا کیوں ہوا؟ اس میں ان مشرک قوموں کا رد ہو گیا (بقیہ صفحہ 892 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

اولاد بنائی ہے وہ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں ف۱ اس کے سامنے

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا

بات بھی نہیں کرسکتے اور وہ اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ان سے پہلے

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ

اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اور وہ سفارش بھی نہیں کرتے مگر جس

ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ

کے حق میں اللہ پسند فرمادے اور وہ اس کے خوف سے کانپتے ہیں۔ اور جو کوئی

يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ

ان میں کہہ دے کہ میں بھی اللہ سے ورے ایک معبود ہوں تو اس کو ہم

جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ

جہنم کی سزا دیں اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ف۲ کیا ان منکروں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ

پھر ہم ان کو کھول دیتے ہیں اور سب زندہ چیزیں ہم نے پانی سے پیدا کی ہیں

حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے۔ اور ہم نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کئے ہیں

اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا

تاکہ وہ ان کو کہیں نہ لے گرے اور زمین میں ہم نے کھلے کھلے راستے بنائے ہیں

لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا

تاکہ یہ لوگ راہ پائیں۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا

مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ

اور یہ لوگ اس کے نشانوں سے روگردان ہیں۔ ف۳ اور وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

جس نے رات دن سورج اور چاند بنائے

منزل ۴

ف۱: یَسْبِقُوْنَهٗ سے مراد یہاں رؤیت عینی نہیں بلکہ رؤیت عقلی یا علم ہے المراد من الرؤیۃ ھوالعلم (کبیر) رتقا کے اصل معنی ملنے اور ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں ابتداء میں زمین و آسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے پھر دست قدرت نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا تو اس تمیز کے بعد ہر ایک کے طبقات الگ الگ بنے لیکن پھر بھی منہ بند تھے نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی نہ زمین سے پیداوار آخر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لیے دونوں کے منہ کھول دیئے۔ اوپر سے پانی کا دہانہ کھلا نیچے سے زمین کے مسام کھل گئے۔ زمین سے حق تعالیٰ نے نہریں اور کانیں اور طرح طرح کے سبزے نکالے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا جن میں سے

ف۱: انہ لا الہ الا انا یہ عقیدہ ہوا توحید کا فاعبدون یہ عمل ہوا توحید کا۔ دین توحید کا دوسرا نام اسلام ہے یہی دنیا کا قدیم ترین دین ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہمیشہ اسی دین کی تبلیغ ہوتی رہی ہے تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے توحید الوہیت کے سمجھانے کے لیے بھیجا ہے اور اسی توحید کے بیان کرنے اور سمجھانے کے لیے کتابیں بھیجی گئیں اور اسی توحید کے لیے تمام مخلوقات پیدا کی گئی ہے اور تمام دین کا اصل یہی توحید ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی کا ڈر رکھا جائے اسی سے امید کی جائے اور اسی کے ساتھ محبت کی جائے اور اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور توحید کی دوسری قسم کا نام توحید ربوبیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مالک رازق اور رب سمجھے۔ اور اس توحید کے کفار بھی قائل تھے۔ یاد رکھیے کہ صرف اس توحید کے ماننے اور قبول کر لینے سے نجات نہیں مل سکتی جب تک کہ توحید الوہیت قبول نہ کی جائے اور دین شرک تمام تر ذہن انسانی کی اختراع اور بہت بعد کی پیداوار ہے۔

ملحوظہ:- توحید کی تیسری قسم التوحید فی الاسماء والصفات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ اور اس کی تمام صفات جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں وارد ہیں ان کو جوں کا توں ماننا اور ان میں کسی طرح کی تحریف اور تاویل نہ کرنا۔ لہٰذا توحید کی تین قسمیں ہیں (۱) توحید ربوبیت (۲) توحید الوہیت اور (۳) توحید فی الاسماء والصفات۔ (عفیف)

ف۲: کافر بعض انبیا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیٹے نہیں بلکہ مقبول اور عزت والے بندے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی یہ طاقت نہیں کہ بڑھ کر بات کرسکیں یا بغیر حکم کے کچھ کرسکیں۔ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لیے دعا کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے لیے دعا کی اور ان دونوں انبیاء میں سے کسی کی دعا قبول نہ ہوئی بلکہ نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جاہل مت بنو اس معاملہ میں ہماری مرضی کے خلاف نہ کرو۔ بخاری میں ہے کہ ملائکہ دار آخرت میں سفارش کریں گے۔ قتادہؒ اور مجاہدؒ نے کہا اہل توحید کے لیے اور حسنؒ نے کہا اس شخص کے لیے سفارش کریں گے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ ابن عباسؓ نے کہا من ارتضیٰ سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ لا الہ الا اللہ کی شہادت کے ساتھ خوش ہوا حاکم نے جابرؓ سے نکالا اور اس کو صحیح کہا بیہقی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑھا اور فرمایا میں ان لوگوں کی سفارش کروں گا جنہوں نے میری امت سے کبیرہ گناہ کیے اس کا مطلب یہی ہے کہ جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے موافق عمل کیا اس کے لیے شفاعت ہوگی اس کے موافق عمل یہی ہے کہ اسی کا ڈر رکھے اسی سے امید رکھے اور اسی کے ساتھ محبت رکھے اور اسی پر بھروسہ کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ
ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے
قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَاْىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾
آدمی کو ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا پھر اگر تو مرگیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ
ہر ایک جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے ہم تم کو بری بھلی باتوں سے
وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا
جانچتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر کر آؤ گے۔ ف۱ اور یہ لوگ
رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ
جب تجھ کو دیکھتے ہیں تو تیری ہنسی اڑاتے ہیں کہتے ہیں کیا
اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
یہی ہے جو تمہارے معبودوں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور وہ خود
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ
رحمٰن کی یاد سے منکر ہیں۔ انسان کی پیدائش جلدی سے ہے میں بہت
اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
جلد تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ چاہو۔ ف۲ اور کہتے ہیں
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ
کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ اے کاش یہ کافر اس وقت کی
كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا
اصلیت کو جانیں جس وقت نہ منہ سے نہ اپنی پیٹھوں سے آگ
عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ
کو روک سکیں گے اور نہ مدد کئے جائیں گے۔ بلکہ ناگاہ وہ گھڑی
بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
ان پر آکر انکو حیران کر دے گی پس وہ اس کو کسی طرح رد نہ کرسکیں گے اور نہ ان کو
يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ
کچھ مہلت ملے گی۔ ف۳ تجھ سے پہلے بھی کئی ایک رسولوں سے ہنسی کی گئی

ع ۲

ہر ایک کا گھر جدا اور چال الگ رکھی۔ سَمٰوٰت یہاں صیغہ جمع ہے مراد یہاں مجموعہ سماوات یا طبقہ۔ سماوات ہے اسی لیے اسے بطور مفرد لاکر اس کے اور ارض کے لیے ضمیر تثنیہ کی لائی گئی۔ عموماً جاندار چیزیں جو نظر آتی ہیں تو وہ بالواسطہ اور بلاواسطہ پانی سے بنائی گئی ہیں' پانی ہی ان کا مادہ ہے جدید ماہرین علم الحیات کی تحقیق ہے کہ ہر جاندار کی ترکیب میں عنصر اصلی پروٹو پلازم (بقیہ صفحہ 892 پر ملاحظہ فرمائیں)

.....

ف۱: تمام روئے زمین کے لوگ موت سے ملنے والے ہیں ہاں رب کی جلال و اکرام والی ذات ہمیشگی اور دوام والی ہے۔ کفار کی یہ آرزو کتنی ناپاک ہے کہ تم مرجاؤ تو کیا یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ایسا تو محض ناممکن ہے دنیا میں تو چل چلاؤ ہے اور ذات باری کے علاوہ کسی کو دوام نہیں ہے کوئی آگے ہے کوئی پیچھے سو آپ بھی غیر فانی بنا کر نہیں بھیجے گئے اور نہ کوئی اور انسان مدارج قرب میں ترقی کرتے کرتے غیر فانی بن سکا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوئے جب آپ فوت ہو چکے تھے تو ابوبکرؓ نے آپ کو بوسہ دیا اور فرمایا وانبیا واخلیلاہ واصفیاہ' پھر یہ آیت پڑھی وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاْىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ پھر فرمایا کہ بھلائی برائی' سکھ دکھ' مٹھاس کڑواہٹ' کشادگی اور تنگی سے ہم بندوں کو آزماتے ہیں تا کہ شکر گزار اور ناشکرا' صابر اور ناامید کھل جائے صحت' بیماری' تونگری' فقیری' تختی' نرمی' حلال' حرام' ہدایت' گمراہی' اطاعت اور معصیت یہ سب آزمائشیں ہیں۔ یہاں انسان کیلئے تین قانون بیان کر دیئے گئے ہیں۔ (۱) ہر ذی حیات کیلئے موت لازمی ہے' خواہ جلد خواہ طویل ترین مدت کے بعد آئے (۲) انسان جب تک زندہ رہے گا اس کا امتحان برابر ہوتا رہے گا کہ کن کن حالات میں وہ ایمان و طاعت کی طرف مائل رہتا ہے اور کن کن حالات میں وہ کفر و معصیت کی طرف جھک جاتا ہے۔ شر سے مراد مخالف طبع حالات اور خیر سے مراد موافق طبع حالات ہیں۔ (۳) ہر انسان کو اللہ ہی کے حضور واپس جا کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا ہے۔

تنبیہ: فتنۃ مصدر فعل نبلوکم کی تاکید کے لیے ہے مصدر موکد لنبلوکم من غیر لفظہ۔

ف۲: انسانی عجلت کا ذکر اس حکمت سے ہے کہ گویا کافروں کی سرکشی سنتے ہی مسلمانوں کا انتقامی جذبہ بھڑک اٹھتا ہے اور وہ جلد بدلہ لینا چاہتے ہیں اس لیے کہ انسانی جبلت میں ہی جلد بازی ہے لیکن اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھانے والا ہی ہوں کہ عاصیوں پر کس طرح سختی ہوتی ہے میرے نبی کو مذاق میں اڑانے والوں کی کھال کس طرح ادھڑتی ہے تم ابھی دیکھ لو گے جلدی کا واویلا نہ کرو ہمارے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

ف۳: اللہ تعالیٰ کے عذاب اور قیامت کے آنے کو یہ لوگ محال جانتے تھے اس لیے جرأت سے کہتے کہ بتلاؤ تو سہی تمہارے یہ ڈراوے کب پورے ہوں گے؟ انہیں جواب دیا جا رہا ہے کہ اگر تم سمجھ دار ہوتے اور اس دن کی ہولناکیوں سے آگاہ ہوتے تو جلدی کا واویلا نہ مچاتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذابات اوپر تلے سے اوڑھنا بچھونا بنے ہوئے ہوں گے اور اتنی طاقت نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ہٹا سکو' گندھک کا لباس ہوگا جس میں آگ لگی ہوگی اور کھڑے جل رہے ہو گے' کوئی نہ ہوگا جو مدد کو اٹھے اس وقت بکے بکے رہ جاؤ گے مبہوت اور بے ہوش ہو جاؤ گے حیران پریشان ہو جاؤ گے کوئی حیلہ نہ ہوگا کہ اس سے بچ جاؤ اور نہ ہی ایک ساعت کی ڈھیل اور مہلت ملے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پس جو لوگ ان سے مسخری کرتے تھے انہی پر وہ عذاب نازل ہوا جس کی

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ

وہ ہنسی کرتے تھے۔ ف۱ تو پوچھ کہ رات دن میں تم کو اللہ مہربان کے

النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ لیکن یہ لوگ اپنے پروردگار کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

روگردان ہیں۔ کیا ان کے اور معبود ہیں جو ان کی ہم سے الگ ہی حفاظت کر سکتے ہیں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

وہ تو خود اپنے نفسوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ ہماری طرف سے ساتھ دیے جائیں گے ف۲

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ

بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودہ کیا ہے ف۳ یہاں تک کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں

الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم ان کی زمین کو گھٹاتے چلے آئے ہیں ف۴

اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ

کیا پھر بھی یہ غالب آئیں گے۔ تو کہہ دے میں تو تم کو صرف حکم الٰہی کے ساتھ ڈراتا ہوں

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور بہروں کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار کو سنا نہیں کرتے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر ان کو اللہ کے عذاب کی ذرہ سی ہوا بھی لگ جائے تو بس فورا کہنے لگ جائیں

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ

کہ ہم ہی ظالم تھے - ف۵ اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو

الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ

لگائیں گے پھر کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا یہاں تک کہ

كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى

کوئی کام اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی سامنے لے آئیں گے اور ہم

منزل ۴

آیت کا اشارہ خاص طور سے مدینہ کی طرف ہے جہاں کے لوگ اسلام قبول کرتے جا رہے تھے۔ گویا مشرکین مکہ کے لئے زمین روز بروز تنگ ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ اس سورہ کے نزول کے چند سال بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں اقتدار حاصل ہوا اور یہ اقتدار فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ گویا فتح مکہ اس آیت کی ٹھیک ٹھیک تعبیر تھی۔

اب تو وہ عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن اگر عذاب کا ایک حصہ بھی انہیں چھو لے گا تو وہ اپنے کیے پر پچھتائیں گے اور اپنے خطا کار ہونے کا اعتراف کریں گے۔

ف۱: عذاب کی وعید سنانے پر وہ رسول کا مذاق اڑاتے تھے مگر بالآخر ان پر عذاب مسلط ہو کر رہا۔

ف۱: دن ہو یا رات انسان کی زندگی ہر آن خطرات اور آفات سے گھری رہتی ہے اور وہ خدائے رحمٰن ہی ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ تمہاری حفاظت کرنے کے بجائے تمہیں گرفت میں لینا چاہے تو کون ہے تو تم پر مہربان ہوگا اور اس کے مقابلہ میں تمہاری حفاظت کرے گا؟

ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہیں خدا کی مہربانیوں کا کوئی احساس نہیں اور وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اس کے فضل و رحمت کا ذکر ہو۔ شرک انسان کو اپنے رب حقیقی کے بارے میں کس قدر غیر حقیقت پسند بنا دیتا ہے!

یعنی اگر اللہ رحمٰن تمہیں گرفت میں لینا ہی چاہے تو دن رات میں کون اتنی مجال رکھتا ہے کہ جو تمہارے بچاؤ میں کام دے سکے؟ عارفین نے لکھا ہے کہ اپنے نفس کی حفاظت کی طرف سے بے اختیاری میں تو مومن و کافر سب برابر ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ مومن کی تائید' حفاظت و نصرت' من اللہ و مع اللہ ہوتی رہتی ہے اور کافر کی آس ادھر سے ٹوٹی رہتی ہے۔ پھر ان کے انکار پر بطور ڈانٹ ڈپٹ فرماتا ہے کہ ان کے معبود جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں انہیں اپنی حفاظت میں رکھتے ہیں (جبکہ وہ ایسا نہیں کر سکتے) اور ان کا یہ گمان محض غلط ہے بلکہ ان کے معبودان باطل خود اپنی مدد و حفاظت کے بھی مالک نہیں بلکہ وہ ہم سے بچ بھی نہیں سکتے۔ ایک معنی اس جملے کے یہ بھی ہیں کہ نہ تو وہ کسی کو بچا سکیں گے اور نہ ہی وہ خود بچ سکیں گے۔

ف۲: قریش خوشحال بھی تھے اور ان کو سرداری کا اہم مقام بھی حاصل تھا۔ یہ سب کچھ انہیں اللہ ہی کے فضل سے حاصل ہوا تھا لیکن چونکہ ایک زمانہ سے وہ خوشحال اور با اقتدار چلے آ رہے تھے اس لئے وہ خدا سے بے پرواہ ہو گئے تھے۔ مال اور اقتدار کا نشہ انسان کو خدا سے غافل کر دیتا ہے۔

ف۳: کافروں کے کیے اور اپنی گمراہی پر جم جانے کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ ان کے اصرار علی الکفر اور جمود کی اصل بنیاد ان کی طویل غفلت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ایک معنی یہ بیان کیے ہیں کہ ہم کفر پر اسلام کو غالب کرتے چلے آئے ہیں کیا تم انہی سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنے دشمنوں پر غالب کر رہا ہے اور کس طرح جھٹلانے والی اگلی امتوں کو اس نے ملیا میٹ کر دیا اور اپنے مومن بندوں کو نجات دی کیا اب بھی یہ لوگ خود کو غالب ہی سمجھ رہے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ یہ لوگ مغلوب' ذلیل' رذیل' نقصان میں اور بربادی کے ماتحت ہیں۔

ف۵: مکہ کے اطراف و جوانب میں اسلام کے اثرات بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اس کے غلبہ کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

خود حساب کرنے کو کافی ہیں۔ ف۱ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرق

الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ

کرنے والی (کتاب) اور روشنی اور پرہیزگاروں کو دستور العمل دیا۔ جو اپنے پروردگاروں

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

سے بن دیکھے خوف کرتے ہیں اور وہ قیامت کی گھڑی سے بھی کانپتے ہیں۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

یہ قرآن بابرکت نصیحت کی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے کیا تم اس سے منکر ہو؟ ف۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ

اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو ہدایت دی اور ہم اس کو جانتے

عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ

تھے۔ ف۳ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن پر

الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی

لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ تم اور تمہارے باپ دادا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ

بھی صریح گمراہی میں پھنس رہے ہو۔ ف۴ وہ بولے تو کوئی سچی بات لایا ہے

اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

یا دل لگی کرنے والوں میں سے ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۡ وَاَنَا عَلٰي

وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس پر

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ

شہادت دینے والوں میں سے ہوں۔ واللہ میں تمہارے ان معبودوں سے تمہارے

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا۔ ف۵ پس اس نے ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

منزل ۴

ف۱: قیامت کے دن عدل کی ترازو قائم کی جائے گی یہ ترازو ایک ہی ہوگی لیکن چونکہ جو اعمال اس میں تولے جائیں گے وہ بہت سے ہوں گے اس اعتبار سے میزان کی جمع لائے ہیں یا جمع لانا اس وجہ سے ہو کہ ہر شخص کے لیے علیحدہ میزان عمل ہو موازین کے صیغہ جمع کے ظاہری اقتضاء سے۔ بعض نے کہا ہے کہ قیامت میں میزانیں متعدد ہوں گی مثلاً ہر امت کے لیے الگ الگ اور ہر مکلف کے لیے الگ الگ لیکن معتبر قول یہ ہے کہ یہ تعدد حقیقی نہیں مجازی ہے اور صیغہ جمع محض اظہار عظمت کے لیے ہے اس دن کسی پر کسی طرح کا ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا اس لیے کہ حساب لینے والا خود اللہ تعالیٰ ہے جو اکیلا ہی تمام مخلوق کے حساب کے لیے کافی ہے ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی وہاں موجود ہو جائے گا اور یہ تمام انتظامات تمہارے مزید اطمینان کے لیے ہوں گے ورنہ رتی رتی کے حساب کے لیے تو ان آلات کی مدد کے بغیر ہم خود ہی کافی ہیں۔

ف۲: جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا ذکر اکثر ملا جلا آتا ہے اسی طرح توراۃ اور قرآن کا ذکر بھی عموماً ایک ساتھ آتا ہے۔ فرقان سے مراد تورات ہے جو حق و باطل میں فرق کرنے والی تھی تمام آسمانی کتب حق و باطل میں جدائی کرنے والی ہوتی ہیں ان سے دلوں میں نورانیت اعمال میں حقانیت اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت ڈر اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع حاصل ہوتا ہے۔ یہاں متقین کے دو خصوصی وصف ذکر فرمائے ایک خشیت رب دوسرے یوم حشر سے ان کا خوف کاش ہمارے بے قید اور آزاد صوفیہ و مشائخ اس پر غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ نصیحت سے نفع یاب ہونے کا راز اسی دل کی کھٹک میں ہے۔ آخر میں فرمایا کہ تم قرآن کریم کے منزل من اللہ ہونے سے انکار کرتے ہو حالانکہ تم تورات کے منزل من اللہ ہونے کے قائل ہو اور قرآن کا نصیحت نامہ ہونا تورات سے بھی روشن تر ہے۔

ف۳: یعنی ہم نے اس کو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہدایت کی تھی کھلا ہوا تعلق دور موسوی سے قبل کا ہے گو بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا دور قبل بلوغ یا قبل ولادت مراد لیا ہے پھر فرمایا کہ ہم کو خبر تھی کہ وہ لائق ہے اس ہدایت کے جو اس کو دی تھی۔

ف۴: ملک بابل (موجودہ عراق) کی قدیم قوم شرک و بت پرستی میں مبتلا تھی مظاہر پرستی کواکب پرستی کے علاوہ مورتی پوجا کا رواج بھی ان میں پھیلا ہوا تھا حضرت ابراہیمؑ کے والد تارح (عربی تلفظ میں آزر) بڑے کاریگر بت تراش اور بت فروش تھے ابراہیم نے فرمایا ذرا ان کی اصلیت اور حقیقت تو بیان کرو آخر یہ پتھر کی خود تراشیدہ مورتیاں معبود کیسے بن گئیں؟ شیخ اسماعیل شہیدؒ نے اس آیت سے صوفیا کے تصور شیخ کے ناجائز ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ تصور شیخ جو عام صوفیا میں مروج ہے وہ تو بے شک ممنوع ہے لیکن اگر تصور شیخ ایسا نہ ہو کہ وہ بالاستقلال مقصود ہو اور نہ اس پر عکوف ہو بلکہ محض غلبہ محبت سے مثل دوسرے محبوبات کے وہ بھی ذہن کے سامنے آ جائے اور جب وہ ذہن سے غائب ہونے لگے تو اہتمام اس کے باقی رکھنے کا بھی نہ کیا جائے تو ایسے تصور شیخ میں کوئی مضائقہ نہیں۔ دوسرا اس آیت میں رد ہے جاہل مریدین و مقلدین کا جو اکابر کی تقلید و اتباع میں غلو کرتے ہیں اور صحیح دلیل مل جانے پر بھی انہی کے قول یا عمل کو حجت بنائے رکھتے ہیں۔

ف۵: یہ ضروری نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ فقرہ مجمع عام کو مخاطب کر کے اور پکار کر کہا اغلب ہے کہ زیر لب کہا ہو بعض نے سنی اور بعض نے نہ سنی جنہوں نے سنی انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ ایک نوجوان ساری قوم کے معبودوں کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ دشمن کو مغالطہ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس سے وعدے کا توڑنا اور باطل کی تائید نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

لیکن ان میں سے بڑے بت کو بچا رکھا تاکہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾

انہوں نے کہا جس نے یہ کام ہمارے معبودوں سے کیا ہے بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

انہوں نے کہا ہم نے ایک جوان لڑکے کو انکا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ ف۱ رئیسوں نے کہا

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ اس پر گواہ ہوں۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾

انہوں نے کہا کہ ابراہیم ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے؟

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

ابراہیم نے کہا بلکہ ان میں کے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر بول سکتے ہیں تو

يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

ان کو پوچھ لو۔ ف۲ پس وہ اپنے جی میں سوچنے لگے پھر بولے بے شک تم ہی

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ

ظالم ہو۔ پھر اوندھے گر کر کہنے لگے تو جانتا ہے

عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ

کہ یہ تو بولتے نہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا پھر تم اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾

ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ نفع دے سکیں اور نہ نقصان۔

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا

حیف ہے تم کو اور ان چیزوں کو جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو

تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ

کیا تم عقل نہیں کرتے ف۳ انہوں نے کہا اس کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا

اگر کچھ کرنا چاہتے ہو۔ ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم کے حق میں سرد

ف۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کے علاوہ باقی سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بڑے بت کے باقی رکھنے میں حکمت و مصلحت یہ تھی کہ ان لوگوں کے ذہن میں خیال جائے کہ شاید اس بڑے معبود نے ان چھوٹے معبودوں کو تباہ و برباد کر دیا ہوگا کیونکہ اسے غیرت آئی ہوگی کہ مجھ بڑے کے ہوتے ہوئے یہ چھوٹے عبودیت کے لائق کیسے ہو گئے؟ چنانچہ اس خیال کی پختگی ان کے ذہنوں میں قائم کرنے کے لیے آپ نے کلہاڑا بھی اس کے کندھے پر رکھ دیا جب مشرکین اپنے میلے سے واپس آئے تو دیکھا کہ ان کے سارے معبود منہ کے بل اوندھے گرے ہوئے ہیں اور زبان حال سے بتلا رہے ہیں کہ وہ محض بے جان' بے نفع ونقصان' اور ذلیل وحقیر چیز ہیں اور وہ اپنے پجاریوں کی بے وقوفی پر مہر لگا رہے تھے۔ الیہ میں ضمیر کا مرجع اکثر مفسرین نے بڑے بت ہی کو لیا ہے لیکن اگر اس کا مرجع حضرت ابراہیمؑ کو مانا جائے تو پھر بھی نتیجہ وہی رہے گا کہ جب میری طرف تحقیق حال کی طرف رجوع کریں گے اس وقت مجھے ان کو قائل کرنے کا بہترین موقع مل جائے گا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ عزوجل نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس حالت میں کو وہ جوان ہوتا اور کسی عالم کو علم نہیں دیا مگر جوانی کی حالت میں اور اس بات کی شہادت پر یہ آیت پڑھتے قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ

ف۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طنزیہ انداز گفتگو شروع ہی سے ظاہر ہے اسی لب ولہجہ میں آپ نے اس وقت بھی فرمایا کہ جی اور کیا۔ اور کہیں ان سے بڑے ٹھاکر جی ہی نے یہ حرکت نہ کی ہو آپ انہیں سے کیوں نہیں دریافت کر لیتے۔ صحیح حدیث میں ابراہیم خلیل اللہ کے اس قول کو کذب سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے منکرین حدیث کو بخاری' مسلم اور ترمذی کے خلاف ایک طومار کذب باندھنے کا موقع مل گیا ہے حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ یہ کذب صرف صورۃً تھا نہ کہ آپ کی نیت غلط بات کہنے کی تھی' نہ اس بڑے مجمع میں کسی ایک متنفس کو بھی دھوکا یا مغالطہ ہوا مقصود تمام تر مشرکین پر الزامی حجت قائم کرنا تھا اور اس کے لیے آپ اعلان پیشتر ہی کر چکے تھے تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ یہ تو صرف ایک بلیغ مؤثر اور خطیبانہ پیرایہ گفتگو تھا۔ امام رازیؒ نے ایک توجیہ بھی نقل کی ہے کہ فاعل کبیرھم ھذا کو نہ مانا جائے بلکہ تقدیر کلام یوں مانی جائے فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا' یہ تمہارا بڑا بت بھی تو یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کے ساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کر لیا کسائی نحوی سے منقول ہے کہ وہ ہل فعلہ پر پورا وقف کر لیتے اور کبیرھم ھذا سے نیا فقرہ شروع کرتے تھے کسی دینی مصلحت کے سبب بعض بزرگوں سے جو کلام بطور توریہ منقول ہے اس کی اصل یہی آیت ہے۔

تنبیہ: ہل فعلہ کبیرھم ھذا کہنا خلاف واقعہ خبر دینے کے طور پر نہ تھا جسے حقیقۃً جھوٹ کہا جائے بلکہ ان کی بیوقوفی اور جہالت کے لئے ایک فرضی احتمال کو بصورت دعویٰ لے کر بطور تعریض والزام کلام کیا گیا جیسا کہ عموماً بحث ومناظرہ میں ہوتا ہے ہاں بظاہر صورت جھوٹ کی معلوم ہوتی ہے اس لئے بعض احادیث میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق صورۃً کیا گیا۔

ف۳: آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ اپنے معبودوں کے پاس کسی کو حفاظت کے لئے نہ چھوڑا اور چل دیئے۔ پھر غور وفکر کر کے بات بنائی کہ ابراہیم تم جو کہتے ہو کہ ہم ان سے پوچھ لیں کہ تمہیں کس نے توڑا ہے تو کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا

اور سلامتی والی بن جا۔ اور انہوں نے اس سے داؤ کیا تھا پر ہم نے

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى

انہی کو ناکام کیا۔ ف۱ اور ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَهَبْنَا

طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے جہاں کے سب لوگوں کے لئے برکات پیدا کر رکھی ہیں۔ اور ہم نے اس کو

لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا

اسحاقؑ اور یعقوبؑ انعام بخشا اور سب کو ہم نے

صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

نیک بنایا۔ اور ہم نے ان کو دین کے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ

اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے

اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ لُوْطًا

کا حکم دیا وہ خاص ہماری ہی عبادت میں لگے ہوئے تھے۔ اور ہم نے

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

لوط کو حکم اور علم دیا اور اس بستی سے جہاں کے رہنے والے سخت

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

بدکاری کرتے تھے ہم نے اس کو بچایا کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بہت بڑے

فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

بدکار تھے۔ اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ نیک بندوں سے تھا۔ ف۲

وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ

اور پہلے نوحؑ کو ہم نے نجات دی تھی جب اس نے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی

وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ

پس ہم نے اس کو اور اس کے اتباع کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچالیا۔ اور جن لوگوں نے

مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کے مقابلہ پر ہم نے اس کی مدد کی کیونکہ وہ

منزل ۴

یہ بت بے زبان ہیں۔ یعنی عاجزی، حیرت اور انتہائی لاجوابی کی حالت میں انہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑا۔ تو اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خاصہ موقع مل گیا اور فوراً فرمانے لگے کہ بے زبان بے نفع وضرر چیز کی عبادت کیسی؟ تم پر اور تمہارے ان جھوٹے معبودوں پر آہ! کس قدر اندھیر اور جہالت ہے کہ ایسی چیزوں کی پرستش کی جائے اور اللہ واحد کو چھوڑ دیا جائے۔ مبغوضین فی اللہ کے ساتھ سختی سے پیش آنے کی جو عادت بعض بزرگوں کی ہوتی ہے اس کا اخذ یہی آیت ہے۔

.....

ف۱: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر آگ کو صرف ٹھنڈا ہونے کا ہی حکم ہوتا تو پھر یہ ٹھنڈک بھی آپ کو ضرر پہنچاتی اس لئے ساتھ ہی یہ فرما دیا گیا کہ ٹھنڈک کے ساتھ ہی سلامتی بن جا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس میں چالیس یا پچاس دن رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس زمانے میں جو راحت و سرور تھا ویسا اس سے نکلنے کے بعد حاصل نہیں ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نے سب سے اچھا کلمہ جو کہا وہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ آگ سے زندہ صحیح سالم نکلے تو آپ کے والد نے کہا ابراہیم تیرا رب بہت ہی بزرگ اور بڑا ہے جو اللہ آگ کو جلانے کا حکم دیتا رہتا ہے وہ اس پر بھی اسی آسانی سے قادر ہے کہ اسے نہ جلانے کا بھی حکم دے۔ یہ کہنا کہ آگ تو جماد لا یعقل و بے شعور ہے اس سے خطاب کیونکر ہوا ہوگا یہ اعتراض احمقانہ ہے کیونکہ آگ کی جمادیت اور بے شعوری وغیرہ اگر ہے تو وہ ہماری نسبت سے ہے۔ نہ کہ خالق کائنات کی نسبت سے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں رد ہے جو کہتے ہیں کہ ابراہیمی آگ سرد نہیں ہوئی تھی بلکہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا تھا ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ قرآن شریف میں عام اصول بتایا گیا ہے کہ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یہ عام قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کن کہنے سے مطلوبہ چیز ہو جاتی ہے اس زیر بحث آیت میں بھی کن کا لفظ موجود ہے جس کے ذریعہ سے آگ کو سرد ہو جانے کا حکم دیا گیا پس اللہ تعالیٰ کے قاعدہ سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ آگ ضرور سرد ہوئی تھی ورنہ لازم آئے گا کہ معلول کا علت سے تخلف ہو گیا حالانکہ یہ غلط ہے اور مفردات اور مرکبات سب کے سب مشیت ایزدی کے ماتحت ہیں۔

ف۲: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مبارک زمین سے مراد اس آیت میں شام ہے سرزمین شام دینی اور دنیوی برکتوں اور رحمتوں کی جامع ہے دینی برکتیں یہ ہیں کہ حضرات انبیاء کثرت سے اس سرزمین پر آئے اور دنیا میں پھیلے ہوئے شرک کے مقابلہ میں یہاں توحید کی اشاعت خوب ہوئی۔ اور دنیوی برکتوں سے اس ملک کی خوشگوار و صحت بخش آب و ہوا اور اس سرزمین کی سرسبزی و شادابی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اور وہ آپ پر ایمان لا چکے تھے اور انہوں نے آپ کی فرمانبرداری میں آپ ہی کے ساتھ ہجرت کی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریق مخالف کے ملک کو چھوڑ کر ہجرت کر جانا توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ سنت انبیاء کے موافق ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا اولین وصف ان کا صالح ہونا ہے مگر موجودہ تورات اور بائبل میں ناروا باتیں ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں جن سے ان کی سیرت داغ دار نظر آتی ہے۔ قرآن ان کی صالحیت کا اعلان کرتا ہے جس سے ان الزامات کی آپ سے آپ تردید ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَ

برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا۔ ف۱ اور داؤدؑ اور سلیمان کا

سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ

واقعہ بھی ان کو سنا جس وقت وہ دونوں کھیتی کے بارہ میں فیصلہ کرتے تھے

غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا

جب کسی قوم کی بھیڑ بکریاں اس کھیتی میں کود پڑیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت وہاں حاضر تھے۔ ف۲ پھر

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَّسَخَّرْنَا

ہم نے سلیمانؑ کو یہ مقدمہ سمجھایا اور ہم نے ہر ایک کو حکم اور علم دیا تھا ہم نے داؤدؑ کے ساتھ

مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

پہاڑوں اور جانوروں کو مسخر کیا تھا اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور بے شک ہم کرسکتے ہیں۔ ف۳

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ

اور ہم نے اس کو تمہارے لئے جنگی لباس بنانا سکھایا تاکہ تم کو جنگ کے ضرر سے

بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ

بچائے کیا تم ایسی نعمتوں کا شکر نہ کرو گے؟ اور ہم نے تیز ہوا کو سلیمان

الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ

کے تابع کردیا تھا وہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جاتی تھی

بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ

جس میں ہم نے برکتیں پیدا کی ہیں اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں۔ ف۴ اور شیطانوں

الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

میں سے جو غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا کئی ایک اور کام بھی کرتے تھے ہم نے اس کے تابع

ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ

کردیے تھے اور ہم ان کے نگران تھے۔ ف۵ اور ان کو ایوب کا ذکر بھی سنا جب اس نے

نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں سخت مصیبت میں ہوں اور تو سب سے بڑا

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ

رحم کرنے والا ہے۔ پس اس دعا کو ہم نے قبول کیا اور جو اس کو تکلیف تھی

منزل ۴

ف۱: نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے ستایا تکلیفیں دیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ باری تعالیٰ میں عاجز آ گیا ہوں تو میری مدد فرما اور ان کافروں میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔ ورنہ یہ تیرے بندوں کو بہکائیں گے اور ان کی اولادیں بھی ایسی ہی فاجر ہوں گی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو اور مومنوں کو نجات دی اور آپ کے اہل کو بھی سوائے ان کے جن کے نام برباد ہونے والوں میں آ گئے تھے۔ آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت ہی کم تھی نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق روئے زمین پر ایک کافر بھی نہ بچا اور سب ڈبو دیئے گئے۔ من القوم سے مراد علی القوم ہے اور من یہاں علیٰ کے معنی میں ہے زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک ہذیلی کو سنا وہ علیٰ کے موقع پر من بول رہا ہے اور چور کو بددعا دیتے ہوئے کہہ رہا ہے اللھم انصرھم منہ ای اجعلھم منتصرین منہ اور یہی قول ابوعبیدہ لغوی کا ہے۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ سے یوں روایت آئی ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس کی بکریوں نے رات کے وقت میرا تمام کھیت کھا لیا حضرت داؤد نے تمام بکریاں کھیت والے کو دلوا دیں جب وہ دونوں باہر آئے تو حضرت سلیمانؑ سے ملے انہوں نے پوچھا کیا فیصلہ ہوا انھوں نے سنایا تو حضرت سلیمانؑ نے جو ان دنوں شہزادگی میں تھے کہا کہ اگر یہ مقدمہ میرے پاس آتا تو میں اس کو آسان طریقے سے طے کرتا جو فریقین کے حق میں مفید ہوتا اس کی خبر حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی ہوگئی تو انہوں نے صاحبزادہ کو بلا کر وہ آسان طریق دریافت کیا تو صاحب زادے نے کہا کہ کھیت کی زمین بکریاں والے کو دے دی جائے کہ وہ اس میں زراعت کرے اور بکریاں کھیت والے کو دی جائیں کہ وہ کھیت تیار ہونے تک ان کا دودھ پیے پھر جب کھیت تیار ہو جائے تو کھیت والے کو کھیت اور بکریوں والے کو بکریاں دی جائیں حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اس فیصلے کو پسند کیا اور نافذ فرمایا۔ احادیث کی رو سے اس بارے میں اسلام کا حکم یہ ہے کہ دن کو کھیت کی حفاظت کرنا مالک کے ذمہ ہے اور گلہ کی حفاظت رات کے وقت گلہ کے مالک پر ہے پس اگر کسی کے مویشی دن کو کسی کا کھیت چر جائیں تو مالک مویشی پر کوئی جرمانہ نہیں کیونکہ دن کو حفاظت کرنا مالک زراعت کا فرض ہے اور اگر رات کو چر جائیں تو مالک مویشی پر اس کھیت کی قیمت واجب الاداء ہوگی کیونکہ رات کو مویشیوں کی حفاظت کرنا مالک مویشی کا فرض ہے۔

ف۳: حضرت داؤد علیہ السلام بے انتہا خوش آواز تھے ان کو وہ نورانی گلا عطا کیا گیا تھا اور آپ ایسی خوش آوازی اور خلوص کے ساتھ زبور پڑھتے تھے کہ پرند بھی اپنی پرواز چھوڑ کر تھم جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے لگتے اسی طرح پہاڑ کی بھی پیغمبرانہ تاثیر کی وجہ سے یہ حالت ہوتی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی خوش آواز تھے آنحضرت ﷺ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کی خوش آوازی کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی کا ایک حصہ قرار دیا اب سمجھ لیں کہ خود داؤد علیہ السلام کی آواز کیسی ہوگی تسخیر جبال کہ یہ معنی کرنا کہ حضرت داؤدؑ جب پہاڑوں میں تسبیح میں مشغول ہوتے تھے تو پہاڑ ان کی آواز سے گونجتے تھے یہ قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے کیونکہ اول تو یہ ثابت ہی نہیں کہ وہ تسبیح وتہلیل کے وقت اپنے قصر و ایوان کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جاتے تھے۔ دوسرا پہاڑوں پر آواز گونجنے ہی کیوں لگی اس کے لئے تو لازمی تھا کہ آپ تسبیح باآواز بلند کرتے اور تیسرا یہ کہ قرآن کی کہنے والی کون سی بات تھی خصوصاً محل مدح واظہار نعمت میں بلند آواز کی گونج تو پہاڑوں میں نہیں غیر نبیؑ مومن وکافر بلکہ ہر انسان اور جانور کی

(بقیہ صفحہ 892 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ

سب دور کردی اور اس کو اس کا عیال دیا اور محض اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ

عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

اتنے اور بھی دیے اور عابد لوگوں کو نصیحت کے لئے- ف۱ اور اسمٰعیل اور ادریس اور

اِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ

ذوالکفل کا ذکر ان کو سنا کہ وہ تمام صابروں کی جماعت سے تھے

فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تحقیق وہ نیکوں کی جماعت سے تھے- ف۲

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ

اور مچھلی والے کا ذکر سنا جب وہ خفا ہوکر چلا گیا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر

نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ

سخت گیری نہ کریں گے پس اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی

اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں-

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ

پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم سے نجات بخشی اور اسی طرح ہم

نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

ایمانداروں کو نجات دیتے ہیں- ف۳ اور زکریا کا ذکر سنا جب اس نے اپنے پروردگار

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے اچھا وارث ہے-

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۖ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا

پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو یحییٰ بخشا اور اس کی عورت کو

زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ

درست کر دیا اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور

يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

توقع اور خوف سے ہم ہی کو پکارتے تھے اور ہم سے ڈرا کرتے تھے- ف۴

ف۱: ایوب علیہ السلام اسرائیلی نہ تھے بلکہ وہ حضرت ابراہیمؑ سے پانچویں پشت میں حضرت اسحاقؑ کے بڑے صاحبزادے اور حضرت یعقوبؑ کے بڑے بھائی عیص کی اولاد میں سے تھے توریت میں ہے کہ عوض کی سرزمین کے رہنے والے تھے یہ علاقہ عرب میں شمال مغرب میں فلسطین کی مشرقی سرحد کے قریب کا ملک تھا' آپ کی عمر ۲۱۰ سال ہوئی۔ یہاں ان کی تکلیفوں کا بیان ہو رہا ہے جو مالی جسمانی اور اولادی تھیں ان کی اولادیں بیویاں' لونڈی غلام جائیداد اور مال متاع سب کچھ تھا۔ لیکن رب قدوس کی طرف سے جب آزمائش آئی تو ایک سرے سے سب کچھ فناہ ہوتا گیا یہاں تک کہ جسم میں بھی جذام پھوٹ پڑا' لوگ گھن کرنے لگے شہر کے ایک ویران کونے میں آپ کو سکونت اختیار کرنی پڑی' مصیبت کے وقت سب نے کنارہ کرلیا سوائے آپ کی ایک بیوی صاحبہؓ کے کوئی بھی آپ کے پاس نہ رہا۔ اور آپ کی بیوی محنت مزدوری کر کے پیٹ پالنے کو لایا کرتی تھیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا ہوتا ہے پھر صالح لوگوں کا پھر ان سے کم درجے والوں کا۔ ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کا امتحان اس کے دین کے اندازے سے ہوتا ہے اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہے تو امتحان بھی سخت تر ہوتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے کہ صبر ایوب علیہ السلام زبان زد عوام ہے۔ مروی ہے کہ آپ سے فرمایا گیا کہ تیرا تمام اہل جنت میں ہے اگر تو کہے تو میں ان سب کو یہاں دنیا میں لا دوں اور کہہ تو وہیں رہنے دوں اور دنیا میں ان کا عوض دوں چنانچہ آپ نے دوسری بات پسند فرمائی پس آخرت کا اجر اور دنیا کا بدلہ دونوں آپ کو ملا۔ آپ اہل بلا کے پیشوا تھے یہ تمام اس لئے ہوئیں کہ مصیبتوں میں پھنسے ہوئے لوگ اپنے لئے آپ کی ذات میں عبرت دیکھیں اور بے صبری سے ناشکری نہ کرنے لگیں اور لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کا برا بندہ نہ سمجھیں' ایوبؑ صبر کا پہاڑ اور ثابت قدمی کا نمونہ تھے۔

نوٹ:۔ آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دعا صبر کے منافی نہیں اس آیت سے دو مسئلے اور بھی نکلتے ہیں' ایک یہ کہ دعا توکل کے منافی نہیں اور دوسرا یہ کہ احساس حاجت مندی سے جو غلبہ عبدیت سے پیدا ہوتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا رضا کے منافی نہیں۔

ف۲: ذوالکفل بظاہر تو نبی ہی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انبیاء کے ذکر میں ان کا نام آیا ہے اور لوگ کہتے ہیں یہ نبی نہ تھے بلکہ ایک صالح شخص تھے اپنے زمانے کے بڑے عادل اور بامروت بادشاہ تھے۔ امام ابن جریرؒ اس میں توقف کرتے ہیں جبکہ ترجیحی قول یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے انبیا میں سے تھے اور توریت میں آپ کا نام حزقیل نبی آیا ہے یہ حضرت جو کہ نبی تھے تو بدرجہ اولیٰ صالح ہوں گے مگر اسے کیا کیجیے کہ بائبل والوں نے اپنے انبیا کو بری طرح گناہوں میں مبتلا بتایا ہے نبوت انکے ہاں محض ایک قسم کی کہانت یا اشراقیت تھی اور اس کا تعلق اخبار بالغیب سے تو تھا لیکن تزکیہ نفس یا تطہیر اخلاق سے بالکل نہیں۔

ف۳: یہ نبی حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھے موصل کے علاقے کی بستی نینوا کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دی مگر قوم ایمان نہ لائی۔ آپ وہاں سے ناراض ہو کر چل دیئے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگے کہ تین دن میں تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔ جب انہیں تحقیق ہوئی تو وہ سمجھ گئے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے نہیں ہوتے تو انہوں نے جناب باری میں نہایت گریہ زاری کی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگئی اور عذاب اٹھا لیا گیا حضرت یونسؑ اپنے اجتہاد سے یہ سمجھے کہ جب قوم پر سے عذاب ٹل گیا تو اب یہاں ٹھہرنا ضروری نہیں اور نہ میرے چلے جانے میں کوئی حرج ہے (بقیہ صفحہ 892 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اس عورت کا ذکر بھی سنا جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے اس میں اپنی

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ

روح پھونکی تھی اور ہم نے اس کے بیٹے کو تمام لوگوں کے لئے بڑا نشان بنایا تھا- ف۱ یہ تمہارا

اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو-

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور آپس کے تعلقات توڑ دیے سب نے ہماری ہی طرف پھر کر آنا ہے-

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ

پھر جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ نیک کام کئے ہوں گے ان کی کوشش کی

لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ

بے قدری نہ ہوگی اور ہم اس کے اعمال کے لکھنے والے ہیں- ف۲ جس بستی کو ہم ہلاک

اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ

کرتے ہیں ممکن نہیں کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں- ف۳ یہاں جب یاجوج ماجوج

یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

کی روک کھول دی جائے گی اور وہ ہر ایک بلندی سے ڈھلکتے ہوئے چلے آئیں گے-

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ

اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو کافروں کی آنکھیں کھلی

اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۭ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ

کی کھلی رہ جائیں گی کہتے ہوں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس سے بالکل

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

بے خبر تھے بلکہ سراسر ظلم کرتے تھے- ف۴ تم اور تمہارے معبود جن کی

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا

تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو تم لوگ

وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ

اس میں داخل ہو گے- اگر یہ لوگ سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے

ف۱: یعنی عمران کی لڑکی مریم جو پاک دامن تھیں انہیں اور ان کے لڑکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی بے نظیر قدرت کا نشان بنایا بواسطہ جبرائیلؑ اس مریم میں اپنی ایک مخلوق روح پھونک دی نفخ روح تو ہر انسان کے لیے ہوتا رہتا یہ نفخ روح ایک خاص طریقہ پر اور عام معمول سے الگ ہے۔ اس کی تفصیلی کیفیت نہ معلوم ہو سکتی ہے اور نہ ہی معلوم کرنے کی کوئی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی تکوین پر قادر ہیں اسباب عادیہ کے واسطے سے بھی اور بلا واسطہ بھی۔ عیسائی لوگ اس آیت اور اس قسم کی اور آیات سے عموماً یہ دلیل لیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح (معاذ اللہ) الٰہ تھے کیونکہ ان کو روح اللہ کہا گیا ہے مگر وہ قرآن شریف کے محاورے کو غور سے نہیں دیکھتے کہ اس قسم کی اضافات سے مطلب کیا ہوتا ہے سورہ سجدہ میں عام انسانوں کے لیے بھی یہی اضافت روح کی اللہ کی طرف آئی ہے ارشاد ہے ﴿بَدَءَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ﴾ (السجدہ: ۸) یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کے سلسلہ کو نطفہ سے جاری کیا پھر اس کو درست اندام بنایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی اس جگہ عام انسانی پیدائش کی ابتدا اور سلسلہ کا ذکر ہے اگر اس آیت سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہو تو اس قسم کی آیات سے تمام انسانوں کی الوہیت ثابت ہوگی پھر اگر مسیح بھی ایسے ہی اللہ اور الٰہ تھے جیسے کہ سب انسان ہیں تو خیر اس کے ماننے میں کسی کو کلام نہیں۔ نفخ روح کی اضافت حق تعالیٰ کی طرف صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اظہار عظمت کے لیے ہے۔

ف۲: فرمان ہے کہ تم سب کا دین ایک ہی ہے ہذہ اسم ہے ان کا اور امتکم خبر ہے اور امۃ واحدۃ حال ہے یعنی شریعت ہے جس کا اصلی مقصود اللہ تعالیٰ کی توحید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم انبیاء کی جماعت ایسے ہیں جیسے ایک باپ کے فرزند کہ دین سب کا ایک ہے یعنی اللہ وحدہ لاشریک ہے گو احکام شرع گوناگوں ہیں جیسے ارشاد ہے ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ (المائدۃ: ۴۸) یعنی ہر ایک کی راہ اور طریقہ ہے۔

ف۳: قریۃ بمعنی اھل قریہ ہے یعنی جو لوگ مر چکے ہیں ان کے لیے اب قیامت تک واپسی ممکن نہیں لا یرجعون الی الدنیا قبل یوم القیامۃ ایک تفسیر یہ بھی آئی ہے کہ جن قوموں کے لیے علم الٰہی میں ہلاکت مقدر ہو چکی ہے تو وہ ہدایت کی جانب کسی طرح بھی رجوع نہ کریں گے لا یرجعون عن الشرک و لا یتولون عنہ اس صورت میں اھلاک سے مراد صرف عزم اھلاک ہوگا اور یرجعون سے مراد کفر سے ایمان کی طرف رجوع ہوگا معنی اھلکنا عزمنا علی اھلاکھا او قدرنا اھلاکھا و معنی الرجوع الرجوع من الکفر الی الاسلام حاصل یہ کہ ہلاک شدہ قوموں کا عدم رجوع ایک خاص وقت تک کے لیے ممنوع و ممتنع ہے البتہ قیامت کے وقت سب از سر نو زندہ ہو کر سامنے آئیں گے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دجال قادیانی نے اس آیت کو حضرت مسیح کی وفات پر دلیل سمجھا ہے کہتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو موت آ گئی تو دنیا کی طرف ان کا رجوع حرام ہے حالانکہ ان معنی سے آیت میں لا کے معنی کچھ نہیں بنتے لیکن ہم نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ لفظی اور صرفی نحوی قاعدے سے ٹھیک بنتے ہیں حرام کے معنی ناممکن کے ہیں لا یرجعون کے معنی نہ پھریں گے پس یہ معنی صحیح ہوئے اور دجال قادیانی کے غلط۔ محشی کہتا ہے کہ جب حضرت مسیح کی وفات ابھی تک ثابت ہی نہیں تو پھر اس آیت کو وفات کی دلیل سمجھنا ہی جہالت پر مبنی ہے۔ فافھم ولا تعجل۔

ف۴: یاجوج ماجوج بظاہر یہ وہ منگولی قبیلے معلوم ہوتے ہیں (بقیہ صفحہ 892 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ

اور سب اس میں ہمیشہ رہیں گے- وہ سخت چلائیں گے اور اس میں

فِيهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا

کسی کی نہ سنیں گے-ف۱ اس میں شک نہیں کہ جن کے حق میں ہماری طرف سے

الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ

نیک وعدہ گزر چکا ہے اس دوزخ سے دور بیٹھے رہیں گے- اس کی بھنک بھی

حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

ان کے کانوں میں نہ پڑے گی بلکہ وہ اپنی من مانی خواہشوں میں

خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ

ہمیشہ رہیں گے- ف۲ ان کو بڑی گھبراہٹ پریشان نہ کرے گی اور ان کی ملاقات کو

الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

فرشتے یہ کہتے ہوئے آویں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا آپ لوگوں کو وعدہ دیا جاتا تھا-ف۳

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا

جس روز ہم آسمانوں کو لپیٹ لیں گے جس طرح مکتوبات جمع کرکے لپیٹے جاتے ہیں

بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا

جیسا ہم نے پہلے مخلوق کو پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو لوٹائیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے بیشک

كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ

ہم کرنے والے ہیں-ف۴ اور زبور میں ہم نے بعد ضروری نصیحت کے لکھ دیا تھا

بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝

کہ (جنت کی) زمین کے وارث میرے پرہیزگار بندے ہوں گے-ف۵

اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

اس قرآن میں بلاشبہ عبادت کرنے والوں کے لئے تبلیغ ہے- ہم نے تجھ کو اے رسول

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

تمام لوگوں پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے- تو کہہ کہ میری طرف بس یہی الہام ہوتا ہے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

کہ تم سب لوگوں کا معبود ایک ہی ہے تو کیا تم اس کے تابع فرمان نہ ہو گے-ف۶

منزل ۴

ف۱: یہ خطاب مشرکین مکہ سے ہے جو بت پوجتے تھے یعنی تم اور تمہارے معبود سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (بقرہ: ۲۴) اس کے یہ معنی نہیں کہ اصنام (بت) معذب ہوں گے بلکہ غرض یہ ہے کہ بت پرستوں پر حجت زیادہ لازم ہو جیسے فرمایا ﴿لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا﴾ (الانبیاء: ۹۹) ان کی حسرت بڑھے اور حماقت زیادہ واضح ہو کہ جن سے خیر کی توقع رکھتے تھے وہ آج خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے پھر ہماری حفاظت کیا کر سکتے ہیں ماتعبدون من دون اللہ سے مراد یہاں صرف اصنام ہیں کیونکہ خطاب ان ہی کے پرستاروں سے ہے ما کے عموم سے ظاہر ہے کہ وہ ہستیاں مستثنیٰ رہیں گی جو بجائے خود مقبول ہیں اور جن کی رضا کو ان کی معبودیت میں اصلا دخل نہیں۔ مثلاً ملائکہ' انبیاء' حضرت مسیح اور عزیر علیہم السلام جن کو بہت سے لوگوں نے معبود ٹھہرا لیا ہے ان حضرات کی مقبولیت و وجاہت مانع ہے کہ وہ اس عموم میں شامل کیے جائیں اسی لیے آگے تصریحاً فرما دیا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ. اگر ما کو عام رکھا جائے تو بشرط عدم مانع کی قید معتبر ہوگی یعنی جن فرضی معبودوں میں کوئی مانع دخول نار سے نہ ہو وہ اپنے عابدین کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے مثلاً شیاطین و اصنام معبودوں کا اپنے پرستاروں کے ساتھ داخل جہنم ہونا پرستاروں کے لیے زیادہ تکلیف وحسرت کا باعث ہوگا۔ دوزخ میں دوزخیوں کی چیخ و پکار اتنی ہوگی کہ کسی دوسرے کی کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی اہل دوزخ کو دوزخ میں رہنا ہی نہیں بلکہ ہمیشگی کے لیے رہنا ہوگا۔

ف۲: یعنی ایک بار پل صراط پر سے گزر کر پھر ہمیشہ دور رہیں گے اور اس پر سے گزرتے ہوئے بھی دوزخ کی تکلیف والم سے قطعاً دوری ہوگی بعض صوفیا نے ان الذین سبقت لهم منا الحسنی سے یہ معنی مراد لیے ہیں کہ سبقت محبتنا اياه فی الازل یعنی ہماری محبت ان کے ساتھ ازل میں سابق ہوئی۔ یہی وہ استعداد سابق ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ محبت کی ابتدا محبوب کی جانب سے ہوتی ہے۔ جنتیوں کو دوزخ سے اس قدر بعد ہوگا کہ اس کی آہٹ تک محسوس نہ کریں گے اور نہایت عیش و آرام کے ساتھ ہمیشہ جنت کے مزے لوٹیں گے۔ یہاں جنت کی خاص اور امتیازی خصوصیت بیان کر دی گئی یعنی وہ جگہ ایسی ہوگی کہ جہاں سب کچھ انسان کی اپنی مرضی کے مطابق ہوگا ہوا چلے گی اس کی مرضی کے موافق جو موسم وہ چاہے گا وہی ہو جائے گا جو غذا وہ چاہے گا وہی حاضر ہوگی جو مشغلہ اسے پسند ہوگا وہی اس کے لیے موجود ہوگا جو پڑھنا چاہے گا وہی کتابیں اس کے لیے فراہم ہو جائیں گی وقس علی هذا دنیا کی مختصری زندگی میں اپنے کو قوانین الٰہی کے ماتحت کر دینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جنت میں سارے قوانین تکوینی خود اسی کے ماتحت و محکوم ہوں گے پھر یہ کیفیت عارضی نہیں وقتی نہیں بلکہ دائمی لازوال اور غیر منقطع ہوگی کوئی انسانی دماغ ان راحتوں اور مسرتوں کا پورا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ف۳: فزع اکبر سے صور میں پھونکنا مراد ہے ابن عباسؓ سے بھی یہی تفسیر مروی ہے ابن جریرؒ نے اسی کو پسند کیا ہے موت کی گھبراہٹ نفخ کی گھبراہٹ جبکہ جہنم پر ڈھکن دے دیا جائے گا جبکہ موت کو دوزخ اور جنت کے درمیان ذبح کیا جائے گا غرض کسی اندیشے کا دردان پر نہ ہوگا وہ ہر غم سے دور اور خوش اور پوری طرح مسرور ہوں گے جنت کے دروازوں پر جنتیوں کے استقبال کے لئے فرشتے آئیں گے ان کو مبارکباد دیں گے۔ جلال الدین محلی نے کہا کہ ان کے استقبال کے لئے ان کی قبروں پر آئیں گے اور پھر جب وہ لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کی تسلی' تشفی' تسکین اور دلداری کے لئے (بقیہ صفحہ 893 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ

پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کو یکساں طور پر ڈرا چکا ہوں

اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ

اور اسکی مجھے خبر نہیں کہ جس عذاب کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید۔ ف۱ کچھ شک نہیں کہ وہ

يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝

بلند آواز کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے

وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى

اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ شاید کچھ امتحان ہے اور ایک خاص وقت تک تم کو

حِيْنٍ ۝ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

فائدہ پہنچانا ہے۔ کہا اے میرے پروردگار تو حق فیصلہ فرما اور ہمارا پروردگار

الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝

بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہاری باتوں پر جو تم کہتے ہو اسی سے مدد چاہی جاتی ہے۔ ف۲

آیاتہا ۷۸ سورۃ الحج مدنیۃ رکوعاتہا ۱۰

سورۃ الحج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں اس گھڑی کی ہلچل ایک

شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

عظیم چیز ہے۔ جس روز تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والی مائیں

عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

اپنی اولاد کو جسے انہوں نے دودھ پلایا ہوگا بھول جائیں گی ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

اور تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

کا عذاب سخت ہوگا۔ ف۳ اور بعض لوگ محض جہالت سے اللہ کی شان میں

منزل ۴

ف۱: یقین مانو جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ پورا ہونے والا تو ضرور ہے اب خواہ وہ ابھی پورا ہو خواہ دیر سے ہو کیونکہ اس کا خود مجھے بھی علم نہیں۔ ظاہر و باطن کا عالم اللہ ہی ہے نبی کو قطعی علم صرف وقوع عذاب اور وقوع آخرت کا رہتا ہے وقت وزمانہ کی تعیین کا علم اسے نہیں دیا جاتا علم کامل کی نفی جب نبی اور نبی بھی وہ جو اشرف الانبیاء ہے سے کی جا رہی ہے تو کسی مرشد یا ولی یا غوث وقطب کے لیے علم غیب کا اعتقاد رکھنا ظاہر ہے کہ یہ کھلی نادانی اور جہالت ہے۔ (ابن کثیر) بلکہ شرک فی العلم ہے (عفیف)

ف۲: انبیاء علیہم السلام کو جو دعا تعلیم ہوئی تھی کہ اے اللہ ہم میں اور ہماری قوم میں تو سچا فیصلہ فرما تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ نبی ﷺ کو بھی اسی قسم کی دعا کا حکم ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی غزوے میں جاتے تو دعا کرتے کہ میرے رب تو سچا فیصلہ فرما ہم اپنے مہربان رب سے ہی مدد طلب کرتے ہیں کہ وہ تمہارے جھوٹ افتراؤں کو ہم سے ٹالے اس میں ہمارا مددگار وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا حکایت فرمائی کہ اس نے اپنے امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

ف۳: یعنی اے لوگو! اس کے ارشادات کو بجا لانے کے ساتھ اور اس کے منع کردہ کاموں سے بچنے کے ساتھ اس کے عذاب سے بچاؤ حاصل کرو۔ اس آیت میں جس زلزلے کا ذکر ہے یہ قیامت سے پہلے دنیا میں ہوگا اور قیامت کی طرف اس کی اضافت بوجہ قرب اور نزدیکی کے ہے جیسے کہا جاتا ہے اشراط الساعۃ وغیرہ یا اس سے مراد وہ زلزلے ہے جو قیام قیامت کے بعد میدان محشر میں ہوں گے جب کہ لوگ قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہوں گے امام ابن جریرؒ اسی کو پسند فرماتے ہیں اور اس کی دلیل میں بھی بہت سی احادیث ہیں حاصل کلام یہ کہ قیامت کے عظیم الشان زلزلے دو ہیں۔ ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخہ ثانیہ کے بعد اور دوسرا قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت میں ہے۔ اگر یہاں دوسرا مراد ہو تو دونوں احتمال ہیں۔ حقیقۃً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی انہی کیفیات پر اکٹھی ہوں یا زلزلے سے مراد وہاں کے احوال وسختیاں ہوں۔ اور يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ الخ کو تمثیل پر محمول کیا جائے یعنی اس قدر گھبراہٹ اور سختی ہوگی کہ اگر دودھ پلانے والی عورتیں موجود ہوں تو مارے گھبراہٹ اور شدت ہول کے اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں اس وقت لوگ اس قدر مدہوش ہوں گے کہ دیکھنے والا ان پر شراب کے نشہ کا گمان کرے گا حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام وہاں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تصور اس کی ہولناکیاں اور اس کی سختیاں ہی ہوش گم کر دیں گی۔ اگر یہ گھبراہٹ سب کو عام ہو تو لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ میں نفی باعتبار اکثر احوال کے ہے اور یہاں سے چند لمحات کا ثبوت مراد لیا جائے گا اگر یہ آیت اکثر لوگوں کے حق میں ہو اور سب لوگوں کے حق میں نہ ہو تو پھر سرے سے کوئی اشکال ہی نہیں رہتا۔ یہاں غیر سکر کو تشبیہاً سکر فرمایا گیا اس سے صوفیا کی اصلاح کی اصل نکل آئی کہ بعض حالات باطنی کو بھی اسی مشابہت و مماثلت کی بنا پر سکر کہہ دیا جاتا ہے۔ (ملحوظہ:- ان باطنی حالات کی دلیل کہاں ہے؟ یہ سب اصطلاحیں ایجاد بندہ ہیں۔ کتاب وسنت میں ان کی کوئی دلیل موجود نہیں' صوفیوں کی ان بدعی اصطلاحات نے دین اسلام کو اتنا نقصان پہنچایا کہ جن کی تلافی مشکل ہے۔ عفیف) تنبیہ: ابو ہریرہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایک پھونکنے کی چیز ہے بہت بڑی جس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا' پہلا نفخہ گھبراہٹ کا ہوگا۔ دوسرا بے ہوشی کا اور اور تیسرا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پھونکنے کا حکم ہوگا اور وہ اس میں پھونکیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ﴿۳﴾

جھگڑتے ہیں اور سرکش شیطانوں کی پیروی کرتے ہیں۔

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ

اللہ نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی لگائے گا تو وہ ضرور اس کو گمراہ کرے گا

يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ ف۱ اے لوگو! اگر تم جی اٹھنے

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

میں شک کرتے ہو تو ہم نے تم کو

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ

مٹی سے بنایا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر مضبوط

مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ

گوشت سے اور خام گوشت سے پیدا کرتے ہیں تاکہ تمہارے لئے واضح کریں

وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اور ہم تم کو رحموں میں ایک مقررہ وقت تک ٹھہرا رکھتے ہیں

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ

پھر تم کو نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ تم طفل ہوتے ہو پھر ہم تم کو طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى

جوانی کو پہنچ جاؤ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض

اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

انتہا نکمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ بعد علم کے وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ف۲

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور تم زمین کو خشک دیکھتے ہو پھر جب اس پر پانی اتارتے ہیں

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ

تو لہلہاتی ہے اور پھولتی ہے ہر قسم کی خوشنما انگوریاں

بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ

نکالتی ہے۔ یہ بے شک اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ

ف۱: جتنے بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں وہ حق سے منہ پھیر کر باطل کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں اور گمراہ سرداروں کی باتیں مان کر ان کی خواہشات و آراء پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں ہوتا یہ جس کی مانتے ہیں وہ ازلی مردود ہے اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے یہ لوگ ان میں جھگڑتے اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور جہالت و کم عقلی کی وجہ سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری ہے اس خبیث نے کہا تھا کہ ذرا بتلاؤ تو اللہ سونے کا ہے یا چاندی اور تانبے کا تو اس کے اس سوال سے آسمان لرز اٹھا اور اس کی کھوپری اڑ گئی یا پھر ابوجہل یا ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن آج تو اس آیت کے مصداق ایک دو یا سینکڑوں نہیں بلکہ کئی ہزار پڑھے لکھے لوگ نظر آئیں گے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مزدوروں مفلسوں کو مصیبت میں دیکھتا ہے اور اسے ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ سرمایہ داروں کے ظلم کو روکتا نہیں اور ان کی اعانت کر رہا ہے اور اسی طرح کی کئی فضولیات بکتے ہیں گویا ان بے مغز بے ہودہ لوگوں کے حسب مشورہ اگر کسی دنیا کی تخلیق ہوتی تو اس میں نہ کوئی چھوٹا ہوتا نہ بڑا نہ کوئی امیر نہ کوئی مطاع نہ کوئی دولتمند نہ کوئی مفلس نہ کوئی بیمار اور نہ ہی کوئی مجرم گویا کہ اس دنیا میں نہ اطاعت کے کوئی معنی ہوتے نہ سخاوت کے نہ دادرسی کے نہ خدمت کے اور نہ ہی ہمدردی کے اس لیے کہ یہ چیزیں تو اپنے ظہور کے لیے محتاج ہیں اور حاجت غربت بیماری اور مظلومیت جیسی عجیب و غریب مساوائی دنیا کا تصور جن دماغوں میں آتا ہے ان سب کی ذہنیت بھی بس ایسی ہی ہوتی ہے کہ ہر شیطان اس پر بڑی آسانی سے قابو پالیتا ہے اور وہ ہر باتونی شیطان کی گمراہیوں کا شکار ہو جاتے ہیں شیطان اسے گمراہ کر کے عذاب دوزخ تک پہنچا دے گا۔ کتب علیہ یعنی اس کی بابت یہ مقدر ہو چکا ہے طے ہو چکا ہے۔

ف۲: من نطفة نوعی ترکیب کے بعد تخلیق انفرادی کا یہ پہلا قدم ہے نطفہ غذائے انسانی کا خلاصہ در خلاصہ ہوتا ہے علقہ اس حالت کا نام ہے جب نطفہ میں سرخی اور غلظت پیدا ہو جائے مضغہ اس حالت کا نام ہے جب یہ گاڑھا پن مزید سخت ہو جائے مخلقہ حالت ہے جب تمام اعضاء مکمل ہو جائیں۔ غیر مخلقہ وہ حالت ہے جب کہ بعض اعضا ناقص رہ جائیں۔ جس کو چاہتے ہیں وضع حمل کے عام اور معمولی وقت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں اور جس کو ٹھہرانا مقصود نہیں ہوتا تو اس کو وقت سے پہلے بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ نطفہ چالیس دنوں تک اپنی ماں کے پیٹ میں مادہ کی حالت میں ہی رہتا ہے پھر اس کے بعد چالیس دن جمے خون کی صورت رہتی ہے پھر چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر فرشتے کو چار چیزیں لکھنے کا حکم دے کر بھیجا جاتا ہے رزق عمل اجل نیک یا بد پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پھر ایک وہ جو اپنی پختگی کو پہنچائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ جو اس سے قبل ہی اٹھا لیے جاتے ہیں اور حکمت تکوینی دونوں صورتوں میں عامل و موثر رہتی ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں۔ جو انتہائی بڑھاپے کی حالت میں پہنچنے کے بعد عقل و شعور کھو دیتے ہیں اور حافظہ اور فہم و فکر میں فتور آ جاتا ہے اور ان کی حرکتیں بالکل بچوں جیسی ہو جاتی ہیں۔ ان تفصیلات پر جتنا زیادہ غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی جائے گی کہ یہ نظام کائنات محبت و اتفاق کے ماتحت نہیں چل رہا بلکہ اس پر کوئی انتہائی عقل و شعور اور مکمل ترین قدرت کی حامل کوئی مکمل اور عظیم ہستی حکمران ہے اور یہ تمام کام یقیناً حکیم مطلق ہی کے ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ

مردوں کو زندہ کرے گا اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ

اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی

قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ مردوں کو جو قبروں میں

الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ

پڑے ہیں اٹھائے گا۔ ف۱ بعض لوگ بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے

بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۙ﴿۸﴾ ثَانِیَ

اللہ کی شان میں متکبرانہ پہلو پھیر کر جھگڑا

عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنْیَا

کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کے لئے دنیا میں

خِزْیٌ وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۹﴾

ذلت ہے اور قیامت کے روز ہم ان کو عذاب دوزخ چکھا دیں گے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ

یہ تمہارے ہاتھوں کی کرتوتوں سے ملا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم

لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

روا نہیں رکھتا۔ ف۲ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی عبادت کنارے پر ہوکر

حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ

کرتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تو تسلی پا جاتے ہیں اور اگر

اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا

ان کو کوئی تکلیف پہنچے تو برگشتہ ہوجاتے ہیں ان لوگوں نے دنیا اور آخرت

وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ یَدْعُوْا

میں خسارہ اٹھایا یہی صریح بدبختی نقصان ہے۔ اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَمَا لَا یَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ

ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کو ضرر دے سکیں نہ نفع پہنچا سکیں یہی

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ﴿۱۲﴾ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ

پرلے درجے کی گمراہی ہے۔ ف۳ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جن کا ضرر

(منزل ۴)

ف۱: حضرت لقیط بن عامر جو ابو زرین عقیلی کی کنیت سے مشہور ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہم تمام لوگ قیامت کے دن اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھیں گے؟ اور اس کی مخلوق میں اس دیکھنے کی مثال کوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ چاند کو یکساں طور پر نہیں دیکھتے۔ ہم نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا پھر اللہ تو بڑی عظمت والا ہے انہوں نے پھر پوچھا اے اللہ کے رسول کیا مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی کوئی مثال دنیا میں ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم ان جنگلوں میں سے نہیں گزرے جو غیر آباد اور ویران پڑے ہوں خاک اڑ رہی ہو وہ جنگل خشک اور مردہ ہو رہے ہوں' پھر تم دیکھتے ہو کہ وہی ٹکڑا سبزے سے اور قسم قسم کے درختوں سے ہرا بھرا زندہ اور از سر نو شاداب بارونق بن جاتا ہے اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور مخلوق میں بھی دیکھی ہوئی مثال اس کا کافی نمونہ اور ثبوت ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت قطعاً بے شبہ آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ شخص یقیناً جنتی ہے۔ مذاہب شرک تو بہت سے ایسے ہیں جو عقیدہ جزا وسزا حشر ونشر کے منکر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر جو اہل کتاب تھے یعنی یہود ونصاریٰ ان میں بھی یہ عقیدہ بہت ضعیف ہو چلا تھا اور ان کے بعض فرقے تو سرے سے منکر ہی ہو گئے تھے۔

ف۲: اوپر کی آیات میں گمراہ جاہل مقلدوں کا حال بیان فرمایا تھا یہاں ان کے پیشواؤں' مرشدوں اور پیروؤں کا حال بیان فرما رہا ہے کہ وہ بے عقلی اور بے دلیلی سے صرف رائے قیاس اور خواہش نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے بارے میں کلام کرتے رہتے ہیں' راہ حق سے اعراض کرتے ہوئے تکبر سے گردن پھیر لیتے ہیں اور حق کو قبول کرنے سے بے پرواہی کے ساتھ انکار کر دیتے ہیں یعنی سوائے کم عقلی اور کم علمی کے ضلالت پھیلانے کے یہ لوگ نہ کوئی عقلی دلیل اپنے پاس رکھتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقلی دلیل' بلکہ یہ لوگ یونہی بے سند جھگڑا کرتے رہتے ہیں نہ ان کے پاس کوئی علم ہے اور نہ ہی کوئی دلیل اور یہ لوگ محض اوہام وظنون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ شان نزول کی روایات میں آتا ہے کہ اس آیت میں اشارہ خصوصی طور پر ابوجہل سے متعلق ہے آج روشن خیال اور تجدد نواز طبقات بھی اسی ذہنیت کو لیے ہوئے ابھرے ہیں اور صفات الٰہی پر بڑی بلند آہنگی سے گفتگو کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ جس طرح عقل وشعور سے تہی دامن ہیں اسی طرح کسی تحقیق کی اتباع سے بھی فارغ ہیں۔ فقہا نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ بغیر علم اور واقفیت کے کسی مسئلہ میں بحث ومباحثہ جائز نہیں۔ دنیا میں رسوائی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ ایسا شخص گفتگو ومناظرہ میں اہل حق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ ھدی سے مراد دلیل عقلی ہے اور کتاب منیر سے وحی الٰہی اور ثانی عطفہ کے لفظی معنی ہیں اپنا شانہ پھیر لینا اس سے مراد تکبر کرنے والا زعم و

پندار میں مبتلا رہ کر اکڑنے والا ہے۔ حاصل یہ کہ جب سزا دیئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر ظلم وزیادتی نہیں یہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوت ہیں جس کا مزہ آج چکھ رہے ہو۔

ف۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایسے لوگ بھی تھے جو مدینے میں پہنچتے اور یہاں آ کر اگر ان کے ہاں لڑکا یا ان کی اونٹنی کے بچے پیدا ہوا یا انہیں صحت ہوئی تو وہ خوش ہو جاتے اور اس دین کی تعریفیں کرنے لگتے اور اگر کوئی بلا مصیبت آ گئی یا مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی' گھر میں لڑکی پیدا ہو گئی یا صدقے کا مال میسر نہ ہوا تو یہ لوگ شیطانی وسوسے میں آ جاتے اور صاف کہہ دیتے کہ اس دین میں تو مشکل ہی مشکل ہے۔ آج مسلمانوں ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ

نفع سے قریب تر ہے ایسے دوست بھی برے اور ایسا کنبہ بھی برا۔ جو لوگ

اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں بے شک اللہ جو ارادہ کرے

يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي

کردیتا ہے۔ ف۱ جو کوئی یہ گمان لئے بیٹھا ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ

میں اس کی مدد نہ کرے گا تو اسے چاہیے کہ اوپر کی چھت کی طرف ایک رسی تانے

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾

پھر اسی رسی کو کاٹ ڈالے پھر وہ دیکھے کہ اس کی اس تدبیر سے اس کا رنج وغم دفع ہو جائے گا؟

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

اسی طرح ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے

مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

ہدایت دیتا ہے ف۲ ایماندار، مسلمان، یہودی، صابی

وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

عیسائی، مجوسی اور مشرک بے شک

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

خدا قیامت کے روز ان میں تمیز فیصلہ کرے گا اللہ ہر ایک چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ

خود حاضر ہے۔ ف۳ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَ

اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند

الْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ

ستارے پہاڑ درخت چار پائے اور بہت سے انسان بھی

(ع ۱۲)

فا: جن ٹھاکروں، بتوں اور بزرگوں سے یہ مدد مانگتے فریادیں کرتے اپنی حاجتیں لے جاتے اور جن سے روزیاں مانگتے ہیں وہ تو محض عاجز و بے بس ہیں اور نفع ونقصان کا مالک ہونا تو بڑے دور کی بات ہے ان لوگوں کی سب سے بڑی گمراہی یہی ہے کہ دنیا میں بھی ان کی عبادت سے نفع سے پیشتر ہی نقصان ہو جاتا ہے اور آخرت میں ان سے جو نقصان انہیں پہنچے گا اس کا تو کہنا ہی کیا یہ بت وغیرہ ان کے نہایت برے ولی اور نہایت برے ساتھی ثابت ہوں گے اور اس وقت یہ بت پرست کہیں گے لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ یعنی جن سے بڑی امداد ورفاقت کی توقع تھی وہ بہت ہی برے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے کہ نفع تو کیا ہونا تھا الٹا ان کی وجہ سے نقصان پہنچ گیا۔

مہر کی تجھ سے تو قع تھی ستمگر نکلا موم سمجھا تھا ترے دل کو سو پتھر نکلا

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اسی کا ارادہ سب پر غالب ہے اور وہ خود ہی قانون ساز ہے کوئی قانون اس کے اوپر حاکم نہیں اور اس میں رد ہے بہت سی مشرک قوموں اور مشرک فلسفیوں کا کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو محدود اختیارات والا مانا ہے اور قادر کے اوپر بھی کسی قانون قدرت کو حاکم ونافذ سمجھا ہے۔ اس آیت میں اچھے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جن کے دلوں میں یقین کا نور ہے اور جن کے اعمال میں سنت کا ظہور ہے جو بھلائیوں کے خواہاں اور برائیوں سے گریزاں ہیں یہ لوگ بلند محلات میں عالی درجات پر ہوں گے کیونکہ یہ راہ ہدایت پر چلنے والے ہیں۔

ف۲: حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے کہ جس کو خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی مدد ہرگز نہ کرے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں تو اس کا یہ خیال اس کا وہم ہے بلکہ آپ کی مدد ہو کر ہی رہے گی گو کہ یہ اپنے غصے میں ہی مر جائے بلکہ اسے چاہیے کہ اپنے مکان کی چھت میں رسی باندھ کر اپنے گلے میں پھندا ڈال کر خود کو ہلاک کر ڈالے یہ ناممکن بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے نبی کے لیے نہ آئے لامحالہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرنے والا ہے جیسے فرمایا ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ (غافر: ۵۱) عبداللہ بن زید نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ آسمان میں پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرے اور وہاں پہنچ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کی رسی کو کاٹ ڈالے اور یہ اس لیے کہ مدد رسول اللہ ﷺ کو آسمان سے پہنچتی ہے۔ یہاں ابن عباس کی تفسیر راجح ہے بعض عارفین نے کہا ہے کہ اس آیت سے تقدیر پر راضی رہنے کی ترغیب اور تقدیر الٰہی کی مذمت کی کراہت ثابت ہوتی ہے اور ہدایت الٰہی ہی کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ جو بندہ اس کے لیے سعی وطلب کرتا ہے تو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کر ہی لیتا ہے۔

ف۳: یہاں فرمایا کہ ان مختلف مذاہب کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جنت دے گا اور کفار کو جہنم

(بقیہ صفحہ 894 پر ملاحظہ فرمائیں)

لے کے اندر بھی یہ مرض کثرت سے پھیلتا جا رہا ہے کہ گویا اسلام کی قدر صرف منافع دنیوی کے لحاظ سے اور اس کی قدر وقیمت صرف مادی مصلحتوں کے تناسب سے ہے۔ من یعبد اللہ علی حرف یعنی اسلام قبول تو کر لیا ہے لیکن ایسی بے دلی اور ایسے اوپرے دل سے کہ جیسے کوئی شخص کسی چیز کے کنارے کھڑا ہو اور موقع پاتے ہی اسے چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہو۔ توحید کی واضح اور روشن راہ کو چھوڑ کر انسان کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ معبودان باطلہ کو پکارنے لگتا ہے۔ یورپ کی روشن خیال اور عقل نواز قوموں نے تو حید اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر بے شمار مخلوقات کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور عملاً انکے ساتھ معبودوں والا معاملہ شروع کر دیا ہے یعنی انکو نافع اور ضار سمجھنے لگے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَ

اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے اور

مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

جس کو اللہ ہی ذلیل کرے تو اس کو کوئی بھی عزت نہیں دے سکتا کچھ شک نہیں کہ

مَا يَشَاۗءُ ۝۱۸ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ

اللہ جو کچھ چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ ف۱ یہ لوگ دو مخالف گروہ ہیں اپنے پروردگار کی شان میں جھگڑتے ہیں

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۡ

پس جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کا لباس تیار کرایا جائے گا

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝۱۹ يُصْهَرُ

ان کے سروں کے اوپر سے سخت گرم پانی ڈالا جائے گا۔ جس کے ساتھ

بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝۲۰ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ

ان کے پیٹوں کے اندر کی انتڑیاں اور بیرونی چمڑے گل جائیں گے۔ اور ان کے

مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے۔ جب کبھی اس سے مارے غم کے نکلنا چاہیں گے

غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۡ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۲۲

تو اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھتے رہو۔ ف۲

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ان کو سونے چاندی اور موتیوں

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا

کے کنگن پہنائے جائیں گے اور لباس ان کا ریشمی

حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا

ہو گا۔ اور پاک کلام بولنے کی ان کو ہدایت کی گئی تھی اور رب حمید کی

اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ ان کو سمجھائی گئی تھی۔ ف۳ جو لوگ کافر ہیں

منزل ۴

ف۱: مستحق عبادت صرف وہی لاشریک اللہ تعالیٰ ہے اس کی عظمت کے سامنے ہر چیز سر جھکائے ہوئے ہے خواہ وہ خوشدلی سے ہو یا تنگ دلی سے اور ہر چیز کا سجدہ اپنی وضع میں ہے چنانچہ قرآن کریم نے سائے کا دائیں بائیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہونا بھی آیت میں بیان فرمایا اور آسمانوں کے فرشتے زمین کے حیوان' انسان' جنات پرند چرند سب اس کے سامنے سر بسجود ہیں اور اس کی تسبیح وحمد کر رہے ہیں اور سورج' چاند اور ستارے بھی اس کے سامنے سجدے میں گرے ہوئے ہیں اور ان چیزوں کو الگ اس لیے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ ان کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ سجدہ سے مراد یہاں شرعی سجدہ نہیں بلکہ سجدہ کے لفظی معنی مراد ہیں' یعنی امور تکوینی میں انقیاد واطاعت ہے اور اسی اعتبار سے اپنے اپنے درجہ ومرتبہ کے لحاظ سے ساری غیر مکلف مخلوق مطیع ومنقاد ہے لیکن انسان چونکہ عقل کی بنا پر مکلف مخلوق ہے اس سے اس کے درجہ ومرتبہ کے تناسب علاوہ انقیاد وتسخیر ہی کے انقیاد تشریعی بھی مقصود ومطلوب ہے اور وہ ساری نوع انسان میں نہیں پایا جاتا اس لیے انسان کے مطیع ومنقاد ہونے کو بہ طور کلیہ کے نہیں بلکہ محض بطور اکثریت کے ارشاد فرمایا گیا۔ یسجد میں مناسب کی قید لگا دینے سے سجدہ کا تحقق دیگر مخلوقات کے لیے عام ہو گیا اور جبکہ انسان کے لیے صرف بعض افراد کے اعتبار سے ہوا۔

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا سورہ حج کو دوسری سورتوں پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں اور جو ان دونوں سجدوں کو نہ کرے وہ اس سورت کی تلاوت نہ کرے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

افسوس کہ ہمارے ملک میں جتنے بھی قرآن کریم طبع ہوتے ہیں ان میں اس سورۃ کے دوسرے سجدہ کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ یہ سجدہ عند الشافعی ہے نہ معلوم یہ کب اور کیسے ہوا۔ اس حدیث کی رو سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بہت صحابہ سے مروی ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں یہی قول ہے ابن مبارکؒ۔ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ اور اسحاق کا۔ بعض نے کہا کہ اس میں ایک سجدہ ہے اور یہ قول سفیان ثوری کا اور یہی مروی ہے ابن عباسؓ اور ابراہیم نخعیؒ سے واللہ اعلم لیکن ترجیح دو سجدوں کو ہے۔

ف۲: ابو ذر قسم اٹھاتے تھے کہ یہ پوری آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ حمزہ اور ان کے دونوں ساتھیوں علی اور عبیدہ اور عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی جب میدان بدر میں ان کا آمنا سامنا ہوا۔ مجاہد فرماتے ہیں اس آیت میں مومن وکافر کی مثال ہے جو قیامت کے بارے میں مختلف تھے یہ قول تمام اقوال کو شامل ہے اور بدر کا واقعہ بھی اس کے ضمن میں آ سکتا ہے' مومن اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ چاہتے تھے اور کفار نور ایمان کے بجھانے' حق کو پست کرنے اور باطل کے ابھارنے کی فکر میں تھے یہ قول مختار اور بہت اچھا ہے چنانچہ اس کے بعد ہی ہے کہ کفار کے لیے آگ کے ٹکڑے الگ الگ مقرر کر دیئے جائیں گے۔

ف۳: یہاں بہشتیوں کے کپڑوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ نرم چمکیلے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے سورہ دہر میں ہے کہ ان کے لباس سبز ریشمی ہوں گے چاندی کے کنگن ہوں گے اور شراب طہور کے جام پر جام پی رہے ہوں گے یہ ہے تمہاری جزا اور یہ ہے تمہاری بار آور سعی کا نتیجہ۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ریشم نہ پہنو جو اسے دنیا میں پہنے گا وہ آخرت کے دن اس سے محروم رہے گا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں جو اس دن ریشمی لباس سے محروم رہا وہ جنت میں نہ جائے گا کیونکہ جنت والوں کا یہی لباس ہے زیور اور ریشم اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد الحرام کعبہ سے منع کرتے ہیں
الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَ
جس کو ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے جس میں مقیم اور مسافر برابر
الْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ
کے حق دار ہیں اور جو کوئی اس مسجد میں بے دینی اور ظلم کا طریقہ اختیار
مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ
کرے گا ہم اس کو دکھ کی مار کریں گے۔ف اور ہم نے جب ابراہیم کو اس مکان میں جگہ
الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ
دی تھی تو یہ حکم دیا تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیو اور میرے گھر
لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾
کو طواف کرنے والوں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے صاف رکھیو۔
وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى
اور لوگوں میں حج کی منادی کردیجو پیادہ اور پتلی اور دبلی اونٹنیوں پر جو
كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾
دور دراز راستوں سے آئیں گی تیرے پاس آئیں گی۔ف
لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ
تاکہ اپنے منافع پر پہنچیں اور اللہ نے جو مویشی ان کو
اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ
دیے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں پھر تم سب ان میں سے خود بھی
الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾
کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ۔
ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا
پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے فرائض کو پورا کریں اور
بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ
پرانے معبد کو طواف کریں۔ف حکم تو یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمات

منزل ۴

کھڑا ہوا اور دین اسلام چھوڑ بیٹھا تو مطلب یہ ہوگا کہ جو الحاد کر کے مکہ کی پناہ لے گو کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کام الحاد میں سے ہیں لیکن حقیقتاً یہ ان سب سے زیادہ عام ہے۔ مسجد حرام سے مراد یہاں سارا حرم مکہ ہے نہ کہ صرف مسجد حرام اور الحاد سے مراد کبیرہ شرمناک گناہ ہے۔ بظلم سے مراد قصداً ہے تاویل کی رو سے نہ ہوتا ہے یہ بھی مطلب ہے کہ حرم میں اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے کام کو حلال سمجھ لینا جیسے گناہ قتل بے جا ظلم وستم وغیرہ کرنے والے لوگ دردناک عذابوں کے سزاوار ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص عدن میں ہو اور حرم میں ظلم والحاد کا ارادہ رکھتا ہو تو بھی اللہ اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائے گا ظلم سے مراد شرک بھی لیا گیا ہے اور بالحاد میں ب زائد ہے اور عرب شاعروں کے اشعار میں ب کا ایسے موقعوں پر زائد آنا مستعمل ہے۔

ف۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا کہ اس گھر کے حج کی طرف تمام انسانوں کو بلاؤ مذکور ہے کہ آپ نے اس وقت عرض کی کہ باری تعالیٰ میری آواز ان تک کیسے پہنچے گی؟ جواب ملا کہ آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے پس آپ نے مقام ابراہیم پر یا صفا پہاڑی پر یا ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی یہاں تک کہ باپ کی پیٹھ میں اور ماں کے پیٹ میں جو تھے انہیں بھی سنائی دی اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا آواز بلند لبیک پکارا بہت سے سلف سے یہ منقول ہے۔ واللہ اعلم۔ ابراہیم کو اس اعلان کا حکم اس وقت ملا تھا جب کہ دنیا تار یا ٹیلی فون وغیرہ جیسے جدید آلات سے ناآشنا تھی لیکن ابراہیم علیہ السلام نے نہ معلوم کس لاہوتی اسٹیشن سے اور کس ملکوتی میٹر پر اس پیام کو نشر کیا کہ روئے زمین کے ہر براعظم کے ایک ایک گوشہ اور سمندر کے ایک ایک جزیرہ میں یہ آواز پہنچ گئی جیسے آج کل ہم جدید آلات کی مدد سے دور دراز کے حالات صرف چند لمحات میں معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی فرمایا لوگ پیدل بھی آئیں گے اور سواریوں پر بھی اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جسے طاقت ہو اس کے لیے پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ پہلے پیدل والوں کا ذکر ہے پھر سواروں کا لیکن اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ سواری پر افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے باوجود کمال قدرت وقوت کے پیدل حج نہیں کیا اور سواری پر حج کرنا نبی ﷺ کی پوری اقتداء ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا تھی کہ اے میرے پروردگار لوگوں کے دلوں کو تو ان کی طرف متوجہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت سے ایسا نوازا کہ آج ہر مسلمان کا دل کھنچے کی زیارت کا مشتاق ہے اور ہر مسلمان کے دل میں طواف کی تمنائیں تڑپ رہی ہیں۔ (بقیہ صفحہ 894 پر ملاحظہ فرمائیں)

دارالعمل میں مردوں کے لیے ناجائز ہیں جبکہ جنت میں جو صرف دارالجزا ہے اور جس کے قانون اور ضابطے دارالعمل سے بالکل مختلف ہوں گے وہاں بالکل جائز ہو جائیں گے طیّب کا اطلاق ہر پاکیزہ اور نافع چیز پر ہو سکتا ہے یہاں طیب من القول سے مراد قرآن کریم اور لا الہ الا اللہ اور حدیث میں وارد اور اذکار ہیں اور صراط حمید سے مراد اسلامی راستہ ہے۔

.....

ف: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن اُنیس کے بارے میں نازل ہوئی نبی ﷺ نے اسے ایک مہاجر اور ایک انصاری کے ساتھ بھیجا تھا اور ایک مرتبہ ہر ایک اپنے اپنے نسب نامے پر فخر کرنے لگا تو اس نے غصے میں آ کر انصاری کو قتل کر دیا اور مکے کی طرف بھاگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ

کی عزت کرے گا یہ اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہوگا اور ان

الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ

جانوروں کے سوا جن کی حرمت تم کو سنائی جاتی ہے باقی چارپائے حلال کئے گئے ہیں پس

مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ

تم شرک کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات کہنے سے بالکل بچے رہو۔

لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

اللہ کے بندے ایک طرف ہوکر رہو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور جو کوئی

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ

اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے جانور نوچ لیں گے

تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ

یا ہوا اس کو کسی دور دراز مکان میں پھینک دے گی۔ یہ حکم ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝

اور جو کوئی نشانات الٰہیہ کی تعظیم کرے گا یہ تو دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

ایک وقت مقررہ تک تمہارے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد ہیں پھر پرانے

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا

معبد کے پاس ان کو جانا ہوگا۔ ف ہم نے ہر ایک قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر رکھا ہے

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

تاکہ اللہ کے دیے ہوئے چار پاؤں پر اللہ کا نام

الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ

ذکر کریں سو تمہارا حقیقی معبود ایک ہی ہے پس تم اسی کی فرمانبرداری کرتے رہو

وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اور تو اللہ کی طرف جھکنے والے بندوں کو خوشخبری سنا۔ ف جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جائے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ

تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جو مصیبت آنے پر صبر کرتے ہیں

ف: جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرمات کی عزت کرے یعنی گناہوں سے اور حرام کاموں سے بچے ان کے کرنے سے خود کو بچائے اور ان سے دامن بچاتا رہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے اور جس طرح نیکیوں کے کرنے پر اجر ہے اسی طرح برائیوں کے چھوڑنے پر بھی ثواب ہے۔ جو چیزیں بھی محبت و تقرب سے اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہیں وہ سب حرمت اللہ میں داخل ہیں مثلاً احکام الٰہی' کتب دین' مقدس جگہیں' متبرک اوقات' مقرب بندگان ملائکہ' انبیاء' صالحین' آثار کاملین وغیرہ لہٰذا میں ل تخصیص کا ہے یعنی فائدہ خود اسی کا ہے کسی اور کا نہیں۔ وہ چوپائے جن کی حرمت قرآن ہی میں موجود ہے اور سب چوپائے تمہارے لیے حلال ہیں اور حدود حرم میں ممانعت شکار کی ہے نہ کہ ذبح کرنے کی ان کے ذبح کرنے کا حکم تعظیم حرمات اللہ کے خلاف نہیں کیونکہ جس مالک نے ایک چیز کی حرمت بتلائی تھی اسی کی اجازت سے اور اسی کے نام پر وہ قربان کی جاتی ہے۔ نیز فرمایا بت پرستی کی گندگی سے دور رہو من یہاں پر بیان جنس کے لیے ہے۔ قول الزور میں ہر جھوٹ آ جاتا ہے لیکن دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ کلمہ توحید کے خلاف شرک کے کلمہ کا اقرار ہے اور شرک انتہائی بری چیز ہے' لیکن غیر اللہ کی تعظیم بری نہیں بلکہ جو چیزیں اللہ کی جانب منسوب و منتخب ہیں ان کی تعظیم و تکریم عین جزو دین ہے گو تعظیم غیر اللہ مستقلاً ممنوع و ناجائز ہے لیکن بلحاظ نسبت و تقرب ذات الوہیت جائز و مشروع ہے صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ بتلاؤں صحابہؓ نے عرض کیا ضرور فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' اس وقت تک آپ تکیے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے تکیہ کا سہارا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ پھر آپ نے مشرک کی تباہی کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے پس یا تو اسے پرند ہی اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی ہلاکت کے دور دراز گڑھے میں پہنچا دے گی۔ مثال میں دو قسم کے مشرکوں کا الگ الگ حال بیان ہوا ہے جو مشرک اپنے شرک میں پوری طرح پکا نہیں ہے مذبذب ہے کبھی ایک طرف جھک جاتا ہے کبھی دوسری طرف وہ فتخطفه الطير کا اور جو مشرک اپنے شرک میں پکا مضبوط اور اٹل ہو وہ تهوى به الريح في مكان سحيق کا مصداق ہے۔ یا تختطفه الطير سے مراد لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا۔ اور تهوى به الريح في مكان سحيق سے طبعی موت مرنا مراد ہے مفسرین نے وجہ تشبیہ کے بیان میں اسی طرح کے احتمالات ذکر کیے ہیں۔

تنبیہ: شعائر اللہ سے یہاں خاص طور پر قربانیاں مراد ہیں۔

ف: قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ ہر ایک قوم میں قربانی کا حکم ہے تو اس کا ثبوت آج بھی ان قوموں کی مذہبی کتب میں ملتا ہے مثلاً عیسائیوں کی بائبل تو قربانی کے احکام سے بھری پڑی ہے اور تورات کی دوسری کتاب سفر خروج میں عموماً یہی احکام ہیں اور حیران کن اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی اسکا ثبوت ملتا ہے ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ پیشوا منوجی فرماتے ہیں یگیہ (قربانی) کے واسطے اور نوکروں کے کھانے کے واسطے اچھے ہرن اور پرند مارنا چاہیے اگلے زمانے میں رشیوں نے یگیہ کیلئے کھانے کے لائق ہرن اور پکھیوں کو مارا ہے شری برہما جی نے آپ سے آپ یگیہ (قربانی) کے واسطے پشو (حیوانوں) کو پیدا کیا۔ اس سے یگیہ میں جو قتل ہوتا ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا ان۔ حیوان' پرند' کچھوو وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اعلیٰ ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں۔ ادھیائے ۵ شلوک ۲۲۔۲۳۔۳۹۔۴۰ گو آج کل کے ہندو یا آریہ ایسے مقامات ف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ف۱

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ

قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو قدرت الٰہیہ کے نشانوں سے ہیں

فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ

ان میں تمہارے لئے کئی طرح کی بھلائی ہے پس ان کو کھڑا کرکے اللہ کا نام یاد کیا کرو

فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھایا کرو اور

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

قناعت پیشہ اور گداگری سے آنے والوں کو کھلایا کرو ہم نے اسی طرح ان کو تمہارے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا

بس میں کردیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ ف۲ اللہ کو ان کے گوشت تو ہرگز نہیں پہنچتے

وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ

نہ ان کے خون پہنچتے ہیں لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا

اللہ نے اسی طرح ان کو تمہارے قابو میں دیا ہے تاکہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے طریق سے

هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ

اس کی بڑائی کرو اور تو نیک آدمیوں کو خوشخبری سنا۔ بے شک اللہ ایمانداروں سے

عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ

مدافعت کرے گا اور اللہ کبھی کسی خائن اور ناشکرے سے

كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ

محبت نہیں کیا کرتا۔ ف۳ جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت دی گئی ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ الَّذِيْنَ

اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ لوگ وہی تو ہیں

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا

جو ناحق اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے

کی تاویل یا تردید کریں مگر صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے ان کی تاویل کون سنتا ہے۔ اس جگہ ہم نے صرف دکھانا تھا کہ قرآن شریف نے جو دعویٰ کیا ہے وہ بحمد اللہ اپنا ثبوت رکھتا ہے۔ قربانی کی علت اور وجہ وغیرہ کے لیے ہماری کتب حق پرکاش ترک اسلام وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ مقصود اصلی تو بس اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کا قرب حاصل کرنا ہے اور قربانی کرنے والے اور قربان ہونے والے دونوں کی حیثیت صرف آلہ اور ظرف کی ہے۔ جو لوگ احکام شریعت کے آگے گردن جھکانے والے ہیں ان کیلئے خوشخبری ہے۔

.....

ف۱: یعنی جن لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور وہ اس کو سنتے ہی نرم دلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور مشکلات میں صبر کرتے ہیں تو یہ انہیں خوشخبری سنا دیں کہ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں واللہ تم نے صبر و برداشت کی عادت نہ ڈالی تو تم برباد کر دیئے جاؤ گے بیت اللہ تک پہنچنے میں بہت سی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں اور سفر میں اکثر نمازوں کے فوت یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس میں مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف کا یہاں ذکر فرمایا۔ والمقیمی کی قرأت اضافت کے ساتھ جمہور کی ہے لیکن ابن سمیقع نے و المقیمین الصلوٰۃ پڑھا ہے اور امام حسنؒ نے نون کے حذف اور اضافت کے ساتھ والمقیمی الصلوٰۃ پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ نون کا حذف یہاں بوجہ تخفیف کے ہے کیونکہ اگر بوجہ اضافت سے مانا جائے تو الصلوٰۃ کے نیچے زیر لازم ہے اور ہو سکتا ہے کہ بوجہ قرب کے ہو مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کے پابند اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھا ہے وہ اسے اس کے راستوں میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ یعنی اس مال کے ساتھ وہ اپنے گھرانے کے لوگوں کو فقیروں محتاجوں کو اور جو بھی ضرورت مند ان سے سوال کرے وہ سب کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتے ہیں۔

ف۲: بدن جمع ہے بدنۃ کی اصل معنی اس کے موٹے تازے اونٹ کے ہیں لیکن اہل عربیت نے اس سے گائے اور اونٹ دونوں مراد لیے ہیں۔ قربانی کے دوسرے جانور بھیڑ بکری بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ اصل بھلائی تو یہی ہے کہ ان کے ذریعہ سے اجر اور رضا الٰہی کا موقع ملتا ہے اور ضمناً دنیوی فوائد گوشت کھانا کھلانا بھی ہیں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ اور گائے میں سات حصے مقرر فرمائے ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ وغیرہ فرماتے ہیں ان دونوں جانوروں میں دس دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں مسند احمد اور سنن نسائی میں ایسی حدیث بھی آئی ہے۔ یہ حکم وطنی اور مقامی قربانی کا ہے جو عید الاضحیٰ میں کی جاتی ہے مگر وہ قربانی جو ھدی کہلاتی ہے اس میں صرف سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو نیل الاوطار وغیرہ شروح حدیث۔ (عفیف)

قانع وہ ہے جو صبر سے گھر میں بیٹھا رہے جو کچھ بھی مل جائے۔ اس پر قناعت کرے۔ معتر وہ جو مجبور و لاچار ہو کر مانگتا رہتا ہے۔ پہلا حکم کلوا جواز کے لیے ہے اور دوسرا حکم اطعموا ندب و استحباب کے لیے ہے۔ بعض عارفین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کا گوشت اہتمام کے ساتھ تناول فرماتے تھے جو اس کے مندوب ہونے کی دلیل ہے اس کا راز یہ ہے کہ جو چیز بھی اللہ کی جانب منسوب ہو جائے تو وہ اس قابل ہے کہ اس سے رغبت کی جائے۔ بعض کا خیال ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئیں ایک تہائی (بقیہ صفحہ 894 پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ صفحہ 894 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اپنے گھر سے نکالے گئے اگر اللہ بعض انسانوں کو دوسرے بعض سے دفع نہ کرے

بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ

تو گرجے اور یہودیوں کے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کو

مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ

بہت بہت یاد کیا جاتا ہے ویران ہو جائیں

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

اللہ ضرور ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں بے شک اللہ سب سے بڑا

عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

قوت والا اور غالب ہے۔ ف یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو حکومت دیں گے

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

تو نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک کاموں کا

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ

حکم کریں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور سب چیزوں کا انجام

الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ ف اور اگر یہ لوگ تیری تکذیب کریں تو تجھ سے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ

پہلے نوح کی قوم نے اور قوم عاد نے اور قوم ثمود نے اور قوم ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ

نے اور قوم لوط نے اور مدین والوں نے جھٹلایا تھا اور موسیٰ کی

مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ

بھی تکذیب کی گئی تو میں نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو پکڑ لیا

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

پھر میرا غصہ کیسا ظاہر ہوا۔ ف سو کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں

اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

ہم نے ان کو تباہ کیا پس وہ اپنی چھتوں سمیت

منزل ۴

ف: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کفار سے سخت تنگ آ گئے تھے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق لڑائی کے متمنی تھے ان کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی اکثر سلف سے منقول ہے کہ جہاد کی یہ پہلی آیت ہے جو نازل ہوئی۔

مظلومیت چاہے بالفعل ہو یا بالقوی حالی ہو یا امکانی علت ہے جہاد کی مشروعیت کی۔ بانهم ظلموا کی علت ہونے سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جو کفار ظالم نہ ہوں اور اسلام کے زیر فرمان بھی نہ ہوں تو ان سے قتال جائز نہیں حقیقت یہ ہے کہ اس علت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں بلکہ يُكَوْنُ الدِّيْنُ لِلّٰهِ کو غایت قرار دینے سے دوسری علت یہ بھی معلوم ہوئی کہ اگر یہ سنت اللہ ہمیشہ سے نہ چلی آئی ہوتی کہ ظالموں' سرکشوں' زبردستوں کا زور انسانوں ہی کے بعض گروہوں کے ہاتھ سے تڑوایا جاتا رہتا تو اب تک جو عمارتیں توحید کی مرکز رہی ہیں مثلاً مسجدیں جواب بھی اس غرض کے لیے ہیں اور اہل کتاب کی مذہبی عمارتیں جو اپنے اپنے زمانہ میں یہ کام انجام دے چکی ہیں سب ختم ہو گئی ہوتیں' گویا جہاد کی مشروعیت مطلوب اقامت توحید ہی ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ کبھی کبھی اہل حق بھی تو مغلوب ہوتے ہیں اس کا ازالہ یہ ہے کہ اتنا غلبہ جس میں حق بالکل ہی ختم نہ ہو جائے مقصود بالحکمت ہے اور یہ حاصل رہا ہے۔

ف: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یہ آیت ہمارے حق میں اتری ہے ہم ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہمارا کوئی قصور نہیں تھا مگر یہ کہ ہم نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلطنت عطا فرمائی تو ہم نے نماز روزہ کی پابندی کی اچھے کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا سوا نجام کار بھلائی میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے اور نیز ان سے مروی ہے هذا ثناء قبل بلاء یعنی اللہ کی قسم یہ تو امتحان سے پہلے تعریف ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی تعریف اس سے پہلے کی کہ یہ نیکیاں ان سے ظہور میں آئیں تو یہ ہے اسلامی طرز حکومت کی اصلی اور سچی تصویر گورنمنٹ اگر سچے مسلمانوں کی قائم ہو جائے تو تمام برائیاں ختم ہو کر نیکی کا دور دورہ ہو جائے' اور یہ دنیا' دنیا رہنے کے باوجود بھی جنت کا نمونہ بن جائے۔

محققین نے اس آیت سے خلفائے اربعہ کی صحت' امارت و امامت پر بھی استدلال کیا ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو خلفائے راشدین پر طعن کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن کریم میں جابجا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو روؤساء عرب اور قیصر و کسریٰ اور عجم پر ان کو غلبہ عطا فرمایا اور ان لوگوں کو زمینوں اور گھروں کا وارث بنایا۔ اعمال کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ اسی کے ہاں ہے اور عمدہ نتیجہ پرہیزگاروں کا ہوگا اور اگر کبھی عارضی ناکامی اور شکست ہو جائے تو اس سے اہل حق کو ہراساں اور دل شکستہ نہ ہونا چاہیے۔ خلیفہ کا فرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق تم سے برابر لے اور اس کے حق کی کوتاہی میں تمہیں پکڑے اور ایک کا حق دوسرے سے دلوائے اور جہاں تک ممکن ہو تمہیں صراط مستقیم سمجھاتا رہے اور خلیفہ کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ظاہر و باطن خوشی دلی سے اس کی اطاعت کرو۔ اسی آیت کا مضمون آیت ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ الخ﴾ (النور: ۵۵) میں ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ منکروں کا انکار آپ کے ساتھ کوئی نئی چیز نہیں' نوح علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کفار برابر تمام انبیاء کا انکار کرتے چلے آئے (بقیہ صفحہ 895 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

گری پڑی ہیں اور کئی ایک کنویں بے کار اور کتنے محل ویران ہیں۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ

کیا انہوں نے زمین میں کبھی سیر نہیں کی اگر کرتے تو ان کے دل ایسے ہوتے

يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا

کہ ان کے ساتھ سمجھتے اور کان ہوتے کہ ان کے ساتھ سنتے کیوں کہ

تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں، جو سینوں

فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ

میں چھپے رہتے ہیں۔ ف۱ تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں حالانکہ

لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

اللہ ہرگز ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا تیرے پروردگار کے ہاں

رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ

ایک ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار ہزار سال کے برابر ہے۔ میں نے کئی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ

ایک بستیوں کو باوجود یہ کہ وہ ظالم تھیں چند روز مہلت دی تھی پھر

اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

میں نے ان کو خوب پکڑا اور میری طرف ہی پھرنا ہے۔ ف۲ تو کہہ دے کہ اے

النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ

لوگو میں تم کو کھلم کھلا عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں۔ پس جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق

كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ہو گا۔ اور جو لوگ ہمارے حکموں کی مخالفت میں جیتنے کی کوشش کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ

وہی جہنم کے لائق ہوں گے۔ ف۳ اے رسول ہم نے تجھ

منزل ۴

ف۱: جن جن قوموں کے لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی ہم نے ان کو غارت کر دیا جن کے محلات کھنڈر بنے پڑے ہیں ان کی منزلیں ویران ہو گئیں ان کی آبادیاں اجڑ گئیں اور جو کل تک آباد تھے آج تباہ ہو چکے ہیں ان کی مضبوطی انہیں بچا نہ سکی ان کی خوبصورتی اور پائیداری بیکار ثابت ہوئی۔ جغرافیہ تاریخ، اثریات (آرکیالوجی) وغیرہ کا علم اگر محض علم وفن کی حیثیت سے نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے اور اسلام کی خدمت کی غرض سے پڑھا جائے تو داخل عبادت ہے نصیحت وعبرت کا سبق حاصل کرنے کی جگہ دل ہے۔ ان بیوقوف لوگوں کے دل ہی اندھے ہو گئے ہیں گو آنکھیں صحیح سالم موجود ہوں ظاہری آنکھوں سے دیکھتے سب کچھ ہیں گزشتہ برباد شدہ قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب وتمدن بھی لیکن ان سے کچھ سبق حاصل نہیں کرتے نہ خیر وشر میں تمیز کرتے ہیں مشہور فلاسفر علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چوں شود اندیشہ قوے خراب ناسرہ گرد و بدستش سیم ناب
میرد اندر سینہ اش قلب سلیم درنگاہ او کج آید مستقیم

حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھا پن وہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ ظالم کفار سے فرما رہا ہے کہ تم جس مدت کو ایک ہزار سال سمجھتے ہو وہ میرے نزدیک ایک روز ہے کیونکہ جو جتنا حوصلہ مند اور طاقتور ہوتا ہے اسی قدر وہ بلند نظر اور وسیع الخیال ہوتا ہے پس جو کام تمہارے نزدیک ایک ہزار سال بعد ہونے والا ہو تو سمجھو کہ وہ اللہ کے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ کل پیش آنے والا ہے اسی لیے تو ان احمقوں کی جلد بازی سے میرے حلم میں کوئی فرق نہیں آتا لیکن یہ مطلب نہیں کہ میں ان باغیوں کو یونہی چھوڑ دوں گا نہیں بلکہ میرا اخروی عذاب کا وعدہ ضرور آ کر رہے گا اور تم کو پوری سزا ملے گی آگے قیامت کے دن کا بیان ہوا کہ وہ ایک دن اپنی طوالت اور سختی کے ایک ہزار سال کے برابر ہو گا فانی دنیا کے ہزار سال کا اللہ کے نزدیک ایک دن کے برابر ہونے کا محاورہ قدیم صحیفوں میں بھی آیا ہے ہزار برس تیرے آگے ایسے ہیں جیسے کل کا دن گزر گیا۔ (زبور ۹۰-۲)

اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے ہزار برس اس کے یہاں ایک دن کے برابر ہیں۔ جیسے مجرم آج اس کے قبضہ میں ہے ہزار برس گزرنے کے بعد بھی اسی طرح اس کے قبضہ واقتدار کے نیچے ہے کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔

ف۳: چونکہ کفار عذاب مانگا کرتے تھے اور اس کی جلدی مچاتے رہتے تھے اس لئے ان کے جواب میں اعلان کرایا جا رہا ہے کہ لوگو میں تو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تمہیں رب کے عذابوں سے جو تمہارے آگے ہیں خبردار کر دوں، تمہارا حساب میرے ذمے نہیں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کے بس میں ہے وہ چاہے اب لائے یا چاہے تو دیر سے لائے مجھے کیا معلوم کہ تم میں سے کس کی قسمت میں ہدایت ہے اور کون اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہنے والا ہے۔ مرضی اللہ تعالیٰ کی ہی پوری ہوتی ہے حکومت اسی کے ہاتھ ہے مختار اور کرتا دھرتا بھی وہی ہے کسی کو اس کے سامنے چوں وچرا کی مجال نہیں میں تو ڈرانے والا ہوں اس سے زیادہ میرا کوئی اختیار نہیں۔ سواگر میں تمہاری حسب فرمائش عذاب نہ لا سکوں تو اس سے عذاب کے واقع ہونے کی تکذیب کیسے ہو گی؟ جو لوگ دوسروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ یعنی نبی کو اور اہل ایمان کو تباہ کرنے کی باطل کی تمام کوششیں خواہ وہ فلسفہ یا سائنس کے نام سے ہوں یا ادب و شاعری یا حکومت وسیاست کے پردہ میں غرض جس نام سے بھی ہوں وہ سب اسی آیت کی تحت میں آ جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى

سے پہلے جتنے رسول اور نبی بھیجے ہیں جب کبھی انہوں نے کوئی آرزو دل میں جمائی

الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي

تو شیطان نے ان کی آرزو میں وسوسہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے خیالات

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

کو مٹا دیتا ہے اور اپنے ارشادات کو مضبوط کر دیتا ہے اللہ ۔۔۔ علم والا بڑی

حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً

حکمت والا ہے۔ انجام یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا القا کیا ہوا خیال

لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

مریض القلب اور سخت دلوں کے لئے موجب لغزش ہوتا ہے

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ

کچھ شک نہیں کہ ظالم پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔ اور

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

جو علم والے ہیں وہ جان جاتے ہیں کہ یہ بالکل سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے

فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

پس وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ف

ایمانداروں کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی فرماتا ہے۔ ف

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ

کافر تو ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ

ان پر موت کی گھڑی ناگہاں آپہنچے یا قیامت کے منحوس دن

يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ

کا عذاب ان پر آجائے۔ ف اس روز اختیار سارا اللہ ہی کو ہوگا

بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ

اللہ ان پر آپ فیصلہ کرے گا پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہوں گے

الجزء ۱۷

ف۱: حافظ ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں قصہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی پھر جب آپ اس آیت پر پہنچے ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ (النجم: ۲۰) تو اس وقت شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمہ ڈال دیا وما تلك الغرانيق العلى وان شفا عتهن لترتجى تو مشرکوں نے کہا انہوں نے کبھی آج سے پہلے ہمارے معبودوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا مشرکوں نے بھی سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لفظ جو بتوں کی تعریف میں تیری زبان سے نکلا تھا وہ شیطان کی حرکت سے تھا تیرے ہی ساتھ ایسا نہیں ہوا بلکہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا۔ بعض سادہ دل حضرات کی بے خیالی سے یہ لغو قصہ نقل ہو گیا ہے محققین نے اس کی پوری تردید کر دی ہے کہ یہ قصہ کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ یہ قصہ زنادقہ کا گڑھا ہوا ہے اور انہوں نے اس کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ روایۃً بے اصل ہے اس کے راوی مطعون ہیں یہ روایت صحیح نہیں بلکہ قرآن و حدیث اور عقل کے بالکل خلاف ہے کیونکہ قرآن میں صاف ارشاد ہے ﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ (الحجر: ۴۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے (نیک) بندوں پر شیطان کا اثر نہ ہوگا تو جب عام نیکوں پر اثر نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے تو نبی اور پھر خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام پر کیوں اثر ہونے لگا تھا صحیح حدیث میں ہے لٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ یعنی نبی ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے شیطان پر مجھے فتح دی ہے میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں' عقل بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا منصب نبوت عطا فرمائے تو اس کو ایسا بے بس کر دے کہ کوئی بھی دشمن دین چاہے وہ شیطان ہی کیوں نہ ہو اس پر اتنا حاوی ہو جائے کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اس سے ایسے کام کرائے کہ جو اس کی تعلیم کے خلاف ہوں اور جب ایسا ہو جائے تو پھر اس کی باقی تعلیم کا کیا اعتبار رہے گا۔ اس جھوٹ کے پلندے کی مفصل بحث تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ میرے خیال میں اس قصہ کی مثال میں حدیبیہ کا قصہ پیش ہو سکتا ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ نبی ﷺ کو خواب آیا کہ ہم کعبہ شریف میں طواف کرنے کے لئے داخل ہوئے ہیں' اس خواب کا آنا تھا کہ آپ ﷺ نے شوق سے تیاری کر لی اور سفر کرتے کرتے جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کفار نے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اس پر صحابہؓ اور نبی علیہ السلام کو سخت ملال ہوا تو بعض صحابہؓ نے طیش میں آ کر سخت کلامی سے اعتراضات بھی کیے مگر منشاء الٰہی ایسا ہی تھا کہ اس سال خواب کا ظہور نہ ہو' آخر کار صلح ہوئی اور وعدہ ہوا کہ آئندہ سال بغیر ہتھیاروں کے آؤ اور تین روز مکہ میں رہ کر اپنا کام کر دو اور پھر واپس چلے جاؤ اور جو تاریخ علم الٰہی میں مقرر تھی وہ صحیح ہوئی اور جو خواہش نبوی تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ یہ قصہ اس آیت کی تفسیر میں ایک مثال ہے اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں نبی ﷺ کی چاہت کا اللہ تعالیٰ کی چاہت کے ماتحت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر جو لوگ عجائب پرست ہیں ان کو ایسی بے ثبوت باتوں سے دل چسپی ہے جو محققین کے ہاں پسند نہیں واللہ اعلم عند اللہ۔ نیز تمنی کے معنی جس طرح تمنا کرنے کے ہیں پڑھنے کے بھی ہیں لسان العرب کے الفاظ یہ ہیں۔ تمنى كتاب الله اخر ليله۔ و اخذه الاقى حمام القادر وقال آخر تمنى كتاب الله اخر ليله. تمنى داود الزبور على رسل ان تمام مواقع پر تمنی واضح طور پر تلاوت و قرأت کے معنی میں ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ (بقیہ صفحہ 895 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔ اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

انہی کو ذلت کا عذاب پہنچے گا۔ ف۱ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں

هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا

اپنے وطن چھوڑ آئے پھر وہ مارے بھی گئے یا طبعی موت سے مرے تو

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ

ضرور اللہ ان کو جنت میں عمدہ رزق دے گا اور اللہ ہی سب سے اچھا

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ

رزق دینے والا ہے۔ بے شک ان کو ایک ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

کچھ شک نہیں کہ اللہ سب کو جانتا اور بڑے حوصلہ والا ہے۔ بات یہ ہے اور جو

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

دشمن کو اسی قدر ستائے جتنا کہ اس کو ستایا گیا ہے پھر اس پر بغاوت کی جائے

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ ذٰلِكَ

تو اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ ف۲

بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو

فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ

رات میں اور یہ کہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ یہ اس لئے ہے

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ

الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ

بالکل بے بنیاد ہیں اللہ ہی بڑا عالیشان سب سے بڑا ہے۔ ف۳ کیا تم نے

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَتُصْبِحُ

نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ

ف۱: اس دن صرف اللہ تعالیٰ کی ہی بادشاہت ہوگی اور وہ دن کافروں پر نہایت ہی گراں گزرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ خود فیصلے فرمائے گا جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان وصداقت اور جن کے اعمال اس کے مطابق اور ان کے دل اور عمل میں موافقت اور جن کی زبانیں ان چیزوں کا اقرار کرنے والی ہوں گی تو وہی لوگ جنت کی ایسی وافر نعمتوں سے مالا مال ہونگے جو نہ تو فنا ہونے والی ہوں گی نہ بگڑنے والی اور نہ ہی کسی صورت میں کم ہونے والی ہوں گی اور جن کے دلوں میں کفر، حق سے روگرداں اور حق جھٹلانے والے انبیاء کے خلاف عمل کرنے والے اور رب کائنات کی عبادت سے تکبر کرنے والے ہوں گے تو اسی تکبر کے بدلے انہیں ذلیل کرنے والے عذاب ہوں گے۔

تنبیہ: براہ راست اور بلا واسطہ حکومت تو اللہ کی آج بھی ہے مگر آج اس پر صدہا پردے درمیانی واسطوں کے پڑے ہوئے ہیں اور اس روز یہ حجابات دور ہو جائیں گے اور ہر کس وناکس اللہ تعالیٰ کی حکومت کا براہ راست مشاہدہ کرے گا۔

ف۲: جو شخص اپنا وطن اپنے اہل وعیال اپنے دوست احباب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اس کی راہ میں ہجرت کر جائے اس کے رسول کی اور اس کے دین کی مدد کے لیے پہنچے پھر وہ میدان جہاد میں دشمن کے ہاتھوں شہید کیا جائے یا اپنی طبعی موت سے اپنے بستر پر فوت ہو جائے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر اور زبردست ثواب ملے گا گویا انہوں نے اجر جزیل اور ثنائے جمیل کو حاصل کر لیا اگرچہ وہ کسی سبب سے بھی اہل کفر پر غلبہ و کامیابی کے ثمرات سے اس دنیا میں محروم رہ گئے وہ مکمل الاطمینان رکھیں کہ جنت میں وہ ضرور بہترین اور اعلیٰ نعمتوں سے مستفید و محظوظ ہوں گے۔ رزق سے مراد صرف کھانا پینا ہی مراد نہیں نعمتیں، راحتیں اور آسائش دنیوی واخروی ہر قسم کی اس میں آ گئیں، ہر واقعہ کی حکمت ومصلحت اس پر خوب روشن رہتی ہے اہل ایمان کو دنیا میں اگر کسی وجہ سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہو تو اس سے ہرگز بددل اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے اوپر زیادتی کرنے والے سے اس کی زیادتی کے مطابق بدلہ لینے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر ہے۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے کافروں کی ایذا کا بدلہ لیا۔ کافر بھی پھر زیادتی کرنے سے باز نہ آئے۔ مظلوم پر از سر نو زیادتی شروع ہو تو اس کے لیے دنیا میں نصرت شرعی ہے اور آخرت میں نصرت معنوی بمثل ماعوقب میں مماثلت کی مراعاۃ مظلوم کے اجتہاد پر ہے جس میں اس نے اپنی حتی الامکان کوشش کی ہو اس پر بھی اگر بدلہ لینے میں انتہائی غصہ وناراضگی کی وجہ سے کچھ زیادتی ہو جائے تو اس پر پکڑ نہیں اور نہ ہی مدد کے وعدہ میں فرق پڑے گا۔ رعایت مماثلت کا وجوب دنیاوی معاملات میں ہے نہ کہ جہاد میں اور شرعی دلائل سے یہ امر ظاہر ومشہور ہے۔ نیز جو کام ہر حال میں گناہ ہیں وہ اس عموم سے مستثنیٰ ہیں مثلاً کوئی کسی کے والدین کو برا کہے تو اس کے بدلہ میں اس کے والدین کو برا کہنا جائز نہ ہوگا۔ یہ آخری آیت صحابہؓ کے اس چھوٹے سے لشکر کے بارے میں اتری جن سے مشرکین کے ایک لشکر نے باوجود ان کے رکن جانے کے حرمت کے مہینے میں لڑائی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی اور مخالفین کو نیچا دکھایا۔

ف۳: وہ ظالموں کے اقوال کو سن رہا ہے اور ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اسی طرح مظلوم کی مظلومیت چاہے وہ قولی ہو یا فعلی سب اس پر روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطلاع بھی کامل اور قدرت بھی کامل وہی واجب الوجود ہستی ہے اور اس کے مقابلے میں جن معبودوں کی حمایت ونصرت پر اہل شرک بھروسہ کیے بیٹھے ہیں وہ تو خود ہیچ محض ہیں وہ کسی کی نصرت وحمایت کیا کریں گے جبکہ اللہ تعالیٰ زبردست (بقیہ صفحہ 895 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا

زمین سرسبز ہو جاتی ہے اللہ بڑا ہی مہربان خبردار ہے۔ جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اسی کا ہے اور اللہ بذات خود

الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا

بے پرواہ اور ستودہ صفات ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین پر ہے اللہ نے تمہارے

فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

لئے کام میں لگا رکھا ہے اور جہاز سمندر میں اس کے اذن کے ساتھ چلتے ہیں

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا

اور وہی آسمان کو زمین پر بغیر حکم گرنے سے روکے ہوئے ہے

بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَ

کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی

هُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

اللہ تو ہے جس نے تم کو زندگی بخشی پھر تم کو مار دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرے گا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا

کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ ف ہر ایک قوم کے لئے ہم نے

مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ

قربانی کا طریق مقرر کر دیا تھا جس پر وہ کاربند بھی رہے پس ان لوگوں کو چاہئے کہ دین میں تجھ سے نزاع

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾

نہ کریں تو اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ بیشک تو سیدھی ہدایت پر ہے۔

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾

اگر تجھ سے جھگڑا کریں گے تو تو کہہ دیا کر کہ اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اللہ قیامت کے روز تمہارے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا۔ ف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ آسمان اور زمین کی

ف: اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان قدرت اور زبردست غلبے کو بیان فرمایا کہ خشک، غیر آباد اور مردہ زمین پر اس کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو لاتی ہیں جو پانی برساتے ہیں اور وہی زمین لہلہاتی ہوئی سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے گویا جی اٹھتی ہے کہنے والے نے بہت ہی اچھا کہا ؎

و قولا له من ينبت الحب في الثرى
فيصبح منه البقل يهتز رابيا
ويخرج منه حبه في رؤسه
ففي ذالك ايات لمن كان واعيا

ترجمہ: اے میرے دونو نبیوں! تم اس سے کہو کہ مٹی میں سے دانے کون نکالتا ہے کہ درخت پھوٹ کر جھومنے لگتا ہے اور اس کے سرے پر بالی نکل آتی ہے عقلمند کے لیے تو اس میں قدرت کی ایک چھوڑ کئی نشانیاں موجود ہیں۔ اپنے بندوں کی ساری ضرورتوں سے خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی قومی ہوں یا ذاتی جسمانی ہوں یا روحانی اور مادی ہوں یا اخلاقی وہ ذرہ ذرہ سے واقف ہے اور انہی کی مناسبت اور کمال مہربانی سے بڑے بڑے باریک طریقوں سے انتظام کرتا رہتا ہے۔ بعض جاہل فلاسفہ نے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم کو محدود و ناقص تسلیم کیا ہے۔ تو اس قسم کی آیات ایسے ہی عقائد کی تردید میں ہیں اللہ تعالیٰ سب کا مالک بھی ہے اور وہی ہر ضرورت اور ہر حاجت سے پاک و بالاتر ہے اور ہر ایک کی عبادت اور اعانت سے بے نیاز وہی سراسر قابل تعریف اور جامع کمالات ہے کارخانہ حیات کو انسان کے کام میں لگا دینے والا، بحری قوتوں کو انسان کا مسخر کر دینے والا اور زمین و آسمان کو ان کی موجودہ ہستیوں کے ساتھ موجودہ حالتوں پر قائم و برقرار رکھنے والا وہی اکیلا ہے اس کا ان کاموں میں کوئی شریک نہیں جیسا کہ بہت سی مشرک قوموں کا مفروضہ ہے۔ سماء سے مراد بارش اور بادل دونوں بھی ہو سکتے ہیں۔ نیز اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آسمان کو حکم کرتا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور زمین والے ہلاک ہو جاتے۔ لیکن وہ اپنی مہربانی، رحمت اور قدرت سے ان کو تھامے ہوئے ہے مگر اس کے ارادے اور مشیت سے قیامت کے دن آسمان گر پڑے گا۔ یحییکم میں اس عقیدہ کا ثبوت ہے کہ پیدا کرنے، مارنے اور پھر دوبارہ زندہ کر دینے کی ساری قوتیں ایک ہی معبود یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا میں جمع ہیں۔ اس میں ان مشرکوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں پیدا کرنے والا کوئی اور ہے اور باقی رکھنے والا کوئی اور ہے اور ہلاک کرنے والا اس کے بھی علاوہ کوئی اور ہے۔

ف: عربی زبان میں منسك کا لفظی ترجمہ اس جگہ کا ہے جہاں کے آنے جانے کی انسان عادت ڈال لے اور احکام حج کی بجا آوری کو اسی لیے مناسک کہا جاتا ہے کہ لوگ بار بار وہاں جاتے اور ٹھہرتے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہر امت کے نبی کے لیے ہم نے شریعت مقرر کی ہے لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں کی گئی۔ اس لیے تو حید جیسے متفق علیہ کاموں میں جھگڑا کرنا کسی کو کسی حال میں بھی زیب نہیں دیتا انہیں آپ کو ٹوکنے کا کوئی حق نہیں البتہ آپ کو انہیں ٹوکنے کا حق ہے کیونکہ آپ صحیح راہ پر ہیں اور آنکھوں والے پر فرض ہے کہ وہ اندھوں کو راستہ بتلائے جبکہ اندھوں کو یہ حق آنکھوں والوں کے مقابلہ میں نہیں پہنچتا۔ آپ ان کو اپنے پروردگار کے دین کی طرف بلایئے اور زیادہ ردّ و قدح میں نہ پڑیئے۔ بعض عارفین صوفیا نے منکر معاند سے جو طالب حق نہ ہو ترک جدال کا جو طریقہ اختیار کیا ہے اس کا ماخذ مجملہ اور آیات کے یہ آیت بھی ہے۔ فلا ینازعنك فی الامر اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہر امت کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے کچھ شک نہیں یہ سب کچھ کتاب میں موجود ہیں بیشک

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے۔ ف۱ اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت

اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَهُمْ

کرتے ہیں جن کی بابت نہ تو اللہ نے کوئی دلیل اتاری ہے نہ خود ان کو

بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى

ان چیزوں کا یقینی علم ہے اور ظالموں کے لئے کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ اور جب ان کو

عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ

کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو تم کافروں کے چہروں میں

كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ

ناراضگی سی معلوم کرتے ہو قریب ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام ان کو

یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

سناتے ہیں ان پر ٹوٹ پڑیں تو کہہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بری

مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ

چیز بتلاؤں؟ وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہوا ہے

وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

اور وہ بری جگہ ہے۔ ف۲ اے لوگو! ایک مثال بتائی جاتی ہے پس تم اسے

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کان لگا کر سنو اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو

اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ

وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں اور

اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ

اگر کبھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا

طالب اور مطلوب سب کمزور ہیں۔ ان مشرکوں نے اللہ کی

منزل ۴

تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔ سنن کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا لکھ قلم نے پوچھا کیا لکھوں؟ فرمایا جو کچھ ہونے والا ہے' تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا قلم نے اسے لکھ دیا۔ حاصل یہ کہ جب حکومت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم بھی کامل ہے تو اسے فیصلہ صادر کرنے میں دیر ہی کیا لگ سکتی ہے۔

تنبیہ: بندوں کے تمام اعمال کا علم ان کے عمل سے پہلے خدا کو ہے وہ جو کرتے ہیں اس کرنے سے پہلے اللہ جانتا تھا ہر فرمانبردار اور نہ فرمان اس کے علم میں تھا ذالک سے مراد فیصلہ بھی ہے اور معلومات الٰہی بھی ہو سکتی ہے۔

ف۱: بغیر دلیل اور بلا سند اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی پوجا پاٹ عبادت و بندگی کرنے والوں کی جہالت اور ان کے کفر کا بیان ہو رہا ہے کہ سوائے شیطانی تقلید اور آباء و اجداد کی دیکھا دیکھی کے نہ کوئی نقلی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی آیات اور دیگر صحیح دلائل پیش کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور انبیاء و رسل کی اتباع کو واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے تو ان کے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی ہے اور اس سے انہیں انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ان کا بس چلے تو وہ اس کی حقانیت کا ایک لفظ بھی زمین پر نہ آنے دیں اور یہ لوگ دین کے سچے خیر خواہوں اور مبلغین کی برائیاں اور خامیاں بیان کرنے لگ جاتے ہیں اگر ان کا زور چلے تو یہ ان کی زبانیں کھینچ لیں اور ان کا گلا گھونٹ کر ان کو ختم کر دیں اور جیسے ہی ان کو موقع ملتا ہے تو ان کے ہاتھ بھی ان کے خلاف کمر بستہ اٹھنے سے نہیں رکتے۔

آج بھی دشمنان دین اور روشن خیال لوگوں کے سامنے جب احکام الٰہی کی تبلیغ کی جاتی ہے تو ان کا بھی تقریباً یہی حال ہوتا ہے اور ان کے دلوں کی تنگی ان کے چہروں سے واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ان سے کہہ دو کہ جو تکلیف تم اللہ کے دین سے ان متوالوں کو پہنچانا چاہتے ہو ایک طرف اس کا وزن کرو اور دوسری طرف اس دکھ کا وزن کر لو جو تمہیں یقیناً تمہارے کفر و انکار کی وجہ سے پہنچنے والا ہے' پھر دیکھو کہ بدترین چیز کون سی ہے؟ وہ آتش دوزخ اور وہاں کے طرح طرح کے عذاب؟ یا جو تکلیف تم ان سچے موحدوں کو پہنچانا چاہتے ہو؟ وہ اور جہنم کس قدر بری اور ہولناک اور تکلیف دینے والی ہے یاد رکھو کہ وہ بہت ہی خوفناک مقام ہے جہاں راحت و آرام کا نام بھی نہیں۔

ف۱: اللہ تعالیٰ نے جداگانہ دستور العمل مقرر کیا ہے اور اس نبی کی امت کے لیے نئی شریعت آئی تو اس میں جھگڑنے والی کیا بات ہے' قیامت کے دن اللہ خود فیصلہ کر دے گا اور اس وقت تمام اختلافات مٹ جائیں گے۔ فیصلہ سے مراد عملی طور پر فیصلہ دیکھنا ہے ورنہ دلائل و شواہد کے لحاظ سے تو فیصلہ دنیا ہی میں ہو چکا ہے۔

ف۱: اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا بیان ہو رہا ہے کہ زمین آسمان کی ہر چیز اس کے علم کے احاطہ میں ہے ایک ذرہ بھی اس سے باہر نہیں کائنات کے وجود سے پہلے ہی کائنات کا اسے علم تھا' بلکہ اس نے لوح محفوظ میں لکھوا دیا تھا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ

قدر جیسی چاہیے تھی نہیں کی اللہ بڑا ہی زبردست سب پر غالب ہے۔ ف۱ اللہ

يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ

فرشتوں سے رسول منتخب کرتا ہے اور بنی آدم میں سے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جو چیزیں ان کے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آگے اور پیچھے کی ہیں وہ سب کو جانتا ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔ ف۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

اے ایمان والو! رکوع اور سجود کرو اور اپنے پروردگار کی

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا

عبادت کرو اور نیک کاموں میں لگے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ ف۳ اور تم مراد کو پہنچو اور

فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَا جْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ

اللہ کی راہ میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین کے

عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

احکام میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی اپنے باپ ابراہیم کا دین

اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ

اختیار کرو اسی نے اس سے پہلے اور اس میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے

وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ

تاکہ رسول تم پر اور تم

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا

عام لوگوں پر حکمران ہو جاؤ پس تم نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی سے چنگل مارو وہی

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تمہارا مولا ہے وہی سب سے اچھا مولا ہے اور سب سے اچھا مددگار۔ ف۴

ف۱: ان معبودان باطلہ کی کمزوری اور بے بسی سنو کہ یہ ایک مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا حق ان کی چیز ان سے چھینے چلی جا رہی ہے اور یہ بے بس ہیں یہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اس سے اپنی چیز ہی واپس لے لیں تو جو مکھی جیسی حقیر اور کمزور مخلوق سے بھی اپنا حق نہ لے سکے تو اس سے بھی زیادہ کمزور بودا ضعیف ناتواں بے بس اور گرا پڑا اور کوئی ہو سکتا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں طالب سے مراد بت اور مطلوب سے مراد مکھی ہے۔ امام ابن جریرؒ بھی اسی کو پسند کرتے ہیں اور ظاہر لفظوں سے بھی یہی ظاہر ہے۔ دوسرا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت ہی ان کے دلوں میں نہیں سمائی اگر ایسا ہوتا تو اتنے بڑے توانا پروردگار کے ساتھ ایسی ذلیل مخلوق کو کیوں شریک کر لیتے کہ جسے مکھی اڑانے کی بھی قدرت نہ ہو جیسا کہ مشرکین قریش کے بت ہیں۔

انسان اسی بات کا مکلف ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کے لئے اس سے بندگی کا تعلق پیدا کرے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شایان شان ہے۔ اور اسی درجہ کی عظمت محسوس نہ کرنے کا کافروں پر الزام ہے باقی اللہ تعالیٰ کی شایان شان اور لائق الوہیت و عظمت کا اندازہ تو وہ کون کر سکتا ہے اس کا نہ تو کوئی بشر اور نہ ہی کوئی اور مخلوق مکلف ہے۔ آیت کے مخاطب تمام منکرین توحید ہیں خواہ محو یہ ہوں یا اہل تثلیث ہوں یا مشرکین ہوں۔ اللہ تعالیٰ بے انداز قوت رکھنے والا ہے سب کچھ اس کے سامنے پست ہے کوئی اس کے ارادے کو بدلنے والا اس کے فرمان کو ٹالنے والا اس کی عظمت اور سلطنت کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ پس معبودیت اور الوہیت کا حق اسی کو پہنچتا ہے نہ کہ کمزور و بے بس مخلوقات میں سے کسی اور کو۔ اس کی قوت و عظمت کے سامنے تو بڑے بڑے مقرب فرشتے اور نبی بھی مجبور و بے بس ہیں۔

ف۲: اپنی مقرر کردہ تقدیر کے جاری کرنے اور اپنی مقرر کردہ شریعت کو اپنے رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ جس فرشتے کو چاہتا ہے مقرر کر لیتا ہے اسی طرح لوگوں میں سے بھی نبوت کی خلعت سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے وہ تمام بندوں کے اقوال کو سنتا ہے ایک ایک بندہ اور اس کے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ مستحق نبوت کون ہے؟ جیسے فرمایا ﴿اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام:۱۲۴) فرشتے وہ اللہ کا پیغام انبیاء تک لانے والے اور انہیں احکام پہنچانے والے ہیں۔ اور انسانوں میں سے اللہ کا پیغام بنی نوع انسانی کو پہنچانے والے اور اس کے احکام سنانے والے جن کا اصطلاحی نام رسل و انبیاء ہے اور ان دونوں کا انتخاب تمام تر اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے وہ جس کا بھی چاہے انتخاب کرے۔ ملائکہ میں سفیر اعلیٰ جبریل ہیں قرآن مجید تمام تر انہی کا لایا ہوا ہے باقی نفس سفارت کچھ انہی پر منحصر اور موقوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے خوب واقف ہے اور اس کے انتخاب میں کسی غلطی کا امکان نہیں۔ اس پر تمام مخلوقات کا مستقبل و ماضی مثل حال کے عیاں اور روشن ہے۔

ف۳: یہ تمام اعمال اصل ایمان کی شاخیں ہیں قبول اسلام کے بعد نماز اور دوسری تمام عبادتوں کو بجا لاتے رہو اور اس کے علاوہ دوسری نیکیوں میں بھی لگے رہو ہر فعل مباح نیت عبادت کر لینے کے بعد خود عبادت بن جاتا ہے لعل جب حق تعالیٰ کی زبان سے ادا ہو گا تو معنی صرف امید کے نہیں بلکہ یقین کے دے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کا مفہوم پیدا کر دے گا۔

(بقیہ صفحہ 895 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۱۱۸ — رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ المومنون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی

خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَ

کرتے ہیں اور جو بے فائدہ باتوں سے روگرداں رہتے ہیں اور

الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی

حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

حفاظت کرتے ہیں۔ حتی کہ اپنی عورتوں اور باندیوں کے سوا کسی

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ

سے نہیں ملتے ان پر کوئی ملامت نہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے سوا اور طریق اختیار کرتے ہیں

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

وہی حدود سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں

رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹

کا پاس کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ف ہم نے انسان کو صاف

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ

مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط مکان میں نطفہ

مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

بنا کر رکھا۔ ف پھر اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے

ف: انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو بنایا تو فرمایا بول وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یزید کہتے ہیں کہ ہم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ نبی ﷺ کا خلق کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا' پھر انہوں نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ سے الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ تک پڑھا اور فرمایا کہ آپ کا ایسا خلق تھا۔ فلاح کی پہلی شرط مومن ہونا ہے بغیر ایمان یا صحیح عقیدہ کے کوئی بھی عمل مقبول نہیں۔ خشوع کے معنی کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا ابن عباسؓ نے خاشعون کی تفسیر خائفون اور ساکنون سے کی ہے۔ قرآن میں خشوع کو چہروں' آنکھوں اور آواز وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ ایک آیت ﴿تَخْشَعُ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الحدید:۱۶) میں خشوع کو دل کی صفت کہا گیا ہے۔ اصل خشوع دل کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے یعنی دل ہر قسم کے دوسرے خیالات سے پاک ہو اور اعضاء بھی فضول حرکتوں سے باز رہیں۔ بازو اور سر کا جھکانا' نگاہ نیچی رکھنا ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا' ادھر ادھر نہ تاکنا جھانکنا' کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا' اور انگلیاں نہ چٹخانا وغیرہ اور اس قسم کے بہت سے دوسرے کام بھی خشوع کا لازمی حصہ ہیں۔ خشوع اجزائے صلوٰۃ کے لئے شرط نہیں ہاں قبول صلوٰۃ کے لئے شرط ہے۔ لغو ہر اس حرکت کو کہتے ہیں جو فضول بے اصل اور لایعنی ہو اور آخرت یا صرف دنیا کے اعتبار سے بھی سیر و تفریح' اور زندگی کے دوسرے کام جس حد تک صحت جسم اور انبساط قلب کے لئے ضروری ہیں ظاہر ہے کہ ان کا شمار تو لغو میں نہیں ہوتا اور لغو کا ادنیٰ درجہ مباح ہے مگر اس کو چھوڑ دینا بہتر اور قابل تعریف ہے۔ اور لغو کا اعلیٰ درجہ نافرمانی ہے اور اس کا چھوڑ دینا لازم ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ہر لغو سے بچنے کا ذکر جو خشوع صلوٰۃ کے فوراً بعد اور حکم زکوٰۃ سے قبل ہی لایا گیا ہے تو اس کا راز یہ ہے کہ لغویات سے بچنا صلوٰۃ کی عین تکمیل کرنے والا ہے۔ اور زکوٰۃ یہاں لغوی معنی میں ہے اصطلاحی معنی میں نہیں یعنی طہارت یا تزکیہ نفس کے معنی میں ہے جبکہ اس کا مفہوم عام ہے جس میں بدن' دل اور مال کا پاک رکھنا سب داخل ہے۔ اگر زکوٰۃ اصطلاحی مراد ہو تو پھر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ آیت تو مکی ہے اور مکہ میں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل زکوٰۃ کی مشروعیت مکہ میں ہو چکی تھی۔ البتہ مقدار وغیرہ کی تشخیص مدینہ میں پہنچ کر ہوئی۔ واللہ اعلم۔ جماع کے لئے منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ تلاش کرنے والا حلال کی حد سے نکل جانے والا ہے۔ اس میں زنا' لواطت اور مشت زنی وغیرہ سب صورتیں آ گئیں۔ فقہاء نے ان الفاظ سے متعہ کے حرام ہونے پر بھی استدلال کیا ہے اس لئے کہ متعہ والی عورت نہ بیوی کے حکم میں ہوتی ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں حاصل یہ کہ قضائے شہوت بجائے خود ہرگز محل الزام نہیں جس طرح بھوک' پیاس' نیند وغیرہ کی ضرورتیں فطری ہیں یہ خواہش بھی طبعی ہے قابل الزام صرف اس کا بے محل استعمال ہے بیویوں اور باندیوں کے حلال ہونے سے مراد ان کی جنس کا حلال ہونا ہے نہ یہ کہ بیوی اور باندی سے صحبت ہر صورت اور ہر حال میں جائز ہے اور باندی سے مراد شرعی باندیاں ہیں نہ کہ عرفی عہد ہم کے تحت حقوق اللہ حقوق العباد ہر قسم سے متعلق عہد آ گیا اور معاملات و عبادات کے تمام عہد بھی اس میں شامل ہیں۔

تنبیہ: وارث ہونے کے معنی جنت پر قابض و متصرف ہوں گے گویا وہ اس کے مالک ہو جائیں گے حصر باعتبار استحقاق فردوس کے ہے جو کہ احادیث کے بیان کے مطابق جنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ نفس جنت مطلق مومنین (بقیہ صفحہ 896 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ

کو کچی سی بوٹی بنایا پھر اس کچی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے پھر ہم نے ان ہڈیوں

لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ

پر چمڑا پہنایا پھر ہم اس کو ایک قسم کی پیدائش میں لائے اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو سب

الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

پیدا کرنے والوں سے اچھا پیدا کرنے والا ہے- پھر تم لوگوں کو مرنا ہے- اس کے بعد قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ

کے روز تم کو اٹھنا ہو گا- ف دیکھو ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور

وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ

ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں- اور ہم اوپر سے اندازے کے ساتھ پانی

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ

اتارتے ہیں پھر اس کو زمین میں ٹھہراتے ہیں اور اس پانی کو لے جانے پر بھی

لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

ہم قادر ہیں- پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے کھجوریں اور انگوروں کے باغ

اَعْنَابٍ ۖ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ

اگاتے ہیں ان میں تمہارے لئے بہت سے پھل ہیں اور انہیں تم کھاتے ہو- اور

شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ

ہم نے زیتون کا درخت پیدا کیا ہے جو کوہ سینا سے نکلتا ہے کھانے والوں کے لئے

لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا

وہ گھی اور سالن لے کر اگتا ہے- اور چارپاؤں میں تمہارے لئے نصیحت ہے ان کے پیٹوں

فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا

میں سے ہم تم کو دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے منافع ہیں اور تم انہی

تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

میں سے کھاتے ہو- اور ان چارپاؤں پر اور بیڑیوں پر سوار کئے جاتے ہو- ف اور ہم

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

نے نوح کو اس کی قوم کی طرف نبی کر کے بھیجا تو اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اس کے

(بقیہ ۲)

ف: ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب نطفہ پر چار مہینے گزر جاتے ہیں تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں تین اندھیروں میں روح پھونکتا ہے یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے قول ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کے اور یہی قول ہے مجاہدؒ اور عکرمہؒ اور شعبی اور حسنؒ وغیرہ کا۔ خلق آخر سے روح پھونکنا مراد ہے اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار فرمایا ہے یہی تفسیر صحابہ اور تابعین کے کلام میں آتی ہے۔ یہ خلقاً آخر ہی وہ چیز ہے جس پر ڈارون اور اس کے پیروؤں کی نظر نہ پہنچ سکی اور یہ لوگ انسان کو ایک ترقی یافتہ حیوان ہی سمجھتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صناعی تک کسی بڑے سے بڑے بھی صناع کی رسائی ممکن نہیں دوسرے صناعوں کی قدرت تو صرف ترکیب و تحلیل تک محدود ہوتی ہے جبکہ آفرینش جس چیز کا نام ہے تو وہ خاص اللہ تعالیٰ ہی کا حصہ ہے۔ خلق عربی میں ایک تو ایجاد و ابداع یعنی عدم سے وجود میں لانے کے معنی میں آتا ہے اور اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا وصف خصوصی ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ﴾ (النحل: ۱۷) احسن الخالقین سے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے کیونکہ خالقین یہاں صانعین کے معنی میں ہے اور عربی میں ہر صانع کو خالق بھی کہا جاتا ہے اور یہاں ایجاد کرنا یا بنانا اور فنا کرنا یا ہلاک کرنا اور زندہ کرنا تینوں مراتب کا بیان آ گیا یقیناً ایک قاہر طاقت تمہارے اوپر ہے جس کے زبردست پنجہ سے اپنی ہستی کو نہیں بچا سکتے۔ نعم ما قیل

جو سلطان عزت علم برکشد جہاں سر بجیب علوم درکشد د

ف: اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ اناڑیوں کی طرح مخلوق کی ضرورتوں حکمتوں اور مصلحتوں کو نظر انداز کر جائیں۔ طرائق طریقہ کی جمع ہے جس کے لفظی معنی راستہ کے ہیں اور مجاز کے طور پر یہاں آسمان مراد لیا گیا ہے۔ بعض نے براہ راست ہی اس کے معنی آسمانوں کے لئے ہیں اور کہا ہے کہ جو چیز کسی چیز کے اوپر ہوتی ہے وہ بھی عربی میں طریقہ ہی کہلاتی ہے اور آسمانوں کو طرائق سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ ان میں فرشتوں کی آمد و رفت اور ستاروں کی گردش کے لئے راستے ہیں۔ بعض نے سبع طرائق سے سات سیاروں کے مدارات مراد لئے ہیں۔

اور ہر چیز پورے انتظام و احکام اور خبرداری سے بنائی گئی ہے اور ہم اس کی حفاظت و بقا کے طریقوں سے پوری طرح باخبر ہیں اجرام سماویہ اور مخلوقات سفلیہ میں کوئی چیز نہیں جو ہمارے احاطہ علم و قدرت سے باہر ہو ورنہ سارا انتظام ہی درہم برہم ہو جائے اور ان تمام افعال تکوینی کا خالق تنہا میں ہی ذات واحد ہوں۔ یہاں درخت کے نام کی تصریح تو نہیں لیکن مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد زیتون ہے۔ زیتوں ملک فلسطین اور اس سے ملحق جزیرہ نما سینا کی خاص پیداوار ہے اس کے فوائد غذائی اور استعمال خارجی مسلم ہیں۔ جمادات و نباتات کی طرح چوپائے جانور اور مویشی بھی انسان کی خدمت کے لئے ہیں ان کو اپنا معبود یا خدوم سمجھ لینا انسان کی انتہائی ذلت اور نادانی ہے۔

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا سے مراد دودھ کا ہونا ظاہر ہے علاوہ غذائی مصرف کے گائے بیل کی کھال بھیڑ کی اون بعض جانوروں کے سینگ وغیرہ یہ چیزیں انسانوں کے کام کی ہیں اور جانوروں کی تجارت بھی ایک بڑی نفع بخش تجارت ہے۔ وعلی الفلک سے بحری سواریاں جتنی بھی ایجاد ہوں سب فلک کے تحت میں آ جائیں گی۔ مثلاً کشتیاں اور سمندری جہاز وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ
سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں۔ پس اس کی قوم کے سرداروں
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ
نے جو منکر ہو چکے تھے کہا کہ یہ تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے یہ چاہتا ہے
اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا
کہ تم پر اپنی بزرگی ثابت کرے اور اگر اللہ چاہتا تو آسمان سے فرشتے اتارتا ہم نے
سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ
اپنے پہلے بزرگوں میں یہ بات نہیں سنی۔ یہ تو محض ایک مجنون
بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
آدمی ہے پس تم اس کے متعلق ایک وقت تک صبر کرو۔ ف۱ نوح نے کہا اے میرے پروردگار
بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ
جس بات میں انہوں نے مجھے جھٹلایا تو اس پر میری مدد کر۔ پس ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو
بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ
ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے ایک بیڑی بنا پھر جب ہمارا حکم پہنچے اور زمین جوش میں آئے تو
فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
ہر ایک قسم میں سے دو دو صنف اور اپنے متعلقین کو اس پر چڑھا لیجیو لیکن ان میں سے
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
جس پر حکم لگ چکا ہو اسے نہ چڑھائیو اور ظالموں کے حق میں مجھے مخاطب نہ کیجیو
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ
انہوں نے ضرور غرق ہونا ہے۔ پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے بیڑی
عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ
پر سوار ہو جائیں تو کہو کہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جس نے ہم کو ظالموں کی قوم
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ
سے نجات دی۔ اور تو کہو اے میرے پروردگار مجھ کو کسی بابرکت جگہ پر اتاریو
خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا

تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔ ف۲ بیشک اس میں کئی ایک نشان ہیں اور ہم

تمام لوگوں کے دشمن ہیں۔ اور مالی عبادت یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مال کو صدقہ کرے اور اسی کی نذر نیاز مانے تو جس نے کسی بھی غیر کی نذر نیاز مانی تو وہ اسی کا عابد ہوگا جو کہ شرک ہے اور اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہ بخشے گا۔ جب خالی خولی انسان ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا اوتار وغیرہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مشرک قوموں کی بنیادی غلطی عقیدہ رسالت میں گمراہی ہے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ انسان کی ہدایت کے لئے جب کوئی آئے گا وہ یا تو خود اللہ تعالیٰ ہوگا یا کوئی انسان اور یا کوئی دیوی دیوتا۔ اور یہ اسلام ہی ہے کہ جس نے اس بنیادی گمراہی پر کاری ضرب لگائی اور باربار اعلان کیا کہ رسول صرف انسان (بشر) ہی ہوتا ہے اور وحی کے علاوہ کوئی چیز بھی اس میں عام انسانوں سے زائد نہیں ہوتی اہل توحید کو اور مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والوں کو یہ بات بالکل موٹی سی معلوم ہوتی ہے لیکن مشرکوں کی سمجھ میں اتنی بات بھی نہیں آتی۔ یرید ان یتفضل علیکم سے دنیوی برتری یعنی جاہ و رسالت کی برتری مراد ہے منکروں نے ہمیشہ اپنے ظرف کے مطابق گمان پر قیاس کر کے انبیاء علیہم السلام سے بدگمانی کی اور انہیں اپنے ہی جیسا طالب دنیا فرض کیا غرضیکہ اللہ تعالیٰ کو ہماری اصلاح و ہدایت ہی اگر منظور ہوتی تو کوئی فوق البشر ہستی نازل ہو جاتی۔

ف۱: انبیاء علیہم السلام کا صبر بھی آخر غیر محدود نہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے پیام حق کی برابر تکذیب ہو رہی ہے تو ایک مدت بعد ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور وہ نصرت الٰہی کی اسی دنیا میں عملی ظہور کی دعا کرنے لگتے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ میری قوم سے میرا بدلہ لے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر: ۱۰) تو اللہ تعالیٰ نے کشتی بنانے کا حکم کیا اور ارشاد فرمایا کہ حیوانات کی ہر قسم سے جوڑا یعنی ایسے جانور جو کام آنے والے ہوں ناؤ میں ڈال لیں اور اپنے گھر والوں کو بھی مگر ان کو سوار نہ کرنا جن کی قسمت میں ہلاکت مقرر ہو چکی ہے اس سے مراد آپ کا بیٹا اور بیوی ہے جو آپ پر ایمان نہ لائے اور کافروں کے ساتھ ڈوب گئے نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا بھی کی لیکن قبول نہ ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ جاہل مت بنو اس مقدمہ میں ہماری مرضی کے خلاف دعا نہ کرو۔ اللہ اکبر یہاں سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کا جلال سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کیسا مالک ہے کہ جو زبردست بے پرواہ ہے کہ جس نے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو بھی کسی چیز کا اختیار نہیں دیا اور ہر چیز اپنے اختیار میں رکھی ہے۔ اس دور کے جاہل مسلمان اولیٰ اور شعبدہ باز پیروں کو مالک و مختار جان کر اپنی سب حاجتیں انہی سے مانگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کتنے گناہ کریں آخرت میں وہ سب بخشوا لیں گے۔ وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تو اجازت کے بغیر سفارش بھی نہیں کر سکتے اور اگر کر بھی لیں تو قبول کہاں ہوتی ہے۔ (بقیہ صفحہ 896 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: عبادات کی تمام اقسام اسی ذات کے لئے ہیں اور عبادت تین قسم پر ہے قلبی، بدنی، مالی، قلبی یہ کہ اس کا ڈر رکھے اسی سے محبت اور اسی کی امید رکھے اور اسی پر بھروسہ رکھے اگر اس کے سوا کسی اور کا ڈر رکھے یا امید رکھے یا غیر اللہ سے محبت رکھے یا اس پر بھروسہ رکھے تو یہ شرک ہوگا۔ اور بدنی عبادت جیسے رکوع، سجود، طواف بیت اللہ اور اللہ تعالیٰ کے نام کو ورد و وظیفہ بنانا تو جو کوئی اس کے سوا کسی اور کے آگے جھکے یا کسی بزرگ یا ولی کی قبر پر سجدہ کرے یا کسی امیر کے آگے سجدہ کرے یا اٹھتے بیٹھتے کسی کے نام کا ورد وظیفہ کرے جیسا کہ ہمارے زمانے کے جاہل نادان مسلمان اٹھتے بیٹھتے یا پیر یا دستگیر یا رسول اللہ وغیرہ کہتے ہیں تو یاد رکھو اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کیا اور اللہ تعالیٰ کو اپنا دشمن بنایا اور رسول اللہ ﷺ اور تمام اولیاء اور انبیاء ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

جانچنے والے ہیں- ان کے بعد ہم نے اور لوگ پیدا کئے- پھر انہی

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

میں سے رسول بنا کر ان میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں- ف۱ اس کی قوم میں سے سرداروں

قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ

نے کہا جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات سے منکر تھے اور ہم (اللہ) نے ان کو

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ

دنیا میں آسودگی دی تھی کہا کہ یہ تو محض تمہاری طرح کا آدمی ہے جو تم کھاتے

مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ

ہو یہ بھی وہی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ بھی وہی پیتا ہے- اگر تم اپنے

اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ

جیسے آدمی کے پیرو ہوگے تو یقیناً تم نقصان اٹھاؤ گے- کیا یہ تم کو ڈراتا ہے

اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝

کہ تم جب مر جاؤ گے تو مٹی اور ہڈیاں ہوکر پھر نکالے جاؤ گے-

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا

کیسی دور بات ہے جس سے تم ڈرائے جاتے ہو ف۲ یہی دنیا تو ہماری

الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا

زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہے- یہ تو

رَجُلٌ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

ایک ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر محض جھوٹ باندھ رکھا ہے اور ہم اس کو ماننے کے نہیں- ف۳

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ

رسول نے کہا اے میرے پروردگار! ان کے جھٹلانے پر میری مدد کر- اللہ نے کہا تھوڑی دیر میں یہ لوگ

لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

اپنے کئے پر نادم ہو جائیں گے- ف۴ پھر ان پر عذاب آیا پس ہم نے ان کو

ف۱: من بعدهم قرنا اخرین سے مراد اور قوم کون سی تھی؟ عام رجحان یہی ہے کہ یہ قوم عاد یا قوم ثمود کی جانب اشارہ ہے بہرحال جو بھی تھی وہ مشرک قوم ہی تھی سنت الٰہی یہ ہے کہ جس قوم کی ہدایت مقصود ہوتی ہے اس کے لئے ہادی خود اس قوم میں سے بھیجا جاتا ہے ہر مبعوث کئے گئے نبی مرسل کی دعوت ہر زمانہ اور ہر ملک میں توحید ہی رہی ہے۔

ف۲: وہ انسان کے دوبارہ اٹھائے جانے کو بعید از عقل خیال کرتے تھے اور موجودہ دور کا انسان بھی اسے ایک انہونی بات خیال کرتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ کوئی سنجیدہ بات ہی نہیں ہے کہ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہو حالانکہ بہت سی باتیں جو پہلے بعید از عقل تھیں اب قرین عقل بن گئی ہیں مگر دوسری زندگی کے منکرین کی ذہنیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔

ف۳: وَ اَتْرَفْنٰهُمْ میں یا تو واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ الذین کفروا ہے اور یا پھر یہ حالیہ ہے اور حرف قد اس میں محذوف ہے اس کا بہتر تقدیری مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو آرام دیا اور ان پر انعام کیا اور انہوں نے اس کا شکر یہ ادا کرنے کی بجائے اس کا انکار کیا اور اس کو جھٹلایا۔ انبیاء علیہم السلام کے دشمن اور دین حق سے انکار کرنے والے اکثر ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو دنیا میں مالدار اور آسودہ ہوتے ہیں دیندار اور انبیاء علیہم السلام کے فرمانبردار اور شریعت کے پابند لوگ اکثر مساکین اور غرباء ہی ہوتے ہیں' یہ آیت اور دوسری متعدد آیات اس بارے میں اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ دولت و خوشحالی کفر و شرک کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ آج جو امت کی اصلاح کے نام نہاد دعویدار اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ دنیوی اور مادی ترقیاں صرف اسی دولت سے پیدا ہو سکتی ہیں تو وہ اس آیت کو اور ایسے ہی بہت سے دوسرے نصوص کو کیا کریں گے؟

انبیاء علیہم السلام کے بشر ہونے کا انکار کرنے والے اور اس کو جھٹلانے والوں کی سب سے بڑی دلیل پہلے بھی یہی رہی ہے کہ جب مادی حیثیت سے ہم اور نبی یکساں ہیں طبعی حاجتوں کے لحاظ سے ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں وہ ہماری طرح کھاتے پیتے' چلتے' پھرتے' سوتے' جاگتے' لیٹتے' بیٹھتے ہیں تو ہم ان کو نبی کیسے مان لیں؟ نبی تو وہ ہو سکتا ہے جو عجیب و غریب کرشمہ دکھائے' ہوا پر اڑے' جانوروں سے باتیں کرے بھوک پیاس کی طلب سے آزاد ہو' غرضیکہ ہر مادی اعتبار سے انسان نہ ہو بلکہ وہ کم از کم فوق البشر تو ضرور ہو۔

تنبیہ:۔ اللہ تعالیٰ پر افتراء یہی کہ مثلاً وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اکیلا بغیر کسی شریک' سہیم و مصاحب کے ہے اور اس مادی زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی پیش آنی ہے وغیرہ جبکہ ملحد و مشرک قومیں ان تمام تر عقائد کو بے بنیاد سمجھتی رہتی ہیں۔

ف۴: عما قلیل کے معنی ہیں عنقریب اور عن بعد کے معنی میں ہے اور ما زائد ہے زمانہ کی قلت کی تاکید کے لئے آیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

جس و خاشاک کی طرح کردیا پس ظالموں کی قوم پر لعنت ہو- ف۱ پھر ہم نے ان کے

بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا

بعد اور لوگ پیدا کیے- کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے

وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا

اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے- ف۲ پھر ہم نے پے درپے رسول بھیجے جب کبھی

جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

کسی قوم کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے ہم نے ایک کے پیچھے ایک کو ملایا

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ

اور ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا تو جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے ایسی قوم کو دوری ہو- ف۳ پھر

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

موسیٰ اور ہارون کو ہم نے اپنے احکام اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں

مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

کی طرف بھیجا- تو وہ متکبر ہوگئے اور سرکش قوم

عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

سے تھے- بولے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی

عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾

قوم ہماری خدمت گار ہے- پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں- اور

جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ

ابن مریم اور اس کی والدہ کو بھی ہم نے لوگوں کے لئے نشان بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچی

ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ

جگہ پر جو مضبوط اور پتھے دار تھی جگہ دی تھی ف- اے رسولو! حلال طیب غذا

الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾

کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں تمہارے کاموں پر مطلع ہوں-

ف۱: حق سے مراد عدل ہے یعنی یہ عذاب ان پر بے انصافی کے طور پر نہیں آیا بلکہ از روئے عدل آیا ہے اور حق سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس صحیح وعدہ کے مطابق جو رسول سے ہو چکا تھا۔ ظالمین سے مراد کافر و منکر ہیں۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ یہ قصہ عادیوں کا ہے یا ثمودیوں کا۔ فتح البیان والے نے کہا کہ اکثر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عاد کا دور تھا کیونکہ عادیوں کا قصہ نوح علیہ السلام کے بعد اس کے علاوہ بھی واقع ہوا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ سورۂ اعراف میں ہے کہ ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ﴾ (الاعراف:٦٩) یعنی اس وقت کو یاد کرو جس وقت تم کو قوم نوح کے بعد خلیفہ بنایا بعض کے نزدیک اس سے مراد ثمود ہیں کیونکہ وہی چنگھاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئے اور بعض کے نزدیک اس سے مدین کے لوگ مراد ہیں کیونکہ وہ بھی انہی قوموں میں سے ہیں جو چنگھاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ واللہ اعلم

ف۲: یعنی جس قوم کو جس وقت ہلاک ہونا ہی تھا وہ عین وقت معین پر ہلاک ہوئی۔ کوئی امت اپنی مقررہ وقت سے سبقت نہیں کرتی اور نہ ہی اپنے مقررہ وعدے سے پیچھے ہٹتی ہے بلکہ ہر ایک کو اس کی قضا کے موافق پکڑا جاتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ٹھہرا دی ہے۔

ف۳: ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ بعض کو بعض کے بعد بھیجا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ان ادوار کے بعد بہت رسول ایک ہی بار بھیج دیئے بلکہ دو رسولوں کے درمیان ایک دراز زمانہ ہوتا تھا اور اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے ﴿كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ﴾ (المومنون:٤٤) یعنی کہ ایک رسول ایک خاص امت کی طرف آتا تھا' جنہوں نے تکذیب کی ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا محض ان کے تذکرے اور قصے رہ گئے تاکہ لوگ سن کر عبرت حاصل کریں احادیث یہاں احدوثۃ کی جمع ہے۔

ف۴: حکمران تو ظاہر ہے کہ فرعون تھا نہ کہ اس کی ساری قوم لیکن وہی نفسیت بشری جو آج کل پھیلی ہوئی ہے وہ اس وقت بھی تھی کہ حکمران قوم کا ایک ایک فرد اپنے آپ کو از خود حکمران سمجھ رہا تھا۔ فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد ہم نے ان کو تورات شریف مرحمت کی تاکہ لوگ اس پر چل کر جنت اور رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچ سکیں۔ ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہی نہر ہے جس کے بارے میں سورۃ مریم میں فرمایا ہے ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾ (مریم:٢٤) ضحاک اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے کہ ربوۃ ذات قرار و معین سے مراد بیت المقدس ہے اور یہ تفسیر بہت اظہر ہے کیونکہ اس کا بیان دوسری آیت میں موجود ہے جو القران یفسر بعضہ بعضا کا مصداق ہے اس کے بعد احادیث صحیحہ کے ساتھ پھر اس کے بعد آثار کے ساتھ تمام تفاسیر سے مقدم ہوتی ہے۔ قرآن کی بعض آیات دوسری بعض آیات کی تفسیر ہوتی ہیں۔ وہ جگہ بلند تھی نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی اور کھجور کا درخت نزدیک تھا۔ لیکن عموماً مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بچپن کا واقعہ ہے ایک ظالم بادشاہ ہیرو دوس نے نجومیوں سے سن کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرداری ملے گی لڑکپن میں ہی ان کا دشمن ہو گیا تھا اور قتل کے درپے تھا حضرت مریم الہام ربانی سے ان کو لے کر مصر چلی گئیں اور ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام واپس چلی آئیں چنانچہ انجیل متی میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ مصر کا اونچا ہونا باعتبار رود نیل کے ہے۔ ورنہ غرق ہو جاتا اور ماء معین رود نیل ہے بعض نے ربوہ سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے اور کچھ بعید نہیں (بقیہ صفحہ 896 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

اور یہ جماعت تمہاری ہی پارٹی کے ہیں تم ایک ہی گروہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ ف

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

لوگوں نے آپس میں پھوٹ ڈال دی جو کچھ کسی فریق کے پاس تھا اور ہے اسی کے ساتھ

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ

خوش و خرم ہیں۔ پس تو ایک وقت تک ان کی غفلت میں ان کو چھوڑ دے۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي

کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں ان کو فائدہ رسانی میں

الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

ہم جلدی کرتے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾

خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا

اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو لوگ بن پڑتا ہے

اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾

دیتے ہیں اور دل میں ڈرتے ہیں کہ پروردگار کے پاس جانا ہے۔

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا

یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کی طرف لپکتے ہیں۔ ف

نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ

ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیا کرتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ

جو سچائی کا اظہار کرے گی اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔ لیکن ان کے دل اس

هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

سے پردے میں ہیں اور اس کے سوا ان کے اعمال اور بھی ہیں جو یہ کرتے ہیں۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾

یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے خوشحال لوگوں کو عذاب میں مبتلا کریں گے تو پھر یہ چیخ اٹھیں گے۔ ف

(بقیہ)

نعمتوں پر مطمئن و مغرور نہ ہونا چاہئے۔ مشرکین عرب کا اصلی مرض یہی تھا کہ اقرار الوہیت کے ساتھ ساتھ شرک بھی کئے جاتے تھے تنہا وجود باری کا اقرار شریعت میں اسی لئے مستند اور کافی نہیں جب تک کہ نفی شرک بھی ساتھ ہی ساتھ نہ ہو۔ یؤتون ما اتوا یعنی ان کی یہ عطاء و بخشش دین کی راہ میں احکام الٰہی کے ماتحت ہوتی رہتی ہے وہ ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں پروردگار کے پاس واپس جانا ہے دیکھئے کہ ہمارے اچھے اعمال قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟ انسان کو اپنے اعمال اور نفس پر کبھی مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾ (بقیہ صفحہ 897 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ میں تکوینی نعمت کا ذکر ہے اور وَاعْمَلُوْا صَالِحًا میں حکم تشریعی ہے پاکیزہ نفیس اور لذیذ چیزوں سے مراد حلال غذائیں ہیں حرام غذا میں اگر لذت ہے تو وہ محض عارضی اور فوری ہے جس پر حقیقت میں لذت کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ محققین نے کہا ہے کہ آیت میں رہبانیت کا بھی ابطال ہے جس میں بعض غالی مبتلا ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ پاک ہے اور پاک چیز قبول کرتا ہے اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا اس نے رسولوں کو حکم دیا فرمایا اے رسولو! صاف' پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور بھلائی کے کام کرو اور جو تم کرتے ہو وہ میں جانتا ہوں' نیز فرمایا کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ بال' پاؤں خاک آلودہ اس کا کھانا' پینا اور پہننا حرام کا ہے اور حرام کھا کر پلا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب اے میرے رب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کی دعا کیونکر قبول ہو (مسلم)

اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مخالفت پر جرأت اقدام باقی نہ رہے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ اسے ہوا بنا کر اس طرح ڈرا جائے جس طرح کسی جابر حاکم یا موذی دشمن سے ڈرا جاتا ہے اللہ تعالیٰ تو محبت کرنے کی ذات ہے دہشت و وحشت کی نہیں اس کا خوف صرف خوف عقلی رہنا چاہئے نہ کہ خوف طبعی۔ امۃ سے مراد یہاں دین یا مسلک ہے دین اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک ہی رہا ہے۔

ف: حق کے واضح اور روشن ہونے کے باوجود اپنے ہی دین و طریقہ سے چمٹا ہوا ہے یعنی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں ہماری ہی راہ سیدھی ہے اے نبی ان کی ضد اور باطل پر اڑے رہنے پر زیادہ غم نہ کیجئے یہ ذکر رسول اللہ ﷺ کے معاصر کفار کا ہے یہ دھوکا عام و عالمگیر ہے آج تک لاکھوں اسی میں مبتلا ہیں چنانچہ کہتے تھے ﴿نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾ (سبا: ۳۵) یعنی اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود و مبغوض ہوتے تو یہ مال و دولت اور اولاد وغیرہ کی بہتات کیوں ہوتی؟ حالانکہ یہ افراط ان کی فضیلت و کرامت کی وجہ سے نہیں بلکہ انہیں مشکل میں ڈالنے اور آہستہ آہستہ کی بنا پر ہے جتنی ڈھیل دی جا رہی ہے اسی قدر ان کی سختی کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ﴾ (الاعراف: ۱۸۳) یعنی ہم انہیں آہستہ آہستہ اس طرح کھینچیں گے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور میں انہیں مہلت دوں گا بے شک میری تدبیر بہت ہی مضبوط ہے۔ تکوینی عیش و راحت کو اپنی حقانیت و مقبولیت کی دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ نظام تکوینی میں قانون ربوبیت کے ماتحت تو سانپوں بچھوؤں سب ہی کی پرورش و کفالت ہوتی رہتی ہے عارفین کہتے ہیں کہ جس طرح ظاہری نعمتوں سے دھوکا نہ کھانا چاہئے اسی طرح باطنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ
آج مت چیخو تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ پہنچے گی۔ ہمارے احکام
اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾
تم کو سنائے جاتے تو تم لوگ کچھ کچھ بکتے ہوئے
مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا
تکبر سے پیچھے کو ہٹ جاتے تھے۔ ف۱ کیا انہوں نے اس بات پر
الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾
کبھی غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی۔
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ
کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول کو پہچانا نہیں کہ اس سے منکر ہو رہے ہیں۔ ف۲ کیا
يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ
یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ وہ سچی تعلیم ان کے پاس لایا ہے
لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ
ان میں سے اکثر لوگ سچائی کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر سچ ان کی خواہش کے مطابق ہو
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ
تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے سب تباہ ہو جائیں بلکہ ہم ان کے پاس
فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا
ان کی نصیحت لائے ہیں پس یہ اپنی نصیحت سے روگردان ہیں۔ ف۳ کیا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے
فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ
تیرے پروردگار کا رزق اچھا ہے اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ اور تو ان کو
لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے۔ اور جو لوگ آخرت پر
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ
ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے ٹیڑھے جاتے ہیں۔ ف۴ اور اگر
رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر تکلیف آ رہی ہے دور کر دیں تو یہ اپنی گمراہی میں

ف۱: روز محشر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ یہ دار العمل نہیں بلکہ دار الجزا ہے' یہاں چلانا اور عاجزی کرنا فضول ہے۔ کیونکہ جو دار العمل تھا اس میں تو تمہاری یہ حالت تھی کہ جب ہمارے نبی تمہیں آیات پڑھ کر سناتے تھے تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے اور سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے' تمہاری شیخی اور تکبر اجازت نہ دیتا تھا کہ تم حق کو قبول کرنے کے لئے انبیاء کی بات پر کان دھرو' اور نبی کی مجلس سے تم ایسے بھاگتے تھے کہ گویا کسی فضول قصہ گو کو چھوڑ کر چلے گئے یا سامراً تھجرون کا مطلب یہ کہ رات کے وقت حرم میں بیٹھ کر نبی علیہ السلام اور قرآن کریم کی نسبت لوگ طرح طرح کے قصے گھڑتے تھے کوئی جادو کہتا' کوئی شاعری' کوئی کہانت اور کوئی کچھ' الغرض اس طرح کی بے ہودہ بکواس کرتے تھے چنانچہ فرمایا گیا کہ آج اس کا مزہ چکھو اور چیخنے چلانے سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

ف۲: قرآن کی خوبیوں میں غور نہیں کرتے ورنہ حقیقت حال ان پر واضح ہو جاتی کہ بلاشبہ یہ کلام اللہ جل شانہ کا ہے جس میں ان کی بیماریوں کا صحیح علاج بتایا گیا ہے اور بہی ممکن ترین اور مکمل شرف کتاب اب آئی ہے اس شان و مرتبہ کی کتاب پہلے نہ آئی اور اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اور زیادہ اس کی قدر کرتے اور اس کی آواز پر لبیک کہتے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی۔ آباء ھم الاولین سے مراد شاید وہ ہوں جو پہلے گذر چکے ہیں۔ اور سورۂ یٰسین میں جو آیا ہے ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ﴾ (یس: ۶) تو یہاں آباؤھم سے اقربین کا ارادہ کیا گیا ہو واللہ اعلم۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اباؤھم الاولین سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی قریب کی نسل مراد لیتے ہیں اس لئے کہ قرآن مجید کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ خود یہ کہتے تھے ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ﴾ (ص: ۷) یعنی ہم نے یہ بات جو محمد ﷺ کہتے ہیں پہلے لوگوں میں نہیں سنی نیز یہ بھی ارشاد ہے ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (یس: ۶) یعنی اے نبی تم ان لوگوں کو سمجھاؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اس لئے وہ غافل ہیں اور ان جیسی کئی اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ عربوں کے باپ دادا کے پاس واقعی اسی قسم کی ہدایت نہیں آئی تھی' پھر اس آیت میں تعجب سے یہ کہا گیا کہ ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی حالانکہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ان کے باپ دادا کے پاس یہ تعلیم نہ آئی تھی اس لئے یہ قید لگائی گئی ہے اور اس قید کا قرآن مجید کے لفظ الاولین سے بھی استنباط ہو سکتی ہے۔

ف۳: یعنی رسول کے صدق' دیانت اور امانت سے وہ ناواقف تھے؟ ظاہر ہے کفار معاصرین کے انکار کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو آپ کی پاکیزہ سیرت کے پورے گواہ تھے آپ کی اصابت رائے فہم و ذکاوت کے پوری طرح قائل تھے حیرت اور حیرت سے زیادہ عبرت کا مقام ہے کہ عرب کے ان جاہلوں کی پیروی کرتے ہوئے آج یورپ کے جدید جاہل بھی آپ کے کمال حکمت و دانائی کے قائل ہیں کہ اپنی حکمت و خوش تدبیری سے اس جامع کتاب پر عرب کے بیسیوں ٹکڑوں اور ٹولیوں کو متحد کر کے ایک دین کا پابند بنا لیا ایک طرف تو آپ کی دانائی' فرزانگی' خوش تدبیری کا اعتراف اس زور و شور سے ہے اور دوسری طرف آپ کو نعوذ باللہ نیم مجنون و صرع زدہ بتانے پر بھی اصرار جاری ہے ان کے انکار کی اصل وجہ انکار حق سے بیزاری اور اس سے نفرت تھی۔ مجاہد۔ ابو صالح اور سدیؒ کا یہ قول ہے کہ حق سے مراد اس میں اللہ عزوجل ہے مطلب یہ کہ اگر اللہ عزوجل جو سچا مالک ہے ان کی خواہشوں پر چلے اور ان کی مرضی (بقیہ صفحہ 897 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا

بھٹکتے ہوئے دھنستے جائیں۔ ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تھا تاہم یہ لوگ

لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا

اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی۔ پھر جب ہم ان پر عذاب کا دروازہ

عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ

کھول دیں گے تو فوراً اس سے ناامید ہو جائیں گے۔ ف۱ وہ اللہ وہ

الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا

ذات پاک ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے تم بہت کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

ہی شکر یہ کرتے ہو۔ ف۲ وہی ذات ہے جس نے تم کو زمین پر پیدا کیا اور

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ

اسی کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔ ف۳ وہی ذات ہے جو زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور

اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا

رات دن کا اختلاف کیا تم لوگ پھر بھی سمجھتے نہیں؟ ف۴ بلکہ اسی طرح

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

کہتے ہیں جو ان سے پہلے لوگ کہہ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے مٹی اور

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا

ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ اس سے پہلے ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو بھی

هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ

اور اس سنایا گیا یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ تو کہہ

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

بتلاؤ زمین اور زمین کے لوگ کس کی ملک میں ہیں اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ۔ یہ لوگ کہہ دیں گے

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

کہ اللہ ہی کی ملک ہیں تو کہو کیا تم نصیحت نہیں پاتے۔ ف۵ تو کہو کہ ساتوں آسمان

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تم کہتے کیا تم

منزل ۵

فـ۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو دکھ اور آفت کے ساتھ پکڑا مصیبتوں اور سختیوں کے ساتھ آزمایا پھر وہ اپنے مالک اور رب کے آگے نہ دبے نہ گڑگڑائے اور ان کو تکذیب مخالفت اور گمراہی سے ہمارے دکھ اور عذاب نے نہ روکا۔ بلکہ وہ اپنی سرکشی اور گمراہی پر مصر رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور ڈراتا ہوں ناطہ توڑنے سے۔ ہم تو اونٹوں کی اون اور خون تو کھا چکے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ. (رواہ ابن ابی حاتم)۔ اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر ہم اپنی رحمت سے ان کے نقصان کو دور کر دیں یعنی قرآن کی سمجھ دے دیں تب بھی یہ لوگ اپنے ازلی نقصان والی بری عادات کی وجہ سے اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنے والے نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ (الانفال:۲۳)

تنبیہ:۔ و ما یتضرعون اشارہ خصوصی معاصر معاندین رسول کے سلسلہ میں قحط مکہ کی جانب ہے جو ۷ نبوی میں ہوا تھا۔

۲۔ استکانت اور تضرع یعنی جھکنا اور عاجزی کرنا مترادف نہیں ہیں اول کا تعلق ظاہر سے اور ثانی کا قلب سے ہے۔ (۳) عذاب شدید آخرت میں تو یقیناً ہوگا اور اس دنیا میں بھی ممکن ہے۔

فـ۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انعام بتلا کر ان پر احسان رکھا اس سے مقصود کافروں کی ڈانٹ اور مومنوں کی یاد دہانی ہے یہ کان آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ نے اس لئے دیئے تھے کہ کانوں سے مواعظ سنیں اور آنکھوں سے عبرتیں دیکھیں اور دلوں سے غور وفکر کریں لیکن انہوں نے ان میں سے کسی چیز سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور نہ ان انعامات پر شکر کیا اتنا بھی تو نہیں کیا کہ کم از کم ایسے قادر و منعم پر ایمان ہی لے آتے۔

فـ۳: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عظیمہ کی خبر دی ہے کہ تم کو اس نے بنایا زمین کے کناروں میں پھیلایا پھر وہ ان کے تمام پہلے والے اور بعد والے لوگوں کو ایک وقت معین میں جمع کرے گا پھر ہر چھوٹے اور بڑے کو دوبارہ بنائے گا جیسے اس کو پہلی بار بنایا جیسے فرمایا ﴿هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾ الایہ پھر قیامت میں ان کو اس کفران نعمت کی حقیقت معلوم ہوگی۔

فـ۴: رات اور دن کے اختلاف سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے لگا تار چلے آتے ہیں۔ بعض نے کہا اختلاف سے رات کا سیاہ ہونا اور دن کا سفید ہونا مراد ہے۔ بعض نے کہا ایک کا بڑھ جانا اور ایک کا کم ہو جانا مراد ہے۔ بعض نے اس سے تکرار مراد لی ہے کہ ایک دن کے بعد دوسرا دن آتا ہے اور ایک رات کے بعد دوسری رات' ان کا لب لباب یہ ہے کہ تمام قوتوں کا مالک تو وہی ایک ذات ہے یہ سب اس کی توحید کے دلائل وشواہد ہیں' پھر تم پر کیا حماقت سوار ہے کہ متفرق اور بہت سارے معبودوں کے قائل ہو۔ جبکہ زندہ کرنے مردہ رکھنے ہلاک کرنے اور دیگر تمام تصرفات تکوینی سب اسی ایک واحد اور خود مختار معبود کے ہاتھ میں ہیں۔

فـ۵: یعنی زمین اور جو کچھ اس میں ہے ان کا خالق اور مالک کون ہے اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ؟ تو وہ جواب میں یہی کہیں گے کہ زمین اور اہل زمین کا اللہ مالک ہے جب یہ جواب ہے تو فرمایئے کہ کیا تم سوچتے نہیں کہ عبادت کا استحقاق وہی ذات رکھتی ہے جو پیدا کرے اور روزی دے۔ جزا وسزا اور حشر ونشر سے یہ انکار کوئی بیسویں صدی کی نئی روشن خیالی نہیں بلکہ یہ قدیم گمراہی تو اتنی بوڑھی ہے کہ ابلیس کی ہم عمر ہے یہ غور کیوں نہیں کرتے کہ اللہ یعنی ایک ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ

ڈرتے نہیں- کہہ تمام چیزوں کی حکومت کس کے قبضے میں ہیں اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے

وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ

اور اس سے بھاگے ہوئے کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی اگر جانتے ہو تو بتلاؤ- یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے

قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ

تو کہہ پھر تم کہاں کو بہکائے جاتے ہو- ف۱ اور سچی بات ہم ان کے پاس لائے ہیں اور اس میں شک نہیں

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ

کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں- اللہ نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی

مِنْ اِلٰهٍ ۚ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ

اور معبود ہے اگر ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی اپنی مخلوق کو الگ الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر

عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ

غلبہ پانے کی کوشش کرتا اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاک ہے- وہ غیب

الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ

اور حاضر کو جاننے والا پس وہ لوگوں کے شریک سے پاک ہے- تو کہہ اے میرے پروردگار جو کچھ

مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

انکو عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے- اگر تو مجھے دکھائے تو میرے پروردگار مجھے ان ظالموں کی قوم میں مت کیجیو

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

اور ہم اس پر قادر ہیں کہ جو کچھ ان کو وعدے دے رہے ہیں تجھے دکھادیں- تو اچھے بدلے سے

هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ

برائی کو دفع کیا کر ہم ان کی گفتگو کو جو یہ لوگ کہتے ہیں خوب جانتے ہیں- اور

قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ

کہا کر اے میرے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ میں آتا ہوں- اور میں

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ یہ میرے پاس آئیں ف۲ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ

تو کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے دنیا کی طرف واپس کر- تاکہ میں پچھلی زندگی جس کو چھوڑ آیا ہوں

ف۱: رب الارباب کے وجود سے انکار کر کے چند معبودوں کا ماننا دنیا میں شاذ و نادر ہی رہا ہے' ورنہ عموماً شرک کے معنی تو بس یہی رہے ہیں کہ ایک طرف اقرار ایک رب الارباب کا بھی جاری ہے اور دوسری طرف کائنات کو الگ الگ شعبوں میں تقسیم کر کے ایک ایک شعبہ کا مستقل خدا یا دیوتا مانا جاتا رہا ہے' زمین کا دیوتا الگ' آسمان کا الگ' ہوا کا الگ اور پانی کا الگ۔ اور قرآن اسی عام و عالمگیر مشرکانہ ذہنیت پر پکڑ کر رہا ہے۔

ف۲: آپ کافروں سے یہ پوچھیے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمائتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے تو پھر اوروں کو ماننا' محض ان کی بیوقوفی ہے۔ اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمائت نہیں کر سکتا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نبی ﷺ کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ وہ ان کو اس کی مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے مگر یہی پکارنا ماننا' نذر و نیاز کرنی اور اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا ان کا کفر و شرک تھا تو اب بھی اگر کوئی کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے گو کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ اور شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کا مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہیں وہ کسی اور کے لئے کرے مثلاً جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اس کی منت ماننا' مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا ان باتوں میں سے کسی ایک بات سے شرک ثابت ہو جاتا ہے جو شخص بھی کسی کے ساتھ یہ معاملہ کرے گا تو وہ مشرک ہو جائے گا' خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ بزرگوں اور شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے اور توحید کو تو سب تسلیم کرتے ہیں مگر اس کے قدرتی اور پھر لازمی نتیجے سے نکل جاتے ہیں' توحید کے اقرار و اعتراف کے بعد بھی توحید کے تقاضے اور مطالبے توحید پر ذرا سا بھی غور و توجہ کئے بغیر شرک بھی ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے جیسا کہ عیسائیوں نے سمجھ رکھا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی بیٹی ہے جیسا کہ مشرکوں نے گھڑ لیا ہے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر معبود ایک سے زیادہ ہوتے تو یہ نظام عالم پارہ پارہ ہو کر رہ جاتا لیکن ایسا نہ ہونا بدیہی ہے اس لئے اس مفروضے پر جمے رہنا گویا بداہت کا انکار کیے جانا ہے۔ آگے تعلیم ہے دعا و آداب دعا کی کہ ہر مومن کو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اردگرد کی پھیلی ہوئی برائیوں سے جب عذاب نازل ہونے لگے تو مجھے محفوظ و مستثنیٰ کر دیا جائے' ایسا نہ ہو کہ کہیں میں بھی اسی لپیٹ میں آ جاؤں' اور یہ مقام ہے کمال عبدیت کا' نبی یہاں محض واسطہ ہیں مقصود امت کو تعلیم دینا ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے لئے عذاب ہونے کا تو احتمال بھی نہیں ہے اور نبی کی دعا اس وجہ سے نہیں ہے کہ نعوذ باللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب ہوگا بلکہ یہ اظہار ہے عذاب کی ہولناکیوں کا' تو جب وہاں انبیاء کو پناہ مانگنے کا حکم ہے تو امت کے لوگوں کو تو اس سے اور بھی زیادہ پناہ پکڑنی چاہئے۔ اور صحت سوال موقوف نہیں احتمال وقوع پر بلکہ مقدوریت بھی کافی ہے۔ استعاذہ کے کہنے سے بندے کی طرف سے ضعف اور عجز کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نقصان کے دفع کرنے پر اقرار ہے۔ پناہ مانگنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کے کہنے سے منہ پاک ہو جاتا ہے اور جو لغو اور بے حیائی کی بات منہ سے نکلتی ہے اس سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ (بقیہ صفحہ 897 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ

نیک عمل کروں- ہرگز نہیں یہ لفظ صرف اس کے منہ کا بول ہے اور ان سے آگے

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ

ان کے اٹھنے کے دن تک درمیانی ٹھکانہ ہے- ف۱ پھر جب قیامت کے روز نفخ صور ہوگا

فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ

تو اس روز نہ ان میں نسبی تعلقات ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے-

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ

پس جن لوگوں کے نیک اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہی لوگ بامراد پاس ہوں گے- اور جن

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

کے نیک اعمال کا وزن کم ہوگا تو یہی لوگ ہونگے جنہوں نے اپنے تئیں خسارہ میں ڈالا ہوگا

اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ

جہنم میں ہمیشہ رہیں گے- آتش وزوخ ان کے بدنوں کو جھلستی ہوگی

النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

اور وہ اس میں منہ بناتے ہوں گے- کیا میرے احکام تم کو سنائے نہ گئے تھے

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ

پھر کیا تم ان کی تکذیب کرتے تھے- وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی

عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

پر غالب آئی اور واقعی ہم گمراہ لوگ تھے- اے ہمارے پروردگار تو ہم کو اس دوزخ

مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـــُٔوْا فِيْهَا

سے نکال پھر اگر ہم نے دوبارہ یہ کام کئے تو بیشک ہم ظالم ہوں گے- اللہ کہے گا کہ اسی جہنم میں

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ

دورکائے رہو اور مجھ سے مت بولو- ف۲ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو

يَّقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما اور تو

الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ

سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے- تو تم ان کو ٹھٹول کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی وجہ

منزل ۲

ف۱: اجل یعنی مقررہ وقت آ جانے کے بعد اس کام کے لئے ہرگز واپس نہیں کیا جا سکتا اور بالفرض اگر واپس کر بھی دیا جائے تو ہرگز نیک کام نہ کرے گا وہی شرارتیں پھر سوجھیں گی ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (انعام: ۲۸) یعنی اگر اس کی خواہش کے مطابق اس کو واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر بھی وہی کام کرے گا جس سے یہ منع کیا گیا تھا اور یہ تو ہیں ہی جھوٹے یہ محض اس کے زبانی دعوے ہیں۔ غلبہ حسرت و ندامت کی وجہ سے یہ خاموش نہیں رہ سکتا۔ اس بدبخت کی یہ تمنا ہرگز پوری نہ ہوگی اور نہ ہی اسے پورا ہونا چاہئے دنیا میں اس پر شامت اسی بنا پر سوار رہی کہ وہ غیب کو بھول گیا یہی غیبیت جب پھر اس پر طاری ہوگی تو پھر وہ آخرت اور احکام آخرت کو اسی طرح بھول جائے گا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آدمی مر کر پھر آتا ہے جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ہر جمعرات کو روح اپنے گھر والوں کے پاس آتی ہے یا جیسے ہندو لوگ کہتے ہیں کہ مرنے والی کی روح کسی دوسرے کی شکل میں دنیا میں واپس آ جاتی ہے یا پھر بھٹکی ہوئی روح تو یہ تمام اقوال غلط اور بے بنیاد ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شرک کا مرتکب ہوگا۔ جبکہ اصل بات یہ ہے کہ مرنے والے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے نہیں۔ موت کے بعد روح انسانی ایک درمیانی عالم میں حشر کے وقت تک رہے گی جس کا اصطلاحی نام عالم برزخ ہے جہاں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی ہاں عذاب آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک چکھنا پڑے گا۔ ارجعون صیغہ جمع کا ہے واحد کے لئے یہ جمع تعظیمی ہے۔ ارجعون الجمع للتعظیم جواب ما قیل لم لم یقل رب ارجعنی فان المخاطب واحد و هو الله تعالیٰ مجمع الضمیر تعظیما لله تعالی اوالو اولتکرا راجعون کافة قال ارجعنی ارجعنی و هو یشبه ما قالوا قی قوله القیا فی جهنم انه بمعنی الق الق ثنی الفعل للدلالة علی ذالك اوالجمع باعتبار المنتکة الذین یقبضون روحه کانه استغاث بالله اولا ثم رجع الی طلب الرجوع الی الدنیا من الملئکة۔

ف۲: جب قیامت واقع ہوگی تو اس کا ہول اور عذاب اور بھی شدید ہوگا اس روز دنیا کے رشتے ناطے دوستی اور تعارف کچھ کام نہ آئے گا بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ وعید کافروں کے حق میں ہے اور وعید کے متعلق یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اس لئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اہل ایمان کو نسبت اپنے اپنے لوگوں کے ساتھ نافع ہوگی ان شاء اللہ فان قیل قد قال الله تعالی ههنا ولا یتساء لون و فی موضع اخر و اقبل بعضهم علی بعض یتساء لون اجیب بان ابن عباسؓ قال ان للقیامة احوال و مواطن و فی موضع یشتد علیهم الخوف فیشغلهم عظم الامر عن المتاول فلا یتساء لون و فی موطن یفیقون افاقة فیتساء لون۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام مخلوقات کو ایک میدان میں لا کھڑا کریں گے اس وقت ہر ایک شخص اپنی فکر میں مشغول ہوگا اولاد ماں باپ سے بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے کوئی ناطہ نہ رکھے گا ایک دوسرے سے بیزار ہوگا اور کوئی بھی کسی دوسرے کے لئے فکرمند نہ ہوگا جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے بلکہ اس وقت ہر ایک کو اپنی ہی فکر لگی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ (عبس: ۳۷) یعنی اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا اس دن ان میں سے ہر ایک کو ایک ایسا مشغلہ (فکر) ہوگا جو اسے کافی ہو گا۔ اس کے بعد دوسرے وقت ممکن ہے بعض قرابتوں سے کچھ نفع پہنچے (بقیہ صفحہ 898 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ

سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے۔ ف۱ میں نے ان کے

الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ

صبر کی وجہ سے آج ان کو بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں۔ ف۲ کہے گا کہ تم کتنے سال

لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ

زمین پر رہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک آدھ

بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

روز رہے پس آپ گننے والوں سے دریافت فرما لیجئے۔ اللہ فرمائے گا اس میں شک نہیں کہ

لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ

اگر تم جانتے تو بیشک بہت ہی تھوڑی مدت رہے تھے۔ ف۳ تو کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تم کو

عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ

فضول پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے۔ پس اللہ بادشاہ برحق

الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ

بلند تر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بڑے عزت دار تخت کا مالک ہے۔ جو کوئی

يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں ان کا

حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ

حساب ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہوگا کافر کبھی نہیں چھوٹیں گے۔ اور تو کہا کر کہ

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

اے میرے پروردگار مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔ ف۴

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۶۴ رکوعاتہا ۹

سورۃ النور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

اس سورت کو ہم نے اتارا ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے

منازل ۲

ف۱: دنیا میں مسلمان جب اپنے رب کے آگے دعا و استغفار کرتے تھے تو اس وقت تو تم کو ہنسی اور ٹھٹھا سوجھتا تھا اور تم ان کی نیک خصلتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ آج بھی ان کے پیروکار موجود ہیں کفار اور منکرین تو علیحدہ رہے کچھ مسلمان جو کہ صرف نام کے مسلمان ہیں وہ بھی اپنی روشن خیالی کے زعم میں صحیح اور سچے مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ انہ تعلیل کا کلمہ ہے اس سے محققین نے یہ نکالا ہے کہ اولیاء اللہ کی بڑی شان ہوتی ہے اور مقبولین سے گستاخی و تمسخر کا انجام جہنم ہے۔

ف۲: مسلمانوں نے تمہاری زبانی اور عملی تکالیف پر صبر کیا تھا آج دیکھو کہ تمہارے مقابلہ میں ان کو کیا پھل ملا وہ ہر طرح کامیاب اور ہر قسم کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہیں۔ حاصل یہ کہ تمہارا قصور اس قابل نہیں کہ سزا کے وقت اقرار کرنے سے تمہیں معاف کر دیا جائے کیونکہ تم نے ایسا معاملہ کیا جس سے ہمارے حقوق کو تم نے پامال کیا اور ہمارے ایسے بندوں کے حقوق کو بھی تم نے پامال کیا جو ہمیں پسند اور محبوب ہیں اور وہ ہم سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ تم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ مذاق اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جھٹلانا جو کہ ان کا دستور رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کرنا ہے اور مسلمانوں کا مذاق اڑا کر ان کو تکلیف سے ہمکنار کرنا یہ حقوق العباد کو ضائع کرنا ہے اور اس کے ایسا کرنے سے یہ دونوں جرم ان پر لازم ثابت ہوتے ہیں تو اس کی سزا کے طور پر ان کو معاف نہ کرنا بالکل مناسب ہے اور مومنوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنا یہ انکا اجر ہے جو دنیا میں رہ کر یہ لوگ ان کا نشانہ بنتے رہے کیونکہ دشمن کی کامیابی سے روحانی تکلیف ہوتی ہے۔

ف۳: العادین گننے والوں سے مراد فرشتے لئے گئے ہیں کہ ان کے پاس بندوں کی ہر چیز کا حساب و کتاب رہتا ہے الملئکۃ الذین یحفظون اعمال بنی ادم و یحصونھا علیھم یعنی فرشتوں نے جنہوں نے ہر نیکی و بدی گن رکھی ہے اور یہ بھی گنا ہو گا کہ زمین میں رہنا' یعنی قبر میں رہنا' یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آئے گی اور ان کا یہ پوچھنا اس لئے ہوگا کہ دنیا میں عذاب کو شتابی کیا کرتے تھے اب معلوم ہوا کہ وہ جلد ہی آیا یہاں کی مدت اور ہمیشگی کے مقابلہ میں تم دنیا میں بے شک بہت ہی قلیل مدت کے لئے رہے۔ کاش تم نے دنیا ہی میں دنیا کے فانی اور جلدی فنا ہونے کا احساس کر لیا ہوتا تو بھی اس باقی نہ رہنے والی پر تم مغرور ہو کر انجام سے غافل نہ ہوتے اور گستاخیاں اور شرارتیں نہ کرتے۔

ف۴: دنیا میں نیکی اور بدی کا نتیجہ پورا نہیں ملتا اگر اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو گویا یہ سب کارخانہ محض کھیل تماشہ اور بے نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے متعلق ایسا رکیک خیال کیا جائے اور کتنی ہی شدید حماقت ہے کہ انسان اپنی تخلیق ہی کا مقصد نہ سمجھے اور اس کے دلائل کو جھٹلاتا رہے گویا جس طرح شمع یا چراغ گل ہو جاتا ہے ایسے ہی انسانی روح بھی فنا ہو جاتی ہے۔ قرآن اس خیال کی تردید کرتے ہوئے انسان کی حیات دنیوی کا انجام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری بتاتا ہے۔ اس میں ان باطل مذاہب کا رد بھی آ گیا جو انسان کا انجام محض فنا ہونا سمجھے ہوئے ہیں۔ مخلوقات میں سب سے بڑی چیز عرش ہے اللہ اس کا بھی مالک اور پروردگار ہے وہ خود کسی آسمان کے ساتھ متحد یا اس کے مترادف نہیں جیسا کہ بعض نام نہاد دانشمندوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے غافل انسان کے احساس ذمہ داری کو ایک بار پھر بیدار کیا اور یاد دلایا کہ غیر اللہ سے لو لگانا تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گا پوری جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اور غیر اللہ کو پکارنے والے کو (بقیہ صفحہ 898 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ زانی اور زانیہ ہر ایک کو

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

سو سو درے مارو اور اللہ کا حکم جاری کرنے میں تم ان پر کسی

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

طرح کا ترس نہ کرو اگر تم کو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ

اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے۔ ف زانی

لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۠ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ

زانیہ یا مشرکہ ہی سے نکاح کرے عورت زانیہ سے زانی

اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

یا مشرک ہی نکاح کرے اور مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہی ہے۔ ف

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ

جو کوئی پاک عورتوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں پھر چار گواہ

شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ

نہ لائیں تو ان کو اسی (۸۰) اسی (۸۰) درے رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی

شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ

ان کی شہادت قبول نہ کرنا یہ لوگ بدکار ہیں۔ مگر جو لوگ اس سے

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۠ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

بعد توبہ کریں اور نیکوکاری اختیار کریں تو اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

مہربان ہے۔ ف اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور بجز اپنے

شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ

ان کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو ان میں ہر ایک سے چار دفعہ

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ

اللہ کے نام کی حلفیہ شہادت لی جائے کہ بیشک وہ راست بازوں سے ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے

مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری بات لے لو میری بات لے لو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دیا کنوارا کنواری کے ساتھ زنا کرے تو سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی ہے اور شادی شدہ شادی شدہ کے ساتھ کرے تو رجم ہے تورات میں بھی یہی حکم ہے امام مالکؒ امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے البتہ امام احمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ شادی شدہ اگر زنا کرے تو اس پر دونوں حدیں جاری کرنی چاہئیں پہلے کوڑے مارے جائیں پھر اس کو رجم کیا جائے ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو اہل سنن اربعہ اور مسلم نے روایت کیا اور سزا مسلمانوں کے مجمع میں ہوتا کہ دیکھنے سننے والوں کے لئے سامان عبرت ہو یا شاید یہ غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعا کریں۔ (بقیہ صفحہ 899 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: انزلنٰھا اس کے الفاظ کو نازل کیا۔ فرضنٰھا اس کے احکامات یعنی ہم نے اس کے مضامین و مطالب مقرر کئے۔ اٰیٰت بینٰت واضح دلائل یعنی ان احکام پر واضح دلالت کرنے والی آیات یہ بات تو واضح ہے کہ پورا قرآن مجید حق تعالیٰ کا نازل کیا ہوا ہے اور اس کے احکام بھی اسی کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ ان چیزوں کو اپنی جانب منسوب کرنے کے معنی اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں کہ اس میں درج کئے گئے احکام کی اہمیت خصوصی طور پر ذہن نشین کرائی جائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔ سورۂ مومنون کی آخری آیات سے یہ مفہوم پیدا ہوا تھا کہ انسان کے پیدا کرنے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کو اس عالم میں احکام کا مکلف کیا جائے اور ان احکام کی اطاعت و مخالفت پر اُس عالم میں جزا و سزا کا بدلہ ہو۔ زنا لغت میں ہر اس ہم بستری کو کہتے ہیں جو بغیر نکاح کے ہو۔ لیکن سنت رسول نے اس عموم کو یہاں محدود اور مخصوص کر دیا جیسا کہ اور موقعوں پر بھی کیا ہے۔ یہاں مراد وہ زانی اور زانیہ ہیں جو آزاد ہوں عاقل اور بالغ ہوں لیکن ان کا نکاح نہ ہوا ہو۔ یا نکاح تو ہو چکا ہو لیکن ہم بستری کی نوبت ابھی نہ آئی ہو جو عاقل اور بالغ نہیں وہ مکلف ہی نہیں ہیں آزاد اور عاقل و بالغ جو نکاح اور ہم بستری کر چکا ہو اس کے لئے زنا کی سزا رجم یا سنگساری ہے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور یہ سزا سنت رسول صحابہ کے عمل اور مجتہدین امت کے اجماع سے متفقہ طور پر ثابت ہے جبکہ اس سزا پر پرانے خارجیوں کی طرح جدید دور کے خارجی اختلاف کرتے ہیں۔ فاجلدوا کے مخاطب امراء اسلام ہیں یا ان کے مقرر کئے ہوئے قاضی و حاکم اور اجراء حدود کا محل دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں۔ جلد اصطلاح شریعت میں اس سزا کا نام ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہو اور اس کی مقدار شارع کی معین کی ہوئی ہو اس کے نفاذ کا حکم امیر اسلام کے بغیر جائز نہیں۔ اس میں کمی یا مہربانی کرنے کا حق امیر کو بھی حاصل نہیں۔

البتہ ثبوت سے پہلے اس سے اعراض و چشم پوشی اولیٰ ہے۔ اجراء حد زنا کی شرط یہ ہے کہ چار عدد مسلم عاقل بالغ اور عادل گواہ اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بات کی گواہی یا پھر خود مجرم بار بار اقرار کرے اس میں اگر کسی قسم کا شبہ واقع ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ عورت اگر مجنون مجبور بے ہوش یا نیند سے معذور ہو تو اس سے سزا معاف رہے گی اسی طرح مجبور مرد پر بھی سزا نہیں ہو گی۔ اس سے بھی سزا معاف رہے گی اور حکم ہوتا ہے کہ کوئی مروت اور بے جا نرمی تمہیں نافذ کرنے حد سے باز نہ رکھے یہ مراد نہیں کہ سزا پانے والے کے ساتھ تم طبعی ہمدردی بھی محسوس نہ کرو اور اگر زانی کنوارا ہو تو اس کی حد یہ ہے کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور سنت نے ایک سال کے لئے گھر سے نکال دینا زیادہ کر دیا ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے صحیح مسلم میں ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا

کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔ اور اس عورت سے

الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ

الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ

وہ جھوٹا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر یہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ

كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

کا غضب نازل ہو۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی

رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ

رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا ہی مہربان نہایت حکمت والا ہے۔ ف۱ جن لوگوں نے

بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ

بہتان اٹھایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تم میں سے ہیں تو اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ

تمہارے حق میں اچھا ہے ان میں سے جس جس نے جتنا جتنا گناہ کیا ہے وہ اس کو ملے گا

وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور ان میں سے جس شخص نے اس کا بڑا حصہ لیا ہے اس کو تو بہت بڑا عذاب پہنچے گا۔ ف۲

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ

تم نے جب یہ سنا تھا تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں

خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ

اچھا نہ جانا اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ

عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

اس پر چار گواہ نہ لائے پس جب یہ گواہ نہ لاسکے تو

فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اللہ کے نزدیک ہی جھوٹے ہیں۔ ف۳ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ

دنیا اور آخرت میں تم پر نہ ہوتی تو تم نے جس بات میں کرید کی تھی اس میں تم پر

میں سے کوئی ایک اپنی غلطی کا قائل اور دوسرے کی تصدیق نہ کرے جبکہ امام شافعیؒ اور ایک بڑی جماعت کے نزدیک یہ عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جاتی ہے اور مرد اس عورت کو مہر ادا کر دے۔

ف۶: ۶ ہجری کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے مدینہ شریف واپس تشریف لا رہے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں ان کی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا اور اس پر ہودج تھا آپ پردہ چھوڑ کر ہودج میں بیٹھ جاتی تھیں ساربان (اونٹوں والے) ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیتے آپ ہلکی پھلکی اور کم سن تھیں ایک روز اتفاقاً ایک جگہ پر قضائے حاجت کے لئے جانے کی ضرورت پیش آئی جب آپ فارغ ہو کر واپس آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا ہودج پر پردے پڑے ہوئے تھے اور ساربان نے بھی اس کا خیال نہ کیا کہ آپ اس میں موجود ہیں یا نہیں اور وہ اپنے اونٹ کو اٹھا کر قافلہ کے ساتھ چل پڑا ام المؤمنین سخت پریشان ہوئیں اور انہیں اس بات کا انتہائی افسوس ہوا رات کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔ آپ اسی پریشانی کے عالم میں چادر لپیٹ کر اور یہ سوچ کر وہیں بیٹھ گئیں کہ قافلہ میں جب میری تلاش ہو گی تو بہر حال میری تلاش میں کوئی نہ کوئی تو ضرور اس طرف آئے گا تو اس حالت میں آپ کو نیند آ گئی اور جبکہ قافلے کے پیچھے چلنے کی ڈیوٹی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ صحابی کی تھی۔ حضرت صفوانؓ جب صبح سویرے اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ کوئی انسان سو رہا ہے قریب پہنچے تو پہچانا اور بے اختیار پکار اٹھے انا للہ وانا الیہ راجعون آواز سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا اور ام المؤمنینؓ پردہ کے ساتھ اس پر سوار ہو گئیں اور وہ اونٹ کی نکیل تھامے قافلے میں جا ملے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کو ایک شگوفہ ہاتھ آ گیا تو اس نے اپنی خباثت سے خوب باتیں بنائیں اور گندی کے تین مسلمان بھی اس کی سنی سنائی باتوں کو قافلہ میں دھرانے لگے۔ دو مرد حسان بن ثابتؓ اور مسطحؓ اور ایک عورت حمنہ بنت جحش تھی۔ عصبۃ منکم سے اصل مراد تو مسلمان ہی ہیں باقی منکم کے عمومی اطلاق میں منافقوں کو بھی ان کے دعویٰ اسلام میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید میں کئی مقامات پر ملے گی پاکیزہ خصلت مسلمانوں خصوصاً ام المؤمنین صدیقہ اور رسول اللہ ﷺ کو اس گندے تذکرے سے کس قدر تکلیف ہوئی ہو گی اس کا اندازہ تو وہی کر سکتا ہے جس کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے۔ نبی ﷺ بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں فگار رہتے یہاں تک کہ ایک مہینہ کے بعد ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں یہ آیات قرآن مجید میں نازل ہوئیں۔ کتنی بڑی نعمت ہے کہ خود قرآن صفائی پیش کر رہا ہے ایسی (بقیہ صفحہ 900 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱ یعنی جب کوئی آدمی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس زنا پر گواہ پیش نہ کر سکے تو وہ اپنی بیوی سے لعان کرے اور لعان کا طریقہ یہ ہے کہ جج، قاضی اس آدمی سے چار گواہوں کے قائم مقام چار قسمیں لے کہ وہ اس تہمت لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ اس سے یہ کہلوائے کہ اللہ کی لعنت اور پھٹکار اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہے اس بیان حلفی کا نام اصطلاح شریعت میں لعان ہے اس شخص کی یہ پانچ بار کی حلفی شہادت چار گواہوں کے قائم مقام سمجھی جائے گی اور اس کی بیوی پر زنا کی حد جاری کر دی جائے گی۔ عورت بھی اسی طرح پانچ بار حلفی شہادت مرد کی تکذیب میں دے تو حد زنا سے بچ جائے گی البتہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی حاکم ان کے درمیان تفریق کرا دے گا اور ان کا نئے سرے سے نکاح بھی نہیں ہو سکے گا جب تک کہ دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا- ف۱ کیونکہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے اور

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے تھے جن کا تم کو علم نہ تھا اور تم اس کو آسان

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات تھی- ف۲ اور جب تم نے اس کو سنا تھا

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا

تو کیوں نہ تم نے کہا کہ ہم کو لائق نہیں کہ ہم اس بات کو منہ سے نکالیں اللہ پاک ہے

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا

یہ تو بڑا بہتان ہے- اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے اگر ایماندار ہو تو پھر کبھی

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ

ایسا نہ کرنا- اور اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- ف۳ جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

زنا کاری مشہور ہو دنیا و آخرت ان کو دکھ کی مار ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے- اور اگر اللہ کا فضل اور

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا ہی مہربان رحم والا ہے- ف۴

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

مسلمانو! تم شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا جو کوئی

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ

شیطان کے نقش قدم پر چلے گا پس وہ ہمیشہ بے حیائی اور ناجائز کاموں کا حکم دیتا ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ

اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں کا

منزل

ف۱: اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جو ایماندار تھے جن کے ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ دنیا میں مقبول فرمائی جیسے مسطح، حسان اور حمنہ رضی اللہ عنہم اور رہے وہ لوگ جنہوں نے اس واقعہ کی تشہیر کے لئے ابتداء کی اور اس کو پھیلایا یعنی منافق جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ تو وہ لوگ اس آیت میں مراد نہیں ہیں کیونکہ ان بدنصیبوں کے پاس اس قدر ایمان اور نیک اعمال نہیں ہیں کہ جو ان کے اس گناہ کا فدیہ یا معاوضہ ہو سکیں۔

اللہ کے فضل و کرم کا دنیا میں ہونا یہ کہ توبہ کی مہلت عطا ہوئی اور آخرت میں یہ کہ توبہ کی توفیق ملی اور توبہ قبول بھی ہوئی اور فقہاء نے آیت سے استنباط کیا ہے کہ صحابہؓ مقبول التوبہ اور پاک ہو کر آخرت میں مرحوم ہیں۔

ف۲: یعنی جب تم چرچا کرتے تھے ام المومنینؓ کی شان میں اور اس کو معمولی بات خیال کرتے تھے اگر عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کی بیوی نہ ہوتی تو بھی یہ بات اس کے حق میں ہلکی نہ تھی پھر عائشہؓ کے حق میں یہ بات کیسے معمولی ہو سکتی ہے جبکہ وہ خاتم الانبیاء کی بیوی ہے اللہ کے ہاں بڑے غضب کی بات ہے کہ اس کے نبی کی بیوی کے بارے میں اس انداز کا ذکر کیا جائے۔ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے غصے کی بات کر بیٹھتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کا گناہ کس قدر ہے اور پھر وہ اسی گناہ کی وجہ سے دوزخ میں اتنی دور گر جاتا ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

ف۳: غور و فکر اور بے چینی تو الگ رہی تحقیق کی ضرورت ہی کیا تھی تمہیں سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھ کر انکار کر دینا تھا۔ سر ولیم میور کا شمار اسلام و شارع اسلام کے دوستوں میں نہیں بلکہ مخالفوں میں ہے باوجود اس کے اس کو اقرار ہے کہ "عائشہ کی سیرت سے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی اس واقعہ سے پہلے اور اس کے بعد بھی خود اس بات پر گواہ ہے کہ ہم انہیں اس الزام سے بالکل بری یقین کریں (لائف آف محمد ص ۳۰۳، ۳۰۴) بعض صحابہ یعنی ابو ایوبؓ نے جوں ہی یہ افواہ سنی تو فوراً ہی وہ کہہ اٹھے تھے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ یہاں تعلیم دی جا رہی ہے کہ سب کو یہی کہنا چاہئے تھے۔ تمہارے دلوں کا حال تمہاری مجلسی و معاشرتی پاکیزگی کی مصلحتیں بھی اس پر واضح ہیں وہ جو احکام دیتا ہے وہ اس کے علم کامل اور حکمت مطلقہ پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔ الایات کا مطلب یہ ہے کہ ان احکام کے تحت اخلاقی احکام (ملامت نصیحت وغیرہ) اور احکام قانون (حد قذف وغیرہ) سب آ گئے۔

ف۴: یہ تادیب اس شخص کے لئے ہے جس کے ذہن میں بری بات کا کچھ حصہ ٹھہر جائے اور وہ اس کو منہ سے نکال بیٹھے۔ تو اب اس کو چاہیے کہ وہ ایسی بات کو بار بار منہ پر نہ لائے اور اس کو شائع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہو اور مومنوں سے بری بات کا ظاہر ہونا پسند کرتے ہیں تو ان کے لئے دنیا میں حد تیار ہے اور آخرت میں دردناک عذاب۔ ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ دو اور انکے عیب مت ڈھونڈو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھونڈتا ہے یہاں تک کہ اس کو گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل کر دیتا ہے۔ اس آیت کا خاص سبب تو ظاہر ہے کہ واقعہ افک سے ہے اور اشارہ قریب انہی لوگوں کی طرف ہے جو اس تہمت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں یا آج بھی زندہ رکھنا چاہ رہے ہیں چونکہ آیت کے مفہوم میں عموم بھی ہے اس لئے جو مسلمانوں کے کسی معاشرہ میں گندی روایات کا چرچا کرنے میں لگے رہتے ہیں وہ تمام اس کے ضمن میں آ جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہے پاک کرتا ہے اور اللہ سننے والا
عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ
جاننے والا ہے - ف تم میں بزرگ منش اور فراخی والے قسم نہ کھالیں کہ
يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ
قرابت والوں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ
کو نہ دیں گے اور معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے
اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
کہ اللہ تم کو بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے- ف جو لوگ
الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠
پاک دامن بے خبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت ہے
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ
اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا- ف جس روز ان کی زبانیں اور ان کے
وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ
ہاتھ ان کے پاؤں ان کے کاموں کی خبر دیں گے- اس روز
يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ
اللہ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو پورا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک
الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ
اللہ ہی بلاخطا حق تھا- ف گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد
لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ
گندی عورتوں کیلئے ہوتے ہیں پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے ہوتے ہیں
اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
یہ لوگ ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت
كَرِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
کی روزی ہے- ف ایماندارو! تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں

اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ بھی نہ ہوتا کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو اور کام یہ ہوتا کہ تم پر دنیا میں عذاب اور آفت آتی پس توبہ کی توفیق اللہ کے اسی فضل وکرم سے ہوئی اور مقبولیت توبہ اسی شفقت ورحمت کے اثر سے ہوئی۔

ف: شیطان آج کے دور کی نام نہاد تہذیب کی دلدادہ عورت کے کان میں کیسے کیسے فسانے ''آزادی'' مساوات'' کے نام سے پھونک پھونک کر اسے انتہائی اخلاقی پستیوں کی منزل کی طرف لئے جا رہا ہے۔ مخلوط تعلیم' تھیٹر' سینما' بیوٹی پارلر' ڈانس اور ہر شعبہ زندگی میں مرد وزن کا آزادانہ بے تکلف اجتماع وغیرہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ شیطان کے بہکاوے سے اپنے مخلص بندوں کی دستگیری فرما کر اکثر کو محفوظ رکھتا ہے اور بعض کو مبتلا ہو جانے کے بعد توبہ کی توفیق دے کر درست کر دیتا ہے یہ بات اسی اللہ واحد کے اختیار میں ہے وہ اپنے علم محیط اور حکمت کاملہ سے جانتا ہے کہ کون سنوارے جانے کے قابل ہے اور کس کی توبہ قبول ہونی چاہئے اور کوئی بندہ اسے اپنے ذاتی استحقاق کا نتیجہ نہ سمجھے۔ محققین کہتے ہیں کہ مدار کار فضل ورحمت ہے نہ کہ سعی ومجاہدہ اصل خطاب تو اس وقت کے خطا کار مسلمانوں سے ہے لیکن ساتھ ہی عام قاعدہ بھی ہمیشہ کے لئے بیان ہو گیا۔

ف: جب ام المؤمنین جناب صدیقہؓ کی براءت میں یہ آیات قرآنی نازل ہوئیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت مآبی اتنی روشن ہو گئی جتنی کہ سوائے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے دنیا میں شاید کسی پاک دامن خاتون کی بھی نہ ہوئی ہو تو حضرت صدیقؓ کو اپنی اس قابل فخر بیٹی کی نصرت وحمایت میں حضرت مسطحؓ پر غصہ آنا بالکل طبعی تھا۔ مسطحؓ صحابی پورے مومن' مسکین' مہاجر اور حضرت صدیقؓ کے رشتہ دار بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ وہ بھی اس واقعہ کی تشہیر کرنے والوں میں شریک تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے اس واقعہ کے پیش آنے پر انہوں نے قسم کھالی اور عہد کر لیا کہ بس آج سے امداد بند اور آئندہ کے لئے اس سے پہلے والا سلوک نہ کروں گا کیونکہ۔

نکوئی بابداں کردن چناں ست۔ کہ بد کردن بجائے نیک مرداں۔

یعنی بروں کے ساتھ نیکی کیسے کی جائے کہ وہ الٹا نیکی کی بجائے برائی کریں یہ سلوک کا مستحق نہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ تھی اس لئے صدیق اکبرؓ کو اس ارادہ سے روکا گیا چنانچہ صدیق اکبرؓ نے فوراً پہلے والا سلوک اور احسان بحال کر دیا۔

مسطحؓ کی دینی خدمت یعنی ہجرت فی سبیل اللہ کو یاد دلا کر یہاں گویا یہ بتا دیا کہ اس نئے جرم سے ان کا پہلے والا اچھا عمل باطل نہیں ہو گیا احادیث میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب سنا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے؟ تو فوراً بول اٹھے۔ بَلٰى يَا رَبَّنَا اِنَّا نُحِبُّ ۔ بے شک اے پروردگار ہم ضرور چاہتے ہیں یہ کہہ کر بعض روایات کے مطابق امداد پہلے سے دگنی کر دی رضی اللہ عنہ۔ محققین نے اس آیت سے یہ اشارہ نکالا ہے کہ اساتذہ کو مناسب یہی ہے کہ شاگردوں کی لغزشوں کی وجہ سے ان کی تربیت میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا میں مخصوص درگزر کا یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں اور کسی کو اس کے حق کے ترک پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

تنبیہ:۔ جب تہمت لگانے والے جھوٹے ثابت ہو گئے تو ان کو ۸۰ کوڑوں کی حد ماری گئی۔

ف: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بعد گالی نکالے اور ان میں عیب کا تصور کرے۔ (بقیہ صفحہ 900 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ

بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو سلام کئے ہوں داخل نہ ہوا کرو یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ

تمہارے لئے اچھا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ اگر تم ان میں سے کسی کو

اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ

نہ پاؤ تو تم ان میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ تمہیں اذن نہ ملے اور اگر تمہیں

لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ۚ هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

کہا جائے کہ آپ لوٹ جائیں تو واپس لوٹ جاؤ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا

تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ف ایسے گھروں میں جو کسی خاص شخص کے سکونتی نہ ہوں

بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

داخل ہونے میں تم پر گناہ نہیں اس میں تمہارا اسباب رہتا ہے اور جو کچھ تم ظاہر

تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا

کرتے اور چھپاتے ہو اللہ کو خوب معلوم ہے۔ تو ایمانداروں کو کہو کہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى

نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کو بچاتے رہیں یہ ان کے حق میں

لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

زیادہ صفائی ہے اللہ کو ان سب کی خبر ہے۔ف اور ایماندار عورتوں سے کہہ دے

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ

سج دھج کو ظاہر نہ کریں لیکن جو چیز کھلی رہے مثلاً برقع اور اپنے سینوں پر دوپٹوں

بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

کی بغل مارا کریں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے نہ ظاہر کیا کریں

اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

لیکن اپنے شوہروں یا اپنے باپوں یا اپنے

(بقیہ) دیکھیں ہی نہ اور جنہیں دیکھنا جائز ہے انہیں بھی خواہش نفس کے ساتھ نہ دیکھیں مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ تبعیضیہ ہے یعنی ہر نظر حرام نہیں صرف بعض نظریں حرام ہیں اور حرام نظریں' نظر اجنبی و نظر شہوت ہیں بدکاری و بدنظری وغیرہ کے ارتکاب میں انسان خاص طور پر چھپ چھپا کر اور دوسروں کی نظر سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے اس لئے یہاں فرمایا کہ تم چھپانے کی کتنی ہی کوشش کر ڈالو بہرحال اس حاضر و ناظر' اللہ تعالیٰ سے جو کہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے والا ہے تم خود کو تو کیا کسی بھی چیز کو اس سے نہیں چھپا سکتے۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ میں صاف اشارہ اس طرف ہے کہ ناپسندیدہ کاموں کا روکنا بھی واجب ہے۔ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ حکم کے عموم میں علاوہ زنا کاری کے اور بھی سارے طریقے ناجائز شہوت رانی کے آ گئے۔ لفظ حفظ نظر و لمس ←

ف: یعنی دوسرے لوگوں کے گھروں میں نہ گھسا کریں یہاں تک کہ اندر جانے سے پہلے اجازت لیا کریں اور اجازت کے بعد السلام علیکم کہہ لیا کریں اور تین بار اجازت لینا چاہیے اگر اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ واپس لوٹ جانا چاہیے۔ مطلب یہ کہ پہلے گھروں میں رہنے والوں کو سلام کر کے ان سے اجازت لو کہ ہم اندر آئیں یہ مسئلہ اجازت لینے کا مردانہ اور زنانہ تمام گھروں کے لئے یعنی معلوم ہوا کہ اجازت لینا واجب ہے اور پہلے سلام کرنا سنت ہے اور جس گھر میں سوائے اپنی بیوی یا اولاد کے کوئی اور نہیں ہے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے ورنہ وہ گھر بھی حکم میں اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں کے ہو جائیں گے۔ اور وہ مکان مردانہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے جہاں آدمی اس غرض سے بیٹھا ہو کہ جس کا دل چاہے ملنے کو آئے یا مکان ملاقات کا خلوت خانہ میں جانا کسی وقت قرائن سے معلوم ہو جائے اور جو مکان خلوت و آرام کے لئے مخصوص ہو گو مردانہ ہی ہو وہاں اندر جانے کے لئے اجازت لینا ہوگی۔ خطاب تو مردوں کو ہے مگر عورتوں کا حکم بھی یہی ہے اور اجازت کبھی ضمنی بھی ہوتی ہے مثلاً مشائخ کے امراء خادموں اور امراء کے ہاں ملازموں کے لئے۔ اور اجازت کبھی حکمی بھی ہوتی ہے مثلاً کسی حکم یا کسی اور طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ وقت عام ملاقات کا ہے یا یہ وقت میرے لئے مخصوص ہے تو ایسے موقعوں پر دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اجازت کے لئے تَسْتَاْنِسُوْا آیا ہے جو انس سے مراد ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنا نام و پتہ پوری طرح بتا دو تاکہ وحشت نہ رہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے کہا ہے کہ جملہ وَتُسَلِّمُوْا تفسیر اور بیان ہے تَسْتَاْنِسُوْا کا یعنی اجازت لینے کے لئے السلام علیکم کہا کرے۔ حدیث شریف سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ سلام اندر جانے سے پہلے کیا کرے' کلدہؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوا تو میں نے سلام نہ کیا اور نہ ہی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں آ جاؤں۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ اجازت لینے کے لئے دروازے کے بالکل سامنے کھڑا ہونا بھی منع ہے۔ جب اندر سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو جواب میں ''میں'' کی بجائے اپنا نام وغیرہ بتانا چاہیے اور جب اجازت نہ ملے تو پھر واپس چلے جانا چاہئے کیونکہ یہ فرمان نبوی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تیرے گھر میں تیری اجازت کے بغیر جھانکنے لگے اور تو اسے کنکر مارے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تجھے کوئی گناہ نہیں۔ آج کل عام دستور بن چکا ہے کہ قریبی یا دور کے رشتہ داروں کے گھروں میں لڑکے لڑکیاں تو کیا بڑے بھی بغیر اجازت طلب کئے گھس جاتے ہیں یہ انکل' کزن' فسٹ کزن اور برادران لاء وغیرہ اکثر تباہی کا باعث ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ احکام اسلام کو اہمیت دی جائے۔

ف: جسم کے جن حصوں پر نظر کرنا سرے سے ناجائز ہے انہیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ

خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائی

بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا

کے بیٹوں یا بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی عورتوں یا

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ

اپنے مملوکہ غلاموں یا بے حاجت خدمت گار

مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

مردوں یا بچوں کے سامنے جو عورتوں کے پردہ سے واقف نہیں ہوئے ظاہر

النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

کرنا گناہ نہیں اور زور سے پاؤں نہ مارا کریں کہ ان کی چھپائی

زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ

ہوئی زینت معلوم ہونے لگے اور تم سب مسلمان اللہ کی طرف لگے رہو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

تاکہ تم اپنی مراد پاؤ۔ ف اور اپنے میں سے بیوگان کی اور اپنے

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ

نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کردیا کرو اگر وہ محتاج بھی ہوں گے تو

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ بڑی فراخی والا اور جاننے والا ہے۔ ف اور جو

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

لوگ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے وہ بچتے رہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل

فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

سے غنی کردے اور تمہارے مملوکہ غلاموں میں سے جو

اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۠ وَّاٰتُوْهُمْ

مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں کچھ بھلائی جانو تو مکاتبت کردیا کرو اور اللہ

مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ان کو دیا کرو اور تم اپنی لونڈیوں کو

وغیرہ سب کے لئے عام ہے عاشقانہ افسانے ڈرامے بے حیائی کے دکھانے والے تھیٹر اور سینما ٹی وی وی آر وغیرہ اور شہوت انگیز عریاں اور نیم عریاں تصویریں وغیرہ سب اس کے تحت آ جاتی ہیں حاصل یہ کہ بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے گا۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ یعنی وہ آنکھوں کی خیانت اور سینے میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

ف: لفظ زینت عام ہے اس کے تحت ہر وہ چیز آ جاتی ہے جو مرد کے لئے باعث شوق و رغبت ہو سکے خواہ خلقی ہو مثلاً حسن اعضاء حسن صورت خوش خرامی وغیرہ اور خواہ کسبی ہو مثلاً لباس خوشبو زیور پوڈر لپ سٹک غازہ وغیرہ۔ یعنی جسم کے وہ حصے مستثنیٰ ہیں جو اگرچہ زینت کے موقع ہیں لیکن ان کے چھپائے رکھنے میں عموماً سخت حرج و زحمت ہے مثلاً چہرہ ہتھیلیاں اور پیر کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں اگر ان کے چھپانے کا مطلق حکم دیا جائے تو عورتوں کے کام کاج میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔ ما ظهر منها کی تفسیر حدیث و آثار میں چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں اور حنفیہ میں یہی تفسیر مقبول ہے اسی لئے حنفی فقہاء مفسرین کے ہاں چہرہ ہتھیلیاں اور پیروں کے دیکھنے کی اجازت ملتی ہے کیونکہ ان کو کسی مجبوری یا کسی ضرورت کے لئے کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن متاخرین فقہاء نے خوف فتنہ سے اب چہرے کا کھلا رکھنا بھی ممنوع قرار دے دیا ہے۔ صرف عورتوں کو ضرورت کے مطابق ان کے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر نظریں نیچی رکھنے کا حکم مومنین کو سنا دیا معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے ان کو دیکھنا بھی جائز ہو آخر مرد جن کے لئے پردے کا حکم نہیں اسی آیت میں عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔ ناف سے گھٹنے تک کا ستر عورت کا عورت سے اور مرد کا مرد سے مذہب اہل سنت میں سب پر واجب ہے۔ یہاں مسئلہ ستر کا بیان ہے کہ عورت اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر عورت کو بدن کے کسی حصہ کا اور کس کے سامنے اور کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے اور شریعت نے عورت کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی ہے اس کا بیان سورہ احزاب میں آئے گا۔ خلاصہ مطلب یہ کہ عورت کو کس قسم کی قدرتی یا کسبی زیبائش کا اظہار سوائے محارم کے جن کا ذکر آگے آتا ہے کسی کے سامنے جائز نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ماظہر سے مراد وہ چیز ہے جس کا چھپانا ممکن نہیں جیسے چادر یا برقعہ اور وہ جو نیچے کی طرف سے کپڑے نظر آ جاتے ہیں تو اس میں عورتوں پر حرج نہیں کیونکہ اسکے چھپانے پر وہ قادر نہیں ہوتیں اور یہی قول ہے حسنؒ ابن سیرین اور ابراہیم نخعی وغیرھم کا۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ ماظہر سے مراد منہ اور دونوں ہاتھ اور اس کے چھلے ہیں جمہور کے نزدیک یہی معنی مشہور ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ ماظہر سے اوپر کی چادر یا نقاب مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین نے جو اس لفظ ماظہر سے ہاتھ اور منہ مراد لئے ہیں ان کے معنی کی صحت ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرد و عورت کی فریفتگی کس چیز سے ہوتی ہے صرف منہ سے بقول ؎

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے

(بقیہ صفحہ 901 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ

زنا کاری پر مجبور نہ کرنا اگر وہ زنا سے بچنا چاہیں کیا تم اس لئے ایسا کرتے ہو

الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ

کہ دنیا کی زندگی کا مال و متاع حاصل کرو اور جو کوئی ان کو زنا کاری پر مجبور کرے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ

تو ان کی مجبوری کے بعد اللہ ان کے حق میں بخشنہار مہربان ہے۔ ف۱ ہم نے تمہاری طرف واضح احکام اور تم

وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً

سے پہلے گذشتگان کی حکایات اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ

اتاری ہے۔ ف۲ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال

نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ

ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ شیشے میں ہے

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

وہ شیشہ ایسا ہے گویا کہ وہ چمکیلا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ

درخت سے جلتا ہے جو نہ مشرق کی جانب ہے نہ مغرب کی اس کا تیل خود بخود جلنے کو ہوتا ہے

لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ

خواہ آگ اسے نہ چھوئے نور علی نور ہے اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہے

يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

راہ نمائی کرتا ہے اللہ لوگوں کی مثالیں بتلاتا ہے اور اللہ کو ہر ایک

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

چیز کا علم ہے۔ ف۳ وہ قندیل ایسے گھروں میں ہے جن کے حق میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو

فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

بلند کیا جائے اور ان میں اس کا نام ذکر کیا جائے ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

تسبیحیں پڑھتے ہیں۔ جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے

طرح کردی اور دشمنوں کا منہ کالا کیا۔

ف۳: یعنی اللہ ہی نور ہدایت بخشنے والا ہے آسمان والوں زمین والوں اور تمام مخلوقات کو۔ انجیل میں بھی اللہ تعالیٰ کو نور کہا گیا ہے (یوحنا باب ۱ آیت ۵) نور اپنے لغوی معنی میں وہ روشنی ہے جس کا ادراک آنکھ سے ہو سکے اور حق تعالیٰ پر اس کا اطلاق جب بھی ہوگا مجازی معنی میں ہی ہوگا یا یوں کہا جائے کہ اس کی صفت نورانیت کے اظہار عظمت کے لئے ہے نہ یہ مشرقی ہے اور نہ ہی مغربی یعنی یہ صرف مشرق اور مغرب کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر طرف ہے۔ روغن زیتون اپنی لطافت و صفائی و روشنی کے لئے عرب میں مشہور تر تھا مثل اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اللہ کی صفات کی مثال دلیل اور نص کے طور پر بیان کرنا جائز (بقیہ صفحہ 902 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: مکاتبت شریعت کی اصطلاح میں غلام اور آقا کے درمیان معاہدہ کا نام ہے غلام آقا سے یہ کہے کہ میں اتنا مال کما کر تجھے دے دوں تو آزاد ہو جاؤں گا اور مالک اسے منظور کر لے تو اس معاہدہ کے تحت اگرچہ وہ ابھی غلام رہے گا لیکن پیشہ یا تجارت کرنے میں خود مختار ہو جائے گا۔ اور شرط پوری ہونے پر غلام آزاد ہو جائے گا اور شرط پوری نہ ہو سکنے میں غلام یا تو خود ہی معاہدہ کو فسخ کرا لے ورنہ قاضی فسخ کرا دے گا۔ مالک کو معاہدہ اس وقت قبول کرنا چاہیے جب وہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی غلامی سے نکلنے کے بعد چوری یا بدکاری یا اور طرح کی بدمعاشیاں نہ کرتا پھرے گا تو اس اطمینان کی صورت میں اس کو لازمی طور پر آزادی کا موقعہ دینا چاہئے تاکہ وہ آزاد ہو کر اپنی فلاح و صلاح کے میدانوں میں خوب ترقی کر سکے۔ اور مسلمانوں کو ایسی لونڈی یا غلام کی مالی امداد کرنی چاہئے خواہ زکوٰۃ سے ہو یا عام صدقات و خیرات وغیرہ سے یا پھر مالک معاہدہ کا کوئی حصہ معاف کر دے۔ مصارف زکوٰۃ میں و فی الرقاب انہی غلاموں کے آزاد کرانے کا بیان ہے کیونکہ خلفائے راشدین کے دور میں بیت المال سے ایسے غلاموں کی امداد ہوتی تھی۔ البغاء کے معنی حرام کاری ہے۔ فتیات کا معنی جوان عورتیں یہاں مطلق باندیاں مراد ہیں خواہ وہ کسی عمر کی ہوں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے وہ بدکاری کروا کر روپیہ حاصل کرتا تھا ان میں سے بعض مسلمان ہو گئیں تو انہوں نے اس گندی حرکت سے انکار کیا اس پر وہ ان کو زدوکوب کرتا تھا یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں قیدیں واقعی (اتفاقی) ہیں قید اعتزازی نہیں ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہم عصر اہل جاہلیت واقعۃً اپنی لونڈیوں کو ان کی خواہش کے خلاف عصمت فروشی پر مجبور کرتے رہتے تھے اور ان کا مقصد اس سے محض نفع مالی تھا یہ مراد نہیں کہ اگر لونڈیاں از خود آمادہ ہوں یا ان کے مالک ان سے فیس وصول نہ کرتے ہوں تو عصمت فروشی ان کے حق میں جائز ہو جائے گی اور جس مجبوری پر مواخذہ نہیں وہ وہ ہے جس میں اتلاف نفس یا اتلاف عضو کا خوف ہو مجبور پر نہ حد جاری ہوگی نہ اس کا یہ عمل اس وقت گناہ میں شمار ہوگا۔ شروع سورت سے عصمت فروشی کی قباحت اور عصمت کی حفاظت کی تاکید چلی آ رہی ہے غلاموں اور کنیزوں کے نکاح کی تاکید اور کنیزوں کی عصمت کا تحفظ یہ سب اس سلسلہ کی چیزیں ہیں۔

ف۲: وحی خفی جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی ہیں وہ بھی اس آیت کا مدلول بن سکتی ہیں پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم صدیقہ اور حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی دشمنوں کے بہتان سے بے گناہی ظاہر فرمائی تو اسی طرح ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بنت صدیقؓ کی بے گناہی اور بزرگی بھی قیامت تک کے لئے سچائی کا ساتھ دینے والے لوگوں کے دلوں میں پتھر کے نقش کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرسکتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے ڈگر گوں ہو جائیں گے۔ اللہ ان کے عملوں کا بہتر

عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ

سے بہتر بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے استحقاق سے زیادہ دے گا اور اللہ جس کو

يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے ف۱ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے اعمال صرف

كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ

ایک دھوکا کی چیز ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ

لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ

جب اسکے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ اس کو پورا حساب دیتا ہے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ

اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے۔ یا ان کے اعمال ایک ایسی چیز کی طرح ہیں

يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

جو گہرے دریا میں اندھیروں کے اندر ہے جس کے اوپر پانی کی موج ہے اس پر پھر ایک موج ہے اور اس موج سے اوپر بادل ہیں

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ

ایک دوسرے کے اندھیرے میں جب کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے

يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ

دیکھ نہیں سکتا۔ اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کو کہیں سے بھی

مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

نور نہیں ملتا۔ ف۲ کیا تم جانتے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ

اور زمینوں میں ہے سب اسی کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور جانور بھی صفیں باندھتے ہوئے تسبیح پڑھتے ہیں

تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

ہر ایک ان میں اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے اور اللہ کو انکے کاموں کا علم ہے۔ ف۳ اور تمام آسمانوں اور زمینوں

(رکوع ۴)

ف۱: بیوت سے مراد مسجدوں کا ہونا ظاہر ہے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ صبح وشام بندگی کرتے ہیں۔ وہاں دھیان لگا رہے۔ ترفع رفع کے لفظی معنی بلند کرنے کے ہیں لیکن بلندی ہمیشہ مادی ہی نہیں ہوتی معنوی بھی ہوتی ہے۔ جو یہ ہے کہ مسجدوں کی تعظیم و تطہیر کا اہتمام اور صفائی کی جائے یعنی ان کی خبر گیری کی جائے اور ہر قسم کی گندگی اور لغو اقوال و افعال سے ان کو پاک رکھا جائے مساجد کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ وہاں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ فقہا نے یہیں سے مسجد کی تعظیم و ادب اور اس کے اندر بیٹھ کر دنیوی کاموں میں مشغول ہونے کی ممانعت نکالی ہے صبح و شام سے محاورہ میں مراد ہمیشہ کیلئے ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ غدو سے صبح کی نماز مراد ہے اور آصال میں باقی چار نمازیں داخل ہیں کیونکہ اصیل زوال شمس سے صبح تک کے اوقات پر بولا جاتا ہے۔ تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن وغیرہ یہ سب اذکار میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے مراد احکام کی بجا آوری ہے تجارۃ و لا بیع میں غور سے دیکھا جائے کہ اس خاص فضیلت کے موقع پر کس کا ذکر فرمایا گوشہ نشین تارک دنیا زاہدوں راہبوں کا نہیں بلکہ ان کا جو دنیا کے معاملات میں پوری طرح پڑے ہوئے ہیں بیع اور تجارت میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن دل ان کے کہیں اور ہی لگے ہوئے ہیں فرائض میں غفلت نہیں کرتے اور نہ ہی دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ مفصل و مستقل و متعین وعدہ اہل ایمان سے جس جزا کا ہے وہ تو جنت ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے جس کو جتنا نواز دینا چاہے اس کے لئے کوئی حد و حساب ہی نہیں اللہ تعالیٰ بعض دوسرے مذاہب کی طرح کرم و عطا میں کنجوس نہیں ہے۔

ف۲: اعمال سے کفار کے نیک اعمال مراد ہیں جیسے خیرات کرنا آزاد کرنا اشیاء کا وقف کرنا اور حاجیوں کو پانی پلانا تو مطلب یہ ہے کہ کفار اپنے ان اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں جن کو وہ اچھا خیال کرتے ہیں اور ان کے ثواب کی امید کرتے ہیں۔ لیکن جب یہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے تو ان اعمال میں سے کچھ بھی نہیں پائیں گے کیونکہ کفر نے ان کے اعمال کو نابود کر دیا اور مٹا دیا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ان کے اعمال جو تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑا کام کیا فلاں تعلیمی معاملہ میں اتنا چندہ دیا فلاں ہسپتال بنانے میں اتنی امداد دی جس کا نام وہ قومی کام رکھتے ہیں چونکہ ان کے وہ کام صرف نمود و نمائش اور فخر و ریا کے لئے ہوتے ہیں اس لئے وہ صرف ایک دھوکہ کی چیز ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ اس شخص کی مثال ہے جس پر پیاس غالب آتی ہے اور وہ جنگل میں ریت دیکھ کر پانی خیال کرتا ہے تو اس کی طرف آتا ہے کہ میں نے پانی پا لیا۔ لیکن جب وہ اس ریت کے پاس آتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا اور وہیں مر جاتا ہے تو اسی طرح کافر کو جب موت آتی ہے تو وہ اپنے اعمال کو فائدہ مند نہیں پاتا جیسے کہ اس پیاسے نے ریت کو فائدہ مند نہ پایا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پاتا ہے پھر وہ اپنے اعمال کا پورا حساب دیتا ہے جس لائق ہوتا ہے وہی معاملہ اس سے کیا جاتا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ یہود کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تم کس چیز کی پوجا کرتے تھے تو وہ کہیں گے کہ ہم عزیر علیہ السلام کی پوجا کرتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے پھر کہا جائے گا جھوٹ بولتے ہو اللہ کا کوئی بیٹا نہیں تم کیا چاہتے ہو تو وہ کہیں گے کہ ہم پیاسے ہیں اے ہمارے مالک ہم کو پانی پلا تو ان کو کہا جائے گا تم پانی کے لئے جاؤ پھر وہ آگ ان کے لئے ریت کی صورت بن جائے گی یعنی پانی کی طرح نظر آئے گی بعض بعض کو توڑتی ہوگی پھر وہ چلیں گے اور اس میں جا گریں گے۔ آگے فرمایا او کظلمٰت جیسے کفار کے (بقیہ صفحہ 902 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ

کی بادشاہی اللہ کے قبضے میں ہے اور سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ بھلا تم نے دیکھا نہیں

اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں جوڑ کر تہہ بہ تہہ

رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ

کر دیتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ان کے مسامات میں سے مینہ نکلتا ہے اور وہی اللہ

السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ

اوپر کی طرف سے برف کے گالے اتارتا ہے ان میں سخت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ

وہ برف پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے اس میں بجلی کا چمکارہ ایسا تیز ہوتا ہے

يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ

کہ آنکھوں کو اچک لے۔ ف۱ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ

کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ف۲ اور اللہ ہی نے

خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي

ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے پیٹ پر

بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ

چلتے ہیں اور بعض ایسے کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي

کہ چار پیروں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور اللہ ہر ایک

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ

چیز پر قادر ہے۔ ف۳ ہم نے کھلے احکام اتارے ہیں اور اللہ ہی جسے چاہے

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ ف۴ اور کہتے ہیں ہم

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور فرمانبردار ہیں پھر بھی اس کے بعد ان میں سے

ف۱: اللہ تعالیٰ اپنی مشیت تکوینی کے یہ عجائب وغرائب ہر لحظہ اور ہر آن دکھاتا رہتا ہے اور دیکھنے کے لئے دیکھنے والی آنکھ ہونا چاہئے ایک مناسب وقت پر مناسب موسم میں ابر کو پیدا کرنا' ایک مناسب بلندی پر لے جانا' ہوا میں حالات کے مطابق تبدیلی پیدا کرنا ابر کے منتشر ٹکڑوں کو جمع کر کے انہیں گھنگھور گھٹا کی شکل میں تبدیل کر دینا پھر ایک مناسب مقدار میں مناسب مدت تک بارش برسانا یہ سب کام اس صانع' خلاق وحکیم برحق کے ہیں۔ سماء ہر بلند سائبان اور چھت پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے یہاں مراد بادل ہے۔ من جبال عربی محاورہ میں کثرت وعظمت کے اظہار کے لئے آتا ہے کثرت علم کے موقع پر عندہ جبال من العلم' کثرت زر کے موقع پر فلان یملك جبالا من ذهب اردو محاورہ میں اس کے پاس تو سونے کے پہاڑ ہیں بولتے ہیں۔ من جبال یہاں کجبال کے معنی میں ہے حرف تشبیہ محذوف ہے سحاباً بطور اسم جنس جمع کے معنی میں ہے۔ بینہ کو بین اجزائہ کے معنی میں لیا گیا ہے حاصل یہ کہ ان بادلوں کے مسامات سے مینہ نکلتا ہے یہ سب کام اسی ذات ستودہ صفات وحدہ لاشریک کے ہیں جس کی بابت یہ کہنا بالکل صحیح ہے ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

جسے چاہتا ہے اپنی مشیت تکوینی کے مطابق مال اور جان کا نقصان پہنچا دیتا ہے اور جس کو چاہے اپنی مشیت تکوینی کے مطابق محفوظ کر دیتا ہے۔ من السماء میں من ابتداء غایت کا ہے من جبال میں من تبعیضیہ ہے اور من برد میں من تبعیض جنس کا ہے۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ لفظ من برد بیان ہے جبال کا یعنی اتارتا ہے اولوں کو اولوں کے پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں۔ امام بغویؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اولے اتارتا ہے اور آسمان سے مراد اوپر کی طرف ہے۔ بعض سلف نے کہا ہے جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ سماء سے مراد اگر بادل ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بادلوں سے اولے برساتا ہے۔ جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں۔

ف۲: رات اور دن کے بدلنے سے ایک دوسرے کے پیچھے لانا مراد ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو آدم کا بیٹا ایذا دیتا ہے یعنی وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہوں زمانہ میرے ہی ہاتھ میں ہے اور میں ہی بدلتا ہوں رات دن کو روایت اس کو بخاری اور مسلم نے کیا۔ یعنی وہی ہے کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے۔ اور ان کی گرمی کو سردی سے اور سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے اس میں ثبوت ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت در ربوبیت' اس کی کامل صفات اور کلی طور پر ہر چیز پر قادر ہونے کا اور یہ تمام اسی اکیلے کاریگر کی کاریگریاں ہیں عقل مندان امور پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ؎

فلک کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی محبوب ہے اس پردۂ نگاری میں

ف۳: چونکہ ہر ایک جاندار کی پیدائش میں پانی کو بہت دخل ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ پانی سے پیدا کیا پھر بعض ایسے ہیں جو اپنے پیٹ پر چلتے ہیں جیسے سانپ گوہ وغیرہ' اس میں تمام رینگنے والے جانور' حشرات الارض اور تیرنے والے بھی مثل مچھلی وغیرہ بھی آ گئے اور بعض ایسے ہیں کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں جیسے کبوتر مرغا اور (بقیہ صفحہ 903 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

ایک جماعت روگردان ہو جاتی ہے اور وہ ایماندار ہی نہیں ہوتے- ف۱ اور

اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا

جب کبھی ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول ان میں فیصلہ کرے تو

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ

اسی وقت ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے- اور اگر ان کو حق پہنچتا ہو

يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ

تو اس کی طرف دوڑتے چلے آتے ہیں- کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا

ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

یہ شک میں ہیں یا ان کو خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے

بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ

بلکہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں- ف۲ پکے ایمان دار کو جب اللہ اور رسول

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ

کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو ان

يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

کا جواب بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور تابع ہیں یہی لوگ کامیاب ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ

جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور بچیں گے بس

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

وہی لوگ کامیاب ہوں گے- ف۳ اور یہ لوگ بڑی مضبوطی سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

اگر تو ان کو حکم دے تو ضرور نکلیں گے تو کہہ کہ تم قسمیں نہ کھاؤ مطلب تو اچھی

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ

تابعداری سے ہے اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے- تو کہہ کہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ روگرداں ہوں تو

ف۱: حضرت سمرہؓ بن جندب سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص دلیل کی طرف بلایا جائے پھر اسکو قبول نہ کرے تو وہ ظالم ہے اس کا کوئی حق نہیں (رواہ طبرانی) اللہ تعالیٰ منافقوں کی صفات سے خبر دیتا ہے جو ظاہر کرتے ہیں اس کے برخلاف دل میں رکھتے ہیں اپنے مونہوں سے کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول پر۔ جب کوئی مقدمہ درپیش آتا ہے تو اس کے رسول کو صاف جواب دیتے ہیں اب تو رسول اللہ ﷺ تو موجود نہیں ہیں مگر ان کی احادیث تو موجود ہیں تو جو کوئی مقدمات میں قرآن پاک اور حدیث شریف پر فیصلہ نہ کرے تو اس نے گویا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ ایماندار نہیں ہے۔ اور یہ ذکر منافقین کا ہے کہ زبان سے تو یہ لوگ ایمان واطاعت کے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر جب وقت اس دعویٰ کے ثبوت کا آتا ہے تو ان میں سے اکثر شریر لوگ صاف طور پر نکل جاتے ہیں۔

ف۲: یعنی جب ڈگری ان کے حق میں کی جائے یعنی ان کے مخالف نہ ہو تو تابع ہو کر چلے آتے ہیں اور جب ان پر ڈگری ہو تو یہ لوگ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے منہ پھیرتے ہیں اور غیر کی طرف بلاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے باطل کو رواج دینے کے لئے فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لائیں پہلی صورت میں ان کی فرمانبرداری اس لئے نہ تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو سچ جانا بلکہ اس لئے کیا کہ یہ ان کی خواہش کے مطابق تھا۔ یہ اعراض ان کے نفاق کی وجہ سے صادر ہوتا ہے جو ان کے دلوں میں جما ہوا ہے یا انہوں نے محمد ﷺ کی نبوت کے امر میں شک کیا ہے یا ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر فیصلے میں ظلم کرے گا۔ پھر فرمایا کہ ان کو آپ کی نبوت میں شک نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ نبی ہیں اور نہ ہی ان کو اللہ اور رسول سے زیادتی کرنے کا خوف ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ظلم کرنے سے پاک ہیں۔ بلکہ وہی لوگ ظلم کرنا چاہتے ہیں یعنی جس شخص کا ان کے ذمہ حق ہے اس پر یہ ظلم کرنا چاہتے ہیں نہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے اور نہ ہی رسول کی تعظیم ہے بلکہ یہ محض اپنے نفس کے پابند ہیں۔

الی اللہ کے معنی ہیں حکم الٰہی کی طرف' فقہا نے اس سے استدلال کیا ہے اور یہ مسئلہ نکالا ہے کہ حاکم اسلام جب کسی مقدمہ کے فیصلہ کے لئے بلائیں تو حاضری ضروری ہو جاتی ہے اسی معنی میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔ مَنْ دُعِیَ اِلٰی سُلْطَانٍ فَلَمْ یَجِبْ فَهُوَ ظَالِمٌ لَا حَقَّ لَهٗ یعنی جو بادشاہ کی طرف بلایا جائے اور وہ اس بات کو قبول نہ کرے تو وہی ظالم ہے اور اس کا کوئی حق نہیں۔

ف۳: قتادہؒ نے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ان باتوں میں جن کا ان دونوں نے اشارہ کیا ہے اطاعت کرے اور چھوڑ دے اس چیز کو جس سے انہوں نے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے ڈرے اور آئندہ کے لئے پرہیزگاری اختیار کرے۔ مومن چونکہ اپنی تمام کامیابی اور عزت صرف رضا الٰہی اور خوشنودیٔ رسالت پناہ ہی میں جانتے ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ شریعت فیصلہ کرے گی ہمیں منظور ہے اگر ہم اپنے خیال ناقص میں کسی چیز پر اپنا حق سمجھتے ہوں مگر شریعت ہمارے خیال کے خلاف فیصلہ کر دے تو یہ بالکل صحیح اور درست ہوگا اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر بھلائی کو حاصل کر لیا اور ہر برائی سے دنیا و آخرت میں محفوظ ہو گئے۔ لہٰذا اگر تم ایسے لوگوں کو پہچاننا چاہو تو ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۚ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
اس کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کے ذمے ہے اور تم لوگوں کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ تم پر ہے
تَهْتَدُوْا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝
اگر تم فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف حکم پہنچانا ہے۔ ف
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جو لوگ تم میں سے ایمان لاکر نیک عمل بھی کریں گے
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
اللہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین پر حاکم بنادے گا جیسا اس نے ان
قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جو خود اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
مضبوط کردے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد ان کو امن دے گا اس کے بعد وہ میری بندگی
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ
کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کریں گے
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
پس وہی لوگ بدکار ہیں۔ ف اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ
رسول کی پیروی کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مت خیال کرو کہ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ
کافر لوگ زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا
وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
جو بہت بری جگہ ہے۔ اے ایمان والو! جو تمہارے غلام ہیں وہ اور تمہارے
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ
نابالغ لڑکے تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ
صبح کی نماز سے پہلے اور جب تم دوپہر کو کپڑا

ف: رسول اللہ ﷺ کی وساطت کے بغیر بندوں کے پاس اور کوئی بھی ذریعہ احکام الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے علم کا نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی سے حقائق واضح ہوتے ہیں اور یہی ہدایت کا مقصود ہے۔ رسول کا کام کسی کو ہدایت پر مجبور کر دینا نہیں اور یہ بات واضح کر دی گئی ہے جبکہ دنیا کے اکثر لوگوں ہدایت کے بارے میں دھوکا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہدایت کا فائدہ خود انہی لوگوں کو ہوتا ہے۔

ف: منکم کے لفظ کو اگر بیانیہ کہا جائے تو بہت موزوں ہے لیکن اگر بیانیہ نہ کہیں تو کچھ حرج نہیں بہرحال یہ آیت قرآن مجید کے پہلے مخاطبین سے اول تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس میں صیغہ خطاب کا ہے جو منکم سے مفہوم ہوتا ہے پس آیت کا ترجمہ صاف یہ ہوا کہ تم صحابہ میں سے ایمانداروں اور نیک کرداروں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تم کو خلیفہ بنائے گا پھر اس خلافت کے آثار اور علامات بھی فرما دیئے ہیں۔ ۱۔ دین ان کا مضبوط ہوگا۔ ۲۔ اعداء سے بے خوف ہوں گے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا ساجھی نہ بنائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص ان علامات کو مدنظر رکھ کر غور کرے کہ اس قسم کی خلافت مسلمانوں کو کب ملی تو اس کو کوئی شک نہ رہے گا کہ اس قسم کی حکومت خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل تھی اور خلفائے امیہ اور عباسیہ کے وقت بھی اسلام کو فتوحات ہوئیں مگر وہ اس پیشگوئی کی مصداق نہیں ہو سکتیں کیونکہ ایک تو وہ خلفاء نزول قرآن مجید کے اول مخاطب نہ تھے بلکہ بعد کی نسلیں تھیں اور دوسرا یہ کہ ان خلافتوں کی فتوحات بھی انہی فتوحات پر مبنی تھیں جو خلفائے راشدین کر گئے تھے کون نہیں جانتا کہ نبی ﷺ کے بعد عرب میں جب بغاوت پھیلی کہ ایک طرف مسیلمہ کذاب نے زور پکڑا اور دوسری طرف مانعین زکوٰۃ مسلمان باغیوں نے تہلکہ مچایا تو صدیق اکبرؓ کے استقلال نے ان سب بغاوتوں کا آسانی سے خاتمہ کر دیا اور تمام عرب پر اسلامی سکہ جما کر فتوحات کے لئے عرب کی حدود سے آگے کا راستہ صاف کر دیا۔ ان کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے اس راستہ کو شاہ راہ بنایا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتوحات کو اس زور کی نہ ہوئیں۔ لیکن یہ ضرور ہوا کہ کوئی ملک یا حصہ خلافت سے نہ نکلا تھا بلکہ داخل ہوا بعد میں جو کچھ ہوا وہ انہی کے طفیل سے ہوا اور اسے بے خونی تو ایسی تھی کہ اعداء خود ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان ہم پر حملہ آور نہ ہوں۔ توحید کی منادی جیسے اس زمانہ میں ہوئی کبھی نہیں ہوئی اس موقعہ پر ہمیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ فتوحات اسلامیہ جیسی حضرات خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں ہوئیں حضرت علیؓ کے زمانہ میں نہ ہوئیں جیسا رعب اور انتظام خلفائے ثلاثہ کے وقت میں تھا خلیفہ رابع کے وقت میں نہ رہا اور اس تفصیل کی نہ ہم کو ضرورت ہے اور نہ ہی ہم کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم تو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں وعدہ کے جو الفاظ آئے ہیں ان پر انصاف کی نظر

کرنے سے یہ بات خوب سمجھ میں آ سکتی ہے کہ یہ وعدہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں پورا ہو گیا۔ حضرت علیؓ کا زمانہ گو ایک قسم کی بدامنی نا اتفاقی اور خانہ جنگی کا تھا اور ان کو سخت ترین مشکلات کا سامنا تھا مگر اس کے باوجود پھر بھی وہ خیر و برکت سے خالی نہ تھا بلکہ وہ ہر طرح سے دین کی عزت اور دینی علم کا اعزاز تھا۔ اور جبکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچوں انگلیاں برابر نہیں بنائیں تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خلفائے راشدین بھی ایک ہی طرز پر ترقی کرتے البتہ مجموعی حالت کے لحاظ سے چاروں خلفاء اس آیت کریمہ کے وعدے کا مصداق تھے۔ افسوس کہ اس آیت کریمہ کے صاف الفاظ کے مقابلہ پر شیعہ ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (بقیہ صفحہ 903 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۭ ثَلٰثُ

اتارا کرتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد یہ تین اوقات

عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ

تمہارے پردے کے ہیں بعد ان اوقات کے نہ تم پر گناہ نہ ان پر

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ

بعض کو بعض کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے اللہ اسی طرح تمہارے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا

اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچیں تو وہ اجازت لیا کریں

كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت لیتے رہے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ

لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ف۱ اور بڑی بوڑھی عورتیں

مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

جو مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں اور اگر وہ اپنے کپڑے اتار دیں تو

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ

ان پر گناہ نہیں بشرطیکہ زیب زینت کو ظاہر نہ کریں

وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور اس میں بھی احتیاط رکھنا ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے۔ ف۲

لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

نہ کسی اندھے کو گناہ ہے نہ کسی لنگڑے

وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَنْ

نہ کسی مریض کو نہ خود تم کو گناہ ہے کہ

تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَاۗىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھر سے یا اپنی

(رکوع ۲)

ف۱: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بعض رشتوں کی وجہ سے بعض مواقع پر اجازت لینے کا بیان فرمایا ہے اور اس سے پہلے جو اجازت لینے کا مسئلہ گزر رہا ہے تو وہاں بعض اجنبیوں کی اجازت لینے کا بیان ہے جبکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ ان سے ان کے غلام اور ان کے وہ بچے جو ابھی تک عقل کی حد کو نہیں پہنچے تین وقتوں میں اجازت لے کر اندر داخل ہوں۔ (۱) فجر کی نماز سے پہلے، کیونکہ لوگ اس وقت اپنے بچھونوں پر سوئے ہوئے ہیں (۲) دوپہر کے وقت جب لوگ قیلولہ کئے ہوں کیونکہ آدمی کبھی اس وقت میں بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ لیٹتا ہے۔ (۳) عشاء کی نماز کے بعد، جو کہ بالکل آرام کرنے کا وقت ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس آیت اور گذشتہ اجازت والی آیت میں یہ تطبیق دی ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جامع البیان والے نے کہا ہے کہ پہلی آیت آزاد بالغوں کے حق میں ہے اور یہ آیت غلاموں اور نابالغ لڑکوں کے حق میں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اسلام کے شروع دور میں لوگوں کے دروازوں پر پردے نہ تھے نہ لوگوں کے گھروں میں چھپر کٹیں تھیں تو کئی بار آدمی خادم یا اس کا بیٹا یا اس کا یتیم اس کے گھر میں چلا آتا اور وہ اس وقت بیوی کے ساتھ ہوتا تو اللہ نے حکم کیا کہ ان تین حالات میں اجازت لے کر اندر جایا کریں پھر اللہ تعالیٰ نے پردے دیئے اور لوگوں پر روزی فراخ کی پھر لوگوں نے خیال کیا کہ ان پردوں نے اس اجازت لینے کی حاجت کو اٹھا دیا ہے جس کا ہم کو حکم ہوا تھا۔

تنبیہ:۔ فقہاء امت نے یہاں اس بات کو واضح کیا کہ ان ہی تین اوقات کے ساتھ یہ بات خاص نہیں ہے۔ بلکہ جہاں جیسی ضرورت ہو اسی کے مطابق چلنا پڑے گا کیونکہ سونے یا تخلیہ کے اوقات نص کے تابع نہیں ہیں بلکہ یہاں عرف عام کی رعایت مراد ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جہاں ہمارے معاشرہ میں جوائنٹ فیملی سسٹم ہے تو وہاں خاص طور پر ہر ایک کے آرام و تخلیہ کا مکمل طور پر احترام کرنا چاہئے یہ نہ ہو کہ بھائی یا بیٹا گھر پر نہیں ہے اور اس کی بیوی اپنے کمرے میں اکیلی ہے یا پھر اس کا خاوند بھی اس کے ساتھ کمرے میں موجود ہے تو بھائی، سسر یا کوئی اور مرد رشتہ دار اس کے کمرہ میں بلا اجازت داخل ہو جائیں شریعت نے اس بات سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے تخلیہ یا آرام وغیرہ میں بد مزگی پیدا ہوتی ہے لہٰذا ہر ایک کو ان احکام کی پابندی کرنی چاہئے۔

۲۔ مفسرین فقہا نے یہاں سے یہ بھی نکالا ہے کہ احکام مصلحتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔

ف۲: صاحب موضح القرآن فرماتے ہیں بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بھی بہتر ہے کیونکہ عربی میں ایک مثال ہے لکل ساقطة لا قطة ہر گری ہوئی کو کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے تو ایسی بوڑھی عورتوں کو گو کہ خود خواہش نہ ہو مگر ممکن ہے کہ کوئی ایسا بھی ہو جو محض اپنی خواہش سے ان پر دباؤ ڈالے اور انتہائی بوڑھی عورتیں گھر سے نکلتے وقت زائد کپڑا مثلاً برقعہ وغیرہ اتار لیں تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس سے زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ میں دیا جا چکا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جوان عورتوں کے پردہ کے متعلق قرآن کریم کا منشاء کیا ہے۔ یہ تو فتنہ کے روک تھام کیلئے ظاہری انتظامات ہیں باقی پردہ کے اندر سے جو باتیں کی جاتی ہیں اور فتنے اٹھائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو سنتا اور جانتا ہے اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا تمہارے ظاہر و باطن، تمہارے اشارے و کنائے، تمہارے ارادے اور تمہاری نیتیں سب ہی اس پر روشن ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ

ماؤں کے گھر سے کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں

أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ

کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے کھاؤ یا جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں ان کے

أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا

گھروں سے کھاؤ یا اپنے مخلص دوستوں کے گھروں سے کھاؤ تمہیں اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم چند آدمی

جَمِيْعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا

ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پس جب تم گھروں میں جاؤ تو لوگوں کو سلام کرو۔

عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

جو اللہ کی طرف سے پاکیزہ بابرکت تحفہ ہے۔ ف

طَيِّبَةً ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْأٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تم سمجھو۔ مسلمان تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور رسول

وَرَسُوْلِهٖ وَإِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ

پر ایمان لائیں اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں اس کے ساتھ تابع ہوں تو

يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوْهُ ۚ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَأْذِنُوْنَكَ

اذن لئے بغیر نہ جائیں جو لوگ تجھ سے اذن لیتے ہیں کچھ شک نہیں

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَإِذَا

کہ وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پس جب

اسْتَأْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ

یہ اپنی ضرورت کے موافق تجھ سے اجازت چاہیں تو جس کو تو چاہے اجازت دیا کر

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾

اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگا کر اس میں شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف

ف: عطا خراسانیؒ اور عبدالرحمٰنؒ نے یہ معنی کئے ہیں کہ ان لوگوں پر جہاد کے چھوڑنے میں ان کی کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں ہے۔ سعید بن جبیرؒ اور مقسمؒ نے کہا کہ لوگ اندھے کے ساتھ کھانے کو گناہ سمجھتے تھے کیونکہ وہ کھانا نہیں دیکھتا اس لئے ہوسکتا ہے عمدہ عمدہ کھانا کھا جائے اور نہ لنگڑے کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے کیونکہ وہ بیٹھ نہیں سکتا اور وہ کھانے میں جلدی کرے گا اس سے کہ جو اس کے ساتھ بیٹھنے والا ہے اور بیمار کے ساتھ نہ کھاتے کیونکہ بیمار تندرست کی طرح نہیں کھا پی سکتا تو انہوں نے ان کے ساتھ مل کر کھانے کو برا جانا تاکہ ان پر ظلم نہ ہو تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ان کو رخصت دی ضحاکؒ نے کہا لوگ نبی ﷺ کے نبی ہونے سے پہلے ان لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے کو برا جانتے تھے بوجہ ان سے نفرت کرنے کے اور اپنے آپ کو اچھا جانتے ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے دونوں باتوں میں اکیلے کھانے اور جماعت کے ساتھ کھانے میں رخصت دی اگرچہ مل کر کھانے میں زیادہ فضیلت اور زیادہ برکت ہے اکیلے کھانے کے بارے میں ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے تو آپ نے فرمایا شاید تم جدا جدا کھاتے ہو مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھا کرو اس سے تم کو برکت ہوگی۔ اور عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مل کر کھاؤ جدا جدا نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ کسی کے گھر کا کھانا بغیر اس کی اجازت کے جائز نہیں البتہ اجازت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ واضح طور پر کہا جائے بلکہ ضمنی طور پر اجازت بھی اجازت ہی ہے۔ ما ملکتم مفاتحہ سے مراد وہ گھر ہیں جن کا یہ مخاطب امین نگہبان وغیرہ ہو غرض جہاں سے تم چاہو کھاؤ کوئی حرج نہیں نہ کوئی گناہ ہے کیونکہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ ہندوؤں کی طرح جس محلہ یا گاؤں میں لڑکی بیاہ دی ہو اس محلہ اور گاؤں کے کنوئیں کا پانی بھی مت پیو جو ایک قسم کا مانجھ لیا ہے چونکہ ایک دوسرے کے گھر میں کھانے سے محبت اور الفت بڑھتی ہے اس لئے تم کو اجازت دی گئی ہے کہ اگر یہ رشتہ دار خود کھلائیں تو بھی تم کو کھانے میں کوئی حرج نہیں یا تم خود ان کے گھروں سے بغیر ان کی اطلاع کے کھا لو تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تم کو معلوم ہو کہ وہ رنجیدہ نہ ہوں گے۔ اس آیت کے شروع میں نابینا۔ لنگڑا وغیرہ کا ذکر مثال کے لئے کیا گیا ہے۔ یعنی یہ لوگ کسی کے گھر میں ہوں یا رہتے ہوں تو ان کو وہاں سے کھا لینے میں گناہ نہیں اسی طرح تم تندرستوں کو بھی کوئی گناہ نہیں۔ جبکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ ناراض نہیں ہونگے۔

تنبیہ:۔ یعنی جو مسلمان وہاں موجود ہوں انہیں سلام کر لیا کرو سعید بن جبیرؒ حسن بصریؒ قتادہ زہریؒ حضرات تابعین سے یہی معنی مروی ہیں۔

۲۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْأٰيٰتِ یہ فقرہ تیسری بار لایا گیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان احکام کا انتہائی طور پر اہتمام کرنا چاہیئے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پانچ باتوں کی وصیت فرمائی' آپ نے فرمایا اے انسؓ تو وضو کامل کیا کر تیری عمر زیادہ ہوگی اور جس کو میری امت سے تو ملے اس شخص کو سلام کر تیری نیکیاں زیادہ ہوں گی اور جب تو اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کر تیرے گھر میں بہت بھلائی ہوگی اور چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ تم سے پہلے جو اللہ والے بن گئے تھے۔ ان کا یہی طریقہ تھا۔ اے انسؓ چھوٹوں پر رحم کیا کر اور بڑوں کی عزت کیا کر تو قیامت کے دن تو میرا رفیق ہوگا۔ (بقیہ صفحہ 903 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ

تم رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے تو آپس میں ایک دوسرے کی سی آواز

بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ

نہ سمجھا کرو اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چھپ کر کھسک

لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ

جاتے ہیں پس جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے

تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ

کہ ان پر کوئی آفت آن پہنچے یا کوئی دردناک عذاب ان پر آ نازل ہو۔ سن رکھو

اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ

کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے تم جس خیال پر ہو

اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

اسے سب معلوم ہے اور جس روز یہ لوگ اس کی طرف پھر کر جائیں گے تو وہ ان کو ان کے

عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

کاموں سے خبر دیگا اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۱

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۷۷ سورۃ الفرقان مکیۃ رکوعاتہا ۶

سورۃ الفرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

دنیا کے لوگوں کو ڈرادے۔ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

زمینوں کی حکومت ہے اور اس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور ملک میں

فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

اس کا کوئی شریک نہیں اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور مناسب اندازہ لگایا۔ ف۲

منزل ۲

ف۱: رسول اللہ ﷺ کا بلانا ایک حاکمانہ حیثیت رکھتا ہے اس کا قبول کرنا واجب ہے اور بلا اجازت چلے آنا حرام ہے یہی حکم امام کے لئے بھی ہے امام المسلمین اگر اب بھی بلائے تو جانا واجب ہوگا اور بلا اجازت چلے آنا ناجائز، البتہ جب کسی اجتماع میں یہ معلوم ہو جائے کہ اب جمع رہنا امام کی طرف سے مامور نہیں تو بلا اجازت اٹھ آنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم رسول یا نائب رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے تو آپس میں ایک دوسرے کی آواز نہ سمجھا کرو کہ اگر دل نے چاہا تو مان لیا اور نہ چاہا تو نہ مانا نہیں بلکہ رسول کی آواز کو ماننا تم پر فرض مقدم ہے۔ آپ کی دعا معمولی انسانوں جیسی نہیں نیز آپ کے ساتھ بات کرتے وقت آپ ﷺ کے ادب وعظمت کا پورا خیال رکھنا چاہئے اور عام لوگوں کی طرح یا محمدؐ وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے تعظیمی القاب سے بلانا چاہئے۔ اس معنی کے لحاظ سے دعاء الرسول میں مصدر کی اضافت مفعول کی جانب ہوگی اور معنی یہ ہوں گے کہ اے لوگو رسول کو اس طرح نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے رہتے ہو مثلاً یا محمد وغیرہ کہہ کر۔ یاد رہے کہ اس سے مراد یہ نہیں جو کہ اطراف عرب کے ملکوں میں ہے کہ وہاں اذان کے اوقات میں یا اسکے علاوہ دعاؤں وغیرہ جیسے کلمات میں اب بھی لوگ نبی ﷺ کو زندہ اور حاضر ناظر تصور کرتے ہوئے لفظ یا سے پکارتے ہیں یہ جائز ہے نہیں بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ سے پکارنا اور وہ بھی قبر نبوی سے دور رہ کر تو یہ شرک کہلاتا ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ اس دنیا سے فوت ہو چکے ہیں اور آپ حاضر ناظر بھی نہیں ہیں اور نہ ہی قبر میں زندہ ہیں۔ (کشاف) پہلی تفسیر کے لحاظ سے دعاء الرسول میں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ مجاہد سے مرسلاً مروی ہے کہ مردوں کو سورۂ مائدہ سکھاؤ اور عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔

ف۲: اللہ پاک نے پہلے پہل توحید پر کلام کی کیونکہ وہی مقدم اور اہم بات ہے پھر نبوت میں کلام کی کیونکہ وہ واسطہ ہے توحید کی طرف بلانے کا پھر قیامت میں کیونکہ وہ خاتمہ ہے برکت اضافہ اور زیادہ کو کہتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ قرآن کو فرقان اس لئے کہا گیا کہ وہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ الفرقان سے قرآن پاک کے مراد ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ عبدہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کا ہونا ظاہر ہے۔ عالمین سے مراد جن وانس ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ انہی کی طرف بھیجے گئے ہیں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، پھر آپ نے ان پانچ چیزوں میں ایک بات یہ ذکر کی کہ پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے آنے والے تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ اس لفظ نے ایک بار پھر واضح کر دیا کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے کوئی نسلی قومی وطنی مذہب نہیں اور قرآن کی مخاطب ساری دنیا ہے کوئی مخصوص قوم نہیں۔ الملک یہی شرک کے مظہر خصوصی بھی دو ہیں جن کی تردید یہاں کر دی گئی۔ یونان کے مشرک فلسفی تقدیر الٰہی کے منکر ہوئے ہیں اور انہی کی پیروی میں ان کی حکمت سے مرعوب ہو کر یہود کا ایک فرقہ بھی تقدیر الٰہی کا منکر ہو گیا تھا آیت کے اس جزو کا اشارہ اسی گمراہی کی جانب ہے۔ جس طرح جبر محض کا عقیدہ غلط ہے اسی طرح اختیار محض کا عقیدہ بھی غلط ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تکوینی چاہت کے مطابق ہی ہو رہا ہے اور بندہ کے اختیاری اعمال بندہ کا ارادہ اس کے منافی نہیں یعنی ہر چیز کو ایک خاص اندازہ میں رکھا ہے اور اس سے وہی خواص وافعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لئے پیدا کی (بقیہ صفحہ 903 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا

اور انہوں نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا

بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور اپنے لئے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں

وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا

رکھتے اور نہ موت کا ان کو اختیار ہے نہ حیات کا

نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

نہ اٹھنے کا۔ ف۱ اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک

اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

بنادٹی بات ہے اس نے اپنے دل سے اسکو گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس پر اس کی مدد کی ہے

فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ

پس یہ لوگ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی حکایات ہیں

الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً

جن کو اس نے کسی سے لکھوایا ہے پس وہ صبح شام اس کو

وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ

سنائی جاتی ہیں۔ تو کہہ کہ اس کو اس ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا

اور زمینوں کے مخفی بھید جانتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان

رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

ہے۔ ف۲ اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ

کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ ف۳ کیوں اس کے پاس کوئی فرشتہ

اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى

نازل نہیں ہوتا جو اس کے ساتھ ہوکر لوگوں کو ڈراتا پھرے۔ یا اس سے

اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ

کوئی خزانہ ہی ملا ہوتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا

ف۱: مشرکین کی جہالت وغباوت کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ایسے قادر مطلق جو کہ سب کچھ دیکھنے والے اور ہر وقت ہر لحاظ سے سب کچھ جاننے والے اللہ تعالیٰ کا شریک بے بس مخلوق کو بھی بنائے جاتے ہیں ان بنائے ہوئے معبودوں کا اختیار اتنا بھی تو نہیں کہ وہ کوئی نقصان اپنے سے دور کرسکیں کسی کی جان نکال سکیں' کسی میں جان ڈال سکیں' حشر میں دوبارہ کسی کو اٹھا سکیں مراتب وجود یہی تین ہیں' حیات' موت اور اٹھایا جانا ہی ممکن ہیں اور ان سب پر ان کی قدرت کی یہاں نفی کی جارہی ہے کس قدر ظلم تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ ایسے قادر مطلق مالک الملک' حکیم علی الاطلاق کی زبردست ہستی کو ناکافی سمجھ کر دوسرے حاکم اور معبود تجویز کرلئے۔ یہ تو قرآن نازل کرنے والے بڑے بڑے امور اور احوال کے خالق کی صفات کا ذکر تھا اور اس کے متعلق مشرکین جو بے تمیزی کر رہے تھے اس کی تردید تھی آگے خود قرآن اور حامل قرآن کی نسبت احمقانہ نکتہ چینیوں کا جواب ہے۔

ف۱: کم عقل کافر کہتے کہ محمد ﷺ نے جھوٹ باندھ لیا ہے اور اس کے جمع کرنے پر دوسرے لوگوں سے اس نے مدد لی تو اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو ظلم فرمایا۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ کیا ہوگا کہ ایسے عاجز کرنے والے کلام اور کتاب حکیم کو جس کی عظمت و صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کذب وافترا کہا جائے جس کے مقابلہ سے تمام دنیا کے فصیح و بلیغ عالم وحکیم بلکہ جن وانس ہمیشہ کے لئے عاجز رہ جائیں جس کے علوم ومعارف کی تھوڑی سی جھلک بڑے بڑے دماغ والے اور عقل مند حکیموں کی آنکھوں کو چندھیا دے' کیا چند یہودی غلاموں کی مدد سے ایسا کلام بنایا جا سکتا ہے انہوں نے ایک چیز کو اس کی نامناسب اور غیر جگہ پر رکھا اور یہی معنی ہیں ظلم کے یہی جاہلانہ بے دردانہ الزام آج بھی سینکڑوں یہودی مسیحی ملحد اور مستشرقین اپنی کتابوں میں دہرا رہے ہیں اور اس جہل کو اپنی روشن خیالی سمجھ رہے ہیں اور کس قدر مضحکہ انگیز اپنے علم وفضیلت کی نمائش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ محمد تھے بڑے ذہین' زیرک وچالاک کہ ایک اثر انگیز کتاب اپنی طرف سے گڑھ کر اسے اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کر دیا۔ یعنی قرآن پاک جو پہلے گذرے ہوئے اور بعد میں آنے والے لوگوں کی خبروں کو سچائی کے ساتھ اپنے اندر سمائے ہوئے ہے اور اس کو اس کی ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں سے واقف ہے اور چھپی ہوئی چیزوں کا علم بھی اس کو ویسا ہی ہے جیسا کہ ظاہر اور موجود چیزوں کا جس کے احاطہ علمی سے زمین وآسمان کی کوئی چیز باہر نہیں ہوسکتی اس کلام کی معجزانہ فصاحت و بلاغت، علوم ومعارف، اخبار غیبیہ، احکام وقوانین اور پوشیدہ خزانوں جن کی تہ تک اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر عقلمندوں کی عقلمندی اور سمجھداروں کی سمجھ داری کی رسائی نہیں ہوسکی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی محدود علم والے آدمی یا سازشی جماعت کا کام نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ غفور ورحیم ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا ہے توبہ اور انابت کی طرف اور ان کو خبر دی ہے کہ میری رحمت وسیع ہے جو شخص میرے پاس لوٹ آئے تو میں اس کی طرف رحمت کے ساتھ پلٹ آتا ہوں اور تواتر کے ساتھ سب کو معلوم ہو چکا ہے کہ محمد ﷺ نے لکھنے کی کبھی تکلیف نہیں اٹھائی نہ اول عمر میں اور نہ آخر عمر میں اور ابتداء ولادت سے تا بعثت آپ انہیں کے درمیان رہے اور وہ ان کی زندگی کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور سچائی ستھرائی' امانتداری اور آپ کی پرہیزگاری سے بھی واقف تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ جھوٹ وفجور اور تمام اخلاق رذیہ سے پاک ہیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ خود تو دنیا میں آ سکتا ہے اور کسی انسان یا حیوان (بقیہ صفحہ 504 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾

ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو راہ سے ہٹا ہوا ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

دیکھ تو سہی تیرے حق میں کیسی یہ مثالیں دیتے ہیں پس یہ گمراہ ہوگئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ

اب ہدایت کی راہ نہ پائیں گے۔ ف اللہ بڑی برکت والا ہے

اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ

اگر چاہے تو تیرے لئے اس سے بہتر کئی ایک باغ بنادے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تیرے لئے بڑے بڑے

قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَاَعْتَدْنَا

محل بنوا دے۔ بلکہ قیامت کی گھڑی کو جھوٹ جانتے ہیں اور قیامت

لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ

کی گھڑی کے جھٹلانے والوں کے لئے ہم نے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے ف جب یہ اس کو

مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ

دور سے دیکھیں گے تو اس کا جوش و خروش اور ہیبت ناک آواز

زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ

سنیں گے۔ ف اور جب جکڑے ہوئے اس میں کسی تنگ مکان کے اندر ڈالے جائیں گے

دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا

تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج تم ایک موت نہ پکارو

وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ

بہت موتیں پکارو تو کہہ کیا یہ بہتر ہے

اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ

یا ہمیشہ کے باغ جو متقیوں کو وعدہ کئے گئے ہیں جو ان کی

لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

جزا اور ٹھکانہ ہو گا۔ جو چاہیں گے ان کو وہاں ملے گا

ف: یہاں ان کی یہ پوزیشن اور اتنے اونچے دعوے؟ بجز اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ان کی عقل کھوگئی ہے یا کسی نے جادو کے زور سے ان کے دماغ کو شل کر دیا گیا ہے جو یہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ جب ان میں کوئی الٰہی یا ملکوتی کچھ بھی قوت موجود نہیں ہے تو پھر بھی یہ ماموریت اللہ ہونے کا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم کئے گئے کا دعویٰ کئے جاتے ہیں تو لامحالہ ان کی عقل میں فتور ہے اور یہ سحر زدہ یا مجنون ہی ہیں اور کہتے ہیں کہ آؤ لوگو ہم تمہیں ایک ایسا شخص دکھائیں جو کہتا ہے کہ جب تم مر کر پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو تم پھر جی اٹھو گے کیا یہ اللہ پر افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے؟ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نبی ﷺ کی تعلیم کو جنون کہتے تھے جس کی نفی قرآن مجید میں کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ھذا ذکر من معی و ذکر من قبلی یعنی یہی تعلیم میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلے لوگوں کی بھی یہی نصیحت ہے ایک مقام پر فرمایا فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ یعنی تم اور وہ دیکھ لو گے کہ کس کے دماغ میں فتور ہے پس اس آیت اور اس حدیث میں تعارض نہیں جو بخاری کی روایت سے آئی ہے کہ نبی ﷺ کو ایک عورت نے جادو کر دیا تھا تو آپ پر اس کا اتنا اثر ہوا تھا کہ کسی کیے کام کو نہ کیا جانتے اور نہ کہے ہوئے کو کیا ہوا سمجھتے' یہ حالت آپ کی بہت تھوڑی دیر رہی یہاں تک کہ جبریل کے بتلانے سے آپ اس مقام پر پہنچے جہاں پر جادو کا سامان رکھا تھا پھر آپ نے اس کو نکلوا کر پھینک دیا۔ بعض منکرین حدیث اس حدیث کو پیش کیا کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں نبی ﷺ کو مسحور کہنے والوں کو ظالم کہہ کر آپ کے مسحور ہونے سے انکار کیا گیا ہے مگر حدیث میں آیا ہے کہ آپ مسحور ہوئے پس یہ حدیث غلط ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف میں جس مسحوریت کی نفی کی گئی ہے وہ تعلیم کی حیثیت سے تھی جو کفار آپ کی تعلیم کو کبھی سحر کبھی شعر کبھی ساحر کبھی مسحور کہتے تھے یہ ان کا مدعا نہ تھا کہ واقعی اس کو سحر ہے بلکہ اس کلام کو مجنونانہ کلام سے تشبیہ دیتے تھے جیسے اردو میں کہتے ہیں کیا پاگلوں کی سی باتیں کرتا ہے تو اس کلام کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ واقعی وہ پاگل ہے بلکہ اس کلام کو غلط کہنا اصل مدعا ہوتا ہے اسی طریق سے کافروں کا مطلب تھا جس کی نفی قرآن میں کئی ایک جگہ پر کی گئی ہے اور صحیح حدیث میں جو آیا ہے وہ واقعی سحر تھا جس کا اثر بھی بہت ہی محدود مدت تک رہا غرض جس مسحوریت کی نفی قرآن پاک میں ہے وہ اور ہے اور جس کا ثبوت حدیث میں ہے وہ اور ہے لہٰذا ان کا آپس میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

تنبیہ نمبر۲: یہ لوگ نبی کا انکار کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور ایک نبوت کو نہ مان کر کیسی کیسی عجیب اور بے سروپا باتوں کے ماننے پر مجبور ہو گئے ان کی عقلوں پر کیسی مار پڑی یہی حال یورپ کے بڑے بڑے نامور مستشرقین کا ہے آپ کے سیدھے سادے نبوت کے دعوے سے انکار کے بعد انہیں کیسے کیسے بے سروپا نظریات ماننے اور فرض کرنے پڑتے ہیں۔

ف: یعنی ان کا حال ان سب باتوں سے عجیب ہے اور وہ یہ کہ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اسی لئے ان کو دلائل سے فائدہ نہیں ہوتا اور سنجیدگی اور ذمہ داری سے یہ مسائل دین پر غور و فکر کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اور ایسی بے شمار بے سروپا باتیں زبان سے نکال ڈالتے ہیں۔

ف: یعنی دوزخ ان بدبختوں کو دیکھ کر اس قدر غضبناک ہوگی کہ یہ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سن لیں گے۔ رأتهم سے استدلال کیا گیا ہے کہ دوزخ بھی صاحب شعور و ادراک ہے۔ سعیراً مذکر ہے یہاں نار کے معنی میں ہے اور معنی کی مناسبت سے مونث لایا گیا ہے لہا کی ضمیر مونث بھی اسی جانب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خٰلِدِيْنَ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ وَ

ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے پروردگار کے ذمہ مانگے جانے کے لائق ہے۔ ف۱

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جس روز اللہ ان کو اور جن کر اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کر کے

فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ

کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ

هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ

خود گمراہ ہوئے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں خود لائق نہیں

يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ

کہ تیرے سوا کسی کو اپنا کار ساز

اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا

بنائیں لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودہ کیا یہاں تک

الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ

کہ ہدایت کی بات کو بھول کر تباہ ہونے والی قوم بن گئے۔ ف۲ تو انہوں نے تو تمہاری

بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ

ساری باتوں میں تکذیب کر دی اب تم عذاب کو ٹال نہیں سکو گے۔

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

اور نہ مدد کر سکو گے اور جو تم میں سے ظالم ہو گا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔ ف۳

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ

ہم نے تجھ سے پہلے کتنے رسول بھیجے ہیں سب

اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي

کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں

الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ

چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے

اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾

کیا تم بھی صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار سب کچھ دیکھتا ہے۔ ف۴

منزل ۴

ف۱: یعنی اللہ نے اپنے فضل وعنایت سے یہ اجر اپنے اوپر لازم کرلیا ہے یا یہ مطلب کہ اس وعدہ کے یقینی طور پر پورا کیے جانے کا سوال کریں گے جو یقیناً پورا کیا جائے گا جیسا کہ دعا میں ہے ﴿رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ﴾ (آل عمران:۱۹۴) ہے اور یہ اس قابل ہے کہ اس کی درخواست کی جائے مسئولاً یہاں قابل درخواست کے معنی میں ہے من حقه ان یکون مسئولا (کبیر) حقیقا بان یسئل ویطلب (بیضاوی) لهم فیها مایشاء ون اہل جنت کا پہلا وصف بیان ہوا' جنت میں انہی کی مرضی کارفرما ہوگی وہ جو کچھ بھی چاہیں گے جو بھی نعمتیں' راحتیں' لذتیں' مادی اور روحانی انہیں مرغوب ہوں گی وہ انہیں مہیا وحاضر مل جائیں گی اور اپنی خواہشوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے تابع کر دینے کا یہی نتیجہ نکلنا بھی چاہئے تھا۔ خالدین۔ دوسرا وصف یہ نعمتیں ساری کی ساری دائمی سرمدی اور غیر منقطع ہوں گی ہرگز کسی تلف ونقصان وختم وفنا کا اندیشہ نہ ہوگا عجب کیا ہے جو اس عالم میں وقت کی رفتار ہی روک دی جائے اور ہم جس حرکت فرمائی کے خوگر و مانوس ہیں وہ سرے سے باقی ہی نہ رہے اور یہ دو وصف ایسے جامع بیان ہو گئے ہیں کہ اب ان پر کسی اضافہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی گنجائش کی ضرورت ہے۔

ف۲: یعنی وہ انبیاء اور اولیاء جن کو یہ لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا کرتے ہیں' ان کے نام پر نذر و نیاز مانا کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں قیامت کے دن وہ یہ جواب دیں گے سبحانك الایة۔ یعنی مخلوق کو کہاں لائق ہے کہ کسی اور کو معبود مشکل کشا' فریادرس اور کام بنانے والا ٹھہرالیں نہ ہم کو لائق ہے اور نہ ہی ان کو لائق ہے ہم نے تو ان کو ضلالت کی طرف نہیں بلایا بلکہ انہوں نے یہ کام اپنی طرف سے کیا ہماری رضاء کے سوا ہم ان سے اور ان کی عبادت سے بیزار ہیں۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ وہ معبود ان مشرکوں کے دشمن بن جائیں گے ﴿وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ (الاحقاف:۶) پھر وہ معبود کہیں گے اے مالک! ہم نے ان کو نہیں بہکایا لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو نعمتیں دیں اور ان کا رزق فراخ کیا اور ان کی مدت کو دراز کیا یہاں تک کہ وہ تیری یاد سے غافل ہو گئے اور تیری نصیحت کو بھول گئے۔ تیری نصیحت اور غور کرنا تیری کتاب پر عمل کرنا تھا اور انہوں نے تیری نعمتوں کو اپنی گمراہی کا ذریعہ بنا لیا' حالانکہ تقاضا یہ تھا کہ وہ تیری معرفت اور اس کے شکر و اطاعت میں خوب لگ جاتے لیکن انہوں نے اس کے برعکس راستہ اختیار کر کے انہی چیزوں کو اپنے کفر کا سبب بنا لیا۔ گویا جو امرت تھا بدبختی سے ان کے حق میں زہر بن گیا۔

ف۳: قیامت کے دن مشرکوں کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارے معبودوں نے تم کو جھٹلایا تمہارے اس قول میں کہ یہ ہمارے مشکل کشا اور فریادرس ہیں یہاں ظلم سے مراد کفر وشرک ہے ابن عباسؓ صحابی اور تابعین سے یہی مراد لی ہے اور ممکن ہے کہ اس سے ہر قسم کا ظلم اور گناہ مراد لیا جائے۔

ف۴: مشرکین کا اعتراض رسول اللہ کی صفات بشری پر نقل ہو چکا ہے یہاں اسی کا جواب ہے کہ بشریت اور رسالت میں ذرا بھی منافات نہیں کیونکہ جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں یہ صفات بشری تو سب کے ساتھ تھے چنانچہ انبیاء کو بھی ایسے حالات میں رکھا جن سے امت کی پوری آزمائش ہو جائے کہ کون ان کے صفات بشری پر نظر کر کے جھٹلاتا ہے اور کون ان کے کمالات نبوت پر نظر کر کے انکی تصدیق کرتا ہے حاصل یہ کہ کافروں کا کفر تکلیف دینا اور صابروں کا صبر وتحمل کرنا سب اس کی نظر میں ہے اور وہ ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل دے کر رہے گا۔ انبیاء کافروں کا ایمان جانچنے کے لئے ہیں۔ جبکہ کفار انبیاء کے صبر کو جانچنے کے لئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں ہم پر فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

کیوں نہیں آئے یا ہم چشم خود اپنے پروردگار کو دیکھیں حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ کو بہت کچھ

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

سمجھے بیٹھے ہیں اور بہت بڑھ گئے ہیں۔ جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس روز ان لوگوں

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ

کے لیے مژدہ نہ ہو گا اور کہیں گے کہ دور دور دفع ف۱ ہم ان کے اعمال

اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ

کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو دھول کی طرح بیکار کر دیں گے۔ ف۲ اصحاب الجنت

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ

اس روز بچے ٹھکانے والے اور عمدہ خواب گاہوں میں ہوں گے اور جس دن

تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾

آسمان معہ بادلوں کے پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى

اس روز اصلی حکومت اللہ مہربان کی ہو گی کافروں پر وہ دن

الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ

بڑا ہی سخت ہوگا۔ ف۳ اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى

کہے گا کاش کہ میں رسول کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے میری کم بختی؟

لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ

میں فلاں کو دوست نہ بناتا اس نے مجھے ہدایت پہنچنے کے بعد ہدایت

الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ

سے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کی خواری میں

خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا

لگا ہی ہوا ہے۔ ف۴ رسول کہیں گے اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو

ف۱: جنہیں ہماری ملاقات کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہ اترے یا اللہ تعالیٰ سامنے آ کر ہم سے ہم کلام کیوں نہ ہو گیا ہم رب العزت کو دیکھتے کہ وہ تمہارے دعویٰ کی تائید وتصدیق کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دل میں خود کو بہت بڑا سمجھ رکھا جس طرح سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا ایک بہانہ یہ بھی تھا وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ یعنی جو کچھ رسولوں کو دیا گیا ہے جب تک ہمیں وہ نہ دیا جائے ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ۹۲) یعنی تو اللہ تعالیٰ کو لے آ اور فرشتوں کو ہمارے پاس لے آ۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ انسانیت کی مقررہ حد سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ کلاہ خسروی وتاج شاہی ''بہر کس کے رسد ماشا وکلا'' یہ جانتے نہیں کہ فرشتوں کا نزول اور دکھائی دینا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو بمرتبہ نبوت ہوتا ہے یا بمرتبہ ہلاکت جو بوقت موت نظر آتے ہیں نبوت کا درجہ تو ان کو ملنے سے رہا۔ البتہ موت کا وقت باقی ہے۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ ایمان والوں کو موت کے وقت اور قیامت کے دن فرشتے نظر آئیں گے اور ان کو اللہ کی رحمت اور رضامندی کے ساتھ خوشخبری دیں گے اور کافروں کو نامرادی اور کم بختی کے ساتھ کہ آج کے دن فلاح تم پر حرام ہے۔ حجر روک دینے کو کہتے ہیں یعنی تم سے فلاح روکی گئی ہے اور محجوراً تاکید کے لئے ہے۔ یہی قول ہے مجاہدؒ اور عکرمہؒ حسن ضحاکؒ اور قتادہ وغیرہ کا۔ فرشتے حجراً محجوراً کہہ کر بتلائیں گے کہ آج مسرت وکامیابی ہمیشہ کے لئے تم سے روک دی گئی ہے حجراً محجوراً ایک محاورہ ہے عہد جاہلیت میں جب کسی کو کوئی مصیبت پیش آتی یا کوئی دشمن کو دیکھ لیتا اور خیال کرتا کہ وہ اس پر حملہ کرے گا تو وہ یہی لفظ پکار کر کہتا جیسے اردو محاورہ میں کہتے ہیں دور دور ممکن ہے یہ تذکرہ موت کے وقت کا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَلَوْ تَرٰى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ (الانفال: ۵۰) یعنی کاش کہ تو دیکھتا جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں تو ان کے چہروں اور ان کی پشتوں (کمروں) پر مارتے ہیں گویا یہ کیفیت اس کے سامنے ہوگی جو دوسری جگہ مومنین کی بیان ہوئی۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ (فصلت: ۳۰) یعنی بے شک وہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس پر مضبوطی سے جم جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہاں قیامت کے دن کا ذکر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۲: یعنی مشرکوں کو ان اعمال سے جن کو انہوں نے موجب نجات خیال کر رکھا ہے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے دو شرائط ہیں ایک اخلاص اور دوسری شریعت کی اتباع اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ عمل مردود ہے۔ آج کے دور میں بہت سے لوگ ایسے اعمال کرتے ہیں کہ جن کا ثبوت نہ قرآن شریف سے ہے اور نہ حدیث شریف سے اور نہ ہی کسی امام کے قول سے جیسے بعضے لوگ مولود شریف کی مجلس کو آراستہ کرتے ہیں اور ربیع الثانی کی گیارھویں کو بڑا کار ثواب سمجھتے ہیں اور بعض بخاری شریف کا ختم صرف رفع آفات کے لئے کرتے ہیں سیکھنے اور سکھلانے کے لئے نہیں۔ تو ان لوگوں کے عمل ضائع اور مردود ہیں۔ بعض لوگوں نے وقدمنا الی ما عملوا سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ باطن کے بغیر محض ظاہری عمل ہرگز معتبر نہیں۔

ف۳: یہ وقت وہ ہوگا کہ جب دوسرا صور پھونکے کے بعد زمین و آسمان سب از سر نو درست ہو جائیں گے حساب کتاب شروع ہو رہا ہوگا۔ تو حق تعالیٰ کی ایک تجلی (بقیہ صفحہ 904 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ

چھوڑ دیا تھا۔ ف۲ اسی طرح ہم نے ہر ایک نبی کے دشمن

عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝

مجرموں کو بنایا ہے اور تیرا پروردگار ہدایت کرنے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ ف۳

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں ایک ہی دفعہ تمام کا تمام قرآن کیوں اس پر

وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ

نازل نہیں ہوتا اسی طرح اس کو متفرق نازل کرتے ہیں تاکہ تیرے دل کو ثابت رکھیں۔

تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ

اور جب کبھی وہ کوئی مثال تیرے پاس لائیں گے ہم اس کا درست جواب اور عمدہ بیان تجھے

تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى

دیتے رہیں گے۔ ف۴ جو لوگ اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف کھینچے جائیں گے وہی سب سے برے

جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَلَقَدْ

مرتبہ اور سب سے زیادہ گمراہ ہوں گے۔ ف۵ اور ہم نے موسیٰ

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ

کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارون کو اس کا وزیر

وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بنایا۔ پھر ہم نے کہا جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے ہمارے حکموں

بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

کو نہیں مانا پس ہم نے ان سب کو تباہ کر دیا۔ ف۶ اور نوح کی قوم نے بھی

الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا

جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی غرق کر دیا اور ہم نے ان کو تمام لوگوں کے لیے نشانی بنایا

لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ

اور ظالموں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ عادیوں ثمودیوں

الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

خندق والوں اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو ہلاک کیا۔ اور ہر ایک کے لیے

ف۱: قومی سے مراد صرف قوم قریش ہے یا امت دعوت۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں میری قوم نے جن میں تو نے مجھے بھیجا تھا اس قرآن کو غلط جان کر چھوڑ دیا تھا ہجر کے ایک معنی تو منہ پھیرنے کے ہیں اور دوسرے معنی ہذیان یعنی فضول' بہکی بہکی باتیں' سمجھنے کے ہیں یہ دونوں معنی منقول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جناب باری میں بطور شکایت عرض کریں گے کہ جو قوم میری مخاطب دعوت تھی اس نے قرآن کو ماننا اور اس پر عمل کرنا تو درکنار بلکہ اسے قابل التفات ہی نہ سمجھا۔ بہرصورت اس شکایت کا تعلق منکرین قرآن سے ہے ضعیف العمل مسلمانوں سے نہیں' قرآن مجید سے واجب تعلق کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اسے کلام الٰہی اور واجب العمل مانا جائے یہ تعلق بھی اگر نہ ہو سکا تو یہ کفر ہے۔ اور اعلیٰ درجہ تعلق کا یہ ہے کہ قرآن کو قولاً وفعلاً تمام تر اپنے اوپر نافذ کر لیا جائے اگر یہ درجہ قائم نہیں ہے تو یا تو یہ معصیت ہے اور یا بعض صورتوں میں صرف حجاب اور مہجوریت کا تعلق بالفرض اگر مسلمانوں ہی سے سمجھا جائے تو مراد اعلیٰ اور اوسط درجہ کے تعلق کا چھوڑ دینا ہوگا۔ ترک تعلق کا اس سے زیادہ اشارہ مسلمانوں کی طرف سمجھنا اہل سنت کا مذہب نہیں' خواہ مسلک خوارج میں جو کچھ بھی ہو۔

تنبیہ:۔ قصوں' کہانیوں اور سرود کی طرف رجوع کرنا علم منطق فلسفہ اور ہیئات وغیرہ ہی میں عمر ضائع کرنا بھی تمام تر ہجران قرآن ہے۔

ف۲: اپنی مشیت تکوینی کے ماتحت مطلب یہ ہے کہ ناحق شناس لوگ تو ہر زمانہ میں اپنے وقت کے نبی کے دشمن رہے سو آپ کے بھی کفر پسند معاصرین آپ سے عداوت رکھے ہوئے ہیں آپ اس پر اتنا غم نہ کیجئے آپ بھی صبر کریں جیسے پہلے انبیاء نے کیا' آپ کا رب ہادی اور ناصر ہے اس شخص کا جو اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اس کی کتاب پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا ہادی و ناصر ہے۔ عارفین کا قول ہے کہ چونکہ ہر ولی نبی ہی کے قدم پر ہوتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ولی کا بھی ایک دشمن ہوتا ہے۔

ف۳: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا تو رفتہ رفتہ کیوں نازل ہوتا یہ تو (نعوذ باللہ) انہیں کا کلام ہے جو سوچ سمجھ کر اور حسب موقع تھوڑا تھوڑا تصنیف کرتے رہتے ہیں' جواب میں فرمایا گیا کہ حقیقت یہ ہے کہ وحی الٰہی کا ایک دم بوجھ برداشت کرنا مشکل ہے ظاہری استادوں کے شاگرد بھی ساری کتاب ایک وقت میں نہیں پڑھ سکتے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تو اتنے بڑے بوجھ کو ایک وقت میں برداشت کر سکے اس لئے ہم اس کو تھوڑا تھوڑا اتارتے ہیں اور آہستہ آہستہ پڑھاتے ہیں۔ اور ایک بڑی مصلحت اس تدریجی نزول میں نبی ﷺ کی تقویت قلب بھی ہے اور اس میں یہ حکمت ہے تاکہ اس میں مضبوطی اور رسوخ حاصل ہوتا جائے کیونکہ جو چیز جلدی آتی ہے وہ جلدی نکل بھی جاتی ہے۔

علماء کے ہاں تعلیم کا سبقاً سبقاً ہونا اور مشائخ کے ہاں افادہ و افاضہ میں تدریج اسی آیت سراپا حکمت کے ماتحت ہے نیت کا مستحکم ہونا قلب کا تحمل پر قادر ہونا۔ علمی ملکہ کا راسخ ہونا سب اسی کے برکات ہیں۔ رہا جواب تو وہ قطعی بھی ہوتا اور قریب الفہم بھی اور جواب کی دو خوبیاں ہیں ایک ذاتی کہ جس کی وضاحت بذات خود شبہ کو ختم کرنے والی ہو اور دوسری اضافی کہ جو اپنی وضاحت کے سبب قریب الفہم ہو' الحق میں پہلی خوبی اور اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا میں دوسری خوبی کی طرف اشارہ ہے۔

ف۴: انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول قیامت کے دن کافر کو منہ کے بل کس طرح اٹھایا جائے گا؟ تو آپ نے (بقیہ صفحہ 904 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ

مثالیں بتلائیں اور ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا۔ ف اور اس بستی پر بھی آتے جاتے

الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ

ہیں جن پر بڑی بارش ہوئی تھی پھر کیا یہ اس کو دیکھتے نہیں؟ بلکہ

كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ

دوبارہ جی اٹھنے کا ان کو خیال ہی نہیں۔ اور جب تجھے دیکھتے ہیں تو

اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ

تجھ سے ٹھٹول کرتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے۔

لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ

اس نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے بہکا ہی دیا تھا اگر ہم ان پر ثابت قدم نہ رہتے

يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

جب عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون سب سے زیادہ گمراہ تھا۔

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ

کیا تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنا رکھا ہو تو کیا

وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ

ایسے لوگوں کا تو ذمہ دار ہوگا ف۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ

یہ تو بس چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر۔ ف کیا تو نے نہیں دیکھا

اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ

کہ تیرا پروردگار سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے اور اگر اللہ چاہے تو ہمیشہ اس کو ٹھہرا رکھتا

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا

ہم نے سورج کو اس پر راہنما بنایا ہے۔ پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو

قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا

سمیٹتے جاتے ہیں۔ ف اور اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس

وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ

اور نیند کو تمہارے لیے آرام اور دن کو چلنے پھرنے کے لیے بنایا۔ ف اور وہی ذات ہے

منازل ۴

ف: اَصْحٰبُ الرَّسِّ (کنوئیں والے) کون تھے اس میں سخت اختلاف ہے۔ صاحب روح المعانی نے بہت سے اقوال نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ کوئی قوم تھی جو اپنے نبی کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک ہوئی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے ترجمہ کیا ہے کہ خندق والوں کو ہلاک کیا جو ایما خداروں کو آگ کی خندق میں گرا دیتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوئیں میں بند کیا پھر ان پر عذاب آیا اور اس رسول کو رہائی ملی۔ رس محققین کے قول کے مطابق ایک شہر علاقہ یمامہ میں تھا یہاں قوم ثمود کا کوئی قبیلہ آباد تھا موجودہ نقشوں میں یہ مقام وادی رُمّہ کے علاقہ میں ملتا ہے۔ قرن سے امت مراد ہے قتادہؒ نے کہا قرن سو سال کا ہوتا ہے۔ زرارہ بن اوفی نے کہا ایک سو بیس سال کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک چالیس سال کا ہوتا ہے۔ اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قرن سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہم زماں ہوں جب وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کے پیچھے اور لوگ آ جائیں تو وہ دوسرا قرن ہے جیسے صحیحین میں آیا ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ الخ

ف: اس سے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی مراد ہے' مطلب یہ کہ مشرکین مکہ شام کے سفر کے دوران قوم لوط کی بستی (سدوم) پر گزرتے ہیں کیا یہ ان کو دیکھتے نہیں تا کہ اس عذاب سے عبرت حاصل کریں جو رسول کو جھٹلانے کی وجہ سے ان بستی والوں پر اترا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان بستیوں پر گزرنے والے کافر عبرت حاصل کرنے والے نہیں ہوتے اس لئے کہ یہ لوگ قیامت کے دن جی اٹھنے کی امید نہیں رکھتے۔ عبرت تو وہ حاصل کرتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو اور انجام کی طرف سے بالکل بے فکر نہ ہو جبکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے کہ عمل کی جزا و سزا کا ایک ضابطہ دستور اور نظام ہے بلکہ یہ لوگ طنز و استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر رسالت کوئی چیز ہے تو رسول کسی بڑے رئیس کو ہونا چاہئے تھا نہ کہ ایک عام معمولی شخص کو۔ کیا ساری مخلوق میں یہ ہی اکیلے رسول بننے کے لئے رہ گئے تھے آخر ان میں کوئی خاصیت تو ہونی چاہئے۔ هذا یہاں تحقیر کے لئے ہے یہاں یہ ضرور ہے کہ ان کی تقریر جادو کا اثر رکھتی ہے قوت فصاحت اور زور تقریر ایسا ہے کہ بڑوں بڑوں کے قدم پھسل گئے ہوتے قریب تھا کہ اس کی باتیں ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیتیں وہ تو ہم ہی ایسے پکے تھے کہ برابر جمے رہے اور ان کی کسی بات کا اثر قبول نہ کیا مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ سے یہ واضح ہو گیا کہ ان کی گمراہی کی بنیاد میں کوئی عقلی و اجتہادی شبہ نہیں ہے بلکہ یہ محض اتباع ہوائے نفس ہے اور ایسے لوگوں کی راہ ہدایت پر آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں جن کا معبود ہی محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئی ادھر ہی جھک پڑے جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی اور جو مخالف ہوئی رد کر دی' آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا تو اسے پوجنے لگے اور کل دوسرا اگر اس سے خوبصورت مل گیا تو پہلے کو چھوڑ کر اس کے آگے سر جھکا دیا۔

ف: چوپائے تو اپنے مالک کے فرمانبردار ہوتے ہیں مگر یہ ایسے نمک حرام ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کھانے پینے کے باوجود پھر بھی نافرمانی کئے جاتے ہیں۔ پس ان سے سب کو نا امیدی ہے ان کا تو ذکر نہ کر' وہ تو مکلف بھی نہیں اور یہ مکلف ہو کر بھی نہ حق بات سنتے ہیں نہ فہم سے کام لیتے ہیں۔ چوپایوں سے ان کی تشبیہ ان کی بے حسی اور عدم تاثر میں ہے۔

ف: ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور حسنؒ قتادہؒ کا یہ قول ہے کہ مد الظل میں سایہ کا وہ وقت مراد ہے جو طلوع فجر سے آفتاب کے نکلنے تک ہوتا ہے اور ساکناً سے مراد ہمیشہ رہنے والا ہے جو زوال کو قبول نہ کرے اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ کبھی نہ پہچانا جاتا کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی جاتی ہے۔ الینا سے مراد یہ ہے کہ اس کا لوٹنا اور ٹھکانا ہماری (بقیہ صفحہ 905 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
جو اپنی رحمت سے پہلے پہلے خوشخبری دینے والی ہواؤں بھیجتا ہے اور ہم
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ
اوپر کی طرف سے پاک پانی اتارتے ہیں- تاکہ اس کے ساتھ خشک زمین کو تروتازہ کریں اور
مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ
وہ پانی اپنی مخلوق میں سے چارپاؤں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں- ف اور ہم نے تو یہ
بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ
ان لوگوں میں مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے تاکہ نصیحت پاویں پھر بھی بہت سے لوگوں نے بجز ناشکری کے کچھ اختیار نہ کیا-
شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ
اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے- پس تو ان کافروں کی تابعداری مت کیجو
وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
اور اس قرآن کے مطابق اُن سے بڑے زور کا جہاد کیا کر- ف وہ مالک وہ ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
ملا دیا ایک میٹھا مزیدار ہے اور ایک کڑوا کھاری ہے اور ان دونوں کے بیچ میں
بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ
ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی ہے- ف اور وہ ذات وہ ہے جس نے پانی سے آدمی
بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَ
کو پیدا کیا پھر اس کے لیے رشتہ ولادت اور رشتہ دامادی بنایا اور پروردگار تمہارا ہر کام پر قادر ہے- ف
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ
اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ ضرر اور کافر اپنے پروردگار
الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ
کی طرف پیٹھ دیے ہوئے ہیں- ف ہم نے تجھ کو محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
نَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ
بنا کے بھیجا ہے- تو کہہ کہ میں تم سے اس کام پر کوئی اجرت نہیں مانگتا ہاں یہ کہ جو کوئی
اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ
چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کر لے- اور اسی دائمی زندہ (اللہ) پر

رکوع ۴

ف: غرضیکہ تمام انتظام کائنات اسی سے ہے اسی لئے ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے دو بیتوں میں دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے

ابرو بادومہ و خورشید فلک درکاراند
تاتو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ایں ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

طہور فعول کے وزن پر طاہر کا صیغہ مبالغہ ہے امام ابوحنیفہؒ نے اسے طاہر ہی کے معنی میں لیا ہے جبکہ دوسروں نے اسے مطہّر کے معنی میں لیا ہے یہاں یہ جان لینا کافی ہے کہ پانی کے اس وصف مخصوص سے فقہا نے یہ استنباط کیا ہے کہ حکمی نجاستوں کے ازالہ اور طہارت کا کام صرف خالص پانی ہی دے سکتا ہے اور دوسری لیکوڈ چیزیں مثلاً عرق کیوڑہ عرق گلاب شربت انار اور نبیذ وغیرہ گو وہ کتنے ہی صاف اور شفاف ہوں وہ صرف طاہر ہیں مطہر نہیں یعنی ان سے پاکی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ قیامت کے دن ایک غیبی بارش کے ذریعہ مردہ جسموں کو جو خاک میں مل چکے تھے زندہ کر دیا جائے گا دنیا میں بھی اسی طرح جو دل جہالت و نافرمانی کی موت سے مر چکے تھے ان کو وحی الٰہی کی آسمانی بارش زندہ کر دیتی ہے جو روحیں پلیدی میں پھنس گئی تھیں روحانی بارش کے پانی سے دھل کر پاک و صاف ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور معرفت کی طلب کی پیاس رکھنے والے اسی کو پی کر سیراب ہوتے ہیں۔

ف: اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں عذاب سے ڈرانے والا نبی بھیجتے جو اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں کو سناتا مگر تیری موجودگی میں اے نبی حاجت نہیں تیری ہی روشنی سب اطراف میں پہنچ جائے گی کیونکہ دنیا کی اصلاح کا کام ہم آپ ہی کے ذریعہ سے لینا چاہتے ہیں اس لئے تمام زمین والوں کے لئے آپ کو نبوت کے ساتھ خاص کیا۔ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا تاکہ تو بستی اور اس کے ارد گرد والوں کو ڈرائے اور فرمایا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا کہ میں تم تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عرب اور عجم کی طرف بھیجا گیا ہوں اور فرمایا پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے ساتھ قرآن مجید سے جہاد کر ایسا جہاد جس میں سستی نہ ہو یہ میں ضمیر قرآن کی طرف ہے۔

ف: ارکان سے جانگام تک دریا کی شان یہ ہے کہ اس کی دو جانبیں بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں ایک کا پانی سفید ہے ایک کا سیاہ سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے کشتی سفید میں چلتی ہے اور دونوں میں بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے جو دونوں کا ملتقی ہے لوگ کہتے ہیں کہ سفید میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا ضلع بار بیسال میں دو ندیاں ایک ہی دریا سے نکلی ہیں ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا اور ایک کا نہایت شریں اور لذیذ ہے گجرات میں ڈابھیل تک ضلع سورت سمندر سے تقریباً دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے ادھر کی ندیوں میں برابر مدوجزر ہوتا رہتا ہے مدوجزر کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی مختلط نہیں ہوتے اوپر کھاری رہتا ہے نیچے میٹھا جزر کے وقت اوپر سے کھاری اتر جاتا ہے اور میٹھا جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے اور دریائے کابل بھی اسی طرح ہے واللہ اعلم۔ ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ کھاری اور میٹھے دونوں دریاؤں کے مانی کہیں نہ کہیں مل جانے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں (بقیہ صفحہ 905 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ﴿۵۸﴾

بھروسہ کبھی نہ مرے گا اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتا رہ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا خبردار ہے۔ ف۱

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ

وہ وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ الرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ

پھر تخت پر بیٹھا وہ نہایت ہی رحم کرنے والا ہے پس تو اس سے سوال کیا کر جو

خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا

خبردار ہے۔ ف۲ اور جب ان سے کہا جاتا ہے رحمان کی اطاعت کرو کہتے ہیں

الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ

رحمان کون ہے؟ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تو حکم دیتا ہے؟ اور ان کو نفرت زیادہ بڑھتی ہے۔ وہ برکت

الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ

والی ذات ہے جس نے آسمانوں میں سیاروں کی منزلیں بنائیں اور ان میں ایک سورج اور

قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً

چمکتا ہوا چاند بنایا۔ اور رحمان وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا

لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کریں یا شکر کرنا چاہیں۔ ف۳ اور رحمٰن کے نیک بندے

الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جاہل لوگ جب ان کا

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

سامنا کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔ اور وہ ہیں جو رات

سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا

اپنے پروردگار کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار

عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ

ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا رکھیو اس کا عذاب بڑا بھاری مصیبت ہے۔ وہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا

اور بہت ہی برا مقام ہے۔ ف۴ اور وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی میں اڑاتے ہیں

ف۱: آپ کی ذمہ داری لوگوں کو نیک اعمال پر خوشخبری اور برے اعمال پر ڈرانے کی ہے نہ یہ کہ ہم نے آپ کو انتظامی امور میں کچھ دخل دے کر دنیا کا نائب السلطنت بنایا ہے نائب تو بے شک آپ ہیں مگر صرف نیک کاموں پر خوشخبری اور برے کاموں پر ڈرسنانے میں پس آپ ان سے کہیں کہ میں تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا کیونکہ نبی کے تبلیغی لیکچرز کو گراں قدر فیسوں سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا' نبی تو ایک پیکر بے غرضی و بے نفسی کا ہوتا ہے۔ ہاں میری مزدوری یہ ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کر لے اور پس گویا کسی شاعر کا شعر میرے ہی کے حق میں زیبا ہے کہ

سرمہ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے ۔۔۔ کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

یہ ان کو سنا اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق کو ہلاک کرنے والی ذات سمجھ کر صرف اسی دائمی اور زندہ مالک پر بھروسہ کیجیے اور جب کوئی تکلیف کا وقت آئے تو اللہ تعالیٰ کو جو کہ حی و قیوم ہے اس کو پاکی کے ساتھ یاد کیا کر۔

ف۲: بہ میں ب عن کے معنی میں ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ سوال کا صلہ جس طرح عن آتا ہے ب بھی آتا ہے اہل نحو سے دونوں قول منقول ہیں ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یہ بطور شاہی محاورہ کے ہے جیسا کہ فارسی میں تخت نشینی کنایہ ہے تصرف' تدبیر مملکت' اور احکام و نواہی کے نفاذ سے' اس جگہ بھی اس بادشاہ حقیقی کی تدبیر تکوینی و تشریعی دونوں قسم کے احکام کا اجرا اور امر و نواہی کے ذریعہ مملکت کا بندوبست اسی ایک لفظ اِسْتِوَاء سے حاصل ہوتا ہے اس مقام کی وضاحت کے لئے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ بھی گویا یدبر الامر کو استوی علی العرش کی قرآنی تشریح و تفسیر قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بمرادہ۔

ف۳: سراج سے مراد یہاں آفتاب ہے شاید روشنی اور تپش کے جمع ہونے اور جلانے کی صفت رکھنے کی وجہ سے اس کو چراغ فرمایا گیا ہے۔ بروج کے معنی بڑے بڑے ستارے ہیں (کبیر عن عباس و ابن کثیر عن مجاہد) یا آسمانی قلعے جن میں فرشتہ پہرہ دیتے ہیں ممکن ہے سورج کی بارہ منزلیں مراد ہوں جو اہل ہیئت نے بیان کی ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے بھی ترجمہ میں منزلیں ہی لکھا ہے۔ فیہا سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ اجرام فلکی فلک کے اندر ہی ہوں۔ خلفۃ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کو دوسرے کا بدل بنایا مثلاً دن کا کام رہ گیا تو رات کو کر لیا اور رات کا وظیفہ رہ گیا تو دن میں پورا کر دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے یعنی چاند سورج وغیرہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل اس لئے ہے کہ اس میں توجہ کر کے لوگ رب قدیر کی معرفت کا سراغ لگائیں کہ تمام چیزوں اور رات دن کو آگے پیچھے کرنے کے عظیم کام صرف اسی کے دست قدرت کی مہربانیاں ہیں اور رات دن کے فوائد کو دیکھ کر اس کی شکر گزاری کریں۔

ف۴: عباد الرحمن میں بندوں کی اضافت رحمٰن کی جانب ان کے اظہار خصوصیت و فضلیت کے لئے ہے ورنہ تکوینی طور پر تو سارے انسان رحمٰن ہی کے بندے ہیں۔ ان کی چال ڈھال سے تواضع' متانت' خاکساری اور بے تکلفیت ٹپکتی ہے یہ لوگ نہ صرف اپنے معاملات میں متواضع و منکسر ہیں بلکہ دوسروں کے مقابلہ کے وقت بھی ضبط و تحمل کے پیکر لیے رہتے ہیں اور ان کا کسی پر زیادتی کرنا تو بڑے دور کی بات ہے جب کوئی دوسرا بھی ان پر زیادتی کرنے لگے تو یہ جب بھی اشتعال قبول کر کے لڑائی پر آمادہ نہیں ہوتے۔ کم عقل بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح سے دیتے ہیں جب کوئی جہالت کی گفتگو کرے تو ملائم بات اور سلام کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں رحمٰن کے بندے ان سے مقابلہ کرنے کے (بقیہ صفحہ 905 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا

اور نہ بخل کرتے ہیں ان کی روش اس کے درمیان ہوتی ہے- ف۱ اور وہ لوگ ہیں

يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ

کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کے مارنے سے اللہ نے منع کیا ہے اس

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ

کو ناحق نہیں مارتے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ

اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ

اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا- قیامت کے روز اس کو دہرا عذاب ہو گا اور وہ اس میں ہمیشہ

فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

کے لیے ذلیل و خوار ہو گا-لیکن جن لوگوں نے توبہ کر کے نیک عمل کیے ہوں گے

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا اور اللہ بڑا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

بخشنے والا مہربان ہے- جو کوئی توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں وہی اللہ

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا

کی طرف جھکتے ہیں- ف۱ اور وہ لوگ ہیں جو بے ہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے اور جب

بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

کسی بے ہودگی کے پاس سے ان کا گذر ہوتا ہے تو اعزاز وکرام سے گزر جاتے ہیں- ف۱ اور وہ لوگ ہیں کہ جب

لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

ان کو پروردگار کے احکام سے ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے- ف۱ اور وہ لوگ ہیں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ

جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور

اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ

ہم کو متقیوں کا امام بنا- ف۱ ان ہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بالا خانے

بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ

ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا- ان میں وہ ہمیشہ

ف۱: وہ اپنے خرچ کرنے میں فضول خرچ نہیں ہیں کہ بلا وجہ خرچ کریں اور نہ اپنے عیال پر خرچ کرنے میں بخیل ہیں کہ ان کی حق تلفی کریں بلکہ وہ درمیانی چال چلنے والے ہیں اور درمیانی چال سب چالوں سے عمدہ ہے۔ ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی سمجھ کی علامت میں سے ہے کہ وہ اپنی گزران میں درمیانی چال چلے اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص درمیانی چال چلتا ہے وہ فقیر نہیں ہوتا۔ نہ مال کی محبت نہ اس کی اضاعت یعنی نہ تو ان کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ:

گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

اور نہ وہ پیسے کے ایسے مرید ہوتے ہیں۔

گر جان طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن دریں ست

حاصل یہ کہ مالی معاملات میں ان کا طریقہ عین اعتدال و میانہ روی کا ہوتا ہے نہ وہ افراط کہ نافرمانی کی راہ میں خرچ کرنے لگیں نہ یہ تفریط کہ طاعت وعبادت کے موقعہ پر بھی پیسہ خرچ کرنے سے بخل کریں اس چھوٹی سی آیت کے اندر صحیح معاشیات ملی و انفرادی کا اصل اصول بیان کر دیا ہے۔

ف۱: بس یہی ان میں اعلیٰ درجے کا وصف ہے اسی پر ان کی نجات کا مدار ہے ان کا مذہب کیا ہے؟ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

اپنے عقیدے میں کوئی شائبہ شرک کا نہیں آنے دیتے نیز علاوہ اس صورت کے کہ کسی کے قتل کے وجوب یا جواز پر شرعی سند ہی مل جائے ان کا دامن قتل وخون سے تمام تر پاک رہتا ہے مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا یا بدکاری کی سزا میں زانی کو سنگسار کرنا یا جو شخص دین چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے اس کو مار ڈالنا یہ سب صورتیں الا بالحق میں شامل ہیں جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے اور اس کی اہمیت اس وقت حاصل ہو گی جب یہ پیش نظر رہے کہ اہل عرب اسلام سے پہلے بھی قتل وخون ریزی میں کس قدر غرق تھے۔ اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں' حالانکہ اسلام سے پہلے ان کی سوسائٹی میں حرامکاری بالکل معیوب نہ تھی اور ان کے دور جہالت کی تہذیب میں بھی تھوڑی بہت حرامکاری اور خوش وقتی عین فیشن میں داخل تھی۔ جس طرح کہ آج کی نام نہاد مہذب قوموں میں حرامکاری عام ہے اور وہ اس کو معیوب نہیں بلکہ انسانی حقوق کا حصہ سمجھتے ہیں۔ عذاب کی زیادتی' ہمیشگی اور توہین کی قیود سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد کفار اور مشرکین ہیں۔ عاصی مومن پر عذاب اگر ہو گا بھی تو محض اصلاح وتطہیر کی غرض سے اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے وہ کیوں نہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کرے جبکہ دنیا میں کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل لوگ بھی اپنے نوکروں اور ماتحتوں کو توبہ کرنے پر معاف کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ تو چشم رحمت ہے مگر توبہ کے لئے ایک قاعدہ کلیہ ہے اور یہ ضروری ہے کہ توبہ صرف زبان سے نہ ہو بلکہ توبہ کے بعد اعمال صالح بھی ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا یہ اس نے گناہ کئے ہی نہیں نہ وہ کہ جن کا یہ قول ہو کہ شب کو مے خوب سے پی صبح کو توبہ کر لی۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔ ایسے لوگوں ہی کے حق میں ہے کہ ترا توبہ زیں توبہ اولیٰ تر است۔

ف۱: نظریں نیچی کئے ہوئے سلامت روی کے ساتھ ان بے ہودگیوں سے گزر جاتے ہیں نہ ان فضول مشاغل کی طرف مشغول ہوتے ہیں اور نہ ہی عاصیوں (بقیہ صفحہ 906 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهَآ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ
رہیں گے جو بہت ہی اچھا ٹھکانا اور بہت ہی موزوں جگہ ہے۔ف۱ تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ کی عبادت
لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝
نہ کرو تو اللہ کو بھی تمہاری پرواہ نہیں سو تم نے جھٹلایا ہے پس وہ تم کو چٹ جائے گا۔ف۲

آیاتہا ۲۲۷ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۱۱

سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

طٰسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ
میں ہوں بڑی وسعت والا پاکی والا سلامتی والا یہ احکام روشن کتاب کے ہیں۔ف۱ شاید تو اس غم میں
نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ
کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے خودکشی کر لے گا۔ف۲ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے
مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝
کوئی ایسا نشان ان پر اتاریں کہ ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں۔ف۳

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ
اور جو کوئی نئی نصیحت اللہ مہربان کی طرف سے ان کو پہنچتی ہے اس سے
مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ
روگردانی کر جاتے ہیں۔ف۱ سو انھوں نے جھٹلایا ہے پس جن باتوں پر ہنسی کرتے ہیں ان کی
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا
خبریں ان کے پاس آ جاویں گی۔ کیا انھوں نے زمین کی طرف کبھی نظر نہیں کی کہ کیا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
عمدہ عمدہ اقسام کی چیزیں ہم نے اس میں پیدا کی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں ایک دلیل ہے
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
لیکن ان میں بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور تیرا پروردگار بڑا غالب
الرَّحِيْمُ ۝ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ
اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ف۱ اور جب تیرے پروردگار نے موسیٰ کو پکار کر کہا کہ

ف۱: فرشتے جنت کے دروازوں پر جنتیوں کی عزت و احترام کے طور پر دعا اور سلام کے ساتھ انکا استقبال کریں گے اور یہ لوگ ہمیشوں میں ہمیشہ رہیں گے جو بہت اچھا ٹھکانا اور موزوں جگہ ہے لیکن یہ سب کچھ انہی لوگوں کے لئے ہے جو اللہ اکیلے کی عبادت کرتے ہیں اسی سے حاجات چاہتے ہیں کیونکہ وہ مالک ہے اور یہ بندے ہیں اور اگر بندے اپنے مالک کے ہو کر رہیں گے تو عزت پائیں گے نہیں تو ذلیل ہوں گے اسی لئے کسی اہل دل نے کہا۔

اپنے بندوں سے جو چاہو سو بے داد کرو ۔۔۔ پر کہیں دل میں نہ آ جائے کہ آزاد کرو

ف۲: یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری کوئی عزت نہ ہوگی اگر تم اس کے ہاں عزت چاہتے ہو تو اس کے ہو کر رہو نہیں تو یاد رکھو

عزیز یکہ از در گہش سر بتافت ۔۔۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

سو تم نے بجائے ماننے کے اس کے حکموں کو جھٹلایا ہے پس اس کا عذاب تم کو چٹ جائے گا ذرا ہوش سے رہنا اعاذنا اللہ منہ

از مکافات عمل غافل مشو ۔۔۔ گندم از گندم بروید جوز جو

یعنی اعمال کے بدلہ عوض سے غافل نہ ہو کہ گندم بونے سے گندم ہی کاٹی جاتی ہے اور جو بونے سے جو ہی کاٹے جاتے ہیں۔ لہٰذا جیسے اعمال ہوں گے ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

تنبیہ:۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ اس میں اُن جاہل صوفیا کا رد آ گیا جو محض تبرکات یا کسی نیک آدمی کے ساتھ اپنے آپ کو منسوب کر کے مقبولیت کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ آج کے دور میں عام ہے کہ فلاں شاہ صاحب کا مرید ہوں فلاں بزرگ کی خانقاہ کا مجاور ہوں میں نے فلاں بزرگ کی بیعت کی ہے میں نے فلاں بزرگ کی اتنا عرصہ خدمت کی ہے یا یہ کہ میں خاندان سادات سے تعلق رکھتا ہوں وغیرہ وغیرہ لہٰذا مجھے عمل کرنے کی کیا ضرورت ایسے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بندوں کی جو بھی قدر ہے ایمان و طاعت ہی کی بنا پر ہے۔

ف۱: لزاما خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں خواہ دونوں جگہ آخرت کی ابدی ہلاکت تو ہے ہی دنیا میں بھی جلد مٹھ بھیڑ ہونے والی ہے یعنی لڑائی جہاد چنانچہ غزوہ بدر میں اس مٹھ بھیڑ کا نتیجہ دیکھ لیا۔

ف۱: طٰسٓمٓ ایک معنی تو وہ ہے جو شیخ الاسلام امرتسریؒ نے اپنے ترجمہ میں لکھا ہے اس کے علاوہ بھی کئی ایک معانی حروف مقطعات کے کتب میں ملتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے معانی و مطالب صحیح طور پر نہ تو نبی ﷺ سے منقول ہیں اور نہ ہی صحیح سند سے صحابہ کرام سے لہٰذا ایسے معانی و مطالب سے بچنا ہی اچھا ہے اور اس بارے میں امام سیوطی کی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ یعنی انہوں نے لکھا ہے کہ واللہ اعلم۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے اس لفظ سے کیا مراد ہے (فتح) تلك اشارہ بعید ہے لیکن یہاں بلند مرتبہ کا اظہار مقصود ہے (روح) براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھ کو سبع طوال تورات کی بجائے اور مئین انجیل کی اور طورسین زبور کی اور مثانی اور مفصل مجھ کو زیادہ ملی ہیں ان کو کسی نبی نے مجھ سے پہلے نہیں پڑھا۔

ف۲: اس میں تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ایمان پر حریص تھے اور ان کی روگردانی پر پچھتاتے تھے یہ ایک نقشہ ہے۔ شدید منکروں اور کٹر کافروں تک کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم خواری اور دل سوزی کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سمجھایا کہ اس قدر غم و تاسف بے کار ہے ہمارا کام اثبات حق کے ساتھ صرف صحیح اور واضح دلائل کا نازل کر دینا ہے باقی ایمان لانا یا نہ لانا یہ خود ان لوگوں کے اختیار کی چیز (بقیہ صفحہ 906 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ

ظالم قوم کے پاس جا۔ کیا وہ ڈرتے نہیں ف۱۔ موسیٰ نے کہا میرے پروردگار

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا

مجھے خوف ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ اور میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری

يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ

زبان رکتی ہے پس تو ہارون کو رسول بنا۔ اور ان کا میرے ذمہ

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا

ایک گناہ ہے لہٰذا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں۔ اللہ نے فرمایا ہرگز نہیں پس تم

بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ

ہمارے نشانوں کے ساتھ جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہوں گے۔ ف۲ تم دونوں فرعون کے پاس جا کر

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ

اس سے کہو کہ ہم رب العلمین کے رسول ہیں۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

فرعون بولا کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ سا پرورش نہیں کیا اور تو ہم میں

فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ

اپنی عمر کے بہت سے سال رہ چکا ہے۔ اور تو نے وہ کام بھی کیا ہوا ہے جسے

فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا

تو بھی جانتا ہے اور تو بڑا ہی ناشکرہ ہے ف۳ موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام بے شک کیا تھا

مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

مگر جب میں خود بھی گمراہوں میں تھا ف۴ پھر جب میں تم سے ڈرا تو بھاگ گیا اور میرے پروردگار

لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ

نے مجھے حکم دیا اور مجھے رسولوں کی جماعت سے کیا۔ اور یہ بھی کوئی

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ

احسان ہے جو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے۔ ف۵ فرعون

فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

نے کہا وہ رب العالمین کون ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں

منزل ۵

ف۱: اکابر اہل سنت کے درمیان اس پر بحث ہوئی ہے کہ یہ ندا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کانوں میں آئی کون سی تھی؟ آیا حق تعالیٰ کا کلام قدیم غیر مخلوق جیسا کہ امام ابوالحسن اشعری کا خیال ہے یا حروف و اصوات سے مرکب آواز جیسا کہ امام ابومنصور ماتریدی کا مسلک ہے۔

ف۲: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رسالت کو قبول کرنے سے انکار نہیں تھا جیسا کہ بائبل (خروج باب ۴: ۱۳-۱۴) کا بیان ہے بلکہ رسالت کی عظیم ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے اپنی کوتاہ دستی اور مشکلات و موانع کا اظہار تھا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرمائے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسالت کا منصب کتنی عظیم ذمہ داری کا منصب ہے جس کو قبول کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا شخص کانپ اٹھتا ہے۔

جرم سے مراد ایک قبطی کا قتل ہے جو حضرت موسیٰ کے ہاتھ نبوت سے پہلے اتفاقی طور پر ہو گیا تھا وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ سے یہ مراد نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا جرم ہونا تسلیم بھی کر لیا تھا آپ کا مقصود صرف یہ تھا کہ ان کے خیال میں میں ان کا مجرم بھی ہوں۔ آیات سے مراد احکام بھی ہو سکتے ہیں اور خوارق بھی۔ معکم یہ ساتھ ہونا عام نہیں ہے جو حق تعالیٰ کا ہر بندہ کے ساتھ رہتا ہے بلکہ یہاں خاص معیت مراد ہے جو مہربانی اور مدد کے ساتھ ہوتی ہے۔

ف۳: موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں سالہا سال تک رہے قیام کی مدت روایات یہود میں مختلف آئی ہے کوئی ۱۸ سال کوئی ۴۰ سال کہتا ہے اور کسی روایت میں ۴۰ برس کی عمر تک کا ذکر ہے نادانستہ قتل کا مفصل ذکر سورہ قصص میں آئے گا۔ فرعون نے غصہ اور طنز سے کہا تم جو قومی دین کے مقابلہ میں نیا دین گڑھ کر لائے ہو تو اس میں نئی بات کون سی ہے تم شروع ہی سے اپنے محسنوں سے غداری کرتے آئے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جان بوجھ کر قتل کرنے کی برأت لفظ ضالین میں آ جاتی ہے۔ ضال کے معنی ہیں انجان کوئی حرکت کر بیٹھنے والا۔

ضلال کا لفظ ارادی و غیر ارادی بڑی اور چھوٹی ہر غلطی کے لئے عام ہے اسی لئے اس کا اطلاق ضلال انبیاء و ضلال کفار دونوں پر ہوتا ہے حالانکہ انبیاء اور کفار کے ضلال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ابن عباسؓ نے ضالین کی تفسیر جاہلین سے کی ہے اس کو خبر دی کہ جب میں نے یہ کام کیا اس وقت میرے پاس یہ علم نہ تھا جواب ہے یعنی میں اس حالت میں نہ تو نبی تھا اور نہ ہی کسی قسم کا مجھے حکم ہوا تھا بیچ تو یہ ہے وہ کام مجھ سے سہواً ہوا تھا بعض نے یہ معنی بھی کیا ہے کہ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ شخص میرے مکا مارنے سے مر جائے گا۔

ف۴: مجھے پرورش کیا تو کیا ہوا پہلی بات تو یہ ہے کہ تو نے میری پرورش ہی اس نیت سے کی تھی کہ تمہارا ارادہ مجھے متبنیٰ بنانے کا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ کسی شخص پر احسان کر کے اس کی تمام قوم پر ظلم کرنا کون سا عقلمند اس کو احسان شمار کرے گا اور جس کو ذرہ بھر بھی قومی درد ہو گا تو وہ بھی اس کو سراسر ظلم ہی سمجھے گا۔

ف۵: فرعون کے اس سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بات کا قائل نہیں تھا کہ کائنات کا کوئی رب ہے جو تدبیر امر کرتا ہے۔ رہا اس کا اپنے رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ تو وہ مصر کی حد تک اور اس کے فرمانروا ہونے کی بنا پر تھا۔ مصر کے فراعنہ اپنا رشتہ سورج دیوتا سے جوڑتے تھے۔ اس کے نزدیک جو سلطنت کا مالک ہے وہ رعایا کے لیے مقتدر اعلیٰ بھی ہے اور معبود (لائق پرستش) بھی۔ اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے حکم دے اور کوئی بالاتر ہستی ایسی نہیں جو اس کو حکم دینے کا اختیار رکھتی ہو۔ اس طرح وہ اپنی سیاسی اور مذہبی دونوں طرح کی حاکمیت کا مدعی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ

زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کا پروردگار ہے اگر تم لوگ یقین کرنے والے ہو۔ ف۱ فرعون نے

حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ

اپنے اردگرد والوں سے کہا کیا تم نہیں سنتے۔ موسیٰ نے کہا وہ رب العالمین تمہارا اور تمہارے پہلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ

باپ دادا کا پروردگار ہے۔ فرعون بولا تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

مجنون ہے۔ ف۲ موسیٰ نے کہا مشرق مغرب اور ان دونوں کے درمیانی چیزوں کا پروردگار ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ

اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ ف۳ فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور معبود بنایا

لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ

تو میں تجھے قیدیوں میں بھیج دوں گا۔ اس نے کہا اگر میں کوئی بین

مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

ثبوت لاؤں۔ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو وہ ثبوت پیش کر۔ ف۴

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ

پس موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدہا ہو گیا۔ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا

فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ ع

تو وہ دیکھنے والوں کی نظر میں سفید تھا۔ ف۵ فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں کو کہا

هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

کہ یہ شخص بڑا علم دار جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے علم و جادو کے زور سے تمہارے ملک سے

بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ

تم کو نکال دے پس تم کیا رائے دیتے ہو۔ انھوں نے کہا حضور اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾

اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیج دیجئے۔ جو حضور کے پاس ہر ایک علم دار جادوگر کو لے آویں۔ ف۶

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ

پس معین روز میں وقت مقررہ پر سب جادوگر جمع ہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا

ف۱: وہ رب العالمین کون ہے یعنی اس کی ماہیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ماہیت اور ذات کو تو کوئی پا نہیں سکتا البتہ اس کی صفات کا علم ہو سکتا ہے اس لئے موسیٰ علیہ السلام اپنے جواب میں سب سے زیادہ زور پروردگار عالم کی صفت ہمہ گیری پر دے رہے تھے یعنی دائرہ امکان میں کوئی چیز بھی اس کی خالقیت' مالکیت' اور ربوبیت سے باہر نہیں مصریوں کے ہاں آسمان و زمین اور درمیانی فضا تینوں کے مالک الگ الگ تھے حضرت موسیٰ کے جواب کے الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ کر دیا وَمَا بَيْنَهُمَا سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ صورت وجسم سے پاک ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ موقع تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت باری کی شکل وصورت کو بیان کرتے۔ الایۃ تدل علی انہ تعالی لیس بجسم

ف۲: دیکھو تو یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کرتا ہے کہ موجود حاضر کو چھوڑ کر موہوم غیر حاضر کی طرف جاتا ہے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے کہ زیادہ معبودوں ہی سے انکار کر رہا ہے آج بھی دنیا کی مشرک قوموں کی سمجھ ہی میں یہ نہیں آتا کہ توحید خالص بھی کوئی صحیح مسلک ہو سکتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ماننا اگر دیوانہ پن ہے پھر تو عقل تمام جہان سے ختم ہو گئی کیونکہ جہاں متفق برآں ہیش۔

ف۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر ایک بات کہی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیاروں کے طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو اسی مثال سے سبق حاصل کر لو۔ فرعون سے جب کچھ نہ بن پڑا تو آخر کار اس نے وہی کیا جو ایسے موقع پر ظالم کیا کرتے ہیں۔

جو حجت نماند جفا جوئے را ۔۔۔ بہ پیکار کردن کند روئے را

ف۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگرچہ میں اپنے دعویٰ پر کوئی واضح ثبوت لاؤں تو بھی تم مجھے قید کر دو گے؟ کون دانا تھا جو یہ سن کر جواب دیتا کہ ہاں باوجود بین ثبوت ہونے کے بھی ہم تجھ کو قید کر دیں گے اور اگر کوئی کہتا بھی تو کون اس جواب کو معقول تسلیم کرتا اس لئے فرعون نے یہ جواب تو نہ دیا بلکہ کہا اگر تو سچا ہے تو وہ بین ثبوت پیش کر تو جب حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ نفس مسائل و حقائق ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے تو فرمایا کہ تم جو خرق عادت ہی کو دلیل صداقت اور معیار حقانیت قرار دیتے ہو تو کہو میں بھی کوئی خارق عادت ہی پیش کروں۔

ف۵: ثعبان اور حیۃ میں فرق یہ ہے کہ ثعبان میں پہلو سانپ کے حجم اور قد و قامت کی بڑائی کا زیادہ ہے یعنی خوب موٹا تازہ سانپ اور حیۃ میں اس کی تیز رفتاری کا یعنی بڑی تیزی سے دوڑنے والا سانپ امام رازیؒ نے کہا کہ حیۃ ہر قسم کے سانپ کے لئے عام ہے اور ثعبان اسے اس کی بڑائی کے لحاظ سے کہا گیا ہے اور جان اسے اس کے ہلکے پھلکے ہونے اور تیز رفتاری کی بناء پر کہا گیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید اور بہت ہی چمکدار یعنی اس کو بھی سب نے حسی نظر سے دیکھا۔ تورات میں یہ معجزات حضرت ہارون کی جانب منسوب ہیں جبکہ قرآن کریم نے حسب معمول اس موقع پر بھی تورات کی تصحیح کر کے بتایا کہ یہ معجزات حضرت موسیٰ کے تھے۔

ف۶: جادوگر ہی اس کا مقابلہ کریں گے گو ہم اس وقت بھی اسے فوراً ہی مروا سکتے ہیں مگر اس سے عام بدخیالی پھیل جائے گی کہ لو جی موسیٰ علیہ السلام نے تو سب کے سامنے ایک کمال دکھایا جب سرکار اس کے سامنے کوئی کمال دکھانے سے عاجز آ گئی تو اس غریب کو مروا دیا اس لئے مناسب (بقیہ صفحہ 906 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ
کہ سب جمع ہو جاؤ- تاکہ ہم جادوگروں کے پیچھے آویں اگر
اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا
وہ غالب ہوں ف۱ سو جب جادوگر سب آئے تو انھوں نے فرعون
لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾
کو کہا کہ حضور اگر ہم غالب ہوئے تو ہم کو عوض بھی کچھ ملے گا-
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى
فرعون نے کہا ہاں تب تو تم مقربوں سے ہو جاؤ گے- موسیٰ نے ان سے کہا
اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
کہ جو کچھ ڈالنا چاہتے ہو ڈالو۔ پس انھوں نے اپنی رسیاں اور پتلی پتلی لکڑیاں ڈال دیں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى
اور بولے فرعون کی عزت سے ہم ہی غالب ہوں گے- ف۲ پھر موسیٰ نے
مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ
بھی اپنی لکڑی پھینک دی تو جو کچھ جادوگر جھوٹ موٹ کا جال بناتے تھے سب کو چٹ کرتا جاتا تھا- پس وہ
السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾
جادوگر سجدے میں گرائے گئے- بولے کہ ہم رب العالمین پر- جو موسیٰ اور ہارون کا
رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ
پروردگار ہے ایمان لائے- ف۳ فرعون نے کہا کیا تم میرے اذن سے پہلے ہی
اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ
اس پر ایمان لے آئے یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے
فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
پس تم جان لو گے- میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے
خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۚ
کاٹ دوں گا اور سب کو سولی پر لٹکا دوں گا- وہ بولے کچھ حرج نہیں
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا
ہم نے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے- ہم اس امید پر ہیں کہ ہمارا پروردگار

ف۱: یہ بات کہنے والے فرعون کے حامی تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جو غالب ہوگا یا جو حق ظاہر ہوگا اس کی ہم اتباع کریں گے بلکہ کہا کہ ہم جادوگروں کی اتباع کریں گے اگر وہ غالب آ گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ متعصبانہ ذہنیت کے ساتھ آئے تھے اور جادوگروں کی اتباع کا مطلب فرعون کے طریقہ کی اتباع تھا۔ چونکہ اس وقت دو فریق میں مقابلہ ہو رہا تھا ایک جادوگر دوسرے موسیٰ و ہارون علیہما السلام' اس لیے انہوں نے ایک فریق کی حیثیت سے جادوگروں کا ذکر کیا ورنہ مراد فرعون کی ہی اتباع تھی۔

ف۲: ساحروں کی راہ حق کے اتباع پر حیرت نہ ہو' یہی ساحر مصری دین کے نمایاں طور پر مددگار تھے اور یہ لوگ مصری تمدن میں باکمال ماہرین سائنس اور محققین مذہب دونوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ائن لنا لاجرا طالبان دنیا کی نظر مہارت و کمال فن کے باوجود عموماً فوری طور پر حاصل ہونے والے نفع ہی پر رہتی ہے۔ فرعون نے کہا انعام محض مالی نہ رہے گا بلکہ اسٹیٹ تمہاری اور بھی ہر طرح سرپرستی کرے گی۔ جادوگروں کی رسیاں سحر کے اثر سے سب کو سانپ دکھائی دینے لگیں مصری عقائد میں سانپ کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ القوا موسیٰ علیہ السلام کے قول سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ سحر کی اجازت دے رہے تھے؟ جبکہ جادو ہے کہ جو محض فسق ہی نہیں بلکہ کفر ہے ایسا گناہ اور کفر کا کام تو کیا موسیٰ علیہ السلام کفر پر اپنی رضامندی ظاہر کر رہے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی بات نہیں کیونکہ اس میں بظاہر سحر کرنے کا امر ہے لیکن درحقیقت آپ نے انہیں اس عمل کا حکم دیا جو آپ کو الہام یا فراست یا قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کر کے رہیں گے۔ مقصود آپ کا اس سحر کا رد تھا اور خود وہ رد موقوف تھا سحر کے اظہار پر' یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے زندیق سے کہا جائے کہ اپنے باطل دعویٰ پر دلیل قائم کر اور مقصود اس دلیل کا ابطال ہو۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ شبہ کے مٹانے کے لئے جب یہی صورت تھی تو اس لئے یہ کام جائز ہو گیا تھا۔

ف۳: جادوگر جو جھوٹ موٹ کا جال بناتے تھے موسیٰ علیہ السلام کا عصا سب کو چٹ کر جاتا تھا ابن عربی نے لکھا ہے کہ خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں انہوں نے بنائیں تھیں موسیٰ علیہ السلام کا عصا ان کو نگل گیا ان بے چاروں کو کیا خبر تھی کہ ہم کس سے مقابلہ کر رہے ہیں' انہوں نے تو یہی سمجھا تھا کہ ہمارا مقابلہ موسیٰ علیہ السلام سے ہے مگر جب ان کو اپنی غلطی کا اظہار ہوا اور بحکم ولی راولی مے شناسد' جادوگروں نے جان لیا کہ یہ کام جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے جادوگری کا نہیں بلکہ کوئی محبوب ہے اس پردۂ زنگاری میں تو وہ جادوگر سجدے میں گرائے گئے یعنی انہوں نے سجدہ کرنے میں ایسی جلدی کی کہ گویا جیسے ان کو کسی نے سجدے کے لئے مجبور کیا ہو۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے متاثر اور اس کے سامنے لاجواب اور بے بس ہو کر سجدہ میں گر پڑے۔

ملحوظہ: جادوگر کے سجدہ میں چیز کی حقیقت نہیں بدلتی جب کہ معجزہ میں حقیقت بدل جاتی ہے چونکہ یہ جادوگر اپنے فن سحر میں ماہر تھے اور اپنے فن کی کمزوری اور حامی (دھوکے اور فریب نظری) کو اچھی طرح سمجھتے تھے لہٰذا جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو دیکھا کہ وہ سچ مچ سانپ بن گئی ہے تو ان کو حضرت موسیٰ کی نبوت و صداقت کا یقین ہو گیا اور وہ سجدہ میں گر گئے اور مشرف باسلام ہو گئے۔ (عفیف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ

ہمارے گناہ بخش دے گا اس بناء پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں- ف۱ اور ہم

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے بندوں کو شب کے وقت لے چل تمہارا پیچھا کیا جاوے گا-

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

پس فرعون نے تمام شہروں میں فوج کو جمع کرنے والے بھیجے- کہ یہ لوگ

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ

تھوڑی سی جماعت ہے- اور ہم کو غصہ دلا رہی ہے- اور

اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ

ہم سب دور اندیش ہیں- پس ہم (اللہ) نے ان کو باغوں چشموں- خزانوں

عُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۗ وَ

اور عزت دار مقاموں سے باہر نکال دیا-واقعہ تو ایسا ہی ہے اور

اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾

ہم نے ان کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا- ف۲ فرعونی صبح ہوتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے-

فَلَمَّا تَرَاۤءَا الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

پس جب دونوں جماعتوں میں سے ایک نے دوسری کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو پھنسے

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى

موسیٰ نے کہا ہرگز ایسا نہ ہوگا کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ دکھائے گا-ف۳ پس ہم

مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۗ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ

نے موسیٰ کو الہام کیا کہ اپنی لکڑی اس دریا پر مار پس وہ دریا ایسا پھٹ گیا کہ ہر ایک حصہ اس

فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ

کا ایک ایک ٹیلہ سا بن گیا- اور ہم اوروں کو اسی جگہ لے آئے-اور

اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا- پھر ہم نے دوسروں

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۗ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

کو وہاں غرق کر دیا- بے شک اس میں بہت بڑی نشانی ہے ان میں سے بہت

ف۱: فرعون نے جب دیکھا کہ معاملہ الٹ ہو گیا ہے جن لوگوں کو ہم ان کے مقابلہ کے لئے اس شان و شوکت سے لائے تھے اور یقین تھا کہ ہم ان دونوں بھائیوں پر غالب آئیں گے اور فتح پائیں گے یہ تو کام ہی الٹ ہو گیا اور یہ لوگ بھی اُنہی کا کلمہ پڑھنے لگے۔ اس لئے اس نے ان کو دھمکانے کے لئے کہا کیا تم میری اجازت کے بغیر ہی اس پر ایمان لے آئے میں نے تم کو بلایا میں نے ہی تم کو اعزاز دیا میں نے ہی تم کو مقابل کیا مگر میری اجازت کے بغیر ہی تم اس کا کلمہ پڑھنے لگ گئے واہ تمہاری اس چالاکی کے کیا کہنے ہیں۔ قبل کے معنی یہاں پیشتر کے نہیں اور نہ یہ مراد ہے کہ اگر فرعون سے اجازت لے لی جاتی تو وہ اس کی اجازت دے دیتا۔ بلکہ یہاں اس کے معنی بغیر یا علاوہ کے ہیں۔

ف۲: "ھا" کی ضمیر مطلق باغوں اور چشموں اور علامات امارت وغیرہ کی جانب ہے اس سے خاص مصر ہی کے باغ اور چشمے مراد نہیں، چنانچہ اسرائیلیوں کو ایک عرصہ کے بعد فلسطین میں حکومت مل گئی اور داؤد و سلیمان علیہما السلام کی زبردست بادشاہتیں قائم ہو گئیں۔ اور اگر اس سے مراد صرف مصر کے باغ اور چشمے ہی مراد لئے جائیں تو یہ بھی درست ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کے علاقے دار السلطنت میں شامل ہو گئے تھے اور یرمیاہ نبی کے زمانہ میں تو مصر یہود کا از سر نو وطن بن گیا تھا۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مدت دراز کے بعد جب اسرائیلی سلطنت مضبوط ہوئی تو وہ مصر پر بھی غالب آ گئے اور مدت دراز کی قید اس لئے ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مدت دراز تک میدان تیہ میں حیران سرگردان پھرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اسی میدان میں انتقال فرما گئے۔ ان سے بعد حضرت یوشع علیہ السلام نے سلطنت کو ترقی دی اور وہ دوسرے ملکوں کو فتح کرتے ہوئے مصر پر غالب ہو گئے۔ یہ درمیان میں ایک جملہ معترضہ آ گیا تھا اب پھر اس قصہ کا تسلسل شروع ہوا۔

ف۳: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ لفظ معیت کا اللہ کی کتاب میں عام بھی آیا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید: ٤) اور دوسرے مقام پر فرمایا ﴿اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا﴾ (المجادلة: ٧) اور خاص بھی آیا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ (النحل: ١٢٨) اور فرمایا ﴿اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى﴾ (طه: ٤٦) اور فرمایا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (توبہ: ٤٠) تو اگر معیت سے ہر موقعہ پر معیت ذاتی سمجھی جائے تو یہ معیت عامہ، معیت خاص کے متضاد ہو جائے گی اور یہ بات تو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ان اللہ معنا میں خاص رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر مراد ہیں اور ان میں کوئی کافر مراد نہیں تو معیت عامہ جو سب مخلوق کے ساتھ ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اور سلطان ہے اور معیت خاصہ جو خاص بندوں کے ساتھ ہوتی ہے اس سے مراد اعانت اور نصرت اور تائید ہے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے کہ ھو معھم میں معیت علمی مراد ہے اور یہی منقول ہے ابن عباسؓ اور ضحاکؒ اور امام احمدؒ وغیرھم سے۔ ان دس آیات کے مجموعہ میں مسئلہ تدبیر و ترک تدبیر کے درمیان اعتدال و توسط کی تعلیم ہے تدبیر تو یہ بتائی گئی کہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات چلے جاؤ پھر جب انہوں نے پکڑے جانے کا اندیشہ ظاہر کیا جس سے مقصود یہ تھا کہ کچھ اور تدبیر کی جائے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ فرما کر یہ بتلایا کہ حق تعالیٰ کی تدبیر کے ہوتے ہوئے ہماری کسی تدبیر کی ضرورت نہیں اور عارف کی بھی یہی شان ہے کہ وہ تمسک کرتا ہے اسباب سے مگر توسط کے ساتھ اور اس میں مبالغہ نہیں کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ وَاتْلُ

سے لوگ بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بے شک بڑا ہی غالب بڑا ہی رحم کرنے والا ہے- ف۱ اور ابراہیم

عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

کی خبر ان کو سنا- جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو-

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ قَالَ هَلْ

وہ بولے ہم تو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں پس ہم انہیں پر جمے رہیں گے- ابراہیم نے کہا بھلا

يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۱۲۷﴾

جب تم ان کو پکارتے ہو تو تمہاری کچھ سنتے ہیں؟- یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں-

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالَ

وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا- ابراہیم نے کہا کہ جن چیزوں کی

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ

تم لوگ اور تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے- ان

الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

سب سے مجھے دلی عداوت ہے لیکن رب العالمین- ف۲

الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۱۳۲﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ

جس نے مجھے پیدا کیا ہے پس وہی میری راہنمائی کرے گا- جو مجھے کھانا کھلاتا

يَسْقِيْنِ ﴿۱۳۳﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْ

اور پانی پلاتا ہے- اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے- اور جو

يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۱۳۵﴾ وَالَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ

مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا- جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے دن

خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۳۶﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

میرے قصور معاف کرے گا- اے میرے پروردگار! مجھے حکیمانہ بات عطا فرما اور مجھے

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي

نیک لوگوں سے ملا دیجیو اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر سچائی سے رکھیو-

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۱۳۹﴾

اور مجھے نعمتوں کی جنت کے وارثوں میں سے بنائیو- ف۳

ف۱: اکثرہم میں ضمیر راجع ہے ان لوگوں کی طرف جو فرعون کے ساتھ تھے۔ یعنی جو لوگ اصل میں فرعون کے ساتھ تھے ان میں سے اکثر نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا اور اس واقعہ کے بعد ایمان نہ لائے مگر تھوڑے اور ان اکثر سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرنے کے وقت فرعون کے ساتھ تھے کیونکہ وہ تو سارے دریا میں ڈوب گئے تو اس معنی مذکور پر لفظ کان زائد نہ ہو گا جبکہ سیبویہ وغیرہ کے نزدیک کان زائد ہے اور ان کے نزدیک وہ مشرک مراد ہیں جنھوں نے یہ وعظ سنا بعض نے رسول اللہ ﷺ کے معاصر کفار اہل عرب بھی مراد لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے ہر چیز پر مہربان ہے مخلوق پر اور کسی کے نہ ماننے پر وہ جلد نہیں پکڑتا بلکہ وہ ان کو مہلت دیتا ہے پھر وہ ایسی زبردست قوت سے پکڑے گا کہ جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے رحم وفضل کے اور جبکہ اس کی رحمت وفضل ایسے سرکش متکبروں کے لئے ہے ہی نہیں۔ ابوالعالیہؒ قتادہؒ ربیع اور ابن اسحاقؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے انتقام اور بدلہ لینے میں ان لوگوں سے جو اس کے حکم کے مخالف ہیں۔ اور سعید بن جبیرؒ نے کہا ہے مہربان ہے اس شخص پر جو اس کی طرف رجوع کرے۔ تنبیہ: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی مارنے کے بغیر بھی سمندر میں راستہ بنا دینے پر قادر تھا لیکن اس طریقہ کے اختیار کرنے سے موسیٰ کلیم اللہ کی بھی عظمت کا اظہار ہو گیا اولیاء اللہ کے ساتھ خوارق کے ظاہر کرنے کی یہی حکمت ہوتی ہے اور اسی لئے اسے کہتے بھی کرامات ہی ہیں (ابن کثیر)

ف۲: کہنے لگے تمہاری منطق کا تو جواب نہیں دے سکتے ہمارا تو ایک ہی جواب ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے پایا پس ہم بھی ایسا ہی کریں گے اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ ہم باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر پوت کہلائیں بلکہ ہم تو سپوت بنیں گے گویا ان کے پاس شرک وبت پرستی پر ثابت رہنے کی نہ کوئی عقلی اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے بلکہ صرف اندھی تقلید کے مسافر ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا دیکھو جن کی پوجا کرتے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے تو وہ میرے دشمن ہیں مگر رب العالمین میرا دوست ہے۔ اگر یہ تمہارے معبود کوئی چیز ہیں اور ان میں کوئی تاثیر ہے اور یہ کچھ کر سکتے ہیں تو میرا برا کر لیں میں ان کا دشمن ہوں مجھ کو ان کی پرواہ نہیں اور نہ میں ان کی طرف حاجت کا اظہار کرتا ہوں۔ عدو یعنی دشمن کا لفظ صدیق کی طرح واحد وجمع دونوں موقعوں پر آتا ہے جہاں جمع کے معنی میں ہے الا رب العالمین یہ استثناء اس لئے کہ مشرکین دوسرے معبودوں کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ کی بھی پرستش جاری رکھے ہوئے تھے۔

ف۳: اللہ واحد کی ذات تمام صفات کمال کی جامع ہے وہی خالق ہے وہی ہادی ومدبر بھی صحت وشفا بھی وہی اللہ واحد کھانا دیتا ہے اور پانی بھی وہی دیتا ہے فَهُوَ يَهْدِيْنِ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ان فقروں کے اندر بندگی اور ادب کی پوری تعلیم موجود ہے۔ جبکہ جاہل مدعیان زہد دنیوی نعمتوں کی تحقیر کرتے اور ان سے اپنا استغناء ظاہر کرتے رہتے ہیں یہاں نبی کی زبان سے یہ کہلوایا جا رہا ہے کہ اسے تمنا جس طرح ہدایت کی ہے اسی طرح کھانے اور پینے اور بیماری سے تندرست ہونے کی بھی ہے وہی الہ المعاد بھی ہے وہی الہ المعاش بھی وہی موت وفنا طاری کرنے والا اور وہی جزا وسزا کے لئے دوبارہ جلانے والا بھی ہے اور پھر مغفرت کی امیدیں بھی تمام تر اسی اللہ واحد کی ذات سے ہیں۔ خطیئتی یوم الدین۔ آیت میں ادب کس درجہ موجود ہے کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام اپنے لئے خطیئۃ کا وجود تسلیم کرتے ہیں محض اجتہادی غلطی کہہ کر نہیں گزر جاتے پھر اپنی مغفوریت کو بھی جزم کے ساتھ نہیں بیان کرتے بلکہ اس کی صرف آس یا امید لگاتے ہیں تو کہاں حضرت خلیل علیہ السلام کا یہ ادب اور حد درجہ تواضع اور کہاں بعض گمراہ صوفیا کے یہ دعوے کہ ہم اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ

اور میرے باپ کو بھی بخش دیجئے وہ بے شک گمراہوں سے تھا- اور مجھے اس روز ذلیل نہ کیجئے

يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا

جس روز سب لوگ اٹھائے جائیں گے- جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد- لیکن اسی

مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

شخص کو نفع ہو گا جو اللہ کے حضور میں سلامتی والا دل لائے گا- ف۱ اور جنت پرہیز گاروں

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ

کے قریب کی جائے گی- اور جہنم بھی گمراہوں کے سامنے کی جائے گی- اور انہیں کہا جاوے گا

اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ

کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری یا اپنی

اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ

کچھ مدد کر سکتے ہیں؟ پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اور شیطانی لشکر سب کے سب

اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾

اس میں اوندھے گرائے جائیں گے- وہاں وہ ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے-

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ

واللہ ہم تو سخت غلطی میں تھے- کہ تم کو رب العالمین کے ساتھ برابر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا

کرتے تھے- ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا- ف۲ پس نہ تو ہمارا کوئی

مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا

سفارشی ہے نہ کوئی مخلص حمایتی- اگر ہم کو ایک دفعہ دنیا میں لوٹ کر

كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ

جانے کی اجازت ہو تو ہم ضرور ایمان دار بن جائیں- بے شک اس میں نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اور ان میں سے بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے- اور تیرا پروردگار بڑا غالب

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ

بڑا ہی مہربان ہے- نوح کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے

منزل ۵

مریدوں میں سے جس کو چاہیں گے چھڑا لیں گے۔ نیز ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ لوگوں میں میرا ذکر خیر سچائی سے رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ میری تعریف کرتے کرتے وہ لوگ مجھے کہیں سے کہیں پہنچا دیں جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو آدمی سے معبود بنا دیا۔ یہیں سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کا اپنے ذکر خیر کو محبوب رکھنا اور اس کی تمنا کرنا مطلق صورت میں معیوب اور برا نہیں۔ من ورثۃ جنۃ النعیم سے ان لوگوں کا رونگل آیا جو جنت سے مستغنی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ف۱: شیخ الاسلام امرتسریؒ اور دیگر حضرات کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا باپ کی موت کے بعد کی ہے مگر دوسری جگہ تصریح آ گئی ہے کہ جب ان کے والد کا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہونا ظاہر ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے برأت اور بیزاری کا اظہار فرمایا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ (توبہ:۱۱۴) اگر انہ کان من الضالین کا ترجمہ "تھا" کی بجائے "ہے" سے کیا جائے پھر کوئی اشکال نہیں کیونکہ زندگی میں والد کے ایمان لے آنے کا امکان تھا تو دعا کا حاصل یہ ہوگا کہ اس کو بخشش کے اسباب یعنی ایمان اور اس کے برکات میسر کر دے اور کفر کے زمانہ کی خطائیں معاف فرما دے یعنی اسے بخشش کا حق دار بنا دے۔ قلب سلیم وہ دل ہوتا ہے جو کفر و شرک اور شک و نفاق کی آلائش سے پاک ہو اس سے یہ مراد نہیں کہ دل بالکل ہی گناہوں سے خالی ہو کیونکہ ایسا دل کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ ایک قول یہ بھی نقل ہوا ہے کہ وہ ایسا دل ہو جو بدعت سے خالی اور سنت پر مطمئن ہو ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر اور اپنے رب کے خلیل ہیں اس کے باوجود بھی وہ دعا اور مناجات یہی کر رہے ہیں کہ اے پروردگار قیامت کی رسوائی سے مجھے محفوظ رکھنا اس خواری سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ جو رحمت سے دور کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے کافروں پر جنت کو حرام کر دیا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سے فرمائے گا اے ابراہیم اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو تو سہی کہ تیرے پیروں کے نیچے کیا ہے جب آپ دیکھیں گے تو آزر ایک بدصورت بجو کی شکل میں تھڑا ہوا کھڑا ہے پھر اسکے پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔

ف۲: یعنی محشر میں جنت اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف رکھنے والوں کو قریب نظر آئے گی جسے دیکھ کر یہ لوگ داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور و محظوظ ہوں گے اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئیں گے تاکہ داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں وہ اسے بچشم خود دیکھ لیں اور جس چیز کے بارے میں جادو یا دیوانہ پن کا الزام دیتے تھے اس کی خود تصدیق کر لیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ جو بداعمالیوں کی سزا سن کر تشدد خاطر اور رنجیدہ ہوتے تھے وہ رنجیدگی ان کی اپنی ہی غلطی سے تھی۔ پس اس روز وہ عذاب کو دیکھ کر اپنی بداعمالی کا خود ہی اعتراف کریں گے کہ ہم سخت غلطی میں تھے کہ تم کو یعنی جھوٹے معبودوں کو رب العالمین کے ساتھ برابر کرتے تھے۔ گو کہ ہم تم کو اللہ تعالیٰ کی طرح زمین و آسمان کا خالق نہ کہتے تھے مگر اپنے مشکل کاموں میں تم سے ہم جو فریاد کرتے اور دعائیں مانگتے تھے بس یہی تو ہمارا شرک تھا جس کی پاداش میں ہم آج پھنسے ہیں پھر آپس میں کہیں گے کہ سچ تو یہ ہے کہ ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا جو ہمارے سر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور پیروں فقیروں کی جھوٹی موٹھی حکایتیں سنا سنا کر ہم کو گمراہ کرتے تھے ہم بھی عقل کے ایسے اندھے تھے کہ جو کچھ ان سے سنتے بس دماغ میں محفوظ کر لیتے اور اتنا بھی نہ پوچھتے کہ اس حکایت کا ثبوت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

بھائی نوح نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو- بیشک میں تمہارے لیے رسول

اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

امین ہوں- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- ف۱ میں تم سے

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا

اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی پر ہے- پس تم اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میری پیروی کرو- انھوں نے کہا کیا ہم تیری بات تسلیم کریں حالانکہ تیری تابعداری

الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

میں ذلیل لوگ ہیں- نوح نے کہا مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں-

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ اَنَا

ان کے تمام اعمال کا حساب میرے پروردگار کو ہے کاش تم شعور کرو- اور میں ان

بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا

ایمانداروں کو کبھی نہیں دھتکار سکتا- میں تو صاف طور پر ڈرانے والا ہوں- ف۲ بولے

لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

اے نوح؟ اگر تو باز نہ آیا تو تو پتھروں سے سنگسار کیا جاوے گا-

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے پس تو مجھ میں اور میری قوم میں

فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ

صاف صاف فیصلہ فرما اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمانداروں کو نجات بخش- ف۳ پس ہم نے

وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ

اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں طوفان سے بچا لیا- اور باقی

الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

لوگوں کو غرق کر دیا ف۴ کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ

بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے- اور کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے- عاد

ف۱: اَمِیْنٌ یعنی متدین دیانت و احتیاط کے ساتھ پیام الٰہی پہنچانے والا۔ المرسلین صیغہ جمع شائد اس لئے لایا گیا کہ ایک نبی کی تکذیب سارے سلسلہ نبوت کی تکذیب کا سبب ہے جاہل قوموں کا مقصود اصلی کسی ایک نبی کی شخصی تکذیب ہوتی ہی نہیں بلکہ وہ لوگ سرے سے اس قبیل رسالت ہی کے منکر ہوتے ہیں۔ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ یعنی حضرت نوح علیہ السلام جو انہی لوگوں کے ہم قوم ہم وطن اور ہم نسل تھے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ اس کا دوبارہ ذکر تاکید کے لئے ہے کہ امانت داری اور طمع نہ کرنا' یہ ہر ایک ایسی صفت ہے جب ایک بھی ان میں سے کسی شخص میں موجود ہو تو اس کی بات کو قبول کرنا لازم ہوتا ہے یہ جملہ تمام دین کی باتوں کو شامل ہے۔ حاصل یہ کہ ایک بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہئے۔ انبیاء اپنی تبلیغ کی کوئی فیس طلب نہیں کیا کرتے نہ نقد کی صورت میں' نہ جنس کی صورت میں' اور نہ ہی مال و عزت جاہ سے کیونکہ انہیں رضائے الٰہی کی دولت ہر دنیوی فیس اور معاوضے سے مستغنی کر دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

ف۲: تیری فرمانبرداری میں سب ذلیل لوگ آئے ہیں جو ہمارے کمینے ہیں پھر یہ کیونکر ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہم باوجود اس شان و شرافت کے ایک ایسے مذہب کو اختیار کریں کہ جس میں یہ ہمارے کمینے لوگ ہم سے برابر ہوں ایک ہی مجلس میں ایک ہی فرش پر برابر بیٹھیں ایسے مذہب کو تو دور سے سلام' انبیاء علیہم السلام' داعیان حق اور امت کی اصلاح کرنے والوں پر شروع شروع میں ایمان لانے والے اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والے زیادہ تر غریب غربا عوام الناس ہی ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ لسانی تعصب اور عزت و مرتبہ کے تقریباً خواہاں نہیں ہوتے۔ یہاں کمینے ان مسلمانوں کو کہا جو نوح علیہ السلام کے پیروکار تھے' کمینے بسبب کم مال ہونے یا نسب میں ان سے گھٹیا درجے ہونے کے کہا۔ مجاہدؒ نے کہا ارذلون سے جولاہے اور موچی مراد ہیں انبیاء کے پیروکار اکثر یہی لوگ ہوتے رہے ہیں جو دنیا میں کم حیثیت سمجھے جاتے تھے اور انبیاء کے دشمن اور دین حق سے منکر اکثر وہی لوگ ہوتے رہے ہیں جو دنیا میں آسودہ حال مالدار اور عزت والے کہلاتے تھے۔ نوح علیہ السلام نے مختصر اور معقول جواب دیا کہ مجھے ان کے دنیاوی کاموں کا علم نہیں کہ کیا کرتے ہیں تمہارے کارندے ہیں یا تم ان کے آقا اور وہ تمہارے غلام ہیں یا تم ان کے ماتحت' لیکن تم یہ سوچو کہ کیا کہہ رہے ہو تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دنیوی کاروبار کے اعتبار سے کوئی آقا ہو' کوئی نوکر تو اللہ کے نزدیک یہ نوکر یا مالک ہونا کسی بھی حیثیت سے کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ وہاں تو حیثیت تقویٰ اور عدم تقویٰ کی ہے اگر تقویٰ ہے تو عزت ہے اگر تقویٰ نہیں تو پھر ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔

تنبیہ: مسلمان مسلمان سب برابر و ہم سطح ہیں اور دنیا کے اندر طاقت و عزت میں برابر ہونے کا تعلق محض عرف عام اور دنیا کی انتظامی مصلحتوں سے ہے نہ کہ عنداللہ قبولیت سے۔

ف۳: قوم کی جسارت دیکھئے کہ جو شخصیت ان کے درمیان سب سے زیادہ قدر کی مستحق تھی اور جس نے ان کی خیر خواہی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اس کی تواضع وہ پتھر سے کرنا چاہتے تھے۔ جن لوگوں کی عقل پر پتھر پڑ جاتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔

ف۴: یعنی میرے اور ان کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجئے اب مجھے ان لوگو کے راہ راست پر آنے کی توقع نظر نہیں آتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دین کو ضرر پہنچا رہا ہو اس کے لئے بددعا کرنا کمال صبر و حلم کے منافی نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا

کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

کیا تم ڈرتے نہیں- بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں- پس تم اللہ سے ڈرو

اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

اور میری فرمانبرداری کرو- اور میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً

تو اللہ رب العالمین کے پاس ہے- کیا تم ہر ایک اونچی جگہ پر نشانیاں عبث

تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

کھیلنے کو بناتے ہو- اور بڑے بڑے مکان بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے- ف۱

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اور جب تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو بڑی سختی سے حملہ کرتے ہو- پس تم اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

میری پیروی کرو- اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جو تم جانتے ہو-

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ

یعنی چارپاؤں' صلبی بیٹوں' باغوں اور چشموں سے تم کو مدد دی- مجھ کو

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ

تمہارا حال پر بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے- وہ بولے برابر ہے

عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ

تو ہم کو وعظ سنا یا وعظ کرنے کی تکلیف نہ اٹھا- یہی پہلے لوگوں کا

اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ

طریقہ رہا ہے- اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آنے کا- پس انہوں نے اس کو جھٹلایا

فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

پھر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بے شک اس میں نشانی ہے مگر ان میں سے بہت سے

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ

بے ایمان ہیں- اور اس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی غالب رحم کرنے والا ہے- ف۲ ثمودیوں نے

ف۱: کذبت عاد لفظ عاد کے لئے فعل مؤنث قبیلہ عاد یا جماعت عاد کی رعایت سے لایا گیا اخوھم بھائی ہم وطنی یا ہم نسلی کے اعتبار سے کہا گیا اس سورۃ میں مختلف انبیاء کی دعوت میں بار بار انہی فقروں کا تکرار اس لئے ہے کہ تمام انبیاءؑ کی تبلیغ کا انداز ایک ہی تھا۔ تعبثون سے ظاہر ہے کہ یہ بڑی بڑی اور بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنا کسی ضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ یہ سب محض جذبات فخر و نمائش کی تسکین کے لئے تھا اور تعبثون سے بیکار اور فضول چیزوں میں وقت ضائع کرنے کی مذمت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے خواہ وہ فضول اور بیکار گفتگو کی صورت میں ہو یا کسی کام کی صورت میں ان لوگوں کا بلند و بالا عمارات بنانے سے ان کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ ان کو ہمیشہ انہی عمارات و محلات میں رہنا ہے لیکن ان کا طرز عمل گویا اس قسم کے عقیدہ پر مبنی تھا اس لئے ان کو اسی معتقد کا مخاطب فرمایا گیا۔ فقہا نے لکھا ہے کہ بلا ضرورت بڑی بڑی عمارتیں نمود و نمائش کے لئے تعمیر کرنا کلی طور پر فضول خرچی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عمارتیں بھی بڑے تکلف کی بناتے تھے مال ضائع کرنے کے لئے ان میں بڑی بڑی کاریگریاں دکھلاتے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ اور یہ یادگاریں اور عمارتیں بھی برباد نہ ہوں گی انہیں کسی اہل دل کے قول کی طرف خیال نہ تھا ابوالاتاہیہ شاعر اپنے الفاظ میں اس کی تصویر کشی کرتا ہے۔

لہ ملک ینادی کل یوم لدوللموت و ابنو للخراب

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہر روز پکار رہا ہے کہ تمہاری زندگی کا انجام موت ہے اور تمہاری عمارتوں کا انجام ویرانی ہے۔

جو لوگ دنیا کو امتحان گاہ نہیں بلکہ عشرت کدہ سمجھتے ہیں ان کے ہاتھ میں جب دولت آ جاتی ہے تو وہ شاندار محل تعمیر کر کے داد عیش دینے لگتے ہیں جس کا ایک نمونہ قدیم ترین زمانہ میں قوم عاد تھی۔ قرآن کی اس سخت تنبیہ کے باوجود مسلمان حکمرانوں نے بھی اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لیے بڑے بڑے اور شاندار محل تعمیر کیے۔ غرناطہ اسپین کا الحمراء اور جنۃ العریف اور دہلی کے لال قلعہ کے دیوان خاص اس کی عبرت ناک مثالیں ہیں۔ جواہرات سے مرصع دیوان خاص پر تو اس کو جنت کا نمونہ بنانے کا دعویٰ بھی کندہ ہے۔

ف۱: غفلت و سرمستی کی افراط کے ساتھ قوم عاد کی دوسری خصوصیت ان کا ظلم و تشدد تھا قرآن نے جہاں ان کے شرک و جہالت کو جو کہ سب میں مشترک تھا بیان کیا ہے وہاں ان کے مخصوص قوی جرائم کا ذکر بھی کرتا گیا ہے۔ کوئی قوم تجارتی بددیانتی۔ خیانت' ظلم' فاحش اور فحش کاموں میں خاص طور پر آلودہ گزری ہے' کوئی ظلم و شقاوت اور سنگ دلی میں اور کوئی بد چلنی و شہوت پرستی وغیرہ میں۔ صاحب روح المعانی نے کہا ہے کہ س سے مراد ایسی پکڑ جس میں نہ رحم ہو نہ اس سے خبردار کرنے کا قصد ہو اور نہ ہی اس میں انجام پر نظر ہے۔ اور جس گرفت میں یہ امور ملحوظ رہیں وہ صحیح ہے اور طریق کار کے خلاف ہیں۔ کہنے لگے کہ تمہاری نصیحت بیکار ہے یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں۔ شروع زمانہ سے یہ عادت چلی آئی ہے کہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے' رہا ہمارا جو طریقہ ہے وہی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں اور نہ ہی تمہارے عذاب کی دھمکیوں کو خاطر میں لاتے ہیں۔ قرآن مجید نے جس طرح انسان کی غربت و افلاس سے توحید پر استدلال کیا ہے اسی طرح اس کی خوشحالی و امارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ جنّٰت و عیون خیال رہے کہ قوم عاد جزیرہ نمائے عرب کے شاداب و زرخیز ترین علاقوں یعنی یمن' حضر موت' خلیج فارس کے ساحل پر اور عراق عرب کی سرحد تک میں آباد تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا

رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

تم ڈرتے نہیں ہو- کچھ شک نہیں کہ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو

اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

اور میری تابعداری کرو- میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا

تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- کیا تم اس جگہ آرام میں چھوڑے

هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ

جاؤ گے- یعنی باغوں چشموں- کھیتوں اور

نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

کھجوروں میں جن کے شگوفے نازک نازک ہیں- اور تم پہاڑوں کو کھود کھود کر

فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ

خوشی خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو - اور تم

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا

حد سے گزر جانے والوں کی بات نہ مانو جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور

يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ

اصلاح نہیں کرتے - فـ۱ بولے تجھ پر جادو کیا گیا ہے- تو تو صرف

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

ہماری طرح کا آدمی ہے پس اگر تو اپنے دعوی میں سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ -فـ۲

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾

صالح نے کہا یہ اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے پانی میں ایک حصہ اس کا اور ایک دن مقرر تمہارا ہے-

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾

اور برائی سے اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے روز کا سا عذاب تم کو آئے گا-

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ

انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پس وہ صبح ہوتے ہی پشیمان پڑے تھے-فـ۳ پس عذاب نے ان کو آ دبایا

فـ۱: قوم ثمود عرب کے شمال مغربی علاقہ میں جو خوب سرسبز و شاداب تھا آباد تھی۔ اس قوم سے کہا گیا کہ یہ گمان نہ کرو اور نہ ہی یہ گمان کرنا تم کو زیب دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تم کو عطا کی ہیں اور تم ان سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہو ان کے پوچھے جانے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور موت سے غافل نہ ہو جانا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ پھل جب پک جائے اور کھانے کے قابل ہو تو اس کو ھضیم کہتے ہیں اور ایک روایت میں ان سے مروی ہے کہ ھضیم وہ پھل ہے جو نہایت نازک اور لطیف ہو۔ فرمایا پہاڑوں کو کھود کھود کر خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہارے یہ گھر' کیا تم نہیں سمجھتے کہ

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

مسرفین سے ان کے رؤسا اور بڑے مراد ہیں جو ان کو کفر' شرک اور مخالفت حق کی طرف بلاتے تھے۔ قانون الٰہی کو نہ ماننے اور اس پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ دنیا میں ہمیشہ خرابیوں ہی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے' شراب نوشی و زنا کاری' سود خواری' رشوت و خیانت' رشک و حسد سے ہمیشہ جسمانی اور اخلاقی بیماریاں ہی بڑھی ہیں۔ اور ان سے ہر قسم کی معاشی ابتری پیدا ہوتی رہی ہے' قرآن نے ان سارے انفرادی و اجتماعی امراض کے لئے ایک جامع لفظ "فساد فی الارض" کا استعمال کیا ہے۔

تنبیہ:۔ قوت عقلی ہو یا فعلی ہو یا اعتقادی ان کا بے استعمال کرنا سب داخل اسراف ہے۔

فـ۱: مسحر وہ شخص ہے جس پر جادو کیا جائے یہی قول ہے مجاہدؒ کا اور قتادہؒ کا بعض نے کہا مسحر وہ شخص ہے جس کو کھانے پینے کے ساتھ لالچ دیا جائے یہ قول کلبی وغیرہ کا ہے اس صورت میں سحر وہ شخص ہے جس کا پھیپھڑہ ہو کیونکہ سحر بمعنی پھیپھڑہ کے ہے تو گویا انہوں نے کہا تو ایک آدمی ہے ہم جیسا' تو کھاتا ہے پیتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مسحرین بمعنی مخلوقین ہے انبیاء کی دعوت کا اصل جو ہر خود ان کی تعلیمات رہی ہیں جاہل قوموں نے بجائے ان تعلیمات کی قدر کرنے کے ہمیشہ مطالبہ خوارق و معجزات کا کیا ہے اور انبیاء کی بشریت ہی کو ان کی رسالت کا مانع اور اس کے منافی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مظہر اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور اللہ تعالیٰ کی بیوی وغیرہ یہ سب کچھ تو وہ سمجھ سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول کا تصور ہی گویا ان کی دماغی گرفت سے باہر تھا؟

فـ۲: قرآن پاک کے فرمان سے ظاہر یہی ہے کہ وہ اونٹنی دوسری اونٹنیوں کی طرح نہ تھی بلکہ ان کے خلاف عادت کی صورت پر تھی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر میں سے پیدا کی گئی تھی اور اس بات پر امت کا اجماع ہے اور اجماعی باتوں میں شک کرنا کفر ہے۔ آج کل کے نیچری ذوق

رکوع ۹

کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز قدرت کی نشانی ہے جن میں اونٹنی بھی ایک بڑی نشانی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو اسی قدرتی نشان کی طرف توجہ دلائی ہے اور کوئی خلاف عادت معجزہ نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ پر کفار جو نشانیاں مانگا کرتے تھے وہ نشان قدرت نہیں بلکہ نشان نبوت مانگتے تھے۔ جن سے ثابت ہو کہ اس مدعی کی نبوت صحیح ہے' نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ثبوت چاہتے تھے۔ نشان قدرت منکرین قدرت کے سامنے پیش ہوا کرتے ہیں جیسے دہریے نشان نبوت منکرین رسالت و نبوت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان دونوں قسم کے نشانوں کو ایک کہنا دانش مندی نہیں بھلا یہ کیسا کلام ہے کہ مخالف رسالت تو کہے کوئی ایسا نشان دکھا جس سے نبوت کا ثبوت ہو مگر نبی اس کو کہے یہ قدرت کی کاریگری دیکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَ

کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانی ہے اور ان میں سے بہت سے لوگ نہیں مانتے- اور

اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨ

تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے- لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا

الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

تھا- جب ان کے بھائی لوط نے ان کو کہا کیا تم ڈرتے نہیں-

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝

بے شک میں تمہارے لئے معتبر رسول ہوں - پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو-

وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ ۔

اور میں تم سے اس بات پر مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ

الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ

رب العالمین ہی کے پاس ہے- کیا تم دنیا کے لوگوں میں سے لڑکوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو- اور

تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں ان کو چھوڑتے ہو بلکہ تم

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

حد مقررہ سے آگے بڑھنے والے ہو - ف۱ وہ بولے اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو

الْمُخْرَجِیْنَ ۝ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ۝ رَبِّ

نکالا جائے گا ف۲ لوط نے کہا میں خود تمہارے کاموں سے بیزار ہوں- اے میرے پروردگار!

نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝

مجھے اور میرے متعلقین کو انکے کاموں کی سزا سے نجات دیجئو- پس ہم نے اسکے اور اس کے متعلقین سب کو بچایا-

اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَ

سوا ایک بڑھیا عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی- پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کر دیا-

اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ اِنَّ

یعنی ہم نے ان پر بارش کی پس ان ڈرائے گئے لوگوں پر بہت بری بارش تھی- بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ

اس میں نشانی ہے اور بہت سے لوگ ان میں سے بے ایمان ہیں ف۳ اور تیرا

منزل ۵

اور اللہ تعالیٰ کی صنعت دیکھ تو ایسی فضول باتیں کسی دانش مند کے منہ سے نہیں نکل سکتیں جو کہ کلام کرنے کے طریقہ کے خلاف اور غلط ہوں نہ کوئی دانش مند کہتا ہے۔

تنبیہ:۔ایک بدکار عورت کے گھر کافی سارے جانور تھے اور اس نے ان کے چارے اور پانی کی تکلیف کی وجہ سے اپنے ایک آشنا کو اکسایا تو اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے پھر اس کے تین دن بعد اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر سخت قسم کا عذاب آیا۔

.....

ف۱: حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو بعض دوسرے برے کاموں اور لونڈے بازی سے روکا اور ان کو ہدایت کی کہ عورتوں سے اپنی حاجت پوری کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے

بنایا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر تو ہم کو کہنے سے نہ رکے گا ہم تو تجھ کو اس بستی سے نکال دیں گے اور یہ لونڈے بازی کی عادت اور اس بدفعلی کی یہی قوم بانی تھی ان سے پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہاں قوم لوط کی اس غیر طبعی شہوت پرستی کا بیان ہے جس میں وہ لوگ آج کل کی بعض مہذب و متمدن قوموں کی طرح شدت سے مبتلا تھے۔

ان بدفعلیوں کی محرک کوئی طبعی جنسی خواہش کسی درجہ میں بھی نہ تھی۔ یہ محض نفس کا خبث اور ان کی طبیعت کا شیطانی میلان تھا جو انہیں اغلام ولواطت کی طرف لے آیا تھا اور یہ لوگ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت و انسانیت کی حدود سے نکل چکے تھے اور جرائم پیشہ یا مجرمانہ فطرت کے حامل بن گئے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے جس نے قوم لوط والا کام کیا آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ف۲: جو نصیحت ہمیں کر رہے ہو اس سے اگر باز نہ آئے۔ مطلب یہ کہ بس کرو اپنی یہ نصیحت اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ تم کو زبردستی اس ملک سے باہر نکال دیا جائے گا۔ یہ مجرموں کی طرف سے چیلنج تھا جو حضرت لوط کو دیا گیا۔

ف۳: دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ﴾ (ہود:۸۳) یعنی جب پہنچا حکم ہمارا تو ہم نے وہ بستی اوپر نیچے کر ڈالی اور اس پر کنکر کی پتھریاں تہ بتہ برسائیں۔ ابن کثیرؒ نے مسومۃ کے یہ معنی کئے ہیں کہ اس پر علم تھا ہر شخص کے نام کی مہر لگی تھی ہر پتھر پر اس کے صاحب کا نام لکھا تھا کہ یہ فلاں پر نازل ہوگا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوطی کو اونچی جگہ سے یعنی پہاڑ یا ٹیلہ سے نیچے گرا کر پتھر سے چکنا چور کریں جس طرح قوم لوط سے کیا گیا۔ دیگر علماء نے کہا ہے کہ سنگسار کیا جائے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ان کی دلیل ابن عباس کی وہ روایت ہے جس میں ہے کہ جس کسی کو تم پاؤ قوم لوط کا کام کرتا ہے تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو۔ قالین قلی بغض شدید کو کہتے ہیں لوط علیہ السلام جیسے صالح الفطرت رسول کی تو خود فطرت ایسے گندہ جرم سے نفرت کرنے لگتی ہے انہیں تو جتنی بھی بیزاری ایسے جرم سے ہو کم ہے ان کی بیوی جو ایمان سے محروم اور لوط علیہ السلام کی مخبری کرتی رہتی تھی وہ کفار کے ساتھ ہی رہی پھر جب عذاب آیا تو وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہلاک ہوئی۔ مما تعملون میں مضاف مقدر ہے۔ ای من عقوبة عملهم (کشاف) ای من شوم عملهم۔ (روح) یعنی وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے وہ ہلاک کئے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ

پروردگار بڑا ہی غالب بڑے رحم والا ہے۔ ایکہ والوں نے رسولوں کو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

جھٹلایا تھا۔ جب ان کو شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

بے شک میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو۔

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

رب العالمین کے پاس ہے ف۱ اور ماپ تول وغیرہ پورا کیا کرو اور کم دینے والوں میں نہ ہو۔

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۱۱﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو۔ اور لوگوں کے مال

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ

کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاؤ۔ اور

اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالُوْٓا

اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔ وہ بولے

اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

کسی نے تم پر جادو کردیا ہے۔ اور تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے

وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا

اور ہم تو تجھے جھوٹا جانتے ہیں۔ پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا

مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّيْٓ

کوئی ٹکڑا گرا دے۔ شعیب نے کہا میرا پروردگار

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ

تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ وہ شعیب کو جھٹلاتے ہی رہے پس ان کو

يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّ

سایہ دار دن میں عذاب نے آ دبایا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑے دن کا سا عذاب تھا۔ ف۲ بے شک

لغات

ف۱: اَصْحَابُ الْاَیْکَۃِ سے مراد قوم مدین ہے' ایکہ ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے اسی نسبت سے ان کو اصحاب الایکہ کہا گیا اور اسی لئے شعیب علیہ السلام کو ان کا بھائی ہونا نہیں فرمایا کیونکہ انبیاء کی اخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی اگر ان کو اہل مدین کہہ کر مخاطب کیا جاتا تو پھر اخوھم کہنا موزوں تھا جب اصحاب الایکہ کہہ کر ایک مذہبی نسبت سے ذکر کیا تو اس حیثیت سے اخوھم فرمانا حضرت شعیب کی شان کے مناسب نہ تھا۔ بہرحال اہل مدین اور اصحاب الایکہ ایک قوم ہے اور شعیب علیہ السلام اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ایکہ کا لفظ قرآن پاک میں چار بار آیا ہے۔ فتح البیان والے کے نزدیک یہ دو الگ الگ امتیں ہیں اور ان دونوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے شعیب کو بھیجا تھا۔

تنبیہ:۔ مدین شہر یا قبیلہ کا نام تھا۔ شعیب علیہ السلام نے اصحاب الایکہ کو ماپ تول پورا دینے کا اور مدین والوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہی امت تھی۔

۲۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اس آیت کے معنی میں دین کی تمام اصولی اور فروعی باتیں موجود ہیں جیسے کہ کلمہ پاک تمام باتوں کو شامل ہے۔

ف۱: معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو یعنی نہ ڈنڈی مارا کرو نہ تولنے کے پیمانوں اور آلہ جات میں گڑبڑ کیا کرو جس طرح لینے کے وقت پورا ناپ تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو ہدایات قرآنی کی مخاطب یہ کوئی زراعت پیشہ' تجارت پیشہ قوم تھی۔ کاروباری بداخلاقی' بددیانتی' خیانت میں مبتلا تھی انہیں تجارتی اخلاق و شائستگی کی تعلیم دی جا رہی ہے کاروباری بداخلاقی' بددیانتی کا انجام آخر کار اجتماعی فساد پر ہوتا ہے۔ خلقکم والجبلۃ الاولین ہو سکتا ہے کہ یہاں خطاب عام نوع انسانی سے ہو اور الاولین سے مراد اس صورت میں ان مخلوقات سے ہوگی جو انسان سے قبل خلعت وجود سے مشرف ہو چکی تھیں' جیسے فرشتے' جنات وغیرہا۔

انہوں نے آسمان کا ٹکڑا گرا دینے کا مطالبہ کیا تھا اس لیے ان پر عذاب سائبان (بادل) کی شکل میں آیا۔ سورۂ ہود میں قوم شعیب کے عذاب کو صیحہ (ہولناک آواز) سے سورۂ اعراف میں رجفہ (لرزا دینے والی آفت) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے پہلے بادلوں نے ان کو ڈھانک لیا اور وہ سمجھے کہ یہ سخت تپش میں ہمارے لیے چھتری بن گیا ہے لیکن اس میں سے بجلی شدید چنگھاڑ کے ساتھ ان پر گر گئی جس نے ان کو ایسا لرزا دیا کہ اوندھے منہ زمین پر گرے اور ہلاک ہو کر رہ گئے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوزخ سے گرم ہوا بھیج دی جو ان پر سات دن تک چلی یہاں تک کہ ان کو جھلس دیا اور اس ہوا سے ان کے پانیوں اور چشموں اور کنوؤں نے جوش مارا پھر وہ اپنے گھروں سے بھاگنے والے بن کر نکلے پھر ان کے لئے ایک سائبان سیاہ بادل کی شکل جیسا ظاہر ہوا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو ٹھنڈی ہوا کے شوق میں اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے وہ سب جل کر ہلاک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لا چکے تھے ان کو نجات دی اور وہ بادل چونکہ سائبان کی شکل میں تھا اسی بنا پر اسے عذاب کے سائبان سے تعبیر کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾
اس میں نشانی ہے بہت سے لوگ ان میں سے ایمان نہیں لاتے۔
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ
اور تیرا پروردگار بہت غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور بے شک یہ قرآن
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ عَلٰى
رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین نے اس کو تیرے دل پر
قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
اتارا ہے۔ تاکہ تو ان ڈرانے والوں میں سے ہو۔ واضح عربی زبان
مُّبِيْنٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ
میں ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں ہے۔ اور کیا ان کے لئے
لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۱۰﴾ وَلَوْ
یہ نشان کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی اس کو جانتے ہیں۔ ف۱ اور اگر ہم
نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا
اس کو کسی عجمی پر اتارتے۔ اور ان کو پڑھ کر سناتا تو کبھی اس پر
كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ
ایمان نہ لاتے۔ اسی طرح ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
میں داخل کر دیا ہے۔ وہ ہرگز اس کو نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب
الْاَلِيْمَ ﴿۱۱۴﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۵﴾
نہ دیکھیں لیں گے۔ پس عذاب ان پر ناگہاں آ جائے گا کہ نہیں جانتے ہوں گے۔ ف۲
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
پھر کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ہے۔ کیا ہمارا عذاب
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ
جلدی مانگتے ہیں۔ بھلا بتلاؤ اگر ان کو سالہا سال تک بھی مہلت دیں۔ پھر
جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
بھی جو کچھ ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ان پر آ جاوے۔ تو جن چیزوں سے ان کو منافع

ف۱: اکثر سلف جیسے ابن عباسؓ اور محمد بن کعبؒ قتادہؒ عطیہؒ سدیؒ ضحاکؒ اور زہریؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس آیت میں روح الامین سے جبرائیل مراد ہیں اور ملت کا اس پر اتفاق ہے رسول کے قلب مبارک تک جبرئیل امین جیسے زبردست محافظ نے پہنچایا جن کے لائے ہوئے پیام پر کسی غلطی و تحریف کا امکان نہیں۔ نزل صلہ کے بعد انزل کے معنی میں ہے شاید عَلٰى قَلْبِكَ کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو کہ نزول وحی کی جو دو کیفیتیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں بھی صلصلۃ الجرس یعنی گھنٹی کی آواز کا آنا اور کبھی فرشتہ کا آدمی کی صورت میں سامنے آ کر بات کرنا' ان میں سے قرآن کی وحی غالباً پہلی کیفیت کے ساتھ آئی تھی کیونکہ دونوں حالتوں میں محققین کے نزدیک فرق یہ تھا کہ پہلی حالت میں نبی کو بشریت سے علیحدگی اختیار کر کے ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا گویا اس وقت آلات جسدانیہ کو بالکل معطل کر کے صرف روحی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے دل کے کانوں سے وحی کی آواز سنتے تھے اور دل کی آنکھوں سے فرشتے کو دیکھتے تھے اور دل کی الٰہی قوتوں سے ان علوم کو سیکھتے اور محفوظ رکھتے تھے۔ بخلاف دوسری حالت کے کہ اس میں فرشتہ کو مقام ملکیت سے اتر کر بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا اس وقت نبی ان ہی ظاہری آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے اور ان ہی ظاہری کانوں کے توسط سے آواز سنتے تھے یہی وجہ ہے کہ وحی کی پہلی قسم کو احادیث میں فرمایا کہ ھو اشد علی وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے کیونکہ اس میں آپ کو بشریت سے ملکیت کی طرف صعود کرنا پڑتا تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ۔ رسول اللہ ﷺ کی دو حیثیتیں تھیں ایک یہ کہ آپ نبی عالم تھے دوسرے یہ کہ آپ نبی عرب تھے یہاں آخری حیثیت مراد ہے اسی لئے زبان عرب کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ یہاں اور دوسرے مقامات پر جو قرآن کے عربی زبان میں ہونے پر زور دیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر عربی قرآن پر یعنی کسی ترجمہ قرآن پر قرآن کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ بعض نے کہا ہے قرآن کا اطلاق غیر عربی کے قرآن پر بھی صحیح و صادق آتا ہے اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے نماز میں فارسی ترجمہ قرآن کو خود قرآن کا قائم مقام قرار دیا ہے محققین کا قول ہے کہ بعد کو امام نے اپنی رائے سے رجوع بھی کر لیا تھا اور اپنے استدلال کی خامی انہیں خود نظر آ گئی۔ اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کا صرف ترجمہ پڑھنے سے قرآن کریم پڑھنے کا ثواب یا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ہمارے ہاں مروج ہے۔ بعض لوگ قرآن کریم کے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور بازاروں میں شمع ہدایت یا نور ہدایت کے نام سے قرآن کریم کے جو تراجم ملتے ہیں۔ ان کو خریدتے ہیں یا ان کے خریدنے پر زور دیتے ہیں یہ روش اسلام کے منافی اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن کو سمجھنے پڑھنے اور سیکھنے کے لئے جب تک عربی زبان میں مہارت حاصل نہ ہوگی اس وقت تک اصلی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا لہٰذا مسلمانوں کو ایسی باتوں سے خود بھی بچنا اور دوسرے لوگوں کو بچانا چاہئے۔

انہ میں مضاف مقدر ہے۔ وحی کا اصلی مخاطب دل ہی ہوتا ہے اور باقی تمام اعضاء دل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ محققین نے کہا ہے کہ نبی کے پاس قبول وحی کے لئے ایک قلب بھی مخصوص ہوتا ہے اور ایک مخصوص سننے اور دیکھنے کی قوت بھی۔

تنبیہ:۔ یعلمہ میں ہٗ ضمیر قرآن کی طرف ہے۔ لھم میں ھم ضمیر قریش کی جانب جو علمائے بنی اسرائیل کے علم و فضل کے خود بھی قائل اور معترف تھے۔

ف۲: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی پر اتارتے یعنی عربی کی بجائے عجمی میں نازل کرتے اور وہ ان کو (بقیہ صفحہ 906 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾

حاصل ہورہے ہیں ف۱ وہ انہیں کیا کام آئیگی اور ہم کسی بستی کو بغیر اسکے تباہ و برباد نہیں کرتے کہ انکے پاس ڈر سنانیوالے

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

نصیحت کرنے کو آئے ہوں اور ہم ظالم نہیں ہیں۔ اور نہ شیاطین نے اس کو اتارا ہے۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور نہ ان کو لائق ہے اور نہ ان سے ہو سکتا ہے۔ وہ اسکے سننے سے بھی الگ

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

کئے جاچکے ہیں۔ پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکار ورنہ تو سخت

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ف۱ اور اپنے قریبی کنبہ والوں کو سمجھایا

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

کر۔ اور جو ایماندار تیرے تابع ہوئے ہیں اپنے بازو ان کے سامنے جھکا دیا کر۔

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ

پھر بھی اگر یہ لوگ تیری نافرمانی کریں تو تو کہہ میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں۔ ف۲ اور اللہ

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ

غالب اور مہربان پر بھروسہ کر۔ جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور

تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ

سجدہ کرنے والوں میں تیرا آنا جانا بھی دیکھتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہی سنتا اور جانتا ہے۔ ف۳ میں

اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ

تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ ہر ایک دروغ گو

اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾

بدکردار پر اترا کرتے ہیں۔ سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ

اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر ایک

وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾

جنگل میں گھوم جاتے ہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ ف۴

ف۱: یعنی اگر ہم عذاب میں کچھ تاخیر کر دیں یا ان کو کچھ مہلت دیدیں اگرچہ یہ مہلت کافی دیر تک کی ہو۔ پھر ان پر ہمارا عذاب آ جائے اور جن نعمتوں سے یہ لوگ دنیا میں فائدے اٹھاتے رہے یہ نعمتیں ان کی زندگی کی خوشحالی اور ان کی جاہ وحشمت وغیرہ انہیں کچھ بھی فائدہ مند نہ ہونگی اور یہ لوگ سمجھیں گے کہ واقعی ہم بہت جلدی پکڑے گئے۔ یعنی جس روز یہ عذاب کو دیکھ لیں گے تو انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ گویا صبح کا کچھ حصہ یا شام کا کچھ حصہ ہی انہوں نے دنیا میں گذارا۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک کافر لایا جائے گا اس کو دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا اللہ کی قسم کبھی نہیں اے میرے رب یا پھر لایا جائے گا وہ شخص جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا۔ اور اس کو بہشت میں غوطہ دیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی؟ کیا کبھی تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری۔

ف۲: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ کتاب بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی ہے اور شیطان کا اس میں ذرہ بھر بھی دخل نہیں ہے تو پھر تمہیں چاہئے کہ تم اس کی تعلیم پر چلو جس میں اصل اصول توحید ہے شرک وکفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو ورنہ عذاب الٰہی سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ صیغہ حاضر (فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ) کمال تخویف اور انتہائی اہمیت کے اظہار کے لئے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کو شرک سے کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ولی سے کسی حال میں بھی تکلیف شرعی ساقط نہیں ہو سکتی۔

ف۳: جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے سارے قریش اور اپنی پھوپھی بیٹی اور چچا تک کو سنایا اور مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی فکر کرو کیونکہ اللہ کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا صحیح بخاری وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ قریشی عزیزوں کے ذکر کی تخصیص اس لئے ہے تاکہ انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ نبی ﷺ کی اتباع کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ صرف رشتہ داری کافی نہیں فقہاء نے کہا ہے کہ وعظ فرض کفایہ ہے شروع اپنے عزیزوں قریبوں سے کرے اور پھر جہاں تک ہو سکے پھیلاتا جائے۔ اور وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ میں صراحت کے ساتھ حکم مخدوم وآقا کو مل رہا ہے کہ وہ اپنے متبعین کے ساتھ فروتنی سے پیش آئیں یہ تعلیم اسلام کے سوا کہاں ملے گی؟ فروتنی کا حکم جب سردار اور مخدوم کو اپنے خادموں کے مقابلہ میں مل رہا ہے تو خود خادموں، مریدوں اور شاگردوں کو تو اپنے بزرگوں، مرشدوں اور اساتذہ کے حضور میں کہیں زیادہ فروتنی سے رہنا چاہئے۔ خفض جناح کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو اطاعت سے پیدا ہوتی ہے جیسے اولاد کی فروتنی والدین کے مقابلہ میں دوسری وہ جو شفقت سے پیدا ہوتی ہے اور وہی یہاں مقصود ہے۔

ف۴: نبی ﷺ حقیقی نقصان سے ہمیشہ محفوظ رہے اور متوکل کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ صرف ظاہری نقصان ہوتا ہے جبکہ اس کے اندر ہزاروں فائدے ہوتے ہیں۔ جن کا ظہور خواہ دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ مقام توکل صوفیا کے ہاں ایک معروف ومسلم مقام ہے اللہ غالب اور مہربان پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں یعنی نمازیوں میں تیرا آنا جانا بھی وہ دیکھتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھ والے کس عاجزی اور خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا تو ہر حال اور ہر وقت ہی رہتا ہے یہاں (بقیہ صفحہ 907 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ
مگر جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت
كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ
یاد کرتے ہیں اور بعد مظلوم ہونے کے بدلہ لیتے ہیں اور ظالم
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾
جان جائیں گے کہ کس چکر میں گھوم رہے ہیں۔ ف

آیاتہا ۱۳ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۷

سورۃ النمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾
میں اللہ بڑا وسعت والا پاک ہوں' یہ آیات قرآن یعنی روشن کتاب کی ہیں۔
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
جو مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ جو نماز پڑھتے ہیں
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ
اور زکوۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ جو لوگ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
آخرت سے منکر ہیں ہم ان کے اعمال ان کی نظروں میں مزین کردیتے ہیں پس وہ
يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ
بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب ہے اور یہی لوگ
فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ
آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ف اور قرآن تجھے حکیم علیم
مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ
کی طرف سے دیا گیا ہے۔ ف جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ ع ۱
میں نے آگ دیکھی ہے میں تمہارے پاس سے کوئی خبر یا سلگتا ہوا

منزل ۵

ف: جو ایمان دار لوگ ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں تو وہ ایسے نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں سچائی ہوتی ہے اور وہ کسی شخص کی ناجائز مدح یا مذمت نہیں کرتے' اگر کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں تو مظلوم ہونے کے بعد حملہ آور ہوتے ہیں وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے' پس ایسے ایماندار نیکوکار اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہیں۔ اور جو ظالم مخلوق کو ناحق ستاتے ہیں بلاوجہ کوستے ہیں ہاتھ اور زبان سے ایذائیں دیتے ہیں۔ جس وقت ان کے اعمال کا نقشہ ان کے سامنے آجائے گا تو وہ جان لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے تو اس لئے ہر شخص کو مکافات عمل سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کو کاہن اور شاعر کہہ کر جھٹلاتے تھے۔

ف: آیات سے یہاں چار باتوں کا بیان ہونا مراد ہے۔ ایک یہ کہ جس کتاب کی یہ آیات ہیں وہ قرآن ہے' دوسرا یہ کہ وہ کتاب روشن و واضح ہے' تیسرا اور چوتھا یہ کہ آیات انہی اہل ایمان کے لئے سبب ہدایت بھی ہیں اور ذریعہ بشارت بھی۔ تلک بعید کا اشارہ ہے اور یہاں یہ اشارہ قرآن کے شرف و منزلت کے اظہار کے لئے ہے کتاب کی تنوین و تنکیر اظہار عظمت کے لئے ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ کے نزدیک واؤ عطف تفسیری کے لئے ہے جیسا کہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنین عقائد و اعمال دونوں کے باب میں بڑے پختہ ہیں۔ نماز گویا خلاصہ ہے بدنی طاعات کا اور زکوۃ مالی طاعات کا۔ عقائد کے باب میں عقیدہ آخرت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور انسان کی اپنی ذمہ داری اور مسئولیت کا پورا احساس اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس یہ کہنا بالکل بلا مبالغہ ہے کہ آخرت پر ہی یقین رکھتے ہیں' کیونکہ ہر وقت ان کو یہی دھن رہتی ہے کہ جو کام کریں آخرت ہی کے لئے کریں اور جو لوگ روز جزا کے منکر ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں تو وہ محض اپنے نفس کی خوشی کے لئے کرتے ہیں' ان کو اللہ تعالیٰ کی خوشی یا ناراضگی کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں مزین و خوبصورت کر دیتے ہیں اور جب کسی کو کوئی کام برا معلوم ہو تو اس سے اس کے چھوڑنے کی توقع بھی ہوسکتی ہے لیکن جب برائی کو بھلائی کی نظروں سے دیکھا جائے تو پھر کیا امید؟ ایسے لوگ اپنی اس مادی دنیا کے سامان اور یہاں کی ترقیوں پر پھولے نہیں سماتے اور اتراتے ہوئے کس کس طرح ایک ایک نظریہ اور ایک ایک فلسفہ کی آڑ ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور یہاں سے وہاں منڈلاتے ہی رہتے ہیں۔ موت کے وقت تو عذاب شدید کا نزول لازم اور قطعی ہے۔ اور موت سے پہلے کی زندگی میں ہی غور کر کے دیکھا جائے تو آخرت فراموش قومیں بے شمار ذہنی اذیتوں میں مبتلا زندگی بسر کرتی نظر آئیں گی' مثلاً برطانیہ، فرانس، امریکہ، روس اور چین وغیرہ ان کی ساری خوشحالیوں کے باوجود آج جو کچھ ان پر گزر رہی ہے وہ کس کی نظر سے مخفی ہے؟

تنبیہ:۔ تزئین کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس حیثیت سے ہے کہ خالق ہر چیز کا وہ ہے کسی سبب پر اسباب کا مرتب اس کی مشیت و ارادہ کے بغیر نہیں ہوسکتا جیسا کہ دوسرے مقامات پر اضلال اور ختم وغیرہ کی نسبت اس کی طرف ہوئی ہے۔

۲۔ اقامت صلوٰۃ کے اصل معنی یہ ہیں کہ ہمیشگی کرے اور اس پر ثابت قدم رہے' تو معلوم ہوا کہ جو شخص وقت پر نماز نہیں پڑھتا' بعض وقت کی نماز چھوڑ دیتا ہے یا بے وقت ادا کرتا ہے' یا اس طرح نہیں پڑھتا جس طرح کہ حدیث مطہرہ سے ثابت ہے' یا غفلت کے ساتھ اور بے پرواہی سے پڑھتا ہے تو وہ مقیم صلوٰۃ نہیں ہے۔ (بقیہ صفحہ 907 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا

انگارا لاتا ہوں تا کہ تم لوگ تاپو۔ پس جب اس کے قریب آیا

نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ

تو اس کو پکار ہوئی کہ مبارک ہے جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہے اور

سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ

اللہ رب العالمین پاک ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں اللہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ

جو غالب بڑی حکمت والا ہے۔ فـ۱ اور تو اپنی لکڑی کو پھینک دے پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ حرکت کرتی ہے۔

كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا

گویا کہ وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے لوٹ کر نہ دیکھا اے موسیٰ

تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا

ڈرو نہیں میرے نزدیک پیغمبر کر رسول نہیں ڈرا کرتے۔ ہاں

مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ

جو ظلم کرے پھر وہ برائی کے بعد نیکی اختیار کرے تو میں بخشنہار

رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ

مہربان ہوں۔ اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر وہ بغیر

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ

بیماری کے سفید نکلے گا تو نشانوں کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا

بے شک وہ بدکاروں کی قوم ہے۔ پھر جب ان کے پاس ہمارے

مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا

واضح نشان آئے تو انہوں نے کہا یہ تو صریح جادو ہے فـ۲ اور ظلم اور تکبر کی وجہ سے

وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ

انہوں نے ان کو نہ مانا مگر دل ان کے ان کو تسلیم کر چکے تھے پھر تم دیکھ لو ان

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ

مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔ فـ۳ اور ہم نے داؤد اور سلیمان

فـ۱: موسیٰ علیہ السلام اپنے سسر کے شہر مدین سے اپنے عیال کو لے کر واپس مصر کی طرف آنے لگے واپسی کے وقت کوہ طور سے قریب ہو کر گزرنے کا ذکر ہے آپ مصر کی راہ بھول گئے تھے سردی کا موسم اور اندھیری رات تھی انہوں نے آگ دیکھی۔ ابن عباسؓ سے ایک اور روایت میں ہے کہ وہ رب العالمین کا نور تھا (یعنی وہ نور جو اللہ تعالیٰ کا حجاب ہے) موسیٰ علیہ السلام متعجب ہو کر ٹھہر گئے اور آواز آئی کہ برکت رکھتا ہے جو آگ میں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا یعنی وہ پاک ہے اور من حولها سے فرشتے مراد ہیں۔ اَنْ یہاں تفسیری ہے اور تقدیر کلام یوں سمجھی گئی ہے۔ یعنی کہ پکارا گیا کہ بے شک وہ برکت رکھتا ہے۔

بعض مفسرین نے بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ سے ملائکہ مراد لئے ہیں اور من حولها سے موسیٰ علیہ السلام بہت سے مفسروں سے اس کے برعکس بھی منقول ہے یعنی "جو آگ میں ہے" اس کو "آگ کے قریب" کے معنی میں لے کر مراد اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام لی ہے اور من حولها سے فرشتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا پردہ نور ہے اگر اس پردے کو اٹھا دے تو اس کے منہ مبارک کی روشنیاں ساری مخلوق کو جلا دیں جہاں تک اس کی نظر کام کرے یعنی تمام عالم کو پھر راوی حدیث ابوعبیدہؓ نے یہ آیت پڑھی اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا رواہ مسلم۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ جہت، رنگ، مقدار، وزن وغیرہ تمام تعینات سے پاک ہے یہ تنبیہ فوراً اس لئے کر دی گئی کہ کوئی اس تجلی کو جو آگ کی شکل میں محدود مقید تھی کہیں عین ذات واجب الوجود نہ سمجھ بیٹھے معاذ اللہ کہیں رب العالمین کی ناقابل پیمائش وسعتیں رکھنے والی ذات بے ہمتا آگ کے چند شعلوں کے اندر حلول کر سکتی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام اگر اس مسئلہ سے خالی الذہن تھے تو یہ اس کی تعلیم ہے اور اگر آپ کو دلائل عقلیہ اور فطرت صالحہ سے پہلے سے معلوم تھا تو پھر مزید تفہیم ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) کس آگ کی تلاش میں ہو؟ آؤ ہم تمہیں وہ آگ بتلائیں کہ تمام دنیا کی آگ اس کے آگے ہیچ ہے یعنی العشق نار یحرق ما سوی اللہ یہ آگ اللہ تعالیٰ کے عشق کی ہے جو اپنے سوا سب کچھ کو جلا کر ختم کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ جس کو کسی درخت یا مکان سے کوئی حلول یا نزول کا تعلق نہیں وہ سب جہان میں ہے اور پھر سب سے الگ بھی۔

تنبیہ: سورۃ القصص میں بھی یہی قصہ معمولی سے لفظی تبدیلیوں کے ساتھ آ رہا ہے مفسرین نے اس لفظی اختلاف و معنوی اتحاد سے یہ استدلال کیا ہے کہ حدیث نبویؐ کی روایت بالمعنی جائز ہے۔

فـ۱: لا تخف یہ ظاہری طور پر خبر ہے اور معنوی طور پر انشا یعنی ہدایت ہو رہی ہے کہ خوف نہ کرنا چاہیے۔ خوف طبعی مرتبہ نبوت کے بالکل منافی نہیں اگر یہ خوف عقلی تھا جب بھی بسبب اس کے کہ اس میں کسی مخلوق کا واسطہ نہ تھا اس میں شان نبوت کے منافی کوئی بات نہیں اور اگر یہ خوف طبعی تھا تو لا تخف سے جو خوف کا ازالہ کیا گیا ہے اس کی تقریر یہ ہوگی کہ ایک کیفیت طبعیہ پر جب دوسری کیفیت طبعیہ غالب آ جاتی ہے تو پہلی کیفیت ختم ہو جاتی ہے بس تم سمجھو کہ ہم نے تم کو نبوت دی ہے اور اس نئی عنایت سے طبعی طور پر تم کو ایسا سرور حاصل ہوگا کہ اس خوف کا اثر نہ رہے گا اور اگر خوف عقلی تھا تو تقریر یہ ہوگی کہ ہر چند کہ حوادث انبیاء پر بھی آتے ہیں مگر ہم اپنی عادت سے اطلاع دیتے ہیں کہ خود معجزات اور بالخصوص عطائے نبوت کے وقت امتحان اور نقصان نہیں ہوا کرتا بس اب خوف عقلی نہ رہے گا۔ من غیر سوء موجودہ تورات کی دوسری کتاب خروج باب ۴ کی ۶ آیت میں حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کو (بقیہ صفحہ 907 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا

کو علم دیا اور دونوں نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو

عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ

اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر برتری بخشی۔ اور سلیمان داؤد کا

سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

وارث ہوا اور اس نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں کی

الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

بولی بھی سکھائی گئی ہے اور ہم کو ہر ایک چیز ملی ہے بے شک یہ صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ

فضل ہے۔ ف۱ اور سلیمان کے سامنے جنوں انسانوں اور جانوروں میں سے

الْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا

اس کی فوج جمع کی گئی تو اکٹھے کئے گئے۔ یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں

عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ

کے ایک میدان میں پہنچے تو ان میں سے ایک نے کہا اے چیونٹیو

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ

تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کی فوج ناواقفی میں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ

تم کو روند ڈالیں۔ ف۲ پس وہ اس کے کہنے سے ہنس پڑا اور

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

کہا اے میرے پروردگار! مجھے تو توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو

عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرتا ہے

وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَ

اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔ ف۳ اور سلیمان

تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۭ اَمْ كَانَ

نے پرندوں کی تلاش کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ

ف۱: سلیمن علما۔ یعنی ان کو معرفت الٰہی اور پولیٹیکل اکانومی یعنی جہانبانی کی قابلیت عطا فرمائی۔ دوسرے لفظوں میں علم نبوت وسلطنت کا علم عطا ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادہ ہیں باپ بیٹے میں سے ہر ایک کو اس کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا: شرائع احکام اور اصول سیاست وحکمرانی وغیرہ کے تمام علوم اسی لفظ کے تحت میں داخل ہو گئے۔ فضلنا افضلیت کل مومنین پر نہیں صرف اکثر مومنین پر ہے دعویٰ بس یہیں تک محدود ہے دوسرے انبیاء آخران سے افضل بھی تو ہوئے ہیں باقی تمام مخلوق پر فضیلت کلی تو سارے جہان میں صرف اللہ تعالیٰ ایک بندے کو حاصل ہوئی جن کا نام مبارک محمد ﷺ ہے ضمناً اس میں رد آ گیا توریت کا جس نے حضرت سلیمانؑ کو نعوذ باللہ ایک بددین اور بت پرست انسان کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

اوتینا من کل شیء حکومت وسلطنت کے متعلق مراد کثرت و افراط ہے اور یہ عام محاورہ زبان ہے۔ جیسے اردو محاورہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ اس کو اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے اور جمع کے صیغے اظہار عظمت کے لئے ہیں جیسا کہ شاہی محاورہ ہے۔

تنبیہ:۔ وَرِثَ سُلیمان داؤد ملک وسلطنت میں اصطلاحی میراث مراد نہیں بلکہ اس کے معنی مطلق کسی پہلے والے کے کمالات کے مالک ہو جانے کے ہیں یعنی باپ کی طرح خدمت دینی اس کے سپرد ہوئی اور ملک پر حکمران ہوا۔ داؤد کے بیٹوں میں سے ان کے اصل جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں نبوت اور بادشاہت دونوں جمع کر دیں ملک وہ عطا فرمایا جو ان سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جنؔ ہوا اور پرندوں کو ان کیلئے مسخر فرما دیا جس کا ذکر سورہ سبا میں آئے گا۔

تنبیہ۲: پرندے جو بولیاں بولتے ہیں ان میں ایک خاص حد تک افہام وتفہیم کی شان پائی جاتی ہے ایک پرندہ جس وقت اپنے جوڑے کو بلاتا ہے یا دانہ دینے کے لئے اپنے بچوں کو آواز دیتا ہے یا کسی چیز سے خوف کھا کر خبردار کرتا ہے تو ان تمام حالات میں ان کی بولی اور لب ولہجہ یکساں نہیں ہوتا اور اسی طرح دوسرے احوال وضروریات کے وقت بھی ان کے چہچہانے میں گو ہمیں کتنی ہی مماثلت نظر آئے لیکن ان میں ایسا لطیف وضعیف تفاوت ہوتا ہے جسے وہ آپس میں سمجھ لیتے ہیں ہم کسی پوسٹ آفس میں چلے جائیں اور تاروں کی کھڑکھڑاہٹ گھنٹوں سنتے رہیں تو ہمارے نزدیک ان کی حرکات وآواز بے معنی ہوگی لیکن ٹیلی گراف ماسٹر فوراً بتا دے گا کہ فلاں جگہ سے فلاں آدمی یہ مضمون کہہ رہا ہے کیونکہ وہ ان فقرات تلفرافیہ کی دولت وضعیہ سے پوری طرح واقف ہے اور یہ بات بعید از امکان نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے نغمات کو بھی مختلف معانی ومطالب کے اظہار کے لئے وضع کیا ہو۔ طیور کے بچے بھی اپنی فطری استعداد سے اپنے بنی نوع کی بولیوں کو سمجھنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ کوئی بعید نہیں کہ بطور ایک نبوی اعجاز کے حق تعالیٰ کسی نبی کو بھی ان کا علم عطا فرما دے۔ یورپ کی جدید تحقیقات اب حیوانات کی عاقلیت کو آدمیت کی سرحد سے قریب کرتی جاتی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کی بولیوں کی ابجد تیار کی جا رہی ہے۔

ف۲: سلیمان علیہ السلام کا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایسے میدان کی طرف گزر ہوا جہاں چیونٹیوں کی بڑی بھاری بستی تھی جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں اسے زبان عرب میں قرۃ النمل کہتے ہیں۔ مفسرین نے مختلف بلاد میں کئی ایسی وادیوں کا پتہ لگایا ہے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت تھیں چیونٹی نہایت ذہین جانور ہوتی ہے حیوانات میں کلی طور پر عقل کی نفی کرنا قول بلا دلیل ہے چیونٹی کے متعلق یہ خیال (بقیہ صفحہ 907 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗ
غائب ہے- تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر ڈالوں گا
اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ
یا میرے پاس کوئی واضح دلیل لائے- پس وہ تھوڑی دیر بعد آموجود ہوا
فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ
تو اس نے کہا میں نے ایک ایسے امر پر اطلاع پائی ہے جس کی حضور کو خبر نہیں اور میں حضور کے پاس
يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ
قوم سبا سے ایک محقق خبر لایا ہوں- ف۱ میں نے ایک عورت کو ان پر حکومت کرتے پایا اور اسے
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا
سب چیزیں میسر ہیں اور اس کا تخت بھی بہت ہی بڑا ہے- میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا ہے
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
کہ اللہ کے سوا سورج کی عبادت کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے بد اعمال
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾
انکی نظروں میں خوبصورت دکھا کر ان کو راہ سے روک دیا ہے پس وہ راہ نہیں پاتے ف۲
اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں کو
الْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ
ظاہر کردیتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے- وہ اللہ ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ
اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑے تخت کا مالک ہے- ف۳ سلیمان نے کہا ہم دیکھیں گے
اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ
کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے- اچھا یہ میری چٹھی
هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا
لے جا پس یہ ان کے پہنچا کر ان سے ذرا ہٹ جائیو پھر دیکھیو
يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ
کیا جواب دیتے ہیں- ف۴ ملکہ نے کہا میرے درباریو! میرے پاس ایک معزز مراسلہ

منزل ۵

ف: کسی ضرورت سے سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا تو آپ کو ہدہد کہیں نظر نہ آیا' فرمایا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آتا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے؟ پرندوں سے حضرت سلیمان علیہ السلام مختلف کام لیتے تھے مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پر باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا' خطوط وغیرہ لے جانا' یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ہدہد منہدس تھا اور سلیمان علیہ السلام کو پانی بتاتا تھا جب آپ کسی میدان میں اترتے تو اس کو طلب فرماتے مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہدہد کو محسوس ہو جاتا ہے اور یہ بات بعید از امکان نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے اور ہدہد میں یہ حس موجود ہے کہ وہ زمین کی تہہ سے پانی کے قریب ہونے کا پتہ لگا لیتا ہے تو ہدہد سلیمان کے لئے پانی زمین کی تہ سے دیکھتا تھا جیسے کہ انسان ظاہری اشیاء کو دیکھتا ہے اور فاصلہ بتاتا جو روئے زمین اور پانی تک ہو' پھر سلیمان جنوں کو ارشاد فرماتے وہ اس جگہ کو کھود کر پانی نکال لیتے۔ جب ہدہد آیا تو اس سے سوال ہوا تو عرض کرنے لگا میری غیر حاضری معاف فرمائیں میں ایک سرکاری کام میں لگا ہوا تھا اور میں قوم سباء سے جو یمن میں رہتے ہیں ایک محقق خبر لایا ہوں۔ میری یہ خدمت سرکاری حلقہ میں بہت کچھ اثر رکھتی ہے اور مدبران ملک اس کی قدر کریں گے۔

حضرت سلیمان کو اس ملک کے بارے میں اب تک تفصیلی طور پر معلوم نہ تھا' اب معلوم ہوا کہ سباء ایک قوم کا نام ہے اور ان کا وطن عرب میں یمن کی طرف ہے۔ گویا ہدہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا جن کی بابت ارشاد ہے لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ عِلْمًا ان کو ایک جزئی اطلاع ہدہد نے کی۔ لاعذبنہ.... حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہاں صرف اپنا ارادہ مشروط ظاہر کیا کہ اگر ملزم کوئی عذر ہی پیش نہ کر سکا یا پیش کیا اور وہ بہت ہی ضعیف ہوا تو وہ قابل تعزیر ہوگا اور یاد رہے کہ سلیمان علیہ السلام کوئی حکم شرعی نافذ نہیں کر رہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ فقہ اسلامی میں تو غائب پر قضا جائز نہیں پھر یہ نبی کیسے غائب پر قضا جاری کر رہے ہیں؟

ملحوظہ:- یہ قول متفق علیہ نہیں سید الفقہاء اور مجتہد مطلق امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ الباری غائب پر قضاء کے قائل ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت ہند زوجہ ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ حضرت ابوسفیان کنجوس آدمی ہے وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بیٹے کے لیے کافی ہو۔ لہٰذا میں بامر مجبوری اس کی اجازت کے بغیر لینے پر مجبور ہوں تو آپ ﷺ نے حضرت ابوسفیان کی غیر موجودگی میں حکم دیا کہ قدر کفایت لے لیا کرو۔ ملاحظہ ہو صحیح البخاری باب القضاء علی الغائب ج ۲ ص ۱۰۶۴۔ امام مالک' امام شافعی' امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے۔ (عفیف)

ف: ہدہد کہنے لگا کہ حضور میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے جو آج تک کہیں دنیا میں نہ ہوئی ہو میں نے ایک عورت کو قوم سبا پر حکومت کرتے پایا ہو سکتا ہے کہ عورت کی کسی خاص وجہ سے کوئی قابلیت ہو مگر مردوں کی ذہانت قوت اور شجاعت کے سامنے اس کی کیا ہستی لیکن اس ہدہد کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہر عورت عورت نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر مرد' مرد ہی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں بنائیں۔ اس لئے وہ حیران ہوا۔ مفسرین نے اس ملکہ کا نام بلقیس لکھا ہے۔ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے یہاں بھی مراد ا (بقیہ صفحہ 908 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
آیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور تحقیق وہ اللہ رحمان
الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ ع
رحیم کے نام سے شروع ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے سرکشی مت کرو اور ہمارے حضور میں فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ ف۱ اس نے کہا
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً
اے میرے درباریو! تم میرے اس کام میں مجھے رائے بتلاؤ میرا دستور ہے کہ جب تک تم لوگ میرے پاس نہ آؤ
اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا
میں کسی کام کو فیصل نہیں کرتی۔ ف۲ انہوں نے کہا ہم بڑی طاقت والے اور بڑے
بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝
لڑاکے ہیں اور اختیار سب حضور کو ہے پس سرکار جو حکم دینا چاہیں غور فرما لیں۔
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ
ملکہ نے کہا بے شک بادشاہ جب کسی شہر میں آتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور
جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝
اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں ف۳
وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ
اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور میں ان کی طرف ہدیہ بھیج کر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا
الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ
جواب لائیں گے۔ پس جب وہ سلیمان کے حضور میں پہنچا تو سلیمان نے کہا تم مجھے مال
بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ
سے مدد دینا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے دیا وہ اس سے اچھا ہے جو تم کو دیا ہے تم ہی
بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ
اپنی بدیوں پر خوش ہوا کرتے ہو تو ان کی طرف واپس جا ہم ان پر ایسی
بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً
فوج لاویں گے کہ اس کے مقابلہ کی سکت ان میں نہ ہوگی اور ہم ان کو ان کے ملک سے
وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ
ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے۔ ف۴ سلیمان نے کہا اے سردارو! کون تم میں سے

ف۱: ملکہ نے مراسلہ شاہی دربار کی مہر دیکھ کر کہا اے میرے دربار یو وزیرو اور امیرو میرے پاس ایک معزز مراسلہ آیا ہے کچھ شک نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے جس کی شان و شوکت کو تم نے بھی سنا اور جانا ہے گو وہ ہم سے بوجہ اپنی عالی مکانی کے واقف نہ ہو مگر ہم تو اسے جانتے ہیں۔ یہاں ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو ملکہ بلقیس کی خبر نہ تھی مگر ملکہ کو کیسے معلوم تھا کہ سلیمان علیہ السلام بھی کوئی ایسا بادشاہ ہے کہ جس کا خط قابل عزت ہے۔ یا اس لحاظ سے کتاب کریم کہا گیا کہ اس کا بھیجنے والا معزز تھا خط کے مخاطب ملکہ کے علاوہ سلطنت کے افسران بالا بھی ہیں اور تمام اہل سبا بھی اسی لئے یاایھا الملوا صیغہ جمع مخاطب کا و أتونی مسلمین سے مراد جسمانی حاضری نہیں محض دعوت اسلام و اطاعت مقصود ہے۔ والمراد من المسلم اما المنقاد او المومن (کبیر) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ انہ من سلیمان سے مراسلہ شروع ہوتا تھا تو یہ غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خطوط لکھنے کا طریقہ یہی تھا کہ مضمون اور اپنے نام سے پہلے بسم اللہ لکھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا تھا ملکہ بلقیس نے خط لکھنے والے کا نام از خود پہلے بتلایا تھا ورنہ اصل میں وہ بسم اللہ سے پیچھے تھا کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ خط کی عبارت بالکل اسی طرح ہو' امام رازیؒ نے اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے کہ انبیاء کے کلام میں طوالت نہیں ہوتی بلکہ نفس مطلب پر اکتفا ہوتا ہے مضمون کیا زور دار کلام ہے جو بحکم کلام الملوك ملوك الكلام دل پر ایک خاص اثر کرتا ہے۔

ف۲: یعنی جب تک کونسل پوری نہ ہو میں نے کبھی فیصلہ نہیں کیا گو میں کونسل کے فیصلہ کے خلاف بھی کبھی فیصلہ کرتی ہوں مگر وہ بھی تمہارے مشورے وغیرہ سن کر' یہ اس سوال کے جواب کے لئے ہے کہ ملکہ نے وزیروں سے مشورہ لینے کی وجہ خود ہی بتلائی کہ جب تک تم نہ آؤ میں کسی کام کا فیصلہ نہیں کیا کرتی۔ تو اس معاملہ میں بھی مشورہ وغیرہ کے بعد اس نے جو فیصلہ کیا تو وہ ان سب کے خلاف تھا۔ آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سبا کا آئین حکومت جمہوری یا شورائی طرز کا تھا۔

ف۳: چونکہ لڑائی کے ہمیشہ دو پہلو ہوتے ہیں جیسے کہ عرب کے لوگ کہا کرتے ہیں کہ اَلْحَرْبُ سِجَالٌ یعنی لڑائی تو مثل ڈول کے ہے کبھی کسی کے ہاتھ میں اور کبھی کسی کے ہاتھ میں ممکن ہوتا تو کیا بلکہ اغلب یہی نظر آتا ہے کہ ہم مغلوب ہوں گے کیونکہ سلیمان (علیہ السلام) ایک بڑی زبردست سلطنت کا مالک ہے اور میں تو اس پریشانی میں ہوں کہ کہیں فتح کی عزت لیتے لیتے اتنی سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں کیونکہ ملکہ جنگ عظیم کے نتائج' کشت وخون' تباہی و بربادی سے خوب واقف تھی اس لئے جنگ سے بچنا چاہتی تھی۔ ہندوستان کی جنگوں میں دیکھ لیجئے جن کو دہلی کا غدر کہتے ہیں کہ کس طرح انگریزوں نے دہلی کے معززین کو پھانسی پر لٹکایا تھا اور کس طرح ان کو ذلیل کیا تھا۔

تنبیہ: مناسب نہیں کہ آدمی ہر وقت انقلاب کا خواہاں رہے بلکہ انہیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ حاکم وقت کو ایسی ایسی توفیق دے اور یہ ہدایت عطا فرما۔ اور یہ نہ کہے حاکم وقت معزول ہو اور اس کی جگہ فلاں شخص اس لئے کہ اس میں ہزار ہا بے جرم و خطا ارباب شرف و ذکا پس جاتے ہیں اور اس کا اندازہ خصوصاً ہمارے ملک میں حکومتوں کی تنزلی سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بھی کسی حکمران سے لوگ تنگ آئے اور اسکے خلاف بغاوت کر کے اسکی جگہ دوسرے کو لایا گیا تو اس سے کتنے شریف اور عزت دار لوگوں خواہ وہ علماء حق ہوں یا عام لوگ ان کو کس طرح بے دردی سے گولیوں وغیرہ کا نشانہ بنا کر (بقیہ صفحہ 908 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ

اس کا تخت میرے پاس لاسکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہوکر آئیں- جنوں

عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ

میں سے ایک شوہ پست دیو بول اٹھا کہ میں اس کو لاسکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس

مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ

مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں- ایک شخص نے کہا

الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ

جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس کو

اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ

حضور کے سامنے لاسکتا ہوں پس جب اس نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ

کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا

اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ

ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے

فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

تو اللہ بے نیاز اور کریم ہے- ف۱ سلیمان نے کہا تم اس کا یہ تخت متبدل کر دو ہم دیکھیں

اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا

گے کہ راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جو راہ نہیں پایا کرتے- پھر جب

جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ

وہ آئی تو اسے کہا گیا کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہے ؟ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے اور

اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا

اس واقعہ سے پہلے ہی ہم کو علم تھا اور ہم فرماں بردار تھے- ف۲ اور اس کو

مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ

ان چیزوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی کیونکہ وہ

كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ

کافروں کی قوم سے تھی - ف۳ اسے کہا گیا کہ شاہی محل میں داخل ہوجائے پس جب

ف۱: ملکہ کا قاصد واپس پہنچتا ہے اور ملکہ کو وہاں پیش آنے والے حالات بیان کرتا ہے تفصیلات سننے کے بعد ملکہ سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضری کا قصد کرتی ہے۔ اس کی اطلاع حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی الٰہی یا کسی اور ذریعہ سے آجاتی ہے اس وقت یہ گفتگو اپنے اہل دربار سے کرتے ہیں مقصود اپنے کمالات باطنی کے ساتھ اپنی قوت اعجازی کا ظہور ہے اور اعجازی پہلو سمجھنے کے لئے ملک یمن اور فلسطین کا درمیانی فاصلہ نظر میں رہے کہ بحری راستہ سے پہنچنے میں اس وقت مہینے نہیں بلکہ دو یا تین سال لگ جاتے تھے۔ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ یہ کہنے والا کون تھا؟ ایک رائے یہ ہے کہ جبریل یا کوئی اور فرشتہ تھا' دوسرا قول یہ ہے کہ وہ وزیر سلطنت یعنی حضرت آصف بن برخیا تھے یہ قول ابن عباسؓ کا ہے اور جمہور مفسرین نے بھی یہی قول لے بھی یہی اختیار کیا ہے یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی' آسمانی کتب کے عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھے انہوں نے عرض کیا کہ میں آنکھ جھپکنے میں ملکہ کا تخت حاضر کرسکتا ہوں آپ کسی طرف دیکھئے اور پہلے اس کے کہ آپ نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوا اعجاز و کرامت فی الحقیقت رب قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے تو اسے کیا مشکل ہے کہ تخت بلقیس کو پلک جھپکنے میں مارب سے شام پہنچا دے حالانکہ تخت بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔ تیسرا قول ہے کہ وہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام ہی تھے امام رازیؒ نے قرائن قویہ قائم کر کے ترجیح اسی آخری قول کو دی ہے لیکن مفسر ابن حیان نے اس قول کو ضعیف کہا ہے۔ الکتب سے تو حدیث بھی مراد ہوسکتی ہے اور کوئی دوسری کتاب بھی جس میں اسماء الٰہی کی تاثیرات درج ہوں یا جنس کتاب الٰہی مراد ہے یا خود لوح محفوظ۔

ف۲: چنانچہ جب ملکہ کا تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا تو آپ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ملکہ بلقیس گو بڑی دانا عورت ہے مگر آخر عورت ہے دل و دماغ مردوں کا سا نہیں رکھتی ہوگی۔ اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ میرے دباؤ سے ڈر کر ضرور خود میرے حضور میں آئے گی پس تم اس کے آنے سے پہلے اس کے تخت میں معمولی تبدیلی کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ باوجود تبدیلی کے اس کے پہچاننے میں عقل سے کام لیتی ہے یا وہ ان لوگوں میں سے ہوتی ہے کہ جو موٹی عقل سے ایسے باریک امور میں غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ آخر کار جب ملکہ بلقیس آئی تو اس کا امتحان لینے کے لئے اسے کہا گیا کہ کیا تیرا تخت اسی طرح کا ہے؟ اس سوال سے ایک غرض تو اس کی عقل اور تمیز کا امتحان کرنا تھا اور دوسری غرض یہ تھی کہ وہ اپنے تخت کو یہاں دیکھ کر دل میں خوف زدہ اور مرعوب ہو کہ سلیمان ایسا زور والا بادشاہ ہے کہ میرا تخت ایسا جلدی منگا لیا کہ میں ابھی پہنچی نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے موجود ہے چنانچہ اس امتحان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی عقل کا اندازہ بھی ہوگیا کیونکہ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے گو تم لوگوں نے اس میں کہیں کہیں ردو بدل کر دیا ہے' ملکہ نے جواب بڑی فہم و دانش سے دیا' نہ سرے سے انکار ہی کر دیا کہ یہ وہ نہیں ہے اور نہ ہی فوراً اقرار کر لیا کہ ہاں یہ تو وہی ہے بلکہ اس طرح جواب دیا کہ ہاں یہ ہے تو اسی کی مثل گویا اس کے اصل مادہ اور موجودہ بدلی ہوئی حالت دونوں کی رعایتیں ملحوظ رکھ لیں گویا تخت (بقیہ صفحہ 909 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ
اس نے دیکھا تو اس کو پانی کی لہر سمجھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا سلیمان نے کہا
صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ
یہ محل شیشوں کا جڑاؤ ہے اس نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر
نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾
ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرماں بردار ہوں ف۱
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ
اور ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی صالح کو بایں پیغام بھیجا کہ
اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾
اللہ ہی کی عبادت کرو پس وہ تو سنتے ہی دو گروہ ہوکر باہمی جھگڑنے لگے
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
صالح نے کہا میرے بھائیو! بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی
الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾
کرتے ہو کیوں اللہ سے تم بخشش نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے- ف۲
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ
وہ بولے ہم نے تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو بڑا ہی منحوس پایا ہے صالح نے کہا تمہاری نحوست
عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي
اللہ کے ہاں سے ہے بلکہ تم عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہو- شہر میں
الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا
نو کس ایسے تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور
يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ
اصلاح نہ کرتے تھے- انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھاؤ ہم اس کو
اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ
اور اس کے گھر والوں کو قتل کرڈالیں گے پھر اس کے والی کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی
اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا
ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں- ف۳ انہوں نے خفیہ داؤ لگائے ہم بھی

ف۱: بلقیس نے پانی میں گھسنے کے لئے پنڈلیاں کھولیں سلیمان علیہ السلام نے پکارا کہ یہ شیشہ کا فرش ہے پانی نہیں اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں وہ ہی صحیح ہوگا اور یہ مشاہدہ کرلیا کہ دنیوی سلطنت ولباس اور رعب وغیرہ میں بھی سلیمان علیہ السلام کا مرتبہ مجھ سے کہیں بڑھا ہوا ہے اور جس ساز وسامان پر اس کی قوم کو ناز تھا یہاں اس سے بھی بڑھ کر سامان موجود ہے گویا سلیمان علیہ السلام نے اس کو متنبہ فرمایا کہ آفتاب وستاروں کی چمک پر دیوانہ یا مجنوں ہوکر انہیں معبود الٰہ سمجھ لینا ایسا ہی دھوکا ہے جیسے آدمی شیشہ کی چمک دیکھ کر اس کو پانی گمان کرے جب ملکہ نے سمجھ لیا کہ ایسے مذہب اور شخص کی محافظت دوسرے خطرات سے پناہ دینے میں کافی ہو جائے گی تو پھر وہ واضح طور پر ایمان لے آئی یعنی سلیمان علیہ السلام کے طریق پر۔ ابن عباسؓ نے ایک اثر طویل میں ذکر کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کے ساتھ نکاح کیا حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر اور سخت غریب ہے اور شاید یہ عطاء بن سائب کے اوہام کی وجہ سے ہے واللہ اعلم جبکہ ایسی روایات کے بارے میں حقیقت بات یہ ہے کہ یہ اہل کتاب سے ماخوذ ہیں جیسے کعب احبار اور وہب بن منبہ کی روایات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز کرے اس چیز میں جو انہوں نے نقل کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی چیزوں سے اس چیز کے ساتھ بے نیاز کر دیا ہے جو ان سے زیادہ صحیح، مفید اور کامیاب اور زیادہ بلیغ ہے والحمدللہ علیٰ ذالک۔ روایات یہود کے علاوہ روایات اسلامی بھی اس باب میں کچھ ایسی ہی ہیں اگرچہ قرآن مجید وحدیث صحیح اس بات میں خاموش ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ بلقیس سے نکاح کے بارہ میں کتاب وسنت سے کوئی صحیح دلیل نہیں ملتی لہٰذا اس سے پرہیز ہی بہتر ہے اور ایسی بات کا علم ہونے یا نہ ہونے میں ایمان میں کسی قسم کا خلل نہیں پڑتا واللہ اعلم اور یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ کا قصہ ختم ہوا۔

تنبیہ:۔ اسلمت، کنا مسلمین میں بھی ایمان کا اقرار ہے مگر اس سے مقصود اخبار ہے اور ایمان مطلوب یعنی انشاء وہ اسی صیغہ سے حاصل ہوا۔ ای مع سلیمان اسلمت۔

نوٹ:۔ بغرض نکاح عورت کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت کی احادیث میں تو صراحت ہے ہی فقہا نے قرآن سے استنباط اس مقام سے بھی کیا ہے۔

ف۲: الحسنة یعنی توبہ وایمان یا عافیت ورحمت المراد بالحسنة الثواب السيئة والمراد بالسيئة العقاب (معالم) یعنی عذاب قوم ثمود کا بیان۔ جب صالحؑ نے ان کو دعوت دی تو قوم ثمود دو فرقوں میں بٹ گئی اور انہوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ صالح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اگر تو سچا ہے تو عذاب الٰہی ہم پر لے آ دیکھیں بات کی ہے؟ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ کم بختو ایمان وتوبہ اور بھلائی کی راہ تم کیوں اختیار نہیں کرتے کہ جو دنیا اور آخرت میں بھی کام آئے الٹے برائی طلب کرنے میں جلدی مچا رہے ہو یاد رکھو جب برا وقت آ پڑے گا تو اس وقت تمہاری تمام شوخیاں ختم ہو جائیں گی ابھی موقع ہے کہ گناہوں سے توبہ کرلو اور محفوظ ہو جاؤ تم کیوں توبہ اور استغفار نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ عذاب کی جگہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ قبل یہاں پیشتر کی بجائے ''بجائے'' کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے کہ تم لوگ نیکی کی بجائے عذاب کیوں جلدی مانگ رہے ہو۔

ف۳: یہ نو شخص شائد نو جماعتوں کے سردار ہوں گے جن کا کام ملک میں فساد پھیلانے اور خرابی ڈالنے کے سوا کچھ نہ تھا اصلاح ودرستی کی طرف ان کا قدم کبھی نہ اٹھتا تھا مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخ کنی اور نبی کی (بقیہ صفحہ 909 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

نے خفیہ داؤ لگایا اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی پس تو دیکھ کہ ان کے داؤ کا انجام

عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾

کیسا ہوا ہم نے ان کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ف۱

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پس ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں بے شک اس میں

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

علم دار قوم کے لئے نشانی ہے۔ف۲ اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار

كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ

تھے ان کو ہم نے نجات بخشی۔ اور لوط کو بھی ہم نے بھیجا تھا جب اس نے

الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ بے حیائی کرتے ہو۔ کیا تم عورتوں کے سوا

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾

شہوت پوری کرنے کو لڑکوں پر گرتے ہو پس بات یہ ہے کہ تم بالکل جہالت کرتے ہو۔ف۳

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ

پس اس کی قوم کا جواب یہی ہوا کہ انہوں نے کہا لوط کے ساتھیوں کو اپنی

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

بستی سے نکال دو یہ لوگ پاک رہتے ہیں۔ پس ہم نے اس کو اور

وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَ

اس کے ساتھ والوں کو بچا لیا سوا اس کی عورت کے کہ ہم نے اس کو پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا۔ف۴

اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾

اور ان پر پتھروں کی بارش کی پس ڈرائے ہوئے لوگوں پر بہت بری تباہی آئی۔ف۵

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ

تو کہہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سلام اس کے بندوں پر ہے جن کو اس

اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

نے برگزیدہ فرمایا کیا اللہ بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ اللہ کے شریک بناتے ہیں۔

ف۱: انہوں نے یہ چالاکی سوچی اور ہر طرح کے خفیہ داؤ لگائے کہ کسی طرح کامیاب ہو سکیں ہم نے بھی خفیہ داؤ ایسا لگایا کہ ان کو نیست و نابود کر دیا اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ ان کا مکر تو وہ جھوٹی سازش تھی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کو ڈھیل دینا یہ تھا تا کہ وہ خوب دل کھول کر اپنی شرارتوں کی تکمیل کر لیں۔ ان کے عذاب عظیم کے مستحق ہونے میں کوئی حجت و عذر باقی نہ رہے وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم حضرت صالحؑ کا قصہ ختم کر رہے ہیں یہ خبر نہ تھی کہ اندر ہی اندر ان کی جڑ کٹ رہی ہے اور ان ہی کا قصہ ختم ہو رہا ہے۔

تنبیہ:۔ سرکش جاہل قومیں جس طرح دولت ایمان و توحید سے خالی ہوتی ہیں عموماً اسی طرح درستی و دیانت و اخلاق سے بھی کوری ہوتی ہیں۔

ف۲: اس واقعہ میں اللہ کی قدرت و حکمت اور انبیاء کی صداقت کا بڑا نشان ہے۔ مکہ والے جب شام کا سفر کرتے تو راستہ پر وادی القریٰ میں قوم ثمود کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے تھے ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے تھے تم کیوں نہیں سمجھتے کہ بدی کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے اہل علم جان سکتے ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ برے اعمال کا ثمرہ نیک نہیں ہوا کرتا۔

ف۳: قوم لوط کا بیان فتح البیان والے نے کہا ہے کہ تم کو یقیناً اس بات کا علم ہے کہ یہ فعل فاحشہ اور قبیح ہے یہ معنے اس صورت میں ہوں گے جب بصر سے دل کی بصیرت مراد رکھیں جو بمعنی علم ہیں اگر بصر سے ظاہری آنکھوں کا دیکھنا مراد رکھیں تو یہ معنی ہوں گے کہ تم ایک دوسرے کو برا کام کرتے دیکھتے ہو کیونکہ وہ لواطت کے وقت تکبر کی وجہ سے پردہ نہیں کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل بد کو مبہم رکھا اور اس کو فاحشہ فرمایا' اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ ان کا یہ فعل ایسا ہے کہ جس کا بیان کرنا باعث شرم ہے۔ دین فطرت کی طرح دین جاہلیت کا بھی ایک مستقل نظام ہے اور زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی جاہلی عقائد' جاہلی عبادات' جاہلی اخلاق' اور جاہلی معاملات وغیرہ ہیں' اور اسی جاہلی اخلاق و معاشرت کا ایک مظہر ان کی یہ غیر طبعی شہوت رانیاں بھی ہیں جن سے ہر سلیم الفطرت انسان ہی کو نہیں حیوانات تک کو گھن آتی ہے آج جاہلیت فرنگ میں پھر یہی بدکاریاں جدید خوشنما ناموں کے ساتھ دنیا کے سامنے لوٹ کر آ رہی ہیں۔ أتاتون اور أئنکم دونوں میں ہمزہ استفہام کمال استعجاب کے لئے ہے۔

ف۴: انہوں نے آپس میں کہا کہ لوگو سنو پہلے ان بھلے مانسوں' یعنی لوط کے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ تمہارے جیسے کام کرنے سے پاک رہتے ہیں اور بڑے نیک بخت بننے کے مدعی ہیں اس لئے مناسب نہیں کہ ہم بدکاروں میں ایسے نیکوکار رہیں ورنہ خطرہ ہے۔ کہ کسی دن ہماری پگڑی اچھل جائے گی۔ تو اس لئے جتنی جلدی ہو سکے ان کو یہاں سے نکال دو تا کہ ہم ان کی بے جا وعظ و نصیحت سے بچے رہیں اور اپنی لگن میں مگن رہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو ان بدمعاشوں کی اعانت کرتی تھی وہ بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ڈھیر ہو گئی۔

ف۵: برساؤ سے مراد کنکر ہیں جیسا کہ سورہ ہود میں فرمایا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ۔ یعنی برسائے ہم نے اوپر اس کے پتھر کنکر سے تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے نزدیک پروردگار تیرے کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہم ان کے مقابلہ میں وہ لشکر لائیں گے کہ جس کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہو گی۔ نبی ﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسا کہ صالح علیہ السلام کے ساتھ ہوا یعنی مکہ کے کافروں کے نوسردار بھی نبی ﷺ کی دشمنی اور اسلام کی بیخ کنی پر ہر وقت (بقیہ صفحہ 909 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی اور اوپر سے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ

پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ خوشنما باغ اگاتا ہے جن کے

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ بلکہ

يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ

یہ لوگ کج رو ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں

اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

دریا جاری کئے اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے اور درمیان دو سمندروں

حَاجِزًا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ

کے روک کر دی کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ بلکہ بہت سے ان میں سے جانتے نہیں۔ بھلا

يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ

کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور تکلیف دور کرتا ہے اور تم کو

خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

زمین پر خلیفے بناتا ہے بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو۔ ف

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ

بھلا کون تمہاری بر و بحر کے اندھیروں میں رہنمائی کرتا ہے اور کون اپنی

يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ

رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لئے بھیجتا ہے کیا کوئی اور معبود

اللّٰهِ ۚ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ اللہ ان کے شرک سے بلند ہے۔ ف بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ اَءِلٰهٌ

پھر اس کو لوٹا دیتا ہے اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے کیا کوئی اور

مَّعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ تو کہہ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔ ف

ف: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نباتاتی نظام کی کوئی سی کڑی کسی بھی انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ سوال بھی کر دیا کہ بتاؤ کہ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا کوئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی بندگی میں شریک ہے؟ تو لازمی طور پر ان کا جواب ہوگا کہ ہر چیز کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ سورۃ مومنون میں گذر چکا ہے تو جب اللہ کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں کہ جو خلق وتدبیر کر سکے یا کسی چیز کا مستقل اختیار رکھے تو اس کی الوہیت ومعبودیت میں وہ کس طرح شریک ہو جائے گی عبادت جو کہ انتہائی عاجزی اور انکساری کا نام ہے تو وہ تو صرف اس کی ہی ہونی چاہیے کہ جو انتہائی درجہ میں کامل اور بااختیار ہو اور کسی ناقص یا عاجز مخلوق کو معبودیت میں خالق کے برابر کر دینا انتہائی ظلم اور ہٹ دھرمی ہے يَعْدِلُوْنَ عدول سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے انحراف اور کجی کے ہیں۔ ان آیات اور دیگر بے شمار مقامات میں کائنات اور اس کے اجزاء وعناصر پر نظر کرنے کی مسلسل دعوت دی گئی۔ جب یہ تسلیم ہے کہ لاچاری کی حالت میں وہی ذات پاک دعائیں قبول فرماتی ہے اور سختی دور کرتا ہے اور وہی تم کو زمین پر نائب بناتا ہے تو پھر تم کیوں دوسروں کو معبود ٹھہراتے اور ان کو پکارتے ہو۔ ان کے ناموں کی منتیں مانتے ہو اور نذر ونیاز کرتے ہو۔ رسول اللہ کے زمانے کے کافروں کا تو یہ حال تھا کہ سختی اور تکلیف کے وقت یہ لوگ صرف اور خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے سوا اور کوئی سختی اور تکلیف دور نہیں کر سکتا پھر جب اللہ تعالیٰ اس حالت کو اٹھا دیتا تو یہ لوگ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے۔ اور ہمارے آج کے کلمہ گو مسلمان قبر پرست، پیر پرست وغیرہ ان لوگوں سے کفر و شرک میں ایسے آگے بڑھ گئے ہیں کہ خواہ یہ تنگی کی حالت میں ہوں یا آسائش وآرام میں ہر حال میں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے عاجز ولاچار بندوں کو پکارتے اور ان کے آستانوں وغیرہ پر سجدے کرتے ہیں۔ وہ کافر ہونے کے باوجود بھی ایسا نہیں کرتے تھے اور یہ مسلمان اور نبی ﷺ کے امتی کہلانے اور دعوے کے باوجود پھر بھی ایسی غلیظ حرکت سے باز نہیں آتے سختی ہو یا نعمت اوروں کو پکارتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اوپر کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات، خالقیت، ناظمیت اور ربوبیت وغیرہ پر توجہ دلانے کے بعد اب اس آیت ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ﴾ میں اس کی صفات، فریادرسی اور تصرف تکوینی یاد دلائی گئی۔

یجیب اور یکشف سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ ہمیشہ بندہ کے حسب مرضی فریاد قبول ہی کر لیتا ہے اور ہمیشہ مصیبت کو دور ہی کر دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب کبھی بھی فریاد سنی جاتی اور دعا قبول ہوتی ہے تو یہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کسی اور کی طرف سے نہیں۔ ما تذکرون میں ما زائد ہے اور قلت کو موکد کرنے کے لیے ہے۔

تنبیہ: عربی میں تو غائب سے متکلم کی طرف التفات ہے مگر اردو محاورہ میں نہیں ملتا اس لیے غائب ہی کے لفظ سے ترجمہ کیا گیا۔

ف: یعنی ستاروں کے ذریعہ سے خشکی اور دریا کے اندھیروں میں وہ تمہاری رہنمائی کرتا ہے خواہ وہ بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ قطب نما وغیرہ جیسے آلات سے اور باران رحمت سے پہلے ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کے آنے کی خوشخبری سناتی ہیں۔ اس آیت میں ربوبیت تکوینی ہی کے بعض دوسرے پہلوؤں کو نمایاں کر کے توحید پر استدلال کیا گیا ہے۔ رحمت یہاں بارش کے معنی میں ہے پس کہاں وہ قادر مطلق اور حکیم برحق اور کہاں عاجز وناقص مخلوق جسے اس کی خدائی کا شریک بتلایا جا رہا ہے۔

ف: جب پہلی مرتبہ پیدا کرنا سب کو مسلم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو پھر موت کے بعد دوبارہ (بقیہ صفحہ 909 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا
تو کہہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے
اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ
نہ زمین کے باشندے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ ان کا علم آخرت
فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۭ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝
کے متعلق ختم ہو چکا ہے بلکہ ان کو اس میں شک ہے بلکہ اس سے اندھے ہیں۔ ف
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا
کافر لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرکر مٹی ہو جائیں گے تو ہم
لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ
نکالے جائیں گے۔ پہلے بھی ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو وعدے دیے گئے تھے
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
یہ محض پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔ تو کہہ زمین میں جاکر سیر کرو
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
پھر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا ؟ ف اور ان کے حال پر غم نہ کر
وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
اور تو ان کی خفیہ سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ
کب ہو گا اگر سچے ہو۔ تو کہہ عنقریب تمہارے جلدی مانگے ہوئے
لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ
بعض عذاب تم پر آجائیں گے۔ ف تیرا پروردگار لوگوں کے حال پر
عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ
بڑا فضل رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور جو جو کچھ
لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَاۗئِبَةٍ
یہ لوگ سینوں کے اندر چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اور بھی جو کچھ
فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنَّ هٰذَا
آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے وہ کتاب مبین میں ہے۔ ف بے شک

منزل ۵

ف۱: اے نبی یہ کیا دلیل لائیں گے تو ہی ان کو کہہ اور ایک دلیل اور سنا کہ معبود برحق کے لیے اپنے عابدوں کے حالات سے اطلاع پانا اور ان کے غیوب سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے۔ جب ہم دنیا کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے نہ نبی اور نہ جن تو مطلب یہ ہوا کہ غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ لوگ جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آئے گی لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آئے گی بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ تین باتیں ہیں جو شخص ان میں سے ایک بات بھی کرے تو اس نے اللہ عزوجل سے جھوٹ باندھا حدیث کے آخر میں فرمایا کہ جو شخص کہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اس امر کی خبر دیتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے نبی ﷺ پر سخت افترا باندھا۔ اس آیت میں پہلے مضمون کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تمہید ہے شروع پارہ سے یہاں تک حق تعالیٰ کی قدرت تامہ رحمت عامہ اور ربوبیت کاملہ کا بیان تھا جب وہ ان صفات وشئون میں اکیلا ہے تو الوہیت ومعبودیت میں بھی اکیلا ہی ہونا چاہیے اس آیت میں اس کی الوہیت پر ایک دوسری حیثیت سے بھی استدلال کیا جارہا ہے کہ معبود وہ ہوگا جو قدرت تامہ کے ساتھ علم کامل ومحیط بھی رکھتا ہو اور یہ صفت جو زمین وآسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں صرف اسی رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے تو اس اعتبار سے بھی معبود بننے کے لائق اسی کی ذات ہوئی۔

تنبیہ: تمام اور ہر قسم کی غیب چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں اور نہ ہی کسی غیب کا علم کسی شخص کو بالذات عطائے الٰہی کے بغیر ہوسکتا ہے اور نہ ہی مفاتیح غیب (غیب کی کنجیاں) اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو دی ہیں' مطلب یہ کہ اللہ کو تو بغیر کسی کے بتانے کے سب کچھ معلوم ہے اور اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو بغیر کسی بتانے کے کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکتا۔ پس بعض غیب چیزوں پر اپنے بعض بندوں کو وہ خود مطلع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرمادیا یا غیب کی خبر دے دی لیکن اتنی بات کی وجہ سے قرآن وسنت نے کسی جگہ ایسے شخص پر عالم الغیب یا فلاں یعلم الغیب کا اطلاق نہیں کیا بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا گیا' کیونکہ بظاہر یہ الفاظ علم غیب کا کسی کے بارے میں خاص کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے خلاف وہم پیدا کرتے ہیں' اس لیے محققین علماء اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح کے الفاظ کسی بندہ پر اطلاق کئے جائیں گو لغۃً صحیح ہوں۔ جیسے کسی کا یہ کہنا ان اللہ لا یعلم الغیب یعنی اللہ کو غیب کا علم نہیں گو اس کی مراد یہ ہو کہ اللہ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں ایسا کہنا بالکل ناجائز حرام اور ادب کے بھی خلاف ہے یا کسی کا حق سے موت اور فتنہ سے اولاد اور رحمت سے بارش مراد لے کر یہ الفاظ کہنا کہ (میں حق کو برا سمجھتا ہوں' اور فتنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور رحمت سے بھاگتا ہوں یہ بھی سخت مکروہ اور برا کام ہے' حالانکہ باعتبار نیت ومراد کے برا کام نہ تھا۔ اسی طرح فلاں عالم الغیب وغیرہ کے الفاظ کی حقیقت ہے۔ واضح رہے کہ علم غیب سے ہماری مراد صرف گمان وتخمینہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ علم جو کہ قرائن ودلائل سے حاصل کیا جائے بلکہ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ جس کے لیے کوئی دلیل وقرینہ موجود نہ ہو۔ منکرین آخرت کے کئی طبقے ہیں' ایک طبقہ تو وہ ہے جس کا ظاہر ہی سطحی' مادی حسی علم آخرت کے باب میں جواب دے جاتا ہے اور وہ اپنے عدم علم پر قانع اور مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے یہ بل ادرك علمهم فی الاخرہ کے مصداق ہیں۔ دوسرا طبقہ عدم علم سے آگے قدم بڑھا کر اس عقیدہ پر جرح اور تنقید شروع کر دیتا ہے اور اس بارے میں وہ شک وشبہ (بقیہ صفحہ 909 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن میں وہ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ

باہمی مختلف ہیں۔ف۱ اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہدایت اور ماننے والوں کے لئے رحمت ہے۔ بے شک

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾

تیرا پروردگار اپنے حکم کے ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ غالب بڑے علم والا ہے۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

پس تو اللہ پر بھروسہ کر کچھ شک نہیں کہ تو واضح حق پر ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تو مردوں کو

الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾

ہدایت نہیں کرسکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس جاتے ہوں۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا

اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ نہیں دکھا سکتا تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے

مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ

جو ہمارے حکموں کو مانتے ہیں ف۲ اور جب ان پر فرد جرم

عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ

لگ جائے گا تو ہم زمین سے ایک جاندار پیدا کریں گے جو اظہار کرے گا کہ

النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ

لوگ ہمارے حکموں پر یقین نہ رکھتے تھے۔ ف۳ اور جس روز ہم ہر ایک قوم میں

اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى

سے ایک جماعت ان لوگوں کی جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ جمع کئے جائیں گے۔ ف۴ یہاں تک کہ

اِذَا جَاۗءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا

جب وہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو کہے گا کیا تم نے میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا

اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا

یا کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر حکم

ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ

لگ جائے گا پھر وہ بول نہ سکیں گے۔ ف۵ کیا انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ ہم نے رات کو بنایا

منزل ۵

ف۱: کیونکہ یہ قرآن اللہ عالم الغیب کی طرف سے ہے جو سب کچھ جانتا ہے جس کے علم میں سب کچھ ہے پس جو حق ہے وہ بتلا دیتا ہے مثلاً بنی اسرائیل کا اس مسئلہ میں سخت اختلاف ہے کہ حضرت مسیح کون تھے یہودی تو ان کو آدمی کہتے اور عیسائی آپ کو معبود جانتے ہیں۔ اس میں قرآن مجید نے یہ فیصلہ دیا کہ مسیح بھی دوسرے آدمیوں کی طرح کا ایک آدمی ہے آدمیت اور انسانیت جیسی اور لوگوں میں ہے ان میں بھی ہے اس مسئلہ میں تو یہودیوں کے حق میں فیصلہ ہوا۔ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ آدمی ہے تو کس درجہ کا ہے یہودی ان کو کہتے ..... اور برے برے الفاظ سے یاد کرتے تھے عیسائی ان کو بڑا مقدس جانتے تھے اس مسئلہ میں قرآن مجید نے یہودیوں کو قائل کیا کہ تمہارا خیال محض غلط ہے حضرت مسیح خدا کے مقرب بندے تھے غرض اسی طرح کے کئی ایک بے لاگ فیصلے قرآن مجید نے کیے یہود اپنے صحائف میں دانستہ اور نادانستہ بہت کچھ تحریف وتصرف کر چکے تھے جبکہ قرآن نے ان امور کے سچے تلے فیصلے صادر فرمادئے اکثر یہاں بہت سارے کے معنی میں ہیں۔

ف۲: سماع موتی کی نفی سے بظاہر عموم معلوم ہوتا ہے مگر بعض صورتیں اس عموم سے مستثنیٰ ہیں جو حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ نے ان کافروں کو جو جنگ بدر میں مقتول ہو گئے تھے مخاطب فرمایا کہ تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے' ایک اور روایت ہے کہ مردہ ان لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے جو اس کو دفن کر کے واپس ہوتے ہیں یہ اس کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے کفار مشبہ اور مردے مشبہ بہ ہیں جب کفار جو مشبہ ہیں وہ نہیں سنتے تو مردے جو کہ مشبہ بہ ہیں وہ تو وہ تو بالکل ہی نہیں سن سکتے کیونکہ اصل وصف مشبہ بہ میں ہوتا ہے پس یہاں سے ثابت ہوا کہ مردے نہیں سنتے۔ (فتح البیان' بخاری)

ف۳: حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ قیامت سے پہلے مکہ کا صفا پہاڑ پھٹے گا اور اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور وہ سچے ایمان والوں کو اور پوشیدہ طور پر انکار کرنے والوں کو نشان لگا کر جدا کر دے گا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس دابہ (جانور) کے متعلق بہت سے اقوال ہیں جن میں سے اکثر تو عجائب پرستی سے پر ہیں قرین قیاس وہ قول جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ دابہ دمدار نہ ہوگا بلکہ ڈاڑھی والا ہوگا یعنی انسان ہوگا۔ اس کی تحقیق اس امر پر مبنی ہے کہ وقع القول کے لیے ظرف زمان کیا ہے قرآن مجید کے محاورے میں وقوع القول یعنی فرد جرم کے لیے قیامت کا دن مراد ہوتا ہے چنانچہ اس آیت سے متصل ہی فرمایا وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر حکم لگ جائے گا پھر وہ بول نہ سکیں گے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس دوسرے وقوع کے لیے قیامت کا دن ظرف زمان ہے پس اگر اس پہلے وقوع کے لیے بھی وہی دن ہے تو اس جاندار سے مراد ہر امت کے نبی ہوں گے جو اپنی اپنی امت کے تکذیب کرنے کی شکایت دربار رب العالمین میں کریں گے چنانچہ دوسرے مقامات کی آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾ (الفرقان: ۳۰) یعنی نبی ﷺ کہیں گے اے میرے پروردگار بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا تو اگر اس کے لیے قیامت کے دن کو کوئی ظرف زمان نہ سمجھے تو پھر دنیا میں کوئی دابہ اس قسم کا نکلے گا۔ کہ جس کی پوری کیفیت کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے دن ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ (بقیہ صفحہ 910 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کہ لوگ اس میں آرام حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا بے شک اس میں ماننے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ

والوں کے لئے نشانات ہیں۔ ف۱ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ

آسمان اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جس کو اللہ چاہے گا تحفوظ رکھے گا

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا

اور سب لوگ اللہ کے پاس عاجزانہ حاضر ہوں گے۔ ف۲ اور تم پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھو گے

جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ

کہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑتے ہوں گے یہ اللہ کی صنعت ہے جس نے

كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ

ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ ف۳ جو لوگ نیک کام لے کر آویں گے

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ۝

ان کو اس سے اچھا بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔

وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ

اور جو لوگ برے کام لے کر آئیں گے انکو اوندھا کر کے آگ میں ڈالا جائے گا جس قدر

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

انہوں نے برے عمل کئے ہوں گے وہ ان کو بدلہ ملے گا۔ ف۴ تو کہہ مجھے صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں

رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ

اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے تمام چیزیں اس کی زیر فرمان ہیں

وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ

مجھے حکم ہے کہ میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوجاؤں۔ ف۵ اور یہ کہ میں قرآن پڑھوں

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ

پھر جو کوئی ہدایت پاوے وہ اپنے لئے ہدایت پاوے گا اور جو گمراہ ہوگا تو تو کہہ

اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ

میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ایک ہوں اور تو کہہ سب تعریفات اللہ کے لئے ہیں وہ تم کو اپنے

ف۱: اللہ تعالیٰ نے رات کو اس لیے بنایا تا کہ لوگ اس میں نیند کے ساتھ آرام حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا تا کہ اس میں روزی کمانے کے لئے محنت کریں کیا یہ لوگ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کیا یہ کہ اگر مصنوعی طریقے سے اتنی روشنی حاصل کرنی پڑے جتنی کہ سورج سے ملتی ہے تو اس پر بیش بہا خرچہ کرنے کے باوجود پھر بھی کیا ایسی روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر جب یہ نعمت میں ملتی ہے تو کیا اس نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ اللہ خالق برتر کی حکم برداری نہ کی جائے۔ رات کا آرام مشابہ ہے موت کے اور اس کے بعد مشابہ ہے اخروی زندگی کے اور اٹھا جانے کا امکان یوں بھی ایک صریح وواضح حقیقت ہے اور روزمرہ کی مثال اس امکان کو کہیں زیادہ قوی کر دیتی ہے۔

ف۲: حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک بار صور پھونکا جائے گا جس سے تمام مخلوقات مر جائیں گے اور جب دوسرا پھونکا جائے گا تو یہ تمام جی اٹھیں گے اس کے بعد تیسرا صور جب پھونکا جائے گا تو گھبرا جائیں گے اور جب چوتھا پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر جب پانچواں صور پھونکا جائے گا تو ہوشیار ہوں گے اور یہ صور کا پھونکا جانا بہت مرتبہ ہوگا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ پہلا نفخہ گھبراہٹ کا اس جہان میں ہوگا اس کے بعد نفخہ صاعقہ ہوگا اور وہ موت کا نفخہ ہے' اس کے بعد قبروں سے نکلنے کا نفخہ ہوگا اور بہت سے علماء صرف دو نفخے مانتے ہیں یعنی کل دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور یہ تمام احوال کو اپنے دو نفخوں میں درج کرتے ہیں واللہ اعلم۔ تمام ضابطہ تو یہی ہے کہ آواز صور سے تمام مخلوق کیا زمینی اور کیا آسمانی گھبرا اٹھے گی لیکن اللہ کی مشیت معطل نہیں ہوگی وہ جس سے متعلق ہوگی تو وہ اس شدید ہول سے محفوظ رہے گا بعض روایات میں ہے کہ الا من شاء اللہ سے مراد جبرائیل' میکائیل' اسرافیل' اور ملک الموت ہیں اور بعض نے شہدا کو اس کا مصداق قرار دیا ہے (واللہ اعلم) صور پھونکنے والا فرشتہ اسرافیل ہے

ف۳: تَرٰی جو مضارع کا صیغہ ہے عربی زبان میں فارسی کی طرح دونوں معنی حال واستقبال کے لیے آتا ہے پھر اس قاعدہ سے اس آیت کے بھی دو معنی ہوں گے ایک استقبال کے جو ہم نے کیے ہیں دوسرے حال کے اور حال کے معنی پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ لوگ پہاڑوں کو ایک جگہ قائم دیکھ کر ان کو جمے ہوئے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح تیز چل رہے ہیں یعنی زمین کی حرکت کی طرف اشارہ ہے اور جو آج کل کے حکماء یورپ کی تحقیق ہے تو قرآن مجید نے صدیوں پیشتر اس کی خبر دے رکھی ہے کیوں نہ ہو انزله الذی یعلم السر فی السموت والارض ممکن ہے کہ یہ معنی کسی عالم کی رائے کے خلاف ہوں لیکن قرآن مجید کے الفاظ کے خلاف نہیں ہیں۔

ف۴: الحسنة کی تفسیر کلمہ توحید ہے اور السیئہ کی تفسیر شرک ہے۔ ابو مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور بہت سے تابعین سے یہی منقول ہے بلکہ بعض صحابہ سے تو اس معنی کی سند خود رسول کریم ﷺ تک پہنچتی ہے اور اقرار توحید سے مراد اقرار مقبول ہے۔ گھبراہٹ والا نفخہ پہلا نہیں بلکہ دوسرا ہوگا اور پہلے نفخہ میں گھبراہٹ طبعی طور پر ہوگی جبکہ دوسرے نفخہ میں گھبراہٹ جو ہوگی تو اس کا تعلق ایمان کے مراتب سے ہوگا۔ سورہ انبیاء میں ﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ﴾ (الانبیاء: ۱۰۳) اسی دوسرے فزع کا ذکر ہے۔

ف۵: وله کل شیء یعنی ہر چیز جب اس کی ملک ہے تو وہ جس چیز کو بھی چاہے محترم و متبرک ٹھہرا دے۔ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عبادت وتعمیل احکام سے جب سرور انبیاء ﷺ مستثنیٰ نہیں تو ظاہر ہے کہ کسی ولی اور کسی بزرگ کا کیا ذکر ہے (بقیہ صفحہ 911 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

نشان دکھائے گا پھر تم ان کو پہچانو گے اور تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ ف۱

آیاتہا ۸۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۹

سورۃ القصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ

میں اللہ بڑی توانگری والا پاک سلامتی والا۔ یہ احکام واضح کتاب کے ہیں۔ موسیٰ اور فرعون

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

کا سچا سچا قصہ ہم ایمانداروں کے لئے تجھ کو سناتے ہیں۔ ف۲

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

کچھ شک نہیں کہ فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور ملک کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنا دیا تھا

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ

ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کرتا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى

بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔ اور جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا جاتا تھا

الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں اور ان کو امام بنائیں اور ان کو

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

وارث بنائیں۔ اور زمین پر انہی کو حکومت دیں اور فرعون اور ہامان

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَ

اور ان کی فوجوں کو ان سے جس بات کا خوف تھا وہ ان کو دکھا دیں۔ ف۳ اور

اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ

موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہم نے الہام کیا کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے

عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا

اس پر کسی بات کا خوف ہو تو اس کو پانی میں ڈال دیجیو اور نہ اندیشہ کیجیو نہ غم ہم ضرور

پارہ ۲۰

ف۱: وَقُلِ الْحَمْدُ یعنی آگے چل کر حق تعالیٰ تمہارے اندر یا تم سے باہر اپنی قدرت کے وہ نمونے اور میری صداقت کے ایسے نشان دکھائے گا جنہیں دیکھ کر سمجھ لو گے کہ بے شک یہ اللہ کی وہ ہی آیات ہیں جن کی خبر نبی ﷺ نے دی تھی باقی اس وقت اس کا سمجھنا تم کو نافع ہو یا نہ ہو یہ علیحدہ بات ہے اور علامات قیامت وغیرہ سب اس کے تحت میں آ گئیں۔ فرمایا جو عمل اور معاملہ تم کرتے ہو سب اس کی نظر میں ہے اسی کے موافق آخر کار بدلہ ملے گا اگر سزا وغیرہ میں تاخیر ہو تو یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ہماری کرتوت سے بے خبر ہے۔ مفسرین نے کہا کہ سورہ کے خاتمہ پر الحمد للہ لانے میں تعلیم یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے سارے احوال و امور کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر ہی کرنا چاہیے۔

ف۲: ابن عباسؓ نے کہا طسم کی تفسیر جاننے سے علماء عاجز ہیں اور جلال الدین ابن محلی نے کہا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اپنے ارادے کو ان حروف کے ساتھ۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہیں اس سے نفع اور سبق وہی حاصل کریں گے جو صاحب ایمان ہیں خواہ حقیقۃً یا حکماً یعنی ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں من نبا میں من تبعیضیہ کچھ کے معنی میں ہے جیسا کہ ظاہر ہے قصہ پورا نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ یہاں بیان ہو رہا ہے بالحق بالکل صحیح اور معتبر توریت وغیرہ کے ذریعہ سے ناقص اور تحریف شدہ قصہ پہلے سے مشہور تھا۔

ف۳: بنی اسرائیل آپس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے جس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان کے ہاتھ پر اس سلطنت مصر کی تباہی مقدر ہے ہوتے ہوتے یہ تذکرہ فرعون کے کانوں تک پہنچ گیا اس احمق نے قضا قدر کی روک تھام کے لیے ظلم و ستم کی یہ اسکیم جاری کی فرعون نے بہت تدبیریں کیں مگر آخر کار وہی ہوا جو رب العالمین نے چاہا تھا یہاں سے اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور غلبہ و عظمت ظاہر ہوئی۔ ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:۲۱) کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر کام پر غالب ہے جبکہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔ فرعون نے ارادہ کیا کہ قوت کے ساتھ موسیٰ کے ہاتھ سے بچ جائے مگر مالک الملک کی قدرت کے ساتھ جس کے حکم قدری کے ساتھ مخالفت ممکن نہیں اور نہ ہی وہ مغلوب ہو سکتا ہے اور تقدیر میں اس کی قلم چل چکی تھی کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور موسیٰ اس کے فراش پر نشو و نما پائے گا اور اس کے گھر میں اس کی تربیت ہو گی۔ ہامان فرعون کا وزیر تھا ہامان کو شخصی نام فرض ہی کیوں کیا جائے جس طرح اس کو عطف فرعون کے ساتھ یہاں ہے اور آگے بھی ذکر آ رہا ہے اس سے تو قیاس یہی ہوتا ہے کہ جس طرح فرعون شخصی نام نہیں بلکہ شاہی لقب تھا اسی طرح ہامان بھی کوئی سرکاری لقب ہی تھا۔ تاریخ سے مصری دیوتا کا نام آمن ثابت ہے عجب کیا کہ اس کے بڑے پجاری کا سرکاری لقب عربی تلفظ میں ہامان ہو۔ ما کانوا یحذرون یعنی زوال سلطنت اور ہلاکت اسی کا انہیں اندیشہ تھا اور یہی واقع ہو کر رہا۔ یعنی زوال حکومت فرعونی آخر کار انہی کے ہاتھوں سے ہوا کیونکہ۔

ہست سلطانی مسلم مراورا نیست کس را زہرۂ چوں و چرا

چونکہ اتنا بڑا انقلاب اس بات پر موقوف تھا کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ فی الارض سے یہ لازمی نہیں کہ اسرائیلیوں کو یہ تمکین تمکن اسی ملک مصر میں ہی حاصل ہوا ہو روئے زمین کے کسی حصہ میں بھی اس کا ہو جانا وعدہ الٰہی کے واقع ہونے کے لیے کافی تھا۔

تنبیہ: نُمَنَّ اور فی الارض بعض (بقیہ صفحہ 911 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ

اس کو تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں سے کریں گے۔ ف۱ تو فرعون کے گھر

اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ

والوں نے اس کو پکڑ لیا تاکہ آخر کار وہ انکا دشمن اور باعث غم ہو کچھ شک نہیں کہ فرعون

هَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ

اور ہامان اور ان کی فوج خطار کار تھے۔ ف۲ اور فرعون کی بیوی

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۡ لَا تَقْتُلُوْهُ ۡ عَسٰٓى اَنْ

نے کہا کہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرنا امید ہے بہت

يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ

جلد ہم کو نفع دے گا یا ہم اس کو متبنی بنالیں گے اور جانتے نہ تھے۔ ف۳ موسیٰ کی

فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ

ماں کا دل خالی ہوگیا اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ رکھتے

اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ

تو وہ ظاہر کردیتی تاکہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو۔ ف۴

قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۭ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ

موسیٰ کی ماں نے اس کی ہمشیرہ سے کہا تو اس کے پیچھے پیچھے جا پس اس نے دور سے فرعونیوں

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

کی بے خبری میں اسے دیکھا۔ اور اس پر پہلے ہی سے ہم نے سب دودھ حرام کردئے تھے

فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ

پس اس نے کہا میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس کو پرورش کریں

وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ

اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ پس ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف واپس پہنچادیا تاکہ اس کی

عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ

آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے اور جانے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى

بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ ف۵ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور خوب تنومند ہوا

ف۱: موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کو غیب سے حکم دیا جارہا ہے کہ تو اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کا کام جاری رکھ اور جب تو دیکھے کہ یہ راز ظاہر ہونے والا ہے تو پھر تو اس کو ایک صندوق میں بند کرکے دریائے نیل میں ڈال دینا' جبکہ یہ دریا اسرائیلیوں کے محلہ سے ہوتا ہوا عین شاہی محل کے دامن سے گزرتا تھا بنی اسرائیل کی اولاد میں سے لڑکوں کو تلاش کر کے قتل کیا جارہا تھا اور حضرت موسیٰ کی والدہ کو بھی قدرۃً یہ فکر پیدا ہوا کہ اب ان کی تلاش ہوگی تو اس وقت ان کے دل میں یہ بات غیب سے ڈال دی گئی کہ تم کسی قسم کا اندیشہ نہ کرنا اور نہ ہی اس بات کا غم کہ یہ صندوق کہاں جائے گا اور اس پر کیا حالات گذریں گے یہ تیرا کام نہیں بلکہ یہ ذمہ داری ہماری ہے کہ ہم اس کی حفاظت کس طرح کریں گے اور یہ ہمارا وعدہ ہے کہ ہم اس کو ضرور تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں سے کریں گے پس موسیٰ کی ماں نے ؎

میروی ومیرود جانم بتو خوش برو فالله خیر حافظاً

کہہ کر بچے کو دریا میں ڈال دیا۔ اوحینا کے معنی یہاں الہام یا القا کے ہیں' ہم نے الہام کیا یعنی اس کو دل میں القاء کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا یعنی جو کام موسیٰ کی والدہ نے اس کے ساتھ کیا ہم نے اس کے دل میں ڈال دیا تھا۔ الوحی کل ما دلّت علیه من کلام او کتاب او اشارة او رسالة اس اصطلاحی معنی میں نہیں جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ بہرحال نہ یہ وحیٔ وحی رسالت تھی اور نہ ہی حضرت موسیٰ کی والدہ نبی یا رسول تھیں۔ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ موسیٰؑ کی والدہ نبی نہیں تھیں۔ لا تخافی ولا تحزنی جس خوف وحزن کی یہاں ممانعت ہے وہ عقلی واختیاری تھا اور یہ اس خوف وحزن کے علاوہ ہے جو طبعی اور غیر اختیاری ہوتا ہے۔

ف۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان ہدایات پر عمل کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا اور دریائے نیل فرعون کے شاہی محل کے نیچے ہو کر گذرتا تھا صندوق بہتے بہتے وہاں پہنچا تو فرعونیوں کی نظر پڑی جھپٹ کر نکالا کہ شاید اس میں میں کوئی خزانہ ہو پھر جب انہوں نے اس کو کھولا تو اس کے اندر سے ایک پیارا بچہ نکلا فرعون اور اس کی بیوی میں بحث مباحثہ کے بعد اس کی پرورش کی گئی اور اس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے لئے اس کی ہلاکت اور مصیبت کا سبب بن گئے۔ فرعون کو کیا خبر تھی کہ جس دشمن کے ڈر سے ہزارہا معصوم بچے تہ تیغ کرا چکا ہوں وہ یہ ہی ہے جس کی میں بڑی چاہت اور پیار سے آج پرورش کر رہا ہوں اور جبکہ حقیقت فرعون اور اس کے وزیر وشیر اپنے ناپاک مقصد کے اعتبار سے ایسے گمراہ ہوئے کہ بے شمار اسرائیلی بچوں کو ایک شبہ کی بنا پر قتل کرنے کے باوجود موسیٰ کو زندہ رہنے دیا۔ اور وہ بھٹکنے یا گمراہ ہونے کے علاوہ کر بھی کیا سکتے تھے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل سکتے تھے یا مشیت ایزدی کو روک سکتے تھے ان کی بڑی بھول تو یہ تھی کہ قضا وقدر کے فیصلوں کو سمجھے کہ ان کو انسانی تدبیروں سے

روکا جاسکتا ہے۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ چونکہ یہ کام ان کی ملکی پالیسی کے خلاف تھا اس لیے وہ بھی خطا کار تھے۔ آل فرعون یعنی فرعون کے لوگ لیکون میں لام عاقبت کا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اٹھا لیا اس کو فرعون کے گھر والوں نے تاکہ یہ آخر کار ان کے لیے دشمن اور غم کا سبب ہو۔ ظاہر تو اسی کا مقتضی ہے جو مفسرین نے کہا کہ لام عاقبت کا ہے اس کا دوسرا نام لام الصیرورۃ بھی ہے لیکن جب سیاق کے معنی کی طرف خیال کیا جائے تو لام تعلیل ٹھہرتا ہے کیونکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کو مسلط کیا اس کے اٹھانے کے لیے تاکہ وہ ان کا دشمن اور غم کا سبب ہو عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی قدریہ کو لکھا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے پہلے تھا کہ موسیٰ فرعون کے لیے دشمن (بقیہ صفحہ 911 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

تو ہم نے اس کو حکم بات کا ملکہ اور علم دیا اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ ف۱ اور

دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ

موسیٰ شہر کے اندر ایسے وقت میں آیا کہ وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو اس نے

فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ

اس میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک اس کے گروہ سے تھا اور ایک

عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ

اس کے مخالفوں سے تھا تو جو اس کی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے

عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ

دشمن کے گروہ والے کے برخلاف مدد مانگی تو موسیٰ نے اسے ایک مکا مارا جس نے اسکا کام تمام کر دیا اس نے کہا

عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ

یہ تو شیطانی حرکت ہے بے شک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے اس نے کہا اے میرے پروردگار!

اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

تحقیق میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے پس اللہ نے اسے بخش دیا اللہ بڑا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

بخشنہار مہربان ہے۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے مجھ پر بڑا انعام کیا اس لئے

اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ

میں آئندہ کو کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ ہوں گا۔ ف۲ موسیٰ صبح کو ڈرتے ڈرتے

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ

شہر میں گیا انتظار ہی میں تھا تو ناگاہ وہ شخص جس نے کل ہی اس سے مدد چاہی تھی

يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

اس کو پکار رہا ہے اس نے کہا کچھ شک نہیں کہ تو ہی صریح بدمعاش ہے۔ ف۳

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ

پھر جب موسیٰ نے اسے پکڑنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا

تو اس نے کہا اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسے تو نے کل ایک آدمی

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

تنبیہ: بعض مفسرین نے حکماً سے مراد نبوت اور علماً سے دین کا علم مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ استواء سے مراد چالیس سال کی حد کو پہنچنا ہے۔

ف۲: مدینہ سے مراد مصر کا قدیم شہر منفس ہے جو موجودہ دارالسلطنت قاہرہ سے کوئی پارہ میل جنوب میں واقع تھا اور اپنے دور کا بڑا مشہور شہر تھا اب موقع مطرانیہ اسی جگہ پر ہے مصری ظالم تھا اور اسرائیلی مظلوم موسیٰ نے گھونسا محض رفع ظلم کے لیے تادیباً مارا اور یہ شخص اتفاق تھا کہ اس سے وہ مصری مر گیا اور یہ قتل جان بوجھ کر نہیں کیا اور نہ ہی یہ ظلم سے تھا بلکہ یہ تو محض اتفاقی ہو گیا اور اتفاقیہ قتل تو ویسے بھی گناہ نہیں ہوتا اور جب کہ یہاں تو اس سے اصلاح وخیر اور ایک مظلوم کی نصرت ورہائی کا ارادہ تھا۔ یہ قتل ایسا ہی ہے جیسا ہماری شریعت میں کسی مجرم پر حد یا تعزیر جاری ہو اور وہ اتفاقاً اسی میں مر جائے تو نہ قاضی پر گناہ ہوگا نہ جلاد پر اور اس فرعونی کا قتل اس کے حربی ہونے کی بنا پر تو ویسے ہی مباح تھا اور حق العبد نہ تھا' لیکن موسیٰ نبی تھے کمال حیثیت سے خلاف اولیٰ بھی گناہ قرار دیا۔ حضرت موسیٰ کا ظلمت نفسی اپنی زبان سے ادا کرنا ہرگز اثبات جرم کے مترادف نہیں کیونکہ کاملین کی عام عادت ہوتی ہے کہ اپنی معمولی سی بے احتیاطی سے ہونے والی خطا ولغزش کو بڑی خطا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے تو محض رفع ظلم چاہا تھا قتل بغیر کسی ارادے واقع ہو گیا آپ کو بعد میں احساس ہوا کہ رفع ظلم دوسرے طریق سے بھی ممکن تھا جو گھونسا مارنے کے وقت ذہن میں نہ آیا بس اس لیے آپ نے استغفار فرمایا۔ یہاں سے چند مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو نیک لوگوں کی اچھائیاں اور دوسرا ان کی خطائیں اور یہاں نیکی یا اچھائی سے مراد ظلم کا مٹانا مقصود تھا۔ تیسرے یہ کہ کاملین میں خشیت دوسروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے' یہاں مجرمین سے مراد وہ ہیں جو دوسروں سے گناہ کا کام کرانا چاہیں کیونکہ کسی سے گناہ کا کام کرانا یہ بھی جرم ہے پس اس میں شیطان بھی داخل ہو گیا کیونکہ وہ گناہ کراتا ہے اور گناہ کرنے والا اس کی مدد کرتا ہے خواہ وہ مدد جان بوجھ کر ہو یا کسی بھول کی بنا پر ہو۔ حضرت موسیٰ کو اس بخشش اور بخشنے والے کے بارے میں الہام کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا اور یہ ہر ولی اللہ کو بھی ہو سکتا ہے۔

ف۳: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اوروں سے ڈرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جب یہ ڈرنا بتقاضاء بشریت ہو جو لوگ مطلقاً غیر اللہ کے خوف کو ناجائز بتاتے ہیں یہ آیت ان کے خیال کی بالکل تردید کر رہی ہے۔ قرطبی نے کہا کہ جو خوف انسان ہونے کی وجہ سے اللہ کے سوا اور چیزوں کا طاری ہو جاتا ہے وہ معرفت الٰہی یعنی طبعی خوف اور اندیشہ کسی بھی مرتبہ کمال کے منافی نہیں اور نہ ہی اس پر توکل کرنے کے منافی ہے۔ انك لغوی مبین یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے' حضرت موسیٰ کو کل کی بات یاد آ گئی اسی وجہ سے آپ کو اس پر ناراضگی ہوئی۔

ف: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب موسیٰ (علیہ السلام) جوان ہوئے تو ہم نے اس کو محکم بات کرنے کا ملکہ اور دینی اور ملکی امور کا علم دیا جس سے وہ مختلف امور پر اکثر غور کرتا رہتا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے حال پر کڑھتا کہ کیسے ویران حال پریشان ہو رہے ہیں اور ان کی بہتری کی تدابیر سوچتا۔ علم عطا کرنے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کو فہم سلیم وعقل مستقیم بطور مقدمہ نبوت کے عطا کیا گو موسیٰ ابھی تک نبی نہ تھے لیکن آثار نبوت سب بیدار ہو چکے تھے۔ نجری سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم سے مراد یہاں نبوت نہیں کیونکہ نبوت جزاء اعمال واحسان نہیں محض رحمٰن کا خاص فضل ہے۔ محسنین اپنی نیکی کی وجہ سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کریں بلکہ ان کی عام پکار یہی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْاَمْسِ ۚ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى
کو مار ڈالا کیا تیرا یہی ارادہ ہے کہ تو ملک میں سرکشی کرے
الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ
اور تو نہیں چاہتا کہ بھلے آدمیوں میں سے ہو کر رہے ف۱ ایک آدمی
رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ
شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے موسیٰ رئیس تیرے
الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ
حق میں باہمی مشورہ کرتے ہیں کہ تجھے قتل کردیں۔ پس تو نکل جا کچھ شک نہیں
النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ
کہ میں تیرے حق میں خیر خواہ ہوں پس وہ دوڑتا ہوا شہر سے نکلا کہا اے میرے پروردگار!
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ
تو مجھے ان ظالموں کی قوم سے نجات بخش اور جب مدین کی طرف اس نے رخ کیا کہا کہ
عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ
بہت جلد میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھا دے گا ف۲ اور جب مدین کے پانی
مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَ
پر پہنچا تو اس نے اس پر آدمیوں کی بھیڑ پائی جو پانی پلاتے تھے
وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ
ان سے ورے دو عورتیں پائیں جو بکریوں کو روکے ہوئے تھیں موسیٰ نے کہا تمہارا کام کیا ہے
قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ
انہوں نے کہا جب تک چرواہے نہ ہٹیں ہم پانی نہیں پلایا کرتیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے
كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
پس موسیٰ نے ان کو پانی پلا دیا ف۳ پھر سائے کی طرف چلا گیا کہا اے میرے پروردگار
اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا
جس قسم کی نعمت تو مجھے عطا کرے میں اس کے لئے حاجتمند ہوں ف۴ پس ان میں سے ایک
تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۖ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ
حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اس نے کہا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے کہ جو آپ نے

ف۱: جب غور وفکر کے بعد معلوم ہوا کہ نہیں اس معاملہ میں یہ اسرائیلی مظلوم ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس فرعونی کو پکڑنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس فرعونی نے اس سے پہلے کہیں سے سن لیا تھا کہ کل جو خون ہوا ہے وہ موسیٰ نے کیا ہے جیسا کہ عام طور پر افواہ پھیل جاتی ہے گو کہ یہ افواہ عدالت میں جرم ثابت ہونے کو کافی نہ ہو مگر عام طور پر اس کی شہرت ہو جاتی ہے اس لیے اس نے خوف زدہ ہو کر یہ کہا کہ موسیٰ تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو بلاوجہ مکہ مار کر مار ڈالا۔ بس اس کے کہنے کی دیر تھی کہ تمام شہر میں۔ بجلی کی طرح آواز پھیل گئی۔ فتح البیان والے نے کہا کہ ظاہر یہی ہے کہ قال یہ موسیٰ فرعونی کا کلام اور جملہ ان تکون من المصلحین کافر کے علاوہ کسی سے صادر نہیں ہوتا لغت میں جبار اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑائی کرے اور اللہ عزوجل کے سامنے سرنگوں نہ ہو اور جو شخص ناحق کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ جب موسیٰ نے چاہا کہ فرعونی پر آج پھر ہاتھ ڈالیں تو اسرائیلی جس پر ابھی ڈانٹ پڑ چکی تھی قدرۃ یہ سمجھا اب وار مجھ پر ہوگا اور یہ مجھ پر ہاتھ ڈالیں گے تو یہ سمجھ کر وہ چلا اٹھا کہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے جیسا کہ تو نے کل قبطی کو مار ڈالا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قال یا موسیٰ اسرائیلی کا کلام ہے واللہ اعلم۔ کاملین جس طرح دشمن پر سیاست کرتے ہیں اسی طرح دوست پر بھی کرتے ہیں جیسا جس کے حال کے موافق ہو چنانچہ یہاں آپ نے قول سے سیاست (سرزنش) سطلی کی فرمائی اور ارادہ بطش مراد قبطی پر سختی اخ کمزور ہونے کی وجہ سے خاموش رہنے کو بہتر سمجھا اور جبکہ قبطی پر سختی کرنے کی غرض آپ کی انصاف کرنے کی تھی اور ایسا کرنا قومی عصبیت نہیں کہلاتا۔

تنبیہ: بائبل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے والے دونوں اسرائیلی تھے مگر قرآن مجید میں دوسرے دن کے لڑنے والوں میں سے ایک کو ان دونوں (موسیٰ اور اسرائیلی) کا مشترک دشمن کہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہ تھا بلکہ فرعونی یعنی قبطی تھا چونکہ قرآن مجید کے مقابلہ میں بائبل کی تحریر عام طور پر مشتبہ ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں کہ کون ہے چنانچہ تورات کی پانچویں کتاب استثناء ۳۴ باب میں موسیٰ کے مرنے اور مرتے وقت اس کی عمر ۱۲۰ سال تک ہونے اور صحیح تندرست ہونے کا ذکر ہے پھر اس سے مدت دراز بعد یہ فقرات تورات میں اس طرح درج ہوئے کہ اب تک بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی موسیٰ کی مانند نہیں اٹھا (باب ۳۴: ۱۰) اس میں ''اب تک'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کو انتقال ہوئے مدت مدید گزر چکی ہے تاہم یہ فقرات تورات میں درج ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ تورات لکھنے والوں نے اس بات کا التزام نہیں کیا تھا کہ صرف الہامی عبارات یا واقعات موسوی ہی لکھے جائیں بلکہ انہوں نے ہر قسم کے واقعات لکھ دیئے ہیں جبکہ ابھی یہ تحقیق باقی ہے کہ لکھنے والا کون تھا یہی کیفیت انجیل کی ہے پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تورات اور قرآن کے اختلاف کی صورت میں تورات کا بیان مقدم سمجھا جائے لہٰذا جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ مقدم ہے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے اور اسی وجہ سے یہ کسی بھی قسم کی تحریف کا شکار نہیں ہو سکتا۔

ف۲: پولیس تو پہلے ہی تلاش میں تھی فوراً اس نے دربار فرعون میں خبر پہنچائی فرعون اور اس کے درباری تو پہلے ہی مختلف رپورٹوں کی وجہ سے حضرت موسیٰ سے بدظن تھے کہ غیر قوم کے آدمی کا یہ حوصلہ ہو گیا کہ شاہی قوم کے افراد اور ملازموں کو قتل (بقیہ صفحہ 912 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

ہم کو پانی پلا دیا ہے اس کا اجر آپ کو دے پس جب وہ اس کے پاس آیا اور سارا قصہ

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

اس کو سنایا تو اس نے کہا نہ ڈر! تو ان ظالموں کی قوم سے چھوٹ آیا۔ ف۱

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ

ان میں ایک نے کہا بابا جان اس کو نوکر رکھ لیجئے بہتر سے بہتر جو آپ نوکر

اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

رکھیں مضبوط اور دیانتدار ہونا چاہئے۔ ف۲ شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان دو

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ

بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اس شرط پر کہ آٹھ سال میرا کام کرے

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ

اور اگر تو دس سال پورے کردے گا تو یہ تیری طرف سے ہوگا اور میں نہیں چاہتا

اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

کہ تجھ پر مشقت ڈالوں ان شاء اللہ مجھے تو نیکوکار پائے گا۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

موسیٰ نے کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان مقرر ہوچکی ان دونوں میں جو معیاد میں پوری کروں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

تو مجھ پر کسی طرح کا جبر نہ ہو اور اللہ ہمارے کلام پر ذمہ دار ہے۔ ف۳

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ

پس موسیٰ نے جب معیاد پوری کی اور اپنے اہل کو ساتھ لے چلے تو

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ؕ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ

کوہ طور کی طرف سے ان کو ایک آگ سی نظر پڑی اپنے اہل سے کہا یہاں ٹھہرو

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں اس پر سے کوئی خبر حاصل کروں یا کوئی انگارہ آگ

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ

کا لاؤں تاکہ تم تاپو۔ ف۴ پس جب موسیٰ اس آگ کے پاس آیا تو میدان

ف۱: اے میرے پروردگار تیری شان یہ ہے کہ تو اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور حسب حکمت ان کے سوالات پورے کرتا ہے ادھر موسیٰ نے یہ دعا کی ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب یہ بنایا کہ وہ دونوں لڑکیاں جب اپنے باپ کے پاس گئیں اور سارا قصہ اس کو کہہ سنایا تو حضرت شعیب کے دل میں یہ بات آئی کہ ایسے محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تو انہوں نے اپنی انہی لڑکیوں کو حکم دیا کہ اس کو بلا لاؤ کیونکہ آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک بڑی متانت اور حیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی جیسی کہ شریف لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بڑے وقار اور تمکنت سے چلا کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ پیراہن کی آستین سے منہ ڈھانک کر آئی اور ان سے ہی روایت ہے کہ وہ آئی چلتی شرم سے اپنے منہ پر اپنا کپڑا ڈالے ہوئے وہ عورت زبان دراز اور بے باک نہ تھی اور بہت اندر باہر آنے جانے (گھومنے پھرنے) والی نہ تھی رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ میں یہ بات واضح ہے کہ یہ شریف زادیوں کے لیے چنگ مٹک تیزی طراری نہیں بلکہ غیرت وحیا لجانا اور شرمانا طبعی امر ہے عورت کے لیے اگر غیرت وحیاداری اس درجہ مطلوب ومقصود نہیں تو آخر قرآن کو بار بار ان تصریحات کی کیا ضرورت تھی جیسا کہ آج کل حقوق نسواں کی نام نہاد علمبردار تنظیمیں اور مغربیت سے متاثر شور مچا رہے ہیں کہ عورت کو بھی آزادانہ طور پر معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے جو کہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ایسے لوگ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عورت کے خیر خواہ نظر آتے ہیں مگر جب خود ان کے ہاں عورت کے ساتھ ہونے والا سلوک دیکھا جائے تو ان کی اصلیت کے ڈھول کا پول واضح ہو جاتا ہے۔ اس صاحبزادی کا نام صفورہ تھا اسلامی روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب روانہ ہوئے تو انہوں نے ان سے کہا تم میرے پیچھے ہو جاؤ میں پسند نہیں کرتا کہ نامحرم پر بلا ضرورت اور بلا قصد نظر بھی پڑے۔ موسیٰ علیہ السلام کا یَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا سن کر چلے آنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگر عمل سے معاوضہ کا ارادہ نہ ہو تو پھر عمل کے بعد عوض قبول کرلیا جائے تو یہ اخلاص کے منافی نہیں۔ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کو موسیٰ علیہ السلام سے خون ہوا تھا مگر شعیب علیہ السلام نے انہی کو ظالم کہا اس لیے کہ ایسے بلا قصد خون میں قتل کرنا کسی گورنمنٹ کا قانون نہیں فرعونی جو موسیٰ کے مارنے کے فکر میں ہوئے تو وہ ویسے ہی بڑے ظالم تھے۔

ف۲: زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے جس کی جسمانی قوت بھی اچھی ہو اور محنت سے اپنا کام سرانجام دے سکے اور وہ اخلاقی صفات سے بھی متصف ہو اور جو خیانت و بددیانتی سے کام نہ لے تو وہ خدمت کی بجاآوری کے لیے بہترین آدمی ہے۔ حضرت شعیبؑ نے جب موسیٰ علیہ السلام کا ماجرا سنا تو ان کے دل میں ان کی عظمت خاندانی گھر کرگئی۔

ف۳: شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں جوان تھیں داماد کی ضرورت کو ملحوظ خاطر رکھ کر کہا کہ معمولی اجنبی نوکروں کی طرح رکھنا مصلحت اور تیری خاندانی عظمت کے خلاف ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک لڑکی کا تجھ سے نکاح اس شرط پر کردوں کہ تو اس کے مہر کے عوض کم از کم آٹھ برس میری خدمت میں رہے گا اگر دو سال زائد رہے تو یہ تمہارا احسان ہوگا اور میں آپ کا شکر گذار رہوں گا۔ حضرت عتبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ نے اپنے آپ کو مزدوری پر اس شرط پر دیا کہ حضرت شعیب ان کو نکاح اور روٹی دیں گے۔ سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ موسیٰ نے دو مدتوں میں سے کس مدت کو پورا کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اکثر اور (بقیہ صفحہ 912 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ

کے داہنے کنارے سے پاک جگہ میں سے اس کو ایک درخت

الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ

سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں رب العالمین ہوں۔ اور

اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى

یہ کہ اپنی لکڑی کو پھینک دے پس موسیٰ نے جب اس کو ہلتے دیکھا گویا کہ وہ پتلا سا سانپ تھا تو موسیٰ

مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۡ

پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر اس نے نہ دیکھا اللہ نے فرمایا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں

اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

بے شک تو امن میں ہے۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر بغیر کسی قسم کی

بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

بیماری کے سفید نکلے گا اور اس خوف کے رفع کرنے کے لئے اپنے بازو کو سکیڑ کر

الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

مضبوطی سے پکڑ پس یہ دو معجزے فیصلہ کن تیرے پروردگار کے ہاں سے ہیں فرعون اور اس

مَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

کے امراء کی طرف جا کچھ شک نہیں کہ وہ بدکار لوگ ہیں۔ف۱ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار!

قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِيْ

میں نے ان میں ایک جان کو قتل کیا ہوا ہے پس میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل نہ کردیں۔ف۲ میرا بھائی

هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً

ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج

يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ

جو میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ فرعونی لوگ میری تکذیب کریں گے۔ف۳ اللہ نے کہا

عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا

ہم تیرے بھائی کے ساتھ تجھے قوت بازو عطا کریں گے اور تم کو غلبہ دیں گے پس وہ

يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

ہماری آیات کی وجہ سے تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے تم اور تمہارے تابع ہی

الْغٰلِبُوْنَ ۝

منزل ۵

ف۱: متن میں لفظ ''جان'' استعمال ہوا ہے جو عربی میں ایسے سانپ کے لئے بولا جاتا ہے جس کی حرکت تیز ہو۔ دوسری جگہ قرآن میں ''ثعبان'' اژدھا کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور ''حیۃ'' سانپ کا بھی۔ یہ ایک ہی چیز کی مختلف تعبیریں ہیں یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی معجزانہ طور پر ایسا سانپ بن جاتی تھی جو دیکھنے میں بڑا اژدھا معلوم ہوتا تھا اور حرکت میں اس سانپ کی طرح تھا جو نہایت تیز رو ہوتا ہے۔

ف۲: الواد الایمن کے معنی میدان کی دائیں جانب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی دائیں جانب تھی انی انا اللہ کے ساتھ صفت رب العالمین کا اضافہ اس حقیقت کی مزید تاکید اور صراحت کر رہا ہے کہ جو سارے عالم کا مالک وحاکم ہے وہ کسی محدود جگہ کے اندر گھر کر کیونکر کر سکتا ہے؟ فرمایا وہ لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے آگے ڈال دے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى﴾ (طٰہٰ: ۱۷) اور یہ کیا ہے تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ تو وہ بولے کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لیتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی میں اس سے کئی کام لیتا ہوں۔ رھب سے وہ خوف مراد ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو سانپ دیکھ کر ہوا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے اعم مراد ہے اور وہ یہ کہ موسیٰ کو حکم کیا گیا کہ وہ کسی چیز سے ڈریں تو اس ڈر کے دور کرنے کے لیے اپنا بازو ملا لیا کریں جب ایسا کریں گے تو خوف زائل ہو جائے گا۔ اور اب بھی جو شخص خوف کے وقت ان کی اقتدا کرتے ہوئے ایسا کرے اور اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھے تو اس کا خوف بالکل دور ہو جائے گا یا کم ہو جائے گا سانپ، شیر زہریلے اور خطرناک قسم کے جانوروں سے ڈرنا بالکل ایک طبعی بات ہے اور یہ بڑے بڑے کمالات ولایت یہاں تک کہ نبوت کے بھی منافی نہیں اور کلیم اللہ کا خوف تمام تر خوف طبعی ہی تھا۔ ضمناً اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے کہ معجزہ تمام تر ایک فعل خداوندی ہوتا ہے نبی اس کا صرف واسطہ ہوتا ہے اور نبی کو معجزہ کی تکوین میں بالکل دخل نہیں ہوتا ورنہ کم از کم اپنے معجزے سے حضرت کلیم اللہ خوف نہ کھاتے۔ عصا کے بعد دوسرا معجزہ ید بیضاء کا ہے۔ من غیر سوء کی تصریح تورات مروجہ کی اغلاط کے لیے ہے جیسا کہ اس میں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ آپ کو برص کا مرض تھا۔ (ابن کثیر)

ف۳: یعنی پہنچتے ہی قتل کر دیا تو آپ کی دعوت کیسے پہنچاؤں گا فرعون ایک خود مختار اور مطلق العنان۔ جابر بادشاہ تھا اس کے فیصلے کے خلاف اپیل کی کہیں بھی گنجائش نہ تھی اور وہ اپنے اختیارات سے سب کچھ کر سکتا ہے۔

جب میں فرعون کے سامنے دعوت لے کر جاؤں گا تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ میرے خلاف قتل کے پرانے واقعہ کی بنا پر کارروائی کرے اور دعوت کا کام ہی انجام نہ پا سکے۔

اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر ہی جا رہے تھے لیکن چونکہ قتل کیا واقعہ کو کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لیے اس بات کا بظاہر امکان نہیں تھا کہ فرعون ان کو سزا دیتا لیکن اب یہ اندیشہ انہیں اس لیے محسوس ہوا کہ رسول کی حیثیت سے اس کے پاس جانا تھا۔

ف۴: کوئی تصدیق وتائید کرنے والا ساتھ ہو تو فطرۃ دل مضبوط اور قوی رہتا ہے گفتگو ومناظرہ کے لیے روانی زبان وفصاحت بیان کی ضرورت ہر وقت رہے گی اور ایسے وقت میں ہارون کی رفاقت مفید ہوگی کیونکہ ان کی زبان زیادہ صاف اور تیز ہے۔ رِدْءاً وہ چیز ہے جس کا سہارا لیا جائے یہاں مراد مددگار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْغٰلِبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

غالب ہوں گے ف۱ پس جب موسیٰ ہمارے کھلے کھلے احکام لے کر ان کے پاس آیا

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

تو انہوں نے کہا یہ جادو ہے (اللہ پر) بہتان لگایا ہوا اور ہم نے یہ بات اپنے

فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

باپ دادا سے نہیں سنی- موسیٰ نے کہا جو کوئی اللہ کے ہاں سے ہدایت

بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

لایا ہے اور جس کی عاقبت بخیر ہے میرا پروردگار ان کو

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ

خوب جانتا ہے ظالم لوگ کبھی کامیاب نہ ہوں گے- ف۲ اور فرعون نے کہا

فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ

اے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا

فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَي الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا

پس اے ہامان تو مٹی کے پاوے پکا کر میرے لئے ایک محل بنا

لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ

تاکہ میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں اس میں شک نہیں میں اس کو

الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

جھوٹا سمجھتا ہوں- ف۳ اور اس نے اور اس کی فوج نے زمین پر

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٩﴾

ناحق تکبر کیا اور وہ سمجھے تھے کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے- ف۴

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ

پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کیا سو دیکھو

كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ

ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا- اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا لوگوں کو جہنم

اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ

کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے روز انکو مدد نہ پہنچے گی- ہم نے اس

ف۱: موسیٰ و ہارون دونوں ایک محکوم رعایا کے فرد تھے اور ان کا مقابلہ ایسے بادشاہ خودمختار سے ہو رہا تھا جس کی زبان خود ہی قانون تھی۔ فرعون تو فرعون اس کے درباری اور ارکان حکومت تک موسیٰ اسرائیلی اور ہارون اسرائیلی کی حقیقت کیا سمجھتے تھے۔ فرمایا تمہارا رعب ہم ان کے دلوں میں ڈال دیں گے تاکہ وہ تمہیں تکلیف پہنچانے کے لئے تم تک نہ پہنچ سکیں۔ کیونکہ تم دونوں ان کو میرا پیغام پہنچانے والے ہو اللہ تعالیٰ کے اسی عطا کردہ رعب کا یہ اثر ہوا کہ بڑے سے بڑا زور و طاقت ور بھی آپ دونوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکا۔ رعب کا یہ نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے جبکڑوں میں سے کوئی شخص بھی آپ دونوں پر دسترس نہ پا سکا۔

ف۲: اس کہنے سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت پر اپنے آباواجداد سے کسی کو نہیں پایا بلکہ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے رہے اور اسکے ساتھ دوسروں کو معبود ٹھہراتے رہے' موسیٰ نے فرمایا میرا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اسکے پاس ہدایت والا ہے یعنی میں یا تم اور وہ میرے اور تمہارے درمیان عنقریب فیصلہ کرے گا۔ دار (گھر) سے مراد یا تو دنیا کا گھر ہے جیسا جامع البیان والے نے کہا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ رب جل شانہ خوب جانتا ہے اس شخص کو جس کا انجام کار اچھا ہوگا اور اس کے ساتھ مدد اور نصرت ہوگی' یا گھر سے آخرت کا گھر مراد ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ نے کہا ہے۔ اور ظالموں سے شرک مراد ہیں۔ موسیٰ نے عاجز آ کر کہا کہ خیر آج میری نہیں سنتے ہو تو نہ سنو لیکن اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ راہ ہدایت پر کون ہے اور ظالم کون؟ عاقبت بخیر کس کو ہوتا ہے اور آخرت کی کامیابی سے محروم ہونے والا کون ہے؟

ف۳: صاحب وحیر نے کہا ہے کہ فرعون نے جو آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے سنا تھا کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے ابوالحسن سے نقل کیا ہے کہ فرعون نے موسیٰ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے جھٹلایا۔ امام ذہبیؒ نے کتاب العلو میں کہا ہے کہ فرعون کا مطلب یہ تھا کہ میرے گمان میں موسیٰ جھوٹے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہیں اگر موسیٰ یہ نہ کہتے کہ میرا معبود اوپر ہے تو فرعون محل بنانے کا حکم نہ دیتا۔ امام ابن قیم نے قصیدہ نونیہ میں کہا ہے کہ فرعون نے کہا واظن موسیٰ کاذباً فی قولہ۔ اللہ فوق العرش ذو سلطان۔ میں گمان کرتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام اس قول میں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں جھوٹے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فوقیت اور کلام سے منکر ہیں ان کے اور فرعون کے کلام کا ٹھکانہ ایک ہی ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ گارے کو آگ دے یعنی پکی اینٹ بنا' کہتے ہیں کہ پکی اینٹ پہلے پہل فرعون نے نکالی تاکہ اس سے عمارت اونچی بنائے جو کہ پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے اور مصری قوم اینٹوں ہی کے کام کے لیے مشہور تھی یہاں تک کہ اس کی شاہی عمارتیں بھی پتھر کی نہیں بلکہ پکی اینٹوں ہی کی تھیں۔

ف۴: یہ فرعونیوں کے عام فسق اعمال وفساد وعقائد کا بیان ہے یوں بھی روز جزا کا اعتقاد اور پرسش اعمال کا یقین ان کے مذہب میں داخل تھا فرعون اور اس کے لشکر ملک میں ناحق بڑائی کرنے لگے جبکہ بڑائی کا مستحق تو مالک الملک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میرا تہبند ہے پس جو شخص چھینے مجھ سے ایک کو ان دونوں میں سے تو داخل کروں گا میں اس کو آگ میں (رواہ مسلم)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو بہشت والوں کی کہ ہر وہ کمزور آدمی کہ جس کو لوگ کمزور سمجھیں اور (بقیہ صفحہ 913 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ
دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے روز بھی وہ
الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ
ذلیل و خوار ہوں گے - ف۱ اور کئی ایک قومیں ہلاک کرنے کے بعد
مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى
ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جو لوگوں کے لئے بینائی ہدایت
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ
اور رحمت تھی- تاکہ وہ لوگ نصیحت پاویں ف۲ اور تو مغربی جانب پر
الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ
نہ تھا- جب ہم نے موسیٰ کو حکم سپرد کیا اور نہ تو
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
حاضر تھا ف۳ اور نہ تو مدین والوں میں ان کو ہمارے
الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا
احکام پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور وہ کوہ طور کی کسی طرف تھا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ
جب ہم نے پکارا لیکن ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں
بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
پھر ان پر زمانہ دراز دراز غفلت کا گذرا تو ہم نے محض رحمت سے تجھ کو رسول کرکے
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
بھیجا ف۴ کہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ
تاکہ وہ نصیحت پاویں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کو ان کے بد اعمال
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ
کی وجہ سے جو آج سے پہلے یہ کر چکے ہیں ان کو کوئی مصیبت پہنچی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾
نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے ف۵

منزل ۵

ف۱: جعلنھم میں حق تعالیٰ کا انتساب فعل اپنی جانب کرنا اپنی تمام تر تکوینی حیثیت سے بطور مسبب الاسباب کے ہے نہ کہ اظہار رضامندی کے لیے لعنت کے معنی رحمت خداوندی سے مجبوری اور محرومی کے ہیں اس شامت زدوں کا دنیا ہی میں فضل خداوندی سے مجبور ومحروم ہوجانا ایک شاہد واقعہ ہے۔

ف۲: حضرت موسیٰ کو تورات دی جو لوگوں کے لیے باطنی بینائی ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ جو اس کے زمانہ کے تھے نصیحت پائیں اور خدا کے احکام سے واقف ہوکر عمل کریں طالب حق کی اول فہم درست ہوتی ہے یہ بصیرت ہے پھر احکام قبول کرتا ہے یہ ہدایت ہے پھر ہدایت کا ثمر یعنی قرب وقبول عنایت ہوتا ہے یہ رحمت ہے اگلی امتوں سے مراد اگلے پیغمبروں کی نافرمان امتیں ہیں قوم نوح' قوم لوط' قوم ہود' قوم صالح وغیرھا۔

ف۳: مطلب یہ ہے کہ ان احوال پر واقف ہونا ممکن نہیں مگر اس طرح کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے اور یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ موسیٰ کے زمانے سے بہت پیچھے پیدا ہوئے اور ادلہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ نے یہ احوال کسی بشر سے نہیں سیکھے اور نہ آدمیوں سے کسی معلم نے آپ کو پڑھایا تو معلوم ہوا کہ یہ اخبار اللہ عزوجل کے بتانے سے معلوم ہوئے پس ثابت ہوا کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں یہ امور نہ آپ کو مشاہدہ سے معلوم ہوئے نہ آپ کو وہاں حضوری حاصل تھی پھر آپ جو انہیں صاف صاف بتا رہے ہیں تو بجز وحی الٰہی کے اور کیا ذریعہ ہے؟

فائدہ: یہ آیت صاف صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب ملی تھی وہ انہی احکام کا نام ہے جو آج تک بھی بائبل میں ملتے ہیں استثناء ۵ باب میں اور چند احکام بتلانے کے بعد کہا ہے کہ یہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر میرے سپرد کیں اور اس سے زیادہ نہ فرمایا پس تورات صرف انہی احکام کا نام ہے نہ کہ مجموعہ کتب خمسہ بائبل کا۔

ف۴: حقیقت یہ ہے کہ اقوام دنیا پر دو تین اور قرن گزر گئے مرور دہور سے وہ علوم محرف ومندرس ہوتے جا رہے تھے لہٰذا اس علیم وخبیر کا ارادہ ہوا کہ نئی شریعت ظاہر ہو اس لیے ہم نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور موسیٰ وغیرہ کے اخبار سے تجھ کو مطلع کیا تو کہ یہ تیرا معجزہ رہے اور تیری قوم کے لیے نصیحت۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ موسیٰ کے بعد ہم نے کئی امتیں پیدا کیں تو انہوں نے شرائع الٰہیہ کو بگاڑ دیا اور پیغمبروں کی تکذیب کی اور طرح طرح کے فساد کئے اور عہود الٰہیہ کو بھلا دیا تو اسی لیے انہوں نے آپ کو بھی جھٹلایا اگرچہ درحقیقت آپ کی نبوت کے دلائل ظاہر وواضح ہیں مرسلین جمع تعظیمی ہے یا تقدیر کلام یوں رکھی جائے مرسلین فی کل زمان رسولاً۔

ف۵: یعنی جب موسیٰ کو آواز دی اِنِّی اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ تم وہاں کھڑے سن نہیں رہے تھے یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ کو ان واقعات وحقائق سے مطلع کیا اور تمہارے ساتھ بھی اسی نوعیت کا برتاؤں کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ گویا جبل النور (جہاں غار حرا ہے) اور مکہ مدینہ میں ''جب طور'' اور مدین کی تاریخ دہرا دی۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو ندا اور نجوی کے ساتھ موصوف کیا ہے تو جس صفت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے ثابت کیا ہے مومن کو اس پر ایمان لانا ضروری ہے بغیر کسی تشبیہ، تمثیل اور تعطیل کے اور جو شخص کہے کہ اللہ کے لیے نہ ندا ہے نہ نجوی تو یہ شخص صفات الٰہیہ کا منکر ہوا اور حقیقت ایسا شخص تشبیہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو معدومات اور جمادات کے ساتھ اور جو شخص کہے جیسے مخلوق کی ندا ہے اللہ تعالیٰ کی بھی ویسی ندا ہے تو اس نے تشبیہ دی اللہ تعالیٰ کو حیوانات کے ساتھ اور جبکہ حق بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ
پس جب ہمارے ہاں سے ان کو سچ آچکا تو کہتے ہیں کیوں نہیں اس کو ایسے معجزات ملے
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
جو موسیٰ کو ملے تھے کیا یہ لوگ اس کتاب سے جو موسیٰ کو ملی تھی
مِنْ قَبْلُ ۡ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۡ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ
منکر نہیں ہیں کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر تھے ایک دوسرے کے مددگار تھے اور کہتے ہیں ہم
كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ
ان سب سے منکر ہیں۔ ف۱ تو کہہ تم ہی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے آئی ہوئی لے آؤ
اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ
جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی کا پیرو ہونگا اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تجھ کو
يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ
جواب نہ دیں تو جان رکھ کہ یہ لوگ صرف اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور جو کوئی
اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ
بغیر ہدایت محض اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلے اس سے زیادہ کون گمراہ ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ
کچھ شک نہیں کہ اللہ بھی ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ہم نے کلام کو
وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
ان کے لئے مفصل بیان کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت پاویں۔ جن لوگوں کو ہم نے
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى
اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ف۲ اور جب پڑھ کر
عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا
ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے کچھ شک نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار
مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ
کے ہاں سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرماں بردار تھے۔ ف۳ ان لوگوں کو صبر کرنے کی وجہ
بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا

تورات دینے کے وقت آپ کے حاضر ہونے کی نفی کی گئی جس کا وقوع سب کے بعد ہوا۔ پھر نفی کی گئی مدین میں ان کے قیام کے وقت حاضر ہونے کو جو سب سے پہلے واقع ہوا پھر نفی کی گئی ندا کے وقت حاضر ہونے کی جو درمیان میں واقع ہوئی۔ اس ترتیب بدلنے میں یہ نکتہ ہے کہ ہر موقع میں آپ کا تشریف نہ رکھنا مستقل دلیل ہے صاحب وحی ہونے کی ورنہ اگر واقعات کے موافق ذکر میں ترتیب ہوتی تو اس مجموعہ کو (بقیہ صفحہ 913 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: نہ تورات کو مانتے ہیں نہ قرآن کو ہم ان دونوں سے الگ ہیں نہ ہم اس کو کافی مانتے ہیں اور نہ ہی اس کو ہدایت سمجھتے ہیں یہ مقولہ مشرکین کا تھا جو قرآن و تورات دونوں کے بلکہ سارے ہی سلسلہ وحی کے یکساں منکر تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مکہ کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس نبی کے پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور تورات کی باتیں اس نبی کے موافق اور اپنی مرضی کے خلاف سنیں مثلاً یہ کہ بت پرستی کفر ہے اور آخرت میں دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو وہ مردار ہے اور عرب میں ایک نبی آخر الزماں آئیں گے جن کی یہ نشانیاں ہوں گی وغیرہ وغیرہ تو اس وقت کہنے لگے کہ تورات اور قرآن دونوں جادو اور موسیٰ اور محمد علیہما السلام دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں العیاذ باللہ۔

ف۲: کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ رسول اور قرآن ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو جن پیشگوئیوں کا ان میں ذکر ہے وہ معلق اور بے کار رہتیں چونکہ ان لوگوں کی غرض رضائے الٰہی ہے اس لیے وہ اس قسم کے فضول اعتراض نہیں کرتے اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں (جامع) بقول صاحب بحر کے یہ سب نمونے اور مثالیں ہیں ان تمام اہل کتاب کی جو بالآخر قرآن پر ایمان لائے۔ من قبلہ میں ضمیر قرآن پاک کی طرف لوٹتی ہے۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب والوں سے جو شخص مسلمان ہو جائے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور اس کے لیے وہ ہے جو ہمارے لیے ہے اور اس پر وہ ہے جو ہم پر ہے۔ رواہ الامام احمد (ابن کثیر)۔

امام رازی نے فرمایا کسی خصوصی سبب نزول سے کیا ہوتا ہے اعتبار تو عموم عبارت کا کیا جائے گا جس کسی میں یہ صفات ہوں وہ آیت کے حکم میں داخل ہوگا۔ قد عرفت ان العبرة بعموم اللفظ لابخصوص السبب فکل من حصل فی حقه تلك الصفة کان داخلا فی الایة (ابن کثیر کبیر)

ف۳: مسلمین کے لفظ پر حیرت نہ کی جائے کیونکہ ہر وہ شخص جو توحید اور سلسلہ وحی کا قائل ہو وہ مسلم کہا جا سکتا ہے۔

کی صفات کو بغیر کسی مثال وغیرہ کے مانیں۔ امام ابن قیمؒ نے فرمایا ہے کہ بالاتفاق ندا بلند آواز کو کہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی آواز کو مخلوق کی آواز کی طرح نہ سمجھے جیسا کہ اس کی ذات کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں ویسے ہی اس کی صفات کی کیفیت بھی ہم کو معلوم نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل معلوم ہوا تین دفعہ تو استدراک ہے پھر اس کا مستثنیٰ منہ سب مفرع ہے اس لیے میں نے جو ترجمہ کیا ہے وہ اصل کلام کو یوں سمجھ کر کیا ہے ما کنت من الشاهدین وما کنت ثاویا فی اهل مدین تتلوا علیهم ایاتنا وما کنت بجانب الطور اذا نادینا لکن انشانا قرونا فتطاول علیهم العمر فارسلنك رحمة منا لتنذر قوما اتٰهم اللهم فهمنی القرآن (ثنائی) ان آیات میں پہلے تو موسیٰ علیہ السلام کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا

دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں- ف۱ اور جب کوئی بات بیہودہ سنتے ہیں تو اس سے روگردان ہو جاتے ہیں

عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ

اور کہتے ہیں ہمارے کام ہم کو تمہارے کام تم کو لو ہمارا سلام

عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ

ہم جاہلوں سے بات کرنا نہیں چاہتے- ف۲ تو جس کو چاہے ہدایت

اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ

نہیں کرسکتا لیکن اللہ ہی جس کو چاہے ہدایت پر لاوے اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ

ہدایت پانے والوں کو بہت خوب جانتا ہے ف۳ اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہو کر ہدایت کے پیرو ہوں

نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا

تو ہم اپنی زمین سے نکالے جائیں کیا ہم نے ان کو امن کے حرم میں جگہ نہیں دی

يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ

جس کی طرف ہمارے دینے سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آرہے ہیں

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ

لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے- اور ہم نے کئی ایک بستیاں

قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ

ہلاک کردیں جنہوں نے اپنی زندگی خراب کرلی تھی پس یہ ان کی بستیاں ہیں ان لوگوں

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

کے بعد بہت کم آباد ہوئی ہیں اور ہم مالک ہیں-

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ

اور ہم کسی بستی کو تباہ نہیں کیا کرتے جب تک اس کے

اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي

بڑے مقام میں رسول نہ بھیجیں جو ان کو ہمارے احکام سنادے اور ہم کسی بستی کو

الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

تباہ نہیں کرتے مگر جس حال میں وہ ظالم ہوتے ہیں- ف۴ جو کچھ تم کو ملا ہے

منزل ۵

ف۱: یعنی لوگوں کی ایذا برداشت کرتے ہیں اور جو ان کو برائی پہنچتی ہے اس کے مقابل میں وہ بھلائی کرتے ہیں۔ بعض نے کہا حسنہ سے طاعت مراد ہے اور سیئہ سے معصیت اور مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کو طاعت کے ساتھ مٹاتے ہیں اور خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے اموال کو طاعات اور شرعی کاموں میں خرچ کرتے ہیں یُنْفِقُوْنَ میں حب جاہ سے اور مما رزقنھم میں حب مال سے ان کے فانی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

ف۲: یعنی لغو اور باطل سے دور رہتے ہیں اور جب کوئی جاہل ان پر جہالت کرے اور وہ باتیں سنائے جس کا جواب دینا لائق نہیں ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور ویسی ہی قبیح کلام کے ساتھ اس کا مقابلہ نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کے منہ سے اچھی بات ہی نکلتی ہے۔ سلام علیکم میں سلام کا مطلب ان سے کنارہ کشی اور علیحدگی مقصود ہے اس سے عام سلام مراد نہیں۔ لغو سے مراد ایسا قول ہے جس کے سننے سے اسے تکلیف ہوتی ہو اور آہستگی سے دل میں کہتے ہیں کہ ہم جاہلوں کی چال کو نہیں چاہتے نہ اس کو دوست رکھتے ہیں دل میں کہنے کی قید اس لیے ہے کہ جاہل کو اس کے سامنے جاہل کہنے سے فساد ہوتا ہے جو کہ ان کی روش کے خلاف ہے نیز دوسری آیت میں ارشاد ہے ﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ یعنی نیک بندوں کا جاہلوں سے جب سامنا ہوتا ہے تو ان کو سلام کہہ کر چل دیتے ہیں وہاں سلام کے سوا دوسرا کوئی لفظ بھی ان کا نقل نہیں کیا جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر لگے گا تو اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے۔

ف۳: امام نوویؒ نے کہا ہے کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔ مسیّب سے مروی ہے کہ جب ابوطالب فوت ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے وہاں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کو بیٹھے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا اگر تو میرے سامنے لا الہ الا اللہ کہہ دے تو میں اللہ کے ساتھ تمہارے لیے قیامت کے دن جھگڑوں گا اور عرض کروں گا کہ ابوطالب موحد تھے ان کو جہنم سے نجات ہونی چاہیے۔ ابوجہل اور عبداللہ بولے ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے؟ پھر رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے ادھر ابوجہل اور عبداللہ بھی اپنی بات بکتے رہے؟ ابوطالب نے آخر جو بات کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قسم کی میں تمہارے لیے دعا کروں گا جب تک مجھ کو منع نہ کیا جائے اس پر آیت ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ (التوبۃ: ۱۱۳) نازل ہوئی کہ مناسب نہیں کہ نبی اور ایمان والے مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ مشرک ان کے قرابت والے ہوں جب معلوم ہوگیا کہ وہ جہنمی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے حق میں یہ آیت اتاری (رواہ البخاری والمسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اسی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔ ابراہیمؑ نے چاہا اور بہت کوشش کی کہ میرے باپ کو ہدایت ہو جائے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت چاہا کہ میرے چچا ابوطالب راہ راست پر آجائیں مگر آخر وہی کام ہوا جو رب العالمین نے چاہا۔ لاتھدی ہدایت کے ایک معنی تو راہ دکھانے کے ہوتے ہیں یہاں اس کی نفی نبی کی ذات سے نہیں ہو رہی ہے وہ تو نبی کے عین فرائض میں داخل ہے اور دوسرے معنی ہدایت کے منزل مقصود تک پہنچا دینا ہے اور یہاں اس بات کی نفی کی جارہی ہے کہ یہ رسول کے بس کی چیز نہیں بلکہ یہ تمام تر مشیت تکوینی کے تابع ہے اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے قبول حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
وہ دنیا کی زندگی کا گذارہ اور زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے
خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ
وہ بہت ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ ف۱ کیا جس شخص کو ہم نے
وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ
اچھا وعدہ دیا ہو پھر وہ اس کے موافق بدلہ بھی پانے والا ہو کیا یہ اس شخص کی طرح ہے
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾
جس کو ہم نے دنیا کی زندگی میں گذارہ دیا پھر وہ قیامت کے روز حاضر کیا جاوے گا۔ ف۲
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
اور جس روز اللہ ان کو پکار کر کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم
تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا
گمان کرتے تھے جن لوگوں پر فرد جرم لگ چکا ہوگا۔ وہ کہیں گے ہمارے مولا
هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ
یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا جیسے ہم بہکے تھے ہم نے ان کو بہکایا اب ہم
اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا
تیرے حضور میں بیزاری ظاہر کرتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ ف۳ کہا جائے گا تم اپنے
شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
شریکوں کو بلاؤ پس وہ ان کو پکاریں گے وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے اور مشرک عذاب دیکھیں گے تو
لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ
افسوس کریں گے کہ کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔ اور جس دن اللہ ان کو بلا کر کہے گا
مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ
کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ ف۴ پس وہ اس روز سب کچھ
يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ
بھول جائیں گے پھر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں۔ ف۵ سو جس نے توبہ کی ہوگی
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور ایمان لاکر نیک عمل کئے ہونگے پس یہ شخص بہت جلد نجات یافتوں میں ہوجائے گا۔ ف۶

منزل ۵

اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے۔

ف۱: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بستیوں کو تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک ان کے صدر مقام میں کوئی خبردار اور ہوشیار کرنے والا نبی یا رسول نہ بھیج دے اور صدر مقام میں کی تخصیص شاید اس لیے کی کہ وہاں کا اثر دور تک پہنچتا ہے اور شہروں کے باشندے دوسرے مقامات کے لوگوں کی نسبت سلیم الطبع اور عقلمند ہوتے ہیں تمام روئے زمین کی آبادیوں کا صدر مقام مکہ معظمہ تھا۔ ﴿لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ (شوریٰ: ۷) اس لیے وہاں سب سے بڑے اور آخری نبی مبعوث ہوئے۔ یہ قہر الٰہی کا ایک عام قانون بیان ہوا ہے۔

ف۲: دنیا کی لذتوں اور آخرت کی راحتوں کا مقابلہ ہی کیا؟ اس دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت بھی آخرت کی نعمت کے مقابلہ میں محض عارضی اور چند روزہ ہوتی ہے کیونکہ آخرت کی نعمت بلحاظ نوعیت وکیفیت بھی کہیں اعلیٰ اور بلحاظ بقا کے تو وہ دائم وقائم ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے نیز فرمایا ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے وہ بہتر ہے نیک بختوں کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں ہے جتنی کہ کوئی تم میں سے اپنی انگلی کو دریا میں ڈالے پھر اس کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہوا ہے۔ یعنی جتنا پانی انگلی کو لگتا ہے آخرت کے مقابلہ میں اس دنیا کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا نہایت قلیل ہے جیسے دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی۔ (رواہ مسلم) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک کوڑے کے برابر کی جگہ دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے پس کون عقل مند ہوگا جو ایک مکدر و منغص زندگی کو بے غل وغش زندگی پر اور ناقص وفانی لذتوں کو کامل وباقی نعمتوں پر ترجیح دے۔

ف۳: ایک شخص جو مومن ہے اور اللہ عزوجل کے ان وعدوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس نے اعمال صالحہ پر ثواب دینے کے لیے فرمائے ہیں وہ ضرور ان کی طرف پھر جانے والا ہے کیا وہ اس کافر کی طرح ہے جو اللہ عزوجل کی ملاقات اور اس کے وعدہ اور وعید کو جھٹلانے والا ہے وہ تو دنیا میں چند روز فائدہ اٹھاتا ہے پھر قیامت کے دن دوزخ پر حاضر کیا جائے گا (یہ دونوں برابر نہیں ہیں)۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت کن لوگوں کے حق میں اتری ہے بعض نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور ابوجہل لعین کے حق میں اتری ہے اور بعض نے کہا حمزہؓ علیؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جبکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔

ف۴: قال الذین سے شیطان سرکش جن اور کفر کی طرف بلانے والے مراد ہیں۔ سوال تو مشرکین سے ہوگا مگر بہکانے والے شرکاء سمجھ جائیں گے کہ فی الحقیقت ہمیں بھی ڈانٹ پلائی گئی ہے اس لیے سبقت کر کے جواب دیں گے کہ اے پروردگار بے شک ہم نے ان کو بہکایا اور یہ بہکانا ایسا ہی تھا جیسے ہم خود بہکے یعنی جو ٹھوکر بہکنے کے وقت کھائی تھی اسی کی تکمیل بہکانے سے کی کیونکہ بہکانا بھی بہکنے کی انتہائی منزل ہے پس بہکانے کے جرم کا ہمیں اعتراف ہے لیکن ان پر ہمارا کوئی زور اور جبر نہ تھا کہ زبردستی اپنی بات منوا لیتے یعنی جس طرح ہم پر کسی نے جبر نہیں کیا تھا ہم اپنے ہی ارادے سے بہکے ہم نے بھی ان لوگوں پر جبر نہیں کیا یہ لوگ بھی اپنے ہی ارادے سے بہکے ہیں اور یہ ان کی خواہش ان (بقیہ صفحہ 913 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ

اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے اور ان کو کسی طرح کا

الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

اختیار نہیں اللہ پاک اور بلند ہے ان کے شرک سے۔ ف

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں تیرا رب خوب جانتا ہے۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ

اور وہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ

اسی کی تعریفیں ہیں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم رجوع ہو۔ تو کہہ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

بتلاؤ تو اگر اللہ تم پر رات کو قیامت تک دائمی کردے

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا

تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لاوے؟ کیا تم

تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ

سنتے نہیں؟۔ تو کہہ کہ قیامت تک

النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

اگر اللہ تم پر دن ہی رکھے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو

يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

تم پر رات لاوے؟ جس میں تم تسکین پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ ف

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا

اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنایا تاکہ تم اس میں

فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

آرام پاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گذار ہو۔ ف

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ

اور جس روز اللہ ان کو بلا کر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو

ف: ہر چیز کا پیدا کرنا بھی اسی کی مشیت واختیار میں ہے اور کسی چیز کو پسند کرنے یا چھانٹ کر منتخب کر لینے کا حق بھی اسی کو حاصل ہے جو اسکی مرضی ہو احکام بھیجے جس شخص کو مناسب سمجھے کسی خاص منصب ومرتبہ پر فائز کرے جس کسی میں استعداد دیکھے اسے راہ ہدایت پر چلا کر کامیاب فرمائے اور تمام اختیارات کلی طور پر اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ اس کے سوا کسی دوسرے کو اختیار و انتخاب کا حق حاصل نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کسی نبی ولی کو اپنے کارخانہ قدرت میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ کل اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اپنے ارادہ اختیار کے غیر مستقل ہونے کا علماً وعملاً استحضار رکھنا جبریت محمود ہے۔

ف: اگر ہمیشہ کے لیے رات ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس میں حرکت کر سکتے کھانے پینے اور پہننے وغیرہ جیسی جو ضروریات زندگی ہیں طلب کر سکتے جن کی تم عبادت کرتے ہو کیا تمہارے خیال میں ان میں کوئی ایسا معبود ہے۔ جو اس ظلمت کو تم سے دور کر کے تمہارے لیے روشنی لے آئے جس میں تم معیشت طلب کرو جن اشیا کے دیکھنے کی ضرورت ہو ان کو دیکھو تمہارے پھل درست ہو جائیں اور تمہاری کھیتیاں بڑھ جائیں۔ پس جب یہ تمام کام اس کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تو پھر کیوں تم اس کے سوا دوسروں کو پوجتے ہو اور ان کی نذر و نیاز دیتے ہو۔ تم کو چاہئے اسی ایک کی عبادت کرو اور اسی کی نذر و نیاز مانو۔

پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک رات کی بجائے دن بنا دے تو ضرور ان کے لیے یہ بھی مضر ہوگا اور ان کے جسم کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک جائیں گے۔ فرمایا کون معبود ہے؟ اللہ کے سوا جو تمہیں رات لا دے جس میں تم راحت وسکون حاصل کرو تو جب اس کے سوا کوئی نہیں جو یہ کام کر سکے تو اسی ایک مالک الملک کی عبادت کرو اور اسی سے خوف اور اسی پر امید اور توکل رکھو۔ حکومت تو آج بھی حقیقۃً اسی کی ہے اور آخرت میں کیونکہ بالکل کسی واسطہ کے بغیر صرف اسی کی ہی ہوگی اور یہ بات ہر ایک پر واضح اور ظاہر ہو کر رہے گی۔

محققین نے لہ الحمد سے یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل بالآخر خیر محض ہی ہے ورنہ ہر حال میں حمد اس کیلئے ثابت نہ ہوتی اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا کے مناسب ہے کیونکہ آنکھ سے دیکھنا عادۃً روشنی پر موقوف ہے جو دن میں پوری طرح ہوتی ہے اور رات کی تاریکی میں چونکہ دیکھنے کی صورت نہیں البتہ سننا ممکن ہے۔ تو اس لئے ان جعل اللہ علیکم الیل سرمدا کے ساتھ افلا تسمعون فرمانا ہی موزوں تھا۔ (ابن کثیر، فتح البیان، فوائد سلفیہ، عثمانی، ماجدی)

ف: اللہ تعالیٰ دن رات کا الٹ پھیر کرتا رہتا ہے رات کی تاریکی میں سکون وراحت اور آرام وچین حاصل کرو اور دن کے اجالے میں نقل وحرکت اور مشغولیت کے ساتھ اس کا رزق ڈھونڈتے رہو یہ احسانات اللہ تعالیٰ نے تم پر اس لئے کئے تاکہ تم اس کا شکر کرو۔ رات اور دن میں مختلف عبادات کے ساتھ اور جس کا رات کا وظیفہ رہ جائے تو وہ اس کا دن میں تدارک کرے اور جس کا دن میں رہ جائے تو وہ اس کا تدارک رات میں کر لے۔ روزی کمانے کے دھندے کو من رحمتہ رحمت الٰہی کے تحت میں لانا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ معاشی مشغلے اسلام میں کتنی فضیلت کا درجہ رکھتے ہیں کہ حقیر وذلیل نہیں بلکہ معزز ومکرم ہیں۔ من رحمتہ میں من سببیہ قرار دیا گیا ہے اور رزق کے حصول میں کوشش کرنے کی تعریف کی گئی ہے۔ جس طرح کہ حدیث نبوی میں ہے کہ الکاسب حبیب اللہ یعنی ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ کوشش توکل یعنی بھروسہ کرنے کے منافی نہیں ہے کیونکہ رزق کی تلاش میں کوشش کرنا فرض ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا

تم خیال کیا کرتے تھے۔ ہم ہر ایک قوم میں سے ایک گواہ الگ کریں گے

فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ

پھر ہم ان کو کہیں گے تم اپنی دلیل لاؤ پس وہ جان جائیں گے کہ حق اللہ ہی کا ہے اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ قَارُوْنَ

جو کچھ وہ افترا کرتے تھے وہ سب بھول جائیں گے۔ قارون

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ

موسیٰ کی قوم سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا اور ہم نے اس کو

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ

مال اتنا دیا تھا کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت

اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ

بمشکل اٹھا سکتی تھی جب اس کی قوم نے اس سے کہا اترا نہیں یقیناً اللہ

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ

اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ف اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس کے ذریعہ سے

الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ۫ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۚ

آخرت کی تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ

اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور ملک میں

فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ

فساد نہ کر کچھ شک نہیں کہ اللہ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا۔ف اس نے کہا

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ

مجھ کو جو کچھ ملا ہے میری لیاقت اور علم سے ہے کیا اسے معلوم نہ تھا

اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ

کہ اللہ نے اس سے پہلے ان لوگوں کو ہلاک کیا جو اس سے

اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ

زیادہ قوت والے اور بہت سی جمعیت والے تھے اور مجرموں کو

منزل ۵

ف: قارون اسرائیلی تھا صرف اسرائیلی ہی نہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کا ہم جد اور قریبی عزیز بھی تھا ابن جریرؒ کے مطابق وہ رشتہ میں آپ کے سگے چچا کا لڑکا ہے وہ جماعت اسرائیل کے مقابلہ میں اپنی فطرتی سرکشی اور مال کی بہتات کی وجہ سے تکبر اور نافرمانی میں مبتلا ہو گیا۔ بغیٰ علیہ کے ایک معنی حسد کرنے کے بھی آتے ہیں جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کیلئے انہی میں سے بعض افراد کو اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں اسی طرح فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس ملعون کو چن لیا تھا۔ اس نے موقع پا کر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب فرعون غرق ہوا تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع مسدود ہو گئے اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد وغیظ میں وہ حضرت موسیٰؑ سے دل میں خلش رکھنے لگا تاہم ظاہر میں مومن بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا تو لوگوں سے کہنے لگا کہ اب تک تو موسیٰ علیہ السلام جو احکام لائے ہم تم نے برداشت کئے کیا تم یہ بھی برداشت کر لو گے کہ وہ ہمارے مال بھی ہم سے وصول کرنے لگے لوگوں نے اس کی تائید میں کہا نہیں ہم برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ اس ملعون نے موسیٰؑ کو بدنام کرنے کی ایک غلیظ تجویز سوچی اور اس نے کسی عورت کو بہکا سکھلا کر آمادہ کیا کہ بھرے مجمع میں جب موسیٰؑ زنا کی حد بیان فرمائیں تو تم موسیٰؑ پر اپنے ساتھ زنا کرنے کا الزام لگا دینا۔ چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور بھرے مجمع میں ان پر یہ الزام لگا دیا پھر جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو شدید قسمیں دیں اور اللہ کے غضب سے ڈرایا تو اس کا دل ڈرا تب اس نے صاف کہہ دیا کہ یہ سارا ڈرامہ قارون کے کہنے پر رچایا گیا ہے۔ تو اس وقت حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے وہ اپنے گھر اور خزانوں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ مفاتح کے اصل معنی تو چابی کے ہیں اور یہ جمع ہے مفتح مایفتح بہ یعنی وہ اتنا بڑا سرمایہ دار تھا کہ ایک مستقل عملہ اسکے ہاں چابی برداروں ہی کا تھا اور ظاہر ہے کہ مختلف اہل کاران چابیوں کو مزدوں کی طرح سر پر رکھ کر تو چلتے نہ ہوں گے بلکہ ان کو جیبوں میں رکھتے یا کمر میں باندھتے ہوں گے اور پھر اگر دو سو کنجیاں دس بیس آدمیوں کے عملہ پر تقسیم ہوں تو اس میں استبعاد کا شائبہ ہی کیا ہے؟ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے مفاتح جمع مفتح مراد لی ہے اور کنوز جمع ہے کنز کی کنز اس مال کو کہتے ہیں جو جمع کیا گیا ہو لیکن شریعت میں کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے چونکہ قارون مال کی زکوٰۃ نہ دیتا تھا اس لیے اسکے مال کو کنوز کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ نے بھی مفاتح سے مال ہی مراد لیا ہے۔ جس کا مطلب غالباً یہی ہے کہ جو ہم نے بیان کیا یا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے خزانے کے حسابات، حفاظت وانتظام کے ماہرین اولوالقوۃ کا ایک بڑا عملہ موجود تھا۔

ف: وابتغ فیما اتٰک اللہ حضرت شاہ صاحبؒ نے معنی کئے ہیں خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ کی ضد نہ کر اور اپنا دنیا سے حصہ نہ بھول یعنی کھانے پینے میں ضرورت کے مطابق استعمال کر اور زیادہ تر مال سے آخرت سمیٹ۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول جو کہ چند گز کپڑا اور چند بالشت زمین ہے کیونکہ مرنے کے بعد دنیاوی مال میں انسان کا اتنا ہی حصہ ہے۔ پس تو اس فرعونیت کو دماغ سے نکال دے اور مخلوق سے احسان کر جیسا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے کیا تو نے بزرگوں کا کلام نہیں سنا جو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش تو اس احسان الٰہی کی قدر کر۔ ولا تبغ الفساد فی الارض معاشیات کا ہر طالب علم آج یہ جانتا ہے کہ ہر سرمایہ پرست معاشی توازن کو بگاڑ کر دنیا میں کتنی تباہی اور بربادی کا باعث ہو سکتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے بار بار فساد فی الارض کے الفاظ لا کر بتا دیا اور خبردار کر دیا ہے کہ غیر اسلامی طریقے اس دنیا کے بھی امن ونظام کو تباہ برباد کر دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

گناہوں سے سوال نہیں ہوتا ف۱ پس وہ زیب و زینت کرکے

فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اپنی قوم کے سامنے نکلا تو لوگ جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ

انہوں نے کہا اے کاش جو کچھ قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملا ہوتا کچھ شک نہیں کہ وہ

عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

صاحب نصیب ہے اور جن لوگوں کو علم ملا تھا انہوں نے کہا افسوس ہے تم پر

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا

اللہ کے ہاں کا بدلہ بہت ہی بہتر ہے ان کے لئے جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالحہ کئے ہیں

يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ

اور یہ خصلت انہیں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں ف۲ پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو

الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ

تہہ زمین میں دھنسا دیا پھر تو خدا کے سوا ایسی کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہوئی

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾

جو اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود مدد کرنے والوں سے ہوا

وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

اور جن لوگوں نے ابھی کل ہی اس کے رتبے کی تمنا کی تھی وہ بھی کہنے لگے

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

ارے غضب! اللہ ہی اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ

فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم

بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ

کو بھی دھنسا دیتا کچھ شک نہیں کہ ناشکرے کبھی فلاح نہیں پاتے ۔ ف۳ ہم اس آخرت کا

الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي

گھر انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر بلندی اور

ف۱: روشن خیال قارون نے کہا کہ میں مالیات اور معاشیات کا ماہر ہوں مجھے جو کچھ بھی ملا ہے میں نے اپنی قوت بازو سے اپنے علم وہنر کے زور سے کمایا ہے نہ مجھ پر احسان غیبی ہے اور نہ ہی میری کمائی میں دوسروں کا کوئی حق ہے۔ قارون کی حماقت اور کج فہمی دیکھئے کہ اسے اتنی عقل نہ آئی کہ اگر دولتمندی' ہنرمندی اور فن دانی ہی کا نتیجہ ہوتی تو پرانے بڑے بڑے سرمایہ کار اور ساہوکار اپنے کو تباہ ہی کیوں ہونے دیتے۔ لایسئل عن ذنوبھم المجرمون یعنی ان جرائم کی تحقیقات سے متعلق کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی رہتے ہیں اس لئے کسی سے پوچھنے اور تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کو ان کے گناہ ایک ایک کرکے معلوم ہیں فرشتوں کے ہاں سب لکھے ہوئے ہیں ہاں بطور توبیخ وتقریع اور اس کی رسوائی وخجالت کے لیے اور اس پر مزید حجت قائم کرنے کے لیے کسی وقت سوال ہو تو یہ اور بات ہے' یا پھر یہ کنایہ ہے کہ گناہوں کی کثرت سے یعنی اتنی تعداد میں ہوں گے کہ ہر ایک گناہ کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مجرموں سے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہ جائے گا یعنی اگر گنہگار کی سمجھ درست ہو تو وہ گناہ کرتے ہی کیوں جب سمجھ الٹی پڑے تو پھر الزام دینے سے کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اور اس کی برائی نہیں سمجھتا۔ علی علم قیل علم التجارۃ والامتعۃ وسائر المکاسب (بیضاوی) عارفین نے کہا ہے کہ علم وفضل' فن وہنر کو اپنی جانب منسوب کرنا اپنا ذاتی کمال سمجھنا اور اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ نہ جاننا بھی اس کے غضب کا حق دار بننے اور ذلیل ہونے کی اصل جڑ ہے' اسی طرح طریقت میں بھی ثمرات کو اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام کی بجائے اپنی کوشش ومحنت کی طرف منسوب کرنا بھی انتہائی برا کام ہے۔ بعض نے کہا کہ علیٰ علم عندی سے مراد یہ ہے کہ قارون نے کہا میں علم کیمیا کو جانتا ہوں لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ علم کیمیا ایک باطل کام ہے کیونکہ اشیا کی حقیقت کے بدلنے پر سوائے اللہ عزوجل کے کوئی بھی قادر نہیں۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو صورت بنانے لگا میری طرح تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنائیں یا ایک جو پیدا کریں۔ یہ حدیث پاک ان صورت بنانے والوں کے حق میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں صرف ظاہری شکلوں میں تصویریں بناتے ہیں اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایک ذات کی حقیقت کو دوسری ذات کی حقیقت میں بدل دیتے ہیں ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ' ناممکن اور انتہائی گمراہی اور جہالت ہے درحقیقت یہ جھوٹ اور ملمع ہوتا ہے اور شرع سے یہ بات ثابت نہیں کہ کسی کو یہ علم اس طریق سے آتا ہو۔ جس طریقہ سے یہ جاہل لیتے ہیں' امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ نے بھی اس کے باطل ہونے پر زور دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

ف۲: یعنی لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدام وحشم کے ساتھ بڑی شان وشکوہ اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا جسے دیکھ کر دنیا کے طلبگار جو اسی زندگی کے زیب وزینت کو اپنا مقصد وجود بنائے ہوئے اور اپنا اصلی مطمح نظر قرار دیئے ہوئے تھے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور کہنے لگے کاش ہم کو بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل ہو بے شک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے دوسروں کے ظاہری ساز وسامان یا ٹیپ ٹاپ پر بہک جانا فطرت بشری میں ہمیشہ داخل رہا ہے اور یہ تمنا حرص کی بنا پر تھی اس سے کافر ہونا لازم نہیں آتا' جیسا کہ بھی اکثریت باوجود مسلمان ہونے کے شب وروز دوسری قوموں کی ترقیاں دیکھ کر للچاتی ہے اور اس کی فکر میں لگی رہتی ہے اور ان میں سے جو صاحب علم نافع اور صاحب فہم وتقویٰ تھے تو انہوں (بقیہ صفحہ 913 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

فساد کرنا نہیں چاہتے اور انجام پرہیز گاروں ہی کا ہے۔ ف۱ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ

جو کوئی نیک کام لائے گا اس کو اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

برائی لائے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا ملے گی اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ

جتنی وہ برائی کر چکے ہوں گے۔ ف۲ یقیناً جس اللہ نے تجھ پر عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ

قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے تیری بازگشت کی طرف پھیرنے والا ہے تو کہہ کہ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ

جو ہدایت والا ہے اور جو صریح گمراہی میں ہے اللہ ان کو مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ

خوب جانتا ہے۔ ف۳ تو اس بات کی توقع نہ رکھتا تھا کہ تیری طرف الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا

کوئی کتاب اتاری جائے مگر تیرے پروردگار کی رحمت ہے پس تو کافروں کا کبھی لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ

حمایتی نہ ہو جائیو۔ ف۴ اور یہ لوگ تجھ کو اللہ کے احکام سے نہ روکیں بعد اس سے اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ

کہ وہ تیری طرف اتارے گئے اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتا رہ اور مشرکوں میں مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ

سے کبھی نہ ہو جائیو۔ ف۵ اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب رجوع ہو۔

ف۱: اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ دار آخرت اور اس کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ جن کے لیے نہ بدلنا ہے نہ ٹلنا ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن اور عاجزی وانکساری کرنے والے بندوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں اور اللہ عزوجل کی مخلوق پر بلندی نہیں چاہتے اور ان پر بڑائی اور زیادتی نہیں چاہتے۔ زمین میں فساد یہ ہے کہ اس میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے جیسے کسی مسلمان کا ناحق قتل اور زنا اور چوری کرے اور شراب پیے اور غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلائے ابن جریرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ آدمی پسند کرتا ہے کہ میری جوتی کا تسمہ میرے یار کی جوتی کے تسمے سے عمدہ ہو تو یہ بھی علو اور فساد میں داخل ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہ اس پر محمول ہے کہ جو دوسرے پر فخر کرنے کا ارادہ کرے اور جو صرف زینت کے ارادے سے ایسا کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لیے کہ ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں چاہتا ہوں کہ میری چادر عمدہ ہو اور میری جوتی عمدہ ہو کیا یہ فخر میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا یہ فخر نہیں اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو دوست رکھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ (الحدیث) پانچویں خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ اموی کی بابت تاریخ میں درج ہے کہ نزع کے وقت یہ آیت ان کی زبان پر تھی یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے جان دے دی۔ یہ علو اور فساد اگر حد کفر تک جا پہنچے تو آخرت میں حاصل ہونے والے ثواب کو بالکل ختم کر دیتا ہے اور اگر یہ علو اور فساد کفر کی حد تک نہ پہنچے تو آخرت میں مکمل ثواب حاصل ہونے میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور یریدون کے لانے میں اشارہ ہے کہ نافرمانی کا ارادہ بھی نافرمانی ہے اگرچہ نافرمانی کرنے پر اس کی طاقت نہ ہو۔ پرہیز گار لوگ دنیا کے حریص نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ آخرت کے طلبگار ہوتے ہیں اور دنیا خود ان کے قدم چوم لیتی ہے۔ اس سے اندازہ لگا لو کہ کیا دنیا کا مطلوب دنیا کے طالب سے اچھا نہیں۔ صحابہ کو دیکھ لو وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے مگر متروک الدنیا نہ تھے بہرحال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے دنیا کا جو حصہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہی مبارک ہے ورنہ کچھ بھی نہیں جس طرح کافر کی قسمت میں حقیقی فلاح سے محرومی ہے اسی طرح حسن عاقبت پرہیز گار لوگوں کے نصیب کے ساتھ مخصوص ہے۔

ف۲: عالم آخرت کا قانون یہ ہے کہ برائی کا معاوضہ تو صرف اسی قدر ملے جتنا اس عمل بد کا حصہ بنتا ہے اور نیکی کا معاوضہ اس کے اصل حصے سے کہیں زیادہ ملا کرے گا جس کا کم از کم درجہ حدیث نبوی کے مطابق دس گنا ہے۔ قرآن کریم کا اللہ کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا' کریم ورحیم' ثواب وغفار ہے وہ مشین کی طرح بے جان اور بے ارادہ الٰہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نیکی پر نیکی دینے کا وعدہ فرمایا کہ یقیناً مل کر ہی رہے گا اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ ضرور مل کر رہے گی کیونکہ ممکن ہے معاف ہو جائے ہاں یہ فرما دیا کہ اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملے گی۔

ف۳: حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب ہجرت کے وقت یہ آیت اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ساتھ ہی یہ تسلی بھی دیدی کہ تم مکہ میں پھر بھی آؤ گے چنانچہ آپ جب پھر مکہ میں آئے تو بڑی شان وشوکت اور غلبہ کے ساتھ آئے۔ بعض مفسرین نے معاد سے مراد موت لی ہے اور بعض نے آخرت' جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ بعض نے جنت اور بعض نے سرزمین شام جہاں پہلے ایک مرتبہ آپ شب معراج میں تشریف لے گئے تھے مراد لیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے ان اقوال میں بہت عمیق ولطیف تطبیق دی ہے یعنی معاد سے مراد اس جگہ مکہ معظمہ ہے (کمافی البخاری) (بقیہ صفحہ 914 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۶۹ — رُكُوْعَاتُهَا ۷

سورۃ العنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

میں اللہ سب سے زیادہ علم والا- کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ

کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی؟ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جانچا

قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

تھا پس ہم ان لوگوں کو جدا کردیں گے جو سچے ہیں اور ان لوگوں

الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ

کو جو جھوٹے ہیں- ف۱ کیا برے کام کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم سے

يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ

آگے بڑھ جائیں گے! بہت برا خیال کرتے ہیں- ف۲ جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھے

اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

پس اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

اور وہ سننے والا جاننے والا ہے- اور جو کوئی کوشش کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لئے کوشش کرتا ہے بیشک اللہ تمام

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جہان والوں سے بے نیاز ہے- ف۳ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے

لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ

ہم ضرور ان کے گناہ دور کردیں گے اور ہم ان کو انکے کئے ہوئے اعمال سے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

بہتر بدلہ دیں گے- ف۴ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں نیک

حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی

ف۱: اشارہ ہے ان صبر آزما حالات کی طرف جن سے قرآن پاک اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے دوچار تھے۔ کفار مکہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا رہے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر بار اور اپنے وطن کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے تھے چنانچہ مسلمانوں کا ایک گروہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گیا تھا۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا تھا کہ ایمان لانے کے بعد حالات کی یہ ناسازگاری کیسی؟ اسی سوال کا جواب ان تمہیدی آیات میں دیا گیا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے دعوءِ ایمان کو پرکھنے کے لئے انہیں آزمائشوں سے نہیں گزارا جائے گا تو یہ ان کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

یہ خیال کرنا کہ بغیر آزمائے جانے کے چھوٹ جائیں گے یہ غلط ہے بلکہ اللہ عزوجل ضرور اپنے ایماندار بندوں کو ان کے ایمان کے مطابق جانچے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑھ کر زیادہ امتحان انبیاء پر ہوتا ہے پھر صالحین پر پھر جو ان کے بعد رتبہ میں افضل ہوں' پھر جو ان کے بعد افضل ہیں اور آدمی پر اس کے دین کے موافق امتحان آتا ہے اگر اس کا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اس کا امتحان بھی سخت ہوتا ہے۔ لیعلمن اللہ اللہ جان کر رہے گا یعنی علم ظاہری سے خلقت کی نظر میں ورنہ حقیقۃً تو اللہ تعالیٰ کو علم شروع ہی سے ہے۔

تنبیہ: اردو میں ایسا جلدی التفات کہ متکلم سے غائب اور غائب سے پھر فوراً متکلم ہو کچھ مستحسن نہیں اس لیے ہم نے ترجمہ میں التفات کا لحاظ نہیں کیا۔

ف۲: یہ ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو اسلام قبول کرنے والے پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ اس خام خیالی میں نہ رہیں کہ ایسی حرکتیں کر کے وہ اہل ایمان کی راہ روک سکیں گے جب کہ اللہ نے ان کو غالب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اللہ کے فیصلہ کو نافذ ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتے۔ نہ اس کی گرفت سے وہ خود بچ سکتے ہیں۔

ف۳: بے نیاز یہاں اردو کے "بے پرواہ" کے معنی میں نہیں بلکہ غیر محتاج کے معنی میں ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کو بھی کسی معنی میں اپنا محتاج و دست نگر سمجھ رہے ہو یہ تمام تر جہالت ہے وہ تو مخلوق میں سے کسی کا کسی معنی میں بھی دست نگر نہیں ہے۔

ف۴: ان کے گناہ دور کردیں گے جو نیکیوں کے ماتحت ہوں گے تمہارے سمجھانے کو ایک مثال سناتے ہیں جس طرح دواؤں میں بعض اشیاء سرد اور بعض گرم ہوتی ہیں پھر جیسے سرد کے مراتب مختلف ہوتے ہیں گرم کے بھی متعدد مراتب ہیں بعض سرد چیزوں کے استعمال کرنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی بعض گرم چیزوں کے استعمال سے سردی دور ہو جاتی ہے۔ مگر بعض گرم اشیاء ایسی ہیں کہ ان کی گرمی کو کوئی سرد دوا بھی دور نہیں کر سکتی۔ تو یہی قاعدہ گناہوں کا ہے کہ بعض گناہ نیکیوں سے بھی دور ہو جاتے ہیں جو ان نیکیوں سے کم درجہ ہوتے ہیں ایسے ہی بعض نیکیاں بعض گناہوں سے ضائع ہو جاتی ہیں مثلاً شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں چنانچہ مومنین صالحین کے بعض گناہ محض توبہ سے کہ وہ بھی ایک فرد ہے عمل صالح کی' معاف ہو جائیں گے اور بعض دوسرے حسنات سے اور بعض محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا

چیز کو شریک مقرر کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مانو میری ہی طرف تم نے لوٹ کر آنا ہے پس میں تم کو

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تمہارے کئے کی خبریں بتاؤں گا۔ اور جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل بھی کرتے ہیں

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ

ہم ان کو صالحین میں داخل کریں گے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

کہ ہم اللہ ایمان لائے پھر جب اللہ کے معاملہ میں ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو

كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ

اللہ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں اور اگر اللہ کی طرف سے کوئی مدد پہنچے تو کہتے ہیں

اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ

ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ جہان والوں کے دلی رازوں

الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ

سے واقف نہیں۔ بے شک اللہ ایمانداروں کو بھی جانتا ہے اور منافق بھی

الْمُنٰفِقِیْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اسے خوب معلوم ہیں۔ ف۱ اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے

اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ

کہ آؤ تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں

مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَیَحْمِلُنَّ

سے کچھ نہ اٹھائیں گے یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ اپنے گناہ

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۪ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ

اٹھائیں گے اور اپنے ساتھ اور گناہ بھی اٹھائیں گے اور جو کچھ یہ افترا کرتے

الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

ہیں قیامت کے روز اس سے پوچھے جائیں گے۔ ف۲ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم

اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا

کی طرف بھیجا تھا پھر وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا

(ع ۵)

ف۱: دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑے اس آیت کا شان نزول صحیح مسلم و جامع ترمذی دونوں میں یہ منقول ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب ایمان لے آئے تو ان کی مشرک والدہ بہت ناراض ہوئیں اور قسم کھا کر کہا کہ میں کھانا پینا چھوڑتی ہوں اور چھوڑے رہوں گی جب تک تو اسلام ترک نہ کرے گا یہ گویا تاریخ میں بھوک ہڑتال کی پہلی مثال تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ایسی باتوں میں والدین کی اطاعت نہیں۔

جس طرح کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ یعنی اگر کوئی بھی شخص اسلام کے کسی حکم کے خلاف عمل کرنے پر زور دے تو اس کی بات کو نہ مانا جائے کیونکہ اس کی بات مردود اور ناقابل عمل ہے۔ علم سے مراد دلیل۔ شہادت یا ثبوت ہے۔

ف۲: اگر یہ لوگ مسلمانوں کی کوئی کامیابی اور عروج دیکھیں مثلاً ان کو فتوحات ہوں یا مال غنیمت ملے تو باتیں بنانے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے اسلامی بھائی ہیں۔ خصوصاً اگر مسلمانوں کو فتح ہو اور فرض کیجیے کہ یہ لوگ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کی قید میں آ جائیں تو پھر تو ان کے نفاق کی کوئی حد نہیں رہتی اور کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو شروع ہی سے مسلمان تھے کافروں کا ساتھ تو محض مجبوریوں اور مصلحتوں کی بنا پر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عالم الغیب والسرائر سے بھی یہ چالاکی تم مسلمان تھے ہی کب؟ ہر چند کہ انتہائی مجبوری کی حالت میں صرف زبانی طور پر کفریہ بات کہنے کی اجازت ہے اور دلی یا اقراری طور پر نہیں اور ان لوگوں کا کفر اقراری تھا اس لئے ان کو ملامت کی جا رہی ہے کہ دل سے کیوں کفر کیا تھا' جیسا صدور کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تو پہلے ہی سے سب کچھ معلوم ہے لیکن اب تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ لے گا کہ کون خود کو سچا مومن ثابت کرتا ہے اور کون جھوٹا' دغا باز اور منافق ہے۔

تنبیہ: اس قسم کے مواقع پر لیعلمن اللہ کے معنی لیرین اللہ کے لینا ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

ف۳: کفار مسلمانوں سے کہتے کہ تم اسلام چھوڑ کر اپنی برادری میں آ ملو اور ہماری راہ پر چلو تو تم تمام تکلیفوں اور ایذاؤں سے بچ جاؤ گے کیوں مفت میں تکلیفیں جھیل رہے ہو اور اگر ایسا کرنے میں گناہ سمجھتے اور مواخذہ کا اندیشہ سمجھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ہمارا نام لے دینا کہ انہوں نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا اگر ایسی صورت پیش آئی تو ساری ذمہ داری ہم اٹھائیں گے اور تمہارے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیں گے یہ کیسے بدبخت ہیں کہ اپنا بوجھ بھاری کر رہے ہیں ایک تو ان کے ذاتی گناہوں کا بوجھ تھا اب دوسروں کے اغواء اور گمراہ کرنے کے بوجھ نے اس میں مزید اضافہ کر دیا جبکہ ان گناہگاروں کا اللہ تعالیٰ کی سزاؤں سے بچنے کا کوئی امکان نہیں' کہا یہ کہ وہ دوسروں کے گناہوں کو اپنے اوپر لے کر ان کو سبز باغ دکھا رہے ہیں۔

آج کل بھی ایسے مرتد موجود ہیں جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے پیروں قائدین اور گمراہ لیڈروں سے اپنا دامن بچانا چاہئے۔ من خطایاھم میں من بیانیہ ہے اور من شی میں من زائدتا کید استغراق یا تاکید نفی کے لیے ہے' یعنی کچھ بھی یا ذرا بھی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو ناحق قتل کرے اس کے گناہ کا حصہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو پہنچتا ہے جس نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ نکالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

پس ان کو طوفان نے آلیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے اس کو اور

اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٥﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ

بیڑی والوں کو نجات دی اور اس بیڑی کو تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنا یا۔ ف۱ اور ابراہیم کو

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اگر تم کچھ جانتے ہو۔ تم اللہ کے سوا صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو

اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ

اور جھوٹ گھڑتے ہو جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں پس تم اللہ کے ہاں سے

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾

رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور شکر اس کا بجا لاؤ اور اسی کی طرف تم کو پھرنا ہے۔ ف۲

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى

اور اگر تم تکذیب کروگے تو تم سے پہلے بھی کئی ایک جماعتوں نے تکذیب کی تھی اور رسول کے ذمہ

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ

بس واضح کرکے پہنچانا ہوتا ہے۔ ف۳ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس

يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

طرح اللہ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹا دیتا ہے بیشک یہ بات

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ تو کہہ تم ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ اللہ نے

بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ

کس طرح مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ اس سے بعد ایک نئی خلقت پیدا کرے گا

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جسے چاہے عذاب کر سکتا ہے

منزل ٥

ف۱: ان چند قصص میں خبردار کیا گیا ہے کہ سچے لوگوں کے مقابلہ میں ہمیشہ جھوٹے لوگ اغواء اور شرارت کرتے ہیں اور سچے لوگوں کو مدتوں تک امتحان وابتلاء کے دور میں سے گزرنا پڑا ہے مگر آخر کار انجام انہی کے حق میں بہتر ہوا جبکہ منکر اور شریر لوگ ہر لحاظ سے نقصان میں رہے اور اشقیاء کے تمام مکائد تار عنکبوت سے زیادہ ثابت نہ ہوئے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور ساڑھے نوسو سال دعوت وتبلیغ اور اصلاح کی کوشش میں مصروف رہے، پھر طوفان آیا اور طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ کہتے ہیں حضرت نوح کا جہاز مدت دراز تک جودی پہاڑ پر لگا رہا تا کہ دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ جعلنها میں ھا کی ضمیر مونث عقوبۃ کی طرف سمجھی گئی ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ سفینہ کی جانب لی جائے اور سب سے بہتر ہے کہ نجات کی طرف سمجھی جائے۔ الهاء والالف فی جعلناها للسفينة او العقوبه او للنجاة حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جس وقت یہ سورت اتری تو نبی ﷺ کے بہت سے اصحاب کافروں کی ایذاؤں سے تنگ آ کر جہاز پر سوار ہو کر ملک حبشہ کی طرف چلے گئے تھے پھر جب آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو پھر وہ صحابہ جو کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ مدینہ میں آ گئے تو گویا یہاں نوح علیہ السلام اور ان کی کشتی کی تاریخ اس رنگ میں دہرائی گئی۔

ف۲: یعنی اللہ پاک ہی روزی دینے والا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے پاس یہ اختیار نہیں لہٰذا تم بھی اسی سے روزی طلب کرو اور کسی دوسرے پر آسرا نہ کرو کیونکہ تمام اختیار اسی کا ہے اور جن کو تم پکارتے ہو ان کا بھی اس میں کچھ اختیار نہیں اور نہ ہی وہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں اور نہ زمین سے کچھ اگا سکتے ہیں اور ان کو کسی بھی طرح کی قدرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق محض بحیثیت الہ المعاد کے نہیں الہ معاش بھی ہے۔ بلکہ روزی دینے والے کے لحاظ سے بھی الٰہ ہے۔ وہی تو تمہارا ہے سارے معاشی واسطے اور وسیلے اسی سے نکلتے اور اسی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء وانبیاء کو یا امام وشہیدوں کو عالم دنیا میں کچھ کرنے کا اختیار تو ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہیں اور اس کے ادب کو سامنے رکھ کر وہ اختیارات کو استعمال نہیں کرتے اور اگر وہ چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں۔ مسلمانوں کو خبردار ہو جانا چاہئے کہ ایسے عقائد اور ایسے کلمات ادا کرنے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے کہ جس کی وہاں بخشش نہیں ہے اور جو لوگ ایسے کلمات کہتے ہیں اور یہ عقائد رکھتے ہیں تو وہ مشرک اور مرتد ہیں اور یہ سب ان کی فضولیات اور ہفوات ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے کسی کام میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں بلکہ کسی کام میں ان کو دخل رزقاً کی تنوین وتنکیر رزق کی تقلیل وتحریر کے لیے ہے یعنی کوئی ادنیٰ سا بھی رزق ان معبودان باطلہ کے بس میں نہیں الرزق، رزق کا صیغہ معرفہ میں آنا اس کی کلیت واستغراق کے لیے ہے یعنی سارے کا سارا رزق جس طرح ہر نفع اور ہر چیز کا مالک وہی ہے اسی طرح حساب وکتاب بھی اسی کو دینا ہوگا اور آخری واسطہ اور سابقہ صرف اسی سے ٹھہرے گا۔

ف۳: قتادہؒ کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام کی کلام ترجعون پر ختم ہے وان تکذبوا سے فما کان الا یہ تک نئی کلام ہے۔ ابن جریرؒ نے بھی اسی پر تصریح فرمائی ہے۔ ابن کثیرؒ نے کہا سیاق سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے۔ آگے فرمایا یعنی جھٹلانے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ میں صاف تبلیغ اور نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
اور جسے چاہے رحم فرما سکتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤں گے۔ ف۱ اور تم
بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
زمین و آسمان میں اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور تمہارے لئے اللہ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں ہے۔ ف۲ اور جو لوگ اللہ کے حکموں
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَ
اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں اللہ کی رحمت سے بے امید ہیں
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ
اور انہی کو دردناک عذاب ہوگا۔ ف۳ پس ابراہیم کی قوم سے آخر یہی جواب بن سکا
اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ
کہ انہوں نے کہا اس کو قتل کردو یا آگ میں جلا دو پس اللہ نے اس کو آگ
النَّارِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ
سے بچایا بے شک اس میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ف۴ اور اس نے کہا
اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ
تم نے صرف آپس کی آپس میں دنیاوی محبت سے
بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
بتوں کو معبود بنا رکھا ہے پھر قیامت کے روز تم میں
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَّمَاْوٰىكُمُ
ایک دوسرے سے انکاری ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ
سب کا ٹھکانا آگ میں ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ف۵ پس لوط اس پر ایمان لایا
وَقَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ
اور ابراہیم نے کہا میں اپنا وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں بے شک وہ بڑا غالب
الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا
بڑی حکمت والا ہے۔ اور ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا اور ہم نے

وہ کسی امیر و زیر کی رائے کا پابند نہیں۔

ف۱: یعنی اس کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں نہ ہی اس کی کسی تدبیر سے تم بچ سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی حمایت و نصرت سے یعنی اللہ عزوجل کو آسمان والوں اور زمین والوں میں سے کوئی عاجز نہیں کرسکتا بلکہ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے ہر چیز اس کی محتاج ہے وہ سب سے بے پرواہ ہے اس کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔ فتح البیان والے نے کہا یعنی تم اپنے پروردگار کو اس سے عاجز نہیں کرسکتے کہ وہ تم کو پکڑ نہ سکے۔

ف۳: یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات مطہرات کو یا دلائل وحدانیت کو نہیں مانتے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع سے ناامید ہیں اس لیے کہ انہوں نے دوبارہ اٹھائے جانے اور بہشت سے انکار کیا فتح البیان والے نے کہا کہ یہ لوگ دنیا اور آخرت میں اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہیں اور ابن کثیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے انکا کچھ حصہ نہیں لہٰذا وہ آخرت میں بھی محروم و مایوس ہی رہیں گے یہ گویا ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ﴾ (العنکبوت) کا عکس ہوا۔ قیامت کے دن جب تمام حقائق واضح ہو جائیں گے تو اس وقت انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس کی رحمت کے مستحق ہی نہیں ہیں۔ یئسوا صیغہ ماضی ہے لیکن یہاں مضارع کے معنی میں ہے اور جس کے مستقبل کا ثابت ہونا یقینی ہو تو اس کے لیے ماضی کا صیغہ لے آنے کا دستور عربی فن بلاغت میں عام ہے۔ رحمتی اور عذاب الیم سے امام رازیؒ نے یہ نکتہ واضح کیا ہے کہ عذاب کو یوں ہی مطلق چھوڑ دینا اور رحمت کا انتساب اپنی جانب صیغہ واحد متکلم کے ساتھ کرنا یہ خود رحمت الٰہی کے غالب ہونے کے آثار میں سے ہے۔

ف۴: انہوں نے مشورہ کرکے آگ میں ڈال دیا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ اپنے سچے بندوں کو کس طرح بچاتا ہے اور مخالفین حق کو کس طرح نقصان اٹھانے والا کرتا ہے اور اس طرح اپنی جان اس پر فدا کرنے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے آپ کو لوگوں کا امام اور مقتدا بنا دیا اس لیے کہ آپ نے اپنے نفس کو رحمٰن کی رضا میں خرچ کر دیا اور اپنے لخت جگر کی قربانی اور اپنا مال مہمانوں کے لیے خرچ کر دیا اسی وجہ سے تمام ادیان سے تعلق رکھنے والے لوگ آپ کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اسی کے حکم سے ہے جب اس کا حکم نہ ہو تو آگ جیسی چیز جلا نہیں سکتی۔ لآیٰت نشانیاں یعنی اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے انبیاء علیہم السلام کے منصور ہونے اور کفر و شرک کے باطل ہونے کی نشانیاں مراد ہیں۔

ف۵: بت پرستی کو کون عقل مند جائز رکھ سکتا ہے اور بت پرست بھی سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے مگر شیرازہ قوم کو مجتمع رکھنے کے لیے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اس کے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے اور تاکہ وہ ایک (بقیہ صفحہ 915 پر ملاحظہ فرمائیں)

لے اس کے بعد مجھ پر امت کے کسی قول و فعل کی ذمہ داری نہیں۔

ف۱: اولم یروا دعوت استدلال غور فکر سے ہے انسان اگر صرف اپنی ذات ہی میں اپنے نیست سے ہست ہو جانے ہی پر غور کرے تو یہ حق تعالیٰ کے از سر نو کسی چیز کے بنانے یا پیدا کرنے پر قادر ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ سیروا فی الارض دعوت استدلال مشاہدات مادی سے ہے انسان اگر دوسری مخلوقات کے عجائبات پر نظر کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی ہر قدرت پر کلمہ پڑھ اٹھے۔

.....

ف۱: سب کا حشر اللہ ہی کے حضور میں ہوگا نہ کسی اور کے ہاں اور یہ مشیت عذاب بھی اسی کے متعلق ہوگی جو کہ مستحق عذاب ہوگا اور اس کی مشیت رحم اسی کے متعلق ہوگی جو رحمت کا اہل ہوگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي

اس کی نسل میں نبوت اور کتاب جاری کی تھی اور ہم نے اس کو دنیا میں

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَ

بڑا اجر دیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں ہوگا۔ ف۱ اور

لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۖ

لوط کو ہم نے بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا تم بڑی بے حیائی کا کام کرتے ہو

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ

تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ کیا تم

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ

لڑکوں سے بدکاری کرتے ہو اور راستہ قطع کرتے ہو اور تم

فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ

اپنی مجالس میں ناجائز حرکات کرتے ہو اس کی قوم کا بس یہی جواب ہوا

اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

کہ انہوں نے کہا اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ

لے آ ف۲ لوط نے کہا اے میرے پروردگار! مفسدوں کی قوم

ع الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ

پر میری مدد کر۔ ف۳ اور جب ہمارے فرستادہ فرشتے ابراہیم کے پاس

بِالْبُشْرٰى قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ

خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ

اس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ ابراہیم نے کہا اس میں تو لوط بھی ہے

قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ

فرشتوں نے کہا جو جو اس میں ہے ہم اس کو خوب جانتے ہیں ہم اس کو اور اس کے تعلق داروں کو بچا لیں گے

اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ

مگر اس کی عورت پیچھے رہنے والوں میں رہے گی۔ ف۴ ہمارے فرستادہ

منزل ۵

کسی کا جبر نہیں اور وہ جس طریقہ سے چاہے مدد کرے چاہے وہ مفسدوں کو تباہ کرنے سے ہو یا ہدایت کرنے سے۔ انہوں نے اپنا مطلب عرض کر دیا اور ان اسباب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی تھا کہ اس قوم کی ہلاکت ہو اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں اس لیے فرشتے ہلاکت کے لیے آن پہنچے۔ اس آیت سے دشمنان دین پر بددعا کرنے کا جواز ثابت ہے نیز یہ کہ ایسی بددعا حلم و کرم اور اخلاقی کمالات وغیرہ کے منافی نہیں ہے۔

ف۴: لوط علیہ السلام کی دعا پر فرشتوں کو اس بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوا۔ فرشتے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے اور ان کو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت سنائی اور اطلاع دی کہ ہم اس بستی سدوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ شاید ہلاکت کی اطلاع ←

فـ۱: کتنی بڑی نعمت ہے کہ آپ کے بعد بھی مسلک توحید و رسالت کی دعوت آپ ہی کی اولاد اور اولاد در اولاد کے ذریعہ سے ہوتی رہی' قرآن مجید میں واضح طور پر اس کا ذکر تو موجود نہیں لیکن جہاں جہاں بھی اس نعمت کا ذکر آیا ہے تو ان کے سیاق پر غور کرنے سے یہی معلوم ہوا کہ منصب نبوت اور عقیدہ توحید میں نسل ابراہیمی کے ساتھ ہی مخصوص رہا ہے جس کی دو بڑی شاخیں اسرائیلی اور اسماعیلی ہیں۔ الکتب سے مراد جنس کتاب ہے۔ جس قدر انبیاء ان کے بعد تشریف لائے ان ہی کی اولاد میں سے تھے اس لیے ان کو اولوالانبیاء کہا جاتا ہے۔ دنیا میں مال' جاہ' عزت اور خوش اقبالی نے آپ کا ساتھ دیا اور آخرت میں بھی آپ مراتب قبول و قرب سے نوازے گئے تو معلوم ہوا کہ دنیوی نعمتوں سے سرفرازی جیسا کہ بعض اہل اللہ کو ہوتی رہتی ہے آخرت میں ان کے مرتبہ کو کم نہیں کرے گی۔

فـ۲: ما سَبَقَكُمْ بِهَا یعنی یہ فعل لواطت تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اور انسانی فطرت کا اس کو قبول نہ کرنا اور اس کو ایک بدترین کام سمجھنا ہی اس کی دلیل ہے اور ایسے خلاف فطرت و شریعت کام کی بنیاد تم نے ڈالی پہلے انسان بدکاری کی اس خاص صورت سے واقف بھی نہ تھا جب انسان اس فعل سے ہزارہا سال تک واقف نہ ہوا تو یہ خواہش اس کی فطرت و طبیعت میں داخل نہیں ہو سکتی۔ یہیں سے بعض فقہاء نے اس حرکت کا وضع فطرت کے خلاف ہونے پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ امر خلقی و طبعی محتاج کسب و تعلیم نہیں ہوتا۔ تقطعون السبیل سے مراد ممکن ہے ڈاکہ زنی ہو جو کہ یہ بھی ان میں رائج ہوگی یا اس بدکاری سے وہ مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ وہ ڈرتے ہوئے اس طرف نہ آئیں یا یہ مطلب ہو کہ فطری راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

وتاتون فی نادیکم المنکر ام ہانی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے معنی پوچھے تو آپ نے فرمایا وہ مسافروں کو کنکریاں مارتے اور ان سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ شاید یہ بدکاری بھی لوگوں کے سامنے کرتے ہوں گے۔ فقہاء نے کہا ناچ رنگ اور عام بے حیائی کی محفلیں اسی حکم کے تحت آ جاتی ہیں' غور کرنے کا مقام ہے کہ جب ان کی ان مجالس کا یہ حال تھا تو آج تھیٹر' سینما' میوزک ہال' آرٹ ہاؤس اور کلب گیلری ایسی ہی مجالس جو کہ مسلمانوں کے اندر برپا ہو رہی ہیں کیا وہ اس زمرے میں نہیں آتیں۔ خبردار ہو جایئے کہ جو ان منکرات کی سزائیں اور جو احکام ان کے لئے آ چکے ہیں وہی سزائیں اور احکام اس امت محمدیہ کے لوگوں کے لئے بھی ہیں لہٰذا ان سے انجوائے کی بجائے ان کے خاتمہ کی تدبیر کرنی چاہئے۔

فـ۳: لوط علیہ السلام نے کفار کے لئے صاف لفظوں میں اللہ تعالیٰ سے عذاب کی درخواست نہیں کی کونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ
فرشتے جب لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے ناخوش اور دل تنگ ہوا اور
قَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
انہوں نے کہا تو خوف نہ کر اور آزردہ خاطر نہ ہو ہم تجھ اور تیرے تعلق والوں کو بچالیں گے
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى
مگر عورت تیری پیچھے رہنے والوں میں ہے۔ ف۱ ہم اس بستی کے رہنے والوں
اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
پر ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے عذاب
يَفْسُقُوْنَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ
اتارنے والے ہیں۔ اور عقلمندوں کے لئے ہم نے اس میں ایک کھلی
يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ
نشانی چھوڑی۔ ف۲ اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا
پھر اس نے کہا کہ بھائیو! اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو
تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ
اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو۔ پھر بھی انہوں نے اس کی تکذیب کی پھر سخت
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا
بھونچال نے ان کو آلیا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ ف۳ اور ہم نے قوم عاد اور ثمود کو ہلاک کیا
وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ
اور تم کو ان کے دیار سے معلوم ہو چکا ہے اور شیطان نے ان
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ
کے اعمال ان کو مزین کر کے دکھائے تھے پس ان کو راہ راست سے روکا تھا اور
كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَ
بڑی سوجھ والے تھے۔ ف۴ اور قارون فرعون اور ہامان
هَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
کو ہم نے ہلاک کیا۔ موسیٰ ان کے پاس کھلے احکام لے کر آیا

دینے کا یہ مطلب ہو کہ ایک قوم سے اگر اللہ تعالیٰ کی زمین خالی کی جانے والی ہے تو دوسری طرف حق تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم بنی اسرائیل کی بنیاد ڈالنے والا ہے

ف۱: جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ خوبصورت اور معصوم بچوں کی شکل میں تھے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہی تقاضا تھا کہ ان کو اسی شکل میں بھیجا جائے چونکہ وہ لوگ لواطت کے عادی تھے اس لیے لوط علیہ السلام ان کے وہاں آنے کی وجہ سے ناخوش اور تنگ دل ہوئے اور انہیں یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں کیونکہ ان کو علم غیب نہ تھا اس لیے انہوں نے جو بظاہر ان کی شکل وہیئت دیکھی تو سمجھا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان کی بے عزتی سے میری بے عزتی ہے مگر وہاں تو رنگ ہی کچھ اور تھا آخر کار وہ رنگ کھل گیا۔

ضاق بھم ذرعاً عربی محاورہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں جب شدت ناگواری برداشت سے باہر ہوئی جارہی ہوئی اور انسان عاجز آیا جارہا ہو۔ طبعی غم اور حزن کمال کے منافی نہیں جب کہ ان کے غیر شرعی کاموں پر عمل نہ کیا جائے۔

ف۲: ان کی الٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے۔ سدوم والوں کی تہ بالا شدہ آبادیوں کے کھنڈرات اب تک نگاہ عبرت کے لیے شرق یردن میں بحر مردار کے مشرق میں موجود ہیں اور بحر مردار خود ایک عبرت گاہ ہے۔ بحر مردار کا پانی اتنا زیادہ کھارا ہے کہ اس میں مچھلی وغیرہ کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔

ف۳: یعنی خاص اسی کی عبادت کرو اور اسی کا ڈر رکھو اور اسی کی امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو یعنی معنی ہیں اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاخر کے۔ افسوس کہ آج کے پیر پرست اور قبر پرست مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی امید اور خوف چھوڑ دیا کوئی کسی قبر پر دوڑتا ہے کوئی کسی تشت گاہ پر گھومتا ہے۔ روضۃ الھدایۃ والے لکھتے ہیں اولیاء اور بزرگوں سے ان کے فوت ہونے کے بعد ان سے یا ان کی قبروں وغیرہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے اور بھی بہت سی صوفیا کی کتب میں یہی درج ہے۔

فساد فی الارض سے شاید مراد ہے لین دین میں دغا بازی کرنا سود اور بٹہ لگانا جیسا کہ ان کی عادت تھی اور ممکن ہے کہ وہ زہزنی بھی کرتے ہوں۔ اس سورت اور سورہ اعراف میں ہے کہ وہ بھونچال سے ہلاک کیے گئے اور سورہ ہود میں ہے کہ وہ ایک سخت آواز سے ہلاک کیے گئے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ جبرائیل نے ایک سخت آواز نکالی اس سے زلزلہ آیا جس سے ان کے دل دہل گئے۔

ف۴: یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور خود کو عقل مند سمجھتے تھے ان شامت زدہ قوموں میں لوگ ایسے نہ تھے جو عام طور سے احمق، بے وقوف، وحشی لایعقل سمجھے جاتے اچھے خاصے مہذب، شائستہ اور متمدن لوگ تھے جو دنیا کے دوسرے تمام معاملات میں یہ بڑی سوجھ بوجھ والے، بڑے بڑے تاجر، بڑے بڑے صناع، اور بڑے بڑے جہازران تھے۔ بس ایک دین ہی کے معاملے میں ان پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ گویا ہو بہو نقشہ آج کی مہذب و متمدن قوموں کا تھا۔

تنبیہ: یہ لوگ جان بوجھ کر کفر اور گناہ کرتے تھے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے ان پر اللہ تعالیٰ کا راستہ بخوبی واضح کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ لوگ گمراہی کو سمجھتے اور دلائل حق کو پہچانتے تھے لیکن ان پر عمل نہ کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

تاہم انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ ف۱

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا

پس ہم نے ان سب کو گناہوں پر مواخذہ کیا ان میں سے بعض پر ہم

عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے دبایا اور بعض کو ہم

خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا

نے زمین میں دھنسایا اور بعض کو ہم نے غرق کیا اور اللہ

كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

نے ان پر ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

ظلم کرتے تھے۔ ف۲ جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز بناتے ہیں

اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ

ان کی مثال ایک مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا

اور تمام گھروں سے بودا مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ

کچھ علم رکھتے۔ ف۳ کچھ شک نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے جن جن چیزوں کو

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

اللہ سے ورے یہ لوگ پکارتے ہیں اور غالب حکمت والا ہے۔ ف۴

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ

اور یہ مثالیں تو ہم لوگوں کو بتلاتے ہیں ان کو سمجھدار

اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہی سمجھ سکتے ہے۔ ف۵ اللہ نے آسمان و زمین ایک پختہ قانون

بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

کے ساتھ پیدا کئے بے شک اس میں ایمانداروں کے لئے نشانی ہے۔

منزل ۵

ف۱: یعنی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور تکبر وغرور نے ان کی گردن نیچے نہ ہونے دی اور اپنی کسی حکمت وتدبر، کسی صنعت وترویر، کسی زور قوت اور کسی دولت وحشمت سے خود کو بچا نہ سکے اور العیاذ باللہ نہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکے۔

ف۲: غرض کسی نہ کسی طرح وہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آ کر رہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ان کے گناہ کے مناسب پکڑا مثلاً عاد والوں پر پتھراؤ ہوا اور ثمود کو سخت آواز سے ہلاک کر دیا اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ فرعون اور اس کا لشکر اور ہامان کو دریا میں غرق کر دیا تھا۔ ابن کثیرؒ اور جامع البیان والے نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک وتباہ کرنے میں ان پر ظلم نہیں کیا اس نے انبیاء بھیجے اور کتابیں نازل کیں، مگر وہ کفر وتکذیب پر اڑے رہے اور نافرمانیوں سے باز نہ آئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر کسی صورۃ میں بھی ظلم نہیں کیا کہ انہیں بلاوجہ سزا دے دیتا کیونکہ حق تعالیٰ سے "ظلم" کا صدور کسی حال میں بھی ممکن نہیں۔

ف۳: یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان ومال کا بچاؤ ہو نہ مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے، یہ ہی مثال اس کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچانے والا اور محافظ سمجھے کیونکہ مشیت الٰہی کے بغیر کوئی بھی اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں تمام گھروں سے بودہ اور کمزور مکڑی کا گھر ہے کہ جو چڑی کی ذرا سی چونچ لگنے سے فنا ہو سکتا ہے اسی طرح ان مشرکوں کے معبود اور مصنوعی کارساز ایسے کمزور اور ضعیف ہیں کہ کوئی چیز نہ تو پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی دے سکتے ہیں یعنی جس طرح مکڑی کا گھر اپنی انتہائی کمزوری کی بنا پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا اسی طرح انکے یہ معبودان باطلہ بھی جن کی کارسازی پر ان لوگوں کو بھروسہ ہے وہ ان کیلئے بھی ایسے ہی لاشیء محض ثابت ہوں گے بھروسہ کے انتہائی کمزور ہونے کے موقع پر اس مکڑی کے جالے کی مثال قدیم صحیفوں میں بھی ملتی ہے۔ (ایوب ۸:۱۴)

ف۴: ممکن تھا کہ کوئی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک جیسی پکڑ میں لے لیا اور ان میں سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا کیونکہ بعض لوگ بتوں کو پوجتے ہیں، بعض آگ پانی کو اور بعض اولیاء انبیاء یا فرشتوں کو تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مستقل قدرت واختیار رکھتا تو اللہ سب کی بیک قلم نفی نہ کرتا اللہ تعالیٰ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے کیونکہ وہ زبردست ہے اور کسی کا مشورہ نہیں چاہیے کیونکہ وہ حکیم مطلق ہے، وہ قوت عملی میں بھی کامل اور قوت علمی میں بھی کامل ہے وہ جب جو اور جس سے چاہے ہر انتقام پر قادر ہے پھر بھی وہ جو فوراً نہیں پکڑتا تو وہ اپنی اس گرفت کو اپنے کمال حکمت سے کسی دوسرے وقت کے لیے اٹھائے ہوئے ہے۔

ف۵: مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مکڑی اور مکھی وغیرہ حقیر چیزوں کی مثالیں بیان کرتا ہے جو اس کی عظمت کے منافی ہیں اس کا جواب دیا کہ مثالیں اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور جس کیلئے مثال دی جا رہی ہے اس کے پوری طرح مطابق ہیں، مگر سمجھ دار ہی اس کا مطلب ٹھیک سمجھتے ہیں، جاہل اور بے وقوف کیا جانیں، مثال کا مطابق ہونا مثال دینے والے کی حیثیت پر نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس کی مثال ہے اس کی حیثیت کو دیکھو اگر وہ حقیر وکمزور ہے تو مثال بھی ایسی ہی حقیر وکمزور چیزوں سے ہوگی مثال دینے والے کی عظمت کا اس سے کیا تعلق؟ جو لوگ حقائق کا علم رکھتے ہیں یا علم وحق کے طالب ہیں ان حقائق کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو کہ حد درجہ ضروری ہیں اور یہی لوگ اپنے عقل وعلم سے کام لیتے رہتے ہیں۔ بے سمجھ آدمی تو اللہ تعالیٰ کے بھی منکر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ حاکمیت سب پر نمایاں ہے۔ (بقیہ صفحہ 915 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ
جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو پڑھ کر سنا اور نماز پڑھا کر نماز
الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ
بے حیائی اور ناشائستہ حرکات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت
اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ
بڑا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے۔ف اور تم کتاب والوں
الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
سے مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ طریقہ سے کیا کرو، مگر جو لوگ ان میں
مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ
ظالم ہیں اور تم کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے
وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَ
اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ف
كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب اتاری ہے پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی
یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ
وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام
بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ
سے کافر ہی انکار کرتے ہیں۔ف اور تو اس سے پہلے نہ کوئی کتاب
مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝
پڑھتا تھا اور نہ دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا بلکہ امی محض تھا ورنہ فوراً جھوٹے لوگ شک کرتے۔
بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ
بلکہ جن لوگوں کو علم ہے ان کے دلوں میں یہ کھلے احکام ہیں
وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ
اور جو ظالم ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں۔ف اور کہتے ہیں کیوں نہیں
اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ
اس پر اس کے پروردگار کے ہاں سے نشانیاں اتاری گئیں تو کہہ نشانیاں سب

رکوع ۵

ف: اُتْلُ میں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے اور اَقِمِ الصَّلٰوۃَ میں رسول اور امت دونوں سے خطاب ہے۔ اقامت صلوٰۃ کے تحت میں نماز کے وقت کی پابندی اور اس کے ارکان وشرائط کی رعایت آ گئی قرآن کی تلاوت خود بھی کیجیے اور دوسروں کو بھی سنایئے۔ علم عمل پر مقدم ہوتا ہے اس ترتیب کے مطابق یہاں تلاوت قرآن کو اقامۃ الصلوٰۃ پر مقدم رکھا۔ من الکتاب میں من بیانیہ ہے اور نماز میں یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ عظمت الٰہی کو بار بار حاضر کرا کے ہر گناہ ومعصیت سے روک دیتی ہے اب اگر نماز کے شرائط ہی پوری طرح ادا نہ کیے جائیں تو اسی نسبت سے ادائے نماز ناقص رہے گی۔ پھر اسی طرح طبعی خاصیت سے بھی جو نماز سطحی لاپرواہی والی ہوگی تو وہ پریشان اور کمزور رہے گی۔ اس میں سے برائیوں کے روک تھام والی قوت بھی گویا معدوم ہوگی اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز جو یاد الٰہی اور اس کی عظمت کے حاضر کرنے کی ایک اعلیٰ ومکمل شکل ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ ہر برائی سے روک دے اور اس کا اثر ہونا بھی چاہیے یہ اور بات ہے کہ کسی پر اس کا اثر ہو یا نہ ہو نماز بلاشبہ قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا پرہیز اور اس کی مقدار جو کہ طبیب نے تجویز کی ہے اس پر مستقل طور پر عمل کیا جائے اور پھر اس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کی تکالیف کو دور کرتی ہے۔

پس ثابت شدہ طریقہ کی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت وتاثیر یہ رکھی ہے کہ وہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے جیسا کہ دوا کا استعمال امراض کو روک دیتا ہے ضروری نہیں ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لیے کافی ہوجائے۔ بعض دوائیں خاص مقدار میں لمبی مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جائے تو پھر کہیں جا کر ان کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اس دوا کی خاصیت کے منافی ہو۔ نماز بزبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت اور سرکشی سے باز آ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز اسے بلاشبہ روکتی ہے اور منع کرتی ہے چونکہ نماز اللہ تعالیٰ سے ایک گہرے تعلق کا نام ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ عبودیت کا اقرار وفرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کی برتری کا اعتراف ہے تمام اپنی املاک، مال ودولت، عزت وآبرو کو عطیہ الٰہی کا اقرار کر کے عاجزانہ لہجے میں اپنی تمام آئندہ کی حاجات کا سوال ہے پھر کون دل ہے جو پانچ دفعہ اس طریقہ سے نماز پڑھے پھر بھی گناہ اور ناشائستہ حرکات کی طرف مائل ہو۔ ایسے نمازی سے اگر کوئی بے جا حرکت ہو بھی جائے تو چونکہ نور نماز دل میں ہوتا ہے اس لیے فوراً اس کی تلافی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا اور بخشش کا طالب رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ یعنی متقیوں سے جب کوئی شیطانی حرکت ہوجاتی ہے تو وہ متنبہ ہو کر سمجھ جاتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ متقیوں سے بھی گناہ ہوجاتے ہیں مگر ان میں اور غیروں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ متقی اس گناہ کی فوراً تلافی کر لیتا ہے اور غیر متقی پرواہ نہیں کرتا۔ ذکر اللہ اکبر ذکر الٰہی کی افضل اور مکمل ترین فرد نماز ہے اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بڑائی تو بس اسی کے ذکر کی ہے نہ کہ کسی اور کے ذکر کی اور ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اللہ جو تمہیں یاد کرے گا اس کا مرتبہ اس یاد سے بھی بڑھا ہوا ہے جو تم اس کی کرتے رہتے ہو۔ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ وغیرہ متعدد صحابہ کرام اور مجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر رحمہم اللہ تابعین نے بھی یہی معنی کیے ہیں، ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ سے بھی یہی معنی آئے ہیں اور امام ابن جریر (بقیہ صفحہ 915 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا

اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کرکے ڈرانے والا ہوں ف۱ کیا ان کو یہ کافی نہیں

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے بے شک اس میں

لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

رحمت اور ایمان لانے والوں کیلئے نصیحت ہے- ف۲ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۭ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اللہ ہی گواہ کافی ہے وہ آسمانوں اور زمینوں کے واقعات جانتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں اور اللہ سے انکاری ہیں یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَا

نقصان اٹھائیں گے- ف۳ اور تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر

اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً

وہ وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ان پر ناگہاں

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ

بے خبری میں آئے گا- تجھ سے جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ

جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ

جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے- ف۴ جس روز اوپر سے

مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا

اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور اللہ کہے گا اپنے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

اعمال کا بدلہ چکھو- اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری

اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ

زمین بہت وسیع ہے پس تم خاص میری بندگی کرو- ف۵ ہر ایک جان

ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

موت کا مزہ چکھنے والی ہے پھر تم ہماری طرف واپس آؤ گے- اور جن لوگوں نے

ف۱: یعنی یہ میرے بس میں نہیں کہ جو نشان تم طلب کیا کرو وہی دکھلا دیا کروں اور نہ ہی کسی نبی کی تصدیق اس بات پر موقوف ہوسکتی ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ برائی کے نتائج سے تم کو صاف لفظوں میں آگاہ کرتا رہوں باقی حق تعالیٰ میری تصدیق کے لیے جو نشان چاہے دکھلا دے یہ اسی کے اختیار میں ہے۔ قرآن میں بار بار یہ بتایا گیا ہے کہ واقعات وحوادث تکوینی تمام تر اللہ کے ہاتھ میں اور خوارق ومعجزات بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جس طرح واقعہ مطابق عادت کی تکوین میں میں بے بس محض ہوں اسی طرح واقعات خارق عادت میں بھی بے بس ہوں۔ انما کلمہ حصر ہے یعنی میرا کسی بھی تکوینی عمل سے قطعاً کوئی بھی تعلق نہیں۔

ف۲: یعنی میری صداقت کی جانچ کرنا ہو تو میری تعلیمات دیکھو' پرکھو اور جو دین میں لایا ہوں اس کی تحقیق کرو یہ کتاب ہر قسم کی معنوی گہرائیوں' ادبی لطافتوں' مطالب کی ہمہ گیری' مضامین کی جامعیت اور کاملیت سے معمور ہے۔ قرآن پاک پہلے انبیاء کے تمام معجزوں سے پورا اور کامل معجزہ ہے جس کے ہوتے ہوئے اور کسی معجزہ کی حاجت نہیں کیونکہ جب تک یہ معجزہ رہے گا تو اس وقت تک اس کو دوسرے معجزوں کی طرح زوال نہیں۔ امام احمدؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی اتنے معجزے دیا گیا جس قدر لوگ اس کی اتباع کرنے والے ہوتے اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ دیا اور جو کتاب مجھ پر وحی کی امید ہے کہ قیامت کے دن پر سب سے زیادہ لوگ میرے فرمانبردار ہی ہوں گے۔ رحمۃ تعلیم احکام کے پہلو سے اور ذکریٰ نصیحت وترغیب وترہیب کے اعتبار سے۔

ف۳: ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی اللہ عزوجل میری نسبت یہ گواہی دیتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن اس کی کتاب ہے اور تمہاری نسبت یہ گواہی دیتا ہے کہ تم حق جھٹلاتے ہو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا باطل سے غیر اللہ مراد ہے۔ مطلب یہ کہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے میری رسالت تو عنداللہ ثابت ہے ایک حقیقی مذہبی شخص کے پاس اس سے بڑا واسطہ اور ہے ہی کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو درمیان ڈال کر کسی بات کا اقرار کرے۔ ھم الخاسرون آدمی کی بڑی تنگ دلی اور نقصان کی بات یہ ہے کہ جھوٹی بات کو خواہ وہ کتنی ہی جھوٹی باتوں کا پلندہ ہو فوراً قبول کرلے اور سچی بات کو خواہ وہ کتنی ہی صاف اور روشن ہو انکار کرتا رہے تو ایسے آدمی کو جس نے تمام تر غلط نقشہ زندگی ہی تیار کرلیا اب کامیابی اور نجات اس کے نصیب میں کہاں ہوسکتی ہے۔

ف۴: یعنی عذاب کے نازل ہونے کا وقت تو اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے اس کی تاخیر کو نبوت کے دعویٰ کی صحت کو غلطی اور تردید سے مربوط کرنا عجب طرح کی جہالت بلکہ خبط ہے۔ عذاب موت کا ہو یا قیامت کا بہرحال جب بھی آئے گا ان شامت زدوں کی غفلت میں اچانک ہی آئے گا۔ مُحِیطَۃ صیغہ اسم فاعل کا ہے فعل مضارع کا نہیں یعنی یہ نہیں کہ جہنم کہیں آگے چل کر انہیں گھیرے گی بلکہ اسی وقت ہی گھیرے ہوئے ہے اس سے بعض عارفین نے یہ مطلب نکالا ہے کہ اہل جہنم تو کافر اور نافرمانی کرنے والے ہی ہیں۔ لیکن آخرت میں صرف اتنا ہوگا کہ ان کا ظہور مکمل ہوکر رہے گا۔

ف۵: جس شہر میں دین کے قائم رکھنے کی قدرت نہ رکھیں وہاں سے ہجرت کرکے جہاں اللہ تعالیٰ کا دین اور توحید اور عبادت کما حقہ ادا کرسکیں وہاں چلے جائیں۔ یہ ترغیب ہے ہجرت یعنی اقامت دین کی خاطر ترک وطن کی۔ علماء نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جہاں کفر وفسق کی شدت ہو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا موقع نہ مل سکے تو وہاں سے (بقیہ صفحہ 916 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ
ایمان لاکر نیک اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾
جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے بہت اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ
جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ف۱ اور کئی ایک
مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ
جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے اللہ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ
و زمین کس نے پیدا کئے ہیں کس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے تو کہیں گے
اَللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
اللہ نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر
عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
چیز کو جانتا ہے۔ ف۲ اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ
زمین کو خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کر دیتا ہے تو کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا
تو کہو الحمدللہ لیکن ان میں سے بہت نہیں سمجھتے ف۳ اور یہ
هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ
دنیا کی زندگی صرف چند روزہ کھیل کود ہے اور آخرت کے گھر
الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾
کی ہی اصل زندگی ہے کاش کہ یہ لوگ بھی جانیں ف۴

ف۱: جو لوگ صبر و استقلال سے اسلام و ایمان کی راہ پر جمے رہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے گھر بار چھوڑ کر وطن سے نکل کھڑے ہوئے ان کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملے گا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دیئے جائیں گے۔ ابن ابی حاتم نے ابو مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بہشت میں ایسے محل ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ ان کے لیے تیار کئے ہیں جو کھانا کھلا دے اور خوش کلام کرے اور بہت نماز (تہجد و نوافل) اور کثرت سے (نفلی) روزے رکھے اور رات کو تہجد پڑھے جب لوگ سوتے ہوں۔ جو لوگ صالح ہوتے ہیں تو لازمی نہیں کہ انہیں سارے تکوینی حالات اپنی مرضی کے موافق ہی ملتے رہیں اور ایسے موقعوں پر وہ بے صبری سے نہیں بلکہ صبر سے کام لیتے رہتے ہیں اور ان نیک اور صالح بندوں میں ایک بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ وہ چھوٹی بڑی ہر چیز میں آخری اعتماد اللہ ہی پر رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر ٹھیک ٹھیک اعتماد کرو تو تم کو ایسے روزی دے گا جیسے وہ روزی دیتا ہے پرندوں کو کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو اپنے گھونسلوں میں سیر ہو کر لوٹتے ہیں روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اسی کو اپنا حاجت روا جانتے ہیں اسی سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں غرض جو کچھ کہتے ہیں اسی کو کہتے ہیں جو مانگتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھاتے ہیں:

لگاؤ تو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

ف۲: وہ جیسی مصلحت دیکھتا ہے روزی دیتا ہے پھر رزق کے لیے شرک کرنا کیسی حماقت ہے رزق میں کسی بندے کے لئے کشادگی ہو یا تنگی بہرحال وہ کسی نہ کسی مصلحت تکوینی ہی کے ماتحت ہوتی ہے ہر کشادگی اپنے ساتھ فرائض اور ذمہ داریوں کا ایک انبار لاتی ہے اور جو لوگ ان کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے انہیں اس بار سے بالکل ہی فارغ رکھا جاتا ہے کشادگی اور تنگی کے متعلق یہ نہ سمجھو کہ وہ بے خبری میں ایسا کرتا ہے وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور جو شخص جس چیز کے لائق ہوتا ہے تو وہ اس کو وہی چیز دیتا ہے اور یہی اس کے علم کا تقاضا ہے اور اس نے دنیا کا نظام ایسا باقاعدہ بنا رکھا ہے کہ اس سے اچھا ممکن نہیں اگر بارش ہے تو باقاعدہ ہے اور اگر دھوپ ہے تو وہ بھی باقاعدگی سے اسی لیے تو یہ لوگ بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام نظام کے تحت ہے۔

ف۳: یعنی اگر تو ان سے پوچھے کہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین میں جان ڈالی تو وہ تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے کافر اقرار کرتے تھے کہ آسمان سے بارش وہی برساتا ہے جب لوگ قحط سے مرنے لگتے ہیں اور بندوں کا رازق اور ان کی موت اور روزی کا آگے پیچھے اور کم و بیش کرنے والا وہی ہے کسی کو غنی دولت مند بنا دے کسی کو فقیر محتاج کر دے یہ اسی کا کام ہے وہ جس کو جس چیز کا مستحق سمجھتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہے۔ وہی سب کا خالق ہے اور وہی اکیلا اس کی تدبیر کرتا ہے تو پھر اس کے سوا کسی دوسرے کی پرستش کیوں کی جائے اس کے غیر پر کیوں توکل ہو؟ اور اس کے غیر کی طرف کیوں امید کی جائے اور غیر سے کیوں ڈر رکھے اور غیر کے ساتھ کیوں محبت کی جائے بلکہ وہی ایک مالک لائق محبت اور خوف و امید ہے۔ مگر ہمارے زمانے کے مشرک شرک اور کفر میں ان سے کئی حصے بڑھ گئے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو بھی مدبر اور صاحب اختیار سمجھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون (بقیہ صفحہ 916 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

پھر جب یہ لوگ بیڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو خدا کی فرماں برداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

سے اسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں اور مزے اڑائیں پس خود ہی جان لیں گے ف۱

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے اور ان کے اردگرد میں لوگ

مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت

يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

سے انکار کرتے ہیں ف۲ اور جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اللہ

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ

کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جب اس کو پہنچے تو اس کو جھٹلائے اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کیا ایسے

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

بے ایمانوں کا جہنم میں ٹھکانہ نہیں ہے ف۳ اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ہم بھی ان کو اپنی راہیں بتلاتے ہیں اور ہم نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ف۴

اٰيَاتُهَا ۶۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا - ف۵ اٹالی روم قریب حدود میں مغلوب ہوگئے ہیں اور وہ اپنی

بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ

مغلوبی کے بعد چند سال میں جلد ہی غالب آئیں گے اس سے پہلے اور پیچھے

ف۱: مطلب یہ کہ جہاں ظاہری اور دنیاوی سہارے ٹوٹے تو پھر اللہ وحدہ لاشریک یاد آنے لگتا ہے اور اپنے عادی سہاروں کی بنا پر تھوڑی سی امید اس کے ساتھ قائم ہوئی اور جب مشکل ٹل گئی تو پھر توحید کو چھوڑ کر اپنی پرانی گمراہیوں میں پڑ گئے۔ لیکفروا .لیتمتعوا دونوں میں لام "تاکہ" کے معنی میں مترادف ہے۔ بعض نے کہا کہ لام امر کا ہے اور ڈانٹ ڈپٹ کے لیے ہے دوسری آیت اعملوا ما شئتم کا مرادف اور کمال غضب کا مظہر ہے یعنی جو چاہو کرتے جاؤ اور اردو میں ایسے موقع پر کہا جائے گا کہ اچھا خوب خوب کفر کرلو اور اس دنیائے چند روزہ کے خوب مزے لوٹ لو۔

ف۲: مکہ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے حالانکہ سارے ملک عرب میں فساد اور کشت خون کا بازار گرم تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں اور اللہ کا سچا احسان نہیں مانتے۔ نعمۃ اللہ میں نعمت بطور اسم جنس کے آیا ہے۔ اس سے مراد تمام نعمتیں ہیں۔

ف۳: ایسے ناانصافوں کو جہنم کی سزا ملنا بالکل قدرتی ہے۔ افتری علی اللہ سب سے بڑا افترا باندھنا یہی ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے یا یہ کہ معمولی آدمی ہو کر نبوت کا مدعی ہو تو ایسا شخص بھی اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والا ہوگا۔ کذب بالحق یعنی حق کا جھٹلانا سب سے بڑا یہی ہے کہ توحید و رسالت سے انکار کیا جائے۔

ف۴: اللہ کی معیت اس کی نصرت و اعانت ہی کا دوسرا نام ہے۔ سبلنا یعنی اللہ کے قرب کے راستے فینا یعنی ہماری راہ میں یا ہماری خاطر انسان کے لیے صرف جدوجہد شرط ہے جبکہ مجاہدہ پر ہدایت کا وعدہ تو ادھر سے موجود ہی ہے۔

جاھدوا فینا کے معنی قدرت، صفت اور حکمت الٰہی کے دلائل پر غور و فکر کے بھی لیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے ہماری رضامندی کے حاصل کرنے کے لئے محنت کی اور اس کی امید کی جو ہمارے پاس خیر ہے تو ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیں گے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اصحاب اور قیامت تک آپ کی اتباع کرنے والے مراد ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ابوالحمؒ سے نقل کیا ہے کہ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان باتوں کی ہدایت کرتا ہے جو ان کو معلوم نہ ہوں۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی

ف۵: امام رازیؒ نے یہاں یہ نکتہ خوب لکھا ہے کہ حروف مقطعات قرآن مجید کی جن جن سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں تو عموماً وہاں ساتھ ہی قرآن یا کتاب یا تنزیل کا ذکر بھی آیا ہے جو کہ عام قاعدہ ہے البتہ صرف تین مقام اس سے مستثنیٰ ہیں اور انہیں تین میں سے ایک موقع یہ ہے کہ قرآن یا کتاب یا تنزیل کا ذکر اعجازی حیثیت سے ہی آیا ہے اور یہاں اعجازی پہلو بجائے کسی لفظ کے نفس مضمون سے آشکارا ہے یعنی جو زبردست پیشگوئی فوراً بعد بیان ہو رہی ہے اس کا تمام تر پورا ہونا بجائے خود اعجاز قرآن کی ایک زبردست شہادت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں۔ مسلمان اس روز اللہ کی مدد

الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

سے خوش ہوں گے اور جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ بڑا غالب

الرَّحِيْمُ ۙ﴿۶﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ

بڑا مہربان ہے ف۱ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۷﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ

بہت سے لوگ نہیں جانتے وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۸﴾ اَوَلَمْ

اسباب کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں ف۲ کیا انہوں نے

يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ

ان کے درمیان کی سب چیزوں کو سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقرر کے ساتھ بنایا ہ اور

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۗ﴿۹﴾

بہت سے لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں۔ ف۳

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کیا انہوں نے ملک میں کبھی سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

لوگوں کا کیا حال ہوا؟ وہ ان سے زیادہ قوت والے تھے

وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا اور

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

ان کے رسول ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا

وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ ف۴ پھر جن لوگوں نے

مغلوب ہوگئے تو عرب کے مشرکوں کو صرف اس خیال سے خوشی ہوئی کہ اہل فارس بھی ہماری طرح لامذہب ہیں اور رومی لوگ مسلمانوں کی طرح اہل کتاب ہیں جیسے جاپان اور روس کی لڑائی میں ہندوستانی جاپانیوں کی فتح پر محض ایشیائی ہونے کی وجہ سے خوشیاں مناتے تھے نیز عرب کے مشرکوں نے فال شگون کے طور پر کہا کہ جس طرح فارسی رومیوں پر غالب آئے ہیں اسی طرح ہم بھی مسلمانوں پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو اسی روز رومیوں کو بھی فارسیوں پر فتح ہوئی۔ مومنین کو خوشی ایک تو اس روز ہوئی جب کسی ظاہری اسباب کے بغیر رومیوں کو ایرانیوں پر فتح حاصل ہوئی اور ادھر خود مسلمانوں کو مشرکوں کے مقابلہ میں غزوہ بدر میں بے شان وگمان نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی لیکن اس میں اشارہ ایک اور پرمسرت فتح عظیم کی طرف بھی نکل سکتا ہے جب خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں خود یہی رومیوں پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور سارا شام وفلسطین مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یعنی اس روز مومن اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اس آیت کی تفسیر شیعہ کی مستند کتاب الروضہ کافی میں کلینی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ہوا تھا۔ انما غلب المومنون فارس فی امارۃ عمر۔ کتاب الروضہ ص ۱۲۶ و ۱۲۷ یعنی مومن لوگ فارس پر حضرت عمر فاروق کی حکومت میں غالب آئے تھے اور یہی معنی ہیں آیت يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ کے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اور ان کی فوج سب کے سب اللہ کے نزدیک ایسے مومن تھے کہ ان کے مومن ہونے کی شہادت خود قرآن شریف میں آئی اسی روایت سے حضرت عمر کی خلافت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ ان کی خلافت کے واقعہ کی خبر قرآن میں آئی جب حضرت عمر کی خلافت حق ہے تو حضرت ابوبکرؓ کی بھی حق ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے لیے نامزد کیا تھا جب فرع صحیح ہے تو اصل بھی صحیح ہے اسی طرح حضرت عمرؓ نے چھ اصحاب کی انتظامیہ مجلس مقرر کی تھی۔ ان میں حضرت عثمان کی خلافت کا فیصلہ ہوا تھا لہٰذا حضرت عثمانؓ بھی خلیفہ برحق ہوئے لہ الحمد۔ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ میں محققین نے تصریح کی ہے کہ نصرت الٰہی جب بھی ہوگی مومنین صادقین ہی کی ہوگی اس لیے تفسیر میں من اولیائہ محذوف ماننا پڑے گا کیونکہ نصرت اور مدد اپنے دوستوں کو دشمنوں پر غالب کرنے کے لئے ہوتی ہے اور دشمنوں کا دوستوں پر غالب ہو جانا یہ ورد نہیں کہلاتا بلکہ وہ آزمائش ہوتی ہے اور اسے کامیابی کہا جاتا ہے (قرطبی) اللہ تعالیٰ فتح وشکست اپنے مصالح تکوینی اور اپنی مشیت پر حکمت کے مطابق واقع کرتا رہتا ہے۔ للہ الامر سے مراد

(بقیہ صفحہ 916 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: روم سے مراد قدیم رومن ایمپائر کا وہ مشرقی حصہ ہے جو ۳۹۵ء میں اس سے کٹ کر خود ایک مستقل سلطنت بن گیا تھا مسیحیوں کے قبضہ میں یہ سلطنت ۱۴۵۳ء تک رہی اس کے بعد ترکوں کے قبضہ میں آ گئی اور اس کا دارالخلافہ استنبول یا قسطنطنیہ تھا۔ ادنی الارض قریب کی زمین سے مراد اس کے وہ علاقے ہیں جو عرب سے متصل یعنی شام وفلسطین ہیں۔ آیت کا زمانہ نزول ۶ یا ۷ قبل ہجرت ہے یعنی ۶۱۵ء یا ۶۱۶ء عین قریبی زمانہ کیونکہ ۶۱۶ء میں مسیحی رومیوں کو مجوس ایران کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانا پڑی تھی آیت میں اسی جانب اشارہ ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ رومی اور فارسی دو مختلف المذاہب قومیں تھیں رومی اہل کتاب عیسائی تھے اور جبکہ فارسی مشرک اور کتابوں سے منکر تھے جنگ میں جب رومی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
برا کیا تھا ان کا انجام بھی برا ہوا' اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور
كَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔ ف۱ اللہ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ف۲ اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا
لوگ مایوس ہوجائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا
وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اور وہ لوگ خود بھی اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے۔ ف۳ اور جس روز قیامت قائم ہوگی
يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ ف۴ پھر جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
نے کفر کیا ہوگا اور ہمارے حکموں کی اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ
وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ ف۵ پس تم صبح شام اللہ کو
حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
پاکی سے یاد کیا کرو اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں
الْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ
اور دن کے تیسرے پہر کی اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ ف۶ وہ بے جان
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ
سے زندہ نکالتا ہے اور زندوں سے مردے کو نکال لے جاتا ہے اور زمین
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ
کو خشک ہونے کے بعد تازہ کردیتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ اس کے

ف۱: یعنی برے اعمال کی شامت سے آخرکار اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کردی تو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے لگے اور استہزا وتمسخر کا درجہ تکذیب سے بڑھا ہوا ہے جو لوگ اس آخری منزل تک پہنچ جائیں ان کا انجام دوزخ ہونا ہی تھا۔ آیات اللہ سے قرآن کے احکام اور اس کی دی ہوئی خبریں مراد ہیں۔ الذین اساؤا کا مطلب یہاں اپنے انبیاء کو جھٹلاتے رہے۔

ف۲: یبدؤ الخلق خلق' مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کرنا (یعیدوہ) مخلوق کا لوٹانا' واپس کرنا۔ الیہ ترجعون یعنی آخری حساب کی پیشی کے لئے تمہیں اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے اور ان سب کا تعلق صرف ذات باری تعالیٰ سے ہے اور کوئی دوسری ہستی ان صفات وافعال میں اس کی شریک نہیں۔

ف۳: مشرک لوگ اللہ کے سوا جن کی پرستش دنیا میں کرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ قیامت کے دن وہ سفارش کرکے ہم کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے اور قیامت کے روز جب ان لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور نہ ہی ان سے کچھ فائدہ ہے تو ان کے پیروکار ہونے سے انکار کردیں گے اور کہنے لگیں گے کہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے۔

ف۴: یعنی مومن اور کافر الگ الگ گروہ بن جائیں گے پھر کبھی اکٹھے نہ ہوں گے پس مومن تو جنت میں چلے جائیں گے اور کافر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

ف۵: روضۃ کی تنوین اظہار عظمت کے لیے ہے' عربی محاورہ میں جہاں کثرت یا عظمت کا اظہار منظور ہوتا ہے تو اسم کو بجائے معرفہ بجائے نکرہ لاتے ہیں۔ امام رازیؒ نے یہاں دو نکتے لکھے ہیں' ایک یہ کہ مومنین کی جزائے خیر کا ذکر صیغہ فعل کے یحبرون سے کیا ہے نہ کہ اسم کے صیغہ محبرون سے بخلاف اس کے کہ کافروں کے عذاب کا ذکر اسم کے صیغہ سے کیا ہے۔ اس میں بلاغت کا نکتہ یہ ہے کہ تجدد فعل یعنی بار بار فعل کی خبر دیتا ہے یعنی اہل جنت ہر وقت خوش ہوتے رہتے ہیں اور ہر گھڑی ان کی خوشی تازہ ہوتی رہتی ہے دوسرا نکتہ یہ ہے کہ مومنین کی جزائے خیر کے موقع پر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا بھی اضافہ کیا ہے اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ عمل صالح معتبر وہی ہے جو ایمان پر مبنی ہو اور دوسرا یہ کہ گویا اس امر کو صاف کردیا ہے کہ بلند مرتبوں کے لیے اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں اگرچہ نجات کے لیے صرف ایمان کافی ہے جبکہ اس کے خلاف کافروں کی سزا کے سلسلے میں اعمال سیئہ کا کوئی ذکر نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ صرف کفر ہی ان کی انتہائی سزا کے لیے کافی ہے۔ انسانوں کی دو قسموں کا حکم تو اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا' ایک وہ جو ایمان کے ساتھ صاحب اعمال صالحہ ہیں انہیں جنت کا اعلیٰ مقام حاصل ہے اور دوسرے وہ جو کافر ہیں جن کے لیے دوزخ کا عذاب ابدی ہے۔ مگر ایک تیسری قسم ابھی باقی رہ گئی یعنی مومن تو ہیں مگر اعمال صالحہ زیادہ نہیں رکھتے اس طبقہ کا ذکر آیت میں نہیں ہے جبکہ محققین کی تحقیق یہ ہے کہ ایسے شخص کو شروع میں تو عذاب ہوگا لیکن پھر وہ اس سے نجات پا جائے گا۔ اور ہمیشہ کا عذاب اس کے لیے نہیں ہے اور جنت میں اسے جگہ تو مل جائے گی البتہ بلند ترین مرتبہ اس کیلئے نہیں ہے۔ پس جامع الفاظ میں اس حقیقت کو واضح کردیا گیا کہ جنت کا حاصل ہونا ایمان وعمل صالح پر ہوگا اور عذاب جہنم کا حصول کفر وتکذیب پر ہوگا۔

ف۶: جس شخص کے اندر دلی طور پر ایمان اور تصدیق آ گئی اور زبانی اقرار اور عمل کے ساتھ خصوصاً نماز اور تمام اعمال واذکار اور عبادات آ گئیں تو ایسا شخص ہی بہشت اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ہوگا۔ فسبحن اللہ صیغہ خبر کا ہے لیکن اس میں معنی امر کے ہیں اور سبحان

(بقیہ صفحہ 917 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اسکے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو ف۱

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ

تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور اس نے تم میں پیار اور رحم پیدا کیا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ

اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں ف۲ اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ

اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ

بے شک اس امر میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں ف۳ اور رات میں اور دن میں

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

تمہارا سو رہنا اور اس کے فضل کی تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کچھ شک نہیں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ

کہ اس واقعہ میں اس قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں جو سنتی ہیں ف۴ اور اسی کے نشانوں میں سے ہے

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ

کہ وہ تم کو خوف اور طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی جانب سے پانی اتارتا ہے پھر اس

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتا ہے بیشک اس واقعہ میں عقلمند قوم

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَ

کیلئے بہت سے نشان ہیں ف۵ اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان

الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ

وزمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے

الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي

پکارے گا تو تم فوراً نکل آؤ گے اور جو لوگ آسمانوں اور

منزل ۵

ف۱: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین سے مٹی کی ایک مٹھی جس میں تمام قسموں کی مٹی شامل تھی لے کر اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اولاد آدم مٹی کی اقسام کی مناسبت سے پیدا ہوئی اسی وجہ سے کوئی سفید ہے تو کوئی سرخ' کوئی سیاہ ہے تو کوئی گندمی' کوئی پاک نفس ہے تو کوئی خبیث نفس' اور کوئی خوش اخلاق ہے تو کوئی بد اخلاق وغیرہ۔ اور اس کی اولاد کو اس قدر پھیلایا کہ وہ تمام روئے زمین پر چھا گئی اور ان مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کے درمیان مختلف رشتے قائم کر دیئے اور دیکھو کہ اس مٹی کے پتلے نے زمین میں کیسے کیسے حالات و واقعات پیدا کر دیئے۔ من آیاتہ یعنی اس کی قدرت و حکمت اور کاریگری کی نشانیوں میں سے ہے۔

ف۲: یہ آیت آیات احکام میں بہت اہم ہے اور گویا اسلام کے مجلسی و خانگی نظام زندگی کے لیے سنگ بنیاد ہے یہاں تین باتیں بطور اصل کے بیان ہوئیں (۱) مردوں کو بتایا گیا کہ تمہاری بیویاں تمہاری ہی ہم جنس مخلوق ہیں اور ترکیب حیات میں تمہاری ہی مثل تمہاری ہی جیسی خواہشات جذبات و احساسات رکھنے والی مخلوق ہیں یہ کوئی بے روح مخلوق نہیں مِنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی یہ تم میں سے ہیں۔ (۲) ان کی غائت آفرینش یہی ہے کہ وہ تمہارے لیے سرمایہ راحت و تسکین و باعث سکون و خاطر ہوں تمہارا دل ان سے لگے اور جی تمہارا ان سے بہلے لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا تاکہ تم سکون حاصل کر سکو۔ (۳) پس تمہارے اور ان کے تعلقات کی بنیاد باہمی محبت اخلاص و ہمدردی پر ہونی چاہیے۔ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً بیوی کو خاوند سے انس ہے اور خاوند کو بیوی کی محبت' غرض وہ اس کا دلدادہ ہے تو وہ اس کی فریفتہ تاکہ جوڑا بنانے کا مقصد پورا ہو۔ اسلام میں عورت مرد کی کنیز نہیں جیسا کہ بعض دوسرے مذاہب میں ہے بلکہ اس کی صاحبہ' انیس' رفیق اور ساتھی ہے اور بیویوں کی طرف میلان والتفات ہونا کمال کے منافی نہیں جیسا کہ بعض خشک زاہدوں نے سمجھا ہے کیونکہ یہاں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے احسان کے موقع پر کیا ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کی دلیل ہے کہ باوجودیکہ تم لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان دنیا میں بستے ہو مگر کیا مجال کہ دو آدمی بھی ایک دوسرے سے بالکل ایسے مل جائیں کہ ان میں کسی طرح کا شبہ نہ رہے۔ شروع دنیا سے آج تک کتنے بے شمار آدمی پیدا ہوئے مگر کوئی دو آدمی ایسے نہ ملیں گے جن کا لب ولہجہ' اس کی ادائیگی اور آپس میں بول چال کا طریقہ ایک جیسا ہو۔ جس طرح ہر آدمی کی شکل وصورت اور رنگت وغیرہ دوسرے سے ممتاز ہے۔ اس طرح آواز اور لب ولہجہ بھی بالکل الگ ہے ابتدائے عالم سے آج تک برابر نئی نئی صورتیں اور بولنے کے نئے نئے طور طریقے نکلتے چلے آتے ہیں دراصل یہ حق تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کا بہت بڑا نشان ہے۔ اسی اختلاف لون وزبان سے تمدن زندہ ہے اور اس کا تنوع قائم ہے اور یہ طبعی اختلاف اس لیے نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر ایک دوسرے پر ظلم روا رکھا جائے اور ایک قوم دوسری قوم کو حقیر وذلیل سمجھنے لگے۔ بلکہ یہ اس لئے ہے کہ ایک دوسرے کی عزت و توقیر کی جائے' اس پر ظلم وزیادتی نہ کی جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیار الفت کے ساتھ پیش آیا جائے۔

ف۴: من فضلہ اللہ کے فضل کے ایک معنی محاورہ میں اللہ کے دیئے ہوئے رزق کے بھی آتے ہیں اور وہی یہاں مراد ہے۔ الرزق من کسبہ (کبیر) ای طلب معاشیکم (بیضاوی) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ انسان کی دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو بے خبر پتھر کی طرح اور روزی کی تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے۔ (بقیہ صفحہ 917 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ
زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک ہیں سب اسی کے فرمانبردار ف۱ ہیں اور وہی ہے جو
یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ
اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے اور وہ اس پر آسان تر ہے
الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ
اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب
الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ع ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ
بڑی حکمت والا ہے- ف۲ اس نے تمہارے سمجھانے کو تم ہی میں ایک مثال تم کو بتلائی ہے کیا تمہارے
مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
مملوک غلاموں میں کوئی ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں
فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ
وہ تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے بھائیوں سے تم
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ
ڈرتے ہو- اسی طرح ہم عقلمند لوگوں کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں ف۳ لیکن جو لوگ ظالم ہیں
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ
وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں پھر جس شخص کو
اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ
خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا- ف۴ پس تو
لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ
ایک طرفہ ہوکر اپنے آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھ اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ
عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ
نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر- اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں یہی مضبوط طریق ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ
لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ف۵ تم اسی کی طرف رجوع ہوکر اس تعلیم کے پابند
وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾
رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور مشرکوں سے کبھی نہ بننا

(پ ۲۱)

لاشریک کی فرمانبرداری میں ہی سب کچھ ملتا ہے غیروں سے نہیں پس جب انسان کو اپنے غلاموں کے ساتھ برابری کی شراکت منظور نہیں تو پھر اللہ رب العزۃ کی جناب باری میں یہ کیسے اور کس طرح ہوسکتا ہے؟ تمہارے معبودات باطلہ کو جو کہ حق تعالیٰ کے غلام اور کسی کمال ذاتی یا وصفی میں اللہ تعالیٰ سے مماثلت نہیں رکھتے۔ بلکہ بعض تو ان میں سے خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے گھڑے اور بنائے ہوئے ہیں اور تمہارے یہ معبود حق تعالیٰ کے حق بندگی میں کس طرح اس کے ساتھ شریک ہوسکتے ہیں۔

ف۱: یعنی فرشتہ جن' انسان جتنی بھی صاحب حیات وصاحب ارادہ مخلوق ہے سب مجبوراً قانون الٰہی کی پابند ہیں کسی کو مجال سرتابی نہیں اور کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس کے قوانین تکوینی کی حدود توڑ کر باہر جاسکے' سب اسی کی ملکیت اور اسی کے بندے ہیں۔ ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قرآن شریف میں جہاں قنوت کا لفظ مذکور ہے اس سے اطاعت مراد ہے۔

ف۲: جس رب العزت کے موجد اول اور خالق کائنات ہونے کو تم خود تسلیم کرتے ہو اسی کے لیے صفت احیاء کا اثبات کیا جارہا ہے تم آخر اس زندہ کرنے کو اس کے لیے ناممکن یا امکان سے دور ہونا کیوں سمجھتے ہو؟ حقیقۃً اس قادر مطلق کے لیے تو زیادہ آسان یا کم آسان ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں' یہ تمام درجے اور اضافتیں تو ہماری نسبت سے ہیں۔ ھو ضمیر دوبارہ زندگی کے لیے ہے۔ متکلمین نے لکھا ہے کہ اللہ کے لئے بلندی کا لفظ اضافی نہیں بلکہ مطلق طور پر ہے وہ اعلیٰ اس وقت سے ہے جب علو کے مقابل لفظ دنو کا وجود بھی نہ ہوا تھا۔ فقہاء نے کہا ہے کہ صاحب مثل اعلیٰ کو ادنیٰ صفات سے ذکر کرنا ناجائز ہے مثلاً عاقل' شجاع وغیرہ جیسے مثل جس کے معنی مثال کے ہیں اور معنی میں شریک فی الوصف ہے اس کا اللہ کے لیے لانا جائز ہے اور اللہ کے مثل بہ کا بیان کرنا جس کے معنی نوع میں شریک ہونیکے ہیں اور یہ ناجائز ہے اس کے عزیز ہونے کی وجہ سے وہ قیامت کو واقع کرسکتا ہے لیکن اپنی حکمت سے اسے واقع اسی وقت کردے گا جب اس کی حکمت کی عین مصلحت ہوگی۔ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و وہم و گمان
وز ہرچہ گفتہ اندشنیدیم وخواندہ ایم
منزل تمام گشت وبپایاں رسید عمر
ماہمچناں دراقل وصف تو ماندہ ایم

من قال ؎

اے بروں ازوہم وقال وقیل من
خاک برفرق من وتمثیل من

ف۳: ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے برابر کے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو کہ مبادا کوئی غلطی ہوجائے اور تم پکڑے جاؤ بتلاؤ تمہارا کوئی غلام ایسا مختار کار اور برابر کا شریک ہے یقیناً تم کہو گے کہ کوئی نہیں تو کیا تم جانتے نہیں ساری مخلوق خدا کی ملکیت اور غلام ہے تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مختار واحد کے اختیار میں اس کے مملوک اور غلام شریک ہوسکیں ہرگز نہیں اس لیے تم یقیناً سمجھو کہ ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کسے رازہرہ چوں وچرا

اسی طرح ہم عقل مند لوگوں کے لیے یہ دلائل بیان کرتے ہیں گو ان دلائل کا روئے سخن تو سب کی طرف ہوتا ہے مگر فائدہ ایسے عقل مندوں ہی کو ہوتا ہے جو اس بات کی تہ تک پہنچتے ہیں کہ مالک الملک

ف۴: جو انہیں عذاب سے رہائی دلاسکے' یہ ان گمراہوں کی معذوری کا بیان نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا جارہا ہے کہ ایسے بدپرہیز اور لاعلاج مریضوں کے حق میں زیادہ غم وتردد سے کام نہ لیجیے ہماری طرف توجہ رکھئے (بقیہ صفحہ 918 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍ

جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ ہوگئے ہر فریق کے پاس

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا

جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے ف۱ اور جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے

رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً

پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت سے کچھ حصہ دے دیتا ہے

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

تو فوراً ان میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تاکہ ہمارے دیئے

اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمْ اَنْزَلْنَا

کی ناشکری کریں۔ پس گزارہ کرلو آئندہ زمانہ میں جان جاؤ گے۔ ف۲ کیا ہم نے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝

ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

اور ان لوگوں کو جب ہم رحمت چکھاتے ہیں تو اس سے خوش رہتے ہیں اور اگر ان کی

سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝

بداعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید ہو جاتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ

کیا انہوں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ

اور تنگ کردیتا ہے۔ بیشک اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ف۳ پس تم اپنے

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ

قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو جو لوگ اللہ

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

کی رضا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ

کامیاب ہوں گے۔ ف۴ اور جو مال تم دو گے کہ لوگوں کے مال

منزل ۵

ف۱: تم جانتے ہو کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ان میں فرقوں کا شمار آسمانوں کے ستاروں سے متجاوز نہیں تو شاید کم بھی نہیں! اختلاف کی یہ کیفیت ہے کہ ایک فریق تو مسیح کو بندہ اور انسان کہتا ہے اور جبکہ دوسرا فریق اس کو معبود مانتا ہے گویا آسمان وزمین کا فرق بھی ان کے اختلاف کے سامنے ہیچ ہے۔ حق تو بس ایک ہی ہے جیسے دو لفظوں کے درمیان خط مستقیم ہوتا ہے۔ اور اگر یہ لوگ حق پر قائم رہتے تو ایک ہی گروہ رہتے البتہ باطل میں تعداد کی کثرت ہے جیسے دو لفظوں کے درمیان ٹیڑھی لکیر ہو اہل باطل نے بھی یہی کیا ہے کہ کسی نے کہیں سے ایک ٹکڑا حق کا لے لیا ہے اور کسی نے کہیں سے دوسرا۔ من الذین فرقوا بدل ہے۔ من المشرکین سے اور ان لوگوں سے مراد نصاریٰ اور یہود کا ہونا متعدد تابعین سے منقول ہے۔ بعض صحابہ اور تابعین سے یہ قول بھی نقل ہوا ہے کہ اس سے مراد خود اہل قبلہ کے بدعتی فرقے ہیں۔ قرآن حکیم کی کئی ایک آیات اور نبی ﷺ کی کئی ایک احادیث ہیں جن میں گروہ بندیوں سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور آپس میں متحد رہنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے اسرار شریعت پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے کہ گروہ بندیوں پر جس قدر ناراضگی ہے اتنی کسی اور بات پر نہیں۔ اگرچہ صحابہ کرام میں اختلاف تھا مگر اس اختلاف نے ان پر یہ اثر نہ کیا تھا کہ وہ تفریق کے اس درجے تک پہنچتے کہ وہ گروہ بندیوں کا شکار ہو جاتے بلکہ وہ باوجود اختلاف کے سب ایک گروہ' ایک امت اور ایک مجلس میں بیٹھنے والے تھے۔ ان کا اختلاف اس طرح کا نہیں تھا جس طرح کہ آج کے مسلمانوں کے اندر ہے کہ وہ کسی مسئلہ کے اختلاف پر اپنی انا اور مسلک پرستی کو سامنے رکھتے ہیں اور اپنی اپنی مسلکی فقاہت بگھارتے ہیں جبکہ اصولی طور پر مسلمان کو یہ بات لازم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا واضح فرمان سامنے آجائے تو اس کو بے چون وچرا مانتے ہوئے اپنے اختلاف کو ختم کردینا چاہئے۔ مگر افسوس کہ آج کا مسلمان نبی ﷺ کے افعال واقوال پر اپنے علماء اور طریقت کے وضع کرنے والوں کو ترجیح اور اولیت دیتا ہے۔ (اللھم اعذنا منھم) نبی ﷺ اسلام کا ایک بڑا عالیشان اور وسیع مکان چھوڑ گئے تھے اور حکم فرما گئے تھے کہ باہمی پھوٹ نہ ڈالنا اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اَلْمُسْلِمُوْنَ کَیَدٍ وَّاحِدٍ مسلمان سب ایک ہاتھ ہیں۔ ہمارے سلف نے تو اس وصیت نبوی کی کچھ دیر تک قدر کی اختلاف مسائل ہوتا تھا' مگر اس اختلاف کو وہ ایک خاندان کے باہمی اختلاف رائے کے برابر جانتے تھے نہ اس اختلاف پر کوئی ان میں تفریق تھی نہ علیحدگی' اگر مسئلہ میں ایک مجتہد کے موافق ہیں تو دوسرے میں ان کی تحقیق اگر دوسری جانب راہنمائی کرتی تو وہ اسی طرف ہوجاتے۔ لیکن جب چوتھی صدی ہجری میں ضدیوں اور تفرقہ اندازوں کی کثرت ہوئی تو انہوں نے اس وسیع مکان کو متعدد کوٹھڑیوں میں تقسیم کردیا۔ باوجودیکہ صحابہ کرام میں پولیٹیکل معاملات میں کشت وخون تک نوبت پہنچتی تھی مگر یہ تفریق نہ تھی۔ جیسا کہ آج ہمارے اندر یہ چیز ہے کہ تم کون ہو وہ کہتا ہے کہ مسلمان' تو پوچھنے والا کہتا ہے ارے مسلمان تو ہو یہ تو بتاؤ کہ کس مذہب سے ہو' اللہ اکبر' ان کے نزدیک اسلام کوئی مذہب ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ اختلاف رائے اور چیز ہے اور تفریق اور چیز تفریق نام ہے فرقہ بندی کا اور اختلاف رائے نام ہے اختلاف تحقیق کا اور ہم کو چاہیے تھا تمام لوگ مسلمان ہوتے اسلام ہمارا مذہب ہوتا اور کسی قسم کی مذہبی تفریق ہم میں نہ ہوتی بلکہ اختلاف رائے کو اس کی حد تک محدود رکھتے جیسا کہ پہلے طبقے کے لوگوں کا دستور تھا۔ اور تمام لوگ اس بات پر متفق ہوتے کہ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے ہمارا اس پر عمل ہے اور کیونکہ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ (بقیہ صفحہ 918 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ
میں بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم خیرات دو گے جس کے ساتھ
تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ
تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو ایسے لوگ ہی بڑھانے والے ہیں ف۱ اللہ وہی ہے
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ
جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو مار دے گا پھر تم کو زندہ کرے گا
هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ
بھلا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ہے جو ان میں سے کچھ بھی کرسکے
شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ
وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ف۲ خشکی اور تری میں
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
انسانوں کی بداعمالی سے فساد ظاہر ہوتا ہے تاکہ ان کے اعمال
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا
کا کسی قدر بدلہ ہم ان کو چکھائیں کہ وہ رجوع کریں - ف۳ تو کہہ ملک میں
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
سیر کرو پھر دیکھو پہلے لوگوں کا انجام
قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ
کیسا ہوا جن میں سے بہت سے مشرک تھے- پس تم اپنے آپ کو
لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ
مضبوط دین پر قائم کرلو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس کو
مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ
اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا اس روز سب لوگ الگ الگ ہوجائیں گے ف۴ جس کسی
كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾
نے کفر کیا ہوگا اسکے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے تیاری کرتے ہیں
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ
اللہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو محض اپنے فضل سے بدلہ دے گا

منزل ۵

ف۱: یعنی اگر کوئی کسی کو زیادہ لینے کی نیت سے کچھ عطیہ دے تو یہ جائز تو ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ثواب نہیں ملتا مگر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس سے بھی روک دیا' تو اس معنی میں یہ حکم صرف آپ کے لئے مخصوص ہوگا اور اسی کے مشابہ آیت ﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾ (المدثر:۶) یعنی زیادہ لینے کی نیت سے کسی کے ساتھ احسان نہ کیا کرو۔ ابن عباسؓ نے کہا ربا یعنی زیادہ لینا دو قسم ہے ایک تو حرام یعنی سود اور دوسرا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی کو کوئی تحفہ اس نیت سے دے کہ اس سے زیادہ اس کو واپس ملے پھر یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب تو زکوٰۃ ادا کرنے کا ہے اور زکوٰۃ دینے والے کو بہت برکتیں ہوتی ہیں۔ جو کوئی خاص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے خیرات کرے اور جس کو صدقہ دیا ہے اس سے بدلہ نہ چاہے تو ایسے لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا اجر ہے ایک نیکی پر ایک سے دس گنا سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ اپنی نیت کے اخلاص کے مطابق اخلاص نیت کے ثواب پائیں گے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو کوئی حلال کمائی میں سے اللہ کی راہ میں کھجور کا صدقہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور ایسا پالتا ہے جیسے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور کا دانہ احد پہاڑ سے بڑا ہوجاتا ہے۔ زکوٰۃ سے یہاں اصطلاحی زکوٰۃ مراد نہیں شریعت کی یہ اصطلاح تو بہت بعد کی ہے بلکہ مطلق صدقہ مراد ہے جو اللہ کی رضاجوئی کے لیے دیا جائے۔

ف۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر ایک اور حجت قائم کی اور فرمایا ایجاد کرنا' باقی رکھنا' فنا کرنا اور روزی دینا تو خاص اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جن کو تم اپنے گمان فاسد سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک مقرر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کیلئے حصے بناتے ہو کیا ان میں سے کوئی بھی ہے کہ جو ان کاموں میں سے کوئی ایک کام بھی کرسکتا ہو اور جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نہیں کرسکتا تو پھر تو عبادت بھی اسی کی ہی کرنی چاہیے اور اسی کے نام کی نذر و نیاز اور منت ماننی چاہیے' ڈر' امید اور محبت بھی صرف اسی کے ساتھ ہی رکھنی چاہیے۔

ف۳: انسان کے اپنے کرتوتوں' شرک' کفر' نافرمانی غرض غیر اسلامی زندگی اور جاہلی نظام کے اتباع سے ہر طرح کے اخلاقی و معاشرتی فسادات کا ہونا بالکل ظاہر ہے۔ البتہ آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مادی حوادث تکوینی (قحط' وبا' طوفان وغیرہ) بھی اکثر اوقات اسی جاہلی زندگی کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ نظام عالم قائم ہی طاعت الٰہی سے یا طریق اسلام سے ہے اور اس راہ راست سے کجروی کا نتیجہ ہی یہ ہے کہ اخلاقی عمارت کے ستون گر جائیں اور جو احادیث میں آتا ہے کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ بن مریم کے عہد حکومت میں زمین عدل وامن سے بھر جائے گی۔ تو اس کا راز بھی یہی ہے کہ اس وقت سکہ اسلامی شریعت کا چل رہا ہوگا۔ لوگوں کی بدکاریوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں خرابی کا پھیلنا گو ہمیشہ ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا لیکن جس خوفناک عموم وشمول کے ساتھ بعثت محمدی سے پہلے یہ تاریک گھٹا مشرق ومغرب اور بر وبحر پر چھا گئی تھی دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی شاید اس عمومی فتنہ کے پیش نظر قتادہؒ نے اس آیت کا محل زمانہ جاہلیت کو قرار دیا ہے۔ لعلهم يرجعون یہاں حوادث تکوینی کا راز بتادیا کہ یہ بلائیں اس لیے آتی ہیں تاکہ انسان ان سے اپنی طرف توجہ کرنا سیکھے مقصود ان بلاؤں سے بھی اصلاح خلق ہی ہوتی ہے' شر مقصود بالذات نہیں ہوتا بلکہ اس کی حیثیت نشتر کی ہے یعنی جس طرح نشتر کا زخم لگانے سے کسی کی ذات کو زخمی کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد تو صرف اس شخص کی صحت ہوتی ہے اور نشتر تو محض اس کا ذریعہ ہوتا ہے۔ بعض الذی عملوا میں ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ

وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ ف۱ اور اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ

الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ

ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری پہنچائیں اور تم کو اپنی رحمت چکھا دے اور بیڑے

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

شکر کرو۔ ف۲ اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے۔

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ

پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لائے پس ہم نے ان مجرموں سے بدلہ لیا

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ ف۳ اللہ وہی ہے جو

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ

ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھا لاتی ہے پھر خدا ان کو آسمان میں

يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو

خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

کہ ان کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں ف۴ حالانکہ ان کے اترنے سے پہلے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ

وہ ناامید ہوتے ہیں پس تم اللہ

اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

بیشک یہ خدا مردوں کو بھی زندہ کردے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ف۵

منزل ۵

ف۱: اشارہ اس طرف ہے کہ یہ مواخذہ شاید ہر گناہ پر نہیں ہوتا کچھ مخصوص نافرمانیاں اس کے لیے انتخاب کر لی جاتی ہیں۔ لیذیقھم میں ل کو لام علت بھی مانا گیا ہے اور لام عاقبت بھی

ف۲: باعتبار جزاء کے اہل جہنم کا گروہ الگ ہو جائے گا اور اہل جنت کا الگ فریق فی الجنة وفریق فی السعیر۔

.....

ف۳: لوگ خیال کرتے ہیں کہ کافروں سے اگر محبت نہیں تو پھر دنیا میں ان کو اس قدر ثروت کیوں دے رکھی ہے؟ کیوں ایک ہی دم میں سب کو ہلاک نہیں کر دیتا۔ حقیقت میں یہ خیال ان کی کم ظرفی سے پیدا ہوتا ہے مخلوق کی پرورش کرنا تو اس کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے اور رحمت اور محبت اس کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے جو اعمال صالحہ سے تعلق رکھتی ہے اس قسم کے لوگوں سے بڑھ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود ہی سے منکر ہیں۔ علیہ کفرہ کے صیغہ واحد اور لانفسھم یمھدون کے صیغہ جمع سے امام المفسرین امام رازیؒ نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے کہیں وسیع تر ہے اور بدی کا بدلہ بدکار کی ذات تک محدود رہے گا اور جبکہ نیکی کی جزا نیک کار کے عزیزوں قریبوں کو بھی اپنے اندر لے لے گی۔ یہ بھی فرمایا کہ من کفر کے مقابلہ میں من امن نہیں کہا بلکہ اس کے مقابلہ میں ومن عمل صالحا کہا تاکہ مومن کو ساتھ ہی عمل کی بھی ترغیب ہو جائے کیونکہ ایمان کی تکمیل عمل صالح ہی سے ہوتی ہے۔ پہلے کے انجام علیہ کفرہ میں صاف علت انجام کا ذکر کر دیا یعنی وبال کفر ہی کی بنا پر پڑے گا اور دوسرے کی جزا میں بجائے علت کے من فضلہ بڑھا دیا جس میں یہ اشارہ ہے کہ سزا تو بلا علت نہیں ہوتی لیکن رحمت بلا علت محض تفضل سے ہوتی ہے۔ لیجزی میں ل عاقبت کا ہے اور اس کو تعلیل کا بھی مانا گیا ہے۔

ف۴: رحمتہ سے مراد یا بارش ہے یا وہ منافع جو بارش سے حاصل ہوتے ہیں یعنی ہواؤں کا کام علاوہ بارش لانے کے یہ بھی ہے کہ وہ بحری سفر کو ممکن بنا دے اور اس طرح قومیں بحری تجارت کے ذریعہ آسودہ حال ہو جائیں۔ عربوں نے قرآن مجید کے ان ارشادات سے جس قدر فائدہ اٹھایا ہے وہ ظاہر ہے اور آج تو دنیا کی متمول ترین قوموں کا راز ہی بحری تجارت ہے۔ فضلہ فضل کا یہ بیان تجارت بحری کے معنی میں ہے اور یہ سلفسے مسلم چلا آتا ہے بعض نے اس سے عام تجارتی سفر بھی مراد لیا ہے۔ بامرہ میں امر یہاں تدبیر وتکوین کے معنی میں ہے پہلے خشکی اور تری میں فساد پھیلنے کا ذکر تھا اس کے مقابل یہاں بشارت ونعمت الٰہی کا تذکرہ ہوا۔ یہی وہ مقام ہے جو قرآن جیسی کتاب الہدیٰ کو تمام علوم وفنون کی کتابوں سے ممتاز کئے ہوئے ہے اور قدم قدم پر تمام مادی ترقیوں کے بعد انسان کو عبدیت کے علاوہ اندر رہنے کا سبق دیتا ہے۔

ف۵: پہلے فرمایا تھا کہ مقبول اور مردود جدا کر دیئے جائیں گے اور منکروں پر ان کے انکار کا وبال پڑے گا وہ اللہ کو اچھے نہیں لگتے اور یہاں فرمایا کہ اس کا اظہار دنیا میں ہی ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت اور وعدہ ہے کہ وہ جھٹلانے والے اور مجرموں سے انتقام لے گا اور مومنین کاملین کو اپنی امداد واعانت سے دشمنوں پر غالب کرے گا۔ بعض جاہلوں نے انتقام حق کو اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی اور اس سے پست سمجھا ہے یہ تمام تر نتیجہ ہے۔ انتقام اور کینہ پروری کے درمیان بحث کے خلط ملط کر دینے کا اور انتقام جس کے معنی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے ہیں وہ تو قیام عدل کے لیے لازمی ہے ورنہ پھر نظام (بقیہ صفحہ 918 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور اگر ہم گرم لو ان پر بھیج دیں پھر یہ اس کو پیلا دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری

يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

کرنے لگ جائیں گے- پس تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ

سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

سیدھی راہ بتلا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ

تو وہ تابعدار بھی ہو جاتے ہیں- ف۱ اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ

پھر بعد ضعف کے تم کو قوت دی- پھر بعد قوت کے تم میں ضعف

بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ

اور بڑھاپا پیدا کردیتا ہے- اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ

الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ

جاننے والا بڑی قدرت والا ہے- ف۲ اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ

الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا

قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے اسی طرح

يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ

بہکے ہوئے تھے- ف۳ جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا وہ

لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا يَوْمُ

کہیں گے اللہ کی کتاب کے مطابق تم اٹھنے کے دن تک ٹھہرے رہے لو اب یہ

الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَىِٕذٍ

اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے- ف۴ پس اس روز

لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی ف۵

ہوسکتی ہے اور دنیا کا قیام بھی ائمہ مفسرین دونوں طرف گئے ہیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ یہ اس وقت بھی جھوٹ بولیں گے جیسا کہ دنیا میں جھوٹ بولتے تھے اور حق وصدق سے انکار کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ صرف یہی دنیا کی زندگانی ہے اور آخرت کوئی چیز نہیں اور مرکر زندہ ہونا بھی نہیں ہے۔

ف۵: یہ جواب دینے والے وہ لوگ ہوں جنہیں دنیا میں اسلامی شریعت کا علم تھا اس آیت سے یہ استنباط بھی ہوتا ہے کہ روز حشر کا ہول اور انتشار کفار ہی کے ساتھ مخصوص ہوگا شریعت پر عمل کرنے والے اہل ایمان ان شاءاللہ اس وقت تمام تر محفوظ اور باحواس رہیں گے۔ او توالعلم والایمان کے متعلق بعض نے کہا اس سے فرشتے اور بعض نے کہا انبیاء بعض نے کہا علمائے امت اور بعض نے کہا سارے مومنین مراد ہیں۔

ف۱: یہاں ایک بات سمجھ لو کہ یوں تو دنیا کا کوئی کام اللہ کی مشیت وارادہ کے بغیر نہیں ہوسکتا مگر آدمی جو کام اسباب عادیہ کے دائرہ میں رہ کر اپنے اختیار سے کرے تو وہ کام اس کی طرف ہی منسوب ہوتا ہے اور جو عام عادت کے خلاف غیر معمولی طریقے سے ہو جائے اسے براہ راست حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً کسی نے گولی مار کر کسی کو ہلاک کردیا یہ اس قاتل کا فعل کہلائے گا اور فرض کیجیے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے لشکر تباہ ہوگیا تو اسے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تباہ کردیا باوجود کہ گولی سے ہلاک کرنا بھی اسی کی قدرت کا کام ہے ورنہ اس کی مشیت کے بغیر گولی یا گولہ کچھ بھی اثر نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (الانفال:۱۷) یعنی ان کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا ہے اور تو نے جو (مٹھی) پھینکی تھی وہ تو نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ پھینک ماری تھی (انفال) یہاں خارق عادت ہونے کی وجہ سے نبی اور مسلمانوں سے قتل اور مٹھی پھینکنے کی نفی کرکے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی تو اسی طرح ہی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى کا مطلب ہے یعنی تم یہ نہیں کرسکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنادو کیونکہ یہ چیز ظاہری اسباب کے خلاف ہے البتہ نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہوجائے اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہیے محض قیاس کرکے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لاسکتے۔ بہرحال آیت میں اسماع کی نفی ہے مطلق سماع کی نفی نہیں ہوتی اور سماع موتی تو اپنے حدود کے اندر ایک متفقہ مسئلہ ہے اس سے کلی طور پر انکار درست نہیں۔

تنبیہ: مردوں کے سننے نہ سننے پر حاشیہ سورہ النحل پ۲ آیت انك لا تسمع الموتی کے تحت گزر چکا ہے۔

ف۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے انسان کے احوال بدلنے پر آگاہ فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا تصرف اور تدبیر بندے کی پرورش میں کس طرح جاری ہے پہلے جب ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیسا ناتواں اور کمزور ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھتا ہے تو طفل یعنی کچھ بڑا ہوجاتا ہے پھر نوخیز لڑکا پھر نوجوان پھر قوی جوان ہوتا ہے اور بعدازاں اس کا زور اور قوت کم ہونے لگتی تو کہل یعنی پوری عمر کا ہوجاتا ہے پھر بوڑھا پھر ہرم یعنی پیرناتواں ہوجاتا ہے تو سست اور کم ہمت ہوجاتا ہے اور صورت متغیر ہوجاتی ہے بال سفید ہوجاتے یہاں تک کہ بالکل بے کار ہوجاتا ہے پس یہ تغیرات اور اختلاف حالات خالق بے مثل کی کمال قدرت اور بندے کے کمال عجز پر واضح دلیل ہیں۔ اور ہر ضرورت ومصلحت کا مکمل علم بھی اسی کو ہے اور ہر تصرف پر پوری پوری قدرت بھی اسی کو حاصل ہے۔

ف۳: گھڑی بھر کی مدت کے قیام سے مراد عالم برزخ (قبر) بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ
اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں
وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
بتلائیں اور اگر تو کوئی نشان دکھا دیوے تو کافر کہتے ہیں کہ تم تو نرے
اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي
فریبے ہو۔ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ
پر مہر لگا دیا کرتا ہے۔ ف۱ پس تو صبر کیا کر۔ اللہ کا وعدہ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝
بے شک و شبہ حق ہے اور بے ایمان لوگ تجھ کو چھچھورا نہ پائیں۔ ف۲

اٰیاتہا ۳۴ سورۃ لقمٰن مکیۃ رکوعاتہا ۴

سورۃ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ
میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو ہدایت اور
رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے ف۳ جو نماز قائم کرتے ہیں اور
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝
زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں
اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ
کامیاب ہونے والے ہیں۔ ف۴ اور بعض لوگ واہیات خرافات
الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۡ
باتیں خریدتے ہیں تا کہ محض جہالت کے ساتھ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں

تنبیہ: علماء اس دن بھی ان کا رد کریں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو بلکہ تم تو اپنی پیدائش سے لے کر قیامت تک رہے ہو اور فی کتاب اللہ کا معنی اعمالنامہ کیا ہے اور ایک معنی لوح محفوظ کا بھی کیا گیا ہے۔

ف۵: نہ کوئی معقول عذر پیش کرسکیں گے جو کام آئے اور نہ ان سے کہا جائے گا کہ اچھا اب توبہ اور اطاعت سے اپنے پروردگار کو راضی کرلو۔ یستعتبون۔ استعتاب کے لفظی معنی ناراضگی سزا کا ترک یعنی توبہ کے ہیں جو گنا ہوں کو مٹا دے۔ یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ انہیں دنیا میں واپسی کا موقع نہ دیا جائے اور شیخ الاسلام امرتسریؒ نے بھی یہی معنی کیے ہیں۔

ف۱: من کل مثل یعنی ہر قسم کے عمدہ اور مفید مضمون، کہیں عقلی دلائل بتلائے تو کہیں نقلی کہیں قصص سنائے تو کہیں وعظ و نصیحت مگر ان میں سے جو لوگ ضد اور عناد پر ہیں ان میں ذرہ بھی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ بعض کے حق میں نتیجہ اس کے بھی برعکس ہوا۔ کیا حد ہے ان کے عناد و ضد اور حق طلبی کے فقدان کی کہ کہاں تو خود ہی فرمائشی معجزوں کی بھرمار کررہے ہیں اور کہاں اگر معجزے دیکھ لیں تو الٹے مسلمانوں سے یہ کہنے لگیں کہ تم لوگ تو سحر کی باطل پرستیوں میں پڑے ہوئے ہو۔ ان کے شدت عناد اور حق ناشناسی کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے دلوں پر مہر لگنا یہی ہے کہ روز بروز ان کے قبول حق کی طاقت ضعیف در انتہائی کمزور ہوتی جاتی ہے۔ لا یعلمون کے معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں صحیح علم کی طلب نہیں ہوتی۔

ف۲: انبیاء والے صبر و تحمل کے ساتھ اپنے دعوۃ و اصلاح کے کام میں لگے رہیں حالات کیسے ہی سخت اور صبر آزما کیوں نہ ہوں آپ کے ہاتھ سے صبر، سنجیدگی اور مضبوطی کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوٹنے پائے یعنی کسی قسم کی معمولی سی بھی حرکت سے صادر نہ ہونی چاہیے بلکہ بڑی متانت سے رہیے جیسا کہ بڑے مصلح اور ریفارمر کی شان ہوتی ہے۔ تا کہ بدعقیدہ اور بے ایمان لوگوں کو کوئی ہنسی یا طنز کا موقع نہ ملنے پائے۔ اس آیت میں تعلیم ہے ساری امت کے لیے اور جبکہ اکابرین امت کو تو خصوصاً اپنے حالات کا خاص طور خیال رکھنا چاہیے تا کہ حتی الامکان کافروں اور فاجروں کو اعتراض کا کوئی موقع ہاتھ نہ لگنے پائے۔ آیت میں خطاب تو براہ راست رسول سے ہے لیکن باعتبار مفہوم امت سے ہے۔

ف۳: اس آیت میں قرآن مجید کی اہمیت و عظمت کا بیان ایک عجیب لطیف انداز پر ہے محسن ہونے کا اطلاق تو خود انہی لوگوں پر ہوگا جو قرآن پر عمل کر کے مرتبہ اخلاق میں بڑھے ہوئے ہیں اور اب انہیں کے حق میں اشارہ ہو رہا ہے کہ قرآن ان کے لیے موجب ہدایت ہے۔ مراتب ہدایت کی حد انتہا نہیں ہے محسنین تو خود ہی ہدایت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہوتے ہیں قرآن انہیں اور بڑھا رہا ہے۔ الحکیم سے مراد حکمت بھی ہوسکتی ہے اور بے عیب اور حاکم بھی۔

ف۴: آخرت کو دل سے مانتے ہیں یعنی ان کے سب کام اخلاص کے ساتھ ہوتے ہیں نہ کہ ریا اور فخر سے وہ اگر کسی سے سلوک کرتے ہیں تو اس نیت سے کرتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے وہ جانتے ہیں کہ اس نیکی کا عوض ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملے گا اس لیے نہ وہ اپنے سلوک کا احسان جتلاتے ہیں اور نہ ہی اس کو تکلیف دیتے ہیں۔ ہدایت ثمرہ ہے قرآن پر اعتقاد و عمل کا اور فلاح ثمرہ ہے راہ ہدایت کا۔ ہم کا تکرار تاکید اور زور کلام کے لیے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور راہ خدا کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں' انہی لوگوں کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

جب ان کو ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اکڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں

يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

گویا انہوں نے ہماری وہ آیات سنی ہی نہیں' گویا انکے کان بہرے ہیں پس تو ان کو

اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

دردناک عذاب کی خبر سنا۔ ف۱ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں

جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ف۲ اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے

تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین پر بڑے پہاڑ پیدا کردیئے تاکہ تم کو نہ لے گرے

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ

اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے

مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ

پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے۔ ف۳ یہ تو اللہ

اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ

کی مخلوق ہے پس تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ بلکہ

الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ

ظالم صریح گمراہی میں ہیں اور ہم نے لقمان کو

الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

حکمت دی کہ اللہ کا شکر کر اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ

ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خدا بے پرواہ تعریف کے لائق ہے۔ ف۴ اور جب

منزل ۵

ف۱: لهو الحدیث مراد اس سے عموماً غناء اور (موسیقی) سمجھی گئی ہے۔ لیکن محققین کا فیصلہ ہے کہ اس میں گانے کا حصر و تعین نہیں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد گانا اور اس کے مشابہ چیزیں ہیں۔ گویا ہر بیکار اور غیر مفید مشغلہ جو حق کی طرف سے غفلت' بے رغبتی پیدا کرنے والا ہو۔ اس کے تحت میں داخل ہے۔ غنا کے بارے میں محدثین وفقہاء کے اقوال مختلف ہیں جو گانا محض دل بہلانے یا فقہاء کی اصطلاح میں نفس کی وحشت دور کرنے کے لیے ہو اس میں مضائقہ نہیں اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک بھی درمختار میں اسے سرخسی' عینی وعنایہ کے حوالہ سے جائز رکھا ہے اور اگر اس میں کلام حکیمانہ اور مضامین اخلاق ومعرفت کے ہوں تو پھر تو یہ بالکل ہی جائز ہے لیکن جو غنا لوگوں کے سنانے کے لیے اور نکاح کی مجلس اور عید وغیرہ کے علاوہ ہو خصوصاً جو قوالی کی محفلیں مسجدوں اور خانقاہوں میں فاسق لوگوں کے ساتھ ہوا کرتی ہیں اور جنہیں عبادت سمجھا جاتا ہے وہ تو اور زیادہ قابل ملامت ہیں' وجد رقص کا شمار تو علامات زندیقیہ سے کیا گیا ہے اور اس کا جائز سمجھنا حدود کفر میں داخل ہو جانا ہے۔ یشتری کے لفظی معنی خرید کرنے کے ہیں اور اس سے مراد ہے اختیار کرنا' خریدار ہونا' یہ تمام اس میں داخل ہیں۔ بغیر علم یعنی نفس پرستی اور عرف فاسد پر مبنی اور ہر علمی سند سے خالی لیضل میں لام تعلیل کا ہے۔ سبیل اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے یا کتاب اللہ کی تلاوت آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ بیان ذکر ایسے لہو ولعب کا ہے جو دین حق سے روکنے والے بلکہ دین حق کی تحقیر دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔ اور ان کا اثر دوسرے لوگوں پر ہو رہا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا مشغلہ واضح کفر کے درجہ میں آئے گا اور اس کی تائید شان نزول کی روایات سے بھی ہوتی ہے جاہلیت میں ایک قابل وفاضل شخص نضر بن حارث تھا جو کہ ایک سیاح تھا اور اس کا کام یہ تھا کہ وہ جہاں بھی جاتا تو وہاں سے جاہلی لٹریچر اعلیٰ درجہ کی کتابیں لاتا جس میں سے ایران کے بہادروں کے افسانے اور حیرہ کے بادشاہوں کے قصے پڑھ کر اہل عرب کو سناتا اور کہتا کہ ان میں دل لگاؤ' قرآن کے وعظ میں کیا رکھا ہے اور وہ اپنے ساتھ ہر وقت ایک نہایت خوبصورت لڑکی شراب' شباب اور کباب کے ساتھ دل بہلانے کے لئے رکھتا اور لوگوں کو بھی اس بات کی دعوت دیتا تاکہ وہ بھی لطف اندوز ہوں۔ اس سے بھی بڑھ کر ممنوع اور ناجائز وہ سارے کھیل تماشے ہیں جو نام نہاد تہذیب وتمدن اور ثقافت کے پرستاروں نے عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ' اس کے دین اور آخرت کی طرف سے غافل کرنے کے لیے بنا رکھے ہیں۔ مثلاً سینما' تھیٹر' پکچر گیلری' ٹیلی ویژن وغیرہا۔ نیز ادبیات' افسانہ وشعر کا بہت بڑا ذخیرہ جو آج آرٹ کے بڑے پرفخر کارنامہ کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے اس میں ہر اس گانے کی حرمت آگئی جو عملاً دین سے غفلت کی طرف لے جانے والا ہو یا اعتقاداً موجب گمراہی ہو۔ اور قول فیصل یہ ہے کہ جو ان دونوں باتوں سے مبرا ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ عذاب مہین کا اصل ظہور تو آخرت ہی میں ہوگا لیکن دنیا میں بھی ایک طرح اس کا ظہور مشاہد ہے بھانڈ' نقال' گویئے' میراسی اور کسبیاں وغیرہ غرض ایسے تمام طبقوں کے لوگ لہو الحدیث سے تعلق رکھنے والے دنیا میں بھی حقیر ورسوا رہتے ہیں تا آنکہ کوئی معاشرہ مسخ ہو کر خود ہی ان کے رنگ میں رنگ جائے اور خود ہی فسق پیشہ بن جائے۔ غرض جو لہو (شغل) دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو حرام بلکہ کفر ہے اور جو احکام شرعیہ سے باز رکھے یا معصیت کا سبب بنے تو وہ معصیت ہے ہاں جو لہو کسی اور فرض کو ضائع کرنے والا نہ ہو اور کوئی شرعی غرض ومصلحت بھی اس میں نہ ہو تو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (بقیہ صفحہ 919 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

شریک نہ ٹھہراؤ اس لئے کہ شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ ف۱ اور ہم نے انسان کو ماں باپ

بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

کے حق میں ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا شکریہ اور اپنے ماں باپ کا شکریہ کیا کر

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

اسکی ماں نے اس کو ضعف پر ضعف کی حالت میں اٹھایا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے میری طرف واپسی ہے ف۲

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

اور تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرا جن کا تجھ کو

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ

علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مانیو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہیو

وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اور تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری طرف رجوع ہوں۔ تم سب نے میری طرف پھر کر آنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ

پھر تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا۔ ف۳ اے بیٹا گناہ اگر رائی

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ

کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بڑے پتھر کے نیچے یا

فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ

آسمانوں میں یا زمین کے اندر کہیں مخفی ہو تو بہرحال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آوے گا۔ اللہ

اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ

بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ ف۴ اے میرے بیٹے! تو ہمیشہ نماز پڑھا کریو اور نیک

بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ

کام بتلایا کیجیو اور بری باتوں سے منع کیا کریو اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے

اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ

اس پر صبر کیجیو یہ بے شک ہمت کے کام ہیں ف۵ اور تو

گیا ہے کہ جس طرح انعام کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے تو اسی طرح جو اس انعام کا ذریعہ ہو اس کا بھی شکریہ ادا کرنا مطلب ہے اور اس ذریعہ کے عموم میں والدین استاد اور مرشد وغیرہ تمام لوگ آ گئے۔ اس آیت میں مدت رضاعت دو سال بیان ہوئی۔ امام ابوحنیفہؒ سے جو اکثر اوقات مدت رضاعت اڑھائی سال بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

ف۲: وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے یہاں تک حق تعالیٰ کا کلام ہے پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی اور آگے بھی یا بنی انها ان تک سے اسی وصیت کا سلسلہ ہے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک ضروری تنبیہ فرمادی کہ اطاعت والدین اپنی جگہ پر نہایت اہم اور ضروری اور لازمی چیز بلکہ اسلام کی مجلسی و معاشرتی زندگی کی تو بنیاد ہیں ماں باپ بیوی کے اتحاد کی طرح اطاعت والدین پر ہے لیکن جب توحید پر زد پڑ رہی ہو تو وہاں یہ فریضہ بھی ساقط ہو جائے گا اور اطاعت عین معصیت بن جائے گی۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق (وہ چاہے کوئی بھی ہو) کی فرمانبرداری و اطاعت جائز نہیں۔ وصاحبهما فی الدنیا معروفا یہ حکم اس حال میں بھی قائم ہے کہ دنیوی حاجات و معاملات یعنی خورد و نوش وغیرہ میں ان کے ساتھ حسن سلوک برابر جاری رہے والدین کی شکرگزاری بہرصورت واجب ہے سوائے اس کے کہ ان کی شکرگزاری اللہ کی ناشکری کا ذریعہ ہو جائے۔ غرض یہ ایسی غلط راہ اور اتنی سخت قبیح چیز ہے کہ ماں باپ بھی اگر اس طرف لے جائیں تو نہ جانا چاہیے خواہ وہ کتنا ہی مجبور کیوں نہ کریں واتبع سبیل من اناب الی یعنی جو دین حق کا تابع اور اسی پر عامل ہو تو تم دین کے معاملات میں اسی کی موافقت کیا کرو۔ فقہاء نے کتاب وسنت وقیاس کے علاوہ چوتھا ماخذ احکام شریعت کا اجماع امت کو قرار دیا ہے اور اس کی بنیاد دوسرے نصوص کے علاوہ یہ آیت بھی ہے۔

ف۳: مثقال حبة خردل یعنی وہ چیز جو انتہائی چھوٹی مثل رائی کے دانے کے ہو۔ هو فتكن في صخرة یعنی سخت ترین پردوں کے اندر ہو وفی السموات یعنی انتہائی دوری میں ہو او فی الارض یعنی تہہ در تہہ زمین کی گہرائیوں ہو چنانچہ کوئی عمل کیسا ہی دقیق ہو اور کیسے ہی اسباب خفا اس کے لیے جمع ہو جائیں اس عالم الغیب والشہادۃ کے احاطہ علم و خبر سے کسی بھی صورت میں باہر نہیں رہ سکتا اور حق تعالیٰ کے علم کامل و محیط کو کسی معنی میں اور کسی پہلو سے بھی ناقص ناتمام اور داغدار سمجھنا انتہائی جہالت ہے۔

کوئی شخص پتھر کے عین درمیان میں جس میں کہ کوئی دروازہ اور روزن نہ ہو عمل کرے تو قیامت کے دن وہ عمل بھی لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔

ف۴: ذالك یہی صبر یا وہ تمام امور جو مذکور ہو چکے ہیں۔ اقم الصلوٰۃ نماز کی پابندی کا حکم التزام شرائط کے ساتھ۔ وامر بالمعروف نیکی و نیک کرداری کا حکم۔

ف۱: کیونکہ ظلم کا خاصہ یہ ہے کہ حق دار کو حق نہ دیا جائے پس جتنا کسی کا حق زیادہ ہو اور جتنا کوئی بڑا محسن ہو اس کی حق تلفی اتنا ہی بڑا ظلم ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہن بھائی کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت برا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی محسن نہیں ہے۔ تو اس کی حق تلفی کرنا یعنی اس کا شریک ٹھہرانا تمام حق تلفیوں سے بڑی حق تلفی ہے اس لیے کہا گیا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اور ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹا کر کسی نامناسب جگہ پر رکھنا اور شرک میں اس کا ظہور کامل ترین صورت میں ہوتا ہے۔

ف۲: معطوف اور معطوف علیہ کا خیال رہے کہ والدین کے حق کی یہ عظمت اس درجہ کی ہے کہ اس کا عطف خود حق تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی پر کیا گیا ہے۔ اس آیت میں اس بات کو واضح کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ
مارے تکبر کے لوگوں سے منہ نہ پھیرا کر اور زمین پر اترا تا ہوا نہ چلا کر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ
اللہ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا اور اپنی
فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ
روش میں میانہ روی اختیا کریو اور اپنی آواز کو پست کیا کر کہ سب
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ
آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے ف۱ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ
سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
نے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے
وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ
اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے اور بعض
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے خدا کی شان
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ
میں جھگڑتے ہیں۔ ف۲ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کے اتارے ہوئے
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
کلام کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا
اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ
کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب کی طرف
السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ
بلاتا ہو؟۔ ف۳ اور جو لوگ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور وہ
مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى
نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ محکم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور سب
اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ
کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔ ف۴ اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو اس کے کفر سے

ف۱: یہاں تک کہ چال ڈھال میں متکبرین کا شبہ بھی مبغوض ہے انسان کو چاہیے کہ گدھوں کی طرح چیخنے چلانے نہ لگ جائے۔ ان تمام نصیحتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ چال ڈھال، بول چال رفتار و آواز غرضیکہ ہر چیز میں انسان کو متکبرین کی روش سے بچنا چاہیے۔ اخلاق و آداب کے جزئیات کی تعلیم ہماری شریعت دیتی ہے۔ تم کیوں نہیں سوچتے کہ یہ کس مالک الملک کے حکم ہیں تو یاد رکھو کہ یہ اسی اللہ کے احکام ہیں جو تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے۔ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں ان کی سفیدی سے بہت خوش ہوتا ہوں جوتی کا تسمہ اور چابک کا ڈورہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ (کیا تکبر ہے) نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں بلکہ تکبر تو یہ ہے کہ تو حق سے منہ پھیرے اور لوگوں کو حقیر جانے (ابن کثیر، ثنائی) یعنی بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

ف۲: تکوینی نعمتیں ہوا، آگ، روشنی، پانی، صحت، غذا، مکان اور لباس وغیرہ مومن و کافر تمام بشری مخلوق کے لیے عام ہیں۔ ظاہرۃ وہ تکوینی نعمتیں جن کا ادراک حواس سے ہو سکے۔ باطنۃ وہ تکوینی نعمتیں جن کا ادراک عقل سے ہو سکے اور ظاہری نعمتیں تو وہ ہیں۔ جن کا اثر تمہارے جسموں پر ہے جیسے صحت، عافیت، رزق، لباس، اور خوبصورتی وغیرہ اور باطنی وہ ہیں جن کا اثر تمہارے اخلاق عادات اور روح پر ہے اور یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے تم پر پوری کی ہے کیونکہ نیک عادات کی تعلیم انبیاء کرام ہی نے دنیا میں پھیلائی۔ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ کوئی کہتا ہے جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے نائب ان کی سلطنت میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی نائب مقرر ہیں جس طرح بادشاہ کے نائب کو تمام امور مملکت میں نفع یا نقصان کا اختیار ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نائبوں کو بھی اختیار ہے، کوئی کہتا ہے کہ جس طرح بادشاہوں کے پاس پہنچنے کیلئے درمیانی وسیلے ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے اس کے علاوہ اس کے بزرگ وسیلہ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی حاجات پوری کر دیتے ہیں۔

کوئی کہتا ہے ان بزرگوں کو ہمارے تمام حالات معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام واقعات پر اطلاع دے رکھی ہے۔ یاد رکھو یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں جن کا ثبوت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے نہیں ملتا اور نہ ہی ہادی کائنات محمد ﷺ کے کسی فرمان سے اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ سیدھی راہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ گویا اس جدال بے جا کی بنیاد نہ کسی صحیح علم پر ہے نہ کسی استدلال عقلی پر اور نہ ہی کسی آسمانی کتاب پر بلکہ یہ سب کچھ ان کی جہالت اور کم عقلی کی بنا پر ہے۔

ف۳: دیکھو کہ ان کا یہ کیسا غلط جواب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کے برخلاف کرنے پر بضد ہیں اور بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل یہ لوگ محض اپنے گمراہ باپ دادوں کی روش پر چلے جا رہے ہیں اور وہ بھی ایسے حالات میں جبکہ انہیں اس راستہ کے غلط ہونے کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ یاد رکھو دین کی باتوں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بتلائی ہوئی ہدایت پر چلنا چاہیے افسوس کہ منہ سے تو خاص اللہ تعالیٰ کے معبود اور نبی ﷺ کے رسول ہونے کا اقرار کریں اور فرمانبرداری باپ دادوں اور خویش و قبیلہ کے رسم و رواج کی اختیار کریں۔

ف۴: وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا راستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا تو سمجھ لو کہ اس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا جب تک یہ اس کو مضبوطی اور پوری قوت سے پکڑے رہے گا تو اس وقت تک اس کے گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ اور وہ اسکے سہارے سے ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
تجھے غم نہ ہونا چاہئے ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آنا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ
کی خبر بتلا دیں گے۔ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔ ف۱ ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت
اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ
آسمان و زمین بنائے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے تو کہو الحمدللہ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ
مگر بہت سے ان میں سے نہیں جانتے۔ ف۲ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ
الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا
ہی کو ملک ہے اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے ف۳ اور اگر زمین کے
فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ
تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو
بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونے پائیں۔ کچھ شک نہیں کہ
اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا
اللہ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے ف۴ تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا
كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں
اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَ
کہ اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ف۵
سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى
اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے
وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ف۶ ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی

منزل ۵

کسی جرم کو اللہ تعالیٰ سے چھپا نہ سکیں گے کیونکہ وہ تو دلوں تک کے راز سے واقف ہے وہ سب کھول کر رکھ دے گا۔ اس لیے آپ اتنا زیادہ فکر و تردد اپنے سر کیوں لیں۔

ف۱: السموات والارض سے مراد تمام کائنات اور اس کے اعظم ترین قویٰ ہیں بعد اس استدلال کی منطقی شکل یہ ہے کہ یہ دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے۔ وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کی بنائی ہوئی ہے اور کوئی مخلوق یا اس کی بنائی ہوئی کوئی چیز رب اور معبود نہیں ہو سکتی تو اسی لئے دنیا یا جو کچھ اس کے اندر ہے اس میں سے کوئی چیز بھی رب و معبود بننے کے قابل نہیں۔ جب تمام چیزوں کو مخلوق اور اس کی بنائی ہوئی تسلیم کر لیا تو پھر نبی الوہیت یا شرکت الوہیت کے کیا معنی؟

ف۲: یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں وہ تمام بلاشرکت غیرے اس کی مخلوق و مملوک اور اسی کی طرف محتاج ہیں جبکہ وہ کسی کا محتاج نہیں کیونکہ تمام صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اسی کی ذات ہے اور اس کا کوئی بھی کمال کسی دوسرے کی نقل نہیں۔ وہ بغیر کسی کی ذات کے تمام عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے پھر اسے کسی کی کیا پرواہ ہوئی۔ الغنی بے نیاز ہے اپنی ذات کے لحاظ سے اور الحمید اپنی صفات کے لحاظ سے تمام خوبیوں کا مالک ہے۔

ف۳: بحر سے مراد جنس سمندر ہے کوئی متعین سمندر مراد نہیں۔ سبعة سے بھی مراد سات کا مخصوص و متعین عدد نہیں بلکہ محاورہ عربی کے مطابق محض کثرت کے معنی میں ہے۔ دنیا کے تمام درخت لکھنے کی قلمیں بن جائیں اور تمام دنیا کے سمندری پانی کا موجودہ ذخیرہ کئی گنا بڑھ کر سیاہی کے سمندر تیار ہو جائیں تو وہ تمام قلموں کے جنگل اور تمام روشنائی کے سمندر مل کر بھی اللہ کے کلمات تعریفیہ سب متناہی ہیں اور معلومات یقینیہ ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ درخت اور سمندر اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کبھی نہ ختم ہونے والی چیز ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ربیع بن انس نے کہا کہ انسانوں کے تمام علم کی مثال اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک قطرہ تمام دریاؤں میں سے اور اللہ کی باتیں بے انتہا ہونے سے تسلسل لازم نہیں آتا اس لیے کہ تسلسل دو قسم پر ہے ایک یہ جو علت فاعلیہ میں سے ہو تو یہ تو ممنوع ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آثار اور افعال میں سے ہو یعنی کوئی خبر تھوڑی تھوڑی ہمیشہ حاصل ہوتی رہے۔ اس میں سلف کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم ہے جب چاہے اور جس طرح چاہے وہ کلام کرتا ہے تو اس قسم کا تسلسل جائز ہے۔ اس تسلسل کی طرح جو کہ استقبال میں ہوتا ہے جس طرح کہ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں اور یہ ختم ہونے والی نہیں ہوئیں۔

(بقیہ صفحہ 920 پر ملاحظہ فرمائیں)

اور اللہ تعالیٰ اس کا انجام بہترین کر دے گا کیونکہ تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے یعنی وہی تمام حرکات کا محرک ہے۔ اسی سے سب کچھ ملتا ہے اور وہی سب کچھ چھین سکتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے نبی ﷺ سے احسان کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر تجھے یہ مقام حاصل نہیں تو اتنا سمجھ کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔

ف۴: تم اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھو اور کسی کے انکار و تکذیب کی پرواہ نہ کرو کیونکہ منکرین کو بھی بالآخر ہمارے ہاں آنا ہے اور اس وقت سب کیا دھرا ان کے سامنے آ جائے گا اور وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ

قائم بالذات ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو لوگ پکارتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ

اور اللہ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے۔ ف۱ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سمندروں میں جہاز

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ

اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں۔ تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھائے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا

اس میں بہت سے نشان ہیں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والوں کے لئے۔ ف۲ اور جب

غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

ان پر سائبانوں کی طرح موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ

سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں پھر جب انکو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝ يٰۤاَيُّهَا

اور اللہ کی آیات سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوتے ہیں اے

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ

وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ

اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ

وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

پہنچا سکیں گے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے پس تم دنیا کی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

زندگی سے فریب نہ کھائیو اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے کے فریب میں بھی مت آئیو۔ ف۳

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ

قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا

اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحموں میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں

ف۱: یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شؤن عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لیے ذکر کی گئی ہیں تا کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک اللہ کو ماننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہی اصل اور سیدھا راستہ ہے اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے وہ باطل اور جھوٹ ہے یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا ہے جو کہ ان الله هو الحق سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و ھالک بالذات ہونا اس بات کے لئے لازم ہے کہ اکیلے اسی اللہ کیلئے یہ عادات وصفات ثابت ہوں پھر جس کیلئے یہ عادات وصفات ثابت ہوں گی وہی معبود بننے کا مستحق اور حق دار ہوگا' چونکہ واجب الوجود صرف اسی کی ذات ہے اور وجود حقیقی صرف اسی کا ہی ہے اور صفات علو و کبریائی سے صرف وہی متصف ہے تو لہٰذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل جس کا نام عبادت ہے اسی کے لیے ہونا لازمی ہونی چاہئے۔

ف۲: آدمی جب کشتی میں سوار ہوتا ہے تو وہ خطرات سے گھرا ہوتا ہے پھر اگر کشتی طوفان سے دوچار ہو جاتی ہے تو وہ شدید خطرہ محسوس کرنے لگتا ہے یہ اس بات کی علامت ہے کہ زندگی خطرات سے گھری ہوئی ہے اور وہ اللہ ہی ہے جو خطرات کے درمیان سے انسان کو صحیح سلامت گذارتا ہے۔ مگر یہ رہنمائی وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو خطرات اور مصیبت میں صبر کا دامن تھامے رہتے ہیں یعنی جو حق کو پا لینے اور اس پر قائم رہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

جہاز بھاری بھرکم سامان اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور فضل ورحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے اس بحری سفر کے احوال وحوادث میں غور کرنا انسان کے لیے صبر وشکر کے مواقع بہم پہنچانا ہے جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو تو وہ وقت بڑے صبر وتحمل کا ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کشمکش موت وحیات سے صحیح سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اس کا احسان مانے۔ صبار شکور سے مراد مومن ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر اور ایک حصہ شکر کا ہے' صبر کہتے ہیں خواہش نفس سے باز رہنے کو اور شکر کہتے ہیں اچھے کام پر قائم رہنے کو۔ اور حقیقت میں ان دونوں صفات صبر وشکر کا حامل مومن ہی ہوتا ہے۔

ف۳: شیطان اور اس کی جماعت کے فریب میں نہ آنا اور اس سے خبردار ہوشیار رہنا کیونکہ اس کے داؤ کئی ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ وہ بے دینوں کو کفر وشرک اور فسق وفجور وغیرہ میں مبتلا کرتا ہے لیکن دینداروں کو اس سے بڑھ کر بلا میں پھنساتا ہے جو بظاہر تو دینداری ہوتی ہے مگر درحقیقت فسق وفجور سے بھی بدتر ہے یعنی ان کے خیال میں ڈالتا ہے کہ بزرگان دین انبیاء اولیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین ہمارے حالات سے آگاہ ہیں ہماری حاجات کو جانتے ہیں اگرچہ وہ مردہ ہیں مگر ہماری حاجات کو پورا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں حالانکہ یہ تمام اوصاف صرف اللہ تعالیٰ ہی کے خواص ہیں۔

تنبیہ: غرور ہر وہ چیز ہے جو انسان کو غفلت اور دھوکہ میں ڈال دے۔ مال ہو' جان ہو' خواہش شہوانی ہو یا خود شیطان ہو۔ یہاں مراد شیطان ہے جیسا کہ صحابہ وتابعین سے مروی ہے اس سے بڑے فریب کا دھوکہ حق تعالیٰ کے بارے میں یہی ہے کہ عذاب وعقاب کی خبریں سب غلط ہیں نہ کوئی عالم آخرت ہے اور نہ ہی وہاں حساب کتاب اور پکڑ دھکڑ والی کوئی بات ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہی ہے کہ حساب کتاب برحق ہے اور ہر ایک کو اپنے اعمال وافعال کی جواب دہی کرنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ

کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی شخص کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین

تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

میں مرے گا بیشک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ ف۱

آیاتہا ۳۰ سورۃ السجدۃ مکیۃ رکوعاتہا ۳

سورۃ السجدۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ

کے ہاں سے ہے۔ ف۲ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے اس کو بنایا ہے؟ بلکہ وہ تیرے پروردگار

رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ

کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جنکے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں ف۳ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اور

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر

عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

تخت نشین ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ کوئی

شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ

سفارشی کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ ف۴ وہ خدا ہی آسمانوں سے

السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ

زمین تک انتظام کرتا ہے پھر وہ اس کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے۔ ف۵ یہ

منزل ۵

ف۱: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ باتیں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور ایک حدیث میں ہے کہ یہ پانچ چیزیں غیب کی چابیاں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً یہی کہ جنین مردہ ہے یا زندہ، حمل خصوصاً اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑکی ہے یا لڑکا بچہ صحیح وسالم پیدا ہوگا یا مریض وناقص ولادت طبعی طور پر پورے دنوں پر ہوگی یا غیر طبعی طور پر اس کے قبل یا بعد اور ہوگی تو ٹھیک کس دن۔ کس وقت ہوگی۔ رحمے متعلق ان تفصیلات کا پورا اور تحقیقی علم صرف ذات باری کو ہے۔ ویعلم الغیث یعنی اس کا پورا اور یقینی علم کہ بارش ایک ہوگی، کہاں ہوگی، کس مقدار میں ہوگی، کتنی مدت تک رہے گی۔ فضائیات کے بارے میں انسانی علوم کے ماہرین قرائن اور ظن وتخمین سے کام لے کر جس حد تک اندازہ لگاتے رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا شمار علم غیب میں ہے اور نہ ہی اس کی نفی یہاں مقصود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آگے کے دو جملے فعلیہ ہیں اور یہ جملہ اسمیہ ہے یہ فرق غالباً اس لیے ہے کہ علم الساعۃ ایک امر متعین ہے بخلاف اس کے کہ وہ دنوں امور دنیا میں برابر واقع ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا یہاں بھی وہی دوسرے دن کے قطعی وتفصیلی علم کی نفی مراد ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی پروگرام اجمالی صورت میں تو دوسرے دن کے لیے ہر انسان رکھتا ہی ہے اور جب انسان کو اپنے ہی کل سے متعلق تفصیلی اور تحقیقی خبر نہیں ہوسکتی تو ظاہر ہے کہ دوسروں کے مستقبل کے متعلق تو اتنی بھی نہیں ہوسکتی۔ اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ علم غیب یعنی ہر چیز کا علم بلاواسطہ اور جملہ اشیاء کا علم محیط صرف حق تعالیٰ کو حاصل ہے اور اس وصف میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے اور ان پانچ چیزوں کی تخصیص اس لیے ہوئی کہ ایک سائل نے انہی پانچ باتوں کی نسبت نبی ﷺ سے سوال کیا تھا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تنبیہ: یاد رکھنا چاہیے کہ غائب کی باتیں جنس احکام سے ہوں گی یا جنس اکوان سے ہوں گی پھر اکوان غیبیہ زمانی ہیں یا مکانی اور زمانی کی باعتبار کسی کام کے ہونے کی جنس سے پھر یہ کہ یہ کب کہاں اور کس وقت ہونگی تو زمانے ماضی، حال اور مستقبل کے لحاظ سے ان کی تین قسمیں کی گئی ہیں ان میں سے احکام غیبیہ کا کلی علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ.....الخ﴾ (جن: ۲۷)

جس کی جزئیات کی تفصیل وتبویب ازکیائے امت نے کی اور اکوان غیبیہ کی کلیات واصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا ہاں جزئیات منتشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی اتنا وافر اور عظیم الشان حصہ ملا جس کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا تاہم پھر بھی غیب کی ہونے والی باتوں کا علم کلی رب العزت ہی کے ساتھ مختص رہا ہے۔ اس آیت میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں احادیث میں ان کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے جن کا علم یعنی کلی طور پر ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں ہے۔ فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں تمام غیب کی ہونے والی باتوں کی اقسام کی طرف اشارہ ہوگیا۔ بای ارض تموت میں غیب مکانیہ ماذا تکسب غدا میں زمانہ مستقبل۔ مافی الارحام میں زمانہ حالیہ اور ینزل الغیث میں غالباً زمانہ ماضیہ پر تنبیہ ہے یعنی بارش آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ پہلے سے کیا اسباب فراہم ہو رہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت اسی جگہ اسی مقدار میں بارش ہوئی، ماں بچہ کو پیٹ میں لئے پھرتی ہے لیکن اسے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ یہ آنے والا لڑکا یا (بقیہ صفحہ 920 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْٓ

غیب اور ظاہر کو جاننے والا سب پر غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ

نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا اور انسان کی پیدائش

مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ

مٹی سے شروع کی پھر اس کا سلسلہ انسانی جسم کے نچوڑ ذلیل پانی

مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ

منی سے جاری کیا۔ ف۱ پھر وہ اس کو درست اندام بناتا ہے اور اس میں روح پھونکتا ہے اور

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹

تمہارے لئے وہ کان آنکھیں اور دل پیدا کرتا ہے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ ف۲

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

اور کہتے ہو کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی

جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰

پیدائش میں ہوں گے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں۔ اے نبی! تو کہہ

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ

کہ تم کو موت کے فرشتے فوت کریں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں پھر تم

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ

اپنے پروردگار کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے۔ اگر تو اس وقت دیکھے جب مجرم

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

اپنے پروردگار کے حضور میں سروں کو نیچے ڈالے ہوئے ہوں گے اس وقت کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَوْ

ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تا کہ ہم نیک عمل کریں ف۳ کچھ شک نہیں کہ ہم کو بالکل یقین ہو گیا اور

شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ

اگر ہم چاہتے ہیں تو سب کو ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ اعلان

الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں سے

ف: یعنی جس کو جس مصلحت کے لیے پیدا کیا تو بالکل اسی کے مناسب حال اس کی ساخت وفطرت رکھی اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ ہر مخلوق پر اس کی ضرورت کی چیزیں الہام فطری سے واضح کردیں۔ ذالك یہاں انا کے معنی میں بھی لیا گیا ہے ہر ہر مخلوق اپنی اپنی جگہ پر خوب اور حسن ہی ہے یہاں تک کہ صفات کبر وبخل بھی اپنے محل استعمال میں خوب ہیں ؎

اے بسا امساک کز انفاق بہ
مال حق را جز بہ امر حق مدہ

نقصان صرف غلط استعمال سے پیدا ہوجاتا ہے۔ (بحر) من ماء مہین یعنی نطفہ سے جو عرف عام میں ایک بیکار چیز سمجھی جاتی ہے۔ من ماء میں من بیانیہ ہے۔

ف: سَوّٰہ یعنی اس کے اعضاء وقوی اس کی ماں کے رحم میں درست کئے روحہ میں اضافت تشریفی اظہار تعظیم کے لیے ہے جیسے بیت اللہ میں گھر کی اضافت اللہ کی طرف یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ کی بھی کوئی روح ہے اور اس کا کوئی جزو انسان کے اندر پھونک دیا گیا ہے مراد صرف یہ ہے کہ وہ روح جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت سے معزز ومکرم بنایا ہے بعض نے اضافت تملیکی قرار دیا ہے یعنی وہ روح جو اللہ کی مملوک ہے اسی نے ہر طرح کے حواس ظاہری وباطنی عطا کئے ہیں اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب کو اسی محسن اعظم کے کام میں لگاتے' کان سے آیات تنزیلی کو شوق کے ساتھ سنتے' آنکھوں سے آیات تکوینی کو بنظر امعان دیکھتے اور پھر دل سے دونوں پر غور کرتے لیکن منکرین کو تو توحید تک سے انکار ہے۔ لکم میں لام تخصیص کا ہے یعنی جس کلیت اور وسعت وکمال کے ساتھ انسان میں حواس ظاہری کے ساتھ ادراک باطنی کو جمع کردیا گیا ہے وہ انسان کے حق میں ایک انعام عظیم ہے اور مستحق صد منت وشکر ہے۔ سمع کے واحد اور ابصار اور افئدہ کو جمع کے صیغوں میں لانے میں امام رازیؒ نے نکتہ یہ لکھا ہے کہ سماعت ایک آن میں مختلف ومتعدد جہات کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتی ہر حال میں حکم وحدت میں ہے بخلاف بصارت اور ادراک قلب جو کہ ایک وقت میں متعدد امور پر حاوی ہوسکتا ہے اس لیے یہاں صیغہ جمع ہی لانا مناسب ہوا۔ نفخ فیہ من روحہ سے عیسائیوں کی بھی تردید ہوگئی جو مسیح کو روح اللہ ہونے کی بنا پر ابن اللہ اور اللہ تعالیٰ کا حصہ مان رہے ہیں۔ قرآن نے جس معنی میں حضرت مسیح کو روح اللہ کہا ہے تو اس طرح تو ہر انسان کو کہا ہے۔ امام غزالیؒ اور بعض متکلمین فلاسفہ نے روح کو مجرد اور غیر مادی قرار دیا ہے بخلاف اس کے ابن قیم شدومد کے ساتھ روح کے مجرد نہیں بلکہ جسم لطیف ہونے کے قائل ہیں۔ جمہور نے بھی جسم لطیف مانا ہے تو ان دونوں بیانات میں کوئی تناقض نہیں ہوسکتا کہ اس مجرد کا تعلق بدن کے ساتھ اسی جسم لطیف کے واسطہ سے ہو۔

ملحوظہ: روح بالاجماع مخلوق ہے کما قال الحافظ ابن حجر العسقلانی' فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ (عفیف)

ف: یعنی ہمارے کان اور آنکھیں کھل گئیں انبیاء کرام جو باتیں فرمایا کرتے تھے ان کا یقین آ گیا بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا کہ ایمان اور عمل ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کام دیتا ہے اب ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دے پھر دیکھنا کہ ہم کیسے نیک کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ (انعام: ۲۸) یعنی جھوٹے ہیں اگر دنیا کی طرف لوٹائے جائیں تو یہ پھر وہی شرارتیں کریں ان کی طبیعت کی افتاد ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ شیطان کے اغواء کو قبول کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور بھاگیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ہم نے تیرا عتاب دیکھا اور تیرا ارشاد سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

جہنم کو بھروں گا۔ ف۱ پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ

ہم تم کو بھول گئے ہیں اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے دائمی عذاب

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

کا مزہ چکھو۔ ف۲ ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے

بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا

تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور وہ

يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

تکبر نہیں کرتے۔ ف۳ راتوں کو اپنے بستروں سے اپنے پہلوؤں کو الگ رکھتے ہیں

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اسکی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ بھی کرتے ہیں ف۴

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ

پس ان ہی لوگوں کے لئے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص نہیں جان سکتا

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا ف۵ کیا پھر پکے ایماندار بدکاروں کی طرح

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہو جائیں گے؟ ہرگز برابر نہ ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لاکر

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۭ نُزُلًۢا بِمَا

نیک اعمال کرتے ہیں بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ

ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے ان کا ٹھکانہ

النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

آگ میں ہوگا۔ جب بھی اس سے نکلنا چاہیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے

وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم

منزل ۵

کہ ہم نیک عمل کریں اب تو ہم کو بالکل یقین ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور جلالت سب پر غالب ہے اور ہمارے مصنوعی معبود بالکل بے کار ہیں پس اب ہم اس امر کو باور کرتے اور کرتے رہیں گے اس روز یہ سب لوگ سچی ہدایت کے قائل ہوں گے اور تسلیم کریں گے۔ لیکن بے سود۔

ف۱: اگر ہم چاہتے تو اس دنیا میں سب کو ہدایت کر دیتے۔ یہ عالم عالم ابتلاء رکھا ہی نہ جاتا بلکہ ہر ایک شخص ہدایت پر مضطر و مجبول ہی ہوتا۔ اگرچہ ان کی طبیعتیں نہ چاہتیں۔ تاہم کیا مجال تھی کہ ہمارے چاہتے ہوئے کوئی پیچھے رہ جائے ہم اگر چاہتے تو زبردستی ان کو سیدھا کر دیتے لیکن ہم نے ان کو مجبور کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ان کو عقل و ہوش دیئے ان سے یہ لوگ خود نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہیں۔ اگر ہر ایک کو خواہ مخواہ راہ پر لے آنا ہمارا تکوینی حیثیت سے مطلوب ہوتا تو یہ درخواست منظور بھی ہو سکتی تھی بلکہ اس کی نوبت ہی کیوں آتی اور شروع سے ہی ہر شخص کو مجبوراً ہدایت مل جاتی لیکن ہماری مشیت تکوینی کو تو ہدایت کو ارادہ و اختیار پر مرتب کرانا مقصود ہے اس لیے مشاہدہ کے بعد اضطراراً ایمان لانے کا سوال ہی نہیں باقی رہا جو جان بوجھ کر انکار اور گمراہی کا راستہ اختیار کریں گے تو نتائج بھی انہیں ہی بھگتنے ہوں گے میری طرف سے یہ اعلان جاری ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھردوں گا کیونکہ میرے علم میں تھا کہ یہ لوگ ایسے کام ضرور کریں گے اس لیے اسی علم کی بنا پر میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو لوگ بھی برے کام کریں گے وہ چاہے جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے اور خواہ وہ ان کی کسی قوم سے ہوں میں ان کو ضرور سزا دوں گا اور وہ سزا یہی دوزخ ہے۔

تنبیہ: اس آیت سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہم سے زبردستی برے کام کرواتا ہے پھر وہ ہم کو سزا کیوں دے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت تو زبردستی کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس میں اشارہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو سیدھا کر دیتے یعنی زبردستی مسلمان بنا دیتے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم نے ان کو اختیاری کاموں پر انعام دینا ہے زبردستی کے کام پر انعام کے مستحق نہیں ہو سکتے اس لیے ہم نے زبردستی نہیں کی۔

ف۲: اس دن کو بھولنے کی وجہ سے ابدی عذاب کا مزہ چکھو دیکھو ہم نے تم کو ایسا اس میں ڈالے رکھا ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ گویا ہم تم کو بھول گئے۔ اگرچہ ہم کسی چیز کو بھولا نہیں کرتے اور بھولتا تو وہ ہے کہ جس پر ذہول اور نسیان غالب آئے مگر ہم پر تو کوئی چیز غالب نہیں آ سکتی پھر ہم کیوں بھولیں پس ہمارے بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتاؤ ایسا کریں گے کہ تم یا کوئی اور ناواقف حال سمجھے گا کہ گویا ہم تم کو بھول گئے۔ پس تم اس جہنم میں رہو۔ یہ انجام ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ جزا و سزا کو بھول جاتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی ہم پر حاکم اعلیٰ ہے اور وہ ہمارے نیک و بد کی ہم کو جزا و سزا دے گا۔

تنبیہ: یہ آیت اس بات کی خبر دیتی ہے کہ ان کا عذاب دیا جانا صرف پہلے وعدے کے موافق نہیں بلکہ اس سبب سے ہے کہ وہ آخرت سے انکاری تھے۔

ف۳: گو ہمارے احکام کو ماننے کے دعویداروں کی اتنی کثرت ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتے مگر بغور دیکھا جائے تو ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو احکام کی بابت نصیحت کی جائے یعنی کسی لفظ کے منہ سے وہ ان احکام کو سن پاتے ہیں تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تابعداری کے لیے ایسا آمادہ کرتے ہیں کہ گویا سجدہ میں ہیں اور دل میں اس بات کو جما لیتے ہیں کہ پہلے جو ہو چکا (بقیہ صفحہ 921 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

تکذیب کیا کرتے تھے اور اس بڑے عذاب سے پہلے ہم ان کو

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ

ایک ہلکا سا عذاب چکھاویں گے تاکہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں۔ فـ۱ اور جس

اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ

شخص کو پروردگار کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیر لے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے؟

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى ع ۱۳

ہم ضرور مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ

کتاب دی تھی پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجیو اور ہم نے

هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً

اس کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا

يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر

يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یقین رکھتے تھے۔ فـ۲ تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

امور میں فیصلہ کرے گا۔ فـ۳ کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ یہ لوگ ان کے

مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

مکانات میں چلتے پھرتے ہیں اس میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم کس طرح خشک بنجر زمین پر پانی لے آتے ہیں

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ

پھر اس کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔

منزل ۵

فـ۱: چاہے پورے نہ سہی اس تکلیف کے رفع کرانے کے لیے سہی مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں الٹے اپنی اس بدکرداری پر نازاں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے اور اس کے مقرب ہیں حالانکہ اس قسم کی باتیں کرنا تو ان کو اس وقت زیب دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے خود ان کو بتلا دیا ہو کہ تم ایسے ہو جب اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا تو پھر ان کا یہ مقرب وغیرہ کا دعویٰ سوائے افتراء کے اور کچھ نہیں اور یہ لوگ باوجود بار بار سمجھانے کے الٹا مزید بگڑتے ہیں اور ہدایت کی طرف نہیں آتے۔ عذاب الادنیٰ سے مراد اسی دنیا کا عذاب ہے مثلاً قحط، قتل، قید، شکست اور وبا وغیرہ جو کفار مکہ کے حق میں تو بالکل پورا ہوا۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا عذاب ہر صورت میں عذاب آخرت سے ہلکا ہی ہے۔ یہاں دو مختلف عذابوں کا ذکر ہے ایک عذاب الادنیٰ دوسرا عذاب الاکبر۔ لیکن تقابل کے لیے ہم وزن الفاظ یا تو عذاب الاصغر وعذاب الاکبر ہوتا تھے اور یا پھر عذاب الادنیٰ (بمعنی قریب) وعذاب الاقصیٰ پھر آخر قرآن مجید نے بجائے ان کے مقابلہ کے لیے ایک طرف صفت ادنیٰ اور دوسری طرف صفت اکبر کو کیوں رکھا؟ امام رازیؒ نے یہ نکتہ واضح کیا ہے کہ عذاب کے ذکر سے مقصد اس کا ہلکا ہونا ہے کہ ذکر عذاب سے مقصود اور یہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر دنیا کے عذاب کو ہلکا عذاب یا آخرت کے عذاب کو دور کا عذاب کہہ کر پیش کیا جائے تو اس صورت میں ایک عذاب کا ہلکا پن اور دوسرے عذاب کی دوری گہرے اثر تخویف کے منافی ہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے بکمال بلاغت دونوں عذابوں کے وہی خصوصیات چن لیں جو ہلکا ہونے سے اثر کو بڑھانے والی ہیں۔ یعنی دنیوی عذاب گو کہ نسبتاً ہلکا ہو لیکن قریب کتنا ہے اسے بس آیا ہی سمجھو۔ اسی طرح عذاب آخرت کو بجائے آج کے "کل" آئے گا لیکن اس سے کس قدر شدید! ایک میں قرب کا خیال رکھا دوسرے میں شدت کا۔ اللہ امام رازی کی تربت کو رحمت کے پھولوں سے بھر دے۔

تنبیہ: دون کے معنی قبل کے بھی کئے گئے ہیں یعنی اسی قبل عذاب الاکبر (ابن جریر) صوفیا کے نزدیک عذاب ادنیٰ سے مراد حرص دنیوی ہے اور عذاب اکبر سے اس حرص کی سزا مراد ہے۔

فـ۱: ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وجعلنا کی تفسیر میں فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نہیں بھیجا تھا اور فرمایا لقائہ سے مراد ملاقات موسیٰ کی ہے یعنی اس میں شک نہ کر کہ تو نے ملاقات کی تھی موسیٰ سے معراج کی رات میں ابن کثیرؒ نے جعلنہ کے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کو جو ہم نے موسیٰ کو دی تھی بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی بلاشک وشبہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی اور آپ کو بھی اسی طرح کی کتاب ملی اس میں کوئی دھوکا اور فریب نہیں۔ ضمیر الکتاب کی طرف ہے۔ الکتاب سے مراد جنس کتاب ہے۔ حضرت موسیٰ کے ذکر کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ نبی ﷺ میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کی مشابہت کی بہت سی وجوہات جمع تھیں۔ فلاتکن فی مریۃ من لقائہ شیخ الاسلام امرتسری لکھتے ہیں پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کرنا۔ لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اسی لیے ان کی اشاعت اور خلق کی ہدایت میں مشقت گوارا کرتے تھے۔ اس میں مومنین کو تسلی دی گئی ہے کہ تم لوگ صبر کرو اور جب کہ تم صاحب یقین ہو اور یقین کا تقاضا صبر کرنا ہے تو تم کو صبر ضروری ہے اس وقت ہم تم کو بھی ائمہ دین بنا دیں گے، چنانچہ ایسا ہوا اس آیت میں شیخ کامل کی علامتیں ہیں جو بغیر ان علامتوں کے مرشد ہونے کا مدعی ہو وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ
کیا پھر بھی یہ لوگ نہیں دیکھتے ف۱ اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۶﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ
تم سچے ہو - ف۲ تو کہہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان
كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۶۷﴾ فَاَعْرِضْ
لانا سود مند نہ ہوگا اور نہ ان کو مہلت ف۳ ملے گی پس تو ان سے
عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۶۸﴾
روگردانی کر اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ف۴ ہیں

آیاتہا ۷۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّةٌ رکوعاتہا ۹

سورۃ الاحزاب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ
اے نبی! ف۱ تو خدا سے ڈرتا رہ اور کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجیو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ
اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے ف۲ اور تو اسی بات کی پیروی کیا کیجیو جو تیرے
مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾
پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے ف۳
وَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ
اور خدا پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے - ف۴ خدا نے کسی آدمی کے
اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ
لئے دو دل نہیں بنائے ف۵ اور خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے
اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا
تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے
جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ
لے پالک بیٹوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ باتیں تو

ف۱: قیامت کے روز فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے ورنہ دلائل وشواہد کے لحاظ سے تو فیصلہ اس وقت بھی موجود ہے اور وہ عملی فیصلہ یہی ہوگا کہ مومن جنت میں بھیج دیئے جائیں گے اور کافر دوزخ میں ہاں دنیا میں بھی کئی مثالیں ایسی دکھائی جاسکتی ہیں کہ آدمی انہیں دیکھ کر سمجھ اور عبرت حاصل کرسکتا ہے۔ عاد وثمود کی بستیوں کے تباہ شدہ کھنڈرات اور نشان ان منکروں نے نہیں دیکھے؟

ان کے اجڑے ہوئے گھروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور وہاں کے در و دیوار سے گویا آواز آتی ہے کہ ؎

کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

ف۱: ہماری ربوبیت، خالقیت، مالکیت اور احیاء اموات کی ان پر روز پیش آنے والی مثالوں کو یہ لوگ دیکھتے نہیں؟ قرآن مجید آثار تاریخی، جغرافی اور روزمرہ کے تصرفات تکوینی وغیرہ سے سبق وہی توحید ہی کا دینا چاہتا ہے۔ ارض حرز سے مراد ہر وہ خشک زمین جو نباتات سے خالی ہو بعض نے خاص سرزمین مصر کو اس کا مصداق قرار دیا ہے اور نسوق الماء سے دریائے نیل کا پانی مراد لیا ہے لیکن اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں۔

ف۲: پہلے فرمایا تھا ان کا عملی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا تو اس پر منکرین کہتے ہیں کہ قیامت کہے جاتے ہو اگر سچے ہو تو بتاؤ تو سہی کہ وہ دن کب آئے گا؟ ان کا یہ پوچھنا بطور مذاق اور ٹھٹھا کے تھا۔

ف۳: ایمان مقبول اور نافع صرف وہی ہے جو اس دنیا عالم ناسوت میں لایا جائے کہ یہ خود اختیاری ہے ورنہ قیامت کے دن کشف حقائق کے وقت تو ایمان لانے پر بڑے سے بڑا ضدی کافر بھی مجبور ولاچار ہو جائے گا۔ ولا هم ینظرون یعنی انہیں اس بات کی مہلت نہ دی جائے گی کہ ان کو دنیا میں بھیج کر ان کا ایمان قبول کیا جائے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ مشرکوں سے منہ پھیر لے اور الگ ہو جا اور صبر کر اور نصرت اور غلبہ کا وعدہ جو کچھ تیرے ساتھ ہے اس کا انتظار کر اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ تجھے کس طرح فتح دیتا ہے۔ الحمد للہ کہ موافق وعدے کے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت اور غلبہ دیا اور کافروں پر قہر اور عذاب نازل کیا۔ اعراض کا حکم رسول اللہ ﷺ کی تسلی کیلئے ہے منکروں اور کافروں کی دل آزار باتوں کا خیال کرتے رہنے سے خواہ مخواہ غم ہی بڑھتا تھا جو لوگ عارفین اور سالکین کے کمالات کے منکر ہوں اور ان کے ساتھ ٹھٹھا مذاق کرتے ہوں جب انہیں سمجھانا فائدہ مند نہ ہو تو ان سے اعراض مناسب ہے اور انتظار کر کہ ان پر وبال نازل ہونے والا ہے

ف۵: محققین نے کہا کہ آپ ﷺ کے ذاتی نام کی بجائے صفاتی نام یعنی نبی سے مخاطب کرنا رسول اللہ ﷺ کی عظمت واکرام کے اظہار کے لیے ہے۔

ف۶: دین کے معاملہ میں ظاہری کافروں اور باطنی کافروں یعنی منافقوں کی کبھی فرمانبرداری نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بری راہ بتلائیں گے ہاں دین کے علاوہ کسی دنیاوی کام میں یا دین میں بھی کسی اچھے کام کا مشورہ دیں تو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ برے آدمی یا بری قوم کے تمام کام برے نہیں ہوتے بلکہ برے کام اسی قدر ہوتے ہیں جو دین کے مخالف ہوں باقی امور جو دین کے مخالف نہیں وہ ضالۃ الحکیم ہے یعنی دانائی اور حکمت کی باتیں مومن کی اپنی چیز ہے جہاں سے پائے وہ اس کا مستحق ہے پس اس کے لینے میں ایسی جلدی کرے جیسے کوئی اپنی چیز کو لیتا ہے۔ (بقیہ صفحہ 921 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝

الرف تمہارے منہ کی ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔ ف۱

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ

تم ان کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر

لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ

تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ

اور جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں لیکن

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

جو کام دل کے قصد سے کرو گے۔ اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ۝ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۚ

مہربان ہے۔ ف۲ اللہ کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى

اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور الٰہی شریعت میں رشتہ دار۔ بعضے بعض کے ساتھ

بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

لگے ایمانداروں اور مہاجروں سے قریب تر ہیں

اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ

لیکن اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو۔ الٰہی شریعت میں

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ

یہ حکم اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ ف۳ اور اے نبی! ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے

مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى

اور نوح سے اور ابراہیم سے اور

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے پختہ وعدہ لیا تھا

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

تاکہ یہ ہوگا کہ راست بازوں کو خدا راست بازی سے سوال کرے گا اور جو لوگ منکر ہیں

ع ۱۵

ف۱: عرب میں ایک عام دستور تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ کی طرح کہہ دیا کہتا تھا شریعت میں اس کو ظہار کہتے ہیں' پھر وہ اس عورت کو بالکل ماں کی طرح سمجھتا اور اپنی بیوی کو ہمیشہ کیلئے اپنے اوپر حرام کر لیتا تھا تو ان کی اصلاح کیلئے یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں ہو سکتی اور اس کو ماں کہنا غلط ہے جو کہ واقعہ کے مطابق نہیں بلکہ واقعہ کے خلاف ہے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ کلام انسانی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کلام جو دل سے نکلے اور دوسرا وہ جنہیں انسان محض زبان سے بک دے ایسے خرافاتی اقوال کے موقع پر قرآن یہی لفظ (قولکم بافواھکم) لاتا ہے۔ دوسری جگہ مسیحیوں کے قول کے متعلق فرمایا کہ نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان کے اپنے اقوال جو وہ اپنے منہ سے ادا کرتے ہیں۔ یعنی ان کو اس بات کا حکم نہیں دیا کہ وہ ایسی بات کہیں بلکہ یہ ان کا اپنا قول ہے کہ جس کا کوئی مقصد اور جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسلام نے ظہار میں وسعت کر کے ہر اس تشبیہ کو ظہار کا باعث سمجھا ہے کہ جس میں خاوند بیوی کے کسی عضو کو ماں کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے کہ جس عضو کو دیکھنا بیٹے پر حرام ہے ہماری زبان میں عورت کو ماں بہن کہہ دیتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوتی البتہ کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر نہ کر سکے تو دو ماہ متواتر روزے رکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو بیک وقت کھانا کھلائے۔

عرب جب عورت کو ماں کہہ کر حرام کر لیتے تو اس کے حقوق زوجیت بھی بالکل ادا نہ کرتے لیکن اس کو اپنے سے جدا اور آزاد بھی نہ کرتے کہ وہ جس سے چاہے نکاح کر لے گویا ایک ہی وقت میں مطلقہ بھی' اور معلقہ بھی اسلام نے اس ظالمانہ دستور کا خاتمہ کیا۔ دوسری چیز ان میں یہ رائج تھی کہ منہ بولے بیٹے کو اپنے حقیقی یا صلبی فرزند کی طرح سمجھنے لگتے اور اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح میں ان کے ہاں ایسی بدنامی ہوتی جیسے اپنی سگی بہو سے نکاح کرنے میں ہوتی ہے اور اسلام نے اس پر ضرب لگائی اور بتایا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کو صلبی بیٹے کی بیوی پر قیاس کرنا کسی طرح درست نہیں اور نہ اس سے نکاح کرنا موجب طعن ہے۔ ھو یھدی السبیل وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور جہالت سے نکالتا ہے۔

ف۲: اس آیت کی تکمیل میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد شدہ غلام زید کو جن میں اب تک عرب اپنے مذاق و محاورہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی انتہائی شفقت و مرحمت دیکھ کر زید بن محمد کہتے تھے اب زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔ اِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ یعنی وہ تمہارے بھائی دینی اعتبار سے ہوں گے نسبی حیثیت سے نہیں کہ میراث وغیرہ جاری ہو سکے۔ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاءَهُمْ سے فقہاء مفسرین نے تقاضوں کی بنا پر یہ مسئلہ نکالا ہے کہ چھوٹا بچہ اگر کہیں گرا پڑا مل جائے یا دارالاسلام میں اسیر ہو کر آ جائے تو وہ مومن سمجھا جائے گا۔ اگر کسی کو مجازاً و شفقۃً بیٹا کہا جائے یا جاہلیت کے آثار مخصوصہ کے ترتب کے بغیر کسی کو فرزندی میں لے لیا اور اسے جائیداد بھی ساری کی ساری بطور ہبہ دے دی جائے تو اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ ما تعمدت قلوبکم کے تحت مفسرین نے کہا ہے کہ نامحرم سے گفتگو کرنے میں نیت فاسد رکھنا یا اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا وغیرہ یہ سب معصیت میں داخل ہے۔ اور اگر ارادتاً ایسا کہہ بھی دیا تو اس کے بعد بھی استغفار کر لو تو اللہ معاف کر دے گا۔

ف۳: کیا انتہاء ہے اس شفقت و تعلق کی جو نبی ﷺ کو اپنی تمام امت کے ساتھ ہے انسان خود اپنا دشمن و بدخواہ تو ہو بھی سکتا ہے اور بعض اوقات جہالت اور غباوت کی بنا پر ایسا ہو بھی جاتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے تو جن پر پوشیدہ سے پوشیدہ مصلحتیں (بقیہ صفحہ 922 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

ان کے لئے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے ف مسلمانو! تم خدا کی نعمت کو

عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم نے ان پر تیز ہوا

وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۱۱﴾

اور فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہ دیکھا تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا ف

اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ

جب وہ تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب

زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ

آنکھیں پھری کی پھری رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اللہ کی

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے تھے اس وقت مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

زور سے ہلائے گئے- ف اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ

وہ محض دھوکا تھے- ف اور جب ان میں سے کئی ایک کہتے تھے کہ اے

يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ

مدینہ کے باشندو! تمہارا یہاں ٹھکانہ نہیں پس تم واپس چلے جاؤ اور ایک گروہ

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ

ان میں نبی سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا تھا- کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ

بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

ان کے گھر غیر محفوظ نہیں وہ صرف بھاگنا چاہتے ہیں- ف اور اگر مخالف فوجیں

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

ان پر مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد میں دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے

ف۵

ف: یعنی ہم نے ان انبیاء کرام سے یہ قول وقرار لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کریں گے اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کوئی ایک لحہ بھی ضائع نہیں کریں گے۔ آل عمران میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اور نبی ﷺ کے حق میں فرمایا تھا کہ وہ مومنین پر ان کی جان سے زیادہ تصرف رکھتا ہے یہاں اشارہ کر دیا کہ یہ درجہ انبیاء کو اس لیے ملا کہ ان پر محنت اور ذمہ داری بھی سب سے زیادہ ہے اکیلے سارے خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا انبیاء کے سوا اور کس کا کام ہو سکتا ہے یہ پانچ انبیاء کرام جن کے نام یہاں خصوصیت سے لیے گئے ہیں یہ اولوالعزم نبی ﷺ کہلاتے ہیں ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا قائم ہے رہے گا ان میں پہلے نام لیا ہمارے نبی ﷺ کا حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب سے بعد ہوا مگر درجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں۔ نیز ہو سکتا ہے کہ ان انبیاء کرام کے ناموں کے تخصیص کی وجہ یہ ہو کہ یہ انبیاء صاحب شریعت تھے۔ لفظ میثاق کے ساتھ غلیظ کے اضافہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ عہد و پیمان کو حلف یا دوسری قیود کے ساتھ موکد کرنا اولیٰ ہے۔

ف: ہجرت کے چوتھے پانچویں سال بنو نضیر قبیلہ کے یہود جو مدینہ سے نکالے گئے تھے وہ ہر قوم میں گئے اور ان کو ابھار ابھار کر قریش مکہ بنی فزارہ اور غطفان وغیرہ کفار عرب اور یہود و نصاریٰ کی متحدہ طاقت کو مدینہ پر چڑھا لائے تقریباً بارہ ہزار کا لشکر جرار پورے ساز و سامان سے آراستہ اور طاقت کے نشے میں چور تھا عام بلوہ کر کے مدینہ منورہ کو آگھیرا بنی قریظہ جو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کئے ہوئے تھے بنو نضیر کی ترغیب سے معاہدات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حملہ آوروں کی مدد کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کی جمعیت کل تین ہزار تھی جن میں ایک بڑی تعداد ان دغاباز منافقوں کی تھی جو ایسے مشکل وقت میں حیلے بہانے کر کے جنگ سے کھسکنے لگے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے شہر کے گرد جس طرف سے حملے کا خطرہ تھا خندق کھودی گئی جو تقریباً ساڑھے تین میل لمبی تھی اور یہ کام ۳ ہزار رضا کاروں کی دس دس ٹولیوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ اس غزوہ کو اسی بنا پر غزوہ خندق کہتے ہیں۔ عشق الٰہی میں سرشار سپاہی اور ان کے سالار الاعظمؐ اس سنگلاخ زمین کی کھدائی میں حیرت انگیز قوت اور طاقت مردانہ کے ساتھ مشغول تھے مجاہدین پتھریلی زمین پر کدال مارتے اور کہتے نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا ادھر نبی ﷺ ان کے حق میں دعا گو ہوتے اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ۔ خندق تیار ہوئی تو اسلامی لشکر نے دشمن کے مقابل مورچے جما دیئے۔ بیس پچیس روز تک دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں باوجود کثرت تعداد کے کفار کے اندر اتنی جرأت بھی نہ پیدا ہوئی کہ وہ شہر پر عام حملہ کر دیتے البتہ دور سے تیر اندازی ہوتی رہی فریقین کے خاص خاص افراد میدان جنگ میں اپنی طاقت دکھاتے رہے۔ مسلمان محصورین کی حیثیت میں تھے تاہم انہوں نے عورتوں بچوں کو شہر کی مضبوط اور محفوظ جگہوں میں پہنچا کر بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ شہر کی حفاظت و مدافعت کا فریضہ انجام دیا آخر کار نعیم بن مسعود الاشجعی کی ایک عاقلانہ اور لطیف تدبیر سے مشرکین اور بنی قریظہ کے یہود میں پھوٹ پڑ گئی ادھر کفار کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا غیر مرئی لشکر مرعوب کر رہا تھا اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ایک رات سخت خوفناک ہوا کا جھکڑ چلا دیا اور ہر طرف سے سخت ہوا سے ریت اور سنگریزے اڑ کر کفار کے منہ پر لگتے تھے۔ ان کے چولھے بجھ گئے برتن زمین پر جا پڑے خیمے اکھڑ گئے (بقیہ صفحہ 922 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا

پھر تو شہر میں بہت کم ٹھہرتے۔ ف۱ حالانکہ اس سے پہلے خدا سے وعدہ

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

کر چکے تھے کہ ہرگز پیٹھ نہ دیں گے۔ اور خدا کے وعدے کا

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

سوال ضرور ہو گا۔ ف۲ تو کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾

تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے۔ ف۳

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ

تو کہہ بھلا اگر خدا تمہارے حق میں برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے

سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

تو اللہ سے ورے کون ہے جو تمہاری حفاظت کر سکے؟ اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

اور مددگار نہ پائیں گے ف۴ جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں

الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ

سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ خدا ان کو خوب جانتا ہے۔

وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ

یہ منافق لوگ تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں ف۵

فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ

جب کوئی خوف آتا ہے تو تم ان کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں

اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا

جیسے کسی پر موت سے غشی آئی ہو۔ پھر جب

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى

وہ خوف چلا جاتا ہے تو یہ لوگ بہتری کی امید پر بڑی تیز لسانی سے تمہارے

الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ

ساتھ باتیں کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ نے ان کے نیک کام ضائع کر دیئے

ف۱: مطلب یہ کہ اگر کہیں کافروں کا لشکر مدینہ میں داخل ہو جائے اور ان منافقوں سے کہے کہ آؤ کہ ہم تم مل کر تمام مسلمانوں سے مقابلہ کریں تو یہ لوگ بغیر سوچے فوراً آمادہ ہو جائیں اور مسلمانوں کی لوٹ مار پر اٹھ کھڑے ہوں اور اس وقت یہ ذرا بھی خیال نہ کریں کہ آخر اب غیر محفوظ گھروں کی حفاظت کون کرے گا۔ یہ سب ان کی انتہائی مذمت میں ارشاد ہوا ہے۔ وما تلبثوبها میں ضمیر ھا بیوت کی طرف ہے۔ والضمیر علی کل التقدیر للبیوت (ابن کثیر)

ف۲: اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ان لوگوں نے غزوۂ احد کے موقع پر جو کمزوری دکھائی تھی اس کے بعد وہ اپنی ندامت کو دور کرنے کے لئے کہتے رہے کہ اگر اللہ نے اب کوئی موقع پیدا کر دیا تو وہ جم کر لڑیں گے اور ہرگز پیٹھ نہیں پھیریں گے۔ مگر جب غزوۂ خندق میں دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جانے کا موقع آیا تو بھاگ جانے کے لیے بہانے ڈھونڈنے لگے۔

ف۳: موت یا قتل ہو جانے کے اندیشہ سے جنگ سے فرار اختیار کرنا جب کہ وہ ایک دینی فریضہ ہو بالکل بے فائدہ بات ہے کیونکہ اس صورت میں اگر جینے کا موقع مل بھی گیا تو وہ بہت تھوڑا ہوگا اور بالآخر لوٹنا اللہ ہی کے حضور ہوگا اور اس طرزِ عمل کا نتیجہ محرومی اور ناکامی ہی کی شکل میں سامنے آئے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں جان کا خطرہ مول لینے کی ترغیب دیتے ہوئے بڑی حقیقت افروز بات ارشاد فرمائی تھی: ''جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے اسے کھوئے گا اور جو کوئی میری خاطر اپنی جان کھوئے گا اسے پائے گا۔ اور اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اٹھائے اسے کیا فائدہ ہوگا؟'' (متی ۱۶: ۲۵،۲۶)

ف۴: سوءِ برائی مثلاً یہی کہ وہ تمہیں ہلاک کرنا چاہے تو کون تمہیں بچا سکتا ہے۔ رحمۃ مثلاً یہ کہ وہ تمہیں زندہ رکھنا چاہے تو کون اس میں مانع ہو سکتا ہے؟ کوئی نہیں کیا تم نے نہیں سنا:

اوست سلطان ہر چہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند

اس لیے کوئی بھی ان کو نہ بچا سکے گا۔ ولی یا حامی تو وہ جو نفع پہنچا سکے نصیرا یا مددگار وہ جو ضرر سے بچا سکے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی اور مددگار نہ پائیں گے کیونکہ ؎

ہست سلطانی مسلم مر اورا
نیست کس را زہرۂ چوں وچرا

ف۵: اس بات کو تم ذہن میں رکھو تا کہ جو خود بھی تمہارے ساتھ کسی کام میں شریک نہیں ہوتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور اپنے ملکی اور آبائی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور لڑائی سے الگ رہو تو تمہاری جان بچ جائے گی اور تم چین اور سکھ سے زندگی بسر کر سکو گے میاں! دنیا میں آخر انسان کو کبھی کسی سے مطلب اور کبھی کسی سے کام تو پڑتا ہی ہے جب ہی تو کسی دنیادار تجربہ کار نے کہا ہے ؎

بشر کو چاہیے ملتا رہے زمانے میں
کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہے یقین جانو اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے کیونکہ یہ منافق لوگ تم مسلمانوں کے دل سے خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں تمہارے قوی کاموں میں نہ مال سے مدد کرتے ہیں نہ جان سے اسی لیے یہ تمہارے کاموں میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۲۰﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ

اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے۔ ف۱ ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے

يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ

کہ لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر کوئی لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم

بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ

دیہاتوں میں بسے ہوئے وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور اگر یہ

كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ ف۲

لوگ تم میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔ رسول خدا میں تمہارے لئے یعنی

فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ

جو لوگ اللہ کی ملاقات اور پچھلے دن کی بہتری کی امید رکھتے ہیں اور خدا کو

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ

بہت بہت یاد کرتے ہیں عمدہ نمونہ ہے ف۱ اور جب ایمانداروں نے

الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم سے کیا ہوا ہے

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا

اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے بھی انکے ایمان اور تسلیم

وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا

میں زیادتی ہوئی۔ ف۳ انہی ایمانداروں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کے ساتھ

عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ

جو انہوں نے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے نکلے ان میں سے بعض نے اپنی کامیابی حاصل کرلی

مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۡ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ

اور بعض ان میں کے ابھی انتظار میں ہیں اور انہوں نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی ف۴ نتیجہ یہ ہوگا

الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَاۗءَ

کہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے گا اور منافقوں کو چاہے گا تو عذاب ہوگا یا

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

ان پر رحم کرے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۵

اور بے کار ہونے کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے عدل وحکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کردے لیکن اس لیے بھاری نہیں رہتی کہ خود عمل ہی کے اندر ایسی خرابی چھپی ہوتی ہے جو کسی طرح اس کو درست نہیں ہونے دیتی جیسے بے ایمان کا عمل کیونکہ ایمان ہر عمل کی شرط اور روح ہے۔ اس کے بغیر عمل مردہ ہے۔ تو پھر قبول کس طرح ہوگا اور کافر چاہے کتنی ہی محبت کرے وہ سب بے کار ہے۔

ف۲: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور قیامت کے روز کی بہتری کی توقع رکھتے ہیں اور آخری دن کے لیے تیاری کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے لیے عمدہ نمونہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا اتباع تو مومنین پر چھوٹے بڑے ہر امر میں واجب ہے اور آپ کی زندگی انسان کے لیے انفرادی واجتماعی، خانگی وملی، معاشرتی اور اخلاقی ہر ہر گوشہ میں شمع ہدایت ہے۔ لیکن یہاں اشارہ خصوصی معرکہ جنگ میں ثابت قدمی اور مضبوط رہنے کے متعلق ہے یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اور آپ کے اقوال، افعال اور احوال کی پیروی کرنے میں ایک اصل عظیم ہے اور اس سے زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء و پیروی کے وجوب پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ فی رسول اللہ اس لفظ نے صاف کردیا کہ یہ اقتداء کا وصف رسالت کے اعتبار سے ہوگا، رسول اللہ میں لفظ اللہ سے یہ نکتہ پیدا کیا گیا ہے کہ رسول کے کمالات شخصاً آپ کی جانب نہیں بلکہ براہ راست حق تعالیٰ کی ہی کی طرف منسوب ہیں۔

ف۳: پکے اور خالص مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے تذبذب اور پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ اور رسول کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ حالات کے مختلف ہونے کی بنا پر لوگوں کے ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے جیسا کہ جمہور ائمہ کا قول ہے۔

ف۴: مراد ان معاہدین سے حضرت انس بن النضرؓ اور ان کے رفقاء ہیں یہ حضرات اتفاق سے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہونے پائے تھے تو ان کو یہ افسوس ہوا اور عہد کیا کہ اگر اب کوئی جہاد ہوا تو اس میں ہماری جان توڑ کوشش دیکھ لی جائے گی، مطلب یہ کہ منہ نہ موڑیں گے بلکہ مارے جائیں گے۔ منافقین نے جو عہد کیا تھا کہ لا یولون الادبار اسے توڑ کر وہ بے حیائی سے میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ ان کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھایا بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور نبی کی رفاقت سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ وہ لوگ اللہ اور رسول کو جو زبان دے چکے تھے (بقیہ صفحہ 923 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: ابن عباسؓ نے کہا کہ سلقوکم کا معنی ہے استقبلو کم یعنی تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور قتادہؓ نے کہا کہ غنیمت تقسیم ہونے کے وقت تو بڑی حرص اور طمع سے مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ لڑائی میں شامل تھے اور لڑائی میں بڑے نامرد اور بزدل ہیں اور مارے خوف کے ان کا دم خشک ہوجاتا ہے اور ہوش حواس اڑ جاتے ہیں یہ جھوٹ اور نامردی کے پتلے ہیں۔ اس آیت میں منافقوں کی بزدلی اور حرص دونوں کا بیان آ گیا۔ اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ یعنی ان میں ایمان تو پہلے ہی سے نہ تھا اور اسی لیے تو ان کے کسی عمل اور ظاہری طاعت کا اجر نہیں ہے۔

تنبیہ: جب اللہ اور رسول پر ایمان نہیں تو کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوسکتا۔ جہاں اعمال کے ضائع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَ
اللہ نے کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس کیا انہوں نے کچھ فائدہ نہ پایا اور
كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝
اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا۔ خدا بڑا قوی اور غالب ہے ف
وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان کی مدد کی تھی خدا نے ان کو قلعوں میں سے
صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ
باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے
وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ
اور ایک جماعت کو قید اور ان کی زمینوں مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کردیا۔
وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ
اس کے علاوہ اور زمین کا بھی تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور
شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ف اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ
خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں۔ ف اور اگر تم اللہ اور رسول کی
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ
خوشنودی اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم نیکوکاروں
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ
کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے ف اے پیغمبر کی بیویو!
مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا
جو کوئی تم میں سے کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو
الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝
دگنا عذاب کیا جائے گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے۔ ف

ف۱: کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے بچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا البتہ ان کا عمرو بن عبدود جیسا نامور بہادر جسے ایک ہزار سواروں کے برابر گنا جاتا تھا اس لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ضرور قتل ہوا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے آپ نے فرمایا تم لے جاؤ ہم مردوں کی قیمت کھانے والے نہیں ہیں۔ کفی اللہ المومنین القتال یعنی بغیر کسی بڑی لڑائی کے انہیں نجات دلادی محمد بن عبداللہ ﷺ جس طرح حالت امن میں بہترین مدبر و بہترین منتظم تھے اسی طرح حالت جنگ میں بہترین جنرل بھی تھے ترتیب صفوف، مورچہ بندی وغیرہ کے تمام مسائل فن حرب میں بے مثال بصیرت رکھنے والے تھے لیکن باوجود اس سب کے قرآن مجید میں آپ کے لشکروں کی فتح و ظفر کو آپ کے کمالات سپہ سالاری کی جانب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و حکمت کی جانب منسوب کرتا رہتا ہے اور قرآن کا مقصود ہی یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں بندہ کا تعلق براہ راست حق تعالیٰ ہی سے جڑا رہے۔

ف۲: یعنی ابھی تم ان مقامات تک پہنچے نہیں ہو لیکن اس نے تو اپنے علم ازل میں تمہیں اس کا مالک کب کا کر دیا ہے۔ قبائل یہود کی زمینیں اور جائیدادیں جو بالآخر کچھ روز بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اس جزم کے ساتھ اعلان ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کرہی کون سکتا تھا۔ ارضالم تطوھا کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے قیامت تک جتنے علاقہ جات بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں وہ سب اس میں داخل ہیں۔ یہاں اشارہ خیبر کی زمین کی طرف ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت تک ابھی فتح نہیں ہوئی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کا فتح ہونا تھا جو کہ ہو کر رہا۔ ان اللہ علی کل شی قدیر وہ جو چاہے کر سکتا ہے صرف حکم کی دیر ہے اگر وہ اپنے کسی مقرب بندے کو تنگ حال رکھتا ہے تو اس میں بھی کوئی حکمت ہوتی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کو اللہ تعالیٰ اس کو وسعت نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو بھی ایسی ہی حالت مرغوب ہوتی ہے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر وسعت روزگار کا اختیار دیا جائے تو وہ کہتے ہیں ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند؟

ف۳: یعنی اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو اور اس لیے مجھے تنگ کرتی ہو کہ میں تم کو فاخرہ لباس اور زیورات بنا دوں تو بہتر ہے کہ آؤ میں تمہیں کچھ دے کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں کیونکہ مجھ درویش کے گھر میں اس قسم کے جھگڑے غیر موزوں ہیں کیا تم نے نہیں سنا ؎

قرار درتف آزادگان نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

زیور کی خواہش عورتوں میں طبعی ہے اسی لئے ازواج مطہرات نے عورت کی عادت کے مطابق زیب و زینت کیلئے کچھ چیزیں مانگیں اور اس پر بضد ہوئیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تردن کا لفظ بہت اہم دنیوی زندگی اور اس کے جائز عیش ہرگز ممنوع نہیں ہیں، بلکہ ممنوع و مذموم انہیں مقصود بنا لینا ہے۔

ف۴: منکن میں من بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں نبی ﷺ کی تمام کی تمام بیویاں نیک تھیں یہ نہیں کہ بعض ان میں نہ ہوں اس لیے کہ دوسری آیت میں تمام ازواج مطہرات کو طیبات کہا ہے۔ اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ پس اس جگہ من تبعیضیہ مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ (بقیہ صفحہ 923 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝
تو ہم اس کو دُگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ ف۱
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبے کی نہیں ہو۔ اگر تم ڈرتی ہو
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ
تو تم دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ اپنے مطلب کی توقعات
مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
باندھنے لگیں گے اور دستور کے موافق بات کہا کرو۔ ف۲ اور اپنے مکانوں میں قرار سے رہو اور پہلے
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ
زمانہ جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر پھرنا نہ پھرنا اور نماز پڑھتی رہنا
وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔ ف۳ اللہ کو
اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
بس یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت سے نجاست دور رکھ کر تم کو
تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ
پاک رکھے۔ ف۴ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت تمہارے
اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ع
گھروں میں پڑھی جاتی ہے تم ان کو خوب یاد کیا کرو۔ بے شک اللہ بڑا راز دان باریک بین خبردار ہے

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
مسلمان مردوں اور عورتوں ایماندار مردوں اور عورتوں
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ
فرمانبردار مردوں اور عورتوں سچے یعنی راست گو مردوں اور عورتوں
الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ
صابر مردوں اور عورتوں ڈرنے والے مردوں اور عورتوں

ف: رِزْقًا سے مراد محض کھانے پینے ہی کی نہیں بلکہ ہر قسم کی نعمتیں ہوتی ہیں "اجرھا مرتین" ذمہ دار یا خاص لوگوں کی نافرمانی بھی عام اور غیر ذمہ دار لوگوں سے زیادہ سخت ہوتی ہے اسی طرح ان کی اطاعت بھی دوسرے لوگوں کی اطاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے تو اسی لئے وعدہ اور وعید دونوں چیزوں میں یہ لوگ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ خود نبی ﷺ کو فرمایا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ امہات المومنین سے خدمت واطاعت کا ظہور آپ ﷺ کے قلب کیلئے زیادہ راحت افزا ہوگا اور اسی طرح اس کے خلاف ان کا عمل بھی آپ ﷺ کے لیے زیادہ تکلیف کا باعث ہوگا۔ اعتدنا میں اضافت تشریفی ہے یعنی خود ہم نے تیار کیا ہے۔ منکن میں من بیانیہ تبعیضیہ نہیں، وہ رزق کریم کیا ہے؟

س کا تعین انسانی سوچ سے بہت آگے ہے بہرحال کوئی ایسا صلہ ہوگا جو دوسرے عطیات سے ممتاز تر ہے۔

ف۲: یعنی تم حرم نبوی ہو تم محبط نزول وحی ہو تم اہل بیت رسول ہو غرض تم احترام کے لحاظ سے سب کی سردار ہو کیونکہ تمام امت نے تمہارے طریق پر چلنا ہے اور ازواج نبی رضوان اللہ علیہن کا مرتبہ عزت وشرف امت کی عام عورتوں سے یقیناً کہیں زیادہ ہے لیکن یہ شرط بہرحال ان کے لئے بھی ہے کہ جادۂ تقویٰ سے ان کا قدم نہ ہٹنے پائے۔ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی تم میں صرف انسانیت ہی نہیں بلکہ دوسرے اوصاف فاضلہ بھی ہیں جن سے مساوات ومماثلت ممکن نہیں۔ ان تینوں آیات کا مجموعہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جس کی فضیلت زیادہ ہے اس کی اطاعت وفرمانی دوسرے لوگوں سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں اور یہی اصل اصول ہے۔ زدیکاں راپیش بود حیرانی۔ عورت کی آواز میں جو قدرتی نرمی اور لوچ ہوتا ہے اس کو مرد کی خواہش نفسانی کے ابھارنے میں بڑا دخل ہے چنانچہ ماہر نفسیات نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کے ہمہ داں ہمہ بیں شارع عزوجل نے نفس کے اجزاء احکام کی ترتیب میں اس محرک کو بھی پوری طرح پیش نظر رکھا ہے اور اس کی ہدایت امت کی ہر عورت کے لیے ہے کہ اپنی آواز کی نزاکت سے کسی نامحرم کو ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہ دے اور ازواج نبی ﷺ کے لیے ان کے شرف واحترام کی مناسبت سے اس کا اور زیادہ اہتمام ہے اسی لیے فرمایا کہ جواب دیتے وقت بھی تم کسی غیر معمولی نزاکت کا اظہار نہ کرنا یہ مطلب بھی نہیں کہ تم خواہ مخواہ درشت زبانی اختیار کرو نہیں بلکہ تم ایسی نرمی سے بات کرو جس میں کسی قسم کی غیر معمولی نزاکت آمیز نرمی معلوم نہ ہو جیسا کہ بعض نازک مزاج عورتیں معشوقانہ ادائیں ہر رنگ میں دکھایا کرتی ہیں۔ اس میں اسباب فتنہ سے بچنے کا ارشاد ہے اگرچہ اسباب بعیدی ہوں خصوصاً عورتوں کے بارے میں اور جب مطلق گفتگو کے باب میں یہ اہتمام ہے تو نغمہ وموسیقی ظاہر ہے کہ عورت کے حلق ودہن سے نکلا ہوا نامحرم کے حق میں کیا حکم رکھے گا۔

ف۳: یعنی بلا ضرورت گھروں سے باہر نہ نکلو اور مردوں سے اختلاط کے مواقع نہ آنے دو جیسے کہ جاہل عورتیں پھرا کرتی ہیں کہ ہر کوئی ان کو دیکھتا ہے اور دل لگی کرتا ہے تم ایسا مت کرنا ہاں شرعی یا دنیوی ضرورتوں سے شرعی پردہ کر کے باہر نکلنا اس سے مستثنیٰ ہے مقصود اس حکم سے اختیار عفت وپارسائی ہے۔ پس اگر عورت فاحشہ باوجود خوش کاری کے پردہ کرتی ہے تو وہ بھی اس حکم کی نافرمان کہلائے گی۔ شارع کے ارشادات سے یہ بداہتہ ظاہر ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر لوگوں کو تاک جھانک کا موقع نہ دے رہا ستر کا مضمون کہ عورت کے لیے کن اعضاء کو کن مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے (بقیہ صفحہ 924 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَ

صدقہ کرنے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں

الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں

وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

اور عورتوں کے لئے اللہ نے بخشش اور بہت بڑا بدلہ تیار کر رکھا ہے۔ف۱

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

اور کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جب کسی کام میں خدا اور اس کا رسول

اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ

فیصلہ دیں تو ان کو بھی اپنے کام میں اختیار باقی ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ

رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے ف۲ جب تو اس شخص کو

لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ

جس پر اللہ کے انعام تھے اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہہ رہا تھا کہ

عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ

تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا

مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ

جسے اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو لوگوں سے خوف کرتا تھا حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ

پس جب زید نے اس عورت سے اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا

عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا

تا کہ مسلمانوں کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں

مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَي

کوئی مضائقہ نہ ہو اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔ف۳ خدا نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے

النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ

نبی کو اس میں مضائقہ نہیں ہوتا یہی دستور خداوندی

ف۱: ان کے اعمال صالحہ کا بدلہ ان کو ضرور ملے گا لیکن فرمانبرداری اس کا نام نہیں کہ صرف زبان سے ہاں ہاں کرے اور عمل کچھ بھی نہ ہو بلکہ فرمانبرداری یہ ہے کہ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے اس آیت میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی تصریح برابر ہوتی چلی گئی ہے حالانکہ قرآن کا عام دستور ہے کہ مردوں کے ذکر میں عورتیں ضمناً وطبعاً شامل ہی ہوتی ہیں لیکن یہاں تعریف اصلاً ومستقلاً ازواج انہی ہی کی مقصود تھی اور جو مقصود ہو اسے ضمناً وطبعاً نہیں پیش کیا جاتا۔ مردوں کے لیے اَلْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ اور عورتوں کے لیے صرف اَلْحَافِظَاتِ گویا مردوں کے لیے تصریح اور عورتوں کے لیے کنایہ اس کی توجیہ دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اس میں عورتوں کو تعلیم حیائے ذکری کی وہ سمجھیں کہ اللہ ان کی تعلیم تک میں کنایہ پر کفایت کرتا ہے دوسرے یہ کہ مرد کے لیے صرف اعضائے مردانہ کا تحفظ کافی ہے بخلاف اس کے کہ عورت کی ہر چیز عورت ہوتی ہے اسے اپنے حفظ کے لیے اپنے رفتار وگفتار اور لباس وآواز گویا کہ ہر چیز میں احتیاط رکھنا لازمی ہے۔

ف۲: اس آیت کے متعلق تفسیروں میں شان نزول لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید سے کرنا چاہا تھا مگر چونکہ زید ایک غلام تھا اور زینب ایک شریف خاندان کی آزاد عورت تھی اس لیے زینب اور اس کے بھائی دونوں نے یہ رشتہ نامنظور کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اگر بغور دیکھا جائے تو یہ شان نزول صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اصول شریعت کے مطابق نکاح کرنا ایک شرعی حکم ہے مگر یہ بات کہ نبی کسی خاص عورت کو کسی خاص مرد سے یا کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے نکاح کرنے پر شرعی طور پر مامور کرے صحیح نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو فلاں مرد سے شادی کر اور اگر وہ عورت نہ مانے تو نافرمان قرار پائے اگرچہ وہ خود نبی کی طرف سے سفارش بھی ہوتا ہم مسلمان اس میں مختار ہے۔ اس اصول عامہ کو ملحوظ رکھ کر روایت مذکورہ کو جانچیں تو وہ ہم کو راوی کا اپنا فہم معلوم ہوتا ہے جو واقعات پر مبنی نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات راوی اپنے فہم سے کسی آیت کو ایک واقعہ کے ساتھ چسپاں سمجھتا ہے تو وہ حکم لگا دیتا ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق اتری ہے چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں اور شان نزول کا تعدد بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے متعلق بھی متعدد شان نزول آئے ہیں علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیت تمام احکام میں عام ہے جب کبھی اللہ اور رسول کسی کام میں حکم دیں تو کسی مسلمان کو اس کی مخالفت جائز نہیں۔

ف۳: بعض نادان دوستوں نے اپنی نادانی سے اس آیت کے متعلق وہ الفاظ جمع کر دیئے ہیں کہ ایک شریف آدمی کو سنتے ہوئے شرم آتی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دفعہ زید کے گھر میں تشریف لے گئے تو زینب جو ایک خوبصورت صاحب حسن وجمال عورت تھی دوپٹہ لیے بیٹھی تھی آپ کی نظر اس پر پڑ گئی بس ایک نگاہ میں دل ایسا بے قابو ہوا کہ آپ کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ اللہ تعالیٰ دلوں کے پھیرنے والا ہے جب زید آیا تو زینب نے اس سے یہ واقعہ ذکر کیا زید سمجھ گیا اور اس کے دل میں زینب کی طرف سے کچھ کراہت پیدا ہوگئی اور اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب کو طلاق دینے کا منشا ظاہر کیا۔ صاحب خازن نے لکھا ہے کہ ایسا کہنے والے نے نبی ﷺ کی شان میں بہت بڑا جملہ کہا ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ زینب کو آج پہلی مرتبہ دیکھا ہو حالانکہ زینب آپ کی پھوپھی زاد تھیں اور بچپن میں آپ اس کو دیکھتے رہے اس وقت پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لیے عورتیں آپ سے چھپتی بھی نہ (بقیہ صفحہ 925 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے تھے اور خدائی حکم ہی
مَّقْدُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ
کا اندازہ ہوتا ہے جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی سے
وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب
حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
کرنے کو کافی ہے۔ ف محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ سب کچھ
عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا
جانتا ہے۔ ف مسلمانو! اللہ کو بہت بہت
كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ
یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو وہ خود اور
يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰۗىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اس کے فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر
اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ
نور کی طرف لے چلے۔ خدا مومنوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔ ف جس روز اس سے ملیں
يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا
گے ان کو سلام کا تحفہ ملے گا اور خدا نے ان کے لئے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے۔ اے
النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّ
نبی! ہم نے تجھ کو گواہ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے
دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ
حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور
الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا
ماننے والوں کو خوش خبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل ہے۔ ف اور کسی کافر

ف: پیام الٰہی تبلیغ عام ہے قولی اور فعلی ہر قسم کی تبلیغ کے لیے گزشتہ انبیاء کے قصے محض آپ کی تقویت قلب کے لیے ہیں ورنہ آپ تو ویسے بھی کبھی غیر اللہ کے خوف کو خاطر میں نہیں لاتے پھر اس نکاح کے معاملہ میں رکاوٹ کیوں ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی کثرت ازواج مشہور ہے۔ جو الزام سفہاء آپ کو دے سکتے ہیں انبیائے سابقین کی لائف میں اس سے بڑھ کر نظیریں موجود ہیں لہٰذا اس طرح کی سفیہانہ اور جاہلانہ نکتہ چینیوں پر نظر نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ آج جو آپ پر طعن کرنے والے ہیں وہ بھی کل حساب سے بچ نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ حساب کرنے کیلئے کافی ہے اسی لیے وہ اپنے بندوں کے اخلاص اور نیک اعمال کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

ف: زید بن حارثہ جن کو آپ نے متبنیٰ کر لیا تھا واقعی آپ کے بیٹے نہیں بن گئے تھے کہ ان کی مطلقہ سے آپ نکاح نہ کر سکیں ایک زید تو کیا آپ تو مردوں میں سے کسی کے بھی حقیقی باپ نہیں جب ان کا کوئی بیٹا ہی نہیں تو بہو کے ساتھ نکاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی اولاد میں لڑکے ہوئے جو بچپن میں فوت ہو گئے اور بعض اس آیت کے نزول کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے یا بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہ زہراؓ کی ذریت دنیا میں پھیلی ہاں اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے سب آپ کے روحانی بیٹے ہیں آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگ گئی اب کسی کو عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا جن کو نبوت ملنا تھی مل چکی اسی لیے آپ کی نبوت کا وقت تمام انبیاء کے بعد رکھا جو کہ قیامت تک چلتا رہے گا حضرت عیسیٰؑ کی آخر زمانہ میں آمد بحیثیت نبی کے نہیں ہوگی ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا آپ کی حیثیت ایک امتی کی ہوگی جیسے آج تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں موجود ہیں مگر ہر طرف عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے اگر آج موسیٰؑ زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں خاتم الانبیاء کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت میں تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی پر ختم ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ خاتم اور خاتم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں اسی لیے نبوت آپ پر ختم ہوگئی اور نبوت کی تکمیل آپ کی آمد سے ہوگئی بہر حال ذات محمد ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے یہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے جو اجراء نبوت کا اب بھی قائل ہے وہ قطعاً کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور حکومت اسلامی میں واجب القتل ہے۔

تنبیہ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ:۳) جب کوئی درجہ مزید تعلیم و اصلاح کا باقی نہ رہا تو اب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی کیا رہی۔

ملحوظہ: ان محققین کی باتیں محض عقیدت پر مبنی اور دلیل شرعی سے عاری ہیں۔ کیا آپ کی روحانیت عظمیٰ آپ کی ولادت باسعادت سے ہزاروں برس قبل انبیاء پر اپنا فیض تقسیم کر رہی تھی۔ سچ ہے حبك الشيء يعمي و يصم۔ (عفیف)

ف: طاعتیں اور عبادتیں جتنی بھی ہیں سب ذکر الٰہی کی فرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان فرمایا کہ عظیم الشان نبی انبیاء کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا اس پر اس کا شکر ادا کرو اور منعم حقیقی کو (بقیہ صفحہ 925 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

یا منافق کا کہنا نہ مانیو اور تو ان کی ایذا کی پروا نہ کریو اور اللہ پر بھروسہ

اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

کریو۔ اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ ف۱ مسلمانو! جب تم ایماندار

نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

عورتوں سے نکاح کرو پھر جماع سے پہلے ہی تم ان کو طلاق

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

دے دو تو تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو۔

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ

پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ رخصت کیا کرو۔ ف۲ اے نبی! تیری بیویاں

اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ

جن کو تو نے حق مہر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو اللہ نے

يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

تجھے مرحمت کی ہیں تیرے چاچا کی بیٹیاں تیری پھوپھی کی بیٹیاں تیرے ماموں کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۪ وَ

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور جو

امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ

ایماندار عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے بشرطیکہ نبی اس سے

اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۫ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

نکاح کرنا چاہے تو ہم نے تیرے لئے حلال کی تھیں۔ یہ اجازت خالص تیرے لئے تھی اور مسلمانوں کے

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

لئے نہیں ان کے لئے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے

اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں تاکہ تجھ پر کسی طرح کی تنگی نہ ہو اور اللہ

رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ

بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ف۳ ان میں سے جس کو تو چاہے الگ کردے اور جس کو چاہے

منزل

ف۱: جیسا کہ اس نکاح کے واقعہ میں آپ کی طرف سے تبلیغ فعلی تھی اور ان کی طرف سے آپ کو ان کے نازیبا کلمات سے آپ کو سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اس سے آپ کو اس الجھن اور فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کا تو مقصد یہی ہے کہ آپ طعن وتشنیع وغیرہ سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں اگر فرض محال آپ ایسا کریں تو گویا آپ ان کا مطلب پورا کردیں گے اور ان کا کہا مان لیں گے (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ضرر سے بچالے گا اللہ تعالیٰ کی کارسازی کا مراقبہ خود ہر تلخی کو شیرینی میں تبدیل کردینے کے لیے کافی ہے۔

ف۲: جمہور نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول علیؓ اور ابن عباسؓ اور جابرؓ، معاذؓ عائشہؓ اور سعید بن سیبؒ اور اکثر اہل علم کا مذہب ہے اور امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بغیر مالک ہونے کے طلاق دینا اور آزاد کرنا اور بیچنا نہیں ہوتا بخاری میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو بعد نکاح کے ٹھہرایا ہے اور علماء کا اجماع ہے کہ جب جماع سے پہلے طلاق دی جائے تو عدت نہیں لیکن جس عورت کا خاوند مرجائے وہ چار مہینے دس دن عدت گزارتی ہے اگرچہ خاوند نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو۔ جبکہ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ خلوت سے بھی مہر اور عدت لازم آتی ہے گو صحبت نہ ہوئی ہو۔ آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عدت صرف علیحدگی سے نہیں بلکہ جماع سے لازم آتی ہے جو مرد اپنی عورت کو بغیر صحبت کے طلاق دے اگر اس کا مہر مقرر ہو چکا تھا تو نصف مہر دینا ہوگا ورنہ کچھ فائدہ پہنچا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردے اور عورت اسی وقت چاہے تو نکاح کرلے۔ اور نکاح گو کتابیہ عورتوں سے بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ مومنات کے ساتھ کیا جائے۔ لکم کی ضمیر مذکر سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ عدت خاوند کا حق ہے جس طرح کہ لڑکے پر والد کا حق ہے فیه دلیل علی ان العدة تجب علی النساء (مدارک) اور اس میں اس بات پر دلیل ہے عورتوں پر عدت واجب ہے۔ نکاح ہو یا طلاق رفاقت ہو یا افتراق قرآن خوبی وخوش اسلوبی کی شرط ہر جگہ لگائے ہوئے ہے جو کچھ بھی ہو بالمعروف ہو یعنی شریفانہ طرز پر ہو حفظ وضع وپاس ناموس کے ساتھ ہو بدنمائی کی صورت بہرحال پیدا نہ ہونے پائے۔

تنبیہ: نکاح کے لغوی معنی تو صحبت یا جماع کے ہیں مگر قرآن مجید میں عموماً عقد نکاح کے معنی میں آیا ہے۔

ف۳: لونڈیاں باندیاں جو غنیمت وغیرہ سے ہاتھ لگی ہوں تیری عورتیں جن کا مہر دے چکا یعنی جو اب تیرے نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں سب حلال ہیں ان میں سے کسی کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں اور چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی بیٹیاں یعنی قریش کی جو باپ یا ماں کی طرف سے قرابت دار ہوں بشرط ہجرت کے حلال ہیں ان سے نکاح کرسکتے ہوں غیر مہاجر بیویاں اس قید سے نکل گئیں۔ معلک میں قید معیت زمانی کی نہیں بلکہ اس سے مراد صرف عمل ہجرت میں موافقت سے ہے اور جو عورت نبی کو اپنی جان ہبہ یعنی بغیر کسی مہر کے نکاح میں آنا چاہے تو وہ بھی حلال ہے اگر آپ اس طرح نکاح میں لانا پسند کریں اور یہ اجازت خاص نبی کے لیے ہے گو آپ نے اس پر کبھی عمل نہیں کیا شاید ان اراد النبی کی شرط سے اباحت مرجوحہ سمجھی ہو بہرحال دوسرے مسلمانوں کے لیے وہی حکم ہے جو معلوم ہو چکا یعنی بلا مہر نکاح نہیں خواہ عقد کے وقت ذکر آیا خواہ بعد میں مقرر کیا اور مہر مقرر نہیں کیا تو پھر اس عورت کا مہر برادری کی عورتوں کے مہر کی مثل لازمی ادا کرنا ہوگا تو مہر مثل جو اس کی اللہ تعالیٰ نے نبی سے یہ قید اٹھا دی تھی (بقیہ صفحہ 926 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ

اپنے پاس بلا لے اور جس کو تو نے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو طلب کرلے تو تجھ پر گناہ نہیں

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ

یہ اس لئے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں غمگین نہ ہوں اور جو کچھ بھی

بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں اور اللہ کو تمہارے دلوں کے خیالات معلوم ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ

کیونکہ اللہ جاننے والا حلم والا ہے- ف۱ آج سے بعد ان کے سوا کوئی عورت بھی

بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

تجھے حلال نہیں نہ کسی اور بیوی کو ان کے قائم مقام کرنا جائز ہے اگرچہ عورت کی

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

خوبصورتی تجھے بھلی معلوم ہو- لیکن اگر کوئی لونڈی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ ہر ایک چیز

شَىْءٍ رَّقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ

پر نگران حال ہے- ف۲ مسلمانو! نبی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل نہ

النَّبِىِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

ہوا کرو ہاں جب تم کو کھانے کے لئے اذن دیا جائے مگر کھانا پکنے سے پہلے

اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ

نہ آیا کرو- ہاں ٹھیک دعوت کے وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو

فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ

تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو اس سے پیغمبر

يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ مِنْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْىٖ مِنَ

کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ حق بات کے اظہار

الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ

سے نہیں رکتا- ف۳ اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ

حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ

طلب کیا کرو یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے- پس تم کو چاہئے

منزل ۵

ف۱: منھن کی ضمیر ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی جانب ہے اور یہاں ذکر بھی کا ہو رہا ہے یعنی جتنی مدت تک چاہیں اسے باری نہ دیں اور اپنے سے الگ رکھیں اور جس کو جتنی مدت تک چاہیں باری دیتے رہیں اور اپنے پاس ہی رکھیں یہ آپ کی صوابدید اور مصلحت پر ہے اور اس معاملہ میں آپ پر وہ پابندیاں نہیں جو عام امت پر ہیں۔ اور بیویوں کو بہت سے معاملات میں آپ پر کوئی دعویٰ یا حق ہی نہیں یہ محض آپ کی خوشی و مصلحت پر ہے کہ آپ ان کی دلجوئی و رعایت کرتے رہیں تو جب ازواج مطہرات کا استحقاق ہی باقی نہ رہا تو قدرتی طور پر انہیں رنج بھی بہت کم ہوگا عموماً وعادۃً رنج کی بنیاد یہی استحقاق ہی ہوتا ہے جب ان کو اپنے استحقاق کا گھمنڈ نہ ہوگا تو کم و بیش عطیے پر بھی راضی رہیں گی

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

ف۲: ابن عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور ضحاکؒ وغیرہ بہت سلف سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے جب دنیا چھوڑ کر آخرت کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ جزا دی کہ آپ پر ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کرنا منع فرمایا یہ پھر اس کے بعد اس حکم کو منسوخ فرمایا اور آپ کے لیے مزید دوسری عورتوں سے نکاح جائز کر دیا جیسا کہ بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لیکن نبی ﷺ نے از روئے احسان کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ تبدل (قائم مقام) اس طرح کہ ان میں سے کسی کو طلاق دے دیں اور اس کی بجائے کسی دوسری سے نکاح کر لیں اور اگر کسی کو طلاق دیئے بغیر کسی سے نکاح کر لیں تو آپ کیلئے اس کی ممانعت نہیں۔ اسی طرح اگر بلا قصد تبدل کسی کو طلاق دیں تو اس کی بھی ممانعت ثابت نہیں بلکہ لفظ تبدل اس مجموعہ کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے۔

عرب میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ شوہر اپنی بیویوں کا تبادلہ آپس میں کر لیا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے آیت کے تحت میں اس رواج جاہلیت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ اس استثناء نے باندیوں میں تبدل کو رسولؐ کے لیے جائز کر دیا۔ وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ بطور احتمال فرض کیا گیا۔ احتمالات تو اس سے بڑھ کر بھی فرض کئے جا سکتے ہیں اگر تحقیق واقعہ بھی کبھی ہو جاتا جب بھی محض اتنے میں کسی نامحرم کے چہرہ پر نظر پڑ گئی اور اس چہرہ کی زیبائی ادراک میں بھی آ گئی تو کوئی شرعی قباحت نہیں کیونکہ یہ امر غیر اختیاری ہوا اور مذموم وہ ہے جو ارادتاً نظر کی جائے اور اس کا مقصد لذت حاصل کرنا ہو۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نامحرم کے چہرہ پر نظر کرنی جائز ہے جب کہ اس سے یہ تاثر حسن نہ پیدا ہوتا ہو اور اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کا دیکھنا جائز ہے۔

ف۳: جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ سے نکاح کیا تو ولیمہ کی دعوت کی بعض لوگ کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ مجلس کے آداب اور آئین منزلی شریعت اسلامی کے اہم مقاصد میں سے ہے قرآن کو کریم کا اس بارے میں ہدایات دینا ضروری تھا۔ گو نزول آداب نبوی میں سے ہے مگر حکم عام ہے کہ کسی کے گھر بھی بغیر اجازت نہ جانا چاہیے اور آستانۂ نبوی پر اجازت کی اہمیت تو بدرجہ اولیٰ ہے اسی طرح کسی کے کھانے میں نظر رکھنا اور بن بلائے دعوت میں طفیلی بن کر جانا جائز نہیں۔ اسی طرح کسی کے گھر میں بلا ضرورت اور دیر تک بیٹھے رہنا بھی جائز نہیں۔ حقوق جس طرح مہمان کے ہیں اسی طرح میزبان کے بھی ہیں اور کسی مہمان کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی قول و فعل سے صاحب خانہ کو ایذا پہنچائے۔ اس آیات سے پہلے بیوت کی اضافت ازواج النبی کی جانب کی گئی (بقیہ صفحہ 926 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ
کہ اللہ کے رسول کو تکلیف نہ دینا نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے
مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝
کبھی نکاح کرنا بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے ف۱
اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ تو اللہ ہر ایک چیز
عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ
کو جانتا ہے۔ ان کو اپنے باپ دادا یا حقیقی بیٹوں
وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ
یا حقیقی بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی عورتوں
اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ
یا اپنے زرخرید غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔
وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝
تم بھی اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر ایک چیز پر حاضر و ناظر ہے۔ ف۲
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
مسلمانو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو۔ ف۳ جو لوگ
يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ
اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر
الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ
لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔ جو لوگ
يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا
مسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی کام کے ایذا دیتے ہیں وہ بہت بڑا
فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ
بہتان اور صریح گناہ اٹھاتے ہیں۔ ف۴ اے نبی! تو اپنی بیویوں

منزل ۵

ف۱: یہ بات تو واضح ہے کہ کوئی بھی مسلمان جان بوجھ کر نہ تو نبی ﷺ کو ولی تکلیف دے سکتا ہے اور نہ ہی ایسا خیال اس کے اندر آ سکتا ہے۔ اس لئے ما کان لکم سے مراد یہ ہے کہ اس کا اہتمام خاص رکھو ایسا نہ ہو کہ اپنی بے خیالی بے توجہی اور کم غوری کی بنا پر اپنے کسی قول فعل سے رسول اللہ کے حق میں ناگواری و گرانی کے باعث بن جاؤ۔ اور مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنے محبوب ومقدس رسول کی عظمت وشان کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیں۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اسی شخص کے حق میں نازل ہوئی جس نے ارادہ کیا تھا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد میں آپ کی بیوی سے نکاح کروں گا جبکہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے کسی کا بھی نکاح کرنا حرام ہے اس لیے کہ ازواج النبی دنیا اور آخرت میں تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی مخصوص عظمت نبی ﷺ کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی اور روحانی حیثیت سے وہ تمام مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئیں' کیا کسی امتی کے عقد نکاح میں آنے کے بعد ان کا یہ احترام کما حقہ ملحوظ رہ سکتا ہے یا آپ کے بعد وہ خانگی جھمیلوں میں پڑ کر تعلیم وتلقین دین کی اس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں؟ جس کے لیے فی الحقیقت قدرت نے نبی کی زوجیت کے لیے ان کو چنا تھا۔ پرلے درجے کا بے شعور اور بے حس انسان بھی باور کر سکتا ہے کہ سید البشر امام المتقین پیکر خلق عظیم کی خدمت میں عمر گزارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لیے بھی کسی دوسری جگہ رہ کر قلبی مسرت وسکون حاصل کرنے کی امید رکھ سکے گی؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد کیسے عدیم النظیر زہد وورع اور صبر وتوکل کے ساتھ ان مقدس خواتین جنت نے عبادت الٰہی میں اپنی زندگیاں گزاریں اور احکام دین کی اشاعت اور اسلام کی خدمات کے لیے اپنے کو وقف کیے رکھا۔

ف۲: ازواج مطہرات کے سامنے مردوں کے جانے کی ممانعت ہوئی تھی اب بتلا دیا کہ محارم کا سامنے جانا منع نہیں اس بارے میں جو حکم عام مستورات کا ہے وہی ازواج مطہرات کا ہے۔ ولا نسائھن سے اپنی ہمسایہ یا اپنی جنس کی عورتیں مراد ہیں۔ پس پردہ کے جو احکام بیان ہوئے اور جو استثنا کیا گیا ہے۔ اسے ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے اور ظاہر و باطن ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرتے رہنا تم پر لازم ہے اور یاد رکھو کہ ظاہر و باطن میں حدود الٰہیہ محفوظ رہنی چاہئیں اللہ تعالیٰ سے تمہارا کوئی بھی حال چھپا ہوا نہیں یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ف۳: صلوۃ علی النبی کا مطلب ہے کہ نبی کی ثنا و تعظیم رحمت وعطوفت کے ساتھ پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کی شان ومرتبہ کے لائق ثنا و تعظیم اور رحمت وعطوفت مراد لیں گے جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت ومہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اسی نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے تو اسی طرح یہاں سے سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ بھی نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت وشفقت کے ساتھ آپ کی ثنا اور اعزاز واکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت وتکریم اپنی شان ومرتبہ کے موافق ہوتی ہے۔ فرشتوں اور انسانوں کی صلوٰۃ بھیجنے کے معنی یہ ہیں کہ انہیں حکم مل رہا ہے کہ رسول کیلئے اللہ تعالیٰ سے اس رحمت خاص کی دعا کرتے اور اسے ان کے حق میں طلب کرتے رہیں' اسی کو ہماری زبان میں درود بھیجنا کہتے ہیں۔ صلوٰۃ سے (بقیہ صفحہ 926 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ

بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ بڑی بڑی چادریں

مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ

اوڑھا کریں اس سے ان کی پہچان ہوسکے گی تو ان کو تکلیف نہ ہوگی

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ

اور اللہ بڑا بخشنہار مہربان ہے- ف۱ اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں مرض ہے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور شہر میں ادھر ادھر کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

ان پر اکسادیں گے پھر وہ تیرے ساتھ اس میں بہت کم ٹھہر سکیں گے-

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝

چاروں طرف سے ان پر لعنت ہوگی- جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو اور تم خدائی قانون میں کسی طرح

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا

رد و بدل نہیں پاؤ گے- ف۲ قیامت کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں اس کا علم

عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ

اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شاید وہ گھڑی قریب ہی

قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝

آن لگی ہو- ف۳ اللہ نے منکروں پر لعنت کی ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ

جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا نہ کوئی حمایتی- جس روز

تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری

وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

کی ہوتی اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے

منزل ۵

ف: جب کسی ضرورت کیلئے باہر نکلنا ہو تو اپنی چادریں اپنے اوپر سروں سے ذرا لٹکا لیا کریں تاکہ چہرے کے اطراف خوب کور ہو جائیں اور خود چہرہ بھی' ایک حد تک ہمارے ہاں اس کو گھونگھٹ نکالنا کہتے ہیں۔ نہ یہ کہ رخسار وغیرہ کو چھپا کر صرف سامنے چہرہ کو کھلا رہنے دیا جائے انسان کا کوئی بھی عضو بجائے خود وہ کیسا ہی حسین ہو دوسروں کو متاثر اسی وقت ہی کر سکتا ہے جب وہ اپنے حسن تناسب کو ظاہر کر رہا ہو اور اس حسن تناسب کا اظہار جبھی ممکن ہے جب اس عضو کے ملحقات بھی کھلے ہوں۔ جلابیب جمع ہے جلباب کی اور جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کے ڈھانپنے کے کام آئے وہ اوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ اس شریفانہ لباس میں ہر شخص کو معلوم ہوگا کہ یہ شریف عزت دار بیبیاں ہیں بے حیا نہیں' اس لیے راہ چلتے ہوئے بدمعاشوں کو ان سے چھیڑ چھاڑ اور تانک جھانک کی جرأت نہ ہوگی جو عورت اپنی وضع قطع و پوشش سے آوارہ معلوم ہوتی ہو اسے دیکھ کر محض لفنگوں اور بدمعاشوں کی ہی نہیں بلکہ دوسروں کی طبیعت میں بھی برے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ اس طرح چھپا کر نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی پس ثابت ہوا کہ جوان عورت پر نامحرموں سے اپنے چہرہ کا پردہ واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ جب وہ باہر نکلے تو پردہ کا اہتمام کرے خواہ چادر سے خواہ برقع سے گو یہ صحیح ہے کہ احذو بطش (حملہ) مردوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس کی ابتداء عورتوں ہی کی طرف سے ہوتی ہے' کیونکہ

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو
تا نہ معشوقش بود جویائے او

اپنے ظاہری معنی سے یہی معنی دیتا ہے اس لیے جو بھی فحاشی دنیا میں ہوتی ہے اس کی ابتداء عورتوں سے ہوتی ہے اس لیے ان کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کے بعد انصار کی عورتیں باہر نکلیں تو انہوں نے اپنے اوپر کالی چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ چنانچہ اس سر اور چہرہ ڈھانپنے کے حکم میں اگر بلا قصد کچھ کمی یا بے احتیاطی رہ جائے گی اور کسی کے دل میں کوئی وسوسہ اٹھے گا تو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنہار مہربان ہے وہ بلا ارادہ پر مواخذہ نہیں کرے گا اور اسے معاف کرے گا۔

تنبیہ: حضرت عائشہؓ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کی کچھ عورتیں حاضر ہوئیں جو باریک لباس پہنے ہوئے تھیں حضرت صدیقہؓ نے انہیں ڈانٹا کہ کیسی مسلمان ہو؟ جو یہ نامسلموں کا لباس پہنے ہوئے ہو۔

ف۱: منافق ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر اور جن کے دل میں بیماری ہے وہ زانی فاسق جن کو بدنظری اور شہوت پرستی کا روگ لگا ہوا ہے۔ مرجفون بے اصل خبریں اڑانے والے یہ ساری خصلتیں منافقوں میں موجود تھیں سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ان خصلتوں سے باز نہیں آئیں گے تو جہاں پائے جائیں پکڑے اور مارے جائیں گے پہلی امتوں کے منافقوں اور مفسدوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ جاری تھا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں قانون الٰہی یہی سمجھو کہ ایک وقت تک انبیاء کے مخالفین کا شور و شغب رہا کرتا تھا لیکن جب ان کی شرارت حد سے بڑھ جاتی تھی تو ان کی ہلاکت کے لیے حکم الٰہی بھی فوراً آ پہنچتا تھا اسی طرح ان کے ساتھ بھی ہوگا اور ہر ایک کام اور واقعہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے غیر قانونی کام کرنا نادانوں کا کام ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کر دو جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ توراۃ سے نقل فرماتے ہیں۔ فقہا نے کہا ہے کہ مومنین کے درمیان وحشت ناک (بقیہ صفحہ 927 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ

لوگوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا- اے ہمارے پروردگار! تو ان کو ہم سے

مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دگنا عذاب پہنچا اور بہت بڑی لعنت کی مار کر - ف اے مسلمانو!

اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ

تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی تو خدا نے ان کی بے ہودہ گوئی سے

مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا

اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا - ف

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾

مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو - ف

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ

خدا تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضرور مراد پائے گا-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

ہم نے امانت کو آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش

الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کی اور اس سے ڈرتے رہے

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

اور انسان نے اس میں خیانت کی وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے-

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور

وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

عورتوں کو عذاب کرے گا اور ایماندار مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے گا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف

ف: کافر لوگ جہنم میں اللہ اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کی تمنا کریں گے اور اپنے رئیسوں اور بڑوں کی فرمانبرداری پر پچھتائیں گے لیکن وہاں کیا فائدہ ہوگا۔ طاؤس نے کہا سادتنا سے قوم کے اشراف اور کبراء ناسے بڑے علماء مراد ہیں آخرت میں کام آنے والی روشنی صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی میں نظر آئے گی باقی سب فضول ہوگا اور آج کل بدعات اختیار کرنے والے اپنے مشائخ کے رسوم وطرق سے اکثر تمسک کیا کرتے ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ ان کو دوگنا عذاب کر تو یہ درخواست وہ اس لئے کریں گے کہ ایک تو وہ خود کافر تھے اور دوسرا یہ کہ انہوں نے ہم کو گمراہ بنایا' اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے وہیں ان کی اس درخواست کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

ف: یعنی تم کوئی ایسی بات یا کام نہ کرنا جس سے تمہارے نبی کو تکلیف پہنچے اس سے نبی کا تو کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ وہ عنداللہ معزز ومکرم ہے البتہ تمہاری عاقبت خراب جائے ہوگی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو تہمت کی نسبت لوگوں نے کیسی اذیت دہ باتیں کیں بعض مفسد لوگ حضرت موسیٰ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون کو جنگل میں لے جا کر قتل کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک خارق عادت طریق سے اس کی تردید کردی صحیحین میں ہے کہ حضرت موسیٰ حیا کی وجہ سے اس زمانہ کے دستور کے خلاف چھپ کر غسل کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا ان کے بدن میں کچھ عیب ہے برص کا داغ یا خصیہ پھولا ہوا ہے ایک روز موسیٰ اکیلے نہانے لگے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے تو وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے جہاں سب لوگ دیکھتے تھے پتھر کھڑا ہوگیا سب نے برہنہ دیکھ کر معلوم کرلیا کہ آپ بے عیب ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ۔

پوشاند لباس ہر کرا را جیسے دید بے عیباں را لباس عریانی داد

موسیٰ کا پتھر کے تعاقب میں برہنہ چلے جانا مجبوری کی وجہ سے تھا شاید یہ خیال بھی نہ ہو کہ پتھر مجمع میں لے جا کر کھڑا کردے گا۔ رہی پتھر کی حرکت تو وہ بطور خرق عادت تھی' بہرحال اللہ تعالیٰ کے یہاں انبیاء علیہم السلام کو جسمانی وروحانی عیوب سے پاک ثابت کرنے کا کس قدر اہتمام ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قارون نے ایک عورت کو کچھ دے دلا کر مجمع میں کہلا دیا کہ موسیٰ اس کے ساتھ مبتلا ہیں' اللہ تعالیٰ نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا اور اسی عورت کی زبان سے اس تہمت کی تردید کرائی۔ اس آیت سے اشارہ نکلتا ہے کہ ایذاء رسول ﷺ کی حرمت کا خواہ وہ ایذا براہِ راست ذات رسول سے متعلق ہو یا بالواسطہ اصحاب وازواج وغیرہ نیز عام مسلمانوں کو بھی ممانعت ہے جو اولیاء ومتقین کو ایسے امور کی تہمت سے تکلیف پہنچاتے رہتے ہیں جن کی ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ مولانا حافظ عنایت اللہ وزیرآبادی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ گھوڑی پر سوار ہو کر کہیں سے تشریف لائے تو نہانے کے خیال سے اپنے کپڑے اتار کر گھوڑی پر لٹکا دیئے کہ نیچے خراب نہ ہوں۔ آپ نہا رہے تھے کہ ادھر گھوڑی کھل کر چل پڑی اگرچہ جانور کو آگے سے ہو کر پکڑا جاتا ہے لیکن آپ کے لیے ایسی کوئی صورت نہ تھی نہ کوئی سامنے آدمی تھا کہ اس کو روک لیتا۔ اس لیے چند قدم اس کے پیچھے چلنا پڑا پھر وہ خود بخود کسی جگہ رک کر ٹھہر گئی یا کپڑے گر پڑے تو آپ نے انہیں پہن کر چند ایک چھڑیاں ماریں جیسا کہ انسانی طبیعت کا عموماً تقاضا ہے اور چھڑیوں کے نشان بھی گھوڑی کے جسم پر پڑے جیسا کہ عموماً جانوروں کے چمڑے پر پڑ جایا کرتے ہیں۔ ادھر چند اسرائیلی کسی آڑ میں بیٹھے تھے جنہیں معلوم نہ تھا کہ حضرت موسیٰ یہاں کہیں نہا رہے ہیں اور نہ ہی موسیٰ کو معلوم تھا کہ یہاں پر کوئی بیٹھا ہے' اتفاقاً ان کی نظر پڑی تو انہوں (بقیہ صفحہ 927 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ سَبَإٍ مَّكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ٥٤ — رُكُوْعَاتُهَا ٦

سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ

آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبردار ہے ف۱ جو کچھ زمین

فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا

میں گھستا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں کی طرف سے اترتا ہے اور جو کچھ

يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

اس کی طرف چڑھتا ہے خدا سب کو جانتا ہے اور وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے ف۲ اور کافر لوگ

كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ

کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی تو کہہ واللہ ضرور آئے گی مجھے

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اپنے پروردگار کی قسم ہے جو سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر چیز بھی نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ

نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی چھوٹی بڑی جو کچھ بھی ہے اللہ کے

كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

روشن علم میں ہے۔ ف۳ نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے لئے سخت عذاب کا حصہ ہے ف۴

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف پروردگار کے

ف۱: وہ ایسا حکیم ہے کہ جس نے عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کو منافع ومصالح سے بھر دیا' اس نے یہ سلسلہ بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ ہی ایسے حکیم ودانا کی نسبت یہ گمان ہوسکتا ہے اور یہ بات لازم ہے کہ یہ نظام آخر میں کسی اعلیٰ نتیجے پر اختتام پذیر ہو، اسی کو آخرت کہتے ہیں اور جس طرح دنیا میں وہ اکیلا تمام تعریفوں کا مستحق ہے آخرت میں بھی صرف اسی کی تعریف ہوگی۔ یہاں تو بظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہو جاتی ہے کیونکہ مخلوق کا فعل خالق کے فعل کا پردہ اور اس کا کمال اس کے کمال حقیقی کا پرتو ہے لیکن وہاں سب وسائط اور پردے اٹھ جائیں گے جو کچھ ہوگا وہ سب دیکھیں گے کہ اسی کی طرف سے ہو رہا ہے اس لیے صورۃ وحقیقۃً ہر حیثیت سے تنہا اسی محمود ومطلق کی تعریف رہ جائے گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قابل حمد ہے وہ ذات ابتداءً یعنی ازل میں باعتبار تخلیق وایجاد کے اور آخرت میں باعتبار ربوبیت وعطائے انعامات کے لِلّٰهِ ، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اور لَهُ الْحَمْدُ ان تینوں جملوں میں لام اختصاص کا ہے۔

ف۱: مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ زمین کے اندر داخل ہونے والی چیزیں مثلاً بارش یا تخم نباتات وغیرہا وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا زمین سے باہر نکلنے والی چیزیں مثلاً نباتات' معدنیات وغیرہا مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ آسمان سے اترنے والی چیزیں مثلاً ملائکہ احکام الٰہی وغیرہا۔ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا آسمان پر چڑھنے والی چیزیں مثلاً ملائکہ اعمال انسانی' دعائیں ان سب انواع وجزئیات پر اللہ کا علم محیط ہے۔ بڑی چھوٹی یہاں وہاں کی کوئی شی بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔

ف۲: یہ آیت ان تین آیات میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول کو قیامت کے آنے پر ہر قسم کھانے کا حکم دیا' دوسری آیت سورۂ یونس میں ﴿وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ﴾ (یونس:۵۳) اور تیسری سورۂ تغابن میں ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ (تغابن: ۷) یعنی اس عالم الغیب کی قسم جس کے علم محیط سے آسمان وزمین کا کوئی ذرہ یا ذرے سے چھوٹی بڑی کوئی چیز بھی غائب نہیں' شاید یہ اس لیے فرمایا کہ قیامت کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے اس کا علم اسی کو ہے جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہم کو جتنی خبر دی گئی بلاکم وکاست پہنچا دی اور اس کا جواب بھی ہو گیا جو کہتے تھے اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ الخ یعنی جب ہمارے ذرات منتشر ہو کر مٹی میں مل گئے پھر دوبارہ وہ کیسے اکٹھے کئے جائیں گے تو بتلا دیا کہ کوئی ذرہ اس کے علم سے غائب نہیں

اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز پر قبضہ اسی کا ہے لہٰذا اس کو کیا مشکل ہے کہ تمہارے منتشر ذرات کو ایک دم میں اکٹھا کر دے۔ کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں ہر چیز علم الٰہی کے مطابق درج ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ چونکہ سیاق وسباق علم الٰہی کے بیان میں ہے اس لیے غالب گمان ہے کہ کتاب مبین سے مراد علم الٰہی مراد ہے۔

ملحوظہ: اگر اس غالب گمان سے کتاب لوح محفوظ کے وجود کی تاویل مقصود ہے تو یہ تاویل نہ صرف احادیث صحیحہ کے سراسر خلاف ہے بلکہ قرآن کی نصوص کے بھی خلاف ہے۔ (عفیف)

ف۳: یہ بیان وقوع قیامت کی حکمت وغایت کا ہے کہ بغیر یوم حشر کے بغیر جزا وسزا کے یہ سلسلہ کائنات ناتمام رہ جاتا۔ لیجزی میں لام عاقبت کا بھی ہوسکتا ہے اور تعلیل کا بھی لیجزی الذین کا ربط نحوی لتاتینکم سے ہے' اس سے ثابت ہوا کہ بنی آدم دو قسم کے ہیں ایک فرمانبردار اور دوسرے نافرمان جیسا کہ عام طور پر انسان دو طرح کے ہیں ایک عالم اور دوسرے جاہل کندہ ناتراش۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ
ہاں سے اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف کی
الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى
راہ دکھاتا ہے- ف۱ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں آؤ ہے ہم تم کو ایسا
رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ
آدمی بتلاویں جو کہتا ہے کہ بالکل ریزے ریزے ہوکر بھی تم کو ایک نئی
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
پیدائش میں آنا ہوگا- کیا یہ خدا پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے
بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ
نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے عذاب اور دور
الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
گمراہی میں ہیں کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے
مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ
آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا؟ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں
اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں- کچھ شک نہیں کہ اس میں ہر ایک
لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا
بندے کے لئے دلیل ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے- ف۲ اور ہم نے داؤد کو بہت بڑا
فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ
فضل دیا تھا- اے پہاڑو اور جانورو! تم داؤد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے رہو اور اسی کے
الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا
لئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ان کے جوڑنے میں اندازہ رکھیو اور
صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ
نیک عمل کیا کرو میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں- ف۳ اور سلیمان کے لئے ایک خاص قسم کی
غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ
ہوا کو ہمنے مسخر کردیا تھا جو صبح کے وقت ایک مہینہ کی سیر چلتا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے چلتا اور ہم نے اسکے لئے

منزل ۵

ف۱: قرآن بجائے خود بھی ایک سچی کتاب ہے اور ضیائے الٰہی کا راستہ دکھانے والی بھی' او تو العلم یعنی حقائق اشیاء کا ادراک اور کتب آسمانی کی معرفت رکھنے والے بڑی یہاں یعلم کا مترادف ہے۔ رؤیت کا تعلق صرف بصارت ظاہری سے ہی نہیں بلکہ قلب بشری سے بھی ہے اور فہم بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ بے شک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اس زبردست خوبیوں والے رب کائنات تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے۔ بعض مفسرین نے ویری الذین کا مطلب یہ لیا ہے کہ والذین سعوا فی ایتنا معاجزین کے برخلاف جو اہل علم خواہ مسلمان ہوں یا اہل کتاب وہ جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ قیامت وغیرہ کے متعلق قرآن کریم کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ آدمی کو وصول الی اللہ کے ٹھیک راستہ پر لے جاتا ہے۔

ف۲: کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان وزمین پر بھی غور نہیں کیا؟ کہ یہ اتنے بڑے اجرام سماوی اور ارضی کس نے بنائے ہیں جس نے اتنی بڑی مخلوق پیدا کی ہے اس سے بعید ہے کہ وہ ان کو دوبارہ پیدا کردے؟ اس آفاقی دلیل کے علاوہ وجدانی دلیل پر غور کریں کہ اگر ہم چاہیں تو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرادیں غرض ہر طرح سے ان کی ذات اور صفات کی بقا اور فنا پر ہم کو قدرت ہے جو چاہیں ہم کریں ہم کو کوئی روکنے والا نہیں۔ جو بندے عقل وانصاف سے کام لے کر اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اسی آسمان وزمین میں ان کے لیے بڑی بھاری نشانی موجود ہے اور وہ اس منتظم اور پرحکمت نظام کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ضرور یہ ایک دن کسی اعلیٰ واکمل نتیجہ پر پہنچنے والا ہے جس کا نام دارالاخرۃ ہے' اس تصور سے وہ اپنے مالک وخالق کی طرف جھکتے ہیں اور جو ان کو آسمانی وزمینی نعمتیں پہنچتی ہیں یہ تہ دل سے ان کے شکرگزار ہوتے ہیں۔

ف۳: جس وقت حضرت داؤد علیہ السلام ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیحات کی آواز آتی جنگلی جانور بھی ان کی آواز پر مست ہوکر تسبیح پڑھتے کیا سچ ہے

برگ درختاں سبز ورنظر ہشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پہاڑوں اور پرندوں کو یہ حکم تکوینی طور پر ملا تھا تسبیح جبال وطیور کی یہ عقلی تاویل کہ ان کی تسبیح زبان حال سے ہوتی رہتی ہے عقلاً بھی بہت عجیب ہے زبان حال سے تو ہر مخلوق کی تسبیح ہر وقت ہوتی رہتی ہے اسے حضرت داؤد علیہ السلام کے فضائل سے کیا تعلق ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ کی آواز میں وہ درد وسوز اور وہ کیفیت خشوع رکھی گئی تھی کہ پہاڑ جیسی جامد اور سخت مخلوق اور پرند جیسی انسانوں سے دور دور گریزاں رہنے والی مخلوق تک بے تاثر نہ رہتی اور خود کو ذکر الٰہی میں آپ کی ہم زبانی پر مضطر پاتی۔
امام رازیؒ نے بھی یہی مطلب لیا ہے کہ تسبیح معیت الٰہی دو مخلوق تک محدود نہیں بلکہ جبال وطیور کا ذکر صرف انتہائی نمونوں کے طور پر کیا گیا ہے۔ الناله الحدید میں تین چیزیں ہیں فاعل' مفعول بہ اور جار مجرور قاعدہ عربی کے مطابق فاعل کے بعد مفعول بہ اور اس کے بعد مجرور ہوتے ہیں تو کلام یوں چاہیے تھا النا الحدید له لیکن علم معانی کا قاعدہ ہے کہ تقدیم ماحقه التاخیر تفید الحصر یعنی جس لفظ کا حق پیچھے آنے کا ہے اور وہ کسی کلام میں پہلے لایا جائے تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے پس آیت میں چونکہ جار مجرور (له) کو مفعول بہ سے مقدم کیا گیا ہے اس لیے صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ ہم نے اسی کے لیے لوہا نرم کردیا اس ترجمہ سے جو خصوصیت سمجھ میں آتی ہے وہ ارباب دانش پر واضح ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نرم ہونا کسی ایسی طرح سے تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام سے خصوصیت رکھتی تھی جو لوگ کہتے ہیں (بقیہ صفحہ 928 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ
پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور بعض جنات اسکے پروردگار کے حکم سے اس کے سامنے کام کرتے تھے

وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ١٢
اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے ف۱

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ
جو کچھ وہ چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے نقشے بڑے بڑے حوضوں کے مانند پیالے

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ
اور بھاری بھاری دیگیں بناتے۔ اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ١٣ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ
اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گذار ہیں ف۲ پس جب ہم نے اس پر

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ
موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
کیا جو سلیمان کی لکڑی کھا رہا تھا پس جب سلیمان گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ١٤ لَقَدْ كَانَ
غیب جانتے تو ذلت کے عذاب میں نہ رہتے ف۳ قوم سبا کے اپنے ہی

لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۭ
گھروں میں ایک نشانی تھی کہ دائیں بائیں دو باغ تھے ف۴

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ
اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو ملک عمدہ ہے اور

رَبٌّ غَفُوْرٌ ١٥ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ
پروردگار بخشنہار۔ ف۵ اس پر بھی انہوں نے روگردانی کی پس ہم نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ
اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بدمزہ پھل

اَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ١٦ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ
جھاؤ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے ف۶ یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو دیا

ف۱: حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا جو فضا میں اڑتا تھا اس کو ہوا شام سے یمن اور یمن سے شام لے چلتی اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی ہوا کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا یعنی ملک میں دورہ کرنے کے لئے جب حضرت سلیمان نکلتے تو دو وقت ان کی روانگی ہوتی صبح سے چاشت تک یا سہ پہر کو شام تک جیسا کہ حکام اور بڑے لوگوں کا دستور ہے اور اتنے تھوڑے وقت میں حضرت سلیمان کا تخت اتنی مسافت طے کر جاتا جتنی کہ پیدل چلنے والے دو مہینوں میں طے کر سکتے یا ایک تیز رو گھوڑا سوار مہینہ میں بھر میں طے کرے آج کل کے محاورے میں گویا بڑے بڑے تیز رفتار ہوائی جہاز آپ کے تابع تھے گو وہ بجائے تیل مشینری اور انجن وغیرہ کے براہ راست قدرت الٰہی سے چلتے ہوں۔ آج سے پہلے بھی ہوا میں پرواز کا ایک آلہ تھا جس کا نام غبارہ تھا حضرت سلیمان کا تخت بھی غالباً اسی قسم کی ہوا سے اڑتا ہوگا جس کو خلاف قانون قدرت کہہ کر انکار یا تاویل کرنا جہالت معلوم ہوتی ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے تابع یہ ہوا نہ تھی جو ہمارے سامنے چل رہی ہے کیونکہ یہ تو عام لوگوں کے فائدے اور منافع کے لیے ہے اسی لیے ہم نے اس کو غبارہ سے تشبیہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت بہتر جانتا ہے اگر یہ سوال ہو کہ جب ایسی ایجاد غیر ہی نے بھی کر دکھائی تو خلاف عادت کیا ہوا اور وہ معجزہ کیسے بنا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ نبی سے ایسا کام ظاہر ہو جو اس وقت کسی صنعت یا تعلیم کا نتیجہ نہ ہوتا' کہ اس کے مخالفین اس جیسا کرنے سے عاجز رہیں۔ یہ نہیں کہ اس سے بعد بھی وہ کسی طرح صنعت کے ذیل میں نہ آ سکے' مثلاً چاند کے ٹکڑے ہونے کا معجزہ جو ایک اعلیٰ درجے کا خلاف قانون قدرت ہے آج اگر کسی کی ایجاد میں آ جائے اور اس کو عام تعلیم کے ذریعے سے عام بھی کر دے تو بھی بلحاظ زمانہ نبوت معجزہ ہی رہے گا' کیونکہ معجزہ تو اسی لیے ہوتا ہے کہ اس وقت وہ کسی انسانی صنعت یا تعلیم سے نہیں ہوتا بعد میں چاہے ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ یمن کی طرف نکال دیا تھا اور اس کو سانچوں میں ڈال کر جنات ایسے بڑے بڑے برتن اور دیگیں وغیرہ تیار کرتے تھے جن میں ایک لشکر کا کھانا پکتا اور کھلایا جاتا۔ اس تانبے سے بغیر کسی آگ کے آلات مصنوعات بنانے میں سہولت تھی پھر وہ منجمد ہو جاتا اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ زیر زمین جہاں گرم اور رقیق تانبے کے چشمے ہیں وہ پروردگار کے حکم تسخیری وتکوینی سے آپ پر منکشف کر دیئے گئے تھے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ نعمت پروردگار کی طرف سے ہی عطا ہوئی تھی۔

ملحوظہ: اس کا دوسرا نام اژن کھٹولا تھا اور اس کا موجد مسلمان سائنسدان ابوالہیثم ہے۔

ف۲: یہ سب ان کی فوجی ضروریات اور فوج کے لیے خورد ونوش کا سامان تھا جس سے ان کو اور ان کی فوج کو تقویت ہوتی تھی اس لیے ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کا شکر کرو اور تم اس کی پرواہ نہ کرنا کہ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ناشکرے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کو ناشکری بھی بھلی معلوم ہوتی ہوگی نہیں بلکہ قانون الٰہی یہی ہے کہ قیمتی چیز کم ہوتی ہے جیسے سونا بمقابلہ پیتل کے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد والے شکر گزار لوگ بمقابلہ کفار ناہنجار کے کم ہیں۔ شکر گزار بندوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں' قابلیتوں اور استعداد کے حق ادا کرنے والے یعنی اعمال صالحہ کرنے والے ہیں۔ تماثیل جمع ہے تمثال کی تمثال سے مراد یہاں نقشے ہیں جو جنگی ضروریات کے لحاظ سے کبھی تو اپنے ملک میں جنگی عمارات بنانے کے لیے بناتے ہیں اور کبھی دوسری سلطنتوں کی جنگی عمارات کے (بقیہ صفحہ 928 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں کو ہی دیا کرتے ہیں ف۱ اور ہم نے ان کے اور بابرکت

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

مقامات کے درمیان بڑی بڑی بارونق بستیاں بنا دیں اور ان میں

السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوْا

سیر کا اندازہ لگایا تھا ان میں شب و روز امن و امان سے سیر کیا کرو۔ ف۲ پھر وہ بولے

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

اے ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کردے اور انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے پھر ہم نے

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیاناس کردیا کچھ شک نہیں کہ اس میں

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ

ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں ف۳ اور شیطان نے بھی

ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ

اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا پس پھر چند ایماندروں کے باقی سب لوگ اس کے پیرو ہوگئے ف۴ حالانکہ

لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ

شیطان کا ان پر کوئی زور نہ تھا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو

مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٢١﴾

شک کرنے والے لوگوں سے ممتاز کیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر نگران حال ہے ف۵

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ

تو کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو تو ان کو ذرا پکارو وہ نہ تو آسمانوں

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ

میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں اور نہ ان دونوں میں

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ

ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔ ف۶ اللہ کے

الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ

پاس انکی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اسکو جس کیلئے وہ اجازت بخشے ف۷ یہاں تک کہ جب انکے دلوں سے

ف۱: یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ان کی نعمتیں چند روزہ رہتی ہیں آخر کار وہ تباہ اور ویران ہوجاتے ہیں ورنہ معمولی خطاؤں پر درگزر تو کثرت سے ہوتی رہتی ہے فاعرضوا فارسلنا الخ اور ذالك جزيناهم الخ دونوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ طاعت کو دنیوی نعمت کے حصول اور معصیت کو اس کے زوال میں دخل ہے۔

ف۲: یعنی دن رات جب چاہو تم آرام واطمینان سے سفر کر سکتے ہو نہ رہزن کا کوئی خطرہ نہ کسی بے سروسامانی کا اندیشہ راہ میں قدم قدم پر آبادیوں اور ہر جگہ کھانے پینے کا سامان بفراغت موجود گویا راستہ بھر میں حفاظت کے لیے پولیس کی چوکیاں اور کھانے پینے کے لیے ہوٹل وریسٹورنٹ موجود ہیں۔ القرى التى باركنا فيها سے مراد ملک شام کے مقامات میں قری ظاهرة ایسے شہر جو عام شاہراہ سے باآسانی نظر آجائیں یعنی لب سڑک آبادیاں یہ اہلسبا بڑی تاجر قوم تھی بحری تجارت ہمیشہ بے شمار دولت کا سبب بن جاتی ہے یہ لوگ بحری راستے سے ہندوستان اور درمیانی ملکوں سے تجارتی سامان لاتے تھے اور پھر یمن سے سمندر کے کنارے کنارے ملک شام کو جاتے تھے اس مسلسل وبہری تجارت سے وہ مالا مال ہوگئے اور آج کل کی ریلوں اور جہازوں کی طرح ان لوگوں کے تجارتی قافلے بھی دن رات مسلسل چلا کرتے تھے راستے بالکل محفوظ اور بے خطر تھے۔ ليالى وايامآ امنين کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اگر تم ساری عمر سفر کرتے ہو تو پھر بھی امن ہی نصیب رہے گا۔

ف۳: پھر وہ لوگ اس نعمت کے شکرگزار نہ ہوئے نعمتوں کے حقوق تو کیا ادا کرتے ان کی ظاہری قدر بھی نہ کی اور الٹی تمنا یہ کرنے لگے کہ کاش سفر کی منزلیں دور دور ہوتیں تو کچھ مزہ بھی آتا یہ کیا کہ وطن اور سفر میں کچھ فرق ہی نہیں۔ ان میں سے متکبر مزاج امراء جو تمول اور دولت کے نشہ میں مست تھے ان کی دلی خواہش ہوئی کہ یہ منزلیں جو قریب قریب ہیں ایسا ہو کہ دور دور ہو جائیں جیسے آج کل پنجرگاڑیاں جو کہ عموماً ہر ایک اسٹیشن پر ٹھہرتی ہیں ان میں سفر کرنے سے نازک مزاج سیاحوں کی طبیعت گھبراتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایسی تیز رفتار گاڑی پر ہی سفر کریں جو کئی کئی اسٹیشنوں کو چھوڑ جاتی ہے اسی طرح اس زمانے کے متنعم پسندوں کے دل معمولی منزلوں پر ٹھہرنے سے گھبرانے لگے تو انہوں نے بزبان حال یہ خواہش ظاہر کی۔ اور ایسی حرص تمدن جدید کا بھی ایک عام مرض ہے اور جدت پسندوں میں یہ عادت قابل فخر سمجھی جاتی ہے۔ صابروں کے لیے تو یوں کہ معاصی سے نہ بچنے اور نفس کو نہ روکنے کا نتیجہ اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دنیا کا تمام نشیب وفراز رب ذوالجلال کے قبضے میں ہے اگر کسی کو نعمت ملتی ہے تو اسی کے حکم سے اور اگر زحمت پہنچتی ہے تو وہ بھی اسی کے ارشاد (مگر انسان کی اپنی کارستانیوں کی وجہ) سے اس لیے وہ اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ عیبتند آنچہ ہستی توئی

مگر قوم سبا کے لوگوں نے اپنی حرکات سے ثابت کردیا کہ وہ اپنی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا نتیجہ نہ جانتے تھے بلکہ اپنی لیاقت پر بھروسہ اور غرور کرتے تھے اسی لیے تباہ ہوئے۔ روایات میں آیا ہے کہ انصار مدینہ یعنی قبائل اوس وخزرج انہیں اہل سباء کی اولاد میں سے تھے۔

ف۴: شیطان کا یہ گمان کہ میں بنی آدم میں سے بہتوں کو محض سبز باغ دکھا کے گمراہ کر ڈالوں گا اور اپنے پیچھے لگالوں گا تو اس نے ان کی نسبت اپنا گمان صحیح پایا جو اس نے پہلے ہی سے سمجھا اور کہا تھا کہ بنی آدم میں سے بہت کم شکرگزار ہوں گے۔ من یہاں بیانیہ ہے اس ترکیب کے لحاظ سے لفظ فریق گویا مومنین کی تشریح وتوضیح ہی کر رہا ہے یہ مراد (بقیہ صفحہ 929 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

ہیبت دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کیا تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے۔ کہتے ہیں سچ فرمایا ہے اور وہ بڑا بلند

الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ

بڑی کبریائی والا ہے۔ ف۱ تو کہہ کون تم کو آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ تو کہہ

اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾

اللہ ہی دیتا ہے۔ ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں ف۲

قُلْ لَّا تُسْـَٔـلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔـلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾

ہیں تو کہہ دے تم ہمارے گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال ۔ سوال ہوگا

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

تو کہہ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کرے گا ہمارے اور تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا وہ ٹھیک

الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ

فیصلہ کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ تو کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم نے اس کے ساتھ شریک بنا کر رکھا ہے

بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً

ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ف۳ ہم نے تجھ کو

لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾

تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں ف۴

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾

کہتے ہیں اگر سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہوگا

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا

تو کہہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہٹو گے نہ آگے

تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

بڑھ سکو گے۔ ف۵ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

اس سے پہلی کسی کتاب کو۔ اے کاش! تم وہ وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم

مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ

اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے ایک دوسرے کی طرف

ف۱: جن لوگوں (نبیوں ولیوں اور فرشتوں) کو یہ لوگ پکارتے ہیں ان کی تو حالت یہ ہے کہ جب اوپر سے اللہ تعالیٰ کا حکم اترتا ہے تو اس وقت ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے شاید یہاں بات کو سمجھانے کے لیے یہ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جب حکم نازل ہوتا ہے تو فرشتے خوف ورعب سے تھرا جاتے ہیں اور سجدہ میں گر پڑتے ہیں پھر جب حکم نازل ہو جاتا ہے تو اس وقت فرشتے پہلے والی حالت میں آ جاتے ہیں یعنی رعب وخوف ختم ہو جاتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا حکم نازل ہوا۔ اوپر والے فرشتے نیچے والوں کو درجہ بدرجہ بتلاتے ہیں کہ جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے جو کچھ ارشاد ہوا حق ہی ارشاد ہوا ہے۔ اس کی بلندی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ جو فرمان فرمائے وہ ٹھیک فرمائے پس جس کے علو وعظمت کی یہ کیفیت ہو کہ حکم دے تو مقربین کا مارے ہیبت وجلال کے یہ حال ہو جائے وہاں کس کی ہمت ہے کہ از خود سعی وسفارش کے لیے کھڑا ہو جائے ؎

جو چاہے کرے بے قیل وقال
نہیں بولنے کی کسی کو مجال
سفارش کی پروانگی گر نہ دے
تو پھر کون ہے جس کا منہ پڑ سکے
کہ عزت کے دربار میں روبرو
ذرا جا کے ہووے وہاں دو بدو

جب یہ حال ملائکہ جیسی مقبول ترین ہستیوں کا ہے تو غیر مقبولین کا ذکر ہی کیا۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہیبت بھی کبھی اس درجہ مانع فہم بن جاتی ہے کہ انسان کو معذور قرار دینا پڑتا ہے جیسا کہ بعض اہل حال کو۔

ف۲: ہمارے اور تمہارے دونوں فریقوں میں سے ایک فریق کے لوگ تو ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں کیونکہ اجتماع نقیضین تو ہوگا نہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالص توحید والے بھی اور تم جو کہ اللہ تعالیٰ ساتھ شرک کرنے والے ہو یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نظر سے دیکھے جائیں مختلف اجناس مختلف نتائج دیا کرتی ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دونوں فریق باوجود اختلاف شدید کے نتیجہ میں متفق ہوں؟ ہرگز نہیں اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہماری مخالفت اور قرآن کی تکذیب کرنے میں جلدی نہ کرو شاید تمہارا ہی قصور ہو جس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہو عقلمند کو چاہیے کہ وہ آئندہ کی فکر کرے یہ نہیں کہ جو منہ میں آئے کہہ دے اور جو دل میں آئے کر گزرے اب تم اوپر کے دلائل سن کر خود ہی فیصلہ کر لو کہ کون غلطی پر ہے۔ گویا مخالف کو نرمی سے بات کر کے اپنے نفس میں غور کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اس طریق خطاب میں تعلیم ہے مجادلہ کے ساتھ لب ولہجہ میں نرمی کی۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بھائی دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں تو ان کے بارے میں کیا جھگڑا کرنا ضروری ہے اس لئے یہاں بتا دیا کہ ان دونوں میں سے یقیناً ایک خطا کار اور گمراہ ہے اور یہاں تعیین نہ کرنے میں حکیمانہ حسن خطاب ہے۔

ف۳: تم کیسی حماقت اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہو اللہ تو بس ایک ہی ہے ہر ایک پر غالب اور حکیم مطلق۔ اور نبی یعنی شرک پر کوئی دلیل تو قائم کر کے لاؤ کوئی حجت تو پیش کر کے دکھاؤ یہ مراد نہیں کہ آنکھ سید کھاؤ۔

ف۴: پیام ہدایت کی عالمگیری کا دعویٰ دنیا کے کسی دین نے بھی نہیں کیا صرف ایک قرآن ہی علی الاعلان کہتا ہے کہ پیام محمدی ہر ملک ہر قوم ہر طبقہ انسانیت اور ہر زمانہ کی ہدایت کے لیے ہے دو دعوے اسلام کے خصوصی امتیاز میں سے ہیں ایک یہ بالتصریح اور وضاحت سے کہنا کہ میری تعلیم ساری (بقیہ صفحہ 930 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

باتیں لوٹائیں گے ضعیف لوگ بڑے آدمیوں کو کہیں گے

لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے ف۱ بڑے لوگ ان ضعیفوں کو

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى

کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد ہدایت سے

بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

روکا تھا؟ بلکہ تم خود مجرم تھے ف۲ ضعیف لوگ بڑے

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

لوگوں کو کہیں گے بلکہ تمہارے شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا

اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَ

جب تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں اور

اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ

جب وہ عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پچھتائیں گے اور ہم

فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا

کافروں کی گردنوں میں طوق ڈلوا دیں گے جو انہوں نے کیا ہو گا وہی ان کو

يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

بدلہ ملے گا۔ ف۳ ہم نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ

نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں اور بولے ہم مال

اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ

اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ ف۴ تو کہہ کہ میرا پروردگار

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ

جانتے نہیں۔ ف۵ اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تم کو

ف۱: لو کا جواب محذوف ہے یعنی کافروں مشرکوں کا حال جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہوگا اگر تو دیکھے تو بہت تعجب کرے جیسا کہ ناکامی کے وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامی کا سبب گردانتا ہے اور محشر میں کفار ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے۔ دنیا میں جو لوگ نچلے طبقہ میں شمار ہوتے تھے اور دوسروں کے پیچھے چلتے تھے وہ اپنے بڑے سرداروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں اس مصیبت میں پھنسوایا اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے اور ضرور انبیاء کی بات مان لیتے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

ف۲: کہ تم نے وقوع حق کے بعد بھی از خود قبول نہ کیا اور اب ہم پر الزام دیتے ہو ہم نے کیا تم پر زبردستی کی تھی؟ کیا ہم نے زبردستی تمہارے دلوں کو ایمان ویقین سے روک دیا تھا' چاہیے تو یہ تھا کہ کسی کی پرواہ نہ کرتے اور حق کو قبول کر لیتے اب اپنا جرم دوسروں کے سر کیوں رکھتے ہو؟ اگر یہ شبہ ہو کہ بعض کفار نے تو اپنے اتباع پر زبردستی کی بھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ایمان تو اعتقاد ہے اور اس کا محل قلب ہے وہاں زبردستی ممکن نہیں۔

ف۳: بے شک تم نے زبردستی مجبور تو نہ کیا تھا مگر روشان مکر وفریب اور تدبیروں کا شکار ہو گئے جب ملے تو یہی تلقین کی کہ ہم انبیاء کے ارشاد کے موافق اللہ کو ایک نہ مانیں بلکہ بعض مخلوقات کو بھی ان کا مماثل اور برابر کا شریک سمجھیں آخر تمہاری شب وروز کی ترغیب وترہیب کا کہاں تک اثر نہ ہوتا۔ مکر اللیل والنہار کی تقدیر کلام یوں ہے کہ مکر کم ھنا فی اللیل والنہار پس جب عذاب سامنے آئے گا تو تابعین اور متبوعین اپنے اپنے دل میں پچھتائیں گے اور ہر ایک محسوس کرے گا کہ واقعی میں مجرم اور قصور وار ہوں البتہ شماتت ہمسایہ کے خیال سے دوسروں پر اس کا اظہار حتی الامکان نہ ہونے دیں گے ان کا اخفاء پشیمانی کو اپنی بدنامی درسوائی کے خوف سے ایک دوسرے سے ہوگا۔

ف۴: یہ نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ روسائے مکہ کے انحراف وسرکشی سے مغموم نہ ہوں ہر زمانہ میں انبیاء کا مقابلہ ایسے ہی بدبخت رئیسوں سرداروں نے کیا ہے۔ دولت وثروت کا نشہ اور اقتدار طلبی کا جذبہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے وہ کسی کے سامنے گردن جھکانا اور چھوٹے آدمیوں کے برابر بیٹھنا گوارا نہیں کرتا اسی لیے انبیاء کے اول متبعین عموماً ضعیف ومسکین لوگ ہوتے تھے۔ اور یہ لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش اور راضی ہے ورنہ وہ ہمیں اتنا مال واولاد کیوں دیتا جب وہ ہم سے خوش ہے تو پھر ہم کو کسی آفت کا کیا اندیشہ؟ خوشحال اور متکبرین کا طبقہ اپنے آخرت فراموش مسلک زندگی کے جواز میں اتنی کثرت آبادی اور اپنی قوی دولت کو پیش کر رہا ہے' یہ مراد نہیں کہ متکبرین میں سے ہر ہر فرد کثیر الاولاد اور صاحب ملک ومال تھا۔ بما ارسلتم بہ متکبرین کا یہ کہنا بطور استہزا کے ہے ورنہ وہ رسالت کے قائل ہی کب تھے۔

ف۵: گویا انہوں نے دنیا کے حال پر آخرت کو قیاس کیا اور سمجھ بیٹھے کہ اللہ کے پاس ہماری قدر ہے تب ہی تو ہم کو بہت رزق ملا ہے اور مومن مسلمان اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں اسی لیے کثرت رزق سے محروم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جھوٹی آرزو اور گمان باطل کو رد فرمایا کہ تم جو گمان کر بیٹھے ہو یہ غلط ہے' فراخی اور تنگی رزق کی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے اور اس میں کئی حکمتیں ہیں' کبھی کافر اور گنہگار کو بہت رزق ملتا ہے تو اس کے سبب سے وہ زیادہ سرکش اور نافرمان ہو جاتا ہے تو زیادہ مستحق عذاب کا ہوتا ہے اور کبھی مومن فرمانبردار کا رزق تنگ کر دیتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ ثواب دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی فراخی اور تنگی رضامندی اور ناراضگی کی دلیل نہیں اور ظاہری خوشحالی ہرگز دلیل صدق وحقانیت نہیں' ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ فَاُولٰٓئِكَ

ہمارے قرب میں پہنچائیں لیکن جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان ہی کے

لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

لئے ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور بلند بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔ ف

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ

اور جو مخالفانہ طور سے ہمارے احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب

مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

میں حاضر کئے جائیں گے۔ تو کہہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ

روزی فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچو گے اس کا

يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

بدلہ وہ تم کو دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے ف اور جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا

ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾

تو فرشتوں کو کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا

وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں بلکہ یہ لوگ

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا

جنوں کی عبادت کرتے تھے اکثر ان میں سے ان ہی کو مانتے تھے۔ ف پس اس روز

يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا اور نہ نقصان کا اور ہم

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾

ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے۔ ف

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ

اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک آدمی ہے

يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا

جو تم کو تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں

منزل ۵

جیسا کہ اکثر جاہل لوگ سمجھتے ہیں یہ انتظامات تو تمام تر مشیت تکوینی اور مصالح انتظامی کے ماتحت ہوتے ہیں مرضیات الٰہی کے قانون سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور یہاں یاد دلا دیا کہ سلسلہ معاشیات میں بھی مسبب الاسباب صرف حق تعالیٰ ہی ہے۔

.....

ف: خواہ وہ دنیا میں امیر ہوں یا غریب خواہ دنیاداروں کی نگاہ میں وہ معزز ہوں یا ذلیل کیونکہ دنیاوی وجاہت اور چیز ہے اور اخروی عزت اور ان دونوں میں تعلق اور ملازمت اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص دنیاوی عزت کے نشہ میں مست ہو کر آخرت کو بھول جائے آسمانی بادشاہت میں قدر و قیمت تو صرف صحیح ایمانی دستور العمل اور اس کے عملی نفاذ کی ہے یعنی ایمان و عمل صالح کو دستور حیات بنا لینے کے بعد پھر مال و اولاد حق سے دوری کا سبب نہیں رہ جاتے بلکہ وہ مزید موجب برکت بن جاتے ہیں جزا الضعف میں ضعف سے مراد مطلق زیادتی ہے محض دوگنا مراد نہیں۔ حدیث میں ایک ایک عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات گنا تک درج ہے اہل جنت کا تردد ات دنیوی سے آزادی رہائی پا جانا تو ظاہر ہی ہے یا فی الغرفت امنون سے اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ وہ نعمتیں دائمی اور ابدی ہوں گی اگر وہ منقطع ہو جانے والی ہوئیں تو پھر ان کی طرف سے امن و اطمینان کہاں نصیب بلکہ ہر وقت انقطاع کا خطرہ ہی لگا رہے۔

ف۲: یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اگر معمولی سا بھی خرچ کرو گے تو اس کا عوض آخرت میں تو بہرحال ملے گا اور کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ حدیث شریف میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ (عوض) دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کو برباد کر اور اس کا مال ضائع کر۔ (صحیح البخاری) دنیا کو ایک بار پھر خبردار کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف آخرت ہی کا حاکم نہیں بلکہ وہ الہ المعاش بھی ہے اور معاشیات کے سلسلہ میں بھی تمام اسباب اور تدابیر کا آخری سرا اسی کی ذات پر ختم ہوتا ہے کسی کے لیے معاشی فکر اور تدابیر میں بھی اللہ تعالیٰ سے بے تعلق و بے نیازی کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

ف۳: مشرک لوگ فرشتوں اور انبیاء اور صالحین کو اپنے گمان میں اللہ کا شریک جانتے ہیں ان کی پوجا کرتے ہیں تصویروں قبروں اور زیارتوں کے ذریعہ ان کے ارواحوں سے مدد چاہتے ہیں یہ راستہ ان کو شیطان نے بتایا ہے اور شیطان کے وسوسہ سے فرشتوں اور بزرگوں کی پوجا ہی دراصل شیطان کی عبادت ہے وہی غیر اللہ کی ترغیب دیا کرتا ہے اور اس کے اشارے پر عمل کرنا گویا اس کی پرستش کرنا ہے۔ سو جب قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے مشرکوں کو شرمندہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا کہ یہ مشرک تمہاری عبادت کرتے تھے تو وہ کہیں گے یا اللہ تو پاک ہے تیرا کوئی شریک نہیں یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ یہ تو جنوں اور شیطانوں کو پوجتے تھے اور ان کا کہا مانتے تھے۔ الجن سے مراد یہاں شیاطین ہی لیا گیا ہے۔

تنبیہ: اصنام پرستی کی ابتداء ملائکہ پرستی ہی سے ہوئی اور عمرو بن لحی یہ قبیح رسم شام سے حجاز میں لایا۔

ف۴: مشرک جو اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کرتے ہیں تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان سے ہم کو نفع پہنچے گا اور مشکل اور سختی کے وقت یہ ہمارے کام آئیں گے۔ سو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کوئی تم کو فائدہ نہیں دیتا اور نہ سختی دور کر سکتا ہے اب جاؤ دوزخ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو تو اس روز مشرکوں کو نظر آ جائے گا کہ جیسے عاجز و بے بس وہ خود ہیں ویسے ہی ان کے معبود بھی عاجز و بے کس ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ

کہ یہ تو ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ ف۱ ان کافروں کے پاس جب سچائی آئی

لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ

تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ ف۲ تجھ سے پہلے ہم نے

مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ

ان کو کوئی کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے

نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ

ان کے پاس ڈرانے والا۔ کوئی رسول آیا ف۳ ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب کی حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو

مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ

دے رکھا تھا یہ لوگ اسکے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو میری ناراضگی کیسی ہوئی ف۴ تو کہہ

اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ

میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم لوگ مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ پھر

تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ

فکر کرو کہ تمہارے ہم نشین کو جنون نہیں ہے وہ بڑے سخت عذاب سے پیشتر

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

تمہیں ڈرانے کو آیا ہے۔ ف۵ تو کہہ دے میں نے جو تم سے اس کی کوئی مزدوری مانگی ہو

فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

تو وہ تم ہی کو رہے میری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک چیز

شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

پر نگہبان ہے۔ تو کہہ میرا پروردگار سچی تعلیم بھیجتا ہے وہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ

تو کہہ سچی تعلیم آچکی ہے اور باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز نہیں ہے۔ ف۶ تو کہہ کہ اگر میں

ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا

کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے اور اگر میں ہدایت پاؤں تو

يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا

خدا کی وحی کے سبب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سننے والا قریب ہے ف۷ اور اگر تم اس وقت کو دیکھ پاؤ

ف۱: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ یہ نبی ورسول کچھ نہیں اس کا تو مقصد صرف یہ ہے کہ وہ ہمیں ہمارے باپ دادوں کے طریقے سے ہٹا کر جس کو کہ ہم قدیم سے حق جانتے چلے آئے ہیں اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم ومتبوع بن کر بیٹھ جائے گویا صرف حکومت وریاست مطلوب ہے۔ اس طرح کا پروپیگنڈہ کر کے وہ عوام میں برہمی اور اشتعال پیدا کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ ذہنی طور پر پیام نبوت پر غور کرنے کے قابل ہی نہ رہ جائیں اور یہ حربہ اہل باطل کے ہاتھ میں ہمیشہ رہا ہے اور آج بھی اس زبردست ومؤثر حربہ سے اہل حق کے مقابلہ میں برابر کا کام لیا جارہا ہے۔

ف۲: اور اسی سحر کے تقاضہ سے اس قدر مؤثر ہے۔ قرآن کے معجزہ ہونے سے تو منکرین بھی انکار نہیں کرسکتے تھے بس شیطانیت یہ تھی کہ اس کی قوت اعجازی کو وہ سحر پر محمول کردیتے تھے اسی طرح آج بھی منکرین کو رسول اکرمؐ کے اعجازی کارناموں سے انکار نہیں البتہ بجائے اس کے کہ ان واقعات کو تائید غیبی پر اور آپ کی حقانیت پر محمول کریں الٹا انہیں آپ کی چالاکیوں کا ثمرہ قرار دینے لگتے ہیں۔

ف۳: یعنی محض امی تھے نہ کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ میں تھی نہ اتنی مدت دراز سے کوئی نبی ان میں آیا تھا اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان نبی اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی چاہیے کہ اسے غنیمت جانیں اور انعام الٰہی کی قدر کریں خصوصاً جب کہ پہلے سے خود بھی کہا کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی نبی آتا یا کوئی کتاب ہم پر اتاری جاتی تو ہم اوروں سے بڑھ کر فرمانبردار ہوتے' اب وہ چیز آئی تو تکبر وانکار کرنے لگے یا یہ مطلب کہ ہم نے ان کے پاس کوئی کتاب یا ہادی ایسا نہیں بھیجا جو آپ کی تعلیم کے خلاف تعلیم دیتا ہو پھر کس دلیل عقلی یا نقلی کی بنا پر یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔

تنبیہ: ھم کی ضمیریں بنی اسماعیل یا قوم عرب کی جانب ہیں کیونکہ انہیں میں نبوت پہلی بار آئی تھی' اس سے قوم کے مورث اعلیٰ مراد نہیں کیونکہ ان میں تو ابراہیم' اسماعیل' ہود' صالح علیہم السلام وغیرہ متعدد انبیاء پیدا ہو چکے تھے۔

ف۴: قدیم منکرین ومکذبین اور ان کے انجام کا ذکر قرآن حکیم جو اپنے معاصرین کے سامنے کرتا رہتا ہے اس سے مقصود یہی رہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے انجام کی طرف سے غافل نہ رہنے پائیں۔ ما بلغوا معشار ما اتیناھم یعنی سامان غفلت جو پچھلی متمدن اور اقبال مند قوموں کو مل چکے ہیں (ان کی دولت وثروت' ان کی جسمانی قوت وتوانائی' ان کی درازی عمر وغیرہ) ان کا دسواں حصہ بھی قرآن کے مخاطب اول منکرین کو نہیں ملا ہے پھر وہ اتنا کس بات پر اتراتے ہیں۔

ف۵: یعنی آؤ تمہیں اپنے دعوئ رسالت کی جانچ کا ایک آسان سا طریقہ بتاؤں تم خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر انفرادی اور اجتماعی طور پر سوچو کہ میں جو تمہارے درمیان ہر وقت رہتا ہوں اور جس کی امانت ودیانت اور اصابت رائے کا تم خود اور براہ راست تجربہ رکھتے ہو تو کیا مجھے جنون ہوگیا ہے جو میں ایسے بڑے بڑے دعوے کرنے لگا ہوں کہ معبود صرف ایک ہے' یوم محشر کی آمد برحق ہے اور یہ قرآن کلام الٰہی ہے تو جب تم سوچ وبچار کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو گے تو پھر تم اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ تمہارے ہم نشین محمد ﷺ کو جنون نہیں اور یہ جو تمہاری رسومات اور عادات اور عبادات وغیرہ کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے باطنی نور سے تم کو گناہوں اور بدکاریوں کی ظلمات میں پھنسا ہوا پاتا ہے۔ ان تقوموا کھڑے ہو جاؤ یعنی (بقیہ صفحہ 930 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا فَوْتَ وَاَخَذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٥١﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا

جب یہ لوگ گھبرائیں گے کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے ف۱ کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے

بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ وَّقَدْ

مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہوگی؟ ف۲ اس سے پہلے

كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ

وہ منکر تھے اور دور دور سے محض اٹکل پچو باتیں

بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

کیا کرتے تھے ف۳ اور ان میں اور ان کی خواہشات میں روک کردی گئی ہے جیسے ان

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کچھ شک نہیں کہ وہ سخت انکار میں تھے۔ ف۴

اٰيَاتُهَا ٤٥ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ٥

سورۃ فاطر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ

سب تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے فرشتوں کو رسول

رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ

بنایا کرتا ہے جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہوتے ہیں۔ جس قدر چاہتا ہے

مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ

پیدائش میں زیادتی کردیتا ہے اللہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ف۵ جس قسم کی رحمت

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ

بندوں کے لئے خدا کھول دے کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جس کو بند کردے اس کے بعد کوئی

فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾

اسے کھولنے والا نہیں وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ ف۶

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ

اے لوگو! اللہ کی مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں کیا اللہ کے سوا

ف۱: یعنی جہاں بھی کوئی ہوگا اسی جگہ اس کا مواخذہ ہوجائے گا دور لے جانے یا سپاہی بھیجنے کی حاجت نہ ہوگی۔ فزعوا گھبراتے ہوئے پھرنا ہول قیامت سے ہوگا۔ فلا فوت یعنی جائے فرار نہ ملے گی اور نہ اللہ سے بچ سکیں گے من مکان قریب یعنی میدان حشر سے دوزخ کی طرف۔

ف۲: اس وقت کہیں گے کہ ہم اس واقعہ قیامت پر ایمان لائے یہ اس لیے کہیں گے کہ ان کو توقع ہوگی کہ اتنا کہنے سے ہم چھوٹ جائیں گے لیکن یہ ان کی خام خیالی ہوگی اور اس میں ان کو کامیابی نہیں ہوگی کیونکہ جو ایمان لانے کا موقعہ تھا وہ تو ہاتھ سے کھو بیٹھے اب کیا ہوگا۔ مطلب یہ کہ دارالعمل تو یہ دنیا ہے ایمان یہیں کا معتبر ہے اور وہی ایمان مقبول ومنظور ہے جو موت سے پہلے اس دنیا میں حاصل ہو اور اسے یہ لوگ کہیں پیچھے چھوڑ آئے اب تو عالم آخرت میں ہیں جو کہ دارالجزا ہے۔ مکان بعید عالم آخرت میں قبول توبہ قبول ایمان کے لحاظ سے بہت دور کی بات ہے۔

بہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع قرآن اللہ بعث رسول کو ہی سمجھا گیا ہے اور مفہوم بہرصورت ایک ہی ہے۔

ف۳: یعنی پہلے جب ایمان لانے کا وقت تھا تو اس وقت تو انکار پر تلے رہے اور یوں ہی طنز ومذاح کرتے رہے دنیا میں رہ کر ہمیشہ بے تحقیق باتیں کیں سچی اور تحقیقی باتوں کو قبول نہ کیا اب جو یہ لوگ ماننے پر آمادہ ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اب یہ لوگ پکڑے گئے ہیں یہ ضمیر یہاں بھی دین حق کی جانب ہے۔

من قبل یعنی دنیا میں جو دارالعمل تھی عمل کی مہلت تو اسی عالم ناسوت کے ساتھ مخصوص ہے۔

ف۴: یعنی جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں مثلاً ایمان مقبول یا نجات یا دنیا کی طرف واپس جانا یا دنیوی لذتیں اور عیش وآرام تو ان چیزوں اور کفار کے درمیان سخت روک قائم کردی جائے گی۔ پہلے جو لوگ اسی قماش کے گزرے ہیں جیسا معاملہ ان سے کیا گیا تھا ان سے بھی ہوا کیونکہ وہ لوگ بھی ایسے ہی مہمل شبہات اور بے جا شک وتردد میں گھرے ہوئے تھے جو ان کو چین نہ لینے دیتا تھا شک میں پڑے رہنے والوں کو چین کہاں نصیب؟ قتادہؒ نے کہا شک سے بچو پس جو کوئی شک پر مرا قیامت کے روز وہ اسی شک پر اٹھے گا اور جو کوئی یقین پر مرا تو وہ یقین پر ہی اٹھایا جائے گا۔

ف۵: فاطر وہ ہے جو عدم سے موجود میں ہستی سے ہستی میں لائے نہ وہ کہ جو صرف ترتیب وتنظیم از سر نو کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے چھ سو پر تھے اور ہر دو پروں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا جتنا کہ مغرب اور مشرق میں۔ فرشتے جسم اور پر رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم کے جو فرمانبردار ہیں۔ انکا کام اس کی عبادت ذکر اور تسبیح ہے ان پر ایمان لانا واجب ہے باقی کیفیت ان کی اللہ کو معلوم ہے تاویلات فاسدہ کرنا کفر اور گمراہی ہے نیز فرشتے متصرف فی الامور نہیں ہیں وہ اللہ کے صرف کارندے ہیں جس خدمت میں بھی لگا دیئے جائیں بے چوں چرا لگ جاتے ہیں انبیاء کے پاس پیام رسانی خواہ پیامات احکام شریعت سے متعلق ہوں یا بشارتیں وغیرہ یہ ان کی خاص خدمت ہے اور بعض دوسرے جسمانی وروحانی نظام کی تدبیر وتشکیل پر مامور ہیں "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" اللہ تعالیٰ ان واسطوں اور ذرائع کا محتاج ہرگز نہیں وہ بذات خود ہر چیز پر قادر ہے بعض حکمت کی بنا پر یہ اسباب وسائط کا یہ سلسلہ قائم کیا۔

تنبیہ: عالم غیب کی کسی بھی کیفیت کا پورا صحیح علم انسان کو ان قویٰ کے ساتھ ممکن نہیں جتنی بھی صفات وکیفیات اس عالم سے متعلق یہاں بیان کی جاتی ہیں وہ سب بطور تقریب یعنی ان کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔ مثال سمجھ کو قریب کرنے کے لیے ہوتی ہیں اسی عام قاعدہ کے تحت فرشتوں کے (بقیہ صفحہ 930 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ

کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے اور زمین سے رزق دے؟ اللہ کے

اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ

سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں کو بہکائے جا رہے ہو؟ ف۱ اور اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو تجھ سے پہلے

كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

لوگو! اللہ کا وعدہ بے شک سچا ہے پس تم دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھاؤ

الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

اور نہ اس بڑے دھوکا باز کے فریب میں آؤ ف۲ شیطان تمہارا

لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا

یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ

مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

وہ جہنمی بنیں ف۳ جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے سخت

شَدِيْدٌ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش

اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ

اور بہت بڑا اجر ہے۔ ف۴ بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے

فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠

تو خدا جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

پس تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیجیو۔ جو کچھ یہ

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ

کرتے ہیں خدا کو سب معلوم ہے ف۵ اللہ ہی ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل

سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

کو اڑاتی ہیں پھر ہم اس کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس سے زمین کو

ف۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو خاص اپنے معبود ہونے پر آگاہ فرمایا اور خالص توحید اور عبادت پر دلیل پکڑنے کا راستہ بتایا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق' رازق نہیں اسی طرح عبادت کے لائق بھی اور کوئی نہیں' مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کا گایئے تو جب اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی خالق ہے اور نہ کوئی رازق تو پھر تم کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟ کہ اس کے ہوتے اوروں سے مانگتے ہو کیا تم نے ایک اہل دل کی نصیحت نہیں سنی کہ

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

ھل من خالق غیر اللہ اشارہ ہے نعمت ایجاد کی طرف' یرزقکم ارشارہ ہے نعمت ابقاء کی طرف ایھا الناس خطاب کے عموم پیام قرآنی کے عالمگیر اور ہمہ آفاقی ہونے کی ایک مزید دلیل ہے۔

ف۲: اللہ کا وعدہ یعنی پھر جی اٹھنا قیامت قائم ہونا' حساب ہونا' اعمال نامہ ملنا' پل صراط پر گزرنا' ثواب' عذاب اور جنت' دوزخ وغیرہ یہ سب سچ ہے دنیا کے عیش میں اس کو نہ بھول جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ دنیوی لذات میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل ہو جاؤ اور حلال وحرام اور جائز وناجائز میں امتیاز ہی نہ رکھو۔ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ دنیا پر فریفتہ ہونا یہ ہے کہ اس جہان کی لذتوں اور نعمتوں میں مشغول ہو کر آخرت کے لیے عمل کرنے سے قاصر ہونا یہاں تک کہ قیامت کے دن کہے گا افسوس کہ دنیا میں کچھ کمایا ہوتا تا کہ وہ آج میرے کام آتا' شیطان دشمن اور دغا باز ہے انسان کو دھوکا دیتا ہے کہ اللہ کے فضل واحسان کے آگے بندے کے گناہ کیا ہیں اب یہ کام کر لے پھر توبہ کر لینا اللہ بخش دے گا۔ تم دشمن کو دشمن سمجھو اس کی بات نہ مانو اس پر ثابت کر دو کہ ہم تیری مکاری میں پھنسنے والے نہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔

تنبیہ: اس فریب کا تعلق فسق کی عملی زندگی سے ہے اور یہ فریب نفس انسانی کی راہ سے آتا ہے۔ راہ حق سے منہ موڑنا اور دوسرے سے باطل پرستی کو اپنا شعار بنانا اس فریب کا تعلق کفر کی اعتقادی زندگی سے ہے اور یہ فریب براہ راست شیطان کے اثر سے آتا ہے' عقیدہ کی گمراہی عملی فسق سے ظاہر ہے کہ کہیں بڑھی ہوئی ہے الغرور بڑا فریبی' دغا باز یعنی شیطان۔

ف۳: شیطان اگر کوئی واقعی ایک خارجی مخلوق اور انسان کا اتنا شدید دشمن نہیں تو آخر قرآن مجید اس کثرت اور شدومد سے اس کا اور اس کی خباثتوں کا ذکر کیوں کرتا ہے؟ کہ اس سے برتاؤ بھی وہی رکھو جو دشمن کے ساتھ رکھا جاتا ہے' قدم قدم پر اس کی مخالفت کرو اور اس کی اصل مخالفت یہی ہے کہ توحید وطاعت کی راہ اختیار کرو۔ قشیری نے کہا کہ شیطان کی عداوت پر غلبہ نہیں ہو سکتا مگر جب کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جائے کیونکہ وہ کبھی تمہاری عداوت سے غافل نہیں پس تم بھی اپنے مالک ومولیٰ کی یاد سے ایک لحظہ بھی غافل نہ رہو۔ حزبہ یعنی اپنے پیروؤں کو لیکونوا اس میں لام عاقبت کا ہے گویا دعوت شیطانی کا کھلا ہوا نتیجہ دوزخی ہونا ہے۔

ف۴: الذین کفروا یہ پہلا گروہ وہی ہے جس نے دعوت شیطان کو قبول کر لیا والذین امنوا وعملو الصلحت یہ دوسرا گروہ وہی ہے جو دعوت شیطانی سے الگ رہا۔ لھم مغفرۃ واجر کریم اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ مغفرت تو مرتب ہوگی ایمان پر اور اجر کبیر مرتب ہوگا اعمال صالحہ پر۔

ف۵: زین لہ سوء عملہ یعنی وہ گمراہی میں پڑ گیا۔ قتادہ تابعی سے روایت ہے کہ یہ آیت فرقہ خوارج پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ وہی لوگ مسلمانوں کا (بقیہ صفحہ 930 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

خشکی کے بعد تازہ کردیتے ہیں اسی طرح جی اٹھنا ہوگا۔ ف جو کوئی

الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ

عزت کا طالب ہو تو عزت سب کی سب خدا کے قبضے میں ہے پاک کلمات اسی کی

الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ

طرف جاتے ہیں اور نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے اور جو لوگ مکاری سے برے

السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ

کام کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار

يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ

تباہ ہوگی۔ ف اور اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر

جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

تم کو جوڑے بنایا جس کی مادہ کو حمل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ جنتی ہے وہ اس کے

بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ

علم سے جنتی ہے اور جو شخص زیادہ عمر دیا جاتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا

وہ سب کتاب میں موجود ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ ف

يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۙ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ

اور دو دریا مساوی نہیں ایک ایسا ہے کہ اس کا پانی میٹھا بہت خوش ذائقہ ہے اور

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ

ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے اور تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ گوشت کھاتے ہو

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

اور زیور نکال کر پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اس میں پانی کو

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو۔ ف

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ

رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور

(منزل ۵)

ف: اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور جس ملک کا رقبہ مردہ پڑا ہو یعنی کھیتی وسبزہ نہ ہو اور چاروں طرف خاک اڑ رہی ہو تو بارش کے پانی سے اس میں جان پڑ جاتی ہے اسی طرح تم بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کردے گا۔ ابورزین سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ خلقت کو بوسیدہ اور خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے اس پیدا کرنے پر کون سی نشانی ہے جس سے ہم دلیل پکڑیں تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قحط کے وقت کبھی اپنی قوم کے جنگل میں تیرا گزر نہیں ہوا میں نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا قدرت الٰہی کی یہی نشانی ہے اس کی مخلوق میں۔ اسی طرح زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ مردوں کو۔ جب اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنا چاہے گا تو عرش کے نیچے سے ایک خاص قسم کی بارش ہوگی جس کا پانی پڑتے ہی مردے اس طرح جی اٹھیں گے جیسے بارش سے زمین سے انگوری اگ آتی ہے پس جس طرح مردگی کے بعد زندگی زمین دنیا پر آتی ہے اسی طرح قیامت کے روز مردوں پر دوبارہ حیات آئے گی۔

ف۲: مشرک اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ عزت حاصل ہو جبکہ درحقیقت تمام عزت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اس کی اطاعت کرنے سے ہی عزت ملتی ہے۔ کلمہ طیب ذکر دعاء تلاوت ہے اور عمل صالح فرائض کا ادا کرنا معنی یہ کہ فرض ادا کرنے سے ذکر دعا' تلاوت قرآن مقبول ہے اور اگر فرائض ادا نہ کئے جائیں تو یہ سب کچھ قبول نہیں یا یہ معنی کہ کلمہ توحید کی برکت سے دوسرے مقام عمل قبول ہوتے ہیں کیونکہ ایمان کے سوا عمل معتبر نہیں چنانچہ بعض مفسرین نے والعمل الصالح یرفعہ کی ضمیروں کا مرجعہ بدل کر یہ معنی لیے ہیں کہ ستھرا کلام اچھے کام کو اونچا اور بلند کرتا ہے یہ بھی درست ہے بعض نے یرفع کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹائی ہے یعنی اللہ عمل صالح کو بلند کرتا اور معراج قبول پر پہنچاتا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ جس قدر پاک کلمات مدحیہ اور تعریفیہ ہیں سب کے سب اسی کی طرف جاتے ہیں یعنی وہی تمام دنیا کے مدائح اور صفات کا مستحق ہے' مثلاً کسی کی سخاوت کی تعریف ہے تو اس کا مستحق بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اس بندے کے دل میں سخاوت کی بنیاد رکھی' کسی کے حسن وجمال کی تعریف ہے تو وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جس نے اس کو ایسا جمیل اور خوبصورت بنایا نیز اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بالذات تمام مخلوقات سے اوپر ہے۔

ملحوظہ: یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اپنی مخلوق سے جدا اور اس کی جہت فوق ہے تاہم اپنی قدرت وعلم کے اعتبار سے ہر جگہ موجود اور ہر چھوٹی بڑی ارضی' سماوی اور تحت الثریٰ چیز کو اس کا علم محیط ہے۔ (عفیف)

تنبیہ: یرفعہ میں ہ ضمیر الکلم الطیب کی جانب ہے۔

ف۳: یعنی جتنی عمر جس کی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے بڑھنے کے ہیں یا یہ کہ کون عمر طبعی کو پہنچے گا کون نہیں یہ سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کا علم کامل ہے اور ہر ہر جزئیہ پر محیط بلکہ اس نے اپنے علم کے ماتحت مستقبل کے سارے واقعات لوح محفوظ میں درج بھی کر رکھے ہیں۔ اللہ کا علم ذاتی جس کے آگے مستقبل وماضی سب یکساں ہیں اسکو ان جزئیات پر احاطہ رکھنا' بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں اس کو تو تمام ماکان وما یکون جزئی وکلی اور غیب وشہادت کا علم ازل سے حاصل ہے اس کو اپنے آپ پر قیاس نہ کرو۔ خلقکم من تراب اس کا تعلق نوع انسانی سے ہے۔ ثم من نطفۃ اس خلق کا تعلق ہر ہر فرد سے ہے۔

ف۴: اوپر سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آرہے ہیں اس کے ضمن میں لطیف اشارے (بقیہ صفحہ 931 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

سورج اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے۔ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کا سب کچھ اختیار ہے اس کے سوا جن لوگوں کو تم

مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ

پکارتے ہو وہ ایک دھاگہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو

لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ

تو وہ تمہاری دعا نہیں سنتے اور اگر وہ سن پاویں تو تمہاری دعا قبول نہیں کرسکتے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ

اور قیامت کے روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدا خبیر جیسی خبر

مِثْلُ خَبِيْرٍ ؕ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى

تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا۔ ف۱ اے لوگو! تم خدا کی جناب

اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ؕ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ

کے محتاج ہو اور وہ خدا بے نیاز ہے وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے اگر چاہے تو تم کو فنا کردے اور

يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ﴿۱۶﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؕ﴿۱۷﴾

نئی مخلوق لے آوے اور یہ کام اللہ پر دشوار نہیں۔ ف۲

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ

اور کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا اگر کوئی دیا ہوا اپنے بوجھ

اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ

کی طرف بلائے گا تو اس سے کچھ ہلکا نہ کیا جائے گا چاہے قرابت دار بھی کیوں نہ ہو

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا

جو لوگ اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز

الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى

قائم رکھتے ہیں انہی کو تو ڈراتا ہے جو شخص سدھر جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور

اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ؕ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ﴿۱۹﴾

اللہ ہی کی طرف رجوع ہے۔ ف۳ اور اندھا اور سوانکھا برابر نہیں

منزل ۵

ف۱: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے اس کی بادشاہی میں کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں' مشرک جو بزرگوں کو پکارتے اور ان سے مدد چاہتے ہیں وہ ان کے پکارنے کو بھی نہیں سنتے مدد کرنا تو درکنار' اگر بفرض محال پکارنا سن بھی لیں تو کیا فائدہ مراد تو نہیں دے سکتے جن کی پوجا لوگ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کے پاس لوگ جائیں گے وہ غصے ہو کر ان سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ ہم سے مرادیں مانگو اور ہم نے کس کتاب میں لکھ دیا تھا کہ ہمارا بھی اختیار ہے' ہمیں اللہ کے کارخانے میں کیا دخل؟ ہماری بلا سے جاؤ جیسا کیا ویسا ہی بھگتو' اللہ پاک نے اس بات کی خبر دے کر مشرکوں کے اعتقاد کی جڑ کاٹ دی۔ اب بھی اگر کوئی شرک سے باز نہ آئے تو جہنم کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ من قطمیر محاورہ عرب میں اس کے وہی معنی ہیں جو ہماری زبان میں ذرہ بھر' رتی برابر' کے ہوتے ہیں۔ اور قطمیر اس چھلکے کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے۔

ف۲: یعنی تمام لوگ ہر طرح سے ذات وصفات میں الغرض سب کاموں میں اسی اللہ کے محتاج ہیں اور اسی کے ساتھ تمہارا تعلق ہے۔ ذات میں تو اس لیے اس کے محتاج ہو کہ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو تم کچھ بھی نہ ہوتے اور صفات میں اس لیے کہ اگر وہ تم کو علم قدرت وغیرہ عطا نہ فرمائے تو تم کچھ بھی نہیں' اللہ تعالیٰ کو کسی کی ضرورت نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں' وہ اپنے غیر کا کسی امر میں محتاج نہیں اس کی ذات قدیم ہے' اس کی صفات حادث نہیں اس لیے وہ بذاتہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے وہ ہر حال میں محمود ہے دنیا کی ہر روح اسی کی حمد ہے پس وہی مستحق عبادت و استعانت ہے' اس نے ایمان اور احکام شریعت کی جو تلقین کی ہے یہ تمہارے نفع ہی کے لیے ہے۔ حاصل یہ کہ انسان اپنے وجود' بقا اور فنا وغیرہ جملہ حاجات میں اسی ذات واجب الوجود کا محتاج ہے۔ وجود' بقا' فنا وغیرہ میں تو یہ محتاجی ظاہر ہی ہے جن چیزوں میں بظاہر اختیار معلوم ہوتا ہے مثلاً بولنے' چلنے' دیکھنے' سننے' چلے پھرنے میں' ان میں بھی ایک ایک حرکت مشیت الٰہی اور اذن الٰہی ہی کی محتاج ہے ھوالغنی یعنی اسے مخلوق کی امداد واعانت کی حاجت تو کجا وہ تو اس کی مملوکیت وعبدیت کے تعلق سے بھی بے پرواہ ہے لیکن اس کا غنا محض غناء ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے فقر ودرماندگی کا چارہ ساز بھی ہے۔

ف۳: اس غلطی میں بھی نہ رہنا جو بعض گمراہ لوگ تم کو کہتے ہیں کہ تمدین اسلام کو چھوڑ دو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے ان کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسنا اللہ تعالیٰ کے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کرے گا سو بھرے گا اور دوسرا کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا اگر کوئی گناہوں میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی دوسرے کو بلائے گا تو اس سے کچھ لے کر ہلکا نہ کیا جائے گا چاہے کتنی ہی قرابت داری کیوں نہ ہو' غرض دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہوگی' پس تم ابھی سے اس روز کی تکلیفات سے خائف ہو کر مناسب انتظام کرو مگر ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کی ہر ایک بات میں اللہ تعالیٰ پر سہارا رکھتے ہیں۔ "وزر" سے مراد کفر ومعصیت کا بوجھ ہے اور اس کا تعلق ذاتی عمل سے ہے ورنہ اعانت جرم یعنی اغواء اور گمراہی تو خود ایک مستقل جرم ہے۔ اس آیت میں بالخصوص ان مذاہب کی تردید ہے جن کا دارومدار ہی کفارہ وشفاعت کے عقائد یعنی عیسائی اور بعض بریلوی پر ہے' رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: خبردار رہو ہر شخص کے گناہ کا وبال اسی کی جان پر ہوگا باپ کے گناہ کا بوجھ بیٹے کی گردن پر نہ ہوگا' اور نہ بیٹے کا گناہ باپ اٹھائے گا۔ اور اس آیت کا معنی ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ﴾ (العنکبوت: ۱۳) کے خلاف نہیں جس کا معنی یہ ہے کہ یہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور (لوگوں کے) (بقیہ صفحہ 931 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾

نہ اندھیر اور نور برابر ہیں نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

نہ زندے اور مردے برابر ہیں اللہ جسے چاہے

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ

سنا سکتا ہے تو قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو نہیں سنا سکتا تو تو

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ

صرف ڈرانے والا ہے ف ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ

ہر ایک قوم میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گذرا ہے۔ ف اگر یہ لوگ تیری تکذیب ہی کرتے رہیں

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

تو جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے دینی مسائل

وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ

اور روشن کتاب لائے جو لوگ کافر تھے میں نے ان کو خوب

كَفَرُوْا ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

پکڑا پھر میری سختگی کیسی ہوئی؟ ف کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا

طرف سے پانی اتارتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ مختلف رنگوں کے

اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ

پھل پیدا کرتا ہے اور پہاڑوں میں سے جو بعض ٹکڑے سفید اور بعض سرخ مختلف

اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ

رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے اسی طرح آدمیوں جانوروں اور

وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں۔ ف اللہ کے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ

علماء ہی ڈرتے ہیں اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔ ف۵ جو لوگ

ف: اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار اور بدکردار بندے برابر نہیں نتیجہ صاف ہے کہ یہ لوگ جو احکام الٰہی کی مخالفت کرتے ہیں دار اصل یہ مردے ہیں ویسے تو اللہ تعالیٰ تو جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر اے نبی تو قبروں میں پڑے ہوئے ان مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ تیری قدرت سے باہر ہے کہ تو مردوں کو سنائے کیونکہ جو جس ان میں سننے والی ہوتی ہے وہ تو موت کے آتے ہی فنا ہو جاتی ہے اس کا تعلق کانوں سے ہوتا ہے اور جب کان ہی نہیں رہے تو پھر قوت کیسی؟ اس لیے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا کیونکہ مردوں میں سننے کی حس ہی نہیں اور ادراک حق ہونے کے لحاظ سے مومن کی مثال آنکھوں والے اور نور اور سایہ اور زندہ کی ہے اور ادراک حق نہ کرنے کے لحاظ سے کافر کی مثال نابینا اور تاریکی اور چلچلاتی دھوپ اور مردہ کی ہے ان آیات میں لفظ لا تاکید نفی کیلئے ہے اور اس کی تکرار تاکید مزید کیلئے ہے۔ آخر میں فرمایا کہ تو تو صرف ڈرانے والا ہے مگر ڈرنے والوں میں استعداد بھی تو ہونی چاہئے ان لوگوں میں جو مخالفت اسلام پر بضد مصر ہیں استعداد فطری تو ہے مگر ان کی بداعمالی سے مغلوب اور نہ ہونے کے قریب ہے۔ پس کسی کے دل میں ہدایت اتار دینا کسی پر ہدایت ٹھونس دینا آپ کے بس میں نہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے تو اور بات ہے ورنہ بندوں کے بس میں یہ بات نہیں ہے۔

تنبیہ: شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہوا دھڑ نہیں سنتا۔

ملحوظہ: اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کے بظاہر خلاف۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ سنانا چاہے تو یہ اور بات ہے۔ (عفیف)

ف: اسی طرح ہر قوم میں عذاب الٰہی سے کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گزرا ہے جن کے ڈرانے اور سمجھانے کا اثر کم وبیش اس وقت بھی ان قوموں میں ملتا ہے ڈرانے والے خواہ بحیثیت پیغمبر ہوں یا بطور نائب پیغمبر کے حاصل یہ کہ ہر قوم پر تبلیغ حق کسی نہ کسی طریقہ پر ضرور ہو چکی ہے۔

ف: یعنی اگر آپ کی قوم آپ کو جھٹلائے تو اس پر غمگین نہ ہوں اس لیے کہ یہ مصیبت صرف آپ پر ہی خاص نہیں بلکہ آپ کے ساتھیوں (سابقہ انبیاء) کے ساتھ بھی یہی کام ہوتا رہا ہے اور وہ صبر کرتے رہے اور آخر انجام کار جھٹلانے والے سخت عذاب سے پکڑے گئے۔ اس قسم کی آیات جو قرآن مجید میں بکثرت ہیں ان سے ایک مقصود تو رسول اللہ ﷺ کو تسکین دینا تھا اور دوسرا معاصر کافروں کو یہ بتانا ہے کہ مہلت مل جانے سے وہ بے فکر نہ ہو جائیں اپنے وقت معین پر عذاب کا آنا قطعی ہے۔ بینات سے مراد معجزات باہرہ اور دلائل قاطع ہیں اور زبر سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں مواعظ اور نصائح تھے اور کتاب سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں احکام تھے۔

ف: یہ سب بیان ہے قدرت کی نیرنگیوں کا پس جس طرح نباتات جمادات اور حیوانات میں رنگ برنگ کی مخلوقات ہے انسانوں میں بھی ہر ایک کی طرح جدا ہے مومن اور کافر ایک طرح کے ہو جائیں اور سب انسان ایک ہی رنگ اختیار کر لیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس میں نبی ﷺ کے لیے تسلی ہے کہ لوگوں کے اختلاف سے غمگین نہ ہوں۔ کذالک جیسے کہ میووں اور پہاڑوں کے رنگ طرح طرح کے ہیں اسی طرح آدمیوں جانوروں اور چوپایوں کے رنگ بھی طرح طرح کے ہیں اس میں توجہ ان تکوینی اختلافات پر دلائی گئی ہے کہ انہیں خیال میں رکھو کافر اور مومن کے فرق پر زیادہ آپ کو حیرت نہ ہو بارش کا پانی تو ایک ہی ہے جو سب پھلوں کو پیدا کرتا ہے اس پر بھی (بقیہ صفحہ 931 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے میں

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ

پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں۔ بے شک وہی لوگ ایک بڑی نجات کی توقع رکھتے

تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پاویں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا انکے اعمال کے بدلے پورے دیگا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی

اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ

عنایت کرے گا اور بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ ف جو کتاب ہم نے تیری طرف الہام کی ہے

الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

وہ سچی ہے جو کتاب ان کے سامنے ہے اس کی تصدیق کرتی ہے یقیناً اللہ

بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

اپنے بندوں کے حال سے خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کے وارث ان لوگوں کو بنایا

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ

جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا بعض ان میں کے

مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

اپنے حق میں ظالم ہیں بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے بعض ان میں کے خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے یہی

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

بڑا فضل ہے۔ ف ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ

سونے کے کنگن اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان میں ان کا

فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا

لباس ریشمی ہوگا۔ ف اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے ہم سے

الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا

ہر قسم کے تفکرات دور کردیئے۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے جس نے اپنے فضل

دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا

سے ہم کو ٹھہرنے کے مقام میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے

منزل ۵

ف: غرضیکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی الہامی کتاب کو ہر حال میں اپنا رہبر جانتے ہیں گو وہ سائنس اور فلسفہ کی اعلیٰ لیاقت بھی پاتے ہیں مگر مذہبی ہدایت الہامی کتاب ہی سے حاصل کرتے ہیں عملی پہلو میں بھی ضعیف نہیں بلکہ جسمانی عبادت (نماز) کے علاوہ مالی عبادت بلکہ صدقہ وخیرات بھی حسب حیثیت اور حسب موقع کرتے رہتے ہیں پس یہی لوگ الہامی نوشتوں کی اصطلاح میں علماء ہیں اور یہی لوگ بڑے تاجر ہیں جو ایک کے کئی ایک کریں گے۔ نتیجہ ان کی تجارت اور محنت کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور محض اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا۔ تجارت سے مراد ظاہر ہے کہ جنت کی ابدی اور غیر منقطع نعمتیں ہیں۔ قرآن مجید میں کثرت کے ساتھ تجارتی اور کاروباری اصطلاحات کے آنے سے ایک طرف تو اس پر روشنی پڑتی ہے کہ اس وقت کے عربوں کے قومی مزاج پر تجارتی مذاق اچھا خاصہ غالب تھا۔ دوسری طرف اس پر کہ قرآن کو اسی مذاق کا امت اسلامی میں پھیلا رہنا مقصود بھی تھا۔ سرا وعلانیۃ پس مصلحت دینی علانیہ ہی صرف کرنے کی ہوتی ہے اور کہیں اس کے برعکس یہ لوگ موقع ومحل کو لحاظ میں رکھتے ہیں یہ تمام صفات انہی خشیت رکھنے والے اہل علم کے بیان ہو رہے ہیں۔ غفور بخشنے والا ایسا کہ اعمال کی کوتاہیوں، فروگزاشتوں اور لغزشوں کو بخش دے۔ شکور قدردان ایسا کہ اعمال صالحہ کی قدر اور ان کے استحقاق سے بڑھ کر کرے۔

ف: مسلمانوں کی یہاں تین قسمیں بیان ہوئی ہیں پہلی قسم ظالم لنفسہ یعنی ہیں تو مسلمان لیکن گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں امام رازیؒ نے چند اور صفات بھی بیان کئے ہیں۔ مثلاً ظالم وہ ہے جس کے سیئات زائد ہوں یا جس کا ظاہر باطن سے بہتر ہو یا جو صاحب کبیرہ ہو یا جو بعد حساب قابل نار ہو۔

مقتصد یہ دوسری قسم ہے یعنی نہ تو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور نہ طاعت ہی میں کچھ ترقی کرتے ہیں بس بقدر ضرورت پر اکتفاء کئے ہوئے ہیں۔ امام رازیؒ نے کچھ اور بھی خصوصیات ذکر کئے ہیں مثلاً مقتصد وہ ہے جس کے خیر وشر مساوی ہوں یا جس کا ظاہر وباطن یکساں ہو یا جو صاحب صغیرہ ہو یا جو بعد حساب نجات پائے۔ سابق بالخیرات یہ تیسری قسم ہوئی کہ گناہوں سے بچتے بھی ہیں اور طاعات میں فرائض کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہمت کئے رہتے ہیں امام رازیؒ کے الفاظ میں یہ وہ لوگ ہیں جس کے حسنات زائد ہوں یا جس کا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا جو گناہوں سے محفوظ ہو یا جو بے حساب وکتاب جنت میں جائے۔ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ آیت کا یہ جز اس باب میں نص صریح ہے کہ مومن باوجود سخت گنہگار ہونے کے بہرحال مغفور ہی ہوتا ہے جنت میں داخل ہوں گے اور کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ان سب کے مغفور ہونے پر نہ صرف جمہور اہل سنت کا اتفاق ہے بلکہ احادیث نبویہ میں بھی متعدد طریقوں سے اس کی صراحت موجود ہے اور یہ تصریح مسلک خارجیت کی جڑ کاٹ دینے کے لیے کافی ہے۔

ملحوظہ: اس اکیلی آیت سے ثابت ہوا مومن کے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ یزید بالطاعۃ و ینقص بالمعاصی۔ جیسا کہ آیت شریفہ میں مومنوں کے تین درجے (۱) ظالم لنفسہ (۲) ومنہم مقتصد (۳) اور سابق بالخیرات بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح خارجیوں کے مسلک کی بھی جڑ کٹ گئی۔ کیونکہ ان کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور ابدی جہنمی ہے اور اسی طرح معتزلہ فرقہ کے مسلک کی بھی بیخ کنی ہوگئی کیونکہ ان کے نزدیک مرتکب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعمال ایمان کا جزو ہیں یعنی ایمان مرکب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ

نہ تکان ف۱ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے

لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ

نہ ان پر حکم ہوگا کہ مر جائیں اور نہ ان کے عذاب میں

عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ

تخفیف ہوگی۔ اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیں گے۔ ف۲ وہ اس میں چیخیں مارتے

فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

ہوئے کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو نکال لے تو ہم اپنی بداعمالی چھوڑ کر نیک

نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَ

عمل کریں گے۔ ف۳ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی نصیحت پانا چاہتا تو پا سکتا تھا؟ اور

جَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾

تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے۔ پس تم مزہ چکھو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ ف۴

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اللہ آسمانوں اور زمینوں کے مخفیات کو جاننے والا ہے وہ سینوں

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي

کے بھیدوں سے واقف ہے۔ ف۵ اسی نے تم کو زمین میں

الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

خلیفہ بنایا پس جس نے انکار کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے کفر سے ان

كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

کے پروردگار کے ہاں غضب ہی بڑھتا ہے اور کفر سے ان

كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ

ہی کا نقصان ہوتا ہے۔ ف۶ کہہ کہ بتاؤ تو جن شریکوں کو

تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی کیا زمین میں انہوں نے

الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۚ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے

منزل ۵

ثلاثی ہے التصدیق الجنان۔ اقرار باللسان بالارکان۔ بنابریں احناف کے مسلک کی بھی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اعمال کو ایمان کا جزو اعتقاد نہیں رکھتے۔ (عفیف)

تنبیہ: امام رازیؒ نے کہا ہے کہ کافر تو ظالم علی الاطلاق ہوتے ہی ہیں لیکن ظالم لنفسہ کا مصداق مومن ہوتا ہے کہ وہی مصیبت کے وقت اپنے نفس کو اس کے موضع صحیح سے ہٹا کر رکھتا ہے اور خود حضرت آدمؑ کی دعائیں ان کے مقبول اور صاحب اصطفاء ہونے کے باوجود ان میں ظلمنا انفسنا کی صراحت موجود ہے۔

ف۳: اس آیت سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیور اور موتی اور ریشمی لباس اپنی اصل کے لحاظ سے گندے نہیں ورنہ اہل جنت کے لیے موقع مدح پر ان کا ذکر کیوں کیا جاتا۔ البتہ دنیا میں یہاں کی مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر مردوں کے لیے حرام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔

ف۱: حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا' ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم' دشمنوں کا ڈر اور رنج ومشقت وہاں پہنچ کر سب کافور ہو گئے اکتاہٹ کی تھکن تو طبیعت پر اس وقت غالب ہونے لگتی ہے جب ایک ہی چیز سے مسلسل سابقہ پڑتا ہے لیکن جنت کی نعمتیں تو ہر دم تازہ بہ تازہ اور نئی سے نئی ملتی رہیں گی۔ اس لیے وہاں تھکن اور اکتاہٹ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ ضمناً یہاں یہ حقیقت بھی آ گئی کہ بخلاف دنیا کی عیش وعشرت کے کہ جس کی کثرت لازمی طور پر تھکا دینے والی ہوتی ہے جنت کی لذتیں برابر راحت وسرور بڑھانے والی ہی ہوں گی آج ذرا مسلسل قہقہہ لگا کر دیکھئے یا مسلسل کئی گھنٹے تھیٹر' سینما' ناچ دیکھنے کا تجربہ کر لیجئے طبیعت میں لازمی طور پر افسردگی اور تھکاوٹ طاری ہو جائے گی مسلسل وغیر منقطع تازگی وشگفتگی قائم رکھنا جنت ہی کی نعمتوں کا خاصہ ہوگا۔ حزن سے مراد دنیوی رنج والم بھی ہو سکتا ہے اور حساب وکتاب کا غم واندیشہ بھی۔ دارالمقامہ کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ جنت کی دوسری منزل کا نام ہے۔

ف۲: صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخی وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں رہیں گے وہاں نہ مریں گے نہ جئیں گے۔

ف۳: اور پھر یعنی دوزخ میں چلا چلا کر کہیں گے یا اللہ ایک بار ہم کو یہاں سے نکال دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم اچھے عمل کریں' اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اگر دنیا میں آئیں تو پھر بھی یہ لوگ وہی کام کریں گے جس سے یہ منع کئے گئے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں ﴿وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ﴾ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کا سوال قبول نہیں فرمائیں گے۔ (الانعام: ۲۸)

ف۴: ابن عباسؓ اور صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ولم نعمرکم مایتذکر فیہ سے ساٹھ برس کی عمر مراد ہے اور حسن اور مسروق وغیرہ نے کہا کہ چالیس سال اور عطاؒ اور قتادہؒ کا قول ہے کہ ساٹھ برس۔ جامع البیان والے نے کہا کہ ساٹھ برس کا قول بہت صحیح ہے کیونکہ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ امام احمدؒ اور بخاریؒ اور نسائیؒ وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر کو پہنچایا اس کا کوئی عذر اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ رہا نذیر عام ہے انبیاء اور ان کے سب تابعین کے لیے یا نذیر سے مراد بڑھاپا بھی ہو سکتا ہے۔

ف۵: صفت قدرت کے بعد صفت علم بھی تمام صفات باری تعالیٰ میں سے ایسی صفت ہے جس کے سمجھنے میں مشرک قوموں نے ٹھوکر کھائی ہے اس لیے ضرورت پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کاملیت کو اور اسراء وخفایا اور (بقیہ صفحہ 931 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں؟ بلکہ بعض ظالم لوگ بعض کو

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

محض فریب کے وعدے دیتے ہیں- ف اللہ آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے

اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

تھامے ہوئے ہے اور اگر یہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے سوا کوئی

اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۚ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

ان کو سنبھال نہیں سکتا وہ بڑا حوصلے والا بخشنے والا ہے ف اور انہوں نے بڑی پکی پکی

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى

حلفیں اٹھائی تھیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام سے

الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤٢﴾

زیادہ ہدایت یاب ہوں پھر جب ڈرانے والا ان کے پاس آپہنچا تو ملک میں تکبر اور بدا طواری کرنے

اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ

کی وجہ سے ان کو نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی اور بد اطواری کا اثر ہمیشہ کرنے

السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

والوں ہی پر پڑتا ہے پس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹلتا

تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

ہوا نہ دیکھو گے- کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ

لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتھے میں زیادہ اور بل بوتے میں ان سے

قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَىْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا

بڑھ کر تھے اور اللہ کو تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کرسکتی ہے اور نہ

فِى الْاَرْضِ ۚ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ

زمین میں- وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے- ف اگر اللہ لوگوں کو

ف: جو ایسی ناجائز مشرکانہ حرکات کی طرف بلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس استھان سے یہ پھل پایا اس قبر سے فلاں مراد پائی جو کوئی یہاں چند ایام اخلاص اور راستی سے مجاور بنا رہے اس کو ضرور ہی مراد ملتی ہے حالانکہ یہ خیالات بالکل غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا بات صرف اتنی ہے کہ ان سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغواء سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے ہیں کہ ﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس: ١٨) کہ یہ بت وغیرہ اللہ کے ہاں ہمارے شفیع بنیں گے اور اس کا قرب عطا کریں گے حالانکہ یہ خالص دھوکہ اور فریب ہے ارء یتم- ارآءۃ کے معنی دکھانے کے نہیں بتادیئے یا خبر دینے کے ہیں ای اخبرونی السموات یعنی شرک پر کوئی بھی دلیل عقلی و تجربی قسم کی قائم ہے؟ تو بتاؤ شرك فی السموات سے مراد خلقت آسمان میں شرکت ہے ام..... منه یعنی کیا شرک پر کوئی بھی دلیل نقلی یا کتب آسمانی سے ماخوذ ان کے پاس ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ نے ہی آسمانوں اور زمینوں کو باقاعدہ پیدا کیا اور وہی ان کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے کیا مجال کہ کوئی چیز اس کے انتظام سے باہر ہو کر سرکشی کرسکے ہر ایک چیز اپنے قانون کے مطابق پیدا ہوتی' بڑھتی اور فنا ہوتی ہے اور اگر یہ دونوں اپنی جگہ سے ہل جائیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا کیونکہ سنبھالے تو وہ جس میں خالقیت کا وصف ہو اور خالقیت کا وصف مخلوق میں نہیں ہوسکتا خالق صرف وہی وحدہ لا شریک ہے جو حوصلے والا اور بخشنے والا ہے وہ ان نالائق مشرکوں کی شرارت اور شوخی پر تنگ مزاجی سے جلد رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی سی توجہ کرنے پر بخش دیتا ہے۔ امساک سے مراد صرف ان اجرام کی ہیئت منتظمہ پر انہیں قائم رکھنا ہے چاہے وہ جن قوانین طبعی کے واسطہ سے ہو قانون کشش اجسام وغیرہ یہ سب اللہ ہی کے امساک کے ذریعے اور واسطے ہیں۔ ان تزولا سے مراد صرف ہیئت موجودہ منتظمہ سے ان کا انتقال ہے نہ کہ مطلق حرکت اس لیے آیت سے آسمان و زمین کے سکون و عدم حرکت پر استدلال کرنا بالکل ہی لغو ہے۔ لئن زالتا یعنی اگر وہ ٹلنے کے قریب ہوجائیں یا ٹلنے پر آجائیں۔ مای اشرفتا علی الزوال (روح) ما من احد میں من زائدہ تاکید نفی کے لیے ہے یعنی کوئی بھی۔ من بعدہ میں بعد بجز یا علاوہ کے معنی میں ہے۔ بعدہ ای سواہ

تنبیہ: اگر اللہ کا حلم اور مغفرت نہ ہو تو بندوں کے گناہوں اور نافرمانیوں سے زمین اور آسمان قائم نہ رہیں اور اپنی جگہ سے ٹل جائیں پھر کس کی طاقت ہے جو ان کو تھام سکے۔

چنانچہ قیامت میں جب یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ درہم برہم کردے گا کوئی قوت اسے روک نہ سکے گی۔ پھر اللہ کی طرف سے گرفت ہوگی کہ کیوں مکر کیا۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ تین باتوں میں جو سے کوئی ایک بات کرے اس کو چھٹکارا نہیں بلکہ خود ان میں پھنس جاتا ہے ایک برا مکر۔ دوسرا ناحق کسی پر زیادتی کرنا' تیسرا عہد توڑنا۔

ف: تاریخ عالم کا سبق یہی ہے کہ جو قوم بھی اللہ فراموشی میں مبتلا ہوئی وبالآخر ہلاک و برباد ہو کر رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل سے ہر ارادہ کے نفاذ کا طریقہ و تدبیر جانتا ہے اور اسی قدرت کاملہ سے اسے نافذ کردیتا ہے اس لیے کائنات کی کوئی ایسی قوت اس سے مقابلہ کی مجال نہیں رکھتی' پس نہ اللہ تعالیٰ کے علم کو کوئی پاسکتا ہے اور نہ اس کی قدرت کو کوئی پہنچ سکتا ہے باوجود اس علم اور قدرت کے حلم اور حوصلہ بھی اس قدر ہے کہ تمام مخلوق کو باوجود نافرمانیوں کے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ

ان کے کاموں پر مواخذہ کرے تو کسی جاندار کو زمین پر

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

نہ چھوڑے لیکن ایک وقت مقرر تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝۴۵

ان کا وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۱

اٰيَاتُهَا ۸۳ سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعُهَا ۵

سورۂ یٰسٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

يٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳ عَلٰى

اے کامل انسان! ف۱ قسم ہے باحکمت قرآن کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔ سیدھی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝۵ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

راہ پر چلو جو بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے نے اتارا ہوا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى

جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اس لئے وہ غافل ہیں۔ ف۲ بے شک ان میں سے بہتوں پر

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

حکم ثابت ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہ لاویں گے۔ ف۳ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ

جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اور ہم نے ان کے سامنے روک

اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ

کر رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے پس

لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

وہ نہیں دیکھتے۔ ف۴ تیرا سمجھانا نہ سمجھانا ان کو برابر ہے یہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ

ایمان نہ لاویں گے ف۵ تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے سمجھانے کی پیروی کرتے ہیں

منزل ۵

ف۱: یعنی یہ تو مشیت تکوینی سرے سے ہے ہی نہیں کہ معاصی وذنوب پر گرفت فی الفور اور اسی دنیا میں ہو جایا کرے یہ اگر ہوتا تو کوئی کافر زندہ ہی نہ رہنے پاتا۔ اہل ایمان اس لیے اٹھا لیے جاتے کہ نظام عالم مجموعہ کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ بالغوں اور شرعی مکلفوں کو تو گناہوں کے بدلے باقی ان کے ساتھ اجتماع میں ہلاک ہو جائیں اور جب انسان نہ رہتے تو کوئی حیوان بھی باقی نہ رہنے دیا جاتا کیونکہ حیوانوں کی حیثیت تو محض انسانوں کے خادم کی ہے ان کی پرورش کا انتظام انہی سے وابستہ ہے اور ان کا وجود بلکہ تمام عالم کی ہستی تو اسی حضرت انسان کے لیے ہے۔

تنبیہ: من دابۃ اس سیاق میں دابہ سے ہر متحرک جانور جن وانس اور نوع انسانی یہ سب مراد لیے گئے ہیں اور اور مآل ہر تفسیر کا ایک ہی ہے۔

ملحوظہ: یہ تاویل محض ہے کیونکہ یہ حروف مقطعات میں سے ہے جن کا صحیح علم اور اصل مراد کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ اعلم بمرادہ بذالک۔ لہٰذا عقل کے گھوڑے دوڑانا سلفی اور ماثور تفسیر کے سراسر خلاف ہے۔

ف۱: یٰسٓ یہ مخفف ہے یا انسان کا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس نے رات کو سورۃ یٰسین پڑھی تو صبح کے وقت وہ اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے گناہ بخشے گئے اور جس نے رات میں حم دخان پڑھی تو صبح اس کے گناہ بخشے ہوئے ہونگے ابن حبان نے جندب بن عبداللہ سے روایت کیا کہ جو کوئی رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے سورۃ یٰسین پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ امام احمدؒ نے معقل بن یسار سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو اس سورت کو اپنے مردوں کے پاس یعنی جو قریب الموت ہوں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری امت کے ہر ایک آدمی کے دل میں یہ سورت ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کے خواص بہت ہیں ایک یہ بھی کہ جس مشکل کے لیے پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کرتا ہے اور جس قریب الموت کے پاس پڑھی جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور روح کا نکلنا آسان کرتا ہے۔

ف۲: قوم سے مراد قوم قریش یا قوم عرب ہے جو پیام اسلام کی اولین مخاطب تھی۔ نبوت محمدی کی عالمگیر حیثیت بھی متعدد مقامات پر بیان ہوئی ہے مثلاً لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ خاص بنی اسماعیل میں کوئی نبی نہیں آیا تھا باقی دوسرے انبیاء کی تعلیمات اگر بالواسطہ اہل عرب تک پہنچ چکی ہوں تو وہ اس کے منافی نہیں۔

ف۳: تقدیری بات یہی ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تقدیری بات اللہ کے علم ازلی کے مترادف ہے اور یہ علم ازلی ہرگز کسی جبر واکراہ کے ہی مترادف نہیں اور نہ علم کسی طرح رضا کو لازم ہے۔ طبیب کی پیشگوئی اور پیش خبری کسی بدپرہیز مریض کے انجام سے متعلق ہرگز طبیب کی مرضی اور خواہش کی ترجمان نہیں یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ہدایت یابی کے جو قانون قاعدے شروع سے مقرر ہیں مثلاً یہی کہ خالی ذہن دعوت رسالت پر غور کیا جائے یہ لوگ چونکہ ان پر عمل کرنے سے گریز کر رہے ہیں اس لیے قدرۃً ثمرہ ہدایت سے محروم رہیں گے۔ بے شک انہی میں سے اکثر کی شرارت کی وجہ سے ان پر حکم الٰہی ثابت ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ف۵: یہ کلام ان کے حل کی ایک تمثیل ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت سے مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں کچھ برادری کا لحاظ ہے تو کچھ رسم ورواج کی پابندی کہیں شرک وکفر (بقیہ صفحہ 932 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ

اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرتے ہیں ان کو بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ- ف۱ کچھ شک نہیں

الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ

کہ مردوں کو زندہ کریں گے اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال اور آثار ہم لکھتے رہتے ہیں اور ہم نے تو سب کچھ

فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۙ

روشن امام (کتاب) میں گھیر رکھا ہے- ف۲ اور ان کو ایک بستی کی مثال

اِذْ جَاۗءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

جب رسول اس میں آئے جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے

فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾

ان دونوں کی تکذیب کردی پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول آئے ہیں ف۳

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ

انہوں نے کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو خدائے رحمان نے کوئی

شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ

حکم نہیں اتارا' تم بالکل جھوٹ کہتے ہو انہوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے

اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٧﴾

کہ ہم تمہاری طرف رسول ہیں اور ہمارے ذمہ تو واضح تبلیغ کرنا ہے- ف۴

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

اور بس! بولے ہم تمہاری نحوست کو سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور

لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوْا طَاۗىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ

تم لوگوں کو ہماری طرف سے تکلیف دہ عذاب پہنچے گا- رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تو خود تمہارے ساتھ ہے

اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَجَاۗءَ مِنْ

اگر تم کو سمجھایا جائے تو تم سمجھانے والے سے لڑتے ہو بلکہ تم بڑے بیہودہ ہو- ف۵ اور شہر کے پرلے

اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾

کنارے سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اس نے کہا اے میرے بھائیو! رسولوں کی تابعداری کرو

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾

تم ان لوگوں کی تابعداری کیا کرو جو تم سے کسی قسم کا عوض نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یاب ہیں- ف۶

منزل

ف۱: اگر کوئی چیز لینا مطلوب ہو تو وہ طلب کرنا پڑتی ہے۔ لیکن خود طلب پیدا ہوتی ہے خوف وخشیت سے اگر سرے سے خشیت ہی مفقود ہو تو تلاش وطلب ہی کیوں پیدا ہونے لگے مغفرت تو مرتب ہوگی ایمان پر اور اجر کریم ملے گا اعمال صالح پر' مغفرت گناہوں سے اور عمدہ معاوضہ طاعت پر وخشي الرحمن بالغيب بن دیکھے اللہ رحمان سے ڈرتے رہتے ہیں انہی کو تیرے سمجھانے سے نفع ہوتا ہے کیونکہ وہی لوگ عمل کرتے ہیں۔ یوں سننے کو تو سب سنتے ہیں مگر محض کانوں میں آواز کا پہنچنا کافی نہیں جب تک اس سے متاثر ہو کر عمل نہ کریں پس جو لوگ عمل کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک اعمال پر جو بدلہ ملے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ دھتکار کر یا ذلت سے دیا جائے نہیں بلکہ وہ بڑی عزت سے ملے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے اور یہ بدلہ اس روز ملے گا جس روز یہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

ف۲: یعنی نیک وبد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال اچھے برے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد سب اس میں داخل ہیں بلکہ الفاظ کے عموم میں وہ نشان قدم بھی شامل ہو سکتے ہیں جو کسی عبادت کے لیے چلتے وقت زمین پر پڑ جاتے ہیں چنانچہ بعض احادیث صحیحہ میں تصریح ہے ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ بنوسلمہ (مدینہ کے ایک قبیلے کا نام) مدینہ کے ایک کنارہ میں رہا کرتے تھے انہوں نے مسجد کے قریب آنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں تو انہوں نے اپنے مکانوں سے انتقال نہ کیا۔ ماقدموا سے وہ اعمال مراد ہیں جو انہیں کی ذات پر ختم ہو گئے یعنی اعمال ذاتی واثارهم سے مراد ان کے وہ اعمال جو دوسروں کی ہدایت وضلالت کا سبب بنے یعنی اعمال متعدی امام مبین سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں چھوٹا بڑا ہر واقعہ درج ہے۔ یہ اندراج محض انتظامی ضوابط ومصالح کی بنا پر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ہر چھوٹی بڑی چیز پہلے سے موجود وحاضر ہے اور اسی کے موافق لوح محفوظ میں درج ہے۔ امام کے لغوی معنی میں ہر وہ چیز داخل ہے خواہ انسان ہو یا کتاب ہو یا کچھ اور جس کی اقتداء کی جائے۔ الامام الموتم به انسانا كان او كتاباً او غير ذالك۔ (راغب) فرقہ شیعہ کے غالیوں نے لفظ امام کے اپنے اصطلاحی اور اختراعی معنی لے کر امام مبین سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ لی ہے ولا يخفى ما فى ذالك من عظيم الجهل بالكتاب الجليل۔ (روح)

ف۳: القریہ سے مراد شام کا شہر انطاکیہ لیا گیا ہے اور المرسلون سے یہ اصطلاحی رسول نہیں بلکہ رسول وقت عیسیٰ کے بھیجے ہوئے نائبین مراد لیے گئے ہیں لیکن کوئی حدیث صحیح اس کے متعلق نہیں ہے اور سیاق قرآنی سے بھی اس منقول تفسیر کی تائید نہیں ہوتی اس تفسیر پر مشائخ کے اس طریق کی اصل نکلتی ہے جو اپنے خلفاء کو ارشاد خلق کے لیے مختلف شہروں' ملکوں میں بھیجتے رہتے ہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ نے لکھا ہے کہ تین رسول عیسیٰ کے حواری تھے اور یہ ابن اسحاق کی روایت ہے جو حسین بن حسین اشقر کوفی کی ہے جو ایک غالی رافضی تھا جس کو امام بخاریؒ نے جھوٹا قرار دیا ہے اس نے صرف حضرت علیؓ کا مرتبہ بڑھانے کیلئے یہ روایت گھڑی ہے کہ حضرت علی کا مرتبہ امت محمدیہ میں ان حواریوں کی طرح ہے یعنی سب پر مقدم ہے۔ ابن کثیر اور ابن جریرؒ نے اس پر واقعات کی رو سے اعتراض کیا ہے۔ شیخ الاسلام امر نے لکھا ہے کہ اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ بستی تھی جس کی طرف حضرت نے واقعات کی رو سے اعتراض کیا ہے۔ شیخ الاسلام (بقیہ صفحہ 932 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾

(کہا) میرا کیا عذر کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم بھی رجوع ہو

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا

کیا میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود بناؤں حالانکہ خدائے رحمان اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے

تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّي إِذًا

تو ان کی تو سفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں گے کچھ شک نہیں کہ میں فوراً ہی

لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾

صریح گمراہی میں جاپڑوں گا ف۱ یقیناً میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں پس تم میری سنو ف۱

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا

اس کو کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا اس نے کہا اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے

غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنزَلْنَا

مجھ پر بخشش کی ہے اور مجھے مقرب بندوں میں کیا ف۲ ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر

عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا

آسمان سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو

مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ

بھیجنے کی ضرورت تھی ان کی ہلاکت تو صرف ایک ہی آواز سے ہوئی پس وہ

خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن

فوراً ہی بجھ گئے- ف۳ بندوں کے حال پر افسوس جب بھی کوئی رسول ان کے پاس

رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا

آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھے مخول ہی سے پیش آئے- ف۴ کیا انہوں نے غور نہیں کیا

قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن

کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے یقیناً

كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ

ہر ایک ہمارے حضور میں حاضر ہونے والا ہے ف۵ اور ان کے لئے مردہ زمین

الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

دلیل ہے جس کو ہم زندہ کردیتے ہیں اور اس میں دانے اگاتے ہیں

لوگ مشتعل نہ ہوں جو کہ غور وتدبر کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

ف۱: یعنی میں مجمع میں بلا خوف وخطر اعلان کرتا ہوں کہ میں اللہ واحد پر ایمان لا چکا' دیکھو اور سوچو کہ میں نے کوئی برا کام تو نہیں کیا' مانا ہے تو کسی غیر کو نہیں مانا بلکہ اپنے اور تمہارے پروردگار کو مانا ہے پھر تم مجھ سے کیوں الجھتے ہو؟ فقہاء نے لکھا ہے کہ اچھائی کی رغبت اور حرص دلانے کے موقع پر اپنی کسی خوبی کا اظہار کر دینا جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ آگے فرمایا کہ تم میری سنو دیکھو میں بھی ان رسولوں کی طرح تمہارا خیر خواہ ہوں' مرسلین کو تو شاید اس لیے سنایا ہو کہ وہ اللہ کے ہاں گواہ رہیں اور قوم کو اس لیے کہ سن کر کچھ متاثر ہوں یا کم از کم دنیا ایک مومن کی قوت ایمانی کا مشاہدہ کرنے کی طرف متوجہ ہو مگر ان کم بختوں نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو قتل کر ڈالا۔

ف۲: مشرک قوم اپنے ہم قوم مرد مومن کی دشمن ہوگئی اور اس کو نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا ادھر شہادت واقع ہوئی ادھر حکم ملا کہ فوراً بہشت میں داخل ہو جا تیری بخشش ہوگئی اور ارواح شہداء کی نسبت احادیث سے ثابت ہے کہ وہ قبل از محشر جنت میں داخل ہوتی ہیں۔ اس مومن نے قومی شفقت سے کہا اگر میری قوم کو یہ معلوم ہو جائے تو کبھی حق سے سرتابی نہ کریں۔

ف۳: ہم نے اس کے بعد وہی کیا جو عموماً نبیوں کی مخالفت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے ایمان والوں کو نجات دی اور اس کی قوم کفر وظلم اور انبیاء ورسل کو جھٹلانے کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور ان کی ہلاکت کے لیے کوئی مزید اہتمام نہیں کرنا پڑا کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی نہ حق تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لیے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں ہاں اگر کسی خاص موقع پر کسی خصوصی مصلحت سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں تو وہ اور بات ہے کیونکہ اللہ قادر وغنی کو فرشتوں کا لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں' بلکہ بڑی سے بڑی آبادیوں کی ہلاکت کے لیے اس کا ایک ادنیٰ سا اشارہ کافی ہے' مثلاً ایک زور کی آواز' بادل اور بجلی کی کڑک ہو یا کوئی اور چیز تو یہ ہلاکت کیلئے کافی ہوتا ہے اور سب کے سب اسی دم بجھ کر رہ گئے یعنی مرکھپ کر ایسے نیست ونابود ہوگئے جیسے خاکستر جلنے بجھنے کے بعد۔

ف۴: ان کے حال کو دیکھ کر ہر اہل بصیرت کہتا تھا کہ افسوس کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول آیا تو یہ اس کے ساتھ تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے اختلاف ان کو بھی یہی تھا جو اس زمانے کے مشرکوں کو ہے کہ اللہ کے ساتھ اور کوئی بھی معبود ہے یا نہیں؟ بس اسی ایک بات پر سارا نزاع تھا جو کہ آج بھی ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کا اظہار افسوس وملال اس کمال شفقت کے اظہار کے لیے انسانی محاورہ کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ ہے ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ (بقیہ صفحہ 933 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱:

خالق بھی وہی واحد حشر بھی وہی
مبداء بھی وہی منتہی بھی وہی

جب پروردگار وہی ایک ہے اور سارے معبود بے اختیار محض ہیں تو پھر دین توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنے کے ہی کیا معنی؟ یہ تو سراسر محض بے عقلی ہی ہوئی کہ جو نہ خود مشکل میں کام آئے اور نہ اس کی سفارش قبول ہو سکے تو پھر تم ہی بتلاؤ کہ ایسے لوگوں کی عبادت کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اگر میں ان کو معبود بناؤں تو بڑا گمراہ بنوں اور جو قادر مختار ونافع وضار کو چھوڑ کر عاجز وبے بس کی عبادت اختیار کروں۔ مرد مومن نے یہ سب اپنے اوپر مثال اس لئے دی تا کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں ف۱ اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے

وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ

نیز اس میں چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس کے پھل کھائیں

وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ

اور ان کے ہاتھوں نے اس کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے۔ ف۲ جس نے

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ

زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام اور جس کو یہ لوگ

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ

نہیں جانتے پیدا کئے ہیں' وہ پاک ہے۔ ف۳ اور رات جس میں سے ہم دن کی روشنی کو نکال لیتے ہیں

فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ

تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ہیں یہ بھی ان کیلئے ایک دلیل ہے اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کیلئے چل رہا ہے

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ

یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے کا ہے ف۴ اور چاند کی ہم نے منزلیں بنائی ہیں یہاں تک کہ

حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ

وہ ایک پتلی سی شاخ جیسا ہوجاتا ہے۔ نہ سورج سے بن پڑتا ہے کہ

اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ

چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن سے پہلے آسکتا ہے اور سب کے سب

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ

اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں۔ ف۵ اور ان کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم ان کی نسل کو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

بھری کشتیوں میں سوار کرتے ہیں اور ہم نے اس کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں

مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا

جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں۔ ف۶ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کردیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو

هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾

نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں سوا اسکے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں ف۷

منزل

ف۱: یعنی اللہ کی توحید اور لوگوں کو میدان محشر میں اکٹھا کرنے کے سچا ہونے کے لیے یہ بڑی نشانی ہے کہ وہی ذات پاک مردہ زمین کو جلا کر اس میں دانے اور کھجور اور انگور اگاتا ہے۔

ف۲: اوپر کی آیات میں ترہیب کا پہلو نمایاں تھا کہ لوگ عذاب الٰہی سے ڈر کر راہ ہدایت اختیار کریں جبکہ آیات حاضر میں ترغیب کی صورت اختیار فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں اور یہ بھی سمجھیں کہ جو اللہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے تو وہ ایمانی حیثیت سے ایک مردہ قوم کو زندہ کردے تو اس کیلئے کیا مشکل ہے؟ کھجور اور انگور کے نام کی تصریح تو ان لوگوں کی رعایت کیلئے ہے کیونکہ کھجور تو عرب کے حق میں مایہ زندگی ہے اور انگور کے شاداب باغوں سے بھی اہل عرب واقف تھے یعنی یہ پھل اور میوے قدرت الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں' ان کے ہاتھوں میں طاقت نہیں کہ ایک انگور یا کھجور کا ایک دانہ پیدا کرلیں' باغ لگانے اور اس کی پرورش میں جو تردد کیا جاتا ہے اس کو بارآور کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جو کام بظاہر ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت وطاقت اور اسی کی مشیت وارادہ سے ہوتا ہے' لہٰذا ہر حیثیت سے اس کی شکر گزاری اور احسان شناسی واجب ہوئی۔ وما عملته ایدیهم میں ما کو اکثر متاخرین نے نافیہ لیا ہے۔ لیکن سلف سے عموماً ما کا موصولہ ہونا منقول ہے۔ ابن مسعودؓ کی قرأت ومما عملته ایدیهم سے اس کی تائید ہوتی ہے اس صورت میں فقرہ کا عطف ثمرہ پر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ اپنے پکے پکائے کھانے کو دیکھو تو اس میں بھی حق تعالیٰ ہی کی ربوبیت کی جھلک پاؤ گے۔ لیاکلو من ثمرہ کی ضمیر میں ایک مشکل ہے کہ یہ واحد مذکر غائب ہے اور مرجع سابقا نظر نہیں آتا عام مفسرین نے اسے ماذکر کے معنی میں لے کر مشکل کو حل کیا ہے لیکن صاحب تفسیر رحمانی نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا ہے بصف التفات یعنی وہ پھل جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے۔

ف۳: خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا ہر قسم کے جوڑے اور سارے موجودات کے اصناف وانواع مراد ہیں۔

جدید سائنس کا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ نر اور مادہ کا وجود کائنات کی ہر صنف موجود میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ حیوانات سے گزر کر نباتات بلکہ جمادات میں بھی۔ مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ اور نباتات ارضی میں تقابل مماثلت کا بھی ہوسکتا ہے اور تضاد کا بھی۔ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اشخاص میں تقابل یہ ہے مثلاً مرد' عورت' جوان' بوڑھا اور گورا' کالا وغیرہ اور جس کو یہ لوگ ابھی نہیں جانتے صحرائی اور دریائی جانور پیدا کئے وہ اللہ ان کے شرک وشراکت اور بے ہودہ خیالات سے پاک ہے اس کی ذات والا صفات کی بلندی تک ان کے غلط خیالات کا واہمہ نہیں پہنچ سکتا۔

ف۴: سورج کی چال اور راستہ مقرر ہے اسی پر چلا جاتا ہے ایک انچ اپنے مقام سے یا ایک منٹ اپنے وقت سے ادھر ادھر نہیں ہوسکتا جس کام پر لگا دیا گیا ہے ہر وقت اسی میں مشغول ہے اسے کسی دم قرار نہیں' رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانہ پر اسے پہنچنا ہوتا ہے وہ پہنچتا ہے' پھر وہاں سے وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے نیا دور شروع کرتا ہے اور قرب قیامت تک اسی طرح کرتا رہے گا تا آنکہ ایک وقت آئے گا جب اس کو حکم ہوگا کہ جہاں تو غروب ہوا ہے اوہیں سے طلوع ہو' یہی وہ وقت ہے جب توبہ کا دروازہ بند کردیا جائے گا جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے۔ گزشتہ زمانہ کے اکثر یونانی فلاسفروں کی رائے تو یہ تھی کہ سورج اپنے محور پر حرکت کرتا ہے جو مغرب سے مشرق کو ہے اور فلک الافلاک سب کو مشرق سے مغرب کی طرف لاتا جس کا نام یومیہ حرکت ہے (بقیہ صفحہ 933 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ

اور جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی آفات سے بچو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے ف۱ تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جب کبھی ان کے پاس ان کے پروردگار

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

کے حکم سے کوئی نشان آتا ہے تو اس سے روگردانی کرجاتے ہیں۔ جب کبھی ان کو کہا جائے کہ

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اللہ کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرو تو بے ایمان لوگ سب ایمانداروں کو کہتے ہیں

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ

کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں اگر خدا چاہتا تو خود ان کو کھلا دیتا تم تو

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

صریح غلطی میں ہو۔ ف۲ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا بتاؤ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

ہو تو بتلاؤ؟ یہ لوگ ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو ان کو

تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً

پکڑ لے گی اس حال میں کہ یہ لوگ باہمی جھگڑتے ہوں گے پھر نہ وصیت کریں گے

وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا

نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس ہو سکیں گے ف۳ اور صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ

هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا

قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔ کہیں گے

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ

ہائے ہم کو ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا یہ تو وہی ہے جس کا

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ایک ہی آواز ہوگی

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

جس کو سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہو جائیں گے۔ ف۴

منزل ۵

ف۱: ما بین ایدیکم وہ عذاب جو سامنے کا ہے یعنی اس دنیا کا عذاب اور اس کا ہر وقت احتمال ہے۔ وما خلفکم وہ عذاب ہے۔ جو آخرت میں پیش آئے گا اور اس کا وقوع یقینی ہے۔ لعلکم ترحمون دعوت تقویٰ اسی جلب رحمت کی غرض سے دی جا رہی ہے۔ یا ما بین ایدیکم وما خلفکم سے پہلے اور پچھلے گناہ مراد ہیں اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ما بین ایدیکم سے آخرت مراد ہے اس لئے تو آخرت کے لئے اچھے اعمل کرو اور وما خلفکم سے مراد دنیا ہے پس اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔

ف۲: جن کو اللہ تعالیٰ نے کھانے کو نہیں دیا ہم انہیں کیوں کھلائیں؟ ہم تو اللہ کی مشیت کے خلاف نہیں کرنا چاہتے اگر اس کی مشیت ہوتی تو وہ ان کو فقیر و محتاج اور ہمیں غنی و تونگر نہ بناتا جن کو اللہ تعالیٰ نے باوجود قدرت کے روزی نہیں دی ہم بھی اس کو نہیں دیتے تاکہ ہم اللہ کی مشیت کے موافق ہو جائیں۔ مگر یہ نادان قدرتی امور کو کیا جانیں قدرت کے کام اسی طرح ہیں کہ بندوں کو بندوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کسی کو دینا چاہے تو اس کی یہ ہی ایک صورت ہے کہ خود بلاواسطہ رزق اس کے ہاتھ پر رکھ دے اگر واسطوں سے دلانا بھی اس کی مشیت سے ہے تو تم نے یہ فیصلہ کیسے کر لیا کہ اللہ ان کو روٹی دینا نہیں چاہتا۔ یہ تو اس کا امتحان ہے کہ اغنیاء کو فقراء کی اعانت پر مامور فرمایا اور ان کے توسط سے رزق پہنچانے کا سامان کیا جو اس امتحان میں ناکام رہا اسے اپنی بدبختی اور شقاوت پر رونا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ''نیک کام میں تقدیر کے حوالے کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑ یہ گمراہی ہے۔

ف۳: قیامت کے فوری و ناگہانی وقوع اور اس کی ہولناکیوں کا بیان ہے امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ نفخہ گھبراہٹ کا ہے' پھر اس کے بعد نفخہ صعقہ یعنی موت کا نفخہ جس سے سب مر جائیں گے اور ایک اللہ حی و قیوم باقی رہے گا۔ اسکے بعد نفخہ بعث یعنی زندہ ہونے اور قبروں سے جی اٹھنے کا ہوگا اور فتح البیان میں ہے کہ الا صیحۃ واحدۃ پہلا نفخہ ہے اور وہ نفخہ صعقہ ہے جس سے وہ سب مر جائیں گے جو روئے زمین پر ہیں۔ لوگ دنیا کے کاروبار و خرید و فروخت میں مشغول ہوں گے اور بازاروں و مجلسوں میں حسب دستور باتیں کر رہے ہوں گے کہ اچانک قیامت آ جائے گی پھر کسی کو طاقت نہ رہے گی کہ وصیت کرے اور گھر والوں کی طرف واپس جا سکے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ دو شخصوں نے کپڑا پھیلایا ہوگا تو بیچ نہ کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے' آدمی اپنا حوض لیپتا ہوگا پس اس میں پانی نہ ملا سکے گا اور اونٹنی کا دودھ دوہ کر لئے جاتا ہوگا لیکن پی نہ سکے گا اور لقمہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا مگر کھا نہ سکے گا (ابن کثیر' بخاری' مسلم)

ف۴: نُفِخَ فِی الصُّوْرِ مراد صور کا نفخہ ثانی ہے جب وہ از سر نو زندہ ہو کر اکٹھے ہو جائیں گے۔ مرقد صورت کے لحاظ سے واحد ہے مگر معنوی طور پر جمع کیلئے ہے۔ برزخ کی درمیانی زندگی حشر برپا ہو جانے پر خواب کی زندگی معلوم ہوگی اس لئے اہل حشر اسے مرقد سے تعبیر کریں گے۔ شاید نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو ہلکا' آسان سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دیں گئے' یا مرقد بمعنی مضجع کے ہو نیند کی کیفیت سے تجرید کر لی جائے قتادہؒ نے کہا یعنی درمیان دو نفخوں کے سوتے ہوں گے اسی لیے کہیں گے کہ ہم کو خواب گاہ سے کس نے اٹھایا' بہت سے سلف نے کہا کہ انکو مومن جواب دیں گے۔ ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ الخ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ان مردوں میں نیک بھی ہوں گے چونکہ وہ اپنی قبروں میں آرام سے پڑے ہوں گے اس لیے وہ اٹھتے ہوئے کہیں گے کہ ہم کو ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ بعد غور و فکر خود ہی جواب میں کہیں گے کہ یہ تو وہی دن ہے جس کا اللہ رحمان نے اپنی مہربانی سے وعدہ کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

پھر اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ

اسی کا تم کو بدلہ ملے گا۔ ف جنت والے اس روز مزے میں

شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى

کی بہلا رہے ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر

الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ

تکیے لگائے ہوں گے۔ ان کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے

مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا

ان کو ملے گا۔ ف پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا ف اور بدکارو! آج الگ ہو جاؤ۔

الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ

کیا میں نے تم کو اطلاع نہ دی تھی کہ اے

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

بنی آدم! شیطان کی اطاعت مت کرنا وہ تمہارا صریح دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ہے اور میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ ہے ف

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا

اور وہ تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر بھی چکا تھا کیا پھر بھی تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لو جہنم سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے۔

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ

چلو تو بہ سبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ اس روز ہم ان

عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ

کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کر رہے ہیں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى

اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے۔ ف۵ اگر ہم چاہتے تو ان کی

ف: یعنی نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی اور نہ ہی جرم کی حیثیت سے بڑھ کر سزا ملے گی بلکہ ٹھیک ٹھیک انصاف ہوگا' وہ دن عدل کامل کے ظہور کا ہوگا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور جو نیکی اور بدی جو نیک و بد کرتے تھے وہ حقیقتاً عذاب وثواب کی صورت میں سامنے آ جائے گا۔

ف: یہاں جنت کی غیر فانی راحتوں اور لاثانی آسائشوں کا نقشہ پیش ہو رہا ہے۔ شغل سے ہر دل پسند مشغلہ مراد ہے جو ذوق کے بالکل مطابق ہو اور انسان کے دل پسند مشغلوں کا نہ تو گننا ممکن ہے اور نہ ان کا شمار کرنا ممکن ہے اور لفظ شغل کے صیغہ نکرہ سے مقصود بھی لذتوں کی وسعت اور اہمیت کا اظہار ہے۔ مایدعون کی وسعت اس کا اطلاق اور اس کی جامعیت قابل لحاظ ہے گویا جسمانی' دماغی' روحانی ہر قسم کی اور ہر ممکن لذت' راحت' مسرت اور نعمت اس کے عموم میں آ گئی۔ اہل جنت جو کچھ بھی چاہیں گے جو کچھ بھی مانگیں گے وہ سب کچھ ہی ان کے لیے حاضر و موجود ہوگا۔ یدعون کو بمعنی یتمنون بھی کہا گیا ہے گویا مانگنے کی ضرورت بھی نہ ہوگی ادھر تمنا پیدا ہوئی اور ادھر سے وہ چیز حاضر و موجود ہوگئی۔ پھر بھی اگر یدعون کو طلب ہی کے معنی میں رکھا جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ کسی لذیذ و محبوب چیز کا طلب کرنا جس کا فوری مل جانا یقینی ہو جائے تو یہ بجائے خود ایک لذت ہے تو ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں تمنا اور طلب ہوگی وہی چیز ان کو دی جائے گی اور منہ مانگی مرادیں ملیں گی۔

ف: اوپر جسمانی لذتوں کا ذکر تھا اب یہاں اللہ تعالیٰ روحانی نعمتوں کی طرف اس آیت میں اشارہ فرماتے ہیں کہ اس مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام کا تحفہ پیش کیا جائے گا اور یہ سلام شاہانہ نظر عنایت کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کریم و رحیم کی طرف سے انہیں سلام پہنچتا رہے گا خواہ وہ فرشتوں کے واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ بلاواسطہ خود رب کریم سلام ارشاد فرمائیں گے۔ اس وقت کی عزت و لذت کا کیا کہنا اہل جنت کا یہ انتہائی اکرام ہے اور اکرام کا کوئی درجہ اس کے بعد ممکن بھی کیا ہے۔

ف: اَلْمُجْرِمُوْنَ کو مجرموں سے مراد کفر و شرک کے مجرم ہیں' جیسا کہ الیوم سے ظاہر ہے کہ اس سے یوم حشر مراد ہے۔ یعنی اس دن نیک و بد کا امتیاز کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ بدکارو اگرچہ دنیا میں تو تم نیکوکاروں کے ساتھ ایک جگہ رہے' ایک ہی زمین پر ایک ہی ہوا میں' ایک ہی قسم کا رزق کھاتے اور پیتے رہے مگر آج تو تم الگ ہو جاؤ۔ گو مجرموں کی شکل و شباہت اور چہروں کی علامات ہی تمیز کرانے میں کافی ہوں گی مگر ظاہری علیحدگی کے لیے بھی ان کو حکم دیا جائے گا کیونکہ وہاں نیکوں کے ساتھ بدوں کا اکٹھے رہنا اللہ تعالیٰ کو کسی طرح منظور نہیں۔

ف: یہ سخت حکم سن کر مجرم عذر کریں گے کہ ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو

خبر نہ ہوئی تھی کہ کیا کرنا چاہیے کیا نہ کرنا چاہیے اس کے جواب میں ان کو کہا جائے گا کیا میں نے انبیاء کے ذریعے تم کو اطلاع نہ دی تھی کہ شیطان کی اطاعت مت کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ عبادت یہاں اطاعت کے معنی میں ہے۔ المراد بعبادة الشيطن طاعته اى لا تطيعوا الشيطان شیطان کی طرف سے شدت نفرت و بیزاری پیدا کرنے کے لیے اسے عبادت سے تعبیر کیا گیا بعض صوفیا نے اپنے لیے بت پرست وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور اس سے بھی ان کی مراد اقرار کفر نہیں بلکہ اپنے کو مطیع نفس ظاہر کرنے سے ہے۔

ف: غرض یہ کہ ان کی زندگی کی تمام کارروائی حق تعالیٰ کے سامنے انہیں کے ہاتھوں پیروں کی زبانی پیش ہوگی' مہر کا لگنا یوں ہوگا کہ کوئی جھوٹی داستان بنا کر پیش (بقیہ صفحہ 933 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ
آنکھوں کو بے نور کردیتے پھر یہ راستہ کی طرف لپکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے اور
نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا
ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کردیتے۔ تو نہ چل سکتے
مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
نہ واپس ہوسکتے۔ ف۱ اور ہم جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کو پیدائش
الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ
میں الٹا کردیتے ہیں کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟ ف۲ اور ہم نے اس کو شعر بنانا نہیں سکھایا اور نہ اس کو
لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ
شعر گوئی زیبا ہے وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن بیّن تاکہ جو لوگ زندہ ہیں
مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ
ان کو ڈرائے اور منکروں پر حکم ثابت ہوجاوے۔ ف۳ کیا انہوں نے
يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا
اور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے
فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ
تو یہ لوگ ان کے مالک ہیں اور ہم نے مویشیوں کو ان کے بس میں کردیا ف۴ بعض ان میں سے
وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ
ان کی سواری ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد ہیں اور پینے کو دودھ۔
اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
کیا پھر بھی شکریہ نہیں کرتے اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں
لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ
کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے حالانکہ وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ
لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا
ان کے حضور میں جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں ف۵ پس تو ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوا کر
نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ
جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ ف۶ کیا انسان

جاتا ہے اور اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے اوپر ایک زبردست طاقت ہے کہ جس کے قانون کے ماتحت تمام دنیا ہے۔ اس لیے باوجود عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کے کمزوری کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پیوند زمین ہوجاتا ہے' تو کیا جو اللہ انسان کے بڑھاپے کی حالت میں ان کی قوتیں سلب کرلیتا ہے تو وہ جوانی میں ایسا نہیں کرسکتا؟

ف۲: شعر گوئی تو بڑی بات ہے شعر خوانی میں بھی اسکی طبیعت موزوں واقع نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ کسی دوسرے کا شعر بھی موزوں نہیں پڑھ سکتا نبی ﷺ جب بھی کوئی شعر پڑھتے تو کلام موزوں نہ رہتا جیسے ہمارے ہاں کوئی غیر موزوں طبع والا کبھی کوئی شعر پڑھتا ہے تو خواہ مخواہ کمی بیشی اس سے ہوجاتی ہے۔ ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد مرد وعورت سب شعر کہتے تھے سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ شعر نہیں کہہ سکتے تھے وہ جو آپ نے فرمایا اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ سو اتفاقاً بلاتکلف اور بغیر قصد کے آپ سے یہ کلام موزوں صادر ہوا اور شعر کہنا اس لیے بھی آپ کے لائق نہ تھا کہ اس میں اکثر بری بات کو اچھی بنانا اور اچھی کو بری اور تکلف سے ردیف وقافیہ بنانا اور کلام کو موزوں کرنا مقصود ہوتا ہے۔ غرض آپ کی طبع شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی تھی آپ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعلیٰ حقائق سے روشناس کرانا تھا' شاعری کا حسن وکمال کذب ومبالغہ' خیالی بلند پروازی اور فرضی نکتہ آفرینی کے علاوہ کسی شعر میں اگر کوئی تعریفی پہلو ہے تو اس کی تاثیر اور دل نشینی ہوسکتی ہے اور یہ چیز قرآن کی نثر میں اس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ یہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں یہ چیز پیدا نہیں کرسکتے۔ حق تعالیٰ نے عرب کو کہنے کا یہ موقع نہیں دیا کہ آپ پہلے سے شاعر تھے اور شاعری سے ترقی کرکے نبی بن بیٹھے۔

ف۳: مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا خاص اظہار اور واہتمام کے لیے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ ہر مخلوق اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہے۔ فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ یہ آیت اس بارے میں روشن دلیل ہے کہ حیوانات انسان کی ملک ہوتے ہیں اور انسان کو ان کے استعمال کرنے کے مالکانہ حقوق حاصل رہتے ہیں اس سے یہ لوگ اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے وہ ہمارا کون ہے اور ہم اس کے کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حقیقی اور اصلی مالک ہے اور یہ اس کے اصلی مملوک اور بندے ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کی جسمانی تربیت تو کرے مگر روحانی تربیت میں ان کو بے خبر چھوڑ دے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جیسا ان کی جسمانی تربیت کے لیے جسمانی سلسلہ پیدا کیا ہے ویسا ہی روحانی ہدایت کے لیے سلسلہ نبوت قائم فرمایا۔

ف۵: اللہ تعالیٰ کے علاوہ مصنوعی (بقیہ صفحہ 934 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی یہ سب سزائیں ہمارے امکان قدرت میں تھیں لیکن وہ ان سے اس دنیا میں محفوظ رہے اس سے انہیں مہلت مل گئی اور اصلاح حال کی ذمہ داری ان پر بڑھ گئی کہ ہم نے ایسا نہ چاہا اور ان کو جوارح اور قویٰ سے محروم نہیں کیا۔ یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی آج وہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ ان بے ہودہ لوگوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگادیا تھا۔

ف۲: یعنی آنکھیں چھین لینا اور صورت بگاڑ کر اپاہج بنا دینا ہماری قدرت سے دور مت سمجھو تم دیکھتے نہیں ایک تندرست اور مضبوط آدمی زیادہ بوڑھا ہوکر کس طرح دیکھنے سننے اور چلنے پھرنے سے معذور کردیا جاتا ہے یعنی طبعی عمر ۶۰۔۷۰ سال سے اس کو بڑھا دیتے ہیں تو اس کی پیدائش میں الٹا کردیتے ہیں وہ باوجود لمبی عمر اور کثیر تجربہ کے عقل میں بے عقل اور طاقت میں کمزور ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
جانتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا؟ پھر بھی وہ ہمارا
مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ
صریح دشمن ہے ف۱ ہمارے حق میں مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش بھولتا ہے کہتا ہے۔
الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ
کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ تو کہہ کہ وہ ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو
اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ
پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف۲ جس نے تمہارے سبز درخت
مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾
سے آگ پیدا کی تم اس میں سے فوراً آگ سلگا لیتے ہو ف۳
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى
کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اسے اس بات کی قدرت نہیں
اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ
کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے بے شک وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے ف۴
اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحٰنَ
جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے ف۵
الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾
جس ذات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف تم واپس کیے جاؤ گے ف۶

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۔ اٰيَاتُهَا ١٨٢ ۔ رُوْعَاتُهَا ٥

سورۃ الصفت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتّٰلِيٰتِ
قسم ہے صفیں باندھنے والوں کی قسم ہے سخت زجر کرنے والوں کی قسم ہے قرآن
ذِكْرًا ﴿٣﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
پڑھنے والوں کی بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے ف۷ آسمانوں زمینوں اور ان کے

(منزل ۱)

ف۱: انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسے کیا سے کیا بنا دیا' اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا حتی کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہوگیا۔

ف۲: جو پہلی مرتبہ پیدا کرنے یا بنانے پر قدرت رکھتا ہے تو اس کیلئے اس کے دوبارہ لوٹا لینا کیا دشوار ہے بلکہ جو ابداء پر قادر ہے اسے تو قیاس انسانی کے مطابق اعادہ پر اور زیادہ قادر ہونا چاہیے۔ قیامت میں جو حشر اجسام کا ہوگا وہ ان جسموں کا نہ ہوگا یہ تو گل سڑ کر فنا ہو جائیں گے بلکہ ان کی مثل اللہ تعالیٰ اور اجسام پیدا کرے گا جو انہی اجسام کی مثل ہوں گے۔ قُلْ يُحْيِيْهَا عظام کے ساتھ احیاء کے اس اتصاف سے ہڈی کے ذی حیات یا جاندار ہونے پر استدلال کیا گیا ہے لیکن محققین نے کہا ہے کہ احیا تو اسی مجازی معنی میں ہے جس معنی میں زمین کیلئے آیا کرتا ہے۔ والمراد باحیاء العظم ردها الى ماكانت عليه غضة رطبة فى بدن حى حساس (مدارک) لیکن اگر ہڈی میں حیات کا وجود اس کے مناسب حال تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا اور ہڈی فقہ اہل سنت میں نجس نہیں طاہر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت سے قیاس منطقی و فقہی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

ف۳: جو رطوبت آگ سے پیدا کرتا ہے اس کے لیے جماد میں حیات پیدا کر دینا کیا مشکل ہے دیا سلائی وغیرہ کے دور سے بہت پہلے آگ عموماً چقماق سے پیدا کی جاتی تھی اور عرب میں وہ مخصوص درختوں کی رگڑ سے پیدا کی جاتی تھی۔ ضمناً یہاں آتش پرستی کا بھی رد آ گیا اور آگ ایسی چیز ہے جو تمام تر مخلوق ہے اس میں معبودیت والوہیت کا شائبہ تک نہیں۔

ف۴: اول تو کہاں خلق اول' نیستی سے ہستی' عدم سے وجود میں لانا اور کہاں حیات ثانی اور پھر کہاں آسمان وزمین کا جثہ وجسامت اور کہاں انسان؟

ف۵: یعنی وہ خلاق مطلق ہے محض اپنے ارادہ ومشیت سے معدوم کو موجود کر دینے والا' اسے حاجت نہ مادہ کی نہ روح کی نہ ہیولیٰ کی اور نہ کسی اور چیز کی لہ ضمیر اس مخلوق کی اس صورت کی طرف ہے جو حق تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے۔ کن فیکون۔ یہ محض سرعت تکوین یعنی انتہائی جلدی میں ہونے کا بیان ہے' یہ مراد نہیں کہ حق تعالیٰ کی زبان سے حرف ك اور ن کہ جو خود ہی حادث ہیں ان کا مرکب ادا ہوتا ہے۔

ملحوظہ: اس تاویل میں اللہ تعالیٰ کی ''صفت'' کلام کی نفی جھلکتی ہے جو کہ سلف صالحین کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور اس کی کلام میں حروف اور آواز دونوں ہوتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی الجامع الصحیح میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے اثبات میں متعدد ابواب قائم فرماتے ہیں۔ (عفیف)

تنبیہ: اس آیت کو پہلی کے ساتھ ملا کر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلے خلق بدن کا ذکر تھا اب یہاں نفخ روح کا مطلب سمجھا دیا۔ وجود خارجی بھی ہوتا ہے اور ذہنی بھی اور اللہ تعالیٰ کے امر میں دونوں مراد ہیں صورت اس کی یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے امر کے وقت ما مور خارج میں موجود نہ ہو بلکہ اللہ کے علم میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس صورت علمیہ کو امر کرتا ہے تو نر اور مادہ خارج میں اس کا وجود ہو جاتا ہے۔

ف۶: پس اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس ذات بابرکات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ سب عیوب سے پاک ہے اور اسی کی طرف موت کے بعد تم واپس لوٹائے جاؤ گے

ف۷: صفیں باندھنے والوں فرشتوں اور مجاہدوں کی قسم ہے گویا (بقیہ صفحہ 934 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

درمیان سب چیزوں کا وہی رب ہے تمام مطالع کا پروردگار بھی وہی ف۱ ہے ہم ہی نے اس ورلے آسمان کو

بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾

ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ رکھا

لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ

وہ اعلیٰ جماعت کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے ہر طرف سے ان کو

جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ﴿۹﴾ إِلَّا مَنْ

دھتکار ہوتی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ہاں ان میں سے کوئی

خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے ف۲ پس تو ان سے دریافت کر

أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ

کہ ان کا پیدا کرنا بہت زیادہ مشکل ہے یا ان چیزوں کا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم نے

لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا

انکو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ تو تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں ف۳ اور جب انکو نصیحت کی جاتی ہے

يَذْكُرُونَ ﴿۱۳﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوا إِنْ

تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا

یہ تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے

أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۱۶﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ

تو کیا ہم دوبارہ پھر جئیں گے؟ کیا ہمارے باپ دادا بھی پھر جئیں گے؟ تو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور

دَاخِرُونَ ﴿۱۸﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ﴿۱۹﴾

تمہارے باپ دادا بھی جئیں گے اور تم ذلیل ہو گے ف۴ وہ صرف ایک آواز سے پیدا ہوگی فوراً ہی لوگ دیکھنے لگ جائیں گے

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿۲۰﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو انصاف کا دن ہے یہی دن تو فیصلے کا ہے

الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۲۱﴾ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے ف۵ ظالموں اور ان کے ساتھیوں

ف۱: شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہیں۔ سورج کی ہر روز کی جدا اور ہر ستارے کی جدا یعنی وہ نقطے جن سے ان کا طلوع ہوتا ہے اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین ہیں' سردی اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غرب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوئیں۔ یہاں مشارق سے آفتاب کے طلوع کرنے کے مواقع مراد ہیں اور جمع کا صیغہ یہاں اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ مطلع کے اعتبار سے روزانہ طلوع آفتاب کا زاویہ دوسرے دن سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے اور اس طرح سال کے ۳۶۵ مشرق ہوتے ہیں۔ شاید مغارب کا ذکر یہاں اس لیے نہیں کیا کہ مشارق سے بطور مقابلہ کے فوری سمجھ میں آجائیں گی اور ایک حیثیت سے طلوع شمس وکواکب کو حق تعالیٰ کی شان حکومت وعظمت کے ثابت کرنے میں بہ نسبت غروب کے زیادہ دخل ہے۔ واللہ اعلم

ف۲: اس نظام کواکب سے دو کام لئے جاتے ہیں ایک تو رات کو آسمان کی زیب وزینت کا اور دوسرا شیطانوں کے دفاع کا اَلسَّمَاءَ الدُّنْیَا یعنی قریب ترین آسمان مراد وہی آسمان ہے جو ہماری زمین سے قریب ترین نظر آرہا ہے۔ حِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ یہ شیطانوں کے لیے روک کسی چیز سے کردی گئی ہے؟ عالم بالا کی باتوں اور فرشتوں کی باہمی گفتگو۔ یہ ٹوٹنے والے ستارے کیا ہیں کیا ان روشنی دینے والے ستاروں کے علاوہ کوئی اور مستقل ستاروں کی قسم ہے یا ان روشنی دینے والے ستاروں کی شعاعوں سے ہوا ٹکرا کر ایک طرح کی جلانے والی آگ پیدا ہوجاتی ہے یا خود ستاروں کے اجزا ٹوٹ کر گر جاتے ہیں اس میں علماء وحکماء کے مختلف اقوال ہیں۔

یہاں اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ رجوم جو شیطانین کو لگتے ہیں یہ کون سے ستارے ہیں؟ یہی جو دیکھنے میں آرہے ہیں؟ یا جو برسات کے دنوں میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں؟ قسم اول ہے تو ان کی تعداد میں کمی آنی چاہیے اور اگر قسم دوم ہے تو پھر یہ خاص برسات بالخصوص اگست وستمبر کے مہینوں میں کیوں زیادہ ہوتے ہیں؟ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ میری ناقص تحقیق میں قسم اول مراد ہیں کیونکہ جن ستاروں کو آسمان کی زینت فرمایا انہی کو شیاطین کے لیے رجوم بتلایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانی ستارے ہی شیاطین کے لیے رجوم (دھتکار) ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ وہ شیاطین کے لئے ملاء اعلیٰ کے قرب سے مانع ہیں۔ جیسے آگ میں تاثیر ہے کہ انسان کو اپنے قرب سے مانع ہے' بہرحال رجم شیاطین کا کام بھی ستاروں ہی سے لیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

ف۳: من ذی العقول کے لیے آتا ہے اور یہاں تغلیب کے قاعدہ کے ساتھ لایا گیا ہے۔ ھم' ھم' ھم ان تمام ضمیروں سے مراد کافر انسان بلکہ خود نوع انسان ہے۔ عجبت یعنی آپ کو اس پر حیرت ہو رہی ہے کہ یہ لوگ انکار بعث میں انکار قدرت الٰہی میں کتنے دلیر ہیں۔ ویسخرون وہ ہنسی کرتے ہیں کہ نبی کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے مگر یہ بے وقوف سمجھتے نہیں کہ ہنسی دار اصل ان کی ہنسی ہے جو بے کار قسم کا سوال کرتے ہیں۔

ف۴: منکرین کے جواب میں کہا جارہا ہے کہ وہاں تمہیں ہر حال میں اٹھایا تو جائے گا۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر تم اسی غلط خیال پر قائم رہے تو گستاخیوں کی پاداش میں ذلیل وخوار بھی کئے جاؤ گے۔

ف۵: اب تو تمہیں یقین بلکہ حق الیقین ہوگیا کہ ہاں واقعی یہ دن ٹھیک ہے یہ منکروں کی صدائے حسرت ونالہ درد کے جواب میں غیب سے ارشاد ہوگا۔ ھی زجرۃ واحدۃ میں اشارہ صور کے نفخ ثانی کی جانب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کو اور اللہ کے سوا جن جن کی پوجا کرتے تھے۔ ف

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ

سب کو جمع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور ٹھہرا لیجیو ف ان کو پوچھا جائے گا۔ ف

مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ

تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ وہ اس وقت

مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

خدا کی فرماں برداری کا اظہار کریں گے ف اور بعض ان میں بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ

کرتے ہوئے کہیں گے کہ آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے وہ کہیں گے بلکہ

لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ

تم کو اللہ پر ایمان نہ تھا ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا

سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ

بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔ پس ہمارے پروردگار کا حکم

رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾

ہم پر لگ گیا کچھ شک نہیں کہ ہم بھگتیں گے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے خود گمراہ تھے۔ ف

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

پس بے شک وہ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔ ف اسی طرح ہم

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ

مجرموں کے ساتھ برتاؤ کریں گے جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی

اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا

معبود نہیں تو وہ اکڑ بیٹھتے ہیں۔ ف اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے

لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾

سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں بلکہ وہ سچی تعلیم لایا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے۔ ف

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ

تم دردناک عذاب چکھو گے اور جو کچھ تم کرتے ہو

الجزء ۲۳

ف: زوج کے لفظی معنی ساتھی یا مقارن کے ہیں یقال لکل ما یقترن بآخر مما ثلاثه او مضاداً زوج (راغب اصطحانی) اور ہاں ازواج بیویوں کے معنی میں نہیں بلکہ رفیقوں اور ہم مشربوں کے مترادف ہے ای اقرانهم المقفعون بهم فی افعالهم صحابہ اور تابعین سے بھی یہی تفسیر ملتی ہے ما کانوا یعبدون سے بالکل واضح ہے۔ مطلب یہ کہ حشر میں منکروں کے رئیس اور عوام سردار اور پیر وکار اپنے معبودان باطلہ کے ساتھ جن جن کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے سب اکٹھے کئے جائیں گے اور ازواج سے ان کی کافر بیویاں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔

ف: فرشتوں کو حکم ہوگا ان سب کو دوزخ کی طرف لے جاؤ مطلب یہ کہ جب اہل کفر کے رئیس وعوام مقتدا اور مقتدی سب جمع ہو جائیں گے تو حکم ہوگا کہ ان سب کو دوزخ کی طرف ہانک دیا جائے۔

ف: حکم کے بعد کچھ دیر ٹھہرائے جائیں گے تا کہ ان سے ایک سوال کیا جائے جو آگے مالکم لا تناصرون میں مذکور ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلیگا جب تک کہ اس سے چار باتیں نہ پوچھی جائیں' عمر کن کاموں میں گزاری' علم پر عمل کیا یا نہیں؟ مال کس طریقہ سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا اور جسم کس کام میں لگائے رکھا۔

ف: ان میں سے بعض لوگ جو معبودان باطلہ کی پیروی اور فرمانبرداری کرتے تھے وہ اپنے معبودان باطلہ کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے کہ حضرت آپ لوگ تو ہم پر بڑا زور دیتے تھے اور بڑے بڑے وعدے دیتے تھے کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارا دھرم ایسا ہم تمہاری اس طرح مدد کریں گے' اور ہم تمہیں نجات دلائیں گے' مگر آج تو کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ جیسے ہم ڈوبے ویسے تم بھی غرق ہوئے' تو ان کے جھوٹے پیر اور گرو کہیں گے کہ میاں اصل بات تو یہ تھی کہ تم لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ تھا ورنہ تم ہمارے خالی خولی زبانی دعووں میں کیوں پھنستے اگر تم میں ایمان ہوتا تو تم اتنا ضرور سوچتے کہ ہمارے دعوے کہاں تک سچے ہیں' بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ کوئی تم سے کہہ دے کہ میں خدا ہوں تو تم لوگ اس سے یہ نہ پوچھو کہ خدائی کی کون سی صفت تجھ میں ہے اور ایسا کرنا تو انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا کو نہ جانتے ہوں۔ حاصل یہ کہ عوام کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ بے شک تم نے ہمیں کفر پر صریحا مجبور تو نہیں کیا تھا لیکن تم ترغیب وتحریض کے مختلف طریقے اختیار کر کے ہر طرح کا زور جو ہم پر دیا کرتے تھے تو یہ بھلائی اور نیکی سے روکنے کے لیے ہی تو تھا۔ یہ گفتگو معبودان باطلہ اور ان کے پیروکاروں کے درمیان ہوگی۔ تاتونا عن الیمین ایتاء عن الیمین کے معنی محاورہ میں زور اور دباؤ ڈالنے کے لیے آتے ہیں۔ عن الیمین سے کنایہ یہ بھی سمجھا گیا ہے کہ راہ حق کی طرف سے اس سے روکنے کے لیے آتے تھے۔ یمین (داہنے) میں عموماً زور وقوت زائد ہوتی ہے اس لیے یہاں یمین کا لازم معنی مراد ہے یا یمین سے مراد خیر وبرکت لی جائے تو معنی یہ ہوگا کہ بھلائی اور خیر سے روکنے کے لیے ہم پر چڑھائی کرتے تھے۔

ف: یعنی تم خود تو ایمان نہ لائے الٹا ہم پر الزام رکھتے ہو' ہمارا تم پر کیا زور تھا جو تمہارے دلوں میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم خود ہی عقل وانصاف کی حد سے تجاوز کر گئے اور بے لوث نصیحت کرنے والوں کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکاوے میں آ گئے۔ اگر تم عقل وفہم سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے' ہم تو ظاہر ہے کہ خود گمراہ تھے ایک گمراہ سے سوائے گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے؟ ہم نے وہی کیا (بقیہ صفحہ 934 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

اسی قدر بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

ان کے لئے رزق مقرر ہے پھل پھول اور وہ نعمتوں کے باغوں میں

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ

عزت کے ساتھ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے - ف۱ ان میں

عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾

صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائے گا

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ

جس میں نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی- ف۲ ان کے پاس باحیا عورتیں

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

موٹی موٹی آنکھوں والی ہوں گی گویا وہ شتر مرغ کے انڈے مستور ہیں- ف۳

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ

اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے- ف۴ بعض

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ

کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا کرتا تھا کہ تو

لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

تصدیق کرتا ہے؟ بھلا جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

تو کیا ہم بدلہ پائیں گے؟ کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ

پھر وہ جھانکے گا تو اس کو درمیان جہنم کے دیکھے گا کہے گا- ف۵ اللہ کی قسم

كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ

تو تو مجھے بھی تباہ کرنے کو تھا اگر مجھ پر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی

الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا

تو میں حاضرین میں ہوتا کیا ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا پس پہلی موت کے سوا

منزل ۵

ف۱: تمام قسم کے کھانے ان کے سامنے عزت واحترام کے ساتھ پیش کئے جائیں گے یہ نہیں کہ جیسے کسی گداگر کی جھولی میں کچھ ڈال دیا جاتا ہے۔عربی میں فواکہ سے مراد صرف میوے ہی نہیں بلکہ ہر وہ لذیذ اور نفیس چیز ہے جو انسان پیٹ بھرنے کے لیے نہیں بلکہ ذائقہ کے لیے کھاتا ہے اہل جنت کو جسم کے لئے غذا کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہوگی اس لیے کہ وہاں جسم فنا پذیر نہ ہوں گے اہل جنت تو جو کچھ کھائیں پئیں گے وہ تو صرف مزے اور لطف ہی کے لیے ہوگا اور باغات ایسے ہوں گے کہ جن میں راحت ہی راحت ہوگی تکلیف کا کہیں بھی گزر نہ ہوگا۔

ف۲: یعنی اس میں صرف سرور لذت ہی لذت اور لطافت ہی لطافت ہوگی نشہ اور خمار وغیرہ کی ساری تکلیف دہ کیفیات سے جو کہ دنیا کی لطیف سے لطیف شرابوں کا بھی جزو ہوتی ہے یہ یکسر ان خامیوں سے خالی ہوگی۔ دنیا کی شرابوں اور شراب طہور کے درمیان سوائے نام کے اور کوئی چیز مشترک نہ ہوگی۔ مخالفین اسلام عموماً جنت کی شراب پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ جنت کی شراب میں نشہ نہ ہوگا بلکہ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ محض ایک رنگ کا دودھ جیسا لذیذ شیرہ ہوگا جو پینے والوں کو لذت دے گا۔ قرآن میں فرعونیوں کے حق میں ذکر ہے وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا یعنی ہدایت اور رشد کی بات سن کر اس کو اختیار نہ کرتے تھے یہی حال تمام مخالفین اسلام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے لذۃ میں حذف مضاف ہے یعنی ذات لذۃ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وصف لذت کی زیادتی کے اظہار کے لیے لذیذ چیز کو نفس لذت اور صیغہ مصدر سے تعبیر کر دیا گیا ہو کیونکہ عرب کے محاورہ میں یہی ہے کہ شراب سے بھرے ہوئے جام کو کاس کہتے ہیں۔ غول کے معنی فساد کے اور درد سر کے بھی ہیں۔ قال اللیث الغول الصداع

ف۳: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ حور عین کا کیا معنی ہے تو آپ نے فرمایا کہ عین موٹی بڑی آنکھوں والیاں جن کی آنکھوں کی سفیدی سرخی نما ہو جس طرح سفید رنگ کی چیل کے پر ہوتے ہیں۔ پھر پوچھا كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا کیا معنی ہے تو آپ نے فرمایا ایسی نازک بدن ہوں گی جیسے انڈے کے چھلکے کا اندرونی باریک پردہ بعض نے کہا ہے شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوش رنگ ہوتے ہیں۔ پردے کی وجہ سے ان کی خوبصورتی یعنی سرخی آمیز سفیدی پر غبار وغیرہ کا بالکل اثر نہیں پہنچ سکتا تشبیہ صرف صفائی اور آب وتاب میں ہے۔ عرب کے محاورہ میں عورت کے گورے رنگ اور حسن کے لیے یہ تشبیہ عام ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔ اور عین میں خلاصہ آ گیا ان کے حسن و جمال کا اور قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ سے اشارہ ہوگیا کہ علاوہ حسن صورت کے غیرت اور حسن عفت سے جنت میں بھی موصوف رہیں گی۔

ف۴: بڑی سے بڑی انفرادی اور مادی لذتیں بڑی سے بڑی بھی اہل جنت کے لیے کافی نہ ہوں گی ہم مشربوں دوستوں اور عزیزوں کے اجتماع کا لطف ان سب لذتوں کو دوبالا کر دے گا۔

ف۵: قال کا قائل حق تعالیٰ بھی ہوسکتا ہے اور خود جنتی بھی ہوسکتا ہے جو اپنے رفیقوں اور ہم نشینوں سے یہ کلام کرے گا۔ جمہور مفسرین کا مختار قول یہی ہے اور یہ ہرگز ضروری نہیں کہ ساری جنت میں ایک ہی شخص اس کا قائل ہو بلکہ انتم مطلعون کے صیغہ جمع سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ اکثر کا تجربہ ہوگا۔ سواء الجحیم سے جہنم کا وسط حقیقی مراد نہیں جیسا کہ عام محاورہ میں ''بیچوں بیچ'' برابر بول دیتے ہیں تو اس سے مراد صرف خوب گھرے ہوئے ہونے سے ہوتی ہے۔ فاطلع سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعلیٰ میں اور دوزخ اسفل میں ہے اور اس وقت باہم ایسی غائب ہوگی کہ جھانکنے سے نظر آ جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

اب ہم نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہم پر عذاب ہوگا ف۱ بیشک شک نہیں کہ یہ

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ

بڑی کامیابی ہے۔ چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں ف۲ کیا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے جس کو ہم نے ظالموں کے لئے

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾

عذاب بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ

اس کے پھل گویا شیطانوں کے سر ہیں ف۳ پس وہ اس کو

لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ

کھا کر پیٹ بھریں گے پھر کھولتا ہوا گرم پانی

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى

ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا ف۴ پھر ان کی واپسی

الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ

جہنم کی طرف ہوگی۔ ف۵ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تو خود بھی

عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ

ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے ف۶ اور ان سے قبل اگلے لوگوں میں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ

بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے اور ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے پس دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا سوائے اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾

مخلص بندوں کے ف۷ اور نوح نبی نے ہمکو پکارا پس ہم نے انکی دعا قبول کی اور ہم بہت اچھے دعا قبول کرنیوالے ہیں

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ سے بچایا ف۸ اور اس کے

متعلقین

ف۱: اس وقت فرط مسرت سے کہے گا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس پہلی موت کے سوا جو دنیا میں آ چکی اب ہم کو کبھی مرنا نہیں اور نہ کبھی عیش و بہار سے نکل کر تکلیف وعذاب کی طرف جانا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے اسی نعیم اور رفاہیت میں ہمیشہ رہیں گے۔ شیخ الاسلام امرتسری لکھتے ہیں کہ آیت موصوفہ کا ترجمہ کرنے سے اس کی نحوی ترکیب پر غور کرنا ضروری ہے کچھ شک نہیں کہ ہمزہ استفہام کبھی حرف پر نہیں آتا بظاہر حواس کا مدخول ہے وہ حرف (ف) ہے اس لیے حرف استفہام کا دخول حقیقتاً یہ نہیں بلکہ یہاں جملہ محذوفہ ہے اور تقدیم کلام یوں ہے الستنا بمجزین نعیم فما نحن بمیتین یعنی استفہام کا تعلق پہلے جملے سے ہے جو مستفہم کا باستفہام تقریری ہے اور دوسرا جملہ محل استفہام نہیں بلکہ نتیجہ ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے نعمت اور عیش میں ہمیشہ رہنا بے شک بہت بڑی کامیابی اسی کے کو کہتے ہیں اور یہ ہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی تحصیل کے لیے چاہئے کہ ہر طرح کی محنتیں اور قربانیاں گوارا کی جائیں۔ جنت کی نعمتوں سے سرفرازی یہ حور اور قصور جنت کی لذتیں اور سرور قابل مضحکہ نہیں کہ ہمارے صوفی اور شاعر انہیں طنز وتمسخر کا نشانہ بنائے رکھیں کیونکہ یہ سب مطلوب شرعی اور محل رضاء الٰہی ہیں اور قرآن مجید انہیں بار بار بطور مقصود کے پیش کر رہا ہے تو یہ ہے جنت والوں کی مہمانی اور ان پر مہربانیوں کا تذکرہ۔

ف۳: یہاں دوزخ والوں کی مہمانی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ زقوم ایک درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا اور بدذائقہ ہوتا ہے اردو میں اسے تھوہر کا درخت کہتے ہیں۔ دوزخ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک درخت اگایا ہے اور وہ ظالموں کے لئے آخرت میں ایک انتہائی تکلیف دہ آزمائش کی چیز ہے کیونکہ جب دوزخی بھوک سے بے قرار ہوں گے تو یہ ہی کھانے کو دیا جائے گا لیکن حلق سے اترنے کے بعد اس کا ایک خاص اثر پیدا کرنا سخت تکلیف دہ اور مستقل عذاب ہوگا۔ قرآن میں اس کا ذکر سن کر گمراہ ہوتے ہیں' کوئی کہتا ہے کہ سبز درخت دوزخ کی آگ میں کس طرح پیدا ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس کا مزاج ہی ناری ہو جیسے آگ کا کیڑا آگ کے اندر زندہ رہتا ہے اور ہندوستان کے شہر سہارنپور کے کمپنی باغ میں بعض درختوں کی پرورش آگ کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ زقوم کے ایک اور معنی کھجور اور مکھن کے بھی ہیں اور مشرکین عرب نے یہی معنی لے کر مذاق اڑانا شروع کر دیا تھا۔ رؤس الشیطین عرب کے لوگ بھیانک اور بری شکل والی چیز کو راس الشیطان کہتے ہیں اور شیطان کے مجازی معنی بھیانک شکل والے سانپ کے ہیں اور وہی یہاں مراد ہیں۔ نواح یمن میں بھی اسی نام کا ایک بدمنظر پودا ہوتا ہے' جیسے ہندوستان میں ناگ پھنی کے پتے ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر ایک قطرہ درخت زقوم سے دنیا میں ٹپکے تو دنیا والوں کے اسباب زندگی کو تباہ کر دے' تو کیا حال ہوگا اس کا جس کی خوراک زقوم ہو۔ رواہ الترمذی

ف۴: زقوم کھا کر پیاس لگے گی تو انتہائی گرم پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی فقطع امعاء ھم۔

ف۵: کھانے پینے کا کمرہ الگ ہوگا جب ان لوگوں کو سخت بھوک لگے گی تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی اور پیپ ملا کر کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

ف۶: ان کی ایسی سزا کی وجہ کیا وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے باپ دادا کو گمراہ پایا تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے یعنی بغیر سوچے سمجھے ان کی تقلید کرتے رہے حالانکہ چاہیے تھا کہ غور کرتے کہ عقل اور دین کی بات کیا ہے۔ تو اس آیت نے (بقیہ صفحہ 934 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾

اتباع ہی کو باقی رکھا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾

کہ سارے عالم میں نوح پر سلام ہو۔ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔ پھر اوروں کو ہم

الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ اِذْ جَآءَ

نے ہلاک کردیا ف اور اسی کے گروہ میں سے ابراہیم تھا ف جب وہ

رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا ذَا

اپنے پروردگار کی طرف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا ف۱ یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ

تَعْبُدُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿٨٦﴾

کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿٨٨﴾

تو رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ پھر اس نے ستاروں میں نگاہ ڈالی

فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى

تو کہا میں بیمار ہوں تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے ف پھر وہ فوراً ان کے معبودوں

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾

کی طرف گیا اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ ف

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾

تم بولتے کیوں نہیں؟ تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑے آئے

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا

ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جنکو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو؟ ف۲ حالانکہ اللہ نے تم کو

تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾

اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ف ان لوگوں نے کہا کہ اس کیلئے ایک بڑا مکان بناؤ پھر اس کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ اِنِّيْ

غرض انہوں نے اس کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا ہم نے انہی کو ذلیل ف کیا اور اس نے کہا میں

منزل ۶

ف: تقریباً ایک ہزار سال تک نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے مگر ان کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی آخر نوح نے مجبور ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ کہ اے پروردگار میں مغلوب ہوں آپ میری مدد کو پہنچئے۔ تو اللہ نے ان کی پکار کیسی سنی اور مدد کو کس طرح پہنچا کہ نوح کو مع ان کے گھرانے کے رات دن کی ایذا رسانی سے بچایا، پھر ہولناک طوفان کے وقت ان کی حفاظت کی اور اس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا اور دوسری طرف ان کے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیئے گئے اور ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ تمام دنیا کے آدمی حضرت نوح کے تین بیٹوں سامؑ حامؑ اور یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ سام سرزمین عرب میں آباد ہوا اس سے تورانی اور ایرانی پیدا ہوئے۔ یافث شمال میں آباد ہوا اس سے ترک، خلج اور یاجوج ماجوج پیدا ہوئے۔ حام جنوب میں آباد ہوا اس سے حبش اور ہند پیدا ہوئے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ تمام دنیا پر طوفان نوح کا آنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں بلکہ برعکس ثابت ہے کہ خاص ان لوگوں پر آیا تھا جنہوں نے حضرت نوح کی تکذیب کی تھی چنانچہ ارشاد ہے قَوْمُ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ کہ نوح کی قوم نے جب تکذیب کی تھی تو وہی غرق ہوئے اور اس وقت ساری دنیا پر نہ تو آبادی تھی نہ ساری دنیا نے تکذیب کی تھی اور نہ ہی وہ غرق ہوئے۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ یعنی اسی طرح ہم جزائے حسن دیا کرتے ہیں تو جس مرتبے کا احسان اسی مرتبہ کی جزا ہوتی ہے، پس انبیاء اور غیر انبیاء میں برابری لازم نہیں آتی۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ میں ثم تراخی ذکری کے لیے ہے ورنہ زمانی اعتبار سے جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ اَوْ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ دونوں فعلوں کا وقوع ساتھ ہی ساتھ ہوا تھا۔

ف۱: انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں اور بعد میں آنے والا پہلے کی تصدیق وتائید کرتا ہے اسی لیے ابراہیم علیہ السلام کو نوح علیہ السلام کے گروہ سے فرمایا کیونکہ وہ انہی کے خاندان سے اور عقائد اصول میں ان سے متحد تھے۔ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ۔

ف۲: جس دل میں عقیدہ توحید خالص واخلاص کامل تھا۔ یعنی جو دل شک وشبہ، شرک وخبث اور حسد وکبر وری وغیرہ سے پاک تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قلب سلیم سے مراد اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، حسنؒ کا قول ہے کہ شرک سے بچا ہوا دل مراد ہے۔ عروہ نے کہا قلب سلیم وہ ہے جو لعنت کرنے والا نہ ہو۔ امام ابن قیمؒ نے فرمایا قلب سلیم وہ ہے جو شرک، جھوٹ، کینہ، حسد، بخل، تکبر دنیا اور ریاست کی محبت سے بچا ہوا ہو یہ دل دنیا کے اندر بھی جنت میں ہے اور برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی بہشت میں جائے گا۔ اور جب تک ان پانچ چیزوں سے نہ بچے تو اس وقت تک دل کو سلامتی حاصل نہیں ہوتی۔ (۱) شرک سے جو توحید کے حکم کے مخالف ہے۔ (۲) بدعت سے جو سنت کے منافی ہے۔ (۳) شہوت سے جو اللہ کے حکم کے مخالف ہے۔ (۴) غفلت سے جو یاد الٰہی کے مخالف ہے (۵) خواہش نفس سے جو تزکیہ واخلاص کے خلاف ہے اور یہی پانچ باتیں حجاب اور قرب الٰہی سے مانع ہیں۔

ف۳: واقعہ یہ ہے کہ قوم کے سالانہ میلہ کا وقت آ گیا اور لوگ آپ کو اپنا ہم عقیدہ سمجھ کر آپ سے بھی ہمراہ چلنے کو کہتے ہیں اور آپ عذر کرتے ہیں۔ گھڑی کی ایجاد سے قبل وقت وغیرہ معلوم کرنے کے لیے قدرتی طور پر رات کے وقت نظر ستاروں کی طرف اٹھا کرتی ہے۔ جیسا کہ آج بھی ان ملکوں میں دستور ہے جہاں گھڑیاں ابھی نہیں پہنچیں۔ (بقیہ صفحہ 935 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا- ف۱ اے میرے پروردگار! مجھے

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ

صالح اولاد بخش! پس ہم نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی ف۲ جب وہ

مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ

لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں

اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا

کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا بابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے

تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ

ان شاء اللہ آپ مجھ کو صابر پاویں گے ف۳ پس جب وہ دونوں

اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ

تابعداری پر مستعد ہوئے اور اس کو ماتھے کے بل گرایا اور ہم (خدا) نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾

تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ

یہی ایک بڑی کھلی نعمت ہے ف۴ اور ہم (خدا) نے اس کے بدلہ میں

عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى

بڑی قربانی دی ف۵ اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ

پر سلام ہم نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں ف۶ کچھ شک نہیں

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا ف۷ اور ہم نے اس کو اسحاق کے نبی اور نیکوں کی جماعت

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ

میں ہونے کی خوشخبری دی اور اس پر اور اسحٰق پر بڑی برکت کی اور

ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا

ان دونوں کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی ف۸ اور ہم نے

ف۱: وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا کہ مجھے کہاں ٹھہرنا اور کہاں رہنا چاہیے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اپنا وطن چھوڑ کر نکل گئے اور جہاں ان کو امن وامان سے زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملا بسر کرتے رہے آخرکار جب بہت بوڑھے ہوگئے تو دعا کی۔

تنبیہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو شام کا راستہ دکھایا جو آپ کے وطن عراق سے شمال مغرب میں واقع تھا۔

ف۲: فرزند صالح کی دعا مانگتے رہنا کسی کمال روحانی کے منافی ہونا تو الگ رہا بلکہ یہ تو عین سنت انبیاء ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے قبول کی۔ اور پھر وہی لڑکا قربانی کیلئے پیش کیا گیا۔ اس سے مراد حضرت اسماعیل ہیں۔ حلیم لڑکے کیلئے یہ صفت حلم مزاجی کی تصریح یہود ونصاریٰ کے رد میں ہے جو آج تک حضرت اسماعیل کو تند مزاجی وبدخوئی میں ضرب المثل شہرت دیئے ہوئے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام دو لفظوں سے مرکب ہے "بسمع" اور "ایل" سمع کے معنی سننے کے اور ایل کے معنی اللہ کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ذبیح لڑکا کون تھا؟ اسماعیل یا اسحاق اور اس بارے میں فریقین کے اپنے اپنے خیالات ہیں اور اپنے اپنے دلائل' مگر یہ آیت قرآن فیصلہ کرتی ہے کہ یہ لڑکا اسماعیل تھا کیونکہ انہی آیات میں اسحاق کا ذکر ذبیح لڑکے کے بیان کے بعد آتا ہے جس کا شروع یوں ہے وَبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حلیم اور ذبیح لڑکا اسماعیل تھا اور اسحاق الگ ہے جس کو اس قصہ پر عطف کے ساتھ بیان فرمایا۔ نیز اسحاق کی بشارت دیتے ہوئے ان کے نبی بنائے جانے کی بھی خوشخبری دی گئی ہے اور سورہ ہود میں ان کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب کا مژدہ بھی سنایا گیا جو حضرت اسحاق کے بیٹے ہوں گے' پھر کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہوں گویا نبی بنائے جانے اور اولاد عطا کئے جانے سے پیشتر ذبح کرا جائیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔ جن کے متعلق بشارت ولادت کے وقت نہ نبوت عطا ہونے کا وعدہ ہوا اور نہ اولاد دیئے جانے کا۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کی یادگار اور اس کی متعلقہ رسوم نبی اسماعیل میں برابر بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آئیں اور آج بھی اسماعیل کی روحانی اولاد ہی جسے مسلمان کہا جاتا ہے ان مقدس یادگاروں کی حامل ہے۔

تنبیہ: قرائن اور آثار یہی بتلاتے ہیں کہ ذبیح اللہ وہی اسماعیل تھے جو مکہ میں آکر آباد ہوئے اور وہیں ان کی نسل پھیلی۔ تورات میں یہ بھی تصریح ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو اپنے اکلوتے اور محبوب بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ مسلم ہے کہ حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق علیہما السلام سے عمر میں بڑے ہیں' پھر حضرت اسحاق' حضرت اسماعیل علیہما السلام کی موجودگی میں اکلوتے کیسے ہوسکتے ہیں؟ حلیم کا لقب صرف اس لڑکے پر جس کی بشارت یہاں

دی گئی اور اسکے باپ ابراہیم کے لیے استعمال ہوا ہے اور کسی پر قرآن میں کہیں اطلاق نہیں کیا گیا قریب ہے اسی غلام حلیم کی زبان سے نقل فرمایا ان شاء اللہ من الصابرین دوسری جگہ صاف فرمایا ﴿وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (انبیاء: ۸۵) شاید اسی لیے سورہ مریم میں حضرت اسماعیل کو صادق الوعد فرمایا کہ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ کے وعدہ کو کس طرح سچا کر دکھایا' بہرحال حلیمؑ صابر اور صادق الوعد کے القاب کا مصداق صرف ایک اور وہ بھی اسماعیلؑ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ وکان عند ربہ مرضیاً۔

ف۳: جب وہ اپنے والد کے ساتھ دوڑنے دھوپنے کے قابل ہوگئے یعنی گویا پانچ چھ برس کے ہوگئے تو حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ان کو (بقیہ صفحہ 935 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ

موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو سخت

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ

گھبراہٹ سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب ہوئے ف۱ اور

اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ

ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب دی اور ان کو سیدھی راہ

الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

کی ہدایت کی ف۲ اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ موسیٰ

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور ہارون پر سلام۔ اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں ف۳

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ

کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ف۴ اور الیاس خدا

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ

کے مرسلوں میں سے تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم

بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ

لوگ ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل سے دعائیں مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ف۵ ہو جو تمہارا اور تمہارے

رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

باپ دادا کا پروردگار ہے تو انہوں نے اس کی ایک نہ مانی پس وہ دوزخ میں حاضر کئے گئے ف۶

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾

ہاں اللہ کے مخلص بندے بچے رہیں گے ف۷ اور الیاس کے لئے پچھلے لوگوں میں جاری کیا

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

کہ الیاس پر سلام ف۸ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ

تحقیق وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا اور کچھ شک نہیں کہ لوط

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا

ہمارے رسولوں میں سے تھا جب ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بچا لیا بجز ایک بوڑھی عورت

ف۱: یعنی فرعون اور اس کی قوم کے ظلم و ستم سے نجات دی اور بحر قلزم سے نہایت آسانی کے ساتھ پار کر دیا فرعون باوجود اتنی شان و شوکت کے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا آخر خود ہی غرق ہو کر رہا۔

ف۲: یہاں تک کہ وصف عصمت سے ممتاز کیا جو ہدایت و استقامت کا بلند ترین مرتبہ ہے اور اس میں رد آ گیا یہود و نصاریٰ کا جو ہارون علیہ السلام کو بہت امور میں ضلالت و خطا پر سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ موجودہ تورات میں گوسالہ پرستی تک ان سے منسوب کر دی گئی۔ تورات موسیٰ علیہ السلام کو تو اصالۃً اور براہ راست عطا ہوئی تھی۔ چونکہ شریک نبوت حضرت ہارون علیہ السلام بھی تھے اس لیے تبعاً توریت ان کی جانب بھی منسوب کی جا سکتی ہے۔

ف۳: ہم نے یہ دستور بنا دیا ہے کہ بعد کے آنے والے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کا نام عزت اور دعائے خیر سے لیا کریں۔ اسی طرح ہم نیک لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں اور اسی وجہ سے دنیا میں ایسے لوگوں کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور ہم ان کو مورد دعا و مستحق ثنا بنا دیتے ہیں۔

ف۴: قرآن مجید نے انبیاء کے ذکر میں جو بار بار اس قسم کی تصریحات کی ہیں اس کے دو مقصد ہیں ایک تو انبیاء کی مدح ان کا مستحق دعا و ثنا ہونا ان کا قابل اتباع ہونا ان کا صاف گو اور اہل کتاب کی بدگوئی اور اتہام تراشیوں سے انہیں محفوظ رکھنا ہے ان کے حق میں صفائی۔ ورنہ موجودہ توریت میں تو انبیاء کرام کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی اور فحش گوئی کی گئی ہے کہ اخلاقی و دینی عملی و اعتقادی کبائر میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو ان کی جانب منسوب نہ کر دیئے گئے ہوں۔ یہاں تک کہ نعوذ باللہ کفر و شرک بھی ان کے کھاتے میں ڈال دیا دوسری غرض اس کے بالمقابل یہ بھی رہی ہے کہ انہیں ان کے مرتبہ سے زیادہ نہ بڑھایا جائے انہیں بہرحال اللہ تعالیٰ کا بندہ ہی سمجھا اور مانا جائے اور الوہیت کے کسی بھی جزو کا ان میں ہونا نہ سمجھا جائے۔

ف۵: الیاس علیہ السلام ایک مشہور اسرائیلی نبی گزرے ہیں توریت میں ان کا نام ایلیاہ آیا ہے بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر بعلبک کی طرف بھیجا وہ لوگ بعل نامی ایک بت کو پوجتے تھے حضرت الیاس نے ان کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا کہ اللہ تعالیٰ کی امید خوف بھروسہ اور رحمت کو چھوڑ کر بعل کے ساتھ یہ کام کرتے ہو یہ سب امور تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہونے چاہئیں تھے جو کہ تمہارا پروردگار تمہارا خالق اور خالق بھی ایسا کہ ہر اعتبار سے اشرف و احسن ہے۔ ذرا اپنی اس بغاوت و سرکشی کو سوچو سمجھو اور اس پر شرماؤ۔ آج ہمارے زمانہ کے مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کا خوف امید محبت اور بھروسہ کو چھوڑ کر کوئی کسی قبر پر دوڑتا ہے کوئی کسی نشست گاہ پر گھومتا ہے اور کوئی کسی خانقاہ پر بیٹھتا ہے۔ شیخ امام علی بن اسحاق نے فرمایا کہ قرب حاصل کرنے کے لیے اولیاء اللہ کی قبروں کے گرداگرد پھرنا جائز نہیں اور نہ ہی قبر کو ہاتھ لگانا جائز ہے قبروں کو چومنا اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بالاجماع شرک اور بدترین کام ہے۔

نکتہ: بعل کے معنی سورہ بقرہ اور نساء میں شوہر ہیں اور اس جگہ کا نام اس بت کا ہے جسے وہ قوم پوجتی تھی جن کی طرف حضرت الیاس بھیجے گئے تھے۔ تنبیہ: یہودی عقیدہ ہے کہ حضرت الیاس حضرت ادریس کی طرح اسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔

ف۶: یعنی جنہوں نے الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا ان کو دوزخ میں حاضر ہونا ہے۔

ف۷: یعنی الیاس علیہ السلام کی قوم نے جھٹلایا اور ان کا کہا نہ مانا مگر جو ان میں سے موحد خالص اللہ کے بندے تھے انہوں نے ان کی تائید کی اور ان پر ایمان لائے (بقیہ صفحہ 936 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی اور باقی سب کو ہلاک کر ڈالا ف تم لوگ صبح و شام کے وقت

عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ

ان پر گذرا کرتے ہو کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں؟ ف اور یونس

يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾

بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھا جب وہ کشتی پر لپکا تو اس نے ان کے

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ

ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب ہوگیا۔ ف پس مچھلی نے اس کو لقمہ بنالیا

وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

اور وہ شرمندہ تھا ف اگر وہ خدا کی تسبیح نہ کرتا تو اس کے پیٹ ہی

فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ

میں قیامت تک پڑا رہتا ف پس ہم نے اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں

سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ

کہ وہ بہت کمزور تھا اور ہم نے اس کے قریب ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی بیل سے ڈھکا تھا ف

اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا

اور ہم نے اس کو لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا۔ ف پھر وہ ایمان لے آئے

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ

پس ہم نے انکو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گذارا دیا پس تو ان سے دریافت کر کیا پروردگار کیلئے لڑکیاں ہیں

وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

اور ان کے لئے لڑکے؟ ف ﴿۱۵۰﴾ کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا؟ ف

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

یادرکھو کہ یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ

کہ خدا نے اولاد جنی ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا خدا نے بیٹوں پر

عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمہیں کیا ہوا؟ کیسے حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ ف

ف: یعنی یاد کرائے محمد (ﷺ) جس وقت ہم نے لوط اور اس کے اہل کو عذاب سے نجات دی اور جنہوں نے اس کو نہ مانا ان کو ہلاک کیا اس سے ثابت ہوا کہ لوط علیہ السلام اللہ کے رسول تھے۔

ف: انکم خطاب قریش مکہ سے ہے جن کے تجارتی قافلے ملک شام کو جاتے ہوئے برابر شرق اردن کے علاقوں سے گزرتے رہتے تھے۔ قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیاں ان کے راستہ سے نظر آتی تھیں یعنی دن رات ادھر گزرتے ہوئے یہ نشان دیکھتے ہیں پھر بھی یہ عبرت نہیں پکڑتے۔ یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان اقوام کا بھی ہوسکتا ہے۔

ف: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی نافرمان اور سرکش قوم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب کی خبر سنائی اور اس کے بعد اسی توقع پر کہ اب یہاں عذاب آنے والا ہے۔ شہر چھوڑ کر چلے گئے اور اس روانگی کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت کی ضرورت نہ سمجھی قوم میں بھی ابھی کچھ سمجھ باقی تھی عذاب ابھی آنے نہ پایا تھا محض دور سے اس کے ابتدائی آثار دیکھ کر ڈر گئے اور توبہ استغفار گریہ وزاری میں مشغول ہوگئے اس پر عذاب ٹل گیا اور جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ حیائے طبعی کے اثر سے وطن آنے کی بجائے کسی بحری سفر پر روانہ ہوگئے اور اس کے لیے بھی اجازت الٰہی کے انتظار کی ضرورت نہ سمجھی پھر حضرت یونس علیہ السلام کی کشتی کو طغیانی اور طوفان کا سامنا ہوا ملاحوں نے مجرم کی تعیین کے لیے قرعہ اندازی پر اتفاق کیا اور قرعہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اور اس وقت لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کوئی بھگوڑا غلام یا کوئی مجرم اگر کشتی میں سوار ہوجاتا ہے تو وہ کشتی خطرہ میں آجاتی ہے اور اس کا علاج یہی ہے کہ اس شخص کو اتار دیا جائے تو اسی بنا پر ملاحوں نے آپ کو سمندر میں ڈال دیا شیخ الاسلام امرتسری لکھتے ہیں کہ قرعہ انہی کے نام نکلا جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ دریا میں کود پڑتے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ف: وہ اپنی اس اجتہادی غلطی پر شرمندہ تھے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ہجرت کی اور اس کے حکم کے بغیر قرعہ ڈالا نیز قرب عذاب کے وقت شہر چھوڑ کر چلا جانا کوئی معصیت نہ تھی تاہم ایک پیغمبر کے مرتبہ سے بعید تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اتنا قدم بھی اٹھائے اور اس پر بطور تنبیہ کچھ جسمانی تکلیف اٹھانی پڑی ورنہ حقیقی معصیت اور حقیقی عذاب سے تو کسی نبی کو کوئی واسطہ ہو ہی نہیں ہوسکتا۔

ف: یعنی انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا اور وہ اسی کی غذا بنا دیئے جاتے یہ مطلب نہیں کہ مچھلی کا پیٹ قیامت تک محفوظ و سالم رہتا' حضرت یونس کے دریا میں جانے کا سبب اور دریا میں تکلیف پہنچنے کی وجہ کیا پیش آئی اس کی تفصیل سورہ انبیاء میں اس طرح ہے کہ یونسؑ اپنی قوم کی روگردانی اور انکار دیکھ کر نکل گئے وہ سمجھے کہ ہم (اللہ) ایسا کرنے میں ان پر سختی یعنی کسی تکلیف میں مبتلا نہ کریں گے مگر چونکہ ہماری اجازت کے بغیر وہ گئے تھے اس لیے ہم نے ان پر سخت گیری کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا اور مچھلی کے پیٹ میں وہ تسبیح پڑھتے رہے جسکی وجہ سے ہم (اللہ) نے ان سے اپنی سخت گیری اٹھالی تو یہ ہے اصل وجہ یونس علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالنے اور آزمائش کے بعد نجات کی۔ فالحمدللہ۔ للبث فی بطنہ الی آخرہ کنایہ ہے کبھی نہ نکلنے سے اور یہ واقعہ دریائے فرات کا ہے علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی مچھلیاں مشاہدہ کی ہیں اس لیے اس واقعہ میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

ف: جو آپ کو مکھیوں وغیرہ سے محفوظ رکھتا تھا جس کی ہواصحت بخش تھی اس آیت میں ایک سخت مشکل ہے کہ کدو کی بیل بلند نہیں ہوتی بلکہ زمین پر پھیلتی ہے اس لیے (بقیہ صفحہ 936 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٥٧﴾
کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو اپنی کتاب ف لاؤ

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ
اور انہوں نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے حالانکہ جن خود بھی جانتے ہیں

إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ
کہ وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے خدا ان کے ایسے بیانات سے پاک ف ہے ہاں جو اللہ

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنْتُمْ
کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں ف۲ پس تم اور تمہارے معبود سوا اس کے جو جہنم

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا
میں جانے والا ہو کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے - ف۳ ہم میں سے ہر ایک

إِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا
کا ایک مقام ہے اور ہم خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں اور ہم

لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿١٦٦﴾ وَإِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا
تسبیحیں پڑھتے ہیں ف۴ یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں

ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٩﴾
سے نصیحت پہنچی ہوتی تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہو جاتے

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا
سو اب اس کے منکر ہوئے- پس آپ ہی جان جائیں ف۵ گے ہمارا اپنے مرسلین

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ
کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ آخرکار ان کو مدد پہنچتی ہے اور

جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّ
ہماری فوج ہی غالب آتی ف۶ ہے پس تو ایک وقت تک ان سے روگردانی کر اور

أَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾
ان کو دیکھتا رہ وہ بھی اپنا انجام دیکھیں گے ف۷ پھر کیا ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں؟

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ
جب وہ عذاب ان کی آنکھوں میں اترا تو جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہوگا ف۸ اور

منزل ٦

ف۱: یعنی آخر یہ مہمل اور بے تکی بات تم نے کہاں سے نکالی جس کو عقل وفہم اور علمی اصول سے ذرہ برابر بھی لگاؤ نہیں' پھر کیا کوئی نقلی سند اس عقیدہ کی تمہارے پاس موجود ہے اور اگر ایسا ہے تو کوئی مستند مذہبی نوشتہ ہی پیش کرو جس میں یہ عقیدہ درج ہو۔

ف۲: عجیب فلسفی دماغ ہیں کہ جو چیز ان کی عقل میں نہیں آتی تو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرابتدار بنا دیتے ہیں حالانکہ جن خود بھی اس سے انکاری ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتے ہیں اور ان احمقوں نے جنوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاذ اللہ دامادی کا رشتہ قائم کر دیا سبحان اللہ کیا باتیں کرتے ہیں موقع ملے تو ان سے پوچھو کہ وہ خود اپنی نسبت کیا سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ دوسرے مجرموں کی طرح وہ (جن) بھی اللہ کے روبرو پکڑے ہوئے آئیں گے تو کیا سسرال کا داماد کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے۔ بعض سلف نے نسب سے یہ مراد لیا ہے کہ وہ لوگ شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ کا حریف مقابل سمجھتے تھے جیسے مجوس یزدان اور اہرمن کے قائل ہیں یعنی ایک نیکی کا خدا دوسری بدی کا۔

فتح الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں جس طرح یہ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں کہتے ہیں اسی طرح جنوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے لڑکے کہتے تھے تو ان کی اصلاح کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: یعنی جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے اللہ کے چنے ہوئے بندے ہی اس پکڑ دھکڑ سے آزاد ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ وہاں رشتہ ناطہ نہیں صرف بندگی اور اخلاص کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ف۴: مگر اسی کو جو علم الٰہی میں جہنم میں گرنے والا ہی ہے۔ یعنی شیاطین میں اور کسی میں بھی قوت نہیں کہ وہ صرف اپنے ارادہ سے ہی کسی کو گمراہ کر سکیں' گمراہ تو وہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں علم الٰہی اور مشیت تکوینی کے مطابق پہلے سے تجویز کیا ہوتا ہے' یہ علم الٰہی بھی ظاہر ہے کہ کسی بندہ کو کفر وضلالت کے اختیار پر مجبور نہیں کرتا اور گمراہ وہی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی بناء پر سوائے استعداد پر دوزخی لکھ دیا اور وہ اپنی بدکاری کی وجہ سے از خود دوزخ میں پہنچ گیا۔

ف۵: قرآن مجید کا نزول مختلف قسم کا ہے کبھی تو بصیغہ خطاب نبی کو حکم ہوتا ہے کہ لوگوں سے ایسا کہو اور کبھی نبی کی زبانی حکایت سے یہاں اس آیت میں فرشتوں کی طرف سے کلام منقول ہے تاکہ مشرکوں کے خیال کی اصلاح ہو' خلاصہ یہ کہ ہم صرف اس کے بندے اور خالص اسی کے احکامات کے پابند ہیں اور ہم اپنی رائے سے کچھ نہیں کر سکتے جو خدمت ہم میں سے جس کے سپرد ہے بس وہ اسی میں لگا رہتا ہے۔ اس سے ایک طرف تو ان لوگوں کی تردید ہو رہی ہے جو فرشتوں میں الوہیت اور معبودیت کی شان بتاتے ہیں اور دوسری طرف اہل کتاب کی بھی تردید ہے جنہوں نے بعض فرشتوں کو خطا کار اور نافرمانی کرنے والے قرار دیا ہے' جبکہ بعض لوگوں نے اس سے یہ اشارہ سمجھا ہے کہ ملائکہ کیلئے مقامات معین معلوم ہیں جن میں بلندی اور ترقی کی گنجائش نہیں بخلاف انسان کے کہ وہ جس قدر بھی جدوجہد کرے اسی قدر قربت اور بلندی کے مراتب طے کرتا رہے گا۔ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ملائکہ مقام اسماء وصفات سے آگے مقام ذات تک ترقی نہیں کر سکتے بخلاف بشر کے کہ وہ مقام محرومی سے مقام ظلال اور وہاں سے مقام صفات وسماء اور بڑے بڑے معاملات اور پھر مقام ذات تک ترقی کر سکتا ہے۔

ف۶: یعنی اب جب ان کی تمنا کے مطابق رسول اور صاحب کتاب وشریعت رسول ان کی قوم (بقیہ صفحہ 937 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾

ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے۔ ف۱

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ

تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودگی سے پاک ہے اور رسولوں

عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

پر سلام اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے ف۲

آیاتہا ۸۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۵

سورۂ ص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

میں اللہ بڑا صادق ہوں ف۳ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی بے شک وعدہ الٰہی سچ ہے مگر کافر لوگ

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

نا حق کی ہیکڑی اور مخالفت میں ف۴ ہیں ہم نے کئی قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

تو وہ چلائے لیکن مخلص کا وقت باقی نہ رہا تھا ف۵ اور ان کو تعجب ہوتا ہے

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک آدمی سمجھانے والا آیا اور منکر کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔ ف۶

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾

اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ عجیب بات ہے

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ

ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے معبودوں پر جمے رہو

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ

یہ تو محض ایک ہوس ہے۔ ف۷ ہم نے پہلے لوگوں میں کبھی یہ نہیں سنا

الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿۷﴾ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

بے شک یہ محض من گھڑت بات ہے۔ ف۸ کیا ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز

(بقیہ نمبر ۱)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے منکر ہیں اس کا سبب یہ نہیں کہ قرآن کی تعلیم وتفہیم میں کوئی کمی ہے یا نبی اکرم ﷺ اس کی تبلیغ وتبیین میں لاپرواہ ہیں' بلکہ ان کے انکار وانحراف کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی شیخی' جاہلانہ غرور ونخوت اور معاندانہ مخالفت کے جذبات میں پھنسے ہوئے ہیں' مخالفت حق کا سبب کوئی عقلی اشتباہ ہرگز نہیں بلکہ محض ان لوگوں کی ضد' ہٹ دھرمی اور نخوت پسندی ہے' اگر یہ ان چیزوں سے نکلیں تو انہیں حق وصداقت کا واضح راستہ نظر آئے۔ عزۃ وشقاق دونوں کا تنوین نکرہ کے ساتھ آنا ان صفات کی شدت کے اظہار کے لیے ہے۔

ف۵: غرور وتکبر کی بدولت اللہ کے انبیاء سے مقابلہ ٹھان کر بہت سی جماعتیں پہلے تباہ وبرباد ہو چکی ہیں' اور یہ لوگ بھی دونوں انبیاء سے لڑتے رہے جب ان (بقیہ صفحہ 937 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: آپ کو تو ہمارے کہنے سے یقین ہی ہے باقی معائنہ ومشاہدہ کے بعد انہیں بھی یقین ہو کر رہے گا۔ مفسرین نے کہا ہے کہ ابھی ابھی یہ مضمون جو اوپر گزرا ہے وہاں اس کا تعلق غلبہ اہل حق سے تھا اور یہاں اس کا تعلق عذاب اہل باطل سے ہے اس لیے مضمون کی تکرار صرف صورۃً ہے معنیً نہیں۔

ف۲: اللہ تعالیٰ ان تمام لغویات وخرافات سے جو اہل شرک اس کی جانب منسوب کرتے رہتے ہیں وہ پاک اور منزہ ہے۔ خاتمہ سورت پر تمام اصولی مضامین کا خلاصہ بیان کر دیا' یعنی اللہ کی ذات تمام عیوب ونقائص سے پاک اور تمام محاسن وکمالات کی جامع ہے۔ احادیث سے بعد نماز اور مجلس کے اختتام پر ان آیات کے پڑھنے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور ایمان لانے میں یہ بھی داخل ہے کہ جو وصف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنی ذات کے لیے بیان کیا ہے اس کو مانے اور جس وصف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو موصوف کیا ہے اس کو بھی اسی طرح بغیر تاویل اور معطل چھوڑے اور سمجھے کہ یہ کیفیت اس کی اللہ کو معلوم ہے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ سبحان... یصفون قرآن کا یہ فقرہ بڑا جامع ہے معرفت باری تعالیٰ کے سارے مدارج اس مختصر فقرہ میں آ گئے۔ رب العزۃ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ رب میں اشارہ ہے کمال حکمت ورحمت کی جانب اور عزت میں کمال قدرت کی جانب۔ یصفون کے عموم واطلاق سے اہل لطائف نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ حق تعالیٰ جس طرح اہل شرک وضلالت کی یاوہ گوئیوں سے منزہ ومبرّا ہیں اسی طرح مومنین صادق کی غایت مدح وثنا اور عارفین کاملین کے احاطہ فہم رسا سے بھی بالاتر ہیں عارف رومیؒ نے ترجمانی اسی مقام کی کی ہے۔

ماہروں از پاک و ناپاکی همه
وزگراں جانی وچالاکی همه

سلام علی المرسلین۔ حق تعالیٰ جن بندوں پر سلام بھیجیں ان کا واجب الاتباع ہونا بالکل ظاہر ہے نیز اللہ کے رسولوں کو کارخانہ الٰہی میں کوئی حصہ نہیں سوائے اس کے کہ ان پر درود وسلام ہے۔

ف۳: حرف ص کے اصل معنی تو اللہ ہی کو معلوم ہیں البتہ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے یہ معنی لکھا ہے کہ میں اللہ بڑا صادق ہوں۔ امام رازیؒ نے بھی متعدد اقوال نقل کیے ہیں مثلاً (۱) ص مخفف سے ہے کسی اسم الٰہی کا مثلاً صمدیا صادق الوعد یا صانع المصنوعات (۲) ص مخصص ہے اس فقرہ کا کہ صدق محمد فی کل ما اخبر به عن الله (۳) ص مخفف ہے اس فقرہ کا کہ صد الکفار عن قبول هذا الدین۔ محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ ص اسم الصمد اور صادق الوعد کا پوشیدہ راز ہے۔

ف۴: عظیم الشان عالی مرتبہ قرآن جو عمدہ نصائح سے پر اور انتہائی مؤثر طرز میں لوگوں کو ہدایت ومعرفت کی باتیں سمجھانے والا ہے بآواز بلند شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ قرآنی صداقت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۭ بَلْ لَّمَّا

کلام نازل ہوا ہے؟ بلکہ ان کو میرے ذکر سے انکار ہے بلکہ ابھی تک

يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ

انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ف۱ کیا تمہارا پروردگار جو بڑا غالب اور فیاض ہے

الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ ف۲ کیا آسمانوں زمینوں اور ان کے

بَيْنَهُمَا ۡ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ

درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی کو حاصل ہیں پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں؟ ف۳ شکستہ گروہوں

مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ گروہ ہے ف۴ ان سے پہلے نوح کی قوم نے عاد کی قوم نے

وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ

بڑی قوت والے فرعون نے قوم ثمود قوم لوط اور ایکہ والوں نے

لْــَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ

جھٹلایا تھا یہی تو برباد شدہ گروہ ہیں ہر ایک نے رسولوں کی

الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً

تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہوا یہ بھی تو صرف ایک آواز کے

وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا

انتظار میں ہیں آواز میں وقفہ نہ ہوگا اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ

قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ

ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ یوم حساب سے پہلے جلدی ہم پر وارد کر دے ف۵ جو کچھ بھی یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا

اور ہمارے نیک بندے داؤد کو یاد کیا کر جو بڑی قوت کا آدمی تھا بے شک وہ خدا کی طرف رجوع تھا ف۶ ہم نے بوجے

الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ

بڑے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح وشام تسبیحیں پڑھا کریں جانوراس کے

مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ

سامنے جمع ہوتے سب کے سب اس کے فرمانبردار تھے ف۷ اور ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی

وشبہات دور ہو جائیں گے۔

ف۲: ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اجازت لے کر تقسیم کرے اگر وہ ایسا کرے تو پھر وہ غالب اور فیاض کیسا؟ یہ نادان جانتے نہیں کہ اس کا غلبہ اور فیاضی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ جس کو جو چاہے دے دے اسے روکنے اور پوچھنے والا کون ہے؟ کیا نبوت بھی ان کے قبضہ قدرت میں ہے کہ جسے چاہیں اس سے نواز دیں؟ نبوت کی عظمت واہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ اسلامی عقیدہ میں اسی تکوینی حیثیت سے دارومدار نظام عالم کا ہے۔ چنانچہ جس وقت کوئی مومن یعنی نبی پر ایمان رکھنے والا سطح زمین پر نہ رہے گا' اس کائنات کا نظم بھی ختم ہو جائے گا تو اس وقت قیامت آ جائے گی۔

ف۳: اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ودانائی سے کسی بشر کو منصب نبوت ورسالت پر سرفراز فرماتا ہے تو تم دخل دینے والے کون ہو کہ اس پر یہ مہربانی فرمائی اور ہم پر نہ فرمائی' کیا رحمت کے خزانوں اور زمین وآسمانوں کی حکومت کے تم مالک ومختار ہو جو اس قسم کے لغو اعتراضات کرتے ہو اور اگر تم مالک ومختار ہو تو پھر اپنے تمام اسباب اور وسائل کو کام میں لے آؤ اور رسیاں تان کر آسمان پر چڑھ جاؤ تاکہ وہاں سے محمد ﷺ پر وحی کا آنا بند کر سکو اور اگر تم اتنا نہیں کر سکتے تو پھر تمہارا آسمان وزمین کی حکومت اور خزائن رحمت کی مالکیت کا دعویٰ فضول اور بے بنیاد ہے اور تمہارا اللہ تعالیٰ کے انتظامات میں دخل دینا سوائے بے حیائی اور جنون کے اور کیا ہوگا۔ زمین وآسمان کی حکومت اور خزانوں کے مالک تو یہ بیچارے کیا ہوتے یہ تو چند ہزیمت خوردہ آدمیوں کا ایک ٹولہ ہے جو اگلی قوموں کی طرح تباہ وبرباد ہوتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ منظر غزوہ بدر سے لے کر فتح مکہ تک لوگوں نے دیکھ لیا ہر قوت اہل مکہ کی بربادی کی پیشگوئی قطعیت کے ساتھ کر دینا بجائے خود ایک قرآنی معجزہ ہے۔

ف۴: منکرین بطور استہزاء کہتے تھے کہ جو کوئی بھی عذاب ہم پر ہونا ہے وہ ابھی لے آؤ کل پر کیوں اٹھا رکھا ہے یہ سن کر آپ کی طبیعت پر ایک گونہ اثر ہوتا ہے اور ان کی مخالفت کو خیال میں لاتے ہیں اس لیے ہم آپ کو ہدایت کرتے ہیں کہ ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کیا کریں۔

ف۵: اس کے بعد آپ کی تقویت قلب کے لیے نو انبیاء کی مثالیں درج ہو رہی ہیں ان میں سے تین قصے مفصل اور چھ کا ذکر صرف اجمالاً آئے گا۔ ذاالایدبڑی قوت والے ہمت والے دین وتقویٰ کی راہ میں بڑے بڑے مجاہدے کر ڈالنے والے عبادت میں بھی چست اور جہاد میں بھی مضبوط اواب اللہ کی طرف بڑے رجوع کرنے والے عبدنا میں لفظ عبد کو ضمیر متکلم کی طرف مضاف کر کے اس سے کام اظہار تخصیص وتشریف ہی کا لیا ہے۔

ف۶: محشورۃ یعنی ہر طرف سے (بقیہ صفحہ 938 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی بالفرض نبوت یا پیغمبری کی کچھ اصلیت ہوتی بھی تو پیغمبری ہمارے ہاں کے رؤسا وامرا کے ہوتے ہوئے آخر ایک یتیم وناداروں کو کیوں ملی' کیا سارے ملک میں ایک یہ ہی اس منصب کے لیے رہ گئے تھے۔ اہل لطائف نے کہا ہے کہ ان کا یہ کہنا تکبر اور غرور کی وجہ سے تھا' اس سے معلوم ہوا کہ تکبر وغرور ایسی بری چیز ہے جو کبھی کفر تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ ان کے انکار کا باعث محمد ﷺ کی شخصی تکذیب نہیں بلکہ یہ اصل مسئلہ وحی میں بھٹک رہے ہیں اور خود اس کی بنیاد عذاب الٰہی سے غفلت پر ہے' وہ یقین نہیں رکھتے کہ جس خوفناک مستقبل سے آگاہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور پیش آ کر رہے گا کیونکہ ابھی تک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مار کا مزہ نہیں چکھا جس وقت ان پر اللہ تعالیٰ کی مار پڑے گی تو اس وقت ان کے تمام شکوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ

اور فیصلہ کرنے کا سلیقہ عطا کیا ف۱ بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے

تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا

جب وہ دیوار کود گئے تھے جس وقت وہ داؤد کے پاس جا پہنچے تو وہ ان سے گھبرایا بولے حضور!

لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا

خوف نہ کیجئے ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے پس حضور

بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ

انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے اور کسی طرح کی ناانصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایئے! یہ شخص

اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ

میرا بھائی ہے اس کی ننانویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔ اس نے

فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دے رہے اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا داؤد نے کہا کہ اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ

جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اور بہت سے شریک برے اور ایک دوسر

لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایماندار اور صالح اعمال کرتے ہیں ان کی یہ عادت نہیں۔

وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

ایسے لوگ بہت کم ہیں! اور اس نے خیال کیا کہ ہم نے اسے جانچا ہے پس اس نے اپنے پروردگار سے

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ

بخشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رکوع ہوا۔ پھر ہم نے اسے بخش دیا کچھ شک نہیں اس کا

عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ

ہمارے نزدیک بڑا اور درجہ اور بہت عزت تھی ف۲ ہم نے کہا اے داؤد! ہم نے تجھے

خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

زمین پر حاکم بنایا ہے پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرنا اور اپنی

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ

خواہش پر نہ چلنا ورنہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی بے شک جو اللہ کی راہ سے

ف۱: فلسطین کی سب سے بڑی حکومت دی تھی جو داؤد علیہ السلام کے عہد میں قائم ہوئی تھی۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ ہم نے اس کے ملک اور حکومت کو مضبوط کیا اور اس کو عقل مندی یعنی علم سیاست اور مقدمات میں فیصلہ کرنے اور سیاسی معاملات میں گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا کیا ایسا کہ نزاعات میں فیصلہ کرتا یا کسی سفیر یا کسی وکیل سلطنت سے یا کسی مجلس میں گفتگو کرتا تو سب پر عجیب اثر ہوتا نہایت معقول اور سلجھی ہوئی تقریر ہوتی۔

ف۲: بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ داؤد کے مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے تین دن کی باری رکھی تھی ایک دن دربار میں جھگڑوں وغیرہ کے فیصلوں کے لئے ایک دن اپنے اہل وعیال کے لئے اور ایک دن خالص اللہ کی عبادت کیلئے اور اس دن آپ خلوت میں رہتے تھے۔ ایک دن آپ عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کوئی دیوار پھاند کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور داؤد علیہ السلام باوجود اپنی قوت وشوکت کے یہ ناگہانی ماجرا دیکھ کر گھبرا اٹھے کہ یہ آدمی ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے اگر یہ آدمی ہیں تو ان کو بے وقت آنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ اور دربانوں نے ان کو کیوں نہیں روکا؟ اگر یہ دروازے سے نہیں آئے تو پھر انہوں نے اتنی اونچی دیواروں کو پھاندنے کی کیا سبیل کی؟ اللہ جانے یہ کس نیت اور کس غرض سے آئے ہیں۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر خیال دوسری طرف بٹ گیا اور عبادت میں یکسوئی قائم نہ رہ سکی۔ عزنی فی الخطاب گفتگو میں مجھ پر غالب آیا کبھی کہتا ہے ایک دنبی اداس رہے گی اور میرے ریوڑ میں اچھی رہے گی کبھی کہتا ہے اکیلی کو بھیڑیا لے جائے گا میرے ریوڑ میں ملی رہے گی اور کبھی کہتا ہے تو ایک دنبی کے لیے مارا مارا پھرتا ہے مجھے دے کر فارغ ہو جا اور کوئی مفید کام کر لے۔ غرض ہر طرح سے مجھے قائل کرتا ہے دھمکی اور لالچ سے مجھے مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر میرا دل نہیں مانتا۔ حضرت داؤد نے یہ فیصلہ تو اچھا کیا کہ جب تک اپنی مرضی سے وہ نہ دے تو یہ سائل خود بخود نہیں لے سکتا چونکہ شروع میں ان کی اس بے جا حرکت سے حضرت داؤد کی طبیعت پر ملال ہوا تھا جو قریب تھا کہ فیصلہ میں مخل ہو اس لیے وہ کبیدہ خاطر ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ ہم نے اسے اس مقدمہ کی وجہ سے جانچا ہے اور اس کی تنگ مزاجی کی وجہ سے ہم اس پر خفا ہیں پس اس نے اس تنگ مزاجی اور غلط ارادہ پر بخشش مانگی عہد داؤدی میں فلسطین میں بھیڑوں دنبوں کی گلہ بانی کا عام رواج تھا۔ خصمٰن کے صیغہ تثنیہ سے یہ خیال نہ گزرے کہ یہ دو فرد تھے یہ دو فریق تھے آج بھی مستغیث اور ملزم دونوں کا یہ عام معمول ہے کہ اپنے ساتھ کئی کئی ہمدردوں کو لے کر عدالت جایا کرتے ہیں تسورو' دخلوا' منہم ان تمام جمع کے صیغوں سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ دو نہیں کئی آدمی تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت داؤد نے اوریا کی عورت کو کہیں دیکھ لیا چونکہ وہ خوبصورت تھی لہٰذا اس پر طبیعت مائل ہو گئی اس کو نکاح میں لانے کی یہ تجویز نکالی کہ اوریا کو جنگ میں بھیج کر مروا دیا جائے چنانچہ ایک دفعہ وہ جنگ میں گیا اور بچ آیا دوبارہ بھیجا پھر بچ گیا پھر سہ بارہ افسر اعلیٰ کو حکم دیا کہ کسی سخت جنگ میں اس کو بھیجو اور سب سے آگے رکھو تیسری دفعہ سخت معرکہ میں اوریا بھیجا گیا جس میں وہ قتل ہوا تو حضرت داؤد نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ (یہ بالکل بے ہودہ اور من گھڑت واقعہ ہے اور اس کی کوئی سند نہیں سوائے بنی اسرائیلی روایت کے آج کل منکرین حدیث اس کو بہت زیادہ اچھالتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ افسوس تو ان مفسرین پر ہے جنہوں نے آنکھیں بند کر کے بنی اسرائیلی روایات کو قرآن (بقیہ صفحہ 938 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ
بھٹکتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا اس لئے کہ وہ اپنے حساب کے
الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
دن کو بھول جاتے ہیں۔ف ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو
بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کافروں کا خیال ہے۔ آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال
مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
پر بہت افسوس ہے ف کیا ایمان دار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد
كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝
پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح بنا دیں گے؟ف
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا
یہ ہدایت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں
الْاَلْبَابِ ۝ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ
اور نقلند نصیحت پاویں ف اور داؤد کو ہم نے سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا بے شک
اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝
وہ جھکا ہوا تھا ف جب بعد دوپہر خاص اصیل گھوڑے اس کے سامنے پیش کئے گئے
فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى
تو اس نے کہا کہ میں نے ان بہترین گھوڑوں سے محبت خدا کے ذکر کے لئے کی ہے۔ یہاں تک کہ
تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ
وہ کسی اوٹ میں چھپ گئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف لاؤ پھر ان کی پنڈلیاں
وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ
اور گردنیں چھونے ف لگا اور ہم نے سلیمان کو بھی جانچا اور اس کی کرسی پر ہم نے ایک بے جان
جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا
جسم ڈلوا دیا پس وہ متوجہ ہوا ف اور بولا اے میرے پروردگار میری خطا معاف فرما اور مجھ کو ایسی
يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا
حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے ف پس ہم نے

ف: چونکہ آپ یوم حساب کو خوب یاد رکھے ہوئے ہیں اس لیے آپ کے لیے ان وعیدوں کا احتمال ہی نہیں ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے اور حاکم کی شان یہ ہونی چاہیے کہ بوقت حکومت خیال رکھے کہ ایک وقت میں بھی کسی بڑے زبردست حاکم خداوند عالم کے سامنے جاؤں گا اور اسی طرح جیسے یہ فریقین میرے سامنے کھڑے ہیں میں بھی وہاں کھڑا ہوں گا ایسا خیال رکھنے سے حاکم کو عدل وانصاف کی توفیق ملتی ہے۔ محققین نے خلیفہ اور بادشاہ کے درمیان یہی فرق کیا ہے کہ خلیفہ ہمیشہ عدل اور شفقت خلق ہی کو اپنا شعار بنائے رکھتا ہے اور بادشاہ تقریباً ان چیزوں سے عاری ہوتا ہے اور جو بعض لوگوں سے منقول ہے کہ خلیفہ وقت کا کوئی گناہ ہی نہیں لکھا جاتا اور تکلیف شرعی اس سے ساقط ہو جاتی ہے تو اسے محققین اہل سنت نے کفر صریح قرار دیا ہے۔

تنبیہ: ممکن ہے کہ یوم الحساب کا تعلق لهم عذاب شدید کے ساتھ ہو اور نسوا کے ساتھ نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بھلا دینے کی وجہ سے حساب کے دن ان پر سخت عذاب ہوگا۔

ف: اس دنیا کا نتیجہ ہے آخرت لہٰذا یہاں رہ کر وہاں کے لیے کام کرنا چاہیے اور وہ کام یہ ہی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق وعدل کے اصول پر کاربند ہو اور خالق ومخلوق دونوں سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے۔ یہ نہ سمجھے کہ بس دنیا کی زندگی ہے کھا پی کر ختم کر دیں گے آگے حساب کتاب کچھ نہیں یہ خیالات تو ان کے ہیں جن میں موت کے بعد دوسری زندگی سے انکار ہے اور ایسے منکروں کے لیے آگ تیار ہے۔ یہاں مومن وکافر کے اساسی نقطہ نظر کا فرق بیان کر دیا ہے مومن کی نظر میں تکوینی مصلحتوں اور حکمتوں کا جلوہ حوادث کائنات کے ایک ایک جزیہ سے نمایاں رہتا ہے بخلاف اس کے کہ جس کا ایمان توحید پر نہیں تو وہ اس سارے کارخانہ کو صرف مادی ہی قوانین کا محکوم وتابع سمجھتا ہے اور اس کی نظر سے مقصدی حکمتیں بالکل گم ہوتی ہیں اور مادہ پرست فلاسفہ کا واضح یہی مسلک ہے۔ من النار میں من بیانیہ یا تشریحی ہے۔

تنبیہ: اگر کسی نیک وبد کام کا انجام نیک بد نہیں پھر تو یہ ایک محض کھیل ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں ایسے خیال کے کفر ہونے میں کیا شک ہے۔ وما خلقنا ..... بینهما متکلمین اہل سنت نے آیت کے اس جزو سے معتزلہ کے مقابلہ میں استدلال کیا ہے کہ حق تعالیٰ ہی بندوں کے افعال کا بھی خالق ہے۔ باطلا یعنی بے مقصد بلا حکمت یوں ہی بغیر کسی غرض صحیح کے۔

ف: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص تمام عمر اللہ تعالیٰ کے خوف میں امن وامان سے زندگی گزارے اور دوسرا تمام عمر جو چوری کرے اور ڈاکہ مارے مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہو جائیں ایسا ہونا تو واضح طور پر عقل ونقل کے خلاف ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وقوع قیامت کی تو خود ایک بڑی حکمت وغرض یہی ہے کہ جزا وسزا کامل ہو اور مفسدوں، بدکاروں اور منکروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اب جو نادان وقوع قیامت کے منکر ہیں وہ اس حکمت کو بھی ناقابل اعتناء سمجھ رہے ہیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ موت کے بعد دوسری زندگی کے جو خبر مخبر صادق نے دی ہے عین مقتضائے حکمت ہے۔ مفسدین فی الارض وہی لوگ ہیں جو قانون شریعت سے بغاوت کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں جس کا ایک لازمی نتیجہ فساد فی الارض ہے۔

ف: یعنی یہ لوگ اس کی آیات میں غور کر کے دیکھیں کہ اس کا قانون کیسا جامع اور کامل ہے عقل مند نصیحت پائیں اور سوچیں کہ بدی کرنے والا اور نیکی کرنے والے برابر کیوں ہونے لگے جب کہ قانون اخلاق اور قانون قدرت یہی ہے کہ گندم بونے سے گندم ہی اگتی ہے اور جو بونے (بقیہ صفحہ 938 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ

ہوا کو اس کا تابع کر دیا۔ جہاں پر وہ جانا چاہتا اس کے حکم سے ہوا آسان کے ساتھ چلتی

كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾

اور جتنے جن معمار اور غوطہ زن تھے ہم نے اسکے تابع کر دیئے اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو قیدوں میں جکڑے ہوئے ف تھے

هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ

یہ ہماری دین ہے پس تو بے حساب احسان کر یا روک رکھ ! ف اس کا ہمارے

لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ

پاس بڑا رتبہ تھا اور اچھی شان ف۳ اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیا کر

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾

جب اس نے پروردگار سے فریاد کی کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے ف۴

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَ

ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر مار یہ ٹھنڈا غسل خانہ اور پانی موجود ہے اور

وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ

اس کے اہل وعیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی رحمت سے ہم نے اسے دیئے تا کہ

لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ

عقلمندوں کے لئے نصیحت ہو ! ف۵ اور ہم نے حکم دیا کہ مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ مار دے

وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ

اور قسم نہ توڑ ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا۔ وہ خدا

أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي

کی طرف رجوع تھا ف۶ اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ اسحٰقؑ اور یعقوب کو ذکر کر

الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى

جو بڑی قوت والے اور بڑی بینائی والے تھے ہم (خدا) نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے

الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾

چن لیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے ف۷

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾

اسمٰعیلؑ نیز یسعیٰؑ اور ذوالکفل کا بھی ذکر کر ان میں سے ہر ایک نیک بندوں میں سے تھا

منزل ۵

ف۱: حضرت سلیمان کا تخت فضا میں اڑتا تھا' ہوا اس کو شام سے یمن اور یمن سے شام کی طرف لے چلتی تھی جیسے آج کل ہوائی جہاز ہوا کے ذریعے چلتے ہیں۔ بعض جنات تعمیرات کے ماہر تھے اور بعض غوطہ زنی کر کے سمندروں' دریاؤں سے موتی وغیرہ نکال لاتے تھے اور انہیں میں سے جو مجرم ہوتے تھے تو وہ بطور سزا زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے تھے یعنی سلیمان علیہ السلام کو انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی حکومت حاصل تھی جن سے سرکاری اور ذاتی ہر طرح کے کام لیتے تھے۔

ف۲: تم اس سے سارے ساز وسامان مال وجاہ کے محض خازن یا امین نہیں بلکہ مالک ہو اور ہر طرح کے تصرف کے مجاز ومختار ہو غرض حسب موقع جو تو کرے تجھے حق حاصل ہے تم سے حساب کتاب نہ دینے پر ہوگا اور نہ نہ دینے پر۔

ف۳: یعنی بادشاہت کے باوجود جو روحانی تقرب اور مرتبہ ہمارے ہاں حاصل ہے اور فردوس بریں میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ ٹھکانہ تیار ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔ اوپر ساز وسامان دنیوی کا بیان تھا اب مقبولیت عنداللہ اور اجر اخروی کا بیان فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مقبولیت اور برگزیدگی کی یہ تصریحات بار بار اس لیے اور بھی آئی ہیں کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے فرشتوں میں آپ کو دل کھول کر بدنام کیا ہے اور ہر طرح کی بدعقیدگی اور برگشتگی وغیرہ کے الزمات آپ پر تھوپ دیئے ہیں۔

ف۴: دونوں باپ بیٹے کے خیالات تو تم کو معلوم ہو چکے کہ کس طرح سے ہر ایک کام میں عظمت الٰہی کا ادب کرتے تھے۔ اب ہمارے ایک اور بندے ایوب کا حال سنو ایوب علیہ السلام کا وطن علاقہ عوض میں تھا جو فلسطین کا مشرقی حصہ حدود عرب سے متصل ہے روایات یہود کے مطابق آپ نے ۲۱۰ سال کی عمر پائی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں پر تمام عمر صبر کیا خصوصاً اس وقت کا ذکر کرو جب اس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مولا! مجھ کو شیطان نے بہت ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے بیماری تو تیرے حکم سے ہے مگر وہ میرے دل میں ہر وقت تیری طرف سے بدگمانی ڈالتا ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے چھوڑ دیا یہ مجھ کو سخت تکلیف ہے مولا میرے حال پر رحم فرمایا۔ نصب سے مراد عام دکھ اور تکلیف ہے اور عذاب سے مراد بیماری ہے۔ قرآن کریم کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن امور میں کوئی پہلو شر یا ایذاء کا کسی مقصد صحیح کے فوت ہونے کا ہو ان کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں کا سبب قریب یا بعید کسی درجہ میں شیطان ہوتا ہے' اسی قاعدہ سے حضرت ایوب نے اپنی بیماری یا تکلیف وآزار کی نسبت شیطان کی طرف کی۔ گویا تو ادب اور عاجزی کی بنا پر یہ کہا کہ ضرور مجھ سے کچھ تساہل یا کوئی غلطی اپنے درجہ کے موافق صادر ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں یہ تکلیف مجھے پہنچی۔

ف۵: جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کو تندرست کر دے تو ان کو حکم دیا کہ زمین پر اپنا پاؤں ماریں' بس ان کے پیر مارنے کی دیر تھی کہ قدرت نے وہاں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا جس سے وہ نہا کر شفایاب ہو گئے اور اس کے اہل وعیال جو اس عرصہ میں اس سے الگ ہو چکے تھے وہ اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور لڑکے لڑکیاں اپنی رحمت سے ہم نے اسے دیئے تا کہ عقل مندوں کے لیے نصیحت ہو اور وہ جانیں کہ ہر قسم کی کامیابی اللہ تعالیٰ کی ماتحتی میں ہے اور ناکامی اس سے ہٹ کر رہنے میں ہے۔ ایسے واقعات بیان کرنے سے مقصد یہی ہے کہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ صاحب عثمانی نے تو لکھا ہے کہ ان کے گھرانے (بقیہ صفحہ 939 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۹ جَنّٰتِ

یہ قرآن ایک نصیحت ہے اور متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے یعنی ہمیشہ

عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝۵۰ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ

رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝۵۱ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

وہ بہت سے میوے اور پانی طلب کیا کریں گے ف۱ اور نیچی نگاہ رکھنے والا ہم عمر بیویاں

الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝۵۲ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۵۳ اِنَّ

ان کے پاس ہوں گی حساب کے روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں

هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝۵۴ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ

کہ یہ ہمارا رزق کبھی ختم نہ ہوگا ف۲ متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بدمعاشوں کا ٹھکانہ

لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هٰذَا ۙ

بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے وہ بہت بری جگہ ہے ف۳ یہ سخت

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝۵۸

گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ پیو یا اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب ہوں گے ف۴

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا

یہ بھی تمہاری جماعت پھنکار کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل

النَّارِ ۝۵۹ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ

جہنم ہوتی ہے وہ کہیں گے بلکہ تم پر پھنکار ہو تم ہی لوگوں نے

لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۶۰ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا

تو ہمارے لئے یہ عذاب آگے جیسا کرایا پس بری جگہ ہے ف۵ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے لئے مہیا کرایا

فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝۶۱ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

تو اس کو آگ میں دگنا عذاب دے اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝۶۲ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا

جن لوگوں کو برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا ہم ان کو یونہی کرنے تھے

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝۶۳ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ

یا ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں اس میں شک نہیں کہ جنہوں کی یہ

منزل ۶

ف۱: جنت کے دروازے جنتیوں کے انتظار واشتیاق میں پہلے ہی سے کھلے ہوں گے انہیں کسی انتظار یا تقاضا کی نوبت نہ آئے گی جب بہشت میں داخل ہوں گے ہر کوئی بغیر بتانے کے اپنے گھر میں چلا جائے گا آواز دے کر دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی' جو کچھ چاہیں گے وہاں تیار ملے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانوں بلکہ جملہ جانداروں کو تین قسم کی حاجات ہوتی ہیں۔ کھانے پینے کی اور کھانے پینے پر جو بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہیں یعنی ضرورت نکاح اس کی کامل راحت اسی میں ہوسکتی ہے کہ تینوں حاجتوں کا انتظام ہو اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ آرام گاہ یعنی جنت میں ان سب کا انتظام ہوگا۔

ف۲: بڑی بڑی خوبصورت نیچی نگاہ رکھنے والیاں باحیا ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی جن سے وہ تیسری قسم کی حوائج نفسانیہ پوری کریں گے اور کامل راحت میں زندگی گزاریں گے یہ حوریں ہوں گی' اور ہوسکتا ہے کہ اہل جنت کی بیویاں بھی مراد ہوں۔ غرض یہ کہ اہل جنت کے لیے مادی عیش وراحت کے بھی کل سامان موجود ہوں گے اور اس پر عقل سلیم کو اعتراض کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں۔ مادی لذتوں سے لطف اٹھانا بجائے خود ہرگز شریعت اور قانون فطرت کی نظر میں معیوب نہیں مذموم تو ان کی ناجائز صورتیں ہیں۔ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ یعنی سوائے اپنے خاوندوں کے اور کسی پر نظر نہ ڈالنے والیاں' دنیا میں یہ وصف خاص طور پر سمجھا جاتا ہے اس لیے اس کا ذکر جنت کی نعمتوں کے سلسلہ میں بھی کر دیا گیا۔ اتراب محض ہم عمری یا سن اور سال یعنی مطابقت مقصود نہیں بلکہ شوق وپسند میں ہم آہنگی' عادات وجذبات میں یکسانی غرض ہر ایسی باہمی مناسبت مراد ہے جو بہت زیادہ لطف ومسرت کا باعث ہوسکے۔ عین موقع ترغیب میں یہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ مباح عورتوں کی جانب رغبت نہ حب الٰہی کے منافی ہے نہ کسی اور کمال کے' جیسا کہ ناقص صوفیا یا بعض اہل باطل نے سمجھ رکھا ہے حاصل یہ کہ جیسا چاہو کھاؤ' پیو جس قدر چاہو صرف کرو اڑاؤ ان نعمتوں کے ذخیرے کم ہی نہ ہونے پائیں گے۔ ان کے ختم ہونے کا ذکر ہی کیا جس طرح نعمتیں بے نہایت اور تعداد میں بے شمار ہے عدد ہیں اسی طرح ہر نعمت ابدی' دائمی اور غیر منقطع بھی ہوگی۔

ف۳: اب ذکر اہل شقاوت کا آتا ہے۔ یہاں هذا خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے۔ یعنی یہ کام اور یہ کام۔

ف۴: فقرہ کی ترکیب اصل قاعدہ نحوی کے اعتبار سے یوں ہوگی هذا حمیم وغساق فلیذوقوه جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔ ازواج یہاں اجناس کے معنی میں ہے۔ من شکلہ یعنی اس ناقابل برداشت مشروب یا اس عذاب شدید وناقابل برداشت ہی کی طرح۔ شکلہ کی ہ ضمیر حمیم وغساق کے مجموعہ کی جانب ہے اس لیے بجائے تثنیہ کے واحد ہے' غساق کا ترجمہ اکثر اقوال کے مطابق پیپ درج کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا ایک معنی ناقابل برداشت حد تک سرد کے بھی ہیں کیونکہ اس بالکل متصل حمیم (انتہائی گرم) آچکا ہے اس لیے یہاں انتہائی سرد کے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ ابن جریرؒ نے بھی اس معنی کا ذکر کیا ہے اور بعض تابعین نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ گویا دونوں صفات پانی ہی کی بیان ہوئیں کہ یا تو وہ انتہائی گرم یا انتہائی سرد' غرض دونوں صورتوں میں ایک ناقابل برداشت عذاب اور عجب نہیں کہ گرمی اور سردی کی ان انتہائی صورتوں کے لانے سے اشارہ اہل جہنم کی دنیا میں عادات افراط وتفریط کی جانب ہو۔

ف۵: یہ اور ان کی جماعت جو تمہارے ساتھ گھس رہے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں گھس رہے ہیں' یہ کافروں کے سرغنہ اور سردار کہیں گے جب وہ (بقیہ صفحہ 940 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَهۡلَ النَّارِ ﴿۷۱﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ۖ وَّمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا

تکرار واقعی ہوگی ف۱ تو کہہ دے میں صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ زبردست

اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۷۲﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا

کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں ف۲ وہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ

بَيۡنَهُمَا الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۷۳﴾ قُلۡ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيۡمٌ ﴿۷۴﴾ اَنۡتُمۡ

ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار غالب بخشش کرنے والا ف۳ ہے تو کہہ یہ خبر بہت بڑی ہے ف۴ تم

عَنۡهُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۵﴾ مَا كَانَ لِىَ مِنۡ عِلۡمٍۭ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰٓى

اس سے ہو۔ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت کی بات کوئی علم نہیں ہوتا

اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۷۶﴾ اِنۡ يُّوۡحٰٓى اِلَىَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيۡرٌ

جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں ف۵ ہاں مجھے یہی پیغام پہنچا رہتا ہے کہ میں صرف صاف صاف

مُّبِيۡنٌ ﴿۷۷﴾ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ

ڈرانے والا ہوں جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا میں ہے ایک آدمی پیدا

طِيۡنٍ ﴿۷۸﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا

کرنے کو ہوں جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی کوئی روح

لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۷۹﴾ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۸۰﴾ اِلَّاۤ

ڈال دوں تو تم اس کے سامنے تعظیم ف۶ بجا لانا تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجا لائے لیکن

اِبۡلِيۡسَ ؕ اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۱﴾ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ

ایک ابلیس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔ ف۷ خدا نے فرمایا ابلیس! جس

مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَىَّ ؕ اَسۡتَكۡبَرۡتَ

چیز کو میں نے خود پیدا کیا اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا تو متکبر ہے

اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ؕ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ

یا واقع میں تو بڑے لوگوں سے ہے؟ ف۸ اس نے کہا میں اس سے اچھا ہوں تو نے مجھے آگ

نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ

سے بنایا ہے اور اس کو مٹی سے خدا نے فرمایا پس تو اس سے نکل جا کیونکہ

رَجِيۡمٌ ﴿۸۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۸۵﴾

تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ ف۹

ف۱: یعنی جو ہم کو گمراہ کر کے ہمارے اس عذاب کا باعث ہوا تو اس کو آگ میں دگنا عذاب دے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ شخص مخلوق کا گمراہ کرنے والا تھا یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم جن ایمانداروں کو اپنی بے وقوفی سے بدنصیب اور برا جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے۔ کیا واقعی ہم ان کا یونہی مذاق اڑایا کرتے تھے اس لیے وہ یہاں داخل نہیں ہوئے یا ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان جہنمیوں کی یہ تکرار واقعی ہوگی۔ جن لوگوں کی بابت ان کی نظریں خیرہ ہوں گی وہ واقعی جہنم میں نہ ہوں گے بلکہ وہ نجات یافتہ ہو کر جنت میں جا پہنچیں گے۔ اختلاف تو ان میں صرفیہی تھا کہ دنیا کا معبود ایک ہے یا زیادہ ہیں۔

تنبیہ: گو بظاہر یہ بات خلاف قیاس ہے کہ اس افراتفری میں ایک دوسرے سے جھگڑیں عذاب کا ہولناک منظر کیسے دوسری طرف متوجہ ہونے دے گا لیکن ایسا ہو کر رہے گا یقیناً حقیقت میں یہ ان کے عذاب کی تکمیل ہے۔

ف۲: نعوذ باللہ کیا مجھ میں کوئی شائبہ الوہیت تھوڑا ہی ہے اور کیا میں کوئی دعویٰ کسی معنی میں بھی اپنی خدائی کا کرتا ہوں' معبود تو وہی ایک سب پر غالب ہے اور میں اس کی طرف سے محض تنبیہ کرنے والا ہوں۔ من الہ میں من زائد استغراق نفی کے لیے ہے۔ الواحد وہ جس طرح اپنی صفات میں یکتا ہے اس طرح عددی حیثیت سے بھی یکتا ہے نہ کوئی اس کا ثانی نہ کوئی اس کا اقنوم یا مظہر۔ القہار وہی سب پر حاکم غالب ہے۔ اس پر کوئی بھی حاکم و متصرف نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے اس کا معنی زبردست لکھا ہے۔ بعض لوگوں نے اردو کے قہار پر بڑے غصہ ور کے معنی میں لیا ہے جو سراسر مہمل ہے۔

ف۳: وہ اپنے ہر ارادہ پر قادر ہے نیز ہر ایک مغفرت پر کوئی قید' کوئی شرط نہ اس کی قوت و قدرت پر عائد ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی صفت غفاری پر کسی کی مجال ہے کہ اس کی لامحدود رحمت و بخشش کو محدود کر دے۔ یہ رد ہے ان گمراہ قوموں کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت و قوت کو محدود سمجھا ہے اور یہ عقیدہ پھیلایا ہے کہ وہ کرم (مکافات) کے قاعدہ کے آگے خود مجبور ہے کسی کو اپنی طرف سے معاف کر ہی نہیں سکتا اور یہ کہ بغیر عوض و کفارہ کے وہ مغفرت سے معذور ہے۔

ف۴: ھو یعنی یہی مضمون توحید و رسالت بعض نے ھو سے مراد قرآن بھی لیا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ واقعات قیامت کی یہ خبر بہت بڑی اور دل پر ہیبت ڈالنے والی ہے

ف۵: یہ مت سمجھو کہ میں از خود جانتا اور بتلاتا ہوں نہیں بلکہ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت ملائکہ کی بابت کوئی علم نہیں ہوتا جب ان کی آپس میں گفتگو سے بہت کچھ چرچا ہو جاتا ہے میری طرف کوئی ایسا سلسلہ تار لگا ہوا نہیں ہے کہ جس سے مجھے ہر وقت کی خبریں پہنچتی ہوں' مجھے اب بھی جو اس کی خبر ہوئی ہے تو وہ محض وحی کے ذریعہ سے ہے۔ "یختصمون" اللہ تعالیٰ سے فرشتوں کی گفتگو میں سوال و جواب تو بہرحال واقع ہوا ہی تھا اس کے اختصام سے تعبیر اسی ظاہری مشابہت کی بنا پر ہے۔

تنبیہ: ملاء اعلیٰ ملائکہ مقربین وغیرھم کی مجلس ہے جن کے توسط سے تدابیر الٰہیہ اور تصرفات کونیہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ملاء اعلیٰ میں نظام عالم کے فناء بقا کے متعلق جو تدبیریں یا بحثیں اور قیل و قال ہوتی ہے مجھے اس کی کیا خبر تھی جو تم سے بیان کرتا۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آپ سے کئی مرتبہ سوال کرنا کہ ملاء اعلیٰ کس بات میں گفتگو کرتے ہیں اور آپ کا جواب دینا مذکور ہے۔ مگر وہاں کے مباحثات کا علم اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر مجھے اور کس طرح ہو سکتا ہے یہی ذریعہ ہے جس سے اہل نار کے تخاصم پر آپ کو اطلاع ہوئی' اسی (بقیہ صفحہ 940 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ
ابلیس نے کہا اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو حکم ہوا
مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ
اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے ف۱ ابلیس نے کہا مجھے عزت کی قسم
فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
ہے میں ان سب کو بہکاؤں گا لیکن ان میں سے تیرے خاص
الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ
بندوں پر میرا اثر نہ ہوگا۔ف۲ خدا نے فرمایا بے شک حق ہی ہے اور میں بھی سچ کہتا ہوں کہ میں
جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا
تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے ان تمام سے جہنم کو بھردوں ف۳ گا تو کہہ دے
أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ
کہ میں اس پر کوئی عوض نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں ف۴ یہ
هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾
جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم اس کی بتلائی ہوئی خبر تھوڑے ہی وقت بعد جان لوگے ف۵

آیاتہا ۷۵ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۸

سورۃ الزمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا
یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ف۱ ہے بے شک ہم نے اس کتاب
إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ
کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے پس تو اللہ ہی کی خالص
الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا
عبادت کر۔ ف۲ سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے ف۳ اور جو لوگ اس کے سوا
مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ

اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو

ف۱: زندگی اتنی طویل مہلت ابلیس نے اس خیال سے مانگی کہ اس وقت تک خوب آدم واولاد آدم سے اپنے مردود ہونے کا انتقام لیتا رہوں۔

ف۲: ابلیس اپنے سارے دم خم اور اتنے بلند وبانگ دعووں کے باوجود حق تعالیٰ کے ان بندوں کے سامنے شروع ہی سے ہار مانے ہوئے ہے جو اپنے کو اس کے اثرات سے بچانے کی فکر واہتمام میں لگے رہتے ہیں اور ان کے حق میں اسے اغواء تک کی ہمت نہیں ہوتی۔ الا المخلصین مگر صرف چند مخصوص لوگوں کی حد تک امام رازیؒ نے یہاں یہ نکتہ لکھا ہے کہ ابلیس نے یہ استثناء کر کے اپنی سچائی کو قائم رکھا یعنی اندھا دھند یہ دعویٰ نہیں کر بیٹھا کہ میں سارے انسانوں کو بہکا لوں گا بلکہ اللہ کے نیک اور پارسا بندوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا تو جھوٹ ایسی گندی چیز ہے جس سے ابلیس تک کو حیا آتی ہے حیف ہے۔ اس مسلمان کی حالت پر جو مومن ہو کر جھوٹ سے پرہیز نہ کرے۔ لاغوینھم اجمعین امام رازیؒ نے کہا ہے کہ شیطان اس فقرہ میں اغواء کو اپنی ذات کی جانب منسوب کر رہا ہے گویا مذہب قدریہ اختیار کئے ہوئے ہے لیکن دوسرے موقع پر رب بما اغویتنی کہہ کر اغواء کو حق تعالیٰ کا فضل قرار دے چکا ہے گویا مسلک جبریہ کا اظہار کر چکا تو دونوں مقولوں کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے بھی میں وہ حیران اور متردد ہی ہے اغواء کی حقیقت صرف وسوسہ اندازی کی ہے۔ ابلیس کے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ معصیتوں اور نافرمانیوں کو خوشنما اور خوش رنگ بنا کر پیش کر دے اور وہ زیادہ سے زیادہ بس یہی کر سکتا ہے۔

ف۳: یعنی تو اگر اپنے دعوے میں کامیاب ہو بھی گیا تو اس میں حق تعالیٰ کا کیا نقصان، تو خود اور تیرے چیلے چانٹے جو بھی تیرا دم بھریں گے خود ہی سزا بھگتیں گے، میں تیرے شر سے بچانے کے لیے یہ انتظام کروں گا کہ سلسلہ نبوت اور ولایت قائم کر کے مخلوق کو ہدایت پہنچاؤں گا اور ان میں سے جو بھی سعادت مند ہوگا وہ تیرے شر سے محفوظ رہے گا چنانچہ اس سلسلے کا آخری اور اعلیٰ ممبر اے نبی ﷺ تو اس وقت موجود ہے۔ تنبیہ: منك سے مراد جنس شیطانی ہے۔

ف۴: نہ میں تکلف کرنے والا ہوں کہ جو بات میرے علم میں نہ ہو وہ بھی میں کسی نہ کسی طرح بنا کر کہہ دوں اور نہ اپنی عادت تصنع کے مطابق نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رہا ہوں نبوت کے جھوٹے دعویٰ کے محرک دو ہی ممکن تھے یا جاہ ومال کے قسم سے کسی معاوضہ کا خیال تو اس کی نفی یا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ میں آ گئی اور یا محض عادت یا اقتضائے طبعی کا تو اس کی نفی وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ سے ہو رہی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اے لوگو جس کسی کو کوئی بات معلوم ہو تو وہ بات بتلا دے اور جو نہ جانتا ہو تو وہ کہہ دے کہ مجھے معلوم نہیں اللہ جانتا ہے اس لیے کہ یہ بھی ایک علم ہے کہ جس بات کو آدمی نہ جانتا ہو تو وہ کہے کہ اللہ جانتا ہے۔

ف۵: کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے یعنی مرنے کے ساتھ ہی حقیقت کھل جائے گی لیکن اس وقت نفع کچھ بھی نہ ہوگا اس سورت میں قرآن مجید کی مدح تین جگہ آئی اور تینوں جگہ اس کو ذکر سے تعبیر فرمایا گیا ہے شروع میں ذی الذکر سے درمیان میں لیتذکر سے اور آخر میں ذکر للظلمین سے یعنی یہ کلام تمہارے ہی نفع کے لیے ہے اور میں اس کی تبلیغ پر مامور ہوں میں تو صرف عذاب کے حکم سناتا ہوں اور اس پر کوئی عوض نہیں چاہتا جو کچھ میں تم سے اس پر کچھ عوض مانگوں وہ تم ہی رکھو میں اس کی طمع نہیں کرتا۔

ف۱: تنزیل الکتب ترکیب نحوی میں مبتدا ہے اور من اللہ خبر ہے اسم عزیز کا تقاضا تو یہ تھا کہ انکار وتکذیب کرنے والوں کو سزا فوراً مل جاتی ہے اور اسم حکیم کے تقاضا نے مہلت طویل کو ممکن کر دیا۔

ف۲: جائز ہے کہ ب کو سببیہ (بقیہ صفحہ 940 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ

درجے میں اللہ کے قریب کردیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کررہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا ف۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ

بے شک اللہ جھوٹے ناشکروں کو سمجھ نہیں دیا کرتا ف۲ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا

اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ اس سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابط ہے ف۳ اس نے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اور زمین سچائی کے ساتھ پیدا کئے ہیں رات کو دن میں اور دن کو رات میں

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ

داخل کر دیتا ہے سورج اور چاند تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک

يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ

ان میں معین زمانے تک چلتا ہے۔ سنو! وہی اللہ زبردست بخشنے والا ہے۔ ف۴ اس نے

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا' اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اسی نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے حیوان پیدا کئے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

طور بطور کے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تمام حکومت اسی کی ہے اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں پس تم

تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۚ

کہاں پھیرے جاتے ہو ف۵ اگر تم منکر ہوگے تو خدا تم سے بے نیاز ہے

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ

اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے حق میں پسند کرے گا

(یقیہ ۱۰)

متکلمین نے کہا ہے کہ یہ کارگاہ عالم بطور حقائق امور کے ہے بطور وہم وشک کے نہیں جیسا کہ فلاسفہ سفسطائیہ کا مسلک ہے۔ عزیز یعنی باوجود غلبہ اور بزرگی اور بڑائی کے بخشنے والا ہے نافرمانوں کو جب کہ توبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ بہرحال وہ معبودان باطلہ کی طرح معذور' مجبور اور پابند کسی حال میں بھی نہیں ہے۔

ف۵: اس نے تم سب کو اسے بنی آدم ایک جان آدم سے پیدا کیا اسی ایک جان سے اس کی بیوی حوا پیدا کی اس کے بعد آدم سے اس کی اولاد کو پیدا کیا جن کا شمار حساب سے باہر ہے ثمنیہ ازواج یعنی بھیڑ' بکری' اونٹ اور گائے ہر ایک کے نر ومادہ ملا کر کل آٹھ ہوئے تعداد میں۔ فی ظلمت ثلث جنین ایک جھلی کے اندر رہتا ہے اور جھلی (بقیہ صفحہ 941 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: مَانَعْبُدُهُمْ زُلْفٰى اس مختصر سے فقرہ کے اندر شرک کا سارا فلسفہ آ گیا یعنی ان کی عبادت کے ذریعہ سے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیں ان کی عبادت کا دراصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔ ان لوگوں کا گویا یہ اصول ہے کہ بت کو سامنے بٹھا کے اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔ یہ سب خیالات ان کے وسواسی ہیں' یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو اس بہانے سے بھی پوجنا شرک ہے کہ یہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب بنا دے گا۔ حضرات انبیاء کی مسلسل تعلیم وتبلیغ توحید کا اثر دنیا پر یہ پڑا ہے کہ اب کوئی بڑے سے بڑا مشرک فرقہ بھی کھلم کھلا دو یا زائد خداؤں کا قائل نہیں رہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے کو مشرک کہلاتے شرمانے لگا ہے اور اپنے شرک کی طرح کی تاویل کرنے پر مجبور ہوگیا ہے۔

ف: کذب کفار یعنی زبان پر عقیدہ باطل اور دل سے عقیدہ کفریہ کا قائل صوفیا نے کہا ہے کہ اس میں اس شخص کے لیے بھی بھی تہدید نکل آئی جو اپنے لیے ولایت کے کسی مرتبہ کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ لا یھدی یعنی جس نے ہمارے دل میں یہ ہی ٹھان لی کہ کبھی سچی بات کو نہیں مانوں گا جھوٹ اور ناحق پر ہمیشہ اڑا رہوں گا اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر جھوٹے محسنوں ہی کی بندگی کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی عادت اور قانون ہے کہ ایسے بدذہن کو فوز وکامیابی کی راہ نہیں دیتا۔ علمائے محققین نے کہا ہے کہ توفیق الٰہی مومن راستباز کے لیے ہے نہ کہ کافر حیلہ ساز کے لیے۔

ف: اس بے سمجھی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی مثل آدمیوں کے سمجھتے ہیں اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کی نسبت صاحب اولاد ہونے کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے نطفے سے اولاد ہوتی کیونکہ ایسا ہو تو اس کو بیوی بھی چاہیے جو کہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو اولاد بناتا تو اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا چن لیتا مگر وہ اولاد نہ تو خالق ہوگی نہ خالق کا جزو جیسے حقیقی اولاد ہوتی ہے بلکہ مخلوقیت کے درجہ میں محبوبیت کے درجہ تک پہنچتی ہے جیسے منہی ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہے جو لوگ کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی اولاد کسی بھی معنی میں کہتے ہیں تو وہ لوگ جھوٹے ہیں انسانوں کو اولاد کی ضرورت اور خواہش جن جن اغراض سے بھی ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ ان سب سے پاک تر ہے۔ الواحد میں اشارہ ہے توحید ذاتی کی طرف اور القہار غالب اور زبردست کے معنی میں ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ وہ واقعتاً بھی ایک اور یکتا ہے اور چونکہ کوئی اس جیسا غلبہ قوت والا نہیں اس لیے کسی میں بھی اس کے شریک بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مخلوق اور خالق میں کسی درجہ میں بھی نوعی یا جنسی اشتراک نہیں ہے۔

ف: یعنی ہر ایک چلتا ہے ایک مدت تک جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معلومہ اور وہ قیامت کے دن پوری ہوجائے گی۔ بالحق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

واپس جانا ہے۔ پس وہ تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خبر دے گا۔ خدا

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ

سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے ف۱ اور انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے

دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ

پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے۔ پھر جب خدا اس کو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ

تو جس تکلیف کے لئے پہلے خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ کے

اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ

شریک بناتا ہے تاکہ اور لوگوں کو بھی اس کے راستے سے گمراہ کرے تو کہہ تم اسی کفر میں

قَلِيْلًا ۡ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ

چند روزہ زندگی گذار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو ف۲ بھلا جو شخص

اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا

رات کے اوقات سجدہ اور قیام کرتے ہوئے گزارے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ

رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو۔ کہہ کہ بھلا علم والے اور

وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

بے علم برابر ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ف۳

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ

تو کہہ اے میرے ایماندار بندو! ف۴ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کرو جو لوگ

اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ

نیک اعمال ہیں اسی دنیا میں ان کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین

وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

فراخ ہے صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا۔ف۵

(پ ۲۴ ع ۶)

ف۱: اس خیال سے دھوکہ میں نہ رہنا کہ کوئی شخص ہمارے گناہ اٹھالے گا' ہرگز نہیں کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا یاد رکھو اپنے گناہوں کے تم خود ہی ذمہ دار ہوگے اور دنیا میں بھی کسی کا فر کا کفر کسی دوسرے تک متعدی نہیں ہوتا بلکہ اسی کی ذات تک ہی رہتا ہے یہ آیت اس عقیدہ کفارہ کی بھی تردید کررہی ہے جس پر مسیحیت کا دارومدار ہے۔ علیم بذات الصدور دلوں کی تہ میں جو بات چھپی ہوئی ہو وہ اسے بھی جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔

ف۲: آیت میں انسان سے مراد ناشکرگزار' کافر ومشرک قسم کا انسان ہے کہ اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جب تو وہ اخلاص کے ساتھ توحید کا قائل ہوجاتا ہے اور اللہ کو پکارنے لگتا ہے اور جب وہ تکلیف دور ہوجاتی ہے اور اس کی بجائے نعمت راحت وامن اسے مل جاتی ہے تو وہ اپنی اس تکلیف کو بھول کر نہ صرف یہ کہ خود حسب سابق پھر گمراہی میں پڑ جاتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگتا ہے لوگوں میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی نے مجھ پر کرم کیا کہ میں اس تکلیف سے نجات پا گیا چونکہ عام لوگوں میں اتنی تمیز نہیں کہ حق وباطل میں فرق کرسکیں اس لیے بھیڑ چال کی طرح ایک کے پیچھے دوسرا لگ جاتا ہے۔ آپ فرمادیجیے کہ ایسے خیالات کفر کے ہیں پس تم اسی کفر میں چند روز زندگی گزار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو۔ اکثر لوگ ظاہری حالت پر حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میاں فلاں شخص کیسا آسودہ حال ہے بھلا اس کے افعال اگر ناپسندیدہ ہوں تو اللہ اسے آسودہ کیوں کرتا؟ ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال کے جانچنے کا یہ طریق نہیں بلکہ اس کے لیے معیار قانون شریعت ہے۔

ف۳: مقام خوف پر نام صرف آخرت سے آنے کا اور محل رجاء میں رب کا ذکر آنے سے اہل علم نے یہی سمجھا ہے کہ حق میں رجاء کا پہلو خوف پر غالب رہنا چاہیے۔ جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ستائے اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے اگر دونوں برابر ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں انصاف تو نہ ہوا بلکہ یہ تو ظلم ہے۔ اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کو اے نبی تو انہیں کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ جو کوئی کسی کام کا واقف ہے وہ ناواقف جیسا ہے؟ نہیں بلکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اسی طرح جن لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور معرفت کے ساتھ اعمال حسنہ کی توفیق بھی ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جن میں دونوں وصف نہیں اَلَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ محاورہ قرآنی میں علم سے مراد علم حقائق سے ہوتی ہے اور بے علمی سے مراد اس علم سے محرومی ہے۔ الذین یعلمون کا لفظ قانت' ساجد اور قائم کے لیے آپ یعنی ان لوگوں کے لیے جو صاحب عمل ہوتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں جو لوگ بے عمل ہوتے ہیں انہیں الذین لا یعلمون سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ عمل کی کتنی فضیلت ہے اور جو لوگ عمل پر بلا عمل قانع رہتے ہیں انہیں قرآن بے علم یا جاہل ہی قرار دیتا ہے۔

علم سے قرآن مجید نے کہیں بھی وہ چیزیں مراد نہیں لیں جنہیں دنیا میں علوم وفنون کہا جاتا ہے۔

ف۴: یعنی اللہ کی طرف سے یہ پیام پہنچادو۔

ف۵: یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی تو آخرت میں اس کے لیے بھلائی ہے یا یہ مطلب کہ جس نے نیکی کی تو اس کو آخرت سے پہلے اسی دنیا میں ظاہری یا باطنی بھلائی ملے گی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ جو لوگ نیک افعال ہیں یعنی شخصی اور قومی زندگی میں ہمیشہ نیک سلوک ہی ان کے مدنظر (بقیہ صفحہ 941 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ
تو کہہ کہ مجھے حکم ہے کہ میں اخلاص مندی سے اللہ کی
الدِّیْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾
عبادت کروں اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرماں برداروں میں اول فرماں بردار بنوں۔ ف۱
قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ
تو کہہ کہ پروردگار کی بے فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بڑے دن
عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾
کے عذاب کا ڈر ہے۔ تو کہہ کہ میں خالص اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ
تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ تو کہہ برابر نقصان والے
الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ
وہی لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین
اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
کو خسارہ میں ڈالیں گے یہی بڑا کھلا نقصان ہے۔ ف۲ ان کے اوپر
ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ
اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا۔ اللہ اس عذاب
اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِیْنَ
سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو۔ ف۳ اور جو لوگ
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى
غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف
اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ
جھکے رہتے ہیں انہیں کے لئے خوشخبری ہے پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا جو
یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ
ہر قسم کے اقوال سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں
الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾
جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔ ف۴

منزل ۵

ف۱: دو حکموں کا ذکر ہے پہلا حکم بلا شائبہ شرک خالص توحیدی عبادات کا ہے یہ حکم بحیثیت مسلم کے ملا۔ دوسرا حکم مسلمین میں سب سے اول ہونے کا بحیثیت نبی کے ملا۔

ف۲: انبیاء تو معصوم ہوتے ہیں جن سے ترک توحید کا احتمال ہی نہیں تو جب عذاب کا اندیشہ ان تک کے لیے ہے تو امت کے غیر معصوموں کا ظاہر ہے کہ کیا ذکر۔ یعنی مجھ جیسا معصوم و مقرب بھی اگر بفرض محال نافرمانی کرے تو اس دن کے عذاب سے مامون نہیں تابدگیراں چہ رسد انی اخاف کے الفاظ سے یہ نکتہ بھی پیدا کیا گیا ہے کہ معصیت پر جو چیز لازمی طور پر مرتب ہوتی ہے تو وہ اندیشہ عذاب ہے نہ کہ نفس عذاب۔

ف۳: مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ یعنی اسی کے حکم کے مطابق بلا شائبہ شرک۔ محققین نے کہا ہے کہ اس سے عبادت و اخلاص دونوں کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور اخلاص جو بغیر عبادت کے ہو اس کی مثال ایسے ہے جیسے روح بغیر جسم کے ہو اور عبادت جو اخلاص کے بغیر ہو اس کی مثال اس جسم کی ہے جو بغیر روح کے ہو یعنی مردہ۔ اَلْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ یہاں خسران کی شدیدتا کید ملحوظ رہے ایک تو فقرہ کی ابتدا ہی کلمہ تنبیہ سے کی پھر خسران کو معرفہ بنا کر الخسران کیا اور پھر وصف مبین کا اضافہ کیا۔ خاسرین سے مراد ہر طرف سے کامل نقصان اٹھانے والوں سے سمجھی گئی ہے۔ مشرکین نہ اپنی جان کو عذاب الٰہی سے بچا سکے نہ اپنے گھر والوں کو سب کو جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا اس سے زیادہ خسارہ اور کیا ہوگا۔

تنبیہ: فاعبدوا ما شئتم من دونہ ظاہر ہے کہ یہ فقرہ تہدید کے لہجہ میں ہے یہ مراد نہیں کہ مشرکوں کو غیر اللہ کی عبادت کا اختیار دیا جا رہا ہے۔

ف۴: یعنی ہر طرف سے آگ نے ان کو گھیرا ہوگا تو اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی؟ قابل غور ہے کہ کچھ نہ پوچھو سنو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ظلل کے لفظی معنی سائبان کے ہیں سائبان کا اوپر ہونا ہے ظاہر ہے اور سائبان کا نیچے ہونا اس معنی میں ہے کہ وہ ان سے نیچے والوں کے حق میں سائبان ہوگا۔ مطلب یہ کہ اہل جہنم ہر طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے اور ان کا اوڑھنا بچھونا سب آگ ہوگا۔

ف۵: یَسْتَمِعُوْنَ استماع کے معنی سمجھنے کے طور پر سننے کے ہیں۔ القول سے مراد کلام حق ہے۔ احسن سے مراد یہاں حسن ہے لھم البشریٰ ترکیب کلام سے معنی حصر کے پیدا ہو گئے ہیں یعنی بشارت ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے سب کیلئے نہیں۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ جو ہر قسم کے اقوال سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں سب اقوال میں اچھا قول اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید ہے اور بس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ یعنی ان کے دینی کاموں کا مدار قرآن پر ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی طرف سے حصول ہدایت کا اہتمام کرتا ہے تو اس پر راہ ہدایت ضرور کھل جاتی ہے اور یہی عقل مند ہیں۔ ان کے مقابلہ میں دنیا کے بندے اپنی عقل و سمجھ پر کیا ناز کر سکتے ہیں وہ بھی اس حال میں کہ وہ شرک و کفر اور دیگر اقسام کی بداخلاقیوں سے آلودہ ہیں۔ قرآن مجید نے بار بار اہل عقل و فہم انہیں کو قرار دیا ہے جو راہ ہدایت اختیار کرتے اور اس پر قائم رہتے ہیں اور بات ہے بھی یہی کہ جن لوگوں کو اپنی نجات کی فکر تک نہ ہو اور دل میں تحقیق حق کا اہتمام ہی نہ ہو تو انہیں عقل کے مبادی سے بھی بہرہ ور کیسے تسلیم کیا جائے۔

تنبیہ: فیتبعون احسنہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سنتے ہیں اور اس میں جو ہدایات اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں ان پر عمل کرتے ہیں مثلاً ایک چیز رخصت اور اباحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ

تو کیا جن لوگوں پر عذاب کا حکم لگا ہو تو ایسے لوگوں کو جو آگ

مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا ﴿ف﴾ ہاں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے

مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بڑے بڑے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔

وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

خدا نے وعدہ کر رکھا ہے اللہ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کرے گا۔ ﴿ف﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ

کہ اللہ اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس سے چشمے جاری کر دیتا ہے پھر

يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا

اس کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا ہے پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھتے ہو۔

ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي

پھر اللہ اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں عقل مندوں کے

الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

لئے نصیحت ہے۔ ﴿ف﴾ بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو

فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ

پھر وہ اپنے پروردگار کی روشنی میں چل رہا ہو۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل

مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ

ذکر سے سخت ہو رہے ہیں وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ ﴿ف﴾ اللہ نے

نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ

سب کلاموں سے اچھا کلام نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے بار بار پڑھی جاتی ہے

مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۖ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے

وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ

اور دل خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ جس بندے

﴿ف١﴾ کی سنی۔ دوسری عزیمت کی تو عزیمت ہیں رخصتوں کا تتبع نہیں کرتے۔ یا یوں ترجمہ کرو کہ اللہ کا کلام سن کر اس کی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں کیونکہ اس کی ساری باتیں بہتر ہیں۔ جس طرح کہ مفسرین نے کہا۔

.....

﴿ف﴾: مطلب یہ ہوا کہ جو ایمان کا قصد ہی نہ کرے اور خود کو اسباب ہلاکت سے بچانے کی فکر ہی نہ کرے اسے ایمان پر مجبور کر دینا اور اسے نقطہ ایمان پر لے آنا آپ کے امکان و اختیار ہی سے خارج ہے اور ایسے شخص پر افسوس کرنا اور اس کیلئے فکر کرنا بے کار ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جن پر ان کی ضد و عناد اور بداعمالیوں کی بدولت عذاب کا حکم ثابت ہو چکا کیا وہ کامیابی کا رستہ پا سکتے ہیں؟ بھلا ایسے بدبختوں کو جو شقاوت ازلی کے سبب آگ میں گر چکے ہوں کون آدمی راہ پر لا سکتا ہے اور کون آگ سے نکال سکتا ہے؟

﴿ف٢﴾: اس قسم کی نعمتوں کا ذکر سن کر جو لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں ان کو کہو کیا تم لوگوں نے نظام عالم پر غور نہیں کیا جب کہ اس نظام کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر ایسا منظم بنا رکھا ہے کہ کسی طرح کا خلل اس میں نہیں آتا تو کیا اس کے ساتھ باطنی انتظام اس نے نہ کیا ہوگا باطنی انتظام وہی ہے جس کا نام نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ہے اور جس کی بابت کہا گیا ہے کہ عمل کے بدلہ غافل نہ ہو کیونکہ گندم بونے سے گندم اور جو بونے سے جو ہی ملتا ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک بہشت میں بالا خانے ہیں ان کا اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک اعرابی نے پوچھا کہ وہ بالا خانے کس کے لیے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لیے جس نے اپنی کلام کو پاکیزہ کیا اور (لوگوں کو) کھانا کھلایا اور رات کو نماز پڑھی جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں (یعنی نوافل شب وغیرہ) اس آیت میں جنت کے درجات کی طرف اشارہ ہوا اور یہ کہ وہ سب تیار ہیں نہ یہ کہ وہ قیامت کے روز تیار کیے جائیں گے۔ لیکن یہاں بطور صرف استدارک کے کسی قوم سابق کی تردید کے لیے نہیں بلکہ ایک دوسری بات شروع کرنے کے لیے آیا ہے۔

﴿ف٣﴾: یعنی بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے باقی اگر چشموں کے حدوث کا کوئی سبب بھی ہو تو اس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی۔ السماء کی وسعت کے مفہوم کا کوئی لفظ اردو میں موجود نہیں۔ بارش کے سلسلہ میں جہاں جہاں یہ لفظ قرآن میں آیا ہے بے تکلف معنی بادل کے لیے جا سکتے ہیں۔ سماء عربی میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے اوپر واقع ہو یہاں تک کہ ہر مکان کی چھت بھی۔ آیت مضمون سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ جس اللہ نے آسمانی بارش سے زمین میں چشمے جاری کر دیئے وہی جنت کے محلات میں نہایت قرینہ کے ساتھ نہروں کا سلسلہ جاری کر دے گا اور اس بات میں صحیح عقل والوں کیلئے نصیحت ہے کیونکہ وہی لوگ ہیں جو فکر کرتے ہیں اور اصل حقیقت کو سمجھتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ دنیا کا حال بھی مثل کھیتی کے ہے کہ جلد ہی اس کی تازگی اور رونق جاتی رہتی ہے اور کٹ جاتی ہے تو جب ان کو اس فکر اور اعتبار سے دنیا کے فنا ہونے پر علم اور یقین حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اس پر فریفتہ اور مائل نہیں ہوتے اور ہمیشہ کی نعمتوں پر اس کو اختیار نہیں کرتے اور اللہ کی قدرت اور پھر زندہ کرنے میں ان کو کچھ شک نہیں رہتا۔

﴿ف٤﴾: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تو ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ شرح صدر کس طرح ہوتا ہے (بقیہ صفحہ 941 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٧﴾

کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس بندے کو خدا گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں ف۱

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز برے عذاب سے بچا لے گا

وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٨﴾ كَذَّبَ

اور ظالموں کو کہا جائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو اس کا عذاب چکھو ف۲ ان سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان

يَشْعُرُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

بھی نہ تھا۔ پھر خدا نے ان کو دنیا ہی میں ذلت کا عذاب چکھایا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ

اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے۔ کاش وہ جانتے ہوتے ف۳ اور ہم نے

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں

لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ

تاکہ وہ نصیحت پائیں قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے

عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں خدا ایک مثال سناتا ہے ایک غلام

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ

ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے۔

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

کیا یہ دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں الحمدللہ مگر بہت سے لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ

نہیں جانتے ف۴ بے شک تو بھی مرجائے گا اور وہ بھی مرجائیں گے پھر

اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾

تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے ف۵

منزل ۵

ف۱: اس میں اس دعویٰ کا اثبات ہے کہ قرآن مجید بہترین کلام ہے کوئی دوسرا کلام اس کی ٹکر کا نہیں۔ نہ باعتبار لفظ وعبارت نہ بلحاظ معنی ومفہوم کے یعنی صحیح، صادق، مضبوط، نافع، معقول اور فصیح وبلیغ ہونے میں کوئی آیت کم نہیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ مضامین میں کوئی اختلاف وتعارض نہیں بلکہ بہت سی آیات کے مضامین ایسے متشابہ واقع ہوئے ہیں کہ ایک آیت کو دوسری کی طرف لوٹانے سے صحیح تفسیر معلوم ہوجاتی ہے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا اور مثانی یعنی دہرائی ہوئی مطلب یہ ہے کہ بہت سے احکام اور مواعظ وقصص کو مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے تاکہ اچھی طرح دلنشین ہوجائیں نیز تلاوت میں بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ بعض علماء نے متشابہ ومثانی کا مطلب یہ لیا ہے کہ بعض آیات میں ایک ہی طرح کے مضمون کا سلسلہ دور تک چلا جاتا ہے تو وہ متشابہ ہوئیں اور بعض جگہ ایک نوعیت کے مضمون کے ساتھ دوسرے جملہ میں جو اس کے مقابل کی نوعیت کا مضمون بیان کیا جاتا ہے مثلاً ﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ - نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ - وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴾ تو ایسی آیات کو مثانی کہیں گے کہ ان میں دو مختلف قسم کے مضمون بیان ہوئے۔ یا اس کے اندر احکام واخبار، مسائل وحکایات بار بار تکرار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں تاکہ کسی کو کسی قسم کا عذر نہ رہے۔ کتب اس کلام کا نزول گو بتدریج کہیں ۲۲-۲۳ سال میں ہوا تاہم اس پر اطلاق ایک کتاب ہی کا رہا۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مدح میں اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان فرمایا کہ قرآن پڑھنے اور سننے سے ان کے بدن پر بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل تسلی پکڑتے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کی عقلیں جاتی رہتی ہیں اور بے ہوش ہوجاتے ہیں یہ حال تو اہل بدعت کا ہے جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میں نے اپنی ماں کو کہا کہ ایک قوم ایسی ہے کہ میں نے ان سے بہتر کوئی نہیں دیکھا جب وہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو پھر ان میں سے کوئی کانپنے لگ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے خوف سے بے ہوش ہوجاتا ہے تو میری ماں نے کہا ان کے ساتھ نہ بیٹھ اور کہا کہ میں نے نبی ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ کو قرآن پڑھتے دیکھا ان پر اللہ کے ڈر سے یہ حالت نہ آتی تھی کیا یہ ان سے بھی زیادہ ڈرنے والے ہوگئے۔ اور قیسؒ سے روایت ہے کہ چیخ مارنا شیطان کی طرف سے ہے۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ اضلال کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب صرف تکوینی حیثیت سے یا بحیثیت مسبب الاسباب کے ہوتی ہے جس کے لیے حکمت الٰہی مقتضی ہو اس طرح کامیابی کے راستے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس شان سے منزل مقصود کی طرف لے چلتے ہیں اور جس کو برائی کی طاقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق نہ دے تو پھر کون ہے جو اس کی دستگیری کر سکے؟ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ جس بندے کی بداعمالی کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے یعنی اپنی رحمت خاصہ سے دور رکھے تو اس کے لیے کوئی ہادی نہیں جو اس کو راہ ہدایت پر لا سکے بعض لوگ اپنی جہالت سے ایسا کہا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا ہدایت نہیں تو نہ سہی ہمارا کیا نقصان؟

ف۲: ایسے لوگ غور کریں کہ بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز جہنم کے برے عذاب سے بچا لے گا یعنی اعمال صالحہ کی برکت سے دوزخ سے بچ جائے گا تو ایسے نازک وقت میں ایسا آدمی اور جو ایسے نہیں بلکہ بدکاریوں کی وجہ سے ظالم ہیں کیا یہ دونوں برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ پورے پورے جملوں اور عبارات کا محذوف ومقدر ہونا (بقیہ صفحہ 941 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے یا جب اس کو سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے

جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِىْ

بڑا ظالم کون ہے؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا ف۱ اور جو شخص

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے ایسے لوگ ہی متقی ہیں

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝

جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا یہی بدلہ ہے نیکوکاروں کا۔ ف۲

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ

نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کردیگا اور جو کام

بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ

کئے ہونگے ان میں سے بہت سے اچھے کاموں کے اندازہ سے انکو بدلہ دیگا۔ ف۳ کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

اللہ کے سوا اور معبودوں سے تم کو ڈراتے ہیں جس کو خدا ہی دھتکار دے اس کے لئے

مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ

کوئی ہادی نہیں اور جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ ف۴ اور اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان و زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تو کہہ کہ بتاؤ تو اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ

جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ لوگ

ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ

اللہ کی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔

قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ

تو کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے اور سب متوکلین اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ ف۵ تو کہہ اے میرے بھائیو!

ف۱: یعنی ضرور ہوگا استفہام انکاری سے اثبات قطعی کے معنی پیدا کرنا عربی کی طرح انگریزی اردو اور فارسی میں بھی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانا یہی ہے کہ اس کی صفت یکتائی کا انکار کر کے کسی کو اس کا شریک قرار دیا جائے آیت اپنے عموم لفظ سے اُن لوگوں کو بھی شامل ہے جو نبوت یا ولایت کے دعویٰ میں کاذب ہیں۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ اور شریعت کو پس پشت ڈال کر اُسے محض قشر بتاتے ہیں۔ شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگائے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر نبوت کا دعویٰ کرے نیز لکھتے ہیں کہ واؤ کے معنی اَوْ کے کئے ہیں کیونکہ دوسرے مقام پر اَوْ آیا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ. (الانعام: ۲۱)

ف۲: جنت کی نعمتیں بے شمار اور نہ ختم ہونے والی ہیں۔ یہاں حیرت انگیز ایجاز و جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا کہ اہل جنت کو وہ سب کچھ مل جائے گا جو وہ چاہیں گے الذی .... بہ. یعنی رسول اور اس کے متبعین اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں ہمیشہ سچ کہیں اور سچ کی تصدیق کریں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جو سچی بات لے کر آیا وہ نبی اور جس نے سچ مانا وہ مومن ہے گویا دونوں جملوں کا مصداق علیحدہ ہے۔

ف۳: یعنی اللہ تعالیٰ متقین و محسنین کو ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دے گا اور غلطی سے جو برا کام ان سے ہو گیا ہو اس کو معاف کر دے گا۔ اہل اخلاص کو اجر کا پورا پورا ملنا تو ظاہر ہی ہے لیکن یہاں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ ان کو گناہوں کے اچھا نہ جانے پر بھی اجر ملے گا تو گویا اہل اخلاص اور محسنین بھی ذنوب و معاصی سے خالی نہ ہوں گے۔ اس میں رد ہے اُن غالی صوفیاء اور مشائخ کا جو اولیاء و صالحین کو ذنوب و معاصی سے ماورا اور منزہ سمجھنے لگتے ہیں اور اُن خارجی اور نیم خارجی فرقوں کا جو معاصی کی بنا پر مومنین کو دائرہ ایمان سے خارج کر دیا کرتے ہیں۔ تنبیہ شائد اسوا اور احسن دونوں صیغے اسم تفضیل کے اس لیے اختیار فرمائے کہ بڑے درجے والوں کی ادنیٰ بھلائی اوروں کی بھلائیوں سے اور ادنیٰ برائی اوروں کی برائیوں سے بھاری سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۴: کافر رسول اللہ ﷺ کو اپنے معبودوں سے ڈراتے اور کہتے کہ ہمارے معبودوں کی برائی بیان کرنے سے باز رہ ورنہ تجھے نقصان پہنچائیں گے اور دیوانہ بنا دیں گے۔ جیسا کہ آج کے مشرک لوگ اور قبر پرست مجاور اور گدی نشین جو نام کے تو مسلمان ہیں لیکن بزرگوں اولیاؤں کو پکارتے ہیں۔ ان کی نذریں نیازیں دیتے ہیں ان کی قبروں پر میلے کرتے ہیں ہاتھ باندھ کر بڑی عاجزی سے اُن کے آگے کھڑے ہوتے ہیں اور بعض تو قبروں کے گرد طواف کرتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ جب انہیں ایسے کاموں سے روکا جائے تو اپنے معبودوں سے ڈراتے ہیں کہتے ہیں کہ تم اُن کے منکر ہو یہ تم کو نقصان پہنچائیں گے اور تمہیں برباد کر دیں گے تمہارا کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ مجاور لوگ جاہلوں کو جھوٹے قصے سنا کر بزرگوں پر افترا کرتے اور ڈراتے ہیں کہ فلاں شخص نے اُن کو نہ مانا وہ خراب و خستہ ہو گیا اس کا یہ نقصان ہو گیا۔ تو ان کی ایسی باتوں سے احمق اور نادان قسم کے لوگ ڈر کر ان کی پوجا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم وسیع تر ہے کہ اہل حق کو اہل باطل طرح طرح کی دھمکیاں دیتے اور ڈراتے آئے ہیں۔ کبھی اپنے دیوی دیوتاؤں اور کہیں دنیوی حکومت و قوت سے ڈراتے ہیں اور قرآن مجید جواب دیتا ہے کہ کائنات کی ہر ممکن مخالفانہ قوت سے دفاع کے لئے حق تعالیٰ خود ہی کافی ہے جو اپنے ہر بندہ کی حفاظت کے لئے کافی ہے کیا اُس بندۂ خاص کی حفاظت کے لئے کافی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ گمراہ ہیں اور جس کو (بقیہ صفحہ 942 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿٣٩﴾ مَنْ

تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں' تم کو معلوم ہوجائے گا کہ سخت رسوا

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّآ

کرنے والی مصیبت کس پر آتی ہے اور دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا - ف۱ ہم نے

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

لوگوں کی ہدایت کے لئے تجھ پر سچی کتاب نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاوے گا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ

اپنے لئے پاوے گا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا اور تو ان کا

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ

ذمہ دار نہیں ہے- اللہ ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کرلیتا ہے اور جو

الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا

نہیں مرتے ان کی نیند کے وقت ان کے نفسوں پر قبضہ کرتا ہے جس کی موت کا وقت آچکا ہو

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اس کو روک لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی موت کے وقت مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کیا کرتے ہیں ف۲ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو

شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾

شفیع سمجھ رکھا ہے؟ تو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ اور وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں-

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تو کہہ کہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے' آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

پھر اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے ف۳- جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے تو ان لوگوں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بچھتے ہیں اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا ذکر

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں ف۴ تو کہہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے

ف۱: یعنی جب تم اپنا طریقہ نہیں چھوڑتے تو میں بھی اپنا طریقہ نہیں چھوڑتا' تم اپنے طریق پر عمل کئے جاؤ میں اپنے طریقہ پر پھر عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ بدراہ اور مستحق عذاب کون سا فریق ہے۔ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ سے مراد عذاب دنیوی ہے۔ چنانچہ یہ عذاب مشرکین مکہ پر فتح بدر کی صورت میں نازل ہوا۔ اور عَذَابٌ مُّقِيْمٌ سے مراد عذاب آخرت ہے۔

ف۲: نفس روح کے مترادف ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک نفس حیاتی دوسرا نفس شعوری۔ ہر انسان کے دو نفس ہوتے ہیں ایک نفس حیاتی جو موت کے وقت اس سے سلب ہو جاتا ہے کہ اُس کے جانے سے جان چلی جاتی ہے اور دوسرا نفس ادراک ہے جو نیند کے وقت اس سے جدا ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد واپس آتا ہے۔ یتوفی الانفس حین موتها یہ سلب روح من کل الوجوہ سے ہوتا ہے جس کے بعد نہ حیات جسمانی باقی رہتی ہے اور نہ شعور وادراک۔ والتی لم تمت فی منامها یہ سلب روح صرف جزئی حیثیت سے ہوتا ہے جس سے حیات جسمانی جوں کی توں باقی رہتی ہے لیکن شعور و ادراک باقی نہیں رہتا' نیند کے وقت سلب صرف حیات شعوری کا ہوتا ہے اور وہ معطل روحیں جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا نیند سے جاگ کر بدستور تصرفات جسمانی میں مصروف ہو جاتی ہے۔ قضی علیها الموت یہ روحیں پھر تصرفات جسمانی کی طرف واپس نہیں آتیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اصل روح تو نیند کے وقت بھی جسم سے نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے جیسے آفتاب کا شعاعی تعلق کروڑوں میل دور ہونے کے باوجود زمین سے قائم رہتا ہے اور سوتا ہوا انسان اسی جزئی تعلق کی بنا پر خواب دیکھتا رہتا ہے پھر جب بیداری کا وقت آتا ہے تو یہ روح چشم زدن سے بھی کم وقت میں جسم میں واپس آجاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں ابن آدم میں نفس بھی ہوتا ہے اور روح بھی' اور دونوں کا شعاعی تعلق سورج کی شعاع کی مثل ہوتا ہے' پس نفس تو وہ ہے جو ادراک و شعور کا مبدأ ہے اور روح وہ ہے جس سے تنفس و حرکت قائم ہے انسان جب سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے نہ کہ اس کی روح کو۔ واللہ اعلم۔

ف۳: نام تو شفیع رکھتے ہیں مگر دراصل برتاؤ ان کے ساتھ وہی کرتے ہیں جو معبود کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مثلاً حاجات کا طلب کرنا' پاس اور دور ہوتے وقت اُن سے ڈرنا اور نفع ونقصان کو اُن کے ہاتھ میں جاننا اے نبی ان سے پوچھئے کہ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ ہو اور ان کو سفارش کا مفہوم بھی معلوم نہ ہو ایسے لوگ کیا سفارش کریں گے۔ کیونکہ شفیع تو بے اختیار ہوتا ہے اس لئے کہ وہ با اختیار کے سامنے سفارش کرتا ہے۔ مگر مشرکوں کے خیال اس بارے میں بھی الٹے ہیں' ان کے خیال میں شفیع با اختیار ہوتے ہیں اسی لئے تو یہ لوگ شفیع کہہ کر بھی اُن سے مرادیں مانگتے ہیں' لہٰذا یہ سوال اُن پر معقول ہے۔ عیسائیوں نے شفاعت کو بھی الوہیت کا ایک شعبہ قرار دے کر شافع کو مستقلاً ایک قادر ومتصرف ہستی سمجھ لیا ہے اور عملاً اُسی سے اپنا تعلق جوڑے رکھنا کافی سمجھتے ہیں جس کے بعد خالق کائنات سے تعلق قائم رکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں تو شفاعت اس معنی اور مفہوم کے ساتھ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ قرآن مجید نے اس معنی میں کسی غیر اللہ کے شافع ہونے سے ہر طرح کا انکار کیا ہے اور بتایا ہے کہ اختیار وتصرف کلی طور پر حق تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور شفاعت انبیاء وغیرہ محدود ومقید معنی میں صحیح ہے۔

ف۴: مارے خوشی کے اچھلنے لگتے ہیں ایسے لوگوں کو سمجھانے کے دو طریقے ہیں' ایک تو زبان سے ان کو قائل کرنا وہ تو روزانہ ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا اور دوسرا اللہ تعالیٰ (بقیہ صفحہ 942 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ

عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ

کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ف۱ اگر ظالموں کو زمین کا

ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا

تمام مال اور اس کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت

بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ

کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دے دیں گے اور ان کو ایسے

اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

احوال معلوم ہوجائیں گے جن کا وہ گمان نہ کرتے تھے ف۲ اور انہوں نے جو کچھ برے

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ

کام کئے تھے انکے سامنے آجائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر نازل ہوگا ف۳ پس جب انسان

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ

کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم سے دعا مانگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا کچھ حصہ دیتے ہیں تو کہتا ہے

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے بلکہ وہ اس کے لئے مصیبت ہے لیکن بہت سے لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى

جانتے نہیں۔ ف۴ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کلمہ کہا تھا جب ان پر

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ

عذاب آیا تو جو کاروبار کرتے تھے وہ ان کو کام نہ آیا ف۵ ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۚ

اور جو ان لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی برائیوں کی سزا پہنچے گی

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

اور وہ خدا کو عاجز نہیں کرسکیں گے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کو چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہی تنگ دیتا ہے بے شک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں ف۶

منزل ۶

ف۱: تیرے ہی بس کی بات ہے تو ہی ان بندوں کا مالک ہے تو ہی ان کا والی ہے اور تو ہی ان کا ہادی اگر تو چاہے تو دنیا میں ان کو ہدایت کرے اور چاہے تو آخرت کے دن پر ان کا فیصلہ ملتوی رکھے بہر حال تو سب کا مختار ہے۔ الفاظ دعا کے اندر توحید کی اعلیٰ تعلیم نہایت حکیمانہ انداز سے آگئی دُعا کا حاصل بس یہی ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں کوئی تیرا شریک نہیں' علم غیب میں کوئی تیرا شریک نہیں۔ قادر و حاکم ہونے میں کوئی تیرا شریک نہیں' خالق تو ہے' عالم الغیب تو ہے' مالک روز جزا تو ہے سب کچھ جاننے والا اور ہر وقت نظر میں رکھنے والا تو ہی ہے۔ فاطر السموات والارض قدرتِ کامل میں کوئی تیرا شریک نہیں عالم الغیب والشہادۃ علم کامل میں کوئی تیرا شریک نہیں انت .... کانوا فیہ تختلفون فیصلہ روز جزا میں کوئی تیرا شریک نہیں۔ توحید میں غلطی و گمراہی کے عموماً یہی تین راستے رہے ہیں اور اس آیت نے ان سب کی تردید کردی۔

ف۲: یہ قیامت کی شدت اور ہولناکی کا نقشہ ہے۔ ظَلَمُوْا سے مراد مشرکین اور کفار ہیں۔ انسان کے محدود پیرایۂ بیان میں مال کی زیادہ سے زیادہ ممکن مقدار کے لئے یہی پیمانہ ہوسکتا تھا اور ان دو چیزوں کا واقعہ لازی پیش آئے گا' ایک تو نفس قیامت کہ وہ اس کے منکر تھے اور اسے خلاف عقل اور خلاف عادت قرار دیتے رہے تھے اور دوسرا عذاب کا خود اپنے اوپر وقوع کہ وہ اپنے کو تو نیک اور راہ راست پر سمجھتے رہتے تھے۔

ف۳: یہ غفلت کے پردے بس اسی دنیا کی حد تک ہیں آخرت میں تو پورا انکشاف بڑے سے بڑے متکبر کو بھی ہو کر رہے گا۔ غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اُس کا وبال ان پر ہو کر رہے گا اور جس عذاب کا مزاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر الٹ پڑے گا بس پھر کیا کریں گے روئیں دھوئیں گے اور چیخیں پٹیں گے مگر اس وقت اس واویلا کرنے اور چیخنے پیٹنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ف۴: یعنی جس کا ذکر سننے سے آگ بگولہ تھا مصیبت کے وقت اُسی کو پکارتا ہے' اور جن کے ذکر سے خوش ہوتا تھا انہیں بھول جاتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا حصہ دیتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں تو بجائے شکر کرنے کے کہتا ہے کہ یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے اور میرا قیاس یہی تھا کہ یہ نعمت مجھ کو ملے گی کیونکہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی اور میں اس کی کمائی کے ذرائع رکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کو میری استعداد و اہلیت بھی معلوم تھی تو پھر یہ مجھے کیوں نہ ملتی۔ غرض اپنی لیاقت اور عقل کو مدنظر رکھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو بھول کر پس پشت ڈال دیا۔ یہ عام بدسرشت انسان کی فطرت کا بیان ہے کہ جہاں اسے اطمینان حاصل ہوا وہاں وہ اپنی ہر کامیابی کو اپنی سعی و حسن تدبیر کی جانب منسوب کرنے لگتا ہے اور جادۂ توحید سے ہٹ جاتا ہے۔ مجازی واسطوں اور وسیلوں کا ذکر مطلق صورت میں ممنوع نہیں بلکہ صرف ایسی صورت میں حرام ہے جب کہ اس کی نظر فاعل حقیقی سے ہٹ جائے' یعنی ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اور واسطہ اسباب سے حاصل کی ہوئی ہے۔ دراصل بندوں کے حق میں آزمائش ہوتی ہے کہ ان کی نظر علت حقیقی پر رہتی ہے یا علت قریبی پر' اور یہ مشرکین اس ایمانی حقیقت سے بھی جاہل ہیں۔ نعمۃ لفظاً مؤنث ہے اور معنی کے اعتبار سے مذکر اس لئے اس کے لئے ضمیریں مؤنث و مذکر دونوں جائز ہیں۔ اوتیتہ میں ہ ضمیر مذکر بھی اُسی کی جانب ہے اور ھی ضمیر مونث بھی اسی کی طرف۔

ف۵: یہاں یہ بتایا ہے کہ نفس کا یہ مغالطہ بہت پڑانا ہے یہ کوئی آج کا نیا پیدا شدہ نہیں اور قالھا میں ھا ضمیر مؤنث کلمہ کی طرف ہے۔

ف۶: وہ سوچتے ہیں کہ جب تمام (بقیہ صفحہ 942 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

تو کہہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے

رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ

بے امید نہ ہو اللہ تمام گناہ بخش دے گا بے شک خدا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ

بڑا بخشنہار مہربان ہے ف۱ اور اسی کی طرف جھک جاؤ اور اسی کی فرماں بردار بنے رہو

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا

اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی سے مدد نہ پہنچے گی- ف۲ اور جو

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اچھی اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے- ف۳ کہ کوئی شخص

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

یہ نہ کہنے لگے کہ ہائے میں اللہ کے معاملے میں قصور کیا اور ٹھٹول کرنے والوں

السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

میں رہتا رہا یا کوئی کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں

الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ

پرہیز گار بن جاتا یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا

كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ

میں واپسی کی اجازت ہوتو میں بھی بھلے مانسوں میں ہو جاؤں- ہاں تیرے پاس ہمارے احکام آئے تھے

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ

تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہوگیا اور قیامت کے روز

الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَي اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ

تم دیکھو گے جن لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا ان کے منہ کالے ہوں گے

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا- ف۴ اور اللہ پرہیزگاروں کو کامیابی

ف۱: یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شان تعظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب گنہگاروں حتیٰ کہ کافر اور مشرک وغیرہ کو بھی توبہ کی طرف بلایا ہے اور خبر دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے جو کوئی گناہوں سے باز آئے اگرچہ اس کے گناہ اتنے ہوں جتنے دریا کی جھاگ اس آیت سے یہ سمجھنا کہ بغیر توبہ کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ صحیح نہیں اس لئے کہ شرک سوائے توبہ کے کے نہیں بخشا جاتا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ چند مشرک لوگ جنہوں نے قتل و زنا بھی بہت کیا تھا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جو بات آپ کہتے ہیں اور بتلاتے ہیں وہ اچھی ہے اگر آپ ہم کو بتلائیں کہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں وہ سب دور ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ الایۃ اور قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ الایۃ۔

اس آیت میں رد ہے اُن مذاہب کا جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے تو قائل ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ وہ گناہوں کو معاف کرنے پر قادر نہیں۔ بعض نے اَلَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ نفس پر اسراف سے مراد کفر و شرک لیا ہے۔ لیکن امام رازیؒ نے یہ خطاب اور اُس کے بعد کا وعدۂ رحمت و مغفرت مومنین کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور الذین اسرفوا علی انفسھم سے انہی مومنین کے معاصی مراد لیئے ہیں جبکہ بعض دوسرے مفسرین نے بھی اس نقطۂ نظر کی تائید کی ہے۔

ف۱: مغفرت کی امید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا یعنی گزشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑ دو اور اس رب کریم کی طرف رجوع کر کے اپنے آپ کو کلی طور پر اُسی کے سپرد کر دو اُس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو کیونکہ نجات محض اُسی کے فضل سے ممکن ہے اور ہمارا رجوع و انابت بھی بغیر اس کے فضل و کرم کے میسر نہیں ہو سکتا۔ باز نہ آنے والے کو عذاب سے ڈرایا تاکہ آدمی اللہ تعالیٰ کی بخشش پر بھروسہ کر کے عبادت اور طاعت نہ چھوڑ بیٹھے۔

ف۲: پیروی کرو بہتر بات کی جو اتاری گئی ہے تم پر یعنی قرآن شریف کی اس لئے کہ وہ تمام آسمانی کتابوں سے بہتر ہے تم کو عذاب سے ڈراتا ہوں اور بھلائی کی راہ بتلاتا ہوں اور قرآن کی پیروی کا حکم دیتا ہوں میں یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن کوئی آدمی افسوس کرے اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ میں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں سارے قرآن کو احسن الحدیث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ۔

ف۳: اَلَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ پر جھوٹ بولنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جو بات نہیں فرمائی گئی ہے وہ اس کی جانب منسوب کر دی جائے اور دوسری یہ کہ جو اُس نے کہا ہے اُسے اس کی جانب نسبت دینے سے انکار کر دیا جائے۔ رہی چہرے کی سیاہی یہ آگ سے جلنے کا اثر بھی ہو سکتی ہے اور رسوائی خوف کا نتیجہ بھی اور قلب کی سیاہی کا عکس بھی عالم معاد کشف حقائق ہی کا تو عالم ہوتا ہے اس لئے کے اس میں عجب کیا ہے جو چہرہ پر قلب کا اثر نظر آنے لگا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ

کے ساتھ نجات دے گا۔ نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ ہی

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیراں ہے ف۱ آسمانوں اور زمینوں کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ

اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

گھاٹے میں ہیں ف۲ تو کہہ اے نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے غیر کی

الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

عبادت کروں ؟ف۳ حالانکہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی حکم بھیجا جا چکا ہے

لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾

کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور تم شکرگزاروں میں سے رہو ف۴ اور اللہ کی شان کے مطابق

حَقَّ قَدْرِهٖ ۡ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ

اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے روز ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی اور

السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾

سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرکیہ افعال سے بہت بلند ہے ف۵

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے

الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ

مگر جس کو خدا محفوظ رکھنا چاہے گا پھر اس میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا تو وہ سب

قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ

لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی اور اعمال کا

الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

دفتر رکھا جائے گا اور انبیاء اور شہید سب لائے جائیں گے اور ان میں سچا

ف۱: زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اُسی کو حاصل ہے کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں پھر ایسے پروردگار کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے چاہئے کہ اُسی کے غضب سے ڈرے اور اُسی کی رحمت کا امیدوار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہنے میں عزت اور فائدہ ہے اور اُس سے ہٹنے میں ذلت اور نقصانات ہیں' آیات الٰہی سے یہاں مراد اصول دین ہیں یعنی عقیدہ توحید' عقیدہ رسالت' اور عقیدہ حشر وغیرہ۔

ف۲: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے بسبب جہالت کے نبی ﷺ سے کہا کہ تو ہمارے معبودوں کی عبادت کر ہم بھی تیرے رب کی عبادت کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کو پیدا کرنا باقی رکھنا' اور اُن میں ہر قسم کے تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو پھر عبادت کا مستحق اُس کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے اور نقلی حیثیت سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء تمام آسمانی ادیان توحید کی صحت اور شرک کے بطلان پر متفق ہیں' بلکہ ہر نبی کو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ آخرت میں مشرک کے تمام اعمال تباہ و برباد ہیں اور شرک کا انجام نقصان و پشیمانی اور حرمان کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک رب قدوس کی عبادت کرے اس کی عظمت و جلال کو سمجھے اور اس کا شکر گزار اور وفادار بندہ بنے اور شکر گزاری کی سب سے اہم بات توحید پر ایمان ہے اور توحید کی دعوت ہمیشہ سے انبیاء کا معمول رہی ہے۔

ف۴: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی مٹھی اور ہاتھ انسانوں کی مٹھی کی طرح ہیں' بلکہ وہ ایسے جسمانی اوصاف سے پاک ہے اور ان لوگوں کے شرکیہ افعال سے جو یہ لوگ کرتے ہیں بہت بلند اور بے مثال ہے اور تمام مخلوق اُس کے قبضہ میں ہے تاہم اس کی نہ مٹھی کہو نہ ہاتھ بلکہ وہ سب کچھ آپ ہی ہے ہو اور وہ اپنی ذات اور صفات کو خود جانتا ہے۔ قبضۃ سے مراد قبضہ قدرت اور قبضہ اختیار بھی لیا گیا ہے اور یمین سے مراد دست قدرت بھی کہا گیا ہے۔

ملحوظہ: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ وغیرہ صفات کی یہ تاویل مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی یہ صفات حق ہیں اور بغیر کسی تشبیہ و تعطیل' تاویل اور تفویض کے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (عفیف)

آیت سے مقصود محاورہ بشری کے مطابق عظمت و جلال الٰہی کی تصویر کھینچ دینا ہے اور ساتھ ہی یہ پہلو بھی اس میں آ گیا کہ ایسی فقیر مخلوقات کے فنا کر دینے سے اُسے کون سی مشکل پیش آ سکتی ہے' اس لئے قبضہ و یمین کے حقیقی اور مجازی معنی کی بحث میں زیادہ پڑنے کی ضرورت نہیں۔ تمام کائنات اللہ کے قبضہ اختیار اور دست قدرت میں شروع سے چلی آ رہی ہے۔ آج بھی ہے اور قیامت کا ذکر تخصیص سے اس لئے ہے کہ اس روز کسی اور کو شرکت کا دعویٰ بھی نہ رہے گا اور حقیقت سب کے (بقیہ صفحہ 943 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۵: مشرکوں کی سمجھ میں یہی موٹی بات نہیں آتی تھی کہ حق تعالیٰ جس طرح دنیا کا خالق اکیلا ہے اُسی طرح بغیر کسی شریک و سہیم کے متصرف مدبر بھی اکیلا ہی ہے۔ ہندو مذہب خالق اکبر برہما کے علاوہ دو اور مستقل خداؤں کا قائل ہے' ایک محافظ باقی رکھنے والا (ویشنو) ہلاک اور فنا کرنے والا (شیو) قرآن مجید اس قسم کے شرک کی قدم قدم پر تردید کرتا جاتا ہے یہاں اُس نے صراحۃً دو صفات باری کا اثبات کیا ہے' ایک یہ کہ وہی سب کا خالق و آفریدگار ہے اور دوسری یہ کہ وہی سب کا منتظم و مدبر نور و ظلمت' خیر و شر اور سعادت و ہدایت سب کا خالق وہی ایک ہے ثنویت کا اس کے ہاں گزر نہیں۔ دوسری آیات کی طرح اس آیت میں بھی صریح وعدہ ہے کہ مومنین کو قیامت میں کوئی وحشت اور گھبراہٹ نہ ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى

جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے ف۱ اور جو لوگ منکر ہیں وہ جہنم کی طرف مختلف ٹولیوں کی

جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

صورت میں لائے جائیں گے ف۲ یہانتک کہ جب اس کے پاس آویں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے ف۳ اور دوزخ

لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

کے دربان انکو کہیں گے کیا تمہارے پس تم میں سے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم

اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا

تم کو سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے ؟ ف۴ وہ کہیں گے

بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

ہاں بے شک مگر عذاب الٰہی کا حکم منکروں پر لگ گیا - ف۵

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَبِئْسَ

کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ ہمیشہ اسی میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى

لئے بہت بری جگہ ہے ف۶ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف مختلف جماعتوں کی صورت میں

الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

لے جائے جائیں گے ف۷ یہاں تک کہ جب اسکے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھلے ہونگے اور

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

جنت کے محافظ ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہوجایئے ف۸

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس پاک سرزمین

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ

کا مالک بنایا ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ

اچھا بدلہ ہے ف۹ - تو دیکھے گا کہ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے

ف۱: وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یوں کہ کسی کی جزائے خیر میں کمی ہو جائے یا کسی کی سزا میں زیادتی یا کسی کا عمل نیک غائب کر دیا جائے اور کسی کا عمل بد بڑھا دیا جائے۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا یعنی روشن ہوگئی زمین دن قیامت کے جس وقت تجلی فرمائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ فیصلہ کرنے کے لئے خلقت کے درمیان یہ کوئی تجلی خصوصی اس وقت ہوگی۔ نور کی اضافت رب کی طرف اضافت تخصیصی ہے جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ۔ وضع الکتاب یہاں کتاب بطور اسم جنس کے آیا ہے۔ مراد نامہ اعمال ہیں۔

الشہداء شہید کے تحت میں ملائکہ اور تمام مومنین آ گئے جو اس وقت گواہی دیں گے۔

تنبیہ: گواہ آتے ہیں اُن کے الزام کو ورنہ اللہ تعالیٰ سے کیا چیز پوشیدہ ہے۔

ف۲: تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا کافروں کے یہ گروہ یا تو اقسام و انواع کفر کے لحاظ سے ہوں گے اور یا پھر مراتب و مدارج کفر کے لحاظ سے ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔

ف۳: جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا دروازہ کھلا نہیں رہتا جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے تو دروازہ کھول کر داخل کرتے ہیں اور پھر بند کر دیتے ہیں اسی طرح وہاں بھی جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو دروازہ کھول کر اس میں دھکیل دیا جائے گا پھر اس کے بعد دروازے بند کر دیئے جائیں گے کما قال اللہ تعالیٰ ﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ﴾ (ھمزہ)

ف۴: یعنی جو فرشتے دوزخ کے محافظ ہیں وہ کفار سے بطور ملامت کہیں گے اور یہ ساری گفتگو انہیں قائل کرنے کے لئے اور ان کی حسرتوں میں اضافہ کے لئے بطور زجر و ملامت ہوگی رُسُلٌ مِّنْكُمْ اپنے ہی ملک وقوم اور قبیلہ والوں سے حصول فیض آسان ہوتا ہے۔

ف۵: وہ کہیں گے ہاں کیوں نہیں آئے آئے اور ضرور آئے اور تبلیغ کا حق بھی انہوں نے پوری طرح ادا کیا اور آج کے دن سے انہوں نے ہمیں بہت کچھ ڈرایا لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی تھی کہ ہم نے کہا نہ مانا آخر اللہ تعالیٰ کی شل نظیر یہ سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا۔ ﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

ف۶: یعنی تم نے شیخی اور غرور میں آ کر اللہ تعالیٰ کی بات نہ مانی اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اس کا مزہ چکھتے رہو۔ چنانچہ اس کے بعد دوزخ کے دروازے دوزخیوں پر ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گے۔

ف۷: مدارج کفر و اقسام شرک کی طرح قرب کے بھی مدارج و مراتب اور تقویٰ کی بھی اصناف وانواع ہیں اور ہر درجہ کے مومنین ومتقین کی جماعت الگ ہوگی اور اُن سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔

ف۸: یہ دروازے اہل جنت کے اکرام میں تو پہلے ہی سے کھلے ہوں گے اور انہیں توقف و انتظار ذرا سا بھی نہ کرنا پڑے گا مفتحۃ لھم الابواب جس طرح مہمانوں کے لئے اُن کی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات ثناء وسلام وغیرہ سے اُن کا استقبال کریں گے اور جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جماعت بہشت میں پہلے داخل ہوگی وہ بصورت چودھویں رات کے چاند کے ہوں گے پھر وہ داخل ہوں گے جو اس جماعت کے قریب ہوں گے ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں (بقیہ صفحہ 943 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

عرش الٰہی کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے ف۱

آیاتہا ۸۵ سورۃ المؤمن مکیۃ رکوعاتہا ۹

سورۃ المومن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ ف۲ یہ کتاب اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي

جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا بڑی

الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ

سکت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا رجوع اسی کی طرف ہے ف۳ جو لوگ منکر

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ

ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں پس تو ان لوگوں کے ادھر ادھر ملک میں

فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ

پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد دوسری قوموں نے

بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ

تکذیب کی تھی اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کے گرفتار کرنے کا قصد کیا تھا اور

جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ

بیہودہ طریقے سے مباحثہ کرتے رہے تاکہ اس سے سچائی کو دبادیں پھر میں نے ان کو پکڑا پس

كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

میرا عذاب کیسا ہوا ؟ ف۴ اسی طرح تیرے پروردگار کا حکم ان لوگوں پر ثابت ہو چکا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ

جو کافر ہیں کہ وہ جہنمی ہیں۔ جو لوگ عرش کو

منزل ۶

ف۱: حق تعالیٰ حساب کتاب کے لئے نزول جلال فرمائیں گے اس وقت فرشتے عرش کے گردا گرد حلقے باندھے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا جس پر ہر طریف سے جوش وخروش کے ساتھ الحمد للہ رب العالمین کا نعرہ بلند ہوگا یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے جس نے سارے جہان کا عمدہ فیصلہ کیا اسی نعرہ تحسین پر دربار برخاست ہو جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے قُضِيَ بَيْنَهُمْ کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک فرشتہ ملائے اعلیٰ میں اپنے قاعدہ سے ایک تدبیر بولتا ہے کما یشیر اللہ اختصام الملاء الاعلیٰ و تفصیلہ فی حجۃ اللہ البالغۃ پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہ ہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۲: حم حروف مقطعات سے ہے ابن عباسؓ سے اس کے تین معنی منقول ہیں ایک یہ کہ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے دوسرا یہ کہ یہ قسم کے معنی میں ہے تیسرا یہ کہ یہ الرحمٰن کا مخفف ہے یہی قول زجاج لغوی کا بھی ہے۔

سعید بن جبیرؒ تابعی اور عطا خراسانی سے مروی ہے کہ ح مخفف ہے اسمائے الٰہی حکیم' حمید' حی' حلیم' حنان کا اور م مخفف ہے اسمائے الٰہی ملک' مجید' منان کا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی صبح کے وقت سورہ حم المومن الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی پڑھے ان کی برکت سے شام تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور جو کوئی شام کو پڑھے صبح تک ان کے سبب سے محفوظ رہتا ہے۔

ف۳: قرآن مجید کے نازل کرنے والے کے اسماء صفات قرآن مجید میں کسی اور جگہ بجز سورہ حشر کے آخر کے یکجا نہ ملیں گے اور ان میں سے ہر صفت قابل غور ولحاظ ہے۔ العزیز وہ غلبہ والا ہے ہر چیز پر قادر' جو چاہے کر ڈالے العلیم صاحب علم کامل ہے جس پر کتاب اتاری ہے اس سے اور جس غرض سے اتاری ہے اُس سے جو اُن کے مخاطب ہیں اُن سے جو اور جتنی بھی اس کے اندر حکمتیں اور مصلحتیں رکھ دی ہیں اُن سے غرض ان سب سے خوب واقف ہے غافر الذنب گناہوں کو محض اپنے ارادہ ومشیت سے بخش دینے والا ہے' نہ کسی قانون عدل سے مجبور نہ کفارہ کا محتاج قابل التوب وہ توبہ قبول کر سکتا ہے جس گناہ سے اور جب چاہے وہ معطل اور محدود الاختیار خدا نہیں۔ شدید العقاب حسب ضرورت ومصلحت سزا بھی شدید ترین دے سکتا ہے سو اس کی نافرمانی سے ڈرنا چاہئے۔ ذی الطول بڑی قدرت والا' لا الہ الا ہو وہ ہر طرح ذاتی متفرد بلا شریک ہے الیہ المصیر سب کا مرجع ومنتہی وہی ہے یہ نہیں کہ کوئی اس کے حضور میں آنے سے بچ جائے۔ سابقہ سب کو اُسی سے پڑتا ہے۔ ابو اسحٰق سبیعی نے کہا ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین میں نے قتل کیا ہے' کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے یہ آیتیں پڑھیں شدید العقاب تک اور کہا عمل کر اور ناامید نہ ہو۔

ف۴: باوجود انکار شدید وعناد کے جب اس آزادی اور فارغ البالی کے ساتھ تجار' حکومت' میر وتفریح کے لئے زمین پر چل پھر رہے ہیں تو کہیں ایسا تو نہیں کہ سزا سے ہمیشہ ہی کے لئے بچ جائیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال واستدراج ہے کہ چند روز چل پھر کر دنیا کے مزے اڑائیں یا تجارتیں اور سازشیں کر لیں پھر ایک روز جبکہ وہ غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہوں گے اچانک پکڑ لئے جائیں گے۔ منکروں ملحدوں اور مشرکوں کی ظاہری کامیابیاں' کامرانیاں اور ترقیاں (بقیہ صفحہ 943 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ

اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر ایمان

بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں ان کیلئے بخشش مانگتے ہیں۔ اے ہمارے مولا! سب چیزوں

رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ

کو تو نے اپنی رحمت اور علم میں گھیر رکھا ہی پس جو لوگ تائب ہوئے اور تیری راہ پر چلے ہیں تو ان کو بخش دے

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ

اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ فف ہمارے مولا! ان کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما

الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ

جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور

ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ

اگلی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے بے شک تو بڑا غالب حکمت والا ہے اور انکو بداعمالی کی سزا سے بچائیے۔

وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ

جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچاوے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائے گا اور یہی بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

کامیابی ہے۔ جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں ان کو آواز دی جائے گی کہ جس وقت

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ انکار کیا کرتے تھے تمہاری اس خفگی سے اللہ کی خفگی

فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا

تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا اور دو ہی

اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ

دفعہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب نکلنے کے لئے

سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ

کوئی راستہ ہے؟ فف یہ عذاب تو تم کو اس لئے ہے کہ جب خدائے واحد لاشریک کو پکارا جاتا تھا تو تم لوگ انکار کرتے تھے

يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ

اور جب اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو تم خوش ہوتے پس آج صرف عالیشان خدائے بزرگ کا حکم ہے فف وہی ذات

ف: بعض محاورات میں عرش کے معنی حکومت الٰہی کے بھی ملتے ہیں۔ اس محاورے کی رو سے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ حکومت الٰہیہ کے ماتحت ہیں یعنی پورے تابع ہیں اور جو اس کے قریب قریب یعنی کم رتبہ پر ہیں اُن کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور دنیائے اسلام کی بہتری کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ اعلم۔

یومنون بہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب فرشتوں کی تسبیح وحمد کا ذکر آ ہی چکا تھا تو پھر اب ان کے ایمان کی تصریح کی کیا حاجت تھی؟ علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ یہ ملائکہ کے ایمان کا تذکرہ موقع مدح پر آیا ہے لیکن حاملانِ عرش اگر مشاہدۂ حضرتِ حق کے بعد ایمان رکھے ہوتے تو اس میں کوئی بات خاص مدح وتحسین کی نہ تھی۔ یہ تو ایسا ہی تھا جیسا کوئی دن دہاڑے آفتاب روشن کو دیکھ کر اس کے وجود کا قائل ہو مدح کی توجیہ بھی یہی ہے کہ رویت ومشاہدہ ان ملائکہ کو بھی نصیب نہیں اوان کا ایمان تمام تر دلائل شواہد پر مبنی ہے۔ امام رازیؒ اس قول کو نقل کر کے لکھتے ہیں اللہ صاحب کشاف پر رحمت کرے اگر وہ اپنی کتاب میں اس ایک نکتہ کے سوا اور کچھ نہ لکھتے تو پھر بھی اُن کے فخر و شرف کے لئے کافی تھا' اللہ تعالیٰ کی شان تنزیہ ہے ایسی ہی عالی کہ اہل ناسوت کا کیا ذکر بلکہ ملائکہ حاملانِ عرش تک بھی اسے اپنے حواس کی گرفت میں نہیں لا سکتے۔

ف۱: سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مومن جب بہشت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا کہ میرا باپ اور بیٹا اور بھائی کہاں ہیں تو کہا جائے گا کہ وہ عمل میں تیرے درجہ تک نہیں پہنچے وہ کہے گا کہ میں نے تو اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور اُن کے لئے بھی پھر ان کو اس کے درجہ میں ملا دیا جائے گا پھر سعید بن جبیرؒ نے یہ آیت پڑھی ربنا و ادخلھم الایۃ' اگر بہشت کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے جیسے یہاں بھی ومَنْ صلح کی قید سے ظاہر ہے' اپنے ایمان وصلاح کے علاوہ بیوی' بیٹا' اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو ان کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے کما قال اللہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ (طور:۲۱) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی اُن ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں یہ تو نیت اور نیکی کی حرص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اُس مرد صالح کے اکرام و مدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اُس کے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اُس کے درجہ میں رکھے جائیں۔ من صلح کے الفاظ قابل لحاظ ہیں کہ ملائکہ کی مومنین کے مرتبہ کی بلندی اور ان کے عزیزوں کے حق میں دعا مطلق صورت میں نہ ہوگی' بلکہ صرف انہی اہل ایمان کے حق میں ہوگی جن میں جنت کی صلاحیت ہوگی کافر تو وہی ہے جو اپنے لئے بہشتی ہونے کی صلاحیت ہی کو فنا کر دیتا ہے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آخرت میں کسی کا نسب اس کے کام نہ آئے گا تو اس سے مراد عدم ایمان کی حالت ہے۔

ف۳: پہلے مٹی یا نطفہ تھے تو مردہ ہی تھے پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر جئے یہ دو موتیں اور دو حیاتیں ہوئیں۔ یا دو مردہ حالتوں میں سے ایک تو یہی موت متعارف ہے دوسرے قبل ولادت کی بے جان حالت یا جمادیت کی حالت دو زندگیاں یعنی ایک زندگی دنیا کی دوسری آخرت کی۔

ف۴: بس یہی خلاصہ ہے دین شرک کا اور اللہ تعالیٰ کے وجود سے مشرکوں کو انکار نہیں انکار تو صرف اس کے خدائے واحد ہونے سے ہے اور اگر اُسے خدائے اعظم کی حیثیت سے مانا جائے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے خداؤں کی حیثیت تسلیم کر لی جائے تو پھر ان مشرکوں کو بھی تامل نہ رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ

پاک ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اوپر سے تمہارے لئے رزق اتارتا ہے

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

اور وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں ف۱ پس تم اللہ ہی سے خالص

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ

دعا مانگا کرو اگرچہ کافر لوگ برا جانیں ف۲ جو بڑا عالی درجہ تخت سلطنت کا

ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اصلی مالک ہے۔ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے

عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ

وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ خدا کی ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈراوے۔ ف۳ جس روز وہ کھڑے ہوں گے

لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ

ان میں سے کوئی ایک بھی چھپا نہ ہو گا اس روز کس کی حکومت ہوگی؟

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا

اکیلے زبردست خدا کی ہوگی۔ ف۴ اس روز ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

اس دن ظلم نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے ف۵

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ

اور ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا جب مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے

كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

اور وہ غم و غصے میں بھرے ہوں گے اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا

يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾

جو انکی تکلیف کو ہٹوادے خدا ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو انکے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے ف۶

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

خدا حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جن لوگوں کو اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں

لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ اللہ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ ف۷

ف۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قدرت اور توحید کی نشانیوں اور رزق اتارنے کو اکٹھا اس لئے بیان فرمایا کہ نشانیوں کے ظاہر کرنے سے دین قائم رہتا ہے اور رزق سے بدن کا قائم رہتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح انسان کی پرورش کی ہے دینی اور کونی بھی۔

تنبیہ: نصیحت اُسی کے حق میں کارگر ہوتی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو غور و تامل اسی کے ارادہ رجوع سے پیدا ہوتا ہے اور وہی حق تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔

ف۲: یعنی جب ہر قسم کی پرورش اللہ ہی کرتا ہے تو خالص اسی کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کو نہ پکارو اگرچہ کافر اس سے ناخوش ہوں اور برا مانیں شرک کے ہر شبہ اور کفر کی ہر آمیزش سے پاک صاف ہو کر حق تعالیٰ کو پکارو اور یہ توحید خالص ہی کافروں کو شاق گزرتی ہے۔

ف۳: رفیع الدرجات یہاں رافع الدرجات کے معنی میں ہے یعنی بندوں کے درجات و مراتب بڑھانے والا۔ بعض نے مرتفع الدرجات کے معنی میں لیا ہے یعنی صفات عظیم و بلند رکھنے والا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے بھی معنی اختیار کیا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔ ذوالعرش عرش والا اس سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں حق تعالیٰ پر جسمیت ہر مکانیت سے پاک و برتر ہے اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ اس کا بھی مالک و خالق اور اس پر ہر طرح سے قادر ہے۔ مقصود اس میں اُس کے کمال قدرت اور انتہائی ہیبت کے اظہار کا ہے۔ (کبیر) الروح سے مراد وحی ہے یعنی اتارتا ہے وحی وحی کو روح اس لئے فرمایا کہ جس طرح روح سے مردہ بدن زندہ ہوتا ہے اسی طرح وحی سے وہ دل جو کفر کی موت سے مرے ہوئے ہیں زندہ ہو جاتے ہیں اس لئے وحی کو بھی روح سے تعبیر کیا جاتا ہے اور روح کے معنی قرآن و کتاب کے بھی لئے گئے ہیں۔ قاموس میں ہے کہ روح قرآن اور وحی کے معنی میں ہے حاصل یہ کہ تمام دنیا کے بادشاہ اور امراء سب اُسی کے ماتحت ہیں وہ چاہے تو ایک منٹ بلکہ سیکنڈ میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو تخت سے اتار کر تختے پر بٹھا دے۔ یوم التلاق قیامت کے دن جس میں زمین آسمان والے اور ظالم و مظلوم اور عابد و معبود اور بندے اور ان کے اچھے برے عمل آپس میں ملیں گے۔

ف۴: حکومت تو آج بھی درحقیقت اللہ واحد و غالب ہی کی ہے تاہم یہاں حکومت کے دعوے دار مدعی بنے ہوئے ہیں وہاں اتنا بھی کوئی نہ ہوگا یہ بات اُس روز سب پر بالکل عیاں اور روشن ہو کر رہے گی۔

ف۵: اُس دن ظلم کا نام و نشان نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا یہ مت سمجھو کہ اتنی مخلوق کا اتنی جلدی فیصلہ کیسے ہوگا؟ یاد رکھو اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ حساب اللہ تعالیٰ معلوم کرنے کے لئے نہیں کرے گا اس کو تو سب حال معلوم ہے اصل حساب تو قبروں سے نکلتے ہی سب کو معلوم ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حساب بصورت فیصلہ ہوگا اور جرائم کا علم مجرموں کو فطری ہوگا جس سے وہ کسی طرح انکار نہ کرسکیں گے۔ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ آیت کے ان الفاظ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ثواب و عذاب بندہ ہی کے کرتوتوں کا بدلہ ہوتا ہے اور یہی اشاعرہ کا مذہب ہے۔

ف۶: الازفۃ کے لفظی معنی قریب آجانے والی کے ہیں قیامت بھی چونکہ برابر قریب آتی جا رہی ہے اس لئے یوم الآزفۃ ایک نام قیامت کے دن کا بھی پڑ گیا۔ شفیع یطاع ایسا کوئی سفارشی نہیں ہوگا کہ جس کی بات ضرور ہی مانی جائے بلکہ سفارشی صرف سفارش ہی کرے گا اور سفارش بھی وہی کرسکے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے گی جس کی صراحت (بقیہ صفحہ 943 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں
الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ
ان کا انجام کیا ہوا وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں نشانات
اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ
مضبوط رکھتے تھے پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا جو ان کو خدائی غضب
لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
سے بچانے والا کوئی نہ ہوا -ف۱ یہ حالت ان کی اس لئے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
کھلے کھلے احکام لے کر آئے تھے پھر انہوں نے ان کا انکار ہی کیا پس خدا نے ان کو پکڑا اللہ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ
بڑا قوت والا سخت عذاب والا ہے ف۲ اور ہم نے فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف
سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا
موسیٰ کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا تو ان سب نے کہا
سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا
کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا - ف۳ پھر جب سچی تعلیم ان کو ہمارے پاس سے پہنچی تو انہوں نے کہا
اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ
موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کرڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو
وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
اور ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی ف۴ اور فرعون نے کہا تم لوگ
ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ
مجھے مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور وہ اپنے رب کو بلاوے- مجھے اندیشہ ہے
يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝
کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور ملک میں فساد نہ پھیلادے ف۵
وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ
اور موسیٰ نے کہا میں ہر متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے

منزل

ف۱: یہ تاریخ اور اثریات کے مطالعہ کے لئے اپیل ہے کہ ان فنون سے مدد لے کر دیکھو اور ہر بڑی بڑی قوت اور سرکش قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔ اثاراً فی الارض مثلاً محل' قلعہ' باغ' عالی شان عمارتیں اور مختلف قسم کی یادگاریں وغیرہ اس میں اشارہ اسلام سے پہلے کی اور متمدن و سربرآوردہ جاہلی قوموں کی جانب ہے جن کی ترقی و تہذیب اور تمدن کے نشان اب بھی کھنڈرات کی صورت میں موجود ہیں۔ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ. پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ بالکل تباہ کردیا۔

ف۲: یعنی تم بھی اُن کی طرح رسول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے اگر تم بھی ایسا کرو گے تو پھر تم بھی رسوا اور ہلاک ہو گے اور رب قدوس اپنی قوت و طاقت سے نبی کو غالب و منصور فرمائے گا۔ اللہ کا ان کو پکڑنا اس لئے تھا کہ نبی علیہ السلام کھلی نشانیاں عقلی دلائل اور عملی معجزے اُن کے پاس لاتے تھے تو وہ انکار کرتے تھے اور مانتے نہیں تھے اور اسی مناسبت سے آگے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان ہوا۔

ف۳: قرآن کریم کوئی تاریخ کی کتاب نہیں اُس کے پیش نظر صرف مقاصد و نتائج رہتے ہیں نبوت موسوی سے انکار کا جزو ان تینوں مشاہیر میں مشترک تھا اور یہاں اسی کے نتیجہ پر تنبیہ مقصود تھی اس لئے قرآن کریم نے بھی تینوں کا نام ایک ساتھ لے دیا ورنہ ظاہر ہے کہ قارون مصری نہیں اسرائیلی تھا اور اس کی تکذیب و انکار کا واقعہ زمانا بھی فرعون و ہامان سے متاخر ہے فرعون تو حکومت کے نشہ میں تھا ہامان بھی اس کا وزیر مملکت تھا اس کو بھی یہی نشہ تھا مگر قارون نہ بادشاہ تھا نہ وزیر لیکن وہ اپنی مالداری پر نازاں تھا اس لئے یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر کمر بستہ گئے۔

ف۴: بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کرنے کا یہ حکم فرعون کی طرف سے دوسری بار ہوا تا کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہونے پائے اور یہ لوگ ذلیل و خوار رہیں اور موسیٰ علیہ السلام کو منحوس سمجھیں کہ ہم پر وبال اس کی وجہ سے آیا ہے۔ پہلی مرتبہ جو فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور اس لئے تھا کہ وہ موسیٰ علیہ کے پیدا ہونے سے ڈرتا تھا یا اس لئے کہ بنی اسرائیل ذلیل اور کمتر ہو جائیں۔ لیکن یہ دوسری مرتبہ حکم کے متعلق معلوم نہیں کہ فرعون کے کہنے پر عمل ہوا یا نہیں۔ (ابن کثیر)

کافروں کی حیلہ سازی اور تدبیر سب ضائع چلی جاتی ہے اور ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتی بلکہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے' تقدیر نہیں ٹلتی اور اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہو جاتا ہے۔

ف۵: فرعون لعین کے ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا یقین تھا اور جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا ہے وہ سچ ہے' لیکن ڈرتا تھا کہ اگر میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا ارادہ کروں تو میں جلد ہی ہلاک ہو جاؤں گا اس لئے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو فریب دینے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جس سے وہ یہ سمجھیں کہ لوگ ہی موسیٰ کے قتل کرنے سے روکتے ہیں اگر لوگ نہ روکیں تو فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالے درحقیقت وہ دل میں ڈرتا تھا' اس لئے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دست درازی نہیں کرتا تھا۔ فرعون نے دو خطرے اپنے اعیان سلطنت کو بھجائے' ایک یہ کہ مدعی نبوت اپنی تدبیروں اور نام نہاد اصلاحی مساعی سے اس کے آبائی دین میں خلل ڈال دے گا اور لوگوں کو دین شرک سے اکھاڑ دے گا اور دوسرا یہ کہ رعایا میں تاج کے خلاف شورش اور بغاوت پھیلا دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ

پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں ف فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ

اپنا ایمان چھپاتا تھا کیا تم ایک آدمی کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ

يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ

وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا

اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے

يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ

تو جن سزاؤں سے تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تم کو پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں

هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا ف بھائیو! آج حکومت تمہاری ہے تم

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ

ملک پر متصرف ہو پھر اگر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے کون ہماری مدد کرے

اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ

فرعون نے کہا میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں میں تم لوگوں

اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں اس نے جو ایمان لاچکا تھا ف کہا اے میرے بھائیو!

اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ

میں تمہارے حق میں ان قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی قوم نوح

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا

عاد ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے اور اللہ

اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ نہیں کرتا - ف اے میرے بھائیو! میں تمہاری حالت پر

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں ف جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے کوئی خدائی پکڑ سے

ف: ایک مرد مومن جس نے فرعون اور اس کی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا وہ ذرو نی اقتل موسیٰ کے جواب میں بول اٹھا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کا خون ناحق کرنا چاہتے ہو جو صرف ایک اللہ کو اپنا رب کہتا ہے' حالانکہ وہ اپنے دعویٰ صداقت کے کھلے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا ہے اور اس کے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں بلکہ ممکن ہے کہ وہ تمہارے لئے مضر ہو' فرض کرو کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہوا تو اتنے بڑے جھوٹ پر ضرور اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک یا رسوا کر کے چھوڑے گا اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں کہ ایسے کاذب کو برابر پھلتے پھولنے دے اور دنیا کو التباس سے بچانے کے لئے یقیناً ایک روز اس کی قلعی کھول دی جائے گی ایسے حالات بروئے کار آئیں گے کہ دنیا علانیہ اس کی رسوائی اور ناکامی اور کذب و دروغ کا تماشہ دیکھ لے گی' تم کو خواہی نخواہی اس کے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہ رہے گی' اگر واقعی وہ سچائی پر ہے تو پھر دنیا و آخرت کے جس عذاب سے وہ اپنے مکذبین کو ڈراتا ہے یقیناً اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تم کو ضرور پہنچ کر رہے گا' لہٰذا پہلی وجہ پر اس کے قتل کرنے کی ضرورت نہیں اور دوسری وجہ پر اس کا قتل کرنا سراسر موجب نقصان و خسران ہے یہ تقریر اس صورت میں ہے کہ جب کسی مفتری کا کذب صریحاً ظاہر نہ ہوا ہو۔ اور اگر مدعی نبوت کا کذب و افتراء دلائل و براہین سے روشن ہو جائے تو پھر بلا شبہ وہ واجب القتل ہے۔ آج کے دور میں جبکہ نبی عربی ﷺ کا خاتم النبیین ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اگر کوئی شخص مدعی نبوت بن کر کھڑا ہوگا اور چونکہ اس کا دعویٰ ایک قطعی الثبوت عقیدہ کی تکذیب کرتا ہے تو لہٰذا ایسے شخص کے قتل کرنے کے متعلق کسی قسم کے غور و فکر اور انتظار وغیرہ کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ امام رازیؒ نے آیت کے تحت اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے کہ جب کبھی مجھے کسی شریر نے خواہ مخواہ نقصان پہنچانا چاہا اور میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی بلکہ معاملہ حق تعالیٰ پر ہی چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کچھ نہ کچھ لوگ ایسے لا کھڑے کئے جو پوری طرح اس برائی کے مٹانے پر لگ گئے۔ تنبیہ: اس جگہ ادخال الٰہی ہے وہ یہ کہ ایک مضمون بیان ہو رہا ہے درمیان میں اللہ کا ارشاد آ جاتا ہے جو مضمون سے تو نہیں ہوتا مگر اس کا تعلق اس مضمون سے ضرور ہوتا ہے تو اُسے ادخال الٰہی کہتے ہیں' یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی کیا اُس شخص کی تقریر سے فرعون کو فائدہ ہوا؟ فرمایا جو مسرف اور جھوٹا ہو اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت نہیں دیتا۔ علمائے معانی اسے مستانفہ بھی کہتے ہیں۔

ف: بس اسی میں ہدایت ہے کہ مجھے معبود سمجھو اور موسیٰ علیہ السلام کی مت سنو اس میں ہمارا ملکی اور قومی نظام ہے اس کے برخلاف تباہی کا خطرہ ہے۔

ف: بلکہ وہ بندے اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں اس میں تعریض ہے مشرکوں کو خونخوار دخون آشام دیوی دیوتاؤں پر' یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بے انصافی (بقیہ صفحہ 943 پر ملاحظہ فرمائیں)

منزل ۶

ف: جب موسیٰ علیہ السلام کو ان کے مشوروں کی خبر پہنچی تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پرواہ نہیں' فرعون اکیلا تو کیا ساری دنیا کے متکبرین و جبارین جمع ہو جائیں تو پھر بھی ان کی مجھے ذرہ برابر پرواہ نہیں اور اس وقت بھی میرا اور تمہارا پروردگار اُن کے شر سے بچانے کے لئے ہمیں کافی ہے' میں اپنے کو تنہا اُسی کی پناہ میں دے چکا ہوں وہی میرا حامی و مددگار ہے کما قال اللہ تعالیٰ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی. اس کی حمایت و امداد کے بعد کسی مغرور اور متکبر انسان کا کیا ڈر۔ علماء نے یہاں سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ شر سے بچنے کے لئے دعا عمومی اور کلی رنگ میں اگر کی جائے تو بہتر ہے جیسے یہاں ضرورت صرف فرعون کے شر سے پناہ مانگنے کی تھی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الفاظ جامع و عمومی استعمال ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

تم کو بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی سمجھانے والا نہیں ف۱

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

اور پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے کھلے احکام لائے تو تم ان کی لائی ہوئی تعلیم سے

فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

ہمیشہ شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگئے تو تم نے یہ خیال کیا

يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

کہ آج کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا- اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ کردیتا ہے

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

جو حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوتے ہیں ف۲ جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس ہو

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اللہ کے احکام میں جھگڑا کیا کرتے ہیں- یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک

عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ

اور ایمانداروں کے نزدیک بھی- اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ

مہر لگا دیا کرتا ہے ف۳ اور فرعون بولا اے ہامان! تو میرے لئے اک بلند مکان

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

بنا تاکہ میں آسمان کے راستے طے کرکے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اس

فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ

میں شک نہیں کہ میں تو اس کو بالکل جھوٹا جانتا ہوں اسی طرح

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا

فرعون کو اس کے برے کام اچھے دکھائی دیتے تھے اور سیدھے راستہ سے روکا گیا تھا

كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ

اور فرعون کی تدبیر تباہ کرنے والی تھی ف۴ اور اس مومن نے کہا

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا

اے میرے بھائیو! تم لوگ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا- اے میرے بھائیو!

ف۱: یعنی محشر سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف بھگائے جاؤ گے یا نزول عذاب کے وقت اُس سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرو گے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں یاد رکھو ایک دن ایسا ہو کر رہے گا جونہی تم مقابلہ پر آئے تم پر بلا آئی تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی سے مجھے خوف ہوتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں نہ آ جاؤ جس میں اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے یعنی اُن کو نفع نقصان کی سمجھ بوجھ نہیں دیتا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے یعنی نفع نقصان کی سمجھ نہ دے تو اُس کے لئے کوئی سمجھانے والا نہیں؛ مجھے خطرہ ہے کہ تم لوگ ایسے نڈر ہو رہے ہو تمہاری حالت کہیں ایسی خطرناک نہ ہوگئی ہو جن پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے گمراہی کا حکم لگ جاتا ہے۔

ف۲: یعنی تم تو ان کی نبوت کے بھی قائل نہ تھے اور جب وہ وفات پا گئے تو تم کھلم کھلا یہ کہنے لگے کہ ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا پاک ہو گیا اب کوئی شخص بھی رسالت کا مدعی بن کر نہیں آئے گا بس ہماری جان چھوٹی اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کا مقابلہ کرتے آئے ہو اسی لئے تم لوگوں کو اپنا نفع نقصان نہیں سوجھتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصریوں کو بھی یہی احکام الٰہی پہنچاتے تھے چنانچہ قید خانہ میں اُن کا طریقہ عمل قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اپنے ساتھیوں کو وعظ و نصیحت فرماتے جس سے اُن کی روش کا علم ہوتا ہے اور رہائی کے بعد بھی اُن کا طریق کار یہی رہا اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ اِذَا هَلَكَ قرآن مجید انبیاء صدیقین کے لئے بھی ایسے موقعوں پر بے تکلف وہی الفاظ لے آتا ہے جو عام افراد بشری کے لئے لائے جاتے ہیں ہلاکت وموت وغیرہ کی قسم کے الفاظ جس طرح ہر بشر کے لئے آتے ہیں اسی طرح انبیاء کے لئے بھی لائے گئے ہیں۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الایۃ یہ ایک عام قانون قاعدہ بتا دیا کہ ایسے بدتوفیقوں کو ہمیشہ گمراہی میں پڑا رہنے دیا جاتا ہے۔

ف۳: جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور انبیاء کرام کے ارشادات سن کر سر نہ جھکائیں اور حق طلبی اور حق جوئی سے کام نہ لیں تو اُن میں حق فہمی کی صلاحیت بھی باقی نہیں رہتی اور آخرکار اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر اس طرح مہر کر دیتا ہے کہ پھر ان کو حق کے قبول کرنے اور بھلائی حاصل کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ يُجَادِلُوْنَ .... سُلْطٰنٍ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح دلائل کے ساتھ جھگڑا کرنا بغیر دلائل کے جھگڑنے سے بہتر ہے۔

ف۴: ہامان شخصی نام نہیں بلکہ ایک عظیم الشان سرکاری عہدہ کا لقب تھا جیسے فرعون؛ خود شاہی تقب تھا۔ لفظ ظن سے یہ خیال نہ گزرے کہ فرعون اس بات کو بطور فرض کے یا شک کے ساتھ کہہ رہا ہے کیونکہ ظن یقین کے معنی میں بھی آتا ہے۔ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ. اس تزئین کی علت قریبہ تو ہمیشہ شیطان کی وسوسہ اندازی سے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ. لیکن علت بعیدہ تکوینی حیثیت سے خود ذات حق ہی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ فرعون کی تدبیر جو ملک داری اور رعایا کو قابو رکھنے کے متعلق تھی وہ تو تباہ کرنے والی تھی کیونکہ وہ رعایا کو طاقت سے قابو رکھنا چاہتا تھا اور جو بادشاہ رعایا کو بجائے نوازش کے دباؤ سے قابو رکھنا چاہے وہ نہیں رکھ سکتا اگر ماند شے ماند شے دیگر نے ماند اسی لئے فرعون تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر چند کہ فرعون کو معروضات پیش کیں کہ ان کو تکلیف نہ دے مگر اس نے یہی قرین مصلحت سمجھا کہ بنی اسرائیل کو دباؤ سے رکھے ورنہ سر نکالیں گے لیکن ادھر اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ وقت آ گیا تھا جس میں بنی اسرائیل کی رہائی مقدر تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۚ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ

سوا اسکے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز کا گذارہ ہے کچھ شک نہیں کہ آخرت کی

الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ

زندگی ہی جائے قرار ہے ف۱ جس نے برے کام کئے ہوں گے اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ

وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا ف۲

حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ

میرے بھائیو! بات کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں

تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ

اور تم لوگ مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو تم لوگ مجھے بلاتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور

اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى

اس کے شریک مقرر کروں اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے

الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ

کی طرف بلاتا ہوں ف۳ یہ ٹھیک ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے بلاتے ہو

لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ

وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں اور اس میں شک نہیں

مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

کہ ہمارا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یہی دوزخی ہیں ف۴

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۚ

میں جو تم کو کہتا ہوں تم اسے یاد کرو گے اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں بے شک

اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا

اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۵ پس خدا نے ان کے فریبوں سے اس کو

مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

بچالیا اور فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔

(منقول)

ف۱: فرعون نے کہا تھا وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ اُس کے جواب میں مردِ مومن نے کہا سبیل بھلائی اور بہتری کا راستہ وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے بلکہ حقیقی فوز و فلاح کا رستہ تو وہ ہے جو میں بتا رہا ہوں۔ اِنَّمَا ... هِيَ دَارُ الْقَرَارِ یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری ہر طرح ختم ہونے والی ہے اور اسکے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اُسکی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔ عاجل اور آجل کے راستوں کا فرق جو آج نظر آ رہا ہے یہی ہمیشہ رہا ہے غافل نے اِدھر دیکھا عاقل نے اُدھر دیکھا۔ حاصل مقصود یہ ہے کہ اُس مردِ مومن نے کہا اے میری قوم جس دنیاوی زندگی پر تم مغرور ہو اس کی مقدار بہت تھوڑے دن ہے یہ جلد فناہ ہو جائے گی اور آخرت ہی آرام کی جگہ ہے جس کو کبھی زوال نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دُنیا کی زندگانی تھوڑا سا فائدہ ہے اور اس کے فائدے میں نیک بیوی سے بہتر کوئی نہیں۔ جب تو اُس کو دیکھے تو وہ تجھے خوش کرے اور جب تو کہیں جائے تو وہ تیرے پیچھے اپنے مال و جان میں حفاظت کرے۔ متاع میں تنوین تقلیل کی ہے اظہار تحقیر کے لئے اور متاع کے لفظ میں خود ہی اُس لفظ کے عارضی اور جلد فنا ہونے کا مفہوم بھی شامل ہے۔

ف۲: اخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلادی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ چنانچہ اہل جنت کے اجر کی کوئی حد ہی مقرر نہیں لیکن بدی کی سزا میں یہ قاعدہ مقرر نہیں بلکہ بدکار کو سزا صرف اس کے جرم کے مناسب ہی ملے گی۔ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى عورت جس طرح کسی خاص تقدس و احترام کی حامل نہیں اُسی طرح گندی اور ناپاک جنس بھی نہیں عمل و ایمان کے نقطہ نظر سے مرد و عورت دونوں بالکل یکساں اور ہم سطح ہیں جس کے جیسے عمل ہوں گے اُسی مناسبت سے اُسے جزائے عمل بھی ملے گی اس کی جنسیت کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں پڑے گا۔ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ یہ نہیں ہوگا کہ مقررہ خوراک یعنی جتنی کہ ضرورت ہے صرف اتنی ہی ملے نہیں بلکہ بے حساب جتنا چاہیں گے اور جو چاہیں گے کھائیں گے اور پئیں گے اور انہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

ف۳: عزیز یعنی وہ ایسا غالب و زبردست کہ اگر وہ مجرم کو پکڑے تو کوئی اس سے چھڑا نہ سکے اور غفار ایسا کہ اگر وہ مغفرت کرنا چاہے تو کوئی بھی اس میں حائل نہ ہو سکے اس لئے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ آدمی اس کے آگے ڈر کر سر عبودیت جھکائے میں اسی اللہ کی پناہ میں آ چکا ہوں جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔

ف۴: جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے اور مجھے بھی کہتے ہو کہ میں ان کی پوجا کروں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ تمہارے یہ شریک کسی بھی پکارنے والے کی دعا کو قبول نہیں کر سکتے نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں تو کیا شرک پر تمہارے پاس اس بات کی کوئی چھوٹی بڑی یا کوئی عقلی اور نقلی دلیل بھی۔ (ابن کثیر)

ف۵: آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے اُس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ایک اللہ کا بندہ ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا لیکن اُس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فَسَتَذْكُرُوْنَ نزول عذاب کے وقت خواہ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ سو میں تم کو نصیحت کی بات سمجھا چکا تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں اب میں اپنے آپ کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اُسی پر (بقیہ صفحہ 944 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

وہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَ

اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو ف۱ اور جب

اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ

دوزخی آگ میں جھگڑیں گے کمزور لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے اس میں شک نہیں

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

کہ ہم آپ لوگوں کے تابع تھے تو کیا آپ لوگ تھوڑا سا آگ کا عذاب

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

ہم سے ہٹا سکتے ہیں بڑے لوگ کہیں گے ہم سب اسی میں

كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ

ہیں اللہ نے اپنے بندوں میں حکم جاری کردیا ہے ف۱ اور جو لوگ آگ

الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

میں ہوں گے وہ جہنم کے مؤکلوں کو کہیں گے آپ اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ کسی

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ

دن تو ہم سے عذاب کم کرے ف۱ وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول

رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا

کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے وہ کہیں گے بے شک آئے تھے پھر تم خود ہی دعا کرلو

دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ

کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار ہوتی ہے ف۱ ہم دنیا میں بھی اپنے رسولوں اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾

مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز گواہ قائم ہوں گے ف۱

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

جس روز ظالموں کو ان کا عذر کچھ نفع نہ دے اور ان کی پر خدا کی لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى

اور ان کے لئے برا گھر ہوگا اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی

ف۱: یہ آیت اثبات عذاب قبر واور جود برزخ میں ایک نص صریح ہے۔ لیکن امام ابن کثیرؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس آیت سے برزخ میں صرف ارواح پر عذاب ثابت ہوتا ہے باقی رہا ان روحوں کے سبب سے قبور میں جسموں کا عذاب دیا جانا تو اس کا ثبوت احادیث نبویہ سے ملتا ہے۔ غُدُوًّا وَعَشِيًّا کے ایک معنی تو یہی صبح وشام کے ہیں یعنی ایسے اوقات میں جو ہمارے عالم ناسوت کے صبح وشام کے مقابل ہوں گے دوسرا مفہوم ہمیشہ کا بھی ہوسکتا ہے یعنی دوزخ کا ٹھکانہ جس میں وہ قیامت کے دن داخل ہوں گے ہر صبح وشام ان کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ نمونے کے طور پر اس آنے والے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں اس آیت میں صرف فرعونیوں کیلئے عالم برزخ میں عذاب دیا جانا ثابت ہوتا ہے اس کے بعد نبی ﷺ کو معلوم کرایا گیا کہ جملہ کفار بلکہ عصاۃ مومنین بھی برزخ میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ کما وردفی الاحادیث الصحیحہ اعاذنا اللّٰہ منہ۔ اور بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح جنتیوں میں سے شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں داخل ہوکر جنت کی سیر کرتی ہیں اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی ارواح کو سیاہ پرندوں کی شکل میں داخل کرکے ہر صبح و شام دوزخ کی طرف بھیجا جاتا ہے البتہ ارواح کا جسموں کے ساتھ جنت یا دوزخ میں اقامت پذیر ہونا یہ آخرت میں ہوگا۔ اگر یہ صحیح ہو تو فرعونیوں کے متعلق اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا اور عام دوزخیوں کے متعلق حدیث عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ کے الفاظ کا تفاوت شاید اسی بنا پر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس آیت سے اہل سنت نے عذاب قبر پر دلیل پکڑی ہے قبر بمعنی برزخ ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مرجاتا ہے تو صبح اور شام وہ جگہ جہاں اس کا اصل ٹھکانہ ہوگا اُس کو دکھائی جاتی ہے اگر دوزخی ہے تو دوزخ اور اگر بہشتی ہے تو بہشت دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیری جگہ ہے قیامت کے دن تو یہاں رہے گا اور آگ کے سامنے کرنا آگ سے جلانا ہے۔ احادیث سے قبر کا عذاب ثابت ہے اور عقلاً یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ زندگی کو بدن میں لوٹائے اور ثواب و عذاب دے اگرچہ میت کے اعضاء پراگندہ ہو جائیں درندے یا پرندے یا دریا کی مچھلیاں کھا گئی ہوں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اور مردے کے جوڑ پرزے سب اس کے علم میں ہوتے ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ ہم مردے کو اسی حالت پر دیکھتے ہیں پھر کس طرح اُس سے سوال ہوتا ہے اور کس طرح اس کو اٹھایا اور مارا جاتا ہے اور اس کا اثر کچھ ظاہر نہیں ہوتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ برزخ میں ہوتا ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ آدمی جب سویا ہوا ہوتا ہے اور نیند میں وہ جو کچھ لذت یا درد پاتا ہے تو وہ ہم کو معلوم نہیں ہوتا اور اسی طرح جاگتے ہوئے آدمی کو جو لذت یا درد ہوتا ہے تو وہ اس کو تو معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرا شخص کو جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے اسے یہ سب نظر نہیں آتا۔ اور اسی طرح جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نظر نہ آتے۔

ف۱: یعنی دنیا میں جن کی حیثیت (پیشروؤں اور تابعین) بعد کے آنے والوں کی تھی وہ دوزخ میں اپنے سرداروں رئیسوں سے کہیں گے کہ دنیا میں تو آپ ہم پر حاکم و بالادست تھے اب یہاں بھی اپنے اثر واقتدار سے کام لے کر کچھ ہماری مصیبت ہلکی کرائیے وہ بڑے بڑے لوگ جواب میں کہیں گے کہ واہ! جہاں تم وہاں ہم اگر ہم میں کچھ قدرت ہوتی تو ہم اپنے ہی کو بچانے کی فکر نہ کرتے اور اب تو حق تعالیٰ کا آخری اور قطعی فیصلہ صادر ہوچکا ہے اور اب ہو ہی کیا سکتا ہے؟ اب جبکہ ہم اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کرسکتے۔ تو بھلا (بقیہ صفحہ 944 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَوْرَثْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّ

اور بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں کے لئے

ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

ہدایت اور نصیحت تھی پس تو صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَ

اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح

الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ

تسبیح پڑھا ف کر جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوائے تکبر کے کچھ نہیں جس پر وہ

بِبَالِغِیْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۵۶﴾

پہنچ نہیں سکتے پس تو اللہ کی پناہ مانگا کر بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے ف

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ

آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف اور اندھا اور سنوا کھا

وَ الْبَصِیْرُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا

برابر نہیں۔ ایماندار نیکو کار اور بداعمال

الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ

برابر نہیں تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو ف یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے

لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

اس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ

تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری قبول کروں گا۔ جو لوگ

یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾

میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے ف

منزل ۶

ف۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سب نبی گنہگار ہیں سوائے حضرت مسیح علیہ السلام کے اس دعویٰ پر یہ آیت اور اس جیسی اور آیات پیش کیا کرتے ہیں کیونکہ اس کے لفظی ترجمہ سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار تھے اس لئے گناہوں کی بخشش مانگنے کا ان کو حکم ہو رہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید بلکہ دیگر کتب میں بھی یہ محاورہ ملتا ہے کہ نبی کو مخاطب کر کے امت کو حکم ہوتا یہاں بھی نبی ﷺ کو مخاطب بنا کر ساری امت کو حکم ہو رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں حکم ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ. (پ ۲۱ ع ۱۷) اے نبی اللہ سے ڈر اور کسی کافر یا منافق کی فرماں برداری نہ کرتا۔ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وغیرہ ان تمام آیات میں صیغہ مفرد مخاطب کا ہے یعنی ترجمہ اُن کا یہ ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا وغیرہ اور مطلب ان آیات کا عام ہے یعنی امت کو حکم ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس آیت قرآنی میں صیغہ مفرد مخاطب کا بول کر تمام امت مراد ہے بس معنی آیت موصوفہ کا یہ ہے "اے مسلمانو! تم اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو۔ اس سے اگر کچھ ثابت ہے تو وہ صرف یہ کہ مسلمان گنہگار ہیں اور اس سے ہم کو بھی انکار نہیں۔ یہاں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر دیگر انبیاء گناہگار تھے تو انجیلی حوالہ جات سے حضرت مسیح علیہ السلام بھی بے گناہ نہ تھے مگر ہماری غرض اس سے وابستہ نہیں اس لئے ہم اس کے درپے نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم بعبادہ یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ سورہ محمدؐ میں فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ. (محمد:۱۹) اس آیت میں نبی کو صاف حکم ہے کہ تو اپنے گناہوں کے لئے اور مومنوں کے لئے بخشش مانگا کر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کے مخاطب مخصوص انبیاء علیہ السلام ہیں نہ کہ امت کے لوگ؟ یہ آیت بالکل واضح ہے اس مدعا کے لئے کہ اس سے مراد امت کا ہر فرد ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (بآئینہ نبی یا بعنوان رسول) امت کے ہر فرد کو حکم ہوتا ہے کہ تم مسلمان اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو۔ چنانچہ اس شمول کے الفاظ خود قرآن مجید میں آ چکے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ. اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش اور ہمارے سابقہ برادران اسلام کو بھی بخش پس اس آیت کی روشنی میں آیت زیر بحث کے معنی عام ہیں یعنی مراد یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم میں سے ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان دنیا کو بھی شامل کیا کرے۔ الحمد للہ

تنبیہ: عربی زبان میں ذنب اور اثم کے درمیان فرق ہے اور اردو میں ذنب کا مفہوم کوتاہی ہی سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ استغفار کے معنی ہیں "مغفرت طلب کرنا" اور مغفرت کا مطلب ہے کسی بری بات پر پردہ ڈال دینا' اس پردہ کی دو صورتیں ہیں' ایک تو یہ کہ اس بری بات یا فعل سے بچایا جائے اس لئے کہ جو شخص معصوم ہو گیا تو یقیناً اس کی بری خواہشات پر پردہ پڑ گیا اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس برے کام کے موجود ہونے کے بعد اس پر پردہ ڈال دیا جائے لہٰذا آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ الایہ اور وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ... میں نبی ﷺ کے حق میں مغفرت پہلی صورت کے مطابق ہے یعنی آپ کی مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھا جائے یہ مطلب نہیں کہ پہلے آپ سے گناہ سرزد ہو پھر اُسے معاف کیا جائے۔ دوسری آیت میں مومنین کے بارے میں دوسری قسم کی مغفرت مراد ہے یا یوں سمجھا جائے کہ دونوں آیتوں میں مضاف محذوف ہے اور اس آیت کی تقدیر یوں ہوگی فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنب امتک یعنی (بقیہ صفحہ 944 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی ہے تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کو روشن بنایا کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت

النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

سے لوگ شکر نہیں کرتے - ف۱ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا

شَیْءٍ ۫ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ

خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو ؟ ف۲ جو لوگ

یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ

اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اسی طرح بہکائے جاتے تھے- ف۳ اللہ وہ ہے

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لئے اور آسمان کو بلند چھت بنایا اور

صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ

تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے- وہی

الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ

زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ

سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے مخصوص ہیں ف۴ تو کہدے کہ جب کہ میرے پاس رب کی

الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ

طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں

مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ

جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اپنے رب العالمین ہی کی فرماں برداری کروں

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر

لَهُ الدِّیْنُ پڑھے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ پھر یہ آیت پڑھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ ہر نماز کے پیچھے سلام پھیرنے کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحُسْنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

ف۱: منعم حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول وفعل اور جان ودل سے اس کا شکر ادا کرتے اور شکر گزاری کی بڑی بات منعم حقیقی کی توحید کا اقرار کرنا ہے مگر بہت سے لوگ شکر کی بجائے شرک کرتے ہیں۔ بڑے بڑے فلاسفہ وحکماً وتاثیر کواکب' تصرفات افلاک' تعدد المعقل کل اور رب النوع وغیرہ اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ وہ کن کن خرافات کے قائل ہوئے ہیں۔ رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عموماً لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں' اور جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہو کر اُس کے اجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لئے مصنوعی روشنیوں کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی رہے اہل ریاضات ومجاہدات تو اُن کی تو عین لذت وحلاوت کی چیزیں یہی مشغلہ عبادت ومجاہدہ ہے اور وہ اپنی راتیں انہی میں گزارتے ہیں' یا بعض ملکوں میں اہل صنعت رات کو کام کرتے ہیں تو یہ عموم سے مخصوص ہیں اور عموی اور اکثر قانون وہی ہے جو قرآن پاک میں بیان ہوا ہے۔

ف۲: کہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کئے جاتے ہو ایسا معبود برحق چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہو۔ کہیں پتھروں کے بتوں کو' کہیں قبروں کو' کہیں شجروں کو' کہیں تعزیوں کو سجدے کرتے ہو اللہ اللہ کیسی تمہاری حالت ہے اور کیا تمہاری کیفیت۔ وہ خالق کل وہی اللہ ہے اور نہ اُس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ ہی کوئی رب' پس اس کے سوا دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو کچھ بنا نہیں سکتے بلکہ خود اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ اللہو احد کی پہلی صفت بیان' یہاں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ساری مخلوق کا پروردگار اور پالنہار ہے اور دوسری صفت یہ کہ مخلوقات موجودات میں سے بڑی چھوٹی بلا استثناء ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے اور تیسری صفت یہ کہ معبودیت میں کوئی بھی کسی طرح سے اس کا شریک نہیں۔

ف۳: یعنی یہ صرف تم ہی پر موقوف نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں نے تعصب وعناد سے یہی راہ تکذیب اختیار کی ہے۔ آیات سے مراد یہاں تکوینی وتشریعی دونوں قسم کی آیات یا معجزات ودلائل اور احکام ہیں۔ جحد سے مراد وہ انکار ہوتا ہے جو ہٹ دھرمی پر مبنی ہوتا ہے۔

ف۴: یہ زمین وآسمان سب اُسی کے قانون تکوینی کے ماتحت ومسخر ہیں مادہ کی صورت کا خالق بھی وہی ہے جو ہر وعرض سب اُسی کے پیدا کردہ ہیں۔ فاحسن صورکم میں ترکیب انسانی کے بہترین ہونے اور اُس کے قوی واعضاء کے تناسب کی طرف اشارہ ہے صوفیا نے یہیں سے یہ رمز سمجھا ہے کہ انسان جمال وکمال خداوندی کا پرتو ہے ابن جریرؒ نے کہا کہ اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا حکم کرتا تھا کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے تو اس کے پیچھے الحمد للہ رب العالمین بھی پڑھے تاکہ اس آیت پر عمل ہو جائے' ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت ہے۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ جب تو فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

ملحوظہ: صوفیہ کا یہ استدلال آیت ﴿لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ کے سراسر خلاف ہے لہٰذا ناقابل التفات ہے۔ (عفیف)

تنبیہ: هو الحی یعنی صفت حیات صرف اسی مالک ومولیٰ کا خاصہ ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ

لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر تمہاری پرورش کرتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچو

ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

پھر تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ بعض تم میں سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور تم میں سے بعض بڑھتے ہیں

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ

تاکہ تم مقررہ وقت پر پہنچو اور تاکہ تم سمجھو ف وہی ہے

الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ

جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

اس کو صرف اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے ف کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

احکام میں جھگڑتے ہیں کہاں کو بہکائے جاتے ہیں؟ وہی لوگ ہیں جو کتاب کی

بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾

تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات کو جھٹلاتے رہے ہیں جنکے ساتھ ہم نے اپنے رسول بھیجے پس جان لیں گے ف

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾

جس وقت طوق ان کی گردنوں میں اور زنجیر ہوں گے وہ گرم پانی میں

فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ

گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے ف پھر ان کو کہا جائے گا

لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بناتے تھے

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ

وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو بدحواس کردے گا ف۵ یہ عذاب بسبب اس کے ہے

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے تھے اور

حٰمٓ

حیات ازلی وابدی میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ مسیح نہ کوئی اور نیز دنیا میں کوئی بھی چیز درحقیقت زندہ نہیں بلکہ ہر چیز اس کی طرف سے زندگی ملنے کی وجہ سے ہی زندہ ہے اور دنیا میں جو کچھ ہوتا وہ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے وہی سب کاموں کی علت العلل ہے سب کچھ اُسی کے زیر فرمان ہے۔

ف: جس نے تم کو یعنی شروع میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر دنیا کا سلسلہ یوں چلایا کہ بچہ کو نطفے سے' پھر لوتھڑے سے پیدا کیا یعنی نطفہ عورت کے رحم میں جا کر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ اس میں ہڈیاں اور گوشت پوست بنتا ہے۔ یا تمہارے باپ آدم کو یا تم کو اس طرح کے نطفہ سے جو کہ غذا کا خلاصہ ہے اور وہ خاک ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد انسان پر تین حالتیں آتی ہیں ایک بچپن کی حالت جس میں بڑھتا پھولتا ہے' دوسرے جوانی جس میں وہ پورا قوی ہوتا ہے اور تیسرا بڑھاپا جس میں وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اپنے وجود کو ان پر حکمت اور تدریجی انقلابات و ادوار پر غور کر کے حق تعالیٰ کی حکمت' عظمت اور توحید پر ایمان لے آؤ اور مرنے کے بعد اٹھنے اور میدان محشر کی حکمتوں اور مصلحتوں کے قائل ہو جاؤ۔ مطلب یہ کہ تم اُس مالک کے ہو جاؤ جو تمام دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے۔ لتبلغوا ، لتکونوا ، لتبلغوا ان سب مقامات پر لام عاقبت کا ہے۔ من قبل یعنی جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں پر پہنچنے سے قبل ہی ولتبلغوا اجلاً مسمی یعنی کسی کی موت خواہ بڑھاپے میں آئے یا جوانی میں یا اس سے بھی قبل بہرحال یہ سب کی اُسی وقت مقررہ پر آتی ہے جو حکیم مطلق کی مشیت اس کے لئے طے کئے ہوتی ہے۔

ف: هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ یہ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ زندگی و موت دونوں تمام تر اُسی کے ہاتھ میں ہیں اور کسی کے ہاتھ میں نہیں یعنی اس کی قدرت کاملہ اور شان کن فیکون کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر دے تو باوجود اس قدرت اور حکومت کے لوگ ایسے مالک کو چھوڑ کر ادھر ادھر بہکے پھرتے ہیں۔

ف: اللہ تعالیٰ کے کھلے ہوئے احکام کو جو انبیاء کرام کی معرفت حاصل ہوں تسلیم کرنے سے انکار کرنا اور واقعات تکوینی سے ایمان و توحید کا درس حاصل نہ کرنا یہ سب آیات الٰہی سے جھگڑا کرنے میں داخل ہے۔ بِمَا اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا اس عموم کے اندر معجزات احکام اور دلائل سب آ گئے۔

ف: یہ نقشہ ہے حشر میں قابل صد تحقیر و موجب صد ہزار تعزیر مجرموں کے ساتھ برتاؤ کا زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی طرح لائے جائیں گے اور دوزخ میں کبھی جلتے ہوئے پانی اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ اعاذ نا اللہ منھما۔ یا وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر وہاں سے آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

ف: ضَلُّوْا عَنَّا گم ہو گئے ہم سے یعنی نظر نہیں آتے یہ کہنا اُن کا اپنے معبودوں سے ملنے سے پہلے ہوگا یا یہ معنی کہ جو امید ہم اُن معبودوں سے رکھتے تھے وہ ضائع ہو گئی اور شرک سے انکار کریں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ. یا یہ معنی کہ ہم جو ان کی پرستش کرتے تھے وہ تو سب ضائع اور بے فائدہ تھی جیسا کہ کوئی شخص جس کی محنت ضائع ہو جائے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے تو وہاں سے کچھ بھی نہ ملا اور میں فضول میں اس کے ساتھ امیدیں لگائے رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اتراتے تھے ف۱ جہنم میں داخل ہوجاؤ ہمیشہ اس میں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ

رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانا برا ہے ف۲ پس تو صبر کر

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ

بعض ہم تجھ کو دکھادیں یا تجھ کو فوت کرلیں تو ہماری طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے ف۳

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے

عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ

سنایا ہے اور بعض کا نہیں سنایا۔ ف۴ کسی رسول کا یہ کام

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ

نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جب اللہ کا حکم آئے گا

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے ف۵۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ

اللہ وہ ہے جس تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں بعض پر تم سوار ہو

مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا

اور بعض کو تم کھا جاؤ ف۶ اور تمہارے ان میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر

عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

سوار ہوکر اپنے دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

پھرتے ہو ف۷ اور وہ تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں میں سے کس کا

تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

انکار کرسکتے ہو؟ کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام

ف۱: انہی حقائق اور حقوق الٰہی کو بھول کر تم اترایا کرتے تھے اپنے مقابلے میں مسلمانوں کو ہیچ سمجھتے اور ناکارہ جانتے تھے مطلب یہ کہ متاع دنیا کو اصل مقصود سمجھ کر اس کے حصول پر دل میں بھی خوب خوش ہوتے تھے اور ظاہر میں بھی اُس کے آثار خوب نمودار ہوتے تھے۔ فرح کا تعلق قلب سے ہے اور مرح کا تعلق جسم سے آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرح یا خوشی اپنی مطلق صورت میں ممنوع ہے بلکہ یہاں مذمت صرف اس فرح کی کی گئی ہے جو آخرت کے دن اور اللہ تعالیٰ کو بھول جانے کا سبب بنے یا اہل ایمان کے مصائب پر بطور طنز و تمسخر کے ہو' طبعی مسرتیں تو سب کی سب بالکل جائز ہیں اور جو خوشی اللہ کی نعمتوں پر یا اللہ کی رحمت کو یاد کر کے ہو وہ تو بجائے خود ایک عبادت ہے اور ہر طرح سے محمود و مستحسن ہے۔

ف۲: اَبْوَابَ جَهَنَّمَ جہنم کے بہت سارے دروازے ہوں گے اور ہوسکتا ہے کہ ہر ہر طبقہ کے منکرین کے لئے الگ الگ دروازہ ہو جو اُن کے لئے تجویز شدہ ہے۔

ف۳: عذاب کا وعدہ تو ان کافروں سے مطلق صورت میں ہے کفر تو بذات خود عذاب کا سبب ہے باقی اگر اس میں سے کچھ عذاب کا نزول آپ کی حیات ہی میں دنیا میں ان پر ہو جائے جیسا کہ بدر کے دن کافروں کے بڑے بڑے رئیس مارے گئے اور مومنوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں پھر اللہ نے مکہ اور باقی تمام جزیرہ عرب نبی ﷺ پر فتح کر دیا آپ کی زندگی میں یا اس کے نزول سے پہلے ہی آپ کی وفات ہو اور عذاب بعد میں نازل ہو یا نہ ہو ہر حال میں اور ہر احتمال پر انہیں لوٹنا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور اس وقت یقیناً عذاب واقع ہوگا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ حضرات انبیاء کی طرف سے منکروں کو دو قسم کے عذابوں سے ڈرایا جاتا ہے کچھ ان میں سے انبیاء کرام کی زندگی میں واقع ہونے والے ہوتے ہوتے ہیں اور کچھ آخرت میں ہونے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ. (السجدہ:۲۱) یعنی ہم (اللہ) ان کفار کو بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ عذاب پہنچاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سچائی کی طرف رجوع کریں نیز ارشاد ہے لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ . (الرعد:۳۴) یعنی ان کافروں کے لئے دنیا میں عذاب ہے اور آخرت میں بھی بڑا سخت عذاب ہے اور ان کے لئے کوئی بچانے والا نہیں۔ یہ اُن مجموعہ عذابوں کا حصہ ہے جو کفار کو بتائے گئے تھے جن میں سے بعض دنیا سے اور بعض آخرت سے تعلق رکھنے والے تھے اس لئے ان کی بابت یہ کہنا صحیح ہے جو آیت موصوفہ میں مذکور ہوا کہ بعض تم کو دکھائیں گے کیونکہ دوسرے بعض کے دکھانے کا ظرف زمان دنیا نہیں بلکہ دار آخرت ہے۔

ف۴: بعض کا بیان ہم نے تجھ کو سنایا ہے جو عرب کے اردگرد رہتے اور عرب جن سے آشنا ہیں اور بعض کا نہیں سنایا جو عرب سے دور دراز ممالک (چین جاپان اور ہندوستان وغیرہ) میں ہوئے اُن سب کے ساتھ کفار کا یہی برتاؤ ہوتا رہا جو تیرے ساتھ ہوتا ہے کوئی اُن کے کھانے پینے اور چلنے پھرنے پر اعتراض کرتا کوئی ان سے معجزات طلب کرتا اور کوئی ان سے نشانیاں مانگتا' بہرحال جن انبیاء کا نام معلوم ہے اُن پر تفصیلاً اور جن کا نام وغیرہ معلوم نہیں اُن پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ.

ف۵: جو کچھ وہ لائے یا آئندہ لائیں گے یہ سب بحکم الٰہی ہوا اور ہوگا' یہ ایک بار پھر اس حقیقت کا اعادہ ہے کہ ظہور معجزات اور خوارق انبیاء کے اختیار کی چیز نہیں ہوتی' یہ تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ

ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے جو گنتی میں ان سے بہت زیادہ اور قوت اور

مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى

زمینی آثار کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ

کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔ ف۱ پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ

آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے جن خبروں پر

حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا

وہ محمول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں۔ ف۲ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب

بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ

دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک

مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ ایمان ان کا اس

بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

قانون الٰہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں جاری ہے ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور اس موقع پر منکروں نے سخت نقصان اٹھایا ف۳

آیاتہا ۵۴ سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ رکوعاتہا ۶

سورۃ حٰمٓ السجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ

میں رحمٰن رحیم ہوں۔ یہ کتاب رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے

فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں اس کا نام قرآن عربی ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ف۴

منزل ۶

ف۱: تاریخ سے استدلال ہے کہ بڑی بڑی متمدن و پر شوکت قدیم قوموں کے انجام کو دیکھو جب وہ اللہ تعالیٰ کے قانون اور ضابطوں کے توڑنے پر کمربستہ ہوگئیں تو اُن کی تمام تر تیاں اور طاقتیں اُن کے کچھ بھی آڑے نہ آسکیں اور بالآخر وہ تباہی کے گھاٹ اتر کر رہیں۔

ف۲: یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ انبیاء کرام نے جب جب اپنی دعوتیں دلائل و براہین کے ساتھ پیش کیں تو ان کی مخاطب مہذب قوموں اور متمدن امتوں نے اپنے علوم وفنون کے زعم میں اپنے علوم معاشی و سیاسی کے مقابلہ میں ہمیشہ ان دعوتوں کو ٹھکرا دیا لیکن انجام میں یہ قومیں قانون الٰہی کی مخالفت کی پاداش میں تباہ ہو کر رہیں' یہاں ذکر اسی تاریخی حقیقت کا ہے مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ یعنی اُن کے علوم دنیوی اس میں اس علم پر فخر کرنے کی ممانعت ہے جو شریعت کے مخالف ہو اور اسی میں تصوف باطل بھی شامل ہے۔

ف۳: عذاب کے مشاہدہ ومعائنہ کے بعد جو ایمان حاصل ہوتا ہے وہ تو ایمان اضطراری ہے جو کہ مقصود ومطلوب نہیں اس لئے اس موقعہ پر وہ لاحاصل رہتا ہے مقصود ومطلوب تو ایمان اختیاری ہے جس کا دوسرا نام ایمان بالغیب ہے' اصطلاح میں ایمان اضطراری وغیرہ مقصود کا نام ایمان بأس ہے۔ فلم یك ینفعهم ایمانهم ایمان کا لفظ ملحوظ رہے جو چیز اس حالت میں غیر مقبول رہتی ہے وہ کفر سے لوٹنا ہے تاکہ نافرمانی سے لوٹنا اور کافر کا ایمان ایسے وقت میں نامقبول ومردود رہے گا لیکن مومن عاصی کی توبہ اس وقت بھی ان شاء اللہ ضرور قبول ہو جائے گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول کر لیتا ہے جب تک خرخرہ نہیں لگتا۔ جب خرخرہ لگ جائے اور جان گلے میں آپہنچے اور فرشتے کو دیکھ لے تو اُس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (ابن کثیر)

ف۴: یہ کلام اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے اور نبی ﷺ کا اختراع کیا ہوا نہیں ہے یہ کلام اُن تمام ہدایات اور احکام پر شامل ہے جن کی مصدر صفات رحمانیت ورحیمیت ہو سکتی ہے' عربیا عربی کے معنی تو کلام فصیح کے ہیں لیکن اگر زبان عربی کا قرآن اس سے مراد لیا جائے تو اس کی یہ خصوصیت مخاطبین اوّل کی رعایت سے ہوئی جن کی مادری زبان عربی تھی۔ تاکہ اُن لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو اور وہ خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں۔ قرآن کا مخاطب تو سارا عالم انسانی ہے لیکن نفع اس سے وہی حاصل کرتے ہیں جو علم وعقل سے کام لیتے رہتے ہیں' اور بیوقوف جاہل کو اس نعمت عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے یہ اُن لوگوں کو بشارت دینے والا ہے جو اس کے پیغام کو سن لیں' مان لیں اور اُن لوگوں کو ڈرانے والا ہے جو اس کے پیغام کو نہ سنیں اور اُسے انکار کر دیں۔

ف۱: تر اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہے کہ جب کسی خارق یا معجزہ کا ظہور قرین حکمت ہوتا ہے تو وہ کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ اس سے اُس گروہ کو سبق لینا چاہئے جو کہ امارت وخوارق کو اولیاء اللہ ومقبولین حق کے لئے لازمی سمجھتا اور اُن کے اختیار کی چیز مانتا ہے۔ نیز مستقل تصرفات پر اولیاء کے قادر ہونے کا رد اس آیت سے بدرجہ اولیٰ نکل آیا۔

هنالک ظرف مکان یہاں بطور ظرف زمان ہوگا معنی' یوں کہا جائے کہ اس وقت اہل باطل بڑے نقصان میں رہیں گے۔

ف۲: سواری کے جانور جیسے گھوڑا' اونٹ' ہاتھی وغیرہ اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جیسے بکری بھیڑ گائے' بھینس وغیرہ' غرض یہ کہ حیوانات کو تمہارے خادم (بقیہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

یہ کتاب خوشخبری دینیوالی اور ڈرانیوالی ہے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگردان ہو کر اس کو نہیں سنتے ف۱

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ

اور کہتے ہیں جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور

فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ

ہمارے کانوں میں ٹھوس ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک پردہ ہے

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

پس تو اپنا کام کئے جا ہم اپنا کریں گے ف۲ تو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے

اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝

ہو کر چلو اور اس سے بخشش مانگا کرو اور جو مشرک لوگ اپنے آپ کو

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

پاک نہیں کرتے اور آخرت کی زندگی بھی منکر ہیں ان

كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کے لئے افسوس ہے ف۳ ہاں جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ

ان کے لئے غیر منقطع اجر ہوگا۔ تو کہہ کیا تم اس خدا سے منکر ہو

بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ

جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم اس کے لئے

اَنْدَادًا ۗ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا

شریک بناتے ہو۔ یہ اللہ تمام جہان کا پروردگار ہے اور اسی نے زمین کے اوپر

رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ

بڑے بڑے پہاڑ پیدا کردیئے اور اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار

اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝

کی غذا اس میں رکھی یہ سب کچھ چار یوم میں پیدا کردیا سب محتاجوں کیلئے برابر ہے ف۴

منزل ۵

ف۱: قرآن کی ان خصوصیات کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ تمام لوگ ایمان لے آتے لیکن اکثر مخاطبین نے اپنے قصد و اختیار سے اس کی طرف سے روگردانی کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ پھر ان میں سننے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہ رہی۔

ف۲: یعنی ہم اپنے طریقے کو نہ چھوڑیں گے ہم سے کوئی امید قبول کی نہ رکھئے پھر بھی اگر کہنے کو جی چاہے تو کہتے جایئے آپ جانیں اور آپ کا کام مشرکین کا یہ قول فخر اور کفر پر عزم رہنے کے اصرار کے لئے تھا اس لئے اس کا ذکر برائی کے ضمن میں ہوا ہے۔ ان کا یہ جواب کیسا نامعقول ہے کہ نصیحت کو بھی سننا گوارا نہیں کرتے مگر بیمار مخلص طبیب کی بات کو سننا نہ چاہے تو کیا طبیب بھی اس کو چھوڑ دے گا ہرگز نہیں۔

ف۳: بے شک تم کو ایمان پر مجبور کر دینے کی مجھ میں کوئی قدرت نہیں مگر بلحاظ بشریت کے جیسے تم ویسا ہی میں، جیسے تم ماں باپ سے پیدا ہوئے ہو ویسے ہی میں بھی پیدا ہوا ہوں، جیسے تم کھاتے پیتے ہو اسی طرح میں بھی کھاتا پیتا ہوں البتہ فرق مراتب ضرور ہے کہ میں بشر ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب وحی بھی ہوں اور وحی بھی ایسے مضمون کی جو عقلاً بھی قابل قبول ہے یعنی توحید کی۔ رسول اور محبوب ترین رسول کے لئے بشریت کا اثبات اور بار بار اثبات وہ بھی مثلکم کی تاکید کے ساتھ قرآن مجید اور شریعت اسلامی کے امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔

تنبیہ: زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی اور ستھرائی کے ہیں مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے نفس کو عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک صاف نہیں کرتے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى و قال قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وغیرہ۔ شاید یہ معنی یہاں اس لئے لئے گئے ہوں کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں یا اس لئے کہ یہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کی تشخیص مدینہ میں ہوئی لہٰذا زکوٰۃ یہاں بطور اصطلاح فقہی نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ اور امام رازیؒ نے یہ معنی کئے ہیں کہ اپنے آپ کو نجاست شرک سے پاک (یعنی اپنا تزکیہ) نہیں کرتے۔

ف۴: یعنی اڑتالیس گھنٹوں کی مدت میں جتنی مدت دو دن کی ہوتی ہے اس مدت میں زمین کو موجود کر دیا گو اس وقت سورج نہ تھا جس سے رات دن میں امتیاز اور شمار ہوتا اتنا کام وہ ایک لحہ میں بھی کر سکتا تھا مگر زمین کی تغیرات اس کے مقتضی تھے اور اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ فرمایا زمین میں اس کی خوراکیں رکھیں یعنی اس میں قابلیت ان چیزوں کے نکلنے کی رکھ دی۔

جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین و ترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے فلاں فلاں دن میں پیدا کی ان میں کوئی حدیث صحیح نظر سے نہیں گزری حتیٰ کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث کے متعلق جو صحیح مسلم میں ہے اس کے بارے میں امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں وھو من غرائب صحیحہ وقد عللہ البخاری فی التاریخ فقال رواہ بعضھم عن ابی ھریرۃ عن کعب الاحبار وھو الاصح کہ لیکن یہ حدیث بھی غرائب صحیح میں سے ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں اسے معلل کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے بعض راویوں نے حضرت ابو ہریرہ سے اور انہوں نے کعب احبار سے روایت کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ روح المعانی میں قفال شافعی سے منقول ہے تفرد بہ مسلم و قد تکلم علیہ الحافظ علی ا بن المدینی والبخاری وغیرھما وجعلوہ من کلام کعب وان اباھریرۃ سمعہ منہ ولکن اشتبھہ علی بعض الرواۃ فجعلہ مرفوعا کہ اس میں امام مسلم اکیلے ہیں اور اس پر امام علی بن مدینی اور امام بخاری وغیرہ نے کلام کیا ہے اور اس کو کعب احبار کا کلام کہا ہے اور بے شک حضرت ابو ہریرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی دھواں تھا پھر اس کو

لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ

اور زمین کو کہا کہ تیار ہوجاؤ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے۔ ان دونوں نے عرض کیا

اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

حضور ہم برضا و رغبت تیار ہیں ف۱ پس اس نے دو روز میں سات

فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ

آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا پہلے آسمان

زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ

کو ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا اور اس کو محفوظ کیا

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا

یہ اندازہ بڑے غالب اور بڑے علم والے کا ہے۔ ف۲ اگر یہ لوگ روگردانی کریں

فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ

تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا

ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

ہوں ف۳ جب ان کے پاس ان کے آگے اور پیچھے سے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ

پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہ بولے ہمارا پروردگار

رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

اگر چاہتا تو فرشتوں کو رسول کرکے بھیجتا پس ہم تمہاری تعلیم سے جس کو تم لے کر آئے ہو

كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

منکر ہیں ف۴ عادیوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا

الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ

اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے کیا انہوں نے اس بات پر غور نہ کیا

اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا

کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے اور ہماری

راضی بھی رہو گے یا ان سے کراہت رکھو گے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم بسر وچشم حاضر ہیں طوعاً و کرھاً یہاں ترکیب میں طائعین و کارھین کے مترادف ہیں اگرچہ یہ مصدر ہیں لیکن ان کا استعمال موقع حال پر ہوا ہے۔ وَهِيَ دُخَانٌ یعنی اس کا مادہ دھوئیں یا بخارات کی شکل کا تھا دخان سے یہاں وہ حقیقی دھواں مراد نہیں جو آگ کی گرمی سے پیدا ہوتا ہے بلکہ اُسے محض مجازاً دخان کہہ دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دھواں بھی بغیر کسی مادی اور ظاہری سہارے کے چھایا ہوا رہتا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ اس دھوئیں اور زمین کو جو ابھی پوری طرح تیار نہ تھی کہا یعنی قدرتی طور پر حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے یعنی ہر حال میں تم کو تیار ہونا پڑے گا تو ان دونوں نے بزبان حال عرض کیا کہ ہم برضا و رغبت تیار ہیں یعنی قدرت کے ماتحت ہیں جس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ چاہے ہم کو بنالے۔

ف۱: پس اس دھوئیں کو دو روز (کے اندازہ مدت) میں تہ بتہ سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا جو ہر روز بلکہ ہر ساعت نافذ رہتا ہے اور زمین کو بھی مقہور رکھا غرض دونوں اس کے حکم کے ماتحت ہیں اُن میں سے پہلے آسمان کو ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا گو بعض سیارے پہلے آسمان سے بہت فاصلے پر ہیں مگر چونکہ دیکھنے میں پہلے آسمان پر ہیں اس لئے یہی کہا جائے گا کہ پہلے کو سجایا اور شیطان اور دیگر خلل انداز چیزوں سے اُس کو محفوظ کیا کیا مجال کہ اس میں کبھی خلل آیا ہو یا کبھی مرمت طلب ہوا ہو۔ اور محفوظ ایسا کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں اور اتنے محکم انتظامات سوائے اس رب قدوس اور مالک ارض وسماکے اور کون کرسکتا ہے۔ اَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا یہ احکام اُن آسمانوں کے فرشتوں کو ملے یا جو مخلوق وہاں آباد ہو۔ العزیز میں اشارہ ہے کمال قدرت کی جانب اور العلیم میں کمال علم کی جانب۔

تنبیہ: ظاہر ہے کہ جب اتنا اہتمام سب سے نچلے آسمان کا ہے تو اس سے اوپر والے آسمانوں کی حفاظت تو اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہوگی۔

(۲) عربی قاعدہ کے مطابق ضمیر مرجع کے موافق ہونی چاہئے۔ اصولی طور پر سے فقضاھا ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ جعل مرکب کے دو مفعول (دراصل مبتدا خبر) ہوتے ہیں اس لئے سبع کے لحاظ سے قضاھن کہا گیا۔ اللہ اعلم

ف۳: اتنی قدرت کاملہ دیکھ کر بھی اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید سے روگردانی کریں اور آپ کو اس وعظ و نصیحت کرنے میں جھوٹا کہیں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں کے جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں مثل صاعقة یہ تشبیہ یا مثال صرف فوری وقوع ہلاکت کے لحاظ سے ہے عاد و ثمود کے نام قرآن مجید میں ایسے موقع انداز (بقیہ صفحہ 944 پر ملاحظہ فرمائیں)

رضی اللہ عنہ نے اس سے سنا ہے لیکن بعض راویوں کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ یہ حضرت ابوہریرہ نے کہا ہے تو انہوں نے اس کو مرفوع حدیث سمجھ کر بیان کر دیا۔

(۲) اقواتھا میں اضافت اصلی معنی میں نہیں کیونکہ اقوات کی جمع قوت ہے اور قوت گزارہ کی روزی کو کہتے ہیں چونکہ جانداروں کی روزی زمین سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ادنیٰ مناسبت سے اقوات کو اس کی طرف اضافت کر دیا ورنہ دراصل مراد ہے اقوات ما سکن علیھا۔

ف: یعنی زمین و آسمان کی آفرینش کے بعد ان سے سوال کیا گیا کہ جس درجہ اور کیفیت کا ادراک و شعور تمہیں عطا ہوا ہے اس کے لحاظ سے بتاؤ کہ تم جن احکام تکوینی کے محل بنو گے اُن پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا

آیات سے انکار کرتے تھے ف۱ پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں

فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

ذلت کا عذاب چکھادیں اور آخرت کا عذاب بہت خوار کرنے والا ہے

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

اور ان کو مدد نہ پہنچی گی ف۲ اور ثمود کی قوم کو ہم نے رہنمائی کی مگر انہوں نے

الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی ان کی بداعمالی کی وجہ سے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ

ذلت کے مہلک عذاب نے ان کو آدبایا ف۳ اور جو لوگ ایماندار

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ

اور پرہیز گار تھے ہم نے ان کو بچا لیا اور جس روز اللہ کے دشمن

اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا

آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ دھکیلے جائیں گے یہاں تک کہ جب

جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ

اس میں پہنچیں گے تو ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ

اس کی گواہی دے دیں گے ف۴ اور وہ لوگ اپنے چمڑوں کو کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف

عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

شہادت دی وہ کہیں گے ہم کو اللہ نے بلایا ہے جس نے سب چیزوں کو بلوایا

وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا

اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اب تم اسی طرف لائے جارہے ہو ف۵ اور تم

كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ

اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے کہ تمہارے کان آنکھیں اور تمہارے چمڑے

ف۱: شاید رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہوگی اُس کے جواب میں ان لوگوں نے یہ کہا ہو کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے جس سے ہم خوف کھائیں گو بہت قوی الجثہ اور طاقت ور تھے مگر اصلیت سے زیادہ بڑھے اور بہت بڑے بنے اور کہنے لگے ہم جس طرف توجہ کریں اس طرف کے درودیوار ہم سے ڈریں اور جس قوم پر ہم حملہ کریں اسے پیس کر رکھ دیں۔ اگر وہ دنیا میں سب سے بگاڑتے تو بگاڑتے مگر اس خالق سے تو نہ بگاڑتے جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے لیکن وہ اس طرف نہ آئے کیونکہ وہ بدکار تھے۔ بغیر الحق بندوں کے لئے تکبر کرنا تو ہمیشہ ہی ناجائز ہے اور بغیر حق کے اضافہ نے یہ بتا دیا کہ ان لوگوں کے پاس استکبار کی کوئی بنیاد خود ان کے معیار سے بھی نہ تھی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً یہ نعرۂ خودی اپنی قوت کا زعم اپنے قانون دامن کی بالادستی یہ تمام اللہ تعالیٰ اور آخرت کو فراموش کرنے والی متمدن قوموں میں مشترک رہی ہے اور یہی نعرۂ خودی کبھی روس کا بھی ہوتا تھا جس کو اس کی سزا مل چکی لیکن آج کل یہی نعرہ امریکہ کا بھی ہے اور اس سے دھیمے لہجے میں برطانیہ کا بھی اور ابھی کل تک کس زور شور کے ساتھ یہ نعرہ جرمنی اٹلی اور جاپان کا تھا ان کج فہموں کی سمجھ میں اتنی موٹی سی بات نہ آئی کہ بندہ کو تو بہر حال اور بہر صورت اللہ تعالیٰ کے قانون کا محکوم و پابند ہو کر رہنا ہے اس کے سوا دنیا میں کوئی صورت امن و عافیت سے بسر کرنے کی نہیں۔

ف۲: عذاب ہلاکت جو ہم نے ان پر دنیا میں نازل کیا اس سے یہ دنیا ہی میں مخلوقات کی نظر میں حقیر و ذلیل ہو کر رہے کہ قوت و شوکت کے اتنے دعووں کے باوجود اپنے کو بچانے پر ذرا بھی وہ قادر نہ ہو سکے۔ فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ سے صرف یہ مراد ہے کہ وہ وقت اسی عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے باعث ان لوگوں کے حق میں منحوس نکلا ورنہ کسی متعین دن یا مخصوص زمانہ کے منحوس ہونے کا عقیدہ ہی سرے سے اسلام میں نہیں یہ تو اُن مشرک قوموں کا عقیدہ ہے جو تاثیر و تصرفات کواکب کے قائل ہیں۔ ابن العربی ضعیف، موضوع روایات ذکر کر کے جن میں یوم چہارشنبہ کی نحوست وارد ہوئی ہے لکھتے ہیں ان هذا الهو الجهل المبين کہ بے شک یہ ان کی واضح اور کھلی جہالت ہے پھر مغازی کی اس روایت کا ذکر کر کے جس میں دوشنبہ سے لے کر چہارشنبہ تک کی فضیلت آئی ہے کہتے ہیں کہ جب مستند آثار سے اس روز کی فضیلت ثابت ہوگئی تو کیسے اسے بے اصل روایات کی بنا پر منحوس ٹھہرایا جا سکتا ہے پھر کہتے ہیں کہ بعض قوموں نے شمسی مہینوں کے بعض سعد و نحس تاریخوں کا نقشہ تیار کیا ہے مسلمانوں کو جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اُن کی طرف توجہ کرنا یقین کرنا بلکہ ان پر نظر کرنا ہی جائز نہیں۔

ف۳: اس آخری تصریح نے ایک بار پھر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ عذاب الٰہی جب بھی آتا ہے تو وہ بندوں کی اختیاری بددینی کی پاداش ہی میں آتا ہے اور اس بات کو صاف کر دیا کہ ہدایت و ایمان کا ٹھکرانا یا قبول کرنا بالکل بندے کے اپنے اختیار کی چیز ہے اور اسی پر عذاب یا اجر مرتب ہوتا ہے۔

ف۴: یہ منظر اُس وقت کا ہے جب میدان محشر میں ان لوگوں کو دوزخ کے قریب لایا جائے گا اور انہیں ہر طرف آگ ہی آگ نظر آئے گی اور حساب و کتاب اُس وقت شروع ہو رہا ہوگا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ بزور جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جیسے اس دنیا میں دستور ہے کہ پولیس مجرموں کو جیل کی طرف لے جاتی ہے اگر وہ راستے میں اڑ جائیں تو پھر بزور دھکیل کر لے جاتی ہے۔ اسی طرح دوزخیوں کو فرشتے لے جائیں گے۔ ماحاء وھا میں مازائدہ (بقیہ صفحہ 945 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا

تمہارے برخلاف شہادت دیں گے۔ ہاں تم سمجھتے تھے کہ اللہ

يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ

تمہارے بہت سے کاموں کو جانتا ہے ف۱ اور یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا۔ اسی نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا

اگر وہ صبر کریں گے تو بھی انکا ٹھکانا آگ ہی ہوگا اگر وہ معافی چاہیں گے

فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ

تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا ف۲ اور ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنادیا

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ

جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کردکھایا

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں ان سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے ساتھ

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

ان پر بھی حکم ثابت ہوچکا ہے۔ بے شک یہ لوگ نقصان والے ہیں ف۳

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

اور منکر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا

وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ

اور اس میں شور کیا کرو تاکہ تم غالب رہو۔ ف۴ پس ہم ان منکروں

كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

کو سخت عذاب چکھادیں گے اور ان کے بدترین کاموں کا جو کرتے رہے ہیں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗءُ اَعْدَاۗءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ

ان کو بدلہ دیں گے۔ ف۵ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ دوزخ ہے

لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا اس کام کے بدلہ میں جو یہ لوگ ہماری آیتوں سے

(منزل ۶)

ف۱: یعنی دوسروں سے چھپ کر گناہ کرتے تھے ان کو یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتلا دیں گے ان سے بھی پردہ کریں اور کرنا بھی چاہئے تھا۔ لیکن تمہیں اس کی قدرت ہی کہاں تھی۔ اصل میں تمہارے طرزِ عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ رکھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون پوچھ گچھ کرنے والا ہے اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور اس کے ہاں ہماری پوری تفصیل محفوظ ہے تو تم ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔

تنبیہ: کثیراً یعنی کثرت سے مشرک حکماء وفلاسفہ نے علم الٰہی کو ناقص سمجھا ہے کسی نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم صرف کلیات کا ہوتا ہے جزئیات کا نہیں اور کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ بہرحال مشرکین کو صفات کمالیہ الٰہی ہی کے سمجھنے میں شدید ٹھوکر لگی ہے خصوصاً صفات علم کے باب میں۔

ف۲: یعنی اگر یہ تن بتقدیر ہو کر صبر و خاموشی سے کام لیں اور کوئی عذر و معذرت نہ پیش کریں تو جب بھی ان کے حق میں کوئی رعایت نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں بھی ہو جاتا ہے اور عذر خواہی بھی اگر کرنا چاہیں تو اس دارالجزا میں بالکل بیکار ثابت ہوگی کیونکہ آخرت تو صرف ظہور نتائج کا محل ہے اور وہاں اگر دارالعمل والے قانون کی ذرہ برابر بھی گنجائش ہوتی تو سب سے پہلے ابلیس ہی نہ اپنی توبہ کے لئے اس گنجائش سے فائدہ اٹھاتا؟

ف۳: ان پر شیطان تعینات تھے کہ اُن کو بڑے کام جو پہلے کئے یا آگے کرتے رہے وہ خوبصورت کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر اُن کے سامنے پیش کریں اور شیطانوں کا تعین بھی اُن کے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روگردانی کا نتیجہ تھا کما قال تعالیٰ وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (الزخرف: ۳۶) شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ شیاطین نے اُنکے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا یعنی جو کچھ وہ زندگی میں کرتے تھے اور جو بری رسومات وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں ان کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اسی لئے تو وہ اس حالت کو پہنچے ہیں۔ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ الایہ یعنی وہ ہی بات جو شروع میں کہی گئی تھی لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

ف۴: مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ نبی ﷺ اپنی تبلیغ سے رکتے نہیں اور قرآن برابر دلوں میں گھر کرتا جارہا ہے تو ان کو ایک یہی تدبیر سمجھ میں آئی کہ سرے سے قرآن کی آواز ہی کو کانوں تک نہ پہنچنے دیا جائے اور رسول جب قرآن سنا رہے ہوں تو اتنا غل مچایا جائے کہ اُن کی آواز سنائی ہی نہ دے سکے لیکن صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے۔ ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (الاعراف: ۲۰۴) اس آیت کے شان نزول میں یہ بات بھی کہی گئی ہے لوگ جب نماز پڑھتے تو باتیں بھی کرتے رہتے اس پر آیت اذا قرأ القرآن الایہ نازل ہوئی اور نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت ہوئی ابن عباسؓ ابن مسعودؓ ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور ایک بڑی جماعت کا سلف سے جو گفتگو میں نہیں آتے یہی قول ہے۔

ف۵: اس آیت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اَسْوَاَ اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جو الذی کی طرف مضاف ہے تقدیر کلام یہ ہے نجزینهم اسوأ اعمالهم اس تقدیر پر اَسْوَا کے معنی حسب اضافت کئے جائیں تو یہ اعتراض ہوگا کہ اُن کے غیر اَسْوَا اعمال کا بدلہ نہ ملا اور اگر موصوف محذوف ہو یعنی نجزینهم جزاء اَسْوَا تو اعتراض ہوگا کہ اعمال سے جزا (بقیہ صفحہ 945 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَجْحَدُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا

انکار کرتے رہے ہیں۔ جو لوگ منکر ہیں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن

الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ

لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا جن ہوں یا انسان وہ ہم کو دکھا دے ہم ان کو پیروں کے نیچے روندیں

اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۴۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

تاکہ وہ سب سے نیچے ہوں - ف جو لوگ

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر وہ اسی پر جم گئے ان پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس بہشت کا تم کو

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

وعدہ دیا جاتا تھا ف آج اس کی خوشی مناؤ ہم دنیا میں بھی تمہارے

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ

دوست تھے اور آخرت میں بھی اور اس میں جو تمہارے جی چاہیں گے تم کو

اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۵۰﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے خدائے بخشنہار مہربان کی طرف سے

رَّحِيْمٍ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ

مہمانی ہوگی ف جو شخص اللہ کی طرف بلائے خود بھی نیک

عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَلَا تَسْتَوِي

کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں ف اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی

الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

نیکی اور بدی برابر نہیں اس کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو۔

فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ

پھر تمہارا دشمن بھی تمہارا گویا مخلص دوست بن جائے گا ف

حَمِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا

یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی

يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

ع ۶

اور بشارت کے ہوں گے اور ان کا نزول پہلے موت کے وقت ہوگا' پھر قبر میں اور پھر قبر سے اٹھ کر میدان محشر میں جانے کے وقت۔ عارفین نے ترقی کر کے یہاں تک کہا ہے کہ ملائکہ رحمت کا نزول تو مومنین صادقین پر ہر وقت اور ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ اَنْ لَّا تَخَافُوْا کسی عذاب کا اندیشہ نہ کرو نہ برزخ میں اور نہ آخرت میں۔ وَلَا تَحْزَنُوْا یعنی دنیا اور یہاں کے مانوسات و مالوفات کی مفارقت پر ذرا غم نہ کرو۔ امام رازیؒ نے کہا ہے یہ آیت مومن کے حق میں بڑی بشارت ہے۔ اور ایک وعدہ اس امر کا ہے کہ اُسے کوئی غم و حزن نہ موت کے وقت ہوگا نہ قبر میں اور نہ حشر میں بلکہ ان تمام مواقع پر وہ مطمئن و پرسکون رہے گا۔ سفیان ابن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اسلام میں ایک ایسی بات (بقیہ صفحہ 945 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: جب کافر اپنے آپ کو عذاب میں پھنسا ہوا پائیں گے تو اس وقت انتہائی جھنجھلاہٹ اور جوش غیظ میں یہی چاہیں گے کہ اپنے گمراہ کرنے والوں کو (حالانکہ وہ اسی دوزخ میں نہیں ہوں گے) اپنے قریب موجود پائیں تو ہم ان کی گردنوں پر چڑھ کر اپنے پیروں سے ان کو روند کر رکھ دیں' ان نالائقوں نے محض اپنے فوائد کے لئے ہم کو گمراہ کیا اسی ذاتی فائدے میں انہوں نے نہ ہمارا نقصان سوچا نہ اپنا اللہ تعالیٰ ان کو غارت کرے ان کی سمجھ میں نہ آیا نہ انہوں نے ہمیں سمجھنے کا موقعہ دیا حالانکہ اسلام کی تعلیم بالکل سیدھی اور مختصر تھی۔ اَضَلَّنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یہ نص اس باب میں صاف دو واضح ہے کہ انسان کی گمراہی شیطان (جنات خبیث) کی طرف سے بھی آتی ہے اور انسانوں کے اپنی طرف سے بھی۔

تنبیہ: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جن سے ابلیس مراد ہے اس لئے کہ اُس نے پہلے کفر کی راہ نکالی اور انس سے مراد قابیل (آدم علیہ السلام کا بیٹا) ہے جس نے قتل کی رسم جاری کی۔

ف: یعنی مذہب شرک چھوڑ کر دین توحید اختیار کیا اور اسی پر ثابت قدم رہے اس سے ان کا قدم ڈگمگانے نہیں پایا بعض صحابہ اور تابعین نے کہا ہے کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ خالص کرنا عمل واسطے اللہ کے۔ حسنؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے اس کی فرماں برداری کرے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے ابن عباسؓ اور عکرمہؒ کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی پر پکے رہے یہاں تک کہ مر گئے اور ثوری نے کہا کہ قول کے مطابق عمل کیا۔ فضیل بن عیاضؒ نے کہا کہ فتاہ ہونے والی سے بے رغبت ہوئے اور ہمیشہ رہنے والی کی خواہش کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا استقامت یہ ہے کہ نہ شریک کرے ساتھ اللہ کے کوئی چیز ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت سے مرتد اور منافق تو خارج ہو ہی گئے اور منافق سے استقامت کس طرح ممکن ہے اور مرتد وہ ہے جو اقرار ایمان پر قائم نہ رہا۔ باقی اخفاء ایمان کا رد بھی قالوا سے نکل رہا ہے۔ یعنی کوئی شخص دل سے تو توحید کا قائل ہو مگر اقرار نہ کر رہا ہو تو وہ اس بشارت کا مستحق نہیں۔ امام سیوطیؒ نے شرح الصدور میں تمیم داری صحابیؓ کے حوالہ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ مومن صالح کی روح کے قبض کے وقت کافر شتہ موت اس کے پاس اس کی دلچسپیوں کا بہتر سے بہتر سامان لے کر آتا ہے اور جس طرح بچہ کے نشتر لگنے کے وقت اُسے بہلا پھسلا لیا جاتا ہے اسی طرح موت کا فرشتہ انتظار والے مومن کو انہی دلچسپیوں میں بہلا کر چپکے سے بغیر کسی تکلیف کے اُس کی روح جسم سے باہر لے آتا ہے اس گھڑی جسم روح کو مبارک باد دیتا ہے اور روح جسم کو اور فرشتے اس کے حق میں دعائیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں اور جبکہ شیطان دھاڑتا پچھاڑیں کھاتا اور افسوس کرتا ہے کہ وائے ناکامی شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یہ فرشتے رحمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
لوگوں کو ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں ف۱ اور اگر شیطان کی طرف سے
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
تمہیں کسی قسم کی چھیڑ پہنچی تو خدا کی پناہ لیا کرو وہ سنتا اور
الْعَلِيْمُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ
جانتا ہے ف۲ اور اسی کی نشانیوں میں رات اور دن ہے سورج
وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
اور چاند۔ تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اس اللہ کو
لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝
سجدہ کیا کرو جس نے تم کو پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ف۳
فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ
پھر اگر یہ لوگ گردن کشی کریں تو جو لوگ اللہ کے ہاں مقرب ہیں وہ
لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْــَٔـمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ
شب و روز اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے نہیں اور اس کی نشانیوں
اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا
میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو ویران دیکھتے ہو پس جب ہم (خدا) اس پر پانی
الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ
اتارتے ہیں تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے جو ذات پاک اس زمین کو تروتازہ کردیتا ہے
الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
وہ مردہ کو بھی زندہ کردے گا وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے جو لوگ اللہ کے
يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ
احکام میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں کیا جو شخص قیامت
يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
کے روز آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہوگا یا جو امن امان سے پروردگار کے پاس آئے گا؟
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ
تم جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ ف۴ جن لوگوں

ف۱: اس دفاع احسن اور بدی کی مکافات بھلائی سے کرنے کی توفیق ہر کس و ناکس کو حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خصلت ان لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جو اس نعمت کو پالیتے ہیں کیونکہ شیخ سعدی کا قول ان کو یاد ہوگا۔

تحمل چوز مرت نمائد نخست ولے شہد باشد چودر طبع رکت

اس لئے تم بھی اسی خصلت (صبر و تحمل) کو حاصل کرنے کے خوگر بنو یہاں تک تو اس حریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنے کا درس دیا جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہوسکتا ہو۔ لیکن ایک حریف اور دشمن وہ ہے کہ جو کسی حال اور کسی بھی نہج پر دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تم چاہے اس کے ساتھ جتنی بھی نرمی اور مہربانی سے پیش آؤ اس کا نصب العین تو یہ ہے کہ وہ ہر طرح سے تم کو نقصان پہنچائے تو ایسے سخت اور مضبوط رہنے کی تدبیر آگے تلقین فرمائی۔

ف۲: یعنی کسی مخالف بدگوئی یا ایذ دہی پر طبیعت کو جوش آئے اور بدلہ لینے پر آمادہ ہو تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا کرو اور اس کی ماتحتی کا اظہار کرنے کیلئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا کرو اس سے تمہارا جوش بہت جلد فرو ہو جائے گا اور تم امن و سکون پا جاؤ گے اللہ تعالیٰ سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ اپنے مخلص بندوں کو بے جا جوش سے بچاتا ہے۔ نزغ و وسوسہ سے یہاں مراد غصہ و انتقام کا وسوسہ ہے معاندین کی مخالفت شدید و پیہم کے وقت اس کا پیدا ہو جاتا ایک طبعی امر ہے تاہم یہ چیز انبیاء کرام کے مرتبہ سے فروتر ہے اس لئے قرآن نے ہر امر مذموم و معیوب کی طرح اسے بھی شیطان کی جانب منسوب کیا ہے محققین عارفین نے مخاطبت میں مراد ساری امت کو لے کر دوسرے شیطانی تاثرات و تصرفات مثلاً حسد، ریا، تکبر، کینہ اور کذب وغیرہ کی تحریکات کو اسی حکم کے تحت میں لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے اور اس کی پناہ میں آجانے کا حکم اسی لئے کہ کوئی بھی بشر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر شیطان کے دفع کرنے پر قادر نہیں اس آیت سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ نزغ یا غصہ کے وقت استعاذہ مستحب ہے۔

ف۳: پہلے جو کہا گیا ہے کہ اللہ کی طرف بلانا بہت اچھا کام ہے اور بلانے والا سب سے اچھا ہے اس کی صورت کیا ہے، سنو ہم ہی اس کی صورت بھی بتلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے بلاؤ یعنی وہ امور بیان کر کے بلاؤ جو قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں، اور ہو رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ رات ہو یا دن سورج ہو یا چاند یہ تو سب حق تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی علامتیں اور نشانیاں ہیں، اور اُس کی توحید و عظمت حکمت و صناعی پر مستقل دلائل و شواہد ہیں، اس لئے انہیں خود معبود سمجھ لینا کس درجہ کی حماقت و بیوقوفی ہے اگر تم توحید کے مدعی ہو اور ایک اللہ کے ماننے والے ہو تو یہ آفتاب پرستی ماہتاب پرستی کے کیا معنی تم کو تو چاہئے کہ سب سے منہ موڑ کر صرف اُن کے خالق یعنی حق تعالیٰ ہی سے اپنا تعلق جوڑے رکھو۔ سجدہ سے یہاں اسلامی نماز کا اصطلاحی سجدہ مراد نہیں بلکہ عام عبادت و پرستش مقصود ہے آفتاب پرستی و ماہتاب پرستی دنیا میں شرک کے یہ دو مظہر سب سے بڑھ کر رہے ہیں اسی لئے تصریحاً نام انہی دونوں کا ارشاد ہوا۔ انسان کو چاہئے کہ ان تکوینی نشانیوں میں الجھ کر نہ رہ جائے جیسا کہ بہت سی قومیں الجھ گئی تھیں بلکہ اس کیلئے لازم ہے کہ اُس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ ممکن ہے اس پر بھی تنبیہ ہو کہ جس طرح رات اور دن اور ان دونوں کی نشانیاں چاند اور سورج ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں ردو بدل کرتا رہتا ہے اسی طرح اس کو قدرت ہے کہ دعوت الی اللہ کی روشنی اور داعی کی بلند ہمتی اور خوش (بقیہ صفحہ 946 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ

کے پاس نصیحت آئی اور وہ اس سے منکر ہوئے (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے) اور وہ بڑی

عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا

غالب کتاب ہے نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ

مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا

پیچھے سے یہ اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے ف۱ تجھے وہی

يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ

باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی تھیں تیرا پروردگار

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

بڑی بخشش والا ہے اور سخت عذاب والا بھی ہے اور اگر

قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ

ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے کہ اسکے احکام کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے

وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ

کلام تو عجمی اور مخاطب عربی ؟ ف۲ تو کہہ یہ ماننے والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ

جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹھوس ہے اور وہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہے

عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ف۳ ہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف ہوا اور اگر

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ

تمہارے پروردگار کی طرف حکم نہ گزرا ہوتا تو ان میں یک دم فیصلہ کیا جاتا اور وہ لوگ

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ

بہت بڑے انکار پر مصر ف۴ تھے جو کوئی نیک کام کرتا ہے

وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برا کرتا ہے وہ بھی اسی کی جان پر ہوتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں ف۵

منزل ۶

ف۱: یعنی باطل اور جھوٹ کے لئے قرآن شریف کی طرف آنے کی کوئی راہ نہیں وہ اس سے محفوظ ہے کہ اس میں کوئی کمی یا زیادتی کرے یا یہ معنی کہ پہلی کتابیں بھی قرآن کو باطل نہیں کرتیں اور نہ کوئی کتاب پیچھے آئے گی جو اس کو جھٹلائے۔ اس کتاب آسمانی میں کسی پہلو اور کسی طرف سے بھی تحریف و تلبیس کا امکان نہیں۔ علمائے راسخین نے یہیں سے یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اسی طرح قرآن سے تمسک کرنے والے بھی باطل سے محفوظ رہتے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ نہ اُس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یعنی نہ کوئی صحیح واقعہ آئندہ کو ایسا پیدا ہوگا جو اس قرآن کی تکذیب کر سکے نہ گذشتہ واقعات سے کوئی واقعہ ایسا ملے گا جو قرآن کے صریح مخالف ہو کیونکہ یہ قرآن اُس اللہ کے پاس سے اترا ہوا ہے۔ یا سامنے سے مراد عالم قدس ہے جہاں سے وہ کتاب آئی اور پیچھے سے مراد یہ عالم کون وفساد ہے جہاں وہ کتاب پہنچی پس سامنے کا مطلب یہ ہوا کہ دربارِ الٰہی سے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک جن واسطوں سے یہ کتاب پہنچی وہ واسطے نہایت معتبر سہو و نسیان کا اور ہر قسم کے تصرفات سے خواہ عمداً ہوں یا خطاء اور ہر قسم کے شیطانی دست رس سے مامون ومحفوظ ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور پیچھے کا مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ سے امت کی آئندہ نسلوں تک جن واسطوں سے یہ کتاب پہنچی اور قیامت تک پہنچتی رہے گی وہ واسطے بھی نہایت معتبر ہیں اور نہایت امین و مامون ہیں کیونکہ سلسلہ کے آغاز میں انبیاء کے بہترین کاتبین وحی صحابہ کرام ہیں جن کے تقدس اور نیکوکاری پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اعتماد کامل ہے اور صحابہ کے بعد تو اترنے سلسلہ کو واجب الاعتماد بنا دیا ہے۔ یا سامنے پیچھے کا دوسرا مطلب یہ کہ سامنے سے مراد زمانہ موجود لیا جائے یعنی نزول قرآن کا زمانہ اور پیچھے سے مراد زمانہ بعد نزول یعنی قرنِ صحابہ سے لے کر قیامت تک کا زمانہ تو حاصل یہ ہوا کہ وقت نزول یعنی عہد نبوی میں بھی باطل قرآن مجید کے پاس نہیں آسکتا اور وقت مابعد نزول یعنی رحلت نبوی کے بعد سے قیامت تک بھی باطل اُس کے سامنے نہیں آسکتا۔ باطل خلافِ حق کو کہتے ہیں لہٰذا جو چیزیں خلافِ حق کہی جاسکتی ہیں وہ کوئی بھی قرآنِ مجید کے قریب نہیں پھٹک سکتیں اور ظاہر ہے کہ تحریف بھی خلافِ حق ایک چیز ہے۔

ف۲: بعض معاند منکروں نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ سارا قرآن عربی ہی میں کیوں ہے کچھ عجمی زبان میں بھی ہوتا تو البتہ ہم یقین کر لیتے کہ یہ نبی عربی ہیں عجمی زبان پر انہیں قدرت نہیں اور لا محالہ یہ وحی غیبی ہے یہاں اس اعتراض کے جواب میں ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ معاند تو جب بھی ہرگز ایمان نہ لاتے اس وقت یہ کہنے لگتے کہ سارا قرآن عربی ہی میں کیوں نہیں یہ کیسی بے جوڑ بات ہے کہ رسول خود تو عرب ہوں اور پیام وکلام لے کر آئیں عجم کی زبان میں یعنی مخاطب عربی پر عجمی کلام کہ جس کو وہ نہیں سمجھتا کیسے

اترا ہو یہ معنی ابن عباسؓ مجاہدؒ اور عکرمہؒ اور سعید بن جبیرؒ سے منقول ہیں۔ فقہائے محققین نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ قرآن کا اطلاق عجمی قرآن پر بھی جائز ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز بھی بجائے قرآن کے ترجمہ قرآن پڑھنے سے ادا ہو جائے گی۔

ف۳: ان کو پیش آمدہ امور میں راہ نمائی کرتا ہے اور اُن کے روحانی امراض کفر، شرک، حسد، کینہ اور ریا وغیرہ کی شفا ہے آزما کر دیکھ لو سنو! کسی بیرونی چیز کے حاصل کرنے کے عموماً دو ہی ذرائع ہیں سننا اور دیکھنا ان دو ذرائع سے آدمی نامعلوم چیز کو معلوم کر سکتا ہے موجود لوگ ایمان نہیں لاتے یعنی اس قرآن کو محض ضد اور نفسانیت سے نہیں مانتے قرآن کے سننے سے اُن کے کانوں میں گویا کوئی چیز ٹھونس دی گئی ہو اس لئے تو وہ اس (بقیہ صفحہ 946 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ

قیامت کی گھڑی کا علم اسی اللہ کو ہے۔ جو پھل پھول

مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

اپنے اپنے گابھوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور جنتی ہے یہ سب واقعات

بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا

اس کے علم سے ہوتے ہیں اور جس دن ان کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے

اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں ف۱ اور جن جن چیزوں کو

كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ

وہ پہلے پکارا کرتے تھے ان سب کو وہ بھول جائیں گے اور سمجھیں گے کہ ہمارے لئے

مَّحِيْصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ

چھٹی نہیں۔ ف۲ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا

وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

اگر اس کو برائی پہنچتی ہے تو بالکل ناامید ہوجاتا ہے ف۳ اور اگر بعد تکلیف پہنچنے

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا

کے ہم اس کو اپنی طرف رحمت پہنچاتے ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا

لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى

حق ہے۔ میں قیامت کو ہونے والی نہیں جانتا اور اگر میں اپنے پروردگار کے پاس

رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے میرے لئے اچھی جگہ ہے پس ہم ان کافروں کو

بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾

ان کے کاموں کی خبر دیں گے اور ان کو سخت عذاب چکھاویں گے۔ ف۴

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ

جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے

وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ

اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعا کرنے لگ جاتا ہے۔ ف۵ تو کہہ

جزئیہ کو محیط ہے وہی وقت قیامت کا علم رکھتا ہے۔ اَیْنَ شُرَکَائِیْ یعنی جنہیں تم اپنے زعم اور اپنی سمجھ میں ہمارا شریک وہمسر سمجھا کرتے تھے انہیں بلاؤ اب وہ آ کر تمہیں بچائیں۔ ان شرکاء کی اپنی جانب نسبت واضافت میں ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے مشرکین کے عقائد پر تعریض کی ہے۔ مَامِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ یعنی آج ہم میں سے کوئی بھی اس کا مدعی نہیں کہ تیرا کوئی بھی شریک ہے۔ وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ملزم اپنے جرم سے انکاری ہو جاتا تھا تو بسا اوقات عدم ثبوت کی حالت میں چھوٹ جاتا تھا یہاں بھی ایسا ہوگا اس لیے وہ صحیح واقعات سے انکار کر دیں گے۔ بعض نے شہید کو عقبیٰ شاہد لے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی ان شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔

ف۱: اس لیے اب کسی اور سے آس لگانا حماقت محض ہے۔ ظن یہاں گمان کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر ہے۔

ف۲: الانسان یہاں ذکر کافر ناشکرے انسان اور اس کے کمال حرص کا ہو رہا ہے۔ خیر جیسے مال اور صحت اس کے مانگنے سے نہیں تھکتا اور شر جیسے تنگدستی اور بیماری جب آئے تو اللہ کے فضل سے آس توڑتا ہے اور اس کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے تو یہ حال کافر ہو سکتا ہے جیسے فرمایا اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔ اور جبکہ مومن کو اپنی ہر تکوینی اور غیر اختیاری مصیبت پر اجر کی توقع قائم رہتی ہے اور کسی درجہ میں بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رہتا ہے منکر توحید ومنکر آخرت سکون قلب کی اسی دولت سے زخم کے اسی ٹھنڈے مرہم سے محروم حسرت ویاس کے ساتھ خود کو لوٹنے اور تڑپنے پر مضطر پاتا ہے۔

ف۳: هٰذَا لِیْ یعنی میری قابلیت مقتضی ہی اس کی تھی یا یہ میرا حق تھا جو مجھے مل گیا یا یہ معنی کہ یہ مجھ سے زائل نہ ہوگا ہمیشہ میرے پاس رہے گا۔ غرض یہ کہ خوشحالی میں بھی سرکش وباغی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کو بھول جانے والا انسان اپنے مالک ومولیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی ہی ذات کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ ان لی عندہ للحسنی میں ان خود کلمہ تاکید ہے پھر لی کی تقدیم نے اس تاکید کو مضاعف کر دیا پھر للحسنیٰ میں تاکید کا لام الگ ہے۔ حاصل یہ کہ اوّل تو میں اسی کا قائل نہیں کہ کوئی روز جزاء بھی آنا ہے اور اگر بالفرض آئے بھی تو میں جس طرح یہاں خوش بخت ہوں وہاں بھی خوش بختی ہی میری رفیق رہے گی۔ فرمایا جس قدر ہو سکتا ہے یہاں خوشیاں منا لو کیا تمہارے اس کفر وغرور پر تمہیں یہ امید ہے کہ تم وہاں بھی مزے اڑاؤ گے یہ تو تمہیں وہاں جا کر پتہ چل جائے گا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے اور کس طرح عمر بھر کے کرتوت سامنے آتے ہیں۔

ف۵: نامعقول لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کا ہیر پھیر سب ہمارے اختیار میں ہے کسی کو امیر کرنا (بقیہ صفحہ 947 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اس قسم کی تعلیم سن کر ان لوگوں سے اور تو کچھ ہو نہیں سکتا تو یہ پوچھنے لگتے ہیں کہ جس روز نیک وبد کاموں کا بدلہ ملے گا وہ دن کب ہوگا؟ جس کا نام تم لوگ قیامت رکھتے ہو حقیقت الامر یہ ہے کہ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اس کے وقت کی تعیین نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کی خبر پوچھی تو آپ نے فرمایا: مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. جس سے یہ خبر پوچھی گئی ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ عالم نہیں۔ چونکہ نیکی وبدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا اس لیے کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ اسی لیے ارشاد فرمایا اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ میں حق تعالیٰ کی صفت علم کا اثبات ہو رہا ہے کہ اس کا علم کامل اور ہر ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ

بتلاؤ تو سہی اگر یہ اللہ کے پاس ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو

بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

تو کون بڑھ کر گمراہ ہے اس شخص سے جو بہت دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے۔ ف۱

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى

ہم ان کو ان کے ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھاویں گے یہاں تک

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ

کہ ان کو حق واضح ہوجائے گا کیا تمہارا پروردگار کافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ

وہ ہر چیز پر نگران ہے ف۲ سنو! یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک

مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

میں ہیں۔ سنو! لاریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ف۳

اٰيٰتُهَا ۵۳ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ رُكُوْعُهَا ۵

سورۃ الشوریٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى

میں ہوں اللہ رحمٰن رحیم علیم کل ستار عیوب قادر مطلق۔ جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ

تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا ف۴

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی کی ملک ہے اور وہ سب بڑا

الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ

عالیشان ہے۔ ف۵ دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان

فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

اوپر کی طرف سے پھٹ جاویں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے ہیں

ع ۱

طرح تیری طرف قرآن شریف بھیجا ہے اسی طرح سابقہ کی طرف بھی کتابیں بھیجتا تھا۔

ف۵: اس آیت سے حق تعالیٰ کی ملکیت کاملہ اور اس کی عظمت کا اثبات مقصود ہے اور اس سے مشرک اور جاہل لوگوں کے عقائد کا باطل ہونا بالکل ظاہر ہے۔ انسان سے اوپر کی طرف جو کچھ بھی واقع ہے اس سب پر سماء ہی کا اطلاق ہوتا ہے۔ العلی سے حق تعالیٰ کی بلندی جہت و مکان کے لحاظ سے تو مراد ہو ہی نہیں سکتی تو لازمی طور پر مراد یہ ہے کہ وہ ذات پاک ممکنات و مخلوقات کی مشابہت سے بالاتر ہے۔ العظیم اس سے حق تعالیٰ کی عظمت بلحاظ جسم و جثہ تو مراد ہو ہی نہیں سکتی تو پھر لازمی بات ہے کہ عظمت بلحاظ قدرت و کمالات مراد ہوگی۔

ف۱: اوپر انسان کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی تھی اب یہاں اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنے والی اور انجام کی طرف توجہ دلانے والی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہو جیسا کہ واقع میں ہے پھر تم نے اس کو نہ مانا اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت نصائح سے انکار کر کے اپنی عاقبت کی فکر نہ کی بلکہ حق کی مخالفت میں اس سے دور ہوتے گئے تو کیا اس سے بڑھ کر گمراہی اور نقصان و خسارہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے؟ مطلب یہ کہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی اتنی اندرونی اور بیرونی شہادتوں کے ہوتے ہوئے کم از کم درجہ احتمال میں تو اسے اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھو اور پھر اس احتمال ہی کی بنیاد پر سوچو کہ اگر قرآن کا برحق ہونا ہی واضح ہو گیا تو تم خود کو گمراہی کے کس سخت درجہ میں پاؤ گے۔

ف۲: ہم ان کو اسلام کی سچائی کے لیے ان کے اردگرد اور ان کے اندر اپنے نشان دکھادیں گے پس یہ لوگ اسلام اور قرآن کے پھیلنے میں رکاوٹیں پیدا کرلیں ہم بھی ان کو کرشمہ قدرت دکھادیں گے کہ پہلے ان کے اردگرد اسلام کو پھیلائیں گے یعنی مکہ معظمہ کے اردگرد کے لوگ مسلمان ہوں گے ان کے بعد مکہ میں بھی کافی لوگ اسلام کو اپنے سینے سے لگائیں گے۔ چنانچہ معرکہ بدر میں کفار مکہ نے خود اپنے لوگوں میں اور فتح مکہ میں عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے عہد میں تمام جہان کے اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

تنبیہ: آیات الٰہی آفاقی اور آیات الٰہی انفسی ان دونوں سے کیا مراد ہے؟ عجب نہیں کہ آیات آفاقی سے مراد وہ واقعات و دلائل خارجی ہوں جو ہر فطرت سلیم کو توحید و حکمت الٰہی کی طرف لاتے ہیں اور اس کے تحت میں طبیعات، عنصریات اور فلکیات کی قسم کے تمام علوم و فنون آجاتے ہیں اور آیات انفسی سے اشارہ نفس بشری کے اسرار و حجابات کی جانب ہو اور اس میں نفسیات، اخلاقیات اور اجتماعیات کی تمام شاخیں آجاتی ہیں، خارجی و داخلی دونوں قسم کے علوم و فنون کا اگر صحیح طور پر مطالعہ کیا جائے تو دلائل حکمت و صنعت باری ہی کا کام دے سکتے ہیں۔

ف۳: یعنی اس کے احاطے سے کوئی چیز باہر نہیں بچ ہے

ہست سلطانی مسلم مرا ورا۔ نیست کس راز ہر بچوں و چرا۔

اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے کسی وقت بھی اس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جاسکتے اگر مرنے کے بعد ان کے بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں یا پانی میں بہہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں تو بھی ایک ایک ذرہ پر اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت محیط ہے ان کو اکٹھا کر کے از سر نو زندہ کر دینا اس کیلئے کچھ مشکل نہیں۔

ف۴: یعنی جس طرح پہلے لوگوں کی طرف وحی آتی رہی ہے تمہاری طرف بھی آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیض برابر جاری ہے یا جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ

اور جو لوگ زمین پر ہیں ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ سنو! یقیناً اللہ بخشنے

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

والا مہربان ہے ف۱ اور جو اس کے سوا اور لوگوں کو اپنا کارساز

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۡ وَمَآ اَنْتَ

جانتے ہیں اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے تو ان کا

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

ذمہ دار نہیں ف۲ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ عربی قرآن

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا

نازل کیا ہے تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو سمجھادے

وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ

اور جمع ہونے کے دن سے ڈراوے جس میں کوئی شک نہیں ایک جماعت جنت میں جائے گی

وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً

اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی ف۳ اور اگر اللہ چاہتا تو ان لوگوں کو

وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

ایک گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ

اور ظالموں کو کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا ف۴ کیا انہوں نے اللہ کے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ

سوا اور لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہے حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے

وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ

اور جس جس کام میں تم لوگ اختلاف کر رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۭ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

یہی اللہ میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوں ف۵

ف۱: تفسیر درمنثور میں ضحاکؒ سے روایت ہے کہ پھٹ جائیں اللہ کی عظمت سے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ من فوقھن کا معنی ممن فوقھن ہے یعنی پھٹ جائیں اس ذات سے جو آسمانوں کے اوپر ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور وہ پھٹ پڑیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آسمانوں میں چار انگلیوں برابر بھی کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ سجدہ میں نہ پڑا ہوا نہ ہو۔ من فوقھن عربی اسلوب بلاغت کے مطابق یہ زور بیان اور تاکید کے معنی کے لیے لایا گیا ہے ورنہ عام قاعدہ کے لحاظ سے تو من تحتھن ہوتا۔ ویستغفرون لمن فی الارض ان کو ایمانداروں سے دلی محبت ہے اس لیے کہ وہ دل سے ان کی بھلائی کے خواہشمند اور بہی خواہی ہیں ان کے نزدیک سب سے مقدم درجہ بخشش کا ہے اس لیے وہ بخشش مانگتے ہیں تم اس بات کو ذہن میں رکھو کہ فرشتوں کے سوال کو جو وہ ایماندار بندوں کے حق میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور کافروں کے حق میں استغفار یہ ہے کہ اللہ ان کے دل میں توفیق ایمان ڈال دے۔ ملائکہ کوئی خود مختارانہ یا معبودانہ حیثیت نہیں رکھتے بلکہ وہ بھی دوسرے بندوں کی طرح اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح میں لگے رہتے ہیں۔ مغفرت و رحمت صرف اللہ کے اختیار میں ہے فرشتے تو صرف طلب مغفرت و دعائے مغفرت کر سکتے ہیں۔

ف۲: ایک بار پھر اس حقیقت کا اعلان کہ معاملات تکوینی میں قادر و متصرف صرف ذات حق تعالیٰ ہے اور رسول کے ذمہ صرف پیغام و احکام کی تبلیغ و تلقین ہے اور کسی کے نہ ماننے کی ذمہ داری ذرہ برابر بھی ان پر نہیں۔ اللہ خود ہی وقت مناسب پر سب سے نپٹ لے گا۔

ف۳: ام القریٰ ام عربی میں ہر وہ چیز ہے جو دوسری چیزوں کا مبداء مرکز و مصدر ہو اس سے مراد مکہ شہر ہے۔ و من حولھا صرف آس پاس ہی کی بستیاں اور آبادیاں مراد نہیں بلکہ سارا عالم مراد ہے جو مرکز سے نزدیک ہو یا دور تو ہر حال میں اسی مرکز ہی سے اس کا تعلق قائم رہے گا۔ فرمایا ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حساب کے لیے جمع ہوں گے اس لئے انسان کو چاہیے کہ اس دن کے لیے تیار ہو جائے اور اس وقت کل آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہوں گے ایک فرقہ جنتی اور ایک فرقہ دوزخی تو اب تم سوچ لو کہ کس فرقہ میں شامل ہونا چاہتے ہو اور اس میں شامل ہونے کے لیے تمہیں کیا سامان کرنا چاہیے۔

ف۴: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تیرے ان مخالف اور موافق لوگوں کو ایمان داروں کا ایک گروہ بنا دیتا۔ اس کے ارادہ کو کوئی نہیں روک سکتا لیکن وہ قانون مجریہ سے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے یعنی اس کی رحمت میں داخل ہونے کا جو قانون ہے اس کے مطابق جو چلتا ہے اس پر اس کی رحمت ہوتی ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ ظالم ہے اور وہ اپنی سزا خود بھگتے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر مشیت تکوینی یوں ہی ہوتی تو سب ایک ہی دینی طریقے پر خلق کیے جاتے لیکن بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں سے یہ منظور نہ ہوا اب تمام لوگ مجبوراً ہدایت والے نہ ہوں گے بلکہ صرف وہی مخصوص گروہ ہدایت والا ہوگا جس پر مخصوص رحمت الٰہی بھی ہوگی اور منکرین و کافرین قیامت کے دن بے سہارا ہوں گے۔

تنبیہ: اس آیت میں ایک مشکل پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ لو شاء ماضی کا صیغہ ہے اور لو جہاں آتا ہے اس کی جزا منتفی ہوتی ہے اور اس کے منتفی ہونے سے شرط کا منتفی ہونا ثابت ہوتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کا مسلمان ہونا اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا بلکہ جن بعض کو رحمت سے حصہ دینا چاہا ان کو ایمان سے بہرور کر دیا۔ صوفیانہ مذاق میں تو اس کا (بقیہ صفحہ 947 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی نے تمہارے لئے

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ

تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا

يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ

وہی تم کو اس جہان میں ادھر ادھر پھیلاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا

الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

اور دیکھتا ہے ف۱ تمام آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ

وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے وہ ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ

جانتا ہے ف۲ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس بات نوح کو ہدایت

نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ

کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف حکم بھیجا ہے اور جس کی ابراہیم موسیٰ

اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ

اور عیسیٰ کو ہدایت کی تھی، یہ کہ دین الٰہی کو قائم رکھو

وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا

اور اس میں متفرق نہ ہو ف۳ جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو

تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

وہ ان مشرکوں پر ناگوار ہے اللہ جس کو چاہے گا اپنی کھینچ لے گا

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا

اور جو اس کی طرف جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھائے گا۔ ف۴ یہ لوگ جو بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا

آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضد سے ہوئے ہیں ف۵ اور اگر

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ

تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ لگ چکا ہوتا تو ان میں مدت کا فیصلہ

ف۱: اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں نہ صرف بنائیں بلکہ بیوی کو خاوند کی محتاج اور خاوند کو بیوی کا حاجت مند بنایا اور دونوں میں محبت پیدا کی تاکہ دونوں باہمی محبت اور سلوک سے رہیں لیس کمثلہ شیء اس جیسی کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں پس اس کی صفات کمال کو سن کر یہ مت خیال کرو کہ وہ فلاں کاریگر یا فلاں مشین مین یا مشین میکر کی طرح ہوگا نہیں حق یہ ہے کہ نہ تم اس کی ذات کو پہچان سکتے ہو اور نہ ہی اس کی صفات کو قیاس کر سکتے ہو ؎

دور بینان بارگاہ الست
جز ازیں پے بزدہ اند کہ ہست

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے سمندر میں بڑے بڑے پیراک بھی اس سے زیادہ نہیں جان سکے کہ "ہے" لیکن یہ بات کہ وہ کیسا ہے؟ ان کو بھی پتہ نہیں ملا اس کی صفات میں سے خاص صفات سمع بصر ہیں جو وہ بھی بے کیف ہیں یعنی ماننے اور کہنے کے قابل صرف اتنی بات ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ یہ اصل اصول ہے کہ صفات تنزیہہ کی کوئی چیز بھی پیش کی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ہم جنس، ہم نوع، ہم سر اور ہم وصف غرض کسی طرح بھی اس کی مثل نہیں ہو سکتی۔ کمثلہ میں ک زائدہ تاکیدی معنیٰ کے لیے ہے۔

ف۲: تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانوں کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہے وہ سب اس کے قانون قدرت کے تحت ہی ہوتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جس کو چاہتا ہے وہ رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وہ تنگ کر دیتا ہے یہ مت سمجھو کہ وہ بلا وجہ اور بغیر کسی حکمت کے ایسا کرتا ہے، نہیں بلکہ وہ باحکمت کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ ابھی ذکر ہو چکا ہے کہ زمین و آسمان تمام کائنات کا خالق حق تعالیٰ ہے اب ارشاد ہو رہا ہے کہ محض خالق و فاطر ہی نہیں بلکہ رازق، قادر اور حاکم و متصرف بھی وہی ہے اور اس کا علم کلیات تک محدود نہیں۔ کلیات و جزئیات ظاہر اور پوشیدہ یا سب پر یکساں حاوی ہے۔

تنبیہ: ہم دنیا میں قوانین الٰہیہ دو طرح کے پاتے ہیں، ایک وہ ہیں جن میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بلکہ ہم ان میں محض محکوم ہیں جن کے ماتحت ہماری حیوٰۃ و موت، مرض اور صحت وغیرہ بلکہ کل دنیا کا نظام ہے اس قسم کا نام "قانون قدرت" ہے اور دوسری قسم کے وہ قوانین ہیں جن پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے جیسے افعال شرعیہ صوم و صلوٰۃ اور اخلاق وغیرہ اس قسم کا نام "قوانین شرعیہ" ہے۔ پہلی قسم میں ہم انسان بلکہ جملہ مخلوق فرمانبردار ہیں تو دوسری میں مختار اسی لیے دوسری قسم کے متعلق ارشاد ہے مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے ان دو قسموں میں بہت امتیاز ہے اور ان میں بے امتیازی کرنے سے بہت غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۳: اس نے تمہارے جسمانی انتظامات کے علاوہ روحانی انظام بغرض ہدایت یہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں انبیاء کا سلسلہ قائم کیا ان کو بذریعہ وحی اپنے احکام سے اطلاع دیتا رہا گو وہ اپنے اپنے اوقات میں آئے اور مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں تعلیم دے گئے تاہم ان سب کا مدعا ایک ہی تھا۔ ولا تفرقوا فیہ یعنی وہ بھی اخلاص مندی سے عمل کرتے رہنا اور لوگوں کو بھی اخلاص فی العمل سکھانا، ہر وقت اشاعت توحید و سنت میں لگے رہنا اور کسی وقت غفلت نہ کرنا اور نہ ہی توحیدی مضامین میں اختلاف پیدا کر کے متفرق گروہ بننا بس یہی تمام احکام کی اصل ہے اس لئے اس کو مضبوط پکڑے رہنا۔ اس آیت میں ایک بڑے اہم مسئلہ وحدت دین کا بیان ہے دین اصل شروع سے بالکل ایک رہا ہے لیکن تفصیلات شریعت (بقیہ صفحہ 948 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
ہو چکا ف۱ ہوتا اور ان لوگوں کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث ہوئے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۴ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ
وہی اس تعلیم سے سخت شک میں ہیں ف۲ پس تو اس کی طرف بلاتا رہیو

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ
اور جیسا تجھے حکم ہے پختہ رہیو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریو اور کہیو

اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ
میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے

لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا
کہ میں تم لوگوں میں عدل کروں اللہ میرا اور تمہارا رب ہے ہمارے کام ہم کو

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ
اور تمہارے کام تم کو ہوں گے ہم میں اور میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں اللہ

يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ
ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کردے گا اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے ف۳ جو لوگ خدا کی خدائی

فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ
تسلیم ہونے کے بعد کٹ حجتیں کرتے ہیں ان کی حجتیں خدا کے پاس

دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ
ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے لئے

شَدِيْدٌ ۝۱۶ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
سخت عذاب ہے ف۴ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے اور اسی

وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
نے میزان عدل نازل کی ہے تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید

قَرِيْبٌ ۝۱۷ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ
قریب ہو ف۵ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا
جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ

ایمان نہیں رکھتے جس طرح کہ ان پر ایمان رکھنے کا حق ہے۔ اس کی مثال آج کل کے مسلمانوں میں بھی ملتی ہے جو قرآن مجید کی اصلی تعلیم تو حید و سنت سے متنفر اور شرک و بدعت میں راغب ہیں۔ جب ان کو اصلی تعلیم سنائی جاتی ہے تو اعراض کرتے ہیں اور سنانے والے کو برے بھلے خطابوں سے یاد کرتے ہیں۔ ہماری اس توجیہ میں منہ کی ضمیر کا مرجع کہیں دور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہی الکتاب ہے جو اورثوا الکتب میں مذکور ہے اس توجیہ میں ان کی تحقیر اور تذلیل زیادہ ہے۔

ف۳: یعنی تمہارے حق میں انصاف کو ملحوظ رکھوں اور تمہارے اوپر اس سے زائد بار نہ ڈالوں جتنے کا شریعت نے تمہیں مکلف کیا ہے اور ہر حال میں تمہارے معاملہ میں عدل سے کام لیتا رہوں۔ (معالم۔ ابن کثیر) لنا اعمالنا یہ ہدایت ایسے موقع کے لیے ہے جب مناظرہ ختم ہو جائے پھر بھی قبول حق کی توقع نہ ہو۔

ف۴: ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مؤمنوں سے ان کے ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم قبول کر لینے کی وجہ سے جھگڑتے ہیں تاکہ ان کو ہدایت سے روکیں اور طمع رکھتے ہیں کہ وہ جاہلیت اور کفر پر دوبارہ پلٹ آئیں اور قتادہؒ نے کہا کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں جو مومنوں کو کہتے ہیں کہ ہمارا دین تمہارے دین سے اچھا ہے اور ہمارا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے ہے اور ہم تم سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہیں اور وہ اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ فی اللہ یعنی اللہ کے دین و شریعت کے بارے میں اس قدر ظاہر اور واضح حق کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑتے یا ماننے والوں سے الجھتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سخت عذاب کے مستوجب ہیں۔

ف۵: میزان عدل ہی ایسی چیز ہے کہ دنیا کو اخلاق حسنہ سے آراستہ و پیراستہ کر سکتی ہے وہ کیا ہے؟ سنو اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ہر کام میں عدل و انصاف کیا کرو عدل ہی تم کو بہت جلد تقویٰ کی منزل کے قریب لے جائے گا۔ پس یہ یقین رکھو کہ جس اللہ نے یہ کتاب اور یہ میزان اتارے ہیں وہی اس کی اشاعت کا ذمہ دار ہے تمہارے فکر سے کیا بنتا ہے۔ میزان کے معنی عدل کے بھی لیے گئے ہیں اور شریعت کے بھی مقصد دونوں کا ایک ہی ہے۔ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے علم غیب کلی کا اثبات جس کا دعویٰ آج کے دور کے بعض عالم نما جاہلوں نے کیا ہے ایک بدیہی البطلان دعویٰ ہے قرآن مجید نے جہاں اس کی اور کئی طریقوں سے صراحت کی ہے وہاں آپ کی ذات سے وقت قیامت کے علم کی نفی بھی بار بار کی ہے۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزیہ ہی ہوتی ہے۔

ف۱: یعنی علم الٰہی میں اگر یہ مقدر نہ ہوتا کہ ان مخالفوں کے فیصلے کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے تو ان میں کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی سچوں اور جھوٹوں میں امتیازی نشان قائم کیا جاتا مگر ایسا نہ کرنے میں مصلحت الٰہی ہے۔ کلمة سبقت من ربك وہ طے شدہ بات یہی ہے کہ پورا عذاب آخرت میں ہوگا یہ آیت مومنین کی تسلی کے لیے ہے کہ مجرم جواب تک بچے ہوئے ہیں یہ اپنے کسی ذاتحق کی بنا پر نہیں بلکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تکوینی حکمتوں اور مصلحتوں سے ان کی سزا کو دار العمل میں نہیں بلکہ دار الجزاء کے لیے ملتوی رکھا ہے۔

ف۲: یعنی رسول اللہ ﷺ کے معاصر اہل کتاب لفی شك منه مریب یعنی اپنے ہی دین اور اپنی ہی کتابوں کی حقیقت کی طرف سے شک و شبہ تردد و تذبذب میں مبتلا ہیں اور ان پر اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَقِّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ
ضرور ہوگی۔ سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں،
لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ
وہ دور گمراہی میں ہیں ف۱ خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جس کو چاہتا
مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ
ہے رزق دیتا ہے اور وہ بڑا زور آور غالب ہے ف۲ جو کوئی
يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ
آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں۔ اور جو کوئی
كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي
صرف دنیا کی کھیتی چاہتے ہیں ہم ان کو بھی دیتے ہیں۔ مگر آخرت
الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا
میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ف۳ کیا ان لوگوں کے شریک ہیں جنھوں نے
لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ
ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی ہے جن کی بات خدا نے حکم نہیں بھیجا۔ اگر فیصلہ
الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ
کا حکم نہ ہوا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا اور ظالموں کو سخت
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا
دکھ کا عذاب ہوگا ف۴ تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے سے ڈریں گے
كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اور وہ ان پر ضرور آن پڑے گا اور جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک
الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ
کام کئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے باغوں میں ہوں گے ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ
ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے۔ ف۵ یہی نعمت ہے
يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ
جس کی اللہ اپنے ایماندار، نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے۔

ف۱: جو لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں شب و روز ان کا یہی تقاضا ہے کہ کب ہوگی اور یہ بھی اس کے خوف سے نہیں بلکہ صرف ٹھٹھہ اور مذاق کی وجہ سے کرتے ہیں۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے وہ تو اس کے یقینی وقوع سے اور اپنے اعمال کی کوتاہیوں پر نظر کر کے ہمیشہ اس سے عقلاً خائف ہی رہتے ہیں۔

ف۲: اے نبی ﷺ ہماری قدرت کا غلبہ صرف بندوں کو قہور اور مظلوم بنانے کے لیے نہیں بلکہ باقاعدہ اپنی قدرت کے ماتحت چلانے کا ہے، یعنی حق تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے مصالح خفی و منافع بعید سے خوب واقف ہے وہی حسب مصالح تکوینی جس کو جس قدر چاہتا ہے روزی دیتا ہے، رزق کی افراط و تفریط، زر و مال کی کثرت یا افلاس یہ سب انتظامی امور ہیں اور انہیں کسی کے حق و باطل پر قائم ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔

ف۳: غرض اس سخت ضرورت کے وقت وہ بے نصیب رہے گا ان لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں کہ جو چیز بوقت ضرورت کام آئے وہ اچھی ہے یا جو ضائع جو اکارت جائے وہ اچھی؟ مطلب یہ کہ طلب کے قابل صرف آخرت ہے دنیا اس میں ضمناً خود ہی آ جائے گی۔ نہ کہ دنیا کہ وہ حسب تمنا نصیب نہیں ہو پاتی اور اس میں پڑنے سے آخرت سے بالکل پشیمان ہی ہو جاتا ہے جس کا صحیح نظر تمام تر دنیا ہی ہے اس کی کسی سعی و تدبیر کا آخرت سے کوئی تعلق ہی نہیں اور ایسے شخص سے ظاہر ہے کہ ایمان تک مفقود ہوگا۔ اہل ایمان اس کے برعکس نہ دنیا کو سرے سے ترک کر دیتے ہیں نہ اسے اپنا مطمح نظر بنائے رکھتے ہیں بلکہ دنیا کو آخرت کا ذریعہ بناتے ہیں اور جو شخص دنیا کے واسطے محنت کرے اور قسمت کے مطابق اس کو ملے تو پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۸)

ف۴: اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ توحید اختیار کرو مگر یہ اس کے برعکس شرک اختیار کریں، اللہ تعالیٰ فرمائے کہ نیک اعمال کرو مگر یہ دس کے برعکس بداعمالیاں کریں اگر فیصلے کا حکم پہلے صادر نہ ہوا ہوتا کہ حقیقی فیصلہ قیامت کے روز ہوگا تو اسی دنیا میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا اور فرمانبرداری کرنے والوں اور نافرمانی کرنے والوں میں امتیازی نشان لگایا جاتا۔ ظالمین سے مراد یہاں بھی قرآن مجید کے اکثر مقامات کی طرح کافروں کے معنی میں ہے۔

ف۵: دنیا میں ہیبت حق سے اہل ایمان ڈرتے رہتے ہیں اور منکر و کافر آخرت کی طرف سے بے فکر رہتے ہیں اور آخرت میں جب احوال کا مشاہدہ ہوگا تو یہ ترتیب الٹ جائے گی اور مومنین کے چہرہ پر اطمینان و بشاشت کے انوار ہوں گے اور کافروں منکروں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی۔ جنات کو صیغہ جمع میں اس لیے لائے کہ بہشت کے مختلف طبقات اور درجات ہیں اور ہر ہر طبقہ خود ایک بہشت ہے، پھر ہر طبقہ کے اندر بہت سے باغات ہیں اور ہر کوئی اپنے اپنے درجہ و مرتبہ کے مطابق کوئی کہیں ہوگا اور کوئی کہیں اور جنت میں وہ جو کچھ بھی چاہیں گے اپنے پروردگار کے ہاں حاصل کر لیں گے۔ ان چند الفاظ کے اندر اہل جنت کے لیے ہر ممکن لذت و راحت و آسائش کی بشارت آ گئی۔ امام رازیؒ نے کہا کہ انعامات جنت ختم نہ ہوں گے کیونکہ انسان کی خواہشیں کسی منزل و مقام پر بھی پہنچ کر رک نہیں جاتیں وہ تو اس کے بعد کا بھی مزید درجہ چاہا ہی کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس درجہ کی کہنہ ماہیت تک حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکتا۔ ذالك هو الفضل الكبير متکلمین نے اس سے یہ نکالا ہے کہ آخرت میں جو کچھ بھی انعامات حاصل ہوں گے وہ اگرچہ عمل ہی پر مرتب ہوں گے تاہم بطریق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ

تو کہہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر رشتہ داری کی محبت

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے اللہ بڑا

غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ

بخشنے والا قبول کرنے والا ہے۔ ف کیا یہ کہتے ہیں اس نے اللہ پر افترا لگایا ہے

فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ

اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اور باطل کو مٹا دے اور خدا اپنے احکام سے

الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

ثابت رکھا کرتا ہے وہ سینوں کے بھیدوں سے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

بھی واقف ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا

اور ان کی برائیاں معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو

تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس کو جانتا ہے ف اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے

الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

ہیں خدا ان کو قبول کرتا ہے اور خدا ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے اور کافروں کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

سخت عذاب ہے ف اگر اللہ اپنے بندوں پر رزق فراخ کردے تو

لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ

زمین میں بغاوت کریں مگر وہ اندازہ کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے

اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے۔ ف وہی خدا ہے جو

الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ

لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔ وہی

منزل ۶

بلکہ صرف بطریق فضل ہوں گے اور یہ اللہ کے ذمہ واجب نہیں ہے بلکہ بطور فضل اور اسکی مہربانی سے حاصل ہوگا۔

.....

ف: اے نبی! تو ان کو کہہ میں تو صرف نیک نیتی اور تمہاری اصلاح کی غرض سے تم کو تبلیغ کرتا ہوں اور میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر میرے ساتھ رشتہ داری کے تعلقات اور قرابت داری کی محبت کا تو لحاظ کرو بالکل دشمن ہی نہ بن جاؤ۔ بعض علماء نے مودۃ فی القربیٰ سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کیا ہے کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کے ساتھ محبت کرو کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم امت پر لازم و واجب اور جزو ایمان ہے اور ان سے محبت رکھنا حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی محبت پر متفرع ہے لیکن آیت ہذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ حضورؐ کی شان رفیع کے مناسب معلوم نہیں ہوتا اور یہاں یہ معانی کرنا غلط ہے کیونکہ اس آیت کو عربی قاعدہ اور قرآن مجید کی اصطلاح میں دیکھا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے القربیٰ مصدر ہے بمعنی قرابت اسی لیے اس پر ذو اور ذا مضاف کی صورت میں آتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے ات ذا القربی حقہ قرابت داروں کو ان کے حقوق دیا کرو اس قربیٰ کے استعمال میں مامور کی قرابت کا ضرور لحاظ ہوتا ہے مثلاً یہ جو حکم ہے کہ ات ذا القربی حقہ اس میں قرابت سے مراد وہی قرابت ہے جس کا تعلق مخاطب سے ہے ایسی قرابت مراد نہیں ہوسکتی جس سے مخاطب بالکل بے تعلق ہو مثلاً ہم اپنی زبان میں بطور وعظ کہیں مسلمانو! قرابت داروں کے حقوق ادا کیا کرو تو مراد اس سے یہی ہوگی کہ مخاطبو! اپنے قرابت داروں سے سلوک کیا کرو یہ نہیں کہ واعظ قرابت داروں کے حقوق ادا کیا کرو ایسا کہنا قطع نظر خود غرضی کے کچھ موزوں بھی نہیں پس معنی آیت موصوفہ کے وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کیے ہیں ان معانی کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار کی مذمت ان لفظوں میں کی گئی ہے لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً یعنی یہ کفار مومن کے حق میں نہ رشتہ کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ وعدہ کا تو ایسے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ میں تم کفار سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ ہاں اتنا تو ضرور کہتا ہوں کہ اور کچھ نہیں میرے اور اپنے رشتہ کے تعلق کا لحاظ تو ضرور رکھو اور ان معانی کے لحاظ سے الا المودۃ فی القربیٰ مستثنیٰ منقطع ہی ہوگا جیسے ان معانی سے بھی منقطع ہے۔ واللہ اعلم

عرب میں حقوق قرابت کی پاسداری اور زیادہ بڑھی ہوئی تھی یہ انہیں کے جذبات شرافت سے اپیل ہے کہ اور کچھ نہ سہی تو عزیز داری کا خیال کر کے ہی میرے اوپر ظلم و زیادتی سے باز رہو۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عباسؓ کی روایت سے ایسے ہی معنی بیان ہوئے ہیں فی القربیٰ میں فی سبیل کے مترادف ہے۔ مودۃ فی القربیٰ کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد ایمان مطلوب ہی نہیں بلکہ یہ تو ایمان ہی کا تدریج و لطافت کے ساتھ طریق موصل بتایا ہے۔

تنبیہ: نزد لہ فیھا حسناً یعنی اس کی نیکی بعض دفعہ مزید نیکی کا سبب بن جاتی ہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے وہ کسی کی نیکی خواہ ذرے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اس کو ضائع نہیں کرتا اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔ چنانچہ مسلم مطیع سے جب لغزش ہو جاتی ہے تو رب غفورا سے آسانی سے معاف کر دیتا ہے اور جب وہ نیکی کرتا ہے تو رب شکورا سے اجر بھی (بقیہ صفحہ 948 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

والی اور محمود ہے اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا

الْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰى

پیدا کرنا ہے اور جو جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں اور جب چاہے گا

جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ

ان کو جمع کرلے گا ف اور جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی ہے

مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾

یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے اور بہت سے قصور معاف بھی کر دیتا ہے ف

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اور تم خدا کو زمین میں عاجز نہیں کرسکتے ہو اور نہ اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ

تمہارا کوئی والی ہے اور نہ کوئی حمایتی اور ٹیلوں جیسے بڑے جہاز پانی پر

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

تیرتے ہیں اس کے نشانات میں سے ہیں۔ اگر خدا چاہے تو ہوا کو ٹھہرا لے پھر وہ

رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

جہاز سمندر میں کھڑے رہ جائیں بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس میں

شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ

بڑے نشان ہیں ف یا ان کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کردے اور بہت سے

كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا

گناہوں سے درگذر کر دے اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہوجائے گا

لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ

کہ ان کو کہیں بھی پناہ نہیں۔ ف جو کچھ تم کو ملا ہے یہ دنیا کی زندگی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور دیرپا ہے ان

اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

لوگوں کے لئے جو اللہ پر ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں

ع ۴

ا: فیھما من دابۃ سے یہ لازم نہیں آتا کہ دو جگہیں علیحدہ علیحدہ مراد ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ صرف دونوں کا مجموعہ مراد ہو اور وجود حیوانات کا اثبات صرف دونوں جگہ کے مجموعہ کے لیے ہو اگر آسمانوں کو بھی حیوانات کے ٹھہرنے کی جگہ مانا جائے تو جنت میں تو آخر حیوانات ہیں ہی اگر دبۃ مجازاً بمعنی مطلق ذی روح لیا جائے تب ہر آسمان پر ملائکہ کا ذی روح ہونا ظاہر ہے اور ستاروں میں حیوانی آبادی اگر کسی قوی دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس آیت کے معنی پر مزید روشنی پڑ جائے گی۔

ف: جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی ہے خواہ وہ بدنی ہو یا روحانی تو یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے کبھی تو شرعی اعمال میں تم سے غلطی ہوتی ہے اور کبھی تم قدرتی قانون کے خلاف کرتے ہو مثلاً شراب نوشی اور زناکاری دو فعل ہیں دونوں شرعی گناہ ہیں مگر ساتھ ہی اس کے قدرتی قانون کی خلاف ورزی بھی ہے اس لیے اس جرم پر دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں شرعی اور قدرتی' شرعی سزا تو وہ ہے جو حاکم وقت کی طرف سے ملے یا آخرت میں ملے گی قدرتی سزا یہ ہے کہ اس بدپرہیزی سے آتشک ہو جاتا ہے یا جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ خراب ہو جاتے ہیں تو یہ تکلیف قدرتی قانون کے ماتحت ہوتی ہے اس کے دینے والا کوئی دنیاوی قانون یا بادشاہ نہیں جو بے خبری یا عدم ثبوت کی وجہ سے سزا نہ دے سکے بلکہ قانون قدرت ہے جو ہر چیز کے اندر حکمران ہے اس لیے وہ اپنا حکم فوراً جاری کرتا ہے اور بہت سے قصور جو تم خلاف شریعت اور قانون قدرت کی خلاف ورزی میں کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ یعنی بعض بے اعتدالیاں بھی تم سے ہو جاتی ہیں جن کی تلافی کا سامان اس نے محض اپنی قدرت سے مہیا کر رکھا ہے لیکن پھر بھی تم لوگ اس کے ہو کر نہیں رہتے بلکہ اس کے قوانین کی مخالفت کرتے ہو۔ اس آیت میں خطاب عاقل بالغ اہل ذنوب سے ہے بچے اور مجنون اس سے خارج ہیں بعض نعمتیں جو صرف صورۃً ہی مصیبتیں ہیں وہ درحقیقت عیش کا زینہ ہیں' ان پر مصیبت کا اطلاق ہی نہ ہوگا۔ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ سے مراد کثیر من الناس بھی ہوسکتی ہے یعنی گرفت ہر بندہ پر نہیں کرتا بہت سے بندوں کو بغیر پکڑ اور مواخذہ کے بھی چھوڑ دیتا ہے۔

ف: جس سیاق میں ان اونچے اونچے جہازوں کا ذکر آیا ہے اس سے اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جہاز رانی اور جہاز سازی اسلام کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکے اور پانی کو ایسا بنایا کہ وہ لکڑی کو اٹھائے لوہے کو ایسا بنایا کہ لکڑی کا وزن ٹھیک رکھے اور سب سے بالاتر ہوا کو ایسا بنایا کہ تمام کو دھکیل کر لے جائے' یہ نہ سمجھیں کہ یہ چیزیں اپنا فعل کرنے میں خودمختار ہیں' یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ آج کل جہاز ہوا سے نہیں چلتے بلکہ انجن کی طاقت سے چلتے ہیں پھر ہوا کے رکنے سے ان پر کیا اثر؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجن کی بھاپ بھی ہوا ہی ہوتی ہے اور قرآن مجید میں الریح کا لفظ اس ہوا کو بھی شامل ہے۔ دریائی سفر میں موافق اور ناموافق دونوں قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے اس لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور ناموافق حالات پر صبر کرتا ہو۔ بندہ کے لیے زندگی بھر میں دو ہی حالتیں ممکن ہیں یا غم و پشیمانی کی اور یا مسرت و راحت کی مومن پہلی صورت میں صبر و تسلیم سے کام لیتا ہے اور دوسری صورت میں شکرگزاری سے اور یہ دونوں صورتیں حق تعالیٰ سے وابستہ رہنے ہی کی ہیں۔ وہ بہرحال حق تعالیٰ سے غفلت کا مجرم کسی صورت میں بھی نہیں ہوتا۔

ف: جس طرح چھوٹے بڑے جہازوں کو چلتے چلاتے اور متحرک رکھنا اس کی قدرت عظمت و صفت کی ایک دلیل ہے اسی طرح یہ بھی اس کی مشیت و قدرت (بقیہ صفحہ 948 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور جب وہ خفا ہوتے ہیں فوراً بخش دیتے ہیں ف۱

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ

اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے کام آپس کے

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

مشورہ سے ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں ف۲ اور وہ لوگ

اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ

کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لے لیتے ہیں ف۳ برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى

برائی جتنا ہے جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ

اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

کے پاس ہے یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا ف۴ جو اپنی مظلومی کے بعد

ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ

بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں البتہ الزام ان لوگوں

عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ

فساد پھیلاتے ہیں انہی لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے ف۵ جو کوئی صبر کرے

وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ

اور بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ف۶ ہے اور جس کو خدا گمراہ

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ

کردے اس کے لئے اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں ف۷ یہ ظالم جب عذاب الٰہی

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ

دیکھیں گے تو تو ان کو دیکھے گا کہیں گے کیا لوٹنے کی کوئی

سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ

راہ ہے؟ اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تو ان کو

منزل ۵

ف۱: فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا صرف دنیا کی زندگی کا سامان ہے اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ سفر میں چند آدمی جا رہے ہیں کوئی ریل پر ہے کوئی گھوڑا گاڑی پر کوئی موٹر پر کوئی بیل گاڑی پر اور کوئی پیدل مگر منزل مقصود پر پہنچ کر سب برابر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مختلف مراتب کے انسان اس سطح دنیا پر تو امتیاز رکھتے ہیں یہ امتیازات سب موت کے کنارے تک ہیں اس کے بعد انسانی حیثیت میں سب برابر اور اعمال میں مختلف ہیں حیات دنیا کے ساتھ متاع کا لفظ اس کی ذلت و حقارت کے لیے ہے۔ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کبائر وہ ہیں جن کے بارہ میں قرآن شریف اور حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے اور خواہش وہ گناہ ہیں جن کی برائی بہت زیادہ ہے یا وہ جو شرمگاہ کے متعلق ہیں۔ یعنی ان کی عادت ہے کہ غصہ کے وقت قصور معاف کر دیتے اور درگزر کرتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی جان کے لیے بدلہ نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کے محرمات کی بے حرمتی کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ بڑے چھوٹے سارے گناہوں سے ہمیشہ بچے رہنا صالحین غیر معصوم کے لیے بھی ممکن نہیں۔ اس لیے بشریت کی اس کمزوری کی رعایت سے ممدوحین تک کے لیے یہ قید لگا دی کہ وہ وہ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔ اسی طرح موقع مدح و تحسین پر ہی یہ ارشاد نہیں ہوتا کہ صالحین و ابرار کو غصہ سرے سے آتا ہی نہیں اور غصہ کا اپنے موقع و محل پر نہ آنا حکم کی دلیل نہیں بلکہ یہ جبن و بے حمیتی کی دلیل ہے اور یہ کمال نہیں نقص ہے اور یہ ہنر نہیں عیب ہے۔ کمال اور ہنر صرف یہ ہے کہ بندہ کو جب بے محل و بے جا غصہ آ جائے تو اس کے تقاضے پر عمل نہ کرے بلکہ اپنی طبیعت کو قابو میں رکھے امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ کبائر الاثم سے مراد غالباً اعتقادی گناہوں سے ہے اور فواحش سے مراد غالباً ان گناہوں سے ہے جن کا تعلق بے حیائی اور شہوانیت سے ہے۔

ف۲: اور ان کے ذاتی خصوصاً قومی اور سیاسی کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی انسان عقل کل نہیں اس لیے خودرائی سے کام کرنے میں غلطی کا ہونا بہت زیادہ قریب اور آسان ہے بہ نسبت مشورہ کے اسی لیے یہ لوگ مشورہ سے کام کرتے ہیں اگرچہ ان کا یہ کام دنیاوی ہوتا ہم چونکہ شرعی حکم کے ماتحت کرتے ہیں اس لیے اجر کے مستحق ہوتے ہیں اور باہمی مشورہ کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ شوریٰ کا ذکر نماز و زکوٰۃ کے ساتھ فرمایا گیا اجتماعی صورت میں اس حکم کی تعمیل کی صورت یہ ہے کہ حکومت حکومت شوریٰ ہو جیسی کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی مسلمانوں کے دو گروہوں (سنی اور شیعہ) میں یہ ایک مسئلہ عرصہ سے متنازع چلا آ رہا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کے خلفاء ثلاثہ خلفائے راشدین تھے یا غاصبین؟ سنی ان کو راشدین یعنی مستحق خلافت جانتے اور مانتے ہیں اور شیعہ ان کو غاصب یہ اختلاف درحقیقت ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے یعنی نصب خلیفہ کا طریق کیا ہے؟ شیعہ کہتے ہیں کہ نصب خلیفہ کا طریق نص ہے یعنی رسول اللہ ﷺ خود خلیفہ مقرر کریں۔ اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اپنا جانشین مقرر کرے چونکہ بقول شیعہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا پس وہ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو ہٹا کر قبضہ کیا وہ غاصب ٹھہرے اور اہل سنت کہتے ہیں انتخاب کا طریق وہی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے فرمان الٰہی ہے کہ مسلمانوں کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں امرھم شوریٰ بینھم۔ سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیاسیات میں جمہوریت اور مشورہ سے کام کرنا سکھایا ہے یہی مطلب فریقین کے مسلمہ بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے موصوف کے خطبے اور خطوط ایک کتاب کی صورت میں جمع کیے ہوئے ہیں جس کا نام نہج البلاغۃ ہے یہ کتاب شیعہ (بقیہ صفحہ 948 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِيْنَ
ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا۔ نیچی نگاہ سے دیکھیں گے ف۱ جو لوگ
اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ
ایماندار ہوں گے وہ کہیں گے کہ خسارہ والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو
اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ
اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا۔ سنو یہ ظالم لوگ ضرور
عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ
دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا
يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
جو ان کی مدد کرے اور جس کو خدا ہی گمراہ کردے
فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ
اس کے لئے کوئی صورت نہیں۔ ف۲ اپنے رب کی تعلیم کو مانو اس سے پہلے
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ
کہ وہ قیامت کا دن آئے جو خدا کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس روز
مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ
تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا ف۳ پھر اگر
اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ
یہ لوگ روگردان ہوں تو ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا تیرے ذمہ
اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً
صرف پہنچانا ہے اور جب انسان کو اپنی رحمت سے مزا چکھاتے ہیں
فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی
فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
تکلیف پہنچتی ہے تو انسان بڑا ناشکرا ہوجاتا ہے۔ ف۴ آسمانوں اور زمینوں کی حکومت
الْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا
خدا کے قبضے میں ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہی جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے

ف۱: جس طرح ایک مجرم دی جانے والی سزا سے نظریں بچانے کی کوشش کرتا ہے وہی حال ان لوگوں کا ہوگا وہ جہنم کو دیکھنے سے نظریں چرائیں گے۔ یہ ان مجرموں کی ذلت اور بے بسی کی تصویر ہے۔

ف۲: اس روز اہل ایمان برملا کہیں گے کہ اصل خسارہ دنیا کا خسارہ نہ تھا بلکہ آخرت کا خسارہ ہے لہٰذا جن لوگوں نے آخرت کو نظر انداز کر رکھا تھا وہ آج ابدی خسارہ سے دوچار ہیں نیز ان کے اہل وعیال بھی جن کی انہوں نے غلط رہنمائی کی تھی اور وہ ان کے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے تھے۔

ایسے ظالم جو عذاب ابدی کے مستحق ہیں ظاہر ہے کہ صرف کافر ومشرک ہی ہو سکتے ہیں ورنہ جو کسی درجہ میں بھی مومن ہوگا وہ بہرحال آخر کار جنتی ضرور ہو جائے گا ﴿اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ﴾ (الشوریٰ: ۴۵) یہ مومنوں کی کلام کا تتمہ ہے۔

ف۳: اس آیت میں مشرکوں کا رد ہے جو اولیاء بزرگوں کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے مددگار ہیں سختی اور مصیبت کے وقت کام آئیں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں گے اور اس آرزو پر ان کی طرح طرح سے عبادت کرتے ہیں یہ اعتقاد سراسر گمراہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لا سکے۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کردے یعنی اپنی جناب سے دھتکار دے تو اس کے لیے بہتری کی کوئی صورت نہیں مگر رب رحیم کسی بندے کو یونہی نہیں دھتکارتا یا گمراہ کرتا بلکہ یہ گمراہی ایسے لوگوں کی شرارتوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایسی شرارتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کرے تو اس کی ہدایت کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوگا کہاں سے جبکہ خیر وبرکت کے تمام راستے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جو اس کی خفگی کی وجہ سے بند ہو گئے اب خیر آئے تو کہاں سے آئے۔ یا یہ اضلال ان لوگوں کے عدم تلاش حق کی پاداش میں ہوگا اور اضلال کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب ہمیشہ تکوینی ہی حیثیت سے بطور مسبب الاسباب کے ہوگی۔ پس اس میں سوچو اور غور وفکر کرو۔

ف۴: یوم لا مرد لہ یعنی دنیا میں تو عذاب کا ہٹ جانا ممکن بھی ہے۔ لیکن وہاں مہلت وتوقف کی کوئی صورت ہی نہ ہوگی و ما لکم من نکیر. امام ابن کثیر نے یوں معنی کیا ہے کہ کوئی موقع ایسا نہ ملے گا جو تم پہچانے نہ جاؤ۔ صاحب فتح البیان نے لکھا ہے یعنی تم کو انکار نہ ہوگا بلکہ اقرار کرو گے اپنے گناہوں کا اس لیے کہ وہ تمہارے اعمال نامہ میں لکھے ہوں گے اور تمہارے اعضاء تم پر گناہوں کی گواہی دیں گے شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں غرض اس روز تم سب لوگ بالکل بے چارے اور بے یارومددگار ہو گے اور تمہاری کوئی بھی حفاظت یا حمایت کرنے والا نہ ہوگا۔

ف۵: فرح بھا. یعنی بجائے اس کے کہ منعم کی جانب منسوب کر کے اس کی شکرگزاری میں لگ جائے یہ اسے اپنی جانب منسوب کر کے بے جا طور پر اترانے لگتا ہے۔ فان الانسان کفور. جہاں جہاں اپنی کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی تو پھر تمام نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکرا بن جاتا ہے کہ کبھی اس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی تو یہ انسان اپنی حد پر قائم نہیں رہتا۔ البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں بھی اس کے انعامات واحسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ

جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے

اِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدر والا ہے۔ ف

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ

کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ کلام کرے مگر الہام سے یا

وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ

پس پردہ قاصد بھیجے پھر وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا

مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

چاہے اس رسول کی طرف وحی پہنچائے بے شک وہ بہت بلند رتبہ اور حکیم ہے ف اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے

اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ

حکم سے روح بھیجی ہے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان

وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ

جانتا تھا لیکن ہم نے اس کو نور بنایا۔ اس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے

نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾

جسے چاہیں گے ہدایت کریں گے اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے ف

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

یعنی اس اللہ کی راہ آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی

الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

ملک ہیں سنو! تمام امور اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں ف

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۸۹ رکوعاتہا ۷

سورۃ الزخرف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا

میں رحمٰن رحیم ہوں۔ مجھے اس واضح کتاب کی قسم ہے ہم ہی نے اس کو عربی زبان میں بنایا ہے

ف: یعنی آسمان زمین کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کا اختیار ہے اور جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے کسی کو صرف بیٹیاں بخشتا ہے جیسے لوط علیہ السلام اور کسی کو فقط بیٹے عطا کرتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی سب اولاد بیٹے ہی تھے بیٹی نہیں ہوئی اور بعض کو دونوں قسم کی اولاد عطا کرتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے جیسے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولاد دینا یا نہ دینا خاص اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے جو لوگ کسی نبی یا ولی یا بزرگ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کو بھی اولاد دینے کا اختیار ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والے مشرک اور گمراہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اس کی قوت تخلیق بھی غیر محدود ہے جس کو جب اور جس طرح چاہے پیدا کرے۔

اس آیت میں عام قدرت الٰہی کا بیان ہے کسی خاص واقعہ کی تعیین مراد نہیں۔

ف: یہاں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے کہ عام فطری قوائے بشری اس قابل ہی نہیں کہ حق تعالیٰ سے براہ راست اور بالمشافہ کلام کرے مخاطبت کے ممکن طریقے صرف تین ہیں۔ (۱) بطریق وحی یعنی بلاواسطہ مدرکات طبعی قلب میں کوئی بات ڈال دی جائے۔ (۲) بواسطہ حجاب کچھ کلام کیا جائے حجاب کا تعلق تجلی حق سے نہیں ضعف ادراک سے ہے اور حجاب وہ عظمت ہے جو مشاہدہ تجلیات سے بشر کو روک دیتا ہے ذات حق محجوب نہیں اور یہ حجاب کوئی جسم مائل نہیں اور نہ یہ حجاب حق تعالیٰ کے نور وذات کو مخفی کر سکتا ہے بلکہ اس حجاب کی حقیقت بشر کا ضعف ادراک ہے جس سے باوجود کمال ظہور نور ذات کے یہ ادراک سے قاصر ہے۔ (۳) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ سے بشر کو وحی بھیج دی جاتی ہے اس وحی کے مخاطب حضرات انبیاء تو قطعی ہوتے ہیں اور غیر انبیاء کے لیے بھی اس کی گنجائش ہے جیسا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں قرآن مجید ہی سے ثابت ہے۔ یہ منکرین ومشرکین جو خود مخاطبہ الٰہی کی تمنا میں ہیں ان کا ظرف ان میں سے کسی طریق کے بھی قابل نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کی توضیح یوں فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بالمشافہ کلام کرے مگر براہ راست' بلاواسطہ القاء اور الہام کے یا دوسری صورت ہے کہ پس پردہ وہ انسان کسی کلام کو تو اپنے کانوں سے سنے مگر متکلم کو نہ دیکھ سکے یا تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو قاصد بنا کر بھیجے پھر وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے اس بشر رسول کی طرف وحی پہنچائے یعنی جبرائیل فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیاء کرام تک پہنچاتا رہا ہے اور عام طریق رسالت یہی ہے۔ پس یہ تین صورتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کسی انسان کو وحی اور الہام یا القاء کرتا ہے اور خواب میں کسی امر کا معلوم ہو جانا پہلی قسم میں داخل ہے اس کے سوا یہ خیال کہ کوئی بشر خدا سے بالمشافہ ہم کلام ہو سکے محال ہے۔ وہ حکیم ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جسے کوئی شخص پورا نہیں پا سکتا اس لیے جو کچھ تمہیں بتایا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور سنے سنائے توہمات میں نہ پڑو۔ صاحب تفسیر عثمانی یوں لکھتے ہیں کہ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قویٰ کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ رب قدوس اس دنیا میں اس کے سامنے ہو کر بالمشافہ کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے اس لیے اس کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں (۱) بلاواسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے یعنی نبی کی قوت سامعہ کلام کے سننے سے لطف اندوز ہو مگر اس حالت میں کہ آنکھیں دیکھ نہ سکیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں پیش آیا۔ (۲) بواسطہ فرشتہ حق تعالیٰ کلام فرمائیں مگر (بقیہ صفحہ 950 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ

تاکہ تم سمجھو ف۱ اور وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں بڑا بلند قدر

لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا

باحکمت ہے ف۲ تو پھر ہم نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس وجہ سے

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝۵ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ

کہ تم بے ہودہ لوگ ہو ف۳ اور کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں

فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝۶ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

میں بھیجے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ لوگ اس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

استہزاء کرتے رہے ف۴ پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور لوگوں کو ہلاک کیا اور

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

پہلے لوگوں کے افسانے چل پڑے ف۵ اور اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹ الَّذِيْ

نے پیدا کئے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے۔ جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا

تم لوگوں کے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ

تاکہ تم ہدایت پاؤ وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے

بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۱

پھر اس کے ساتھ وہ خشک مقام کو تازہ کردیتا ہے اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے ف۶

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

اور جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لئے کشتیاں

الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝۱۲ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ

اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو ف۷ تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی

ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ

پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور

ف۱: تاکہ تم سمجھو اور مطلب پاؤ اس لیے کہ اگر یہ آسمانی کتاب کسی اور غیر عربی زبان میں ہوتی تو تم عذر کرتے لوجی اچھی کتاب ہے جو مخاطبوں کی زبان میں نہیں ﴿لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ﴾ (فصلت: ۴۴) پھر ہم سمجھیں کیا اور اس سے پائیں کیا اس لیے اس کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ اس کے مخاطبین میں سے اوّل طبقہ اس کو سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکے دوسروں کو جس زبان میں سمجھاؤ گے قرآن میں تبدیلی نہ آئے گی کیونکہ قرآن تو ایسی کتاب ہے جو لفظوں اور زبانوں کے تغیرات سے متغیر نہیں ہوتی۔ وکلام عرب میں تاکید و زور کلام کے موقع پر قسم لانے کا عام دستور ہے۔ جعلنٰہ میں ہ ضمیر ظاہر ہے کہ الکتاب کی جانب ہے۔ انا جعلنٰہ میں پرانی بحث چلی آ رہی ہے کہ قرآن مجید قدیم غیر مخلوق ہے یا حادث ومخلوق' آیت کے لفظ جعل سے معتزلہ نے اپنے مسلک حدوث قرآن کی دلیل پکڑی ہے۔ جبکہ اہل سنت کا مذہب صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی دو حیثیتیں ہیں ایک معنوی دوسری تعبیری' معنوی حیثیت سے یعنی فی نفسہٖ کلام ہونے کے اعتبار سے دوسری صفات الٰہی کی طرح وہ بھی قدیم اور غیر مخلوق اور ہر عرض (صوت' صورت' حروف' ولغت وغیرہ) سے منزہ ومبرا ہے رہی اس کی دوسری یا تعبیری حیثیت سو ہماری فہم وادراک کی گرفت میں لانے کے لیے وہ مجموعہ اعراض ہے اس میں حروف ہیں کلمات ہیں نقوش ہیں اس اعتبار سے اس کا حادث ومخلوق ہونا بالکل ظاہر ہے۔

ف۲: الکتٰب سے یہاں مراد لوح محفوظ ہے۔ لدینا باعتبار شرف و اختصاص کے ہے یہ قرب رتبہ ہے قرب مکان نہیں شیخ الاسلام امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ام الکتب مرکب لفظ ہے الکتب کے معنی تو کتاب کے ہیں اور ام کے معنی اصل یا جز جس سے کتاب پیدا ہوئی ہو اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں کتابیں اور نوشتے مع لوح محفوظ کے جتنے بھی ہیں ان سب کا ماخذ کچھ ہے یا یہ از خود ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ان سب کا ماخذ علم الٰہی ہے قرآن مجید خود بتلاتا ہے لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ لوگ اسی قدر علم حاصل کر سکتے ہیں جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے تو سب علوم کا ماخذ یا بالفاظ دیگر ام الکتب علم الٰہی ہے علاوہ لدی اور عند میں جو فرق ہے وہ قابل غور ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ لدی خاص قرب کے لیے ہوتا ہے اور عند عام ہے جبکہ قرآن مجید میں لدی ہے جو عند سے مخصوص قرب کے لیے ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب چیزوں سے اقرب اس کی صفات ہیں جن میں ایک صفت علم ہے لہٰذا ام الکتب سے مراد علم الٰہی ہے۔ واللہ اعلم

ف۳: کیا ایسی باحکمت نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس وجہ سے کہ تم بے ہودہ لوگ ہو اس کی باحکمت نصائح سے فائدہ حاصل نہیں کرتے تو تمہاری اس غفلت سے ہم اپنی رحمت کو نہیں روکیں گے تم اپنا کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کیے جائیں گے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ یعنی کیا قرآن کا نزول اور اس کی تبلیغ اس لیے موقوف کر دی جائے گی کہ تم اس پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ عین حکمت ورحمت دونوں کا تقاضا ہے کہ یہ فیض کامل برابر جاری رہے۔

ف۴: یہاں دو تاریخی حقیقتوں کا اعلان ہے ایک یہ کہ زمانہ ماضی میں انبیاء کثرت سے آتے رہے اور دوسرا یہ کہ ان کے ساتھ منکرین کی طرف سے تمسخر واستہزاء کا سلسلہ بھی برابر جاری رہا۔

ف۵: بطور حکایات کے لوگ بیان کیا کرتے کہ فلاں شہر میں فلاں قوم تھی جس کا یہ حال تھا اور ان کا یہ انجام ہوا ان مکہ والوں کو بھی ہم ایسا کر دیں گے مگر ہمارے علم میں ہے کہ ان کی نسلوں سے اسلام کے خادم پیدا ہوں گے کیونکہ ان کے دلوں میں (بقیہ صفحہ 950 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ
کہو کہ ہمارا خدا پاک ہے جس نے یہ ہمارے قابو میں کر رکھا ہے ورنہ ہم تو اس کے
مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ
قریب بھی نہ جاسکتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں ف۱ اور ان لوگوں نے
مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾
اللہ کے بندوں سے اس کے جز بنائے۔ بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے۔
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾
بھلا خدا نے اپنے لئے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لئے لڑکے؟
وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ
حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا
وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی
ہے تو اس کا منہ کالا ہوجاتا ہے اور وہ خود غصے میں بھر جاتا ہے ف۲ کیا جو زیور میں
الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا
نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی۔ ف۳ فرشتوں کو
الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا
جو رحمان کے نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کیا یہ ان کی پیدائش کے
خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا
وقت حاضر تھے ان کا یہ بیان لکھا جائے گا اور ان کو پوچھا جائے گا ف۴ اور کہتے ہیں
لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ؕ
اگر خدا چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں
اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ
صرف مارتے ہیں ف۵۔ کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے
فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا
جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر چلتے پایا
عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ
اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ف۶ اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

ف۱: اسلام زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ایک مکمل دستور العمل ہے وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کی بندگی کی طرف سے غفلت کی اجازت کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں دیتا۔ سواری اچھے گھوڑے کی ہو یا موٹر کی، ریل کی ہو یا جہاز کی انسان جب کبھی اس نعمت سے مستفید و محظوظ ہوتا ہے تو اکثر اس میں ایک گونہ تفاخر کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور اسے وہ اپنے کمال و استحقاق کی جانب منسوب کر کے فخر کرنے لگتا ہے قرآن نے اس کی جڑ کاٹ دی اور ارشاد فرمادیا کہ جب سواریوں سے فائدہ اور لطف اٹھاؤ تو پہلے دل میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرلو اور یہ خیال تازہ کرلو کہ یہ جو کچھ مل رہا ہے سب عنایت و افضال الٰہی سے مل رہا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سیر سے آخرت کی سیر یاد دلائی۔ طاؤسؒ سے روایت ہے کہ ہر مسلمان پر حق ہے کہ جب چارپائے یا کشتی پر سوار ہو تو یہ آیت ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ پڑھے اور یاد کرے کہ اخیر عمر میں اسی طرح جنازہ پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاؤں گا جس قوم کے دل میں اپنی عبدیت کا یہ استحضار اور جس کی زبان پر اس قسم کے کلمات خود شناسی رہیں تو کیا ایسے شخص پر کہیں بھی گھمنڈ اور دعویٰ اپنے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور دوسری ہلاکت بار مشینوں کا ہوسکتا ہے۔

ف۲: مسیحی جو الوہیت کے اجزا روح القدس و مسیح کو بھی قرار دیئے ہوئے ہیں یعنی انہوں نے اس کیلئے اولاد ہونا ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جب خالق مان لیا تو لازم ہے کہ وہ قدیم بھی ہو کیونکہ حادث موجد کل ہو ہی نہیں سکتا اور جب وہ قدیم ٹھہرا تو اس سے عدم ترکیب بھی اس کے لئے لازم آئی اور جو مرکب ہو تو وہ قدیم کیونکر ہوسکتا ہے اور جو قدیم غیر مرکب ہو اس کا کوئی جز تسلیم کرنا اسے مرکب و حادث قرار دینا ہوا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اللہ کے بندوں میں سے اُس کے جز بنائے یعنی فرشتوں کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اولاد (لڑکیاں) ہیں چونکہ اولاد والد کا جز ہوتی ہے اس سے لازم آیا کہ فرشتے اُن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے جز ہیں۔ معاذ اللہ۔ اور وہ اجزاء سے مرکب ہے اور مرکب کا حادث ہونا ضروری ہے۔ دوسرے ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہئے دونوں ایک جنس نہ ہوں تو ولد یا والد کے حق میں عیب ہے۔ یہاں مخلوق و خالق میں مجانست کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ آیت کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ انہوں نے مخلوقات کے درمیان تقسیم کردی کچھ کو اللہ کے لئے رکھا اور کچھ کو غیر اللہ کے سپرد کردیا۔

ف۳: وہ بیٹی جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں بوجہ خلقی کمزوری کے اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی وہ تو اللہ تعالیٰ کیلئے اور بیٹے تمہارے لئے واہ سبحان اللہ۔ آیت سے فطرت نسوانی کے متعلق دو حقیقتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ زیور آرائش و نمائش کا شوق عورت کی سرشت میں داخل ہے۔ آج دیکھ لیا جائے کہ مسلمان عورتیں بھی مغربی عورتوں کی نقالی میں اپنی آرائش و زیبائش کے سامان پر اپنی تزئین جمال اور اپنے بناؤ سنگار پر کتنی دولت ہر سال بے دریغ خرچ کرتی ہیں۔ اور یہ کہ ان کی قوت استدلال ضعیف ہی ہے۔ اور بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ کے وقت قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتیں، چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں معمولی سا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعویٰ کو کافی بیان سے ثابت کرسکیں نہ دوسرے کے دعویٰ کو گرا سکیں ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی اور فضول باتیں اس میں ملائیں گی کہ جن کو مطلوب میں کچھ بھی دخل نہ ہو اس سے بھی بیان اور مقصود میں خلل پڑ جاتا ہے پس ہر طویل کلام اسی کے حکم میں ہے۔ اور معمولی جملوں کا ادا ہو جانا مثلاً میں آئی تھی وہ گئی تھی قوت (بقیہ صفحہ 951 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس کے آسودہ حال لوگوں

مُتْرَفُوْهَا ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى

نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم ان کے

اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا

قدم بقدم چلیں گے ف۱ اس نے کہا کیا اگرچہ میں تم کو اس طریق سے

وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت سیدھا راستہ بتلاؤں- انہوں نے کہا تم جس دین کو لے کر

كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

آئے ہو ہم اس کے منکر ہیں- پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر تو دیکھ ان مکذبوں

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ

کا انجام کیسا ہوا ف۲ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور

وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

قوم سے کہا کہ میں تمہارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں بیزار ہوں

فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ

سو وہی مجھے ہدایت کرے گا اور خدا نے اس کے اس کلمہ کو اس کے پیچھے مضبوط کیا

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَ

تاکہ رجوع کریں ف۳ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو رسایا

اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا

یہاں تک کہ ان کے پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے والا رسول آ گیا ف۴ اور جب

جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں ف۵

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ

اور کہتے ہیں کہ ان دو بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن

الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ

کیوں نہیں اترا؟ ف۶ کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں

ف۱: یعنی یہ آبا پرستی اور جمود و تقلید پسندی کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو گمراہوں کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے انبیاء کی مخالفت کے لیڈر اور سرغنہ ہمیشہ قوم کے امراء و رؤسا ہی ہوتے ہیں عوام تو ان کی صرف تقلید ہی کرتی ہے۔

ف۲: انبیاء کرام جب اور جہاں کہیں اصلاح امت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں حق' دلیل اور برہان ہمیشہ انہیں کے ساتھ رہا ہے اور منکرین و مخالفین کے پاس سوائے تعصب' ہٹ دھرمی' آبائی پاسداری' رسم و رواج کی شدت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ انبیاء کرام کا جواب ہمیشہ یہی رہا ہے کہ اپنے آبائی ریت و رسم اور ہماری لائی ہوئی شریعت کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کہ کون عملی اخلاقی ہر اعتبار سے بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیش کیے ہوئے دلائل پر غور نہ کرنے اور اپنی ضد' ہٹ دھرمی' تعصب تقلید پرستی پر قائم رہنے کی پوری مذمت آیت سے نکلتی ہے۔ انبیاء کرام کے حقائق کے مقابلہ میں اپنے ہاں کے رسوم و دستور پیش کرنے اور ضد و عناد میں ان کے رؤسا و سردار آگے آگے ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کے دلائل و شواہد تمام بے اثر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ایسی قوم تباہ و ہلاک ہو کر رہتی ہے۔

تنبیہ: معلوم ہوا کہ جس بات میں اللہ اور رسول کی طرف سے کوئی سند نہ ہو اس میں باپ دادا یا کسی بزرگ کی تقلید کرنا اور یہ کہنا کہ ہمارے بزرگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں ہم بھی اسی راہ پر چلیں گے (دین میں اس کا کوئی مقام نہیں) اور یہ سراسر باطل ہے۔

ف۳: قوم عرب جو قرآن کی مخاطب اوّل تھی اور سب سے زیادہ آبائی تقلید اور جمود میں گرفتار تھی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نسل سے تھی حالانکہ آپ خود موحد اعظم تھے' اس موقع پر آپ کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قومہ میں ہ ضمیر ابراہیمؑ کی طرف بھی جا سکتی ہے اور ابیہ کی طرف بھی مطلب دونوں صورتوں کا ایک ہی ہے کلدانی قوم بت پرستی اور ستارہ پرستی کے دہرے شرک میں مبتلا تھی۔ ایک موحد کی یہی شان ہے کہ وہ اسی طرح شرک و متعلقات شرک سے اپنی بے تعلقی و بیزاری کا اظہار کرتا رہے۔ آیت میں اثبات توحید دو گونہ صفات کے لحاظ سے ہے' سب کا خالق و فاطر بھی وہی ہے اور سب کا ہادی و مرشد حقیقی بھی وہی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ خود ہی تنہا موحد نہ تھے بلکہ اپنے سلسلہ میں بھی یہی پیام توحید چھوڑ گئے جعلها میں ضمیر ھا کلمہ توحید کی جانب ہے۔ عکرمہؒ، مجاہدؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ اور سدیؒ وغیرہ نے کہا کہ کلمة باقية فی عقبه سے مراد لا اله الا الله ہے ہمیشہ ابراہیمؑ کی اولاد میں اس کلمہ کے کہنے والے رہیں گے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ابن زید کا قول ہے کہ اس سے مراد کلمہ اسلام ہے۔ لعلهم یرجعون یعنی ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سن کر راہ حق کی طرف رجوع ہوتا رہے۔

ف۴: الحق یعنی قرآن مجید رسول مبین یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ افسوس کہ ابراہیمؑ کی ارث حاصل نہ کی اور اس کی وصیت پر نہ چلے بلکہ اللہ نے جو دنیا کا سامان دیا تھا اس کے مزوں میں پڑ کر رب قدوس کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے یہاں تک کہ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی بھیجا جس کی نبوت بالکل روشن اور واضح ہے اس نے سچا دین پہنچایا قرآن پڑھ کر سنایا اور اللہ کے احکام پر نہایت صفائی کے ساتھ مطلع کیا اس کے آنے پر چاہیے تھا کہ یہ لوگ ہدایت قبول کرتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

ف۵: یعنی قرآن کو جادو بتلانے لگے اور نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ جادو کا اس میں ایک حرف بھی نہیں تھا مگر اس کی پرزور تاثیر کو یہ لوگ جادو (بقیہ صفحہ 951 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

ہم دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ

ان میں بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی دی ہے تاکہ ایک دوسرے کو

بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ

محکوم بنا کر کام لے اور تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں ف۱

اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ

اور اگر یہ خیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمٰن سے منکر

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا

ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں سونے چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں جن پر وہ

يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا

چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ اور تخت بھی جن پر وہ

يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

بیٹھتے ہیں چاندی سونے کے بنا دیتے ف۲ یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ

گزارہ ہے اور آخرت تیرے پروردگار کے پاس پرہیزگاروں کیلئے ف۳ ہے جو کوئی

يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ

رحمان کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ

قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ

اس کا ساتھی رہتا ہے ف۴ اور وہ ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ

کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں ف۵ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اے کاش!

وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ

مجھ میں اور تجھ میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا تو بہت برا ساتھی ف۶ ہے اور چونکہ تم لوگ

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

ظالم ہو اس لئے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

ف۱: ان سے پوچھنا چاہیے کہ کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں؟ کیا نبوت و رسالت کے مناصب کی تقسیم ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے؟ کیا بارش، رزق، اولاد، مال وغیرہ جو دنیا میں قدرتی طور پر تقسیم ہوتا ہے ان کے حکم یا مشورے سے ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دنیوی نعمتیں جو اس قدر حقیر ہیں ان تک کی تقسیم اور ان کا انتظام ہم نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے تو نبوت جیسی گراں بہا نعمت کسی مخلوق کے ہاتھ میں کیسے چھوڑی جا سکتی تھی؟ اس کی تقسیم اور اس کا انتظام تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ اس آیت سے دو امور اور بھی مستنبط ہوتے ہیں۔ (۱) دنیا میں معاشی تقسیم یوں ہی اٹکل پچو سے نہیں بلکہ ایک خاص نظام تکوینی کے ماتحت چل رہی ہے۔ (۲) معاشی حیثیت سے بھی درجات کا فرق بالکل فطری و طبعی ہے کوئی قرض دینے والا ہوگا تو کوئی قرض لینے والا، کوئی دولتمند کوئی بے مایہ اور کوئی افسر ہے تو کوئی ماتحت، اور بغیر طبقات کے معاشرہ کا لفظ ہی سرے سے بے معنی ہے۔ اسلام صرف زبردستی اور ظلم کو روکتا ہے کسی پر ظلم کی گنجائش شریعت اسلامی میں نہیں باقی بڑے چھوٹے کا فرق تو قائم رہے گا اور اسے قائم رہنا بھی چاہیے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے اور حقیقت بات یہ ہے کہ دنیا کا مال و متاع کوئی اصل مقصود چیز نہیں بلکہ تمہارے رب کی رحمت یعنی نبوت یا دین الٰہی ان سب چیزوں سے بہت اچھی ہے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں، مال بھی اگر اس رحمت کے حاصل کرنے میں مؤید ہے تو بہتر ہے ورنہ کچھ بھی نہیں اور علم بھی اگر رحمت الٰہی کے حصول میں کام نہیں دیتا تو وہ بھی لغو ہے، غرض جو چیز رحمت الٰہی کے حاصل کرنے میں مدد دے وہی کارآمد ہے وگرنہ وہ بے کار ہے، ان لوگوں کو مال و دولت پر جو گھمنڈ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اس دنیا کی ذرہ برابر بھی عزت نہیں۔

ف۲: اگر یہ خیال مانع نہ ہوتا کہ جو سادہ لوح لوگ دنیاوی مال و متاع ہی کو بڑائی اور بڑی میں امتیاز کی وجہ سمجھتے ہیں، جن کے نزدیک یہی اصول ہے کہ جو اس دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے راضی ہے وہ دوسری دنیا میں بھی راضی ہوگا اور ایسے لوگوں کی نسبت یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ سب ایک ہی گروہ کے کافر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ صرف کافروں ہی کو دولت دنیوی و سامان مادی سے نواز دیتا یہاں تک کہ ان کے گھر اور فرنیچر وغیرہ تمام سامان کو سونے چاندی کا بنا دیتا لیکن اگر ایسا ہوتا تو لوگ یہی سمجھنے لگتے کہ مقبولیت کا درجہ کفر کو ہی حاصل ہے اور وہ اسی طرف جھک پڑتے۔ اس آیت سے یہ بھی نکل آیا کہ مال و جاہ کی فراوانی اکثر طور پر دین اور دنیا دونوں کے لئے نقصان اور پشیمانی کا باعث بنتی ہے اور اس آیت سے ان مصلحین کی روش پر بھی روشنی پڑ گئی جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں شریر لوگوں کے مال و دولت کا ذکر للچائے ہوئے لہجے میں کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس طرح ترغیب دیتے رہتے ہیں کہ جیسے یہ مال و دولت ہی ترقی کی معراج ہے۔ حاصل یہ کہ اس صورت میں لوگ یہ دیکھ کر کہ کافروں کو ہی ایسا سامان ملتا ہے عموماً کفر کا راستہ اختیار کر لیتے الا ماشاء اللہ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مصلحت کے خلاف ہے اس لیے ایسا نہیں کیا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر حقیر ہو اسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیادت و وجاہت اور نبوت و رسالت کا معیار قرار دینا کہاں تک صحیح ہوگا۔

تنبیہ: زخرفا ہنزع الخافض عطف ہے فضۃ پر اسی لحاظ سے ترجمہ میں سونے کا لفظ چاندی کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سب کافروں کو دولتمند نہیں بنایا بلکہ بعض کو محتاج رکھا اور بعض کو غنی کیا تاکہ تمام لوگ (بقیہ صفحہ 951 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ

کچھ فائدہ نہ دے گا ف۱ کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور

وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۱﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ

کھلی گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کرسکتا ہے؟ ف۲ پھر اگر ہم تجھے لے جاویں

فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ

تو ہم ان سے بدلہ لیں گے یا تیری زندگی ہی میں موعودہ عذاب ہم ان کو دکھا دیں

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ

تو ہم اس پر بھی قادر ہیں ف۳ جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس

اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۴﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

کو مضبوطی سے پکڑے رہ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور وہ تیرے لئے اور تیری

وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا

قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا ف۴ اور تو ان رسولوں سے پوچھ

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا ہم نے اپنی ذات رحمٰن کے سوا کسی اور کی بھی عبادت

اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

کرنے کی اجازت دی تھی؟ ف۵ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

فرعون اور اس کے درباری امراء کی طرف بھیجا تو اس نے کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ

پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے نشان لایا تو اسی وقت ان کی ہنسی اڑانے لگے ہنا اور ہم (خدا) جو

مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۖ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

تاکہ وہ رجوع کریں ف۶ اور انہوں نے کہا اے جادوگر! تو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۙ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

کیا ہوا ہے وہ ہمارے لئے اس سے مانگ ہم ہدایت پائیں گے ف۷ پھر جب ہم نے

ف۱: یعنی جو لوگ دنیا میں کافر مرے ان کی تسکین اس سے ذرا بھی نہ ہو سکے گی کہ دوسرے بھی بہت سے ان کے ساتھ دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جس مصیبت میں عام طور پر چھوٹے بڑے سب شریک ہوں تو کچھ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے وارد مگر دوزخ میں تمام شیاطین الجن والانس اور غلط کار پیر و مرید کا عذاب میں شریک ہونا کچھ مفید نہ ہوگا اور یہ لوگ متقیوں کے خلاف ہیں تو اس سے معلوم ہو کہ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی زندگی کا اصلی مقصد جانتے ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے۔

پس از صد سال ایں معنی محقق تند نجا قانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اور ظلم یہاں بھی کفر ہی کے معنی میں ہے۔

ف۲: باوجود ان وعیدوں اور تہدیدوں کے یہ لوگ جو کچھ نہیں سمجھتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں اور کھلی گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ان میں تو ان باتوں کی حس ہی نہیں یہ تو اپنے خیالات میں ایسے محو ہیں کہ ان کو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا یہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محمد ﷺ چند روز ہے آخر مر جائے گا تو کوئی اسے جانے گا بھی نہیں حالانکہ ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں کہ ان کا اصلی تعلق تو ہمارے ساتھ ہے۔ حاصل یہ کہ سیدھی راہ پر لانا تیرے اختیار میں نہیں تیرا کام صرف یہی ہے کہ پیغام پہنچا دے اور سیدھی راہ بتا دے ایسے ارادی کج روؤں اور گمراہوں کی ہدایت آپ کے اختیار سے خارج ہے۔

ف۳: یعنی ہم دونوں باتوں پر قادر ہیں تیرے مرنے کے بعد ان کو عذاب دیں یا تیرے سامنے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے دشمنوں کو تباہ کیا اس معنی کو ابن جریرؒ نے پسند کیا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے جو دعویٰ نبوت کے ساتھ الہامی پیشگوئیاں کی تھیں جن میں سے اکثر یا تمام جھوٹی ہوئیں تو اس نے اور اس کی اتباع کرنے والوں نے ایسی آیات کے استدلال پر یہ کہنا شروع کیا کہ پیشگوئی کی سچائی الہام ہونے والے کی زندگی ہی میں ہونا ضروری نہیں اس کی زندگی کے بعد بھی سچی ہو سکتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو پیش گوئی عام ہو اس میں تو الہام ہونے والے کی زندگی سے تعلق نہ سہی مگر جو پیشگوئی ملہم کی زندگی سے تعلق رکھتی ہو وہ تو اس کی زندگی میں ہی پوری ہونی لازمی ہے مثلاً مرزا نے کہا کہ میں وحی الٰہی سے کہتا ہوں کہ فلاں عورت سے میرا نکاح ہو جائے گا اگر یہ نکاح نہ ہو تو ہر عقل مند اس کو غلط کہے گا اسی طرح فلاں شخص میری زندگی میں مرے گا اگر وہ نہ مرا بلکہ یہ خود مر گیا تو اس پیش گوئی کے غلط ہونے میں کون کلام کرے گا۔

ف۴: یہ قرآن نصیحت ہے ان کے لیے اور ان کی قوم کے لیے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن شریف خاص انہیں کے لئے نصیحت ہو بلکہ یہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ قوم سے مراد قوم عرب بھی ہو سکتی ہے اور تمام امت بھی۔ سوف تسئلون اپنے اپنے ذمہ کے حقوق قرآن کہاں تک ادا کیے آپ سے سوال تبلیغ سے متعلق ہوگا اور ان لوگوں سے اس پر عمل کے متعلق۔

تنبیہ: لك و لقومك، موجب شرف ہونا آپ کے لیے تو اس لیے کہ آپ براہ راست مخاطب تھے اور آپ کی قوم کے لیے اس لیے کہ وہ بالواسطہ مخاطب تھی۔

ف۵: یعنی ان کی کتابوں میں دیکھ اور ان کو دکھا کہ ہم نے (اپنی ذات) رحمٰن کے سوا کسی اور کی عبادت کرنے کی بھی اجازت دی تھی؟ ہرگز نہیں اور جس حال میں کسی رسول مقبول کو بھی عبادت میں حصہ نہیں ہے تو کسی اور کو کیا ہوگا؟ جامع البیان والے (بقیہ صفحہ 952 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ

ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے ف۱ فرعون نے اپنی قوم میں

فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ

منادی کراکر کہا اے میری قوم کے لوگو! کیا ملک مصر میرا نہیں ہے اور یہ

الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا

دریا میرے محلوں کے نیچے چل رہے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ف۲ کیا میں اچھا

خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾

ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے وہ گفتگو بھی ٹھیک نہیں کرسکتا ف۳

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ

پھر سونے چاندی کے کنگن اس کو کیوں نہیں ملے یا فرشتوں کی جماعت اس کے

الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ

ساتھ جمع ہوکر آئی ہوتی۔ ف۴ پس فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا پھر وہ اس کے تابع ہوگئے

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا

کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہم کو سخت رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا

سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا پس ہم نے ان کو گیا گزارا اور پچھلوں کے لئے

لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ

مثال بنایا ف۵ اور جب عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ اس

مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا

سے روگردانی کرجاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ اچھا ہے؟ یہ لوگ

ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾

تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعًا جھگڑالو ہیں ف۶

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ

وہ تو ہمارا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم نے بہت سے انعام کئے تھے اور ہم نے اس کو

اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي

بنی اسرائیل کے لئے ہادی ف۷ بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کردیتے

ف۱: غرض جب مصیبت ان سے دور ہو جاتی تھی تو یہ اپنے تمام عہد و پیمان بھول کر پھر وہی حضرت موسیٰؑ کی مخالفت اور سرکشی پر آجاتے تھے۔

ف۲: انہار کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں اور اردو میں ان کے لیے لفظ بھی دو ہیں ایک تو انسانی صنعت سے تیار کیے ہوئے پانی کے چشمے اور دھارے انہیں اردو میں نہر کہتے ہیں اور دوسرے قدرتی ندیاں یا دریا یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

ف۳: حضرت موسیٰؑ کی قومی برتری کی نفی فرعون اوپر کر چکا اب ذاتی و شخصی نقص بیان کر رہا ہے کہ اس کی زبان پوری طرح صاف نہیں چلتی اور اسے تقریر نہیں آتی خوش تقریری اس دور تمدن میں بھی ایک اعلیٰ کمال و فضیلت سمجھی جاتی تھی۔ ام مفسرین اور اہل نحو کا ایک گروہ اس طرف بھی گیا ہے کہ ام یہاں کلمہ استفہام نہیں بلکہ بل کے مترادف ہے۔

ف۴: جو لوگوں کو اس کی طرف بلائے یہ کیا بے ڈھب سی بات ہے کہ کہلائے تو اللہ کا رسول ہو اور حالت یہ ہو کہ نہ اوڑھنے کو نہ بچھونے کو محض ایک فقیر و قلاش نہ سواری ہے نہ چوکیدار نہ فوج ہے اور نہ پولیس تو کیا ایسا شخص اللہ کا رسول ہونا چاہیے جو رات کی روٹی کا بھی محتاج ہو۔ مشرکوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ کوئی انسان محض عام اور معمولی انسانیت کے ساتھ نبی کیونکر ہو سکتا ہے ان کے عقیدہ میں اللہ کا اوتار جب دنیا میں آئے تو لازم ہے کہ وہ فوق الانسان سمتوں کے پورے ساز و سامان کے ساتھ آئے۔

ف۵: کہ وہ ان کی حالت پر غور کر کے ہدایت پائیں چنانچہ آج تک بھی ان فرعونیوں کا قصہ بطور عبرت و نصیحت کے بیان کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے یہ سمجھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں کہ ایسے منکروں کا انجام کیسا برا ہوا مگر مثال اور واقعات سے بھی ہر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ بعض لوگ الٹا الجھ جاتے ہیں چنانچہ آپ کے مخاطب شرفاء مکہ کی یہی حالت ہے کہ جب کبھی ان کو کوئی تاریخی واقعہ بھی سنایا جاتا ہے تو وہ روگردانی کر جاتے ہیں۔

ف۶: جب کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو کہ بڑے بزرگ اللہ کے مقبول نبی اور رسول ہیں ان) کا ذکر بطور ہادی و رہنما کے کیا جاتا تو مشرکین عرب خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی باتیں کرتے کیونکہ وہ یہودیوں سے حضرت مسیح کی بدگوئی سن سنا کر ان کی شان میں بدظن تھے اس لیے وہ اپنے معبودوں کو مسیحؑ سے افضل جانتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اور تم جہنم کا ایندھن ہیں کہنے لگے کہ نصاریٰ حضرت مسیح کی عبادت کرتے ہیں بتاؤ تمہارے خیال میں ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح علیہ السلام تو ظاہر ہے کہ تم مسیح علیہ السلام کو اچھا کہو گے جب وہ ہی اس آیت کے عموم میں داخل ہوئے تو پھر ہمارے معبود بھی سہی۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا لَيْسَ اَحَدٌ يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌ یعنی جو کوئی بھی اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتا ہے۔ اس میں بھلائی نہیں ہے تو وہ کہنے لگے کیا مسیح میں بھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں؟ ظاہر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کا مطلب ان چیزوں سے متعلق تھا جن کی پرستش لوگ کرتے ہیں اور وہ ان کو اس سے نہیں روکتے اور ان سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے مگر ان معترضین کا منشا تو محض جھگڑے نکالنا اور کٹ حجتی کرنا تھا۔ اس لیے ایسے معنی پیدا کرتے تھے جو کلام کرنے والے مطلب کے مخالف ہوں۔ اس لیے فرمایا کہ یہ لوگ طبعًا جھگڑالو ہیں اس لیے ان کو کسی حق یا ناحق بات سے کوئی واسطہ نہیں یہ تو محض مذاق پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ابوامامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بقیہ صفحہ 952 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ

جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سہتے ف۱ اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے پس تم اس میں

بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ

شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے ف۲ اور شیطان تم کو اس

الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيْسٰى

سے نہ روکے۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ کھلے احکام

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ

لائے تو انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے کہ بعض

بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾

باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف رکھتے ہو وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھا دوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرف۳

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھا

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

رستہ ہے ف۴ پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہوگئیں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ

پس ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی وجہ سے افسوس ہے۔ ف۵ کسی امر

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں

يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں۔ دوست سب اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ

مگر پرہیزگار لوگ ف۶ ایسے نہ ہوں گے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر خوف نہیں اور نہ تم

تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

لوگ غمگین ہوگے ف۷ یعنی وہ لوگ جو ہمارے حکموں کو مان کر فرماں بردار تھے

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ

تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہوجاؤ تم وہاں خوش کئے جاؤ گے سونے کی

منزل ۶

ف۱: پھر تو ان کی ہدایت کے لیے جو رسول آتے بے شک وہ فرشتے ہوتے کیوں کہ عام قانون ہے ؎

کند جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

دنیا کے تمام باشندے چونکہ انسان ہیں اس لیے تمہاری ہدایت کے لیے انسان ہی آنے چاہئیں حضرت مسیح کو جو یہودیوں اور مشرکوں نے نہیں مانا یہ ان کی شومئی قسمت ہے۔

ف۲: مسیح علیہ السلام قیامت کی دلیل اور نشانی ہے اس کے پیدائش اس کی ہستی اور اس کی تعلیم سے قیامت کا ثبوت ملتا ہے پس تم لوگ قیامت میں شک نہ کرو اور جو تعلیم تم کو میرا رسول محمد ﷺ دیتا ہے اس کی تعمیل کرنے میں میری فرمانبرداری کرو یہی سیدھی راہ ہے جو دنیا کو مجھ تک پہنچائے گی۔ علم یہاں شرط کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے۔ اکثر صحابہ و تابعین سے یہی معنی منقول ہے۔ بعض صحابہؓ اور تابعین کی روایت علم بالفتح ہے جو خود علامت کے معنی میں ہے۔ اس آیت میں اشارہ ہے مسیح کی آمد ثانی کی طرف یعنی آپ کا دوبارہ ظہور قرب قیامت کی ایک یقینی علامت ہے اس کی پوری تفصیلات کتب حدیث کے ابواب الفتن و اشراط الساعۃ وغیرھا میں ملیں گی۔ حضرت مسیحؑ کا پہلی مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا اب دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا اور ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔ بھا ضمیر الساعۃ کی طرف ہے یعنی وقوع حشر ہرگز کوئی شک وشبہ والی چیز نہیں۔

تنبیہ: امام شوکانی نے کہا کہ ظہور مہدی اور خروج دجال اور نزول عیسیٰ کے بارہ میں اس قدر احادیث ثابت ہیں کہ جو حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں امام ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ تمام اہل سنت صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قیامت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے پس جو کوئی عیسیٰؑ کے اترنے سے انکار کرے وہ تین وجہ سے کافر ہے (۱) قرآن کریم کے انکار کی وجہ سے۔ (۲) احادیث متواترہ کے انکار کی وجہ سے۔ (۳) اجماع امت کے باوجود انکار کرنے کی وجہ سے۔

ف۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہود مختلف فرقوں میں شدید باہمی اختلافات کے ساتھ بٹے ہوئے تھے اور عقائد و احکام کے بارے میں ان کے اندر سخت خانہ جنگی برپا تھی' یہ اشارے صرف اسی طرف ہیں اور قرآن کے اعجاز پر ایک دلیل مزید ہے کہ عرب کے ایک امی کو ایک بالکل دوسری قوم اور دوسرے ملک کے اور وہ بھی ساڑھے پانچ سو سال قبل کے شدید باہمی اختلافات کی خبر از خود ہو ہی کیا سکتی تھی؟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ان الفاظ سے صاف اشارہ ہوگیا کہ اتباع نبی کی راہ میں اصلی رکاوٹ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے خوف کا فقدان ہی ہے' آپس کی نفسا نفسی' ضد اور جمود اور طلب حق کی طرف سے بے التفاتی یہ اسی تقویٰ الٰہی کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ بینات میں احکام دلائل و خوارق سب آ گئے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم سلسلہ بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔

ف۴: دین کی اصل اصول یہی مسئلہ توحید ہے وہ ایک اللہ جس طرح تمہارا پروردگار ہے اسی طرح میرا بھی پروردگار' جیسے تم اس کے بندے ویسے ہی میں بھی اس کا بندہ' یہ مسیحیت پر خاص زد ہے۔ حضرت مسیح کا قول انجیل یوحنا میں یوں نقل ہے "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔ (باب ۱۷ فقرہ ۳) اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ نجات اخروی الٰہی ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی کامل توحید اور مسیح اور دیگر رسولوں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے (بقیہ صفحہ 952 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا
رکابیاں اور گلاس ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے اور جو کچھ طبائع چاہتی ہیں
مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا
اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں ان میں ملے گا اور تم ان
خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ
میں ہمیشہ رہو گے ف۱ اور یہ باغ جو تم کو ملے ہیں نیک اعمال کے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾
سبب سے ہیں تمہارے لئے اس میں بہت کثرت سے پھل ہوں گے تم انہیں میں سے کھاتے رہو گے۔ ف۲
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا
بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جس میں ان کو عذاب سے ناغہ نہ ہوگا
يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ
اور وہ اس میں ناامید ہوجائیں گے۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن
وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ
وہ خود آپ ظالم ہوں گے ف۳ اور پکاریں گے کہ اے مالک! تیرا پروردگار
عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ
ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ کہے گا تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے ف۴ ہم نے تمہارے پاس
بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا
سچی تعلیم بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ناپسند جانتے رہے۔ ف۵ کیا انہوں نے
اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ
کوئی تدبیر کر رکھی ہے تو ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں ف۶ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے خفیہ
وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ
بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے ہاں اور ہمارے فرستادہ فرشتے بھی ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں ف۷ تو کہہ
كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ
کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں ف۸ جو آسمانوں اور زمینوں اور
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾
عرش عظیم کا پروردگار ہے۔ وہ انکے بیان سے پاک ہے ف۹

منزل ۶

ف۱: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے سب سے بعد بہشت میں جانے والا ایسا شخص ہوگا کہ سو برس کی مسافت میں اس کا محل اور موتیوں کے خیمے نظر آئیں گے ان میں ایک بالشت برابر جگہ بھی آبادی اور رونق سے خالی نہ ہوگی پہلے پہر اور پچھلے پہر ستر ہزار سونے کے پیالوں میں اس کے پاس کھانا آئے گا ہر پیالے میں علیحدہ قسم کا کھانا ہوگا اوّل سے آخر تک سب پیالوں میں یکساں خواہش ہوگی اگر ساری زمین کے لوگ اس کے مہمان ہو جائیں تو سب کو کافی ہو اور ان نعمتوں میں سے کچھ بھی کم نہ ہو۔

ف۲: یہ بات فضل اور احسان جتانے کے طور پر بہشتیوں کو کہی جائے گی یعنی تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہارے ساتھ شامل ہوئی ہے اس لیے کہ کوئی شخص محض اپنے عمل سے بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ کے فضل و رحمت سے یہ نعمت حاصل ہوگی۔ البتہ نیک اعمال سے درجوں میں فرق حاصل ہوتا ہے جس کے عمل بہت اچھے اس کا درجہ بھی بہت بڑا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر آدمی کے لیے ایک مکان بہشت میں ہے اور ایک دوزخ میں اور مومن کی جگہ جو دوزخ میں ہے اس کا وارث کافر ہوگا اور کافر کا مکان جو جنت میں ہے اس کا وارث مومن ہوگا پھر آپ نے اس کے ثبوت میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

تنبیہ: مناظر تمام جنتوں کے ہیں ہر نعمت' ہر سرور' ہر لذت' مادی و معنوی' جسمانی و روحانی' ہر قسم کی اہل جنت کو حاصل ہوگی نفس و عین کی لذات کی اس صراحت اور حسی و بصری لذات کی اس صراحت نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جو یہ سمجھتے ہیں کہ جنت صرف کیفیات روحانی کا محل ہے اور لذت مادی کا وہاں نشان بھی نہ ہوگا۔

ف۳: مجرمین سے مراد کفر و شرک کا ارتکاب کرنے والے ہیں نہ کہ مطلقاً نافرمان یعنی مشرک ظالم یہاں بھی کافر کے مترادف ہے۔ یہ ندائے اسلام کی صفات میں سے نہیں کہ وہ کسی کو ناحق دوزخ میں ڈال دے یا خواہ مخواہ عذاب میں مبتلا کرے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیج کر اپنی حجت ان پر پوری کر دی تھی اور کوئی معقول عذر ان کے لیے باقی نہیں چھوڑا تھا اس پر بھی وہ نہ مانے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے اور اگر ایسے لوگوں کو سزا دی جائے تو پھر اس کو ظالم کون کہہ سکتا ہے۔

ف۴: مالک اصطلاحی نام داروغہ جہنم کا ہے انتہائی اضطرار میں یہ سمجھ کر کہ شاید موت ہی تمام اذیت کا خاتمہ کر دے اہل دوزخ تمنا کرنے لگیں گے کہ کاش ہمیں موت ہی آجائے اور اس درخواست میں داروغہ جہنم سے سفارش چاہیں گے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں ایک ہزار برس چلائیں گے تب وہ جواب دے گا اور وہ بھی ناامیدی کا۔

ف۵: بعض جو ماننے پر آمادہ ہوئے تو ان اکثر نے ان کو بھی دبایا اور جھوٹے سچے وعدے دے کر پھسلایا اور اس تدبیر سے سمجھے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم مالک الملک سے کس طرح لڑ سکتے ہیں۔

ف۶: کیا اس دین اور رسالت کے مٹانے کے لیے انہوں نے کوئی تدبیر کر رکھی ہے اور اگر واقعی انہوں نے کوئی تدبیر کر رکھی ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ پرواہ نہیں اور ہم بھی مضبوطی سے فیصلہ کر چکے ہیں جس کا خلاصہ ابھی سے بتائے دیتے ہیں کہ اسلام کو غلبہ ہوگا اور کفر مٹ جائے گا وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. (نصر)

ف۷: سر یعنی جو کچھ اپنے دلوں میں یہ منصوبے رکھتے ہیں۔ اور اس کی کو سب سے راز رکھے (بقیہ صفحہ 953 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ

پس تو ان کو چھوڑ دے بے ہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن کو پالیں جس سے

الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ

ان کو ڈرایا جاتا ہے اور وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمینوں میں

وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ

بھی وہی معبود ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے ف۱ اور بڑی برکت والا

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

ہے۔ وہ خدا کہ آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک ہیں

وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَلَا

اور قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ف۲ اور جن

يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا

لوگوں سے یہ لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھیں گے ہاں

مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

جن لوگوں نے علم سے حق بات شہادت دی ہوگی ف۳ اور اگر تو ان سے پوچھے

مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ

کہ کس نے ان کو دیا ہے تو کہہ دیں گے اللہ نے پھر کہاں کو بہکے چلے جارہے ہیں ہمیں اس کے

يٰرَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

یارب یارب کہنے کی قسم ہے کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے ف۴ پس تو ان کی پرواہ نہ کر

وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

اور تو کہہ دیا کر تم کو سلام یہ خود ہی جان لیں گے ف۵

آیاتہا ۵۹ سورۃ الدخان مکیۃ رکوعاتہا ۳

سورۃ الدخان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِينِ ﴿۲﴾ إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ

میں رحمٰن رحیم ہوں۔قسم ہے کتاب کی جو بیان کرنے والی ہے تحقیق ہم نے وہ کتاب بابرکت رات

منزل ۶

ف۱: نہ آسمان میں فرشتے اور شمس وقمر معبود بن سکتے ہیں نہ زمین میں اصنام واوثان بلکہ تمام زمین آسمان والوں کا معبود اکیلا وہ ہی اللہ ہے جو فرش سے عرش تک کا مالک اور تمام عالم کون میں اپنے علم واختیار سے متصرف ہے۔ مطلب یہ کہ آسمان اور زمین میں معبود برحق وہی ہے آسمان اور زمین والے اسی کی عبادت کرتے ہیں اور سب اس کے آگے عاجز اور ذلیل ہیں' سب پر اسی کا حکم جاری ہے' حکومت بھی تمام دنیا کی اسی کے قبضے میں ہے وہ اپنے تمام پرستاروں کے حالات سے واقف ہے اور وہ ہر ایک کی سنتا اور ہر ایک کو جانتا ہے۔

ف۲: تمام چیزوں پر اصلی حکومت اس کے سوا کسی کی نہیں یہ دنیا میں جتنے حکمران یا بادشاہ نظر آتے ہیں یہ سب اسی کے بنانے سے بنے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے پس تم اسی کے ہو کر رہو اسی میں تمام فلاح اور اسی میں خیر وبرکت ہے۔ آمد قیامت کے ٹھیک وقت کی خبر صرف حق تعالیٰ کو ہے دوسروں کو اختیار تو اور کیا ہوتا اس اطلاع تک میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کی ملکیت کامل ومحیط وبلا شریک ہے صفت علم و صفت قدرت وملک کا اثبات قرآن مجید میں اکثر ساتھ ہی ساتھ آیا ہے۔ واور محشر بھی وہی ذات حق تعالیٰ ہے اس کے اس وصف میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ اس تردید کی زد براہ راست عیسائیوں پر پڑتی ہے جنہوں نے داور محشر حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دے رکھا ہے۔

ف۳: یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا مشرک جن کو پکارتے ہیں اور ان کو اپنا سفارشی گمان کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا مگر جس نے گواہی دی ساتھ حق یعنی توحید کی جیسے فرشتے اور عیسیٰ علیہ السلام' پس تحقیق یہ لوگ سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس شخص کے حق میں جو سفارش کا مستحق ہے' یا یہ معنی کہ جس نے سچی گواہی دی ہے یعنی موحد ہے اس کے حق میں سفارش کریں گے وہ بھی مطلق نہیں بلکہ ان شرائط کے ساتھ:

(۱) وہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگی کیونکہ کوئی شخص از خود شفاعت کی جرأت نہیں کر سکتا۔

(۲) شفاعت جس کی کی جائے وہ صاحب ایمان ہو' مگر مشرکوں کا یہ خیال درست نہیں کہ یہ لوگ باختیار خود جو چاہیں گے کرلیں گے یا کرالیں گے بلکہ ان کا یہ خیال سراسر باطل وبے اصل ہے۔

ف۴: قیلہ میں ضمیرہ رسول کی طرف ہے۔ قیل قول ہی کی طرح مصدر اور اس کے مترادف ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کے حال پر ایسی شفقت ہے کہ ہر شام وپگاہ ان کے حق میں یارب یا رب ان کو ہدایت کر کہہ کر دعائیں مانگتا ہے ہمیں نبی کی یہ مخلصانہ دعا ایسی پیاری لگتی ہے کہ ہم کو اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے کیونکہ ان کو ایمان کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں کہ جو رفع ہو سکے بلکہ ان کا دلی عناد ہے جو کسی طرح بھی دور نہیں ہو سکتا۔

ف۵: ان کے ایمان کی زیادہ امید نہ رکھئے اور نہ زیادہ اس کاوش میں پڑے رہیے اور ان سے یہ کہہ بھی دیجیے کہ تم کو سلام تم خود ہی اصل حال جان لوگے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے سلام اس جگہ تحیت کے معنی میں نہیں بلکہ ان کو ان کے حال پر چھوڑنے کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ

میں اتاری ہے۔ بے شک ہم لوگوں کو ڈراویں گے اس رات میں تمام باحکمت امور کی

كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

تفصیل کی جائے گی ف۱ نبی ہمارے حکم سے ہوا ہے ہم ہی اس کتاب کو

مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

بھیج رہے ہیں محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے بے شک وہ سنتا

الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ

اور جانتا ہے جو آسمانوں' زمینوں اور ان کے درمیان کی کل چیزوں کا پروردگار ہے ف۲

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

اگر تم یقین کرتے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ

وہ تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار ہے لیکن یہ لوگ

فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ

شک میں کھیل رہے ہیں ف۳ پس تو اس روز کا انتظار کر جس روز آسمان سے ایک

بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ

نمایاں دھواں ظاہر ہوگا وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا یہ تو دردناک

اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝

عذاب ہے۔ ف۴ اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے دور کردے تو ہم ایمان لاویں گے

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آیا

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝ اِنَّا

تو وہ اس سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ کسی کا سکھایا ہوا مجنوں ہے۔ ف۵ ہم

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَاۗىِٕدُوْنَ ۝

تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلا دیں گے تم لوگ پھر لوٹ جاؤ گے۔ ف۶

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝

جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے ف۷

منزل ۶

ف۱: جمہور کا قول ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد شب قدر ہے جو حدیث نبوی کے مطابق ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں واقع ہوتی ہے۔ قتادہؒ نے کہا تمام قرآن شریف شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا' پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ نے تیئس سال کی مدت میں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً نبی ﷺ پر نازل فرمایا اور بیان فرمایا کہ یہ رات بہت برکت والی ہے اس لیے کہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا ہے جس میں دین و دنیا کی مصلحتیں اور فائدے بھرے ہیں نیز اس رات میں ملائکہ اور جبرائیل نزول فرماتے ہیں جیسا کہ سورۃ قدر میں آئے گا۔ انزلناہ میں ضمیرہ الکتب کی جانب ہے مفسر قرآن شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر ہم نے جو معنی لکھے ہیں یہ معنی دونوں گروہوں محدثین اور متکلمین کے نزدیک معتبر ہیں۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ لیلہ مبارک رمضان کی لیلۃ القدر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا اور یہ رمضان کے مہینے میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے خلاف جو روایت آئی ہے وہ ضعیف ہے وغیرہ امام رازیؒ فرماتے ہیں جو لوگ لیلہ مبارکہ سے شعبان کے وسط کی رات کہتے ہیں میں نے ان کے پاس اس دعویٰ پر کوئی معقول دلیل نہیں پائی یہ ہے ان دونوں گروہوں کا اتفاق فالحمدللہ فیھا یفرق کے معنی میں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے اور میں نے جو ترجمہ کیا ہے آیت کا سیاق سباق دیکھنے سے اس معنی کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ شروع سے العلیم تک قرآن مجید ہی کی تعریف ہے اس سیاق پر غور کر کے تفسیر میں یفرق کے معنی جو ہم نے بیان کیے ہیں قابل تصدیق ہیں۔

تنبیہ: شعبان کی پندرھویں رات جسے شب برات کہتے ہیں۔ ہمارے سادہ لوح مسلمان اس کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اس رات کی فضیلت میں ان کے ناسمجھ علماء وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو کہ لیلۃ القدر کے بارے میں ہے اور برصغیر خاص کر پاکستان میں بسنے والے مقلدین بھی لیلۃ القدر والی صفات کو سامنے رکھ کر اس رات میں خاص عبادات کرتے ہیں جیسا کہ بعض کتب مثلاً شیخ جیلانی کی غنیۃ اور امام غزالیؒ کی احیاء العلوم وغیرہ میں اس رات کی عبادت کے بے شمار اجر و ثواب درج ہیں یاد رہے کہ اس رات کی فضیلت کسی بھی صحیح حدیث سے نہیں ملتی نہ رسول اکرم ﷺ کا عمل ملتا ہے نہ صحابہ کرامؓ تابعینؒ تبع تابعین اور آئمہ وغیرہ سے ہی اس کی کوئی تصریح ملتی ہے۔ لہٰذا جو عمل نبی ﷺ اور اسلاف سے نہیں ملتا تو اس پر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے عقائد کی درستگی' احکامات کی پابندی اور مسنون طریقوں کے اپنانے پر توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔ (واللہ اعلم)

ف۲: یعنی سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں بشری حساب و تخمینہ کے حساب سے ایک سال کی مدت کے لیے ہم ہی اس کتاب کو بذریعہ جبرائیل کے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج رہے ہیں۔

ف۳: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر رد فرمایا کہ ان کو توحید اور قیامت پر یقین نہیں بلکہ وہ شک و شبہ اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں آخرت کی انہیں کوئی فکر نہیں کہ حق کو طلب کریں اور اس میں غور و فکر سے کام لیں۔ شک کی تنوین تعظیم کے لیے ہے یعنی بڑے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

ف۴: دھوئیں سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباسؓ وغیرہ کہتے ہیں (بقیہ صفحہ 953 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ

اور ان سے پہلے ہم نے فرعونی قوم کو جانچا تھا اور بڑا معزز رسول

كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ

ان کے پاس آیا کہ اللہ کے بندے میرے سپرد کردو میں تمہارے لئے خدا کی

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَي اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ

طرف سے ایمان دار رسول ہوں اور یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو میں

اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ

تمہارے پاس کھلی دلیل لایا ہوں اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار

وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِىْ

کی پناہ میں ہوں اس سے کہ تم مجھے مار سکو ف۱ اور اگر تم میری نہ مانو تو مجھے

فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ

چھوڑ دو ف۲ پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ لوگ

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِىْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

بدکار ہیں پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے جا تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو وہ لوگ غرق کئے جائیں گے۔ ف۳

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ

وہ بہت سے باغ میٹھے چشمے لہلہاتی کھیتیاں بڑے بڑے

مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾

شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے سب کچھ چھوڑ گئے

كَذٰلِكَ ۡ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا

ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنایا ف۴ پھر ان

بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا

پر آسمان اور زمین نہ روئے اور نہ ان کو

مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ

مہلت ملی ف۵ اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب

منزل ۶

ف۱: قبلھم میں ضمیر ہم معاصر مشرکین مکہ کی جانب ہے رسول کریم ﷺ سے واضح مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان ادوا میں ان تفسیر کے لیے ہے۔ عباداللہ سے مراد بنی اسرائیل ہیں کہ انہیں میرے سپرد کردو میں انہیں لے کر مسلک توحید پر چلانے کے لیے ان کے اصلی وطن فلسطین میں لے جاؤں میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول بن کر آیا ہوں پس تم میری بات کو میرے بھیجنے والے کا حکم سمجھو۔ سب سے پہلے تو میں تم لوگوں کو یہ سناتا ہوں کہ اللہ حقیقی مالک الملک کو مانو اور اسی کے بن جاؤ۔ شرک کفر بے ایمانی دغا بازی کی تمام باتیں چھوڑ دو۔ اگر تم مجھے قتل یا پتھراؤ کی دھمکی دو تو میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر تم سے ہو سکے تو بے شک مجھے مارنے کے سامان تیار کرو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہارے ہاتھ سے کبھی نہ مروں گا۔

ف۲: یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو کم از کم مجھے ایذا دے کر اپنے جرم کو شدید تر تو نہ بناؤ مجھے تم سے بھلائی کی امید نہیں تکلیف تو نہ پہنچاؤ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں میں اپنی قوم کو لے جاؤں تم راہ نہ روکو۔

ف۳: یعنی آپ کے لیے تو سمندر میں راستہ کر دیا جائے گا اور سمندر کا کچھ حصہ آپ کے لیے خشک کر دیا جائے گا آپ پار نکل جائیں اور دریا کو اپنی حالت پر پھٹا ہوا رہنے دیں اور اس فکر اور اندیشہ میں نہ پڑیئے گا کہ فرعون بھی تو اسی راستہ سے آ جائے گا بلکہ فرعونیوں کے اندر آتے ہی دریا چلنا شروع کر دے گا۔

ف۴: بنی اسرائیل دریا سے با سلامت نکل تو گئے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک میدان تیہ میں پھرتے رہے اور کافی عرصہ کے بعد وہ اپنے ملک فلسطین میں گئے وہاں ان کی سلطنت قائم ہوئی پھر انہوں نے جنگی طاقت حاصل کرنے کے بعد دور دراز تک کے ممالک فتح کیے اس لیے عرصہ کا لفظ بڑھانا ضروری ہے۔ قوماً آخرین سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ اس لیے اورثنھا سے مراد یہ نہ رہے گی کہ انہیں بعینہٖ فرعونیوں ہی کی چھوڑی ہوئی نعمتیں عطا کیں بلکہ مراد نفس وہ نعمتیں (سرسبز کھیتیاں شاداب باغ بہتے ہوئے چشمے وغیرہ) ہوں گی جو بنی اسرائیل کو شام و فلسطین یا کہیں بھی عطا ہوئی ہوں۔

ف۵: کائنات کی کوئی بھی بڑی سے بڑی یا چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی کسی نہ کسی درجہ میں احساس و شعور ضرور رکھتی ہے اسی سے وہ مومن کے مرتبہ کا ادراک کر کے اس کی وفات پر غمگین ہوتے ہیں حکیم کائنات و دانائے فطرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب مرجاتا ہے تو آسمان کا وہ دروازہ جس سے اس کے عمل کا صعود ہوتا تھا اور وہ دروازہ جس سے اس کا رزق کا نزول ہوتا تھا اس پر روتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب مومن مرتا ہے تو زمین میں اس کے نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اس کے عمل کے صعود کرنے کی جگہ یہ دونوں اس پر روتی ہیں (روح) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ الایہ یہ اثر تھا ان کی کمال مبغوضیت کا کہ زمین و آسمان کسی کو بھی ان پر رونا نہ آیا اور کسی کو بھی ان سے ہمدردی پیدا نہ ہوئی۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ان کی تباہی پر آسمان اور زمین کے لوگ نہ روئے اور نہ ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت ملی بلکہ حکم پہنچتے ہی تباہ کیے گئے۔ اگر ابھی مہلت زندگی پا جاتے تو عذاب الٰہی سے چند روز اور بچے رہتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

سے چھڑایا بے شک وہ بڑا سرکش اور بے ہودہ

عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى

لوگوں میں سے تھا ف۱ اور ہم نے ان کو اپنے ذاتی علم سے

عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا

لوگوں پر فضیلت دی تھی اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے

فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾

کہ ان میں صریح مہربانی تھی ف۲ یہ کہتے ہیں

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾

یہی ہماری پہلی موت ہوگی اور ہم نہ اٹھائے جائیں گے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

پس اگر تم سچے ہو تو اپنے باپ دادوں کو لے آؤ؟ ف۳

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

کیا یہ لوگ اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے

اَهْلَكْنٰهُمْ ۖ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا

ہم نے ان کو ہلاک کیا بے شک وہ لوگ مجرم تھے ف۴ اور ہم نے

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے پیدا نہیں کیں۔

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن بہت سے لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾

نہیں جانتے ف۵ تحقیق فیصلہ کا دن ان سب کے لئے مقرر وقت ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ

جس روز کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے کچھ شک

ف۱: اس لیے اسکی سرکشی جب انتہا کو پہنچ گئی تو نتیجہ بھی وہی ہوا جو ایسے کاموں کا ہوا کرتا ہے یعنی تباہی

ف۲: یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو اس زمانے کے لوگوں سے چن لیا اور ہم خاص نکوئی مصلحت کے تحت جانتے تھے کہ وہ اس فضیلت کے لائق ہیں۔ اتینھم من الآیات نشانیاں یعنی موسیٰ کے معجزے۔ اور قتادہؒ نے کہا کہ نشانیوں سے مراد ان کے واسطے دریا کا پھاڑنا اور غرق ہونے سے بچانا اور ان پر بادل کا سایہ کرنا اور من وسلویٰ اتارنا سو نشانیاں نعمت ظاہر تھیں یا ان میں بڑی آزمائش تھی۔ ہدایت حاصل کرنے والے کیلئے یہاں مصیبت کے معنی نہیں ہے بلکہ انعام کے معنی میں ہے بلاء کے عام متداول معنی یہی لیے جاسکتے ہیں یعنی ان نشانات کے ذریعہ سے خوب آزمائش اور تجربہ ہوگیا شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ید بیضاد یا عصاد یا آخر سب سے انکی خاطر دریا کو روکا اور ان کو بچایا ان واقعات سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا مقابلہ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا مگر یہ عرب کے مشرک کچھ ایسے ہٹ دھرم اور ضدی ہیں کہ جو کچھ سنتے ہیں اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

ف۳: جب سنتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں اعمال کا نیک اور برا بدلہ پانے کے لیے قیامت کے روز اٹھنا ہوگا۔ تو کہتے ہیں کہ صرف یہی ایک بار مرنا ہے جو دنیا کی زندگانی کے بعد ہوگا اس کے بعد قبر میں نہ مرنا ہے اور نہ جینا پھر قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اٹھائے نہیں جائیں گے پس اگر تم مسلمان سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم بھی ان سے ملاقات کریں اور آخرت کا حال پوچھیں اگر وہ اپنی سرگزشت بتائیں گے تو ہم سن کر ایمان لائیں گے یہ ہے ان کی کجروی، کہ بات کچھ ہے اور سوال کچھ بات تو یہ ہے کہ بعد فناء دنیا تم سب لوگ بغرض جزا و سزا اٹھو گے تو کہتے ہیں کہ اگر یہ بات سچی ہے تو پھر ہمارے فوت شدہ بزرگوں کو ابھی زندہ کر دو سبحان اللہ

بیان از آسماں سوال از ریسماں
سوال از آسماں جواب از ریسماں

تنبیہ: منیبات و مجردات میں آج بھی مشاہدہ و تجربہ کا مطالبہ اسی قدیم ذہنیت کی صدائے بازگشت ہے۔

ف۴: خیر کا مفہوم ہمیشہ اخلاقی و روحانی ہی پہلو نہیں رکھتا بلکہ مادی، مالی، جسمانی فوقیت کا اظہار بھی اسی لفظ سے ہوتا رہتا ہے اور یہاں یہ لفظ اسی دنیوی جاہ وحشم مادی قوت سامان میں اظہار فوقیت کے لیے ہے۔ تبع ملوک مصر کے لقب فرعون کی طرح جنوب عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کے ایک خاندان کا لقب تبع تھا یہ اپنے وقت کے بڑے عظیم الشان وجلیل القدر فرمانروا تھے اور ان کی حدود سلطنت علاوہ حمیر، حضرموت اور سارے علاقہ سباء کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک وسیع تھی اور یہ خاندان قریباً ڈھائی سو سال تک فرمانروا رہا اور ان کے زمانہ کا تخمینہ ظہور اسلام سے سات آٹھ صدیوں قبل کا کیا گیا ہے۔ اہل لغت کے نزدیک ان بادشاہوں کو ان کی کثرت اتباع کی بنا پر تبع کہتے ہیں ابن ہشام میں ابن اسحٰق کے حوالہ سے ہے کہ اس نے مدینہ سے یمن تک سڑک بنوادی تھی جب مشرق سے مدینہ کو آیا تھا اور اسی سڑک سے اپنے وطن کو آتا جاتا تھا اہل عرب تبع کی عظمت وشان سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ تبع بہت گزرے ہیں اللہ جانے یہاں کون سا مراد ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے جس کا ذکر سورہ سبا میں ہے۔ واللہ اعلم

ف۵: اس میں رد آ گیا ان قوموں کا جو یہ سمجھتی ہیں کہ یہ ساری کائنات محض ایک تماشہ گاہ ہے اور خالق کائنات کو محض ایک میلہ رچانا، تماشہ کرنا مقصود تھا، قرآن مجید اس کی بار بار تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس کارخانہ آفرینش کے بڑے بڑے اہم مقاصد ہیں، اس میں بڑی بڑی غایتیں اور مصلحتیں پنہاں ہیں اور ان میں سے ایک بڑی حکمت قانون مجازات ومکافات کا اجراء اور نفاذ ہے یعنی وہ نتیجہ جو نیک وبد اعمال کی جزا و سزا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ

نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب بڑا رحیم ہے۔ ف۱ تھوہر کا درخت مجرموں

الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ

کا کھانا ہو گا اور وہ ان کے پیٹوں میں سخت کھولنے والے پانی

الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾

کی طرح جوش مارے گا۔ حکم ہوگا اسکو پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾

پھر اس کے سر پر عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو۔

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ

لے مزا چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا ف۲ یہ وہی ہے

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ ف۳ پرہیزگار

فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾

امن کی جگہ میں ہوں گے ف۴ یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے

يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾

ریشمی اپلے اور مخملیں پہنیں گے۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے ف۵

كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ

واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیبیوں سے شادی کردیں گے۔

فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ

وہ ہر قسم کے میوے منگوا منگوا کر کھایا کریں گے ف۶ اور سوائے پہلی موت

فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ

کے پھر کسی قسم کی موت نہ چکھیں گے اور خدا ان کو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ

جہنم کے عذاب سے بچائے گا محض خدا کے فضل سے ہوگا یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ

بڑی کامیابی ہے۔ ف۷ تو ہم نے اس کو تیری بولی میں آسان کیا ہے

منزل ۶

یعنی وہ نتیجہ جو نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ہے۔

ف۱: مطلق دنیوی تعلق حشر میں ہرگز کسی ایک کا دوسرے سے کام نہ آئے گا بلکہ اس کی بنا پر کوئی کسی کی مدد تک نہ کر سکے گا مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ وہ کون ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ہو رہے ہوں گے اور اللہ کی رحمت کا اثر ان پر ظاہر ہوگا کہ وہ کسی مومن کے حق میں شفاعت کی اجازت دے دے اللہ تعالیٰ بڑا غالب ہے اس کو اپنے بندوں پر رحم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ اسے بخل ہے کیونکہ وہ بذات خود بڑا رحیم ہے مگر لوگ اس کے رحم سے حصہ لینے کی طرف رغبت نہیں کرتے بلکہ الٹا عذاب کا مستحق بننے کی کوشش کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ بدکاری کا نتیجہ کیا ہے۔ چنانچہ اپنی صفت عزیزیت کے تقاضہ سے کافروں کو خوب مغلوب کرے گا اور صفت رحیمیت کا ظہور اہل ایمان پر پوری طرح فرمائے گا۔

ف۲: الاثیم بڑے مجرم سے مراد کافر ہے اس صیغہ مفرد سے مراد جنس کافر ہے کوئی مخصوص فرد یا متعین شخصیت مراد نہیں بعض اقوال میں آیا ہے کہ اس سے مراد ابوجہل یا فلاں متعین کافر ہے یہ خلاف تحقیق اور بلا دلیل ہے۔ زقوم ایک درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جہنم میں دنیا کے درخت کی صورت پر پیدا کیا اور اس کا نام شجرہ ملعونہ رکھا اور زقوم اس کا پھل ہے پس جب دوزخی بھوک سے لاچار ہوں گے تو آ کر اس درخت سے کھائیں گے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک قطرہ درخت سینڈھ سے دنیا میں ٹپکے تو البتہ تباہ کر دے دنیا کے لوگوں پر ان کے زندگانی کے اسباب کو پھر کیسا حال ہوگا اس کا کہ جس کی خوراک سینڈھ ہو کہ جس کی خوراک ان فرشتوں کو جو دوزخ کے داروغہ ہیں حکم ہوگا کہ پکڑو اس گنہگار کو اور گھسیٹ کر دوزخ کے درمیان لے جاؤ۔

اور اس سے کہا جائے گا کہ مزہ چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا یعنی دنیا میں جب کبھی کوئی مخلص حکم الٰہی سناتا تو تو کہا کرتا تھا کہ یہ حکم غریب لوگوں کے لیے ہیں ہم بڑے آدمی ان کے مخاطب نہیں پس یہاں بھی تجھے وہی ملے گا جس کا تو حقدار ہے تو اب تیری وہ عزت اور سرداری کہاں گئی۔

ف۳: پس اب دیکھ لو کہ یہ جو کچھ ہے کیا یہ واقعی ہے یا یہ نظر کی غلطی ہے۔

ف۴: یعنی ایسی جگہ جو ہر مصیبت، ہر ناخوشگواری سے محفوظ ہو آؤ اب ان لوگوں کا حال بھی سنو اور دیکھو جن کو تم بنظر حقارت دیکھا کرتے تھے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے کامیاب ہو گئے اور یہاں وہ امن و چین سے رہیں گے کسی طرح کا خوف اور غم ان کے پاس نہ آئے گا۔ یعنی جنت کے میوے کھانے سے ان کو بدہضمی اور بیماری اور درد کا اندیشہ نہیں۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ بہشتیوں کو موت اور بیماری اور شیطان کا خوف نہیں ہوگا۔

ف۵: ان کی پوشاک باریک اور دبیز ریشم کی ہوگی اور ملاقاتی مجالس میں حسب دستور ملاقات ایک دوسرے کے آمنے سامنے بے تکلف دوستوں کی طرح بیٹھیں گے۔

ف۶: اہل جنت علاوہ روحانی نعمتوں کے ہر قسم کی مادی و جسمانی لذتوں سے بھی پوری طرح انجوائے کریں گے یہ نہ ہوگا کہ یہاں کی جسمانی لذتوں سے انہیں خواہ مخواہ بے جرم محروم کر دیا جائے۔ قرآن مجید میں جنتیوں کی ازواج کے متعلق دو لفظ آئے ہیں (ایک) اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ دوسری یہ آیت ہے اس میں حوروں کے ساتھ شادی کرانے کا ذکر ہے ان دونوں آیات کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو دو قسم کی بیویاں ملیں گی ایک ان کی اپنی دنیاوی منکوحہ بیوی اور دوسری جنت کی ازواج ان دونوں (بقیہ صفحہ 954 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٢٤﴾

تاکہ یہ لوگ سمجھیں پس تو انتظار کر تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ف۱

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ﴿٣٧﴾ آيَاتُهَا ٣٧ رُكُوعَاتُهَا ٤

سورۃ الجاثیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾

وہ رحمٰن رحیم ہے۔ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔ ف۲

إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾

آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ آيَاتٌ

بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پھیلائے ہیں ان میں بھی یقین کرنے

لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

والوں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں ف۳ اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور

وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا

جو اوپر سے خدا رزق اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو

بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ

بعد خشکی کے تروتازہ کردیتا ہے اور ہواؤں کو ادھر ادھر پھیرنے میں

آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں ف۴ یہ آیات الٰہیہ ہیں جو ہم سچائی کے

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَ

ساتھ سناتے ہیں پھر بھی یہ لوگ اللہ اور اس کے احکام کے سوا کسی

آيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٧﴾

بات پر ایمان لائیں گے ف۵ افسوس ہے ہر ایک جھوٹے بدکار کے حق میں

يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے

منزل

ف۱: قرآن مجید کو آپ کی زبان یعنی عربی محاورے میں آسان صورت میں نازل کیا تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ بزبان حال اور بزبان قال یہی کہتے ہیں کہ ہم پر عذاب لے آ۔ آپ تبلیغ کے علاوہ اور کسی فکر و تردد میں نہ پڑیئے اور ان پر نزول ضرر کے منتظر رہیے جس طرح یہ اپنی حماقت سے آپ پر نزول ضرر کے منتظر ہیں نہ عذاب لانا آپ کے بس میں ہے اور نہ ہٹانا ان کی قدرت میں جب وہ آ گیا تو ان سے کیا کہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. صاحب فتح لکھتے ہیں کہ اس وعدہ کا انتظار کر اس وعدہ کا جو ہم نے آپ کے ساتھ کیا ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے اور تیرے مخالفوں کو ہلاک کریں گے وہ آپ کے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں یا کسی اور مصیبت کے آنے کا۔

ف۲: اس لیے اس کی تعلیم بھی حکمت سے بھرپور ہے اور اس کی اشاعت میں کسی قسم کی روک نہیں ہوگی کیونکہ یہ اللہ غالب کی نازل کی ہوئی ہے اس کے غلبہ کے مقابلہ میں کسی کی کیا مجال؟

تنبیہ: الحکیم اس میں منکرین قدیم وجدید کے اس اتہام کی بھی تردید آ گئی جو یہ کہتے تھے کہ یہ کلام رسول کا گڑھا ہوا ہے اور کلام میں خود مصنف کا اثر آ گیا ہے اور کتاب اسی شان اور پایہ کی ہوگئی ہے جیسے العزیز اور الحکیم کی کتاب کو ہونا چاہیے۔

ف۳: آدمی ماننا چاہے تو اسی آسمان وزمین کی پیدائش اور ان کے محکم نظام میں غور کر کے مان سکتا ہے کہ ضرور کوئی ان کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا ہے جس نے کمال خوبی اور حکمت سے ان کو بنایا اور لامحدود قدرت سے ان کی حفاظت کی انسان خود اپنی بناوٹ اور دوسرے حیوانات کی ساخت میں غور کرے تو درجہ عرفان و ایقان تک پہنچانے والی ہزاروں نشانیاں اس کو ملیں گی۔

یعنی جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ کرنے والی نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں ان کے لئے آسمان وزمین پر بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ قرآن ان نشانیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ لوگ غور وفکر کریں۔ آگے کچھ نشانیوں کا ذکر ہوا ہے۔

آیت سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ ایمان ایک وجدانی کیفیت جو آسمان وزمین کے مشاہدے سے انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے جن کے دلوں میں ایمان گھر کر چکا ہے اور جن کی بصیرت مومنانہ بن چکی ہے انہیں اس کارخانہ کائنات میں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی حکمتوں' صنعتوں اور قدرتوں کے نمونے ملتے ہیں اور وہ سب اس کی توحید ہی کی طرف سے جاتے ہیں نہ کہ معبودوں کے بہت زیادہ ہونے کی جانب۔ ہاں جو بے تعقید ی اور شریر الطبع لوگ اور کوڑ مغز ہیں ان کو تو کوئی چیز بھی مفید نہیں ہو سکتی۔

ف۴: جن کی خالص عقل کی دنیا تیرگی اور بری صحبت میں پھنس کر زائل نہیں ہوتی وہی ان نشانیوں پر غور کر کے مستفید ہو سکتے ہیں۔ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ ہیئت' ریاضیات' فضائیات' طبیعات اپنی تمام شاخوں کے ساتھ اس کے تحت میں آ گئے۔ من السماء..... الریح معاشیات' حیاتیات' نباتیات' ارضیات اور فضائیات کے تمام علوم مع اپنے متعلقات کے ساتھ اس کے تحت میں آ گئے۔ رزق سے مراد مادۂ رزق یعنی بارش ہے۔

ف۵: ہر ایک علم اور ہر ایک نزاع کی ایک حد ہوتی ہے مگر تمام دنیا اور دنیا کے تمام جھگڑوں کی انتہا اللہ تعالیٰ پر ہے پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا وہ تو پرلے درجے کا جھوٹا اور بدکار ہے۔ امام رازیؒ نے آیت سے یہ نکتہ بھی اخذ کیا ہے کہ ایمان میں تقلید کافی نہیں ہر مکلف کو دین الٰہی کے دلائل پر غور وتفکر بھی کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٨﴾

گویا اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر دے

وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا ۖ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ

اور جب ہمارے احکام میں سے کوئی حکم اسے معلوم ہوتا تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٩﴾ مِنْ وَرَائِهِمْ

ان لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ف۱ آگے جہنم کا عذاب

جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا

ہے اور نہ ان کی کمائی ان کو کچھ فائدہ دے گی نہ ان کے کارساز

مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان کو کچھ فائدہ دیں گے جو انہوں نے خدا کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں اور ان کو

عَظِيمٌ ﴿١٠﴾ هَٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ

بہت بڑا عذاب ہوگا۔ ف۲ یہ ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام سے

رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ اللَّهُ

منکر ہیں ان کے لئے بڑے دکھ کی مار ہے اللہ وہ ہے

الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

جس نے تمہارے لئے سمندر قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے حکم سے

فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ

اس میں جہاز چلیں اور تاکہ تم اللہ کا فضل حاصل کرو اور

تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

شکر ادا کرو ف۳ اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

اپنے حکم سے تمہارے لئے کام میں لگا رکھا ہے اس بیان میں فکر کرنے والے لوگوں کے

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا

لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ ف۴ تو ایماندار بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام

لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا

کی امید نہیں رکھتے ان کو معاف کیا کریں تاکہ اللہ اس قوم کو

ف۱: یعنی جب یاد کر لیتا ہے کچھ قرآن تو انکار کرتا ہے اس کا اور اس کو مسخری ٹھٹھا بنا لیتا ہے ایسے لوگوں کے لیے قرآن کی اہانت اور بے عزتی کرنے کے سبب عذاب ہے جو ان کو ذلیل و خوار کرے گا۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے ملک میں قرآن شریف ہمراہ لے کر سفر کرنے سے یا تو اس خوف سے منع فرمایا کہ کہیں دشمن اس کی بے ادبی نہ کرے۔ حاصل یہ کہ جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اہانت و استخفاف کا معاملہ کرتا ہے سزا بھی سخت اہانت اور ذلت کی ملے گی جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

ف۲: یعنی اموال اولاد وغیرہ کوئی چیز اس وقت کام نہ آئے گی اور نہ وہ کام آئیں گے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔

تنبیہ: دنیا کی عزت اور حق سے سرکشی کرنا جس میں وہ لگے ہوئے ہیں ان کے آگے جہنم ہے۔ لفظ وراء کا جیسا پیچھے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح آگے کے معنی میں بھی آتا ہے پس یہ ان لفظوں میں سے ہے جو بطریق اشتراک کے ایسے دو معنوں پر بولے جاتے ہیں جو ہر ایک معنی دوسرے کی ضد ہو۔

ف۳: دریا تمہارے تابع کیا یعنی اس طور پر بنایا کہ تم سوار ہو کر اس پر چل سکتے ہو اللہ کا فضل ڈھونڈنا یہ ہے کہ تجارت کرنا اور غوطے لگا کر دریا سے موتی وغیرہ نکالنا اور مچھلیاں پکڑنا اور اس کے علاوہ بھی کئی فائدے ہیں۔ سخر لکم یعنی تمہارے نفع کے لیے اپنے احکام تکوینی کا تابع بنایا۔ من فضلہ فضل یہاں بہت وسیع معنی میں ہے بحری تجارت، جہاز رانی، سیپی، موتی، مونگے کا کاروبار، غواصی وغیرہ سب کچھ اس میں آ جاتا ہے۔

ف۴: سعدی شیرازی مرحوم کا قول ہے

ابر و باد و مہ و خورشید فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ایں ہمہ بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

سخر لکم..... منہ اس آیت نے اس بات کو واضح کر دیا کہ سورج چاند، ستارے، ہوا، خشکی، تری کی جتنی بھی قوتیں ہیں انسان ان سب کو اپنے کائناتی تصرف میں لائے گا اور جوں جوں قوانین فطرت کا زیادہ راز دار ہوتا جائے گا منشاء فطرت اور زیادہ پورا ہوتا جائے گا۔ منہ اس تصریح نے واضح کر دیا کہ یہ تسخیر فطرت کی بھی تمام نعمت اللہ ہی کی دی ہوئی ہے کوئی بھی اس میں شریک نہیں، غور و فکر کی قوتیں بھی اللہ کی دی ہوئی ہیں اور ان سے اگر صحیح طور پر کام لیا جائے تو ہدایت و معرفت کی راہیں کھلتی رہیں گی۔ فکر کرنے والے سوچتے ہیں کہ ایسا نظام پیدائش جس کے نتائج بھی منظم ہوں بے شک کسی بڑے مدبر کے بنانے سے بنی ہے جس کی نظیر کوئی دوسری چیز نہیں ہو سکتی تو باوجود اس واضح بیان کے یہ لوگ اِدھر اُدھر بہکے جاتے ہیں۔ جب اللہ کے فضل اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں تو لازمی طور پر ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہیے اور وہ کام یہی ہے کہ اس منعم حقیقی اور اپنے محسن کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں اپنی حیات مستعار کے لمحات صرف کر دیں تاکہ آئندہ چل کر ہمارا انجام درست ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۲۲﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے ف۱ جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا
فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ
تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
سب کے سب خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۲ اور بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب دی
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ
حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ
کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان کو فضیلت دی ف۳ اور ان کو
بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
دین کے کھلے کھلے احکام دیئے پھر بعد آجانے علم کے وہ لوگ محض آپس کے حسد
مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ
کی وجہ سے مختلف ہوئے تمہارا پروردگار
يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ
قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا ف۴
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ
پھر ہم نے تجھ کو دین کی راہ پر لگایا ہے پس تو اس کی
فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾
پیروی کیجیو اور جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو ف۵
اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ
کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور
الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ
بے شک ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں اور اللہ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى
پرہیزگاروں کا والی ف۶ ہے۔ یہ تعلیم لوگوں کے لئے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے

ف۱: ایام اللہ (اللہ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے یا اپنے فرمانبرداروں کو کسی خصوصی انعام واکرام سے سرفراز فرمائے۔ لہٰذا اَلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ سے مراد وہ کفار ہوئے جو اس کی رحمت سے ناامید اور اس کے عذاب سے بےفکر ہیں۔ ابتداء اسلام میں مومنوں کو حکم تھا کہ مشرکوں اور اہل کتاب کی ایذا پر صبر کریں اور ان سے درگزر کریں تاکہ اس سے ان کے دل الفت پکڑیں اور دشمنی سے باز آئیں' پھر جب وہ ضد اور عداوت سے باز نہ آئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم فرمایا۔

ف۲: وہاں اطاعت کرنے والوں کو اپنی اطاعتوں کا بدلہ بلکہ نعم البدل ملے گا اور سرکشوں کو اپنے کرتوتوں کا بدلہ' دنیا میں ان نافرمانوں سے درگزر ہی مناسب ہے بلکہ معمولی وعظ نصیحت کر کے باقی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔ آیت کا مقصود اس انتقام سے روکنا ہے جس سے مقصود اپنے غیظ کی تسکین ہوتی ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ جو کوئی بھی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے کرتا ہے کسی دوسرے پر احسان نہیں کرتا وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا یہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ بدی کا وبال خود اس بدی کے مرتکب پر پڑتا ہے دوسروں کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

ف۳: جمہور مفسرین کا قول ہے کہ کتاب سے مراد یہاں تورات ہے اور حکم سے مراد وہ سمجھ جس کے ساتھ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا جائے اور نبوت سے مراد جو ان کے درمیان انبیاء مبعوث ہوئے یہ نعمتیں دینی ہیں اور پاکیزہ چیزیں وہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال کی تھیں جیسے من وسلویٰ جیسے مزیدار کھانے وغیرہ اور یہ دنیاوی نعمتیں ہیں۔

ف۴: تاکہ وہ راہ راست پر آئیں اور دین الٰہی کی تبلیغ کریں مگر پھر بھی وہ باہم مختلف ہوئے محض اختلاف رائے معیوب اور مضر نہیں لیکن جب اختلاف رائے سے تجاوز کر کے مخالفت اور مخالفت سے عناد تک نوبت پہنچ جائے تو معیوب اور مضر ہو جاتا ہے ان لوگوں میں یہی بات تھی کہ مذہبی اختلاف رائے میں ایک دوسرے کے بدخواہ ہو گئے تھے کیا ٹھکانا تھا ان کی ضد' جہالت' نفسانیت کا کہ جو چیز اختلاف ختم کرنے کا سبب ہو سکتی تھی یعنی علم یا وحی تو اسی کو انہوں نے باعث تفریق وشقاق بنا لیتے اور معمولی باتوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے بہتر تو یہی تھا کہ قیامت کے فیصلے سے پہلے ہی یہ سمجھ لیتے کیونکہ اس روز کے فیصلے کی اپیل سے یہ تدارک نہیں ہوگا۔ آخرت میں فیصلہ عملی اور مشاہداتی رنگ میں ہوگا اور جبکہ دلائل وشواہد کے لحاظ سے تو فیصلہ آج بھی موجود ہے۔ اس آیت میں اس امت کو ڈرایا گیا ہے کہ یہ ان کی چال نہ چلیں۔

ف۵: الامر سے مراد دین ہے' یعنی آپ کو نبوت سے سرفراز کیا اور ہر امر عظیم ومہتم بالشان میں آپ کو راہ دکھا دی اور آپ کسی امر میں بھی بے راہ نہیں رہے' دین حق کا اتباع اپنے عمل سے بھی کرتے رہیے اور تعلیم وتبلیغ سے بھی لا یعلمون یعنی جو لوگ علم حقیقت سے بےگانہ ہیں یعنی ایمان سے ناآشنا اور حق کا انکار کرنے والے۔

ف۶: دنیا میں ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں لیکن آخرت میں ان میں سے کوئی کسی کا دوست نہ ہوگا جو کچھ ثواب کا نفع پہنچائے یا عذاب دور کرے' لیکن ہدایت اور تقویٰ والوں کا دوست اور مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اس کے دوست ہیں اور ان دونوں دوستیوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ پس تم خود ہی سوچ لو کہ کون سی جانب تم کو اختیار کرنی چاہیے' آ ما ظالموں کے ساتھی بننا پسند کرتے ہو یا اللہ (بقیہ صفحہ 954 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ

اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے ف۱ بھلا جو لوگ جرأت سے

اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ

بدکاریاں کررہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ

جو ایماندار اور نیکوکار ہیں ان کا جینا اور مرنا

وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ

سب برابر ہوگا؟ بہت بڑا خیال کرتے ہیں ف۲ اور اللہ نے آسمان اور زمین

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ

باقاعدہ بنائے ہیں تاکہ ہر آدمی کو اس کے

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ

کئے کا بدلہ پورا دیا جائے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو۔ ف۳ کیا تم نے

مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ

ایسا آدمی بھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے بھی خدا نے اسکو گمراہ کردیا ہے

وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ

اور اس کے کانوں اور دل پر مہر کردی ہے اور اس کی آنکھوں پر

غِشَاوَةً ۖ فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا

پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر کون ہے جو اللہ کے بعد اس کو ہدایت کرسکے کیا تم

تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

سمجھتے نہیں ف۴ اور یہ لوگ کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے

نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ

جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اور ہم زمانہ کی گردش سے مرجاتے ہیں

وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا

ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے

يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

تیر چلاتے ہیں ف۵ اور جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں

ف۱: قرآن مجید کا بصیرت و ہدایت کا مجموعہ ہونا ہر ایک کے لیے واضح ہے اور اس کی ان خصوصیات سے فائدہ سب ہی اٹھا سکتے ہیں لیکن ثمرۂ عمل یعنی رحمت خاصہ یہ مخصوص اہل ایمان ہی کے ساتھ ہے۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ بصائر بصیغہ جمع لانے میں نکتہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی تمام مہمات کے لیے کافی ہے ایک دو کے لیے نہیں۔

ف۲: مطلب یہ کہ نافرمان جس طرح اپنے اکثر حالات و آثار تکوینی کے لحاظ سے فرمانبرداروں کے ساتھ دنیا میں ملے جلے رہتے ہیں اور موت، بیماری اور رزق وغیرہ کے اعتبار سے امتیاز کا کوئی ظاہری اور واضح فرق کوئی ظاہری محض سرکشی و اطاعت کی بنیاد پر دیکھنے میں نہیں آتا تو کیا اس طرح کا خلط ملط عالم ابتلاء کے بعد بھی قائم رہے گا؟ ہرگز نہیں عالم حقائق میں اہل طاعت اور اہل طغیان کے حالات و آثار تو ایک دوسرے سے بین طور پر ممتاز اور جدا ہوں گے۔ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بہت برا خیال کرتے ہیں کیونکہ ایسا خیال کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حق میں ظلم کا گمان کرنا ہے اس لیے کسی نیک دل بھلے آدمی کو یہ خیال دل و دماغ میں نہ رکھنا چاہیے کیونکہ زمین و آسمان کی ہر چیز شہادت دیتی ہے کہ جس طرح روشنی اور ظلمت برابر نہیں اسی طرح نیک و بد بھی یکساں نہیں دونوں میں یکسانیت اگر واقعی اور مستقل رہی تو پھر تو قانون مجازات تو باطل ہوا اور مکافات عمل کے بھی کوئی معنی ہی نہ رہے۔ سیات کے تحت میں کفر، شرک اور معصیت وغیرہ تمام شامل ہیں لیکن یہاں ایمان و عمل صالح کے مقابلہ میں آنے سے غالباً سیات سے مراد کفر ہی ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا محض خالق ہی نہیں بلکہ حکمتوں اور مقصدوں کے ساتھ ان کا خالق ہے اور ایک حکمت یہی قانون مجازات ہے کہ دنیا میں پورا پورا بدلہ ملتا نہیں اس لیے لازمی ہے کہ ایک دوسرا عالم ہو جس میں انصاف رتی رتی کا کیا جائے اور سب کے سب اسے محسوس بھی کریں۔

ف۴: اضله الله علی علم یعنی اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے اور وہ اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔ حق تعالیٰ کا اسباب ضلالت کو تکوینی طور پر خلق کر دینا یہی اس کی طرف سے اضلال ہے یا یہ مطلب کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ کے ترجمہ سے ظاہر ہے جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرائے جدھر اس کی خواہش لے چلے ادھر ہی چل پڑے اور حق و ناحق کے جانچنے کے معیار کیلئے اس کے پاس صرف یہ خواہش ہی رہ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اس وقت اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں نہ دل سچی بات کو سمجھتا ہے نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے۔ یہ کان اور دل پر مہر لگ جانا اور آنکھوں پر پردہ پڑ جانا ابتداءً میں حق تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہوا بلکہ یہ تو ان کی نفسانی خواہشات کی پیروی کا نتیجہ ہے ظاہر ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اس کے کردار کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے تو کون سی طاقت ہے جو اس کے بعد اسے راہ پر لے آئے۔

ف۵: یعنی دنیا کے سوا اور کوئی جہان نہیں اس میں کوئی مرتا ہے کوئی جیتا ہے آخرت اور قیامت نہیں ہے یہ بات عرب کے مشرک کہتے تھے جو دوبارہ زندہ ہونے سے منکر تھے اور کہتے تھے کہ رات اور دن کا گزر جانا جانوں کے ہلاک کرنے میں تاثیر کرتا ہے اور ملک الموت سے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح قبض ہونے کے منکر بھی تھے اور ہر چیز اور حادثہ کی نسبت زمانہ کی طرف کرتے تھے حالانکہ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں (بقیہ صفحہ 954 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا
تو انکا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو
بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ
ہمارے باپ دادا کو لے آؤ - ف۱ تو کہہ اللہ ہی
يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ
زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر تم کو قیامت کے دن
الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
جمع کرے گا اس دن میں ذرا بھی شک نہیں مگر اکثر
لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
لوگ نہیں جانتے ف۲ اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾
اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھاٹا پائیں گے ف۳
وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ
اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک گروہ دوزانو پڑا ہوگا- ہر قوم اپنے اعمال نامہ
إِلَىٰ كِتَابِهَا ۚ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾
کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ دنیا میں کرتے تھے اس کا پورا پورا بدلہ آج تم کو دیا جائے گا ف۴
هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا
یہ ہماری کتاب تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے جو کچھ تم لوگ
كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَمَّا
کرتے تھے ہم اس کو لکھا کرتے تھے- ف۵ جو
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ
لوگ ایمان لائے اور کام بھی اچھے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں
رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿٣٠﴾
داخل کرے گا یہی بڑی کامیابی ہے
وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ

زندہ کر کے دکھا دو بھلا اس سوال کو اس مضمون سے کیا تعلق؟ مگر ان لوگوں کا اصول ہے کہ تعلق ہو یا نہ ہو بات کہہ دیں گے۔

ف۱: یعنی یہ زندگی بخشنے اور موت واقع کرنے کا عمل تو حق تعالیٰ جو کہ قادر مطلق ہے وہی صادر کرتا رہتا ہے اور وہی قیامت کے دن بھی دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ کسی بندہ کے اختیار یا تصرف کی بات ہی کب ہے جو تم اس کا عملی اور مشاہداتی ثبوت ہم مسلمانوں سے چاہتے ہو۔

ف۲: یعنی وہی ان کا اصل اور حقیقی مالک ہے زمین و آسمان میں کہیں بھی کسی دوسرے کی ملکیت و شرکت نہیں وہی اکیلا مالک و متصرف ہے جب اور جس طرح اور جو کچھ چاہے کرے اس لیے اس نے اپنے بندوں کے نیک و بد کی جزا وسزا عام دینے کیلئے ایک دن خاص مقرر کر رکھا ہے جس کا نام قیامت ہے اس روز جھوٹ کے شیدائی اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ ان کو اپنے کیے ہوئے اعمال اس روز سامنے نظر آ جائیں گے جس سے ان کو اپنی دنیاوی زندگی کے نفع و نقصان کا علم ہو جائے گا۔

قیامت کے دن اللہ کے حضور ہر انسانی گروہ کی پیشی اس طرح ہو گی کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہوگا۔ گھٹنوں کے بل گرنا خضوع کا اظہار ہے۔ بڑے بڑے متکبرین بھی اس روز گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہوں گے اور اجتماعی طور پر وہ قومیں بھی جو فخر سے اپنا سر اونچا کرتی رہی ہیں میدانِ حشر میں انتہائی خضوع کی حالت میں پیش ہوں گی۔

اس آیت میں محشر کی جو جھلک دکھائی گئی ہے وہ غرور نفس کو توڑنے اور قوموں کی خودسری کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ وہ کھلے ذہن سے اس کا مطالعہ کریں۔

ف۳: جاثیۃ کھلے ہوئے معنی تو یہ ہیں کہ حساب کے وقت سب ادب سے دوزانو ہوں گے دوسرے معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ سختی اور ہیبت الٰہی کی وجہ سے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے اس معنی میں آیت مخصوص ہوگی غیر مقبولین اہل باطل کے ساتھ۔

کتابھا سے مراد اعمالنامہ ہے یعنی اس رجسٹر کے مطابق حساب و کتاب کے لیے طلب کیے جائیں گے ورنہ نفس رجسٹر یا نامہ عمل تو ظاہر ہے کہ خود ہی سب کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور ان کو کہا جائے گا کہ آج اپنے کیے کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے۔

ف۵: جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو بواسطہ ملائکہ لکھا کرتے تھے پس دیکھ لو اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوئی فرشتوں سے اور ان کے لکھنے میں کسی غلطی کے رہ جانے کا احتمال و امکان ہی نہیں۔

ابھی کتابھا میں اس رجسٹر کی نسبت بندوں کی طرف کی گئی تھی اس حیثیت سے کہ رجسٹر میں اعمال تو بندوں ہی کے درج ہوں گے اور اب کتابنا میں اسی کتاب کی نسبت حق تعالیٰ اپنی جانب کر رہا ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ وہ رجسٹر لکھوایا ہوا تو حق تعالیٰ ہی کا ہے۔

نہیں ہے یہ بات عرب کے مشرک کہتے تھے جو دوبارہ زندہ ہونے سے منکر تھے اور کہتے تھے کہ رات اور دن کا گزر جانا جانوں کے ہلاک کرنے میں تاثیر کرتا ہے اور ملک الموت سے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح قبض ہونے کے منکر بھی تھے اور ہر چیز اور حادثہ کی نسبت زمانہ کی طرف کرتے تھے حالانکہ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں (بقیہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: از سر نو زندہ کر کے گویا کوئی بندہ جب چاہے مردہ کو زندہ کر کے لا سکتا ہے کسی مومن کا دعویٰ کسی نبی رسول یا فرشتہ کے متعلق کبھی یہ رہا ہے۔ اس جواب کے سننے والے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں تک ان کو تحقیق حق سے مطلب ہے نبی اور مسلمان تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب کو زندہ کر کے ان کے نیک و بد کا محاسبہ کرے گا اور یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں ابھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾

پھر تم نے تکبر کیا اور تم مجرم ہو ف

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

اور جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ

کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں تو کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾

ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں ف

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

جو کچھ وہ کر چکے ہوں گے اس کی برائی ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ

مسخری تحول کرتے ہیں اس کا وبال ان کو گھیر لے گا اور کہا جائے گا کہ جیسے تم

كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ

اس دن کو بھولے رہے تھے ہم آج تم کو بھول جائیں گے۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ

اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا ف یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیات کو

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

ٹھٹھا تحول سمجھا تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾

پس وہ اس روز اس سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی۔ ف

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ

سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا بلکہ سب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

دنیا کا پروردگار ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی

الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے ف

ابن عباسؓ وغیرہ نے کہا کہ فرشتے بندوں کے اعمال لکھ کر آسمان پر لے جاتے ہیں پھر ان اعمال کا مقابلہ لوح محفوظ میں موجود کتاب کے ساتھ لفظ بلفظ موازنہ کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کا لکھ رکھا ہے۔

ف: صیغہ غائب سے فوراً صیغہ مخاطب کی طرف منتقل ہو جانا تاکہ کلام میں اثر و قوت زیادہ پیدا ہو جائے عربی اسلوب بلاغت میں عام تھا اور اس کو صنعت التفات کہتے ہیں۔ یعنی ہماری طرف سے نصیحت و فہمائش اور اتمام حجت کا کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا گیا اس پر بھی تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی آخر پکے مجرم بن کر رہے یا كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ کا مطلب یہ لیا جائے کہ تم پہلے ہی سے جرائم پیشہ تھے۔

ف: یعنی جب مومن تم کو کہتے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شبہ نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم کو صرف ایک وہم اور خیال سا آتا ہے یقین نہیں ہوتا ایسا ظن و گمان ہر سنی سنائی بات کے متعلق ہو ہی جایا کرتا ہے۔ اکبر الہ آبادیؒ کا ایک شعر آج کل کے روشن خیالوں کو مخاطب کر کے ہے

جو ذکر آتا ہے آخرت کا تو آپ ہوتے ہیں صاف منکر
خدا کی نسبت بھی دیکھتا ہوں یقیں رفت و گماں کا فی

اور بعض جگہ جو یقیناً قیامت کا انکار کیا تو شاید وہ کہنا نہایت ضد کے وقت میں ہے یا یہ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔

ف: یعنی جیسا تم اس دن کو بھول گئے تھے اور اس کے لیے کچھ عمل نہیں کیا تھا اسی طرح آج ہم بھی تم کو دوزخ میں ڈال کر بھلا دیں گے یعنی تمہارے ساتھ ایسا معاملہ کریں گے جیسا بھول جانے والا کرتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن بعض بندوں کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھ کو عزت اور بزرگی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے گھوڑوں اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تجھے رئیس اور حاکم نہیں بنایا تھا؟ کہ لوگوں سے چوتھائی مال وصول کرتا تھا' وہ کہے گا بے شک یا اللہ تو نے مجھ کو یہ سب کچھ عطا کیا تھا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے میرے سامنے ہونے کا یقین تھا وہ کہے گا نہیں' تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس آج میں بھی تجھے بھلائے دیتا ہوں جیسا تو نے مجھے بھلایا تھا۔

تنبیہ: فعل انساء (بھلا دینا) جب اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہوتا ہے تو نعوذ باللہ کوئی سہو یا ضعف حافظہ تو مراد ہو نہیں سکتا یہ تو ملائکہ تک کے حق میں ممکن نہیں اور اس سے مراد صرف مجازی ہو سکتی ہے یعنی کافروں کو رحمت حق کے التفات سے محروم کر دیا جائے گا (ابن کثیر)

ف: یعنی قیامت میں اس کا موقع ہی نہ ہوگا کہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کیا جائے گویا نہ ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا نہ ان کو یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ اب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں' اگرچہ وہ کتنی ہی عزت کے مالک ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی امیری پیری نہیں چل سکتی۔

ف: یعنی نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ یہ جہان خود کسی طرح سے معبود یا قابل پرستش ہے جیسا کہ مشرکوں نے سمجھ رکھا ہے اور نہ کوئی اور معبود قابل پرستش ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذاتی بزرگی میری چادر ہے اور صفاتی بزرگی میرا تہ بند ہے لہٰذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کرے گا میں اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا۔ (فتح البیان) بِمَا عَزِيْزٌ بِمَا غَالِبٌ لَا غَالِبَ اِلَّا اَنَا.

تنبیہ: ترکیب کلام میں لہٗ کی تقدیم نے مفہوم میں حصر پیدا کر دیا ہے یعنی کبریائی صرف اور اسی ایک کی ہے کوئی اور اس میں شریک و سہیم نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں نہ کائنات کے کسی گوشہ میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتہا ۳۵ سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مکیۃ رکوعاتہا ۴

سورۃ الاحقاف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾

وہ رحمٰن رحیم ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ ف۱

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا

ہم نے آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ

وقت مقررہ تک پیدا کئے ہیں اور جو لوگ منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور نصیحت

اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

کے سنائی جاتی ہیں روگردانی ہیں ف۲ تو ان کو پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

تم پکارتے ہو۔ انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ

اَمْ لَہُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ

یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے اس سے پہلے کی کوئی

قَبْلِ ہٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴﴾

کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو۔ ف۳

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ

پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکاریں

لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَہُمْ عَنْ

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی

دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَہُمْ

آواز سے بھی بے خبر ہوں اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے وہ ان کے

اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِہِمْ کٰفِرِیْنَ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰی

دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کردیں گے۔ ف۴ اور جب ان کو ہمارے

(یتلی ۲)

ف۱: اس میں جو احکامات نازل ہوئیں ان میں سراسر حکمت ہے ان کی تبلیغ میں جو کوئی بھی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی غالب حکمت والی صفت خود ہی راستہ سے صاف کر دے گی مگر جلدی نہ کرنا کیونکہ گھبراہٹ میں کوئی فائدہ نہیں اور ہر کام کے لیے ایک وقت ہوتا ہے تو جب متکلم ایسا ہے جو سب پر غالب و قادر بھی ہے اور سب سے بڑا حکیم بھی تو اس کا کلام بھی بہت اہم اور نہایت درجہ قابل غور ہے۔

ف۲: اس آیت سے تین عقیدوں اور تین زبردست گمراہیوں کی تردید کی تعلیم نکلتی ہے وما خلقنا الخ سارے موجودات عالم کا خالق حق تعالیٰ ہی ہے اور کوئی چیز بھی خود بخود وجود میں نہیں آ گئی۔ عقیدہ دہریت و قدامت مادہ روح وغیرہ الا بالحق ہر شئے کی کسی نہ کسی خاص حکمت اور مقصود کے ساتھ ہی پیدا کی گئی ہے جو خالق کائنات ہے وہ حکیم کل بھی ہے اس میں عقیدہ آفرینش بے مقصد اور بعض اقسام شرک کی تردید ہے۔ واجل مسمی ہر چیز فناپذیر ہے اور ایک مدت مخصوص ہی کے لیے پیدا کی گئی اس مدت تک پیدائش رہے گی اس میں عقیدہ کا اثبات اور عقیدہ مخلوق غیر فانی کی تردید ہے۔ السموات والارض وما بینہما فقرہ سے قرآن کریم کے محاورہ میں ساری کائنات مراد ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے کتابیں نازل کیں رسولوں نے آ کر ایک ایک تک پیغام پہنچایا یا ہر شبہ کو دور کیا یہ سب کچھ ہوا لیکن ہٹ دھرم کافر ہیں وہ اپنے جمود پر اڑے رہے اور انہوں نے غور و التفات ہی کو گناہ سمجھا۔ امام رازیؒ نے یہیں سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ فکر و استدلال سے کام لینا واجب ہے اور کام نہ لینا موجب ملامت و تباہی ہے۔

ف۳: قرآن مجید نے مشرکوں سے اثبات شرک پر دلیل کا مطالبہ اور دو ہرا مطالبہ کیا ہے کہ جب تم زمین و آسمان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کا مخلوق سمجھ رہے ہو تو گویا تم نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ مخلوق معبود نہیں ہو سکتی بلکہ ان کی معبودیت کی تو عین نفی ان کی مخلوقیت سے نکل آئی پھر آخر تم شرک پر کس عقلی دلیل کا سہارا لئے ہو یہ پہلا مطالبہ عقلی دلیل کا ہوا پھر میری لائی ہوئی وحی کو جانے دو تو اچھا یہی بتا دو کہ کس پہلے آسمانی صحیفہ میں شرک کا حکم درجے؟ یہ دوسرا مطالبہ نقلی دلیل کا ہوا محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ لیا ہے کہ دین کے بارے میں کوئی بھی دعویٰ بغیر دلیل معتبر کے قابل قبول نہ ہوگا؟ یہاں تک کہ دعویٰ کشف والہام بھی حاصل یہ کہ کوئی کتاب لاؤ ان کتابوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام پر اتاری ہیں جس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت کا حکم ہو یا اس پر کوئی واضح دلیل بیان کرو یعنی شرک پر تمہارے پاس کوئی نقلی اور عقلی دلیل نہیں۔

ف۴: یعنی یہ مشرک بڑے احمق ہیں کہ اللہ قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں جو نہ وہ ان کی پکار سنتے ہیں اور نہ ہی کسی کام پر کچھ قدرت رکھتے ہیں اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارتا رہے تو اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو بزرگوں کو پکارتے اور کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ ہماری حاجت روائی کرے تو وہ مشرک ہے اس لیے کہ ان کو اپنا سفارشی بنایا اور ان کے وسیلے سے فائدے کا حاصل ہونا اور تکلیف دور ہونا سمجھا یہی وہ شرک ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو کافر کہا۔ جب تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو ان کے وہ معبود جن کو یہ پکارتے اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے کیونکہ ایک تو ان کو خبر ہی نہ ہوگی دوم اگر ہوگی تو وہ سمجھیں گے کہ ہاں کرنے میں ہماری خیر نہیں اس لیے صاف انکار کر دیں گے اور ان کا انکار صحیح اور بجا ہوگا اور صاف کہہ دیں گے کہ یہ ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ

کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں منکر لوگ سچی کتاب کے

لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

آنے کے بعد اس کے حق میں کہتے ہیں۔ یہ تو صریح جادو ہے۔ ف۱ کیا یہ لوگ کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ

کہ قرآن کو اس نے اپنے پاس سے بنایا ہے تو کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تم میرے معاملہ

اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ

میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے جو باتیں تم بناتے ہو وہ خدا کو خوب معلوم ہیں مجھ میں

شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

اور تم میں وہی گواہ کافی ہے وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا

تو کہہ دے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ

يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟ میں تو صرف اس کلام کی تابعداری

اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے اور صاف صاف ڈرنے والا۔ ف۳ تو کہہ بھلا دیکھو تو

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو اور تم لوگ ان سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے گواہ

مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ

اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور تم اکڑے رہے تو بتاؤ تمہارا

اسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا حال ہوگا خدا ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ف۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا

منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے

سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

پہلے اسے قبول نہ کرتے چونکہ ان لوگوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی ہے اسی لئے کہدیں گے

ف۱: جو ہم پر موثر ہو جاتا ہے لیکن حقیقت وحقانیت سے خالی ہے قرآن مجید کے متعلق ماضی کے روشن خیال کی تشخیص بھی یہی تھی اور حال کے روشن خیال کی تحقیق بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں جب یہ کہتا ہے کہ موافق ماحول اور مناسب فضا نے محمد ﷺ کے کلام وپیام کو اس درجہ موثر وکامیاب بنا دیا قرآن مجید کی نفس تاثیر سے مشرکین عرب کے لیے بھی انکار ممکن نہ تھا فقط وہ اس کی توجیہ وتاویل دوسری کیا کرتے تھے اور وہی کج نظری آج یورپ زدہ حلقوں میں متوارث چلی آرہی ہے۔

ف۲: یعنی اگر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا اور کہتا کہ مجھے اس نے بھیجا ہے اور حقیقت میں مجھے اللہ تعالیٰ نے نہ بھیجا ہوتا تو اللہ تعالیٰ مجھے سخت سزا دیتا اور کوئی بھی شخص مجھے پناہ نہ دے سکتا تھا۔ نہ تم نہ کوئی اور ابھی ایک تشخیص سحر بیان ہوئی تھی اب یہ دوسری تشخیص افترا بیان ہو رہی ہے اور افتراء ارادی واختیاری کا سحر واضطراری وغیر ارادی سے بدتر اور قبیح تر ہونا ظاہر ہی ہے' پس باوجود اس انکار اور کفر کے اگر تو بہ کرو گے اور حق کی طرف رجوع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم پر رحم کرے گا۔ غفور رحیم یہ دونوں صفات تقاضا کرتی ہیں کہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ ان کو موقع دیا جائے کہ وہ اس کی طرف جھکیں اور اگر باوجود انتہائی مہربانی کے نہ جھکیں تو پھر وہ اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

ف۳: یعنی کہہ دو کہ میں کوئی پہلا رسول نہیں اور مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ دنیا میں کیا معاملہ ہوگا آیا نکالا جاؤں گا جیسے پہلے انبیاء نکالے گئے یا قتل کیا جاؤں گا جیسا کہ پہلے انبیاء قتل ہوئے' اور نہ ہی میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا کہ تم زمین میں دھنسائے جاؤ گے یا پتھروں سے مارے جاؤ گے یہ معلوم نہ ہونا صرف اسی دنیا کے متعلق ہے لیکن آخرت میں بے شک نبی ﷺ کو یقین تھا کہ میں اور میری امت بہشت میں داخل ہوں گے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اللہ جانے کل میں تندرست رہوں گا یا بیمار ہو جاؤں گا تم بیمار ہو گے یا اچھے رہو گے بغیر وحی الٰہی کے نہ مجھے اپنا حشر معلوم ہے اور نہ تمہارا میں اپنے لیے نہ غیب دانی کا مدعی ہوں نہ مافوق الفطرت قوتوں کا جیسے اللہ تعالیٰ کے تمام بندے ہیں ویسا ہی میں بھی اس کا ہوں' بندہ فرق صرف اتنا کہ میرا رشتہ وحی الٰہی سے ملا ہوا ہے ۔

مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اور اس کا ایلچی بھی

اور میں توحید اور دین حق کی تبلیغ پر مامور ہوں۔ اہل بدعات نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب وغیرہ کے متعلق جو عقیدے بنا رکھے ہیں یہ آیت ان کے حق میں کیسی ضرب کاری ہے لا بکم میں لا معنی نفی کی تاکید کے لیے ہے۔

ف۴: بنی اسرائیل کا نام اس لیے لیا کہ وہی ایک صاحب کتاب

قوم موجود تھی اور اس قوم کا علم وفضل قریش کو بھی مسلم تھا۔ بعض علمائے یہود نے صریحا اقرار کیا اور گواہی دی کہ بے شک ہماری کتاب میں اس ملک عرب سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ رسول وہی معلوم ہوتا ہے یہ شہادتیں فی الحقیقت ان پیشین گوئیوں پر مبنی تھیں جو باوجود ہزار ہا تحریف اور رد وبدل آج بھی تورات وغیرہ میں موجود چلی آتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑے گواہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہزاروں برس پہلے خود گواہی دے چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کے اقارب اور بھائیوں میں بنی اسماعیل میں سے اس کی مثل ایک رسول آنے والا ہے (کتاب پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۱۸ و ۱۹) عفیف۔ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا (بقیہ صفحہ 954 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى

کہ یہ پرانا جھوٹ ہے -ف اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب

اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا

امام اور رحمت تھی اور یہ کتاب عربی زبان میں اس کی

عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾

مصدق ہے تا کہ ان لوگوں کو ڈرا دے جو ظالم ہیں اور نیک دکاروں کے لئے خوشخبری ہے-ف

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ

جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ جم جائے ہیں پس ان کو

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

نہ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے- یہی لوگ جنتی ہیں اس

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

میں ہمیشہ رہیں گے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے ف اور ہم نے

وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ

ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے- اس کی ماں نے

اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

اس کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جنا اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

مدت تیس ماہ ہوتے ہیں پھر جب وہ اپنی قوت کو پہنچتا ہے خاص کر جب چالیس سال

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ

کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے کہتا ہے اے خدا مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں

اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور اور ایسے نیک کام کروں کہ تو

تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ

ان کو پسند کرے- خدا وندا! میری اولاد کو بھی صالح بنائیں تیری طرف

اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں-ف ان لوگوں کے

ف: کافر کہتے کہ اگر یہ قرآن اور دین اسلام اچھا تو یہ غریب، مسکین، رذیل اور لونڈی غلام ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے بلکہ ہم پہلے اختیار کرتے کیونکہ اس عزت کے لائق ہم ہیں اور وہ اس لیے کہ ہم روساء اور مالدار ہیں اور ہمیشہ سے یہی دستور چلا آیا ہے کہ ہر کار خیر میں ہم امراء کا حصہ مقدم ہوتا ہے پھر یہاں یہ قاعدہ کیوں ٹوٹتا' اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی امور میں سبقت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دینی کاموں میں بھی ان کا حصہ مقدم ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ راستہ اس سے علیحدہ ہے۔ امام ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ قول کافروں کا ہے صحابہؓ کے حق میں کہ اگر یہ قرآن اور دین کا طریقہ اچھا ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پہلے اس پر نہ دوڑتے' لیکن اہل سنت ذرا سا بدل کر حضرات صحابہؓ کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ ہر قول وفعل جو صحابہ سے ثابت نہیں وہ بدعت ہے اگر یہ کام اچھا ہوتا تو پہلے اس پر صحابہ دوڑتے اور ضرور اس کام کو کرتے اس لیے کہ کوئی اچھا کام ایسا نہیں ہے کہ جو صحابہ سے رہ گیا ہو سب سے پہلے وہی لوگ متقدم ہوئے۔ اور جس کام پر انہوں نے سبقت نہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ عمل بدعت اور خیر سے خالی ہے۔

ملحوظ:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمائی ہے کل عبادة لیتعبد ها اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا تتعبدوها فان الاول لم یدع للاخر مقالا فاتقوا الله یا محشر المسلمین وخذوا بطریق من کان قبلکم۔ الاعتصام للشاطبی ج ۱ ص ۳۱۔ یعنی ہر وہ عبادت (نیکی وغیرہ) جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں کی وہ عبادت نہ کرو کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پچھلے لوگوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صحابہؓ کے طریقہ کو اختیار کرو۔ (جشن عید میلاد النبی از عفیف ص ۱۸)

ف۱: بہت قدیم جھوٹ نہیں بلکہ بہت قدیم سچ ہے حضرت موسیٰ کی کتاب تورات میں جو اپنے وقت میں اپنی قوم کے لیے رہنما اور باعث رحمت تھی یہ نئی کتاب عین اس کی تصدیق کرنے والی ہے۔ غرض دونوں کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی حال دوسری آسمانی کتب کا ہے۔ محسنین سے مراد صاحب عمل مسلمان ہیں۔ لساناً عربیاً اس میں اشارہ کلام کی فصاحت و وضاحت بیان کی طرف بھی آ گیا۔ کلام عربی کے معنی کلام فصیح کے ہی ہیں۔ نیکوکاروں کے لیے خوشخبری ہے جو تفصیل احکام کرنے سے خوشخبری کے مستحق ہیں۔

ف۲: جن لوگوں نے صدق دل سے اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور پھر اسے چھوڑا نہیں اور وہ آخر وقت تک اسی عقیدہ پر قائم رہے تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں نہ کوئی خوف وہراس ہو اور نہ ہی وہ غمگین ہوں تو اس لئے ان کو آگے کوئی خوف نہیں اور نہ اس پر جو پیچھے چھوڑ آئے ہیں اس کا کوئی غم ہوگا اور ایسے لوگوں کے لیے جنت ہی جنت اور سکون ہی سکون ہے اور یہ سب ان کے حسن عمل کا صلہ ہوگا۔

ف۳: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت کم سے کم تیس ماہ (اڑھائی سال) ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ پونے تین سال حضرت علیؓ نے اس آیت سے یہ دلیل لی ہے کہ کمتر مدت حمل کی ۶ ماہ ہے اس لیے کہ پوری مدت شیر خوارگی کی دو برس ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یہ یعنی مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو برس پورے یہ اس کے لیے ہے جو شیر خوارگی کی مدت پوری کرے اور سورۃ لقمان میں فرمایا وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ یعنی دودھ چھڑانا دو برس میں پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کمتر مدت حمل کی اور زیادہ مدت دودھ پلانے کی بیان فرمائی ہے (بقیہ صفحہ 954 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ
نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کو برائیوں سے ہم درگزر کریں گے
فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا
یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے
يُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ
سچا ہے ف۱ اور جو لڑکا اپنے والدین کو حقارت سے تف کہتا ہے کیا تم
اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ
مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ کئی ایک قومیں مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں۔
وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اور وہ دونوں اللہ کی دہائی دیتے ہیں تیرا ناس ہو ایمان لے شک اللہ کا وعدہ
حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
سچا ہے۔ وہ کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ ف۲
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
ان سے پہلے جن اور انسان جو گذر چکے ہیں ان ہی میں ان پر فرد جرم
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
کہ چکا ہے یہ سارے لوگ خسارے
خٰسِرِيْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ
میں تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق درجات ہیں تا کہ خدا
اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ
ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا ف۳ اور جس روز
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ
کافر لوگ دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے۔ ان کو یہ کہا جائے گا تم دنیا
حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا ف۴ چکے پس آج تم کو
عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي

ذلت کا عذاب پہنچا جائے گا کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر اور

ف۱: یعنی ایسے ہی نیک بندوں کی نیکیاں قبول اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں اور ان کا ہی مقام اللہ تعالیٰ کے سچے وعدہ کے موافق جنت ہے۔ تجاوز عن سیاتھم یہ حقیقت قرآن مجید میں اس سے پہلے بارہ دفعہ آ چکی ہے اور یہاں ایک بار پھر اسی کا اعادہ ہے کہ بڑے بڑے کاملین اور مقبولین بھی گناہوں سے خالی نہیں ہوتے ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ان کی خطاؤں سے درگزر کر دی جاتی ہے اگر سیئات کا وجود ہی سرے سے نہ ہوتا تو درگزر یا معافی ہی کس چیز سے ملتی۔ اس آیت کی زد فرقہ خوارج پر بھی پڑتی ہے جن کا نظریہ یہ ہے کہ ہر مومن کو عملاً معصوم ہی ہونا چاہیے۔

ف۲: سعادت مند اولاد کے مقابلہ میں بے ادب' نافرمان' نالائق کافر اولاد کا ذکر ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے یکساں غافل رہتی ہے مطلب اس پورے قصہ کا یہی خلاصہ ہے اور بعض نوجوان ایسے نافرمان ہوتے ہیں کہ وہ ان کی نصیحت کو قبول کرنے کی بجائے ان کی توہین اور بے عزتی کرتے ہیں' ماں باپ اس کو ایمان کی بات سمجھاتے ہیں وہ نہیں سمجھتا نہایت گستاخانہ لہجہ اختیار کر کے والدین کو ایذا پہنچاتا ہے اور اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کی بات پر یہ جواب دیتا ہے کہ قیامت کا بس ذکر ہی نہ کریں یہ ذکر سنتے چلے آئے ہیں اور آج تک تو کسی مردہ کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا اور نہ ہی سنا والدین اس کی گستاخیوں پر ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اسے قبول حق کی توفیق ملے اور دوسری طرف اس کو سمجھاتے ہیں کہ کم بخت تیرا ستیاناس اب بھی باز آ جا اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے' مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی جو اس نے خبر دی ہے وہ ضرور اپنے وقت پر پوری ہو کر رہے گی اور اس وقت تیرا یہ انکار رنگ لائے گا۔ وہ نالائق گستاخ ماں باپ کی مشفقانہ نصیحت سن کر کہتا ہے کہ یہ تو افسانہائے کہن ہیں ان میں اصلیت اور صداقت تو نام کو نہیں' کیا کہہ رہے ہو۔ نئی نسل کے متعلق کتنے تجربے اس قسم کے پرانی نسلوں کو نہیں ہوتے رہے ہیں۔

ف۳: یعنی اعمال کے تفاوت کی وجہ سے اہل جنت کے کئی درجے ہیں اور اسی طرح اہل دوزخ کے بھی' نہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائے گا اور نہ ہی کسی جرم کی سزا مناسب حد سے زائد کی جائے گی بلکہ جو کچھ انہوں نے یا کسی نے کیا ہوگا وہی ان کو ملے گا۔ لیوفیھم میں ل تعلیل کا ہے یعنی یہ قیام حشر اور ہر ایک کا اس کے حسب استحقاق درجہ یہ سب اسی لیے ہوگا کہ ہر ایک کے حق میں انصاف پورا پورا ہو جائے۔

ف۴: استمتاع سے یہاں مطلق لذتوں سے فائدہ اٹھانا مراد نہیں کہ وہ ہرگز ممنوع یا مذموم نہیں بلکہ صرف ان لذتوں سے فائدہ اٹھانا مراد ہے جو آخرت فراموشی اور خدا فراموشی کی طرف لے جائیں اور جس میں حلال و حرام کا کوئی امتیازی باقی نہ رہ جائے۔ چونکہ کافر کے کسی نیک کام میں ایمان کی روح نہیں ہوتی محض صورت اور

ڈھانچہ نیکی کا ہوتا ہے ایسی فانی نیکیوں کا اجر بھی فانی ہے جو اسی زندگی میں مال' اولاد' حکومت' تندرستی اور عزت و شہرت وغیرہ کی شکل میں اسے مل جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ تم اپنی صوری نیکیوں کے مزے تو دنیا میں لے چکے اور وہاں کی لذتوں سے فائدے اٹھا چکے جو عیش و آرام ایمان لانے کی تقدیر پر آخرت میں ملتا' گویا اس کی جگہ تم نے دنیا میں مزے اڑا لئے اب یہاں کے عیش میں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی ان کی نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں مل چکا یعنی اس طرح اوندھے منہ تم ان دنیوی و مادی لذتوں پر جھکے اور گرے کہ اب عالم آخرت میں عیش سروری و راحت ابدی سے لطف اٹھانے کی اپنے میں صلاحیت ہی باقی نہ رکھی۔ آیت میں اس طرف اشارہ ہے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاذْكُرْ

بدمعاشی کرتے تھے - ف۱ اور عادیوں کے

اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ

بھائی کو یاد کرو- جب اس نے اپنی قوم کو احقاف کی سرزمین میں سمجھایا-

النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا

اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے آئے- کہ اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

کسی کی عبادت نہ کرو- میں تمہارے حال پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ف۲

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

وہ بولے آپ اس غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھلاویں

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ

پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آیئے ف۳ حضرت ہود نے کہا کہ صحیح علم اللہ

اللّٰهِ ۫ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

کے پاس ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچایا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم

تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ

لوگ بے سمجھی کرتے ہو- ف۴ پس جب انہوں نے اس کو اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا

قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ

تو بولے کہ یہ سامنے آنے والا ہم پر برسے گا- بلکہ یہ وہ عذاب ہے جو تم لوگ جلدی مانگ رہے تھے-

رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ

تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا - وہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی

رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

تھی پس وہ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اسی طرح

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ

بدکار قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- ف۵ ہم نے ان کو وہ مقدور دیئے تھے

مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّ

تم کو نہیں دیئے تھے- اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل

کہ بہت زیادہ دنیاوی لذتوں کے حاصل کرنے میں خود کو ڈالنا خطرے کا باعث ہے۔ جبکہ وہ نافرمانیوں کا سبب بنیں ورنہ نہیں۔

.....

ف۱: غریبوں اور زیردستوں کو ستاتے اور ظلم وزیادتی کرتے تھے اسی کی سزا تم کو بھگتنی ہوگی کیا تم نے سنا نہیں کہ شیخ سعدی مرحوم کیا کہہ گئے ہیں۔ ؎

مہا زور مندی مکن بر کہاں
کہ بر یک غط مے نماند جہاں

یہی مضمون سمجھانے کے لیے حضرات انبیاء دنیا میں آتے رہے اور سمجھاتے رہے۔ فی الارض کی تشریح سے اشارہ ملتا ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر چلنا پھرنا' رہنا' بسنا اور پھر زمین کے فاطر و پروردگار سے تکبر و بغاوت کرنا الو رہی بڑی ڈھٹائی ہے۔ تکبر سے مراد ایمان سے تکبر کرنا ہے اور ہمیشہ والا عذاب اسی کے ساتھ مخصوص ہے اس سے آگے اللہ تعالیٰ بعض طاقتور اور متکبر قوموں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ان کا انجام کیا ہوا۔

ف۲: احقاف کے لفظی معنی ریت کے مستقل تودوں یعنی ٹیلوں کے ہیں' قدیم عرب کے لوگ ایسے مقامات پر بستیوں اور آبادیوں سے ناآشنا تھے۔ دہنہ عرب جنوب کے اس طویل علاقے کا نام ہے جو شرقاً غرباً عمان سے یمن تک اور شمالاً جنوباً نجد سے حضرموت تک ۳۱ لاکھ مربع میل کے علاقہ میں پھیلا ہوا ہے اس وسیع خطہ کے مغربی حصہ کی زمین سرخ رنگ کی ہے اور یہی علاقہ احقاف کہلاتا ہے۔ مولف ارض قرآن بلاد احقاف کے تحت لکھتا ہے کہ یمامہ' عمان' بحرین' حضرموت اور مغربی یمن کے درمیان میں جو صحرائے اعظم الدہنا یا ربع خالی کے نام سے واقع ہے گو وہ آبادی کے قابل نہیں لیکن اس کے اطراف میں کہیں کہیں تھوڑی تھوڑی زمین آبادی کے لائق ہے خصوصاً اس حصہ میں جو حضرموت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے گو اس وقت بھی وہ آباد نہیں تاہم عہد قدیم میں اسی حضرموت اور نجران کے درمیانی حصہ میں عاد ارم کا مشہور قبیلہ آباد تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست و نابود کر دیا یہاں یہ بتایا ہے کہ یہ دعوت توحید کوئی انوکھی اور نرالی چیز تو ہے نہیں کیونکہ حضرت ہود سے پہلے اس کی تبلیغ بار بار ہو چکی تھی اور اس کے بعد بھی برابر ہوتی چلی آ رہی ہے۔

ف۳: وہ بولے کیا تو اس غرض سے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیں اور اپنے معبود کو طرف لگا لے کیا تو نے ہم کو ایسا ہی کم عقل سمجھا ہے کہ ہم آپ کے داؤ میں آجائیں گے اور اپنا نفع نقصان نہ سمجھیں گے تو یاد رکھ کہ ہم اپنے آبائی طریقے سے ہٹنے والے نہیں اگر تو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو پھر دیر کیوں کر رہا ہے جو زبان سے کہتا ہے وہ کر کے دکھا دے بس یہ ہمارا آخری جواب ہے اور آئندہ مہربانی کر کے ہمارا دماغ خراب نہ کرنا۔

تنبیہ: قوم عاد اپنے زمانہ کے ایک بڑے زبردست تمدن کی مالک تھی اس نے وہی جواب دیا جو آج بھی مہذب و متمدن قوموں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔

ف۴: بھلا یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت کے سمجھائے کہ

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

تو اس ناصح مشفق کو جواب دیا جائے کہ تو ابھی ہاتھوں پر سرسوں اگا دے' کیا یہ جواب عقل مندانہ ہے' (بقیہ صفحہ 955 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفِيْدَةُهُمْ ۙ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ

دیئے تھے۔ پس ان کے کان اور آنکھ اور دل ان

وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ

کے کچھ کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے تھے

اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

اور جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔اسی نے ان کو گھیر لیا۔ف ہم نے تمہارے

اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ

ارد گرد کی کتنی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر کر سنائے

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

تاکہ وہ رجوع کریں۔ف پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

کے لئے معبود بنا رکھا تھا۔ انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ ان سے بالکل غائب غلا ہو گئے

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ

اور یہ ان کی کذاب بیانی اور پر دروازی ہے ف اور جب ہم

صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ

تیری طرف چند جنوں کو بھیجا تھا کہ وہ قرآن سنیں

فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۭ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا

پھر جب وہ اس موقع پر آئے تو کہنے لگے چپ رہو! پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ

اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا

ڈرانے والی جماعت بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے۔ف کہا اے بھائیو! ہم نے ایک ایسی کتاب

كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

سنی ہے جو موسیٰؑ کی کتاب کے بعد اتری ہے - اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی

يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

اور راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے ف۵

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ

اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ خدا تم کو

منزل ۶

ف۱: جس عذاب کو سن کر اس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو گھیر لیا اور تباہ کر دیا انجام تم دیکھتے ہو کہ آج کوئی ان کا نام لیوا نہیں جب ان کی جو تم سے کہیں زیادہ صاحب اقتدار و مالک جاہ وحشم تھے تو تم کب تک عذاب الٰہی سے بچے رہ سکتے ہو۔ وجعلنا ..... افئدۃ یعنی ہر قسم کی جسمی و عقلی صلاحیتیں انہیں حاصل تھیں آیت سے یہ بھی معلوم کہ انسان کو مادی و عقلی جتنی بھی صلاحیتیں اور قوتیں عطا ہوئی ہیں وہ اسی لیے ہیں کہ انہیں رضائے الٰہی کے کاموں میں لگایا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ان کو دل' کان اور آنکھ دی تھی یعنی دنیا کے کام میں عقل مند تھے وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ رقمطراز ہیں کہ وہ اپنی صفت کاری میں یورپین اقوام کی طرح ایسے باکمال تھے کہ کسی دور دراز ملک میں بھی کسی صنعت کا ذکر سنتے یا دیکھتے تو اپنے دل میں سوچ سمجھ کر اس کو ایجاد کر لیتے مگر مالک الملک سے ان کو لگاؤ نہ تھا۔

ف۲: مَاحَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرٰى اطراف عرب کی مشہور متمدن وہلاک شدہ قومیں قوم عاد قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ تھیں جو یمن' عمان' عراق' عرب' شام' فلسطین میں آباد تھیں۔ لکم میں ضمیر جمع مخاطب سے مراد اہل عرب ہیں جو قرآن مجید کے مخاطب سے مراد اہل عرب ہیں جو قرآن مجید کے مخاطب اول تھے' فرمایا کہ پھر پھر کر ہم نے دلیلیں بیان کیں تا کہ وہ کفر سے باز آئیں لیکن وہ باز نہ آئے اور اپنی انہی حرکتوں پر مصر رہے اور بالآخر ہلاک ہوئے۔

ف۳: یعنی وہ حقیقت میں شفیع یا معبود یا صاحب تصرف تھوڑے ہی تھے یہ محض جاہلی مذہب والوں نے افسانے گھڑ رکھے تھے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ کیوں نہ آڑے وقت میں وہ ان کے کام آئے یہ تو ان کے سامنے ہمیشہ نیاز کرتے تھے مگر وہ ان کا کچھ نہ کر سکے۔ یعنی جن کو اپنے سفارشی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرنے والے گمان کرتے تھے انہوں نے ان کو ہلاکت سے کیوں نہ بچایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ مشرک جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے تھے ان کا شرک یہی تھا کہ وہ اپنے معبودوں کو اللہ کی بارگاہ میں نزدیک کرنے والے اور سفارش کرنے والے سمجھتے تھے باوجود اس کے کہ اپنا اور ان معبودوں کا خالق' رازق' مارنے' اور جلانے والا اللہ تعالیٰ کو کہتے اور اقرار کرتے تھے کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے وسیلے سے ہم کو قرب الٰہی حاصل ہو اسی اعتقاد سے منع کرنے کے لیے انبیاء کرام مبعوث ہوئے اور یہی بڑا شرک ہے۔

ف۴: اوپر کی آیات میں انسانوں کے تمرد و سرکشی کی داستان تھی اب آگے جنوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حال سناتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ جو قوم طبعی طور پر سخت متمرد اور سرکش واقع ہوئی ہے اس کے بعض افراد کس طرح اللہ کا کلام سن کر موم ہو جاتے ہیں۔ بعثت محمد ﷺ سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں اور جب نبی ﷺ پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شعب کی مار پڑنے لگی' تو جنوں نے خیال کیا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے آسمانی خبریں معلوم نہیں ہوتیں اور اس کی جستجو کے لیے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک جماعت بطن نخلہ کی طرف گزری وہاں اتفاق سے نبی ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کے لیے ادھر پھیر دیا قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب اور مؤثر و دلکش معلوم ہوئی تو آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو چنانچہ قرآن کریم ان کے دلوں میں گھر کر گیا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں (بقیہ صفحہ 955 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا
تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور سخت عذاب سے تم کو بچائے گا اور جو کوئی
يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ
اللہ نے پکارنے والے کی نہ مانے گا۔ وہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور
لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ
اسی کے لئے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں ایسے لوگ صریح
مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
گمراہی میں ہیں ف۱ کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور
وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ
زمین پیدا کئے۔ اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کا تکان نہ ہو وہ اس
يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾
پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے ف۲
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ
اور جس روز کافروں کو آگ کے سامنے کیا جائے گا۔ کیا یہ عذاب
هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا
واقعی نہیں ہے؟ وہ بولیں گے خدا کی قسم یہ واقعی ہے فرشتہ کہے گا پس تم
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا
اپنے کفر کی شامت سے اس عذاب کو چکھو۔ ف۳ پس تو صبر کیا کر
صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ
جیسا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کے حق میں
لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ
جلدی عذاب طلب نہ کر۔ ف۴ جس روز وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدوں جاتا ہے
يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ
وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے ف۵ یہ تبلیغ ہے سو
اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾
بے فرمان لوگ بھی تباہ ہوں گے۔

ف۱: یہ آخری کلام جنوں کا ہے جنہوں نے قرآن شریف سنا تھا جنوں کا وجود قرآن، حدیث، سلف صالحین، ائمہ دین اور خلف تمام کے اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور بہت بزرگوں کی جنوں سے ملاقات ہوئی۔ مندرجہ واقعہ کے بعد بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لیے ان کے وفود حاضر خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بنا پر دعویٰ کیا کہ چھ مرتبہ آپ نے جنوں سے ملاقات کی اس لیے روایات میں جو اختلاف ان کے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہوتا ہے اس کو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہیے جو کوئی جنوں کے وجود سے انکار کرے وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کا منکر ہے اور جو شیطان اور اس کی خواہشات کے تابع ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اس کے کفر میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں۔ یہ آیت اس بارے میں تو صاف وصریح ہے کہ جنات ایمان لانے کے بعد عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے لیکن اس بارے میں ناطق وصریح نہیں کہ ایمان لانے پر وہ جنت میں بھی داخل ہو جائیں گے امام ابوحنیفہؒ سے غایت احتیاط کی بنا پر جنات کے دخول کے بارے میں سکوت وتوقف منقول ہے۔ علامہ نسفی مدارک میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے صرف آگ سے بچنے کے علاوہ ان کے لئے اور کوئی ثواب نہیں۔ البتہ دوسرے آئمہ نے جنات کے مستحق جنت ہونے کو بلا تامل تسلیم کر لیا ہے۔ امام نووی مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ بے شک وہ جنت میں داخل ہونگے اور اس کی نعمتوں سے فیض یاب ہوں گے اور یہی مذہب حسن بصری، مالک بن انس، ضحاک اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ کا ہے۔

ف۲: یہودیوں اور عیسائیوں کی الہامی کتاب توریت کی دوسری کتاب ''خروج'' میں مذکور ہے کہ چھ دن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا (باب ۳۱ فقرہ ۱۷) تازہ دم تو وہ ہوتا ہے جو تھکے اور تھکنا نقصان قدرت پر مبنی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ میں کسی قسم کا نقصان نہیں اس لیے تورات کی اس عبارت کی اصلاح اور یہودیوں، عیسائیوں کے عقیدے کی غلطی کا اظہار کرنے کو فرمایا: لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو پیدا کر کے تھکا نہیں تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ میں تردید ہے کہ مشرک قوموں اور جاہل فلسفیوں کے اس زعم کی کہ اللہ تعالیٰ موجود تو ہے لیکن اس کی قدرت محدود ہے اور اس کے اختیارات ایک خاص درجہ اور حد سے زیادہ نہیں یہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں اس کی طاقت کی کوئی انتہا نہیں اور اس کی قدرت کہیں بھی ختم نہیں ہے۔

مٹی سے ہوا آتش وآب سے یاں
کیا کیا نہ ہوئے بشر پر اسرا و عیاں
پر تیرے خزانے میں ازل سے اب تک
گنجینہ غیب ہیں اسی طرح یہاں (حالی)

ف۳: یعنی یہ عذاب جس کا اب وقوع ہو رہا ہے کیا حقیقت سے دوچار ہونے کے بعد اب بھی تمہارے وہمی دلائل قائم ہیں۔ اس عذاب کو چکھو تم کو اس سے مفر نہیں۔ ان منکروں اور حق کے مخالفوں کا حشر ہوگا اور ضرور ہوگا۔

ف۴: جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے وہ آخرت میں ملے یا دنیا میں آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں بلکہ ایک معین مدت تک صبر کرتے رہیں جیسا کہ بڑی ہمت اور استقلال والے انبیاء کرام نے صبر کیا بڑی بڑی تکلیفیں ان پر آئیں مگر وہ ان کو بڑی مردانگی سے برداشت کرتے رہے آخر نتیجہ اچھا ہوا بعض سلف نے کہا کہ سب رسول (بقیہ صفحہ 955 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتہا ۳۸ سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِیَّۃٌ رُکُوْعَاتہا ۴

سورۂ محمد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۱

جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے اعمال خدا سب ضائع کر دے گا۔ ف۱

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی

اور جو لوگ ایماندار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔ اور اس کام پر ان کا ایمان ہے جو حضرت

مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ

محمد پر اتارا گیا ہے۔ اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کے ہاں سے آیا ہوا خدا ان کے گناہ

وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا

ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ ف۲ یہ فرق اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں

الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ

وہ ناراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں جو ان کے رب کے ہاں سے آیا ہے۔

كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳ فَاِذَا

اسی طرح خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ ف۳ پس جب تم

لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ

ان کافروں سے ہو تو ان کی گردنیں مارا کرو۔ یہاں تک

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۫ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا

کہ جب تم انکو خوب قتل کر چکو تو ان کو مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو۔ اس سے بعد ان کو یا تو احسان کر کے یا

فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ؕ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ

عوض لے کر رہا کر دیا کرو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔ ف۴ یہی حکم ہے اور خدا چاہتا

یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ

تو خود ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض

بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ

کے حق میں جانچے ف۵ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں خدا ان کے

منزل ۶

ف۱: جو لوگ کافر ہونے کے علاوہ اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یعنی دل سے کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کے لیے لوگ اس کو قبول نہ کریں ان کے اعمال صالحہ جو کبھی کوئی اچھا کام کسی وقت ان سے ہوا ہوگا اللہ تعالیٰ وہ سب ضائع کر دے گا ذرہ برابر اس کا اجر ان کو نہ ملے گا کیونکہ کفر اور مقابلہ اسلام دونوں ایسی زہریلی چیزیں ہیں کہ اپنے سے پہلے کے کسی نیک کام کو نہیں چھوڑتے۔ جن اعمال کو یہ غیر مسلم اپنے خیال میں نیک اور صالحانہ سمجھتے رہے وہ آخرت میں انکشاف حقیقت کے وقت بے وزن اور ناکارہ ہو جائیں گے اس لیے غیر مقبول ٹھہرے۔ محققین نے تصریح کر دی ہے کہ ایک تو حبط اعمال کے لیے اعمال کے نامقبول ٹھہر جانے کے لیے محض کفر ہی کافی ہے اور دوسرا ایمان سے روکنا اس کی شرط نہیں ہے کیونکہ یہ تو ان سرداران کفر کی محض واقعی حالت کا بیان ہے۔

ف۲: یعنی برائیوں کی عادت چھڑوا کر اللہ تعالیٰ ان کا حال سنوار دیتا ہے کہ پھر وہ دن بدن نیکی میں ترقی کرتے رہتے ہیں اور آخرت میں ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اچھے حال میں رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ پہلے زمانے میں تمام مخلوق ایک شریعت کی مکلف نہ تھی اور اب اس وقت تمام جہان والوں کو ایک حکم ہے کہ اب سچا دین یہی ہے برے بھلے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے کی یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔

ف۳: باطل شرک اور کفر ہے اور حق تو حید اور ایمان ہے یعنی کافروں کے عمل اس لئے ضائع کئے کہ وہ جھوٹ کے پیچھے لگے شرک اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں رہے اور مومنوں کی برائیاں دور کیں اور ان کا حال سنوارا اس لیے کہ وہ حق کے تابع ہوئے اللہ کا حکم مانا تو حید اور ایمان کو اختیار کیا نیک عمل کرتے رہے جس طرح ان دونوں فرقوں کافروں اور مومنوں کا حال بیان فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے عملوں کا انجام بیان فرماتا ہے تاکہ وہ ان سے ہدایت وبصیرت کے سبق لیں۔

ف۴: حق اور باطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہیے۔ جب تم ان دشمنان دین کو خوب قتل کر چکو اور ان کی قوت کمزور ہو جائے اور یہ بھاگنے لگیں تو ان کو اچھی طرح مضبوطی سے قید کر لیا کرو۔ یہ لوگ تمہارے ہاں اسیران جنگ ہوں گے اس کے بعد ان لوگوں کو یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا کرو یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو مگر اسیران جنگ کو کسی صورت میں قتل نہ کرنا ان لوگوں سے یہی برتاؤ جاری رکھو جب تک کہ لڑائی ختم ہو جائے اور دشمن سے لڑنے ہتھیار ڈال دے یعنی ہر ایک محاذ جنگ پر اسی طرح لڑتے رہو پہلے شدت سے جنگ' بعد جنگ کے قید اور قید کے بعد احسان کر کے چھوڑ دینا یا معاوضہ لے کر یا مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں اور یہی سلسلہ ختم جنگ تک جاری رہے۔ اسیران جنگ کو ان کے وطن کی طرف واپس کر دو تو دو ہی صورتیں ہیں معاوضہ میں چھوڑنا یا مارنا بلا معاوضہ رہا کرنا ان میں جو صورت امام کے نزدیک زیادہ بہتر ہو وہ اختیار کر سکتا ہے اگر قیدیوں کو واپس کرنے میں مصلحت نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں' ذمی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا' یا غلام بنا لینا یا قتل کر دینا۔ مگر احادیث سے قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالت میں ملتا ہے جب کہ وہ کسی ایسے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا قتل سے کم نہ ہو۔

ف۵: یعنی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تو ہے کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر عاد وثمود وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے لیکن جہاد وقتال شروع کر کے بندوں (بقیہ صفحہ 955 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۱ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۲ وَ

اعمال ضائع نہیں کرے گا- بلکہ ان کو ہدایت کرے گا اور ان کا حال سنوارے گا- اور

يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کو جنت میں داخل کرے گا جو پہلے سے ان کو پہچان کرا رکھی ہے- ف۱ مسلمانو!

اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۴

اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا- ف۲

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۵

اور جو لوگ منکر ہیں ان کی تباہی ہوگی اور خدا ان کے کئے کرائے اعمال سب ضائع کردے گا-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۶

یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو ناپسند کیا خدا نے انکے سب نیک کام ضائع کردیئے ف۳

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

یہ لوگ ملک میں پھرے نہیں دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

کا انجام کیا ہوا اللہ نے ان کو تباہ کر دیا- اور ان کافروں کے لئے

اَمْثَالُهَا ۝۷ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ

اس سے کئی گنا زیادہ ہے- ف۴ یہ فرق اس لئے ہے کہ اللہ ایمان داروں کا حامی ہے اور

الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۸ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ ع

کافروں کا کوئی حامی مدد گار نہیں - ف۵ اللہ ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا

کو جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا

جاری ہوں گی اور جو لوگ کافر ہیں مزے کرتے اور کھاتے ہیں جیسے

تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۹ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

چار پائے کھاتے ہیں اور آگ میں ان کا ٹھکانہ ہوگا- ف۶ جس بستی والوں نے تجھ کو

قَرْيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْٓ اَخْرَجَتْكَ

تیرے گھر سے نکالا تھا- اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں ہو چکی ہیں

منزل ۶

ف۱: جس سے ہر شہید بے تکلف اپنی دائمی آرام گاہ تک پہنچ جائے گا ان کے منزل مقصود کے پہنچنے تک ہر قدم پر ان کی رہنمائی اور دستگیری ہوتی رہے گی۔ وہ جاتے ہی اس میں یوں داخل ہوجائیں گے گویا وہ ان کا گھر ہوگا یصلح بالھم قبر میں' حشر میں' پل صراط وغیرہ یعنی ہر جگہ ان کی نصرت و یاوری جاری رہے گی۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تحقیق بہشتیوں میں سے ہر کوئی اپنے اس گھر کے راستہ سے جو بہشت میں ہے دنیا کے گھر کے راستہ کی نسبت زیادہ واقف ہوگا۔ ابن عباسؓ نے عرفھا لھم کے معنی طیبھالھم کے لیے ہیں یعنی جنت ان کے لیے خوشبوؤں سے مہکا دی گئی ہے۔ (بخاری' جامع)

ف۲: مسلمانو؟ ہم تم کو ایک اصول بتاتے ہیں اور تم چاہے تم تخت پر ہو یا تختے پر ہر حال میں اس کو مدنظر رکھنا وہ یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد و نصرت کرتے رہو گے تو ہر حال اور ہر صورت میں تائید الٰہی بھی تمہارے ساتھ رہے گی۔ غلبہ ہو یا مغلوبیت اور بوقت تکلیف اور بموقع جنگ وہ تمہارے قدم مضبوط کرے گا اور تم کو پختہ رکھے گا پھر تم جہاں چاہو جاؤ گے فتح پاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ۔ ''فتح ایک خادمہ ان کی تھی اور اقبال غلام''

جنگی ماہرین خوب جانتے ہیں کہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے کی کتنی عظیم اہمیت ہے اور مسلمانوں کی ثابت قدمی پر اغیار بھی شاہد ہیں اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ مومنین عارفین نے کہا ہے کہ یہ ثابت قدم رکھنے کا وعدہ عام ہے ہر شعبہ زندگی کیلئے محض میدان جنگ کے لیے مخصوص و محدود نہیں' اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کے ساتھ نصرت الٰہی زندگی کے ہر لمحہ موجود رہے گی خواہ وسوسہ شیطانی ہو یا لغزش نفسانی۔

ف۳: یہ حال تو مسلمانوں کا ہے کہ ان کی ثابت قدمی اور نصرت دینی پر ان سے ترقی اور کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے۔ اس کے خلاف کافروں کے اعمال برباد کیے جاتے ہیں کسی اچھے کام کا بدلہ ان کو نہیں ملے گا اور یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب قرآن شریف کو ناپسند کیا اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیے کہ ان کے نیک اعمال ضائع ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام نیک کام ضائع کردیئے اب ان کا نیک بدلہ ان کو نہ ملے گا۔

تنبیہ: کرھوا سے کراہت طبعی مراد نہیں بلکہ کراہت عقلی مراد ہے جس کا اظہار کافر کے نہ صرف عمل بلکہ عقیدہ سے بھی ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔

ف۴: کفر جو علت ہلاکت و بربادی ہے وہ ان میں اور ان پہلے کافروں میں مشترک ہے' ان سے پہلے لوگوں کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا محکمہ آثار قدیمہ آج جن جن قوموں کے کھنڈر اور ویرانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال رہا ہے وہ سب قومیں اپنے اپنے زمانہ میں تہذیب و تمدن اور ترقی و دولت کی چوٹی پر پہنچی ہوئی لیکن منکر و نافرمان ہی ہوئی ہیں۔ امثالھا یہ مثال صرف وقوع عذاب کے لحاظ سے ارشاد ہوئی ہے نہ کہ نوعیت عذاب کے لحاظ سے۔

ف۵: ذالك یعنی یہی مومنوں کی بصیرت اور کافروں کی بدانجامی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر انکی مدد کرتا ہے اور کافروں کا ایسا کون رفیق ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کام آسکے غزوہ احد میں ابوسفیان نے پکارا تھا اَلْعُزّٰى لَنَا وَلَا عُزّٰى لَكُمْ آپؐ نے فرمایا پکارو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔

ف۶: جس طرح چار پائے کھانے (بقیہ صفحہ 955 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

ان کو ہم نے تباہ کر دیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہو سکا۔ ف۱ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

ہدایت پر ہے وہ انکی طرح ہے جنکو اپنے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں ف۲

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ

جس جنت کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اس میں کئی ایک ایسی پانی کی نہریں ہوں گی

مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

جو سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ نہیں بدلے گا

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دیں گی۔ اور کئی ایک

عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

صاف ستھرے شہد کی نہریں ہوں گی۔ اور ان لوگوں کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے۔

وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہوگی۔ بھلا یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے

سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا۔ ف۳ اور ان میں بعض

يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا

ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان

لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

علمداروں کو کہتے ہیں اس نے ابھی کیا کہا تھا: یہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ﴿۱۶﴾

جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے یہ لوگ اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔ ف۴

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں۔ خدا ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے ف۵

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ

یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آ جائے

ف۱: قریہ سے مراد مکہ معظمہ کا ہونا بالکل ظاہر ہے اور قریہ سے مراد اہل قریہ تھے ہم ضمیر جمع مذکر انہیں کی جانب ہے۔ حدیث میں ہے کہ وہاں کے لوگوں نے ایسی حرکات کیں کہ آپ کو وطن مالوف ومحبوب چھوڑنا پڑا اور آپ ﷺ نے رخصت ہوتے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ کی قسم تو تمام شہروں میں اللہ کے نزدیک اور میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تیرے اندر سے نہ نکالتی تو میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔ جیسے عاد ثمود لوطی نوحی فرعونی وغیرہ وغیرہ سب تباہ کئے گئے اسی طرح ان تیرے مخالفوں کا حشر ہوگا کیا ان کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔

ف۲: ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم وبصیرت کے ساتھ سچائی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بغیر کسی خوف اور خطرہ کے چلا جا رہا ہے اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہے جس کو سیاہ وسفید یا نیک وبد کی کچھ تمیز نہیں حتی کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے کیا ان دونوں کا انجام اور مرتبہ برابر ہو جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان حکمت وعدل کے منافی ہے۔ پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے مقبول ہیں اور دوسرے مردود پہلی قسم کے لوگوں کا نا اللہ کے نزدیک متقی ہے اور دوسروں کا فر ومشرک۔

ف۳: معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما بہشت میں دودھ کا دریا ہے پانی شہد اور شراب کا بھی ابھی تک ان دریاؤں سے نہریں نہیں نکالی گئیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو اس لیے کہ وہ بہشت کے درمیان میں اور سب بہشتوں سے اونچا ہے اس سے بہشت کی نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہل جنت ہر قسم کی مادی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوں گے دنیا کی ہر مادی نعمت فنا پذیر ہوتی ہے لیکن جنت کی کسی مادی نعمت میں کوئی خرابی نہ پیدا ہونے پائے گی جنت کا ماحول ناسوت کے ماحول سے بالکل مختلف ہوگا وہاں کی مادیات بس صرف لفظی مادیات ہوں گی کہ بہشت میں ان کو ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی تو کیا یہ لوگ ایسے ہیں جیسے ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا یعنی یہ دونوں برابر نہیں ایک جنت کے بلند درجوں میں ہے اور ایک آگ کے نیچے والے طبقوں میں۔

ف۴: اوپر مومنوں اور کافروں کا حال مذکور تھا ایک قسم کافروں کی وہ ہے جسے منافق کہتے ہیں یعنی ظاہر میں اسلام کا دعویٰ اور باطن میں اس سے انحراف اس آیت میں ان کا بیان ہے۔ ان کے چہرہ بشرہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی گفتگو غور وتوجہ سے سن رہے ہیں حالانکہ واقعہ یہ نہیں نہ ان کی دلی توجہ ہے نہ ہی وہ سمجھنے کے لئے بیٹھے اور نہ ہی انہیں یہ ہوتا ہے کہ کیا فرمان ہوا بلکہ جب مجلس سے اٹھ کر جاتے ہیں تو اہل علم وایمان سے پوچھتے ہیں کہ یہ ابھی کیا ارشاد ہوا تھا شاید ان کے اس پوچھنے سے مقصود ادھر تفویض کرنا ہوگا کہ ہم ان کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی ہم توجہ سے سنتے ہیں تو جب وہ سنتے ہی نہیں تو پھر سمجھتے کیا ہوں گے یہ لوگ مجلس رسول میں بیٹھنے کے بعد بھی کورے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محض صحبت نشینی بڑے سے بڑے مرشد کے پاس بھی بے اثر رہتی ہے جب تک بیٹھنے والے کے دل میں قصد استفادہ نہ ہو۔ یہ دل پر مہر لگ جانے کا عمل حق تعالیٰ کی جانب سے ابتداً نہیں ہوتا محض بطور نتیجہ کے ہوتا ہے ان کی ارادی بے توجہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی توجہ کی صلاحیت بھی روز بروز کمزور ہوتی گئی اور یہ لوگ بڑے غافل اور اپنی خواہشات کے پیرو ہو گئے۔

ف۵ چنانچہ ایمان کے بعد وہ احکام پر بھی عمل کرتے رہتے ہیں راہ ہدایت پر چلنے اور احکام پر عمل کرتے رہنے سے ایک خاص برکت یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہدایت بڑھتی اور عمل کی توفیق زیادہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ
اے لو اس کی علامت تو آ گئی۔ پھر جب وہ آ موجود ہو گی تو اس وقت ان کو کیا
ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ
نصیحت ہو گی ؟ ف۱ پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں
لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو۔ اللہ تمہارا
مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا ع
آنا جانا اور ٹھہرنا جانتا ہے۔ ف۲ جن لوگوں کو ایمان ہے وہ کہتے ہیں کیوں نہیں
نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ
کوئی ایسی سورت اترتی؟ پھر جب صاف سورت نازل ہوتی ہے
وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں
مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ
بیماری ہے، وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیہوشی
الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۭ
میں تاکتا ہے ف۳ پس حکم کی تابعداری کرنی اور بات معقول کہنی ان کے حق میں اچھی ہوتی
فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا
ہے۔ اگر کام کا وقت آ جائے۔ اس وقت یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا کریں تو ان کے لئے
لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي
ف۴ ہو۔ پس اگر تم حکومت پر متمکن ہو جاؤ تو یقیناً ملک
الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
میں فساد کرو۔ اور رشتوں کے تعلقات قطع کر ڈالو ف۵ یہی لوگ ہیں
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا
جن پر خدا کی لعنت ہے اور ان کو خدا نے بہرہ اور ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ ف۶ یہ
يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَآ ﴿۲۴﴾ اِنَّ
قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں ف۷ جو

ف۱: یہ مشرکین عرب جو تیرے خلاف ایسے ڈٹے ہوئے ہیں کہ کسی طرح بھی صحیح اور غلط کی پرواہ نہیں کرتے ان کے ظاہری حال سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بس اب قیامت کے منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آ جائے تو یہ سیدھے ہو جائیں؛ حالانکہ سمجھنے سمجھانے کا وقت تو اب ہے قیامت کے آ جانے پر اسے سمجھے بھی تو یہ سمجھ مفید کیا خاک ہوگی۔ اس وقت تو ان پر یہ شعر موزوں ہوگا۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلم ہوں گے

تو یہ لو اس کی علامات آ گئیں مثلاً نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیدا ہو چکے نبوت ختم ہو گئی، جبرائیل کا وحی لے کر آنا بند ہو گیا، معجزات ظاہر ہو چکے اور جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور تو نزول قرآن کے زمانہ ہی میں شروع ہو گیا تھا۔

ف۲: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ تم ان کی بے ہودہ گوئی پر کان نہ لگاؤ اور دل سے جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اسی پر اپنا اعتقاد رکھو اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو یعنی اس طرح دعا مانگا کرو جس طرح ہم نے تم کو سکھائی ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: ۱۰)۔
اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش اور جو ہم سے پہلے لوگ ایمان کے ساتھ گزرے ہیں ان کو بھی بخشش اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کیلئے کینہ یا عداوت پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ پس اس آیت کی روشنی میں آیت زیر بحث کے معنی عام ہیں یعنی مراد یہ ہے کہ اے مسلمانو تم میں سے ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان دنیا کو بھی شامل کر لیا کرے۔
پس بعنوان رسول امت کے ہر فرد کو حکم ہوتا ہے کہ تم مسلمان اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو۔ تفصیل کے لیے پ ۲۴ ع ۱۱ کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ کا حاشیہ ملاحظہ کریں۔ امام ابن تیمیہؒ نے کہا کہ انبیاء جس چیز کی خبر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بتلاتے ہیں اور جو پیغام اللہ کے لوگوں کو پہنچاتے ہیں اس میں وہ معصوم ہوتے ہیں خطا نہیں کرتے، اس مسئلہ میں تمام امت کا اتفاق ہے اس لیے جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اس پر ایمان لانا واجب ہے اور انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگ انبیاء کی طرح معصوم نہیں اگرچہ اولیاء اللہ ہوں۔ چنانچہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو کوئی کسی نبی کو گالی دے وہ قتل کیا جائے اور انبیاء کے علاوہ کسی اور کو گالی دینے والا قتل نہیں کیا جاتا اور عصمت جو انبیاء کے لیے ثابت ہے اس سے نبوت اور رسالت کا مقصود حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کے سوا اور باتوں میں معصوم ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ جمہور کا قول ہے کہ گناہوں پر ثابت رہنے سے معصوم ہیں چھوٹا گناہ ہو یا بڑا اگر ان سے صادر بھی ہو جائے تو اس پر قائم نہیں رہتے، اس سے پاک کیے جاتے ہیں یہی قول سلف کے اقوال کے موافق ہے، قرآن وحدیث کے نصوص بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔
خیال رہے کہ کوئی بھی نبی عملاً وارادۃً صغیرہ یا کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوتا یہ بھول چوک یا اجتہادی غلطی سے ہو سکتا ہے۔ ذنب کا لفظ رسول اللہ سے متعلق قرآن کریم میں جابجا آیا ہے کہ ایک اصولی بات ہمیشہ یاد رہے کہ ذنب معصوم کا لفظ کے سلسلہ میں جب بھی آئے گا تو اس سے مراد ذنب صوری یا اجتہادی ہوگا ورنہ کلام میں صریح تناقض واقع (بقیہ صفحہ 956 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لوگ ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد بھی

لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾

الٹے پاؤں جاتے ہیں۔ شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور ان کو امیدیں دلا رکھی ہیں۔ ف۱

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

یہ اس لئے کہ جو لوگ خدا کے اتارے ہوئے کلام کو نا پسند کرتے ہیں یہ لوگ ان کو کہتے تھے

سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾

کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری ہی مانا کریں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے۔ ف۲

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

بھلا اس وقت کیا کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیٹھوں

وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ

کو ضربیں لگائیں گے۔ یہ اس لئے کہ جو طریق خدا کو نا پسند ہے۔ یہ لوگ اسی پر چلتے

اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ

رہے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے ف۳

حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ

کیا جن کے دلوں میں مرض ہے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا ان کی عداوتیں

اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

نکال نہیں پھینکے گا ف۴ اور اگر ہم چاہتے تو تجھ کو وہ دکھا دیتے پھر تو ان کے نشانوں سے

بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

ان کو پہچان لیتا۔ اب بھی ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کو

اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ

تمہارے اعمال سب معلوم ہیں ف۵ ہم تمہاری ضرور جانچ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے

مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ

مجاہدین اور صابرین کو تمیز کرا دیں گے۔ اور تمہارے حالات پر اطلاع کرا دیں ف۶ گے جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا

لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور ہدایت کی راہ

ف۱: شیطان کے بہکاوے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کہ اچھے اچھے مومنین تک اس مردود اور مکار کے کہے میں آجاتے ہیں اور جو پہلے ہی ناقص الایمان یا ضعیف الایمان ہیں ان کا ذکر ہی نہیں۔

ف۲: اور وہی وحی کے ذریعہ سے اپنے رسول کو ان لوگوں کی خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے باخبر کرتا رہتا ہے۔ بانہم میں ضمیر ہم منافقین مشرکین کی طرف ہے۔ لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مراد رؤسا واکابر یہود ہیں جنہیں ازراہ حسد وعناد نزول قرآن اور رسالت محمدی سخت گراں گزر رہی تھی۔ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ یعنی گو ہم بظاہر اسلام قبول کرلیں گے لیکن باطناً وعقیدۃً تمہارے ہی ساتھ رہیں گے' مسلمانوں کے ساتھ ہوکر تم سے نہ لڑیں گے بلکہ موقع ملا تو تم کو مدد دیں گے اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے۔ بس تم مسلمان بے خوف وخطر رہو وہ تم کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

ف۳: فرشتوں کا ایسی سختی کے ساتھ ان کی جانیں قبض کرنا اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کام کئے۔ ذالك یعنی یہی مرتے وقت ان کی سزائے سخت ما اسخط اللہ مثلاً کافروں کے ساتھ شرکت اور ان کی معاونت۔ رضوانہ مثلاً مومنین کے ساتھ شرکت اور ان کی معاونت فاحبط اعمالهم یعنی ان کے جو اعمال بظاہر خوشنما ومقبول معلوم ہوتے تھے انہیں بالکل بے وزن وبے حقیقت کرکے دکھلایا اور ان کا انہیں کچھ صلہ نہ دیا' اس لیے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اعمال حقیقۃً مردود غیر مقبول تو شروع ہی سے تھے اس لیے کہ ان کا مبنی ومنشا ایمان تھا ہی نہیں البتہ ان کی مردود ہونے کا مکمل ظہور آخرت ہی میں ہوگا۔

ف۴: یعنی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے کہ یہ لوگ یا تو اسلام میں آجائیں گے یا مارے غصے کے فنا ہو جائیں گے جس پر یہ شعر ون صادق آئے گا۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ ازمشقت آں جز بمرگ نتواں است

ف۵: ایسا کہ ان کی پہچان اور تشخیص میں تجھے اے نبی کوئی شک وشبہ نہ رہتا اور وہ جب سامنے آتے تو ان کی شخصیت کے ساتھ ہی ان کی صفت قبیحہ تیری نظر میں آجاتی۔ اب بھی تو ان کے طرز گفتگو میں بناوٹ ہوتی ہے اور مخلص مومنوں کی گفتگو بناوٹ سے پاک صاف ہوتی ہے۔ جامع البیان والے نے لکھا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو تجھے ہر ایک منافق اس طرح معلوم کراتے کہ اس کو کوئی نشانی لگاتے جس سے تو ان کو پہچان لیتا' لیکن اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی ایسا نہیں کیا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد کوئی منافق رسول اللہ ﷺ پر مخفی نہیں رہا' آپ ان کو علامات سے پہچانتے تھے باوجود ہمارے مفصل نہ بتانے کے آپ اپنی فراست ایمانی کی مدد سے ان کے لب ولہجہ پر غور کرنے سے اب بھی انہیں پہچان لیں گے۔ اس آیت کے نزول تک نبی ﷺ کو منافقوں کی تشخیص کا علم نہ تھا اس کے بعد کرایا گیا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حذیفہؓ صحابی کو بتا دیا تھا۔

ف۶: ظاہری طور پر بھی جانچ سے مراد صرف یہ ہے کہ یہ علم اور یہ جانچ پرکھ واضح ہو کر سب کے سامنے آجائے' ورنہ حق تعالیٰ کے علم میں تو ظاہر ہے کہ ہر واقعہ ہمیشہ ہی سے موجود ہے یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے اس سخت آزمائش میں ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستے میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحان میں ثابت قدم رہنے والے ہیں ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ

ان کو معلوم ہو جانے بعد رسول کی سخت مخالفت کرتے ہیں وہ اللہ کے دین کو ذرہ

يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا

جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور ان کے اعمال خدا ضائع کر دے گا ف۱ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا

مسلمانو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کیا کرو اور اپنے اعمال

تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

ضائع نہ کیا کرو - ف۲ جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ

روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں تو ان کو خدا ہرگز

اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۠ وَاَنْتُمُ

نہ بخشے گا - ف۳ پس تم سست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ اور تم

الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝

ہی بلند رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا - ف۴

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ

سوا اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اگر تم ایماندار بن جاؤ اور

تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

بچتے رہو تو خدا بدلہ تم کو پورا دے گا اور وہ تم سے مال نہیں مانگے گا ف۵

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝

اگر وہ تم سے مال مانگے اور تم کو چٹ کر بھی مانگے تو بھی تم بخل کرو گے اور تمہارے چھپے راز وہ ظاہر کرے ف۶ گا

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اے لوگو! تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی

اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا

بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے

يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ

نفس سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو

منزل ۶

کی نافرمانی اصول وعقائد تک پہنچ جاتی ہے اور جبکہ مسلمانوں کی نافرمانی فروع واعمال تک محدود رہتی ہے۔ رسول کی اطاعت عین حق تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے جو احکام الٰہی کے مبلغ ومناد ہیں اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نیک اعمال کرتے ہوئے کسی قسم کا ریا نہ کرنا اور اعمال کرکے دل میں غرور نہ لانا کہ ہم نے فلاں نیک کام کیا۔ اسی طرح کسی نیک کام کو شروع کرکے ادھورا نہ چھوڑنا کیونکہ یہ سب صورتیں ضائع ہونے کی ہیں۔

ف۳: بلکہ ضرور سزا دے گا کیونکہ انہوں نے ڈبل جرم کیا ہے ایک تو خود مجرم بنے دوسرا یہ کہ اور لوگوں کو مجرم بنایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہ بخشنے کو کفر پر مرنے کے ساتھ مقید فرمایا یعنی جو لوگ کفر کی حالت میں مریں ان کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس لیے کہ زندہ شخص پر توبہ کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہوتا جب برائی سے باز آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو بخشا جاتا ہے مغفرت کی پہلی اور لازمی شرط ایمان ہے۔ ایمان تخم کے درجہ میں ہے اور مغفرت اسی بیج کا درخت اور پھل ہے اور بیج کے بغیر درخت اور پھل وغیرہ کا کے وجود میں آجانے کی کوئی شکل ہے ہی نہیں۔

ف۴: فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اس میں بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں پر تم کو فتح دے گا اور تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا پس تم ہر طرح اس قومی کام میں لگے رہو دنیا مقابلہ کا میدان ہے جو جتنی کوشش کرے گا اتنا ہی پھل پائے گا۔ دنیا میں باعزت رہنے کی یہی ایک سبیل ہے کہ تم ہر قسم کے قومی مقابلہ میں مضبوط ہوتا کہ تمہارا کسی قسم کا ضعف دیکھ کر دشمن کو تمہارے گرانے کی طمع نہ ہو۔

ف۵: اگر دنیاوی عیش وآرام ہی پر فریفتہ ہو تو یاد رکھو کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ یعنی چند روز وتفریح ہے اور بس بہتر ہے کہ اس زندگی میں کوئی اچھا کام کرلو جو تمہاری دوسری زندگی میں تمہارے کام آئے اور تمہارے دنیاوی سفر کا کچھ نتیجہ برآمد ہو اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ یعنی ایسی دنیا جو خیال آخرت سے الگ ہو اس سے وابستہ نہ ہو اس کی عمر ہی کیا اور اس کی بساط ہی کیا جو تم آخرت کے مقابلہ میں اسے عزیز رکھتے ہو۔ قرآن مجید نے دنیوی زندگی کو لہو ولعب جہاں بھی قرار دیا ہے اس کو ہمیشہ آخرت کے مقابلہ میں رکھا ہے ختم ہونے یا نہ ختم ہونے کا مقابلہ ہی کیا۔ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ مراد یہ ہے کہ مال جو کہ جان سے کہیں ہلکی چیز ہے وہ تک بھی حق تعالیٰ تم سے اپنے نفع کے لیے طلب نہیں کرتا یعنی خیرات میں تمام مال دینے کا حکم نہیں کیا بلکہ تھوڑا سا مال نکالنے کا حکم دیا ہے یا یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے تم سے کچھ نہیں مانگتا اور زکوٰۃ وصدقات وغیرہ جو تم پر مقرر کئے ہیں جس میں تمہارے مسکین بھائیوں کی خیر خواہی اور غم خواری ہے تو اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے کیونکہ اس کا ثواب تم کو ہی ملے گا۔

ف۶: یعنی اگر وہ تم سے تمہارے ہی نفع واجر کے لیے بطور امتحان۔

اور کون اس سے بھاگنے والے ہیں۔ روایت ہے کہ فضیل جب یہ آیت پڑھتے تو روتے اور کہتے یا اللہ ہمیں نہ آزما اگر تو نے ہمیں آزمایا تو ہم رسوا ہو جائیں گے ہمارا پردہ فاش ہو جائے گا اور ہم عذاب دیئے جائیں گے۔

.....

ف۱: جتنے اعمال انہوں نے کئے ہیں اچھے یا اسلام کے خلاف تو اللہ تعالیٰ سب کو ضائع کر دے گا صالح اعمال تو اس طرح کہ ان کا بدلہ ان کو نہ ملے گا اور مخالف اس طرح کہ وہ ان کوششوں میں کامیاب نہ ہوں گے یہی ان کا ضائع ہونا ہے۔

ف۲: کافروں کی طرح رسول کی نافرمانی کرکے تم اپنے اعمال کو برباد نہ کر لینا فرق یہ ہے کہ کافر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا

اور اگر تم روگردانی کرو گے تو تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا پھر وہ

يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

تمہارے جیسے نہ ہوں گے ف۱

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۲۹ رکوعاتہا ۴

سورۃ الفتح مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا

ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ

اور تجھے سیدھے راستے پر پہنچائے اور تیری

نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

زبردست مدد کرے ف۲ خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ

میں تسلی نازل کی تھی تاکہ ان کے یقین میں ترقی ہو آسمانوں

جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اور زمینوں کی فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑے علم والا

حَكِيْمًا ﴿۴﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

اور حکمت والا ہے ف۳ تاکہ اللہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس لئے کہ

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

خدا ان سے گناہ دور کردے اور اللہ کے نزدیک یہ

منزل ۶

ف۱: یہ انفاق فی سبیل اللہ ہمیشہ بندوں کے نفع کے لیے اور انہی کی مصلحتوں کی رعایت سے ہوتا ہے اور خرچ نہ کر کے انسان خود اپنے ہی کو نفع دائمی سے محروم کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر طرح سے بے نیاز اور غیر محتاج ہے اور اس بات کا احتمال ہی نہیں کہ تمہارے بخل سے اس کا کچھ نقصان ہو۔ اگر تم مسلمان اس کے دین کی خدمت سے روگردانی کرو گے یعنی اس کے راستے میں خرچ نہ کرو گے تو وہ تم کو اس خدمت کا نااہل جان کر تمہاری بجائے اور قوم لے آئے گا جو دین کی خدمت کریں گے پھر وہ تمہارے جیسے نالائق نہ ہوں گے تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا ہی ہوگا۔ حدیث میں ہے صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس کی قوم اور فرمایا اللہ کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے الحمد للہ صحابہؓ نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم و ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بے شک نبی ﷺ کی پیشگوئی کے موافق یہ ہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی۔

ف۲: نبی ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہیں خواب کی بنا پر کعبہ کی زیارت و عمرہ کا خیال پیدا ہوا تو آپ تقریباً چودہ سو احرام پوش صحابہ کی جماعت کے ساتھ طواف کعبہ کے لیے روانہ ہوئے شہر مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام حدیبیہ ہے جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے تو مشرکین مکہ مانع ہوئے آخر صلح ہوئی کہ آئندہ سال طواف کیلئے آئیں اور نو سال تک لڑائی نہیں ہوگی انہی نو سالوں میں مشرکین نے بدعہدی ہوئی جس پر نبی ﷺ نے تقریباً دو سال اور فوج کشی کر کے بغیر جنگ کئے مکہ فتح کر لیا۔ مورخین متفق ہیں کہ فتح مکہ فتح خیبر بلکہ آئندہ کی اسلامی فتوحات کا سنگ بنیاد یہی صلح حدیبیہ ہے اور صلح حدیبیہ کے بعد سورت فتح نازل ہوئی۔ لِيَغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشے ہوئے ہیں نبوت سے پہلے کی غلطیاں اگر کچھ ہوئی ہیں تو وہ اور بعد نبوت جو سہو و نسیان ہوا ہے وہ بھی معاف ہے کیونکہ قاعدہ شاہی ہے کہ سلام کارگراں معاف چونکہ تو اے نبی احکام الٰہی کی تبلیغ میں شب و روز لگا رہتا ہے اس لیے بطور انعام تجھے یہ سب کچھ دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تو اس کا رسول ہے اس لیے کہ تو نے جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ سچی ثابت ہوئی ہیں۔

تنبیہ: رسول معصوم کے سلسلہ میں جہاں کہیں بھی ذنب یا اس کا مترادف کوئی بھی لفظ آتا ہے تو اس سے مراد ہمیشہ صوری غلطیاں یا اجتہادی لغزشیں ہوتی ہیں۔ (ماجدی) يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ یعنی آپ کے ہاتھ پر لوگوں کو بکثرت مسلمان کر کے اور اس طرح آپ کے اجر و مراتب قرب میں بدرجہا اضافہ کر کے آپ پر اپنے انعام و افضال کی تکمیل کر دے اور آپ کی اجتہادی لغزشوں سے ہی درگزر نہ ہو بلکہ جو سلسلہ آپ پر انعام و افضال کا چل رہا ہے اس کی بھی تکمیل ہو جائے۔ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا یعنی آئندہ بلا کسی روک ٹوک اور حکومت مکہ کی طرف سے کسی مزاحمت کے بغیر آپ کے قدم آگے بڑھتے رہیں تاریخ شاہد ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے پھر سرداران مکہ میں آپ سے مقابلہ کا دم خم باقی نہ رہا۔

تنبیہ: اس ظاہری شکست کو فتح مبین سے تعبیر کرنا حق تعالیٰ ہی کا کام (بقیہ صفحہ 956 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

بڑی کامیابی ہے ف۱ اور تاکہ منافق مردوں منافق عورتوں

الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں خدا سخت عذاب کرے

السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ

ان پر بری گردش آنے والی ہے اللہ نے ان پر غضب

عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ

کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت بری

مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

جگہ ہے - ف۲ آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے ف۳ اے رسول! ہم نے تجھ کو

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

گواہ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ف۴ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور

رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً

اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت کرو اور اس کو صبح و

وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

شام پاکی سے یاد کیا کرو ف۵ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں اس کے سوا اور نہیں

اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ

گویا وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے پس اب

فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ

جو اس وعدہ کو توڑے گا اس کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو

عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ سَيَقُوْلُ

پورا کرے گا جو خدا کے ساتھ اس نے کیا ہے تو ایسے شخص کو خدا بہت بڑا اجر دے گا- ف۶ پیچھے رہنے والے دیہاتی

لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا

لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے روک رکھا

منزل ۱

ف۱: حدیث میں ہے کہ جن اصحاب نے حدیبیہ میں بیعت کی ان میں سے ایک بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا مومنات کا ذکر عموم کے لیے ہے یعنی مرد ہو یا عورت کسی کی محبت اور ایمانداری ضائع نہیں جاتی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ اس سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ یہاں یہ تعلیم ہے کہ فوری ظاہری مادی فتح نہیں بلکہ جنت کے امتحان میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے یہ ادخال جنت اور کفارۂ سیئات جو کچھ بھی ہوگا سب اطاعت امری کی بدولت ہوگا گویا اس کلیہ کا اثبات کہ فضیلت و مقبولیت کا مدار اطاعت ہی ہے۔ بعض نقال صوفی یا مغلوب الحال جاہل لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جنت طلب کرنا ناقصوں کا کام ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ہی بڑا کمال ہے۔

ف۲: جو اللہ تعالیٰ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے رسول کی اور اپنے فرمانبردار غلاموں کی مدد نہ کریں گے اور مسلمان گردش زمانہ سے تباہ ہو جائیں گے غلط ہے بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو لاوارث چھوڑ دیں؟ یہ تو ہمارے حق میں بدگمانی ہے اس بدگمانی کی سزا میں ان پر بری گردش آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ اس قسم کے لوگوں میں بہت سے صاحب عزت اور بادشاہ بلکہ حاکم بھی ہیں تو ایسے عزت و مرتبہ والے لوگوں کو گرفتار اور عذاب میں مبتلا کرنا کچھ آسان کام نہیں۔

ف۳: یعنی آسمان اور زمین میں جو چیزیں بھی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں اس کے حکم میں ہیں وہ جس چیز کو حکم دے وہی چیز دشمن پر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں ان کو تباہ کر دے مثلاً ہوا جو ہر ذی جان کی زندگی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح پانی جس پر زندگی موقوف ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طوفان کی شکل میں سب کچھ برباد کر دیتا ہے لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ الفاظ پہلے بھی گزر چکے ہیں مگر وہاں ان سے مقصود تھا مومنین کے غالب کرنے پر قادر ہونا جس کا حاصل تسلیہ ہے اور اب یہاں مقصود ہے کفار کے مقہور کرنے پر قادر ہونا جس کا حاصل تہدید ہے اس لیے یہاں حکیماً کے ساتھ عزیزاً فرمایا۔

ف۴: ہم نے تجھ کو لوگوں کے حال پر گواہ بنا کے بھیجا جو تیرے سامنے واقع ہو جو تجھ سے برتاؤ کریں اللہ تعالیٰ کے حضور تیرا بیان ہوگا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر ہم نے اس جگہ کی ہے وہ عام مفسرین کی رائے ہے ہماری رائے میں اس آیت اور اس جیسی جملہ آیات میں رسول کے شاہد ہونے سے مراد حاکم اور بادشاہ ہے بشارت اور انذار کا ظہور تو اسی دنیا میں ہوا آپ مومنین کے حق میں خوشخبری دینے والے ثابت ہوئے اور کافروں کے حق میں نذیر یعنی ڈرانے والے۔

ف۵: بکرۃ واصیلا بعض نے صبح شام سے عموم اوقات یعنی دوام ہی ہے (کبیر) تعزروہ اس کی مدد کرو یعنی اللہ کے دین کی مدد کرو توقروہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم عقیدہ میں بھی کرو اور عمل سے بھی عقیدہ سے یوں کہ اسے جامع کمالات واوصاف حسنہ اور ہر عیب ونقص سے پاک وبالاتر سمجھو اور عملاً یوں کہ اس کی اطاعت کرو۔ آیت میں ضمیر واحد چاروں جگہ حق تعالیٰ ہی کی جانب ہے۔ بعض نے تعزروہ وتوقروہ کی ضمیریں رسول اللہ ﷺ کی جانب لوٹائی ہیں وھذہ الکنایات راجعۃ الی النبی (معالم) اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ آپ کی سنت کی اتباع واجراء میں جان ومال سے شریک رہو اور آپ کی اعانت وتعظیم کا تارک عاصی ہوگا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے (بقیہ صفحہ 957 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ
پس حضور ہمارے لیے دعا مغفرت فرمائیں یہ لوگ زبانوں سے ایسی کہتے ہیں
مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ
جو ان کے دلوں میں نہیں تو ان کو کہہ کہ اگر خدا تمہارے حق میں ضرور چاہے
مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ
یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے تمہارے لیے کچھ
بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۱۱
اختیار رکھے۔ ہاں خدا کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔
بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کوئی بھی اپنے اہل وعیال
اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے اور یہ خیال بڑی خوبصورتی سے تمہارے دلوں میں جاگزین ہو چکا تھا
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۱۲
اور بھی تم نے بڑی بڑی بد گمانیاں کی تھیں۔ اور تم لوگ برباد ہونے والے ہو۔ ف۱
وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا
جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے ایسے کافروں
لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۱۳ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
جس کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور خدا بڑا
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۴ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ
بخشنہار مہربان ہے۔ ف۲ جب تم لوگ غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے
اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ
تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں ف۳
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا
یہ لوگ خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے تم کہدیجئو کہ تم ہرگز ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے

(منزل ۶)

ف۱: جہاد کے لیے کوئی باقاعدہ فوج نہیں تھی بلکہ ہر بالغ مسلمان فوجی تھا جس کو ہر وقت بلایا جاتا تھا بعض دیہاتی لوگوں نے حاضری میں سستی کی اس آیت میں ان کا ذکر ہے۔ یعنی تم جو مال وعیال پر اتنے فریفتہ ہو یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری جانوں یا تمہارے مال وعیال پر اللہ تعالیٰ کوئی آفت نازل کردے تو کون تم کو اس آفت سے بچا سکے گا؟ اس لیے تمہارے یہ تمام عذر غلط ہیں یہ تمہارے منہ کی باتیں صحیح نہیں' دراصل بات کچھ نہ تھی نہ تم کو گھر میں مشغول تھے اور نہ ہی تمہیں کھیتوں میں کوئی کام تھا بلکہ تم نے یہ خیال کیا کہ رسول اور مسلمان تمام کے تمام میدان جنگ میں کام آجائیں گے جس سے تم اپنے دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی' جان بچی لاکھوں پائے۔

تنبیہ: استغفار کی درخواست باوجود صحیح عذر کے اگر غیر مخلص کی طرف سے ہو تو وہ اخلاص ریاکاری پر ہوگا اور اگر مخلص کی طرف سے ہو تو اس کی بنا یہ ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر امر اجتہادی ہوتا ہے اور اجتہاد کا مدار تحری پر ہوتا ہے اس لیے بعض اوقات تسویل نفسانی وشیطانی سے تامل یا عمل بمقتضاء تامل کے تقاضا میں کوتاہی ہو جاتی ہے لہٰذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے۔

دیہاتی عرب روایتوں میں آتا ہے کہ قبیلہ غفار ومزینہ وجہینہ واسلم واشجع ودیل کے تھے' معلوم ہوتا ہے کہ نہ ان کی معذرت ہی صحیح مطابق واقعہ ہے نہ وہ آپ کی نبوت کے معتقد اور آپ کے استغفار کے قائل ہیں' اس تصریح نے یہ بات صاف کردی کہ یہ لوگ کمزور قسم کے مسلمان نہ تھے بلکہ پورے منافق تھے اور اپنے ان خیالات کفریہ کی بنا پر مستحق عذاب وہلاکت ہوگئے۔

ف۲: عالم ناسوت یا عالم آخرت ہر عالم میں سکہ حکومت بس اسی خالق یکتا وبے ہمتا کا چلتا ہے وہی ایک مطلق الاختیار ہے قوت مدبرہ سارے کائنات میں اسی ایک کی ہے۔ کون بخشا جائے گا اور کس کو عذاب دیا جائے گا دونوں کے اسباب اسی کے قوانین تکوینی کے ماتحت ہیں' تمام کائنات اور اس کے حوادث اسی کی مشیت کے مظہر ہیں وہ غفور رحیم ہے چنانچہ مشرک بھی جو ہر طرح مستحق عذاب ہو چکتا ہے اگر ایمان لے آئے تو وہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔

یہ ترغیب ہے بندوں کو اگر ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں تو وہ مایوس نہ ہوں بلکہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس کی مغفرت اور رحمت کے طلب گار بنیں۔

ف۳: اشارہ ہے مستقبل قریب میں پیش آنے والی فتوحات کی طرف جو آسانی سے حاصل ہوسکیں گی اور جن میں کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے کچھ ہی دنوں بعد محرم ۷ھ میں خیبر فتح ہوا جو مدینہ کے شمال مشرقی جانب تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں یہود آباد تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا اور وہ خیبر میں جا کر آباد ہوئے۔ یہ علاقہ مستحکم قلعوں' زرعی زمینوں اور نخلستانوں کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اس فتح میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور زرعی زمینوں اور نخلستانوں کی پیداوار سے مسلمانوں کے وسائل میں کافی اضافہ ہوا۔

یہ اموال غنیمت اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کرنے والوں کے لیے خاص کر دیئے تھے اس لئے اس نے اس غزوہ میں ان لوگوں کو شرکت کی اجازت نہیں دی جو عمرہ کے سفر میں اس کے پرخطر ہونے کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ

ہم کو ایسا ہی پہلے سے بتایا ہوا ہے۔ پھر کہیں گے بلکہ تم ہم

تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات بھی کم سمجھتے ہیں۔ ف۱

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى

تو پیچھے رہنے والے دیہاتوں کو کہہ دے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی

قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ

جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے دوبارہ مسلمان ہو جائیں گے ف۲

فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ

پھر تم اگر اطاعت کرو گے تو خدا تم کو اچھا بدلہ دے گا۔ اور اگر

تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا

منہ پھیرو گے جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو تو خدا تم کو سخت

اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

عذاب کرے گا ف۳ اندھا لنگڑا اور مریض پر کوئی

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ

اور رسول کی گناہ نہیں اور جو کوئی خدا

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جاری ہیں۔ اور جو کوئی منہ پھیرے گا خدا اس کو سخت عذاب دے گا۔ ف۴

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع

تابعداری کرے خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ

خدا ایمانداروں سے راضی ہوا جب وہ ایک درخت لے نیچے تجھ

تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ

سے بیعت کرتے تھے جو ان کے دلوں میں تھا خدا کو سب معلوم تھا اور ان پر

السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ

تسلی اتاری اور ان کو ایک قریبی فتح دی اور کئی غنیمتیں

(منزل ۶)

ف۱: یہ لوگ جن کا اوپر ذکر ہوا ان کی بابت ہم آپ ﷺ کو بتا چکے ہیں کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ کسی طرح شریک کار نہ ہوں گے ہاں جب آپ مال غنیمت حاصل کریں گے تو وہ پیچھے رہنے والے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجیے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ نہیں تو آپ کے پیچھے پیچھے چلیں تا کہ دین کی خدمت کر کے ہم بھی کچھ فائدہ حاصل کریں تو آپ ذہن میں رکھیں کہ ایسا کہنے سے ان کی نیت نیک نہ ہوگی بلکہ اس کی نہ میں بھی شرارت ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت بتایا ہے کہ یہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنا چاہیں گے اور تھوڑا سا ظاہری ساتھ دے کر کہہ سکیں کہ دیکھو ہم تو دور تک تمہارے ساتھ گئے حالانکہ تمہارے اللہ نے ہماری بابت پیشگوئی کی تھی کہ ہم تمہارے پیچھے چلیں گے لہٰذا تم مسلمانوں کے معبود کا دعویٰ غلط ہو رہا ہے۔ سو تم ان سے کہہ دو کہ تم ہرگز بغرض شرکت کار ہمارے ساتھ نہ چلو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتایا ہوا ہے جو پورا ہو کر ہی رہے گا' یہ تمہاری صرف ظاہر داری کی باتیں ہیں۔ منافقین کی کم فہمی بلکہ نافہمی اسی سے ظاہر ہے کہ مومنین صادقین جن کے ہاں حسد و نفسانیت کا گزر نہیں ان کے صحیح اور واقعی جواب کو حسد و نفسانیت پر محمول کر رہے ہیں کیونکہ انسان اپنے ہی پیمانوں سے دوسرے کو ناپتا ہے۔ قرآن مجید دعویٰ اور حدود کے ساتھ نہ صرف وقوع جنگ کی پیشگوئی کر دیتا ہے کہ بلکہ نتیجہ جنگ یعنی مسلمانوں کی فتح اور یہود کی مغلوبیت و ہزیمت کا بھی پہلے سے اعلان کیا جا رہا ہے جس کی سوائے عالم الغیب والشہادت کے کوئی بھی ایسی پیشگوئیوں کی جرأت کر سکتا؟

ف۲: من الاعراب دوبارہ اس کی تصریح ہے کہ یہ منافقین شہری نہیں دیہاتی تھے اور دیہاتیوں کا درجہ کفر و نفاق شہریوں سے بڑھا ہوا تھا اور اَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا۔ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے اور بعض ان میں سے مسلمان ہو جائیں گے یعنی بعض آخر وقت تک لڑتے رہیں گے اور بعض لوگ تمہاری فرمانبرداری اختیار کر جائیں گے' اس پیشگوئی میں روم اور ایران کی مسیحی و مجوسی باقاعدہ اور آلات جدیدہ کے مسلح فوجوں اور لشکروں کی جانب واضح اشارہ ہے اور جبکہ بعض نے اس سے لشکر بنو حنیفہ (قوم مسیلمہ کذاب) بھی مراد لی ہے جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا تھا۔ فقہاء مفسرین نے اس سے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے خلفائے راشدین ہونے پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر نے بنو حنیفہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا اور حضرت عمر نے روم اور فارس کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی اطاعت کو لازم کر دیا ہے جو اللہ کے دین کی طرف بلائے۔

تنبیہ: یسلمون اسلام یہاں لغوی معنی میں ہے یہ لازمی نہیں کہ فریق محارب اپنا دین بدل کر اسلام اصطلاحی ہی قبول کر لے بلکہ جزیہ دے کر اسلام کی رعایا بن جانا اور حکومت اسلام کی اطاعت قبول کر لینا بھی یسلمون ہی کے مفہوم میں داخل ہے۔

ف۳: یعنی اگر اب بھی تم لوگ حکم الٰہی کی اطاعت کرو اور شریک جہاد ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلہ دے گا' دنیا میں تمہاری عزت ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی' پچھلی غلطیاں اب بھی معاف ہو سکتی ہیں اور یہ نہ ہوگا کہ ان کے انتقام میں تم اپنی فی الوقت اطاعت و عبادت کے اجر سے محروم رکھے جاؤ اور اگر تم حکم سے منہ پھیرو گے جیسے کہ تم پہلے پھیر چکے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب کرے گا' دنیا میں تم دشمنوں کی ماتحتی کی ذلت میں رہو گے اور آخرت میں جہنم میں جاؤ گے' ہاں اس دعوت جنگ سے یہ مقصود نہ ہوگا کہ سب لوگ نکل چلو' چاہے نکل بھی نہ سکو نہیں بلکہ خاص خاص لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ (بقیہ صفحہ 958 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۲۰

جن کو مسلمان لیتے رہے۔ اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ف

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ

خدا نے تم سے بہت سی غنیمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے

لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ

پھر خدا نے تم کو یہ غنیمت جلدی دلوا دی اور لوگوں کو تم سے روک دیا۔ تا کہ

اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲۱

یہ واقعہ ایمانداروں کے لئے صحیح علامت ہو اور تم کو سیدھی راہ پر پہنچا دے۔

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ۭ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ

اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی قابو نہیں پایا اگر اللہ کے علم میں ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝۲۱ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ

اور اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ف کافر لوگ اگر تم سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا

لڑنے لگتے۔ تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے

وَّلَا نَصِيْرًا ۝۲۲ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ

نہ مددگار قانون الٰہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی قوموں میں

قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝۲۳ وَهُوَ

گذرا ہے اور الٰہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ ف وہی خدا ہے جس نے

الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

ان کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ

اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو ان سے ہٹا لیا۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۲۴ هُمُ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ تم کر رہے تھے خدا سب کو دیکھتا تھا۔ ف وہی تو ہیں جو

كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

کافر ہیں اور تم کو مسجد حرام سے انہوں نے روکا اور قربانیوں کو

منزل ۶

ف: وہ کیکر (ببول) کا درخت تھا جو حدیبیہ میں غالباً لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ فرمانے کی وجہ سے ہی اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہیں اس وجہ یہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ نے عمرہ کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر ٹھیرا گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ روانہ کر دیا تا کہ وہ مکہ والوں سے بات چیت کریں کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا کسی لڑائی وغیرہ کا کوئی ارادہ نہیں۔ عثمان کو مکہ ہی میں روک لیا گیا تو لشکر اسلام میں یہ مشہور ہو گیا کہ عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے تو اس خبر سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بہت صدمہ پہنچا اور نبی ﷺ نے اس وقت موجود تقریباً چودہ سو صحابہ کرام سے بیعت لی کہ اب ہم یہاں خون عثمان کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے اس بیعت کا انکاری صرف ایک شخص جد بن قیس جو قبیلہ بنو سلمہ کا تھا ہوا بعد میں اس خبر کی تردید ہو گئی۔ اس سے عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام بھی واضح ہو گیا اور خاص کر اس بات سے کہ بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ بیعت کے لئے آگے کیا اور دایاں ہاتھ جو کہ افضل ہے وہ حضرت عثمان کی طرف سے سب کے اوپر رکھا۔ چنانچہ جنگ تو نہ ہوئی تیاری چونکہ نیک نیتی سے تھی اس لیے بطور رضانامہ کے یہ آیت نازل ہوئی۔ محض عزم جہاد پر اصل جہاد کا اجر دے دیا اور یہ آیت ان اصحاب بیعت کی صحت ایمان پر ایک شہادت قطعی ہے۔ اللہ نے ان کے حق میں گواہی دے دی کہ میں ان سے خوش ہو گیا ہوں۔ پس بڑے خبیث اور شقی القلب ہیں وہ لوگ جو ان مقبول لوگوں سے ناراض ہو کر ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل حسن نیت صدق اور خلاص اور اسلام کی محبت وغیرہ عموماً مفسرین نے یہی مراد لیا ہے مگر ابوحیان کہتے ہیں کہ صلح اور شرائط صلح کی وجہ سے دلوں میں جو رنج وغم اور اضطرار تھا وہ مراد ہے۔ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ ان پر زیادہ جیسا ہوتا ہے واللہ اعلم۔ اس نزول سکینت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کو حکم الٰہی ماننے میں ذرا پس وپیش نہ رہا۔ اس سے فقہاء نے استنباط کیا ہے کہ نیت اگر صادق ہے تو توفیق الٰہی دستگیری کرے گی۔ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً سے اشارہ فتح خیبر کی جانب ہے اور خیبر مدینہ سے سو میل کے فاصلہ پر شام کے راستہ پر یہود کی ایک مستحکم گڑھی تھی۔ اس جنگ میں ۱۹ مسلمان شہید ہوئے اور یہود کے ۹۳ آدمی کام آئے اور زمین حجاز پر ان کا سب سے زیادہ مضبوط قلعہ مسخر ہو گیا۔ سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ اتنا مال غنیمت اس سے قبل کبھی مسلمانوں کو نہیں ملا تھا کھجور تیل شہد اور جو کے عظیم الشان ذخیرے بھیڑوں کے گلے اونٹوں کی قطاریں اور ان کے علاوہ بکثرت نقدی اور زیورات بھی بطور مال غنیمت ہاتھ لگے۔

ف: واخریٰ سے اشارہ فتح مکہ کی جانب ہے وہ ابھی تک تمہارے بس میں نہیں آئی لیکن اس کا اشتیاق درجہ کمال میں رکھتے ہو اللہ جب چاہے گا اسے بھی واقع کر دکھائے گا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے کہ تم کو دو طرح کی فتوحات ہوں گی ایک وعدہ تو تم طبقہ اولیٰ کے موجودہ مسلما کے سامنے ہیں جو کہ تم نے فتوحات حاصل کیں اور ان کے سوا اور فتوحات بھی ہیں گو کہ تم نے ابھی وہ حاصل نہیں کیں مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلمانوں کے لیے مقدر ہیں کہ وہ ضرور ملیں گی۔ فتوحات افغانستان ہندوستان قسطنطنیہ وغیرہ یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں اور یہ گمان مت کرو کہ ساری دنیا تو مسلمانوں کے خلاف ہے افریقہ یورپ ایشیا وغیرہ یہ سب ادھار کھائے بیٹھے ہیں تو پھر کیسے ممکن ہے کہ مسلمان وہ فتوحات حاصل کر سکیں تو ایسا گمان کرنے والے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قادر ہے اس کی قدرت کے مقابلہ میں کسی کو طاقت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ

قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں ف۱ اگر مومن مرد اور

وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ

مومن عورتیں نہ ہوتے جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے

فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ

پھر اس بےخبری سے تم کو ان کی وجہ سے نقصان پہنچتا- تو خدا تم کو اجازت دے دیتا تا کہ خدا

اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا

جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر وہ ممتاز ہوئے ہوتے تو ہم ان سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ

کافروں کو سخت عذاب پہنچاتے - ف۲ جب کافروں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ

اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد کرتی تھی تو خدا

الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

نے اپنے رسول اور ایمان داروں پر تسلی نازل کی

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا

اور ان کو خدا نے حق گوئی پر جمائے رکھا- وہ اس منصب

اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

کے بہت زیادہ حقدار اور لائق داروں پر خدا ہر چیز کو جانتا ہے- ف۳

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

خدا نے اپنے رسول کا سچا خواب بالکل سچا کر دیا- کہ تم لوگ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ

مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے انشاء اللہ اس حال میں کہ تم سر منڈائے

رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

اور بال ہوئے ہو گے کسی کا خوف تم کو نہ ہوگا اللہ کے علم میں وہ بات تھی

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

جو تمہارے علم میں نہ تھی پس اللہ نے اس سے پہلے ایک فتح قریب تم کو دی - ف۴

ف۱: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حدیبیہ کے دن مسلمان ستر اونٹ قربانی کے لیے لائے تھے تو جب قربانیاں بیت اللہ سے روکی گئیں تو وہ آواز کرنے لگیں جیسے اپنے بچوں کے لیے آوازیں کیا کرتی تھیں' پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے وہی جگہ قربانی کرنے کی مقرر کر دی جہاں وہ پہنچی تھیں یعنی حدیبیہ کا مقام۔ المسجد الحرام اس میں خانہ کعبہ اور اس کی حدود مراد ہیں' فقہاء نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ قربانی کی جگہ حدود حرم کے اندر ہی ہے۔

ف۲: تمہیں فوری طور پر لڑنے کی اجازت نہ دینے میں یہ راز ہے کہ چند کمزور مسلمان ایسے ہیں جو مکہ میں رہتے ہیں اور وہ ان مشرکین مکہ کے ظلم کی وجہ سے اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہجرت کر کے تمہارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی تم ان سے واقف ہو' تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے شہید ہو جائیں اور تم لاعلمی کی وجہ سے تم دیت اور گناہ کے مستحق ہو جاؤ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے تمہاری مصالحت کرائی تا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں میں سے جس کو چاہے دین اسلام میں داخل کرے اور تم دیکھو گے کہ اس مصالحت میں اسلام کی ترقی جنگ سے زیادہ ہوگی اگر ان ضعیف و کمزور مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو یہ موقع تو بڑا فائدہ مند تھا لیکن اگر یہ خیال نہ ہوتا تو تم خود اس قومی نقصان پر متاسف ہوتے اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ دیکھو مسلمان مسلمان کو بھی نہیں چھوڑتے اور تمہیں اس سے جو غم و صدمہ یا گناہ ہوتا وہ الگ' اگر یہ شبہ ہو کہ بےخبری میں گناہ ہی کیوں ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بےخبری کا ختم کرنا اپنے بس میں ہو اور اس کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو اس کا گناہ ہوگا اور اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ میں اس کا احتمال کب ہے کہ وہ کوشش میں کوتاہی کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم سے کوتاہی ہوئی ہے اور صحابہؓ سے بےالتفاتی کا صدور محل اشکال نہیں۔

ف۳: اس سکینت الٰہی کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان جوش میں آ کر لڑ نہیں بیٹھے جبکہ مشرکین کی بے جا ضد اور مسلسل اشتعال انگیزی کا طبعی تقاضہ تو بالکل یہی تھا کہ مسلمان بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے لیکن یہاں تقویٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرنے کا حکم تھا اور یہ ہی اسی کا مقتضا تھا جس سے پرجوش مسلمانوں نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔

کانوا احق بھا اس احساس تقویٰ کا تعلق اسی دنیا سے ہے یعنی مسلمانوں کے قلوب میں طلب حق ہے اور یہی بات انہیں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جمائے رہی۔ واھلھا اور اس اہلیت تقویٰ کا تعلق عالم آخرت سے ہے یعنی اس کا اجر و ثواب انہیں آخرت میں ملے گا۔

ف۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں پھر آپ نے یہ خواب صحابہ کو سنایا اور مکہ کی طرف چلے تو صحابہ کی ایک جماعت کو یقین ہوا کہ اسی سال اس خواب کی تعبیر ضرور صادق ہوگی لیکن جب حدیبیہ میں صلح قرار پائی اور اگلے سال کے آنے کے وعدے پر مسلمان مدینہ کو واپس لوٹ آئے تو بعض اصحاب کے دل میں کچھ تردد پیدا ہوا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا اور یہ بھی کہا کہ آپ تو ہم سے کہتے تھے کہ بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے' آپ نے فرمایا بے شک میں نے یہ کہا تھا لیکن کیا یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال میں یہ بات ہوگی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں اس برس کی قید تو نہیں لگائی

(بقیہ صفحہ 958 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ

اسی خدا نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾

اس کو سب مذاہب پر غالب کرے۔ اللہ خود گواہ کافی ہے۔ ف

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان دار ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ

میں ڈٹے ہوئے ہیں آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں ف۲ تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ

وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نشانی ان کی نمازوں کے

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَ

اثر سے ان کے چہروں میں ہے۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں۔ اور

مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے ایک سوئی نکلی

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

پھر وہ مضبوط ہوئی پھر موٹی ہوئی پھر وہ اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے

لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے خدا نے ایمانداروں سے اور جو ان میں سے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ف۳

آیاتہا ۱۸ سورۃ الحجرٰت مدنیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ الحجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے

منزل ۶

ف: لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ یہ غلبہ معنوی حیثیت سے ہے یعنی بلحاظ قوت دلائل تو ہمیشہ ہی قائم رہا ہے باقی مادی وصوری حیثیت سے بھی جب تک اہل دین میں بہتری ہے یہ برابر قائم رہے گا۔ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہی اپنے فعل سے اس کو حق ثابت کرنے والا ہے۔

ف۲: آیت کے معنی سمجھنے کے لیے دو قوموں کا مقابلہ دیکھنا چاہیے خاص کر زمانہ جنگ میں ایک قوم (بشرطیکہ مہذب قوم ہو) کا اپنے افراد اور دشمنوں سے کیا اور کیسا برتاؤ ہوتا ہے؟ گذشتہ جنگ عظیم میں انگریزوں کا آپس میں کیا برتاؤ تھا اور جرمنوں سے کیا؟ انسانیت میں ہم سب بنی آدم شریک ہیں فطری طور پر جو خصلت ایک میں ہے وہی دوسرے میں اور حالت جنگ میں کوئی نرم سے نرم طبیعت والا انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنے اور بیگانے میں فرق نہ کرتا ہو وہ فرق یہی ہے کہ اپنے افراد سے نرم برتاؤ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات اپنی طبعی نرمی سے مصلحت وقت سے چشم پوشی کی جاتی ہے لیکن مخالف کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی طبیعت مانتی ہے۔ لہٰذا جو فرق طبعی طور پر ان دو حالتوں میں ہوتا ہے وہی اس آیت میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کا قومی برادران سے سلوک نرم ہوتا ہے اور قومی اعداء سے سخت' وہ ان کے دام یا ان کے دھوکے میں نہیں آتے بلکہ اپنے قومی مقاصد میں پختہ رہتے ہیں اور یہی معنی وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً کے ہیں کہ تم ایسے بنو کہ دشمن بھی تم میں مضبوطی پائیں یعنی تم اپنے قومی مقصد میں پختہ رہو اس سے ایک انچ بھی نہ ہٹو اور باہمی معاملات میں نرمی اختیار کیا کرو لیکن زبان سے سخت گوئی اور بداخلاقی کا اظہار نہ ہونے پائے کیونکہ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کا حکم عام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں ان کے کفر ہی کی بنا پر مضبوط اور ثابت قدم ہیں ان کے مقابلہ میں ڈھیلے نہیں پڑتے کسی طرح ان سے مرعوب نہیں ہوتے البغض للہ کے یہی معنی ہیں اور ان کا برتاؤ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ شفقت' محبت اور ہمدردی کا رہتا ہے اور یہی الحب للہ کے معنی ہیں۔ ہاں کسی مخصوص حالت میں اگر مومن کے ساتھ سختی کا اور کافر کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا پڑ جائے تو اس عام حکم کے منافی نہیں مومنین اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے اقتضاء کی وجہ سے صفات جلال کے اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے اقتضاء کی وجہ سے صفات جمال کے جامع ہوتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ معیت کے حقیقی معنی میں دو شخصوں یا کئی اشخاص کا ایک جگہ ہونا۔ بوجہ شان نزول یا بقرینہ سیاق مقام حدیبیہ کی ہمراہی مراد لی جائے یا خواہ اسے عام رکھا جائے اور حدیبیہ کی کوئی تخصیص نہ کی جائے۔ بعض نے اس سے دینی معیت مراد لی ہے اور یہ معنی مجازی ہیں جب تک حقیقی معنی ممکن ہو لا تو مجازی معنی مراد لینا جائز نہیں۔ اہل حدیبیہ کے باہم لڑائی کے واقعات صحیح بھی ہوں تو ان میں اتنی طاقت کہاں کہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکیں اور ایک سچے ایماندار کو مشاہدات تو خود قرآن کریم سے ہٹا نہیں سکتے باقی روایات کا تو ذکر ہی کیا۔ دوسرا یہ کہ اہل حدیبیہ کی باہم لڑائی کا صرف ایک ہی واقعہ ہے جنگ جمل کا۔ جنگ صفین میں باہم اہل حدیبیہ کا مقابلہ نہ تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حدیبیہ میں نہیں ہیں۔ جنگ جمل دھوکہ میں شروع ہوئی طرفین کا ارادہ نہیں تھا اتفاقی لڑائی سے ان کی صحبتوں میں کوئی فرق نہ آیا اور حضرت علی کا حضرت زبیر کے قاتل ابن جرموز کو دوزخ کی بشارت سنانا اور کہنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اے علی زبیر کے قاتل کو دوزخ کی بشارت سنانا نیز حضرت علی کا طلحہ کی لاش پر پہنچ کر یہ فرمانا کہ کاش میں آج سے بیس برس پہلے مرگیا ہوتا اور طلحہ کے ہاتھ کو چومنا اور فرمانا کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ پر سے مصائب کو دفع کیا' تو ایسے بہت (بقیہ صفحہ 958 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱

نہ بڑھا کرو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو

صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ

کے ساتھ بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو

لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ

پتا بھی نہ ہو۔ ف۲ جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ

پست کرتے ہیں ان لوگوں کو خدا نے تقوے میں

قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳

جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔ ف۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ

وہ لوگ جو تیرے مکان کے باہر سے تجھے بلاتے ہیں ان میں سے بہت

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ

سے بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس آ نکلتا

اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ

اے ایمان والو! اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔

فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى

تو تم اس بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم کسی قوم سے الجھ پڑو

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

پھر تم خود ہی اپنے کیے پر شرمندہ ہو جاؤ۔ ف۵ تم جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول ہے

بغیر کوئی از خود کوئی کام نہ نہ کیا کرو ورنہ تم طاغی یعنی سرکش بدعتی بن جاؤ گے۔ ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ قرآن اور حدیث کے خلاف نہ کرو۔ جس وقت نبی ﷺ کچھ ارشاد فرمائیں تو خاموشی سے کان لگا کر سنو اور ان کے بولنے سے خود بولنے کی جرأت نہ کرو، جو حکم ادھر سے ملے اس پر بے چوں وچرا اور بلا پس وپیش عامل بن جاؤ اپنی اغراض وخواہشات اور اپنے خیالات کو ان کے احکام سماوی کے تابع بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے آداب وحقوق اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصولوں پر کاربند ہونے سے مضبوط ومستحکم رہ سکتا ہے اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلاف پیدا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنے شخصی خیالات اور اغراض کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں ظاہر ہے اللہ اور رسول کے ارشادات سے بلند معیار کے تابع کوئی معیار نہیں ہو سکتا تو ایسا کرنے میں خواہ وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمام اقوال کا خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے اور تمام احوال واعمال ظاہر وباطن اور بڑی چھوٹی کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں۔

ف۲: امام ابن قیمؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور آثار صحابہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ارتداد کے علاوہ اور برائیاں بھی نیکیوں کو اکارت کر دیتی ہیں جیسے کہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں اور وجیز والے نے کہا ہے کہ بعضے گناہوں سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الاٰیۃ یعنی نبی ﷺ کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو یاد رکھو نبی ﷺ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے اور جب آپ سے بات کرو تو انتہائی نرم آواز سے تعظیم واحترام اور ادب وشائستگی کے ساتھ بات کرو، جس طرح کہ ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد اپنے استاد سے، مخلص مرید اپنے پیر ومرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے بات کرتا ہے۔ نبی کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے ہشیار رہنا کہیں بے ادبی نہ ہو جائے ورنہ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب ملحوظ رہنا چاہیے، قبر شریف کے پاس حاضر ہو تو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے، آپ کے خلفاء، علمائے ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیے تاکہ جماعتی نظام قائم رہے کیونکہ مرتبہ میں فرق نہ کرنے (بقیہ صفحہ 959 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اخلاق کا اصل الاصول یہ ہے کہ جو شخص جس عزت کے لائق ہو اس سے وہی برتاؤ کیا جائے چونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کے بعد اس کے رسول کا تو اس لیے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ دونوں حقوق ادا کرو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو یعنی جب تک رسول ﷺ واضح طور پر اجازت نہ دے دیں یا قرینہ سے واضح طور پر اجازت معلوم نہ ہو جائے تو اس وقت اپنی طرف سے کسی قول یا فعل میں مبادرت نہ کیا کرو، یہ حکم تو نبی ﷺ کی زندگی میں تھا اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس حکم پر عمل یوں ہوگا کہ پہلے تو ہر مسئلہ میں آپ کے قول یا فعل کی صراحت تلاش کی جائے گی اور جب صراحت نہ ملے تو نصوص منقول میں فکر وتامل کر کے انہیں استنباط کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ شرعی امور میں اللہ اور رسول کی اجازت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا کہا مانتا جائے تو تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے ف۱

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ

مگر خدا نے تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے۔ اور تمہارے دلوں میں اس کو

قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

وہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔ انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ سے فضل اور

نِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ﴿۸﴾ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ

نعمت ملے گی۔ اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے ف۲ اور اگر دو مسلمان

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ

گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو تم لوگ ان دونوں میں صلاح کر دیا کرو پھر اگر

بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ

کوئی فرق دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو تم لوگ زیادتی کرنے والے کا

تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ

مقابلہ کرو جہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف مائل ہو۔ پھر اگر وہ باز آ جائے

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ

تو عدل کے ساتھ ان دونوں میں اصلاح کر دیا کرو اور انصاف کیا کرو اللہ

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۙ﴿۹﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ف۳ ایماندار سب بھائی بند ہیں

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

پس تم لوگ اپنے بھائیوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو

تُرْحَمُوْنَ ۚ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ

تا کہ تم پر رحم کیا جائے - ف۴ مسلمانو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخری

مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا

نہ کیا کرے دور نہیں کہ وہی قوم اس سے اچھی ہو اور عورتیں

منزل ۶

ف۱: بعض دفعہ تم یہاں تک خودسر ہو جاتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اپنے رائے پر چلانا چاہتے ہو وہ کوئی معمولی آدمی یا افسر نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کہا مانتے جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے کیونکہ تمہاری غلط رائے پر عمل کر کے نتیجہ بھی غلط ہی نکلے گا اور اس کا اثر بھی پوری قوم پر پڑے گا اور اس وقت الٹا خود تم کو ہی ندامت ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے بجائے اپنی رائے مبارک پر عمل کے ناحق ہم لوگوں کے مشورے سے موافقت کی۔ رسول اللہ ﷺ کا تمہارے درمیان موجود ہونا ایک انتہائی نعمت ہے جس کے ادائے حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی معاملہ میں آپ کی رائے کے خلاف عمل نہ کیا جائے لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ ظاہر ہے کہ احتمال صرف امور دنیوی و تجربی سے متعلق ہو سکتا ہے ورنہ احکام شریعت میں تو اس کی گنجائش سرے سے تھی ہی نہیں۔

تنبیہ: جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے یا خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے گو آج نبی ﷺ ہمارے درمیان میں نہیں مگر آپ کی تعلیم اور آپ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے۔

ف۲: ایمان سے مراد اس سیاق میں مراد ایمان کامل ہے۔ الفسوق بڑے گناہ۔ العصیان چھوٹے گناہ یعنی تم کو کفر فسق اور بے فرمانی سے نفرت دلائی ہے اس لیے تم کو چاہیے کہ تم لوگ رسول کو دنیاوی اور انتظامی امور میں بھی اپنی رائے پر چلانے کا کبھی خیال نہ کرو تو جو لوگ ایسا کریں یعنی ہمہ تن اپنے آپ کو اتباع کرنے والا ثابت کریں تو یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدایت یاب ہیں انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے فضل اور نعمت فراواں ملے گی اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت ہے۔ وہ ہر ایک کی قوت برداشت کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت و احوال اور مقامات عطا فرماتا ہے جو اس کی طاقت کے مناسب ہوں اپنے کامل اور احاطہ کرنے والے علم کی بنا پر وہی ہر حکم کی حکمتوں اور مصلحتوں کو بھی خوب جانتا ہے اور اپنی صفت حکمت کاملہ ہی کے تقاضا سے اس نے یہ احکام صادر کئے ہیں اور ان کی تعلیم واجب کی ہے یہ پوری آیت صحابہ کرام کی ایک قرآنی مدح ہے۔

ف۳: وَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا یعنی امر مابہ النزاع جھگڑے والی بات ختم کرا کے لڑائی بند کرا دو۔ فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ فقہاء نے اس آیت سے یہ بھی نکالا ہے کہ قتال فساد و عقائد کی بنا پر نہ کیا جائے گا بلکہ جرم بغاوت کی بنا پر کیا جائے گا۔ حنابلہ نے کہا ہے کہ باغیوں سے قتال کرنے سے کفار سے اہم تر اور افضل ہے اور مسند میں حضرت علیؓ کے عمل کو پیش کیا کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں جہاد کے بجائے اہل بغاوت کے ساتھ قتال ہی کو جاری رکھا۔ لیکن محققین کی تحقیق میں یہ مطلق صورت میں درست نہیں بلکہ صرف اس صورت میں صحیح ہے جب کہ باغیوں کی وجہ سے اتنا بڑا فساد برپا ہو جائے کہ ان سے قتال کرنا کافروں سے جہاد کرنے سے بڑھ کر ضروری ہو جائے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا یہ امر بہت زیادہ قابل لحاظ ہے کہ جنگ و جدل کرنے والے ان دونوں گروہوں کو ایک کے ناحق ہونے کے باوجود بھی قرآن مجید مومن ہی کہتا ہے تو قتال اور پھر بغاوت سے بڑھ کر شدید جرم اور کون سا ہو سکتا ہے؟ اس کے باوجود بھی باغی بہرحال مومن ہی رہتا ہے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا اہل سنت نے یہیں سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ بڑے بڑے گناہ سے بھی مومن دائرہ اسلام و ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا اور جو مسلمان فریق شکست کھائے نہ اس کا مال مال غنیمت سمجھا جائے اور نہ اس کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے البتہ توبہ کے وقت تک وہ قیدی رہیں گے اور ان کا فرق کیا ہوا ان کی توبہ کے مال (بقیہ صفحہ 959 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِسَآءٍ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ

دوسری عورتوں سے مسخری نہ کیا کریں عجب نہیں کہ وہی ان سے بہتر ہوں

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۚ

اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو نہ آپس میں ایک دوسرے کے برے برے القاب رکھا کرو

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ

ایمانداری کے بعد کسی کے حق میں برا نام تجویز کرنا (یا استعمال کرنا) بہت معیوب ہے جو لوگ

لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا

توبہ نہ کریں گے وہی ظالم ہوں گے مسلمانو! تم بہت

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ

بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو کیونکہ

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ

بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو نہ تم میں سے کوئی کسی کو

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ

پیچھے برائی سے یاد کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے

اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو تم یقیناً برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک

اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ ف اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد

مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ

اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں

لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ

اور قبائل اسلئے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز بڑا پرہیزگار ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ

خدا جاننا اور خبردار ہے ف دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں تو

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری مسلمان ہیں اور

(بقیہ ۱)

ف: اول مسلمانوں میں نزاع واختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں اب یہاں بتلایا کہ اگر اتفاقاً ان میں اختلاف رونما ہو جائے تو پرزور اور مؤثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ کم از کم نفرت اور جھگڑے کے جذبات زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوتا ہے تو ایک دوسرے کا تمسخر اور استہزا کرنے لگتے ہیں۔ آیت میں اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا مسلمانو نسل کے لحاظ سے یا پیشہ کی وجہ سے یا ملکی اختلاف سے گو تم مختلف قومیں ہو یا ہو سکتے ہو مگر یہ تمہاری قومیتیں سب دینی قومیت کے وقت ہیڈ ہیں اور تم تمام لوگ مسلمان ہو اس لیے کوئی قوم جو اپنی نسل یا پیشہ یا ملک کی وجہ سے اپنے اندر شرافت جانتی ہے تو وہ کسی دوسری قوم سے مسخری جس میں ان کی ذلت ہو نہ کیا کرے ہو سکتا ہے کہ وہی قوم جس کو کم درجہ سمجھا گیا ہے وہ بوجہ نیک عملی کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو۔ اس احسان کو بیدار کر کے قرآن نے گویا معاشرہ اسلامی کے اندر سے تمسخر و تضحیک کی جڑ ہی کاٹ دی' تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر دل شکنی دل آزاری ہو اور وہ حرام ہے اور ایسی ہنسی جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح اور خوش طبعی کہلاتی ہو تو ایسی ہستی جائز ہے بلکہ بہت سے حالات میں مستحب بھی ہے۔ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ سے مراد مرد کی جنس رجال ہے۔ خواہ ایک ہو یا بہت سے ہوں۔ نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ مراد عورت کی جنس ہے خواہ ایک ہو یا بہت سی ہوں۔ حاصل کلام یہ کہ امت کا کوئی ساتھی طبقہ ایک دوسرے کی ہنسی نہ اڑائے۔ ایمانداری کے بعد کسی کے حق میں برا نام تجویز کرنا یا استعمال کرنا بہت معیوب ہے اور کسی کو عیب دار نام سے یاد کرنا صرف اس صورت میں حرام ہے جب وہ بلا غرض صحیح ہو' لیکن اگر کوئی شخص پکارا اور پہچانا ہی ایسے نام سے جاتا ہے اور اس میں وہ اپنی کوئی توہین محسوس نہیں کرتا تو ایسے حالات میں اس کے ظاہری عیب کی وجہ سے پکارنے میں کوئی مضائقہ نہیں مثلاً حکیم نابینا' لنگڑا حافظ وغیرہ۔ القاب' لقب کے معنی یہاں برے نام کے ہیں یعنی کسی شخص کو ایسے نام سے پکارنا جو اسے ناگوار ہو جائز نہیں۔

ف: چونکہ ہم کو تمہاری ہر طرح کی اصلاح کرنا اور خصوصاً اخلاق فاضلہ کی اعلیٰ چوٹی پر پہنچانا منظور ہے اس لیے بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو۔ حق تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا واجب ہے اور حق تعالیٰ اور عام مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی ممنوع و ناجائز ہے۔ بدگمانی کی وبا پر یہ آیت کیسی گاری ضرب لگا رہی ہے کہ بات بات پر بلاوجہ بھائیوں سے بدگمانی بیوی بچوں سے بدگمانی' پڑوسیوں سے بدگمانی اور نوکر چاکروں وغیرہ سے بدگمانی' گویا بدگمانی کو ہم نے اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ بدگمانی کی خلش اگر دل سے دور ہو جائے تو ہم میں سے ہر ایک کی زندگی راحت سے بسر ہونے لگے نیز دوسروں کے عیوب اور کمزوریوں کی تلاش و جستجو میں نہ پڑو تاوقتیکہ کوئی مصلحت یا ضرورت ہی اس کی نہ آپڑے' چھپ کر باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سن لینا یہ سب تجسس میں داخل ہے البتہ اگر کسی سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کے مضرت رساں ارادوں اور تدبیروں کا تجسس کرے تو جائز ہے اور کسی مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کی پردہ دری کرنا ممنوع اور ناجائز ہی نہیں بلکہ اس کی پردہ پوشی کرتے رہنا واجب ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا بعد انہیں رہائی بھی مل جائے گی اور ان کا مال بھی انہیں واپس دے دیا جائے گا۔ واقسطوا یہ تاکید ہے (بقیہ صفحہ 960 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا

ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور اگر تم اللہ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ

اور اس کے رسول کی تابعداری کرو گے تو وہ بھی تمہارے اعمال میں سے کچھ کاٹ نہ کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے - ف ایمان دار وہ لوگ ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا

خدا پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول پر پھر شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اور نفسوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہی لوگ

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ

سچے ہیں- ف تو کہہ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات کو جانتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۶ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ

اور اللہ ہر چیز جانتا ہے تجھ پر احسان جتاتے ہیں

اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

کہ ہم مسلمان ہیں تو کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ

بلکہ اگر تم سچے ہو تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

ایمان کی ہدایت کی ہے ف یقیناً اللہ آسمانوں اور زمینوں کی

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے اور جو تم کر رہے ہو

تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸

اللہ دیکھ رہا ہے ف

ستقل ۶

ف۱: ابن عباسؓ، نخعیؒ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ یہ اعرابی منافق نہیں بلکہ مسلمان تھے اور شروع شروع میں جب یہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے لیے ایمان کا دعویٰ کیا جو اسلام سے بلند تر ہے اور جبکہ ابھی تک ایمان نے ان کے دلوں میں جگہ نہیں پکڑی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ادب سکھایا اور سمجھایا کہ اس مرتبے کے حاصل ہونے کی ان سے امید ہے لیکن ابھی تک وہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں، تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں، قیامت کو مانتے ہیں تو ایمان کی پہچان اس کے علاوہ اور کیا ہے تو اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے کیونکہ ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور آپ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو، ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان یعنی مردم شماری میں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ منافق تھے جو بظاہر تو ایمان کا دعویٰ کرتے تھے مگر حقیقت میں وہ ایمان دار نہیں تھے۔ کوئی شخص اسلام کا دعویٰ کر رہا ہو تو پختہ عزم کے ساتھ اس کی تکذیب (جیسی کہ وارد ہوئی ہے) اس کا حق صرف حق تعالیٰ عالم الغیب ہی کو پہنچتا ہے اور بندوں کا کام تو عام طور پر اس مدعی کے بیان کو تسلیم کر لینا ہی ہے۔

تنبیہ: اس آیت سے ظاہر ہو گیا کہ اسلام اور ایمان کے دو الگ الگ مفہوم ہیں اسلام صرف ایک ضابطہ کی چیز ہے جس کا تعلق قول اور ظاہر سے ہے جبکہ ایمان اس کے برعکس ایک باطنی حقیقت ہے جس کا تعلق قلب کی تصدیق سے ہے۔

ف۲: چونکہ ذکر ایمانداروں کا چل پڑا ہے اس لیے حقیقت تم کو بتائی جاتی ہے کہ ایماندار وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خالص توحید پر اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں پھر اس ایمان پر جم کر احکام الٰہی میں کبھی شک وشبہ نہیں کرتے اور اپنے احوال اور اپنی جانوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب موقع جان لڑانے کا ہو تو جان سے بھی حاضر ہیں مال کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں۔ یہی لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ المومنون یعنی دین کی پوری طرح اور درجہ کمال میں تصدیق کرنے والے حقیقی اور کامل مؤمن اگر نفس تصدیق حاصل ہو جائے اور کمال تصدیق نہ ہو تو پھر بھی ایمان ثابت ہو جائے گا۔

ف۳: رہے یہ لوگ جو دل میں کفر رکھ کر اسلام کا اظہار کرتے ہیں تو اے نبی ﷺ آپ ان کو کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنا دین بتاتے ہو؟ جو وہ نہیں جانتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو آسمانوں اور زمینوں کی تمام کائنات کو جانتا ہے اور اگر تمہارا دین وایمان اس کے وسیع علم میں نہیں تو پھر دو باتوں میں سے ایک بات تو ضرور صحیح ہوگی کہ یا تو تمہارے دلوں میں ایمان نہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کو تمام کائنات کا علم نہیں۔ تو یہ دوسری صورت تو غلط ہے کیونکہ اس کا علم تو اتنا وسیع ہے کہ سب کچھ اس کے علم میں سمایا ہوا ہے ان کے دلوں میں ایمان ہو تو اس کو اس بات کا علم کیوں نہ ہوگا، ایمان سے تو ان کو غرض نہیں یہ تو یورپین پالیسی کے آدمی ہیں جن کو ابن الوقت کہا جاتا ہے کہ جس طرف ہوا کا رخ دیکھا اور اسی طرف چل پڑے نیز اگر تم واقعی مسلمان ہو تو پھر یہ لازمی بات ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی مسلمان ہوئے ہو گے لہٰذا تم کو اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہونا چاہیے نہ کہ مجھ کو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارا مومنوں احسان؟ کیا تم نے یہ نہیں سنا

منت منہ کی خدمت سلطان ہے کنی
منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشت

ف۴: یعنی دلوں کے بھید اور ظاہر کے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتہا ۴۵ سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ رکوعاتہا ۳

سورۂ قٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

میں قادر ہوں ۔ مجھے قرآن مجید کی قسم ہے مگر ان کو تعجب اس بات سے ہے کہ

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ

ان میں سے ایک ڈرانیوالا آیا ۔ پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب

عَجِیْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ

تعجب ہے بھلا ہم مرکر جب مٹی ہوجائیں گے تو پھر جی اٹھیں گے ؟ یہ دوبارہ زندگی

بَعِیْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ

عقل سے بعید ہے۔ جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کردیتی ہے ہم سب کو جانتے ہیں

وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ

اور ہمارے پاس ایک دفتر محفوظ ہے ف۱ مگر حق بات جب

لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا

ان کے پاس آئی تو انہوں نے جھٹلا دیا پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر تلے ہوئے ہیں کیا انہوں نے

اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ

اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا پھر ہم نے اس کو سجایا اور اس میں

فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا

کسی طرح درز نہیں ہے ف۲ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر کئی ایک بھاری

رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِیْجٍ ۝۷

بھاری پہاڑ پیدا کردیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں۔

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا

بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے ف۳ اور ہم

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں

منزل ۶

طرف رسول بن کر آیا ہے اور عجیب بات کہتا ہے کہ جب ہم مرکر مٹی ہوگئے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ایسی بات عقل سے بہت دور امکان وعادت سے بالکل بعید ہے ان کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد سب کچھ مٹی نہیں ہوجاتا بلکہ روح سلامت رہتی ہے اور بدن کے اجزا تحلیل ہوکر جہاں کہیں بھی منتشر ہوگئے ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ہر جگہ سے اجزائے اصلیہ کو جمع کرکے ڈھانچہ کھڑا کردے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے۔

تنبیہ: منذر منھم ڈرانے والا انہیں میں سے یعنی محض بشر ہوکر یہی جسم اور اس کی خصوصیات رکھ کر مشرکین کو اسی عقیدہ رسالت سے بڑی چڑ ہے وہ دیوتا کے قدموں میں گر پڑنے کو تو تیار رہتے ہیں لیکن کسی فانی انسان کو اللہ تعالیٰ کا قاصد سمجھنا ان کی عقل کی گرفت سے بالکل باہر ہوتا ہے۔

۲۔ عربی اسلوب بیان میں قسم کا مفہوم تاکید کا ہوتا ہے اور جواب قسم اکثر بغیر کسی تصریح کے محض سیاق سے ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔

۳۔ ق فقرہ میں حکمۃ ھی قولنا قضی الامر کا مخفف سمجھا گیا ہے۔ (کبیر) ایک قول یہ ہے کہ قفا اثرہ کا مخفف ہے اور اس کا معنی امر کا بھی کیا گیا ہے کہ اس بات پر ٹھہر جا جو ہم نے تیرے واضح کردی ہے اور اس سے تجاوز نہ کر اور قرآن کریم کی اتباع کر اور جو کچھ اس میں احکامات وغیرہ ہیں ان پر عمل کر۔

ف۱: کمال علم کے بعد اب یہ بیان کمال قدرت کا ہورہا ہے ایک آسمان ہی جو ہر ایک کے مشاہدہ میں آرہا ہے اس کی صناعی پر عظمت و پہنائی اور قوت واستحکام وغیرہ ہر چیز پر غور کرو تو تمہیں خود ہی معلوم ہوجائے گا کہ امکان بعث یعنی تم دوبارہ زندہ کئے جانے کے انکار پر کتنی نادانی پر اڑے ہوئے ہو۔ وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ یعنی کسی قسم کا نقص وصنف اس میں نہیں ہر طرح مکمل ہی مکمل ہے آسمان کی آراستگی وزیبائی بھی چاند سورج ستاروں وغیرہ سے ہے۔ پھر لطف یہ کہ ہزاروں لاکھوں برس گزر گئے اس چھت میں کہیں سوراخ ہوا نہ کوئی کنگرہ گرا اور نہ ہی اس کی رنگ خراب ہوا آخر وہ کون سا ہاتھ ہے جس نے یہ مخلوق بنائی اور بنا کر اس کی ایسی حفاظت کی۔

ف۳: اب زمین کی صناعیوں کی طرف توجہ دلائی ہے زمین پر پہاڑوں کا قیام۔ آسمان وزمین کے اندر کی گوناں گوں کاریگریاں ان سب پر اگر انسان غور کرے تو قدرت الٰہی کے کتنے زبردست شواہد ان میں قدم قدم پر ملیں گے لیکن اس سے ہر شخص سبق حاصل نہیں کرتا درس تو صرف وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو نیت اور قصد بھی اسی کا رکھتے ہیں ان عظیم الشان وحیرت انگیز مظاہر سے بھی عبرت و نصیحت کا سبق لینا ہر ایک کا کام نہیں چشم بینا اور دل دانا اس کے لیے لازمی ہے اور انابت واحساس عبدیت تو شرط اولیں ہے۔

باتیں نہ بناؤ موجودات عالم کی کوئی پوشیدہ سے بھی پوشیدہ چیز بھی علم الٰہی سے پوشیدہ نہیں۔ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بندہ کا براہ راست تعلق تو اللہ کے اسی علم سے ہے جو وہ ان بندوں کے اعمال وجزئیات اعمال سے تعلق رکھتا ہے اس لیے اس پہلو کی تصریح اور تاکید قرآن مجید میں بار بار آئی ہے۔

.....

ف۱: مشرکین عرب کو مسئلہ توحید میں تو مشکلات تھیں مگر مسئلہ قیامت اور حشر اجساد میں توحید سے بھی زیادہ مشکلات ان کو سوجھتی تھیں اس لئے ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ محض اپنی جہالت وحماقت سے اس پر تعجب کرتے ہیں کہ ان ہی کے خاندان اور نسل کا ایک آدمی ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَصِيدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ﴿۱۰﴾

دانے پیدا کرتے ہیں اور لمبی کھجوریں جن کے گابھے تہ بند ہوتے ہیں

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ

بندوں کو رزق دینے کے لئے اور ہم اس کے ساتھ خشک زمین کو زندہ کر دیتے ہیں

الْخُرُوجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحَابُ الرَّسِّ

اسی طرح مردوں کو خروج ہوگا ف۱ ان سے پہلے نوح کی قوم نے رس والوں نے

وَثَمُودُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ﴿۱۳﴾ وَأَصْحَابُ

ثمود کی قوم نے عادیوں نے فرعون نے لوط کی برادری نے ان کے رہنے

الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ﴿۱۴﴾

والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لاگ گیا ف۲

أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش سے

جَدِيدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ

انکار میں ہیں ف۳ ہم نے ہر انسان کو پیدا کیا اور جس جس قسم کے خیالات اس کے

بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿۱۶﴾

دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور ہم تو اس کی شاہ رگ سے بھی قریب تر ہیں ف۴

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

جب ضبط کرنے والے دو فرشتے ضبط کرتے جاتے ہیں اس کے دائیں بائیں

قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ

بیٹھے ہوئے ف۵ وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال

عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ

مستعد ہوتا ہے ف۶ اور موت کی سختی واقعی آئے گی یہ وہ

مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ

موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا ف۷ اور صور میں پھونکا جائے گا وہی دن

يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿۲۰﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ

ڈراوے کا ہوگا ف۸ ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک چلانے والا

منزل ۶

ف۱: کہ تم جس طرح بارش ہونے پر خشک زمین کو از سر نو سرسبز وشاداب ہوتے ہوئے روز مرہ دیکھتے ہو اسی طرح حکمت الٰہی مردہ انسانوں کو بھی زمین سے نکال کر کھڑا کرے گی۔ اس کا ناممکن ہونا تو الگ رہا اس میں استبعاد کونسی بات ہے؟

ف۲: اور سب کے سب انبیاء کرام کو جھٹلانے کی پاداش میں اسی دنیا میں اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر رہے منکروں نے انبیاء کرام کی تکذیب دین کے اساسی عقائد کے بارے میں کی ہے اور وہ تین مسئلے ہیں۔ توحید، رسالت اور حشر ونشر، اسی طرح ان لوگوں کا انجام ہوگا جو اس زمانہ میں قیامت کے وجود سے منکر ہیں، نہ صرف منکر بلکہ نہایت متشدد اور جھٹلانے والے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کا برپا کرنا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے باہر ہے۔

ف۳: یعنی پہلی مرتبہ عدم محض سے سب چیزوں کا ہمارا خالق ہونا تو تمہیں خود تسلیم ہے تو پھر کیا تو یہ مانتے ہو کہ اب ہماری قدرت تخلیق جواب دے گئی ہے اور اب ہم تخلیق ثانی پر قادر نہیں رہے۔ بعض گمراہ قوموں نے واقعتاً بھی خستگی اور تھکن کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے یہاں تک کہ یہود اور نصاریٰ نے بھی اس قادر مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا جیسی سخت جہالت اور گستاخی ہے۔

ف۴: یہ سمجھو کہ خود انسان بھی اپنی جان سے اتنا قرب نہیں رکھتا نہ اتنا اس کو اپنا علم ہے جتنا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) کو اس کا قرب اور علم ہے تو پھر ہم کیوں نہ اس کے حالات اور خیالات سے واقف ہوں۔ حبل الورید سے گردن کی رگ مراد ہے جسے شاہ رگ کہتے ہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مرجاتا ہے شاید یہ کنایہ ہے جان اور روح سے۔ اس میں ان جاہل اور مشرک قوموں کی تردید بھی آگئی جو اللہ تعالیٰ کو بندوں سے دور اور بہت دور سمجھے رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہم باعتبار علم کے اس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اس کا علم خود اس سے بھی زیادہ ہے نیز علت اور منشا کو معلول اور ناشی کے ساتھ وہ قرب حاصل ہوتا ہے جو معلول اور ناشی کو خود اپنے نفس سے بھی نہیں ہوتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر جان سے باہر ہے والنعم ما قیل

جان نہاں وجسم داد در جہاں نہاں
اے نہاں اندر نہاں اے جان جاں

تنبیہ:- انسانی محاورہ میں انتہائے قرب کا کامل ترین تصور یہی ہے کہ اسے رگ جان کے برابر قریب سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر قریب ہے۔ گویا ہر انسان کے تخیل سے بھی قریب تر۔ یہ قرب تکوینی عام ہے نیک و بد بلکہ ہر مخلوق کے لئے قرب مرتبہ البتہ مخصوص ہے مقبولین کے لیے۔

ف۵: حدیث میں آتا ہے کہ دو فرشتے ہر وقت اور ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتے اور اس کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کو نیک ہو یا بد دیکھتے رہتے ہیں اور کسی حال میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ انسان کی ناپاکی وغیرہ کے اوقات میں جس سے فرشتے طبیعت کی تنگی کی بنا پر اس سے جسماً الگ بھی ہو جاتے ہیں ان اوقات میں انسان جو کچھ عمل کرتا رہتا ہے اس کی علامتیں کچھ اس پر ایسی نقش ہو جاتی ہیں کہ فرشتے انہیں پڑھ کر اپنے رجسٹر میں درج کر لیتے ہیں۔ دائیں طرف کا فرشتہ نیکی کے اعمال لکھتا رہتا ہے اور بائیں طرف کا بدی کے اعمال، بندوں کے اعمال کے کامل احاطہ کے لیے تو اللہ تعالیٰ کی صفت علم محیط وکامل خود ہی بالکل کافی ہے فرشتوں کے ہر وقت ساتھ رہنے اور باضابطہ اندراج سے بندوں کے دل میں اس کی اہمیت اور حاضر ہونے کی کیفیت کہیں زیادہ

(بقیہ صفحہ 960 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا

اور ایک گواہ ہوگا ف۱ تو اس دن سے غفلت میں تھا لے اب تو

عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ

ہم نے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے ف۲ اور اس کا ساتھی

قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ

کہے گا کہ یہ ہے جو میرے پاس تیار رہتا تھا ف۳ ہر ایک کافر سرکش مانع خیر

كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾

حد سے بڑھنے والے شک میں ڈالنے والے کو تم جہنم میں ڈالتے جاؤ۔

الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ

وہ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا پس تم ایسے شخص کو سخت عذاب

الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ

میں جھونک دو۔ ف۴ اس کا ساتھی کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن

كَّانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ

وہ خود کھلی گمراہی میں تھا۔ خدا کہے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو

وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

میں تم کو پہلے ہی سے عذاب کی اطلاع دے چکا ہوں میرے ہاں سے جو بات

لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ

کہی جائے وہ بدلتی نہیں اور میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں ف۵ جس روز ہم جہنم

هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ

سے پوچھیں گے کیا تو بھری نہیں؟ وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے اور جنت پرہیز گاروں

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

نے قریب لائی جائے گی بالکل نزدیک ہوگی ف۶ یہ وہی جنت ہے جو ہر ایک رجوع

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

والے حفاظت کرنے والوں کے لئے ہے۔ ف۷ جو خدائے رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا تھا

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ

اور جھکنے والا دل لے کر آیا ہے سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہوجاؤ یہ ہمیشگی

منزل ۶

وہم ہے یا واقعی ہے' وہ تسلیم کرلے گا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب واقعی ہے کیونکہ اس کو ہر طرف سے اس کا ثبوت ملے گا وہاں کشف بلا مجاہدہ تو کافروں تک کو حاصل ہوجائے گا اور صرف کشف جو کافروں میں مشترک ہے وہ مومن کا مطلوب یقیناً نہیں ہونا چاہیے۔

ف۱: یعنی نامہ اعمال' حدیث میں آتا ہے کہ ہر انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی ایک فرشتہ اور ایک شیطان بھی اس کے ساتھ کردیا جاتا ہے فرشتہ نیکیوں کی راہ دکھاتا ہے اور شیطان برائیوں کی راہ سجھاتا ہے اس آیت میں قول فرشتہ کا نقل ہو رہا ہے۔

قرینہ: شیخ الاسلام امرتسری لکھتے ہیں اس کا ساتھی' دنیاوی دوست' گرو' اور پیر وغیرہ جس نے اسے گمراہ کیا ہوگا وہ فوراً کہے گا حضور یہ اس کا کچا چٹھا جو میرے پاس تیار رہتا تھا اس میں بھی اس کے اعمال کا کافی ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص واقعی بدکار ہے اور اس گروہ یا پیر وغیرہ کا از خود عرض کرنا اس غرض سے نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی اطلاع دے بلکہ اس کی غرض یہ ہوگی کہ میں چھوٹ جاؤں۔ ابن عباسؓ مجاہدؒ اور قتادہؒ وغیرہ نے کہا کہ قرین سے مراد یہاں شیطان ہے جو اس پر مقرر تھا' وہ کہے گا کہ یہ مجرم حاضر ہے جس کو میں نے اغوا کیا اور دوزخ کے لیے تیار کرکے لایا ہوں مگر میرا زور اس پر نہیں تھا کہ زبردستی اس کو شرارت میں ڈال دیتا یہ اپنے ارادے اور اختیار سے گمراہ ہوا۔

ف۲: یہ سب قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہوگا ہر قسم کے کافر کے لیے اس کے معنی عام تو صیغہ تثنیہ ہی کے ہیں یعنی اے دونوں فرشتو تم ڈال دو لیکن اس صیغہ کا ایک استعمال واحد کے لیے بھی بقصد تاکید ہے ایسے موقع پر القیا و مرادف الق الق (مکرر) کا ہوتا ہے۔ کفار یعنی عقائد حق سے انکار کرنے والا۔ عنید یعنی حق سے ایسی ضد رکھنے والا کہ اس کی وضاحت کے باوجود بھی اسے قبول نہ کیا۔ معتد' حدود عبودیت سے باہر نکل جانے والا۔ مریب یعنی عقائد دین تک میں شک کرنے والا۔

ف۳: اللہ تعالیٰ بذریعہ ملائکہ فرمائے گا کہ میرے سامنے جھگڑا مت کرو میں پہلے ہی برے کاموں پر عذاب کی اطلاع دے چکا ہوں میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں کیونکہ وہ صحیح علم اور انصاف پر مبنی ہوتی ہے۔ میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں اس میں میرا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ تو مجرموں کا اپنا قصور ہے' کیا تم لوگوں نے دنیا میں طبعی صورت میں میرے قوانین معلوم نہ کئے تھے؟ کہ جو کوئی بدپرہیز ہوتا ہے وہ تکلیف اٹھاتا ہے خواہ وہ بد ہو یا نیک اور اس میں ان کی کوئی رعایت یا لحاظ نہیں ہوتا' اسی طرح مذہبی اور اخروی قانون ہے جو رونے اور چیخنے سے بدل نہیں سکتا پس میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں کہ ناکردہ گناہ ان کے سر تھوپ دوں یا ان کی نیکیاں برباد کردوں۔ یہ سب کچھ اس روز پورا ظہور پذیر ہوگا۔ ظلام (بقیہ صفحہ 961 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

کا دن ف۱ ہے وہ جو کچھ چاہیں گے ان میں ان کو ملے گا اور ہمارے پاس بڑھ کر ہے ف۲

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کردیں جو بل بوتے میں ان سے

بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ

زیادہ تھے پھر وہ تمام شہروں میں پھر نکلے کیا ان کو کوئی راہ فرار ملی۔ ف۳ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل رکھتے ہیں یا کسی بات

السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

کو حضور قلب سے سنتے ہیں ف۴ ہم نے آسمان زمین اور جو کچھ

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا

ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے اور ہم کو کسی قسم کی

مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ ف۵ پس جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور طلوع شمس

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾

سے قبل اور غروب سے پہلے خدائی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ

رات کو بھی اور نماز کے بعد تسبیح پڑھا کرو ف۶ اور کان لگائے

يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ

رہا کر جس روز پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا جس روز سچی

الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ

آواز کو لوگ سنیں گے وہ دن نکلنے کا ہوگا ف۷ اس میں کچھ شک نہیں

نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ

کہ ہم ہی دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے۔ جس دن یہ لوگ

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾

زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے یہ جمع کرلینا ہم پر بہت آسان ہے ف۸

منزل ۶

ف۱: یعنی ان کو کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ رنج و محنت سے سلامت یا اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے تم پر سلام ہے۔ اور آج جو کچھ کسی کو انعام و اکرام ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے ہوگا۔

ف۲: حضرت انسؓ نے کہا کہ مزید یہ ہے کہ ہر جمعہ کی رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عزت کے گھر میں ان کے لیے ظہور فرمائے گا اور علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے تجلی فرمائے گا۔ دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور ممکن ہے۔ ولدینا مزید سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت کچھ ہے جتنا بھی وہ مانگیں سب دیا جائے گا اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کے لیے کوئی رکاوٹ ہے پس اتنی بے حساب و بے شمار عطایا کو مستبعد نہ سمجھو۔

ف۳: یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ہم کتنی شریر و سرکش قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو طاقت و قوت میں موجودہ اقوام کفار سے بڑھ چڑھ کر تھیں جنہوں نے بڑے بڑے شہرے چھان مارے تھے پھر جب عذاب الٰہی آیا تو ان کو بھاگ جانے کیلئے روئے زمین پر کہیں ٹھکانہ نہ ملا یا یہ مطلب ہے کہ عذاب کے وقت ہی بستیوں میں کھوج لگانے لگے کہ کہیں پناہ ملے مگر کوئی ٹھکانہ نہ پایا کیا وہ اس عذاب سے بچے ہرگز نہیں تمہارے مخالفوں کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے ظلم اور زیادتی کا نتیجہ ہمیشہ بڑا بھیانک ہے سنو

نہ سہی آج کبھی قہر خدا آئے گا
ٹھاٹھ ان ظالموں کا خاک میں مل جائے گا۔

ف۴: یعنی جو لوگ قلب سلیم رکھتے ہیں ان کے لیے تو یہ سارے حکایات و قصص ذخیرہ عبرت رکھتے ہی ہیں باقی جو لوگ محض توجہ سے ان تذکروں کو سن لیں تو ان کے لیے بھی ان کے اندر کافی سامان ہدایت موجود ہے۔

ف۵: جب پہلی مرتبہ نہ تھکے تو دوسری مرتبہ کیوں تھکیں گے اور تباہ و برباد کر دینا تو بنانے سے کہیں آسان ہے۔ دنیا کے کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا ایمان آج تک یہ چلا آ رہا ہے کہ حق تعالیٰ نے چھ آسمان اور زمین کی آفرینش کے بعد ساتویں دن آرام کیا یہاں قرآن مجید کو ان کی اسی گمراہی کی تردید کرنا مقصود ہے ستہ ایام سے مراد متعارف دن نہیں بلکہ محض یہ چھ زمانے یا چھ وقت مراد ہیں۔

ف۶: یعنی فجر اور عصر اس لیے کہ یہ دونوں وقت فضیلت والے ہیں اور مراد پانچ کے ساتھ یاد کرنا نمازوں کے بعد یا اس سے فجر عصر اور تہجد کی نماز مراد ہے۔ ابتدائے اسلام میں معراج سے پہلے یہ تین نمازیں فرض تھیں پھر معراج کی رات پانچ نمازوں کا حکم ہوا بہرحال اب بھی ان تینوں وقتوں کو خصوصی فضل و شرف حاصل ہے اِدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مغرب کے بعد کی دو رکعتیں مراد ہیں۔ یہی قول ہے عمرؓ علیؓ حسن اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کا۔ بعض نے کہا کہ قَبْلَ الطُّلُوْعِ سے نماز فجر اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ سے ظہر و عصر وَمِنَ الَّيْلِ سے مغرب و عشاء مراد ہیں۔ حرف من سے اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ مراد ساری رات نہیں بلکہ اس کا صرف ایک حصہ نماز ذکر و تسبیح کے لیے مخصوص کر لینا کافی ہے۔ صبح و شام سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ بکثرت پڑھا کرو اور رات کو بھی کچھ دیر تک اور نماز کے بعد تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا کرو اور امت کو بھی حکم دو کہ وہ بھی پڑھا کریں فسبحہ تسبیح سے یہاں مراد فرض نمازوں کے بعد کے نوافل و اوراد و اذکار لئے گئے ہیں۔

ف۷: جس روز پکارنے والا فرشتہ پاس ہی سے پکارے گا کیونکہ اس کی آواز ایسی بلند اور دور رس ہوگی کہ ہر شخص اس کو ایسے سنے گا کہ گویا اس کے پاس سے کوئی (بقیہ صفحہ 961 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ

جو جو کچھ یہ لوگ کہتے رہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں تو ان پر جابر داروغہ نہیں ہے

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝

پس جو شخص میرے عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے ف۱

آیاتہا ۶۰ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۳

سورۃ الذریت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ

قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے آسانی سے

يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ

چلنے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی۔ جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے

لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

وہ بالکل سچ ہے اور بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔ ف۲ ہمیں زینت دار آسمان کی

الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ

قسم ہے کہ تم لوگ بالکل ایک خام خیال میں ہو جو بہکنے والا ہوتا ہے

مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ

وہ اس سے بہک جاتا ہے ف۳ ایسی اٹکل پچو لگانے والے ملعون ہیں جو غفلت

غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

میں بھولے ہوئے ہیں ف۴ پوچھتے ہیں جزا کا دن کب ہوگا؟ ف۵

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا

جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا لو عذاب چکھو یہی ہے جو تم

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

جلدی مانگتے تھے ف۶ کچھ شک نہیں کہ پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہوں گے

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ

جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا کرے گا اس کو لئے ہوئے۔ یہ لوگ

ف۱: جو اس کے عذاب سے ڈر جائے گا۔ اس کے علاوہ باقی سب کو ہدایت پر لے آنا آپ کے اختیار میں نہیں اور جو چیز اختیار سے باہر کسی چیز کا غم نہ کیجیے۔ اور جو لوگ واہی تباہی کلمات بکتے ہیں ان کو بکنے دو اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کر دو ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اور ہم انہیں پوری سزا دینے کے لیے بھی کافی ہیں۔ قرآن مجید کے مضامین سے وعظ تذکیر کے مخاطب سب ہی ہیں البتہ اس سے نفع یاب وہی ہوں گے جن کے دلوں میں پہلے سے اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہوگا اور جو نہ مانے وہ جانے اور اس کی ہٹ دھرمی۔

ف۲: ابن عباس ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیرؒ اور قتادہؒ وغیرہ سلف سے منقول ہے کہ ذاریات وہ ہوائیں ہیں جو غبار اڑاتی ہیں اور حاملات وہ بادل ہیں جو مینہ کو اٹھاتے ہیں۔ جاریات سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو دریا میں چلتی ہیں اور بعض کے نزدیک ستارے بھی مراد ہیں اور مقسمات فرشتے ہیں جو مخلوقات میں کاموں اور رزق وغیرہ کی تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی جس روز حشر کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ برحق ہے کائنات کے یہ تمام انتظامات جو ہواؤں' بادلوں' کشتیوں اور فرشتوں کے ساتھ اس انضباط اور اہتمام کے ساتھ ہر وقت ہوتے رہتے ہیں اس بات پر برہان قاطع ہیں کہ یہ ناسوتی زندگی بے مقصد نہیں ضرور اس کے ہر تصرف' ہر تغیر کوئی نہ کوئی مقصد رکھا ہے۔ حشر نام ہے اہم ترین مقصد کا' حشر نہ ہو تو یہ سارا انتظام واہتمام ہی بالکل بے مقصد اور باطل ہوا جاتا ہے۔ اہل اشارات نے لکھا ہے چونکہ ذکر حشر ہی کا آ رہا تھا اس لیے یہاں قسم کے ذریعہ سے شہادت میں بھی ایسی ہی چار چیزیں پیش کی گئی جن سے فنا کا اشارہ' اجزا' کا انتشار اجزاء احادہ اور ترکیب کے مدارج چہارگانہ کی طرف نکلتا ہے۔ انسان کو ہمہ وقت صراط مستقیم پر قائم رہنے کے لیے حشر کا اعتقاد ہی نہیں بلکہ اس کا استحضار بھی لازمی ہے۔

ف۳: شیخ الاسلام امرتسریؒ نے ذات الحبک کا ترجمہ زینت دار کیا ہے۔ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ عکرمہ اور سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے بھی منقول ہے کہ ذات الحبک کا مطلب خوبی اور رونق والا ہے۔ بعض نے ذات الحبک سے مراد راستے بھی لئے ہیں اور ان بھی رستوں سے مراد فرشتوں کے چلنے پھرنے کے علاوہ ستاروں کی گردش کے بھی مدار یا راستے ہیں۔ لفی قول مختلف ایک مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تم لوگ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق مختلف اقوال اور مضطرب آراء کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ تم کہتے ہو یہ رسول مسحور اور پاگل ہے لیکن اس کے تمام کاموں میں ایک سلسلہ نظام دیکھتے ہو حالانکہ پاگل اور مسحور کے کاموں میں نظام نہیں ہوتا اس لیے بسبب تم خود شرمندہ ہو کر اس رائے کو چھوڑ دیتے ہو۔ یوفک عنہ من افک یعنی رسول اللہ ﷺ اور شریعت پر ایمان لانے سے وہی پھیرا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہدایت سے محروم ہوتا ہے اور رانندہ درگاہ ہوتا ہے۔ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ کا مطلب یہ بھی ہے کہ قیامت اور آخرت کی بات میں خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔ اس کو وہی تسلیم کرے گا جسے بارگاہ ربوبیت سے کچھ تعلق ہو اور جو خیر وسعادت کے راستوں سے پھیر دیا گیا ہو وہ اس چیز کے تسلیم اور قبول کرنے سے ہمیشہ باز رہے گا۔ عنہ کی ضمیر عقیدہ وقوع قیامت کی طرف ہوگی۔

ف۴: جانتے ہی نہیں کہ ہماری غفلت کا انجام کیا ہوگا لاکھ سمجھاؤ سمجھتے نہیں' لاکھ بتاؤ مانتے نہیں' ہاں البتہ اپنے خیال کے مضبوط اور اپنی دھن کے پکے ہیں۔ خراص حقیقۃً وہ شخص ہے جو بغیر کسی قطعی دلیل کے دین کی باتوں میں گمان اور تخمینہ سے کام لیتا رہے خواہ اتفاق سے کبھی اس کا گمان (بقیہ صفحہ 961 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ

اس سے پہلے نیکو کار تھے ف۱ یہ لوگ راتوں کو کس قدر

مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْ

جاگا کرتے اور صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے ف۲ اور ان کے

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ

مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا حق تھا ف۳ یقین کرنے والوں

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي

کے لئے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو ف۴ اور

السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ

تمہاری روزی اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے ف۵ پس آسمان اور

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ

زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ ایسا حق ہے جیسے تم خود بول رہے ہو ف۶ کیا

اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا

تم کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب وہ

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

انکے پاس آئے تو سلام عرض کیا ابراہیم نے بھی سلام کہا ابراہیم نے خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل اجنبی ف۷ ہیں

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے لاکر انکے سامنے قریب رکھ دیا

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا

تو کہا کیا تم لوگ کھاتا نہیں کرتے؟ اور ان سے ابراہیم دل میں ڈرے فرشتوں نے کہا اندیشہ

تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ

نہ کیجئے اور انہوں نے ان کو ایک علم دار لڑکے کی خوشخبری دی ف۸ سو ان کی بیوی بولتی ہوئی آگے آئی

صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا

اور اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔ ف۹ فرشتوں نے کہا

كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

واقعہ تو یہی ہے آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں

ف۱: جو من چاہے گا وہ کریں گے اور جو دل میں آئے گا وہ کھائیں گے غرض دنیا بھر میں جتنی کچھ راحتوں کا تصور آ سکتا ہے ان کو ملیں گی اور جو کچھ ان کے خیال میں بھی آیا نہیں ہوگا وہ بھی ملے گا۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

یہ انعام واکرام ان کو اس لیے ملے گا کہ یہ لوگ اس روز قیامت سے پہلے نیکوکار اور صالح لوگ تھے (یعنی دنیوی زندگی میں)

ف۲: ما یھجعون ' ھجع کے معنی القاموس میں رات کی نیند کے ہیں اور یہاں ما نافیہ ہے۔ الھجع النوم لیلاً پس معنی یہ ہیں کہ رات کو تھوڑا سا وقت نیند ترک کر دیتے تھے۔ وہ تھوڑا سا وقت چاہے نماز تہجد کا ہو جیسے سورۃ بنی اسرائیل میں ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ یا نماز عشاء کا ہو جیسے ارشاد ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (سورۃ ہود) زلفا سے مراد عشاء کی نماز ہے ممکن ہے یہی مراد ما یھجعون سے ہو واللہ اعلم اور صبح سویرے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے اور جملہ مومنین کے لیے استغفار کرتے تھے کمال یہ تھا کہ باوجود اس اہتمام عبادت کے نظر اپنی عبادت پر نہ تھی بلکہ وہ خود کو عبادت میں کوتاہی کرنے والا ہی سمجھتے تھے اور سحر کے وقت استغفار اس طرح کرتے تھے کہ گویا رات عبادت میں نہیں جرم ومعصیت میں گزاری ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے تھے کہ الٰہی حق عبودیت ادا نہ ہو سکا جو کوتاہی ہوئی ہو وہ اپنی رحمت سے معاف فرما دیجیے۔

تنبیہ: رات کو نیند ترک کر دینے سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ راتوں کو سینما اور تھیٹر ناچ ورنگ اور طرح طرح کی رنگ رلیوں اور فحش کاریوں شراب خواری اور عروس ومیلاد کی محافل میں راتیں جاگ جاگ کر برباد کرتے تھے۔

ف۳: السائل وہ جو منہ سے سوال کرے۔ المحروم وہ جو منہ سے سوال نہ کرے مگر ہو وہ حاجت مند تو وہ عبادت کے کاموں کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نیکیاں کرتے تھے مثلاً مالدار ہونے کی صورت میں مال اتنا خرچ کرتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ ان کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب کا حق تھا کیونکہ یہ لوگ ہر ایک حاجت مند کو بقدر حاجت دیا کرتے تھے اس لیے دیکھنے والے ناواقف کو خیال گزرتا تھا کہ ان لوگوں کی ان کے مالوں میں کسی قسم کی شرکت ہے جب ہی تو دیکھتے ہی انکار نہیں کرتے بلکہ فوراً سائل کو دے دیتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا عملی طریق تھا۔

تنبیہ: ان نفلی اطاعات وعبادات کے ذکر سے مقصود ان کے ثمرات عالیہ کا اظہار کر دینا ہے یہ مراد نہیں کہ باغات اور چشموں کے انعامات ان کے بغیر ملیں گے ہی نہیں جس کے اندر بخت واتفاق کی کوئی ہلکی سی بھی گنجائش نہیں یہ سب ایک کردگار حکیم ومختار کے وجود کے دلائل وشواہد نہیں تو اور کیا۔

ف۴: انسان اگر اپنے حالات ظاہری وباطنی کا جائزہ لیتا رہے اور اگر آیات آفاقی وانفسی پر غور کرتا رہے تو وقوع حشر وجزا کی ضرورت کا وہ ضرور قائل ہو جائے گا۔ یہ شب بیداری استغفار اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس یقین کی بنا پر ہونا چاہیے کہ خدا موجود ہے اور اس کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی اور یہ یقین وہ ہے جو آفاقی وانفسی آیات میں غور کرنے سے بسہولت حاصل ہو سکتا ہے۔ وفی الارض آیات۔ یعنی وقوع قیامت وجزا کے آفاقی دلائل وشواہد دنیا میں جتنے بھی علوم وفنون نظر آتے ہیں یہ سب کیا ہیں؟ موجودات عالم اور ان کے مختلف اصناف کے متعلق قاعدے وکلیے ہی تو ہیں۔ آفتاب وماہتاب سے لے کر ریگستان کے ذروں اور دریا کے قطروں اور گھاس کی پتیوں اور ننھے سے ننھے کیڑوں تک بڑی چھوٹی چیزیں (بقیہ صفحہ 981 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ

ابراہیمؑ نے کہا رسولو! اصل کام تمہارا کیا ہے؟ ف۱ وہ بولے

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً

ہم ایک بدکار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ف۲ تاکہ ان پر مٹی کے جمے

مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝

ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں ف۳

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا

تو جو لوگ اس میں باایمان تھے ہم نے ان کو نکال لیا تھا مگر ساری

وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا

بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان نہ پایا ف۴ اور جو لوگ

فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی ف۵

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ

اور موسیٰ کے واقعہ میں نشان ہیں جس وقت ہم نے اس کو فرعون کی طرف روشن

مُّبِيْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝

حجت کے ساتھ بھیجا ف۶ تو فرعون اپنے زور کے گھمنڈ سے روگردان ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل ف۷

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝

پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا ایسے حال میں کہ وہ شرمندہ تھا ف۸

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ مَا

اور قوم عاد کے واقعات میں بھی نشان ہیں جس وقت ہم نے ان پر ایک مضر تیز ہوا چلائی ف۹ جس چیز

تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝

کو چھو جاتی اس میں سے روح نکال کر اسے چورا کر دیتی ف۱۰

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ۝ فَعَتَوْا

اور قوم ثمود میں بھی کئی نشان ہیں جب ان کو کہا گیا کہ تم لوگ ایک وقت خاص تک فائدہ اٹھالو

عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے سرکش ہوگئے پھر قہر الٰہی نے ان کو آدبایا جبکہ وہ دیکھتے تھے ف۱۱

ف۱: خطب اس اہم مقصد کو کہتے ہیں جس میں وعظ و نصیحت کرنے کی ضرورت بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہاں تو فرشتے ہی اس مشن کے خصوصی حامل بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے قدرۃً ابراہیم خلیل اللہ کو اس سفارت کی عظمت کا خیال پیدا ہوا وہ انداز سے سمجھے ہوں گے کہ ضرور کسی اہم مقصد کے لیے ان کا نزول ہوا ہے۔ سورۃ ہود میں فرشتوں کے اس قول حضرت سارہ رضی اللہ عنہ کے مکالمہ سے پہلے ذکر ہوا ہے اور یہاں مکالمہ کے بعد اس کا ذکر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ قول حضرت سارہ کے مکالمہ سے پہلے ادا ہوا ہے اور چونکہ یہاں ترتیب کا کوئی حرف نہیں ہے اس لیے ترتیب ذکری سے ترتیب وقوعی پر استدلال نہ کیا جائے گا اور اس سے ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہ رہا۔

ف۲: قوم گنہگار یعنی لوط علیہ السلام کی قوم۔

ف۳: یعنی قوم لوط کی سزا کے لیے بھیجے گئے ہیں تاکہ کنکر کے پتھر برسا کر ان کو ہلاک کریں۔ من طین کی قید سے معلوم ہو گیا کہ یہ اولوں کی بارش نہ تھی جس کو وسعت کے لحاظ سے پتھر کہہ دیا جاتا ہے اور ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جو اس کے ساتھ ہلاک ہونے والا تھا۔

تنبیہ: یہ عذاب کے پتھر خاص اس ہی کو لگیں گے جو عقل، دین اور فطرت کی حد سے نکل چکے ہیں۔

ف۴: یہ لوگ لوط علیہ اسلام اور ان کے گھر والے تھے۔ یعنی سوائے اس کی بیوی کے اس بستی میں صرف ایک حضرت لوط علیہ اسلام کا یہ گھرانا ہی مسلمان گھرانہ تھا اسی لئے ان کو ہم نے عذاب سے محفوظ رکھا اور صاف بچالیا باقی سب تباہ کر دیئے گئے کیونکہ اس بستی میں کوئی دوسرا شریف اور مومن سوائے حضرت لوط علیہ السلام کے گھرانے کا تھا ہی نہیں۔ حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بھتیجے تھے۔ المسلمین اس سے پہلے ان کے لیے لفظ مومنین کا آیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس لیے یہ استدلال کیا ہے کہ شرعی اصطلاح میں اسلام اور ایمان باہم مترادف ہیں۔ لیکن امام رازی کا فرمانا یہ ہے کہ لفظ مسلم مومن سے عام تر ہے اور لفظ عام کا خاص پر برابر اطلاق ہوتا ہی رہتا ہے اس سے دونوں کو متحد سمجھنا لازم نہیں ہے۔

ف۵: یعنی ان بستیوں میں عذاب کے نشان باقی رہے۔ عذاب الٰہی سے خوف دکھانے والے آج تک اس قوم کی داستان ہلاکت سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے رہے ہیں بحر مردہ یا بحر لوط اور آس پاس شہر سدوم کے کھنڈرات جو آج تک ہر صاحب دل کو داستان عبرت سنا رہے ہیں جو اس بستی کو دیکھتا تو وہ حیران ہو کر کہتا

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ف۶: سلطان کا اطلاق واحد و جمع دونوں پر آتا ہے یعنی صاف صاف اور صریح معجزات اور آیات بینات اس کو دیں تاکہ وہ ایسے جابر بادشاہ (فرعون) کے سامنے مغلوب نہ ہوں۔ حضرت موسیٰ روحانی قوت سے دربار فرعونی میں پہنچے۔

ف۷: فتولی یعنی برکنہ اپنی قوت یا اپنے ساز و سامان کے زعم میں۔ رکن کے معنی قوت یا ساز و سامان کے بھی آتے ہیں اور اس ترکیب میں "ب" تعدیہ ہوگی رکن کے معنی قوم کے بھی لئے گئے ہیں اس صورت میں "ب" مصاحبت کی ہوگی اور ترجمہ ہوگا اپنی قوم کے ساتھ۔ جادوگری تو اس میں یہ ہے کہ جو اس کے پاس جاتا ہے تو وہ اسی کا ہی ہو جاتا ہے اور پاگل پن اس میں یہ ہے کہ ایسے بڑے طاقت ور بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے جو اسے ایک اشارے سے فنا کر دے۔

تنبیہ: کلمہ او ہمیشہ شک و استبہاہ ہی کے موقع پر نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی ابہام کے لیے بھی لایا جاتا ہے (بقیہ صفحہ 962 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

پھر نہ وہ کھڑے رہ سکے نہ اپنی مدد کرسکے ف

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾

ان سے پہلے نوح کی قوم کو ہم نے تباہ کیا تھا وہ بدکار لوگ تھے- ف

وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ

آسمان ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم بڑی وسعت والے ہیں- ف ہم ہی نے

فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

یہ زمین بچھا دی ہے اور ہم کیسے اچھے فراش ہیں ف اور ہم نے ہر چیز کی

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى

دو دو قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ- ف پس تم لوگ

اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ

اللہ کی طرف لپک آؤ میں اسی کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں ف اور اللہ کے

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ

ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو میں یقیناً تم کو اس کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں- ف اسی طرح

مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ

ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے

اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

یا مجنوں- کیا انہوں نے آپس میں اس کی وصیت کر رکھی ہے بلکہ یہ لوگ سرکش قوم ہیں- ف

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى

پس تو ان سے منہ پھیر لے تجھ کو کسی طرح کی ملامت نہیں- ہاں تو نصیحت کرتا رہ

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا

کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ کرتی ہے اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے

لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ

کہ وہ میری عبادت کریں ف اور میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں

يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾

کہ مجھے کھانا کھلائیں اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا زبردست ہے-

ف۱: یعنی عذاب نازل ہونے کے وقت ان میں اٹھ کر کھڑا ہونے کی ہمت بھی نہیں رہی تھی بھاگنا تو دور کی بات ہے ان میں اتنی ہمت بھی نہیں رہ گئی تھی کہ وہ اپنی مدد کے لئے کسی کو بلاتے تاکہ وہ اس کا مقابلہ کرسکیں۔

ف۲: یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کیا اس لیے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کا زمانہ فرعون عاد اور ثمود کے زمانے سے پہلے ہے ان کی بدکاری کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ قریب ہزار سال کے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا مگر وہ سیدھے راستے پر آنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے اور ہماری باتوں کی انہوں نے پرواہ ہی نہ کی بلکہ وہ نافرمانی اور اپنے کفر پر ہی اڑے رہے۔

ف۳: آسمان جو کہ اتنا بڑا اور بلند ہے کہ جس کا شروع ہونا اور ختم ہونا تم کو معلوم نہیں ہوسکتا یہ سب ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ہے اور اس سے بھی کوئی بڑی چیز اگر ہم پیدا کریں تو ہمارے لئے کون سا مشکل کام ہے۔ ید کے معنی قوت کے ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید ہی میں متعدد بار اسی معنی میں آیا ہے مثلاً [اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ] [وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ] چنانچہ یہاں بھی یہی معنی بلا تکلف کے ہیں۔ اس آیت سے چند مزید باتیں واضح ہوتی ہیں۔ (۱) آسمان بھی دوسری تمام مخلوقات کی طرح حادث و مخلوق ہی ہے قدیم و غیر مخلوق نہیں۔ (۲) آسمان اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ (۳) حق تعالیٰ کی قدرت تخلیق آسمان کی تخلیق سے بھی بڑھ کر تمام چیزوں پر قادر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری وسعت قدرت کے سامنے یہ آسمان اور یہ زمین کیا چیز ہیں یہ تو ہماری قدرت میں سے ایک معمولی نمونہ ہیں اور جن لوگوں نے نظام عالم پر غور کیا ہے وہ ہماری وسعت قدرت کا اندازہ جان سکتے ہیں۔ کسی اہل دل نے کیا اچھا کیا ہے۔

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے ہاں
کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں
پر تیرے خزانے ہیں ازل سے اب تک
گنجینہ غیب میں اسی طرح نہاں

ف۴: زمین کی اصل ہیئت علمائے ہیئت کی تحقیق میں کروی بیضوی جیسی کچھ بھی ہو یہاں اس سے مطلق تعرض نہیں انسان بہرحال و بہرصورت اس کی سطح پر چلنے پھرنے کا کام لیتا ہے اسی زمین پر تم رہتے ہو اور اس پر ہی تم کھیتی باڑی کرتے ہو اسی پر تم مکان بناتے ہو اور اسی میں تمہارے لیے پانی کے چشمے ہیں تو کیا اب بھی کسی کو ہمارے نعم الماہد ہونے میں شک ہے۔

ف۵: زوجین سے مراد یہاں مقابل کی چیزیں ہیں مثلاً گرمی سردی، جو ہر و عرض، آسمان زمین، پستی بلندی، بڑی چھوٹی، الٹی سیدھی، وحدت کثرت اور نور و ظلمت اور اسی طرح دوسری تمام چیزوں سے موافق و مخالف یا نر اور مادہ جیسی اقسام سے کائنات بھری پڑی ہے جیسا کہ ابن زید نے کہا اور آج جدید حکماء کو بھی اعتراف ہے کہ ہر ایک نوع میں نر اور مادہ کی تقسیم پائی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ اپنے ملک کے آم اور دوسرے میوہ جات کو دیکھئے کیسی کیسی قسمیں پیدا کی ہیں۔

ف۶: یعنی اسی کے بن کر رہو اسی سے مانگو اور اسی کے آگے گڑگڑاؤ۔ بندہ کو چاہیے کہ ہر طرف سے ہٹ کر صرف اسی کی طرف بھاگے اگر اسکی طرف نہ بھاگا اور اس کی طرف رجوع نہ ہوا یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع ہوگیا تو یہ بہت بڑی تباہی کی بات ہے۔ لہٰذا میں صاف صاف لفظوں میں سناتا ہوں کہ برے کاموں کا نتیجہ برا ہے پس تم برائیوں سے باز آجاؤ خاص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ

ان ظالموں کے ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے

فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

پس یہ لوگ جلدی نہ کریں ف۱ پھر جس دن کے عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے

يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝

اس دن منکروں کے لئے افسوس ہوگا

آیاتہا ۴۹ سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ الطور مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝

قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے

وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ

اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور جوش مارنے والے

الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ

سمندر کی تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہوگا - ف۲ اس کو کوئی

مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ

دفع کرنے والا نہیں ہوگا- جس روز آسمان بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ

الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

بڑی سرعت سے چلیں گے پھر اس روز مکذبین کی بڑی خرابی ہوگی ف۳

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ

جو بیہودہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں جس روز یہ لوگ

اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ

جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے- کہا جائے گا یہی آگ ہے جس کی تم لوگ

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝

تکذیب کیا کرتے تھے بھلا یہ جادو ہے یا تم نہیں دیکھتے - ف۴

منزل ۱

کہ گناہوں میں مماثلت کی وجہ سے سزائیں بھی مماثلت کی مقتضی۔ اصحابھم سے مراد گزشتہ طاقت ور قومیں ہیں جو اسی انکار وکفر کی پاداش میں ہلاک ہوچکی ہیں۔

ف۱: الطور سے مراد جزیرہ نمائے سینا کا کوہ طور بھی ہوسکتا ہے' چنانچہ مفسرین اسی طرف گئے ہیں لیکن لغت میں طور کا مفہوم عام ہے یعنی مطلق پہاڑ اور وہی سیاق کے زیادہ مناسب ہے۔ اس کتاب سے شاید لوح محفوظ مراد ہو یا لوگوں کا اعمال نامہ یا قرآن کریم یا طور کی مناسبت سے تورات یا عام کتب سماویہ۔ والبیت المعمور' شاید کعبہ کہ کہا یا جو ساتویں آسمان پر خانہ کعبہ کی ٹھیک محاذات میں فرشتوں کا کعبہ ہے اس کو بیت المعمور کہتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

سقف مرفوع' یہ عرش عظیم ہے جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کی چھت ہے۔ والبحر المسجور سے دنیا کے امتے ہوئے دریا مراد ہوں یا وہ عظیم الشان دریا مراد ہو جس کا وجود عرش عظیم کے نیچے اور آسمان کے اوپر روایات سے ثابت ہے۔ والطور سے والبحر تک واؤ پانچ بار آیا ہے ان میں سے پہلا واؤ قسم کا ہے اور باقی چاروں واؤ عطف کے ہیں۔ ان تمام قسموں کا جواب یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کا عذاب جس کا بدکاریوں کی وجہ سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور واقع ہوگا۔ جبیر بن مطعم نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ شام کی نماز میں یہ سورت پڑھ رہے تھے رواہ البخاری والمسلم۔

ف۳: یعنی آسمان' زمین اور پہاڑ سب کی حرکت موجودہ حرکت سے بہت تیز ہو کر دنیا کو فنا کردے گی۔ پھر اس کے بعد نئے سرے سے دنیا بنے گی اور اس روز کا نام روز قیامت ہے۔ من دافع میں من زائدہ تاکید کے لیے ہے یعنی کوئی سی بھی چیز اسے ٹال نہیں سکتی۔ ویل عذاب کا کلمہ ہے جو ہلاک ہونے والے کے حق میں بولا جاتا ہے اور جہنم میں ایک نالہ (ندی) ہے اس کا نام بھی ویل ہے۔

ف۴: دنیا میں تو دوزخ کے بیان کو خوب جھٹلاتے اور سحر پر محمول کرتے رہے۔ اب مشاہدہ کے بعد بتاؤ کیا اب بھی اس کے سحر ہونے کے قائل ہو یا یہ کہ دنیا کی طرح یہاں بھی تمہیں نظر نہیں آرہا ہے؟ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ اس میں اشارہ اس حقیقت کی طرف نظر نہیں آرہا ہے؟ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ اس میں اشارہ اس حقیقت کی طرف بھی آ گیا کہ منکرین ومکذبین اب بھی ان حقائق ومسائل پر اس سنجیدگی سے غور وفکر نہیں کرتے جو ان حقائق کی اہمیت کی متقاضی ہے بلکہ بڑی بے فکری اور بے خیالی کے ساتھ ان پر سے یوں ہی گزر جاتے ہیں۔

کر شرک جیسی برائی سے بالکل الگ رہو۔ ففروا میں ف تعقیب کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ اتنی مشرک اور گمراہ قوموں کے تذکرے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان سن لینے کے بعد اب تو سارے عالم کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے بندے بن جاؤ۔

(بقیہ صفحہ 962 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: عذاب الٰہی تو اپنے وقت پر حکمت الٰہی کے موافق اور مصلحت کے ماتحت ہی آ کر رہے گا کسی کے جلدی مچانے سے کیا ہوتا ہے علم الٰہی میں ان منکرین ومکذبین کے عذاب کے لیے بھی ایک مقررہ وقت کا وعدہ ہے۔ مِثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحَابِهِمْ اس میں اصولی حقیقت کا بیان آ گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اس میں داخل ہو جاؤ پھر صبر کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں سب برابر ہے۔

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

اس کے سوا کوئی بات نہ ہو گی کہ تم لوگوں کو وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے۔ ف۱ پرہیز گار

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ

باغوں اور نعمتوں میں ہیں جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہے اس کے ساتھ مزے کر رہے ہیں اور ان کو

رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا

ان کے رب نے جہنم کے عذاب سے بچا لیا ہے۔ اپنے کاموں کے بدلے میں

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ

مزے سے کھاؤ پیو۔ بچھے ہوئے تختوں پر بیٹھ کر اور ہم نے سفید رنگ کی

زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ

موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کو جوڑا بنا دیا ف۲ اور جو ایماندار ہیں اور ان کی اولاد بھی

ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ

ان کے تابع ہے تو ہم نے ان کی اولادوں کو ان کے ساتھ ملا دیا ہے اور ان کے اعمال

مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

سے ہم نے کوئی کمی نہیں کی ف۳ ہر ایک آدمی اپنے کئے میں پھنسا ہوا ہے ف۴

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ

اور ہر طرح کے پھل پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے۔

فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ

وہ اس میں ایک دوسرے کو پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں اس میں نہ لغو حرکت اور نہ گناہ کا کام ہے ف۵ اور ان کے

عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ

چھوٹے چھوٹے بچے ان کے ارد گرد پھر رہے ہیں گویا وہ چمکتے ہوئے موتی ہیں ف۶ اور وہ ایک دوسرے کی طرف

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے

قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے خدا نے ہم پر احسان کیا

ف۱: یعنی تمہارا جرم تو اللہ تعالیٰ کے ختم نہ ہونے والے کمالات کا کفر کرنا ہے اسی لئے تمہاری سزا بھی دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی ہے۔ انما حصر کا کلمہ ہے مطلب یہ ہوا کہ تمہیں بس اتنا ہی عذاب تو ہو رہا ہے جس کے تم مستحق ہو گئے تھے اس سے زائد سزا تو نہیں مل رہی۔ فَاصْبِرُوْا وَلَا تَصْبِرُوْا یعنی یہ نہ ہوگا کہ تمہارے واویلا سے تمہیں نجات ہو جائے اور نہ ہی یہ ہوگا کہ تمہارے سکوت وانقیاد سے تم پر رحم کیا جائے۔ غرض دونوں حالتیں برابر ہیں اس جیل خانہ سے نکلنے کے لیے کوئی سبیل نہیں جو کرتوت دنیا میں کئے تھے ان کی سزا یہی جس دوام اور ہمیشہ کا عذاب ہے۔

ف۲: غرض وہ تمام مادی عیش وعشرتیں اور لذتیں جو دنیا میں ممکن تھیں سب جنت میں انہیں نصیب ہوں گی' یہ نہ ہوگا کہ جنت میں ان کا کوئی انعام کسی قسم کا کٹ بھی جائے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات کی طرح یہاں بھی ظاہر ہو رہا ہے نہ عمل تزویج میں کوئی امر شرمناک ہے اور نہ گوری گوری اور بڑی آنکھوں والیوں کے حسن کا ذکر اپنے جائز مقام پر قابل ملامت ہے جیسا کہ بعض فرقوں نے مسیحیت یا بدھ ازم کے اثر سے سمجھ لیا ہے۔

ف۳: یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں کوشاں ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو جنت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کر دے گا گو ان کے اعمال کیفیت میں ان سے کم ہوں پھر بھی ان بزرگوں کے آرام وعزت افزائی کیلئے ان تابعین کو ان متبوعین کی ہمسائیگی میں رکھا جائے گا اور ممکن ہے کہ بعض کو بالکل ان ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی بہشت میں داخل ہوگا تو اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے بارے میں پوچھے گا تو کہا جائے گا کہ وہ تیرے درجہ اور عمل کو نہیں پہنچے وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں نے اپنے اور ان کے لیے عمل کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو ان کو اسکے ساتھ درجے میں ملا دینے کا حکم دے گا۔ رواہ الطبرانی۔ اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر اولاد کو دے دیا جائے گا نہیں بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہوگا کہ نیکیوں میں کم رہنے والوں کو ذرا ابھار کر اوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دے وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ کا یہ جو مطلب بیان کیا گیا ہے وہ صحیح بخاری کی اس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ''انصار نے کہا اے اللہ کے رسول بے شک ہر قوم کے لئے تابع ہوتے ہیں اور تحقیق ہم نے آپ کی اتباع کی ہے تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم میں سے بھی اتباع کرنے والے بنائے چنانچہ نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا کی کہ اے میرے اللہ تو ان میں سے ان کی اتباع کرنے والے بنا دینا۔''

تنبیہ: ذریت کے لفظ میں گنجائش ہے علاوہ صلبی اولاد کے دوسرے اعزہ واقربا اور احباب ومسترشدین بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ حدیث ذریت کا عطف ہی لفظ ولد پر ہے جس سے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ ذریت سے یہاں مراد مطلق اتباع کرنے والے ہیں۔

نمبر۲: باایمان اس ایمان کی قید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بالغ اولاد کا ایمان ہے جو اپنے ارادہ سے ایمان لائے اس لیے کہ بچے تو بہرحال اپنے والدین کے حکم میں رکھے ہی جائیں گے۔

نیز صیغہ نکرہ تنوین کے ساتھ یا تو تکریم ایمان کے لیے ہے اور یا اس اظہار کے لیے کہ درجہ آباء سے متبوعین تک پہنچا دینے کے لیے نفس ایمان میں اتباع کافی ہے۔

نمبر۳: من عملهم امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ آیت میں بجائے من اجرهم کے من عملهم لانے میں نکتہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا عمل جوں کا توں ہوگا اور اس پر بہت (بقیہ صفحہ 963 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ

اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ ہم تو پہلے سے اسی کو پکارتے تھے

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ

بے شک وہی بڑا محسن مہربان ہے۔ ف۱ پس تو نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ

نہ تو کاہن ہے نہ مجنوں ہے ف۲ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟

نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ

ہم اس کے حال پر انقلاب کا انتظار کرتے ہیں تو کہہ تم انتظار کرو ہو

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ف۳ کیا ان کی عقلیں ان کو یہ رہنمائی کرتی ہیں

بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٣٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ

یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں؟ ف۴ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ازخود بنا لیا ہے

بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

بلکہ یہ لوگ خود ماننے والے نہیں۔ پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کوئی

صٰدِقِيْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

کلام لے آویں۔ ف۵ کیا لوگ بغیر کسی چیز کے پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟

اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾

کیا انہوں نے آسمان اور زمین بنائے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔ ف۶

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

کیا تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ مقرر کئے گئے ہیں

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ

یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن پاتے ہیں؟ اچھا پھر ان میں کا

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾

سننے والا اپنی کھلی دلیل لے آئے ف۷ کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ اَمْ

کیا تو ان سے مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض سے دبے جاتے ہیں یا

ف۱: ہم اپنے اہل وعیال کے بارے میں ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ہماری سستی یا کم عملی کے باعث اللہ تعالیٰ ہم پر خفا نہ ہو جائے معلوم ہوتا ہے ہمارا خوف ہی کام آ گیا۔ اسی خوف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور محض اپنے فضل وکرم سے ہم کو دوزخ سے بچا لیا ہم تو صرف اسی کو پکارتے اور اسی سے دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اے پروردگار ہمیں دوزخ سے بچانا اور جنت میں داخل کرنا سو ہماری دعا سن لی گئی۔ اپنے اچھے انجام کی دعائیں کرتے رہنا مقبولین ومتقین کی علامات میں سے ہے۔ ہمارے دل میں یقین تھا کہ وہ بڑا محسن اور اپنے بندوں پر مہربان ہے مختصر یہ کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو اپنا سہارا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے سوا کسی سے حاجت طلب کرتے تھے۔ اسی عقیدت پر ہم خود رہے اور دوسروں کو بھی بلایا۔

ف۲: عرب کے لوگ نبی ﷺ کے حق میں مختلف آراء رکھتے تھے بلحاظ تاثیر کلام کے آپ کو کاہن کہتے' کاہن عرب میں جھاڑ پھونک کرنے والے تھے اور بلحاظ مخالفت کرنے عام رائے کے آپ کو مجنوں کہتے (یعنی ان کا گمان تھا کہ جیسے کاہن ہمیں باتیں بتلاتے ہیں ایسے ہی یہ ہمیں بتاتا ہے) ان کے انہی دونوں خیالات کی تردید کرنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳: روایات میں آتا ہے کہ ایک روز مشرکین مکہ نے اجلاس کیا اور اس میں یہ طے پایا کہ ان نئے شاعر صاحب سے زیادہ مقابلہ اور مزاحمت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس طرح زہیر' اعشیٰ' نابغہ جیسے بڑے بڑے شعرائے نامدار و وقار فنا ہو چکے ہیں یہ بھی ایک دن مع اپنے کلام کے ختم ہو جائیں گے اور ان کا نقش خود بخود لوگوں کے دلوں سے مٹ جائے گا۔ منون کے معنی موت ہے یا مرور زمانہ ہے۔

نکتہ: ریب کے معنی ہر جگہ شک کے ہیں مگر یہاں اس آیت ریب المنون میں حوادث زمانہ مراد ہے۔

ف۴: سرداران قریش اپنی عقل وتدبیر اور دور اندیشی کے لحاظ سے دور دور تک مشہور تھے' قرآن مجید کی تعریض ہے کہ کیا یہی ان کی عقلیں ہیں؟ جو عقل انہیں ان نتائج پر لا رہی ہیں۔ اسی عقل پر انہیں ناز ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے رسول سے منہ موڑ کر اور طریقوں کو اختیار کریں یا واقع میں یہ سرکش لوگ ہیں دیکھنے والا ان کی نسبت کیا خیال کرے ان کو بے عقل سمجھے یا سرکش قرار دے' حقیقت یہ ہے کہ دل میں یہ سمجھتے سب کچھ ہیں مگر محض شرارت اور کجروی سے باتیں بناتے ہیں۔

ف۵: یعنی اگر اس بات میں سچے ہیں کہ محمد ﷺ یہ قرآن خود بنا لاتا ہے تو وہ بھی کوئی ایسی کلام بنا لائیں جس کے لفظ اور معنی مضبوط اور باترتیب ہوں اور فصاحت وبلاغت میں قرآن کی مانند ہوں اور اس میں پہلوں کے قصے' خبریں اور غیب کی باتیں اور حکمتیں مذکور ہوں۔ یہ بھی تو آخر انسان ہیں اور بڑے روشن خیال' عالی دماغ' اور صاحب زبان ہیں' یہ خود مل کر ایسی کتاب کیوں نہیں تیار کر دیتے جو مغز ومعنویت یا زبان وانشاء کسی حیثیت سے بھی اس کی ہم سطح ہو۔

ف۶: کیا بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود بن گئے یا انہوں نے اپنے آپ کو خود بنایا اور وہ جانتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں نہ کوئی چیز خود بخود بن سکتی ہے اور نہ کوئی اپنے آپ کو بنا سکتا ہے بلکہ ہر نو پیدا ہونے والے کے لیے کوئی پیدا کرنے والا ضروری ہے اور یہ کام فطرت سے معلوم ہے یہاں تک کہ بچے بھی اس کو جانتے ہیں' اگر کسی بچہ کو کوئی مارے اور وہ بچہ اس کو مارتے ہوئے نہ دیکھے تو کہتا ہے مجھے کس نے مارا اگر کہا جائے کہ کسی نے نہیں مارا تو اس کی عقل نہیں مانتی کہ بغیر کسی مارنے والے کے مجھے مار پڑی ہے۔ مشرک فلاسفہ (بقیہ صفحہ 963 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ

ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں کیا یہ کوئی

كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ

مکروفریب کرنا چاہتے ہیں؟ بلکہ بے ایمان لوگ خود خدائی پکڑ میں آجائیں گے۔ ف

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَاِنْ

کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ خدا ان کے شرک سے پاک ہے ف اور اگر

يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ

کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا ہوا پائیں تو کہیں گے یہ تو جما ہوا

مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ

بادل ہے ف تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اپنے دن کو پائیں جس میں یہ لوگ

يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا

بے ہوش ہو جائیں گے ف جس روز نہ ان کی چالبازی کچھ کام آئے گی

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا

نہ ان کو مدد پہنچے گی - ف جو لوگ ظالم ہیں ان کے لئے اس سے پہلے

دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ

ایک عذاب ہے مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے ف اور اپنے

لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ

پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا' کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے- اور جب اٹھا کرے

تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے بھی تسبیحات پڑھا کر ف

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ النجم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾

بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ جھکتا ہے- ف تمہارا ہم نشین نہ گمراہ ہوا نہ بہکا ہے ف

ف۱: کیا یہ لوگ تیری مخالفت اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں اور اس لکھے ہوئے میں تیری تصدیق نہ پا کر تیری مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر کیا یہ تیرے ساتھ کوئی مکر وفریب کرنا چاہتے ہیں آپ بے فکر رہیں کہ یہ اپنی ان کارستانیوں میں ہرگز کامیاب نہ ہوں گے' بلکہ اپنے اسی مکر وتدبیر کے وبال میں خود گرفتار ہوں گے' قید ہوں گے' قتل ہوں گے' شکست وناکامی کی ذلتیں اور مصیبتیں اٹھائیں گے۔ قریش کے عین دور غلبہ واقبال میں جب کہ تمام ظاہری اسباب اسلام کی مغلوبی کے تھے ایسی پیشگوئی بجائے خود اعجاز قرآنی کی ایک دلیل ہے۔

ف۲: کوئی نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ومثیل یا مقابل ومزاحم ہو اور کوئی بات نہیں صرف ضد اور عناد ہے۔

ف۳: ان کی ضد کی حد ہوگئی ہے فرض کیجئے کہ اگر ان کی فرمائش کے مطابق آسمان سے کوئی جما ہوا ٹکڑا از قسم پتھر وغیرہ ان پر گرا دیا جائے جو ان کی بدکاریوں کی وجہ سے بطور بم کے گولہ کی طرح بحکم الٰہی اوپر سے گرتا ہوا دیکھیں تو اس کی بھی کوئی نہ کوئی تاویل کر دیں گے مثلاً کہہ دیں گے یہ آسمان سے نہیں آیا بلکہ بادل کا ایک حصہ گاڑھا اور منجمد ہو کر گر پڑا ہے جیسے بڑے بڑے اولے کبھی کبھی گرتے ہیں۔ اس میں عذاب وغیرہ کچھ نہیں' تو بھلا ایسے متعصب معاندوں سے ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ف۴: اس دن انہیں حقیقت حال معلوم ہو کر رہے گی پس اگر ان کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو اے نبی تو ان کو چھوڑ دے جو چاہیں وہ کریں ان کے بارے میں اب زیادہ فکر وتردد کو کام میں نہ لائیے۔

ف۵: کید سے مراد ان کی وہ تدبیریں اور سازشیں ہیں جو یہ اپنی کامیابی اور اسلام کی مخالف میں برابر کام میں لاتے رہتے ہیں' جب قہر الٰہی کی بجلی کی کڑک سے ان کے ہوش وحواس جاتے رہیں گے اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ دے گی اور نہ ہی کسی طرف سے کسی قسم کی کوئی مدد پہنچے گی تو اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے وہ اپنی ہی بربادی کا سامان تھا۔ غالباً اس سے آخرت کا دن مراد ہے۔

ف۶: یہ مت سمجھو کہ آخری عذاب ہی پر منحصر ہے' نہیں دنیا میں بھی عنقریب ان کو سزا ملنے والی ہے جیسے قتل' قید' لوٹ' شکست اور قحط وغیرہ' لیکن اکثر ان کے سمجھتے نہیں کہ یہ مصیبت ہمیں ہوشیار کرنے کے لیے اتری ہے ہم جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ ابن عباسؓ نے اس سے قبر کا عذاب مراد لیا ہے جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے۔

ف۷: یعنی ان معاندین سے انتقام کی جلدی نہ کیجیے صبر وتحمل سے کام لیتے رہیے۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا میں عین (عین یعنی اللہ تعالیٰ کی آنکھ یہ تاویل کتاب وسنت کی نصوص صریحہ اور نہج سلف صالحین کے سراسر مخالف ہے ہم اللہ کی دونوں آنکھوں پر بلا کسی تشبیہ' تعطیل اور تفویض کے ایمان رکھتے ہیں۔ عفیف) کے یہاں مجازی معنی حفاظت وذمہ داری کے ہیں۔ العین کا صیغہ جمع اظہار عظمت وکمال کے لئے ہے اور قرآن کریم میں اس کی مثالیں اور بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین ہیں تجری باعیننا اور [مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا] [سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ] ترمذی میں روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مجلس سے اٹھتے وقت یہ کلمات پڑھ لے اگر اس مجلس میں اس نے نیکی کی ہوگی (بقیہ صفحہ 964 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا- وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے ف۱

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ

اس کو بڑے قوی زبردست نے تعلیم دی ہے ف۲ تو وہ تیار ہوگیا- ف۳ اور وہ

بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ

بلند تر چوٹی پر تھا ف۴ پھر وہ لگا اور جھکا رہا ف۵ پھر وہ کمان کے دو گوشوں

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا

کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت قریب ہوگیا- ف۶ پس خدا نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا ف۷

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰي مَا يَرٰى ۝

جو کچھ اس نے ملاحظہ کیا اس کے دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا- ف۸ کیا پھر بھی تم لوگ اس سے جھگڑتے ہو اس واقعہ پر جو وہ دیکھ رہا ہے ف۹

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝

حالانکہ اس نے اس کو ایک دفعہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ف۱۰

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝

اس کے پاس جنت الماویٰ ہے جس وقت سدرہ پر عجیب کیفیت چھا رہی تھی

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ

آنکھ نہ بہکی نہ اچٹ گئی ف۱۱ اس نے اپنے رب کی بہت بڑی

الْكُبْرٰى ۝ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

بڑی نشانیاں دیکھیں - بھلا تم نے لات عزیٰ اور تیسرے منات پر

الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ

کبھی غور کیا - کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں؟ یہ تقسیم بڑے

ضِيْزٰى ۝ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ

نقصان والی ہے- ف۱۲ یہ معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

رکھ لئے ہیں خدا نے ان ناموں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی- یہ لوگ صرف

اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ

اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار

منزل ۶

ف۱: اللہ تعالیٰ کا رسول نفسانی خواہش سے نہیں بولتا کہ جو جی میں آیا کہہ دیا بلکہ اس کا کلام جو دینی رنگ اور مذہبی صورت میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ یہ وحی خواہ لفظی ہو جو قرآن کہلاتی ہے اور اس کا دوسرا نام وحی متلو ہے خواہ صرف معنوی ہو جو حدیث یا سنت کہلاتی ہے اور اس کا دوسرا نام وحی غیر متلو ہے محض کسی قاعدہ کلی کی ہو۔ جس سے آپ اجتہاد کرتے ہیں۔ مقصود زعم کفار کی نفی ہے یعنی صرف اس حقیقت کا اظہار کہ آپ کسی غلط بات کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر دیتے۔

ف۲: یہاں ذکر واسطہ وحی کا ہے کیونکہ مشرکین عرب اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ کاہنوں کے پاس غیبی معلومات شیطانوں کے واسطے سے پہنچتے ہیں اسی لئے یہاں اس کی تردید میں ارشاد ہوا کہ یہاں درمیانی واسطہ شیطان کا نہیں کہ نبی پر کاہن ہونے کا احتمال بھی ہو سکے بلکہ واسطہ فرشتہ کا ہے یعنی سرچشمہ وحی رحمانی اور واسطہ وحی ملکوتی۔ شَدِيْدُ الْقُوٰى وہ پرقوت فرشتہ جس پر کسی شیطانی اثر سے تاثیر و مغلوبیت کا گمان بھی نہیں ہو سکتا اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

ف۳: ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى پیدائشی طاقتور ایسے کہ شیطان کی مجال نہیں جو ان کے سامنے پر مار سکے۔ ذومرۃ کے ایک معنی حسین و پاکیزہ روش کے بھی کئے گئے ہیں گویا جلال و جمال الٰہی دونوں کے کامل مظہر اور ایک معنی یہ بھی ہے کہ عقل و نظر کے لحاظ سے کامل۔

ف۴: افق الاعلیٰ اونچے کنارے اکثر نے اس سے افق شرقی مراد لیا ہے جدھر سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ابتداء نبوت میں حضرت جبرائیل ایک بار اپنی اصلی صورت میں کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے آسمان اس وقت ایک سرے سے دوسرے سرے تک ان کے بوجھ سے پر معلوم ہو رہا تھا اور یہ غیر معمولی مہیب اور حیرت انگیز منظر آپ نے پہلی بار دیکھا تو طبیعت میں قدرتی طور پر کچھ گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوئے اس لئے اس پر سورہ مدثر نازل ہوئی۔

ف۵: دَنَا فَتَدَلّٰى دنو کے معنی خود قرب و نزدیکی کے ہیں اور تدلی قرب مزید کے معنی میں لا کر اس کی تاکید و توثیق کر دی۔ دنیٰ اور فَتَدَلّٰى دونوں کی ضمیریں فرشتہ وحی جبرائیل اس شدید القویٰ کی جانب ہیں۔ یعنی وہ فرشتہ وحی صورت و سیرت میں کامل پرقوت و پاکیزہ روش والا اور رسول سے بالکل متصل و ملحق ہو کر رہا۔

ف۶: محارہ عرب میں مراد اس سے کمال قرب ہوتی ہے جب دو عرب آپس کی کوئی نہایت مضبوط عہد و پیمان کرنا چاہتے تھے تو اپنی اپنی کمانوں کو نکال کر انہیں باہم ملاتے یہاں تک کہ دونوں کے چلے مل جاتے پھر وہ دونوں کو اکٹھا کھینچتے اور دونوں سے ایک ہی تیر چلاتے۔ یہ گویا علامت تھی میں تو ہوا اور تو میں ہوا کی اور پھر ہوتے ہوتے انتہائی مکمل قرب زبان پر یہ محارہ انتہائی مکمل قرب اور اتحاد و اتصال کے لیے استعمال ہونے لگا۔ یہاں فرشتہ وحی اور رسول صاحب وحی کے درمیان ملے ہوئے انتہائی قرب کو دکھانا مقصد ہے اور ادنیٰ میں اشارہ آ گیا کہ رسول اور جبرائیل کے درمیان کمال قرب صوری کے علاوہ انتہائی روحانی مناسبت کی جانب بھی ہے جو مکمل معرفت کا مدار اعظم ہے۔ اور یہاں شک کے لیے نہیں بلکہ تاکید اور وثوق میں زیادتی کے لیے ہے' اس قسم کی ترکیب پوری تاکید اور مبالغہ کے ساتھ زیادہ کی نفی کے لیے ہوتی ہے یعنی تعیین کر کے یہ بتلانا مقصود نہیں کہ قوسین کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم بلکہ یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ وہ کسی حال اور کسی طرح بھی اس سے زائد نہ تھا کم چاہے جتنا بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی یہ غائت قرب و اتصال ظاہر ہے کہ انہی فرشتہ وحی کو حاصل ہوا اور یہ تابعین اور اجل صحابہ سے بھی منقول ہے۔ (بقیہ صفحہ 964 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ

کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے۔ ف۱ کیا کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟

الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا

اول آخر اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں ان کی سفارش

تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ

بھی کسی کام نہیں آئی لیکن اللہ کی اجازت دینے اور

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

پسند کرنے کے بعد ف۲ جو لوگ آخرت سے منکر ہیں

لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ

وہ فرشتوں کو عورتیں کہتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں

مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا

کوئی علم نہیں سوائے اٹکل پچو باتوں کے اور ظنیت کے موقع پر

يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ

ظنی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ف۳ پس جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے

عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ

اور سوائے دنیا کے کچھ نہ چاہے ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو۔ ان کا

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

منتہائے علم یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں وہ ان کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا

خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے ف۴ اور جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے۔ برے کام کرنے والوں کو

اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

ان کے کاموں کا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا۔ ف۵

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ

جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں اور فحش امور سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں

ف۱: یہ تمہارے معبود صرف نام ہی نام کے ہیں جو تم اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں کسی کا نام مشکل کشا رکھا ہے تو کسی کا حاجت روا کسی کا داتا گنج بخش ہے تو کسی کا دستگیر اور غوث الاعظم سو یہ نام اپنی طرف سے رکھ کر مشہور کر رکھے ہیں اصل حقیقت میں اس وصف کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔ فریاد رسی اور مشکل کشائی اور دست گیری سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور جو کوئی کسی مخلوق کو ایسا سمجھے تو وہ شرک کا ارتکاب کرنے والا ہے۔

ف۲: مطلب یہ کہ ان بتوں اور مورتیوں وغیرہ کا تو خیر ذکر ہی نہیں کہ جو شفاعت کی سرے سے کوئی اہلیت ہی نہیں رکھتے بلکہ ملائکہ مقربین تک کو یہ مجال نہیں کہ وہ اپنی رائے وارادہ سے جس کسی کی چاہیں بے دھڑک سفارش کر ڈالیں جبکہ وہ بھی صرف اجازت الٰہی کے بعد ہی اس کے جرأت کر سکتے ہیں اور اجازت بھی صرف اسی کے حق میں سفارش کی ملے گی جسے خود حضرت حق کی مشیت تکوینی پسند کرتی ہو۔ و یرضیٰ یہ قید غالباً اس لیے بڑھا دی کہ کہیں دنیا والوں کی طرح وہاں بھی یہ قیاس نہ کیا جائے کہ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کو بھی کسی کی مروت ولحاظ یا خوف سے اپنی مرضی کے خلاف اجازت دے دینا پڑتی ہے ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مرضی خود ہی سب سے بالاتر ہے جس کے اوپر کوئی مؤثر نہیں۔

ف۳: ظن سے مراد تخمینہ اور قیاس ہے اور وہ بھی ایسا کہ جو نہ کسی دلیل شرعی پر مبنی ہو اور نہ ہی کسی عقلی قاعدہ سے اس کی کوئی صورت نکلتی ہو۔ علم یہاں تحقیق یا حقیقت رسی کے معنی میں اور ظن یا تخمین کے بالکل مقابل۔ من نے موقع نفی پر آ کر معنی میں استغراق پیدا کر دیا یعنی ایسی کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں ہے اور قانون عقلی ہے کہ حقایت کے موقع پر جہاں دلائل قطعیہ کی ضرورت ہو تو وہاں ظنی اور وہمی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گمان سے بچو بے شک گمان بہت جھوٹی بات ہے عمر بن الخطابؓ نے کہا دین میں اپنی رائے کو دخل دینے سے بچو وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے جن کی رائے درست تھی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حق دکھا دیتا تھا اور ہماری آراء تکلف اور گمان ہیں اور گمان سے حق حاصل نہیں ہوتا۔

تنبیہ: ظن کے معنی راجح خیال کے ہوتے ہیں مگر ایسے مواقع پر ظن کے معنی توہمات باطلہ کے ہوتے ہیں۔

ف۴: یعنی اللہ کی یاد سے منہ پھیرنا اور دنیا ہی کی زندگی میں اپنے آپ کو مشغول کر لینا اسی کو ہی اصلی مقصد سمجھ رکھا ہے اور آخرت اور دین کی طرف کچھ توجہ نہیں دیتے۔ کتنے افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ آج مہذب اور ترقی یافتہ قوموں کا مبلغ علم اور منتہائے پرواز خیال اسی محدود و مختصر عنصری زندگی تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے اور مابعد الموت جیسے بے حد وسیع عالم سے بالکل قطع نظر کئے ہوئے ہیں ساری توجہ اور علم وتحقیق کا موضوع اسی چند سالہ زندگی کو بنائے ہوئے ہیں اور انہیں اپنی تنگ نظری پر انتہائی

منزل ۶

فخر وناز بھی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے علم سے دائمی اور پائیدار فائدہ حاصل کرتے اور جس علم سے پائیدار فائدہ نہ ہو وہ علم نہیں بلکہ وہ جہالت ہے اور جو گمراہی میں پڑ رہا ہے اور جو راہ راست پر ہے ان سب کو اور ان کی مخفی استعدادوں کو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے اسی کے موافق ہو کر رہے گا کیونکہ اس کے علم کے خلاف ہرگز کوئی بات نہیں ہو سکتی وہ اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ بالکل ان کے احوال کے مناسب معاملہ کرے گا۔

ف۵: یعنی ہر شخص کا حال اس کو معلوم اور زمین وآسمان کی ہر چیز پر اس کا قبضہ ہے۔ پھر نیک وبد کا بدلہ دینے سے اسے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو زمین وآسمان کا یہ سارا کارخانہ اس نے پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں زندگی کا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ

تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے ف۱ وہ تمہارے حال سے اس وقت سے

مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

خوب واقف ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بچے تھے

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ اَفَرَءَيْتَ

پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ ف۲ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا

الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ

جو روگردانی کرتا ہے اور بہت تھوڑا دیتا ہے اور سخت دل ہوجاتا ہے۔ ف۳ کیا اس کے پاس

عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ

غیب کا علم ہے کہ اسے دیکھتا ہے؟ کیا اس کو موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں

مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ

کی خبر نہیں جنہوں نے وفاداری کی تھی۔ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝

اور یہ کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝

اور یہ کہ انسان اپنی کوشش دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝

اور یہ کہ سب کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے ف۴ اور یہ کہ وہی خدا دنیا کو ہنساتا اور رلاتا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ

وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے۔ اس نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ

مرد اور عورت پیدا کئے۔ وہ دنیا کو دوبارہ

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ

ضرور پیدا کرے گا ف۵ اور تحقیق وہی غنی کردیتا ہے اور گذارا تنگ کردیتا ف۶ ہے اور یہ کہ

هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۝

ستارہ شعریٰ کا پروردگار بھی وہی ف۷ ہے اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کردیا ف۸

منزل ۷

دوسرا غیر فانی سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بروں کو ان کی برائی کا بدلہ ملے اور نیکوں کے ساتھ ان کی بھلائی کے صلہ میں بھلائی کی جائے۔ حاصل یہ کہ اس کے علم کامل وقدرت کاملہ کے مجموعہ کا تقاضا یہ ہے کہ مکلفین کے انجام دو قسم کے ہوں اہل ضلالت کا انجام عذاب پر ہو اور اہل ہدایت کا مسرت وراحت پر لیجزی میں لام عاقبت کا ہے یعنی انجام کار یہ ہونا ہی تھا۔

ف۱: لمم اور المام وہ معصیت ہے جو کبھی کبھی اور اتفاقاً سرزد ہوجائے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد گناہ وغیرہ کے وہ خیالات ہیں جو دل میں تو آئیں مگر ان کو عمل میں نہ لایا جائے۔ اور بعض نے اس سے صغیرہ گناہ مراد لیے ہیں اور جبکہ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان گناہ پر جما نہ رہے گناہ اس سے سرزد ہوتے رہیں اور وہ ان پر توبہ واستغفار کرتا رہے جو محبوبیت یہاں بقرینہ مقام مدح مذکور ہے اس کا مصداق بننے کے لیے کبائر سے بچنا تو شرط ہے لیکن کبھی کبھی صغیرہ گناہوں کا سرزد ہوجانا اس کے لیے موقوف علیہ نہیں البتہ ان پر مصر نہیں رہنا چاہئے۔ غرض اس آیت سے یہ بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ گناہوں کا کبھی کبھی سرزد ہوتے رہنا جب درجہ احسانیت کے منافی نہیں ہے تو پھر عام مومنین کے مقام سے تو اسے اور بھی منافی ہونا حاصل ہے۔

ف۲: وہ سب کی بزرگی اور پاکبازی کی خوب جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے اس دائرہ ہستی میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی اصلیت کو نہ بھولے جس کے ابتداء مٹی یعنی تمہارے باپ آدم سے تھی پھر بطن مادر کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا اس کے بعد کتنی روحانی اور جسمانی کمزوریوں سے دوچار ہوا آخر میں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا ہے تو اسے اس قدر بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ دعوی کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب بھی پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہوجانا بشریت کی حد سے باہر ہے کچھ نہ کچھ آلودگی سب کو ہوجاتی ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اس میں اہل طاعت کو تنبیہ ہے کہ اپنے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ اور اس آیت میں انسان کو پاکیزگی تقدس سے واضح طور پر منع کردیا گیا ہے۔ اِذَا اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ یعنی جب تم سب کو تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کے واسطہ سے اور زمین کی خاک سے پیدا کیا تھا۔ یہ ذکر انسان کی خلقت نوعی کا ہوا۔ اذ... امھٰتکم یہ بیان انسان کی خلقت شخصی کا ہوا۔

ف۳: حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا پھر اس کا دل سخت ہوگیا (مجاہد) وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں نبی ﷺ کی باتیں سن کر اس کو اسلام کی طرف تھوڑی سی رغبت ہو چلی تھی اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ مشرف بہ اسلام ہوجائے کہ ایک کافر نے کہا ایسا مت کر میں تیرے سب جرائم اپنے اوپر لے لیتا ہوں تیری طرف سے میں سزا بھگت لوں گا بشرطیکہ تو اس قدر مال مجھ کو دیدے چنانچہ اس نے وعدہ کرلیا اور مقررہ رقم کی کچھ قسطیں ادا کرکے باقی سے انکار کردیا اس صورت میں اعطیٰ واکدی کے معنی یہ ہوں گے کہ کچھ مال دیا اور پھر ہاتھ کھینچ لیا۔

ف۴: یعنی موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مجرم کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہر ایک کو اپنی جوابدہی بذات خود کرنا ہوگی۔ آدمی جو کچھ کوشش کرکے کماتا ہے وہ ہی اس کا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی دوسرے کی نیکیاں لے اڑے باقی کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے (بقیہ صفحہ 965 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَثَمُودَا فَمَا اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ

اور قوم ثمود کو فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا ف۱ اور قوم نوح کو بہت پہلے اس نے تباہ کیا

كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾

کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرا دیا

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

پھر ان کو خوب ڈھانپ دیا پس بتاؤ کہ اپنے رب کی کونسی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے ایک ہے- ف۲ وہ آزفہ بھی آنے والی ہے

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا

اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں ف۳ کیا تم اس بات

الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ

سے تعجب کرتے ہو ف۴ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور تم

اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

بڑے غافل ہو - پس اللہ کو سجدہ کیا کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو- ف۵

آیاتہا ۵۵ سورۃ القمر مکیۃ ۳ رکوعاتہا

سورۃ القمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ چکا ف۶ اور اگر کوئی نشان نبوت دیکھتے ہیں

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ف۷ ہے اور جھٹلاتے ہیں اور اپنی

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ

خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے اور ان کے

الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

پاس خبریں آچکی ہیں جن میں کافی زجر ہے ف۸ جو کامل حکمت ہے- یہ ڈراوے

ف۱: یہ تمام ہلاکتیں جرم کفر وشرک ہی کی پاداش میں ہوئیں۔

ف۲: پھر تم اس سے منکر کیوں ہوتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں گمراہی پھیلے اور اس کو روکنے کے اسباب پیدا نہ ہوں نہ اس کی سزا کے لیے کوئی وقت ہو تمہارے یہ دونوں خیالات غلط ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر مہربان ہے اور اس کی مہربانی کا تقاضا ہے کہ جس طرح وہ بندوں کو رزق دینے کے لیے بارش برساتا ہے اسی طرح ان کو گمراہی سے نکالنے کے لیے سمجھانے والے انبیاء اور علماء پیدا کرتا ہے۔

ف۳: یعنی قیامت کی ہولناکیاں جب مخلوق پر چھا جائیں گی تو کوئی نفس ان کو اٹھا نہیں سکے گا۔ فیصلہ عامہ کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا نام آزفہ ہے۔

ف۴: ھذا اس سے مراد قرآن ہے۔

ف۵: بخاری مسلم وغیرہ میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ یہ پہلی سورت ہے جس میں سجدہ نازل ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اور تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے اس نے ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا تو اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں مارا گیا اور وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

ف۶: مشرکین عرب نے جب آپ سے معجزہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بحکم الٰہی معجزہ شق القمر ان کو دکھایا جس کی صورت یہ تھی کہ ایک حصہ چاند کا پہاڑ کے اوپر اور ایک اس سے ذرا نیچے نظر آیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اس نے ہم پر تو جادو کر دیا مگر تمام لوگوں پر جادو نہیں ہوا' چنانچہ آنے والے مسافروں سے انہوں نے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو تم اس معجزے پر گواہ رہو۔ اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے ۵ سال قبل پیش آیا جیسا کہ متعدد احادیث میں صحیح اسناد کے ساتھ آچکا ہے اور اس کا شمار آپ کے مشہور معجزات میں ہے۔

یعنی نہایت قریب آ لگی قیامت اور اس کے آثار وعلامات قرب میں سے ہے۔ یہ واقعہ شق القمر واقع ہو گیا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعہ شق القمر قیامت کے واقع ہونے پر ایک دلیل اور اس کی ایک نظیر ہے جس طرح آج چاند دو ٹکڑے ہو گیا اسی طرح اس روز کائنات کی ہر چیز پارہ پارہ ہو کر رہے گی۔ باقی رہا یہ کہنا کہ شق القمر اگر واقع ہوا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا وجود کیوں نہیں؟ تو یاد رہے کہ یہ قصہ رات کا ہے بعض ملکوں میں تو اختلاف مطالع کی وجہ سے اس وقت دن ہو گا بعض جگہ آدھی رات ہو گی۔ لوگ عموماً سوئے ہوئے ہوں گے اور جہاں بیدار ہوں گے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوں گے تو عادۃً یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ زمین پر جو چاندنی پھیلی ہو گی بشرطیکہ مطلع صاف ہو تو اس میں دو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور پھر یہ قصہ بھی تو تھوڑی دیر کا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بارہا وقعہ چاند گہن ہوتا ہے اور خاصہ ممتاز رہتا ہے لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور اس زمانہ میں آج کل کی طرح ذرائع ابلاغ وغیرہ کے اتنے وسیع اور مکمل انتظامات اور اوقات کار کی اس قدر اشاعت نہ تھی۔ میں نہ ہونے سے اس کی تکذیب نہیں ہو سکتی بہر حال تاریخ فرشتہ وغیرہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوستان کے مہاراجہ "مالیبار" کے اسلام کا سبب اسی واقعہ کو لکھتے ہیں۔ (ابن کثیر' بخاری)

ف۷: قرآن مجید میں آیت کے تین معنی آئے ہیں۔ (۱) حکم شریعت۔ (۲) نشانِ قدرت۔ (۳) نشان نبوۃ۔ حکم شریعت کی مثال یبین اللہ لکم الایت اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے حکم بیان کرتا ہے۔ نشان قدرت کی مثال وفی الارض ایت للموقنین (بقیہ صفحہ 965 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ

واقعات فائدہ نہیں دیتے پس تو ان سے روگردانی ف۱ کر جس روز بلانے والا ایک

شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ

ناپسندیدہ امر کی طرف بلائے گا ف۲ ان کی آنکھیں شرمندہ جھکی ہوں گی قبروں

الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِينَ إِلَى

سے نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں گے۔ بلانے والے کی آواز کی طرف

الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ

بھاگے چلے جاویں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار ہے۔ف۳ ان سے پہلے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ

نوح کی قوم نے انکار کیا یعنی انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں

وَازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝۱۰

ہے جھڑکا ہوا ہے۔ف۴ نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی میں کمزور ہوں میری مدد کر۔ف۵

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَفَجَّرْنَا

پس ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو

الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲

چشموں کی طرح بہا دیا پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ ف۶ گیا

وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا

اور ہم نے اس کو تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی کشتی پر سوار کیا۔ وہ ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی

جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ

اس شخص کے بدلے میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی ف۷ تھی اور اس کو دنیا کے لئے علامت نبوت بنایا پس ہے کوئی

مِن مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝۱۶ وَلَقَدْ

نصیحت پانے والا؟ پھر میرا عذاب اور ڈر کیسا ہوا؟ ہم نے نصیحت کے

يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝۱۷ كَذَّبَتْ

لئے قرآن کو آسان کیا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا؟ ف۸ عاد کی قوم

عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝۱۸ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

نے بھی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر کیسا ہوا؟ ہم نے ایک برے وقت میں

ف۱: حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ کامل حکمت ہے کیونکہ جس طریق سے قرآن مجید میں گزشتہ واقعات بتائے گئے ہیں وہ ہر طرح دل نشین کرنے کو کافی ہیں قصص کی صورت میں کہیں امثال کی کہیں تصورات کی غرضیکہ عجب طرح کی کامل حکمت اور حکیمانہ تعلیم ہے۔ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ یہ بیان ہو رہا ہے ان لوگوں کے انتہائی جمود اور تعصب کی شدت کا کہ یہ انداری نشانات سے کچھ بھی عبرت و ہدایت حاصل نہیں کرتے کتنا ہی سمجھاؤ پتھر پر جونک نہیں لگتی لہٰذا ایسے سنگ دل بدبختوں کو آپ بھی منہ نہ لگایئے آپ تبلیغ کا فرض اور دعوت بہترین انداز میں ادا کر چکے ہیں اب زیادہ ان کے پیچھے پڑا رہنے کی ضرورت نہیں ان کو ان کے ٹھکانے کی طرف جانے دیجئے۔

ف۲: یعنی میدان محشر کی طرف حساب دینے کیلئے پکار نیوالا۔

ف۳: منکروں کی آنکھیں اس روز کچھ تو ندامت سے اور کچھ احساس ذلت سے بہرحال زمین کی طرف لگی ہوں گی۔ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ یعنی تمام اگلے پچھلے قبروں سے نکل کر ٹڈی دل کی طرح پھیل پڑیں گے۔ انسانوں کے اس انبوہ عظیم کی قریب ترین مثال جو اس دنیا میں دی جاسکتی ہے وہ ٹڈی دل ہی کی ہے۔ ٹڈی دل جب کبھی اپنی قوت کے ساتھ ظہور پذیر ہوتا ہے تو ساری فضائے آسمانی پر میلوں بلکہ منزلوں تک ٹڈیوں کے لشکر بادلوں کی طرح تہ بہ تہ چھا جاتے ہیں اور دن کی روشنی ماند ہو کر تاریکی پھیل جاتی ہے ایک مرتبہ جب ٹڈی دل مشرقی افریقہ میں پوری قوت کے ساتھ آیا تو عرض میں تین میل اور طول میں ساٹھ میل تک تھا۔ ٹڈیوں کی تعداد تخمینہ اس وقت سو کھرب یا ایک نیل کا کیا گیا اور بعض لشکر اس سے بھی بڑے بڑے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ قدرتی آواز کو تاثیر یہ ہوگی کہ بلانے والے اسرافیل کی آواز کی طرف بھاگے چلے جائیں گے۔ اس دن ہولناکی کی سختی اور اپنے جرائم کا تصور کر کے کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت اور تکلیف دہ ہے یہ ناپسندیدگی کفار کے حق میں ہوگی جو اس دن کی جزا و سزا سے منکر ہیں۔

ف۴: نہ صرف مجنون بلکہ ہمارے معبودوں کی طرف سے جھڑکا ہوا ہے ﴿إِنْ نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ﴾ (سورہ ہود: ٥٤) اس لیے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے مگر اصلی حالت یہ تھی کہ حضرت نوح کی پاکیزہ تعلیم ان کے گندے دماغوں کے خلاف تھی اس لیے وہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ بعض نے وازدجر کے معنی یوں کئے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے آسیب زدہ جن اس کی عقل لے اڑے ہیں العیاذ باللہ۔

تنبیہ: عبد کا لفظ جب اس کی اضافت حق تعالیٰ کی جانب ہو تو اس وقت قرب یا مرتبہ خصوصی کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔

ف۵: میں عاجز و ناتواں ان لوگوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا اللہ اللہ کیا شان بے نیازی ہے کہ انبیاء کرام جو ہمیشہ داعی حق بنا کر بھیجے جاتے ہیں اور وہ جا کر باغیوں منکروں کے ہاتھوں اتنی ایذائیں اٹھاتے ہیں کہ ہر طرح اپنی مغلوبیت اور بے بسی محسوس کر کے آخر کار دعائے انتقام پر مجبور ہو جاتے ہیں کسی عارف نے سچ کہا ہے

ماہر و ریم دشمن و مائے کشیم دوست
کس را رسد نہ چوں وچرا در قضائے ما

ف۶: ہم نے زور دار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے یعنی بادلوں سے موسلا دھار بارش شروع کر دی اور وہ اتنا برسا کہ الامان اور ادھر زمین کے بھی سوتے ابل پڑے غرضیکہ اوپر اور نیچے کے پانی دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کی تکمیل کر دی یعنی قوم نوح اس پانی میں ڈوب کر تباہ و ہلاک ہوگئی۔

ف۷: کشتی میں حضرت نوح کے ساتھ ان کے متبعین مومنین بھی سوار تھے اور اس ہولناک طوفان کے (بقیہ صفحہ 966 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ
ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی ف۱ جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ
گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے ف۲ پھر میرا عذاب اور
نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
خوف کس طرح واقع ہوا؟ ف۳ ہم نے قرآن کو نصیحت
مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا
کیلئے آسان کیا ہے کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ کہتے تھے کیا ہم
وَّاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ
اپنے میں سے ایک آدمی کی پیروی کریں تو ہم بڑی گمراہی میں اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ف۴ کیا ہم سب
الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾
میں سے منتخب ہو کر اسی پر خدا کی طرف سے نصیحت کا پیغام آنا تھا بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے۔ ف۵
سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا
کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور خود پسند کون ہے؟ ہم ایک اونٹنی ان کے جانچنے
النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ
کو بھیجنے والے ہیں پس تو ان کی تباہی کا انتظار کر اور صبر کر اور ان کو بتا دے
اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا
کہ پانی ان میں تقسیم ہو جائے گا ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا ف۶ پس انہوں نے اپنے
صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ
رفیق کار کو بلایا تو اس نے اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر میرا عذاب اور میرا
نُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا
ڈرانا کیسا ہوا؟ ف۷ ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری پس وہ باڑ باندھنے
كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ
والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے ف۸ اور ہم نے قرآن کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾
کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ لوط کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا

(منزل ۶)

ف۱: یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے کوئی ایک متعین ومحدود مدت مراد نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی نحوست نہ اٹھی جب تک کہ کام پورا نہ ہو چکا اور یہ نحوست کا دن ان ہی کے حق میں تھا یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لئے اس دن کو منحوس سمجھا جائے جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے منحوس بن گیا تو پھر مبارک دن کون سا رہے گا؟ کیونکہ قرآن کریم میں تصریح موجود ہے کہ وہ عذاب ان میں سات راتیں اور آٹھ دن برابر رہا تو اب بتلایئے کہ ہفتے کے دنوں میں سے کون سا دن نحوست سے خالی رہے گا۔

ف۲: قوم عاد کے لوگ بڑے تنومند اور قد آور تھے لیکن طوفانی آندھی نے اس مضبوط اور تنومند توانا اور عظیم وشحیم قوم کو یوں اٹھا اٹھا کر پٹخا کہ جیسے کسی تیز وتند آندھی کے اثر سے بڑے بڑے کھجوروں کے جتے جمائے تنے دور دور جا کر گرتے ہیں۔ قرآنی تشبیہ میں ان لوگوں کے پھینکے جانے کے علاوہ ان کے قوی جسموں اور طویل قامتوں کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔

ف۳: اس آیت کو ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لئے دوبارہ لایا گیا۔

ف۴: قوم ثمود نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء کرام کو اس لیے جھٹلایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اصول دین میں متفق ہیں اور لوگوں کو یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ نبی ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور یاد رکھو کہ جس نے ایک نبی کو جھٹلایا تو بے شک اس نے تمام انبیاء کو جھٹلا دیا۔ کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی ہم جنس انسان کی پیروی کریں اس کی راہ پر چلیں پھر وہ انسان بھی کیسا کہ جس کے ساتھ نہ کوئی کروفر نہ کوئی جاہ وشکوہ یہ بھی بلا عقل کی کوئی بات ہے؟ ساری دنیا ہمیں کیا الو بنائے گی۔ ابشرا منا انبیاء کرام کی یہ بشریت ہی مشرکوں اور مشرک پیشہ لوگوں کے قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔

ف۵: یعنی کیا نبوت کے لیے صرف یہی رہ گیا تھا سب جھوٹ ہے خواہ مخواہ بڑائی مارتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا دیا اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا اللہ اللہ یہ نبی کا درجہ ہے؟ منکروں اور مسخ شدہ ذہنیت والے منکروں کی نظر میں شیطان کے تسلط کے بعد انسان کی سخافت فکر کی کوئی حد ہی نہیں رہ جاتی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں۔

کیا ہم آدمی یا اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں۔

اللہ کے بندے ہم بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں پھر یہ الٹی تقسیم کیسی؟ کہ وہ تو اللہ کا رسول ہے اور ہم اس کے امتی یہ کیسی خوشی ہے اس لیے ہمارا یقین ہے کہ رسول وغیرہ تو کچھ نہیں یہ تو یاروں کی یونہی دل لگی ہے۔

ف۶: حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو آیۃ کہا گیا ہے۔ آیت سے کیا مراد ہے آیت قدرت یا آیت نبوت اور آیت قدرت ایک ٹکا بھی ہے تو ایک پہاڑ بھی اور آیات قدرت اثبات نبوت میں پیش نہیں ہو سکتیں بلکہ آیت نبوت پیش ہوتی ہے۔ حضرت صالح کو اونٹنی نشانی کے طور پر دی گئی تھی ۔ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ یعنی حضرت صالح کو ہم نے اونٹنی بطور نشان کے دی تھی۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ﴿اٰيَةً نَّاقَةَ ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا﴾ (بنی اسرائیل:۵۹) ہم نے ثمود قوم صالح کو ایک اونٹنی کھلی نشانی دی اس آیت میں اس ناقہ کو آیۃ مبصرۃ کہا گیا ہے یعنی واضح نشان تو اس قسم کی تمام آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی نبوت کی نشانی تھی جس سے نبوت کا ثبوت ہوتا تھا نہ یہ کہ وہ محض قدرت کا ایک نشان تھی جو نبوت کے ثبوت میں کام نہ دے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس اونٹنی میں نشان نبوت کیا تھا اور کس حیثیت سے تھا؟ بعض مفسرین (بقیہ صفحہ 966 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَجَّيْنَاهُمْ
پھر ہم نے ان پر پتھراؤ کیا مگر لوط کے قبیلے کو ہم نے صبح کے وقت

بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن
اپنی مہربانی سے بچا لیا ہم اسی طرح شکر گذاروں کو

شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾
بدلہ دیا کرتے ف۱ ہیں لوط نے انکو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرایا پھر بھی وہ اسکے ڈرانے میں حجتیں کرتے ف۲ رہے

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا
اور اس کو اس کے مہمانوں کی گمبداشت سے پھسلانا چاہا پھر ہم نے ان کو اندھا کردیا لو اب

عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ
میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو ف۳ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب

مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
نازل ہوا ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو ف۴ اور ہم نے نصیحت کے لئے

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ
قرآن کو آسان کیا ہے کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ اور فرعونیوں

جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا
کے پاس سمجھانے والے آئے مگر انہوں نے کل نشانات کی تکذیب کی

فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ
پس ہم نے بڑی قدرت والے کی طرح ان کو پکڑا ف۵ بھلا تم کفار لوگ ان

أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ أَمْ يَقُولُونَ
لوگوں سے اچھے ہو یا کیا الہامی نوشتوں میں تمہاری برئت ہوچکی ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم

نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾
ایک دوسرے کے مددگار ہیں ف۶ عنقریب یہ لوگ بھگا دیے جائیں گے اور پیٹھیں پھیر جائیں گے ف۷

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿۴۶﴾
بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بہت دہشت ناک اور کڑی ہے

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ
مجرم لوگ گمراہی میں ہیں اور جہنم میں پڑیں گے جس روز یہ لوگ منہوں کے بل

ف۱: یعنی لوط علیہ السلام سے ان کے مہمانوں کو مانگنے لگے تاکہ ان سے بدکاری کریں۔ فَذُوْقُوْا یعنی فرشتوں کی زبانی ہم نے ان کو یہ کہا۔

ف۲: صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل ہوا جس سے مر کر بھی ان کو رہائی نہ ہوئی۔

ف۳: فرعونیوں کے پاس سمجھانے کیلئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون آئے ان رسولوں نے ہر قسم کے نشانات ان کو دکھائے مگر فرعونیوں نے تمام نشانات کی تکذیب کی۔ نذر یہاں بھی نذیر کی جمع ہے مراد حضرت موسیٰ اور ہارون اور ان کے ڈرانے والے نشان ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات جو منذر تشریعی تھے اور معجزات جو منذرات تکوینی تھے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑے زبردست کی پکڑ تھی جس کے قابو سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا دیکھ لیں تمام فرعونیوں کا بیڑہ کس طرح بحر قلزم میں غرق کیا کہ ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکل سکا۔

ف۴: یہ مکہ والوں کو کہا یا تمام عرب کو گذشتہ اقوام کے واقعات سنا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے یعنی تم میں سے جو لوگ کافر ہیں تو کیا ان پہلے کافروں سے اچھے ہیں جو کفر وطغیان کی سزا میں تباہ نہیں کئے جائیں گے تمہارے کافر پہلی امتوں کے کافروں سے بہتر نہیں ہیں وہ بسبب کفر کے ہلاک کئے گئے پھر تم اللہ کے عذاب سے بچنے کی امید کس طرح رکھتے ہو حالانکہ تم ان سے بھی زیادہ شریر ہو۔ اکفار کم سے خطاب اہل عرب یا معشر العرب سے ہے او لئکم یعنی تمہارے وہ لوگ جن کی سزاؤں کا ذکر ابھی ہو چکا جو انبیاء کرام کو جھٹلانے اور کتابوں کا انکار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ تنبیہ: مطلب یہ ہوا کہ ان تینوں میں سے یہ کون سی شق اپنے لیے فرض کئے ہوئے ہیں۔

ف۵: قرآن مجید میں جتنی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بڑی زبردست پیشگوئی ہے کہ تمام ملک مخالف برسر جنگ کسی کو سان گمان بھی فتح کا نہیں اس پر یہ پیش گوئی کی جاتی ہے اور جنگ بدر میں جب کہ مسلمانوں کی جماعت بہت کم تھی اور کفار کی بہت زیادہ تو نبی علیہ السلام نے علیحدہ ہو کر بہت دعا کی تو آتے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے آرہے تھے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ حضرات انبیاء علیہم السلام جو کچھ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے غیب کی باتیں بتاتے تھے وہ ان کی نبوت کے لیے منجملہ دلائل قطعیہ کے روشن دلیل ہوتی تھی کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے بقاعدہ علم لسان اس کلام کا جو مفہوم ہوتا تھا وہ بالکل پورا پورا ظاہر ہو جاتا تھا اس لئے اپنے پرائے سب اس کا وقوعہ مان جاتے تھے۔

تنبیہ: ریاست مکہ کے عین شباب قوت اور غلبہ کے تمام ظاہری آثار وقرائن کے وقت ایک بظاہر بالکل بے یارومددگار شخص کی زبان سے ایسی زبردست پیشگوئی کا ادا ہونا اور پھر لفظ بلفظ پورا ہو جانا اعجاز قرآنی کے دلائل میں سے ایک زبردست دلیل ہے۔

ف۱: اَلَّا اٰلَ لُوْطٍ عذاب سے لوط علیہ السلام کی بیوی کے علاوہ باقی خاندان محفوظ رکھا گیا لیکن نہ اس لیے کہ وہ لوگ نبی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے بلکہ اس لیے کہ وہی لوگ تو ایمان لائے اور نبی کی تصدیق کرنے والے تھے ورنہ اگر محض اس خاندان سے ہونا محفوظیت کے لیے کافی ہوتا تو خود زوجہ حضرت لوط علیہ السلام کیوں مبتلائے عذاب ہوتیں؟ نذر جمع ہے نذیر کی اور مراد نبی کی توجیہ محض حضرت لوط کی تکذیب کی بنا پر یہ ہوسکتی ہے کہ ایک نبی کی تکذیب سے تمام انبیاء کی تکذیب لازم آتی ہے۔ من شکر سے یہاں مراد ایمان لانے سے ہے۔

ف۲: جیسا کہ ہر شریر وسرکش قوم نکالتی ہی رہتی ہے فتماروا یعنی کسی طرح آپ کی تنبیہات پر یقین نہ کیا اور ان میں برابر حجتیں ہی نکالتے رہے اور دلائل ہی لیتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۚ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا

آگ میں کھینچے جائیں گے۔ جہنم کا عذاب چکھو ہم نے

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ

ہر ایک چیز کو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ف۱ ہمارا حکم آنکھ کی جھپک

كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ

کے برابر ہے ف۲ اور ہم نے تمہارے جیسی کئی قومیں پہلے تباہ کردیں پھر کیا

مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ

کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں سب اعمال ناموں میں درج ہیں

صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ

اور ہر چھوٹا بڑا ان میں موجود ہے۔ ف۳ پرہیزگار لوگ عزت کے مرتبے میں باغوں

نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

اور نہروں میں قادر مطلق بادشاہ کے پاس ہوں گے ف۴

اٰيَاتُهَا ۷۸ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ۳

سورۃ الرحمٰن مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن نے قرآن پڑھایا ہے۔ ف۵ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَ

بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں ف۶ بڑی بوٹیاں اور

الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾

تنا دار درخت خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ ف۷ خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان بنایا۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا

انصاف کرنے میں بے اعتدالی نہ کرو تم انصاف کے ساتھ وزن پورا کیا کرو اور

تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾

تول کم نہ کیا کرو ف۸ اور خدا نے یہ زمین انسانوں کے لئے بنائی ہے۔

فائدہ

ف۱: ہر ایک چیز خواہ وہ کیسی ہی ہو اندازہ کے ساتھ پیدا کی گئی ہے اس کا قد و قامت اس کی زندگی کی معیاد اور موت و حیات ان تمام چیزوں کی مقدار ہمارے ہاں مقرر ہے تو اسی طرح قیامت کا برپا کرنا بھی ہماری قدرت میں شامل ہے اور جب علم الٰہی کے مطابق اس کا مناسب وقت آئے گا تو اس وقت قیامت لازماً واقع ہو کر رہے گی۔ نہ کہ اس سے قبل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے کہا کہ قدر کے دو درجے ہیں' پہلا درجہ اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ خلقت کے اعمال سے واقف ہے اور ان کے اعمال فرمانبرداری اور نافرمانی اور رزق اور موت وغیرہ کو اپنے علم قدیم سے جانتا ہے اور لوح محفوظ میں خلقت کی تقدیر رکھ دی ہے اور جب بچہ کو پیٹ میں پیدا کرتا ہے تو اس کی روزی' وقت موت اور اس کا عمل اور نیک بخت ہے یا بد بخت یہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ دوسرا درجہ اللہ تعالیٰ کی مشیت جو جاری ہے اور قدرت جو تمام چیزوں کو شامل ہے ان پر ایمان لانا کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا اور کوئی حرکت اور سکون سوائے اللہ تعالیٰ کے چاہنے کے نہیں ہو سکتا اور اس کی بادشاہی میں اس کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا وہی تمام چیزوں پر قادر ہے چاہے وہ چیزیں موجودہ ہیں یا معدوم اور وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اس نے بندوں کو اپنی عبادت اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا ہے وہ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے مومنوں سے راضی ہوتا ہے اور کافروں سے ناخوش وہ بری بات نہیں بتلاتا اور بندوں سے کفر و فساد کو پسند نہیں کرتا حقیقت میں بندے کام کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو پیدا کرنے والا ہے اور بندوں کو اپنے کاموں پر قدرت اور ارادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے ارادہ اور قدرت کو پیدا کیا ہے جبکہ قدر یہ اس درجہ کو جھٹلاتے ہیں۔

ف۲: یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی اور نہ ہی ہمیں اس میں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔

ف۳: یعنی ہر ایک نیکی بدی عمل کے بعد ان کے اعمالناموں میں لکھی گئی ہے اور وقت آنے پر یہ تمام روئداد سامنے کر دی جائے گی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے' تمام دفاتر باقاعدہ مرتب ہیں یہ نہیں کہ کچھ لکھا گیا ہو اور کچھ رہ گیا ہو۔ یہ نوشتوں کا پیش ہونا ثبوت جرم کی مزید تکمیل کے لیے ہوگا ورنہ ثبوت قطعی ثبوت کے لیے تو محض علم الٰہی ہی کافی ہے۔

ف۴: محرمین کے بعد متقین کا انجام بیان فرما دیا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سچے وعدوں کے مطابق ایک پسندیدہ مقام میں ہوں گے جہاں انہیں شہنشاہ حقیقی کا قرب حاصل ہوگا' پس یہ نتیجہ ہوگا اس فیصلہ کا جو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں کرے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ

الْمُتَّقِيْنَ۔ جنت میں جہاں تمام مادی اور روحانی نعمتیں اور لذتیں تو خیر ہوں گی ہی لیکن ان سب کے ساتھ دولت قرب بھی حاصل ہوگی اور قرب الٰہی سے مراد قرب معنوی ہے نہ کہ قرب مادی۔

نہر اسم جنس ہے صورۃ کے لحاظ سے واحد ہے مگر معنی جمع کے ہیں۔

ف۵: قرآن چونکہ سراسر رحمت اور فلاح دنیوی واخروی دونوں کے لیے بہترین ہدایت اور جامع ترین دستور العمل ہے اس لیے اس کا نزول اور انسان کو اس کی تعلیم بھی شان رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر ہے اور اسی مناسبت سے سورت کی ابتداء اسی کے ذکر سے ہو رہی ہے۔

ف۶: وجود عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایجاد ذات اور ایجاد صفت' تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور اس میں (بقیہ صفحہ 966 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۙ وَالْحَبُّ
اس میں پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں اور بھوسی دار دانے
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
اور خوشبودار پھول۔ پھر تم خدا کی کس کس نعمت کی
تُكَذِّبٰنِ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۙ
تکذیب کرتے ہو۔ ف۱ اس نے انسان کو کھنکی سڑی پڑی کی طرح کی خشک مٹی سے پیدا کیا
وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے۔ ف۲ پھر تم دونوں اپنے رب کی
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ
کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار ہے۔ ف۳
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
پھر تم کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ اسی نے دو دریا جاری کر
يَلْتَقِيٰنِ ۚ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک رکاوٹ ہے ایک دوسرے میں گھستے نہیں۔
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ
پھر تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ف۴ ان دونوں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ
پھر تم کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ف۵ بڑے بڑے ٹیلوں جیسے جہاز دریا میں چلتے پھرتے
فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
والے بھی اسی کی قبضہ میں ہیں پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
جتنی مخلوق اس زمین پر ہے سب فنا ہوجائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات با جلال
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
با عزت باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کی
تُكَذِّبٰنِ ۚ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
تکذیب کرتے ہو؟ ف۶ کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی سے مانگتے ہیں

ف۱: نعمتوں کے حقوق کی ادائیگی یہی ہے کہ منعم حقیقی کے احکام کی تعمیل کی جائے اور دنیا میں اس کے قانون کے نفاذ میں مدد دی جائے۔ یہ خاص آیت اس سورت میں ۳۱ مرتبہ اور ہر بار ایک نئے سیاق میں اور نعمت کے ایک نئے مصداق کے ساتھ آئی ہے اس لیے تکرار صرف صوری ہے معنوی نہیں لیکن بالفرض معنوی بھی ہوتی تو ظاہر ہے کہ جب اہل زبان نے اسے فصاحت زبان اور سلامت بیان میں مخل نہ سمجھا بلکہ اس میں مدد ومعاون سمجھا اور اس کا شمار خاص ادبی صفات میں کیا تو عربی ادب کے اس ہنر اور حسن کو اردو یا انگریزی یا ہندی یا چینی یا کسی بھی اور زبان کے معیار سے دیکھنا اور جانچنا واضح جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ دنیا کے ادیبانہ خطبات سے قطع نظر خاص آسمانی کتاب زبور میں جو مناجات نمبر ۱۳۶ پر ۶۶ آیات کی ہے اس میں ایک خاص فقرہ ''کہ اس کی رحمت اب تک ہے'' کی تکرار بھی ۲۶ مرتبہ آئی ہے۔

تنبیہ: گو جنوں کا ذکر پہلے نہیں ہوا لیکن انام میں وہ بھی بشامل ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں دونوں کا عبادت کے لیے پیدا کیا جانا مذکور ہے اور اس آیت کے بعد متصل ہی آدمی اور جن کی تخلیق کی کیفیت بتلائی گئی ہے اور چند آیات کے بعد سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلَانِ اور يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ میں صریحاً جن وانس کو مخاطب کیا گیا ہے تو اسی لئے یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں مخاطب وہی دونوں ہیں۔

تنبیہ: علمائے کرام نے صحیح حدیث کی بنا پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ سنے تو جواب دے لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ پڑھے۔

ف۲: انسان اور جن کی مخلوق کی دو مختلف نوعیتیں ہونا یہاں جس صراحت سے مذکور ہے اس سے آگے صراحت کا کوئی اور درجہ کیا ہوسکتا ہے۔ حیرت اور اس سے زیادہ افسوس کا مقام ہے کہ ایسی قرآنی صراحتوں کے باوجود بھی بعض باطل فرقوں کی کوششیں اب بھی جاری ہیں کہ صحیح تان کر اور لغت اور نصوص قرآنی سے کشتی لڑ لڑ ایک قسم ثابت کر دکھائیں اس لیے اور صرف اس لیے کہ فرنگیوں کو ابھی تک وجود جنات کا ثبوت نہیں ملا ہے اکبر الہ آبادی کیا خوب فرما گئے ہیں۔

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز
جغرافیہ میں عرش کا نقشہ نہیں ملا

ف۳: الاء کا ترجمہ عموماً نعمت کیا گیا ہے لیکن ابن جریرؒ نے بعض سلف سے قدرت کے معنی نقل کئے ہیں اس لیے جس مقام پر جو معنی زیادہ چسپاں ہوں وہی اختیار کئے جائیں یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہوسکتے ہیں کیونکہ انس وجن کو خلقت وجود سے سرفراز فرمانا اور جماد لایعقل سے عاقل بنانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور اس کی لامحدود قدرت کی نشانی بھی ہے۔ مَشْرِقَيْنِ وَمَغْرِبَيْنِ کے صیغہ تثنیہ سے مراد چاند اور سورج کے طلوع ہونے والے دو افق ہیں۔ اور انہی دونوں کے غروب ہونے دو افق محض سورج ہی کے دو مشرق اور دو مغرب سردی اور گرمی کی فصلوں کی مناسبت سے بھی مراد ہوسکتے ہیں۔

تنبیہ: آیت سے پہلے اور پیچھے دور تک دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوئے ہیں اس لیے یہاں مشرقین ومغربین کا ذکر نہایت ہی لطف دیتا ہے۔

ف۴: ماہرین فن کا بیان ہے کہ سطح زمین کے نیچے پانی کے دو مستقل نظام جاری ہیں۔ ایک سلسلہ آب شور کا ہے دوسرا سلسلہ آب شیریں کا ہے جو عموماً کنویں، دریاؤں اور جھیلوں سے نکلتا رہتا ہے اور کائنات انسانی کے لئے دونوں اپنی اپنی جگہ نہایت ضروری ہیں اور دونوں نظام پوری طرح قائم بھی ہیں اور پھر ایک دوسرے سے گڈمڈ اور مدغم نہیں ہونے پاتے۔ (بقیہ صفحہ 967 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

وہ ہر دن ایک شان میں ہے پھر تم خدا کی کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو ف

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ہم تمہارے لئے متوجہ ہونے والے ہیں۔ پھر تم کس کس نعمت کا

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

انکار کرتے ہو؟ ف اے جنو! اور انسانو! اگر تم میں طاقت ہے

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل سکو

فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

تو بے شک نکل جاؤ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر غلبہ کرنے سے پھر تم

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ

کس کس نعمت الٰہی کی ناشکری کرتے ہو؟ ف تم دونوں پر آگ کے شعلے اور

نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

دھواں بھیجے جائیں گے پھر تم دونوں ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکو گے پھر تم

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ف پھر جب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب

كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾

سرخ چمڑے کی طرح ہوجائے گا پھر تم پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾

پس اس روز انسانوں اور جنوں کی ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

پھر تم کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ف اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور قدموں سے پکڑے جائیں گے پس کس کس نعمت الٰہی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا

کی تکذیب کرتے ہو؟ ف یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ

الْمُجْرِمُوْنَ ۛ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۳﴾

منزل ۷

ف: مانگنا ان کا دو طرح سے ہے ایک فطرتی طور پر اور دوسرا ضرورت کے وقت یعنی جس وقت کسی مخلوق کو کسی قسم کی حاجت ہوتی ہے تو وہ طبعی طور پر اپنے خالق کی طرف جھکتی ہے دوسری صورت زبان سے طلب کرنے کی ہے ان دونوں قسموں کی حاجتوں کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں حضرات انبیاء کرام کے علاوہ جنات اور فرشتے تمام ہی آگئے مخلوق کوئی سی بھی ایسی نہیں جو اپنے اپنے مرتبہ وجود کے لحاظ سے صاحب حاجت نہ ہو اور حاجت روا سب کا حق تعالیٰ ہی ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ کوئی دن اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا جس میں وہ دنیا کے انتظام اور نگرانی سے بے خبر ہوا گر وہ یہ انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دے دے تو دنیا کا وجود فنا ہوجائے اللہ تعالیٰ اپنی اخلاقی اور فعالی کی تجلیات ہر لحظہ اور ہر آن دکھاتا رہتا ہے یوم سے مراد یہ عام دن اور رات نہیں جو کہ دنیا کے اندر ہیں بلکہ یہاں یوم سے مراد مطلق وقت اور اس کا ہر حصہ مراد ہے۔ غیب بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا کام ہے تو آپ نے فرمایا کہ گناہ بخشنا ہے اور سختی دور کرتا ہے اور کسی قوم کو اونچا کرتا ہے کسی کو نیچا کرتا ہے۔

ف: جن وانسان کو دو بھاری پیدا کیں فرمایا زمین پر ان کے بوجھ کے سبب سے یا بسبب ان کے قدر اور وقار کے علماء میں اختلاف ہے کہ آیا جنوں کے لیے ثواب ہے یا نہیں؟ بعض نے کہا ہے کہ ان کو ثواب نہیں ملے گا سوا اس کے کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں پھر ان کو کہا جائے گا کہ مٹی ہوجاؤ جیسے چارپاؤں کو خاک ہوجانے کا حکم ہوگا یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ جنوں کو نیکیوں پر ثواب ملے گا اور گناہوں پر عذاب دیا جائے گا یہ مذہب ہے اوزاعیؒ ابو یوسف اور محمدؒ کا اور امام شافعی اور امام احمدؒ اور ان کے ساتھیوں کا اور امام مالکؒ کے اصحاب سے بھی یہی منقول ہے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جنوں کے لیے ثواب ہے اور ان پر عذاب بھی ہے اور اس بات کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔ [وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا] اور [فَمَنْ اَسْلَمَ] اور اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کافر جنوں کو آخرت میں عذاب ہوگا مومن جنوں کے بارہ میں اختلاف ہے کہ آیا بہشت میں داخل ہوں گے یا نہیں۔ اس میں چار قول ہیں ایک یہ کہ داخل ہوں گے یہ قول جمہور علماء کا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ داخل نہیں ہوں گے بلکہ بہشت کے کناروں میں رہیں گے انسان ان کو دیکھیں گے ایسی جگہ سے جہاں ان کو انسان نظر نہیں آئیں گے یہ قول امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ سے منقول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ اعراف پر ہوں گے اور جبکہ چوتھا قول توقف یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مومن جن کہاں رہیں گے بندوں کو ان کا حال معلوم نہیں۔

تنبیہ: سَنَفْرُغُ فراغت یا فارغ ہونے کا لفظ یہاں انسانی محاورہ کے مطابق محض بطور مجاز اور مبالغہ کے استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد صرف مکمل توجہ کو ظاہر کرنا ہے جو کہ انسان کو عموماً دوسرے کاموں سے فراغت کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے ورنہ ذات باری کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اس کی ایک مشغولیت دوسری طرف توجہ سے مانع ہوجائے۔ س عنقریب کے معنی میں ہے یعنی اس دنیا کے کاروبار کو ہم عنقریب ختم کرکے دوسرا دور جزائے اعمال کا شروع کرنے والے ہیں۔

ف: جہاں تمہارے سینگ سمائیں چلے جاؤ یہ سرکار حکیم وخبیر کا تم کو نوٹس ہے لیکن ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ تم لوگ نہیں نکل سکو گے مگر صرف اس صورت (بقیہ صفحہ 967 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤١﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾

تکذیب کرتے تھے وہ اس میں اور گھومتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ

پھر تم پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟ جو کوئی اپنے پروردگار

مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾

کے رتبہ شان سے ڈرتا رہے اس کے لئے وہ باغ ہوں گے پھر تم کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ف۱

ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾

دونوں باغ شاخوں والے ہوں گے۔ پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پھر تم پروردگار کی کس کس نعمت کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾

تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی۔ ف۲

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ

پھر تم پروردگار کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے

بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾

جن کے اندر کی جانب کا کپڑا مخمل کا ہوگا ف۳ اور درختوں کے پھل جھکے ہوں گے۔ ف۴

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ

پھر تم خدا کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان باغوں میں ایسی بیویاں ہوں گی

الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾

جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی ف۵ اس سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ گویا وہ یاقوت اور

وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾

ہوں گی۔ پھر تم پروردگار کی کس کس نعمت کی تکذیب کرتے ف۶ ہو؟

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَيِّ

نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے۔ ف۷ پھر تم اپنے پروردگار کی

(بقیہ ۴)

حیرت سے دوبارہ وہی سوال کیا اور آپ کی طرف سے دوبارہ وہی جواب ارشاد ہوا یہاں تک کہ تیسری بار کے سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں چاہے ابوالدرداء کو کیسا ہی ناگوار گزرے۔

ف۲: رنگت بھی مختلف اور لذت میں بھی مختلف جیسے ہمارے ہاں انار دو قسم ہیں کابلی اور قندھاری سنگترے ناگپوری اور دیسی دو قسم ہیں اسی طرح آم خربوزہ وغیرہ سب کی دو دو قسمیں ہوں گی یہ غالباً لذت میں مختلف ہونے کی قسموں کے بیان کے لیے ہے۔ غرض یہ کہ روحانی، عقلی اور فکری لذتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی و مادی لذتیں بھی پوری طرح حاصل ہوں گی۔

ف۳: اور جب استر یعنی اندر کا حصہ ایسا نفیس ہوگا تو پھر باہر کا حصہ جیسا ہوگا تو وہ ظاہر ہے۔

ف۴: یعنی میوے ان کے قریب ہوں گے جب چاہیں، جس حالت میں ہوں کھڑے لیٹے بیٹھے ہر حال اور ہر وضع میں بغیر کسی تکلیف اور محنت کے ان کو پکڑ لیں گے۔

ف۵: ان باغوں میں اہل جنت کے لیے ایسی بیویاں ہوں گے جو شرم سے نگاہیں نیچے جھکائے ہوئے ہوں گی ان کی ایک خاص کیفیت یہ ہوگی کہ ان بہشتیوں سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے یعنی وہ بالکل باکرہ جوان، ہم عمر، خوبصورت ہوں گی۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا﴾ ایک بار پھر بشارت اور صراحت ہے کہ روحانی نعمتوں کے ساتھ ساتھ مادی لذتیں بھی اپنی تفصیلات اور جزئیات کے ساتھ اہل جنت کو پوری طرح حاصل رہیں گی اس دنیا سے کم نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گی۔

ف۶: گویا وہ یاقوت اور مونگا یا بالفاظ دیگر کشمیر کے سیب کی طرح چمکیلی اور سرخ سفید رنگت والی ہوں گی یعنی خوب سرخ و سفید، گوری چٹی، حسن و جمال مجسم۔

ف۷: احسان کے معنی حسن پیدا کرنے کے ہیں جب بندوں نے احکامات کی اطاعت میں حسن پیدا کر کے دکھایا تو کیسے ممکن ہے کہ مالک کی طرف سے صلہ و انعام بھی حسن کاری کی حد تک نہ پہنچے۔ اس لیے جو لوگ صالح ہوں گے ان کی جزا بھی اچھی ہوگی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول (اللہ تعالیٰ کے بتانے سے) بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں نے توحید کی نعمت عطا کی اس کا صلہ جنت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انتہائی بدلہ دیا۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ (السجدہ:۱۷) شاید اس میں دولت دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم

ف۱: ایک رہنے کے لیے اور ایک سیر سپاٹے کے لیے جیسے دنیا میں امراء رؤساء کے لیے ہوتے ہیں۔ عبداللہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب چاندی کا ہے اور دو بہشت اور ایسے ہیں جن کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہیں اور جنت عدن میں جو لوگ ہیں ان کے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے درمیان صرف اللہ عزوجل کے منہ مبارک پر کبریائی کی چادر ہے۔

محدثین نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ سے ڈرنے والے کو جنت کی بشارت دی اس پر صحابی ابوالدرداءؓ نے عرض کیا کہ اگر ایسا بندہ چوری اور زنا کرے تو بھی؟ تو آپ نے یہ آیت پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ ہاں بندہ اگر چوری اور زنا کرے تو بھی اس پر صحابی نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا

کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ف۱ ان دو کے علاوہ دو اور بہشت

جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾

ہیں۔ ف۲ پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

مُدْهَامَّتٰنِ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾

سیاہی مائل پھر پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ف۳

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ان میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے۔ پھر تم دونوں گروہ پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۵۲﴾

کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ف۴ ان دونوں میں پھل کھجوریں اور انار ہوں گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ

پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ف۵ ان میں نیک

حِسَانٌ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ حُوْرٌ

خوبصورت عورتیں ہوں گی پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ف۶ وہ گورے

مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رنگ کی حوریں خیموں میں پردہ نشین ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۸﴾

کا انکار کرتے ہو؟ ف۷ ان مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى

پھر تم پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ لوگ سبز قالینوں

رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ

اور خوبصورت فرشوں پر تکیہ لگائے۔ بیٹھے ہوں گے پھر تم کس کس نعمت خداوندی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ

کا انکار کرتے ہو؟ ف۸ تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام

وَالْاِكْرَامِ ﴿۶۲﴾

بڑی برکت والا ہے۔ ف۹

ف۱: بتاؤ تو کیا اس نے تمہیں پیدا نہیں کیا کہ اس نے تم کو صحت اور تندرستی نہیں دی اور اس نے تم کو رزق اور عافیت نہیں بخشی آخر بولو تو سہی کہ کیا اس نے تمہیں کچھ نہیں دیا؟ دنیا میں تو جو دیا سو دیا کیا دیا آخرت میں دو بہشت دینے کا وعدہ نہیں کیا۔

ف۲: یہ دو بہشت ان پہلے دو بہشتوں سے رتبہ اور فضیلت میں کم ہیں' پہلے دو بہشت مقربوں کے لیے ہیں اور یہ دو اصحاب یمین کے لیے ہیں یعنی خواص کے بعد اب ذکر عام اہل جنت کی نعمتوں کا ہو رہا ہے۔

ف۳: پہلے دو باغوں کی وصف میں فرمایا کہ ان کی شاخیں بہت ہیں اور ان دو باغوں کی یہ صفت بیان کی کہ یہ نہایت سرسبز ہوں گے کہ دور سے دیکھنے میں سیاہی مائل دکھائی دیں گے اس لیے کہ ان میں اور ان میں فرق ہے۔

ف۴: یہ چشمے فوارہ کی طرح ابلتے ہیں اور پہلے دو باغوں میں جو دو چشمے ہیں وہ بہتے ہیں اور بہنا ابلنے سے زیادہ قوی ہے۔

ف۵: کھجور اور انار کو خاص کر الگ کر کے بیان فرمایا اس لیے کہ ان کو دوسرے پھلوں پر فضیلت ہے کھجور میوہ بھی ہے اور غذا بھی اور انار میوہ ہے اور دوا بھی۔ پہلے دو جنتوں کے وصف میں فرمایا کہ ان میں پھل اور میوے دو دو قسم کے ہیں۔

تنبیہ: یہاں کے انار اور کھجوروں پر جنت کے پھلوں کو قیاس نہ کیا جائے ان کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

ف۶: خیرات اچھے خلق والیاں' حسان خوبصورت یعنی اچھے اخلاق کی خوبصورت اور خوب سیرت فبہن میں ضمیر ھن سے مراد یہ ہے کہ ان باغوں' چمنوں' گلشنوں کے اندر جو آراستہ و پیراستہ کوٹھیاں' بنگلے' حویلیاں اور محل سرائیں ہوں گی ان میں حیرات وحسان ہوں گی تاکہ بہشتی تنہائی میں نہ رہیں اور اکیلا ہونے سے پریشان نہ ہوں۔

ف۷: وہ عورتیں بڑی خوبصورت گورے رنگ کی حوریں ہوں گی جو ان باغوں میں بعد سیر و تفریح کے شاہی بیگمات کی طرح خیموں میں پردہ نشیں ہوں گی کیا مجال کہ کوئی غیر ان کو دیکھ سکے۔ مطلب یہ کہ پردہ کی گئیں رکی ہوئیں خیموں کے اندر کہ ان کی نظریں اپنے خاوندوں پر بند کی ہوئی ہیں' وہ خاوندوں کے علاوہ اور کسی کی طرف نہیں دیکھتیں۔ پہلی آیت میں حوروں کے وصف میں قاصرات الطرف فرمایا یعنی نظر کو اپنے خاوندوں پر بند کرنے والیاں بیان ہوا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاوندوں پر نظر کو بند کرنا اوروں کو نہ دیکھنا ان کی طبعی اور پیدائشی بات ہے اور یہ خصلت اعلیٰ اور کامل تر ہے مقصورات سے' جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ نظر کو بند رکھنا ان سے خلاف طبع صادر ہوا ہے۔ انس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رکے رہنے ہی سے ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیمہ موتی کے دانے کا ہے طول اس کا اوپر کی جانب ۷

میل ہے اور اس کے ہر کونے میں مومن کے گھر والے ہوں گے دوسرے لوگ ان کو نہیں دیکھیں گے وہ مومن ان کے پاس آیا جایا کرے گا۔ حور لفظی معنی گورے رنگ والی کے ہیں مراد جنت کی نسوانی مخلوق سے ہے جس کے ذکر سے آج کی ''روشن خیالی'' کو اتنی حیا کیوں آتی ہے؟ سوا اس کے کہ اس کو مسیحیت سے دماغی مرعوبیت پر محمول کیا جائے وہ مسیحیت جس کے نزدیک عورت گناہوں کا مجسمہ ہے اور اس کا نام لینا بھی باعث شرم اور ذلت کا موجب ہے۔

ف۸: رَفْرَفٍ خُضْرٍ سبز تکیے اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ بچھونے اچھے۔

ف۹: اور جس کے اسم میں یہ برکت و عظمت ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا اسم مسمیٰ کیسا مبارک اور کیسا کامل و اکمل ہوگا' یہاں اس سے مراد صفات ہیں جو ذات باری سے غیر نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتہا ۹۶ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ رکوعاتہا ۳

سورۃ الواقعہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾

جب قیامت واقع ہوجائے گی ف۱ جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ف۲

خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾

وہ پست کرے گی اور بلند کرے گی ف۳ جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَکَانَتْ ہَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾

اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کردیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہوکر اڑیں گے ف۴

وَّکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً ۘ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ ۙ

اور تم تین قسم ہوجاؤ گے ۔ ف۵ پس دائیں ہاتھ والے

مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ ۘ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ ۙ

کیسے اچھے ہوں گے اور بائیں ہاتھ

مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ ۘ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾

والے کیسے برے ہوں گے۔ سابق لوگ سابق ہوں گے

اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ؕ﴿۱۲﴾

خدا کے مقرب ہوں گے ف۶ بڑی نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے ف۷

ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ﴿۱۴﴾

پہلے لوگوں میں سے ایک جماعت ہوگی اور پچھلوں میں بھی تھوڑے سے ہوں گے ف۸

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ ۙ﴿۱۵﴾ مُّتَّکِـِٕیْنَ عَلَیْہَا مُتَقٰبِلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾

بڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

یَطُوْفُ عَلَیْہِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ﴿۱۷﴾ بِاَکْوَابٍ

خور سال ہمیشہ رہنے والے بچے ان کے پاس گلاس اور لٹیاں اور

وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوْنَ

شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے نہ ان کو درد سر

(باقی ہے)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَنَسْئَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ الْوَهَّابَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْاَوَّلِيْنَ (آمین)

ف۱: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی ہر رات سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچتا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ بوڑھے ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا: سورہ ہود واقعہ مرسلات عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کردیا۔ (رواہ الترمذی)

ف۲: یعنی قیامت کے آنے میں جھوٹ نہیں بلکہ وہ ضرور واقع ہونے والی ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سب مسلمان ہوں گے کفر اور افتراء وہاں نہ ہوگا۔

ف۳: وہ قیامت کئی ایک بلند مراتب انسانوں کو جو دنیا میں بڑے رتبے والے ہوں گے پست کردے گی اور کئی ایک پست رتبہ لوگوں کو ایمان اور اعمال صالح کی وجہ سے بلند کردے گی یعنی دنیا میں جو بداعمال لوگ بلند مرتبہ ہوں گے وہ وہاں پست ہوں گے اور جو نیک لوگ دنیا میں پست ہوں گے وہ وہاں بلند ہوں گے اس روز سب کی قلعی کھل جائے گی سب کا کیا کرایا معلوم ہوجائے گا۔

ف۴: یہ واقعہ اس روز ہوگا جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور اس حرکت کے ساتھ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کردیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہوکر اڑیں گے ایسے پست نظر آئے گی۔ لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا یعنی جس میں نہ تم کی (ٹیڑھا پن) دیکھو گے اور نہ ٹیلا (بلندی)

ف۵: ایک قسم دائیں ہاتھ والوں کی ہے۔ جن کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں عزت کے ساتھ ملے گا دوسری قسم بائیں ہاتھ والوں کی جن کو اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا اور تیسری قسم وہ لوگ جو ان سے بالاتر ہوں گے یعنی نیک کاموں میں سبقت کرنے والے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نسل انسانی بلحاظ اپنے انجام و ثمرات عمل کے تین طبقوں میں منقسم نظر آئے گی۔ ایک خواص مومنین یا مقربین دوسرے عوام مومنین اور تیسرے منکرین یا کفار پچھلی سورت میں بھی ان تین طبقات کا ذکر تھا۔ تم سے یہاں خطاب موجودہ امت اور سابقہ امتوں سے مجموعی طور پر ہے۔ ازواجاً زوج یہاں صنف یا قسم کے معنی میں ہے۔

ف۶: سابقہ لوگوں کا کیا کہنا وہ تو جیسے دنیا میں نیک کاموں میں سابق تھے آخرت میں بھی جنت کی طرف اسی طرح سابق ہوں گے داخلہ میں سابق، ہر نعمت کے حاصل کرنے میں سابق اللہ تعالیٰ کے دیدار میں سابق غرض ہر امر میں سابق، کیونکہ وہی اعلیٰ درجے میں اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوں گے اس سے مراد حضرت انبیاء کرام اور پھر ان کے بعد اولیاء امت اور متقین کاملین ہیں۔

ف۷: یعنی جو لوگ کمالات علمیہ اور عملیہ اور مراتب تقویٰ میں دوڑ کر اصحاب یمین سے آگے نکل گئے وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجاہت میں بھی سب سے آگے ہیں۔

ف۸: تم سے پہلے اچھے لوگوں یعنی انبیاء و اولیاء سابقین میں سے ایک خاصی تعداد ایسے سابقین لوگوں کی ہوگی اور پچھلوں یعنی تم مسلمانوں میں سے بھی تھوڑے سے ان سابقین میں ہوگے کیونکہ دنیا میں یہ قانون عام ہے کہ اچھی اور اعلیٰ چیز بہ نسبت ادنیٰ اور ماتحت کے تھوڑی ہوتی ہے اسی قاعدے سے یہ جماعت سابقین میں کم ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر نبی ﷺ کے دور تک مراد ہے اور مجاہد حسن بصری اور بان جریر کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ اولین سے مراد گذری ہوئی امت میں ہیں اور آخرین (بقیہ صفحہ 967 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾

ہوگا اور نہ وہ بکواس بکیں گے ف اور جس جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾

وہ چاہیں گے وہ لے کر ان کے پاس آئیں گے اور ان کے لئے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں

كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح ہوں گی یہ ان کو ان کے کاموں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

کے بدلہ میں ملے گا جو وہ کرتے تھے۔ ف وہ کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ

سوائے سلام سلام کے ف اور دائیں ہاتھ والوں

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ

کے کیا کہنے بے کانٹے کی بیریوں میں تہہ بتہہ

مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّ

کیلوں میں اور بڑی نعمتوں میں اور گرتے پانی میں اور

فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾

بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان سے ان کو روک ٹوک ہوگی ف

وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے ہم نے ان ازواج کو پیدا کیا ہے

فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ

اور باکرہ رکھا ہے محبوبہ دائیں ہاتھ والوں کی

الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ

ہم عمر بنایا ہے ف اس جماعت میں بہت سے لوگ پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے ف بائیں ہاتھ والے لوگ کیسے بدنصیب ہوں

الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ

گے سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور سخت گرم پانی میں اور سخت سیاہ

یَحْمُوْمٍ

فرلنے کے راستے میں ٹیڑھا پتھر ہے جس کو بڑی خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے اس پر ہوتا ہوا پانی نیچے آتا ہے تو عجیب خوبصورت منظر پیدا ہوتا ہے مَّآءٍ مَّسْكُوْبٍ کی یہ نظیر ہے۔ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ نہ ان سے ان کو روک ٹوک ہوگی بخلاف دنیا کے اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے بخلاف دنیا کے میووں اور پھلوں کے کہ فصل کے ختم ہونے پر یہ بھی ختم ہوجاتے ہیں اور ان کیلئے روک ٹوک بھی ان کے مالکوں کی طرف سے جاری رہتی ہے۔

تنبیہ: ظل ممدود محاورہ ہے بہت زیادہ نعمتوں کے لیے۔

ف۵: اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے اور بستروں کے ذکر سے انسانی ذہن ایک ضروری چیز کی طرف منتقل ہوا ہوگا یعنی بیویاں' کیونکہ بستر بغیر بیوی کے آرام دہ نہیں ←

ف: سونے چاندی کے جڑاؤ سے مزین کئے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ان کی نسل کے چھوٹی عمر میں مرے ہوئے بہشت میں ہمیشہ رہنے والے بچے ان جنتیوں کے پاس شیشے کے گلاس اور بلوری لٹیاں اور ایسی شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے کہ جس سے نہ تو ان کو سر کا درد ہوگا اور نہ ہی وہ نشہ کی وجہ سے بکواس بکیں گے' کیونکہ وہ شراب بغیر نشہ کے محض پینے کی چیز ہوگی یعنی اس شراب میں سرور ہی سرور ہوگا باقی جتنے نقصانات اس دنیا کی شراب میں ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس میں نہ ہوگا۔ قرآن مجید کی کمال بلاغت ہے کہ دو مختصر فقروں میں اس نے شراب کی ساری ہی خرابیوں کی نفی کر دی عنها میں عن سببیہ ہے۔

تنبیہ: اہل جنت کی اولاد میں سے یہ وہ بچے ہوں گے جو شیر خواری کی حالت میں دنیا میں مر گئے ہوں گی کیونکہ اس جگہ وِلْدَانٌ کا لفظ آیا ہے اور سورہ طور میں غِلْمَانٌ لَّهُمْ کا لفظ ہے جس کے معنی ان کے بچے یہ سب اہل جنت کی دل جوئی کیلئے ہوں گے۔

ف: اس قسم کے مضمون سے مقصود حسن عمل کے لیے ترغیب اور ہمت افزائی ہے جنت کی مادی لذتیں کیا یہاں اور کیا قرآن کے دوسرے مقامات میں جو بیان ہوئی ہیں ان میں قدرۃ سب سے مقدم اہل عرب کے مذاق کو رکھا گیا ہے کہ وہی مخاطب اول تھے۔ اگر ایسی نعمتوں کی تشریح کی جاتی جو مذاق عرب سے بالکل مختلف چین یا جاپان یا جرمنی یا فرانس والوں کے ذوق کی ہوتیں تو ظاہر ہے کہ اہل عرب انہیں میں الجھنے لگتے اور مخاطبین اول کو خواہ مخواہ جھگڑے بکھیڑنے کے لیے ایک اور موقع نکل آتا۔ قرآن مجید نے غائت ژرف نگاہی اور کامل نکتہ سنجی سے کام لے کر عام اور عالمگیر مذاق کی نعمتوں اور لذتوں کا ذکر صرف اجمالی ارشادات کر کے چھوڑ دیا۔ اور جو تفصیل ہے وہ صرف مخاطبین اول کی رعایت ہے كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ کی تشبیہ سے مقصد انتہائی حسن اور انتہائی عصمت کا اظہار ہے۔

ف: کیونکہ وہاں کسی قسم کی بے ہودگی نہ ہوگی اس لیے کسی قسم کی ناجائز بات ان کے سننے میں نہ آئے گی سوائے سلام سلام کے ہر طرف سلام علیکم وعلیکم السلام کی آوازیں آئیں گی۔ فرشتوں کی طرف سے بھی اور باہم اہل جنت کی زبان سے بھی اور رب کریم کا جو سلام پہنچے گا تو وہ تو بہت ہی بڑے اعزاز واکرام کی صورت میں ہوگا اور سلام کی یہ کثرت اس کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہاں پہنچ کر تمام آفات ومصائب سے محفوظ اور صحیح سالم رہو گے نہ کسی طرح کی تکلیف پہنچے گی نہ موت آئے گی اور نہ ہی فنا ہونے کا امکان ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ لذت وسرت جسمانی اور روحانی ہر طرح حاصل رہے گی۔

ف: لاہور اور سری نگر کشمیر کے شالامار باغ میں اس پانی کا نمونہ نظر آتا ہے جب اوپر کے درجے سے نیچے کو پانی گرتا ہے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحْمُوْمٍ ﴿٤٢﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿٤٣﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا

دھوئیں میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ عزت کی جگہ۔

قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ

یہ لوگ پہلے بڑے آسودہ تھے اور بڑے کبیرہ گناہ

عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا

ہمیشہ کیا کرتے تھے - ف۱ اور کہتے تھے جب ہم مرکر

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٦﴾

مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم اور ہمارے باپ دادا

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٧﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ

حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ تو کہہ کہ اس میں شک نہیں کہ تمہارے پہلے

الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٨﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ

اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے

مَّعْلُوْمٍ ﴿٤٩﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥٠﴾

جائیں گے ف۲ پھر تم اے بھولے ہوئے جھٹلانے والے لوگو

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥١﴾ فَمَالِـُٔوْنَ

زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ

پیٹ بھرو گے پھر اس پر اونٹوں کی طرح

الْحَمِيْمِ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٤﴾ هٰذَا

منہ سے گرم پانی پیو گے ف۳ انصاف کے روز

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٥﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا

یہ ان کی ضیافت ہوگی- ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر تم

تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٦﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٧﴾ ءَاَنْتُمْ

تصدیق کیوں نہیں کرتے - ف۴ بتاؤ جو پانی تم ارحام میں ٹپکاتے ہو وہ

تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٨﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا

تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ ف۵ ہم ہی نے تمہارے

ہوتا پس ان کے لیے وہاں ہوں گی ہم نے وہاں کی ان ازواج کو پیدا کیا ہے اور پیدا کر کے (بقیہ صفحہ 967 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی دنیا میں ناز سے پلے ہوئے نفسانی لذتوں پر متوجہ تھے انبیاء کرام کے دین کی طرف نہیں آتے تھے اور ایمانی صداقتوں سے انکار پر مصر تھے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہ' شرک کفر اور بدمعاشی کے تمام کام ہمیشہ کیا کرتے تھے نہ عید چھوڑتے نہ بقرعید نہ رمضان اور نہ محرم بلکہ ان کا قول تھا۔

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

الحنث العظیم بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں وغیرہ کو رب بنالینا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ بڑا گناہ شرک ہے شعبیؒ نے کہا کہ جھوٹی قسم ہے۔

تنبیہ: جھوٹی قسم اٹھا کر یہ کہنا کہ مرنے کے بعد ہرگز کوئی زندگی نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ﴾ (النحل:٣٨)

ف۲: یہ وہی گروہ ہے جس کی جانشینی اور ترجمانی آج مادی تہذیب تمدن میں مبتلا بیسویں صدی کے روشن خیال' دنیا کے لوگ کر رہے ہیں۔ مصری' یونانی' رومی ہر جاہلی تمدن میں ایک گروہ ان خیالات کا ترجمان رہا ہے اور آج یورپ اور یورپ زدہ سارے ملکوں کا تمدن اسی انکار آخرت کے عقیدہ میں شریک ہے۔

ف۳: اونٹ جیسے پیاس کی شدت سے ایک دم پانی چڑھاتا چلا جاتا ہے یہی حال دوزخیوں کا ہوگا لیکن وہ گرم پانی جب منہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالے گا اور جب پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں کٹ کر باہر آجائیں گی۔ یہ جہنم کے شدائد کا بیان ہے جو کافروں کو چارونا چار برداشت کرنی ہوں گی۔ من زقوم میں من بیانیہ ہے شرب پیش کے ساتھ مصدر ہے اور اسم کے معنی بھی دیتا ہے اور مشروب کے مترادف ہے۔

ف۴: اب تم اپنے اصل اعتراض کا جواب سنو! تم کہتے ہو کہ مرکر کوئی جاندار کس طرح زندہ ہوسکتا ہے پس غور کرو کہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور تم نے کہاں سے کہاں تک ترقی کی اس کا ثبوت تمہارے حالات بتا رہے ہیں کیا تمہاری جوانی کی حالت اس ابتدائی حالت سے مشابہت رکھتی ہے جو تم کو بطن مادر میں اور اس کے بعد حاصل ہوتی ہے تو کیا اس حالت میں تم کو دیکھنے والا جوانی میں دیکھے تو کیا وہ باور کرسکتا ہے کہ تم وہی ہو؟ ہرگز نہیں۔ پس جس طرح ان مختلف مراتب سے گزرتے ہوئے خالق نے تم کو اس آخری مرتبے تک پہنچایا ہے اسی طرح فنا کے بعد تم کو پیدا کرے گا پھر تم اتنا ثبوت ہوتے ہوئے بھی وعدہ الٰہی جو کہ وعدہ الٰہی متضمن حشر اجساد کے بارے میں ہے اس کی تصدیق کیوں نہیں کرتے' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منکروں پر حجت الزامی ہے کہ ہمارا تم کو پیدا کرنا اور نیست سے ہست تو تمہیں بھی تسلیم ہے تو پھر آخر تمہارے دوبارہ پیدا کئے جانے میں تمہیں کونسی عقلی مشکل یا کونسی دشواری نظر آرہی ہے۔

ف۵: یعنی عورت کے رحم میں جو تم مادہ ڈالتے ہو پھر نطفہ سے انسان کون بناتا ہے؟ انصاف اور ایمان سے بتانا اس سے اصل بات کا پتہ چل جائے گا کہ ہم ہی نے تم کو پیدا کیا اور پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ سے ایسی خوبصورت تصویر بناتا اور اس میں جان ڈالتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ

حق میں موت مقرر کر رکھی ہے اور ہم اس سے بھی عاجز نہیں ف۱ کہ

نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم کو ایک ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے ف۲

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور تم پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر تم نصیحت کیوں نہیں پاتے ف۳

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ

بھلا بتاؤ تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو وہ تم اگاتے ہو

نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا

یا ہم اگاتے ہیں؟ ف۴ اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کردیتے

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ

پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے ف۵ کہ ہائے ہم مقروض ہوگئے بلکہ ہم

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾

بڑے ہی بدنصیب ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو ف۶

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم اتارتے ہیں؟ ف۷

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کردیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے ف۸

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ

بھلا بتاؤ تو تم لوگ جو آگ جلاتے ہو کیا اس کے پیڑ

شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا

تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم بناتے ہیں۔ ہم ہی نے ان کو نصیحت

تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

کے لئے اور خاص کر غرباء کے گذارے کے لئے بنایا ف۹ ہے پس تم اپنے پروردگار

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾

عالیشان کے نام کی تسبیح پڑھا کرو ف۱۰ مجھے ستاروں کی گذرگاہوں کی قسم ہے

ف۱: ایک وقت پر پہنچ کر تم خود بخود معدوم ہوجاتے ہو اور ہوجاؤ گے یعنی وجود میں بھی ہم لائے بقائے وجود کے اسباب بھی ہم ہی نے فراہم کئے اور فنائے وجود بھی ہمارے ذمہ ہے۔ تخلیق کرنا اور بقاء وفنا کی تینوں قوتیں ہم ہی میں جمع ہیں کوئی الگ الگ تین معبود نہیں جیسا کہ بعض مشرک جاہلی قوموں نے سمجھ لیا ہے۔

ف۲: یعنی تمہاری جگہ اور مخلوق تمہارے جیسی لے آئیں اور تمہاری صورتیں اور طرح کی بنادیں جو تم کو معلوم نہیں جیسے بندر اور سور۔

ف۳: یعنی تم یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ جس اللہ تعالیٰ نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی ایسا کرسکتا ہے ضرور کرسکتا ہے اور کرے گا۔ فلولا تذکرون فقہاء مفسرین نے آیت کے اس جز سے صحت قیاس فقہی کا استنباط کیا ہے۔

ف۴: کون ایسا عقلمند ہے جو کہے کہ میں اگاتا ہوں نہیں بلکہ وہ یہی کہے گا۔

نہ بارد ہوا تا نہ کوئی بہار زمین تا آورد تا نہ گوئی بیار

زمین میں یہ صلاحیت رکھنا کہ وہ دانے کو نشوونما دے سکے اور دانے میں یہ استعداد کہ وہ مٹی سے نمی حاصل کرسکے گرمی روشنی ہوا اور پانی وغیرہ سے استفادہ کی قابلیت ان سب کو قوت سے فعل میں مناسب مقدار میں وقت مقررہ پر لانا بارش اوقات مقرر پر مقدار مقررہ میں اور آفتاب کی تابش غرض نظام زراعت کی ساری مشینری کو حرکت میں لانا اللہ جل شانہ کا ہی کام ہے۔

ف۵: اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کردیتے نہ دانے تمہارے ہاتھ لگتے نہ بھوسہ تم کھاتے نہ تمہارے مویشی تو پھر تم باتیں بناتے اور افسوس کرتے رہ جاتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یعنی تم تعجب کرنے لگو۔

ف۶: یہاں اللہ تعالیٰ نے پانی کا صرف ایک ہی فائدہ بیان فرمایا یعنی پینا باوجود اس کے کہ پانی کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں یہ اس لیے ہے کہ یہ فائدہ باقی تمام فوائد سے بڑا ہے۔

ف۷: سال کی خاص خاص فصلوں اور مناسب زمانہ میں زمین کو ایک خاص حد تک بنانا حرارت پہنچانا سمندر سے ایک خاص اندازہ کے مطابق بھاپ اٹھانا بخارات کو فضا میں ایک خاص بلندی تک لے جانا یہاں ہوا میں ایک خاص درجہ کی برودت پیدا کرکے اس کے بخارات میں انجماد پیدا کرکے انہیں بادل کی شکل دینا اور ایک مناسب مدت تک اس ابر کو بلند رکھنا پھر فضا میں ایک اور تبدیلی پیدا کرکے ابر کو پانی کے قطروں کی شکل دے کر انہیں زمین پر برسانا بارش کو ایک مقدار مناسب میں نازل کرنا پھر اس سے خلقت کو براہ راست اور بالواسطہ فائدے پہنچانا یہ ساری کاری گری اسی قادر مطلق اور صانع کامل کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ کما قال الشاعر۔

ابروبا دومہ وخورشید فلک درکارند
تا تو نانے بکف آری وبغفلت نہ خوری

ف۸: الحاج ایسا کھارا پانی کہ جس کو کوئی پی نہ سکے اور کہا حسنؒ نے کہ ایسا کڑوا پانی جو نہ پینے اور نہ کھیتی وغیرہ کے کام آئے۔ ایک عالم سے سنا جو کہ جدید علوم سے بھی واقفیت رکھتے ہیں کہ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ پانی کا ایک قطرہ بنانے کے لئے تقریباً دو لاکھ روپیہ کی رقم خرچ آتی ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر سوچئے کہ جتنا پانی ہم روزانہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں اگر اتنی گراں قیمت پر ملتا تو کیا آج روئے زمین پر کوئی چیز نظر آسکتی تھی۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنہ عرشہ ومداد کلماتہ۔ پھر بھی تم ہمارا احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کئی خزانے تمہارے ہاتھ میں دے (بقیہ صفحہ 968 پر ملاحظہ فرمائیں)

تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنالیتے یا خوشامد اور زبردستی کرکے بادل سے چھین لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ

اور اگر جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ ف بے شک یہ

كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا

بڑی عزت کی کتاب ہے مخفی کتاب میں ہے اس کو پاک لوگ

الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ہی چھوتے ہیں ف رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ

کیا پھر بھی تم اس کلام کے ماننے میں سستی کرتے ہو اور تم اپنا حصہ

رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ

یہی بناتے ہو کہ تکذیب کرتے ہو ف بھلا جب روح گلے میں

الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ

آ پہنچتی ہے اور تم سب اس وقت دیکھا کرتے ہو اور ہم خود

اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ

اس کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ نہیں دیکھتے پھر اگر

اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ

تم لوگ کسی کے دبیل نہیں تو اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

سچے ہو ف پھر اگر وہ مقربوں سے ہوتا ہے

فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ

تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں اور اگر وہ

كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ

دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے تو دائیں ہاتھ والوں

اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

کی طرف سے بھی تجھ کو سلام ہو۔ ف اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں

الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ

میں سے ہوگا تو سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی اور جہنم

ف: کیونکہ اس میں مقسم بہ کو مقسم لہ کے ساتھ تشبیہ پائی جاتی ہے مقسم لہ یہاں قرآن ہے اور مقسم بہ ستارے ہیں جس طرح ستارے روشنی کی علت ہیں اسی طرح قرآن بھی دل کی روشنی کا سبب ہے لا اقسم میں لا یہاں نفی کا نہیں بلکہ تاکید کا ہے۔ یعنی قیامت کے دن جو تارے پراگندہ ہوں گے ان کی قسم ہے یا یہ معنی کہ تاروں کے ڈوبنے کی قسم ہے۔ قسموں کو بار بار لانا عربی اسلوب بلاغت میں ایک خاص صنعت ہے مواقع النجوم اس کا ایک معنی قرآن کی آیات کے بھی کئے گئے ہیں جو آہستہ آہستہ اترتی رہی ہیں اور بالکل متصل جو کلام آ رہا ہے اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اس لحاظ سے معنی زیادہ چسپاں بھی معلوم ہوتے ہیں۔

ف: اس کتاب قرآن مجید کو پاک لوگ ہی چھوتے ہیں یعنی وہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں اور وہی اس کو راہنما اور ہدایت نامہ بناتے ہیں۔ ابن عباسؓ اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ مطہرون سے مراد فرشتے ہیں یعنی وہ چھپی کتاب جو آسمان میں ہے اس کو فرشتوں کے سوا اور کوئی نہیں چھوتا یا یہ معنی کہ اس کتاب یعنی مصحف کو وہی ہاتھ لگائے جو جنابت یا بے وضو ہونے سے پاک ہو جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے اور نفی بمعنی نہی کے ہے یا یہ معنی کہ اس قرآن کی لذت اور نفع وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو شرک سے پاک ہوں لایمسہ میں ہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے بعض نے کہا ہے کہ لایمسہ میں ہ ضمیر لوح محفوظ کی طرف ہے۔ صوفیہ عارفین نے کہا ہے کہ اسرار دقائق قرآن مجید تک بھی وہی پہنچ سکتے ہیں جو ہوائے نفس کی آلودگیوں سے پاک اور طاہر ہوں۔

ف: اور تم اپنا حصہ قسمت یہی بناتے ہو کہ اس پاک اور سچے کلام کی تکذیب کرتے ہو واہ کیا خوب عقل ہے تمہاری اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا شکریہ یہی ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کی بے قدری کرو کیا تمہیں اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں یا یہ معنی کہ رزق جس سے کہ مراد یہاں بارش ہے اس کے دینے کا تم شکریہ اس طرح ادا کرتے ہو کہ حقیقی رزاق کو جھٹلاتے اور کہتے ہو کہ فلاں تارے کی تاثیر سے بارش ہوئی اور ایک لغت میں رزق کا معنی تشکر ہے یعنی تمہارا شکر یہی تکذیب ہے۔

ف: اگر تم لوگ کسی مالک کے ماتحت نہیں ہو تو اپنے اس پیارے اور قریبی کی روح کو واپس کیوں نہیں کرتے اگر تم اپنے خیال اور دعوے میں سچے ہو کہ ہم کسی کے زیر فرمان نہیں یاد رکھو ہرگز واپس نہیں کر سکتے کیونکہ تم بلکہ تمام دنیا اسی اللہ تعالیٰ کی محکوم اور مقہور ہے وہی تم کو جزا و سزا دے گا مر کر تم سب لوگوں کو اسی کے حضور حاضر ہونا ہے۔

تنبیہ: دونوں لولا کی جزا ایک ہی ہے۔

ف: روح کے معنی رحمت اور ریحان کے معنی خوشبو کے بھی ہیں۔ دوسرے معنی مغفرت اور استراحت اور دوزخ سے نجات اور جنت میں دخول کے بھی کئے گئے ہیں۔ پس اگر مرنے والا مقربین سے ہے تو اس کے لیے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت میں مزے اور عیش ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو بھی ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں بقول تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ اگر مردہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس کی طرف سے بھی تجھ کو سلام یعنی تسلی ہو۔ آج کل کے دستور کے مطابق یوں سمجھو کہ مقرب لوگ ریل کے فرسٹ کلاس میں ہیں اور اصحاب الیمین سیکنڈ کلاس میں ہیں بس اتنا ہی ان میں فرق ہے ورنہ نعمتوں اور جنت میں دونوں فریق مزے سے رہیں گے جیسے فسٹ کلاس اور سیکنڈ کلاس والے ایک ہی ٹرین میں سفر کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَحِيْمِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ

میں داخلہ ہوگا ف۱ بے شک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے پس تم اپنے عظمت اور

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

جلالت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو ف۲

آیاتہا ۲۹ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۴

سورۃ الحدید مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب

الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَ

اور بڑی حکمت والا ہے ف۳ آسمانوں اور زمینوں کا ملک اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہی زندگی

يُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ

بخشتا ہے اور وہی موت وارد کرتا ہے اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ف۴ وہی اول تھا

وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

وہ آخر ہوگا اور وہ ظاہر ہے اور وہ مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جانتا ہے ف۵ وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا

چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا پھر حکمران ہوا جو کچھ زمین میں

يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس سے نکلتا ہے اس کو اور جو

مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ

آسمان کی طرف سے اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ

مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ

ہے جہاں تم ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام آسمانوں

ف۱: جہاں یہ جانا نہ چاہے گا مگر اسے وہاں بادل ناخواستہ جانا ہی پڑے گا یہ ان تین گروہوں کا حال ہے جن میں موت کے بعد انسان تقسیم ہوجاتے ہیں۔ تصلیۃ جحیم کے معنی آگ میں داخل ہونے کے علاوہ ہر طرف سے آگ میں گھر جانے کے بھی کئے گئے ہیں۔ المکذبین الضالین وہی اصحاب المشئمۃ یا اصحاب الشمال ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ف۲: یعنی خالی وقت ضائع نہ کیا کرو بلکہ سبحان اللہ العظیم پڑھا کرو اس پر مداومت کرنے سے تم ان مراتب عالیہ کو پالو گے۔ انشاء اللہ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں (لیکن) وزن میں بہت یہ بھاری ہیں (اور اللہ) رحمان کو بہت ہی محبوب ہیں۔ (وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو رکوع میں پڑھا کرو پھر جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اتری تو آپ نے فرمایا اس کو سجدہ میں پڑھا کرو۔

ف۳: یعنی خالق کائنات کو ہر مخلوق پاکی سے یاد کرتی ہے۔ کسی عارف نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ باغات میں رہنے والے پرندے ہر روز صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی اپنی اپنی اصطلاح اور زبان میں تسبیح کرتی ہیں اور

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں باصطلاحے

یہ تسبیح ہر ہر مخلوق کی اس کے اپنے مرتبہ وجود کی مناسب زبان میں ہوتی ہے انسانوں کے لیے کسی کی زبان زبان قال ہے اور کسی کی محض زبان حال۔ عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ مسبحات میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیت سے بہتر ہے مسبحات وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں سبح یا یسبح آتا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کا بیان ہے۔

ف۴: یعنی زمین و آسمان کی تمام کائنات کا اصلی بادشاہ وہی ہے دنیا کے بادشاہ اس کے ماتحت اور غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کوئی دنیاوی بادشاہوں کی سی نہیں ہے کیونکہ دنیا کے بادشاہ اپنی رعیت کو زندگی نہیں دے سکتے نہ زندوں کو فنا کر سکتے ہیں یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے کا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ملکیت و حکومت میں نہ جان ڈالنے اور جان نکالنے میں اور نہ قدرت و اختیار میں۔ یہ رد ہے ان مشرک قوموں کا جنہوں نے یا تو اس ہی کی قدرت و اختیار کو محدود سمجھا ہوا ہے یا اس کی ملکیت و مالکیت میں دوسروں کو شریک بناتے ہیں اور موت و حیات کے دیوتا الگ الگ سمجھے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین میں سب جگہ اسی کا حکم اور اختیار چلتا ہے ایجاد و اعلام کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی طاقت اس کے تصرف تکوینی کو نہیں روک سکتی۔

ف۵: ھو الاول اس موجود حقیقی کا وجود ہر دوسرے وجود سے یہاں تک کہ وجود زمان سے بھی مقدم و سابق رہا ہے عدم سابق کبھی اس پر طاری نہ ہوسکا وہی ہر چیز سے پہلے ہے بغیر کسی ابتداء کے بلکہ وہ اس وقت بھی تھا جبکہ کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ وہ تمام موجودات پر پہلے سے ہے۔ پس وہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز سے پہلے ہے حتیٰ کہ زمانہ (وقت) سے بھی پہلے کیونکہ وہ بزرگ و بلند بنانے اور موجودات کا پیدا کرنے والا ہے۔ والاخر۔ اس موجود حقیقی کا وجود ہر مخلوق کے فنائے ذاتی وصفاتی کے بعد بھی علی حالہ قائم و باقی رہے گا عدم سابق کی طرح عدم لاحق کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے کل کام اسی کی طرف

الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

رجوع ہوتے ف۱ ہیں وہی رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن کو

فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اٰمِنُوْا

رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے ف۲ تم اللہ پر

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ

اور اس کے رسول پر یقین کرو اور اللہ کی راہ میں وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم

فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ

کو اس خدا نے مالک کیا ہے پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے

كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۙ وَالرَّسُوْلُ

یقیناً بہت بڑا اجر ہے ف۳ اور تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ

يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ

اللہ کا رسول تم کو اس غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اس نے تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى

ہے اگر تم کو یقین ہے ف۴ وہی اللہ اپنے بندے پر کھلے کھلے

عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

احکام نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر

اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا

نور کی طرف لے جائے اور اللہ تمہارے حال پر بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہارا

لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ

اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آسمانوں اور زمینوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ

کی کل مالکیت خدا ہی کیلئے ہے ف۵ جس نے فتوحات سے پہلے خرچ کیا ہے

مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً

اور جہاد کیا ہے برابر نہیں ہوسکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں

ف۱: دنیاوی بادشاہتوں کی طرح اس کی حکومت نہیں بلکہ کائنات کے تمام کام اسی کی طرف پلٹے ہوتے ہیں وہ جب تک کسی چیز کو وجود پذیر نہ کرے تو وہ نہیں ہوسکتی اور جب تک وہ موجود رکھے اس سے زیادہ وہ موجود نہیں رہ سکتی۔

ف۲: یعنی دلوں میں جو نیتیں اور ارادے پیدا ہوں یا خطرات اور وساوس آئیں وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس کے علم کی طرح اس کی قدرت بھی ہر جزء اور کل کو محیط اور ہر ہر چیز میں جاری وساری ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود تو ہے مگر اسکا علم صرف کلیات تک ہے جزئیات کو حاوی نہیں جیسا کہ بعض جاہل فلاسفہ نے کہا ہے۔

ف۳: یعنی جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا مالک اللہ ہے تم تو اس مال کے صرف امین اور خزانچی ہو لہٰذا جہاں وہ مالک بتلائے وہاں اس کے نائب کی حیثیت سے اس مال کو خرچ کرو اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا اور اب تم ان کے جانشین بنے ہو تو ظاہر ہے تمہارا جانشین کوئی اور بنایا جائے گا۔ پھر جب معلوم ہے کہ یہ چیز نہ پہلوں کے پاس رہی نہ تمہارے پاس رہے گی تو ایسی زائل اور فانی چیز سے اتنا دل لگانا مناسب نہیں کہ ضروری اور مناسب مواقع میں بھی آدمی خرچ کرنے سے گریز کرے۔

مالی جہاد کی ترغیب کا یہ طریقہ کتنا حکیمانہ و مصلحانہ ہے۔ پس جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ان کے لیے یقیناً بڑا اجر ہے ایک کے دس گنا' ستر گنا سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تک پاؤ گے۔ جس کا شمار کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔

ف۴: آخر یہ کام تم کو ناپسند ہے تو کیوں؟ کیا اس میں کوئی دنیوی نقصان ہے یا تمہاری عقل اس کو باور نہیں کرتی۔ کمال حیرت کی بات ہے کہ تم پھر بھی ایمان نہیں لاتے' جب کہ دو زبردست داعی اس دعوت ایمان کی قبولیت کے موجود ہیں ایک تو رسول جیسا حکیم مبلغ اعظم اور دوسرا توحید کا داعیہ خود تمہاری فطرت کے اندر موجود ہے۔ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ۔ میثاق سے مراد بیعت رسول بھی سمجھی گئی ہے اور میثاق صلب آدم بھی لی گئی ہے یعنی جس روز تم کو پیدا کیا تھا اگر تم کو اس روز کا یقین ہے تو بس یہی کافی ہے۔

ف۵: ظاہر یہ ہے کہ یہ مومنوں کو خطاب ہے یعنی تم کو کیا ہوا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جبکہ تم مر جاؤ گے اور تمہارے اموال اللہ تعالیٰ کے پاس رہ جائیں گے سو بخل کرنا نہایت بری بات ہے۔ اہل ایمان کو دینی اور ملی مقاصد میں مالی شرکت کے لیے آمادہ اور مستعد کیا جا رہا ہے

ولا تحش من ذی العرش اقلالا

بھی اس پر طاری ہونا محال ہے اور بحیثیت خالق لم یزل ہونے کے وہی سب سے اول تھا۔ اور عام اشیاء کے فنا ہونے کے بعد بھی بحیثیت لایزال ہستی ہونے کے وہی سب سے آخر ہوگا جیسا کہ ایک شاعر نے بھی کہا ہے:

خرد و فہم سے گرد دل نے کوئی بات تراشی
کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی
میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع فراشی
نہ بدے خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ تشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا

جنہوں نے پیچھے خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰

نیک وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف۱

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

پھر کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا

لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور اس کے لئے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا ف۲ جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں

الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

اور عورتوں کا ایمان اور ان کے آگے اور دائیں چلتا ہوگا

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو کہ تمہارے لئے بہشت ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ يَوْمَ

ہمیشہ ان میں رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ ف۳ اس روز

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

منافق مرد اور عورتیں ایماندار مسلمانوں کو کہیں گے

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا

ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں ف۴ کہا جائے گا

وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ

تم پیچھے کو چلے جاؤ پھر نور تلاش کرو پس ان کے درمیان ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں

لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی جانب

الْعَذَابُ ؕ ۝۱۳ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى

عذاب ہوگا ف۵ وہ ان کو بلائیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن کہیں گے ہاں

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ

لیکن تم نے اپنے تئیں فتنہ میں ڈال رکھا تھا اور تم لوگ منتظر رہتے تھے اور تم لوگ شکوک میں پڑے رہے

منزل ۶

فَ۱: قَبْلَ الْفَتْحِ سے اکثر نے مراد فتح مکہ لی ہے اور بعض اقوال صلح حدیبیہ سے متعلق بھی ہیں' بہر حال دونوں صورتوں میں جن صاحب استطاعت لوگوں نے فتح مکہ یا صلح حدیبیہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجات والے ہیں جبکہ بعد والے مسلمان ان کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ عام قانون مشہور ہے۔ الفضل للمتقدم پہلے کام کرنے والے کو پچھلے پر فضیلت ہے کیونکہ وہ ایسا وقت تھا کہ حق کے ماننے والے اور اس پر لڑنے والے بہت ہی کم تھے اور دنیا کافروں اور باطل پرستوں سے بھری ہوئی تھی اس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت زیادہ تھی اور مجاہدین کو بظاہر اسباب اموال وغنائم وغیرہ کی توقعات بہت کم تھیں تو ایسے حالات میں ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان ومال لٹا دینا بڑے اولعزم اور پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم انسانوں کا کام ہے (فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَرَزَقَنَا اللّٰهُ اتِّبَاعَهُمْ) جن اہل ایمان نے اس وقت اپنے اخلاص کا ثبوت جہاد مالی وقتال سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ ومال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے تو اجر ان کا بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے درجہ کا نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ بعض صحابہ سے افضل ہیں اور سب کا مرتبہ برابر نہیں مگر جنتی ہونے میں سب برابر ہیں اگرچہ کوئی جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہوگا اور کوئی اس سے نچلے درجہ میں اور اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے سب ہی کو اجر ملے گا اور محروم کوئی نہ رہے گا۔

ف۲: پھر کون ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے یعنی نیک کاموں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ قرضا حسناً قرض کا لفظ اس اشارہ کے لیے ہے کہ اجر کا ملنا اس قدر یقینی اور قطعی ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ پر قرض ہے' ورنہ لفظی معنی کے اعتبار سے تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کو "قرض" دے ہی کون سکتا ہے؟ فیضاعفه اس میں اشارہ اجر کے مقدار کی جانب ہے اصل سرمایہ سے کہیں زیادہ دوگنا چار گنا دس گنا بلکہ اس سے بھی بہت زائد ہو گا۔ کریم سے اشارہ اس اجر کی نوعیت اور کیفیت کی طرف ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مالک اور غلام میں سود بیاج نہیں جو دیا وہ تو اس کا ہوا اور جو نہ دیا تو اس کا۔

ف۳: جیسے ریل گاڑی کے انجن کا لیمپ رات کو آگے آگے روشنی دیتا ہے اور جس طرح گاڑیوں کے بھی دائیں بائیں روشنی ہوتی ہے اسی طرح اس روز مومنوں کو روشنی حاصل ہوگی تاکہ ان کو چلنے میں راہنمائی کرے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کو اعمال کے مطابق روشنی ملے گی اس روشنی کے ساتھ وہ پل صراط پر چلیں گے' بعض کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا اور بعض کا درخت کھجور کے برابر اور سب سے کم روشنی والا وہ ہوگا جس کے انگوٹھے پر نور ہوگا جو کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہو جائے گا اور غالباً اس امت کی روشنی نبی ﷺ کی وجہ سے دوسری امتوں کی روشنی سے زیادہ اور تیز ہوگی اور جیسا کہ بعض روایات سے بائیں جانب بھی روشنی کا ہونا معلوم ہوتا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روشنی کا اثر ہر طرف پہنچے گا۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ: بشارت کا پیام سنانے والے جنت کے فرشتے ہوں گے۔

ف۴: اس روز منافق مرد اور عورتیں جو بوجہ کفر کے اندھیرے میں ہوں گے اور بوجہ ظاہر کلمہ گوئی کے مومنوں کے ساتھ ہوں گے اس لیے وہ ایماندار مسلمانوں کو جب وہ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے کہیں گے کہ بھائی ذرا ہمارا بھی انتظام کرو ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں آپ لوگ اگر آگے نکل گئے تو ہم تو اندھیرے میں رہ جائیں گے اور ہمارے تھوڑے سے استفادہ کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہوتا ہے مومن تو ان کے (بقیہ صفحہ 969 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ

اور تم کو تمہاری غلط آرزوؤں نے فریب دے رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور اس بڑے

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ

فریبی نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا ف۱ پس آج کے روز تم سے اور نہ دوسرے کافروں

وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ

سے مالی عوض لیا جائے گا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے یہی

مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے ف۲ کیا مسلمانوں کے

اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

لئے بھی ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے

مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

سننے سے ان کے دل کانپ جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی

مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ

پھر ان پر مدت دراز گذر گئی پس ان کے دل سخت ہوگئے

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں ف۳ تم یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ

يُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

زمین کے خشک ہوجانے کے بعد اسے تروتازہ کردیتا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانہائے قدرت

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

بیان کردئے ہیں تاکہ تم سمجھو ف۴ اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

اور عورتیں اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہت زیادہ بدلہ ہوگا

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کو بہت عزت کا اجر ملے گا ف۵ اور جو لوگ اللہ پر

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۚ وَالشُّهَدَآءُ

اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک

ف۱: قصہ یہ ہے کہ واضح اور علی الاعلان کفر کرنے والے پل صراط پر نہیں چلیں گے بلکہ وہ پہلے ہی دوزخ میں اس کے دروازوں سے دھکیل دیئے جائیں گے ہاں جو کسی نبی کی امت میں ہیں سچے یا کچے ایمان والے تو انہیں پل صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا اس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت آندھی لوگوں کو گھیر لے گی اور اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی۔ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ یعنی کیا ہم اعمال میں اور طاعات میں تمہارے شریک نہیں رہتے تھے؟ اہل ایمان جواب دیں گے کہ بے شک تم بظاہر تو ہمارے ساتھ تھے اور ہم میں ملے جلے ہوئے تھے لیکن ایسا ساتھ کس کام کا جب کہ دل سے تم اسلام اور انبیاء اسلام کے دشمن تھے اور آخر وقت تک وہی ابلیسی مغالطہ کے شکار رہے اور اسلام کے مٹ جانے ہی کا انتظار کرتے اور اس کی آس لگائے بیٹھے رہے اور اسلام کی صداقت حقانیت میں تم کو شبہ ہی رہا۔ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکا یہی کہ مذہب کفر حق ہے اور دین اسلام نعوذ باللہ ایک ڈھکوسلا ہے۔ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ یعنی عمر بھر انہی کفریات میں پڑے رہے اور توبہ نہ کی یہاں تک کہ موت آگئی۔ الغرور بڑا فریبیا یعنی شیطان۔ الامانی بے ہودہ تمنا میں یہی کہ ہم اپنے جس طریقہ پر ہیں یہی ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ حاصل یہ کہ شیطان کے فریب میں پھنس کر تم شرک وکفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی یہی سکھاتے رہے۔

ف۲: پس آج قیامت کے روز تم جیسے باطنی کافروں سے اور نہ ہی دوسرے ظاہری کافروں سے کوئی مالی عوض لیا جائے گا اس لیے کہ تم تمام کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ دارالجزا ہے دارالعمل نہیں ہے اور تمہاری معیت ظاہری یہاں نجات کے لیے ہرگز کافی نہیں ہے اور یہی جہنم گویا تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

ف۳: یعنی جب بھی کوئی شخص قرآن کا وعظ کہتا ہو تو اور جب وہ خود قرآن مجید کو پڑھیں تو ان کے دلوں پر وہ اثر جو آگ کا موم پر ہوتا ہے کہ پگھل جاتا ہے اسی طرح ایمانداروں کے دل اللہ کے ذکر اور قرآن سننے سے نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جایا کریں۔ یہ ذکر ان مومنین کا ہے جو صاحب ایمان تو ہیں لیکن ان کے عمل میں کثرت سے کوتاہیاں ہیں انہیں ترغیب دی جارہی ہے کہ ترک معاصی اور طاعات ضروری کی پابندی کا عزم دل سے کرلیں اور توبہ ورجوع میں جلدی کریں۔ اَلَمْ يَاْنِ سے مراد یہ ہے کہ رجوع وتوبہ میں تاخیر وتساہل کیوں ہو؟ قدیم اہل کتاب نے بھی جب اپنی اپنی کتاب کے ہدایات کے برخلاف شہوت ومعاصی میں انہماک پیدا کرلیا تو رفتہ رفتہ ان کی سخت دلی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اب ان میں ندامت وسلامت اضطراری کی بھی اہلیت باقی نہیں رہ گئی۔ اس آیت سے ایک عملی سبق یہ ملا کہ خود مسلمانوں کو معاصی سے توبہ ورجوع میں جلدی کرنا چاہیے ورنہ بعض اوقات رفتہ رفتہ توبہ کی توفیق ہی جاتی رہتی ہے۔

تنبیہ: اس آیت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک خشوع کا لزوم ودوام دوسرا یہ کہ طویل غفلت سے قساوت قلب پیدا ہوجاتی ہے اور تیسرا یہ کہ قساوت اور قلب کا علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے۔

ف۴: اسی طرح اس کے ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ انسانوں میں سخت گمراہی پھیلنے اور دل سخت ہوجانے کے بعد ان کی ہدایت کے سامان دور کردیتا ہے۔ حاصل یہ کہ جس طرح بارش بھیج کر خشک زمین کو از سر نو تازہ سرسبز کردیتا ہے اسی طرح توبہ کے اثر سے خالق ذوالجلال قلب مردہ کو بھی زندہ اور درست کردیتا ہے۔

ف۵: جو لوگ اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں یعنی حاجت مند انسانوں کو بوقت ضرورت بے سود قرض دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی حاجات میں صرف کریں انہیں بہت عزت کا اجر ملے گا۔ آیت کے پہلے لفظ المصدقین میں صدقہ مراد ہے (بقیہ صفحہ 969 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۚ وَالَّذِيْنَ

صدیق اور شہید ہیں ان کا اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا ف۱ اور جو لوگ

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں وہی لوگ

الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

جہنمی ہیں ف۲ یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے

وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى

اور زیب و زینت ہے اور ایک کا دوسرے پر فخر کرنا مال اور اولاد

الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

میں بڑائی کا اظہار کرنا ف۳ اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے زمینداروں کو ان کی

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

انگوریاں بہت بھلی لگتی ہیں پھر وہ سوکھ کر خشک ہوجاتی ہیں پھر تم ان کو پیلی پڑی دیکھتے ہو پھر وہ

حُطَامًا ۭ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ

تنکا تنکا ہوجاتی ہیں اور آخرت میں سخت عذاب ہے یا اللہ کی طرف سے

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

بخشش اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ

دھوکہ کا سامان ہے ف۴ اپنے پروردگار کی بخشش

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ

اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین

وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

کے پھیلاؤ جیسا ہے ف۵ وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور

رُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ف۶ جو بھی مصیبت آتی ہے

(بقیہ ۲۷)

وغیرہ کی بنیادوں پر ہونے لگا۔ غرض کہ ساری عمر انہیں بے بنیاد مقاصد کے پیچھے دوڑتے رہنے میں گزر جاتی ہے اور آخرت جو کہ مقصود اصلی اور حیات لافانی ہے اس کا عمر کے کسی حصہ میں بھی خیال نہیں آتا۔

آیت کے مفہوم کا اطلاق جس طرح دنیا پرست افراد اور اشخاص پر ہوتا ہے اسی طرح آخرت فراموش اور دنیا پرست قوموں' حکومتوں اور نسلوں پر بھی ہوتا ہے۔ استشہیہ سے مراد یہاں دنیا کے بالکل عارضی ہونے اور پھر اس کے زوال واضمحلال کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وہی زمین جو کل سرسبز وشاداب تھی وہی آج چٹیل میدان (بقیہ 969 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱ : قانون الٰہی اور اعلان عام ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں یعنی ان کی تعلیم کے مطابق عمل کریں تو وہی لوگ اپنے رب کریم کے نزدیک سچے بندے اور شہید ہیں یعنی یہ قیامت کے دن منکرین پر گواہ ہوں گے ان کا اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ یعنی اصل رتبہ ایمان ہے باقی سب اس کی فرع ہیں اسی لیے ان کے ایمان کا عوض ان کو ملے گا۔ مطلب یہ کہ جو لوگ اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے وہ سب صدیقوں اور شہیدوں کے رتبہ میں ہیں جیسا کہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مومن شہید ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

صدیق یہاں اس معنی میں ہے جس معنی میں اردو میں ولی بولتے ہیں۔ لفظی معنی اس شخص کے ہیں جو بڑی کثرت سے صدق سے کام لیتا ہو یا جو اپنی زبان' قلب اور عمل سے تصدیق کرتا ہو۔ اگر شہید سے یہاں مراد اصطلاحی شہید یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جائے جیسا کہ بعض اکابر مفسرین کا قول ہے تو معنی یہ کیے جائیں گے کہ مومن کامل اپنی جان ومال دونوں کو اپنی جگہ پر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف اور خدمت دین کی نذر کر ہی دیتا ہے' رہا یہ اس کے بعد بھی جان گئی یا رہی تو یہ اس کے اختیار کی چیز نہیں۔ عند ربہم پروردگار کے نزدیک یعنی اللہ سبحانہ کے علم اور حکم میں اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم میں صدیقین' شہداء اور مشہودین جو بلند رتبہ والے اور اونچے مقام والے ہیں۔

ف۲: یعنی جو قرآن کو نہیں مانتے آیات آفاقی پر یقین نہیں رکھتے وہی لوگ جہنمی ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے کھیل تماشہ میں منہمک ہیں دنیاوی مشاغل کے سوا کسی دوسری طرف ان کو توجہ نہیں حالانکہ دنیا کی زندگی اور اس کا عیش وعشرت محض دودھ کا ایک ابال ہے جس کو بہت جلد فنا دامن گیر ہے۔

ف۳: دنیا کی زندگی بلحاظ تفریح کے کھیل تماشہ ہے اور بلحاظ ظاہری حسن کے زیب وزینت ہے اور بلحاظ مقابلہ کے ایک دوسرے پر فخر کرنا کہ میرے مکان اتنے ہیں' میرے باغ اتنے ہیں' میری اولاد اتنی ہے اس کی کوئی نہیں' یہ سب کچھ دنیا دار لوگ کرتے رہتے ہیں جو تم سب دیکھتے اور کرتے ہو آخر کب تک؟ دو نہیں چار چار نہیں آٹھ

ف۴: اوپر یہ بتا دیا کہ دنیا کے مقاصد سب کے سب فانی اور بہت جلد زوال پذیر ہوئے ہیں اور اہل دنیا عمر کے ہر دور میں انہی کے الٹ پھیر میں رہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ کھیل کود کی نذر ہو جاتا ہے سن اور بڑھا تو حسن وعشق کے جھمیلے میں پڑ گئے یا تجارت ملازمت وغیرہ زرکشی کے پیشوں میں لگ گئے' سن کہولت آنے لگا تو ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر ومسابقت' مال وجاہ اور شرافت خاندانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا
زمین پر ہو یا خود تمہارے نفسوں پر ہو یہ سب ہماری نوشت میں
فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ
اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی لکھی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ کام
عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا
اللہ پر آسان ہے ف۱ اس لئے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو
فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا
اور جو تم کو خدا نے دی ہے اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ
يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
شیخیوں بازوں سے محبت نہیں کرتا ف۲ جو بخل کرتے ہیں اور
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں جو کوئی بھی منہ پھیرے گا
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
خدا بے پرواہ تعریف کے لائق ہے ف۳ ہم نے اپنے رسول کھلے
رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
نشان دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب اتاری
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا
اور ترازو تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں ف۴ اور لوہا
الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لئے بڑے بڑے منافع ہیں
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ
تاکہ اللہ ان لوگوں کو نمایاں کر دے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں
اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ
مدد کرتے ہیں خدا تو قوی اور غالب ہے ف۵ ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول
اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی

منزل ۷

ف۱: بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ دنیا میں تکلیف آتی ہیں تو نیک و بد دونوں کو آتی ہیں نہ بدان سے بچتے ہیں اور نہ ہی نیک چھوٹتے ہیں تو ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو بھی مصیبت زمین پر آتی ہے جیسے زراعت یا پھلوں کا نقصان یا خود تمہارے نفسوں پر جیسے بیماریاں وغیرہ تو یہ سب کچھ ہماری تقدیری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کا لکھا جا چکا ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ اتنے اتنے واقعات اتنی مدت پہلے کسی طرح لکھے گئے اس میں شک نہیں یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے کیونکہ اس کا علم کسی سے حاصل کیا ہوا یا کسی کا ہبہ کیا ہوا نہیں ہے بلکہ اس کا یہ علم ذاتی ازلی اور ابدی ہے اور اپنے علم محیط کے مطابق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع کتاب میں درج کر دینا اس کے لیے کیا مشکل ہے۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ ذالک یعنی قبل وقوع ان کا لکھ دینا۔ نبرأھا میں ضمیر ھا انفس کے لیے ہے۔

ف۲: تم کو یہ اس لیے بتلایا گیا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی تقدیر جان کر چلی جانے والی چیز پر صبر کرو اور حاصل شدہ پر شکر اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں متکبر شمار کیے جاؤ گے۔ رہی طبعی مسرت تو وہ جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے اور کسی چیز پر اترانا یا فخر کرنا تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کسی خوبی کو اپنے ذاتی استحقاق کا نتیجہ سمجھتا ہے تو قرآن مجید نے اس کی جڑ ہی ختم کر دی ہے۔ لا تاسوا یعنی حد سے زیادہ رنج و غم نہ کرو کہ جو اطاعت الٰہی میں حائل ہو جائے اس میں صدمہ طبعی سے کوئی ممانعت مقصود نہیں بلکہ آیت میں علاج ہے حزن کا تقدیر کے یاد کر لینے سے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس میں ضرور ہماری ہی مصلحت ہوگی گو ہمیں اس کی تفصیل کا علم نہ ہو۔ لکے اس کا عامل اخبرنا کم مقدر ہے۔ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ مختال اور فخور دو لفظ آئے ہیں اختیال کی بنیاد کمالات داخلی پر ہوتی ہے مثلاً علم عبادت وغیرہ اور فخر کی بنیاد کمالات خارجی پر مثلاً مال و جاہ وغیرہ۔

تنبیہ: جس کو یہ یقین ہو کہ جو میری تقدیر میں ہے وہ کبھی خطا نہیں ہوگا اور جو میری تقدیر میں نہیں وہ کبھی نہیں ہو سکتا تو ایسا شخص کبھی گھبراتا نہیں اور نہ ہی خوش ہوتا ہے بلکہ وہ مصیبت پر صبر کرتا ہے اور نعمت میں شکر غم سے مراد یہاں گھبرانا ہے اور خوشی سے مراد فخر اور تکبر کرنا جو شکر سے غافل کر دے اس لیے فرمایا لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔

ف۳: یعنی نہ اپنی صفات سے فیاض ہیں نہ دوسرے کو فیاضی کا مشورہ دیتے ہیں بلکہ موقع بموقع یہی کہتے ہیں کہ میاں کنگلوں کا کیا ہے یہ تو اسی طرح مانگا ہی کرتے ہیں ہم لوگ اگر ان کے کہنے میں آ گئے تو کل ہی ان جیسے ہو جائیں گے یہ لوگ ایسی ایسی باتیں کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سخاوت سے منہ پھیرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کی روگردانی اس کو مضر نہیں نہ اس کا کوئی کام رکتا ہے نہ کسی کا انکار کرنا اس میں نقص پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ بذاتہ جامع اوصاف حمیدہ ہے اپنی ذات اور صفات دونوں کے لحاظ خود ہی ہر طرح کامل و اکمل ہے بلکہ کسی غیر کے ساتھ مکمل کرنا یا ہونا تو اسکی شان کے ہی منافی بلکہ خلاف ہے۔

تنبیہ: بخل کے عام و وسیع معنی ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ضائع کر دینے اور انہیں ادا نہ کرنے کے یہاں خصوصیت کے ساتھ اشارہ ہے طاعت ضروری میں خرچ کرنے سے رک جانے پر نیز آیت سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ دنیا کی محبت ایسی چیز ہے کہ جس سے اکثر صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً اختیال اور افتخار اور بخلا و ریا اسی طرح دوسری عادات وغیرہ۔

ف۴: کتاب اتاری جس میں عبادت کے احکام تھے اور خاص کر تمدنی احکام کا ترازو یعنی مجموعہ دستور عدل و انصاف اتارا جتنے احکام یعنی دین عدل و انصاف کے (بقیہ صفحہ 969 پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ

پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے اور بہت سے ان میں بدکار رہے ف۱

قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى

پھر ہم نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن

ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِىْ

مریم کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے اسے انجیل دی ف۲ اور جو لوگ

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ

اس کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی اور انہوں نے

ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ

رہبانیت اختیار کرلی جس کا ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ

رضامندی حاصل کرنے کو اسے اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھی پس ان

اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا اور بہت سے نافرمان تھے ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ

اے ایماندارو! اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا

اللہ تم کو اپنی رحمت سے دُہرا حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور پیدا کرے گا

تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾

جس کے ساتھ چلتے پھرو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۴

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ

تاکہ اہل کتاب سمجھ لیں کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر انکو اختیار نہیں ہے

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

منزل ۲

ف۱: اس میں اس بڑی تاریخی حقیقت کا اعلان آ گیا کہ نبوت وشریعت آسمانی کا سلسلہ نوح علیہ السلام کی اولاد میں نسل ابراہیمی کے واسطہ سے چلا اور دوسری نسلیں طرح طرح کے شرک اور وہم پرستیوں میں پڑی رہ گئیں۔ یعنی نبوت اور کتاب کے لیے ان دونوں کی نسل کو چن لیا کہ ان کے بعد یہ دولت ان کی ذریت سے باہر نہ جائے گی۔ فَمِنْهُمْ میں ضمیر ھم ان انبیاء کی ذریت کی جانب بھی ہوسکتی ہے اور امتان دعوت کی جانب بھی فسقون یہاں لفظی معنی میں ہے اصطلاح فقہ میں نہیں' اس سے مراد یہاں کافر ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اور بھی متعدد مواقع اور مقامات پر ہے۔

ف۲: جو سلسلہ بنی اسرائیل کے خاتم ہوئے ہیں ان کے اور خاتم النبیین محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں سوائے یحییٰ علیہ السلام کے جو کہ عیسیٰ مسیح کے معاصر بھی تھے یہ دعویٰ مسلمانوں کا ہے کہ قرآن کی طرح انجیل نامی بھی ایک کتاب آسمانی نازل ہوچکی ہے لیکن موجودہ مسیحیت صدیوں سے اس دعویٰ سے کلیتہً دستبردار ہوچکی ہے وہ تو اس بات کی قائل ہے کہ مسیح سرے سے کوئی نبی ہی نہ تھے جو کسی اور کا پیام یا کسی اور کی طرف سے کتاب لے کر آئے وہ تو خود (نعوذ باللہ) مظہر ذات باری تھے اور ان کی زبانی بعض بشارتیں سن کر اور ان کے معجزات وخوارق کو دیکھ کر بعض لوگوں نے زبانی یا تحریراً دوسروں تک پہنچادیئے اور ان دوسروں نے ان انسانی نوشتوں کے مختلف مجموعوں کو مختلف انجیلوں کے نام سے شائع کردیا اور یہ تو بہرحال قطعی بات ہے کہ جس وحی شدہ انجیل کا یہاں ذکر ہے اس نام کی وہ کتاب تو ہرگز نہیں جو اس وقت مسیحیوں کے ہاتھ میں ہے۔

ف۳: رہبانیت کا معنی دنیاوی لذتوں کو چھوڑنے اور سختیوں کو برداشت کرنے کے ہیں اور بعض اہل لغت کے نزدیک محض زیادتی اور افراط کے ہیں مسیحیوں نے ابتدائی صدیوں ہی سے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہوکر اور دنیا کے مخصموں سے گھبرا کر اور بعض مشرک فلاسفہ یونان ومصر وغیرہ کے اثر سے اپنا مسلک رہبانیت یا ترک دنیا کا اختیار کرلیا جس کے تحت میں ترک نکاح' ترک لذائذ غذائی' ترک حیوانات' ترک خانماں' ترک طہارت' ترک اختلاط اور صحرا گذینی وغیرہ سب آ گئے۔ اِبْتَدَعُوْهَا اس نے صاف کردیا کہ یہ مسلک ترک دنیا ہرگز تعلیم ربانی کے مطابق وماتحت نہ تھا نہ صراحۃً اور نہ ہی اس سے استنباط کے طور پر اور ان کی نیت اس بدعت سے اتباع رضاء الٰہی ہی تھی ان کی نیت اچھی تھی یہ اپنے اوپر مشقتیں اور کلفتیں انہوں نے تقرب الٰہی ہی کی غرض سے عائد کی تھیں لیکن بدعت بہرحال بدعت تھی اس کو بھی پورا نہ کرسکے۔ رہبانیت کی ساری تاریخ خود مسیحوں کی قلم کی لکھی ہوئی ایک بڑی حد تک فسق وفجور ہی کی تاریخ ہے۔ قرآن مجید نے حکیمانہ ایجاز کے ساتھ صرف اشارہ کردیا شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی' ہاں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ کیونکہ مجاہد اپنے سب خطوط وتعلقات سے واقعی الگ ہوکر اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے بدعت کی تعریف یہ ہے کہ ایسا کوئی کام کرنا جس کی اصل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور خیر القرون میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔

ف۴: ابن عباس وغیرہ سلف نے کہا کہ اس آیت سے اہل کتاب کے ایماندار مراد ہیں۔ ابن جریرؒ اور شاہ ولی اللہ نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ جامع البیان والے نے کہا کہ بہت سے سلف سے منقول ہے کہ جب اہل کتاب نے فخر کیا کہ ان کو دوگنا ثواب ملے گا تو یہ آیت امت مرحومہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور اہل کتاب پر ان (بقیہ صفحہ 970 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ المجادلہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑ رہی تھی

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی تھی اور تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا بے شک خدا

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ

بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے ف۱ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں

مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗىِٕيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَ

وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور

اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

وہ بہت مکروہ لفظ بلکہ جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف

لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ

کرنے والا بخشنے والا ہے ف۲ جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے تشبیہ دیتے ہیں

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

پھر وہ اپنے کہے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں ملنے سے

يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پہلے ایک غلام آزاد کریں اس امر کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو

خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

اللہ کو اس کی سب خبر ہے ف۳ ہاں جو غلام نہ پائے تو ملاپ کرنے سے پہلے دو ماہ

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ

پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے اس پر واجب ہے کہ

مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

ساٹھ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ حکم اس لئے ہے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ

(باقی ہے)

میں ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ اور بندی کی باتیں سنتا رہتا ہے۔ قد توقع کے جواب میں اور اس کے پورے ہونے کے موقع پر آیا کرتا ہے' چنانچہ یہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابیہ دونوں کو توقع یہی تھی کہ اس فریاد کرنے والی کی فریاد کو اللہ تعالیٰ سن لے گا اور اس کے حل کیلئے کوئی حکم نازل فرمائے گا' چنانچہ ان کی توقع اور امید کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا۔ جدال یہاں اپنے معروف معنی میں نہیں بلکہ گفتگو کے رد و بدل کے معنی میں ہے۔ سمیع الفاظ و اقوال کا سننے والا۔ بصیر نیتوں اور دلوں کا حال جاننے والا۔

ف۱: یعنی بیوی جس نے اس کو جنا نہیں وہ اس کی واقعی ماں کیونکر بن سکتی ہے کہ جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لیے حقیقی ماں کی طرح حرام ہو جائے۔ ہاں آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی' نامعقول اور بے ہودہ بات کر لے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ آدمی کفارہ ادا کئے بغیر اس سے مباشرت نہ کرے اور یہ عورت اس کی ہی بیوی رہے گی اور صرف ظہار سے طلاق واقع نہیں ہوتی' جاہلیت میں جو ایسی حرکت کر چکے وہ معاف ہے' اب ہدایت آ چکنے کے بعد ایسا مت کرو اگر غلطی سے کر گزرو تو توبہ کرو اور بیوی سے مباشرت کرنے سے پہلے کفارہ ادا کرو۔ منکر اس بات کو کہتے ہیں جو شرع میں نہ پہچانی جائے اور زور وہ جھوٹ ہے جو حق کو چھوڑ کر بنایا گیا ہو۔

ف۳: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ عام زمانے کے مطابق ہے میری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ یعودون لما قالوا کے معنی میں ایک دفعہ مان کر پھر دوبارہ کہنے پر یہ سزا ہے۔ صرف ایک دفعہ کہنے پر نہیں کیونکہ عود لما قالوا کے معنی محاورہ عرب کے مطابق یہی ہیں کہ اپنی کہی ہوئی بات کو دوبارہ کہنا یا کئے ہوئے فعل کو دوبارہ کرنا' چنانچہ قرآن مجید میں یہ محاورہ بکثرت ملتا ہے ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ﴾ (النور: ۱۲) ﴿ثُمَّ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهَوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهَوْا عَنْهُ﴾ (المجادلہ: ۸) اور اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت ہیں جہاں عود لما آیا ہے ان سب مقامات میں یہی معنی ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو لوگ ایک دفعہ ماں کہہ کر باز نہیں رہتے وہ دوبارہ پھر کہتے ہیں تو ان کی یہ سزا ہے ان معنی سے پہلی دفعہ کا قول معاف ہے مگر عام مفسرین کی تفسیر سے پہلی دفعہ بھی معاف نہیں قارئین جو اچھا سمجھیں اختیار کریں۔ غلاموں' باندیوں کے چھٹکارے اور آزادی کو مختلف گناہوں کا کفارہ بنا دینا اس کے مترادف ہے کیونکہ یہ خلاصی بہرحال ایک مستحسن ہے۔

تنبیہ: اگر کسی نے ادائے کفارہ سے قبل ہی مس یا اختلاط کر لیا تو اب اور کوئی مزید سزا اس پر لازم نہ آئے گی بلکہ وہی کفارہ کافی ہوگا البتہ اپنے اس عمل پر ندامت اور توبہ بہرحال کرنی چاہئے۔

ف: عرب میں دستور تھا کہ مرد خفا ہو کر عورت کو کہہ دیتا کہ تیری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس کو ظہار کہتے ہیں اور اس کہنے کے بعد عورت مرد سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتی۔ ایک صحابی اوس بن صامت نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو کہہ دیا تو میرے لیے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت اور حسب دستور ملک اس کو طلاق جان کر اس سے جدا ہو گیا' خولہ نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے بھی حسب دستور فرمایا کہ میری رائے میں تو حرام ہو گئی ہے مگر وہ اس بات پر مصر رہی اور احتجاج کیا کہ شوہر نے لفظ طلاق تو کہا ہی نہیں تو پھر میں کیسے اس پر حرام ہو گئی؟ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کو آیت ظہار کہتے ہیں اور اسلام نے ظہار کو طلاق قرار نہیں دیا' البتہ اس سے روکنے کیلئے تعزیری سزا مقرر کی ہے۔ جس کا ذکر اس سورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ

خدائی احکام ہیں اور منکروں کے لئے سخت عذاب ہے ف۱ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ

مخالفت کریں گے وہ ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ناکام ہوئے

اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور ہم نے کھلے احکام نازل کردئے ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ف۲

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ

اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دے گا

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ انکو بھول گئے ہوں گے اللہ ہر چیز پر حاضر ہے ف۳

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

جہاں کہیں بھی تین آدمیوں کی کانا پھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں

اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

پانچ کا مشورہ ہوتا چھٹا ان میں خدا ہوتا اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں ان سب

هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر ان کے کئے ہوئے اعما سے قیامت کے دن خبریں دے گا

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے ف۴ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کانا پھوسی

عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا اور گناہ

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۭ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ

بے جا ظلم زیادتی اور رسول خدا کی بے فرمانی کی کانا پھوسی کرتے ہیں اور اے رسول

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ اس کے برعکس دیتے ہیں جو خدا نے تجھے دیا ہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں

ف۱: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ یعنی اس کے پاس پیسہ نہ ہو یا غلام نہ ملے تو اس کے لیے متبادل کفارہ یہ ہے کہ وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ یعنی جس کے پاس اتنی استطاعت نہیں اس سے وہ شخص مراد ہے جو بسبب ضعف یا مرض کے روزہ پر قادر نہ ہو تو یہ تیسرا متبادل کفارہ ہے۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کافروں سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو احکام الٰہی اور ضابطوں کی تصدیق نہیں کرتے یعنی منکرین احکام۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ جو احکام اسلام کو نہ جانے اور ان کو جھٹلائے امام ابن کثیر کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکام شریعت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان پر عمل کرتے ہیں۔ امام بیضاوی کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکام شریعت کو قبول نہیں کرتے اور جن مفسرین نے احکام کو چھوڑنے والا مراد لیا ہے تو انہوں نے اس اطلاق کفر کو صرف تہدیدی مفہوم میں لیا ہے جیسا کہ بعض اور بھی آیات قرآنی میں آیا ہے۔ اور اس کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران:۹۷)

ف۱: ﴿كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (المجادلہ:۵) اس کے تحت ریاست مکہ کے مشرکین اور یہود عرب دونوں آ گئے اور سزائے سخت یعنی حقیر وذلیل ہونے کی پیشگوئی دونوں کے حق میں جلد ہی پوری ہو کر رہی۔ یہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کی ہوئی حدود کو چھوڑ کر اپنی طرف سے حدود وضع کرتے ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ جو مسلمان ملوک وامراء سوء نے شریعت اسلامی سے الگ ہو کر قانون نکالے ہیں وہ سب اسی وعید کے تحت آ جاتے ہیں۔ ہاں ایسے قوانین سیاسی میں مطلقاً کوئی مضائقہ نہیں جو اہل حل وعقد کے اتفاق رائے سے منظور ہوں اور جن کی غائت حسن وانتظام اور معلامات کی درستی ہوتی ہے اور جن گناہوں اور جرموں کے بارہ میں شریعت نے کوئی سزا معین نہیں رکھی بلکہ ان کی تفصیل امام پر چھوڑی ہے تو ایسے قوانین پر اللہ ورسول کے احکام کی مخالفت کا اطلاق ذرہ برابر بھی نہیں ہوتا کتبوا یاد رہے کہ قرآن مجید کا یہ اسلوب بیان ہے کہ مستقبل کے قطعی یقینی واقعات کا ذکر صیغہ ماضی ہی میں کیا جاتا ہے۔

ف۲: اس کے علم میں اس کے حساب وکتاب میں کسی غلطی یا اختلال کا احتمال بھی نہیں۔ اور مشرکین اور جاہلوں پر یہ واضح کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے عالم جزئیات وکلیات ہونے اور اس کی صفات ہمہ بینی وہمہ دانی کی تکرار وتاکید کی بار بار ضرورت تھی۔

ف۳: یہ تنبیہ وسرزنش یہود ومنافقین پر ہے جو اکثر طور پر آپس میں باطل کے لیے سرگوشیاں کرتے رہتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس کی خبر نہ مسلمانوں کو ہوگی اور نہ ہی ان کے اللہ اور اس کے رسول کو هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ امام بیہقی نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں

روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور علم اس کا ان کے ساتھ ہے ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور علم اس کا ان کے ساتھ ہے۔ اس آیت کے اول وآخر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے معیت علمی مراد ہے جو کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

تنبیہ: مشورہ میں اگر صرف دو شخص ہوں تو بصورت اختلاف کسی ایک کی بات کو ترجیح دینا دشوار ہوتا ہے اسی لیے عموماً ایسے مشکل معاملات میں طاق عدد رکھتے ہیں اور ایک کے بعد پہلا عدد طاق ۳ تھا پھر ۵ شاید اس لیے ان دو کو اختیار فرمایا اور آگے ولا ادنی من ذالك ولا اکثر سے تعمیم فرمادی۔ باقی حضرت عمر کا فتویٰ خلافت کو چھ بزرگوں میں دائر کرنا جبکہ چھ کا عدد طاق نہیں ہے تو یہ اس لیے تھا کہ اس وقت یہ ہی چھ خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۚ

خدا ہمارے ایسا کہنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ان کے لئے جہنم کافی ہے اس میں داخل ہوں گے

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا

پس وہ بہت بری جگہ ہے ف۱ اے ایمان والو! جب تم آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو

تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

تو گناہ اور ظلم زیادتی اور رسول کی کانا پھوسی نہ کرنا

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہنا

تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ

جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے ف۲ یہ کانا پھوسی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

ایماندار غمگین نہ ہوں حالانکہ یہ ان کو بغیر اذن الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتا

وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں ف۳ مسلمانو!

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ

جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں کھل بیٹھو تو فوراً کھل جایا کرو خدا

اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ

تم پر فراخی کرے گا اور جب تم کو کہا جائے کہ اب جاؤ تو چلے جایا کرو خدا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

تم ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے ف۴ اے ایمان والو!

اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

جب تم رسول سے کانا پھوسی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ

صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

صدقہ دے لیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر اور پاک ہے پھر اگر تم لوگ نہ پاؤ

(بقیہ)

مستحق تھے جن میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جا سکتا تھا نیز خلیفہ کا انتخاب ان ہی چھ میں سے ہو رہا تھا تو ظاہر ہے جس کا نام آتا تو اسکے علاوہ رائے دینے والے تو پانچ ہی رہتے پھر بھی احتیاطاً حضرت عمرؓ نے بصورت مساوات ایک جانب کی ترجیح کے لیے عبداللہ بن عمر کا نام لے دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

.....

ف۱: نَجْوٰی اس کے لفظی معنی تو مطلق سرگوشی کے ہیں لیکن یہاں مراد وہ اسرار مخفی ہیں جو کسی بے گناہ کی اذیت رسانی یا امر حق کی مخالفت میں ہوں۔ نھوا عن النجوی، خفیہ سرگوشی بجائے خود کوئی جرم نہیں یہاں مفاسد اور شر انگیزیوں کی بنا پر ممنوع قرار پائی۔ فقہاء نے یہاں سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اجتہاد و احتیاط کی بنا پر جس امر مباح سے چاہے رعایا کو روک دے حَبُوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں سَلَامٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اور مومنین کی زبانوں سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ مگر یہود جب آتے تو بجائے السلام علیک کے دبی زبان سے السام علیک کہتے یعنی تجھے موت آئے گویا وہ بددعا دیتے تھے اور اور آپس میں کہتے کہ اگر یہ واقعی رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا' اس کا جواب دیا حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ یعنی جلدی نہ کرو تم پر ایسا عذاب آئے گا کہ جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب کوئی یہودی یہ الفاظ کہتا تو آپ اس کے جواب میں صرف وَعَلَيْكَ فرما دیتے۔ ایک دفعہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اَلسَّامُ عَلَيْكَ کے جواب میں یہودی کو عَلَيْكَ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ کہا تو نبی ﷺ نے کمال خلق سے یہ جواب پسند نہ فرمایا۔ آج کل اسلام کے جو غیر اسلامی صیغے' آداب' کورنس' بندگی اور مجرا وغیرہ مستعمل ہیں تو ان سب کو علمائے عصر نے آیت کے اس جز سے استدلال کر کے بدعت قرار دیا ہے۔ یہ آیات اَلسَّامُ عَلَيْكَ کہنے والے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں۔

ف۲: مثلاً مجلس وعظ میں بیٹھے ہوئے واعظ کی کسی خاص نصیحت پر اپنے ساتھی کو توجہ دلانے کی لیے اس کے کان میں کہہ دینا کہ کیا اچھی بات ہے یہ تم کو جائز ہے تو یہاں مسلمانوں سے ارشاد ہو رہا ہے کہ بوقت ضرورت نفس سرگوشی کی ممانعت نہیں لیکن یہود و منافقین سے ذرہ برابر بھی مشابہت نہیں ہونی چاہئے اور بجائے اِثْمٌ عُدْوَانٌ ' وَمَعْصِيَتِ رَّسُوْلِ کے نیکی اور تقویٰ تمہارا موضوع و مقصود ہونا چاہیے۔ اہل نظر نے کہا کہ آیت میں البر سے مراد خیر متعدی اور التقویٰ سے مراد خیر لازمی ہے۔ چونکہ سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے اور اس سے کسی کا ظاہر و باطن پوشیدہ نہیں ہے لہٰذا اس سے ڈر کر نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔

ف۳: اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ اس نجوی اور سرگوشی سے مراد ہی مفسدانہ و شر انگیز سرگوشیاں ہیں اور شیطان مردود سے کسی صاحب ایمان کا ہراساں ہونا بالکل بے معنی ہے کیونکہ مسلمان کو اس کے اثر سے جو کچھ بھی نقصان پہنچتا ہے تو وہ بھی تمام تر حق تعالیٰ ہی کی مشیت تکوینی کے ماتحت ہے بس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے ان کے سب کام سنور جائیں گے مومن اگر اللہ تعالیٰ پر پورا پورا توکل و اعتماد کرے تو پھر ہمیشہ کے لیے شیطان اور ہر مخلوق کی طرف سے خطرہ سے نجات ہو جاتی ہے۔

ف۴: جس طرح تم کو کانا پھوسی کے متعلق حکم دیا گیا ہے اسی طرح ایک اور آداب مجلس تم کو بتایا جاتا ہے (بقیہ صفحہ 970 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۳﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ اپنے کانا پھوسی
يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ
سے پہلے صدقہ دے لوگ پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور خدا نے تمہارے حال پر نظر
عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
عنایت کی ہے تو نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی
وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى
تابعداری کرتے رہو اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے ف۲ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا
الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ
جنہوں نے اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب کیا ہوا ہے نہ وہ تم میں سے ہیں
وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵﴾
نہ ان میں ہے اور محض کذب پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں ف۳
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا
خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ
برا کام کرتے ہیں ف۴ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷﴾ لَنْ تُغْنِيَ
کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پس ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے ف۵ نہ انکے
عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ
مال ان کو اللہ سے کچھ بچائیں گے نہ ان کی اولاد
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ
یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۶ جس روز
يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ
خدا ان کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح وہ تمہارے
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۹﴾
سامنے قسمیں کھاتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ان کا کچھ اعتبار ہے سنو! لوگو! درحقیقت وہ جھوٹے ہیں ف۷

ف۱: منافق بے فائدہ باتیں نبی ﷺ سے کان میں کرتے اور بعض مسلمان بھی غیر ضروری باتوں میں سرگوشی کر کے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو آپ سے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تھا یا کسی وقت آپ خلوت چاہتے تو اس میں بھی تنگی ہوتی تھی لیکن آپ ﷺ مروت واخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے تھے غرض اہل اسلام کے دشمنوں اور منافقوں کو رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے سے عقلمندی کے طریق پر سمجھایا گیا چونکہ ان کی نیت ہی شرارت کی تھی اس لیے باز نہ آتے تھے جس سے مسلمانوں کو صدمہ بلکہ نقصان ہوتا تھا اس لیے مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے یہ حکم دیا گیا منافق بھی چونکہ مسلمان کہلواتے تھے لہٰذا یہ حکم ان کو خود بخود شامل ہوگیا اور جب یہ حکم اترا تو منافقین نے بخل کی وجہ سے یہ عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں اسی لیے یہ قید لگائی گئی ہے۔ آخر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ فرمایا۔

ف۲: یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا اب ہم نے وقتی حکم اٹھالیا ہے اور تمہیں چاہئے کہ ان احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں مثلاً نماز، زکوٰۃ وغیرہ۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں پہلے حکم سے کئی دنوں بعد یہ آیت اتری اس آیت کی تفسیر جو اوپر کی گئی ہے عام مفسرین کی رائے یہی ہے۔ اس تفسیر کے ساتھ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم صدقہ کا منسوخ ہوگیا، لیکن میرے نزدیک اس آیت کا سیاق نسخ کیلئے نہیں بلکہ اصل حکم کو مضبوط کرنے کیلئے ہے کیونکہ سارا دارومدار اس بات پر ہے کہ اذ کی جزا کیا ہے اور تفعلوا کا مفعول بہ کیا ہے، اور میرے نزدیک ترجمہ یوں ہے کہ جب تم نے باوجود ناداروں کو معافی ہونے کے بھی نجوی کیا ہی نہیں تو بس ہمیشہ کے لیے اس فعل کو چھوڑو اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہوجاؤ۔

ف۳: قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مراد یہود ومشرکین ہیں اور اکثر مراد یہود ہی لئے گئے ہیں۔ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ یعنی یہ نہ ادھر کے نہ ادھر کے نہ تو امت اسلامی ہی کے جز ہیں اور نہ ان کا شمار کھلے باغیوں اور منکروں میں ہے۔ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰٓى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ کے مصداق ہیں۔ منکم میں ضمیر کم جمع مخاطب سے مراد مومنین ہیں اور منہم کی ضمیر ہم جمع غائب سے مراد وہی قوم مغضوب علیہ ہے۔ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ ان کا سب سے بڑا کذب ان کا یہی دعویٰ اسلام وایمان تھا یحلفون صیغہ مضارع سے اشارہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ایمان واسلام کا جھوٹا حلف اٹھاتے ہی رہتے ہیں۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں کیونکہ اپنے دل کا حال تو ہر انسان جانتا ہے اور اسی اندر کی شہادت سے یہ لوگ اپنا حال جانتے ہیں کہ یہ ہمارا حلف محض خودغرضی پر ہے، نہ ہندو نہ مسلمان بلکہ مطلب کے یار۔

ف۴: ظاہر ہے کہ کفر اور پھر منافقت کے ساتھ کفر کے چھپانے سے بڑھ کر برا کام اور کون سا ہوگا اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ نے یہ بتادیا کہ ان کے معذب ہونے کی بنیاد وباعث یہی ان کا کفر اور سوء عمل ہے۔ عَذَابًا شَدِيْدًا سے یہاں مراد عذاب قبر بھی لیا گیا ہے۔ خواہ ابھی ان کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت برا بیج بو رہے ہیں۔

ف۵: ان لوگوں نے اپنی قسموں کو مسلمانوں کی طعن وتشنیع قتل ولوٹ سے بچنے کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے۔

ف۶: آج بھی دنیا میں جو تو میں آخرت کی طرف سے غافل وبے خبر ہیں انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
شیطان نے ان پر غلبہ پاکر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے ۔ شیطان
الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ
کی جماعت ہیں سن رکھو شیطانی گروہ ہی آخرت میں نقصان اٹھائے گا ف
الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾
جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾
خدا نے یہ لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے بے شک اللہ قوی غالب ہے ف
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ
تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہوں وہ ان لوگوں سے
مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ
محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ دادا ہوں یا بیٹے
اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
پوتے ہوں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں ف یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان
الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
نقش کر رکھا ہے اور ان کو اپنی روح سے قوت بخشی ہے اور ان کو باغوں میں داخل کرے گا
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ
عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾
اس سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں اللہ والے ہی نجات پائیں گے ف

اٰیاتہا ۲۴ سورۃ الحشر مدنیۃ رکوعاتہا ۳

سورۃ الحشر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمین پر ہیں سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہی

پارہ ۲۸

بڑا غرہ اپنی مالیانہ اور کثیر آبادی ہی کا رہتا ہے۔

ف: یہ سمجھیں گے کہ دنیا میں مسلمان کی حیثیت سے رہنے کی جھوٹی قسم کھا کر عذاب سے بچ جائیں گے جیسے دنیا میں قانون شریعت کی گرفت میں آنے سے جھوٹ بول بول کر اور مکر کر کے بچ جاتے تھے جن لوگوں کی ساری عمر مسلسل کذب و منافقت کی نذر ہو رہی ہے عجب کیا جو سُر میں ان کی مزید تفضیح و رسوائی کا سامان کر دیں درحقیقت وہ دنیا میں بھی جھوٹے ہیں آخرت میں بھی جھوٹے ہی ثابت ہوں گے۔

.....

ف: آخرت میں نقصان پائے گا یقیناً اور دنیا میں بھی احیاناً یعنی کبھی کبھی یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ چنانچہ یہ احکام الٰہی کو بالکل چھوڑے بیٹھے ہیں۔ ذکر الٰہی سے غفلت اور شیطانی تسلط کی خاص علامت یہ ہے کہ انسان کو احکام الٰہی سے علماء وصلحاء کی صحبت سے رفتہ رفتہ وحشت و بیزاری ہونے لگتی ہے اور دل اہل غفلت کی صحبتوں میں غفلت و معصیت ہی کے مشغلوں اور چرچوں میں لگنے لگتا ہے۔

ف: كَتَبَ اللّٰهُ یعنی علم الٰہی میں مقرر ہے کہ یہ لوگ بمقابلہ ان مخالفوں کے ہیں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے یعنی دین الٰہی پھیلے گا اور ان کے تمام منصوبے فناہ ہو جائیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ اس کے ارادہ میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا اس کے فعل پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اس کیلئے یہ بات دشوار نہیں ہے کہ وہ ظاہری اسباب کے خلاف جس کو چاہے غلبہ دے دے۔

ف: اس لیے کہ ان ایمانداروں کو اللہ اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہے لہٰذا وہ اس کے مخالفوں سے محبت نہیں رکھ سکتے کیونکہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مومن کامل و مخلص کی خاص علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کے دوستوں اور مخلصوں ہی کو دوست رکھتا ہے اور اس کے باغیوں، منکروں کو اپنا بھی دشمن سمجھتا ہے یہاں تک کہ اس کی طبعی محبتوں پر بھی حق تعالیٰ کی عقلی محبت غالب آ جاتی ہے یہ چند رشتے صرف نمونے کے طور پر گنوائے گئے ہیں اور اس سے صرف انہی رشتوں کی تعیین و تخصیص مراد نہیں۔

ف: بِرُوْحٍ مِّنْهُ یعنی وہ سکینت یا نورانیت جو حیات معنوی کو قائم رکھتی اور ترقی دیتی رہتی ہے۔ امام بیضاوی کہتے ہیں کہ اس سے مراد دل کی روشنی ہے اور صاحب روح المعانی کہتے ہیں کہ روح مجاز مرسل ہے کیونکہ وہ معنوی زندگی کو قائم رکھتی ہے۔ مولنا امرتسری کہتے ہیں کہ اس سے مراد تائید غیبی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا پھر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو اسے اور کیا چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ وہ اللہ اور رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کرتے تھے اسی سلسلہ میں ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، اور جنگ احد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلے میں نکلنے کو تیار ہو گئے اور مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو، عمر بن الخطابؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی بن ابی طالبؓ، حمزہؓ، عبیدہ بن حارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ نے ان کو منع فرمایا۔

فرضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ ورزقنا اللہ محبتہم واتباعہم واماتنا علیہ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

غالب حکمت والا ہے ف۱ وہی خدا جس نے اہل کتاب میں سے منکروں کو پہلے دھکے ف۲ میں

اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ

ان کے گھروں سے نکال دیا ف۳ تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ

يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ

نکلیں گے انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے ف۴

اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان نہ تھا اور خدا نے ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ

رعب ڈال دیا اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے گرا رہے تھے

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ

پس اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو ف۵ اور اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلا وطنی

الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ

نہ لکھی ہوتی تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم

النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ

کی آگ کا عذاب ہے ف۶ اس وجہ سے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بعد مخالفت

يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ

کرتے ہیں جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بعد مخالفت کرے اللہ سخت عذاب والا ہے

مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

جو ان کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو سالم کھڑا ان کی جڑوں پر سب کچھ اذن الٰہی

اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ

سے ہوا تاکہ ایسے فاسقوں کو رسوا کرے ف۷ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

ان سے دلوایا ہے تم لوگوں نے اس پر گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ

ف۱: تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تقدس بیان کرتی ہیں بعض بزبان قال اور بعض بزبان حال کیونکہ وہ ان سب کا خالق ہے۔ تسبیح یہاں اختیاری تقیدی تسبیح مراد نہیں کہ جس کا مکلف انسان اور جنات کو کیا گیا ہے بلکہ تکوینی اور تسخیری تسبیح مراد ہے جس پر ساری مخلوق یکساں مضطر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر ہر مخلوق بغیر کسی استثناء کے اللہ تعالیٰ کی تسبیح جو اپنے اپنے مرتبہ وجود کے مطابق کیا کرتی ہے۔ ما بے جان کے لیے آتا ہے۔ اسم العزیز لا کر یاد دلاتا ہے کہ بڑی سے بڑی مخلوق بھی کون سی ایسی ہے جو اس کے حلقہ طاعت واطاعت سے باہر رہ سکے۔

ف۲: مدینہ سے مشرقی جانب ۲ میل کے فاصلہ پر یہود کی ایک بستی تھی جس کو بنی نضیر کہتے تھے یہ لوگ بڑے سرمایہ دار تھے اور ان کو اپنے مضبوط قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے صلح کا معاہدہ کرلیا کہ ہم آپ کے مقابلہ پر کسی کی مدد نہ کریں گے، پھر وہ کافروں سے عہد و پیمان کرنے لگے حتیٰ کہ ان کے بڑے سردار کعب بن اشرف نے چالیس سواروں کے ساتھ مکہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کے سامنے مسلمانوں کے خلاف قریش سے عہد و پیمان لیا آخر چند روز بعد محمد بن مسلمہ نے اس غدار کا کام تمام کر دیا پھر بھی بنی نضیر کی طرف سے بدعہدی کا سلسلہ جاری رہا اور دغابازی سے نبی ﷺ کو چند رفیقوں کے ساتھ بلا کر اچانک قتل کرنا چاہا۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی کا پاٹ ڈال دیا اگر لگے تو آدمی مرجائے یہ ربیع الاول ۴ ہجری کا واقعہ ہے مگر تمام مواقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی حفاظت فرمائی آخر نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ان سے لڑائی کیلئے جمع کیا اور جب مسلمانوں نے نہایت سرعت و مستعدی سے مکانوں اور قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو وہ مرعوب و خوفزدہ ہوگئے اور گھبرا کر صلح کی التجا کی چنانچہ آپ کی طرف سے یہ شرط رکھی گئی کہ اگر وہ مدینہ خالی کردیں تو ان کی جانوں سے تعرض نہ کیا جائے گا اور جو مال و اسباب سوائے اسلحہ کے اٹھا کر لے جاسکتے ہیں وہ لے جائیں چنانچہ اس پر وہ تیار ہو گئے اور انہوں نے مدینہ خالی کر دیا اور مکان زمین اور باغات وغیرہ پر مسلمان قابض ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے وہ زمین مال غنیمت کی طرح تقسیم نہ کی بلکہ وہ صرف آپ ﷺ کے اختیار پر رکھی اور نبی ﷺ نے اکثر اراضی مہاجرین و انصار پر تقسیم کردی اسی طرح انصار سے ان کا خرچ ہلکا ہوا مہاجرین و انصار کو فائدہ پہنچا، نبی ﷺ اپنے گھر کا سالانہ خرچ بھی اسی سے لیتے تھے اور جو بچ رہتا وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیتے۔

ف۳: لِاَوَّلِ الْحَشْرِ اس لفظ میں ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ جلاوطنی دوبارہ بھی انہیں جھیلنی پڑے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں سارے جزیرہ عرب کو یہود سے خالی کرالیا اور یہ لوگ ملک شام کی طرف نکالے گئے جہاں آخری حشر بھی ہونا ہے اسی لیے شام کو اَرْضُ الْحَشْرِ بھی کہتے ہیں۔ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ میں ل وقت کے بیان کے لیے ہے۔ یعنی پہلے حشر میں یا پہلے حشر کے نزدیک۔

ف۴: مَانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ میں ہم کی دونوں ضمیریں بنو نضیر کے یہود کی جانب تو ظاہر ہی ہیں لیکن یہ بھی جائز ہے کہ مطلق یہود کی جانب ہوں۔ مِنَ اللّٰهِ یہاں سے رسول اللہ ﷺ کے کمال وشرف پر استدلال کیا گیا ہے اس معنی میں کہ یہود سے معاملہ تو رسول اللہ ﷺ کا ہو رہا تھا لیکن قرآن مجید نے اسے منسوب خود حق تعالیٰ کی جانب کر دیا۔

ف۵: مسلمان تو خیر اس بدعہد قوم کو وعدہ توڑنے کے جرم میں ویران کر ہی رہے تھے مگر یہ بدنصیب خود بھی اپنے مکانوں کی لکڑی اور تختے وغیرہ کھود کر انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ

ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ف۱ بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے

الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور قریبوں کا

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ

یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں کا ہے تاکہ یہ مال تم میں سے مالدار اغنیا ہی میں

الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا

دائر سائر نہ رہے ف۲ اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیویں وہ قبول کیا کرو اور

نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

جس سے روکے اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت

الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

عذاب والا ہے ف۳ دیکھو ان فقراء مہاجرین کو جو اپنے گھروں

مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور خوشنودی چاہتے ہیں اللہ اور رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ

الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

سچے ہیں ف۴ اور جنہوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے دارالایمان بنایا

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ

جو لوگ ان کی طرف ہجرت کرکے آتے ہیں وہ ان سے دلی محبت کرتے ہیں اور جو کچھ

فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى

ان کو خدا کی طرف سے ملا ہے اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے ان کی ضروریات

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس

نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ

کے بخل سے بچ جائیں وہی نجات یاب ہوں گے ف۵ اور وہ لوگ

ف۱: پس تم لوگ جو کچھ چاہو گے اسی قادر قیوم سے مانگا کرو۔ لکن ..... یشاء چنانچہ کبھی کبھی حکمت ومصلحت کے تقاضا کے تحت وہ بغیر کسی تکلیف ومشقت کے بھی انہیں غلبہ دے دیتا ہے اور اس وقت بھی اس نے اسی طرح بغیر جنگ کیے اپنے رسول کو غلبہ دے دیا اس لیے اس میں تمہارا کوئی حق نہیں اور اس کو رسول اپنی مرضی پر خرچ کرنے کا حقدار ہے۔

تنبیہ: اگر قدرے جنگ ہونے کے بعد کفار مرعوب ہو کر صلح کی کوشش کریں اور مسلمان قبول کر لیں تو اس صورت میں صلح سے جو کچھ بھی حاصل ہوگا تو یہ بھی حکم مال فے میں داخل ہے۔

ف۲: جنگ میں کفار سے جو مال اسباب ہاتھ آتا ہے وہ اگر لڑ کر آئے تو اس کو غنیمت کہتے ہیں اور بغیر لڑے غلبہ ہونے کی صورت میں آئے تو اس کو مال فے کہتے ہیں غنیمت میں چار حصے شرکاء جنگ غازیوں کے لیے ہوتے ہیں پانچواں حصہ (خمس) ان لوگوں کا جن کا ذکر اس آیت میں ہے فے کا تمام مال وغیرہ مال غنیمت کے خمس کی طرح ہے یعنی فے کا تمام مال صرف انہی لوگوں پر تقسیم ہوگا اللہ تعالیٰ کا حصہ الگ نہیں رسول کا حصہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کا تھا رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ اور امام وقت کا ہے لیکن اس کا تصرف مالکانہ نہیں ہوتا محض حاکمانہ ہوتا ہے۔ وہ ان کو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مسلمانوں کی عام ضروریات ومصالح میں خرچ کرے گا مال فیٔ کے لیے یہ مصارف ہم نے مقرر کیے ہیں تاکہ دولت مند اس میں اپنی خواہشات کے مطابق تصرف نہ کریں اور محتاج خالی نہ رہ جائیں۔ محققین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت میں صراحت کے ساتھ ذکر اگرچہ فے کا ہے لیکن اس سے استنباط یہی ہوتا ہے کہ اسلام بالعموم ہی سرمایہ داری تا (کپٹلزم) یا سرمایہ کے اجتماع ومرکزیت کے حق میں نہیں۔ وَلِذِی الْقُرْبٰی نبی ﷺ اپنے زمانہ میں اس مال میں سے ان کو بھی دیتے تھے اور ان سے فقیر کی بھی قید نہیں تھی اپنے چچا عباس کو جو دولت مند تھے آپ نے حصہ عطا فرمایا۔

ف۳: مَا عام ہے مَا اٰتٰىكُمُ ہر امر کو اور وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ ہر نہی کو شامل ہے اس لیے جمہور محققین کا مسلک ہے کہ گو نزول اس آیت کا مال فے کے بارے میں ہوا ہے لیکن اس کا حکم عام ہے اور حضرت رسالت کے جملہ اوامر واحکام واجب القبول ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خبردار مجھ کو قرآن ملا ہے اور قرآن کے برابر اور یعنی حدیث ملی ہے بعض جاہل متکبر حدیث کو نہیں مانتے کہتے ہیں کہ حدیث ظنی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ احکام شرع قرآن میں منحصر ہیں حالانکہ بہت سے شریعت کے حکم حدیث سے ثابت ہوتے تو جیسے قرآن مجید دلیل ہے ویسے ہی حدیث بھی دلیل ہے جیسے قرآن نبی ﷺ کو عطا ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی عطا ہوئی ہے یہ دونوں وحی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو ظاہر ہے اور حدیث وحی پوشیدہ۔

تنبیہ: اسلام کا شارع حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جو حکم کے موقع پر حلیم اور غضب انتقام کے موقع پر غضبناک اور منتقم ہوتا ہے۔

ف۴: یعنی یوں تو اس مال سے عام مسلمانوں کی ضروریات وحوائج متعلق ہیں لیکن خصوصی طور پر ان ایثار پیشہ جان نثاروں اور سچے مسلمانوں کا حق مقدم ہے جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رسول کی محبت واطاعت میں اپنے گھر بار اور مال ودولت سب کو خیرباد کہہ دیا اور بالکل خالی ہاتھ وطن سے نکل آئے تاکہ وہ اللہ اور رسول کے کاموں میں آزادانہ مدد کر سکیں۔

لفظ فقراء سے استدلال کیا گیا ہے کہ کافر جب مال مسلم پر قابض ومسلط ہو جائیں تو وہ اس کے قانوناً مالک سمجھ لئے جائیں گے چنانچہ شرفاء مسلمین جو مکہ میں مالدار تھے جب مدینہ میں مہاجر

(بقیہ صفحہ 970 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

جو ان کے بعد آویں گے کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو

الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایماندار گذرے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کیلئے کسی طرح

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾ اَلَمْ

کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار! تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے ف۱ کیا تم نے

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ

ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب بھائیوں کو جو

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

کافر ہیں کہتے ہیں اگر تم لوگ نکالے جاؤگے تو ہم بھی تمہارے ساتھ

مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ

نکل جائیں گے اور تمہارے حق میں کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے اور اگر تمہارے

قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾

ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ف۲

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا

اگر وہ جلا وطن کئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوپڑی

يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا

تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر انہوں نے ان کی کچھ مدد کی بھی تو پیٹھ دکھا جائیں گے پھر ان کو

يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ

مدد نہ پہنچے گی ف۳ تم مسلمانوں کا خوف ان کے دلوں میں اللہ کے

مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾ لَا

خوف سے زیادہ ہے یہ ان کا خیال اس لئے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ف۴ یہ لوگ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ

تم مسلمانوں سے سامنے ہوکر نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں

وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا

کے پیچھے سے لڑیں گے ان کی باہمی جنگ بہت سخت ہے تم ان کو یکجا جانتے ہو

(باقی ہے)

ف۱: اس لیے ہماری یہ دعا دنیا و آخرت دونوں میں ضرور قبول کرے گا یہ قرآنی مدح صحابہ کا تیسرا جزو ہے اور مہاجرین وانصار دونوں کے حق میں جامع ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یعنی ان مہاجرین وانصار کے بعد جو لوگ دنیا میں آئیں گے یا اسلام میں داخل ہوں گے یا ہجرت میں شریک ہوں گے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص صحابہ سے بغض رکھے اور ان کی بدگوئی کرے اس کے لیے مال فے میں کچھ حصہ نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ آیت اپنے مضمون میں صاف ہے کہ کسی مومن کو مومن سے کینہ عداوت رکھنا تعلیم اور منشاء الٰہی کے خلاف ہے بلکہ مومن کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے طریقے (دین) میں کینہ رکھنا کفر ہے ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ ہم اپنا سینہ آئینہ کی طرح صاف اور شفاف رکھتے ہیں۔ عام لوگوں کے لیے یہ حکم ہے تو پھر خاص صحابہ کرام وغیرہم کے مراتب اور حقوق تو بہت زیادہ ہیں اور ان کے حق میں بدگمانی یا بدگوئی کرنا کسی طرح روا نہیں رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

ف۲: ذکر منافقین مدینہ کا ہو رہا ہے جو ایک بڑی تعداد میں تھے۔ لِاِخْوَانِهِمْ مراد یہود ہیں خصوصاً قبیلہ بنی نضیر کے یہود۔ یہ اخوت عقائد کفریہ کی تھی ورنہ ظاہر ہے کہ منافقین مدینہ جو مشرکین عرب میں سے تھے اور یہودی جو بنی اسرائیل تھے نسلاً متحد نہ تھے یعنی جلاوطنی ہو تو جب بھی اور قتال ہو تو جب بھی ہم بہرحال ہر صورت میں تمہارے رفیق اور یار وناصر ہیں یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں اپنے وعدوں پر ہرگز عمل نہ کریں گے۔ یہ زبردست پیشگوئی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی بجائے خود رسول کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔

ف۳: یعنی اگر بفرض محال منافق ان کی مدد کو نکلے بھی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا اور ان کی مدد تو کیا کریگا بلکہ ان کی مدد کو بھی نہ پہنچے گا۔ قرآن مجید کا یہ اسلوب بیان عام ہے کہ کئی مقامات پر اس نے مستبعدات محالات کو بھی فرض کر کے اس پر آگے گفتگو کی ہے۔ جیسے ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ الخ﴾ (البقرہ: ۱۲۰) اور ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ﴾ (الزخرف: ۸۱) وغیرہ اسی کی مثالیں ہیں۔

ف۴: آیت کا مطلب یہ ہے کہ منافقین حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اگر یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوتے تو پھر کفر کو چھوڑ ایمان ہی لے آتے اور ایمان کے جھوٹے دعویٰ سے باز آجاتے۔ البتہ مسلمانوں کا رعب واقعی ان کے دلوں میں چھایا ہوا ہے اور اس لیے بنی نضیر سے جا ملنے کی یہ ہمت نہیں رکھتے وہ اپنے زعم باطل سے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اگر پکڑ ہوگی تو وہ تو بعد میں ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ٹل جائے مگر ان مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ سے چھوٹنا مشکل ہے۔ یہ لوگ حقیقت حال کو سمجھتے ہی نہیں یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ وہ ہمیں بیٹھے بٹھائے ہلاک کردے اور مسلمانوں کو تو اتنی قدرت بھی نہیں پھر کمزور سے طاقت ور کی نسبت زیادہ ڈرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں ف۱

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ

انکی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل چکھا تھا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ

اور آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار باقی ہے ف۲ ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان

لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ

کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اختیار کرتا ہے تو کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي

میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں جہنم میں

النَّارِ خٰلِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص سوچا کرے کہ کل کے لئے

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ

سے خبردار ہے ف۴ اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو! جو اللہ کو بھول بیٹھے خدا نے انکے نفس ان کو

اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ

بھلادئے یہی لوگ بدکار ہیں ف۵ جہنمی اور

اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ

جنتی برابر نہیں ہیں جنتی لوگ ہی

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ

کامیاب ہیں ف۶ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو

لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا

منزل ۷

ف۱: مطلب یہ ہے کہ ان مخالفین میں لڑنے کی ہمت اور حوصلہ ہی کہاں ہے اول تو یہ لڑیں گے ہی نہیں اور اگر لڑے بھی تو میدان میں سامنے آ کر نہیں بلکہ اس طرح بچ بچ کر اور ڈرتے ہوئے لڑیں گے اور یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ منافقین کو تو کبھی لڑنے کی ہمت ہی سرے سے نہ ہوئی ہاں یہود خیبر اور بنی قریظہ نے مقابلہ کیا تو وہ اسی طرح جیسا کہ ان کے بارے میں پیش گوئی ہو چکی تھی۔ ہندوستان میں آریہ قوم نے ہندو دستور کے خلاف شدھی کا رواج دیا کہ غیر ہندوؤں کو ہندو بنا دیا جائے اس تحریک شدھی سے ہندو مسلمانوں میں بدمزگی پیدا ہوئی اور نوبت جنگ وفساد تک پہنچی تو ہندوؤں نے یہ طریق جنگ اختیار کیا کہ مسلمان جب ان پر حملہ آور ہوں تو یہ ہندو اپنے مکانوں پر سے ان پر اینٹیں برسائیں اور خود دیواروں کی اوٹ میں چھپے رہیں۔ اس آیت میں اس ہندی واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق واتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ ان کے دل اندر سے بٹے ہوئے ہیں اور ان کو حقیقی یک جہتی کہاں میسر آ سکتی ہے۔ اگر ان کو عقل ہو تو یہ سمجھ جائیں کہ ان کا نمائشی اتحاد کس کام کا۔ اتحاد تو اسے کہتے ہیں جو مومنین قانتین میں پایا جاتا ہے جنہوں نے اپنی اغراض وخواہشات سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام رکھا ہے اس آیت کے مضمون کو دیکھیں اور آج کل کے مسلمانوں کی اندرونی حالت نوعی اور صنفی درصنفی کو دیکھیں تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ یہ آیت ہمارے ہی حق میں اتری ہے کہ جو کسی عام غرض کے لیے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور ابتدائی طور پر اگر اکٹھے ہو بھی جاتے ہیں تو انتہاء میں بگڑ جاتے ہیں یہ اطوار انہی لوگوں کے ہوتے ہیں جو قومی اغراض عامہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ بالکل بجا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ.

ف۲: اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا یعنی یہود بنی قینقاع یہ مدینہ اور اس کے اردگرد میں آباد تھے انہوں نے ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے بعد بدعہدی کر کے رسول اللہ ﷺ سے محاربہ کیا تو مغلوب ہو کر جلاوطن ہوئے۔ وَبَالَ اَمْرِهِمْ. یعنی عداوت رسول کا خمیازہ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے یہود بنی قینقاع مراد ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر سے تھوڑی مدت پہلے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ قتادہؒ اور محمد بن اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے۔

ف۳: ٹھیک اسی طرح یہ عوام کو بہکانے والے رئیس اپنے ماتحت لوگوں کو بہکاتے ہیں بلکہ غریب مسلمانوں کو بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے جس طرح کہ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (عنکبوت:۱۲) یعنی کافروں کے رئیس مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ تم ہماری اتباع کرو اگر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تم سے پوچھا تو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ یہ ان کے گناہوں میں سے ذرہ بھی نہیں اٹھائیں گے بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

ف۴: یعنی اے ایمان والو تمہارا محض ایمان کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ تمہیں نافرمانیوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے اور اس بات کو بھی مدنظر کرو کہ طاعات اور اعمال صالحہ کا کتنا ذخیرہ اب تک تم آگے بھیج چکے ہو۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ اس تقویٰ کا تعلق طاعات کی طرف بڑھنے سے ہے جیسا کہ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ سے اشارہ ہو رہا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اس تقویٰ کا تعلق معاصی سے بچنے سے ہے جیسا کہ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ سے اشارہ ہو رہا ہے۔

ف۵: نسوا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے (بقیہ صفحہ 971 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

فکر کریں وہی ف اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾

حاضر غائب کو جاننے والا ہے وہی بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے ف

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا بادشاہ ہے پاک ہے

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ

سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے، سب کی نگہبانی کرنے والا ہے سب پر غالب، سنوارنے والا،

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

بہت بڑائی والا ہے، جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے پاک ہے وہی اللہ بنانے والا، پیدا کرنیوالا

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي

سب کی تصویریں بنانے والا ہے، نیک نام اسی کے لئے ہیں آسمان و زمین کی چیزیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

اس کی پاکی بیان کرتی ہیں اور سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے ف

اٰيَاتُهَا ۱۳ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ الممتحنہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

اے مسلمانو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو مخلص دوست نہ بناؤ

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حقانی تعلیم کے منکر

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے وہ لوگ رسول کو اور تم کو نکالتے تھے

ف: قرآن مجید خود اس درجہ مؤثر اور فاعل قوی ہے کہ پتھر کا پہاڑ جو جمود و بے حسی کا انتہائی نمونہ معلوم ہوتا ہے اس پر اگر ہم قرآن نازل کرتے اور پہاڑ میں بقدر ضرورت فہم و عقل کا مادہ رکھ دیتے تو پہاڑ تک بھی فرط تاثیر سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لعلھم یتفکرون تاکہ وہ سوچیں اور نفع حاصل کریں ورنہ پہاڑ پر قرآن یا کلام اترنے کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں لہٰذا یہ فرضی مثال سمجھانے کے لئے ہے فاسق انسان کے اندر قبولیت کا جو مادہ ہوتا ہے تو وہ نفسانی خواہشات کے غالب آ جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے اور اسی سے اس جمود اور عدم احساس پیدا ہو جاتا ہے ہوائے نفس کو مغلوب کرنے اور قرآن مجید سے تاثیر و تذکر کی قابلیت بڑھانے کے لیے صالحین کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

ف: اِلَّا ھُوَ حق تعالیٰ کی یکتائی اور توحید کامل کا اثبات اس سے ہو گیا عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ حق تعالیٰ کا علم محدود و ناقص قسم کا نہیں بلکہ ہر طرح کامل اور جزئیات اور کلیات سب کو محیط ہے۔ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ حق تعالیٰ کی صفت رحم ہر طرح سے کامل اور غیر محدود ہے عیسائیوں کو اسی صفت کے بارے میں ٹھوکر لگنے سے کفارہ کا عقیدہ تراشنا پڑا اور پھر ایک اللہ کے اکلوتے بیٹے کی تلاش ہوئی تا کہ اس کو ساری گنہگار مخلوق کی طرف سے کفارہ میں پیش کیا جائے اور قرآن کی اصل تعلیم یہ ہے کہ وہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کرائے چنانچہ اس کی معرفت کا یہ پہلا سبق ہے۔

ف: اَلْمَلِکُ، مالکیت اور حاکمیت کے تمام اختیارات اور جملہ حقوق اسی اللہ رب العزۃ کو حاصل ہیں کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس حاصل نہیں۔ اَلْقُدُّوْسُ وہ ذات پاک، ہر عیب، ہر نقص اور ہر کوتاہی سے بالاتر ہے اور یہ مشرکین کی جہالت ہے کہ جو انہوں نے اللہ رب العزۃ کی جانب بعض نالائق صفات کو منسوب کر دیا۔ اَلسَّلَامُ اس کی ذات میں اس کا امکان ہی نہیں کہ آئندہ بھی کوئی نقص اور کوئی عیب اس میں پیدا ہو سکے۔ اَلْمُؤْمِنُ دنیا کو امن اور سلامتی دینے والا اپنے بندہ سے ہر خوف کو دور کرتا رہتا ہے اور ہر آئی ہوئی آفت کو ٹالتا رہتا ہے جبکہ مشرک قومیں ہر آئی ہوئی مصیبت سے بچنے کے لیے دوسروں کی دوہائی دیتی رہتی ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک مصدق کے معنی ہیں یعنی اپنی اور اپنے انبیاء کی قولی اور فعلی طور پر تصدیق کرنے والا یا مومنین کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا۔ اَلْمُھَیْمِنُ سب کی فنا ہونے سے نگہبانی کرنے والا۔ اَلْعَزِیْزُ اس اسم میں حق تعالیٰ کی صفت قدرت کا اثبات ہے۔ اَلْجَبَّارُ یعنی ہر قسم کی اصلاح کرنے والا بگڑی کو درست کر دینے والا، مجبر اسے کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی یا اکھڑی ہوئی ہڈی پھر سے جوڑ دے۔ اَلْمُتَکَبِّرُ یعنی وہ پاک ذات جس کے آگے مخلوق کی ساری عظمتیں ہیچ ہیں اور جس کی تحقیر یا تصغیر کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اَلْخَالِقُ یعنی صفت تخلیق تکوین و ایجاد میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اَلْبَارِئُ یعنی روح و مادہ، ہیولیٰ وصورت، جو ہر و عرض سب کا بنانے والا سب کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔ اَلْمُصَوِّرُ ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک آئین حکمت کے مطابق ہی اس نے صورت وجود سے مشرف کیا جیسا کہ انسان کے نطفہ پر تصویر بنا دی۔ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی صفات کمالیہ کی جامع اسی کی ذات ہے اس کی حمد و ثناء کی تسبیح چھوٹی بڑی آسمانی زمینی ہر مخلوق اپنی اپنی بساط فہم اور مرتبہ وجود کے مطابق کرتی رہتی ہے یہ تو ہے اسکی معرفت کا قرآنی سبق اور عاجزانہ طریقہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا یہ ہے۔

تو دل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

تنبیہ: خالق کا فعل مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور باری کا تعلق (بقیہ صفحہ 971 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ
اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اگر تم میری راہ میں
سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۗ
جہاد کرنے کو اور میری رضا حاصل کرنے کو نکلتے ہو تو تم ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو
وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ
حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم لوگ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جو کوئی بھی یہ کام
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ
کرے گا سمجھو کہ وہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا ف۱ اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں
يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
تو تمہارے دشمن ہوجاتے ہیں اور تمہاری طرف ہاتھ اور زبان
وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ
دراز کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر کافر ہو جاؤ ف۲ تمہارے رشتے
اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ
اور تمہاری اولاد قیامت کے روز کچھ کام نہ آئیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کرے گا
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ
اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے ف۳ ابراہیم اور ان کے ساتھیوں
حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
کی زندگی میں تمہارے لئے نیک مثال موجود ہے جب انہوں نے اپنی
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
قوم سے کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ
دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ
لئے عداوت اور بغض پیدا ہوگیا ہے جب تک اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ ف۴
اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ

ہاں ابراہیم کا اپنے باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں

منزل ۶

ف۱: اس آیت میں ایک بدری صحابی حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ایک عجیب واقعہ کا بیان ہے۔ نبی ﷺ کا مشرکین مکہ سے جو معاہدہ ہو چکا تھا تو مشرکین مکہ نے اس کو جب توڑ دیا تو نبی ﷺ نے مشرکین مکہ کی بے خبری میں ان پر حملہ کرنے کا پروگرام ترتیب دیا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ مہاجر تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے ان کے اہل وعیال مکہ ہی میں تھے اور یہ مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ان کو جب اس حملہ کا علم ہوا تو انہوں نے اس پوشیدہ راز سے مشرکین مکہ کو خبردار کرنے کیلئے ایک قریشی عورت کے ہاتھ رقعہ لکھ کر اس کو مکہ روانہ کر دیا اور انکا ارادہ اس خبر دینے میں صرف یہ تھا کہ قریش مکہ پر میرا احسان ہو جائے تا کہ میرے اہل وعیال اور مال و دولت محفوظ رہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی چنانچہ آپ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے پیچھے روانہ کر دیا کہ اس عورت کو بحفاظت پکڑ کر لے آؤ، چنانچہ یہ تینوں صحابہ گئے اور اسی مقام پر اس عورت کو پایا اور اس سے وہ رقعہ وصول کیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے خاطب کو بلا بھیجا انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ آپ میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں قریش کے خاندان سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں ان کی مکہ میں رشتہ داریاں ہیں اور وہ ان کے گھر والوں اور ان کے مال کا خیال رکھتے ہیں۔ چونکہ میری ان کے ساتھ رشتہ داری نہیں ہے اس لئے میں نے چاہا کہ ان کے ساتھ بھلائی کروں تا کہ وہ میرے رشتہ داروں کا خیال رکھیں۔ میں نے یہ کام کفر اور ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔" تو آنحضرت ﷺ نے درگزر فرمایا۔

ف۲: کافر ہونے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کے دل میں اسلام کے حق میں شبہات پیدا ہوں، اس کا علاج یہ ہے کہ کسی سمجھدار سے شبہات دور کرائے، جیسے ہندو اقوام نے باوجود اپنے اندر شدید اختلاف رکھنے کے کہیں ہندو سنگھٹن بنائی ہے اور کہیں ہندو مہاسبھا بنائی ہے اور ان سب سے بڑھ کر شدھی سبھا ہے جس کا یہ کام ہے جو اس آیت میں کفار کا بتایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کو کافر بنانا، تو مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ یہود و ہنود کا یہ فعل وہی ہے جو کفار عرب زمانہ رسالت میں کرتے تھے پھر جو ان کا انجام ہوا وہی ان کا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس آیت میں مسلمانوں کے ساتھ مستقل دشمنی وعناد اور بدخواہی کا بیان آ گیا کہ یہ کبھی بھی مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں ہو سکتے۔

ف۳: دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار رشتہ داروں کا لحاظ کرتے ہوئے کفر کی طرف لوٹ جانا، تو اگر تم اس وجہ سے اسلام چھوڑ گئے تو یاد رکھو کہ تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں کچھ بھی کام نہ دیں گے کافروں اور بے دینوں سے تعلقات بڑھانے کا محرک اکثر یہی اہل وعیال کی فلاح ونفع کا خیال ہوتا ہے اس لئے یہاں اس بات سے بھی خبردار کر دیا گیا۔

ف۴: یعنی پیروی اس نمونہ حسنہ کی کرو جو ابراہیم علیہ السلام اور انکے صحابہ کا کافروں اور اعلائے دین کے ساتھ تعلقات رکھنے کے بارے میں چھوڑ گئے ہیں یعنی یہ عداوت اور رنجش اس وقت ختم ہوگی جب مومن ہو جاؤ گے کیونکہ ہماری تمہاری رنجش کوئی ذاتی نہیں بلکہ یہ تمہارے شرک وکفر کی وجہ سے ہے اور جب تمہارا کفر و شرک ختم ہو جائے گا تو رنجش خود بخود دور ہو جائے گی۔ یہ ہے سنت ابراہیمی پس تم مسلمان دیندار لوگ ان بزرگوں کی روش اختیار کرو اور انکی سنت پر چلو۔ باقی صلہ رحم یا اعزہ واقربا کے ساتھ دنیوی حسن سلوک کا حکم الگ ہے اور وہ (بقیہ صفحہ 971 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا

تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا

وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے ف۱ تو ہم کو کافروں کے لئے

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

عذاب کا ذریعہ نہ بنا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے بے شک تو ہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اے مسلمانو! یہ لوگ تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ

اور جو کوئی منہ پھیرے گا اللہ بے نیاز اور بڑی تعریفات سے موصوف ہے ف۲ قریب ہے کہ اللہ

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ

تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے گا اور اللہ

قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

بڑی قدرت والا بخشنہار مہربان ہے ف۳ خدا تم کو ان لوگوں کے ساتھ

الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ

تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں سے حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا نہ انکے حق میں تم کو انصاف کرنے سے منع کرتا ہے

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ف۴ جو لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور تم کو

الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

تمہارے وطنوں سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

بس ایسے لوگوں کو دلی دوست بنانے سے خدا تم کو منع کرتا ہے

منزل ۷

ف۱: حضرت ابن عباسؓ نے کہا اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کی پیروی ہے جو انہوں نے اپنے مشرک باپ کیلئے کے لیے بخشش کی دعا مانگی تھی اس سے مومنوں کو منع کیا گیا ہے اور کافر و مشرک کے حق میں بخشش مانگنا درست نہیں جیسا کہ فرمان ربی ہے۔ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ (توبہ: ۱۱۳) یعنی نبی اور مومنوں کو مشرک کے حق میں بخشش نہ مانگنی چاہیے چاہے وہ انتہائی قریبی (رشتہ دار) ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں۔ اس آیت کی طرف ہم نے اشارہ کیا کیونکہ اس میں انبیاء اور ایمانداروں کا مشرکین کے حق میں بخشش مانگنا ناجائز قرار دیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ابھی اطلاع نہ ملی ہو جیسے نبی ﷺ نے منافق کا جنازہ پڑھا تو پڑھنے کے بعد وحی پہنچی اور فرمایا گیا کہ ﴿لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (التوبۃ: ۸۴) اس طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطلاع ملی ہو کہ تمہارے باپ کا خاتمہ شرک پر ہوا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ جب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے یعنی شرک پر مصر ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

تنبیہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں حق تعالیٰ سے یہ دعا ضرور کروں گا کہ وہ تمہیں زندگی میں راہ ہدایت دکھا دے تاکہ موت کے بعد نجات حاصل ہو جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ تمہارے کفر کی حالت پر مرنے پر بھی تمہاری بخشش چاہوں گا۔

ف۲: یعنی کفار سے بیزاری کرنے میں تم کو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی اقتداء اور پیروی کرنی چاہیے اور یہ پیروی اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کا ڈر رکھے اور جو شخص ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کی اقتداء سے منہ پھیرے اور اقتداء نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

تنبیہ: فیھم میں ضمیر ھم ابراہیم اور اصحاب ابراہیم علیہ السلام کی جانب ہے۔

ف۳: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں کل کو یہی لوگ مسلمان ہو جائیں اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا حضرت ابوسفیان بن حرب وغیرہ کا ایمان لانا ایسی پیشگوئی کے ظہور عملی کی مثال ہے جو لوگ ایک دوسرے پر تلوار اٹھا رہے تھے اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ مسلمانوں نے حکم الٰہی کی تعمیل میں مشرکین سے قطع تعلق کر تو لیا تھا لیکن قرابتوں اور رشتہ داریوں کی بنا پر کسی درجہ میں غم محسوس کرنا بالکل طبعی بات تھی۔ اس آیت میں مسلمانوں کی تسلی کرا دی کہ مکہ والوں کے مقابلہ میں یہ ترک معاملات کا جہاد صرف چند روز کے لیے ہے پھر اس کی ضرورت نہیں رہے گی چاہیے کہ موجودہ حالت میں مضبوطی سے ترک موالات پر قائم رہو۔ چنانچہ اب تک اسی حکم کی تعمیل میں جن سے کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ اگر توبہ و استغفار کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت دونوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

ف۴: یہ لوگ چاہے تمہارے دین سے منکر اور کافر ہو جائیں۔ کفر اور اسلام کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر ایک کا ذاتی معاملہ ہے تم کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں تم ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا

جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے وہی ظالم لوگ ہوں گے ف پس

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

اے مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجر بن کر تمہارے پاس آئیں

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ

تو ان کا امتحان لیا کرو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے ف۱ پھر اگر تم ان کو

مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ

مومن پاؤ تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو نہ وہ عورتیں ان کے لئے

لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ

حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے ف۲ اور جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اور تم کو ان کے حق مہر دے کر ان سے نکاح کرنے میں

اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا مَآ

کوئی گناہ نہیں اور کافر عورتوں کو عقد ثانی میں مت رکھو جو تم نے خرچ

اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ

کیا ہے طلب کرلو اور جو ان کفار نے خرچ کیا تھا وہ طلب کریں یہ اللہ کا حکم ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ

جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے ف۳ اور اگر تمہاری کوئی

شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا

عورت کفار کی طرف چلی جائے پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے تو ان لوگوں

الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا

کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں گئی ہیں اور اللہ سے

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا

ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو ف۴ اے نبی! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں

جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ

اس نیت سے آئیں کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

منزل ۶

لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آیا کرو اور اس بات کو دل میں بٹھالو کہ اللہ تعالیٰ ہر بات میں منصفانہ برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے بس تم اس بات کے خیال سے کہ کوئی شخص اسلام کو یا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا اس سے بے انصافی کرنے کا خیال بھی نہ کرنا اور نہ اس کی حق تلفی کرنا ورنہ جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے تم بھی مخالف شمار کئے جاؤ گے۔

.....

ف۱: ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن سے دوستانہ تعلقات سے تم کو منع کیا جاتا ہے وہ اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یا تم کو بخل ہے نہیں بلکہ یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ چونکہ دلی طور پر تمہارے دشمن ہیں اور کہیں یہ لوگ دوستی کے پردے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں کیا تم نے سنا نہیں۔

دشمنان کہن دوستان گرو کردن
بدست دیو بود عقل گرگردن

پس ایسے ظالموں سے دوستانہ برتاؤ کرنا بے شک سخت ظلم اور گناہ کا کام ہے۔ ومن یتولھم ولایت یا دوستی کے یہاں بھی معنی دوستی کا عملی برتاؤ رکھنے کے ہیں۔ یہاں تک تو کفار کے دو فریق (معاند اور مسالم) کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر تھا۔ اب آگے بتلاتے ہیں کہ ان عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیے جو دارالحرب سے دارالسلام میں آئیں یا دارالحرب میں مقیم رہیں۔ صلح حدیبیہ میں مکہ والوں نے یہ معاہدہ کیا کہ ہمارا جو آدمی تمہارے پاس جائے اس کو واپس بھیجنا ہوگا تو نبی ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا تھا چنانچہ کئی مرد آئے اور آپ نے ان کو واپس کردیا پھر کئی مسلمان عورتیں آئیں اب اگر ان کو واپس کرتے تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام کاری کی مرتکب بنتیں اس لئے اس بات کے فیصلہ کیلئے اگلی آیات نازل ہوئیں۔

ف۲: ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کا کس طرح امتحان لیتے تھے؟ فرمایا کہ اس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر سچ سچ کہے کہ وہ اپنے خاوند کی ناچاقی کی وجہ سے نہیں آئی، صرف آب و ہوا کی تبدیلی کیلئے بطور سیر و سیاحت نہیں آئی اور کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت میں اسلام کی خاطر وطن کو چھوڑ کر آئی ہے اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

ف۳: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ وہ مومن عورتیں ان کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی وہ کفار ان عورتوں کے لیے، پھر اگر تم ان کو واپس بھیجو گے تو اس ناجائز ملاپ کا گناہ تم پر ہوگا۔

تنبیہ: علم یہاں ظن غالب کے معنی میں ہے جو ظاہری علامات سے پیدا ہوجاتا ہے اور اختلاف دارین کی بنا پر زوجین میں تفریق کردی جائے گی اس صورت میں کہ ایک دارالسلام میں رہ جائے اور دوسرا دارالحرب میں ہے۔

ف۴: مسلمان عورت کو کافر شوہر نے جس قدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اس کافر شوہر کو واپس کردیں یہ مہر کی ادائیگی خواہ نئے مسلمان شوہر کی طرف سے ہو یا بیت المال سے بہرحال ان مصالحین کفار کا حق تلف نہ ہو اور اگر تمہاری عورتیں بوجہ بت پرستی کے کافر ہوں اور تبلیغ کرنے سے بھی مسلمان نہ ہوں تو ایسی کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو بلکہ طلاق دے کر چھوڑ دو اور ایسی عورتوں پر بوقت نکاح از قسم زیور اور کپڑے وغیرہ جو تم نے خرچ کیا ہے ان کے ولیوں سے یا خود ان سے واپس طلب کرلو اور جو ان کفار نے اپنی منکوحات پر خرچ کیا تھا جو مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئی ہیں تو وہ طلب کرلیں یعنی جس طرح تم لینے کے حقدار ہو تو اسی طرح دینا بھی تمہارا فرض بنتا ہے اور یہی انصاف ہے واٰتوھم ما انفقوا ابھی اسی آیت کے اندر اوپر آچکا ہے (بقیہ صفحہ 971 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ

کسی چیز کو شریک نہ کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو

اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ

قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی

وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ

اور نہ دینی کام میں تمہاری بے فرمانی کریں گی پھر تم بیعت قبول کرلیا کرو

اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا

مسلمانو! اس قوم سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا اور

مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ع ۱۳

وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر لوگ اہل قبور سے ف۲

اٰيَاتُهَا ١٤ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ٢

سورۃ الصف مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیحیں پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی

الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا

حکمت والا ہے اے مسلمانو! کیوں ایسی بات کہتے ہو جس پر

تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

عمل نہیں کرتے یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو خدا کے نزدیک

تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

بڑے غضب کی بات ہے ف۳ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ

سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ وَاِذْ

میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ چونے کی دیوار ہیں ف۴ اور جب

منزل ۷

ف۱: ان کے تاریک اور گندے ماضی کے باوجود اے نبی آپ ان شرائط کے مطابق ان عورتوں کی بیعت قبول کرلیا کرو اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بیعت و اقرار پر مستقل رکھے۔ محققین نے یہ کہا ہے کہ بیعت رسول کی ان تمام شرائط کو اعتقاد کے ساتھ تسلیم کرنا شرط ایمان تھا اور ان پر عمل کا اہتمام کرنا کامل ایمان کی شرط ہے۔ کمال ایمان یہ آیت ان غالیوں کے رد کے لیے بالکل کافی ہے جو کسی پیشہ ور عورت کے تائب ہونے کے بعد کسی کے نکاح میں آنے ہی کو ناجائز سمجھتے ہیں اور یہ آیت بیعت کے اغراض و مقاصد کے بارے میں بالکل صریح ہے اور اس سے اس رسمی بیعت کا باطل ہونا لازم آتا ہے جس میں عمل کا اہتمام ہی نہ ہو اور جو آج کل کے بعض مرشد قسم کے لوگوں نے سلسلے قائم کر رکھے ہیں اور وہ لوگوں سے بیعت لیتے ہیں یہ بھی اسی حکم میں ہیں اور بیعت وہی حق ہے جو اسلام کے احکام پر عمل کرنے میں ہو اس سے ہٹ کر کوئی بھی بیعت، بیعت نہیں کہلائے گی چاہے وہ کوئی کتنا بڑا بزرگ اور مرشد ہونے کا دعویدار ہی کیوں نہ بیعت لیتا ہو۔

تنبیہ: پہلے فرمایا تھا کہ جو ہجرت کر کے آئیں ان کی جانچ پڑتال کی جائے اب یہاں بتایا کہ ان کا جانچنا یہی ہے کہ وہ اس آیت میں درج شدہ احکام قبول کرلیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ کی قسم نبی ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کو نہیں لگا یعنی بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ نے آپ کے ہاتھ کو مس نہیں کیا یہ آیت بیعت کہلاتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل کے بعض پیر و مرشد قسم کے لوگ اس فرمان کو بالکل ہی رد کرتے نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی مجالس میں عورتیں بلا پردہ اور مکمل زیب و زینت کے ساتھ حاضر ہوتی ہیں اور یہ لوگ ان کو چھونے یا بار بار دیکھنے سے بھی نہیں کتراتے اور نہ ہی انہیں پردہ وغیرہ کی تلقین کرتے ہیں۔

ف۲: یعنی جس طرح ملحدین و منکرین آخرت متبوں اور مُردوں کی طرف سے ہر طرح کی آس توڑے رہتے ہیں اسی طرح یہ مغضوب و مقہور قوم یہود بھی آخرت سے اپنا ہر رشتہ توڑے ہوئے ہے۔ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ۔ یہود ایک خالص دینی اور موحد قوم تھی لیکن رفتہ رفتہ یاد آخرت کو بالکل بھلا چکی تھی اور تورات کے اندر آج بھی جتنے صحیفے اور نوشتے موجود ہیں ان سب میں فلاح دنیوی کا ذکر تو ملتا ہے لیکن اجر آخرت کا تذکرہ شاید ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے۔ بعض مفسرین کے نزدیک مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ میں کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے ہیں وہاں کا حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہو چکے ہیں اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں من الاخرة ای من ثوابها مع ایقانهم بها لعناد النبی ﷺ مع علمهم بصدقه الكفار الكائنون من اصحاب القبور ای المقبورين من خير الاخرة اذ تعرض عليهم مقاعدهم من الجنة لو كانوا امنوا وما يصيرون اليه من النار وما يصيرون اليه معطوف على مقاعدهم (معالم)

ف۳: اسلام ہر مسلمان کو عملی سیرت کا انسان اور کردار کا مضبوط اور مجاہد بنانا چاہتا ہے اسی لیے وہ قول اور عمل کی مطابقت پر شدت سے مصر ہے۔ مسلمان جہاد کی خواہش کرتے تھے مگر عین موقع پر بعض کمزور دل جی چرانے لگے ان آیات کے نزول کا سبب قریباً روایات میں یہ آیا ہے کہ بعض مسلمانوں نے آپس میں کہا تھا کہ ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب تر عمل کون سا ہے تو ہم اسے ضرور کر ڈالیں، حالانکہ اس سے قبل معرکہ احد میں بعض حضرات جہاد کے موقع پر ثابت قدم نہیں بھی رہے تھے یہاں اسی پر گرفت ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ
موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا تھا کیوں مجھے تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو
اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ
کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر جب ٹیڑھے ہوتے گئے تو خدا نے
قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ
ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا اور اللہ بدکار لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا ف۱ اور جب
قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ
عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
میں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں
وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ
اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام بڑی تعریف والا ہوگا
فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ
پھر جب وہ ان بنی اسرائیل کے پاس آگیا تو بولے یہ صریح جادو ہے ف۲ اور جو
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى
اللہ پر جھوٹا افترا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف
اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
بلایا جاتا ہو اس سے بڑا ظالم کون ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو توفیق کی خبر نہیں دیا کرتا ف۳
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ
یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنا
مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
نور پورا کرلے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں ف۴ وہی خدا ہے جس نے اپنا
رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى
رسول بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب
الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع
کرے چاہے مشرک لوگ برا جانیں ف۵ اے ایمان والو!

منزل

حاصل یہ کہ واعظ اور داعی کے لیے باعمل ہونا اور زیادہ ضروری ہے یہ مطلب نہیں کہ بے عمل یا ضعیف العمل کے لیے دعوت ووعظ ناجائز ہے۔

ف۱: ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ایک وہ شخص کہ جو رات کو اٹھے دوسرا نمازی جب نماز کے لیے صف باندھے تیسری وہ قوم جب لڑائی کے لیے قطار باندھ کر کھڑے ہوں تو وہ اپنی صف اور قطار میں ذرہ سا بھی شگاف نہیں پیدا ہونے دیتے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ کے ہاں محبوبیت کا راز بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جم کر اور صف بستہ ہو کر لڑائی کرنا۔ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے ساتھ مسلمان سپاہ کی قطار کی تشبیہ ثابت قدم ہونے اور استحکام کے لحاظ سے ہے۔

ف: موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ وہ زبان سے تعلّی اور تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے لیکن عمل کے میدان میں وہ صفر تھے کوئی موقع کام کا آیا تو فوراً پھسل گئے اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ بنی اسرائیل بڑے گستاخ اور بے ادب تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتے اور بے ہودہ الزام لگاتے یہاں تک کہ جسمانی عیوب بھی آپ کی طرف نسبت کرتے تھے وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ۔ اسرائیلیوں نے اپنی قوم کے نبی اعظم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نافرمانی اور سرکشی کا جو تسلسل شدت سے جاری رکھا تھا تورات میں بھی اس کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے یہ تمرد تمام تر قصداً اور ارادۃً تھا یہ کسی اجتہادی غلطی یا عقلی غلط فہمی کا نتیجہ نہ تھا قاعدہ ہے کہ بدی کرتے کرتے انسان کا دل سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ نیکی کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی تو یہی حال ان کا ہوا جب ہر بات میں رسول سے ضد ہی کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے تو آخر مردود ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا۔ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی ایسے ضدی نافرمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے کہ انسان جب اپنے ارادہ واختیار سے غلط کام لے کر غلط راستے پر چلنے لگتا ہے تو ارادہ الٰہیہ نتیجتاً اسی ارادہ انسانی پر مرتب کردیتا ہے اور پھر انسان کی غلط روی پر برابر اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے اور جو لوگ اپنے قصد صحیح سے کام لے کر راہ حق میں غور وتامل ہی نہیں کرتے انہیں حق تعالیٰ ہدایت کی توفیق بھی نہیں دیتا کہ ایسے ضدی کج روؤں کو ہدایت بخشنے کے معنی تو انہیں ہدایت پر مجبور کردینے کے ہوئے اور یہ بات سراسر نظام تکوینی کی حکمتوں کے منافی ہے۔

ف۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اسرائیلی تھے اور ان کے مخاطب بھی تمام تر اسرائیل ہی تھے اس لیے تصریح کے ساتھ صرف تورات کا ہی کا ذکر مناسب تھا۔ انی رسول اللہ الیکم اسی چھوٹے فقرہ میں بہت سی گمراہیوں کی تردید آگئی چنانچہ (۱) اس کا اثبات ہوا کہ آپ کی بعثت بنی اسرائیل کی جانب تھی کل دنیا کی جانب نہ تھی جس سے موجودہ مسیحیت کی تردید ہوتی ہے۔ (۲) اس کا اثبات کہ آپ حق تعالیٰ کی طرف سے رسول حق تھے نعوذ باللہ کوئی مفتری نہ تھے اس سے یہود کی تردید ہوتی ہے۔ (۳) آپ حق تعالیٰ کے ایک ممتاز ترین ومقرب ترین بندہ تھے نعوذ باللہ خود الوہیت کے مدعی کسی معنی میں بھی نہ تھے۔ انجیل احکام ومسائل شریعت یا قانون الٰہی کی دفعات سے یکسر خالی ہے اسی لیے حضرت مسیح نے فرمایا کہ میرے بعد ایک اور رسول آئے گا انجیل حواری برتابا کی موجود ہے اس میں یہ پیشگوئیاں بہت صاف اور بالکل کھلے لفظوں میں ہیں اور جو چار انجیلیں مسلم ہیں ان میں سے بھی ایک میں یہ عبارتیں آج تک مل رہی ہیں اس میں انکار یا تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور انجیل یوحنا میں تو فارقلیط (بقیہ صفحہ 971 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دکھ کے عذاب
اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
سے چھڑا دے تم اللہ اور رسول پر یقین رکھو اللہ کی راہ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
میں مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے جہاد کرو یہ کام تمہارے حق
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ف۱ خدا تمہارے گناہ بخش دے گا
وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ
اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی
مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
اور ہمیشہ کے باغوں میں محلات نفیسہ دے گا یہی بڑا
الْعَظِيْمُ ۝۱۲ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ
پاس ہے ف۲ اور ایک اور ایسی چیز دیگا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو وہ مدد الٰہی اور
قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فتح قریب ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری سنا دے ف۳ اے ایمان والو!
كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا
لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
کون میرا مددگار ہے حواریوں نے کہا کہ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان پر پختہ رہی
وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى
اور ایک جماعت منکر رہی پھر ہم نے ایمانداروں کو ان کے
عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴
دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے ف۴

منزل ۶

ف۱: سوال کا جواب اگلی آیت میں آ رہا ہے اس طرح کے درمیانی سوالات کرتے جانا عربی خطابت میں عام تھا اور عربی اسلوب بلاغت کا ایک اہم حصہ قرآن کے مخاطبین اول یعنی قریش عرب ایک زبردست تجارت پیشہ قوم اور بڑے کاروباری لوگ تھے قرآن مجید کے ان سے مخاطب ہونے میں تجارتی' معاشی' کاروباری اصطلاحیں' بیع، شراء، مال، ربح، خسران، اشتراء، ثمن، قرض، قرض حسنہ، دین، ربا وغیرہ ربا ان کی خصوصی رعایت رکھنا ہے۔ غالباً ان کا دلی مقصد یہی ہوگا کہ جس طرح ہو ہم عَذَابٍ اَلِیْمٍ سے چھوٹ جائیں تو فرمایا فی سبیل اللہ مالوں اور جانوں سے جہاد کرو یعنی جہاں جان لڑانے کا موقع ہو جان لڑاؤ اور جہاں مال کے خرچ کرنے کا موقع ہو وہاں مال خرچ کرو اور جہاں دونوں کا موقع ہو تو وہاں دونوں کو جمع کیا کرو کیونکہ بحیثیت مسلمان ہونے کے تمہارا اصول ہی یہ ہے کہ

سب نکل جائیں گی اوقاتل ہماری حسرتیں
جب کہ سر اپنا ترے زیر قدم دیدینگے ہم

یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں' دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہونگے اور اصل مال بھی گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائیگا وہ اور اس کے اہل وعیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے لیکن مومنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائیں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی تمام تجارتوں سے بہتر ہے۔

ف۲: جو قومیں آخرت پر یقین رکھنے کا دعویٰ کرتی ہیں وہ خوب سمجھتی رہیں کہ انسان کی اصلی کامیابی یہی عالم آخرت کی مستقل پائیدار کامیابی ہے لازوال مسرت اور بے پایاں راحت اور غم والم سے نجات اس سے بہتر تجارت اور کون سی ہو سکتی ہے کہ جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔

ف۳: پہلے ان نعمتوں کا ذکر تھا جو تم کو آخرت میں ملیں گی چونکہ اسلام تم کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی عزت دے گا یعنی تمہارا نام روشن کرے گا اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو اور وہ مدد الٰہی اور فتح قریب ہے اور عنقریب تم دیکھ لو گے کہ تمہاری فتوحات کا سلسلہ کہاں تک ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی عظیم الشان اور حیران کن فتح مندیوں کی پیشگوئی کا ظہور وقوع جس شاندار طریق پر پورے حجاز کے ایک ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور پھر خلافت راشدہ کے زمانہ میں ایران' روم' شام' مصر اور عراق کی سرزمینوں پر ہو کر رہا دنیا کی ساری کتب تواریخ اس کی گواہ ہیں۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ان دونوں وعدوں کی خوشخبری سنا دے کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا مگر اس وعدہ الٰہی سے کسی کو دھوکا نہ لگے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا سب کام خود بخود ہو جائے گا نہیں بلکہ تمہیں اپنا اپنا فرض ادا کرنا ہوگا۔

ف۴: یعنی بنی اسرائیل میں دو فرقے ہو گئے ایک ایمان پر قائم رہا اور دوسرے نے انکار کیا اور یہ دونوں گروہ حضرت مسیح کے بعد آپس میں دست و گریباں رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس بحث و مناظرہ اور خانہ جنگیوں میں مومنین کو منکرین پر غالب کیا' نصاریٰ جو دھوبی تھے یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ میں سے ان کی عام مدد کے بعد جو بچے کھچے افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے ان کو حق تعالیٰ نے نبی آخر زمان کے ذریعہ سے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا حجت و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کی حیثیت سے بھی انصار اللہ (بقیہ صفحہ 972 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتہا ۱۱ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ الجمعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو بادشاہ

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي

پاک ذات غالب بڑی حکمت والا ہے ف۱ اسی نے ان ناخواندہ لوگوں

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

میں انہی میں سے رسول بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

ان کو کتاب اور علم حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ

تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے ف۲ اور پچھلے لوگ جو ابھی تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

رسول بھیجا ہے اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے یہ فضل الٰہی ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ

جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ف۳ جن

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ

لوگوں کو تورات کی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے

يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۗ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

جو کتابیں اٹھاتا ہے اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کو جھٹلاتی ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا ف۴

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

تو کہہ اے یہودیو! اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے

ف۱: الملک یعنی وہ بادشاہ مطلق الاختیار ہے اس کے اقتدار اور اس کے اختیارات پر کسی قسم کی بھی کوئی قید نہیں' جو قانون وہ چاہے مقرر کرے جس کو چاہے اور جب جو حکم وہ چاہے دے دے۔ اَلْقُدُّوْسُ ہر عیب پر نقص ہر کمی اور کوتاہی سے وہ منزہ اور پاک ہے اَلْعَزِيْزُ زمین و آسمان کی تمام قوتیں مادی یا غیر مادی اسی کی محکوم و تابع فرمان ہیں وہ سب پر حاکم ہے کوئی اس کا مزاحم نہیں ہوسکتا۔ اَلْحَكِيْمُ اس کی ہر کاروائی بے انتہا مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی ہوتی ہے اور اس کی کاریگریوں کو سطحی نظر سے دیکھنا محض حماقت ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور منافقون پڑھتے تھے۔ اے امت محمدیہ کے خطباء و علماء جو کہ گھنٹہ گھنٹہ خطبہ پڑھتے رہتے ہو اور جب جماعت کا وقت آتا ہے تو اس وقت تم

صرف قرآن حکیم کی چند مختصر سی آیات پڑھ کر نماز کو ختم کر دیتے ہو جو کہ بعض فقہاء کا قول یا عمل ہے تو کیا ایسا کرنا نبی ﷺ اور آپ کے بعد سلف صالحین سے کوئی طریقہ ملتا ہے اللہ کے لئے غور کرو کہ نبی ﷺ کا عمل کیا تھا اور ہمارا عمل کیا ہے۔ خطبہ میں تو جلدی نہیں ہوتی اور نہ ہی طویل ہونے کا احساس ہوتا ہے اور نماز جو کہ ہر لحاظ سے فریضہ ہے تو اس فریضہ کی ادائیگی میں اتنی بھی کیا جلدی ہے کہ اس کو صحیح طریقہ پر ادا نہ کیا جائے۔ (بخاری' مسلم)

ف۲: اُمِّيّٖنَ "ان پڑھ" عرب کو کہا گیا جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا' نہ کوئی آسمانی کتاب تھی معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت ہی کم آدمی جانتے تھے ان کی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی' یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھولے ہوئے تھے بت پرستی اوہام پرستی اور فسق و فجور کا نام ان لوگوں نے ملت ابراہیم رکھ کر چھوڑا تھا اور تقریباً ساری قوم واضح گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی تو اچانک ہم نے اسی قوم میں سے ایک رسول اٹھایا جس کا امتیازی لقب نبی امی ہے جب رسول اور رسول اعظم بھی امی یا علوم رسمی سے ناآشنا ہوسکتا ہے تو کسی ولی کے ان پڑھ ہونے اور رسمی علوم نہ جاننے میں میں کیا اشکال ہے۔ البتہ علوم شرعی سے بقدر ضرورت اسے لازمی واقفیت ہونا چاہیے۔ نبی ﷺ باوجود امی ہونے کے اپنی قوم کو سب سے زیادہ تفہیم الشان کتاب پڑھ کر سناتے اور عجیب و غریب علوم و معارف اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھا کر ایسا حکیم و شائستہ بناتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے حکیم و دانا' عالم و عارف ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہیں۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ پہلا کام رسول عربی کا اہل عرب کے سامنے کلام الٰہی کی آیات پڑھ کر سناتا ہے وَيُزَكِّيْهِمْ آیات الٰہی کی تلاوت اور کلام الٰہی کے سنانے کے بعد عقائد باطلہ اور اخلاق رذیلہ سے پاک صاف کرنا ہوتا ہے۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ رسول کا کام تبلیغ و تزکیہ پر ختم نہیں ہوجاتا وہ اپنے مخاطبین کو کتاب الٰہی کے مضامین کی اپنی لائی ہوئی حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے مسائل کی توضیح و تشریح' عام و خاص اور تفسیر وغیرہ سب اس کے تحت آگئے۔ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کی دعوت صرف قوم عرب کی جانب تھی بلکہ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا جیسی وغیرہ متعدد آیات سے آپ کی دعوت کا عموم اور عالمگیری بجائے خود ثابت اور قطعی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر موقع پر اسی کی صراحت و تکرار ہوتی رہے۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یعنی بت پرستی' شراب خوری اور زنا کاری وغیرہ ہر قسم کی بدکاری ان کا شعار تھا آج جو ان میں نور ایمان اور اثر ہدایت نظر آرہا ہے وہ اسی رسول کی برکت سے ہے۔

ف۳: اٰخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نزول قرآن کے وقت موجود نہ تھے آگے چل کر جس دور کے لوگ بھی ہوں ایمان لانے والوں میں شامل ہوں گے اور اس طرح (بقیہ صفحہ 972 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ
تم ہی اللہ کے ولی ہو تو خدا سے موت مانگو اگر
صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ
سچے ہو یہ لوگ بوجہ اپنے بد اعمال کے موت نہ چاہیں گے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ
اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے ف تو کہہ کہ جس موت سے تم لوگ
تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ
بھاگتے ہو موت تمہیں پالے گی پھر تم پوشیدہ اور حاضر جاننے والے
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱
خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی تمہیں خبریں دے گا ف
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ
اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب نماز کے لئے اذان دی جائے
الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ
تم اللہ کے ذکر کی طرف چلا کرو اور سودا سلف چھوڑ دیا کرو
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ
کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ف اور جب نماز ختم ہو
الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ
جائے تو منتشر ہو جایا کرو اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو اور
اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا
اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو تاکہ تم مراد پاؤ ف جب
رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ
یہ لوگ تجارت یا کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے
قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ
کھڑا چھوڑ جاتے ہیں ف تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت
التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع ۲
سے بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے ف

منزل ۶

گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں یعنی اس کی مثال یہودی کی سی ہوئی۔

ف: وَذَرُوا الْبَيْعَ بیع کا ذکر محض مزید تاکید اور اہتمام کے لیے ہے ورنہ فقہی حکم میں صرف بیع اور تجارت ہی خاص نہیں بلکہ دنیا کا ہر وہ شغل اور کام ہے جس کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا یہاں عام مخصوص منہ البعض ہے کیونکہ بالاجماع بعض مسلمانوں مثلاً مسافر مریض عورت غلام اور بچے پر جمعہ فرض نہیں۔ لِلصَّلٰوةِ میں ال عہد کا ہے اور للصلوٰۃ سے مراد لوقت الصلوٰۃ ہے اور الصلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ الجمعہ ہے۔ من یوم الجمعۃ میں من یہاں فی کے معنی میں ہے۔ فاسعوا سعی یہاں اپنے لفظی معنی دوڑنے کے مترادف نہیں بلکہ اس چلنے کے مقصود چلنے میں توجہ (بقیہ صفحہ 972 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: یہودی مذہب اصلاً تبلیغی مذہب نہیں بلکہ نسلی مذہب تھا جو کہ صرف نسل اسرائیل کے لیے محدود تھا لیکن یہود کے علم و فضل ثروت و تمدن سے مرعوب و مسحور ہو کر کثرت سے مشرکین عرب نے بھی چپکے چپکے دبے پاؤں اپنے اوپر یہودیت طاری کر لی تھی۔ انہوں نے دل سے یہ عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ ہم کچھ بھی کریں جس طرح بھی رہیں کہیں بہرحال ہمارا نبی کی نسل سے ہونا ہمارے آڑے آتا رہے گا اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کی نسلی انتساب ہمیں اللہ کی ہر نافرمانی پر گرفت سے ہمیشہ محفوظ ہی رکھے گا اور یہ امتیاز ہمارے علاوہ نسل آدم میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں۔ قرآن مجید بار بار ان کے اسی خطرناک نظریہ پر ضرب لگاتا ہے۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ یہاں وہ تمنائے موت مراد نہیں جو عدم ثبات و عدم توکل کی بنا پر کسی دنیوی مصیبت سے گھبرا کر کی جاتی ہے بلکہ موت کی تمنا مراد ہے جو شوق جنت اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں ہر مومن کے دل میں پیدا ہوتی رہتی ہے جس کو یقین ہو کہ میرا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور مجھے کوئی خطرہ نہیں تو وہ بے شک مرنے سے خوش ہوگا اور موت کو ایک ذریعہ سمجھے گا جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ اگر تم اپنی محبوبیت مطلقہ کا دعویٰ کرتے ہو تو قید دنیا سے آزاد ہو جانے کی آرزو کر دکھاؤ لیکن کرو گے کیسے تم تو دنیا کی محبت میں تو اتنے جکڑے ہوئے اور اخروی لذتوں سے اتنے دور ہو کہ تم اس آرزو کی بھی ہمت ہی نہ کر سکو گے۔ بعض سلف کے نزدیک موت کی تمنا کرنے کا مطلب مباہلہ تھا کہ تمنا کریں کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہو وہ مرجائے لیکن وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ان کو اپنے کذب و ظلم کا یقین ہے۔ ابن کثیرؒ اور ابن قیمؒ نے یہی توجیہ اختیار کی ہے۔ روایات میں ہے کہ اگر ان میں سے کوئی یہودی موت کی تمنا کر گزرتا تو وہ اسی وقت مر جاتا اور اپنی جگہ جہنم میں دیکھ لیتا۔

ف: اور وہ اپنے اسی علم کامل و قطعی کے مطابق سزا بھی دے گا موت سے ناگواری تو انسان کیلئے ایک طبعی امر ہے یہاں اس سے تعرض نہیں لیکن جو صاحب ایمان ہوتا ہے وہ اس کی طبعی گرانی و ناگواری کے باوجود عقلی و ایمانی اعتبار سے ہمیشہ موت کی پیشوائی کے لیے تیار رہتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ موت کا استحضار یعنی موت کو ہر وقت یاد رکھنا ضمیر کی بیداری کی خاص علامت ہے اور دل کی سختی کا خاص علاج ہے۔ ربط یہود کی ایک بڑی خرابی یہ تھی کہ کتابیں پیٹھ پر لدی ہوئی ہیں لیکن ان سے فائدہ حاصل نہیں کرتے دین کی بہت سی باتیں جاننے کے باوجود ان کو دنیا کے واسطے چھوڑ بیٹھتے دنیا کے دھندوں میں منہمک ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور آخرت کے تصور کو فراموش کر دیتے تھے۔ ایسی روش سے ہم کو منع کیا گیا جمعہ کے احکام بھی ایسے ہی ہیں کہ اس وقت دنیا کے کام میں نہ لگو بلکہ ہماری پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنو اور نماز ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت بات کرے وہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُهَا ۱۱ سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ رُكُوْعُهَا ۲

سورۃ المنفقون مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

منافق لوگ تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اللہ بھی گواہی دیتا ہے کہ بے شک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں ف۱ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھالیں بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یہ لوگ بہت برا

يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي

کرتے ہیں ف۲ یہ اس لئے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے پھر منکر ہوگئے پس ان کے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ

دلوں پر مہر لگادی گئی وہ سمجھتے نہیں ف۳ اے نبی! جب تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے

اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ

جسم حیران کرتے ہیں جب وہ بات کرتے ہیں تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ

بہت بڑے لکڑے کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ لوگ ٹیک لگاتے ہیں ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں

الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

پس تو اے پیغمبر ان دشمنوں سے بچتے رہیو ان کو خدا کی مار کہاں کو بہکائے جارہے ہیں ف۴

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے رسول اللہ بخشش مانگیں

لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

تو یہ لوگ سر پھیر لیتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے متکبرانہ وضع میں رہتے ہیں ف۵

پارہ ۲۸

ف۱: اپنے اس دعویٰ میں کہ ہم آپ کے رسول ہونے کے گواہ ہیں قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی اپنے اصلی اور دلی اعتقاد کے خلاف آپ کے سامنے آکر آپ کی تصدیق رسالت کا نمائشی اظہار کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی خود گواہی دیتا ہے کہ بے شک تو اللہ کا رسول ہے مگر منافقوں کی غرض چونکہ دھوکہ دہی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس امر کی بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جو اپنے غلط بیان کو شہادت سے تعبیر کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں نہ ان کے دل میں تیری تصدیق ہے اور نہ ہی وہ دل سے شہادت دیتے ہیں اس لیے جھوٹے ہیں۔ لکذبون اس کذب کا تعلق ظاہر ہے کہ خبر سے نہیں بلکہ مخبر یعنی خبر دینے والے سے ہے یعنی یہ بات بجائے خود تو سچی ہے مگر یہ کہنے والے اسے سچ جان کر نہیں کہہ رہے۔

ف۲: یعنی یہ لوگ اگر علانیہ اپنے کفر اور عداوت اسلام کا اظہار کردیں تو ان کا شمار بھی کافروں میں ہونے لگے اور ان سے جہاد کرنا واجب ہوجائے اس لیے یہ اپنے جان اور مال کو بچانے کی خاطر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے کو مسلمان ظاہر کررہے ہیں کوئی شخص جب تک زبان سے اسلام کا اقرار کررہا ہے خواہ وہ حقیقۃً کیسا ہی دشمن اسلام ہو اسلام اسے قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دوستی کے لبادہ میں ناواقف لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں کیونکہ اسلامی لباس پہن کر جب یہ اسلام کی برائی بیان کریں گے تو نادان سننے والا خواہ مخواہ اعتبار کرلے گا۔ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ساء میں ہمیشہ ایک پہلو تعجب کا شامل رہتا ہے گویا سامعین سے کہا جارہا ہے کہ دیکھو تو سہی کہ کیسے برے ان کے کرتوت رہے ہیں۔

ف۳: یعنی زبان سے ایمان لائے اور دل سے منکر رہے اور ایمان دار ہونے کا دعویٰ کرکے کافروں جیسے کام کیے الغرض اس بے ایمانی اور انتہائی فریب ودغابازی کا اثر یہ ہوا کہ انکے دلوں پر مہر لگ گئی جن میں ایمان وخیر اور حق وصداقت کے سرایت کرنے کی قطعاً گنجائش ہی نہیں رہی اور ظاہر ہے کہ اب اس حالت پر پہنچ کر ان سے سمجھنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ جب آدمی کا قلب اس کی بدکاریوں اور بے ایمانیوں سے بالکل مسخ ہوجائے تو پھر اس میں نیک وبد کو سمجھنے کی صلاحیت کہاں باقی رہے گی۔ بانہم میں ب سببیہ ہے۔

ف۴: تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ یہ خوشنمائی ان کے ظاہری شان وشوکت اور مادی تن وتوش کی بنا پر ہوگی اور آج بھی منافقوں، زندیقوں اور بے دینوں کے مجمع میں کیسے کیسے خوش پوش اور کیسے کیسے ظاہر خوش نظر آتے ہیں۔ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ جاذب توجہ ان کی تقریر کی ظاہری شستگی اور آراستگی ہوگی چنانچہ آج بھی منافقوں، زندیقوں کے مجمع میں کیسے کیسے خوش تقریر، خوش تحریر خطیب وادیب نظر آتے ہیں۔ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ۔ مسندہ اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے کیا ہے کہ لکڑی لگائے دیوار سے تو اس معنی سے ان کی جسامت اور ڈیل ڈول ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دیوار سے پتلی لکڑی بھی لگائی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے ایسا ترجمہ لکھا ہے کہ ان کی جسامت اور ڈیل ڈول بھی ثابت ہو یعنی بڑے ستون جن کے ساتھ لوگ سہارا لیتے ہیں جیسے حرم کعبہ یا حرم مسجد نبوی کے ستون موٹے موٹے ہیں یا سری نگر کشمیر کی مسجد کے ستون ہیں۔ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ منافق کا ضمیر اسے کبھی چین نہیں لینے دیتا اور افشائے راز اور کشف حقیقت کا اس کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے اور وہ ہر چرچے کو اپنے ہی متعلق سمجھتا ہے۔

ف۵: وہ سمجھتے ہیں کہ نبی کے استغفار کی ہم کو ضرورت نہیں تو وہ بھی سن رکھیں کہ ان کو اگر بخشش کی ضرورت نہیں تو یہاں ہم کو بھی کوئی خاص ان کی ضرورت نہیں، حاصل یہ کہ نفاق کے ساتھ ساتھ مرض رعونت وخود بینی میں بھی یہ لوگ مبتلا تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ
اے نبی ان کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے
لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اللہ بدکار قوم کو ہدایت
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا
نہیں دیا کرتا ف یہ وہی لوگ ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو!
عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ
جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک کہ منتشر ہو جائیں اور آسمان
خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا
اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ ہی کے قبضے میں ہیں لیکن منافق
يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
سمجھتے نہیں ف یہی لوگ کہتے تھے اگر ہم شہر میں گئے تو معزز لوگ
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ
ان ذلیل لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے، اصل عزت اللہ کی ہے اور رسول کی
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا
اور ایمانداروں کی ہے مگر منافق لوگ جانتے نہیں ف مسلمانو!
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ
تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
غافل نہ کریں جو لوگ یہ کام کریں گے
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ
نقصان اٹھائیں گے ف۲ اور ہمارے دیے میں سے خرچ کیا کرو
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ
اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے خدا تو مجھے
اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ
تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں

ف: کیونکہ بخشش کے لیے دو ہی طریقے ہیں یا تو بندہ گنہگار خود توبہ کر کے متوجہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کی رفیق ہو خود تو یہ لوگ توبہ کرنے سے رہے جن کی اکثر یہ ہے کہ وہ استغفار نہ کرتے نہ کراتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دست گیری کر کے ہدایت کرے یعنی توفیق توبہ کی دے دے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو ہدایت خاص بندوں کا حصہ ہے اس سے بدکار لوگ محروم ہیں پس دونوں راستے ان کی ہدایت کے مسدود ہیں۔ رسول تک کے استغفار کی قبولیت کی شرط وجود ایمان سے ہے اور جو دل ایمان ہی سے خالی ہیں ان کے لیے رسول اللہ تک کا استغفار لاحاصل ہے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔
اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ یعنی آپ بھی بہرحال بشر، انسان ہیں سید البشر اور کامل الفراست ہونے کے باوجود ممکن ہے کہ ان کے زبانی دعویٰ اور ظاہر بیان کا اعتبار کر لیں فاسق کے عموم میں کافر منافق اور متکبر وہ سب جمع ہو گئے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔
تنبیہ: یعنی آپ کا بخشش مانگنا نہ مانگنا ان پر برابر ہے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لیے کہ وہ کفر اور نفاق پر تلے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ان کے ایمان لانے سے ناامید کیا۔
ف: روایات میں آتا ہے کہ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر انصار اور مہاجرین کے درمیان بے لطفی اور زبخش ہو گئی تھی یہ خبر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو پہنچی تو وہ انصار کا غم خوار ہو کر کہنے لگا اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو یہ ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع رہتے ہیں تم ان کی خبر گیری چھوڑ دو تو یہ لوگ ابھی خرچ سے تنگ آ کر متفرق ہو جائیں اور سب بکھر جائیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس جب ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور و اقتدار ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ ان ذلیل اور بے قدروں کو نکال دے یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ ایک صحابی زید بن ارقم نے یہ باتیں سن کر نبی ﷺ سے بیان کر دیں تو آپ نے عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کو بلا کر پوچھا تو وہ قسمیں کھانے لگے کہ زید بن ارقم نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے اب لوگ زید پر آوازیں کسنے لگے حضرت زید بیچارے سخت نادم ہوئے اور پھر جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے زید کو فرمایا اللہ نے تجھے سچا کیا ہے۔
ف: یہ گفتگو مدینہ سے باہر غزوہ بنی مصطلق کے موقعہ پر ہو رہی تھی۔ عزہ سے معنی یہاں غلبہ واقتدار کے ہیں اصل عزت اللہ تعالیٰ کی ہے جو بلاریب بالذات اور اصالۃ ہے اور ہر صفت کے اعتبار سے وہ بالکل کامل و مکمل ہے اور عزت رسول کی ہے جو دائمی ہے بسبب ان کے تعلق اور ربط باللہ کے اور بلحاظ ان کے لائے ہوئے کلام کے اعجاز اور ان کے دین کے دلائل و بینات کے اور عزت ایماندار صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں، چاہے وہ امیر ہیں یا غریب اس میں کچھ فرق نہیں۔ ان کے علاوہ جو علماء و فقراء عزت کے مستحق ہیں وہ سب مومنین میں داخل ہیں اور ان کی عزت بسبب ان کے تعلق باللہ اور تعلق بالرسول اور باعتبار ان کی فتح و نصرت کے دنیا میں عزت یعنی علو و غلبہ کے اور دنیا میں اصلی اور بڑے مظہر بھی دو ہیں ایک مال اور دوسرا جاہ قرآن مجید نے اہل ایمان کو یہ حقیقت بتائی ہے کہ یہ دونوں مقصد مرکز حقیقی ہی سے تعلق جوڑے رکھنے سے حاصل ہو سکتے ہیں نہ کہ اس سے کٹ جانے سے پہلی حقیقت کا اظہار اس سے پہلی آیت میں ہو چکا ہے اور دوسری حقیقت کا اس آیت میں ہو رہا ہے۔
روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے الفاظ کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا جب کے اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے جو کہ مخلص مسلمان تھے تو وہ باپ کے (بقیہ صفحہ 973 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ

صالحین میں داخل ہو جاتا جب کبھی کسی نفس کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو خدا اسے مہلت نہیں دیا کرتا

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے ف

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۸ آیاتہا ۲ رکوعاتہا

سورۃ التغابن مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ

جو جو چیزیں آسمان میں اور جو زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیحات پڑھتی ہیں

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفات اسی خدا کے لئے ہیں اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ف

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ

وہی تو ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر تم میں سے بعض منکر ہیں اور بعض مومن ہیں

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے ف اسی نے آسمان اور زمین کو

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

عدل قانون کے ساتھ پیدا کیا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اسی کی طرف تمہارا رجوع ہے ف جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ بھی جانتا ہے اور خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

واقف ہے ف کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی جو تم سے

مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

پہلے گذرے ہیں انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزا چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے

مناسبت

کر لو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جس قدر ہو سکتا ہے حلال اور پاکیزہ مال میں سے خرچ کر لو کیونکہ وہاں جا کر پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ ابن عباسؓ اس تمنا کو قیامت کے دن پر محمول کرتے ہیں یعنی محشر میں وہ آرزو کرے گا کہ کاش مجھے تھوڑی سی مدت کے لیے دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تا کہ میں خود صدقہ کر کے اور نیک بن کے آؤں واللہ اعلم۔ ف یہاں حتی کے مترادف ہے یا یوں کہا جائے کہ کلمہ لولا کے جواب میں ہے۔ آخر میں فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر اور بذاتہ مطلع ہے اسے نہ کسی گواہ کی حاجت ہے اور نہ ہی تمہیں تمہارے انکار سے کچھ فائدہ ہوگا۔

ف: لَهُ الْمُلْكُ حکومت وملکیت صرف اسی ذات پاک کی ہے۔ وَلَهُ الْحَمْدُ محمودیت کی مرکز صرف وہی ذات پاک ہے دنیا میں جہاں کہیں بھی کسی کا راج دکھائی دیتا ہے تو وہ اسی کا ہی دیا ہوا ہے اور جہاں کہیں بھی کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ حقیقت میں اسی کی تعریف ہے۔

ف: یعنی اسی نے سب آدمیوں کو بنایا چاہیے تو یہ تھا کہ سب اسپر ایمان لاتے اور اس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے مگر ہوا یہ کہ بعض منکرین گئے اور بعض ایماندار بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی ہے مگر اولاً اس نے تو سب کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا تھا پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد وپیش کے حالات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف راہ اختیار کر لی اور ان دونوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے تھا کہ کون ارادہ اور اختیار سے کس طرف جائے گا اور پھر اسی کے موافق سزا یا انعام کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اپنے علم کے موافق اس کی قسمت واکرام میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ (یعنی خبر دے دی) اللہ تعالیٰ کا علم محیط اس کو بات لازمی نہیں کہ دنیا میں ارادہ واختیار کی قوت باقی نہ رہے۔

تنبیہ: مل کر وہ منکر دو قسم کے ہیں ایک تو سرے سے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے اللہ تعالیٰ کو معبود مان کر اسکے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ بِمَا تُعْلِنُوْنَ وَمَا تُسِرُّوْنَ اسے کسی کی اطلاع یا رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں وہ بذات خود عالم اور بصیر دانائے راز ہے اگر وہ بذات خود عالم نہ ہوتا تو اتنی بڑی مخلوق کو ایسے احسن انتظام میں کس طرح پیدا کرتا۔

تنبیہ: بشر کے درمیان حقیقی اور بنیادی تقسیم صرف مومن اور کافر کی ہے ایک طرف چین، مصر، ہند، امریکہ، آسٹریلیا اور روس کے مسلم رنگ ونسل اور زبان ووطن کے اختلافات کے باوجود سب کے سب مسلم ہیں اور دوسری صف تمام دنیا کے کافر ہیں تو معلوم ہوا کہ حقیقی قومیں صرف یہی دو قسم کی ہیں ایک مؤمن اور دوسری کافر ایک مطیع ومسلم اور دوسری سرکش وکافر ان کے علاوہ تیسری کوئی قوم نہیں۔

ف: وَصَوَّرَكُمْ مادہ وروح، ہیولیٰ اور صورت سب کا خالق وموجد وہی ہے۔ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (بقیہ صفحہ 973 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

دردناک عذاب ہے ف یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے احکامات

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَ

لے کر آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے پس وہ منکر ہوگئے

تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ

اور منہ پھیر گئے اور اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اللہ بے نیاز ہے بذات خود تعریف والی خوبیوں کا مالک ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ نہ اٹھائے جائیں گے تو کہہ ہاں ضرور تم اٹھائے جاؤ گے

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى

پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اطلاع دی جائے گی اور یہ کام اللہ

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

پر آسان ہے ف پس تم اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور پر

اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ

ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے ف جب اجتماع کے روز

لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

خدا تم کو جمع کرے گا وہ ہار جیت کا دن ہوگا ف اور جو کوئی اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

لایا ہوگا اور نیک عمل کئے ہوں گے خدا اس کی غلطیاں دور کرے گا

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ

ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ف اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

جنہوں نے انکار کئے اور ہماری آیات کی تکذیب کی ہوگی وہ جہنمی ہوں گے

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ مَآ اَصَابَ

ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ جہنم بہت بری جگہ ہے ف جو کچھ مصیبت

ف۱: یہ خطاب اہل مکہ کو ہے کہ تم سے پہلے عاد ثمود وغیرہ قومیں ہلاک کی گئیں اس فوری وبال کے علاوہ جس کا مشاہدہ تاریخ کے اوراق کی مدد سے ہوسکتا ہے ان سرکش اور نافرمان قوموں کے لیے آخرت کا عذاب اجل بھی ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ان میں وہ تمام قومیں آگئیں جو اسلام سے قبل دنیا میں نمودار ہوئیں اور قانون الٰہی کی مخالفت کر کے دنیا سے نابود ہوگئیں۔

ف۲: انہوں نے اس بات کو غلط جانا کہ کوئی بشر اللہ تعالیٰ کا رسول ہو ان کے خیال میں رسالت کے لیے فرشتہ ہونا چاہیے تھا پس وہ تعجب سے یہ کہہ کر ان رسولوں کے منکر ہوگئے اور حیرت وانکار کے لہجہ میں بولے کہ بھلا بشر بھی کہیں ہادی ورہنما ہوسکتا ہے؟ بشریت کو جاہل قوموں نے ہمیشہ رہبری اور رہنمائی کے منافی سمجھا ہے اور وہی ذہنیت آج تک چلی آرہی ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ کسی رسول کو خاص کر ہمارے رسول اللہ ﷺ کو بشر جاننا کفر ہے اور بشر کہنے والا کافر ہے اس دعویٰ پر یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کو بشر کہنے والے کافر ہوئے تھے لہٰذا رسولوں کو خاص کر رسول اکرم ﷺ کو بشر کہنا کفر ہے۔ حالانکہ آیت کے سیاق سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بشر کہنے سے کافر نہیں ہوئے بلکہ بشر ہونے کی وجہ سے ان کی رسالت سے انکار کرنے پر وہ کافر ہوئے تھے اور اس بات کا قطعی ثبوت یہ ہے کہ ایک مقام پر کفار کا قول یوں ذکر ہے۔ ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا﴾ (ابراہیم: ۱۰) کہ تم رسول ہماری طرح کے بشر ہو ہم کو ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے ہٹاتے ہو ان کے جواب میں انبیاء کا قول یوں مذکور ہے ﴿اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (ابراہیم: ۱۱) بے شک ہم تمہاری طرح بشر ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بشریت محل اختلاف اور باعث نزاع نہ تھی بلکہ بشریت کے ہوتے ہوئے رسالت زیر بحث تھی اور انبیاء کرام نے اپنی بشریت کا اعتراف کر کے رسالت کو فضل الٰہی کی صورت میں پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ رسولوں کو بشر کہنا کفر نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ کفار اور مشرکین کے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی اس لیے انہوں نے کفر اختیار کیا اور رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بشریت اور رسالت کو جمع فرمایا ہے ارشاد ہے ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ۹۳) کہہ دیجیے سبحان اللہ میں تو بشر رسول ہوں۔ مقولہ کفار بشرط لا بتایا جیسا کہ ارشاد ہے قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ (یاسین: ۱۵) اس آیت کا دوسرا حصہ ما انزل الرحمن من شیء منطقی اصطلاح میں بشرط لا کا مضمون بتا رہا ہے ایک دوسری آیت هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا منطقی اصطلاح میں بشرط

(بقیہ صفحہ 777)

شی کی طرف رہنمائی کرتی ہے پس دونوں آیات پر ہمارا ایمان اس طرح ہے کہ کسی رسول سے رسالت کو منفی سمجھ کر بشر کہنا کفر ہے مگر بوصف رسالت بشر کہنا ایمان ہے اس مضمون کو سورہ کہف کی آخری آیت میں یکجا یوں بیان کیا گیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اسی بنا پر علم عقائد کی کتابوں میں رسول کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ هو بشر بعثه الله تبليغ احكامه بشریت کا خیال بطور تواضع کے قابل تسلیم نہیں کیونکہ اقرار مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (ال عمران: ۱۶۴) پس کسی مومن مسلمان کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ ہمارے جیسے بشر تھے قرآنی تعلیم کے ماتحت عین ایمان ہے اور کسی کافر کا یہ کہنا کہ آپ ہماری طرح کے بشر تھے کفر ہے اس کی مثال اثبت الربیع البقل ہے جو مختلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ
پہنچتی ہے وہ اللہ کے اذن سے پہنچتی ہے جو کوئی خدا پر ایمان رکھتا ہے
يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا
خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۱ اور اللہ اور رسول کی
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا
تابعداری کیا کرو پھر اگر تم روگردان ہی رہو گے تو ہمارے رسول پر صرف
عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ
واضح الفاظ میں بیان کر دینا ہے ف۲ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمانداروں
وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا
کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں ف۳ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا
ایمان والو! تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں
لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا
پس تم ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور بخش دیا کرو
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ
تو اللہ بخشنے والا مہربان ف۴ ہے سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور
اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝
تمہاری اولاد تمہارے لئے وبال جان ہیں اور اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے ف۵
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا
پس تم جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور سنا کرو اور اللہ اور رسول کی
وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ
اطاعت کیا کرو اور پاک مال خرچ کیا کرو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل
نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا
سے بچ جائیں وہی لوگ نجات کے حق دار ہیں ف۶ اگر تم اللہ کو
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

قرض حسنہ دو گے تو خدا اسے بڑھا کر تمہیں دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا

ف۱: جو کوئی بھی مصیبت دنیا میں پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت یعنی مقررہ قانون سے پہنچتی ہے اس میں کسی پیر، فقیر، غوث، قطب اور ابدال وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ دنیا میں ہر فعل کلی ہو یا جزی اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اذن سے مراد اس سیاق میں حکم تکوینی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کو لازم نہیں ایمان باللہ میں تاثیر ہی یہ ہے کہ وہ قلب کو تسلیم و رضا کا راستہ دکھاتا ہے اور جس کے ایمان کا درجہ جتنا زیادہ بلند اور مضبوط ہوگا تو مصائب و آلام کے ہجوم کے وقت اس کو اسی قدر سکون قلب بھی زیادہ ہوگا اور یہ چیز تجربہ سے تعلق رکھتی ہے جو چاہے تجربہ کر دیکھے بہرصورت مالک حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیے اور یوں کہنا چاہیے۔ ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت تو بخنجر آزمائی

تو جو تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مومن کا حال عجیب ہے اللہ تعالیٰ اس پر جو حکم جاری کرتا ہے اس میں ہی اس کی بہتری ہوتی ہے اگر اس کو تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر آرام ملے تو شکر کرتا ہے اس میں بھی اس کی بہتری ہے یہ سعادت سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔

ف۲: اطاعت حق تعالیٰ کی براہ راست اور اصالۃً مقصود ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس کے نائب اور معصوم ہونے کی حیثیت سے، پس نرمی سختی اور تکلیف و راحت غرض ہر حالت میں اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے رسول سب نیک و بد سمجھا کر اپنا فرض ادا کر چکا اللہ تعالیٰ کو تمہاری اطاعت و معصیت سے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ف۳: یعنی معبود و مددگار تنہا اسی کی ذات ہے اس لیے مومنین خواہ ان پر مصیبت تکوینی حیثیت سے ہماری قحط وغیرہ کے سلسلے میں آپڑے خواہ راہ حق پر رہنے کے سلسلہ میں مخالفین و معاندین کی طرف سے ان پر ستم توڑے جائیں وہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ف۴: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کئی شخص مکہ والوں سے مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آنے کا ارادہ کیا تو ان کی بیویوں اور اولاد نے ان کو ہجرت سے منع کیا اور کہا کہ تمہارے مسلمان ہونے پر تو ہم نے صبر کیا لیکن تمہاری جدائی کا رنج برداشت کرنے کی یارا ہم نہیں رکھتے چنانچہ وہ لوگ ہجرت سے رہ گئے، پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم سے پہلے ہجرت کرنے والے دین میں عالم ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے گھر والوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق خاص سے روکنے والوں میں سے بڑے روکنے والے اولاد اور بیویاں ہی ہوتی ہیں اور وہ تم کو احکام الٰہی کے خلاف لے جاتے ہیں یا لے جانے کی کوشش یا مدد کرتے ہیں کیونکہ وہ تم کو دنیاوی رسوم میں پھنساتے ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اس بچنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم ان کو ہر وقت زدوکوب کیا کرو اور بد اخلاقی سے پیش آؤ نہیں بلکہ خود اپنے عقائد پر مضبوط رہ کر ان کے قصور معاف کر دو اور چشم پوشی بھی کرتے رہو آخر تم بھی تو اللہ تعالیٰ کی کبھی کبھار نافرمانی کرتے ہو پس جو شخص اپنے گناہوں کی بخشش چاہے وہ اپنے ماتحتوں کے گناہ بخشے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے حصہ پائے گا۔ حقیقۃً دنیا کی سب سے بڑی نعمت بیوی بچے ہیں انسان کو طبعی کشش بھی (بقیہ صفحہ 974 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ بڑا قدردان اور علم والا ہے وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے ف

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۱۲ سورۃ الطلاق مدنیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ الطلاق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ

میں طلاق دیا کرو ف اور عدت شمار کیا کرو اللہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کرو

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

تم ان کو ان کے مکانوں سے نہ نکالا کرو اور نہ وہ خود نکلا کریں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ

ہاں جس وقت وہ کھلی بدکاری کریں تو نکال دو ف اور یہ اللہ کی

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ

حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے

ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ

نفس پر بڑا ظلم کیا شاید اللہ اس کے

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

بعد کوئی امر پیدا کردے ف پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ لیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

تو ان کو عزت کے ساتھ روک لیا کرو یا دستور کے موافق ان کو جدا کردیا کرو

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

اور دو عادل گواہ بنا لیا کرو اور شہادت

ف: اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں فقراء ومساکین کی حاجت روائی میں خرچ کرو گے تو گویا اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو گے اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینے سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ غریب ونادار ہے اور تم امیر ومالدار ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ کارِ خیر میں خرچ کرتے ہوئے تم دل میں یہ جانو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پاس جمع کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کو قرض دینا یہی ہے کہ دولت اس کے بتائے ہوئے کاموں پر اس کے احکام کے مطابق خرچ کی جائے اسے لفظ قرض سے تعبیر کرنا حکم کی اہمیت کے اظہار اور تاکید وترغیب کے لیے ہے۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ وہ قدرداں ایسا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے بھی عمل صالح کو قبول کرلیتا ہے اور عمل قلیل پر ثواب کثیر عطا فرماتا ہے اور حلیم وبردبار ایسا کہ بڑی سے بڑی نافرمانیوں پر بھی گرفت فی الفور نہیں کرتا اور بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور اکثر کی سزا میں تخفیف کرتا ہے۔ سب کچھ اس پر روشن ہے وہی سب پر غالب وحاکم ہے اس کا ہر ہر فیصلہ حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہوتا ہے اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ اس پر سہو ونسیان اور غفلت طاری ہوجائے۔ عالم الغیب اسی کا نام ہے اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ انبیاء نہ ملائکہ نہ اولیاء وغیرہ۔ ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ علمائے حنفیہ نے اس بات کی وضاحت کردی ہے اس شخص کے کفر پر کوئی شک نہیں جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں اور فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے کہ جس نے غیب دانی کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے۔

فقیہ کردری نے باب الشہود فی النکاح میں بھی یہی فتویٰ لکھا ہے۔ فتاوی بزازیہ کتاب النکاح۔ (عطیف)

ف: حضرت محمد ﷺ احمد مجتبیٰ کو تعبدی اخلاق اور تمدنی ہر قسم کے احکام سکھانے کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے تعبدی احکام وہ ہیں جو عبادت کے متعلق ہوں جیسے نماز روزہ وغیرہ اخلاقی جیسے راست گوئی وغیرہ تمدنی انسانی ملاپ اور باہمی ہمدردی کے متعلق یہاں تمدنی احکام بتائے جارہے ہیں کہ جب تم عورتوں کو بوجہ ضرورت طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت یعنی طہر کی حالت میں طلاق دیا کرو اور بعد طلاق عدت شمار کیا کرو تاکہ عدت پوری ہونے پر ان کو نکاح ثانی کی اجازت ہوسکے۔ حالت طہر میں طلاق دینے میں مصلحت یہ ہے کہ عدت طلاق پورے تین حیض شمار میں آجائیں گے اور حساب میں کچھ گڑبڑ نہ ہوگی ورنہ اگر دوران حیض طلاق دی تو لامحالہ یا تو اس حیض کا کچھ حصہ چھوڑنا پڑے گا اور یا اسے ملانا پڑے گا اور ان دونوں صورتوں میں عدت کی اصل میعاد تین حیض سے کچھ نہ کچھ کمی یا زیادتی ضرور کرنی پڑے گی۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ میں خطاب براہ راست رسول اللہ ﷺ سے ہونے میں یہ حکمت ہے کہ افراد امت تو بہ اس میں شامل ہو ہی جائیں گے اور صالحین اور شرفا کو اس میں عار بھی نہیں آئے گی کہ جب نبی ﷺ کو اس رافت وحلم کی ضرورت پڑ سکتی ہے تو دوسروں کا کیا ذکر اور یہ

ترکیب بھی صحیح تسلیم کی گئی ہے قل لامتک یہاں محذوف مقدر ہے۔ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ نساء سے وہ بیویاں مراد ہیں جن کے صحبت حقیقۃً یا حکماً ہوچکی ہو لعدتہن حذف ومضاف ہے یعنی فی قبل عدتہن لفظ قبل کے معنی حنفیہ کے نزدیک آمدو استقبال کے ہیں شافعیہ نے اس سے مراد ابتداء لی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ لام توقیت یا اظہار وقت کا ہے یعنی وہ وقت جس سے عدت بلاتردد شمار کی جاسکے خاوند سے نکاح کرنا چاہے اور وہ بھی اسے نکاح میں لانا چاہے تو وہ واپس آسکتی ہے وگرنہ نہیں۔ دوسرے ائمہ کرام کے ہاں بھی ایک ہی مرتبہ یا ایک ہی مجلس میں دی ہوئی دفعۃً تین طلاقیں ایک ہی طلاق کے حکم میں رہیں گی جیسا کہ کتاب وسنت سے ثابت ہے لیکن حنفیہ کے ہاں ان کی فقہ کے مطابق (نہ کہ شرعاً) واقع (بقیہ صفحہ 974 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ
اللہ کے لئے دیا کرو جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ
رکھتے ہیں ان کو یہ نصیحت کی جاتی ہے جو شخص اللہ سے ڈرے
يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
تو اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا
يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ
جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کو کافی ہوگا
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ
اللہ اپنا کام کر دیا کرتا ہے خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت
قَدْرًا ۝ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ
مقرر کر رکھا ہے ف جو تمہاری عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکیں
اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ
اور وہ جن کو حیض آیا ہی نہیں ان کی تین مہینے کی
يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ
میعاد ہے اور جو حمل والی عورتیں ہیں ان کی عدت ان کے
يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
وضع حمل تک ہے جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے
مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ
آسانی پیدا کر دیا کرتا ہے ف یہ خدائی حکم ہے اس نے
اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے خدا اس کی غلطیاں معاف کر دے گا
وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ
اور اس کو بڑا اجر دے گا ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے
سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا
موافق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کرو

منزل ۶

ف: یعنی درصورت طلاق رجعی (ایک یا دو) ہونے کی عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو اختیار ہے کہ بحکم اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ان مطلقات کو عزت کے ساتھ روک لیا کرو یا دستور شرعی کے موافق ان کو جدا کر دیا کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ انہیں طلاق دینا ہو تو ہر نشیب و فراز خوب سوچ سمجھ کر تین مہینہ کی لمبی عدت لے کر دو اور انہیں شریفانہ طور پر عزت و شرافت کے ساتھ اپنی بیوی بنے رہنے دو یہ نہ ہو کہ محض ستانے کے لیے انہیں قید نکاح میں معلق رکھو اور انہیں ایذا پہنچاؤ اور طعن و تشنیع کرو غرض یہ کہ علیحدگی حاصل کرنا مقصود ہو تو بھی اور اگر کھٹے رہنا مقصود ہو تو بھی ان دونوں صورتوں میں عزت و شرافت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔
هُنَّ ضمیر مؤنث جہاں جہاں آئی ہے اس سے مراد وہی بیویاں ہیں جنہیں طلاق صرف رجعی ہوئی ہے اور ابھی رجوع کی گنجائش باقی ہے۔ اشہدوا یہاں صیغہ امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ محض استحباب کے لیے دو عادل گواہوں کا یہ حکم استحبابی رجوع و افتراق دونوں صورتوں کے لیے ہے۔ ہے کہ ان دونوں تجربہ سے معلوم ہوا ان صورتوں میں گواہیاں کرا لینا بہت سے جھگڑوں سے بچنے کے لیے مفید ہی ہوتا ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عدل و انصاف اور سچی شہادت دینے میں بعض اوقات برادری خاندان یا شہر اور محلے میں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کام کرے اور ادائے شہادت ہو یا بیان حق تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ راہ نکال دے گا اس کی مشکلات حل ہو جائیں گی۔

اس آیت میں واضح تعلیم ہے کہ دشواریوں اور تنگیوں سے نکلنے کی کنجی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے واقعہ یہی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسے ایسے راستوں اور وسیلوں سے کھلاتا پلاتا اور آمدنیاں دلاتا ہے کہ جس طرف سے ان کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا تھا بلکہ تقویٰ کے بغیر بھی عجیب و غریب اور حیرت انگیز طریقوں سے روزی پہنچاتا رہتا ہے۔

ف: قرآن مجید علاوہ اپنی دوسری حیثیتوں کے ایک فقہی و قانونی کتاب کے لحاظ سے بھی ہر طرح جامع و مکمل ہے بشری ضروریات کا کوئی بھی گوشہ جو ذرا سی بھی اہمیت رکھتا ہے اس سے چھوٹنے نہیں پایا۔ جن عورتوں کو تم طلاق دے کر چھوڑو ان کی عدت کا وقت تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے مگر جن کو حیض نہ آئے بوجہ سن یعنی عمر کی زیادتی ضعیفی یا بسبب بیماری کے وہ حیض آنے سے مایوس اور ناامید ہو چکی ہوں یا جنہیں حیض آیا ہی نہیں اور حیض سے پہلے ہی ان کی شادی ہو گئی ہو اور طلاق کی نوبت آ جائے تو ان کی میعاد تین قمری مہینے ہیں وہ تین ماہ عدت گزار کر جدید نکاح کر سکتی ہیں

اور اگر یہ عورتیں یا کوئی بھی منکوحہ بالغہ ہو یا نابالغہ خاوند سے نہیں ملی یعنی قبل طلاق ہی ان کی جدائی ہو گئی ہو تو ان پر کوئی عدت نہیں نہ تین حیض نہ تین ماہ اور نہ تین یوم بقول تعالیٰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ (الاحزاب: ۴۹) اور حمل کی حالت میں چونکہ حیض نہیں آتا نہ وہ بے امید ہی ہیں ان کو اگر عدت طلاق یا عدت وفات لازم ہو تو ان کی عدت وضع حمل ہے اور جب وہ حمل وضع کر چکیں تو فوراً نکاح کر سکتی ہیں چاہے مدت نفاس ہی میں کر لیں اور جماع نفاس ختم ہونے کے بعد ہی ہوگا۔ ایک فقہی استنباط بھی اس آیت سے کیا گیا ہے کہ لڑکیوں کا نکاح قبل بلوغ کم سنی میں بھی بالکل جائز ہے کیونکہ جب طلاق قبل بلوغ ہو سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ نکاح تو طلاق سے قبل ہی ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

اور اگر وہ حاملہ ہیں تو ان کے وضع حمل تک

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ

ان کو خرچ دیا کرو ف پھر اگر وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں

اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ

ان کی اجرت دیا کرو اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کے موافق کاربند ہوا کرو

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ

اگر تم مضائقہ سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت بچے کو دودھ پلائے

مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ

جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ

مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ

کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اتنا ہی حکم دیتا ہے جتنی اس کو طاقت دی ہے

ع ۲ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اللہ بعد تنگی کے آسانی کردے گا ف کئی بستیوں نے اپنے رب کے حکم سے

عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا

اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تھی پھر ہم نے بڑی سختی سے ان کے

شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ

اعمال کا محاسبہ کیا اور ان کو سخت عذاب کیا پس انہوں نے

وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝

اپنے کام کا مزہ چکھا اور انجام کار نقصان ہوا

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا

اور اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم

اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ

اے عقلمند ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو ف

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا

اسی نے ایک نصیحت کرنے والا رسول تمہاری طرف بھیجا

(منزل ۶)

ف: جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں اس کے لیے مکان اور نان و نفقہ کی سہولت ہے یا نہیں اس میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے' امام مالکؒ اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ اس کے لئے رہائش ہے مگر نان نفقہ نہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ نفقہ اور سکنیٰ دونوں ہیں اور امام احمدؒ اسحاق اور ابوثور اس طرف ہیں کہ نہ نفقہ ہے اور نہ سکنیٰ' اور یہی قول حق ہے امام العصر شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ان مطلقات کے لیے ہیں جن کو ایک یا دو طلاق ملی ہوں کہ جن کے بعد عدت کے اندر اندر رجوع جائز ہے کیونکہ شروع سورت سے سیاق عبارت رجعی طلاق کے متعلق چلا آ رہا ہے مثلاً یہ ارشاد لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا نیز ارشاد ہے فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وغیرہ پہلے ارشاد میں صلح کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے میں صاف لفظوں میں امساک کی اجازت ہوئی' یہ تو مسلمہ اور مقررہ بات ہے کہ مطلقہ بسہ طلاق ہونے کی صورت میں رجوع جائز نہیں ان قرائن صحیحہ سے معلوم ہتا ہے کہ یہ حکم (نفقہ اور سکنیٰ) کا مغلظہ بسہ طلاق کو شامل نہیں اور رہا یہ سوال کہ پھر مغلظہ کے لیے کیا حکم ہے تو اس کا حکم حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا میں ملتا ہے فاطمہ موصوفہ کو تین طلاق ہوئیں تو نبی ﷺ نے اس کے لیے نفقہ اور سکنیٰ نہیں دلایا تھا۔ (صحیح مسلم باب المطلق البائن لا نفقہ لھا) حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا مذہب ہے کہ مکان سکونت اور نفقہ ہر قسم کی مطلقہ کے لیے زمانہ عدت بھر کے لیے ہے لیکن یہ مرجوح ہے اور راجح مسلک پہلا ہی ہے اور جو مطلقہ خواہ بسہ طلاق مغلظہ ہو یا حاملہ عورت خواہ وہ مطلقہ بسہ طلاق مغلظہ ہو تو اس کے لیے سکنیٰ اور نفقہ واجب ہے اس میں کسی اہل علم کو اختلاف نہیں لیکن حاملہ عورت متوفی عنہا زوجہا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اس کے بارے میں علیؓ ابن عمر اور ابن مسعود اور شریح' نخعی اور شعبہ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ بچہ جننے تک اس کو تمام مال سے خرچ دیا جائے اور ابن عباس' ابن زبیر' جابر بن عبداللہ اور مالک' شافعی اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اس کے حصہ وراثت میں سے اس پر خرچ کیا جائے یہی قول حق ہے اس لیے کہ اس پر احادیث دلیل ہیں۔

تنبیہ: عام مطلقہ بیویوں کے لیے عدت کی مقررہ میعاد تین مہینے کی ہے لیکن بیوی اگر حاملہ ہو تو اس کی میعاد عدت وہی وضع حمل ہے اگرچہ بچہ دوسرے ہی دن پیدا ہو جائے تو عدت اسی وقت ختم ہو جائے گی اور انتظار وضع حمل میں اگر چھ ماہ بھی لگ جائیں تو جب بھی عدت ختم نہ ہوگی قائم رہے گی۔

ف۲: پھر اگر وہ مطلقہ عورتیں تمہاری اولاد کو جو بعد طلاق یا قبل طلاق جنی ہیں دودھ پلائیں تو اس حال میں ان کی دودھ پلائی کی اجرت ان کو دیا کرو کیونکہ اولاد تمہاری نسل ہیں اور وہ عورتیں ان کی خدمت میں مشغول ہیں پس رضاعت کی اجرت آپس میں مناسب شرح کے مطابق طے کر لیا کرو۔ وائتمروا باب افتعال سے تفاعل کے معنی میں گویا ایک لفظ سے فریقین کے باہمی مشورہ کی جانب اشارہ کر دیا اور اگر کوئی بات طے نہیں ہوئی تو اجرت واجب نہ ہوگی اور جب طلاق واقع ہو گئی تو اب ماں کے لیے اپنی اولاد کی رضاعت پر اجرت لینا جائز ہے اور باپ یا جو کوئی بھی ولی ہو تو اس پر اس اجرت کا ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر تم دونوں فریق' فریق زوج اور فریق زوجہ کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ پلانے میں مضائقہ سمجھو مثلاً عورت کو کسی قسم کی بیماری ہے جس میں اس عورت کا دودھ بچے کیلئے مضر ہونے کا احتمال ہو یا عورت مطلقہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو جس کی وجہ سے وہ خاوند سے مشغول ہو گئی ہو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لیے کوئی اور عورت اس بچہ کو دودھ پلائے تا کہ (بقیہ صفحہ 975 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ

جو اللہ کے کھلے کھلے احکام تم کو سناتا ہے جو لوگ ایمان لاکر

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ

عمل نیک کرتے ہیں ان کو ظلمات سے نکال کر

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

نور کی طرف لے جائے جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ

جاری ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کے لئے

اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

عزت کا رزق تیار کررکھا ہے ف۱ اللہ وہ ذات ہے جس نے ساتھ آسمان تہ بہ تہ

سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ

پیدا کئے اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا اللہ کا حکم

الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ

ان میں اترتا ہے تاکہ تم جانو اللہ ہی ہر چیز

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ

پر قادر ہے اور ہر چیز اللہ کے احاطہ علم

شَيْءٍ عِلْمًا ۝

میں ہے ف۲

اٰیاتہا ۱۲ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ التحریم مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے حرام کیوں کرتے ہو

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ ان کی آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال گزرا اور یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے۔

ف۱: مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ زمینیں بھی تعداد میں سات ہی ہیں جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی احادیث میں ہے ان میں یہ احتمال ہے کہ وہ نظر نہ آتی ہوں اور احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں مگر لوگ ان کو کواکب سمجھتے ہوں۔

جیسا کہ مریخ وغیرہ کی نسبت آج کل کے یورپ کے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس میں پہاڑ دریا اور آبادیاں ہیں باقی حدیث میں جو ان زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے وہ شاید باعتبار بعض حالات کے ہو اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں۔ صاحب روح المعانی نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زمین کے سات بڑے خطے امریکہ ایشیاء یورپ افریقہ وغیرہ ہیں اور یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ ممکن ہے کرہ قمر وغیرہ کی مزید تحقیق کے بعد وہاں بھی زمین ثابت ہو اس طرح زمینوں کے تعدد پر حس و مشاہدہ کی بھی گواہی ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مثال کا اصل تعلق عدد سبع سے نہیں بلکہ فعل خلق سے ہے یعنی یہ زمین یا زمینیں بھی آسمان ہی کی طرح مخلوق ہیں اور یہ کہ آسمان اور زمین پر مخلوق بھی اسی کے ماحول کے متناسب آباد ہے اور ممکن ہے کہ مراد ایسی زمین کی سات پرتوں یا سات تہوں سے ہو کہ اس سطح زمین کے نیچے ۶ پرت یا ۶ تہیں اور بھی ہیں۔

نزول احکام سے مراد احکام تشریعی کا نزول بھی ہو سکتا ہے اور احکام تکوینی کا بھی اور دونوں کے مجموعہ کا بھی اسی نزول امر کا آسمانوں پر ملائکہ کے لیے ہوتے رہنا بھی اسی طرح ظاہر ہے اور تصرفات تکوینی کا اسی طرح ہر ممکن زمین پر ہوتے رہنا بھی اس طرح ظاہر ہے اور صاحب وجیز نے کہا ہے جو ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ہر زمین میں آدم ہے مثل آدم کی اور نوح مثل نوح کی اور نبی مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ اثر واقدی کی روایت سے ہے اور واقدی بہت جھوٹا اور جعلی حدیثیں بنانے والا ہے۔

لیتعلموا یہ علم تمہیں اس لیے دیا گیا ہے تاکہ تم کو حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم محیط پوری طرح معلوم ہو جائے۔

ف: ذکراً سے عام طور پر قرآن ہی مراد لیا گیا ہے اور اگر ذکر بمعنی ذاکر ہو تو خود رسول اس سے مراد ہوں گے کہ آپ گویا مجسم ذکر و تذکیر تھے یا رسولاً کو اس کا بدل قرار دیا جائے۔ اور رسولاً کو بعض اہل نحو نے ذکراً کی صفت بھی مانا ہے جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں ان کو کفر شرک حرص اور عداوت وغیرہ کے اندھیروں سے نکال کر ایمان ہدایت اور علم و عمل کے اجالے میں لے آئے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نامہ سے اپنی طبیعتوں کا اندازہ خود کر لیا کہ رسول کی آمد سے پہلے وہ کیا تھے اور بعد میں وہ کیا ہو گئے۔ احسن اللہ لہ رزقا رزق سے مراد وہی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں متقیوں کے لیے تیار کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو اللہ بخشنہار

رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

مہربان ہے ف۱ تمہاری قسموں کے توڑنے کا طریقہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ

اور اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا حکمت والا ہے ف۲ جب

اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ عَرَّفَ

پھر جب اس نے وہ بتادیا اور خدا نے اس پر وہ فعل ظاہر کردیا تو نبی

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

نے کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا پھر جب نبی نے اس بیوی کو یہ بتایا

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ

بیوی نے کہا آپ کو کس نے بتایا نبی نے کہا خدائے علیم و خبیر نے

الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

مجھے یہ بتایا ہے ف۳ تم دونوں اگر توبہ کرو تو اگر تم کو مناسب ہے تمہارے

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

دل بگڑ چکے ہیں اور اگر اس کے خلاف منشا سازشیں کرو گی تو اللہ

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

خود اور جبرئیل اور جملہ نیک لوگ اس کے ہوا خواہ ہیں علاوہ ازیں تمام فرشتے

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

اس کے مددگار ہیں ف۴ اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے

اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

تو تمہارے بدلہ میں خدا اس کو بہت جلد ایسی بیویاں دے گا جو تم سے

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ

بہتر ہونگی فرماں بردار ایماندار عاجزی کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں

منزل

ف۱: نبی ﷺ اپنی بیوی ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو شہد پلاتیں' دوسری بیویوں نے اس پر رشک کر کے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کے دہان مبارک سے موم کی بدبو آتی ہے آپ کو یقین ہوا کہ یہ بو شہد پینے کے اثر سے ہے آپ کو طبعی طور پر بدبو سے نفرت تھی اس لیے آپ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا اور یہ خیال فرما کر کہ زینب کو اس کی اطلاع ہوگی تو وہ خواہ مخواہ دلگیر ہوں گی اس لیے منع فرما دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ اصل یہ کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق نبی ﷺ کے ساتھ تھا اس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کشمکش پیدا کر دی تھی اور ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش یہ تھی کہ وہ زائد از زائد آپ کی توجہ کا مرکز بن کر برکات و فیوض سے فوائد حاصل کرے۔ مرد کے لیے یہ موقع تحمل و تدبر اور خوش اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے مگر اس نازک موقع پر بھی نبی کی ثابت قدمی ویسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع آپ کی پاکیزہ سیرت سے ہو سکتی تھی پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے تو تم اس کو اپنے نفس پر حرام کیوں کرتے ہو اگر کسی چیز کو طبیعت نہ چاہے تو نہ کھائیں مگر مثل حرام کے ترک کرنا تو اچھا نہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ نیک نیتی کی وجہ سے اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں کیونکہ اخلاقی اصول ہے کہ جس گھر میں میاں بیوی کے درمیان بدمزاجی ہو تو وہ گھر آباد نہیں رہتا' اس اصول سے میاں کو بیوی کی رضا جوئی جائز بلکہ مستحسن کام ہے مگر چونکہ آپ نبی ﷺ ہیں آپ کا ہر کام امت کے لیے شاہراہ ہدایت ہے اس لیے آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے یہ عمل اگرچہ بجائے خود بالکل جائز تھا اور ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جس حلال چیز سے چاہے ہمیشہ کے لیے دستبردار ہو جائے اور اعلان بھی کر دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کسی حلال چیز کو حرام نہیں فرما رہے تھے بلکہ آپ کے عہد کے بعد صرف وجوب امتناع میں وہ چیز مثل حرام کے ٹھہر رہی تھی اس لیے تنبیاً اسے تحریم سے تعبیر کیا گیا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایسی بے ضرورت اور پر ضرر قسموں کے توڑنے کا طریقہ تمہارے لیے مقرر کر رکھا ہے اور تم کو سمجھا دیا ہے کہ ایسی قسموں کے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلاؤ یا تین روزے رکھو۔ روایات میں حضرت انس بن مالک کے حوالہ سے آتا ہے کہ آپ نے کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا تھا یہاں تک خطاب صرف نبی ﷺ سے تھا کہ فوراً ساتھ ہی امت کو جمع کے صیغہ سے خطاب ہونے لگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اب جو کوئی اپنے مال کو کہے کہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی اور اب وہ کفارہ دے تو اس کو کام میں لائے چاہے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی وغیرہ۔

ف۳: جب نبی ﷺ نے اپنی ایسی زوج مبارک سے کوئی بات مصلحۃً راز دارانہ ارشاد فرمائی تھی اور منشائے مبارک یہ تھا کہ پھیلنے نہ پائے لیکن ان بیوی صاحبہ نے وہ بات ایک دوسری بیوی صاحبہ تک پہنچا دی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نبی ﷺ کو اس تمام واقعہ کی اطلاع کر دی تو پھر بھی آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے اس شکایت کے وقت بھی پوری بات نہ دہرائی کہ انہیں شرمندگی اور زیادہ ہوتی جیسا کہ بڑے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ماتحتوں کی ذرہ ذرہ بات پر گرفت نہیں کیا کرتے بلکہ اشارۃً کچھ کہہ دیا کرتے ہیں اور کچھ ٹال بھی دیا کرتے ہیں۔ بیوی صاحبہ نے عرض کی کہ آپ کو کس نے بتایا ہے کیونکہ آپ نے بحکم الٰہی اعلان کیا ہوا ہے کہ میں غیب دان نہیں ہوں تو نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا ہاں میں غیب دان (بقیہ صفحہ 975 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بیوہ اور باکرہ ف۱ اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

اور اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

اور پتھر ہیں اس پر فرشتے تند خو سخت مزاج ہوں گے

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

جو اللہ کی بے فرمانی نہ کریں گے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے ف۲

يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا

اے کافرو! آج تم عذر معذرت نہ کرو

الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً

اے ایمان والو! تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو

نَّصُوْحًا ۭ عَسٰي رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ

بہت جلد تمہارا پروردگار تمہاری غلطیاں تم سے

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

دور کردے گا اور تم کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ

نہریں جاری ہوں گی جس روز اللہ اپنے نبی کو اور

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو شرمندہ نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا

اور دائیں دائیں چلتا ہوگا وہ کہیں گے اے خدا ہمارا

نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تو پورا کر اور ہمارے گناہ ہم کو معاف فرما بے شک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ف۴

منزل ۹

ف۱: بفرض محال اگر نبی ﷺ تم کو طلاق دے دیں تو تمہارے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان کو بہت جلد ایسی بیویاں دے گا جو بالخصوص رازداری میں تم سے بہتر ہوں گی۔ خَيْرًا مِّنْكُنَّ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت بھی ان بیویوں سے کوئی بہتر بیوی موجود تھی بلکہ صرف اتنا ہے کہ اگر بالفرض تبدیلی واقع ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان نئی بیویوں کو ان موجودہ بیویوں سے بہتر بنانے پر قادر تھا۔ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا شوہر کو مرغوب اور پسندیدہ ہر حال اور ہر صورت میں کنواریاں اور کم سن ہی نہیں ہوتیں بلکہ بعض صورتوں میں اور بعض اعتبارات سے بیوہ یا مطلقہ بھی مرغوب اور دل پسند ہو سکتی ہیں۔ بیواؤں کا ذکر شاید اسی لیے کیا کہ بعض حیثیت سے بعض وقت آدمی ان کو ابکار پر ترجیح دیتا ہے۔

ف۲: خانگی احکامات میں اہم حکم یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین بیوی بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن برے آدمی یعنی کافر اور پتھر ہیں یعنی وہ آگ ایسی تیز اور شعلہ زن ہے کہ آدمی اور پھر اس میں پتھر کوئلہ کا کام دیں گے خود بھی جلیں گے اور اس کو تیز بھی کریں گے۔ غِلَاظٌ شِدَادٌ ایسے سخت و درشت کہ نافرمانوں اور مجرموں پر رحم کرنا جانتے ہیں نہیں اور ایسے زبردست طاقتور کہ کوئی ان سے مزاحمت پر قادر نہیں۔ ﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ﴾ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس کے احکام بجالانے میں سستی اور دیر ہوتی ہے اور نہ ہی حکم کے مطابق عمل کرنے سے عاجز ہیں۔

تنبیہ: احکام الٰہی کی تعمیل خود کرنا اور گھر والوں میں بقدر امکان ان احکام کی تبلیغ کرنا اور ان کی تعمیل کرانا یہی دوزخ سے اپنے کو اور اپنے گھر والوں یا متوسلین ملازم رعایا شاگرد مرید وغیرہ کو بچانا ہے ان سب تک بقدر وسعت و امکان احکام الٰہی پہنچانا واجب ہے تو تھوڑی بہت بھی سمجھ رکھنے والے یہاں سے خوب سمجھ لیں کہ احکام کے اتباع و اطاعت سے جب انبیاء معصومین تک کے گھر والوں کو مفر نہیں تو پھر کسی بزرگ کسی شیخ کی اولاد یا اعزہ کا اپنے کو اس پابندی سے مستثنیٰ سمجھے رہنا کتنی بڑی حماقت و نادانی ہے۔

ف۳: تمہیں سزا بس اسی کی مل رہی ہے جو تم دار العمل میں کرتے رہے ہو اب عذر و معذرت نہ کرو دار الجزا میں یہ سب بیکار ہے۔ یہ اس وقت کہا جائیگا جب منکرین دوزخ میں ڈالے جا رہے ہونگے۔

ف۴: توبہ خالص یہ ہے کہ آدمی فی الحال گناہ سے نکل آئے اور اس سے پہلے جو گناہ کر چکا ہے اس پر شرمندہ ہو اور پختہ قصد کرے کہ آئندہ پھر ایسا نہیں کروں گا ہاں اگر وہ حقوق العباد سے متعلق ہو کہ کسی کا حق چھینا ہے تو وہ حقدار کو واپس پہنچائے۔ ماعزؓ بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو توبہ کرو میں ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں۔ تَوْبَةً نَّصُوْحًا سچی اور مخلصانہ توبہ کی علامت یہ ہے کہ ماضی کے گناہوں پر دل سے کامل ندامت ہو اور مستقبل میں بقدر امکان پورا عزم گناہ کے چھوڑنے کا ہو۔ اگر توبہ کے بعد ان ہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی۔ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ خزی سے یہاں مراد رسوائی ہے جو کفر ہی کی جزا ہے یعنی نبی کا تو کیا کہنا بلکہ اللہ تعالیٰ تو اس کے ساتھیوں و صحابہ کرام کو بھی ذلیل نہ کرے گا اور ان کو نہایت اعزاز سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائے گا۔ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا ہمارا نور پورا کر جہاں تک ہمیں پہنچنا ہے اور ہم کو اس کی ضرورت ہے تو اس کو وہاں جنت تک ہمارے ساتھ رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا نور منافقین کی طرح راستہ ہی میں بجھ کر رہ جائے۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بعض محققین نے عالم آخرت کی اس دعا سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بندہ کی حاجت مندی کسی حال اور کسی عالم میں بھی اس سے زائل نہ ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ
اے نبی! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کیا کرو
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
اور ان کے سامنے مضبوط رہا کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ بہت
الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ
بری جگہ ہے ف۱ اللہ کافروں کے لئے نوح نبی اور لوط نبی
نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ
کی عورتوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں ہمارے نیک بندوں کے
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا
ماتحت تھیں پھر انہوں نے ان کی بے فرمانی کی پس وہ دونوں ان سے
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ
اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ ہٹا سکے اور ان کو کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ
مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ
تم بھی داخل ہوجاؤ خدا ایمانداروں کے لئے
اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ
فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جب اس نے کہا اے میرے رب!
لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ
اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا اور مجھے فرعون
فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝
اور اس کے عملے سے نجات دے اور مجھ کو اس ظالم قوم سے چھڑا ف۲
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
اور مریم بنت عمران کو بطور مثال پیش کر جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ
تو ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی
رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝ ع
اور اس نے اپنے رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں تھی ف۳

ف۱: اے نبی ﷺ یہ کیفیت اور یہ عزت یہ چیز یونہی نہیں مل جائے گی بلکہ آپ کو کچھ کام کرنے ہوں گے پہلے تو ایمان جس کا ذکر ہو چکا' اس کے بعد رجوع الی اللہ وہ بھی مذکور ہو چکا' اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے پس تم بوقت ضرورت کافروں اور منافقوں سے ان کے حسب حال جہاد کیا کرو اور ان کے ساتھ مضبوط رہا کرو کسی طرح تم سے سستی دیکھنے میں نہ آئے اور نہ ہی ضرورت کے وقت ان سے منہ پھیرو بلکہ یہ سمجھو کہ دنیا میں وہ تمہارے مفتوح ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کے معنی سخت کلامی اور بدگوئی کے نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے کبھی بدگوئی نہیں کی اور جنگ میں سخت کلامی یا بدگوئی کچھ مفید بھی نہیں وہاں تو قوت بازو مفید ہے اسی لیے دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾ تم مسلمان ایسے ایک دل ہو کر جہاد کیا کرو کہ غیر مسلم تم میں سختی پائیں اور یہی سختی یہاں مراد ہے۔ یہ آیت دو جگہ آئی ہے پہلے سورہ توبہ میں پھر اس جگہ سورہ تحریم میں تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ کو دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ منافقوں پر جہاد کیجیے لیکن کوئی جہاد آپ کا منافقوں سے منقول نہیں ہوا۔ پس اب دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہا جائے گا کہ اس آیت کے نزول کے بعد منافقوں نے نفاق سے توبہ کر لی اور کچھ اپنی موت سے مر گئے لہٰذا جہاد کی ضرورت ہی پیش نہ آئی اور یہی بات واقعات کے مطابق ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ رسول ﷺ نے حکم الٰہی کی نافرمانی کی (معاذاللہ من ذالك) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ منافقین سے جہاد زبان سے ہے نہ کہ تلوار سے اور یہ قول صحیح نہیں کیونکہ زبان کا جہاد واغلظ علیہم میں آ گیا لہٰذا یہاں بھی اسی کو مراد لینا بے فائدہ ہے علاوہ ازیں منافقوں اور کافروں دونوں سے جہاد کا حکم ہے پس جس قسم کا جہاد کافروں سے ہے اسی قسم کا جہاد منافقوں سے بھی مراد ہونا چاہیے۔

ف۲: کافروں کو گھمنڈ ہے کہ وہ مالدار' معزز اور اشراف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں کرے گا تو ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ کفر ایسا برا فعل ہے کہ نبی کا قریبی تعلق دار رات دن جان وجگر کی طرح ساتھ رہنے والا بھی کفر اختیار کرے تو وہ بھی نہیں بچ سکتا۔ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے کیسے نیک اور فرمانبردار بندے ہیں مگر دونوں کے گھر میں ان کی بیویاں منافق تھیں اور بظاہر ان کا تعلق ان دونوں رسولوں سے تھا لیکن دل سے وہ کافروں کے شریک حال تھیں پھر کیا ہوا کہ عام دوزخیوں کے ساتھ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں دھکیل دیا۔ اور ان انبیاء کرام کا رشتہ زوجیت ان کو ذرہ برابر بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم پکی ایماندار اور ولی کامل ہیں مگر ان کا شوہر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا باغی تھا۔ وہ نیک اور صالحہ بیوی میاں کو عذاب سے نہ چھڑا سکی اور نہ ہی میاں کی شرارت وبغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت آسیہ وہ ہیں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو شیر خوارگی کے زمانہ میں دریائے نیل سے نکال کر ان کی پرورش کی تھی۔ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ یعنی اے پروردگار کہیں فرعون لعین اور اس کے اعمال کفر کا وبال میرے اوپر نہ پڑنے لگے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر بلا اور مصیبت سے اپنی نجات دنیوی اور اخروی کے لیے حق تعالیٰ سے دعا اور مناجات کرتے رہنا سیرت صالحین میں سے ہے۔ ظالمین سے مراد یہاں بھی کافرین ہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی اپنا ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو۔ یہ قانون عام طور پر سب کو سنا دیا یہ وہم نہ کیا جائے کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کی بیویوں پر کہا ان کے لیے تو وہ کہا ہے جو (بقیہ صفحہ 975 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتہا ۳۰ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ الملک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر

قَدِيْرُ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

قدرت رکھتا ہے ف۱ وہی جس نے موت اور حیات مقرر کی تاکہ خدا تم کو جانچے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ

کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے اور وہ بڑا غالب بخشش والا ہے ف۲ وہی اللہ

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ

ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے تم خدائے رحمٰن کی خلق میں کچھ

مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣

فتور پاتے ہو؟ اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ

پھر بار بار نظر لوٹاؤ تمہاری طرف

خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا

تھکی ہاری واپس آئے گی ف۳ ہم نے چراغوں کے ساتھ آسمان

بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ

کو مزین کیا ہے اور ہم نے ان کو شیاطین کے دھکار بنایا ہے اور ہم نے ان

عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

کے لئے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے ف۴ اور جو اپنے رب سے منکر ہیں ان کے لئے جہنم

جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ

بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی ایسی کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے ف۵

ف۱: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک سورت تیس آیات کی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخشا جائے گا وہ سورہ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے (رواہ احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ نے ایک شخص کو کہا کیا میں تجھے حدیث کا ایک تحفہ نہ دوں جس سے تو خوش ہو جائے اس نے کہا ہاں دیجیے! کہا پڑھ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ الخ تو خود بھی اور اپنے تمام گھر والوں بال بچوں ہمسایوں کو سکھلا اس لیے کہ یہ سورت عذاب سے نجات دلائے گی اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کرے گی اس کو آگ سے چھڑائے گی اور اس کے پڑھنے والا عذاب قبر سے خلاصی پاتا ہے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ یہ سورت میری امت میں سے ہر مومن کے دل میں ہو۔ ایک اور حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعض اصحاب نے بے خبری میں ایک قبر کی جگہ پر خیمہ لگایا تو اس جگہ سے ایک انسان کے سورہ تبارک الذی پڑھنے کی آواز آئی یہاں تک کہ اس نے سورت ختم کر لی اس خیمہ لگانے والے صحابہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے مانعہ یعنی نجات دلانے والی ہے اور اس پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلائے گی (چونکہ وہ دنیا میں روزانہ اسے پڑھتا تھا) یہ سورت بعد نماز عشاء ہر روز سونے کے وقت پڑھنی چاہئے۔

تنبیہ: پڑھنے والا تو عالم برزخ میں تھا مگر آواز قبر سے آتی تھی جیسے فون میں بات کرنے والا تو کہیں دور ہوتا ہے مگر آواز یہاں فون سے سنائی دیتی ہے واللہ اعلم۔

تنبیہ: ید کے لفظی معنی ہاتھ کے ہیں یہاں مجازی معنی قبضہ یا تصرف کا ہونا بالکل ظاہر ہے اور اس آیت میں ید کے مجازی معنی حق تعالیٰ کے اعتبار سے نہیں بلکہ الملک ہی کے (لحاظ) سے ہیں۔ الملک کا الف لام استغراقی ہے یعنی جو کچھ بھی ہے تصور میں آسکے یا نہ آسکے سب اسی کا مملوک ومحکوم ہے۔

ف: یہاں یہ بتا دیا کہ خود موت وزندگی بھی تمام دوسری ایجابی اور سلبی مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہی ہیں موت صرف نہ ہونے یا زندگی کے نہ ہونے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مستقل وجودی مخلوق ہے۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ صرف حیات اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے باقی موت تو شیطان نے نافرمانی کر کے پیدا کر دی آیت سے اس عقیدہ کی صحت بھی مدنظر ہے۔ حیات کا محل عمل یا ظرف عمل ہونا تو بالکل ظاہر ہی ہے کہ یہ مہلت اور موقع اگر حاصل نہ ہو تو انسان اچھا برا عمل کرے ہی کس وقت اور حسن عمل کے لیے موت بمنزلہ شرط کے ہے موت کے مشاہدہ سے دنیا کے فانی ہونے کا اور آخرت کے اعتقاد سے وہاں کے اجر کا اگر یقین نہ ہو تو انسان حسن عمل کے لیے کوشش ہی کیوں کرے۔ مطلب یہ کہ تمہاری زندگی کا مقصد اعمال صالحہ کرنا ہے اب اگر انسان اس کی ہدایت کے ماتحت اعمال صالحہ نہیں کرے گا تو وہ تباہ ہو جائے گا چاہے وہ کتنا ہی معزز اور موقر ہو اللہ عزوجل کے سامنے اس کی ایک نہ چلے گی اور اگر کوئی غلطی کے بعد توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ کی بخشش سے وافر حصہ پائے گا۔

ف۳: حدیث میں آیا ہے کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان اور دوسرے پر تیسرا اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت جتنا طویل سفر ہے احادیث میں اس چیز کی تصریح نہیں کی گئی کہ اوپر جو نیلگوں چیز ہم کو نظر آتی ہے وہ ہی آسمان ہے ہو سکتا ہے کہ ساتوں آسمان اس کے اوپر ہوں اور یہ نیلگونی چیز آسمان کی چھت کا کام دیتی ہو۔ آسمان اس کی ماہیت و (بقیہ صفحہ 976 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

جب بھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائے گی تو اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی

نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا

سمجھانے والا نہ آیا تھا کہیں گے کہ ہاں ہم نے ان کی تکذیب کی

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ

اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں اتاری تم بہت بڑی

ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا

غلطی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج

كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

ہم آگ والوں میں نہ ہوتے ف۱ پس وہ اپنے گناہوں کے معترف ہوں گے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

سو ایسے جہنمیوں کے لئے رحمت سے دوری ہو ف۲ ہاں جو لوگ اپنے رب سے

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا

ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہے ف۳ اور تم اپنی بات

قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

آہستہ کہو یا پکار کے کہو وہ سینوں کے راز بھی جانتا ہے

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ

سنو! جو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے ف۴ وہ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا

خدا وہی ہے جس نے زمین کو نرم پیدا کیا پس تم اس کے کناروں میں پھرو

وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ

اور اسی خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کی طرف جانا ہے ف۵ کیا تم اس سے

فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ

بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے کہ تم سب کو زمین میں دھنسادے پھر وہ تیزی کے

تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ

ساتھ ہلنے لگ جائے کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے اس ہے

منزل ۷

جاتے ہیں اور دوسری طرف اس کے علم کو ناقص اور جزئیات پر غیر حاوی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

لطیف سے مراد بڑی بڑی نازک ودقیق حکمتوں اور تدبیروں والا ہے۔

ف۵: یعنی زمین کو تمہارے لئے مسخر کردیا' زمین سے تم جو چاہو کام لو جس طرح چاہو اس میں رہو بسو لیکن صرف یہ خیال رکھو کہ تم عابد ہو معبود اور خود مختار ومطلق العنان نہیں ہو بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے قانون کے محکوم وپابند ہو اور اسی کے سامنے اپنے ہر عمل کے جوابدہ بھی ہو اور جو کچھ تمہیں کھانے پینے کو مل رہا ہے یہ سب حق تعالیٰ کا ہی تو عطیہ ہے اور یہ یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف تمہیں پھر لوٹ کر بھی جانا ہے۔

ف۱: اس سوال میں اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں کرتا مگر حجت قائم کرنے اور رسول بھیجنے کے بعد۔ دوزخ میں کافروں کے مختلف گروہ اپنے اپنے مرتبہ کفر کے لحاظ سے ڈالے جائیں گے یہ سوال ہر نئے گروہ سے ہوگا' فرشتوں کے سوال کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شدید عذاب تو ایسی چیز تھی کہ تمہیں اس کی خبر اگر بدرجہ احتمال پہنچتی تو جب بھی تمہیں اس سے خود کو بچانا واجب تھا تو کیا ایسے ہولناک انجام کی تمہیں سرے سے خبر ہی نہیں پہنچی تھی؟ منکرین حشر دوزخ میں پہنچ کر اقبال کریں گے کہ منذرین کی آواز کا کانوں میں پڑنا تو کیا بلکہ ان کی تو پوری تعلیم ہم تک پہنچ چکی تھی یہ شامت تو ہماری تھی کہ ہم ڈھٹائی کے ساتھ انبیاء کرام کی تکذیب کرتے اور الٹا انہی کو خبطی قرار دیتے رہے۔ آج ہمارے روشن خیال اور دانش ور کہلانے والوں کا جو فتویٰ اہل مذہب کے متعلق ہے تو کیا وہ اس سے کچھ زیادہ مختلف ہے؟ لو کنا نسمع نسمع سے مراد دلیل سمعی اور نعقل سے مراد دلیل عقلی اور طریق تحقیق لیا گیا ہے۔

ف۲: ابن عباسؓ نے کہا سُحقًا کا معنی دوری کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری حدیث میں ہے کہ داخل نہ ہوگا آگ میں کوئی شخص لیکن وہ جانتا ہوگا کہ آگ ہی اس کیلئے جنت سے زیادہ لائق ہے۔ یعنی وہ خود اقرار کرلیں گے کہ بے شک ہم مجرم ہیں یوں ہی بے قصور ہم کو دوزخ میں نہیں ڈالا جارہا لیکن اس بے وقت کے اقرار واعتراف سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لیے کہا جائے گا اب دفع ہو جاؤ دوزخ والوں کے لیے جوار رحمت میں نہیں ٹھکانہ نہیں ہے۔

ف۳: غائبانہ ڈرانے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو نہیں دیکھا لیکن اس عذاب کے ڈر سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں' یا یہ معنی کہ لوگوں کی آنکھ سے پوشیدہ ہیں اور تنہائی میں وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھتے ہیں اور پوشیدہ طور پر اس کی اطاعت بجالاتے ہیں۔ غیب پر ایمان لانے کی طرح یہ غیب سے ڈرنے کی یہ تصریح بھی اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ کسی کا مرتبہ ایمان وخشیت جس درجہ کا بھی ہو بہرحال کوئی نہ کوئی درجہ غیب ان کے لیے بھی باقی رہے گا اور یہ شہود کامل اس عالم ناسوت میں بشر کے لیے ممکن نہیں۔

ف۴: گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں وہ سب کو جانتا ہے بلکہ وہ تو دلوں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے۔ غرض وہ تم سے غائب ہے مگر تم اس سے غائب نہیں ہو وہ تمہارا اور تمہارے افعال واقوال ہر چیز کا خالق ومختار ہے اور خالق ومختار جس چیز کو پیدا کرے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اسے حاصل ہو ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس نے بنایا ہو وہ ہی نہ جانے۔ ان مشرک اور جاہل قوموں کی حماقت پر اعتراض ہو رہا ہے جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کو معبود بھی مانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

کہ وہ تم پر پتھراؤ کرائے پھر تم جان لو کہ میرا ڈرانا کیسا ہے ف۱ اور ان لوگوں سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر میری ناراضگی ان پر کیسی ہوئی ف۲ کیا یہ لوگ اپنے

اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ

اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو پنکھیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں خدائے رحمٰن

اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا

ان کو گرنے سے روکتا ہے بے شک خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ف۳ کون شخص ہے جو خدا

الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ

سے ورے تمہارا حمایتی بن کر تمہاری مدد کرے

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ

پس یہ منکر لوگ سراسر دھوکے میں ہیں ف۴ بھلا بتاؤ تو سہی

يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ

کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کرلے تو کون ہے جو تم کو رزق دے بلکہ یہ لوگ

نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى

سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں ف۵ کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب ہے

اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ

یا وہ جو سیدھی راہ پر چل رہا ہے ف۶ تم کہو میرا معبود

الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی

وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ

اور دل بنائے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو ف۷ کہہ وہی میرا معبود ہے جس نے

ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

تم کو زمین پر آباد کیا اور تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے ف۸ اور کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ

کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تم کہو

ف۱: کیا تم اس ذات پاک کی جو آسمان اور زمین میں حکومت کرتا ہے اس بات سے بے خوف ہو کہ وہ تمام بنی نوع انسانی کو زمین میں دھنسانے کا حکم دے پھر وہ زمین اس حکم کی تعمیل میں تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے اور ہلتے ہلتے تم کو اپنے اندر لے لے جیسے زلزلے کے وقت ہوتا رہا اور ہوتا ہے یا وہ اپنے حکم سے تم پر پتھراؤ کردے پھر تم جان لو کہ میرا ڈرانا کیسا ہوگا۔ مَنْ فِی السَّمَآءِ سے مراد یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آسمان پر کہیں بیٹھا ہوا ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ ذات اعظم ہے کہ جس کا حکم وتصرف آسمان پر چل رہا ہے تقدیر الایۃ من فی السماء سلطانہ وملکہ قدرتہ والغرض من ذکر السماء تفخیم سلطان اللہ وتعظیم قدرتہ (کبیر) بعض نے فی السماء سے مراد آسمان کے عذاب والے فرشتے لئے ہیں۔ لیکن مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ من فی السماء سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور فی السماء کا معنی علی السماء ہے یعنی آسمان کے اوپر۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ میں نہیں پہچانتا کہ میرا رب آسمانوں میں ہے یا زمین پر تو وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور عرش باری تعالیٰ سات آسمان کے اوپر ہے۔

(یہی عقیدہ صحیح ہے باقی تاویلات باردہ ہیں جو سلف صالحین کے عقیدہ سے متصادم ہیں۔ عفیف)

ف۲: اگر ماضی سے نمونے ہی اس عذاب کے تلاش کرنے ہیں تو تاریخ وسیر کے صفحات کا مطالعہ کرلیں کہ کیسی کیسی زبردست طاقتور قومیں اور امتیں سرکشی کی پاداش میں ہلاک ہوچکی ہیں' مثلاً قوم نوح' قوم لوط اور عاد وثمود وغیرہ' جنہوں نے انبیاء کرام کی مخالفت اور تکذیب کی تھی تو جو معاملہ ان سے ہو چکا ہے اس سے عبرت پکڑو اور دیکھ لو کہ ان کی حرکات پر ہم نے انکار کیا تھا اور وہ انکار کیسے عذاب کی صورت میں ظاہر ہو کر رہا ان سب کو تباہ وبرباد کر دیا آج ایک بھی ان میں سے نظر نہیں آتا۔

ف۳: پہلے آسمان اور زمین کا ذکر ہوا تھا یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت کا ثبوت معلوم کرنے کیلئے دیکھو کہ پرندے زمین وآسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اڑتے رہتے ہیں اور باوجود بھاری جسم ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے اور نہ ہی زمین کی قوت جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اس نے ان کو یہ طاقت بخشی ہے اور اسی نے ہوا میں یہ قوت رکھی ہے کہ ان کو تھامے رکھے' یہ سب انسان کے لیے کیسے حیرت انگیز مشاہدات ہیں اور ان سے حق تعالیٰ کی رضا کا کیسا سبق ملتا ہے۔ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر اور شرارت کی بنا پر اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح رحمٰن کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے اسی طرح عذاب بھی اسی کی رحمت سے رکا ہوا ہے۔

ف۴: سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں پس یہ منکر لوگ ایسا خیال کرنے میں سراسر دھوکے میں ہیں اور وہم وگمان کی باتوں کے پیچھے جا رہے ہیں' یہ پتھروں اور اینٹوں کی خود ساختہ چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ کافروں کی عادت ہے جو اللہ واحد کے بجائے ادھر ادھر کے سہاروں میں الجھے رہتے ہیں جبکہ نقصان سے بچانے والا سوائے اللہ رب العزۃ کے اور کوئی قادر نہیں ہے۔

ف۵: جب کہ اصلیت یہی ہے جو ذکر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی میں طاقت ہے نہ کوئی تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ یہ مثال نفع پہنچانے کی ہے کہ اس پر بھی اللہ رب العزۃ کے سوا کوئی قادر نہیں۔ دل میں تو یہ سمجھتے ہیں کہ (بقیہ صفحہ 976 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾

کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جب یہ لوگ اس کو قریب دیکھیں گے تو جو لوگ منکر ہوں گے ان کے چہرے جھلسے جائیں گے

وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ

اور کہا جائے گا کہ یہی وہ وعدہ ہے جو تم طلب کیا کرتے تھے تم کہو

اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ

بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کردے یا رحم فرمائے

فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ

یہ بتاؤ کہ کافروں کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا ف تم کہدو

الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے پس تمہیں معلوم ہوجائے گا

مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

کہ کون کھلی گمراہی میں ہے ف تم پوچھو کہ اگر تمہارا پانی

اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

دھس جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری لادے ف

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۵۲ آیاتہا ۲ رکوعاتہا

سورۃ القلم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

میں رحمٰن ہوں قسم ہے قلم کی اور ہر اس چیز کی جو لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَ

مجنون نہیں ہے اور تیرے لئے دائمی بدلہ ہے اور

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾

تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے ف تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھیں گے

ف: اے نبی ان کو کہہ دیجئے کہ اس کا جواب دینا علم غیب پر موقوف ہے اور میں علم غیب نہیں جانتا کسی بلا سے ڈرانے کے لیے صرف اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ یہ بلا آنے والی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اس کے آنے کا وقت معین بھی معلوم ہو۔

ف: کفار تمنا کرتے تھے کہ کاش یہ اگر جلدی مر جائیں تو ان کا قصہ ہی ختم ہوجائے۔ اس کا جواب دیا کہ فرض کرو تمہارے زعم کے مطابق میں اور میرے تمام ساتھی دنیا میں ہلاک کردیئے جائیں یا ہمارے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے رفقاء کو اپنی رحمت سے کامیاب و بامراد کردے تو ان دو صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو مگر تم کو اس سے کیا فائدہ؟ ہمارا انجام دنیا میں تو جو کچھ ہو سو ہو بہرحال آخرت میں تو بہتر ہی ہے کہ ہم اس کے راستے میں جدوجہد کر رہے ہیں لیکن تم اپنی فکر کرو کہ تمہارے اس کفر اور سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے تو اس سے تم کو کون بچائے گا؟ کافر تو کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچے گا تو جب تم اپنے کو مبتلائے عذاب اور ہمیں اس سے محفوظ دیکھ لو گے تو اس وقت واضح طور پر جان لو گے کہ گمراہی کے راستے پر تم ہی تھے اور ایمان کی دولت ہم کو عذاب آخرت سے محفوظ رکھے گی۔

ف: ان مشرکوں سے پوچھو کہ تم لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا بے انت و بے انتہا معبود بناتے ہو بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو پانی تم کو بارش کے ذریعے دیتا ہے جسے تم پیتے اور کھیتوں اور مویشیوں کو پلاتے ہو اگر وہ زمین میں دھنس کر خشک ہوجائے تو کون ہے جو تم کو چلتے ہوئے پانی کے چشمے لادے تو یاد رکھو بلکہ تم خود ہی کہو گے کہ کوئی نہیں۔ کیا تم نے نظامی شاعر کا شعر نہیں سنا ؎

نہ بارد ہوا نہ گوئی بیار
زمین ناورد تا گوئی بیار

یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے تھے اور اس وقت ہدایت و معرفت کا نہ خشک ہونے والا چشمہ محمد ﷺ کی صورت میں جاری کردینا اسی رحمٰن مطلق کا کام ہوسکتا ہے اگر بالفرض محال تمہاری تمنا کے موافق یہ چشمہ خشک ہوجائے تو کون ہے جو مخلوق کے لیے ایسا پاک، ستھرا اور صاف پانی مہیا کرسکے۔ ارأیتم بمعنی اخبرونی ہے۔ علامہ مجلی نے کہا ہے کہ جب کوئی اس آیت پر پہنچے تو بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ کے بعد اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کہے۔

تنبیہ: جب اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں معمولی طبعی واقعات میں سے کسی کو تصرف کی قدرت نہیں تو پھر عذاب آخرت سے بچانے کی کس کو مجال ہوسکتی ہے؟

ف: ن کے صحیح معنی تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں محققین سے دوات کے معنی منقول ہیں۔ والقلم یہ قلم وہی ہے جس سے تمام مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہیں۔ وما یسطرون لکھنے والوں سے مراد اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کاتبان لوح محفوظ ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں میں رحمٰن ہوں میری رحمانیت کے تقاضا سے تجھے اے رسول قرآن ملا اور تو نبی ہوا' تیرے مخالف تیرے حق میں غلط کہتے ہیں کہ تو پاگل مجنوں ہے ہرگز نہیں بھلا مجنوں اور پاگل تیرے جیسے ہوتے ہیں مجنوں اور ہوشیار میں تو ایک ہی واضح فرق ہوتا ہے کہ مجنوں کی حرکات منظم و مرتب نہیں ہوتیں اس لیے کہ اس کے قول و فعل پر نتیجہ مرتب نہیں ہوسکتا اور تیری بابت تو ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے کاموں پر تیرے لیے ایسا دائمی بدلہ ہے جو ختم نہ ہوگا کیونکہ تیری تعلیم کا سلسلہ آخر زمانے تک جاری رہے گا اور تیری حرکات کی تنظیم کا یہ حال ہے کہ تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے گاہ ماہے کوئی خلق کی بات تجھ سے ہوجائے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
کہ تم میں سے کس کو جنون ہے یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے
عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ
جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یابوں سے خوب واقف ہے ف۱ پس تو جھٹلانے والوں
الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا
کا کہا نہ مانو چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا تو نرم ہوجائے تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے ف۲ تم
تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱
کھانے والے ذلیل، اکسانے والے، ادھر ادھر لگانے والے، کار خیر کو روکنے والے، حد سے
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ
تجاوز کرنے والے، بدکار اکھڑ، اور علاوہ ازیں
زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ
بدخیر کی مت مانو ف۳ جب اس کو ہمارے احکام سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار
اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ عَلَى
اور صاحب اولاد ہونے کے کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ایسے شخص کو
الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ
ہم ناک پر داغ لگائیں گے ف۴ کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو جانچا جیسے ایک باغ والوں کو جانچا تھا
اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝۱۷ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝۱۸
جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑ لیں گے اور وہ کسی طرح کا استثنا نہ کرتے ف۵
فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝۱۹
تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب کی طرف سے تباہ کرنے والا پہنچ گیا
فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝۲۰ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝۲۱
پس وہ صبح کو برباد ہوچکا تھا پھر ان لوگوں نے صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا
اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝۲۲
کہ اپنی کھیتی میں چلو اگر اس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو
فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝۲۳ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا
پس وہ اس خوف سے چپ چپ کر صبح سویرے چلے کہ اس باغ میں آج

(ع ۱)

نہیں بلکہ تجھ سے دائمی اور مستقل اخلاقی باتیں ہوتی رہتی ہیں پس صریح حالت دیکھ کر بھی جو تجھے مجنون کہے وہ خود مجنون نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

تنبیہ: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا پھر اس کو فرمایا لکھ جو کچھ آگے ہونے والا تھا چنانچہ اس نے وہ سب لکھ دیا۔ (رواہ الترمذی)

ف۱: اے نبی ﷺ آپ ان کی باتوں سے گھبرائیں نہیں یہ جو کہتے ہیں انہیں کہنے دیجئے وہ وقت دور نہیں کہ جب یہ بات واضح طور پر سامنے آجائے گی کہ مجنون کون ہے اور اس فیصلہ کو ہر شخص دیکھ لے گا آپ بھی اور یہ کہنے والے بھی دنیا میں تو پوری طرح اور آخرت میں تو اس سے بھی زیادہ روشن ہو کر سامنے آجائے گا کہ کس کا انجام بخیر اور کامیاب ہے اور کون کامیاب ہوتا ہے اور کون نامراد باقی رہا۔ بایکم میں ب زائد ہے اور مراد اکیم ہے یعنی تم میں سے کون مجنون ہے۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ وہ ہدایت یاب ہونے والوں سے خوب واقف ہے اس لیے فیصلہ اسی پر چھوڑ دیجئے اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز بھی باہر نہیں وہی ہر ایک کو جزا و سزا بھی اس کے مناسب حال دے گا۔

ف۲: آپ اللہ تعالیٰ کے کلام کو جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیئے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ تبلیغ احکام میں آپ تھوڑا سا نرم ہوجائیے یعنی شرک اور بت پرستی کی تردید پر زور انداز میں نہ کریں تو وہ بھی آپ کی مخالفت زیادہ زور سے نہ کریں گے بلکہ نرم پڑ جائیں گے تو آپ جیسے اب تک انکے کہنے میں نہیں آئے ویسے ہی ان کے کہنے میں نہ آیئے کیونکہ جیسا کہ اب تک بھی نہیں آئے آپ تو سراسر حق پر ہیں اور وہ سراسر باطل پر ہیں۔ پس راہ پر آنے والے اور نہ آنے والے سب اللہ تعالیٰ کے علم محیط میں طے شدہ ہیں لہٰذا دعوت تبلیغ کے معاملہ میں کسی رورعایت کی ضرورت نہیں جس کو راہ پر آنا ہوگا وہ آ کر ہی رہے گا اور جو محروم ازلی ہے تو وہ کسی لحاظ و مروت سے بھی ماننے والا نہیں۔

ف۳: آیت اپنے عموم اور مفہوم کے لحاظ سے تو ہر خبیث و رذیل خصائل والے کافر و معاند کے حق میں عام ہے لیکن شان نزول کی روایات میں ایک مخصوص و متعین شخص ولید بن مغیرہ کا نام بھی آیا ہے جو انہی صفات کا حامل تھا۔ حلاف ایسا شخص جو جھوٹی سچی قسمیں عادت کی بنا پر اٹھاتا رہتا ہو مھین ایسا شخص جو اپنی کمینی حرکات کی بنا پر خالق و مخلوق دونوں کی نظر میں ذلیل و خوار اور ہر طرح بے وقعت و بے اعتبار ہو چکا ہو۔ ھماز ایسا شخص جو طنز و تعریض سے دل دکھاتا رہتا ہو۔ اثیم یعنی فسق پیشہ ہے۔ بعد یہاں مع یعنی ساتھ کے معنی میں ہے۔ زنیم ایسا شخص جو کسی قوم یا قبیلہ سے نہ ہو مگر اس کی جانب منسوب کر دیا گیا ہو۔

ف۴: اِنْ كَانَ ان الفاظ کا تعلق آیت ماقبل کے ابتدائی لفظ وَلَا تُطِعْ سے ہے، بعض نے یہ ترکیب بھی صحیح قرار دی ہے کہ ان کان سے پہلے یکفر یا یجحد محذوف ہے اور ان کان سے متعلق ہونے کی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ خبیث کفر و انکار اسی گھمنڈ میں آ کر کرتا ہے کہ وہ دولت مند اور صاحب اولاد کثیر ہے۔ قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں یہ مثال دینے کیلئے ہیں جو کہ ہر زمانے کے ایسے لوگوں پر صادق آتے ہیں جو ان اوصاف سے موصوف ہوں اس لیے تعلیم عام ہے۔ اس کی ناک پر نشان لگانے سے مراد اس کی نامرادی اور ناکامی ہے کہ جو اسلام اور نبی اسلام کے خلاف منصوبے دل میں رکھتا ہے ان تمام منصوبوں میں وہ ناکام رہے گا اور یہ وصف رکھنے والا (بقیہ صفحہ 976 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝
کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے وہ صبح سویرے پھل کاٹنے کے لئے قوت کے ساتھ نکلے ف

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ
پس جب انہوں نے اس باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ہیں بلکہ ہم

مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا
محروم کئے گئے ہیں ف۱ اور ان میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ صبح سویرے

تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝
اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ سب نے کہا سبحان اللہ بے شک ہم ہی قصوروار ہیں ف۲

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا
وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے بولے ہائے ہماری کم بختی

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا
ہم تو واقعی سرکش ہیں۔ بہت جلد خدا اس باغ سے اچھا باغ

خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ
ہم کو دے گا ہم یقیناً خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں ف عذاب

الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
اسی طرح آتا ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے کاش کہ

يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ
لوگ جانیں ف جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار

النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝
کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں ف کیا پھر فرماں برداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں

مَا لَكُمْ ۡ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ
تمہیں کیا ہوگیا تم لوگ کیسی رائیں لگاتے ہو ف کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس

تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ
میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تم کو ملے گا کیا تمہارے ہاں

اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ ۙ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ
تمہارے عہد وپیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لئے پختہ ہیں جو تم فیصلہ

ف۱: یہ لوگ تو سوتے ہی رہے اور ادھر رات ہی میں کوئی زمینی یا آسمانی آفت آکر باغ کا صفایا کرگئی۔ باغوں اور کھیتوں پر ایسی ناگہانی مصیبتیں ہر فصل اور ہر زمانہ میں برابر آتی ہی رہتی ہیں اور کبھی گرم اور تیز لو نے سبزہ زار کو جھلسا دیا، کبھی تند آندھی نے درختوں کا ناس مار دیا کبھی اتنی سردی اور کورا کہ کھیتی برباد ہوگئی اور کہیں آسمانوں سے اولے ایسے پڑے کہ پتے پتیاں تک باقی نہ رہیں۔ انتہائی بخل یا حرص کی شدت سے یہ باغ والے مسکینوں اور محتاجوں کے حصہ کے بھی روادار نہ تھے۔

ف۲: جب انہوں نے اس باغ کو اجڑا ہوا دیکھا تو اپنے تصور کے خلاف پاکر بولے کہ یہ تو ہمارا باغ نہیں یقیناً ہم راہ بھول گئے ہیں پھر ادھر ادھر دیکھ بھال کر کہنے لگے بھولے نہیں بلکہ ہم اس باغ کے فوائد سے محروم کئے گئے ہیں یہ انہوں نے اس وقت کہا جب ان کو اپنے باغ کی بربادی کا پورا یقین آ گیا۔

ف۳: یعنی توبہ واستغفار سے اپنی غلطی کا تدارک کیوں نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کو پاکی سے یاد کرکے اس کی دی ہوئی نعمت کا شکر کرو تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے مال اور اولاد میں برکت کرے دیکھو یہ اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم کئے گئے ہیں چونکہ یہ شریف خاندان کے نیک بچے تھے اس لیے اس یاددہانی پر فوراً سب نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّنَا وَبِحَمْدِهٖ بے شک ہم ہی قصوروار ہیں۔ اس ذرہ سے فقرہ کے اندر تمہید استغفار اور نفس استغفار دونوں آ گئے۔

تنبیہ: اَوْسَطُهُمْ یعنی ان لوگوں میں سے بہترین شخص، ابن عباسؓ صحابی اور ائمہ تابعین نے یہی معنی کئے ہیں بعض نے لفظی معنی لے کر باغ کے مالکوں میں سے منجھلا بھائی مراد لیا ہے یہ وہ شخص تھا جس کا عقیدہ تو صحیح تھا لیکن عملاً یہ بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوگیا تھا۔

ف۴: چونکہ ان کو یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہم کو ملا ہے اس لیے وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے جیسا کہ کام بگڑنے پر دنیا میں عموماً وعادتاً ہوا کرتا ہے چونکہ دل سے ایماندار تھے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے امید کا اظہار کرنے کو کہا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بہت جلد خدا ہم کو اس باغ سے بہت اچھا باغ دے گا۔ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا یہ بدلہ عام ہے خواہ دنیا میں ملے خواہ آخرت میں اور عجب نہیں کہ دونوں ہی جگہ ہو۔ ابن مسعود کا قول ہے کہ بہتر باغ انہیں دنیا ہی میں مل گیا مجاہد تابعیؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

ف۵: کاش بندوں کو اس حقیقت کا علم ہوتا اور اس بات کا خیال رہا کرتا کہ معصیت ونافرمانی کی پاداش میں جو عذاب کہ اس دنیا میں کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے جب اس کا نمونہ یہ ہے اور یہ تو تھوڑا سا مالی نقصان ہے تو کفر وانکار پر عذاب کہ جس کا پورا ظہور آخرت ہی میں ہوگا ظاہر ہے کہ وہ اس سے کس درجہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اگر اہل علم ہوتے تو جان لیتے کہ آخرت کا عذاب سخت تر ہے۔

ف۶: یہاں یہ واضح کردیا کہ جنات نعیم میں داخلہ کا سبب تقویٰ ہوگا اور تقویٰ کا ابتدائی اور لازمی درجہ ایمان ہے۔ جنت النعیم میں ہر قسم کے پھل پھول اور ہر قسم کا عیش وآرام ان کو حاصل ہوگا۔

ف۷: نیکوکار ہے اور جو لوگ اپنی زندگی میں اچھے کام کرتے رہے اگر ان کو ہم نیک بدلہ نہ دیں تو کیا ہم فرمانبرداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں نہ ان کو سزا نہ ان کو جزا پھر تو دونوں برابر ہوگئے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کے لیے تیار رہتا ہے اور ایک جرائم پیشہ اور باغی جو کہ ہر وقت نافرمانی پر کمربستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿٤٠﴾

کرو وہ تم کو مل جائے گا ف۱ تو ان کو پوچھ کون اس بات کا ذمہ دار ہے

اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا

کیا ان کے شریک ہیں اگر یہ سچے ہیں تو شریکوں کو

صٰدِقِيْنَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ

پیش کریں ف۲ جس روز سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان کو

اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

سجدہ کرنے کو بلایا جائے گا تو وہ نہ کرسکیں گے ف۳ ان کی آنکھیں خوف زدہ ہوں گی

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

اور ان پر ذلت برستی ہوگی اور جب یہ لوگ صحیح سالم تھے اس حالت میں

وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا

سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے تو سجدہ نہ کرتے تھے ف۴ جو لوگ اس کلام کو جھٹلاتے ہیں

الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَ

ان کو ہمارے حوالے کر ان کی بے خبری میں ہم ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے

اُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا

ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں ہمارا ارادہ مضبوط ہے ف۵ کیا تو ان سے کوئی

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں پھر کیا ان کے پاس غیب ہے جس سے یہ

فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

لوگ لکھ لیتے ہیں پس تو اپنے رب کے حکم سے صبر کر مچھلی والے

كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ

کی طرح نہ ہوجو جب اس نے سخت رنج میں خدا کو پکارا تھا اگر اس کی

اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ

پروردگار کی مہربانی سے اس کی دستگیری نہ ہوتی تو ذلیل و خوار جنگل

مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾

میں ڈالا جاتا پھر خدا نے اس کو برگزیدہ کیا ور اس کو صالحین میں داخل ف۶ کیا

رکوع ۲

رہتا ہے ان دونوں کا انجام یکساں ہوجائے بلکہ مجرم اور باغی وفاداروں سے اچھے رہیں تو یہ تو وہ بات ہے کہ جس کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ رد کرتی ہے یہ تو تم ہی ہو کہ جو اس برابری کے قائل ہو تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اتنے کھلے ہوئے فرق کو محسوس نہیں کرتے اور ہم ایسا کرنے والے نہیں کیونکہ ہمارا اصول ہے کہ حقدار کو حق ملنا چاہئے۔

.....

ف۱: یعنی کیا تمہارے لیے ہمارے ذمہ پر کوئی قسمیں ہیں کہ جن کا حکم قیامت تک باقی رہے گا جو تم چاہو گے وہی تم کو ملے گا یعنی آخرت میں نجات اور تو کیا تمہارے پاس تمہاری اس بات کی تصدیق کیلئے تمہارے پاس کوئی شہادت یا اللہ تعالیٰ کا کوئی فرمان اس بارے میں موجود ہے۔

مطلب یہ کہ ایسا نہیں ہے۔

ف۲: منکرین سے پھر حجت و برہان کا مطالبہ ہے آخر کس چیز نے انہیں اب تک انکار پر جمائے رکھا ہے؟ کس سہارے اور کس بھروسہ پر وہ اب تک عقائد باطلہ پر اڑے ہوئے ہیں یقیناً ان کا یہ دعویٰ مہمل ہے اس میں کوئی ان کا شریک نہیں یا یہ معنی کہ ان کے کوئی ایسے معبود ہیں جو ان کے اس دعویٰ کو ثابت کریں اگر ہیں تو ان کو لے آئیں تاکہ وہ ان کے دعویٰ کو ثابت کریں۔

ف۳: آج ہوش وحواس کی حالت میں ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے اور اس روز کیا کریں گے کہ جس روز قیامت کے دن سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان منکرین کو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرنے کو بلایا جائے گا تو یہ نہ کرسکیں گے یہی معنی حضرت ابن عباسؓ نے کئے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی شرح میں مذکور ہے فسر ابن عباس وجمهور اهل اللغة وغريب الحديث الساق ههنا بمعنى الشدة اى يكشف عن شدة وامر (نووی ص۱۰۲ ج۱) خود محاورہ عرب میں کشف ساق سے مراد کام کی تنگی یا سخت ترین کام کے اہتمام سے ہوتی ہے۔ عن ساق اى عن شدة (قاموس) ائمہ تفسیر بلکہ صحابہ وتابعین سے بھی یہاں یہی معنی منقول ہیں۔ (ابن جریر) حدیث صحیحین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا ساق پنڈلی کو کہتے ہیں محققین کا قول ہے کہ صفات باری میں سے یہ کسی مخصوص صفت ہی کی مناسبت سے ساق سے تعبیر فرمایا گیا ہے قرآن مجید ہی میں حق تعالیٰ کے لیے آخر وجہ (چہرہ) اور ید (ہاتھ) اور حدیث میں رجل اور قدم (پیر) کے الفاظ بھی تو آتے ہیں اور یہ تمام کلمات متشابہات کہلاتے ہیں اس لئے ان پر اسی طرح بلا کیف ایمان رکھنا چاہیے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی ذات (وجود) حیات اور سمع وبصر وغیرہ جیسی صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مومنین ومومنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا اس کی کمر نہیں جھک سکے گی جب اہل ریا ونفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار کا اس پر قادر نہ ہونا بطریق اولیٰ معلوم ہوگیا اور یہ سب کچھ محشر میں اس لیے کیا جائے گا تاکہ تشریعی مومن وکافر اور مخلص ومنافق صاف طور پر کھل جائیں اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسی طور پر مشاہدہ میں آجائے۔ یہ سجدہ کا حکم مومن وکافر سب کے لیے عام ہوگا یہ حکم تشریعی تو ہو نہیں سکتا اس لیے کہ آخرت دار العمل نہیں بلکہ دار الجزاء ہے اور لامحالہ یہ حکم کافروں کے حق میں توبیخی ہوگا گویا اس تجلی ساق کی یہ تاثیر طبعی ہوگی کہ کافر ومومن سب ہی سجدہ کرنا چاہیں گے اور مومن تو اس عمل کو بآسانی کر لیں گے جبکہ کافر ومنافق باوجود چاہنے کے بھی یہ عمل نہ کرسکیں گے۔

ف۴: ان کی آنکھیں خوف زدہ ہوں گی یعنی ان کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور دہشت معلوم ہوگی اور ان کے چہروں پر ذلت برستی ہوگی اور ان کو سجدہ نہ کر (بقیہ صفحہ 977 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

اور تیرے منکریں جب نصیحت سنتے ہیں تو قریب ہے اپنی

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝۵۱

آنکھوں سے تجھے پھسلا دیں اور کہتے ہیں کہ تحقیق یہ مجنون ہے

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۵۲

حالانکہ وہ قرآن تمام دنیا کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے ف

آیاتہا ۵۲ سورۃ الحاقۃ مکیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ الحاقہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلْحَآقَّةُ ۝۱ مَا الْحَآقَّةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝۳

سچی گھڑی کیسی گھڑی ہے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے ف

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ

اس قارعہ کو قوم ثمود اور عاد نے نہ مانا تھا ثمود تو سخت

فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

عذاب سے ہلاک کئے گئے اور عادی لوگ سخت ہوا

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ

سے ہلاک کئے گئے ف جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر

اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ

مسلط رہی تھی پس تو اس قوم کو دیکھتا ہے کہ اوندھے پڑے ہیں وہ گویا

اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ

کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے پس کیا تو ان میں سے کسی کو

بَاقِيَةٍ ۝۸ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ

باقی دیکھتا ہے ف اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ

بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً

بدعملی کرتے رہے پھر وہ اپنے رب کے رسول کی بے فرمانی کرتے رہے ف تو خدا نے ان کو

رکوع

ف۱: انبیاء کرام کی قومیں ان سے برسر جنگ رہتی تھیں اور آپ کے زمانے کے منکرین بھی ان سے کم نہیں بلکہ یہ ایسے شدید الغضب ہیں کہ جب تیری نصیحت سنتے ہیں تو ایسے آگ بگولہ ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یقین ہوجائے کہ قریب ہے کہ گھور گھور کر اپنی نیلی پیلی آنکھوں کے خوف سے آپ کو آپ کے عدم مصمم سے پھسلا دیں اور بجائے اس کے کہ اپنے جوش کو جنون کہیں کہتے ہیں کہ تحقیق یہ رسول مجنون ہے جو سب دنیا کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ وہ قرآن جو آپ تعلیم دیتے ہیں تمام دنیا کے لوگوں کے لیے نصیحت ہے نہ اس میں کوئی بات خلاف عقل ہے اور نہ خلاف نقل ہاں البتہ ان کی کج طبائع کے خلاف ہے سو ایسا ہونا ہی چاہیے وہ دوا ہی کیا جو مریض کے خلاف منشا نہ ہو کیونکہ کڑوی یا تلخ دوا ہی مرض کو ختم کرتی ہے۔ اللہ اللہ جو کلام ایک ہی ملک وقوم کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کی ہدایت واصلاح کے دستور العمل کی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے قانون اور ضابطے اور ہدایات دنیا کی کیا انفرادی واجتماعی کیا اخلاقی وسیاسی اور کیا معاشرتی اور خانگی ہر قسم کی صلاح وفلاح کی ضامن ہے اسی کو یہ لوگ مجنون کا کلام بتا رہے ہیں یہ خود ان کا جنون نہیں تو اور کیا ہے؟

ف۲: سورہ کو استفہامی فقروں سے شروع کرنا مخاطب کو سوال کر کے توجہ دلانا عین بلاغت وخطابت عرب کے اسلوب کے مطابق ہے۔ حاقہ کے لفظی معنی اس چیز کے ہیں جو بہر حال ہو کر رہے۔ مراد حشر کا ہولناک دن ہے جس دن جزا وسزا واقع ہو کر رہے گی۔ القارعۃ قرع اس آواز کو کہتے ہیں جو کسی سخت چیز پر ضرب لگنے سے پیدا ہوتی ہے اور قارعۃ سخت قسم کی کھڑکھڑاہٹ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

ف۳: یہ قوم ثمود وقوم عاد جو شمالی ومغربی عرب اور جنوبی ومشرقی عرب کی اپنے اپنے زمانہ میں مہذب ترین ومتمدن ترین قومیں رہی ہیں ان کا اصلی جرم انکار آخرت تھا جو حق تعالیٰ کے ضابطہ تعزیرات میں انکار توحید کے بعد شدید ترین جرم ہے ان دونوں کا اسی بنیادی جرم کی پاداش میں دنیا میں یہ حشر ہوا کہ ان کا نام ونشان تک مٹا کر رکھ دیا گیا ﴿وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ (ھود:۹۴) آج کی آخرت فراموش، روشن خیال، مہذب قوموں کا جن کے صحیفہ تہذیب وروشن خیالی کی پہلی ہی نظر آخرت فراموشی ہے تو کیا ان کا حشر ان سے کچھ مختلف ہونا ہے؟

ف۴: یہ تو اس ہوا کی سختی کا ذکر ہے تاثیر اس کی یہ تھی کہ جس چیز کو چھو جاتی تھی وہ فنا ہو جاتی تھی۔ ﴿مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ﴾ (الزاریات:۴۲)۔ وہ لمبے قد اور قوت جسمانی کے لحاظ سے ایسی ڈیل کے لوگ تھے کہ گویا وہ کھجوروں کے اکھڑے ہوئے کھوکھلے تنے تھے پس وہ ایسے مرے کہ ایک بھی نہ بچا تو کیا تو ان میں سے کسی کی ذات کو یا ان میں سے کسی کی اولاد کو دنیا میں زندہ اور باقی دیکھتا ہے۔ کٹے ہوئے درختوں کے تنے کے ساتھ یہ تشبیہ قوم عاد کی جسمانی تنومندی اور قد آوری کے لحاظ سے نہایت موزوں اور برمحل ہے۔

ف۵: یہ الٹی ہوئی بستیاں قوم لوط کی تھیں یعنی قوم عاد وثمود کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا اور اس سے پہلے کئی قومیں گناہ سمیتی ہوئی آئیں مثلاً قوم نوح، قوم شعیب اور قوم لوط جن کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں ان سب نے اپنے اپنے نبی کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ سے مقابلے بازیاں کیں آخر ان سب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت پکڑ سے پکڑا اور اس کے آگے کسی کی کچھ بھی پیش نہ چلی تو نتیجہ وہی ہوا جو اوپر مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾

سخت پکڑا جب پانی جوش میں آیا تو ہم (اللہ) نے تم کو کشتی پر بٹھادیا

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے باعث نصیحت بنائیں اور سننے والے کان یاد رکھیں ف۱

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَّحُمِلَتِ

پھر جب ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا اور زمین

الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾

مع پہاڑوں کے اٹھا کر توڑ دیے جائیں گے

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ

تو اس روز واقعہ ہونے والی ظاہر ہو جائے گی اور اس روز آسمان

يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ

بھی پھٹا ہوا جائے گا فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور

عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ

آٹھ جماعتیں پروردگار کا تخت حکومت اٹھائے ہوں گی ف۲ اس روز

تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی حرکت چھپی نہ رہے گی ف۳ پھر جس کو

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾

اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا کہ میرے ساتھیو آؤ میرا اعمالنامہ پڑھو

اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا گمان کرتا تھا ف۴ پس یہ پسندیدہ عیش میں

رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾

رہے گا وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے پھل نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ

خوب خوشگوار کھاؤ پیو بعض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ میں

الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ

اعمال بھیجے تھے ف۵ اور جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا

(بقیہ)

ف۱: ان تباہ شدگان میں ایک نوح (علیہ السلام) کی قوم بھی ہے جس کا مختصر ذکر یہ ہے کہ جب ہمارے حکم سے پانی جوش میں آیا تو ہم نے تمام بنی آدم کو جو اس وقت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ تھے چلنے والی کشتی پر بٹھایا تاکہ اس کو تمہارے لیے باعث نصیحت بنائیں کہ اتنے پانی میں جس میں بڑی سے بڑی چیزیں ڈوب گئیں تیری ایک معمولی سی لکڑی کی کشتی نہ ڈوبی کیوں؟ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی غرض سے بنائی گئی تھی جو اس میں بیٹھے وہ نجات پائے اور دیکھنے والے دیکھ کر نصیحت پائیں اور سننے والے کان یعنی بعد میں آنے والی نسلیں سن کر یاد رکھیں کیونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ لنجعلھا میں ضمیر کم جمع مخاطب سے مراد موجودہ نسل مخاطبین کے اسلاف ہیں لنجعلھا میں ضمیر ھا اس واقعہ غرقابی کی طرف راجع ہے جو مخاطبین کو اچھی طرح معلوم تھا گو یہاں اس کا ذکر نہیں ہوا اور ایسے موقع پر محض ضمیر سے کام لینا عربی اسلوب بیان کے عین مطابق ہے۔

ف۲: یعنی بہت بڑی ہیبت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ چاروں طرف حکم کے منتظر کھڑے ہوں گے اس ہیبت اور رعب و دربار کی مثال دیکھنی ہو تو دنیا کے بادشاہوں کے دربار دیکھو جو کسی تقریب پر کیا کرتے ہیں جس میں ایک طرف پولیس بڑی طمطراق سے صف بستہ کھڑی ہوتی ہے تو دوسری طرف فوج اپنی شان اور چمک دمک دکھاتی ہے درمیان میں بادشاہ سلامت جلوہ افروز ہیں چاروں طرف ہیبت کا نظارہ ہوتا ہے قیامت کے روز اتنا جلال اور ہیبت الٰہی ہوگی کہ کوئی آواز سننے میں نہیں آئے گی ﴿خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔﴾ (طٰہٰ:۱۰۸) رہی یہ بات کہ یہ تخت حکومت عرش عظیم ہوگا یا کوئی اور تخت جو کہ میدان قیامت میں رکھا جائے گا لکھا ہے چنانچہ ابن کثیر میں لکھا ہے اس بارے میں قیاس یہ ہے کہ دوسرے معنی کو زیادہ ترجیح ہے کیونکہ حشر زمین پر ہوگا اور جنت و دوزخ بھی زمین پر ہوں گی۔ جیسا کہ جنتی کہیں گے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ (الزمر: ۷۴) اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے ہم سے وعدہ سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنا دیا ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے۔ اس آیت میں اہل جنت کا مصدقہ کلام الٰہی منقول ہے کہ ہم زمین پر رہتے ہیں یہ تو مسلم ہے کہ عرش عظیم زمین بلکہ تمام آسمانوں کے مجموعہ سے بھی بڑا ہے پھر وہ زمین پر کیسے رکھا جائے اور فرشتے اسے کیسے اٹھائیں گے؟ اس لیے حافظ ابن کثیرؒ نے دوسرا احتمال لکھا کہ یہ عرش عرش عظیم نہیں بلکہ دوسرا ہوگا۔ رہ گئی یہ بات کہ آیا حقیقۃً تخت رکھا جائے گا یا یہ صرف مثال اور صورت کیلئے بیان ہے۔ مفسرین نے دونوں قول اختیار کئے ہیں حقیقت کہنے والے بھی ہیں اور تمثیل اور تصویر کے قائل بھی چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ بادشاہ جب اپنے عمال کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے تو تخت پر بیٹھتا ہے اور ارکان سلطنت بادشاہ کے اردگرد بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس ہیبت ناک دربار کی تصویر اپنے حق میں بتائی ہے نہ اس لیے کہ وہ تخت پر بیٹھے گا اللہ اعلم بذاتہ وصفاتہ منہ۔ محققین نے لکھا ہے کہ عرش الٰہی کو اس وقت جو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں یہ محض سطوت و جبروت شہنشاہی کے اظہار کے لیے ہے ورنہ عرش تو مادی ثقل سر سے رکھتا ہی نہیں البتہ نورانیت و ہیبت الٰہی کا بار رکھتا ہے جس سے آخرت میں شان جبروتی کا ظہور کامل ہوگا اس لیے اٹھانے والوں میں چار فرشتے اور بڑھ جائیں گے یہ کہنا کہ فرشتوں کا حامل عرش ہونا حق تعالیٰ کی شان قیومیت کے منافی ہے اور یہ تو محض اپنی سطحیت کا اظہار کرنا ہے۔ اگر قیومیت کے یہی معنی لے لئے جائیں تو پھر ایک اسی مسئلہ پر کیا موقوف ہے بلکہ (بقیہ صفحہ 977 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا
وہ کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا اور میں اپنا
حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَا
حساب نہ جانتا اے کاش پہلی موت میرا فیصلہ کردیتی ف۱ میرے
اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝
مال نے بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور بھی سب جاتا رہا ف۲
خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ
اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اس کو جہنم میں داخل کرو
سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝
ستر ہاتھ زنجیر میں اس کو جکڑ کر پکڑ کر دوزخ میں ڈالو ف۳
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ
کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا نہ غریب
عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا
غرباء کو کھلانے کی ترغیب دیتا پس اس کے لئے نہ کوئی
حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا
حمایتی ہے زخموں کے دھون کے سوا اس کے لئے کوئی کھانا نہیں ہے جس کو
الْخَاطِـُٔوْنَ ۝ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمَا لَا
سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا ف۴ پس میں خدا ہر اس چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو
تُبْصِرُوْنَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ
تم نہیں دیکھتے یہ رسول کریم کا پیغام ہے ف۵ اور نہ کسی
بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ
شاعر کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو نہ وہ کسی
كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ
کاہن جوگی کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یہ قرآن
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ
خدا کا اتارا ہوا ہے یہ رسول اگر کوئی بات ازخود گھڑ کر

ف۱: نامہ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا دوزخی ہونے کی علامت ہوگا وہ سمجھ لے گا کہ کم بختی آئی اور اس وقت وہ نہایت حسرت سے تمنا کرے گا کہ کاش میرے ہاتھ میں اعمالنامہ نہ دیا جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ حساب کتاب کیا چیز ہے؟ کاش موت میرا قصہ ہمیشہ کے لیے تمام کردیتی مرنے کے بعد پھر اٹھنا نصیب نہ ہوتا۔ یلیتھا میں ضمیر ھا موت کی جانب ہے اگرچہ لفظ موت مذکور نہیں شدت ظہور کے باعث ضرورت بھی اس کے ذکر کی نہ تھی۔ قاضیہ کا معنی قطع کرنے والی زندگی کو یعنی جب اپنی برائیاں اور رسوائیاں دیکھے گا تو ہمیشہ مرار ہنے کی آرزو کرے گا۔

ف۲: یعنی دنیا میں مال وجاہ لینے میں پڑا ہوا مست وغافل رہا اور آخرت کی طرف سے بھولا رہتا تھا اور ان چیزوں کی حقیقت آج عیاں ہورہی ہے کہ دنیا میں غفلت پیدا کرنے والی چیزیں یہی دو ہیں ایک مال دوسرے جاہ اس لیے صراحۃً ان دونوں کا ذکر کیا گیا۔

ف۳: فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالو اس کی یہی سزا ہے ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا یہ گز عالم آخرت کے ہوں گے دنیا کی پیائش اور پیمانوں سے آخرت کی پیائش اور پیمانے ظاہر ہے کہ کتنے مختلف ہوں گے اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اس سے کوئی متعین پیائش ہی مقصود ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ زنجیر کا محض طویل ہونا مقصود ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اگر تو ان کیلئے ستر مرتبہ بھی مغفرت طلب کرے تو اس سے ستر مرتبہ مراد نہیں بلکہ اس سے مراد بہت زیادہ مرتبہ ہے۔ یعنی جتنی مرتبہ بھی چاہو تو اس لئے اس سے زنجیر کا لمبا ہونا مراد لینا جائز ہے جبکہ عدد کی گنتی نہ ہو۔

ف۴: کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر یقین نہ رکھتا تھا اس کی ذات وصفات پر اس طرح ایمان نہ لایا جس طرح کی تعلیم حضرات انبیاء ومرسلین دے گئے تھے یہ تو اس کا اعتقادی قصور تھا۔ اور عملی قصور اس کا یہ تھا کہ نہ غریب، غرباء کو اپنے پاس کھانا کھلاتا اور نہ ہی کسی دوسرے کو کھلانے کی ترغیب دیتا یعنی خود بھی بخیل تھا اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتا تھا۔ اس کے خیال میں کسی غریب مسکین کے ساتھ سلوک کرنا اپنا نقصان تھا یہ خود تو غریبوں اور مسکینوں کی خدمت کیا کرتا بلکہ یہ تو دوسروں تک کو اس کی صلاح وترغیب بھی نہیں دیتا تھا، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حق اور بندوں کے حق دونوں کو بھولا ہوا تھا۔ پس اس کے لیے آج میدان قیامت میں نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ زخموں کے دھوون کیلئے استعمال ہونے والی چیزوں کے سوا اس کے کھانے کیلئے کوئی کھانا ہے۔ ان کافروں اور مجرموں کو دوزخ میں غذائیں بھی ملیں گی تو اتنی نفرت انگیز اور گندی کہ کوئی اور انسان تو ادھر رخ بھی نہیں کرسکتا۔ الخاطئون مراد خطا پیشہ منکر اور کافر ہیں۔

ف۵: ہر اس قدرتی چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے یعنی جو چیز تم بنی آدم کی نظر میں ہے اور جو چیز تمہاری نظر سے غائب ہے ان تمام کی قسم اٹھا کر بتاتا ہوں کہ یہ کلام قرآن مجید جسے تم بگوش خود محمد ﷺ کے منہ سے سنتے ہو یہ اس رسول کریم کا قول یعنی بحیثیت رسالت ان کا پیغام ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سناتے ہیں ورنہ اس رسول کا خود ساختہ کلام نہیں۔ موجودات مرئی اور غیر مرئی وہ تمام اس پر شاہد ہیں کہ قرآن جس پر آیا وہ حق تعالیٰ کا معزز قاصد ہے۔ قرآن مجید کو دنیا میں لانے والا ایک غیر مرئی مخلوق یعنی فرشتہ اور دنیا کے سامنے اس کا پیش کرنے والا ایک مرئی مخلوق یعنی محمد ﷺ اور یہاں رسول کریم کا استعمال اس سیاق میں فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے لیے اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہی ہے۔ قرآن کا انتساب جبرائیل علیہ السلام کی جانب بھی صحیح ہے (بقیہ صفحہ 978 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَفَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ

ہم پر لگا دے تو ہم بڑی قوت سے اس کی رگ جان کاٹ دیویں

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی

عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

طرف سے مانع نہ ہوسکے اور وہ قرآن بے شک پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ف۱ ہے

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں بعض مکذب ہیں اور یہ

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾

منکروں پر حسرت ہوگا ف۲ اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن قطعا صحیح ہے

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

پس تم اپنی رب عظیم کی تسبیح پڑھا کرو ف۳

آیاتہا ۴۴ سورۃ المعارج مکیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ المعارج مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو کافروں پر آنے والا ہے

لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ

جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے سوا کوئی نہیں ف۱ فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ

اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں وہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مدت

خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾

پچاس ہزار سال ہے ف۲ پس تو اچھی طرح صبر کیا کر

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ

یہ لوگ اس کو دور جانتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں ف۳ جس روز

منزل ۷

ف۱: یہ قرآن بندوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کا اتارا ہوا کلام ہے تاکہ تم لوگ اس پر عمل کر کے نجات پاؤ تمہارا یہ خیال کہ محمد ﷺ نے از خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے یہ خیال غلط ہے یہ رسول اگر کوئی بات از خود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم اس کو بڑی قوت سے گرفتار کر کے اس کی رگ جان کاٹ دیں پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے اس سزا میں مانع نہ ہوسکے کیونکہ اگرچہ رسول اور بڑی عظمت کے رسول ہیں لیکن ہے تو بندہ اگر اس قسم کی بات پر فوراً عذاب اور سزا نہ کی جائے تو وحی الٰہی سے امن اٹھ جائے گا۔ بخلاف اس شخص کے جس کا رسول ہونا آیات و براہین سے ثابت نہیں ہوا بلکہ کھلے ہوئے قرائن و دلائل اس کی رسالت کی نفی کرتے ہوں تو اس کی بات بے ہودہ اور خرافات ہے کوئی عاقل اس کو درخود اعتناء نہ سمجھے گا اور نہ بحمد اللہ دین الٰہی میں کوئی التباس و اشتباہ واقع ہوگا۔ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین آخری نبی ہیں آپ کے بعد جو شخص بھی تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کا مدعی ہوگا وہ کذاب اور دجال ہوگا کیونکہ آپ کے بعد قیامت تک کسی کو عہدہ نبوت عطا نہیں کیا جائے گا۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ تعالیٰ کے متعلق اگر کوئی جھوٹی بات کہتا تو اس کا پہلا دشمن اللہ تعالیٰ ہی ہوتا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا کیونکہ دینا کا یہ دستور ہے گردن مارنے کہ جلاد اس کا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے تاکہ یہ بھاگ نہ سکے۔ اس نصیحت نامہ سے فائدہ تو وہی لوگ اٹھائیں گے جو متقی ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہے اور جب ان سے کسی قسم کی غلطی ہو تو وہ اس کے موافق اس کا ازالہ کرتے ہیں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا﴾ (الاعراف: ۲۰۱) ہمارے نزدیک آیت کے معنی بالکل صاف ہیں جو اصطلاحی الفاظ میں یوں ادا ہو سکتے ہیں کہ قضیۃ عین لا عموم لہا یہ آیت خاص نبی ﷺ کے حق میں بطور اظہار صداقت ہے اس کا حکم عام نہیں بلکہ بالخصوص نبی ﷺ کی شان کے مطابق ہے جیسے ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا ﴿مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ (الاحزاب: ۳۰) اور بالکل اسی طرح یہ آیت لو تقول جو کہ نبی ﷺ کے حق میں ہے اور اپنے معنی میں بالکل سچی ہے۔ لہ الحمد

ف۲: وہ روز حساب کہیں گے کہ ہائے ہم نے انکار نہ کیا ہوتا ہم نے سچی بات کو جھٹلایا تو آج یہ آفت دیکھنی پڑی اور اس دن جب یہ دن ایمان کا ثواب دیکھیں گے تو پچھتائیں گے اور اپنے انکار پر پشیمان ہوں گے۔

ف۳: ابھی ابھی قرآن مجید کا وصف کمالی اور اضافی بیان ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے حق میں موجب نصیحت و ہدایت ہے اب اس کا وصف کمالی ذاتی یہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ بجائے خود ایک تحقیق شدہ اور صادق کلام ہے۔ لہٰذا تم اس احکام پر عمل کیا کرو ان احکام میں ایک ضروری حکم یہ ہے کہ تم اپنے رب کو پاکی سے یاد کیا کرو۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھا کرو۔

ف۱: نبی ﷺ نے کفار کو جب عذاب الٰہی سے ڈرایا تو کفار نے پوچھا کہ یہ عذاب کس کو ہوگا تو ان کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی۔ یہ سوال اور مطالبہ ظاہر ہے کہ ٹھٹھا اور اعتراض کرنے کیلئے تھا' روایات میں آتا ہے کہ یہ کہنے والے نضر بن الحارث المکی تھا جبکہ بعض روایات میں سائل کا نام ابوجہل بھی آیا ہے اور سوال سے مراد وہ ہے جو کافروں نے کہا کہ ﴿اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الانفال: ۳۲) یا اللہ اگر وہی دین حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا۔ من اللہ اس کا تعلق متصل دافع سے بھی سمجھا گیا ہے اور آیت ماقبل کے لفظ واقع سے بھی۔ یعنی یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے۔ (بقیہ صفحہ 978 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝
آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ
کوئی گہرا دوست بھی کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ آپس میں دیکھیں گے ف۱ بدکار آدمی

الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝
چاہے گا کہ اس روز کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝
بیوی گے بھائی کنبہ برادری کو جو اسے پناہ دیتی تھی

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا ۭ
اور ان کے سب لوگوں کو اپنے فدیے میں دے دے پھر یہ فدیہ اس کو عذاب سے چھڑا لے ف۲ ہرگز ایسا نہ ہوگا

اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ
بے شک وہ شعلے مار رہی ہوگی چمڑے اتار دے گی جس نے پیٹھ اور

وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ
منہ پھیرا ہوگا مال جمع کیا اور محفوظ رکھا ایسے لوگوں کو بلائے گی ف۳ بے شک انسان

هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ
پیدائشی تھڑولا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے

الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي
خیر پہنچتی ہے تو روک لیتا ہے ف۴ مگر جو لوگ

صَلَاتِهِمْ دَاۗىِٕمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ
نمازوں پر دوام کرتے ہیں اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں

مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ
اور نہ مانگنے والوں کے لئے حق مقرر ہیں اور جو لوگ روز جزا کی

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ
تصدیق کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے

مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝
ڈرتے رہتے ہیں ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ف۵

سبحٰن

ف۱: امتداد یوم حشر کی کا بیان ہو چکا اب اس روز کی امتداد کی تفصیلات بیان ہورہی ہیں بعض نے کَالْمُهْلِ کا ترجمہ تیل کی تلچھٹ کی طرح سیاہی مائل کیا ہے انتہائی سرخی کے ڈانڈے سیاہی سے مل جاتے ہیں اس لئے اس بیان اور ﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ (الرحمن:۳۷) میں کوئی تناقض نہیں اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ سرخی اور میلان سیاہی کی وجہ سے یہ دو مختلف رنگتیں اور دو مختلف حالتوں کی ہوں۔ تکون الجبال کالعھن پہاڑوں کی تشبیہ رنگین اون سے شاید اس لیے دی گئی کہ پہاڑ مختلف رنگ کے ہوتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ دوسری جگہ فرمایا كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ یعنی پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا یعنی ایک قریب دوسرے قریب کو بہت برے حال میں دیکھے گا اور باوجود اس کے اس کا حال نہ پوچھے گا اس لیے کہ ہر کوئی اپنی اپنی جان کے حال میں مشغول ہوگا۔

ف۲: اَلْمُجْرِمُ سے مراد کافر مشرک ہے کافروں کی حالت اس روز یہ ہوگی کہ وہ دنیا میں جس جس پر جان فدا کرتے تھے ان تک کو اپنی جان بچانے کے لیے عذاب الٰہی کے حوالے کرتے جائیں گے اور وہ چاہے گا کہ ساری دنیا کو فدیہ دے کر اپنی جان بچالے مگر یہ ممکن نہ ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ سب نظر آجائیں گے یعنی دوستی ان کی نکلی تھی اور ہر کوئی ایک دوسرے کا حال دیکھے گا مگر کچھ مدد وحمایت نہیں کرسکے گا ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔

ف۳: یہ ذکر دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ کا ہے کہ وہ کسی کی رورعائت کرنا کیا جانے وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑتی ہے وہ تو چمڑہ جلا کر بدن ننگا کردے گی ننگا ہونے کے بعد نیچے سے پھر نیا چمڑا نکلے گا اور دوزخ کی طرف سے ایک کشش اور پکار ہوگی پس جتنے لوگ دنیا میں حق کی طرف سے پیٹھ پھیر کر چل دیتے تھے اور عمل صالح کی طرف سے اعراض کرتے تھے اور مال سمیٹنے میں مشغول رہے تھے۔ تو وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ بعض آثار میں ہے کہ اول دوزخ زبان سے پکارے گی کہ اے کافر اے منافق اور اے مال کو جمع کر کر کے تجوریاں بھرنے والے ادھر آ اس کی یہ پکار سن کر یہ لوگ ادھر ادھر بھاگیں گے تو اس کے بعد دوزخ کی ایک بہت لمبی گردن نکلے گی جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھائے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھا لیتا ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بدترین خصلتیں جو کہ کسی آدمی میں ہوتی ہیں وہ دو خصلتیں ہیں ایک نہایت بخل اور دوسری نہایت نامردی۔ مطلب دونوں آیات کو ملا کر یہ ہوا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو کافر نے دنیا میں ضائع کیا اور اس سے فساد عقائد اور فساد اخلاق دونوں کی جانب اشارہ ہوگیا کہ کافر کے نفس عذاب کے لیے تو کفر ہی کافی ہے اور عذاب میں مزید سختی البتہ فروع کی بنا پر ہوگی۔

ف۴: انسان سے اس سیاق میں مراد کافر انسان ہے جو کہ اس کے فوراً بعد اہل ایمان کے استثناء سے ظاہر ہورہا ہے۔ ھلوعا اس بدہمتی سے مراد طبعی اور جبلی بدہمتی نہیں بلکہ اس کے اختیاری واکتسابی آثار مادی مراد ہیں جزوعا یعنی جزع فزع کرنے میں حد اباحت سے آگے بڑھا رہتا ہے۔ منوعا یعنی ادائے حق ضروری میں بھی بخل کرنے لگتا ہے۔

ف۵: اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو ایسے نہیں جن کا پہلے بیان ہوا۔ ھُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَاۗىِٕمُوْنَ یعنی اپنی نمازوں کی پوری محافظت ومداومت رکھتے ہیں انہیں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ہر وقت نماز کے خیال میں لگے رہتے ہیں (بقیہ صفحہ 978 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى
اور وہ لوگ بھی جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر جو لوگ
اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے ملتے ہیں ان کو
مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کریں گے وہ
الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
حد سے باہر نکلے ہوں ف۱ اور وہ لوگ جو اپنی امانات اور وعدوں کی
رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ وَ
نگہداشت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی شہادات پر قائم رہتے ہیں ف۲ اور
الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ
وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ
فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بہشتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے ف۳ پھر کیا وجہ منکرین
قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ
ٹولی ٹولی ہوکر تیری طرف سے دائیں بائیں بھاگے
عِزِيْنَ ۝ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ
جاتے ہیں ف۴ کیا ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں
نَعِيْمٍ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَلَآ
میں داخل کیا جائے ہرگز نہیں ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں ف۵
اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝ عَلٰٓى
ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم قادر ہیں کہ ان سے
اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝
اچھی مخلوق پیدا کردیں اور ہم عاجز نہیں ہیں ف۶
فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ
پس تو ان کو چھوڑ دے بے ہودہ باتیں بنائیں اور کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ ان پر وہ

منزل ۶

ف۱: لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ حرام کاری کے علاوہ اس کے مبادی ومقدمات بھی ناجائز ہیں۔فمن ..... العدون اس آیت نے غیر طبعی اور غیر شرعی شہوت کی تمام صورتوں کو حرام قرار دے دیا اور یہ آیت اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ متعۂ دو مردوں کا آپس میں شہوت پوری کرنا یعنی قوم لوط والا کام اور جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا اور مشت زنی وغیرہ کرنا یہ تمام کام حرام ناجائز اور گناہ کبیرہ ہیں۔مطلب یہ کہ بیوی (اور لونڈی جو کہ اب نہیں ہے) کے سوا جو اور کوئی جگہ قضائے شہوت کے لیے ڈھونڈے تو وہ جواز اور اعتدال کی حدود سے باہر قدم نکالتا ہے۔

ف۲: اپنی گواہیوں کو ادا کرنے والے ہیں یعنی وہ بغیر کسی کمی بیشی بغیر کسی رعایت اور بغیر کسی دباؤ یا لالچ کے گواہی دیتے ہیں۔لِاَمٰنٰتِهِمْ یعنی ان امانتوں کا خیال رکھنے والے جو انہوں نے اپنے ذمہ میں لی ہیں وَعَهْدِهِمْ یعنی ان عہدوں کو پورا کرنے والے جو دوسروں سے کر چکے ہیں۔

ف۳: یعنی نمازوں کے اوقات اور شروط وآداب کی خبر رکھتے ہیں اور اس کی صورت اور حقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ جنتیوں کی یہ آٹھ صفتیں ہوئیں جن کو نماز سے شروع کر کے نماز پر ہی ختم کیا گیا۔ یہ دلیل ہے کہ اعمال اطاعت میں اولین وعظیم ترین اہمیت نماز ہی کو حاصل ہے یہ لوگ صرف نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ ایک پڑھ کر دوسری کی فکر میں رہتے ہیں مثلاً دھوپ یا گھڑی دیکھتے رہتے ہیں جن میں یہ صفات ہوں گی وہ کمزور دل والے نہیں ان کو یقین ہوتا ہے کو جو خیر وبرکت ملی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملی ہے اور جو تکلیف آئی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اس لیے وہ نہ خیر پر اتراتے ہیں اور نہ شر پر گھبراتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔

ف۴: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں عام طور پر اس آیت کا ترجمہ اور تفسیروں کی گئی ٹولیاں تیری طرف چلی آتی ہیں عربی تفسیر میں میں نے یہی تفسیر اختیار کی ہے لیکن یہاں میں نے یہ تفسیر ترک کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ تیری طرف سے بھاگتے ہیں اس ترجمہ کی شہادت سورہ مدثر کی آیت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿فَمَالَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾ (المدثر: ۵۰) اصل بنائے اختلاف یہ ہے کہ قبلك پر حرف جارہ محذوف ہے جو کہ جمہور مترجمین اور مفسرین الی مانتے ہیں میں من سمجھتا ہوں۔ اللہ اعلم جو کافر نبی ﷺ کے وقت میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کو اور وحی اور معجزات کو دیکھتے تھے پھر باوجود اس کے تمام کے تمام بھاگتے اور دائیں بائیں جدا ہو کر چل دیتے اللہ تعالیٰ نے ان پر انکار فرمایا۔

ف۵: یعنی خواہش تو ان کی یہی ہے کہ ہم زندگی آرام وچین سے نعمتوں اور آسائش میں گزاریں اور اعمال ایسے ہیں کہ ان پر یہ کہنا زیبا ہے۔

جی عبادت سے چرانا اور جنت کی ہوس
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

کافر کہتے تھے کہ اگر بہشت ہوئی بھی تو ہم ضرور مسلمانوں سے پہلے اس میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلا ہرگز یہ امید نہ رکھو اسلیے کہ تم گمراہ ہو اور مر کر جی اٹھنے کو محال سمجھتے ہو اور جو عذاب کا حق دار ہو جائے تو وہ مرنے کے بعد عیش کی زندگی کا کس طرح حقدار ہوسکتا ہے؟ اپنی حماقت اور بیوقوفی سے یہ اپنے ہی کو حق پر سمجھے ہوئے اس خیال خام میں ہیں کہ مرنے کے بعد ان کے لیے چین ہی چین ہے ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا جسے وہ جانتے ہیں یعنی منی سے جو ایک حقیر سی چیز ہے پھر اتنی بدمزاجی کیوں؟ یعنی منی حقیر یا منی جیسی گھناؤنی چیز سے پیدا ہوا وہ کہاں (بقیہ صفحہ 978 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے جس روز یہ لوگ قبروں سے جلدی

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً

جلدی نکلیں گے گویا وہ نشانہ کی طرف بھاگے جاتے ہوں گے ف۱ ان کی آنکھیں

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ

ندامت کے ماری جھکی ہوں گی ذلت ان پر چھائی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا انسانوں

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع

کو وعدہ دیا جاتا تھا ف۲

آیاتہا ۲۸ سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ نوح مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ

ہم خدا نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

ڈراوے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے ف۱ نوح نے کہا اے میرے بھائیو

اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ

تحقیق میں واضح الفاظ میں تم کو ڈرانے والا ہوں تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى

اور میری اطاعت کرو خدا تمہارے گناہ بخش دے گا ف۲ اور تم کو ایک مقرر وقت تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ

مہلت دے گا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹتا

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ

کاش تم لوگ جانو ف۳ نوح نے کہا میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن

لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾

دین کی طرف بلایا میری دعوت پر یہ لوگ فرار ہی کرتے رہے ف۴

منزل ۷

ف۱: یعنی ان کی شتابی طرف موقف کے ایسی ہوگی جیسے دنیا میں کسی بت خانے کی طرف دوڑے جاتے ہیں یعنی جس طرح دنیا میں چڑھاوا چڑھانے کے لیے اپنی پرستش گاہوں کی طرف لپکے ہوئے جاتے تھے اور تیزی سے دوڑنے میں ایک دوسرے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔

ف۲: خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ یہ آنکھوں کا جھکا ہونا افراط خوف وندامت سے ہوگا تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ اردو محاورہ میں ان کے چہروں پر پھٹکار برس رہی ہوگی یہ وہ قیامت کا دن ہے جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے تھے۔

ف۳: واضح ہو کہ ایک رسول کی اولین ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے خبردار کردے۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی یہی خصوصیت ہوتی ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں انذار (ڈرانا) کہا جاتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو دعوت کا کام کرنے کے لئے انھیں یہ رہنمائی ہے کہ وہ دوٹوک الفاظ میں لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

عذاب دردینے والا آگ کا عذاب ہے اور کلبی نے کہا کہ مراد اس سے طوفان کا عذاب ہے جو ان پر آیا تھا یعنی اس سے پہلے کہ کفر وشرارت کی بدولت دنیا میں طوفان کے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب کا سامنا ہو۔ انسانی نسل کا مستقل اور غیر منقطع سلسلہ نوح علیہ السلام ہی کے وقت سے چلا ہے اس لیے آپ کی شخصیت تاریخ انبیاء میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

ف۴: اس دعوت کو قبول کرو تو اللہ تمہارے پچھلے گناہ معاف کردے گا۔ ایمان لانے پر کافروں کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ انفال میں ارشاد ہوا ہے

قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ماقد سلف (آیت ۳۸)

"ان لوگوں سے کہو جنہوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ ان سے پہلے ہو چکا اس کے لئے انہیں معاف کردیا جائیگا"

ف۵: یعنی پرستش صرف حق تعالیٰ کی کرو اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو ٹھکرا کر اور اپنے دلوں میں اس اللہ واحد کا خوف جماؤ نہ کہ اپنے گھڑے ہوئے معبودوں کا۔ میرا کہنا مانو کیونکہ نبی کی اطاعت میں اطاعت الٰہی بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت چاہے وہ موت کا ہو یا فنا کا، مرض کا ہو یا شفا کا جب وہ آجاتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹتا یعنی موت طبعی جو کفر وعدم ایمان کا ثمرہ نہیں وہ تو بہرحال اپنے وقت مقررہ پر آکر ہی رہے گی البتہ عذاب جو کہ کفر کا ثمرہ ہے اس سے تم ایمان لاکر محفوظ ہوجاؤ گے۔ کاش تم لوگ میری اس بات کی حقیقت کو جانو۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی تبلیغ میں برسوں نہیں بلکہ صدیوں تک مشغول رہے مگر قوم کی طرف سے صرف ایک ہی جواب ملتا رہا کہ ہم تیری نہ مانیں گے۔

ف۱: اللہ رب العزۃ کے دربار میں یہ التجا آپ نے اس وقت کی جب آپ ہر ممکن تبلیغ ودعوت اور صدہا سال کے تجربہ کے بعد اپنی قوم کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے اور برابر یہ محسوس کرنے لگے کہ جتنی بھی کوشش آپ کی جانب سے اصلاح کی ہوتی رہی تو قوم کی طرف سے ضد، انکار واستکبار بڑھتا ہی گیا اور آپ کی طرف سے جس قدر بھی شفقت ودل سوزی کا اظہار ہوا تو ان کی جانب سے نفرت اور بیزاری بڑھتی ہی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ
اور میں نے جب ان کو بلایا کہ تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنے
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا
کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اڑے رہے اور تکبر ہی
اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸ ثُمَّ اِنِّيْٓ
کرتے رہے ف۱ پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا پھر میں نے ان کو
اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ
کھلا اور مخفی بلایا ف۲ پھر میں نے کہا
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ
اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے خدا تم پر موسلا دھار
عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ
مینہ برسائے گا اور مال مویشی اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے اور
يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲ مَا لَكُمْ
تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کردے گا ف۳ تمہیں کیا ہوگیا
لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝۱۴
کہ تم خدا کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات میں پیدا کیا ہے ف۴
اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵
کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بہ تہہ کیسے پیدا کئے
وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶
اور چاند کو ان میں روشن چیز بنایا اور سورج کو روشن چراغ پیدا کیا ف۵
وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ
اللہ نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے
فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ
پھر تم کو نکالے گا ف۶ اور اللہ نے تمہارے
الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰
لئے زمین کو بچھا دیا تاکہ اس میں کھلے راستوں پر چلو

ف۱: جب انہیں مسلک توحید اور ایمان کی دعوت دی تاکہ یہ ایمان لے آئیں اور مغفرت ان پر قدرۃً مرتب ہو جائے تو انہوں نے مارے تکبر اور نخوت کے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے مونہوں پر اوڑھ لیے تاکہ نہ داعی حق کی آواز ان کے کانوں تک پہنچے اور نہ یہ داعی حق کو دیکھیں اور نہ وہ ان کو دیکھ سکے۔ یاد رہے کہ قدیم قوموں کا لباس بالکل ڈھیلا ڈھالا ہوتا تھا دھوتی، تہمد اور چادر وغیرہ فرنگیوں کے موجودہ چست کوٹ، واسکٹ، پتلون وغیرہ پر اسے قیاس نہ کیا جائے۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ قبول حق سے اور میری تعلیمات کی پذیرائی سے تکبر ہی کرتے رہے ان کا غرور انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ میری بات کی طرف ذرا سی بھی توجہ کریں۔

ف۲: یعنی ہر ایک کو انفرادی اور اجتماعی طور پر میں نے جلوت و خلوت میں توحید کی دعوت دی۔

ف۳: اس آیت میں دلیل ہے کہ استغفار بڑا سبب ہے بارش اور قسم قسم کے رزق حاصل ہونے کے لیے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی استغفار کو لازم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ کھول دیتا ہے اور ہر غم سے اس کو چھٹکارا دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے استغفار کرنے کی اہمیت واضح طور پر سامنے آتی ہے جب کوئی شخص غم و پریشانیوں وغیرہ میں گھرا ہوا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں استغفار کو لازم کر لے کیونکہ یہ غم اور پریشانیاں انسان کی اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کی وجہ سے خالق کائنات کے حکم سے ہی آتی ہیں۔ (رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ)

غم چو بینی زود استغفار کن
غم بامر خالق آید کار کن

ایک شخص نے حسن بصریؒ سے قحط کی شکایت کی کہا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو دوسرے نے فقر کا گلہ کیا تیسرے نے کہا اولاد نہیں ہوتی چوتھے نے کہا زمین کی پیداوار کم ہوتی ہے آپ نے سب کو یہی جواب دیا کہ استغفار کرو ربیع بن صبیحؒ نے کہا کہ لوگوں نے ہر طرح کا شکوہ کیا آپ نے سکو ایک ہی جواب دیا تو حسنؒ نے یہ آیت پڑھی۔

تنبیہ: استغفار ظاہر ہے کہ ایمان کے بعد ہی اور ایمان ہی کے واسطہ سے ممکن تھا یہ آیت ایمان کی مادی اور دنیوی برکتوں کے بارے میں واضح دلیل ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یعنی یہ نہیں کہ وہ تمہارے گناہ ابھی ہی بخش دے گا بلکہ مغفرت تو اس کی عادت اور صفت ہی ہے اور یہ صرف آج سے نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہی سے رہی ہے۔

ف۴: تمہیں کیا ہوگیا کہ تم دل سے اللہ تعالیٰ کی عزت نہیں کرتے بھلا یہ بھی کوئی عزت ہے جو تم کرتے ہو کہ اس کے سوا اوروں سے حاجات مانگتے ہو ان کو حاجت روا اور مشکل کشا اور فریاد رس سمجھتے ہو حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات میں پیدا کیا۔ پہلے تم منی کے قطرے تھے، پھر منجمد خون بنے، پھر لوتھڑا بنے پھر جسم بے روح بنے، پھر تم میں روح پھونکی گئی، پھر بصورت ایک بے ہوش بچے کے تم کو باہر نکالا پھر تم کو عقل سمجھ عطا کی۔

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ایم
ہمچو بیزہ بارہا روئیدہ ایم

پس اگر حق تعالیٰ کی عظمت تمہارے دلوں میں ہوتی تو خود بخود شرک سے نفرت اور بت پرستی سے تمہارے اندر بیزاری پیدا ہو جاتی۔

ف۵: سورج کا نور گرم ہوتا ہے جس کے آتے ہی رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے شاید اس لیے اس کو جلتے چراغ سے تشبیہ دی اور چاند کے نور کو اسی چراغ کی روشنی کا (بقیہ صفحہ 979 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار انہوں نے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے

يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا

اموال اور اولاد نے سوائے توڑنے کے کچھ فائدہ نہیں دیا ان کے پیرو ہوگئے ہیں ف۱ اور انہوں

مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا

نے بڑے بڑے مکر کئے ہیں ف۲ اور بڑے لوگوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا

تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ

اور کہا ہے کہ نہ ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو نہ یعوق کو نہ نسر کو ف۳

وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ

انہوں نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے اے میرے پروردگار

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا

ان ظالموں کو ضلالت میں بڑھائے جا ف۴ وہ لوگ اپنے گناہوں کی

فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

وجہ سے غرق کئے گئے پھر جہنم کی آگ سے داخل کئے گئے انہوں نے اللہ سے ورے

اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى

کوئی مددگار نہ پایا ف۵ اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار ان میں سے

الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ

کسی آباد گھر کو نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑے

تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

رکھے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور جو بچہ جنیں گے بدکار

كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

اور کافر ہی جنیں گے ف۶ اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور ہر اس

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ

شخص کو بخشدے جو ایماندار ہوکر میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

اور مومن عورتوں کو بخش دے ان ظالموں پر تباہی ڈال ف۷

منزل ۷

ف۱: یعنی یہ لوگ بجائے میری پیروی کے اپنی قوم کے امراء ورؤساء ہی کی پیروی کرتے رہے اور ان سرداروں کا مال واولاد ان کے حق میں مزید غفلت وطغیان ہی کا سبب بنا رہا۔ محققین نے کہا ہے کہ کافروں کو جو دنیا میں آرام واسائش اور نعمتیں وغیرہ حاصل ہیں یہ تمام ان کے لئے عذاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ف۲: انہوں نے مجھے تکالیف پہنچانے میں بڑے بڑے مکر اور فریب کر چکے ہیں میں اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہ ہوتا تو مدت سے یہ لوگ مجھے ختم کئے ہوتے۔ انہوں نے دین حق کی توقیر مٹانے اور اس سے مقابلہ کے خوب خوب منصوبے بنائے اور شرک وجاہلیت کی حمایت ونصرت کے لیے بڑی بڑی اسکیمیں تیار کیں اور ان پر جی بھر کر عمل بھی کیا۔ کبار، کبیر کا صیغہ مبالغہ ہے اور یہ مکر عظیم ترین توحید کی مخالفت اور شرک کی حمایت میں تھا یہیں سے متکلمین نے یہ نکالا ہے کہ علم کلام جو توحید کی حمایت اور رد شرک کا علم ہے وہ افضل ترین علم ہے۔

ف۳: یہ تمام قوم نوح کے خاص خاص بتوں کے نام ہیں' ان لوگوں نے اپنے ہر کام کے لیے ایک الگ بت بنا رکھا تھا اور وہی بت پھر عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی اسی قسم کے بت بشنو' برہما' شیو اور ہنومان وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں' ان کے ناموں کی تصریح کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ ان کی پرستش عین نزول قرآن کے زمانہ میں بھی عرب واطراف عرب میں جاری تھی۔ وَدٌّ یہ بت قوت مردانہ اور عشق ومحبت کا تھا اس کی مورت قوی ہیکل مرد کی شکل میں تھی اہل عرب اس سے خوب مانوس تھے اور اس کی پوجا شمالی عرب میں جاری تھی۔ سُوَاعٌ یہ بت حسن ومحبوبی کا تھا اس کی مورتی حسین عورت کی شکل میں تھی' اس کی پوجا قبیلہ ہذیل میں جاری تھی۔ یَغُوْثُ یہ بت جسمانی قوت وطاعت کا تھا اس کی مورت شیر اور بیل کی شکلوں میں تھی یمن میں اس کی پوجا کا رواج تھا عبد یغوث نام کا رواج عرب کے شمال ومشرق میں تھا۔ یَعُوْقُ یہ بھاگ دوڑ کا دیوتا تھا اس کی مورت گھوڑے کی شکل کی ہوتی تھی اور اس کی پوجا بھی یمن میں پائی گئی۔ نَسْرٌ یہ دور بینی اور حدت نظر کا بت تھا اس کی مورت پرندہ باز یا عقاب کی شکل میں ہوتی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک بختوں کے نام ہیں جب یہ مرگئے تو شیطان نے ان کی قوم کی طرف وحی کی کہ جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں نشان کھڑے کرو اور ان کے نام وہی رکھو جو بزرگوں کے تھے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا مگر ان نشانوں کو کوئی پوجتا نہیں تھا پھر جب وہ لوگ مرگئے اور بعد والے طبقہ کے لوگ آئے جو علم اور دین سے ناواقف تھے تو انہوں نے ان نشانوں کی پرستش شروع کر دی جیسے قوم نوح کو شیطان نے بہکایا اسی طرح ہمیشہ قبر پرستوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ قبروں پر عمارتیں' گنبد بناؤ' ان پر مجاور بن کر بیٹھو اور ان کے عرس وغیرہ کرو کیونکہ یہ ان بزرگوں سے محبت کرنے میں داخل ہے اور بزرگوں کی قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے' پھر رفتہ رفتہ ان بزرگوں کی ارواح سے مدد اور حاجت روایاں چاہنے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح سے ان کی عبادت کرتے ہیں اور اس طرح ملحد صوفیوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ شیخ کی صورت دل میں بٹھاؤ تاکہ عبادت میں مزہ پاؤ تو اس طرح کے حربوں سے شیطان نے کسی کو ظاہری بت پرست بنایا اور کسی کو باطنی۔

ف۴: انہوں نے میری سخت تکذیب کی اور بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے اور کر رہے ہیں اس لیے میرے پروردگار ان ظالموں نے ہدایت کے راستے اپنے لئے جیسے خود بند کر لیے ہیں تو بھی اسی طرح بطور سزا ان ظالموں کو ضلالت میں بڑھائے جا تاکہ یہ (بقیہ صفحہ 979 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتہا ۲۸ سورۃ الجن مکیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ الجن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا

تو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو کہا ہم نے

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ

عجیب قرآن سنا ہے نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے

فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ

پس ہم تو اس کو مان گئے ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اور

تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾

ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے نہ بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد ف۱

وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾

اور یقیناً ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ پر غلط باتیں کہا کرتے تھے ف۲

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ

اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان اور جن اللہ پر

كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ

جھوٹ نہیں کہتے ف۳ اور انسان جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا

پھر وہ جن ان کو نقصان پہنچاتے ف۴ ان انسانوں نے بھی تمہاری طرح

كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا

یہی سمجھ رکھا تھا کہ خدا ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا ف۵ اور ہم نے آسمان

السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾

کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا ف۶

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ

اور ہم آسمان سے آواز کی جگہ بیٹھا کرتے تھے اب جو کوئی

ف۱: وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا یہ ایمان لانے کی تفسیر ہے اور اس سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوگئی کہ ایمان کا جوہر یا جزو اعظم عقیدہ توحید ہی ہے۔ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا انہیں پکڑی اللہ تعالیٰ نے بیوی اور نہ بیٹا اس لیے کہ بیوی ضرورت کے لیے اختیار کی جاتی ہے اور بیٹا اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ دل لگا رہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے بیٹا اور بیوی رکھنا اس کی عظمت شان کے منافی ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جو گمراہیاں آدمیوں میں پھیلی ہوئی تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں عیسائیوں کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بیوی اور بیٹے کے قائل تھے۔

تنبیہ: اس سورہ میں ان مفتوحہ جتنے آئے ہیں ان کی وجہ سے نحوی قواعد کی پابندی میں بڑی مشکل پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان مفتوحہ قول کا مقولہ نہیں ہوا کرتا اور اس کی توجیہ کرنے میں نحوی علماء و مفسرین کو بہت سی غلط قسم کی توجیہات کرنا پڑیں مگر ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ شذوذ کے طور پر قولی کے بعد ان مفتوحہ آجاتا ہے حضرت استاذ شاہ ولی اللہ قدس سرہ بھی ایسے دوراز کار تکلفات سے ناراض ہیں۔

ف۲: یعنی ہم میں سے جو بے وقوف ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے اور ان میں سب سے بڑا ابلیس ہے شاید خاص وہی اس جگہ لفظ سفیہ سے مراد ہو۔

ف۳: یعنی ہم کو یہ خیال تھا کہ جنوں اور انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کہ جن میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں یہ تمام مل کر اللہ تعالیٰ کی نسبت کوئی جھوٹی بات کہنے کی جرأت نہ کریں گے تو یہی خیال کر کے ہم بھی بہک گئے اب قرآن سن کر قلعی کھلی اور اپنے پیشرووں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔

ف۴: عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پہلے جن انسانوں سے ایسا ڈرا کرتے تھے جیسے اب انسان جنوں سے ڈرتے ہیں پھر جب انسان کسی جنگل میں اترتے تو قافلے کا سردار کہتا کہ ہم اس جنگل کے سردار جن کے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں تو جنوں نے یہ سمجھا کہ انسان بھی ہم سے ڈرتے ہیں پھر وہ انسانوں کے قریب ہوئے اور ان کو چمٹنے لگے اور دیوانگی کا آسیب پہنچایا تو اس آیت کا یہی معنی ہے۔ (ابن کثیر)

تنبیہ: ہماری قوم کے عامل حضرات جو اپنے نقش فلیتہ وغیرہ حاضرات کے لیے اب بھی جنات اور موکلوں سے مدد لیتے ہیں ان کو قرآن کریم کی ایسی آیات سے ڈر جانا چاہئے۔

ف۵: مسلمان ہونے والے جن یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے کر رہے ہیں کہ جیسا تمہارا خیال ہے بہت سے آدمیوں کا بھی ویسا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ہرگز قبروں سے نہ اٹھائے گا حالانکہ اب قرآن سننے سے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ہوگی اس لیے ہم جان گئے کہ واقعی وہ خیالات سب غلط تھے نیز یہ کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کریں گے جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے وہ لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم جب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب دینا پڑے گا۔

ف۶: ہم اڑ کر آسمان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آج کل سخت جنگی پہرے لگے ہوئے ہیں جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے نہیں دیتے اور جو شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں اس سے پیشتر اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی۔ کبھی نہ ایسا دیکھا نہ سنا۔ چاروں طرف ہیبت کا نظارہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا انتظام ہو رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا

کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا ہے اور ہم

نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

نہیں جانتے کہ زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا

رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ

پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے ف۱ اور ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں اور بعض

ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں ہم مختلف اقسام کے تھے ف۲ اور اب ہم یہ سمجھ چکے

نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا

ہیں کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں ف۳ اور جب ہم

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

نے ہدایت کو سنا ہم نے اس پر یقین کر لیا پس جو کوئی اپنی رب پر ایمان لائے گا

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ

اسے نہ نقصان کا خوف ہوگا نہ ظلم کا ف۴ اور ہم میں سے بعض لوگ خدا کے فرماں بردار ہیں

وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا

اور بعض بدکار ہیں پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں انہوں ہی نے ہدایت

رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

کی تلاش کی اور جو ٹیڑھے ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے ف۵

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاۗءً

اور اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم ان کو کافی

غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ

پانی پلاتے اس لئے ہے کہ ہم خدا ان کو اس میں مبتلائے عذاب کریں جو کوئی اپنے رب کی نصیحت

يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا

سے روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا ف۶ اور تمام مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس

تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارا کرو ف۷ اور جب کبھی اللہ کا بندہ کھڑا ہوکر

منزل ۷

ف۱: یعنی جدید انتظامات اور سخت ناکہ بندی اللہ جانے کس غرض سے عمل میں آئی ہے یہ تو ہم سمجھ چکے کہ قرآن کریم کا نزول اور نبی عربی کی بعثت اس کا سبب ہوا لیکن نتیجہ کیا ہونے والا ہے؟ آیا یہ زمین والے قرآن کو مان کر راہ راست پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر خصوصی توجہ مبذول فرمائے گا یا یہ قرآنی ہدایات سے اعراض کرنے کی پاداش میں تباہ و برباد کئے جائیں گے اس کا علم اسی علام الغیوب کو ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بہرحال جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے۔ نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ آسمانوں کے موقعوں سے مراد فضائے آسمانی ہے نفس آسمان کا جسم اس سے لازم نہیں آتا۔ جنات ناری مخلوق ہیں انہیں اپنی لطافت اور وزنی نہ ہونے کے باعث فضائے آسمانی کو اپنا مستقر بنالینا خاکی مخلوق کے مقابلہ میں کہیں زیادہ آسان ہے جیسے پرندوں کو چرندوں اور درندوں وغیرہ کے مقابلہ میں آسمانی فضاؤں کو اپنے رہنے کی جگہ بنانا آسان ہے۔

ف۲: اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ جنات بھی انسانوں ہی کی طرح ایک مکلف مخلوق ہیں اور شریعت کے ماننے والے اور انکار کرنے والے سب طرح کے فرقے ان کے ہاں بھی ہیں۔ کوئی مشرک' کوئی عیسائی' کوئی یہودی اور عملی طور پر ہر ایک کی راہ عمل جدا ہوگی اب قرآن آیا جو اختلافات اور فرقوں کو مٹانا چاہتا ہے لیکن لوگ ایسے کہاں ہیں کہ تمام کے تمام ہی حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں لامحالہ اب بھی اختلاف رہے گا۔

ف۳: یعنی اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ نہیں سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہم کو فنا کرنا چاہے تو ہم اس سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں یا بعد فنا کے دوبارہ پیدا کرنا چاہے تو ہم پیدا نہ ہوسکیں ہرگز نہیں بلکہ یہ تمام کام اس کے ایک لفظ کن کے ماتحت ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے قرآن سے سیکھا ہے۔

ف۴: یعنی اس کا کوئی کام ضائع نہ ہوگا نہ اس کا اندیشہ کہ کوئی نیکی لکھنے سے رہ جائے نہ اس کا کہ کوئی بدی زیادہ لکھ لی جائے۔ بھول چوک سہو و نسیان اور ظلم و زیادتی کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی امکان ہی نہیں۔

ف۵: اس مقام پر جنات کا قول ختم ہوگیا جو پہلی آیت میں فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا سے شروع ہوا تھا۔

ف۶: اے نبی ﷺ تیری طرف یہ بھی وحی کی جاتی ہے یعنی ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مشرکین عرب دین کے سیدھے راستے پر جمے رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے جو ان کو اور ان کے کھیتوں کو سیراب کرتا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت مکہ والوں کے ظلم و شرارت کی سزا میں نبی ﷺ کی دعا سے کئی سال کا قحط پڑا تھا لوگ خشک سالی سے پریشان ہو رہے تھے اس لیے متنبہ فرمایا کہ اگر تمام لوگ ظلم و شرارت سے باز آ کر اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلیں جیسا کہ مسلمان جنوں نے طریقہ اختیار کیا ہے تو ان سے یہ قحط دور کر دیا جائے اور باران رحمت سے ملک سرسبز و شاداب کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہوسکتا وہ تو ایسے راستے پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔

تنبیہ: وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا کا عطف اِنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ پر ہے۔

ف۷: تمام مساجد اور خصوصاً مسجد حرام خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہیں پس تم ان مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو ورنہ تمہارا یہ فعل مسجد کی غرض و غایت کے منافی ہوگا۔ یوں تو ساری زمین اس امت کے لیے مسجد بنا دی گئی ہے لیکن خصوصیت سے وہ مقام جو مساجد کے نام سے خاص عبادت الٰہی کے لیے بنائے جاتی ہیں ان کو اور بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ

اللہ کو پکارتا لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوتے تو کہہ میں

اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ

صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا ف۱ تو کہہ

لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ

یقیناً میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا تو کہہ دے

يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ

بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں کہیں پناہ

مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ

نہیں پاؤں گا ف۲ ہاں مجھے اللہ کی طرف سے صرف پیغام پہنچانے کا اختیار ہے اور جو کوئی

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ

اس میں رہے گا اور جب یہ لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوجائے گا

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ

کس فریق کے مددگار کمزور ہیں اور کون شمار میں کم ہے ف۳ تو کہہ کہ میں نہیں جانتا

اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ

کہ تمہارا موعودہ عذاب قریب ہے یا میرا پروردگار اس کو دور

رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ

کر دے گا ف۴ وہ عالم الغیب ہے وہ خدا اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع

اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

نہیں کرتا مگر انبیائے کرام میں سے جس رسول کو پسند کرتا ہے اطلاع دیتا ہے

يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾

تو اس کے آگے اور پیچھے گارڈ کا پہرا بھیجتا ہے تاکہ

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ

خدا ظاہر کردے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے اور خدا نے ان کے

منزل ۷

زیادہ امتیاز حاصل ہے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ وحدہ کی طرف آؤ اور کسی کو کہیں بھی اس کا شریک کر کے مت پکارو، بالخصوص مساجد میں جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تنہا اسی کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ بعض مفسرین نے مساجد سے مراد یہاں اعضائے سجود لئے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں اگر یہ مراد لی جائے تو اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور اس کے بنائے ہوئے اعضا میں جائز نہیں کہ ان کو اس مالک وخالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ اور حکم کے معنی یہ ہیں کہ سجدہ وعبادت غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

ف۱: عبداللہ یعنی اللہ کا خاص بندہ عبد کامل محمد رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کو اوصاف حمیدہ مخصوصہ کے ساتھ پکارتے تو مشرک لوگ ایسے بیزار ہوتے کہ ان پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوجاتے تو آپ ایسے لوگوں کو کہ کہتے کہ تمہاری ایسی گھبراہٹ اور اضطراب سے نہ کچھ ہوا اور نہ ہی ہوگا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا' اس میں لڑنے جھگڑنے کی کون سی بات ہے اور اگر تم سب مل کر مجھ پر ہجوم کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو میرا بھروسہ اکیلے اسی رب کائنات پر ہے جو ہر قسم کی شرکت سے پاک و بے نیاز ہے۔

ف۲: یقیناً میں تمہارے لیے کسی قسم کے نقصان یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا' خبردار اب یا آئندہ کیلئے مجھ سے یہ امید نہ رکھنا کہ میں تم کو اولاد دے سکتا ہوں یا اور کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ پہلی آیت میں توحید کامل کا اثبات اور ہر طرح کے رد شرک کا مکمل رد ہے اور دوسری آیت کا مضمون یہ ہے کہ کہیں خود مجھ ہی کو مقصود اور پھر اسی طرح مسجود ومعبود نہ سمجھ لینا' میرے اختیار میں تو اتنا بھی نہیں کہ تم پر عذاب لے آؤں یا ایمان پر ہی تمہیں مجبور کردوں۔ یاروں نے بت شکن کو بت ہی بنا کے چھوڑنے والا معاملہ حضرات انبیاء کی تاریخ میں بار بار دہرایا۔ قرآن مجید اسی فتنہ کے خطرہ سے تاکیداً وتصریحاً آپ کے عبد ہونے کا بیان کرتا جاتا ہے۔ ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب مخلوق میں برتر اور برگزیدہ ہیں باقی اصحاب کبار اور اولیاء کرام سب آپ کے ماتحت ہیں تو ہمیں سوچنا چاہیے کہ جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بارے میں اعلان کردیں کہ مجھ میں مخلوق کو نفع نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں تو جب آپ کو اس بات کی قدرت نہیں تو پھر آپ کے ماتحتوں کو کب ہوگی اور پھر جو لوگ اولیاء اللہ کے حق میں گمان کرتے ہیں کہ وہ نفع پہنچانے یا نقصان سے بچانے کی قوت رکھتے ہیں تو وہ دراصل غلط خیال ہی میں مبتلا نہیں بلکہ ان کے اس خیال سے توہین انبیاء لازم آتی ہے' کیونکہ جب نبی ﷺ جیسے اولوالعزم رسول کو اختیار نہیں تو ماتحتوں کو کیا ہوگا۔ پس کسی ولی کو مخاطب کر کے کہنا۔

امداد کن امداد کن از بندہ غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر

ذرا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے' ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ جو اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول برتر کو نہیں دیا تو وہ اختیار کسی ولی کو کس طرح حاصل ہوگیا لہٰذا غور وفکر کرو اور عقل سے کام لو کہ ایسے عقائد مشرکانہ ہیں اور ان سے دنیا وآخرت کیلئے کیا جانے والا ہر نیک کام بالکل تباہ وبرباد ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۳: مطلب یہ ہے کہ آج یہ کافر (بقیہ صفحہ 979 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

پاس کی ساری چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہے ف۱

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۰ رُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ المزمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ

اے کملی پوش نبی رات کو قیام کیا کر مگر نصف یا

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ

اس سے کم یا بیش سوکر آرام کرلیا کر قرآن مجید

الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾

بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر ف۲ ہم خدا تجھ پر بہت بھاری حکم بھیجیں گے ف۳

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾

رات کا اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر الٰہی کے لائق ہے

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

دن میں تجھے بہت شغل ہے اور اپنے رب کا نام جپا کر

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اور اسی سے جڑ جا ف۴ وہ مشرق مغرب کا پروردگار ہے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا

اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو حامی کار سمجھ ف۵ اور جو کچھ یہ لوگ کہیں گے

يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَ

اس پر صبر کیجیو اور ان کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کیجیو ف۶ اور خوشحال

الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَا

مکذبین کو میرے حوالے کرکے تھوڑا سا وقت ان کو بہت دیجیو ہمارے

اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

مختلف اقسام کے عذاب میں منجملہ تپتی ہوئی جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک

(پ ۲۹)

ف۱: عٰلِمُ الْغَيْبِ یعنی غیب دانی تو صفت خاصہ حق تعالیٰ کی ہے۔ جو اس کے علاوہ کسی میں بھی نہیں پائی جاتی الغیب میں الف لام استغراق کا ہے یعنی حقیقی واضافی غیب کی تمام اقسام کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انبیاء کرام بھی غیب نہیں جانتے مگر اتنا ہی جو اللہ تعالیٰ ان کو وحی کے ذریعہ سے معلوم کرادے۔ وہ اپنے عیوب کا صرف اتنا حصہ جس کا تعلق علوم نبوت سے ہوتا ہے تو وہ اپنے مقبول انبیاء ومرسلین پر منکشف کردیتا ہے اور وہ بھی حفاظت کے اس پورے اہتمام واحتیاط کے ساتھ کہ وحی الٰہی کسی کی بیشی یا کسی داخلی یا خارجی معمولی سے بھی تصرف کے بغیر نبی تک تمام کی تمام پہنچ جائے۔ مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کی قید سے ظاہر ہوگیا کہ یہاں غیب سے مراد اسرار شرعی ہیں ورنہ اسرار کونی تو ظاہر ہے کہ اہل اشراق واہل نجوم قدیم کہانت والوں اور جدید مسمریزم اور امیر پچوزم والوں کو غرض ہر قسم کے غیر مقبولین کو بھی بعض ریاضتوں اور مشقتوں سے کسی نہ کسی وجہ میں منکشف ہوتے ہی رہتے ہیں۔

علم غیب سے مراد کل اشیاء کائنات کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں نہ ذاتی نہ وہبی نہ کسی انبیاء کرام کا علم مطلق العلم ہوتا ہے یعنی بعض اشیاء کا علم نہ العلم المطلق یعنی علم کلی۔ پس نبی ﷺ کا علم مطلق العلم تھا نہ العلم المطلق۔ ہاں اگر یہ شبہ ہو کہ ہمارا علم بھی مطلق العلم ہے پھر آپ ﷺ میں اور ہم میں فرق کیا ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق العلم میں چونکہ وحی داخل ہے اس لئے آپ ﷺ اور ہم میں فرق ہوگیا۔ للہ الحمد۔ آج کل کے بدعتی لوگوں کا خیال اور عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کو غیب کلی حاصل تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے اور ہمارے رسول سید الرسل ہیں اس لیے آپ کو علم غیب حاصل ہے۔ اب بحث اس بات میں ہے کہ آپ کو علم عطائی کلی تھا یا عطائی جزوی؟ تو یہ مبتدعین عطائی کلی مانتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث سے عطائی جزوی ثابت ہوتا ہے ان کو غلطی دراصل آیت کی ترکیب نحوی پر غور نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی۔ نحوی ترکیب سے الا حرف استثناء کے بعد کا حصہ مستثنیٰ ہے اور مستثنیٰ میں جو حکم ہوتا ہے وہ پہلے حصے کے خلاف ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ پہلے حصے میں کیا مذکور ہے کچھ شک نہیں کہ پہلے حصے میں دو چیزیں منفی ہیں (۱) احدا (۲) غیبہ۔ اور احدا سے مستثنیٰ یقیناً رسول ہے اور کچھ شک نہیں کہ غیبہ کا مفہوم سلب کلی اور استثناء کے بعد مستثنیٰ منہ کی نقیض ہے جو موجبہ جزئیہ ہے پس ان دونوں مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ یعنی سلب اور ایجاب سے جو دو قضیے ماخوذ ہوتے ہیں وہ یوں ہیں کہ جو چیز لا شیء من الغیب معلوم لاحد بعض الغیب معلوم للرسل پہلا قضیہ لا یظهر علی غیبه احدا سے ماخوذ ہے دوسرا قضیہ الا من ارتضیٰ من رسول کا مفہوم ہے پس اس جزئیہ موجبہ سے کسی رسول یا نبی کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اصطلاحاً غیب دانی کے معنی میں تمام غیب کی باتوں کا جاننا ہوتا ہے اور اسی کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں جہاں نبی ﷺ سے غیب دانی کی نفی کی ہے وہاں قیاس اس استثنائی سے کام لیا ہے جو اعلیٰ درجہ کا برہان ہے چنانچہ ارشاد ہے ﴿لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) یعنی اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی جمع کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اس میں پہلے جز کا نام مقدم ہے اور دوسرے کا نام تالی اور لو رفع تالی پر دلالت کرنے کیلئے ہوتا ہے۔

دوسری آیت جس میں اثبات توحید کے متعلق قیاس استثنائی سے کام لیا گیا ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ

عذاب ہے جس روز زمین اور پہاڑ ہل جائیں گے اور

الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ

پہاڑ بھربھرے ہوجائیں گے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا

رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ

جو تم پر نگران ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول

رَسُوْلًا ﴿۱۹﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا

بھیجا تھا ف۱ پھر فرعون نے اس رسول کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اس کو

وَّبِيْلًا ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا

بری طرح پکڑا ف۲ پس اگر تم لوگ منکر ہی رہے تو اس دن سے کیسے بچ

يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۲۱﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ

سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا آسمان اس روز پھٹ جائے گا

كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ

یہ اس کا وعدہ کیا ہوا ہے ف۳ بے شک یہ آیات نصیحت ہیں پس جو کوئی

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے ف۴ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَ

کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے

طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ

تیرے ساتھیوں میں سے مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے ف۵ اور خدا کو رات اور دن کا اندازہ

النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

خوب معلوم ہے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں کرسکو گے تو اس نے تم پر نظر عنایت کی ہے

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ

پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو ف۶ خدا کو معلوم ہے کہ تم میں

مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

بعض لوگ بیمار ہوں گے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے

لو لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں ہی خراب ہوگئے ہوتے' تو بالکل اسی طرح ہی پہلی آیت کی تقریر ہے یعنی جس طرح آسمان کا برباد ہونا ایک سے زیادہ معبودوں کے وجود کو لازم ہے تو اسی طرح خیر کثیر جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا علم غیب کو لازم ہے اور جس طرح آیت توحید میں لو کا حرف دلالت کرتا ہے کہ آسمان وزمین خراب نہیں ہوئے اور ان کے خراب ہونے سے تعدد الٰہ کی نفی ہوتی ہے تو اسی طرح آیت غیب میں لو دلالت کرتا ہے کہ خیر کثیر کا جمع کرنا اور ہر تکلیف سے محفوظ رہنا نہیں ہوا اور ان کے نہ ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

اہل منطق کا قانون یہ ہے کہ انتفاء التالی یستلزم انتفاء المقدم۔ قائلین علم غیب اس آیت کی تاویل میں کہا کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو علم غیب ذاتی نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

(بقیہ 979 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے فرعون کو توحید الوہیت اور اتباع رسالت واضح الفاظ میں تبلیغ کردیئے شاید اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو تورات سفر استثناء میں ہے کہ میں ان کے لیے ان کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔

ف۲: فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ اس لیے دیا گیا ہے کہ یہود عرب کے توسط سے قریش حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کارناموں سے اور فرعون کے انجام سے خوف واقف ہوچکے تھے۔ تو جب موسیٰ علیہ السلام کے منکر کو ایسا سخت پکڑا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پانی میں ڈبو دیا تو محمد ﷺ کے منکرین کو کیوں نہ پکڑے گا جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سے افضل وبرتر ہیں اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ

ف۳: یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ اٹل ہے اور وہ ضرور ہو کر رہے گا خواہ تم اس کو کتنا ہی بعید از امکان سمجھو۔ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا عربی محاورہ میں یہ کنایہ ہے شدت وہیبت سے۔ منفطر بہ یعنی آسمان یوم قیامت کی سختی سے پھٹ جائے گا یہ میں ب سببیہ ہے وعدہ میں ضمیر فاعل اللہ کی جانب ہے یہ بھی جائز ہے کہ مفعول کی جانب سمجھی جائے اور معنی یہ لئے جائیں وہ وہ یوم موعود ضرور واقع ہو کر رہے گا۔

ف۴: یعنی قرآن ہدایت نامہ تو سب ہی کے لیے ہے لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو اٹھانا چاہیں گے۔ متکلمین نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ بندہ کسب افعال پر قادر ہے صوفیا نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ طالب سالک محروم نہیں رکھا جاتا۔

ف۵: تیرا اور ان کا اخلاص نمایاں ہے کیونکہ رات کے وقت وہی شخص عبادت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلی تعلق رکھتا ہے گویا نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ ایک گروہ صحابہ کی بھی شب بیداری کی شہادت خود قرآن مجید دے رہا ہے۔ مستند روایات میں آتا ہے کہ یہ حضرات اتنی اتنی دیر تک رات میں کھڑے رہتے تھے کہ پیروں میں ورم آجاتا تھا۔

ف۶: یعنی بوقت شب نماز تہجد جتنی آسانی سے پڑھ سکو پڑھا کرو اور بے حد تکلیف نہ اٹھایا کرو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے معافی بھیج دی اور فرمایا کہ تم اس کو ہمیشہ پوری طرح نبھا سکو گے اس لیے اب جس کو اٹھنے کی توفیق ہو وہ جتنی نماز اور اس میں جتنا قرآن چاہے پڑھ لے اب امت کے حق میں نہ نماز تہجد فرض ہے نہ وقت کی یا مقدار تلاوت کی کوئی قید ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ

اللہ کا فضل تلاش کریں گے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا

اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس جتنا قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھا لیا کرو اور ف

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ

نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ دیا کرو ف

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ

اور جو بھی نیک کام آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے نزدیک بہتر اور

اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ

اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے ف اور اللہ سے بخشش مانگا کرو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۷۴

اٰيَاتُهَا ۵۶ رُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ المدثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳

اے لباس نبوت اوڑھنے والے ف اٹھ اور عذاب سے ڈرا اپنے رب کی بڑائی بیان کر ف

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ

اور اپنے دل کو پاک رکھ ف شرک کی نجاست دل سے دور رکھ اور اس نیت سے

تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸

احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے اپنے رب کے لئے صبر کر یو ف جب صور پھونکا جائے گا

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر آسان

يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ

نہ ہوگا ف جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے ان کو میرے حوالے کر ف میں نے اس کو بہت

ابتدائی آیات نازل ہوئیں اس کے بعد کسی مصلحت وحکمت الٰہی سے کافی عرصہ تک وحی نہ آئی پھر جب آپ مدت اعتکاف پوری کر کے کوہ حرا سے اتر کر اپنے کاشانہ مبارک کو آرہے تھے تو اچانک میدان میں ایک زور کی آواز سنائی دی' آپ نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی شکل وہیئت میں بصد جاہ وجلال ایک نورانی تخت پر فضائے آسمانی میں جلوہ افروز ہیں' سید البشر نبی ﷺ پر یہ پہلی بار تجلی ملکوتی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ہوئی اور بشریت کے طبعی تقاضوں کا ظہور ہوا۔ آپ بکمال اضطراب کاشانہ مبارک میں آگئے اور جیسے سردی لگ جانے سے جسم میں کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے تو اس وقت یہی حالت آپ کے ساتھ بھی پیش آئی اور آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ رہے اس پر سورہ مدثر کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (بقیہ صفحہ 981 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: یہ وجوہات ہیں جن سے تم کو نرم حکم دیا جاتا ہے کہ جتنا کچھ قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو بہت زیادہ بوجھ اپنے نفس پر نہ ڈالو۔

ف: ہاں فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو پورے اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا یہی اس کو قرض حسنہ دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بلا سود قرض حسنہ دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل ہے۔ احادیث میں اس کی بہت سی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ انہی باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہو سکتی ہیں۔ پہلے صحابہ کرام سے ایک سال تک بہت تاکید کے ساتھ ریاضیات شاقہ شاید اس لیے کرائی کہ وہ لوگ آئندہ تمام امت کے ہادی ومعلم بننے والے تھے اور صورت میں وہ ایسے رنگے جائیں تاکہ تمام دنیا ان کے آئینہ میں کمالات محمدی کا نظارہ کر سکے اور یہ انفاس قدسیہ تمام امت کی اصلاح کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکیں واللہ اعلم۔

ف: ان ذکر کردہ مواقع کے علاوہ اور بھی دوسرے نیک کاموں میں خرچ کیا کرو کیونکہ جو بھی تم لوگ اپنے لیے نیک کام اپنے اعمال میں لکھوا کر آگے بھیجو گے اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اس کے پانے سے تم لوگ خوش ہو گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایسا کون ہے جس کو اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ پیارا ہو صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر کسی کو اپنا مال ہی پیارا ہے' آپ نے فرمایا اپنے اس قول کو اچھی طرح سوچ لو' صحابہ نے عرض کی ہم تو یقیناً یہی جانتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا (سنو) تمہارا مال وہ ہے جو تم نے آگے بھیجا اور وہ جو پیچھے چھوڑا وارث کا مال ہے۔

ف: بدنی اور مالی عبادت کے علاوہ ایک وسیع ذیل کام ہے جو کسی وقت بھی ختم نہ ہو یا ختم نہ ہونے پائے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کا بخشنے والا اور مہربان ہے اور اس کی رحمت سے کسی حال میں بھی ناامید نہ ہونا چاہیے۔ ربّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

تنبیہ: کتنا ہی ممتاز شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے' کون ہے جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق پورا کر دیا بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسی قدر اپنے کو تقصیر وار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔

ف: سورہ مزمل اور مدثر کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے کہ پہلے کون سی سورت نازل ہوئی۔ بعض علماء سورۂ مدثر کو پہلے کہتے ہیں' ہم نے سورۂ مزمل کو پہلے ہونے کے لحاظ سے مقدم ہی سمجھا ہے اور مدثر کے جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں وہ تفسیر کبیر میں بھی ملتے ہیں۔ صاحب ماجدی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے سورہ علق کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ

بہت مال دیا ہے اور بیٹے مستعد حاضر ہوئے اور ہر طرح کا

تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ

سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کو زیادہ دوں گا ہرگز نہیں

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ

ہمارے احکام کا مخالف ہے ہم اس کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے ف۱ اس نے

فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ

فکر کیا اور غور کیا اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور کیا پھر اس پر پھٹکار ہو

قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ

اس نے کیسا غور اور فکر کیا ف۲ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسورا پھر پیٹھ پھیر گیا اور

اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ

تکبر کیا ف۳ آخر کہا تو یہ کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل چلا آیا ہے یہ

هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَاۤ

محض آدمی کا کلام ہے ف۴ میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا تجھے کیا معلوم

اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ

وہ جہنم کیا ہے نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی چمڑہ کو

لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ

جلا دے گی ف۵ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں ہم نے جہنم کے محافظ

النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا

فرشتے ہی بنائے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی مقرر کی ہے تاکہ

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

منکروں کے لئے پریشانی ہو اور اہل کتاب اس

الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا ۙ وَّلَا يَرْتَابَ

بات پر یقین کریں اور ایماندار ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ

اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں ف۶ اور جن لوگوں کے

اشارہ کر جاتا ہے۔

ف۲: آخر نہایت غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا بس اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا چلا آیا ہے اور یقیناً یہ آدمی کا کلام ہے جو جادو بن کر باپ کو بیٹے سے میاں کو بیوی سے اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتا ہے اور یہ ایسا سحر ہے جو اہل بابل وغیرہ سے منقول ہو کر آیا ہے۔

ف۵: یوم آخرت کے سلسلہ میں جہنم کے عذاب کی سختی اور ہولناکیوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ جو چیز اس میں ڈالی جائے اس کو ہلاک کر دیتی ہے اور نہیں چھوڑتی یعنی ایسی نہیں کہ ہلاک کر کے چھوڑ دے بلکہ دوزخیوں کے چمڑے جب بالکل جل کر راکھ ہو جایا کریں گے تو نئے چمڑے پیدا ہوتے رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب کا درد اور دکھ پاتے رہیں۔ اکثر سلف سے یہی منقول ہیں۔

ف۶: عجب نہیں جو عذاب دوزخ کے ۱۹ صیغے ہوں اور یہاں مراد ان صیغوں کے افسر فرشتوں کی تعداد کو بیان کرنا ہو یا دوزخ کے انتظام پر جو فرشتوں کا لشکر ہوگا ان کے افسر انیس فرشتے ہوں گے جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام مالک ہے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے تفصیل سے انیس کے عدد کی حکمتیں بیان کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لیے انیس قسم کے فرائض ہیں جن میں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتہ کی سرکردگی میں ہوگی' کوئی شبہ نہیں کہ فرشتہ کی طاقت بہت بڑی ہے اور ایک فرشتہ وہ کام کر سکتا ہے جو لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے' لیکن یہ یاد رہے کہ ہر فرشتہ کی یہ قوت اسی دائرہ میں محدود ہے جس میں کام کرنے کیے لیے وہ مامور ہوا ہے۔ مثلاً ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام چشم زدن میں وحی لا سکتے ہیں لیکن پانی برسانا ان کا کام نہیں جس طرح کان دیکھ نہیں سکتا آنکھ سن نہیں سکتی اگرچہ اتنی قسم کے کام کتنے ہی ہوں کر سکتے ہیں' کان سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہزاروں آوازیں سن لے اور نہ تھکے اور آنکھ ہزاروں رنگ دیکھ لے اور عاجز نہ ہو تو اسی طرح ایک فرشتہ اگر دوزخیوں پر عذاب کیلئے مقرر ہوتا تو اس سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا۔ دوسری قسم کا عذاب جو اس کے دائرہ قوت سے باہر ہے ممکن نہ تھا' اس لیے انیس قسم کے عذابوں کے لیے انیس ذمہ دار فرشتے مقرر ہوئے۔ مفسر تھانویؒ نے لکھا ہے کہ عقائد قطعی اللہ تعالیٰ پر ایمان' انبیاء پر ایمان' فرشتوں پر ایمان اور حدوث عالم کا اعتقاد وغیرہا تعداد میں انیس ہی ہوتے ہیں اور عذاب کفار کی اصل چونکہ انہیں عقائد اسلامی کی مخالفت ہے اس لیے ممکن ہے کہ ایک ایک فرشتہ انہی ۱۹ عقائد اصلی میں سے ایک ایک کے مقابلہ پر ہو' یا یہ کہا جائے کہ انسان کے نفس میں عذاب دوزخ کی بھڑکانے والی انیس رنگ کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ انیس کا عدد سن کر مشرکین (بقیہ صفحہ 982 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: صَعُوْدٌ دوزخ کی ایک پہاڑی کا نام ہے' دوزخی اس پر چڑھے گا اور پھر گرے گا' گرے گا پھر چڑھے گا اور اس کے ساتھ عذاب کی یہ صورت دائمی رہے گی اور یہ اس کے اس عناد کی سزا ہوگی جو اسے دنیا میں حق کے ساتھ رہتا تھا۔

ف۲: اور یہ سوچا کہ قرآن مجید کی بابت کیا رائے قائم کروں سوچ بچار کے بعد رائے بھی قائم کی تو کیسی مہمل اور بے جوڑ کہ قرآن کو نتیجہ سحر بتایا کلمات تعجیب کی یہ تکرار انتہائی مذمت اور دور از امکان ہونے کے لیے ہے۔

ف۳: قرآن مجید کی اس منظر کشی کا ایک ایک جز یہ قابل داد ہے' انسان اظہار نفرت و کراہت کے وقت منہ ہی نہیں بناتا بلکہ گردن بھی پھیر لیتا ہے اور اس چیز کی تحقیر کرتا ہوا اپنی بڑائی کی طرف بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

دلوں میں ضعف ہے اور جو کافر ہیں وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں

بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ

خدا کی کیا غرض ہے اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا

ہے ہدایت دیتا ہے ف۱ اور تیرے رب کی فوج کو خود وہی

هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝

جانتا ہے ف۲ اور وہ انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے ف۳ ہرگز نہیں ہم چاند کی قسم ہے

وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى

اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو بے شک وہ جہنم

الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ

بہت بڑی نشانی ہے انسانوں کو ڈرانے والی خاص کر ان لوگوں کو

يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝

جو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہیں ف۴ ہر آدمی اپنے اعمال میں گرو ہوگا

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ۛؕ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ

لیکن دائیں ہاتھ والے ف۵ باغوں میں ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کو مجرموں کی

الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ

بابت پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے وہ کہیں گے ہم نماز

نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝

ادا نہ کرتے تھے اور ہم مساکین کو کھانا نہ کھلاتے تھے

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

اور کاموں میں لگے رہتے تھے اور یوم الجزاء کا

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا

انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں اس کا یقین ہوگیا ف۶ پس کسی سفارشی

تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ

کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بھلا ان لوگوں کو

ف۱: جن کے دلوں میں بیماری ہے ان سے منافق لوگ مراد ہیں اور یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور وہاں منافق لوگ نہ تھے سو یہ معجزہ رسول اللہ ﷺ کا کہ جو بات مدینہ میں ہجرت کے بعد ہونے والی تھی اس کی خبر پہلے سے مکہ میں دے دی یا بیماری سے صرف شک وشبہ مراد ہے اور یہ کافروں کے دلوں میں بھی موجود تھا۔ (فوائد سلفیہ) شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کے دعوے کے باوجود کمزوری اور دنیا کی اغراض کی بیماری ہے اور جو واضح طور پر کافر اور منکر اسلام ہیں وہ کہیں گے کہ یہ بات بنانے میں اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے کہ اتنے فرشتے ہوں گے وغیرہ وغیرہ تو گویا کہ ان کے نزدیک تعداد کوئی کہاوت ہے حقیقت نہیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھی بات سمجھنے سے گمراہ کردیتا ہے اور ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کو صحیح معنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ ہی سمجھنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

ف۲: یعنی اللہ تعالیٰ کے بے شمار لشکروں کی تعداد اسی کو معلوم ہے انیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسر بتائے ہیں' یہ اس لیے فرمایا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ فقط یہی انیس ہیں جیسا کہ فلاسفہ یونان وغیرہ کے گمراہ جاہلوں کے ایک گروہ نے کہا ہے آیت کے شروع کو اپنے خیال میں سمجھ لیا اور اخیر آیت کا انکار کر کے کافر ہوگئے۔ بخاری مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المعمور کی صفت میں فرمایا کہ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر کبھی عمر بھر ان کے دوبارہ آنے کی باری نہیں آتی حاصل یہ کہ جو تعداد ملائکہ یہاں بیان کی گئی ہے وہ تو کسی حکمت ہی کے ماتحت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کا شمار تو صرف اسی کے علم میں ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

ف۳: اور وہ جہنم اس کا ذکر تو صرف انسانوں کی نصیحت کے لیے ہے تاکہ وہ اسے سن کر ان کے دلوں میں خوف اور خشیت الٰہی پیدا ہو اور وہ ایمان لائیں اور نافرمانی سے باز آجائیں۔

ف۴: یہاں قسم کے موقع پر تین چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے چاند اور رخصت ہوتی ہوئی رات اور روشن ہوتی ہوئی صبح کا اور یہ تینوں چیزیں قیامت کے واقعہ سے خاص مناسبت رکھتی ہیں جس پر بطور شہادت انیس پیش کیا گیا ہے۔ چاند کا پہلے بڑھنا اور پھر گھٹنا یہاں تک کہ نظروں سے معدوم ہوجانا ایک نمونہ اور مثال ہے اس کائنات کے وجود وحدوث اور نشوونما کا پھر اضمحلال وانحطاط یہاں تک کہ فنا کا' اسی طرح اس عالم کو آخرت کے ساتھ انتقا اور اکتشاف حقائق میں بھی وہی نسبت ہے جو رات کو دن کے ساتھ ہوتی ہے' اس عالم کا ختم ہوجانا مشابہ رات کے گزر جانے کے ہے اور آخرت کا ظہور مشابہ طلوع صبح کے ہے۔ آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ دوزخ تمام لوگوں کے حق میں بڑے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب ونتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے۔

تنبیہ: لمن شاء اس لفظ سے اجازت کا کوئی پہلو ہرگز نہ سمجھا جائے بلکہ یہ بیان صرف ارادہ عبد کا ہو رہا ہے اور اہل سنت ارادہ عبد کی نفی نہیں کرتے وہ تو اس کا بالکل اثبات کرتے ہیں البتہ وہ نفی صرف اس امر کی کرتے ہیں کہ عبد اپنے ارادے کا خالق بھی ہے۔

ف۵: یہ محبوسی دوزخ کی ہے ہر شخص اپنی پاداش عمل میں گرفتار وماخوذ ہوگا وہ عمل اس کو نجات دلا دے یا ہلاک کرادے' یہ اور بات ہے کہ رب کریم کی معافی کسی کے (بقیہ صفحہ 982 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ

کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات سے منہ پھیر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ

مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ

وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہوں ف۱ ان میں سے ہر ایک یہ

يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

چاہتا ہے کہ اعمالنامہ کھلا اس کو مل جائے ہرگز نہیں ف۲ بلکہ یہ تو آخرت

الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾

سے مطلقا ڈرتے نہیں بے شک وہ نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى

پائے یہ لوگ مشیت الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں پاسکتے ف۳ وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے

وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

اور وہ اس لائق ہے کہ بخشے ف۴

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القیمہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے ملامت کرنے والے

اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾

نفس کی وعدہ سچا ہے ف۱ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے

بَلٰي قٰدِرِيْنَ عَلٰٓي اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيْدُ

بے شک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کردیں ف۲ بلکہ انسان یہی

الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿٥﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾

چاہتا ہے کہ آئندہ بدکاری ہی کرتا جائے ف۳ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند ایک جگہ

(منزل ۷)

ف۱: بھلا ان موجودہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات یعنی قرآن شریف سے منہ پھیر رہے ہیں جیسے گویا کہ یہ لوگ وحشی گدھے ہوں جو جنگل میں رہنے کے باعث آدمیوں سے نفرت اور وحشت کیا کرتے ہیں خاص کر ایسے گدھے جو شیر سے بھاگتے ہوں' یہ کسی مجلس میں کوئی تقریر سنیں گے جونہی یہ معلوم ہوجائے گا کہ قرآن مجید کی تقریر ہے تو بس فوراً پیر سر پر رکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ گدھے اور پھر وحشی گدھے کمال ملامت کے لیے ضرب المثل ہیں جو معمولی اور بالکل بے ضرر چیزوں سے بھی بدکتے اور بھاگتے رہتے ہیں اور پھر جب شہر سے بھاگیں گے تو ان کی وحشت اور بدحواسی کا کیا ٹھکانا۔ تشبیہ سے مقصود قرآن مجید سے ان لوگوں کی انتہائی دوری اور نفرت کرنے کا اظہار ہے اور یہ تشبیہ صرف فرار اور عدم فرار میں ہے دوسرے آثار میں نہیں۔ قسورہ کے معنی اور بھی کیے گئے ہیں لیکن صحابہ محققین اور ماہرین لغت سے شیر ہی کے معنی منقول ہیں۔

ف۲: یعنی نبی کی بات ماننا نہیں چاہتے بلکہ ان میں سے ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اس پر اللہ تعالیٰ کے واضح صحیفے اتریں اور ان کو نبی بنایا جائے ﴿حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ﴾ (الانعام: ۱۲۴) یا یہ کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریری صحیفہ کی طرف سے آئے جس میں محمد ﷺ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہو ﴿حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَءُهٗ﴾ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ واضح اعمال نامہ اس کو مل جائے یعنی اگر کوئی کہے کہ ہر قسم کے اعمال لکھے جاتے ہیں تو بطور طنز کے کہہ دیتے ہیں کہ اچھا بھائی لاؤ جو کام ہم نے کیے ہیں ہمارا اعمالنامہ ہم کو دے دو ہم دیکھ لیں گے یہ کہنا بھی محض ایک مخول اور طنز کے طور پر ہے اصلیت اس میں ہرگز نہیں۔

ف۳: قرآن مجید ان منکرین کی نفسیت کی تشخیص یہ کرتا ہے کہ ان کے اعراض وانکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں سرے سے اندیشہ آخرت اور طلب حق ہے ہی نہیں کلا، یعنی ایسا ہرگز نہ کیا جائے گا اور ان کی نفسانی خواہشات کے پورا ہونے کا موقع ہرگز نہ دیا جائے گا۔

ف۴: بے شک قرآن شریف نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے اور جو چاہے روگردانی کرے اور جو روگردانی کرے گا تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑے گا کسی دوسرے کا کچھ نہ بگاڑے گا' مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشیت اور حکم الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں پاسکتے اور ہدایت کا جو طریق اس نے مقرر کیا ہوا ہے اسی طریقہ سے ہی ہدایت ملے گی اور اس طریقہ پر چلنے والوں کو وہ توفیق دیتا ہے اور جو اس طریقہ سے ہٹ جائیں انہیں وہ بدنصیب کردیتا ہے۔ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ اس فقرہ میں بندے کے ارادہ کرنے اور اس کام کے اختیار کا اثبات ہوگیا۔ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ یہیں سے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ بندہ کی چاہت اللہ تعالیٰ کی ازلی چاہت کے تابع اور ماتحت رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چاہنا نہ چاہنا یہ تمام حکمتوں پر مبنی ہے جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کرسکتا' وہی ہر شخص کی اس قدر اور لیاقت کو کماحقہ جانتا ہے اور اس کے موافق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔

ف۵: تقویٰ بھی صرف اسی سے اختیار کرنا چاہیے اور مغفرت بھی صرف وہی کرسکتا ہے' دوسروں سے خوف یا طمع دونوں لاحاصل ہیں۔ حدیث میں انس بن مالک کی روایت سے اس آیت کی تفسیر یوں آئی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہی اس قابل ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک نہ کرے تو جب بندہ مجھ سے ڈرے تو پھر میری بھی شان یہ ہے کہ اس کی مغفرت کروں۔ حق تعالیٰ اپنے (بقیہ صفحہ 982 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْقَمَرُ ﴿۸﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۹﴾

جمع کردئے جائیں گے اس روز انسان کہے گا اب کدھر کو بھاگوں ف۱

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۰﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۱﴾

ہرگز کہیں پناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ

اس روز انسان کو پہلے کئے ہوئے اعمال اور پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی خبر دی جائے گی ف۲ بلکہ

الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾

انسان اپنے حال پر پورا واقف ہے چاہے کتنی حجتیں کرے ف۳

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

تم اس کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اسے جلدی یاد کرو اس کا جمع کردینا

وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ

اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قرات کی پیروی کیا کرو پھر

عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ

بیان کردینا ہمارے ذمے ہے ف۴ یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند کرتے ہو اور آخرت

الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا

کو پس پشت ڈالتے ہیں ف۵ بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکتے ہوئے

نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ

تروتازہ ہوں گے ف۶ اور کئی منہ اس روز برے بن رہے ہوں گے وہ سمجھتے ہوں گے

يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾

کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کی جانے والی ہے ف۷ ہرگز مناسب نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچتی ہے

وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَ

کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا کوئی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور

الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾

پنڈلی پنڈلی سے لڑکھڑاتی ہے اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾

کوچ ہونا ہے ف۸ وہ نہ تصدیق کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے ف۹ ہاں تکذیب کرتا ہے اور روگردانی کرتا ہے

پشت ڈالتے ہو یعنی موت کے بعد کا خیال تم کو نہیں حالانکہ وہی قابل اعتناء اور قابل توجہ ہے یہاں یہ بتادیا کہ انکار آخرت کی بنیاد بھی یہی دنیوی زندگی میں انہماک وغفلت ہے۔

ف۶: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں وہ لذت اور سرور پائیں گے جو دنیا کی کسی چیز میں انہوں نے نہ پایا ہوگا دیدار الٰہی اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے اور اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جبکہ گمراہ لوگ اس کے منکر ہیں کیونکہ یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں اللھم لا تحرمنا ھذہ النعمۃ التی لیس فوقھا بنعمۃ۔ ابن عباس کہتے ہیں اکثر الناس تنظر الی ربھا عیانا بلا حجاب (معالم) کہ اکثر لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے بغیر کسی پردہ کے دیکھیں گے۔ الی سے بعض عارفین نے یہ نکتہ (بقیہ صفحہ 983 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اگر کوئی اسے سمجھائے کہ میاں کیا کرتے ہو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے تو پوچھتا ہے قیامت کب ہوگی؟ بلکہ سمجھانے والوں کو کہتا ہے تم لوگ اپنی بھول بھلیوں میں پھنسے ہو قیامت ہوگی جزا سزا ہوگی بہشت ہوگی دوزخ ہوگی وغیرہ وغیرہ ارے میاں یہ تو صرف تمہارے دل کے بہلانے کے بہانے ہیں کوئی قیامت وغیرہ نہیں ہے۔

قرآن مجید نے اپنی مکمل حکمت وبلاغت کی وجہ سے اس طرف توجہ ہی نہیں کی کہ وقوع قیامت کی صدی اور وقت اور تاریخ کا تعین کیا جائے بلکہ عین اس وقت کی کیفیات کی تصویر پیش کردی کہ قیامت اس وقت آئے گی جب نظام کائنات اس اس طرح درہم برہم ہوجائے گا اور انسان ہر طرف اس طرح بلبلایا ہوا بدحواس بھاگتا پھرے گا۔ چاند کی اس بے نوری کی تصریح میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یہ آج کا نظام مادی تکوینی اس وقت بالکل الٹ جائے گا بے نور ہونے میں دونوں شریک ہوں گے ان کی گردش روک دی جائے گی کیونکہ دنیا کی مشینری کا وقت ختم ہوجائے گا جو چیزیں آج محال اور غیر ممکن معلوم ہورہی ہیں وہ اس وقت واقع ہوکر رہیں گی۔

ف۲: یہ جتلانا اس معنی میں نہ ہوگا کہ ایک بے خبر اور ناواقف کو باخبر اور واقف کیا جارہا ہے بلکہ یہ باخبر کرنا حجت کے پورا کرنے اور قطعی جواب کے طور پر ہوگا۔ اور تمام اگلے پچھلے اعمال نیک ہوں یا بد وہ تمام اس کو جتلا دیئے جائیں گے۔

ف۳: اصل بات تو یہ ہے کہ یہ منکر انسان اپنے حال سے پورا پورا واقف ہے اور اپنے عیب صواب بھی خوب جانتا ہے چاہے کتنے ہی حیلے بہانے اور حجتیں کرے مگر دل اس کا مانتا ہے کہ میں ایسے برے کام کرتا ہوں کہ اگر جزا سزا کا اصول صحیح ہوا تو میری خیر نہیں۔ محققین عارفین نے کہا ہے کہ حق کی معرفت ہر انسان میں ودیعت کردی گئی ہے کوئی عارف بالفعل ہوتا ہے کوئی بالقوۃ اور قیامت میں یہی معرفت کی استعداد اس پر حجت ہوگی۔

ف۴: سردست آپ کو ایک حکم بتاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اس امر میں جلدی کرتے ہیں گو آپ کی جلدی بھی آپ کی نیک نیتی پر مبنی ہے لیکن ہمیں پسند نہیں اس لیے آپ کو ہدایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کے قرآن پڑھتے وقت قرآن کے لفظوں کے ساتھ آپ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ آپ اس کو جلدی یاد کرلیں کیونکہ آپ کی نیت یہ ہوتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے پڑھ چکنے کے بعد میں بھول نہ جاؤں تو آپ بے فکر رہیں اس کا انتظام ہم نے کررکھا ہے کہ آپ قرآن نہ بھول سکیں گے کیونکہ آپ کے سینے میں اس کا جمع کردینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے۔

ف۵: تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند کرتے ہو یعنی اور آخرت کو پس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى

پھر وہ اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا جاتا ہے تیرے حال پر افسوس پر افسوس ہے

لَكَ فَاَوْلٰى ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝

انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑا جائے گا

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

کیا وہ پہلے نطفہ نہ تھا جو ڈالا جاتا ہے پھر وہ لوتھڑا بنا

فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ

پھر اسی سے خدا دو قسم نر اور مادہ

الْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝

بنا دیتا ہے کیا یہ خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے ف

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۳۱ رکوعاتہا ۲

سورۃ الدھر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

انسان پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ

شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

کچھ نہ تھا ہم نے انسان کو مرکب القوی نطفے سے

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا ف ہم نے اسکو

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّا اَعْتَدْنَا

نیک و بد کی راہ بتائی انسان کے بعض افراد شکرگزار ہوگئے بعض افراد ناشکر ہوگئے ف ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ

ناشکر لوگوں کے لئے زنجیر اور طوق اور آگ تیار کررکھی ہے ف نیک لوگ گلاس

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ

میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی ایسے چشمے سے

منزل ۷

ف: اپنے گھر والوں کی طرف سے اکڑتا ہوا جاتا ہے ایسے آدمی کو اس روز کہا جائے گا تیرے حال پر سخت افسوس ہے کیونکہ تو نے نہ سمجھا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے وہ غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ انسان جب اپنی پیدائش بھول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مستغنی ہوجاتا ہے پس اس کی ہدایت کا ذریعہ بس یہی ہے کہ وہ اپنی سابقہ حالت کو پہچانے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى اس نے ہاتھ چھڑا لیا اور یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ نہ تم میرا کچھ کرسکتے ہو نہ تمہارا معبود حقیقی اللہ تعالیٰ نے بجنسہ اس فقرہ کو قرآن میں نازل فرمایا۔ اس متکبر انسان سے ہم ایک فیصلہ کن سوال پوچھتے ہیں کہ وہ یونہی شتر بے مہار کس پرسی کی حالت میں چھوڑا جائے گا وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ ابتداء سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے' کیا وہ پہلے نطفہ کی صورت میں نہ تھا جو رحم مادر میں ڈالا جاتا ہے' پھر چند روز بعد اس جگہ لوتھڑا بنا پھر لوتھڑے سے اللہ تعالیٰ دو قسمیں یعنی نر اور مادہ بنا دیتا ہے بعض دفعہ وحدت نوعی سے اور بعض دفعہ وحدت شخصی سے بھی' یعنی ایک ہی نطفے سے دو بچے لڑکا اور لڑکی پیدا کردیتا ہے تو جس کے نظام تخلیق میں یہ اہتمام وانضباط ہو اور جس کی خلقت ترکیب وارتقاء میں اتنی صنعت صرف ہو تو کیا اس کے انجام کار کی طرف سے غفلت اور ایسے محض بخت واتفاق پر چھوڑے رہنا عقل سلیم کسی طرح بھی قبول کرتی ہے؟ اور کیا یہ پیدا کرنے والا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے جو نیست کو ہست کرتا ہے تو کیا وہ اب اس کے اعادہ پر قدرت نہیں رکھتا؟ بَلٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

ف: هَلْ یہاں بالاتفاق قد کے معنی میں ہے یعنی ضرور یا یقیناً نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ' امشاج کے معنی مخلوط کے ہیں نطفہ جن غذاؤں کا خلاصہ ہے وہ مختلف چیزوں سے مرکب ہوتی ہیں اس لیے عورت کے پانی سے قطع نظر بھی اس کو امشاج کہہ سکتے ہیں اور یہ اختلاط وامتزاج ممکن ہے کہ مرد وعورت کے مادوں کی ترکیب کے لحاظ سے ہو جو کہ اکثر مفسرین قول ہے۔ یہ بیان عام خلقت انسانی کا ہو اور اس طرح کے بیانات قرآن مجید میں ہمیشہ صرف عمومی حیثیت رکھتے ہیں اس سے یہ استدلال کرنا کہ کسی بھی انسان کی خلقت سوائے معروف ومتعارف طریقہ کے ہو ہی نہیں سکتی یہ تمام تر سطحیت اور بے مغزی ہے علم ومعرفت کے لیے جو اس میں بڑا دخل آنکھ اور کان کو ہی ہے اس لیے صراحت سے نام ان دو قوتوں کا لیا گیا۔ سَمِيْعًا وَّبَصِيْرًا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ پڑھا کرتے تھے۔

ف: یعنی اولاً اصل فطرت اور پیدائشی عقل وفہم سے پھر دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی جس کا تقاضا یہ تھا کہ تمام انسان ایک راہ پر چلتے لیکن گردوپیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے' بعض نے اللہ تعالیٰ کو مانا اور اس کا حق پہچانا اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی آگے دونوں کا انجام مذکور ہے۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ اسباب وحالات اور قوتیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں اور اور اختیار وصرف ہمت انسان کی رائے پر چھوڑا۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ یعنی ہم نے انہیں احکام کا مکلف بنایا۔

ف: چونکہ دنیا میں دو مختلف قسم کے انسان ہوگئے اس لیے لازمی ہے کہ ان کے نتائج بھی مختلف ہوں گے ناشکر لوگوں کے لیے پیروں میں ڈالنے کو زنجیر اور گلے میں طوق اور جلانے کے لیے آگ تیار کررکھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝٦ يُوْفُوْنَ
جس پر اللہ کے بندے پیتے ہوں گے ان کو پھیر لیا کریں گی ف۱ یہ لوگ
بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝٧ وَ
شرع واجبات ادا کیا کرتے ہیں اور اس روز سے ڈرتے ہیں جس کی تکلیف بہت لمبی ہے
يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا
کھانے کی خواہش پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قیدیوں کو
وَّاَسِيْرًا ۝٨ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
کھلایا کرتے ف۲ ہیں ہم تم کو محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝٩ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا
بدلہ یا شکریہ چاہتے ہیں ہم اپنے رب سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو
عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝١٠ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
تیوری چڑھانے والا ہوگا ف۳ خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچائے گا
وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝١١ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
اور ان کو تازگی اور خوشی نصیب ہوگی ف۴ اور ان کے صبر کرنے سے خدا ان کو جنت
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝١٢ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا
میں بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ف۵ ان باغوں میں گے تختوں پر تکیے لگائے ہوں گے
يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝١٣ وَدَانِيَةً
نہ سورج دیکھیں نہ سخت سردی محسوس کریں ف۶ گے اور ان کے
عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝١٤ وَ
اُنہیں ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے گچھے ان کے اختیار میں دیے گئے ہوں ف۷ گے اور
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ
ان پر چاندی کے برتن اور گلاس پھیرے جائیں گے
كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝١٥ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا
چاند سے بنے ہوئے گویا شیشے ہوں گے ان کو اندازہ
تَقْدِيْرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
کا پائیں گے ف۸ اور ان میں ایسے پیالے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش

ف۱: یعنی شراب کے جام پئیں گے جس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائے گا اور یہ کافور دنیا کا نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملے گا شاید اس کو ٹھنڈا' خوشبودار' مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہا گیا ہو دنیا کے کافور میں اگر کچھ مضرتیں ہوں گی بھی تو جنت کے کافور پر ان کا کیا اثر؟ بالکل اس طرح جس طرح کہ دنیا کی شراب کے سکر و فتور عقل کا مطلق کوئی اثر جنت کی شراب کی لذت و سرور پر نہیں۔ عِبَادُ اللّٰهِ میں اضافت تشریفی یا تخصیصی ہے اور مراد اہل بہشت ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد اولیاء اللہ ہیں۔ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا یعنی بیٹھک میں جائیں گے تو وہاں نل لگوالیں گے بالاخانے پر جائیں گے تو وہاں پہنچالیں گے جس طرح آج کل شہروں اور قصبوں وغیرہ میں نلکے ہیں کہ جہاں کوئی چاہے پہنچا دیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل منبع محمد ﷺ کے قصر میں ہوگا اور وہاں سے سب انبیاء و مومنین کے مکانوں تک اس کی نالیاں پہنچائی جائیں گی واللہ اعلم۔
بعض کا یہ قول دلیل کا محتاج ہے۔ (عفیف)

ف۱: نَذْر ہر وہ عبادت ہے جو اپنے اوپر واجب کر لی جائے خواہ بالکل اپنی طرف سے خواہ اس لیے کہ اس کا حکم ہی ہو یعنی عبادتوں کی روانی میں پورا اخلاص برتتے ہیں اور اپنی ذمہ داری اور پرسش آخرت کا پورا لحاظ رکھتے ہیں۔ عَلٰى حُبِّهٖ میں ضمیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب ہے یعنی حق تعالیٰ کی محبت میں حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے۔ اَسِيْرًا مسکین و یتیم تو اس وقت مسلمانوں میں بھی تھے لیکن نزول آیت کے وقت بہرحال مشرکین ہی تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اسیروں کی امداد و اعانت بھی آخرت میں اجر و ثواب کا موجب ہے۔ محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ خلقت کے ساتھ حسن سلوک کی تمام صورتیں اس آیت میں شامل ہیں جس کی ایک اہم بات کھانا کھلانا بھی ہے۔

ف۲: ہم یہ اعمال اس لیے بجالاتے ہیں کہ اس دن کی سختیوں سے محفوظ رہیں یہ آیات مسلسل اسی تاکید اخلاص کے لیے چلی آتی ہیں اس قسم کی آیات ان تمام جاہل صوفیا کی تردید کے لیے کافی ہیں جنہوں نے آخرت سے کسی عمل کے کرنے کو خلاف اخلاص سمجھا ہے۔

ف۳: یعنی جس چیز سے وہ ڈرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ و مامون رکھا اور ان کے چہروں کو تازگی اور دلوں کو سرور عطا کیا۔

ف۴: حتی الوسع یہ لوگ دنیا کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کر کے معاصی سے رکے اور طاعت پر جمے رہے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو عیش کرنے کے لیے جنت کے باغ اور لباس ہائے فاخرہ مرحمت فرمائے۔

ف۵: یعنی جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا نہ گرمی کی تکلیف ہوگی اور نہ سردی کی اہل جنت نہ وہاں سورج دیکھیں گے اور نہ سورج کے نہ ہونے سے سخت سردی محسوس کریں گے۔

ف۶: یعنی درختوں کی شاخیں اپنے پھول اور پھل وغیرہ کے ساتھ ان پر جھکی پڑتی ہوں گی اور پھلوں کے خوشے لٹکے ہوئے ہوں گے اور ان کے قبضہ میں کر دیے جائیں گے تاکہ جنتی جس حالت چاہے بے تکلف چن سکے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ایک مشکل ہے کہ پہلے لفظوں میں سورج کی نفی ہے اس کے متصل ہی ظلال کا لفظ آیا ہے حالانکہ ظلال ظل کی جمع ہے اور ظل کا وجود سورج سے ہوتا ہے جب سورج نہیں تو ظل کہاں اس لیے ظلال کا ترجمہ درختوں کی ٹہنیاں کیا گیا ہے۔
تنبیہ: (۱) یا واقعی سایہ ہو کیونکہ آفتاب کی دھوپ نہ سہی کوئی دوسری (بقیہ صفحہ 983 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَ

سونٹھ کی ہوگی اس چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے ف۱

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

ان کے چھوٹے بچے ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے تو ان کو دیکھے گا

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ

تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا ف۲ اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا

نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ

تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا ف۳ سبز رنگ کے باریک

خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۖ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ

کپڑے اور دبیز ہوں گے اور ان کو چاندی اور سونے کے کنگن پہنائے جائیں

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ

گے ان کا پروردگار پاک شراب پلائے گا ف۴ یہ تمہارا بدلہ ہے اور تمہاری

كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

کوشش قبول ہے ف۵ اے رسول ہم نے تجھ پر وہ قرآن آہستہ

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

آہستہ نازل کیا ہے ف۶ تو اپنے رب کے حکم کے موافق صبر کیجیو اور کسی بدکار

مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً

یا کافر کی بات نہ مانیو صبح شام اپنے رب کا نام

وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ

ذکر کیا کر ف۷ اور راتوں کو اس کی سامنے سجدہ کیا کر

لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ

اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پاکی سے یاد کر ف۸ یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں

يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ

اور اپنے آگے سخت کو چھوڑے ہوئے ہیں حالانکہ ہم نے ان کو پیدا کیا

وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ

اور ان کی پیدائش مضبوط کی اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں

ف۱: یعنی ایک جام شراب وہ تھی جس میں کافور ہے اور دوسری شراب وہ ہوگی جس میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی مگر یہ دنیا کی سونٹھ نہ سمجھی جائے کیونکہ وہ جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہتے ہیں' سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور وہ حرارت غریزیہ میں ارتعاش پیدا کرتی ہے اور عرب کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ بہر حال کسی خاص مناسبت سے اس کو زنجبیل کا چشمہ کہتے ہیں ابرار کے پیالہ میں اس کی تھوڑی سی آمیزش کی جائے گی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ان باغات میں ایسے پیالے مزیدار اور لذیذ چائے کے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جس میں آمیزش خوشبو اور سونٹھ کی ہوگی یعنی کھانے کے بعد بڑا مزیدار زنجبیل واٹران کو پلایا جائے گا۔

ف۲: اس لطف کی زندگی میں کھانے پینے کے علاوہ ایک بات اور بھی آرام دہ ان کو حاصل ہوگی وہ یہ ہے کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جوان اہل جنت کی اولاد میں سے چھوٹی عمر میں مر چکے ہوں گے یا ان کی خواہش سے جنت میں پیدا ہوئے ہوں گے ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے تو اے انسان جب تو ان کو دیکھے گا تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا یہ سب کچھ اہل جنت کے دل بہلانے کا سامان ہوگا۔ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ یعنی ہمیشہ لڑکے رہیں گے یا جنتیوں سے کبھی چھینے نہ جائیں گے اپنے حسن و جمال صفائی اور آداب وتاب میں ادھر ادھر پھرتے ہوں گے گویا بہت سے چمکدار خوبصورت موتی زمین پر بکھیر دیئے گئے ہیں یہ بطور خادم چیزیں لے کر ہر وقت آتے جاتے رہیں گے۔

ف۳: کیونکہ دنیا کے تمام صلحاء اس میں رہتے ہوں گے کروڑوں سے متجاوز ہوں گے یعنی جنت کا حال کیا بیان کیا جائے جب کوئی دیکھے گا تو معلوم ہوگا کہ کیسی عظیم الشان نعمت اور کتنی بھاری بادشاہت ہے جو ادنیٰ ترین جنتی کو نصیب ہوگی۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے اور جنت میں سب سے بعد داخل ہونے والے سے فرمائے گا کہ تیرے لیے بادشاہت ہفت اقلیم کی اور دس گنا ہے۔

ف۴: اہل جنت کو ریشمی لباس پہنایا جائے گا اس لیے اہل جنت کے اوپر سبز رنگ کے باریک کپڑے اور دبیز مثل مخمل کے ہوں گے اور ان کو حسب مراتب چاندی اور سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو بغیر نشہ کے اور خرابی سے پاک شراب پلائے گا اس کے پینے سے دل پاک اور پیٹ صاف ہوں گے پینے کے بعد بدن سے پسینہ نکلے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح مہکنے والی ہوگی اور ان کے باطن کو حسد' کینہ اور بغض وغیرہ جیسے برے اخلاق سے پاک وصاف کردے گی۔ ریشم اور طلائی زیور اس دنیا میں مردوں کیلئے بعض مفاسد کی بنا پر ممنوع ومعیوب ہے جنت کی فضا میں وہ تمام مفاسد غیر موجود ہوں گے۔ اہل جنت کے اعزاز واکرام کی ترتیب ملاحظہ فرمائیں پہلے ارشاد ہوا يَشْرَبُوْنَ ووخود وہاں پئیں گے پھر وارد ہوا يُسْقَوْنَ یعنی انہیں پلایا جائے گا پلانے والے مجہول رہے خواہ وہ فرشتے ہوں یا جنت کے خدام اب ارشاد ہو رہا ہے کہ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ ساقی براہ راست ذات باری تعالیٰ ہوگی کیا ٹھکانہ ہے اس اعزاز واکرام کا۔ عربی میں شراب ہر مشروب کو کہتے ہیں۔

ف۵: یہ مزید اعزاز واکرام اور خوشدلی کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ تمہارے اعمال کا بدلہ یہ ہے کہ تمہاری کوشش مقبول ہوئی اور محنت ٹھکانے لگی جس کو سن کر جنتی اور زیادہ خوش ہوں گے۔

ف۶: پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے پیروکار جنت حاصل کریں اور تو بھی کمال اولعزم ہو۔ تدریجی تنزیل میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ آپ اسے تھوڑا ہی تھوڑا کر کے امت تک بسہولت پہنچاتے رہیں اور انہیں (بقیہ صفحہ 983 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبْدِيْلًا ﴿۱۰﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ

بدل دیں گے ف۱ یہ سورہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے

اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۱﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے ف۲ تم نہیں چاہتے

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۲﴾

مگر جس وقت خدا چاہے بے شک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ف۳ ہے

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ

جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور اس نے ایسے ظالموں کے

اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾

لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ف۴

آیاتہا ۵۰ سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۲

سورۃ المرسلت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور جو تیزی سے چلتی ہیں

وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾

جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾

اور جو پھاڑ دیتی ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نصیحت پہنچاتی ہے تاکہ عذر دور کریں اور ڈراویں

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾

جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا ف۵ جب ستارے بے نور ہوجائیں گے

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾

اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے ف۶

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

اور جب رسول جمع کئے جائیں گے ف۷ کس روز کے لئے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا

منزل ۷

ف۱: یعنی زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کردیں گے یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ نہ مانیں گے تو ہم پھر بھی اس بات پر قادر ہیں کہ جب چاہیں ان کی جگہ دوسرے ایسے ہی آدمی لے آئیں جو ان کی طرح سرکش نہ ہوں گے اِذَا شِئْنَا سے مراد یہ بھی لی گئی ہے کہ ہم جب چاہیں گے ان کو مٹا لیں اور ان کی شکلیں بدل دیں گے انہیں مار کر پھر جلائیں گے اور عالم برزخ و آخرت میں لے جائیں گے جہاں ان کی صورتیں ان کے اعمال ہی کی مثل ہوں گی اور اہل جہنم برے اعمال کے مطابق اور اہل جنت اچھے اعمال کی مقدار کے مطابق قبیح اور حسن کے درجہ پر ظاہر کردیئے جائیں گے۔

ف۲: یعنی جبر و زور سے منوا دینا آپ کا کام نہیں آپ قرآن کے ذریعہ نصیحت کردیجئے آگے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ بنا لے پس راہ ہدایت کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے ارادہ اختیار سے صحیح کام لے۔

ف۳: اس آیت کے معنی کی بہت سی آیات ہیں مثلاً وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وغیرہ تو ان آیات میں ایک ہی شکل قابل حل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کام ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایمان بھی اسی کی مشیت سے حاصل ہوتا ہے تو پھر جو لوگ ایمان نہ لائیں یا نیک کام کی خواہش نہیں کرتے ان کا قصور کیا ہے؟ قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت انسان اور مشیت خدا اور صدور فعل میں ایک سلسلہ نظام ہے انسانی مشیت پہلے ہوتی ہے کہ یہ کام کروں اس پر توفیق ایزدی ہوتی ہے جس سے اس کی مشیت کو قوت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں انسان میں پھر ایک مشیت پیدا ہوتی ہے جو فعل کو قریب الوقوع بلکہ صادر کرتی ہے اس دعویٰ کا ثبوت قرآن مجید سے سنئے بیوی خاوند میں مصالحت کے لیے جو کمیشن مقرر ہوتا ہے ان کے حق میں فرمایا ہے ﴿اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النساء:۳۵) یعنی خاوند اور بیوی کے درمیان اصلاح کرانے والے اگر واقعی اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے گا' اس آیت میں ارادہ انسانی پر اپنی توفیق کو مرتب فرمایا' نیز فرمایا کہ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ جو کوئی چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ اس آیت میں انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب فرمایا پس ان آیات سے دو امور ثابت ہوئے۔ (۱) انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اعمال خیر کا صدور نہیں ہوتا۔ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ انسانی مشیت کے بعد توفیق ہوتی ہے توفیق کے بعد انسان عزم پختہ کرتا ہے اس پختہ عزم کے حق میں فرمایا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ یعنی تم انسان کسی فعل پر پختہ ارادہ نہیں کرسکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے اس سے پہلی مشیت کی نفی نہیں ہوتی صدق اللہ۔

ف۴: رحمت سے مراد بہشت ہے اس لیے کہ بہشت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملتی ہے۔ عطاءؒ نے کہا جس کی نیت صادق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا رہے ظالم تو ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے اور ظالم سے مراد مشرک ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے اسلام میں داخل کرلیتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق بخشتا ہے اور جو لوگ اس سے خیر کی توفیق نہیں مانگتے تو وہ ظالم ہیں اور اس نے ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

ف۵: وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا' وہ ہوائیں جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾
فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہے ف۱

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾
مکذبوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا کیا ہم نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
اور ان کے بعد اور لوگوں کو لاتے ہیں اسی طرح ہم مجرموں

بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ
کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا ف۲ کیا ہم

نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ
نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر ہم نے اس کو نیک

مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ
مضبوط مکان میں ایک معین وقت تک ٹھہرائے رکھا پھر ہم نے وقت مقرر کردیا

الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ
ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں ف۳ اس روز جھٹلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا ف۴ کیا ہم

نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾
نے زمین کو زندہ انسانوں اور مردوں کے لئے جائے رہائش نہیں بنایا

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً
اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں اور ہم ہی تم کو میٹھا

فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا
پانی پلاتے ہیں اور اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا ف۵ جس عذاب کو تم جھٹلاتے

اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى
تھے اسی کی طرف چلو دھوئیں کے شاخوں

ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ
والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے اور نہ

مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾
گرمی میں مفید بلکہ سخت عذاب کا ذریعہ ہوگا ف۶ وہ بڑے بڑے مکانوں جیسے شرارے پھینکے گی

زبانوں میں مسلم ومتعارف ہیں۔

ف۲: اس آیت کو اس سورت میں دس دفعہ مکرر بیان فرمایا اس لیے کہ جھٹلانے والوں پر بقدر ان کے جھٹلانے کے مطابق عذاب تقسیم کیا کیونکہ جو کوئی کئی باتوں کو جھٹلائے اس کے لیے ہر بات کے جھٹلانے پر علیحدہ علیحدہ سزا ہے اور بعض بات کے جھٹلانے کا جرم دوسری باتوں کو جھٹلانے کے جرم سے زیادہ ہوتا ہے پس سزا بھی اسی قدر ہے جس قدر جرم۔ الاولین یعنی پرانی سرکش قومیں جو عذاب سے ہلاک ہوچکی ہیں قوم عاد قوم ثمود اور قوم فرعون وغیرہ۔ الاخرین یعنی خود مشرکین قریش اور ان کے بعد کی نسلیں جو کفر وتکذیب کے لحاظ سے الٰہی اولین کے نقش قدم پر تھیں۔

ف۳: مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنی نطفہ منی سے۔ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ یعنی رحم مادر میں جسے محاورہ میں بچہ دانی کہتے ہیں اور وہاں اکثر ٹھہرنے کی مدت نو مہینے ہوتی ہے۔ فَقَدَرْنَا یعنی ان تمام چیزوں کا ایک اندازہ ٹھہرالیا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ' قادرون یہاں مقدرون کے معنی میں ہے کہ ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں کہ اتنی مدت میں کوئی ضروری چیز رہ نہیں جاتی اور کوئی زائد اور بے کار چیز پیدا نہیں ہوتی۔

ف۴: یعنی جو ہمارے آئین حکمت اور عموم قدرت سے انکار کرتے ہیں۔

ف۵: زمین کا زندوں کو سمیٹنے والی ہونا تو ظاہر ہی ہے کہ انسان زندگی بھر چلتا پھرتا' اٹھتا بیٹھتا رہتا بستا اور مردوں کے سمیٹنے والیوں کے موت کے بعد بھی اسی میں دفن ہوتا ہے اور جو مردے نہیں دفن ہوتے ان کے بھی اجزائے ارضی آگ سے جلنے یا پانی میں ڈوبنے کے بعد بہرحال کسی نہ کسی واسطہ سے اسی زمین ہی میں جذب ہوتے ہیں بعض فقہاء نے ارض کے سلسلہ میں امواتا کے آجانے سے میت کے زمین میں دفن ہونے کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔

ف۶: اب ذکر میدان حشر کا ہو رہا ہے اور یہ اہل دوزخ سے کہا جائے گا ظل یا سائبان سے یہاں مراد ایک دھواں ہے جو دوزخ سے بڑی شدت اور کثرت سے نکلے گا اور کئی ٹکڑوں میں پھٹ جائے گا اور حساب ختم ہونے تک کفار اسی دھوئیں کے احاطہ میں گھرے رہیں گے جیسے کہ مقبولین سایہ عرش میں ہوں گے۔ ذی ثلث شعب محققین عارفین نے کہا ہے کہ علم صحیح کے راستہ میں تین حجابات ہوتے ہیں (۱) حس (۲) خیال (۳) اور وہم اور عمل صحیح کے راستہ میں بھی تین حجابات ہوتے ہیں (۱) قوت وہمیہ (۲) قوت عصبیہ (۳) قوت شہویہ۔ جدید نفسیات کی اصطلاح میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسان کو عذاب کی طرف لے جانے والی تین ہی قوتوں کے غلط استعمال ہیں۔ (۱) عقل وادراک کی گمراہیاں (۲) جذبات وشہوات کی لغزشیں (۳) قوت ارادی کی کج رویاں۔

جاتی ہیں۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا یہ تند وتیز ہوائیں یا آندھیاں ہر قسم کے خطرات کا امکان لیے ہوتی ہیں۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا یعنی برساتی ہوئیں یا مون سون۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا وہی برساتی ہوائیں جو پانی لاتی تھیں بادلوں کو منتشر کردیتی ہیں۔ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا توجہ الی اللہ کے ذریعے مختلف ہیں۔ ایک ترغیب اور دوسری ترہیب' ہوائیں اگر خوشگوار اور نفع بخش ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور (بقیہ صفحہ 983 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: سوال مزید تہویل وتخویف کے لیے ہے یعنی وہ دن کتنا ہولناک اور کیسا ہیبت ناک ہوگا جوش واثر کے موقع پر تقریر میں خطیبانہ سوالات صرف خطبات عرب ہی میں نہیں بلکہ تمام ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾
گویا زرد اونٹ ہوں گے ف۲ اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا ف۳
هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾
اس روز وہ نہ بولیں گے ف۴ نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں ف۵
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ
اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا ف۶ وہ فیصلہ کا دن ہوگا جس میں
جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ
ہم تم کو اور تم سے پہلے سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر اگر تم کو میرے مقابلے میں
فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٠﴾ اِنَّ
کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا ف۷
الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا
متقی لوگ نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں
يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ
میں ہوں گے اپنے کئے ہوئے اعمال کی برکت سے خوش گوار
تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾
کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے ف۸
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا
اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا ف۹ چند روز کھالو اور مزے اڑالو
قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بداعمال ف۱۰ ہو اس روز مکذبوں کے لئے
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا
افسوس ہوگا ف۱۱ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کی اطاعت کرو تو
يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ
اطاعت نہیں کرتے اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا فلاں پھر
حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾
اس کے سوا کس کلام پر یقین کریں گے ف۱۲

ف۱: یہ دونوں تشبیہات ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں اور یہ ایک ہی چیز کی دو تشبیہات دو مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے ہیں جہنم کے انگارے اپنی بڑائی کے لحاظ سے بڑے بڑے محل جیسے ہوں گے۔ جمالۃ صُفْرٌ یہ تشبیہ رنگ کے لحاظ سے ہے۔ حاصل یہ کہ ہر چنگاری اتنی بڑی ہوگی جتنا محل اور رنگ اور بہتات اور پے در پے آنے اور آپس میں ہی ملے رہنے اور شتابی سے اوپر کی طرف چڑھنے اور پھیلنے میں ایسی ہوگی جیسے زرد رنگ والے اونٹ ہوتے ہیں۔

تنبیہ: اگر قصر کے ساتھ تشبیہ بلندی میں تھی تو اونٹ کے ساتھ کلانی میں ہوگی اور اگر وہ تشبیہ کلانی میں ہو تو کانہ جمالۃ صفر کا مطلب یہ ہوگا کہ ابتدائی چنگاریاں محل کے برابر ہوں گی پھر لوٹ کر اور چھوٹی ہو کر اونٹ کے برابر ہو جائیں گی یا اونٹ کے ساتھ رنگت میں تشبیہ ہو لیکن اس صورت میں ترجمہ جنہوں نے کالے اونٹوں سے کیا ہے وہ زیادہ چسپاں ہوگا کیونکہ روایات سے جہنم کی آگ کا سیاہ و تاریک ہونا ثابت ہو چکا ہے اور عرب کالے اونٹ کو صفر اس لیے کہتے ہیں کہ عموماً وہ زردی مائل ہوتا ہے واللہ اعلم۔

ف۲: جو جہنم کی سختیوں کو آج جلائے ہوئے ہیں۔

ف۳: قیامت کے کئی حالات اور اوقات ہیں۔ پس بعض حالتوں اور وقتوں میں تو جھگڑا کریں گے اور بعض میں نہیں بولیں گے اور جن مواطن میں وہ بولیں گے تو وہ نافع نہ ہوگا کیونکہ اس لحاظ سے بولنا نہ بولنا دونوں برابر ہیں۔

ف۴: کیونکہ معذرت اور توبہ کے قبول ہونے کا وقت گزر گیا بلکہ کہا جائے گا کہ لا تعلمون۔

ف۵: جو یوم حشر اور اس کی ہولناکیوں کی واقفیت سے اب تک انکار کر رہے ہیں اور انہوں نے دنیا پر قیاس کر کے سمجھ رکھا ہوگا کہ اگر ایسا موقع پیش آ گیا تو وہاں بھی زبان چلا کر اور کچھ عذر و معذرت کر کے چھوٹ جائیں گے۔

ف۶: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں لفظ جعلنا ماضی ہے مگر ہم نے اس کا ترجمہ کم کی وجہ سے مستقبل سے کیا ہے کیونکہ میدان قیامت میں تو سارے لوگ ایک ہی وقت میں مخاطب ہوں گے پھر اس وقت مخاطب اور اولین میں فرق کیونکر ہوگا؟ ہاں البتہ بوقت کلام اور بوقت نزول قرآن یہ تفریق صحیح ہو سکتی ہے کہ تم سے مراد حاضرین اور اولین سے مراد گزشتہ لوگ جیسے فرمایا قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ کہہ دیجئے کہ تم سے پہلے اور پچھلے سب جمع کئے جائیں گے پھر اس روز جھٹلانے والوں کے لیے افسوس ہوگا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تکذیب کی ہوگی۔

ف۷: وہ ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوں گے اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ ہوگی' یہ متقین کا بیان ہے اس میں مخالفین کو ترغیب ہے محسن (نیکوکار) بن جانے کی تو جو بھی محسن ہوگا اس مرتبہ و منزلت کا حق دار ہو جائے گا۔

ف۸: جو جنت کی نعمتوں اور اہل جنت کی بشارتوں سے بھی انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔

ف۹: خطاب جھٹلانے والوں کو ہے کہ چند روز اور مزے اڑالو آخر یہ کھایا پیا بہت بری طرح نکلے گا کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے مجرم ہو جس کی سزا حبس دوام اور عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا فرمانا ایسا ہے کہ جیسے ایک مجرم کو جب پھانسی کا حکم ہو چکا ہو تو اس کو پھانسی دینے سے پہلے پوچھتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو ظاہر کرو تا کہ اس کے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔

ف۱۰: جو آج دنیا میں بار بار کی تنبیہات اور فرمائشوں کے بعد بھی انکار و اعراض سے باز نہیں آتے۔ (بقیہ صفحہ 984 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ — اٰیاتُھَا ۴۰ — رُوْعَاتُھَا ۲

سورۃ النبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

یہ لوگ آپس میں کس بات کے بارے میں سوال کرتے ہیں بڑی خبر کے بارے میں سوال کرتے ہیں جس میں یہ لوگ

مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ اَلَمْ نَجْعَلِ

مختلف رائے ہیں ان کو اصل حال معلوم ہوجائے گا پھر ضرور جان لیں گے ف۱ کیا ہم نے زمین کو

الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝٨

گہوارہ نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا ف۲ اور ہم نے تم کو مختلف قسم بنایا ف۳

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَّجَعَلْنَا

اور تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا ف۴ اور ہم نے تمہاری لئے رات کو پردہ بنایا اور ہم نے دن

النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ وَّجَعَلْنَا

کو تمہاری روزی کے لئے بنایا ف۵ اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے اور ہم نے

سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤

چمکیلا چراغ بنایا ف۶ بادلوں سے زور کا پانی اتارتے ہیں

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

تاکہ ہم اس کے ساتھ دانے اور سبزیاں اور گھنے باغ پیدا کریں ف۷ روز قیامت عام فیصلے کا

كَانَ مِيْقَاتًا ۝١٧ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝١٨ وَّ

دن وقت مقرر ہے جس روز صور میں آواز پھونکی جائے گی تم گروہ گروہ بن کر آجاؤ گے ف۸ اور

فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝١٩ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ

آسمان دروازے ہوجائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ غبار

سَرَابًا ۝٢٠ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝٢١ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝٢٢

ہوجائیں گے ف۹ جہنم گھات میں ہے کافروں کے لئے ٹھکانہ ہوگا

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝٢٣ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝٢٤

جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہریں گے ف۱۰ اس میں نہ ٹھنڈک چکھیں گے نہ پینے کو پانی

منزل ۸

ف۱: قرآن مجید میں جو مسائل اعتقادیہ بتائے گئے ہیں اُن میں سے ایک مسئلہ معاد بھی ہے یعنی روز جزاء کا یقین رکھنا بھی ایمان میں داخل ہے۔ مشرکین مکہ اس سے سخت منکر تھے اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے بطور استفہام یا بطور طنز پوچھتے تھے کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے ابھی کیوں نہیں آجاتی وغیرہ وغیرہ انہیں خبردار ہوجانا چاہئے کہ وہ بہت عظیم الشان چیز ہے جس کا علم ان کو عنقریب ہوجائے گا۔ جب یہ اپنی آنکھ سے اس کے ہولناک مناظر دیکھیں گے۔ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ کوئی اس کے آنے پر یقین رکھتا ہے کوئی منکر ہے کوئی شک میں پڑا ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف بدن اٹھے گا اور کوئی کہتا ہے کہ تمام عذاب وثواب روح پر ہوگا اور بدن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض جب وہ سامنے آجائے گی تو اُس وقت ان کو معلوم ہوجائے گا کہ قیامت کیا چیز ہے اور ان سوالات واختلافات کی حیثیت کیا تھی۔ سوالیہ فقروں سے خطبات کی ابتداء کرنا دوسری زبانوں کی طرح خطاب عرب میں حسن انشاء وخطابت کا ایک بہترین نمونہ سمجھا گیا ہے اور فقروں کا تکرار عربی حسن خطابت اور اسلوب بلاغت کا ایک خاص نمونہ ہے۔

ف۲: جب کہ کسی چیز میں میخ لگا دینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلتی ایسے ہی ابتداء میں زمین کانپتی اور لرزتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر کے اُس کا اضطراب اور کپکپی کو دور کیا' اس طرح زمین ڈانواں ڈول ہونے کی حرکت سے رک گئی۔ (عثمانی' ماجدی)

ف۳: کوئی گورا کوئی کالا نیز مرد وعورت کے جوڑے وغیرہ یعنی مرد کے سکون وراحت کے لئے عورت کو اس کا جوڑا بنایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾ (روم: ۲۱)

ف۴: نیند بظاہر تو نقصان اور وقت ضائع کرنے کے مترادف معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک نعمت ہے اور جن لوگوں کو بوجہ مرض نیند نہیں آتی اُن سے اس کی قدر پوچھیے تو گویا نیند کا انسانی زندگی کے حق میں ایک نعمت عظیم ہونا بالکل ظاہر ہے۔ ضمناً اس حقیقت اور اہم حیاتیاتی حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ نیند ایک ایجابی چیز ہے محض ایک سلبی کیفیت یا عدم بیداری کا نام نہیں۔

ف۵: یعنی رات ہر چیز کو اپنی تاریکی کی چادر سے ڈھانپ لیتی ہے' جیسے آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنے بدن کو چھپا لیتا ہے اسی طرح رات کی تاریکی مخلوق کی پردہ داری کرتی ہے اور جو کام چھپانے کے لائق ہوں تو وہ عموماً رات کے اندھیرے میں کئے جاتے ہیں اور کاروبار اور کمائی کے دھندے عموماً دن میں کئے جاتے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات کی طرف سے دل کو سکون واطمینان نصیب ہو۔ لباس کے معنی آرام وتسکین خاطر کے بھی کئے گئے ہیں۔ رات کا وقت جو فاطر کائنات نے انسان کے تھکے ہوئے جسم اور دماغ کیلئے سکون وراحت کا اور عبادات وخلوت کا وقت بنایا ہے جبکہ بعض مسلمان اور روشن خیال ومہذب ہونے کے دعویداروں نے عین اسی وقت کو اپنے تعیشات اور نفس پرستیوں کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ جیسا سینما' تھیٹر اور بال اور آپیرائی وی' وی سی آر نائٹ کلب اور انٹرنیٹ وغیرہ۔

ف۶: رات اور دن کی مناسبت سے آسمانوں اور سورج کا ذکر فرمایا یوں کہیے کہ زمین کے مقابلہ میں آسمان کا بیان ہے' سات آسمان ایسے مضبوط بنائے کہ جن میں آج تک اس قدر مدت گزرنے کے باوجود کوئی رخنہ نہیں پڑا۔ آسمان اور آفتاب جیسی زبردست وعظیم الشان موجودات حق تعالیٰ کی محض مخلوق ہی ہیں۔ تمام مخلوقات کی طرح بے بس ہیں نہ (بقیہ صفحہ 984 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْاَحْمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ پئیں گے پورا پورا بدلہ ہوگا ف۱ وہ لوگ حساب کا یقین

حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ

نہیں رکھتے اور کھلی تکذیب کرتے ہیں اور ہم نے ہر ایک چیز کو قلم بند

كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

کر رکھا ہے عذاب کا مزہ چکھو اور ہم تم کو سوائے عذاب کے نہ بڑھائیں گے ف۲ بے شک پرہیزگار

مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا

لوگوں کے لئے بڑی مراد ملے باغ کھانے کو انگور اور نوجوان ہم عمر عورتیں اور بھرے ہوئے

دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً

پیالے وہ لوگ بے ہودہ بات یا جھوٹ نہ سنیں گے یہ تیرے رب کی

حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ

طرف سے جو آسمانوں اور زمینوں اور انکے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا ف۳ وہ لوگ اس خدا

مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ

سے خطاب کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے ف۴ جس روز روح امین اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں مگر وہی

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

بول سکے گا جس کو رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس نے بات صحیح کی ہو ف۵ بس وہ دن واقعی ہونے والا ہے پس جو

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَوْمَ يَنْظُرُ

کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے ف۶ ہم نے تم کو قریب الوقوع عذاب سے ڈرایا ہے جو

الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

اس روز ہوگا جس روز ہر آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی خود دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مرکر مٹی میں مٹی ہو جاتا ف۷

آیاتہا ۴۶ سورۃ النزعت مکیۃ رکوعاتہا ۲

سورۃ النزعت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

قسم ہے ان جماعتوں کی جو بڑی سختی سے روحیں نکالتی ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک روحیں خوشی کے ساتھ نکالتی ہیں تیر چلنے والی

منزل ۷

ف۱: یعنی نہ کوئی ایسی خنکی نصیب ہوگی جو باعث راحت بن سکے اور نہ کوئی پینے ہی کی ایسی چیز جو پیاس بجھا سکے اور غساق کے ایک معنی نہایت شدید سردی کے بھی ہیں۔

اور اس معنی سے وعید کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی کو کھولتا ہوا پانی ملے گا اور کسی کو غضب کی بے پناہ سردی' غرض اہل افراط و اہل تفریط دونوں کو انتہائی شدید سزا اپنے اپنے حسب حال ملے گی۔ جزاءً وِّفَاقًا یعنی ہر ایک کے درجہ کفر و فسق کے مناسب سزا دیا جانا۔

ف۲: اُن کا اصلی اور بنیادی جرم اُن کی یہی آخرت بیزاری تھی۔ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا. یعنی ہر چیز تمہارے نامہ اعمال میں منضبط کر کے رکھی گئی ہے' تو یہ خود تمہارے معیار سے بھی صحت و تحقیق کا خاص اہتمام ہے اور کسی عمل کی کمی بیشی کا کوئی احتمال نہیں۔ كِذَّابًا کی قید واقعی سے احترازی نہیں یعنی اُن کافروں کی صرف حالت کا بیان ہے کہ وہ آخرت فراموشی کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی تکذیبوں میں مبتلا تھے' یہ مراد نہیں کہ بغیر اتنی تکذیبوں کے مجرم قرار نہ پائیں۔ جرم کفر تو کسی بھی دینی عقیدہ میں شک و تردد سے لازم آ جاتا ہے' صیغہ غائب سے یک بیک بقاعدہ التفات صیغہ حاضر میں آنا اس سے مقصود شدت غضب کا اظہار ہے' حدیث نبوی میں آیا ہے کہ یہ آیت عذاب کی شدید ترین آیت ہے۔

ف۳: حَدَآئِقَ سرسبز باغ' اَعْنَابًا انگور' كَوَاعِبَ اَتْرَابًا نوجوان' نوخیز' ہم عمر یوں کَاْسًا دِهَاقًا لبالب جام' یہ سب ایک کامل و مکمل مرفع عیش کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ اہل جنت کے انعامات کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہیں وہ تمام کی تمام مادی لذتیں اور نعمتیں بھی حاصل رہیں گی جن سے وہ دنیا میں برابر لذت حاصل کرتے رہتے تھے۔ كذابا یہاں یہ بتا دیا کہ وہاں کے پاکیزہ اور صاف ستھرے عیش کو دنیا کی بے ہودہ رنگ رلیوں پر قیاس نہ کیا جائے۔ دنیا میں جہاں ایسے باغوں اور عرس و میلے وغیرہ میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے تو وہاں فحش گوئی اور لچ پنے کی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہاں ایسا نہ ہوگا اور یہاں کسی قسم کی رکاکت و ابتذال کا پرتو بھی نہ پڑنے پائے گا بلکہ یہاں خالص لطف و سرور ہی حاصل رہے گا۔ جزآءً عطآءً اور حسابا' تین مختلف کلمات بیان کر کے تین مختلف کیفیتوں کی طرف اشارہ کر دیا۔ جَزَاءً کا مفہوم مزدوری و اجرت کا ہے یعنی اس کے حصول کے لئے کچھ کرنا چاہئے اور عمل صالح سے اس کا استحقاق پیدا کرنا چاہئے۔ عَطَاءً کا اشارہ بخشش و رحمت پروردگار کی جانب ہے یعنی فضل و کرم کے امیدوار رہیں اور سارا بھروسہ اپنے اعمال پر نہ کر بیٹھیں۔ حِسَابًا میں یہ پہلو آ گیا کہ جو کچھ بھی ملے گا اندھا دھند اور بے قاعدہ نہیں بلکہ امتیاز مراتب کے ساتھ اور اخلاص نیت وغیرہ کو ملحوظ رکھ کر ملے گا۔

ف۴: یعنی باوجود اس قدر لطف و رحمت کے عظمت و جلال ایسا ہے کہ کوئی اس کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا' کیا مجال کہ مخاطب کر کے کچھ عرض و معروض کر سکیں' کسی مقرب سے مقرب مخلوق کی بھی یہ مجال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر خود بخود اس ذات پاک کے حضور میں کلام بھی کر سکے۔

ف۵: روح فرمایا جانداروں کو یا روح القدس جبریلؑ مراد ہوں۔ بعض مفسرین کے نزدیک وہ روح اعظم مراد ہے جس سے بے شمار روحوں کا انشعاب ہوا ہے۔ وقال صوابا یعنی بولنے کیلئے دو شرطیں ہیں' ایک تو یہ کہ بولنے والے کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے اور دوسری یہ کہ بولنے میں خطا نہ کرے' مثلاً کسی غیر مستحق کی سفارش نہ کر بیٹھے' یا دو شرطیں یہ ہیں کہ اسکی سفارش کی جائے گی جس کے حق میں اجازت ملے اور دنیا میں اس نے اچھی بات کہی ہو یعنی شرک سے لوگوں کو ہٹایا ہو اور توحید کی طرف بلایا ہو' تو کافر دنیا میں اچھی بات نہیں بولتا پس اُس کے حق میں سفارش کی اجازت نہیں ملے گی۔ حاصل یہ کہ (بقیہ صفحہ 984 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ یَوْمَ

سواریوں کی قسم ہے اور نیکیوں میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور سیاسی کام کے مدبرین ف۱ کی قسم ہے جس روز

تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ

ہلا دینے والا ہلا دے گا تو اس کے پیچھے آنے والا آئے گا ف۲ کئی دل مارے خوف

یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ یَقُوْلُوْنَ

کے دھڑک رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی کہتے ہیں

ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾

کیا ہم پھر پہلی زندگی میں لوٹائے جائیں گے پس کیا جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ہم اٹھائے جائیں گے

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾

کہتے ہیں یہ واپسی تو بہت نقصان دہ ہوگی ف۳ سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک آواز ہوگی

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾

پس وہ سطح زمین پر آجائیں گے ف۴ کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے ف۵

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى

جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طوی میں اس کو بلایا فرعون کے

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ

پاس جا وہ سرکش ہوگیا ہے پس تو اس سے کہہ تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ تو پاک صاف ہوجائے اور

اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾

میں تجھے ہدایت کروں تو تو ڈر جائے ف۶ پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی ف۷

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾

پھر بھی اس نے تکذیب اور بے فرمانی ہی کی اور پیٹھ پھیر کر کوشش کرنے لگا ف۸ پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ

سے کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں ف۹ پس خدا نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں

وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

کے عذاب میں پکڑا بے شک اس میں ڈرنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے ف۱۰

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا

کیا تمہارا پیدا کرنا بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا خدا نے اس کو بنایا اور اس کی چھت کو

(باقی آئندہ)

ف۱: پہلی قسم یہ ہے کہ روح نکالنے والے فرشتے کافر و مشرک کی روح زبردستی سے کھینچ کر اور اس کی رگوں میں ڈوب کر نکالیں گے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ یہ فرشتے فرمانبردار و مسلمان کے بدن سے اس کی روح آسانی سے نکالیں گے یعنی اسکی روح خوشی سے مالک کائنات کی طرف دوڑے گی جیسے پانی کا بند توڑ دیا جائے تو وہ جلدی سے بہنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن بدن کی تکلیف اور ہے اس میں کافر اور مسلمان برابر ہیں۔ یہاں روح کا ذکر ہے کہ نیک آدمی خوشی سے دوڑتا ہے اور برا ڈر سے بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ ایک قسم فرشتے ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں ایک سے ایک درجہ زیادہ چاہتے جب کچھ حکم پہنچا دوڑے آسمان کی طرف تیز گویا ہوا میں تیرتے جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم پہنچتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑتا ہے تا کہ وہ اس خدمت کو انجام دے چاہے وہ روحوں کو لے کر آسمان کی طرف چڑھنا ہو یا کوئی اور کام ہو گویا وہ تیز ہوا کی طرح دوڑتے اور تیرتے جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا. مجاہدین کی تیز چلنے والی سواریوں کی قسم تیز دوڑنے والے گھوڑے کو سابحہ کہتے ہیں۔ امرء القیس اپنے گھوڑوں کی تعریف میں کہتا ہے ۔

تسعدنی عمرة بعد غمرة
سبوح لها منها علیها شواهد
(عفیف)

جو ایسا تیز چلتے ہیں گویا کہ وہ پانی میں بے روک ٹوک تیرتے ہیں۔ یہ نیکیوں میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور ان دینی اور سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جو ملک کے کام کا احسن تدبیر سے انتظام کرتے ہیں علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ منکر کے سامنے کلام قسم کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ ان قسموں سے بتانا یہ مقصود ہے کہ تمہارے اعمال نیک و بد کا بدلہ تم کو ضرور ملے گا۔

ف۲: یعنی صور کا نفخہ ثانی جو ہر مردہ چیز کو از سر نو زندہ کھڑا کر دے گا۔ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ یعنی صور کا نفخہ اولیٰ جو چھوٹی بڑی ہر زندہ مخلوق کو فنا کر دے گا۔ پہلا نفخہ فنا کا ہوگا اور دوسرا بعث کا۔

ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور حسنؒ وغیرہ نے کہا کہ راجفہ سے مراد نفخہ پہلا ہے اور رادفہ سے دوسرا نفخہ مراد ہے اور ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس برس کی مدت کا فاصلہ ہے ابی بن کعب سے روایت ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر کھڑے ہوتے اور فرماتے: اے لوگو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو راجفہ آپہنچا ہے اور اس کے پیچھے رادفہ چلا آتا ہے اور موت اپنی سختیوں کے ساتھ آپہنچی۔ (ترمذی)

ف۳: یہ کہنے والے رسول اللہ ﷺ کے معاصر منکرین حشر تھے وہ لوگ یہ فقرے انکار اور استبعاد کے لہجہ میں طنز اور تعریض کی راہ سے کہتے تھے مادہ پرست اور روحانیت سے نا آشنا قوموں نے انسان کے فنا و بقاء کو کلی طور پر اس ظاہری جسم کے فنا و بقا کا مترادف سمجھا ہے۔ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ. کیونکہ ہم نے اس زندگی میں برے برے کام کئے ہیں اگر دوبارہ زندہ ہو کر جزا و سزا ملی تو ہماری خیر کہاں بھلا سڑی گلی ہڈیاں کہاں زندہ ہوں اور کہاں ہم سزا پائیں یہ تو محض وہمی باتیں ہیں حالانکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہے۔

ف۴: یعنی یہ لوگ انکو بہت مشکل کام سمجھ رہے ہیں حالانکہ اللہ کے ہاں یہ سب کام دم بھر میں ہو جائیں گے جہاں ایک ڈانٹ پلائی یعنی صور پھونکا اسی وقت بلا توقف اگلے پچھلے تمام کے تمام میدان حشر میں کھڑے دکھائی دیں گے ھی ضمیر صور کے نفخہ ثانیہ کی جانب ہے۔

ف۵: حضرت موسیٰ کا قصہ پہلے بھی (بقیہ صفحہ 985 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَوّٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۳۰﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ

خوب اونچا کیا اس کے نیچے رات کو سیاہ بنادیا اور اس کے نیچے روشنی پیدا کردی اس کے بعد زمین کو

ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۱﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۲﴾ وَالْجِبَالَ

بچھا دیا اس کا پانی نکالا اور چارہ پیدا کیا اور پہاڑ

اَرْسٰىهَا ﴿۳۳﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۴﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ

گاڑ دیئے یہ سب تمہارے گزارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے کیا ف۱ جب بڑی

الْكُبْرٰى ﴿۳۵﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۶﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

مصیبت آجائے گی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش کو یاد کرلے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے

لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۷﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۸﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۹﴾ فَاِنَّ

کی جائے گی ف۲ جس نے سرکشی کی ہوگی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی تو ایسے

الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۰﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى

لوگوں کے لئے جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا ف۳ اور جو کوئی اللہ کے مقام سے ڈرا ہوگا اور جس نے

النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۱﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۲﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

اپنے نفس کو ناجائز کوششوں سے روکا ہوگا پس اسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا ف۴ تجھ سے ساعت قیامت

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۳﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۴﴾

کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی اس کے متعلق تیرا کیا ف۵ ہے اس کا

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۵﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۶﴾

انتہائی علم خدا کو ہے جو اس سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے ف۶

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

مگر جس روز اس کو دیکھیں گے ایسے ہوجائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کا آخری وقت رہے ہوں گے یا ناشتہ کا وقت ف۷

آیاتہا ۴۶ سورۃ عبس مکیۃ رکوعہا ۱

سورۂ عبس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ

رسول نابینا کے آنے سے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا ف۸ تجھے کیا علم شاید وہ

ف۱: زمین جو دراصل آسمان سے پہلے پیدا ہو چکی تھی مگر ٹھوس گولے کی طرح تھی پھر جب آسمان بنایا تو اُس کے بعد زمین کو موجودہ صورت میں ایسا بچھایا کہ تمہاری ضرورت کے تمام سامان اس میں ودیعت کردے۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی تو وہ ہلنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین پر ڈال دیا اور وہ ٹھہر گئی۔

تنبیہ: دحٰھا' دحی کے معنی کسی چیز کو اس کی اصل جگہ سے ہٹا دینے کے ہیں۔ تو شاید اس لفظ سے اُدھر اشارہ ہو جو آج کل کی تحقیق ہے کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرم سماوی کا ایک حصہ ہے جو اُس سے الگ ہوگیا اور ایک مستقبل وجود میں آ گیا۔ (واللہ اعلم)

ف۲: یعنی دوزخ کو اس طرح منظر عام پر لائیں گے کہ ہر دیکھنے والا دیکھ سکے گا' کوئی آڑ پہاڑ درمیان میں حائل نہیں رہے گا۔ مومن و کافر انہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیں گے' قیامت چونکہ ہر چیز کی حالت بدل دے گی اور سارے ممکنات و موجودات پر غالب آجائے گی' اس لئے قدرتاً اس کا لقب اَلطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى قرار پایا۔

ف۳: یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی' اسے بہتر سمجھ کر اختیار کیا اور اُسے بھلا دیا' یعنی اخروی زندگی سے منکر ہو کر اسی ناسوتی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیا' یہاں ذکر نافرمان اور گناہگار کا نہیں بلکہ منکر و کافر کا ہے کیونکہ دوزخ مستقل ٹھکانا صرف انہی کا ہو سکتا ہے۔

ف۴: یعنی جو اس بات کا خیال کر کے ڈرا کہ مجھے ایک روز اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے وہ اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا بلکہ اُسے روک کر اپنے قابو میں رکھا' احکام الٰہی کی اتباع کرنے والا بنایا تو اُس کا ٹھکانہ بہشت کے سوا کہیں نہیں۔ ھویٰ سے مراد حرام خواہش ہے' تو جس نے نفس کو حرام خواہشوں سے روکے رکھا مطلب یہ کہ جس نے عقیدہ صحیح کے ساتھ عمل صالح کو بھی جمع رکھا۔ نَهَى النَّفْسَ یعنی کمال رغبت و شوق کے باوجود بھی اپنے کو روکے رکھا۔ ھویٰ کے عموم میں ایسی خواہش داخل ہے جسے نفس محبوب رکھے اور اس میں رضائے حق و خشیت الٰہی کا کوئی لحاظ نہ ہو۔ محققین اہل سنت کہتے ہیں کہ ہر ذکر و عبادت و مجاہدہ بھی جو کتاب و سنت سے ماخوذ نہ ہو تو وہ لذت نفس ہی کے لئے کیا جاتا ہے اور وہ ھویٰ کے حکم میں داخل ہے اور اسی لئے باطل فرقوں کو اہل بدعت کی طرح اہل ھویٰ کہنا بھی درست ہے۔ صوفیا نے آیت سے ضبط نفس کی فضیلت پر استدلال کیا ہے اور صوفیہ عارفین نے خوف کے تین درجے بتائے ہیں' پہلا درجہ یہ کہ قول و عمل میں مواخذہ اخروی کا دھڑکا لگا رہے اور یہ مقام اہل تقویٰ کا ہوتا ہے۔ دوسرا درجہ یہ کہ گناہ اور غلطی ہو جانے کی وجہ سے محبوب کی نظروں سے گر جانے کا دھڑکا لگا رہے اور یہ مقام اہل محبت کا ہے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ کسی نتیجہ کے خیال کے بغیر محض ہیبت و عظمت ذات سے لرزتا رہے اور یہ مقام عبدیت ہے۔ عبد محض کا مرتبہ کہتے ہیں کہ متقین و عشاق دونوں سے بلند تر ہے۔

صوفیوں کی ان ان ترانیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ عبدیت ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جس کے بعد کسی تقسیم کی ضرورت نہیں۔ جب کہ محدثین نے صوفیا کو فتنہ قرار دیا ہے تاہم صحیح العقیدہ اور متدین حضرات ہمارا ہدف نہیں یعنی اولیاء الرحمان سے ہمیں بھی عقیدت ہے مگر وجودی اور حلولی صوفی نے اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ حضرت الاستاذ سے مخفی نہیں۔ (عفیف)

ف۵: جب آپ کو اس وقت مقررہ کا علم نہیں دیا گیا تو آپ انہیں کیا بتائیں گے کتنے ہی سوال و جواب کرو آخر کار اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کرنا ہے۔

ف۶: جن کے دلوں میں سرے سے قیامت کا عقیدہ اور اس کی طرف سے اندیشہ ہی نہیں اُن کے لئے آپ کی تمام تبلیغ بے اثر ہے (بقیہ صفحہ 985 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَزَّكّٰى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝

پاک ہوجاتا یا نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی ف۱ جو شخص بے پرواہ ہے

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ

تو اس کے پیچھے پڑتا ہے حالاں کہ تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ پاک نہ ہو ف۲ اور جو تیرے پاس

يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا

کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے ف۳ ایسا ہرگز نہ چاہئے تحقیق

تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ

یہ آیات نصیحت ہیں جو چاہے اس کو یاد کرلے ف۴ عزت والے صحیفوں میں ہے بڑے بلند، مہ عزت دار

مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْاِنْسَانُ

نیکو کار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتا رہا ہے ف۵ انسان کو خدا کی مار

مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۝

کیسا ناشکرا ہے ف۶ خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا منی کی بوند سے پیدا کیا

خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝

خدا نے اسکو بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا پھر اس کے لئے راستہ آسان کردیا ف۷ پھر اسکو مار کر قبر میں داخل کردیتا ہے ف۸

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْيَنْظُرِ

پھر جب خدا چاہے گا اس کو اٹھالے گا انسان نے اپنا فرض نہیں ادا کیا انسان

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا

اپنے کھانے کی طرف نظر کرے ہم نے اوپر سے پانی ڈالا پھر اس کے ساتھ

الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝

زمین کو پھاڑا پھر اس میں دانے پیدا کئے اور انگور سبزیاں

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝

زیتوں اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوہ جات اور چارہ پیدا کیا

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝

تمہارے گذارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے ف۹ پھر جب وہ بہت ناک آواز آجائے گی

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ

جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے

ف۱: یعنی اس نابینا نے بے موقع سوال کیوں شروع کردیئے تھوڑا سا صبر کرلیتا جب تک کہ میں ان اکابر قریش سے فارغ ہوجاتا یہ تو گھر کا آدمی ہے تھوڑی دیر خاموش رہتا تو کوئی حرج نہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ اے رسول تیری نیت ٹھیک تھی مگر حقیقت کا تجھے کیا علم شاید وہ نابینا پوچھ کر عمل کر کے گناہوں کی آلودگی سے بالکل پاک ہوجاتا یا کسی قدر نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی پس آئندہ کو خیال رکھا کریں ۔

ما دوئیں را بنگریم و حال را
نے مبروں را بنگریم قال را

یَزَّکّٰی صیغہ مبالغہ ہے اور لعل زور دینے کے لئے ہے یعنی نفع کا اگر ظن ہوتا تو پھر بھی پوری توجہ اس طرف کرنا تھی چہ جائیکہ جب تزکیہ یا تذکر یقینی تھا۔

ف۲: نہ ہونا چاہیے تو نہ ہو سر کھائے یعنی جو لوگ اپنے غرور اور شیخی سے جن کی وہ پرواہ نہیں کرتے اور اُن کا تکبر انہیں اجازت نہیں دیتا کہ وہ اللہ اور اس رسول کے فرامین کے سامنے جھکیں اور جبکہ آپ اُن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں تا کہ ان کے اسلام کا اثر دوسروں پر پڑے حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ یہ مغرور اور شیخی باز آپ کی ہدایت سے درست کیوں نہ ہوئے ان کی فکر میں اس قدر انہماک کی ضرورت نہیں کیونکہ اس سے سچے طالب اور مخلص ایماندار توجہ سے محروم ہونے لگ جائیں۔ استغناء کا لفظ لا کر آپ کو اس طرف توجہ دلا دی گئی کہ ان لوگوں کو آپکی یا آپ کے دین کی پرواہ ہی کب ہے۔

ف۳: رسول اللہ ﷺ افضل البشر اور اعلم الناس تھے آپ نے انتہائی اجتہاد بشری سے کام لے کر یہ خیال فرمایا اور بالکل صحیح طور پر کہ کلی گمراہی جزئی ناواقفیت سے کہیں زیادہ اہم ہے اور اصول فروع پر کہیں مقدم ہے۔ قرآن میں آپ کو علم بشری محدود نہیں بلکہ علم الٰہی غیر محدود تنبیہ کر رہا ہے کہ ایک میں تو اصلاح کی طلب تھی وہ خود دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور دوسرا فریق سرے سے اپنی ضرورت اصلاح سے غافل اور آپ کے مصلح ہونے کا ہی منکر تھا اس لئے آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اپنی توجہ اسی پہلے شخص کے حق میں مقدم رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں سے امید ہوسکتی ہے کہ ہدایت سے فائدہ حاصل کریں گے اور اسلام کے کام آئیں گے مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہی نابینا بزرگ زرہ پہنے اور جھنڈا ہاتھ میں لئے جنگ قادسیہ میں شریک تھے اور آخر اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔

ف۴: ہرگز یوں نہیں یعنی منع فرمایا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا کہ جیسے فقیر سے منہ پھیرا اور دولت مند کے ساتھ مشغول ہوئے تھے تَذْکِرَۃٌ تحقیق یہ سورت نصیحت ہے یا یہ وصیت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کی کہ شریف اور کمینہ سب کو برابر حکم الٰہی پہنچایا جائے۔ الھا میں ضمیر ھاذکری کی طرف لوٹتی اور کنایہ ہے قرآن سے اور قرآن کو ان کی کچھ پرواہ نہیں یہ ایک عام نصیحت تھی جو کہ کردی گئی ہے اب جو اپنا فائدہ چاہتا ہے تو وہ اس کو پڑھے اور سمجھے۔

ف۵: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کیونکہ یہ قرآن انبیاء کرام کے عزت والے صحیفوں میں چلا آیا ہے جو بڑے بلند مرتبہ عزت دار نیکوکار لکھنے والوں یعنی انبیاء اور اُن کے اصحاب کے ہاتھوں میں رہتا ہے پھر اس کو کسی دنیا دار یا عزت دار کی کیا حاجت بلکہ اہل دنیا کو عزت حاصل کرنے کے لئے اس کی حاجت ہے۔ افسوس کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو اس نعمت قرآن کی قدر نہیں کرتے' بعض دوسرے مفسرین سَفَرَۃٍ کرام بَرَرَۃٍ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اوصاف فرشتوں کے بیان ہوئے جنہوں نے بحکم الٰہی ان صحیفوں کی کتابت لوح محفوظ میں کی اور مجاز کے طور پر یہ اوصاف اُن خادمان کے بھی ہوسکتے (بقیہ صفحہ 986 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾

اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو اس کو بے خبر کردے گا ف

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

اس روز کئی منہ تروتازہ چمکتے ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے ف

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾

کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی جن پر سیاہی چھائی ہوگی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

یہی لوگ کافر بدکار ہوں گے ف

آیاتہا ۲۹ سورۃ التکویر مکیۃ رکوعہا ۱

سورۃ التکویر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہوجائیں گے اور پہاڑ کو

سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾

چلایا جائے گا گابن اونٹنیاں بے کار چھوڑی جائیں گی اور جب جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَاِذَا

اور جب دریا گرم کئے جائیں گے ف جب نفوس ملا دیے جائیں گے ف اور جب

الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الصُّحُفُ

زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا کہ وہ کس جرم میں ماری گئی تھی ف اور جب اعمال نامے سب کے سامنے

نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾

پھیلا دیے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال کھینچی جائے گی

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَآ

اور جہنم تیز کی جائے گی اور جس وقت بہشت نزدیک کی جائے گی تو ہر آدمی نے جو جو کام حاضر کئے ہوں گے جان لے گا ف

اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾

پس ہمیں قسم ہے چھپ کر چلنے والے سیاروں کی اور قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہوجاتی ہے

مسائل

انسان کے ساتھ بہتا بہاتا اپنی زہریلی فطرت بھولا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس آیت کے یہ معنی لینا کہ جس زمانہ میں زندہ جانوروں کے عجائب گھر کھلنے لگیں قرآن پر ظلم اور اپنے فہم واستعداد کے ساتھ مذاق ہے۔ اور جب دریا یعنی اُن کے پانی نیچے کی گرمی سے سخت گرم کئے جائیں گے اور سمندروں کا پانی گرم ہوکر دھواں اور آگ بن جائے جو کہ نہایت گرم ہوتا کہ محشر میں کافروں کو دکھ پہنچائے۔

ف: جب ہر قسم کے نفوس اپنی امثال یعنی اپنے جیسوں کے ساتھ ملائے جائیں گے یعنی کافر کافر کے ساتھ اور مومن مومن کے ساتھ تو پھر ہر قسم کا نیک یا بدعمل کرنے والا اپنے جیسے عمل کرنے والوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا اور عقائد اعمال اور اخلاق (بقیہ صفحہ 985 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف: یہ وقت وہ ہوگا جب قریبی سے قریبی عزیز رشتہ دار اور عزیز سے عزیز دوست بھی نہ تو اس کے کسی کے کام آئے گا اور نہ اس سے ہم دردی تک ہی کرسکے گا اس خیال سے کہ کہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر نہ آجائے۔ اس روز کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہوگا کہ ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو دوسروں سے اس کو بے خبر کردے گا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قبروں سے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے حضرت عائشہ نے کہا کیا وہ ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھیں گے آپ نے فرمایا اے عائشہ ہر ایک کو اُن میں سے اُس دن ایک فکر لگا ہوگا یعنی ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہیں دیکھے گا (ترمذی)

ف: یعنی مومنین کے چہرے نور ایمان سے روشن اور انتہائی مسرت سے خنداں وفرحاں ہوں گے یہ اثر اطاعت اور ایمان کی برکت کی وجہ سے ہوگی۔

ف: روسیاہی کے ساتھ اُن کے مونہوں پر گرد وغبار بھی پڑا ہوگا اس لئے کہ دنیا میں کفر کے ساتھ بدکاریاں بھی کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ کافر بدکار بداعمال ہوں گے اور بس اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

ف: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی قیامت کو دیکھنا چاہے گویا کہ آنکھوں کے سامنے ہے تو چاہئے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹے جائیں گے۔ سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی یہ سارا نظام شمسی برباد کردیا جائے گا کہ آفتاب کی لمبی لمبی شعاعیں جو سارے عالم کو منور کرتی رہتی ہیں لپیٹ کر رکھ دی جائیں گی یا بے نور ہوجائیں جس سے عالم تیرہ وتار ہوجائے۔ اور سورج لپیٹ لئے جانے سے ستارے بھی بے نور ہوجائیں گے اور پہاڑوں کا سلسلہ برباد کر کے پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے چلایا جائے گا اور پہاڑوں کو گرا کر زمین کو میدان صاف کردیا جائے گا۔ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۔ اور مارے رہشت کے محبوب ترین مال جیسا عرب میں گابھن اونٹنیاں ہیں بے کار اور بے رغبت چھوڑ دی جائیں گی عشار ان اونٹنیوں کو کہتے ہیں جو دس مہینے کی حاملہ اور وضع حمل کے قریب ہوں۔ مطلب یہ ہوا کہ جب ہل چل ایسی سخت ہوگی اپنی نیمتی اور قابل قدر جنس کا بھی کسی کو ہوش نہ رہے کوئی اُن کا مالک نہ بنے گا نہ کوئی اُن کے ضائع ہوجانے کا خیال کرے گا۔ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ یعنی زمین کی تیز حرکت سے مارے خوف کے ایک جگہ اکٹھے ہوجائیں گے اور انتہائی اضطراب واضطرار میں وحشی جانور تک ایک دوسرے کی دشمنی بھول بھال کر باہم جمع ہوجائیں گے جیسے شدید طغیانی وسیلاب میں سانپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیْ

اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بے شک یہ قرآن معزز رسول کا پیغام ہے

قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾

وہ قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک پاس بڑی عزت والا رئیس و معتبر امین بھی ہے ف۱

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾

یہ تمہارا ہم نشین مجنون نہیں یہ تو اس کو روشن کنارہ پر دیکھا چکا ہے اور

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ

علم غیب پر بخیل نہیں ف۲ اور نہ وہ شیطان مردود

رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

کا قول ہے پس تم لوگ کہاں کو جاتے ہو یہ تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

اور جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے ف۳ اور تم چاہ کر کامیابی حاصل نہیں کرسکتے مگر

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

جس وقت خدا ہی چاہے ف۴

آیاتہا ۱۹ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ رکوعہا ۱

سورۃ الانفطار مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بے نظام ہوجائیں گے اور جب دریا

فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

چیر دیے جائیں گے ف۵ اور جب اہل قبور جمع کیے جائیں گے ف۶ تو ہر نفس کو جو پہلے

وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾

کر چکا ہوگا اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا ف۷ اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکا رکھا ہے ف۸

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ

جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر تجھے معتدل بنایا جس شکل صورت میں چاہا

ف۱: خُنَّس' وہ سیارے ہیں جو سیدھے چلتے چلتے پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں کبھی مغرب سے مشرق کو سیدھی چال اور کبھی سیدھے چلتے چلتے اچانک پلٹ کر الٹا چلنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی سورج کے پاس آ کر کئی کئی دن غائب رہتے ہیں۔ فلکیات کی اصطلاح میں انہیں خمسہ متحیرہ کہتے ہیں اور اُن کے نام (۱) زحل (۲) مشتری (۳) عطارد (۴) مریخ اور (۵) زہرہ ہیں الجوار الکنس وہ سیارے ہیں جو پیچھے ہی کی طرف چلتے رہتے ہیں اور پیچھے ہی چلتے چلتے اپنے مطلع میں جا چھپتے ہیں۔ پہلے تو مسئلہ معاد کا ذکر ہو رہا تھا' اب مسئلہ رسالت یعنی قرآن مجید کی صداقت کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد نبوت قریباً ۶ صد برس بند رہی یہاں تک کہ دنیا میں بالکل ظلمت و ضلالت پھیل گئی پھر اسکے بعد ضیاء محمدی طلوع ہوئی اس سلسلہ قسم میں ان تینوں باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے' ایسی ہدایت جو حضرت مسیح علیہ السلام سے زمانہ نبوت محمدیہ تک ہے اس کو مخفی سیاروں سے تشبیہ دی' زمانہ ضلالت کو مکمل شب تاریک سے تشبیہ دے کر زمانہ نبوت محمدیہ کو روز روشن بتا کر جواب قسم میں فرمایا کہ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ یہ لفظ رسول خود بتا رہا ہے کہ اسے کہیں کلام جبرائیل نہ خیال کر لینا اُن کی حیثیت اس کلام کے سلسلہ میں محض قاصد کی ہے۔ عند یہاں قرب جسمانی کیلئے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جسمانیت و مکانیت سے برتر ہیں' بلکہ مراد محض قرب قبول اور مرتبہ کی بلندی ہے' اور یہ قرب خاص اس بات کو لازم ہے کہ وحی پہنچانے میں نہ سہو کا امکان رہا نہ غلطی کا اور نہ غفلت کا۔

تنبیہ: بعض علماء نے فرمایا کہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا فرشتے کے آنے اور واپس جانے اور عالم ملکوت میں جا چھپنے کے مشابہ ہے اور رات کا گزرنا اور صبح کا آنا قرآن کریم کی وجہ سے ظلمت دور ہو جانے اور نور ہدایت کے پوری طرح ظاہر ہو جانے کے مشابہ ہے۔ اس طرح مقسم بہ کی مناسبت مقسم علیہ سے زیادہ واضح ہے۔ (واللہ اعلم)

ف۲: تمہارا ہم نشین محمد رسول ﷺ مجنون تو نہیں جو تمہارے سامنے نبوت کا غلط دعویٰ کا کرے' بلکہ اس کی گذشتہ پوری زندگی تمہارے سامنے ہے' اور یہ تو جبرائیل کو بچشم خود بلند اور روشن کنارہ پر دیکھ چکا ہے جب وہ اس کے پاس پہلی مرتبہ آیا اور پیغام رسالت دیکر گیا۔ محدثین کے ہاں روایت حدیث میں جو شرط لقاء کی ہے اُسے بعض نکتہ رس فاضلوں نے یہیں سے اخذ کیا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کہ کچھ پیام پہنچائیں اور کچھ چھپا جائیں' ایک امکانی شبہ قرآن کی کاملیت میں یہ بھی ہوسکتا تھا تو اُسے اس طرح ختم کر دیا۔ بعض محدثین عارفین نے یہ اشارہ یہیں سے اخذ کیا ہے کہ حدیث کے راوی کو یہ بات لازم ہے کہ وہ دوسرے تک کلام رسول کا سنانا اور پہنچانا اپنے اوپر لازم سمجھے اور اس میں بخل نہ کرے۔ حاصل یہ کہ نبی ہر قسم کے عیوب کی خبر دیتا ہے اسے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جو اُسے بتایا جائے وہ کہہ دے وہ خبریں ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے' یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا پھر مرنے کے بعد کے واقعات سے وہ ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ نہ اجرت مانگتا ہے' نہ نذرانہ نہ بخشش وغیرہ' تو پھر کاہن کا لفظ اس پر کیسے چسپاں ہوسکتا ہے؟ انبیاء کرام کی سیرت سے کاہنوں کی پوزیشن کو کیا نسبت؟

ف۳: مطلب یہ کہ اس ہمہ گیر اور ہر جہتی دستور العمل کے مخاطب تو سب ہی ہیں البتہ فائدہ اس سے وہی اٹھا سکتے ہیں جو خود فائدہ اٹھانا چاہیں اور نفع حاصل کرنے کے لئے نفع کا ارادہ کرنا لازمی ہے۔ ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یہ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ اسلام کا پیام عالمگیر ہے یہ کسی قبیلہ کا قوم کا یا نسل کا (بقیہ صفحہ 986 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ

تجھے مرکب کر دیا ف۱ بلکہ تم لوگ جزا و سزا کی تکذیب کرتے ہو ف۲ حالانکہ معتبر محررین

لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

تم پر محافظ ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں ف۳

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾

نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ

فیصلے کے روز اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے دور نہ ہو سکیں گے ف۴ تمہیں کیا

اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾

معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے پھر تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہوگا ف۵

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ بھی اختیار نہ رکھے گا سارا اختیار اس روز اللہ ہی کا ہوگا ف۶

آیاتہا ۳۶ سورۃ المطففین مکیۃ رکوعاتہا ۱

سورۃ المطففین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

ان کم دینے والوں کے لئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت

يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾

پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ سے یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ف۷

اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾

کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ

جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ف۸ بدکاروں

الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ

کے اعمال سجین میں ہیں اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے وہ ایک لکھی

ف۱: انسان کی خلقت و ترکیب اور پھر اس کے مختلف و متضاد قویٰ میں ترتیب و تناسب' صفات قدرت و صنعت اور حکمت کا بہترین نمونہ ہے' اس نے تمام انسانوں کی صورتوں میں تھوڑا بہت تفاوت رکھا اور ہر ایک کو الگ شکل صورت اور رنگ روپ عنایت کیا اور بحیثیت مجموعی انسان کی صورت کو تمام جانداروں کی صورت سے بہتر بنایا۔

ف۲: اور خیال نہیں کرتے کہ تمہارا یہ انکار اللہ تعالیٰ کی بے انصافی تک پہنچتا ہے' کیونکہ جب نیک و بد اعمال کی جزا و سزا نہیں تو انصاف اور بے انصافی کیا ہوئی' اسی انکار کی وجہ سے تم لوگ ہر قسم کی بداعمالی کرنے میں مشغول رہتے ہو' اور سمجھتے ہو کہ جو چاہیں کرتے رہیں' آگے کوئی حساب اور باز پرس نہیں' بس مر گئے اور قصہ ختم ہوا۔

ف۳: اور لکھ لیتے ہیں اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اعمال کی پوری رپورٹ لکھنے کے لئے مقرر ہیں۔ امین و متدین ایسے کہ حق تعالیٰ انہیں معزز کے لقب سے پکارتا ہے اور نظر ان کی اتنی گہری کہ باریک سے باریک اور پوشیدہ سے پوشیدہ عمل اور عمل کی وجہ بھی اُن سے چھوٹنے نہیں پاتے۔ یقیناً ہر شخص کے اعمال اُس کے آگے آئیں گے اور اس کا اچھا یا برا پھل اسے چکھنا پڑے گا۔

ف۴: نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ نیک لوگ جن کے اعمالنامہ میں نیکیوں کی کثرت ہوگی وہ بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے کیا یہاں کے لئے تھا اُس کا انعام پاؤ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ اور بدکار لوگ جہنم کے عذاب میں ہوں گے مگر وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ یہ دوزخ میں ان کے ہمیشہ کیلئے رہنے کی دلیل ہے۔

ف۵: دہرے دہرے سوالات عربی اسلوب بلاغت و خطابت کے مطابق اہمیت خصوصی کے اظہار کے لئے ہیں۔

ف۶: اس روز شہنشاہ مطلق کے سوا کسی کو دم مارنے کی قدرت نہ ہوگی بلکہ تنہا اور بلا شرکت غیرے ظاہراً و باطناً اُسی کا حکم چلے گا اور سارے کام حسی اور معنوی اکیلے اُسی کے اختیار میں ہوں گے اور آج بھی تمام اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے' یہ اور بات کہ کچھ لوگ اختیارات کا دعویٰ کرتے ہیں جو کہ تمام تر غلط ہے مگر وہاں تو دعویٰ بھی کسی کو نہ ہوگا اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا پکڑے گا اور جسے چاہے گا چھوڑ دے گا۔ اور اس روز اللہ تعالیٰ کی براہ راست حکومت کا ہر ہ کا مشاہدہ ہر ایک کو ہونے لگے گا۔ عالم اسباب و جہان ابتلاء میں تو ان حجابات کی ضرورت و مصلحت تھی اس لئے یہ حجابات تھے لیکن اُس روز کشف حقائق کے وقت اُن کی حاجت ہی نہیں رہے گی اس لئے سارے حجابات کثیف و لطیف یکسر برطرف ہو جائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا.

ف۷: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو یہاں کے لوگ دوسرے لوگوں سے تول (وزن کرنے) میں بدترتھے اس پر یہ سورت نازل ہوئی' پھر انہوں نے اپنے ترازو وغیرہ درست کر لئے رواہ النسائی وغیرہ جنہوں نے پیمانہ کم کیا اُن پر زمین کی انگوریاں یعنی پیداوار بند کر دی گئی اور وہ قحط سالی میں پکڑے گئے۔ قرآن محض الٰہیات یا عقائد کو نہیں بلکہ اخلاق و دیانت کے بھی تمام شعبوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے یہاں تعلیم تجارتی اخلاق کی مل رہی ہے اور قریش ایک زبردست تجارت پیشہ قوم تھے۔ فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ کمی و بیشی عرف عام یا کسی معلوم و متعارف شرط کی صورت میں جائز ہے۔ علی الناس میں علی یہاں من کے مترادف ہے۔ علی الناس یستوفون نحو کا قاعدہ ہے کہ (بقیہ صفحہ 986 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْقُوْمٌ ۝۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
ہوئی کتاب ہے ف۱ اس روز جھٹلانے والوں کے لئے افسوس ہوگا جو یوم جزاء کو
الدِّيْنِ ۝۱۱ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ اِذَا تُتْلٰى
نہیں مانتے اور اس کو حدود اللہ سے گزر جانے والے بدکار ہی جھٹلاتے ہیں جب کبھی ہمارے
عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ
حکم پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ف۲ نہیں بلکہ ان
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ
کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں زنگ لگا دیا ہے ف۳ بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب
يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝۱۶ ثُمَّ
سے پردے میں کئے جائیں گے پھر یہ جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان کو
يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۷ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ
کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے ف۴ بے شک نیک
الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝۱۸ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝۱۹ كِتٰبٌ
لوگوں کے اعمالنامے علیین میں ہیں تمہیں کا معلوم علیین کیا ہے وہ کتاب
مَّرْقُوْمٌ ۝۲۰ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۲۱ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۲۲
مرقوم ہے جس میں خدا کے مقرب بندے آتے رہتے ہیں ف۵ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے
عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝۲۳ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ
تختوں پر بیٹھے ہوئے تاکتے ہوں گے ف۶ تو ان کے چہروں میں نعمتوں کی تروتازگی
النَّعِيْمِ ۝۲۴ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝۲۵ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ
معلوم کرے گا ف۷ سربمہر انگوروں کی شراب پلائی جائے گی اس کی مہر کستوری کی ہوگی پس
ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝۲۶ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝۲۷
چاہئے کہ نجات کے شائق اس میں رغبت کریں ف۸ اور اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۲۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ
وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے ف۹ وہ لوگ جو بدکار ہیں ایمانداروں
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝۲۹ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝۳۰
سے ہنسی کرتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں

ف۱: سِجِّیْن، جن قید خانہ ہی کے معنی میں ہے اور حرف ی کی زیادتی معنی میں زیادتی کے اظہار کے لئے ہے یہ ایک دفتر ہے جس میں ہر ایک دوزخی کا نام درج ہے بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے اُن بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونے کے بعد ہر شخص کے عمل علیحدہ علیحدہ فردوں میں لکھ کر اُس دفتر میں داخل کرتے ہیں اور اُس فرد پر یا ہر ایک دوزخی کے نام پر ایک علامت بنا دیتے ہیں جس کے دیکھتے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی اسی مقام پر رکھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے یعنی اُن کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں، مر کر وہیں پہنچیں گے۔ جامع البیان والے نے کہا کہ وہ ساتویں زمین ہے جو سب زمینوں سے نیچے ہے اس میں شیاطین اور کافروں کی روحیں ہیں۔ مَاسِجِّیْن کی تقدیر ما کتاب سجین ہے اور مضاف کا حذف ہونا قرآن مجید کے اسلوب بیان میں بہت عام ہے۔

ف۲: قرآن کے مکذبین و منکرین میں بھی ایسے بہت سے لوگ گزرے ہیں اور اب بہت سے ایسے ہیں جو اس کی آیات اور اُس کے مضامین کو سن کر بول اٹھتے ہیں کہ یہ بے سند اور بے بنیاد باتیں تو اگلے صحیفوں اور پرانے نوشتوں سے منقول چلی آ رہی ہیں۔ ایسی عجب مسخ شدہ ذہنیت کے منکرین قرآن ہر زمانہ میں رہے ہیں کہ اگر قرآن کوئی نئی تعلیم پیش کرے تو یہ کہہ کر اُسے رد کر دو کہ یہ تخیلات دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ اگر صحیح و مستند ہوتی تو آخر پہلے بھی تو کبھی سننے میں آئی ہوتی اور قرآن اگر قدیم حقیقتوں کو ان کی اصلی اور غیر محرف شکل میں پیش کرے تو بس یہ کہہ کر للکار کر دو کہ یہ تو پہلے صحیفوں کی نقل یا سرقہ ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ جب کبھی ان پر ہمارے حکم پڑھے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں کہیں موسیٰ کا ذکر ہے تو کہیں فرعون کا یہ تو محض بچوں کی بہلانے کی باتیں ہیں ہم بڑی عمر کے اس قسم کے قصوں سے نہیں بہلتے۔

تنبیہ: قرآن مجید میں مفرد ضمیر مفرد بتاویل نوع یعنی ایک اکیلے کی ضمیر قسم کی تاویل کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ کسی ایک فرد کیلئے۔

ف۳: جس سے اُن کی استعداد ہی قبول حق کی فاسد ہو گئی ہے اس لئے وہ سمجھ نہیں سکتے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

اسی وجہ سے وہ انکار و تکذیب پر عناد کی وجہ سے اڑے رہتے ہیں۔ اس آیت میں اشارہ اس طرف ہے کہ آدمی اپنی اصل و شرست سے متمرد یعنی سرکش و منکر نہیں بلکہ اس کے ارادی و اختیاری اعمال ہی اس کے دل کو تاریک اور چشم بصیرت کو بے نور اور قبول حق سے دور کر دیتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ سا پڑ جاتا ہے پس اگر وہ اس گناہ سے توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ زیادہ گناہ کرے تو وہ نکتہ بڑھتا جاتا ہے یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ۔ یہی حال ان مکذبین کا سمجھو کہ شرارتیں کرتے کرتے ان کے دل بالکل مسخ ہو چکے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ف۴: یہاں مَحْجُوْبُوْنَ مقدم ہے اور داخلہ جہنم موخر ثم کے تحت اس سے عارفوں نے نکتہ یہ پیدا کیا ہے کہ اصل سزا دوزخ نہیں بلکہ دیدار الٰہی سے محرومی ہی ہے اور دوزخ محض اس کا نتیجہ ہے اور اس سے یہ بھی استنباط کیا گیا ہے کہ مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا ورنہ کافروں کے لئے بطور سزا اس نعمت سے محرومی کے کوئی معنی نہ تھے۔ اور دیدار الٰہی پر قرآن حکیم (بقیہ صفحہ 986 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

اور جب اپنے گھر والوں کی طرف جاتے ہیں تو بڑے خوش خوش جاتے ہیں ف۱ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ

یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں ف۲ یہ ان پر ذمہ دار بنا کر بھیجے نہیں گئے پس اس روز

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ

ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے ف۳ تختوں پر بیٹھے ہوں گے ف۴

يَنْظُرُوْنَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیوں جی منکروں کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟ ف۵

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ

آیاتہا ۲۵ رکوعہا ۱

سورۃ الانشقاق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے ف۶ اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ

زمین تان دی جائے گی اور اس میں جو کچھ ہوگا وہ باہر پھینک دے جائے گا اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

کان لگائے گی اور وہ اسی کے لائق کی گئی ہے ف۷ اے انسان اس میں شک نہیں کہ تو اپنے پروردگار کی

كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝

طرف جا رہا ہے ف۸ پھر اس سے تو ملے گا جس شخص کو اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں ملے گا

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

اس کا حساب آسان ہوگا ف۹ اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی

مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ

سے خوشی لوٹے گا ف۱۰ اور جس شخص کو پیٹھ پیچھے سے کتاب ملے گی وہ

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ

موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا ف۱۱ بے شک وہ اپنے

(بقیہ)

لائق ہے کہ بایں عظمت و رفعت اپنے مالک و خالق کے سامنے گردن ڈال دے اور اس کی فرمانبرداری میں چوں و چرا نہ کرے یہ واقعات قیامت کے نفخۂ ثانی کے وقت کے بیان ہو رہے ہیں۔ انشقت، انفطار اور انشقاق اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ سے قدیم مفسرین نے یہ نکالا ہے کہ اجرام فلکی میں خرق والتیام کی قابلیت موجود ہے اور اس میں تو تعجب نہیں کہ مزید تحقیقات کے بعد ماہرین فلکیات کو بھی اس کی تصدیق کرنا پڑے۔

ف۶: یعنی اس میں جو نیچائی ہے وہ پہاڑوں سے پر کر کے زمین کی ناہمواری کو ختم کر دیا جائے گا لقولہ تعالیٰ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا اور اس میں جو کچھ از قسم مردگاں اور خزانے ہوں گے وہ باہر پھینک دے گی اور وہ خود اُن تمام چیزوں سے خالی ہو جائے (بقیہ صفحہ 987 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: اشارے کا مضمون یہ ہوتا کہ دیکھو یہاں یہ لوگ جنت کے وارث ہیں ان کی حیثیت اور ان کی صورت دیکھئے یہ اشارے کر کے مسرت حاصل کرتے جیسے مسخرے کسی سے مسخری کر کے مسرور ہوتے ہیں اپنے عیش و آرام پر مفتون و مغرور ہو کر سمجھتے کہ ہمارے عقیدے اور خیالات درست ہیں ورنہ یہ نعمتیں ہم کو کیوں ملتیں۔ جرم آیت میں قرآن کی متعدد دوسری آیات کی طرح ایمان کے مقابلہ میں ہے۔

ف۲: بعض محققین نے اَلْمُقَرَّبُوْنَ جنت کے افضل ترین مرتبہ والے ہیں، بعض نے مراد یہ لیا ہے کہ جنت میں مقربین تو مشاہدہ ذات میں مستغرق رہیں گے اور اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ یا ابرار مشاہدہ ذات میں بھی رہیں گے اور مشاہدۂ مخلوقات میں بھی۔

ف۳: یعنی کافر و مشرک لوگ ایمانداروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایسے احمق ہیں کہ جو آج کی نقد لذتوں کو "کل" کے خیالی وعدوں کے پیچھے چھوڑے ہوئے ہیں۔ تو یہ صرف اُسی زمانہ کے نہیں بلکہ آج بیسویں صدی کے بھی ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل جیسے مرتد و بے دین لوگ موجود ہیں جو مسلمانوں کو "رجعت پسند"، "دقیانوسی اور تاریک خیال" کے خطابات دے دے کر اپنے دل کا بخار نکال رہے ہیں۔ جیسا کہ آج کل پاکستان کے حکمرانوں کا حال ہے جو کہ امریکی صدر اور دوسرے کافروں کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کیلئے فرعون بنے ہوئے ہیں۔ یہاں جو تھوڑا بہت اسلام کا نام باقی ہے یہ اس کو بھی ختم کرنے کے درپے ہیں اور یہ تمام کھیل امریکی اشارے پر کھیلا جا رہا ہے اور یہ پاکستان میں لبرل اسلام لانے کا تہیہ کر چکے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ اپنے پروگرام کو پایہ تکمیل کی طرف لے جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ دین اسلام جو کہ محمد ﷺ دے کر گئے ہیں اس کا حلیہ بگاڑ کر اس کو ختم کر دیا جائے اور علماء کی اکثریت اس معاملہ میں خاموش رہ کر اور حکومت سے دب کر یا اس کی ہمنوائی کر کے اپنی اپنی تجوریاں بھرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ف۴: اس بات پر ہنستے ہوں گے کہ یہ لوگ کس درجہ احمق تھے کہ اتنی واقعاتی شہادتوں کے باوجود بھی آخرت کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور بدستور دنیا پرستی اور مادیت ہی میں غرق رہے عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ اونچے تختوں کے دیکھتے ہیں یعنی وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔

ف۵: یہاں تک کہ مومنین سے کافروں کا مضحکہ و طنز بھی بغیر انتقام کے نہ رہا۔ بعض نے ھل کو سوالیہ کی بجائے موکدہ قد کے معنی میں لیا ہے۔ یعنی تحقیق کافروں کو اس کا پورا بدلہ مل گیا جو مومنوں کو ٹھٹھا اور ان کی حقارت کیا کرتے تھے۔

ف۶: یعنی اللہ کی طرف سے جب سننے کا حکم تکوینی ہوگا تو آسمان اس کی تعمیل کرے گا اور وہ مقدور و مقہور ہونے کے لحاظ سے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ

گھروں میں بڑا خوش تھا ف۱ اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ واپس نہیں ہوگا ہاں اس کا پروردگار

بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا

اس کو دیکھتا تھا ف۲ قسم ہے غروب کے وقت کی روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی

وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾

جس کو رات ڈھانکتی ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے تم ضرور درجہ بدرجہ پڑھو گے

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ

پس ان کو کیا ہوگیا ہے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ف۳ اور جب قرآن پڑھا جاتا ہے

لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ

تو اس کی اطاعت نہیں کرتے ف۴ کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ

اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا

یہ لوگ دلوں میں چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے پس تو ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

ایماندار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے ف۵

اٰيَاتُهَا ۲۲ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ البروج مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی اور قسم ہے شاہد کی

وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

اور مشہود کی ف۶ دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے لوگ لعنت

الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

کئے گئے جب وہ ان پر بیٹھے ہوتے اور ایمانداروں سے جو

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا

کچھ کرتے تھے وہ اس کو دیکھتے تھے ف۷ ان مومنوں کا یہی ایک کام ان کو برا معلوم ہوا

ف۱: یہ دنیا میں اس طرح مگن اور ایسا سرمست تھا کہ آخرت کی طرف سے بالکل بے پرواہ اور غافل ہی ہوگیا تھا' یہاں تک کہ دنیا میں بھی اس کو زوال نعمت کا خوف نہ تھا۔ کافر یہاں مسرور تھا مومن وہاں مسرور ہوگا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ اس کے اقوال و احوال اور اعمال افعال سب کو دیکھتا تھا لیکن اس وقت جو اُسے فی الفور سزا نہیں ملی تو اس کے لئے حکمت الٰہی اور مشیت مطلق جزاء کا ایک وقت خاص مقرر کر چکی تھی تو جو مالک کائنات آدمی کے احوال سے اس قدر واقف ہو اور ہر جزئی و کلی حالت کو نگاہ میں رکھتا ہو تو اس کے متعلق کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ وہ اس کو یونہی مہمل اور معطل چھوڑ دے گا؟ نہیں بلکہ لازمی طور پر اس کے اعمال پر ثمرات و نتائج مرتب کرے گا۔

ف۳: شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ بعد غروب آفتاب کچھ وقت آسمان پر جو سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں' اس کے بعد سیاہی کا اندھیرا ہوتا ہے' پھر اس کے بعد روشن چاند نکلتا ہے تو اندھیرے پر غالب آ جاتا ہے' یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ماہتاب نبوت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے نکلنے سے پہلے ظلمات کفریہ کا اندھیرا تھا لیکن بعد طلوع قمر سب پر روشنی چھا جائے گی اور اُس روشنی میں یہ بات خوب سمجھ میں آ جائے گی کہ واقعی ہم پر احوال مختلفہ آنے والے ہیں کیونکہ ہماری ہستی ابتداء سے انتہاء تک انقلابات کا محل رہی ہے' یعنی دنیا کی زندگی میں مختلف دور سے بتدریج گزر کر اخیر میں موت کی سیڑھی ہے' پھر عالم برزخ کی پھر قیامت کی پھر قیامت میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنے احوال و مراتب درجہ بدرجہ طے کرنے ہیں' جیسے رات کے شروع میں شفق کے باقی رہنے تک ایک قسم کی روشنی رہتی ہے جو فی الحقیقت بقیہ ہے آفتاب کے اثرات کا' پھر شفق غائب ہونے پر دوسرا دور تاریکی کا شروع ہوتا ہے' جو سب چیزوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے اس میں چاند نکلتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی روشنی بڑھتی ہے' آخری چودھویں شب کو ماہ کامل کا نور اس تاریک فضا میں ساری رات اجالا رکھتا ہے' گویا انسانی احوال کے طبقات رات کی مختلف کیفیات سے مشابہ ہوئے۔ واللہ اعلم۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ آیا ہے کہ طبقاً عن طبق کا خطاب رسول اللہ ﷺ کی امت کے لئے مخصوص ہے۔ یہ مان لینے کے بعد آیت سے مراد مراتب قرب میں ترقی ہوگی۔ عن یہاں بعد کے مترادف ہے۔

ف۴: ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہؓ نے ہم کو نماز پڑھائی اور یہ سورت پڑھی پھر اس میں سجدہ کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم کو بتلایا کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا ہے۔

تنبیہ: لَا يَسْجُدُوْنَ سجدہ یہاں اصطلاحی معنی میں نہیں انقیاد و کمال تعظیم کے لغوی معنی میں ہے۔

ف۵: بِمَا يُوْعُوْنَ یعنی اعمال کفریہ کا ذخیرہ' حق سے دشمنی' رسول حق سے بغض و عناد وغیرہا۔ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی جو کبھی ختم نہ ہوگا یہی معنی ہیں جنت اور اہل جنت کے دوام و خلود کے۔

ف۶: حدیث صحیح میں آیا ہے کہ شَاهِدٍ یوم جمعہ ہے' اس لئے کہ ہر ہفتہ یہ مسلمانوں پر آتا رہتا ہے اور مَّشْهُوْدٍ یوم عرفات ہے کہ اُس روز دنیا کے مسلمان اپنے اپنے مقام سے سفر کر کے وہاں جمع ہوتے ہیں' اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا شَاهِدٌ وَ مَشْهُوْدٌ کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں لیکن اوفق بالروایات یہی قول ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے شاہد سے ذات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ مراد لی ہے اور مشہود سے روز قیامت (بقیہ صفحہ 987 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف پر ایمان لاتے تھے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ ہر چیز پر حاضر ہے ف جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ

تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب اور جلانے والی

الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ

تکلیف ہے ف اور جو لوگ ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ اِنَّ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے تیرے پروردگار

بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ وَهُوَ

کی پکڑ بڑی سخت ہے وہی پیدا کرتا ہے پھر اس کو لٹا دیتا ہے ف اور وہ

الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا

بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تخت بڑی بزرگی والا ف جو کام کرنا چاہے اسے کر

يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝

گزرنے والا ہے ف کیا تم کو ان فوجوں کی اطلاع آئی ہے فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

مگر کافر لوگ تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ ان کو ہر طرف سے

مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ قرآن بڑی عزت کی کتاب لوح محفوظ میں ہے ف

اٰيَاتُهَا ۱۷ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ الطارق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے طارق کی ف تجھے کس نے بتایا کہ طارق کیا ہے؟ وہ چمکنے والا

منزل ۷

ف: ہو ہے ں ذہنوں میں خیا ئے شاید وہ حکومتی یا اخلاقی قسم کے مجرم ہونگے اسی لئے ان کو آگ میں ڈھالا گیا' تو واضح رہے کہ اُن مومنوں کا یہی ایک کام اُن ظالموں کو برا معلوم ہوا تھا کہ وہ اللہ واحد غالب اور صفات حسنہ سے متصف رب پر کامل ایمان لائے تھے اور اس کے سوا تمام معبودوں کو چھوڑ چکے تھے' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات پاک ہے جس کی بعض کو وہ مجسمے ہے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اور وہی اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر حاضر اور واقف ہے' اس لئے ان کو تسلی تھی کہ جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور جو ہم کو مصیبت پہنچ رہی ہے وہ بھی دیکھتا ہے اور ہمارے منہ سے جو نکلتا ہے۔

بجرم عشق تو ام میکشند و غوغا ے نیست
تو نیز سربام آ کہ عجب تماشا ئیست

ان کو بھی وہ بھی سنتا ہے' اس لئے ہمیں کوئی فکر نہیں' آخر کار فتح ہماری ہے۔ تو کیا خیال ہے کہ ان کے اس ظلم وستم پر ان کو کوئی سزا ملے گی اور وہ ویسے ہی چھوڑ دیئے جائیں گے نہیں بلکہ اللہ رب العزۃ' قہار و جبار انکو ضرور سزا دے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ کا غضب آیا تو وہی آگ پھیل پڑی جس نے بادشاہ اور امیروں کے تمام گھر پھونک دیئے' مگر صحیح روایات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

ف: یعنی یہ صرف اصحاب الاخدود پر ہی ظلم وستم کرنے والوں پر منحصر نہیں بلکہ جو لوگ بھی ایمانداروں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے (جیسا کفار مکہ کر رہے تھے) اور اپنی ان نالائق حرکات سے تائب نہ ہوں گے تو اُن سب کیلئے دوزخ کا عذاب تیار ہے' اور جہنم کا عذاب عام ہے جبکہ جہنم میں عذاب طرح طرح کے ہوں گے' اور جلانے والا عذاب شدید ترین ہوگا' اس لئے اُسے تخصیص کے ساتھ بیان کیا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سخاوت بردباری کو دیکھئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو مار ڈالا اور اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ اور اپنی مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔

ف: آپ کے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جس کو پکڑے تو کوئی بھی اسے چھڑا نہیں سکتا' تو جن لوگوں کا یہ عقیدہ یا نظریہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام یا اولیاء وغیرہ میں اللہ تعالیٰ سے چھڑانے کی قوت یا ہمت ہے تو یہ ان لوگوں کا عقیدہ غلط ہی نہیں بلکہ یہ شرک ہے اور مشرک کی بغیر توبہ کے بخشش نہیں ہے۔ یہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو پیدا کرتا ہے' پھر مدت مقررہ کے بعد اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے' غرض خلق وبعث سب اُسی کے ہاتھ میں ہے' کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔

ف: وہ باوجود قدرت تامہ کے گنہگار توبوں کے حق میں بڑا بخشنے والا بڑا مہربان وہ مالک تاج وتخت بڑی عزت اور بڑی بزرگی والا ہے۔ مولوی مقبول احمد شیعہ نے اس لفظ کا ترجمہ یوں کیا ہے ''بڑے عرش کا مالک'' نعوذ باللہ من زلۃ القلم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے المجید کو عرش کی صفت سمجھا ہے حالانکہ المجید مرفوع ہے' اگر یہ لفظ عرش کی صفت ہوتا تو مجرور ہوتا۔ گو المجید کی ایک قرأت دال کے کسرہ کے ساتھ بھی ہے' اس صورت میں مجید عرش کی صفت ہوگی' مگر موجودہ متداول قرآن مجید میں تو اَلْمَجِيْدُ ہے جو کہ مرفوع ہے' مرفوع لکھتے ہوئے اور پڑھتے ہوئے ''بڑے عرش کا مالک'' ترجمہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ سو یہ ترجمہ غلط ہے۔

ف: جو کام چاہے وہ اسے کر گزرنے والا ہے' کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا یا کوئی اس کے ارادے میں دخل دینے والا موجود نہیں' اس کی قدرت لامحدود اور اس کی طاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثَّاقِبُ ۝ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ

ستارہ ہے ہر ایک نفس پر خدا تعالیٰ محافظ ہے ف انسان غور کرے

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْۢ

کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے وہ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا ہوا ہے وہ نکلے

بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝

اور پسلیوں کے بیچ میں سے آتا ہے ف بے شک وہ اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ

اس روز ہوگا جس روز تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی پھر اس کو نہ قوت ہوگی نہ کوئی مددگار ہوگا ف قسم ہے گردش

ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ

کرنے والے آسمان کی اور پھٹنے والی زمین کی یہ طے شدہ

فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝

بات ہے ف اور ٹھٹول نہیں یقیناً یہ لوگ چالیں چلتے ہیں

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

میں بھی مخفی حکم جاری کرتا ہوں پس تو ان کو نسبت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے ف

اٰیاتہا ۱۹ سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ الاعلیٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ

تو اپنے بہت بلند پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر ف جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ف اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً

ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر ہدایت کی جس نے چارہ پیدا کیا پھر اس کو خشک

اَحْوٰى ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ

سیاہ کر دیا تجھے ہم پڑھائیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا لیکن جو خدا چاہے گا ہوگا بے شک

يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝ فَذَكِّرْ

مخفی اور ظاہر کو ہی جانتا ہے ف اور ہم تجھے آسانی کریں گے ف پس تو نصیحت کیا کر

(پ ۳۰ رکوع ۱)

کبھی نہ کم اور نہ ہی ختم ہونے والی ہے' تمام قوانین اُس کے پابند ہیں' وہ خود کسی قانون کا سے مقید نہیں۔

ف۱: یہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا یا اُس کی پہلی مخلوق کا نام ہے' قرآن مجید میں کسی طرح کے تغیر و تبدل کا امکان نہیں اور وہاں یعنی لوح محفوظ سے وہ نہایت حفاظت کے ساتھ صاحب وحی کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ (الجن ع ۲)

ف: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ نے مغرب کی نماز پڑھائی تو اس میں سورہ بقرہ یا سورہ نساء پڑھی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذؓ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے' وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور ان سورتوں کی مثل تجھے پڑھنا کافی ہے۔

ف۱: حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں' یعنی فرشتے رہتے ہیں آدمی کے ساتھ' بلاؤں سے بچاتے ہیں یا اُس کے عمل لکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ہر ایک نفس پر اللہ تعالیٰ محافظ ہے جو اس کی ہستی کو بحال رکھتا ہے' اگر اللہ تعالیٰ اس سے اپنی حفاظت اٹھالے تو کوئی دوسرا شخص اس کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

قسم میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ جس نے آسمان پر ستاروں کی حفاظت کے لئے ایسے سامان کئے ہیں تو اُس کو زمین پر تمہاری یا تمہارے اعمال کی حفاظت کرنا کیا دشوار ہے' نیز جس طرح آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر اُن کا ظہور خاص کر رات کو ہوتا ہے تو ایسے ہی تمام لوگوں کے اعمال ان کے اعمال نامہ میں اس وقت بھی محفوظ ہیں مگر اُن کا ظہور قیامت میں ہوگا' جب یہ بات ہے تو انسان کو قیامت کی فکر کرنی چاہئے۔

ف۲: انسان اچھل کر نکلنے والے پانی یعنی منی کے نطفے سے پیدا ہوا ہے جو اپنی صورت یعنی خون ہونے کی حالت میں سینے اور پسلیوں کے بیچ میں سے خصیوں میں آتا ہے' منی کا مقام خصیتین ہیں جہاں سے وہ نکل کر عورت کے رحم میں جاتی ہے۔ آیت موصوفہ میں جو صلب اور ترائب میں سے نکلنے کا ذکر ہے یہ اس کی پہلی خون کی صورت ہے نہ کہ منی کی۔ کہتے ہیں کہ مرد کی منی کا انصباب پیٹھ سے ہوتا ہے اور عورت کا سینہ سے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ پیٹھ اور سینہ تمام بدن سے کنایہ ہے' یعنی منی مرد کی ہو یا عورت کی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شاید اس لئے ہو کہ مادہ منویہ حاصل کرنے میں اعضائے رئیسہ دل دماغ' اور جگر کو خاص دخل ہے' جن میں سے دل اور جگر کا تعلق و ترائب سے اور دماغ کا تعلق بواسطہ نخاع یعنی حرام مغز کے صلب سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

حاصل یہ کہ انسان اپنے آغاز و ابتداء پر غور کرے تو اس سے موت و معاد کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔

بہ آغاز رو کن کہ پایاں ہمیں است

ف۳: یہ وقت وہ ہوگا کہ جب ہر چیز کی حقیقت ظاہر ہو کر رہے گی اور کسی کو اس بات کی طاقت نہ ہوگی کہ وہ کسی بات کو چھپا سکے اور کسی کو طاقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا سکے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کو چھڑا سکتا ہے۔

ف۴: یا بارش لانے والے کی۔ رجع کے معنی بارش لانے والے بادل کے ہیں اور بارش کو رجع اس لئے فرمایا کہ وہ وقتاً فوقتاً رجوع کرتی ہے۔ قسم ہے زمین پھٹنے والی کی اس میں سے پھوٹ نکلتے ہیں کھیتی اور درخت۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ یعنی قرآن جو کچھ معاد کے متعلق جو کچھ بھی بیان کرتا ہے وہ کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں بلکہ حق و باطل اور صدق و کذب کا دوٹوک فیصلہ ہے۔ قسم کو اس مضمون سے یہ مناسبت ہوئی کہ قرآن آسمان سے آیا ہے اور جس میں قابلیت ہو اس کو (بقیہ صفحہ 987 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۲۱﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۲﴾ وَ

اگر نصیحت نافع ہوسکے ف۱ جو شخص ڈرے گا وہ نصیحت پالے گا اور بدبخت

يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۲۳﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۲۴﴾ ثُمَّ

اس سے ہٹا ہوگا جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۲۵﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۲۶﴾ وَ

نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا ف۲ جو پاک صاف ہوکر اپنے رب کا نام

ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۲۷﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۸﴾

یاد کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے وہ مراد پا جائے ف۳ گا مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۲۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۳۰﴾

حالانکہ آخرت بہتر اور دائم رہنے والی ف۴ ہے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے ف۵

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۳۱﴾

یعنی ابراہیم موسیٰ کے صحیفوں وغیرہ میں بھی

اٰيَاتُهَا ۲۶ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعُهَا ۱

سورۃ الغاشیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی خبر پہنچی ہے ؟ ف۱ اس روز کئی لوگ رسوا ہوں گے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ

کام کرتے کرتے تھکے ہوئے ف۲ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے ان کو کھولتے ہوئے چشمے

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ

سے پانی پلایا جائے گا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ ہوگا ف۳ نہ وہ موٹا کرے گا

وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾

نہ بھوک سے بچائے گا کئی اشخاص اس روز خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

اپنی کوشش پر راضی خوش عالیشان باغات میں ہوں گے ف۴ جن پر کسی قسم کی

ف۱: پس آپ اپنے تبلیغی کام میں لگ کر نصیحت کیا کریں اور جب تک آپ کے علم میں نصیحت کے نافع ہونے کا امکان ہو نصیحت کرتے رہیے اور اس بات کا خیال نہ کیجئے کہ آپ کی نصیحت سے کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہوا۔ اس آیت کی بنا پر بعض لوگ گمراہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں' کہتے ہیں نصیحت کرنے کا حکم کہ نصیحت کے نفع دینے کی صورت میں ہے۔ لیکن جہاں گمراہ لوگ اس حد تک بڑھ جائیں کہ کسی کی سنیں ہی نہیں تو پھر نصیحت کرنے کا حکم نہیں تو یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ اس آیت میں اِنْ ہے جب تک انسان کو کسی قطعی دلیل سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت مفید نہ ہوگی' تم وعظ نصیحت کرتے رہو اور قطعی دلیل چونکہ وحی الٰہی کا نام ہے جو کہ تم کو حاصل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم وعظ و نصیحت ہمیشہ کرتے رہو مگر کرو اس طریق سے جو تم کو سکھایا ہے' یعنی قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ میرے بندوں کے ساتھ بہت عمدہ نرم بات کیا کرو کہ جس سے لڑائی فساد نہ ہو۔

ف۲: جو شخص برے اعمال کی پاداش سے ڈرے گا تو وہ نصیحت حاصل کرلے گا اور جو بدبخت اس سے ہٹا رہے گا تو وہ آخر کار بڑی آگ یعنی دوزخ میں داخل ہوگا' پھر اُس میں نہ جان نکلنے سے مرے گا اور نہ ہی آرام کی صورت میں زندہ رہے گا' یہ تو ہے آپ کی نصیحت کا انجام جو دونوں فریقوں پر مختلف ہوگا' ایک پر اچھا دوسرے پر برا' حاصل یہ کہ نہ اس معنی میں مرے گا کہ درد و اذیت کا احساس باطل ہو جائے اور نہ اس معنی میں جئے گا کہ راحت و لذت کسی قسم کی بھی محسوس کر سکے۔

ف۳: جو نصیحت پر عمل کر کے نفسانی الائشوں سے پاک صاف ہو کر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور باقاعدہ وقت پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ نجات کے ذریعہ مراد پا جائے گا۔ بعض سلف نے کہا ہے کہ تزکی زکوٰۃ سے ہے جس سے مراد یہاں صدقہ فطر ہے اور ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ سے تکبیرات عید مراد ہیں اور فَصَلّٰى میں نماز عید کا ذکر ہے' یعنی عید کے دن پہلے صدقہ فطر' پھر تکبیریں اور پھر نماز' والظاهر هو الاوّل

ف۴: یعنی تم دنیا اور عیش و آرام کو پسند کرتے ہو اور آخرت سے بے پرواہی برتتے ہو حالانکہ آخرت ہر چیز سے بہتر اور دائم رہنے والی ہے جو لوگ یہاں آخرت کی کھیتی بوئیں گے تو وہاں کاٹیں گے۔ اس آیت کا مطلب اُس وقت خوب سمجھ میں آتا ہے جہاں دین و دنیا کا مقابلہ ہوتا ہے' جیسے کوئی دنیاوی عہدہ حاصل کرنے کیلئے اس میں جان توڑ کوشش کے علاوہ روپیہ اور وقت خرچ ہوتا ہے اور محض ایک دنیاوی عزت کے لئے ہر طرح کے مکر و فریب کئے جاتے ہیں' جو جیسی مثالوں میں صادق ہے۔

ف۵: جمہور سلف سے منقول ہے کہ یہ اشارہ ہے ان پہلی چار آیات کی طرف' قَدْ اَفْلَحَ سے لے کر وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى تک اور بعض سلف نے کہا کہ یہ پوری سورت کی طرف اشارہ ہے۔

ف۶: غَاشِيَہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے وہ دن صحیح معنی میں غاشیہ ہی ہوگا کیونکہ اس کا اثر تمام عالم کو محیط ہوگا اور کوئی چیز بھی اُس سے باہر نہ رہے گی اور اس کو ڈھانپنے والی اس لئے فرمایا کہ لوگوں کو اپنی تختیوں سے ڈھانپ لے گی۔

ف۷: لفظی معنی بڑی محنت اٹھانے والے' بہت خستہ ہونے والے کے ہیں۔ ابن عباسؓ سے اس کے معنی اہل کتاب میں سے بڑی بڑی ریاضتیں کرنے والے ہیں اور بعض نے وسعت دے کر تمام باطل پرستوں اور گمراہ عابدوں کو اس میں شامل کر لیا ہے' یعنی کتنے ہی لوگ ہیں جو دنیا میں محنت کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر ان کی تمام محنت صحیح طریقہ (بقیہ صفحہ 988 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿۱۳﴾

فضول بات نہ سنیں گے ف۱ اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے ف۲ ان میں بڑے بلند تخت ہوں گے ف۳

وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَزَرَابِيُّ

اور آبخورے چنے ہوں گے ف۴ اور برابر لگے ہوئے تکیے ہوں گے اور بچھی ہوئی

مَبْثُوثَةٌ ﴿۱۶﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَ

مسندیں ف۵ کیا انہوں نے اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے ف۶ اور

إِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ

آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا

نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا

کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی بچھائی گئی ہے ف۷ پس تو انکو نصیحت کیا کر

أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ إِلَّا مَن

کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے ف۸ ہاں جو کوئی

تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ إِنَّ

منہ پھیرلے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا یقیناً

إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿۲۶﴾

ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے ف۹

آیاتہا ۳۰ سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتُہا ۱

سورۃ الفجر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا

قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی اور قسم ہے ہر جفت چیز کی اور قسم ہے ہر طاق چیز کی اور قسم ہے رات کی

يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ﴿۵﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

جب چلتی ہے ف۱۰ ضرور اس قسم میں عقلمندوں کے لئے اعتبار ہے ف۱۱ کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا تمہارے پروردگار نے

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ

اس بڑی طاقتور ارم کی قوم عاد کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ف۱۲ ان جیسی زوردار کوئی قوم

ف۱: یعنی وہ کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے چہ جائیکہ گالی گفتار اور ذلت کی بات ہو۔ ماحول کے انتہائی خوشگوار اور دلپذیر ہونے کا بیان ہے کہ اہل جنت کے کان میں کسی ایسی آواز کی بھنک تک نہ پڑے گی کہ جو طبعی یا عقلی یا کسی اور حیثیت سے گراں گزرے۔

ف۲: جنتی جہاں چاہیں گے پانی لے جائیں گے' بعض نے اس کو رسم جنس پر حمل کیا ہے' یعنی بہت سے چشمے بہہ رہے ہیں' عین صورۃ میں تو مفرد ہے مگر معنی میں جمع ہے' کیونکہ اسم جنس ہے۔

ف۳: جن پر وہ جنتی لوگ بیٹھیں گے اور آپس میں دوستانہ گفتگو کیا کریں گے' بہت سے سلف سے منقول ہے کہ ان تختوں کا مالک جب ان پر بیٹھنا چاہے گا تو وہ نیچے جھک آئیں گے اور پھر اونچے ہو جائیں گے۔

ف۴: وہاں ایک حوض کوثر ہوگا جس پر آبخورے چنے ہوں گے' کہ جب پینے کو جی چاہے تو دیر نہ لگے۔

ف۵: اور جنت کے مکانات میں برابر برابر لگے ہوئے تکیے ہوں گے اور بچھی ہوئی مسندیں۔ یہ سب نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی تاکہ جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں آرام کریں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

ف۶: مگر ان منکرین کو کیا ملے گا جو اس پر یقین ہی نہیں رکھتے' کیا یہ لوگ انکار ہی پر ڈٹے رہیں گے اور یہی کہتے جائیں گے کہ ایسا ہونا مشکل بلکہ محال ہے' کافروں نے بہشت کے عجائبات کو جو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان فرمائے جھٹلایا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کاریگری یاد دلائی کہ اونٹ عرب کے نزدیک سب جانوروں میں عجیب تر اور زیادہ فائدہ مند حیوان ہے' اس کی گردن کیسی' اس کی ٹانگیں کیسی اور اس کا جسم عرب کے ریگستان کے لئے کیسا مناسب ہے۔

تنبیہ: اونٹ کا وجود راجپوتانہ' سندھ' بلوچستان' صوبہ سرحد' منگولیا' مشرقی ترکستان' ایشیائے کوچک' عراق' شام' فلسطین' مصر' طرابلس' مراکش وغیرہ' افریقہ اور ایشیا کے اکثر علاقوں میں جیسی نعمت ہے وہ ظاہر صاحب خبر پر روشن ہے۔

ف۷: اَلْاِبِل' اَلسَّمَاء' اَلْجِبَال' اَلْاَرْض' ان چاروں چیزوں کی تخصیص و تصریح اس لئے ہے کہ مخاطب اول عرب تھے' صحرا میں پھرتے پھراتے تو اونٹ ساتھ ہوتے' اطراف میں پہاڑ اوپر نظر اٹھائی تو آسمان' نیچی نظر کی تو زمین اور یہ تمام مصنوع اور مخلوق ہیں اور خود وجود صانع عالم پر ایک دلیل ہے تو کیا ایسی بڑی مخلوق بنانے والا اللہ تعالیٰ تم جیسی چھوٹی چیز انسان کو دوبارہ پیدا نہ کر سکے گا؟ نہیں بلکہ ضرور کر سکے گا۔

ف۸: پس آپ صرف کہہ دینے سے اپنے فرض منصبی سے فارغ ہو کیونکہ آپ ان پر داروغہ مقرر نہیں کئے گئے کہ ان کے قبول نہ کرنے پر آپ سے سوال ہو' جیسا کہ ملازموں کی غفلت پر افسر سے سوال ہوتا ہے' اس لئے آپ کو زیادہ فکر' تردد اور پریشانی میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

ف۹: ہاں جو کوئی آپ کی بتائی ہوئی بات اور حقانی تعلیم سے منہ پھیرے اور انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا۔ اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یقیناً ان سب کو ہماری طرف آنا ہے اور پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے۔ پس اے رسول تبلیغ آپ کر کے بے فکر ہو جایئے آپ سے کسی طرح کی باز پرس نہیں ہوگی۔ ایاب' حساب' یہ واپس ہونا اور حساب و کتاب اور جزا سزا سب ان تمام کا تعلق صرف ذات باری سے ہے اس کے علاوہ نہ کوئی شافع مطلق ہے اور نہ ہی کوئی مختار کل۔ یہ مثال جس طرح مسیحی عقیدہ شفاعت مطلق رواضح ہے تو اسی طرح دوسرے اہل باطل پر بھی واضح اور (بقیہ صفحہ 988 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿٩﴾

دنیا میں پیدا نہیں ہوئی ف۱ قوم ثمود کو بھی تباہ کردیا جنہوں نے پہاڑ کھود کر گھر بنائے تھے

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾

اور بڑی قوت والے فرعون کو ہلاک کردیا ف۲ انہوں نے ملک میں سرکشی کی تھی

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

یعنی ان میں بڑا فساد پھیلایا تھا پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا

عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا

کوڑا مارا ف۳ تمہارا پروردگار بے شک گھات میں ہے ف۴ جب انسان کو اس کا پروردگار

مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾

کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے ف۵

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کردیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے

أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ

مجھے ذلیل کیا ہے ف۶ ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے ف۷ اور مسکینوں کو کھانا کھلانے

عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾

کی ترغیب بھی نہیں دیتے اور مردوں کا ترکہ کھا جاتے ہو

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے ف۸ ایسا ہرگز نہ چاہئے جب زمین اپنی موجودہ شکل میں

دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ

بالکل توڑ دی جائے گی ف۹ تمہارے پروردگار کا حکم فیصلہ کا آپہنچے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آموجود ہوں گے اور جہنم

بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾

لاموجود کی جاوے گی اس روز انسان نصیحت پاجائے گا مگر اس کو نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا ف۱۰

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ

کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ بھیجا ہوتا ف۱۱ پس اس روز نہ تو کوئی خدا

عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا

جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا اے تسلی

(منزل ٧)

ف۱: زور، قوت اور قد وقامت کے لحاظ سے اُن جیسی کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی مگر جب معلول یعنی عذاب الٰہی نازل ہوا تو وہ سب فنا ہوگئے۔ بعض اہل تفسیر نے ارم کے معنی بہشت کے لے کر اور اسے کوئی شہر قرار دے کر بہشت شداد کے قصے عجائب کی تفصیلات کے ساتھ نقل کر دیئے ہیں۔ لیکن محققین کا فیصلہ ہے کہ یہ تمام حکایات سراسر لغو اور موضوع ہیں۔ جو زنادقہ بنی اسرائیل نے بنائے ہیں۔

ف۲: ذِی الْاَوْتَادِ محاورہ عرب میں اس سے مراد صاحب شوکت وحشمت ہونے سے ہوتی ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ سزا وعذاب کا ایک طریقہ فرعون کے ہاں یہ بھی رائج تھا کہ مجرم کو زمین پر لٹا کر اس کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھونک دی جاتی تھیں تو ذی الاوتاد کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ ہوگیا کیونکہ کفر کی علت سب میں مشترک تھی تو اسی طرح عذاب کی علت بھی سب میں مشترک رہی۔

ف۳: کہ نام ونشان اُن کا نہ چھوڑا ان تینوں قوموں کا تعلق مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے تھا، تاریخی زمانے بھی اُنکے الگ الگ ہوئے ہیں اور جو چیز ان سب میں مشترک تھی وہ ان کی توحید سے بیزاری اور آخرت فراموشی تھی، تو اس لئے لازمی بات ہے کہ عذاب میں بھی وہ تینوں شریک رہے۔ فساد عربی میں صلاح کی ضد ہے اور فسق ومعصیت کی ہر قسم کو شامل ہے۔ عذاب کو تازیانہ سے تعبیر فرمایا گیا اور اسکے نازل کرنے اور برسانے کے ان استعاروں سے شدت عذاب کا اظہار ہے۔

ف۴: مغرور سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس پر مطلع نہیں، یا مطلع تو ہے مگر پکڑتا نہیں، اور اس لئے ہم سزا یا مواخذہ کے لائق نہیں ہیں۔ اس بلند آواز سے کہہ دو کہ تمہارا پروردگار تمہارے نیک وبد پر مطلع ہے وہ جلدی نہیں پکڑتا بے شک وہ بدکاروں کی گھات میں ہے اور جب وہ پکڑے گا تو اچانک ہی پکڑے گا، مگر الٹی عقل والا انسان اس ڈھیل سے الٹا نتیجہ نکالتا ہے۔

ف۵: مثلاً خانہ داری کے جھمیلے میں پھنس کر صاحب اولاد ہو جاتا ہے، یا تجارت میں مشغول ہو کر مالدار ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے، میں اسی لائق تھا اس لئے اس نے مجھے عزت دی، یہ میری ذاتی قابلیت کا قدرتی ثمرہ ہے اور میں تو مستحق ہی اس اعزاز واکرام کا تھا، یہاں انسان سے مراد کافر، منکر اور مکذب انسان ہے۔

ف۶: اُس پر رزق تنگ کر دیتا ہے یا مال اولاد چھین لیتا ہے تو یہ بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے الٹا کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے بلا وجہ ذلیل خبردار یہ ذلت بلا وجہ کیا؟ نہیں بلکہ اس کا سبب ایک نہیں کئی ایک ہیں منجملہ ایک یہ ہے کہ تم لوگ دولت وطاقت کے گھمنڈ میں جتنا تم سے ہوسکتا ہے تکبر کرتے ہو۔

ف۷: پہلا تکبر تمہارا یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی دل سے عزت نہیں کرتے، جب تم بے کس یتیموں کی عزت اور خاطر مدارات نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری عزت کیوں ہو، تمہارا یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری نعمت کے زوال کا سبب ہے۔

ف۸: مفلسوں کے حقوق تو شریعت الٰہی نے یہ قائم کر دیئے ہیں کہ انہیں خود کھلاؤ اور دوسروں کو ان کے کھلانے پر آمادہ کرتے رہو، تم خود تو کیا کھلاتے پلاتے دوسروں کو بھی اس پر آمادہ نہیں کرتے اور بھلا دوسروں کو ترغیب دینے میں تمہارا کیا لگتا ہے۔ اکلا لما یعنی دوسروں کے حقوق تلف وغضب کر لینے میں کیسے دلیر وبے باک ہو۔ حبا جما مال کی نفس حقوق تلف وغضب کر لینے میں کیسے دلیر وبے باک ہو۔ حبا جما مال کی نفس محبت تو (بقیہ صفحہ 988 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾

پانے والے نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

پس میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا ف

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ — آیاتہا ۲۰ — رکوعہا ۱

سورۃ البلد مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَ

مجھے اس شہر کی قسم ہے جب تو اس شہر میں اترے گا ف اور قسم ہے

وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾

والد کی اور قسم ہے اس کے مولود کی ف بے شک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا ہے ف

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا ۢ

کیا گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے گا ف کہتا ہے میں نے بہت مال

لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا ف کیا ہم نے اس کے لئے

عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾

دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دونوں راستے سمجھادئے ف

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾

پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا تمہیں کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا

غلاموں کی گردن آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ میں قرابت داروں یتیموں کو اور

ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ

خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانے ف اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾

ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت کرنے والوں میں ہونا ف

منزل ۷

ف: خطاب اُس روح سے ہوگا جو اسلام کی حقانیت پر یقین اور عمل کرنے والا ہوگا اور اس کو اس کی حقانیت کے بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ اور انکار نہ ہوگا اور ان شاء اللہ اس کا مصداق ہر مومن کی روح ہوگی۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفوس مطمئنہ وہ نفوس مقدس ہیں جو رضائے الٰہی اور احکام شرعیہ میں ایسے مطمئن ہو گئے کہ مخالفت کیا معنی جن کو کراہت وگرانی کا بھی وہم باقی نہیں رہا۔ اور ایسے نفوس حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اولیاء کاملین کے بھی ہوتے ہیں' یعنی اے مطمئن روح اپنے پروردگار کے جوار رحمت کی طرف چل اور اس حالت میں چل کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو اور تو اللہ سے خوش۔ اللھم اجعلنا منھم اے اللہ تو اس نامہ سیاہ مجھی (نظر ثانی کرنے والے) کو بھی آخری وقت اسی صدائے دلنواز سے مشرف کر اور اس کے ہر عزیز زوجہ' قریب' مخلص اور متوسل کو بھی بلکہ ہر کلمہ گو موحد کو بھی اسی صدائے دلنواز سے سرفراز فرما۔

تنبیہ: و ادخلی جنتی. (آمین) جنتی کی واؤ تفسیری ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسری کے تفسیری ترجمہ نے ظاہر کیا ہے۔ اللھم انی اسئلك نفسا بك مطمئنة تؤمن بلقائك و ترضى بقضائك و تقنع بعطائك.

ف: مجھے تمہارے معزز ومحترم شہر مکہ کی قسم ہے جب اے نبی آپ فتح مکہ یا حجۃ الوداع کے روز اسی شہر میں اتریں گے۔ یہ مکہ میں رہنے کی حالت میں فتح مکہ کی پیشگوئی ہے اور ان آیات کے نزول کے وقت تک رسول اللہ ﷺ شہر مکہ میں مقیم تھے۔ یہ پیشگوئی بطور جملہ معترضہ کے ہے اور آپ کے رسول برحق ہونے پر خود ایک مستقل دلیل مکہ کی اس مجبوری' محصوری اور مظلومی کی زندگی میں کوئی بشر خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ بھی کبھی جہاد و قتال اور وہ بھی فاتحانہ کا اعلان کر سکیں گے' مسیحی مؤرخ سر ولیم میور نے کہا ہے کہ سورت کا اصل موضوع یعنی خیر وشر کے دور رہنے کا اعلان نبی کی ایماندارانہ جستجوئے حق کا ثبوت ہے۔

تنبیہ: مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے مگر آنحضرت ﷺ کے لئے صرف فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی تھی۔ جو کوئی آپ سے لڑا اس کو مارا اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا۔ پھر اس دن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لیے قائم ہوگئی۔ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے معنی بعض نے وانت نازل کے لئے ہیں کہ آپ اس شہر میں پیدا کئے گئے اور قیام پذیر ہوئے۔

ف: وَالِدٌ سے مراد ہر باپ بھی ہوسکتا ہے اور سب کے باپ حضرت آدمؑ بھی اسی طرح ماولد سے مراد فرداً فرداً ہر بیٹا بھی ہو سکتا ہے اور پوری نسل آدم بھی۔

ف: پیدا ہونے کے وقت کی تکلیف اس کی زندگی میں اُس کے اکیلا یا خالی رہنے میں اس کے اہل وعیال میں اور سردی وگرمی میں تکلیف' غرض ہر طرح تکلیفات میں گھرا ہوا ہے۔ فی یہاں ل کے معنی میں ہے' جس کے معنی "کے لئے" ہیں۔ مکہ جیسے سنگلاخ ملک کی زندگی خصوصاً اُس وقت جبکہ وہاں افضل الخلائق محمد رسول اللہ ﷺ سخت ترین جور و جفا اور ظلم وستم کے ہدف بنے ہوئے تھے' لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ کی نمایاں شہادت ہے۔

ف: کیا انسان اس کا بھی گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہیں پا سکے گا' لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ یہ بالکل بھول میں پڑا ہوا ہے تو گویا کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حدود و قدرت سے بھی خارج سمجھنے لگا ہے۔

ف: پھر اُسے بڑھا چڑھا کر فخر سے کہتا ہے کہ میں اتنا کثیر مال خرچ کر چکا ہوں کیا اس کے بعد بھی کوئی میرے مقابلہ میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن آگے (بقیہ صفحہ 989 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

یہی لوگ بابرکت ہیں ف۱ اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں

هُمْ أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝٢٠

وہی لوگ منحوس ہیں ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی ف۲

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۝ اٰيَاتُهَا ۱۵ رُكُوْعُهَا ۱

سورۃ الشمس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝١ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے قسم ہے دن کی

إِذَا جَلّٰهَا ۝٣ وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا

جب وہ اسے سے روشنی لیتا ہے اور قسم ہے رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے اور قسم ہے آسمان کی

بَنٰهَا ۝٥ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝٦ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝٧

اور جس نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلا دیا ہے اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا ف۳

فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝٨ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝٩

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی ف۴ جو کوئی نفس کو پاک کرے وہ یقیناً کامیاب ہوگا ف۵

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝١٠ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا ۝١١

اور جو اس کو گاڑ دے گا نامراد رہے ف۶ گا ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلا

إِذِ انْۢبَعَثَ أَشْقٰهَا ۝١٢ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

جب ان میں ایک بڑا شریر النفس کھڑا ہوا ان کو رسول اللہ نے کہا اللہ کی

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝١٣ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ

اونٹنی اور اللہ اس کا حصہ چھوڑ دو ف۷ انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پاس ان کے

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا ۝١٤ وَلَا يَخَافُ

پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کردیا ایسا کہ سب کا صفایا کردیا اور ان کے

عُقْبٰهَا ۝١٥

بدلہ لینے سے ڈرتا تھا ف۸

منزل ۷

ف۱: یعنی نیک بخت، خوش نصیب، اہل ایمان اور نجات پا جانے والے جن کو عرش عظیم کے دائیں طرف جگہ ملے گی اور اُن کا اعمالنامہ اُن کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

ف۲: کافروں کو جہنم سے نکلنا تو نصیب نہیں ہوگا اس لئے دوزخ کے دروازے بھی ان پر ہر طرف سے بند کر دیئے جائیں گے۔ (کبیر) اللھم لا تجعلنا منھم.

ان کو اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے۔

ف۳: بریدہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے وما بنھا یعنی جس شان وعظمت کا اس کو بنایا اور بعض کے نزدیک ما بناھا سے مراد اُس کا بنانے والا ہے، اس معنی سے ما تینوں مقاموں پر من کے مترادف ہے اور اس کے لانے سے مقصود کمال عظمت کا اظہار ہے۔ جَلّٰهَا اور يَغْشٰهَا دونوں میں ضمیر ھا آفتاب یا الشمس کی جانب ہے۔

ف۴: پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ بوجھ دیدی، یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ہم ٹھیک کہتے ہیں، قلب میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کا میلان ہوتا ہے تو ان دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے البتہ نیکی کے رجحان میں واسطہ فرشتہ ہوتا ہے، اور برائی کے میلان میں واسطہ شیطان ہوتا ہے، اس میں اس مسیحی عقیدہ کی تردید آ گئی جو کہتے ہیں کہ ہر انسان فطرۃً گنہگار ہی بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ فَاَلْهَمَهَا ف تعقیب کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ انسان کی جب مادی و جسمانی ترکیب مکمل ہوئی تو اسے فطرت اخلاق عطا ہوئی، اور فطرت صحیحہ کے ذریعہ سے بھلائی برائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی گئی پھر تفصیلی طور پر انبیاء ورسل کی زبانی خوب واضح کر کے بتلا دیا گیا کہ یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیزگاری کا ہے۔ اس کے بعد دل میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کی طرف میلان ہو اُن دونوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ رجحان و میلان کبھی بندہ کے قصد واختیار سے مرتبہ عزم تک پہنچ کر صدور فعل کا ذریعہ بن جاتا ہے، جس کا خالق اللہ تعالیٰ اور اس کا سبب یعنی فاعل بندہ ہے، اس خیر وشر کے کام پر مجازات کا سلسلہ بطریق تسبیب قائم ہے۔

ف۵: جو کوئی نفس کو برائیوں اور بری آلائشوں سے پاک کرے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے مقصد نجات میں کامیاب ہوگا۔ نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ خواہشات اور غصہ کی قوت کو عقل کے تابع کرے اور عقل کو شریعت الٰہی کا فرماں بردار بنائے، تاکہ روح اور قلب دونوں اللہ تعالیٰ کی تجلی سے منور ہو جائیں۔

ف۶: خاک میں ملا کے چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ نفس کی باگ ڈور بالکل ہی شہوت وغضب کے ہاتھ میں دے دے، اور عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھے، گویا خواہش اور ہوی کا بندہ بن جائے تو یاد رکھو کہ ایسا آدمی جانوروں سے بھی بدتر اور ذلیل ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا جواب قسم ہے اور اس کو قسموں سے مناسبت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی، دن کا اجالا اور رات کا اندھیرا، آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابلہ پیدا کیا اور نفس انسانی میں خیر وشر کا متقابل باہمی مقابلہ کرنے والی قوتیں کرنے والی قوتیں رکھیں اور ان دونوں کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی قدرت دی تو اسی طرح متضاد ومختلف اعمال پر مختلف ثمرات ونتائج مرتب کرنا بھی اُسی حکیم مطلق کا کام ہے، خیر وشر اور ان دونوں کے مختلف آثار ونتائج کا عالم میں پایا جانا بھی حکمت تخلیق کے اعتبار سے ایسا ہی موزوں اور مناسب ہے جیسا کہ اندھیرے اور اجالے کے وجود کا ہونا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں انسان کا (بقیہ صفحہ 989 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۲۱ اٰيَاتُهَا ۱ رُوْعَاتُهَا

سورۃ الیل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات کی جب چھا جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہوتا ہے اور قسم ہے جس نے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

نر اور مادہ پیدا کئے ف۱ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے ف۲ جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے

وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۚ﴿۷﴾ وَ

اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کی مشکلات میں آسانی کریں گے ف۳

اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ

اور جو کوئی بخل کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے تو ہم اس کو مشکلات

لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾

میں پھنسائیں گے ف۴ اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ف۵

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۚ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ؕ﴿۱۳﴾

ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے دنیا کی ابتدا اور انتہا ہمارے قبضہ میں ہے ف۶

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۵﴾

میں خدا نے تم سب لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے ف۷ جس میں سوائے بڑے بدبخت کے جس نے جھٹلایا اور منہ

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ

پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا اور متقی جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے دیتا ہے

يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

اس سے بچایا جائے گا اور کسی انسان کا خدا کے پاس کوئی نیک کام نہیں

نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ؕ﴿۲۰﴾

جس کا اسے بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے کیا ہوگا

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ؕ﴿۲۱﴾

اور وہ راضی ہو جائے گا ف۸

منزل ۷

ف۱: آیت نے اس پہلو کو روشن کر دیا کہ رات اور دن' اندھیرا اور اجالا' نر اور مادہ غرض کائنات کی تمام مخالف جنسوں کا خالق وہی ایک ذات ہے' ما یہاں من کے مترادف ہے۔

ف۲: کوئی بت پرست ہے تو کوئی اللہ پرست' کوئی صالح ہے تو کوئی طالح' مطلب یہ ہوا کہ جس طرح رات اور دن' تاریکی اور روشنی' نر اور مادہ باہم مختلف آثار رکھتے ہیں' اس طرح انسان کی جدوجہد بھی جو صور اعمال میں ہوتی رہتی ہے' اپنے آثار و ثمرات کے لحاظ سے الگ الگ حیثیت رکھتی ہے۔ شاید تمہارا خیال ہو کہ ان سب کا انجام ایک جیسا ہوگا' ہرگز نہیں۔ بلکہ ثمرات و نتائج بھی مختلف' ہی مرتب ہوں گے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

ف۳: یعنی جنت تک اُسے آسانی سے پہنچا دیں گے' یعنی ہم اس کو دنیا میں اس خصلت پر آمادہ و مستعد کرتے ہیں جس سے اس کو آخرت میں آرام اور راحت ملے' یعنی اچھے اعمال کی توفیق دیتے ہیں تاکہ اس راستہ کی مشکلات وہ آسانی سے طے کرتا جائے۔ مَنْ اَعْطٰی جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی دین اسلام کی تصدیق کی' یعنی جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا' دل میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا' اسلام کی بھلی باتوں کو سچ جانتا اور بشارت ربانی کو صحیح سمجھتا ہے تو اُس کے لئے ہم اپنی عادت کے موافق نیکی کا راستہ آسان کر دیں گے اور اس کو جنت میں پہنچا دیں گے۔

ف۴: مَنْ بَخِلَ یعنی جس نے مَنْ اَعْطٰی کے مقابلہ میں واجب حقوق کی ادائیگی میں بخل سے کام لیا وَاسْتَغْنٰی یعنی جس نے ڈرنے والے کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاپرواہی اختیار کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ایسے منکر اور معاند کو دوزخ ہی کا راستہ آسان معلوم ہونے لگے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت یہی ہے کہ نیک بخت لوگ جب نیک عمل اختیار کرتے ہیں اور بدبخت لوگ جب برے عمل کی طرف چلتے ہیں تو وہ دونوں کے لئے وہی راستہ آسان کرتا ہے' جو انہوں نے تقدیر الٰہی (علم الٰہی) کے موافق اپنے ارادہ اور اختیار سے پسند کر لیا ہے۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا. (الاسراء: ۲۰) العسریٰ سے مراد دوزخ ہے' جہاں ہر طرح اور ہر طرف سختیاں ہی سختیاں ہوں گی۔

ف۵: یعنی جب وہ جہنم میں داخل ہونے لگے گا تو اُسے خود مشاہدہ ہو جائے گا کہ مال و دولت جس پر اُسے اتنا غرور اور ناز تھا وہ اُس کے کچھ بھی کام نہیں آ رہا۔

ف۶: یعنی خیر و شر' نجات و عقاب دونوں کے راستوں کو کھول کر بتا دینا ہمارے ذمہ تھا چنانچہ اُسے ہم نے خوب واضح کر دیا۔ مطلب یہ کہ ہماری حکمت کا یہ تقاضا نہیں کہ کسی آدمی کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کر دیں' ہاں! یہ ذمہ لیا ہے کہ سب کو نیکی بدی کی راہ سمجھا دیں اور بھلائی برائی کو خوب کھول کر بیان کر دیں پھر جو شخص جو راہ اختیار کرے دنیا اور آخرت میں اُسی کے موافق اُس سے برتاؤ کریں گے۔ اسی طرح دنیا کی ابتداء و انتہا بھی ہمارے قبضہ میں ہے' ہم ہی اُس کے واحد مختار کل ہیں اور تمام دنیا ہماری مخلوق ہے' تو پھر اگر ہم اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان نہ کریں تو اور کون کرے گا۔

ف۷: یہاں یہ صاف صاف بتا دیا کہ جہنم اصل ٹھکانہ صرف کافروں اور منکروں ہی کا ہے' مومن عاصی کا قیام اگر اس میں ہوگا بھی تو وہ محض عارضی اور ہنگامی طور پر ہوگا یعنی صرف کچھ عرصہ کیلئے پھر اس کے بعد اس کا قیام جنت میں ہوگا جس پر کہ واضح دلائل موجود ہیں۔

ف۸: صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ بشارت جب نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے دوسری بڑی بشارت اپنی زبان مبارک سے دی' یعنی فرمایا کہ میں تو اُسی (بقیہ صفحہ 989 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۱۱ — رُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ الضحیٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَ

قسم ضحیٰ کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے ف۱

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

اور تیری ہی آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی ف۲ اور خدا تجھ کو اتنا دے گا کہ تو

فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا

راضی ہوجائے گا ف۳ کیا خدا نے تجھے یتیم پاکر ٹھکانہ نہ دیا ف۴ اور تمہیں بے خبر پایا

فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا

تو رہنمائی کی ف۵ اور تجھے بے مال پایا تو غنی کردیا پس کسی یتیم پر

تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

زبردستی نہ کرنا اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا ف۶

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۸ — رُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ الم نشرح مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝

کیا ہم نے تیرا سینہ فراخ نہیں کیا ف۷ اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ ہلکا کردیا ہے

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ

جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی ف۸ اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کردیا ہے ف۹ اس لئے

مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا

کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے ف۱۰ پس جب تو

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

بالکل فارغ ہوجائے تو زیادہ محنت کیجیو اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوجائیو ف۱۱

ف۱: ۱۳ قبل ہجرت میں ایسا ہوا کہ جب آپ پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی تو اُس کے بعد کسی حکمت و مصلحت کی وجہ سے وحی کا سلسلہ سلسلہ موقوف رہا' چند روز وحی بند رہنے سے مشرکوں نے افواہ اڑائی کہ محمد ﷺ کو اس کے اللہ نے چھوڑ دیا' اُن کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس آیت سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کے بھی تردید ہوگئی کہ اللہ اپنے انبیاء کو کبھی کبھی چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے محبوب اکلوتے فرزند کو بھی یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے اللہ اے میرے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (متی ۲۶: ۴۶۔ مرقس ۱۵: ۳۴)

تنبیہ: اگر سورج کی دھوپ کے بعد رات کی تاریکی کا آنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی دلیل نہیں اور نہ ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اجالا کبھی نہ ہوگا' تو چند روز نور وحی کے رکے رہنے سے یہ کس طرح سمجھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب نبی سے خفا اور ناراض ہوگیا' اور ہمیشہ کے لئے وحی کا دروازہ بند کردیا۔

ف۲: یعنی ہر آن تیری ظاہری اور باطنی ترقی ہوگی۔ آپ کی بعد حالت پہلی حالت سے بہتر رہے گی' مراد یہ کہ آپ کی زندگی کا ہر دور اپنے سابقہ دور سے بہتر ہی ہوگا چنانچہ آپ کی ہر ہونے والی حالت سابق حالت سے افضل و اکمل تھی۔ وحی کی یہ چند روزہ رکاوٹ آپ کے نزول و انحطاط کا سبب نہیں بلکہ بہت زیادہ عروج و ارتقا کا ذریعہ ہے۔

ف۳: بشارت اور وعدہ الٰہی کا تعلق آخرت اور دنیا دونوں سے ہو سکتا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ محمد ﷺ راضی نہیں ہوگا' جب تک کہ اُس کی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔

ف۴: یعنی دنیا میں جب آپ لائے گئے تو ہر طرح کیسی بے سرو سامانی اور اسباب ظاہری سے کس درجہ محرومی تھی اس کے باوجود حضرت خدیجہؓ سے نکاح کرا کر آپ کو مطمئن کردیا۔

ف۵: اور آپ کو دینی مسائل کی تفصیل سے بے خبر پایا تو رہنمائی کی یعنی دین حق نازل فرمایا: ﴿وَمَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا﴾ (الشوریٰ: ۵۲) چنانچہ اُس نے آپ کو دین و شریعت کا پورا علم دے دیا اور اصلاح و ہدایت پہنچیدگیاں اور حقائق آپ کو سمجھا دیئے۔ لفظ ضال کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ (۱) بمعنی محبت جب نبی ﷺ تشریف لائے تو اُس وقت کفر شرک اور بت پرستی وغیرہ کی بیماری کا بہت زور تھا۔ نبی ﷺ کا بعد بلوغت قوم کے مشرکانہ اطوار اور بے ہودہ رسم و رواج سے بیزار ہونا ظاہر ہے' کیونکہ آپ کے دل میں اللہ وحدہ کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موجزن تھا' محبت الٰہی کی آگ سینہ مبارک میں بڑی تیزی سے بھڑک رہی تھی' وصول الی اللہ اور ہدایت خلق کی اس اکمل ترین استعداد کا چشمہ جو تمام عالم سے بڑھ کر نفس قدسی میں ودیعت کیا گیا تھا اندر ہی اندر جوش مارتا تھا' لیکن کوئی واضح راستہ اور مکمل دستور العمل بظاہر دکھائی نہ دیتا تھا' آپ کو دین ابراہیمی کی تلاش تھی' بڑے بڑے لوگوں سے پوچھا مگر وہ بھی نہیں جانتے تھے' مگر نبی ﷺ کو دین ابراہیمی سے محبت تھی اس لئے آپ کو ضال فرمایا' جیسے سورہ یوسف میں ﴿اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ﴾ یعنی پرانی محبت نے آپ کو ابھی تک نہیں چھوڑا۔ پس فھدیٰ کا معنی ہوگا طالب کو مطلوب سے ملا دیا۔

(۲) بے خبری: یعنی جب تک آپ پر وحی نہیں آئی اُس وقت (بقیہ صفحہ 989 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ — اٰیاتُھَا ۸ — رُوْعَاتُھَا ۱

سورۃ التین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم ہے ہم کو انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن

الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ

والے شہر کی ف بے شک جو ہم نے (اللہ) انسان کو اچھی ڈھانچ

تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

پر بنایا ف پھر ہم نے اس کو نچلوں سے نیچے گرادیا ف مگر جو لوگ ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا

لاکر نیک اعمال کرتے ہیں ان کے لئے دائمی اجر ہے ف اب بھی اے انسان

يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

تجھ سے کیا چیز تکذیب کراتی ہے کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے ف

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ — اٰیاتُھَا ۱۹ — رُوْعَاتُھَا ۱

سورۃ العلق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

اے رسول تو اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے ف انسان کو خدا نے

عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

بستہ خون سے پیدا کیا اپنے رب کا نام پڑھا کر تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝

انسان جو نہ جانتا تھا اس کو سکھایا ف بے شک انسان گمراہ ہوجاتا ہے

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ

اس وجہ سے تو اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے تیرے پروردگار کی طرف رجوع ہے ف کیا تو نے اس کو بھی

منزل ۷

ف: طُوْرِ سِيْنِيْنَ جزیرہ نمائے سینا کا وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قانون شریعت ملا تھا۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ انجیر اور زیتون کے یہ دونوں درخت شام اور اس کے اطراف میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اوران کے پھل منافع سے لبریز ہوتے ہیں۔ اَلْبَلَدِ الْاَمِيْنِ مکہ معظمہ ہے جہاں تمام عالم کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی اور آخری امانت قرآن کریم اوّل اسی شہر میں اتاری گئی۔ تورات کے آخر میں ہے "اللہ طور سیناء سے آیا اور ساعیر سے چمکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہوکر پھیلا" فاران مکہ کا پہاڑ ہے۔

ف: اس کے جوڑ دیکھو اس کے اندر کی رگیں اور شریانیں دیکھو اس کی سمجھ بوجھ کے اعضاء دیکھو مگر اس کم بخت انسان نے ہماری دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیا بلکہ اُن کو ضائع کر دیا' نظام عالم تکوینی کی فکر و اہتمام یا ان چاروں نظامات تشریعی کی حفاظت و انتظام کی ذمہ داری خود اس کی دلیل ہے کہ انسان کی پیدائش یوں ہی انکل پچو نہیں کر دی گئی بلکہ انتہائی حکمتوں اور عنایات کا مجموعہ ہے۔

ف: یعنی حیوانوں سے بھی بدتر کر دیا کیونکہ حیوانوں کو تو کسی برے کام پر بھی عذاب نہیں مگر اس شریر بدکار انسان کو برے کاموں پر سزا ضرور ہوگی اس لئے یہ اپنے نچلوں سے نچلا کیا گیا' حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس کو فرشتوں کے مقام کے لائق بنایا۔ پھر جب یہ منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے۔

ف: مگر جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں یعنی موافق شریعت اسلام اپنی زندگی گزارتے ہیں اُن کے لئے ہمیشہ رہنے والا اور کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اتنے شواہد دیکھ کر بھی اے ناشکرے اور کافر انسان تو آخر کس دلیل سے یوم جزا کا منکر ہو رہا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں یعنی کن وجوہ سے تو اللہ تعالیٰ کی تعلیم قرآن کی تکذیب کرتا ہے' کیا اللہ تعالیٰ شہنشاہِ دو عالم نہیں ہے؟ بے شک ہے اللھم اٰمنا فاکتبنا مع الشاھدین.

ف: سورہ اقراء کی یہ ابتدائی پانچ آیات سب سے پہلی وحی ہے' جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کے قریب پہنچی تو زیادہ خلوت پسند ہوگئی اور آپ ایک حرا نامی پہاڑی کے غار میں اکثر جا کر معتکف رہنے لگے' جیسا کہ مرتاض زاہدوں کا اثر معمول ہے' ایک شب میں کہ وہ رمضان ۱۳ ق ھ (جولائی ۶۱۰ء) کی کوئی تاریخ تھی فرشتہ اعظم جبریل علیہ السلام نے نمودار ہوکر آپ ﷺ سے فرمایا اقراء یعنی پڑھیے آپ نے جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں تو پڑھنا نہیں جانتا' اس پر جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بازوؤں میں لے کر معانقہ کیا اور پھر اسی طرح مکالمہ و معانقہ کا اعادہ ہوا' گویا وحی کا بوجھ اٹھانے کے لئے جن قوتوں کی ضرورت تھی وہ ملکوتی واسطہ سے بشری جسم میں پوری طرح سرایت کر دی گئیں اور تیسری بار کی تکرار کے بعد یہی پانچ آیات فرشتہ اعظم نے پڑھ کر رسول اعظم کو سنا دیں' ہیبت وحی سے خصوصاً جبکہ اس کا پہلا تجربہ تھا' تاثر اور خوف و رعشہ بالکل طبعی تھا' اس اضطراری ہیبت جسمانی کیفیت کو بعض بے عقل دانش وروں نے عظمت رسول کے منافی سمجھا ہے۔

تنبیہ: اقرأ لفظ قرأت مطلق پڑھنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور تحریر کے پڑھنے کے معنی میں بھی' اس لئے رسول اللہ ﷺ کا حرف ناشناس ہونے کی بنا پر قراءت سے معذرت کرنا بھی بالکل صحیح تھا۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر نبی ﷺ کے زور سے بھینچا اور چھوڑ دیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سمجھا کہ مجھے کسی تحریر (بقیہ صفحہ 991 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْهٰى ﴿۱۰﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۱﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى

دیکھا جو ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے ف۱ اگر وہ ہدایت

الْهُدٰٓى ﴿۱۲﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۳﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۴﴾

پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیز گاری کے کام بتاتا ہو اگر یہ روکنے والا سچ کا مکذب اور حق سے روگردان ہو

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۵﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا

کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ف۲ ہرگز نہ چاہئے اور اگر وہ باز نہ آیا تو ہم ضرور اسے

بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۶﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۷﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۸﴾

جھوٹے بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے ف۳ پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلالے

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۹﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۲۰﴾

ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلالیں ف۴ گے ہرگز ایسا نہ چاہئے اس کا کہنا مانو اور خدا کے سامنے سجدہ کر کے اس کا قرب چاہو ف۵

آیاتہا ۰ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ رکوعہا ۱

سورۃ القدر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا ف۶ تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے ف۷ اس میں فرشتے اور روح اپنے رب

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

کے حکم سے نازل ہوتے ہیں ف۸ وہ رات طلوع صبح تک ہر طرح سے سلامتی ہے ف۹

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعہا ۱

سورۃ البینہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ اور مشرکین بچنے والے نہ تھے

ف۱: عبد آئندہ خاص سے اشارہ رسول اللہ ﷺ کی جانب ہونا بالکل ظاہر ہے اور روکنے والے سے مراد ابوجہل لی گئی ہے یعنی اس کی سرکشی اور تمرد دیکھو کہ خود کو تو اپنے رب کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں اور اگر کوئی اور بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہوتا ہے تو اُسے بھی نہیں دیکھ سکتا' اُسے اتنی بھی تمیز نہیں کہ نماز تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو سب کا مشترکہ معبود ہے۔ اس سورت کا پہلا حصہ ابتداء نبوت کے وقت اترا تھا اور یہاں سے لے کر آخر تک تبلیغ کے زمانہ میں نازل ہوا۔

تنبیہ: فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر سے کسی کو نماز سے روکا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ اس وعید میں نہیں آتا۔

ف۲: کیا تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر وہ بندہ جس کو یہ نالائق نماز سے روکتا ہے' وہ واقعی ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیز گاری اور نیکی کا کام بتاتا ہو تو اس روکنے والے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا حال ہوگا' کیونکہ نیکی سے روکنا تو کسی مذہب اور کسی اخلاقی اصول سے بھی جائز نہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی اس سرکشی کو بھی دیکھ رہا ہے اور اُس پر اسے پوری سزا بھی دے گا۔ كَذَّبَ کا تعلق عقیدے سے ہے' اور تولّٰی کا عمل سے یعنی عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے وہ مکمل گمراہ ہو۔

ف۳: یہ سب کچھ جانتا ہے لیکن اپنی شرارت سے باز نہیں آتا' اگر اپنی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو جانوروں اور ذلیل قیدیوں کی طرح سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ سے فقہا مفسرین نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ توبہ ہر حال میں مقبول اور عذاب کو ٹالنے کا موجب۔

ف۴: ابوجہل نے ایک مرتبہ نبی ﷺ کو نماز سے روکنا چاہا تو آپ نے سختی سے جواب دیا' کہنے لگا آپ کیا جانتے نہیں کہ مکہ میں سب سے بڑی مجلس میری ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب وہ اپنی مجلس والے ساتھیوں کو بلالے ہم بھی اُس کی گوشمالی کے لئے اپنے سپاہی بلاتے ہیں' دیکھیں کون غالب رہتا ہے۔ چنانچہ چند روز بعد بدر کے میدان میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ اسلام کے سپاہیوں نے اُسے کس طرح گھسیٹ کر قلیب بدر میں پھینک دیا' باقی اصل وقت گھسیٹے جانے کا آخرت ہے جب دوزخ کے فرشتے اس کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم رسید کریں گے۔

ف۵: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورت اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ میں سجدہ کیا۔

ف۶: یعنی قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں اتارا گیا شاید اسی شب میں آسمان دنیا سے نبی علیہ السلام پر اترنا شروع ہوا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنْزَلَ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا جُمْلَةً لَيْلَةَ ثُمَّ اِلَى الْاَرْضِ نَجُوْمًا. (کبیر) کل قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ پر رفتہ رفتہ نازل ہونے میں ۲۲، ۲۳ سال کی مدت لگی' سب سے پہلی وحی رسول اللہ ﷺ پر ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی کسی طاق تاریخ میں نازل ہوئی تھی' صحیح حدیث کے مطابق یہ شب قدر ہر سال آخری عشرۂ رمضان کی کسی طاق تاریخ میں آیا کرتی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے قرآن کریم کے نازل ہونے کی ابتدا رمضان کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر لکھی ہے۔

ف۷: قدر کیسی بزرگیوں اور فضیلت والی رات ہے قدر سے اس سیاق میں کیا مراد ہے' بعض نے کہا کہ یہ وہ رات ہے جس میں قضا و قدر کے امور طے ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ قدر سے یہاں شرف و منزلت مراد ہے یعنی معزز و مکرم رات اور جب یہ نزول قرآن کی رات آتی ہے تو اس کا اجر صرف بڑھ ہی نہیں جاتا بلکہ ہزار گنا سے بھی زیادہ بڑھ (بقیہ صفحہ 991 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝

جب تک ان کے پاس کھلی بات بتانے والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک نوشتے ان کو سنائے

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

جن میں محکم مسائل درج ہوں ف۱ اور جن کو پہلے کتاب ملی تھی وہ بعد آجانے اس بینہ نبی

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا

کے مختلف ہوگئے ف۲ اور ان کو یہی حکم کیا گیا ہے یک رخے ہوکر

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا

اللہ کی مخلصانہ عبادت کیا کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

ادا کیا کریں دین قیم یہی ہے ف۳ جو لوگ اہل کتاب

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

میں سے اور مشرکوں میں سے منکر ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ

فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

رہیں گے وہ سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں ف۴ جو لوگ ایمان لاکر

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں ف۵ ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے پاس

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی یہ ان لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ہوں گے ف۶

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ رکوعہا ۱

سورۃ الزلزال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب زمین زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے دفینے

(منزل ۶)

ف۱: اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں اور مشرکین وہ قومیں ہیں جو بت پرستی یا آتش پرستی میں مبتلا تھیں۔ یعنی اہل کتاب میں سے کافر لوگ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب اپنی رسومات اور بدعات سے بھی ہٹنے والے نہ تھے جب تک اُن کے پاس کوئی واضح بات بتانے والا کوئی رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آئے جو پاک الہامی نوشتے پڑھ کر اُن کو سنائے جن میں محکم مسائل دینیہ درج ہوں۔ مطلب یہ کہ اُس زمانہ کے اہل کتاب اور مشرکین انکار کے ایسے پختہ تھے کہ کسی واعظ۔ کسی وعظ سے ان کو اثر نہ ہوتا تھا بلکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی بڑی قوت والا رسول اُن کے پاس آئے اور اپنی قوت قدسیہ سے ان کو پاک کرے چنانچہ بہتوں کو اس رسول سے فائدہ ہوا۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بدل ہے اَلْبَيِّنَةُ کا اور البینہ کو معرفہ لاکر اس طرف اشارہ کر دیا کہ وہ بہت بڑی دلیل ہے جس پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں، پھر فوراً اس کے بعد رسول تنوین کے ساتھ صیغہ نکرہ لاکر اُس سے بھی یہی کام لیا اور اس کی مثال سورہ بروج میں گزر چکی ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے خود کو معرفہ کے صیغہ کے ساتھ المجید کہا اور پھر فوراً بعد فعال نکرہ کا صیغہ آیا۔ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ میں من تبیین کے لئے ہے۔ (کبیر) لیکن بعض اکابر اس کو تبعیض کے لئے مانتے ہیں۔

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے یا یہ مطلب کہ جو عمدہ کتابیں پہلے آ چکی ہیں اُن تمام کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ یا اس سے علوم و مضامین مراد ہیں یعنی اس کے علوم بالکل صحیح و درست اور مضامین نہایت مضبوط اور معتدل ہیں۔

ف۲: یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ یہ تمام کے تمام کسی واضح بات بتانے والے نبی کے انتظار میں متفق تھے مگر جب وہ نبی آیا اور ان کو اس کی صداقت کا علم بھی ہوگیا تو وہ اس نبی کے تسلیم و عدم تسلیم میں مختلف ہوگئے، بعض تو اپنے علم پر قائم رہ کر ایمان لے آئے اور بعض منکر ہوگئے، حالانکہ اس رسول کی معرفت اُن کو جو حکم ہوا ہے وہ شریعت انبیاء کے خلاف نہیں۔

ف۳: یعنی ہر قسم کے باطل اور جھوٹ سے علیحدہ ہو کر خالص اللہ واحد کی بندگی کریں اور ابراہیم حنیف علیہ السلام کی طرح ہر طرف سے تعلق ختم کر کے اُسی ایک مالک کے غلام بن جائیں اور تشریع و تکوین کے کسی شعبہ میں کسی دوسرے کو خود مختار نہ سمجھیں یہ چیزیں ہر دین میں پسندیدہ رہی ہیں اور انہی کی وضاحت نبی کرتا ہے، پھر اللہ جانے ایسی پاکیزہ تعلیم سے یہ لوگ کیوں وحشت کھاتے ہیں، قیمۃ صفت ہے موصوف محذوف الملۃ کی۔

ف۴: یہاں یہ بتا دیا گیا کہ جو لوگ قانونِ الٰہی کے باغی و منکر ہیں اُن کا ماضی جو کچھ بھی ہو اور دوسری حیثیت سے جیسے کچھ بھی ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں برائیوں میں کامل ہیں۔

ف۵: یعنی جو لوگ قانون الٰہی کی تصدیق کرنے والے اور وفادار ہیں وہ دوسری حیثیتوں سے جیسے کچھ بھی ہوں لیکن اللہ کی عدالت میں خیریت میں کامل ہیں، کیونکہ زندگی کا مقصد انہی لوگوں نے سمجھ کر پورا پالیا ہے، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے بن کر رہے اور اسی کی لگن میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

ف۶: اور یہ خشیت ہی تو انسان کو ایمان و عمل صالح پر لاتی ہے، جس کی جزا جنت اور جنت کی نعمتیں ہیں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا میں ابدا کا اضافہ جنت میں خلود کے مفہوم کو مؤکد اور غیر منقطع بنا دینے کے لئے ہے، قیام جنت محض طویل مدت کیلئے ہی نہ ہوگا، بلکہ نہ ختم ہونے والے زمانہ کے لئے ہوگا، اللہ تعالیٰ ان بندوں سے ہر طرح خوش و مطمئن ہوگا اور یہ بندے بھی اللہ تعالیٰ سے ہر طرح خوش و مطمئن ہوں گے یعنی مالک اور غلام میں کسی قسم کی سوء مزاجی کا اندیشہ نہ رہے گا۔ ذالک (بقیہ صفحہ 991 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

سب باہر پھینک دے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوگیا ف۱ اس روز زمین

اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ

اپنی خبریں بتلائے گی کہ تیرے پروردگار نے اس کو سمجھا دیا ہوگا ف۲ اس روز انسان

اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

مختلف حالتوں میں نکلیں گے کہ ان کے اعمال دکھائے جائیں ف۳ پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی

خَیْرًا یَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾

اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرا جتنا برا کیا ہوگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا ف۴

سُوْرَةُ الْعٰدِیٰتِ مَكِّیَّةٌ

سورۃ العدیٰت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ﴿۲﴾ فَالْمُغِیْرٰتِ

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی اور قسم ہے آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے صبح

صُبْحًا ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾

کے وقت حملہ کرنے والوں کی جو غبار اڑاتے ہیں اور اسی کے جماعت میں گھس جاتے ف۵ ہیں

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى

انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے ف۶ حالانکہ وہ اس پر

ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ﴿۸﴾

نگران ہے ف۷ اور یہ خیر کا سخت متمنی ہے ف۸

اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ

کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں سے رکھے ہوئے مردے اٹھائے جائیں گے اور جو

مَا فِی الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ

ان کے دلوں میں ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار ان کے حال سے

لَّخَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾

خبردار ہوگا ف۹

سوال ہے

ف۱: یہ تمام واقعات حشر کے سلسلہ میں نفخہ اوّل کے وقت کے ہیں' جب زمین غیر معمولی زور سے ایسی ہلائی جائے گی کہ اس کی ناہمواری ختم ہو جائیگی جیسا کہ فرمان ربی ہے۔ ﴿لَا تَرٰى فِیْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا﴾ (طٰہٰ: ۱۰۷) اور زمین اس تیز حرکت سے جو کچھ اس کی کانوں میں از قسم چاندی' سونا' تانبا اور پیتل وغیرہ معدنیات ہیں ان سب کو باہر پھینک دے گی اور کوئی بھی اُن خزانوں کو دیکھے اور چھوئے گا ہی نہیں۔ زمین کے بوجھ سے مراد مردے بھی ہو سکتے ہیں۔ انسان گھبرا کر اور سراسیمہ ہو کر پکار اٹھے گا کہ زمین کو آخر یہ کیا ہو گیا؟

ف۲: اُس روز زمین اپنی سطح پر گزرے ہوئے واقعات کی تمام خبریں اس وجہ سے بتائے گی کہ تیرے پروردگار نے اس کو بذریعہ القاء خاص سب کچھ سمجھا دیا ہوگا' خبریں مجمل ہوں گی یا مفصل اس کا علم اُسی وقت تم کو ہوگا' اس وقت حکمت و مشیت یہی ہوگی کہ زمین ناطق ہو جائے جیسے آج حکمت و مشیت یہ ہے کہ زمین ساکت و بے زبان رہے' یوں سمجھئے کہ جو کچھ زمین پر ہو رہا ہے وہ اس میں ٹیپ ہو رہا ہے اور قیامت کے روز یہ ٹیپ ریکارڈ چلا دیا جائے گا۔ تنبیہ: زمین پر یہ قوت گویائی اس وقت خود بخود نہیں بلکہ قادر مطلق کے حکم سے پیدا ہوگی حیات اور اس کے تمام آثار انعامات الٰہی ہیں' جس وقت' جس عضو سے اور جو کام وہ حکیم مطلق چاہے لے لے' بیان میں سب سہیہ ہے۔

ف۳: یہ ذکر نفخہ ثانیہ کے بعد کا ہو رہا ہے۔ اشتاتا کوئی اعلیٰ درجے کا نیک کوئی پرلے درجہ کا بدمعاش کوئی ان دو درجوں کے مابین یعنی کچھ گروہ اہل جنت کے ہوں گے اور کچھ گروہ اہل دوزخ کے۔ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ سے مراد اعمال کے ثمرات و عواقب ہیں۔

ف۴: یعنی اگر توبہ نہ کرے یا اُس سے اچھا نیک کام نہ کرنے سے اُس کے ذمہ سے اترا نہ ہوگا تو وہ بھی اُسے اپنے اعمالنامہ میں دیکھ لے گا اور اسی کے مطابق اس کو جزا سزا ملے گی۔ قرآن مجید میں اعمال بد معاف ہونے کے دو طریقے آئے ہیں' ایک تو یہ ہے فرمایا: اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ یعنی اگر باز آ جائیں تو گزشتہ گناہ معاف کئے جائیں گے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ گناہ سے نیک کام زیادہ کئے ہوں جیسا اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ. نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ حدیث نبوی میں ان دو آیات کے لئے الجامعۃ الفاذہ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی جو اصل ان میں بیان کر دی گئی ہے وہ جامع اور منفرد ہے۔ خیراً یرہ' اس معمولی سی اچھائی کو بھی جنت میں پالے گا بشرطیکہ خیر خیر باقی رہی ہو یعنی اُسے کفر سے فناء نہ کر دیا گیا ہو۔ شراً یرہ اس معمولی سی برائی کو بھی دوزخ میں پالے گا بشرطیکہ شر شر باقی رہا ہو کہ اُسے توبہ اور ایمان سے زائل نہ کر دیا گیا ہو۔

ف۵: ضَبْحًا گھوڑے عادۃً تیز دوڑنے کے بعد ہانپنے لگتے ہیں۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا یعنی ان کے پتھریلی زمین پر تیز دوڑنے کی وجہ سے اس پتھریلی زمین سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں یہ کنایہ کمال گرم رفتاری سے ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا عرب میں عام دستور صبح سویرے حملہ کرنے کا تھا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا کمال تیز رفتاری کے باعث اُن کے قدموں سے غبار اُڑتا ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا یعنی دشمنوں کی جماعت میں گھس جاتے ہیں ب زائدہ تاکید کے لئے ہے۔

ف۶: یہ جواب قسم ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اس کی ناشکری کا کیا ٹھکانہ ہے کھائے پیئے رب کا اور گائے کسی کا۔ دیکھئے ایک شائستہ گھوڑے کو کہ مالک گھاس اور دانہ کھلاتا ہے' تو وہ اس تربیت پر اپنے مالک کی وفاداری میں جان لڑا دیتا ہے' جدھر سوار اشارہ کرتا ہے اُدھر چلتا ہے' دوڑتا' ہانپتا' ٹاپیں مارتا اور غبار اڑاتا ہوا (بقیہ صفحہ 992 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتہا ۱۱ سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ القارعہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

الْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳

کھڑکھڑانے والی گھڑی کیسی کھڑکھڑانے والی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانے والی کیا چیز ہے ف۱

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ

جس روز انسان پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے ف۲ اور پہاڑ دھنی ہوئی

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶

اون کی طرح ہوجائیں گے ف۳ پھر جس کے نیک اعمال غالب ہوں گے

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸

وہی مزے کے عیش میں ہوں گے ف۴ جن کے اعمال مغلوب ہوں گے

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

پس ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے ف۵

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ التکاثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ

کثرت حرص نے تم کو غافل کردیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں بھی دیکھیں ف۱ ہرگز نہ چاہئے

تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

تم جان لو گے پھر ہرگز ایسا نہ چاہئے تم جان لو گے ہرگز ہرگز ایسا نہ چاہئے اگر تم یقینی طور پر جانتے

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

تو ایسی غفلت نہ کرتے ف۲ ضرور جہنم دیکھو گے پھر اس سے دیکھو گے ف۳

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

پھر اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا ف۴

منزل ۷

ف۱: اَلْقَارِعَۃُ سے مراد صور قیامت کے نفخہ اوّل سے ہے جس کی مہیب یعنی ہولناک آواز دلوں اور کانوں دونوں کھڑکھڑا کر رکھ دے گی عموماً اہل جاہلیت کی طرح عرب جاہلیت کی اصل بنیاد بھی کفر و اعراض آخرت فراموشی پر تھی۔ آغاز وحی میں ترتیب حکیمانہ کے مطابق سب سے زیادہ زور اس موضوع پر دیا گیا۔

ف۲: جس روز تمام انسان کیا مومن اور کیا کافر سب کے سب ایک میدان میں پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے کہ ہر ایک کا جدھر رخ ہوا اسی طرف بے تابانہ چلا جاتا ہے گویا پروانوں کے ساتھ یہ تشبیہ ضعف کثرت بے تابی اور حرکت کی بے انتظامی میں ہوگی۔

ف۳: یعنی دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہاں تک کہ پوری زمین یکساں ہموار ہو جائے گی جس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا' قیامت کے دن کا یہ پہلا حصہ ہے' اس کے بعد پھر پیدائش ہوگی اور تمام بنی نوع انسان میدان حشر میں جمع ہوں گے۔

ف۴: جس کے نیک اعمال کیت و کیفیت میں اعمال بد پر غالب ہوں گے وہ اس روز خاطر خواہ عیش و آرام میں رہے گا' اعمال کا وزن اخلاص و ایمان کی نسبت سے ہوگا' دیکھنے میں خواہ کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اخلاص کی روح نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ وزن نہیں رکھتا۔ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (کہف) یا یوں سمجھئے کہ اعمال میں وزن اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ مومن سے شریعت کے موافق صادر ہوں' منکر کے اعمال اور مسلمان کے خلاف شریعت اعمال سب بے وزن رہ جاتے ہیں۔ راضیۃ یہ مرضیۃ یعنی پسندیدہ کے معنی میں ہے۔

ف۵: جن کے اعمال وزن اور صلاحیت میں کم ہوں گے یعنی بد عملی زیادہ اور نیکی نہ ہوگی یا ہوگی تو بہت کم تو اُن کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا' یا یوں کہئے کہ جس کے اعمال و عقائد دونوں خلاف شریعت ہوں گے تو وہ کافر ہی ہوگا اور اس کا پلڑا میزان قیامت میں بالکل بے وزن نکلے گا۔ نار حامیۃ ایسی بھڑکتی ہوئی آگ جس کے سامنے دنیا کی ہر آگ سرد ہی نظر آئے گی۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کی آگ جس کو وہ سلگاتے ہیں دوزخ کی آگ کا ستر واں حصہ ہے' صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اسی قدر آگ کافی تھی' فرمایا وہ آگ اس آگ پر انہتر حصے بڑھ کر ہے۔ (البخاری والمسلم)

ف۱: شان نزول کی روایات میں آتا ہے کہ دور جاہلیت میں ہر قبیلہ کی عام عادت دوسرے قبیلہ پر اپنی کثرت آبادی اور کثرت سامان کی بنا پر اپنی بڑائی جتانے کے لئے ہوا کرتی تھی' جس طرح کہ آج بھی بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں نے مکان بنایا' میں اس سے اچھا بناؤں' فلاں اتنی جائیداد کا مالک ہے میں اس سے زیادہ حاصل کروں تو یہ ہے تکاثر یعنی زیادہ سے زیادہ مال اکٹھا کرنے کی حرص اور مقابلہ بازی۔ اس آیت میں اس عام حقیقت کا بیان ہے کہ دنیاوی جاہ مال و سامان' قوت و شوکت پر فخر و ناز اور ان کی محبت و طلب اور آخرت فراموشی انسان کے قلب پر غفلت کے پردے ڈالے رہتی ہیں' اور اس میں خوف و خشیت الٰہی پیدا ہی نہیں ہونے دیتیں' یہاں تک کہ موت کا وقت آ جاتا ہے اور انسان قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والے کے ساتھ تین چیز جاتی ہیں۔ اہل اولاد وغیرہ مال اور عمل اس کے ساتھ رہتی ہے اور ان میں سے دو اہل اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور ایک چیز اعمال نیک یا بد مرنے والے کے ساتھ قبر میں رہ جاتی ہے۔ بخاری و مسلم

ف۲: یعنی یہ تمام غفلتیں محض عارضی ہیں' آنکھ بند ہوتے ہی عالم برزخ شروع ہو جائے گا اور اسی (بقیہ صفحہ 992 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ — آیاتہا ۳ — رکوعاتہا ۱

سورۃ العصر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے زمانہ کی ف۱ تحقیق انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگوں جنہوں نے ایمان قبول کرکے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

نیک عمل کئے اور ہر ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے ف۲

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ — آیاتہا ۹ — رکوعاتہا ۱

سورۃ الھمزہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ

عیب جو طعنہ زن کے لئے افسوس ہے ف۳ جس نے مال جمع کیا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے ف۴ سمجھتا ہے

اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَآ

یہ مال اس کو ہمیشہ رکھے گا ف۵ ہرگز نہیں بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا ف۶ تمہیں کیا معلوم

اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِيْ تَطَّلِعُ

وہ بھسم کرنے والی کیا چیز ہے اللہ کی تیز آگ ہے جو دلوں تک

عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

جا چڑھے گی تحقیق وہ بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں مخصوص ہو گی ف۷

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ — آیاتہا ۵ — رکوعاتہا ۱

سورۃ الفیل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ

کیا تم نے اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھیوں والے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا تھا کیا ان کی

ف۱: عصر کہتے ہیں زمانہ کو یعنی قسم ہے زمانہ کی جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے جسے تحصیل کمالات و سعادات کے لئے ایک متاع گرانمایہ سمجھنا چاہئے۔ یا قسم ہے نمازِ عصر کے وقت کی جو کاروباری دنیا میں خاص مشغولیت اور شرعی نقطہ نظر سے نہایت فضیلت کا وقت ہے یا قسم ہے ہمارے پیغمبر کے زمانہ مبارک کی جس میں رسالت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کا نور اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا۔

ف۲: تحقیق انسان سراسر نقصان میں ہے اس کی عمر کا ہر لمحہ قیمتی ہے مگر یہ اُسے بے فائدہ ضائع کرتا ہے خسران و محرومی سے بچے رہنے والے خوش نصیب انسانوں کی چار صفات کا یہاں بیان ہوا ہے ان میں سے پہلی دو یعنی ایمان اور عمل صالح صفات ذاتی و انفرادی اور بطور کمال لازم کے ہیں باقی دو یعنی تواصی بالحق و تواصی بالصبر صفات ملی و اجتماعی بطور کمالات متعدی کے ہیں۔ اسلام تو انفرادی و اجتماعی ذاتی و ملی دونوں قسم کی اصلاح ایک ساتھ چاہتا ہے اور جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے تو اُن کا نام صفحات دہر پر زندہ "جاوید رہے گا اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے وہ بطور باقیات الصالحات ہمیشہ اُن کے اجر کو بڑھاتے رہیں رہیں گے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر قرآن میں صرف یہی ایک سورت نازل کر دی جاتی تو سمجھ دار بندوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔

ف۳: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر عیب تلاش کرنے والے اور طعنہ زن کے لئے افسوس ہے اس میں اجتماعی زندگی کے دو بڑے امراض پس پشت عیب جوئی کرنے اور رو در رو میں طعنہ دینے کا علاج آ گیا۔

ف۴: یعنی طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشا تکبر اور تکبر کا سبب مال ہے جس کو حرص کی وجہ سے ہر طرف سے سمیٹا اور مارے بخل کے گن گن کر رکھتا ہے کہ کوئی پیسہ کہیں خرچ نہ ہو جائے یا ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔ اس میں اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ اجتماعی اخلاقی امراض کی بنیاد زیادہ تر کبر اور بخل پر ہوتی ہے اور عموماً یہ چیزیں مال کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مال سے طبعی تعلق مذموم نہیں مذموم اس تعلق میں غلو و انہماک ہے۔ عدده بار بار گنتے رہنا علامت و دلیل ہے۔ غایت حب مال اور اس میں شغف و انہماک کی۔

ف۵: سمجھتا ہے کہ مال کی وجہ سے اس کو کوئی تکلیف نہیں آ سکتی بلکہ یہ مال اس کو ہمیشہ بخیر و عافیت رکھے گا یہ خیال اس کا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

ف۶: یہ اپنے کئے ہوئے برے اعمال کی وجہ سے بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں کی ساری شوخی کرکری ہو جائے گی۔

ف۷: نَارُ اللّٰهِ اضافت اظہار عظمت و اہمیت خصوصی کیلئے ہے یعنی وہ آگ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی ہے اور دنیا کی کسی آگ پر اسے قیاس نہ کرنا۔ یعنی آگ کے ایسے بڑے شعلے ہوں گے جیسے لمبے لمبے ستون ہوتے ہیں۔ جیسے مسجد الحرام کے دالانوں میں بلند ستون ہیں۔ اور وہ لوگ اس آگ یعنی جہنم میں مقید ہوں گے اور ہر طرف سے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور دوزخیوں کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہے گا یہ ہمیشہ کیلئے وہیں پڑے جلتے رہیں گے۔ اللھم اجرنا من النار.

ف۸: یہ واقعہ نبی ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند روز پیشتر ہوا تھا یہ اپنی شہرت کی وجہ سے بچے بچے کی زبان پر تھا اور اسی قرب عہد اور تواتر کی بنا پر اُس کے علم کو دیکھنے سے تعبیر فرمایا کیونکہ فرط شہرت و تواتر سے مثل مشاہدہ کے تھا۔ الم تر بمعنی الم تعلم (بقیہ صفحہ 992 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝

چال کو بے اثر نہ کیا تھا ان پر دل کے دل پرندے بھیجے

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے ف۱ تھے پس خدا نے ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا ف۲

آیاتہا ۴ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ قریش مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝

قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ

پس ان کو چاہئے کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار کی عبادت کیا کریں جو ان کو

جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

بھوک میں کھانا دیتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا ہے ف۳

آیاتہا ۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ الماعون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ

کیا تو نے اس انسان کو دیکھا ہے جو دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے یہ وہی تو ہے جو یتیم

الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ

کو دھکے دیتا ہے مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا ف۴ پس ان

لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

جو لوگوں کو دکھاتے ہیں ف۵ اور برتاؤ کی چیزیں نہیں دیتے ف۶

(بقیہ صفحہ 991 سے)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی غیبی فوق العادت حفاظت فرمائی ہے اس گھر کے سب سے مقدس متولی اور سب سے بزرگ نبی کی حفاظت بھی اسی طرح کرے گا' عیسائی یا کسی دوسرے مذاہب کو یہ موقع نہ دے گا کہ وہ کعبہ اور کعبہ کے سچے خادموں کا استیصال کر سکیں۔

تنبیہ: سجیل سنگ گل کا معرب ہے۔ قرآن مجید میں لغت قریش سے باہر کے الفاظ بہت کم آئے ہیں اور جو گنتی کے چند آئے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے ابابیل اس کے معنی جھنڈ کے ہیں۔ ائمہ لغت میں سے بعض نے کہا ہے کہ اس کا کوئی واحد نہیں آتا بعض نے اس کا واحد ابیل ابالہ یا ابیالہ یا ابول کو بتایا ہے۔

ف۱: جو بیل گائے وغیرہ کھا کر آخور چھوڑ دیتے ہیں یعنی ایسا پراگندہ' منتشر' مبتذل' بدصورت' نکما اور چورا چورا اللہ نے ان کو چبائے ہوئے بھوسہ کی طرح بے کار و بے اعتبار کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ احکام الٰہی کی بے حرمتی کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرتے رہنا چاہئے خواہ وہ آخرت میں واقع ہو یا اسی دنیا میں۔

ف۲: قریش: شمالی اہل عرب کی نسل میں شریف ترین اور مشہور ترین قبیلہ کا نام قریش تھا۔ اسی کی ایک شاخ بنو ہاشم میں رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوئے۔ نسلاً یہ قبیلہ نضر بن کنانہ کی نسل سے تھا' پیشہ ان لوگوں کا تجارت تھا اور تجارت ہی کے سلسلہ میں دور دراز علاقوں کی سیاحت کرتے تھے یہ لوگ بڑے معاملہ فہم سمجھے جاتے تھے' اور اپنے وقت و ملک کی تہذیب و تمدن کے علمبردار تھے' ان کے تجارتی سلسلے ایک طرف بحر ہند سے بحر قلزم بلکہ بحر روم تک قائم تھے' اور دوسری طرف جنوب عرب میں عمان و یمن سے لے کر شمال میں فلسطین و شام تک کی شاہراہیں ان کے قبضہ میں تھیں' ان کے بڑے بڑے تجارتی قافلے بین الاقوامی مال و سامان سے لدے ہوئے برابر آتے جاتے رہتے تھے' ان کا وطنی علاقہ مکہ تو بے آب و گیاہ تھا سال بھر میں تجارت کی غرض سے دو مرتبہ سفر کرتے تھے' سخت سردیوں میں یمن کی طرف کہ وہ گرم ملک ہے' اور گرمیوں میں شام کی طرف جو سرد اور شاداب ملک ہے۔ حرم کے چاروں طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی وغیرہ کا بازار گرم رہتا تھا' لیکن کعبہ کے ادب سے کوئی چور' ڈاکو قریش پر ہاتھ نہ اٹھاتا تھا۔ اس انعام کو یہاں یاد دلایا ہے اس گھر کے طفیل تم کو روزی دی اور امن چین دیا' اصحاب فیل کی زد سے محفوظ رکھا' پھر اس گھر والے کی بندگی کیوں نہیں کرتے؟ اس کے رسول کو کیوں ستاتے ہو' کیا یہ انتہائی ناشکری اور احسان فراموشی نہیں۔

ف۳: ارأیت ہمزہ استفہام مخاطبین کے ذہن میں مکذب کے تعارف کے لئے شوق و جستجو پیدا کرنے کیلئے ہے۔ یہاں لازمی طور پر آنکھوں سے دیکھنا ہی مراد نہیں' ہو سکتا ہے کہ محض جاننا ہی مراد ہو' یتیموں کے ساتھ بدسلوکی اور اُن کی حق تلفی عرب کے دور جاہلیت میں عام طور پر مشہور تھی۔ (بقیہ صفحہ 992 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: یعنی جب ابرہہ اپنے ہاتھیوں اور لشکر کے ساتھ وادیٔ محسّر جو کہ مکہ کے قریب ہے پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں نظر آئیں جو اچانک سمندر (بحر احمر) اور پہاڑوں کی طرف سے نمودار ہوئیں' جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں وہ کنکریاں لشکر پر برسانے لگے' جن سپاہیوں پر وہ کنکریاں پڑتیں تو وہ چیچک میں مبتلا ہو جائے یعنی ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتیں اور وہ کنکریاں ایک عجیب قسم کا سمی مادہ چھوڑ جاتی تھیں بہت سے وہیں ہلاک ہو گئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔ ابرہہ یہ ماجرا دیکھ کر پریشان ہو کر بھاگا اور یمن پہنچتے ہی پھنسیوں کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ خاص اسی روز آپ کی ولادت باسعادت ہوئی' گویا یہ ایک اشارہ تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتہا ۳ سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۱

سورۃ الکوثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲

ہم نے تجھ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے ف۱ نماز پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور اپنی جان یا مملوکہ جانور کی قربانی کیا کر ف۲

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

یقین رکھ تیرا دشمن وہی ابتر ہوگا ف۳

اٰیاتہا ۶ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۱

سورۃ الکافرون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ

تو ان کو کہہ اے منکرو ف۱ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ

اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں کرتا ہوں ف۲ اور نہ آئندہ کو میں ان کو پوجنے والا ہوں جن کو تم پوجتے ہو

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

تم لوگ بھی اسکی عبادت کرنے کو تیار نہیں جسکی میں کرتا ہوں ف۳ تمہارا دین تمہارے لئے ہے میرا دین میرے لئے ہے ف۴

اٰیاتہا ۳ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۱

سورۃ النصر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

جب خدا کی مدد اور فتح آپہنچے گی ف۱ اور تو لوگوں کو دین الٰہی میں

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

جوق در جوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ

ف۱: ایک بدبخت نے نبی ﷺ کے حق میں ابتر کہا' ابتر اس کو کہتے تھے جس کی نرینہ اولاد نہ ہو' چونکہ اُس نے توہین کی نیت کی وجہ سے یہ کہا تھا جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ نبی ﷺ کی کوئی حیثیت اور قدر و منزلت نہیں۔ اُس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

کوثر کے لفظی معنی خیر کثیر کے ہیں اور یہ لفظ دنیا و آخرت دونوں کی تمام بھلائیوں کے لئے ہے اور اس کے تحت میں دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتیں اور تمام انعامات الٰہی آجاتے ہیں' تو فرمایا ہم نے آپ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے' جس کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہے گا' دنیا میں آپ کی امت بہت ہوگی آخرت میں تمام انبیاء سے زیادہ آپ کی عزت ہوگی' آیت کا صیغہ ماضی ہے اور جبکہ خیر کثیر کا تعلق مستقبل سے ہے۔ تو یہ اس حقیقت کے اظہار کے لئے ہے کہ ایسا ہونا بالکل قطعی اور حتمی ہے۔ اَلْکَوْثَرُ سے مراد جنت کی ایک مشہور نہر بھی ہے انا جس طرح صیغہ جمع کے لئے آتا ہے اسی طرح اظہار تعظیم کے لئے بھی آتا ہے' اللہ وحدہ کے لئے چونکہ جمع کا کوئی امکان نہیں اس لئے لازمی بات ہے کہ یہاں مراد اظہار عظمت ہی ہے۔

ف۲: پس آپ ان بدگوؤں کی بدگوئی کی پرواہ نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز فرض نوافل پڑھا کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں حسب توفیق اور حسب موقع اپنی جان یا مملوکہ جانور کی قربانی کیا کریں۔ نماز یہاں قائم مقام ہے تمام بدنی عبادات کے اور قربانی یہاں قائم مقام ہے تمام مالی عبادات کے' تو یہ تمام مالی اور بدنی عبادات و طاعات خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہونی چاہئیں نہ کہ بتوں یا کسی دنیاوی منافع کے خیال سے۔

ف۳: آپ کے صاحب زادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو ان لوگوں کو تعریض کا ایک نیا عنوان ہاتھ آ گیا اور خوش ہو کر کہنے لگے کہ ان کا نام لیوا تو کوئی رہا نہیں لہٰذا اب ان کی موت کے بعد میدان صاف ہے اور ان کے دین کا کہیں نام و نشان بھی نہ رہے گا۔ اس کے جواب میں آپ کو بتایا جا رہا ہے کہ آپ کو بڑی سے بڑی نعمتیں (ممکنہ) عطا ہو چکی ہیں' آپ کا دین خوب چمکے اور پھیلے گا' چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی کیا ابوجہل' ابولہب اور عتبہ کا ذکر خیر آج دنیا کے خطہ میں کہیں بھی ہے؟ جبکہ آپ ﷺ کا نام چہار دانگ عالم میں روشن ہوگا' چنانچہ ہوا اور آپ کا ذکر خیر سینوں کے اندر اور زبانوں پر ہر طرف اور ہر طرح جاری و ساری ہے۔ لہ الحمد

ف۱: چند روسائے قریش نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آؤ ہم اور تم آپس میں صلح کر لیں کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں پھر دوسرے سال ہم آپ کے معبود کو پوجیں گے۔ اس طرح دونوں فریقوں کو ہر ایک کے دین سے کچھ حصہ مل جائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں؟ وہ کہنے لگے اچھا تم ہمارے بعض معبودوں کو مان لو ان کی مذمت نہ کرو' ہم تمہاری تصدیق کریں گے اور تمہارے معبود کو پوجیں گے۔ چنانچہ اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور آپ نے اُن کے مجمع میں پڑھ کر سنائی۔ جو صورت قریش نے پیش کی تھی اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ تو برابر اپنی روش پر قائم رہیں گے یعنی اللہ اور غیر اللہ دونوں کی پرستش کیا کریں گے اور آپ ﷺ اپنے مسلک توحید سے دستبردار ہو جائیں اس گفتگو اور مصالحت کو ختم کرنے کے لئے یہ سورت اتاری گئی۔

ف۵: یعنی اس کام میں میرا تمہارا نہ حال میں اتحاد ہے اور نہ ہی یہ بات آئندہ کیلئے ممکن ہے۔ پس چونکہ ہم دونوں کے راستے الگ الگ اور جدا جدا ہیں۔ لہٰذا تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرے نزدیک میرا دین واجب العمل ہے' مطلب یہ کہ جب تک تم اپنے دین و آئین پر قائم ہو تو اس وقت تک تمہارا شمار اہل توحید میں نہیں ہو سکتا (بقیہ صفحہ 993 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

تسبیح پڑھتے رہو اور بخشش مانگنے میں لگ جاؤ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ف۱

آیاتہا ۵ سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ اللہب مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا

جوش والے کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چکے ف۲ نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آئے گا

كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ

نہ اس کی کمائی ف۳ جوش والی آگ میں داخل ہوگا اس کی عورت ف۴ بھی ایندھن

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

اٹھائے ہوئے واصل جہنم ہوگی اس میں گردن میں موئج کی رسی ہوگی

آیاتہا ۴ سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ الاخلاص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

اے رسول تو کہہ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی

يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

کو جنا نہ کسی سے جنا گیا نہ اس کا کوئی ہمسر ہے

آیاتہا ۵ سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتہا ۱

سورۃ الفلق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ

اے رسول کہہ کہ میں سفیدہ صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور

منزل ۷

ف۱: فِی دِیْنِ اللّٰہِ یعنی مذہب اسلام میں دین اللہ، اسلام ہی ہے۔ اَفْوَاجًا فوج کے معنی جماعت کے ہیں' یعنی لوگ خوب جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگیں' شہر مکہ وشہر طائف اور ملک یمن اور قبیلہ ہوازن کے لوگ فتح مکہ کے معاً بعد اسلام میں داخل ہونے لگے حتیٰ کہ پورا جزیرہ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اور جو مقصد نبی کریم ﷺ کی بعثت کا تھا پورا ہوا۔ اکابر یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ آیت کے نزول ہی سے سمجھ گئے تھے کہ جو رسول کا مقصد بعثت تھا وہ پورا ہو چکا اب وقت وفات نبوی قریب ہے کیونکہ بلا ضرورت اس دنیا میں کسی کو بھی نہیں رکھا جاتا' چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کو رکھا جائے' اُن کا مشن تتمہ ہو چکا ہے اور وقت وفات نبوی قریب ہے' اور اب انہیں اپنی اصلی منزل جنت کی طرف واپس ہونا ہے۔ اس لئے فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ' یعنی اب آپ ہمہ تن آخرت پر توجہ کرنے کیلئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیے اور بخشش مانگنے میں لگ جائیے۔ استغفار جب رسول کے لئے آتا ہے تو مراد کسی گناہ کے وجہ سے نہیں' صرف ترک اولیٰ سے ہوتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ اپنی امت کے لئے استغفار کیجئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اب امت کے گناہ بخشوایا کیجئے تاکہ درجہ شفاعت کا بھی ملے یہ سورت آخر عمر میں نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے جانا کہ میرا جو کام دنیا میں تھا وہ میں کر چکا۔ اب سفر ہے آخرت کا۔

ف۲: ابولہب جس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور اپنی بدبختی کی وجہ سے نبی ﷺ کا شدید ترین دشمن تھا' ابولہب کے لفظی معنی ''شعلہ کا باپ'' عرب میں کنیت کا رواج عام تھا' چونکہ اس کے چہرے کا رنگ بہت ہی سرخ تھا اسکی آتشیں رخساروں کی بنا پر اُسے ابولہب کہنے لگے تھے' بعض محققین کہتے ہیں ابولہب بطور کنیت کے نہیں بلکہ بطور پیش خبری کے ہے کہ اس شخص کا انجام جہنمی ہونا ہے۔ اس کی بیوی ام جمیل کو بھی نبی علیہ السلام سے بہت ضد تھی جو دشمنی کی آگ ابولہب بھڑکاتا تھا یہ آپ کے راستے میں کانٹے ڈالتی تھی۔ یہ سورۃ مکی ہے' غزوہ بدر کے سات روز بعد اس کو زہریلی قسم کا ایک پھوڑا نکلا اور مرض لگ جانے کے خوف سے گھر والوں نے اُسے الگ ڈال دیا اور یہ وہیں مر گیا' لاش تین دن تک پڑی رہی کسی نے نہ اٹھائی' بالآخر حبشی مزدوروں سے اس کی لاش اٹھوا کر زمین میں دبا دی گئی' یہ تو ہوئی اس کیلئے دنیا کی رسوائی اور بربادی اور جبکہ آخرۃ کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ. شیخ الاسلام امرتسریؒ نے ابولہب کا ترجمہ جو شیلہ کیا ہے اس لئے کہ اس میں بڑا جوش تھا۔ ابوجہل کی عداوت پر کمر باندھے گا وہ آخر کار ذلیل اور تباہ و برباد ہو کر رہے گا نبی کی قرابت یا رشتہ داری بھی اس کو تباہی سے نہ بچا سکے گی۔ پوری قوت و اقتدار کے مالک سردار کے منہ پر یہ ہولناک پیشگوئی سنا دینے سے اُس وقت کیسی کھلبلی مچ گئی ہوگی۔

ف۳: یعنی تباہی' ہلاکت اور نامرادی سے اس کا مال و دولت اُسے ذرا نہ بچا سکا۔ اللہ اکبر۔ قرآن کس جزم و قطعیت کے ساتھ مستقبل کی پیشگوئی کر رہا ہے صیغہ ماضی برابر ملحوظ خاطر رہے' جو عربی اسلوب بیان میں مستقبل کے قطعی اظہار کے لئے آتا ہے۔

ف۴: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مشن سے ام جمیل بنت حرب ہمشیر ابوسفیان کی مخالفت بھی حد غلو تک پہنچی ہوئی تھی' سیصلی کا س وعید کے لئے ہے یعنی یہ انجام ہونا بالکل یقینی ہے۔

ف۵: ام جمیل شدت بغض وعداوت سے جنگل سے خاردار لکڑیاں چن کر رات کے وقت اُن راستوں میں ڈال دیتی جن سے رسول اللہ ﷺ گزرنے والے ہوتے۔ حمالۃ الحطب محاورہ' عرب میں مفسد اور ادھر ادھر لگائی بجھائی (بقیہ صفحہ 993 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اندھیرے سے جب چھا جاتا ہے ف۱ پھونکنے والی ٹولیوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں ف۲

فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اور حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے ف۳

اٰیَاتُهَا ٦ سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ رُوْعَاتُهَا ١

سورۃ الناس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ

اے رسول کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار حقیقی بادشاہ ف۴ سب انسانوں

النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ

کے حقیقی معبود سے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپا کر وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے ف۵

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ان سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں

الحمدلله الذی بتوفیقه تتم الصالحات

ربنا تقبل منا انک انت

السمیع العلیم

منزل ۷

سروری زیبا اسی ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے ایک وہی باقی بتان آذری

اس سے صفت ربوبیت میں ہر قسم کے شریک کی نفی آ گئی۔ مَلِكِ النَّاسِ' حاکمیت و مالکیت مطلقہ بھی صرف اسی کے لئے ثابت ہے اور اس سے صفت حاکمیت و مالکیت میں ہر قسم کے شریک کی نفی ہوگئی۔ اِلٰهِ النَّاسِ' معبودیت صرف اُسی کے لئے ثابت ہے' اس سے صفت معبودیت میں ہر قسم کے شریک کی نفی ہوگئی۔ مشرک قوموں نے عموماً حق تعالیٰ کی انہیں تین صفات ربوبیت' مالکیت اور معبودیت میں دوسروں کو شریک ٹھہرایا ہے' قرآن مجید نے یہاں تینوں صفات کو یکجا کر کے جامع تعلیم توحید کی دے دی ہے (بقیہ صفحہ 994 پر ملاحظہ فرمائیں)

ف۱: غَاسِقٍ یعنی سخت اندھیری رات شب کی اندھیریوں کے خطرے ایک دو نہیں بہت سے ہیں' چور ڈاکو قاتل وغیرہ عموماً رات ہی میں نکلتے ہیں۔ جنگلی جانوروں' شیر چیتا' تیندوا' بھیڑیا وغیرہ نیز حشرات الارض سانپ' بچھو' کھوہڑ ان سب کے خطرے رات میں بڑھ جاتے ہیں' متعدد بیماریوں کے کیڑے ڈاکٹری تحقیقات کے مطابق اندھیرے ہی میں پرورش پاتے ہیں اور آفتاب کی روشنی میں ہلاک ہو جاتے ہیں اور تکلیف دہ کیڑے مکوڑوں مچھر' کھٹمل' پسو وغیرہ رات ہی میں نکلنے کا تجربہ تو ہر ایک کو ہے۔ غرض سفر و حضر کی ہر صورت میں رات کے خطرے اور امکانات اور تکلیف و نقصان بہت بڑھے ہوئے ہیں تو رات کی ممکن شر انگیزیوں سے پناہ تلاش کرنا بشری زندگی کا ایک بہت بڑا اہم جزو ہے۔

ف۲: نَفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ اور جھاڑا کرنے کو دھاگے کی گرہوں میں پھونکنے والی ٹولیوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ اُن کا اثر مجھ تک نہ پہنچے' سحر کا رواج دنیا میں ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے اب بھی متعدد قوموں میں ہے افسوس کہ آج مسلمانوں کے اندر بھی یہ بیماری سرایت کر چکی ہے۔ شان نزول کی روایات میں ہے کہ لبید بن اعصم اور بعض یہودی عورتوں نے رسول اللہ ﷺ پر کچھ منتر پڑھ کر سحر کر دیا تھا' اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ آیات پڑھ کر اس سحر کو باطل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا سحر سے (جو مادیات ہی کی ایک سفلی قسم ہے) متاثر ہو جانا بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے ذات الجنب سے ملیریا سے یا درد اعصاب سے متاثر ہو جانا ہے اور نبوت کے منافی ہونے کا کوئی ادنیٰ سا پہلو بھی اس میں نہیں ہے کیونکہ اسباب طبعی سے اہل باطل کا اثر اہل حق پر بھی پڑ سکتا ہے اور ایسی تاثیرات حق و باطل کا معیار ہرگز نہیں بن سکتیں۔

ف۳: اکثر مفسرین کے نزدیک مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کا مطلب یہ ہے کہ حاسد جب اپنی قلبی کیفیت کو ضبط نہ کر سکے اور عملی طور پر حسد کا اظہار کرنے لگے تو اس کی شرارت سے پناہ مانگنی چاہئے اور بڑی عاجزی سے دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ میرے حاسد کو توبہ کی توفیق دے اور مجھے اس کے مکر و خدعہ سے محفوظ رکھ۔ اگر ایک شخص کے دل میں بے اختیار حسد پیدا ہو مگر وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر اور جس پر حسد کیا ہے اس کے ساتھ کوئی ایسا ویسا غلط برتاؤ نہ کرے تو وہ اس سے خارج ہے' تیز یاد رکھنا چاہئے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے سے اللہ کی دی ہوئی نعمت کے ختم ہو جانے کی خواہش باقی یہ آرزو کرنا کہ مجھے بھی ایسی نعمت یا اس سے زائد عطا ہو جو فلاں کو عطا ہوئی ہے تو یہ حسد میں داخل نہیں بلکہ اس کو غبطہ کہتے ہیں' بخاری کی حدیث لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ میں لفظ حسد سے یہی غبطہ مراد ہے۔ دنیاوی مخالفتوں اور عداوتوں کی تہہ میں عموماً اور اکثر حسد ہی کام کرتا ہوتا ہے۔

ف۴: بِرَبِّ النَّاسِ' ربوبیت مطلق صرف اسی کے لئے ثابت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیۂ حواشی توضیح القرآن

بقیہ صفحہ نمبر 2

وعدہ و وعید کی مجمل فہرست ہے' اس لئے اس کا نام ام القرآن ہے۔ (۹) سبع مثانی' اس لئے کہ اس کی سات آیات ہیں جو ہر فرض و نفل نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ مفسر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بسم اللہ نازل ہوئی تو بادل مشرق کی طرف دوڑ پڑے' ہوا چلنے سے رک گئی' سمندر میں جوش پیدا ہوا' چارپائے کان لگا کر سننے لگ گئے شیاطین آسمان سے بھگا دیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی کہ بسم اللہ جس چیز پر پڑھی جائے گی میں ضرور اس میں برکت ڈال دوں گا۔

ف۲: قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الرجیم پڑھیے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تو قرآن پڑھے تو پناہ مانگ ساتھ اللہ تعالیٰ کے شیطان رجیم کے شر سے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم صحیح حدیث کے مطابق قرآن کی ہر سورت کی ایک آیت ہے۔ نماز میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا اور آہستہ پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جہری نماز میں پکار کر اور سری نماز میں آہستہ سے پڑھنا جائز ہے۔ اولیٰ یہ ہے کہ اکثر آہستہ پڑھا کرے اور کبھی کبھی بلند آواز سے پڑھا کرے۔ احادیث میں ہر جائز کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ کھانا کھاتے' پانی پیتے' وضو کرتے اور جانور ذبح کرتے وقت غرض اس قسم کے سارے کاموں کی ابتدا بسم اللہ ہی سے کرتے۔ بسم کی "ب" نحویوں کی اصطلاح میں بائے استعانت کہلاتی ہے' پڑھنے والا گویا یوں کہتا ہے کہ میں شروع کرتا ہوں اس کلام کو اللہ کے نام سے مدد چاہتے ہوئے۔ بسم اللہ سے قرآن کا آغاز ہوتا ہے اور یہ نوع کے آغاز کے لئے اس درجہ موزوں ہے کہ بسم اللہ کے معنی ہی آغاز یا شروع کے ہو گئے ہیں۔ حدیث میں ہے کُلُّ اَمرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ یعنی ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے ہو ورنہ ناکامی ہوگی۔ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر کام میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے جو بسم اللہ میں بتائے گئے ہیں۔ بسم اللہ ایک پیغام عمل ہے جسے غلطی سے ایک طلسم سمجھ لیا گیا ہے: (۱) کام کا مقصد نیک ہو اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں مطلوب ہو۔ (۲) اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے ماتحت شروع کیا جائے یعنی تدریج اور رجا کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ (۳) مایوسی اور قنوط طبیعت پر نہ چھا جائے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے وہ کسی طرح بھی ہمارے نیک اعمال ضائع نہیں ہونے دیتا۔ یہ تین قسم کے اصول ہیں جو بسم اللہ میں بتائے گئے۔ ظاہر ہے انہیں ہر وقت ملحوظ رکھنا ہر کام میں کامیابی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

ف۳: لفظ "اللہ": اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ذات ہے کسی اور ہستی پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا' نہ اس کی جمع آئی ہے اور نہ ہی یہ کسی لفظ سے مشتق ہے۔ رازی کا مختار مذہب یہی ہے کہ لفظ "اللہ" مشتق نہیں ہے۔ خلیل سیبویہ' اکثر اصولی اور فقہاء کا یہی قول ہے۔ اگر یہ مشتق ہوتا تو اس کے معنی میں بہت سے افراد کی شرکت ہوتی حالانکہ ایسا نہیں' پھر اس لفظ کو موصوف بنایا جاتا ہے اور اس کی بہت سی صفات آتی ہیں' جیسے رحمٰن' رحیم' مالک' قدوس وغیرہ' تو معلوم ہوا کہ یہ مشتق نہیں۔

ف۴: لفظ رحمٰن۔ اسم ذات اللہ کی طرح اسم صفت رحمٰن کا اطلاق بھی صرف ذات باری ہی پر ہوتا ہے۔ ولا یطلق الرحمن الا علی اللہ تعالیٰ. (راغب) رحمٰن اور رحیم دونوں نام رحمت سے مشتق ہیں اور دونوں میں مبالغہ ہے جبکہ رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے' اس لئے رحمٰن کو پہلے ذکر کیا۔ رحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والا اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے۔

ف۵: قیامت کے دن کا مالک ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن کے علاوہ دوسرے دنوں کا مالک نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس طرح دنیا میں مجازی طور پر اور لوگ بھی حاکم اور بادشاہ کہلواتے اور حکم چلاتے ہیں' اس دن کسی کا حکم نہیں چلے گا اور کوئی بادشاہ اور حاکم نہیں ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ﴾ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟

ف۶: اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی اور کی پرستش حرام اور شرک ہے خواہ وہ اور کوئی بھی ہو اس کے علاوہ نہ کسی کو سجدہ درست ہے اور نہ ہی رکوع۔ (عبادت کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں استعمال ہوتا ہے (۱) پوجا اور پرستش (۲) اطاعت اور فرمانبرداری (۳) بندگی اور غلامی' یہاں تینوں معانی ایک ساتھ مراد ہیں۔ یعنی ہم تیرے پرستار بھی ہیں' مطیع فرمان بھی اور بندہ و غلام بھی۔ ان تینوں معانی میں سے کسی معنی میں بھی کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں۔) صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا کریں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ) اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کے نام کا روزہ رکھنا جائز ہے نہ غیر اللہ کے نام سے صدقہ و خیرات دینا درست ہے اور نہ ہی خانہ کعبہ کی طرح کسی مقام کا طواف درست ہے۔ اسی طرح غیر اللہ سے مدد مانگنا بالکل ناجائز ہے اور کسی کو قاضی الحاجات اور دافع بلیات خیال کرنا بھی روا نہیں ہے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ جب یہ بات ہے تو پھر مسلمان ایک دوسرے سے مدد کیوں مانگتے ہیں؟ کوئی کسی سے پانی مانگتا ہے' لوگ طبیب کے پاس علاج کے لئے جاتے ہیں' بادشاہوں اور امراء سے سوال کرتے ہیں' ان باتوں سے کوئی منع نہیں کرتا اور نہ ان کے مرتکب کو کوئی مشرک کہتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ استمداد دو قسم پر ہے' ایک یہ کہ جس سے مدد چاہتا ہے اس کو عالم اسباب میں ایک حیلہ اور مدد الٰہی کا مظہر جانتا ہے اور دراصل مدد کرنے والا اللہ ہی کو سمجھتا ہے چونکہ وہ اور کے دل میں القا کر دیتا ہے تو وہ کام کر دیتا ہے دوسرا یہ کہ اس غیر کو مستقل جانتا ہے۔ قسم اول کی استمداد درحقیقت حق تعالیٰ سے استمداد ہے نہ کہ اس کے غیر سے اور دوسری قسم غیر سے ہے' اس لئے قسم اول مباح اور دوسری حرام ہے۔ اسی لئے جو شخص کسی طبیب کو صحت بخشنے والا جانے گا اور دوا کو مستقل مؤثر سمجھے گا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مشرک ہوگا۔ ہاں دوا اور حکیم کو ایک سبب جانے اور فاعل اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔ پس اللہ کے سوا کسی بزرگ یا قبر سے مدد مانگنا گناہ کبیرہ یعنی شرک ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو ایک بزرگ کے مزار سے مدد مانگتے دیکھا تو آپ نے اس پر لعنت فرمائی کہ تو نے زندہ (اللہ) کو چھوڑا اور مردہ (انسان) سے مدد مانگتا ہے۔ (غرائب فی تحقیق مذاہب) ائمہ اور علماء کا قول ہے کہ مزاروں سے مدد مانگنا حرام ہے۔

ف: یعنی وہ راہ جس میں کوئی کجی نہیں، کوئی اونچ نیچ نہیں اور کہیں ٹھوکر لگنے کا احتمال نہیں۔ مراد اس سے جادۂ شریعت ہے کہ یہی زندگی کا مکمل نظام ہے۔ زندگی کے ہر گوشہ اور شعبہ میں ایک مکمل دستور ہدایت ہے اور اسی پر چلتے رہنا فرد و جماعت دونوں کے حق میں دنیوی اور اخروی اعتبار سے فلاح ہی فلاح ہے، صحابہ و تابعین سے یہی معنی مروی ہیں۔ ھو دین اللہ الذی لا عوج لہ۔ ابن جریر عن ابن عباس قال ابن عباس و جابر ھو الاسلام و ھو قول مقاتل۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ صراط مستقیم سے مراد قرآن و حدیث کی پیروی ہے حضرت علیؓ کی روایت (بحوالہ ترمذی اور صحیح مسلم وغیرہ) سے صراحتاً یہ بات ثابت ہے کہ صراط مستقیم سے مراد قرآن و حدیث کی پیروی ہے۔ گویا بندوں کی زبان سے درخواست ہے کہ اے ہمارے ہادیٔ برحق و رہنمائے حق! اپنا سیدھا راستہ ہم پر کھول دے اور اس پر چلنے کی ہمیں توفیق عنایت فرما۔ طلب ہدایت کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ راہرو بھٹکا ہوا ہے اور وہ راستہ دریافت کر رہا ہے، دوسرا یہ کہ راہ تو مل چکی ہے لیکن درخواست اسی پر قائم رہنے کی ہے اور یہاں مراد یہی دوسری قسم کی دستگیری ہے۔ أی وفقنا الثبات علیہ. ابن جریر عن ابن عباس اھدنا أی ثبتنا. چونکہ روحانی ترقیوں کی انتہا نہیں اس لئے جس مرتبہ و مقام پر ہے اس کی دعا اس سے بھی بلند مرتبہ و مقام کی رہتی ہے اور مومن کی خواہش ہدایت طلبی کبھی ختم نہیں ہوتی۔

ف۸: ان سے چار گروہ مراد ہیں: نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ جن پر غصہ ہوا ان سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں۔ محقق رازی کی رائے میں بہتر یہ ہے کہ عملی غلطیوں والوں کو زمرہ مغضوب علیہم میں رکھا جائے اور اعتقادی غلطیوں والوں کا شمار طبقہ ضالین میں کیا جائے۔ یہ سورت جناب باری عزّاسمُہٗ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں۔ اس کے خاتمہ پر آمین کہنا مستحب ہے اس کے معنی ہیں اِستَجِبْ یعنی اے رب! قبول فرما۔ آمین عند أکثر أھل العلم اللھم استجب لنا یعنی اکثر اہل علم کے نزدیک اس کا معنی ہے کہ اے میرے اللہ! تو ہم سے یہ (دعاء عبادت) قبول فرمالے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جن نمازوں میں اونچی آواز سے قرأت کی جاتی ہے ان میں اونچی آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔

وَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ مَدَّبِهَا صَوْتَهٗ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد مع عون المعبود) وائل بن حجر روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو کہ جب آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھا تو پھر آمین کہا اور اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز کو لمبا کیا۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعُ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ آمین اس قدر اونچی آواز سے کہتے کہ پہلی صف والے جو آپ کے اردگرد ہوتے سن لیتے۔ عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ اٰمِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ وَ هِیَ فِی الصَّفِّ النِّسَاءِ۔ ام حصین کہتی ہیں کہ آپ نے آمین کہی تو میں نے اسے سنا حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔ (یاد رہے کہ عورتوں کی صف آخری ہوتی تھی) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ مَاحَسَدَتْكُمْ عَلٰى اٰمِيْنَ فَاَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِيْنَ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود جس قدر اونچی آواز میں آمین کہنے سے خار کھاتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں، پس تم بہت آمین کہو۔

عبدالقادر جیلانیؒ جو بڑے ولی اللہ اور بہت بڑے عالم گزرے ہیں فرماتے ہیں: والجھر بالقرائۃ امین. کہ آمین اونچی آواز سے کہنا چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین)

عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں: والانصاف ان الجھر قوی من حیث الدلائل (تعلیق الممجد) انصاف یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنے کا ثبوت بہت پختہ ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اونچی آواز سے آمین کہنے کی احادیث قوی اور زیادہ صحیح ہیں جب کہ آہستہ آمین کہنے کی روایات ضعیف ہیں۔ امام ابن الہمامؒ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنے کے یہ معنی ہیں کہ زیادہ شور سے آمین نہ کہی جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اونچی آمین سے نفرت نہ کریں بلکہ شافع روز جزا کی سنت کے عامل بنیں۔

خلاصہ سورۂ فاتحہ: یہ سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔ عقائد اسلامی کے اصل الاصول تین عقیدے ہیں:-

(۱) توحید: یعنی اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں وحدہ لاشریک لہ ماننا۔ (۲) رسالت: نبی ﷺ کی نبوت کا قائل ہونا، قبل از ہجرت قرآن کا جتنا حصہ نازل ہوا اس میں زیادہ تر یہی تین عقائد مخالفین کو ذہن نشین کرائے گئے ہیں ان کے متعلق شکوک و شبہات کا رفع کرنا، ان کے ماننے والوں کو جزائے خیر اور نہ ماننے والوں کی سزا کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیم کا دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلم کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلانا اور بارگاہ الٰہی سے مردود ہستیوں کے راستے سے ہٹانا۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ کے اندر یہ دوسرا مقصد بھی نہایت عمدگی سے بیان فرمایا گیا ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یہ ترکیب نحوی مع معنی بدل ہے اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے یا اس کی صفت ہے اور معلوم رہے کہ بدل و مبدل منہ اور صفت و موصوف کا مصداق ایک ہی ہوتا ہے، پس آیت کا صحیح معنی بامحاورہ یہ ہوا کہ الٰہی ہم کو ان لوگوں کی راہ چلا جن پر تیرا فضل ہوا اور وہ غضب و ضلالت سے محفوظ و سلامت رہے۔ چنانچہ زمخشریؒ تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں: و غیرالمغضوب علیھم بدل من الذین انعمت علیھم علی معنی ان المنعم علیھم ھم الذین سلموا من غضب اللہ و الضلال او صفۃ علی معنی انھم جمعوا بین النعمۃ المطلقۃ و ھی نعمۃ الایمان و بین السلامۃ من غضب اللہ و الضلال (ج۱ ص۵۵) (یعنی) غیر المغضوب علیہم بدل ہے الذین انعمت علیہم سے جس کے معنی یہ ہیں کہ انعام یافتہ وہ ہیں جو اللہ کے غضب سے اور ضلالت سے سلامت رہے اور اگر صفت مانا جائے تو پھر یہ معنی ہوں گے کہ وہ لوگ ہیں جو نعمت مطلقہ یعنی نعمت ایمان اور اللہ کے غضب اور ضلالت سے سلامت رہنے کے جامع ہیں۔ اس ترکیب کو سید شریف جرجانیؒ، قاضی بیضاویؒ، خطیب شربینیؒ، علامہ نسفیؒ وغیرہم نے بھی تسلیم کیا ہے۔

نکتہ نمبر ۱ ☆ ترکیب مذکورہ کی رو سے اس آیت میں منعم علیہم کا وصف ثبوتی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلبی ہر دو جمع ہیں یعنی انعمت علیہم میں وصف ثبوتی ہے یعنی ثبوت نعمت ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ الخ میں انعام کی ضد غضب اور ہدایت کی ضد ضلالت کا سلب ہے، یعنی یہ کہ وہ غضب اور ضلالت سے سلامت رہے۔

نکتہ نمبر۲ ☆ صِرَاطَ الَّذِيْنَ کہا ہے صراط من نہیں کہا حالانکہ الذین اور من ہر دو اسم موصول ہیں۔ اس لئے کہ الذین مشخص اور معین کے لئے آتا ہے اور من کبھی نکرہ موصوفہ بھی آ جاتا ہے۔ چونکہ اس موقع پر صراط مستقیم کی تعیین و تشخیص مطلوب ہے اس لئے الذین موزوں ہے۔ بلاغت کی جان یہی ہے کہ امر مقصود کو ملحوظ رکھا جائے۔

نکتہ نمبر۳ ☆ انعمت کو فعل معروف کی صورت میں ذکر کر کے انعام کی اسناد ذات حق کی طرف کی تا کہ توجہ دعنایت ایزدی ظاہر ہو کہ سب کچھ اسی کے فضل سے حاصل ہوا اور اس کی توفیق کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

نکتہ نمبر۴ ☆ إياك سے انعمت تک کے تمام صیغے جو ذات حق کے لئے ہیں وہ تمام کے تمام مخاطب کی صورت میں ہیں اس لئے کہ جب إياك میں حضوری کی وجہ سے صیغہ خطاب سے عرض کی تو اب اس کے بعد اور حضوری سے ہٹ کر غائب ہونا تنزل کا درجہ ہے نہ کہ ترقی کا اور بلاغت کی جان مقتضائے حال اور اصلی کی رعایت ہے هذه فإنه دقيق و لطيف۔

نکتہ نمبر۵ ☆ اَنْعَمْتَ صیغہ ماضی ذکر کیا نہ کہ تُنْعِمُ مضارع اس لئے کہ زمانہ مستقبل کے لوگ ابھی موجود نہیں اور زمانہ حال کے لوگ محل ابتلا ہیں لہٰذا ان کے انجام ہمیں معلوم نہیں ہاں زمانہ ماضی کے صالحین کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی خبر سے ہمیں علم ہو چکا ہے کہ وہ فائز المرام ہو چکے ہیں پس انہی کے طریق کی پیروی کی توفیق مانگنی مناسب ہے۔

نکتہ نمبر۶ ☆ مغضوب علیہم میں اسم مفعول کا صیغہ استعمال کیا جو کہ فعل مجہول کے معنی میں ہوتا ہے تا کہ ظاہر ہو کہ انسان پر غضب الٰہی اس کے اپنے افعال کا نتیجہ و ثمرہ ہے جس کی بنا عدل و انصاف پر ہے کہ موافق اعمال کے جزا ملی۔ چنانچہ فرمایا: جَزَاءً وِّفَاقًا۔

نکتہ نمبر۷ ☆ ضالین میں صیغہ اسم فاعل کا اختیار کیا مغضوب علیہم کی طرح مُضَلَّلِيْن (باب افعال صیغہ اسم مفعول) نہیں کہا تا کہ ثابت ہو کہ ضلالت انسان کا اپنا کام ہے جس سے وہ گمراہ ہوتا ہے اللہ عزوجل کا کام نہیں ہاں البتہ اسباب کا پیدا کرنا اللہ کا کام ہے لیکن ان اسباب کو عمل میں لانا انسان کا اپنا کام ہے۔ نکتہ رس اصحاب سمجھتے ہیں کہ خلق اور کسب ہر دو الگ الگ ہیں ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الزمر:۶۲) یعنی ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن فعل و کسب انسان کا کام ہے۔ ترجمہ وہ راہ جن پر تیرے انعام یافتہ چلتے رہے جن پر تو ایسا راضی رہا کہ ان پر کسی قسم کا غضب و غصہ نہیں کیا اور وہ سیدھی راہ سے بہکے بھٹکے بھی نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 6

کبھی ایسا نہ ہو سکے گا اگر چہ تم سب آدمی اور جن مل جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کسی سے ایک سورت بھی نہ بن سکی حالانکہ قریش کی زبان میں قرآن اتارا گیا اور وہ اس کے جھوٹا ثابت کرنے میں بڑا زور لگاتے تھے مگر کچھ نہ کر سکے اور ان کے فصحا اور بلغا نے اقرار کر لیا کہ بے شک یہ کلام ایسا ہے کہ کسی سے اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

ف۵: عمل صالح سے وہ عمل مراد ہے جو خالص نیت سے اور سنت کے موافق ہو۔ پس جو عمل اخلاص سے ہو اور سنت کے موافق نہ ہو تو وہ مردود ہے اور اسی طرح جو عمل اخلاص سے نہ ہو اگر چہ سنت کے موافق ہو تو وہ بھی بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہے۔

ف۶: بہشت کل سات ہیں جن کے نام ہیں (۱) جنت الفردوس (۲) نعیم (۳) عدن (۴) دار السلام (۵) دار الخلد (۶) جنت الماویٰ (۷) علیّون

ف۷: یہ پھل اور میوے نام اور شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے لیکن مزہ کچھ دوسرا ہوگا۔ جنت کے ہر میوے کا مزہ جدا ہے دنیا کے میوں سے اگر چہ صورت ملتی ہو اور صورت دیکھ کر جنتی لوگ پہچان لیں گے کہ یہ تو اسی قسم کے ہیں جو ہم دنیا میں کھا چکے ہیں لیکن جب کھائیں گے تو ان کا مزہ اور چاشنی دنیا کے پھلوں سے علیحدہ ہوگی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں ایک فصل کا میوہ صرف موسم پر میسر آتا ہے جنت میں یہ حالت نہ ہوگی بلکہ ہر قسم کا میوہ ہر وقت ملے گا اور وہاں موسم وغیرہ کی قید نہیں ہوگی۔

بقیہ صفحہ نمبر 8

ضروریات کے مطابق مناسب علم دیا اور فرشتوں کو ان کی فطرت کے مناسب علم دیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ ﴿اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا﴾ میں خود اقرار کرتے ہیں۔ خلافت چونکہ زمینی اشیاء کے متعلق تھی پس ان اشیا کو "کن" کہہ کر پردہ عدم سے ظاہری وجود میں لا کر ان کے سامنے پیش کر کے امتحان لیا تو آدم کا علم ان اشیاء کے مطابق تھا۔ اس لئے خلافت ان کے سپرد کر دی۔ اس میں نہ کسی کی بے جا رعایت ہے اور نہ کسی سے بے اعتنائی۔

ف۴: اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ غیب دانی کا دعویٰ جس طرح اہل نجوم اہل رمل اور کاہن وغیرہ کرتے ہیں یہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ عالم الغیب کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ ملائکہ نہ انبیاء اور نہ اولیاء۔ ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ علمائے حنفیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علم غیب جانتا ہے تو وہ شخص کافر ہے اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ جس نے غیب کے علم کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہے۔

اس سے عبادت پر علم کی فضیلت ثابت ہوئی۔ دیکھئے ملائکہ عبادت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ معصوم مگر علم میں چونکہ انسان سے کم ہیں اس لئے مرتبہ خلافت انسان ہی کو عطا ہوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کر لیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہیے۔ کیونکہ عبادت تو خاصہ مخلوقات ہے اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں۔ البتہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے اس لئے انسان ہی خلافت کے قابل ہوا کیونکہ ہر خلیفہ میں اپنے مستخلف عنہ کا کمال ہونا ضروری ہے۔

ف۳: سجدہ سے مراد سجدہ اصطلاحی و سجدۂ نماز نہیں بلکہ مطلق سجدہ مراد ہے۔ سجدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لفظی معنی محض تواضع وتذلل کے ہیں تو یہاں بھی سجدہ معروف ہیئت کے ساتھ زمین پر پیشانی رکھنے کے معنی میں نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک تعظیمی سجدہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں سلام تعظیم کہتے ہیں' جیسے کسی سردار یا نواب کو ماتحت ایک خاص وقت میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں جس سے اس سردار کی عظمت و رفعت کا ثبوت ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے اسے معروف سجدہ کے معنی میں لیا ہے تو انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو کہ سابقہ شریعتوں میں جائز تھا۔ سجدہ عبادت ہرگز نہ تھا اور شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی بھی غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔

ف۵: ظاہر ہے کہ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے کوئی متعین اور حضرت آدم کے لیے معلوم و معروف درخت تھا اور اس درخت کے تعین سے کوئی ایمانی فائدہ نہیں تھا' اس لئے اس کے متعلق قرآن حکیم خاموش ہے اور صحیح حدیث میں بھی اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں۔ و لا علم عندنا باية شجرة كانت على التعيين فلاحاجة ايضا الى بيانه (كبير) و الاولى عدم القطع والتعيين (روح) تاہم بعض نے گیہوں اور کسی نے انجیر کی تعیین کی ہے۔ جبکہ اس کا کچھ فائدہ نہیں لہٰذا بلاوجہ اور بلاضرورت تاویلات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیے کیونکہ جس کے بارے میں اللہ اور اس کا رسول کچھ نہیں فرماتے تو اس میں خاموشی ہی باعث عافیت ہے۔

استکبار یہ ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو حقیر جانے۔ بخاری شریف میں آیا ہے کہ کبر حق کو رد کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

تنبیہ: حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی تخلیق خلقت کے عام قانون سے ہٹ کر تھی۔ اور وہ فوری طور پر زمین کی مشقت اور تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے تھے' اس لیے اس قابل بنانے کے لیے ان کو عارضی طور پر بہشت میں ٹھہرایا گیا۔

بقیہ نمبر 9

سورہ انعام آیت: ۱۳۰ میں ہے ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا﴾ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میری آیات سناتے تھے اور تم کو آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مرفوعاً إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ (ترغیب ۲۶ وصحیح الحاکم)۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تحقیق میں چھوڑے جاتا ہوں تمہارے پاس ایسی چیز کہ جب تک اس پر مضبوط اور پکے رہو گے تب تک کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اس چیز سے اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ کی پیروی کرنے والوں پر آخرت میں کچھ خوف وغم نہ ہوگا اور نہ ہی فوت ہونے کا کوئی غم ہوگا۔ جو صدمہ اور اندیشہ کسی مصیبت پر اس کے آنے سے پہلے ہوتا ہے اسے خوف کہتے ہیں اور اس کے ہو جانے کے بعد جو غم ہوتا ہے' اسے حزن کہتے ہیں۔ مثلاً کسی مریض کے مر جانے کے خیال پر جو صدمہ ہے وہ خوف ہے اور مر جانے کے بعد جو صدمہ ہے وہ حزن ہے۔ اس آیت میں جو خوف وحزن کی نفی فرمائی ہے اس سے اگر خوف وحزن دنیوی مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ ہماری ہدایت کے موافق چلیں گے' اس میں اس اندیشہ کی گنجائش نہیں کہ شاید یہ ہدایت حقہ نہ ہو۔ شیطان کی طرف سے دھوکہ اور مغالطہ ہو اور نہ وہ اس وجہ سے کہ ان کے باپ (آدم) سے بالفعل بہشت چھوٹ گئی' غم زدہ ہوں گے۔ کیونکہ ہدایت والوں کو عنقریب جنت ملنے والی ہے اور اگر خوف وحزن آخرت مراد ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ قیامت کے دن اہل ہدایت کو خوف ہوگا نہ حزن۔ حزن کا نہ ہونا تو بے شک مسلم لیکن خوف کی نفی پر ضرور خلجان ہوتا ہے کہ اس وقت تو حضرات انبیاء علیہم السلام تک کو خوف ہوگا۔ کوئی بھی خوف سے خالی نہ ہوگا؟ تو بات یہ ہے کہ خوف دو طرح کا ہوتا ہے کبھی تو خوف کا باعث اور مرجع خائف یعنی ڈرنے والے میں پایا جاتا ہے' جیسے مجرم جو بادشاہ سے ڈرتا ہے تو اس میں خوف کا سبب جرم ہے خوف کا سبب دوسرا امر ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی بادشاہ صاحب جاہ وجلال کے روبرو یا شیر کے روبرو ہو تو اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اس نے بادشاہ یا شیر کا جرم کیا ہے بلکہ قہر وجلال سلطانی اور ہیبت اور شیر کی درندگی خوف کا سبب ہے جس کا مرجع ذات سلطانی اور خود شیر ہے تو اس آیت سے پہلی قسم کی نفی ہوئی نہ کہ دوسری قسم کی۔ شبہ تو جب ہو سکتا تھا کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کی جگہ لَا خَوْفٌ فِيهِمْ یا لَا يَخَافُونَ فرماتے۔

ف۳: حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ انہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور توریت اتری اور فرعون کی غلامی سے آزاد کر کے ملک شام میں بسایا۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے اقرار کیا تھا کہ حکم تورات پر قائم رہو گے اور جو نبی میں بھیجوں گا اس کے مددگار رہو گے تو ملک شام تمہارا رہے گا پھر وہ گمراہ ہوئے یعنی بدنیت ہوئے' رشوت لیتے اور مسئلہ غلط ملط بتاتے اور خوشامد کے واسطے حق بات چھپاتے اور ان سے اپنی ریاست چاہتے۔ نبی کی اطاعت نہ کرتے اور نبی کی صفت جو تورات میں لکھی تھی بدل ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور ان کی نافرمانی ان کو یاد دلاتا ہے۔

ف: عہد لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کی محافظت اور رعایت کی جائے جیسا کہ وصیت اور قسم کی پابندی کی جاتی ہے اور عرب لوگ گھر کو بھی عہد اس لیے کہتے ہیں کہ انسان گھوم گھام اور پھر پھرا کر گھر کی طرف پلٹتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور تاریخ کو بھی عہد اس لئے کہتے ہیں اس کے مندرجات کو یاد رکھا جاتا ہے اور اس آیت میں عہد اللہ سے مراد وہ ہے جو روز ازل اس نے عالم روحانی میں تمام ارواح کو پیدا کر کے باندھا تھا اور سب سے یہ اقرار کروایا تھا کہ میرے سوا کسی کو رب نہ جاننا جیسا کہ اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے ﴿إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ پھر اس کی شرح ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت سے اس کی تمام اولاد کو نکال کر ان سے کلام کیا ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا بلیٰ' ہاں تو ہمارا رب ہے آخر تک۔

ف۵: تورات میں نشان بتایا تھا کہ جو کوئی نبی اٹھے اگر وہ تورات کو سچا کہے تو جانو کہ وہ سچا ہے اور اگر وہ تورات کو سچا نہ کہے تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے اور آیات الٰہی کے بدلے معمولی سی قیمت لیتا ہے کہ دنیا کی محبت سے دین مت چھوڑو۔

بقیہ نمبر 10

جہاں اب نہر سویز ہے' اس سے متصل جنوب کے نقشہ میں سمندر دو مثلثوں کی شکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تقسیم نظر آئے گا۔ یہاں ان میں سے مغربی مثلث مراد ہے۔ اسرائیلیوں نے اسی کو عبور کر کے جزیرہ نمائے سینا میں قدم رکھا تھا۔

ف۸: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ مدینہ شریف میں تشریف لائے تو یہودی عاشورے کا روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا کہ تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ اس مبارک دن میں بنی اسرائیل نے فرعون کے ہاتھ سے نجات پائی اور ان کا دشمن غرق ہوا۔ جس کے شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا آپ نے فرمایا تم سے بہت زیادہ حق دار موسیٰ کا میں ہوں۔ پس نبیؐ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد۔ نسائی)

بقیہ صفحہ نمبر 11

اہل باطن مراد لیتے ہیں اسلام سے منہ پھیرنا اور کفر میں داخل ہونا ہے۔

ف۹: جب بنی اسرائیل کو جبارین کے مقابلہ پر جانے کا حکم ہوا تو وہ ان سے ڈر گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ تو اور تیرا رب جاؤ اور ان سے لڑو۔ جب انہوں نے یہ موشگافی کی تو اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو چالیس برس تک تیہ جنگل میں جو شام و مصر کے درمیان ۹ کوس مربعہ تھا سب کو حیران رکھا اور وہ اس سے نہ نکل سکے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ تھی اس جنگل میں خیمے ڈیرے پھٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ٹھنڈا بادل بھیج دیا۔ وہ دن کو سایہ کرتا رات کو جب چاند نہ ہوتا تو روشن ہو جاتا۔ پتھر میں عصا مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہوئے کھانے کے واسطے من اور سلویٰ اترتا تھا۔ من وسلویٰ کے بارے میں مجاہد نے کہا کہ من ایک قسم کا گوند تھا اور سلویٰ پرند کا نام ہے۔ سعید بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْکَمْاَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَ مَاءُ هَا شِفَاءُ اللَّعَیْنِ۔ یعنی کھمبی من کی قسم سے ہے اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔ کھمبی برسات کے موسم میں (زرخیز اور سیم وشور سے محفوظ جگہوں میں پیدا ہوتی ہے)۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ من آسمان کی طرف سے شبنم کی طرح گرا کرتی تھی اور سلویٰ ایک قسم کے پرندے تھے جن کا نام سمانی یعنی بٹیر تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر 13

اور ان کی نسل نہیں چلی تین دن سے زیادہ کوئی مسخ شدہ قوم زندہ نہیں رہتی یہ سب بھی تین دن میں مر گئے ان کا کھانا پینا اور نسل سب منقطع ہو گئی یہ بندر جو اب ہیں یہ اس وقت بھی تھے یہ جانور ہیں جو اسی طرح پیدا کئے گئے تھے۔

بقیہ صفحہ نمبر 15

مشرکوں سے لڑیں ایسا چرچا ان میں کہاں سے آیا؟ کیوں کہ وہ تو رات سے تو بے خبر ہیں تم میں ہی سے کسی نے ان کو بتایا ہے سو کیوں تم ایسی باتیں ان کو بتلاتے ہو جس سے وہ تم کو اللہ تعالیٰ کے روبرو الزام دے سکیں کہ خود تمہاری کتاب میں اس نبی کی خبر لکھی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی اس تدبیر اور بندوبست سے کیا ہوگا اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے تمام معاملات کو جاننے والا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 20

یہ الگ بات ہے کہ یہودیوں کو ان کا حسد و بغض روک دے ورنہ ہر شخص جان سکتا ہے کہ ایک امی شخص سے ایسا پاکیزہ خوبیوں والا کلام نہیں بن سکتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابن صوریا قطوینی نے نبی ﷺ سے کہا تھا کہ آپ کوئی ایسی چیز نہیں لائے جسے ہم پہچان لیں نہ آپ کے پاس کوئی روشن دلائل ہیں اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ چونکہ یہودیوں نے اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ ہم سے نبی آخر الزماں کی بابت کوئی عہد لیا گیا ہو اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو ان کی عادت ہی ہے کہ عہد کیا اور توڑا بلکہ ان کے اکثر تو ایمان سے بالکل خالی ہیں۔

ف۱۰: ایک حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا پھر اس کی باتوں کو سچا جانا تو یاد رکھو کہ اس نے قرآن حکیم کے ساتھ کفر کیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 21

فرشتے علی ما یتعارف الناس کہا گیا ہے یعنی لوگوں کے عرف میں وہ فرشتے مشہور تھے نہ کہ حقیقتاً یہ بھی منفی میں داخل ہے جیسے کہ اپنے خیال میں بڑا بننے والے گناہ پیشہ لوگ دوزخ میں ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ۔ (الدخان: ۴۹) ہاروت ماروت دو ٹھگ ساحر بے دین تھے اور علم سحر شیطانی ہے چونکہ ان کے زٹلیات محض تیر تکے ہوتے ہیں اس لئے پیش بندی کے طور پر کہہ دیتے کہ ہم آزمائش ہیں ہمارے قول و فعل واقعات میں درست نظر نہ آئیں تو بھاگ نہ جانا اور بدگمان نہ ہو جانا بلکہ ثابت قدم رہنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اسی طرح آج کل بعض جاہل پیر اور جھوٹے مدعیان نبوت اپنی اکاذیب کی نسبت اپنے دامن میں پھنسے ہوئے مریدوں کو بھی یہی کہتے رہتے ہیں۔ یہ بہت بھاری بیوقوفی اور فریب ہے کہ اس سے انسان کے ملکہ قابلہ پر بڑا اثر پڑتا ہے کہ ان کو باوجود غلطی ثابت ہو جانے کے بھی غلطی پر قائم اور ثابت رہنے کی تاکید کی جاتی ہے جن سے ان کی حق کو قبول کرنے کی قوت مر جاتی ہے اور وہ جہالت و توہمات کے گرداب میں پھنسے رہتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

تنبیہ: اگر ما موصولہ ہو کہ جو کچھ دو فرشتوں پر اتارا گیا۔ وہ تعلیم انذار تھی یعنی لوگوں ڈرانا ان کے ذمے تھا کہ سحر (جادو) نہ سیکھو یہ نہیں کہ اگر نہیں رکتے تو آؤ وہ سحر بھی سیکھ لو۔ ان الملکین یعلمان تعلیم الانذار من السحرة لا تعلیم دعا الیه (قرطبی)

ف۱۱: یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ کلام فرماتے کوئی ایسی بات جو انہوں نے نہ سنی ہوتی تو چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے کہ راعنا یعنی ہماری طرف بھی متوجہ ہوں۔ ان سے مسلمان بھی سیکھ کر کسی وقت یہ لفظ کہہ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو اُنْظُرْنَا کہو اس کے معنی بھی یہی ہیں اور توجہ سے سنتے رہو تا کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کے اس لفظ کے کہنے میں دغا تھا۔ اس کو زبان دبا کر کہتے تو رَاعِیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور ان کی زبان میں راعین احمق کو بھی کہتے تھے۔

بقیہ صفحہ نمبر 29

والا نہیں آیا نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا تمہاری امت انکار کرتی ہے تم گواہ پیش کرو یہ کہیں گے کہ ہاں محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے۔ تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے اور میں تم پر گواہی دوں گا۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں کیسے علم ہوا؟ یہ جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں گے کہ ہمارے نبی آئے اور انہوں نے خبر دی کہ انبیاء علیہم السلام نے تیرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا آنحضرت ﷺ گواہی دیں گے کہ انہوں نے ٹھیک کہا۔ اس پر اجلاس احکم الحاکمین میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ امت محمدیہ انبیاء سے زیادہ معتبر نہیں ہے پھر ان کے صدق کو ان کی شہادت سے ثابت کرنا کیا معنی؟ جواب یہ ہے کہ معتبر تو وہی ہیں لیکن چونکہ اس مقدمہ میں فریق ہو گئے لہٰذا دوسرے گواہ درکار ہوں گے گو وہ ان سے ادنیٰ ہوں البتہ معتبر ہوں چنانچہ دنیا کی عدالتوں میں شب و روز یہی کچھ ہوتا ہے۔ دوسرا شبہ یہ کہ وہ لوگ امت محمدیہ کی شہادت پر بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ جب ہم انبیاء کو نعوذ باللہ راست گو نہیں سمجھتے تو ان لوگوں کو کیوں راست گو سمجھیں؟ یہ بھی دنیاوی عدالتوں سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ گواہوں پر ایسی اجمالی جرح کرنے کا مدعا علیہ کو اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ تیسرا شبہ یہ کہ جب امت محمدیہ نے اس واقعہ کا معائنہ نہیں کیا تو یہ شہادت کیسے دے سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ مدار شہادت کا طریق صحیح مفید الیقین سے یقین حاصل ہو جانا ہے چونکہ ثابت بالوحی ہونے کی وجہ سے اس کا یقین حاصل ہے جو اصلی مدار ہے شہادت کا لہٰذا گواہی بر محل رہی اور اس میں مجال جرح نہیں۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ نے فرمایا ہے کہ یہ امر ہر حال میں اولیٰ و انسب ہے کہ اس آیت سے دونوں شہادتیں مراد ہوں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ شہادت کے معنی گواہی دان کے ایک کلام صحیح ہو سکے اس لئے میں نے شہادت کے معنی حکمرانی کے لئے ہیں لیکن دنیا میں حکمرانی اور نوع کی ہوگی اور قیامت میں اور قسم کی امام بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ شہید حاکم کو بھی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مجالس میں واسطے تصفیہ مقدمات کے آیا جایا کرتا ہے اگر آیت پر غور کیا جائے تو یہی معنی مناسب ہیں کیونکہ تحویل قبلہ کے وقت ہر کس و ناکس کے اعتراضات کے باعث مسلمان بے قرار و مضطرب تھے نہایت ضروری تھا کہ ان کی گھبراہٹ دفع کرنے کو کوئی خبر فرحت بخش سنائی جاتی پس شہدا کے معنی حکمران لینا اور اس کو دلجوئی بلکہ پیشگوئی قرار دینا سیاق و سباق سے نہایت مناسب بلکہ انسب ہے۔ ہمارے زمانہ کے اہل بدعت نے لفظ شہید سے آنحضرت ﷺ کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کیا ہے جو بالکل غلط اور لایعنی ہے۔ اگر لفظ شہید سے آنحضرت ﷺ حاضر ناظر ہو سکتے ہیں تو پھر صحابہ کو بھی حاضر ناظر ماننا پڑے گا کیونکہ اسی آیت میں شہید کا لفظ صحابہ کے متعلق ..... استعمال ہوا ہے مگر انہیں کسی نے حاضر ناظر نہیں کہا اور سلف سے خلف تک کسی مفسر نے مسئلہ حاضر ناظر پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا۔

خدا کہ عارف و زاہد بکس نہ گفت در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ف۳: مفسرین کا قول ہے کہ نسخ قبلہ دو دفعہ ہوا۔ اور دونوں دفعہ وحی خصوصی سے ہوا۔ مکہ میں کعبہ تھا اور ہجرت کے بعد مدینہ میں بیت المقدس ہوا اور اب پھر مدینہ ہی میں کعبہ مقرر ہوا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ پہلے کعبہ کا حکم منسوخ ہو کر صخرہ بیت المقدس مقرر ہوا پھر صخرہ کا حکم منسوخ ہوا اور کعبہ مقرر ہوا لہٰذا نسخ دو دفعہ ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف میں تقرر بالوحی کے لحاظ سے صرف ایک دفعہ نسخ ثابت ہوتا ہے مکہ شریف میں تو خصوصی وحی کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ بنی اسماعیل کا معمول ہی یہی تھا نیز حرم کعبہ میں نماز پڑھتے وقت کسی اور طرف منہ کرنا اس کے کیا معنی کعبہ کی طرف نہ ہوگا تو اور کس طرف ہوگا۔ نہ مکہ شریف میں کعبہ کی نسبت صریح حکم تھا اور نہ مدینہ شریف میں صخرہ کی نسبت ہوئی۔ مکہ شریف میں غالب آبادی بنی اسماعیل کی تھی جو کعبہ کے معتقد تھے اور مدینہ طیبہ میں اور اس کے مضافات میں زیادہ تر اہل کتاب یہود و نصاریٰ زیادہ تھے جو بیت المقدس کے قائل تھے پس آنحضرت نے بحکم آیت فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ہر جگہ کے مقامی حالات کو ملحوظ رکھ کر عمل کیا کہ آیت مذکورہ بالا کی رو سے آپ نے انبیائے سابقین کی اقتداء کی کیونکہ ہر دو (صخرہ و کعبہ) قبلہ تھے دوم کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا خدا کی مرضی کے خلاف ہوتا تو ممانعت کا حکم فوراً نازل ہوتا لیکن سولہ سترہ ماہ تک عمل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے منع نہ فرمایا۔ قرآن شریف میں وحی جلی سے صرف ایک ہی دفعہ یہ حکم نازل ہوا کہ قبلہ کعبہ ہی ہے۔

ف۴: تحویل قبلہ سے پہلے جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے فوت ہو گئے تھے ان کی بابت ان کے احباب نے حضور اقدس سے سوال کیا کہ ان کی نمازیں مقبول ہوئی یا نہیں ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ضائع نہ ہوں گی۔ یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے اور چند روز بیت المقدس ٹھہرایا ایمان آزمانے کو اور اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے ان کا بڑا درجہ ہے۔

ف۵: جب تک بیت المقدس کی طرف نماز تھی تو حضرت کا دل چاہتا تھا کعبے کو نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے شائد فرشتہ حکم لاتا ہو کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا پھر یہ آیت اتری تب سے کعبہ مقرر ہوا۔ قاضی شریک کہتے ہیں کہ قیام کے وقت سجدے کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ جمہور کا قول ہے اس لئے کہ یہ پورا پورا خشوع و خضوع ہے اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی آئی ہے رکوع کی حالت میں اپنے قدموں پر نظر رکھے اور سجدے کے وقت ناک کی جگہ اور التحیات کے وقت اپنی گود کی طرف۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے اسی لئے حضور نماز کے بعد اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اس پر یہ آیت اتری نماز میں اوپر دیکھنا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگ نماز میں اوپر کی طرف نہ دیکھیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں۔ (مسلم) نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرنا ثابت ہوتا جیسا کہ صاحب موضح نے لکھا ہے تو شائد پہلے جائز ہوگا بعد میں ممانعت ہو گئی ہوگی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 31

شخص مر گیا' فلاں قتل ہوا ان کو اس بات کا شدید صدمہ تھا اور ادھر کفار نے بھی یہ کہنا شروع کیا کہ یہ لوگ ناحق ایک شخص (محمد ﷺ) کے پیچھے ہو کر جان دیتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں شہداء کے مردہ کہنے سے جو کہ ان کے حق میں رنجیدگی کا باعث ہو اس سے روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

حدیث میں ہے کہ مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنتی درختوں پر رہتی ہے اور قیامت کے دن اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کی روح وہاں زندہ ہے لیکن شہیدوں کی روح کو ایک طرح کی شرافت' کرامت' عزت اور عظمت حاصل ہے۔ (مسند احمد)

بقیہ نمبر 33

کی طرف جھکتے ہیں اور نہ ہی اس کی پاک ذات کے ساتھ کسی کو شریک بناتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مشرکوں کا شرک یہی نہیں کہ وہ آسمان اور زمین کا مالک اللہ کے سوا کسی اور کو سمجھتے ہیں' وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے' بلکہ ان کا شرک یہ ہے کہ جیسا اللہ کا خوف و رجا اور اس کی تعظیم و محبت رکھتے ہیں ویسی ہی وہ دوسروں کے ساتھ بھی رکھتے ہیں' جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اسی طرح اوروں کو بھی پکارتے ہیں اور ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کی نذر و منت مانتے ہیں اسی طرح اوروں کے نام پر بھی نذر و منت مانتے ہیں۔ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب بحرالرائق میں لکھا ہے کہ مخلوق کے لئے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہے اور وہ چیزیں جن کی مخلوق کے لیے نذر مانی جائے وہ حرام ہیں اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ عوام جو نذر مانتے ہیں وہ اس طرح کہ کسی بزرگ کی قبر پر جاتے ہیں اور اس کا غلاف اٹھا کر کہتے ہیں اے میرے آقا اگر تو نے میری یہ مشکل۔ آسان کی تو میں اتنا سونا تیرے لئے نذر کروں گا ایسی نذر کے باطل ہونے پر اجماع ہے اور یہ حرام ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 35

کرنے والا یعنی مقدار میں بھی بس محض بقدر ضرورت کھائے یہ نہ ہو کہ خوب سیر ہو کر کھانے لگے۔ قال الشافعی و ابو حنیفۃ و اصحابہ لا یاکل المضطر من المیتۃ الا قدر ما یمسک رمقہ غفور۔ مغفرت والا کہ بعض حالات میں جرائم پر بھی مواخذہ نہیں کرتا بلکہ جرائم باقی بھی نہیں رہنے دیتا۔ رحیم ایسا شفقت والا کہ تنگی کے موقعوں پر آسانی بہم پہنچا دیتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 37

آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو قتل کرا دیں گے تو ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صاحب کے بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام اسی طرح عورت کے بدلے میں عورت یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کے برابر ہے اشراف اور کم ذات کا کوئی فرق نہیں دولت مند اور فقیر کا فرق نہیں جیسے کفر میں معمول ہو رہا تھا۔ جس کو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص موقوف کر دیں مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیے کہ ان کو راضی کرے اور منت اٹھا کر خون بہا (یعنی قتل کا وہ قصاص یا بدلہ جو مال و دولت وغیرہ کی شکل میں ہو) پہنچائے یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا۔ اور اس امت پر معاف کرنا اور مال پر صلح کرنی بھی ٹھہری۔ پھر جو کوئی زیادتی کرے یعنی صلح کر کے خون بہا لے کر پھر مارنے کا قصد کرے تو وہ مجرم ہے اور گنہگار ہے۔

ف۳: یعنی حاکموں کو چاہئے کہ قصاص دلانے میں قصور (زیادتی یا کمی بیشی اور ناانصافی) نہ کریں تاکہ آئندہ قتل و غارت کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 38

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں۔ امام ابن ہمام حنفی فرماتے ہیں

فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان جو سنت ہے وہ وتر سمیت گیارہ رکعت ہیں جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے فعل سے باجماعت ادا کیا۔ فتکون العشرون مستحبا و ذالک القدر منھا ھو السنۃ۔ (فتح القدیر) بیس رکعت تو مستحب ہوں گی اور بیس میں سے وہ مقدار (آٹھ رکعت) ہی سنت ہیں۔ یہ معلوم رہے کہ آپ کا قیام لیل (تہجد) رمضان میں قیام رمضان (تراویح) سے بدل گیا حضور جو تہجد اور وتر غیر رمضان میں نیند سے اٹھ کر پڑھتے تھے رمضان میں وہی تہجد اور وتر تراویح کے نام سے بعد عشاء نیند سے قبل پڑھ لیتے تھے۔ بیس رکعت والی حدیث ضعیف ہے اور اس میں جماعت کا ذکر بھی نہیں ہے۔

ف۴: ایک اعرابی نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہے؟ اگر قریب ہو تو ہم اس سے سرگوشیاں کر لیں یا دور ہے؟ اگر دور ہو تو ہم اونچی اونچی آوازوں سے اسے پکاریں نبی ﷺ خاموش رہے اس پر یہ آیت اتری۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کے اس سوال پر کہ ہمارا رب کہاں ہے یہ آیت اتری۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگتا ہے تو وہ ارحم الراحمین اس کے ہاتھوں کو خالی پھیرتے ہوئے شرماتا ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد دونوں ہاتھ پھیلا کر کہے اَللّٰھُمَّ اِلٰھِی وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ..... الی آخرہ تو خدا تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو نہیں پھیرتا نامراد۔ حضرت عامرؓ کہتے ہیں صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب حضورؐ نے سلام پھیرا تو مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی حدیث میں ہے تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی عادل بادشاہ' روزے دار اور مظلوم کی۔

بقیہ صفحہ نمبر 39

سے نہ جاتے بلکہ مکان کی پچھلی جانب چھت پر چڑھ کر آتے اس کو اللہ تعالیٰ نے غلط کہا۔

ف۲: حج کے ساتھ میں یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شہر مکہ امان کی جگہ ہے اگر یہاں ایک دشمن دوسرے دشمن کو پاتا تو کچھ بھی نہ کہتا۔ حج کے اول اور آخر تین مہینے ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان کے تھے کہ تمام عرب ممالک امن سے رہتے اور کاروبار کرتے اور لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ ان کے احترام کا حکم فرماتا ہے اور لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے یہ جو فرمایا کہ جو تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اس کے معنے یہ ہیں کہ لڑائی میں بچے اور بوڑھے اور عورتیں قصداً قتل نہ کئے جائیں بلکہ جو لڑائی کرے اس سے ہی قتال کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ حاشیہ نمبر 45

تم جو بھی نیک کام کرو اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے وہ اس پر بہترین بدلہ عطا فرمائے گا اور وہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

ف۲: مشرکین اور کفار تا نہجار کی تکالیف مسلمانوں کے حق میں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت میں جہاد کی فرضیت کا حکم ہوا زہریؒ فرماتے ہیں کہ جہاد ہر شخص پر فرض ہے خواہ لڑائی میں نکلے خواہ بیٹھا رہے اور بیٹھ رہنے والوں پر یہ فریضہ ہے کہ جب ان سے مدد طلب کی جائے تو وہ امداد کریں جب ان سے مدد طلب کی جائے تو یہ مدد کرنے کو پہنچیں اور جب انہیں میدان میں بلایا جائے تو یہ نکل کھڑے ہوں۔ صحیح حدیث میں ہے جو شخص مر جائے اور اس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی اپنے دل میں جہاد کا خیال کیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا ایک اور حدیث میں ہے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی ہاں جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکلو۔

بقیہ حاشیہ نمبر 47

سے جائز نہیں کیا گیا۔ اور مسلم کے نکاح میں کافرہ عورت کا ہونا تو یہ ضعف مفقود ہے لہٰذا وہ جائز قرار پایا چونکہ اکثر کی حالت کا یہ مقتضا تھا اور قانون میں ہمیشہ ایسی ہی حالت کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا قانون اصلی تو یہ مقرر ہوا لیکن اگر کہیں مسلم کو کتابیہ مرد عورت سے نکاح کرنے میں غالب ظن اس کے بگڑ جانے کا ہو تو وہاں لغیرہ کے درجہ میں اس کو بھی شدت کے ساتھ ممنوع کہیں گے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ پہلے مسلمان اور کافر میں رشتے ناتوں کا سلسلہ جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا اگر مرد یا عورت نے شرک کیا تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی اور میں جانے' مثلاً کسی غیر اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم جیسی کسی اور کی تعظیم کرے' مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس کو مختار جان کر اس سے حاجت مانگے' باقی یہود اور نصاریٰ کی عورت سے نکاح درست ہے ان کو مشرک نہیں فرمایا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 49

دے اسی کو خلع کہتے ہیں اس کی عدت اگر حیض آتا ہو تو ایک حیض ہے۔ اگر حیض نہیں آتا تو ایک مہینہ ہے اور وہ عورت جو خواہ مخواہ اپنے خاوند سے طلاق مانگے تو اس کے لیے سخت وعید آئی ہے' ثوبانؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے بغیر ضرورت اور بلاوجہ اپنے خاوند سے طلاق لی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے یعنی جنت کے پاس بھی نہ جائے گی علماء کا اس میں اختلاف کہ خلع طلاق ہے یا فسخ جمہور اس طرف ہیں کہ فسخ ہے' بعض کہتے ہیں کہ طلاق ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس میں رجوع نہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 59

کیسے آباد ہوگا تو اسی جگہ ان کی روح قبض کر لی گئی پھر سو سال بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور اس کے کھانے پینے کا سامان ان کے پاس بالکل تازہ حالت میں پڑا ہوا تھا جبکہ ان کی سواری (گدھا) مر چکا تھا اور اس کی ہڈیاں ان کے پاس ہی پڑی ہوئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے ہی اس کو دوبارہ پہلی حالت میں زندہ کر دیا۔ اور ادھر بنی اسرائیل بخت نصر کی قید سے آزاد ہو چکے تھے اور وہ شہر نئے سرے سے آباد ہو چکا تھا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد ان کی آبادی دیکھی۔ القی الله تعالیٰ علیه النوم فلمانام نزع الله منه الروح... و اعمی الله العیون عن العزیر هذه المدة فلم یره احد۔ یعنی حضرت عزیر علیہ السلام پر جب نیند طاری ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی روح کو قبض کر لیا گیا اور (دوسرے) لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اس (سو سال کے) دوران آپ کو کسی نے بھی نہیں دیکھا کہ آپ اس حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 101

کے لئے مان لیا جائے اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نبی ﷺ کو مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کا کلی اور تفصیلی علم غیب تھا تو قرآن مجید کی کئی آیات کی تکذیب لازم آئے گی جن میں صراحۃً نبی ﷺ کی ذات گرامی سے کلی علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ مثلاً لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں یہ آیت سورۃ توبہ میں ہے جو سورۃ آل عمران کے بعد نازل ہوئی تھی اگر آل عمران کی آیت سے علم غیب کلی ثابت کیا جائے تو سورۃ توبہ کی بعد میں نازل ہونے والی آیت اس کی نفی کرتی ہے اور یہ کھلا ہوا تضاد ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے کلام میں پایا جانا محال ہے۔

لہٰذا نہ الف لام استغراق کے لئے ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کے لئے ماکان و ما یکون کا کلی علم غیب ثابت ہے۔

دوسری آیت عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ الخ آپ نے تمام عذر کرنے والوں کو کیوں اجازت دے دی یہاں تک کہ آپ کو عذر میں سچے اور جھوٹے کا علم ہو جاتا اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے اور جھوٹے کی پہچان نہ تھی یہ آیت بھی سورہ توبہ کی ہے۔

تیسری آیت يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔ الایہ (تحریم) ایک دفعہ بعض ازواج مطہرات کی خاطر شہد نہ کھانے کی قسم کھالی جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور قسم سے دستبردار ہونے کا حکم دیا گیا اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو آپ ایک ایسی چیز کو اپنے اوپر حرام نہ فرماتے جس پر اللہ کی طرف سے آپ کو تنبیہ ہوئی۔ یہ سورت بھی آل عمران کے بعد نازل ہوئی۔

چوتھی سورۃ منافقون جو آل عمران کے بعد نازل ہوئی اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے' زید بن ارقم صحابی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کے متعلق میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اس نے کہا ہے کہ جب ہم مدینہ جائیں گے تو ان ذلیلوں کو (العیاذ باللہ) شہر سے نکال باہر کریں گے۔ جب اس منافق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو اس نے قسم اٹھالی کہ میں نے ایسا نہیں کیا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تکذیب اور اس کی تصدیق فرما دی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقون کی ابتدائی آیات نازل فرما کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت واضح فرمائی کہ منافق جھوٹے ہیں نبی ﷺ نے مجھے بلا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتوں کی تصدیق فرما دی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ تک بھی کلی غیب حاصل نہیں تھا۔ یہ واقعہ غزوۂ تبوک ۹ھ میں پیش آیا تھا یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آل عمران میں استغراق مراد نہیں اور نہ ہی آپ کے لئے کلی علم غیب کا ثبوت ہے۔

پانچویں آیت وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا ...الی... لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔ (توبہ ع ۱۳) ابو عامر ایک نہایت خبیث اور مکار پادری تھا جو قیصر روم کے پاس پہنچا تا کہ اسے مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کر سکے اور مدینہ کے منافقین کو لکھا کہ وہ مسجد کے نام پر عمارت بنائیں اور نماز کے بہانے جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں۔ انہوں نے مسجد بنا کر نبی ﷺ کو دعوت دی کہ اس مسجد کا افتتاح آپ کی نماز سے ہو اس وقت آپ غزوۂ تبوک کی مہم پر جا رہے تھے تو آپ نے وعدہ فرمایا کہ واپسی پر میں تمہاری نئی مسجد میں آؤں گا اور نماز بھی پڑھوں گا جب آپ بخیریت واپس تشریف لائے تو ایفائے عہد کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اصل حقیقت حال سے آگاہ کر دیا اس سے بھی معلوم ہوا آپ کو جمیع مغیبات کا علم نہیں تھا اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو ان منافقین کی مکاری اور عیاری کا علم بھی ہوتا اور آپ ان سے وعدہ نہ فرماتے۔

حاصل یہ کہ اس آیت سے نبی ﷺ کے لئے علم غیب کلی پر استدلال کرنا سراسر باطل اور غلط ہے نیز یہ کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی بلکہ انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے اور وہ بھی جس قدر اور جب اللہ چاہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 108

مخصوص البعض ہے کیونکہ دنیاوی مال و دولت انبیاء کی وراثت میں نہیں ہوتا بلکہ انبیاء کی وراثت علم ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا نَحْنُ مَعَاشَرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ (بخاری) کہ ہم انبیاء کی جماعت ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ امام ابو عبداللہ جعفر بن باقر سے ایک روایت یوں آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءِ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا اِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِيْثَهُمْ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِّنْهَا اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا۔ (اصول کلینی شیعہ کتاب العلم ص ۱۷ طبع نو لکشور لکھنو)۔ ابو عبداللہ جعفر صادق کی روایت سے مرقوم ہے کہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام درہموں اور دیناروں کا ورثہ نہیں چھوڑا کرتے وہ تو (اپنی) باتوں میں سے باتیں ورثہ دیتے ہیں۔ پس جن نے ان باتوں میں سے کچھ حصہ لیا اس نے بڑا ایک حصہ لیا۔

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء نے درہم و دینار ورثہ میں نہیں دیئے بلکہ علم دین کی باتیں وراثت میں دیتے تھے حدیث اور جماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لئے نہیں اسی لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک وغیرہ کو میراث میں تقسیم نہیں فرمایا اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کر لیا جائے تب بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چونکہ بلا واسطہ آپ سے سنی تھی ان کے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہے یا یہ کہا جائے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خبر واحد سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور وقف میں بالاجماع میراث نہیں۔ اگر شبہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہم السلام کی وراثت حضرت داؤد علیہم السلام سے اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کی وراثت کی دعا حضرت زکریا علیہم السلام سے قرآن میں مذکور ہے تو جواب یہ ہے کہ ان آیات میں وراثت مالی مراد نہیں بلکہ علمی ہے قرینہ اس کا یہ ہے کہ حضرت داؤد کے اور کئی بیٹے بھی تھے حالانکہ ان کی وراثت کا ذکر نہیں کیا۔ نیز اگر وراثت مالی ہوتی تو اس امر کا اظہار ہی کیا تھا کہ سلیمان داؤد علیہم السلام کا وارث ہوا جبکہ وہ بیٹا تھا تو وارث بھی تھا اس بات کو علم اصول و معقول جاننے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بدیہی کسی علم کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ حضرت یحییٰ علیہم السلام کی وراثت بھی مالی ہوتی تو قطع نظر اس سے کہ انبیاء کا ایسا خیال کہ ہمارے مال کا ہم سے پیچھے بھی کوئی وارث ہو یہ انبیاء کی شان سے کوسوں دور ہے۔ اس امر کا ذکر ہی کیا ضروری ہے کہ مجھے بیٹا ہو جو میرے مال کا وارث ہو جب بیٹا ہوتا تو وارث بھی ہوتا علاوہ اس کے یہ کہ نہ صرف اپنی ہی وراثت کا مالک چاہا بلکہ آل یعقوب کی وراثت بھی اس کے لئے مانگی تو کیا آل یعقوب کا وارث سوا ان کے اور کوئی نہ تھا اپنے باپ کی وراثت تو بھلا ایک بات تھی تمام قوم کی وراثت ان کو کیسے مل سکتی تھی؟ یحییٰ علیہم السلام بھلا ان سب کا وارث کیسے ہو سکتا ہے؟

پس ثابت ہوا کہ آیت میں ان حضرات کا مالی ورثہ مراد نہیں بلکہ دینی خلافت ہے جو ہر طرح سے شان انبیاء کے لائق اور مناسب ہے۔ شیعوں کی معتبر کتاب میں بھی مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے علم کے وارث ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ (اصول کلینی جلد اول ص ۱۳۷۔ ثنائی ملخصا)

بقیہ صفحہ نمبر 115

بما میں باسببیہ اور ما مصدریہ ہے۔ ای بحفظ تعالی ایاھن بالامر بحفظ الغیب و الحث علیه بالوعد والوعید و التوفیق له. اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ خاوندوں کی غیر حاضری میں اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کریں اور وعدہ وعید سنا کر اس پر ترغیب دی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم کر سکتا کہ وہ ماسوائے اللہ کے کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میں کوئی عورت روٹھنے کی وجہ سے اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑے رہے تو صبح تک اللہ کے فرشتے اس پر لعنتیں نازل کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ارشاد فرمایا کہ ایسی نافرمان عورتوں کو پہلے تو سمجھاؤ پھر بستروں سے الگ کرو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں سلائے تو بستر ہی پر مگر خود اس سے کروٹ موڑ لے اور مجامعت نہ کرے بات چیت اور کلام بھی ترک کر سکتا ہے اور یہ عورت کے لئے بڑی بھاری سزا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہتر عورت وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے بجا لائے اور جب کہیں باہر جائے تو اپنے نفس کو برائی سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرے ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے جنت میں چلی جا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 119

سجدہ نہ کرو ہم نہیں مانیں گے تو یہودیوں کے سفیروں نے اس کو قبول کر لیا' اسی اثنا میں مشرکین مکہ نے ان سے سوال کیا کہ ہم لوگ تو ان پڑھ ہیں اس لئے ہم چنداں مذہبی احکام کی سمجھ بھی نہیں رکھتے اور تم تو پڑھے لکھے ہو یہ تو بتلاؤ کہ مذہبی حیثیت سے ہم اچھے ہیں یا مسلمان' تو مشرکین مکہ بولے تم بے شک اچھے ہو اس لئے کہ تم لوگ تو اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہو اور اہل اسلام نے اپنا آبائی طریقہ چھوڑ کر نیا راستہ نکالا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دروغ گوئی کے اظہار کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 121

فرمائیں تو بلا خوف اس آگ میں کود پڑنا' چنانچہ یہ لوگ واپس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں چلے جاتے تو ہمیشہ آگ ہی میں رہتے۔ اس لئے کہ کسی مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی میں جائز نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حاصل یہ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ماتحت اولوالامر کی اطاعت امور جائزہ میں واجب ہے اولوالامر سے مسلمانوں کے امیر یا حاکم مراد ہیں رہی یہ بحث کہ علماء مجتہدین کے قیاس اور استنباط کا اتباع واجب ہے یا نہیں؟ تو یاد رکھیے کہ یہ بات امت سلف میں نہ تھی کیونکہ علماء کی عصمت کا کوئی بھی قائل نہیں۔ جیسا کہ اصول فقہ میں صاف مذکور ہے المجتھد قد یصیب و قد یخطی کہ مجتہد کی بات بعض دفعہ صحیح اور بعض دفعہ غلط بھی ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے ان کے قیاس وغیرہ کی اتباع نہیں ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 122

نے ایک ایسی صورت نکالی تھی کہ جس میں حضرت زبیر کو تکلیف نہ ہو اور انصاری کو کشادگی ہو جائے' لیکن جب انصاری نے اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھا اور آپ پر اقربا نوازی کا الزام لگایا تو آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق دلوایا' حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ الخ اسی بارے میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں غور کرنا چاہئے کہ کوئی کہتا ہے جو کچھ میرے پیر صاحب کہیں گے میں وہ مانوں گا' کوئی کہتا ہے جو کچھ میرے مولوی صاحب کہیں گے میں وہ مانوں گا یاد رکھیے ایسے سب حیلے اور سب باتیں اس آیت کے خلاف ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ پیر' امام' مجتہد یا اور کوئی بھی شخص ہو جس کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو اس کو قبول کر لو اور جس کی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دو۔ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیۃ یعنی جیسے ہی ان سے یہ گناہ صادر ہوا تھا کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے سے اعراض کیا اگر وہ اسی وقت اس پر نادم ہو جاتے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگتے اور نبی ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے قبولیت توبہ اور معافی کی سفارش کرتے تو یقیناً اللہ ان کی توبہ قبول فرما لیتا اور ان کا گناہ معاف کر دیتا۔ آیت کا یہ حکم نبی ﷺ کی زندگی میں تھا وصال کے بعد آپ کی قبر سے استمداد و استشفاع جائز نہیں جیسے حاؤک کا لفظ بتا رہا ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر انسان کا عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے۔ شاہ محمد اسحاق نے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: حق یہ ہے کہ فقہا کا انکار عام ہے استمداد و خواہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں سے ہو خواہ غیر انبیاء کی قبروں سے سب ناجائز ہے جیسا کہ فقہائے کرام کی دوسری کتابوں کے حوالوں سے جو ہم اسی سوال کے جواب میں ذکر کریں گے واضح ہو جائے گا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 129

لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر نجات ہو جائے گی' چنانچہ ابوہریرہؓ اور سلف کی ایک جماعت یہی فرماتی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے لیکن روح المعانی میں ابن حمید اور نحاس کی روایت کے مطابق سعید بن عبیدہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباسؓ قاتل مومن کی توبہ کے قبول ہونے کے قائل تھے' ایک بار ایک شخص نے آ کر ان سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں' اس کے لئے دوزخ ہی ہے جب وہ شخص اٹھ کر چلا گیا تو حاضرین نے اس جواب پر جو ان کے پہلے فتویٰ کے خلاف تھا تعجب ظاہر کر کے اس کا سبب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھ کو ایسا گمان ہوا کہ وہ غصہ میں کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا تھا چنانچہ کسی کو تحقیق کے لئے اس کے پیچھے دوڑایا تو یہی بات نکلی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ یہ کا قول مصلحت کی بنا پر تھا جبکہ آپ کا اصل مذہب جمہور کے موافق تھا۔ چنانچہ روح المعانی میں سفیان سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ اہل علم سے جب کوئی اس مسئلہ کے بارے میں پوچھتا تو جواب میں یہی کہتے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں لیکن جب کوئی مبتلا ہو جاتا قتل کر بیٹھتا تو اس کو توبہ کا حکم فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ کے سوا اور بزرگوں کی بھی یہ عادت تھی۔

ف۳: ایک دفعہ صحابہ کے لشکر کے سامنے ایک شخص سلام کہتا ہوا آیا اس کی غرض یہ تھی کہ چونکہ میں مسلمان ہوں ان کو خبر کر دوں تاکہ غلطی سے مجھے قتل نہ کر ڈالیں' صحابہ میں سے ایک شخص نے اس خیال سے کہ یہ صرف ظاہرداری کرتا ہے اسے قتل کر ڈالا چونکہ یہ قتل اسلامی قانون کے خلاف تھا اس لیے یہ آیت یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔

یہ قتل کرنے والے مقداڈ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ بن زید تھے اور جبکہ مقتول مرداس بن نہیک تھے بزار کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ ماجرا سنا تو مقداڈ سے فرمایا کہ قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دے گا یعنی اس کے کلمہ کہنے کے بعد تو نے اس کو قتل کر دیا بہت بھاری معاملہ ہو گیا۔

اس آیت میں حکمرانی کے لیے چھٹا حکم یہ ہے کہ راستے میں اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو بلکہ اس کے دعویٰ کی تحقیق کر لو۔

بقیہ حاشیہ نمبر 133

قاضی سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لے جب کہ وہ صاحب حق نہ ہو تو ایسا فیصلہ عنداللہ مردود اور غیر مقبول ہے اس مسئلہ کی رسول اللہ ﷺ نے یوں وضاحت فرمائی ہے۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ سَمِعَ خَصُوْمَةً..... فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّهٗ يَاْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْضِ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ صَدَقَ فَاَقْضِي لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ يَتْرُكْهَا۔ (کتاب المظالم باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ۔ صحیح البخاری حدیث رقم ۲۴۵۸، ۲۶۸۰، ۶۹۶۷)

آپ ﷺ جھگڑا سن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا خبردار میں ایک انسان ہی ہوں میرے پاس مقدمہ آتا ہے ایک طریق دوسرے کے مقابلہ میں چرب زبان ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ میں اس کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں درانحالیکہ وہ حق پر نہ ہو اور اس طرح میں دوسرے مسلمان کا حق اسے دے دوں تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ اس کی مرضی ہے کہ اسے لے یا چھوڑ دے۔ اور چھٹی بات یہ ثابت ہوئی کہ قاضی کا غلط فیصلہ عنداللہ نافذ نہیں ہوتا۔ لہٰذا احناف کا قول کہ قاضی کا فیصلہ عنداللہ بھی نافذ ہوتا ہے غلط ٹھہرا۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 134

اگر اس آیت سے نبی ﷺ کے لیے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو بعد میں نازل ہونے والی ان آیات کی تکذیب لازم آئے گی جو آپ سے کلی علم غیب کی نفی کرتی ہیں۔ بعض بدعتی مولوی کہتے ہیں کہ ما عموم کے لیے ہے اور علم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول نبی اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ مفیض عام اور نبی ﷺ میں استعداد تام ہیں تو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو کلی غیب معلوم تھا تو جواب یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (علق) الانسان سے مراد بعض مفسرین نے نبی اکرم ﷺ کو لیا ہے اور بعض بدعتی مولوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں تو یہاں بھی فاعل اللہ ہے اور مفعول نبی کریم ﷺ اور یہ آیات بھی بالاتفاق سارے قرآن سے پہلے نازل ہوئیں اگر ما کو عموم اور استغراق حقیقی کے لیے لیا جائے اور علم ماضی کا صیغہ ہے جو گذشتہ زمانے میں وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے یا اس کے نزول کے ساتھ نبی ﷺ کو تمام علوم غیبیہ سکھا دیئے اگر یہی مطلب درست ہے تو پھر سارے قرآن کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے اس کے علاوہ یہ قانون کسی بھی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے کہ فاعل اللہ ہو اور مفعول نبی ﷺ کی ذات ہو تو وہاں ہمیشہ عموم ہی مراد لیا جاتا ہے۔ بعض صحیح مسلم کی حدیث اَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ سے بھی غلط استدلال کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ علوم غیبیہ کلیہ یعنی کل ما کان و ما یکون مثلاً کل فوجداری اور اور دیوانی احکام ہندی، بنگالی جرمنی وغیرہ کا بیان کرنا تھوڑے سے وقت میں ناممکن ہے بلکہ یہاں ما سے نبذ من امور عظام ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے اور یہ لوگ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ یعنی میرے لیے سب کچھ روشن ہو گیا سے بھی استدلال کرتے ہیں حالانکہ سات صحابہؓ نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں فَعَلِمْتُ الَّذِيْ سَاَلَنِيْ عَنْهُ كَمَا هُوَ مُصَرَّحٌ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ، خازن نے بیہقی سے نقل کیا ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیفہ ہیں۔ لہٰذا ان احادیث سے نبی ﷺ کے کل غیب پر استدلال کرنا غلط اور باطل ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کو بذریعہ وحی بعض غیوب کا علم تھا جیسا کہ کتاب اللہ اور احادیث سے ثابت ہے۔

ف۱: جس چور کا (یعنی بشیر بن ابیرق) پہلی آیت میں ذکر ہے بعد ثبوت چوری کے مکہ کے مشرکوں میں جا ملا اور اسلام اور اہل اسلام سے مرتد ہو گیا اس کے حق میں آیت وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ نازل ہوئی یہ حالت اور سزا مرتد کی اس وقت ہے جبکہ وہ اپنے ارتداد پر قائم رہے اور اگر توبہ کر کے مسلمان ہو جائے تو سب کچھ معاف ہے چنانچہ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ارشاد ہے۔ ان لوگوں کے لیے تخویف اخروی ہے جو نبی ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہوں اور ان کے خلاف منصوبے بنائیں اور مشورے کریں۔ یہاں تک نو (۹) احکام سلطانیہ ختم ہوئے۔

بقیہ صفحہ نمبر 137

سے ایجاد ہرگز نہیں ہمارا قرآن پڑھنا قرآن کریم کے مضمون کی تلاوت ہے اسی طرح یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ تشہد یعنی التحیات میں ہم نبی ﷺ کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا نبی ﷺ اور اپنے لئے اور صالحین کے لیے کرتے ہیں تو مضمون تشہد کا ایجاد طلب رحمت عن اللہ ہوا حاضر کے صیغوں سے یہاں بحث اور تعلق نہیں، جس طرح معراج کی رات نبی ﷺ نے کہا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطاب کیا اسی طرح حکایۃً ہم بھی بموجب فرمان قولوا عمل کرتے ہیں اگر محض لفظ یا کے ادا کرنے سے ہی حاضر ناظر مانا جائے تو ماننا پڑے گا تو تمام لوگ بھی حاضر ناظر ہیں جیسا کہ فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ نیز فرمایا وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ۔ تو کیا یہاں بھی لفظ یا کی وجہ سے ہامان کو حاضر ناظر مانا جائے گا؟ استغفر اللہ ہرگز نہیں بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کو بطور حکایت ادا کرتے ہیں یہ ہمارا اپنی طرف سے خطاب نہیں اور نہ ہی ہم ان کو خطاب کر سکتے ہیں کیونکہ وہ موجود ہی نہیں ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 149

مجید کا شاہی نسخہ طبع کرایا تھا اس میں بھی معروف قرأۃ ارجلکم بفتح اللام ہی لکھوایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ایران کے عصر حاضر کے سنجیدہ فکر اور صحیح النظر شیعہ علماء کے نزدیک بھی یہی قرأۃ معروف ہے اور پاؤں کو دھونا فرض ہے مسح پر اکتفا جائز نہیں۔ (رسالہ انصاف از علامہ مرحوم ایرانی) (عفیف)

ف۲: اَرْجُلَكُمْ کا عطف وُجُوْهَكُمْ و اَيْدِيَكُمْ پر ہے جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ منہ ہاتھ اور پاؤں کو دھونا چاہئے۔ ابن عباسؓ اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ، حضرت عروہؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت حسنؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت ابراہیمؒ، تمیمی وغیرہم کا بھی یہی قول ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی وضو میں اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (صحیحین) اور جمہور نے یہیں سے وضو کی ترتیب کے وجوب پر استدلال کیا ہے صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو میں ترتیب شرط نہیں۔ اِلَى الْمَرَافِقِ سے مراد مع المرافق ہے اور اسی طرح اِلَى الْكَعْبَيْنِ سے مراد بھی مَعَ الْكَعْبَيْنِ ہے یعنی کہنی کو بھی ہاتھ کے ساتھ دھوؤ اور اسی طرح پاؤں کو بھی ٹخنوں سمیت دھونا چاہیے کیونکہ یہاں الی بمعنی مع ہے۔

دوسری قرأت اَرْجُلِكُمْ مجرور ہے پھر بھی مسح ارجل سے غسل ارجل ہی مراد ہوگا کیونکہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ مسح بمعنی غسل آتا ہے چنانچہ متوضی کو ممسح کہتے ہیں جب بارش سے زمین دھل جائے تو کہتے ہیں مسح الارض المطر یا اسے جر جوار پر محمول کیا جائے جیسا کہ لغت عرب میں قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی وجہ سے دونوں لفظوں کو ایک ہی اعراب دینا اکثر پایا گیا ہے' حضرت امام شافعیؒ نے ایک توجیہ یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب پاؤں پر جرابیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ وضو کرتے وقت پہلے دل میں نیت کریں پھر بسم اللہ کہہ کر وضو کریں۔ (بخاری و مسلم)

وضو سے فارغ ہو کر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ پڑھو۔ (مسلم) ترمذی نے اس دعا کے بعد یہ الفاظ زائد روایت کیے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پڑھے گا تو اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔ (ترمذی)

بقیہ صفحہ نمبر 165

روایت درجہ صحت کو بھی نہیں پہنچتی اس کے اکثر طرق ضعیف اور شاذ ہیں اور بعض طرق موضوع و مردود ہیں۔

ف۳: اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے نبی) اہل کتاب سے کہہ دو کہ تمہاری کسی بات کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں جب تک کہ ان سب کتابوں پر جو انبیاء پر اتری ہیں ایمان نہ لاؤ اور عمل نہ کرو اور ان کتابوں میں یہ حکم بھی تھا کہ نبی آخر الزماں پر ایمان لانا ان کی رسالت کی تصدیق کرنا۔ مجاہدؒ نے فرمایا ما انزل الیکم سے مراد قرآن عظیم ہے' بعض نے کہا اس سے مراد وہ ہے جو زبان انبیاء پر اترا سوا ہر دو کتاب مذکور کے۔

بقیہ صفحہ نمبر 167

مرکب کے لئے جو حدوث لازم ہے اس کے لئے بھی لازم ہوگا یا نہیں؟ پس مسیح مرکب جب حادث ہے تو وہ الٰہ کیسا؟ یعنی جو مرکب ممکن اور واجب سے مرکب ہو وہ ضرور حادث ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ یہ مجموعہ ایسا نہیں اس کا جزو اشرف (واجب) اپنی طرف کھینچتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جزو اشرف اور اخس کو اس میں دخل نہیں ترکیب کی ماہیت ہی حدوث کو چاہتی ہے اس لئے کہ ہر مرکب اپنی حالت ترکیب اور ملنے اجزاء میں علیحدگی اجزاء کی خبر دیتا ہے۔

پس مسئلہ تثلیث فی التوحید لغو ہے کیونکہ تثلیث تعدد پر دلالت کرتی ہے اور توحید نفی تعدد پر۔

۲۔ مجموعہ اقانیم خدائے مستقل ہیں یا جداگانہ؟ پہلی صورت میں ہر ایک کو خدا کہنا غلط اور دوسری صورت میں اگر ہر ایک مستقل خدا ہو تو پھر توحید کہاں رہی؟

۳۔ تینوں اقانیم کامل ہیں یا ناقص؟ اگر کامل ہیں تو بس ایک ہی کافی ہے اگر ناقص ہیں تو مجموعہ بھی ناقص ہے۔

ف۱: باوجود ان کے اس قدر سخت جرم اور شدید بے حیائی اور ان کے کذب و افترا کے انہیں اپنی رحمت کی دعوت دیتا ہے کہ اب بھی میری طرف جھک جاؤ سب کچھ معاف فرما دوں گا اور اپنے دامن رحمت میں لوں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کیا کرو میں ہر روز ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں پس جب میں ہر روز اس قدر استغفار کرتا ہوں باوجود کہ میری بھول چوک سب کچھ اللہ معاف کر چکا پھر تم لوگوں کو تو توبہ و استغفار کی بہت ضرورت ہے۔ (مسلم) ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استغفار لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکلوں کو آسان کر دیتا ہے اور غم دور کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اس کو روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

ف۲: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں اور بیٹا دونوں کھانا کھانے کے محتاج مگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں اور جو محتاج ہو اسے معبود کا مرتبہ دیتے ہوئے تثلیث پرستوں کو شرم نہیں آتی' مسیح علیہ السلام میں دوسرے انبیاء سے کوئی بات زائد نہ تھی جب وہ انبیاء اللہ یا الوہیت کا جزو نہیں تو مسیح علیہ السلام کس طرح ہو گئے' اگر کہا جائے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو آدم علیہ السلام (تو اس سے بھی آگے ہیں یعنی) بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

ف۳: فرمایا معبود وہ ہونا چاہیے جو نفع و ضرر کا مالک ہو اور یہی بات ہے جس سے کسی کی عبادت اور اطاعت کی جاتی ہے حضرت مسیح علیہ السلام اور مشرکین کے فرضی الٰہ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان' کیونکہ جب وہ اپنے ضرر کو دفع نہیں کر سکتے تو کسی دوسرے کا ضرر کیا دفع کریں گے تمام ادیان سے یہ بات ثابت ہے کہ دین کے کام میں جس قدر اللہ اور رسول کا حکم ہو اسی قدر وہ کام کیجئے اپنی طرف سے کچھ اور اس میں زیادہ بڑھا کر نہ کہے انسانوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے انہیں نبوت کے درجے سے معبود کے درجے تک نہ پہنچاؤ کہ دین میں اپنی طرف سے بات داخل کرنے سے وہ کام دین کا نہیں رہتا بلکہ دین کی راہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے زمانے کے نادان مسلمانوں نے انبیاء و اولیاء کی شان میں غلو کرتے ہوئے انہیں عالم الغیب، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس اور حاظر ناظر تک کہہ دیا بلکہ بعض نے تو اپنے غلو کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ لینا ہے لے لیں گے محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ ایسے غلط اور خلاف قرآن عقائد سے مسلمانوں کو بچائے اور انہیں ٹھیک ٹھیک سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ نمبر 177

مقرر کردہ نہیں ہیں' نہ اس کی شریعت میں داخل ہیں اور نہ ہی یہ ذریعہ ثواب ہیں۔ جب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پاک صاف شریعت کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو اپنے باپ دادا ؤں کے طریقے کو اس کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں حالانکہ ان کے آباؤ اجداد محض ناواقف اور بے راہ تھے ان کی فرمانبرداری تو وہی کرے گا جو بے عقل ہو یا ان سے بھی زیادہ بہکا ہوا ہو

ف۲: حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عامل ہو جائے' اور برائیوں سے بچ جائے تو اس پر گنہگار لوگوں کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں' اس کا مطلب یہ نہیں کہ اچھی بات کا حکم اور بری باتوں سے منع بھی نہ کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ دوسروں کی عیب چینی اور کھوج میں نہ پڑے رہو' ہاں جب انسان دیکھ لے کہ وعظ و پند بالکل بے اثر ہے بلکہ الٹا اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ایسے موقع پر چاہیے کہ سکوت سے کام لے اور بس اپنے ہی ذاتی اعمال کی فکر میں لگا رہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 195

ہو جاتا ہے کہ فعل تو ہے مگر فاعل نہیں' عرض ہے مگر معروض نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے۔ (۱) اشیائے عالم کا مادہ بذات خود ایک لا یعقل (بے شعور) چیز ہے مگر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادہ پر ایسی مختلف حالات وصناعات وارد ہوتی ہیں جو یقیناً اس کا فعل معلوم نہیں ہوتیں مثلاً ہوا، آگ، خاک اور پانی، چاروں کا مادہ دراصل ایک ہی ہے مگر کیفیات ان کی مختلف کیوں ہوئیں۔ اور کس نے کیں؟ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (الانعام ۱۰۲)۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔

(۲)۔ ترازو کا کانٹا جب سیدھا ہوتا ہے تو اس کا کوئی پلڑا نہیں جھکتا جب تک کہ کسی پلڑے کو کوئی چیز نہ جھکائے اسی طرح دنیا کی ہر چیز کی دو جانبیں ہیں ایک عدم دوسری وجود۔ وجود کی جانب مرجح ہوتی ہے تو چیز موجود ہو جاتی ہے عدم کی جانب مرجح ہوتی ہے تو چیز معدوم ہو جاتی ہے اور جب عقلی قاعدے کے ماتحت غور کیا جائے تو مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو ایک وقت عدم کو غالب کرتی ہے تو دوسرے وقت وجود کو اور یہ اسی ہستی کی صفت ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وہی معبود برحق ہے وہی زندگی بخشتا اور مارتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 207

امام بغوی اور خازن بھی یہی فرماتے ہیں یعنی و فیہ بیان لکل شیء یحتاج الیہ من شرائع الدین و احکامہ۔ ان تمام عبارتوں کے معانی تقریباً ایک ہی ہیں کہ اس میں دین اسلام کے تمام احکام تفصیلی طور پر کھول کر بیان کر دیئے گئے ہیں۔

مزید وضاحت: استغراق اضافی سے مراد یہ ہے کلمہ کل بعض ایسی چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے جو کسی آدمی کے منصب اور شے کے لیے ضروری ہوتی جیسا کہ حضرت بلقیس رضی اللہ عنہا کی متحکم حکومت کے بیان وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے بقول مفسر جلال الدین المحلی تحتاج الیہ الملوك من الات الحرب والعدة ہے کہ اسے الات حرب اور ضروری جنگی سامان دیا گیا تھا نہ کہ دنیا جہان کی ساری چیزیں اور کوئی مفسر اس کا قائل نہیں اور مسلمہ تفسیری قاعدہ القران یفسر بعضہ بعضا کے یہاں اس آیت میں بھی کہ دین اسلام کے تمام احکام بالتفصیل بیان کر دیئے گئے۔ مختصر یہ کہ لفظ کل بعض دفعہ اکثر افراد پر بولا جاتا ہے جسے نحوی زبان میں استغراق اضافی کہا جاتا ہے۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 211

اوصاف نرم ہونا' حامل مشقت ہونا' دوسرے کا بوجھ سہارنا' چیزوں کو اگانا' بڑھانا' پرورش اور اصلاح کرنا ہے اور جبکہ آگ کی صفت جلدی کرنا' جلا دینا' بے چینی پھیلانا اور پھونک دینا ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے نور (یعنی نور عرش) سے پیدا کئے گئے ہیں' ابلیس آگ کے شعلے سے اور انسان اس چیز سے جو بیان ہوئی یعنی مٹی سے (مسلم) امام ابن سیرینؒ نے فرمایا نص کے مقابلہ میں سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ شیطان کا آگے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے معاملہ میں انسان کے دل میں شک وشبہ پیدا کرونگا' پیچھے کا مطلب یہ کہ دنیا کی رغبتیں دلاؤں گا۔ دائیں طرف سے آنا دین کے کاموں کو مشکوک کرنا ہے بائیں طرف سے آنا گناہوں کو لذیذ بنانا ہے اوپر کی جانب کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ وہ اوپر کی جانب سے نہیں آ سکتا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حائل ہو کر انسان کیلئے اللہ تعالیٰ رحمت کی رکاوٹ نہیں بن سکتا مطلب یہ کہ شیطان انسان کو خیر کے تمام کاموں سے روکتا ہے اور شر کے تمام کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 212

ہے لیکن دیکھنے کی قطعاً نفی بھی نہیں ہے چنانچہ بعض اوقات انبیاء علیہم السلام یا غیر انبیاء بلکہ عوام سے بھی جنات کا دیکھنا مروی ہے وہ اس آیت کے خلاف نہیں ہو و قبیلہ سے مراد جن و شیاطین سمجھے گئے ہیں قال مجاهد یعنی الجن والشیاطین (قرطبی) اس سے اہل بدعت کی دلیل باطل ہو گئی کہ اگر ایک شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا نبی ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاذاللہ من ھذا التشبیہ)

بقیہ صفحہ نمبر 218

نفی عالم گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنے کے یہ معنی ہیں کہ زیادہ شور سے آمین نہ کہی جائے (فتح القدیر شرح ہدایہ) عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں کہ آمین بالجہر کی احادیث اقوی اور اصح ہیں اور آمین بالسر کی روایت ضعیف ہے (حاشیہ شرح وقایہ) خلاصہ یہ کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ سے آمین پکار کر کہنے کا ثبوت بالتصریح موجود ہے تو ہمیں چاہئے کہ صحیح حدیث کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 241

تم اس کی صفتوں کے ساتھ صرف اسی کو پکارو اسی سے اپنی حاجات طلب کرو اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں محفوظ کر لے وہ جنتی ہے اور اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو ہی پسند فرماتا ہے۔ (بخاری)

بقیہ صفحہ نمبر 243

نہ پہنچتی کیونکہ میں غیب سے جان لیتا کہ یہ برائی ہے تو میں پہلے ہی سے اس سے بچنے کی تدابیر کر لیتا۔ لیکن میں غیب نہیں جانتا اس لئے فقیری بھی مجھ پر آتی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہاں کنت صیغہ ماضی ہے بعد میں آپ کو علم غیب کلی حاصل ہو گیا تھا حالانکہ کلمہ لو جب ماضی پر آئے تو استمرار یعنی ہمیشگی کا فائدہ دیتا ہے۔

ف ۳: اس آیت کو بعض مفسروں نے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق کیا ہے۔ ایک ضعیف حدیث بھی اس مضمون کے متعلق بیان کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ اماں حوا جب حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس شیطان نے آ کر کہا کہ تیرے پیٹ میں جو ہے اگر اس کا نام تو عبدالحارث رکھے گی تو بچہ صحیح وسالم نکلے گا اور حارث شیطان کا نام ہے چنانچہ اماں حوا نے ایسا ہی کیا اور اسی آیت میں یہ بیان ہے' مگر حق یہ ہے کہ یہ آیت بنی آدم کی عام حالت کا نقشہ ہے چنانچہ اس لفظ میں تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ جمع کا صیغہ لا کر اللہ نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ یہ عام بنی آدم کی کیفیت کا بیان ہے اس آیت کا مفہوم ہے کہ آج کل جو اولاد کا نام عبدالنبی یا عبدالرسول یا دیوی دتہ یا پیراں دتہ غلام دستگیر وغیرہ رکھتے ہیں یہ شرک فی التسمیہ ہے۔ ابن حزم نے کہا کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جس نام میں اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی پائی جائے وہ نام رکھنا حرام ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 245

کہ حدیث میں ہے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ وَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءَ هَا۔ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ۔ (کتاب القراۃ خلف الامام ص ۴۷) جو کوئی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ پس حدیث مرفوع منطوق ہے اور حنفیہ کی مستدلہ احادیث مفہوم ہے اور بموجب اصول منطوق مفہوم پر مقدم ہوتا ہے اور مطلق اور مقید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تعارض نہیں ہوتا حنفیہ کی روایات مطلق قراۃ کے بارے میں ہیں اور جبکہ فاتحہ خلف الامام والی حدیث صحیح واضح طور پر فاتحہ کے متعلق ہے دونوں میں تطبیق دی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ سوائے فاتحہ کے عموم مراد ہے اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ یہی ہمارا مذہب ہے کہ مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ باقی میں امام کی قرأت کافی ہے۔ انصتوا فرمایا انصات کے معنی علامہ طاہر حنفی (مجمع البحار ج ۱ ص ۱۲۵ ج ۲ ص ۵۳۶ میں) سکوت کے لکھتے ہیں اور سکوت کے معنی عدم الجہر کرتے ہیں بدلیل حدیث ما تقول بین اسکاتک تو معنی یہ ہوا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنتے بھی رہو اور آہستہ آہستہ پڑھتے بھی جاؤ بلند اور جہر آواز سے نہ پڑھو۔ امام ابوحنیفہؒ بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں (میزان شعرانی) یہ بھی خیال رہے کہ آیت اذا قرئ القرآن سے جہری نماز میں تو مفہوم منع کا ہوتا ہے لیکن سری نماز پر یہ آیت منطبق نہیں ہو سکتی لہٰذا حنفیہ کا اس سے استدلال کرنا باطل ہے۔

ف۳: غدو۔ اور اصال سے مراد فجر۔ مغرب اور عشاء ہے اور ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ بدلیل آیت ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ (یوسف: ۱۰۴) کے اور انصتوا کو سن کر قرأت قرآن ترک نہ کر دینا بلکہ دون الجهر من القول بغیر پکارے آہستہ آہستہ اپنے نفس میں پڑھتے رہو خصوصاً تین اوقات میں جہر سے قرأت کی جاتی ہے وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ایسا نہ کرنا کہ قرأت (فاتحہ) سے تو غافل ہو جائے یہ ترجمہ بدلیل حدیث لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ہے۔ (بخاری)

تنبیہ: اصول فقہ والوں نے جن میں صاحب نور الانوار بھی ہے ﴿إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ اور ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ۲۰) میں تعارض دکھا کر دونوں کو عمل سے گرا دیا ہے اس صورت میں حدیث صحیحین کی طرف رجوع ہوگا نہ کہ حدیث موقوف جابرؓ بن عبداللہ کی طرف نیز اگر قول جابرؓ بن عبداللہ کو صحیح بھی مانا جائے تو لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ کے مطابق ہو سکتا ہے کہ بموجب پہلی حدیث کے فاتحہ سے ماسوائے قراۃ مراد لی جائے کیونکہ پہلی حدیث صحیح ہے۔ اور دوسری موقوف تو عمل صحیح پر ہوگا نہ کہ موقوف پر ﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾ (البقرۃ: ۶۱)

بقیہ صفحہ نمبر 269

ف۴: خفافا اور ثقالا کی مختلف و متعدد تفسیریں منقول ہیں۔ مثلاً تنگدست اور خوشحال جوان تیز رو اور پیر سست رفتار بے کار اور مشغول بے سامان اور باسامان خوشدلی سے اور بے دلی سے الغرض خفاف کے تحت ہر وہ شخص داخل ہے جسے قوت، صحت، جوان عمری، خوشحالی، اور بے شغلی، غرض کسی بنا پر بھی آسانیاں حاصل ہوں اور ثقال کے تحت وہ سب آ جاتے ہیں جنہیں اس کے برعکس مذکورہ بالا بناؤں میں دشواریاں لاحق ہوں۔ ابن عباسؓ اور عکرمہؒ وغیرہما نے کہا ہے کہ جہاد کو نکلو بوڑھے ہو یا جوان یعنی سب نکلو۔

بقیہ صفحہ نمبر 273

صدقہ کا اونٹ سواری کے لیے عطا فرمایا تھا) کو بھی اس میں شامل کیا ہے بعض نے دینی طالب علموں کو بھی اور بعض نے اس کو عام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے راستے میں ہر قسم کی جدوجہد کرنے والا اس میں داخل ہے و فسره فی البدائع بجمیع القرب فیدخل فیه کل من سعی فی طاعة الله تعالیٰ و سبل الخیرات۔ (روح)

(۸) ابن السبیل۔ مسافر جو سفر میں بے سروسامان ہو گیا ہو اسے بھی مال زکوٰۃ سے اتنی رقم دی جائے جس سے وہ اپنے شہر پہنچ سکے گو وہ اپنے شہر مالدار ہی ہو۔

ف۲: اگر یہ لوگ ایمان کے دعوے میں واقعی سچے ہیں تو دوسروں کو چھوڑ کر اللہ اور رسول کو راضی کرنے کی فکر کریں انہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ مومنین کی رضا جوئی پر اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کہیں مقدم ہے۔ یرضوہ میں ہ ضمیر رسول کی جانب بھی ہو سکتی ہے جو مرجع قریب ہے اور لفظ اللہ کی جانب بھی جو مرجع بعید ہے اور ایک ہی ضمیر سے دونوں کام نکالنے میں نکتہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اللہ کی رضا میں ضم ہے اور یہ کمال قرب و قبول رسول کا ہے۔ انما وحد الضمیر لانه لا تفاوت بین رضاء الله و رضا رسوله ﷺ فکانا فی حکم مرضی واحد۔ (کشاف) و توحید الضمیر لتلازم الرضائین او لعبرالله او رسوله محذوف ای والمذکور عبرالرسول اوالله والاول مذهب سیبویه و قیل و هو احسن من عکسه فان فیه عدم الفصل بین المبتداء و خبره۔ (حاشیہ جلالین)

بقیہ صفحہ نمبر 279

ف۱: اس آیت میں مذمت ہے ان لوگوں کی جو جہاد سے پیچھے رہ گئے باوجودیکہ جہاد پر قدرت رکھتے تھے اور مال دار آسودہ حال تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کہ ہم بیٹھے رہیں اور اس عار کو کہ عورتوں کے ساتھ شہر میں بیٹھے رہیں اپنے لئے پسند کیا تو اس لئے ان کے دلوں پر مہر لگی یعنی ان کی مسلسل شرارتوں اور خباثتوں اور کفر و نفاق اختیاری کی بنا پر توفیق خیر ہی ان سے سلب ہو گئی لاختیارهم الکفر و النفاق (مدارک) وہ جہاد سے باز رہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑنے کو باہر نہ نکلے جب دل پر مہر لگی تو ان کو نفع و نقصان کی سمجھ کہاں سے ہو اور نہ ہی مہر زدہ لوگ احکام جہاد کی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ خوالف سے مراد یہاں عورتیں ہیں ابن عباس صحابی اور متعدد تابعین سے یہی منقول ہے چونکہ عورتیں گھر میں بیٹھی رہ جانے والیاں ہیں اس لئے انہیں خوالف کہتے ہیں۔

ف۲: یعنی منافقوں کا پیچھے رہنا کچھ معذر نہیں کیونکہ جو لوگ ان سے بہتر اور خالص نیت والے ہیں انہوں نے بخوبی اس کام کو کیا یہ آیت مانند اللہ تعالیٰ کے اس قول ہے فان یکفر بها هؤلاء فقد وکلنا بها قوما لیسوا بها بکفرین۔ اس کے بعد ذکر منافع جہاد کا فرمایا خیرات سے یا تو درجات اعلیٰ مراد ہیں یا مراد ہر خوبی ہے وہ دین کی ہو یا دنیا کی جیسے نصرت اور غنیمت اور جنت یا مراد حور عین ہیں۔ معالم والے نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ خیرات کے معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 285

نے باپ سے ہوتے وقت کیا تھا قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا. (مریم) لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اور وہ ایمان نہیں لائے گا تو اس کے لئے استغفار ترک کر دیا ابراہیمؑ کی یہ دعا قبل از علم تھی جب حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر دعا نہیں کی یا یہ مطلب کہ جب تک وہ زندہ تھا تو اس کی ہدایت کے لئے دعا کرتے تھے اور جب وہ شرک پر مر گیا تو ان پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو پھر نہوں نے اس کے لئے مغفرت کی دعا نہیں کی۔

ف۵: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ میں عادل ہوں کسی قوم کو گمراہ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا مگر جب تک کہ رسول کے ذریعے ان تک اپنا پیغام نہ پہنچادوں تا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے' جب پہلی آیت میں فرمایا کہ مشرکوں کے لئے بخشش نہ مانگو تو جو لوگ ان کے لئے استغفار کرتے تھے وہ ڈرے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حرکت پر عذاب نہ آجائے تب اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ معلوم ہونے سے پہلے کچھ بھی گناہ نہیں اور معلوم ہونے کے بعد اس سے ہر موحد کو بچنا چاہیے۔

اضلال یا گمراہ کرنے کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف محض تکوینی حیثیت سے مسبب الاسباب ہونے کی بنا پر ہے' ورنہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کسی کو کسی حال میں بھی گمراہی کی طرف نہیں لے جاتے۔ اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی ارادی نافرمانی ہی اسے گمراہیوں کی طرف لے جاتی ہے' بندہ جب حکم مایتقون کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی وضاحت ہو جانے کے بعد بھی اس کی خلاف ورزی کئے جاتا ہے تو پھر کہیں جا کر اس کی گمراہیوں کا عمل شروع ہوتا ہے ففی ھذا ادل دلیل علی ان المعاصی اذا ارتکبت و انتھک حجابھا کانت سببا الی الضلالۃ و سلما الی ترک الرشاد و الھدی. (ابن کثیر)

بقیہ صفحہ نمبر 288

آیت پاک زبردست اور واضح دلیل ہے اس پر کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے یہی مذہب ہے اکثر علمائے سلف وخلف کا بلکہ بہت سے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 293

ملت میں بھی اللہ تعالیٰ نے شرک جائز نہیں رکھا باقی لوگوں کے اختلافات کو زبردستی اس لئے نہیں مٹایا کہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات طے شدہ تھی کہ یہ دنیا دارالعمل ہے قطعی اور آخری فیصلہ کی جگہ نہیں' یہاں انسانوں کو کسب و اختیار دے کر قدرے آزاد چھوڑا گیا کہ جو راہ عمل چاہیں اختیار کریں اگر یہ بات پیشتر نہ ہو چکی ہوتی تو سارے اختلافات کا فیصلہ ایک دم کر دیا جاتا پھر اس سے آگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ہوگا یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے (یعنی یہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور میرے بس میں کوئی چیز نہیں)

بقیہ صفحہ نمبر 301

یکسر بے نیاز رہتے ہیں۔ فقہا نے لکھا ہے کہ جو امر دین میں واجب ہے اس پر اجرت جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ تبلیغ رسالت انبیاء کرام پر واجب ہی ہوتی ہے۔ تو آجکل کے مبلغین اور واعظین کا کیا حال ہے کہ جو تبلیغ پر جانے کیلئے ایڈوانس رقم طے کرنے کے بعد جاتے ہیں یا جو ایڈوانس رقم وصول کر کے پھر معذرت کر دیتے ہیں یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یاد آتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے علماء کی جماعت تم لوگوں کیلئے عیال نہ بن جانا۔ یعنی جس طرح کسی کے ذمہ پر اپنے اہل وعیال کا خرچ ہے اور وہ ان کی پرورش کرتا ہے کہیں لوگوں کو تمہاری بھی پرورش نہ کرنا پڑ جائے۔ کجا یہ کہ معاوضہ نہیں لینا چاہئے بلکہ اس سے بھی آگے کہ ان پر بوجھ بن جانا چہ معنی دارد۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تفسیر سے یہاں بھول ہوگئی ہے۔ کیونکہ اگر یہود و نصاریٰ کا کہنا ان کی نظر سے دیکھا جائے کہ وہ لوگ صبی اولاد نہیں کہتے تھے تو پھر سورۃ اخلاص میں رب العزت کا جو فرمان ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا'' اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ صلبی اولاد کے قائل تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ اس بات کی وضاحت فرمائی کہ نہ تو میری اولاد ہے اور نہ ہی میں کسی کی اولاد ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بقیہ صفحہ نمبر 304

نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان وقت نزول عذاب کے قبول نہیں کیا حالانکہ اس کو پہلے فرصت اور مہلت دی تھی اور عذاب کے وقت میں ایمان اور توبہ قبول نہیں ہے۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ وَ خَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ (المومن: ۸۵) قبض روح اور معائنہ عذاب کے وقت ایمان لانا ایمان غرغرہ یا ایمان یاس کہلاتا ہے جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک نافع نہیں۔

ابن عباسؓ نے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ جب فرعون نے اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ۔ مجھ سے جبرائیل نے کہا کہ کبھی تم مجھ کو اس گھڑی دیکھتے کہ جب میں نے دریا کا سیاہ کیچڑ فرعون کے منہ میں اس ڈر سے ٹھونس دیا تھا کہ کہیں اللہ کی رحمت اس کو نہ لے لے (ابوداؤد طیالسی) حیرت ہے کہ قرآن و حدیث کی تصریحات کے باوجود بعض صوفیا غیر محققین کو فرعون کی نجات اور صحت ایمان پر اصرار ہے' شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فتوحات مکیہ سے عبارت نقل کی ہے جس میں ایمان فرعون کی بابت یہ ہی تصریح ہے اور دیباچہ میں لکھا ہے کہ فتوحات کے نسخوں میں ملحدین و زنادقہ نے بہت سی عبارتیں مدسوس کر دی ہیں میرے پاس جو نہایت مستند و معتبر نسخہ فتوحات کا ہے اس میں ان عبارتوں کا پتہ نہیں واللہ اعلم اخیر وقت میں فرعون سے لفظ امنت کہلا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ کی مقبولیت کا اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کرا دیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 305

ساتھ خاص سمجھا جائے مخاطب اگر محض انسان سمجھا جائے تو اسکی بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔ بعض اہل علم نے تقدیر کلام اسی طرح ہی سمجھا ہے۔ ای ان کنت ایھا الانسان فی شک مما انزلنا الیک من الھدی علی لسان رسولنا محمد (معالم)

امام ثعلبؒ اور امام مبردؒ فرماتے ہیں کہ اے محمد (ﷺ) آپ کافر سے کہئے کہ اگر تجھے شک ہو تو الخ۔ الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم المراد غیرہ ای لست فی شک و لکن غیرک شک قال ابوعمر محمد بن عبدالواحد الزاھد سمعت الامامین ثعلبا والمبرد یقولان معنی (فان کنت فی شک) ای قل یا محمد للکافر فان کنت فی شک مما انزلنا الیک (قرطبی ج ۸ ص ۳۸۲)۔

ف: جن لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ تمام دلائل ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور معجزات کا ان کو مشاہدہ کرا دیا جائے ان کے ایمان لانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ درد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناک عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں مگر اس وقت کا ایمان بے سود ہوگا ای عند الیاس فیومنون و لا ینفعهم او عندالقیامة ولا یقبل منهم (مدارك ج ۲ ص ۱۳۵).

بقیہ حاشیہ نمبر 308

کر سکتا تھا اس لئے قرآن نے ان کی اصلاح فرمادی فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ اللہ تعالیٰ سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا وہ جب کپڑے پہنے ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ جب انسان اس سے کسی وقت نہیں چھپ سکتا تو پھر ضروریات بشریہ کے متعلق اس قدر علو سے کام لینا ٹھیک نہیں۔ صوفیا عارفین نے کہا ہے کہ انسان اگر اس آیت کا مراقبہ عادۃً جاری رکھے اور اپنی ہر خلوت و مجلس اور خطرۂ قلب و حدیث نفس میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرے اور یہ سمجھے رہے کہ وہ دیکھ رہا ہے تو گناہ کی جرأت ہی شاید نہ ہو سکے اور جب کہ تقویٰ کی اصل بنیاد یہی اللہ تعالیٰ کی عالم الغیبی کا استحضار ہے۔ (جامع بخاری وغیرہ)

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے لہٰذا وہ بنفس نفیس ہر جگہ حاضر نہیں۔ ناظر ہے اور اپنی قدرت اور علم کے اعتبار سے حاضر بھی ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 315

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ہود) روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

الجودی کوہستان ارارات کی اس چوٹی کا نام ہے جو جبل وام کے جنوب و مغرب میں واقع ہے اس جوار میں کردوں کی زبان پر آج تک روایت چلی آ رہی ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی یہیں آ کر رکی تھی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 317

ہے یا پھر ربی سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراط مستقیم ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 321

پاتا تو سمجھ لیتا اور روکتا یا اگر میرا کنبہ ہوتا تو میں ان کی طرف رجوع کرتا کہ وہ سب مل کر مجھ کو تمہارے اس شر سے بچاتے لوط علیہ السلام نے یہ اس لئے فرمایا کہ ان کی قوم میں کوئی شخص ان کا صاحب نسب نہ تھا اور پریشان کن حالات میں اسباب ظاہری سے تمسک کرنا ایک طبعی امر ہے اور شریعت میں بالکل جائز ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا کہ جس میں اس کی قوم کے طاقت ور لوگ نہ ہوں۔ بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کو بخشے البتہ جگہ پکڑتے تھے طرف رکن شدید کی امام نوویؒ نے کہا مراد رکن شدید سے اللہ تعالیٰ ہے۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ قوت سے مراد قوت نفس ہے اور رکن سے مراد وہ شخص جوان کی نصرت کرے لوط علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے وہ سب بڑے جتھے اور قبیلے والے تھے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 327

اور اطاعت دکھا کر رحمت و کرم اور رضوان و غفران کا مظہر بنے جو الا من رحم ربك کی مصداق ہے۔ اور دوسری جماعت اپنی بغاوت و غداری سے اس کی صفت عدل و انتقام کا مظہر بن کر جس و دوام کی سزا بھگتے جس پر اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ کہ جہنم کا پر ہونا جنوں اور انسانوں سے ہوگا بہرحال آفرینش عالم کا تشریعی مقصد عبادت ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات:۵۶) یعنی جن وانسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور تکوینی غرض یہ ہے کہ تشریعی مقصد کو اپنے کسب و اختیار سے پورا کرنے اور نہ کرنے والے دو گروہ ایسے موجود ہوں جو حق تعالیٰ کی صفات جلالیہ و جمالیہ یا بالفاظ دیگر لطف و قہر کے مظاہر بھی اپنے مدارج استعداد و عمل کے اعتبار سے مختلف ہوں گے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اجمعین سے ظاہر ہے کہ مراد یہ نہیں کہ کل جنات اور انسان دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ جتنوں کو دوزخ میں جانا ہے ان میں جن وانس سب ہی ہوں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 329

نہیں کرتے اپنے حق میں کمال حسن ظن اور اپنے بزرگوں کے فہم سے سوء ظن رکھنا عام بشری کمزوری ہے یہ باوجود نبی زادے ہونے کے اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ ضلال سے مراد دینی۔ اعتقادی یا اخلاقی گمراہی نہیں بلکہ محض دنیوی کم اندیشی و کم فہمی مراد ہے۔

ف: اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ ایک مرتبہ قتل وغیرہ کا گناہ کرنا پڑے گا اس سے فارغ ہو کر توبہ کر لیں گے اور خوب نیک بن جائیں گے گویا رند کے رند رہے ہاتھ سے جنگ نہ گئی۔ بعض مفسرین نے وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ کے معنی یہ لئے ہیں کہ یوسف کے بعد ہمارے سب کام ٹھیک اور درست ہو جائیں گے کیونکہ والد بزرگوار کا دست شفقت یوسف سے مایوس ہو کر صرف ہمارے سروں پر دہا کرے گا۔ بھائیوں نے مل کر پروگرام بنایا مگر یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہیں اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ فرزندان یعقوب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 331

کنوئیں کی قید سے نکال کر عزیز مصر کے پاس پہنچا دیا اور بنی اسرائیل کو مصر میں بسانے کا ذریعہ بنے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی چاہت یہ بھی تھی کہ یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے ہاں رہ کر بڑے سرداروں کی صحبت دیکھیں تا کہ سلطنت کے رموز و اشارات سمجھنے اور تمام باتوں کو ان کے ٹھکانے پر بٹھانے کا کامل سلیقہ اور تجربہ حاصل ہو' میاں بیوی دونوں لاولد تھے اور اولاد کی تمنا رکھتے تھے' یوسف اس کی نگاہ میں مورد لطف ٹھہرا یوسف علیہ السلام نے اس کی خدمت کی تو اس نے ان کو اپنے گھر کا مختار بنا دیا اور جو کچھ اس کا تھا اس نے ان کے قبضہ میں کر دیا' عزیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیوی کا نام روایات یہود میں زلیخا آیا ہے اور وہیں سے مسلمانوں میں بھی یہی نام چل پڑا عام طور پر مشہور یہ ہے کہ بعد میں یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آ گئی تھی لیکن اس کی سند نہ قرآن مجید سے ملتی ہے نہ حدیث صحیح سے نہ توریت سے۔ نام اور نکاح کا تمام تر دارومدار بنی اسرائیلی روایات پر ہے لہٰذا اس پر بغیر کسی شواہد کے اعتماد نہیں کرنا چاہیے ویسے بھی اگر اس مسئلہ میں الجھنے کی بجائے اس کو چھوڑ دیا جائے تو اس سے ایمان میں کوئی خلل نہیں پڑے گا جس طرح کہ اس کے ماننے سے ایمان میں اضافہ نہیں ہوسکتا تو بلا فائدہ وقت ضائع کرنے سے بچنا چاہیے۔

وضاحت: قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے سورۃ یوسف کی تفسیر (الجمال والکمال) میں قرآن مجید کی متعدد آیات کی روشنی میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ زلیخا نامی عورت کے عقد کی سخت تردید کرتے ہوئے حضرت کی زوجہ محترمہ کا نام آسی ناتھ دختر فوطیفرع لکھا ہے۔ یہ فوطیفرع قوم میں بڑے معزز قابل احترام اور مذہبی پیشوا تھے۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 332

ہے اور اس کی بیوی جھوٹی ہے اور وہ یوسف صدیق پر تہمت لگا رہی ہے تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گیا کہ یہ تو تم عورتوں کا فریب ہے اس نوجوان پر تم تہمت باندھ رہی ہو اور جھوٹا الزام رکھ رہی ہو بے شک تمہارا مکر بڑا ہوتا ہے۔ یوسفؑ سے کہا تم درگزر کرو اور اس بات کو پوشیدہ رکھو اور زلیخا سے کہا کہ تو اپنے گناہ سے استغفار کر وہ مرد کم غیرت تھا باوجودیکہ اس کو زلیخا کا کذب معلوم ہوگیا پھر بھی اس نے تنبیہ نہ کی یا وہ سمجھ رہا تھا کہ عورت معذور سمجھے جانے کے لائق ہے اس نے وہ دیکھا ہے جس پر صبر کرنا بہت مشکل ہے۔

ف۲: برابر کی وزیرزادیوں اور امیرزادیوں نے یہ طعنہ زنی شروع کردی کہ گری بھی تو کس پر؟ اپنے ہی خادم اور غلام پر اور وہ بھی اپنا ہم وطن وہم نسب نہیں پردیسی اور کنعانی ہے۔ شغف دل کی اس بیماری کو کہتے ہیں جو دل کے اندر تک پہنچ جائے تحقیق پھاڑ ڈالا یوسفؑ نے زلیخا کے دل کے پردے کو اور دل کے اندر پہنچ گیا راز روئے محبت کے۔

بقیہ صفحہ نمبر 337

مسئلہ غیر مسلم نظام حکومت کے تحت بھی عہدہ ومنصب قبول کر لینا مطلق صورت میں حرام نہیں ہے۔

ف۱: شاہ مصر ریان بن ولید نے سلطنت مصر کی وزارت آپ کو دی پہلے اس عہدے پر اس عورت کا خاوند تھا جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اسی نے آپ کو خرید کیا تھا جس کا نام اطفیر تھا یہ انہی دنوں انتقال کر گیا اس کے بعد بادشاہ نے جو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لے آیا تھا اس کی زوجہ راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا مگر محدثین اس پر اعتماد نہیں کرتے بائبل بھی اس کے خلاف ہے۔ شیخ الاسلام مولانا شاہ اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح کا کوئی ثبوت نہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کسی اور جگہ ہوا تھا۔ مشہور مورخ قاضی سلیمانؒ پٹیالوی مصنف رحمۃ للعالمین بھی انکار کرتے ہیں انہوں نے الجمال والکمال تفسیر سورہ یوسف میں عقلی نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ زلیخا کا نکاح یوسفؑ سے نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔ حضرت قاضی موصوف نے عقلی نقلی دلائل سے زلیخا کے نکاح پر زور تردید کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام آسی ناتھ دختر فوطیفرع ارقام فرمایا ہے اور فوطیفرع اس دیار کے مشہور کاھن اور مذہبی پیشوا تھے۔

ف۲: یہ ذکر یوسفؑ کے ان دس سوتیلے بھائیوں کا ہو رہا ہے جو آپ کے سر مصیبت لائے تھے یہ عظیم الشان اور تاریخی قحط تو مصر اور اس کے تمام ملحقہ ممالک میں تھا اس کے اثرات فلسطین وغیرہ دوسروں ملکوں تک پھیل چکے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ دوسری اور جگہوں میں قحط ہی قحط تھا اور یہاں یوسفؑ کے حسن تدبیر سے قحط کا انتظام بھی تھا مصریوں کو بھی غلہ پہنچ رہا تھا اور باہر والوں کے ہاتھ بھی ایک نرخ پر فروخت ہو رہا تھا۔ راشننگ اور کنٹرول کی یہ بہترین تاریخی نظیر بھی ایک نبی ہی کی روئداد زندگی کا حصہ ہے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام سے اپنا نام ونسب وغیرہ بیان کیا البتہ حضرت یوسفؑ جدائی کے وقت چونکہ بہت چھوٹے تھے اور بھائیوں کو پہلے سے ادھر خیال بھی نہ تھا نہ بادشاہوں کے یہاں عام آدمیوں کو یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ ان کا نام ونسب وغیرہ دریافت کریں اس لئے وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں یہ جواب ہوا ان کے سوال کا کہ اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں آئی اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو گھر سے دور پھینکا تاکہ وہ ذلیل ہو لیکن اللہ نے اس کو عزت دی اور ملک پر اختیار دیا۔ اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

بقیہ صفحہ نمبر 344

حرمت پر اجماع ذکر کیا ہے اور ردالمحتار میں شمس الائمہ سے سجدۂ تعظیم کا کفر ہونا نقل کیا گیا ہے۔ فتاویٰ ملا علی قاری فتاویٰ بزازیہ وغیرہ میں بھی تعظیمی سجدہ کو کفر کہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں امر بمنع کردن سجدہ فرمود وجواز سجدہ تعظیم دریافتہ کتب فقہ از مذاہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیامدہ (مکتوبات دفتر اوّل ص ۷۷۱) من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قتل الارض بین یدیہ لا یکفر و لکن باثم الارتکاب الکبیرۃ ھوالمختار۔ الحاصل تعظیم اور عبادت دو الگ الگ چیزیں ہیں غیر اللہ کی تعظیم کلیۃً ممنوع نہیں البتہ غیر اللہ کی عبادت شرک جلی ہے بعض مفسرین نے اس جگہ سجدہ کے معنی متبادر مراد نہیں لئے بلکہ محض جھک جانے کے معنی لئے ہیں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھائی اس کے سامنے آداب بجری بجالائے یعنی عاجزانہ سلام کیا'' امام رازیؒ فرماتے ہیں قدلیتمی التضواضع سجود او کانالمراد ھھنا التواضع (کبیر) کان تحیۃ الناس یومئذ السجود و لم یردبالسجود وضع الجباہ علی الارض انما ھو الانحناء والتواضع (معالم)۔

خَرُّوا لَہ میں ل کے معنی لاجل کے بھی لئے گئے ہیں تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت یوسفؑ کو پا کر اس خوشی میں ان سب نے سجدۂ شکر ادا کیا و ھو قول ابن عباسؓ و فی روایۃ عطاء و ان المراد بھذہ الایۃ انھم خروا لہ ای لاجل وجدانہ سجداللہ تعالی (کبیر) یا لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسفؑ بمنزلہ قبلہ تھے المعنی خروا شکر للہ سجدا و یوسف کالقبلۃ لتحقق رؤیاہ و روی عن الحسن رحمہ اللہ۔

تنبیہ: حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی مدت فراق ۲۳ سال تھی۔ کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یوسفؑ علیہ السلام چاہ میں گرائے گئے تو ان کی عمر ۱۷ سال تھی (بائبل) اور عمر بوقت وزارت ۳۰ سال۔ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو قحط کے دوسرے سال میں شناخت کر لیا اسے ہم وزارت کا دوسرا سال کہہ سکتے ہیں۔ پس مدت فراق ۲۳ سال تھی اور ملاقات پدر کے وقت یوسف علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی ابن جریرؒ نے متعدد روایات میں مدت فراق ۱۸، ۴۰، ۸۰ سال بیان کی ہے مگر ۲۳ سال زیادہ صحیح اور راجح ہے البتہ ۴۰، ۸۰ کے اعداد اس طرح صحیح رہ سکتے ہیں کہ مدت وزارت ۸۰ سال تھی اور عمر بقوت ملاقات ۴۰ سال تھی۔ واللہ اعلم

بقیہ صفحہ نمبر 345

کو مکدر کر رہے ہیں ریا اور ہوا پرستی سے تو کتنے موحدین ہیں جو پاک ہوں گے۔ غرض ایمان کا زبانی دعویٰ کر کے بہت کم ہیں جو عقیدہ یا عمل کے درجہ میں شرک جلی یا خفی کا ارتکاب نہیں کرتے مشرکین عرب تلبیہ میں یہ لفظ کہتے تھے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَ مَا مَلَكَ۔ کوئی اس کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرتا، کوئی اسے روح اور مادہ کا محتاج بتاتا ہے کسی نے احبار و رہبان کو اللہ تعالیٰ کے اختیارات دے دیئے ہیں۔ غرض جاہل مشرکوں کا جو انجام ہوتا ہے اسے چھوڑیئے خود ہماری قوم کے اہل قبور ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مزارات و مقابر سے بالکل تعبد کا معاملہ رکھنا۔ ان پر چادریں چڑھانا۔ ان پر نذریں ماننا۔ نفع و نقصان انہیں سے وابستہ جاننا یہ سب کہیں ان کو اس آیت کی زد میں تو نہیں لے آتا؟

ف۲: لوگوں کو خبر کر دو کہ میرا مسلک۔ میرا طریق۔ میری سنت یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کی دعوت عام کر دوں پورے یقین۔ دلیل اور بصیرت کے ساتھ میں اس طرف سب کو بلا رہا ہوں میرے جتنے پیرو ہیں وہ بھی اسی طرف سب کو بلا رہے ہیں۔ شرعی نقلی اور عقلی دلیلوں کے ساتھ اس طرف دعوت دیتے ہیں۔ اتنے سے فقرہ سے توحید و رسالت دونوں کا اثبات ہو گیا۔

هذه یعنی الدعوة الی التوحید والاعداء للمعاد۔ (بیضاوی)

(یعنی یہی اثبات توحید و رسالت و یوم آخرت) الدعوة التی ادعوا الیها والطریقة التی انا علیها (کبیر) یعنی میں تو اصالۃً اور بالذات اور میرے پیرو میرے واسطہ سے اور میرے طفیل میں "علیٰ بصیرۃ" سے اشارہ ہو گیا کہ اسلام کو رائنہ تقلید کا نام نہیں بلکہ دین حق ایک ثابت شدہ مدلل حقیقت ہے محققین فرماتے ہیں کہ آیت اس پر ناطق ہے کہ علم کلام اور علم اصول خاص پیغمبرانہ علم ہیں اور ان حضرات کی بعثت خلق کی جانب انہی علوم سے کام لینے کے لئے ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 346

امداد الٰہی میں تاخیر واقع ہو گئی یہاں تک کہ رسل معاندین کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور انہیں گمان ہوا کہ اگر تاخیر نصرت الٰہی کا یہی حال رہا تو مومن بھی ہماری تکذیب کرنے لگیں گے تب اللہ تعالیٰ کی امداد آ پہنچی اس صورت میں ظنوا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل الرسل ہوں گے اور تکذیب کرنے والوں سے اجتناب الرسل مراد ہوں گے یہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔ دوسری قرأت کذبوا بالتخفیف کی صورت میں ظنوا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں بلکہ ان کی امم ہیں یعنی رسل علیہم السلام معاندین کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور امم کے دلوں میں یہ وسوسہ گزرنے لگا کہ رسولوں نے انہیں نصرت الٰہی کے بارے میں جھوٹ بتایا تھا۔ یا پیغمبروں کو باایں ہمہ استقامت و صبر و سلامت فکر یہ خیال گزرنے لگا کہ کہیں ہم ہی سے تو وعدہ نزول عذاب کے بھیجنے اور تعین مدت عذاب میں غلطی نہیں ہوئی ہے۔

ف۳: نبیوں کے واقعات مسلمانوں کی نجات کافروں کی ہلاکت کے قصے عقلمندوں کے لئے بڑی عبرت و نصیحت والے ہیں یعنی یہ کوئی افسانہ و ناول نہیں تاریخی حقائق ہیں یہ قرآن بناوٹی نہیں بلکہ اگلی آسمانی کتابوں کی سچائی کی دلیل ہے ان میں جو تحریف و تبدیلی ہوئی ہے اسے چھانٹ دیتا ہے جو باتیں باقی ہیں اور جو احکام منسوخ ہو گئے ہیں انہیں بیان کرتا ہے ہر ایک حلال و حرام محبوب و مکروہ کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے طاعات، واجبات، مستحبات، محرمات، مکروہات وغیرہ کو بیان فرماتا ہے۔ تفصیل کل شیء سے اہل بدعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لفظ کل استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے یہ استدلال باطل ہے اس آیت میں کل استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے مطلب یہ کہ اس میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحۃً خواہ بحوالہ لسان رسول لقولہ تعالیٰ ﴿وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کل شی یحتاج الیه فی الدین۔ علامہ قرطبی رقمطراز ہیں مما یحتاج العباد الیه من الحلال والحرام والشرائع والاحکام (قرطبی ج ۹ ص ۲۷۷) امام بغوی فرماتے ہیں مما یحتاج العباد الیه من الحلال والحرام والامر والنهی۔ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای مما یحتاج الیه فی الدین (روح ج ۱۳ ص ۷۳) یعنی ہر ایسی چیز کی تفصیل جس کا تعلق ہدایت سے ہے چنانچہ اصل دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو براہ راست یا بالواسطہ قرآن مجید میں نہ نکل آئے چونکہ ایماندار اس سے نفع اٹھاتے ہیں اس لحاظ سے ان کے حق میں خالص طور پر ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔

ف۴: ان حروف مقطعات کو فقرہ انا اللہ اعلم و اری ما تعملون اور فقرہ انا اللہ الملک الرحمن کا مخفف سمجھا گیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 345

موت نے کر دیا لاچار ورنہ انسان تھا وہ کافر کہ اللہ کا بھی نہ قائل ہوتا

رعد کے لفظی معنی تو گرج کے ہیں مگر اصطلاح شریعت میں اس سے مراد وہ فرشتہ ہے جو ناظم ابر و سحابیات ہے ملك من الملئكة موكل بالسحاب۔

ملائکہ کے اس عطف سے یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ رعد بھی اگر کوئی فرشتہ ہی ہے تو ملئکۃ ہی پر اس کا عطف کیسا؟ عربی میں عطف ہمیشہ متاثرت جنس ہی کے موقع پر نہیں بلکہ ہم جنسی کے باوجود تعظیم و تکریم کے لیے بھی آتا ہے جس کی نظیر خود قرآن مجید ہی میں موجود ہیں۔ اور حدیث میں برق کا اس فرشتہ کے ہاتھ میں ایک ناری تازیانہ معلوم ہوتا ہے رعد و برق وغیرہ کے متعلق آج کل کی تحقیق یہ ہے کہ بادلوں میں قوت کہربائیہ موجبہ پائی جاتی ہے اور زمین میں کہربائیہ سالبہ جو بادل زمین سے زیادہ نزدیک ہو اس میں گاہ بگاہ زمین کی کہربائیہ سالبہ سرائت کر جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے پھر اس بادل کے اوپر بسا اوقات وہ بادل گزرتے ہیں جن میں کہربائیہ موجبہ موجود ہے اور تجربہ سے معلوم ہو چکا کہ مختلف قسم کے کہربائیہ رکھنے والے دو جسم جب محاذی ہوں تو ہر ایک اپنے اندر دوسرے کی کہربائیہ کو جذب کرتا ہے تاکہ دونوں کی کہربائیہ متحد ہو جائے۔ اس قاعدہ سے جب اوپر نیچے والے بادل ایک دوسرے کی قوت کہربائیہ کو اپنی طرف کھینچتے ہیں تو دونوں کے ملنے سے شدید حرارت پیدا ہو جاتی ہے اس حرارت شدیدہ سے دونوں بادلوں کے حجم کے مناسب ایک آتشیں شعلہ اٹھتا ہے جو صاعقہ کہلاتا ہے اسی صاعقہ کی چمک اور روشنی کو برق کہتے ہیں اور ہوا میں اس کے سرائت کرنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ رعد ہے کہربا کا یہ ہی آتشیں شرارہ کبھی بادلوں اور ہواؤں کو پھاڑ کر نیچے گرتا ہے جو مکانوں کو گراتا پہاڑوں کو شق کرتا اور جانوروں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہ بیان کرنے والے خود اقرار کرتے ہیں کہ روح کی طرح قوت کہربائیہ کی اصل حقیقت پر اس وقت تک پردہ پڑا ہوا ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے ارباب کشف و شہود کا بیان ہے کہ تمام نظام عالم میں ظاہری اسباب کے علاوہ باطنی اسباب کا ایک عظیم الشان سلسلہ کارفرما ہے جو ہم دیکھتے ہیں وہ صرف صورت ہے لیکن اس صورت میں جو غیر مرئی حقیقت پوشیدہ ہے اس کا ادراک عام لوگوں کو نہیں ہوتا صرف باطنی آنکھ رکھنے والے اسے دیکھتے ہیں۔

یہ نظریہ کہ قوت کہربائیہ سابقہ اور موجبہ ہوتی ہے اس کا علم بھی چند سائنس دانوں کے سوا بلا واسطہ کس کو ہوتا ہے کم از کم اتنا ہی وثوق انبیاء کے مشاہدات و تجربات پر کر لیا جائے اگر بادل اور زمین وغیرہ کی کہربائیہ کا مدبر کوئی غیر مرئی فرشتہ ہو تو انکار کی کونسی وجہ ہے؟ جس کو تم شرارہ کہربائیہ کہتے ہو چونکہ وہ فرشتہ کے خاص تصرف سے پیدا ہوتا ہے اسے زبان وحی میں مخاریق من نار فرشتہ کا آتشیں کوڑہ کہہ دیا گیا اس کی شدت اور سخت اشتعال سے جو گرج اور کڑک پیدا ہوئی اگر حقیقت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے فرشتے کی ڈانٹ سے تعبیر فرمایا تو یہ نہایت ہی موزوں تعبیر ہے۔ اس آواز کا ظاہری سبب تو سائنس دانوں کے قول کے موافق ہو اور حقیقی اخبار شرع کے مطابق ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں دیکھئے انسان کی آواز کا ظاہری سبب قلع وقرع خاص ہے اور حقیقی سبب اس کی روح ہے اس طرح یہاں ہونا بھی مستبعد نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گاہے یہ سبب ہو اور گاہے وہ کیونکہ مسبب واحد کے اسباب کا متعدد ہونا جائز ہے۔ بہر حال سائنس نے جس چیز کی محض صورت کو سمجھا وحی نے اس کی روح اور حقیقت پر مطلع کر دیا آنحضرت ﷺ گرج کڑک سن کر یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ اور روایت میں یہ دعا ہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ۔ جو شخص گرج کڑک سن کر کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اس پر بجلی نہیں گرے گی۔

ف۳: ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے پست ہے اور ہر ایک اس کی سرکار میں اپنی عاجزی کا اظہار کرتی ہے فرشتے جن وانس رب اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مومنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار و مشرکین مجبوراً جب مصائب اور شدائد میں گھر جائیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ان کا سجدہ ہے مطلب یہ کہ جو ہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی نفوذ اقتدار کے سامنے سب منقاد اور سربسجود ہیں محققین سے ایک قول اور بھی منقول ہے کہ اظلال سے مراد آثار و توابع ہیں تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہر موجود بذات خود بھی مطیع و سربسجود ہے اور اس کے آثار و خواص و افعال بھی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ دور نہیں ہے کہ سایوں کو عقل دے جس سے وہ سجدہ کریں جس طرح اللہ نے پہاڑوں کو فہم دیا اور وہ مشغول بہ تسبیح ہیں (تنبیہ) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ تھا حدیث میں فرمایا: رَاَیْتُ ظِلِّی وَ ظِلُّکُمْ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔

بقیہ نمبر 351

متعلقین میں سے اگر کوئی کم رتبہ والا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی نوازش و مہربانی سے درجہ بڑھا کر اس مرد کامل سے نزدیک کر دے گا جیسے دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ (طور:۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ بدون ایمان و عمل صالح کے محض کاملین کی قربت کافی نہیں ہاں ایمان و عمل صالح موجود ہو تو تعلق قرابت سے کچھ ترقی درجات ممکن ہے آباء ہم کے تحت عجب نہیں جو کل بزرگان خاندان آ جائیں باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ازواجہم زوج میں میاں بیوی مذکر و مؤنث دونوں آ گئے اور ذریاتہم کے تحت عجب نہیں کہ فروع و توابع سب آ جائیں لڑکے لڑکی پوتے نواسے پھر شاگرد مسترشدین وغیرہ حدیث میں ہے جانتے ہو سب سے پہلے جنت میں کون جائیں گے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم فرمایا سب سے پہلے جنتی مساکین مہاجرین ہیں جو دنیا کی لذتوں سے دور تھے جو تکلیفوں میں مبتلا تھے جن کی امنگیں دلوں میں رہ گئیں اور قضا آ گئی۔

ملائکہ رحمت کو حکم ہوگا کہ میرے ان بندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کرو وہ عرض کریں گے خداوندا ہم تیری بہترین مخلوق ہیں کیا ہم بارگاہ قرب کے رہنے والوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان زمینی باشندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کریں ارشاد ہوگا ہاں یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے توحید پر جان دی۔ دنیا کے سب ارمان سینوں میں لے کر چلے آئے میرے راستے میں جہاد کیا اور ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے رہے یہ سن کر فرشتے ہر طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر سال کے آغاز میں قبور شہداء پر تشریف لے جاتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یہ ہی طرز عمل ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کا رہا۔ (ابن کثیر وغیرہ۔ اس کی سند ٹھیک نہیں)۔

بقیہ نمبر 352

کے جواب میں فرمایا کہ بے شک خدا تعالیٰ ایسے معجزے دکھانے پر قادر ہے لیکن اس کی حکمت و عادت مقتضی نہیں کہ تمہاری فرمائشیں پوری کیا کرے پیغمبروں کی تصدیق کے لئے جس قدر ضرورت ہے اس سے زائد نشان دکھا چکا۔ اکیلا قرآن ہی کیسا عظیم الشان نشان پیغمبر کی صداقت کا ہے باوجود اس کے تم راہ راست پر نہیں آتے اور حق کی طرف رجوع نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ قدیم قانون کے مطابق خدا کی مشیت یہی ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ گمراہی میں چھوڑے رکھے بلاشبہ اگر تم اتنے بڑے نشان دیکھ کر اس کی طرف رجوع ہوتے تو وہ اپنی عادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موافق تم کو آگے بڑھاتا اور حقیقی کامیابی تک پہنچنے کی راہ دکھاتا جب تم نے خود یہ نہ چاہا تو اس کی حکمت بھی اسی کو مقتضی ہے کہ تمہیں مجبور نہ کرے پھر فرمائشی معجزے دکھانے کی کیا ضرورت رہی بلکہ نہ دکھانے میں تمہارا فائدہ ہے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ فرمائشی نشان اسی وقت دکھائے جاتے ہیں جب کسی قوم کو تباہ کرنا مقصود ہو حدیث میں ہے' حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ ان کی چاہت کے موافق صفا پہاڑ کو سونے کا کر دیتا ہوں زمین عرب میں میٹھے دریاؤں کی ریل پیل کر دیتا ہوں۔ پہاڑی زمین کو زراعتی زمین سے بدل دیتا ہوں پھر بھی اگر ایمان نہ لائے تو ایسا عذاب بھیجا جائے گا جو دنیا میں کسی پر نہ آیا ہو اور اگر آپ چاہیں تو رحمت و توبہ کا دروازہ کھلا رکھیں آپ نے دوسری شق کو اختیار فرمایا چنانچہ یہ ہی معاندانہ فرمائشیں کرنے والے بہت سے بعد کو مسلمان ہو گئے۔ الحاصل یہ رجوع و انابت بندہ کا فعل اختیاری ہے اس فعل اختیاری کے اختیار پر اللہ کی طرف سے ترتب ہدایت کا وعدہ ہے رہی گمراہی یہ انہی کے نصیب میں آتی ہے جو اپنی فہم خداداد سے کام نہیں لیتے۔

ف۲: یہ من اناب کی صفت ہے خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا بیان ہو رہا ہے یعنی ان کو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے اور ذکر اللہ اور خدا کی یاد سے چین و اطمینان حاصل کرتے ہیں کیونکہ سب سے بڑا ذکر قرآن ہے جسے پڑھ کر ان کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون واطمینان میسر آتا ہے ایک طرف اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت دلوں میں خوف وخشیت پیدا کرتی ہے تو دوسری طرف لامحدود رحمت و مغفرت کا ذکر قلبی سکون و راحت کے سامان بہم پہنچاتا ہے ذکر الٰہی میں یہ خاصیت ہے کہ انسان کے قلب کو غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے الجھاؤ سے بچاتا ہے اور شرک سے جو انتشار ذہنی پیدا ہوتا ہے یقین توحید اس کے لیے سپر ہو جاتا ہے البتہ اس اطمینان کے بھی مختلف درجے اور مرتبے ہوتے ہیں جس درجے کا ذکر الٰہی ہوتا ہے اسی نسبت سے اطمینان قلب بھی حاصل ہوتا ہے شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں جو دل سلیم ہوتے ہیں وہ اللہ کے ذکر سے تسلی پایا ہی کرتے ہیں بیمار دلوں کو البتہ بے چینی ہوتی ہے تو ان کا علاج یہ ہے کہ ابتداء میں وہ کسی قدر اپنے نفس پر بیماروں کی طرح جبر کریں تو بالآخر تندرست ہو جائیں گے بقول سعدی مرحوم ؎

تحمل چوزہرت نمائد تلخست ولے شہد باشد چو در طبع رست

بقیہ نمبر 353

گزرا ہوگا کہ ایک مرتبہ ان کی فرمائش پوری کر دی جائے شاید ایمان لے آئیں ان کو سمجھایا کہ خاطر جمع رکھو اگر خدا چاہے تو بدوں ایک نشان دکھلائے ہی سب کو راہ راست پر لے آئے وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی عادت اور حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلا کا موقع ختم ہو جاتا اس نے انسان کو ایک حد تک کسب و اختیار کی آزادی دے کر ہدایت کے کافی اسباب فراہم کر دیئے جو چاہے اس سے منتفع ہو کیا ضرورت کہ ان کی فرمائشیں پوری کی جائیں باوجود کافی سامان ہدایت ہونے کے اگر معاندین نہیں مانتے اور اپنے ایمان کو بے ہودہ فرمائشوں پر معلق کرتے ہیں تو ہم نے یہ ارادہ بھی نہیں کیا کہ ساری دنیا کو ضرور منوا ہی دیا جائے آخر ﴿لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (ھود: ۱۱۹) والی بات بھی تو پوری ہو کر رہے گی

اصل یہ ہے کہ سب کام ہدایت و اضلال اللہ کے ہاتھ میں ہیں جسے وہ نہ چاہے قیامت تک ہدایت نہیں ہو سکتی لیکن وہ اسی کو چاہتا ہے جو اپنی طرف سے قبول حق کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہو۔ ھدی الیہ من ینیب عادۃ اللہ یہ ہے کہ طالبوں کو توفیق مل جاتی ہے اور معاند محروم رہتا ہے۔

لھدی الناس جمیعا کے بعد ولکن لیبلوکم مقدر ہے بقرینہ ﴿وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِيمَا آتَاكُمْ﴾ (المائدہ:۴۸) اور یَا یئسَ بمعنی یعلم ہے قشیری نے حضرت ابن عباسؓ سے فراء نے کلبی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے ای افلم یعلموا۔

ف۱: یعنی یہ کفار مکہ فرمائشی نشانوں سے ماننے والے نہیں یہ تو اس طرح مانیں گے کہ برابر کوئی آفت و مصیبت خود ان پر یا ان کے آس پاس والوں پر پڑتی رہے گی جسے دیکھ دیکھ کر عبرت حاصل کریں مثلاً جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے کچھ قتل ہوں گے کچھ قید کیے جائیں گے کچھ دوسری طرح کے مصائب کا شکار ہوں گے۔ یہ ہی سلسلہ رہے گا جب تک خدا کا وعدہ پورا ہو یعنی مکہ فتح ہو اور جزیرۃ العرب شرک کی گندگی سے پاک وصاف ہو جائے بے شک خدا کا وعدہ اٹل ہے پورا ہو کر رہے گا بعض مفسرین نے او تحل قریبا من دارھم. میں رسول اللہ ﷺ کی طرف خطاب مانا ہے یعنی آپ ان کی بستی کے قریب اتریں گے جیسا کہ حدیبیہ میں ہوا اس وقت قارعہ سے وہ سرایا مراد ہوں گے جن میں آپ بنفس نفیس شریک نہ ہوتے تھے بعض سلف سے منقول ہے کہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے کہ والوں کی تخصیص نہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۲: کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی جس کا وجود ہی نہیں اس لیے کہ اگر وجود ہوتا تو علم خدا سے باہر نہ ہوتا کیونکہ اس پر کوئی مخفی سے مخفی چیز بھی حقیقتاً مخفی نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا یا صرف اٹکل پچو باتیں بنا رہے ہو؟ فضول گپ مار رہے ہو تم نے ان کے نام گھڑ کر انہیں نفع و نقصان کا مالک قرار دیا اور ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی یہی تمہارے بڑے کرتے رہے دلیل کسی کے پاس بھی نہیں صرف وہم پرستی اور خواہش پروری ہے۔

بقیہ نمبر 355

بڑے قبائل اور اشخاص کے قلوب پر اسلام کا سکہ بیٹھ رہا ہے پس آیت میں مراد اسلام کا شرک پر غالب آنا ہے ایک کے بعد ایک سختی کو تابع کرتا ہے جیسے فرمایا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرٰى الخ یہ سورۃ مکی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ خاص آیت مدنی ہو مکی سورتوں کے اندر ملی مدنی آیتوں کی مثالیں قرآن مجید میں کثرت سے مل جاتی ہیں۔ لیکن آیت اگر مکی ہی ہو تب بھی اشکال وارد نہیں ہوتا کہ فتوحات عام طوعاً ہوں یا کرھاً پس قبول اسلام طوعاً فتح اسلامی ہے اور غلبہ اسلام بعد القتال کرھاً فتح اسلامی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ قبل ہجرت بھی اسلام پھیل رہا تھا اور قبائل عرب سے گزر کر اسلام حبشہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور مسلمانوں کی آبادی مغلوبیت و مظلومیت کے باوجود بہر حال بڑھتی ہی جاتی تھی۔

ف۲: رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو قدیم مثالوں کے ذریعہ سے سمجھایا کہ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاصر کافروں کی بھی ناکامی یقینی ہے ان کو ابھی علم ہوا جاتا ہے یعنی اپنی موت کے وقت معین دلالت قرب کے لیے ہے بقول بعض تاکید کا ہے یعنی ایسا یقیناً واقع ہو کر رہے گا قیل السین لتاکید وقوع ذالك و علمه به (روح) فلله المكر جميعا چنانچہ وہی ان کافروں کی چالبازیوں کو چلنے نہیں دیتا مکر کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہوتا ہے تو بطریق مشاکلت آتا ہے اور معنی جواب مکر کے ہوتے ہیں عربی زبان میں مکر کا استعمال عام ہے اچھائی اور برائی ہر موقع کے لیے مگر اردو محاورہ میں مکر صرف برائی کے موقع پر ہے یا یہ مکر وفریب کی سزا دینے سے کنایہ ہے یا یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فلله المكر جميعاً ثم فسر ذالك بقوله يعلم ماتكسب.

ف۵: کافر تجھے جھٹلا رہے ہیں رسالت کے منکر ہیں تو غم نہ کر تو کہہ دیا کر کہ خدا کی شہادت کافی ہے میری نبوت کا وہ خود گواہ ہے میری تبلیغ اور تمہاری تکذیب پر وہ شاہد ہے میری سچائی اور تمہاری تہمت کو وہ دیکھ رہا ہے اللہ کی گواہی تو وہ ہوئی جو آپ کی امانت سے دیانت سے صداقت سے پاکبازی و پارسائی سے غرض آپ کی عملی زندگی کے گوشہ گوشہ سے ظاہر ہو رہی تھی اور اہل کتاب کی گواہی سے ان پیشگوئیوں اور بشارتوں کی طرف اشارہ ہے جو آپؐ کے متعلق کتب سابقہ میں موجود تھیں من عنده علم الكتب سے علماء اہل کتاب یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اسلام لا چکے تھے ان کا ذکر اس لیے فرمایا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ بھی ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرما دیے جیسا کہ فرمایا ﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ﴾ الاية (نساء : ۱۶۶) اے اللہ تو گواہ رہ کہ جس چیز کی گواہی تو نے اور تیری کتاب والوں نے دی ہم بھی صدق دل سے اس کی گواہی دیتے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 356

معجزات ہیں جو آیات تعد کے نام سے مشہور ہیں یا آیات تورات مراد ہوں ایام اللہ یعنی جو بڑی بڑی نعمتیں قدرت کی طرف سے مختلف قوموں کو عطا ہوتی رہیں مثلاً حکومت واقتدار یا جو بڑی بڑی مصیبتیں مختلف قوموں کو قدرت کی طرف سے پیش آتی ہیں مثلاً وبا قحط محکومی وغلامی غرضیکہ ایام اللہ کے تحت ہر قسم کے تاریخی واقعات آجاتے ہیں ابن عباسؓ، ربیع، مقاتل ابن زید سے اسی طرح مروی ہے مسند کی مرفوع حدیث میں ایام کی تفسیر خدا کی نعمتوں سے مروی ہے اور ابن جریر میں یہ روایت ابی بن کعب ہی سے موقوفاً بھی آئی ہے اور یہی زیادہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات یہ ہیں کہ انہیں فرعون جیسے ظالم جابر بادشاہ کی غلامی سے آزاد کیا ان کے لئے دریا کو کھڑا کر دیا ان پر ابر کا سایہ کر دیا ان پر من وسلویٰ اتارا اور بھی بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں اس میں ہر صابر وشاکر کے لیے عبرت ہے جو مصیبت میں صبر کے اور راحت میں شکر کے خوگر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا تمام کام عجیب ہے اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے وہی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے راحت وآرام ملے تو شکر کرتا ہے اس کا انجام بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 357

چپ رہیے یا ہماری اس زبان سے اس جواب کے سوا جو آگے آ رہا ہے کوئی توقع نہ رکھو۔ یا نبی کی باتیں سن کر ہنستے تھے اور کبھی ہنسی کے دبانے کو منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایدیهم کی ضمیر کفار کی طرف اور افواههم کی رسل کی طرف راجع ہو یعنی کفار نے اپنے ہاتھ پیغمبروں کے منہ میں اڑا دیئے کہ وہ بالکل بول نہ سکیں۔ یا دونوں ضمیریں رسل کی طرف ہوں یعنی سخت گستاخانہ طور پر انبیاء کے ہاتھ پکڑ کر انہی کے منہ میں ٹھونس دیئے بعض کے نزدیک یہاں ایدی سے مراد نعمتیں ہیں یعنی جو عظیم الشان نعمتیں انبیاء نے پیش کی تھیں مثلاً شرائع الٰہیہ وغیرہ وہ ناقدری سے ان ہی کی طرف لوٹا دیں اور کسی کو قبول نہ کیا جیسے ہمارے محاورات میں ہے کہتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص کی چیز اس کے منہ پر ماری بہرحال کوئی معنی لیے جائیں سب کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے نعمت خداوندی کی ناقدری کی اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول نہ کرتے ہوئے گستاخی سے پیش آئے پیغمبروں کے ساتھ سوءادب ایک مستقل جرم ہے۔

ف۵: یعنی کیا تم کو اللہ تعالیٰ کی توحید عبادت میں شک ہے حالانکہ اسی اکیلے نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں تو جب وہ اکیلا ہے مخلوق کی پیدائش میں تو عبادت بھی اسی ایک ذات کے لیے چاہیے توحید دو قسم پر ہے ایک توحید ربوبیت وہ یہ کہ ہر چیز کا مربی صرف اللہ ہی ہے اس توحید کے کفار بھی قائل تھے دوسری قسم توحید عبادت ہے اس توحید سے کفار منکر تھے اور صرف مومن ہی اس کے قائل تھے اور وہ یہ ہے کہ خاص اسی کے ساتھ محبت کی جائے اور اسی سے ڈر رکھا جائے اور اسی سے امید کی جائے اور تمام عبادتیں خوئی ہوں یا بدنی ہوں یا مالی اسی کے لیے بجا لائی جائیں اور جس نے ایک عبادت بھی ان عبادتوں میں سے غیر کے لیے کی وہ مشرک ہوگا اسی لیے بحرالرائق والے حنفی المذہب ہیں لکھتے ہیں مخلوق کے نام پر نذر ماننی جائز نہیں اس لیے کہ نذر ماننا عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت جائز نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 359

جس میں آدم کی پیدائش کا مقصد عظیم واضح ہو۔

ف۶: اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق نیک و بد صاف چٹیل میدان میں اللہ کے سامنے موجود ہوگی اور تابعین (مرید) اپنے متبوعین (پیروں فقیروں وغیرہ) سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے حکم بردار اور پیروکار تھے جو کچھ تم کہتے تھے وہی ہم کرتے تھے اب تم عذاب الٰہی کے کسی حصہ کو دور کر سکتے ہو تو کر دو پورا عذاب تو بہرحال (تم سے) نہیں ہٹ سکتا اس کا اگر کچھ بھی حصہ ہٹ جائے تو ہم غنیمت سمجھیں گے کیونکہ دنیا میں تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور ہم کو امید دلائی تھی تو اس وقت پیشوا اور سردار (دنیا میں لوگوں کو بدراہ کرنے والے) کہیں گے کہ ہم تو خود راہ راست پر نہ تھے تمہاری رہبری کیسے کرتے؟ ہم پر اللہ کا کلمہ سبقت کر گیا ہم سب عذاب کے مستحق ہو گئے اب نہ ہائے وائے اور بے قراری نفع دے اور نہ صبر وسہار عذاب سے بچاؤ کی تمام صورتیں ناپید ہیں کعب بن مالک کی روایت کردہ حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ اہل نار کہیں گے کہ آؤ ہم صبر کریں پس پانچ سو برس صبر کریں گے جب دیکھیں گے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں تو کہیں گے کہ آؤ بے قراری کریں پھر پانچ سو برس تک روئیں گے اس سے بھی کچھ نفع نہ ہوگا تب کہیں گے سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص یعنی ہم صبر کریں یا واویلا ہائے وائے کریں یہ سب ہم پر برابر ہے اور ہم اس عذاب سے چھوٹ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے۔ روایت کیا اس کو طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے۔ کفار کا یہ کہنا کہ عذاب الٰہی کو ہم سے ذرا ہلکا کر دو یہ دوزخ میں جانے کے بعد ہوگا یا میدان محشر میں ابن کثیرؒ نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے لقولہ تعالیٰ ﴿وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا﴾ (المؤمن:۴۷) وغیر ذالك من الایات. جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس وقت وہ جہنم کے اندر آپس میں جھگڑیں گے تو مرید ان سرداروں وغیرہ سے کہیں گے کہ ہم تو تمہاری پیروی کرنے والے تھے تو تم عذاب کا کچھ حصہ ہی ہم سے دور کر دو کہ یہی ایسے وقت میں ہمارے لئے غنیمت ہے۔

بقیہ نمبر 361

ہے تو رویت بصری ہوگی صحیح بخاری شریف میں ہے کہ الم تر معنی میں الم تعلم کے ہے یعنی کیا تو نہیں جانتا۔ لفظ قرار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنم میں ان کا داخلہ بطور گزرگاہ کے نہ ہوگا بلکہ قیام ودوام کے لیے ہوگا شرک کی مختلف سورتیں اور عجیب عجیب قسمیں ہیں مثلاً ستارہ پرستی۔ آفتاب وماہتاب پرستی اور اوتار پرستی ہیں کہ خدا فلاں انسان یا فلاں حیوان کا قالب اختیار کر کے اس دنیا میں آ گیا اور اتنی مدت تک زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا رہا۔ لیضلوا میں لام عاقبت کا ہے یعنی ان کے شریک ٹھہرانے کا لازمی نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ یہ خود اور دوسرے راہ حق سے بھٹک کر رہیں اے نبی ان سے کہہ دو کہ دنیا میں کھا پی لو پہن اوڑھ لو آخری ٹھکانا تو تمہارا جہنم ہے دراصل دنیا کو مشیت حق نے دارالعمل بنا رکھا ہے اسے دارالجزا بنایا ہی نہیں اس لیے کسی سخت سے سخت کافر کو بھی دنیا میں سزا ملنا ہرگز ضروری نہیں۔

ف۴: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم طاعت کا کیا کہ تم نماز کو قائم رکھو یعنی ہمیشہ نماز ٹھیک وقت پر بلاتاخیر وبدوں قضا کے ارکان وسنن وہیات ثابتہ کے ساتھ ادا کرتے رہو صفوں کی درستی اور جماعت کی پابندی اور بدن اور کپڑوں کی صفائی و پاکی یہ سب اقامت نماز میں داخل ہیں حدیث شریف میں آیا ہے صفوں کا سیدھا کرنا اقامت نماز سے ہے اور نیک اور مطابق شریعت کاموں میں خرچ کرتے رہیں حکم انفاق قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی آیا ہے ظاہر ہے کہ مطلق خرچ کرنا نہیں بلکہ امور خیر میں خرچ کرنا ہے اور زکوٰۃ بھی اس میں بدخول اولیٰ داخل ہے نماز اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ نیکیاں اس دن کام آئیں گی بیع وشراء یا محض دوستانہ تعلقات سے کام نہ نکلے گا یعنی نہ وہاں نیک عمل کہیں سے خرید کر لاسکو گے نہ کوئی ایسا دوست ہوگا جو بدوں ایمان وعمل صالح کے محض دوستانہ تعلقات کی بنا پر نجات کی ذمہ داری کرے یہود وغیرہ کا عقیدہ تھا کہ پیغمبروں اور مقبولان الٰہی کی عزیزداری کام آ جائے گی جس دوستی اور تعلق سے نفع کی نفی مطلق بیان کی گئی ہے وہ وہ دوستی اور تعلق ہے جو بغیر ایمان کے ہو۔

ف۵: یعنی آسمان کی طرف سے پانی اتارا یا یہ مطلب ہو کہ بارش کے آنے میں بخارات وغیرہ ظاہری اسباب کے علاوہ غیر مرئی سماوی اسباب کو بھی داخل ہے دیکھو آفتاب کی شعاعیں تمام اشیاء کی طرح آتشیں شیشہ پر بھی پڑتی ہیں لیکن وہ اپنی مخصوص ساخت اور استعداد کی بدولت انہی شعاعوں سے غیر مرئی طور پر اس درجہ حرارت کا استفادہ کرتا ہے جو دوسری چیزیں نہیں کرتیں چاند سمندر سے کتنی دور ہے مگر اس کے گھٹنے بڑھنے سے سمندر کے پانی میں جزر ومد پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح اگر بادل بھی کسی سماوی خزانہ سے غیر محسوس طریقہ پر مستفید ہوتا ہو تو انکار کی کون سی وجہ ہے؟ حق تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت اور حکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی ہے جو درختوں اور کھیتوں کے نشوونما اور بارآور ہونے کا سبب بنتی ہے اسی کے ذریعہ سے پھل اور میوے ہمیں کھانے کو ملتے ہیں۔

بقیہ نمبر 362

اور سورہ نحل میں اپنے دو وصف ذکر کیے ہیں ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النحل:۱۸) گویا وہ آیت اس آیت کے ٹھیک مقابل ہے اور انسان کی ناانصافی کے مقابلہ میں اللہ کی مغفرت اور انسان کے کفران نعمت کے مقابلہ میں اللہ کی رحمت ہے۔

ف۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ خدایا اس شہر مکہ کو پرامن بنا اور اس کے باشندوں کو مال وجان میں سلامتی اور امن عطا فرما نیز مجھ کو اور میری اولاد کو ہمیشہ بت پرستی سے دور رکھ غالباً یہاں اولاد سے خاص صلبی اولاد مراد ہے اور آپ کی صلبی اولاد میں یہ مرض نہیں آیا اگر عام ہو تو کہا جائے گا کہ دعا بعض کے حق میں قبول نہیں ہوئی باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم پیغمبر تھے مگر یہ دعا کا ادب ہے کہ دوسرے سے پہلے آدمی اپنے لیے دعا کرے اس قسم کی دعائیں جو انبیاء سے منقول ہوں ان میں یہ اشارہ ہوتا ہے کہ پیغمبروں کی عصمت بھی خود ان کی پیدا کی ہوئی نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی حفاظت وصیانت سے ہے اس لیے وہ ہمیشہ اسی کی طرف التجا کرتے ہیں جو ان کی عصمت کا ضامن اور کفیل ہوا ہے۔ آیت میں صاف دلالت اس امر پر ہے کہ حضرات انبیاء تک امکان کفر وشرک سے ماورا نہیں ہو جاتے بلکہ برابر اس سے ڈرتے ہی رہتے ہیں کہنا چاہیے کہ اسی خوف لغزش ہی نے تو انہیں معصوم رکھا ہے تو بھلا ہم دنیا داروں کا کیا ذکر جو ہر وقت نفس اور شیطان کی کمند میں پھنسے ہوئے ہیں گمراہ کرنے کی نسبت بتوں کی طرف اس لیے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں یہ مراد نہیں ہے کہ ان بے جان مورتیوں نے عمداً وقصداً کسی کو گمراہ کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خلیل اللہ کا یہ قول اور حضرت روح اللہ کا قول ان تعذبهم الخ تلاوت کر کے رو رو کر اپنی امت کو یاد کیا تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ تیرے رب کو سب کچھ خبر ہے مگر تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیوں رو رہے ہو؟ آپؐ نے سبب بیان فرمایا حکم ہوا جاؤ اور کہہ دو کہ آپ کو ہم آپ کی امت کے بارے میں ناراض نہ کریں گے بلکہ راضی اور خوش کر دیں گے وللہ الحمد علی ذالك۔

ف۲: یعنی اسماعیل علیہ السلام کو کیونکہ دوسری اولاد حضرت اسحاق وغیرہ شام میں تھے خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بحالت شیرخوارگی اور ان کی والدہ ہاجرہ کو یہاں چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے بعدہ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تشنگی اور ہاجرہ کی بے تابی کو دیکھ کر فرشتے کے ذریعے سے وہاں زمزم کا چشمہ جاری کر دیا جرہم کے خانہ بدوش لوگ پانی دیکھ کر اتر پڑے اور ہاجرہ کی اجازت سے وہیں بسنے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی حضرت ابراہیمؑ ملک شام سے گاہ بگاہ تشریف لایا کرتے تھے اور اس شہر اور شہر کے باشندوں کے لیے دعا فرماتے حق تعالیٰ نے یہ سب دعائیں قبول فرمائیں آج تک ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی مشرق ومغرب سے کھنچ کھنچ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں جاتے ہیں پھلوں کی مکہ میں وہ افراط ہے شاید ہی دنیا کے کسی حصہ میں ہو حالانکہ شہر مکہ ملک عرب کے صوبہ حجاز میں بحر احمر سے ۴۸ میل پر سمت مشرق میں واقع ہے اور زمین پتھریلی اور ریتلی ہونے کے باعث اس وقت تک نا قابل کاشت ہے اگر آئندہ مصنوعی ذرائع وتدابیر سے اسے کسی حد تک قابل کاشت بنا لیا جائے تو یہ قرآنی بیان کے منافی نہ ہوگا بعض سلف سے منقول ہے کہ ابراہیم نے دعا میں افئدة من الناس کچھ آدمیوں کے دل کہا تھا ورنہ سارا جہان ٹوٹ پڑتا بعض فقہا نے یہاں تصریح کر دی ہے کہ ایک بے آب وگیاہ ملک میں لا کر اپنے بیوی بچوں کو ڈال دینا اور اس امر کو اسوہ ابراہیمی کا اتباع سمجھنا اب جائز نہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کو کعبہ کے گرد بسانے کی غرض خدمت کعبہ بتا کر یہود و نصاریٰ کے اس خیال کی تردید کر دی کہ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ کو وہاں وادی مکہ میں چھوڑنا محض حضرت سارہؓ کو خوش کرنے کے لیے تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر 363

اور طرف نہ نظر جائے گی نہ خیال آنکھ جھپکے گی تک نہیں بس ٹکٹکی بندھ کر رہ جائے گی اور دل فرط خوف اور ہیبت کی وجہ سے عقل وفہم سے خالی ہوں گے دہشت وخوف سے گویا اڑے جا رہے ہوں گے غرض ظالموں کے لیے سخت حسرتناک وقت ہو گا۔ رہے مومن قانتین ان کے حق میں دوسری جگہ فرمایا ہے ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (الانبیاء: ۱۰۳)

ف۳: اگر یہ کہنا دنیا میں عذاب یا موت کی شدت دیکھ کر ہو تب تو مطلب ظاہر ہے کہ ابھی چند روز کی ہم کو اور مہلت دیجیے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ اپنا رویہ درست کر لیں گے یعنی حق کی دعوت کو قبول کر کے انبیاء کی پیروی اختیار کریں گے کما قال تعالیٰ ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا﴾ (مومنون: ۹۹-۱۰۰) اور اگر ان کا یہ مقولہ قیامت کے دن ہوگا تب مہلت طلب کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم کو دوبارہ تھوڑی مدت کے لیے دنیا میں بھیج دیجیے پھر دیکھیے ہم کیسی وفاداری دکھلاتے ہیں کما قال تعالیٰ ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا﴾ (السجدہ: ۱۲)

ف۴: یہاں انہیں جواب ملتا ہے کہ تم وہی تو ہو جن میں کے بعض مغرور و بے باک زبان قال سے اور اکثر زبان حال سے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ تمہاری نعمتوں کو زوال نہیں اور نہ ہی تمہاری شان وشوکت ختم ہوگی قیامت کوئی چیز ہی نہیں مر کر اٹھنا ہی نہیں نہ کبھی خدا کے پاس جانا ہے ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ﴾ (النحل: ۳۸) یہ ان کے جواب میں خدا کی طرف سے کہا جائے گا کہ اب اس کا مزہ چکھو۔

ف۵: یعنی تمہارے پچھلے ان ہی بستیوں میں یا ان کے آس پاس آباد ہوئے جہاں اگلے ظالم سکونت رکھتے تھے اور ان ہی کی عادات واطوار اختیار کیں حالانکہ تاریخی روایات اور متواتر خبروں سے ان پر روشن ہو چکا تھا کہ ہم اگلے ظالموں کو کیسی کچھ سزا دے چکے ہیں اور ہم نے امم ماضیہ کے وہ قصے کتب سماویہ میں درج کر کے انبیاء علیہم السلام کی زبانی ان کو آگاہ بھی کر دیا تھا مگر ذرہ بھر عبرت نہ ہوئی اسی سرکشی عناد اور عداوت حق پر اڑے رہے ﴿حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ﴾ (القمر: ۵)

بقیہ صفحہ نمبر 364

علیؓ اور ابن عباسؓ اور انس بن مالکؓ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن زمین چاندی کی ہوگی۔ علیؓ نے یہ بھی کہا ہے کہ آسمان سونے کا ہو جائے گا۔ ابی بن کعب نے کہا کہ آسمان باغات ہو جائیں گے۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ زمین ایک سفید روئی ہو جائے گی مومن اپنے قدم کے نیچے سے کھائے گا بدل کبھی ذات میں ہوتا ہے اور کبھی صفات میں آیت دونوں معنوں کو محتمل ہے جبکہ اکثر دوسرے معنی کے قائل ہیں یہ آیت پاک اور احادیث نص ہیں کہ زمین اور آسمان بدل دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسری زمین پیدا کرے گا جس پر لوگ پل صراط کے بعد ہوں گے نہ جس طرح کہ بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ تبدیلی صفات مراد ہے مگر وجیز والے نے تو تبدیلی صفات ہی کو ترجیح دی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ زمین کا بدلنا چاندی کے ساتھ پل صراط سے پہلے ہوگا اور روئی کے ساتھ بدلنا پل صراط کے بعد ہوگا۔

ف۱: کفر وفساد کرنے والے گنہگار آپس میں جکڑے بندھے ہوئے ہوں گے یعنی ایک ایک نوعیت کے کئی کئی مجرم اکٹھے زنجیروں میں باندھے جائیں گے جیسے فرمایا اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ. (صافات: ۲۲) اور دوسری آیت میں فرمایا وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ. (تکویر: ۷)

ف۵: چہرہ چونکہ حواس ومشاعرہ کا محل اور انسان کے ظاہری اعضا میں سب سے اشرف عضو ہے اس لیے اس کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جیسے دوسری جگہ ﴿تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (ہمزہ: ۷) میں قلب کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ بہت جلد ساری مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ ممکن ہے یہ آیت بھی مثل آیت ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۱) کے ہو یعنی جس بات کا پیش آنا بالکل یقینی ہوا سے دور مت سمجھو یا یہ مطلب ہے کہ جس وقت حساب ہوگا پھر دیر نہ لگے گی تمام اولین وآخرین جن وانس کے ذرہ ذرہ عمل کا حساب بہت جلد ہو جائے گا کیونکہ وہ تمام باتوں کو جاننے والا ہے اور نہ ہی اس کو ایک شان دوسری شان سے مشغول کرتی ہے ﴿مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ (لقمان: ۲۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد کا زندہ کر دینا مجھ پر ایسا ہی ہے جیسے ایک کو مارنا جلانا نہ اس میں کچھ دقت نہ اس میں کچھ تعنت اور ہو سکتا ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں یعنی وقت حساب بھی قریب ہو اور اللہ تعالیٰ کو حساب میں دیر بھی نہیں۔ لیجزی اللہ کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بهم ذالك لیجزی یہ سب کچھ اس لیے کیا جائے گا کہ ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔

ف۶: الر انا الله اری کا مخفف سمجھا گیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ثنا اللہ امرتسری کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔

ف۷: یعنی یہ اس عظیم الشان اور جامع کتاب کی آیات ہیں جس کے اصول نہایت صاف دلائل روشن احکام منقول وجوہ اعجاز واضح اور بیانات شگفتہ اور فیصلہ کن ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی دوسری کتاب ''کتاب'' کہلانے کی مستحق نہیں لہٰذا جو کچھ بیان کیا جانے والا ہے مخاطبین کو پوری توجہ سے سننا چاہیے۔

بقیہ صفحہ نمبر 365

مراحل تفہیم وہدایت کے طے ہو جاتے ہیں تو فرشتوں کی فوج ہلاک کرنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بھیجی جاتی ہے پھر اس کو قطعاً مہلت نہیں دی جاتی اگر تمہاری خواہش کے موافق فرشتے اتارے جائیں تو اس سے صرف یہ ہی ایک مقصد ہوسکتا ہے کہ تم کو بلا تاخیر ہلاک کر دیا جائے جو فی الحال حکمت الٰہی کے موافق نہیں کیونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ اس آیت میں ان لوگوں پر رد ہے جو ایسے شخص سے خوارق کے طالب رہتے ہیں جس کی حقانیت پر دلائل صحیح قائم ہو چکے ہیں۔

ف۴: اس ذکر یعنی قرآن کو ہم نے ہی اتارا ہے اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصون رکھا جائے گا زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں مگر قرآن کے صوری اور معنوی اعجاز میں قطعاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقے سے پورا ہو کر رہا کہ بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں علماء کا ایک جم غفیر جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا ہے کہ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر مقتضی عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زبر زیر تبدیل نہ ہو سکا کسی نے رکوع گن لئے کسی نے آیتیں شمار کر لیں کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نکتہ شمار کر ڈالا۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگزاشت ہو جائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے چاروں طرف سے تصحیح کرانے والے للکارتے ہیں ممکن ہی نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں حفظ قرآن کے متعلق یہ ہی اہتمام و اعتنا عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے بعض نے کہا ہے کہ لہ کی ضمیر کا مرجع نبی ﷺ ہیں یعنی قرآن خدا ہی کا نازل کیا ہوا ہے اور نبی ﷺ کا حافظ وہی ہے جیسے فرمان ہے ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدہ:۶۷) تجھے لوگوں کی ایذا رسانی سے اللہ محفوظ رکھے گا لیکن پہلا معنی اولیٰ ہے اور عبارت کی ظاہر روانی بھی اسی کو ترجیح دیتی ہے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتا ہے کہ ان کی تکذیب و استہزاء سے دلگیر نہ ہو یہ کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ منکروں کی یہی عادت رہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر آیا اس کی ہنسی اڑائی کبھی مجنون کہا کبھی محض دق کرنے کے لئے لغو اور دور از کار مطالبے کرنے لگے مجرموں کے دل میں استہزاء کا القاء بالکل اسی طرح کا ہے جیسے ہر معصیت' ہر فسق۔ ہر کفر کا القاء نظام تکوینی میں مسبب الاسباب ہی کی طرف سے ہوتا رہتا ہے نعوذ باللہ یہ مراد نہیں کہ یہ استہزاء کسی درجے میں بھی مطلوب و مقصود خداوندی ہے اگلوں کی عادت ان کے سامنے ہے جس طرح وہ ہلاک اور برباد ہوئے اور انبیاء کرام نجات پا گئے اور ایمان والے عافیت حاصل کر گئے وہی نتیجہ یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا و آخرت کی بھلائی نبی کی متابعت میں اور دونوں جہان کی رسوائی نبی کی مخالفت میں ہے۔

﴿بقیہ صفحہ نمبر 367﴾

حق تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ اس کی قطعاً بندش کر دی جائے وہ چاہتا تو اس سے بھی روک دیتا مگر یہ اس کی حکمت کے موافق نہ تھی آخر شیاطین الجن والانس کو اتنی طویل مہلت اور مغویانہ اسباب و وسائل پر دسترس دینے میں کچھ نہ کچھ حکمت تو سب مانتے ہیں اسی طرح کی حکمت یہاں بھی سمجھ لو جب شیاطین ہمیشہ شہابوں سے ہلاک ہوتے رہتے ہیں تو رکتے کیوں نہیں؟ جواب یہ ہے کہ جس طرح قطب جنوبی اور کوہ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی کی تحقیق کرنے والے مرتے رہتے ہیں اور دوسرے ان کا انجام دیکھ کر اس مہم کو ترک نہیں کرتے اسی پر شیاطین کی مسلسل جدوجہد کو قیاس کر لو۔ قرآن و حدیث نے یہ نہیں بتلایا کہ شہب کا وجود صرف رجم شیاطین ہی کے لئے ہوتا ہے ممکن ہے ان کے وجود سے اور بہت سے مصالح وابستہ ہوں۔ اور حسب ضرورت یہ کام بھی لیا جاتا ہو اگر یہ شبہ ہو کیا شیاطین رات ہی کو استراق کرتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ شہاب ثاقب دن کو بھی ہوتا ہے لیکن بوجہ ضوء شمس نظر نہیں آتا۔ اہل سائنس کا یہ قول کہ فضا میں بڑے بڑے وزنی پتھر چکر کھایا کرتے ہیں اور وہ ہوا سے رگڑ کھا کر روشن ہو جاتے ہیں اور کہیں زمین پر ٹوٹ کر گر پڑتے ہیں قرآن کی بتائی ہوئی حکمت کے منافی نہیں ہیں قرآن کو ان کی ترکیب ساخت وغیرہ سے مطلق بحث نہیں وہ تو اپنے موضوع کے اندر رہ کر صرف اتنا بیان کرتا ہے کہ ان سے کام شیطانوں کے بھگانے کا بھی لیا جاتا ہے۔

ف۶: پہاڑ اس لئے قائم کر دیئے گئے ہیں کہ زمین ڈانواں ڈول نہ ہونے پائے جیسے فرمایا ﴿رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ (النحل:۱۵) گویا پہاڑ حکمت تکوینی میں زمین کا لنگر ٹھہرائے رہنے کے لئے اس کا توازن درست رکھنے کے لئے ہیں قرآن صرف اسی قدر کہتا ہے اس کے آگے زمین کی گردش سالانہ اور اس کی حرکت محوری وغیرہ دوسرے مسائل سے قرآن مجید کو نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں زمین میں جنگل اور میدان قائم کئے کھیت اور باغات اگائے اور تمام چیزیں باندازہ اور بمناسبت اور بہ موزونیت ہر ہر موسم کے ہر ہر زمین کے ہر ہر ملک کے لحاظ سے بالکل ٹھیک پیدا کیں حیوانات نوکر چاکر وغیرہ سے کام اور خدمت ہم لیتے ہیں اور روزی ان کی خدا کے ذمہ ہے۔

ف۷: ہر قسم کی چیزوں کے خزانے اس کے پاس موجود ہیں جتنا اور جب اور جہاں چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اپنی حکمتوں کا عالم اور بندوں کی مصلحت کا واقف وہی ہے۔ اِدھر ارادہ کیا اُدھر وہ چیز موجود ہوئی گویا تمام چیزوں کا خزانہ اس کی لامحدود قدرت ہے جس سے ہر چیز حکمت کے موافق ایک معین نظام کے ماتحت ٹھہرے ہوئے اندازہ پر بلا کم و کاست نکلی چلی آ رہی ہے۔ ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے اسی کے علم میں ہیں اور اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد آرام و راحت غرضیکہ ہر شے اسی کے تصرف میں ہے اپنی حکمت بالغہ سے جتنا چاہے جس پر چاہے نازل کرتا ہے اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں۔ إن من شیء الا عندنا خزائنه سے اشارہ مخلوق کی طرف سے ترک التفات کا ہو گیا۔

ف۸: المستقدمین سے مراد وہ نسلیں ہیں جو گزر چکیں اور المستاخرین سے مراد بعد کو آنے والی نسلیں ہیں بعض نے مستقدمین سے مراد نیکیوں میں سبقت کرنے والے اور متاخرین سے مراد نیکیوں میں پیچھے رہ جانے والے لئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ المستقدمین اور المستاخرین جمیع ما کان وما یکون سے کنایہ ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 368

بدعملوں پر بانٹے ہوئے بہشت کا ایک دروازہ اس لئے زیادہ ہے کہ بعض موحدین بغیر عمل کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں جائیں گے کے باقی عمل میں دروازے برابر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض دوزخیوں کے ٹخنوں تک آگ ہوگی بعض کی کمر تک بعض کی گردنوں تک غرض گناہوں کی مقدار کے مطابق۔

ف۳: شیطان کے قبعین کے بعد عباد مخلصین کا انجام بیان فرمایا کہ جو لوگ کفر و شرک اور معاصی و ذنوب سے پرہیز کرتے ہیں وہ حسب مراتب جنت کے باغوں میں رہیں گے جہاں بڑے قرینے سے چشمے اور نہریں بہتی ہوں گی جنت میں پہنچ کر اہل جنت میں باہم کوئی کدورت باقی نہ رہے گی بالکل پاک صاف کر کے داخل کئے جائیں گے نہ وہاں ایک کو دوسرے پر حسد ہوگا بلکہ بھائی بھائی ہو کر انتہائی محبت والفت سے رہیں گے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و محظوظ ہوں گے یعنی آپس میں مجالست ومخالطت غائت الفت ومحبت سے رکھیں گے وہاں انہیں کوئی مشقت تکلیف اور ایذا نہ ہوگی صحیحین میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ کا حکم ہوا ہے کہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں سونے کے محل کی خوش خبری سنا دوں جس میں نہ شور وغل ہے نہ تکلیف ومصیبت حدیث شریف میں مرفوعاً آیا ہے کہ ان سے کہا جائے گا۔ اے جنتیو! تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ بنو گے ہمیشہ یہیں رہو گے کبھی نکالے نہ جاؤ گے اور آیت میں ہے کہ وہ تبدیلی مکان کی خواہش ہی نہ کریں گے نہ ان کی جگہ ان سے چھنے گی آخر میں فرمایا کہ میرے بندوں کو خبردار کر دو وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب بھی شدید ترین ہوگا رحمت ومغفرت پر زور وتاکید کے یہاں تین تین طریقے جمع کر دیئے ایک انی دوسرے انا تیسرا الغفور و رحیم پر۔

تنبیہ: متقی سے مراد یہاں وہ لوگ نہیں جو جمیع معاصی صغیر وکبیر سے محفوظ ہوں جیسا کہ معتزلہ نے سمجھا ہے بلکہ صرف شرک وکفر سے بچنے والے مقصود ہیں و ھو قول جمھور الصحابۃ والتابعین و ھو المنقول عن ابن عباس و ھو الحق الصحیح نیز اہل حق کے درمیان اگر طبعی اسباب سے ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں' غلط فہمیاں۔ اور ناگواریاں پیدا ہو جائیں تو یہ تقویٰ کے ذرا بھی منافی نہیں جیسا کہ بعض اہل غلو نے سمجھ رکھا ہے۔

تنبیہ۲: عبادی میں بندوں کی اضافت اللہ کی طرف ان کی انتہائی قدر ومنزلت کے لئے ہے اس عموم بشارت کے تحت مومن' متقی کے ساتھ مومن عاصی بھی آ جاتا ہے۔ بندہ جب خدا آمرزگار کی رحمت بیکراں اور مغفرت بے پایاں پر نظر کرتا ہے تو اسے ہر طرف امید ہی امید نظر آتی ہے لیکن جب نظر اپنی کوتاہیوں۔ لغزشوں۔ خطاؤں کی طرف جاتی ہے تو قلب کا خشیت الٰہی سے تھرا جانا بھی بالکل قدرتی اور صحیح ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 369

شَدِیْد اس وقت تنگ ہو کر اور گھبرا کر مہمانوں سے کہنے لگے کہ تم عجیب طرح کے آدمی معلوم ہوتے ہو میں تمہاری آبرو بچانے کے لیے خون پسینہ ایک کر رہا ہوں۔ لیکن تم میری امداد کے لیے ذرا ہاتھ نہیں ہلاتے تو فرشتوں نے راز کھول دیا کہ ہم عذاب لے کر آئے ہیں جسے آپ کی قوم نہیں مانتی اور اس کے آنے میں شک وشبہ کر رہی تھی ہم حق بات اور قطعی حکم لے کر آئے ہیں اور فرشتے حقانیت کے ساتھ ہی نازل ہوا کرتے ہیں اب آپ بالکل مطمئن رہیں یہ بالکل پکی اور اٹل بات ہے جس میں قطعاً جھوٹ کا احتمال نہیں جو خبر آپ کو دے رہے ہیں وہ ہو کر رہے گی آپ نجات پائیں گے اور آپ کی کافر قوم ہلاک ہو جائے گی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 370

فراست عقلمندی اور دور بینی کا لحاظ رکھو وہ خدا کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ متوسمین وہ لوگ ہیں جو نصیحت قبول کریں اور اہل عبرت وعرفان میں سے ہوں شائد کشف اور فراست اتنا ہی فرق ہو جتنا ٹیلیفون اور ٹیلی گراف میں ہوتا ہے بہرحال آیت کا مطلب یہ ہے کہ دھیان کرنے اور پتہ لگانے والوں کے لیے قوم لوط کے قصہ میں عبرت کے بہت سے نشان موجود ہیں اور انسان سمجھ سکتا ہے کہ بدی اور سرکشی کا انجام کیسا ہوتا ہے خدا کی قدرت عظیمہ کے سامنے ساری طاقتیں ہیچ ہیں' اس کی لاٹھی میں آواز نہیں اس کی مہلت پر مغرور ہو کر پیغمبروں کے ساتھ ضد اور عداوت نہ باندھے ورنہ ایسا ہی حشر ہوگا وانھا میں ضمیر ھا شہر قوم لوط کی جانب ہے الضمیر عائد الی مدینۃ قوم لوط۔

ف۱: اصحاب ایکہ سے مراد قوم شعیب ایکہ درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں قوم شعیب شہر مدین میں رہتے تھے جس کے نزدیک درختوں کا بن تھا وہاں کچھ رہتے ہوں گے بعض کہتے ہیں اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین دو جداگانہ قومیں ہیں حضرت شعیبؑ دونوں کی طرف مبعوث ہوئے ان لوگوں کا گناہ شرک وبت پرستی ڈاکہ زنی اور ناپ تول میں فریب اور دھوکا کرنا تھا ان پر بھی ان کی پیہم شرارتوں کی وجہ سے عذاب خدا آیا یہ دونوں بستیاں برسر شارع عام تھیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 371

طرف گئے ہیں۔ اس چھوٹی سی سورت کو قرآن عظیم فرمانا درجہ کے اعتبار سے ہے اس کو ام القرآن بھی اسی لحاظ سے کہتے ہیں گویا یہ ایک خلاصہ اور متن ہے جس کی شرح وتفصیل تمام قرآن کو سمجھنا چاہیے قرآن کے تمام علوم ومطالب کا اجمالی نقشہ تنہا اس سورت میں موجود ہے یوں تو مثانی کا لفظ بعض حیثیات سے پورے قرآن پر بھی اطلاق کیا گیا ہے ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ﴾ (زمر: ۲۳) ممکن ہے دوسری سورتوں کو مختلف وجوہ کی بنا پر مثانی کہہ دیا جائے مگر یہاں قرآن عظیم کا مصداق یہی سورۃ فاتحہ ہے' من یہاں تبعیض کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور محض بطور صلہ کے بھی کام دے سکتا ہے۔

ف۲: مُقْتَسِمِیْنَ کے معنی کئی طرح کیے گئے ہیں بعض نے کہا کہ مُقْتَسِمِیْنَ (بانٹنے والوں) سے مراد آپ کے زمانہ کے یہود ونصاریٰ وغیرہ ہیں جنہوں نے قرآن کی تقسیم وتحلیل کر رکھی تھی یعنی جو مضمون قرآنی ان کی تحریفات یا آراء واہوا کے موافق پڑ جائے مان لو جو خلاف ہو نہ مانو اور بعض نے مُقْتَسِمِیْنَ سے یہود و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ مراد لے کر لفظ قرآن سے کتب سابقہ مراد لی ہیں۔ یعنی انہوں نے تحریف کر کے اپنی کتابوں کو پارہ پارہ کر ڈالا بعض نے کہا مشرکین مراد ہیں جو بطور استہزاء و تمسخر قرآن کی تقسیم کرتے تھے جب سورتوں کے نام سنتے تو ہنس کر آپس میں کہتے بقرہ یا مائدہ میں لوں گا عنکبوت تجھ کو دوں گا ان لوگوں نے ایک اور طرح بھی قرآن کے متعلق خیالات تقسیم کر رکھے تھے کوئی اسے شاعری بتاتا کوئی کہانت کوئی جادو کوئی مجنون کی بڑ کوئی اساطیر الاولین۔ مُقْتَسِمِيْنَ قسم سے مشتق ہے اور اس کے معنی حلف اٹھانے والوں کے ہیں یعنی وہ گزشتہ تو میں جو انبیاء کی تکذیب و مخالفت کے حلف اٹھا چکی تھیں اور جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتی تھیں انہوں نے کتب سماویہ کے ٹکڑے کر دیے تھے۔ یا وہ دشمنان اسلام جنہوں نے مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں باہم سازش کر کے حلف اٹھائے تھے۔ الذین حلفوا۔

تنبیہ: اس آیت میں تو ہے کہ ہر ایک سے اس کے عمل کی بابت سوال ہوگا اور سورۃ الرحمٰن کی آیت میں ہے ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ﴾ اسی دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہوں کا سوال نہ ہوگا ابن عباسؓ نے تطبیق یوں دی ہے کہ یہ سوال نہ ہوگا کہ تو نے یہ عمل کیا؟ کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے بلکہ یہ سوال ہوگا کہ کیوں کیا؟ بطور الزام و توبیخ۔ یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اٹھتے وقت سوال نہ ہوگا بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں۔

بقیہ سورۂ نمبر 373

کا حال ہوا اسی کی مناسبت سے اب روحانی اور معنوی سیر و سیاحت کی طرف کلام منتقل ہو گیا یعنی جس طرح زمینی راستے طے کر کے منزل مقصود تک پہنچتے ہو ایسے ہی اللہ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بھی کھلا ہوا ہے جس کی سمجھ سیدھی ہوگی وہ مذکورہ بالا دلائل و بصائر میں غور کر کے حق تعالیٰ کی قدرت عظمت و جبروت پر ایمان لائے گا اور توحید و تقویٰ کی سیدھی راہ پر چل کر بغیر کسی خوف کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گا لیکن جس کی عقل سیدھی نہیں اسے سیدھی سڑک پر چلنے کی توفیق کہاں ہو سکتی ہے وہ ہمیشہ اہواء و اوہام کی پیچدار پگڈنڈیوں میں پڑا بھٹکتا رہے گا۔ مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ حق راستہ اللہ تعالیٰ پر پہنچتا ہے یعنی راستے تو بہت سے ہیں جن پر لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف چلتے ہیں مگر اس کی طرف تو فقط طریق حق پہنچتا ہے اور اس کے سوا سب طریق اور راہیں بند ہیں اور ان میں اعمال مردود ہیں جیسے کہ فرمایا ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۸۵) اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ پر ہے کہ ہدایت و ضلالت کو بیان کرے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے طالبان حق کو راہ راست دکھا ہی دیتا ہے یہ مراد نہیں کہ اللہ پر راہ راست دکھانا واجب ہے جیسا کہ معتزلہ نے سمجھ لیا ہے۔ قصد یہاں مصدر ہے لیکن معنی فاعل کے ہے یعنی راہ قاصد یا مستقیم۔ اللہ اس بات سے عاجز نہیں تھا کہ ساری دنیا کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا مگر اس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ سب کو ایک ہی ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کرتا۔

بقیہ سورۂ نمبر 375

فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے بے جان ہیں خواہ دواماً مثلاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے ہیں اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں بلکہ جن اور شیطان بھی جن کو بعض ممسوخ الفطرت پوجتے ہیں سب پر ایک وقت موت طاری ہونے والی ہے شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں کہ شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ پس جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔

بقیہ سورۂ نمبر 376

میں داخل ہوگا۔ جنت میں داخلہ اپنے آپ یا کسی کے طفیل یا کسی کے احسان سے نہیں ہو رہا بلکہ خود اسکے اپنے حسن عمل و شیوۂ اور طاعت کا ثمرہ ہے۔ اس تصریح اور ان نصوص کی درمیان جن میں یہ کہا گیا ہے کہ جنت تو صرف اللہ کے فضل سے ہی ملے گی کوئی تعارض و تناقض نہیں سبب حقیقی تو بے شک وہی رحمت الٰہی ہی ہے لیکن سبب قریب و سبب عادی ان لوگوں کا حسن عمل ہے۔

بقیہ سورۂ نمبر 378

نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ تو جیسا کہ الفاظ کے بیان کرنے کا حکم ہے ویسا ہی معنی کے بیان کرنے کا بھی حکم ہے۔ یعنی تا کہ آپ ان مضامین کو اپنی تشریح و توضیح کے ساتھ خلق کو روشناس کر دیں۔

تنبیہ: شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جن عوام کالانعام کو خبر نہیں وہ اپنے وقت کے موجودہ علماء سے دریافت کر کے عمل کر لیں گے کیونکہ ان کو یہی حکم ہے ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی خدا فرماتا ہے اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔ (اور عموم آیت سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر اہل علم کو اہل ذکر سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہیے) پس وہ بے چارے عوام کالانعام جو علم سے بے بہرہ ہیں وہ انہی اپنے زمانہ کے علماء سے پوچھیں گے نہ مجتہدین متقدمین سے مجتہدین سے پوچھیں تو آخر ان سے بلا واسطہ کیسے پوچھ سکیں؟ ان سے پوچھنا بھی یہی ہے کہ موجودہ علماء سے پوچھیں پھر بعد پوچھنے کے چونکہ مجتہد کا قول بذاتہ بدوں مطابقت حجت نہیں علماء وقت سے اس قول کی مطابقت اور صحت دریافت کریں تو آخر سب کچھ علمائے وقت کے بتلانے پر موقوف رہا اسی لیے فقہا نے لکھا ہے کہ العالی لا مذهب له انما مذهبه مذهب مفتيه یعنی عوام کا اپنا مستقل کوئی مذہب نہیں بلکہ ان کا مذہب وہی ہے جو ان کے فتویٰ دینے والا کا ہے جو علماء اس آیت کو تقلید ائمہ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر عثمانی نے فرمایا ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ تقلید کوئی شرعی لفظ نہیں لغوی معنی اس کا قلادہ در گردن انداختن ہے علمائے اصول نے اس کے اصطلاحی معنی یہ لکھے ہیں التقليد اخذ قول الغير من غير حجة (مسلم الثبوت ص ۲۸۹) یعنی کسی غیر نبی کی بات کو بغیر دلیل جاننے کے قبول کرنا تقلید ہے پس تقلید کی تعریف میں داخل ہے کہ مقلد کو دلیل معلوم نہ ہو یہ تو ہے عام تقلید اور تقلید شخصی یہ ہے کہ ایک معین امام کی بات بے دلیل مانے اور ہمیشہ مانتا رہے نتیجہ صاف ہے کہ تقلید کے معنی میں بے علمی داخل ہے جب تقلید کو فرض واجب سمجھا جائے گا تو لازم آئے گا کہ مقلد دلیل کا علم کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی حاصل نہ کرے ورنہ وہ تقلید سے نکل جائے گا جو اس کے ذمہ فرض ہے اور فرض کی ضد حرام ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ تقلید کا لازمی اثر یہ ہے کہ مقلد بے علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے جس کا عکس القضیہ یہ ہے کہ وجوب تقلید کی صورت میں علوم عقلیہ بالخصوص شرعیہ کا پڑھنا حرام ہے کیونکہ تعلیم تقلید میں خلل انداز ہے اور تقلید واجب ہے کون نہیں جانتا کہ جو چیز وجوب میں خلل انداز ہو وہ حرام ہے پس تعلیم علوم شرعیہ حرام ہوگی فافہم وتدبر حضرت العلام الحافظ عبداللہ المحدث الروپڑی فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ فاسئلوا اھل الذکر میں جس سوال کا ذکر ہے اس کی صورت یہ ہے کہ علم نہ ہو تو کسی علم والے کو کہے کہ اس مسئلہ میں خدا اور رسول کا کیا ارشاد ہے نہ کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم امام ابوحنیفہؒ یا اور امام کو دے کر کہے کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کا یا فلاں امام کا کیا ارشاد ہے؟ اس آیت کو تقلید متنازعہ فیہ سے کیا تعلق اگر امام صاحبؒ زندہ ہوتے تو ان سے یہی سوال ہوتا کہ کہے کہ اس مسئلہ میں خدا اور رسول کا کیا ارشاد ہے۔ اور مسلمان کی شان بھی یہی ہے کہ خدا و رسول کا ارشاد پوچھے نہ یہ کہ کسی امام کے مذہب کا التزام کر کے یوں سوال کرے کہ فلاں امام کا کیا ارشاد ہے اس آیت میں نہ اس التزام کا کوئی ذکر ہے نہ اس طرح سوال کرنے کا کوئی اشارہ ہے ان باتوں پر اس آیت سے استدلال کرنا الفاظ آیت سے نہایت بعید ہے تعجب ہے کہ اصول فقہ میں تو خبر واحد سے مطلق کو مقید کرنے کی اجازت نہیں دی یہاں اپنی طرف سے ہی سب تصرفات ہو رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 379

ثابت کے بھی ہیں اور دین واصب سے جزائے دائمی بھی مراد لی گئی ہے یعنی عذاب وثواب ای له تعالیٰ الجزاء دائما لا ینقطع توابه للمطیع و عقابه للعاصی۔

بقیہ صفحہ نمبر 381

زندہ ہونے کی مثال مردہ زمین اور بارش کی ہے جو لوگ بات کو سنیں سمجھیں وہ تو اس سے بہت کچھ عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

تنبیہ: شیطانی تحریک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ایسی چیزوں کو جو واقعی حسن و زیبائی سے خالی ہیں' ظاہری اور عارضی خوشنمائی دے دیتی ہے چنانچہ جتنے بھی شیطانی اعمال ہیں ان کا جائزہ لے ڈالئے سب میں یہی چیز مشترک ملے گی شرابی کو فوری اور عارضی لذت شراب میں محسوس ہوتی ہے سینما باز کو سینما میں' جواری کو جوئے میں وقس علیٰ ھذا اس سے بچنے کا آسان اور موثر طریقہ صرف اپنی عقل اور قوت فکر کا صحیح استعمال ہے جہاں انسان نے غور و تامل سے کام لیا اور اشیا کا اصلی حسن و قبح اس کی نظر میں ظاہر ہونے لگا شیطانی ترغیبات کی کشش بھی اس کے لیے از خود مفقود ہو جاتی ہے۔

تنبیہ ۲: لبیبن نے ایک بار پھر اس حقیقت کو صاف کر دیا کہ پیغمبر کا منصب محض من وعن پیام پہنچا دینے کا نہیں بلکہ اس کی شرح و ترجمانی کر دینے کا بھی ہے۔

ف: یعنی اونٹ' گائے' بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف منقسم ہو جاتا ہے قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگا دی ہے جو غذا کے کچھ اجزا کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر عروق میں پھیلا دیتی ہے جو ان کی حیات و بقا کا سبب بنتا ہے اسی مادہ میں سے جس کے بعض اجزا گوبر اور بعض خون بن گئے ان دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز دودھ تیار کرتی ہے جو نہایت پاک' طیب اور خوشگوار چیز ہے۔

تنبیہ: یہاں بُطُوْنِهٖ فرمایا دوسری آیت میں بُطُوْنِهَا ہے دونوں باتیں جائز ہیں جیسے آیت كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ میں ضمیر واحد مذکر غائب اس چیز کے لیے ہے جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور یہ معنی لے کر انعام کے لیے بجائے مونث کے ضمیر واحد مذکر جائز ہے۔ کسائی اور مبرد نے یہی کہا ہے اور قرآن مجید ہی سے اس کی سندیں پیش کیں ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 382

کا پیٹ جھوٹا ہے پھر پلاؤ دوبارہ پلانے سے بھی وہی کیفیت ہوئی' آپ نے پھر وہی فرمایا آخر تیسری مرتبہ پلانے سے دست بند ہو گئے اور طبیعت صاف ہو گئی۔ اطباء نے اپنے اصول کے موافق کہا ہے کہ بعض اوقات پیٹ میں کیموس ہوتا ہے جو پیٹ میں پہنچنے والی ہر ایک غذا اور دوا کو فاسد کر دیتا ہے اس لیے دست آتے ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ مسہلات دی جائیں تا وہ کیموس فاسد خارج ہو گویا حضورؐ کا مشورہ اسی طبی اصول کے موافق تھا۔ ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دونوں شفاؤں شہد اور قرآن کی قدر کرتے رہو (ابن ماجہ)

ف۳: قدرت کے بہت سے خارجی نشان بیان فرما کر انسان کو متنبہ کرتے ہیں کہ خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے وہ کچھ نہ تھا خدا نے سب کو وجود بخشا اور خلعت حیات عطا فرمائی پھر موت بھیجی اور دی ہوئی زندگی واپس لے لی کسی کو بچپن میں موت سے ہمکنار فرمایا کسی کو جوانی میں کسی کو بڑھاپے میں اور بعض کو موت سے پہلے پیرانہ سالی کے ایسے درجے میں پہنچا دیا کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ رہی بالکل نکما ہو گیا نہ کوئی بات سمجھتا ہے اور نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتا ہے یہ پیر فرتوت بنا دینے کا سارا کام کہ نہ جسمانی قوت برقرار ہے نہ دماغی قوت' صرف حق تعالیٰ ہی کا ہے کوئی اس کا اس میں شریک و سہیم نہیں لِمَنِ الْمُلْكُ میں ل عاقبت یا نتیجہ کا ہے پس ثابت ہوا کہ علم و قدرت اسی خالق و مالک کے خزانہ میں ہے جب اور جس قدر چاہے دے اور جب چاہے واپس کر لے صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ خدایا میں بخیلی' عاجزی اور بڑھاپے سے ذلیل عمر سے قبر کے عذاب دجال کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں زہیر بن ابوسلمہ نے بھی اپنے مشہور معلقہ میں اس عمر کو رنج و غم کا مخزن وضع بتایا ہے۔

تنبیہ: جس طرح اللہ تعالیٰ نطفہ بے جان لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے یہ منکرین قیامت پر احتجاج ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 383

ہے یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں ہمارے کام ان ہی سے پڑتے ہیں بڑی سرکار تک براہ راست رسائی نہیں ہو سکتی مشرکین کا مایہ ناز استدلال اس وقت یہی تھا اور اب بھی ہے کہ آخر دنیا کے بادشاہوں کی خدمت میں براہ راست عرض معروض کون کر سکتا ہے درمیانی واسطوں کی امیروں وزیروں کی ضرورت پڑتی ہے جو سب سلاطین کا سلطان اور شہنشاہ اعظم ہے اس سے براہ راست اور بلا واسطہ تعلق پیدا کرنا کیونکر ممکن ہے؟ ہم جو ان بتوں کی اور ستاروں کی پرستش کرتے ہیں تو اسی لیے کہ وہ رب الارباب کے خادم اور اس کے ہاں مقرب ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کی خرافت بالکل ظاہر ہے دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی آخر انسان ہی ہوتا ہے بشر ہی کے سے محدود و ناقص قویٰ رکھتا ہے وہ تو اس پر مجبور ہے کہ دوسروں کی اعانت حاصل کرے اس کے خلاف کہاں رب العالمین جو ہر قید سے ماوراء ہر اعتبار سے غیر محدود ہر حد و نہایت سے برتر دونوں کا کوئی مقابلہ ہے؟ دونوں کے درمیان کوئی نسبت؟ بے نیاز ہستی کجحتاج ہستیوں پر کسی طرح قیاس کیا جاسکتا ہے؟ مغالطہ قیاس مع الفارق کی اس سے کھلی مثال اور کیا ہوگی؟ مویہ مثال ہی غلط ہے جو بارگاہ احدیت پر چسپاں نہیں اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ کوئی کام کسی کو اس طرح سپرد نہیں کر رکھا جیسے سلاطین دنیا اپنے ماتحت حکام کو اختیارات تفویض کر دیتے ہیں کہ تفویض تو ارادہ و اختیار سے کیا لیکن بعد تفویض ان اختیارات کے استعمال میں ماتحت آزاد ہیں کسی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے وقت بادشاہ یا پارلیمنٹ کو اس واقعہ اور فیصلہ کی مطلق خبر نہیں ہوتی نہ اس وقت جزئی طور پر بادشاہ کی مشیت و ارادہ کو فیصلہ صادر کرنے میں قطعاً دخل ہے یہ صورت حق تعالیٰ کے یہاں نہیں بلکہ ہر ایک چھوٹا بڑا کام اور ادنیٰ سے ادنیٰ جزئی خواہ بواسطہ اسباب یا بلاواسطہ اس کے علم محیط اور مشیت و ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے اس لیے لازم ہے کہ آدمی ہر کلی جزئی کا فاعل اور موثر حقیقی اعتقاد کر کے اسی کو معبود و مستان سمجھے ابن عباسؓ وغیرہ عام مفسرین نے امثال کو مثل کی جمع قرار دے کر یہ معنی کیے ہیں کہ مخلوقات میں سے کسی شے کو اس کے مثل نہ بناؤ صحیح مثال اور صحیح صفات اپنے متعلق وہی بیان کر سکتا ہے تم اپنی نافہمی سے کوشش کرو گے ایسی ہی الٹی پلٹی باتیں کرو گے۔

ف۲: ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں یہ کافر اور مومن کی مثال ہے پس ملکیت کے غلام سے مراد کافر اور اچھی روزی والے اور خرچ کرنے والے سے مراد مومن ہے یعنی کافر کو اللہ رزق دیتا ہے تو وہ کوئی خیر کا کام نہیں کرتا تو وہ اس غلام کی طرح ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور مومن کو اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے تو وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور وہ اس مال کو پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے تو وہ مومن اس آزاد کی طرح ہے جو اپنے مال میں خود تصرف کرتا ہے اور وہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔

بقیہ نمبر 385

اور پوستینی ہوا کیے ہیں سفر میں ان کا لادنا اکھاڑنا نصب کرنا سب سہل معلوم ہوتا ہے یہ خیمے ڈیرے محض تعیش کا سامان نہیں اور صرف شکار وغیرہ تکلفات ہی کے کام میں نہیں آتے بلکہ دنیا کی ایک خاصی بڑی آبادی کا مستقل مسکن بھی ہیں عرب اہل بادیہ نے جس طرح نسلوں پر نسلیں خیموں ڈیروں میں گزاریں کسی پر مخفی نہیں یہود کی بھی قدیم عبری نسل مدتوں خیمہ بدوش رہی آج بھی دنیا کی نیم وحشی خانہ بدوش قوموں سے اکثر کا اور بڑی سے بڑی متمدن قوموں کے ایک خاصے حصے کا گزر خیموں ہی پر رہا کرتا ہے توریت میں بھی خیموں ڈیروں کے حوالے کثرت سے آئے ہیں۔

تنبیہ: متاع کا مفہوم اثاث سے وسیع تر ہے اور سامان تجارت اسباب آرائش و زینت وغیرہ سب پر شامل ہے امام رازی نے یہ بھی کہا ہے کہ اثاث تو وہ ہے جو انسان کی پوشش اور دوسری ضروریات میں کام آتا ہے اور متاع وہ سامان ہے جن سے مکانوں میں فرش اور زینت کا کام لیا جاتا ہے۔

بقیہ نمبر 386

گویا قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضروری امور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے نبی ﷺ کے لئے علم غیب کلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے یعنی جو ہو چکا اور جو کچھ آگے ہونا ہے۔ اور نبی ﷺ قرآن مجید کو کما حقہ سمجھتے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت کو ماکان و ما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ تبیانا لکل شیء سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین نے صراحتاً ذکر کیا ہے۔

تبیانا لکل شیء من امور الدین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) قال مجاهد تبیانا للحلال و الحرام (قرطبی ج ۱۰ ص ۱٦٤) لکل شیء و یحتاج الیه من الامر والنهی والحلال والحرام والحدود والاحکام (معالم ج ٤ ص ۱۱۰) یعنی من امور الدین (خازن) والمراد من کل شی علی ما ذهب الیه جمع ما یتعلق بامور الدین (روح ج ٤ ص ۲۱٤) لکل شیء یتعلق امورالدین (ابوالسعود ج ٥ ص ٥۰۷) قال الزمخشری المعنی انه بین کل شیء من امورالدین الخ (بحر ج ۹ ص ٥۲۷) تبیانا بیانا بلیغا (لکل شیء) یحتاجون الیه من امور الدین (جامع البیان) بیانا بلیغا لکل شیء من امورالدین علی التفصیل اوالاجمال بالاحالة الی السنة اولقیاس (بیضاوی)

ثابت ہوا کہ مفسرین کرام نے یہاں لفظ کل استغراق اضافی پر محمول فرمایا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا پس مبتدعین کا استدلال باطل ہے۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ نے جن دقائق احکام کی تشریح کی ہے وہ سب کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہے اس لئے نبی کا حکم بھی خدا ہی کا حکم سمجھا گیا ہے امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بسنت رسول کو ملا کر ہر چیز کا بیان ہے فقہا مفسرین نے لکھا ہے کہ اجماع اور اجتہاد و قیاس فقہا سے جو احکام و مسائل ثابت ہیں وہ بھی اسی تبیان کتاب اللہ کے تحت میں داخل ہیں۔

تنبیہ۲: قیامت کے دن آنحضرت اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارہ میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام دیں گے کہ جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تو ان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کے مجھے علم نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ جب قرآن پاک تبیانا لکل شیء ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ کے محتاج کیوں ہوں تو جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کا وہ حصہ جو ایمانیات سے متعلق ہے جیسے توحید، رسالت، جزا، سزا، حشر، نشر وغیرہ وہ تو مفصل ہے اور جو اعمال سے متعلق ہے اس کا بیان مجمل کر کے تفصیل رسول اللہ ﷺ کے سپرد کی گئی لقوله تعالیٰ ﴿اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤) یعنی رسول کا کام احکام الٰہیہ کو بیان کرنا ہے ﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ﴾ (النساء: ٦٥) الایة و علمك ما لم تكن تعلم۔

ف۱: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جامع قرأت سارے قرآن کی سورہ نحل میں یہ آیت ہے اور جہاں تک کہ تعلیمات اسلام کا تعلق ہے اہم ترین اور کلیدی آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہے ایک معجزانہ ایجاز و جامعیت کے ساتھ اس کے اندر دین و شریعت کے اہم ترین احکام و نواہی دونوں آ گئے احکام ایجابی بھی اور سلبی بھی حضرات تابعین کے خیال میں ہمارے دستور حیات کا ایک جامع و مکمل خاکہ اس آیت کے اندر موجود ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے وقت سے یہ آیت خطبات جمعہ میں داخل ہو گئی تا کہ ہر ہفتہ متواتر امت کے کان اس صدائے حق سے آشنا ہوتے رہیں اس وقت سے آج تک یہ آیت امت کے خطبات جمعہ کا جزو بنی ہوئی چلی آ رہی ہے یہاں تین مامورات کے مقابلہ میں تین منہیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ عدل سے مراد قوائے علمی و عملی میں اعتدال و توسط عقائد و اعمال اخلاق و معاملات کے سارے شخص مامورات اس کے اندر آ گئے۔ احسان سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا نفع دوسروں تک متعدی ہے۔ اور اسی میں اپنے اعمال و طاعات کو بہترین انداز سے ادا کرنا بھی آ گیا۔ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یہ اسی احسان کی اہم ترین و افضل ترین شکل ہے فحشاء ایسی برائی ہے جو کھلی ہوئی اور صریح ہے یعنی علانیہ پبلک میں کی جاتی ہے اس کے تحت وہ سب برائیاں آ گئیں جو قوت شہویہ کی افراط سے پیدا ہوتی ہیں۔ منکر عام ہے ہر ایسے امر کو جو شعائر اسلامی سے باہر ہو اس کے تحت میں وہ سب معاصی آ گئے جو قوت غضبیہ کے افراط سے پیدا ہوتے ہیں و البغی یعنی وہ ظلم و سرکشی ہے جس کا ضرر دوسروں تک پہنچے اس کے ماتحت وہ سب حرکتیں آ گئیں جو قوت وہمیہ کے غلبہ و افراط سے ظاہر ہوتی ہیں۔ پس تین چیزوں سے منع کیا کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں جن کے لیے بے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ الحاصل آیت میں تنبیہ فرمادی کہ انسان جب تک ان تین قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے مہذب اور پاک نہیں ہو سکتا۔

(اس مضمون پر ایک کنز العمال ج ۵ ص ۳۱۸ میں مذکور ہے اس کے دو راوی ضعیف ہیں ایک احمد بن عیسیٰ بن ماہان رازی اور دوسرا عباد بن کثیر بصری۔ یہ دونوں پرلے درجے کے ضعیف ہیں اور دو روایتیں اور بھی ایک ابن عدی کی الکامل میں ہے اس کا ایک راوی فراش بن عبداللہ ساقط الاعتبار ہے یعنی ضعیف ہے اور دوسری روایت کی سند میں محمد بن عبدالملک کذاب ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۸۔ لسان المیزان ج ۱ ص ۴۴۴ اور سلسلہ احادیث ضعیفہ۔ ج ۲ ص ۴۰۴ و ۲۰۶۔ اور عقائد میں ایسی ضعیف ترین روایات ہرگز ہرگز قابل حجت اور لائق التفات نہیں۔ (عفیف غفرلہ ولوالدیہ آمین)

بقیہ صفحہ نمبر 387

گزر و گے تو جن لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم اور مسلمانوں کے ذاتی افعال میں تمیز نہیں تمہارے برے کاموں کو دین ہی سمجھیں گے اور ایسی بدعہدی کی وجہ سے اسلام سے نفرت کر جائیں گے اس کا وبال بھی تم پر ہوگا پس تم ایسے کاموں سے جن سے عوام میں اسلام سے نفرت پھیلے یا پھیلنے کا احتمال ہو پرہیز کیا کرو ایام محرم میں تعزیہ بنانا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ کفار و مشرکین کے ذہن نشیں ہو رہا ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی ہی ہے جس کا یہ نمونہ ہے تعزیوں کو تو ایسی شان و شوکت سے لے جانا کہ باجے گاجے آتش بازی روشنی وغیرہ کے سب سامان موجود ہیں ذوالجناح (دلدل) امام حسین رضی اللہ عنہ کے آگے آگے ایسی طرز اور انداز سے رونا اور اپنے آپ کو زنجیروں اور مہلک چیزوں سے مارنا کہ خدا کی پناہ۔ ہر ایک شخص ان حرکات سے یہ سمجھتا ہے کہ اسلام یہی ہے تو ایسے اسلام میں داخل ہو کر کیا فائدہ اسی لیے جن علماء نے اس نکتہ کو سمجھا ہے ان کو چین نہیں آتی جب تک وہ تعزیہ کا رد نہ کر لیں خدا رحم کرے اس شخص پر جو ایسے مفاسد کی بیخ کنی میں کوشش کرے یا مخالفت کرنے والوں کی امداد کرے اور اجر آخرت کو دنیا کے کسی معاوضہ پر بھی ہرگز فروخت نہ کرنا چاہیے۔ پھر باقی دوائم کو چھوڑ کر فانی وزائل کا پسند کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔ دنیا کا سارا ذخیرہ سریع الزوال اور آناً فاناً ختم ہو جانے والا ہے اور اجر آخرت دائم لازوال اور غیر منقطع موجودہ مہذب دنیا عقائد میں جس شی کو سب سے زیادہ اور یکسر بھولی ہوئی ہے وہ یہی آخرت کی نعمتیں اور ان کی اہمیت ہے فسق و معصیت کی طرف لے جانے والی اور تقویٰ و طاعت کی طرف سے بے پرواہ کر دینے والی سب سے بڑھ کر یہی آخرت فراموشی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 389

اس کی حکیمانہ تعلیمات اور اس کی معجزانہ بلاغت کو دیکھتے تو کہہ اٹھتے کہ یہ ان کا کلام نہیں ہو سکتا کوئی نہ کوئی ضرور انہیں سکھاتا ہے اب ان کا حق اس کوئی نہ کوئی کی تلاش کرنے لگتا اور اس بدحواسی میں کبھی کسی کا نام لے دیتے اور کبھی کسی اور کا۔ ہر طرف ٹھوکریں کھاتے رہتے اور یہ نہ ہوتا کہ کبھی خود حق تعالیٰ ہی کا نام فرض کر لیتے آج بھی بڑے بڑے روشن خیال مستشرقین انہی جیسے خیالات اور بھول بھلیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 392

فرماتے ہیں نہایت ہی عمدہ طریق ہے جس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو مخاطب کے بزرگوں اور معبودوں کی بے ادبی نہ ہو ان کے ساتھ مباحثہ کرے۔

ف۲: انتقام کا وقت بھی نازک ہوتا ہے مظلوم کا نفس جوش انتقام میں عموماً حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور ایسے وقت میں مظلوم خود ظالم بن جاتا ہے تو اسی لئے قرآن نے اس اشتعال کے وقت جذبات پر قابو رکھنے کی تاکید فرمائی۔ اور انتقام کو حدود کے اندر رکھنے کا خاص اہتمام فرمایا۔ شریعت میں عام فطرت بشری کا لحاظ کر کے انتقام لینا بالکل جائز رکھا ہے اس مقام کا نام اصطلاح سلوک میں مقام رخصت ہے لہٰذا اگر مباحثہ و مناظرہ میں فریق مخالف کی زیادتی کا جو دوران مباحثہ یا میدان جنگ میں ان سے سرزد ہوئی ہو بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر لیا کرو جتنی تم کو تکلیف پہنچائی گئی مگر اس میں بھی یہ اصول مدنظر رہا کرے کہ ان کے بزرگوں اور معبودوں کی ہتک نہ ہو ورنہ معاملہ پھر بڑھ جائے گا بہتر اور افضل تو انتقام نہ لینا ہی ہے۔ لیکن اگر اس پر قدرت نہ ہو اور مجرم کو سزا دینے پر ہی تل جاؤ تو اتنی احتیاط بہرحال ضروری ہے کہ سزا بس جرم کے تناسب سے ہو اس سے زائد ہرگز نہ ہونے پائے اور اگر صبر کرو اور اصل مضمون ہی کی طرف توجہ کر کے ان کی بے ہودہ گوئی کی پرواہ نہ کرو اور اصل مطلب ہی کا جواب دیتے رہو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں بہتر ہے اس سے خوب مراتب قرب بڑھتے ہیں اور اس مقام کا نام اصطلاح سلوک میں عزیمت ہے۔ متعدد مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہے لیکن فخر المفسرین امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو جہاد و قتال کے مسئلہ سے کوئی سروکار ہی نہیں اس میں تو ایک اخلاقی تعلیم حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب کی اور لوگوں کے ساتھ زیادتی نہ کرنے کی دی گئی ہے اور وہ اپنی جگہ قائم ہے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی تائید ہدایت اور اس کی توفیق ان کے ساتھ ہے جن کے دل اللہ کے ڈر سے اور جن کے اعمال احسان کے جوہر سے مالا مال ہوں توفیق الٰہی کے بغیر نہ کوئی شخص صبر کر سکتا ہے نہ اور کوئی طاعت حسنہ' لیکن توفیق کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں گو نفس توفیق مشترک رہتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ توفیق الٰہی خاص اور زائد ہوتی ہے اور ان کے اعمال میں مؤثر رہی ہے متقین کے ساتھ حق تعالیٰ کی معیت اس معنی میں ہوتی ہے کہ وہ انہیں گناہوں سے بچاتا رہتا ہے اور طاعتوں کی توفیق دیتا رہتا ہے اور اپنی رحمت و فضل سے انہیں گھیرے رہتا ہے۔ محققین عارفین نے کہا ہے کہ فن سلوک کا خلاصہ یہی دو چیزیں ہیں ایک امر الٰہی کی تعظیم دوسرے خلق الٰہی کے ساتھ شفقت بعض صوفیا نے اپنی زبان میں یوں فرمایا ہے کہ حضرت حق کے ساتھ معاملہ صدق اور خلق کے ساتھ معاملہ خلق بس یہی طریقت کی معراج ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 393

زمین و آسمان کی مسافت کیسے طے ہوئی یا کرہ ناریا زمہریر سے کیسے گزرے یا بقول اہل یورپ آسمانوں کا وجود ہی نہیں ہے تو پہلے دوسرے آسمان پر جانا کیسے مانا جائے گا؟ آج تک کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کی گئی کہ آسمان واقع میں کوئی شے نہیں اگر یہ بات مان لی جائے کہ نیلگوں سی جو چیز (چھت کی مانند) نظر آتی ہے وہ فی الحقیقت آسمان نہیں تو تب بھی یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ نیلگونی رنگ کے اوپر آسمانوں کا وجود نہیں ہے اور رہا ایک رات میں اتنا طویل سفر تو تمام حکما اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں ہے آج کل قوت کہربائیہ کے کرشمے دیکھ کر یا راکٹوں کی پرواز اور چاند پر پہنچنا وغیرہ دیکھ کر بھی واقعہ معراج کے تسلیم کرنے میں کوئی اشکال رہ جاتا ہے؟ حالانکہ یہ انسانی ایجاد ہیں۔ زمین یا سورج چوبیس گھنٹے میں کتنا فاصلہ طے کرتے ہیں' روشنی کی شعاع ایک منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے؟ جس خالق کائنات نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں کیا وہ قادر مطلق اپنے حبیب ﷺ کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کیفیت اور حفاظت و آسائش کا سامان نہیں رکھ سکتا تھا جن سے نبی ﷺ چشم زدن میں ایک جگہ سے دوسرے مقام پر منتقل ہو سکیں؟ حاصل کلام یہ کہ سائنس مانتی ہے کہ جو حرکت ایک قوت سے گھنٹے میں ہوتی ہے وہ حرکت دوگنا قوت کے ساتھ نصف گھنٹے میں حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ جس قدر قوت محرکہ قوی ہوگی اسی قدر حرکت کم وقت میں ہوگی اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قوت سب سے اقویٰ ہے تو پھر اس میں کچھ بھی شک نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ کے کام اور حرکات تمام حرکتوں سے کم وقت میں ہو سکتے ہیں اس میں غور و فکر کرو۔

ف۲: پہلی شرارت ان کی یہ تھی کہ تورات کے احکام سے انہوں نے مخالفت کی اور دوسری شرارت یہ تھی کہ یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کو قتل کیا۔ جامع البیان والے نے بھی اسی طرح کہا ہے اور وجیز والے نے کہا ہے کہ پہلی شرارت یہ تھی کہ زکریا کو شہید کر دیا اور دوسری شرارت یہ تھی کہ ارمیا کے ایک عالم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ فتح البیان والے نے کہا ہے دو شرارتوں کی تعیین میں اور اس شخص کے معین کرنے میں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کیا اور کیفیت انتقام میں مختلف روایات آئی ہیں مگر اس بحث میں پڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 395

صرف انہی کے پیروکار ہو جاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ جب بداعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی اچانک پکڑ کر انہیں ہلاک نہیں کر دیتے بلکہ اتمام حجت بذریعہ انبیاء یا ان کے نائبین کے بعد سزا دی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ کسی بستی میں قحط سالی ہے یا وبائی امراض پھیل گئے ہیں اور غرباء ہے کسی کی حالت میں کراہ رہے ہیں تو امراء کو بزبان ہادیان مذہب یا بزبان حال حکم ہوتا ہے ﴿اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ (یٰس: ۴۷) اللہ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو تو وہ لوگ اپنی بدمستی اور مال کے نشے میں جواب دیتے ہیں ﴿اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗ﴾ (یٰس ۴۷) کیا ہم ان لوگوں کو کھلائیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نہیں کھلایا یعنی یہ ان کو فائدہ پہنچائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نہیں پہنچایا تو ایسی ہی مغرور بستی کے لوگوں پر تباہی اور بربادی آ جاتی ہے۔ آیت موصوفہ میں ففسقوا کا لفظ انہی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ جب وہ احسان و مروت کے متعلقہ احکام الٰہی کی مخالفت کر کے اپنی بدعملی کا ثبوت دیتے ہیں تو ان پر تباہی آ جاتی ہے اور دوسری تشریح یہ ہے کہ بعض اوقات کسی بستی پر تکلیف آ جاتی ہے تو وہ لوگ بجائے عاجزی اور زاری کرنے کے اپنی بداعمالیوں میں مشغول رہتے ہیں تو پھر ان پر مزید تباہی آ جاتی ہے' جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام: ۴۳) ہمارا عذاب پہنچنے پر وہ لوگ نرم دل اور متوجہ نہ ہوئے بلکہ برے کاموں میں لگے رہے اور شیطان نے ان کے برے کام ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے یہ دونوں تشریحات قرآن مجید میں ملتی ہیں جو بالکل صحیح ہیں اور بائبل میں سبت (ہفتہ) کے دن مچھلیاں پکڑنے کا جو ذکر ملتا ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے۔ (نحمیاہ ۱۳: ۱۶ و اسلام اور مسیحیت)

بقیہ حاشیہ نمبر 396

کے بعد ان کا جنازہ پڑھے اور ان کے لئے دعائے استغفار کرے۔ والدین اگر مشرک ہیں تو ان کے حق میں دعائے ہدایت جاری رہنی چاہیے اور اگر مومن ہیں تو دعائے رحمت' اور خصوصاً یہ دعا کہ اے میرے پروردگار ان پر رحم کر جیسے رحم سے انہوں نے میرے بچپن کے زمانے میں میری پرورش کی ہے۔ ایک انصاری نے آپ سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ میں کوئی سلوک کر سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں چار سلوک کر سکتے ہو' ان کے جنازے کی نماز' ان کے لئے دعا استغفار' ان کے وعدوں کو پورا کرنا' ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور وہ صلہ رحمی جو صرف ان کی وجہ سے ہو۔

ف۷: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تبذیر خرچ کرنا ہے غیر حق میں یعنی فضول کاموں میں خرچ کرنا اور ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ مجاہد نے کہا اگر کوئی انسان سارا مال راہ حق میں خرچ کرے تو وہ مبذر یعنی فضول خرچ نہ ہوگا اور اگر غیر حق میں خرچ کرے تو وہ فضول خرچ ہوگا اگرچہ وہ تھوڑا ہی خرچ کرے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں مال بے جا خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور نیکی کے کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مال خرچ کرنے کو تبذیر نہیں کہتے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مال تو اس کی جگہ یعنی حلال اور جائز طریقہ سے لے اور غیر محل میں خرچ کرے تو یہی اسراف ہے اور یہ حرام ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 397

اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنی اولاد کو موجودہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا' اسلامی علوم وفنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا کیا میں نے پوچھا اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائیں گے' میں نے کہا اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے زنا کاری کرے۔

ف۴: زنا کے پاس بھی نہ جاؤ اس کے مبادی اور اس کی دعوت سے بچو' یہ بدترین طریقہ اور نہایت بری راہ ہے۔ گویا اس حکم امتناعی کے تحت بے حیائی و بے حجابی کے تمام قولی' فعلی' تقریری' تحریری' تصویری اور لباسی مظاہر وغیرہ آ گئے۔ ابن ابی الدنیا میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں شرک کے بعد کوئی گناہ زنا کاری سے بڑھ کر نہیں کہ آدمی اپنا نطفہ کسی ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ زنا بجائے خود بھی قبیح ہے اور بلحاظ دوسرے مفاسد کے افراد کی روحانی پاکیزگی اور اخلاقی طہارت کے بھی منافی ہے اور صالح تمدن ومعاشرہ کی اجتماعی صالحیت اور روحانیت وعبودیت کے چہرہ پر ایک داغ اور جسمانی' معاشرتی اور معاشی نقصانات اور خطروں کے اعتبار ولحاظ سے بھی قابل نفرت ہے۔

ف۵: بغیر حق شرعی کے کسی کو قتل کرنا حرام ہے بخاری ومسلم میں ہے جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی اور محمد ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو اس کا قتل تین باتوں میں سے ایک کے سوا حلال نہیں یا تو اس نے کسی کو قتل کیا ہو۔ یا شادی شدہ ہو اور پھر زنا کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت کو چھوڑ دیا ہو۔ سنن میں ہے کہ ساری دنیا کا فنا ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔ مقتول کے وارثوں کو قصاص لینے یا دیت لینے یا معاف کر دینے کا اختیار ہے۔

یہ ہے شریعت اسلامی کی معتدل اور متوازن تعلیم اور بڑی بڑی مہذب فرنگی حکومتوں کا عمل دیکھئے کہ اگر اپنا ایک یا چند آدمی بھی مارے گئے تو اس کے معاوضہ میں پوری پوری آبادیوں کو آگ لگا کر پھونک دیتے یا ان پر بم وغیرہ گرا کر ان کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں جیسا کہ آج کل مسلم ممالک کے ساتھ امریکہ کا حکمران اپنے حواریوں سے مل کر کر رہا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ بعض مسلمان ممالک کے نام نہاد مسلمان حکمران ان کے لیے سیڑھی کا کام دے رہے ہیں۔ ان کو ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ اور جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے اور وقت کے حکمران جس ڈگر پر چل رہے ہیں اس کا نتیجہ تو بعد میں آنے والے لوگ ہی دیکھیں گے مگر حالات سے جو کچھ واضح ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ یہاں اسلام کو ختم کرنے کی کوششیں عروج پر ہیں جو کہ ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اٹل ہے۔

البتہ شریف آدمی کے لیے اس ملک میں زندگی گذارنا عذاب بنتا جا رہا ہے بے حیائی' بے ہودگی' فحاشی اور عریانی کو یہاں رواج دیا جا رہا ہے اور لبرل اسلام کے نعرے لگائے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان عذابات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

پاکستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جتنے بھی حکمران آج تک آئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اسلام کے ساتھ مخلص نہ آیا' اور کسی نے بھی اس ملک کے دستور کے ساتھ وفاداری نہیں کی بلکہ اس سے پہلو تہی اور غداری کی ہے کیونکہ دستور پاکستان میں اس ملک کا قانون کتاب وسنت درج ہے اور آج تک کوئی بھی حکم کتاب وسنت کا نافذ نہیں کیا گیا بلکہ مختلف مسالک کی فقہ کو سامنے رکھ کر بنایا گیا اور تقریباً جتنے بھی قانون بنا گئے۔

(تکملہ۔ یعنی وہ اقتدار کے بھوکے حکمران اور جرنلوں کے تحفظ کے لیے بنائے اور نافذ کئے گئے جب کہ وہ احکام شریعت' قوانین اسلام' آئین' قانون' انسانی حقوق اور اخلاقی اقدار کے سراسر خلاف ہیں۔)

بقیہ صفحہ نمبر 399

میں حافظہ پر اثر مراد ہے' چنانچہ حدیث میں تصریح ہے کہ آپ کو خیال ہوتا کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے اور درحقیقت کیا نہ ہوتا' ان الفاظ سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ جادو کا اثر حافظہ پر تھا عقل پر نہیں کیونکہ کام کرنے یا نہ کرنے کے متعلق یاد نہ رہنا یہ حافظہ کا کام ہے اور حافظہ اور عقل دو الگ الگ قوتیں ہیں۔ دیکھئے بچپن میں حافظہ قوی ہوتا ہے اور عقل کم اور معمر ہو کر عقل بڑھ جاتی ہے اور حافظہ میں فرق آ جاتا ہے' تو حافظہ پر اثر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقل پر بھی اثر ہو۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حافظہ پر اثر سے یہ مراد نہیں کہ آپ کو معاذ اللہ قرآن مجید بھول گیا ہو یا اس طرح کا کوئی اور نقصان ہو گیا ہو' بلکہ یہ صرف اس حد تک تھا کہ جزوی فعل میں کبھی بھول چوک ہو جاتی اور جزوی فعل میں بھول چوک معمولی بات ہے' مثلاً آپ نماز میں کئی دفعہ رکعتیں بھول گئے اور فرمایا اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ جیسے تم بھول جاتے ہو ایسے ہی میں بھی بھول جاتا ہوں تو بتلایئے کہ یہ بھولنا کوئی دین میں نقصان وہ تھا؟ پس اگر جادو کے اثر سے عام بھولنے کی نسبت کسی قدر زیادہ بھول چوک ہو جاتی تو یہ بھی دین کے منافی نہیں ہے کیونکہ فتح الباری میں ہے کہ جادو کے اثر سے قریب تھا کہ آپ کی بصارت میں فرق آ جائے' اس سے معلوم ہوا کہ جادو کا اثر آپ کے بدن پر ایسا ہی ہوا تھا جیسا کہ ظاہری امراض سے بدن میں کمزوری آ جاتی ہے اور اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اشیاء وغیرہ بند ہو جاتی ہیں' رہا عقل وسمجھ کا معاملہ اور وحی و تبلیغ کا سلسلہ تو اس میں کوئی فرق نہیں آیا اسی لئے فرشتے اترے انہوں نے سب کچھ بتا دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے شفا دی' اگر وحی میں فرق پڑ جاتا تو فرشتے کس طرح اترتے پس یہ واقعہ نبوت کے منافی نہیں بلکہ یہ واقعہ آپ کی نبوت کی مزید تائید ہے۔

پس مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے نہ کہ جادو کیا گیا کیونکہ دوسری آیت میں ام به جنة کفار کا قول ہے یعنی نبی ﷺ کی طرف جنون کو منسوب کیا ہے ان دونوں آیات کے ملانے سے ثابت ہوا کہ مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے اور جس حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا تو وہ بھی اس آیت کے خلاف نہیں ہے اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ نمبر 401

ابن عباس قال هی رؤیا عین اریها رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری به الی بیت المقدس (قرطبی) واقعہ معراج کو سن کر بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے اور حق سے پھر گئے کیونکہ ان کی عقل میں نہ آیا اور اپنی جہالت سے اسے جھوٹا جانا اور دین کو چھوڑ بیٹھے ان کے برخلاف کامل ایمان والے اپنے یقین میں اور بڑھ گئے اور ان کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہو گئے ثابت قدمی اور استقلال میں وہ اور زیادہ ہو گئے، پس اس واقعہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش اور ان کے امتحان کا ذریعہ کر دیا قرآن کریم میں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ دوزخیوں کو زقوم کا درخت کھلایا جائے گا تو کافروں نے اسے سچ نہ مانا۔ چنانچہ پہلی صدی کے بڑے روشن خیال ابوجہل نے شجر زقوم کا ذکر سن کر تمسخر واستہزاء کے لہجہ میں کہا تھا کہ آگ کے شعلوں کے درمیان کوئی درخت رہ کیسے سکتا ہے؟ جبکہ محمد ﷺ خود کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ پتھروں کو بھی جلا دے گی۔ گویا ان کے سمجھنے کے مطابق عالم آخرت اور جہنم کے قوانین طبعی بھی بالکل عالم ناسوت کے قوانین کی نقل ہوں گے جبکہ ایسا نہیں ہے اور مومنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ فرمایا ہم تو کافروں کو اپنے عذابوں سے ڈرا رہے ہیں' لیکن وہ اپنی ضد' تکبر' ہٹ دھرمی اور بے ایمانی میں اور بھی بڑھ رہے ہیں۔

بقیہ نمبر 403

چالاکیوں سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے رسولوں کو بچاتا رہا ہے اس سے بھی نبی ﷺ کے فضل وشرف کا نہایت لطیف پیرایہ میں اظہار مقصود ہے مقربین کے لیے جیسے انعامات بہت بڑے ہیں نزدیکاں رابیش بود حیرانی کے قاعدہ سے ان کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی یا کوتاہی پر عتاب بھی کہیں زیادہ ہوتا جیسے ازواج مطہرات کو فرمایا ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ﴾ (الاحزاب:۳۰) بتلا دیا کہ آپ کا رتبہ معمولی نہیں اگر بفرض محال ادنی سے ادنی غلطی ہو تو دنیا' برزخ اور آخرت میں دوگنا عذاب چکھنا پڑے گا لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے ان آیات کو تلاوت کرتے وقت دوزانو بیٹھ کر انتہائی خوف و خشیت کے ساتھ حق تعالیٰ کی شان جلال وجبروت میں غور کرے اور وہی کہے جو نبی ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ یعنی اے میرے پروردگار! آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھ کو میرے نفس کے حوالہ نہ کیجئے اور مجھے ہمیشہ اپنی ہی حفاظت وکفالت میں رکھیئے۔

بقیہ نمبر 406

وضلالت دونوں کے اسباب کا آخری سرا اسی کے ہاتھ میں ہے جو کوئی اپنے عناد و لعنت کی راہ سے اپنے کو گمراہ ہی رکھتا ہے تو آپ کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے لوگوں کا مددگار نہ پائیں گے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ لوگ اوندھے منہ کس طرح اٹھائے جائیں گے فرمایا جس نے ان کو پاؤں پر چلایا ہے تو وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ان کو منہ کے بل چلائے۔ باقی رہا فرشتوں کا جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹنا تو وہ دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہوگا۔ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ﴾ (القمر:۴۸) عذاب معین اندازہ سے کم نہیں ہونے دیں گے اگر بدن جل کر تکلیف میں کمی ہونے لگے گی تو پھر نئے چمڑے چڑھا دیئے جائیں گے ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا﴾ (النساء: ۵۶)

بقیہ نمبر 408

عزت والی آیت رکھا ہے' بعض آثار میں آیا ہے کہ جس گھر میں رات کو یہ آیت پڑھی جائے اس گھر میں کوئی آفت یا چوری نہیں ہو سکتی۔

[illegible]:۔ دوسرے سے مدد لینے میں تین احتمال ہو سکتے ہیں چھوٹے سے مدد لی جائے جیسے باپ اولاد سے لیتا ہے یا مساوی سے جیسے ایک شریک کو دوسرے شریک سے مدد پہنچتی ہے۔ یا بڑے سے جس طرح کمزور آدمی ذلت ومصیبت کے وقت بڑے آدمیوں سے مدد لیتے ہیں تو اس آیت میں تینوں کی نفی فرما دی لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا پہلے احتمال کی لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ میں دوسرے کی اور لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ تیسرے کی اور بعد میں كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا میں اس کی عظمت وکبریائی کی طرف متوجہ فرما دیا۔

بقیہ نمبر 411

تنبیہ پہاڑ کا نام تنعلوس' غار کا نام حیزوم اور کتے کا نام حمران بتایا گیا ہے۔ (ابن کثیر)

فائدہ: یہ متقی مومن اور راہ یافتہ نوجوانوں کی جماعت تھی جو رب کی وحدانیت کو مانتی تھی اور یہ روز بروز ایمان و ہدایت میں بڑھ رہے تھے اس جیسی آیات اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کرام کا مذہب ہے کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور اس میں مرتبے ہیں یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ ڈی سیس (دقیانوس) رؤل کے زمانے میں جو پولوس کی مشرکانہ تعلیم سے متاثر نہیں ہوئے تھے ان موحد مسیحیوں پر جو جو مظالم ہوئے تھے وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں اور اصحاب کہف کے بارے میں جو اقوال نقل ہوئے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح کے شرک سے بیزار اور توحید میں کامل و راسخ تھے وہ اگر بقول شیخ الاسلام امرتسری مسیحی تھے تو وہ صحیح معنی میں تھے نہ کہ پولوسی وتثلیثی نام نہاد مسیحیت کے علمبردار امام ابن کثیر کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا واقعہ مسیح علیہ السلام کے زمانے سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ:۔ ظالم بادشاہ ۲۵۰ء میں تھا اور اگر تین سو سال سونے کے ملائے جائیں تو یہ ۵۵۰ء بنتی ہے اور نبی ﷺ تخمیناً ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے اور اس حساب سے اصحاب کہف کی بیداری آپ کی ولادت شریفہ سے بیس برس پہلے ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بقیہ نمبر 412

ان کے ارادے کے برعکس حالات کچھ اور ہی تھے۔ نبی ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا تو کل بتا دوں گا مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پندرہ یوم تک وحی نہ آئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرما دیا کریں اور اس کے ساتھ ان شاء اللہ ضرور کہا کریں اور اگر کبھی ان شاء اللہ کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آ جائے تو اس وقت کہہ لیا کریں خواہ وہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ تعالیٰ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک ہو جائے گا۔

تنبیہ:۔ بشیء تنوین کے ساتھ نکرہ ہے مفہوم عموم واستغراق کے لیے گویا یہ بتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ اپنے چھوٹے بڑے ہر ارادہ کو ارادۂ الٰہی پر معلق اور اس سے وابستہ رکھیے اس چھوٹی سی تعلیم سے ایک طرف تو معتزلہ کا رد نکل آیا جو بندہ کو بعض کاموں کا خالق اور موجد قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف جبریہ کا رد ہے جو بندہ کو جماد و مجبور محض مانتے ہیں اور جبکہ صحیح مسلک اہل سنت کا یہ ہے کہ بندہ اپنے کاموں پر قادر تو ہے لیکن مشیت الٰہی اور اس کی ماتحتی کے بعد۔

بقیہ صفحہ نمبر 413

یعنی حق تو اپنی ساری تابانی اور وضاحت کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے آ ہی چکا ہے اور راہ ہدایت خوب اچھی طرح روشن ہو چکی ہے اب بندہ کے اختیار میں ہدایت بھی ہے اور کفر کی ذمہ داری بھی بندہ ہی پر ہے اور حق تعالیٰ کسی کو بھی مجبور نہیں کر رہا فمن شاء اور و من شاء ان صیغوں سے پسند مراد نہیں بلکہ تہدید و وعید مراد ہے حق کی تمام و کمال وضاحتوں کے بعد بھی جو ایمان نہ لائے گا اور کفر پر مصر رہے گا تو وہ خود ہی اپنا نقصان کرے گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 417

ہے اور تمام کی تدبیر صرف میرے ہی ہاتھ میں ہے' میرا کوئی شریک وزیر' مشیر اور نظیر نہیں خود ان کو پیدا کرتے وقت بھی ان سے نہیں پوچھا گیا کہ تمہیں کیسا بنایا جائے یا تمہارے دوسرے ہم جنسوں کو کس طرح پیدا کروں آؤ ذرا آ کر میری مدد کرو' پھر نہ معلوم لوگ ان کو معبود ہونے کا درجہ کیوں دے رہے ہیں اور اپنے رب کو چھوڑ کر انہیں کیوں رفیق و مددگار بناتے ہیں بعض مفسرین نے اس سے استنباط کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کافروں سے دین کے معاملات اور کاموں میں مدد لینا ناجائز ہے۔ وضاحت: بعض مفسرین کا یہ استنباط چنداں صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا سفر عبداللہ بن اریقط کی راہنمائی میں کیا تھا جو کہ اہم ترین عمل بلکہ فرض تھا اور عبداللہ کافر تھا وھو علی دین کفار قریش۔ صحیح البخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۵۵۴۔ اسی طرح آپؐ نے بعض غزوات میں ایک کافر سردار سے جنگی ہتھیار مستعار لئے تھے۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 419

مقرب و مقبول کا نام خضر ہے اور خضر کی نبوت میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک وہ نبی ہیں رسول نہیں تھے۔ امام قشیری اور ایک جماعت ان کو ولی شمار کرتی ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک خضر نبی نہیں تھے۔ وہ کمال مرتبہ کی حد تک اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ بندہ سے ذرا بھی زائد نہ تھے مقام عبودیت اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا مقام ہے اور جب خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو وہ اور بھی موجب عزت ہو جاتا ہے پس جو لوگ نبی ﷺ کو عبد کہنے سے بلاوجہ عداوت رکھتے ہیں یہ ان کی فاش غلطی ہے۔

۳۔ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یہ علم بلاواسطہ اسباب و اکتساب و تعلم براہ راست حق تعالیٰ سے عطا ہوا تھا اور یہ علم اسرار کونیہ کا تھا جس علم پر قرب الٰہی مرتب ہوتا ہے وہ علم اسرار کونیہ نہیں بلکہ علم اسرار الٰہیہ شرعیہ ہے اور جو علوم بطریق مکاشفات حاصل ہوں صوفیا کے نزدیک ان کو علوم لدنیہ کہتے ہیں' نبی ﷺ کو سب کچھ علم لدنی حاصل تھا۔

۴۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں یہ عین ممکن ہے کہ ایک شخص بہت سے علوم میں عالم ترین ہو پھر بھی بعض علوم سے ناواقف ہو اور اس کے سیکھنے کے لئے وہ کہیں اور بھیج دیا جائے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام ایسے اپنے وقت کے اعلم الناس کو حضرت خضر کے پاس بھیجا گیا۔

۵۔ تشریعی احکام بندوں کی اخلاقی و معاملاتی اصلاح اور اخروی سعادت و نجات کے متعلق ہیں جو بندوں کے حقوق کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ انبیاء و رسل کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں اور تکوینی احکام اللہ تعالیٰ کا اپنا قانون ہے جس سے وہ عالم بالا و زیر کی تدبیر و انتظام کرتا ہے سلسلہ خلق و فنا کی وابستگی اسی قسم سے ہے اور ایسی خدمات پر عموماً فرشتے مقرر ہیں بعض خواص بنی آدم کو بھی اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے ایک ان میں سے خضرؑ بھی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 420

ان میں سے ایک کو جو زیادہ خوبصورت تھا خضر نے پکڑ کر مار ڈالا اور چل کھڑے ہوئے بعض روایات میں اس کا نام جیور آیا ہے وہ لڑکا بالغ تھا یا نابالغ بعض کا قول ہے کہ بالغ تھا اور لفظ غلام عدم بلوغ پر دلالت نہیں کرتا' لیکن جمہور مفسرین اس کو نابالغ ہی بیان کرتے ہیں' یہاں پھر موسیٰ علیہ السلام کے اس دفعہ ٹوکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی پہلی حرکت ہی کیا کم تھی کہ اب آپ اس سے بھی کہیں بڑھ کر بے جا حرکت کر گزرے کشتی کی ہلاکت کا تو اندیشہ ہی تھا لیکن لڑکے کے قتل سے تو اس کی ہلاکت واقع ہی ہو گئی اور ظاہر ہے کہ یہ کام برائی میں پہلے کام سے زیادہ ہے کشتی کے نقصان کا تدارک تو بہر حال ممکن بھی تھا یہ تو جان کا معاملہ ہے اس کی تلافی کی تو کوئی صورت ہی نہیں' لڑکا نابالغ قابل قصاص نہیں چہ جائیکہ بالکل بے قصور قتل ہو۔ بے گناہ ہونے کا عذر بظاہر اس کے نابالغ ہونے کی تائید کرتا ہے مگر دوسروں کے لئے تاویل کی گن تنبیہ:۔ خضر کی حیات میں اہل علم کا اختلاف ہے اور اس بارے میں زیادہ صحیح مذہب المحدث کا یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں' امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا جو لوگ کہتے ہیں کہ خضر زندہ ہیں جس طرح کہ بعض خاص و عام اور یہود و نصاریٰ کا خیال ہے تو وہ غلط ہے اور ان کی غلطی کی وجہ یہ ہے کہ بعض زاہد قسم کے لوگ دیکھتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں خضر ہوں حالانکہ وہ ایک شیطان ہوتا ہے جو انسان کی صورت میں ظاہر ہو کر اس شخص کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور جتنی بھی روایات ان کی حیات کے بارے میں آئی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے فتاویٰ محمدیہ میں اس موضوع پر بڑا مدلل محقق اور مفصل مقالہ شامل اشاعت ہے جس میں اس موضوع کے مالہ و ماعلیہ پر کے ہر پہلو پر جامع گفتگو اور سیر حاصل بحث کر کے حضرت خضر کی وفات کا ٹھوس ثبوت پیش کر دیا ہے۔ وللہ الحمد۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 421

استنباط کیا جاتا ہے کہ جب مرید یا شاگرد سے خلاف و نزاع بار بار ظاہر ہونے لگے اور مرشد و استاد کو اس سے مناسبت و موافقت کی امید باقی نہ رہ جائے تو اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدا کر دینا درست ہے' اس واقعہ سے بعض کو دھوکا ہو گیا ہے کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس علم باطن کے دو شعبے ہیں (۱) علم مرضیات الٰہی جو متعلق بالنفس ہے (۲) علم اسرار کونیہ۔ پہلا تو علم شریعت کا ایک جز ہے اور جز کبھی کل سے افضل نہیں ہو سکتا اور دوسرا علم چونکہ قرب الٰہی میں کچھ دخل نہیں رکھتا اس لئے افضلیت کا احتمال بھی نہیں دوسرا دھوکا یہ ہوا ہے کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطن کا دوسرا شعبہ حاصل ہونا اس قصہ سے ثابت ہے اور ابھی لکھا گیا کہ وہ علم شریعت سے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا افضل نہیں ہے اور تاویل سے مراد یہاں غایت و مصلحت یا مصلحت تکوینی ہے۔

ف۳: پہلا واقعہ کشتی کا تختہ توڑنے کا ہے جو شریعت کے لحاظ سے ظاہری طور پر دو وجہ سے قابل اعتراض ہے۔ اول نقصان ناحق' دوم احسان کا بدلہ برائی لیکن باطن میں ان کشتی والوں کے ساتھ ہمدردی تھی کہ ان کی کشتی کو کسی قدر عیب دار کر کے ایک غاصب سے بچا دیا اور یہ بات کہ نیک نیتی سے کسی کا جزوی و عارضی حرج کر کے اس کو بڑے اور دائمی نقصان سے بچا دیا جائے شریعت کے بھی خلاف نہیں۔ یہی صورت اور حقیقت خود موسیٰ علیہ السلام پر ان کی ولادت کے وقت ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو الہام کیا کہ بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دو بظاہر اس میں موسیٰ علیہ السلام کی ہلاکت کا خوف تھا لیکن باطن میں موسیٰ علیہ السلام کی خیر خواہی تھی کہ آپ کو فرعون کے ظالمانہ حکم قتل سے محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ ان دنوں فرعون کا عام حکم تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو بھی فرزند پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے تو صندوق میں ڈالنے اور دریا میں بہا دینے کی تدبیر سے فرعون کے اہل کاروں کو جو اس قسم کی ڈیوٹی پر متعین تھے علم نہ ہو سکا کہ یہ بنی اسرائیل کا بچہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم تکوینی سے پانی نے اس صندوق کو دریا کے کنارے اس جگہ پر لگایا جہاں سے فرعون کے آدمیوں نے صندوق کو مال لاوارث سمجھ کر پکڑ لیا اور بادشاہ کے حضور پیش کر دیا۔

تنبیہ:۔ وراء کا لفظ ذوات الاضداد میں سے ہے پیچھے اور آگے دونوں معنی میں آتا ہے (قاموس۔ اتقان) اس جگہ آگے اور سامنے کے معنی میں ہے جدھر کو وہ کشتی جا رہی تھی۔

نمبر۲:۔ غصب کسی کی چیز زبردستی اور بغیر حق کے چھین لینے کو کہتے ہیں۔

نمبر۳: کل سفینة سے اس جگہ سفینہ صحیحہ مراد ہے اس کی دلیل ان اعیبها ہے۔ پس یہ کلیہ مقیدہ و مشروطہ یا موصوفہ بوصف صحت ہے نہ کہ مطلقاً۔

نمبر۴: اس آیت سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہے کہ کھیتی باڑی اور تجارت کے آلات پر زکوٰۃ نہیں چنانچہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان ملاحوں کو باوجود کشتی کے مالک اور روزی کمانے کا کام کرنے کے مسکین ہی کہا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسکین وہ ہے جو روزی کماتا ہو لیکن اس کی کمائی اس کے خرچ کے لئے کافی نہ ہو یعنی تنگی سے گزارہ چلتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے صدقات میں اس قسم کے لوگوں کا بھی حق رکھا ہے اور فقیر شکستہ حال اور نادار کو کہتے ہیں۔

ف۴: لڑکے کے قتل پر موسیٰ علیہ السلام کو اس وجہ سے اعتراض ہوا کہ اس لڑکے سے کوئی امر جو موجب قتل ہو سکے سرزد نہیں ہوا تو اسے کیوں قتل کیا گیا؟ اصل میں اس کی حقیقت یہ تھی کہ اس لڑکے سے اپنے مومن والدین پر ظلم و زیادتی کا اندیشہ تھا تو مومنوں سے ظلم دور کرنے کے لئے ظالم کو ہلاک کر دیا گیا اور اسی طرح کا ایک واقعہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی سرزد ہو چکا تھا جبکہ آپ نے مومن اور قومی بھائی کی حمایت میں ظالم قوم کے ایک فرد کو مکا رسید کیا اور وہ مر گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مومن اس فرعونی ظالم کے ظلم و تعدی سے بچ گیا اگرچہ موسیٰ علیہ السلام سے یہ کام اتفاقاً ہو گیا اور خضر علیہ السلام نے لڑکے کو عمداً قتل کیا لیکن اس میں بھی قدرت کا وہی راز تھا کہ حضرت موسیٰ کو اس قبطی کے قتل کا سبب حکم تکوینی سے بنایا تھا۔ (تو ایسے معاملات میں سوچ بچار سے کام لینا چاہئے کیونکہ غفلت میں پڑ کر انسان بہت دور نکل جاتا ہے)۔ گو اصل فطرت سے ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے مگر آگے چل کر خارجی اثرات سے بچپن ہی میں بعض کی بنیاد بری پڑ جاتی ہے جس کا پورا علم یقینی تو اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے تاہم کچھ آثار اہل بصیرت کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اس لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو آگاہ فرمایا اور ان کو کشف تکوینی سے یہ علم ہوا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کافر ہو گا یہ علم مکاشفہ وہی ہے جس کا ذکر عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے تحت ہو چکا ہے چونکہ اس کی بنیاد بری پڑی تھی بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور ماں باپ کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتا اور وہ اس کی محبت میں کافر بن جاتے اس طرح لڑکے کا مارا جانا والدین کے حق میں رحمت اور ان کی حفاظت کا ذریعہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس کے ماں باپ ایمان پر قائم رہیں حکمت الٰہیہ متقضی ہوئی کہ آنے والی رکاوٹ کو ان کی راہ سے دور کر دیا جائے تو خضر کو حکم دیا کہ لڑکے کو قتل کرو۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی پا کر اس کے مطابق یہ کام کیا' اب یہ سوال کرنا کہ لڑکے کو پیدا نہ کرتے یا کرتے تو اس قدر شریر نہ ہونے دیتے جہاں لاکھوں کافر دنیا میں موجود ہیں اس کے والدین کو بھی کافر بن جانے دیتے یا جن بچوں کو بنیاد ایسی پڑے کم از کم انبیاء کرام کو ان سب کی فہرست دے کر قتل کرا دیا کرتے تو ان تمام باتوں کا اجمالی جواب یہ ہے کہ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ (انبیاء:۲۳)۔ تکوینیات کے متعلق اسی قسم کے ہزاروں سوال کئے جا سکتے ہیں جن کا جواب سوائے اعتراف عجز و قصور کے اور کچھ نہیں۔ خضر علیہ السلام کے ذریعہ یہاں ایک نمونہ دکھلانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصالح تکوینیہ کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا کبھی صورت واقعہ بظاہر دیکھنے میں خواب اور قبیح یا بے موقع معلوم ہوتی ہے لیکن جسے واقعہ کی اندرونی گہرائیوں کا علم ہو تو وہی سمجھتا ہے کہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں جیسے یہ خضر علیہ السلام کے واقعات ہیں اور اگر خضر علیہ السلام اپنے ان افعال کی توجیہ بیان نہ کرتے تو ساری دنیا آج تک ورطہ حیرت میں پڑی رہتی پھر خضر علیہ السلام کو ہدف طعن و تشنیع بنائے رکھتی۔ مولانا حافظ عنایت اللہ اثری وزیر آبادی عجیب توجیہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا بالغ تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے مگر وہ ان کے طرز پر نہیں تھا بلکہ وہ کافر سرکش اور شریر اور ماں باپ کا نافرمان تھا' چور ڈاکو تھا ہر وقت خطرہ رہتا تھا کہ گھر سے مال برآمد ہونے پر اس کے ماں باپ کہیں بدنام نہ ہوں اس کا مقدمہ پیش ہو کر فیصلہ ہوا تھا کہ اسے قتل کیا جائے مگر وہ مفرور ہو گیا جو کہ آج ملا ہے اس لئے اسے قتل کر دیا گیا۔ (لیکن اس توجیہ کی کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی لہٰذا ایسی توجیہات کہ جن کے شواہد نہ ملیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔) یہ جو میں نے کہا ہے ان اختیارات کی رو سے کیا ہے جو مجھے حکومت وقت سے حاصل ہیں اپنی مملکت سے باہر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیارات سے دور ہو کر میں نے کوئی کام نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہوں۔ حضرت خضرؑ ذوالقرنین کے وزیر تھے شائد اسی لئے قرآن نے خضرؑ کے قصہ کے ساتھ اس کا قصہ بیان فرمایا۔

تنبیہ۔ کہتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نیک لڑکی دی جو ایک نبی سے منسوب ہوئی اور ایک نبی اس سے پیدا ہوئے جس سے ایک امت چلی (عثمانی۔ ابن کثیر) بعضوں نے کہا اس لڑکے کے بدل اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور لڑکا دیا جو نیک بخت پرہیزگار اور ماں باپ کا مطیع و فرمانبردار تھا۔

تنبیہ۲۔ لڑکے کو مار ڈالا خس کم جہاں پاک اور یہ مار ڈالنا بحکم الٰہی تھا۔ اس لئے حضرت خضر علیہ السلام پر کوئی گناہ نہ ہوا اور گرخوں بہ قتوٰی بریزی رواست۔

تنبیہ۔ غلام عربی زبان میں چھوٹے بچے سے لے کر جوان بلکہ بوڑھے تک بھی بولا جاتا ہے چنانچہ قرآن میں علیم اور حلیم غلام کی صفت میں وارد ہوئے ہیں جن کا ظہور بلوغت کے بعد ہوتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کے متعلق بھی غلام کا لفظ آیا ہے اس وقت ان کی عمر ۱۷ سال تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا اِنْ غُلَامٌ بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِنَ اللّٰہِ اَکْثَرُ مِمَّنْ یَدْخُلُھَا مِنْ اُمَّتِیْ۔ (مشکوٰۃ باب المعراج بحوالہ بخاری مرفوعاً) بخاری مسلم میں صاف موجود ہے کہ اَمَّا الْغُلَامُ فَکَانَ کَافِرًا۔ یعنی وہ لڑکا کافر تھا درمنثور میں سعید بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ کان غلاماً ابن عشرین سنۃ وہ بیس سالہ نوجوان تھا۔ تفسیر مواہب رحمان میں حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ یہ طفل نہیں بلکہ جوان تھا ڈاکہ زنی کرتا تھا اور مال چھین لاتا تھا اور والدین کے پاس آ جاتا تھا۔ (البیان الحسان) زکیہ کا معنی خوبصورت بھی آیا ہے (صاف ستھرا خوبصورت) یا یہ مطلب کہ بظاہر بے گناہ معلوم ہوتا ہے اس نے میرے دیکھنے میں کسی کو نہیں مارا تو پھر اسے کیوں مارا گیا؟

بقیہ سورہ نمبر 423

امروں میں حاصل ہوتی ہے تمام امور میں نہیں ہوتی اور تیسرا یہ کہ ان ایک دو امروں میں بھی حقیقی کمال نہیں ہوتا بلکہ اس کی ضروریات کی مناسب حد تک ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں یہ نکتہ عام طور پر خصوصیت سے ملحوظ ہے علم کے بارے میں فرمایا ﴿وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ﴾ (البقرہ:۲۵۵) نیز فرمایا ﴿وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ﴾ (یوسف ۷۶) یعنی ہر صاحب علم سے فائق تر دوسرا صاحب علم ہے۔ شاہی اقتدار کے بارے میں سلیمان کی زبانی ذکر فرمایا ﴿وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ﴾ (النمل:۱۶) یعنی ہم کو اللہ تعالیٰ نے (شایان بادشاہی کی) ہر چیز میں سے کچھ کچھ عنایت کیا ہے۔ اسی طرح بلقیس کے بیان میں ہدہد کی رپورٹ میں ذکر کیا ﴿وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ﴾ (النمل:۲۳) اس شہزادی کو (سامان بادشاہی کی) ہر چیز میں سے کچھ کچھ دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ میرا اور تمہارا اور جملہ مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اتنا ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ ڈبو کر پانی لیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ہر چیز کا کلی احاطہ کیا از روئے اختیار و قدرت اور کیا از روئے علم و خبرت یہ تمام تر اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے جیسے فرمایا ﴿لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ (طلاق:۱۲) قرآن شریف کے اس نکتہ کو نگاہ میں رکھنے سے آدمی شرک میں نہیں پڑ سکتا اور اس کی جان مخلوق پرستی کی آفت سے بچ جاتی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کلی قدرت اور کلی علم کسی کو نہیں تو پھر کسی غیر کی عبادت کیوں کی جائے۔

تنبیہ:۔ یہاں کل استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی (روح) اور اسباب سے اسباب عادیہ مراد ہیں (روح) تو ثابت ہو گیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ ہی اسے مافوق الاسباب امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔

فائدہ: وجد کے دو مفہوم مختلف لغات عرب میں ہیں ایک معنی تو ہیں ''پایا'' ''معلوم کیا'' ''دریافت کیا'' گویا اس معنی میں واقعیت یا واقعہ کے ساتھ مطابقت کا پہلو بھی شامل ہے دوسرا معنی ہے ''محسوس کیا'' ''مشاہدہ کیا'' گویا اس کا تعلق محض وجدان و ادراک سے ہے واقعہ سے مطابقت ہرگز ضروری نہیں اور یہاں یہی آخری معنی مراد ہے مفسر قرآن شیخ الاسلام امام ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر مخالفین اسلام نے اپنی ناسمجھی سے بہت زیادہ اور ناحق قرآن شریف پر اعتراضات کئے ہیں کہ سورج تو تمام کرۂ زمین سے بدرجہا بڑا ہے پھر وہ سمندر میں کیسے ڈوبا ہوگا؟ یہ ان کا محض خیال خام ہے یہاں وجد کا معنی ہے اس نے خیال کیا پس مطلب یہ ہوا کہ ذوالقرنین نے سمندر کے کنارہ پر مغرب کے وقت خیال کیا کہ سورج سمندر کے اندر ڈوبتا ہے سمندر کے کنارہ پر تو کیا کسی بڑے تالاب پر بھی ایسا ہی خیال ہو سکتا ہے۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن نے وجدھا تغرب کہا ہے اور کانت تغرب نہیں کہا یعنی یہ کہ ڈوبتے پایا نہ یہ کہ ڈوبا کرتا تھا۔

اکثر علماء نے یہاں پر جو ظلم اور ایمان کے معنی کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ظلم سے مراد شرک و کفر ہے اور ایمان سے مراد اسلام ہے۔ ذوالقرنین نے اپنی رعیت میں یہ اعلان کیا کہ جو کوئی شرک کرے گا اس کو سزا دوں گا اور جو ایمان لائے گا اس کو نواز دوں گا' چونکہ یہ معنی اصول شریعت کے خلاف ہیں اور شریعت کا قانون ہے کہ رعایا خواہ مشرک ہی ہو اس کی بھی حفاظت کی جاتی ہے نہ یہ کہ ان کو شرک کرنے پر سزا ملتی ہے' اس لئے میں نے یہ معنی نہیں کئے۔ حضرت ذوالقرنین نے اپنے آئین حکمرانی کے متعلق ایک ہی جامع لفظ کہہ دیا کہ میرے سزا دینے کا قانون یہ ہوگا کہ جو ظلم کرے گا اسے سزا دوں گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

تنبیہ:۔ اب تاریخ و جغرافیہ کی شہادت یہ ہے کہ سکندر کی ابتدائی فتوحات کی سمت (یعنی سمت مغرب) میں ایک بڑی جھیل آ کریڈا کے نام سے جنوبی سرویا (موجودہ یوگوسلویا) میں مناستر سے کوئی ۵۰ میل جانب مغرب واقع ہے اس کا پانی زمین کے جن خطوں اور چشموں سے آتا ہے وہ بڑے گندے یا سیاہی مائل ہیں یہاں تک کہ جو دریا اس جھیل سے نکلا ہے اس کا نام ہی دریائے سیاہ ہے۔

بقیہ سورہ نمبر 424

لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حضرت اس کا کوئی انتظام فرمائیں بادشاہ (ذوالقرنین) نے ان کی درخواست منظور کی اور دو پہاڑوں کے درّوں کو بند کر دیا اور بس قرآن شریف دیوار کی لمبائی بین الصدفین بتاتا ہے یعنی پہاڑ کے درمیان جو درّہ سا تھا اس کو بند کر دیا ہے جیسا کہ درہ خیبر ہے' اور اتنے ہی سے وہ مفسد قوم اس طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے سے رُک گئی اور رعایا کو امن نصیب ہوا۔ تعجب ہے کہ ایسی چھوٹی سی دیوار کی تلاش میں سرسید احمد خاں چین کے ملک میں جا پہنچے اور تلاش کرتے کرتے ان کو دیوار اعظم (گریٹ وال) پر نظر جا پڑی جو لمبائی میں ۸۰۰ کوس کے قریب ہے اور چوڑائی میں اتنی ہے کہ چھ گھوڑے سوار ایک ساتھ اس کے اوپر سے گزر سکتے ہیں اور اس کی اونچائی نصف میل کے برابر ہے جو پانچ سال میں بنائی گئی تھی۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے پہاڑ کے دو طرفوں کے مابین درّہ کو بند کر دیا اور یہ کام اتنی جلدی میں کیا کہ جب وہ دورے پر تھا اور سرسید احمد خاں کا قول کہ دیوار ۵۰ سال میں بنائی گئی نا قابل فہم بات ہے اور بادشاہوں کا کسی دورہ میں پچاس سال تک ایک جگہ ٹھہرے رہنا بعید از قیاس ہے کیونکہ ذوالقرنین نے بعد تیاری کے اس دیوار کو خود ملاحظہ کیا بلکہ اس کی تکمیل کے زمانے میں خود بنفس نفیس وہاں موجود رہا تو اس لیے سرسید احمد خان کی تلاش کو کندن و کاہ آوردن سے زیادہ نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ دیوار ایک پہاڑی درّہ کی بندش تھی جو پہاڑی سلسلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ممکن ہے کہ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی گر کر تباہ ہو گئی ہو۔ یاجوج ماجوج کے تفصیلی حالات کا تذکرہ قرآن میں نہیں آیا بلکہ صرف اتنا آیا ہے کہ وہ مفسد قوم ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم تو جہنم کے لائق جماعت تیار کر حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے اللہ کتنے لوگ جہنم کے لائق ہیں؟ ارشاد ہوگا ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے وہ وقت بہت ہی سخت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بھلا وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ کہ یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار اور تم میں سے ایک ہوگا۔ (بخاری، مسلم) اس حدیث کے معنی قابل غور ہیں کہ مخاطبین میں سے ایک آدمی ناجی کے مقابلہ پر ایک ہزار یاجوج ماجوج فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک آدمی کون ہے؟ مسلمان نیکوکار یا عام بنی آدم خواہ وہ مومن ہو یا کافر؟ کچھ شک نہیں اس جگہ پہلی صورت ہی مراد ہے یعنی ناجی صرف مسلمان نیکوکار ہوں گے اس زمانہ کے مسلماں ہوں یا گزشتہ زمانوں کے مسلمان لوگ' لیکن سوال یہ ہے کہ ان نجات پانے والوں کے مقابل یاجوج ماجوج اگر کوئی اور قوم ہے جو آن دیکھی اور ان سنی ہے پھر موجودہ اور گزشتہ کفار کس شمار میں ہوئے کیونکہ فی ہزار ایک ناجی ایماندار ہے اور باقی تعداد یاجوج ماجوج نے پوری کرنی ہے تو کفار بت پرست' یہود و نصاریٰ کس شمار میں ہوئے؟ کیا وہ ناجی گروہ میں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ یعنی میں مشرک کو ہرگز نہیں بخشوں گا تو اس لئے انکا شمار نجات پانے والوں میں نہیں ہوسکتا اور وہ یاجوج ماجوج میں ہوں گے' بے شک یہ صورت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ آٹے نمک کے شمار سے تو کیا پہلے حساب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شکر گزار بندے بہت کم ہیں کا ارشاد صحیح ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ (متفق علیہ) یعنی تم مسلمانوں کا شمار باقی لوگوں کے مقابلہ پر ایسا ہے جیسے ایک سیاہ بال سفید بیل کی پیٹھ پر یا سفید بال سیاہ بیل کی پیٹھ پر اور اس سے بھی نیکوکاروں کی کمی بتلانی مقصود ہے واقعی فی ہزار ایک کی تعداد کا حساب پورا بیٹھتا ہے پس جب ایک کے مقابل پر یاجوج ماجوج ایک ہزار کے قریب یا پورے ایک ہزار ہوئے تو جہنم کی تعداد تو انہی سے پوری ہوگئی پھر اور کسی کی کیا حاجت ہوگی لہٰذا اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد وہی لوگ ہیں جو مفسد ہیں' جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی خلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ بقرہ کے شروع ہی میں مخالفین اسلام کو مفسد فرمایا ہے بلکہ مفاسد کا بدوصف انہیں میں حصر کر دیا ہے ارشاد ہے ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۲) سنو وہی مفسد ہیں المفسدون معرف باللام ہے جو مبتدا کی خبر ہے کیونکہ علم معانی کا قاعدہ ہے کہ خبر معرف باللام سے حصر حاصل ہوتا ہے تو اس جملہ کا معنی یہ ہوا کہ فساد کے بد وصف کو مخالفین اور معاندین اسلام میں حصر کر دیا اور یاجوج ماجوج کی تعریف بھی مفسدوں کے لفظ ہی سے فرمائی ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ یاجوج ماجوج مخالفین اسلام ہی کا نام ہے خواہ وہ کسی ملک کے باشندے اور کسی قوم کے ممبر ہوں۔ اب رہا یہ سوال کہ قرآن شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ ﴿اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ (الانبیاء:۹۶) یعنی قریب قیامت یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے تو وہ ہر ایک بلندی سے نیچے کو آئیں گے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت کے آئیں گے اور یہ کفار' یہود و نصاریٰ تو پہلے سے ہی موجود ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان مخالفوں مفسدوں کی اس حالت کا بیان ہے جب ان کا نہایت غلبہ اور زور و شور ہوگا جس دور کے متعلق احادیث میں آیا ہے لَا يُقَالُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ یعنی دنیا پر اللہ اللہ کہنے والا بھی کوئی نہ ہوگا کچھ شک نہیں کہ ایسے برے وقت میں یاجوج ماجوج یعنی مفسدوں کا بہت زور ہوگا اور وہی ہر ایک بلندی اور پستی پر متصرف اور قابض ہوں گے پس اس وقت قیامت قائم ہو جائے گی اور رہا یہ سوال کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یاجوج ماجوج دیوار کو چاٹ رہے ہیں بلکہ کسی قدر سوراخ اس میں انہوں نے کر بھی لیا ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قریب قیامت کے نکلیں گے اور اب وہ دیوار کی وجہ سے بند ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں آچکا ہے کہ ایک آدمی ناجی اور نو سو ننانوے غیر ناجی ہوں گے پھر ان کی تقسیم بھی یوں کی کہ ایک مومن اور ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جو ان کے دیوار کو چاٹنے کا ذکر اور قریب قیامت کے نکلنے کا مذکور ہے اس سے مراد ان کی کثرت اور غلبہ ہے یعنی عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ شریر لوگ دنیا کے ہر حصے پر متصرف اور قابض ہو جائیں گے چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہے کہ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ یعنی عرب کے لیے افسوس ہے کہ شر قریب آ گیا ہے اور عرب کی خصوصیت ملک کے اعتبار سے نہیں بلکہ دین کے اعتبار سے ہے یعنی عربی دین (اسلام) پر افسوس کا وقت آنے والا ہے کہ شریر لوگ اس پر بھی غلبہ پائیں گے یہ وہی وقت ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں فرمایا کہ لا يقال الله الله یعنی دنیا میں کوئی شخص اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا مختصر یہ کہ سدّ سکندری ایک معمولی دو تین گز پہاڑی درّہ کی بندش تھی جو اس وقت کے مفسدوں کے بند کرنے کو کافی تھی اور یاجوج ماجوج مفسد قوموں کا نام ہے جو قریب قیامت کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں پر غالب آ کر سب دنیا میں خرابی بپا کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللھم احفظنا منھم آمین مولانا عبدالماجد صاحب تفسیر ماجدی میں فرماتے ہیں یاجوج ماجوج کوئی شورہ پشت شورش پسند پہاڑی قبیلے تھے اور جو آبادیاں انکی حکومت میں آتی تھیں انہوں نے ذوالقرنین سے عرض کی کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایسی حد فاصل قائم کردیں جسے توڑ کر یہ ہم پر حملہ آور نہ ہوسکیں چنانچہ وہ درہ بند کردیا گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنیادیں وغیرہ تو پتھر سے بھری گئی ہوں گی اور اوپر سے اس درہ کو لوہے کی چادروں کے دروازے سے بند کیا گیا ہوگا' صدیوں بعد سیاحوں کے مشاہدہ میں ایک آہنی دیوار مقام در بند میں نظر آئی اور اس کا نام سدّ سکندری ہی مشہور تھا اور وہ پھاٹک باب الحدید ہی کہلاتا تھا یہ در بند وہ نہیں جو بحر قزوین کے مشرقی ساحل پر علاقہ قفقاز میں واقع ہے جیسا کہ بعض مفسرین جدید کو دھوکا ہوا ہے بلکہ یہ وہ در بند ہے جو علاقہ وسط ایشیا کے مشرقی حصہ میں ضلع حصار میں واقع ہے اور یہ بخارا سے کوئی ۱۵۰ میل جنوب مشرق میں ۳۸ درجہ شمال عرض البلد اور ۶۷ درجہ مشرق طول البلد ہے اس کا ذکر مشہور یورپین سیاح مارکوپولو نے اپنے سفرنامہ میں بھی کیا ہے۔ نیز مولانا عبدالماجد فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ سارے کام آلات جرثقیل وغیرہ اعلیٰ درجہ کی مشینوں کی مدد سے انجام پائے ہوں گے اور ذوالقرنین کے تحت میں بڑے بڑے ماہرین فن انجینئر اور مہندس ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ یاجوج ماجوج مختلف پہاڑی قبائل پر مشتمل کوئی سخت جنگجو وحشی اکھڑ اور ظالم قوم ہوگی جو اپنے پہاڑی مسکنوں سے اتر کر اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو توڑتے ہوئے نہایت تیزی سے مختلف اطراف میں پھیل جائے گی اور اپنی زبردست جنگی صلاحیتوں کی بدولت ایک دنیا کو زیر و زبر کرڈالے گی یہ مسلمان ان کے ہاتھوں بڑے دکھ اٹھائیں گے اور بالآخران میں ایک خوفناک بیماری پھیل جائے گی جس سے وہ سب ہلاک ہوجائیں گے یہ قیامت سے بہت قریب کا زمانہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کا ظہور ہوگا۔

ف۲: یہ آیت عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت اس طریقے سے بجالاتا ہے جو طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ ہمارے یہ اعمال محبوب ومقبول ہیں اور ان پر اجر وثواب ضرور ملے گا لیکن یہ گمان غلط ہے وہ اعمال مقبول نہیں بلکہ مردود ہیں اور وہ لوگ بجائے محبوب ہونے اللہ تعالیٰ کے مبغوض ہوگئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس دین میں نہیں تو وہ باطل اور مردود ہے معلوم ہوا جس نے ایسا کام کیا جس کا ثبوت شریعت مطہرہ میں نہیں وہ عمل ضائع اور برباد ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بعض لوگ ماہ ربیع الاول میں مولود شریف کی محفل کو آراستہ کرتے ہیں اور جب ان محفلوں میں نبی ﷺ کی پیدائش کا ذکر آتا ہے تو کھڑے ہوجاتے ہیں اور ربیع الآخر کی گیارہویں کو بڑا کار ثواب سمجھتے ہیں اور رمضان میں آخری جمعہ کو خطبہ الوداع اور قضائے عمری پڑھتے ہیں اور کفن پر کلمہ وغیرہ لکھتے ہیں تجا' دسواں' چالیسواں اور مردوں کے عرس اور برسیاں وغیرہ کرتے ہیں اور اور قرآن کے حفاظ کو پیسے وغیرہ دے کر قرآن پڑھنے کیلئے قبروں پر بٹھاتے ہیں تو ان لوگوں کے اعمال علماء سلف وخلف کے نزدیک متفقہ طور پر ضائع اور مردود ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 425

ہے کہ تصور شیخ اور ربط قلب بالشیخ شرک ہے۔ اور یہ استدلال بہت ہی واضح اور جلی' صحیح ہے۔ (فضل اللہ و منہ و للہ الحمد اولا و آخرا)

ف۱: کھیعص کا ترجمہ جو شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ حضرت ابن عباسؓ نے کیا ہے (اتقان) اور ایک روایت میں ابن عباسؓ ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ ك مخفف ہے کریم سے ہ مخفف ہے ہادکا مخفف ہے حکیم کا ع مخفف علیم کا اور ص مخفف صادق کا۔ حضرت علیؓ اپنی دعاؤں میں یا کھیعص اغفرلی کہا کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ نجاشی بادشاہ حبش نے جو نصرانی تھا جعفر بن ابی طالبؓ سے کہا تم کو کچھ قرآن یاد ہے جو حضرت محمد ﷺ پر اترا انہوں نے کہا ہاں پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم شروع کی نجاشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور جتنے پادری اس کے پاس بیٹھے تھے وہ بھی سب رو دیئے پھر نجاشی نے کہا یہ کلام اور جو کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے دونوں ایک ہی محراب سے نکلے ہوئے ہیں سوا حضرت مریم کے کسی عورت کا نام قرآن شریف میں نہیں آیا حضرت مریم کا تیس مقاموں میں ذکر ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 426

میں مروی ہے۔ (عفیف)

صرف نیک اعمال ہی یحییٰ علیہ السلام کی عمر کا خلاصہ تھا آپ گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں سے یکسو تھے ساتھ ہی ماں باپ کے فرمانبردار واطاعت گزار تھے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی کبھی ان کے فرمان سے باہر نہیں ہوئے کبھی ان کی روک کے بعد کسی کام کو نہیں کیا کوئی سرکشی کوئی نافرمانی کی خو آپ میں نہ تھی ان اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ کے بدلے تینوں حالتوں میں آپ کو خدا کی طرف سے امن وامان اور سلامتی ملی یعنی ولادت سے لے کر موت تک اور موت سے لے کر قیامت کسی وقت ان پر خوردگری نہیں خدا کی پکڑ سے ہمیشہ مامون ومصئون ہے۔

ف۲: یعنی اس سے پہلے کوئی شخص یحییٰ نام کا نہیں گزرا یحییٰ کے معنی زندہ رہے جیسے ہمارے ملک میں جیونا یا جیونی نام رکھتے ہیں اور عرب میں عائش اور عائشہ اور یعیش کے بھی یہی معنی ہیں لغت میں ایک دوسرے مسمی (ہم صفت) یا مثل' شبیہ ونظیر کا بھی پتہ چلتا ہے بعض اکابر لغت واکابر تفسیر کے نزدیک یہاں یہی معنی ثابت ہیں

ف۳: حضرت زکریا علیہ السلام اپنی دعا کی قبولیت اور اپنے ہاں لڑکا ہونے کی بشارت سن کر خوشی اور تعجب سے کیفیت دریافت کرنے لگے کہ ظاہری اسباب کی وجہ سے تو یہ امر مستبعد اور ناممکن معلوم ہوتا ہے دونوں جانب سے حالت محض ناامیدی کی ہے حضرت زکریا علیہ السلام کا یہ سوال بطور اعتراض نہیں محض تفصیل استفسار حال کے لیے ہے کہ اسباب عادی تو سراسر ناموافق ہیں تو اب صورت حال کیا ہوگی؟ آیا ہم ازسرنو جوان کیے جائیں گے؟ یا میں دوسرا نکاح کروں گا؟ یا کچھ اور صورت ہوگی؟ فرشتے نے جواب دیا کہ یہ تو وعدہ ہوچکا اسی حالت میں اسی بیوی سے تمہارے ہاں لڑکا ہوگا کوئی سی بھی اور نئی بات نہ ہوگی اور اللہ کے لیے یہ کام مشکل نہیں اور اس سے بڑی قدرت والا کام تو تم خود دیکھ چکے ہو خود اپنی پیدائش پر غور کرو تم خود آخر کیا تھے؟ معدوم محض تھے۔ عدم محض کو موجود کردینا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کب اسباب عادی کے ماتحت اور کسی مشاہدہ و تجربہ کے موافق ہے؟ محض ہماری قدرت و کارسازی کا کرشمہ ہے یہ تخلیق تو تمام تر اسباب سے بلا واسطہ ہوتی رہتی ہے تو بڑھاپے میں اولاد دینا یعنی باوجود سبب ضعیف کے نتیجہ برآمد کر دینا تو اس سے کہیں کم مشکل اور اس سے کہیں آسان تر ہے' یہ سب ارشاد آپ کی امید کو اور قوی کر دینے کے لیے تھا نہ کہ کسی شبہ کو رفع کرنے کے لیے اس لیے کہ زکریا علیہ السلام کو سرے سے کوئی شبہ تھا ہی نہیں۔

ف۴: حضرت زکریا علیہ السلام اپنے مزید اطمینان اور تشفی قلب کے لیے دعا کرتے ہیں کہ نفس بشارت تو مل چکی لیکن یہ بھی مجھے کسی غیبی اشارہ سے معلوم ہو جاتا تو اچھا تھا کہ اب حمل قرار پا چکا ہے (جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردوں کے جی اٹھنے کے دیکھنے کی تمنا اسی لیے ظاہر فرمائی تھی) تو فرمایا کہ نہ تو تو گونگا ہوگا اور نہ ہی بیمار ہوگا لیکن تیری زبان لوگوں سے باتیں نہ کر سکے گی' یہ آپ کے حسب درخواست محض علامت غیبی ہوگی۔ سویا کے معنی صحیح سالم غیر ناقص کے ہیں' اس لفظ کے اضافہ قرآن مجید کا مقصود انجیل کی اس غلط بیانی کا ازالہ ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ بطور عتاب عارضی طور پر گونگے کر دیئے گئے تھے اس آیت کی ایک دوسری ترکیب بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ سویا کو تین راتوں کی صفت قرار دیا جائے اس صورت میں سویا مترادف ہوگا متابعات کے یعنی تم لوگوں سے متواتر تین راتیں بول نہ سکو گے' جمہور کی تفسیر پہلا قول ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور پھر جب وقت آیا تو زبان گفتگو سے رک گئی اور آپ نے حجرہ سے باہر نکل کر لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کیا کرو نمازیں پڑھو تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو۔

ف۵: الکتاب سے مراد اس زمانہ کی کتاب شریعت الٰہی ہے۔ یہ ارشاد حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اس وقت ہوا جب آپ سن تمیز کو پہنچ چکے تھے۔ حکم کے معنی نبوت بھی ہو سکتے ہیں اور حکمت شریعت اور عقل و فہم کے بھی' بہت سے علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے عام عادت کے خلاف ان کو لڑکپن میں نبوت بھی مرحمت فرما دی تھی۔ بہرحال حکم کے تحت میں علمی و ذہنی کمالات آ گئے اور حناناً اور زکوٰۃ کے تحت میں عملی و اخلاقی' گویا آپ کی ذات جامع تھی عملی و ذہنی و اخلاقی کمالات و اوصاف کی زکوٰۃ سے مراد اصطلاحی زکوٰۃ نہیں بلکہ عام حسن عمل و پاکیزگی ہے ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ حکم کے یہاں تین معنی ہو سکتے ہیں ایک وحی دوسرے نبوت' تیسرے اس کی معرفت اور اس پر عمل اور یہ تینوں معنی درست ہو سکتے ہیں صغرسنی میں نزول وحی اور مکالمہ ملائکہ جائز ہیں اتینہ الحکم صبیا اصل اور دلیل ہے اس قول کی جو زبان زد عوام ہے کہ فلاں شخص مادرزاد ولی ہے۔ زکریا علیہ السلام کی وفات طبعی موت سے ہوئی یا شہید کیے گئے ایک روایت میں ہے کہ یہود یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر کے پھر زکریا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان کو بھی قتل کر دیں' زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا تو وہ بھاگے تاکہ ان کے ہاتھ نہ لگ سکیں ایک درخت آ گیا اور وہ اس کے شگاف میں داخل ہو گئے۔ یہود تعاقب کر رہے تھے انہوں جب یہ دیکھا تو ان کو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کی بجائے درخت پر آرہ چلا دیا زکریا علیہ السلام پر وحی آئی کہ آہ و زاری کرو گے تو ہم یہ سب زمین تہ و بالا کر دیں گے اگر صبر سے کام لیا تو اپنا غضب نازل نہیں کریں گے چنانچہ انہوں نے صبر سے کام لیا اور اف تک نہ کی اور یہود نے درخت کے ساتھ ان کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ درخت پر آرہ کشی کا معاملہ شعیب علیہ السلام سے متعلق ہے زکریا شہید نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے طبعی موت سے وفات پائی بہرحال صحیح قول یہ ہے کہ ان کو یہود نے شہید کر دیا تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر 427

نہیں جو خاصہ الٰہی ہے بلکہ اس سے ہبہ کی اطلاع مراد ہے اس سے اہل بدعت کا یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔

ف۱: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک ماری جس سے وہ فوراً حاملہ ہو گئیں اور اس کے فوراً بعد ایک دور جگہ میں چلی گئیں' پھر فوراً درد زہ انہیں ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا "ف" کا دخول جو ترا خی بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ حمل کے فوراً بعد بچے کی پیدائش ہو گئی تھی اور حمل کی مدت لمبی نہیں ہوئی۔ لیکن ابن عباسؓ اور دیگر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مدت حمل ویسی ہی تھی جیسا کہ عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ سے ۹ ماہ عطا ابو العالیہ اور ضحاک سے ۷ ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ مریم نے موت کی تمنا اس لیے کی کہ وہ سمجھی کہ میں آزمائی جاؤں گی اس بچے کے ساتھ کیونکہ لوگ میری اس بات کی تصدیق نہیں کریں گے یہ لڑکا مجھ کو بغیر باپ اور بغیر بدکاری کے ملا ہے مومن کو اس پر ایمان لانا چاہیے کہ عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اہل اسلام کیا سلف اور کیا خلف اور کبار آئمہ دین سب اس پر متفق چلے آ رہے ہیں اور یہ بات اللہ کی قدرت سے بعید نہیں آدم کو اللہ پاک نے بغیر ماں باپ کے اور حوا کو ایک اور عجیب انداز میں کہ نہ ماں ہے اور نہ باپ بلکہ آدم کی بائیں پسلی یعنی مذکر کی بائیں پسلی سے مونث کی تخلیق اور وہ بھی مذکر و مؤنث کے بغیر پیدا کیا تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرے؟ ایسی باتوں میں شک کرنے سے آدمی بے ایمان ہو جاتا ہے اور ایسی قطعی باتوں میں تردد کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

تنبیہ۱: "ف" تعقیب بلا تراخی کے لیے تو ہوتی ہے لیکن تعقیب ہر چیز کی اس کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ﴾ (المومنون: ۱۲) ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا پھر اسے بصورت نطفہ رحم میں ٹھہرایا پھر نطفہ کی پھٹکی بنائی پھر اس پھٹکی کو لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے میں ہڈیاں پیدا کیں یہاں بھی "ف" ہے اور ہے بھی تعقیب کے لیے لیکن ان دونوں حالتوں میں چالیس دن کا فاصلہ ہوتا ہے اور آیت میں ہے دوجگہ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً﴾ (الحج:۶۳) ظاہر ہے کہ پانی برسنے کے بہت بعد سبزہ اگتا ہے حالانکہ "ف" یہاں بھی ہے پس تعقیب ہر چیز کی اس کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

تنبیہ۲: دنیوی مصیبت میں موت کی دعا منع ہے لیکن اگر فتنہ مذہبی ہو مصیبت دینی ہو تو موت کا سوال جائز ہے جیسے فرعون کے جادوگروں نے کی یا حضرت مریم نے کی یا جیسے امام بخاریؒ نے بھی موت کی دعا کی تھی۔ جب کہ امیر خراسان کے ساتھ معرکے پیش آئے اگر کہا جائے کہ یوسف علیہ السلام نے موت کی دعا کی تھی تو ہو سکتا ہے ان کے دین میں جائز ہو لیکن ہمارے دین میں یہ تمنا کرنا سخت منع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ۳: لہ کے معنی اسی امر سے جو اپنے وقوع میں آنے سے پیشتر ہی حکم الٰہی میں موجود رہتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 428

سے ظاہر ہوتا ہے یعنی مریم کے بھائی کا نام ہارون تھا جیسا ہمارے زمانے میں رواج ہے اس وقت بھی لوگ انبیاء وصالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے کہتے ہیں مریم کا وہ بھائی مرد صالح تھا اس میں کوئی تاریخی استبعاد نہیں جب کہ مریم علیہا السلام کے والدین کی اولاد کی تفصیل کہیں محفوظ نہیں کسی نے کہا ہے کہ ہارون نامی ایک بدکار شخص تھا اس لیے لوگوں نے طعن کی راہ سے انہیں اس کی بہن کہا۔

ف۳: ابوعبیدہ لغوی کا قول ہے کہ کان یہاں زائد ہے اور یہ لازمی نہیں کہ اس کے معنی ماضی کے لیے جائیں یعنی اس زمانہ کے جو مکالمہ کے وقت منقطع ہو چکا ہے قرآن پاک میں متعدد نظیریں کان کے اس مریم علیہا السلام کو استعمال کی ہیں مثلاً ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً﴾ (الاسراء:۳۲) کے یہ معنی آج تک کوئی نہیں سمجھا کہ زنا کسی زمانہ گزشتہ میں فعل بد تھا' چنانچہ یہاں بھی کان سے مراد کوئی ایسا زمانہ نہیں جو اس وقت منقطع ہو چکا ہے لفظ عبداللہ سے تردید ہوگئی آپ کے متعلق ہر قسم کے غلو کی ایک طرف نصاریٰ کے افراط کی بھی اور دوسری طرف یہود کی تفریط کی بھی اور آپ کی صحیح وحقیقی حیثیت متعین ہوگئی۔ ابن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے مبارکاً کی تفسیر مؤدباً کے ساتھ کی پھر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم کیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں' زکوٰۃ یا تو مالی زکوٰۃ مراد ہے یعنی اگر میں مال کا مالک ہوں' یا پھر نفس کا پاک کرنا مراد ہے مادمت حیا سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آدمی جب تک دنیا میں رہتا ہے تو اس پر احکام شرعیہ کی پابندی لازم ہے اور وہ اگرچہ کتنا ہی اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے مگر وہ ان سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا اس پر بھی زندگی بھر عبادتیں اور احکام شریعت کی پیروی فرض ہے۔

تنبیہ: اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا. مستقبل کے واقعات کو جب کہ ان کا وقوع بالکل یقینی اور غیر مشتبہ ہو ماضی کے صیغہ کے ساتھ بیان کرنا قرآنی عادت کے عین مطابق ہے۔ المراد بان حکم وقضی بانه یعطی من بعد بعض اقوال یہ بھی نقل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول اس وقت کا نہیں بلکہ بہت بعد کا ہے اور پہلا قول عبداللہ پر ختم ہوگیا۔

ف۲: یہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اور بندہ مقبول ومقرب ہونے کا صحیح اور سچا بیان' نہ وہ اللہ' نہ فرزند اللہ اور نہ مظہر اللہ جیسا کہ عیسائیوں نے بنا رکھا ہے اور نہ ہی وہ بندۂ نامقبول ومردود تھا جیسا کہ یہود نے طرح طرح انہیں متہم کر رکھا ہے ذالك کا اشارہ انی عبداللہ کی طرف ہے' یعنی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام وہی ہیں جو ان صفات سے موصوف ہیں الاشارة الی ماتقدم وهو قوله انی عبدالله اتانی الکتاب ای ذالك الموصوف بهذه الصفات هو عیسیٰ بن مریم (کبیر) قول الحق کی دوسری قرأت قول والحق بھی ہے قول کا رفع زیادہ ظاہر ہے جیسے الحق من ربك. (ابن کثیر) جس کو ایسی قدرت ہو اور جس کا حکم ایسا نافذ ہو اس کو بیٹا یا بیٹی کی کیا ضرورت' اور اس کے برابر دوسرا کون ہوسکتا ہے خود اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا مفہوم بتا رہا ہے کہ وہ ایک ذات وحدہ لاشریک لہ ہے'

اگر اس کا کوئی جوڑ ہو تو وہ دونوں خدا نہ ہوں گے کیونکہ (ان دونوں میں سے) ہر ایک میں ایک کمی پائی جائے گی کہ دوسرا اس کا برابری کرنے والا موجود ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 429

جھوٹ ہے ورنہ درحقیقت ہرگز جھوٹ نہیں۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں بیضاوی سے منقول ہے الحق ان الکلمات الثلاث انما کانت من معاریض الکلام. یہ سب معاریض ہیں جو کہ شرعاً ممنوع نہیں اور ترمذی کے حاشیہ پر طیبی سے منقول ہے کہ الحق انها معاریض۔ صاحب مصباح نے مثال دے کر یوں سمجھایا ہے کہ فالتعریض خلاف التصریح من القول کما اذا سالت رجلاهل رایت فلانا و قدراه و یکره ان یکذب فیقول ان فلانا لیری فیجعل کلامه معراضاً فرارا من الکذب و هذا معنی المعاریض فی الکلام و منه قولهم ان فی المعاریض لمندوحة عن الکذب. یعنی اگر کسی سے کوئی دریافت کرے کہ تو نے فلاں کو دیکھا ہے تو وہ جواب دے کہ وہ دیکھا گیا۔ ادب المفرد میں ایک روایت موقوفاً اور مرفوعاً مروی ہے کہ مسلمان کے لیے جھوٹ بولنا مناسب نہیں ہاں اشد ضرورت پر تعریض اور توریہ سے کام لے تو کوئی حرج نہیں تاہم عام عادت پھر بھی اچھی نہیں کہ مسند احمد میں مرفوعاً آیا ہے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَغْلُوْطَاتِ. رسول اللہ ﷺ نے ایسی باتوں سے بھی روکا ہے جو کہ دوسروں کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ نہایہ ابن الاثیر اور مجمع البحار میں کذب کے معنی اغراء کے بھی آئے ہیں کہ مخالف اسلام کو بحث اور مناظرہ میں ایسے طریق سے جوش دلایا اور ابھارا جائے کہ وہ اپنی مذہبی اغلاط پر آگاہ ہو کر شرمندہ اور خاموش ہو جائے ایسے جوابوں کو دندان شکن جواب کہا جاتا ہے تو حدیث لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ کا مطلب یہ ہوگا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ اسلام میں کبھی بھی مناظرہ کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ وہ ہمیشہ سادہ اور عام فہم لفظوں میں سمجھایا کرتے تھے مگر تین مواقع پر انہوں نے مخالفوں کو پوری زک دینے کے لیے مناظرانہ طریق اختیار فرمایا جو کہ نہایت ہی مؤثر ثابت ہوا نیز جیسے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے کید' چالاکی' مکر وفریب' استہزاء' خدعہ' تمسخر' مخول' خداع وھوکا' وارد ہوا ہے جس سے ان کا مشہور مطلب مراد نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پاک اور برتر ہے' بلکہ یہاں ان الفاظ کا استعمال صرف مشاکلت کے طور پر ہوا ہے' اسی طرح ہر حدیث میں کذب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ توریت میں دو مرتبہ کذب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کیا گیا ہے۔ (پیدائش ۱۲:۱۳ و ۲۰:۲)

لفظ صدیق لانے سے ممکن ہے کہ اس کی بھی تردید مدنظر ہو۔ اس طرح ہر حدیث کا مطلب حکائی طور پر یوں بھی ہوسکتا ہے لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ بِزَعْمِ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کا خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا ہے۔ حاصل یہ کہ توریہ میں کلام کا جو معنی متکلم مراد لیتا ہے تو مخاطب دوسرا معنی سمجھتا ہے جو کہ باعتبار متکلم سچ ہوتا ہے اور باعتبار سامع کے جھوٹ' اس لیے توریہ وتعریض کو جھوٹ سے تعبیر کر دیا جاتا ہے حالانکہ وہ کلام حقیقتاً سچ ہوتا ہے۔ پس آیت صِدِّيْقًا نَّبِيًّا اور حدیث لم یکذب ابراھیم میں تضاد ومنافات نہ رہی۔ بخاری مسلم کی حدیث نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اِبْرَاهِیْمَ کا مطلب نہایہ ابن اثیر اور مجمع البحار' فتح الباری اور مشکل الآثار طحاوی نیز امام بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات میں ابن عباسؓ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے احیاء موتی میں شک متحیل ہے اگر وہ نبوت کے منافی نہ ہوتا تو ہم بھی کر سکتے تھے مگر جب ہمیں شک نہیں تو ابراہیمؑ کو کیسے ہو سکتا ہے اور فتح الباری میں ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حدیث میں نحن سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے کہ ہم مسلمانوں کو جب شک نہیں تو ابراہیمؑ جیسے اولوالعزم نبی کو کیسے ہو سکتا ہے؟ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی باتوں کو سمجھنے کا اصل اصول وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا شرعی وجود نیتوں سے ہے جیسی نیت ویسا پھل' تو تین واقعات میں سے دو تو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ایک حدیث میں ہے اور ان تمام واقعات کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام حدیث میں یوں منقول ہے اِنِّی کَذَبْتُ ثَلَاثَ کَذَبَاتٍ کہ میں نے تین دفعہ جھوٹ کہا (صورۃً نہ حقیقۃً) مگر رسول اللہ ﷺ نے بغرض بریت فرمایا مامنها کذبة الا حل بها عن دین الله (متفق علیہ) یعنی یہ تینوں جھوٹ ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام دینی مواخذہ سے نکل گئے مطلب یہ کہ دینی کام میں ان پر جو تکلیف آئی تھی ایسا کرنے سے وہ اس تکلیف سے بچ گئے اور اس لفظ میں نبی ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طرح جھوٹ کے مواخذہ سے بری ظاہر فرما دیا جس طرح محمد بن مسلمہ قاتل کعب بن اشرف یہودی کو باوجود آلود بالکذب ہونے کے کذب سے بچا لیا حالانکہ صحابیؓ نے کعب کے سامنے بحق رسالت جو کچھ کہا وہ قطعاً نادرست ہے بلکہ ایمان کے سراسر خلاف ہے مگر کیا کوئی کہے گا کہ واقعی انہوں نے ایمان کے خلاف کام کیا نہیں تو کیوں نہیں؟ اس لیے کہ دینی مقصد کے لیے اجازت لے کر یہ کام کیا پس جس طرح محمد بن مسلمہؓ کا کذب باوجود وقوع پذیر ہونے کے اہل معرفت کے مقولہ سب صحابی ثقہ ہیں کے خلاف نہیں اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام باوجود ان تین واقعات کے صدیقا نبیا ہیں لا شك فیه له الحمد

تنبیہ: قال النبی صلی الله علیه وسلم لم یکذب ابراهیم الا ثلث کذبات المراد بالکذب الکذب صورة لا حقیقة فیول ذالك بانه کذب بالنسبة الی فهم السامعین امافی نفس الامر فلا۔ قال عیاض الصحیح ان الکذب لا یقع منهم حقیقة و انا الکذبات المذکورات فانما هی بالنسبة الی فهم السامع لکونها فی صورة الکذب و امافی نفس الامر فلیس کذبات انما سماها کذبات و ان کانت من جملة المعاریض بعلوشانهم عن الکنایة بالحق فیقع ذالك موقع الکذب عن غیرهم لم یکن کذبات الاباعتبار الظاهر و لکن شان المقربین اعلی و اخطر یواخذون علی مالا یواخذ علیه غیرهم.

اور رہی یہ بات کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انتہائی ہول کے موقعہ پر ان کو کذبات سے تعبیر کر کے مقام شفاعت سے نااہلیت کا اظہار فرمایا ہے تو یہ بات ان کے علو مقام کے شایان شان بھی ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین واللہ تعالیٰ اعلم.

آدم سے باہر نہ تھا مثلاً حضرت زکریاؑ' حضرت یحییٰؑ' حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ علیہم السلام کہ یہ تمام حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام دونوں کی اولاد میں سے تھے اور جبکہ حضرت اسحاقؑ' حضرت اسماعیلؑ اور خود حضرت اسرائیل علیہم السلام صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور بعض اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی نسل سے ہیں' مثلاً موسیٰؑ' ہارونؑ' زکریاؑ' یحییٰؑ (علیہم السلام) اس آیت میں انبیاء کے دو قسم کے اوصاف بیان ہوئے ایک ان کا مقبول و صاحب کمال ہونا اور دوسرا ان کا خشوع و خشیت باکمال عبدیت ان انبیاء کے سامنے جب کلام اللہ شریف کی آیات تلاوت کی جاتی تھیں تو یہ لوگ کلام اللہ کے دلائل و براہین کو سن کر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان مانتے ہوئے ڈرتے اور گڑگڑاتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔ اسی لیے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم علماء کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ تاکہ ان انبیاء کی اتباع اور اقتدا ہو جائے۔

ف: خَلف بسکون لام کے معنی ہیں بری اولاد جسے ہمارے محاورے میں ناخلف کہا جاتا ہے یقال فی عقب الخیر خلف بالفتح و قیل فی عقب السوء خلف بالسکون. (کشاف) اضاع صلوٰۃ کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا اضاع سے مراد بالکلیہ چھوڑ دینا ہے اسی لیے امام احمدؒ اور بہت سے سلف خلف کا مذہب ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ ان کا ضائع کرنا یہ نہ تھا کہ انہوں نے نماز کو بالکل ہی چھوڑ دیا بلکہ انہوں نے نماز کے وقت کو ضائع کر دیا۔ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے ایک تو یہ کہ یہ لوگ جھوٹ' بناؤ اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے اور دوسرا یہ کہ منافق لوگ دنیا کے دکھاوے کیلئے قرآن کے عامل بن کر سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ قاری تین قسم کے ہوتے ہیں مومن' منافق اور فاجر۔ مومن تو قرآن کی تصدیق کریں گے اور نفاق والے اس پر عقیدہ نہ رکھیں گے اور فاجر اس سے اپنی شکم پری کریں گے۔ اس آیت میں لفظ بالغیب خاص طور پر قابل غور ہے ان صالحین اور مومنین نے حق تعالیٰ کی آواز کو براہ راست تو سنا نہیں ہے بلکہ ان تک وحدہ الٰہی صرف فرشتوں اور انبیاء کے واسطہ سے دوہری منزلیں طے کرتا ہوا پہنچا ہے' وہ اسی پر اعتماد کامل کیے ہوئے ہیں اور یہ اعتقاد و ایمان کا درجہ اعلیٰ ہے جنت اور جنت کی نعمتیں سب اسی ایمان بالغیب کا صلہ ہیں۔ بکرۃ و عشیا سے دوام مراد ہے اور اردو محاورہ میں بھی صبح و شام سے مراد دوام ہوتی ہے نہ کہ طلوع و غروب آفتاب کے دو متعین وقت مراد ہوتے ہیں۔ جیسے کسی شاعر نے کہا چکا پڑا ہے جام کا' شغل ہے صبح و شام کا اور عربی محاورہ میں بھی یہی مراد ہے بلکہ اس سیاق میں تو اس کے سوا کوئی اور مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ جنت میں اندھیرا ہوگا ہی نہیں کہ جس سے صبح و شام کا پتہ چل سکے اور یہاں صبح و شام سے جنت کی صبح و شام مراد ہے کہ وہاں دنیا کی طرح طلوع و غروب نہ ہوگا جس سے ..... دن اور صبح و شام مقرر کی جائے بلکہ خاص قسم کے انوار کا تواتر و تنوع ہوگا جس کے ذریعے صبح و شام کی تحدید و تعیین کی جائے گی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پرہیزگار بندوں کو جنت میراث دیں گے یعنی میراث آدم کی کہ پہلے ان کو بہشت ملی ہے اور لفظ میراث شائد اس لیے پسند فرمایا کہ ملکیت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقسام میں یہ سب سے زیادہ مکمل اور فیصلہ کن قسم ہے جس میں نہ قطع کا احتمال نہ لوٹائے جانے کا خوف اور نہ باطل یا کم ہونے کا خطرہ۔ اہل لطائف نے لکھا ہے کہ کلمہ میراث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جنت اور اس کے انعامات یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوں گے نہ کہ اعمال کے صلہ میں جس طرح میراث کے لیے محض صحت نسب کافی ہے تو اسی طرح وراثت جنت کے لیے صحت ایمانی کافی ہے۔ اور حسن بصری تابعی سے بھی ایسے ہی معنی منقول ہیں۔

بقیہ نمبر 432

وغیرہ کی ترتیب وہاں بھی ملحوظ رہے گی۔

ف۳: ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ وہ لوگ جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے وہ دوزخ میں داخل نہ ہوں گے ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کہ تم میں سے ہر ایک اس میں وارد ہوگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا یعنی پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں اٹلے منہ گرائیں گے۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ آیت میں جس وارد ہونے کا ذکر ہے تو اس میں اختلاف ہے' کوئی کہتا ہے کہ داخل تو ہوں گے لیکن پھر بہ سبب اپنے تقویٰ کے نجات پا جائیں گے اور مومنوں پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب صرف اہل طغیان سے ہے جن کا ذکر اوپر سے چلا آ رہا ہے اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر فیصلہ کر چکا ہے کہ لازمی طور پر دوزخ پر سے ہر نیک و بد مجرم و بری مومن اور کافر کو گزرنا ہوگا کیونکہ جنت میں جانے کا راستہ ہی دوزخ سے ہو کر گیا ہے جسے پل صراط کہتے ہیں تو لامحالہ سب کا گزر اس پر ہوگا' مومنین اپنے اپنے درجے کی موافق وہاں سے صحیح سلامت گزر جائیں گے اور انہیں ذرہ برابر بھی ضرر نہ پہنچے گا جس طرح کہ ملائکہ دوزخ کو دوزخ سے تکلیف مطلق نہ ہو گی اور گنہگار الجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء' اولیاء' ملائکہ کی شفاعت سے اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے سب گنہگار جنہوں نے سچے اعتقاد سے کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا۔ وارد سے مراد یہاں داخلہ نہیں بلکہ محض پہنچنا یا گزرنا ہے۔ بعض نے کہا ہے وارد سے مراد جہنم کے قریب اردگرد ہونا ہے۔ خود قرآن مجید میں بھی فعل وارد دوسرے مقامات پر اسی معنی میں آیا ہے مثلاً فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ (یوسف:۱۹) لَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ (قصص:۲۳) كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب کوئی بھی چیز نہیں اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وجوب بہ معنی اضطرار و لزوم مواخذہ ممتنع ہو اللہ تعالیٰ کا فعل بھی اگر اضطراری یا کوئی قابل مواخذہ ٹھہر گیا تو ظاہر ہے کہ وہ اللہ کہاں باقی رہا؟ لیکن یہ وجوب و لزوم اگر یقین کے معنی میں لیا جائے تو ممنوع نہیں اور یہ یہاں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کہ اللہ کے ارادہ و اختیار سے یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور یہ لزوم و وجوب اختیاری ہے اور جو ممنوع ہے وہ غیر اختیاری و اضطراری ہے۔

بقیہ نمبر 433

فرماتے ہیں میں لوہار تھا اور میرا کچھ قرض عاص بن وائل کے ذمے تھا میں اس سے تقاضا کرنے گیا تو اس نے کہا تم جب تک محمد ﷺ کی صداقت سے انکار نہ کرو گے میں قرضہ نہ چکاؤں گا تو میں نے جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا چاہے تو مر کر بھی زندہ ہو جائے تو وہ منکر از راہ تمسخر و تمرد بولا بس پھر ٹھیک ہے تم اس وقت آنا اور اپنا قرضہ چکانا اور میں اس وقت بھی صاحب مال و اولاد ہوں گا تو اس پر یہ آیت اتری۔

اور اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

بقیہ نمبر 434

الوہیت ہی کو باطل کر دینے والا ہے اور یہ ایسی بڑی بھاری بات ہے کہ جسے سن کر اگر آسمان' زمین' اور پہاڑ خوف الٰہی سے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا حلم مانع ہے کہ ان بے ہودگیوں کو دیکھ کر وہ دنیا کو ایک دم میں تباہ نہیں کرتا اور یہ تو اس کی شان تقدیس و تنزیہ اور کمال کے منافی ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے' پھر جب اس کی صفت رحمانیت کو اس کی تمام صفات پر غالب و مقدم تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے تو اور بھی اس عقیدہ کا مہمل ہونا اور مضحکہ خیزی کہیں زیادہ نظر آنے لگتی ہے کہ اسی رحمت مطلق کو معاصی غلائق کے کفارہ کے لیے اپنے بیٹے کی ضرورت پڑے۔

ف۴: اللہ اور اس کی ساری مخلوق کے درمیان صحیح رشتہ صرف ایک ہی ممکن ہے اور وہ رشتہ ہے عبد و معبود کا' مقبول سے مقبول اور مقرب سے مقرب بندے کے لیے بھی بلند ترین مقام عبدیت ہے' ولایت الٰہی کا تعین ہی سرے سے مہمل اور گستاخانہ ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کے لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو اس لیے کہ تمام مخلوق اس کی غلام ہے' وہ سب کا آقا' سب کا پالنہار اور سب کا خبر گیر ہے تمام کی کنجی اس کے پاس ہے اور تمام مخلوق کو اس کے علم نے گھیر رکھا ہے اور ہر ایک بے یار و مددگار اس کے سامنے پیش ہونے والا اور تمام مخلوق کے فیصلے اس کے ہاتھ میں ہیں وہی فیصلے کرے گا وہ عادل ہے ظالم نہیں اور کسی کی حق تلفی اس کی شان سے بعید ہے كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عموم میں انبیاء ملائکہ وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔

ف۵: اللہ ان کو اپنی محبت دے گا یعنی طاعت میں لذت و حلاوت ڈال دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا جن کے دلوں میں توحید راسخ ہو اور جن کے اعمال میں سنت کا نور ہو تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ' تو یہ فرشتہ امین بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے' پھر آسمانوں میں ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں انسان سے محبت رکھتا ہے اے فرشتو! تم بھی اس سے محبت رکھو' چنانچہ تمام آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین پر اتاری جاتی ہے اور زمین والوں میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع و ضرر اس کی ذات سے وابستہ نہ ہو تو وہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کے حسن قبول کی ابتداء مومنین صالحین اور اللہ پرست لوگوں سے ہوتی ہے' ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں میں پہلے اس کی محبت ڈالی جاتی ہے اس کے بعد اس کو قبول عام حاصل ہو جاتا ہے۔ ورنہ ابتدائی طور پر محض طبقہ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض اللہ پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اس کی طرف جھکنا اس کے عند اللہ مقبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا تو وہ تھوڑے دنوں بعد اس طرح پورا ہوا کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے کسی کو بغض نہیں ہوگا بلکہ مقصود قرآن و حدیث کا یہ ہے کہ عام خلائق جن کا نہ کوئی نفع اس مومن سے وابستہ ہے اور نہ کوئی ضرر تو وہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں چنانچہ اس بات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اہل انتفاع کا محبت کرنا جیسا کہ نفع رساں کفار سے بھی لوگوں کو محبت ہوتی ہے یا اہل تضرر کا بغض کرنا جیسا کہ ظالموں کو مسلمانوں سے ہوتا ہے قابل اعتبار نہیں کیونکہ درحقیقت وہ محبت اور بغض اپنے نفع وضرر سے ہے اگر دونوں سے قطع نظر کی جائے اس وقت مومن کی صفات میں یہ اثر ہے کہ اس سے عام قلوب کا استجلاب ہوتا ہے اور جو دل محبت الٰہی سے خالی ہوتے ہیں ان میں تو مومنین و صالحین کے خلاف بغض ہی بھرا ہوتا ہے۔ نیز جب کسی بندے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو جبرائیلؑ سے فرماتے ہیں کہ اس سے میں ناخوش ہوں تو بھی اس سے عداوت رکھ' حضرت جبرائیلؑ بھی اس کے دشمن بن جاتے ہیں' پھر آسمان میں ندا کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص اللہ کا دشمن ہے تم سب اس سے بیزار رہنا' چنانچہ تمام آسمان والے اس سے بگڑ بیٹھتے ہیں' پھر وہی غضب و ناراضگی زمین پر نازل ہوتی ہے۔ ودًّا کے ایک معنی محبوب کے بھی منقول ہیں۔ یعنی اللہ ایسے لوگوں کے لیے وہ چیز مہیا کر دیتا ہے جسے وہ محبوب رکھتے ہیں۔

بقیہ نمبر 435

الحقیقت قرآن محنت و تنگی یا سختی نہیں بلکہ یہ رحمت و نور ہے جتنا آسان ہو اسی قدر نشاط کے ساتھ پڑھنا چاہیے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. یہ آیت دونوں صورتوں کی نفی کر رہی ہے گویا آپ کو یہ تعلیم ہو رہی ہے کہ آپ کا کام صرف تذکیر و تبلیغ کرنا ہے جسے ماننا ہوگا مانے گا اور جسے نہ ماننا ہوگا تو وہ نہ مانے گا' آپ فکرمند نہ رہیں اور اسی طرح رات کی نماز میں بھی اس درجہ مشقت نہ اٹھایئے جس قدر تحمل ہو سکے اسی قدر پڑھئے۔ اہل اشارات کہتے ہیں کہ اگر تفسیر اولیٰ قبول کی جائے تو آیت اصل ٹھہرتی ہے اور اگر اہل دل پر نزول سکینت کی تفسیر ثانی مراد لی جائے تو یہ عبادت میں اعتدال کی اصل ٹھہرتی ہے۔

ف۴: امام العارفین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں یعنی فرض ہے اطلاق کرنا استواء کا بغیر تاویل کے اور وہ اوپر ہونا ہے اللہ کی ذات کا عرش پر' اور لفظ استواء کو قعود اور مماست کے معنی پر محمول نہ کیا جائے جس طرح کہ مجسمہ اور کرامیہ کا قول ہے اور نہ ہی اس کو علو اور رفعۃ کے معنی پر محمول کیا جائے جس طرح اشعریہ کا مذہب ہے اور نہ اس کو غلبہ کے معنی پر محمول کیا جائے جس طرح کہ معتزلہ نے کہا ہے کیونکہ شریعت ان معانی پر وارد نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ معانی صحابہ اور تابعین میں سے کسی سے منقول ہیں۔ اللہ عزوجل کا عرش پر ہونا ہر اس کتاب میں مذکور ہے جو اس نے اپنے کسی بھی نبی پر اتاری جو بلا کیف بھیجا گیا۔ صاحب تفسیر ماجدی فرماتے ہیں استواء کے معنی استیلاء کے ہیں اور خود استیلاء سے مراد اقتدار و اختیار ہے اور جتنے بھی شبہات عام طور پر آیت پر وارد ہوتے ہیں اس مفہوم کے لینے سے ان سب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

انا اذا فسرنا الاستیلاء بالاقتدار زالت هذه المطاعن كلها. (کبیر)

ف۵: یعنی موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بھی سننے کے قابل ہے جو حکم و معارف اور علوم توحید و نبوت سے پر ہے۔ دس سال سے زیادہ عرصے کے بعد آپ اپنی اہل و عیال کو لے کر اپنے وطن مصر کی طرف جا رہے تھے' سردی کی رات تھی' راستہ بھول گئے' پہاڑوں کی گھاٹیوں کے درمیان تھے اندھیرا تھا' ابر چھایا ہوا تھا' چقماق سے آگ نکالنا چاہی لیکن نہ نکلی' ادھر ادھر نظر دوڑائی تو دائیں جانب کے پہاڑ پر کچھ روشنی دکھائی دی اور جو روشنی آپ نے دیکھی وہ آپ کو آگ ہی کی معلوم ہوئی یہ ضروری نہیں کہ حقیقت میں وہ آگ ہی ہو' درحقیقت وہ دنیوی آگ نہ تھی بلکہ اللہ کا نور جلال تھا یا حجاب ناری تھا جس کا ذکر مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو اس مبارک میدان کے دائیں جانب کے درختوں کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں تیرا رب ہوں تو جوتیاں اتار دے گویا اس وقت درحقیقت بلاتشبیہ ٹیلیفون کا کام دے رہا تھا طویٰ اس میدان کا نام ہے جو جزیرہ نمائے سینا میں کوہ سینا کے عین دامن میں واقع ہے۔ شاید وہ میدان پہلے سے متبرک تھا یا اب ہو گیا' جوتیاں اتارنے کا حکم اس لیے ہوا کہ وہ گدھے کے چمڑے کی تھیں یا اس لیے کہ تعظیم کرانی مقصود تھی جیسے کہ کعبے جانے کے وقت لوگ جوتیاں اتار کر جاتے ہیں اسرائیلی تہذیب میں جوتا اتار دینا تعظیم و تکریم کا ایک معروف و متعارف طریقہ تھا۔ یہ آیت اصل ہے مقامات مقدسہ کے ادب و تعظیم کی اگر موزہ اور جوتا پاک ہو تو اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کو نبی بنا کر فرعون کی طرف بھیجا اور ان کی بیوی اپنے باپ کے گھر چلی گئی۔

بقیہ نمبر 436

وہوشیار کرنے کے بعد حکم دیا کہ اسے زمین پر ڈال دو زمین پر پڑتے ہی وہ ایک زبردست اژدھا کی صورت میں پھنپھناتی ہوئی دوڑنے بھاگنے لگی ناگہاں یہ انقلاب دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے موسیٰ علیہ السلام کا ڈرنا طبعی تھا جو کسی طرح جلالت شان کے منافی نہیں۔ بعض نے کہا ہے جو حادثہ مخلوق کی جانب سے ہو اس میں تو نہ ڈرنا کمال ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے نہ ڈرے اور جو امر خالق کی طرف سے ہو اس میں ڈرنا ہی کمال ہے کہ وہ فی الواقع اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے جیسے تیز ہوا کے چلنے سے نبی ﷺ گھبرا جاتے تھے چونکہ اس تبدل میں مخلوق کا واسطہ نہ تھا اس سے ڈر گئے کہ یہ کوئی قہر الٰہی نہ ہو' بہرحال یہ تو ثابت ہی ہے کہ امور طبعی کا ملین میں بھی باقی رہتے ہیں۔ دوسرا معجزہ ید بیضا ہے من غیر سوء سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کی سفیدی کوئی مرض وغیرہ کی صورت نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری فرماتے ہیں کہ قرآن میں من غیر سوء کا لفظ بڑھا کر بائبل کے اس لفظ کی تردید یا تصحیح کر دی گئی جو بائبل کی دوسری کتاب خروج باب ۴ آیت ۶ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ برف کی مانند سفید مبروص تھا مبروص اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں خون کی خرابی سے چمڑہ سفید ہو جاتا ہے۔

بقیہ نمبر 437

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس نے خطاب کیا اور یہ امر بمعنی خبر ہے امر کے صیغہ کے ساتھ مبالغہ ذکر کیا گیا کیونکہ افعال میں سے امر زیادہ تاکید والا ہوتا ہے بائبل کی دوسری کتاب خروج کے باب ۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں سے پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی جبکہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پکڑنے والے اللہ کے دین کے دشمن تھے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے پکڑا تھا یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ فرعون بے عون کی بیوی حضرت آسیہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھیں جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے پس فرعون کی بیوی کو پکڑنے والا کہنا غلط ہے بلکہ بموجب تفریح بائبل پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی۔ عینی میں اضافت تشریف واختصاص کے لیے ہے ورنہ اپنے عام معنی میں تو دنیا کی ساری ہی موجودات پر رورد گار عالم کی نگرانی میں رہتی ہے۔

ف۳: فرعون کے اہل خانہ نے صندوقچہ اٹھا لیا اور کھولا تو اس میں بچے کو دیکھا چنانچہ انہوں نے اس کے پالنے کا ارادہ کیا' لیکن یہ بچہ کسی دایہ کا دودھ پیتا ہی نہیں تھا بلکہ پستان کو منہ میں لیتا ہی نہیں تھا' تو اس بچے (موسیٰ علیہ السلام) کی بہن جن کا نام مریم تھا وہ عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پندرہ سال بڑی تھیں موقعہ پر پہنچ گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر آپ اس کی پرورش کی تمنا رکھتے ہیں اور اجرت بھی معقول دیتے ہیں تو میں ایک گھرانہ بتاتی ہوں جو اسے محبت سے پالے اور خیر خواہانہ برتاؤ کرے چنانچہ فرعون کی طرف سے حکم ہوا کہ اس عورت کو بلاؤ تو آپ کی بہن مریم اپنی والدہ کو لے کر پہنچیں اور انہوں نے بچے کو چھاتی سے لگایا چھاتی سے لگاتے ہی بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا اور فرعون کے گھر بڑی خوشیاں منائی گئیں پھر آخر کار فرعون کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بطور دایہ کے بچہ کی تربیت پر مامور ہو کر اپنے گھر لے آئیں اور شاہانہ اعزاز و اکرام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی تربیت میں لگی رہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 443

لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا یعنی ان کو سامری نے گمراہ کر دیا۔ یہ عطف تفسیری ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت جہاں لفظ گمراہ کرنے کا آتا ہے وہاں علت العلل کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باغ کو ہرا بھرا کر دیا حالانکہ پانی اس کی سرسبزی کے لیے سبب قریب ہے۔ غرض یہ کہ آزمائش میں ڈالنے کی نسبت بطور فاعل تکوینی کے اللہ کی طرف ہے کیونکہ وہ مسبب الاسباب ہے وگرنہ اس آزمائش میں ڈالنے کو رضائے الٰہی سے کوئی تعلق نہیں ہے' یہ بالکل اسی طرح اور اسی معنی میں صحیح ہے جس طرح اور جس معنی میں اللہ تعالیٰ ہر بیماری' ہر دکھ اور ہر زہر کا بھی خالق ہے یعنی محض اسباب تکوینی کا محرک اول ہے۔

تنبیہ: سامری ایک مصری شخص تھا جو اسرائیلیوں کے ساتھ مصر سے باہر نکل آیا تھا جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کا منافق تھا اور فریب اور چالبازی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر 444

میں دب جائے گا پس اس کا متبع ہدایت والا اور اس کا مخالف ضلالت وشقاوت والا جو یہاں برباد ہوا اور وہاں دوزخی بنا اس عذاب سے اسے نہ تو کبھی چھٹکارا ہو گا نہ بچ سکے گا' یہ بہت برا بوجھ ہے جو اس دن اس پر ہوگا ظاہر ہے کہ وہ بوجھ عذاب الٰہی کا ہوگا۔

ف۴: قرآن کے مخاطبین اول قوم عرب میں نیلی آنکھ خاص طور پر مبغوض ومکروہ سمجھی جاتی تھی اس لیے کہ ان کے دشمن بنی اصریا اہل روم (یورپ والے) نیلی آنکھیں رکھتے تھے اور اسی سے ازرق العین ان کے ہاں دشمن کا عام لقب ہی پڑ گیا تھا۔ شاید ان کی آنکھیں نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے زرق کے دوسرے معنی (عمیاً) اندھے کے بھی کیے گئے ہیں۔ یعنی محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہوں گے مطلب یہ کہ حشر کی کسی منزل میں اہل کفر کی آنکھیں نہ ہوں گی یہ ایک خاص وقت کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ دوزخ وغیرہ کو دیکھ سکیں ﴿وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ الاٰية﴾ (الکہف:۵۳) ﴿اِسْمَعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا﴾ (مریم:۸۸)

بقیہ صفحہ نمبر 445

شخص کے لیے مفید ہوگی جس کی سفارش کے لیے انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے کہ اس کے حق میں سفارش کرو اور اس شخص کے حق میں کلمہ خیر کہنے کی گنجائش ہو۔ رضی له قولا کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ حق تعالیٰ نے دنیا میں اس کے کسی قول کو پسند کر لیا ہو تو اس کے لیے سفارش فائدہ مند ہوگی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نبی کی شفاعت کی امید رکھتا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ پہلے اللہ کو راضی کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بغیر ترک کرنے شرک کے ممکن نہیں۔ یہیں سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فساق امت کے حق میں شفاعت کی گنجائش بڑے زور سے نکالی ہے کہ بڑے سے بڑا فاسق کلمہ گو بھی کلمہ شہادت کی حد تک قول پسندیدہ اور مقبولہ کہہ ہی لیتا ہے فوجب ان تکون الشفاعة نافعة. (کبیر)

بقیہ صفحہ نمبر 447

تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے بلکہ تقریباً ہزار کے قریب صحابہ نے باسناد جید ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بعض مفسرین نے مَعِيْشَةً ضَنْكًا کے معنی یہ کیے ہیں کہ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہوگئی' ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشے میں بدمست ہے اس کا سارا مال ودولت اور سامان عیش وحشم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے تو جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو اسے خوشحالی کہنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ صاحب معالم نے ذکر سے مراد قرآن ہی لیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو عام اور وسیع معنی میں رکھا جائے اور مادی کسب وہدایات آسمانی کو اس کے مفہوم میں شامل رکھا جائے۔

تنبیہ: نسیان یہاں بھول اور ذہول کے معنی میں نہیں ارادی ترک توجہ واغماض کے معنی میں ہے النسیان ههنا بمعنی الترك لا بمعنی الذهول۔ (بحر)

بقیہ صفحہ نمبر 448

کہ ادھر ہم ادھر تم منتظر ہیں عنقریب حال کھل جائے گا کہ راہ مستقیم پر کون ہے؟ حق کی طرف کون چل رہا ہے عذابوں کو دیکھتے ہی ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں مبتلا تھا گھبراؤ نہیں ابھی جان لو گے کہ کذاب وشریر کون تھا؟ یقیناً مسلمان راہ راست پر ہیں اور غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم اس سے بچے ہوئے ہیں۔اس آیت کا انداز بیان ایک بلیغ انداز میں مضمون کے زور و تاکید کے لیے ہے یہ مطلب نہیں کہ متکلم یا قائل کو اس میں کسی قسم کا شک یا کچھ ضعف و تردد ہے ولیس ھو بمعنی الشك والتردید بل ھو علیٰ سبیل التھدید و الزجر للکفار. (ابن کثیر)

بقیہ نمبر 451

جو اللہ کو محمد و اقتدار اور محدود قوت والا مانتے ہیں۔

تنبیہ: قیامت میں جو دور فنا و ہلاکت کا آئے گا وہ ایک نظم کے ماتحت اور ایک ضابطہ متعین کے موافق ہوگا جیسا کہ آج بھی افراد اپنے وقت مقررہ پر ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور اس پر فساد کا اطلاق کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

بقیہ نمبر 453

(نخر مایہ) کا ہوتا ہے اگر اسی کو مانا جائے تو اس جوہر میں بھی حصہ غالب پانی ہی کا ہوتا ہے لفظ کل محاورہ میں تقریباً کل یا بہت بڑی اکثریت کے مترادف مستعمل ہے اس لیے اگر کسی جاندار کی پیدائش کا استثنا اس قاعدہ سے ثابت ہو جائے تو یہ عموم قانون کے منافی نہیں تاہم للا کثر حکم الکل کے اعتبار سے یہ کلیہ صادق رہے گا۔

تنبیہ: آن تمید بھم سے مراد یہاں ڈانواڈول حرکت سے ہے نفی یہاں مطلق حرکت ارض کی نہیں بلکہ اس کی اضطرابی کی ہو رہی ہے' یہ پہاڑ گویا زمین کا توازن برابر رکھنے کا کام دے رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایک طرف کو جھک جائے اور ہل جل کر لوگوں کو پریشان کرے' اور مخلوق کو زلزلے میں ڈالے۔ جبکہ زمین کا ۴/۳ حصہ تو پانی میں ہے صرف ۴/۱ حصہ سورج اور ہوا کے لیے کھلا ہے۔

بقیہ نمبر 458

بھی ہوتی ہی رہتی ہے تسخیر سے مراد محض اتباع و اقتداء فی التسبیح ہے نہ یہ کہ ان کے فرمانے سے تسبیح کرتے تھے ممکن تو یہ بھی ہے مگر محتاج دلیل۔ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ف۲ حضرت داؤدؑ پر یہی احسان نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصاً ایسے احسان کیے جو سلطنت سے تعلق رکھتے تھے مثلاً اس کو تمہارے لئے جنگی لباس بنانا سکھایا' لوہا نرم کر دیا اور وہ لوہے کی زرہ بناتے تھے پہلے زرہیں بغیر حلقوں اور کنڈوں کے بنتی تھیں۔ ان کے لئے کنڈے دار اور حلقوں والی زرہیں آپ نے ایجاد کیں۔ صنعت زرہ سازی کو محل نعمت میں ذکر کیا جس سے ظاہر ہے کہ فنون اور جنگی سامان کی تیاری مطلق صورت میں حرام نہیں بلکہ انہیں حرام اور لغو مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو عین مستحسن اور قابل قدر ہیں۔ ہم نے ہوا کو بھی ان کا تابع کر دیا جہاں پہنچنا چاہتے ان کے حکم کے مطابق اسی طرف نرمی سے لے چلتی' صبح و شام مہینہ مہینہ بھر کی راہ طے کر لیتی ملک شام کی طرف کہ وہ جب کبھی باہر جاتے تو واپس ہوا کے ذریعہ سے آتے تھے۔ امام رازیؒ نے یہ لطیفہ خوب لکھا ہے کہ باپ کا مسخر کثیف ترین جسم کیا گیا یعنی پتھر اور چٹان اور بیٹے کا مسخر لطیف ترین جسم کیا گیا یعنی ہوا۔

ف۳: جن اور پھر سرکش شیطانی قسم کے ارشاد فرمایا کہ ان کے سنبھالنے والے انہیں قابو میں رکھنے والے سلیمانؑ نامی انسان نہیں بلکہ ہم خود تھے۔ اللہ اللہ توحید کی تاکید و حفاظت کا قرآن مجید کو کس درجہ اہتمام رہتا ہے۔

بقیہ نمبر 459

اس لئے بلا انتظار نفس وحی وہاں سے چلے گئے' حالانکہ مرتبہ نبوت کے شایان شان یہی تھا کہ وحی کا انتظار کیا جاتا۔ یہاں قدر بمعنی استطاعت و قابو کے نہیں بلکہ ضیق و تنگی کے مفہوم میں ہے اور یہاں لفظ قدر قدرت سے نہیں بلکہ تقدیر سے ہے فسرت بالتضییق علیه ای ان لن نضیق علیه۔ ذوالنون حضرت یونسؑ کا لقب ہے مختصراً یہ کہ آپ جس جہاز پر سوار تھے اس کے جہاز رانوں نے آپ کو مجرم سمجھ کر طوفان کے وقت سمندر ہی میں پھینک دیا ایک مچھلی شارک یا وہیل کے قسم کی آپ کو نگل گئی۔ یہ مناجات آپ شکم ماہی سے فرما رہے ہیں۔ ظلمٰت صیغہ جمع ہے دریا کے نیچے کا اندھیرا مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا اور اس جمع کے صیغہ سے متعدد تاریکیاں مراد ہیں' ان کا خود کو ظالم کہنا اس معنی میں ہے کہ میں ترک عزیمت و افضلیت کا مرتکب ہوا ہر نعمت ایک خاص مقام بندگی کا تقاضا کرتی ہے اور ایک خاص درجہ ادائے حقوق کا چاہتی ہے اس درجہ و مرتبہ کے ادائے حقوق میں کمی یا کوتاہی رہ جانا ظلم ہے آپ ظلم کا اطلاق اپنے حق میں اسی معنی میں کر رہے ہیں کہ ان کے منصب کے مناسب وحی الٰہی کا انتظار کرنا تھا لیکن یہ بغیر انتظار کے نکل کھڑے ہوئے۔

تنبیہ: تیسرے دن عذاب آیا قوم نے توبہ کی اور بت توڑ ڈالے تو عذاب ٹل گیا۔ (۲) آپ کا غضب و غصہ آپ کی قوم پر تھا لربہ کے معنی یہاں لا حول ربہ و حمیۃ لدینہ اپنے پروردگار کی خاطر اور اپنی غیرت دینی کے باعث (۳) یعنی ایک یونسؑ پر ہی کیا موقوف ہے جو مومن بھی ہم سے دعا کرے اسے غم سے نجات دے دی جاتی ہے بشرطیکہ اسے غم میں رکھنا ہی مصلحت نہ ہو۔

ف۱: حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اولاد دے مجھے تنہا یعنی بے اولاد نہ چھوڑیئے۔ یعنی حقیقی وارث تو اللہ ہی ہے جسے کبھی فنا نہیں لیکن میں ظاہری اور مادی وارث کو مانگ رہا ہوں وہ اس لئے جو خدمت دین کی کر رہا ہوں ان کا سلسلہ اس کے ذریعہ سے چلتا رہے اور میرے بعد ہی بند نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی بیوی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو جنہیں بڑھاپے تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اولاد کے قابل بنا دیا۔ سعید بن جبیر قتادہ وغیرہ تابعین سے مروی ہے کہ بیوی کا شباب لوٹا دیا گیا تھا اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ استجابت دعا کے وقت اکثر عادت الٰہی یہ ہے کہ جو چیزیں عموماً و عامۃً جن اسباب سے پیدا ہوتی ہیں اکثر ان کے وجود میں لانے کے لئے وہی اسباب مہیا کر دیئے جاتے ہیں گو وہ قادر مطلق بلا اسباب ہی تکوین پر قادر ہے۔ بعض صوفیا کہا کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کو پکارے تو قع سے یا ڈر سے وہ اصلی محب نہیں یہاں سے ان کی غلطی ظاہر ہوئی انبیاء سے بڑھ کر خدا کا محب کون ہو سکتا ہے؟ حاصل یہ کہ عبادت کمال امید و بیم کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اس سے ان کی کمال عبدیت و عبودیت اور ہماری کمال عظمت و معبودیت ثابت ہوتی ہے اور اہل خشوع و اہل تواضع کی مدح سے توریت و انجیل بھی لبریز ہیں۔

بقیہ نمبر 460

وفات کی دلیل سمجھنا ہی جہالت پر مبنی ہے۔ فافھم و لا تعجل

ف۲: یاجوج ماجوج بظاہر یہ وہ مغلوبی قبیلے معلوم ہوتے ہیں جو پہاڑوں کی دوسری طرف آباد تھے اور کبھی کبھی موقعہ پا کر یلغار کرتے ہوئے ترکوں کے درمیان گھس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے تھے یاجوج اور ماجوج کا اشتقاق اہل لغت نے مادہ اج سے کیا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے تموج وتلاطم کے ہیں ان کے یہ نام ان کی شدت شورش کی بنا پر پڑے بعض نے انہیں عبرانی اسماء بھی کہا ہے بدلیل منع الصرف (کشاف) بائبل کے شارحین بھی ان کی تعیین میں مضطرب ہیں کوئی یاجوج وماجوج کو دو قومیں قرار دیتا ہے کوئی کہتا ہے ماجوج قوم کا نہیں مقام کا نام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ماجوج یافث بن نوح کی نسل سے ہے اور عام طور پر ان لوگوں کی سکونت ایشائے کوچک اور آرمینیا میں سمجھی گئی ہے بہرحال بائبل اور اس کی شروح سے قرآنی یاجوج ماجوج پر کچھ زیادہ روشنی نہیں پڑتی قرآنی اشاروں سے بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی شورہ پشت وشورش پسند پہاڑی قبیلے تھے اور جو آبادیاں ان کی تاخت کی زد میں تھیں ان آبادیوں کے لوگوں نے ذوالقرنین سے عرض کی کہ ہم ان سے سخت پریشان ہیں کہئے تو ہم چندہ فراہم کر دیں اور آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایسی حد فاصل قرار دے دیں جسے توڑ کر یہ ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔ چنانچہ ذوالقرنین نے ایک سخت دھاتی قسم کی دیوار تیار کر دی۔

بقیہ صفحہ نمبر 461

گے اور پھر جب وہ لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کی تسلی تشفی تسکین اور دلداری کے لئے انہیں فرشتے مل جائیں گے جو اعزاز واکرام سے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے یہاں سے اس مقولہ کی تائید ہوتی ہے کہ اہل اللہ کو فرح دائم میسر رہتا ہے اور عظمت کبریا سے جو خوف ان کے دلوں پر طاری رہتا ہے وہ اس کے منافی نہیں بلکہ وہ تو عین مقتضا عبدیت کا ہے۔

ف۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے مثل لپیٹے کتاب کے لکھے ہوئے کے لام یہاں علی کے معنی میں ہے جیسے تَلَّهُ لِلْجَبِين لغت میں اس کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں۔ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہونے والے ہو ننگے پیر ننگے بدن اور بے ختنہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اسی طرح دوبارہ لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے جسے ہم پورا کر کے رہیں گے یہ سب چیزیں نیست ونابود ہو جائیں گی پھر بنائی جائیں گی۔ قرآن مجید قیامت اور اس کی ہولناکیوں کو اور بشارتوں کو قطعیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے کہ مخاطبین کے دل میں عقیدہ آخرت راسخ ہو جائے ساری نیکیوں کی جڑ اور بنیاد یہی ہے کہ عقیدہ آخرت محض ایک نظریہ یا وہم وگمان کی طرح نہ رہے بلکہ جزم و وثوق کے ساتھ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور قال حال بن جائے۔

ف۵: ذکر کے معنی صحیح حدیث میں لوح محفوظ کے آچکے ہیں۔ ابن زید تابعی مجاہد تابعی اور سعید بن جبیر تابعی سے بھی یہی معنی منقول ہیں امام ابن جریرؒ نے بھی اسی معنی کو ترجیح دی ہے اور ثوری نے صراحت کے ساتھ اس کے معنی لوح محفوظ کے بتائے ہیں۔ زبور سے مراد بقول سعید بن جبیر توراۃ انجیل اور قرآن ہے یہ بھی مروی ہے کہ زبور وہ آسمانی کتابیں ہیں جو انبیاء پر نازل ہوئیں الارض کا اطلاق جنت پر بھی ہوا ہے (الزمر) یہاں بھی یہی معنی محققین سے منقول ہیں اس طبقہ میں حضرت ابن عباسؓ سے لے کر اکابر تابعین تک سب شامل ہیں اس تشریح کے بعد مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے یعنی لوح محفوظ میں لکھ دینے کے بعد ہم نے کتب آسمانی میں بھی یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ بہشت کی زمین کے مالک تو بندگان صالح شریعت پر چلنے والے ہی ہوں گے گویا آیت مومنین کے حق میں ایک بڑی بشارت اخروی ہے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے زبور صحیفہ داؤد نبی میں لکھ رکھا ہے کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے تو اس صورت میں یہ آیت مومنین کے حق میں ایک بشارت دنیوی نعمت یعنی زمینی بادشاہت کی ہوگی اور اگر الارض سے مراد ارض موعود لی جائے یعنی ملک شام تو پھر تو یہ پیشگوئی عہد صحابہ میں پوری طرح پوری ہو کر رہی۔ زبور میں بھی یہ الفاظ ہیں ''صادق زمین کے وارث ہوں گے''۔ (۳۷-۲۹) یا یہ مطلب کہ زمین کے وارث وہ لوگ ہوں گے جن میں زمینی نظام حکومت چلانے کی صلاحیت ہوگی۔

تنبیہ: اس امت کے کامل وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث رہے شرق وغرب میں انہوں نے آسمانی بادشاہت قائم کی عدل وانصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے دین حق کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا نبی ﷺ کی یہ پیشگوئی..... رُوِیَ الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ اِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُهَا مَازُوِیَ لِیْ مِنْهَا اور اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی امام مہدی اور مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں پوری ہو کر رہے گی۔

ف۶: ہم نے اس نبی کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے پس اس نعمت کی شکر گزاری کرنے والا دنیا وآخرت میں شاد ماں ہے اور ناقدری کرنے والا دونوں جہان میں برباد وناشاد ہے رحمت وسعربانی یہی ہے کہ قرآن کے مخاطبین رسول کے پیام ہدایت کو قبول کریں اور اپنی زندگی کو انہی کے لائے ہوئے نظام کے سانچہ میں ڈھالیں فلاح کونین وسعادت دارین صرف رسول اللہ کی اتباع میں ہے یہاں تک کہ رسول کا غزا وقتال بھی دنیا کے حق میں سراسر رحمت ہی ہوتا ہے اقبالؒ نے کتنا سچ کہا ہے

لطف و قہر او سراپا رحمتے آں بہ یاراں ایں بہ اعدا رحمتے

اس آیت سے یہ نکتہ بھی استنباط کیا جاتا ہے کہ مقبولین کی برکات ان کے قصد کے بغیر بھی عالم کو پہنچتی رہتی ہیں جیسے آفتاب کی شعاعیں کہ بلا اس کے قصد وعلم کے سب کو پہنچتی رہتی ہیں۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کر لے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم المحت مستفید ہونا نہ چاہے تو اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب وانسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے نیز حق تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف اس امت کے کافروں کو عام ومستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے وہ بھی مجموعہ عالم کے لیے سراسر رحمت تھا کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جس کے آپ حامل بن کر آئے تھے۔ ایک حدیث میں ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اُقْتَلُهُمْ وَ لَا صَلَبُهُمْ وَ لَا هَدْبَهُمْ وَ هُمْ کَارِهُوْنَ اِنِی رحمۃٌ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ وَ لَا یَتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یَظْهَرُ اللّٰهُ دِیْنَهٗ۔

رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہوا یعنی جو رحمت عظیم لے کر آپ آئے ہیں اس کا لب لباب توحید کامل ہے جس کے قبول کرنے میں کچھ پس وپیش نہ ہونی چاہیے۔ تو کیا تم حکم ماننے اور حق کے سامنے گردن جھکانے کے لیے تیار ہو اگر ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توفیها و نعمت ورنہ میں تبلیغ کر کے بری الذمہ ہو چکا۔

بقیہ نمبر 465

واصل کرے گا' یہاں فیصلہ سے مراد عملی فیصلے کا ظہور ہے اور ان تمام کے اقوال وافعال' ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ پر سب واضح ہیں۔ محسوس وہ اہل عجم ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ ہم ایک نبی زرتشت نامی کی امت ہیں' لیکن اب وہ عملاً توحید کی بجائے ثنویت کے معتقد ہیں یعنی ایک کے بجائے دو خدا قرار دے لیے ہیں ایک یزدان یعنی خدائے نور و خدائے خیر دوسرا اہرمن یعنی خدائے عظمت و خدائے شر' اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کائنات انہی دونوں کی کشمکش کی رزم گاہ ہے۔ فقہائے امت نے انہیں اہل کتاب کے حکم میں رکھا ہے چنانچہ اہل کتاب کی طرح یہ بھی جزیہ دے کر اور ذمی بن کر رہ سکتے ہیں۔

بقیہ نمبر 467

ف۱: دنیا اور آخرت کے فوائد حاصل کرنے کیلئے یہاں آئیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ دنیاوی تجارت وغیرہ کا فائدہ بھی حاصل کریں' جیسے فرمایا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (البقرہ:۱۹۸) موسم حج میں تجارت کرنا ممنوع نہیں۔ بہیمۃ الانعام سے مراد اونٹ' گائے' بھیڑ' بکری ہیں۔ ایاما معلومات سے قربانی کا دن اور اس کے بعد کے تین دن ہیں حضرت ابن عمرؓ اور ابراہیم نخعیؒ سے یہی مروی ہے۔ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی چار دن تک ہے اور جو لوگ اس بات کی بلاوجہ اور بلا دلیل مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قربانی صرف تین دن تک ہے ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ قرآن حکیم کی آیت ایام معلومات اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں جیسا کہ یوم النحر اور ایام تشریق سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ۱۳ ذوالحجہ کی عصر کے وقت تک قربانی کرنا جائز ہے۔ (فاجتنبوا القیاس والرأی) نیز فرمایا کہ قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور محتاجوں کو کھلاؤ بعض لوگوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے لیکن یہ قول غریب ہے اکثر بزرگوں کا مذہب ہے کہ یہاں حکم مستحب ہونے کا ہے یا رخصت ہے اور یہ حکم واجب اور فرض نہیں' امام ابن جریرؒ بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں۔ فرمایا پھر قربانی کے بعد احرام کے کپڑے اتار دیں حجامت بنائیں' غسل کریں کپڑے بدلیں تیل لگائیں بال بنائیں وغیرہ اور جو قربانیاں وغیرہ از خود اپنے اوپر لازم کر لی گئی ہوں وہ پوری کریں ولیوفوا صیغہ امر یہاں وجوب کے لیے ہے اور جس مراد کے لیے نذر مانی جائے تو چاہیے کہ وہ نذر ہمیشہ اللہ ہی کے نام کی ہو کسی اور کے نام کی نذر حرام ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم کیا گیا کہ ان کا آخری کام طواف بیت اللہ ہو البتہ حائضہ عورتوں کو تخفیف کر دی گئی۔ پرانا گھر اس لیے کہا گیا کہ یہی سب سے پہلا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ طوفان نوح میں سلامت رہا۔ ایک معنی خانہ محفوظ کے بھی ہیں یعنی وہ گھر جو امن کی جگہ بنا دیا گیا اور جباروں کی گرفت سے آزاد رہا۔ قربانی کا منکر سطحی دماغ والا گروہ حال میں پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں کہیں قربانی کا ذکر نہیں ملتا کاش وہ قرآن ہی پر غور کرنا سیکھے اور اس آیت سے قربانی کی اہمیت کا سبق لے۔

بقیہ نمبر 469

اپنے کھانے کے لئے' ایک تہائی دوستوں کے لئے اور ایک تہائی صدقہ کرنے کیلئے بعض کہتے ہیں آدھا خود کھائے اور باقی آدھا صدقہ کر دے۔ کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے خود کھاؤ ذخیرہ کرو راہ اللہ دو۔ اور جو شخص اپنی قربانی کا سارا گوشت خود ہی کھا جائے تو ایک قول کے مطابق اس پر کوئی گناہ نہیں۔

قربانی کی کھال اگر خود استعمال کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ لیکن اس کو فروخت کر کے اس کی رقم استعمال میں نہیں لا سکتا یا پھر غریب اور مسکین کو دے سکتا ہے اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر اس کو خرچ کرنا محل نظر ہے' مثلاً جہادی تنظیموں کو جیسا کہ آجکل یہ عام طریقہ چل نکلا ہے کہ ہر گروہ نے اپنی تنظیموں میں جہاد کا شعبہ بنا لیا ہے اور وہ اپنا سارا زور ملاقات قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر صرف کر دیتے ہیں' اسی طرح رفاہی اداروں' ہسپتالوں وغیرہ کا حال بھی دوسرے گروہوں والا ہے جبکہ اصل حقدار غریب' مسکین اور یتیم وغیرہ ہیں اور ایک لحاظ سے وہ دینی مدارس کہ جہاں غریب لوگوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہوں ان کو بھی قربانی کی کھال دی جا سکتی ہے۔ لیکن جن مدارس کی اپنی پراپرٹیاں ہیں یا ان کو وافر مالی امداد ملتی ہے ان کے لئے یہ جائز نہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں کئی ایسے مدارس بھی ہیں کہ جن کی کروڑوں تک کی جائیدادیں ہیں۔ مگر پھر بھی وہ صدقات' زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ایسے مدارس کے منتظمین سوچیں کہ غریبوں' مسکینوں اور ضرورتمندوں کا حق مار کر وہ اسلام کی کون سی خدمت کر رہے ہیں اور بعض مدارس تو ایسے ہیں کہ ان کی دولت سے بازاروں اور منڈیوں میں کاروبار ہو رہا ہے۔ لہٰذا صدقہ' زکوٰۃ وغیرہ دینے والے پر بھی لازم ہے کہ وہ تلاش کر کے صدقہ وغیرہ کو اس کے حقدار تک پہنچائے اگر وہ اجر و ثواب چاہتا ہے ورنہ پھر اناللہ۔ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اس نے گویا گوشت جمع کر لیا اسے قربانی سے کوئی لگاؤ نہیں۔ (بخاری، مسلم)

ف۲: کفار اور مشرکین کی جہالت اور بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ لوگ اپنی قربانیوں کے گوشت اور خون بیت اللہ پر چھڑکتے تھے' تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ یہ کام کریں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا بڑا اہم اور اصل مسئلہ بیان فرما دیا کہ گوشت اور خون نہیں بلکہ اصل مقصد تقویٰ ہے کہ کس کے اندر کتنا ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پہنچتا ہے اس سے پہلے کہ سائل کے ہاتھ میں جائے اور خون اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ قبولیت کو پہنچتا ہے اس سے پہلے کہ زمین پر گرے' یعنی اجر تو تمہارے اخلاص و نیت اور تقویٰ پر ملتا ہے۔ احسان اس جگہ اخلاص کے معنی میں ہے پہلی آیت میں تو اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرنے کا حکم فرمایا تاکہ بسم اللہ اور تکبیر کے جمع کرنے کی مشروعیت سمجھ آ جائے اور علی ماھداکم سے مراد یہ ہے کہ اس کی بڑائی بیان کرو اس احسان پر کہ اس نے تمہیں اپنا قرب تلاش کرنے کا طریقہ بتا دیا۔ اور مدد تو اللہ تعالیٰ کافروں کی نہیں بلکہ اہل ایمان کی کرے گا۔ کافروں' منکروں' بے دینوں کو جو مہلت مل جاتی ہے وہ اول تو عارضی ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ کسی مصلحت تکوینی کے ماتحت ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ نصرت الٰہی کے اصل اور مستقل حق دار تو اہل ایمان ہی ہیں۔

بقیہ نمبر 470

ہیں دلائل سامنے تھے حق واضح ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود پھر بھی کفار نے انکار کیا تو میں نے انکو مہلت دی کہ وہ سوچ سمجھ لیں اپنے انجام پر غور کر لیں' لیکن اس مہلت کا انہوں نے کوئی فائدہ اٹھایا اور جب وہ اپنی نمک حرامی سے باز نہ آئے تو آخر وہ میرے عذابوں میں گرفتار ہوئے' پھر میری پکڑ کیسی زبردست ثابت ہوئی کس قدر دردناک انکا انجام ہوا کہ وہ بڑی بڑی مہذب و متمدن پر قوت و شوکت اور دولت و تمول والی قومیں تباہ و بے نشان کر دی گئیں اور ان کے علوم و فنون ان کی کاریگریاں انکی فوج اور ان کی خوش تدبیریاں کوئی بھی انکو ہلاکت سے نہ بچا سکیں اور سنت اللہ یہی ہے کہ معاند اور منکروں پر گرفت فی الفور نہیں ہوتی بلکہ انہیں مہلت دی جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے چھٹکنے بھی نہیں دیتا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (ھود: ۱۰۲)

بقیہ نمبر 472

رسول اور نبی کے درمیان جو واؤ عطف آیا ہے بعض نے اسے تفسیری قرار دے کر دونوں کا مفہوم متحد قرار دیا ہے' لیکن محققین کا قول اس بارہ میں یہ ہے کہ نزول وحی نبی اور رسول دونوں میں مشترک ہوتا ہے' باقی رسول وہ ہی ہوتا ہے جو شریعت کے ساتھ احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ مجاہدؒ نے تمنی بمعنی قال بھی لیا ہے۔ حاصل یہ کہ جب کتاب اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اس کی تلاوت میں کچھ ڈال دیتا ہے اور اللہ سبحانہ شیطان کی القاء کو باطل کر دیتا ہے جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیطان کی زیادتی مٹا دیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی آیات باقی رہ جاتی ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شیطان نے یہ الفاظ لوگوں کے کانوں میں ڈالے اور انہیں وہم ڈالا کہ یہ الفاظ نبی کے منہ سے نکلے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہ تھا بلکہ یہ صرف شیطانی حرکت تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز واللہ اعلم۔

تنبیہ: شروع سے ہی یہ طریقہ آ رہا ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا ہے یا اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے شیطان اس کی بیان کی ہوئی بات یا آیات میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے' مثلاً نبی نے آیت ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾ (البقرہ: ۱۷۳) پڑھ کر سنائی تو شیطان نے شبہ ڈالا کہ دیکھو اپنا مارا ہوا تو حلال اور اللہ کا مارا ہوا حرام کہتے ہیں' یا آپ نے ﴿اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ (الانبیاء: ۹۸) پڑھا تو اس نے شبہ ڈالا کہا تعبدون من دون اللہ میں حضرت مسیح علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی شامل ہیں' یا آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ آیت پڑھی ﴿وَ كَلِمَتُهٗۤ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ﴾ (النساء: ۱۷۱) تو شیطان نے کہا کہ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا الٰہ اور بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان شیطانی وساوس کے باطل ہونے اور ان کے رد میں نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وہ آیات سناتے ہیں جو بالکل صاف اور محکم ہوں اور ایسی واضح اور پختہ ہیں کہ جن کو سن کر شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ گویا شیطان کے ظاہری معانی کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں جو شبہات وساوس ڈالتا ہے۔ اس کی جڑ کاٹ دیتی ہیں اور تمام شکوک و شبہات یک دم کافور ہو جاتے ہیں۔ یہاں ذہن میں سوالات ابھرتے ہیں کہ شیاطین کو وسوسہ اندازی اور تصرف کا موقع کیوں دیا جاتا ہے؟

اور آیات کے جو احکام بعد میں بیان کئے جاتے ہیں وہ ابتداء ہی سے کیوں نہیں کر دیے جاتے؟

ان کا ازالہ یہ ہے کہ یہ سب باتیں حق تعالیٰ کی غیر محدود علم و حکمت سے ناشی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو عملی طور پر امتحان گاہ بنایا ہے اور اس میں بندوں کی جانچ مطلوب ہے کہ کون اپنے دل کی بیماری یا سختی کی وجہ سے بدراہ ہوتا اور شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتا ہے' اور کون سمجھ دار آدمی رہے۔ جو علم و تحقیق کی قوت سے ایمان کی بلند مقام پر پہنچ کر دم لیتا ہے۔ اگر آدمی نیک نیتی اور ایمانداری سے سمجھنا چاہے تو اللہ تعالیٰ دستگیری فرما کر اس کو سیدھی راہ پر قائم فرما دیتے ہیں' رہے منکرین اور شکوک و شبہات پیدا کرنے والے لوگ تو ان کو قیامت تک اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود

ف۲: کافروں کو جو شک و شبہ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں ہے وہ ان کے دلوں سے نہیں جائے گا۔ شیطان یہ غلط گمان قیامت تک ان کے دلوں سے نہ نکلنے دے گا قیامت اور اس کے عذاب ان کے پاس اچانک آ جائیں گے تو یہ اس وقت محض بے شعور ہوں گے اس وقت جو مہلت انہیں مل رہی ہے اس سے یہ مغرور ہو گئے ہیں۔ جس قوم کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب آئے تو وہ اسی حالت میں آئے کہ وہ لوگ ان سے نڈر بلکہ بالکل بے پرواہ ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے غافل وہی ہوتے ہیں جو پورے فاسق اور علانیہ مجرم ہوں یا انہیں اس برے دن کا عذاب پہنچے جو دن ان کے لیے منحوس ثابت ہوگا۔ بعض نے اس سے یوم بدر بھی مراد لیا ہے کو کہ بدر کا دن بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا دن تھا۔ مگر اس سے قیامت کا دن مراد لینا ہی زیادہ صحیح ہے قیامت کا بالکل اچانک برپا ہونا انجیل میں بھی مذکور ہے۔ ''خداوند کا دن چور کی طرح اچانک آ جائے گا اور اس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے''۔ سعید بن جبیرؒ اور ابن زید نے کہا ہے کہ ضمیر منہ کا "ما" القی الشیطن کی طرف راجع ہے۔

بقیہ نمبر 473

غلبے والا اور بڑی شان والا ہے وہی ہے جو چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا ناممکن ہے کہ وہ ہو جائے' ہر شخص اس کے سامنے فقیر اور ہر ایک اس کے آگے عاجز ہے کوئی نفع یا نقصان کسی کے ہاتھ میں نہیں وہی عظمت والا ہے ہر چیز اس کے ماتحت اور زیر حکم ہے۔ وہ ظالموں کی کہی ہوئی تمام فضول باتوں سے پاک ہے وہی سب خوبیوں والا اور تمام نقصانات سے منزہ اور دور ہے جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دے گا۔

بقیہ نمبر 476

ف۲: فرائض اور واجبات کو دیکھو کہ کس قدر ان میں اللہ تعالیٰ نے آسانیاں رکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے میں یک طرفہ اور بالکل آسانی والا دین دے کر بھیجا گیا ہوں آپ ﷺ نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا تو فرمایا تھا کہ خوشخبری سنانا' نفرت نہ دلانا اور آسانی کرنا' سختی نہ کرنا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے دین میں کوئی تنگی و سختی نہیں ملۃ کا نصب بہ نزع خفض ہے گویا اصل میں کملۃ ابیکم تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الزموا کو محذوف مانا جائے اور ملۃ کو اس کا مفعول قرار دیا جائے تو اس صورت میں یہ اسی آیت کی طرح ہو جائے گا دینا قیما الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے تمہارا نام مسلم رکھا کیونکہ ان کی دعا تھی کہ ہم دونوں باپ بیٹوں کو اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو مسلمان بنا دے لیکن یہ قول سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلے سے مراد حضرت ابراہیمؑ کے پہلے سے ہو اس لیے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس امت کا نام اس قرآن میں مسلم نہیں رکھا تو پہلے سے کے الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ پہلی کتابوں میں اور ذکر میں اور اس پاک اور آخری کتاب میں یہی قول مجاہدؒ وغیرہ کا ہے اور یہی درست ہے۔ عزم وہمت کو قائم رکھنے والی اور زندگی کی کھینچا تانی میں ہر مصلحت نفس پر غالب رکھنے والی چیز عقیدہ توحید ہے جس قدر انسان کا اعتماد اللہ تعالیٰ پر مضبوط اور کامل ہوگا اسی قدر انسان مراتب معرفت وقرب میں ترقی کرتا جائے گا اور ہر غیر الٰہی قوت کے مقابلہ میں دلیر تر ہوتا جائے گا انسان کو ضمیر کی پابندی سے ہٹانے والی چیز ہمیشہ یہی خوف ہوتا ہے کہ اگر فلاں کو میں نے خوش نہ رکھا تو وہ مجھے نقصان پہنچا دے گا۔ قرآن نے بار بار کاری ضرب اسی گمان فاسد پر لگائی ہے اور اعلان کیا کہ کام بنانے والا اور ہر طرح کی نصرت واعانت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی طرف خیال لے جانا بھی حماقت ونادانی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھو اسی پر توکل کرو اپنے تمام کاموں میں اسی سے امداد طلب کیا کرو' اعتماد ہر وقت اسی پر رکھو اسی کی تائید پر نظریں رکھو وہی تمہارا مولیٰ تمہارا حافظ وناصر ہے اور جس کا وہ ولی بن گیا تو اسے کسی اور کی ولایت کی ضرورت نہیں کیونکہ سب سے بہتر مددگار وہی ہے گو تمام دنیا دشمن ہو جائے۔ دوسری امتوں اور قوموں کے مقابلہ میں تمہیں برگزیدہ کیا اور عالمگیر توحید کا حامل بنایا اور سابقہ تمام دینی دعوتیں جغرافی یا نسلی قیود سے محدود رہیں' صرف اسلام ہی کی دعوت ان قیود وحدود سے بالاتر اور صحیح معنی میں عالمگیر دعوت ہے پھر اس عالمگیری کے ساتھ ہمہ گیری تعلیم اسلام کی ہے یعنی زندگی کا کوئی شعبہ چھوٹے سے چھوٹا بھی اس کے دائرہ سے باہر نہیں اس میں مدح صحابہ اور ان کی پاکیزگی بھی ثابت ہوتی ہے بعض صوفیا نے تربیت میں سالکین کی سہولت پر نفی حرج سے استدلال کیا ہے۔ رب اجعلنا من مقیمی الصلواۃ و موتی الزکواۃ والمعتصمین بك والمتوكلين عليك فانت مولانا وناصرنا فنعم المولى انت و نعم النصير تم الجزالسابع عشر بعونه و توفيقه و بفضله فله الحمد. (ابن کثیر)

بقیہ حاشیہ نمبر 477

کے ہے جو کہ احادیث کے بیان کے مطابق جنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ نفس جنت مطلق مومنین کے لئے عام ہوگی گو کہ صفات مذکورہ میں کمی ہو۔

ف۱: انسان سے جنس انسان مراد ہے اور بعض نے کہا یہاں انسان سے آدم مراد ہیں اور سلالۃ کہتے ہیں خلاصہ کو بعض نے کہا یہ اس مٹی کا نام ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اس کا نام سلالہ اس لئے رکھا گیا کہ وہ تمام مٹی سے چن لی گئی اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد منی ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے بنایا جس کو ساری زمین سے بھر لیا اس لئے آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق ہوتی ہے کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی ان میں کالا کوئی ان کے درمیان کوئی ستھرا کوئی پلیدی اور ستھرائی کے درمیان۔ روایت کیا اس کو احمد نے کیونکہ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام منتخب مٹی سے پیدا ہوئے اور ویسے بھی تمام بنی آدم نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے۔ قرار مکین سے رحم مادر مراد ہے جہاں سے کہیں ہل نہ سکے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 479

مقبول بندے تو اجازت کے بغیر سفارش بھی نہیں کر سکتے اور اگر کر بھی لیں تو قبول کہاں ہوتی ہے۔ فار التنور کے معنی زمین سے پانی کے پھٹکر جوش میں آنے کے ہیں حضرت علیؓ نے یہی معنی کئے ہیں' قاموس میں تنور کے معنی زمین کے سوتہہ کے بھی ہیں۔ انبیاء مومنین کو ایک ایک ادب کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی رہتی ہے اور ہر نعمت کو اسی کی جانب منسوب کرنا سکھایا جاتا ہے رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اس دعا کی تعلیم اس وقت کے لئے ہے جب کہ کشتی کنارے لگنے کے قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسے حوادث تکوینی کے ذریعہ سے آزماتے رہتے ہیں اور اس سارے واقعہ کے اندر بہت سی نشانیاں حق تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 481

سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر وہ ولادت عیسیٰ کے وقت موجود تھیں وہیں اس خطرے کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو واللہ اعلم۔ اہل اسلام میں سے کسی نے بھی ربوہ سے مراد کشمیر نہیں لیا نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتلائی البتہ ہمارے زمانے کے بعض خود رو مفسرین نے ربوہ سے کشمیر مراد لیا ہے اور وہیں حضرت مسیحؑ کی قبر بتلائی ہے جس کا کوئی ثبوت تاریخی حیثیت سے نہیں ہے وہ محض کذب ودروغ بافی ہے محلہ خان یار شہر سری نگر میں جو قبر یوز آسف کے نام سے مشہور ہے جس کی بابت تاریخ اعظمی کے مصنف نے محض عام افواہ نقل کی ہے کہ لوگ اس کو نبی کی قبر بتاتے ہیں وہ کوئی شہزادہ تھا جو دوسرے ملک سے یہاں آیا تھا اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتانا پرلے درجے کی بے حیائی اور بیوقوفی ہے قیاس آرائیوں سے مسیح علیہ السلام کی حیات کو باطل ٹھہرانا سوائے خبط اور جنون کے کچھ نہیں اس قبر کی تحقیق کے لئے جناب منشی حبیب اللہ امرتسری کا رسالہ ملاحظہ فرمائیں جو نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمين احسن الجزاء۔

تنبیہ:۔ امام رازیؒ نے فرمایا کہ مریم وابن مریم دو ہستیوں کا ذکر کر کیا یہ چاہتا تھا آیۃ واحد کی بجائے صیغہ تثنیہ یقین ہوتا لیکن قرآن مجید نے صیغہ واحد لا کر ادھر اشارہ کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کے معجزات مراد نہیں بلکہ کسی ایک ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ دونوں شریک ہیں اور ایسا عجیب وغریب واقعہ ان کی بغیر باپ کے ولادت کے سوا اور کوئی نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

بقیہ صفحہ نمبر 482

مَا اٰتَوْا وَ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾ تو کیا اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جو چوری کرتے ہیں زنا کرتے ہیں اور شراب نوش ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں اے صدیق کی بیٹی لیکن اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور پھر اس کے باوجود ڈرتے بھی ہیں کہ شاید ہمارے اعمال اللہ کے ہاں قبول نہ ہوئے ہوں یہ لوگ دوڑ دوڑ کر بھلائیاں کرتے ہیں۔ (رواہ احمد)

دنیا اور آخرت میں اہل ایمان و اہل تقویٰ ہی نفع حاصل کرتے ہیں نہ کہ کافر و بے دین جو اپنی دنیوی کامیابیوں اور کامرانیوں پر مغرور ہو کر خود کو صحیح راہ پر سمجھ رہے ہیں نسارع لهم فی الخیرات کا گمان رکھنے والوں کی تردید میں الفاظ بھی انہی کے الٹ کر لائے گئے ہیں خیرات یہاں طاعات کے معنی میں ہے اور ان کی طرف اہل ایمان ہی سبقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ﴾ (آل عمران: ۱۴۸) درحقیقت اصلی بھلائی اعمال صالحہ اور اخلاق حمیدہ اور ملکات فاضلہ میں ہوتی ہے نہ کہ اموال و اولاد میں جیسا کہ کفار کا گمان تھا۔

ف۲: ایمان و تقویٰ کے جو کام یہاں بتائے گئے ہیں وہ بالکل وسعت بشری کے اندر ہیں کوئی ایسے مشکل کام نہیں کہ جن کا کرنا انسانی طاقت سے باہر ہو اگر محنت اور توجہ کرو تو یہ بخوبی حاصل کر سکتے ہو۔ ہمارے ہاں صحائف اعمال میں درجہ بدرجہ ہر ایک کے اعمال لکھے ہوئے ہیں ان ہی کے موافق جزا دی جائے گی نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی نہ اجر کم کیا جائے گا نہ بلا وجہ اور بغیر کسی قصور کے دوسرے کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ سعی کے قابل تو بس یہی ایمانی زندگی ہے جس طرح مومنین کا سرمایہ ان کی ایمانی زندگی کے علاوہ ان کے اچھے اور نیک اعمال ہوں گے اسی طرح کفار لوگ بھی کفر کے علاوہ طرح طرح کے اعمال بد میں بھی مبتلا رہا کرتے ہیں اور آخرت کے حساب کتاب سے یہ لوگ غافل رہتے ہیں اور دنیا کے دوسرے کاموں میں لگے رہتے ہیں جن سے انہیں نکلنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ یہ آخرت کی طرف توجہ کر سکیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل شک و تردد اور غفلت و جہالت کی تاریک موجوں میں غرق ہیں بڑا گناہ تو یہ ہوا باقی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے گناہ ہیں جن کو وہ سمیٹ رہے ہیں اور ایک لحہ کیلئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتے اور جبکہ آخرت میں روز محشر اپنا کبر و تکبر بھول بھال کر بے اختیار فریادیں اور عاجزی کے ساتھ رحم کی درخواست کرنے لگیں گے۔ مترفیهم سے مراد ان کے بڑے بڑے لیڈر سردار اور پیشوا ہیں جو اس وقت ہر طرح کا سامان جاہ و حشم رکھتے ہیں۔ عذاب سے مراد یہاں عذاب بعد الموت ہے چنانچہ دنیا میں بھی اس عذاب کا نمونہ کفار مکہ کو بدر میں دکھایا گیا کہ ان کے بڑے بڑے بڑے سردار مارے گئے یا قید ہوئے اور ان کی عورتیں مہینوں تک ان کا نوحہ کرتی رہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 483

اللہ عزوجل ہے مطلب یہ کہ اگر اللہ عزوجل جو سچا مالک ہے ان کی خواہشوں پر چلے اور ان کی مرضی کے موافق کام کرے تو آسمان اور زمین اور وہ چیزیں جو ان میں موجود ہیں وہ بگڑ جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول سے خبر دی کہ رب اللعالمین ہمارے خیال کے موافق کام کرے کہتے ﴿لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾ (الزخرف: ۳۱) پھر ان کے اس خیال کا رد فرمایا ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الزخرف: ۳۲) تو اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات اقوال افعال شرع قدر اور مخلوقات کی تدبیر میں کامل اور برتر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کا مزاج اس قدر بگڑ چکا تھا کہ حق کی اتباع کرنا تو الگ رہا الٹا وہ دین حق کو اپنی تراشیدہ کا تختہ مشق بنانے کی فکر میں تھے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ اسی طرح اہل طریق بھی مریدین کی خواہشوں کا اتباع نہیں کرتے بلکہ وہ صرف حکمت و مصلحت کا اتباع کرتے ہیں۔

ف۳: جیسا کہ اکثر جاہلی مذاہب کے پروہت اور پجاری اپنے ماننے والوں سے طلب کیا کرتے ہیں۔ سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے بے بنیاد وہم سے بھی تو یہ اپنی تکذیب کے لئے سہارا نہیں پا سکتے۔ فقہا نے یہاں سے مسئلہ نکالا ہے کہ علماء اور واعظین کو اجرت طلب کرنا جائز ہے۔ محققین نے کہا ہے کہ جس کی اصلاح کی جائے اس سے مال طلب کرنا مذموم ہے۔ کیونکہ وہ مقصود میں مخل ہوتا ہے اور اے نبی آپ تو دعوت و تبلیغ اور نصیحت و خیر خواہی کر کے ان سے کسی معاوضہ کے بھی طلبگار نہیں۔

وضاحت: محققین اور فقہاء کا یہ استدلال حدیث ان احق ما اخذتم علیه اجرا کے سراسر خلاف ہے متاخرین فقہا معاوضہ کو جائز قرار دے چکے ہیں۔ ھدایہ وغیرہ کتب فقہ میں متاخرین کا فتویٰ موجود ہے۔ ہاں جو فارغ البال اور صاحب حیثیت ہو اور اس کی معیشت مستحکم ہو مستغنی ہو اس کے لیے بلا معاوضہ دین کی خدمت تبلیغ و تدریس احوط اور اقرب الی التقویٰ ہے (عفیف)

اللہ تعالیٰ نے دارین کی جو دولت آپ کو مرحمت فرمائی ہے وہ اس معاوضہ سے کہیں بہتر ہے۔ ان کے صدق و امانت کا حال سب کو معلوم ہے۔ لیکن ہدایت کی طلب دل میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ جب پہلے آخرت کے ظہور کا یقین ہو جن میں یہ وصف نہ ہو وہ تو ہر سیدھی بات کو ٹیڑھی بنا لیں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 485

منہ سے نکلتی ہے اس سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لئے اٹھتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ رواہ اھل السنن همزات جمع ہے همز کی اس کے معنی چھیڑ چھاڑ نخہ کے معنی جادو کے ہیں اور نفثہ سے مراد شعر ہیں۔ (جو بے ہودہ اور لغو ہوں) انبیاء علیہم السلام کے لئے اس کا تو احتمال ہی نہیں کہ شیطان انہیں کسی معصیت پر لا سکتا ہے بس یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ترغیبات سے کسی خلاف مصلحت کام پر آمادہ کر دے یہاں اس سے بھی پناہ مانگنے کی دعا ارشاد ہوگئی اور وسوسوں کا امکان جب انتہائی نیک لوگوں کے لئے ہے تو مبتدی پھر کیسے بچ سکتے ہیں۔ وسوسہ ڈالنا الگ رہا شیطان تو انبیاء کے پاس پھٹکنے بھی نہیں پاتے اور یہی حاصل ہے اس دعائے استعاذہ کا۔ حتی اظہار غائت کے لیے ہے جس کا تعلق یصفون سے ہے درمیانی آیت بطور جملہ معترضہ کے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:۔ یعنی شیطان میرے کسی کام میں دخیل نہ ہو اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے کاموں کے ابتداء مثلاً صحبت کرنے، ذبح کرنے، گھر میں آنے اور جانے کے وقت، اور لیٹرین میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت میں اور ہر کام کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 486

کو ایک ایسا مشغلہ (فکر) ہوگا جو اسے کافی ہوگا۔ اس کے بعد دوسرے وقت ممکن ہے بعض قرابتوں سے کچھ نفع پہنچ جائے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (طور: ۲۱) کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا تو ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل میں کچھ بھی کمی نہیں کریں گے یعنی جن مومنوں کی اولادیں بھی اپنے باپ داداؤں کے راستے پر چلیں گی اور اگر وہ اعمال صالح میں اپنے بڑوں سے کم ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس اولاد کے نیک اعمال کا بدلہ انہیں بڑھا چڑھا کر ان کے بڑوں کے درجے میں پہنچا دے گا تاکہ ان کی آنکھیں چھوٹوں کو اپنے پاس دیکھ کر ٹھنڈی رہیں اور ان میں سے کسی کے بھی اعمال میں کمی نہیں کی جائے گی اللہ تعالیٰ اپنے خاص خزانے سے ان پر مہربانی فرمائے گا۔ بعض احادیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سارے نسب اور دامادی کے تعلق منقطع ہو جائیں گے یعنی کام نہ دیں گے الا نسبی و صہری مگر سوائے میرے نسب اور صہر کے، تو معلوم ہوا کہ نبی کے تعلقات عموم سے مستثنیٰ ہیں، اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثومؓ بنت علی بن ابی طالب سے نکاح کیا اور چالیس ہزار درہم مہر باندھا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب دوزخی بات کر چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ یعنی دھتکارے ہوئے بدبختو اسی جہنم پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ تو پھر دوزخی لوگ جہنم کے داروغہ کو بلائیں گے اور وہ چالیس سال تک ان کو جواب نہ دے گا۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ان کی پکار کا داروغہ اور داروغہ کے رب کے پاس کوئی قدر نہ ہوگا یہ دوزخی اپنے رب کو پکاریں گے اور کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ کہ اے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی واقعی ہم گمراہ تھے اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر پھر بھی ہم ایسا ہی کریں تو پھر واقعی ہم ظالم ہوں گے۔ پھر اللہ عزوجل دوزخیوں کے انداز کے موافق چپ رہے گا پھر ان کو جواب دے گا اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ پھر دوزخی اس کے بعد آس توڑیں گے اور دوزخ سے سوائے چلانے اور دھاڑنے کے اور کوئی آواز نہ نکلے گی ابن عمرؓ نے کہا دوزخیوں کی آواز گدھوں کی طرح ہوگی جو پہلے چلاتے ہیں پھر دھاڑتے ہیں۔ رواہ ابن ابی حاتم۔

تنبیہ:۔ الحساء عربی میں کتے کے دھتکارنے کے موقع پر آتا ہے۔

۲۔ وجوہ سے مراد صرف منہ ہی نہیں بلکہ تمام بدن ہے جیسا دوسری آیت میں ہے کلما نضجت جلودھم جب ہم ان کے جسم کے چمڑے بدلیں گے یعنی ایک حصہ کا لفظ بول کر پورا جسم مراد لیا گیا ہے)۔

بقیہ حاشیہ نمبر 487

گی۔ اور غیر اللہ کو پکارنے والے کو سوچنا چاہئے کہ جب ان کو پکارنے کی اس کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر حساب بھی دینا ہے اور یہ اس وقت اس کے کسی کام نہیں آ سکتے تو پھر ان کے پیچھے اپنا قیمتی وقت برباد کرنے کا کیا فائدہ ہوگا اگر دلیل ہو تو پھر تو بات بنتی نظر آتی ہے اور اگر دلیل سرے سے ہے ہی نہیں تو ایسے کام سے دامن بچاتے ہوئے صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت پر کمربستہ ہونا ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر تباہی و بربادی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا آخر میں سید الکونین رحمت عالم ﷺ کو استغفار و رحمت طلب کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ جبکہ امت کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے استغفار اور رحمت طلب کرنا تو اور بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ تو معصوم عن الخطا ہیں اور ہم امت کے لوگ انتہائی اور از حد گناہگار ہیں تو اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ہر وقت استغفار اور رحمت کی دعا کرنی چاہئے بخشش کے ساتھ جب رحمت مل جائے تو اس سے بڑی کامیابی کوئی بھی نہیں کیونکہ بخشش کا مطلب چھپا دینا یا ختم کر دینا ہے اور رحمت کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کے لئے گناہوں سے دور رکھ۔ خیر الراحمین تو تمام مہربانوں بڑھ کر اور بہت ہی بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔ اس لئے ہمارے ہر قسم کے تمام گناہوں پر پردہ ڈال دے۔ (آمین) افحسبتم سے ختم سورت تک کی آیات بڑی فضیلت اور تاثیر رکھتی ہیں جس کا بعض احادیث سے ثبوت ملتا ہے اور مشائخ نے تجربہ کیا ہے تو چاہئے کہ ان آیات کا ورد رکھا جائے ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ ایک دن عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک آسیب زدہ کو لائے تو انہوں نے اس کے کان میں ان آیات کو پڑھا تو وہ آسیب زدہ اچھا بھلا ہو گیا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ مومنوں کا آخر جب آسیب زدہ کے کان میں پڑھا جائے تو آسیب جل جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آدمی مکمل یقین کے ساتھ ان آیات کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے (رواہ ابن ابی حاتم) ابراہیم بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر کے میں بھیجا اور فرمایا کہ صبح و شام ان آیات کو پڑھنا چنانچہ ہم ان آیات کو پڑھتے رہے تو ہم مال غنیمت اور سلامتی کے ساتھ واپس لوٹے رواہ ابونعیم۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم کیجئے کہ جس کو میں نماز (کے تشہد) میں پڑھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر۔ جس کے الفاظ اس آیت کے مناسب ہیں وہ یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ آیت کے الفاظ کی مناسبت کی وجہ سے اس دعا کو یہاں درج کر دیا گیا اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ بھی واضح ہو گیا کہ تشہد میں درود شریف کے بعد اس جیسی اور دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں کیونکہ نبی ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے آپ نے فرمایا کہ (آخری) تشہد میں التحیات (اور درود شریف) کے بعد جو دعا بھی تجھے پسند ہو۔ اللہ تعالیٰ وہ دعا کر۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ آخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد کو درود شریف تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اور دعائیں بھی اللہ تعالیٰ سے کریں لیکن ہوں مسنون دعائیں غیر مسنون یعنی کسی بھی شخص کے ترتیب دیئے ہوئے کلمات سے نماز ضائع ہو جائے گی۔

تنبیہ:۔ ہر شخص کی مغفرت اس کے درجہ و مرتبہ کے مطابق ہوتی ہے جبکہ نبی کی مغفرت اعلیٰ ترین مرتبہ کی ہوگی۔

۲۔ طلب رحمت کی درخواست ہر حال اور ہر مقام کے لئے ہے معاش میں رحمت' درجہ طاعات میں رحمت' مراتب نجات میں رحمت۔

۳۔ غفر اور رحمت کے درمیان فرق یہ ہے کہ غفر تو گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور خلق کی نگاہ سے انہیں اوجھل کر دیتا ہے اور رحمت اقوال و اعمال میں توفیق خیر دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 488

ہو یا شاید یہ غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعا کریں۔ واللہ اعلم

تنبیہ:۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اس میں بعض سادہ دل مخلص مسلمانوں کے پائے استقامت میں بھی لغزش آ گئی تھی جس کا خطرناک اثر نہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پوزیشن پر پڑتا تھا بلکہ ایک حیثیت سے خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ مجدد و شرف تک بھی اثر پڑتا تھا' اس لئے قرآن کریم میں پورے اہتمام اور قوت سے ایسی خوفناک غلط کاری یا غلط فہمی کی اصلاح کی اور ہمیشہ کے لئے ایمانداروں کے کان کھول دیئے کہ آئندہ کبھی دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ٹھوکر نہ کھائیں۔

۲: سزا مسلمانوں کے مجمع میں ہوتا کہ دیکھنے سننے والوں کے لئے سامان عبرت ہو یا شاید یہ غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعا کریں۔ واللہ اعلم

ف۲: یعنی جو کھلے بندوں پھرے اور بازاروں میں آوارہ سیر سپاٹے کرے۔ پاکدامن عورتوں سے چونکہ یہ حرکات سرزد نہیں ہو سکتیں اس لئے زانی زنا کی چاٹ میں پڑ کر ایسی عورتوں سے نکاح کرنا بھی پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض رئیس زادے فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ان کے گھروں میں ان کی بیویاں ان فاحشہ عورتوں سے حسن اور خوبصورتی میں کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں مگر وہ کم بخت زنا کی چاٹ میں پڑ کر انہیں تو پوچھتے بھی نہیں لیکن بازاروں میں جھک مارتے پھرتے ہیں کسی کو گالیاں سناتے ہیں کسی سے سنتے ہیں اور جوتے کھاتے پھرتے ہیں اور گاتے پھرتے ہیں بڑا مزہ ہے عشق میں مار بھی ہے تو پیار بھی ہے یہ عادت اور چاہت فریقین کو ہوتی ہے شریف اور بھلے مانس لوگوں کو اس سے دلی نفرت ہے اس لئے وہ ایسی بدکار عورتوں سے پرہیز کرتے ہیں مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے کہ وہ فاحشات سے باوجود فحش جاری رکھنے کے خاوند بیوی والا تعلق رکھیں' ہاں اگر کوئی فریق ان میں سے توبہ کرے اور دل سے احکام الٰہی کے ماتحت رہنے کا وعدہ کرے تو بے شک وہ معاف ہوگا اور وہ اس حکم کی زد میں نہیں آئے گا۔

جو مرد یا عورت اس عادت شنیع میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں ہے کہ کسی عفیف مسلمان سے ان کا نکاح کیا جائے ان کی پلید طبیعت اور میلان طبع کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار تباہ حال سے یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مشرکہ سے ان کا نکاح کیا جائے جو کہ ان کے طبعی میلان کے مطابق ہے۔ ان کی حرکت کا اصلی اقتضاء تو یہی تھا یہ اور بات کہ حق تعالیٰ نے دوسری مصلحتوں اور احکام کی بنا پر کسی مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے نکاح جائز نہیں رکھا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھہرایا' اس آیت میں لا ینکح کے معنی وہ لئے گئے ہیں جو السلطان لا یکذب وغیرہ محاورات میں لئے جاتے ہیں یعنی لیاقت فعل کی نفی کو نفی فعل کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ فافہم و استقم۔ زنا مومنین پر حرام ہے ایک مومن مومن ہوتے ہوئے یہ حرکت کیسے کرے گا حدیث میں ہے لا یزنی الزانی حین یزنی و ھو مومن یعنی زنا کے وقت زانی مومن نہیں ہوتا' یا یہ مطلب کہ زانیہ سے نکاح کرنا ان پاکباز مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے جو صحیح معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں۔ یہاں حرم کے معنی وہ ہوں گے جو حرمنا علیہ المراضع یا حرام علی قریۃ اھلکناھا میں لئے گئے ہیں۔ مشرکہ سے مراد وہ مشرک عورت ہے جو حالت شرک میں ہو نہ کہ وہ کسی زمانہ میں مشرک رہ چکی ہو اور اب تائب ہو کر مسلمان ہو چکی ہو' اسی طرح زانیہ بھی وہ ہے جو فی الحال زنا میں مبتلا ہو نہ کہ وہ پہلے کسی زمانہ میں اس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہو اور اب وہ تائب ہو کر پاکبازی کی زندگی بسر کر رہی ہو تائبہ سے نکاح کے عدم جواز کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

تنبیہ:۔ مشرکہ اور زانیہ دونوں سے نکاح کرنا گناہ ہے مشرکہ سے جواز نکاح کی تو کوئی صورت ہی نہیں۔ لیکن زانیہ سے نکاح قانونی حیثیت سے نافذ ہو جائے گا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہگار تو بہرحال رہے گا۔

نکتہ:۔ شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے زانیہ کی وجہ تقدیم کی حکمت یہ بتائی ہے کہ چونکہ عورت میں شہوت زیادہ ہوتی ہے اور زنا شہوت کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے اس شہوت کو شدت و کثرت کی وجہ سے زانیہ کو زانی پر مقدم کیا جیسا کہ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا میں سارق کو سارقہ پر بایں وجہ مقدم کیا گیا کہ چوری کرنا جرأت کا کام ہے اور جرأت مرد میں عورت کی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے یا عورت میں صبر زیادہ ہوتا ہے اور زنا پر آمادگی اور دعوت پہلے مرد کی طرف سے ہوتی ہے عورت صبر اور ضبط سے کام لیتی ہے اور اظہار آمادگی پہلے نہیں کرتی' گویا فطری طور پر عورت کے اندر ایک مانع اور رکاوٹ پیدائشی زنا کے متعلق موجود ہے اس مانع کے ہوتے ہوئے پھر زنا کا اقدام ایک مزید برائی کا اضافہ کرتا ہے' عورت کے حق میں اس مزید برائی کو واضح کرنے کی خاطر زانیہ عورت کو زانی مرد پر بیان سزا کے وقت سے پہلے ذکر فرمایا۔ ایسے ہی السارق والسارقۃ میں چور مرد کو پہلے ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مرد کے اندر چوری کا ایک مانع موجود ہے وہ ہے مال کمانا' مال حاصل کرنے کی قوت اور کمائی کرنے کی استعداد فطری طور پر مرد کے اندر زیادہ ہے اور عورت پیدائشی طور پر مال کمانے اور جمع کرنے کی استعداد بہت کم رکھتی ہے تو مرد اس فطری مانع کے باوجود چوری کا مرتکب ہوا تو اس میں زیادتی قباحت اور برائی آ گئی' اسی بنا پر چوری کے معاملے میں مرد کا ذکر پہلے فرما کر اس مزید برائی کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ فرمایا اور یہ توجیہ پہلی توجیہ سے نہایت دقیق اور بلیغ ہے۔

ف۲: نیک عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے والے پر لازم ہے کہ وہ ثبوت کے طور پر چار گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو پھر اس کو سزا کے طور پر اَسّی درے لگائے جائیں اور پھر ہمیشہ کے لئے ایسے معاملات میں اس شخص کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے لوگوں کے باہمی مقدمات میں ایسے لوگوں کی شہادت توبہ کے بعد بھی قبول نہ ہوگی البتہ جن امور کا تعلق صرف دیانت سے ہے مثلاً رمضان کا چاند اور حدیث کی روایت وغیرہ ان میں توبہ کے بعد شہادت قبول ہو جائے گی۔ احناف کے نزدیک توبہ کے بعد بھی معاملات میں اس کی شہادت قبول نہیں کی جا سکتی۔ جب زنا ایک شدید گناہ ہے تو اس کی تہمت بھی کسی کلمہ گو کے حق میں اس کی تحدید توہین کے مترادف ہوگی اور اسی لئے اس کی سزا بھی سخت رکھی گئی ہے۔ آج دنیا کے کسی دوسرے قانون میں معاشرہ کی پاکیزگی وصفائی کا اس درجہ اہتمام ولحاظ ہے؟ اللہ کے حضور توبہ کریں جس پر تہمت لگائی تھی اس سے اپنا قصور معاف کرالیں تو توبہ اور اصلاح حال کے بعد اللہ کے نافرمان بندوں میں اس کا شمار نہ رہے گا گو اگرچہ جھوٹی تہمت کی سزا میں وہ مردود الشہادت پھر بھی رہے گا۔ سلف میں سے قاضی شریح ابراہیم نخعی سعید بن جبیر اور سعید بن المسیب رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔

تنبیہ:۔ فقہا نے کہا ہے کہ جھوٹی تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یعنی سزا لازمی ہے اگرچہ وہ توبہ بھی کرلے۔

بقیہ نمبر 489

خود قرآن صفائی پیش کر رہا ہے ایسی نعمت کسی کے نصیب میں آتی ہے۔ ما اکتسب من الاثم سے مراد ایک تو وہ ہے جس نے اس فتنہ کا اختراع کیا۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اپنی زبان سے اسے دہرایا' تیسرے وہ جنہوں نے سن کر سکوت اختیار کیا اور اس کا نقصان منافقین کو ہوا جبکہ مسلمانوں کو توبجائے ضرر کے نفع ہوا۔ محققین نے کہا ہے کہ آیت میں اشارہ ہے کہ مشائخ کو اس بات پر غمگین نہ ہونا چاہیے کہ منکرین ان سے بدتمیزی وانکار سے پیش آتے ہیں اس سے تو مسلمانو کے مرتبہ میں مزید ترقی ہوتی ہے۔

ف۳: قرآن نے اس ضابطہ کی تعلیم دی کہ مسلمان کے بارے میں حسن ظن ہی سے کام لینا چاہئے تاکہ اس کے خلاف کوئی قطعی شہادت اور کافی ثبوت نہ مل جائے' الزام کی نفی کے لئے صرف شہادت اور ثبوت کا نہ ہونا ہی کافی ہے جبکہ یہاں ام المومنین جناب صدیقہ کی صفائی میں تو قرآن جیسی عظیم شہادت مل گئی کہ جس سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں ہے لہٰذا ام المومنین صدیقہؓ کی عصمت میں شک کرنا قرآن میں شک کرنے کے مترادف ہوگا اور مومن پر لازم ہے کہ جب وہ کسی کی برائی سنے اور اس پر کوئی گواہی نہ ہو تو اسے باور نہ کرے اور اپنے بھائی کو بری ہی قرار دیتا رہے۔ محققین نے کہا کہ اس میں واضح تاکید ہے کہ خبروں میں سخت احتیاط وتحقیق سے کام لینا چاہئے' چنانچہ اہل اللہ کی عادت ہے کہ بعید سے بعید احتمال سے کام لے کر حسن ظن ہی قائم رکھتے ہیں۔ اثبات زنا کے لئے شرعاً چار گواہوں کی چشم دید شہادت ہے اور عدم ثبوت قانون شریعت میں عدم صدق یعنی کذب کے خود ہی مترادف ہے پھر یہاں تو قانون کذب کے علاوہ واقعی کذب بھی موجود تھا اہل افک کا دعویٰ نہ صرف غیر ثابت شدہ تھا بلکہ سرے سے واقعیت کے بھی خلاف تھا۔ پس خبردار آئندہ کو جب کبھی کسی مومن صالح کی نسبت زنا۔ لواطت وغیرہ بداخلاقیوں کی خبر سنو تو فوراً کہہ دیا کرو کہ یہ صریح بہتان ہے۔ عنداللہ اللہ کے نزدیک سے مراد شریعت الٰہی میں یا اللہ کے قانون میں' ورنہ ظاہر ہے کہ اصل علم الٰہی کو کسی بندہ کی شہادت وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔

بقیہ نمبر 491

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بعد گالی نکالے اور ان میں عیب کا تصور کرے۔ اس آیت کے بعد تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن مجید کو رد کیا عبدالرحمٰن بن زیدؒ نے کہا کہ یہ وعید عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں کے حق میں ہے اور ان لوگوں کے حق میں بھی جو اس زمانہ میں مسلمان عورتوں کو پر تہمت لگائیں۔ حدیث میں ہے۔ قذف محصنات مومنات مہلکات میں سے ہے۔ طبرانی کی ایک حدیث میں ہے۔ قذف المحصنة يهدم عمل مائة سنة پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے العیاذ باللہ۔ غافلات اردو محاورہ میں بھولی بھالی' سیدھی سادھی عورت کو کہتے ہیں اور اسلام نے شریف پاکدامن خاتون کا وصف یہی بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ نبی تہذیب کی ولدادہ' آوارہ گھومنے پھرنے اور بدکاری کرنے والیاں اور نام نہاد حقوق نسواں کی علمبردار معاشرے میں تو چاہے جو بھی مقام رکھتی ہوں مگر اسلام کی نظر میں ان شریف اور پاکدامن کے مقابلہ میں گندی اور غلیظ ہیں۔

ف۴: مثلاً زبان یوں کہے گی کہ اس نے میرے ذریعے سے فلاں فلاں کفریہ باتیں کہیں۔ ہاتھ پیر یہ کہیں گے کہ اس نے فلاں فلاں کفر کے کام میں ہم سے مدد لی۔ قاذف نے زبان سے تہمت لگائی تھی اور چار گواہوں کا جو اس سے مطالبہ تھا وہ پورا نہ کر سکا اس لئے اس کے مقابلہ میں یہاں بھی پانچ چیزیں ذکر ہوئی ایک زبان جو قذف کا اصلی آلہ ہے اور چار ہاتھ پاؤں جو اس کی شرارت کے گواہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رتی رتی عمل کھول کر سامنے رکھ دے گا جس کا حساب بالکل صاف ہے اس کے ہاں کسی طرح کا ظلم وتعدی نہیں اور یہ بات قیامت کے دن سب پر واضح اور ظاہر ہو جائے گی اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا جو مرتبہ حق تعالیٰ کے ہاں ہے وہ اسی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جس کی تفصیل و اہتمام کے ساتھ ان کی صفائی قرآن میں پیش کی گئی ہے کسی اور کی نہیں ہوئی۔

ف۵: لِلْخَبِيثٰتِ لِلْطَّيِّبُوْنَ وغیرہ میں لام لیاقت کا ہے یعنی اہلیت وموزونیت کو ظاہر کرنے والا۔ یعنی بدکار اور گندی عورتیں گندے اور بدکار مردوں کے لائق ہیں۔ اسی طرح بدکار اور گندے مرد اس قابل ہیں کہ ان کا تعلق اپنے جیسی گندی اور بدکار عورتوں سے ہو' پاک اور ستھرے آدمیوں کا ناپاک اور بدکاروں سے کیا مطلب یعنی ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے جس طرح کبوتر کی پرواز کبوتر کے ساتھ اور باز کی پرواز باز کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ چونکہ نبی کی ازواج ہیں ان لوگوں کی بے ہودہ گوئی سے پاک ہیں جو کچھ کہتے یا بکتے ہیں جو کوئی ان کے بعد بھی کہے گا یا بکے گا۔ ازواج مطہرات کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے ذلت ورسوائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا نبی کی بیوی بدکار (زانیہ) نہیں ہوتی۔ بعض مفسرین سلف سے یہ منقول ہے کہ اَلْخَبِیْثَاتُ اور اَلطَّیِّبَاتُ سے یہاں عورتیں مراد نہیں بلکہ اقوال وکلمات مراد ہیں یعنی گندی باتیں گندوں کے لائق ہیں اور ستھری باتیں ستھرے آدمیوں کے' پاکباز مرد اور عورتیں ایسی گندی تہمتوں سے بری ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّؤُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ سے ظاہر ہے یا یوں کہا جائے کہ گندی باتیں گندوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں تو جنہوں نے کسی پاکباز کی نسبت گندی بات کہی سمجھ لو کہ وہ خود گندے ہیں۔ ابن عباسؓ سے بھی یہی معانی منقول ہیں' حاصل یہ کہ جس بات کو اہل نفاق نے ام المومنین جناب عائشہؓ کی طرف منسوب کیا وہ کلام انہی منافقوں ہی کے لائق ہے اور ام المومنین جناب عائشہؓ ان سے بہت ہی بہتر پاکدامن اور ان کی تہمتوں سے بری ہیں۔

بقیہ سورہ نمبر 493

جب یہ کیفیت ہے تو منہ کو کھلا رکھنے کی اجازت کس طرح موزوں ہو سکتی ہے۔ آیات مذکورہ میں گھر میں داخلہ کے آداب بتلاتے ہوئے ساتھ ہی پردے کے احکام کا ذکر کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ پردہ گھر کے ساتھ مخصوص ہے اور قرآن حکیم کے بلیغانہ انداز سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو اس کے ماننے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہو سکتا کہ اس جگہ جس پردہ کا ذکر ہے وہ گھر کے اندر کا ہے جس کا اہتمام ہماری مستورات کو گھر میں رہتے ہوئے کرنا چاہئے اور سورۂ احزاب میں پردے کا جو ذکر ہے۔ وہ اس حالت کے پردے کا حکم ہے جب وہ گھروں سے نکل کر کسی اور جگہ جاتا چاہیں' پردے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ صاف ستھرا ہو پردہ نہ کرنے سے معاشرہ میں برائی بڑھتی ہے' پردہ عورت کی عفت کا ضامن ہے' پردہ عورت کو انسانیت کے اعلیٰ رتبے پر فائز کرتا ہے عورت کا سر اور سینہ دو مقام خاص طور پر زینت کے ہیں ان کے ڈھانپنے کا زیادہ اہتمام رکھیں۔ جاہلیت فرنگ سے ملتا جلتا دستور جاہلیت عرب میں بھی تھا عورتیں لباس اس طرح کا پہنتیں کہ پشت کا حصہ تو ڈھکا رہتا باقی سامنے سے سینے کا حصہ عریاں رہتا نفسیات بشری کی محقق' رازداں اور بدکاری کے جاری مقدمات کی بیخ کنی کرنے والی شریعت نے اس کے برعکس یہ فیشن چلایا کہ سینہ کا کوئی حصہ عریاں رہنا کیا معنی وہ تو خاص طور پر ڈھکا رہے۔ محرموں کی دو قسمیں ہیں ایک محرم ابدی مثلاً باپ۔ چچا۔ بیٹا۔ پوتا وغیرہ

وضاحت: یعنی دادا' نانا' نواسہ' بھتیجا' بھانجا' ماموں اور سسر یہ سب ابدی محرم ہیں کہ یہ کسی وقت بھی اجنبی نہیں ہوتے اور ان کے ساتھ نکاح کسی وقت بھی جائز نہیں یعنی ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ (عفیف)

اور دوسرے وہ جو وصف محرمیت کے ختم ہونے کے بعد اجنبی ہو جائیں' مثلاً شوہر طلاق کے بعد۔ مملوک آزاد ہونے کے بعد اور بچہ جوان ہو جانے کے بعد' غرض اس کا مدار محرمیت پر ہے اور محرم وہ رشتہ دار ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو خواہ نسب سے ہو یا مصاہرۃ سے یا رضاع سے اور اس آیت میں واؤ عاطفہ کے معنی میں ہے تردید وتخییر کے لئے نہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے مراد مسلمان عورتیں ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک مسلمان عورت کو غیر مسلمہ عورت سے پردہ کرنا چاہئے خواہ وہ عورتیں یہود یہ ہوں یا نصرانیہ مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ نبی ﷺ کے حرم محترم کے پاس یہودی عورتیں آیا کرتی تھیں اور پردہ نہ ہوتا تھا علاوہ اس کے پردہ کی غرض وغائت تو فحش اور زناکاری کا رد کرنا ہے بس اسی غرض کو ملحوظ رکھ کر عورت کا عورت سے خواہ کسی بھی مذہب کی ہو پردہ کرنا غیر ضروری بات معلوم ہوتی ہے اس لئے میں نے نوع انسان کی عورتیں مراد لی ہیں۔ تنبیہ: فاحشہ عورت اگرچہ مسلمان ہو وہ پاکدامن عورتوں کے پاس نہ آنے پائے۔

تنبیہ:۔ عورت کو اجنبی مردوں سے ایسا کام لینا جن میں جسم کو مس کرنا پڑے جائز نہیں۔ اسی طرح مرد کو اجنبی عورتوں سے اس قسم کے کام لینا یا خادمہ کو خلوت میں بلانا یا اس پر نظر کرنا جائز نہیں۔ آج کل عام ادارے اور دفاتر وغیرہ میں جو عورتیں خدمات انجام دے رہی ہیں ان کو خاص طور پر اس بارے میں سوچنا چاہئے کیونکہ ان مقامات پر پردہ کا تو سرے سے نام ہی نہیں بلکہ اکثر نیم عریاں قسم کے لباس استعمال ہوتے ہیں کوئی سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہی تو کوئی کسی اور خاص کام کیلئے صاحب بہادر کے ساتھ بیٹھ کر ملازمت کی ذمہ داریاں پوری کر رہی ہے۔ یہ تمام کا تمام اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ کلہ گواس طرف توجہ دیں کہ کیا یہ احکام اسلام کی مخالفت نہیں۔

اور ہر وہ آواز جو رغبت اور دلکشی کا باعث ہو وہ ممنوع ہوگی ہماری شریعت نے کیسے دروازے اور چھپے سوراخوں کو بند کیا ہے دوسری طرف گانے اور طرح طرح کے سریلے باجوں کے ساتھ گانے ہی کی نہیں بلکہ ناچ اور مرد وعورت کے مشترک ناچ کی آزادیاں ہیں دونوں زندگیوں کے نتائج بالکل ظاہر ہیں۔

ف۲: ایم کے معنی عورت بغیر خاوند کے یا مرد بغیر بیوی کے اور یہ لفظ عام ہے ہر مرد وعورت کے لئے جس کا نکاح یا تو سرے سے ہوا ہی نہ ہو یا ہوا ہو اور پھر وفات یا طلاق کی وجہ سے تجرد یعنی رنڈوا پن لوٹ آیا ہو۔ وانکحوا میں یہ حکم لازم کے طور پر نہیں بلکہ اس کو مستحب کہا گیا ہے کیونکہ شریعت میں نکاح بجائے خود ایک فضیلت کی چیز ہے۔

ملحوظہ: حضرت الاستاذ حفظہ اللہ کا نکاح کو فضیلت قرار دینا علی الاطلاق نہیں۔ کیونکہ جب رشتہ میسر ہو۔ نکاح کے اخراجات دستیاب ہوں اور زنا کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہو تو فقہاء اسلام کے نزدیک نکاح لازم اور ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل صحیح حدیث سے اس قول کی تائید ہو رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے۔ الحدیث۔ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷ (عفیف)

اور مسیحیت کی طرح نکاح خواہ مخواہ ایک ناگزیر برائی کا نام نہیں۔ آیت میں کوئی وعدہ مراد نہیں کہ مستقل معاش کا وسیلہ ہے بلکہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ جب دوسرے حالات موافق ہوں تو محض تنگدستی کو مانع نہ قرار دو فقر وغنا کو نکاح یا عدم نکاح سے کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تین کاموں میں دیر نہ کر' نماز فرض کا جب کہ وقت آ جائے' جنازہ جب موجود ہو اور جب رنڈ عورت یا کنڈے مرد کو رشتہ ملے تو اس کے نکاح میں دیر نہ کرو۔ جب کوئی رانڈ عورت دوسرا خاوند کرنے کو عیب سمجھے اس کا ایمان سلامت نہیں اور جو لونڈی اور غلام نیک ہوں ان کی بھی شادی کر دو اور وہ غلام ولونڈی کو اس سے مغرور نہ ہو جائیں کہ تمہارا کام چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے غنی کر سکتا ہے اور خوشحالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نواز سکتا ہے کیونکہ اس کے ہاں کوئی کمی تو ہے ہی نہیں اور پھر وہ ہر ایک کی اہلیت وصلاحیت اور اس کے حالات سے خوب واقف ہے۔ جسے وہ کفر کا اہل دیکھے گا اسے کافر ہی رکھے گا معاشیات یا مسائل معاش کو ربوبیت الٰہی کے عام قانون سے عملاً خارج سمجھ لینا عصر حاضر کی سب سے بڑی گمراہیوں میں سے ہے اور قرآن کریم نے اس گمراہی پر ضرب کاری لگاتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ جسمانیات وروحانیات کے تمام دوسرے مسائل کی طرح معاشیات بھی اسی کی مشیت کے محکوم وتابع ہیں نہ اکیلے رہنا غنا کا موجب ہے اور نہ ہی نکاح کرنا فقر وافلاس مستلزم ہے۔ بلکہ سب باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں۔

بقیہ نمبر 494

تحقیق نے لکھا ہے کہ اللہ کی صفات کی مثال دلیل اور نص کے طور پر بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ مثال اللہ تعالیٰ کے آداب کے خلاف نہ ہو۔ اور لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ میں جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ اس کے وجود کی مثال اور نظیر کے بارے میں ہے۔ مطلب یہ کہ ایک تو اس میں خود قابلیت نور کی اعلیٰ درجہ کی تھی پھر اس کے ساتھ فاعل یعنی نار بھی آ گیا اور انکا ایک جگہ اکٹھا ہو جانا اس طرح سے ہے کہ جیسے شعاؤں کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے روشنی بہت ہی تیز ہو جاتی ہے۔ یہاں مثال ختم ہوگئی۔ پس اسی طرح مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ جب نور ہدایت ڈالتا ہے تو روز بروز اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر مومن ہر وقت احکام پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے اور جب اس کو علم حاصل ہو جاتا ہے تو نور جو کہ عمل کے عزم کے ساتھ اعلیٰ مقام کا حامل ہے اس کے ساتھ علم کا نور بھی شامل ہو جاتا ہے جسے وہ فوراً ہی قبول کر لیتا ہے پس علم وعمل جمع ہو کر نور علیٰ نور ہو آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ معقولات' مجردات اور محسوسات کی مثالوں کے ذریعے سے آسان اور قریب الفہم ہو جائیں' یہ ہدایت جو مثالوں پر مرتب ہے یہ عام ہے اور يَهْدِي اللّٰهُ میں ہدایت خاصہ ہے اس لئے وہاں من یشاء کے ساتھ متعلق ہے اور یہاں تمام لوگوں کے لئے ہے۔ پس ان کا تعارض نہیں تمام مخلوق کو نور کا وجود اسی سے ملا ہے چاند۔ سورج۔ ستارے۔ فرشتے انبیاء۔ اولیاء میں جو ظاہری یا باطنی روشنی ہے اسی نور کی وجہ سے ہے۔ واضح رہے آپس میں کوئی جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع' بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ایسے ہی صفت نور کو بھی ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں پس یہی مثال ہے اللہ کے نور کی جس طرح یہ روشنی تمام اندھیروں پر غالب آتی ہے اسی طرح اللہ کے نور کی روشنی اندھیروں کی تمام ہولناکیوں اور نفسانی خواہشات کو دور کر دیتی ہے یہی معنی ہیں صوفیائے کرام کے اس قول کے جو کہا کرتے ہیں العشق نار تحرق ماسوی اللہ عشق الٰہی ایک ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو جلا دیتی ہے جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہوئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگرداں ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو اپنے حسب ونسب کا بھی خیال نہیں کیا تم نے نہیں سنا وہ کہا کرتے ہیں کہ

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

وہ تو عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ محبوب حقیقی کی ذات کے علاوہ کسی اور چیز پر ان کی نظر نہیں ٹھہرتی بلکہ مادی جسموں کو بھی وہ اس نظر سے دیکھتے ہیں۔

ازیں بتاں ہمہ در چشم من تو مے آئی
بہر کہ مے نگرم صورت تو مے نگرم

اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی عشق حقیقی کی طرف جس کی چاہے راہ نمائی کرتا ہے۔

بقیہ نمبر 495

توڑتی ہوگی پھر وہ چلیں گے اور اس میں جا گریں گے۔ آگے فرمایا او کظلمٰت جیسے کفار کے اعمال ظلمات کے بھی مشابہ ہیں یعنی جس طرح ایسے اندھیروں میں کوئی چیز پڑی ہو تو وہ محض بیکار ہے اسی طرح ان کے کفر اور شرک کے اعمال بداعتقادی میں ایسے گھرے ہوئے ہیں کہ کہیں ان کا نام ونشان بھی نظر نہیں آتا اور نہ کچھ سود مند ہو سکتے ہیں گویا وہ اپنی ہستی میں معدوم ہیں۔ امام ابن قیمؒ اور امام ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ پہلی آیت میں ان کی مثال فرمائی جو گمراہی اور جہالت کے امام اور پیشوا ہیں اور دوسری آیت میں ان کے اتباع کی مثال ہے۔ صاحب ماجدی لکھتے ہیں یہ مثال ان کافروں اور منکروں کی ہے جو اپنے اپنے باطل مذہب پر قائم اور اپنے زعم میں عمر بھر اعمال صالحہ میں لگے رہے اور آخرت میں جزا کے امیدوار ہیں ان بدنصیبوں کی آخری نایوسی کی شدت کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری مثال ان کافروں کی ہے جو سرے سے طے یا لا مذہب ہیں جنہیں کوئی وہمی سہارا بھی آخرت کا حاصل نہیں۔ ان کی انتہائی جہالت کا کیا کہنا۔ اپنے اعراض کے باعث ایسی تاریکیوں میں گھرے کہ اب ان کا کوئی سہارا نہیں 'انہیں چاہئے تھا کہ وہ احکام الٰہی کی اتباع کا ارادہ کرتے تو حق تعالیٰ اپنی عادت کے موافق ان کے عزم پر ہدایت کو بھی ضرور مرتب کر دیتا اور اللہ کی طرف سے ہدایت سے محروم وہی رہتے ہیں جو ہدایت حاصل کرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتے ایک حدیث میں ہے ان اللہ خلق خلقه فی ظلمة ثم القی علیهم من نوره فمن اصابه من نور یومئذ اهتدی و من اخطاه ضل۔ یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔ مومنین کے ذکر میں یهدی اللّٰه لنوره من یشاء فرمایا تھا یہ جملہ اس کے مقابل ہوا یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نور (توفیق) نہ دے اسے اور کون روشنی پہنچا سکتا ہے وہ اس قابل ہی نہ تھے اس لئے ان کو توفیق نہ ملی۔

ف: الم تر خطاب عام سننے والے سے ہے یعنی کیا تجھ پر عقلی دلائل اور مشاہدہ سے یہ بات واضح نہیں ہوتی؟ تسبیح خواہ حالاً ہو یا قالاً ہر صنف موجودات کے لئے اپنے اپنے مرتبہ وجود کے مطابق ہوتی ہے والطیر پرند پرستی جو جاہلی قوموں میں سب سے زیادہ پھیلی رہی ہے باز' عقاب' طوطا' نیل کنٹھ' ہنس' شکرہ اور اللہ جانے کہ کتنے پرندے بچ چکے ہیں اور مخلوقات کی بندگی کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ پرندوں کا ذکر عجب نہیں کہ اسی مصلحت سے ہو۔ کلٌّ سے مراد یہاں پرند بھی ہو سکتی ہے اور ہر موجود مخلوق بھی مراد ہو سکتی ہے یعنی حق تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کے حال کے مناسب جو طریقہ انابت وبندگی اور تسبیح خوانی کا الہام فرمایا اس کو سمجھ کر وہ اپنا وظیفہ ادا کرتی رہتی ہے مگر افسوس وتعجب کا مقام ہے کہ انسان غرور وغفلت اور ظلمت جہالت میں پھنس کر مالک حقیقی کی یاد اور اس بندگی کے طریقہ سے بے بہرہ ہیں۔

تنبیہ:۔ یہ مت سمجھو کہ ان کو کیا معلوم کہ تسبیح کیونکر پڑھا کرتے ہیں یاد رکھو ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ان میں کا اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے کیا تم نے نہیں سنا ۔

مرغان چمن بہر صباحے خوانند ترا بصلاحے

بقیہ صفحہ نمبر 496

ایسے ہیں کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں جیسے کبوتر مرغا اور خود حضرت انسان بھی۔ اور بعض ایسے ہیں کہ چار پیروں پر چلتے ہیں جیسے گائے بھینس وغیرہ اور یہ دو پائے اور چار پائے وغیرہ تمہارے سمجھانے کو بتائے ہیں ورنہ دنیا میں ایسے جانور بھی ہیں جن کی کئی کئی ٹانگیں ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے

وہ مالک ہے سب اس کے آگے لاچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

ف۱: لقد انزلنا ایت مبینت یعنی دلائل حق سب کے لئے نازل کئے گئے ہیں یہ ظہور ہے عام رحمت کا اور دوسرا احسان خاص ہے ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے اور یہ ظہور ہے خاص رحمت کا۔ مطلب یہ کہ آیت تکوینیہ تنزیلیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ اور سن کر چاہئے تو یہ کہ کوئی آدمی نہ بہکے لیکن سیدھی راہ پر وہی چلتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو لاکھوں آدمی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان کا دیکھنا' نہ دیکھنا برابر ہے وہ ناحق بگڑتے ہیں اور بے ہودہ سوالات کئے جاتے ہیں مناسب ہے کہ اس کی رضا جوئی کریں تاکہ اس کی مہربانی سے حصہ لیں مگر ان کو اس بات کا مطلق خیال نہیں اور ان کو تو الٹی شرارتیں ہی سوجھتی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 498

سے استدلال کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا ہے جس کا میں مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولا ہے اور مولا کے معنی والی امور اور حاکم کے لیتے ہیں' حالانکہ مولانا کے معنی دوست اور محبوب کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ اسی روایت کے ساتھ ہی یہ لفظ بھی آئے ہیں اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ نبی ﷺ نے اس کے بعد فرمایا اے اللہ جو کوئی علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھنا اور جو علیؓ سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھنا یعنی اس کو معزول کر دینا اس اخیر فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے مولیٰ ہونے سے مراد محبوب ہونا ہے نہ کہ والی امور پس اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاروقؓ وغیرہ کی خلافت آیت کریمہ کی مصداق نہ تھی' افسوس صد افسوس ہے ایک تو آیت قرآنیہ سے غفلت کی جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ روایت پیش کر کے معنی بھی حسب منشاء کرنے کی کوشش کر کے ناحق صاف اور صحیح واقعات کو مکدر کرنے میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی یہ آیت سنیوں اور شیعوں کے مشہور متنازعہ مسئلہ خلافت کا فیصلہ کرتی ہے یہ گویا نص ہے خلفائے اربعہ کے برسر حق ہونے میں اللہ کا زمین میں خلیفہ بنانے کا وعدہ اور دین کو مضبوط کرنے کا پوری طرح پورا ہو کر رہا۔ البتہ امیر معاویہؓ اس زمرہ میں شامل نہیں کہ وہ نزول آیت کے وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اور نص میں ان کی جانب اشارہ نہیں قال بعض السلف خلافۃ ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما حق فی کتاب اللہ ثم تلا ھذہ الایہ۔

ملحوظہ: صرف مولیٰ بمعنی مالک ہی نہیں آتا بلکہ یہ جامع لفظ مشترک المعنی اور پندرہ معانی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ المولی کالرب والمالک والسید والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار و ابن العم والحلیف والعقید والصھر والعبد والمنعم علیہ واکثرھا قد جاء ت فی الاحادیث و من کنت مولاہ یحمل علی اکثر ھذہ الاسماء۔ النھایۃ لابن الاثیر۔ مولی کا معنی رب' مالک' انعام دینے والا' آزاد کرنے والا' مدد کرنے والا' دوست' تابع' پڑوسی' چچازاد' معاھد (حلیف) ہم مجلس' سسر' غلام' آزاد شدہ غلام' یہ پندرہ معانی ہیں ان میں سے اکثر معانی احادیث میں مستعمل ہیں۔ اگر شیعہ کے نزدیک مولیٰ بمعنی مالک اور خلیفہ ہی ہے تو پھر حضرت زید بن حارثہ کو بھی نائب رسول ﷺ تسلیم کرنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید کو فرمایا انت اخونا و مولانا۔ (صحیح بخاری مناقب بخاری زید بن حارثہؓ ج ۱ ص ۵۲۸) (عفیف)

بعد ذالک سے مراد ہے اس وعدہ کے صدق کے ظہور کے بعد گویا اب کفر و فسق اور زیادہ سخت ہے۔

۲۔ صاحب تفسیر ماجدی نے لکھا ہے کہ منکم خطاب۔ نوع انسانی سے ہے یعنی تم انسانوں میں سے جو طبقہ بھی ایمان اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے گا تو یہ خلافت یا زمین کی شدید حکومت اسی ایمان و عمل صالح کی برکت سے اسی طبقہ کو حاصل ہوگی اور اس آیت پر مکمل شرح صدر اسی وقت ہوگا جبکہ اس کے نزول کے زمانہ پر عبور حاصل ہوگا۔

بقیہ صفحہ نمبر 500

عزت کیا کر قیامت کے دن تو میرا رفیق ہوگا۔

ف۱: اے نبی جو لوگ اپنی ضرورت کے موافق کسی کام کو جانے کی اجازت چاہیں تو حسب مصلحت جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں یعنی جو آدمی ایسا ہو کہ اس کی غیر حاضری میں ضروریات نہیں رکتیں اور انتظام میں فرق نہیں آتا تو اجازت دے دیا کر اور جو ایسا نہ ہو بلکہ اس کی غیر حاضری سے انتظام میں خلل کا خطرہ ہو تو اس کو اجازت مت دیا کر خواہ وہ اپنی کیسی ہی گھریلو ضرورت بتائے کیونکہ یہاں کی قومی ضرورت شخصی ضرورت سے ہر طرح مقدم ہے اسی لئے یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی اجازت چاہے ضروری ہی اسے اجازت دی جائے نہیں بلکہ اپنی مصلحت کا خیال رکھ کر اجازت دیا کر۔ امر جامع کے معنی اہم مشورے کے بھی ہیں جس میں ضرورت اہتمام و اجتماع کی پڑتی ہے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ جس معاملہ میں خطاب عام پبلک اسپیچ کی ضرورت پڑے۔

تنبیہ:۔ گو انہوں نے حسب ضرورت ہی اجازت لی تاہم یہ کمی سے خالی نہیں پس ان کے اعمال کی یہ کمی ان کے حق میں تیرے استغفار سے پوری ہو جائے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر 501

ظاہر ہوتے ہیں جن کے لئے پیدا کی گئی کوئی بھی اپنے دائرہ سے باہر قدم نہیں نکال سکتی نہ اپنی حدود میں عمل و تصرف کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ گویا ہر چیز کو ایسا ماپ تول کر پیدا فرمایا کہ اس کی فطری موزونیت کے لحاظ سے ذرہ برابر بھی کمی بیشی یا انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑی' بڑے بڑے سائنس دان حکمت کے دریا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غوطہ لگاتے ہیں آخر کار یہی کہتے ہیں "صنع اللہ الذی اتقن کل شیء" یہ بنانا اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے اور تبارک اللہ احسن الخالقین "یعنی اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

تنبیہ:۔ چونکہ اس سورت میں جھٹلانے اور مخالفت کرنے والوں کا ذکر بکثرت ہوا ہے شاید اسی لئے یہاں صفت نذیر کو بیان فرمایا اور بشیر کا ذکر نہیں کیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 502

ف۳: اللہ تعالیٰ خود تو دنیا میں آ سکتا ہے اور کسی انسان یا حیوان کے قالب میں بھی آ سکتا ہے لیکن کسی بشر کو اپنا نائب اپنا سفیر اپنا پیامبر بنانا اس کے کیا معنی؟ یعنی کھانے پینے چلنے پھرنے میں یہ عام انسانوں کی طرح ہیں تو انہیں پیغمبر کیسے مان لیا جائے۔ گویا پیغمبری عام بشری ضرورتوں کے منافی تھی جبکہ اسلام کی بنیاد خوارق پر نہیں بلکہ اصل تعلیمات پر ہے۔ عیسائیوں کے فرقہ کیتھولک کے ہاں تو مذہب کی روح یا جان ہی خوارق ہیں۔ مفسر تھانویؒ نے لکھا ہے کہ آیت سے مشی فی الاسواق کا غیر مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور حدیث میں جو اس کی کراہت آئی ہے تو وہاں بلا ضرورت بازاروں میں گھومنا پھرنا مراد ہے بلکہ اگر بازاروں میں نہ چلنا از راہ تکبر ہے تو برائی نہ چلنے میں قرار پائے گی اور بازاروں میں چلنا خوبی قرار پائے گا۔ جاہل مسلمانوں نے جاہلی قوموں کے اثر سے یہی توقعات اولیاء امت سے متعلق قائم کر لی ہیں نیکی اور پاکیزگی پر نظر کرنے کی بجائے ہر وقت عجائب وخوارق کی تلاش کی جاتی ہے اور عوام کے خیال میں اب بزرگی اور مقبولیت کا اصل معیار کرامتیں ہی رہ گئی ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بقیہ صفحہ نمبر 505

شیخ الاسلام امرتسریؒ نے فرمایا اعمال کی قبولیت کے لئے کفر اور شرک سے خالی ہونا بھی ضروری شرط ہے اس لئے جو لوگ ان دونوں بری عادات سے دور ہوں گے وہی نجات کے حق دار ہوں گے جن کا نام اصحاب الجنت ہے۔ بعض لوگوں نے وقد منا الی ما عملوا سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ باطن کے بغیر محض ظاہری عمل ہرگز معتبر نہیں۔

ف۱: یہ وقت وہ ہوگا کہ جب دوسرا صور پھونکنے کے بعد زمین و آسمان سب از سر نو درست ہو جائیں گے حساب کتاب شروع ہو رہا ہوگا۔ تو حق تعالیٰ کی ایک تجلی خاص حساب وکتاب کی غرض سے ہوگی ملائکہ اردگرد کثرت سے ہوں گے سورۃ بقرہ کی آیت ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (البقرہ:۲۱۰) میں بھی اسی موقع کا ذکر ہے۔ بالغمام میں ب یا تو مترادف عن کے ہے یا سبب ہے آسمان کا یہ پھٹنا بطور کھلنے کے ہوگا اور جو پھٹنا بطور تخریب وہدم کے ہوگا وہ نفخ اول کے وقت ہو چکا ہوگا۔ اس روز ظاہر باطن کی اصلی حکومت صرف اللہ مہربان کی ہوگی اور کسی کو بھی اس کے کام میں دخل دینے کی ہمت نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں رہتی ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ظہور ہوگا تاہم کافروں پر وہ دن بڑا سخت ہوگا کہ دنیا میں ان کی شرارت حد سے متجاوز ہو چکی ہوگی۔

ف۲: یہ ہاتھوں کا کاٹنا فرط حسرت سے ہوگا ظالم سے مراد اردو کا ظالم نہیں بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کافر یا منکر دین مراد ہے ہویلتی لیتنی بڑا عبرت کا مضمون اپنے اندر رکھتا ہے دنیا میں جتنی بھی گمراہیاں آتی ہیں کسی نہ کسی انسانی ذریعہ سے ہی آتی ہیں اور شیطان جب آتا ہے تو کسی دوست وآشنا راز دان ہی کے دل میں آتا ہے۔ اس آیت کے نص سے اشارہ کے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بری صحبت کا چھوڑ دینا واجب ہے خصوصاً اس شخص (یعنی شیطان) کا جو اغوا کرتا رہے۔ نیز اس آیت میں برے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی تعلیم ہے اور شریر کی تفسیر یہ ہے کہ جو کوئی ذکر الٰہی سے دوری کا سبب بن جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 506

ف۲: انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول قیامت کے دن کافر کو منہ کے بل کس طرح اٹھایا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس ذات پاک نے اس کو دو پاؤں پر چلایا ہے وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر ہے۔ مکاناً سے مراد دوزخ اور طریقہ سے مراد مسلک اور مذہب ہے اور یہ سزا اس لئے مناسب ہے کہ اعتراضات نکتہ چینی و عقل سے تھے سزا نکتہ چینی بدن سے ہوئی اشارۃ النص سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ قادر مطلق اس پر پوری طرح قادر ہے کہ جس عضو اور جس قوت سے جو کام جس وقت چاہے لے لے خواہ اس کی عام عادت ومعمول کے موافق خواہ اس کے مخالف اور ان فطرت پرستوں کی سطحیت اور بے مغزی بالکل آشکارا ہو جاتی ہے جو سب کچھ جاننے کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نیچر کے قوانین کا تابع ومحکوم سمجھتے ہیں۔

تنبیہ:۔ ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ کہو کچھ سمجھیں کچھ ہر بات پر الٹے چلیں گے اسی لئے تو قیامت کے روز بھی ان کو الٹا ہی چلایا جائے گا یعنی منہ کے بل سر نیچے کو اور پاؤں اوپر کو۔

ف۵: قوم فرعون کی غرقابی مشہور واقعہ ہے قرآن میں بھی بار بار اس کا ذکر آ چکا ہے کلمہ ف ہمیشہ تاخر زمانی ہی کے لئے نہیں آتا۔ چنانچہ یہاں بھی معلوم ہے کہ نزول کتاب تورات کا واقعہ مخاطبہ قوم فرعون سے قبل کا نہیں؛ بہت بعد کا ہے اذھبا کا عطف قبل والی آیت کے جعلنا پر ہے اور جعل اور قول دونوں کے ماتحت واقعات کا وقوع کتاب دینے سے پہلے کا ہے۔ فقلنا اذھبا معطوف علی جعلنا و کل من الجعل والقول کان قبل ایتاء الکتاب (جمل) الکتاب سے مراد تورات ہے (بقیہ میں دلائل سے مراد یا تو دلائل عقلیہ ہیں اور ظاہر ہے کہ سمجھ جانے کے بعد توحید کے ان دلائل کا انکار ضرور قابل زجر ہے یا مراد دلائل نقلیہ ہیں جو انبیاء سابقین سے منقول ہوتے ہوئے ان لوگوں تک پہنچے ہوں گے۔ ان کے انکار کا مذموم ہونا ظاہری ہے ممکن ہے ایک طرف احکام وشرائع مراد ہوں اور دوسری طرف خوارق ومعجزات۔ وزیرا یہیں سے یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ وزارت نبوۃ کے منافی نہیں۔ تدمیرا ہلاکت کی شدید ترین شکل کا نام ہے۔

تنبیہ:۔ یعنی آیات تکوینیہ کو جو اللہ کی توحید وغیرہ پر دلالت کرتی ہیں اور انبیائے سابقین کے متفقہ بیانات کو جن کا کہ تھوڑا بہت تذکرہ پہلے سے چلا آتا تھا یہ لوگ ان کو جھٹلا کر معبود ہونے کے دعوے کرنے لگے تھے۔

ف۱: شرک جاہلیت میں مبتلا تو نوح علیہ السلام کا انکار محض شخصی رسالت نوح کا انکار نہ تھا سارے سلسلۂ انبیاء کا اور نفس مسئلہ نبوت کا انکار تھا امام رازیؒ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اتباع میں بعض دوسرے مفسرین کی بھی نظر اس نکتہ تک پہنچ گئی تھی کہ ممکن ہے یہ لوگ براہمۂ ہند کی طرح سلسلہ نبوت ہی کے منکر ہوں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایک نبی کا جھٹلانا گویا تمام انبیاء کا جھٹلانا ہے کیونکہ اصول دین میں سب انبیاء متحد ہیں۔

تنبیہ:۔ للظلمین۔ ظالموں سے یہاں بھی مراد کافر ہی ہیں جیسا کہ قرآن میں اکثر مقامات پر ہے۔

بقیہ نمبر 507

کرے اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ کبھی نہ پہچانا جاتا کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی جاتی ہے۔ الینا سے مراد یہ ہے کہ اس کا لوٹنا اور ٹھکانا ہماری طرف سے ہی ہوتا ہے جیسے اس کا پیدا ہونا ہماری طرف سے ہوا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے کہ بالکل سیاہی ہو جاتی ہے۔ محققین نے کہا ہے کہ رات کے وقت زمین کا سایہ زہرہ ستارہ تک پہنچتا ہے اور اس کی شکل مخروطی مثل گاجر کے ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس کو ہمیشہ ٹھہرا ہوا رکھتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دنیا سے روشنی بالکل مفقود ہو جاتی مگر ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا حسب حکمت کے مطابق کیا اور سورج کو اس پر راہ نما بنایا یعنی سورج سے سایہ کی پیائش ہو سکتی ہے کہ کتنا ہے۔ پھر اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچتے جاتے ہیں یعنی سورج نکلنے سے رات کا سایہ معدوم ہو جاتا ہے کیا یہ قدرت کا انتظام قابل غور نہیں ہے۔

پھر زوال کے بعد ایک طرف سے دھوپ سمٹنا شروع ہوتی ہے اور دوسری طرف سایہ لمبا ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ دن کے آخر میں دھوپ غائب ہو جاتی ہے تو یہ ہی مثال دنیا کی ہستی کی سمجھو کہ پہلے کچھ بھی نہ تھا پھر نور وجود آیا پھر آخر کار کتم عدم میں چلی جائے گی اور اسی جسمانی روشنی اور سایہ کے سلسلہ پر روحانی روشنی اور اندھیرے کو قیاس کر لو اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کفر نافرمانی' جہالت اور سرکشی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں آفتاب نبوت کی روشنی اللہ تعالیٰ نہ بھیجتا تو تم میں سے کسی کو معرفت کا صحیح راستہ ہاتھ نہ آتا۔

ف۵: رات کی تاریکی چادر کی طرح سب پر کو گھیر لیتی ہے جس میں لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں نیند کا باعث تفریح و تازگی ہونا ایک طبعی حقیقت ہے پھر دن کا اجالا ہوتا ہے تو نیند سے اٹھ کر ادھر اُدھر چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں اسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئے گی جس میں سارا جہان دوبارہ اٹھ کھڑا ہوگا اور یہ ہی حالت اس وقت پیش آتی ہے جب انبیاء علیہم السلام وحی و الہام کی روشنی سے دنیا میں اجالا کرتے ہیں تو جہالت و غفلت کی نیند سے سوئی ہوئی مخلوق ایک دم آنکھیں مل کر اٹھ بیٹھتی ہے۔

بقیہ نمبر 508

دونوں دریاؤں کے پانی کہیں نہ کہیں مل جانے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو دریا الگ الگ اپنے اپنے راستوں میں چلائے اور دونوں کے درمیان میں اکثر مقامات پر زمین حائل کر دی' ان کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا کہ دونوں زور لگا کر درمیان سے زمین کو ہٹا دیتے اور اس کی ہستی کو تباہ کر دیتے اس کے علاوہ اگر وہ چاہتا تو زمین بھی نہ چھوڑتا تو تب بھی یہ اپنی حدود کے اندر ہی رہتے' کیونکہ وہ علیٰ کل شیء قدیر ہے۔ پھر دونوں میں ہر ایک کا جو مزہ ہے وہ اسی کے لئے لازم ہے۔ یہ نہیں کہ میٹھا دریا کھاری یا کھاری میٹھا بن جائے گویا باعتبار اوصاف کے ہر ایک دوسرے سے بالکل الگ رہنا چاہتا ہے۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کا پانی پیدا کیا میٹھا اور کڑوا میٹھا پانی جیسے ندیوں' چشموں اور کنوؤں کا اور کڑوا پانی جیسے ان دریاؤں کا جو مشرق و مغرب میں معروف ہیں جیسے بحر محیط اور بحر قلزم اور بحر یمن وغیرہ جو ان کے مشابہ ہیں کہ وہ ساکن ہیں اور چلتے نہیں اس معنی کو ابن جریرؒ نے ترجیح دی ہے۔

تنبیہ:۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں پانی کی دو عظیم الشان ذخیرے ہیں ایک سمندری پانی جو کھاری اور پیاس بڑھانے والا ہوتا ہے دوسرا پانی جو دریا' جھیل' تالاب پہاڑی اور چشموں وغیرہ میں ملتا ہے اور شیریں اور مسکن ہوتا ہے۔

ف۶: اسلام نے ہمارے انسانی معاشرہ کی بنیاد خاندان پر رکھی ہے اور سسرال کو بھی خاندان ہی کا ایک حصہ قرار دے اور جب اجتماعی زندگی میں پہلے خاندان کی اہمیت ذہن نشین کر لی جائے تو اس وقت نکاح کی اہمیت بھی پوری طرح ذہن نشین ہو جائیگی۔ اس آیت میں پانی سے انسان کا مادۂ مراد لیا گیا ہے غور کرو کہ کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے پانی کے ایک قطرۂ کو عاقل و کامل آدمی بنا دیا پھر آگے اس سے نسلیں چلائیں اور دامادی اور سسرال کے تعلقات قائم کئے ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا بنا دیا اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

ف۵: لیکن حضرت انسان تھوڑی سی دیر میں اپنی اصل کو بھول گیا اور اس رب قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو خدا کہنے لگا' پروردگار کا حق تو کیا پہچانتا اس سے منہ موڑ کر اور پیٹھ پھیر کر شیطان کی فوج میں شامل ہو گیا' مطلب یہ کہ اس کی تعظیم جیسی چاہئے تھی ویسی نہیں کرتے بلکہ اس مالک الملک کو بھی دنیاوی بادشاہوں کی مثل سمجھ رکھا ہے جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے اپنی اور نائب سلطنت کچھ نہ کچھ اختیار رکھا کرتے ہیں جس اختیارات سے وہ کچھ نہ کچھ نفع یا ضرر رعایا کو پہنچا سکتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نائبوں میں یہ بھی وصف ہوتا ہوگا حالانکہ یہ مثال بالکل غلط اور نامناسب ہے۔ الکافر مفرد کی صورۃ میں اور یہاں ہے یہ طور اسم جنس کے آیا ہے۔

بقیہ نمبر 509

کے بندے ان سے مقابلہ کرنے کے بجائے سلام کہتے ہیں اور راستہ سے گزر جاتے ہیں اسی لئے تو شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش۔ نیا میختہ چوں شکر شیر باش۔ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ان کا شیوہ وہ نہیں جو جاہلیت میں کسی نے کہا تھا الا لا یجھلن احد علینا۔ فنجھل فوق جھل الجاھلین۔ یمشون علی الارض ھونا یعنی متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے یہ مطلب نہیں کہ دکھلاوے اور بناوٹ کی وجہ سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کی جو رفتار احادیث میں منقول ہے وہ اس کی تائید نہیں کرتی۔ غرض حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں سرگرم رہتے ہیں۔ جو خشونت تادیب و اصلاح و سیاست شرعیہ یا اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہو اس کی نفی مقصود نہیں۔ سلما اردو محاورہ میں "خیر" ایسے ہی موقعہ پر ہوتا ہے جہاں بات کو ختم کر دینا اور درگزر کرنا منظور ہوتا ہے۔ یہ سلام "تسلیم" سے نہیں "تسلم" سے ہے جو علیحدگی اور برأت کے موقع پر آتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ راتیں شراب خانوں' نشاط خانوں' ناچ گھروں میں نہیں گزارتے' سینما اور تھیٹروں وغیرہ میں مارے مارے نہیں پھرتے بلکہ جائز استراحت میں بھی شغل اور میلے سے کام نہیں لیتے بلکہ الٹے نماز عبادت میں پوری پوری راتیں گزار دیتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 510

ف۴: نظریں نیچی کئے ہوئے سلامت روی کے ساتھ ان بے ہودگیوں سے گزر جاتے ہیں نہ ان فضول مشاغل کی طرف مشغول ہوتے ہیں اور نہ ہی عاصیوں کی تحقیر کر کے اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ یشھدون الزور سے مراد ناجائز مجمع میں حاضری ہے اور اس کے تحت مشرکوں کے جشن اور فاسقوں کے جلسے جلوس وغیرہ سب داخل ہیں ہمارے زمانے کے میلے ٹھیلے مختلف بازی گروں کے اجتماع ناچ رنگ کی محفلیں تھیٹر اور سینما وغیرہ سب اس کے تحت میں داخل ہیں۔ دوسرے معنی جھوٹی گواہی دینے کے بھی کئے گئے ہیں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مراد مجالس زور ہیں جن میں اللہ و رسول سے متعلق باتیں گھڑ گھڑ کر بیان کی جاتی ہیں اور جھوٹی گواہی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ شرک کی گواہی دی جائے امام رازیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ سب معانی درست ہو سکتے ہیں البتہ زور کا استعمال کذب کے معنی میں اکثر ہوتا ہے۔ عملی یا زبانی لغو وہ لایعنی مسئلہ ہے جس سے خود کو بچانا لازمی ہو جاتا ہے' گانے اور ڈرامے وغیرہ خاص کر اس کے مفہوم میں داخل ہیں۔

ف۵: اس طرح سے نہیں سنتے کہ گویا سنا ہی نہیں بلکہ وہ اس طرح سے سنتے ہیں کہ ان پر عمل بھی کریں یعنی قرآن کے حقائق و معارف کی طرف سے اندھے بہرے نہیں ہو جاتے بلکہ عقل و فہم کے ساتھ اس طرح متوجہ ہوتے اور تعمیل احکام میں کمربستہ ہو جاتے ہیں یہ انہیں قبولیت کے کانوں سنتے اور عبرت والی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ آیات ربھم سے مراد احکام الٰہی بھی ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بھی۔

ف۶: ہمارے گھر والے' ہمارے بیوی بچے سب ایسے دیندار اور پابند شریعت ہوں کہ ہم انہیں دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہو جایا کریں ہم نہ صرف بذات خود ہدایت پر ہوں بلکہ دوسروں کے لئے بھی راہنمائی کرنے والے ہوں اور ہمارا خاندان تقویٰ و طہارت میں ہماری پیروی کر لے تجرد و انقطاع و رہبانیت ضمناً یہ بات بھی نکل آئی کہ صاحب اہل و عیال ہونا ایمان کیا معنی کمال ایمان و تقویٰ کے بھی منافی نہیں اس میں رد ہے مسیحیوں اور بعض ان مشرک قوموں کا جنہوں نے دنیاوی معاملات سے سلسلہ ختم کر کے صرف رہبانیت کو دلیل کمال سمجھا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 511

یہ خود ان لوگوں کے اختیار کی چیز ہے۔ صاحب روح المعانی نے اس سے دو باتیں مراد لی ہیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر کمال شفقت رکھتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ کافر کے ایمان پر حرص حکم ازلی کے منافی نہیں۔ راہبر کو شفقت میں اعتدال مناسب ہے اور جو ہدایت نہ پائے اس پر غم اور افسوس نہ کیا جائے۔ اور کسی کی اصلاح راہبر کے اختیار و قدرت اور تصرف میں نہیں ہے۔

ف۱: یعنی اگر مشیت یہ ہوتی کہ سب کے سب ایمان لے ہی آئیں تو غیب سے کوئی نہ کوئی آیت اور نشانی دکھا دی جاتی جس کے بعد غور و فکر اور تردید انکار کی گنجائش ہی باقی نہ رہتی اور سب کے سب ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے لیکن پھر امتحان کی جگہ باقی نہ رہتی' یہاں تو مقصود ہی ان کی قوت اختیار کا امتحان ہے اور یہی دیکھنا ہے کہ کون کس حد تک اپنے ارادہ کو صحیح مصرف میں لاتا ہے چونکہ دنیا آزمائش کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے اس لئے حکمت الٰہی کا تقاضا یہ نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر لیا جائے۔

ف۲: یہاں جرم کے تینوں مرتبے بیان کر دیئے گئے ہیں پہلے اعراض پھر تکذیب اور پھر استہزاء محدث ذکر رحمانی کے لئے یہاں جو صفت محدث کی آئی ہے یہ حدوث ذات باری وصفات باری کے اعتبار سے کہ جو قدیم اور ممنع ہے اور وہ یہاں مراد بھی نہیں۔ البتہ باعتبار مخلوق بالکل جائز ہے اور وہی یہاں مراد ہے اور یہیں سے معتزلہ کے قول کا رد ہو گیا۔ جنہوں نے محدث کو ذکر من الرحمن سے متعلق کر کے اس کے اتیان کو قرآن کے مخلوق و حادث ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا چاہا ہے من ذکر من زائدہ تاکید عموم اور نفی کو زوردار بنانے کے لئے ہے۔ من مزیدۃ لتاکید العموم (روح)

ف۳: ذالك میں اشارہ اثبات کی طرف یا کل زوج کی طرف ہے اور آیت سے دلالت بینہ اور علامت واضحہ مراد ہے اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ماکان اکثرھم سے مراد یہ ہے کہ میرے علم میں پہلے سے یہ بات آ چکی ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اسی لئے ان کو ایسی بڑی بڑی نشانیاں فائدہ نہیں دیتیں۔ اس کی رحمت عام دنیا میں کافروں سے بھی متعلق ہے اس لئے اس نے انتقام پر پوری طرح قادر ہونے کے باوجود ان کو پھر بھی مہلت دے رکھی ہے' صفت عزیز کا تقاضا یہ ہے کہ سب اس کے بس میں ہیں اور وہ سب پر غالب ہے ان مجرموں کو فوراً ہلاک کر ڈالنا اس کی قدرت سے باہر نہیں لیکن ساتھ ہی وہ رحیم بھی ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 513

سرکار اس کے سامنے کوئی کمال دکھانے سے عاجز آ گئی تو اس غریب کو مروا دیا اس لئے مناسب ہے کہ جس طرح لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اسی قسم کے لوگوں کو بلائے حضور کے اقبال سے اس وقت ملک میں بہت سے ایسے لوگ مل جائیں گے چنانچہ فرعون نے یہ سن کر فرمان جاری کر دیا کہ جاؤ سب جادوگروں کو ایک دم حاضر کرو کہ اس جادوگر سے مقابلہ کریں انسان اپنے ہی نفس پر دوسروں کو قیاس کرتا ہے اور اپنے ہی طرف کے پیمانہ سے سب کو ناپتا ہے خارق عادت کی کوئی توجیہہ ان مشرکوں کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی تھی بجز سحر و ساحری کے اور تبلیغ دین حق کا کوئی محرک اور ان کے خیال میں اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا بجز ہوس ملک گیری و اقتدار دنیوی کے سحار مبالغہ کا صیغہ ہے ساحر کا یعنی بڑے ماہر فن علیم اسی صفت کو اور بڑھا رہا ہے سحر مصری تمدن میں آج کل کی طرح کوئی حقیر و بے حقیقت چیز نہ تھی سائنس کی طرح اس کا شمار علوم عالیہ میں تھا ساحر کا مرتبہ وہ تھا جو آج سائنس کے کسی ایکسپرٹ کا ہوتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 523

ف۱: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی پر اتارتے یعنی عربی کی بجائے عجمی میں نازل کرتے اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا تو یہ کبھی اس پر ایمان نہ لاتے کہ واہ صاحب ہم تو عربی اور یہ عجمی کون اسے سمجھے اور کون اس کا ترجمہ کرے لیکن اب جو باوجود اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کے پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو اب ان کا کوئی عذر قبول نہیں یہ جتنا چاہے واویلا کریں یا شور مچائیں ان کی یہ آہ و بکا ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اعجمی اور عجمی کے درمیان یہ فرق ہے کہ عجمی غیر عرب کے لئے آتا ہے اور اعجمی غیر فصیح کے لئے خواہ وہ عرب ہی ہو۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے سلکناہ میں ہ ضمیر قرآن کی طرف قرار دیے۔ یعنی قرآن کو ہم نے اس طرح مجرمین کے دلوں میں گھسا دیا ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ یہ بشر کا کلام نہیں ہو سکتا پھر بھی یہ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے اور تکذیب کئے چلے جاتے ہیں۔ بعض نے سلکناہ میں ہ ضمیر کفر وعدم ایمان کی طرف لوٹائی ہے جو ما کانوا بہ مومنین میں شامل ہے۔ یہ کفر وتکذیب کا ڈال رکھنا ظاہر ہے حق تعالیٰ کی طرف سے محض تکوینی حیثیت سے ہے اور یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ امور تکوینی جتنے بھی ہیں وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور آیت سے اہل سنت نے معتزلہ کے مقابلہ میں استدلال کیا ہے کہ ہر فعل خیر وشر کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جبکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے کاموں کے خود خالق ہیں وہ کام اچھا ہو یا برا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 524

خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا تو ہر حال اور ہر وقت ہی رہتا ہے یہاں حالت نماز کے متعلق تخصیص ہے معنی یہ ہیں کہ وہ عنایت خاص کی نظر سے دیکھتا ہے۔

تنبیہ:۔ بعض سلف نے کہا ہے کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہوتا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم

ف۵: شیاطین جھوٹے اور گمراہ لوگوں کو اپنا دوست وہمنوا بناتے ہیں انہی ہی سے تعلقات پیدا کرتے ہیں اور ان تک سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں ایک تو ان کی بات بھی سنی سنائی ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں پس تم اس خبر کی صحت کا اندازہ خود ہی لگا لو انہی جھوٹوں کے ہیرو شاعر ہیں جن کے حق میں ایک قومی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے
جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

شاعر ہر قسم کے مضامین نباہ دیتے ہیں ان کو کسی کی مدح سے غرض نہیں ہوتی نہ کسی کی مذمت سے مطلب بلکہ اصلی غرض ان کی مضمون باندھنے یا روپیہ بٹورنے سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر قسم کا مضمون باندھ لیتے ہیں اور ہر ایک کی مدح اور مذمت کرتے رہتے ہیں بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا کر دکھانا شاعروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بقول شخصے۔

جو شاعر جھوٹ پر کمر باندھتے ہیں۔ رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں کہنے کو تو توحید وسنت زہد وتقویٰ وغیرہ سب مضامین لکھ دیتے ہیں پر خود ان پر عامل نہیں ہوتے لیکن یہ بدعادات عموماً ان شاعروں میں ہوتی ہیں جو دین ومذہب سے گئے گزرے ہیں۔

اکثرھم کذبون میں سے مراد کل لی گئی ہے یعنی یہ سب کے سب جھوٹے ہیں۔ دوسرے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ کثرت سے جھوٹ بولنے والے ہیں گویا کثرت کا تعلق تعداد سے نہیں بلکہ ان کے اقوال سے ہے اور سب سے زیادہ دل نشین معنی وہ ہیں جو زمخشری نے کئے ہیں یعنی اکثر خود دعویٰ کہانت ہی میں جھوٹے ہی شیاطین سے جو خبریں پانا بیان کرتے ہیں خود اس دعویٰ میں یہ سچے نہیں۔

تنبیہ:۔ بے راہ روی کی شاعری کے حکم سے وہ شاعری یقیناً مستثنیٰ ہے جو حقائق اور صداقتوں کی جامع ہے جو نصرت وحمایت حق میں کی جائے جس سے دین کے غلبہ کا کام لیا جائے۔ جیسے شاعر دربار نبوت حضرت حسانؓ بن ثابت وغیرہ۔

بقیہ حاشیہ نمبر 525

نہیں ہے۔

ف۴: قرآن ہی انسانی ضرورت کا ایک جامع نسخہ ہے آپ خدا کا شکر کیجئے کہ اس علیم وحکیم کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب آپ کو مرحمت کی گئی ہے جس سے ہر وقت تازہ بتازہ فوائد پہنچ رہے ہیں اس میں مومنین کے لئے بشارتیں اور مکذبین کیلئے عبرتناک واقعات سنائے گئے ہیں اگر آپ سے سوال ہو کہ کیا اس کی کوئی نظیر بھی ہے؟ کہ کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب ملے یا وہ رسول ہو کر بندوں کو خدا کی طرف بلائے تو ان کو سمجھانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 526

تورات کی دوسری کتاب خروج باب ۴ کی ۶ آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو مبروص لکھا ہے قرآن مجید چونکہ کتب سابقہ پر نگہبان ہو کر آیا ہے جہاں پر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح کرتا ہے اس لئے اس جگہ فرمایا من غیر سوء یعنی مبروص نہ تھا اس لئے ہم نے برص کا لفظ بڑھایا ہے تاکہ موجودہ تورات کی غلط بیانی کی اصلاح ہو۔ الا من ظلم میں استثناء منقطع ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر خوف واندیشہ صرف اسی کو ہونا چاہئے جو کوئی زیادتی یا خطاو تقصیر کر کے آیا ہو۔

ف۳: یعنی فرعون اور اس کی قوم پر ظلم اور علو اس انکار کا باعث ہوا۔ بے انصافی اور غرور وتکبر سے جان بوجھ کر اپنے ضمیر کے خلاف حق کی تکذیب اور سچائی کا انکار کر رہے تھے چند روز بعد پتہ لگ گیا کہ ایسے ہٹ دھرم مفسدوں کا انجام کیسا ہوتا ہے سب کو بحر قلزم کی موجوں نے نگل لیا کسی کو گور وکفن بھی نصیب نہ ہوا۔ ظلم اور علو دونوں کے درمیان فرق یہ کیا گیا ہے کہ ظلم ان آیات وشواہد کو ان کے مرتبہ سے گھٹانا تھا اور علو اپنے کو اپنے درجہ سے بڑھانا تھا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 527

ذہین جانور ہوتی ہے حیوانات میں کلی طور پر عقل کی نفی کرنا قول بلا دلیل ہے چیونٹی کے متعلق یہ خیال خلاف دلیل بھی ہے کیونکہ چیونٹی کے بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہرین فن کا بیان ہے کہ تنظیم و تقسیم کار کے لحاظ سے ہو یا ذہانت و ذکاوت کی بنا پر چیونٹی کی زندگی ہر طرح مربوط و مکمل ہوتی ہے اور سلیمان علیہ السلام کا پتہ لگا لینا اور اس کی بات پر مطلع ہو جانا بطریق خرق عادت تھا۔ شائد کسی ظاہر بیان نیچری مذاق کو یہ اعتراض سوجھے کہ چیونٹی نے کلام کیسے کیا؟ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیسے سنا؟ اور کیسے سمجھا اس لئے ایسے توہم پرست آدمی کو چیونٹیوں کے خواص اور حرکات کی طرف توجہ دلانے کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی اردو کی آٹھویں کتاب سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ ''یہ چیونٹیاں اپنے برائے کی شناخت بہت اچھی طرح کرتی ہیں باوجود کہ زندگی تھوڑی ہوتی ہے لیکن اپنا ٹھکانہ کبھی نہیں بھولتیں' اپنے اور بیگانے میں تمیز کر سکتی ہیں اور اگر بھٹک کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو جب کبھی ملنے کا اتفاق ہوگا تو فوراً ایک دوسری کو جانیں گی۔ ان کی ایک اور بات نہایت عجیب ہے کہ وہ اپنے مردوں کو دفن کرتی ہیں اور حضرت انسان کی طرح ان کا جنازہ بھی نکالتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم خود کہتے ہیں کہ ایک چیونٹی ادھر سے جاتی ہے ایک ادھر سے آتی ہے دونوں راستے میں منہ جوڑ کر کھڑی ہو جاتی ہیں پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی اپنی راہ کو چلی جاتی ہیں اس سے ان کی باہمی گفتگو کا انداز واضح طور پر لگایا جا سکتا ہے اور رہا یہ سوال کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو کیسے سن لیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بذریعہ القاء اور الہام الٰہی کے خبر کی گئی تھی جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مصر سے قافلہ کے نکلنے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خبر ہوگئی جس کو انہوں نے الہام الٰہی سے منسوب کیا ہے تو اسی طرح سلیمان علیہ السلام کو ہوا ہوگا اور بس۔

تنبیہ:۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ سلیمان علیہ السلام نبی معصوم تھے ارادی ظلم آپ سے ممکن ہی نہ تھا و هم لا يشعرون اسی دفع دخل کے لئے ہے یعنی یہ زیادتی بے خبری اور لاعلمی کی حالت میں ان کے لشکریوں سے سرزد نہ ہو جائے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ علم غیب ہر گز جزو نبوت نہیں چہ جائیکہ جزو ولایت ہو؟

ف۳: ضاحکاً اس سے انبیاء کے ہنسنے کا ثبوت ملتا اور حدیث نبوی میں جو اس کی نفی آئی ہے تو اس سے مراد ہنسی کی عادت سے ہے نہ کہ بالکل ہنسنے کی اور آپ نے اپنی عادت و معمول کے مطابق کیا پھر تبسم اضطراراً ضحک کے درجہ تک پہنچ گیا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 528

اس ملکہ کا نام بلقیس لکھا ہے۔ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے یہاں بھی مراد انہی چیزوں کی کثرت و افراط ہے جو ملکہ کو اپنے جاہ و حشم کے لئے ضروری تھیں جیسے سلطنت کے لئے سامان جنگ اور سامان آرائش و زینت۔ امرأة تملكهم عورتوں کے ہاتھ میں عہدہ اور منصب دے دینا۔ یہاں تک کہ انہیں پورے ملک کی ملکہ یا فرمانروا بنا دینا یہ یورپ کی ایجاد نہیں بلکہ یہ مشرک قوموں کے ہاں ہر زمانہ میں دستور رہا ہے۔ مصر کلها انیہ۔ ایران کی جاہلی حکومتوں کے ہاں عورت کو اتنی آزادی ہمیشہ حاصل رہی ہے مگر یہ اسلام تھا جس نے آ کر اس پر ممانعت کر دی اور اس دستور کو ناجائز قرار دیا حدیث میں آیا ہے لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَأَةً (بخاری کتاب الفتن) وہ قوم فلاح یاب نہ ہوگی جو اپنی حکومت عورت کے سپرد کئے ہوئے ہے۔ عظیم جو اس کے تخت کی صفت آئی ہے اس سے مراد گرانقدر اور بیش بہا بھی ہو سکتا ہے اور جسامت کے اعتبار سے بے حد بڑا بھی۔

ف۴: اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے چاہئے اس کے سوا خواہ کوئی ہو سورج ہو یا چاند نبی ہو یا ولی درخت ہو یا ستارہ قبر ہو یا مکان اس کے لئے سجدہ ناجائز ہی نہیں بلکہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا شیطان کی تزئین اور حکم سے ہے سورہ حم السجدہ میں فرمایا ﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (حم السجدہ: ۳۷) یعنی سجدہ کرنے کے لائق وہی ہے جس کو پیدا کرنے کی قدرت ہو اور جو خود اپنے پیدا ہونے میں دوسرے کا محتاج ہو تو اس کو سجدہ کرنے کا کیا مقصد؟ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ملکہ سباء کے تخت کو جو عظیم کہا گیا تھا وہ باعتبار معاصر ملوک و سلاطین کے تھا اور یہاں جو عرش الٰہی کو عظیم کہا جا رہا ہے یہ جملہ مخلوقات کے مقابلہ میں ہے اور اس کے آگے ملکہ سبا وغیرہ کے تختوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ف۵: پرندوں کے ذریعے سے خطوط رسانی کا طریقہ دنیائے قدیم میں عام رہا ہے اور کبوتروں سے تو یہ خدمت یورپ میں آج تک لی جا رہی ہے سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو ایک خط دے کر ملکہ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ ملکہ کو خط دے کر تم ایک طرف ہو جانا کیونکہ قاصد کا وہیں سر پہ کھڑے رہنا آداب شاہانہ کے خلاف ہے اور اس میں تعلیم ہے بادشاہوں یا دیگر بڑوں کی مجالس کے ادب و تہذیب کی لیکن یہ بھی مقصود ہو سکتا ہے کہ غیر ملک کے سفیر کے بالکل سامنے وہ لوگ آزادی سے بات چیت نہ کر سکیں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 529

لوگوں خواہ وہ علماء حق ہوں یا عام لوگ ان کو کس طرح بے دردی سے گولیوں وغیرہ کا نشانہ بنا کر ان کو کچل دیا گیا۔ ابن عباس نے کہا اذلة تک بلقیس کی کلام ہے اور كذالك يفعلون الله تعالیٰ کا کلام ہے۔

ف۲: ملکہ نے کہا میرے نزدیک بہتر ہے کہ جنگ میں جلدی نہ کریں بلکہ ان کی طاقت' طبعی رجحانات اور حکومت کی نوعیت کا پتہ لگائیں کہ ان کی دھمکیوں کی پشت پر کونسی قوت کارفرما ہے اور وہ واقعی طور پر ہم سے کیا چاہتے ہیں' اگر کچھ تحائف و ہدایا دے کر آنے والی مصیبت کو اپنے سر سے ٹال سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا چنانچہ ملکہ نے مال۔ خوبصورت آدمی یا نادر سامان سب قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیجیں یہ چیزیں دیکھ کر سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں نے دعوت تو اطاعت و اسلام کی دی تھی یہ بلا اطاعت و قبول دعوت محض اظہار دوستی کیسا؟ یہ تو ایک صورت رشوت کی ہوئی مال و قوت دونوں کے لحاظ سے میری سلطنت اللہ کے فضل و کرم سے کہیں بڑھ کر ہے میں ان ہدایا کو واپس کرتا ہوں اور عنقریب فوج کشی کر کے ان بے دینوں کو کچل ڈالوں گا۔ کافروں کے ہدیہ کو رد کرنا جب دینی مصلحت اسی میں ہو تو یہ جائز ہے۔ اذلة و هم صاغرون۔ یعنی وہ قیدی بنیں گے' جلاوطن ہوں گے' ذلت و خواری کے ساتھ ان کو دولت و سلطنت سے دست بردار ہونا پڑے گا اور غلامی و اسیری میں زندگی بسر کرنا ہوگی۔ کسی نبی نے ایسی بات نہیں کہی سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا اس لئے یہ فرمایا' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سفیر بلقیس سے کیوں ایسی سختی کی جبکہ شریعت الٰہیہ میں حکم ہے کہ ایلچیوں کے ساتھ حسن سلوک سے برتاؤ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو اور اگر کوئی قوم صلح چاہے تو صلح سے رہو؟ اس کا جواب یہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایلچی کی توہین نہیں کی تھی بلکہ عزت کے ساتھ اتارا اور جو کچھ سختی ان کے کلام میں معلوم ہوتی ہے یہ صرف لفظوں میں ہے نیز ایلچی مذکور کوئی پیغام صلح یا ماتحتی کے اقرار کا لے کر نہیں آیا تھا بلکہ وہ معمولی طور پر تحائف لے کر پہنچا تھا اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو متنبہ کیا کہ جب تک باقاعدہ مصالحت یا ماتحتی کا اقرار نہ ہو ہم اتنے پر راضی نہ ہوں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 530

اس کے اصل مادہ اور موجودہ بدلی ہوئی حالت دونوں کی رعایتیں ملحوظ رکھ لیں گویا تخت تو وہی ہے مگر کچھ اوصاف میں فرق آ گیا ہے اور فرق پیدا کر دینا چونکہ کوئی مشکل نہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہ ہی ہے۔ یعنی گویا کہ ملکہ نے کہا اس معجزہ کی حاجت نہ تھی ہم کو تو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندہ ہیں اسی لئے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و فرمانبرداری کا راستہ اختیار کیا۔ امام رازیؒ فرماتے علم یہاں علم توحید و نبوت کے معنی میں ہے۔

ف۳: حق تعالیٰ نے یا سلیمان علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا' یا یہ مطلب کہ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کفار کی تقلید و صحبت نے اس کو ایسا کرنے سے روک رکھا تھا ورنہ سلیمان علیہ السلام کی صداقت اجمالی کا علم اس کو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ لیکن پھر بھی تعصب مذہبی اور مخالفت کی وجہ سے الگ تھلگ رہی جس طرح ہندوستان کے مشرک ہندو صبح صبح مسلمانوں کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اسی طرح ملکہ بلقیس بھی دربار شاہی سے متنفر رہی۔

بقیہ صفحہ نمبر 531

طرف ان کا قدم بھی نہ اٹھتا تھا مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخ کنی اور نبی کی دشمنی میں کوشاں رہتے تھے۔ بعض مفسرین نے ان کے نام بھی لکھے ہیں۔ ولی یا قریب ترین وارث تو مومن ہی ہوگا یا پھر محض غیرت قرابت سے طالب قصاص ہوگا یعنی قریبی رشتہ دار کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور نہ ہی ہمیں کوئی خبر ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 532

کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسا کہ صالح علیہ السلام کے ساتھ ہوا' یعنی مکہ کے کافروں کے نو سردار بھی نبی ﷺ کی دشمنی اور اسلام کی بیخ کنی پر ہر وقت اور ہمہ تن کوشاں رہتے تھے اور ہجرت کی رات کو کتنے کافروں نے آپ کے گھر کو گھیرے رکھا کہ آپ صبح کو جب نکلیں گے تو ہم آپ کا کام تمام کر دیں گے اور کسی ایک کو بھی خون کا بدلہ نہیں دینا پڑے گا اور حضرت صالح علیہ السلام پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو ان کے سوتے وقت میں جا کر ان کو ختم کر دیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کے ذریعہ ان کو بچا لیا اور قوم ثمود کو غارت کر دیا۔

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر فرمائی کہ نبی ﷺ ان کے سامنے سے گذر کر تشریف لے گئے اور کفار مکہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا ایسا شکار ہوئے کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا کہ محمد ﷺ تشریف لے جا چکے ہیں اور اسی طرح قوم لوط نے چاہا کہ لوط علیہ السلام کو شہر سے نکال دیں چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے متبعین کو ساتھ لے کر یہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس کا تذکرہ اعراف' ہود' حجر اور شعراء میں گذر چکا ہے۔

ف۴: اللہ کی تعریف اور نبی پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھلا دی یہاں سے ایک مسئلہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگی ہو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جائے پھر نبی پر رحمت کی دعا کی جائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے یا جو بھی مقصود ہو دعا کی جائے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی پر رحمت کی دعا کے بعد اپنے گناہوں کو سامنے رکھ کر توبہ و استغفار کی جائے۔ پھر اس کے بعد مراد مانگی جائے اور دعاء کا خاتمہ یعنی ابتدا کی طرح کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو کمالات و احسانات ان قصائص میں ذکر ہوئے ہیں ان پر نبی ﷺ کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد و ثنا کریں اور شکر بجا لائیں اور اس کے مقبول بندوں پر جن میں سے بعض کا نام لیا گیا سلام بھیجیں۔ آگے توحید کا وعظ شروع کیا یعنی ان کو کہو کہ مذکورہ قصائص تم نے سن لئے اب دلائل تکوینیہ و تنزیلیہ میں غور کر کے بتلاؤ کہ کیا ایک وحدہ لاشریک لہ کا ماننا بہتر' نافع اور معقول ہے یا اس کے الٰہ معبود ہونے میں اس کی عاجز ترین مخلوق کو شریک ٹھہرانا' قل الحمد للہ خیال ہے کہ حمد الٰہی زبان پر لانے کا یہ حکم عین ہلاکت کفار کے موقع پر مل رہا ہے جیسا کہ صاحب روح المعانی نے توجیہ دلائی ہے اس سے مزید استنباط یہ ہو سکتا ہے کہ معاندین کی ہلاکت پر مسرور ہونا جبکہ اس کا باعث دنیا نہ ہو اخلاق فاضلہ کے ذرا بھی منافی نہیں۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں یعنی خالقیت' مالکیت' رازقیت' اور عالمیت وغیرہ سب اسی ذات ستودہ صفات کے حق میں ہیں اور ان میں کسی بندے کا کوئی بھی حصہ نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 533

ف۵: جب پہلی مرتبہ پیدا کرنا سب کو مسلم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو پھر موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کون سا مشکل کام ہے کہ جس سے یہ اعراض کرتے ہیں۔ منکرین بعث بعد الموت بھی اتنا سمجھتے تھے کہ اگر بالفرض دوبارہ پیدا کئے گئے تو یہ کام اسی کا ہوگا جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات خالقیت' حاکمیت اور رزاقیت وغیرہ تو ظاہر ہی ہیں اگر تم ان کا انتساب کسی اور کی طرف بھی کرتے ہو تو اپنے اس شرک کے دعویٰ پر حسب قاعدہ علم مناظرہ کوئی دلیل بھی تو پیش کرو جس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو سکے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں تاکہ ہم بھی اس دلیل پر غور کریں اور اگر تمہاری دلیل صحیح اور قابل قبول ہوگی تو ہم قبول کریں گے ورنہ پھر اس کا جواب دیں گے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس دلیل و برہان کہاں وہ تو محض اندھی تقلید میں مبتلا ہیں۔ ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ (مومنون: ۱۱۷) جیسا کہ سورۃ مومنون میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر اس کو پکارتا ہے اس پکارنے کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 534

عقیدہ پر جرح اور تنقید شروع کر دیتا ہے اور اس بارے میں وہ شک و شبہ میں مبتلا رہتا ہے یہ گروہ بل ھم فی شك منھا کے تحت میں آتا ہے اور تیسرا طبقہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی آگے بڑھ کر اپنی آنکھیں دلائل وشواہد کی طرف سے بند کر لیتا ہے اور اس کے راہ راست پر آنے کی طرف سے قطعی مایوسی ہو جاتی ہے اور ایسوں کے لیے کھلی ہوئی وعید بل ھم منھا عمون کی ہے۔

غیب وہ چیز ہے جو حواس ظاہریہ اور باطنیہ کے ادراک سے باہر ہو ایسی چیز کے بتانے کا نام غیب ہے تفسیر بیضاوی میں ہے والمردا به الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا تقتضیه بداهة العقل یہ علم غیب دو قسم پر ہے ایک حقیقی' دوسرا اضافی ان دو قسموں کو ذاتی اور عطائی علم سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ علم حقیقی وہ ہے جو بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کے کسی ذات کے ساتھ مستقل طور پر ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اضافی وہ ہے جو کسی کے ذریعہ اور واسطہ سے حاصل ہو اور یہ انبیاء کو حاصل ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے اس کو مجازاً علم کہتے ہیں کیونکہ جب کسی کے ذریعہ سے معلوم ہو تو پھر اس کو حقیقت کے لحاظ سے غیب نہیں کہتے اور غیب وہ ہے کہ جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ ہی مخلوق کو اس کے بارے میں علم ہو۔ اس تعریف سے ظاہر ہے کہ جو چیز کسی کے معلوم کرانے سے معلوم ہو وہ غیب نہیں ہے فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ یعنی معلوم کرانے کے بعد غیب نہیں رہتا لیکن وہ چونکہ معلوم سے پہلے غیب تھا اور انبیاء کے سوا دیگر مخلوق کی رو سے وہ غیب ہے اس لیے اس کو علم غیب اضافی کہتے ہیں۔ اور علم غیب مقدار کی حیثیت سے دو قسم پر ہے ایک کلی دوم جزوی۔ کلی علم غیب سے مراد تمام مخلوقات کے احوال واقعات اور تمام کلیات وجزئیات اور حادثات کا علم ہے مخلوقات میں سے کسی فرشتہ یا انسان یا جن وغیرہ کو حاصل نہیں فرمایا لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ' عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ ' وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا پس یہی علم جزوی ہے جو مخلوق کو حاصل ہے خصوصاً انبیاء اور ملائکہ کو ملا ہے فرشتوں نے کہا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا نیز فرمایا وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ نوح علیہ السلام نے فرمایا لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ نبی ﷺ نے فرمایا لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ نیز فرمایا ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ. موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے مکالمہ سے ظاہر ہے کہ انبیاء کا علم اللہ کے علم کے مساوی نہیں اللہ کا علم غیب حقیقی' ذاتی اور کلی ہے اور جبکہ انبیاء اور ملائکہ کا علم اضافی' عطائی اور جزوی ہے۔ حدیث بروایت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ما ادری تبع نبیا کان ام لا وما ادری ذوالقرنین نبیا وما لا ادری الحدود کفارات لاهلها ام وما علمناه الشعر رکعتوں میں بھولنا احادیث سے ثابت ہے ظاہر ہے کہ آپ کو علم غیب کلی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کو علم غیب ذاتی اور کلی نہ تھا بلکہ صرف جزوی اور عطائی تھا اور وہی تھا جو شریعت الٰہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ محمد ﷺ کا علم جانتے تھے تو وہ شخص کافر ہے کیونکہ علم غیب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت ہے۔

ف۱: پہلے ہمارے بڑوں سے یہ ہی وعدے کئے گئے تھے جو پہلے کہے گئے ان کی نقل آج پیغمبر بھی اتار رہے ہیں۔ لیکن کتنے قرن گزر چکے ہم نے آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ کوئی مردہ مٹی میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہو اور اس کو سزا ملی ہو یہ وعدہ سچ نہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے اس بدخیال کے جواب میں فرمایا کہ ان کافروں سے کہیے کہ ملک پھرو اور دیکھو کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جنہوں نے اللہ کے انبیاء کو جھٹلایا اور انہوں نے اس چیز کی تکذیب کی جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوبارہ لوٹانے وغیرہ کی باتیں لائے۔ اور کس طرح ان پر اللہ عزوجل کا عذاب اترا' کس طرح اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء کرام کو نجات دی اس دیکھنے سے ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جس پیغام کو انبیاء لائے تھے وہ صحیح اور سچا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حشر اجساد سے انکار کرنا کفر ہے اور یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جن کے انکار کی وجہ سے علمائے اہل سنت نے فلاسفہ پر (جو یونان کے یہودیوں کے بچے ہیں) کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی باغی اور توحید وآخرت کی منکر ہوئیں تو وہ باوجود اپنی تمام ظاہری شوکت وعظمت کے بالآخر اسی دنیا میں کیسی تباہ وبرباد ہو کر رہی ہیں اور ان کے آثار قدیمہ عبرت کے لیے کافی ہیں۔ سیروا فی الارض سیر فی الارض اگر تذکیر وعبرت نصیحت حاصل کرنے یا کسی اور دینی غرض سے ہو تو وہ خود ایک عبادت بن جاتی ہے لیکن اس کے بغیر اگر محض تفریح اور تماشہ کے لئے یا جغرافیائی معلومات کی فراہمی کے لیے ہے تو عبادت نہیں۔

ف۲: ابن عباسؓ نے کہا رَدِفَ کے معنی قَرُبَ ہے یعنی شاید جس چیز کو تم جلدی مانگتے ہو وہ نزدیک ہو اور یہی قول ہے مجاہدؒ، ضحاکؒ اور عطاؒ وغیرہ کا۔

تنبیہ: غم کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی قسم کا کوئی نقصان ہو چکا ہو یا آئندہ کسی ناپسندیدہ بات کے ہونے کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دلجوئی فرما رہا ہے کہ اس پر غم نہ کھا کہ کفار زمانہ ماضی میں ایمان دار نہیں ہوئے اور نہ فکر کر ان کے داؤ کا آئندہ زمانہ میں۔

ف۳: زمین وآسمان کے انتہائی طور پر چھپے ہوئے راز اللہ تعالیٰ کے علم میں حاضر اور اس کے دفتر میں درج ہیں اور ہر بات اسی کے مطابق اپنے اپنے وقت پر واقع ہوگی' جلدی مچانے یا دیر لگانے سے کچھ حاصل نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے کتاب مبین سے علم الٰہی مراد لیا ہے ابن جریرؒ نے لوح محفوظ بیان کیا ہے جس میں ہر چیز چھوٹی بڑی اگلی پچھلی لکھی ہوئی موجود ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 535

ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ جب عالم کا تمام موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے گا لہٰذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے جو قیامت کی علامات قریب اور اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر ہو جائیں گی۔ قرب قیامت کی بہت سی علامات صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہیں اور اس وقت بہت سی عجیب وغریب چیزوں کا ظہور ہوگا اور عجیب چیزوں کا خاصا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ظہور سے قبل سمجھ میں نہیں آتیں۔ ریل' تار' ٹیلیفون' ریڈیو' وائرلیس' ٹی وی وغیرہ یہ تمام مادی ایجادات ایسی ہیں کہ جو پہلے سمجھ میں نہیں آتی تھیں لیکن جب ظاہر ہوئیں تو پھر سمجھ میں آئیں۔ یہاں جس قسم کے جانور کا ذکر ہے اس کا ظہور بالکل آخر میں ہوگا اور قرآن کے الفاظ کے معانی بھی یہی ہیں۔ یہ آخر ترین علامت اگر عجب ترین بھی ہو تو اس میں عجب کیا ہے' حدیث میں اس عجیب ترین حیوان کا نام جساسہ آیا ہے کافر اس وقت مجبوراً اس خارق عظیم کی تصدیق کریں گے لیکن ظاہر ہے کہ مجبوری کی تصدیق مقبول نہ ہوگی۔ قول یہاں عذاب وقیامت موعود کے معنی میں ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں من الارض قابل غور ہے اس سے ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ اس حیوان کی پیدائش عام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانات کی طرح نر اور مادہ کے ملاپ سے نہ ہوگی بلکہ یہ از خود پیدا ہو جائے گا۔ اور ایک قول یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ دابہ یہاں بطور اسم جنس ہے گویا ایک جانور نہ ہوگا بلکہ ایسے بہت سے جانور ہوں گے اور ہر ہر شہر سے ایک ایک جانور ہوگا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کتاب الٰہی اس باب میں ہر صراحت سے خاموش ہے اب اگر کوئی بات قول رسول سے ثابت ہو جائے وہ تو خیر مان لی جائے گی اس کے علاوہ اور کوئی چیز قابل التفات نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ دابۃ الارض یہی کہے گا ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ تعلمھم کے معنی بات کرنے کے ہیں یا زخم کرنے کے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم وہ دونوں کام کرے گا۔ مسلمانوں سے یہ بات کرے گا اور کافروں کو زخمی کرے گا۔ حذیفہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو ان میں سے ایک دابۃ الارض کو ذکر کیا ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جلدی جلدی اچھے عمل کر لو اس سے پہلے کہ آفتاب مغرب سے نکلے اور دجال برآمد ہو اور دابۃ الارض خارج ہو۔

تنبیہ: شاید دابۃ الارض کے ذریعے یہ دکھانا کہ جس چیز کو تم انبیاء کے کہنے سے نہ مانتے تھے آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے مگر اس وقت اس اقرار کا ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ تو صرف ان جھٹلانے والوں کی حماقت اور ان کی جہالت بتلانا مقصود ہے۔

ف۲: یوزعون کے یہ معنی ہیں کہ پہلوں کو پچھلوں کے ساتھ ملانے کے لئے روکا جائے گا۔ یہ کنایہ کثرت انبوہ سے ہے کثرت انبوہ کے وقت ایسا کیا جاتا ہے من کل امۃ من تبعیضیہ ہے اور ممن یکذب میں من تبیین کا ہے۔

ف۵: میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا نہ پڑھے تھے نہ بغور سنے تھے پھر کیا بلا سوچے سمجھے انکاری ہو بیٹھے ہو یا کیا کرتے تھے ان باتوں کا وہ سوائے خاموشی اور سکوت کے کیا جواب دے سکیں گے کیونکہ یہ واقعات ہی ایسے ہوں گے کہ بغیر چون وچرا کئے ان کو تسلیم کرنا پڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ اس نامہ سیاہ خادم قرآن پر ڈالے اور نہ ہی کسی اقرار شہادتین کرنے والے پر۔

بقیہ صفحہ نمبر 536

و متبرک ٹھہرا دے۔ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عبادت وتعمیل احکام سے جب سرور انبیاء ﷺ مستثنیٰ نہیں تو ظاہر ہے کہ کسی ولی اور کسی بزرگ کا کیا ذکر سب سے بڑی عزت جو مخلوق کے لیے حاصل ہو سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ شیخ سعدیؒ مرحوم کا قول ہے کہ متہری درقبول فرمان است۔ ترک فرمان دلیل حرمان است۔ اس لیے ہم تمام کے لئے اس کا یہی حکم ہے کہ ہم اسی کے ہو رہیں اس کی فرمانبرداری کے مدعی تو بہت لوگ ہیں مگر یاد رکھیئے کہ فرمانبردار وہ ہے جو اپنی زندگی اور موت سب کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دے یعنی ہر قسم کی حرکات اور سکنات اپنے مالک کے زیر فرمان کر دے اور جہاں مالک ٹھہرنے کا حکم دے وہاں ٹھہر جائے اور جہاں چلنے کو فرمائے وہاں سے چل دے یہی معنی ہیں بزرگوں کے اس کلام کے۔

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اور اسی قرآن کے پڑھنے سے انسان کو معلوم ہو سکتا ہے کہ میں کس کا بندہ ہوں اور کون میرا مالک ہے اسی لیے آگے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 537

تنبیہ: نُمَکِّنُ اور فی الارض بعض عارفوں نے اس سے یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ کمزور ومظلوم ہونا خود موجب التفات ونصرت الٰہی ہے۔ نجعلھم الورثین اس مشیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ فرعون کی غلامی سے آزادی نصیب ہوئی اور آگے چل کر شام وفلسطین کی حکومت بھی مل گئی۔

بقیہ صفحہ نمبر 538

ہو۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی قدریہ کو لکھا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے پہلے تھا کہ موسیٰ فرعون کے لیے دشمن اور غم کا سبب ہوں گے۔

تنبیہ: جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ خاطئین کا معنی یہ ہے کہ جس کفر اور ظلم پر وہ زندگی گذار رہے تھے یہی ان کی خطا یعنی غلطی تھی۔ یہ پہلو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے اور کیا گیا ہے کیونکہ خطا کاری تو ان میں رچی ہوئی تھی ہی سو اگر وہ اس معاملہ میں بھی غلطی کر بیٹھے ہیں تو ان کے لیے یہ کوئی انوکھی چیز نہ ہوئی۔

ف۳: دیکھو کیسا خوبصورت لڑکا ہے دوسرے بچوں کی طرح اس کو قتل مت کرنا ہم اس کی پرورش کریں گے لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے لاؤ اسی سے دل بہلائیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں بعض روایات میں ہے کہ فرعون نے کہا لك لا لی تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی میری نہیں تقدیر ازلی اس ملعون کی زبان سے یہ الفاظ کہلوا رہی تھی آخر وہی ہوا۔ امراۃ فرعون سے مراد حضرت آسیہ ہیں تورات محرف میں انہیں فرعون کی لڑکی بتایا گیا ہے قرآن نے اس پرانی تاریخی غلطی کی اصلاح کر کے بتایا کہ وہ خاتون بیٹی نہیں بلکہ فرعون بیوی تھی۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اصلاً بیٹی ہی ہو جس کے ساتھ بعد میں فرعون نے شادی کر لی ہو۔ کیونکہ بہت جہالت زدہ شاہی خاندانوں میں محرمات سے شادی کرنے کا عام طریقہ رہا ہے۔ مصر کے شاہی خاندان میں بادشاہ کا اپنی ہمشیرہ سے نکاح کرنے کا دستور عام تھا اور بیٹی سے شادی کر کے اسے ملکہ بنا لینے کا تاریخی ثبوت تو موجود نہیں لیکن ہمشیرہ کے نکاح پر قیاس کر کے اس کا امکان تو بہر حال موجود ہے۔

تنبیہ: عارفین نے کہا ہے کہ اہل اللہ سے محبت رائیگاں نہیں جاتی چنانچہ موسیٰؑ کے محبت کا نتیجہ حضرت آسیہ نے مشاہدہ کر لیا کہ مشرف بالایمان ہی نہیں ہوئیں بلکہ افضل نساء العالمین قرار پائیں گو اس قول کا سبب محض طبعی محبت تھا لیکن اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی بھی بشرطیکہ کوئی مانع موجود نہ ہو تو ایمان وہدایت میں نافع ہو جاتی ہے۔

ف۴: ابن عباسؓ، مجاہدؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ، ضحاکؒ اور حسنؒ وغیرہ نے اس کے معنی کئے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل سوائے موسیٰ کے خیال کے باقی دنیا سے خالی ہو گیا انہوں نے اپنے نور نظر کو سپرد دریا کیا اور ادھر ان کے دل پر بیٹے کے غم اور صدمہ کا ایسا اثر ہوا کہ قریب تھا کہ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ تمام راز ہی ظاہر کر دیں کہ میرا بیٹا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو مضبوط رکھا اور صبر عنایت فرمایا کہ خاموش رہو اور ہمارے وعدہ پر یقین کئے بیٹھی رہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا طبعی تقاضا تو شدت غم وحزن میں اس راز کے افشا ہی کا تھا لیکن تائید الٰہی ان کے شامل حال رہی اور انہوں نے طبیعت کے چاہنے پر عمل نہ کیا۔ عارفین کہتے ہیں کہ کاملین بھی امور طبعیہ کے اثرات سے بالکل محفوظ نہیں ہو جاتے' اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو باوجود وعدہ الٰہی کے تردد قلبی شدت کے ساتھ محسوس ہوا لیکن انہوں نے بفضل الٰہی اس کے کہنے پر عمل نہ کیا یہ شیوہ کاملین کا ہوتا ہے۔ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا میں اشارہ ہے کہ تکمیل اخلاق میں قوت بشری تنہا کافی نہیں تائید الٰہی کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ابوامامہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تجھ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح مریم بنت عمران کے ساتھ اور کلثوم موسیٰ کی بہن کے ساتھ اور فرعون کی بیوی کے ساتھ کر دیا ہے۔ تو ام المؤمنین نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول آپ کو مبارک ہو۔

ف۵: تورات میں ان کا نام مریم آیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ نبیہ تھیں (خروج ۱۵:۲۰) جبکہ اسلامی عقیدہ میں کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی البتہ اسرائیلی اصطلاح دوسری تھی اور وہاں نبیہ کے معنی صرف پیش گوئی کرنے والی یا تقریباً کاہنہ کے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس کی ہمشیرہ سے کہا اری میں نہیں تو تو ہی جا کر دیکھ تو سہی کہ یہ میرا ننھا سا لاڈلا کہاں جاتا ہے گو میں جانتی ہوں کہ جس اللہ نے مجھے یہ ڈھب بتایا ہے اور دریا میں ڈلوایا ہے وہ اس کی ضرور حفاظت کرے گا۔ اس لڑکی نے بڑی ہوشیاری سے یہ فرض ادا کیا اس نے دیکھا کہ فرعون کے گھر والوں نے صندوق کو پکڑا ہے اور حرم سرا میں لے گئے ہیں مگر آپ کسی کا دودھ نہیں پیتے اور محل والے پریشان ہو گئے کہ یہ بچہ کسی بھی عورت کا دودھ نہیں پیتا اس کا کیا جائے تو موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو کہ وہاں موجود تھیں انہوں نے انجان اور اجنبی بن کر بڑی متانت اور لیاقت سے کہا کہ میں تمہیں ایسی عورت کا پتہ بتا سکتی ہوں جو بچہ کی پرورش کا کام پوری دل سوزی سے انجام دے گی' اندھا کیا چاہے دو آنکھیں کے مصداق کے طور پر محل والے فوراً راضی ہو گئے اور کہنے لگے بتا نہیں بلکہ اس کو لے آ' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن گئی اور اپنی ماں کو خوشخبری سنائی۔

خورستی آنچہ تو فراز آمد آب از رفتہ باز آمد

لیجئے آپ کا صبر پھل لایا نتیجہ اچھا ہوا چلئے اپنے بچے کو سنبھالئے اور مشاہرہ بھی لیجئے۔ اور حرم شاہی میں عزت سے رہیے۔ دور اندیش لوگ ان واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔

کار زلف تست اما عاشقاں
مصلحت را تیغ برآ ہوئے چیں بستہ اند

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے خود کو اجنبی اور انجان ظاہر کرنے کے بعد دودھ پلانے کی اجرت بھی لی تھی جو کہ بالکل قرین قیاس ہے اور رہا اس پر شبہ کہ واجب ہو تو اجرت جائز ہی نہیں تو اس کے متعدد جوابات ممکن ہیں' اول تو یہ کہ ہو سکتا ہے کہ فقہ اسرائیلی میں بھی یہ جزئیہ موجود ہو۔ اور پھر حربی کا مال اس کی رضامندی سے لینا خواہ وہ کسی طریقہ سے بھی ہو ہماری شریعت میں بھی جائز ہے اس کے علاوہ یہاں ضرورت و مصلحت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر 540

آدمی کا یہ حوصلہ ہو گیا کہ شاہی قوم کے افراد اور ملازموں کو قتل کو ڈالے اس لیے مشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ موسیٰ سے چونکہ کئی ایک ناشائستہ حرکات ہوئی ہیں یہاں تک کہ اس نے ایک خون بھی کر دیا ہے اس لیے موقع اچھا ہے اور انصاف کے بھی خلاف نہیں لہٰذا اس کو قتل کر دینا چاہیے چنانچہ دربار کی طرف سے احکام جاری کئے گئے ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بچانے کے انتظامات فرما دیئے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک آدمی جو حضرت موسیٰ کا مومن مخلص تھا وہ دوڑتا ہوا آیا اور موسیٰ کو فرعون کے دربار میں ہونے والی میٹنگ کی اطلاع دی۔ ظاہر ہے کہ اب موسیٰ کے لیے مملکت مصر میں کہیں بھی ٹھہرنا خطرہ سے خالی نہ تھا اور آپ کے لیے امن کی جگہ حدود مصر سے باہر ہی ہو سکتی تھی۔ منہا یعنی اس شہر سے ای من المدینۃ (بیضاوی) نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ گو موسیٰ نے خون کیا تھا مگر چونکہ وہ خون بلا قصد تھا ایسے خون میں قاتل کو قتل کرنا ظلم ہے اس لیے حضرت موسیٰ نے ان کو ظالم کہا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے قصبہ مدین کی طرف جو فرعونی حدود سے باہر تھا رخ کیا تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کہا کہ میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھا دے گا جس پر چل کر میں کامیاب ہو جاؤں گا اور ایسی جگہ جا پہنچوں گا جہاں پر ان ظالموں کی دستبرد سے محفوظ ہو جاؤں گا۔

ف۳: مدین مصر سے آٹھ دس دن کے فاصلے پر ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ موسیٰ جب مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچے تو وہاں لوگ جمع تھے یہ لوگ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے تھے اور جب پلا چکے تو انہوں نے کنوئیں کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا' موسیٰ نے جو دو عورتوں کو لوگوں کے پیچھے کھڑی ہوئی دیکھا تو ان سے بات چیت کی تو انہوں نے حالات بتائے یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پاس آئے اور اس کو اٹھایا اور ایک ڈول ہی نکالا کہ وہ بکریاں سیراب ہو گئیں (ابن ابی شیبہ) انبیاء کے فطری جذبات وملکات ایسے ہوتے ہیں تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کاملین کو خدمت خلق سے عار نہیں ہوتی۔

ف۴: یہاں احساس دلایا کہ حضرت موسیٰ دھوپ کے وقت سایہ کے بھی محتاج تھے کمال یہ ہرگز نہیں کہ کوئی بشر لوازم بشریت مثلاً بھوک' پیاس' گرمی' سردی کے احساس سے بے نیاز ہو جائے تو معلوم ہوا کہ سایہ میں آرام کرنا دنیا میں جائز ہے اور یہاں صوفیا کے اس وہم کا باطل ہونا بھی واضح ہو گیا جو دنیا کے آسائش و آرام کو ناجائز کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ موسیٰ نے یہ دعا مانگی رب انی لما انزلت الیہ وہ ساری مخلوق سے اس کے نزدیک عزیز تھے اور اس وقت کھجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے اور مارے بھوک کے ان کا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس کی درخواست اللہ پاک سے کرے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ نمک اور جوتی کا تسمہ بھی اسی سے مانگ۔ انس بن مالکؓ کی حدیث مرفوع میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی ضرورت ایک ہاتھ کی ہتھیلی کے مطابق بیان فرمائی تھی۔ یہ تفسیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ کاملین کی شان اپنی ہر حاجت قلیل وکثیر کا حق تعالیٰ کے سامنے ظاہر کرنا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 541

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسؓ سے پوچھا کہ موسیٰ نے دو مدتوں میں سے کس مدت کو پورا کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اکثر اور طیب مدت کو اللہ کے نبی جب بات کرتے ہیں تو پوری کرتے ہیں۔ (رواہ البخاری) مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ شخص مدین کے رہنے والے کون تھے ایک قول یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام تھے اور اکثر علماء کے نزدیک یہی قول مشہور ہے اور یہی قول ہے حسن بصری وغیرہ کا۔ بعض نے کہا شعیب علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ بعض نے کہا شعیبؑ کی قوم سے ایک ایماندار تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ یثربی تھا اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اس بارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں جو حجت کے لائق ہو۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں نبی ﷺ نے آٹھ برس بعد آ کر مکہ فتح کیا لیکن اپنی خوشی سے مکہ کو دس برس بعد کافروں سے پاک کیا۔ کسی معینہ مدت تک مویشیوں کے چرانے کا مہر مقرر ہونا اسلامی فقہ میں بھی جائز ہے یہ بکریاں اگر صاحبزادی کی تھیں تب تو ان کا مہر ادا کیا جانا ظاہر ہے اگر باپ کی تھیں تو بالغہ کی رضا سے ایسا معاملہ شریعت میں جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نوکری یا مزدوری یا دوسرے اسباب معاش توکل کے منافی نہیں۔

ف۴: باھلہ تورات میں تصریح ہے کہ ساتھ میں آپ کی زوجہ محترمہ حضرت صفورہ تھیں اور ان کے دونوں بچے تھے (خروج ۱۴۔۲۰) موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ تم یہاں ٹھہرو میں وہاں سے معلوم کرلوں یہ اس لیے فرمایا کہ آپ راستہ بھول گئے تھے۔ ناراً ایسی روشنی جس کو وہ آگ سمجھے اور آگ ہی وہ معلوم ہوتی بھی تھی کیونکہ رات اندھیری تھی سردی کا موسم تھا اور یہ آگ کی روشنی آبادی کی علامت تھی۔

بقیہ صفحہ نمبر 543

آدمی کہ جس کو لوگ کمزور سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی اس قدر عزت ہوتی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی کسی کام پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا فرما دیتا ہے۔ کیا نہ خبر دوں میں تم کو دوزخیوں کی ہر سخت گو جھگڑالو باطل بخیل اور تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔ رواہ البخاری ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں داخل ہوگا آگ میں وہ کوئی جسکے دل میں ہو مانند دانہ رائی کے ایمان سے اور نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ شخص کہ جسکے دل میں ہو مقدار دانہ رائی کے تکبر۔

بقیہ صفحہ نمبر 545

دلیل واحد ہی سمجھا جاتا اور گو کہ دوسری اور تیسری نفی میں ترتیب واقعات کے موافق ہے اور یہ ترہیب ذکری ہے مگر اول اور دوسری نفی میں ترتیب بدلنے سے متعدد دلائل کے ارادہ کی طرف اشارہ ہوگیا۔ (تھانویؒ)

لولا کا جواب محذوف ہے اور عربی اسلوب بیان میں ایسے موقع پر حذف وتقدیر کا کلام عیب نہیں عین حسن اور داخل فصاحت ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 547

ہی ارادے سے بہکے ہم نے بھی ان لوگوں پر جبر نہیں کیا یہ لوگ بھی اپنے ہی ارادے سے بہکے ہیں اور یہ ان کی خواہش ان کی اہواپرستی ہی تھی کہ جو یہ ہمارے بہکانے میں آ گئے لہٰذا یہ اس اعتبار سے ہم کو نہیں پوجتے تھے بلکہ اپنی خواہشات اور اپنے گمانوں کی پرستش کرتے تھے ہم ان کی عبادت سے آج آپ کے سامنے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

ف۵: پہلی ندا میں توحید کا سوال ہوگا اور دوسری ندا میں نبوت کا سوال یعنی جن کو تمہارے پاس بھیجا گیا تم نے ان کو کیا جواب دیا چونکہ رسول تو تمہارے پاس آ ہی چکے تھے اور تم اپنی بے خبری کا عذر تو پیش کر سکتے ہی نہیں اب یہ بتاؤ کہ تم نے تبلیغ کا کیا اثر قبول کیا؟ یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ بندہ قبر میں پوچھا جائے گا کہ تیرا مالک کون ہے؟ اور تو نبی کو کیسا جانتا ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ مومن گواہی دے گا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور اس کے بندے اور میرا دین اسلام ہے جبکہ کافر کہے گا ہائے ہائے میں نہیں جانتا اس لیے قیامت کے دن سوائے خاموشی کے اور کچھ جواب نہیں دے سکے گا۔ کیونکہ جو شخص اس جہان میں اندھا رہا وہ اس جہان میں بھی اندھا اور راہ راست سے بہکا ہوا ہوگا

ف۵: مجاہدؒ نے کہا انباء سے دلائل مراد ہیں یعنی دلیلیں بند ہو جائیں گی اور کسی سے سوال نہ کرے گا کہ جواب مفید کیا ہے اپنے انجام کو سامنے دیکھ کر ان کی عقلیں معطل ہو جائیں گی دماغ جواب دے دیں گے نہ خود ہی جواب سوجھے گا اور نہ ہی وہ دوسروں سے صلاح مشورہ کر سکیں گے یا پھر اس لیے کہ وہ جان لیں گے کہ جہالت میں سب برابر ہیں۔

ف۶: وہاں کی کامیابی صرف ایمان وعمل صالح سے ہے جس شخص نے دنیا میں شرک سے توبہ کی اور ایمان لایا آخرت میں وہ کامیاب و کامران ہو گا۔ عسیٰ اللہ عزوجل کی جانب سے یقین کے لیے ہوتا کیونکہ توبہ کرنے والا مومن تو بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھوٹ جائے ہوگا۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ جو شخص ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مشرف ہوا تو وہ فلاح کی امید رکھے اور ڈر اور امید کے درمیان رہے گو اللہ تعالیٰ پر کسی کا دباؤ نہیں کہ ناچار ایسا کرنے پر مجبور ہو بلکہ اس نے تو محض اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمایا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 550

بھی اکثریت باوجود مسلمان ہونے کے شب وروز دوسری قوموں کی ترقیاں دیکھ کر للچاتی ہے اور اس کی فکر میں لگی رہتی ہے اور ان میں سے جو صاحب علم نافع اور صاحب فہم وتقویٰ تھے تو انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ کم بختو اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ہے اور وہ ایمان وطاعت کے ساتھ مشروط ہے اور اجر میں بھی کامل درجہ کا مستحق وہی ہوتا ہے جو اپنے نفس کو دنیوی حرص وطمع سے روکے رہے مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور کوئی چیز نہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی بھی نسبت نہیں جو کہ ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ یلقھا میں ھا ضمیر اس کلمہ کی طرف لوٹتی ہے جو اہل علم سے حکایت ہوتی ہے اور معنی یہ ہے کہ یہ بات انہی کے دل میں پڑتی ہے جن کے دل دنیا کی محبت سے خالی اور آخرت میں راغب ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اس کو اہل علم کے کلام سے الگ بتایا ہے اور اس کو اللہ عزوجل کے کلام اور آخرت کی خبریں قرار دیا ہے۔ ویلکم سے مقصود یہاں بددعا نہیں عربی محارہ میں ترحم یا تنبیہ کے موقع پر بھی آتا ہے اور وہی یہاں مراد ہے۔ وقال الذین اوتوا العلم کے مقابلہ میں قال الذین یریدون الحیوٰۃ الدنیا اس پر دلالت کرتا ہے کہ علم معتبر وہ ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دنیا مقصود نہ ہو۔

ف۳: ہم نے قارون اور اس کے گھر کو تہ زمین میں دھنسایا تھا زمین کو ایسی کچھ حرکت ہوئی کہ قارون مع اپنے عالیشان محلوں کے زمین کے اندر دھنس گیا جیسے ۱۴ اپریل ۱۹۰۴ء کو پنجاب کے ضلع کانگڑہ وغیرہ میں ایک بہت بڑا زلزلہ واقع ہوا تھا۔ مکانوں اور عمارتوں بلکہ پوری آبادی زلزلہ وغیرہ کے اثر سے زمین میں دھنس جانا دنیا کی تاریخ میں نامعلوم نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ایسے مجرم کے لیے اس سزا سے دوچار ہونا تو کچھ ایسا غیر قدرتی بھی نہیں۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک وقت میں ایک مرد اپنا تہ بند لٹکائے ہوئے چلا جاتا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا اور دھنستا چلا جاتا رہے گا۔ جو لوگ قارون کی ترقی اور اس کی بلندی دیکھ کر کل یہ آرزو کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہو آج اس کا انجام دیکھ کر ان کو ہوش آیا کہ کسی شخص کی دنیوی ترقی و عروج کو دیکھ کر ہم کو ہرگز یہ فیصلہ نہیں کر لینا چاہیے کہ اللہ کے ہاں وہ جو کچھ عزت و وجاہت رکھتا ہے تو یہ چیز کسی بندے کے مقبول اور مردود ہونے کا معیار نہیں اور نہ ہی مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور خوش انجامی کی دلیل ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کے پاس مال کا ہونا بندے کیلئے اللہ عزوجل کی رضامندی کا موجب نہیں ہے۔ ویکان مرکب ہے وی اور کان سے جو کہ تعجب اور تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے اور جبکہ عرب کے لوگ اس کو افسوس کے مقام پر بولتے ہیں۔)

تنبیہ: آخری اور اختتامی فلاح بے شک کافر کے نصیب میں نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 551

کثیر نے ان اقوال میں بہت عمیق ولطیف تطبیق دی ہے یعنی معاد سے مراد اس جگہ مکہ معظمہ ہے (کمافی البخاری) مگر فتح مکہ اجل کے قریب ہونے کی علامت تھی جیسا کہ ابن عباس اور عمر نے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا پھر اجل کے بعد حشر' حشر کے بعد آخرت اور آخرت کی انتہائی منزل جنت ہے مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پہلے آپ کو نہایت شاندار طریقے سے لوٹا کر مکہ میں لائے گا اس کے چند روز بعد پھر مقررہ وقت آجائے گا۔ پھر ارض شام کی طرف حشر ہوگا (جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے پھر آخرت میں بڑی شان وشوکت سے تشریف لائیں گے اور آخر میں جنت کے سب سے اعلیٰ مقام پر ہمیشہ کے لیے پہنچ جائیں گے۔

تنبیہ: فرض علیك القرآن یعنی قرآن کو بطور حکم کے آپ پر اتارا ہے اور اس پر عمل کرنا آپ پر واجب کیا ہے۔ (راغب)

ف۴: جیسا کہ آپ اب تک ان سے الگ تھلگ ہی رہے ہیں اور آئندہ کیلئے بھی ان سے الگ رہیے۔ اس آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو سمجھتے تھے کہ آپ نے اپنی محنت اور کوشش کے بعد دعوئ نبوت کر دیا ہے۔

ف۵: جیسا کہ آپ اب تک شرک سے معصوم رہے ہیں آئندہ بھی بچے رہیے ان آیات میں کفار ومشرکین کو ان کی درخواستوں سے ناامید کرنا ہے اور روئے سخن انہی کی طرف ہے کہ تم جو آنحضرت ﷺ سے دین میں موافق ہونے کی درخواست کرتے ہو اس میں کامیابی کا کبھی احتمال نہیں مگر عادتاً یہ بات ہے کہ جس شخص پر زیادہ غصہ ہوتا ہے اس سے بات نہیں کیا کرتے اپنے محبوب سے باتیں کر کے اسی شخص کو سنایا کرتے ہیں۔ مفسرین نے کہا کہ لفظاً یہاں خطاب آپ سے ہے لیکن مراد آپ کی امت والے ہیں۔

ف۶: اس آیت میں آپ کو مخاطب کر کے دوسروں کو فرمایا اور جبکہ اوپر کی آیات میں بھی مفسرین ایسا ہی لکھتے ہیں۔ فرمایا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیے کہ وہی ذات پاک دائم باقی اور ہمیشہ سے جو نہ مرے گا اور نہ سوتا ہے اور مخلوقات سب کے سب مرجائیں گے یعنی ہر چیز اپنی ذات سے معدوم ہے اور تقریباً تمام چیزوں کو فنا ہونا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت ہوں مگر اس کا منہ یعنی وہ خود نہ کبھی معدوم تھا نہ کبھی فنا ہو سکتا ہے سچ ہے۔ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل وقال تعالیٰ کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام تو اس میں ساری مشرک قوموں کا رد آ گیا جنہوں نے صانع مطلق کے ساتھ ساتھ روح یا مادہ یا کسی اور چیز کو بھی ازلی ابدی تسلیم کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آیت میں هالك اسم فاعل کے صیغہ سے آیا ہے نہ کہ یهلك مضارع کے صیغہ کے ساتھ جو کہ مستقبل کے معنی میں ہے۔ گویا مراد یہ نہیں کہ عملی فنا آئندہ کسی زمانہ میں طاری ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ عملی فنا ہر موجود پر مستقلاً طاری ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تحقق اس صورت میں ممکن ہے جب هالك کو كالهالك اور معدوم کو كالمعدوم کے معنی میں لیا جائے اور مراد یہ سمجھی جائے کہ موجودات کا وجود ذاتی نہ ہونے کے سبب سے ہر وقت قابل عدم اور وجود مثل لاوجود کے ہے بعض سلف نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ سارے کام مٹ جانے اور فنا ہو جانے والے ہیں سوائے اس کام کے جو خالصاً لوجہ اللہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وجہ سے مراد ذات باری ہے۔ له الحکم سب کو اسی کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں تنہا اسی کا حکم چلے گا صورۃً وظاہراً بھی کسی کا حکم واقتدار باقی نہ رہے گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 555

ف۵: بت پرستی کو کون عقل مند جائز رکھ سکتا ہے اور بت پرست بھی سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے مگر شیرازۂ قوم کو مجتمع رکھنے کے لیے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اس کے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے اور تاکہ وہ ایک دوسرے کے دست بنے رہیں۔ یا یہ مطلب کہ بت پرستی کا شیوع ورواج اس بنا پر نہیں ہوا کہ وہ کوئی معقول چیز ہے بلکہ اندھی تقلید' قومی مروت ولحاظ اور تعلقات باہمی کا دباؤ اس کا بڑا سبب ہے۔ یا یہ غرض ہو کہ بت پرستی کی اصل جڑ آپس کی محبت اور دوستی تھی ایک قوم میں کچھ نیک آدمی جنہیں لوگ محبوب رکھتے تھے انتقال کر گئے تو لوگوں نے جوش محبت میں ان کی تصویریں بنا کر بطور یادگار رکھ لیں' پھر وہ ان تصویروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعظیم کرنے لگے اور وہی تعظیم بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی اور ممکن ہے کہ مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ سے بت پرستوں کی اپنے بتوں سے جو محبت ہے وہ مراد ہو جیسا کہ دوسری جگہ اَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ فرمایا۔ واللہ اعلم۔

وَمَالَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ جو دوزخ کی آگ سے تم کو بچا لے جیسے میرے پروردگار نے تمہاری آگ سے مجھ کو بچا لیا۔ یعنی تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔

تنبیہ: جو اتحاد و اتفاق فساد دین کا سبب بن جائے تو اس کا ترک واجب ہے۔

ف۱: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے ان کی قوم کے کسی مرد نے نہ مانا البتہ لوط نے نور ابلا تو قف تصدیق کی دونوں کا وطن عراق میں شہر بابل تھا اللہ تعالیٰ کے توکل پر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ میں دونوں احتمال ہیں قائل ابراہیم ہوں یا لوط اِلٰی رَبِّیْ یعنی اس مقام کی طرف جو میرے پروردگار کا بتایا ہوا ہے۔ امام رازیؒ نے خوب فرمایا ہے کہ قرآنی ففرہ الی ربی تفسیری فقرہ الی حیث امرنی ربی سے کہیں زیادہ بلند و بلیغ ہے یہ کہ اس میں توجہ تمام تر پروردگار ہی کی طرف ظاہر ہو رہی ہے نہ کہ کسی جہت و مقام کی طرف ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 556

ابراہیم علیہ السلام کو از راہ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے ان کو دہشت اور گھبراہٹ ہو۔ اور چونکہ فرشتوں نے اپنے کلام میں لوط علیہ السلام کا استثناء نہ کیا تھا اس لیے ہو سکتا ہے کہ کے ذہن میں یہ شق آئی ہو کہ لوط کی موجودگی میں ہی یہ کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم۔ فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم سب جانتے ہیں لوط کو اور اس کے گھر والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور ان کو عذاب کی جگہ سے علیحدہ کر لیں گے صرف لوط علیہ السلام کی بیوی وہاں رہ جائے گی کیونکہ اس پر بھی عذاب آنا ہے۔ اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی مجمع میں اہل اللہ کا ہونا اس پر نزول عقوبت سے مانع ہو جاتا ہے اور اس سے اہل اللہ کا جدا ہو جانا اس مانع کا اٹھ جانا ہے۔ الا امرأته یہ بھی فرمایا کہ مقربین کے ساتھ مخلص قرابت کا تعلق بدوں ایمان کے نافع نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 558

ف۱: تمام دنیا کے بادشاہ اپنی فوجی طاقت کے ساتھ جمع ہو کر بھی اگر چاہیں تو ایک بال کے برابر فرق نہیں ڈال سکتے یہی تو قانون قدرت کی مضبوطی ہے۔ بالحق اس خلق کائنات اور لوگوں کو اپنی ذات و صفات کمال کی طرف توجہ دلانے سے بھی اس کا مقصد حق کا ثابت کرنا ہی رہا ہے۔ اور لوگوں کو اپنی ذات و صفات کمال کی طرف توجہ دلانا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 559

ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ سے بھی یہی معنی آئے ہیں اور امام ابن جریر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

اور جو نماز غافل دل سے ادا ہو تو وہ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی جس کی نسبت حدیث میں فرمایا کہ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنی وہ اس میں اللہ کا بہت ہی کم ذکر کرتا ہے اور ایسی ہی نماز کی نسبت لم یزدو بها من الله الا بعدا یعنی وہ اس کو اللہ تعالیٰ سے دوری کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں دیتی کی وعید آئی ہے۔

اس آیت میں تمام طریقوں کے اصول آ گئے ہیں یعنی تلاوت قرآن' نماز اور ذکر وغیرہ جیسے جتنے بھی اعمال ہیں وہ سب انہی کے تابع ہیں۔

ف۲: مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ تبلیغ کے سلسلہ میں بحث مباحثہ اور مناظرہ کے مواقع بھی آئیں گے اہل کتاب یہود و نصاریٰ یا ہندوؤں اور آریوں سے مباحثہ کے وقت ہمیشہ نرمی' تہذیب اور ان کی دل جوئی سے کام لیتے رہو تا کہ اس سے انہیں اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب ہوتی رہے البتہ ان میں جو بدزبان' معاند اور کجرو ہوں ان سے مباحثہ کی حاجت ہی نہیں اور نہ وہ کسی دلیل سے سمجھنے کے قائل ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں سے بات نہ کرو اور اگر کرو تو پھر مصلحت کے تحت ان کے رنگ میں ترکی بہ ترکی جواب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں جس طرح بھی ان کا برا اثر مٹا سکو مٹاؤ۔ اس میں دلالت ہے کہ مخالف کے ساتھ پہلے نرمی کے ساتھ بات کرو پھر جب ان کا عناد ظاہر ہو تو خشونت کی اجازت ہے اہل اللہ کا مخالفین کے ساتھ یہی طریقہ ہے البتہ طالبین کے ساتھ طرز عمل دوسرا ہے یعنی ان کے ساتھ نرمی کی جائے جب تک کہ جہالت کا عذر باقی رہے اور جب عذر نہ رہے تو پھر سختی کی جائے رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کے ساتھ یہی طریقہ تھا۔

ف۳: چنانچہ ان لوگوں کا ذی فہم اور منصف مزاج طبقہ بالآخر اسلام لے ہی آیا الکتاب سے مراد یہاں جنس کتاب ہے۔ یہ یعنی قرآن پر۔ الذین اتینهم الکتب کی ایک تفسیر امام رازیؒ نے یہ بھی نقل کی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب نہیں بلکہ خود انبیاء کرام ہیں کہ کتابیں براہ راست اور در حقیقت تو انہی کو عطاء ہوئی تھیں۔ من هؤلاء یعنی مشرکین مکہ میں سے یہ یعنی قرآن پر الا الکفرون یعنی ضدی اور ہٹ دھرم کافروں کے۔ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ من هؤلاء سے مراد بعض مشرکین مکہ نہیں بلکہ بعض اہل کتاب ہی ہیں اور اسی کو عقل و نقل کے قریب تر قرار دیا ہے۔

ف۴: یعنی اس وقت کچھ تو منشاء اشتباہ ان لوگوں کے پاس ہوتا اور یہ لوگ آپ کی بابت یہ کہنے لگتے کہ آدمی پڑھے لکھے ہیں کسی دوسری آسمانی کتاب سے مضامین چرا لیے ہیں حالانکہ قرآن کے وجوہ اعجاز اتنے کھلے ہوئے ہیں کہ اس وقت بھی دعوی کو چلنے نہ دیتے لیکن بہر حال کچھ تو گنجائش ہوتی اب تو اتنی بھی نہیں۔ رسول کریم ﷺ کی امیت اور ناخواندہ ہونے پر اس سے بڑھ کر صریح شہادت اور کیا ہوگی اس پر بھی ناحق شناسوں کا گروہ بالخصوص پادریوں کا آج تک اس پر مصر چلا آ رہا ہے کہ آپ ضرور پڑھے لکھے تھے الذین اوتو العلم سے مراد مومنین ہیں۔ صدور کے معنی اگر لفظی یعنی سینہ کے لیے جائیں تو مراد ہوگی کہ یہ کتاب تحریف کے ہر امکان سے محفوظ واضح نشان کے طور پر سینہ بہ سینہ محفوظ چلی آتی ہے۔ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ وحی جو ان پر آئی یہ اللہ کے فضل سے سینہ بسینہ جاری رہے گی' علماء' حفاظ و قراء کے سینے اس کے الفاظ و معانی کی حفاظت کریں گے اور دیگر آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ ہر علاقہ' ہر ملک اور ہر بستی میں اس کو زبانی طور پر پڑھنے والے ملیں گے۔ طباعت تو دیگر آسمانی کتابوں کی شاید قلمی طور پر اور بہت ہی تھوڑی تعداد میں تھی مگر اس کے باوجود وہ پھر بھی تحریف سے محفوظ نہ رہیں۔ لیکن قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم کا یہ مزید اعجاز ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں اس کی طباعت ہو رہی ہے۔ اور جبکہ غیر مسلم بھی طباعت کے شعبہ سے منسلک رہے اور ہیں مگر آج تک اس کے باوجود کوئی بھی اس میں ایک بھی اعراب کی تحریف نہ کر سکا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

تنبیہ: یجحد۔ جحد کے معنی کہ دل کو یقین تو کسی بات کا آ جائے مگر زبان پھر بھی ضد و جہل سے انکار پر اڑی رہے۔ الظالمون یعنی ضدی اور ہٹ دھرم۔

بقیہ صفحہ نمبر 560

یعنی اقامت دین کی خاطر ترک وطن کی۔ علماء نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جہاں کفر و فسق کی شدت ہو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا موقع نہ مل سکے تو وہاں سے بندۂ مومن چلا جائے۔ کیونکہ اللہ کی نعمتیں کھانے' پینے' رہنے سہنے کے لئے کوئی ایک خطہ یا علاقہ محدود نہیں ہے' یہ تو وطن کے باہر بھی ہر جگہ مل سکتی ہیں ان کی طرف سے اتنا فکرمند کیوں ہوتے ہو۔ زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمام شہر اللہ تعالیٰ کے شہر ہیں اور تمام بندے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں لہٰذا جہاں تو نیکی کر سکے وہاں اقامت اختیار کر۔

ف۱: دنیا کی پسندیدہ اور اپنی طرف مائل کرنے والی چیزوں کو ایک دن تو بہرحال چھوڑنا ہی ہے تو پھر آج ہی کیوں نہ اقامت دین کی خاطر ترک وطن و اقارب اختیار کیا جائے فرض کرو کہ اگر اس وقت مکہ سے ہجرت نہ کی تو ایک روز دنیا سے ہجرت کرنا تو لازمی ہے مگر بے اختیار ہوگا۔ ہجرت کی جو رکاوٹیں نفس میں موجود ہیں ان میں سے ایک تو ان ارضی واسعۃ سے محتم کی جا چکی دوسرا جواب مل رہا ہے کہ جن چیزوں کا چھوڑنا اور علیحدگی آج شاق گزر رہی ہے ان کو ایک دن تو بہرحال چھوڑنا ہی ہے تو آج ہی اپنے قصد و اختیار سے کیوں نہ حاصل کر لی جائے کہ آئندہ ہر طرح کی نعمتوں کا استحقاق ہو جائے۔ الینا ترجعون چھوٹے سے دو لفظی فقرہ میں دو اہم حقیقتوں کا اثبات آ گیا ایک یہ کہ موت عدم محض و خلاء محض کا نام نہیں بلکہ موت کے بعد سزا' جزا اور حساب و کتاب یقینی ہے اور دوسرا یہ کہ سب کی پیشی حق تعالیٰ ہی کے حضور میں ہوگی کسی اور کے ہاں نہیں۔ بندگی اس کا نام ہے کہ اپنی خوشی اور اختیار سے ان چیزوں کو چھوڑ دے جو پروردگار حقیقی کی بندگی میں مزاحم اور خلل انداز ہوتی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 561

سوا دوسروں کو بھی مدبر اور صاحب اختیار سمجھتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون

ف۲: یہ دنیوی زندگی اپنے فانی' عارضی اور بے ثبات ہونے کے لحاظ سے سوائے چند روزہ کھیل تماشہ کے کچھ ہے ہی نہیں جس کا نتیجہ آخر کار یہ ہوتا ہے کہ: ؎

خواب تھا جو کہ دیکھا' جو سنا افسانہ تھا

اس لیے جو لوگ اس دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں ؎

لہ ملک ینادی کل یوم لدو للموت وابنو للخراب

یعنی فرشتہ روزانہ چاروں طرف منادی کرتا ہے کہ اونچے اونچے محلات میں دل لگانے والو یہ تمہارا ٹھکانہ تو عارضی ہے یہاں سے تم نے نقل مکانی کر کے جہاں جانا ہے اس کا نام قبر ہے کہ جہاں صرف تن تنہا ہوگا اور وہاں کوئی غمخوار نہیں ہوگا سوائے تیرے اعمال کے وہ اچھے ہوں یا برے۔ اگر یہی دنیوی زندگی دین حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے تو یہی لہو و لعب خود دار آخرت کا ایک جزو بن جائے گا اور باعتبار ثمرات اس کا شمار بھی باقی میں ہو جائے گا۔ اور عالم آخرت ہی اپنے باقی' قائم اور پائیدار ہونے کے اعتبار سے اصلی زندگی ہے جس کو زوال اور فنا نہیں بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی ہے کہ جہاں موت ہے ہی نہیں۔ اگر لوگ اس بات کو دل سے جانیں تو وہ فوراً اپنی زندگی کا رخ درست کر لیں اور ان کو معلوم ہو جائے:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ابو جعفرؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر بڑا تعجب ہے جو دار الخلود ان کو سچ جانتا ہے پھر دار الغرور کے لیے سعی کرتا ہے۔ حیوان یہاں اپنے عام معنی میں جاندار یا ذی حیات کے مترادف نہیں بلکہ یہ خود حیات کے معنی میں مصدر ہے۔ البتہ اس کے معنی میں حیات سے زور زائد ہے اور فقرہ کے معنی یہ ہوئے کہ اصلی اور حقیقی زندگی وہی آخرت کی زندگی ہے۔ حیوان کے معنی زندگی کا ٹھکانہ کے بھی کیے گئے ہیں انسان اگر اس عالم کے عارضی اور ناپائیدار ہونے اور اس عالم کے مستقل و پائیدار ہونے کو ذہن میں رکھے تو زندگی کا نقشہ ہی سراسر بدل جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 563

احکام کا نافذ کرنا ہے فتح و شکست کے سارے اسباب اور حقیقی تصرفات سب اس کے ہاتھ میں ہیں اور اس مغلوبیت سے منصوریت وہی تھا اور اس کے بعد بھی متصرف وہی رہے گا جو کچھ ہو رہا ہے سب محض اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و ارادہ سے ہو رہا ہے' ترمذی میں روایت ہے کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ابوبکرؓ مکے کے گلی کوچوں میں ان آیات کو سناتے تھے پس قریش کے بعض لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس دعوی پر کچھ شرط لگاؤ اس وقت تک شرط باندھنا منع نہیں ہوا تھا اور مدت کی بابت یہ فیصلہ ہوا کہ ایک اوسط درجہ کی میعاد یعنی ۳ سے ۱۰ کے درمیان مقرر ہوئی کہ اتنے سال میں اگر رومی غالب نہ ہوئے تو ۱۰۰ اونٹ میں دوں گا ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے چنانچہ جب ۶ سال گزر گئے اور روم کا غلبہ نہ ہوا تو مشرکوں نے ابوبکرؓ سے شرط کا مال وصول کر لیا بعد میں وہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے بضع کے لغوی مدلول یعنی ۹ سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ ادھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو میں حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس تک پہنچوں گا۔ قرآنی پیشگوئی کے مطابق نو سال کے اندر یعنی ہجرت کا ایک سال گزرنے پر یعنی ساتویں سال روی غالب آ گئے قرآن کی اس محیر العقول اور عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا ابوبکرؓ نے ۱۰۰ اونٹ مشرکین مکہ سے وصول کیے جن کے متعلق نبی ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کر دیئے جائیں۔

ف: اس حقیقت کا کہ موثر اور فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے لیے تکوین اسباب کے ساتھ یا بغیر اسباب کے اور اسباب کے موافق یا اسباب کے مخالف وہ اس پر ہر طرح آسان اور یکساں ہے۔ عارف رومیؒ نے اسی مقام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمانی کی ہے۔

جملہ قرآن است در قطع سبب عز درویش وہلاک بولہب

گویا سلسلہ کائنات کے صرف تھوڑے سے حصہ کا علم ان کے پلے پڑا ہے پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ یہ آخرت کے وسیع اور لق ودق عالم کی طرف سے یہ خبر ہی نہیں بلکہ بے پرواہ بھی ہیں' کوئی فکر بھی اس کے علم کی نہیں کرتے مادیت اور آخرت فراموشی سے بڑھ کر سطح بینی اور جہالت اور کیا ہوسکتی ہے اور شیطان نے آج اسی کو ''علم'' کا رنگ وروپ دے دیا ہے۔ دنیا کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن' ظاہر یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے لذت حاصل کرنا اور اس کی زمینوں سے فائدہ اٹھانا اور اس کو نادان لوگ خوب جانتے ہیں اور باطن یہ ہے کہ دنیا آخرت کے لیے ایک سبب ہے وسیلہ ہے پس اس میں آخرت کے لیے طاعت اور نیک اعمال کا توشہ حاصل کرنا ضروری ہے اور نیک لوگوں کی کوشش اور توجہ ہمیشہ اس امر کی طرف مصروف رہتی ہے۔

ف۳: یہ نہیں کہ بنایا اور بگاڑا بس گیا۔ دنیا میں ایک شخص تمام عمر صلاحیت سے گزارے اور دوسرا تمام قسم کے گناہوں میں مبتلا رہے مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہوں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے جیسے یہ نہیں ہوسکتا اور یہ غلط ہے تو ایسے ہی یہ بھی غلط ہے کہ اس دنیا کی کبھی انتہا نہیں جیسے کہ دہریوں کا خیال ہے' دنیا کی ہر ایک چیز جو محسوس ہو رہی ہے اپنی شکل اور ہیئت میں کہہ رہی ہے کہ میں ایک وقت میں نہ تھی پھر ہوگئی اور ایک وقت آئے گا کہ میں نہ ہوں گی' پس یہی حکم تمام دنیا کی کائنات کا ہے مگر ان باتوں پر تو کوئی سمجھ دار ہی غور کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تکوینی کائنات خود اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کے انجام کے ظہور کے لیے ایک یوم آخرت ہو جس میں کائنات کے سلسلہ کی ہر کڑی اپنے اختتام کو پہنچے اور حشر کے برپا ہونے سے ان کا انکار خود ان کی بے غوری کا نتیجہ ہے۔

ف۴: یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہ کرتے بلکہ الٹے مقابلہ کرتے تھے اس لیے چند روز ان کی پھوپھاں رہی پھر آخر بقول ؎

تو مشو مغرور برحلم خدا دیر گیر دسخت گیرد مرترا

کیا یہ لوگ اس پر غور نہیں کرتے کہ ان سے پہلے کی بڑی بڑی مہذب ومتمدن وپرشوکت لیکن اللہ تعالیٰ وآخرت فراموش قومیں' مثلاً عاد اور ثمود کس طرح اپنے سرکش وعدوں کی پاداش میں برباد ہو کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے قدرتی انجام کو دنیا کی خوش تدبیری اور کوئی اقبال مندی روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو ظلم کا امکان نہیں ہاں یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جڑ پر کلہاڑی مارتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ بربادی ہو' تو یہ اپنی جان پر خود ہی ظلم کرتا ہوا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عدل ورحم کی کیفیت تو یہ ہے کہ بغیر نبی یا رسول بھیجے اور پوری طرح ہوشیار کئے بغیر کسی کو پکڑتا بھی نہیں نیز یہ یاد رکھئے کہ فاطر کائنات کے تشریعی احکام اور تکوینی ضابطے توڑتے رہنا خود اپنی جانوں پر زیادتی کرنا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 564

قائم مقام سحوا کا ہے۔ یہ اوقات نعمتوں زیادہ ہونے اور قدرت کے آثار ظاہر ہونے کے ہیں اور ان میں تسبیحات کی تجدید مناسب ہے بالخصوص نماز کے لیے یہی اوقات مقرر ہیں۔ تُمْسُوْنَ میں مغرب وعشاء کی نمازیں آگئیں۔ تصبحون میں صبح کی نماز کی طرف اشارہ ظاہر ہے۔ عشیا میں اشارہ نماز عصر کی جانب ہے اور تظہرون سے مراد نماز ظہر ہے اور تسبیح ذاتی قرب کا مقام ہے اور حمد قرب صفاتی کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کا نام خلیل وفادار اس لیے رکھا کہ وہ ہر صبح وشام یہ پڑھتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ سے تَظْهَرُوْنَ تک یہ بھی فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ آیت پڑھی تو اس نے اس وظیفہ کا ثواب پالیا جو اس سے اس دن میں رہگیا ہو اور جس نے شام کو یہ آیت پڑھی تو اس نے رات کو فوت شدہ وظیفہ کا تدارک کرلیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 565

تو بے خبر پتھر کی طرح اور روزی کی تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں۔ یسمعون یعنی جو سن کر محفوظ رکھتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا تو لوگوں کی زبانی سنتے ہیں یہ لفظ یسمعون اختیار کرنے کا نکتہ ہوا۔ تو آرام حاصل کرنے کے لیے سونا اور اسی طرح معاش کا حاصل کرنا بھی کمال کے منافی نہیں۔ کیونکہ فضل وکرم کے موقع میں اس کا ذکر فرمایا البتہ بالکل ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان میں مشغول ہو جانا ان میں انہماک ممنوع ہے۔

ف۵: قتادہؒ نے کہا کہ اس آیت میں خوف مسافر کے لئے اور طمع مقیم کے لئے اور ضحاکؒ نے کہا کہ خوف سے بجلی گرنے کا اور طمع سے بارش برسنے کا معنی مراد ہے۔ یحییٰ بن سلامؒ نے کہا ڈر اس بات کا کہ مبادا خالی بجلی ہو بغیر بارش کے اور امید اس بات کی کہ شاید بارش برسائے' بجلی کی چمک دیکھ کر لوگ ڈرتے ہیں کہ کہیں کسی پر گر نہ پڑے یا بارش زیادہ نہ ہو جائے جس سے جان ومال کا نقصان ہو اور امید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہو تو دنیا کا کام چلے مسافر اندھیرے میں بجلی کی چمک کو غنیمت جانتا ہے کہ دور تک راستہ نظر آجائے اور کبھی خوف کھا کر گھبراتا ہے۔ آیت کے مفہوم میں اگر وسعت سے کام لیا جائے تو زمانہ حال کی ساری برقی ترقیات بھی اس کے تحت آجاتی ہیں۔ برقی آلات سے انسان کیسی کیسی ترقی کی نئی امیدیں زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں قائم کرتا ہے اور پھر یہی مشینیں کس درجہ اس کی ہلاکت وبربادی کا باعث بھی بن جاتی ہیں اور یہاں خطاب اپنے عموم میں کاملین کو بھی شامل کئے ہوئے یہ عموم خطاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبعی خوف اور امید کمال کے منافی نہیں ہے۔

ف۶: اوپر ذکر پیدائش کائنات کا تھا اب ذکر نظام عالم کے قیام کا ہے کہ یہ سب اللہ کے ارادہ مشیت کے ماتحت قائم ہے جو نہ کسی آلہ کا محتاج ہے نہ سہارے کا مادی علوم واسباب کا جال جتنا بھی پھیلاتے جائیں آخر کہیں تو اس کا سلسلہ ختم ہوگا اور اسی آخری سبب کا نام امر الٰہی ہے پھر خود ہر سبب قریبی وظاہری بھی اس امر الٰہی کے بغیر تمام تر غیر مؤثر اور بیکار ہو جائے گا جب کہ موجودہ نظام عالم کو درہم برہم کر کے ایک دوسرا نظام قائم کرنا اس کی مشیت وحکمت کو منظور ہوگا تو پھر تم سب اللہ تعالیٰ کی ایک پکار پر قبروں سے میدان محشر کی طرف نکلتے چلے آؤ گے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ آسمان اور زمین دوسری صورت پر بدل جائیں گے۔ عمر بن خطابؓ جب بڑی کوشش سے قسم کھاتے تو یوں فرماتے والذی تقوم السماء والارض بامرہ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اور اس میں ستارے چلتے ہیں جیسا کہ اور جگہ فرمایا کہ ستارے تیرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 566

رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ ایسے بد پرہیز اور لاعلاج مریضوں کے حق میں زیادہ غم و تردد سے کام نہ لیجیے ہماری طرف توجہ رکھئے۔ من اضل اللہ اللہ کی طرف سے یہ اضلال یا گمراہی ان لوگوں کے عناد اور کجروی کے لازمی نتیجہ کے طور پر ہوگی۔ لھم ضمیر کا صیغہ جمع من اضل اللہ کے معنی کے اعتبار سے ہے۔

ف۵: فطرت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بناوٹ میں طاقت رکھی ہے کہ اگر حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ آ جاتا ہے اور پیدائشی طور پر اپنے جمال معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گرد و پیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق کو اختیار کرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اور الست بربکم کے قصہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ احادیث صحیحہ میں یہ واضح ہے کہ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے ماں باپ اسے یہودی' نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو یکطرفہ' سیدھے راستے پر پیدا کیا' پھر شیاطین نے اغوا کر کے انہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا۔ بہرحال دین حق' دین حنیف اور دین قیم وہ ہے کہ اگر انسان کو اس کی فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی طبیعت سے اسی کی طرف جھکے اور تمام انسانوں کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بنائی ہے جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں' فرض کرو کہ اگر فرعون یا ابوجہل کی اصلی فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو ان کو قبول حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا جیسے اینٹ اور پتھر یا پھر یہ کہ جس طرح جانوروں کو شریعت کا مکلف نہیں بنایا فطرت انسانی کی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے مشکل اصولوں کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً تمام انسان تسلیم کرتے ہیں اگرچہ وہ ان پر قاعدہ کے مطابق قائم نہیں رہتے۔ اور اس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اسی طاقت اور قابلیت سے کام لے اور اس کے تقاضوں پر جو کہ ادراک حق ہے عمل کرے۔ اور فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہاں سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ دین تو عین فطرت انسانی کے مطابق ہے اور فطرت بشری میں کوئی تبدیلی ممکن ہی نہیں تو اس لیے اس دین میں بھی کسی قسم کی ترمیم کی خواہش کرنا سراسر بے عقلی اور نادانی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 567

اس پر عمل ہے اور کیونکہ ہمارا مذہب اسلام ہے۔

ف۱: جب لوگوں کو بیماری' قحط اور سختی پہنچتی ہے تو وہ خاص اسی سے دعائیں اور حاجات مانگتے ہیں اور اسی کے آگے گڑگڑاتے ہیں' عاجزی کرتے اور کہ تو ہی اس سختی کو دور کرنے والا ہے' پھر جب اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور تنگی سختی کو دور کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔ غرضیکہ سختی کے وقت تو اسی کی طرف رجوع کرتے اور اسی کو پکارتے اور دوسروں کو بھلا دیتے ہیں اور جب نعمت اور خوشحالی کا وقت آتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو اس میں شریک بنا لیتے ہیں۔ اذا مس الناس میں بھی یہ اشارہ ہے کہ انسان کی طبیعت مرکب ہے ہدایت اور گمراہی سے اور مصیبت کے وقت ظہور ہدایت کا ہوتا ہے اور مصیبت کے زوال کے وقت گمراہی کا۔ لیکفروا میں لام عاقبت کا ہے یعنی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کفر کرنے لگتے ہیں اور لام کو تہدید کے مفہوم میں بھی لیا گیا ہے۔

ف۲: یعنی جب اس کو نعمت پہنچتی ہے تو اس پر اتراتا اور خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میری تمام مصیبتیں دور ہو گئیں اور جب اس کو اپنے اعمال کی شامت سے سختی پہنچتی ہے تو وہ خیر سے ناامید ہو جاتا ہے گویا اس نے خیر کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا مگر ایمان دار اور نیک لوگ ایسے نہیں ہوتے بلکہ وہ سختی کی حالت میں صابر اور نعمت کی حالت میں شاکر رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مومن کا حال نہایت عجیب ہے ہر حکم اللہ کا اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تکلیف اور رنج پہنچے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے بہتری اور ثواب ہے (بخاری) دو شخص ایک ہی معاشی جدوجہد میں مشغول ہوتے ہیں بظاہر دونوں کی صلاحیتیں قابلیتیں اور توانائیاں بالکل ایک ہو جاتا ہے اور دوسرے کی کوشش اور قابلیت وغیرہ رائیگاں ہی رہتی ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فلاح و کامیابی کے اسباب جو کہ پوشیدہ اور عمیق میں وہ تمام تر اسی حکیم مطلق الاسباب کے ہاتھ میں ہیں۔ جو اپنے مصالح تکوینی کے اعتبار سے جسے چاہتا ہے کامیاب بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناکام رکھتا ہے۔ اسباب معاش اور ان کے درمیانی دسائط کا تمام تر حق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہونا بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ بندگی والوہیت کا حق دار بھی تنہا وہی ہے۔ فرح کا استعمال لغت عرب میں تعریف اور مذمت دونوں معنوں میں آیا ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ دونوں معنوں میں آیا ہے کہ کہیں تو مذمت کے موقع پر مثلاً اس آیت میں لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (قصص) اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ (ھود) اور کہیں تعریف کے موقع پر مثلاً فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ (آل عمران) بلکہ صیغہ امر میں بھی مثلاً فَلْيَفْرَحُوْا (یونس) يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (عنکبوت) گو لفظ مشترک ہے لیکن مفہوم دونوں موقعوں پر الگ الگ ہے' اس لیے اس میں کوئی تعارض و تناقض نہیں' مدح کے موقع پر فرح سے وہ خوشی مراد ہوتی ہے جو شکر کی جانب لے جاتی ہے جو کہ طبعی طور پر بشری کیفیت کا نام ہے اور مذمت کے موقع پر مراد فخر و خویش بینی ہوتی ہے جو ایک نفسانی طغیانی کیفیت کا نام ہے۔

ف۳: اگر وہ غریب ہیں اور تم مالدار ہو تو ان کو نقدی سے امداد و وہ امیر ہوں اور اگر ان کو تمہاری طرف سے کسی قسم کی حاجت ہے تو ان کی اس حاجت میں مدد کرو۔ اسلام کے نظام معاشیات میں درجہ بدرجہ عزیزوں کے پھر دوسرے تمام اہل حاجت کے حصے مقرر ہیں اور دوسروں کو دیتے رہنا ان پر کوئی احسان کرنا اور منت رکھنا نہیں ہوتا بلکہ نظام معاشیات کو ان ضوابط الٰہی کے ماتحت چلانے والے انفرادی طور پر بھی فلاح یاب رہیں گے اور اجتماعی طور پر دنیا اور آخرت میں بھی مگر شرط یہ ہے کہ یہ خرچ جو کچھ بھی ہے سب اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے ہو اور محض جبری اور نمائشی چندے جو ریاکاری وغیرہ کیلئے ہوں تو وہ تمام چیزیں اس مد سے باہر ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 569

پوری کے درمیان بحث کے خلط ملط کر دینے کا اور انتقام جس کے معنی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے ہیں وہ تو قیام عدل کے لیے لازمی ہے ورنہ پھر نظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل کو سرے سے ہی خیر باد کہہ دیا جائے۔ یہاں مومنوں اور کافروں کی عام آویزش کا بیان نہیں نہ ہر حال میں مومنین کی نصرت کا کوئی عام وعدہ ہے بلکہ یہ بیان صرف اس وقت کا ہے جب کہ انبیاء کی تکذیب اور ان سے براہ راست مقابلہ کیا جائے اس وقت آخری شکست منکروں اور باغیوں کی یقینی ہوتی ہے' چنانچہ عذاب الٰہی سے کفار مغلوب ومقہور ہوتے ہیں اور اہل ایمان محفوظ ومامون رہتے ہیں۔

ف۴: عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ ہوائیں کل آٹھ قسم کی ہیں میں سے چار قسمیں رحمت کی ہیں اور چار قسم عذاب کی۔ ناشرات' مبشرات' مرسلات اور ذاریات تو رحمت کی قسمیں ہیں اور قیم اور صرصر جنگلوں کی ہوائیں اور عاصف اور قاصف دریاؤں کی ہوائیں ہیں اور یہ چاروں قسم کی ہوائیں عذاب ہیں۔ کیف یشاء کا حاصل یہ ہے کہ وہ بادل کو جس حالت میں چاہتا ہے رکھتا ہے' خواہ خوب گہری گھٹا بنادے خواہ ہلکی پھلکی بدلی رکھے۔ فی السماء سے مراد صرف آسمان میں سمت ہے یعنی اپنے بندوں کے جس ملک جس سرزمین میں چاہتا ہے لے جاتا ہے۔

ف۵: یعنی زمین کے خشک اور بے گیاہ ہونے کے بعد اس کا سبز اور شاداب ہوجانا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلیل روشن ہے اور جو شخص بصیرت اور سمجھ رکھتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ جس طرح خشک زمین تازہ اور سرسبز ہوجاتی ہے اسی طرح مردے بھی انگوری کی طرح زندہ ہوکر قبروں سے نکل آئیں گے۔ رحمت اللہ سے یہاں بھی مراد بارش ہے یا اس کے اثرات عالم میں نباتات پر ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 572

ومصلحت بھی اس میں نہ ہو تو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ گھوڑ دوڑ تیراندازی اور نشانہ بازی یا میاں بیوی کے آپس کے جنسی تعلقات' چھیڑ چھاڑ جو کہ شریعت کی حد میں ہوں چونکہ وہ معتد بہ اغراض ومصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں اس لیے حدیث میں لھو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ مزامیر وملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے البتہ بعض فقہاء نفس غناء کو ایک درجہ تک سماع لکھتے ہیں اس کی قیود وشرائط بھی کتابوں میں دیکھ لی جائیں۔ نیز اس تفصیل سے تمام مشاغل اور تصریحات کا حکم بھی جس میں اخبار اور ناول وغیرہ بھی شامل ہیں معلوم ہوگیا۔ تنبیہ شان نزول گو خاص ہو مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا۔

ف۱: یعنی کوئی قوت اس کو ایفائے وعدہ سے روک نہیں سکتی نہ کسی سے بے موقع وعدہ کرتا ہے اور وہ اپنے کمال قدرت سے ہر وعدہ کے واقع کرنے پر قادر ہے اور اپنے کمال حکمت سے اسی وقت واقع کرتا ہے جس وقت کہ اس کی مصلحت ہوتی ہے۔

صیغہ مفرد کا ہے مگر مراد اس سے وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی چنانچہ لھم عذاب مھین میں جمع کی ضمیر اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔

ف۲: یعنی اس کی ذانوں ڈول حرکت سے تم کو نقصان نہ پہنچے اب اگر اس میں حرکت ہے تو باقاعدہ ہے غیر متوازن نہیں اس حرکت سے کوئی نقصان نہیں ہوسکتا اس کی مثال سمجھنی چاہو تو کشتی کو دیکھو کہ اگر باقاعدہ اور سیدھی جائے تو کوئی نقصان نہیں اور اگر دائیں بائیں ہچکولے کھائے تو نقصان ہے' ٹھیک اسی طرح اس حکیم مطلق نے کیا' اگر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ حرکت زمین کا اگر کسی علمی دلیل سے ثابت ہوجائے تو قرآن شریف کے مخالف نہیں اور نہ ہی قرآن مجید کو اس سے انکار ہے۔ تروننھا آسمان جیسی عظیم الشان موجودات کو بغیر کسی ظاہری ومرئی سہارے کے قائم رکھنا کمال قدرت پر ایک دلیل قاطع ہے۔ فتھرہ کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ''ہم نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے اور یہ بات تمہارے سامنے ہے اور تم ان کے قائم رہنے کو دیکھ بھی رہے ہو۔ اس صورت میں ترونھا کا تعلق السموات سے نہیں بلکہ عمدسے ہوگا' مفسرین نے اس ترکیب کو صحیح قرار دیا ہے' بلکہ بعض صحابہ وتابعین سے بھی منقول تو یہی ہے من السماء سے مراد سمت آسمان سے یا بلندی سے ہوتی ہے اور ابر وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔

گویا یہ صیغہ ماضی کا ہے مگر جو فعل بار بار دنیا میں ہوتا ہے اس کا ہیئتی کے مقصد سے ترجمہ کیا جائے تو اچھا ہے۔ اس لیے اس کی حال سے تعبیر کی گئی اور متکلم کے صیغہ کی بجائے غائب سے ترجمہ کیا گیا کیونکہ اس قسم کا التفات اردو میں نہیں ہوتا۔

ف۲: ظالمون سے مراد مشرکین ہیں۔ لقمان کون تھے اتنا تو بہرحال ظاہر ہے کہ وہ کوئی اللہ تعالیٰ کا مقبول اور برگزیدہ بندہ تھا' اس نام کے تین شخصوں کا ذکر ملتا ہے ان میں سے لقمان ثانی کا لقب لقمان حکیم کے نام سے مشہور ہے یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہم عصر تھے ملک حبشہ کے رہنے والے تھے اور ایک آزاد شدہ غلام تھے۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے' ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل وفہم اور متانت ودانائی عطا فرمائی تھی انہوں نے عقل کی رو سے وہ باتیں واضح کیں جو انبیاء کے احکام وہدایات کے موافق تھیں اور ان کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے دنیا کے منتخب عقل مند بھی اپنی عقل سے اس کی تائید وتصدیق کرتے رہے بعض اکابران کی نبوت کے بھی قائل ہوئے ہیں لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ یہ نبی نہ تھے بلکہ صرف حکیم ہی تھے اور اکثریت نے اسی کو اختیار کیا ہے' البتہ عکرمہ اس کے قائل تھے کہ آپ نبی تھے لیکن عکرمہ اپنی اس رائے میں اکیلے ہیں۔ حکمۃ سے لقمان صحیح اور درست علم کے ساتھ صحیح اعمال مراد ہیں۔ بعض لوگ جن کے دماغ میں حکمت سے مراد فلسفہ طبعی اور طب جسمانی نے اثر کیا ہوا ہے وہ سمجھیں گے کہ لقمان کو یہی حکمت ملی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کو ایمان کی حکمت ملی تھی جس کی بابت کہا جاتا ہے ؎

چند چند از حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں راہم نجواں

بقیہ صفحہ نمبر 573

کوئی شخص پتھر کے عین درمیان میں جس میں کہ کوئی دروازہ اور روزن نہ ہو عمل کرے تو قیامت کے دن وہ عمل بھی لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔

ف۵: ذالك یہی صبر یا وہ تمام امور جو مذکور ہوچکے ہیں۔ اقم الصلوٰۃ نماز کی پابندی کا حکم التزام شرائط کے ساتھ۔ وامر بالمعروف نیکی وٹیک کرداری کا حکم۔ وانه عن المنکر بدی وبدکرداری سے بچنے کا حکم' واصبر علی ما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصابك تکوینی طور پر بھی جو ناموافق حالات پیش آئیں یا مسلمان بننے اور بنے رہنے میں اقامت الصلوٰۃ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں جو بھی دقتیں اٹھانی پڑیں ان سب کو صبر کی طاقت پر روکنے کا حکم ہے۔ یہ تو ہیں مذہبی احکام اور یہ نہ سمجھو کہ بس نماز روزہ ہی تم پر فرض ہیں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیونکہ ایسا خیال تو ان کوڑ مغز ملاؤں یا لوگوں کا ہے جو اسرار شریعت سے ناواقفی کے باعث اپنے معمولی نماز روزہ پر نازاں ہو کر اخلاقی حصے سے بے پراہ ہو جاتے ہیں حالانکہ تمام حضرات انبیاء کرام اخلاق کو تعلیم میں ساتھ بلکہ مقدم جانتے تھے۔

بقیہ صفحہ نمبر 575

ف۵: یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں برابر ہیں اور ایک کن سے جو چاہے وہ کر ڈالے اور اس کا کسی چیز کو پیدا کرنا یا بنانا لفظ کن کہنے پر بھی موقوف نہیں یہ تو صرف ہمارے سمجھانے کے لئے ایک عنوان ہے بس ادھر ارادہ ہوا ادھر وہ چیز موجود ہوگی۔ جس طرح ایک آواز کا سننا اور بیک وقت تمام جہان کی آواز سننا یا ایک چیز دیکھنا اور بیک وقت تمام جہان کی چیزوں کو دیکھنا اس کے لیے برابر ہے ایسے ہی ایک آدمی کا پیدا کرنا یا موت سے ہمکنار کرنا اور سارے جہان کا بنانا یا اس کو ختم کرنا اس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام پہلے اور بعد والوں کے اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکا دینے میں اسے کوئی دقت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہمارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو دیکھتا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ف۶: یعنی تصرفات تکوینی تمام تر اسی کے ہاتھ میں ہیں اور علم بھی اس کا کامل ومحیط اور ہمہ گیر ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 577

لڑکی نیک بخت ہے یا بد بخت اور کیا یہ مکمل اور صحیح وسالم پیدا ہوگا یا کہ ناقص یا اپاہج۔ انسان آئندہ کے واقعات پر حاوی ہونا چاہتا ہے مگر نہیں جانتا کہ کل میں خود کیا کروں گا میری موت کہاں واقع ہوگی؟ بہرحال ان پانچ چیزوں کے ذکر سے تمام واقع ہونے والی تمام غیب کی باتوں کا کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہے ان کا حصر مقصود نہیں۔

ف۱: اس کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں اصلا شک وشبہ کی گنجائش نہیں لیکن لاریب فیہ کا ایک باریک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ ریب وارتیاب' شک واشتباہ تردد وتذبذب کا اس کتاب کے اندر کہیں گزر نہیں اس کے مضامین تو سراسر سرمایۂ تسکین اور خزانۂ سکون ہیں اور یقین واطمینان بھی اسی کتاب کے اندر ہی ملے گا۔

ف۲: قوم قریش اسماعیلی تھی حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کا برحق نبی ہونا ظاہر ہے پھر اس ارشاد سے کیا مراد ہے کہ اس قوم کے پاس اس سے قبل کوئی نذیر نہیں آیا تھا؟ اس سے مراد یہ ہے کہ دین ابراہیمی واسماعیلی کے چھوڑنے کے بعد جب یہ قوم عرب میں آباد ہو کر کفر وشرک میں مبتلا ہو گئی تھی تو اس وقت سے کوئی نبی ان میں نہیں آیا تھا امام زاریؒ سے یہی تفسیر منقول ہے بعض ائمہ نے یہ قید لگا دی ہے کہ بعثت عیسوی وبعثت محمدی کے درمیانی زمانہ فترت میں کوئی نبی عربوں کے درمیان نہیں آیا شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں جب حضرت اسماعیل ان میں گزرے ہیں اس سے بعد کوئی نبی ان میں نہیں آیا اب تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے

ف۳: ابن جریرؒ نے ثم استوی علی العرش کی تفسیر میں کہا ہے کہ علادار تفع صحیح بخاری میں مجاہدؒ نے استوی کے معنی عرش پر بلند ہونے کے کئے ہیں اور امام بغویؒ نے ابوعبیدہ سے استوی عرش کے اوپر ہوا کے کئے ہیں اور محمد بن اسحاق اور ابن خزیمہؒ نے کہا کہ جو کوئی اس بات کا اقرار نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر اور مخلوقات سے جدا ہے تو وہ کافر ہے اور اس کو توبہ کرانی چاہیے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کہا کہ سلف کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے اور ساری مخلوق سے اونچا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے اغاثہ میں لکھا ہے کہ ارسطو سے پہلے تمام فلاسفہ قائل تھے کہ جہاں حادث ہے اور تمام عالم کا بنانے والا ثابت اور تمام خلقت سے الگ اور اپنی ذات سے آسمانوں اور تمام جہان کے اوپر اسلام سے قبل تقریباً تمام مذاہب نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مستقل طور پر کچھ حمایتی اور سفارشی بنا رکھے تھے اور جزا وسزا کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ برائے نام ہی رکھا تھا اسلام نے اس کی تردید کی اور بار بار بتلایا کہ حکم نافذ کرنے والا اور فیصلہ صادر کرنے والا اس دنیا کی طرح آخرت میں بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوسری جگہ الا باذنہ کی قید لگا کر یہ بتا دیا کہ وہ خود ہی جس کے الغرض سارے اہل شریعت اور عقلاء اسی عقیدہ پر متفق چلے آئے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر تخت نشین ہوا یعنی تمام دنیا کا انتظام حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔

تنبیہ: اسلام سے قبل تقریباً تمام مذاہب دنیا میں سلسلہ اسباب وسائط پھیلائے ہوئے ہے آخرت میں بھی اپنے ایماء سے ملائکہ' انبیاء' اولیاء وصالحین اور معصوم بچوں کو سفارش کی اجازت عطا فرمائے گا اور فساق مومنین کی مغفرت کا انہیں ذریعہ بنا دے گا۔ من دونہ کی قید بہت قابل لحاظ ہے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ کی حیثیت سے قطعاً کوئی بھی سفارشی اور مددگار نہیں ہے۔

ف۵: بڑے کام اور اہم انتظامات کے متعلق حکم عرش عظیم سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب حسی ومعنوی' ظاہری وباطنی آسمان وزمین سے جمع ہو کر اس کے انصرام میں لگ جاتے ہیں آخر وہ کام اور انتظام اللہ کی مشیت وحکمت سے مدتوں جاری رہتا ہے پھر زمانہ دراز کے بعد وہ اٹھ جاتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے بڑے انبیاء کرام جن کا اثر قرنوں رہا یا کسی بڑی قوم میں سرداری جو نسلوں تک چلی اور ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزار سال کے انتظامات وتدابیر فرشتوں کو القا کرتا ہے اور یہ اس کے ہاں ایک دن ہے۔ پھر فرشتے جب انہیں انجام دے کر فارغ ہو جاتے ہیں تو آئندہ ہزار سال کے انتظامات القاء فرما دیتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ بعض مفسرین اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آسمانوں کے اوپر سے زمین تک آتا ہے پھر جو کارروائیاں اس کے متعلق یہاں ہوتی ہیں وہ اعمال کے رجسٹر میں درج ہونے کے لیے اوپر چڑھتی ہیں جو ساری دنیا کے محدب پر واقع ہے اور زمین سے وہاں تک کا فاصلہ آدمی کی متوسط رفتار سے ایک ہزار سال کا ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن قرار دیا گیا مسافت تو اتنی ہے یہ اور بات کہ فرشتہ اس مسافت کو ایک گھنٹہ یا اس سے بھی کم میں اس کو طے کر لے۔ بعض مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ ایک کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے تو اس کے میعادی واسباب کا سلسلہ ہزار سال پہلے سے شروع کر دیتے ہیں پھر وہ حکمت بالغہ کے مطابق مختلف ادوار میں گزرتا اور مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بتدریج اپنے منتہائے کمال کو پہنچتا ہے اور اس وقت جو نتائج وآثار اس کے ظہور پذیر ہوتے ہیں تو وہ بارگاہ ربوبیت میں پیش ہونے کے لیے چڑھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یوم سے یوم قیامت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک تمام دنیا کا بندوبست کرتا ہے پھر ایک وقت آئے گا جب یہ سارا قصہ ختم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے گا اور آخری فیصلہ کے لیے پیش ہوگا۔ اس کو قیام مت کہتے ہیں اور قیامت کا دن ہزار سال کے برابر ہے۔ اسی دن کا طول بعض کو سخت مشکلات کی بنا پر ہزار نہیں پچاس ہزار سال کا معلوم ہوگا کان مقدارہ خمسین الف سنة (المعارج)

شیخ الاسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ رب العالمین نے اس آیت میں اپنی حکومت کو دنیاوی حکومتوں کی مثال میں سمجھایا ہے دنیاوی سلطنتوں کا کمال ضبط اور بڑا زبردست انتظام یہ ہوتا ہے کہ روزانہ ڈائری افسر کو پہنچے کہ ماتحتوں نے کیا کیا افسر کے احکام اور اصلاحات کو کہاں تک سمجھا یا جو سلطنت اس اصول سے غافل ہو وہ ''شیے ماند شیے دیگر نے ماند'' اس قانون اور ضابطہ کی طرف اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح دنیاوی سلطنتوں میں یومیہ ڈائری باعث تقویت سمجھی جاتی ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ڈائری ہے مگر وہ ڈائری ایسی ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار ہزار سال کا ہے چنانچہ ایک اور مقام پر فرمایا ﴿إِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ﴾ (پارہ ۱۷ رکوع ۱۳) یعنی تمہارے پروردگار کی سلطنت ایسی زبردست ہے کہ اس کے ہاں ایک ایک دن تمہارے حساب سے ہزار ہزار سال جتنا ہے۔ دنیا کی سلطنتوں میں ہزار سال تک ڈائری نہ پہنچے تو سلطنت تباہ ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں ڈائری کے لیے ہزار سال ہے تو پھر سوچو کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کتنی بڑی اور زبردست ہوگی۔ ایک دوسرے مقام پر رب العالمین نے اس ڈائری کی مدت اور بھی وسیع فرمائی ہے ارشاد ہے۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔ اللہ تعالیٰ کے کارندے فرشتے اور اعلیٰ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام پچاس پچاس ہزار سال میں اس کی طرف جاتے ہیں یعنی پچاس ہزار سالہ ان کی ڈائری ہے۔ اس آیت میں پچاس ہزار سال کی میعاد سے مراد قیامت کا دن لینا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت کے دن کی انتہا نہیں اور پچاس ہزار برس کی تو آخر انتہا ہے پس اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جبروت' حکومت' قدرت اور علم کا اظہار کرتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ۔ سوال ہو سکتا ہے کہ گویا ہزار سال کی ڈائری سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ کے واقعات کی بذات خود خبر نہیں تو اس سوال کے دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اسی تمثیل کے ساتھ ہی فرمایا: عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ یعنی جو چیزیں بندوں کی نظر میں حاضر اور غائب ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بذات خود جانتا ہے وہ اپنی ذات بابرکات میں سب پر غالب اور سب کے حال پر مہربان ہے۔

تنبیہ: فی یوم کو بعض نے یدبر کے اور بعض نے یعرج کے متعلق کیا ہے بعض نے تنازع فعلین مانا ہے۔ واللہ اعلم۔

بقیہ صفحہ نمبر 579

پڑتے ہیں یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تابعداری کے لیے ایسا آمادہ کرتے ہیں کہ گویا سجدہ میں ہیں اور دل میں اس بات کو جما لیتے ہیں کہ پہلے جو ہو چکا ہو چکا اب آئندہ کیلئے ایسا نہیں کریں گے۔

ف۴: یعنی میٹھی نیند اور بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد تہجد کی نماز ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب وعشاء کے درمیان کے نوافل مراد لی ہے گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے لیکن راجح وہ ہی پہلی تفسیر ہے واللہ اعلم۔ اس میں تہجد گزاروں کی خوبی اور صفت مذکور ہوئی یدعون .... طمعا یہ لوگ اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں خوف عذاب کی راہ سے بھی اور امید وثواب کی راہ سے بھی' نیز فرمایا کہ حتی المقدور ہمارے دیئے میں سے وہ خرچ بھی کرتے ہیں اس لیے کہ انبیاء اور رسل کا سلسلہ قائم کرنے اور کتابیں بھیجنے سے غرض ہی یہ ہے کہ لوگ اخلاق فاضلہ سیکھیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کریں نہ کہ صرف منہ سے اللہ اللہ کہنے ہی پر کفایت کریں اور بس جس طرح مٹھائی کا نام صرف زبانی لینے سے منہ میٹھا نہیں ہو سکتا اسی طرح صرف زبانی کلمہ اسلام پڑھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر مسلمان نہیں ہو سکتا ان دونوں آیات میں ایمان اور کمال ایمان دونوں کے درجات بیان کر دیئے ہیں۔

ف۵: جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں نے بے ریا عبادت کی اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں ان کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں جس وقت وہ دیکھیں گے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ حقیقۃً جنت کی نعمتوں کا پورا اندازہ انسان کو اپنے ان ناسوتی حواس کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی یہ کہ یہ انتہائی نعمتیں اعمال حسنہ کا خاص صلہ ہیں اور ترغیب ان اعمال حسنہ کی دلائی ہے۔

ف۶: ایک شخص جو تمام عمر اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان رہا ہر ایک بات میں مالک کی اجازت سے کام کرتا رہا اور دوسرا وہ کہ جو ہر ایک بات میں مخالفت کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ مخلوق کی حق تلفیاں کرتا رہا' ڈاکے ڈالتا رہا اور بیواؤں کا مال کھاتا رہا۔ کیا یہ دونوں بعد مرنے کے برابر ہوں گے؟ اگر ایماندار اور بے ایمان انجام میں برابر ہو جائیں تو سمجھو اللہ تعالیٰ کے ہاں بالکل اندھیر ہے۔ مومن اور فاسق کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ فاسق یہاں اصطلاح فقہی میں نہیں بلکہ لغوی معنی میں آیا ہے اور مراد اس سے کافر جھٹلانے والا ہے مومنا فاسقا دونوں سے طبقہ مومنین وطبقہ کفار مراد ہے نہ کہ کوئی فرد مراد ہے۔ انما اريد به جميع الفساق و جميع المومنين۔

بقیہ صفحہ نمبر 581

کے مخالف نہیں وہ ضالۃ الحکیم ہے یعنی دانائی اور حکمت کی باتیں مومن کی اپنی چیز ہے جہاں سے پائے وہ اس کا مستحق ہے' پس اس کے لینے میں ایسی جلدی کرے جیسے کوئی اپنی چیز کو لیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: اس کا ہر حکم حکمتوں اور مصلحتوں ہی پر شامل ہوتا ہے کسی انسان کا یہ مشورہ دینا کہ فلاں حکم الٰہی خلاف مصلحت ہے تو وہ خود اپنی جہالت اور بیوقوفی کا ثبوت دیتا ہے۔

ف۷: اس لیے نبی کی مخالفت ومزاحمت میں جو لوگ لگے ہوئے ہیں وہ خبردار رہیں کہ وہ سب اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ بما تعملون سے تمام مخاطبین مراد ہیں اور یہ جمع تعظیمی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی کاملیت کا دعویٰ کرنے والا کسی بھی حال میں ایسے مقام پر نہیں پہنچ سکتا کہ جس کی وجہ سے اس پر سے شرعی احکامات ساقط ہو جائیں۔

ف۸: پس تو اسی کو کارساز بنا اور دل میں ٹھان لے کر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جو بندوں کی حاجات کو پورا کر سکے یا کسی آڑے وقت میں ان کی فریاد کو سن سکے غرض یہ دل میں جما رکھ ؎

کہ وہ مالک ہے سب اس کے آگے لاچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

بعض لوگ جو زبان سے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر عملی طور پر وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکتے اگر ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نے جگہ پکڑی ہوتی تو پھر کیا مجال تھی کہ دوسرے کی جگہ اس دل میں رہتی۔

ف۹: اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے لیے دو دل نہیں بنائے کہ ایک میں اس کی محبت ہو اور دوسرے میں کسی غیر کی' دل تو ایک ہی ہے پس اس میں دو کی گنجائش کہاں۔ کیا تم نے صوفیہ کرام کا یہ مقولہ نہیں سنا کہ العشق نار تحرق ماسوی اللہ عشق الٰہی کی آگ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کو بھسم کر دیتی ہے غیر اللہ کی محبت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنا ایسا ہی غلط ہے جیسا تم میں سے کوئی غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دے اور دوسروں کے بیٹوں کو اپنا کہہ کر پکارے اور عرف عام میں یہ جو کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں کی ایک نہیں دو زبانیں ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ واقعۃً اس کے منہ کے اندر دو زبانیں ہیں اسی طرح زبان کے اس مجازا استعارہ کے کہ فلاں کا دل ایک نہیں دو ہیں یہ مطلب قرار دینا ہرگز صحیح نہیں کہ اس کے سینے کے اندر دل بھی دو ہیں اسی طرح کسی کو مجازا بیٹا کہہ دینے یا سمجھ لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاملات میں بھی اس کے ساتھ صلبی بیٹوں کی طرح سلوک اور برتاؤ کیا جائے' اس آیت میں کوئی مسئلہ تشریح الابدان کا نہیں بیان ہو رہا بلکہ صرف تمثیل کے پیرایہ میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ زبان میں جو الفاظ مجازی طور پر استعمال ہوتے ہیں انہیں لفظی معنی میں واقعتا حقیقت میں سمجھ لینا بیوقوفی ہے۔ اگر واقعی کسی انسان کے سینہ میں دو قلب نکل آئیں تو یہ کسی قرآنی بیان کے ذرا بھی معارض نہ ہوگا۔ قرآن اول تو کلیہ نہیں اکثریہ بیان کر رہا ہے اور وہ بھی تشریح جسمانی سے ہٹ کر ایک بالکل دوسرے سیاق میں۔ اس سے صوفیا کے اس قول کی اصل نکل آئی کہ نفس ایک وقت میں دو طرف توجہ نہیں کرتا نیز اس شخص کا کذب ظاہر ہو گیا جو تسبیح پھراتا جاتا ہے اور باتیں کرتا جاتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں عین گفتگو کے وقت بھی ذکر میں مشغول رہتا ہوں۔

بقیہ صفحہ نمبر 582

خود اپنا دشمن و بدخواہ تو ہو بھی سکتا ہے اور بعض اوقات جہالت اور غباوت کی بنا پر

ایسا ہو بھی جاتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے تو جن پر پوشیدہ سے پوشیدہ مصلحتیں اور فائدے روشن ہیں کسی حال میں بھی بدخواہی کا امکان نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مطلق آپ کی اطاعت اور تعظیم بدرجہ کمال واجب ہے اور اس کے اندر تمام احکام ومعاملات آ گئے۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے یعنی جس قدر ان کی جانوں کے حقوق ان پر ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ نبی کے حقوق ان پر ہیں۔ اس کی مثال اس طرح سمجھیے کہ اگر کسی موقع پر کوئی ایسا کام درپیش آ جائے کہ نبی کی عزت قائم رکھنے اور بچانے کے لیے کسی مسلمان کی جان بھی کام آئے تو مسلمان کا فرض ہے کہ ایک جان تو کیا سو جان بھی قربان کر کے نبی کی عزت ومقام کی حفاظت کرے۔ کیونکہ ؎

دل لیا ہے تو جان بھی لے لو
ہم سے بے دل رہا نہیں جاتا

چونکہ نبی کا حق مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہے گویا ماں باپ کے حقوق بھی بہت ہیں ماں باپ کے حقوق کو بھی تو نبی ہی نے بتلایا ہے نیز ماں باپ جسمانی مربی ہیں اور نبی روحانی مربی ہے جس کی تربیت کا اثر دوام زندگی پر ہوتا ہے اس لیے نبی کے حقوق سب سے زیادہ ہیں۔ ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک قسم حرمت کی ہے اس لیے حرمت بھی واقع ہوئی۔ قال تعالیٰ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اور بے حجابی کا تعظیم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ حجاب تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔ اس لیے ان احکام یعنی خلوت کا جواز دیکھنا اور مس کرنا یعنی چھونے وغیرہ میں امومیت ثابت نہیں۔

ولیس المراد کالامھات فی کل شیء (جصاص)

اولوالارحام سے وہ رشتے دار جن سے خون ملا ہوئی کتاب اللہ یعنی اصل میراث میں تو حق متوفی کے عزیزوں ہی کا ہوتا ہے اور جو عام مہاجرین ومومنین کو اس میں حق دار بنا دیا گیا تھا وہ انتظام عارضی تھا یہاں ان کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرنا چاہے' تو وصیت جو مقدار ترکہ کے ایک ثلث کے برابر ہو جاری ہو سکتی ہے اور اس میں گنجائش اب بھی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مثلاً کسی مسلمان میں ایک شخص سے سلوک کرنے کی ہمت ہے مگر اس کے سامنے دو محتاج شخص ہیں جن میں سے ایک اس کا رشتے دار اور قریبی ہے اور جبکہ دوسرا اجنبی تو اس کو چاہیے کہ وہ سلوک اپنے رشتے دار سے کرے اور اگر دونوں سے کر سکتا ہے تو بے شک دونوں سے کرے یہ مطلب ہے اولیٰ ہونے کا اور واجبی حقوق ادا کرنے میں رشتہ دار سب سے مقدم ہیں۔ ہماری اس تفسیر سے واضح ہوگا کہ یہ آیت نہ تو کسی آیت یا حکم کی ناسخ ہے نہ منسوخ اپنی آیات کو منسوخ کہنا بعض مفسروں کی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 583

سنگریزے اڑ کر کفار کے منہ پر لگتے تھے۔ ان کے چولھے بجھ گئے' برتن زمین پر جا پڑے' خیمے اکھڑ گئے' گھوڑے چھوٹ کر بھاگ گئے' لشکر پریشان ہو گیا سردی اور اندھیری ناقابل برداشت بن گئی کفار کے سالار ابوسفیان نے واپسی کا بگل بجا دیا اور یہ لوگ بے نیل ومرام ہو کر واپس چلے گئے۔ اسی جنگ کا دوسرا نام جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احزاب ہے۔ آخر کار کفار جب اس لڑائی میں ناکام واپس ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ ان کو حملہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہوگی بلکہ ہم ہی ان پر حملہ آور ہوا کریں گے چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ لم ترو ھا سے مراد فرشتوں کی فوج ہے۔ بعض صحابہ مثلاً حضرت حذیفہ کا جو فرشتوں کو دیکھنا مروی ہے یہ لم ترو ھا کے منافی نہیں لم ترو ھا سے مراد صرف اس قدر ہے کہ فرشتے عام طور پر غیر مرئی تھے بطور کرامت وخرق عادت کسی خاص صحابی پر ان کا ظاہر ہو جانا اس عام قاعدہ وا ور نہ دیکھنے کے منافی نہیں ہے۔

ف۳: پاکباز مسلمان تو دل میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا ہم کو جو ہمارے رسول ﷺ نے خبر بتلائی ہوئی ہے وہ بے شک سچی ہو کر رہے گی مگر کمزور اور ضعیف القلب یہ بھی کہتا تھا کہ بس اب مرے کہ مرے' شدت کے موقعہ پر وسوسوں کا طبعی طور پر پیدا ہونا ایمان تو کیا کمال ایمان کے بھی منافی نہیں۔

ف۴: ظاہری ناکامی اور بے چارگی کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک میں کدال لے کر ایک پتھر پر جو ضرب لگائی تو آگ کے شرارے پیدا ہوئے اور ایسا تین بار ضرب پر ہوا اس روشنی میں آپ کی نگاہ کشفی کو ایران اور شام اور یمن کے محل دکھائے گئے آپ نے رفیقوں کو بشارت دی کہ یہ سب ملک میری امت کو دے دیئے گئے ہیں۔ منافقین نے طنزیہ طور پر مذاق کے انداز سے کہنا شروع کیا یہ لیجیے حالت تو یہ ہو رہی ہے اور خواب دیکھ رہیں ایران اور روم کے شاہی محلوں کے' بھلا اگر ہم سچے ہوتے تو ہماری یہ گت کیوں ہوتی جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ کھانے کو دانہ نہیں پینے کو پانی نہیں اوڑھنے کو کپڑا نہیں اور گویا یہ مصرع ہمارے ہی حق میں ہے "اس قفس کے قبطیوں کو آب و دانہ منع ہے" کہنے کو ہم جی خوش کر رہے ہیں کہ دین و دنیا میں ہماری فتح ہوگی اگر یہی فتح ہے تو پھر تو ان کا اللہ ہی حافظ' مگر ان نادانوں کو یہ خبر نہ تھی کہ اس تکلیف کا راز اور فلسفہ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ جو چند روز مسلمانوں کو تکلیف پہنچی اور وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگوں کو عام طور پر معلوم ہو جائے کہ نبی اور نبی کے فرمانبردار بھی اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتے' یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی کوئی تکلیف رفع نہیں کر سکتے جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور نہ ہی اس کے کہنے کو یہ بدل سکتے ہیں واقعی وہ وقت بڑا ہی نازک تھا۔

ف۵: بعض نیڑھ پن میں گھرے ہوئے اور منافق لوگ سالار اعظم ﷺ کی خدمت میں آ کر طرح طرح کے بہانے تراشتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم گھروں کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ آئے صرف عورتیں اور بچے ہیں' چوروں ڈاکوؤں کا ہر وقت خطرہ ہے قرآن جواب دیتا ہے کہ یہ عذر ان کے گھڑے ہوئے ہیں۔ ان کے گھر ان کے خیال میں بھی غیر محفوظ نہیں اور نہ ان کی جانے سے یہ نیت ہے کہ انتظام کر کے پھر چلے آئیں گے یہ تو بس جنگ سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ وما ھی بعورۃ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اس طرح کی جو ترکیب آئی ہے اس سے مکمل طور پر نفی مراد ہی ہے مثلاً وما ھم بمومنین ان میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں ہے۔ وما ربك بظلام للعبید آپ کا پروردگار بندوں کے حق میں ذرا سا بھی ظالم نہیں۔ یثرب مدینہ کا پرانا نام ہے مدینۃ النبی تو ہجرت نبوی کے بعد نام پڑا۔

بقیہ سورۂ نمبر 585

اور رسول کو جو زبان دے چکے تھے پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے۔ ان میں سے کچھ تو ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے یعنی جہاد میں انہوں نے اپنی جان دے دی جیسے شہدائے بدر اور احد ہیں اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں شہادت کا مرتبہ نصیب ہو بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں انہوں نے اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر بھی نہیں بدلے یعنی کسی طرح سے بھی کسی قسم کی ادنیٰ سی تبدیلی بھی ان میں نہیں آئی۔ تبدیلاً میں تنوین تصغیر کے لیے ہے۔

تنبیہ: حضرت انس بن نضرؓ احد کے دن لڑائی میں حاضر ہوئے اور کافروں سے خوب لڑائی کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ ورضاہ جب ان کو دیکھا گیا تو ان کے بدن پر اسی (۸۰) سے زائد زخم تھے صحابہ کہتے تھے کہ یہ آیت انس بن نضر اور اس کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ف۵: یعنی جو عہد کے پکے اور قول و قرار کے سچے رہے ان کو سچ پر جمے رہنے کا بدلہ ملے اور بدعہد دغا باز منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے توبہ کی توفیق دے کر معاف فرما دے تو یہ اس کی مہربانی سے کچھ بعید نہیں کہ وہ منافق کو مخلص بنا کر قابل مغفرت بنا دے۔ اس میں توبہ ورجوع کی ترغیب آ گئی اس آیت سے یہ ظاہر ہے کہ مومن صادق کی نجات یقینی ہے بخلاف اس کے منافق کی سزا مصلحت تکوینی کے ساتھ مشروط ہے اگر اس کی مشیت یہی ہوئی تو منافقین کو بھی آخرت میں سزا نہ ملے گی ان کا عذاب اور مغفرت دونوں حق تعالیٰ کی مشیت پر معلق ہیں اور یہ آیت قدیم وجدید دونوں قسم کے خارجی کی تردید کے لیے بالکل کافی ہے' منافقین حقیقۃ کافر ہی ہوتے ہیں ان میں ایمان ذرہ برابر بھی نہیں ہوتا اس پر بھی حکم ان کے معذب ہونے کا قطعی طور پر صادر نہیں ہوتا بلکہ ان کی مغفرت بخشش کی بھی گنجائش رکھ لی جاتی ہے اور اس پہلو کو زوردار بنانے کے لیے اپنی عام غفوریت ورحیمیت کا اعلان بھی ساتھ ساتھ کر دیا جاتا ہے کہاں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ گنجائشیں اور وسعتیں اور کہاں کم علم اور نا سمجھ لوگوں کی یہ کہاوتیں کہ پختہ مسلمان بھی قابل نجات نہیں اس لیے کہ ان سے فلاں فلاں لغزشیں بھی تو سرزد ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو سمجھ عطا فرمائے۔ اگر یہ لوگ اپنے اعمال وافعال وغیرہ پر معمولی سا بھی غور کر لیں تو وہ ایسی ہرزہ سرائیوں سے فوراً توبہ تائب ہو جائیں۔

بقیہ سورۂ نمبر 586

ہے۔

ف۵: یہ مت سمجھنا کہ تم ازواج مطہرات ہو کر ایسے رتبہ پر پہنچ گئی ہو کہ کسی طرح کا مواخذہ تم سے نہ ہوگا بلکہ یاد رکھو کہ جو کوئی تم میں سے ناشائستہ حرکت کرے گی تو اس کو دوسروں کی نسبت دوگنا عذاب کیا جائے گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام آسان ہے۔ فاحشۃ مبینۃ سے مراد وہ زندگی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دل کی تنگی کا باعث ہو۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ صفت مبینۃ کا اضافہ خود اس بات کی دلیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ یہاں مراد زنا کاری نہیں ہوسکتی جو ایک چوری چھپے کی چیز ہے تو لازمی بات ہے کہ سوء زندگی سے مراد خاوند کے حقوق کی ادائیگی ہوگی اگر مراد زنا کاری ہی لی جائے تب اس سے نبی ﷺ کی بیویوں کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس لیے کہ یہ بات تو محض بطور فرض کے فرمائی گئی ہے اور فرض کے طور پر اس سے بھی بڑھ چڑھ کر سخت اور شنیع چیزیں قرآن میں مذکور ہو چکی ہیں۔ بعض اہل علم نے صراحت کردی ہے کہ لفظ فاحشہ جب الف لام کے ساتھ معرفہ ہو کر آئے گا تو اس کے معنی حرام کاری کے ہوں گے اور جب تنوین کے ساتھ صیغہ نکرہ میں آئے گا تو اس کے مفہوم میں ہر قسم کی نافرمانی داخل ہوگی اور جب موصوف ہو کر آئے گا جیسا کہ یہاں صفت مبینۃ کے ساتھ ہے تو مراد سوئے معاشرت اور عدم ادائے حقوق زوجیت سے ہوگی۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ ذمہ دار اور علماء پر عوام کے مقابلہ میں پکڑ زیادہ سخت ہوگی اور اسی طرح ان کا اجر وثواب بھی عوام سے کہیں زیادہ ہے۔ علی اللہ یسیرا یعنی تمہاری وجاہت اور نسبتِ زوجیت سزا دینے سے اللہ تعالیٰ کو روک نہیں سکتی۔

بقیہ صفحہ نمبر 587

دے رہا ستر کا مضمون کہ عورت کے لیے کن اعضاء کو کن مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے اس کا بیان سورہ نور میں گزر چکا ہے' حاصل یہ کہ قانون ستر کو توڑ کر باہر آزادانہ طور پر گھومنے پھرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ جاھلیت اولیٰ سے مراد مشرکانہ تہذیب وتمدن ہے جو اسلام سے پہلے دنیا میں اور خصوصاً عرب میں یونانی وروی تمدن کے اثر سے رائج تھی' مکہ مدینہ میں عورتیں بن سنور کر اسی طرح باہر آزادانہ گھوما پھرا کرتی تھیں جس طرح آج فرنگی قوموں میں دستور ہے۔ یہ لفظ اولیٰ کا اضافہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ ایک دوسری تہذیب جاہلیت کا آخری نقشہ شروع ہی سے اسلام کے پیش نظر رہا ہے۔

ف۲: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ ظاہر ہے کہ جب اللہ نے ارادہ کیا تو وہ اپنے ارادہ کو پورا کر کے بھی رہا' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کا لفظ فرمایا ہے اس سے یقیناً ازواج مطہرات مراد ہیں کیونکہ تمام صیغے مؤنث کے ہیں تو خطاب بھی انہی کے لیے ہے اور جو الفاظ آگے پیچھے ہیں وہ بھی انہی کے حق میں ہیں۔ پہلے ان کو نِسَاءَ النَّبِیِّ کہہ کر خطاب فرمایا اور اس کے بعد سب صیغے مؤنث کے چلے آرہے ہیں حتیٰ کہ لا تبرجن بھی بصیغہ مؤنث فرمایا ہے جو ''اہل بیت'' سے پہلے ہے اور اہل بیت کے آگے بھی انہی کو وَاذْکُرْنَ سے بصیغہ مؤنث خطاب ہے۔ پس آیت کی نحوی ترکیب کے علاوہ معنوی ترکیب یہ ہے کہ اہل بیت کے لفظ سے پہلے جتنے جملے ہیں وہ بمنزلہ دعویٰ کے ہیں اور یہ بعد والے بمنزلہ دلیل کے ہیں' یہ گویا اس سوال کا جواب ہے یعنی اگر کوئی کہے کہ ازواج النبی کو اس قدر تاکیدی صیغہ سے خطاب کر کے اور نام لے کر کیوں حکم دیئے جاتے ہیں؟ تو اس کا جواب یوں دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا پاک کرنا منظور ہے۔ قرآن میں اہل بیت کا لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ

مطلقہ عورت باجود کہ وہ نکاح سے نکل چکی ہو مگر عدت پوری ہونے سے پہلے بیوت کی نسبت اسی کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بیت کو زلیخا کی طرف منسوب کیا وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا علاوہ ازیں اگر عربی فارسی بلکہ کل زبانوں کا محاورہ دیکھیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی اہل بیت ہے مرد کی جب تک شادی نہ ہو تو کہتے ہیں تبرد فلان وہ مجرد ہے اور جب شادی ہو جائے تو کہتے ہیں تاھل فلان یعنی وہ اہل والا ہو گیا۔ یہی محاورہ اردو فارسی میں بھی ہے مجرد اور متاھل کچھ شک نہیں کہ انسان کی اولاد بھی اہل ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ ان کی اہلیت بھی بیوی کی اہلیت پر متفرع ہے اگر بغور دیکھا جائے تو اولاد کی اہلیت ایک حد تک محدود ہے' مگر بیوی کی اہلیت نامحدود یہی وجہ ہے کہ اولاد بالغ ہو کر خصوصاً اولاد اناث (بیٹی) الگ ہو جاتی ہے مگر بیوی رہ کر کبھی الگ نہیں ہوتی نہ اس کا الگ ہونا شرعاً وعرفاً صحیح ہوتا ہے حیرانی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے کہ لڑکی اور داماد بلکہ نواسوں تک کو تو اہل بیت بنایا جائے مگر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج سمجھا جائے۔ (یا للعجب) رہی کم کی تذکیر تو بلحاظ لفظ اہل کے ہے کیونکہ اھل کا لفظ مذکر ہے یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں بھی اہل بیت کے ساتھ بصیغہ مذکر ہی خطاب ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کے قصے میں "قَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا" اس جگہ اہل کو بصیغہ مذکر "امکثوا" خطاب کیا گیا۔ اگر اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات نہ ہوں بلکہ ان کے سوا چار تن پاک حضرت علیؓ، حسنؓ، حسینؓ مراد ہوں تو یہ آیت ایک ایسا بے جوڑ کلام بن جائے گی کہ جس کی نظر دنیا بھر میں نہ ملے گی تو گویا اس کی تصویر یہ ہوئی اے نبی کی بیویو! تم یہ کرو وہ کرو اندر بیٹھو باہر نہ نکلو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم وغیرہ کو پاک کرے اور تم نبی کی بیویو قرآن کو یاد کیا کرو اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص (زید) کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم کھانا کھاؤ' پانی پیو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ عمر (تیسرا شخص) سیر ہو جائے اور اس کی بھوک کی شکایت رفع ہو کیا ہی لطیف کلام ہے فعل میں کوئی مخاطب ہے اور نتیجے میں کوئی دوسرا؟ اور اگر کہا جائے کہ نبی ﷺ نے خود فرمایا کہ یہ حضرت (علیؓ فاطمہؓ حسنؓ حسینؓ) رضوان اللہ علیہم اہل بیت ہیں اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِ بَیْتِیْ (مسند احمد) اور آپ نے یہ آیت انہی کے حق میں پڑھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات پر پڑھنے کا یہ مقصد نہ تھا کہ آیت کا مصداق بتلائیں بلکہ اپنی تمنا کا اظہار فرمایا کہ اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میرے حقیقی اہل بیت کے ساتھ تو نے وعدہ طہارت فرمایا ہے اس وعدے میں ان کو شریک فرمالے کیونکہ یہ بھی گویا میرے اہل بیت ہیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جس وقت آپ نے اصحاب کسا (لوئی' گرم چادر والوں کو) چادر میں چھپا کر دعا کی اس وقت ام سلمہؓ زوجہ رسول نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے مرتبے پر ہے تو سب سے اچھی حالت میں ہے اس روایت میں ام سلمہؓ کو علیٰ خیر کہہ کر اس طرف اشارہ کیا کہ قرآن مجید میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کی حقیقی مصداق آپ کی ازواج مطہرات ہی ہیں اور اصحاب کسا الحاقی اور معنوی ہیں اس میں شک نہیں کہ اصلی مصداق الحاقی سے خیر اور افضل ہوتا ہے۔ اور ازواج مطہرات جو کہ خطاب قرآنی کی اولین مخاطب تھیں اسی لئے ان کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی' حاصل یہ کہ خوب ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک وصاف کردے اور طہارت کا درجہ کامل اور اعلیٰ نصیب کردے جیسا کہ ازواج نبی کی شایان شان کا تقاضا ہے جس طرح نبی ﷺ کی رسالت میں شک نہیں اسی طرح ازواج مطہرات کے حقیقی اہل بیت ہونے میں کلام نہیں۔ زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے۔ پس ازواج مطہرات کے مخالفوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بدزبانی اور نیش زنی سے زبان کند رکھیں۔

تنبیہ ۱: اہل عرب اپنی عورت کو ضمیر جمع مذکر کے ساتھ بوجہ اس کی عزت وحرمت کے خطاب کرتے ہیں حماس اپنی بیوی کو کہتا ہے فلا تحسبی انی تخشت بعدکم اور مخزومی اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ فان شئت حرمت النساء سواکم' مختصرالیہ کے خطاب جمع مذکر کے ساتھ واحد مونث کے لیے کلام عرب میں شائع ہے اور انکار کلام عرب سے لاعلمی کی وجہ سے ہوسکتا ہے یا تعصب سے کیونکہ حدیث میں ہے جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ قَالَتْ لَا (رواہ مسلم ج ۱ ص ۳۴۵)۔

تنبیہ ۲: اہل بیت دو قسم کے ہیں ایک حقیقی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ دوم مجازی جن کی شان میں علاوہ آیت تطہیر کے کئی اور آیات نازل ہوئی ہیں اور وہ اصحاب کبار ہیں کیونکہ کوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے کوئی داماد تھے اور کوئی انصار اور کوئی یار غار تھے جو ان کے مونس وجان نثار پس مجاز اُسب کو اہل بیت نبی کہا جائے گا جیسے عرب وعجم کا قاعدہ ہے کہ اپنے ہم جلیسوں کو آدمی کہہ دیتا ہے کہ آپ ہمارے گھر کے آدمی ہیں۔ بیت تین قسم کا ہوتا ہے' اول بیت نسب' دوم بیت سکنی اور سوم بیت ولادت۔ اہل بیت سکنی ازواج مطہرات ہیں اہل بیت کا اطلاق مرد کی عورتوں پر خاص کر مشہور ہے۔ اہل بیت ولادت نبی ﷺ کی اولاد شریف ہیں اور اہل بیت نسب وہ اصحاب کبار ہیں جن کا نسب نبی ﷺ کے نسب سے ملتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 588

اس کو دیکھتے رہے اس وقت پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لیے عورتیں آپ سے چھپتی بھی نہ تھیں اور خود آپ نے اس کی شادی زید سے کرائی تھی تو پھر کوئی شخص یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ آپ بظاہر تو زید کو سمجھائیں کہ اسے مت چھوڑ اور دل میں اس کی طلاق کی خواہش ہو۔ (نعوذ باللہ) اس کی تردید اسی روایت میں بھی ہے جب زید نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تجھے اس کی یہ بات ناپسند لگی ہے' زید نے عرض کیا میں نے اس میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں پایا لیکن وہ اپنی خاندانی شرافت کی وجہ سے مجھ پر علو رکھتی ہے اور مجھے کمینہ جانتی ہے اور زبان کی بدگوئی سے مجھے ایذا دیتی ہے۔ اب ناظرین کو اختیار ہے کہ اس روایت کے مصنف کو سچا سمجھیں اور جناب رسالتمآب ﷺ اور صحابی زید رضی اللہ عنہ کو جھوٹا جانیں کہ انہوں نے اس طلاق کی جو وجوہات بتلائیں وہ غلط تھیں دراصل کچھ اور تھیں (معاذ اللہ)

مبدیہ یعنی یہی ارادہ نکاح بغرض اشک شوئی دل دہی جس کا اظہار حق تعالیٰ نے کلام مجید سے کردیا ہے۔ "وتخشی الناس" وہی عرف عام ورواج کے خلاف ہونے کی بنا پر اہل قوم وقبیلہ طرح طرح کے طنز کریں گے کہ دیکھئے منہ بولی بہو کے ساتھ نکاح کرلیا اور آپ کو اپنی بدنامی کا اندیشہ تھا۔ ماللہ مبدیہ

کی تفسیر محبت وغیرہ سے کرنا جیسا کہ بعض لوگوں نے خلاف واقعہ اور غیر مستند اقوال سے کی ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا کہ پھر اس کا ابداء اللہ تعالیٰ نے کہاں کیا؟ بخلاف تفسیر انکاح کے کہ زوجنکھا میں بھی ابداء ہوا ہے اس آیت سے معلوم نہیں۔ جس فعل میں کوئی دینی مصلحت ہو جیسے اس قصہ میں مصلحت تھی اس میں ملامت کی پراہ نہ کرنی چاہیے اور یہ مصلحت وہ تھی جو کسی لَا یَکُوْنُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ میں مذکور ہوئی' البتہ جس میں بجائے مصلحت کے عام مومنین کے لیے کسی فساد ونقصان کا خطرہ ہو تو اس میں احتیاط کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قصہ حطیم میں کیا اور صحیح مسلم میں حضرت انس} کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے کہ جب عدت ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے نکاح کا پیغام حضرت زید ہی کی معرفت بھیجا نکاح خود حضرت زینب کے بھائی ابواحمد بن جحش نے پڑھایا اور رسول اللہ ﷺ نے مہر چار سو درہم رکھا' ضیافت ولیمہ بھی بڑے پیمانے پر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے کسی اور بیوی کا ولیمہ اس پیمانہ پر اور اتنا اچھا نہیں کیا۔ زوجناک سے بعض فقہاء نے نکاح کیلئے ولی کے ہونے کا استنباط کیا ہے اور حدیث پاک میں بھی صاف آیا ہے کہ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 589

کا شکر ادا کرو اور منعم حقیقی کو کبھی نہ بھولو۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے رات دن صبح وشام ہمہ اوقات اس کو یاد رکھو اس کے ذکر وطاعت پر ہمیشگی اختیار کرو۔ اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کرتا ہے جو فرشتوں کے توسط سے آتی ہے' یہ ہی رحمت ہے جو تمہارا ہاتھ پکڑ کر جہالت وضلالت کی اندھیریوں سے علم وتقویٰ کے اجالے میں لاتی ہے یہ تو دنیا میں ان کا حال ہے اور جبکہ آخرت کا اعزاز واکرام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا اور فرشتے سلام کرتے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور مومنین کی آپس میں بھی یہ ہی دعا ہوگی جیسا کہ دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو ظاہر ہی ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا رحمت کی دعا کرنا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں مگر ان کی نظر عنایت' کے معنی مختلف ہیں کیونکہ مخلوق کی نظر عنایت خالق کی نظر عنایت سے نہیں مل سکتی' مخلوق کی نظر عنایت یہ ہے کہ وہ اپنے بنی نوع کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتی ہے اور خالق کی نظر عنایت یہ ہے کہ وہ اس دعا کو قبول کرتا ہے اور بغیر دعا کے بھی مہربانی سے توجہ رکھتا ہے اس کی نظر عنایت سے بیڑا پار ہے۔ ظلمت سے مراد شرک وکفر اور دیگر امراض روحانیہ اور جہل وضلالت کی تاریکیاں ہیں۔ نور سے مراد توحید خالص اور پاکیزہ اخلاق یا علم وہدایت ہے۔

ف۲: صفت شاہد کا ظہور حشر میں ہوگا جب آپ کی شہادت پر آپ کی امت کا فیصلہ ہوگا' شاہد کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ آپ تمام امتوں کے رسولوں پر بطور شاہد ہوں گے کہ وہ ادائے رسالت کر چکے اور شاہد کا معنی توحید پر گواہ بھی ہوسکتا ہے۔ روشن چراغ بنا کر بھیجا کہ جو کوئی آپ کے ساتھ روشنی حاصل کرنے کی غرض سے ملے گا وہ منور ہو کر دوسروں کے لیے خود روشن چراغ بن جائے گا۔ بجائے آفتاب کے چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ ہے کہ نور آفتاب گو تیز اور قوی ہوتا ہے لیکن اس کا فیض ضعیف ہے وہ اپنے جیسا کسی کو نہیں بنا سکتا۔ بخلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کہ ایک چراغ سے صدہا چراغ جلتے چلے جاتے ہیں چنانچہ امت میں رسول کے فیض سے قیامت تک اولیاء وابرار پیدا ہوتے رہیں گے یہاں سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا بھی ممکن اور سہل الحصول ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے پھر صحیح المزاج اور صحیح البدن انسان کو اس سے ناگواری کسی وقت نہیں ہوتی۔ پھر اس میں شان انیس ہونے کی بھی ہے اور ان سب صفات کو انبیاء علیہم السلام کی شان سے زیادہ مناسبت ہے ہوسکتا ہے کہ چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا جعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا یعنی آپ آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد اب کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی اور تمام روشنیاں اسی نور اعظم میں محو ومدغم ہوگئیں۔

بقیہ نمبر 590

برادری کی عورتوں کے مہر کی مثل لازمی ادا کرنا ہوگا تو مہر مثل جو اس کی اللہ تعالیٰ نے نبی سے یہ قید اٹھادی تھی برخلاف مومنین کے ان کو نہ چار سے زائد بیویوں کی اجازت ہے اور نہ بغیر مہر مقرر کیے نکاح درست۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت نو بیویاں موجود تھیں حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت سودہ' حضرت ام سلمہ' حضرت زینب' حضرت ام حبیبہ' حضرت جویریہ' حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن دنیا کا سب سے بڑا بے مثال انسان جو اپنی فطری طاقت کے لحاظ سے کم از کم چار ہزار بیویوں کا مستحق ہوتو کیا نو کا عدد دیکھ کر کوئی انصاف پسند اس پر کثرت ازدواج کا الزام لگا سکتا ہے؟ آپ نے سب ازواج کے حقوق ایسے اکمل واحسن طریقے سے ادا فرمائے کہ جس کا تحمل بڑے سے بڑا طاقتور انسان مرد نہیں کرسکتا' گویا کثرت ازواج میں ایک بڑی مصلحت یہ ہوئی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل کے متعلق نبی کے احکام اور اسوہ حسنہ کی اشاعت کافی حد تک بے تکلف ہوسکے نیز مختلف قبائل وطبقات کی عورتوں کے آپ کی خدمت میں رہنے سے ان قبائل اور جماعتوں کو آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح ان کی وحشت ونفرت بھی کم ہوئی اور اپنے کنبہ کی عورتوں سے آپ کی پاک دامنی' خوبی اخلاق' حسن معاملہ اور بے لوث کریکٹر کو سن کر اسلام کی طرف رغبت بڑھی' شیطانی شکوک واوہام کا ازالہ ہوا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے عاشقوں اور آپ کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی ایک عظیم الشان جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ پرہیزگار وپاکباز کوئی جماعت سوائے انبیاء کے آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائی گئی اور جو کسی برے کریکٹر رکھنے والے کی تربیت میں محال تھا کہ تیار ہوسکے۔

تنبیہ: حضرت جویریہ' حضرت صفیہ' حضرت میمونہ قریشی نہیں تھیں۔ آپ کو جو جسمانی قوت عطا ہوئی وہ اہل جنت میں سے چالیس مردوں کے برابر تھی جن میں سے ایک مرد کی قوت سو کے برابر ہوگی' گویا اس حساب سے دنیا کے چار ہزار مردوں کے برابر قوت نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی تھی۔

آپ کے حق میں بعض امتیازات وتخصیصات آپ کی مخصوص مصلحتوں کے لحاظ سے ہیں تاکہ آپ کے مقاصد پیغمبرانہ ومصالح میں ہرج واقع نہ ہو۔

لکیلایکون علیک حرج کا ربط نحوی قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم سے ہے اور وما ملکت ایمانھم درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے ہے۔

بقیہ نمبر 591

پہلے بیوت کی اضافت ازواج النبی کی جانب کی گئی تھی اور یہاں بیوت کی اضافت نبی ﷺ کی جانب کی گئی اور یہ دونوں اضافتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں' وہ گھر رسول اللہ کے بھی تھے اس معنی میں کہ آپ ہی ان گھروں کے مالک تھے اور وہ گھر آپ کی بیویوں کے بھی تھے کیونکہ وہ گھر ان کے مسکن تھے۔ وہاں مقصود تو ازواج کرام کو ان کے مسکنوں کے شرف واحترام کی یاددہانی تھی' اس لیے رسول کے گھر کو ان بیویوں ہی کا گھر کہنا مناسب وموزوں تھا اس کے برعکس یہاں لوگ جس گھر میں جمع ہورہے تھے وہ رسول ہی کے گھر کی حیثیت میں جمع ہورہے تھے اس لیے یہاں رسول ہی کا گھر کہنا مناسب تھا۔

تنبیہ: یہاں کسی کو یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی اعلان حق سے مروت مانع ہوجاتی تھی' اصل بات یہ ہے کہ جس حق کا اظہار واجب ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور جس سے آپ کا حیا واقع ہوا وہ آپ کے نفس کا حق تھا کہ آپ کی طبیعت پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور اس سے حکم شرعی کا اخفا لازم نہیں آتا۔

بقیہ نمبر 592

کیلئے اللہ تعالیٰ سے اس رحمت خاص کی دعا کرتے اور اسے ان کے حق میں طلب کرتے رہیں' اسی کو ہماری زبان میں درود بھیجنا کہتے ہیں۔ صلوٰۃ سے یہاں مراد رحمت عام نہیں بلکہ رحمت خاص ہے۔ نبی کے شایان شان مومنین کو ذات رسالت کے ساتھ اس طریقہ پر جو ربط پیدا ہوسکتا ہے وہ بالکل ظاہر ہے اور خود رسول اللہ ﷺ کے مراتب عالیہ میں بھی ان دعاؤں سے ترقی واضافہ ممکن ہے آپ پر سلام بھیجنے کے معنی مجموعہ دوامر کا ہے' ایک دعا ہے سلامت عن الافات کی اور دوسرا ثنا ہے جو اس دعا کے لیے لازم ہے کیونکہ معنوی طور پر صلوٰۃ کا صیغہ خاص کر ثنا کے لیے مستحق ہے' پس حالت حیات میں تو دونوں (یعنی ہر قسم کی پریشانی سے بچاؤ) چیزیں ہوسکتی ہیں۔ جبکہ وفات کے بعد دوسری چیز یعنی ثناء ہی کے معنی باقی رہ جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ سلام بھیجنا تو ہم سیکھ چکے یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اور صلوٰۃ (درود) آپ پر کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ درود کے فرض ہونے پر اتفاق ہے حنفیہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک عمر میں ایک بار بھی پڑھ دیا جائے تو فرض ادا ہوگیا۔ جس طرح کلمہ توحید اور تصدیق بالنبی عمر میں ایک بار ادا کرنے سے فرض ادا ہوجاتا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے درود شریف کے چالیس فوائد ذکر کیے ہیں بعض یہ ہیں۔ (۱) درود شریف پڑھنے والے پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (۲) دس درجے اس کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ (۳) دس نیکیاں اس کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ (۴) دس برائیاں اس سے دور کی جاتی ہیں۔ دعا مانگنے سے پہلے درود پڑھا جائے تو دعا قبول ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ (۶) درود سے نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۸) مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔

تنبیہ: بجائے اسم ذات محمدؐ لانے کے جیسا کہ قرآن کا عام دستور حضرات انبیاء کے معاملہ میں ہے اسم صفت النبی لانا آپ کے مزید اعزاز واکرام کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ف۴: ارادتاً اور جان بوجھ کر رسول کو ایذا پہنچانا تو صرف کافروں اور منافقوں کا کام ہوسکتا ہے۔ اور آخرت وعیدیں بھی انہی کے حق میں ہیں' البتہ بعض مسلمان اپنی سادہ لوحی' اور بے خیالی سے بلا ارادہ رسول اللہ کو تکلیف پہنچانے کا سبب بن جاتے تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور رسول کے تکلیف پہنچانے کو اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے ساتھ ضم کر دینا گویا رسول کو تکلیف دینے کی اہمیت اور شدت ظاہر کرنے کیلئے ہے اور اللہ کو ایذا پہنچانا بھی ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف عمل کئے جائیں (یا یوں کہا جائے کہ مقصود کلام ایذاء رسول ہے اور اللہ کے نام کے ساتھ عطف رسول کے اعزاز واکرام کے لیے ہے) اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا اس کی تکذیب کرنا اور صحابہؓ کو گالی دینا بھی رسول اللہ ﷺ کو ایذا میں داخل ہے جیسا کہ حضرت نے فرمایا "مَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ" مسلمانوں کو اخلاق واعلیٰ معاشرت کی تعلیم دی جارہی ہے بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا یعنی بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہو جس سے کہ وہ سزا اور ملامت کے واقعی مستحق ہوجائیں تو اس قید کے لگ جانے سے تادیب وسیاست حسب قواعد شرعی کا جواز نکل آیا۔

بقیہ نمبر 593

ہوا کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ توراۃ سے نقل فرماتے ہیں۔ فقہانے کہا ہے کہ مومنین کے درمیان وحشت ناک افواہیں اور مومنین کو تکلیف پہنچانے والی خبریں پھیلانا اس بات کا مستوجب ہے کہ اس کا مرتکب سزا پائے اور شہر بدر کیا جائے جب تک کہ وہ اس سے توبہ نہ کرلے۔

ف۳: وقت قیامت کے متعلق یہ سوال براہ طنز واعتراض منکروں کی زبان سے ہورہا تھا۔ قیامت کے وقت کا تعین اللہ نے کسی کو نہیں بتلایا مگر یہاں اس کے قرب کی طرف اشارہ کردیا' حدیث میں ہے کہ آپ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر فرمایا: اَنَا وَالسَّاعَةُ كَھَاتَیْنِ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی بیچ کی انگلی جس قدر آگے نکلی ہوئی ہے میں قیامت سے بس اتنا پہلے آگیا ہوں قیامت بہت قریب لگی چلی آرہی ہے "كُلُّ مَا اٰتٍ فَھُوَ قَرِیْبٌ" شاید یہ بھی منافقوں کے نفاق اور بد باطنی کی علامت ہے کہ جس چیز کا دنیا میں کسی کے پاس جواب نہیں وہی بار بار سوال کریں۔

بقیہ صفحہ 8

آڑ میں بیٹھے تھے جنہیں معلوم نہ تھا کہ حضرت موسیٰ • یہاں کہیں نہارہے ہیں اور نہ ہی موسیٰ • کو معلوم تھا کہ یہاں پر کوئی بیٹھا ہے' اتفاقاً ان کی نظر پڑی تو انہوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا کہ ہمارا خیال تو غلط ثابت ہوا وہ تو نہایت تندرست اور خوش منظر ہے۔ عریانی کے لیے سارا ننگا ہونا بھی کوئی ضروری نہیں تولیہ اور رومال جیسا کوئی سا چھوٹا کپڑا باندھ لیا ہوگا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ابن الجوزی سے نقل فرمایا ہے۔ انہوں نے اسے حَجَر پڑھ کر اس کا ترجمہ پتھر کیا گیا ہے مگر میں نے حجر زیر کے ساتھ پڑھ کر ترجمہ گھوڑی کیا ہے اور کسرہ سے اس کا ترجمہ گھوڑی کتب لغت میں خصوصاً صحیح بخاری میں موجود ہے پھر فتح پڑھ کر خواہ مخواہ اس میں پیچیدگی پیدا کرنا ٹھیک نہیں۔ ندب کا لفظ بھی ذی روحوں اور ان کے چمڑوں پر بولا جاتا ہے (ملاحظہ ہو اساس البلاغۃ' فائق زمخشری نہایہ ابن الاثیر' مجمع البحار اور جمادات پر اس کا استعمال سننے میں نہیں آیا اور فرار بھی ذی روح پر ہی بولا جاتا ہے جمادات پر اس کا اطلاق ٹھیک نہیں۔

ملحوظہ: حافظ عنایت اللہ صاحب معجزات اور حدیث کے منکر انسان تھے لہٰذا ان کی تاویل صحیح بخاری کتاب الغسل باب مَنِ اغْتَسَلَ عُرْیَانًا وَحْدَهُ فِی الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ وَالتَّسَتُّرُ اَفْضَلُ ج ۱

ملحوظہ: نہ جانے ہمارے شیخ کو کیا ہوگیا ہے کہ حافظ عنایت اللہ جیسے عقل گزیدہ اور معجزات کے منکر انسان کی اس بے دلیل تاویل کو لکھنا کیوں مناسب جانا ہے۔ چونکہ یہ تاویل سلف صالحین کی تفسیری منہج کے سراسر خلاف اور معجزات کے انکار پر مشتمل ہے لہٰذا ہرگز درخور اعتناء اور قابل التفات نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ صحیح البخاری کتاب الغسل میں ہے۔

ف۵: یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کے خوف کو بطور حال اپنے اوپر طاری کرلو۔ اللہ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ افراط وتفریط سے الگ اور عدل واعتدال کے مطابق جچی تلی اور پکی بات منہ سے نکالنا قول سدید ہے۔ عکرمہؓ نے کہا لا الہ الا اللہ قول سدید ہے ابن عباسؓ نے کہا جو شخص یہ چاہے کہ سب سے زیادہ عزت والا ہوجاؤں تو اس کو چاہیے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔

ف۵: امام راغب نے اپنی لغت میں امانت کے دو معنی توحید اور عقل لکھے ہیں اور ترجیح دوسرے معنی کو دی ہے' توحید الٰہی تو اصل فریضہ ہے اور عقل اسی توحید کی معرفت وشناخت کا آلہ ومعیار' عقل وقوت امتیازی کی بنا پر تو احکام الٰہی انسانوں پر فرض ہوتے ہیں۔ امانت کا بار اٹھالینا ہی رحمت کا موجب ہے اور اس کا ضائع کرنا ہی تعذیب کا سبب ہے۔ امانت سے احکام کی تشبیہ دینے کا مقصد غالباً ان کی ادائیگی کا وجوب ہے اور امانت سے مراد طاعت ہی کا ہونا اکثر اہل تحقیق سے منقول ہے یا پھر اصول وارکان دین مراد ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان وزمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں ہے یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں انسان میں خواہش اور ہے اور حکم اس کے خلاف اور اس پرائی چیز یعنی حکم کو اپنے جی کے برخلاف تھامنا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ ہے کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے اور آج بھی یہی حکم ہے کہ کسی کی امانت کوئی جان بوجھ کر ضائع کردے تو بدلہ (ضمان) دینا پڑے گا اور اگر بے اختیار ضائع ہوجائے تو بدلہ نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے احکام کی امانت کو آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کی جبکہ اس کو پورا پورا ادا کیا اور اس کی خیانت سے ڈرتے رہے یعنی جو احکام ان سے متعلق کئے انہوں نے ان کو پورا کیا اور جب انسان کو اس امانت کا متحمل بنایا تو اس نے اس میں خیانت کی کیونکہ وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے اپنے آئندہ کی برائی بھلائی نہیں جانتا' حالانکہ دانا کی شان یہ ہے کہ ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
مگر یہ نادان نادانی سے باز نہیں آتا

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ساتویں آسمان اور عرش سے خطاب ہوا کہ تم یہ امانت اور جو کچھ اس میں ہے اٹھاؤ گے؟ عرض کیا کہ اس میں کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ نیکی پر اجر وثواب اور بدی پر مواخذہ وعذاب تو اس پر سب نے عذر کر دیا' پھر اسی طرح زمین سے پھر پہاڑوں سے خطاب وجواب ہوا عذر یہ کہ اے پروردگار ہم تو محض تابع اور حکم بردار ہیں ہم عذاب وثواب نہیں چاہتے۔ ظلوم وجہول ظالم وجاہل کا مبالغہ ہے' ظالم وجاہل وہ کہلاتا ہے جو بالفعل عدل اور علم سے خالی ہو مگر ان صفات کے حصول کی استعداد وصلاحیت رکھتا ہو پس جو مخلوق بدء فطرت سے علم وعدل کے ساتھ متصف ہے اور ایک لحہ کے لیے بھی یہ اوصاف اس سے جدا نہیں ہوتے مثلاً ملائکہ' اللہ جو مخلوق ان چیزوں کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی مثلاً زمین' آسمان' پہاڑ وغیرہ' ظاہر ہے کہ دونوں اس مانت الٰہیہ کے حامل نہیں بن سکتے۔ بے شک انسان کے سوا جن ایک نوع ہے جس میں فی الجملہ استعداد اس کے تحمل کی پائی جاتی ہے اسی لیے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ میں دونوں کو جمع کیا گیا لیکن انصاف یہ ہے کہ ادائے حق کی امانت استعداد ان میں اتنی ضعیف تھی کہ امانت اٹھانے کے بارے میں کچھ قابل ذکر اور درخور اعتنا نہیں سمجھے گئے گویا وہ اس معاملہ میں انسان کے تابع قرار دیئے گئے۔ جن کا مستقل طور پر نام لینے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مجدد الف ثانی سرہندیؒ کی تحقیق میں امانت سے مراد ذاتی تجلی کی استعداد وقابلیت ہے۔ جنات عبادت سے صالح بن جاتے ہیں اور ملائکہ عصمت سے مقرب مگر انوار صفات سے صعود کر کے تجلی ذات سے یہ دونوں اصناف بھی مشرف نہیں ہو سکتیں اس لیے کہ تحمل نور ممکن نہیں بغیر ترکیب عنصر خاک کے' قیام انوار اجسام شفاف پر نہیں ہو سکتا اس کے محل وتحمل اجسام کثیف ہی ہو سکتے ہیں۔ یہی نکتہ ہے کہ خلافت دنیوی کے قابل عنصر خاک ہی قرار پایا۔ لِيُعَذِّبَ میں لام عاقبت کا حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ سے متعلق ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا درمیان میں بطور جملہ معترضہ آ گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 596

ثابت ہوتا ہے کہ یہ نرم ہونا کسی ایسی طرح سے تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام سے خصوصیت رکھتی تھی جو لوگ کہتے ہیں کہ اس لوہے کی اس نرمی سے مراد وہی نرمی ہے جو عموماً آج کل لوہے کے کارخانوں میں دیکھی جاتی ہے کہ ہزاروں من لوہا ڈھل کر پانی کی طرح بہہ رہا ہے تو اس معنی سے وہ خصوصیت جو آیت سے سمجھ میں آتی ہے رہ سکتی ہے؟ حضرت داؤد حکومت وسلطنت کے باوجود اپنا مستقل ذریعہ معاش صنعت زرہ سازی کو بنائے ہوئے تھے۔ اور اسی کی تجارت کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ صناعی ودستکاری منصب نبوت کے منافی نہیں ہے چہ جائیکہ مرتبہ ولایت کے منافی ہو۔

تنبیہ: فضلاً صیغہ نکرہ اظہار عظمت واہمیت کے لیے ہے منا یعنی یہ فضل ہماری طرف سے بلا کسی واسطے کے اور براہ راست تھا۔ او بی معہ یعنی پرندوں وغیرہ کی آوازیں نغموں کی طرح گونجتی تھیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 597

اپنے ملک میں جنگی عمارات بنانے کے لیے بناتے ہیں اور کبھی دوسری سلطنتوں کی جنگی عمارات کے ملاحظہ اور جانچنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے تماثیل کے معنی مورتیں اور تصویریں لے کر لکھا ہے کہ اس زمانے میں تصویریں بنانی جائز تھیں مذہب اسلام میں منع ہو گئیں جن کی ممانعت کا ثبوت احادیث میں ہے ان کا یہ کہنا سیاق آیت کے خلاف ہے کیونکہ سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی مضبوطی اور سامان جنگ کا بیان کرنا مقصود ہے پھر ایسے موقعہ پر قلعوں کے ساتھ تصویروں کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی دوسری چیزیں کھانے پکانے کے لیے اس زمانے کے دستور کے مطابق ہوں گی غرض جو کچھ مذکور ہے یہ سب ملک داری کی حیثیت سے ہے تصویروں کی ملکداری میں نہ اس وقت ضرورت تھی اور نہ اب ہے پس اس سے جو تصویر سازی اور تصویر رکھنے کا ثبوت نکالتے ہیں ان کا قول صحیح نہیں۔

ف۱: حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تمام کمال کے ساتھ چلتی رہی ملک کے کسی حصہ میں شور وشر پیدا نہ ہوئی یہاں تک کہ ان کا آخری وقت آ گیا تو وہ اپنے وقت پر وفات پا گئے مگر عام طور پر ان کی موت کی خبر شائع نہ ہوئی یہاں تک کہ زمین کے ایک کیڑے دیمک وغیرہ نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو سلیمان کی لکڑی کھا رہا تھا اس لکڑی کے گرنے سے سلیمان بھی گر پڑے تو جنوں کو بھی معلوم ہوا کہ ہمارا دعویٰ ہمہ دانی کا غلط ہے اگر ہم غیب کی باتیں جانتے تو اس ذلت کے عذاب سلیمان کی قید میں نہ رہتے یعنی اگر کسی شخص کو اپنے اعمال کا علم شروع میں ہو جیسا کہ آخر میں ہوتا ہے تو وہ کبھی ناشائستہ اعمال کر کے نادم نہ ہو۔ امام رازیؒ نے اَلْعَذَابُ الْمُهِيْنُ سے استدلال کیا ہے کہ یہ جنات مومن قسم کے نہ تھے کیونکہ مومنین نبی کے عہد میں عذاب مہین میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

آیت میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ کبھی قوی کو ضعیف سے بھی استفادہ علمی ہو جاتا ہے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام ہوا پر اڑ کر اور جنات پر حکومت کر کے بھی موت سے نہ بچ سکے تو کسی دوسرے بشر کا کیا ذکر۔

تنبیہ: حافظ عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی لکھتے ہیں جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کو وفات دے دی تو کچھ دنوں تک ملک کا انتظام وانصرام ان کے طریقہ پر بدستور چلتا رہا' پھر جب نیا قانون بنا کر نافذ کیا گیا اور جدید انتظامات شروع ہو گئے تو ملک کے عوام چونک پڑے کہ یہ کیا ہوا اگرچہ سابق بادشاہ کبھی کا فوت ہو چکا ہے مگر ہمارے لیے تو آج فوت ہوا کہ ہم موجودہ حکومت کے ظالمانہ رویہ سے مصیبت میں پڑ گئے۔ اگر ہمیں انتخاب کے وقت معلوم ہوتا کہ اس کی آئندہ روش یہ ہو گی تو ہم اس کے لیے بھاگ دوڑ کر کے ووٹ نہ پیدا کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف۴: یہاں تک بعض منیب اور شکر گزار بندوں کا ذکر تھا آگے ایک معرض وناشناس قوم سبا کا ذکر ہے جو بڑے عیش ورفاہیت اور خوش حالی اور فارغ البالی کے بعد کفروناسپاسی کی سزا میں تباہ کی گئی' یہ قوم یمن کی بڑی دولت منداور ذی اقتدار قوم تھی جو صدیوں تک ملک پر حکومت کرتی رہی' ان ہی میں وہ ملکہ بلقیس تھی جس کا حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مذکور ہے اور شاید یہاں سلیمان کے بعد سبا کا ذکر اس مناسبت سے بھی ہوا ہو۔ یہ ملک سبا وہی ہے جو عرب کے جنوب میں اب علاقہ یمن کہلاتا ہے نہایت سرسبز وشاداب اور زرخیز خطہ تھا' علاقہ میں دوطرفہ باغات کا سلسلہ متصل چلا گیا تھا۔ بعض مورخین نے کہا ہے کہ ان باغوں کی وسعت ۳۰۰ مربع میل کی تھی یہ سارا قصبہ خوشبودار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔

ف۵: اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو اور کفروعصیان کر کے ناشکرے مت بنو انبیاء کی زبانی اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہوگی۔ کہتے ہیں تیرہ نبی اس قوم کی طرف بھیجے گئے اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ انبیاء حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے آئے ہوں گے اور ان کے وارث بعد کو بھی سمجھاتے رہے ہوں گے' ان کے سلسلہ تعمیرات میں ایک چیز بند آب تھی جس کو عرب حجاز ''سد'' اور عرب یمن عرم کہتے ہیں۔ عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں پانی پہاڑوں سے بہہ کر ریگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا زراعت کے مصرف میں نہ آتا۔ اور ملک سباء کے لوگ مناسب موقعوں پر مختلف پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے تاکہ پانی رک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے کام آئے۔ ان سینکڑوں بندوں میں سب سے زیادہ مشہور سد مارب ہے جو ان کے دارالحکومت مارب میں واقع تھا اور شہر مارب کے دائیں بائیں دو پہاڑ ہیں جن کا نام کوہ ابلق ہے' ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۸۰۰ قم میں سد مارب کی تعمیر کی تھی' یہ بند تقریباً ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ایک دیوار ہے اور اس کا اکثر حصہ اب گر چکا ہے تاہم ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہے۔ سد کے دائیں بائیں مشرق ومغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ درست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ بلدۃ طیبۃ سے اشارہ ہو سکتا ہے کہ شہر کی لطیف آب وہوا کی جانب ہو۔

ف۶: نصیحت کو خاطر میں نہ لائے اور منعم حقیقی کی شکر گزاری سے منہ موڑے رہے تب پانی کا عذاب آیا وہ بند ٹوٹا تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں اور ان اعلیٰ درجہ کے نفیس میووں اور پھلوں کی جگہ تلخے درخت جھاڑ جھنکار رہ گئے۔ یہ واقعہ حضرت مسیح اور نبی کریم ﷺ کے درمیانی عہد کا ہے یہ عظیم الشان بند تخمیناً ۵۴۲ء میں ظہور اسلام سے کچھ قبل ٹوٹا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جب اللہ نے چاہا عذاب بھیجے اس پانی کے بند میں گھونس پیدا ہوئی اور اس نے اس کی جڑ کرید ڈالی پھر پانی نے زور کیا تو وہ بند ٹوٹ گیا اور وہ پانی عذاب کا تھا اور اس بند ٹوٹنے کی پیشین گوئی ایک کاہن نے کی تھی جبکہ اس پر بہت سے لوگ وطن چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے اور جو باقی رہے تو انہیں ان باغوں کے بدلہ میں یہ تلخی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔ واللہ اعلم

بقیہ صفحہ نمبر 598

ہی سے سمجھا اور کہا تھا کہ بنی آدم میں سے بہت کم شکر گزار ہوں گے۔ من یہاں بیانیہ ہے اس ترکیب کے لحاظ سے لفظ فریق گویا مومنین کی تشریح وتوضیح ہی کر رہا ہے' یہ مراد نہیں کہ مومنین میں سے ایک فریق محفوظ رہا اور دوسرا شیطان کی راہ پر چل نکلا۔

ف۵: لِنَعْلَمَ یعنی ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کر لیں' ان واقعات تکوینی سے مقصود ابتلاء وامتحان ہی تھا۔ یعنی شیطان کو ان پر مسلط کرنے کا مقصد تکوینی ہی یہ ہے کہ مخلص ومنافق کا امتیاز ہو جائے۔ شیخ الاسلام امام ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ یہاں ''لام'' عاقبت کا ہے جیسا کہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اگر بنظر ظاہر دیکھا جائے تو جھگڑا اور تنازع اس وقت مومنوں اور کافروں میں تھا اور آج بھی وہی تنازع ہے اور تمہارے مخاطب آج بھی وہی ہیں اور وہ تم سے اس لئے عداوت رکھتے ہیں کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہو' اسی سے اپنی تمام حاجات مانگتے ہو' اسی کو حاجت روا جانتے ہو اور یہ لوگ متعدد معبودوں کو مانتے اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں ہر ایک کے در سے التجا کرتے ہیں خوب سمجھ لو کہ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے تمام احوال وشؤن کی دیکھ بھال ہمہ وقت وہی کرتا ہے جس کو جتنی آزادی دے رکھی ہے وہ عجز وسفہ سے نہیں بلکہ حکمت ومصلحت کی بنا پر ہے۔ استثناء اس جگہ منقطع ہے۔

ف۶: ایجاد وتخلیق عالم سے لے کر روزانہ کے تصرفات تک کسی بھی چیز میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا مددگار نہیں۔ منقال سے مراد وہ بہت ہی تھوڑی مقدار ہے اتنی کم کہ کم ذہن میں بھی نہ آئے۔ شرک کی جتنی قسمیں عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں سب کی تردید اس آیت میں آ گئی۔ نہ کوئی کسی چیز کا مستقلاً مالک ہے' نہ کوئی حق تعالیٰ کی صفت مالکیت میں شریک ہے اور نہ ہی حق تعالیٰ نے کسی کو اپنے اختیارات نیابۃً سونپے ہیں۔

ف۷: یہ معبودان باطلہ خود تو کسی کی حاجت روائی کیا کرتے ان میں سے کسی میں اتنا بس اور سکت بھی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ خود کسی کی سفارش کرانا چاہے تو اس کے لیے انہیں حکم دے دے۔ اور مستقل شافع ہونے کا عقیدہ بھی دنیا میں شرک کا ایک بڑا سبب رہا ہے۔ بڑے بڑے مقربین کی یہ بھی طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی نسبت ایک حرف سفارش ہی زبان سے نکال سکیں انبیاء واولیاء اور ملائکۃ اللہ کی شفاعت بھی صرف انہی کے حق میں نافع ہوگی جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفارش کا حکم مل جائے۔ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مختلف خیالات رکھتے ہیں نافع وضار تو سب مانتے ہیں لیکن نفع وضرر کی وجوہات الگ الگ ہیں' کبھی کہتے ہیں مسیح خود اللہ ہے' پادری فنڈر لکھتا ہے کہ پہاڑ پر حضرت موسیٰ کو پکارنے والا مسیح ہی تھا (مفتاح الاسرار ص ۳۸) خدا نے ہمارے لیے جسم اختیار کیا (کتاب کلام اللہ دیباچہ ص ۴) کبھی کہتے ہیں مسیح ہمارا شفیع اور سفارشی ہے چنانچہ ان کا کلمہ طیبہ اشھدان لا شفیع الا المسیح یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیح کے سوا کوئی شفیع نہیں۔ قرآن مجید نے ان دونوں خیالوں کی تردید کی ہے' پہلے خیال کی تردید کہ مسیح اور ان کے سوا تمام سوی اللہ کی ذاتی ملکیت کی نفی کر دی اور لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ دوسرے خیال کی نفی کرنے کو فرمایا کہ کسی کی سفارش اسی وقت کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گی کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجازت ملے گی' تو جب سفارش حقیقۃً اللہ ہی کے اختیار میں ہے تو پھر شفاعت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ہی کو راضی کرنا چاہیے تا کہ وہ مالک اجازت فرمائے اور شفاعت قبول بھی کرے نہ کہ اس شفیع سے وہ معاملہ کرنا شروع کر دے جو کہ اصل بخشنہار سے کرنا چاہیے۔ پس مسلمانوں کو بھی اس آیت پر غور کرنا چاہیے جو بزرگوں سے منتیں مانگتے اور دعائیں کرتے ہیں' جب ان سے کہا جائے کہ ایسا کرنا منع ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ان سے نہیں مانگتے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں سفارشی بناتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کو شفیع سمجھ کر پکاریں تو بھی درست نہیں کیونکہ سفارش اور شفاعت کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ پس اس وجہ سے بھی کسی کو پکارنا یا آڑے وقت میں اس سے استمداد اور استعانت طلب کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور بعض بزرگوں کو فائدہ رساں اور دافع بلا سمجھتے ہیں اور ایصال خیر میں ان کو قادر سمجھتے ہیں حالانکہ تمام مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یملکون مثقال ذرۃ۔ شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

در بلایاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر
کیست در دنیا ازو گمراہ تر

بقیہ نمبر 599

دعوے اسلام کے خصوصی امتیاز میں سے ہیں' ایک یہ بالتصریح اور وضاحت سے کہنا کہ میری تعلیم ساری دنیا کے لیے ہے اور دوسرا پیغمبر اسلام کو سلسلہ انبیاء کا خاتم قرار دینا۔ تیسرا منصب یہ ہے کہ نیک کاموں پر لوگوں کو خوشخبری سنا کہ تم کو اچھا بدلہ ملے گا اور برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنا کہ انجام برا ہوگا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ نبی کا منصب کیا ہے وہ نبی کو اللہ تعالیٰ کا مشیر خاص یا بااختیار حاکم سمجھتے ہیں اس لیے اس سے ایسے ایسے سوال اور دعائیں کرتے ہیں جو اس کے منصب سے اعلیٰ ہوتی ہیں کوئی اس کو غیب دان جان کر حاضر ناظر سمجھتا ہے اور کوئی بااختیار جان کر اپنی حاجات طلب کرتا ہے۔

ف۵: یَقُوْلُوْنَ یہ کہنے والے مشرکین' منکرین قیامت تھے جو مسلمانوں سے مذاق اور طنز سے یہ سوال کر رہے تھے' جاہلیت کا سب سے بڑا فتنہ یہی آخرت فراموشی اور آخرت بیزاری کا ہے اور یہاں جواب جو نبی ﷺ کی زبان سے ادا کرایا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کا ایک وقت علم الٰہی میں معین و مقرر ہے اس کی تاریخ کا علم کسی کو نہیں دیا گیا وہ کسی کے طلب' تقاضہ' طنز و طعن سے نہیں آئے گی بلکہ وہ مقررہ وقت پر ہی آئے گی جب بھی اس کا آنا حکمت الٰہی میں مناسب ہوگا۔

بقیہ نمبر 602

گناہوں اور بدکاریوں کی ظلمات میں پھنسا ہوا پاتا ہے۔ ان تقوموا کھڑے ہو جاؤ یعنی مستعد و آمادہ ہو جاؤ' یہ مراد نہیں کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کے لئے یعنی نفسانیت ضد و تعصب سے پاک ہو کر اخلاص کے ساتھ سوچو۔ مثنیٰ و فرادیٰ اکیلے یا اکٹھے ہو کر کیونکہ بعضوں کا دماغ تنہا سوچنے میں خوب چلتا ہے اور بعض سے مجمع کے اندر ہی رہ کر خوب سوچ بنتا ہے۔ سب لوگوں کے اکٹھا ہونے میں دل پریشان ہو جاتا ہے اور فکر منتشر اور تعصب و نفسانیت پیدا ہوتی ہے انصاف نہیں رہتا۔ بصاحبکم ب یہاں فی کے معنی میں ہے من جنۃ میں من بیانیہ ہے۔

ف۶: یعنی اب دین حق کے آ جانے سے دین باطل کا بطلان بالکل واضح اور روشن ہو گیا' باطل میں اس کے مقابلہ کرنے کی تاب نہ رہی' اب حق کا زور کرنے والا نہیں' وہ سب پر غالب ہو کر اور باطل کو زیر کر کے رہے گا۔ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ محاورہ میں مراد ہلاک اور بے جان ہونے سے ہوتی ہے۔ شاہ رفیع الدین ترجمہ لکھتے ہیں کہ آیا حق اور نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے معبود باطل اور نہ دوبارہ کرتا ہے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اسلام اور حق آیا اور کفر کی جڑ نکلی کیونکہ جو چیز زندہ ہوتی ہے وہ پہلی بار کام کرتی ہے یا دوسری بار جس میں یہ صفت نہ ہو اس میں حیات نہیں ہوتی جیسے کہتے ہیں کہ یہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے یعنی ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مسجد حرام میں آئے بیت اللہ کے اردگرد بت تھے ان کو نیزے سے مارنے لگے اور یہ آیت پڑھنے لگے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ شیخ الاسلام امرتسری کا ترجمہ بھی یا محاورہ ہے لفظی ترجمہ نہیں

ملحوظہ: بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے عن عبداللہ بن مسعود قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وحول الکعبۃ ثلث مائۃ وستون نصبا۔ (صحیح البخاری باب ھل لکسر الدنان ج ۱ ص ۳۳۶) (عفیف)

ف۷: وہ سب کی سننے والا اور سب کے قریب ہے اس لیے اس کو سب کے حالات ایسے معلوم ہیں کہ کسی کے کہنے سنانے اور جتلانے کی حاجت نہیں اسی قرب اور علم کے مطابق وہ بندوں میں فیصلہ کرے گا وہ فیصلہ کیا ہوگا ایسا ہوگا کہ اس کا نمونہ دنیا میں نہیں۔ سمیع قریب میں مشرکوں کی تردید آ گئی جو جوا اپنے دیوتاؤں کو حاضر و ناظر تسلیم کرتے تھے جو نہ ہمہ داں ہیں اور نہ ہمہ بیں۔ یہ آیت بڑی سبق آموز ہے۔ رسول کو بایں جلالت و شرف حکم یہ ملتا ہے کہ کمزوری اور غلط روی کو اپنی ہی جانب منسوب کرو اور ہدایت و استقامت کو وحی الٰہی کی جانب تو جب رسول معصوم کا یہ حال ہے تو غیر معصوموں کا کیا حال ہوگا۔

بقیہ نمبر 603

کے ساتھ ممکن نہیں جتنی بھی صفات و کیفیات اس عالم سے متعلق یہاں بیان کی جاتی ہیں وہ سب بطور تقریب یعنی ان کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔ مثال سمجھ کو قریب کرنے کے لیے ہوتی ہیں اسی عام قاعدہ کے تحت فرشتوں کے بازوؤں کو بھی سمجھنا چاہیے انہیں کلی طور پر دنیا کے پرندوں کے پروں کا عکس سمجھ لینا صحیح نہیں' چنانچہ خود ثلث (تین تین بازوؤں) کا نقشہ تو دنیوی مشاہدہ کے خلاف ہی ہے۔

بقیہ نمبر 604

فرقہ خوارج پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ وہی لوگ مسلمانوں کا خون بہانا جائز سمجھتے ہیں اور دوسرے اہل کبائر بہرحال کبائر کو جائز تو نہیں سمجھتے مگر حسب تقاضائے حکمت و مصلحت تکوینی ضلال و ہدایت کا ترشح اس کی طرف سے بتقاضائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت ہی ہوتا رہتا ہے' ایک کی آنکھ پر گویا پٹی بندھ جاتی ہے اور اس کی عقل وفہم گویا اندھی ہو جاتی ہے اور دوسرے کی آنکھیں کھلی اور روشن رہتی ہیں اور اس کی عقل وفہم درست وقائم رہتی ہے' یہ خیال نہ کرو کہ کوئی آدمی دیکھتی آنکھوں برائی کو بھلائی کیونکر سمجھ لے گا' اللہ تعالیٰ جس کو بری استعداد اور برائی اختیار کرنے کی بنا پر بھٹکانا چاہے تو اس کی عقل اسی طرف چل پڑتی ہے اور جس کو حسن استعداد اور حسن اختیار کی وجہ سے ہدایت پر لانا چاہے تو پھر کسی شیطان کی طاقت نہیں کہ جو اسے غلط رستے پر ڈال سکے یا الٹی بات سمجھا دے۔ بہرحال جو شخص شیطانی اغواء سے برائی کو بھلائی' بدی کو نیکی اور زہر کو تریاق سمجھ لے تو کیا اس کے سیدھے راستے پر آنے کی کچھ توقع ہو سکتی ہے؟ جب نہیں ہو سکتی اور سلسلہ ہدایت وضلالت کا سب اللہ کی مشیت وحکمت کے تابع ہے تو آپ معاندین کے غم میں خود کو کیوں ہلکان کرتے ہیں۔ اس حسرت میں کہ یہ بدبخت اپنے فائدے کی بات کو کیوں قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے تمام کرتوت جانتا ہے اور وہ خود ہی ان سے نپٹ لے گا آپ دل گیر وغمگین نہ ہوں۔

بقیہ صفحہ نمبر 605

انسانی سے ہے۔ ثم من نطفة اس خلق کا تعلق ہر ہر فرد سے ہے۔

ف۴: اوپر سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آرہے ہیں اس کے ضمن میں لطیف اشارے اسلام کے غلبہ کی طرف بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں' اللہ تعالیٰ کفر کو مغلوب ہی کرے گا اگر چہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا مسلمانوں سے قوت دین اور کافروں سے جزیہ خراج اور کھانے والی مچھلیاں نمکین وتلخ سمندر اور شیریں وخوش ذائقہ سب دریاوں میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ زیور سے اس سیاق میں مراد موتی اور مونگا وغیرہ ہیں جو انسانی لباس' زیور اور آرائش وغیرہ کے کام آتے ہیں۔ موتی' مونگا اور جواہر اکثر کھارے پانی سے نکلتے ہیں۔ آیت میں ایک طرف تو دنیا کے نظام الٰہی کی وحدت' تنظیم ومنافع بخشی سے صانع کی توحید اور کمال قدرت اور کمال صنعت اور صنعت نعمت بخشی پر استدلال ہے اور دوسری طرف ترغیب عمل رہی ہے۔ بحری تجارت کی کیونکہ یہ شخصی دولت اور قومی ثروت دونوں کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جسے مسلمان صدیوں سے بھول ہی چکے ہیں۔ بحری تجارت کی اہمیت ومنفعت عظیم کے قائل مفسرین قدیم تبع تابعین بھی رہ چکے ہیں۔ پس کامیاب بحری تجارتوں کے بعد بہک نہ جانا اور عیش وعشرت اور غفلت میں نہ پڑ جانا کہ کہیں دین واخلاق کی راہ پر قائم نہ رہ سکو۔

بقیہ صفحہ نمبر 606

اَثْقَالَهُمْ﴾ (العنکبوت: ۱۳) کے خلاف نہیں جس کا معنی یہ ہے کہ یہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور (لوگوں کے) بھی بوجھ اٹھائیں گے۔ اس لیے کہ خود گمراہ ہونا اور دوسروں کو گمراہ کرنا یہ دونوں ان کا اپنا ہی بوجھ ہے غیر کا نہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے بری رسم نکالی اس کا گناہ اس پر ہے اور جتنے لوگ قیامت تک اس پر عمل کریں گے ان کے عمل کا بوجھ بھی اس پر ہوگا اس لیے کہ اس سے یہ رسم جاری ہوئی تو اس لئے اس کو بھی اس سے حصہ ملنا چاہیے پس آپ تو انہیں ڈرا سکتے ہیں جو اپنے پروردگار کو اپنا حقیقی مالک ومختار سمجھ کر اس کو دیکھے بغیر اس سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں' وہ مومنین ہیں اور انہی کو تیرے ڈرانے کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ کی تعلیم وتبلیغ سے نفع تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو طالب حق ہوتے ہیں اس وقت بھی اور انجام کار بھی اور وہ تمام امور میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر اس راز کو سمجھنے والے بہت کم ہیں دراصل وہی لوگ صاحب بصیرت ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 607

فرق پر زیادہ آپ کو حیرت نہ ہو' بارش کا پانی تو ایک ہی ہے جو سب پھلوں کو پیدا کرتا ہے اس پر بھی ان کی شکلیں' مزے' تاثیریں سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں' ان واقعات کا جاننا ایک بڑا علم ہے جس کو آج کل لوگ سائنس یا فلسفہ کہتے ہیں' بہت سے لوگ ایسے واقعات جاننے والوں کو عالم کہتے ہیں ان کے نزدیک سوائے سائنس دان کے کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔

ف۵: الہامی نوشتوں کی اصطلاح یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں پس یہی اللہ تعالیٰ کا خوف علماء کی علامت ہے ورنہ صرف کتابی علم آگ کا حصہ ہے' مختصر یہ کہ جب تک علم کے مطابق علم نہ تو ہو وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے جس علم سے یہ سکہ دل پر بیٹھے کہ اللہ بڑا غالب بخشنے والا وہی علم ہے اور نہیں۔ علماء وہ ہیں جو علم معرفت رکھتے ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا علماء وہ ہیں جو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ عکرمہؒ کی روایت ہے ابن عباسؓ کا قول ہے عالم بالرحمٰن اللہ کے بندوں میں سے وہ ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اور اللہ کا حکم نگاہ میں رکھے اور یقین رکھتا ہو کہ مجھے اللہ کے پاس حاضر ہو کر عملوں کا حساب دینا ہے۔

ف۶: سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ اللہ کا ڈر وہ ہے جو تجھے اللہ کی نافرمانی سے روک دے۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ عالم وہ ہے جو بن دیکھے اللہ سے ڈرا اور جس کام کی اللہ نے ترغیب دی ہے اس کی طرف رغبت کی اور جس کام سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہے اس سے بے رغبت ہو' پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ علم یہ نہیں کہ احادیث بہت یاد ہوں بلکہ علم یہ ہے کہ اللہ کا ڈر بہت ہو۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم کثرت روایت سے نہیں حاصل ہوتا بلکہ وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔ حاصل یہ کہ علماء وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم رکھتے ہیں اور اسی لیے دلائل قدرت میں غور کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اصطلاحی علماء مراد نہیں بلکہ وہ اشخاص مراد ہیں جو اللہ اور اس کے احکام کی معرفت رکھتے ہیں ان کا عمل بھی ان کے مرتبہ علم ومعرفت کے متناسب رہتا ہے۔

تنبیہ: غفور اس موقع پر لانے سے عارفین نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ اسی میں علماء خائفین کیلئے تسکین بھی ہے کہ خطائے اجتہادی معاف کر دی جائے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر 609

میں سے ایسی صفت ہے جس کے سمجھنے میں مشرک قوموں نے ٹھوکر کھائی ہے اس لیے ضرورت پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کاملیت کو اور اسراء وخفایا اور جزئیات ودقائق پر اس کے محیط ہونے کو بار بار بیان کیا جائے۔

ف۶: اسی نے تم لوگوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا دنیا کی چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت ہے ان چیزوں پر تم کو بھی استعمال کرنے کا اختیار دیا مگر تم لوگوں نے اس خلافت کی قدر نہ کی اور اس بات سے بالکل غافل ہو گئے کہ ؎

مہاں زور مندی کمن برکہاں
کہ بریک نمط سے عاند جہاں

تم نے اس خلافت کے عطا کرنے والے ہی سے انکار کیا جس کا لازمی نتیجہ تمہارے حق میں مضر ہونا تھا۔ یہاں کفر اور اہل کفر کی تین حقیقتیں بیان ہوئی ہیں فمن ..... کفرہ کفر کا وبال اسی کافر پر ہی پڑتا ہے نہ کہ کسی دوسرے پر۔ پہلی حقیقت یہ ہوئی ولا..... مقتا اہل کفر ڈھیل پا کر اپنے کفر پر نازاں نہ ہوں حق تعالیٰ کے ہاں ان کے ہر کفر سے ان کی مغضوبیت اور معتوبی اور بڑھتی جاتی ہے اور اس کا تحقق اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔ ولا ..... خسارا کفر سے اہل کفر کا خسارہ آخرت میں بڑھتا ہی جاتا ہے اور وہ خسارہ کیا ہے؟ جنت سے محرومی اور دوزخ میں دخول۔

تنبیہ: خلیفہ بنایا زمین میں یعنی رسولوں کے بعد حکومت دی یا پہلی امتوں کے بعد اب اس کا حق ادا کرو۔

بقیہ حاشیہ نمبر 611

سے مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں کچھ برادری کا لحاظ ہے تو کچھ رسم ورواج کی پابندی کہیں شرک وکفر کی محبت ہے تو کہیں نفسانی خواہشات کی بندش۔ یہ طوق عادات ورسوم حب جاہ ومال اور تقلید آباء واجداد کے تھے جنہوں نے ان کے گلے سختی سے دبا رکھے تھے اور نخوت وتکبر کی وجہ سے ان کے سر نیچے نہیں جھکتے تھے۔ نبی کی عداوت نے ان کے اور قبول ہدایت کے درمیان دیواریں کھڑی کر دی تھیں جاہلانہ رسوم واطوار اور خواہشات وآرائے فاسدہ کے اندھیروں میں اس طرح بند تھے کہ آگے پیچھے اور نشیب وفراز کچھ نظر نہ آتا نہ ماضی پر نظر تھی نہ مستقبل کا خیال یعنی نہ آگے دیکھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے یہ تمام مثالیں ان لوگوں کے بعد عن الایمان کی ہیں۔ یعنی چونکہ انہوں نے خود قوت ارادی سے صحیح کام نہیں لیا تو اس لئے توفیق ہدایت بھی ان سے مطلق سلب ہو گئی۔ غفلت ان لوگوں کی ارادی اور مجرمانہ تھی لیکن یہاں بحیثیت مسبب الاسباب کے ان حالات کو حق تعالیٰ کی طرف اس لیے بھی منسوب کیا گیا ہے کہ خالق خیر وشر کا وہی ہے اور اسباب سبب کا مرتب ہونا اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ صیغہ متکلم انا جعلنا و جعلنا ان سب مقامات پر حق تعالیٰ کی جانب محض نظام تکوینی کے علت العلل کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے۔ ان کی تمثیل میں کہا گیا کہ ان کے آگے پیچھے دیوار ہے ورنہ اصل میں وہ دیوار کوئی اینٹ چونے کی نہیں بلکہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے۔

ف۶: ان کو برابر ہے لیکن آپ کے حق میں برابر نہیں بلکہ ایسی سخت معاند اور سرکش قوم کو نصیحت کرنا اور اصلاح کے درپے ہونا عظیم درجات کے حصول کا سبب ہے اور کبھی یہ اخلاق دوسروں کی ہدایت کا باعث بن جاتا ہے اس لیے آپ زیادہ غم وفکر میں نہ پڑیں لیکن ساتھ ہی اپنی تبلیغ جاری رکھئے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 612

نے لکھا ہے کہ اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ بستی تھی جس کی طرف حضرت نے واقعات کی رو سے اعتراض کیا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد بھی چونکہ بواسطہ حضرت عیسیٰ اللہ کے رسول تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کہا' اس سے بعض عیسائیوں نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا کہ قرآن مجید بھی حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا قائل ہے کیوں کہ قرآن میں مسیح کے رسولوں کو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور مسیح ایک ہی ہیں یا مسیح میں بھی الوہیت ہے۔ عیسائیوں کے اس تمسک اور دلیل کی بنا ان مفسرین کے قول پر ہے جنہوں نے ایسی تفسیر کی۔ لیکن قرآن کی آیت کو قرآن ہی کی اصطلاح میں دیکھیں تو نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ کسی جواب کی حاجت' کیونکہ جتنے دوسرے مقامات پر یہ لفظ انا ارسلنا آیا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اپنے رسول بھیجے تو اس لئے یہاں بھی وہی مراد ہے اور رہا یہ کہ وہ بستی کون سی ہے جس کا یہاں ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام نہیں بتلایا نہ اس کے رسول ﷺ نے اس کی تعیین کی ہے اور نہ ہی اس کی تعیین میں کوئی مزید فائدہ ہے اگر اس میں کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس کا نام لے دیتا پس ہم بھی اس کی تعیین نہیں کر سکتے جس کو اللہ تعالیٰ نے مجمل چھوڑ دیا۔

ف۵: منکرین نے کہا کہ تمہاری شخصی صداقت کا زیر بحث ہونا الگ رہا۔ ہم نفس مسئلہ رسالت ونبوت ہی کے قائل نہیں محض انسان اور پیغمبر ہو جائے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا جاہل قوموں کو پیغمبروں کی دعوت قبول کرنے میں سب سے بڑی ٹھوکر یہی لگتی ہے کہ یہ ہماری جیسی بشریت کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعویٰ کیسا؟ یہ فقرے ذہن کو اس طرف لئے جاتے ہیں کہ یہ لوگ براہ راست اللہ ہی کے رسول تھے' جیسا کہ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

ف۵: یعنی کیا اندھیر ہے کہ عین جو طریقہ سعادت دارین اور فلاح دنیا اور آخرت کا بتایا جاتا ہے اسی کو نحوست قرار دے رہے ہو اور تم جن واقعات کو نحوست قرار دے رہے ہو وہ تو خود تمہارے ہی کرتوت ہیں' تم ہی نے حق کے قبول سے انکار کیا تو تمہارے اندر افتراق وتشتت پیدا ہوا تم ہی نے پیام الٰہی کو ٹھکرایا تو تمہارے سامان معاش میں بے برکتی پیدا ہوئی۔ قدیم جاہل قوموں میں سعد ونحس کا تخیل بہت زیادہ پھیلا ہوا تھا بات بات میں شگون۔ فال وغیرہ کا رواج عام تھا مکالمہ اسی فضا میں ہو رہا ہے کہنے لگے کہ یہ جو آئے دن ہم پر آفات ارضی وسماوی نازل ہو رہی ہیں ان میں ہم تمہاری نحوست سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو ہمارے ملک اور شہر میں یہ آفات آنے لگی ہیں۔ بدقسمتی سے آج کے اکثر مسلمانوں نے بھی ان چیزوں کو اپنا لیا اور ان کے عقائد بھی ان چیزوں کے بارے میں وہی ہیں جو کہ ان لوگوں کے تھے۔ فرمایا نحوست اور شامت اعمال تو خود تمہارے ساتھ ہے جو رات دن بدکاریوں میں مبتلا ہو کیا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ تم سمجھانے والوں سے لڑتے ہو ہرگز یہ ایمانداری نہیں بلکہ عقل مندوں کے نزدیک تم بڑے بے ہودہ ہو اس لیے تمہیں میٹھی دوا بھی بوجہ صفرا تلخ لگتی ہے۔ ان ذکرتم اس کا جواب محذوف ہے یعنی کیا اگر کوئی تم کو نصیحت کرے تو اس سے نشومی ناجار کی سمجھو گے گمراہی میں حد سے گزرنا تمہاری عادت ہے اس لیے اپنے خیر خواہ کو نامبارک سمجھتے ہو۔

ف۶: عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے یہ حبیب نجار تھے جب اس بستی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اللہ کے تین رسولوں سے جھگڑ کر شہید کرنے کا قصد کیا تو حبیب دوڑ کر آئے تاکہ جہاں تک ہو سکے اللہ کے رسولوں کی مدد کریں یہ بڑے نیک شخص تھے جو کچھ کماتے تھے آدھا خیرات کرتے اور آدھا اپنے خرچ میں لاتے تھے جذام کے مرض میں مبتلا تھے' جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو نصیحت کرنی شروع کی تو لوگوں نے ان پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا' عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں لوگوں نے ان کو اس قدر پیروں سے کچلا کہ ان کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ان کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اس قوم کے ہلاک کرنے کا حکم دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس بستی کے دروازہ پر آ کر چنگھاڑ ماری جس سے تمام بستی کے انسانوں کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ مر گئے۔ ان کی ہلاکت کے لیے آسمان سے کسی فوج کو اتارنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ صرف ایک چنگھاڑ کافی تھی' یہ واقعہ حضرت موسیٰ سے پہلے کا ہے۔ مَنْ لَا یَسْئَلُکُمْ اَجْرًا انبیاء کی یہ خصوصیت قرآن مجید میں بار بار بیان ہوئی ہے کہ وہ تبلیغ و دعوت کسی قسم کے دنیوی معاوضہ کے لالچ میں نہیں کرتے۔

بقیہ صفحہ نمبر 613

ہر قسم کے تاثر و انفعال سے بالاتر ہے۔

ف۴: یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے انبیاء سے ٹھٹھا کر کے تباہ و برباد ہو چکی ہیں' ان کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہے اور کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آیا اور عذاب کی چکی میں پس کر سب برابر ہو گئیں۔ اس دنیوی ہلاکت سے قطع نظر اصلی سزا تو اسی عالم آخرت میں ہوگی اور وہ ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ہوگی۔ انهم الیهم لا یرجعون یا اس کے ہم معنی دوسری آیات میں صرف ایک عام قانون و عادت الٰہی کا بیان ہے اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کہیں اور کسی خاص موقع پر بطور خرق عادت بھی ایسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ کج فہموں نے ان آیات سے سمجھا ہے' یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ ہلاک ہو کر ادھر واپس نہیں آتے تو بس قصہ ختم ہوا' نہیں بلکہ سب کو پھر ایک دن اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہونا ہے جہاں بلا استثناء سب مجرم پکڑے ہوئے آئیں گے۔ لما میں ما زائدہ ہے اور یہ مزید تاکید کے لیے ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 614

وہ فلاسفر زمین کو بالکل ساکن مانتے تھے' مگر زمانہ حال کے یورپی فلاسفروں کی تحقیق یہ ہے کہ یہ زمین اور دیگر سیارے سب کے سب سورج کے گرد گھومتے ہیں اور سورج فقط اپنے محور میں متحرک ہے اور رہا یہ مسئلہ کہ زمین حرکت کرتی ہے یا آسمان تو یہ بات بحث طلب ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ زمانہ حال کے فلاسفر اگر پرزور دلائل سے زمین کی حرکت کو ثابت کر دیں تو قرآن مجید کو اس کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں بلکہ بعض مقامات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے اگر زمین کا سکون اور سورج کی حرکت ثابت ہو جیسا کہ گزشتہ فلسفہ کی تحقیق ہے اور مشاہدہ بھی اس کی شہادت دیتا ہے تو اس سے بھی قرآن مجید کو انکار نہیں بہرحال یہ مسئلہ اثبات و انکار کا قرآن مجید کے مخالف نہیں ہے اور فلسفہ جدیدہ کو اگر انکار ہے تو وہ حرکت یومیہ سے ہے' کیونکہ ان کے نزدیک حرکت یومیہ زمین کی حرکت کا نام ہے اور رہی سورج کی اپنی محوری حرکت تو وہ دونوں فلسفوں میں مسلم ہے۔

ف۵: چاند' سورج' زہرہ' مشتری اور مریخ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں یہ ہے نظام شمسی جو نظام ارضی سے بدرجہا بڑا ہے' کیا اتنا بڑا نظام شمسی جو ساری زمین سے بھی کئی گنا بڑا ہے یہ بغیر کسی محافظ کے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا بھی ایک زبردست محافظ ہے اور اسی محافظ کی طرف تمام انبیاء اور سید الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بلاتے اور اسی سے دل بستگی کا سبق دیتے رہے' پس جو ہستی رات دن اور چاند سورج ادل کا بدل کرتی ہے تو وہ تمہارے فنا کرنے اور فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنے سے کیسے عاجز ہو سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ کی تعبیر کا نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند مہینہ کے آخر میں ملتے ہیں تو چاند سورج کو پکڑتا ہے' سورج چاند کو نہیں پکڑتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لا القمر ینبغی له ان یدرك الشمس نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم۔

ف۶: ہم نے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ بوجھ اٹھا سکے' لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکتی ہے اس کے ساتھ لوہا بنایا پھر ساتھ ہی اس کے بنانے کا لوگوں کو ڈھب بتایا پھر انسان نے دریا اور سمندر کے پانی سے سواری کا کام لینا اس کے طول و عرض کا عبور کرنا اس کے مناسب حال کشتی بنانا پھر کشتی چلانا وغیرہ وغیرہ سیکھ لیا' لدی پھندی کشتیوں سے صاف اشارہ بحری تجارت کی طرف ہے' بڑے بڑے تجارتی جہاز اور سامان سے کھچا کھچ لدے ہوئے اسٹیمر سب اسی کے تحت آ جاتے ہیں۔ من مثلہ کے اطلاق میں بڑی وسعت ہے گھوڑا' ٹٹو' سائیکل' موٹر کار' لاری ان کے علاوہ ریل' طیارہ وغیرہ سب کچھ ہی اس کے تحت میں آ سکتے ہیں۔

ف۷: کوئی فریادرس نہیں جو غرق ہونے سے بچا سکے اور موت سے چھڑا سکے' اس آیت میں اس سلسلہ کے تمام مشرکانہ خیالات کی تردید آ گئی۔ یہ جو اخباروں میں آئے دن ہوائی جہازوں اور طیاروں کی گر گر کر پاش پاش ہونے کی خبریں چھپتی رہتی ہیں یہ آیت ان پر کتنی منطبق ہے' وائرلیس وغیرہ کے آلات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ پس سوائے ہماری رحمت اور دستگیری کے کوئی بھی ان کا حامی یا مددگار نہیں ہے' بے بس اور بے کس بندوں کے لیے الا رحمة منا کا کتنا بڑا سہارا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 616

ہی نہ کر سکیں۔ چنانچہ ہر ایک عضو اللہ کی قدرت سے بولے گا اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس وقت وہ اس کے پاس آئیں گے تو اس وقت ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی جلدیں ان کے کیے ہوئے اعمال پر گواہی دیں گے اور اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے اعضاء کو ڈانٹ ڈپٹ کریں گے کہ تم نے ہم پر گواہی کیوں دی تو اعضا جواباً بول کر کہیں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی جو ہر چیز کو بولنے کی طاقت عطا کرتا ہے۔ یہ حال کافر اور منافق کا قیامت کے دن ہوگا کہ جب وہ انکار کریں گے کہ ہم نے یہ برے افعال نہیں کیے تو اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر کرے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کا حکم دے گا پس وہ جوڑ اس کے سب کام بتلا دیں گے پھر بندے کو بولنے کی طاقت مل جائے گی تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا تم خیر سے دور ہو تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا تھا اور تمہارا ہی بچانا مجھے منظور تھا سو تم خود گناہ کا اقرار کر کے دوزخ میں گرتے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ نمبر 617

معبود بناتے ہیں کہ کس طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے حالانکہ وہ مصنوعی معبودان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ لوگ ان کے حضور جماعتوں میں حاضر ہوتے ہیں جب یہ ایسے بے وقوف ہیں تو ان کی کسی بات سے کیا ملال؟۔ صاحب ماجدی نے لکھا ہے کہ مشرک اپنے معبودوں سے توقع تو یہ رکھتا ہے کہ وہ اگلے جہاں میں اس کے کام آئیں گے' یہ ہونا تو الگ رہا بلکہ حشر میں وہ اس کے فریق مخالف کی حیثیت سے پیش ہوں گے اور الٹے اسی پر الزام رکھیں گے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ مشرک جن کی پوجا اس امید پر کرتے ہیں کہ یہ ہم کو مدد دیں گے تو قیامت کے دن جب مشرکوں سے حساب لیا جائے گا تو یہ تمام معبود اکٹھے کئے جائیں گے تا کہ ان پوجنے والوں کو غم زیادہ ہو اور جھوٹے معبودوں کا ضعف ثابت ہو جائے اور اچھی طرح حجت قائم ہو جائے۔ حاصل یہ کہ مشرکین سمجھتے ہیں کہ مشکل وقت میں کام آئیں گے اور مدد کریں گے تو یاد رکھو کہ وہ تمہاری تو کیا وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور جب تم کو مدد کی ضرورت ہوگی تو وہ اس وقت تمہیں گرفتار ضرور کرا دیں گے

پھر اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جن کی حمایت میں عمر بھر لڑتے رہے تھے وہ آج کس طرح آنکھیں دکھانے لگے۔

ف ۶: یعنی جب وہ توحید ربانی میں ایسی بیوقوفی کی باتیں کرتے ہیں تو پھر آپ کو اگر شاعر کہہ دیا تو اس میں کونسی بڑی بات ہے' آپ اپنا تبلیغی فرض ادا کر کے ہمارے حوالہ کریں ہم ان کے ظاہری و باطنی احوال سے خوب واقف ہیں اور ہم بالکل درست فیصلہ کر دیں گے۔

بقیہ نمبر 618

اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور وَيُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِهٖ صَفًّا کی طرف اشارہ ہے۔ حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الٰہی میں مناسب موقع سخت زجر کرنے والوں کی قسم ہے حالت جنگ میں بھی نصیحت کی کتاب قرآن شریف پڑھنے والوں کی قسم ہے ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے متعدد نہیں۔ يَاَوَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسمان میں اللہ کی حمد و تسبیح میں یا اس کے احکام کی تعمیل میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسمانی خبر رسانیوں سے شیطانوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا یعنی ان فرشتوں کی قسم جو ذکر الٰہی کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ تو قسم کا جواب بہر حال دونوں صورتوں میں یہی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ نہ زائد نہ تین میں سے ایک' نہ ایک تین میں تقسیم' بلکہ محض ایک' بیان توحید کا ہو رہا ہے اور ہر قسم کے شرک اور توحید فی التثلیث کی تردید ہو رہی ہے۔

تنبیہ: قسم محاورات میں تاکید کے لیے ہے جو کہ اکثر منکر کے مقابلہ میں استعمال کی جاتی ہے' لیکن کبھی کبھی صرف مضمون کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں قرآن کریم کی قسموں کے تتبع سے ظاہر ہے کہ عموماً جس چیز کی قسم اٹھائی جاتی ہے تو وہ بطور ایک شاہد یا دلیل کے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

بقیہ نمبر 620

جو ہمارے حال کے مناسب تھا لیکن تم کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ ہمارے چشموں میں آ گئے۔ بہر حال جو ہونا تھا ہو چکا اللہ تعالیٰ کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اس کی یہ بات کہ میں تجھ (شیطان) سے اور تیرے پروکاروں سے جہنم کو بھروں گا ثابت ہو کر رہی' پس ذمہ داری سے بری کوئی نہیں سب کو اپنا اپنا کفر بھگتنا ہے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اگر ہر گمراہ کی ذمہ داری اغواء کرنے والے پر ڈال دینے کا قاعدہ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر دنیا میں کوئی شخص قابل سزا ہی نہ رہ جائے گا کہ اس اغوا کرنے والے کو بھی تو کوئی اور اغوا کرنے والا ہوگا اور اس کا کوئی اور اس سے صاف دور اور تسلسل لازم آتا ہے اور ذمہ داری ایک سے دوسرے پر برابر بٹتی ہی چلی جائے گی۔

ف ۶: پس اس گفتگو سے تم لوگ جو ان کی گفتگو سن چکے ہو سمجھ گئے ہو گے کہ اس کا نتیجہ یقینی یہ ہوگا کہ بے شک وہ گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے والے اس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے جیسے کہ جرم میں شریک تھے۔

ف ۷: ایسے مجرموں کی علامت یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو وہ لوگ بگڑ کر اکڑ بیٹھتے ہیں اور ان کا تکبر و غرور مانع ہوتا ہے کہ نبی کے کہنے سے کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر لائیں جس سے کہ ان کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے خواہ دل میں اسے سچ ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں اور کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب دنیا کا معبود ایک ہی ہو؟ تنبیہ: مجرمین سے مراد عام گنہگار نہیں بلکہ کفر کرنے والے یعنی مشرکین مراد ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ لفظ اپنی مطلق صورت میں جہاں جہاں بھی قرآن مجید میں آتا ہے تو وہاں اس سے مراد کافر ہی ہیں۔ ان لفظ المجرم المطلق مختص فی الفرقان بالکافر (کبیر)

ف ۸: جب خالص بادلائل توحید ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو اسے قبول کرنے میں اور اپنے مشرکانہ عقائد سے دستبردار ہونے میں اپنی کسر شان سمجھتے ہیں اور نبی کے لیے یہ نظریہ قائم کئے ہوئے ہیں کہ یہ تو ایک شخص خیالی منصوبہ باز شخص ہے اس کے کہنے سے اپنے عقائد قدیم کیونکر بدل دیں' وہ نبی کو شاعر اس لیے نہ کہتے تھے کہ وہ شعر گو ہے بلکہ وہ اپنے خیال میں نبی کی تعلیم کو شاعروں کے وہمی خیالات جیسا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں اس راست باز ہستی کو شاعر کیسے کہا جا سکتا ہے جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا اور سارے جہان کے سچوں کی تصدیق کرتا ہے کیا مجنون اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اصول پیش کیا کرتے ہیں؟

بقیہ نمبر 622

واضح کر دیا کہ اہل جہنم پر یہ سزا صرف اس لیے ہوگی کہ انہوں نے دلیل صحیح کی پیروی چھوڑ کر محض اندھی تقلید شروع کر دی تھی۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اندھی تقلید کی مذمت میں اگر کوئی اور آیت قرآن میں نہ ہوتی تو یہی ایک آیت کافی تھی۔ لولم یوجد فی القران غیر هذه الاية فی ذم التقليد لكفى (کبیر)

ف: یعنی ہر زمانہ میں انجام سے آگاہ کرنے والے اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے والے آتے رہے تو جنہوں نے نہ سنا اور نہ مانا تو دیکھو کہ ان کا انجام کیسا ہوا پس اللہ کے وہ ہی چنے ہوئے بندے محفوظ رہے جن کو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور عاقبت کی فکر تھی۔ اب آگے جھٹلانے والوں کی عبرت اور مومنین کی تسلی کے لیے ڈرانے والے اور جن کو ڈرایا گیا ان کے قصے سنائے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف۸: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نوح (علیہ السلام) نے ہمیں اپنی نصرت اور کافروں سے انتقام کے لیے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی کیونکہ نیک بختوں کی دعائیں ہم بہت اچھی طرح قبول کیا کرتے ہیں اھلہ اھل سے مراد حضرت نوح کے خاندان والے نہیں بلکہ ہم عقیدہ اہل ایمان لئے گئے ہیں۔ الکرب العظیم سے کافروں کی تکذیب وایذاء سے پیش آنے والا غم مراد ہے طبعی عمر کمال کے منافی نہیں اور طبیعت کے تقاضے کاملین میں بھی باقی رہتے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 623

حضرت ابراہیم نے نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور وہ لوگ اپنی حسب عادت یہ سمجھے کہ یہ ستاروں کی مدد سے اپنا مستقبل دریافت کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ چونکہ لوگ ستارہ پرست تھے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا تا کہ ان لوگوں کو یقین ہو کیونکہ وہ ستاروں میں ایسی تاثیرات کے قائل تھے مگر دار اصل یہ خیال غلط ہے۔ انبیاء اور صلحاء کفار کو غلط خیالات پر قائم نہیں رکھا کرتے نہ صراحۃ نہ اشارۃ' بلکہ اصل بات صرف یہ ہے کہ ''ف'' کا حرف صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل کا تحقق مابعد سے پہلے ہونے کا ثبوت ہو تو یہاں اس کلام کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بلکہ تینوں کلام یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے نہ یہ کہ ان میں سے کوئی دوسرے حصے کی علت یا سبب ہے' اس لیے ہم نے تفسیر میں اتفاقیہ کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ فقال انی سقیم یہاں ایک مشہور سوال یہ چلا آ رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو مریض نہ تھے پھر کیسے اپنے کو مریض ظاہر کر دیا؟ یہاں ایک اور سوال نفس سوال ہی پر پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ آپ کا مریض نہ ہونا کہاں سے فرض کیا گیا ہے قرآن مجید میں تو اس کی صراحت تو کیا ''معنیً'' بھی اس کا اشارہ نہیں اور نہ ہی کسی معتبر روایت میں یہ ذکر ہے۔ تو آسان سی بات ہے ممکن ہے کہ آپ مریض رہے ہوں اور اسی حال کا اظہار بھی آپ نے کر دیا۔ پھر سقیم کے معنی مریض کیوں فرض کر لئے گئے؟ سقیم کا اطلاق مضمحل پر بھی ہوتا ہے جیسے فرمایا فنبذ ناہ بالعراء وھو سقیم یہاں کوئی اس کے معنی بیمار کے نہیں لیتا' اور بیماری کا تعلق ماضی سے بھی ہو سکتا ہے اور مستقبل سے بھی اور حال سے بھی۔ اور صحت کامل تو کسی کی بھی نہیں ہوتی کچھ نہ کچھ بیمار تو ہر شخص رہتا ہی ہے۔ انی سقیم کے معنی میں بیمار ہونے کو ہوں یا بیمار ہونے کے قریب ہوں ہی کئے گئے ہیں۔ پس فالمعنی انی سقیم فی ما استقبل فتوھمھم انہ سقیم الساعۃ (قرطبی) کہنا واقعی مطلب کے اعتبار سے جھوٹ نہ تھا' ہاں مخاطبین نے جو مطلب سمجھا اس کے اعتبار سے خلاف واقع تھا اسی لیے بعض احادیث میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق کیا گیا ہے حالانکہ فی الحقیقہ یہ کذب نہیں بلکہ توریہ ہے اسی طرح کا توریہ مصلحت شرعی کے وقت مباح ہے۔ حدیث ہجرت میں یہدِیْنِی السَّبِیْلَ کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا مِنَ الْمَاءِ اور ابوبکر صدیقؓ نے ایک سوال کے جواب میں کہا رَجُلٌ یَّھْدِیْنِی السَّبِیْلَ' چونکہ یہ توریہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رتبہ بلند کے لحاظ سے خلاف اولیٰ تھا اس لیے باقاعدہ حسنات الابرار سیئات المقربین: حدیث میں اس کو ذنب قرار دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ تنبیہ: توریہ کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کے ذہن میں اس کی بات کا مطلب کچھ اور ہو لیکن سننے والا اس سے کوئی اور مطلب سمجھے۔

ف۵: یہ سب باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط ان کی توہین اور تذلیل کرنے کیلئے کہی تھیں ورنہ ان کو معلوم تھا کہ یہ محض پتھر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ اٹھتے ہیں اور نہ چلتے ہیں۔

ف۶: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے بیوقوفو! تمہارے اندر عقل نہیں اسی لئے تم ان بے چارے عاجزوں کو معبود بنائے بیٹھے ہو' کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو حالانکہ معبود کے لیے خالق ہونا ضروری ہے اور یہ تمہارے معبود تو مخلوق کی مخلوق ہوئے یعنی تمہارے بنائے ہوئے۔

ف۷: یعنی تم بھی اور تمہارے افعال بھی اسی کے مخلوق اور ماتحت ہیں' پھر یہ کیا بے انصافی ہے کہ خالق کائنات کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کی عبادت کرتے ہو۔ یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسان ہی کا نہیں بلکہ اس کے اعمال وافعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ آیت معتزلہ کے عقیدہ کی صاف تردید کر رہی ہے جو اعمال کو غیر مخلوق سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کام کا پیدا کرنا اور بات ہے اور کام کے کرنے کے تمام اختیارات دینا دوسری بات ہے اگر کرنے کا اختیار نہ ہو تو امر اور نہی کا حکم بے فائدہ ہو جائے اور بہشت و دوزخ بنانا اور دنیا میں انبیاء کا بھیجنا اور بادشاہ اور حاکم وغیرہ مقرر کرنا سب فضول اور عبث ہو جائے تو کام کے کسب کا تو آدمی کو اختیار دیا ہے مگر تمام اختیار بھی نہیں دیا اگر ایسا ہو تو بندہ ہی مختار ٹھہر جائے اور اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بے کار رہ جائے۔

ف۸: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے متعلق آج کل موشگافیاں ہو رہی ہیں اس لیے قرآن مجید کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے کہ اصل الفاظ سے آگ کا سرد ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ اس تحقیق کے لیے دو لفظوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ (۱) یہ کہ پروردگار نے فرمایا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا اس میں کوئی مونث مخاطب کا صیغہ ہے جس کا ترجمہ آگ سرد ہونے کی بابت کن کے لفظ سے حکم دیا ہے (۲) ایک دوسرے مقام پر عام قاعدہ کے طور پر ارشاد ہے اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو چاہتا ہے تو اس کو کن کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس چیز کو کن کے لفظ سے حکم ہو تو وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اور اس عام قانون کو ملحوظ رکھ کر جب ہم ابراہیم علیہ السلام والی آگ پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ابراہیم پر آگ ضرور سرد ہوئی ہوگی ورنہ کن سے مکنون کا اختلاف لازم آئے گا اور رہا یہ سوال کہ ایسا ہونا ممکن ہے یا محال؟ تو واقعات سے غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے واقعات محال نہیں خدا اپنی مخلوق پر ہر طرح سے تصرف تام رکھتا ہے وھو القاھر فوق عبادہ انہی معنی میں ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 624

ذبح کر رہے ہیں انبیاء کا خواب بھی وحی ہی کی ایک قسم ہوتا ہے آپ اسے امر الٰہی سمجھے اور تعمیل پر آمادہ ہو گئے یہ گفتگو اسی وقت کی ہے اور فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ تعمیل ارشاد میں صاحبزادہ کی تائید کے محتاج تھے اور آپ کا خیال ہوگا کہ لڑکا بھی اگر اس کی تائید کر دے تو دل اور قوی ہو جائے گا اور اگر اسے تائید میں تامل ہوا تو مزید گفتگو سے اسے آمادہ کر لیا جائے گا یہ بات نہیں کیونکہ افعل ما تومر کے فقرہ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ آپ کو ذبح اسماعیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حکم ملا تھا اور آپ اسی پر مامور تھے۔ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ محققین نے لکھا ہے کہ نبی کا خواب حجت ہے اس پر غیر نبی کے خواب کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ تورات میں تصریح ہے کہ قربانی کا مقام موریا یا مربا تھا یہود و نصاریٰ نے اس مقام کا پتہ چلانے میں فضول اور بے کار باتوں سے کام لیا ہے حالانکہ نہایت ہی قریب اور بے تکلف بات یہ ہے کہ یہ مقام مروہ ہو جو کعبہ کے بالکل سامنے واقع ہے اور جہاں سعی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ ختم کر کے عمرہ کرنے والے حلال ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیُ میں اسی سعی کی طرف اشارہ ہو۔ موطا امام مالکؒ کی ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے مروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے غالباً وہ اسی ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی قربان گاہ کی طرف اشارہ ہوگا ورنہ آپ کے زمانہ میں لوگ عموماً مکہ سے تین میل دور منیٰ میں قربانی کرتے تھے جیسا کہ آج تک کی جاتی ہے اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کی اصل قربان گاہ مروہ کا مقام تھا' پھر حجاج اور قربانیوں کی کثرت کے پیش نظر منیٰ تک وسعت دے دی گئی۔ قرآن کریم میں بھی وہ ھدیا بالغ الکعبۃ اور ثم محلھا الی البیت العتیق فرمایا ہے جس سے کعبہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۴: باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹا دیا جیسا ذبح کے وقت جانور کو لٹاتے ہیں اور گلے پر چھری پھیرنا ہی چاہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب میں جو حکم ملا اس پر اپنی طرف سے تو پورا عمل کر ہی گزرے اب ہم (اللہ) اس حکم کو منسوخ کرتے ہیں۔ محققین نے لکھا ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ کیا جائے اور اس کے کر گزرنے پر اس کی تائید بھی ہو جائے تو اس پر پورا اجر مل جاتا ہے اور مکمل اجر کام کے پورا ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ اکابر اہل سنت نے بخلاف معتزلہ کے اس آیت اور واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ بالکل جائز ہے کوئی حکم نازل ہو اور قبل اس کے کہ اس پر عمل ہو وہ منسوخ کر دیا جائے۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ یہ بھی ایک کھلا ہوا امتحان تھا جسے سوائے مخلص اور کامل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ خواب میں حکم ہونے کی شاید یہ حکمت ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا انقیاد زیادہ ظاہر ہو کہ خواب کو خیال نہیں سمجھا اور اتنے بڑے کام پر آمادہ ہو گئے۔ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی کوئی بے صبری یا بے چینی ظہور میں نہ آئے گی بلکہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے کیونکہ میرا عقیدہ ہے ؎

در مسلخ عشق جز نکورا نکشند
لاغر صلتاں وزشت خورا نکشند
گر عاشق صادقی زکشتن مگریز
مرداد بود ہر آنچہ اورا نکشند

تنبیہ: بلا کے معنی تکلیف اور نعمت دونوں کے آتے ہیں۔

ف۵: عظیم یہاں بمعنی عظیم القدر ہے یعنی بڑے درجے کا' حدیث میں آیا ہے کہ دنبہ تھا جو جنت سے آیا تھا اس پر یہ شبہ نہ ہو کہ جنت کی چیز نے فنا کیسے قبول کر لی جب وہ ناسوت میں لایا گیا تو تاثرات و خصوصیات بھی یہیں کی پیدا ہو گئیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ جنت میں شروع سے اسی غرض کے لیے مخصوص رکھا گیا ہو۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ دنبہ بہشت سے آیا تھا لیکن یہ ان کا قول کسی آیت یا حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ فقہاء نے یہاں یہ سوال پیدا کیا ہے کہ آیا لڑکا ذبح کرنے کی نذر ماننے کے بعد اس کے بدلہ میں بکری ذبح کرنا جائز ہے؟ پھر جواب دیا ہے کہ اس آیت کو نذر سے کوئی تعلق نہیں یہ تو صرف امتثال تھا یعنی حکم کی تعمیل تھی نہ کہ نذر کو پورا کرنا تھا کیونکہ جب کوئی نذر ہی نہ مانی تھی تو پھر اس کا پورا کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور لڑکے کے ذبح کی نذر بہر صورت اور بالاتفاق ناجائز ہے لیکن اگر کوئی بدعقل ایسی نذر مان لے تو امام مالکؒ کے نزدیک اس کے بدلہ بکری قربان کر دے لیکن امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ یہ سرے سے معصیت ہے جس پر اسے استغفار کرنا چاہیے۔ امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے کہ ایسی نذر ہی سرے سے باطل ہے اس لیے اس کا کچھ کفارہ اور بدلہ بھی نہیں۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ نے اس (اسماعیل) کے عوض بڑی قربانی' یعنی ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے بدلہ میں ایک عمدہ موٹی تازی قربانی ذبح کر دے چنانچہ وہی طریق مسلمانوں میں مروج ہوا۔

ف۶: کہ انہیں مورد دعا و بشارت بنا دیتے ہیں آج تک دنیا ابراہیم کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔ علی نبینا وعلیہ الف الف سلام و تحیۃ۔

ف۷: بڑا وصف اس میں یہی ایک ایمان کامل تھا' ایمان کامل یہ ہے کہ دینی اور دنیاوی تمام نفع اور نقصانات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی کو جاننا اور دل سے اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اس کی رضا میں ہی کامیابی ہے اور اس کی ناراضگی میں بربادی ہے اس خیال کو ہر وقت دل میں جمائے رکھنا بس یہ ایمان ہے اور ایسا ہی ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر اور بارآور ہے اگر ایسا نہیں تو پھر وہ ایمان کوڑی کے کام کا بھی نہیں ہے۔

ف۸: یہ بنی اسماعیل کو خاص طور پر سنایا جا رہا ہے کہ کہیں بنی اسرائیل کے مطاعن اسماعیل اور بنی اسماعیل کے خلاف سنتے سنتے جواب میں یہ بھی حضرت اسحاق کی نبوت و جلالت قدر سے انکار نہ کر بیٹھیں۔ من الصالحین اسرائیلیوں کے ہاں نبی کے ساتھ صالح ہونا لازمی نہ تھا' کاہن کی طرح صرف غیب میں غیب داں ہونا کافی تھا قرآن اسی لیے بار بار انبیاء کے وصف صالحیت کو نمایاں کرتا رہتا ہے ذریتھما کے صیغہ تثنیہ سے اشارہ ادھر بھی ہو گیا کہ نسل ابراہیمی علاوہ حضرت اسحاق کے کسی اور واسطے سے بھی چلے گی۔ غرض کہ ہر طرح کے لوگ ہوئے یہ اس لیے تم کو بتلایا ہے کہ تم سمجھ لو کہ کسی بزرگ اور صالح کی اولاد سے ہونے کا فخر کرنا فضول ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قدر نہیں جب تک ان کے اعمال بزرگوں جیسے نہ ہوں اور جو لوگ دولت ایمان سے محروم ہوں تو ایسے لوگوں کے لیے نبی کا بیٹا ہونا بھی ہرگز کسی کام نہیں آسکتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 625

ف۹: الیاس کا دوسرا تلفظ الیاسین ہے جیسے طور سینا کو طور سینین کہہ دیا جاتا ہے یا پھر الیاسین سے حضرت الیاس کے متبعین مراد ہوں اور بعض نے آل یاسین بھی پڑھا ہے تو یاسین ان کے باپ کا نام ہوگا یا ان ہی کا نام یاسین اور لفظ آل مقحم ہو جیسے کما صلیت علی ابراھیم میں یااللھم صلی علی ال نبی اوفی میں ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 626

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا سایہ نہیں ہوسکتا نیز شجرہ تنہ دار درخت کو کہتے ہیں اور کدو تنہ دار نہیں ہوتا اور ایک مشکل یہ ہے کہ علیہ کی معنی ''اوپر'' ہی کے ہیں اور یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ درخت حضرت یونس علیہ السلام کے جسم پر اگا ہو' ترجمہ میں ان تمام مشکلات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ف۷: یہ شہر نینوا تھا جو دریائے دجلہ کے دائیں کنارے پر جہاں آج موصل ہے بالکل اس کے سامنے واقع تھا۔ توریت میں اس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ درج ہے اور شہر کا رقبہ ۱۱۸۰۰ ایکڑ تھا۔

ف۸: یہاں خطاب اس گروہ سے ہے جو اس کا قائل تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو کیا پروردگار کے لیے لڑکیاں جو بے کار چیز ہیں اور ان کہنے والوں کے لیے لڑکے؟ واہ یہ عجیب تقسیم ہے حالانکہ زبردست کی اولاد زبردست ہوتی ہے اور کمزور کی کمزور' مگر یہ لوگ خود تو لڑکیوں کو پسند نہ کریں اور اللہ کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں۔

تنبیہ: الربك البنات میں ہمزہ انکار توبیخی یا انکار ابطالی کا ہے۔

ف۹: کوئی ان سے پوچھے کہ کیا ہم نے ان کے سامنے فرشتوں کو مونث بنایا تھا جو یہ لوگ فرشتوں کو مونث تصور کرتے ہیں اور ان کو اس کا علم کس طرح ہوا؟ کوئی سنی سنائی گواہی ان کے پاس ہے یا کوئی دیکھنے کی' سمعی شہادت سے تو ہے نہیں کیونکہ کسی الہامی لکھے ہوئے میں ایسا نہیں ملتا' ہاں عینی رویت کی شہادت ہو تو بتلائیں لیکن وہ بھی نہیں۔

تنبیہ: عرب جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے چونکہ نظروں سے پوشیدہ ہیں لہٰذا وہ مونث ہیں اور مونث پر تفریح کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے اس بدعقیدہ کی اصلاح قرآن مجید کے متعدد مواقع پر کی گئی ہے اور ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے۔

ف۱۰: ایک تو اللہ تعالیٰ کے صاحب ولد ہونے کا دعویٰ خود ہی کس درجہ حماقت کی بات ہے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ اولاد اور اس میں بھی لڑکوں کا نہیں بلکہ لڑکیوں کا حق جنہیں مشرکین خود ہی حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 627

میں آگئے تو یہ اپنے سب کیے ہوئے قول و قرار بھول بیٹھے اور تکذیب و انکار میں پہلی قوموں سے بھی بازی لے گئے' کفر کا انجام موت کے وقت تو بہرحال منکشف ہو جاتا ہے جبکہ باقی بعض عقوبتیں زندگی میں بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

ف۱: یعنی یہ بات علم الٰہی میں مقرر ہے کہ منکرین کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے انبیا کو مدد پہنچاتا ہے آخر کار لشکر الٰہی ہی غالب ہو کر رہتا ہے خواہ اس میں کتنے ہی نشیب و فراز آئیں غلبہ آخر کار حق ہی کو ہوتا ہے اور باطل کی شان و شوکت محض عارضی اور کسی مصلحت تکوینی کے ماتحت ہوتی ہے۔ اگر غلبہ سے مراد بجائے مادی غلبہ کے محض قوت دلائل سمجھی جائے تو یہ غلبہ ہر دور اور ہر وقت میں اہل حق کو حاصل رہا ہے اور ہے البتہ اس کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ لشکر حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا لشکر ہو۔

تنبیہ: کلمتنا۔ آگے جس وعدہ کا ذکر ہے وہ تو ایک پوری عبارت ہے اس کے لیے کلمہ بصیغہ واحد یوں آیا ہے کہ ساری عبارت مل کر معنی ایک ہی دیتی ہے اور کلمہ کا لفظ اسی پورے مفہوم کے لیے ہے۔

ف۸: یعنی اے محمد ﷺ ان کی ایذاء پر صبر کر اور وقت مقرر تک منتظر رہ کہ آخر کار ہم تجھ کو مدد اور فتح دیں گے۔

ف۹: یعنی جب وہ وقت موعود آجائے گا ساحۃ کے لفظی معنی صحن یا آنگن کے ہیں یعنی جب وہ عذاب ان سے ایسا متصل ہو جائے گا کہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہ رہے گی اور عذاب الٰہی اس طرح آئے گا جیسے کوئی دشمن گھات میں لگا ہوا اور صبح کے وقت یکا یک میدان میں اتر کر چھاپہ مارے۔ عذاب آنے کے وقت یہ ہی حشر ان لوگوں کا ہوگا جنہیں پہلے سے ڈرسنا کر ہوشیار کر دیا گیا تھا چنانچہ فتح مکہ وغیرہ میں ایسا ہی ہوا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 628

پر بروقت آ گیا اور عذاب الٰہی نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو گھبرا کر شور مچانے اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے مگر اس وقت فریاد کرنے سے کیا ہو سکتا تھا کیونکہ رہائی اور خلاصی کا موقع تو گزر چکا تھا۔ ہر ایک کام کا وقت ہوتا ہے وہ وقت اگر ٹل جائے تو پھر کچھ نہیں ہوسکتا' قانون الٰہی کے مطابق عذاب آنے سے پیشتر اگر توبہ کی جائے تو وہ ٹل جاتا ہے ورنہ نہیں' لات لیس کی ایک غیر منصرف صورت ہے بتقدیر کلام خلیل و سیبویہ کے نزدیک یہ ہوگی' لیس الحین حین مناص اور اخفش کے نزدیک یوں ہوگی ولا حین مناص مناص جائے خلاص یا جائے گریز۔

ف۱: نبی برحق کا اصلی جرم ان کج فہموں کے نزدیک یہی تلقین توحید تھی' وہ کہتے تھے عالم میں قدم قدم پر تو تنوع' تعدد' اختلاف ہے اس کثرت کے ہوتے ہوئے وحدت کو کیسے فرض کیا جا سکتا ہے؟ رات الگ ہے دن الگ' آگ اور روشنی' پانی اور زمین الگ مخلوق ہے آسمان ان میں سے ہر ایک کے کاروبار کے لیے ایک مستقل حاکم' متصرف' فرماں روا کی ضرورت ہے اور وہ یہی دیوی دیوتا ہیں۔ اور ان سب کو مٹا کر صرف ایک موثر حقیقی و فاعل اصلی کو ماننے کے کوئی معنی ہی نہیں۔ عجاب مترادف ہے عجیب کا' الیتہ اس میں زور عجیب سے زیادہ ہے۔ ابو طالب جب بیمار ہوئے تو کفار قریش جن میں ابوجہل بھی تھا یہ تمام لوگ ان کے پاس نبی ﷺ کی شکایت لے کر آئے کہ یہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں۔ ابوطالب نے آپ کو بلا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک ہی بات کہتا ہوں اگر یہ لوگ مان لیں تو عرب کے تمام ممالک ان کے مطیع ہو جائیں اور عجم ان کو جزیہ دیں۔ لوگوں نے کہا کہ ایک بات تو کیا آپ اگر دس باتیں بھی کہیں تو ہم ماننے کیلئے تیار ہیں' پوچھا وہ ایک بات کیا ہے آپ نے فرمایا وہ ایک بات لا الہ الا اللہ کہنا ہے' یہ سنتے ہی سرداران قریش خفا ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے کہ اس نے سب معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا' ان کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ایک اللہ کا نام لے کر وہ ہم سب کو اپنا محکوم اور مطیع بنا لیں اور دنیا کی ریاست اور حکومت حاصل کر لیں لہٰذا ہم ان کو اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ بعض مفسرین نے مطلب یہ لیا ہے کہ بے شک وہ چیز ہے جس کا محمد ﷺ ارادہ ہی کر چکے ہیں کسی طرح اس سے ہٹنے والے نہیں' یا یوں کہا جائے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہونے والی ہے اور اللہ کو یہ ہی منظور ہے کہ دنیا میں انقلاب آئے لہٰذا جہاں تک ہو سکے صبر و تحمل سے اپنے قدیم دین و آئین کی حفاظت کرتے رہو یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے ازراہ تحقیر کہا ہو کہ بے شک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ کے ارادے سب کچھ ہیں لیکن ضروری نہیں کہ آدمی جو ارادہ اور تمنا کرے وہ پوری ہو۔

ف۸: ملۃ الاخرۃ سے مراد وہی ملت عرب ہے یعنی ہم نے کبھی اپنے پیروؤں کے مذہب اور اپنے باپ داداؤں کے دین میں تو یہ عقیدہ پایا ہی نہیں اور دوسرے معنی آخری مذہب کے دین عیسوی کے بھی کیے گئے ہیں اور یہ تفسیر بھی چسپاں ہوسکتی ہے۔ نصاریٰ اپنے نقطہ نظر سے بالکل صحیح طور پر کہہ سکتے تھے کہ یہ توحید خالص جس کی دعوت اسلام دے رہا ہے ہم نے کہیں آبائے کلیسا سے سنی ہی نہیں تھی معلوم ہوا کہ محض گھڑی ہوئی بات ہے۔

بقیہ نمبر 629

آپ کے گرد جمع ہو جانے والے لہ اواب یعنی ہر ایک پہاڑ اور پرندے بھی ان کی تسبیح کے باعث فرمانبردار ہو گئے تھے۔ بالعشی والاشراق، صبح وشام کو یہی ذکر وعبادت کے اوقات خصوصی ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں عجب کیفیت ہوتی تھی حضرت داؤد علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح پڑھتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیح کی آواز آتی یا کیفیت محسوس ہوتی تھی جس کیفیت کو کسی عارف نے یوں بیان کیا ہے۔ ؎

برگ و درختاں سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقے دفتر است معرفت کردگار

اسی طرح جانور بھی ان کے سامنے تسبیح خوانی کرتے ہوئے جمع ہوتے جیسے کسی عارف خدا نے کہا ہے: ؎

مرغان چمن بہر صباحے
تسبیح کناں باصطلاحے

بقیہ نمبر 630

حکیم کی تفسیر میں درج کرتے ہیں۔ اُولیٰ معالم التنزیل کہتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں سے آئے انہوں نے حضرت داؤد کو اس فعل پر تنبیہ کرنے کے لیے کہا کہ ہم میں نزاع ہے آپ فیصلہ کیجیے دراصل نہ وہ انسان تھے اور نہ ان میں کوئی جھگڑا تھا۔ یہ قصہ یہودیوں کی بائبل سے لیا گیا ہے چونکہ بائبل میں قبل از نکاح حرام کاری کا ذکر ہے اس لیے اتنا حصہ چھوڑ کر باقی کو نقل کر دیا (۲ سموئیل باب ۱۱ فقرہ ۲ سے ۲۷ تک) یہ قصہ بنانے والوں کی کتنی دلیری ہے کہ ایک نبی کی شان میں ایسے الفاظ لکھے ہیں کہ معمولی آدمی کے حق میں بھی بولے جائیں تو ناپسند ہوں۔ امام رازیؒ نے اس قصے کو تکذیب میں سترہ قرائن پیش کیے ہیں سات قبل آیت کے اور دس بعد کے۔ غالباً انہی وجوہات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی حضرت داؤد کا مذکورہ قصہ بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ (۱۶۰) درے لگاؤں گا جو انبیاء پر تہمت کی حد ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت عورت کا قصہ ایک لغو بلکہ جھوٹا ہے مفسر ابو سعودؒ لکھتے ہیں کہ یہ قصہ بڑی ساخت کا گھڑا ہوا ہے اور بہت بڑا فریب ہے جو ان بنانے والوں نے بنایا ہے کان اس کو اپنے اندر نہیں آنے دیتے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے افسوس ہے اس کے لیے جس نے اس کو بنایا اور تباہ ہی ہوا اس کے لیے جو بغیر تردید اس کو شائع کرے اور پھیلائے۔

تنبیہ: قلیل ما ھم۔ ما زائدہ ان کی قلت پر اظہار تعجب کے لیے ہے۔ ظن داؤد

آپ کو اپنے نفس سے یہ بدظنی آپ کی انتہائی خشیت وتقویٰ کی بنا پر تھی، قرآن مجید خود کسی واقعہ کا اثبات نہیں کرتا صرف آپ کے اس خیال کو بیان کر رہا ہے۔ انما فتنہ یعنی یہ مقدمہ بھیج کر خود ان کے صبر وتحمل کا امتحان لیا ہو۔ ان مقدمہ والوں کے یوں بے محابا چلے آنے اور اپنی گفتگو میں آپ کا مرتبہ سلطانی ملحوظ نہ رکھنے سے آپ کے لیے ناگواری اور اشتعال طبع کے متعدد پہلو نکلتے تھے۔ امتحان کا مقصد یہ تھا کہ آیا آپ ان گستاخیوں پر سختی کرتے ہیں یا غلبہ نور نبوت سے عفو ودرگزر سے کام لیتے ہیں۔ فاستغفر یہ استغفار ہر اس لغزش یا کوتاہی سے تھا جو نبی معصوم سے ہو گئی ہو یا خبر راکعًا کا بھی ازالہ کر دیا جو ان کے مرتبہ ومعیار کے مطابق اور ان کے کمال صبر پر اجر مرتب ہوتا۔ ذلك یعنی یہ خفیف سی غفلت اور ان کے مرتبہ کے لحاظ سے لغزش ہے۔

بقیہ نمبر 631

سے جو ہی ملتا ہے۔

پس جو جن لوگوں کے پاس تھوڑی بہت بھی عقل ہو گی تو وہ ہمارے پیش کردہ دلائل سے نتیجہ پالیں گے اور جو ضدی اور ہٹ دھرم ہوں گے وہ سزا پائیں گے۔

تنبیہ: شاید تدبر سے قوت علمیہ کی اور تذکر سے قوت عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہو۔

ف۵: اللہ کی طرف سے اور اس کے بڑے سچے رستار اور موحد تھے نہ کہ معاذ اللہ مشرک جیسا کہ بائبل اور دوسری اسرائیلی روایات میں آپ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ۹۹۰ ق م تا ۹۳۰ ق م حضرت داؤد کے فرزند اور جانشین، علاوہ نبی برحق ہونے کے شام وفلسطین کے عظیم الشان بادشاہ بھی تھے۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ بہت ہی اچھا آدمی سے جو مراد ہے وہ یہاں واضح نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان ہیں اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت داؤد مراد ہیں لیکن ترجیح حضرت سلیمان کو ہے۔

ف۶: اور لفظ حب الخیر سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، گویا خیر کا لفظ اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو نبی کریم نے حدیث میں فرمایا اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهِ الْخَیْرِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ جب لائے پہلے تو نظر ہی سے جائزہ لیتا تھا پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں محبت سے چھونے لگا تاکہ ان کی طاقت اور فربہی کا اندازہ کر سکے۔ بعض بلکہ اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ گھوڑوں کو دیکھتے دیکھتے سورج غروب ہو گیا اور حضرت سلیمان کی نماز عصر فوت ہو گئی اس لیے انہوں نے کہا کہ میں ان کی محبت میں خدا کے ذکر سے غافل ہو گیا۔ دوم یہ کہتے ہیں کہ توارت اور ردوھا میں ھا کی ضمیریں شمس (سورج) کی طرف پھرتی ہیں یعنی سورج غروب ہو گیا حضرت سلیمان نے جب دیکھا کہ میری عصر کی نماز فوت ہو گئی تو حکم دیا کہ سورج کو واپس لاؤ تاکہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں۔ بعض حضرات نے تورات کی ضمیر سورج کی طرف بتائی ہے مگر ھا کی ضمیر خیل (گھوڑوں) کی طرف بتلائی ہے مگر یہ سب تکلفات ہیں سارے مضمون میں سورج کا نام نہیں تو ضمیر اس کی طرف کیسے پھر سکتی ہے؟ اس لیے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جو ہم نے کیا ہے اور شان نبوت کے موافق بھی ہے ہاں اگر یہ سوال ہو کہ واسطے کے معنی کے لیے کیا لفظ ہے تو جواب یہ ہے کہ عن کا لفظ واسطے کے معنی میں آیا ہے قرآن شریف میں ہے مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم کا باپ کے لیے استغفار کرنا محض ایک وعدے کی وجہ سے تھا اسی طرح عن ذکر رہی۔

ف: ایک جسم بے جان یعنی کچا گرا ہوا بچہ ڈلوا دیا جو اسی کا بچہ تھا سلیمان چونکہ اس حمل سے متوقع تھا کہ بیٹا ہوگا اور دین کا خادم بنے گا اس لیے وہ اس واقعہ سے سمجھ گیا کہ اختیارات کلی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام عورتوں کے پاس جاؤں گا جن کی تعداد ۷۰ یا ۹۰ یا ۱۰۰ تھی اور ہر عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا فرشتہ نے کہا انشاء اللہ کہہ لیجیے مگر باوجود دل میں ہونے کے زبان سے نہ کہا اس مباشرت کے نتیجے میں ایک عورت نے بھی بچہ نہ جنا صرف ایک عورت سے ادھورا بچہ پیدا ہوا جیسا کہ ذکر ہوا۔ یہ روایت جس صورت میں بیان ہوئی ہے ذرا مستبعد اس پر کلی یا جزئی عمل ناممکن نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مطلب یہ ہو کہ آج رات سے میں اپنا عمل شروع کروں گا جو اعتدال کے ساتھ ساتھ آٹھ روز ختم ہو جائے گا۔ یا یہ کہ نبی ﷺ نے یہود کی حکایت بیان کی ہو کہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ثم اناب آپ کو اپنی اس غفلت پر کہ حق تعالیٰ پر بھروسہ کی بجائے اپنی تدبیر پر اعتماد کیا جس پر خبردار کیا گیا اور آپ نے فوراً توبہ واستغفار کیا یہ لغزش کوئی معصیت کے درجہ کی چیز ہرگز نہ تھی جیسا کا ظاہر ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیا اور انشاء اللہ نہ کہنے پر استغفار کیا۔ ''نزد یکاں پیش بود حیرانی'' حدیث میں ہے اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو بے شک اللہ تعالیٰ ویسا ہی کر دیتا ہے جو ان کی تمنا تھی۔ بعض قصے اس سلسلہ میں سراسر مہمل ہماری کتابوں میں نقل ہوئے ہیں یعنی سلیمان علیہ السلام کی انگشتری اور صخر جن کا واقعہ نقل کیا ہے جو بالکل بے سروپا ہے محققین ان کے یکسر منکر ہیں۔ امام رازیؒ نے فرمایا کہ محققین نے اس کلام کو دلائل کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے یہ روایت اہل کتاب کے ہاں سے آئی ہے اور یہ اہل کتاب وہی ہیں جن کا ایک گروہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت ہی کا منکر ہے اور یہ واضح بات ہے کہ ان لوگوں نے آپ کے خلاف یہ گھڑ لیا ہے۔

ف: مجھ کو ایک ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ دی جائے یعنی مجھ کو انتظام مملکت کی اعلیٰ لیاقت بخش تاکہ میرے بعد آنے والوں کے لیے میرے قوانین سلطنت واجب العمل ہوں تاکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو قیام اور استحکام ہو انسانوں کے علاوہ جنوں پر حکومت ہو جنات کے علاوہ ہوا وغیرہ بھی میرے زیر فرمان ہو۔ یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت عنایت فرما جو میرے سوکسی کو نہ ملے نہ کوئی دوسرا اس کا اہل ثابت ہو یہ مطلب کہ کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ مجھ سے چھین سکے بادشاہت ملے اعجازی رنگ کی ملے۔ چونکہ وہ زمانہ ملوک اور جبارین کا تھا اس حیثیت سے بھی یہ دعا مذاق زمانہ کے موافق تھی ظاہر ہے انبیاء علیہم السلام کا مقصد حاصل کرنے سے اپنی شوکت وحشمت کا مظاہرہ کرنا نہیں بلکہ اس دین کا ظاہر وغالب کرنا اور قانون سماوی کا پھیلانا ہوتا ہے جس کے وہ حامل بنا کر بھیجے جاتے ہیں لہٰذا اس کو دنیاداروں کی دعا پر قیاس نہ کیا جائے۔ من بعدی بعد ہمیشہ تاخیر زمانی کے لیے نہیں آتا بلکہ علاوہ اور سوئی کے معنی میں بھی آتا ہے' قرآن مجید میں ہے فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ یہاں بعد واضح طور پر غیر کے معنی میں ہے۔ چنانچہ یہاں بھی من بعدی من غیری کے مترادف ہے۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ میری خطا معاف فرما کہ میں نے اپنے دل میں ایسے خیالات رکھے جو تیری منشا کے مطابق نہ تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا احساس ہوا کہ یہ جو بادالٰہی میں غفلت کسی وجہ میں بھی واقع ہوئی تو اس کا منشاء سامان جہاد وغیرہ میں انہماک تھا اور خود کثرت اولاد کی تمنا جو آپ کے دل میں پیدا ہوئی تھی اس کا منشا بھی یہی جہاد تھا' لیکن اگر کسی معاصر کے پاس زیادہ قوت واقتدار ہی نہ ہو تو اس سے مقابلہ ومقاتلہ کے لیے بھی زیادہ ساز وسامان کی ضرورت ہی باقی نہ رہے اور یہ ساز وسامان خود میری نبوت پر ایک مستقل دلیل بن جائے۔

تنبیہ: سنت انبیاء ہے کہ رب العزت کے حضور میں کوئی حاجت عرض کرنے سے قبل استغفار بھی کر لیتے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 632

کے لوگ جو چھت کے نیچے دب کر مر گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ان سے دگنے عطا کیے۔

ف: ایک واقعہ ہماری عنایت کا سنو ایوب علیہ السلام نے باوجود اعلیٰ صابر ہونے کے بقول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِيْمِ حلیم بردبار کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کسی امر میں اپنے کسی شخص کی نسبت قسم کھائی تھی کہ میں تجھے سو بید رسید کروں گا اللہ تعالیٰ نے اس میں تخفیف کرنے کا حکم دیا کہ تیلیوں کا مٹھا (شاید اس سے مراد جھاڑو ہو) اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ اپنے ملزم کو مار دے اور قسم نہ توڑ۔ جیسا کہ آج کل بھی عدالتوں میں خفیف بید مٹھا باندھ کر اکٹھے مار دیا کرتے ہیں بس ایسا کرنے سے ہمارے نزدیک تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص آپ کے لیے یہ آسانی کی راہ پیدا کر دی لیکن یہ خصوصیت تنہا حضرت ایوب علیہ السلام کی تھی۔ اس سے عام مومنین کے لیے قسم کے پوری طرح پوری نہ کرنے کا جواز نہیں نکلتا۔ اس قصہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ احکام میں ہر جگہ حیلہ جائز ہے' اس میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے کسی حکمت شرعی وغرض شرعی کا ابطال مقصود ہو تو وہ حرام ہے اور جس میں یہ امر نہ ہو بلکہ کسی امر مطلوب شرعی کی تحصیل مقصود ہو تو وہ جائز ہے۔ غرض ہر ایسا حیلہ ناجائز ہے جس سے حکم شرعی کا ابطال ہو مثلاً حیلہ سقوط زکوٰۃ حیلہ سقوط استبراء وغیرہا۔

ف: ان لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیے ایک اور واقعہ سنا ہمارے نیک بندوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اسحاق اور یعقوب علیہم السلام جن کا ذکر کتاب میں ہے۔ جو نیکی کے کاموں میں بڑی قوت والے اور قدرت الٰہی کے دیکھنے میں بڑی بینائی والے تھے ہم نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کیلئے چن لیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے تھے کہ ہر ایک کا نفع ونقصان ملحوظ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہم ان سے راضی تھے۔ حاصل یہ کہ وہ قوت عملی کے بھی مالک تھے اور قوت علمی کے بھی' انبیاء کرام عموماً آپنے تمام قوائے علمی ونظری وعملی' جسمی کے لیے ممتاز رہے۔ بعض نے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ صاحب قوت تھے نفس اور شیطان اور شیطانی قوتوں کے مقابلے میں اور صاحب بصیرت تھے نفس اور فعل اور قلب اور روح کے معاملات میں۔ اور بعض نے اعمال ظاہری وباطنی کی جامعیت مراد لی ہے۔ متکلمین نے آیت سے چند مسائل کا بھی استنباط کیا ہے۔ انا اخلصنھم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہر ہو رہا ہے کہ فضائل نبوت وحی ہیں' کسبی نہیں۔ اخلصنھم بخالصة اس پر دلیل ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں معصیت کی ہلکی سی آمیزش سے بھی خلوص کامل میں نقص آ جاتا ہے۔

۲۔ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ سے یہ نکلتا ہے کہ انبیاء ہدایت وحق نمائی کے لیے مخصوص و مامور ہی ہوتے ہیں دوسری فنون کا استفادہ محض ایک ضمنی امر ہے۔ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ یعنی منتخب مقبولان حق کی صف میں بھی ان سے افضل واعلیٰ۔ علماء نے یہیں سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 633

جہنم میں اپنے پیروؤں کی کسی جماعت کو آتا ہوا دیکھیں گے۔ چونکہ اصل مجرم وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر اثر پہنچا کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اس لیے جہنم میں بھی پہلے وہی ڈالے جائیں گے ان سے بعد ان کے چیلے چانٹے' اور یہ کہا جائے گا کہ یہ مجرموں کی جماعت پھٹکار اور لعنت کی حالت میں تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوتی ہے' پس اب تم دونوں گروہ ایک جگہ رہو گے' تو وہ گمراہ چیلے غور وفکر کے بعد اپنے گمراہ کرنے والے گروؤں کو مخاطب کر کے کہیں گے لعنت اور پھٹکار ہم پر نہیں بلکہ تم لوگوں پر پھٹکار ہو تم ہی لوگوں نے تو ہمارے لیے یہ عذاب مہیا کرایا' تمہاری گمراہی سے ہم گمراہ ہوئے اگر تم لوگ ایسے نہ ہوتے تو ہماری کیوں ایسی گت ہوتی۔ (یہ مقلدین اور عوام اپنے سرداروں سے کہیں گے)

بقیہ صفحہ نمبر 634

سے ملاء اعلیٰ کے اختصام کی خبر معلوم ہوئی اور جو تخاصم ابلیس کا آدم کے معاملہ میں ہوا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے وہ بھی اسی ذریعہ سے ہوا۔

ف۶: شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں جب میں اس کو بنا سنوار اور اس میں اپنی مخلوق کردہ روحوں میں سے کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے کمال کا اعتراف کرنے کیلئے اس کے سامنے تعظیم بجالانا۔ سنجدین' سجدہ کے معنی یہاں صرف بطور عاجزی وتواضع کے بھی کیے گیے ہیں اور سجدہ تعظیمی کے بھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تھا۔ من روحی میں من اضافت یا تو تملیکی ہے یعنی ہماری مملوک ومخلوق خاص' یا اضافت تشریفی یعنی وہ روح جو ہماری نسبت سے مکرم ومشرف ہے' یا اضافت تخصیصی یعنی وہ زندگی یا جان جس میں ہمارے سوا کوئی دوسرا تعلق نہیں۔ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ من روحی میں اللہ تعالیٰ نے روح کو اپنی جانب نسبت دے کر اس امر کو ظاہر کر دیا کہ روح ایک جوہر شریف ومعظم ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلقت انسانی کی تکمیل دو امور پر موقوف ہے' پہلے تسویہ جسد' پھر نفخ روح پر۔ مِنْ طِيْنٍ خلق آدم کا مادہ کہیں طِيْنٍ آیا ہے کہیں تُرَابٍ کہیں صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور ان تمام میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ کہیں مادہ قریبہ بتلا دیا اور کہیں مادہ بعیدہ۔

ف۷: سجدہ کا حکم ضروری نہیں کہ یہی متعارف واصطلاحی سجدہ مراد ہو جو ہم نماز میں کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ مطلق انحناء اور محض تعظیم مراد ہو اور یہی راجح ہے۔

یہ ساری تاویلیں سلف کے سراسر خلاف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفت ید (ہاتھ) کا صریحاً انکار ہے۔ ید کی تاویل نعمت اور قدرت کے ساتھ تب ہوسکتی ہے جب اللہ تعالیٰ منعم اور صفت قادر اور قدیر سے محروم متصف نہ ہوتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں مگر بلاتشبیہ لہٰذا اللہ کا ہاتھ ہے مگر لا کیدنا والکیف مجھول والایمان بہ واجب۔ (عفیف)

ف۸: بیدی ید کے معنی یہاں قدرت کے بھی کیے گئے ہیں اور نعمت کے بھی۔ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ جب کوئی سلطان اعظم کسی عمل کو اپنے دست خاص کی جانب منسوب کرتا ہے تو اس سے اس کی مراد عنایت خاص ہوتی ہے تخلیق آدم براہ راست اور بلا واسطہ بھی مراد ہوسکتی ہے۔ یدی کے صیغہ تثنیہ کی توجیہ میں بعض صوفیا نے کہا ہے کہ مراد صفات جمال وجلال ہیں اور یہ ام الصفات ہیں صفات لطف وقہر ہی کی ایک تعبیر قوائے ملکوتی وقوائے حیوانی سے بھی کی جاسکتی ہے۔ استکبرت استکبار سے مراد یہ ہے کہ واقعتاً تو بڑا نہیں تھا لیکن اپنے کو بڑا سمجھ لیا یعنی کیا تو متکبر ہے یا واقعتاً بڑے لوگوں سے ہے جن پر بزعم ان کے میرے حکم بھی نافذ نہیں؟

ہم ان تاویلوں کو تسلیم نہیں کر سکتے صحیح یہ ہے کہ وہ سچ مچ سجدہ تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگلی شریعتوں میں سجدہ جائز تھا اور ہماری شریعت میں حرام ہے۔ سجدہ تعظیمی نہ اس وقت شرک تھا اور نہ آج شرک۔ کیونکہ آیت ﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ . الخ﴾ (سورۃ الزمر: ۶۵) سے صاف واضح ہے کہ شرک شروع ممنوع چلا آیا ہے۔

ف۹: آگ اس کے مقابلہ میں عالی ولطیف ہے تو سافل وکثیف کے روبرو عالی ولطیف کیسے جھکے؟ ابلیس احمق اتنا نہ سمجھا کہ اول تو مٹی پر آگ کی ہر طرح سے افضلیت واشرفیت ہی مسلم نہیں اور بالفرض ہو بھی تو کیا کسی مصلحت سے افضل کو غیر افضل' شرف کو غیر اشرف کے آگے نہیں جھکایا جاسکتا؟ آگ گرم پر جوش ہے اور مٹی خاموش سرد ہے۔ ابلیس نے کہا گو میں تیری مخلوق ہونے کی حیثیت سے فرمانبردار ہوں اس خیال سے جو تو فرمائے گا میں حاضر ہوں' مگر واقعہ یہ ہے کہ میں آدم سے اچھا ہوں از خود نہیں بلکہ تیرے بنانے سے اور یہ ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل اور بہتر ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کم بخت تو نہیں جانتا کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا جائز نہیں میرے حکم کے سامنے تو نامعقول ڈھکوسلے پیش کرتا ہے۔

اول آنکس کہ قیاس کہا نمود
پیش انوار خدا ابلیس بود

ایک مفسر نے یہاں ایک لطیف نکتہ بتایا ہے کہ ابلیس جب اتنا کج فہم ہے تو انسان کو اس سے ڈرنا ہی کیا' سوائے اس کے کہ انسان اپنی قوت ارادی سے کام نہ لے کر خود ہی اپنی عقل کو نور سے محروم کر دے۔

تنبیہ: اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ محاورہ زبان میں دوام اور ہمیشگی کے اظہار کے لیے ہے یہ مراد نہیں کہ قیامت کے بعد ملعونیت مغفوریت سے بدل جائے گی کیونکہ جو اس وقت تک ملعون رہا اس کے لعین کے بعد مغفوریت کا احتمال ہی نہیں۔ منھا میں ھا ضمیر مؤنث غائب جنت کی طرف بھی ہوسکتی ہے اور سموات کی طرف بھی۔

بقیہ صفحہ نمبر 635

قرار دے کر معنی یہ کیے جائیں کہ ہم نے یہ کتاب آپ پر تائید حق کی غرض سے نازل کی ہے۔ ابھی ابھی قرآن مجید کے لیے تنزیل آ چکا ہے جس کے مفہوم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریج داخل ہے اور اب صیغہ انزال آ گیا جس سے بظاہر دفعۃ نزول معلوم ہوتا ہے۔ امام رازیؒ نے اس کی توضیح یوں کی ہے کہ جہاں انزال آیا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ آپ پر کتاب نازل کرنے کا حکم ایک کلی صورت میں ہو گیا اور جہاں تنزیل ہے وہاں مراد یہ ہے کہ واقعتاً اور عملی طور پر کتاب کا نزول تدریج کے ساتھ ہوا ہے۔

ف۸: یعنی اور کوئی اس کی معبودیت میں شریک نہیں آیت کا مضمون ہم مسلمانوں کے لیے بہت ڈرنے کا ہے۔ پیروں، بزرگوں، اولیاء وصالحین کو زندگی کے مختلف شعبوں میں رزق دلانے میں شفا بخشنے میں، مقدمہ جتا دینے وغیرہ میں حاکم ومتصرف سمجھ لینے کا عقیدہ ہمارے اندر بھی کس کثرت وشدت سے شائع ہو گیا ہے۔ خواص باری تعالیٰ میں غیر کے لیے اثبات مطلقاً مذموم ہے اور اس میں بالذات اور بالغیر کا فرق معتبر نہیں۔ فقہا نے لکھا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت بہرصورت شرک ہے خواہ بطور توسل اور گمان رضاء الٰہی ہی ہو۔ توسل غیر اللہ اگر صرف درجہ تدبیر میں ہو تو بالکل جائز ہے مثلاً مریض کا دوا پینا یا اہل حاجت کا حکام وامرا سے رجوع کرنا، لیکن کسی کو اگر فاعل حقیقی، قادر، نافع اور راضی سمجھ کر دعا کرنا حرام ہے۔ صالحین وانبیاء کرام کی تعظیم صرف انہی طریقوں سے جائز ہے جن پر دلائل شرعی خواہ وہ نص کے ساتھ ہو یا استنباط سے۔

بقیہ صفحہ نمبر 636

رحم کے اندر ہوتی ہے اور رحم مادہ کے پیٹ کے نچلے حصہ میں چھپا ہوا ہے، تو یہ تین تین پردے اور تاریکیاں ہوئیں۔

تنبیہ: جس جھلی کے اندر بچہ ہوتا ہے وہ جھلی بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔ خلقا من بعد خلق ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت ایک تغیر کے بعد دوسرا تغیر جو شخص بھی جنین کے تغیرات سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ ۹ ماہ تک کتنے تغیرات ہر روز ہوا کرتے ہیں۔ ؎

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ایم
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ایم

ف۱: صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اگر تمہارے سے پہلے اور پچھلے انسان اور جن ایسے بدتر ہو جائیں جیسے تم میں سے کوئی آدمی بہت بدکار دل والا ہو تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی نقصان نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا باوجود اس کے کہ وہ اس کے ارادے سے ہوتا ہے۔ اللہ کی بادشاہی میں وہی کام جاری ہوتا ہے جسے وہ چاہے رضا، ناراضگی کے مقابل اور ارادۃ کراہیت کے مقابل ہوتا ہے۔ اگر کوئی غور وفکر کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ رضا میں ایسا معنی ہے جو ارادہ میں نہیں اور وہ یہ ہے کہ رضا میں خوش ہونا اور اچھا جاننا ہوتا ہے یعنی اعتراض نہ کرنا اور جس چیز کا ارادہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو وہ ضرور ہو جاتی ہے اور رضا میں یہ بات نہیں کہ جس بات میں اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ ضرور ہی ظہور میں آئے۔ حاصل یہ کہ مشیت الٰہی کا قانون تکوینی دوسرا ہے اور یہاں بیان مرضیات الٰہی کے قانون تشریعی کا ہو رہا ہے بندوں ہی کے نفع ومصلحت کی خاطر حق تعالیٰ کو پسند صرف طریق ایمان ہے طریق کفر سرتاسر ناپسند اور نامقبول ہے۔ وان تشکروا سے مراد طریق توحید وایمان ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 637

رہتا ہے گویا ان کا اصول زندگی ہی یہ ہے کہ

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اسی دنیا میں ایسے نیک لوگوں کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور وہ ہر طرح کی عزت کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی وہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور اس رضاء الٰہی کے علاوہ ملک پر ان کی حکومت ہوگی۔

تنبیہ: اجرھم بغیر حساب صبر کرنے والوں کو بے حساب صلہ ملے گا جس کا نام جنت ہے پس ہر کام میں صبر کو مدنظر رکھو اپنے وطن میں صبر سے رہ سکو تو بھی اجر سے خالی نہیں اور اگر تکلیف انسانی طاقت سے پر ہو تو ہجرت کر جاؤ اس ہجرت میں تکلیف ہو تو اس میں بھی اجر ہے بشرطیکہ صبر واستقلال پر بنیاد ہو۔ کیونکہ صبر کے بغیر کوئی اجر نہیں اور ہر اجر کے مقابلہ میں کوئی نہ کوئی درجہ صبر کا تو بہرحال ہونا ہی چاہیے۔

۲۔ اتقوا ربکم۔ تقوی اختیار کرنے کا حکم کن کو مل رہا ہے؟ ان کو جو پہلے ہی سے مومن ہیں یہ خود ایک قوی دلیل ہے اس حقیقت پر کہ ایمان، عدم تقویٰ یا فسق یا معصیت کے ساتھ جمع رہ سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 639

تو آپ نے فرمایا جب دل میں نور داخل ہو، عرض کی کہ اس کی علامت کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ دار الخلود یا ہمیشگی والے گھر کی طرف رغبت واستقامت اور دار الغرور یا فانی دھوکے والے گھر کی طرف سے بے التفاتی اور موت کی طرف آمادگی۔ محققین نے اس آیت کے مضمون سے دو نکتے اور نکالے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر مومن چاہے وہ کسی بھی درجہ کا ہو وہ بہرحال صاحب معرفت ونور ہے اور دوسرا یہ کہ جس اسلام سے معرفت ونورانیت پیدا ہوتی ہے وہ وہ ہے جو شرح صدر یعنی رغبت تام اور یقین کامل کے ساتھ ہو نہ وہ کہ جو منافقت یا جبر یا وہم عادت کا ثمرہ ہو۔

بقیہ صفحہ نمبر 640

عربی اسلوب سے انشاء میں بلاغت کے منافی نہیں بلکہ اپنے موقع پر داخل حسن وکمال انشاء ہے۔

ف۳: آخرت کے معمولی اور ہلکے سے عذاب کا بھی دنیا کے بڑے بڑے عذاب سے کیا مقابلہ وہ تو اس سے کہیں شدید تر ہوگا، کاش یہ منکرین اس کا کچھ سرسری اندازہ ہی کر لیں۔

ف۴: فرماتا یہاں قرآن حکیم کا پہلا وصف یہ بیان ہوا کہ وہ ایک پڑھی جانے والی چیز ہے۔ چنانچہ قیامت تک مسجدوں میں پڑھا جائے گا محرابوں میں سنایا جائے گا، گھروں اور مدارس میں اور دنیا کے ہر خطے کے ہر ہر کونوں میں برابر شب وروز اس کی تلاوت ہوتی رہے گی۔ یہ معتقدوں کا نہیں بلکہ منکروں کا بیان ہے کہ قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مقالہ قرآن طبع یازدہم) عربیا یعنی فصیح وبلیغ اور واضح غیر ذی عوج یعنی جس کے اندر کجی کسی طرح کی بھی نہ ہو نہ لفظی نہ معنوی یہ قرآن مجید کا تیسرا وصف بیان ہوا۔ ابن عباسؓ نے غیر ذی عوج کی تفسیر میں کہا غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوق۔ اور انسؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ قرانا عربیا غیر ذی عوج یعنی غیر مخلوق۔ اور ابوداؤد میں بھی مرفوعاً روایت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے انسؓ سے ایک روایت میں ہے کہ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام پیدا کیا ہوا نہیں۔ لیکن افسوس کہ بعد کے کچھ نافہم اور باطل کے پیروکار مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ جو قرآن حکیم ہمارے پاس موجود ہے یہ اللہ تعالیٰ کا معنوی کلام ہے لفظی نہیں۔ (اعوذ باللہ من ھذا الوھم) (کبیر)

ف۵: ایک غلام ایسا ہے کہ اس کے حاکم بہت سارے ہیں اور ہر ایک اس پر حکم چلاتا ہے بعض اوقات آن واحد میں اس پر مختلف احکام جاری ہوتے ہیں تو وہ بے چارہ حیران سرگرداں رہ جاتا ہے اور قہر درویش بر جان درویش کی مثال اس پر صادق آتی ہے اور دوسرا غلام محض ایک ہی کی ملک ہے چاہے اس پر حکم کرے یا نہ کرے تو کیا یہ دونوں غلام حالت میں ایک جیسے ہیں؟ ہرگز نہیں بعینہٖ یہی کیفیت ہے موحد اور مشرک کی۔ مشرک کا دل کئی طرف بٹا ہوا ہے اور کتنے ہی جھوٹے معبودوں کو خوش رکھنے کی فکر میں رہتا ہے اس کے برخلاف موحد کی تمام تر توجہات وخیالات کا مرکز ایک ہے اور وہ پوری دل جمعی کے ساتھ اس کو خوش رکھنے کی فکر میں ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی خوشنودی کے بعد کسی کی خوشنودی ضروری نہیں۔ الحمدللہ کہ اسلام ہر طرح صحیح اور مدلل ہے مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے۔ اس لیے بڑی بھاری غلطی ان کو لگتی ہے جب سنتے ہیں کہ نبی اللہ تعالیٰ کا نائب ہے تو وہ اپنی نادانی سے خیال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح کے دائم حی القیوم ہوگا' حالانکہ یہ خیال سرے سے غلط ہے نبی کی نیابت پیغام رسانی میں ہے ذات اور صفات میں نہیں۔

ف۶: اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے نبی بے شک تو بھی مرجائے گا اور وہ بھی مرجائیں گے خطاب ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہے یہاں ان لوگوں کے عقیدہ کی بھی تردید ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ حاضر وناظر ہیں آپ زندہ ہیں مرے نہیں۔ لیکن جو حکم یہاں بیان ہوا ہے وہ امت کے لیے بھی عام ہے ضمناً موافق ومخالف' دوست اور دشمن سب کو یہ تعلیم مل گئی کہ نبی مرسل غیر فانی اور عمر جاودانی رکھنے والا نہیں ہوتا سارے بندوں کی طرح وہ بھی فانی اور فنا پذیر ہی ہوتا ہے تخصصون یہ جھگڑنے والے اور استغاثہ لانے والے کون لوگ ہوں گے؟ مومن وکافر بھی ہوں گے اور ظالم ومظلوم بھی۔

حاصل یہ کہ باہم مقابلہ ہوگا اس مقابلہ میں کیا ہوگا؟ یہی کہ مشرک موحدوں کو اور موحد مشرکوں کو تھوڑی دیر کے لیے طعنے دیں گے اور بس' ورنہ فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوگا جس کا خلاصہ یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو نہ ماننے والے سزا یاب ہوں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 641

اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اُس کو کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔

تنبیہ: ہدایت وضلالت اپنے اسباب قریبی وظاہری کے لحاظ سے بندہ کے اختیاری افعال میں سے ہیں اور اسی لئے ان پر ثواب وعذاب بھی مرتب ہوتے ہیں لیکن اپنے اسباب بعید وحقیقی کے لحاظ سے تمام تر اللہ تعالیٰ کی مشیت تکوینی کے ماتحت ہیں اور اسی لئے ان کا انتساب مسبب الاسباب اور علت العلل کی حیثیت سے حق تعالیٰ کی جانب بھی درست ہے۔

ف۵: جس کے بعد تمہاری اور تمہارے بتوں کی مخالفت کی کچھ پرواہ باقی نہیں رہ جاتی جب اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور بھروسہ کرلیا تو اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اُس کے ماتحت کائنات میں جتنی بھی مخلوقات ہیں اب کسی کی طرف سے کوئی کھٹکا نہ رہا۔

بقیہ صفحہ نمبر 642

سے اُن کے لئے دُعا کرنا۔ فرمایا جب لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ان کے دل رک جاتے ہیں جو آخر کا یقین نہیں رکھتے۔ مجاہدؒ نے کہا رک جاتے ہیں۔ سدیؒ نے کہا بیزار ہوجاتے ہیں اور قتادہؒ کا قول ہے کہ انکار اور سرکشی کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں اور باطل معبودوں کا ذکر ہو تو خوشی سے اُن کے چہرے چمکنے لگتے ہیں۔ توحید کامل کے ماننے والوں اور شرک آمیز عقیدۂ الوہیت کے تسلیم کرنے والوں کے درمیان جو فرق عظیم ہوتا ہے اُسے یہاں خوب واضح کردیا گیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے زمانے کے جاہل مسلمانوں کی بھی یہی عادت ہے کہ صرف اللہ کے ذکر کرنے سے خوش نہیں ہوتے' جب اُن سے کہیئے کہ اللہ کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں' کسی کی نذر ونیاز اور منت ماننا درست نہیں تو منہ بگاڑ لیے ہیں اور جب مدار' سالار کے جھنڈے نشانی وغیرہ کا ذکر ہو تو بڑے خوش ہوجاتے ہیں۔ تو جن لوگوں کا شرک واضح ہے اُن کا حال تو ظاہر ہی ہے لیکن ہماری مسلمان قوم میں جو جھوٹے پیروں' فقیروں' جن وپری' شہید مرد اور شیخ سدو وغیرہ کے قائل ہیں خود اُن کا کیا حال ہے' یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنے والے' مصیبت کے وقت یاغوث یاغوث پکارنے والے' اجمیر کی درگاہ کے اردگرد یا خواجہ تو ہی دیتا ہے تو ہی دلواتا ہے اور اسی طرح یا داتا کی صدائیں لگانے والے ہمارے درمیان کس کثرت سے ہیں۔ بعض اسلام سے ناواقف لوگ یہ کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء خود مستقل مالک تو نہیں ہیں لیکن ان کی نذر ونیاز کرنا' حاجتیں مانگنا اس نیت سے کہ یہ اللہ کے حکم سے جہان کی حاجت روائی کرتے ہیں درست ہے' یہ بالکل غلط اور باطل ہے کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا ولی کو اپنی طرف سے مختار کردیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ میرے حکم سے حاجت پوری کیا کرو یا' اولاد دیا کرو' بیمار کو تندرست کیا کرو اور لوگ اُن کی نذریں نیازیں مانا کریں۔ یہ سب باتیں ان لوگوں کی اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہیں اور مسلمان کو لائق نہیں کہ دین میں اپنی ناقص رائے اور باطل خیال کو داخل کرے' اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ فرشتے کئی کاموں پر داروغہ ہیں لیکن ان کو یہ اختیار نہیں کہ جب چاہیں اور جو چاہیں کر ڈالیں بلکہ جیسا حکم ہوتا ہے اُس کے مطابق کرتے ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ' اگر کوئی ان کو داروغہ سمجھتے ہوئے اُن سے حاجات مانگنے لگے تو یہ اُس کی نادانی ہے' کیونکہ وہ تو محض بے اختیار اور حکم کے تابع ہیں اور مشرکوں کے نزدیک توحید خالص بیان کرنے والا منکر اولیاء سمجھا جاتا ہے۔ فَاِلَی اللّٰهِ الْمُشْتَكٰی وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ.

بقیہ صفحہ نمبر 643

لوگ برابر کوشش کرتے ہیں تو پھر نتیجے میں مختلف کیوں ہوتے ہیں؟ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اُن سے اوپر بھی کوئی ہے جس کو چاہتا ہے وہ کامیاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناکام فرماتا ہے۔ اس لئے صاحب ایمان لوگ اسی کے ہو رہتے ہیں' کیونکہ اس قانون رزق اور اس ضابطہ معاشیات کی باگ ڈور بھی ایک فاعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختار اور ایک قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے اور یہ نادان مشرک واسطہ کو مقصود سمجھ بیٹھتا ہے اور صاحب ایمان جو کہ صاحب فہم بھی ہوتا ہے تو وہ علت حقیقی کو اپنا مقصود سمجھتا ہے۔

تنبیہ: دنیا میں محض روزی کا کشادہ یا تنگ ہونا کسی شخص کے مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی روزی کا ملنا عقل و ذہانت اور علم و لیاقت پر منحصر ہے' کتنے بے وقوف یا بدمعاش ہیں جو چین اڑا رہے ہیں اور کتنے عقلمند اور نیک آدمی فاقے کشی کرتے ہیں یہ تقسیم رزاقِ حقیقی کی حکمت و مصلحت کے تابع اور اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 645

مشاہدہ میں آ کر رہے گی۔

ف۶: حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فنا کا' دوسرا نفخ ہے زندہ ہونے کا' تیسرا حشر کے بعد ہے بے ہوشی کا اور چوتھا خبردار ہونے کا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی اور جبکہ اکثر علمائے محققین کے نزدیک کل ۲ مرتبہ نفخ صور ہوگا' پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اڑ جائیں گے پھر زندے تو مردہ ہو جائیں گے اور جو اس سے پہلے مر چکے تھے ان کے ارواح پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی' اس کے بعد دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مردوں کی ارواح ان کے بدن کی طرف واپس آ جائیں گی اور بے ہوشوں کو افاقہ ہوگا اور اس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر حیرت زدہ ہو کر تکتے رہیں گے' پھر اللہ رب العزۃ کی عدالت میں پیشی کیلئے تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے۔ جمہور کا قول ہے کہ کل نفخے تین ہیں پہلا گھبراہٹ کا دوسرا موت کا اور تیسرا زندہ ہونے کا۔ الا من شاء اللہ سے بعض نے جبرئیل' میکائیل' اسرافیل' اور ملک الموت مراد لئے ہیں' بعض نے اس کے ساتھ عرش کے اٹھانے والوں کو بھی شامل کیا ہے اور بعض کے نزدیک انبیاء و شہداء مراد ہیں۔ بہرحال یہ استثناء اُس نفخہ کے وقت ہوگا اُس کے بعد ممکن ہے اُن پر بھی فنا طاری کر دی جائے ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (المؤمن ع ۲) بعض نے کہا ہے بہتر ہوگا کہ اسے یوں ہی مجمل رہنے دیا جائے جیسا کہ قرآن و حدیث نے اسے مجمل رکھا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 646

گے جیسے آسمان میں نہایت روشن ستارا' اور بہشتیوں کے دل ایسے ہوں گے جیسے ایک آدمی کا دل یعنی آپس میں نہ کوئی اختلاف اور نہ کوئی دشمنی اور ہر جنتی کے لئے دو بیویاں ہوں گی' حور موٹی چوڑی آنکھوں والی ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت خوبی اور صفائی کی وجہ سے باہر سے نظر آئے گا' جنتی صبح و شام اللہ تعالیٰ کی یاد کی بیان کریں گے' نہ بیمار ہوں گے' نہ پیشاب پاخانہ' نہ تھوک اور نہ ہی ان کے ناک سے گند نکلے گا اور ان کا پسینہ کستوری ہوگا اور وہ سب ایک سیرت اور ایک جیسے اخلاق والے ہوں گے۔

ف۷: اہل جنت جوش مسرت سے بے خود ہو کر الحمدللہ کا نعرہ لگائیں گے۔ ارض سے اس سیاق میں مراد سطح جنت ہے جس پر اہل جنت چلتے پھرتے ہوں گے یوں بھی ارض کا مفہوم عربی میں نہایت وسیع ہے اور جس طرح سماء کے اندر ہر وہ چیز داخل ہے جو سر کے اوپر ہو اسی طرح ارض کے اطلاق میں ہر وہ چیز شامل ہے جو پیروں کے نیچے ہو۔ ان کو حکم ہوگا جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے رکھی گئی ہے اور ہر شخص کے لئے الگ الگ مقام اُس کے مرتبہ تقوی اور درجہ تقرب کے لحاظ سے ہوگا' لیکن سیر کرنے کی آزادی جنت بھر میں ہوگی پھر مقام کا تعین ہر شخص کی عین صلاحیت کے مطابق اور اس کے حسب حال ہوگا۔ اس لئے ہر شخص اس پر خوش ہوگا۔

بقیہ صفحہ نمبر 647

آج بھی کمزور مسلمانوں کے دلوں میں کیسی مرعوبیت اور ان کی آنکھوں میں کیسی خیرگی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ما یجادل کے ظاہر سے کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جدال اپنی مطلق صورت میں ممنوع و مذموم ہے بلکہ جدال صرف وہ ہے جو باطل کی نصرت و حمایت میں ہو اور جو جدال حق کی نصرت و حمایت میں اور صحیح طریق پر ہو تو وہ تو عین مطلوب ہے جیسا کہ متعدد آیات میں یہ صراحت ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 649

قرآن حکیم میں آ چکی ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور اسی کے حق میں کرے گا جس کے لئے اس کو پسند ہوگی۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد وہ شخص ہے کہ جو کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہے یا باہر بازار وغیرہ میں اور وہاں کسی خوبرو اور خوبصورت عورت پر نظر پڑ جاتی ہے تو جب لوگوں کی توجہ کسی اور طرف ہو تو وہ کن انکھیوں سے اس عورت کی طرف دیکھتا ہے اور جب لوگوں کی توجہ اس کی طرف ہو تو وہ اپنی نظر کو نیچے رکھتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے دل کی چاہت معلوم ہوتی ہے کہ وہ یہی چاہتا ہے کہ مجھے اس کا فرج بھی دکھائی دے۔ یہاں یہ بتا دیا گیا کہ اقوال و افعال کیا معنی' احوال و کیفیات' جذبات و واردات قلب تک سب وہاں حاضر و عیاں ہوں گے یہ اور بات ہے کہ اضطراری اعمال و کیفیات معاف کر دی جائیں۔

ف۸: یعنی اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ نیکی کا بدلہ اچھا دے اور برائی کا بدلہ برا۔ اور معبود باطل عاجز ہے وہ نہ کسی چیز کا مالک ہے اور نہ کسی چیز کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ فیصلہ کرنا تو صرف اُسی کا کام ہو سکتا ہے کہ جو سننے اور جاننے والا ہو۔ اس لئے اُس کے سوا کوئی اور فیصلہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس آیت سے دو پہلوؤں پر اور بھی زیادہ روشنی پڑ گئی' ایک تو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت و عبادت میں شرکت کی نفی دوسرے ان معبودان باطلہ کا مدد کرنے سے عاجز ہونا۔

بقیہ صفحہ نمبر 651

نہیں اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اُس نے تباہ کیا تو عین عدل و انصاف کے تقاضہ سے ہوگا' کونسی حکومت ہے جو اپنے سفراء کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے اور قاتلین و معاندین سے انتقام نہ لے۔

ف۹: يَوْمَ التَّنَادِ. پکار والا دن یوم قیامت کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس روز بڑی ہی چیخ و پکار ہوگی۔ اہل جنت اہل نار اور اہل اعراف ایک دوسرے کو پکاریں گے اور آخر میں ندا آئے گی جس طرح کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے جنت والو تمہیں امید ہمیشہ رہنا ہے اور اب تم پر کبھی موت نہیں آئے گی' اور اے جہنم والو جہنم میں ہمیشہ رہنا تمہارا مقدر ہے اور اس میں موت نہیں (بلکہ عذاب جھیلنے کے لئے ہمیشہ زندہ رہو گے) لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے یوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التناد سے وہ دن مراد لیا ہے جس میں فرعونیوں پر عذاب آیا اور لکھتے ہیں ہائ ہائ پکار کا دن اُن پر آیا جس دن بحرِ قلزم میں غرق ہوئے تھے اور اُس وقت ڈوبتے ہوئے اور ایک دوسرے کو پکارنے لگے تھے شاید یہ اس مرد مومن کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 653

میرا بھروسہ ہے تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہی اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہے' سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں وہ میرا اور تمہارا دونوں کا حال دیکھ رہا ہے اور کسی کی کوئی حرکت اس سے پوشیدہ نہیں ایک مومن قانت کا کام یہ ہے کہ اپنی امکانی کوشش کر چکنے کے بعد نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے۔

بقیہ صفحہ نمبر 654

تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف نہ اپیل ہو سکتی ہے نہ تمہاری بس یہی بہتر ہے کہ چپکے رہو اور بس۔

ف۳: کہ ہم کو تو ایک ہی دن کے عذاب میں تخفیف انتہائی نعمت معلوم ہوگی دیکھئے دنیا کے جیل خانوں میں بھی ایک روز تعطیل کا ہوتا ہے۔ خَزَنَةُ جَهَنَّمَ' ظاہر ہے کہ جہنم کے پہرہ دار فرشتے ہوں گے مفسرین نے کہا ہے کہ اس موقع پر خزنتھا بھی کافی ہو سکتا تھا کیونکہ بالکل اس کے ساتھ اس سے پہلے جہنم کا نام موجود ہی ہے لیکن قرآن مجید بکمال بلاغت جہنم کا نام تصریحاً لایا تاکہ ذکر کا مقصد زیادہ حاصل ہو۔

ف۴: وہ ان کے جواب میں کہیں گے کہ دعا تو ہم بعد میں کریں گے پہلے تم لوگ ہمارے ایک سوال کا جواب تو دو کہ کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے تمہارے رسول معجزات اور کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے' اگر نہیں آئے تھے تو ہم بھی تم کو معذور سمجھ کر سرکار میں سفارش کریں اور اگر آئے تھے اور تم نے اُن کا مقابلہ کیا تو پھر تو تم لوگ سرکاری مجرم ہو؟ وہ جواباً کہیں گے کہ آج تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ بے شک آئے تھے مگر ہم رحم کی درخواست کرتے ہیں' اس پر فرشتے ان کو کہیں گے کہ پھر تم خود ہی دعا کر لو ہم تو اس میں دخیل نہیں ہو سکتے' وہ دعا کریں گے تو ان کی دعا کا کوئی اثر نہیں ہوگا کیونکہ کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار رائیگاں ہوتی ہے دنیا میں تو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے عرض معروض کرتے رہتے ہیں جو عرض معروض سننے کے اہل نہیں اور عاقبت میں اس لئے کہ اسی دنیا کی گمراہی کا وہ نتیجہ ہے۔ مفسر بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ فرشتے دعا سے اس لئے انکار کریں گے کہ ایمان سے محروموں کے حق میں دعا کی ان کو اجازت ہی نہیں' نیز آخرت میں ایمان اجابت دعا کی شرط ہے اور اس کا موقع اس دنیا کے دار العمل میں تھا آخرت کے دار الجزاء میں اس کا امکان ہی نہیں۔ صاحب روح نے لکھا ہے کہ دعا کی اس بے اثری کا تعلق کافروں کی دعاؤں سے اور وہ بھی دنیا میں نہیں قیامت کے دن کا ہے۔

تنبیہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں کافروں کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا باقی دنیا میں کافر کے مانگنے پر اللہ تعالیٰ اگر کوئی چیز دے دیں تو یہ اور بات ہے' جیسے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دے دی۔

ف۵: کفار چاہے کتنا ہی انبیاء اور رسل کی مخالفت کریں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم (اللہ تعالیٰ) دنیا میں بھی اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جب قیامت میں تمام دنیا کا فیصلہ ہوگا اُس روز بھی ہم رسولوں کی مدد کریں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 655

آپ اپنی امت کے گناہ کی مغفرت طلب کیجئے۔ اور دوسری آیت کی تقدیر یوں ہوگی و استغفر لذنب اهل بيتك و لذنب المومنين والمومنت الذين يسوا امن اهل بيتك' تو کہا جا سکتا ہے کہ پہلی امت میں تو آپؐ کے گناہ سے مراد آپ کی امت کا گناہ لے لیا گیا ہے' لیکن دوسری آیت میں تو آپ کے گناہ کا الگ ذکر ہے اور مومنین اور مومنات کے گناہوں کا الگ تو وہاں آپ کے گناہ سے مراد آپ کی امت کے گناہ کیسے لیا جا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ دوسری آیت میں آپؐ کے گناہ سے مراد آپ کے گھر والوں کا گناہ ہے' اور مومنین اور مومنت سے مراد غیر اہل بیت مسلمان نامراد ہیں۔ مضاف کا حذف ہونا عربی زبان میں اور عیسائیوں کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے یا دونوں آیات میں ذنب سے مراد لغزش یا ترک افضل ہے۔

ف۱: اُن کے دلوں میں تکبر کے سوا کچھ نہیں وہ اپنے زعم باطل میں اپنا رتبہ بہت اونچا جانتے ہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے اور جو بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی اس پر بڑی سختی سے معترض ہوتے ہیں' حالانکہ قصور ان کے فہم کا ہوتا ہے پس تو ان لوگوں کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگ کر پھر اُن کا اثر تجھ پر نہ ہوگا بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اور جو اُس کے ہو رہتے ہیں وہ ان کی سنتا اور مدد کرتا ہے۔ فاستعذ باللہ پناہ مانگ ایسے لوگوں کے حال سے یا ایسے لوگوں کی شرارت سے جو بغیر دلیل کے اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑتے ہیں۔

ف۲: ان کی کم فہمی کی مثال سننے کہتے ہیں کہ مر کر کس طرح زندہ ہوں گے؟ یہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے بے شمار اتنی بڑی بڑی چیزیں پیدا کر دی ہیں تو اس کیلئے انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ مگر وہ اس سے زیادہ نہیں جانتے جو ان کی معمولی سمجھ میں آیا وہ صحیح ہے اور جو نہ آیا وہ غلط' حالانکہ اللہ تعالیٰ کاموں کو دیکھنے کے لئے چشم بینا چاہئے' جو ان میں نہیں۔

ف۳: ورنہ اب تک نابینا اور فسق پیشہ نہ رہتے سب کے سب بینا اور باایمان ہو گئے ہوتے یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراط مستقیم کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا ایک نیکوکار محسن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن ایسا چاہئے جب ان کا باہمی فرق واضح ہو اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات مکمل ترین صورت میں ظاہر ہوں۔ بس یہی ایک اصول ہمیشہ ملحوظ رکھنے کے قابل ہے۔ حضرات انبیاء کرام اور ان کے فرماں بردار نیکوکار اور بصیرت والے ہیں اور ان کے مخالف اندھے باوجود آنکھیں رکھنے کے بصیرت سے خالی' تو جو کچھ اور جن آنکھوں سے حضرات انبیاء اور صلحاء لوگ دیکھتے ہیں اُن کے مخالف نہیں دیکھ سکتے۔ المسی بلفظی معنی تو بدکار یا بدعمل کے ہیں' لیکن یہاں مراد کافر ہے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا خواہ جلدی یا دیر کے بعد اپنے قانون حکمت و مشیت کے ماتحت' مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے یعنی جو مانگے وہی چیز دے دے' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اجابت کے بہت سے رنگ ہیں جو احادیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں کوئی چیز دینا اس کی مشیت پر موقوف اور حکمت کے تابع ہے۔ گویا اُس نے دعا کو بھی اسباب عادیہ میں سے ایک بنایا ہے جس پر اسباب کا مرتب ہونا اللہ تعالیٰ کی اجابت کے ساتھ اور ہر ایک ماسوا کو چھوڑ کر صرف اسی کے ساتھ لو لگانے اور ہر طرح کے نشیب و فراز کا اسی کو مالک سمجھنے کے بعد ہوتا ہے۔ فرمایا جو مجھ سے دعا کرنے میں تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس اللہ کو چھوڑا یا اس کی کمال قدرت پر اعتقاد نہ کیا جس نے سب کچھ بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق دعا ہی عبادت ہے' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی' ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ دعا بہتر عبادت ہے۔ امام شوکانیؒ نے فرمایا دعا کامل تر عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے بہت تاکید کے ساتھ یہ عبادت اپنے بندوں سے طلب کی ہے اور غیروں کو پکارنے سے منع فرمایا ہے جس نے اللہ کے سوا کسی نبی یا ولی یا پیر یا شہید کو پکارا اور اُن سے مرادیں مانگیں تو اُس نے شرک کیا اور غیر اللہ کی عبادت کی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور کتابیں اسی لئے بھیجی تھیں کہ خالص اللہ کو پکارا جائے اور اسی سے حاجات طلب کی جائیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 658

ہی کی حیثیت سے پیدا کیا کہ کہیں تم اُن سے سواری کا کام لو اور کہیں انہیں اپنی غذا کے کام میں لاؤ تو یہ کس درجہ شدید حماقت اور جہالت ہے کہ تم الٹا انہی کو اپنا مخدوم بلکہ معبود ماننا شروع کر دیتے ہو۔ کتنا افسوس کا مقام ہے کہ انسان خلیفۃ اللہ و اشرف الخلائق ہو کر حیوان پرستی میں مبتلا ہو جائے اور جبکہ حیوان پرستی شرک کا ایک بہت بڑا مظہر دنیا میں ہمیشہ سے رہا ہے ہندوستان کے علاوہ مصر بابل وغیرہ میں حیوان پرستی کی بلا عام رہی ہے۔ لکم میں لام تعلیل کا ہے یعنی تمہاری مصلحت و نفع کی غرض سے۔

ف: منافع' اس کے تحت میں اگر ایک تجارت ہی کی مد کو لیجئے تو اللہ معلوم کہ اس کی کتنی شاخیں نکلتی چلی آئیں مثلاً گوشت کو ہی دیکھ لیجئے کہ کچے گوشت کی تجارت' آنت کی تجارت' خشک شدہ محفوظ گوشت کی تجارت' اون کی تجارت' کھالوں کی تجارت' ہڈی کی تجارت' دانت کی تجارت' دودھ' دہی' پنیر' گھی' مکھن' کریم' بالائی کی تجارت اور اسی طرح دوسری چیزوں کو قیاس کیجئے اور اگر کوئی طبعی فوائد گنوانا چاہے تو وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اس آیت سے اُن جاہل صوفیا کا بھی رد نکل آیا جو اسباب معیشت سے نفع اٹھانے کو طریق و سلوک کے منافی سمجھتے ہیں۔ حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِکُمْ میں تفریحی سفر' تجارتی سفر' جنگی سفر' خانگی سفر اور مذہبی سفر وغیرہ تمام آ جاتے ہیں۔ خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتیوں اور جہازوں پر سوار پھرتے ہو۔

بقیہ صفحہ نمبر 661

پرکئی بار اس لئے آئے ہیں کہ عرب اُن کے حالات سے خوب واقف و مانوس تھے۔

ف: یعنی وہ ہر طرح کی سعی بلیغ نہیں اسی مسئلہ توحید کے سمجھانے کی کرتے رہے لیکن ان کی بے وقوفی دیکھئے کہ تعلیم کو نہیں دیکھا معلم کو اپنا ہم جنس سمجھ کر تعلیم سے انکار کر گئے حالانکہ عام قانون ہے کہ ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہے کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ

مگر ان کے دلوں میں رسولوں کا انکار گھر کر گیا تھا انہوں نے اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور ان قدیم منکروں کا جواب وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی ان کی زبانوں پر رہا۔ بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ نے یہ فقرہ انبیاء کے خیال کی ترجمانی میں کہا اور قرآن میں یہ اسلوب بیان عام ہے۔ حائتھم میں ھم ضمیر جمع ہے' حالانکہ ذکر صرف عاد اور ثمود کا گزر رہا ہے' لیکن تثنیہ کے موقعہ پر ضمیر جمع لانا عربی میں عام ہے۔ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کو ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے آئے کوئی طریقہ اور کوئی پہلو نصیحت اور سمجھانے کا نہیں چھوڑا۔

بقیہ صفحہ نمبر 662

یعنی تاکید کے لئے ہے۔ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ دوزخیوں کا لشکر بے شمار ہوگا ایک خاص مقام پر پہنچ کر آگے چلنے والوں کو روک دیا جائے گا تاکہ پیچھے آنے والے بھی آ کر ساتھ مل جائیں اور پھر وہ اکٹھے جہنم میں دھکیلے جائیں گے۔

تنبیہ: جوڑوں اور ان کی کھالوں کا بولنا اور گواہی دینا حقیقۃ ثابت اور حق ہے ہر ایک جوڑ سے جو اُس نے کیا ہوگا اقرار جرم کی آواز نکلے گی کیسے نکلے گی جیسے مونو گراف یا ٹیپ سے نکلتی ہے۔

ف۵: آج جو اعضاء خاموش اور بے زبان ہیں کل کو جب ان کو زبان ملے گی تو یہ کتنی سیدھی اور سچی بات کہیں گے کہ تم ہمیں تو خاموش و غیر متکلم سمجھ رہے تھے' یہ بتاؤ کہ زبان جسے تم گویا ناطق سمجھ رہے ہو خود اس گوشت کے ٹکڑے میں قوت گویائی کہاں سے آ گئی۔ جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی کیا وہ ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا؟ زبان میں بھی تو یہ قوت ایک قادر مطلق ہی کے حکم و مشیت سے آئی اور اس ایک چیز کے علاوہ اس میں اور ہم میں کوئی ذرہ بھر فرق بھی تو نہیں تو پھر بعینہ وہی مشیت اس وقت جب ہم سے متعلق ہو گئی تو ہم بھی ٹھیک زبان ہی کی طرح ناطق ہو گئے' اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟

بقیہ صفحہ نمبر 663

بڑھ گئی حالانکہ دوسرے مقام پر صاف ارشاد ہے انما تجزون ما کنتم تعملون یعنی کفار نے جو کچھ کیا ہوگا اُسی جتنا بدلہ ان کو ملے گا ہم نے پہلے معنی اختیار کئے ہیں۔ اس لئے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اَسْوَءَ کا بدلہ ہی ہمیشہ کا عذاب ہوا تو باقی کی کیا ضرورت ہے سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں ہونے کے مصداق اس معنی پر ظلم کا اعتراض نہیں رہتا۔ بعض مفسرین نے اَسْوَءَ کو تفضیلی معنی میں نہیں لیا۔ تفسیر عربی میں میں نے یہی اختیار کیا ہے اور وہ بھی ایک صورت اعتراض سے بچنے کی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 664

بتلایئے کہ مجھے آپ کے بعد کسی سے اس کے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ یعنی تو یہ کہہ کہ ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے پھر اسی پر قائم رہ' راوی کہتا ہے میں نے کہا وہ کونسی چیز ہے جس سے میں پرہیز کروں تو آپ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ (یعنی زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو یاوہ گوئی سے بچا) تنبیہ: بہت ممکن ہے کہ متقین وابرار اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا فرشتوں کا نزول ہوتا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کے دینی و دنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں اور جو اُن کے شرح صدر اور تسکین اور اطمینان کا موجب ہو جاتا ہو جیسا کہ ایک دو آیت پہلے گزر چکی ہے کہ کفار پر شیاطین مسلط ہیں جو برائیوں کو مزین کر کے اُن کے اغواء کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ شیاطین کے حق میں بھی لفظ تنزل استعمال ہوا ہے تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ. (شعراء ۱۱) اور اس تقدیر پر اگلی آیت نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ اللہ اعلم۔

ف۳: جو کچھ بھی تم طلب کرو گے ہر چیز تمہارے لئے مہیا و حاضر ہوگی اور اس میں تمام کی تمام مادی اور روحانی لذتیں اور حسی اور معنوی راحتیں آ گئیں اور پھر اس سے بھی آگے ایک قدم آگے بڑھ کر جو کچھ تمہارا جی چاہے گا وہ بھی خواہ زبان سے مانگو یا نہ مانگو جنت اور آخرت کی نعمتیں بے حد اور بے شمار ہیں' حق یہ ہے کہ مومن ان بشارتوں کو پڑھ کر وجد میں آ جائے۔ مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ اس کے اندر وہ تمام لذتیں اور راحتیں آ گئیں جن کی طلب انسان کے لئے طبعی و اضطراری ہے۔ مَا تَدَّعُوْنَ اس کے تحت وہ ساری نعمتیں شامل ہیں جن کی طلب انسان کے لئے عقلی و اختیاری ہے بے انداز و بے حساب نعمتیں ملیں گی بھی تو اس طرح نہیں کہ جیسے سائل یا گداگر کو بھیک مل جاتی ہے' بلکہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ملیں گی جیسے معزز مہمان کو میزبان کی طرف سے پیش ہوتی رہتی ہیں۔ میزبان کون ہوگا؟ خود حق تعالیٰ صفات مغفرت و رحمت کے خاص طور پر متصف ابھی فکر حسن مآل کا تھا اب ذکر حسن عمل کا ہے یعنی جو لوگ اللہ کو مانتے اور اعمال صالح بجالاتے ہیں وہی ہیں جن کی نسبت ہم پہلے بتلا آئے ہیں کہ ان پر فرشتے اترتے اور ان کو نجات کی خوشخبری سناتے ہیں جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلاتے اور بذات خود اس پر عامل ہوتے ہیں۔ اس قید نے یہ اشارہ کر دیا کہ عالم بے عمل اور واعظ غیر متقی اس بشارت سے خارج ہے۔ دعا الی اللہ کا مفہوم عام ہے اور ہر داعی الی اللہ اس کے تحت میں آ جاتا ہے خواہ وہ حاکم عادل ہو یا فوجی مجاہد' وہ مدرس ہو یا واعظ اور خواہ وہ شیخ طریقت ہو یا دینی کتابوں کا مصنف وغیرہ۔ دَعَا اِلَى اللّٰهِ کے تحت فقہاء نے لکھا ہے کہ لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لینا اور زاہد والی خاموشی سے امر بالمعروف اولیٰ اور اشرف ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے اس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے خالص مسلم ہونے کی منادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کے لئے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔

تنبیہ: وَ عَمِلَ صَالِحًا کی قید سے معلوم ہوا کہ شیخ کو خود بھی عامل ہونا چاہئے ورنہ اس کی تعلیم میں برکت نہ ہوگی۔

ف۵: اب سنو! ایمان لانا اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلانا ایک مشکل کام ہے' عموماً جہلاء اس میں مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں اور ایذا دیتے ہیں اُس وقت ہر انسان کی طبیعت انتقام کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ایسے وقت کے لئے تم کو یہ اصول مدنظر رکھنا چاہئے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں بلکہ ہر ایک کا اثر جداگانہ ہوتا ہے'

برائی کا انتقام برائی سے لینے میں عداوت بڑھتی ہے اور نیکی کرنے میں بشرط سلامت طبع عداوت کم ہوتی ہے۔ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ نے یہ صاف کر دیا کہ یہ لازمی نہیں کہ اس برتاؤ کے بعد وہ دشمن دوست بن ہی جائے البتہ مشابہ دوست کے ضرور ہو جائے گا۔ خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہئے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک گنجائش ہو برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے اگر کوئی سخت بات کہے یا برا جملہ کہے تو اس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہئے جو اُس سے بہتر ہو' غصہ کے جواب میں بردباری' گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور سختی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے اور اس طرز عمل کے نتیجہ میں سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ سچا دوست بن جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً﴾ (الممتحنہ:۷) ہاں اگر کسی شخص کی طبیعت کی افتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ نرم خوئی اور خوش اخلاقی اس پر اثر نہ کرے تو یہ اور بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں بہر حال داعی الی اللہ کو بہت زیادہ صبر و استقلال اور حسن اخلاق کی ضرورت ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 665

اخلاقی کی بدولت مخاطبین کی کایا پلٹ دے اور تاریک فضا کو ایک روشن ماحول سے بدل دے۔ حاصل یہ ہے کہ سجدہ کرنے کے لائق وہی ہے جس کو پیدا کرنے کی قدرت ہے اور جو خود پیدا ہونے میں دوسرے کا محتاج ہو اس کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔

ف۲: جو لوگ اللہ کے احکام میں کجروی کرتے ہیں یعنی بدنیتی سے اُس کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان پر غالب آنے کا خیال اپنے دل میں رکھتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں اور ہم ان کو الٹا جہنم میں ڈالیں گے۔ اس قسم کے آدمی ہمیشہ سے چلے آئے ہیں اور آج کل بھی ہیں ان سب میں سب سے آگے آریہ سماج ہیں جو ہر بات کی جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہے محض ضد سے اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ ان الذین ملحدون فی ایتنا منکرین اور مکذبین سے مراد ہونا تو ظاہر ہی ہے لیکن علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ وعید ان باطل فرقوں پر بھی شامل ہے جو آیات قرآنی کے معنی گھڑ گھڑ کر اور مسخ کر کے ایسے بیان کرتے ہیں جو حدود تاویل سے بالکل خارج ہوتے ہیں۔ متکلمین و اصولیین اہل سنت نے تصریح کر دی ہے کہ ہر نص اپنے ظاہر ہی پر محمول ہوگی تاوقتیکہ کوئی دلیل قطعی تاویل کی مقتضی نہ مل جائے لغت قواعد نحوی سے الگ ہو کر ایسے معنی گڑھنا جس سے احکام شریعت ہی باطل ہو جائیں زنادقہ کا شیوہ رہا ہے اس کے تحت میں وہ غالی صوفیا بھی آ جاتے ہیں جو منقول اور ماثور تفسیروں سے انکار کر کے اپنی اختراعی تاویلیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہاں دار العمل میں تو اُس نے آزادی دے رکھی ہے لیکن دار الجزا میں پوری سزا دے گا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 666

کو سن نہیں سکتے اور ان کی آنکھوں میں گویا اندھا پن ہے اس لئے وہ قرآن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہی نہیں۔ چنانچہ معاندین کی یہ ارادی نابینائی اُن کے حق میں اور زیادہ موجب ملامت بنتی جاتی ہے۔ یعنی قرآن کے جو نشانات سنے اور دیکھے جانے کے قابل ہیں ان کو نہ تو یہ لوگ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے دونوں راستے بند ہیں کیوں بند ہیں؟ انہوں نے قرآن کی مخالفت محض ضد اور نفسانیت سے کی اس لئے اب ان کی یہ حالت ہے کہ قرآن کے وعظ و نصیحت کو یہ سنتے ہیں ایسے کہ بلانے والے کی آواز تو سنی جاتی ہے مگر اس کا مضمون سمجھ نہیں آ سکتا پھر عمل کریں تو کیسے۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ اُن سے بات کرنے والا گویا دور کی جگہ سے ان کو پکارتا ہے اس لئے اس کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

ف۴: ایک تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات دی تھی اس میں بھی اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے انکار کیا' تو کیا ہم نے سب منکروں کو یکدم تباہ کر دیا تھا؟ نہیں بلکہ چند اشخاص فرعون اور اس کے مشیر کار لوگوں کو جو برسر شرارت تھے انہیں تباہ کیا' اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم نہ گزرا ہوتا کہ جلدی میں سب کو تباہ نہیں کروں گا تو ان لوگوں میں یکدم فیصلہ کر دیا جاتا کافروں کو تباہ و برباد کر کے اُن کی جگہ مومنوں کو بسایا جاتا۔ چنانچہ توریت ہی کی طرح آج قرآن کے بارہ میں بھی لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور بہت سے بد بخت لوگ اُسے کلام الٰہی تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ مقصود رسول کو تسکین دینی ہے کہ خلقت کی یہ عادت انکار تو پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ ولولا ..... ربك اور وہ ٹھہرائی ہوئی بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پورا عذاب آخرت ہی میں ہوگا۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وہ فیصلہ یہی کہ منکرین پر عذاب اسی دنیا میں آ گیا ہوتا۔

تنبیہ: اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِنْهُ مُرِيْبٍ یعنی مہمل شکوک و شبہات ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔ چونکہ یہ یقین و ایمان سے محروم ہیں اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ سکون و اطمینان کی دولت سے بھی محروم ہیں۔

ف۵: کہ بے جرم بھی ان کو سزا دے اور جرموں میں سزا کا اضافہ کر دے یا کسی کی کی ہوئی نیکی کو شمار سے چھوڑ دے اور یا کسی کی نہ کی ہوئی بدی کو لکھ لے۔ یہ آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے گا جیسا کرے گا وہی سامنے آئے گا۔ نہ کسی کی نیکی اُس کے ہاں ضائع ہوگی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی۔

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ بغیر گناہ کے کسی کو سزا نہیں دیتا اور نہ عذاب کرتا ہے مگر رسول کے بھیجنے اور حجت قائم کرنے کے بعد' پھر جب لوگ نہ سمجھیں اور نبی ﷺ کا کہا نہ مانیں تو سزا دیتا ہے اور یہ عین عدل اور کمال انصاف ہے۔

تنبیہ: مَنْ عَمِلَ ..... فَعَلَيْهَا اسلام کی ایک بنیادی حقیقت یعنی شخصی ذمہ داری کا ایک بار پھر اعادہ و اثبات کا دیا گیا اور اس جہل کی ایک بار پھر اصلاح کر دی گئی کہ مقبولین سے محض نسبی نسبت رکھنا کافی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 667

کسی کو غریب کر دینا ہماری قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے مگر انسان ایسا شریر ہے کہ جب ہم ایسے انسان پر انعام کرتے ہیں اور اسے آسائش و آرام دیتے ہیں تو وہ ہمارے حکموں سے منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے اور جب تکلیف پہنچتی ہے پھر تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے' اس کی یہ دعائیں تو صرف نعمتوں کے چھن جانے کی گھبراہٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں نہ کہ منعم حقیقی کی طرف توجہ و رجوع کے طور پر۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان و قصور کہ کانہ سختی میں صبر سے کام لیتا ہے اور نہ نرمی میں شکر ادا کرتا ہے۔ دعاءٍ عریض' عریض کا معنی کثیر محاورہ عرب میں عام ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 669

مطلب صحیح ہے جو کہا کرتے ہیں داد حق را قابلیت شرط نیست۔ بلکہ شرط قابلیت داد اوست' مگر متکلمانہ نظر میں یہ ترجیح غلط ہے جو شان عدل و انصاف سے بعید ہے یہ ہے سوال کا خلاصہ جواب متکلمانہ روش پر یہ ہے کہ مشیت الٰہی دو قسم پر ہے۔ (۱) بالجبر (۲) قوانین قدرت کے ماتحت' قرآن مجید میں ان دونوں معنوں کا استعمال آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے ﴿اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَاجَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَ لَوْشَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَايُرِيْدُ﴾ (البقرۃ:۲۵۳) ہم (اللہ) نے حضرت عیسیٰ کو کھلے نشان دیئے اور اس کو روح القدس کے ساتھ قوت دی اگر اللہ چاہتا تو ان نبیوں کے بعد والے لوگ دلائل بینات دیکھنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ آپس میں مختلف الخیال ہوئے اس لیے لڑے تاہم اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ لڑتے مگر اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس آیت کا فیہ ہدایت میں پہلے شاء سے ان کے اختلاف کو استدراک کیا ہے اور دوسرے شاء سے اپنے ارادے کو سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ و جدل کو روکنے کے متعلق مشیت الٰہی کا منفی ہونا بتا کر اس جنگ و جدل کا سبب ان کا اختلاف بتاتا ہے' اس کے بعد مشیت الٰہی کی نفی کر کے ارادہ الٰہی کا ثبوت دیا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ و جدل کا سبب ان کا باہمی اختلاف اور اس اختلاف پر ارادہ الٰہی علت موجودہ تھا' دنیا دار الاسباب ہے جب کسی چیز کی علت اور علت العلل پائی جائے تو معلول کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس لیے ان کی باہمی چپقلشیں ہوئیں باوجود اس کے ارشاد ہے کہ "اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے" کیوں اس لیے کہ وہ اپنے وسیع اختیارات میں تمام علل اور اسباب کے ہوتے ہوئے بھی معلول کو وجود میں آنے سے جبراً روک سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ لو شاء میں مشیت الٰہی منفی بمعنی زبردستی کے ہے اسی طرح آیت زیر بحث کا مطلب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ زبردستی سے مومن بنانا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت مسلمہ بنا دیتا لیکن جس کو چاہتا ہے وہ رحمت میں داخل کرتا ہے یہ دوسری مشیت اس معنی میں ہے جس میں آیت مرقومہ میں یرید آیا ہے یعنی بقانون مجریہ مشیت بلا جبر' پس مطلب اس آیت کا صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اور اسلام کے بارے میں کسی پر جبر نہیں کرتا اگر وہ جبر سے کام لیتا تو ان سب کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیتا۔ مگر خدا جبر نہیں کرتا بلکہ فرماتا ہے من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے پس جو ایمان لانا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا اور جو کفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مردود کرے گا۔ واللہ اعلم۔

ف۵: حکمہ الی اللہ کے تحت میں حکم منصوص و حکم مستنبط دونوں آ گئے اور حکم نص اور استنباط دونوں پر حاوی ہے اس حقیقت کے سمجھ لینے سے خوارج اور منکرین فقہ دونوں کے بہت سے مغالطوں کا جواب نکل آتا ہے۔ جو شخص ہر امر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے گا اور اسی پر بھروسہ رکھے گا اسے کسی مخلوق سے خوف ہی کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک فلسفیانہ نظریہ کے تحت محض مسبب الاسباب یا خالق کل سمجھے رہنا ہرگز کافی نہیں' بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اس کے ساتھ اپنی ہر ضرورت کا تعلق جوڑے رہے اور اسی کو مدبر عالم اور کارساز کائنات سمجھتا رہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 670

یعنی احکام و اعمال ہر دور کی مناسبت سے بدلتی رہتی ہیں جبکہ نفس دین یعنی عقیدہ اساسی شروع ہی سے دین توحید ہے اور اسی کا ایک لازمی جز و مسئلہ نبوت ہے۔

ف۲: مطلب یہ کہ جو لوگ ذرہ بھی دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت یا خوف کو جگہ دیں گے وہ ان کی راہ نمائی کر دے گا اس کے بعد ان میں سے جس کو اپنی مشیت کے مطابق چاہے گا برگزیدہ کرے گا یہی مضمون پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے' مطلب یہ ہے کہ جس سے اس کی مشیت متعلق ہو جاتی ہے اسے وہ دین حق کی توفیق دیتا ہے اور جو اس کی طرف جھکتا ہے تو وہ اس کو اپنا تقرب دے کر رہتا ہے یعنی توفیق ایمان کے بعد اگر انابت و اطاعت ہو تو اس پر قرب الٰہی اور ثواب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ف۳: دین اصلی اور دین قدیم تو دین توحید ہی ہے اور شرک و بدعت اور مخترع ادیان کی ایجاد تو بہت بعد کی چیز ہے اس کی بنیاد بھی کسی اجتہادی غلطی پر نہیں بلکہ تمامتر نفسانیت پر ہے محض ضد اور حسد کی وجہ سے جدا جدا ہوئے۔

بقیہ صفحہ نمبر 673

استحقاق سے کہیں زیادہ دے دیتا ہے۔

ف۱: کلمات سے مراد احکام تکوینی و تنزیلی دونوں ہیں۔ توبہ کا مطلب ہے گناہ پر پشیمان ہو کر اور اس کو چھوڑ کر آئندہ کیلئے پختہ قصد کرنا کہ پھر نہیں کروں گا۔ یہ تین شرطیں ہیں جب یہ پائی جائیں تو توبہ صحیح ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو توبہ صحیح نہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں اور اگر گناہ ایسا ہے کہ جس میں کسی بندہ کا حق بھی ہو تو ایسے گناہ سے توبہ کی چار شرطیں ہیں' تین کا ذکر تو ہو چکا اور چوتھی یہ کہ حق دار کا حق ادا کرے اور توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ کوئی کافر اگر کفر سے توبہ کرے تو اس کی وہ توبہ بھی قبول ہو جائے گی اور جو گناہ اس نے حالت کفر میں کیے ہیں وہ تمام بھی معاف ہو جائیں گے اور اکثر گناہ تو توبہ کے ذریعہ سے معاف ہوتے ہیں اور کئی گناہ بغیر توبہ کے یوں ہی معاف ہو جاتے ہیں۔

ف۲: رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا و یزیدھم من فضلہ یعنی جو لوگ قیامت میں دوزخ کے مستحق ہو چکے لیکن دنیا میں انہوں نے مومنوں سے احسان کیا تھا اور مومن ان کی سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ سفارش قبول فرما کر ان کو دوزخ سے نجات دے گا۔ رہ گئے منکر اور پکے کافر جن کو مرتے دم تک رجوع و توبہ کی توفیق میسر نہیں ہوئی تو ان کا انجام اگلے جملے میں مذکور ہے۔

ف۳: اللہ سے بڑھ کر اپنے بندوں کی مصلحتوں' صلاحیتوں' استعدادوں کا جاننے والا اور ان کے احوال و اعمال پر نظر رکھنے والا اور کون ہوگا' وہ ہر بندہ کو اس کے ظرف' ضرورت و مصلحت کے لائق ہی روزی دیتا ہے ورنہ اگر وہ بے تحاشا سب کو خوشحال ہی بنا دے تو انسانوں کی عام طبیعتیں ایسی ہیں کہ بجائے امن و آشتی کے فتنہ و فساد برپا ہو جائے اور وہ تمام ایک دوسرے کے دشمن بن کر کفر و نافرمانی میں مبتلا ہو جائیں۔ ہاں دین کے عام مذاق و رجحان کے خلاف فرض کیجیے کہ کسی وقت غیر معمولی طور پر کسی مصلح اعظم اور مامور من اللہ کی نگرانی میں عام خوش حالی اور فارغ البالی کے باوجود باہمی آویزش اور طغیان و سرکشی کی نوبت نہ آئے اور زمانہ کے انقلاب عظیم سے دنیا کی طبائع ہی میں انقلاب پیدا کر دیا جائے تو وہ اس عادی اور اکثری قاعدہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ مامن عام الا وخص منہ البعض بہرحال دنیا کو بحالت موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک کو اس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کون سی صورت زیادہ بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جس کے لیے دولت مندی ہی لائق ہے اگر اس کو میں محتاج کر دیتا تو اس کے دین میں خرابی آ جاتی اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے لیے محتاجی ہی مناسب ہے اگر میں اس کو دولت مند بنا دیتا تو اس کا دین بگڑ جاتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 674

میں داخل ہے کہ جب چاہے ان جہاز والوں کی بداعمالی کی پاداش میں ان جہازوں کو طوفان لا کر اور تند و تیز ہوا چلا کر تباہ بھی کر دے تاکہ وہ ان سے بدلہ لے اور تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑنے والوں کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں' اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں جو نفع و ضرر پہنچائے۔ یوبقھن میں ھن کا مضاف اھل مقدر ہے اصل ترکیب کلام یوں ہے او یوبق اھلھن۔

تنبیہ: حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جو لوگ ہر چیز کو اپنی تدبیر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اس وقت عاجز رہ جائیں گے اور کوئی تدبیر بھی ان سے بن نہ پڑے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر 675

گروہ کے نزدیک قرآن نہیں تو عزت میں قرآن سے کم بھی نہیں' اس کتاب میں ایک خط جو دراصل نصب خلیفہ کے لیے ایک اصول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حقہ منوانے کے لیے امیر معاویہؓ کو استدلالی صورت میں لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں کہ تحقیق مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ سے بیعت کی تھی اسی شرط پر کی ہے جس شرط پر ان کے ساتھ کی تھی پس نہ حاضر کو اب اس کے خلاف رائے دینے کا حق ہے اور نہ غیر حاضر کو رد کرنے کی اجازت ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہ شوریٰ واگزیکٹو کونسل مہاجرین اور انصار کی ہے پس اگر وہ کسی شخص پر جمع ہو کر اس کا نام امام (خلیفہ) رکھیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی پسندیدہ ہوگا اگر کوئی بطور طعن یا بدعت کی وجہ سے ان ممبران شوریٰ کے فیصلے سے نکل جائے تو وہ ممبران شوریٰ (یا اگزیکٹو کونسل کے ارکان) اس کو مجبور کر کے اسی حال میں واپس کریں گے جس سے وہ نکلا ہے' اگر وہ اس میں آنے سے انکار کرے تو وہ اس سے لڑیں گے کیونکہ اس نے غیر مومنین کا راستہ اختیار کیا اور جس گمراہی کی طرف وہ پلٹا اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرف چلائے گا (نہج البلاغہ حصہ ۳) اس خط میں جو شوریٰ مہاجرین کا ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ اسی آیت کے ماتحت ہے جس میں مسلمانوں کا طریق کار بتایا ہے۔ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پس یہ آیت اور روایت مسئلہ خلافت کا صاف لفظوں میں فیصلہ کرتی ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا اور اس کو معزول کرنا ممبران شوریٰ کے ہاتھ میں ہے چونکہ اصول یہی ہے کہ جس کسی کو مجلس شوریٰ اپنا خلیفہ بنا دے وہی خلیفہ راشد ہے اور خلفائے اربعہ کو ممبران شوریٰ نے خلیفہ بنایا لہٰذا وہ خلیفہ راشد تھے الحمدللہ صغریٰ خلفائے اربعہ کو شوریٰ نے خلیفہ بنایا۔ کبریٰ اور جس کو شوریٰ خلیفہ بنائے وہ خلیفہ راشد ہے نتیجہ یہ کہ خلفائے اربعہ خلیفہ راشد ہیں۔

تنبیہ: شوریٰ کے سلسلہ میں یہ یاد رہے کہ مشورہ صرف انہی امور میں پسندیدہ ہے جو بجائے خود قابل مشورہ ہوں اور جو چیزیں احکام قطعی میں داخل ہیں مثلاً نماز پنجگانہ نہ رمضان کے روزے وغیرہا تو ان میں مشورہ نہیں۔ یعنی مشورہ ان امور میں ہوتا ہے جو قرآن وسنت میں منصوص نہ ہوں اور جو منصوص ہوں اس میں رائے و مشورہ کے کوئی معنی نہیں اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد اور متدین ہو ورنہ اس کی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ رہے گا۔

ف۳: بالجملہ دفع ظلم اور قیام امن بدلہ لے لیتے ہیں مگر نہ اتنا بدلہ کہ ان کی طبیعت ان کو بتلائے بلکہ شرعی انداز سے ظلم وزیادتی کے انتقام میں وہ خود بھی ظلم وزیادتی نہیں کرنے لگتے۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لوگ معاف کرتا نہیں جانتے بلکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جنت ان متقیوں کے لیے تیار ہے جو آسانی اور تنگی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچہ کرتے ہیں اور غصہ دبا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبت کرتا ہے۔ اس آیت میں معاف کرنے والوں کو مقام مدح میں ذکر فرمایا اور متقین کی ذیل میں لا کر ان کو متقین کا فرقرار دیا اور زیر تفسیر آیت میں بدلہ لینے والوں کو بھی مقام مدح میں ذکر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدلہ لینا بھی قابل تعریف ہے۔ ان دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ بعض مواقع پر بدلہ لینا بھی اچھا ہوتا ہے۔ شیخ سعدی مرحوم جو فلسفہ اخلاق کے معلم ہیں وہ اعلیٰ اخلاق کی یہ تعلیم دیتے ہیں ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا

کہ برائی کا برا بدلہ لینا آسان کام ہے اگر تو بہادر ہے تو برائی کرنے والوں سے نیکی کر۔ باوجود اس اخلاقی تعلیم کے ان کے وسیع تجربہ نے ان کو اس کہنے پر بھی مجبور کر دیا۔

کہ برے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اتنا جرم ہے جتنا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

ان دو مختلف تعلیموں کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں مخالفت دو وجہ سے ہوتی ہے ایک صحیح واقعہ سے کہ فریقین شریر نہیں مگر ایک فریق سے کوئی کام ایسا ہو جاتا ہے کہ جس سے دوسرے فریق کو رنج اور رنج سے عداوت تک نوبت پہنچتی ہے تو ایسی صورت میں اگر کوئی اس کوشش میں ہو کہ سری طرف سے اس کی صفائی ہو جائے جس کی صورت یہ ہے کہ اس کی برائی کے بدلہ میں نیکی کرے تو اس دوسرے فریق کو بھی خیال ہوگا کہ میں غلطی پر ہوں یہ شخص دل سے میرا دشمن نہیں یا کم سے کم اس کی شرافت اس کو اس کے ساتھ شرارت کرنے سے مانع ہوگی یہ تو ہے قسم اوّل اور دوسری قسم کی دشمنی ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو ذاتی طور پر بداطوار اور شریر ہوتے ہیں جن کی شان میں یہ اخلاقی شعر موزوں ہے ؎

نیش عقرب نہ از پے کیست
مقتضائے طبیعتش ایست

ایسے دشمنوں سے سلوک ومروت کرنے سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ یہ مجھ سے دب کر ایسا کرتا ہے اس لیے اس کو اور دبانا چاہیے تو ایسے لوگوں کے حق میں شیخ مرحوم نے کہا ہے ؎

نکوئی بابداں کردن چنانست
کہ بدکر دن بجائے نیک مرداں

قرآن مجید کی غرض چونکہ اصلاح خلق اور امن وامان قائم کرنا اور قائم رکھنا ہے اس لیے اس نے اتنی سختی نہیں کی (جتنی کہ شیخ مرحوم نے کی کہ بروں کے ساتھ نیکی کرنے کو سخت گناہ قرار دیا) بلکہ یہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی ایذا رسانی کا بدلہ لینا بھی جائز بلکہ بعض اوقات میں بہتر ہوتا ہے تاہم معافی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا بلکہ ساتھ ہی فرمایا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یہی قرآن مجید کی خوبی ہے کہ میزان عدل بلکہ میزان انتظام سب کی نگرانی کرتا ہے اور کتابوں کی طرح ایک ہی طرف کو نہیں جھک جاتا۔ جیسا انجیل میں لکھا ہے کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے (متی باب ۵ آیت ۳۹) اس انجیلی حکم میں مقابلہ کرنا یا بدلہ لینا حرام کیا گیا ہے مگر انسانی فطرت اور سیاست مملکت جس امر کی مقتضی ہے وہ یورپ کی جنگ عظیم سے معلوم ہو سکتا ہے اگر اس پر عمل ہوتا تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی۔ تو جو فریق ایک مقام دوسرے کا لیتا تو دوسرا اس کا مقابلہ نہ کرتا بلکہ اور ایک مقام اس کے حوالے کر دیتا اسی طرح چند روز میں جنگ کا خاتمہ ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ظالم اور اس کی فوج ہی دنیا پر حکمران ہوتے مگر قرآن مجید ایسی تعلیم کا روادار نہیں جو سیاست ملکی اور فطرت انسانی کے خلاف ہو بلکہ وہ انسانی فطرت کے مطابق اور نظام عالم کے موافق حکم دے کر اپنے پیروکاروں کی ظالموں سے حفاظت کراتا اور اپنی اتباع کرنے والوں کو معراج ترقی پر پہنچاتا ہے۔

ف۴: خواہ وہ ظالم ظلم کی ابتدا کرنے والے ہوں یا جواب وانتقام میں حدود سے تجاوز کر جانے والے ہوں جزائے سیئہ کو سیئہ کہنا ظاہر ہے کہ مجازاً ہے ورنہ درحقیقت یہ تو برائی کی سزا ہوئی نہ کہ خود کوئی برائی مثلها یعنی جرم کی سزا بھی جرم کی مناسبت ہی سے دی جائے اور اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ و اصلح یعنی اپنے معاملات کو درست کر لیا۔

ف۵: یہاں دو اصول ارشاد ہوئے ہیں (۱) ایک تو قانون عدل کہ جو کوئی جیسا کرے گا وہ ویسا ہی پائے گا مثلاً دانت کا بدلہ دانت اور آنکھ کا بدلہ آنکھ لیکن یہاں بھی یہ شرط ہے کہ وہ چیز بذات خود ممنوع وحرام نہ ہو مثلاً لوٹ کا بدلہ لوٹ اور زنا کے عوض زنا کی اجازت نہیں دی جا سکتی (۲) قانون فضل یعنی رحم ورعایت کا قانون آیت سے انتقام کا صرف جواز نکلتا ہے نہ کہ اس کی ماموریت اور یہاں یہ حقیقت بھی بیان کر دی کہ تشدد مطلق صورت میں اسلام میں ممنوع نہیں بلکہ ممنوع وحرام تو صرف تشدد بے جا ہے۔ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اس سے اس جانب بھی اشارہ ہو گیا کہ کبر نفس ہی ظلم وزیادتی کی جانب لے آتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ف۶: یعنی غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اس سے درگزر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔ اس سے یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ انتقام کی بھی جائز حدود کے اندر پوری اجازت اسلام میں ہے لیکن اولیٰ اور افضل معاف ہی کر دینا ہے اور فطرت بشری کی پوری رعایت ہماری شریعت میں موجود ہے۔

ف: کہ وہ اسے زبردستی راہ راست پر لے آئے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ یہ اضلال اسی بنا پر ہوگا کہ اس بندہ کے اندر حق کی طلب وتلاش موجود نہیں۔ شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ باوجود اجازت بدلہ کے جو کوئی صبر کرے اور مجرم کو بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ سمجھ دے وہی اس راز کو پا سکتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے یعنی اس حکمت کی سمجھ نہ دے اس کے لیے اس خدا کے سوا کوئی بھی یار و مددگار نہیں جو اس کی مدد کر سکے۔

بقیہ نمبر 677

فرشتہ جسمانی طور پر آنکھوں کے سامنے نہ آئے بلکہ براہ راست نبی کے قلب پر نزول کرے اور قلب ہی سے ادراک فرشتہ کا اور صوت کا ہوتا ہو حواس ظاہرہ کو چنداں دخل نہ رہے۔ چونکہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ طور پر اندر ہی اندر ہوتا تھا نبی کے وجود سے باہر کوئی علیحدہ ہستی نظر نہ آتی تھی نہ اس طرح کلام ہوتا تھا جیسے ایک آدمی دوسرے سے بات کرتا ہو کہ پاس بیٹھنے والے بھی سمجھ لیں اس لیے اس قسم کو خصوصیت کے ساتھ لفظ وحی سے تعبیر کیا کیونکہ لغت میں وحی کا لفظ اخفاء اور اشارۂ سریعہ پر دلالت کرتا ہے (۳) فرشتہ باقاعدہ جسم اور شکل کے ساتھ نبی کے سامنے آ جائے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام و پیام پہنچا دے جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا ہے چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور اکثر مرتبہ دحیہ کلبیؓ (صحابی رسول) کی صورت میں آتے تھے اور کبھی کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف لائے ہیں اس وقت آنکھیں فرشتہ کو دیکھتی تھیں اور کان ان کی آواز سنتے تھے اور سمجھتے تھے۔ اور پاس بیٹھنے والے بھی بعض اوقات گفتگو سنتے اور سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب علی وہ بلند شان ہے اور اس کی شان کی بلندی کا تقاضا یہی ہے کہ بندہ کو اس سے ہم کلامی کی مجال ہی نہ ہو۔ حکیم لیکن وہ حکیم مطلق بھی ہے اس لیے اس نے اپنے بندوں کے مصالح پر نظر کر کے اپنی ہم کلامی کے تین طریقے نکال دیئے۔

ف۳: ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح یعنی روحانی زندگی بخشنے والی کتاب بذریعہ روح الامین جبرائیل علیہ السلام کے بھیجی ہے۔ کما قال نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ورنہ اس سے پہلے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان کی تفصیل جانتا تھا گو کہ اللہ تعالیٰ پر تیسرا ایمان تھا اور شرک سے تجھے پیدائشی نفرت تھی مگر اس کی تفصیل کا علم نہ تھا نہ یہ معلوم تھا کہ آسمانی کتاب کس طرح کی ہوتی ہے لیکن ہم نے اس کو تیرے سینے میں نور بنایا جس سے تو دنیا کو نورانی کر رہا ہے۔ اور اس نور کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں گے ہدایت سے بہرہ یاب کریں گے اور جس کو اس پر درش سے چاہیں گے محروم کر دیں گے۔

تنبیہ: یہاں اس عام حقیقت کا اظہار ہے کہ فیضان الٰہی کے بغیر کامل ترین استعداد وصلاحیت رکھنے والا بھی بیکار ہے اور اس خاص حقیقت کا اعلان کہ قبل نبوت آپ کی یہ لاعلمی ہرگز ان کمالات کی قادح نہیں ہے جو نبوت کے بعد آپ کو حاصل ہوئے۔

ف۴: یعنی اس اللہ کے قرب کی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ملک ہیں سب کچھ اسی کا ہے لوگو سنو! اللہ تعالیٰ کی مالکیت صرف یہی نہیں کہ وہ مالک ہے اور دنیا کے مالکوں کی طرح اپنی ملکیت سے غافل اور بے خبر ہے نہیں نہیں بلکہ وہ دنیا کے تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں یعنی سب واقعات کا وہی علت اور علت العلل ہے اس کے حکم اور اجازت کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر یا وجود میں آ کر فنا نہیں ہو سکتی۔ یہاں صفات باری میں سے دو صفات کمال کا اثبات ہے ایک حق تعالیٰ کی ملکیت کاملہ کا اور دوسرا اس کی طرف مطلق طور پر لوٹنے کا۔ صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں جب تمام کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے تو چاہیے کہ آدمی شروع سے اس انجام کو سوچ لے اور اپنے اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اور اس کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

بقیہ نمبر 678

بھی ہنوز کچھ تھوڑی سی چمک باقی ہے۔

ف: یعنی ضرور اقرار کریں گے کہ ان کا پیدا کرنے والا اکیلا ہے اس کام میں اس کا کوئی شریک نہیں اور لیکن باوجود اس اقرار کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اوروں کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک اللہ کے رب اور خالق ہونے کے اقراری تھے اور توحید ربوبیت کو مانتے تھے صرف انبیاء کا جھگڑا ان سے توحید الوہیت میں تھا انبیاء کرام کہتے تھے کہ خاص اکیلے اللہ کی عبادت کرو اور وہ کہتے تھے کہ نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبودوں کی عبادت بھی کریں گے جیسے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک یہی جھگڑا ہر زمانے کے مشرکوں اور ہدایت کی طرف لانے والوں کے درمیان رہے گا۔

ف: یہ تو رات دن تمہارے دیکھنے میں آتا ہے بقاعدۂ علم برہان اس معلوم سے اُس مجہول پر پہنچو جو ہم میں اور تم میں متنازعہ ہے وہ یہ ہے کہ اسی طرح تم لوگ قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

غائب سے متکلم پھر فوراً ہی غائب اردو زبان میں محاورہ نہیں ملتا اس لیے متکلم کے صیغے کا ترجمہ ہم نے غائب سے کیا ہے۔

ف۸: مخلوقات کی تسویہ وتقسیم، تزویج سب اس کے تحت میں آ گئی قال ابن عباسؓ والازواج الضروب والانواع کالحلو والحامض والابیض والاسود والذکر و الانثی. (کبیر) جعل ..... ماتر کبون دریائی اور زمینی جتنی بھی سواریاں ہیں سب اسی میں داخل ہیں بعض محققین نے کہا ہے کہ مخلوقات جتنی بھی ہیں سب جوڑے جوڑے ہیں مثلاً ذات وصفات آگے پیچھے، داہنے بائیں، اوپر نیچے ماضی مستقبل، اچھا برا وغیرہ اور یہی دلیل ہے اس کے حادث اور ممکن الوجود ہونے کی صرف ذات واجب الوجود فرد مطلق ہے ہر رشتہ تضاد و تقابل وشرکت سے ماوراء ومافوق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ صفحہ نمبر 679

بیانیہ کی دلیل نہیں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ زینت وزیب میں پرورش پانا عیب ہے پس مرد کو لازم ہے کہ اس سے پرہیز کرے اور تقویٰ کا لباس پہنے یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔

ف۲: یہ اُن کا ایک اور جھوٹ ہے کہ فرشتوں کو عورتوں کی صف میں داخل کرتے ہیں حالانکہ وہ نہ عورت ہے نہ مرد بلکہ ان کی جنس ہی علیحدہ ہے۔ اُن کے پاس اس دعویٰ پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بنایا تو کیا یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مرد نہیں عورت بنایا ہے بہت اچھا ان کی گواہی دفتر اعمال میں لکھ لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جس وقت یہ پیش ہوں گے تو اُس وقت ان کو پوچھا جائے گا کہ اس دعویٰ کا ثبوت تمہارے پاس کیا تھا' تم نے ایسا کیوں کہا تھا؟ اور کہاں سے کہا تھا؟ محققین نے اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے کہ کسی عقیدہ کا بلا دلیل قائل ہو جانا قابل ملامت ہے اور تقلید جامد جو محض رسم پرستی کے مترادف ہے مورد وعید ہے۔ ف۳: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے دلیل پکڑی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں اگر وہ نہ چاہتا تو ہم نہ کرتے اور اس کو دلیل پکڑنے میں بڑی جہالت اور گمراہی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء کرام اور کتابیں اوّل سے آخر تک بھیجی ہیں تو یہی حکم دیا ہے کہ خاص میری عبادت کرو اور غیروں کی عبادت سے منع کیا ہے اور سخت انکار فرمایا ہے' پھر اس میں دلیل پکڑنے میں ان کی بڑی نادانی ہے۔ گویا استدلال یہ تھا کہ چونکہ اُس نے ہمیں گناہ پر قادر کر دیا ہے اس لئے وہ گناہ پر راضی بھی ہے بالکل ظاہر ہے کہ انسان کو اختیار جو ملا ہے وہ تو محض اسے مکلف بنانے کے لئے اسے محل احتساب' مستوجب عذاب وثواب بنانے کے لئے ہے اختیار ہی اگر نہ ہوتا تو وہ تو بالکل مشین کے حکم میں داخل ہوتا اور عذاب وثواب کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہتا۔ ہاں! یہ توسچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے کے بغیر کوئی چیز نہیں ہو سکتی لیکن اس چیز کا ہمارے حق میں بہتر ہونا اس سے نہیں نکلتا ایسا ہو تو دنیا میں کوئی کام اور کوئی چیز بری ہی نہ رہے۔ سارا عالم خیر محض ہو جائے شر کا بیج ہی دستیاب نہ ہو ہر ایک جھوٹا اور ظالم وخونخوار یہ ہی کہہ دے گا کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو مجھے ایسا ظلم وستم نہ کرنے دیتا' جب کرنے دیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کام سے خوش اور راضی ہے بہر حال مشیت اور رضا میں لزوم ثابت کرنا کوئی علمی اصول نہیں یہ تو محض اٹکل کے تیر ہیں۔ ان کے استدلال عقلی کی تردید ہو چکی۔

ف۱: اب ارشاد ہو رہا ہے کہ کیا ان کے پاس شرک پر کوئی دلیل نقلی ہے؟ کسی قدیم نوشتہ الٰہی کی سند ہے؟ کیونکہ ثبوت کے دو طریق ہیں یا تو خود حاضر ہوں یا کسی کتاب میں صحیح واقعہ پڑھیں' سچ تو یہ ہے کہ کوئی کتاب ہے اور نہ ہی عینی شہادت' قرآن مجید نے مشرکوں کی یہ دکھتی ہوئی رگ پکڑی ہے اور بار بار ان سے مطالبہ کیا ہے کہ شرک کے اور بہت سارے معبودوں کے ثبوت پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی کسی قسم کی ہو تو پیش کرو۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی سند ان کے پاس نہیں۔

ف۲: پھر باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کیا باقی رہ گیا وہی ان کی سب سے زیادہ زبردست دلیل جس کو ہر زمانہ کے مشرک پیش کرتے آئے ہیں یعنی سوائے اندھی تقلید کے ان کے پاس دلیل کے نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں نہ عقلی نہ نقلی۔ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ آباپرستی وتقلید جامد کی مذمت میں قرآن مجید میں اگر اور کہیں کچھ نہ ہوتا جب بھی یہی آیات بالکل کافی تھیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 680

کہنے لگے اور گمراہ ہو گئے۔

ف۱: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہے جو اس وقت حجاز کے مرکز تہذیب وتمدن تھے۔ عظیم یہ رجل کی صفت ہے' مراد یہ ہے کہ قرآن کو نازل ہی ہونا تھا تو کسی صاحب مال وجاہ یا صاحب ریاست پر کیوں نہ نازل ہوا۔ قریش کے ہاں اکثر جاہلی قوموں کی طرح کسی شخص کا اولاد اکبر میں سے ہونا ایک بڑا معیار ریاست وسرداری کا تھا نبی ﷺ کے والد اول تو اپنے والد کی اولاد اکبر نہ تھے پھر آپ ﷺ کی پیدائشی یتیمی جس کی بنا پر آپ پہلے دادا کی کفالت پھر ایک نسبتاً مفلس چچا کے دست نگر رہے یہ سب باتیں مل ملا کر آپ کو کسی طرح بھی قریش کی نظر میں عظیم نہیں بننے دیتی تھیں۔ مطلب یہ کہ اگر یہ قرآن ہوتا تو ان دونوں بستیوں میں سے کسی مالدار رئیس پر اترتا یعنی اللہ کی رسالت منصب شریف ہے اور سوائے شریف آدمی کے کسی کو یہ منصب لائق نہیں۔ ان کی یہ بات تو درست تھی لیکن ان کی نگاہ میں شریف وہ تھا جو بہت مالدار اور مرتبہ والا ہوتا سو ان کی یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بڑے اور چھوٹے ہونے کی دلیل کثرت مال ودولت پر تھی حالانکہ مال ایک بے اعتماد چیز ہے آج یہاں ہے تو کل وہاں۔

بقیہ صفحہ نمبر 681

کافر نہ ہو جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مومنوں پر فضل اور احسان ہے۔

ف۳: کیوں کہ ان چیزوں کی اللہ کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہیں یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ سامان ہے۔ جس طرح ریل گاڑی میں کوئی اوّل درجہ میں کوئی سیکنڈ کلاس میں بیٹھتا ہے تو کوئی تیسرے درجہ میں' ان تمام لوگوں کا مقصد سفر کرنا ہوتا ہے' تو یاد رکھو کہ اصل عزت وہی ہے جو آخرت یعنی قیامت میں ہوگی کیونکہ وہ دار الجزا ہے۔ وہاں تو کمائی کا بدلہ ملے گا اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوگا اور انسان کے پاس اگر چہ تمام دنیا کی دولت بھی آ جائے تو پھر بھی آخر کار یہ فنا ہونے والی ہے اور یہ کسی بھی اعتماد کے قابل نہیں' قابل اعتماد تو صرف آخرت ہے اور وہ تقویٰ ایمان واطاعت ہی سے حاصل ہوتی ہے آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) مومنین کے حق میں رعایت کہ کہیں یہ پھسل نہ جائیں اور دولت کو ہی رضاء الٰہی سمجھنے لگیں۔ (۲) آخرت کی تخصیص مومنین متقین کے ساتھ۔ (۳) دنیا کی تحقیر اور اس کی اصلاً تخصیص کافروں کے ساتھ۔ (۴) چاندی اور سونے کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے کہ جو چیز کافروں کے لائق ہے وہ مومن کی پسند نہ ہونی چاہیے۔ متقی اور پرہیزگار کون ہوتے ہیں۔ متقی کی ضد تم کو بتاتے ہیں اس سے متقی کی پہچان تم کو ہو جائے گی۔ (ثنائی۔ ماجدی)

ف۱: پس سنو جو کوئی مالک الملک اللہ رحمٰن ورحیم کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے تو ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ ہر دم اس کا ساتھی رہتا ہے۔ قانون فطرت ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرتا ہے تو اس کو ساتھی بھی برے لوگ ہی ملتے ہیں۔ انسان جب اپنے قصد وارادہ سے سچ روی اختیار کر لیتا ہے تو قوائے شیطانی بھی برابر اس کی کجروی وگمراہی کو تقویت پہنچاتے رہتے ہیں ایسا شخص گو سزائے ظاہری سے سردست محفوظ ہو لیکن یہ عذاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کچھ کم ہے کہ برائیوں ہی میں ترقی کرتا چلا جا رہا ہے اس فعل تقیض کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بالکل ایسی ہی ہے جیسے فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ میں ازلفۃ قلب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور یہ مسلط کرنا ایسا ہے کہ جس سے اس کا گمراہ ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ ورنہ شیطان تو عمومی رنگ میں ہر انسان کے ساتھ رہتا ہی ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں آ چکا ہے۔ اور یہ اشارہ قرآن کے مخاطبین اوّل کی جانب سے جو رسالت کے دلائل اور اعجاز قرآنی کی طرف سے قصداً آنکھیں بند کیے رہتے تھے۔ تو شیطان کے تسلط سے بچنے کا علاج صرف یہی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اپنے آپ کو مشغول رکھا جائے۔

ف۵: اس غلط اطمینان اور غفلت کی بدولت مزید تحقیق و کاوش کی کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھتے' کیا حد ہے ان کی گمراہی کی کہ عین گمراہی کو ہدایت سمجھ رہے ہیں اور لوگوں کو راہ حق سے روکنا بھی تسلط شیطانی ہے۔ انھم میں ضمیر ہم شیاطین کی طرف ہے۔ یَحْسَبُوْنَ اِنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ میں ضمیریں سب اندھے بن جانے والے انسانوں کی طرف ہیں۔

ف۶: وہ کہے گا کہ اب کہنے سے کیا فائدہ؟ آؤ ہمارے لیے یہی بہتر ہے۔ کہ جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے سہتے تھے اس عذاب میں بھی اکٹھے رہیں تا کہ دکھ کا احساس کم ہو جواب ملے گا کہ تم کیا خواب دیکھ رہے ہو سنو! تم سخت عذاب میں رہو گے۔ بعد المشرقین سے محاورہ میں مراد دو مشرقوں سے نہیں بلکہ مشرق و مغرب سے ہوتی ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 682

نے لکھا ہے کہ ان لوگوں سے پوچھو جن کی طرف ہم نے تجھ سے پہلے انبیاء بھیجے ہیں اس سے مراد پہلی امتوں کے لوگ ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں پوچھ دیکھو یعنی جس وقت ان کے ارواح سے ملاقات ہو (جیسے شب معراج میں ہوئی) یا ان کے احوال کتابوں سے تحقیق کر لو۔ بہر حال جو ذرائع تحقیق و تفتیش کے ہوں ان کو استعمال میں لانے سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ کسی دین سماوی میں کبھی شرک کی اجازت نہیں ہوئی اور کتابوں میں دیکھنے اور رسولوں کا پوچھنا مجازاً کہہ دیا جیسے ہمارا بھی محاورہ ہے کہ کسی اختلافی مسئلہ طبیہ کو مختلف کتابوں میں دیکھا ہو پھر کہتے ہیں کہ آؤ ذرا شیخ بوعلی سینا سے پوچھیں کہ وہ کیا کہتا ہے اور یہ کہہ کر قانون شیخ کو دیکھنے لگیں۔

ف۶: اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کے لیے ایک مشہور قصہ سنو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے پاس پہنچ کر حسب ضابطہ پہلے اپنی حیثیت بتلانے کو کہا کہ ان کو بتاؤ کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہمارے نشان لایا تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے کہ لو جی یہ بھی کوئی معجزہ ہے کہ لکڑی کا سانپ بن گیا واہ کیا کہتے ہیں؟ ایسے کرشمے بھی کوئی معجزہ ہیں یہ تو جادوگر بھی کر سکتے ہیں۔

ف: یہاں آیت یا نشانی سے قحط وغیرہ کے نو مشہور معجزے یا خوارق مراد ہیں مطلب یہ کہ تمام نشانیاں بڑی ہی تھیں اور یہ مطلب نہیں کہ ہر نشانی دوسری نشانی سے بڑی تھی یہ ایک محاورہ ہے جب کئی چیزوں کا کمال بیان کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی بولتے ہیں کہ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ یعنی آخر وہ نشان بھیجے جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ﴾ (اعراف:۱۳۳) غرض یہ تھی کہ وہ ڈر کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں مگر وہ بجائے رجوع کرنے کے الٹے اکڑ بیٹھے۔

ف۸: ساحر سے مراد عالم ہے یہ قول ہے ابن جریرؒ کا اور اس زمانے میں جادوگر ہی علماء تھے جادو ان کے نزدیک برا کام نہ تھا اس لیے موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہنا بطریق نقص و مذمت کے نہیں تھا بلکہ اپنے گمان میں تعظیماً کہتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنے خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔ شیخ اسلام امرتسریؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو بطور تکبر اور ٹھٹھا کے کہا یعنی دعا کر کہ تیرا رب ہم سے عذاب دور کرے اس لیے کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ تیری دعا قبول کروں گا یا یہ معنی کہ اللہ کا وعدہ ہے جو کوئی ایمان لائے اس سے عذاب دور ہو گا سو ہم ایمان لائیں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 683

ہدایت کے بعد کوئی قوم گمراہ نہیں ہوتی مگر اس لئے کہ ناحق جھگڑا کرنے لگے' پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی اور ناحق جھگڑے کی برائی میں بہت احادیث آئی ہیں۔

ف: مگر بنی اسرائیل میں سے یہودی گروہ نے اپنی شومئی قسمت سے اس کو نہ مانا تو مسیح کے فیض تعلیم سے محروم رہے اور یہ عرب کے لوگ فیض نبوت سے اس لیے محروم ہیں کہ ان کے خیال میں منصب نبوت کے لائق فرشتے ہیں غیر فرشتہ کو نبوت کا ملنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اسلام تو مسیح علیہ السلام کو ایک مقبول و محترم بندے کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اور اس کے اس عقیدہ پر کسی کے عقیدہ الوہیت و معبودیت سے آخر کیا زد پڑ سکتی ہے؟

بقیہ حاشیہ نمبر 684

کلام کو نقل کرنے والوں نے اس فقرے کو مختصر نقل کیا ہے اصل مفصل وہی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اللہ اعلم

ف۵: فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ بعض تو حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم پر جمے رہے اور بعض نے وہی شرکیہ اعتقادات اور کفریہ رسومات اختیار کر لیں جن کو اصطلاح شرع میں سخت ظلم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یہود ان کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے' پھر نصاریٰ کے بعد میں کئی فرقے ہوئے' کوئی اللہ تعالیٰ کا بیٹا بتاتا' کوئی خدا کو تین جگہ کوئی اور کچھ کہتے حضرت عیسیٰؑ تو سیدھے سادھے مذہب توحید کی دعوت دے گئے تھے یہ تو ان کے مخاطبین تھے جنہوں نے مسلک توحید سے ہٹ کر طرح طرح کے مذہب تراش لیے ان خرافات کی ذمہ داری حضرت مسیحؑ کی اصل تعلیمات پر کیونکر آ سکتی ہے۔

ف: کیونکہ ان کو یاد آ جائے گا کہ اس نے مجھ سے فلاں برا کام کرایا تھا اس نے مجھے فلاں نیک کام سے روکا تھا اس لیے وہ بجائے محبت کے عداوت کرنے پر تل جائیں گے مگر پرہیزگار صلحاء کی جماعت جن کے تعلقات محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے تھے وہ ایسے نہ ہوں گے بلکہ وہ ایک دوسرے کے ہمدرد اور محب ہوں گے۔ عالم آخرت کشف حقائق کا عالم ہے دنیا کی جتنی بھی دوستیوں' محبتوں کی بنیاد باطل پر ہے سب کا بطلان و فساد اس وقت قدرۃً واضح ہو کر رہے گا اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستوں اور محبتوں سے نفرت و بیزاری کا اسی درجہ شدت کے ساتھ پیدا ہو جانا ناگزیر ہے اور جن دوستیوں' محبتوں کی بنیاد حق وصلاح پر ہوگی ان کا نفع واجر بھی قدرۃً اس وقت پوری طرح مشاہدہ میں آئے گا اس لیے ایسے محبوبوں کے ساتھ محبت اور بڑھے گی۔

ف۴: یہ ندا حشر میں مومنین کو حق تعالیٰ کی طرف سے دی جائے گی۔ خوف کا تعلق مستقبل سے ہے اور حزن کا تعلق ماضی سے یعنی نہ آگے کا ڈر اور نہ پیچھے کا غم نہ آئندہ کی کسی تکلیف کا اندیشہ کرو اور نہ اب ماضی کی یاد تمہارے دل میں غم کی کیفیت پیدا کرے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر 685

ہوئے ہیں اور نجویٰ یعنی جو کچھ یہ اپنے راز دار دوستوں سے چپکے چپکے صلاح و مشورہ کرتے رہتے ہیں تو کیا یہ مشرکین جو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف چپکے چپکے اتنی سازشیں اور پلان بنا رہے ہیں تو کیا یہ احمق یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان کی کسی بھی کارروائی سے ناواقف ہیں؟ ہم سنتے اور جانتے ہیں اور ہمارے فرشتے جو ان پر مقرر ہیں وہ ان کے سب قول وفعل لکھتے ہیں اور وقت پر جب یہ لوگ انکار کریں گے تو وہ سب دکھائے جائیں گے اور ان کی کارستانیوں کی تمام تفصیل پیش کر دی جائے گی۔

ف۸: بھلا یہ بھی کوئی بات کہنے کی ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ہماری طرح صاحب اولاد ہے عرب کے بت پرست فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا لڑکا کہتے ہیں' تو اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اس کی پوجا کرتا لیکن میں تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی پوجا نہیں کرتا۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی اولاد ہی نہیں' یا یہ معنی کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو سب سے پہلے میں عبادت کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا ہونا محال اور ناممکن ہے۔ فقہاء نے یہیں سے یہ نکالا ہے کہ امر محال کا فرض کرنا اور پھر اس پر احکام کا ترتب دونوں بالکل جائز ہیں۔

تنبیہ: حسن بصری سے منقول ہے کہ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کا معنی ہے کہ رحمٰن کی کوئی اولاد نہیں' لڑکا نہ لڑکی یہاں پر ان شرطیہ نہیں بلکہ نافیہ ہے۔ جیسا کہ انا کنا فاعلین (انبیاء میں ماکنا فاعلین مراد ہے مطلب یہ کہ رحمان کا کوئی لڑکا لڑکی نہیں اور میں شروع سے ایسے اللہ خالق کا ہی قائل چلا آ رہا اور اس کا عابد ہوں جو کہ اس سے پاک ہے۔

ف۹: کیوں کہ میرا جو تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا تم وہ ہے سب لوگوں سے زیادہ اس لئے ہے کہ جو مجھے معرفت الٰہی حاصل ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو آسمان اور زمین اور عرش عظیم کا پروردگار ہے اور دنیا کی تمام حکومت کا اصلی مالک ہے وہ ان لوگوں کے غلط بیانات سے پاک ہے وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ اس کا کوئی باپ اور اس کی ذات میں اس چیز کا امکان ہی نہیں ہے۔ جو بات فرض محال کے طور پر ابھی پیش ہوئی تھی اب اس کی تردید ہو رہی ہے کہ نہیں تو بہ تو بہ ایسا کہاں؟

بقیہ صفحہ نمبر 687

کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام لوگوں کو گھیر لے گا نیک آدمی کو اس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے زکام ہو جائے گا اور کافر و منافق کے دماغ میں گھس کر اس کو بے ہوش کر دے گا۔ وہ ہی یہاں مراد ہے شاید دھواں وہ ہی سماوات کا مادہ ہو جس کا ذکر ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ وَھِیَ دُخَانٌ میں ہوا ہے گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں اور یہ اس کی ابتداء ہو گی۔ واللہ اعلم حضرت ابن مسعودؓ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں نہیں جو علامات قیامت سے ہے بلکہ قریش کے تمرد وطغیان سے تنگ آ کر نبی ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا' چنانچہ قحط ہوا اور قحط اتنا سخت تھا کہ لوگوں نے مردار کا گوشت کھال اور ہڈیاں سب کھانا شروع کر دی تھیں۔ غالباً اسی دوران میں یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی جو بھرتی مکہ کو جاتی تھی بند کر دی غرض اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے اور بھوک کی شدت اور دماغ کی خشکی میں فضائے آسمانی میں دھواں سا نظر آنے لگتا ہے اور ویسے بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار آسمان پر چڑھ کر دھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے اس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا۔ دخان کا اطلاق عربی زبان میں مجازاً و استعارۃً موذی پر بھی ہوتا ہے۔ یغشی الناس میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے گویا یہ ایک پیش گوئی تھی جو پوری ہوئی۔ حکیم کے معنی ہر حکمت کے ہیں اور حکیم کی قید قیدِ واقعی ہے اس کے دوسرے معنی محکم و مضبوط کے ہیں یعنی اللہ کے اٹل قوانین سالانہ کے اجرا کا وقت یہی ہوتا ہے امر کے ساتھ حکیم کا اضافہ خود ہی اظہار عظمت وجلالت کے لیے تھا پھر اس پر امر امن عندنا کے مزید اضافہ نے اس عظمت وجلالت کو کئی گنا بڑھا دیا۔

ف۵: ابن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اب سمجھنے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا موقع کہاں رہا' اس وقت تو ماننا نہیں جب ہمارا نبی ﷺ کھلے کھلے نشان اور کھلی کھلی ہدایات لے کر آیا تھا' اس وقت تو کہتے تھے کہ یہ باؤلا ہے کبھی کہتے کہ کسی دوسرے سے سیکھ کر اس نے یہ کتاب تیار کر لی۔ ابن مسعودؓ کی تفسیر کے مطابق معنی یوں ہوگا کہ اہل مکہ نے تنگ آ کر درخواست کی کہ یہ آفت ہم سے دور کیجیے بلکہ قریش کے سردار ابوسفیان وغیرہ آپ کے پاس آئے بھی کہ آپ سے دعا کرائیں اور کہنے لگے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ میں رحمت ہوں اور آپ کی قوم قحط وخشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے ہم آپ کو رحم اور قرابت کا واسطہ دیتے ہیں کہ اس مصیبت کے دور ہونے کی دعا کیجیے اگر ایسا ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے' چنانچہ آپ کی دعا سے بارش ہوئی۔ ثمامہ نے جو غلہ روک دیا تھا وہ بھی کھلوا دیا مگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے۔ اسی لئے فرماتے ہیں انی لھم الذکری یعنی یہ لوگ ان باتوں کو ماننے والے کہاں ہیں اس قسم کی چیزوں میں تو ہزار تاویلیں گھڑ لیں جو چیز بالکل کھلی ہوئی آفتاب سے زیادہ روشن تھی یعنی آپ کی نبوت' انہوں نے تو اس کو بھی نہ مانا تو ایسے متعصب اور معاندین سے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

ف۶: ابن مسعودؓ کی تفسیر پر یہ مطلب ہوگا کہ لو اچھا ہم تھوڑی مدت کے لیے عذاب ہٹا لیتے ہیں پھر دیکھ لینا یہ وہی کریں گے جو پہلے کرتے تھے' یہ لوگ ایسا کریں گے اور ضرور کریں گے تو اس عذاب کے بعد ہم پھر ان کو پکڑیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف: ابن عباسؓ کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہوگی غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ٹلتا اور ابن مسعودؓ کے نزدیک بڑی پکڑ سے معرکہ بدر کا واقعہ مراد ہے بدر میں ان لوگوں سے بدلہ لے لیا گیا۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ بعد قحط سالی اور بھوک کے ایک اور سخت عذاب ان پر آئے گا جو پہلے والے سے زیادہ خطرناک ہوگا ان مشرکین عرب سے پہلے بھی کئی قوموں کا یہی حال رہا ہے۔ اس کے بعد جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو بڑی ذلت سے شکست ہوئی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 690

میں حسن و پاکیزگی اعلیٰ درجہ کی ہوگی چنانچہ فرمایا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ. ستر حوریں ملنے والی روایت کوئی صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔

ف: جنتی بہشت میں کبھی نہیں مریں گے وہی ایک بار مرنا تھا جو دنیا میں مر چکے اور جو انہیں اس عالم آخرت میں لانے اور انہیں غیر فانی بنانے کا ذریعہ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت میں موت کو ابلق دنبہ کی شکل میں لایا جائے گا اور بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا پھر اس کو ذبح کیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے بہشتیو! اب ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں اور اے دوزخیو! ہمیشہ رہنا ہے مرنا نہیں (بخاری۔ مسلم) ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا بہشتیوں کو کہا جائے گا کہ تحقیق تمہارے لیے تندرستی ہے پس تم کبھی بیمار نہ ہوگے اور ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے اور ہمیشہ نعمت میں رہو گے کبھی تنگ حال نہ ہوگے اور ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے اور یہ تمام نعمتیں تیرے رب کے فضل سے عطا ہوں گی ورنہ اتنی بڑی نعمتیں اور ان کی تھوڑی سی عبادت کیا مناسبت رکھتی ہے اور اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے مامون و محفوظ رہے اور ابدالآباد کے لیے مورد الطاف وافضال ٹھہرے۔

بقیہ صفحہ نمبر 693

تعالیٰ کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہو نافرمانوں اور سرکشوں کی باہمی نصرت و معاونت کی ایک تازہ اور نمایاں مثال اس وقت پیش نظر ہے۔ مسیحیوں کو یہود سے اور یہود کو مسیحیوں سے جو عداوت و بیزاری ہے وہ تاریخ کے اوراق سے ظاہر ہے اور قاتلان ابن اللہ اور پرستاران ابن اللہ کے درمیان یہی ہونا بھی تھا لیکن بایں ہمہ اس وقت علاقہ فلسطین میں یہود کی آبادی' یہود کی مستقل حکومت کے قیام اور یہودیت کے فروغ میں سب سے زیادہ کوشاں یورپ اور امریکہ کی مسیحی سلطنتیں ہی ہیں۔ ظالم سے یہاں بھی مراد کافر ہی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 694

حس ہے نہ شعور نہ ارادہ تو لازمی بات ہے کہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر دنیا میں اس کا تصرف چلتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہی کو کیوں نہ کہیں کہ جس کا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے اور زمانہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی معنی سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ دہر یعنی زمانہ اللہ تعالیٰ ہے اس کو برا نہ کہنا چاہیے کیونکہ جب آدمی زمانہ کو برا کہتا ہے تو وہ اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادث زمانہ اس کی طرف منسوب ہیں حالانکہ تمام حوادث زمانہ اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر (زمانہ) کی برائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ بھلا کوئی شخص اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ دنیا کا منتظم حقیقی کوئی نہیں کیونکہ اس کا یہ معنی ہے کہ زمانہ ہی کوئی نہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم انسان کے ضمیر میں راسخ ہے چنانچہ کسی صاحب دل نے کہا ہے ؎

کانٹا ہے ہر اک دل میں انکا تیرا
آویزہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

اس فطری علم کے سوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام بھی آتے رہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کی تعلیم دیتے تھے اور یقین دلاتے تھے اسی طرح ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا جس کی زندگی کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 698

عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿المزمل ع ۱﴾ (یہی سبب تھا وہ منصف وحق پرست احبار یہود مثل عبداللہ بن سلام وغیرہ محمد ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی اسلام لے آئے اور بول اٹھے کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں' انہوں نے قرآن مجید جیسی واضح الاعجاز کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی تو جب موسیٰ علیہ السلام ایک چیز پر وقوع سے ہزاروں برس پہلے ایمان رکھیں اور علمائے یہود اس کے صدق کی گواہی دیں اور بعض احبار یہود زبانی و قلبی شہادت دے کر مشرف باسلام ہو جائیں تو ان شہادتوں کے باوجود تم تکبر اور غرور کی وجہ سے قبول نہ کرو تو سمجھ لو کہ اس سے بڑھ کر ظلم اور گناہ کیا ہوگا اور ایسے ظالموں کی نجات وفلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ یہاں اس قانون تکوینی کا اعلان ہے کہ جو لوگ خود اپنی ہدایت نہیں چاہتے اور صاف ذہن کے ساتھ حقائق پر غور والتفات ہی نہیں کرتے تو ہدایت ان کے سر زبردستی چپکائی بھی نہیں جاتی اور وہ ہدایت سے ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔ یہ سورۃ تو مکہ میں نازل ہوئی ہے مگر یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 699

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں کہ حمل اور اس کی دودھ چھڑائی تیس مہینوں میں ہوتی ہے (علی العموم اور اکثر) مدت حمل ۶ ماہ کم سے کم ہے اور مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے تو یہ ملا کر کل تیس مہینے ہو گئے یا یہ حساب رکھا جائے کہ طبعی مدت حمل ۹ ماہ اور طبعی مدت رضاعت ۲۱ مہینہ کل اڑھائی برس یوں بھی ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ لڑکا اگر فوری ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے میں حمل کے یا یوں کہو کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہے اور دو برس میں عموماً بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اس طرح کل تیس مہینے ہوئے اور رضاعت کی مدت کا اس سے زائد ہونا ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ عورت جب ۹ مہینے کے بعد بچہ جنے تو اکیس مہینے دودھ پلائے اگر چھ مہینے بعد جنے تو چوبیس مہینے دودھ پلائے۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زیادہ ہے اس لیے کہ اس نے اولاد کو مشقت سے پیٹ میں اٹھائے رکھا پھر بڑی تکلیف سے جنا' پھر اتنی مدت محنت کے ساتھ دودھ پلایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی تکلیف میں باپ اس کے ساتھ شامل نہیں رہا۔

تنبیہ: نیک بختی کے تین درجے ہیں' پہلا سعادت نفسانی' دوسرا بدنی اور تیسرا خارجی۔ نفسانی نیک بختی یہ ہے کہ بندے کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر میں مشغول رہے اور بدنی نیک بختی یہ ہے کہ بدن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے اور خارجی نیک بختی یہ ہے کہ اہل واولاد نیک ہوں سو جب سعادت مندی کے یہی تین درجے ہیں تو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ترتیب وار بیان فرمایا۔

بقیہ صفحہ نمبر 701

ارے بیوقوفو! تم کو یہ معلوم نہیں کہ اگر راحت کا وقت ہے تو عذاب کا بھی وقت ہے' میرا کام تو صحیح عقائد کی تبلیغ کرنا ہے یعنی توحید' رسالت اور عقیدہ معاد اور ان کی صداقت ومقبولیت پر مجھ سے جتنی چاہو گفتگو کر لو باقی رہی تمہاری یہ بات کہ اگر میں سچا ہوں تو تمہارے سر پر ابھی قیامت لا کھڑی کروں۔ تو سنو کہ قیامت کب آئے گی' کس وقت آئے گی' اس کی تفصیلات اور جزئیات کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اس سے تو تم اپنی ہی بے مغزی وکج فہمی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ قوماً تجھلون جہل وجہالت کا اردو میں ایک مفہوم یہ بھی چلا ہوا ہے کہ وہ ناخواندگی کا مترادف ہے اور حرف شناسی کی ضد ہے' عربی کے تجھلون کو اس مفہوم سے کوئی واسطہ نہیں عربی میں اس کا مفہوم نادانی اور بے مغزی کی باتیں کرنا اور ضد یا نفسانیت کی بنا پر قبول سے اغماض کرنا ہے۔ بہرحال انہوں نے مشفقانہ نصیحت کی قدر یہ کی اور وہ اپنی ضد پر مصر رہے اور وہی کام کرتے رہے جن سے ان کو حضرت ہود روکتے تھے یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کا وقت آ گیا۔

ف۵: یعنی سامنے سے بادل اٹھتا ہوا دکھائی دیا سمجھے کہ ندی نالے بھر جائیں گے کہنے لگے بہت برسنے والی گھٹا اٹھی ہے اب کام بن جائے گا' اس وقت طویل خشک سالی کی وجہ سے پانی کی بہت ضرورت تھی۔ بزبان حال ان کو جواب دیا گیا کہ یہ برسنے والا بادل نہیں بلکہ یہ تو عذاب الٰہی کی آندھی ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے لو وہ آ گیا ہے' سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ غضبناک طوفان چلا کہ جس کے سامنے درشت' آدمی اور جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی' نہ کوئی انسان زندہ بچا نہ کوئی حیوان اور نہ ہی ان کی وہ عالیشان آراستہ و پیراستہ عمارتیں ہی باقی رہیں صرف اجڑے ہوئے اور گرے پڑے مکان اور کھنڈر باقی رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو قوم سرکشی میں حد سے گزر جاتی ہے تو ان پر ہم ایسا ہی عذاب بھیجتے ہیں یہ سب ہمارے قانون قدرت کے ماتحت ہوتا رہتا ہے اس میں کسی قوم کا لحاظ یا کسی کی سفارش نہیں چلتی بلکہ سفارش کرنے والے بھی جس کے لائق ہوتے ہیں وہ پا لیتے ہیں اور مجرموں کی کوئی کوشش مفید نہیں ہوتی' یہاں عام قانون الٰہی کا بھی اعلان کر دیا گیا کہ یہ غیبی ہلاکت عادی مجرموں اور نافرمانوں ہی کو نصیب ہوتی ہے جو قوم بھی نافرمانی کرے گی وہ اسی سزا کی مستحق ہوگی' ایسے واقعات کو سن کر ہوش میں آؤ ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 702

سے روکا ہے۔ پھر جب نبی علیہ السلام قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے تو جنوں کی یہ جماعت اپنے دلوں میں ایمان وایقان لے کر واپس گئی اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔

ف۶: کتب سابقہ میں حضرت موسیٰ کی کتاب (تورات) کے برابر کوئی کتاب احکام وشرائع کو حاوی نہیں تھی اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا۔ حضرت مسیح نے بھی یہ ہی فرمایا کہ میں تورات کو بدلنے کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کی تعمیل کے لیے آیا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے جنوں میں تورات ہی مشہور چلی آتی تھی اس لیے اس موقعہ پر انہوں نے اسی کی طرف اشارہ کیا کہ خود تورات میں بھی جو پیشگوئی نبی کریم علیہ السلام کی آئی ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ موسیٰ تیری مانند ایک نبی اٹھاؤں گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 703

اولعزم وہمت والے ہیں اور عرف میں پانچ انبیاء کرام خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں۔ حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

تنبیہ: من الرسل میں من تبعیضیہ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مراد منتخب مشہور رسولوں سے ہوگی اور ان کی تعیین میں اختلاف ہے مفسرین کی ایک بڑی جماعت اسی طرف گئی ہے۔ (روح' ابن کثیر) اور جائز ہے کہ من کو بیانیہ بھی سمجھا جائے اس صورت میں اولوالعزم کا اطلاق سارے ہی انبیاء پر ہوگا محققین کی ایک مختصر تعداد نے اسی ترکیب کو صحیح مانا ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام اولوالعزم تھے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ اولوالعزم کمال عقل وعزم اور انا ترین اور یہاں من جنس کا ہے نہ کہ تبعیض کا۔

ف۷: مشاہدہ عذاب آخرت کے وقت دنیوی زندگی کی طویل سے طویل مدت بھی چشم زدن کی سی معلوم ہوگی۔ قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے وہ یہ گمان کریں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ ہے جو رسول اللہ علیہ السلام نے تم کو پہنچا دی اب نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ اس کے تابع ہوں گے اور کچھ اس سے منکر اور نافرمان فاسقون سے یہاں مراد محض گنہگار نہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج رہنے والے کافر ہیں جن پر تبلیغ حق کا کوئی اثر ہی نہ ہوا۔ فاسق کا اصطلاحی مفہوم اسے کافر سے ممتاز کرنے والا تو بہت بعد کا ہے اور قرآن مجید میں یہ اپنے وسیع وعمومی مفہوم میں آیا ہے یعنی مطلق نافرمان کے مترادف۔

بقیہ صفحہ نمبر 704

کا امتحان کرنا تھا تاکہ تمہارے اعمال کا پلک میں ظہور دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان ومال نثار کرنے کے لیے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے کفر چھوڑتے اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو اللہ نے دے رکھی ہے پہلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ اگر سب کام خود اسی طرح کرے جیسے یہ کہتے ہیں تو بھوکے کو روٹی کون کھلائے' پیاسے کو کون پانی پلائے' یہ ان کی غلطی ہے اور قدرتی نظام اسی طرح ہے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا ہی ایک دوسرے کے کام آتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرتا ہے کہ تم اس کی اطاعت میں دشمنان دین سے لڑو اور یہ وعدۂ الٰہی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کسی کا خون ضائع نہیں کیا جائے گا اور ایسا نہیں ہوگا کہ مقتول کی شہادت کا کوئی نتیجہ ہی مرتب نہ ہو۔

بقیہ صفحہ نمبر 705

کے بعد نہ کسی کا شکریہ اپنے پر واجب جانتے ہیں نہ احسان مانتے ہیں جس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مویشیوں کو کھانے سے مقصود بس پیٹ بھرنا ہی ہوتا ہے اور کوئی غرض ان کے سامنے نہیں ہوتی منکرین آخرت اور مادیین کے سامنے بھی پیٹ ہی کا سوال اصل سوال ہوتا ہے جس کے آگے اور کچھ نہیں کھانے پینے کا حال کیا ہے اور اس کھانے پینے کے لیے حدود و قیود کیا ہیں ان سارے سوالات کی طرف سے یہ لوگ بے فکر ہی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکریہ ادا نہیں کرتے اس لیے ان کا انجام برا ہوگا۔

بقیہ صفحہ نمبر 707

ہوگا۔ اب اس کے بعد انشاء اللہ کوئی اشکال نہ رہے گا۔

تنبیہ: ہر ایک کا ذنب اس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا گو وہ حدود و جواز داستحسان میں ہو بعض اوقات مقربین کے حق میں ذنب سمجھا جاتا ہے حسنات الابرار و سیئات المقربین کے یہ ہی معنی ہیں۔

ف۳: یعنی ایسی بھیانک اور وحشت ناک نظروں سے دیکھتے ہیں جیسی سکرات کے وقت ہو جاتی ہیں' مطلب یہ ہوا کہ احکام قتال سن سن کر ان کے کلیجے دہلنے لگتے ہیں رنگ فق ہو جاتے ہیں چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔ ان کی حالت پر یہ رباعی خوب چسپاں ہے۔

زاہد کہتا تھا جان ہے دیں پہ پر قرباں
پر آیا جب امتحان کی زد پر ایمان
کی عرض کسی نے کہیے اب کیا ہے صلاح؟
بولے کہ بھائی جان! جی ہے تو جہاں

الذین فی قلوبھم مرض میں ذکر منافقین کا ہو رہا ہے دل کے مرض سے مراد نفاق ہے۔ فاولیٰ لھم محاورہ عرب میں کلمہ وعید و تہدید ہے وعید بمعنی ویل کے ہے۔ و معناہ الدعا علیھم بان للیھم الکرہ۔ (کشاف)

ف۴: یعنی کام ان کا فرمانبرداری ہے یا فرمانبرداری ان کے لیے اچھی ہے' مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً اللہ اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں' پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور آپڑے اس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت ان کی بہتری اور بھلائی کی ہوگی یعنی زبانی اطاعت اور فرمانبرداری کا جو اظہار کرتے ہیں وہ کسی کام کا نہیں بلکہ آڑے وقت پر کام کرنا کام کی بات ہے۔

ف۵: شیخ الاسلام امرتسریؒ نے تولیتم کا ترجمہ حکومت مل جانے سے کیا ہے جیسا کہ بہت سے مفسرین کی رائے ہے دوسرے علماء تولی کو بمعنی اعراض لے کر یوں مطلب لیتے ہیں کہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کرو گے تو ظاہر ہے دنیا میں امن وامان قائم نہیں ہو سکتا اور جب دنیا میں امن وانصاف نہ رہے گا تو ظاہر ہے فساد' بدامنی اور حق ناشناسی کا دور دورہ ہوگا۔ حکم جہاد کا حکم ایک بڑی تمدنی اور عقلی مصلحت' قیام عدل و اصلاح اور امن ہے اگر جہاد ترک کر دیا جائے تو مفسدین کا غلبہ ہو جائے امن عالم برہم ہو جائے اور دنیا بھر میں غداری کا ہنگامہ برپا ہو جائے۔ جیسا کہ آج کل یہ چیز عام دیکھنے میں آ رہی ہے۔ بعض نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کرو گے تو زمانہ جاہلیت کی کیفیت عود کر آئے گی جو خرابیاں اور فساد اس وقت تھے اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر رشتے ناطے قطع ہو جاتے تھے وہی تمام نقشہ پھر دوبارہ سامنے آ جائے گا کیونکہ دنیا اگر شریعت اسلامی سے محروم ہو جائے تو سب کا آخری انجام خانہ جنگی پر ہو۔ اگر اس آیت میں خاص منافقین سے خطاب مانا جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کرو گے تو تم سے یہ ہی توقع کی جا سکتی ہے کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں خرابی پیدا کرو گے اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں ان کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے کھلے کافروں کے مددگار بنو گے۔

تنبیہ: اوپر سے صیغہ غائب چلا آ رہا تھا اب دفعۃً صیغہ مخاطب انتقال توبیخ وترہیب کے لیے ہے۔

ف۶: یعنی حق تعالیٰ نے انہیں ان کی نفاق کی بداش میں اپنی رحمت خاصہ سے دور کر دیا ہے سو اب ان میں احکام پر عمل کی توفیق ہی نہ رہی کہ نہ ندائے حق گوش قبول سے سنتے ہیں اور نہ راہ حق دیکھتے ہیں۔

ف۷: بھلا یہ لوگ جو قرآنی تعلیم سے بدکتے ہیں کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر غفلت کے تالے لگے ہوئے ہیں۔ درحقیقت دونوں باتیں ہیں (یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے) مگر پچھلی بات پہلی بات کا سبب ہے یعنی ان کے دلوں پر غفلت کا پردہ ہے اس لیے یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے۔ ام یہاں بل کے معنی میں بھی لیا گیا ہے اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں قفل لگ رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 709

مال طلب کرے تو بھی تم نہ دو گے بلکہ بخل کرو گے کیونکہ اسلامی ضرورت کے موقعہ پر جو خرچ نہ کرے اس کے دل میں اسلام کی محبت کہاں بلکہ بغض کا ثبوت ہوگا دنیا میں محبت کا اصول یہ ہے کہ پیارے پر سب کچھ قربان ہوتا ہے اگر اسلام پیارا ہے تو پھر اس پر بھی سب کچھ قربان کرنا پڑے گا ورنہ دعویٰ غلط ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 710

تھا کوئی بندہ تو ایسی خلاف ظاہر پیش خبری کی جرأت کر نہیں سکتا تھا۔

تنبیہ ۳: لیغفرلك بعض نے کہا کہ یہ لام تعلیل کے مترادف ہے۔ اس کا معنی ہے کہ ہم نے تجھے واضح فتح دی ہوئی ہے۔ یعنی تا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے مغفرت تمام نعمتوں کے ساتھ فتح میں اکٹھی کر دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق اس آیت سے ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ' یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتح سبب مغفرت نہیں بلکہ لیغفرلك سے متصل قبل فاستغفر محذوف ہے قاضی سلیمانؒ نے لکھا ہے کہ ذنب کے معنی گناہ بھی ہیں اور گناہ کا اطلاق احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کے معنی میں ہے اور یہ بالاجماع عقیدہ جمہور امت کے خلاف ہے' ذنب کے معنی الزام بھی ہیں اور الزام کا اطلاق ملکی یا فوجی یا حکومت کے احکام کی خلاف ورزی میں کیا جاتا ہے ذنب معنی دم تو اشتقاق واوسط کے اصول پر ذنب بفتح سکون ثانی کے معنی بھی ظاہر ہو جاتے ہیں' یعنی وہ الزام جو کسی شخص کے پیچھے لگا دیا گیا ہو۔ آیت میں ذنب بمعنی الزام قوم ہے اور ماتقدم سے مراد قبل از ہجرت اور ماتاخر سے مراد زمانہ بعد از ہجرت ہے۔ الزامات قبل از ہجرت یہ ہیں' یہ کاہن ہے' یہ شاعر ہے' یہ مجنون ہے' یہ ساحر ہے یہ اوروں سے سن سنا کر افسانے بنا لیتا ہے اور اس کے پاس غیر قوم کا کوئی شخص ہے جو اسے ایسا سبق پڑھاتا رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزمات بعد از ہجرت یہ تھے کہ یہ قوم میں پھوٹ ڈالنے والا ہے' مکہ کو اجاڑنے والا' بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو ماں سے جدا کرنے والا' جس نے ہماری تجارت کو خدوش کر کے قومی انتظامات کو پراگندہ کر دیا اور مومنین پر یہ الزامات تھے کہ وہ بے عقل ہیں' کوتاہ ہیں' کمینے ہیں' غلام ہیں' ناقابل التفات ہیں' اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ حدیبیہ کی فتح مبین کا پہلا ثمر یہ ہوگا کہ کفار اور مسلمین کے دل بیٹھنے سے سب اگلے پچھلے الزمات اٹھ جائیں گے' دب جائیں گے' زیر خاک ہو جائیں گے۔ لفظ غفر کے معنی لغوی بھی یہی ہیں صداقت رسول آشکارا ہوگی بصارت کھل جائے گی' بصیرت بیدار ہوگی اتہامات والزمات کی لغویت کا خود ان لوگوں کو اقرار یہ ندامت وانفعال کرنا ہوگا تاریخ گواہ ہے کہ فی الحقیقت یہ نتائج اس صلح سے بہت جلد مرتب ہو گئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین ج ۳) فی الکبیر لم یکن للنبی ذنب فماذا یغفرلہ الجواب من وجوہ احدھما المراد ذنب المومنین وثانیھا المراد ترک الافضل وثالثھا الصغائر فانھا جائزۃ علی الانبیاء ومووّل ای ان اسناد الذنب لہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بان المراد وذنوب امتک اوھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین او بان المراد بالغفران الا حانہ بینہ وبین الذنوب فلا تصدرعنہ لان الغفر ھو الستر والسترا مابین العبد والذنب اوبین الذنب وعذابہ فاللائق بالانبیاء الاول وبالامم الثانی فقیل المراد بالذنب ترک الاولیٰ للتغلیظ وعن بعض ما تقدم من ذنب ابویک آدم وحوا وماتاخر ذنوب امتک۔ (کبیر)

امرنبیہ بالاستغفار ای اطلب منہ المغفرۃ لذنبک ھضما لنفسک واسقصار لعملک واستدراکا لما فرط منک من ترک ماھو اولیٰ وقد کان یری قصورہ عن القیام بحق اللہ ویکثر من الاستغفار والتضرع وان کان قد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبک او تاخر وقیل ان الاستغفار منہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن سائر الانبیاء ھو تعبد تعبدھم اللہ بہ لا لطلب المغفرۃ لذنب کائن منھم وقیل انما امرہ اللہ سبحانہ بالاستغفار تنبیھاً لامتہ وتعریضا بھم فکانھم المأمورون بالاستغفار وقیل ان اللہ سبحانہ امرہ بالاستغفار لامتہ لالذنبہ۔ (فتح القدیر) بخاری مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو گئے کسی نے کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش نہیں دیئے؟ فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

عاصیان از گناہ توبہ کنند عارفاں از اطاعت استغفار

گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندے اطاعت سے استغفار کرتے ہیں۔

تنبیہ۴: ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسی بشارت اسی بندہ کو سنائیں گے جو سن کر نڈر نہ ہو جائے بلکہ وہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ یا محاورہ اس شخص کے متعلق استعمال ہوتا ہے جس سے گناہ کا صدور نہ ہو۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے کسی اور بندے کو نہیں فرمائی کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

تنبیہ۵: فتح سے مراد سلسلہ فتوحات ہے۔ صلح حدیبیہ اس کی تمہید تھی۔

تنبیہ۶: اس میں یا تو مضاف محذوف ہے یا گناہ سے مراد ترک افضل ہے یا غفران سے مراد عصمت ہے' اس آیت کا مقصد نہ تو گناہ کے حدود کو ثابت کرنا ہے اور نہ اس کا بخشنا بلکہ مقصد صرف عیصلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز واکرام ہے۔ چنانچہ پہلے فتح کی بشارت دی پھر اس فتح کا مقصد مغفرت اور تکمیل نعمت' صراط مستقیم کی ہدایت اور نصر عزیز کو قرار دیا اگر ایسے موقع پر کسی گناہ کا صدور آپ سے مان لیا جائے تو یقیناً کلام کی بلاغت میں مخل ہوگا کیونکہ مقصد تو تکریم وتعظیم ہے' جس طرح ایک آقا جب اپنے کسی خادم سے راضی اور خوش ہوتا ہے تو کبھی اس کے اکرام اور اپنی خوشنودی کے اظہار کے لیے کہا کرتا ہے کہ دیکھو میں نے تمہاری اگلی پچھلی خطاؤں کو معاف کیا اور میں ان پر کوئی مواخذہ نہیں کروں گا حالانکہ اس خادم سے کبھی کوئی خطا ہونا مراد نہیں ہوتا۔ حدیث اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ اس قسم کی دعاؤں کا صدور محض اظہار بندگی اور عبودیت کے طور پر تھا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے اسی غرض سے اپنی ذات سے نیکی کی نفی کی اور خطاؤں کا اعتراف فرمایا تھا اور بار ہا ان الفاظ اور عنوان سے دعا مانگی کہ ہمارے گناہ معاف فرمایا' پھر تعلیم امت کے لیے تھی یا گناہ سے مراد لغزش اور ترک اولیٰ ہے یا نبی ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ بلند مرتبہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سب سے زیادہ کامل تھے اور غیر اللہ کے تصور سے خالی الذہن ہونے کی صورت میں آپ کی حالت پورے طور پر اپنے اللہ کی جانب متوجہ ہونے کی تھی جو دوسرے حالات کے مقابلہ میں آپ کی بلند ترین حالت ہے اس لیے آپ غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے کی خواہ وہ کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو اپنے لیے نقص اور انحطاط خیال فرماتے تھے اس لیے آپ اس نقص سے مغفرت کے طلبگار ہوتے تھے تاکہ بلند مقام حاصل ہو سکے۔ لہٰذا آپ کے نزدیک غیر اللہ کے ساتھ یہ ضروری مشغولیت بھی اس گناہ کے مترادف تھی جس سے استغفار کرنا اپنے بلند مرتبہ کے پیش نظر ضروری تھا۔ فافھم وتدبر فانہ لطیف جدا۔

ف۳: مصالح کو وہ خود جانتا ہے کہ کس کے بتانے کی ضرورت نہیں اور کس کے اطلاع کرنے کی حاجت نہیں وہ اپنے افعال میں خود حکیم ہے اس کے افعال اس کی حکمت پر مبنی ہیں کوئی ناواقف اس کے افعال کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ فتح کا ثمرہ کچھ خاص نبی ہی سے مخصوص نہیں بلکہ امت بھی اس میں شریک ہے کیونکہ وہ کار میں شریک ہیں تو اب اس کے ثواب میں کیوں شریک نہ ہوں۔

بقیہ صفحہ نمبر 711

ہیں کہ اس آیت میں جو تین ضمیریں آئی ہیں میں نے بخوف انتشار ضمائر تینوں کا مرجع ایک (اللہ) ہی رکھا ہے' بعض مفسرین اور مترجمین نے پہلی دو ضمیروں کا مرجع رسول اور تیسری کا اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر القرآن عربی میں میں نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے لیکن اس موقع پر پہنچ کر میں مفسرین کے اتحاد کو ترجیح دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔

ف۱: جو لوگ تجھ سے بیعت اطاعت کرتے ہیں' اس بیعت کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ہر کام میں تیرے تابع رہیں گے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک ایسا قرب رکھتے ہیں کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ تو اے نبی ﷺ درمیان میں ایک ذریعہ ہے اصل معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے پس بیعت کے وقت جو تیرا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وہ تیرا نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے کیونکہ دین کی خدمت کے متعلق جتنے وعدے کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب درحقیقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ حسب ضرورت مختلف مواقع میں مختلف کاموں پر صحابہ کرامؓ سے وعدہ لیتے' کبھی اطاعت پر' کبھی حسن سلوک پر' کبھی جہاد پر خصوصاً اور کبھی اثناء جہاد میں عدم فرار پر اس وعدے کا نام بیعت ہے اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ بیعت حدیبیہ میں صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر عزم جہاد پر کی تھی جب یہ خبر اڑی تھی کہ حضرت عثمانؓ جو بحیثیت سفیر رسول مکہ میں گئے ہوئے تھے انہیں مشرکوں نے شہید کر ڈالا اور اس وقت اس بات پر اتفاق ہوا کہ اب مشرکوں سے جنگ ناگزیر ہوگئی ہے۔ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یہ بھی بیعت ہی سے کنایہ ہے۔ اس لیے یہ گویا مائل کی اور تاکید ہوگئی۔ ید کے معنی محاورہ میں غلبہ ونصرت کے بھی آتے ہیں۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کے ہاتھ یا کوئی سا بھی وصف جسمانی ومادی کہاں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ جوارح اور جسم کی صفات سے پاک ہے یا اس طرح کہنا چاہیے کہ یہ مثال کے طور پر بیان ہوا ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہاتھ ہے جیسا کہ اس ذات پاک کو لائق ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔

ملحوظہ: اللہ تعالیٰ کے جوارح یعنی ہاتھ' پاؤں' آنکھ' کان وغیرہ صفات کا انکار عقیدہ سلف وصالحین کے عقیدہ سے متصادم ہے لہٰذا قابل التفات ہرگز نہیں۔ (عفیف)

تنبیہ: علیہ ایک انگریز نے عربی دانی کے غلط زعم میں اس اعراب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس قاعدہ کے مطابق بجائے علیہ کے فلیہ ہونا چاہیے۔ لیکن اصولی سوال یہ ہے کہ خود اعتراض ہی کی بنیاد کیا ہے یہی نا کہ خلاف قاعدہ لیکن خود قاعدہ کہاں سے بنا ہے' کیا قاعدہ پر کوئی وحی آئی ہوئی ہے قاعدہ تو فصحاء واہل زبان کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے تو جو کلام تمام اہل زبان کے نزدیک سب سے افصح ہے جب اس نے اس اعراب کو استعمال کر دیا تو اس کے خلاف کوئی قاعدہ مستنبط ہی کہاں ہوا اور ایسے باقاعدہ قاعدہ کا استنباط خود قاعدہ ساز یا قاعدہ گر کے سہو نظر پر محمول کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام عمومی قاعدہ سے مستثنیٰ ہے بلکہ بعض فصحاء اہل زبان کا قاعدہ ہے اور قراۃ حفص علیہ ہے اور زبان داں کا استعمال ہی قاعدہ ہوتا ہے۔

بقیہ نمبر 713

آیت کے اس جز سے مزید روشنی خلافت اول ودوم کی حقانیت پر پڑ گئی فدل علی صحة وامامتهما اذا كان المرض عن طاعتهما مستحقا للعقاب (جصاص) فوجب ان يكون الداعي مفترض الطاعة (مدارک)

ف۲: اندھا' لنگڑا اور وہ مریض جو چل پھر نہیں سکتے ان پر شریک جنگ نہ ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ حقیقۃً معذور ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ عام قانون ہے کہ کسی آدمی کو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیا جاتا جو کوئی خلاف ورزی کرتے ہوئے کہا مانے' اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جس سے بڑھ کر کوئی انعام واکرام نہیں اور عذاب صرف ان پر ہے جو بلا کسی عذر قوی کے خواہ مخواہ غیر حاضر رہیں' لہٰذا اطاعت واعراض' دونوں راہیں واضح ہیں اور ان دونوں کے ثمرات' نجات وعذاب بھی بالکل واضح ہیں۔

بقیہ نمبر 715

تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا ہے شک تو بیت اللہ میں آئے گا اور طواف کرے گا چنانچہ نبی ﷺ کا یہ خواب اگلے برس سچا ہوگیا۔ باقی انشاء اللہ فرمانا ابن کثیر کے نزدیک تحقیق تو کید کے لیے ہے اور سیبویہ کے نزدیک اس قسم کے مواقع قطعی طور پر ایک چیز کا بتلانا کسی مصلحت سے مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کا کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے ہی مواقع پر یہ عنوان اختیار کرتے ہیں۔ جامع البیان والے نے کہا ہے کہ یہ انشاء اللہ کہنا لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے نہ کہ شک کے لیے۔ اس خواب کی تعبیر فوراً پوری نہ ہونے کے بدلہ میں فتح خیبر عطا فرمائی۔

بقیہ نمبر 716

سے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اتفاقی لڑائی نے باہمی محبتوں میں خلل نہیں ڈالا اور ان دو لڑنے والوں میں جو محبت اور الفت تھی آج وہ دو حقیقی بھائیوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

ف۱: موجودہ تورات میں سینکڑوں تحریفات وتصرفات کے بعد بھی یہ الفاظ باقی رہ گئے ہیں۔

خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے ایک آتشی شریعت تھی۔ (استثناء باب ۳۳ فقرہ ۲-۱۰) یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ معظمہ کی طرف اشارہ ہے جب نبی ﷺ فتح کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام کی جماعت تھی جن کو تورات میں دس ہزار قدوسی یعنی پاک لوگ کہا گیا ہے۔ انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں ملتی ہے کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ (انجیل متی باب ۱۳ فقرہ ۳۱-۳۲) (لوقا باب ۱۳ فقرہ ۱۸ تا ۲۱)

ف۲: انجیل اور مسیحی محاورے میں خدائی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حسب مرضی الٰہی لوگ کام کریں اور نجات اخروی کے مستحق ہوں۔ (تفصیل ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۵ فقرہ ۲۰)۔ چونکہ حضرت مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اور اس زمانہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوں گے اس لیے انہوں نے اسی زمانہ کو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے سمجھایا۔ قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلے اس دین پر ایک آدمی یعنی محمد ﷺ تھا' پھر دو ہوئے' پھر آپ کے دور آہستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ قوت بڑھتی گئی۔ پھر خلفاء کے عہد میں مزید ترقی ہوتی گئی۔ بعض علماء نے کہا کہ الخوارج شطاہ میں عہد صدیقی فازرہ میں عہد فاروقی' فاستغلظ میں عہد عثمانی اور فاستوی علی سوقہ میں عہد مرتضوی کی طرف اشارہ ہے' مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام صحابہ کی جماعت کی مجموعی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے۔ کسانوں کی تخصیص اس لیے کہ کھیتی باڑی کے معاملہ میں وہی صاحب بصیرت ہوتے ہیں جب کھیتی ان کو بھلی لگنے لگی تو لازماً واقع میں بھی بھلی ہوگی۔ یہ آیت صحابہ کرام پر طعن وتشنیع یا گالی گلوچ کرنے والوں کے خلاف ایک قوی حجت اور قطعی دلیل ہے۔ کافر عہد صحابہ کی فتوحات اور ترقیوں سے آج تک جلتے چلے آرہے ہیں۔ امام مالکؒ نے اس آیت سے فرقہ شاتم صحابہؓ کے کفر پر استدلال کیا ہے۔ لیکن یہ استدلال کمزور ہے صحابہ پر کافروں کے ذی غیظ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو بھی صحابہ پر ذی غیظ ہو وہ کافر ہے۔ منہم میں من بیان کے لیے ہے تبعیض کے لیے نہیں۔ اور اس سے تمام صحابہ کرام ہی مراد ہیں۔

ملحوظہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسی آخری قول کو صحیح کہا ہے۔ (عفیف)

بقیہ صفحہ نمبر 717

سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ لا ترفعوا کی نہی کو فقہاء نے اپنی اصطلاح میں نہی تحریمی قرار دیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس ایک لفظ سے چار نتائج برآمد کیے ہیں۔

(۱) نبی علیہ السلام کے سامنے گفتگو بلند آواز سے نہ کی جائے اور نہ اپنی بات کو اس طرح بلند کیا جائے کہ جس سے ارشاد والا کی تردید نکل رہی ہو۔ یہ تو صاف عبارۃ النص ہے۔ (۲) سخت کلامی' لڑائی جھگڑا اور ہر قسم کی بے ادبی آپ کے موجبہ یعنی کے سامنے ناجائز ہے' یہ دلالۃ النص ہے۔ (۳) فضولیات و یاوہ گوئی آپ کے مواجہہ میں ممنوع ہے' یہ بھی بقاعدہ اشارۃ النص نکلا ہے۔ (۴) حضور میں گستاخ' بے باک بن جانا یا خائف وبادب نہ رہنا ناجائز ہے۔ یہ اقتضاء النص سے ثابت ہوا ہے۔

ف۳: یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں عاجزی وانکساری اور ادب وتعظیم سے بولتے ہیں اور آپ کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ادب کی تخم ریزی کے لیے پرکھ لیا ہے اور ان کو صاف کر کے خالص تقویٰ وطہارت کے لیے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں قرآن' نبی' کعبہ اور نماز' ان کی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہو ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (حج ع ۴) یہاں سے معلوم ہوگیا کہ جب نبی علیہ السلام کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے تو آپ کے احکام وارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔

تنبیہ: ان کے دلوں کو خالص کر دیا پس تقویٰ ہی کے مستحق ہوگئے یا یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر طرح طرح کی محنتیں ڈالیں تاکہ تقویٰ حاصل ہو۔

ف۴: شان نزول کی روایات میں آتا ہے کہ بنی تمیم کا ایک وفد نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت مکان کے اندر تشریف رکھتے تھے ان لوگوں نے باہر ہی سے آپ علیہ السلام کو پکارنا شروع کر دیا اور وہ بھی محض نام لے کر "یَامُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا" یعنی اے محمد ہماری طرف نکلو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور امت کو ہمیشہ کے لیے ادب کی عملی تعلیم مل گئی' ان کا اس طرح پکارنا بے عقلی اور بدتہذیبی کی بات تھی یہ لوگ رسول اللہ علیہ السلام کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے' ان کو اس بات کی تمیز نہیں کہ کسی صاحب مرتبہ آدمی بھی گھر میں ضرورتیں ہوتی ہیں۔ جس طرح باہر کوئی ذمہ داری ہوتی ہے اسی طرح گھر میں بھی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ حاجتی یا شخصی ضروریات بھی ہوا کرتی ہیں جو گھر میں ٹھہرنے کے لیے مجبور کرتی ہیں تو اس لحاظ سے انہیں خاموش بیٹھے رہنا چاہیے تھا اس میں رسول اللہ علیہ السلام کے ادب واحترام کے علاوہ عام افراد امت کیلئے اس آیت انضباط اوقات کی تعلیم بھی ہے۔ نبی علیہ السلام کے لیے خوش اخلاقی کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ لوگوں میں ہی چوبیس گھنٹے گھرے رہیں اور اپنے لئے کوئی فارغ وقت سرے سے رکھیں ہی نہیں۔

تنبیہ: نبی علیہ السلام کی تعظیم ومحبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اخوت کا نظام قائم ہے۔

ف۵: آج کل دنیا میں عام دستور ہے کہ جو کوئی کسی طرف سے آکر کچھ سنائے اس کو صحیح مان کر بعض اوقات بڑے بڑے کام بھی کر گزرتے ہیں اس لیے اگر کوئی فاسق ناقابل اعتبار کوئی خبر لائے اور تم کو سنائے کہ فلاں شخص یا فلاں لوگ تم کو برا کہتے یا برا جانتے ہیں یا اس قسم کی کوئی بات بتائے تو تم صرف اس کے کہنے سے صحیح نہ جان لیا کرو بلکہ اس بات کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل بات کی بے خبری میں تم کسی قوم یا شخص سے الجھ پڑو' پھر بعد میں اصل بات سامنے آنے پر تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ اور ایسے وقت میں نتیجہ افسوس اور ندامت کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا' اس لیے بہتر ہے کہ پہلے سے ہوشیار رہو۔ تحقیق کے اس اجمالی حکم کے اندر چند تفصیلات ہیں' تحقیق واجب مثلاً خلیفہ سنے کہ فلاں شخص مرتد ہو رہا ہے یا فلاں شخص قتل وغارت کا اقدام کر رہا ہے اور اس طرح کی اور باتیں تو ایسے موقع پر تحقیق نہ کرنے سے کسی واجب کا فوت ہونا لازم آتا ہے۔ تحقیق جائز مثلاً کسی نے یہ سنا کہ فلاں شخص مجھے مالی یا جسمانی ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو نقصان سے بچنے کیلئے ایسے موقع پر یہ تحقیق بالکل جائز ہے۔ تحقیق حرام مثلاً کسی کے لیے یہ سنا کہ وہ خفیہ شراب پیتا ہے تو ایسے موقع پر تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی نقصان نہیں بلکہ تحقیق کرنے سے اس شخص کی رسوائی ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 718

بعد انہیں مل جائے گا اور رہائی بھی واقسطوہ یہ تاکید ہے اس کی کہ اپنے فیصلہ کو تمام تر عمل پر مبنی رکھو کسی فریق سے انتقام یا غصہ کا جذبہ اپنے اوپر نہ غالب آنے دو۔

تنبیہ: اس آیت کا شان نزول بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق انصار کے دو گروہوں اوس اور خزرج کے ایک وقتی ہنگامہ کے متعلق ہوا ہے نبی علیہ السلام نے اس آیت کے تحت ان میں صلح کرا دی۔ جو لوگ خلیفہ کے خلاف بغاوت کریں وہ بھی عمومی طور پر اس میں داخل ہیں۔ لیکن شان نزول کے اعتبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے تمام اجتماعی مناقشات ومشاجرات کو شامل ہے۔

ف۶: یہ رنجشیں جو مسلمانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں خواہ کسی رنگ میں ہوں دینی صورت میں یا دنیاوی شکل میں ان رنجشوں کو خانگی رنجشیں سمجھ کر زیادہ طول نہ دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردو کیونکہ آخر بات تو یہی ہے کہ ایماندار سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جب بھائی ہی ہیں تو پھر بھائیوں میں لڑائی ہی کیسی؟ اسلام یعنی دین فطرت نے ایک طرف تو غربت وامارت وغیرہ کے مختلف طبقات قائم کر رکھے اور ان کے مٹا ڈالنے کے خلاف فطرت کوشش میں قوت اور وقت ضائع نہیں کیا۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی بتا دیا کہ دین کا اشتراک ہر مادی' مالی' نسبی تفریق وامتیاز سے بالاتر ہے اور بڑے چھوٹے' امیر غریب' شریف اور غیر شریف کو سب کو اخوت کے رشتہ میں باندھ دیا ہے' یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلم قومیت کی بنیاد نسلی' وطنی اور لسانی وغیرہ نہیں بلکہ صرف اعتقادی ہے اور اشتراک واخوت کا سنگ بنیاد صرف کلمہ توحید ہے۔ اخوۃ اخ کی جمع ہے اخوۃ تو حقیقی بھائیوں کے لیے مستعمل ہے اور رشتے ناتے کے بھائیوں کے لیے اخوان آتی ہے۔ لیکن قرآن نے یہاں اخوۃ لا کر گویا بتلا دیا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعلق ورشتہ بالکل حقیقی بھائیوں کا ہے۔ انما کے کلمہ حصر نے اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ رشتہ اخوت صرف مومن ہی مومن کے درمیان ہے مومن وکافر کے درمیان نہیں ہوسکتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 719

غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی وہ بات بیان کرے جس سے وہ ناخوش ہو' کسی نے کہا کہ اگر چہ وہ بات اس میں موجود ہو جو میں کہتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اگر یہ چیز اس میں ہے تو بے شک تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ عیب اس میں نہیں تو تحقیق تو نے اس پر بہتان لگایا۔ قرآن نے ایسی گھناؤنی چیز سے تشبیہ دے کر مسلمان کا دل ہی غیبت کی طرف سے متنفر وبیزار کر دیا ہے۔ وجہ شبہ بعض علماء نے یہ لکھی ہے کہ جس طرح گوشت کے نوچ جانے سے جسم کو جسمانی اذیت ہوتی ہے آبروریزی سے بھی انسان کو دلی تکلیف ہوئی ہے اور چونکہ وہ شخص سامنے موجود نہیں ہوتا اس لئے عدم حس میں مردہ کے مشابہ ہے۔ ہاں بعض موقوں پر غیبت کی اجازت آئی ہے قرآن مجید کی ان اخلاقی اور معاشرتی ہدایات پر عمل کرنا اگر ہم لوگ سیکھ جائیں تو آج دنیا میں بھی ایک حد تک جنت کا مزہ آنے لگے۔ بڑی چھوٹی ہر برائی سے بچنے کے لیے آساں ترین نسخہ یہی تقویٰ الٰہی ہے' جتنی زیادہ کسی کے دل میں خشیت الٰہی موجود ہوگی اسی قدر اس کے لیے ہر ترغیب شیطانی ونفسانی کے مقابلہ میں صبر وضبط سے کام لینا اور ثابت قدم رہنا آسان ہو جائے گا۔

تنبیہ: بعض الظن۔ یہاں بعض جمیع کے مقابلہ میں اور کثیر بھی بعض کے اندر شامل ہے۔ آج کل کے سیاسی حالات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکومت دوسری سے بدگمان ہے اور اس کی بدگمانی کچھ صحیح بھی ہوتی ہے غالباً اسی لیے اللہ عالم الغیب نے اس مقام پر بعض بدگمانیوں کو گناہ فرمایا ہے سب کو نہیں' مطلب یہ ہے کہ جس بدگمانی کا اس میں موجود ہونا ہو وہ اس میں داخل نہیں۔ اور جس کے اندرونی حالات کا علم نہ ہو تو اس کی نسبت محض اپنے دل سے برا خیال پیدا کر لینا بدظنی ہے۔

ف۱: یہ خیال ہے کہ ہم قریش ہیں' ہم سید ہیں' ہم شیخ ہیں ہم بلوچ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ دھنیا ہے جولاہا ہے وغیرہ تو یہ خیال سرے سے ہی غلط ہے کیونکہ تم سب کو ہم نے آدم وحوا سے پیدا کیا اس لحاظ سے تمام انسان یکساں وہم سطح ہوئے حدت نوع انسانی اسلام میں ایک نظریہ نہیں بلکہ ایک تاکیدی حقیقت ہے اس نے ان تمام جاہلی نظریات کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہے جو انسان کی مختلف نسلوں کو مختلف مورثوں کی اولاد سمجھتے ہیں ذات پات والی پیدائشی تفریق کے حق میں اس آیت کا سم قاتل ہونا تو ظاہر ہی ہے۔ شعوباً نوع انسانی کی پہلی اور بڑی تقسیم یعنی قومیں یا قبیلے۔ قبائل قدیم انسان کی دوسری اور ضمنی تقسیم یعنی کنبے اور قبیلے چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے کہ جس چیز پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہوسکتا ہے اس لیے ضرورت تھی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں جیسے قریش' افغان' بلوچ وغیرہ' بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی پہچان کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں مختلف قوموں میں اور پھر خاندانوں میں تقسیم بنیاد فخر کی وجہ سے نہیں ہوسکتی بلکہ یہ بنیاد باہمی امتیاز وتعارف کی علامت ہے۔ اسلام نے انسانی آبادی کی تقسیم صرف دو طبقوں میں رکھی ہے متقی وغیر متقی' اس کے علاوہ اس کے ہاں حقیقی تقسیم نہ امیر وغریب کی ہے' نہ نسلی شریف ونسلی رذیل کی اور نہ ہی گورے اور کالے کی' بلکہ صرف متقی وغیر متقی کے افتخار کا ذریعہ دراصل ایک ہی ہے یعنی تقویٰ وگرنہ کچھ نہیں تو یہ تقویٰ بھی دنیا میں کسی کی بلندی اور فخر کی بنیاد نہیں بن سکتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 722

بڑھ جاتی ہے اور ایک وقت آئے گا کہ یہ سب کچھ اس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

ف۱: اعمال کے بعد اب اقوال کا ذکر ہو رہا ہے منہ سے ادھر بات نکلی نہیں کہ ادھر کاتب فرشتوں نے اسے نوٹ کر لیا بات اگر اچھی ہے تو اسے بھی اور بری ہے تو اسے بھی' اللہ اکبر کیا ٹھکانا ہے انسان کی ذمہ داریوں کا وہ اللہ تعالیٰ کا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا گیا اور وہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں کے لیے' گھنٹے کے ہر منٹ اور ہر پل کے لیے ذمہ دار ہے اور غفلت کی مہلت اسے ایک پل کے لیے بھی نہیں (اس آیت کو انسان اگر ہر وقت اپنے مدنظر رکھے تو پھر کسی بھی مسلمان سے کبھی گناہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں یہ ضابطہ بنا کر مسلمان کے لیے راہ عمل کتنی آسان کر دی ہے۔

ف۲: موت کی بے ہوشی کا آنا تو بالکل برحق ہے۔ سکرہ کے معنی بے ہوشی کے ہیں اس ایک چھوٹے سے لفظ کے اندر موت کی پوری حقیقت آ گئی' موت بذات خود کوئی ڈرنے کی چیز نہیں وہ تو نیند کی طرح ایک احساس وادراک کے ذہول کا نام ہے' فرق صرف یہ ہے کہ نیند کی کیفیت ہلکی اور عارضی ہوتی ہے اور موت کی کیفیت مستقل اور زیادہ قوی ہوگی اس کو بے ہوشی حواس دنیا کی نسبت اور تعلق سے کہا گیا ہے ورنہ موت ناسوتی کے طاری ہونے کے فوراً ساتھ ہی دوسرے اور ان سے کہیں لطیف وبرتر قسم کے ہوش وحواس عطا ہو جاتے ہیں کہ تو موت کی آمد سے وحشت کرتا تھا اور اس سے کترا کر نکل جانا چاہتا تھا یہ موت سے گریز جو ایک حد تک طبعی امر ہے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ جو آخرت سے انکار یا اس عقیدے میں استبعاد کی بنا پر دنیا کی محبت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ مراد ہے۔ آہ گو سلیمان زماں بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے۔

ف۸: صور پھونکنے سے یہاں مراد نفخ ثانی ہے جس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے یعنی قیامت قائم ہو جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ صفحہ نمبر 723

مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن کبھی محض ظالم یا صاحب ظلم کیلئے بھی آتا ہے' ظلام کو اگر صیغہ مبالغہ کی رعایت سے اس کے عام معنی میں لے کر ظالم ترین یا شدید ظالم کا مترادف سمجھا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ اگر پہلے سے پوری طرح آگاہ کئے بغیر ہم مبتلائے عذاب کر دیتے تو اس صورت میں ہمارا شاید ظالم ہونا لازم آتا اور وہ ہم سرے سے ہی نہیں۔

ف۶: صحیح بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ متکبر اور مرتدوں کو) جہنم میں ڈالتے رہیں گے اور وہ کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی یہاں تک کہ رب العزت اپنا قدم مبارک اس میں رکھے گا پس وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی بس بس اور بہشت میں ہمیشہ زیادتی ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اور مخلوق پیدا کرے گا پس بسائے گا ان کو بہشت کی زیادہ جگہوں میں۔ اس حدیث میں دو لفظ قابل غور ہیں ایک رب العزۃ دوسرا قدمہ' رب العزت سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہنمی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لغت عربی کی مستند کتاب قاموس میں قدم کے معنی لکھے ہیں۔

یعنی اللہ کے قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم لگایا ہوگا جیسے نیک لوگ جنت کی طرف اللہ تعالیٰ کے قدم ہیں۔ لغت حدیث کی معتبر کتاب مجمع البحار میں بھی قدم کے معنی تقریباً یہی لکھے ہیں۔ پس ان دو شہادتوں سے حدیث اور قرآن کے معنی صاف سمجھے گئے کہ اللہ تعالیٰ کا قدم رکھنے سے مراد ان لوگوں کا داخلہ ہے جو اس (جہنم) کے لائق ہیں' اگر کہا جائے کہ دوسری روایت میں رجلہ آیا ہے جس کے معنی یقیناً پیر کے ہیں تو جواب یہ ہے کہ یقیناً دو لفظوں (قدم اور رجل) میں سے ایک روایت باللفظ ہے دوسری روایت بالمعنی اور ہمارے سامنے دو لفظ ہیں ان میں سے ہم روایت باللفظ اس کو قرار دیں جو اپنے معنی کے لحاظ سے شان الوہیت کے مخالف نہ ہو تو بہت موزوں اور مناسب ہوگا اور یہی اس کی ترجیح کا قرینہ ہے۔ پس اس اصول سے ہم کہتے ہیں کہ قدم کی روایت تو باللفظ ہے اور رجل کی روایت بالمعنی اور راوی نے اپنے فہم سے قدم کے معنی پیر کے سمجھے تو وہی لفظ نقل کر دیا اور اس توجیہ سے دونوں لفظ بحال رہتے ہیں اور شان الوہیت کے بھی خلاف نہیں۔ اللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے قدم کی یہ تاویل چونکہ اہلحدیث کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے لہٰذا قابل التفات اور درخور اعتناء ہرگز ہیں لہٰذا قارئین کرام متنبہ رہیں۔ (عفیف)

ف: اواب یعنی اللہ تعالیٰ اور احکام الٰہی کی طرف تہ دل سے رجوع کرنے والا۔ حفیظ یعنی حدود الٰہی کا محافظ اعمال وطاعت کی پابندی کرنے والا۔

بقیہ صفحہ نمبر 724

بلا رہا ہے اور یہ آواز ہر شخص خواہ وہ کہیں بھی ہو یکساں قوت کے ساتھ پہنچے گی۔ المناذندا دینے والے حضرت اسرافیل فرشتہ ہیں اور ذکر صور کے نفخہ اولیٰ کا ہے صحیح حدیث کے مطابق قیامت کے لیے نفخ صور کی خدمت انہیں سے متعلق ہے' باقی صور پھونکنے کے سوا اور بھی ندائیں حق تعالیٰ کی طرف سے اس روز ہوں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ صور بیت المقدس کے پتھر پر پھونکا جائے گا اس لیے نزدیک کہا اور زیادہ ترجیح اسی بات کو ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

تنبیہ: جس روز سچی اور واقعی نہ کہ فرضی آواز کو سب لوگ سنیں گے اور آواز کا مضمون یہ ہوگا کہ سڑی گلی ہڈیوں اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ زندہ ہو جاؤ' یہ سنتے ہی سب قبروں سے یا جہاں کہیں فنا ہو کر دفن کئے گئے ہوں گے نکل پڑیں گے کیونکہ وہ قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔ یہ دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے۔

ف۸: یعنی زمین پھٹے گی اور مردے اس سے نکل کر میدان حشر کی طرف جھپٹیں گے اللہ تعالیٰ پہلے اور بعد والوں اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر دے گا اور اس کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ غور کریں کہ کسی چیز کا نئے سرے سے پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے یا ایک دفعہ بن جانے کے بعد بنانا؟ تمہارا خیال ہی اگر مانا جائے تو اس کا جواب بس یہی کافی ہے کہ ایک دفعہ جب ہم نے دنیا کو بنا دیا تو اب دوبارہ بنانا اس کا پہلے کی نسبت آسان ہوگا یہ جواب ان لوگوں کے مسلمہ قاعدہ پر ہے ورنہ ہم کو تو سب کام آسان ہیں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں مگر ہمارا علم اور علم بہت وسیع ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 725

صحیح بھی ثابت ہو جائے۔ کثرت سے قدیم معقولی اور "جدید فلسفی" بلا علم وتحقیق الٰہیات پر رائے زنی کرنے والے خواص ہی کے تحت میں آتے ہیں۔

تنبیہ: یہ غفلت چونکہ اختیار ہی سے پیدا ہوئی ہے اس لیے اس پر مواخذہ بھی ہوگا۔

ف۵: بطور طنز' مسخری اور استہزاء کے پوچھتے ہیں کہ میاں تم جو کہتے پھرتے ہو کہ انصاف اور جزا و سزا عامہ کا ایک دن وہ جزا کا دن آخر کب آئے گا؟ ذرا اس کی تاریخ اور ماہ و سن تو بتاؤ؟ اگر جانتے نہیں کہ اس کی تاریخ کا بتانا تو مصلحت خداوندی نہیں ہے اس لیے وہ مخفی نہیں رہے گا۔

ف۶: یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو جواب دے گا یعنی ذرا صبر کرو وہ دن آیا چاہتا ہے جب تم لوگ میں الٹے سیدھے کئے جاؤ گے اس دن گویا یہ شعر پڑھتے ہوگے۔

کباب سیخ ہیں پہلو ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ملائکہ ان کو کہیں گے لو اپنا بدلہ پاؤ اور اپنی شرارت اور استہزاء کا مزہ چکھو۔ یہی عذاب ہے جو تم دنیا میں جلدی مانگتے تھے وہ آ گیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 726

جو کچھ بھی کائنات میں ہیں۔ سب کیسی قاعدوں میں بندھی ہوئی ہیں اور ضابطہ کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں یہ عقلوں کو حیران کرنے والا عظیم الشان نظام دماغوں کو حیرت میں ڈالنے والا بے انتہاء وسیع انتظام۔

وفی انفسکم یعنی وقوع قیامت وجزا کے انفسی دلائل وشواہد' انسان اگر خود اپنے ہی جسم اور اعضائے جسم کی حکیمانہ ترکیب وتناسب پر اپنے ہی ذہن وعقل کی انتہائی حکیمانہ ترتیب وساخت پر غور کرنا شروع کرے تو اس کا دل اور دماغ دونوں گواہی دے اٹھیں گے کہ یہ ساری صنعت گری ایک حکیم مطلق کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ایک وقت ہوتا ہے کہ تم دودھ بھی نہیں پی سکتے پھر شیر خوار بنتے ہو' پھر رزق خور بن جاتے ہو پھر جوان اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بوڑھے یہاں تک کہ پھر تم قبر میں لیٹجاتے ہو کیا یہ نشیب و فراز تم کو نہیں بتاتے کہ دنیا میں ہیر پھیر کرنے والی کوئی زبردست طاقت ہے جس کی شان یہ ہے۔

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند

فِیْ اَنْفُسِکُمْ کا عطف فِی الْاَرْضِ ہے اس سے ثابت ہوا کہ جاہل صوفیہ کا فی انفسکم سے تجلی حق پر استدلال کرنا باطل محض ہے۔ للموقنین یعنی ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں یقین کی طلب اور حق کی جستجو ہے۔

قتادہؒ نے کہا جو کوئی اپنی پیدائش کے بارے میں فکر کرے تو جان لے گا کہ میں عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور میرے جوڑ بھی اسی لیے نرم بنائے گئے ہیں۔

ف۵: ابن عباسؓ اور مجاہد وغیرہ نے کہا کہ آسمان میں روزی یعنی بارش اور جس کا وعدہ ہوا یعنی بہشت وہ بھی آسمان میں ہے یعنی آسمان والے کے ہاتھ میں ہے۔ ایک مطلب ما توعدون کا قیامت اور فی السماء کا لوح محفوظ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رزق مقدر اور قیامت کا علم لوح محفوظ میں درج ہے۔ لیکن عام مفسرین نے یہی معنی لئے ہیں کہ اسباب رزق مثلاً بارش وغیرہ کا اصل نزول آسمان ہی سے ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں آنے والی جو بات ہے اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے۔

ف۶: یعنی جس طرح تم اپنے منہ سے بولے ہوئے کلام کو حقیقۃً اپنا سمجھتے ہو اور وہ ہوتا تمہارا ہی ہے اسی طرح قرآنی بیان حق اور صادق مطابق واقع ہے اس کا انکار کرنا سراسر خسران و نقصان ہے' یا جس طرح تم اپنی بات چیت میں کبھی شک و شبہ نہیں کرتے تو وقوع قیامت کو بھی اسی طرح تم یقینی اور قطعی سمجھو۔ انہ یعنی وقوع قیامت و جزا یعنی جن کا تم سے وعدہ ہو چکا ہے' قیامت کے دن اٹھائے جانے اور جزا وغیرہ کا تو یہ لازماً ہونے والا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہ سب سچ اور حق ہے یا جو کچھ اوپر مذکور ہو چکا ہے سب کی طرف یہ ضمیر اشارہ کر رہی ہے۔

ف۷: ابراہیم علیہ السلام کی نظر میں یعنی آپ نے انہیں پہچانا نہیں محض اجنبی سمجھ کر ان سے صاحب سلامت کی یہ فرشتے انسانی لباس میں تھے۔ حدیث ضیف ابراہیم سے امام احمد بن حنبلؒ اور بعض فقہاء نے آیت سے مہمانوں کی مہمانداری کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔

ف۸: مخلوق میں سب سے زیادہ علم انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے عجب نہیں جو یہاں صفت علم کا انتساب نبی کی جانب اسی لحاظ سے کیا ہو۔ فاوجس منھم خیفۃ آپ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ قزاق یا راہزن تو نہیں۔ اس دور تمدن میں یہ دستور تھا کہ قزاق یا رہزن جب کسی پر غارتگری کرنا چاہتے تھے تو اس کا نمک کھانے سے احتراز کرتے تھے۔

ف۹: حضرت سارہ جواب تک پردہ کی آڑ میں تھیں یہ سن کر یک بیک سامنے آ گئیں اور کمال تعجب سے فرمایا کہ ایک تو میں تو بوڑھی اور دوسرے بانجھ ہوں اور میرے ہاں اولاد ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے کیونکہ یہاں ہر کام کا وقت ہوتا ہے اور جب میں جوان تھی تو اس وقت میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی تو اب جبکہ میں بوڑھی اور بانجھ ہو چکی ہوں تو میرے ہاں اولاد کیسے ہوگی۔ آپ کی مراد شاید بجائے حقیقت کے مجاز ہوگی یعنی بجائے میرے کسی قریبی رشتہ دار کو اولاد ہوگی۔ فرشتوں نے جب دیکھا کہ حضرت سارہؓ پر عالم اسباب ہی کی رعایت غالب ہے تو جھٹ یاد دلایا کہ یہ فرمان تو حضرت حق کے ہاں سے جاری ہو چکا ہے ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے اس ذات کے سامنے کوئی کام ان ہونا نہیں' اس کی حکمت اور علم ہر مخلوق کی حکمت اور علم پر غالب ہے۔ صرۃ بولتی ہوئی حیرت زدہ فصکت وجھھا عورتوں کی طرح اپنے ماتھے کو پیٹ کر یعنی تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگیں۔

تنبیہ: مجموعہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جن کی بشارت ماں باپ دونوں کو دی گئی۔

بقیہ صفحہ نمبر 727

چنانچہ یہاں یہ ابہام کیلئے آیا ہے۔ ابوعبید لغوی ونحوی کا قول نقل ہوا ہے کہ یہاں او واؤ عطف کے مترادف ہے فرعون نے حضرت موسیٰ کو دونوں باتیں کی تھیں کہ یا تو تو چالاک جادوگر ہے یا پھر دیوانہ اور ان دو باتوں میں سے ایک بات تجھ میں ضرور ہے۔

ف۸: ملیم اسم فاعل یہاں اسم مفعول یعنی ملوم مستحق ملامت کے معنی میں ہے۔ امام رازیؒ نے یہاں قرآن مجید کی دوسری آیت نقل کر کے جس میں یہی لفظ وھو ملیم حضرت یونس کے متعلق مچھلی کے پیٹ سے نجات کے سلسلہ میں آیا ہے اس سے استنباط کیا ہے کہ مومن کا گناہ تو اس کے افسوس کرنے کے وقت بخش دیا جاتا ہے لیکن کافر کا ایمان غیر مقبول ہی رہتا ہے۔

ف۹: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مدد برکت پوربی ہواؤں سے کی گئی اور قوم عاد تباہی پچھمی ہواؤں سے ہلاک کی گئی۔

ف۱۰: یعنی عذاب کی آندھی آئی جو خیر و برکت سے یکسر خالی تھی اس نے مجرموں کی جڑ کاٹ ڈالی اور جس چیز پر گزری اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

ف۱۱: یعنی اگر کفر اور سرتابی سے باز نہ آئے تو یہ دنیاوی فراخی اور سامان تو چند ہی روز کا مہمان ہے اور اس کے بعد تو پھر ہلاکت ہی ہلاکت ہے ایک اور آیت میں فرمایا تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ الایہ

بقیہ صفحہ نمبر 728

ف۱: کسی نبی کو نہ کسی ولی کو نہ کسی بت کو نہ کسی دیوی کو نہ کسی پہاڑ کو اور نہ ہی زمین کو کیونکہ یہ تمام چیزیں تو اس کی مخلوق ہیں اور نہ ہی اس کے سامنے کسی ہستی کا دعویٰ ہے اور یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس باقی رہنے والی ذات کے علاوہ سب کچھ فنا ہے۔ آیت کی تکرار تاکید کلام کے لیے ہے جوش بیان کے وقت تکرار کلام ہر خطیب و انشاء پرداز کی زبان پر آ جاتی ہے اور اثبات توحید سے بڑھ کر اور کون سا جوش بیان کا موقع قرآن مجید کے لیے ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ آیت ماقبل میں یہ جملہ توحید کے ایجابی و اثباتی پہلو پر زور دینے کے لیے تھا اور اب جو اس کی تکرار ہوتی ہے وہ سلبی و منفی پہلو کی اہمیت کے اظہار کے لیے ہے۔ تو یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۲: یہاں خطیبانہ انداز میں پہلے تو سوال قائم کیا ہے کہ جس تسلسل و تواتر کے ساتھ شروع سے اب تک انبیاء کرام کی مخالفت ہوتی آئی ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اب تک پہلی نسل اپنی پچھلی نسل کو اس کی وصیت ہی کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلی آئی ہے تو کیا ایسا ہی ہے؟ پھر جواب دیا کہ نہیں بلکہ طغیان وسرکشی میں سب مشترک رہی ہیں اور وہی تکذیب وانکار کی محرک رہتی ہے۔

ف۹: یعنی ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے اس لیے ان کی خلقت یعنی بناوٹ میں ایسی قوت رکھی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں' یوں ارادہ کونیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم تکوینی کے آگے عاجز اور بے بس ہے لیکن ایک وقت آئے گا کہ جب تمام بندے اپنے ارادہ سے تخلیق عالم کی اس شرعی غرض کو پورا کریں گے۔ بہرحال آپ سمجھاتے رہیے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہوسکتا ہے۔

آپ ان کی مخالفت کی اور غم زیادہ نہ کیجیے' آپ کے فرائض میں یہ تو کہیں بھی داخل نہیں کہ آپ انہیں ایمان لانے پر مجبور ہی کریں۔ امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ عبادت یہ ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی زبانی بھیجا ہے اس کے موافق چلے اور عبادت ایک جامع نام ہے' جو باتیں اور عمل ظاہری اور باطنی اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں ان سب کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادت اپنے وسیع اور عام مفہوم میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی تلاش کے مترادف ہے۔ امام رازیؒ نے کہا ہے کہ عبادات کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں' ایک امر الٰہی کی تعظیم اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت تو دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہی عبادت ہے۔

الجن والانس مخلوقات میں یہ دو قسمیں ایسی ہیں جن میں خالق نے پورا احساس ذمہ داری رکھ دیا ہے اور ان کے اندر ابتلاء واختیار دونوں کی صلاحیتیں جمع کر دی ہیں بخلاف فرشتوں کے کہ وہ ابتلاء سے خالی رکھے گئے ہیں اور بخلاف حیوانات کے کہ جنہیں اختیار کی پوری قوت نہیں دی گئی۔ جبکہ جن اور انسان مخلوقات میں سے یہ دو قسمیں پوری ذمہ دار بنا کر دنیا میں بھیجی گئی ہیں کہ یہ جو کچھ بھی کریں وہ عبادت ہی کو مدنظر رکھ کر کریں ہر فعل اور ہر عمل سے اصلی مقصد رضاء الٰہی کا حصول ہی رکھیں' اپنے وجود کی علت غائی اسی کو سمجھیں اور یہی معنی ہیں ان کی عبادت کے۔ عبادت سے فائدہ انہی کا ہوگا۔ لیعبدون میں لام تعلیل کا ہے لیکن مقصود تخلیق سے اشارہ غرض وغائت تشریعی کی جانب کرنا ہے نہ کہ مقصد تکوینی کی جانب۔

بقیہ صفحہ نمبر 730

زیادہ اجر ملے گا اور من احرھم کے لانے سے یہ اجر والی زیادتی کی بات نہ پیدا ہوتی۔

نمبر۴: بعض فقہاء نے کہا ہے کہ نومسلم سے وہ مسلمان افضل ہے جس کے باپ دادا بھی مومن ہوں۔ اس آیت میں بہت بڑی بشارت اہل ایمان کے لیے ہے اپنا ایمان اگر صحیح وسلامت ہے تو ان شاء اللہ رحمت الٰہی ہر کلمہ گو کے مدارج بلند کر کے اس کے بلند پایہ اسلاف مقبولین کے درجہ تک پہنچا ہی دے گی۔

نمبر۵: لیکن ایک الحاق ہونے کے بعد پھر اس کے نیچے اور تابعین کا الحاق نہیں ہوگا کہ سب کے سب ایک ہی درجہ میں چلے جائیں۔

ف۱: ہمارا ایک عام قانون ہے جس سے یہ لوگ اہل جنت مستثنیٰ ہوں گے وہ قانون یہ ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے کیے ہوئے اعمال کی سزا میں پھنسا ہوا ہے اس سے اسے فرصت نہ ہوگی' ہاں جنتی لوگ ہر طرح کی بندش سے آزاد ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ﴾ (مدثر) یعنی سوائے اہل جنت کے تمام لوگ اپنے کیے ہوئے میں گروی (پھنسے ہوئے) ہوں گے۔ حاصل یہ کہ اجر وثواب میں تو اللہ تعالیٰ کا فضل کسی کو اس کے عزیزوں اور بزرگوں کی ہم سطح کر دے گا لیکن عذاب وگرفت میں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ کفر کے ساتھ نجات کی کوئی صورت ہی نہیں چہ جائیکہ درجات کی بلندی ہو۔ اوپر کی بشارت جو کچھ بھی ہے وہ صاحب ایمان کی اولاد کے لیے ہے نہ کہ کافر اولاد کے لیے۔

ف۵: یعنی بکواس اور گناہ کی باتیں اور گالیاں دینی اس میں نہیں جیسے دنیا کی شراب پینے والے کرتے ہیں مسلمان کی جنت ہر بے ہودگی اور ہر گندگی سے یقیناً خالی ہوگی لیکن اس کے سوا باقی ہر طرح کی تفریح' زندہ دلی' ہنسی مزاح کا وہ ایک مستقل گھر ہوگی زاہدان خشک کے مزاج ومسلک سے الگ اور بہت الگ۔ دنیا میں جیسے بے تکلف دوستوں کے درمیان ہنسی کھیل میں چھین جھپٹ ہوتی رہتی ہے ویسے ہی لطف وخوش طبعی کے ساتھ وہاں بھی رہے گی۔ لغو کی نفی سے معلوم ہوگیا کہ وہ شراب سکر پیدا کرنے والی نہ ہوگی' تاثیم کی نفی سے معلوم ہوگیا کہ وہ شراب عقل ومتانت کو زائل کرنے والی نہ ہوگی۔

ف۶: ان پر ذرا گرد وغبار نہیں ہوگا اور ان کی آب وتاب اعلیٰ درجہ کی ہے۔ عربی محاورہ میں یہ کنایہ غایت حسن وجمال سے ہوتا ہے اور جب خادموں کا یہ حال ہوگا تو مخدوموں کے حسن وجمال کا کیا ٹھکانہ۔

بقیہ صفحہ نمبر 731

کا ایک مذہب یہ بھی ہے کہ عالم محتاج تو ایک خالق کا ہے لیکن وہ خالق کوئی غیر نہیں بلکہ نفس عالم ہی ہے اس مذہب الحاد کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ علت ومعلول ایک ہی طرح سے ایک ذات میں جمع ہو نہیں سکتے۔ ام خلقوا من غیر شیء کیا یہ اس کے قائل ہیں کہ عالم اپنے وجود میں کسی کی تخلیق کا محتاج نہیں بلکہ خود بخود قائم ہے؟ یہ عقیدہ تو خالص اور غالی قسم کے دہریہ کا ہوا ہے اس کے جواب میں اسی قدر کافی ہے کہ ممکنات کے پہلوئے وجود کو اس وقت تک ترجیح نہیں ہوسکتی جب تک کہ کوئی مرجح موجود نہ ہو اور وہی علت مرجح خالق کائنات ہے' دیکھیے ترازو کا کانٹا جب سیدھا ہوتا ہے تو اس وقت تک اس کا کوئی پلڑا نہیں جھکتا جب تک کہ اس پلڑے کو جھکانے والی کوئی چیز اس کو نہ جھکائے' دنیا کی ہر چیز کی دو سائیڈ ہیں ایک عدم دوسری وجود۔ جب وجود کی جانب کوئی چیز مرجح ہوتی ہے تو وہ چیز موجود ہوتی ہے اور جب عدم کی جانب وہ چیز مرجح ہوتی ہے تو وہ چیز معدوم ہو جاتی ہے' عقلی قاعدے کے مطابق غور کیا جائے تو مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو ایک وقت میں عدم کو غالب کرتی ہے تو دوسرے وقت میں وجود کو' اسی کی صفت لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وہی معبود برحق ہے وہی زندگی بخشتا اور مارتا ہے یا یوں سمجھئے کہ اشیائے عالم کا مادہ بذات خود ایک بےشعور چیز ہے مگر اس مادہ پر ایسے مختلف حالات اور چیزیں وارد ہوتی ہیں جو یقیناً اس کا فعل معلوم نہیں ہوتیں' مثلاً ہوا' آگ' خاک اور پانی چاروں کا مادہ دراصل ایک ہی ہے مگر کیفیات ان کی مختلف کیوں ہوئیں اور کس نے کیں؟ ﴿ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (پ ۷ ع ۱۹) وہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر ایک چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ قانون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت تو کام کر رہا ہے مگر قانون ساز۔ یا فعل تو ہے مگر فاعل نہیں' یا عرض تو ہے مگر معروض نہیں۔ حاصل یہ کہ ان تینوں شقوں میں سے یہ ایک کسی کے بھی قائل و معتقد نہیں لیکن محض اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی وضد کی وجہ سے توحید کا انکار کیے چلے جاتے ہیں۔

فـ: یعنی کیا یہ دعویٰ ہے کہ وہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاء اعلیٰ کی باتیں سن کر آتے ہیں اگر یہ ان کا دعویٰ ہے تو بسم اللہ اپنی سند اور حجت تو پیش کرتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو قطعی اور آسمانی علم کے مدعی ہیں ان کے پاس تو اپنے ان خرافاتی دعووں پر کوئی وزنی دلیل بھی نہیں ہے۔

پیسوسفو نمبر 732

تو اس پر مہر لگ کر وہ محفوظ ہو جائے گی اور اگر برائی کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس گناہ کی بخشش ہوگی' غالباً نبی ﷺ کا یہ عمل اس آیت کی تعمیل ہے۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ اللہ تعالیٰ کی یاد کر اور رات میں نماز اور تلاوت کے ساتھ اس کی عبادت کر۔ اَدْبَارَ النُّجُوْمِ یعنی ستاروں کے غروب کے بعد مثلاً نماز فجر کے وقت اس سے فجر کی دو سنتیں مراد ہیں' یہ تفسیر ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

فـ: ابن عباس اور سفیان ثوری اور مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد ستارۂ ثریا ہے' یعنی قسم ہے ان ستاروں کی جب فجر کے ساتھ ڈوبیں۔ بعض نے ستارہ کی جنس بھی مراد لی ہے اس میں اشارہ ہے کہ عرب بلکہ ساری دنیا کا طلوع فجر قریب ہے آفتاب رسالت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام آسمان نبوت کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے تو ایسے ہی تمام انبیاء کے تشریف لے جانے کے بعد آفتاب محمدی مطلع کائنات عالم پر طلوع اور نمودار ہوا۔ ستارہ گو اپنی باقاعدہ رفتار سے جس طرح طلوع سے غروب تک ادھر ادھر نہیں ہوتا اسی طرح غروب سے طلوع تک بھی نہیں ہوتا' لیکن یہ دوسری کیفیت مری اور محسوس نہیں اور وہ پہلی کیفیت شاہد ہے' اس لیے ذکر اسی قید کے ساتھ کیا گیا۔

فـ: یعنی جس طرح ستارہ طلوع سے غروب تک ساری مسافت میں اپنی باقاعدہ رفتار قائم رکھتا ہے اور ذرہ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوتا تو اسی طرح یہ نبی امین بھی تمام عمر گمراہیوں وغیرہ کے اثر سے محفوظ رہتا ہے اور افراط وتفریط دونوں سے الگ بالکل سیدھے راستے پر قائم ہیں پس اگر قدرت نے ان ظاہری ستاروں کا نظام اس قدر محکم بنایا ہے کہ اس میں کسی طرح کے تزلزل اور اختلال کی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ ان باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب وماہتاب کا انتظام کس قدر مضبوط ومحکم ہونا چاہیے کہ جن سے ایک عالم کی ہدایت وسعادت وابستہ ہے۔ مَا ضَلَّ ضلال یہ کہ بالکل راستہ بھول کر کھڑا رہ جائے۔ مَا غَوٰى غوایت یہ کہ غیر راستہ کو راستہ سمجھ کر چلتا رہے۔ صَاحِبُكُمْ یہ تمہارے ہر وقت اور سامنے سامنے ساتھ رہنے والے جن کے کردار' اقوال' احوال اور اعمال وغیرہ سے تم خوب واقف ہو۔

پیسوسفو نمبر 733

فـ: اس فرشتہ کے ذریعہ سے آپ کے افاقہ کے بعد اللہ تعالیٰ جیسے ذوالجلال اور بااقتدار نے وحی بھیجی بھی تو ایسے پر قوت اور مقتدر فرشتہ کے ذریعہ سے' اور اس فرشتہ نے بھی آپ سے اس درجہ متصل ہو کر وہ وحی پہنچائی۔ مااوحی کلمہ تفخیم ہے اور عرب کے محاورہ میں اس کا استعمال کمال عظمت کے موقع پر ہوتا ہے جہاں انتہائی تعظیم مقصود ہوتی ہے وہاں بجائے تفصیلات میں جانے کے اسی اجمال وابہام کا استعمال کیا جاتا ہے۔

فـ: وحی کا سرچشمہ خود حضرت باری تعالیٰ رحمٰن وسبحان ہیں کہ جہاں غلطی کا امکان ہی نہیں' پھر واسطہ فرشتہ وحی جبرائیل ہے وہاں بھی غلطی کا گزر نہیں اب رہے وہ صاحب جن پر وحی نازل ہوئی تو وہ بشر ہونے کے باوجود ہر غلطی سے محفوظ ومامون ہیں' گویا اتصال وحی وقبول وحی کے سلسلہ میں تمام احتمالات خطاء منفی فواد اور رویت کے اجتماع سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے چشم دل سے بھی دیکھا اور چشم جسم سے بھی' آنکھ نے بھی صحیح دیکھا اور دل نے بھی تصدیق کی اور بصارت وبصیرت دونوں اس مشاہدہ پر متفق رہیں۔

فـ: کیسے غضب کی بات ہے کہ تم نبی سے اس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہو جو اس کی سنی سنائی یا خیال وگمان کی نہیں بلکہ خوب اچھی طرح دیکھی بھالی جانچ پڑتال کی ہوئی ہے اور تخیلات ومعقولات ومسموعات کے عالم سے کہیں گزر کر اس کے دائرہ مشاہدات میں آچکی ہے۔ اذا لم تر الهلال فسلم لناس راوه بالابصار۔

تنبیہ: جمہور مفسرین تو اسی طرف ہیں مگر شیخ الاسلام امرتسریؒ نورہ اللہ مرقدہ نے عارفانہ انداز میں نہایت لطیف تفسیر لکھی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ اس نبی کو بڑے قوی زبردست سب سے بالاتر رب کائنات نے روحانی تعلیم دی ہے تو اس تعلیم سے وہ نبی اس سونپے ہوئے کام پر تیار ہو گیا' اس وقت وہ محمد ﷺ بلحاظ انسانی مدارج کے بلند تر چوٹی پر تھا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لگا اور جھکا رہا' پھر روحانی قرب میں وہ اتنا بڑھا کہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت قریب ہو گیا' پس جب وہ روحانی قرب میں اس حد تک پہنچا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے محمد ﷺ کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا۔ یہ اس کی نبوت کا پہلا دن تھا اس وقت اس کا قلب اس حد تک صاف اور مصفی ہو چکا تھا کہ جو کچھ اس نے حالت کشف میں ملاحظہ کیا اس کے دل نے اس کو جھوٹا نہ سمجھا بلکہ سچا پایا' کیونکہ دل بھی اس کا صاف شفاف تھا کیا پھر بھی تم لوگ اس نبی سے جھگڑتے ہو اس واقعہ پر جو وہ اپنی کشتی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

فـ: یعنی اس فرشتہ کو دوبارہ ہیئت اصلی پر دیکھا پہلی بار اسی سطح ارضی پر دیکھا تھا اور اب دوبارہ شب معراج میں۔ بخاری مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اس آیت کا معنی نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے اپنی اصلی صورت پر دو ہی بار دیکھائی دیا ہے۔ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى' اصطلاح میں وہ بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان یا دونوں پر ہے ایک سے لے کر دوسرے تک گویا اس عالم اور اس عالم کے درمیان ایک نقطہ اتصال ہے' عالم بالا سے جتنے احکام صادر ہوتے وہ پہلے سدرة المنتهیٰ تک آتے ہیں پھر ملائکہ وہاں سے زمین پر لاتے ہیں' اسی طرح جو اعمال یہاں سے اوپر چڑھتے ہیں وہ بھی پہلے سدرة المنتهیٰ تک پہنچتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اٹھا لیے جاتے ہیں۔ آسمانوں کے اوپر بیری کے درخت کے تسلیم کرنے میں دشواری کچھ بھی نہیں آخر جنت میں دودھ' شہد پانی وغیرہ کے ساتھ درخت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغ کثرت سے ہی ہیں تو ایک بیری ہی کے درخت میں کیا خاص اشکال پیش آتا ہے؟ جس طرح جنت اور آسمان کی ہر نعمت دنیا کی نعمتوں سے مشابہ لیکن بہت مختلف ہوگی اسی طرح یہ بیری بھی دنیا کی بیریوں سے بہت کچھ مختلف ہوگی اور کچھ دوسرے خواص وآثار رکھتی ہوگی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں حالانکہ آپ نے اس کو پہلی مرتبہ حالت کشفی میں شب معراج کے موقع پر دیکھا تھا دوسری دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جہاں پر تمام مراتب کمال انسانیہ ختم ہوجاتے ہیں۔

ف۱: اس وقت سدرۃ پر بطور جسمانی تمثل کے عجیب کیفیت چھارہی تھی جس کی کیفیت بیان کرنے اور سننے میں نہیں آسکتی اس سدرہ کو دیکھنے سے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ اس وقت نہ بہکی اور نہ اچٹ گئی یعنی ان چیزوں سے نہ ہٹی جن کی روایت کا حکم تھا۔ بلکہ صاف صاف واقعات اس کے سامنے نمودار رہے' مطلب اس سارے بیان سے یہ ہے کہ نبی کی مثال دیکھنے والی آنکھ کی ہے اور تمہاری مثال اندھے کی نہ دیکھنے والی آنکھ کی' شہادت کو مسترد نہیں کرسکتا پھر تم لوگ کیسے اس نبی کی بات کو رد کرسکتے ہو۔

ف۲: لات' عزیٰ' منات' یہ تینوں مشرکین عرب کے مشہور بت تھے اللات' عرب کا بہت مشہور اور قدیم بت تھا اس کا بت طائف میں تھا یہ قبیلہ ثقیف کا بت تھا۔ العزیٰ یہ قوت وطاقت کا بت تھا جیسے ہندوستان میں درگاہ دیوی یونان وروما کی زہرہ دیوی ظہور اسلام کے وقت عربوں میں اس کا سب سے زیادہ شہرہ تھا یہ بت قبیلہ غطفان کا تھا جو کہ نخلہ میں نصب تھا۔ منات' یہ دیوی تقدیر کی حکمران تھی اس کا بت قدید میں نصب تھا قبیلہ اوس وخزرج اس کے خاص طور پر معتقد تھے۔ اخریٰ ذم اور حقارت کے لیے ہے۔ یہ بت تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں کیا تم ان میں معبودیت کی کوئی نشانی بھی پاتے ہو؟ پھر کیوں ان کو پوجتے ہو؟

تنبیہ: اس موقع پر کتب تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجہ صحت کو نہیں پہنچتا اگر واقعی اس کی کوئی حقیقت ہے تو شاید یہ ہوگی کہ آپ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورہ نجم پڑھی اور کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن نہ سننے دیں اور اوران تلاوت گڑبڑ مچائیں جیسا کہ حم سجدہ میں ہے ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ (حم سجدہ) جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر وہ الفاظ کہہ دیئے ہوں گے جو ان کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے تلك الغرانيق العلى الخ آگے تعبیر وادا میں تصرف ہوتے ہوتے کچھ کا کچھ بن گیا' ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہوسکتا ہے اور جس چیز کا ابطال کیا جارہا ہے اس کی روح سرائی کے کیا معنی؟ امام ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ قصہ زنادقہ کا بنایا ہوا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 735

بعض حقوق کسی دوسرے کو ادا کردے اور اللہ تعالیٰ اس کو منظور کرلے تو وہ الگ بات ہے مردوں کو ثواب پہنچانے کا مسئلہ بہت سی صحیح احادیث کی بنا پر اپنی جگہ ثابت ہے۔ لیکن احادیث سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی طریقہ ایجاد کرلینا جس کی کہ کوئی دلیل شرعی نہ ہو وہ غلط اور ناقابل قبول ہے۔ یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ آباء واجداد اور بزرگوں کا مقبولین میں سے ہونا اپنے بعد کے آنے والے لوگوں اور اولاد کے لیے بالکل کافی ہے اور جو لوگ انبیاء کرام کی نسل میں سے ہیں انہیں ہاتھ پیر ہلانے بلکہ اپنے عقائد تک کو درست کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور عیسائیوں نے تو سارا دارومدار ہی آکر کفارہ وشفاعت کے عقائد پر ٹھہرادیا۔ قرآن مجید اس کے برعکس سارا زور ہر فرد کی ذمہ داری اور اس سے مسئولیت پر دیتا ہے اور نجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد اسی کو ٹھہراتا ہے' چنانچہ یہاں بھی اسی مسئلہ کا اثبات ہے۔ وان الی ربك المنتهى سلسلہ کائنات میں گو ایک کڑی دوسری سے وابستہ ہے مگر درحقیقت تمام کڑیاں اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہیں بالکل اسی طرح جیسے ریل گاڑی کے ڈبے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں مگر تمام کے تمام آخرکار انجن سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سب کا سہارا اور تمام سلسلہ کائنات کی علت العلل ہے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں' ایک یہ کہ ہر ایک آغاز کا انجام ہوتا ہے کوئی چیز لاانتہاء اور بے نہایت نہیں ہوتی' دوسرا یہ کہ ہر چیز کا آخری رجوع حق تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے نہ کسی اور کی طرف۔ (بخاری' مسلم)

ف۵: یعنی وہ بعث ثانی جو قیامت کے دن ہوگا۔ علیہ اس کا وقوع ایسا ضروری ہے کہ حق تعالیٰ پر وہ گویا واجب ہے یا حق تعالیٰ کے ذمہ ہے حالانکہ حقیقۃً کوئی چیز بھی حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہوسکتی واجب ہونے کے معنی کسی برتر قانون کے ماتحت پابندی کے ہیں اور ارادۂ الٰہی سے بڑھ کر کون سا قانون ہوسکتا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ ماتحت وپابند ہو اسی لیے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر واجب کوئی سی بھی چیز نہیں۔

ف۶: یعنی دھن دولت سرمایہ دیتا بھی ہے اور وہی اسے محفوظ بھی رکھتا ہے کسی اور کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

ف۷: شعریٰ' سے مراد مطلق ستارہ بھی ہوسکتا ہے لیکن علمائے ہیئت کی تحقیق میں شعریٰ یمانی ستارہ جوزا کا نام ہے یہ آسمان کا روشن ترین ستارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اس کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہاں بتلا دیا کہ شعریٰ کا رب بھی اللہ ہے دنیا کے تمام الٹ پھیر اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ شعریٰ ایک ادنیٰ مزدور کی طرح اس کا حکم بجالاتا ہے اس میں مستقل تاثیر وغیرہ کچھ بھی نہیں۔

ف۸: یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم۔

بقیہ صفحہ نمبر 736

زمین میں نشان ہیں یقین کرنے والوں کے لیے۔ نشان نبوت کی مثال هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ 'ثمودیوں کو کہا گیا اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے یعنی نشان نبوت۔ مشرکین کا جو ذکر ہے کہ وہ نشان دیکھ کر اعراض کرتے اور اس کو جادو کہتے ہیں تو اس سے مراد قطعاً نشان نبوت ہے یعنی وہ نشان جو زمانہ کے نبی کی نبوت پر دلالت کرے' مطلب یہ ہے کہ مشرکین معاندین جب کوئی ایسی آیت دیکھتے ہیں جو نبوت محمد یہ پر دلالت کرے تو اس سے منہ پھیر جاتے ہیں اور اس کو جادو کہتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ آیا ایسا ہوسکتا ہے کہ چاند پھٹ جائے حالانکہ فلاسفہ یونان کہتے ہیں کہ آسمان اور آسمانی چیزیں پھٹتی اور ملتی نہیں' بے شک فلسفہ یونان کا یہ اصول ہے مگر حال کی تحقیق نے اس کی کافی تردید کردی ہے میں نے بچشم خود ذیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دون میں سرکاری رصدگاہ میں دیکھا ہے کہ سورج چاند کی روزانہ تصویریں لی جاتی ہیں ان میں دونوں کی سطح پر مختلف داغ ہوتے ہیں آج جو داغ پیدا ہوتا ہے وہ ہفتوں تک نکل جاتا ہے ایک سال ملک میں سردی بڑی شدت کی پڑی تھی اس سال آفتاب کی تصویر دیکھی تو غالباً دو ثلث آفتاب داغ دار ہونے کی وجہ سے اس کی تپش بہت کم ہو رہی تھی۔ یہ مشاہدہ بتا رہا ہے کہ فلسفہ یونان کا اصول آج کل کے مشاہدہ سے غلط ہے نتیجہ صاف ہے کہ چاند کا پھٹنا ممکن ہے اور ممکن تحت قدرت ہے۔ (فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)۔

ف۸: وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ: اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہو گیا کہ تکذیب واعراض بھی محض ہوائے نفس سے تھا اس کی تہ میں کوئی عقلی اشتباہ نہ تھا من الانباء یعنی پرانی نافرمان قوموں کے زیر عذاب آنے اور ہلاک و برباد ہونے کے متعلق خبریں۔

بقیہ صفحہ نمبر 737

وقت نوح کی کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں نہایت امن وچین سے چلی جا رہی تھی کیا مجال کہ انچ بھر بھی ادھر ادھر ہو جائے' یہ سارا واقعہ کفار کی ہلاکت اور اتباع نوح کی نجات نوح کے صبر وشکیب کے بدلہ میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی۔ ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ آہنی آلات سے چرے ہوئے چوبیں تختے اور لوہے کی بنی ہوئی ڈھلی ہوئی کیلیں اور باقاعدہ کشتی سازی' یہ تمام چیزیں اس بات کی علامت ہیں کہ قوم نوح ایک اچھی مہذب ومتمدن قوم تھی۔

ف۸: یہ نشان عبرت لوگوں کے حافظہ میں اور تاریخ کے اوراق میں محفوظ کر دیا گیا کہ میرا وعدہ وعذاب کیسا پورا ہوا اور نفس عذاب کیسا واقع ہو کر رہا۔ یہ محض توفیق واحسان الٰہی ہے جس نے قرآن کو آسان کر دیا ہے ورنہ یہ چیز انسانی فہم ودماغ کے بس کی نہ تھی۔ للذکر کی قید نے اس بات کو واضح کر دیا کہ قرآن مجید آسان تو بے شک ہے لیکن صرف عبرت وتذکیر اور ترغیب وترہیب کے اعتبار سے' اور اس کے مسائل کا استنباط بجائے خود ایک مستقل ودقیق فن بلکہ خصوصی مہارت تحقیق کی ضرورت ہے حاصل یہ کہ جو کوئی چاہے کہ قرآن مجید سے اپنے عمل کے لیے مسائل سیکھنا چاہے تو وہ بہت آسانی سے سیکھ لیتا ہے۔ تو کیا پھر ہے کوئی نصیحت پانے والا جو دیدۂ عبرت سے اسے دیکھے اور گوش ہوش سے سنے۔ ولقد ترکنٰھا آیۃ آج کشتی کا وجود دنیا میں اس کشتی کے قصہ کو یاد دلانے والا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔ بعض نے کہا کہ بعینہٖ وہی کشتی نوح کے بعد مدت تک رہی وہ ''جودی'' پہاڑ پر نظر آتی تھی اور اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی۔ واللہ اعلم۔

بقیہ صفحہ نمبر 738

نے کہا ہے کہ وہ حضرت صالح کی دعا کے ساتھ پتھر سے پیدا ہوئی تھی مگر میری ناقص تحقیق یہ ہے کہ اس کی پیدائش کا تو ذکر قرآن یا حدیث میں نہیں' البتہ اس کی خاص بات جو وجہ اعجاز ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جو اس کی صفت میں فرمایا لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم 'ایک حصہ پانی اس کا حق ہے اور ایک حصہ تم ثمودیوں کا اسی طرح سورۃ قمر میں نبئھم ان الماء قسمۃ بینھم کل شرب محتضر پانی ان لوگوں اور اونٹنی میں برابر تقسیم ہے' پس ہر ایک حصہ' فریق کا گھاٹ ہے اس پر وہ بہت تنگ ہوئے اور اونٹنی کو بجائے نشان نبوت ماننے کے اس کو مار دینا چاہا' چنانچہ ارشاد ہے فظلموا بھا ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں یہاں تک جب پہنچے تو عذاب الٰہی ان پر آ گیا' چنانچہ ارشاد ہے ﴿فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا﴾ (الشمس: ۱۴) ثمودیوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عام عذاب نازل کیا۔ پس یہ تھی وجہ اس اعجاز کی' ورنہ پیدائش کی حیثیت سے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ ناقہ کا معجزہ ہونا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ وہ کس وجہ سے معجزہ تھی' لیکن ہم نے اس کے اعجاز کی وجہ بتا دی' واللہ اعلم۔

ف۸: سب کو تباہ وبرباد کر دیا کوئی کسی کا خبر گیر اور پرسان حال نہ رہا۔

ف۸: روندی ہوئی باڑ کی طرح پائمال اور ذلیل ہو گئے۔ ایسے کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پاتے اور سمجھ از اس نتیجہ پر پہنچتے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ نشدا شب را سحر کند

یعنی جیسے جانوروں وغیرہ سے حفاظت کے لیے کھیت کے گرد کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں اور چند روز بعد وہ سب چورا چورا ہو جاتی ہے پس اسی طرح وہ پرقوت اور پرعظمت قوم ہلاک اور برباد ہو کر رہی' یہ تشبیہ خاص عربوں کے مذاق کی ہے جسے وہ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے تھے۔

بقیہ صفحہ نمبر 740

علم بیان کی صفت بھی رکھی یعنی اس کو قدرت دی ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن وخوبی سے ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے' اسی صفت کے ذریعہ سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا ہے اور خیر وشر' ہدایت وضلالت' ایمان وکفر اور دنیا اور آخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔ نطق وبیان تکوینی حیثیت سے بہت بڑی نعمت ہے اور حیوانیت اور انسانیت کے درمیان یہی فارق ہے منطقیوں اور فلسفیوں نے جو انسان کی تعریف حیوان ناطق کی ہے وہ سب اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اس آیت سے متعدد تعلیمات نکلتی ہیں۔ (۱) انسان خود بخود وجود میں نہیں آ گیا بلکہ کسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ (۲) اور پیدا کیا ہوا بھی اللہ رحمٰن کا ہے۔ (۳) انسان اپنے خالق ورب سے متحد نہیں بلکہ اس کی مخلوق ہے۔

ف: دراصل یہ بھی اسی کے ماتحت ہیں جو لوگ چاند سورج کو بڑی جسامت اور بڑی تاثیر والا جان کر انہیں معبود بناتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے' انہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں پھر معبود کیسے؟ پرانی تحقیق یہ تھی کہ آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے نئی تحقیق یہ ہے کہ آفتاب کسی اور مدار کے گرد گردش کر رہا ہے بہرحال اس کی نفس گردش اور کسی ضابطہ گردش کی پابندی مسلم ہے قرآن کی غرض اسی حقیقت پر توجہ دلانا ہے۔

ف: جڑی بوٹیاں اور درخت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں' یعنی اس کے حکم بردار ہیں سجدہ کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور یہاں اصطلاحی سجدہ شرعی نہیں بلکہ صرف تکوینی مراد ہے۔ نجم وہ پودہ ہے جس میں تنا نہ ہو مثلاً گھاس' ترکاریاں' بیل دار پودے۔ شرک کا ایک بڑا مظہر دنیا میں شجر پرستی اور نباتات پرستی بھی رہا ہے اور یہ آیت ان کے اس عقیدے کی جڑ کاٹ رہی ہے۔

ف: آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے اور درمیان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میزان کا ذکر شاید اور اس لیے ہو کہ عموماً ترازو کو تولتے وقت آسمان و زمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ جب میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو چونکہ اس کے ساتھ بہت سے معاملات کو درستی اور حقوق کو حفاظت وابستہ تھی اس لیے ہدایت فرمادی کہ ترازو رکھنے کی یہ غرض اسی وقت ہی حاصل ہوسکتی ہے کہ جب لیتے وقت زیادہ وزن نہ لیا جائے اور نہ ہی دیتے وقت کم وزن دیا جائے اور ترازو کے دونوں پلے اور پیمانوں وغیرہ میں کمی بیشی نہ ہو اور وزن کرتے وقت ڈنڈی نہ ماری جائے بلکہ بغیر کسی کمی بیشی کے انتہائی دیانتداری سے بالکل ٹھیک وزن کیا جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 741

شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اسی اللہ تعالیٰ نے دو دریا (میٹھا اور کڑوا) جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان میں ایک قدرتی رکاوٹ ہے جس وجہ سے وہ ایک دوسرے میں گھستے نہیں میٹھے کا پانی میٹھا اور کڑوے کا کڑوا برابر اپنی اپنی راہ پر چلا جاتا ہے۔

ف۵: موتی اور مونگے دونوں کے تجارتی، طبعی، معاشی، معاشرتی منافع اور ان کے وجود کا نعمت میں سے ہونا بالکل ظاہر ہے، قرآن مجید کا ان قیمتی اور بحری موجودات کا محل نعمت میں ذکر کرنا خود اس بات پر ایک دلیل ہے کہ اسلام نہ کوئی خشک، زاہدانہ، راہبانہ اور تمدن بیزار مذہب ہے اور نہ دین صرف صحرائے عرب کے باشندوں کی ضرورت تک محدود ہے۔ منھما اس ضمیر تثنیہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں چیزیں دونوں ہی نظام آبی میں موجود ہوں بلکہ دونوں کے صرف مجموعہ میں ان کا موجود ہونا بالکل کافی ہے۔

ف۶: تمہارے پروردگار کی ذات بابرکات باجلال و باعزت باقی رہے گی اس پر فنا نہ کبھی آئے گی اور نہ ہی آسکتی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود قائم بالذات ناقابل فنا ہے، زمین کی موجودات جتنی اور جس قسم کی بھی ہیں چاہے وہ مادہ ہو یا روح سب کی سب فانی اور غیر باقی ہیں باقی اور قائم ودائم صرف الحی القیوم کی ذات پاک ہے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ صفت الجلال کے تحت میں حق تعالیٰ کے تمام صفات سلبی اور منفی آگئے اور الاکرام کے ماتحت تمام صفات اثباتی اور ایجابی۔ وجہ سے مراد ذات ہوتی ہے، محققین عارفین نے کہا ہے کہ صفت جلال میں اشارہ ہے افناء عالم کی طرف اور صفت اکرام ابقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کا تعلق نشاۃ ثانیہ سے ہے۔ علیھا میں ضمیر ھا کا الارض کی طرف راجع ہونا بالکل ظاہر اور غیر اختلافی ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 742

میں کہ تم رب قدیر پر غالب آجاؤ تو اس کے ملک سے نکل سکتے ہو اور یہ ناممکن ہے۔ بالفرض اگر نکل سکے تو نکل کر جاؤ گے کہاں دوسری کونسی جگہ ہے جہاں تم پناہ لوگے نیز دنیا کی حکومتیں بھی بغیر سند اور پروانہ اور راہداری کے اپنی حدود سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ تعالیٰ بغیر سند کے کیوں نکلنے دے گا؟ مقصود اس سے وقوع حساب کی تاکید بھی ہے یعنی اس کا احتمال ہی نہیں کہ کوئی بچ کر نکل جائے اور جب آج بھی اس کا امکان نہیں تو قیامت میں تو مخلوق کا عجز اور زیادہ ظاہر و نمایاں ہوگا۔

ف۱: دیکھو ایک بڑی اہم بات ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں جس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے سنو قیامت کے روز تم دونوں (جن اور انسانوں کی جماعت) پر یعنی جو تم میں سے سزا کا حق دار ہوگا اس پر دھواں اور آگ کے شعلے پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں باوجود کثرت افراد کے ایک دوسرے کی مدد نہ کروگے مجرموں کو اپنے جرائم کی ناگزیر پاداش ہے اور قبل از وقت مطلع اور آگاہ و خبردار ہو جانا بھی ایک بڑی نعمت ہے کہ توبہ و کفارہ کا موقع ابھی باقی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس اطلاع و اعلان کا شمار بھی نعمتوں ہی میں کیا ہے نیز مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ہر آیت میں نعمت جتائی ہے، کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا بھی نعمت ہے کہ اس سے بچیں۔

ف۵: یہ ایک خاص جگہ ہے جہاں ان سے ان کے گناہ نہیں پوچھے جائیں گے پھر بعد میں ان سے پوچھا جائے گا، یا یہ مراد ہے کہ دریافت کرنے کے طور پر نہیں پوچھا جائے گا کیونکہ اس کو سب کچھ معلوم ہے بلکہ جھڑک اور توبیخ سے سوال ہوگا کما قال اللہ ﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ (حجر ع ۶) اس لے کہ وہ چہروں سے پہچانے جائیں گے۔ یا یہ مطلب ہوا کہ قبروں سے اٹھتے وقت سوال نہ ہوگا اور بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں ہے۔

ف۶: یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگوئی سے مجرم خود بخود پہچانے جائیں گے جیسے مومنین کی شناخت سجدہ اور وضو کے آثار و انوار سے ہوگی۔ یعنی منکروں مجرموں کا چہرہ خود ان کے جرائم کا آئینہ ہوگا، فرشتوں کو مزید کسی تحقیق کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ صوفیہ عارفین کی تحقیق ہے کہ ناسوت میں ہر معصیت کے نقوش چہرہ اور سارے جسم پر نقش ہو جاتے ہیں اور آخرت میں یہی نقوش جو آج چھپے ہوئے ہیں وہ واضح اور نمایاں ہو جائیں گے۔

سیرتے کو بر نہادت غالب است
ہم برآں تصور حشرت واجب است
حشر پر حرص سگ مردار طور
سورت خو کے بود روز شمار
زانیاں راگندہ اندم نہاں
خمرخوراں رابورگندۂ دہاں

بقیہ حاشیہ نمبر 745

سے امۃ محمد یہ مراد ہے۔ شاہ صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یا پہلے پچھلے اسی امت کے یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پچھلے کم ہوتے ہیں۔ روح المعانی میں طبرانی وغیرہ سے ایک حدیث ابوبکرہؓ کی سند سے نقل ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے آیت کے متعلق فرمایا وہ تمام اس (میری) امت سے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

بقیہ حاشیہ نمبر 746

ہمیشہ کے لیے باکرہ اور جوان رکھا ہے ان کو خاوندوں کی نگاہ میں محبوبہ اور وائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے۔ غرض ایک پسندیدہ عورت میں جس جس قسم کی خوبی ہونی چاہیے وہ ان میں ہوگی اس لیے خاوندان سے سرور اور وہ خاوندوں سے محظوظ ہوں گی اور بڑے مزے کی زندگی ان کو نصیب ہوگی جو دنیا میں کسی راجہ، نواب تو کیا کسی شہنشاہ کو بھی میسر نہ ہو۔ تو اہل جنت کی خوش عیشی کی تکمیل کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری لذتوں کے ساتھ ساتھ لذت مواصلت کا ذکر بھی ضروری تھا۔ یہاں یہ بتایا کہ جنت کی عورتوں کی اور اس میں حوریں بھی داخل ہیں اور دنیا کی جنتی بیویاں بھی اور ان کی بناوٹ ایک خاص قسم کی ہوگی' ان کا شباب ان کا حسن و جمال' دلکشی اور اہل جنت کے ساتھ ان کی ہم عمری یہ سب چیزیں مستقل' پائیدار اور دائمی ہوں گی اس دنیا کی نعمتوں کی طرح زوال پذیر نہ ہوں گی۔ وفرش مرفوعۃ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا بلندی ان کی اتنی ہے جتنا آسمان اور زمین کا فاصلہ' اور وہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔ رواہ الترمذی۔

ف۵: اس دائیں ہاتھ والی جماعت میں بہت سے لوگ اس آخر الزماں نبی ﷺ سے پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے۔ غرض اس جماعت میں داخلہ کے لیے صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کو خصوصیت نہ ہوگی بلکہ پہلی امتوں کے نیک لوگ بھی اس میں داخل ہوں گے اور عام مومنین اس امت کے بھی بڑی کثرت سے ہوں گے۔ مقربین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل شہر کو زیادہ مرغوب ہے اور اصحاب یمین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل قریہ کو زیادہ مرغوب ہے پس اشارہ اس طرف ہوگیا کہ ان میں ایسا تفاوت ہوگا جیسا اہل شہر و اہل قریہ میں ہوتا ہے۔ ابوبکرؓ اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا وہ سب اس امت میں سے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 748

رکھے ہیں بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ پانی پی کر فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عُذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ یعنی ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے ہمیں پیاس بجھانے کے لئے میٹھے اور شیریں پانی سے اپنی رحمت سے سیراب کیا اور اس کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھاری نہیں بنایا۔

ف۹: عرب میں کئی سبز درخت ایسے ہیں جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے جیسے ہمارے ہاں بانس ہے تو سوچنے والا یہ بات بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جو اللہ سبز درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہوگا۔ یہ استدلال حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ' ربوبیت و توحید پر نظام کائنات کے ایک شعبہ آگ اور اس کے متعلقات سے ہے۔ جعلناھا تذکرۃ میں ضمیر ھا اگر آگ کی طرف ہے تو آگ تو یاد دلانے والی آتش دوزخ کی بھی ہوسکتی ہے اور حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی یاد دلانے والی بھی۔ متاعاً للمقوین۔ آگ کا وجود ایک بہت بڑی نعمت تو مسافر و مقیم' شہری و بدوی سب ہی کے لیے ہے اور ہر زمانہ میں رہا ہے لیکن عہد قدیم میں مسافروں کے حق میں تو ایک عظیم ترین نعمت تھی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے متاعاً للمقوین کا ترجمہ بحوالہ تفسیر کشاف خاص کر غربا کے گزارے کے لیے بنایا ہے اور لکھا ہے کہ غربا کا گزارہ یوں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور بستیوں میں فروخت کر کے گزارہ کریں۔

ف۱۰: یعنی جو حیات اور سلب حیات اور زراعت اور بارش اور آگ سے تمام نظامات تکوینی کا تنہا خالق اور بغیر کسی کی شرکت کے پروردگار ہے پس اس کو پاکی سے یاد کرنے کو یوں کہا کرو سبحان اللہ وبحمدہ۔

بقیہ صفحہ نمبر 750

الظاھر' موجود کے وجود کا ظہور اپنے دلائل و شواہد کے اعتبار سے اسی کے وجود و ظہور سے ہے اور مطلق وجود کے مرتبہ میں روشن ترین و ظاہر ترین۔ الباطن اپنے آثار و صفات کے اس شدت ظہور کے ساتھ ساتھ اس کی ذات کی کیفیت ہر عقل و ادراک کی رسائی سے باہر' تو اس سے بڑھ کر مخفی اور کون ہوسکتا ہے اپنی تفصیلات وجود کے مرتبہ میں مخفی ترین۔ ایک حدیث میں دعا کے یہ الفاظ آئے ہیں وانت الظاھر فلیس فوقك شیء وانت الباطن فلیس دونك شی یعنی تو ایسا ظاہر ہے کہ تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ایسا باطن یعنی پوشیدہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ امام بخاریؒ نے یحییٰ بن زیاد الفراء کے حوالہ سے یہ معنی نقل کئے ہیں۔ کہ ہر چیز پر علم کے لحاظ سے ظہر ہے اور ہر چیز پر باطن بھی علم کے لحاظ سے ہے۔ یعنی ہر چیز کا وجود اور ظہور اسی کے وجود سے ہی ہے لہٰذا اس کا وجود اگر ظاہر و باہر نہ ہو تو اور کس کا ہوگا؟ عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اس کی ہستی کی روشن دلیل ہے تمام چیزوں میں اس کی قدرت کا جلوہ نمایاں ہے مگر ایسا کہ اس کے دیکھنے کیلئے چشم بینا چاہیے۔ کسی عارف نے کیا اچھا کہا ہے۔

تو یقینی وجہان حملہ گماں من بیقین
مدتے شد کہ یقیں راہگماں سے بینم

لیکن اس کے ساتھ اس کی کنہ ذات اور حقائق صفات تک عقل و ادراک کی رسائی نہیں کہ ایک صفت کا احاطہ بھی کوئی نہیں کرسکتا اور نہ ہی قیاس ورائے ہی اس کی کچھ کیفیت بیان کرسکتا ہے تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ باطن اور پوشیدہ کوئی چیز نہیں' بہرحال وہ اندر بھی' ظاہر بھی' باطن بھی' کھلے اور چھپے ہر قسم کے احوال کا جاننے والا ہے۔ چونکہ ہر کہ و مہ کو نظر نہیں آتا اس لیے وہ نظروں سے مخفی ہے مولانا تو ہی باطن ہے سو تجھ سے نزدیک تر کوئی چیز نہیں اور باطن بھی ایسا کہ اس سے پرے کوئی جگہ نہیں کہ جہاں اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر پناہ مل سکے۔ وانت الباطن فلیس دونك شی اور ظاہر بمعنی غالب ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں' وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اس کے احاطہ علمی اور احاطہ قدرت سے باہر نہیں۔ ف۶: ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر وہ ساری مخلوق پر حکمران ہوا جیسی حکومت اس کے شایان شان اور لائق ہے۔ ابن عباس اور سلف کے بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ استوی کا معنی ارتفع ہے یعنی عرش پر بلند ہوا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا سب کتابوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتری ہیں۔ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے تمام مخلوقات سے جدا ہے۔ ھُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ' حق تعالیٰ کی ہمہ گیری' ہمہ دانی' اور ہمہ بینی کی مزید تاکید اس کی معیت علمی سے مخلوق کی کوئی بھی چیز وجود سے خالی نہیں۔ بیہقیؒ نے روایت کیا کہ سفیان ثوریؒ سے کسی نے ھو معکم کا معنی پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ کا علم تمہارے ساتھ ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں سلف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے لحاظ سے بندوں کے ساتھ ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اسیر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے اور کوئی شخص جس کا اہل علم میں اعتبار ہے اس مسئلہ میں مخالف نہیں۔ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ۔ مثلاً بارش کا پانی' مَا یَخْرُجُ مِنْهَا مثلاً نباتات مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ مثلاً ملائکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احکام تشریعی وتکوینی مَا یَعْرُجُ فِیْهَا مثلاً ملائکہ اور اعمال صالحہ۔

بقیہ صفحہ نمبر 752

حق میں بخل نہ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو چونکہ ان کو یہ فائدہ پہنچانا منظور نہ ہوگا اس لیے فرشتوں کی معرفت ان کو کہا جائے گا کہ اصل بات یہ ہے کہ یہاں جو کسی کو روشنی ملی ہے تو اس کا تیل اور بتی یہاں کی نہیں بلکہ یہ دنیا ہی سے لائے ہیں یعنی اعمال صالحہ کا بدلہ ہے یہ منافقین یا تو نور سے شروع ہی سے محروم ہوں گے یا ان کے پاس شروع میں کسی قدر نور ہوگا تو اس مناسبت سے کہ مسلمانوں کے ساتھ ظاہری اعمال میں انہیں اشتراک حاصل تھا اور فقدان ایمان کی بنا پر بعد میں بالکل مفقود ہو جائے گا اور ان کے جرم نفاق یا ایمانی دھوکہ کی مناسبت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انہیں نور مل جائے گا اور پھر بلانشان وگمان کے اچانک انہیں اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

ف۵: مقصد کہنے کا یہ ہوگا کہ یہ نور تو دنیا ہی کے اعمال پر مرتب ہوا ہے تم پیچھے کو چلے جاؤ وہاں جا کر نور تلاش کرو' یہ احمق سمجھیں گے کہ یہیں کہیں قریب ہی جانے سے مل جائے گا واقعی پیٹھ کی طرف منہ پھیرنے سے شاید نور ملتا ہو پس وہ ذرا سی ادھر سے روگردانی کریں گے کہ فوراً مومنین اور منافقین کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا مومن جنت کی طرف جا کر منافقوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے اور ادھر دروازہ سے باہر عذاب الٰہی کا منظر دکھائی دے گا۔ غرضیکہ مومنوں اور کافروں میں خوب امتیاز ہو جائے گا۔ قیل قتادہ کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے فرشتے ہوں گے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے مومن ہوں گے۔ باطنہ اندرونی یعنی مومنین کے رخ والی سمت ظاہرہ بیرونی یعنی کافروں کے رخ والی سمت۔

بقیہ صفحہ نمبر 753

اور قرضا حسنا سے قرض ہی مراد ہے مگر مقروض اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ قرض حسنہ اصطلاح شریعت میں ایسے مال کو کہتے ہیں جو حلال کی کمائی سے خوش دلی اور اخلاص نیت کے ساتھ کسی ضرورت مند کو دیا جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 754

ہو رہی ہے' گویا دنیا کی زندگی کا یہ مختصر حال کہ صبح کچھ ہے تو شام کو کچھ' اس لیے دانا لوگ اس دنیا کو اپنا اصلی گھر نہیں بناتے بلکہ اس کو آخرت کے لیے مثل کھیتی کے جانتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اس عارضی وفانی دنیا اور اس کے سامان کے برعکس عالم آخرت باقی ولازوال ہے اور وہاں کی کیفیتیں دو ہیں اور وہ دونوں ثابت اور باقی رہنے والی ہیں۔ ایک کافر کے لیے عذاب شدید ہے تو دوسری ایمان والوں کے لیے اللہ کی مغفرت اور رحمت ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ ان دو میں سے جس کو چاہے اپنا مقصود اعظم بنا لے۔ متاع الغرور یہ دنیا دھوکے کی جگہ صرف انہیں لوگوں کے حق میں ہے جو اس میں پڑے رہتے ہیں اسی پر بھروسہ کیے رہتے ہیں اور آخرت کو بھلائے ہوئے ہیں۔

ف۵: قرآن انسانی محاورہ میں ہے اور محاورہ انسانی میں زمین وآسمان کی سی وسعت کے معنی انتہائی وسیع کے ہیں۔ قرآن مجید کی بلاغت ملاحظہ کیجئے کہ جونہی اس متاع دنیا کے فانی اور ہیچ ہونے اور دولت آخرت کے باقی وقائم ہونے کا نقشہ دل میں بٹھایا تو فوراً ہی جنت کی طرف دوڑ کرنے کا پیام پہنچا دیا۔

ف۶: اس میں بتا دیا کہ جنت تو ہر مومن کا اصلی ٹھکانہ ہے ہی لیکن پھر بھی کوئی اپنے اعمال پر مغرور نہ ہو جائے یعنی یہ تو محض ہمارا فضل وکرم ہے جو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور اس کا مدار ہماری مشیت پر ہے گو ہم نے اپنی رحمت سے اپنی مشیت ان عمل کرنے والوں ہی کے ساتھ وابستہ کر دی ہے اور ہماری طرف سے اس میں بخل نہیں ہوگا۔ آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی اپنے عمل سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا جیسا کہ حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہو تو اس وقت تک کوئی بھی شخص جنت میں نہیں جا سکتا حتیٰ کہ میں (محمد ﷺ) بھی۔ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی جنت ملے گی۔ اعمال تو فضل الٰہی کا سبب ہیں لیکن حقیقت میں جنت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے اس کا فضل نہ ہو تو سزا سے چھوٹنا ہی مشکل ہے جنت ملنے کا تو ذکر ہی کیا؟

بقیہ صفحہ نمبر 755

متعلق ہیں جیسے ﴿اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ، اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ تو ان احکام تمدنی کو قرآنی اصطلاح میں المیزان کہا گیا ہے تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں یعنی لین دین قرض اور اداء امانت کے احکام بھی اللہ تعالیٰ نے نازل کئے ہیں تاکہ لوگ ان پر عمل کریں۔ بعض محققین نے لفظ میزان سے عقل سلیم یا معرفت حق یا ضمیر مراد لیا ہے جو ہر انسان کی سرشت میں داخل ہے اور دعوت انبیاء ہی کی طرح اس کے بھی بغیر حجت الٰہی انسان پر قائم نہیں ہوتی' چنانچہ بچہ اور مجنوں اسی لیے تو تکلیف شرعی سے بری ہیں کہ ان کی عقلیں اور ان کے ضمیر کامل اور نمو یافتہ نہیں۔ میزان اس کو کہتے ہیں کہ جس سے ظلم اور انصاف زیادہ اور تھوڑے کے درمیان تمیز ہو سکے۔ لیقوم میں لام تعلیل کا ہے یعنی ہدایت خلق انہی دو امور تعلیم کتاب اور میزان سے قائم ووابستہ ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ کتاب سے اشارہ قوت نظری کی جانب ہے اور میزان سے اشارہ قوت عملی کی جانب۔

ف۵: یعنی پیدا کیا ہم نے اپنی قدرت سے لوہا اور زمین میں اس کی کانیں رکھ دیں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تین چیزیں ہیں جو آدم کے ساتھ اتری ہیں' آرن' سنھی اور دوان۔ معمولی اور گھریلو جاقو' چھری' استرہ' قرولی سے لے کر تلوار' نیزہ' سنگین' خنجر' پستول' رائفل' مشین گن' توپ وغیرہ سے ہوتے ہوئے جدید ترین قسم کے آلات مہلک ایٹم بم اور میزائل وغیرہ پر نظر کر جایئے تو ہر ایک میں کارفرمائی اسی مہلک اور پر ہیبت دھات لوہے ہی کی نظر آئے گی اور پھر ہتھیاروں اسلحہ کے علاوہ دوسرے قسم کے مہلک آلات حرب' ٹینک' جیپ' آرمرڈ کارڈ' ڈریڈناٹ جہاز' آبدوز کشتیاں' تباہ کن کشتیاں' بمبار طیارے' شکاری طیارے وغیرہ ان سب کو بھی نظر میں رکھئے تو تب کہیں جا کر لفظ قرآن کی حیرت انگیز' معجزانہ جامعیت معلوم ہوگی۔ غرض کوئی چیز دنیا میں ایسی قابل استعمال نہیں کہ جس میں لوہا نہ لگا ہو۔ منافع کیا کم ہیں جنگی وغیر جنگی' رزمی بزمی ان گنت بڑی اور چھوٹی مشینوں کو ذرا معدوم فرض کر کے دیکھئے کہ اعلیٰ شہری تمدن تو خیر بڑی بات ہے' کیا ادنیٰ دیہاتی تمدن بھی باقی رہ جاتا ہے؟ ان تمام جائزوں اور مشاہدات کے بعد الفاظ قرآن کی معجزانہ جامعیت پر بے اختیار قربان ہو جانے کو جی چاہے گا۔ ولیعلم اللہ الایہ یعنی تاکہ نمایاں اور ظاہر ہو جائے کہ کون کون ان نعمتوں سے دین کو اقامت ونصرت اور جہاد فی سبیل اللہ میں کام لیتا ہے۔ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے معلوم کر لینے کے معنی ہوتے ہیں کہ کسی چیز کے واضح طور پر ثابت ہو جانے اور ظہور پذیر ہو جانے کے۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ' اسے کسی قسم کی بھی کوئی حاجت کسی بندہ کی نصرت واعانت کی نہیں اور احکام جہاد وغیرہ جو مل رہے ہیں وہ سب بندوں ہی کے اخلاص کی جانچ پڑتال کے لیے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 756

کو نور اور مغفرت کے ساتھ فضیلت دی۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اے مسلمان ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس رسول محمد ﷺ پر مضبوط ایمان رکھنا جو کسی کے بہکانے کے اثر سے زائل یا کمزور نہ ہو' یعنی رسول کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف نہ چلنا دین میں کسی قسم کی ایجاد نہ کرنا۔

ف۵: تاکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو تم مسلمانوں کو مستحق رحمت الٰہیہ نہیں جانتے وہ تمہاری عزت اور ترقی دیکھ کر سمجھ لیں کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر ان کو اختیار نہیں ہے ورنہ وہ تم کو کبھی نہ لینے دیتے۔ اکثر سلف کے نزدیک لئلا یعلم بمعنی لکی یعلم کے ہے تاکہ جان لیں اہل کتاب جو ایمان نہیں لائے۔ اہل کتاب عدم ایمان محمد ﷺ کی حالت میں فضل الٰہی سے ذرہ برابر بھی مستفید نہ ہو سکیں گے یہ اہل کتاب کے زعم باطل کے رد میں ارشاد ہوا کہ ہم موسیٰ اور عیسیٰ کا دامن پکڑے ہوئے ہیں ہمیں کیا غم واندیشہ ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 759

نبی ﷺ کی مجلس میں ہر شخص آپکا قرب چاہتا تھا جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آتی حتی کہ بعض مرتبہ اکابر صحابہ کو آپکے قریب جگہ نہ ملتی اسلئے یہ احکام دیے گئے تاکہ درجہ بدرجہ ہر ایک کو استفادہ کا موقع ملے اور نظم وضبط بھی قائم رہے اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدر مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیے اسلام ابتری اور بدنظمی نہیں سکھلاتا بلکہ انتہائی نظم وشائستگی سکھاتا ہے اور جب عام مجالس کا یہ حکم ہے تو میدان جہاد اور صفوف جنگ میں تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا یہ حکم صدر مجلس کی طرف سے ملے گا کسی ضرورت یا مصلحت کی بنا پر اگر کوئی شیخ طریقت اپنی مجلس کے کچھ آداب وضوابط مقرر کرے تو اسے اس آیت سے اصل مل سکتی ہے۔

شیخ طریقت اور شیخ حقیقت وغیرہ بدعتی اصطلاحیں ہیں شریعت میں ان کی کوئی اصل موجود نہیں۔ (عفیف)

تنبیہ: بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہ کرے کہ کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر وہاں اس کی جگہ پر بیٹھے لیکن تم کشادگی کرو اور کھلے ہو بیٹھو اور جب کہا جائے کہ اٹھو یعنی نماز جہاد یا اور کسی اچھے کام کی طرف فوراً کھڑے ہو جایا کرو' یہ معنی جمہور مفسرین نے کیے ہیں اور ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 762

دیران بھی کیے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی بے سروسامانی اور کمزوری دیکھ کر یہود کو اس کا وہم بھی نہیں گزرتا تھا کہ سزائے غیبی ہمیں ان کے ہاتھوں ملے گی۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اہل حرب کے مال وجائیداد کو کہ باغ بھی انہیں میں شامل ہیں جلانا' کاٹنا' تباہ کرنا حسب مصلحت بالکل جائز ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ بڑے بڑے پرقوت ومہذب دشمنان اسلام اسلام کی اقبال مندیوں سے مرعوب تھے لیکن اس زمانہ میں الٹے مسلمان ہی نصاریٰ' یہود اور ہندو سب ہی سے مرعوب ہیں۔ اہل بصیرت کے لیے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ کفر' ظلم' شرارت اور بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے اور یہ کہ محض ظاہری اسباب پر تکیہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہو جانا عقلمند کا کام نہیں۔ نیز حق دشمنی کا برا انجام اس دنیا ہی میں نکل آتا ہے۔ مفسرین نے اس آیت میں واضح دلیل سے استنباط اور فقہی قیاس کا وجوب نکالا ہے۔

ف۶: اس لئے تاکہ ان لوگوں کو عبرت ہوتی اب جو ان کو جلاوطن کر دیا ہے تو دنیا میں اب ان کو عذاب نہ ہوگا۔

ف۷: چنانچہ باغات کے چھوڑنے میں بھی مسلمانوں کی ایک کامیابی یقینی تھی اور باغات کے کاٹنے میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی آثار غلبہ کا ظہور تھا اور کافروں کا غیظ اور مقہوری دونوں صورتوں میں مشترک جائز دونوں ہی فعل ہیں اور دونوں ہی حکمت ومصلحت پر بھی مبنی ہیں اس لیے قبیح بھی کوئی نہیں مسلمانوں نے جو قیاس اس وقت قائم کیا تھا اس میں قیاس کے مبنی بھی دونوں قسم کے نصوص تھے جنہوں نے درخت کاٹے یا جلائے انہوں نے نصوص تخریب وانہدام آثار کفر سے کام لیا اور جنہوں نے درخت باقی رہنے دیئے انہوں نے نصوص اصلاح وحفظ اموال کو سامنے رکھا ہر دو فریق نے اپنے اجتہاد سے کام لیا تھا حق تعالیٰ نے دونوں کے عمل کی جو صورۃ ایک دوسرے کے منافی تھے دونوں کو درست کہا اور یہیں سے یہ قاعدہ بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ مجتہد بہرحال مستحق اجر ہوتا ہے۔

تنبیہ: مسلمانوں کے حملہ کے وقت یہودی قلعہ بند ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے باغوں کو تباہ وبرباد کر دیا اس پر بعض نیک دل مسلمانوں کے دلوں میں کچھ شبہ ہوا کہ یہ کام اچھا نہیں ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بقیہ صفحہ نمبر 763

کی صورت میں آئے تو کل مال وجائیداد کی ملکیت ان سے ساقط ہو گئی اور قرآن مجید نے انہیں فقراء قرار دیا اور اس مسئلہ کی فرع یہ ہے کہ جب اسی مال سے انہیں کافروں کے ہاتھ سے بطور بیع یا ہبہ پر اور کسی جائز طریقہ پر مسلمانوں کو کچھ ملے تو اس کا قبول کرنا جائز ہوگا لیکن قانونی ملکیت صرف مال کی حد تک جائز ہوگی نفوس مسلم پر اس کا اطلاق صحیح نہ ہوگا ذات یا جان مسلم پر کافر کا دعویٰ تملیک کسی صورت میں بھی جائز نہ ہوگا یہ صاف وصریح قرآنی مدح ہے صحابہ کی' کیونکہ ان کی ہجرت محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہے ان کے ایمان میں کسی طرح کا کھوٹ نہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کی خدمت ونصرت ہی ان کی زندگی کا مشن ہے۔

تنبیہ: شیخ الامرتسریؒ لکھتے ہیں کہ لِلْفُقَرَآءِ میں لام تعجب کا ہے۔

ف۵: صحابہ میں مہاجرین کے بعد اب یہ مناقب وفضائل حضرات انصار کے بیان ہو رہے ہیں قرآنی مدح صحابہ کا دوسرا جز الدار' دارالسلام یا مدینہ منورہ اور دارالہجرت اصلاً تو مدینہ منورہ ہی تھا باقی ہر دوسرا مقام بھی دارالہجرت بن سکتا ہے جہاں توحید پرستی کے لیے پناہ مل سکے۔ مطلب آیت کا یہ ہوا کہ مہاجرین کو تقسیم غنیمت وغیرہ سے جو کچھ ملتا ہے یا انہیں جو عزت واحترام اور مرتبہ حاصل ہو چکا ہے اس کی طرف یہ انصار کبھی اپنا خیال بھی نہیں لے جاتے۔ مہاجرین سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت رکھنے کی فضیلت پر یہ صاف نص قرآنی ہے اور یہ خبر متواتر سے معلوم ہے کہ خلفائے راشدین چاروں کے چاروں مہاجر تھے تو ان خلفائے اربعہ سے محبت رکھنا کامل ایمان کی علامت ہے اور اس کے برعکس خلفائے راشدین سے بے زاری ایمان کی کمی کی علامت ہے یہ فضیلت کا اعلیٰ درجہ اور انتہائی مرتبہ ہے جو انصار صحابہ کے لیے ارشاد ہو رہا ہے۔

تنبیہ: جو حرص وطمع جبلی اور طبعی ہے تو وہ محل ملامت نہیں بلکہ ملامت اس کے غیر شرعی تقاضوں کے عمل پر ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 765

ایسے مستغنی ہو گئے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے ہی نہیں اور اسکے احکام وہدایات کی طرف سے عملاً اعراض برتنے لگے۔ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق کا خاص تعلق ان سے ہٹا کر ان کے نفس ان کو بھلا دیئے کہ یہ اپنے نفع کو پہنچانتے ہیں اور نہ اس کے حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں' بلکہ کھلے بندوں بلاخوف اور بلاروک ٹوک بدکاریاں کرتے ہیں یہی لوگ بدکار ہیں۔ اَلْفَاسِقُوْنَ یعنی فسق میں کامل طاعت الٰہی سے بالکل ہی خارج ہیں اور یہ وہی ہو سکتے ہیں جو کافر ہوں۔

ف۴: جنتی اور جہنمی دونوں فریق کا برابر اور یکساں ہونا کیسا؟ وہ تو ایک دوسرے کی ضد ہیں اپنے مال اور حقیقت حال کے لحاظ سے غلط اور التباس تو صرف اس دنیا میں رہتا ہے یہیں سب ملے جلے معلوم ہوتے ہیں آخرت میں تو اہل جنت وہ ہوں گے جو دنیا میں حکم اتقوا اللہ پر عامل رہے یعنی اہل تقویٰ اور اہل دوزخ وہ ہوں گے جو دنیا میں الذین نسوا اللہ اور اولئک ھم الفاسقون کا مصداق بنے۔

بقیہ صفحہ نمبر 766

مادی اور مادہ کو بھی شامل ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مادیات ہوں یا مادہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (الرعد:۱۶) اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے اور وہ اکیلا ہی سب پر غالب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ (بخاری) ایک وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی تھا اور اس وقت اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے اسلامی اور غیر اسلامی عقیدے کا اظہار یوں کیا ہے ؎

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے
مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے

پہلا مصرعہ غیر اسلامی ہندوانہ عقیدہ ہے اور جبکہ دوسرا مصرعہ اسلامی عقیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے پھر سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھے اور اسی طرح شام کو پڑھے اگر وہ شخص اس دن مر جائے تو وہ شہید مرتا ہے۔

امام ابن تیمیہ نے کہا کہ الٰہ اس معبود کو کہتے ہیں جس کی دلی محبت کے ساتھ عبادت کریں اور اس کے آگے عاجز وذلیل ہوں اسی سے خوف رکھیں' اسی سے امید رکھیں' اسی کی طرف جھکیں سختی کے وقت اور مشکل کے لیے اسی کو پکاریں' اسی کے ساتھ پناہ پکڑیں اور اسی کے ذکر سے دل آرام پکڑے اور سکون حاصل ہو اور یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 767

بھی نصوص ہی سے ماخوذ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیلئے اس وقت تک دعا کی جب تک ان کو معلوم نہ تھا اب تم کو معلوم ہو چکا ہے لہٰذا تم کسی کافر کی بخشش نہ مانگو۔

بقیہ صفحہ نمبر 769

اب پھر اسی کی تاکید مزید وبستلوا ما انفقوا سے ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کے یہ احکام بھی اسی کی صفات علم وحکمت پر مبنی ہیں۔

تنبیہ: یہودی عیسائی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا چونکہ جائز ہے اس لئے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں جس طرح کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ الایہ۔

ف۵: اگر کفار حربی ہیں (جس قوم سے مسلمان بادشاہ کی جنگ ہو وہ حربی ہیں) اور تمہاری یعنی مسلمانوں کی کوئی عورت ان حربی کفار کی طرف بھاگ کر چلی جائے تو وہ کفار تو اس بیوی کا بدلہ تمہیں نہیں دیں گے کیونکہ وہ حربی ہیں اس لیے ان سے طلب کرنا بے فائدہ ہے۔ پھر اگر کبھی تمہیں ان سے واسطہ پڑ جائے یعنی ان حربیوں پر تم کو پوری فتح ہو یا ان میں سے کوئی عورت تمہاری طرف آ جائے تو ان مسلمان لوگوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض ادا کرو جن کی بیویاں کفار کی طرف چلی گئی ہیں' اگر وہ آئی ہوئی عورتیں نکاح کریں تو اس خاوند سے لے کر ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کا عوض ادا کرو اور اگر نکاح نہ کریں تو پھر سرکاری خزانہ سے ادا کرو' بہر حال ان کا خرچ پورا کرو۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں یہ عاقبتم عقاب سے نہیں بلکہ عقب سے ہے اور مراد یہ ہے کہ تمہاری کوئی بیوی کافروں کے پاس رہ جائے تو وہ بیوی ہی تمہیں ملنی چاہئے اور نہ اس کی بجائے اس کے مہر کی رقم ہی تمہیں ملے یا تمہارے ذمہ کسی کا مہر واجب الادا رہ جائے تو یہ رقم واجب الادا بجائے ان کافروں کو دینے کے ان مسلمان شوہروں کو دے دو جو کافر بیویوں اور ان کے معاوضہ مہر وغیرہ کی رقم دونوں سے محروم ہو چکے ہیں اور برابری کی صورت میں تو کچھ تکلیف نہیں۔ اور کمی بیشی میں یہ حکم تھا کہ جو کفار کا حق تمہارے پاس رہ جائے وہ کفار کو دیا جائے اور جو تمہارا حق ان کے پاس رہ جائے اس کا مطالبہ ان سے کیا جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 771

(PERICLUTOS) والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اس کا بے تکلف مطلب سوائے احمد بمعنی محمود ستودہ کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ خاتم النبیین کا معجزہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان تحریف کرنے والوں کو اتنی قدرت نہیں دی کہ وہ اس کے آخری نبی کے متعلق تمام پیشگوئیوں کو بالکل محو کر دیں کہ ان کا کچھ نشان ہی باقی نہ رہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اسم تفضیل جیسے اسم فاعل کے لئے آتا ہے اسی طرح اسم مفعول کے لیے بھی آتا ہے' اسم فاعل کی حالت میں معنی بہت حمد کرنے والا اور اسم مفعول کے لیے ہونے کی صورت میں معنی ہوتے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ قرآن مجید میں ﴿لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ﴾ (فاطر:۴۲) اور آیت ﴿يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا﴾ (النساء:۵۱) ان آیات میں اھدیٰ اسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل مفعول کے معنی میں ہے یعنی بہت ہدایت کئے گئے اسی طرح لفظ احمد بمعنی اسم مفعول ہے یعنی بہت تعریف کیا گیا اور یہ بعینہ اسم محمد کا مفہوم ہے۔ ایک طرف حضرت مسیح کے دشمن یہود تھے جو ممدوح کے حق میں سخت ترین مکروہ الفاظ بولتے تھے اور دوسری طرف مسیح کے قائلین عیسائی تھے جو ان کو اصل مرتبہ سے بلند کر کے الوہیت تک پہنچاتے تھے ان دو سخت ترین عالی جماعتوں میں حقیقی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی علیہ السلام کا کام تھا فرمایا بحکم الٰہی مسیح نہ تو ربوبیت میں حصہ دار ہے اور نہ ہی وہ معمولی آدمی ہے بلکہ وہ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ 'دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہے۔ اس کے علاوہ صاف لفظوں میں فرمایا وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مسیح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کی طرف سے رسول تھا۔

ف۳: اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ بشر کو بشریت کے مرتبہ سے اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے درجہ تک پہنچا دینا یا کتب سماوی میں تحریف وتصریف کر دینا' کفار وغیرہ کے گھڑے ہوئے عقیدوں کو حق تعالیٰ کی جانب منسوب کر دینا یا وحی اور الہام کا غلط دعویٰ کرنا یہ سب افتراء علی اللہ پر مشتمل ہے اور ایسے لوگوں کے ظالم بلکہ بہت ہی زیادہ ظالم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ف۴: جیسے تیل کا دیا منہ کی پھونک سے بجھ جاتا ہے اسی طرح ان کا خیال ہے کہ نور الٰہی (اسلام) بھی ان کے پروپیگنڈے سے بجھ جائے گا ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے' اللہ تعالیٰ تو بہرحال اپنے دین کی جڑوں کو مضبوط کر کے رہے گا اور مخالفین ومعاندین کی ساری کوششوں اور مزاحمتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرے گا۔ بافواھھم مخالفین ومعاندین عملی تدبیروں کے علاوہ زبان اور منہ سے بھی تو جھٹلاتے اور اعتراض کی باتیں کیا کرتے تھے اور قوی شبہات دلوں میں ڈالتے رہتے تھے یا بشارات کے انکار واخفاء کے لیے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونے والی نہیں' وہ ہزار کوشش کریں کہ فارقلیط آپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ منوا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں۔

ف۵: اللہ کی قسم یہ ہو چکا تمام ادیان اسلام کے آگے مغلوب ہو گئے اور اسلام تمام ادیان پر غالب اور اونچا ہو گیا اور تمام باطل ادیان ومذاہب اس دین حق کے دلائل وبراہین کے آگے دب گئے۔ مجاہدؒ نے کہا یہ اس وقت ہو گا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت اسلام کے سوا کوئی دین زمین پر باقی نہیں رہے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قرآن وحدیث کے پیروکار ہوں گے۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی بت پرستی اور عیسیٰ پرستی' ستارہ پرستی وغیرہ ہر قسم کی شرکیہ وکفریہ رسومات مغلوب ہوں گی چاہے مشرک لوگ اسلام کی اشاعت کو برا ہی جانیں لیکن یہ ایسا ہو کر ہی رہے گا اور دین توحید کے استحکام وترقی سے جلنے والا اور ناگواری محسوس کرنے والا مشرکوں سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے؟

بقیہ حاشیہ نمبر 772

سے مراد انصار دین اللہ بھی گئی ہے۔ كَمَا قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ تم بھی نصرت دین میں اسی طرح ہو جاؤ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ اس آیت سے یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ نصرت دین اور انصار اللہ بننے کا حصر صرف قتال یعنی جہاد پر ہی نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو قتال ایک بار بھی نہیں کیا تھا اور پھر بھی حواریوں کی نصرت دین کو بطور نمونہ کے پیش کیا۔

تنبیہ: حضرت مسیح کو اپنی زندگی میں مقابلہ ایک تو خود آپ کی قوم یہود سے تھا جسے فلسطین میں ایک نیم خود مختار حکومت حاصل تھی اور پھر حکومت وقت رومی سلطنت کا مذہب شرک اور بت پرستی تھا اور صدائے توحید تو ان کے لیے تازیانہ کا حکم رکھتی تھی۔ اس مخالفانہ فضا کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کو جو بھی کامیابی ہوئی۔ وہ تمام تر تائید غیبی کا نتیجہ تھی۔ اس سے کتنا بڑا درس ہمت وعزیمت کا مسلمانوں کو مل رہا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 773

جتنے لوگ قیامت تک اس دین میں داخل ہوں گے وہ تمام آخرین کے تحت میں آئیں گے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد سے لے کر قیامت تک اسلام میں داخل ہونے والے ہوں گے اور مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی تصدیق کریں گے۔ ہم سے تعبیر ان غیر موجودین کی بحیثیت ان کے اسلام کے کی گئی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات سے لے کر قیامت تک جو لوگ ہوں گے ان سب کے لیے یہی نبوت محمد یہ راہنما ہو گی۔ اسی قدرت والے اور حکمت والے نے اپنی قدرت اور حکمت سے ایسا رسول مبعوث کر دیا۔ ذالك یعنی رسول کے ذریعہ سے واضح گمراہی سے نکل کر کتاب وحکمت وہدایت کی روشنی میں آ جانا۔

ف۱: جس کو سعدی مرحوم نے بھی یوں کہا ہے کہ علم اگر چہ تو بہت زیادہ پڑھا ہوا ہو اگر تیرا اس پر عمل نہیں تو پھر تو بیوقوف ہے' نہ تو محقق ہو گا اور نہ ہی دانش مند کیونکہ چارپایہ بھی چند کتابیں اٹھا لیتا ہے۔

مطلب یہ کہ یہ یہود پر تورات کا بوجھ رکھا گیا تھا اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے لیکن انہوں نے اس کی تعلیمات وہدایات کی کچھ پرواہ نہ کی نہ اس کو محفوظ رکھا نہ دل میں جگہ دی اور نہ ہی اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام سے بہرہ ور ہوئے' تو جب اس سے انہوں فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے کہ جس پر علم وحکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دی جائیں تو اس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہوتا' وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے اور وہ اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا کہ پیٹھ پر لعل وجواہر لدے ہوئے ہیں یا خزف وسنگریزے اور اگر وہ محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیتا تاوقتیکہ وہ اپنے ظلم کو ترک نہ کریں یعنی ایسے معاند ہٹ دھرم اور بے انصاف لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ یہ مثال اور تشبیہ نفع سے محرومی کے لحاظ سے ہے اسی طرح یہ اہل تورات' تورات پر عمل نہ کرنے کے باعث اس کے فوائد سے کورے رہ گئے۔ حملوا حمل یہاں ادائے حقوق اور مکلف کئے جانے کے معنی میں ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 774

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واہتمام کی تاکید ہے۔ نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ سے مراد نماز جمعہ کی اذان سے ہے۔ جمعہ کا دن وہم پرست عیسائیوں کے ہاں منحوس سمجھا جاتا ہے اور شادی بیاہ سے اس دن خاص طور پر بچا جاتا ہے ان کی اس دن کیلئے نحوست کی دلیل یہ ہے کہ ابن اللہ کو سولی پر اسی دن چڑھا دیا گیا۔

تنبیہ: نماز جمعہ کی تیاری واہتمام میں لگ جانا گویا یہ مسلمان کی ہفتہ وار پریڈ ہے کہ جس طرح فوج کا سپاہی بگل کی آواز سنتے ہی اپنے کو حاضری پر مجبور پاتا ہے تو اسی طرح جب وقت آجائے تو ہر وہ مسلمان کہ جس پر نماز جمعہ واجب ہے اس پر نماز کے لیے تیاری واجب ہو جاتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اذان کی آواز ہی کان میں پڑے اور اس حکم کی پابندی شخصی وانفرادی حیثیت سے بھی پہلوئے خیر رکھتی ہے اور قومی واجتماعی حیثیت سے بھی دنیاوی ومادی اعتبار سے اس طرح کہ نماز جمعہ منظم امت کا ایک بہترین نسخہ ہے۔ اخروی اور روحانی اعتبار سے اس طرح کہ آخرت کا نفع باقی دنیا کے ہر نفع فانی سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

تنبیہ: جمعہ کی نماز شرعاً شہر اور گاؤں والوں سب پر فرض ہے جو لوگ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں سمجھتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرض سے لوگوں کو روکتے ہیں جس کا خمیازہ آخرت میں ان کو بھگتنا پڑے گا۔ وَذَرُوا الْبَیْعَ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔

ف۲: جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو اب اجازت ہے کہ اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے جمعہ کو عیسائیوں کے اتوار اور یہود کے شنبہ کی طرح دنیوی کاروبار سے تعطل کا دن نہ فرض کر لو ہاں دنیاوی کاروبار میں مشغولیت اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے کے مترادف نہیں بلکہ احکام الٰہی کا استحضار کاروبار میں بھی پوری طرح رہے۔ دیانت' امانت' تقویٰ' تجارت اور ہر قسم کے دنیوی مشاغل میں مسلمان کے لیے لازمی ہیں۔

ف۳: بعض صحابہ کی طرف اشارہ ہے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور شرعی قوانین واحکام ابھی ان میں پوری طرح راسخ نہیں ہوئے تھے مدینہ میں ایک بار خطبہ جمعہ کے وقت (جو اس وقت تک بعد نماز ہوتا تھا) تجارتی قافلہ غلہ لے کر آیا اعلان کے لیے دف بھی بج رہا تھا تو ۱۲ پختہ اور راسخ صحابہ کو چھوڑ کر باقی دوسرے حضرات یہ سمجھ کر کہ نماز ختم ہی ہو چکی ہے تجارتی قافلہ کی طرف چل پڑے یہ تنبیہ ان کی اسی اجتہادی غلطی پر کی جا رہی ہے۔ وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا ان الفاظ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ خطیب کو جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے یہ کھڑے ہو کر خطبہ دینے کی ایک قرآنی دلیل قائم ہو رہی ہے۔ تو جو لوگ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے ہیں یا وہ اس کو تقریر کا نام دیتے ہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ طریقہ قرآن کریم کی کس آیت یا نبی ﷺ کی کون سی حدیث سے لیا ہے۔

تنبیہ: جو لوگ تجارتی مال خریدنے کی طمع میں خطبہ چھوڑ کر ادھر چلے گئے ان کے حق میں یہ آیت اتری مگر ایسا کرنے والے سارے نہ تھے۔

ف۴: وہ دینا چاہے تو خاک سے سونا دے دے نہ دینا چاہے تو سونے کو خاک کر دے پس تم اس سے رزق مانگو اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ نہ کرو اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ عِنْدِکَ رِزْقًا حَلَالًا وَاسِعًا۔

تنبیہ: معاشیات ومالیات میں بھی اصل بھروسہ اپنے اسی رحیم وشفیق خالق ومالک پر رکھو اجر آخرت سے قطع نظر دنیوی اسباب رزق کے سلسلہ کا آخری سرا تو اسی کے ہاتھ میں ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 776

سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جب تک تو اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں اور تو خود ذلیل ہے تو میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ ہی مدینہ میں گھسنے دوں گا۔ چنانچہ ان کے باپ رئیس المنافقین نے جب اس بات کا اقرار کر لیا تو بیٹے نے اپنے باپ سے ہاتھ اٹھا لیا۔ رضی اللہ عنہ

ف۱: منافقین کی بیخ کنی اور قباحت بیان کرنے کے بعد مومنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں' یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ ہو گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد نہیں کرتے مال واولاد میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ تو مومنوں سے فرمایا کہ تم ایسے نہ ہو جاؤ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد کے یا وہ چیز کہ جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور وہ عالم اور علم کے سیکھنے والا ہے۔ ذکر الٰہی کی سب سے اہم بات احکام الٰہی کی اطاعت ہے۔ مطلب یہ کہ مال واولاد تو خود عطا ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے متعلق جو حقوق عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کر کے اپنے مدارج روحانی کی تکمیل کرو لیکن اگر کہیں تم نے انہی چیزوں کو خود جو کہ اطاعت وعبادت کا ذریعہ اور سبب ہیں اپنا اصل مقصود ومطلوب بنا لیا تو تم عین گمراہی میں پڑ گئے۔

بقیہ صفحہ نمبر 777

تمہاری صورتیں مناسب شکل میں بہت اچھی بنائیں بہ نسبت دوسرے حیوانات کے اپنے چہروں کو دیکھ لو کہ کیسے خوبصورت ہیں ہر خوبصورتی اور ضرورت کی چیز ان میں موجود ہے' سننے کے لئے کان دیکھنے کیلئے آنکھیں' سوچنے کیلئے دماغ اور کھانے چبانے کیلئے منہ کے اندر دانت تو گویا کہ چہرہ مجموعہ ہے سامان ضروریہ کے خزانہ کا' پس تم اپنے خالق کا شکریہ ادا کرو۔ انسان کی خلقت وترکیب سب بہترین اور آئین حکمت کے مطابق ہے محض اتفاقی اجتماع عناصر کا نتیجہ نہیں۔ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ اسی کی طرف تمہارا رجوع ہے جس طرح معلول کا علت کی طرف رجوع ہوتا ہے جتنا وقت وہ تم کو چاہے گا زندہ رکھے گا اور جب چاہے گا وہ تم کو فنا کر دے گا۔

تنبیہ: تمام جانداروں میں انسان کی خلقت سب سے اچھی ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت اور ملکات وقویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ ہے۔

ف۵: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وسعت علم کا بیان ہے حاصل یہ کہ اس کی قدرت کی طرح اس کی صفت علم بھی کامل ومکمل اور جزئیات وکلیات' غیب وشہادت سب پر یکساں حاوی ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کا علم غیب مطلق ہے اور اسے غیب خاص کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ نہ تو عقل سے حاصل ہوا اور نہ حواس سے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع دی ہو کیونکہ جو غیب ان ذرائع سے حاصل ہو۔ وہ غیب مطلق نہیں رہتا' غیب مطلق اسی کو کہتے ہیں جو فقط اللہ رب العزت ہی کو معلوم ہو اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر ظاہر فرما دی وہ غیب اضافی کہلاتی ہے مطلب یہ کہ جو چیز ہمارے حواس اور عقل سے خارج ہو وہ غیب مطلق ہے اور جو چیز ادراک یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس سے ہمیں معلوم ہو وہ غیب اضافی ہے اس لیے کہ اب وہ اس کے لیے غیب ہے جس کی تعقل اور احساس اس کے ساتھ متعلق نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 778

قائلوں قائل خدا اور منکر خدا کے لحاظ سے مختلف معانی رکھتا۔

ف۳: لفظ زعم سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ منکرین کا یہ قول بلا دلیل محض ہوا میں چھوڑے گئے تیر کی طرح ہے۔ بَلٰی وَرَبِّیْ کے ٹکڑے سے مقصود عربی اسلوب بیان کے مطابق تاکید کلام اور وقوع حشر میں قطعیت پیدا کرنا ہے' یہ تیسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قسم اٹھانے کا حکم دیا ہے قیامت کی حقیقت پر پہلی آیت سورہ یونس میں ہے قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ استحضار اور دوسری آیت سورہ سبا میں ہے قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ اور تیسری یہ آیت ہے۔ دوبارہ اٹھانا اور سب کا حساب کر دینا اللہ تعالیٰ کو کیا مشکل ہے پوری طرح یقین رکھو کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا کسی کے انکار کرنے سے وہ گھڑی ٹل نہیں سکتی اس لئے مناسب تو یہ ہے کہ انکار چھوڑ کر اس وقت کی فکر کرو اگر حق تعالیٰ کی قدرت وعظمت کا تھوڑا سا بھی خیال ہے تو پھر وقوع حشر کے سمجھنے میں ذرہ برابر بھی استبعاد نہ رہے گا۔

ف۴: وَالنُّوْرَ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا سے مراد قرآن کا ہونا بالکل ظاہر ہے' اس نور (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا اور ایمان لا کر خاموش نہ بیٹھ جاؤ بلکہ اس پر عمل کرو' وہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے کوئی عمل نفاق یا کوئی عمل کفر اس کی نگاہ سے مخفی نہیں ہے اور اس کی اس وقت تم کو اطلاع دی جائے گی۔

ف۵: وہ ہار جیت اور پاس فیل ہونے کا دن ہوگا نیکوکار جیت جائیں گے اور بدکار ہار جائیں گے یعنی وہ دن کافر و منکر کیلئے حسرت ونقصان کا ہوگا اور مومن کیلئے راحت وسرت کا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دن ہار جیت کا یہ ہے کہ ہر آدمی کا ایک گھر بہشت میں ہے اور ایک دوزخ میں بہشت والوں نے اپنے گھر بھی لے لئے اور دوزخیوں کے بھی جو بہشت میں تھے تو اس حیثیت سے دوزخی ہار گئے اور بہشتی جیت گئے۔ یا ہار نا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کر کے اصل مال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک کے ہزاروں پائے۔

ف۶: جو کوئی اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لایا ہوگا اور اس کے تقاضوں کے مطابق نیک عمل بھی کئے ہوں گے اور کبیرہ گناہ شرک' کفر' بدعت' فسق وفجور سے بچتا رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطیاں دور کر دے گا اور اس کو جنتوں میں داخل کرے گا وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ کوئی ایسا کام کریں گے کہ وہاں سے نکلنے کا موجب ہوگا نہ کوئی شخص بالجبر ان کو نکالے گا یہی بڑی کامیابی ہے اللہ تعالیٰ جسے نصیب کرے وہی خوش نصیب ہے۔ یہ آیت خارجی اور ان نیم خارجی گروہوں کے مزید رد میں ہے جو معصیت کو ایمان کے منافی سمجھتے ہیں مومن سے اگر گناہ سرزد ہی نہ ہوں تو یہ کفارہ کاہے کا ہوگا؟ اور قرآن مجید مومنین کے کفارہ معاصی کا بار بار اثبات ہی کیوں کر رہا ہے؟ قرآن مجید کی یہ بار بار کی بشارت کہ نیکیاں گناہوں کے محو کرنے میں وہ کام دیں گی جو پینسل کی تحریر کے حق میں ربڑ کرتی ہے تو ہم عاصیان امت کے لیے یہ کتنی بڑی بشارت کی بات ہے۔

یعنی خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (عفیف)

ف: جنہوں نے ہماری ذات یا صفات سے انکار کیے اور ہماری آیات آفاقی یا قرآنی کی تکذیب کیے ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں بھی ہوں وہ جہنمی ہوں گے اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور کوئی شخص ان کو عذاب سے نہیں نکال سکے گا یاد رکھو کہ جہنم بری جگہ ہے اور اس میں برے لوگ ہی جائیں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 779

انہیں کی جانب سب سے زیادہ ہوتی ہے مومن ومسلم کا کام ہر حال اور ہر کیفیت میں چاہے وہ مصیبت ہو یا راحت' آفت ہو یا نعمت یہی ہے کہ اپنے رشتہ عبدیت کو اپنے مالک ومولیٰ کے ساتھ یکساں جوڑے رہے۔

تنبیہ: عدوا عدو کے معنی بدخواہ کے ہیں چاہے وہ بدخواہی عمداً ہو یا نادانستہ۔

ف۵: اللہ تعالیٰ مال واولاد دے کر تم کو جانچتا ہے کہ کون ان فانی اور ختم ہونے والی چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجر عظیم کو یہاں کے محظوظ ومالوفات پر ترجیح دی ہے۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ' یہاں یہ بتادیا کہ مال واولاد کا اگر صحیح استعمال ہو تو یہ تو عین عبادت ہے لیکن اگر ان سے غلط اور بے جا قسم کا کام لیا گیا تو یہی تمہارے حق میں مصیبت بھی بن جائیں گے۔ یہاں کم ضمیر جمع مخاطب سے مراد اگر افراد امت کی بجائے امت بحیثیت مجموعی سمجھی جائے تو آج کل کے ماہرین فن ومبصرین کا یہ بیان پیش نظر رہے کہ فتنہ جنگ کے سب سے بڑے اسباب یہی دو ہیں افراط زر اور افراط آبادی اور یہاں فتنہ میں بیویوں کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ کئی بیویاں نیک ہوتی ہیں اور آخرت کے عمل پر مدد دیتی ہیں۔ پس مال واولاد کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت استعمال کرو گے تو انجام نیک ہوگا اور اگر اس کے حکم کے خلاف بدطریق کرو گے تو برابدلہ پاؤ گے۔

ف۶: بہت سے سلف سے منقول ہے کہ جب یہ آیت اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ اتری تو صحابہؓ پر عمل دشوار ہو گیا پس کھڑے ہوئے نماز پر یہاں تک کہ ایڑیاں سوج گئیں اور ماتھے زخمی ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کے لیے یہ آیت نازل کی پس یہ آیت ناسخ ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ کی لیکن ابن عباسؓ نے کہا کہ آیت اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ محکم ہے اور حق ڈرنے کا یہ ہے کہ دین میں کوشش کریں جیسے چاہیے اور اللہ کے واسطے انصاف پر قائم رہیں اپنے آپ کو یا باپ یا بیٹے کو اگرچہ اس سے حرج پہنچے۔ بہرحال مَا اسْتَطَعْتُمْ کی قید نے تعمیل حکم پر ضعیف وناتواں بندوں کے لیے بہت آسانی کر دی ورنہ ظاہر ہے کہ جو حق اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا ہے تو وہ کون ادا کر سکتا ہے تم حلال کمائی کا پاک مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو اور اپنے نفسانی بخل کو فیاضی پر غالب نہ آنے دو بلکہ فیاضی کو بخل پر غالب کیا کرو۔ لفظ فلاح بہت ہی وسیع اور جامع ہے عاجل وآجل یعنی دیر یا جلدی اور دنیاوی وروحانی' انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 780

ہو جائیں گی' تاہم فقہائے حنفیہ نے لکھا ہے کہ ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ کتاب وسنت کی نصوص اور ظروف احوال کی نزاکت کے پیش نظر متعدد راسخ فی العلم اور غیر متعصب مفتیان احناف نے ایک مجلس کی اکٹھی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق تسلیم کر لیا ہے۔ متعدمین میں سے امام ابوحنیفہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد امام محمد بن مقاتل رازی حنفی اور اسی طرح آج سے ۳۳ برس قبل نومبر ۱۹۷۳ء میں انڈیا کے مشہور شہر احمد آباد میں نامور حنفی مفتی علامہ عتیق الرحمان عثمانی دیوبندی کی زیر صدارت اسی مسئلہ پر سیمینار منعقد ہوا' جس میں علامہ سعید احمد اکبر آباد' مولانا سید حامد علی حنفی' شمس پیرزادہ وغیرہ مندوبین نے یکجائی تین طلاق کو ایک رجعی طلاق قرار دیا تھا۔ ملاحظہ ہو "مقالات علمیہ" طبع لاہور۔ اسی طرح مولانا شکیل الرحمان نشاط نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ مولانا ظفیر الدین صدر مفتی دارالعلوم دیوبند (جدید فقہی مسائل ص ۴۲۴) اسی طرح مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فاضل دیوبند کا بھی یہی فتویٰ ہے (کتاب جدید فقہی مسائل) اسی طرح مولانا عبدالحلیم قاسمی حنفی نیلا گنبد لاہور کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ اور بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین پیر کرم شاہ بھیروی کی راجح رائے بھی یہی ہے۔ اسی طرح انڈیا کے مشہور عالم اور صحافی حافظ گوہر' مفتی حبیب المرسلین دھلوی اور فقہی کفایت اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲) اسی طرح مشہور عالم دین سید محمد جعفر پھلواری شریف کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ یکجائی تین طلاقیں شرعاً ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔

رند خستہ ہوں یہ زاہد کے بس کی بات نہیں
تمام شہر میں دو چار دس کی بات نہیں

(محمد عبیداللہ عفیف)

تنبیہ: لاتدری میں خطاب اسی طلاق دینے والے کو ہے یعنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 782

وہ بچہ ضائع نہ ہو یہ تو ایک طبعی چیز ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں خبر بمعنی امر کے ہے یعنی یہ محض خبر نہیں دی جارہی بلکہ حکم دیا جارہا ہے کہ دوسری انا تلاش کرلی جائے۔ بعض جاہل اور مہذب قوموں نے اولاد پر خرچ کرنے کے مقابلہ میں اولاد کو قتل کرڈالنا تک گوارا کرلیا ہے قرآن پاک اس شجر خبیث کی جڑ بار بار کاٹتا ہے اس لیے فرمایا جو امیر ہیں وہ اپنی امارت کے لائق اور جو غریب ہیں وہ اپنی بساط کے موافق اولاد کی رضاعت و پرورش پر خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

ف۳: نہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کیا اور نہ رسولوں کی رسالت پر ایمان لائے' نہ ان کے حکموں کی تعمیل کی تو ہم نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا اور ان کے اعمال بد کی ان کو سزا دی۔ پچھلی آیات میں احکام ذکر فرمائے اور اس آیت میں سابقہ امتوں کی ہلاکت اور اس کا سبب بیان فرمایا کہ وہ احکام الٰہی نہ ماننے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں اس سے غرض اس امت کو ڈرانا ہے کہ تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ ورنہ تم بھی ایسے ہی ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح وہ ہلاک ہوئے۔ دنیا میں بھی ان کو سزا ملی اور آخرت میں بھی ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 784

تو نہیں مگر اللہ علیم نے مجھے یہ سارا ماجرا بتایا ہے اس علم کو تمام تر حق تعالیٰ کی جانب منسوب کردینے میں ایک مصلحت یہ تھی کہ ازواج مطہرات توبہ اور رجوع کی طرف آئیں۔ اس آیت کے شان نزول میں شیعہ مومنین کی معتبر تفسیر عسکری میں روایت یوں درج ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِحَفْصَةَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِیَ الْخِلَافَةَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَهٗ اَبُوْکَ (عُمَرُ) (تفسیر عسکری سورۃ تحریم) ترجمہ کہ نبی ﷺ جو پوشیدہ بات اپنی بیوی حفصہ کو بتائی تھی وہ یہ تھی کہ میرے بعد ابوبکر خلافت کا والی ہوگا پھر تیرا باپ (عمرؓ) خلیفہ ہوگا یہ ایک راز تھا جو بیوی نے ظاہر کردیا تھا جس کے حق میں ارشاد پہنچا اِذَا اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا اس کی تائید دوسری تفسیر میں یوں ملتی ہے اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) حَفْصَةَ اَنَّهٗ یَمْلِكُ بَعْدَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ (تفسیر مجمع البیان شیعہ مطبوعہ ایران) زیر آیت لم تحرم ترجمہ نبی ﷺ نے اپنی بیوی حفصہ کو مخفی بتایا تھا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر والی خلافت ہوں گے یہ دونوں روایتیں معتبر کتب شیعہ کی ہیں جو سنی روایات کے مطابق ہونے کی وجہ سے مسئلہ خلافت شیخین میں فیصلہ کن ہیں۔ تو اس سے ان لوگوں کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان اور قدر و منزلت اور ان کے خلفائے برحق ہونے کا اندازہ ہو جانا چاہئے کیونکہ یہ ان کی امہات الکتب میں درج ہے۔ اس لئے بغض و عناد اور تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان حضرات کو بلاوجہ لعن طعن کر کے اپنی آخرت کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ف۴: فجزاء الشرط محذوف للعلم به ای ان تتوبا کان خیرا لکما الفاء للتعلیل (حاشیہ جلالین) فان الله هو مولاه وجبریل الایه معطوف علی محل اسم ان فیکونون ناصر به ویجوز ان یکون جبرائیل مبتداء وما بعده عطف علیه وظهیر خبر الجمیع حق تعالیٰ کی رفاقت اپنے رسول کے ساتھ حقیقی و اصلی ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی رفاقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس معنی میں ہے کہ وہی تو واسطہ وحی و فیض حق تعالیٰ اور رسول کے درمیان ہیں اور مومنین و صالحین کی رفاقت اس معنی میں ہے کہ اور وہ تمام کے تمام رسول ہی کے مطیع و مخلص اور تابع ہیں عام فرشتوں کی رفاقت اس معنی میں ہے کہ تمام تصرفات تکوینی سب انہیں کے واسطہ سے تو ہوتے ہیں ان کے علاوہ عام فرشتے بھی ان کی رفاقت اور نصرت پر رہتے ہیں۔

تنبیہ: بعض سلف نے صالح المومنین کی تفسیر میں ابوبکر و عمر کا نام لیا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ امہات المومنین حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے ہو۔

بقیہ حاشیہ نمبر 786

سورہ نور میں ہے اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ اگر بفرض محال ایسا وہم کیا جائے تو اٰمَنَتْ اٰسِیَةُ فِرْعَوْنَ کی مثال کس پر چسپاں کرو گے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

تنبیہ: حضرت آسیہ کا حال جب فرعون کو معلوم ہوا تو ان کو چوپخا کر کے باندھ اور طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو جنت کا محل دکھلایا جاتا جس کو دیکھنے کے بعد وہ اپنی سختیوں کو بھول جاتیں۔ آخر فرعون نے سیاسۃً ان کو قتل کردیا اور وہ جام شہادت نوش کر کے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ حدیث صحیح میں نبی کریم ﷺ نے ان کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا۔

ف۱: اب یہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا بیان ہو رہا ہے۔ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا سے بعض محققین نے یہاں فرج کے معنی چاک گریبان کے لیے ہیں اگر یہ معنی لئے جائیں اس وقت اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا سے مراد یہ ہوگی کہ کسی کا ہاتھ اپنے گریبان تک نہیں پہنچنے دیا اور یہ نہایت بلیغ کنایہ ان کی عصمت و عفت پر ہوگا جیسے ہمارے محاورات میں کہتے ہیں کہ فلاں عورت بہت پاک دامن ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب میں کہا جاتا ہے نقی الجیب الطاھر الذیل تو اس سے عفیف النفس ہونا مراد ہوتا ہے کپڑے کا دامن مراد نہیں ہوتا۔ اس تقدیر فَنَفَخْنَا فِيْهِ میں ضمیرہ لفظ فرج کی طرف اس کے معنی لغوی کے اعتبار سے راجع ہوگی کہ یہ نفخ روح بواسطہ فرشتہ جبرائیل ہوا تھا یعنی بذریعہ فرشتہ ایک روح پھونک دی حضرت جبرائیل نے گریبان میں پھونک ماری جس کا نتیجہ استقرار حمل ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے نفخ کف نسبت اپنی طرف اس لیے کہ فاعل حقیقی اور موثر علی الاطلاق وہی ہے آخر عورت کے رحم میں جو بچہ بنتا ہے اس کا بنانے والا اس کے سوا کون ہے؟ فیہ ضمیرہ جسم مریم کی جانب بھی ہوسکتی ہے اور خود حمل مریم کی جانب بھی روح کی اضافت حق تعالیٰ نے اپنی جانب اس کے اظہار عظمت کے لیے کی ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مریم کے اندر اپنی طرف سے زندگی کی روح پھونکی یعنی اس کے رحم میں بقدرت کاملہ بچہ پیدا کیا۔ یہودیوں نے حضرت صدیقہ مریم پر بہتان لگایا یعنی ان کے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز مولود کہا تو قرآن مجید میں ان کے اس قول کو لعنت کا موجب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا یہودیوں کے مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ صَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ یہ تصریح آپ کے عقائد اور ایمان کی ہوئی۔ آپ مومنہ وعارفہ اس وقت تک کی کتب آسمانی تورات وغیرہ کی تصدیق کرنے والی تھیں نعوذ باللہ خود کسی معنی میں مدعی الوہیت یا شریک الوہیت نہ تھیں یہ تردید عیسائیوں کے غلو کی ہو گئی۔ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں میں سے تھیں یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی وطاعت پر ثابت قدم تھیں یا یوں کہو کہ قانتین کے خاندان سے تھیں۔ یہ تصریح آپ کے حسن اعمال کی ہوئی۔ آپ نعوذ باللہ کسی طرح کی بدکار نہ تھیں یہ پوری تردید یہود کے ناپاک افتراء پردازیوں اور گندے الزامات کی ہوگئی۔

بقیہ نمبر 787

حقیقت جو کچھ بھی ہو بہرحال حسن صنعت کا بہترین وکامل ترین اور ہر عیب ہر نقص سے پاک نمونہ ہے تو جب اس مخلوق اعظم کا یہ حال ہے تو دوسری تمام مخلوقات تو اس سے فروتر ہی ہیں اور ان کو اس طرح مرتب ومحفوظ اور حسین وجمیل رکھنا اس کے لیے کیا دشوار ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ اہل نظر نے کہا کہ یہ پہلی نظر عوام کی ہے جو صرف وجود اور ظاہری حسن کو دیکھ کر کمال صانع کے قائل ہو جاتے ہیں۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ اہل نظر نے کہا ہے کہ یہ دوسری نظر اہل نظر واہل حکمت کی ہے جو ہر ہر مخلوق کے مصالح کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ جو نظام تکوینی موجود ہے اس سے بہتر ہونا محال تھا اور اس پر مجال حرف گیری نہیں۔ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ یہ تیسری نظر خواص اہل حق کی ہے جو اپنی نظر سے خود نادم ہو کر اپنے عجز وجہل کے معترف ہوتے ہیں۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ میں امر تکلیفی وتشریعی نہیں تعجیزی ہے یعنی تم دیکھ لو تجربہ کرلو آخر خود ہی تھک جاؤ گے۔ کرتین صیغہ تثنیہ یہاں محض اظہار تعدد کے لیے ہے دو کا متعین عدد مراد نہیں۔ مراد اس سے بار بار نظر کرنا ہے۔

ف۲: قتادہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین فائدوں کے لیے پیدا کیا' ایک آسمان کی رونق دوسری شیاطین کا بھگانا اور تیسری دریاؤں اور جنگلوں وغیرہ میں راستہ معلوم کرنے کی علامات۔ اب جو کوئی اس کے سوا کوئی اور بات بنائے گا تو وہ اپنی رائے سے کہے گا۔ رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنسہ کوئی ستارہ ہی شیطان کو پھینک مارا جاتا ہو بلکہ ممکن ہے کہ ملائکہ اجزاء ہوا اور بخارات کو ستاروں سے روشن کر کے شیطانوں پر مارتے ہوں۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ شیاطین جب آسمانوں کی طرف چڑھ کر ملائکہ کی گفتگو سننا چاہتے ہیں تو ان ستاروں کی تاثیر سے ہٹ جاتے ہیں جیسے آگ یا بجلی کی حرارت مانع ہوتی ہے۔

ف۵: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ آگ میں غصہ پیدا کرے اور وہ کافروں پر سخت غضبناک ہو جائے۔

بقیہ نمبر 789

اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتا ہے مگر محض شرارت اور سرکشی ہے کہ توحید اور اسلام کی طرف آنے سے بدکتے ہیں۔

ف۶: پہلی مثال کافر کی ہے اور دوسری مثال مومن کی' دنیا میں مومن صراط مستقیم پر چلتا ہے اور کافر الٹ راستے پر اور آخرت میں بھی اسی طرح ہوں گے کہ مومن صراط مستقیم پر چل کر جنت میں پہنچ جائے گا اور کافر غلط راستے پر چلنے کی وجہ سے منہ کے بل چل کر جہنم میں گر جائے گا۔ صحیح حدیث میں ہے کسی نے کہا اے اللہ کے رسول لوگ اپنے مونہوں پر کیسے اٹھائے جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس ذات نے ان کو پاؤں پر چلایا ہے وہی ان کو منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

ف۷: بھلا یہ بھی شکر ہے کہ تم کو تمام نعمتیں تو اللہ تعالیٰ نے دیں اور تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو جو کہ صریحاً شرک ہے۔

ف۸: قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ۔ یہاں خبردار کیا جا رہا ہے کہ جب تم کچھ بھی نہ تھے تو وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے تم کو پیدا کیا اور اعضائے جسمانی سے تم کو نوازا جن سے تم کام لیتے ہو اور عقل اور سمجھنے کی صلاحیت تم میں رکھی تاکہ تم صحیح اور غلط میں تمیز کر سکو لیکن بات یہ ہے کہ تم بہت کم اس کا شکر ادا کرتے ہو یعنی اپنی قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے بچنے میں بہت ہی کم استعمال میں لاتے ہو۔ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ یعنی وہی ذات رحمٰن ہے کہ جس نے تمہیں زمین پر پھیلا دیا تمہاری زبانی تمہارا رنگ وروپ اور تمہاری شکلیں وغیرہ مختلف بنائیں اس سب کچھ کے باوجود ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ تم تمام کے تمام اس کے سامنے لا کر کھڑے کر دیئے جاؤ گے جس طرح تمہیں زمین کے مختلف علاقوں میں بسایا ہے اسی طرح تمہیں وہ سمیٹ بھی لے گا لہٰذا تمہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اس سے غافل نہ ہوتے ہمہ وقت اس کی فکر رکھتے کہ مالک کے سامنے خالی ہاتھ نہ جائیں مگر ایسے بندے بہت ہی کم ہیں۔

بقیہ نمبر 791

زمانہ رسالت میں تو ولید بن مغیرہ تھا اور بعد کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ آتے رہیں گے واللہ اعلم۔ اَلْخُرْطُوْمُ خرطوم ہاتھی کی سونڈ کو کہتے ہیں اور یہاں انسان کی ناک یا چہرہ کے لیے اس کا استعمال اس کے محل ذم حقیر پر ہے۔ سنسمہ میں عنقریب کو حشر سے متعلق سمجھا گیا ہے اور بعض اقوال اس دنیا سے متعلق بھی ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا وآخرت دونوں ہی عالم مراد ہوں کہ ایسے خبیث کا دونوں ہی جہانوں میں منہ کالا ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف۵: بَلَوْنٰهُمْ میں ہم سے مراد مشرکین مکہ میں خصوصاً ان کا خوش حال وخوش عیش طبقہ۔ یہ کن باغ والوں کا ذکر ہے؟ بعض نے کہا کہ کوئی باغ حبشہ میں تھا' ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ باغ یمن میں تھا۔ بہرحال جہاں کہیں بھی ہو کہ کوئی ایسا باغ تھا جس کی تسبیح سے اہل عرب خوب واقف تھے۔ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہ باغ یمن میں تھا ایک دیندار شخص اس کا مالک تھا اور اس کی زندگی میں غربا مساکین کا بھی اس میں حصہ ہوتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد تین بیٹے وارث ہوئے باپ کے مرنے کے بعد ان بیٹوں نے اس خیال سے کہ ہمارا عیال زیادہ ہے ہم اتنی خیرات کرنے کے متحمل نہیں انہوں نے خیرات کا حصہ بند کر دیا' چنانچہ اس خیال پر پختہ ہو کر وہ تینوں صبح سویرے باغ کا پھل کاٹنے کیلئے نکلے تو باغ کو اس حال میں پایا جس کا ذکر آیات میں ہے۔ قصہ کا ماحصل یہ ہے کہ جو اہل غفلت اپنی تدبیروں پر نازاں اور اہل حقوق کی حق تلفی میں لگے رہتے ہیں اور آخر خود ہی خسارہ میں رہتے ہیں۔ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ انہیں اپنے صبح کے پروگرام پر اس قدر پختہ یقین تھا کہ انہوں نے رات کی تجویزوں میں حق تعالیٰ کے ارادہ کا خیال ہی نہ آنے دیا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 793

سکنے کی طاقت اس لیے نہ ہوگی کہ دنیا میں جب یہ لوگ صحیح سالم تھے تو اس حالت میں سجدہ نہ کرتے تھے تو اب قیامت کے روز کیسے کریں۔ یہ آنکھوں کا جھکا ہونا انتہائے شرم وندامت وحسرت سے ہوگا اور قرآن پاک میں کہیں کہیں ذکر نگاہوں کے اٹھے رہنے کا بھی آیا ہے اور یہ دونوں بیانات باہم متناقض نہیں۔ حشر میں شدید ہولناکی کے تو مختلف احوال پیدا ہوں گے اور انہی کے لحاظ سے اہل دوزخ کے تاثرات بھی بدلتے رہیں گے' جب غلبہ انتہائی ندامت کا ہوگا تو اس وقت نظریں نیچی ہو کر زمین پر گڑ جائیں گے اور جب غلبہ حیرت واستعجاب کا ہوگا تو اس وقت نظریں اوپر کو اٹھ جائیں گی۔

ف۶: جو لوگ آپ کی الہامی تعلیم کو نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہیں تو آپ ان کو ہمارے حوالہ کر دیں اور ان کی پرواہ نہ کریں پھر دیکھیں ان کی بے خبری میں ہم ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے' پہلے دنیا میں مغلوب اور ذلیل کریں گے اور پھر فقر وفاقہ سے تنگ کر کے موت کے بعد عذاب برزخ میں مبتلا کر دیں گے پھر اس کے بعد عذاب جہنم میں ان کو ڈالیں گے' فی الحال ہماری مشیت تکوینی انہیں آہستہ آہستہ دوزخ کی طرف لے جا رہی ہے انہیں مہلت دی جا رہی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ فوراً ہی ان پر دنیا میں عذاب نازل کر دیا جائے۔ کافروں اور منکروں کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں انہیں احساس ہی نہیں کہ حکمت الٰہی انہیں چپکے چپکے کدھر لئے جا رہی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی چالوں اور بد ارادوں سے بے خبر ہیں' نہیں بلکہ ہمارا داؤ خفیہ اور گرفت مضبوط ہے۔

ف۷: صَاحِبِ الْحُوْتِ سے مراد ارض نینوا کے حضرت یونس بن متی علیہ السلام ہیں۔ فَاصْبِرْ آپ صبر سے کام لیتے رہئے اور ان لوگوں پر فوری عذاب نہ آنے سے بددل نہ ہو جایئے۔ ندا سے مراد اپنے پروردگار کو توبہ واستغفار کی راہ سے پکارنا ہے۔ وَهُوَ مَكْظُوْمٌ آپ کو غم اور صدمے کئی کئی طرح کے تھے اور وہ سب اکٹھے ہو گئے تھے ایک رنج تو قوم کے ایمان نہ لانے کا' دوسرا آئے ہوئے عذاب کے ٹل جانے کا' تیسرا ہمارے حکم کے بغیر اپنے مقام سے چل کھڑے ہونے کا اور چوتھا شکم ماہی میں قید ہونے کا۔ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کی دست گیری نہ ہوتی تو یہ مردہ ہو کر ذلیل وخوار جنگل میں یا مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتا مگر چونکہ اس نے پانی غلطی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا اعتراف کیا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر میدان میں ڈالا گیا۔ لیکن آسمان اور زمین والوں کے نزدیک ذلیل وخوار نہ ہوا البتہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بیمار ضرور تھا۔ سورہ صافات میں حضرت یونس کے ذکر میں فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ان آیات اور زیر تفسیر آیت میں بظاہر اختلاف ہے کیونکہ ان آیات میں ذکر ہے کہ حضرت یونس تسبیح نہ پڑھتے تو مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے یعنی رحمت الٰہی ان کی دست گیری نہ کرتی اور زیر تفسیر آیت میں ذکر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی دست گیری نہ کرتی تو وہ جنگل میں مذموم حالت میں ڈال دیئے جاتے حالانکہ سورہ صافات میں خود فرمایا ہے کہ اس کی تسبیح پڑھنے پر ہم نے اس کو جنگل میں ڈال دیا یعنی جنگل میں ڈالنا علامت نجات بھی کہا اور اثر عذاب بھی فرمایا تو اس اختلاف کی تطبیق اس طرح ہے کہ بے شک تسبیح نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دست گیر نہ ہوتی لیکن رحمت دست گیر نہ ہونے کے دو اثر بتائے ہیں اور ان دونوں میں نسبت ہے یعنی مچھلی کے پیٹ میں رہنے یا جنگل میں ڈالے جانے میں سے ایک ضرور ہوتا دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ جنگل میں ڈالا جانا دو طرح ہے' ایک تو بحالت ذلت اور دوسرا بحالت علالت' بحالت ذلت ڈالا جانا بے شک علامت عتاب ہے مگر بحالت علالت عتاب نہیں بلکہ اثر نجات ہے۔ فافہم

تنبیہ: مقام اجتباء اور صالحیت پر تو آپ پہلے سے ہی تھے اب ان مقامات میں اور زیادہ ترقی ہو گئی شاید اس کتیم قصہ سے مقصود یہ ہو کہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنا اس نبی کو کیسا مضر ہوا اور توکل کیسا نافع' تو اسی طرح عذاب کے بارے میں آپ بھی اپنی رائے سے جلدی نہ کیجیے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پر توکل رکھئے تو انجام بہتر ہوگا۔

بقیہ حاشیہ نمبر 795

ملائکہ کو واسطہ بنا کر ان سے کام لیتے رہنے کا سارا نظام ہی باطل ہو جاتا ہے۔

تنبیہ: نفخہ اولیٰ کا بیان پہلے ہو چکا اب ذکر نفخہ ثانی کا ہو رہا ہے جب نفخہ ثانی ہوگا۔

ف۲: ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت میں لوگ تین بار اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے دو پیشیوں میں تو جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی کے وقت اعمالنامے ملیں گے کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا تو کوئی بائیں۔

ف۳: نامہ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ملنا جنتی ہونے کی علامت ہوگا' وہ جنتی خوش ہو کر اپنے آس پاس والوں سے کہے گا۔ هاؤم۔ ھا کے معنی لو کے آئے ہیں اور هاؤم کا استعمال موقع جمع پر ہوتا ہے۔ یہ جنتی نامہ اعمال کو دائیں ہاتھ میں پا کر مسرت میں پکار اٹھے گا جیسا دنیا میں انتہائی مسرت کے جوش میں انسان دوسروں کو بھی پکار پکار کر اپنی مسرت میں شریک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی اس کامیابی پر انتہائی شاداں وفرحاں ہے۔

ف۴: یعنی جنت میں میوہ دار درختوں کے لذیذ پھل اور خوشے اہل جنت پر جھکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے ہر حال میں ان سے ایسے قریب ہوں گے کہ وہ بیٹھے لیٹے کھڑے جس وضع و حالت میں بھی چاہیں انہیں پاسکیں گے اور جنت کی زندگی ہر قسم کے فکر و تردد' مرض و مصیبت' زوال و موت اور عیب و نقص سے قطعاً خالی ہوگی اسے ایک مختصر سے لفظ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ سے تعبیر فرمادیا۔ بِمَا اَسْلَفْتُمْ اس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ فرمانبرداری کے اعمال اجر و صلہ کا سبب ہوتے ہیں اور اہل جنت کو حوصلہ ملے گا تو اس کے مستحق وہی ہوں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 796

لیے اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہی ہے۔ قرآن کا انتساب جبرائیل علیہ السلام کی جانب بھی صحیح ہے کہ وہی آسمان سے اس کے لانے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی جانب بھی صحیح کہ وہی اسے ہم سب کو سنانے والے اور ایمان کی طرف دعوت دینے والے تھے اور اگر نعوذ باللہ اسے فرشتہ ہی کا مستقل کلام قرار دے لیا جائے تو اس کا وصفی نام ''رسول'' ہی باطل قرار پاتا ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم اٹھانا ہمارے حق میں صرف منع ہی نہیں بلکہ شرک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ مَنْ حَلَفَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی تو اس نے شرک کیا اور آج ہمارے مسلمان نہ معلوم کس کس چیز اور کس کس شخصیت کی قطع نظر اس کے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ان کی قسمیں بیانگ دہل اٹھاتے ہیں اور نبی ﷺ کا فرمان بتانے پر الٹا گلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق کائنات ہے اس لئے وہ جس چیز کی چاہے قسم اٹھاتا ہے اور اس کا کسی بات پر قسم اٹھانا انسان کو صرف یقین لانے کیلئے ہوتا ہے تاکہ یہ سمجھ جائے کیونکہ وہ اس کی فطرت سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

ف۶: غرض یہ کہ پر حکمت وعظمت کتاب نہ شعر ہے کہ کہانت اور تم لوگ جو ایسی بے ہودہ رائے زنی کررہے ہو تو یہ تمہارے عقل و ایمان سے خالی ہونے کی علامت ہے۔ قلت دونوں جگہ عدم کے معنی میں ہے بقول شاعر مشرکین مکہ کے ایک روشن خیال گروہ کی تشخیص یہی تھی۔ بِقَوْلِ کَاهِنٍ مشرکین مکہ کے ایک دوسرے روشن خیال گروہ نے یہی فتویٰ دے رکھا تھا کہ قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر سے تو اہل عرب کو بھی مجال انکار نہ تھی جیسا کہ محمد ﷺ کی معجزانہ شخصیت کے اثرات سے آج فرنگیوں کو بھی مجال انکار نہیں البتہ جس طرح آج کے فرنگی سیرت محمدی کی بے نظیر کامیابی کے لیے ساری دنیا کی توجیہات ڈھونڈ نکالتے ہیں آپ کے دعویٰ رسالت کی تصدیق کے سوا تو اسی طرح قریش کے روشن خیال بھی مجبور و عاجز ہو کر انہی تاویلوں پر اتر آتے تھے کہ یا تو اسے شاعر کا کلام قرار دیتے یا کاہن کا کیونکہ وہ لوگ انہی دو موثر اور پرزور حربوں سے واقف تھے۔

بقیہ صفحہ نمبر 797

اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوگا۔ مقصد ان دونوں مرادوں کا ایک ہی ہے۔ اس آیت کا ترجمہ مشکل ہے تراجم کا باہمی اختلاف آیت کے مشکل ترین ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کے حل کیلئے ایک مترجم نے اپنی توجہ صرف کی۔ شکر اللہ سعیہم

ف۵: قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا دن ہے یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر بہشتوں کے بہشت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخلہ تک پچاس ہزار برس کی مدت ہوگی اس دنیا کی مقدار مدت کے حساب سے یعنی اگر فرشتے کے سوا اور کوئی چڑھتا تو پچاس ہزار برس میں یہ مسافت طے کرتا اس لیے کہ ہر زمین دوسری زمین تک پانچ سو برس کی مسافت ہے' اسی طرح ہر آسمان اور ان کا درمیانی فاصلہ ساتویں زمین کی قرارگاہ سے لے کر ساتویں آسمان کے اوپر کی طرف تک چودہ ہزار برس کی مسافت ہے اور وہاں سے عرش تک چھتیس ہزار سال کی مسافت ہے تو یہ مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگئی اور یہ قول ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ اتنی طویل مدت جیسا کہ سیاق اشارہ کررہا ہے کافروں ہی کو معلوم ہوگی اور ان کے حق میں یہ امتداد اشتداد ہی کی طرح خود ایک عذاب الیم ہوگا' رہے اہل ایمان کہ جن کی شان میں بار بار لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ اور هُمْ مِنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ وغیرہ کی بشارتیں قرآن مجید میں آچکی ہیں اور احادیث کی تصریح کے مطابق یوم حشر ان کے لیے بالکل ہلکا پھلکا ہوگا حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم ایماندار آدمی کو وہ اتنا لمبا دن ایسا چھوٹا معلوم ہوگا جتنی دیر میں انسان ایک نماز فرض ادا کرلیتا ہے۔ الیہ اس سے مراد عالم بالا کے وہ مقامات ہیں جو فرشتوں اور روحوں کے منتہائے عروج ہیں' لفظ الی سے حق تعالیٰ کی تجسیم ومکانیت پر استدلال سرتاسر لغو ہے کیونکہ الی کا منسوب الیہ جب کبھی بھی غیر مادی یا غیر مکانی ہوتا ہے تو الی کے مفہوم میں صرف توجہ والتفات شامل رہتا ہے۔ الی الایمان' الی الخیر وغیرہ ہوتا ہے اور خود قرآن مجید کی اس قسم کی آیات میں وَاِلَیْهِ یَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ اور اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ وغیرہ ہیں۔

ف۶: یہ لوگ اس عذاب کو دور جانتے ہیں کیونکہ ان کی نظر سے اوجھل ہے اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں کیونکہ ہمارے سامنے ہے' حق تعالیٰ کا دیکھنا چونکہ ہمیشہ مطابق واقع ہی ہوتا ہے اس لیے یہ بتادیا گیا کہ وہ دن واقعۃً بہت ہی قریب آلگا ہے اور ان کا اس دن کو دور سمجھنا تمام تر ان کی غفلت ارادی اور مدہوشی کا نتیجہ ہے۔ بعید سے مراد بعید از قدرت اور قریب سے قدرت کے اندر مراد لی گئی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 798

کہ ادھر وقت آئے اور ادھر نماز شروع کریں یہ بدنی عبادت کا اجمالی ذکر نماز کے ضمن میں آچکا' اب مالی عبادت کا ذکر آرہا ہے۔ حق معلوم یعنی وہ حق جو شرعاً معین ہے یا عقلاً مسلم ہے مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لیے' یعنی جو نہ مانگنے کی وجہ سے اغنیاء کے عطیات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ سائل کے مقابلہ میں محروم کا ترجمہ نہ مانگنے والا اصلی ترجمہ نہیں بلکہ نہ مانگنے پر جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے غیر سائل کو محروم کہا گیا ہے اور التزاماً محروم کی تشریح میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتا ہو تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ عقل مند کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر نہیں ہونا چاہیے۔

بقیہ صفحہ نمبر 799

لائق ہے بہشت کے مگر ہاں جب وہ ایمان کی بدولت پاک اوصاف اور معظم ومکرم ہوا اور ممکن ہے۔ اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ سے اشارہ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا کی طرف ہے جو چند آیات پہلے ہی اسی سورت میں آچکا ہے۔ یعنی وہ پیدا تو ہوا ان صفات پر اور اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ کے استثناء میں اپنے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل نہ کیا پھر یہ بہشت کا مستحق کیسے ہوا۔ اس تقدیر پر مِمَّا یَعْلَمُوْنَ کی ترکیب خَلَقَ الْاِنْسَانَ میں عجل کے قبیل سے ہوگی۔

ف۱: مشارق جمع ہے مشرق کی اور مغارب جمع ہے مغرب کی' آفتاب کے طلوع وغروب کے نقاط سال میں برابر بدلتے رہتے ہیں جیسا کہ علم ہیئت کے ہر طالب علم پر واضح ہے۔ قرآن مجید نے ہر نقطہ طلوع کو ایک مشرق اور ہر ہر نقطہ غروب کو ایک مغرب قرار دے کر اسی فلکیاتی حقیقت کی جانب اشارہ کر دیا۔ خلاصہ استدلال یہ کہ جب ہم بالکل نئی مخلوق کے پیدا کرنے پر جن میں صفات کمال بھی تم سے زائد ہوں قادر ہیں تو پھر تم کو دوبارہ پیدا کرنے میں ہمیں کون سی دشواری ہے؟

بقیہ حاشیہ نمبر 801

پھیلا دَ سمجھنا چاہیے جو جرم قمر کے توسط سے ٹھنڈی اور دھیمی ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔ آسمان اور سورج وغیرہ یہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق اور سر بسر محکوم ہیں قوم نوح کے تذکرہ میں ہی آسمان' آفتاب اور قمر وغیرہ کی مثالیں اس لئے آئی ہیں کہ یہ قوم خصوصیت کے ساتھ فلک پرستی' ماہتاب پرستی اور آفتاب پرستی میں مبتلا تھی۔

ف۲: اللہ تعالیٰ نے تم سب بنی آدم کے باپ آدم علیہ السلام کو ابتدا پیدائش عالم میں زمین کی مٹی سے پیدا کیا پھر تم سب کی اسی میں لوٹا دیتا ہے پھر تم کو بروز قیامت زندہ کر کے اس زمین سے نکالے گا۔

تنبیہ: پہلے ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوا پھر نطفہ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں اور یہ نطفہ غذا کا خلاصہ ہے جو منی کی صورت میں نکلتا ہے۔

ف۳: تمہارے لیے زمین کو بنایا تا کہ حسب ضرورت مکان بناؤ' زراعت کرو' کنویں کھودو' سیر وسیاحت کرنے کو اس میں کھلے راستوں پر چلو' زمین کی شکل ہیئت ہی بتا رہی ہے کہ یہ تمہاری پامال ہے اس پر لیٹو' بیٹھو' چلو' پھرو اور اگر کسی شخص کے پاس وسائل ہوں تو وہ ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

تنبیہ: نہ شجر پرستی کوئی مقصد معنی رکھتی ہے اور نہ ہی کوئی دھرتی یا دھرتی کا کوئی حصہ معبود ہے کیونکہ زمین اور جو کچھ اس پر ہے یہ سب تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ تمام مخلوقات صرف انسان کے استعمال کے لئے پیدا کی ہیں نہ کہ ان کی عبادت کے لئے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 802

اپنی گمراہی اور بدکاری کے مطابق مناسب سزا پائیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے یہ بددعا اپنی قوم کی ہدایت سے بالکل مایوس ہو کر کی تھی خواہ وہ مایوسی ہزار سالہ تجربہ کی بنا پر ہو یا وحی الٰہی کے موافق ہو جو ان ظالموں کے عدم قبول ایمان سے مطلع کر چکی تھی ﴿اِنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ﴾ (ہود: ۳۶) بہرحال اس مایوسی کی حالت میں تنگ دل اور غضبناک ہو کر یہ دعا کرنا کوئی مستبعد نہیں۔ ظالمین کا یہاں کافرین کے معنی میں ہونا بالکل ظاہر ہے۔

ف۵: وہ لوگ اپنے گناہوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیاوی زندگی میں بارش کے پانی میں غرق کئے گئے اور پھر غرق کرنے کے بعد جہنم کی آگ میں داخل کئے گئے۔ اس آیت سے عذاب قبر کے وقوع اور عالم برزخ کے وجود پر استدلال کیا گیا ہے۔ مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ میں یہاں سببیہ ہے اور تاکید کلام کے لیے ہے۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مصنوعی معبودوں میں سے کوئی مددگار نہ پایا بلکہ سب کے سب ان کے دشمن ہو گئے ﴿وَیَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا﴾

ف۶: میرے پروردگار ان کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے لہٰذا اب تو ان سب کو تباہ و برباد کر دے مجھے علم غیب حاصل تو نہیں مگر میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اگر تو ان کو اس حالت میں زندہ چھوڑے گا تو پہلے کی طرح یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور یہ جو بچہ جنیں گے تو اسے اپنے اثر نطفہ اور تاثیر صحبت سے کافر و بدکار ہی جنیں گے پس جس طرح سمجھ دار باغباں پھل دار درختوں کو نقصان پہنچانے والے پیڑوں کو کاٹ دیتا ہے اے میرے پروردگار آپ بھی ایسا ہی کریں۔

تنبیہ: علی الارض سے مراد ارض عراق ہے اس وقت زمین پر تمام انسانی آبادی اسی علاقہ میں تھی۔ اس لیے جس نے یہ کہا کہ طوفان نوح سے صرف قوم نوح غرق ہوئی اس نے بھی ٹھیک کہا اور جس نے کہا کہ اس میں چند آدمیوں کے سوا باقی تمام انسانی آبادی غرق ہو گئی تو اس نے بھی ٹھیک ہی کیا۔

ف۷: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ دعائے نوح میں ترتیب دعا قابل غور ہے اور سبق آموز بھی' سب سے پہلے دعا اپنے حق میں کی کہ میرے مرتبہ کے موافق مجھ سے جو تقصیر واجتہادی غلطی یا خلاف اولیٰ ہوا وہ اپنے فضل سے معاف کیجیے۔ وَلِوَالِدَیَّ اس کے بعد اپنے والدین کا نام لیا۔ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا پھر نمبر اپنے متعلقین کا آیا۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پھر سارے اہل ایمان کو اس میں شامل فرمالیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس مقبول نبی کی دعا کی برکت سے اس بندہ عاصی اور خاطی کو بھی اپنی رحمت وکرم سے مغفور کر کے دنیوی اور اخروی عذابات کے بغیر اپنی رضاء وکرامت کے محل میں پہنچائے اِنَّكَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ اور ظالموں کے لیے تباہی کی دعا قریبا ایک ہزار سال کے تجربہ پر مبنی تھی جو نوح علیہ السلام نے ان میں گزارے تھے یہ نہیں کہ جلدی میں گھبرا گئے تھے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 805

غفلت اور تکبر میں پڑے ہوئے فخر وناز کر رہے ہیں کہ دیکھو ہمارا جتھا' ہمارا گروہ کتنا بڑا ہے اور ہمیں قوت وجاہ کیسی حاصل ہے اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی انہیں بیوقوفی سے ہٹانے میں کامیاب نہیں ہو رہی ہے' مرتے ہی ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ خود ہی ایسے تھے کہ جن کے کام کوئی نہ آ سکا۔ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا اس میں نفی ہو گئی اعلیٰ نفع کی اور اقل عددا اس میں نفی ہو گئی ادنیٰ نفع کی۔

ف۸: یعنی اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وہ وعدہ جلد آنے والا ہے یا ایک مدت کے بعد کیونکہ قیامت کا معین وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا اور یہ بھی غیب کی ان باتوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور علوم نبوت سے اس کا کوئی تعلق نہیں' ہاں البتہ قیامت کی آمد یقینی ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 807

وہبی تھا اور آیت میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے تو پھر بقول ان کے مطلب آیت کا یہ ہے کہ مجھ میں علم غیب ذاتی نہیں اور اس سے وہبی کا انکار ثابت نہیں ہوتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علم ذاتی اور وہبی کے مرتبہ میں بے شک فرق ہے یعنی ذاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل اور وہبی فرع ہے مگر علم کے اثر (نتیجہ) میں فرق نہیں ہوتا' علم وہبی کے حصول کے بعد جیسا ذاتی کا عالم اَعْلَمُ کہتا ہے تو اس طرح وہبی کا عالم بھی اعلم کہہ سکتا ہے اور یہ دونوں اس کہنے میں برابر ہیں۔ اس اصول معقول کے ماتحت قرآن مجید کو دیکھئے کہ اعلم کہہ کر علم کی نفی کی ہے یعنی فرمایا ﴿لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ تو ثابت ہوا کہ موصوف کی یہ تاویل آیت منشاء الٰہی کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ استکثار خیر جیسے علم ذاتی کا نتیجہ ہے ویسا ہی وہبی کا بھی ہے' جیسے کسی شہر کی منڈی میں علم ذاتی والے کو فائدہ ہوگا اسی طرح جو اس سے علم حاصل کر کے وہاں مال لے جائے اسے بھی فائدہ ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ استکثار خیر اگر ذاتی علم پر متفرع ہے تو وہبی علم پر بھی ویسا ہی فرع ہے اس میں کوئی فرق نہیں پس عدم استکثار خیر دونوں قسم کے عدم علم کو لازم ہے۔ اب قرآن مجید کے الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ سنئے ﴿قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ (الانعام: ۵۰) یعنی اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کو نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میرے پاس ہیں اور نہ میں (کلی) غیب جانتا ہوں نہ میں تم کو کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں کیسی صاف تصریح ہے کہ نبی ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے کہلوایا گیا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا یعنی ایک اسی مسئلہ پر کیا موقوف ہے حق تعالیٰ کا علم کامل محیط تو مسائل کائنات کے ایک ایک جزیہ پر حاوی ہے اور جزئیات سے کلیات اور فروع سے اصول تک پہنچ جانا قرآن مجید کا عام اسلوب بیان ہے۔

تنبیہ: مخلوق کا وجود اور علوم ذاتی نہیں ہیں بلکہ یہ عطائی ہیں' اس لیے جب علوم کی نفی ہوگی تو عطائی ہی سے ہوگی نہ کہ ذاتی سے اور اللہ تعالیٰ جب چاہتے اور جتنا چاہتے تھے بقدر ضرورت انبیاء و رسل کو اطلاع یا اظہار علی الغیب کرتے تھے۔ اور اس کو وحی یا الہام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق سے نوازے۔

ف۲: یہ سورت ان ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئیں۔ روایات صحیحہ میں ہے کہ شروع میں جب وحی کی سے آپ کا بدن کانپنے لگا تو آپ نے گھر والوں سے فرمایا زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ مجھے کپڑا اڑھاؤ چنانچہ کپڑا اڑھا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت اور اگلی سورت میں آپ کو وہی نام لے کر پکارا۔ بعض روایات میں ہے کہ قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ کے متعلق مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہیے کسی نے کاہن' کسی نے جادوگر' اور کسی نے مجنون کا مشورہ دیا مگر اتفاق رائے کسی چیز پر نہ ہوا' آخر میں ساحر کی طرف رجحان تھا تو جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ملاطفت خاص کے طور پر آپ کو مخاطب بھی اسی نام سے کیا گیا۔ بعض صوفیا نے اپنے ہاں کی خرقہ پوشی کی سند بھی اسی لفظ مزمل سے حاصل کی ہے اور شب بیداری کا معمول بھی صوفیہ نے انہی آیات سے نکالا ہے۔ قیام اللیل فرض نہیں البتہ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے احادیث اس کے فضائل سے لبریز ہیں۔ ترتیل کے معنی لفظ کو منہ سے صاف طور پر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے ہیں۔

ف۳: ہم تجھ پر اے نبی؟ بہت بھاری حکم بھیجیں گے اور تمام لوگوں کو تبلیغ کرنا تیرے ذمہ کیا جائے گا پس تو اپنے نفس کو اس کا متحمل بنا جس کی صورت یہی ہے کہ تو ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا جیسا کہ ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔

تنبیہ: نزول وحی ثقیل مادی وجسمانی اعتبار سے بھی تھا روایات میں آیا ہے کہ نزول وحی کے وقت سردی کے موسم میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بھی بوجھ سے دبنے لگتی۔ ایک مرتبہ آپ کی ران مبارک زید بن ثابت کی ران پر تھی اس وقت وحی نازل ہوئی زید بن ثابت کو ایسا محسوس ہوا کہ ان کی ران بوجھ سے ٹوٹ جائے گی۔

ف۴: اس کے علاوہ دن میں تیرے اور بھی کئی بڑے کام ہیں اور یہ کام روز بروز بڑھتے جائیں گے کیونکہ ابھی تو تو اکیلا ہے جب تیری ترقی ہوگی تو تبلیغ کے علاوہ ملک کا انتظام بھی تجھے کرنا ہوگا پس تو اپنے کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور اپنے رب کا نام ہر وقت لیا کر اور بڑی بات یہ ہے کہ تو سب سے کٹ کر صرف اسی سے ہی اپنی لو لگا لے اور تیرے منہ پر ہر وقت یہی جاری ہو کہ تیرے بغیر ہمارا کوئی بھی فریادرس نہیں ہے اور گنہگاروں کے گناہ بخشنے والا ہی تو ہی ہے یعنی تیرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

تنبیہ: آج تک دنیا میں آپ سے بڑھ کر مشغول پروگرام کسی کا نہیں ہوا آپ کا ہر لمحہ اطاعت الٰہی وخدمت خلق ہی کی نذر رہتا تھا اور آپ نے اپنی عمر گرامی کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہونے دیا آپ کی ہر دنیوی مشغولیت بھی دینی ہی تھی اور ضروری آرام وتفریح بھی عین اطاعت ہی تھے۔

ف۵: تیرے منہ سے ہر وقت یہی نکلے ؎

ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور
سب اپنے لیے ہیں اور تو سب کے لیے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے موحد بندوں کو سب سے بڑا حامی مددگار بتا دیا ہے کہ وہ اللہ جل شانہ ہے' پس مسلمان کامل ایمان اس حامی مددگار کو چھوڑ کر اس بے جان یا جاندار زندہ یا مردہ کو کیوں حامی بنانے لگا بلکہ اس کا قول یہی ہوگا ؎

پناہ بلندی وپستی توئی
ہمہ عیستد آنچہ ہستی توئی

مسئلہ توحید سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتے ہیں مثلاً ایک مکان ۲ منزلہ ہے نیچے کی منزل میں نوکر لوگ رہتے ہیں اور اوپر کی منزل میں مالک رہتا ہے اس لیے نیچے اور اوپر کے حصوں میں فرق ہوگا نیچے کے حصہ میں بے اجازت داخل منع نہیں ہوگا مگر اوپر کے حصے میں منع ہوگا اسی طرح انسانی ضروریات دو قسم کی ہیں۔

(۱) پہلی وہ ہیں جن میں ایک انسان دوسرے کی مدد کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے جیسے کھانا کھلانا' پانی پلانا' کپڑا سلائی کر دینا یا کسی حاکم سے سفارش کر دینا وغیرہ' اور ان امور میں اگر ایک ضرورت مند انسان دوسرے سے مدد مانگے تو جائز ہے' مثلاً کسی سے کہے مجھے پانی پلا دو' مجھے فلاں چیز لا دو' میری سفارش کر دو وغیرہ تو ایسے امور کی نسبت قرآن مجید کی صریح تعلیم ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى یعنی باہمی نیک کاموں میں مدد کیا کرو۔ دوسرے امور وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے قبضے میں رکھے ہیں مثلاً اولاد دینا' مرض سے شفا دینا' رزق دینا' موت وحیات وارد کرنا' بارش کا اتارنا اور مبزیوں کا پیدا کرنا وغیرہ تو یہ سب امور ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جن کو قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا ان میں تصرف جائز نہیں۔ اب ہر ایک دعویٰ کی دلیل سنئے۔ (۱) ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (الشوریٰ: ۵۰) اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے دونوں قسمیں بخشتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصدقہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے تو معلوم ہوا کہ مرض میں شفا پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ رزق کی وسعت اور تنگی کی بابت ارشاد ہے ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (الروم: ۳۷) کیا لوگ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی جس پر چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اسی کام میں مومنوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ (۴) موت وحیات کی بابت صاف ارشاد ہے ﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيٰى﴾ (النجم: ٤٤) تحقیق اللہ تعالیٰ ہی سب کو زندگی بخشتا اور مارتا ہے۔ (۵) ﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ﴾ (النمل: ٦٠) اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہے جس نے۔ آسمان زمین بنائے اور کون تمہارے لیے اوپر سے پانی اتارتا ہے سب کچھ ہم ہی کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لیے رونق والے باغ پیدا کرتے ہیں جو تم سارے مل کر بھی نہیں اگا سکتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے کوئی نہیں مگر مشرک ٹیڑھے جاتے ہیں۔ ان جیسی اور بہت سی آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے کسی کو ان میں دخل نہیں اور ان کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنی چاہیے۔ اسی کے متعلق ارشاد ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ اے میرے بندو؟ تم کہا کرو اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ پس ان امور میں اللہ تعالیٰ کے سوا زندہ یا مردہ نبی ہو یا ولی صدیق ہو یا شہید پیر ہو یا فقیر غوث ہو یا قطب کسی سے بھی مدد مانگنا یا امداد پہنچنے کا احتمال کرنا صریح شرک ہے۔ ایک ہمارا اپنے معالج سے تشخیص مرض میں امداد لے تو جائز ہے دوا سازی میں اپنے ساتھیوں سے مدد لے تو جائز ہے مگر شفا پیدا کرنے میں کسی پر نظر نہ رکھے۔ کیونکہ مریض کو شفایاب کرنے والا اللہ رب العزت کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ حکیم کا کام دوائی دینا ہے اور اس دوا میں شفا ڈالنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اسی طرح کسی شخص کو اولاد کی ضرورت ہے وہ نکاح کرے نکاح کرنے میں اپنے رفیقوں سے مدد لے کوئی مرض مانع اولاد ہے تو طبیب سے علاج میں مدد طلب کرے مگر اولاد پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ کو جانے اس فعل میں کسی پر نظر نہ رکھے۔ یہ ہیں اصول توحید جن کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پس جو لوگ یہ شعر پڑھتے ہیں یا اس کے مضمون کے قائل ہیں کہ۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

تو انہوں نے نہ اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کی اور نہ ہی محمد ﷺ کو پہچانا۔ حق ہے ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الانعام: ۹۱) اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

ف ۶: ہجر جمیل یہ ہے کہ ترک تعلق تو تمام تر کر لیا جائے لیکن نفرت وحقارت کے ساتھ نہیں بلکہ خیر خواہی کے ماتحت اور حق تعالیٰ کے لیے عارفین نے کہا ہے کہ سالک اہل دنیا سے احتراز تو رکھے لیکن ساتھ ہی ان کی خیر خواہی میں بھی لگا رہے۔ یاد رہے کہ یہ آیت مکی ہے اور آیت قتال کا نزول مدینہ میں ہوا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 808

آیت سے ظاہر ہے کہ آثار بشری کا صدور وظہور کسی ولی سے تو کیا کسی نبی بلکہ سید الانبیاء تک ممنوع ومرفوع نہیں۔

ف ۷: یعنی وحی کے بوجھ اور فرشتہ کی ہیبت سے آپ کو گھبرانا اور ڈرنا نہیں چاہیے آپ کا کام تو یہ ہے کہ آپ اپنا تمام آرام وچین چھوڑ کر دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائیں اور کفر ومعصیت کے برے انجام سے ڈرائیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی بڑائی کو ثابت کیجیے کیونکہ تمام تبلیغ کا اصل اصول تو یہی مسئلہ توحید ہے۔

تنبیہ: فانذر امر وجوبی ہے اور اس سے مراد ساری ہی تعلیم وہدایت ہے محققین نے لکھا ہے کہ فرائض تبلیغ میں عذاب دوزخ سے بچانا ترتیباً بشارت جنت پر مقدم ہے۔

ف ۸: عرب کے شعر ثیاب سے مراد دل لیا کرتے ہیں امراء القیس کہتا ہے وان تك قد ساء تك منی خليقة فسلی ثيابی من ثيابك تنسلی اس شعر میں ثیاب سے مراد دل ہے اور یہی مناسب بھی ہے کیونکہ کپڑوں کا پاک رکھنا صحت صلوٰۃ کے لیے ضروری ہے مگر دل کا پاک صاف رکھنا ہر حال میں ضروری ہے' حدیث شریف میں ہے کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے اللھم اصلح قلبی وقلب کل ناظر اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ دل کو بری اور گندی باتوں سے بچانا ہی دل کی پاکی ہے۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ ثیاب کی پاکی نفس کی پاکیزگی سے کنایہ ہے ان چیزوں سے جو برے اقوال ہیں اور جمہور علماء سے بھی اس آیت کے بارے میں تقریباً یہی منقول ہے۔ علامہ راغب کہتے ہیں کہ اس (ثیاب) سے مراد تیرا اپنا نفس ہے۔ پس تو اس کو عیوب سے ڈالے۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ رجز کے معنی بت پرست اور شرک کے ہیں۔

ف ۹: اپنے اعمال کو بہت زیادہ سمجھنا یا ان کے عوض میں اپنی طرف رجوع خلق کی آرزو کرنا یا ان سے اپنی تعریف سننے کی آس لگائے رہنا یہ تمام باتیں شریعت میں قطعاً ناجائز ہیں اور اس نیت سے کسی پر احسان بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اس کے اس سے زیادہ ملے' ایسا کرنا بخیلوں اور کنجوسوں کا کام ہے اور تبلیغ حق کرنے میں جو تکلیف پہنچے اسے اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے اس پر صبر کیجیے اور راہ حق میں صبر رضائے حق ہی کی خاطر کیجیے۔

تنبیہ: تستكثر۔ بالرفع حال ای لا تعط شيئا لتطلب اكثر منه وهذا خاص به ﷺ لانه مامور باحمل الاخلاق واشرف الاداب۔ منصوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحل وقر بالسکون للوقف والتخفیف (جلالین)

ف۵: علی الکافرین' اس قید نے صاف کر دیا کہ یوم حشر کی سختیاں علی الاطلاق نہ ہوں گی بلکہ کافروں منکروں کے ساتھ مخصوص ہوں گے اور مومنین ان شاء اللہ حور وقصور بلکہ قربت کی تمام لذتوں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محظوظ ہوں گے۔

ف۱: ہر انسان ماں کے پیٹ سے اکیلا اور خالی ہاتھ آتا ہے مال' اولاد' فوج' لشکر' سامان وغیرہ کچھ نہیں لاتا۔ ایک شخص ولید بن مغیرہ نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر قرآن کی تعریف کی تو قریش نے اس کو گھیر لیا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا' آخر اس پر جبر کر کے اس کی رائے تبدیل کرائی تھوڑا تامل کر کے اس نے کہا محمد ﷺ شاعر نہیں مجنون نہیں تو جادوگر ہے اور یہ قرآن اس کا جادو ہے اور اس کے جادوگر ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ باپ بیٹے' بیوی اور خاوند میں جدائی کرا دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 809

ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہماری تعداد ہزاروں میں ہے اور ۱۹ ہمارا کیا کر لیں گے اگر زیادہ کچھ ہوا تو ہم میں سے دس دس ان کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے ان میں سے ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا ہی کافی ہوں باقی دو کا تم مل کر تیا پانچا کر لینا اس پر آیت نازل ہوئی یعنی وہ انیس تو ہیں مگر آدمی نہیں فرشتہ ہیں' جن کی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک فرشتہ نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اٹھا کر الٹ کر پٹک دیا تھا۔ اس گنتی کے بیان کرنے میں منکروں کی جانچ دیکھتے ہیں کہ کون ان کو سن کر ڈرتا ہے اور کون مذاق اڑاتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ہاں بھی انیس کے عدد کے متعلق پیشگوئیاں چلی آتی ہیں۔ اہل کتاب کی نفی ریب لغوی معنی میں ہے اور مومنین کی شرعی معنی میں۔

تنبیہ: قرآن مجید کے حسابی نظام کی بنیاد اکائی ۱۹ ہے' بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف ۱۹ ہیں' اس آیت کا ہر لفظ جتنی دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ بھی انیس پر تقسیم ہوتا ہے مثلاً اسم پورے قرآن میں ۱۹ مرتبہ آیا ہے اللہ قرآن میں ۲۶۹۸ مرتبہ آیا ہے یہ ۱۹ پر ۱۴۲ دفعہ تقسیم ہوتا ہے اور لفظ الرحمٰن ۵۷ مرتبہ قرآن مجید میں آیا ہے اور انیس پر ۳ دفعہ تقسیم ہوتا ہے اور لفظ الرحیم ۱۱۴ مرتبہ قرآن میں آیا ہے یہ ۶ دفعہ انیس پر تقسیم ہوتا ہے۔

ق: یہ دو سورتوں کے شروع میں آیا ہے الشوریٰ اور ق میں دونوں سورتوں میں ۵۷' ۵۷ مرتبہ آیا ہے اور کل ۱۱۴ مرتبہ ہے۔ جب کہ قرآن کی سورتیں بھی ۱۱۴ ہیں اور یہ بھی انیس پر پورا تقسیم ہوتا ہے ۶ دفعہ سورہ اعراف میں۔ حروف مقطعات سے ایک صرف ص ہے اس سورۃ میں ایک لفظ بصطۃ جو عربی لغت کی رو سے س لکھا جانا چاہیے مگر وحی الٰہی کے مطابق ص سے لکھا گیا ہے اگر اسے ص سے نہ لکھا جائے تو ایک ص کم ہو جاتا ہے اور وہ انیس پر تقسیم نہیں ہوتا' مگر اب اس سورت میں جتنی مرتبہ س آیا ہے وہ انیس پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ الم۔ ا۔ ل۔ م کے حروف ۲۶۶۷۶ مرتبہ آئے ہیں یہ انیس پر ۱۴۰۴ دفعہ تقسیم ہوتا ہے' سورہ حم میں ح اور م کا مجموعہ ۲۱۶۶ بنتا ہے یہ ۱۹ پر ۱۱۴ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ سورہ یاسین میں ی اور س کل ۲۸۵ بار آئے ہیں یہ ۱۹ پر ۱۵ دفعہ تقسیم ہو جاتا ہے واللہ اعلم۔

نکتہ: اصحاب النار کا لفظ قرآن مجید میں جس جگہ آیا ہے اس کے معنی دوزخ میں جلنے والے کفار وفساق کے ہیں سوائے اس مقام سورہ مدثر کے کہ اس میں اس کے معنی وہ فرشتے ہیں جو دوزخ پر مقرر ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 810

جرائم ہی کو نظر انداز کر دے مگر اہل جنت جنہیں نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اس حبس سے ہر طرح محفوظ ومستثنیٰ ہوں گے بلکہ وہ اچھے اعمال کی وجہ سے رہائی پائیں گے۔

ف۶: ایماندار لوگ جن کو ایمان کی وجہ سے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ آرام کے باغوں میں ہوں گے وہاں رہ کر وہ بذات خود آرام پائیں گے اور اس آرام کی حالت میں آپس میں ایک دوسرے سے مجرموں کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ کہاں گئے' یہاں وہ نظر کیوں نہیں آتے۔ آخر ملائکہ کے بتانے سے وہ ان کو پہچان لیں گے ان مجرموں کو مخاطب کر کے دریافت کریں گے کہ اے لوگو؟ تم بڑے ذہین ذکی معلوم ہوتے ہو پھر تم یہاں دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے کیا تمہاری عقل میں فتور آ گیا تھا کہ تم نے اپنے انجام بد کا خیال نہ کیا؟ تو وہ جواب میں کہیں گے میاں چھپانے کی کوئی بات نہیں اور نہ ہی یہ انکار کی جگہ ہے' سب سے پہلے یہ کہ ہم نماز وغیرہ واجبات ضرور یہ ادا نہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترک نماز اتنا بڑا جرم ہے کہ آگ میں داخل ہونے کا باعث ہے جیسے قیامت کے دن کو جھٹلانے کا موجب عذاب ہے' پس جو لوگ مسلمان کہلا کر ترک نماز کے عادی ہیں ان کو اس آیت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

سر جھکا کامل نہ ہو اٹھ تو سہی
بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایسے بخیل تھے کہ غربا کو کھانا نہ کھلاتے تھے اور تیسری بات یہ کہ ہم بے ہودہ غیر مفید کاموں میں لگے رہتے تھے اور چوتھی بات جو سب کی جڑ اور سب سے زیادہ خراب تھی یہ کہ ہم یوم الجزاء کا انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت کی وجہ سے اس کا یقین ہو گیا۔ یہ ہیں ہمارے وہ برے کام کہ جن کی وجہ سے ہم کم بختوں کا یہاں داخلہ ہوا۔ خوض سے مطلق مشغلہ مراد نہیں بلکہ ایسا مشغلہ ہے جو دین اور واجبات دین سے غافل کر دے۔ کفار کی تقریر کا ماحصل یہ ہوا کہ ہم نے حقوق اللہ ہی ادا کئے نہ حقوق العباد اور ادائے حقوق تو کیا کرتے سرے سے روز حشر کی آمد ہی سے انکار کرتے رہے اور ابطال دین کو ایک مشغلہ بنا کر اسی میں لگے رہے تو بہ وانابت کی توفیق کبھی نہ ہوئی اور ہمیں اسی حالت میں ہی موت آ گئی۔

ف۷: مَا تَنْفَعُهُمْ: لفظ نفع منع عذاب وتخفیف عذاب دونوں کو عام ہے اس کی نفی کے معنی یہ ہوئے کہ یہ نہ عذاب سے ہی بچ سکیں گے اور نہ ہی کوئی رعایت حاصل کر سکیں گے بلکہ یہ اسی حالت میں رہیں گے جس میں تم اہل جنت ان کو دیکھ رہے ہو۔ فقہاء ومفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت سے مومنین کے حق میں شفاعت کا ثبوت نکلتا ہے' بلکہ اہل سنت نے تو یہ کہا ہے کہ اس آیت سے امت کے فاسق لوگوں تک کی شفاعت کا ثبوت ہوتا ہے اور فاسقوں کی شفاعت سے انکار صرف معتزلہ سے منقول ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 811

فضل ورحمت سے ہم کو توحید وایمان پر ہمیشہ قائم رکھے اور مہربانی سے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَکّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلٰهَا۔

ف۱: لاقسم کے ساتھ تاکید کے معنی کے لیے آتا ہے اور اس کا یہ استعمال کلام عرب میں عام ہے۔ نفس لوامہ یہ ہے کہ بندہ سے جب عمل خیر صادر ہو تو یہ اس پر جرح کر کے اس میں عیب نکالے کہ اس میں اخلاص شامل نہ تھا عمل میں فلاں جز کی کمی رہ گئی اور جب مصیبت سرزد ہو جائے تو اس پر بہت ہی نادم وسرنگوں ہو۔ قرآن مجید میں نفس کے تین اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ (۱) نفس امارہ: یہ نفس سرکشوں' خودسروں اور مجرموں کا ہوتا ہے۔ (۲) نفس لوامہ: ادھر غفلت اور شامت سے کوئی لغزش ہوئی ادھر نفس کو توبہ وندامت کی بھی توفیق ہوگئی۔ یہ شان مومنین صالحین کی ہوتی ہے۔ (۳) نفس مطمئنہ: یہ نہ تخیلات شیطانی سے متزلزل ہوتا ہے اور نہ نفسانی خواہشات سے منتشر ہوتا ہے یہ حضرات انبیاء کے ساتھ عام اور اولیاء میں بعض کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہاں نفس لوامہ کی قسم کھا کر اشارہ فرما دیا گیا کہ اگر فطرت صحیح ہو تو خود انسان کا نفس دنیا ہی میں برائی اور تقصیر پر ملامت کرتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو اپنی اعلیٰ واکمل ترین صورت میں قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔

ف۲: یعنی مرنے سے پہلے جہاں کوئی ہڈی کا پورا تھا اور مرنے کے بعد وہاں سے بدل گیا قیامت کے روز ہم ہڈی کے ان تمام پوروں کو یکجا ٹھیک کر دیں گے اور جو اس بات تک پر قادر ہے تو اس کے لیے ہڈیوں کا اٹھا کھڑا کرنا اور ان میں جان ڈال دینا کیا مشکل ہے۔ اس سیاق میں انسان سے مراد ملحد' کافر اور منکر قیامت انسان ہے۔

ف۳: ان لوگوں کی بدعملی نقطہ انکار نہیں بلکہ منکر انسان بھی یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر کے آئندہ کے حصے میں بدکاری ہی کرتا رہے ہمیشہ رنگ رلیاں مناتا رہے اور کوئی اسے پوچھنے والا نہ ہو' چنانچہ اسی خیال میں اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ جتنی ہو سکتی ہے۔ عیاشی کر لو کہ اس کے بعد کوئی دوسرا جہاں نہیں ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 812

پیدا کیا ہے کہ کمال قرب وکثرت انوار کے باوجود نظارہ کرنے والے ہیں احساس تشخص ودرک باقی رہے گا جس سے وہ پوری طرح لذتوں اور کیفیتوں کو پا سکے گا اور فنائے محض کی کیفیت طاری نہ ہوگی۔ فعل نظر کا صلہ جب الیٰ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنی رویت دیکھنے ہی کے ہوتے ہیں۔

ف۱: فاقرہ' فقار ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں اس کو توڑ دینے والی چیز سے کنایہ ہوتا ہے انواع عذاب وغائت مصیبت سے۔ وجوہ کے صیغہ نکرہ ہونے سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ کچھ ہی بدقسمت اس میں گرفتار ہوں گے تمام لوگ نہیں۔ یعنی یقین رکھتے ہیں کہ اب وہ معاملہ ہونے والا ہے اور وہ عذاب بھگتنا ہے جو بالکل ہی کمر توڑ دے گا۔

ف۲: راقی کے معنی جھاڑنے پھونکنے والے کے ہیں چونکہ مخاطب اول عرب تھے اس وقت ان سے وہی بات اس زبان میں کہی گئی جس سے وہ مانوس اور جس کے وہ خوگر تھے' ان میں بڑا زور جھاڑ پھونک کا تھا اور مرتے ہوئے شخص کو بچانے کی آخری اور انتہائی تدابیر ان کے درمیان اسی قسم کی ہوتی تھیں اس وقت اگر ان کے سامنے انجیکشن یا مصنوعی تنفس کے سامان کا ذکر کیا جاتا تو علاوہ اس کے کہ وہ حیرت سے بھونچکے رہ جاتے انہیں اور کچھ بھی حاصل نہ ہوتا۔ یہاں مراد مطلق معالج ہے۔

ف۳: پس شخص مذکور جو دنیا کے منافع کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ نہ کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ کے عہد کی تصدیق کرتا ہے اور نہ فرض نماز پڑھتا ہے۔ تصدیق سے مراد توحید ورسالت کی تصدیق ہونا ظاہر ہے۔ آیت کی ترکیب سے ایک اشارہ یہ ہوا کہ جس طرح نماز بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہوتی اسی طرح ایمان بھی بغیر نماز کے کامل نہیں ہوتا۔ علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ ایمان کے بعد نماز سے بڑھ کر کوئی عمل اہم اور تاکیدی نہیں اور یہ مسئلہ بھی نکالا گیا ہے کہ مستحق زجر وملامت جس طرح عدم ایمان ہے اسی طرح ترک نماز بھی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 814

قسم کا نور تو وہاں ضرور ہوگا اس کے سایہ میں بہشتی تفنن وتفریح کی غرض سے کبھی بیٹھنا چاہیں گے۔ (۲) دانیۃ عطف ہے منکبین پر اس لیے مثل اس کے حال ہے۔ (۳) قرآن کے مخاطبین اول عرب تھے اس لیے ضرورت تھی کہ جنت کی نعمتوں' لذتوں اور راحتوں کی ایک ایک تفصیل ان کے مذاق کے مطابق بیان کی جائے' مخاطبین اول کے فہم مذاق کی رعایت خصوصیت کے ساتھ رکھنا بلاغت کلام اور فن خطابت دونوں کے اعلیٰ اصول میں داخل ہے۔

ف۸: چاندی کے شیشہ کے معنی یہ ہیں کہ سفیدی چاندی کی سی ہوگی اور شفافی شیشہ کی سی یعنی آبگورے اصل میں چاندی کے بنے ہوں گے نہایت سفید بے داغ اور فرحت بخش' لیکن صاف وشفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے' ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی اور جتنی ان گلاسوں اور برتنوں کو اپنی ضرورت کے اندازہ کے مطابق پائیں گے کہ نہ کمی رہے اور نہ بچے بلکہ بہشتیوں نے اپنے دل سے جیسا اندازہ کر لیا ہوگا بلاکم وکاست اسی کے موافق ہی پائیں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 815

بھی قبول کرنے میں آسانی رہے۔

ف۱: اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ آپ ان میں سے کسی کی بات نہ مانیں کیونکہ کسی گنہگار فاسق یا ناشکرے کافر کا کہا ماننے سے نقصان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں اس لئے ایسے شریروں اور بدبختوں کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ بلکہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو یَاَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ وغیرہ پڑھا کرو خصوصاً ان دونوں اوقات میں تمام تکالیف کا علاج یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر ہے۔

ف۸: یعنی شروع رات میں نماز فرض اور آخر میں تہجد کا اہتمام رکھیے رات میں دیر تک تہجد میں مشغول رہیے اور بہت دیر تک اللہ تعالیٰ کو پاکی سے یاد کیا کیجئے یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھا کیجئے ان شاء اللہ آپ کے کام باحسن وجوہ انجام پذیر ہو جائیں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 817

ان کا اثر بندہ پر یہ پڑنا چاہیے کہ وہ ادائے شکر اور عذر تقصیر کی جانب آئے اور اگر اس کے برعکس دہشت اور وحشت پیدا کرنے والی ہوائیں ہوں تو ان کا طبعی اثر بندہ پر یہ ہونا چاہیے کہ وہ معاصی سے توبہ پر متوجہ ہو۔ ہوا کی عام خاصیت یہ ہے کہ اشیاء کی کیفیات مثلاً خوشبو اور بدبو وغیرہ کو پھیلائے ان کے لطیف اجزا کو جدا کر کے لے اڑے اور ایک چیز کو اٹھا کر دوسری چیز سے جا ملائے۔ غرض یہ جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفریق ہوا کا خلاصہ ہے ایک نمونہ آخرت کا جہاں حشر ونشر کے بعد جدا کئے جائیں گے اور ایک جگہ جمع ہونے کے بعد الگ الگ ٹھکانوں پر پہنچا دیئے جائیں گے۔ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۔ شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ جو کلام الٰہی امر ونہی اور عقائد واحکام پر مشتمل ہے وہ عذر کرنے کے لئے ہے تاکہ اعمال کی باز پرس کے وقت اس شخص کے لیے عذر اور دستاویز ہو کہ میں نے فلاں کام حق تعالیٰ کے حکم کے بموجب کیا اور فلاں کام اس کے حکم سے ترک کیا اور جو کلام الٰہی قصص اخبار وغیرہ پر مشتمل ہو وہ عموماً منکرین کو ڈرانے اور خوف دلانے کے لیے ہے اس میں روئے سخن مکذبین ومنکرین کی طرف تھا اس لیے بشارت کا ذکر نہیں کیا گیا واللہ اعلم۔

تنبیہ: عذرا اور نذرا یحتمل ان یکونا بدلین من ذکر اعلی ان المراد منه الوحی قیل هما جمعان لعذیر ونذیر بمعنی العاذر والمنذر وعلی ذلك فهما منصوبان علی الحالیة ای للاعذارا ولاتداراى لاعذرا لمحقین ولانذار المبطلین من الله تعالیٰ یشر الی انهما منصوبان علی المفعول له وهما مصدران علی الاول فهما علی خلاف القیاس من عذر اذا محی الاساءة والمراد بالاعذار ازالة اعذارالخلائق وبالا نذرا التخویف (صاوی)

ف۱: اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ وہ کب ہوگا اور اس کی علامات کیا ہوں گی تو لو سنو کہ جب ستارے بے نور ہو جائیں گے کیونکہ ان کو نور سورج سے حاصل ہے اور سورج اس روز بے نور ہو جائے گا تو ان کو روشنی کہاں سے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور اڑا کر سمندر ان سے پاٹ دیا جائے گا تو اس وقت ایسا ہوگا کہ تمام زمین ایک سان ہو جائے گی فیذرها قاعا صفصفا الایۃ خلاصہ یہ کہ اس گھڑی یہ پورا معلوم ومعروف نظام کائنات تمام تر درہم برہم ہو کر رہے گا کوئی ثابت اور ٹھوس چیز اپنی جگہ پر باقی نہ رہنے پائے گی۔

ف۲: انبیاء کرام کا یہ اجتماع اپنی امت کے متعلق اظہار دینے اور ان پر شہادت پیش کرنے کے لیے ہوگا اور وہ قیامت کے دن دوسری امتوں پر گواہی دیں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 818

ف۱: قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں رکوع سجود کا لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا﴾ (الفرقان: ۶۰) اس قسم کی جتنی آیات ہیں ان میں رکوع اور سجود سے مراد اطاعت ہے اس لیے اس آیت نے صاف کہہ دیا ﴿اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ﴾ (الانشقاق: ۲۲) کافروں پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ (اطاعت) نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں اس لیے ہم نے اس جگہ ارکعوا کا ترجمہ اطاعت سے کیا ہے۔ رکوع ہمیشہ اپنے اصطلاحی معنی یعنی ایک رکن نماز ہی کے معنی میں نہیں بلکہ کبھی اپنے لغوی مفہوم یعنی خشوع اور تواضع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ صوفیا عارفین نے کہا ہے کہ قبول حق کا مقدمہ خشوع وتواضع ہی ہے اور اس میں بڑا مانع راہ نخوت ہے۔

ف۲: قرآن مجید کو تو سنتے اور مانتے نہیں پھر اس کے سوا کس کلام پر یقین کریں گے؟ قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان کس کا ہوگا؟ اگر مکذبین اس پر یقین نہیں لاتے تو اور کس بات پر ایمان لائیں گے کیا قرآن کے بعد کسی اور کتاب کے منتظر ہیں۔ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَبِهِ التَّوْفِيْقُ وَالْعِصْمَةُ

بقیہ صفحہ نمبر 819

کہ خود پیدا شدہ یا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے میں اس کے معاون وشریک ہیں؟

ف۱: اور بوقت ضرورت بادلوں سے زور کا پانی اتارتے ہیں تاکہ اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے غلہ کے دانے اور تمہارے مویشیوں اور دیگر جانوروں کے لئے سبزیاں اور گھنے گھنے باغ پیدا کریں یا یہ مراد ہے کہ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کے درخت اور باغ پیدا کئے۔ قدرت کی عظیم الشان نشانیاں بیان فرما کر بتلایا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسی حکمت اور قدرت والا ہے تو کیا اُسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کرنا اور حساب وکتاب کے لئے اٹھانا کچھ مشکل ہوگا؟ تو کیا اُس کی حکمت سے یہ بات منافی نہ ہوگی کہ اتنے بڑے کارخانہ کو یوں ہی خلط ملط اور بے نتیجہ پڑا چھوڑ دیا جائے یقیناً جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے ایسے ہی سمجھ لو کہ دنیا کے خاتمہ پر آخرت کا آنا بھی یقینی ہے۔

ف۸: فیصلہ کا دن وہ ہوگا جس میں نیک کو بد سے بالکل الگ کر دیا جائے گا تاکہ کسی قسم کا اشتراک واجتماع باقی نہ رہے ہر نیکی اپنے معدن میں اور ہر بدی اپنے مرکز پر جا پہنچے ظاہر ہے کہ ایسا کامل امتیاز وافتراق اس دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں رہتے ہوئے زمین آسمان چاند سورج دن سونا جاگنا بارش بادل باغ کھیت اور بیوی بچے وغیرہ تو یہ بات تمام نیکوں اور بدوں میں مشترک ہے۔ ہر کافر ومسلم ان سامانوں سے یکساں فائدہ اٹھاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ یوم الفصل ایک دن موجودہ نظام عالم کے ختم کئے جانے کے بعد ہو اُس کا تعین اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر کیا ہوا ہے۔ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا مثلاً موحد الگ مشرک الگ مومن الگ کافر الگ متقی الگ فاسق الگ وغیرہا۔

ف۹: صور کے نفخہ اوّل کے وقت جب یہ سارا نظام تکوینی درہم برہم ہوگا۔ یہ اس وقت کی شکست وریخت کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔ آسمان پھٹ کر دروازے دروازے ہو جائے گا اور یہ اتنے بڑے جسیم پہاڑ اپنی جگہ سے بذریعہ حرکت چلائے جائیں گے تو وہ غبار کی طرح ہو جائیں گے پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔

﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ (فرقان: ۲۵)

ف۱: حقب کے معنی زمانہ طویل ومسلسل کے ہیں احقاب کے جمع کا صیغہ آجانے کی وجہ سے دوزخ کے عدم خلود کے قائلوں کے لئے کوئی گنجائش نہ رہی۔ قرن پہ قرن گزرتے چلے جائیں گے اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوگا۔

بقیہ صفحہ نمبر 820

اجازت حاصل کرنے کے بعد جب بولنا ہوگا تو وہ بھی محدود ومقید ہوگا یہ نہیں کہ جو کچھ اور جس طرح وہ چاہے بولنے لگ جائے۔

ف۲: ذالک اشارہ اسی یوم قیامت کی جانب ہے اور اشارہ بعید مشار الیہ کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے۔ الیوم الحق وہ دن واقعی ہونے والا ہے اس کے واقعات حق سچ ہیں جو صرف تیرے ہی بتائے ہوئے نہیں بلکہ تمام انبیائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام کے بتائے ہوئے ہیں۔ اتخذ سے صاف اشارہ اس طرف ہے کہ جو کوئی اس راہ کو ڈھونڈھے گا اُسے وہ مل کر رہے گی۔ الی ربّہٖ مابا. یعنی جو چاہے ایمان وتصدیق اور اچھے عمل اختیار کر کے اچھے ٹھکانے کے لئے اپنا استحقاق پیدا کر لے تا کہ اس کی نجات ہو جائے۔

ف: اور اس عتاب وعقاب سے بچ گیا ہوتا یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا کہ آدمی بن کر ہی اس حساب وکتاب کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا۔ گویا کہ ؎

اس کشمکش دام سے مجھے کیا کام تھا اے الفت چمن تیرا خانہ خراب ہو

(عفیف)

ینظر المرء ما قدمت یداہ. یعنی اپنے اعمال کو اپنے سامنے موجود حاضر پائے گا۔ شیخ الاسلام امرتسری رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی کئے ہوئے برے اعمال بنظر خود دیکھ لے گا اور ان کو دیکھ کر کافر اور ناشکرا انسان کہے گا کہ اے کاش میں آج مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا۔ اللھم احفظنا من ھول الدنیا والاخرۃ.

بقیہ حاشیہ نمبر 821

متعدد مقامات پر گزر چکا ہے۔ یہاں اس قصہ کو بیان کرنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک مکذبین کی تخویف' دوسرے رسول اللہ ﷺ کی تسلی' کہ آپ اپنی قوم کے جھٹلانے سے رنجیدہ خاطر نہ ہونا یہ بھی آخر کار ایسے ہی تباہ ہوں گے جیسا کہ فرعون اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہوا۔

ف۶: ھَلْ لَکَ کیا تو چاہتا ہے کہ میری بات مان کر اس راہ پر چلے جو پاکیزگی کی راہ ہے؟ الی یہاں فی کے معنی میں لیا گیا ہے وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ. یعنی میں آپ کے پروردگار کی ذات وصفات کا صحیح بیان کر کے اس کی معرفت آپ کو کرا دیتا ہوں۔ فَتَخْشٰی اصلاح وفلاح کی ساری تعمیر اس خشیت ہی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ف: نشانی بڑی سے مراد عصا اور ید بیضا ہے۔

ف۸: یعنی فساد میں اور موسیٰؑ کے کام خراب ہونے میں کوشش کرتے ہوئے۔

ف۹: پہلے فرعون نے یہ کہا تھا مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ یعنی مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی معبود میرے علاوہ ہے۔ پھر چالیس برس کے بعد کہا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں.

ف: یعنی جن کے دل میں خشیت ہے وہی اس واقعہ سے عبرت ونصیحت کا پورا سبق حاصل کریں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 822

طرف سے اندیشہ ہی نہیں اُن کے لئے آپ کی تمام تبلیغ بے اثر ہے یخشھا میں ضمیر ھا الساعۃ کی طرف ہے۔ گویا آپ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف انہی لوگوں کے حق میں ہوا جو اس سے مفاد حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

ف: دنیوی عمر کی اتنی لمبی مدت انہیں سمٹا کر بہت ہی مختصر معلوم ہوگی بس سچ ہے کہ میں نے دینا کے مال سے پوچھا کہ تجھ سے کوئی کامیاب یا خوش ہوتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بات خواب یا افسانہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ.

ف۸: عبداللہ ابن ام مکتومؓ نابینا صحابی ایسے وقت مجلس نبوی میں آئے کہ جس وقت قریش کے چند سردار نبی ﷺ کے پاس دینی باتیں کر رہے تھے اور نبی ﷺ ان کو دلی توجہ سے سمجھا رہے تھے۔ عبداللہ چونکہ نابینا تھے مجلس کی ہیئت وصورت کو نہ دیکھ سکے' وہ بار بار نبی ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرتے' مگر نبی ﷺ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ عبداللہ ابن ام مکتوم کے مجلس کے آداب کا خیال نہ کرنے کی بنا پر آپ چیں بچیں ہوئے۔ عبداللہؓ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب صحابی تھے اس لئے اُس کے اس قصہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مولوی مقبول احمد شیعہ مترجم نے بحوالہ تفسیر صافی یوں لکھا ہے وہ ایک شخص نے اس سے تیوڑی چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آ گیا۔

اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ تیوڑی چڑھانے والا عثمان بن عفانؓ تھا قطع نظر عدم مطابقت واقعات کے۔ یہ ترجمہ سیاق عبارت اور عربیت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔ عبس اور تولیٰ میں دو ضمیریں تو بقول شیعہ مترجم حضرت عثمانؓ کی طرف ہوئیں مگر ہ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلی گئی' تو ان دونوں ضمیروں کا یہی انتشار ہے جو عربی زبان میں قبیح سمجھا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 823

ہیں جنہوں نے شروع میں وحی کی کتابت کی اور اس کے بعد سے اب تک قرآن کے لکھنے لکھوانے اور اسکی نشر واشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

ف۶: یعنی قرآن جیسی نعمت کی کچھ قدر نہ کی اور اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی حق نہ پہچانا۔

ف: اس کے اعضاء' اُس کے قد' اُس کی عمر' اس کی خوراک' اس کی زندگی اور موت کا' غرضیکہ اس کی تمام چیزوں کا اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے اور یہ تمام کام اس کے باہر آنے سے پہلے ہی کر دیتا ہے پھر اُس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کر دیا پھر وہ دنیا میں زندہ رہتا ہے جب تک اُس کی زندگی مقدر ہوتی ہے۔

ف۸: پھر جب زندگی ختم ہوتی ہے تو اُس کو مار کر قبر میں داخل کر دیتا ہے' یا جہاں کوئی مرتا ہے وہاں ہی اس کو نظروں سے گم کر دیا جاتا ہے چاہے جل کر راکھ کی صورت ہو جائے یا دریا میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا کی شکل بن جائے۔ اَقْبَرَهٗ سے مراد انسان کا قبر میں لے جایا جانا ہے اور اس کے مصداق کے لئے تدفین ظاہری لازم نہیں بلکہ آگ میں جل کر' پانی میں غرق ہو کر یا درندوں کی غذا بن کر' ہر حال اور ہر صورت میں انسان عالم قبر ہی میں جاتا ہے۔ اصطلاح میں قبر سے مراد عالم برزخ ہوتا ہے' ظاہری قبر مراد نہیں جس میں ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

ف۹: اتنے احسانات اور انعامات پا کر بھی یہ مغرور انسان اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتا' گویا نباتات کا یہ تمام نظام انسان بلکہ اس کے خادم چوپایوں ہی کی خدمت اور ضرورت کے لئے ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 824

وغیرہ کے اعتبار سے الگ جماعتیں بنا دی جائیں گی یا مطلب یہ کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔

تنبیہ: واقعات فنا کے بعد اب صور کے نخہ ثانی کے بعد خلق کی آفرینش ثانی کا بیان ہو رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف۶: اہل عرب میں یہ بری رسم تھی کہ وہ لڑکی سے بہت نفرت کرتے تھے اور اگر بس چلتا تو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ قرآن مجید چونکہ ہر قسم کی بری رسومات قبیحہ کی اصلاح کرنے کیلئے آیا تھا اس لئے اس رسم بد کی اصلاح کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ ہندوستان کے راجپوتوں اور دوسری قوموں میں اور دوسرے ملکوں میں بھی یہ رواج رہا ہے اس کی ہلکی سی شکل آج ''منع حمل''، ''کنٹرا سپشن''، ''برتھ کنٹرول'' وغیرہ جیسے خوشنما ناموں سے مہذب ملکوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ ان پر مواخذہ برابر ہوگا' چاہے لڑکی اس طرح زندہ دفن کی جائے یا لڑکا' صیغہ مونث صرف اس لئے استعمال ہوا ہے کہ عرب میں دستور لڑکی ہی کے دفن کرنے کا تھا۔ یہاں بجائے قاتل کے خود مقتولہ سے خطاب کرنے میں اشارہ یہ نکلتا ہے کہ زندہ درگور کرنے والا مردود قابل خطاب بھی نہیں۔ مفسرین نے آیت سے یہ دو مسئلے بھی نکالے ہیں ایک یہ کہ مشرکوں کے بچوں پر عذاب نہ ہوگا دوسرا یہ کہ کسی پر عذاب بغیر گناہ کے نہیں ہوتا۔

ف۷: لوگ اپنے عمل اپنے اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لیں گے' آیت کے یہ معنی کرنا کہ جب اخبارات و رسالے شائع ہونے لگیں' تو یہ اپنی انتہائی جہالت کا پردہ اپنے ہاتھ سے فاش کرنا ہے اور جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائے' مراد یہ کہ جب آسمان کے اوپر کی چیزیں بھی بے پردہ نظر آنے لگیں۔ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ جہنم تو آج بھی دہکی ہوئی ہے اُس وقت اور زیادہ دہکا دی جائے گی۔ اور اس وقت خود جنت اہل جنت کے بالکل قریب لے آئی جائے گی۔ یہ واقعات جب حشر کے میدان میں ہوں گے تو ہر آدمی نے جو کام یہاں سے وہاں اپنے لئے حاضر کئے ہوں گے اُس وقت وہ دیکھ لے گا اور ہر نیک و بد اُس کے سامنے آ جائے گا۔

بقیہ حوالہ نمبر 825

مخصوص و محدود دین نہیں۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ. یہ پورا فقرہ بدل ہے للعلمین کا۔

ف۸: یہاں اس حقیقت کا ایک بار پھر اعادہ کر دیا کہ بندہ کا ارادہ مطلق العنان اور مستقل بالذات نہیں ہوتا' بلکہ ارادۂ ربوبیت مطلق کے تابع و ماتحت ہوتا ہے۔ یہ اُن باطل فرقوں اور مذہبوں کی تردید ہے جنہوں نے ارادہ انسانی کو تمام تر آزاد اور غیر مقید سمجھا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے سورۃ دہر وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

ف۵: یہ تینوں واقعات یعنی آسمان کا پھٹ جانا' ستاروں کا جھڑ پڑنا' اور سمندروں کا ابل نکلنا' صور قیامت کے نخہ اوّل کے وقت ہوں گے اور نظام آسمانی و زمینی کے درہم برہم ہونے کے مظہر ہونگے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ جب یہ رواں دریا چیر دیئے جائیں گے یعنی ان کا پانی اِدھر اُدھر پھیلا دیا جائے گا تاکہ زمین خشک ہو جائے۔

ف۶: جب قبریں شق کر دی جائیں گی اور ان کے اندر سے مردے نکل پڑیں گے اور ان کو جمع کیا جائے گا' یہ بیان صور قیامت کے نفخہ ثانی کا ہے۔

ف۷: اس وقت ہر نفس جو زندگی میں پہلے کر چکا ہوگا اور جو نیک کام مثل صدقہ جاریہ یا بد عمل مثل رسوم قبیحہ وہ پیچھے چھوڑ گیا ہوگا تو وہ سب جان لے گا کیونکہ وہ اس کے سامنے آ جائیں گے۔

نیک کام کرنے والا خوش ہوگا اور برے کام کرنے والا روئے گا' مگر اس وقت رونے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور فائدہ اسی صورت میں ہے کہ اس دنیا میں سیدھا ہو کر چلے۔

ف۸: سوال سے مقصود غیرت دلانا ہے کہ ان نعمتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ تو شکر ادا کرتا چہ جائیکہ کہ تو اس ناشکری پر آمادہ ہو گیا۔ اس کا کرم دیکھ کر تو اور زیادہ شرمانا اور حلیم کے غصہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے تھا بے شک وہ کریم ہے لیکن منتقم اور حکیم بھی ہے پھر یہ غرور اور دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ اس کی ایک صفت کو لے کر دوسری صفت سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔ جو مالک و مولیٰ ساتھ ساتھ رحیم و شفیق بھی ہو اس کے بار احسان سے تو سر اور بھی جھک جانا چاہئے۔ انسان سے مراد اس سیاق میں کافر انسان ہے۔

بقیہ حوالہ نمبر 826

جب مفعول کو فعل سے پہلے لاتے ہیں تو مفعول میں تخصیص و تحدید کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی یہی مفہوم پیدا ہو گیا ہے کہ جب دوسروں سے بھلا ہوتا ہے تو اس وقت تو پورا ہی لیتے ہیں یہ آیت تجارتی اخلاق کی ایک بنیادی اور کلیدی آیت ہے جس کی مدح و توصیف یہودی پادریوں نے بھی کی ہے۔

ف۸: تجارتی دیانت و امانت اور کاروبار میں حسن معاملت کے سیاق میں حشر اور اس کی باز پرس کی یاد دہانی انہیں مزید موکد بنانے کے لئے ہے۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں تجربے گواہ ہیں کہ فرد و قوم دونوں کو دیانتدار بنانے میں جرمانہ کی سزاؤں اور جیل کی دھمکیوں سے کہیں زیادہ موثر کارگر اندر کا تقویٰ اور خوف آخرت ہی ہوتا ہے' اور قرآن حکیم ایسے موقعوں پر اسی حربہ سے کام لیتا ہے۔ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ل سے مراد ہے کہ رب العالمین کے حکم سے اور اس کی نافذ کی ہوئی سزا و جزاء بھگتنے کے لئے یا یہ مراد ہو کہ رب العالمین کی عظمت و تعظیم کے لئے حدیث نبوی میں یہی تفسیر آئی ہے۔

بقیہ حوالہ نمبر 827

سے دلیل وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور احادیث صحیحہ و مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

ف۵: جہاں جنتیوں کے نام درج ہیں اور اُن کے اعمال کے مرتب کر کے رکھے جاتے ہیں اور ان کی ارواح کو پہلے وہاں لیجایا جاتا ہے پھر وہاں سے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچایا جاتا ہے اور قبر سے بھی اُن ارواح کا ایک گونہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے' کہتے ہیں کہ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور مقربین کی ارواح اُسی جگہ مقیم رہتی ہیں۔ مقرب فرشتے یا اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے خوش ہو کر سومنین کے اعمالنامے دیکھتے ہیں اور اس مقام پر حاضر رہتے ہیں۔ یعنی وہ ایک اعلیٰ درجہ کا کتاب گھر ہے کسی کے اعمالنامے کا اس میں ہونا اُس شخص کی نجات کی علامت ہے۔

ف۶: اپنے اپنے محلات میں تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے یعنی دنیا میں جن لوگوں کی باہمی دوستی ہوگی وہ جنت میں بھی اسی طرح باہمی میل جول سے لطف صحبت پائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ جنت کے عجائب و مناظر اور دیدار جمال الٰہی مراد ہو کیونکہ ینظرون 'محجوبون کے مقابلہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا ہے اس لئے قرینہ بھی اسی معنی کو چاہتا ہے۔ اللہ اعلم۔

ف۷: اہل جنت کی مسرتیں نمایاں ہوں گی اور ان کے چہروں ہی سے جھلک رہی ہوں گی۔

ف۸: ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سلف نے کہا ہے کہ رحیق نام ہے شراب کا جو نہایت پاکیزہ خوش ذائقہ اور راحت بخش ایسی کہ جس میں لذت تو اعلیٰ درجہ کی ہوگی مگر نشہ یا دردسر نام کو نہ ہوگا۔ لقولہ تعالیٰ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزِفُونَ ۔ يُسْقَوْنَ کا صیغہ مجہول اہل جنت کے مرتبہ وعظمت پر دلالت کر رہا ہے۔ تو اصل حاصل کرنے کے لائق اور شوق کے قابل یہ نعمتیں ہیں نہ کہ دنیوی نعمتیں۔ تو معلوم ہوا کہ بعض صوفیا جو کہتے ہیں کہ بہشت کا شوق رکھنا کچھ کمال نہیں تو اُن کا یہ قول بالکل غلط اور قرآن کے خلاف ہے۔

ف۹: جیسے دنیا میں تیز شراب میں سوڈا واٹر وغیرہ ملاتے ہیں اس شراب میں بھی ملائیں گے اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی۔ تسنیم جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ مقربین اس میں سے برابر پیتے ہی رہیں گے اور ابرار کو بھی شراب خالص کے ساتھ کوئی جزو اس آب تسنیم کا مرحمت ہوتا رہے گا۔ عارفین نے کہا ہے کہ آب تسنیم میں شاید کوئی خاص قوت ہے جو لذات جسمانی اور رغبات نفسانی سے چھڑا کر تمام تر شوق حضور وسرور لقا پیدا کر دیتی ہے۔ عوام اہل جنت کو اسی لئے اس میں سے کچھ کچھ بقدر اُن کے تحمل کے عطا ہوتا رہے گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 828

گی جن کا تعلق اعمال عباد کے مجازات سے ہے۔ مقصود دونوں جگہ یہ ہے کہ جس حاکم علی الاطلاق کی اطاعت سے آسمان وزمین تک کو انکار نہیں تو پھر انسان کو کیا حق ہے کہ اُس کے حکم تشریعی سے سرتابی کرے۔

ف۶: یعنی رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے۔ تو اے انسان تو عمل میں کوشش کرنے والا ہے پھر جو تو نے اچھا یا برا عمل کیا ہے اس سے تیری ملاقات ہوگی یا تو اپنے رب سے ملنے والا ہے پھر وہ تجھے تیرے اعمال کا بدلہ دے گا۔

كَادِحٌ كَدْحًا کدح کے معنی سعی وجہد کے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ میں خطاب جنس انسان سے ہے۔

ف۸: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے حساب میں مناقشہ ہوا تو اس کو عذاب دیا جائے گا حضرت عائشہؓ نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا فرمایا یہ کچھ حساب نہیں ہے لیکن پیش ہونا ہے اور جس کے ساتھ حساب میں مناقشہ کیا گیا تو وہ قیامت کے دن معذب ہوگا حساب کی آسانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ سرے سے کوئی باز پرس ہی نہ ہو اور محض ضابطہ کی پیشی ہو کر رہ جائے ام المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ حساب یسیر کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ پر نظر فرما کر درگزر کرے گا۔ یعنی اُس کے اعمال نامہ میں اگر کوئی گناہ ہوگا تو اُسے آگاہ کر دیا جائے گا کہ تو نے یہ اچھا نہیں کیا جا ہم نے بخش دیا اور جس سے حساب میں مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا۔ (مناقشہ..... حساب میں بحث وتکرار کو کہتے ہیں)۔

ف۹: اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف جنت میں خوشی بخوشی لوٹے گا کہ میں تو خوب سستا چھوٹ آیا پس یہ علامت اس کی نجات کی ہوگی۔ اللھم اجعلنا من اصحاب الیمین۔

ف۱۰: یعنی بائیں ہاتھ کے کندھے کے اوپر سے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ملے گا' فرشتے سامنے سے اس کی صورت دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے گویا انتہائی کراہت کا اظہار کیا جائے گا یہ ذکر اہل جہنم کفار کا ہو رہا ہے کہ انہیں نامہ اعمال پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اللھم نعوذ باللہ ان نکون من اصحاب الشمال۔

بقیہ صفحہ نمبر 829

شیعی کتب کی بعض روایات (کافی) میں ہے کہ شاہد سے مراد ذات رسالت علیہ السلام ہیں اور مشہود سے مراد جناب علیؓ مرتضیٰ ہیں اگر اس کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر نبی ﷺ کے حق میں تو آیا ہے جِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا مگر جناب علیؓ کے بارے میں ثبوت کیلئے ان کے پاس کون سی دلیل ہے گویا کہ یہ ان کی مسلکی بات ہے ورنہ ثبوت ان کے پاس کوئی نہیں۔ شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ دونوں کا صیغہ نکرہ میں ہونا اُن کے اظہار تعظیم کے لئے ہے۔ بعض محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ شاہد و مشہود دونوں کا مفہوم عموماً کامل رکھتا ہے ہر حاضر ہونے والا ہر دیکھنے والا شاہد ہے اور جو دکھایا جائے اور جو حاضر کیا جائے وہ مشہود ہے۔ (واللہ اعلم)

تنبیہ: جامع البیان والے نے کہا ہے کہ جو رب قسم محذوف ہے گویا اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ مکہ کے کافر بھی ایسے ملعون ہیں جیسے وہ کھائیاں کھودنے والے۔

ف۱: حدیث شریف میں ہے کہ سابق زمانہ میں عرب کے ایک صوبہ میں ایک بادشاہ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں اُس بادشاہ کا نام یوسف اور اس کا علاقہ نجران آیا ہے۔ اُس بادشاہ نے خندقیں کھود کر آگ جلوائی اور اُس زمانہ کے موحدین مومنین کو اس آگ میں ڈال کر خود اپنے خدام وغیرہ کے ساتھ ان کا تماشہ دیکھتا رہا۔ اس بارے میں بہت سی روایات ہیں اس لئے مزید معلوم کرنے کیلئے کتب تفاسیر دیکھئے۔ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں ۵۲۳ء میں یمن کا بادشاہ ایک ظالم یہودی ذونواس نامی حمیری خاندان کا تھا' مذہب حق اس وقت نصرانیت تھا' حضرت مسیح کی صحیح تعلیمات کے مطابق اُس نے نصرانیوں پر شدید ظلم توڑنے شروع کئے اور آگ کی ایک بڑی بھٹی بنا کر اس میں انہیں جھونکا۔ روم کے تخت پر اس وقت شہنشاہ جسٹینین فرمانروائی کر رہا تھا۔ اس کی تحریک اور ایماء سے حبشہ کے مسیحی بادشاہ (نجاشی) نے یمن پر حملہ کر کے بالآخر اس پر اپنا قبضہ کر لیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 831

مالا مال کر دیتا ہے جیسے بارش آسمان کی طرف سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیض یاب کرتی ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روئد ودر شور بوم خس

نیز قیامت میں غیبی بارش ہوگی جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے جس طرح یہاں بارش کا پانی گرنے سے مردہ اور بے جان زمین سرسبز ہو کر لہلہانے لگتی ہے۔

ف۲: یعنی یہ حق کی مخالفت میں ہر طرح کا زور لگا رہے ہیں اور ساری چالیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے جواب میں ان کی نظروں سے مخفی اُن کے انتقام وعقوبت کا حکم جاری کر رہا ہے جس سے ان کی چالوں کا اثر مٹ جاتا ہے یہ عنقریب ایسے جال میں پھنسیں گے کہ اس سے ان کو نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ ادھر سے خدائی تدبیریں ان کے انتقالم وعقوبت کی ہو رہی ہیں اور لفظ کید جب اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہوتا ہے تو اس سے مراد معاندین کی چالوں کو اُلٹ دینے کی ہوتی ہے۔

ف۶: علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ سورت بہت پیاری تھی (رواہ احمد) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور نماز جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھا کرتے تھے۔ اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد نسائی)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم اس کو رکوع میں رکھو (پڑھو) اور جب یہ آیت آئی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی تو فرمایا تم اس کو اپنے سجدے میں رکھو۔ رواہ احمد۔

ف۷: کمالات الٰہی میں سے یہاں دو الگ الگ کمالات کا ذکر ہے پہلا کمال عمل تخلیق کا کہ ہر ایک معدوم کو موجود کر دیا دوسرا کمال عمل صفائی کا کہ ہر چیز کو اس کے ہر جزو میں بالکل ٹھیک ٹھیک اور ہر طرح کے تناسب اور رموز ونیت کے ساتھ بنایا۔

ف۸: ہم آپ کو بہت سے علوم پڑھائیں گے اور خصوصاً قرآن کا درس دیں گے اور آپ کو وہ بھولے گا نہیں لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو آپ بتقاضائے بشریت اس کو بھول جائیں گے۔ چاہے وہ کاغذوں میں لکھا ہو مگر حافظہ سے نکل جائے گا اور اس سے دین یا تبلیغ میں کوئی نقصان نہیں آئے گا بلکہ یہ اظہار قدرت ہوگا کیونکہ غیب کا علم کلی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے اور ہر ظاہر اور مخفی کو وہی جانتا ہے اس لئے کسی بشر میں یہ وصف نہیں ہو سکتا۔

ف۹: ایک اور انعام بھی ہم آپ کو دیں گے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو آپ کے کام میں جب کبھی مشکل پڑے گی تو ہم اُسے آسان کر دیں گے اور کسی قسم کی مشکل یا غم نہ رہنے دیں گے۔ اس میں سہولت حفظ، سہولت فہم، سہولت عمل اور سہولت تبلیغ ہر قسم کی سہولتیں آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت وعبادت اور ملک وملت کی سیاست کے طریقے وغیرہ تمام آسان کر دیئے جائیں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 832

پر نہ ہونے کی وجہ سے بے کار ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی تکلیفیں اٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے خسر الدنیا والاخرة اسی کو کہتے ہیں۔

ف۸: عرب میں ایک قسم کا گھاس ہے اس کو شبرق کہتے ہیں جب سوکھ جاتا ہے تو اس کو ضریع کہتے ہیں اور وہ زہر قاتل ہے۔ شیخ الاسلام امرتسریؒ نے اس کے معنی تلخ تھوہر لکھے ہیں اور صاحب عثمانی نے اس کے معنی خاردار درخت لکھے ہیں جو دوزخ میں ہوگا اور اس کی تلخی ایلوے سے زیادہ اور بدبو میں مردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے بڑھ کر ہوگی۔ اللہ اعلم۔

ف۹: یعنی خوش ہوں گے کہ اپنی کوشش ٹھکانے لگی اور محنت کا پھل بہت خوب ملا۔

بقیہ صفحہ نمبر 833

عیاں ہے۔

ف۱۰: وَلَیَالٍ عَشْرٍ ذی الحجہ کی پہلی دس تاریخیں مراد ہیں احادیث میں ان کی بڑی فضیلت ثابت ہے۔ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اپنے عموم اطلاق کے لحاظ سے یہ دو لفظ دنیا کی ہر زوج اور ہر فرد اور کائنات کی تمام اشیاء پر حاوی ہیں۔ والشفع سے ذی الحجہ کی متبرک دسویں تاریخ مراد لی گئی ہے جسے یوم منیٰ بھی کہتے ہیں جو معنوی لحاظ سے حج کے موقع پر منیٰ میں قیام اور باقی شعائر حج کی ادائیگی کی تاریخ ہوتی ہے۔ والوتر ذی الحجہ کی متبرک ترین نویں تاریخ مراد لی گئی ہے جو بالکل حج کا دن اور عرفات میں حاضری کی تاریخ ہوتی ہے یا جفت سے مراد ایام تشریق کے پہلے دو دن یعنی گیارہویں اور بارہویں تاریخ اور طاق سے تیسرا دن تشریق کا یعنی تیرہویں ذوالحجہ کی تاریخ مراد ہے۔ یا جفت وطاق سے مراد فرض نمازیں ہیں بعض جفت ہیں اور بعض طاق یا شفع سے خلقت اور وتر سے اللہ تبارک وتعالیٰ مراد ہے ان معنوں پر بہت سے سلف کا اتفاق ہے۔

شیعہ کی ایک روایت میں ہے شفع سے مراد امام حسنینؓ ہیں اور وتر سے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہی نہیں واہ بھئی واہ۔ اس قسم کی قسمیں اٹھانے کا عرب میں عام دستور تھا قیس مجنوں کا شعر ہے

یعنی لیلیٰ کہتی ہے مجھے اس سے محبت نہیں قسم ہے عشرہ کی راتوں کی قسم ہے جوڑے اور طاق کی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے صبح کی قسم کے مقابلے میں رات کے جانے یا آنے کی قسم اٹھائی قسم ہے رات کی جب چلتی ہے جس بات کا تم کو دعوہ دیا جاتا ہے وہ بے شک ہو کر رہے گا۔

ف۱۱: هل یہاں استفہامی نہیں بلکہ تاکید مفہوم کے لئے ہے۔ ذالك جس کا ابھی ذکر ہو چکا۔ ذی حجر صیغہ کی تنکیر سے مفہوم یہ نکلا کہ ہر شخص جس میں کچھ بھی فہم ہے وہ ایسی قسموں کو معظم سمجھے گا۔

ف۱۲: شیخ الاسلام امرتسری نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں ارم کے بارے میں کئی اقوال ہیں اور میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ارم تو قوم عاد کا مورث اعلیٰ تھا پس ارم عاد کا بدل ہے یہ نام اسی طرح ہے جیسے قریش جو کہ مورث اعلیٰ کا نام ہے مگر قوم پر بولا جاتا ہے۔ پس یہاں عاد سے عاد اولیٰ مراد ہے عاد ثانیہ نہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ قوم ثمود میں جو شاہی خاندان تھا اسے ارم کہتے ہیں۔ اللہ اعلم۔

بقیہ صفحہ نمبر 834

ایک طبعی امر ہے البتہ اس محبت میں ایسا غلو کہ جس سے دوسروں کی حق تلفی کی نوبت آ جائے سراسر ممنوع ہے۔

ف۱: پہاڑوں کو اٹھا کر پانی میں ڈال کر چٹیل میدان کر دیا جائے گا۔ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۔

ف۲: حق تعالیٰ کے تشریف لے آنے سے مراد حشر میں کسی ایسی تجلی کا ظہور ہے جو اس وقت نا قابل فہم ہے اسی لئے اس آیت کا شمار متشابہات میں ہے بعض اکابر سے یہ بھی منقول ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور تقدیر کلام یوں ہے۔ وَجَاءَ اَمْرُ رَبِّکَ یعنی حق تعالیٰ کے احکام یا فیصلوں کا ظہور ہونے لگے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تاویل عقیدہ سلف صالحین کے سراسر خلاف ہے لہٰذا درخور اعتناء نہیں۔ عقیدہ دوسطیہ (عفیف)

ف۱: زبان پر یہ الفاظ کمال حسرت و یاس کے عالم میں آئیں گے لہٰذا اس بات کو ذہن نشین کر لیجیے۔ یہاں حیات اخروی کو مطلق حیات سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور ہے بھی یہی واقعہ حیات کا اطلاق تو صرف اس حیات پر صحیح ہو سکتا ہے جس کے بعد موت کی کوئی صورت ہی نہ ہو۔

بقیہ صفحہ نمبر 835

چل کر پتہ لگے گا کہ یہ سب خرچ کیا ہوا مال یونہی برباد گیا بلکہ الٹا وبال جان ہوا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نافرمانیوں میں خرچ ہوا تھا۔ لَمْ یَرَہٗ یہاں لن کے معنی میں تحقق وقوع کے اظہار کے لئے ہے۔

ف۲: ان تمام نعمتوں کا مقصد کیا یہ نہ تھا کہ وہ طاعت وشکر گزاری میں لگ جاتا۔ آنکھیں انسان کے لئے خارج کے محسوسات اور مدرکات کے بارے میں سب سے بڑی نعمت ہیں اور زبان اور ہونٹ مافی الضمیر کے اظہار کے ذریعہ ہیں۔ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ یعنی خیر وشر دونوں کی راہیں بتلا دیں تا کہ برے راستے سے بچے اور اچھے راستہ پر چلے اور یہ بتلانا اجمالی طور پر عقل وفطرت سے ہوا اور تفصیلی طور پر انبیاء ورسل کی زبان سے۔ بعض نے نجدین سے مراد عورت کے پستان لئے ہیں یعنی بچے کو دودھ پینے اور غذا حاصل کرنے کی جگہ بتادی۔ جامع البیان والے نے لکھا ہے کہ کفر وایمان مراد ہے یا دودھ کے پستان۔

ف۳: عقبہ لفظی معنی پہاڑ کی گھاٹی کے ہیں' یہاں مراد دین کی گھاٹی ہے اور دین کے کاموں کو گھاٹی اس لئے کہا گیا کہ یہ بھی نفس پر شاق گزرتے ہیں' دین کے کاموں سے مراد غلاموں کو آزاد کرنا' قحط وگرانی کے زمانہ میں بھوکوں کو کھانا کھلانا' یتیموں کی خدمت کرنا' محتاجوں کی خبر لینا' مسغبہ' سغب کے معنی میں اور مقربہ قرابت کے معنی میں اور متربہ فقر کے معنی میں' تینوں مصدر میمی ہیں۔ حاصل یہ کہ مندرجہ مواقع مال خرچ کرنے کے ہیں نہ یہ کہ شادی غمی کی فضول رسموں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں روپیہ برباد کر کے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا وبال سر لیا جائے۔

ف۴: ثم یہاں تضخیم مرتبہ کے لئے ہے' یعنی یہ پہلی فضیلتیں تو یہ بدبخت کافر کیا حاصل کرتا اس سے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ ایمان لے آتا اور کم از کم صبر ورحمت ہی کی تلقین وتبلیغ کرتا' مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں تین چیزوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے' ایک ایمان لانے کی دوسری اس پر ثابت رہنے کی اور تیسری ترک ظلم کی اور تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ تمام حقوق اللہ کی ادائیگی کا جامع ہے' جس طرح تواصوا بالمرحمة تمام حقوق العباد کی ادائیگی کا جامع۔

بقیہ صفحہ نمبر 836

نفس مثل سونے کے ہے جو کان سے خاک آلودہ نکلتا ہے' اور جب نکالنے کے بعد اُسے صاف کرتے ہیں تو پھر اس کی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی نفس فطرتاً شرارت آمیز ہے اسی لئے ملائکہ نے کہا تھا اَتَجْعَلُ مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا اس لئے ضرورت ہے کہ نجات کا متلاشی اپنے نفس کو شرارت کی آمیزش سے پاک کرے اور وہ شرارت یہ ہے کہ منعم کی ناشکری' ہم جنس سے حسد' نچلے لوگوں پر غرور' کینہ' عداوت اور سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ سے بے نیازی ہے' اور جو شخص نفس کو ان فطری الائشوں سے مثل سونے کے پاک کر لے تو وہ مثل سونے کے قیمت پائے گا جس کا نام نجات ہے' اور جو ان آلائشوں میں پڑا رہے تو وہ خاک آلودہ سونے کی طرح اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔ یہی معنی ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کے۔ اللهم ما جعلنا من المفلحين.

ف۵: جب اُن میں ایک بڑا شریر النفس (قیدار) کھڑا ہوا' اور اُس نے معجزاتی اونٹنی کو تکلیف سے مار دیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ قوم ثمود نے خود ہی یہ معجزاتی اونٹنی مانگی اور جب وہ نبی کی دعا سے پیدا ہوئی تو وہ لوگ اس کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے' پس ان کو صالح علیہ السلام نے نہایت نرمی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اونٹنی اور اس کے پینے کا حصہ چھوڑ دو لقوله تعالى لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ يَشْرَبُ يَوْمٌ مَّعْلُوْمٌ. مگر وہ باز نہ آئے۔

ف۶: حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ اَلِيْمٌ﴾ (الاعراف:۷۳) اس اونٹنی کو نقصان پہنچانے کا کبھی بھی خیال نہ کرنا ورنہ تو سخت دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے' لیکن ان لوگوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا' نبی صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی سب کو مٹا کر برابر کر دیا' هَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ اور اللہ تعالیٰ کو اُن سے بدلہ لینے میں کوئی خوف اور خطرہ نہ تھا' جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ کسی دشمن کو مغلوب کر کے زیادہ ستانا نہیں چاہتا اس خیال سے کہ کبھی اس کو مجھ پر غلبہ ہو جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ تکلیف نہ دے' یا اس کا کوئی حمایتی مجھ پر ٹوٹ پڑے' یا کہیں ملک میں شورش برپا ہو جائے' اور ملکی انتظامات میں خلل پڑ جائے اللہ تعالیٰ کو ان سے کسی بھی قسم کا کوئی خوف اور خطرہ نہ تھا کیونکہ کسی مخلوق کا خالق پر غالب آ جانا یہ بالکل ہی ناممکنے۔ امنا بالله و عزته و جلاله. اس میں اس مسیحی اور مشرکانہ عقیدہ کی تردید آ گئی' کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے افعال پر کبھی ندامت اور پچھتاوا ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 837

وقت خوش اور مطمئن ہوں گا جب میری امت میں کوئی ایک بھی آدمی دوزخ میں نہ رہ جائے۔ مضمون آیات کا عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں ہوا اور یہ ان کی فضیلت و برتری کی بہت بڑی دلیل ہے' زہے نصیب اُس بندے کے جس کے اتقیٰ ہونے کی تصدیق آسمان سے ہو' اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو سَوْفَ يَرْضٰى کی بشارت سنائی جائے۔ یہ بشارت عکاسی کرتی ہے اُس بشارت عظمیٰ کا جو آگے نبی کریم ﷺ کے حق میں آ رہی ہے' وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. مفسرین نے کہا ہے کہ آیت سے اشارہ خصوصی صدیق امت حضرت ابوبکرؓ کی جانب ہے' جس طرح کہ اس سے قبل کی آیات میں اس کے مقابل الاشقیٰ سے اشارہ خصوصی ابوجہل کی طرف ہے' مزید شرف مومن اور متقی کا یہ ہے کہ یہ اپنے خرچ میں حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے علاوہ اس میں کوئی دوسرا مقصد شریک نہیں ہونے دیتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 838

تک آپ شریعت کے راستے سے واقف نہ تھے جیسے فرمایا: ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِيْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ﴾ (الشوریٰ: ۵۲)

(۳) ملنا: جیسے عرب بولتے ہیں ضل الماء فی اللبن. پانی دودھ میں مل گیا' یعنی آپ قوم کفار کے اندر گم تھے اور آپ کی شان کسی کو معلوم نہ تھی تو اللہ نے آپ کو رسول بنا کر ممتاز کر دیا۔

(۴) جو درخت اکیلا ہو اور دور سے نظر آئے تو عرب لوگ اس کو ضال کہتے ہیں' یعنی جس سے بھولے ہوئے مسافر راستہ معلوم کریں۔ اس آیت میں راہ نما اکیلا درخت فرمایا' یعنی آپ نے بھولے ہوؤں کو راستہ دکھایا۔

(۵) لغت کے لحاظ سے جو راستہ بھول جائے اُس کی دو قسمیں ہیں: (۱) گمراہ حقیقی جس نے رب تعالیٰ کا راستہ بھلا دیا۔ (۲) جس سے دنیا کا راستہ گم ہو جائے۔ چنانچہ نبی ﷺ چھوٹی عمر میں گھر کا راستہ بھول گئے تھے تو جو گمراہی رب سے دور کرتی ہے وہ انبیاء کے حق میں محال ہے' انبیاء تو معصوم ہوتے ہیں۔

نکتہ: امام رازیؒ نے فرمایا: ضال کے معنی اگر کفر و ضلالت کے کئے جائیں تو خطاب نبی ﷺ کی قوم سے ہوگا' یعنی آپ کی قوم گمراہ تھی ہم نے ان کو اسلام کا راستہ دکھایا۔ مفسر ابو حیان غرناطیؒ لکھتے ہیں کہ یہاں مضاف رهط محذوف ہے' جیسا کہ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ میں اهل محذوف ہے۔

نکتہ: قریش کا آپ کے قتل کا ارادہ کرنا' اور آپ کو ہجرت کا راستہ معلوم نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھا دیا اور مدینے شریف پہنچا دیا۔ حاصل یہ کہ آپ اصلی طور پر آپ شروع میں اصول و ارکان شریعت سے بیگانہ محض تھے پھر اُسی نے آپ کو دین شریعت کا پورا پورا علم دے دیا۔

ف۶: سائل کو کسی حال میں بھی جھڑکنا نہ چاہئے یہ صحیح نہیں کیونکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اُسے محض سوال کرنے پر جھڑکنا نہ چاہئے بلکہ اگر کچھ نہ دینا چاہو تو صرف نرم الفاظ میں معذرت کر دینی چاہئے' لیکن سائل اگر پیچھا نہ چھوڑے اور اپنی بات پر اڑا رہے جس سے طبیعت میں تنگی پیدا ہونا طبعی امر ہے تو پھر اُسے جھڑک دینے میں کوئی حرج نہیں۔

ف۷: بے شک یہ اسی شرح صدر کا نتیجہ ہے کہ آپ حوصلہ کرتے ہیں' مگر ان کی بدزبانی اور طعن و تشنیع چونکہ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے' اس لئے آپ جیسا حلیم و سلیم بھی کبھی کبھی دل تنگ ہوتا ہے گو کہ ایسا ہونا نہیں چاہئے کیونکہ آپ ہماری طرف سے اس عہدہ پر مامور کئے گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور الٰہی ہوئے تھے تو دُعا کی تھی رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ شرح صدر وہ مقام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب و آرزو کے بعد عنایت ہوا تھا صوفیا کے ہاں شرح صدر بڑی دولت ہے' جس کی بابت کہا گیا ہے۔ ؎

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ
عارف کہ بر بحر تنک آب است ہنوز

جو بعض روایات میں آیا ہے کہ لڑکپن میں نبی ﷺ کا سینہ چیرا گیا تھا وہ بھی دراصل اس شرح صدر کا پہلا زینہ ہے' اصل مقصود شرح موسوی ہے۔ فافہم۔

ف۸: ہم نے آپ سے تبلیغی بوجھ بذریعہ اتباع کے ہلکا کر دیا: هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ. یعنی جب آپ اکیلے تھے تو تبلیغ کا بوجھ آپ اکیلے پر تھا' اب جو چند باہمت افراد آپ کے تابع ہو گئے ہیں تو آپ کے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں اور بٹاتے رہیں گے۔ وزر کے معنی اس کے گناہ کے بھی کئے گئے ہیں اگر یہ دوسرے معنی مراد لئے جائیں تو اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آپ سے گناہوں کو دور رکھا ہے' جن کی فکر آپ کو کھائے جاتی تھی۔

ف۹: چنانچہ کلمہ شہادت' اذان' اقامت اور تشہد میں' خالق کے نام کے ساتھ ساتھ اگر مخلوق میں سے کسی کا نام آتا ہے تو وہ آپ ہی کا ہے۔ لك میں ل تخصیص کا ہے' یعنی ایسی رفعت آپ ہی کے لئے ہے اور کوئی اس میں آپ کا شریک نہیں' آپ کے ذکر کی بلندی کا مطلبیہ بھی ہے کہ منکرین و معاندین میں جو چوٹی کے سردار و اکابر ہیں اُن تک کو آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف ہے۔

ف۱۰: یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں جو بھی سختیاں آپ نے برداشت کی ہیں اور جن مصائب سے آپ کو گذرنا پڑا اُن میں سے ہر ایک سختی کے ساتھ کئی آسانیاں ہیں' مثلاً حوصلہ فراخ کر دینا جس سے اُن مشکلات کو برداشت کرنا آسان ہوگا اور ذکر کا بلند کرنا جس کا تصور بڑی بڑی مصیبتوں کے تحمل (یعنی برداشت کرنے کو) آسان کر دیتا ہے وغیرہ۔ وفی الحدیث لن یغلب عسر یسرین لو جاء العسر فدخل هذا الحجر لجاء الیسر حتی یدخل علیه فیخرجه. آیت کی تکرار وعدہ کی تاکید کے لئے ہے' تاکہ مسلمانوں کے دل بڑھے رہیں اور ان پر امید کا پہلو غالب رہے۔ (معالم)

عارف باللہ حضرت حافظ محمد لکھویؒ نے تفسیر کرتے ہوئے یہاں پنجابی کے جو اشعار لکھے ان کا اردو میں خلاصہ یہ ہے کہ لفظ عسر جو یہاں دو مرتبہ الف لام کے ساتھ معرفہ آیا ہے اور یسرا دو مرتبہ تنوین کے ساتھ نکرہ آیا ہے تو یہ عرب کے قاعدہ کہ نکرہ کے بعد جو معرفہ آئے تو ان دونوں سے ایک ہی مراد ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے جیسے قولہ تعالیٰ ﴿اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾ (المزمل: ۱۶' ۱۵) اور جاء الرجل فقام رجل جا و جاء رجل فقام رجل۔

کیونکہ اس وقت دنیا سے آپ کے انتقال کا وقت آ جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورہ نصر میں اللہ نے اشارۃً یہ فرمایا کہ فتح کے بعد نبیعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال قریب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مولوی مقبول احمد صاحب شیعہ نے ترجمہ یوں لکھا ہے "جب تم فارغ ہو چکو تو اپنا قائم مقام مقرر کر دو" مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خلافت کے لئے مقرر کرنے کا حکم انہی نبی ﷺ کو تھا' چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام فرمایا۔ مگر اصحاب نے نہ مانا اور اُس کے بعد اہل سنت کے تمام فرقوں نے اس تقرر کو تسلیم نہ کیا جو درحقیقت عذاب کے حکم سے رسول علیہ السلام نے فرمایا تھا اس لئے یہ لوگ ظالم ہیں' اور لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کے تحت ہیں۔ حقیقت میں یہ بات اس طرح نہیں اور اس کے سمجھنے کے لئے ہم ایک واقعہ پیش کرتے ہیں انصار مدینہؓ نے کہ کہا کہ ایک امیر ہم میں سے بھی ہوگا منا امیر و منکم امیر. تو اُن کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث پیش کی الائمة من القریش. کہ امیر قریش میں سے ہوگا چونکہ یہ حدیث رسول علیہ السلام تھی تو اسے سب نے تسلیم کیا اور اپنا دعویٰ امارت چھوڑ دیا مگر اس کے مقابلہ میں کسی نے وہ حدیث پیش نہ کی جس میں آنحضرت ﷺ نے جناب علی مرتضیٰؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا' اگر انصار سے بھول چوک ہو گئی تھی تو پھر حضرت علیؓ یا دیگر ارکان اہل بیت نے وہ حدیث کیوں نہ پیش کر دی۔ مضمون صاف تھا کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ نے حدیث پیش کر کے انصار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو روکا ہے۔ اب ایک حدیث فیصلہ رسالت کی سنا کر ہم آپ کو قائل کرتے ہیں' وہ حدیث یہ ہے کہ جناب رسالتمآب (ﷺ) نے قریش میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام اپنا مقرر فرمایا ہوا ہے جس کے آپ اور فلاں فلاں گواہ ہیں۔ حالانکہ اس کے پیش کرنے کا موقع تھا۔ تاہم پیش نہیں کی کیونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث ہی نہیں ہے۔ جس سے شیعہ کا دعویٰ ثابت ہو سکے۔ اسی ایک ہی بات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کا دعویٰ خلافت بلافصل ثابت نہیں۔ ہاں اصل سنت کا دعویٰ خلافت ابوبکر بلافصل کو قوت پہنچ سکتی ہے' ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ تحریم۔

بقیہ حاشیہ نمبر 839

کو پڑھنے کیلئے کہا جا رہا ہے' آپ نے فرمایا میں کیا پڑھوں میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں' جبرئیلؑ نے پھر بھینچا' پھر یہی گفتگو ہوئی پھر تیسری مرتبہ بھینچا۔ تیسری مرتبہ کے بعد کا نتیجہ روایت میں مذکور نہیں' خاکسار کی ناقص تحقیق یہ ہے کہ تیسری مرتبہ کے بعد نبیؐ کو شرح صدر ہوا کہ جبرائیلؑ کے اقراء کہنے سے کسی عبارت کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا نام ذکر کرنا ہے' اس لئے آپ ذکر کے شغل میں لگ گئے۔ اصل تہہ کی بات یہ ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ پر جو ب ہے اس کے دو معنی ہیں' ایک یہ کہ ب ذریعہ پر ہے ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ پڑھ ان معنے سے نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں پڑھا نہیں ہوں' دوسرے معنی یہ ہیں کہ ب مفعول بہ پر آئی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام لغت ابوعبیدہ کے حوالہ اور عربی شعر کی سند پر ان معنی کا ثبوت دیا ہے کہ قرأت کے مفعول بہ پر ب جارہ آ جایا کرتی ہے اور پہلے معنے دوسرے کی نسبت زیادہ متبادر ہیں اسی لئے نبی علیہ السلام کا ذہن مبارک ادھر منتقل ہوا مگر جبرائیل علیہ السلام کے بھینچنے سے دوسرے معنی کا کشف ہو گیا۔ اس لئے تیسری مرتبہ وہ جواب نہیں دیا جو پہلی دو مرتبہ دیا تھا کیونکہ آپ سمجھ گئے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ کے نام کا ذکر کر۔ لہ الحمد۔

تنبیہ:۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ کے بعد کل شیء محذوف ہے۔

ف۷: آپ کا پروردگار بڑی عزت اور شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا اور اظہار مافی الضمیر کرنا سکھایا' دیکھو فن کتابت سے دنیا میں کتنے فائدے ہیں یہ فن اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے انسان کو حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ بھی انسان اپنی ضروریات میں جو نہ جانتا تھا وہ اس کو سکھایا اللہ تعالیٰ کی تعلیم میں مومن و کافر سب برابر ہیں اور یہ فیض علمی کسی سے مخصوص نہیں ہے نہ کوئی بلا عذر اس سے محروم ہے۔ مالم یعلم سے بعض نے وہ قواعد علمی مراد لئے ہیں جن سے ہر مجہول معلوم بن سکتا ہے اور بعض نے وہ اسرار و علوم نبوت مراد لئے ہیں جن کے لئے عقل و حواس بشری کافی نہ تھے صرف حق تعالیٰ نے انہیں رسول پر وحی کر کے تمام انسانوں تک پہنچا دیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دے گا اور ممکن ہے ادھر بھی اشارہ ہو کہ جس طرح مفیض و مستفیض کے درمیان قلم واسطہ ہوتا ہے اللہ اور محمد کے درمیان جبرائیل محض ایک واسطہ ہیں جس طرح قلم کا توسط اس کو لازم نہیں کہ وہ مستفیض سے افضل ہو جائے تو ایسے ہی یہاں جبرئیل علیہ السلام کی حقیقت کا محمد ﷺ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

ف۸: یہاں بتایا کہ انسان کے حد عبودیت سے نکل جانے اور سرکشی اور طغیان کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود کو اپنے خالق کی طرف سے بے نیاز سمجھنے لگتا ہے۔

کلا ہمیشہ تردید ہی کے معنی میں نہیں بلکہ زور و تاکید کے موقع پر "یقیناً" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس گمراہی کا ایک ہی علاج ہے کہ اے انسان تو دل میں یقین کر لے کہ تیرا ہر بات اور ہر کام میں پروردگار کی طرف رجوع ہے کیونکہ دنیا کی تمام حرکات کا پاور ہاؤس اور موجد وہی ہے' تمہارا وجود تمہاری زندگی اور تمہاری موت یہ سب اُسی کے حکم سے وابستہ ہے۔ قلب میں انابت یعنی جھکاؤ اور پستگی پیدا کرنے کا اس سے زیادہ موثر اور کوئی طریقہ نہیں کہ انسان ہر وقت اپنے اسی انجام و عاقبت کا احساس اور خیال دل میں رکھے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 840

جاتا ہے' الف شہر' یا ضمی کے حساب سے ۸۳ سال ۴ ماہ ہوتے ہیں' مطلب یہ کہ لیلۃ القدر میں عبادت کرنا ان ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جن میں یہ رات نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی عدد متعین مراد نہ ہو بلکہ محاورہ عرب کے مطابق محض کثرت کا زیادہ ہونا مراد ہو۔

ف۹: اس شب میں عام ملائکہ رحمت اور حضرت جبرائیل کی تجلیات زمین پر کسی مخصوص نوع کی ہوتی ہے جس کی تفصیل کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے' یہ جبرئیل اور دوسرے فرشتوں علیہم السلام کا نزول بھی از خود نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تمام تر حکم الٰہی کی ماتحتی میں ہوتا ہے اور وہ دنیا میں نیک و بد بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں' بدوں کے لئے توفیق عمل کی دعا کرتے ہیں اور نیکوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ من کل امر تقدیر کلام یہاں من اجل کل امر سمجھی گئی ہے' گویا من لام تعلیل کے معنی میں ہے۔ کل امر سے مراد امر خیر ہو' یعنی ہر قسم کے امور خیر لے کر یا انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال میں مقدر ہیں اُن کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۱۰: یعنی وہ رحمت کسی خاص حصہ شب کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ صبح تک برابر اس کی بارش جاری رہتی ہے۔ سَلٰمٌ کے معنی ہر خوف سے نجات کے ہیں' اور اس میں یہ اشارہ بھی آ گیا کہ جو قانون قرآن لایا ہے وہ بندوں کو دنیوی و اخروی ہر خوف سے نجات دلانے والا ہے۔ ایک اشکال یہ ہے کہ اختلاف مطالع و مغارب کی وجہ سے شب قدر کا ہر جگہ جدا ہونا لازم آتا ہے تو اس مشکل کا جواب یہ ہے کہ اس کوئی محذور لازم نہیں آتا کہ برکات کسی کو کسی وقت میں ملیں اور کسی کو کسی وقت میں اور اسی طرح نزول ملائکہ کا ہر جگہ مختلف وقت میں ہونا بھی سمجھ لیجئے۔

سلام مصدر ہے اور یہاں ترکیب میں خبر مقدم ہے' جس سے مفہوم میں زور و تاکید اور حصر کے معنی پیدا ہو گئے ہیں' یعنی اس رات میں صبح تک خیر ہی خیر ہے' اور اس میں کوئی شر ہے ہی نہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر 841

الی المذکور من الجزاء و رضوان (بیضاوی) یعنی یہ جزا اور رضا مندی حسنی رہبہ جنت میں داخلہ کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہوا' لیکن یہ خود تو حیثیت الٰہی سے ہی پیدا ہوتے ہیں' جنت کو کہیں جنات عدن اور کہیں جنات النعیم اور دار السلام وغیرہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ محققین نے کہا ہے کہ خود ایمان کی ترکیب عقیدہ' قول اور عمل کے اجزاء سے ہوئی ہے تو ہر ہر جزو کے مقابلہ میں جنت کی ایک ایک صفت کو بیان کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ حاشیہ نمبر 842

گھمسان کے معرکوں میں بے تکلف گھس جاتا ہے' گولیوں کی بارش میں یا تلواروں اور سنگینوں سے واسطہ پڑنے پر سینہ نہیں پھیرتا اور اپنے سوار کو بچانے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ کیا انسان نے ایسے گھوڑوں سے کچھ سبق سیکھا کہ اس کا بھی کوئی پالنے والا مالک ہے۔ جس کی وفاداری میں اُسے جان و مال خرچ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے' بے شک انسان بڑا ناشکرا اور نالائق ہے' جو ایک گھوڑے بلکہ کتے کے برابر بھی وفاداری نہیں دکھلا سکتا۔

ف: بعض سلف نے انہ کی ضمیر رب کی طرف لوٹائی ہے' یعنی اُس کا رب اس کی ناشکری اور کفران نعمت کو دیکھ رہا ہے' اس کی کوئی حرکت یا خاموشی اس پر مخفی نہیں۔ بعض نے انہ کی ضمیر انسان کی طرف لوٹائی ہے' کہ انسان اپنے کفر پر قیامت میں ضرور گواہی دے گا' خواہ وہ گواہی زبانِ حال ہی سے کیوں نہ ہو۔

ف۸: باوجود اس خواہش کے کہ جس سے خیر و برکت ملتی ہے یہ اُس سے غافل ہے تو اس کی کتنی بے عقلی اور کیسی غفلت ہے اور یہ اس کی اصولی غلطی ہے کہ ایک چیز کا خواہشمند ہے مگر جس سے وہ چیز ملتی ہے اس سے رو گردان ہے۔ خیر یہاں مال کے معنی میں ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ اِنْ تَرَکَ خَیْرًا۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہاں دنیوی بھلائی مراد لی جائے' اُس مفہوم میں جو آخرت فراموش اس کا سمجھتے ہیں اور اس کے تحت میں مال' جاہ' صحت وغیرہ تمام دنیاوی مقاصد لے لئے جائیں۔ شدت حب مال سے یہاں مراد وہی بیجا اور صرف دولت پرستی ہے جو انسان کی عقل سلیم کو بالکل اندھا کر دیتی ہے اور وہ مکمل طور پر کفر اور دشمن کی طرف لے جاتی ہے' ورنہ جائز حدود کے اندر مال کی تھوڑی سی محبت تو ایک امر طبعی ہے۔

ف۹: مَا فِی الْقُبُوْرِ' ما یہاں بھی من کے مترادف ہوگا۔ ربھم بھم جمع غائب کی یہ ضمیریں الانسان کی جانب ہیں' جو جمع کے معنی میں تھا۔ اور یہ ضمیریں مبعوثین کی جانب بھی سمجھی جا سکتی ہیں کہ پروردگار ان لوگوں کے اعمال' اقوال اور احوال وغیرہ کی ہر ایک تفصیل سے آگاہ ہے' کوئی بات اُس سے نہ چھپی ہوگی اور نہ ہی وہ چھپا سکیں گے۔

بقیہ حاشیہ نمبر 843

کے ساتھ کشف حقائق بھی اور اس وقت تم خود ہی جان لو گے کہ اصل حقیقت کیا ہے اور تم اس دنیا میں کیسی شدید حماقت اور بھول میں پڑے رہے۔ کلا سوف تعلمون کے مکرر آنے سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ اشارہ عذاب برزخ اور عذاب آخرت کی دو مختلف حالتوں کی جانب ہے اور یہ استدلال امیر المومنین حضرت علیؓ خلیفہ چہارم کی جانب منسوب ہے۔ علم الیقین' فقہاء نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اعمال میں محض ظن غالب کافی اور معتبر ہے۔ البتہ اعتقاد کے بارے میں متکلمین کہتے ہیں کہ مایوسی کا احتمال بھی نہ رہنا چاہئے اور یہی علم الیقین ہے۔

ف۸: اور یہ دیکھنا مرنے کے فوراً بعد عالم برزخ میں ہوگا' یعنی یہ دیکھنا استدلالی نہیں بلکہ حقیقتاً ہوگا جس میں انکشاف استدلال سے کہیں زیادہ اور صریح ہوتا ہے' آگ میں گرنے والے کو آگ کی سوزش اور حرارت کا یقین یہ عین الیقین ہے' آگ کے قریب بیٹھنے والے کے یقین سوزش و حرارت سے کہ یہ علم الیقین ہے اور عین الیقین علم الیقین سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔

ف: مفسرین نے کہا ہے کہ خطاب یہاں عام نوع انسانی کو ہے اور یہ صرف کفار اور مشرکین کے ساتھ مخصوص نہیں ثم اس لحاظ سے مفید ترقی ہے یعنی یہ سوال جب غیر مجرمین تک سے ہوگا جن پر اس کا کوئی حرج نہ ہوگا تو پھر مجرمین کے لئے اس سوال کی جو اہمیت' سختی اور ہیبت ہے تو وہ تو ظاہر ہی ہے۔ النعیم میں دنیا کی ہر وہ چیز آ گئی جو کسی نہ کسی طرح سے مفید یا لذیذ ہو۔ مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ مل کر تازہ کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا' پھر فرمایا یہ اُن نعمتوں میں سے ہے جن کی بابت تم سے سوال ہوگا۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی اور نبی ﷺ نے صحابہ کو یہ سورت سنائی تو صحابہ نے عرض کیا اے اللہ' اللہ کے رسول ہم سے کس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا؟ ہم کھجوریں کھاتے اور پانی پیتے ہیں اور تلواریں گردنوں میں لٹک رہی ہیں' دشمن سر پر کھڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں عنقریب نعمتیں آ جائیں گی اور آج ہم غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر کس قدر نعمتوں کی فراوانی ہے اور ہم کس قدر ان کا شکر یہ ادا کرتے ہیں؟

بقیہ حاشیہ نمبر 844

ہوگا۔ یہ واقعہ ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء میں پیش آیا حجاز کے پڑوس میں حبشہ کی زبردست مسیحی سلطنت قائم تھی' جس کی وسعت حدود عرب تک پہنچی ہوئی تھی' حکومت حبشہ کی طرف سے یمن کے صوبہ پر ایک احمق ابرہہ نامی گورنر تھا' اُس نے دیکھا کہ عرب لوگ مکہ شریف کو حج کرنے جاتے ہیں' اس نے دل میں سوچا کہ کوئی ایسا کام کرنا چاہئے کہ جس کی وجہ سے لوگ وہاں نہ جائیں' چنانچہ اُس نے اپنے علاقہ میں ایک کعبہ بنایا اور اعلان کیا کہ حج یہاں کر لیا کرو مکہ میں جانے کی ضرورت نہیں اور اس کے جواب میں اس کی بنوائی ہوئی مسیحی عبادتگاہ کی شدید توہین کسی منچلے عربی نے کر دی وہ اس کعبہ میں جا گھسا اور چپکے سے اس میں پاخانہ کر کے دیواروں پر لیپ دیا' ابرہہ کو قدرۃً اس پر سخت غصہ آیا اور بیت اللہ پر فوج کشی کر دی' اس کی فوج میں ہاتھی بھی تھے جو عرب کیلئے بالکل نئی چیز تھی' یہ تاریخی واقعہ دوست دشمن سب کو مسلم ہے چنانچہ عربوں نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس سال کا نام ہی عام الفیل رکھ دیا۔ مکہ کے قریب پہنچ کر سردار عبدالمطلب کو کہا میں تم لوگوں سے لڑنے کو نہیں آیا میں تو تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں' عبدالمطلب نے کہا کعبہ ہمارا گھر نہیں ہے' جس کا ہے وہ اگر تمہیں ایسا کرنے دے تو کر گزرو' عبدالمطلب نے کعبہ شریف میں جا کر ان مواحدانہ اشعار میں دعا کی:

یا رب لا ارجوا سواکا
یا رب فامنع حماکا
ان عدوا البیت من عادا کا
امنھم ان یخربوا قراکا

کہ کعبہ شریف کو ان ظالموں سے بچا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کی دعا قبول فرمائی۔

بقیہ حاشیہ نمبر 845

یعنی وہ بد دین شخص ایسا سنگ دل اور تنگ دل ہے کہ خود تو بچارے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرے گا الٹا اُن کے ساتھ بے دردی کا برتاؤ کرتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں تک کو مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ نہیں کرتا۔ حق تلفیوں میں جسارت وقساوت اُسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے جو آخرت کا عملاً منکر ہوتا ہے۔

ف۵: ایسے لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر تم مسلمانوں میں شریک ہیں اور وہ دکھاوے کی نماز بھی پڑھتے ہیں' پس ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نماز کی شان اور حیثیت سے غافل ہیں' پڑھتے بھی ہیں تو نمائش اور دکھاوے کی اور کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی' وقت بے وقت کھڑے ہو گئے۔ دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا۔ یا پڑھی تو چار ٹکریں لگالیں۔ کیا اللہ تعالیٰ صرف ہمارے اٹھنے بیٹھنے' جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں کو نہیں دیکھتا کہ اُن میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے۔ یہ سب باتیں عن صلاتھم ساھون میں درجہ بدرجہ داخل ہیں' گویا بندوں کے حق ضائع کرتے کرتے خالق کے حقوق ضائع کرنے میں بھی دلیر ہو گئے ہیں۔ عام خیال ہے اور اپنی جگہ یہ صحیح بھی ہے کہ حقوق العباد حقوق اللہ پر مقدم ہیں لیکن یہ اولیت صرف زیادہ تاکید اور سخت ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ فی نفسہ اہمیت تو ظاہر ہے کہ حقوق اللہ ہی کی ہے اور حقوق العباد بھی تو اسی لئے فرض ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام ہیں۔

ف۶: اُن کے بخل کا یہ حال ہے کہ معمولی استعمال کی چیزیں جو گھروں میں استعمال کی جاتی ہیں اور ایک دوسرے سے عارضی طور پر لی جاتی ہیں جیسے برتن' ڈول وغیرہ جو استعمال کے بعد واپس دے دیئے جاتے ہیں یہ کسی کو نہیں دیتے۔ اللھم لا تحجنا منھم۔ مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی سے اس قدر خالی ہیں کہ کسی کی معمولی سی مدد کرنا بھی انہیں گوارا نہیں ہوتی بلکہ ان پر یہ گراں گزرتی ہے۔ ملت کی اصلاح انفرادی و اجتماعی کا جس درجہ اہتمام مطلوب ہے وہ اس سورت سے بالکل ظاہر ہو رہا ہے۔

بقیہ نمبر 846

اور میں جب تک اپنے مسلک پر مستقیم ہوں تو ظاہر ہے کہ میں مشرک نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ کفر و اسلام اور شرک و توحید کے درمیان کوئی نقطۂ اشتراک ہے ہی نہیں' عربی میں تکرار کلام تاکید کے لئے ہوتی ہے اور یہ عبارت کی عین خوبی و زینت سمجھی جاتی ہے۔

تنبیہ: بعض علماء نے یہاں تکرار کو تاکید کیلئے سمجھا ہے' اور بعض نے پہلے دو جملوں میں حال و استقبال کی نفی اور آخر کے جملوں میں ماضی کی نفی مراد لی ہے کما صرح بہ الزمخشری۔ بعض نے پہلے جملوں میں حال کا اور آخر کے جملوں میں استقبال کا ارادہ کیا ہے اور اس سے تقریر کے موافق آیات میں تکرار لازم نہیں آتا۔ بعض محققین نے پہلے دو جملوں میں ما کو مصدریہ اور دوسرے دونوں جملوں میں ما کو موصولہ لے کر یوں تقریر کی ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان نہ معبود میں اشتراک ہے نہ طریق عبادت میں تم بتوں کو پوجتے ہو وہ میرے معبود نہیں اور میں اس اللہ کو پوجتا ہوں جس کی شان و صفت میں کوئی شریک نہ ہو سکے اور ایسا خدا تمہارا معبود نہیں۔

ف: آؤ ہم دونوں لڑائی دنگا چھوڑ کر اپنے اپنے مذہب پر عمل کریں جب تک کہ اللہ تعالیٰ سچے کو جھوٹے پر غالب نہ کر دے' چنانچہ ایسا ہی ہوا' بعض لوگ اس سورہ کو منسوخ کہتے ہیں' حالانکہ نسخ کی شروط میں یہ بھی ہے کہ منسوخ اور ناسخ دونوں امر احکام شرعیہ میں سے ہوں' یہاں تو دونوں میں سے کوئی بھی حکم نہیں' بلکہ خبر ہے پس معنی وہی صحیح ہے یعنی جو ہم نے کیا ہے۔

تنبیہ: بعض نے عجب خوش فہمی سے کام لے کر اس آیت کو اسلام کے مرنجاں مرنج پالیسی کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ اسلام نے ہر مذہب والے کو اپنی اپنی جگہ قائم اور باقی رہنے کی اجازت دے دی ہے حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ اردو میں دین بے شک مذہب ہی کا مترادف ہے' لیکن عرب میں اُس کے یہ معنی ثانوی اور مجازی ہیں اصلی اور اولیٰ معنی جزا یا بدلہ ہی کے ہیں دین بدلہ یا جزا ہے یعنی تمہارے لئے تمہارا بدلہ اور میرے لئے میرا بدلہ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ یہاں بھی دینکم سے مراد شرک اور دِیْنِ دین سے مراد توحید لی جائے۔ اس آیت کی ترکیب حصر کے معنی دے رہی ہے' یعنی تمہاری جزا تمہیں کو ملے گی نہ کہ کسی اور کو اور میری جزا مجھی کو ملے گی نہ کہ کسی اور کو۔

ف: بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ جو گویا زمین رر اللہ تعالیٰ کا دارالسلطنت ہے فتح ہو جائے اور اسی پر اکثر قبائل عرب کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ فتح سے مراد فتح مکہ لی گئی ہے جو رمضان ۸ ہجری میں حاصل ہوئی تھی' شہر مکہ تسخیر ہو جانے کے بعد کہنا چاہئے کہ پورے حجاز پر اسلام کا تسلط ہو گیا تھا' نصر اور فتح کے درمیان فرق یہ ہے کہ نصر تو دشمن پر غلبہ پا جانا ہے اور فتح اس کے ملک کا فتح ہو جانا۔

بقیہ نمبر 847

کرنے والے کو کہتے ہیں' جیسے فارسی میں ہیزم کش' یہ بیان تو واقعات آخرت کا ہو رہا ہے کہ وہاں دشمنان حق کا یہ انجام ہو گا لیکن اہل سیر کہتے ہیں کہ دنیا میں بھی اس عورت کا یہی انجام ہوا۔ اور اُس کے گلے میں رسی کا پھندا پڑ جانے سے گلا گھٹ کر دم نکل گیا۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد دوزخ کے طوق اور سلاسل ہیں' اور یہ تشبیہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کی مناسبت سے دی گئی ہے کیونکہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے میں رسی کی ضرورت پڑتی ہے۔

ف: یعنی جو لوگ اللہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کیسا ہے؟ تو آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا و یکتا ہے جس کی ذات میں کسی قسم کے تعدد و تکثیر اور دوئی کی گنجائش نہیں' نہ کوئی اس کے مقابل ہے اور نہ مشابہ ہے۔ اس سے مجوس کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں خالق دو ہیں خیر کا خالق یزداں اور شر کا اہرمن اللہ تعالیٰ نہ عدد میں دو نہ اس کا کوئی اقنوم ہے جیسا کہ عیسائیت کا عقیدہ ہے نہ اُس کا کوئی مظہر یا اوتار جو کہ مشرکین کا عقیدہ ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مثل اور نمونہ ہے۔ امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ اکیلا اور یکتا ہے نہ کوئی اس کا مثل ہے نہ کوئی وزیر' نہ کوئی اس کے ساتھ برابری کرنے والا' نہ کوئی اس کی مشابہت کرنے والا اور نہ ہی کوئی اس کے ہم مرتبہ ہے۔ لفظ احد کا استعمال عربی میں مختلف مواقع پر ہوتا رہتا ہے' جب صیغہ اثبات اور صفت میں مطلق کی طرح پر آتا ہے تو اس کا اطلاق حق تعالیٰ کے علاوہ اور کسی پر جائز نہیں کیونکہ صرف وہی اپنی ذات و صفات اور اپنے کاموں میں بے نظیر و بے ہمتا ہے۔ اہل لغت کا بیان اس بارے میں بالکل واضح اور صریح ہے کہ یہ اسم صرف ذات حق کے ساتھ مخصوص ہے اور احدیت کی صفت صرف اسی کے حق میں آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ صفت کسی اور میں نہیں ہو سکتی۔ ھو سے یہاں اشارہ اسم اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ہے اور اس آیت میں لفظ اللہ اسی مبتدا کی خبر ہے۔ یا ھو ضمیر شان ہے تو معنی یہ ہوگا کہ شان یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی نسبت ماھو سے سوال نہیں ہوسکتا کیونکہ ماہیت کا سوال اُس کی رے میں ہوتا ہے جو جنس اور فصل سے مرکب ہو اور ذاتِ برحق کی جنس کوئی نہیں اور نہ ہی اُس کی حقیقت مرکب ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کے افعال و مظاہر قدرت سے ہوتی ہے جو صرف اسی سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور وہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ اگر کہا جائے کہ وحدت کیا ہے اور کس قسم کی ہے؟ تو یہ بھی بے معنی ہے' کیونکہ قرآن مذہبی کتاب ہے' جس میں عقلی اور فطری اصول کی بنا پر انسان کے قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور اُس کے اخلاق و افعال اور معاملات کو ایک نظام عدل کے تحت رکھا گیا ہے۔ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ﴾ (ق: ۳۷) ایسی کتابوں میں مصطلحات اور ان کی تعریفات اور اُن کے اقسام سے بحث نہیں ہوتی جو محض لفظی تعلیم ہے' انسان کے قلب اور اُس کے افعال پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ کی نسبت وحدت جنسی ونوعی وعددی کا ذکر فضول ہے یہ سوال محدثات کے متعلق ہیں اور ذات برحق ان سے بلند و بالا ہے۔ شرح ہدایۃ الحکمۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا ہو اور نہ ہی اس میں اختلاف کا کوئی امکان ہے اور یہ کہنا کہ واحد شخص میں بھی امور کثیر ہوتے ہیں اور پھر ذاتِ برحق میں کثرت تجویز کرنا باطل ہے' کیونکہ یہ واحد غیر حقیقی کا حکم ہے نہ کہ واحد حقیقی کا اور جبکہ ذات برحق واحد حقیقی ہے جس میں کثرت کا شائبہ نہیں۔ عیسائیوں کا واحد اور کثیر کو تلاقی کہنا اور ایک کو تین میں شامل کرنا اور اس سے تثلیث کو ثابت کرنا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے' کیونکہ تلاقی کا تحقق ذی مقدار چیزوں میں ہوتا ہے جیسا کہ کتب فلسفہ میں مسلم ہے' اور ذاتِ برحق مقدار کے سوال سے برتر ہے تعالی اللہ عن ذالك علوا كبيرا. پس واحد اور کثیر میں جو تقابل ہے وہ اختلاف کا ہے نہ کہ تلاقی کا' اور شرکت کبھی عدد میں ہوتی ہے تو اس کی نفی لفظ احد سے' اور کبھی مرتبہ و منصب میں ہوتی ہے تو اس کی لفظ صمد سے اور کبھی نسبت میں ہوتی ہے تو اس کی لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ سے اور کبھی کارو تاثیر میں ہوتی ہے تو اس کی نفی وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ کُفُوًا اَحَدٌ سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس سورت کو سورت اخلاص کہتے ہیں۔

تنبیہ ۲: حکماء کا اللہ تعالیٰ کو کلی ماننا غلط ہے جیسا کہ شرح ہدایہ الحکمۃ سے ظاہر ہے کہ وہ جزی حقیقی ہے' کلی کا وجود ذہنی ہوتا ہے خارج میں نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وجود خارج میں موجود ہے پس وہ جزی حقیقی ہے۔ تہذیب میں جو ذات برحق کو کلی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت اور واقعیت کے لحاظ سے تو وہ جزی حقیقی ہے لیکن لفظ الٰہ کے لفظی مفہوم میں وہم پڑ سکتا ہے کہ یہ لفظ کسی اور پر بھی بولا جائے اس لئے لفظ الٰہ کا مفہوم کلی ہے' اگر اس میں وہم نہ پڑتا تو دنیا میں شرک کا وجود نہ ہوتا' لیکن چونکہ یہ وہم ناشی از جہالت ہے اس لئے کلمہ توحید میں لا الٰہ کہہ کر اس کی تردید کر دی اور الا اللہ میں الوہیت کو خاص ذات حق کے لئے ثابت کیا۔

ف۴: صمد کی تفسیر کئی طرح کی گئی ہے امام طبری ان سب کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ سب معانی صحیح ہیں اور یہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں۔ وہی ہے جس کی طرف تمام حاجات میں رجوع کیا جاتا ہے' یعنی سب اُس کے محتاج ہیں' وہ کسی کا محتاج نہیں اور وہ ہی ہے جس کی بزرگی اور فوقیت تمام کمالات اور خوبیوں میں انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور وہ ہی ہے جو کھانے پینے کی خواہشات سے پاک ہے اور وہ ہی ہے جو خلقت کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت صمدیت سے ان لوگوں کے اس عقیدہ کی تردید ہوگئی جو کسی غیر اللہ کو کسی درجہ میں مستقل اختیار رکھنے والا سمجھتے ہوں اور آریہ کے اس شرکیہ عقیدہ کا کہ عالم کا بنانے والا بھی روح اور مادہ کا محتاج ہے کیونکہ اُن کے اصول کے موافق اللہ تعالیٰ تو عالم کے بنانے میں ان دونوں کا محتاج ہے اور یہ دونوں اپنے وجود میں اللہ کے محتاج نہیں۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ اس میں ان لوگوں کی تردید ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں' نیز ان لوگوں کی بھی تردید ہوگئی جو مسیح کو یا کسی بشر کو اللہ مانتے ہیں' جس طرح سورہ الکوثر شان رسالت میں جامع ہے' اسی طرح سورہ اخلاص شان توحید میں جامع ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ سورت ایک ثلث قرآن ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ توحید ذاتی' توحید صفاتی اور توحید افعالی کی جامعیت و استقصا کے لحاظ سے یہ سورت اپنی نظیر بس آپ ہی ہے۔ اللھم نومن بك و بصفاتك.

ف۵: فلق سے مراد سپیدہ فجر ہے یہی معنی ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ اور بکثرت تابعین سے منقول ہیں' امام بخاریؒ نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ میں پناہ میں آتا ہوں ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی وجہ سے شر نہ ہو کھانا کیسا طیب اور لذیذ ہو بعض دفعہ اس سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے کہ اولاد کیسی ہی پیاری ہو بسا اوقات اُس سے بھی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے ما خلق کے عموم نے ادھر توجہ دلا دی کہ مخلوقات ساری کی ساری خواہ وہ کسی مرتبہ اور نوعیت کی ہو' محکوم' عاجز اور بے بس ہے اور ہر ایک کے شر و ایذا کی اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگی جا سکتی ہے۔ یہ سورت نقصان اور پناہ طلب کرنے کی تمام اقسام کیلئے ہے جو کسی بھی دنیوی سبب پیش آ سکتی ہوں' اور ختم قرآن پر ایسی ہی جامع دعا کی ضرورت بھی تھی۔

بقیہ صفحہ نمبر 848

سورہ فلق دنیوی مضرتوں سے استعاذہ کی جامع تھی یہ سورت دینی مضرتوں سے استعاذہ کی جامع ہے اور اسی پر قرآن مجید کا خاتمہ نہایت ہی مناسب تھا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت اور بادشاہت وغیرہ تمام مخلوق کو شامل ہے لیکن ان صفات کا جیسا کامل ظہور انسانوں میں ہوا کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہوا' اس لئے رب اور ملک وغیرہ کی اضافت ان ہی کی طرف کی گئی۔

ف۵: ہر شر' ہر معصیت کی ابتداء کسی نہ کسی وسوسہ ہی سے ہوتی ہے اور وسوسہ اگر دل میں اگر آ کر نکل جائے تو اس کا نشان محفوظ رہ جاتا ہے لیکن وہی وسوسہ اگر جم جائے تو انسان کو کسی نہ کسی درجہ کے دینی نقصان میں یقیناً پھنسا کر رہتا ہے اور وسوسہ سے پناہ مانگنے کی تعلیم اسی لئے عین حکمت پر مبنی ہے' نیز وسواس میں مبتلا ہونا انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کی شان میں نہیں ہے' اَلْخَنَّاسِ یہ شیطان کا ایک صفاتی نام ہے' یعنی وہ حق تعالیٰ کا ذکر سن کر سکڑنے (رڑیوس) لگتا ہے۔

ف۶: اس سے معلوم ہوا کہ شیطانی وسوسہ اندازی کا کام جنات اور انسان بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسوسہ ڈالتا ہے۔ رواہ البخاری تعلیقاً۔ امام ابن قیمؒ نے کہا کہ دس عمل انسان کے لئے شیطان سے بچاؤ ہیں (۱) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کا پڑھنا (۲) معوذتین کا پڑھنا (۳) آیۃ الکرسی کا پڑھنا (۴) سورہ بقرہ کا پڑھنا (۵) امن الرسول آخر سورۃ تک کا پڑھنا (۶) سورہ مومن کا اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک پڑھنا (۷) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو ہر روز سو بار پڑھنا۔ (۸) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا (۹) باوضو رہنا اور کثرت سے نوافل پڑھنا (۱۰) بے فائدہ ادھر ادھر دیکھنے سے اور لغو کلام کرنے سے اور زیادہ کھانے سے بچنا اور لوگوں سے زیادہ میل جول نہ رکھنا۔

تنبیہ: معوذتین کے قرآن ہونے پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہے' صرف ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان کو مصحف میں نہیں لکھتے تھے' واضح رہے کہ ان کو ان سورتوں کے کلام اللہ ہونے میں شبہ نہ تھا وہ مانتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے آسمان سے اترا ہے مگر ان کے نزول کا مقصد رقیہ اور علاج تھا' معلوم نہیں کہ تلاوت کی غرض سے اتاری گئی یا نہیں اس لئے قرآن میں شامل کرنا جس کی تلاوت نماز وغیرہ میں مطلوب ہے خلاف احتیاط ہے۔ بہرحال یہ رائے ان کی شخصی تھی جیسا کہ بزار نے تصریح کی ہے کہ کسی ایک صحابی نے اُن سے اتفاق نہیں کیا اور عین ممکن ہے کہ جب تواتر سے ان کو ثابت ہو گیا ہو کہ یہ بھی قرآن متلو ہے تو اپنی رائے پر قائم نہ رہے ہوں (بلکہ اس سے رجوع کر لیا ہو) اس کے علاوہ ان کی یہ انفرادی رائے محض خبر واحد معلوم ہوتی ہے جو تواتر قرآنی کے مقابلہ میں قابل سماعت نہیں ہو سکتی اور صاحب المعانی کہتے ہیں۔

آج مورخہ ۴ نومبر ۱۹۸۰ء موافق ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ہجری ۱۲ بجے بروز منگل جامع الحواشی المعروف بارشد الحواشی پایہ تکمیل کو پہنچے۔ (درگن رانا نیاز احمد خاں ایم۔ اے)

لله الحمد علی ذالك

للہ الحمد آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد از پس پردۂ تقدیر پدید

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان کس زبان سے ادا ہو کہ اس نے مجھ جیسے بے علم و بے عمل کو حواشی لکھنے کا یہ حوصلہ دے دیا۔ اس کی خالص توفیق اور تیسیر سے آج یہ مہتم بالشان کام انجام کو پہنچا' لغزشوں اور کوتاہیوں سے تو یہ حواشی لبریز ہی ہوں گے لیکن کوئی ایک آدھ مقام بھی اگر کسی کیلئے راہ ہدایت کی مشعل بن گیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے قبولیت کا درجہ حاصل ہو گیا تو اسی خطا کار کے نامہ سیاہ کی تمام سیاہیوں کو دھو دینے کے لئے کافی ہے۔ ناکاروں اور نااہلوں کا اصلی اور بڑا سہارا خود اُسی کا کرم بے حساب اور لطف نہایتے۔ اے اللہ تو اپنے قرآن پاک کی برکت سے میری' میرے والدین' میرے شیوخ و اساتذہ کی اور تلامذہ میرے اقارب واحباب کی اور اُن کے جو اس کار خیر میں رفیق و معین رہے' سب کی مغفرت فرمایئے اور سب کو دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مامون و مصئون رکھیے اور سب کو جنت الفردوس میں داخل فرمایئے۔ آمین یارب العالمین۔

اوّل و آخر قرآں زچہ با آمد و سین
یعنی اندر دو جہاں رہبر ما قرآں بس

الفقیر الحقیر عبدالرشید کان اللہ لہ
نشریل۔ ۳ گنگا سٹریٹ' سنت نگر' لاہور

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
اللہ تعالیٰ کی ذات کا ثبوت	
البقرة	۲۸۔۲۹
الانعام	۷۳
الانعام	۹۵۔۹۹
الانعام	۱۴۱
الانعام	۱۴۲ تا ۱۴۴
الانعام	۱۶۵
الاعراف	۵۷۔۵۸
الاعراف	۸۹
یونس	۵۔۶
یونس	۲۲۔۲۳
یونس	۳۱ تا ۳۳
یونس	۶۷
هود	۷
الرعد	۲ تا ۴
ابراهیم	۱۰
النحل	۱۰ تا ۱۶
الانبیاء	۳۳
الحج	۶۶
المومنون	۷۸ تا ۸۰
الفرقان	۴۷ تا ۴۹
الفرقان	۵۳۔۵۴
الفرقان	۶۲
الروم	۲۷
الاحزاب	۴۳
فاطر	۳۵
المؤمن	۱۳
المؤمن	۶۷۔۶۸
حم السجدہ	۹ تا ۱۲
الشوریٰ	۲۵
الشوریٰ	۲۸
الزخرف	۸۴
الفتح	۴
الفتح	۲۸
الطور	۳۵۔۳۶

سورت	آیات
الحدید	۴
الحدید	۹
الحشر	۲
الصف	۹
الجمعة	۲ تا ۴
الملك	۱۵
الملك	۲۲۔۲۳
دلائل توحید	
الفاتحة	۱۔۳
البقرة	۲۱
البقرة	۳۹
البقرة	۱۶۳
آل عمران	۱۸
النساء	۸۷
النساء	۱۷۱
المائدة	۷۳
الانعام	۳
الانعام	۱۹
التوبة	۱۲۹
الرعد	۱۵
النحل	۲۲
النحل	۵۱
بنی اسرائیل	۴۲۔۴۳
الکهف	۱۱۰
طٰهٰ	۸۸
الانبیاء	۲۱۔۲۲
الحج	۳۴
القصص	۷۰
فاطر	۳۰
الصافات	۴
ص	۵
ص	۶۵
الزمر	۴
التغابن	۱۳
طٰهٰ	۸

سورت	آیات
شرک کا رد	
الفاتحة	۴
البقرة	۱۱۶
البقرة	۱۶۵
آل عمران	۶۴
النساء	۳۶
النساء	۴۸
النساء	۱۱۶ تا ۱۱۹
المائده	۶۶
المائده	۷۲
الانعام	۱۴
الانعام	۱۷
الانعام	۴۰۔۴۱
الانعام	۴۶
الانعام	۵۶
الانعام	۶۳۔۶۴
الانعام	۷۱
الانعام	۸۸
الانعام	۹۳
الانعام	۱۰۱ تا ۱۰۳
الانعام	۱۱۵
الانعام	۱۳۸
الانعام	۱۵۲
الانعام	۱۶۳ تا ۱۶۵
الاعراف	۳۷
الاعراف	۱۳۲
الاعراف	۱۸۸
الاعراف	۱۹۱ تا ۱۹۵
الاعراف	۱۹۷ تا ۱۹۸
التوبة	۳۰ تا ۳۲
یونس	۱۸
یونس	۳۴۔۳۵
یونس	۴۹
یونس	۶۸
یونس	۱۰۴ تا ۱۰۷

سورت	آیات
هود	۲
یوسف	۴۰
یوسف	۱۰۶
یوسف	۱۰۸
الرعد	۱۴
الرعد	۱۶
الرعد	۳۳
الرعد	۲۶
ابراهیم	۳۰
النحل	۲۰۔۲۱
النحل	۴۸۔۴۹
النحل	۵۳ تا ۶۰
النحل	۷۳
بنی اسرائیل	۲۲۔۲۳
بنی اسرائیل	۵۶۔۵۷
بنی اسرائیل	۶۷
الکهف	۱۱۰
مریم	۳۵۔۳۶
مریم	۸۱۔۸۲
مریم	۸۸ تا ۹۳
الانبیاء	۲۴ تا ۲۶
الانبیاء	۲۹
الانبیاء	۴۳
الانبیاء	۹۸ تا ۱۰۰
الحج	۱۲۔۱۳
الحج	۳۰۔۳۱
الحج	۹۲
الحج	۷۱
المؤمنون	۸۴ تا ۹۲
المؤمنون	۱۱۷
الفرقان	۳
الفرقان	۵۵
الشعراء	۲۱۳
النمل	۵۹ تا ۶۴
القصص	۸۷۔۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
العنکبوت	۱۷
العنکبوت	۵۶
العنکبوت	۶۵
الروم	۳۳ تا ۳۵
الروم	۴۰
لقمان	۱۳
لقمان	۳۲
الاحزاب	۱۷
السباء	۲۲
السباء	۲۴
السباء	۲۷
فاطر	۳
فاطر	۱۳۔ ۱۴
فاطر	۴۰
یسین	۷۴۔ ۷۵
الزمر	۲ تا ۴
الزمر	۱۱۔ ۱۲
الزمر	۱۴۔ ۱۵
الزمر	۳۶
الزمر	۳۸
الزمر	۴۳
الزمر	۶۴ تا ۶۶
المومن	۱۴
المومن	۲۰
المومن	۶۵۔ ۶۶
المومن	۷۳۔ ۷۶
حم السجدہ	۳۷۔ ۳۸
حم السجدہ	۴۸
الشوریٰ	۹
الشوریٰ	۲۱
الشوریٰ	۴۶
الزخرف	۱۶ تا ۱۸
الزخرف	۴۵
الزخرف	۶۴
الزخرف	۸۱

سورت	آیات
الزخرف	۸۶
الاحقاف	۴ تا ۶
الاحقاف	۲۸
الفتح	۱۱
الزاریات	۵۱
الطور	۳۹
الطور	۴۳
النجم	۱۹ تا ۲۳
التغابن	۱۱
الملك	۲۰۔ ۲۱
الملك	۲۸۔ ۳۰
القلم	۴۱
الجن	۱۸
الجن	۲۰ تا ۲۳
البینه	۵
الکافرون	۱ تا ۶

اللہ تعالیٰ کی تعریفات

الفاتحة	۱
الانعام	۱
الاعراف	۴۳
بنی اسرائیل	۱
بنی اسرائیل	۴۴
الکهف	۱ تا ۵
الفرقان	۱
الفرقان	۱۰
الفرقان	۶۱
النمل	۵۹
النمل	۹۳
القصص	۷۰
الروم	۱۶۔ ۱۷
السباء	۱
فاطر	۱
فاطر	۳۴
یٰسین	۳۶
یٰسین	۵۳

سورت	آیات
الصّٰفّٰت	۱۸۱۔ ۱۸۲
الزخرف	۱۳
الزخرف	۸۲
الزخرف	۸۵
الجاثیة	۳۶۔ ۳۷
الرحمن	۷۸
الحدید	۱
الحشر	۱
الصف	۱
الجمعه	۱
التغابن	۱
الملك	۱
الحاقة	۵۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرنا

البقرة	۵۵
البقرة	۲۱۴
آل عمران	۱۴۲۔ ۱۴۳
آل عمران	۱۵۲۔ ۱۵۳
آل عمران	۱۷۶
آل عمران	۱۸۶
المائده	۴۸
المائده	۹۴
الانعام	۵۳
الانعام	۱۶۵
التوبة	۱۶
الکهف	۷
العنکبوت	۲۔ ۳
العنکبوت	۱۰۔ ۱۱
الاحزاب	۲۱
محمد	۴
محمد	۳۱
التغابن	۱۵
الملك	۲
القلم	۱۷ تا ۳۲

سورت	آیات
الجن	۱۶۔ ۱۷

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا

الانعام	۲۱
الانعام	۹۳
الانعام	۱۵۸
الاعراف	۳۷
یونس	۱۷
یونس	۶۹۔ ۷۰
هود	۱۸ تا ۲۲
النحل	۱۰۵
النحل	۱۱۶
طٰهٰ	۶۱
العنکبوت	۶۸
الزمر	۳۲
الشوریٰ	۲۴
الصف	۷

اللہ تعالیٰ کا عذاب

یونس	۵۰ تا ۵۴
هود	۸
هود	۱۰۳
یوسف	۱۰۷
ابراهیم	۴۴۔ ۴۵
النمل	۴۵ تا ۴۷
بنی اسرائیل	۱۶
بنی سرائیل	۵۸
بنی اسرائیل	۶۸۔ ۶۹
الکهف	۵۵
مریم	۷۵
مریم	۴۹
الحج	۴۷
المؤمن	۷۶۔ ۷۷
الشعراء	۲۰۴ تا ۲۰۷
العنکبوت	۵۳۔ ۵۵
السجده	۲۵
الصّٰفّٰت	۱۷۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
الدخان	۱۰ تا ۱۶
الطور	۷۔ ۸
الحشر	۳
القلم	۳۲
المعارج	۱ تا ۳
المعارج	۲۸
اللہ تعالیٰ کے انعامات	
البقرہ	۲۴
البقرہ	۴۰
البقرہ	۴۷۔ ۴۸
البقرہ	۱۲۲۔ ۱۲۳
المائدہ	۳
المائدہ	۷
المائدہ	۱۱
المائدہ	۲۰
الاعراف	۱۰
الاعراف	۲۶
الانفال	۲۶
ابراھیم	۳۴
النحل	۵ تا ۸
النحل	۱۸
النحل	۶۵ تا ۷۲
النحل	۷۸ تا ۸۳
الحج	۶۳
الحج	۶۵
المؤمنون	۱۷ تا ۲۲
النمل	۸۶
العنکبوت	۶۷
لقمٰن	۳۱
السجدہ	۲۷
الاحزاب	۹
فاطر	۳
فاطر	۲۷۔ ۲۸
یٰسین	۳۳ تا ۳۵
یٰسین	۴۱ تا ۴۴

سورت	آیات
الزمر	۲۱
الشوریٰ	۳۲ تا ۳۵
النجم	۵۵
الرحمن	۱۳ (۳۱ مرتبہ)
الواقعہ	۵۸۔ ۵۹
الواقعہ	۶۳ تا ۷۳
الحدید	۲۵
عبس	۲۴ تا ۳۲
فرشتوں کا بیان	
البقرۃ	۳۰
البقرۃ	۹۷۔ ۹۸
الانعام	۶۱
الاعراف	۲۸
یونس	۲۱
الرعد	۱۱
الحجر	۸
النحل	۴۹۔ ۵۰
مریم	۶۴
الانبیاء	۱۹۔ ۲۰
الانبیاء	۲۶۔ ۲۷
الانبیاء	۲۸۔ ۲۹
فاطر	۱
الصّٰفّٰت	۱۵
الصفت	۱۶۵۔ ۱۶۶
الزمر	۷۵
المؤمن	۷
حم السجدہ	۳۸
الشوریٰ	۵
الزخرف	۱۹
التحریم	۴
التکویر	۶ تا ۸
الانفطار	۱۰ تا ۱۲
الطارق	۴
العلق	۱۸
القدر	۴

سورت	آیات
جن اور شیاطین کا بیان	
البقرۃ	۱۰۲
البقرۃ	۱۶۹
النساء	۱۱۹ تا ۱۲۱
الانعام	۱۱۲۔ ۱۱۳
الانعام	۱۲۲
الاعراف	۲۷
الاعراف	۳۰
الاعراف	۲۰۰ تا ۲۰۲
ابراھیم	۲۲
الحجر	۱۷
الحجر	۲۷
النحل	۹۹۔ ۱۰۰
الشعراء	۲۲۱ تا ۲۲۳
فاطر	۶
الصافات	۷ تا ۱۰
صٓ	۳۷
الزخرف	۳۹
الاحقاف	۲۹
الرحمن	۳۳
الرحمن	۳۵
المجادلہ	۱۹
الملک	۵
الجن	۱ تا ۱۵
الجن	۱۹
تقدیر کا بیان	
النساء	۷۸۔ ۷۹
القمر	۴۹
الطلاق	۳
الاعلیٰ	۳
القمر	۵۲۔ ۵۳
الحدید	۲۲۔ ۲۳
النبا	۲۹
البروج	۲۱۔ ۲۲

سورت	آیات
ایمان اور اسلام کا بیان	
البقرۃ	۱۳۶
البقرۃ	۲۸۵
آل عمران	۸۴۔ ۸۵
النساء	۳۶
الحجرات	۱۴
الذاریات	۳۵۔ ۳۶
اللہ اور رسول کی اطاعت کا بیان	
آل عمران	۳۱۔ ۳۲
آل عمران	۱۳۲
النساء	۱۳۔ ۱۴
النساء	۵۲
النساء	۶۴
النساء	۶۶ تا ۷۰
النساء	۸۰
النساء	۱۳۵
المائدہ	۹۲
الاعراف	۱۵۷
الاعراف	۱۵۸
الانفال	۱
الانفال	۱۳
الانفال	۲۰۔ ۲۱
الانفال	۲۴
الانفال	۴۶
التوبۃ	۱۳
النور	۵۲
النور	۵۴
النور	۵۶
النور	۶۳
الاحزاب	۲۱
الاحزاب	۳۶
الاحزاب	۷۲
محمد	۲۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
الفتح	۱۷
الحجرات	۱۴
المجادله	۱۳
الحشر	۷
التغابن	۱۴
الجن	۲۳

انبیاء کا بیان

ال عمران	۳۳۔ ۳۴
ال عمران	۸۱۔ ۸۲
النساء	۱۶۳ تا ۱۶۵
الانعام	۸۵ تا ۹۱
بنی اسرائیل	۷۷
مریم	۵۰
الانبیاء	۸۵۔ ۸۶
المؤمنون	۵۱
الروم	۴۷
الاحزاب	۷۔ ۸
الصّٰفّٰت	۱۷۱ تا ۱۷۳
الصّٰفّٰت	۱۸۱
المؤمن	۷۸
قٓ	۱۳ تا ۱۴
الحدید	۲۵ تا ۲۷

قرآن کی صفات کا بیان

البقرہ	۱ تا ۴
البقرہ	۲۳۔ ۲۴
البقرہ	۹۹
البقرہ	۱۰۶
آل عمران	۳۔ ۴
آل عمران	۷
النساء	۱۷۴۔ ۱۷۵
المائدہ	۱۵۔ ۱۶
الانعام	۹۲
الانعام	۱۰۴۔ ۱۰۵
الانعام	۱۱۴
الانعام	۱۲۶

سورت	آیات
الانعام	۱۵۵ تا ۱۵۷
الاعراف	۱۔ ۲
الاعراف	۵۲
الاعراف	۲۰۳۔ ۲۰۴
یونس	۱
یونس	۳۷۔ ۳۸
یونس	۵۷۔ ۵۸
یونس	۹۴۔ ۹۵
یونس	۱۰۸
هود	۱
هود	۱۳۔ ۱۴
هود	۱۲۰
یوسف	۱ تا ۳
یوسف	۱۱۱
الرعد	۱۰
الرعد	۳۱
الرعد	۳۷
ابراهیم	۱۔ ۲۔ ۹
الحجر	۱
الحجر	۹
الحجر	۸۷
الحجر	۹۰ تا ۹۳
النحل	۶۴
النحل	۸۹
النحل	۹۸
النحل	۱۰۱ تا ۱۰۳
بنی اسرائیل	۹۔ ۱۰
بنی اسرائیل	۴۱
بنی اسرائیل	۴۵۔ ۴۶
بنی اسرائیل	۸۲
بنی اسرائیل	۸۶ تا ۸۹
بنی اسرائیل	۱۰۵ تا ۱۰۹
الکهف	۲۷
الکهف	۵۴
مریم	۹۷

سورت	آیات
طٰهٰ	۹۹ تا ۱۰۱
طٰهٰ	۱۱۳۔ ۱۱۴
الانبیاء	۱۰
الانبیاء	۵۰
الانبیاء	۱۰۶
الحج	۱۶
النور	۱
النور	۳۴
النور	۴۶
الفرقان	۳۰
الفرقان	۳۲
الفرقان	۵۰
الشعراء	۱۔ ۲
الشعراء	۵
الشعراء	۱۹۲ تا ۲۰۳
الشعراء	۲۱۰ تا ۲۱۲
النمل	۱ تا ۳
النمل	۶
النمل	۷۶۔ ۷۷
النمل	۹۲
القصص	۱۔ ۲
القصص	۸۶
العنکبوت	۴۷ تا ۴۹
العنکبوت	۵۱
الروم	۵۸۔ ۵۹
لقمان	۱ تا ۵
السجده	۱ تا ۳
السبا	۶
فاطر	۲۹
فاطر	۳۱۔ ۳۲
یٰسین	۱۔ ۲
یٰسین	۵۔ ۶
یٰسین	۶۹۔ ۷۰
صٓ	۱
صٓ	۲۹

سورت	آیات
صٓ	۸۸
الزمر	۱۔ ۲
الزمر	۳۲
الزمر	۲۷۔ ۲۸
المؤمن	۱۔ ۲
حم سجده	۱ تا ۴
حم سجده	۴۱۔ ۴۲
حم سجده	۴۴
حم سجده	۵۲
الشوریٰ	۷
الشوریٰ	۵۳
الزخرف	۱ تا ۴
الزخرف	۳۰ تا ۳۲
الزخرف	۴۴
الدخان	۱ تا ۵
الدخان	۵۸
الجاثیة	۱۔ ۲
الجاثیة	۶
الجاثیة	۱۱
الجاثیة	۳۰
الاحقاف	۱۔ ۲
الاحقاف	۱۰
الاحقاف	۱۲
الاحقاف	۲۹ تا ۳۲
محمد	۳۴
قٓ	۱
ق	۴۵
القمر	۱۷ (۴ مرتبہ)
الرحمن	۱۔ ۲
الواقعه	۷۷ تا ۸۰
الحشر	۳۱
القلم	۵۲
الحاقة	۴۰ تا ۵۱
الجن	۱۔ ۲
المزمل	۴۔ ۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
المزمل	۱۹
المدثر	۵۴_۵۵
القیٰمة	۱۷ تا ۱۹
الدھر	۲۳
الدھر	۲۹
عبس	۱۱ تا ۱۶
التکویر	۱۹ تا ۲۱
التکویر	۲۵_۲۸
الانشقاق	۲۱
البروج	۲۱_۲۲
الطارق	۱۳_۱۴
الاعلیٰ	۶_۷
البینه	۱ تا ۳
علم کی فضیلت	
البقرة	۲۶۹
آل عمران	۷
آل عمران	۱۸
فاطر	۲۸
الزمر	۹
المجادلة	۱۱
احوال قیامت کا بیان	
البقرة	۴۸
البقرة	۱۲۳
آل عمران	۳۰
آل عمران	۱۰۶_۱۰۷
المائده	۱۰۹
المائده	۱۱۹
الانعام	۱۲
الانعام	۱۵_۱۶
الانعام	۲۲ تا ۲۴
الانعام	۳۰_۳۱
الانعام	۳۶
الانعام	۳۸
الانعام	۵۱
الانعام	۶۰

سورت	آیات
الانعام	۷۳
الانعام	۹۴
الانعام	۱۲۹ تا ۱۳۱
الانعام	۱۵۸
الاعراف	۶_۷
الاعراف	۲۹
الاعراف	۱۸۷
یونس	۴
یونس	۲۸ تا ۳۰
یونس	۴۵_۴۶
ھود	۴
ھود	۱۰۳ تا ۱۰۵
ھود	۱۱۱
ابراھیم	۲۱
ابراھیم	۴۸ تا ۵۱
الحجر	۲۵
الحجر	۸۵
النحل	۱
النحل	۳۸_۳۹
النحل	۵۷
النحل	۸۴
النحل	۸۹
النحل	۱۱۱
بنی اسرائیل	۵۲
بنی اسرائیل	۷۱_۷۲
بنی اسرائیل	۹۷
الکھف	۴۷ تا ۴۹
الکھف	۵۲_۵۳
مریم	۶۸ تا ۷۰
مریم	۸۵_۸۶
مریم	۹۵
طٰہٰ	۱۵
طٰہٰ	۵۵
طٰہٰ	۱۰۲ تا ۱۰۸
طٰہٰ	۱۲۲_۱۲۶

سورت	آیات
الانبیاء	۱
الانبیاء	۴۰
الانبیاء	۴۷
الانبیاء	۹۷
الحج	۲
الحج	۵
الحج	۷
الحج	۱۷
الحج	۵۶
الحج	۶۹
المؤمنون	۱۶
المؤمنون	۱۰۰_۱۰۱
النور	۲۴_۲۵
الفرقان	۱۷ تا ۱۹
الفرقان	۲۲ تا ۲۹
النمل	۸۲ تا ۸۵
النمل	۸۷_۸۸
القصص	۶۲ تا ۶۶
القصص	۷۴_۷۵
الروم	۱۲ تا ۱۴
الروم	۵۴ تا ۵۷
لقمان	۲۸
السجدہ	۱۴
السجدہ	۲۵
السجدہ	۲۸_۲۹
الاحزاب	۶۴
الاحزاب	۶۷ تا ۶۹
السبا	۲۶
السبا	۳۰
السبا	۴۰ تا ۴۲
یٰسین	۵۱ تا ۵۴
یٰسین	۵۹
یٰسین	۶۵ تا ۶۷
الصّٰفّٰت	۱۹
الصّٰفّٰت	۲۲ تا ۳۴

سورت	آیات
ص	۶۷_۶۸
الزمر	۳۱
الزمر	۶۰
الزمر	۶۸ تا ۷۰
المؤمن	۱۵_۱۶
المؤمن	۱۸
المؤمن	۵۲
المؤمن	۵۹
حم السجدة	۱۹ تا ۲۴
الشوریٰ	۱۷_۱۸
الزخرف	۳۹
الدخان	۴۰ تا ۴۲
الجاثیة	۲۸_۲۹
الاحقاف	۲۰
الاحقاف	۳۴
ق	۱۵
ق	۲۰ تا ۲۳
ق	۴۲
ق	۴۴
الذاریات	۶
الطور	۹_۱۰
النجم	۴۷
النجم	۵۷_۵۸
القمر	۱
القمر	۶ تا ۸
القمر	۴۶
الرحمن	۳۷_۳۹_۴۱
الواقعة	۱ تا ۱۰
الواقعة	۴۹_۵۰
الواقعة	۶۲
المجادلة	۶
المجادلة	۱۸
الممتحنة	۳
التغابن	۷
التغابن	۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
التحریم	۸
الملک	۲۷
القلم	۴۳
الحاقة	۱ تا ۴
الحاقة	۱۳ تا ۱۸
المعارج	۸ تا ۱۵
المعارج	۴۳ ـ ۴۴
المزمل	۱۴
المزمل	۱۷ ـ ۱۸
المدثر	۹ ـ ۱۰
المدثر	۳۵ تا ۳۷
القیمة	۷ تا ۱۳
القیمة	۲۲ تا ۳۰
المرسلات	۷ تا ۱۵
المرسلات	۳۵ تا ۴۰
النباء	۱۷ تا ۲۰
النباء	۳۷ تا ۴۰
النازعات	۶ تا ۹
النازعات	۳۴ ـ ۳۵
النازعات	۴۵ ـ ۴۶
عبس	۳۳ تا ۴۲
التکویر	۱ تا ۱۴
الانفطار	۱ تا ۵
الانفطار	۱۷ تا ۱۹
الانشقاق	۱ تا ۵
الطارق	۹ ـ ۱۰
الغاشیة	۱ تا ۱۶
الغاشیة	۲۵ ـ ۲۶
الفجر	۲۱ تا ۲۳
التین	۷
العلق	۸
الزلزال	۱ تا ۸
العادیات	۹ تا ۱۱
القارعة	۱ تا ۵

سورت	آیات
مؤمنین کی صفات	
البقرہ	۵
البقرہ	۶۲
البقرہ	۸۲
البقرہ	۱۱۲
البقرہ	۱۶۵
البقرہ	۲۱۸
البقرہ	۲۵۶ ـ ۲۵۷
البقرہ	۲۷۷
آل عمران	۱۷
آل عمران	۱۳۴ تا ۱۳۶
المائدہ	۵۴ تا ۵۶
الانعام	۴۸
الانعام	۸۲
الاعراف	۱۸۱
الانفال	۲ تا ۴
التوبة	۷۱ ـ ۷۲
التوبه	۱۱۲
یونس	۲۶
یونس	۶۲ تا ۶۴
هود	۲۳
الرعد	۲۰ تا ۲۴
الرعد	۲۸ ـ ۲۹
الحجر	۴۷ ـ ۴۸
النحل	۹۷
النحل	۱۲۸
الکهف	۳۰ ـ ۳۱
مریم	۶۱
مریم	۷۶
مریم	۹۶
طٰهٰ	۱۱۲
طٰهٰ	۱۲۳
الانبیاء	۵۴
الانبیاء	۱۰۱ تا ۱۰۳
الانبیاء	۱۰۵

سورت	آیات
الحج	۴۱
الحج	۵۰
المؤمنون	۱ تا ۱۱
المؤمنون	۵۷ تا ۶۱
النور	۵۱
النور	۵۵
النور	۶۲
الفرقان	۶۳ تا ۷۶
النمل	۸۹
القصص	۸۳
العنکبوت	۶۹
السجدة	۱۵ ـ ۱۶
الاحزاب	۳۵
الاحزاب	۵۹
السبا	۳۷
فاطر	۳۱
یٰسین	۱۱
الزمر	۳۳ تا ۳۵
حم السجدة	۳۰ تا ۳۳
الشوریٰ	۳۶ تا ۳۹
محمد	۲ ـ ۳
محمد	۱۷
الحجرات	۱۵
الواقعه	۱۰ تا ۳۸
الواقعه	۸۸ تا ۹۱
الحدید	۱۲
الحدید	۱۶
الحدید	۱۹
الطلاق	۲ تا ۵
الفجر	۲۷ تا ۳۰
البلد	۱۸
الشمس	۹
الّیل	۵ تا ۷
الّیل	۱۷ تا ۲۱
البینة	۷

سورت	آیات
جنت اور اس کی نعمتوں کا بیان	
البقرة	۲۵
الانعام	۱۲۸
الاعراف	۴۳ تا ۴۵
الرعد	۳۵
مریم	۶۲ ـ ۶۳
الفرقان	۲۴
یٰسین	۵۵ تا ۵۸
الزخرف	۷۱
محمد	۱۵
قٓ	۳۱ تا ۳۵
الرحمٰن	۴۶ تا ۷۶
مشرکین اور کفار کی صفات	
البقرة	۶ ـ ۷
البقرة	۸۱
البقرة	۱۰۵
البقرة	۱۱۸
البقرة	۲۱۷
البقرة	۲۵۷
آل عمران	۱۰ ـ ۱۱
آل عمران	۸۶ تا ۹۱
آل عمران	۱۷۷ ـ ۱۷۸
آل عمران	۱۹۷
النساء	۱۳۷
النساء	۵۰ ـ ۵۱
النساء	۱۶۷ تا ۱۶۹
الانعام	۴ تا ۹
الانعام	۲۹
الانعام	۳۷
الانعام	۱۱۱ ـ ۱۱۲
الانعام	۱۴۸
الانعام	۱۵۹
الانفال	۲۲ ـ ۲۳
الانفال	۳۰ تا ۳۷
الانفال	۵۵ ـ ۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
التوبة	۲۸
التوبة	۹۷۔ ۹۸
یونس	۷۔ ۸
یونس	۱۵۔ ۱۶
یونس	۴۸
الرعد	۲۵
الرعد	۲۷
الرعد	۴۲۔ ۴۳
ابراهیم	۲۸
الحجر	۲۔ ۳
بنی اسرائیل	۴۹ تا ۵۱
بنی اسرائیل	۹۰ تا ۹۳
مریم	۷۷ تا ۸۰
الانبیاء	۴۴
الحج	۱۱
الحج	۷۲
المؤمنون	۶۳ تا ۷۵
النور	۴۸
الفرقان	۴۱۔ ۴۲
النمل	۴۔ ۵
الروم	۲۹
الروم	۵۱
السجدہ	۱۰
السجدہ	۲۲
السبا	۳۵
السبا	۴۳ تا ۴۷
یٰسین	۴۷۔ ۴۸
الصّٰفّٰت	۳۵ تا ۳۸
صٓ	۱۶
الزمر	۴۵
المؤمن	۵۶
حٰمٓ السجدة	۶ تا ۲۹
حٰمٓ السجدة	۴۰
الشوریٰ	۱۶
الزخرف	۸۷

سورت	آیات
الدخان	۹
الدخان	۳۴ تا ۳۶
الاحقاف	۷۔ ۸
محمد	۱۶
محمد	۳۲
محمد	۳۴
الطور	۱۱ تا ۱۶
الطور	۴۰ تا ۴۲
النجم	۲۷۔ ۲۸
النجم	۳۳۔ ۳۴
المجادلة	۵
الصف	۸

منافقین کی صفات

البقرة	۸ تا ۱۶
النساء	۶۰ تا ۶۳
النساء	۸۱۔ ۸۲
النساء	۸۸
النساء	۱۳۰
النساء	۱۴۰۔ ۱۴۳
النساء	۱۴۵۔ ۱۴۶
الانفال	۵۲ تا ۵۴
التوبة	۵۵۔ ۵۶
التوبة	۵۸
التوبة	۶۱ تا ۶۹
التوبة	۷۴ تا ۸۰
التوبة	۸۴۔ ۸۵
التوبة	۱۲۴ تا ۱۲۷
الاحزاب	۱۲ تا ۱۵
الاحزاب	۱۸ تا ۲۰
الاحزاب	۲۴
الاحزاب	۶۲۔ ۶۳
محمد	۲۰ تا ۲۳
محمد	۲۹۔ ۳۰
الحدید	۱۳ تا ۱۵
المجادلة	۸

سورت	آیات
الحشر	۱۱ تا ۱۴
المنفقون	۱ تا ۸

دوزخ اور اہل دوزخ کے احوال

البقرة	۲۴
الانعام	۲۷۔ ۲۸
الاعراف	۳۸۔ ۳۹
الاعراف	۴۱
الاعراف	۵۰۔ ۵۱
الاعراف	۱۷۹
الانفال	۱۴
الانفال	۳۶
التوبة	۸۱
هود	۱۱۹
ابراهیم	۱۵ تا ۱۷
الحجر	۴۳۔ ۴۴
طٰهٰ	۷۴
المؤمنون	۱۰۴ تا ۱۱۴
الفرقان	۱۲ تا ۱۶
السجدہ	۱۳
یٰسین	۶۳۔ ۶۴
الدخان	۴۳ تا ۵۰
الصافات	۶۲ تا ۶۸
ق	۳۰
الرحمٰن	۴۳۔ ۴۴
المعارج	۱۵ تا ۱۸
المزمل	۱۲۔ ۱۳
المدثر	۳۱
النباء	۲۱ تا ۲۸
النازعات	۳۶
اللیل	۱۴
الهمزة	۴ تا ۹

قبلہ اور مساجد کا بیان

البقرة	۱۱۴۔ ۱۱۵

سورت	آیات
البقرة	۱۲۴
البقرة	۱۴۳ تا ۱۴۵
البقرة	۱۴۸ تا ۱۵۰
البقرة	۱۷۷
الاعراف	۲۹
الاعراف	۳۱
الانفال	۳۴
التوبة	۱۱۷۔ ۱۱۸
التوبة	۱۰۷ تا ۱۱۰
النور	۳۶ تا ۳۸
الجن	۱۸

طہارت کا بیان

البقرة	۲۲۲
النساء	۴۳
المائدہ	۶

نماز، زکوٰۃ اور صدقہ کا بیان

البقرة	۴۳
البقرة	۴۵۔ ۴۶
البقرة	۱۱۰
البقرة	۱۵۳
البقرة	۱۹۵
البقرة	۲۱۵
البقرة	۲۱۹
البقرة	۲۳۸۔ ۲۳۹
البقرة	۲۴۵
البقرة	۲۵۴
البقرة	۲۶۲ تا ۲۶۴
البقرة	۲۶۷۔ ۲۶۸
البقرة	۲۷۰ تا ۲۷۴
آل عمران	۹۲
النساء	۳۸۔ ۳۹
النساء	۴۳
النساء	۱۰۱ تا ۱۰۳
المائدہ	۸۵
الانعام	۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
الانعام	۹۳
الانعام	۱۶۴
الاعراف	۷
الانفال	۶۰
التوبة	۳۴۔ ۳۵
التوبة	۵۳۔ ۵۴
التوبة	۵۸ تا ۶۰
التوبة	۱۰۳
هود	۱۱۴
ابراهیم	۳۱
بنی اسرائیل	۷۸۔ ۷۹
بنی اسرائیل	۱۱۰
طٰهٰ	۱۴
طٰهٰ	۱۳۲
الحج	۳۴۔ ۳۵
الحج	۷۸
النور	۲۲
النور	۵۶
العنکبوت	۴۵
الروم	۳۹
فاطر	۱۸
فاطر	۲۹۔ ۳۰
الحدید	۱۰۔ ۱۸
الجمعة	۹ تا ۱۱
المعارج	۲۲۔ ۲۳
المزمل	۱ تا ۴
المزمل	۶۔ ۷
المزمل	۲۰
الاعلٰی	۱۴۔ ۱۵
البینة	۵
الماعون	۴ تا ۷
الکوثر	۲۔ ۳

روزۂ اعتکاف اور شب قدر کا بیان

البقرة	۱۸۳ تا ۱۸۵
البقرة	۱۸۷
القدر	۲ تا ۵

حج وعمرہ کا بیان

البقرة	۱۵۸
البقرة	۱۸۹
البقرة	۱۹۶، ۲۰۳
آل عمران	۹۷
المائدہ	۹۵ تا ۹۷
الحج	۲۷ تا ۳۰
الحج	۳۲ تا ۳۴
الحج	۳۶۔ ۳۷
الحج	۶۷۔ ۶۸
الفتح	۲۷

قرآنی دعاؤں کا بیان

الفاتحة	۵ تا ۷
البقرة	۶۷
البقرة	۱۲۷
البقرة	۱۲۸
البقرة	۱۸۶
البقرة	۲۰۰
البقرة	۲۸۰
آل عمران	۸۔ ۹
آل عمران	۱۶
آل عمران	۲۶۔ ۲۷
آل عمران	۳۸
آل عمران	۵۳
آل عمران	۱۴۷
آل عمران	۱۹۱ تا ۱۹۵
النساء	۷۵
المائدہ	۱۵
المائدہ	۸۳۔ ۸۴
المائدہ	۱۱۴
الاعراف	۴۷
الاعراف	۵۵
الاعراف	۸۹
الاعراف	۱۲۶
الاعراف	۱۵۱
الاعراف	۱۵۵۔ ۱۵۶
یونس	۸۵۔ ۸۶
هود	۴۷
یوسف	۱۰۱
ابراهیم	۳۸۔ ۳۹
ابراهیم	۴۰۔ ۴۱
بنی اسرائیل	۲۴
بنی اسرائیل	۸۰
الکهف	۱۰
طٰهٰ	۲۵۔ ۲۶
طٰهٰ	۱۱۴
الانبیاء	۸۳
الانبیاء	۸۷
الانبیاء	۸۹
القصص	۲۱
القصص	۳۴
العنکبوت	۳۰
الزمر	۴۶
المؤمن	۷ تا ۹
المؤمن	۶۰
الاحقاف	۱۵
الحشر	۱۰
الممتحنة	۴۔ ۵
التحریم	۸
نوح	۲۸

پردے کے احکامات

الاحزاب	۳۳۔ ۳۴
الاحزاب	۵۳
الاحزاب	۵۶
الاحزاب	۶۰

یتیموں کے احکامات

البقرة	۲۲۰
النساء	۲۔ ۳
النساء	۶
النساء	۹۔ ۱۰
النساء	۱۲۷
الانعام	۱۵۲

نکاح کے احکامات

البقرة	۲۲۱
النساء	۳۔ ۴
النساء	۲۲ تا ۲۵
النساء	۳۴۔ ۳۵
النساء	۱۲۹۔ ۱۳۰
المائدہ	۵
النور	۳
النور	۳۲۔ ۳۳
الاحزاب	۳۷
الاحزاب	۵۰
الممتحنة	۱۰

طلاق کے احکامات

البقرة	۲۲۸۔ ۲۴۲
النساء	۲۰۔ ۲۱
الطلاق	۱ تا ۷

قرض کے احکامات

البقرة	۲۸۰
البقرة	۲۸۲

سود کے احکامات

البقرة	۲۷۵۔ ۲۷۶
البقرة	۲۷۸۔ ۲۷۹
آل عمران	۱۳۰
الروم	۳۹

قسم کے احکامات

البقرة	۲۲۴۔ ۲۲۵
المائدہ	۸۹
النحل	۹۱۔ ۹۲
النحل	۹۴
التحریم	۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
حلال وحرام کے احکامات	
البقرة	۱۷۳
البقرة	۲۱۷
البقرة	۲۲۲
آل عمران	۹۳۔ ۹۴
المائدہ	۱
المائدہ	۳ تا ۵
المائدہ	۹۰۔ ۹۱
المائدہ	۹۳
المائدہ	۹۶
المائدہ	۱۰۳
الانعام	۱۱۹۔ ۱۲۰
الانعام	۱۲۲
الانعام	۱۴۶
الاعراف	۳۲۔ ۳۳
یونس	۵۹۔ ۶۰
النحل	۱۱۴ تا ۱۱۷
الحج	۳۰
النور	۳۱
النور	۶۰۔ ۶۱
جہاد وقتال کے احکامات	
البقرة	۱۵۴
البقرة	۱۹۰ تا ۱۹۴
البقرة	۲۰۷
البقرة	۲۱۶ تا ۲۱۸
البقرة	۲۴۴
آل عمران	۱۲۱ تا ۱۲۸
آل عمران	۱۳۹ تا ۱۴۱
آل عمران	۱۴۶ تا ۱۴۸
آل عمران	۱۵۱ تا ۱۵۷
آل عمران	۱۶۵ تا ۱۷۵
آل عمران	۱۹۵
آل عمران	۲۰۰
النساء	۷۱ تا ۷۸
النساء	۸۴
النساء	۸۹ تا ۹۱
النساء	۹۴ تا ۱۰۰
النساء	۱۰۹
المائدہ	۳۵
الانفال	۶ تا ۱۲
الانفال	۱۵ تا ۱۹
الانفال	۳۹ تا ۴۵
الانفال	۴۸
الانفال	۵۱
الانفال	۵۷ تا ۷۵
التوبة	۱ تا ۱۵
التوبة	۱۹ تا ۲۲
التوبة	۲۴ تا ۲۷
التوبة	۲۹
التوبة	۳۶۔ ۵۳
التوبة	۵۶۔ ۵۷
التوبة	۷۲
التوبة	۸۱ تا ۸۳
التوبة	۸۶ تا ۹۶
التوبة	۱۰۵۔ ۱۰۶
التوبة	۱۱۱
التوبة	۱۲۰ تا ۱۲۳
النحل	۴۱۔ ۴۲
النحل	۶۱
النحل	۱۱۹
الانبیاء	۳۴۔ ۳۵
الحج	۳۹۔ ۴۰
العنکبوت	۵۔ ۶
الاحزاب	۱۰
الاحزاب	۱۶
الاحزاب	۲۲۔ ۲۳
الاحزاب	۲۵۔ تا ۲۷
محمد	۴ تا ۷
محمد	۲۰
الفتح	۱ تا ۳
الفتح	۱۵ تا ۲۶
الحجرات	۹
الحجرات	۱۵
الحدید	۱۰
الحشر	۳ تا ۱۰
الحشر	۱۴
الممتحنة	۷ تا ۱۱
الصف	۴
الصف	۱۰ تا ۱۳
التحریم	۹
حدود وقصاص کے احکامات	
البقرة	۱۷۸۔ ۱۷۹
النساء	۱۵۔ ۱۶
النساء	۹۲۔ ۹۳
المائدہ	۳۳۔ ۳۴
المائدہ	۳۸۔ ۳۹
المائدہ	۴۵
النور	۲
النور	۴۔ ۵
النور	۱۱ تا ۲۰
النور	۲۳۔ ۲۴
وراثت کے احکامات	
النساء	۷۔ ۸
النساء	۱۱۔ ۱۲
النساء	۱۹
النساء	۲۳
النساء	۱۷۵
الانفال	۷۵
الاحزاب	۶
انبیاء کرام کے حالات وواقعات	
حضرت آدم علیہ السلام کے حالات	
البقرة	۳۰ تا ۳۹
الاعراف	۱۱ تا ۲۵
الاعراف	۱۷۲ تا ۱۷۴
الاعراف	۱۸۹۔ ۱۹۰
الحجر	۲۸ تا ۴۴
بنی اسرائیل	۹۱ تا ۶۵
بنی اسرائیل	۷۰
الکهف	۵۰۔ ۵۱
طٰهٰ	۱۱۵ تا ۱۲۳
السبا	۲۰۔ ۲۱
یٰسین	۶۰ تا ۶۲
صٓ	۷۱ تا ۸۵
الحجرات	۱۳
حضرت موسیٰ وھارون علیہما السلام اور بنی اسرائیل کے حالات وواقعات	
البقرة	۴۵ تا ۵۹
البقرة	۶۰۔ ۶۱
البقرة	۶۳ تا ۸۰
البقرة	۸۳ تا ۹۶
البقرة	۱۰۰۔ ۱۰۱
البقرة	۱۰۸ تا ۱۱۰
البقرة	۱۱۳
البقرة	۱۲۰ تا ۱۲۳
البقرة	۱۳۴ تا ۱۳۷
البقرة	۱۴۰۔ ۱۴۱
البقرة	۱۴۶۔ ۱۴۷
البقرة	۱۵۹۔ ۱۶۰
البقرة	۱۷۴ تا ۱۴۶
البقرة	۲۱۱
البقرة	۲۴۳
النساء	۱۵۳ تا ۱۵۵
المائدہ	۱۲ تا ۱۶
المائدہ	۲۰ تا ۲۶
المائدہ	۳۲
المائدہ	۷۸ تا ۸۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
الانعام	۹۱
الانعام	۱۵۴
الاعراف	۱۰۳ تا ۱۵۶
الاعراف	۱۵۹ تا ۱۷۱
الانفال	۵۲
الانفال	۵۴
یونس	۷۵ تا ۹۳
هود	۹۶ تا ۱۰۰
هود	۱۱۰
ابراهیم	۵ تا ۸
النحل	۱۲۴
بنی اسرائیل	۲ تا ۸
بنی اسرائیل	۱۰۱ تا ۱۰۴
الکهف	۶۰ تا ۸۲
مریم	۵۱ تا ۵۳
طٰهٰ	۹ تا ۹۸
الانبیاء	۴۸ ـ ۴۹
المؤمنون	۴۵ تا ۴۹
الفرقان	۳۵ ـ ۳۶
الشعراء	۱۰ تا ۶۸
النمل	۷ تا ۱۴
القصص	۳ تا ۴۶
السجده	۲۳ ـ ۲۴
الاحزاب	۷۰
الصافات	۱۱۴ تا ۱۲۲
المؤمن	۲۳ تا ۴۶
المؤمن	۵۳ ـ ۵۴
حم السجده	۴۵
الزخرف	۴۰ تا ۵۶
الدخان	۱۷ تا ۳۳
الجاثیه	۱۶ ـ ۱۷
الذاریات	۳۸ تا ۴۰
القمر	۴۲
الصف	۵
الحاقة	۹ ـ ۱۰

سورت	آیات
المزمل	۱۵ ـ ۱۶
النازعات	۱۵ تا ۲۶
البروج	۱۷ ـ ۱۸
الاعلیٰ	۱۰ ـ ۱۱
الفجر	۱۰ تا ۱۳
حضرت یعقوب، عیسیٰ، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کا ذکر اور مریم علیہا السلام کی پاک دامنی	
البقرة	۱۱۳
البقرة	۸۷
البقرة	۲۵۳
آل عمران	۳۵ تا ۴۱
آل عمران	۴۲ تا ۵۳
آل عمران	۵۵ تا ۶۲
النساء	۱۵۵ تا ۱۵۹
النساء	۱۷۱ ـ ۱۷۲
المائده	۱۷
المائده	۴۶
المائده	۷۲
المائده	۷۳ تا ۷۶
المائده	۱۱۰ تا ۱۱۸
مریم	۱ تا ۳۴
الانبیاء	۸۹ تا ۹۲
المؤمنون	۵۰
الزخرف	۵۷ تا ۶۵
الحدید	۲۷
الصف	۶
الصف	۱۴
حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے حالات اور تعمیر کعبہ شریف	
البقرة	۱۲۴ تا ۱۳۲
البقرة	۱۳۵
البقرة	۲۵۸

سورت	آیات
البقرة	۲۶۰
آل عمران	۶۵ تا ۶۸
آل عمران	۹۵ تا ۹۷
النساء	۱۲۵
المائده	۹۷ ـ
الانعام	۷۴ تا ۸۲
الانعام	۱۶۰ ـ ۱۶۱
التوبة	۱۲۱
هود	۶۹ تا ۷۶
ابراهیم	۳۵ تا ۴۱
الحجر	۵۱ تا ۶۰
النحل	۱۲۰ تا ۱۲۳
مریم	۴۱ تا ۵۰
مریم	۵۱ ـ ۵۲
الانبیاء	۵۱ تا ۷۳
الحج	۲۶
الحج	۷۸
الشعر	۶۹ تا ۱۰۴
العنکبوت	۱۶
العنکبوت	۲۴ ـ ۲۷
العنکبوت	۳۱ ـ ۳۲
الصافات	۸۳ تا ۱۱۳
ص	۴۵ تا ۴۸
الزخرف	۲۶ تا ۲۸
الذاریات	۲۴ تا ۳۷
الممتحنة	۴ ـ ۵
الممتحنة	۶
الاعلیٰ	۱۸ ـ ۱۹
حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے حالات	
البقرة	۱۰۲ ـ ۱۰۳
الانبیاء	۷۸ تا ۸۲
النمل	۱۵ تا ۴۴
السبا	۱۰ تا ۱۹
صٓ	۱۷ تا ۲۶

سورت	آیات
صٓ	۳۰ تا ۴۰
حضرت نوح علیہ السلام کے حالات	
الاعراف	۵۹ تا ۶۴
یونس	۷۱ تا ۷۳
هود	۲۵ تا ۴۹
الانبیاء	۷۶ ـ ۷۷
المؤمنون	۲۳ تا ۳۰
الفرقان	۳۷
الشعراء	۱۰۵ تا ۱۲۲
العنکبوت	۱۴ ـ ۱۵
الصافات	۷۵ تا ۸۲
صٓ	۱۲ تا ۱۴
المؤمن	۵
الشوریٰ	۱۳
الذاریات	۴۶
النجم	۵۲
القمر	۹ تا ۱۶
الواقعة	۱۱ ـ ۱۲
نوح	۱ تا ۲۸
حضرت ہود علیہ السلام کے حالات	
الاعراف	۶۵ تا ۷۲
هود	۵۰ تا ۶۰
الفرقان	۳۸ ـ ۳۹
الشعراء	۱۲۳ تا ۱۴۰
العنکبوت	۳۸
حٰمٓ السجدة	۱۳ تا ۱۶
الاحقاف	۲۱ تا ۲۶
الذاریات	۴۱ ـ ۴۲
القمر	۱۸ تا ۲۱
الحاقة	۶ تا ۸
حضرت صالحؑ کے حالات	
الاعراف	۷۳ تا ۷۹
هود	۶۱ تا ۶۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت	آیات
الشعراء	۱۴۱ تا ۱۵۹
النمل	۴۵ تا ۵۳
القمر	۲۳ تا ۳۱
الشمس	۱۱ تا ۱۵
حضرت لوط علیہ السلام کے حالات	
الاعراف	۸۰ تا ۸۴
هود	۷۷ تا ۸۳
الحجر	۶۱ تا ۷۷
الانبیاء	۷۴۔ ۷۵
الشعراء	۱۶۰ تا ۱۷۵
النمل	۵۴ تا ۵۸
العنکبوت	۲۸ تا ۳۰
العنکبوت	۳۳ تا ۳۵
الصافات	۱۳۵ تا ۱۳۸
القمر	۳۳ تا ۳۹
حضرت شعیب علیہ السلام کے حالات	
الاعراف	۸۵ تا ۹۳
هود	۸۴ تا ۹۵
الشعراء	۱۷۶ تا ۱۹۱
العنکبوت	۳۶۔ ۳۷
حضرت ایوب علیہ السلام کے حالات	
الانبیاء	۸۲ تا ۸۳
ص	۴۱ تا ۴۴
حضرت ادریسؑ اور الیاسؑ کا قصہ	
مریم	۵۶۔ ۵۷
الصافات	۱۲۲ تا ۱۳۲
حضرت یوسفؑ کے حالات	
یوسف	۱ تا ۱۰۰
حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ	
الانبیاء	۸۷۔ ۸۸
الصافات	۱۳۹ تا ۱۴۸

سورت	آیات
القلم	۴۸ تا ۵۰
علم غیب کا بیان	
لقمٰن	۳۴
الجن	۲۶
الانعام	۵۰
الانعام	۵۹
الانعام	۷۳
الاعراف	۱۸۸
یونس	۲۰
هود	۳۱
هود	۴۹
هود	۱۲۳
یوسف	۱۰۲
النمل	۶۵
سبا	۱۴
الطور	۴۱
النجم	۳۵
القلم	۴۷
الجن	۲۶
نور کا بیان	
البقرة	۲۵۷
المائده	۱۵
المائده	۴۴
المائده	۴۶
الاعراف	۱۵۷
النور	۳۵
النور	۴۰
الزمر	۲۲
الزمر	۶۹
التغابن	۸
النساء	۱۷۴
الانعام	۹۱
الانعام	۱۲۲
الشوریٰ	۵۲
الحدید	۱۳

سورت	آیات
تقلید کی مذمت	
البقرة	۱۷۰
المائده	۸۲
الاعراف	۲۸۔ ۲۹
هود	۱۰۹
الزخرف	۲۳ تا ۲۵
شفاعت کا بیان	
البقرة	۲۵۵
النساء	۸۵
مریم	۸۷
طٰهٰ	۱۰۹
الانبیاء	۲۸
السبا	۲۳
الزمر	۴۴
المدثر	۴۸
انسانی تخلیق اور فطرت کا بیان	
النساء	۲۸
یونس	۱۲
یونس	۱۹
یونس	۲۱
هود	۳۔ ۱۱
ابراهیم	۳۴
الحجر	۲۶
النحل	۴
بنی اسرائیل	۱۱
بنی اسرائیل	۴۳
بنی اسرائیل	۶۷
بنی اسرائیل	۸۳
بنی اسرائیل	۱۰۰
الکهف	۵۴
مریم	۶۷
الانبیاء	۳۷
الحج	۴۶
المؤمنون	۱۲ تا ۱۴

سورت	آیات
الفرقان	۲۹
الروم	۳۲
الروم	۳۶
السجده	۷ تا ۹
الاحزاب	۷۳۔ ۷۴
یٰسین	۷۷
الزمر	۸
الزمر	۴۹
حم السجدة	۴۹ تا ۵۱
الشوریٰ	۴۸
الزخرف	۱۵
النجم	۲۴
المعارج	۱۹ تا ۳۵
القیمة	۳ تا ۶
القیمة	۱۴۔ ۱۵
القیمة	۲۶
الدهر	۱۔ ۲
عبس	۱۷ تا ۲۳
الانفطار	۶ تا ۸
الانشقاق	۶
الطارق	۵ تا ۷
الفجر	۱۵۔ ۱۶
البلد	۴
التین	۴۔ ۵
العلق	۲
العلق	۶۔ ۷
العٰدیات	۶ تا ۸
العصر	۱ تا ۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

شمار سورۃ	نام سورۃ	نمبر صفحہ	شمار پارہ
۱	الفاتحة	۲	۱
۲	البقرة	۳	۱_۲_۳
۳	آل عمران	۶۸	۳_۴
۴	النساء	۱۰۶	۴_۵_۶
۵	المآئدة	۱۴۸	۶_۷
۶	الانعام	۱۷۷	۷_۸
۷	الاعراف	۲۰۹	۸_۹
۸	الانفال	۲۴۶	۹_۱۰
۹	التوبة	۲۶۰	۱۰_۱۱
۱۰	یونس	۲۸۸	۱۱
۱۱	هود	۳۰۸	۱۱_۱۲
۱۲	یوسف	۳۲۸	۱۲_۱۳
۱۳	الرعد	۳۴۶	۱۳
۱۴	ابراهیم	۳۵۵	۱۳
۱۵	الحجر	۳۶۴	۱۳_۱۴
۱۶	النحل	۳۷۲	۱۴
۱۷	بنی اسرآءیل	۳۹۳	۱۵
۱۸	الکهف	۴۰۸	۱۵_۱۶
۱۹	مریم	۴۲۵	۱۶
۲۰	طٰهٰ	۴۳۵	۱۶
۲۱	الانبیآء	۴۴۹	۱۷
۲۲	الحج	۴۶۲	۱۷
۲۳	المؤمنون	۴۷۷	۱۸
۲۴	النور	۴۸۷	۱۸
۲۵	الفرقان	۵۰۱	۱۸_۱۹
۲۶	الشعرآء	۵۱۱	۱۹
۲۷	النمل	۵۲۵	۱۹_۲۰
۲۸	القصص	۵۳۷	۲۰
۲۹	العنکبوت	۵۵۲	۲۰_۲۱
۳۰	الروم	۵۶۲	۲۱
۳۱	لقمٰن	۵۷۱	۲۱
۳۲	السجدة	۵۷۷	۲۱
۳۳	الاحزاب	۵۸۱	۲۱_۲۲
۳۴	سبا	۵۹۵	۲۲
۳۵	فاطر	۶۰۳	۲۲
۳۶	یٰسٓ	۶۱۱	۲۲_۲۳
۳۷	الصّٰفّٰت	۶۱۸	۲۳
۳۸	صٓ	۶۲۸	۲۳
۳۹	الزمر	۶۳۵	۲۳_۲۴
۴۰	المؤمن	۶۴۷	۲۴
۴۱	حٰمٓ السجدة	۶۵۹	۲۴_۲۵
۴۲	الشوریٰ	۶۶۸	۲۵
۴۳	الزخرف	۶۷۷	۲۵
۴۴	الدخان	۶۸۶	۲۵
۴۵	الجاثیة	۶۹۱	۲۵
۴۶	الاحقاف	۶۹۷	۲۶
۴۷	محمد	۷۰۴	۲۶
۴۸	الفتح	۷۱۰	۲۶
۴۹	الحجرات	۷۱۶	۲۶
۵۰	قٓ	۷۲۱	۲۶
۵۱	الذّٰریٰت	۷۲۵	۲۶_۲۷
۵۲	الطور	۷۲۹	۲۷
۵۳	النجم	۷۳۲	۲۷
۵۴	القمر	۷۳۶	۲۷
۵۵	الرحمٰن	۷۴۰	۲۷
۵۶	الواقعة	۷۴۵	۲۷
۵۷	الحدید	۷۵۰	۲۷
۵۸	المجادلة	۷۵۷	۲۸
۵۹	الحشر	۷۶۱	۲۸
۶۰	الممتحنة	۷۶۶	۲۸
۶۱	الصّف	۷۷۰	۲۸
۶۲	الجمعة	۷۷۳	۲۸
۶۳	المنٰفقون	۷۷۵	۲۸
۶۴	التغابن	۷۷۷	۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار سورۃ	نام سورۃ	نمبر صفحہ	شمار پارہ	شمار سورۃ	نام سورۃ	نمبر صفحہ	شمار پارہ
۶۵	الطلاق	۷۸۰	۲۸	۹۰	البلد	۸۳۵	۳۰
۶۶	التحریم	۷۸۳	۲۸	۹۱	الشمس	۸۳۶	۳۰
۶۷	الملک	۷۸۷	۲۹	۹۲	الیل	۸۳۷	۳۰
۶۸	القلم	۷۹۰	۲۹	۹۳	الضحیٰ	۸۳۸	۳۰
۶۹	الحآقة	۷۹۴	۲۹	۹۴	الم نشرح	۸۳۹	۳۰
۷۰	المعارج	۷۹۷	۲۹	۹۵	التین	۸۳۹	۳۰
۷۱	نوح	۸۰۰	۲۹	۹۶	العلق	۸۳۹	۳۰
۷۲	الجن	۸۰۳	۲۹	۹۷	القدر	۸۴۰	۳۰
۷۳	المزمل	۸۰۶	۲۹	۹۸	البینة	۸۴۰	۳۰
۷۴	المدثر	۸۰۸	۲۹	۹۹	الزلزال	۸۴۱	۳۰
۷۵	القیمة	۸۱۱	۲۹	۱۰۰	العٰدیٰت	۸۴۲	۳۰
۷۶	الدھر	۸۱۳	۲۹	۱۰۱	القارعة	۸۴۳	۳۰
۷۷	المرسلٰت	۸۱۶	۲۹	۱۰۲	التکاثر	۸۴۳	۳۰
۷۸	النبا	۸۱۹	۳۰	۱۰۳	العصر	۸۴۴	۳۰
۷۹	النّٰزعٰت	۸۲۰	۳۰	۱۰۴	الھمزة	۸۴۴	۳۰
۸۰	عبس	۸۲۲	۳۰	۱۰۵	الفیل	۸۴۴	۳۰
۸۱	التکویر	۸۲۴	۳۰	۱۰۶	قریش	۸۴۵	۳۰
۸۲	الانفطار	۸۲۵	۳۰	۱۰۷	الماعون	۸۴۵	۳۰
۸۳	المطففین	۸۲۶	۳۰	۱۰۸	الکوثر	۸۴۶	۳۰
۸۴	الانشقاق	۸۲۸	۳۰	۱۰۹	الکٰفرون	۸۴۶	۳۰
۸۵	البروج	۸۲۹	۳۰	۱۱۰	النصر	۸۴۶	۳۰
۸۶	الطارق	۸۳۰	۳۰	۱۱۱	اللھب	۸۴۷	۳۰
۸۷	الاعلیٰ	۸۳۱	۳۰	۱۱۲	الاخلاص	۸۴۷	۳۰
۸۸	الغاشیة	۸۳۲	۳۰	۱۱۳	الفلق	۸۴۷	۳۰
۸۹	الفجر	۸۳۳	۳۰	۱۱۴	الناس	۸۴۸	۳۰

استدعا: انسانی طاقت اور بساط میں جو کچھ ہے۔ اس کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ نسخہ ہذا میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ پھر بھی آپ سے استدعا ہے کہ اگر دوران تلاوت اس قسم کی غلطی کا شبہ ہو تو ہمیں مطلع فرما کر مشکور فرمائیے۔

سرٹیفکیٹ: ہم نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے اور ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

مولانا غلام اللہ (رجسٹرڈ پروف ریڈر) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب۔

عبدالقدوس حامدی افغانستان بدخشان شہر بزرگ بری خم جمیل آباد نزیل لاہور

878

www.KitaboSunnat.com
ہر قسم کی دلائل سے مزین موضوع و مخصوص موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

